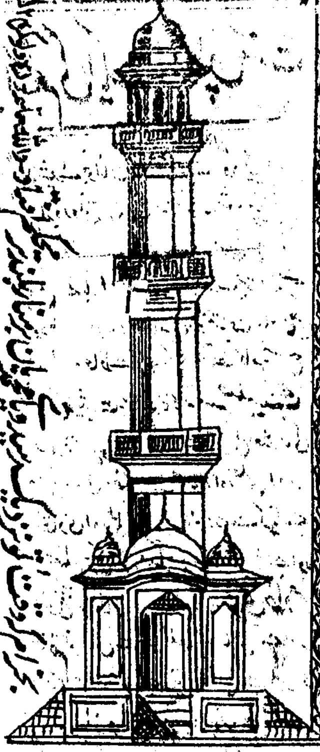
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳

نمبر (۱) | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹ

ناظرین الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے الحکم کا یہ نمبر دسوین جلد کا پہلا نمبر ہے۔ خدا کرے کہ یہ سال الحکم اور اسکے سرپرستون اور معاونین کیلئے خیر و برکت کا سال ہو اور اسکے کارپردازون اور خاکسار ایڈیٹر کو توفیق ملے کہ وہ اسکو زیادہ مفید اور دلچسپ بنا سکین۔

ان معاونین کا شکریہ ہی جنہون نے اپنے واجب الادا مطالبہ کو بروقت ادا کیا اور توسیع اشاعت مین سعی کی اور ان حضرات کو توجہ دلائی جاتی ہے جنہون نے ابتک ... حالانکہ یہی بزرگوارون کی عدم توجہی کا اثر ہوتا ہے جو بعض اوقات اخبار کے ... شائع ہونے کی نوبت آجاتی ہے۔ کاش! دم ... قومی کامون مین اپنے فرائض کی نگہداشت کو ضروری سمجھین۔

... اشاعت کے متعلق بارہا کہا گیا کہون اور کیونکر ... ناظرین یہ سمجھ لین کہ جب تک اشاعت ایک وسیع پیمانہ پر نہ ہوگی۔ اسکے اثر کا دائرہ محدود اور تنگ ہوگا۔ اسلئے ضرورت ہے غیر احمدیون مین زیادہ اشاعت کی اسکے لئے آپ دوسرے صفحہ پر ایک مضمون پڑھین گے۔

*

سال رواں کے متعلق الحکم کی ترتیب مین کوئی تجدید ہوگی یا بحالت سابق ہی چلیگا مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ یہہ امور منحصر ہین وقتی ضرورتون پر۔ صرف اتنا کہہ دیتا ہون کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے سعی کیجاوے گی کہ پہلے سے زیادہ مفید ہو۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

*

ناظرین الحکم میری ذمہ داریون سے بہت بڑی حد تک آگاہ ہین اور وہ جانتے ہین کہ مین آخر آدم زاد ہون اور میری کمزوریون اور ناتوانیون کے لئے آدم زاد ہونا ہی کافی ہے کیونکہ خلق الانسان ضعیفا ارشاد خداوندی ہے۔ پس وہ میرے لئے اخلاص اور ہمت کی ہمیشہ دعا کرتے رہین کہ جب تک اللہ تعالےٰ کے علم مین مقدر ہے کہ مین اس قومی خدمت مین حصہ لون وہ مجھے سچا اخلاص اور پوری طاقت عطا فرماوے آمین۔

*

سال نو کے خطابات کی فہرست شائع ہوگئی ہے اور مین نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہون کہ اس فہرست مین الحکم کے دو سرپرستون کو بھی پاتا ہون جن مین سردار محراب خان صاحب (بلوچستان) کو سردار بہادر کا اور جناب قاضی فقیر احمد صاحب بیٹو ناچی (بلوچستان) کو خانصاحب کا **خطاب** دیا گیا ہے مین اس عطائے خطاب پر اپنے دونو مخدوم کرمفرماؤن کو سچے دل سے مبارکباد دیتا ہون اور انہین توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس خوشی کی تقریب پر الحکم کی ایکہزار کاپی مفت اشاعت کے سلسلہ مین کم از کم دس دس اخبار جاری کرادین۔

تازہ الہامات و رؤیا

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک

ترجمہ۔ اے چاند۔ اے سورج تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون

فرمایا اس الہام مین خدا تعالیٰ نے ایکدفعہ آپنے آپکو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند۔ اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہی جسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ مین ایک زمانہ مین تو پوشیدہ تھا اور اس کی روشنی کے انعکاس سے مین ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ مین وہ خود پوشیدہ تھا۔ پھر وہ روشنی جو مجھے دیگئی۔ اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ یعنی چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنیوالا ہے۔ پس اس الہام مین اول خدا تعالیٰ نے اپنے تئین سورج قرار دیا اور اسکے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ مین نور پیدا ہونا بیان فرمایا۔ اس لئے مین قمر کہلایا پھر چونکہ میری نار تشنج سے جو مجھے دیگئی اسکا نام روشن ہوا۔ اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالےٰ نے آپکو قمر قرار دیا۔ کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور اپنی ابتائندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگون پر نمایان کیا۔ یہ شمس و قمر کا خطاب الہام کے دو طرفے فقرہ کی تشریح ہے کہ انت منی و انا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان مین نہین آسکتی ہی۔

الہام دوم۔ انا نبشرک بغلام۔ نافلۃ لک۔ نافلۃ من عندی

ترجمہ۔ ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ رؤیا۔ دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی قبر کے پاس ہین اور قبر پر ... ڈالا ہے۔

یکم جنوری ۱۹۰۶ء۔ تین بکرے ذبح کئے جائینگے۔

فرمایا۔ ظاہر ہے جل کر کے آج ہم نے تین بکرے ذبح کرادیئے ہین۔

۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ آئی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ حرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔ ... ھنا و ذٰلک الذی انقض ظھرک۔ ترجمہ مین فوجون ...

الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

میں نے بار ہا ظاہر کیا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو مختلف شانیں ہیں اور ان کے لحاظ سے آپ کے دو مختلف کام مسیح موعود کی حیثیت سے آپکا کام **کسر صلیب** ہے اور مہدی معہود کی نسبت سے آپ کی بعثت کی غرض اندرونی مفاسد کی اصلاح اور علمی اور اعتقادی اور عملی کمزوریوں کو درست کرنا ہے۔ **کسر صلیب** کے لئے **میگزین** کام کر رہا ہے اور اندرونی اصلاح کے لئے آپکا یہ **قومی خادم** الحکم نو سال سے حتی المقدور ساعی ہے اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ تین سال سے اس کا ایک اور **بازو بدر** بھی پیدا ہو گیا ہے۔ **کسر صلیب** کے لئے میگزین کے لئے میگزین کے معاونین کا پیدا ہونا یوں تو اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے مگر جب تک اندرونی اصلاح کا دائرہ وسیع نہ ہو ان معاونین کا حلقہ وسیع نہیں ہو سکتا اس حیثیت سے ایک لطیف استعارہ کے طور پر میں کہ سکتا ہوں کہ مسیح موعود کی راہ صاف کرنے کے لئے یہہ اردو پرچے ایلیا کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ باوصفیکہ قوم ان **مفاد** اور منافع کو جو الحکم کے ذریعہ سے **نو سال** میں اور بدر کے ذریعہ تین سال میں پہونچے ہیں محسوس کر چکی ہے لیکن ابھی تک تین لاکھ کی جماعت اردو کے دو اخباروں کی کافی اشاعت کا انتظام نہیں کر سکی جن میں سے ایک **نو سال** سے جاری ہے۔ یہہ حق واجب قوم پر ہے اور قوم ہی کے فائدہ کے لئے ہے

مجھے بعض اوقات بہت پڑھ کر افسوس ہوا کرتا ہے جب ایک شخص الحکم خرید کرتا ہے تو لکھتا ہے کہ بدر بند کر دو اسکی بجائے الحکم جاری کر دیا الحکم بند کر دو اسکی بجائے میگزین جاری کرو۔ یہہ کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ افسوس ناک امر ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسہ کا چندہ بند کر کے لنگر میں دیا جاوے یا لنگر کا بند کر دیا جاوے اور مدرسہ میں دیا جاوے۔ ایک نیکی کے کام کو چھوڑ کر اگر دوسرا اختیار کیا تو کیا کمال کیا۔ کمال یہ ہے۔ کہ سارے شعبوں کی تکمیل ہو۔ پس آیندہ کے لئے دفتر الحکم اس امر کی انشاء اللہ پابندی کریگا کہ کوئی ایسی درخواست آوے کہ قادیان کے کسی دوسرے اخبار کو بند کر کے وہ الحکم خریدے تو اس کے نام ہرگز ہرگز پرچہ جاری نہیں کیا جاوےگا۔ اور اسی اصول کی پابندی کے لئے میں اپنے عزیز اور محترم معاصرین بدر و میگزین کو توجہ دلاتا ہوں۔ یہ ایک الگ امر ہے کہ ایک شخص پہلے سے کسی اخبار کا خریدار نہیں اور وہ اپنے لئے کوئی ایک اخبار خریدے لیکن ایک کو بند کر کے دوسرا خریدنا یہ مستحسن امر نہیں ہے۔

اس کے بعد میں ایک ضروری امر کیطرف **قوم** کو توجہ دلاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ۱۹۰۶ء کی پہلی سہ ماہی میں اسکا پورا انتظام قوم کے اہل دل افراد کر سکیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے **الحکم کی ایک ہزار کاپیاں مفت تقسیم کرون** اور یہ سلسلہ کم از کم دو سال کے لئے جاری رکھا جاوے۔ اور سال بھر میں ۴ مرتبہ اسکی تجدید ہو۔ یعنی پہلی سہ ماہی میں جن لوگوں کے نام اخبار جاری رہے دوسری سہ ماہی میں انکے نام بند کر دیا جاوے۔ اور پھر اور نئے اصحاب کو سلسلہ کی اطلاع دی جاوے گویا دو سال کے اندر ۸ ہزار آدمیوں میں یہ تبلیغ پہونچے اور اگر بالاوسط دس آدمی بھی ایک اخبار کو پڑھیں گے تو یقیناً ۸۰ ہزار آدمیوں میں یہ پیغام پہونچ جائیگا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید کیجاتی ہے کہ اگر ۲۵ فیصدی لوگوں نے اس طریق پر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول کو شناخت کر لیا تو بیس ہزار روحیں انکار کی لعنت سے بچ سکتی ہیں اور پھر ان کے ذریعہ سلسلہ کی اعانت اور اشاعت کے دائرہ میں اور بھی وسعت کی توقع کیجاتی ہے۔ اسوقت یہ ایک خیالی تخمینہ اور تجویزی بات کہی جائے گی۔ مگر میرے دوستو! آخر یہ ساری جماعت باہر ہی سے آئی ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں ان تک تبلیغ پہونچی ہے۔ اولاً کسکو خیال ہو سکتا تھا کہ اتنی جماعت ہو جائے گی۔

بہرحال بات کچھ بھی نہیں **اگر ہمت کرو اور اس کار خیر میں سعی کرو** یقیناً یاد رکھو کہ اگر تمہاری متفقہ سعی اور توجہ سے دو سال کے اندر بیس ہزار نہیں **بلکہ بیس روحیں** بھی بچ جاوین تو بڑی بھاری کامیابی ہے

یہہ کام قوم کی متفقہ سعی اور ہمت کو چاہتا ہے ان ایک ہزار مفت تقسیم ہونے والے اخبارات کی قیمت صرف **عہ** سالانہ لی جاوے گی۔ جو سب سے ادنےٰ شرح ہے۔ چونکہ اس شرح پر محض اسلئے اخبار دیا جاتا ہے کہ اکثر احباب زیادہ قیمت دیتے ہیں اور وہ بیشی ادھر مجرا ہو کر گرم دسرد کو سموکر اعتدال کو قایم رکھتی ہے اسلئے یہ بھی ضروری ہو گا کہ جدید خریدار پانچ روپیہ سالانہ شرح کے ہی بہم پہونچائے جاوین۔

عرض

میں ایک ہزار مفت الحکم شایع کرنے کے لئے قوم کیخدمت میں **اپیل** کرتا ہوں کہ وہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء تک **ایک ہزار خریدار** کی قیمت دفتر الحکم میں بھیجدیں تا کہ یہہ سلسلہ جاری کیا جاوے۔ میں یہہ التزام بھی رکھونگا کہ ہر ایک ہفتہ جسقدر قیمتیں اس مد میں وصول ہونگی اسیقدر مفت اخبار جاری کر دیا کرونگا اور الحکم میں ان **اسماء** کی فہرست بھی شایع ہوتی رہیگی جنکے نام اخبار مفت جاری ہوگا۔ اس طریق سے الحکم کی اشاعت پر بھی ایک غیر معمولی اثر ہوگا۔ پس آپ اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے خواہشمند ہیں تو آپ اس مفت اشاعت کے سلسلے میں جس قدر اخبار آپ مفت جاری کرا سکتے ہیں۔ ان کا چندہ بھیجدیجئے۔ تین لاکھ کی جماعت میں ایک ہزار اخبار مفت کی اپیل بہت ہی کم ہے اور یہ ایسی قلیل تعداد ہے کہ اگر خریداران الحکم ہی ایک ایک اخبار کی قیمت بھیجدیں تو ایک ہزار جاری ہو سکتا ہے **تا بدیگران چہ رسد**

بہرحال امید کیجاتی ہے کہ اس سلسلہ میں عالی ہمت اصحاب مجھے خاص طور پر مدد دیں گے۔

یہہ یاد رہے کہ یہ ایک ہزار اخبار بالکل غیر احمدیوں میں بھیجے جاوینگے جن میں طلباء مدارس اور ایسے لوگ انتخاب کئے جاوینگے جو خیالات کی آزادی کا مذاق رکھتے ہیں۔ اور نئی روشنی کے اثر سے متاثر ہیں اور ایسا ہی بعض لائبریریاں اور ریڈنگ روم بھی منتخب ہونگے۔ یہ کام ہر شخص کیلئے ایک صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے اور اس غرض کیلئے سال بھر میں عہ کوئی بڑی رقم نہیں جو روزانہ حیثیت میں ایک **دھیلا** بھی نہیں ہو سکتا لیں

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

دارالامان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ

(۱) دارالامان میں یوں تو ڈسمبر کا آخری ہفتہ ہمیشہ خاص رونق کا ہفتہ ہوتا ہے مگر امسال یہہ ہفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک عجیب شان دار اور یادگار ہفتہ ہوگا اسلئے کہ اسی ہفتہ میں دارالامان میں **اشاعت اسلام** کے متعلق ایک لا نظیر اور ابدی طریق کی تجویز ہوئی جسکا کسی قدر پتہ الحکم کے ناظرین کو اشتہار **الوصیۃ** کے پڑھنے سے لگ جائیگا۔ اس کے متعلق تفصیلی حالات آیندہ وقتاً فوقتاً شایع ہونگے۔

(۲) - اسی ہفتہ میں ایک اور قابل قدر تجویز ہوئی جو بجائے خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک زرین صفحہ ہوگی وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی **اصلاح** کی تجویز ہے۔ ناظرین الحکم گذشتہ اشاعتوں میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت اقدس کی توجہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ہو رہی ہے آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام ہو کہ ایسے نوجوان اس سکول سے نکلیں جو اپنی زندگیاں خدمت و اشاعت اسلام کے لئے وقف کریں۔ احباب نے اس کے متعلق اپنی اپنی رائیں پیش کیں اور خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تقریر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کیساتھ ایک دینیات کی جداگانہ شاخ کھولنے کی تجویز کی گئی۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علم غلام حسین اور عبد الرحمن نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کیں انکی درخواستیں جو انہوں نے حضرت اقدس کے حضور پیش کیں آیندہ شایع ہونگی۔

مدرسہ کے اخراجات اور لنگر خانہ کی ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔

(۳) یہہ ہفتہ اسوجہ سے بھی سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں یادگار ہوگا کہ بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح ۲۶ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ جبکہ مسلمانوں کے لیڈر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کو اس مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔

(۴) یہہ ہفتہ اس لحاظ سے بھی اپنا نظیر سلسلہ کی تاریخ میں ہوگا کہ اس میں سلسلہ کے متعلق باقاعدہ ضلع وار کمیٹیاں بنانے کی تجویز حضرت حجۃ اللہ کے بالمواجہ قوم کے سامنے پیش کی گئی [illegible] یہ تجویز پیش ہے [illegible] خوشی الحکم [illegible] عرصہ [illegible] کمیٹیاں بنائی جاوین [illegible] وقت آگیا [illegible] باقاعدہ تحریک [illegible] کمیٹی [illegible] خاص میں اسوقت قرار دیگی۔

خلاصہ یہ کہ یہ بہت ہی مبارک ہفتہ [illegible] سلسلہ عالیہ کی اشاعت اور ترقی کے لئے [illegible] تجاویز [illegible] اسید کیجاتی ہے کہ آیندہ سال [illegible] مفید [illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر آپ نے مہمان خانہ جدید مین بیان فرمائی -)

مینے یہ امر پیش کیا تہا کہ ہماری جماعت مین سے ایسے لوگ طیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہون اور اس لائق بہی ہون کہ وہ ان حملون کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہورہے ہین - پورا پورا جواب دے سکین -

ہماری جماعت کی مخالفت اور اسکی وجہ

اسلام کی اندرونی بدعات اس حدتک پہونچ گئی ہین کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کافر ٹہیرائے گئے ہین اور ہم ایسی کراہت کی نظر سے دیکہے گئے ہین - کہ حال کے مخالف علماء کے فتوون کے موافق ہماری جماعت مسلمانون کے قبرستان مین بہی داخل ہونے کے قابل نہین -

اندرونی طور پر یہ حالت ہے اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقہ سے اس درجہ مخالفت اور عداوت رکہتے ہین اور اس حدتک ہم کو اور ہماری جماعت کو برا کہتے ہین کہ گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہین عیسائی پادریون کے سینہ پر ہماری جماعت پتہر ہی ہے - آریون کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہین اسکی کیا وجہ ہے ؟ اسکے دو وجوہ معلوم ہوتے ہین اول یہ کہ ان لوگون کو خوب معلوم ہے کہ کمربستہ ہوکر کفر اور مخالفون کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے - ہم مین نفاق کا شعبہ نہین پایا جاتا - اور حقیقت مین جو شخص اللہ تعالےٰ کے لیئے اور اسکی طرف سے آکر تبلیغ کرتا ہے اس مین نفاق ہوتا ہی نہین - پس ہم چونکہ ان کی ہان مین ہان نہین ملاتے اور اظہار حق سے نہین رکتے اور نہین دبتے اسلیئے طبعًا ہم انہین برے معلوم ہوتے ہین اور ان کی آنکہون مین کہٹکتے ہین -

دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسرون کے دل پر ضرور پڑتا ہے اور انسان تو انسان حیوانات مین بہی یہ بات پائی جاتی ہے - مثلاً اگر ایک بکری کو جسنے ساری عمر مین کبہی بہیڑیے کو نہ دیکہا ہو - اور ایسا ہی بہیڑیئے نے بہی نہ دیکہا ہو - تاہم جب ایک دوسرے کو دیکہین گے تو ایک دوسرے کے دل پر وہ اثر جو ان کے تعلقات کا ہو سکتا ہے ضرور پڑیگا - اسی طرح یہ ہمارے مخالف فطرتًا جانتے ہین - کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا - اور اسلیئے وہ فطرتًا ہمارے دشمن ہین - اور فی الحقیقت یہہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے - اسکا اثر سب پر پڑتا ہے - سیہ دل اور کافر بہی اس اثر کو محسوس کرتے ہین اور ایسا ہی نیک طینت اور سعید الفطرت بہی اس اثر سے متاثر ہوتے ہین - چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اسلیئے ان بدیون کے حامی اسکی مخالفت کو ضرور اٹہتے ہین - پہر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تہے -

آنحضرت صلعم کی مخالفت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپ نے دعوت کی تو جسقدر مخالفت آپ کی کی گئی اور جسقدر دکہہ آپ کو دیئے گئے - کسی جہوٹے پیغمبر کو نہین دیئے گئے - خود آپ ہی کے زمانہ مین جہوٹے پیغمبر بہی اوٹہے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو بہی اس قسم کے دکہہ دیئے گئے - اور انکی بہی ویسی ہی مخالفت کی گئی - مین سچ کہتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ دکہہ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بہی نہین کر سکتے - چہ جائیکہ بیان کرین اور نہ الفاظ مل سکتے ہین کہ انکی تفصیل پیش کرین - اور آپ کے بالمقابل جہوٹے نبیون کو کوئی دکہہ نہین دیا گیا اسکی وجہ کیا تہی ؟ یہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتًا دلون پر اثر پڑ گیا تہا کہ یہی شخص ہے جو اس کفر اور بدعت کو جو اسوقت پہیل رہی ہے دور کردیگا - اور آخر وہ ہو کر رہا -

اسیطرح پر آج ہماری مخالفت کی جاتی ہے - یہہ ہمارے مخالف طبعًا یقین کرتے ہین کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتہہ سے ہوگا رایدک اللہ بنصرہ العزیز) اسلئے وہ فطرتًا ہماری مخالفت کرتے ہین اور ہمکو دکہہ دینے مین کوئی کمی نہین کرتے مگر ان کے یہہ دکہہ اور ایذائین ہمین اپنے کام سے نہین روک سکتی ہین - یہ سچ ہے کہ آجکل ہم بہت ہی غریب ہین اور اللہ تعالےٰ کے سوا ہمارا کوئی بہی نہین اور وہی ہمین بس ہے - ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جسطرح کسی کا بس چلے اس تہوڑی سی قوم کو نابود کر دیا جاوے یہہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہین اور اسکو ہر قسم کی مدد دیتے ہین اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے آملتے ہین اور پہر سب ایک ہوکر مخالفت مین اٹہتی ہین - ان ساری مخالفتون بعداوتون کو مین دیکہتا ہون اور برداشت کرتا ہون اور مجہے یہہ سب بے حقیقت نظر آتی ہین کیونکہ مین خدا تعالےٰ کے وعدون پر نظر کرتا ہون چنانچہ اس کا ایک وعدہ یہہ ہے جو پچیس برس ہوئے اشاعت پاچکا ہے - براہین احمدیہ مین لکہا گیا ہے -

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ

یہ وعدہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے منکرون کو میرے متبعین پر غالب نہین کرے گا - بلکہ مغلوب ہی رہین گے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر لوگ اس فرقہ حقہ کی مخالف ہین خواہ وہ اندرونی ہون یا بیرونی - مغلوب رہین گے -

پس اس وعدہ الٰہی کو دیکہکر ساری مخالفتین اور عداوتین ہیچ نظر آتی ہین - اگرچہ ہم مطمئن ہین کہ یہ وعدے پورے ہون گے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے وعدے سچے ہین - وہ پورے ہو کر رہتے ہین - کوئی انسان ان کو روک نہین سکتا ہم

دنیا دار الاسباب ہے

دنیا جائے اسباب ہے - اسلئے اسباب سے کام لینا چاہیئے - دنیا مین لوگ حصول مقاصد کے لیئے سعی کرتے ہین اور اپنے اپنے رنگ پہ ہر شخص کوشش کرتا ہے -

دیکہو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو - آب پاشی کے لیئے کنوان بہی ہو - لیکن پہر بہی وہ تردد کرتا ہے زمین کو جوتتا ہے قلبہ رانی کرکے اس مین بیج ڈالتا ہے پہر اسکی آب پاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور بہت کوشش اور محنت کے بعد وہ اپنا ما حصل حاصل کرتا ہے اسی طرح پر ہر قسم کے معاملات مین دنیا کے ہون یا دین کے محنت مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے -

آنحضرت کی قوت قدسی کا اثر آپکی جماعت اور انکی فضیلت

اوائل صدر اسلام مین جب کہ اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کو وہ قوت قدسی عطا ہوئی - کہ جس کے قوی اثر سے ہزارون با اخلاص اور جان نثار مسلمان پیدا ہو گئے - آپ کی جماعت ایک ایسی قابل قدر اور قابل رشک جماعت تہی - کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہین ہوئی نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی اور نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو - مین نے اس امر کے بیان کرنے مین ہرگز ہرگز مبالغہ نہین کیا بلکہ مین جانتا ہون کہ وہ جماعت جس مقام اور درجہ پر پہونچی ہوئی تہی اسکو پورے طور پر بیان ہی نہین کر سکتے - ہمارے مخالف علماء اور دوسرے فرقے اگرچہ ہمارے مخالف ہین تاہم نہ کہہ سکتے کہ اس بیان مین ہم نے مبالغہ کیا ہے - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت تو ایسی شریر کج فہم تہی - کہ وہ حضرت موسیٰ کو سنگسار کرنا چاہتی تہی - بات بات مین سرکشی اور ضد کر بیٹہتے تہے - توریت کو پڑہو تو معلوم ہو جائیگا کہ ان کی حالت کیسی تہی - وہ ایک سنگدل قوم تہی - کیا توریت مین انکو رضی اللہ عنہم کہا گیا ہے ؟ ہرگز نہین - بلکہ وہان تو سرکش ٹیڑہی - شریر وغیرہ ہی لکہا ہے -

اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جماعت وہ اس سے بدتر تہی جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے خود حضرت عیسیٰ اپنی جماعت کو لالچی - بے ایمان کہتے رہے - بلکہ یہان تک بہی کہا کہ اگر تم مین ذرہ بہر بہی ایمان ہو تو تم مین یہ برکات ہون وہ برکات ہون غرض وہ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اپنی جماعت سے ناراض ہی گئے - اور انہین ایک وفادار جماعت کے میسر نہ آنے کا افسوس ہی رہا - یہہ بالکل سچی بات ہے کہ نہ توریت مین اور نہ انجیل مین کہین بہی ان کو رضی اللہ عنہم نہین کہا گیا - مگر برخلاف اسکے جو جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میسر آئی تہی - اور جس نے آپ کی قوت قدسی سے اثر پایا تہا - اس کے لئے قرآن شریف مین آیا ہے -

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اسکا سبب کیا ہے ؟ یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجوہ فضیلت مین سے یہ بہی ایک وجہ ہے کہ آپ نے ایسی اعلےٰ درجہ کی جماعت طیار کی - میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدم سے لیکر آخر تک کسی کو نہین ملی -

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

مین دیکہتا ہون کہ ابہی تک ہم کو بہی ایسی جماعت نہین ملی -

جب ہم کسی امر مین فیصلہ کردین تو تہوڑے ہین جو اسکو شرح صدر سے منظور کرلین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تو وہ ایسے فدائی اور جان نثار تہے کہ جانین دیدین - اب اگر اتنا ہی کہا جاوے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہان دو چار برس تک بیٹہے رہو - تو پہر گننے منے لگ جاوین - زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہین کہ آپ جو کردین ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جاوے تو پہر ناراضگی کا موجب ہوتے ہین - یہہ نفاق ہوتا ہے مین منافقون کو پسند نہین کرتا - اللہ تعالےٰ منافقون کی نسبت فرماتا ہے -

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

یقینًا یاد رکہو منافق کافر سے بہی بدتر اسلئے کہ کافر مین شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتہہ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے مگر منافق مین شجاعت اور قوت فیصلہ نہین ہوتی وہ چہپاتا ہے -

مین سچ کہتا ہون کہ اگرچہ جماعت مین وہ اخلاص [illegible]

ہونی چاہئے تھی تو اب تک یہہ جماعت بہت کچھہ ترقی کر لیتی - مگر مین دیکھتا ہون کہ بہت سے لوگ ابھی تک کمزور ہین مین یہ نہین کہتا کہ وہ میرا کہا نہین مانتے - بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ برداشت نہین کر سکتے اگر کوئی ابتلا آجاوے - یا موت آجاوے - جماعت کی ایسی حالت دیکھکر دل مین درد پیدا ہوتا ہے

قرب اجلک المقدر

اب جو بار بار اللہ تعالےٰ نے مجھے فرمایا کہ تیری اجل کے دن قریب ہین - جیساکہ یہ الہام ہے قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا - ایساہی اردو زبان مین بہی فرمایا

بہت تہوڑے دن رہ گئے ہین اسدن سب پر اداسی چہاجائے گی -

غرض جب خدا تعالےٰ نے مجھہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تہوڑے دن باقی ہین تو اسی لئے مینے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز مینے محض اللہ تعالےٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اسکی بنا ڈالی گئی ہے - کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تہی - مین جانتا ہون - کہ یہ تجویز بہی بہت سے لوگون کے لئے ابتلا کا موجب ہو گی - لیکن اس بنا سے غرض یہی ہے کہ تا آنیوالی نسلون کے لئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو جیسے صحابہ کا تہا اور تا لوگ جانین کہ وہ اسلام اور اس کی اشاعت کے لئے فدا شدہ تہے ابتلاؤن کا آنا ضروری ہے اس سے کوئی بچ نہین سکتا - خدا تعالےٰ فرماتا ہے -

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون -

یعنے کیا لوگ گمان کر بیٹہے ہین کہ اللہ تعالےٰ ان سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے - حالانکہ وہ ابہی امتحان مین نہین ڈالے گئے - اور پہر دوسری جگہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون

یعنے اوسوقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل ہی نہین کر سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نکروگے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے -

اب غور کرو - جبکہ حقیقی نیکی اور رضائے الٰہی کا حصول ان باتون کے بغیر ممکن ہی نہین تو پہر نری لاف گزاف سے کیا ہو سکتا ہے ؟ صحابہ کا یہہ حال تہا کہ انمین سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تہا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے - اسکی وجہ کیا تہی ؟ یہہ کہ خدا تعالےٰ کے لئے زندگی وقف کر چکے تہے بعد انہون نے اپنا کچہہ بہی نہ رکہا تہا - مومن کی بہلائی کے دن بہلے آتے ہین تو ایسے موقعون پر جبکہ اسکو کچہہ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے - وہ جانتا ہے کہ وہ جوہر صدق و صفا کے جو اب تک چہپے ہوئے تہے ظاہر ہونگے - برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اسلئے کہ وہ جانتا ہے اب اس کا نفاق ظاہر ہو جائیگا - یہہ قبرستان کا امر بہی اسی قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہون گے -

قبرستان کا اعلان کیون ہوا ؟

اور منافقون کا نفاق ظاہر ہو جائیگا - مینے اس امر کو جب تک تواتر سے مجھہ پر نہ کہلا نہین کیا - اس مین تو کچہہ شک ہی نہین کہ آخر ہم سب مرنے والے ہین اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چہوڑ جاتے ہین وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ مین آتے ہین مرنے کے بعد انہین کیا معلوم اولاد کیسی ہو ؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانون اور زناکاری مین اور ہر قسم کے فسق و فجور مین تباہ کیا جاتا ہے اور اسطرح وہ مال بجائے مفید ہونیکے مضر ہوتا اور چہوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے - جبکہ یہ حالت ہے تو پہر کیون تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نکرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو - اور وہ یہی صورت ہے کہ تمہارا مال دین کا بہی حصہ ہو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال مین دین کا بہی حصہ ہے تو اس بدی کا تدارک ہو جائیگا جو اس مال کیوجہ سے پیدا ہوئی ہو - یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے - مین سچ سچ کہتا ہون کہ تم اس بات کو خوب یاد رکہو کہ جیساکہ قرآن مجید مین بیان فرمایا ہے - اور ایساہی دوسرے نبیون نے بہی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولتمند کا بہشت مین داخل ہونا ایساہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے داخل ہونا - اسکی وجہ یہی ہے کہ اسکا مال اسکے لئے بہت سی روکون کا موجب ہو جاتا ہے - اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹہوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالےٰ کی راہ مین خرچ کرو - اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو -

سچا مومن کون ہے ؟

یقیناً یاد رکہو کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت مین داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرلے جیساکہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹہیرتا ہے - پس اسی غرض سے یہہ اشتہار (الوصیۃ) مینے خدا تعالےٰ کے اذن سے دیا ہے - سچی بات یہی ہے سال دیگر راکہ مے داند حساب لیکن جبکہ خدا تعالےٰ کی متواتر وحی نے مجہہ پر کہولا کہ وقت قریب ہے اور اجل مقدر کا الہام ہوا - تو مینے اللہ تعالےٰ ہی کے اشارہ سے یہہ اشتہار دیا کہ تا آیندہ کے لئے اشاعت دین کا سامان ہو - اور تا لوگون کو معلوم ہو کہ اٰمنا و صدقنا کہنے والون کی عملی حالت کیا ہے ؟ یقیناً سمجہو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہو - زبان کچہہ چیز نہین یہ نری لاف گزاف ہے زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل مین داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہین ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے سچا ایمان وہی ہے جو دل مین داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کردے - سچا ایمان ابوبکر اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تہا - کیونکہ جنہون نے اللہ تعالےٰ کی راہ مین مال تو مال جان تک کو دیدیا اور اسکی پروا بہی نہ کی جان سے بڑہکر اور کوئی چیز نہین ہوتی مگر صحابہ نے اسے بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیا - انہون نے کبہی اس بات کی پروا بہی نہین کی کہ بیوی بیوہ ہو جاوے گی یا بچے یتیم رہ جائینگے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو مین رہتے کہ خدا کی راہ مین ہماری زندگیان قربان ہون - مجہے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے اور کیسی بابرکت وہ قوم تہی اور آپ کے قوت قدسیہ کا کیسا قوی اثر تہا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہونچا دیا - غور کر کے دیکہو کہ آپ نے انکو کہان سے کہان پہونچا دیا - ایک حالت اور وقت ایسا تہا کہ تمام محرمات انکے لئے شیر مادر کی طرح تہین - چوری - شراب خوری - زنا - فسق و فجور سب کچہہ تہا غرض کونسا گناہ تہا جو انمین نہ تہا - لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور تربیت سے انپر وہ اثر ہوا اور ان کی حالت مین وہ تبدیلی پیدا ہوئی

صحابہ کا نمونہ اور اسوہ

کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی شہادت دی اور کہا اللہ اللہ فی اصحابی گویا وہ بشریت کا چولا اتار کر مظہر اللہ ہو گئے تہے اور ان کی حالت فرشتون کی سی ہوگئی تہی جو یفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہین - ٹہیک ایسی ہی حالت صحابہ کی ہوگئی تہی - ان کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دور ہو گئے تہے انکا اپنا کچہہ رہا ہی نہین تہا نہ کوئی خواہش تہی نہ آرزو بجز اس کے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو - اور اس لئے وہ خدا کی راہ مین بکریون کی طرح ذبح ہو گئے - قرآن شریف انکی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے -

منھم من قضٰی نحبہ و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا -

یہہ حالت انسان کے اندر پیدا ہو جانا آسان بات نہین کہ وہ خدا کی راہ مین جان دینے کو آمادہ ہو جاوے - مگر صحابہ کی حالت بتاتی ہے کہ انہون نے اس فرض کو ادا کیا جب انہین حکم ہوا کہ اس راہ مین جان دیدو پہر وہ دنیا کی طرف نہین جہکے - پس یہہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرلو -

یاد رکہو

جماعت میں کون داخل ہے

اب جسکا اصول دنیا ہے اور پہر وہ اس جماعت مین شامل ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اس جماعت مین نہین ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی اس جماعت مین داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے یہہ کوئی مت خیال کرے کہ مین ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤن گا - یہہ خدا شناسی کی راہ سے دور لے جانیوالا خیال ہے - خدا تعالےٰ کبہی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہین کرتا - بلکہ وہ خود اسکا متکفل ہو جاتا ہے - اللہ تعالےٰ کریم ہے جو شخص اسکی راہ مین کچہہ کہوتا ہے وہی کچہہ پاتا ہے مین سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ انہین کو پیار کرتا ہے اور انہین کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا کے حکمون کی تعمیل کرتا ہے اور یہہ کبہی نہین ہوا اور نہ ہوگا - کہ خدا تعالےٰ کا سچا فرمانبردار ہو وہ یا اسکی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے دنیا ان لوگون ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چہوڑتے ہین اور دنیا پر جہکتے ہین کیا یہہ سچ نہین ہے ! کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتہہ مین ہے اسکے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہین ہو سکتا کوئی کامیابی حاصل نہین ہو سکتی اور کسی قسم کی آسائش اور راحت میسر نہین آسکتی - دولت ہو سکتی ہے مگر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہہ بیوی یا بچون کے ضرور کام آئیگی ؟ ان باتون پر غور کرو - اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو

غرض

مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین جماعت کو دیکہتا ہون

کہ یہہ ابھی تہوڑے سے ابتلا کے بھی لایق نہین وجہ یہ ہے کہ ابھی تک وہ **قوت ایمانی** پیدا نہین ہوئی جو ہونی چاہیئے۔ ابھی تک جو تعریف کیجاتی ہے وہ خدا کی ستاری کرا رہی ہے۔ لیکن جب کوئی ابتلا اور آزمایش آتی ہے تو وہ انسان کو ننگا کرکے دکہادیتی ہے۔ اوسوقت وہ مرض جو دل مین ہوتی ہے اپنا پورا اثر کرکے انسان کو ہلاک کردیتی ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

یہہ مرض ابتلاہی کے وقت بڑہتی اور اپنا پورا زور دکہاتی ہے خدا تعالے کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ دلون کی مخفی قوتون کو ظاہر کردیتا ہے جو شخص اپنے دل مین ایک نور رکہتا ہے اللہ تعالے اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کردیتا ہے اور جو دل مین خبث اور شرارت رکہتا ہے اوسکو بھی کہول کر دکہا دیتا ہے اور کوئی بات چہپی ہوئی نہین رہ سکتی۔

یقیناً سمجہو! کہ اللہ تعالے کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہین ہین جنکی پوشاکین عمدہ ہون اور وہ بڑے دولتمند اور خوش خور ہون بلکہ خدا تعالے کے نزدیک وہ پیارے ہین جو دین کو دنیا پر مقدم کرلیتے ہین اور خالص خدا ہی کے لئے ہو جاتے ہین۔ پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو۔ نہ پہلے امر کیطرف اگر مین جماعت کی موجودہ حالت پر ہی نظر کرون تو مجھے بہت غم ہوتا ہے کہ ابھی بہت ہی کمزور حالت ہے۔ اور بہت سے مراحل باقی ہین۔ جو اس نے طے کرنے ہین لیکن جب اللہ تعالی کے وعدون پر نظر کرتا ہون جو اس نے مجہہ سے کئے ہین تو میرا غم امید سے بدل جاتا ہے۔ منجملہ اسکے وعدون کے ایک یہی ہے جو فرمایا

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یہہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکرون اور مخالفون پر غلبہ دیگا۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین مین ہر شخص محض میرے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہین کرتا۔ متبعین مین داخل نہین ہوسکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہین کرتا۔ ایسی پیروی کہ گویا **اطاعت** مین فنا ہوجاوے۔ اور نقش قدم پر چلے اوسوقت تک اتباع کا لفظ صادق نہین آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت مین **فنا** ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والے ہو۔

اس سے مجھے تسلی ملتی اور میرا غم امید سے بدل جاتا ہے۔ مجھے اسبات کا غم نہین کہ ایسی جماعت نہوگی؟ نہین جماعت تو ضرور ہوگی اسلئے کہ خدا تعالی کا یہہ وعدہ ہے ایسے لوگ ضرور ہونگے مگر غم اسبات کا ہے کہ ابھی جماعت کچی ہے اور پیغام موت آرہا ہے گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جسنے ابھی دو چار روز دودہ پیا ہو اور اس کی مان مرجاوے۔

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جبوقت یہ جملے نکلے۔ انمین کچہہ ایسا درد اور رقت تہی کہ اسنے سامعین کو بیقرار کردیا۔ اور کئی آدمی جو آخر ضبط نکرسکے پہوٹ پہوٹ کر رو پڑے۔ "ایڈیٹر"

بہرحال خدا تعالے کے وعدون پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری **تسکین اور تسلی** کا باعث ہے۔ ایسی حالت مین کہ جماعت کمزور اور بہت کچہہ تربیت کی محتاج ہے یہہ ضروری امر ہے کہ مین تمہین توجہ دلاؤن کہ تم خدا تعالے کے ساتہہ سچا تعلق پیدا کرو۔ اور اسی کو مقدم کرلو۔ اور اپنے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو نمونہ سمجہو۔ ان کے نقش قدم پر چلو۔ مین ابھی بیان کرچکا ہون کہ وہ ...... ایک ایسی **صادق** جماعت تہی جو اپنے ایمان قوی کے لحاظ سے جان فدا کرنے مین بھی دریغ نکرتی تہی۔ بلکہ مین دعوے سے کہتا ہون کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ اسکی **نظیر** مل سکتی ہی نہین۔ جب ہم دوسری قومون کا ان سے مقابلہ کرتے ہین تو ان کی عظمت اور شوکت کا اور بھی دلپر اثر ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

داخلہ دہلی اور دروازے بند مین پیچہے ذکر کر آیا ہون کہ دہلی مین خدام اہلی حضرت کو یقین ہوچکا تہا کہ حضرت اقدسؑ کی آمد ملتوی ہوگئی ہے اسکے لئے کوئی قرائن قویہ نہ تہے صرف ایک قیاسی امر تہا اور اسی وجہ سے ریلوی سٹیشن پر کسی خادم کو آنے کیضرورت ہی محسوس نہوئی۔ اور آج تو کسی صورت مین بھی گمان نتھا کہ آپ تشریف لے آئین گے۔ برخلاف اسکے ہم سب اسی تارکی امید پر جو روانہ ہونے سے پہلے بٹالہ سے دیا تہا۔ بخیال خویش چشم براہ تہے کہ ریلوے سٹیشن پر اپنے احباب سے ملین گے مگر سٹیشن پر جب کسی کو نہ پایا تو سخت تحیر ہوا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ہم سب محض ناواقف تہے اور نہین جانتے تہے کہان جانا ہے؟ اور کہان اترنا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے سٹیشن پر اتر کر صرف اتنا پوچہا کہ میر صاحب سٹیشن پر نہین آئے جب جواب نفی مین دیا گیا تو آپ کو ذرا بھی خیال نہین گذرا فرمایا اچہا اسباب نکلواو اور ذرا انتظار کرو۔ اسباب نکلوایا گیا۔ اور پلیٹ فارم ہی کے ایک حصہ پر حضرت اقدس اور آپ کے اہل بیت بڑے اطمینان کے ساتہہ تہوڑی دیر کے لئے ٹہرے۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو شہر کے جانے کیواسطے گاڑیون پر اسباب لدوانے کا حکم دیا گیا چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی اور **متصل مسجد سید رفائی** کے پتہ سے ہم سب شہر کو چل پڑے راستہ مین ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب انچارج ریفارمیٹری سکول دہلی آملے جنکو اسیوقت اطلاع ہوئی تہی قصہ مختصر جامع مسجد کی مشرقی سڑک پر سے ہوتے ہوئے ہم سید رفالی کی مسجد کے پاس پہونچے جہان حضرت اقدسؑ کے قیام کے لئے ایک بڑا مکان **الفخان سیاہی** والے کا کرایہ پر لیا گیا تہا۔ جب منزل مقصود پر پہونچے تو دیکہا کہ

دروازے بند ہین

میرے دلمین معاً بھی آیا کہ وہ رویا جو جناب نے دہلی کو روانہ ہوتے وقت دیکہی تہی اور دہلی کے دروازے بند پائے تہے ایک رنگ مین پوری ہوگئی اسلئے کہ جب مکان کو کہولا گیا تو اس مین جدہر دیکہو دروازے بند۔

فی الجملہ

وہان قیام کیا۔ جن احباب نے ظہر وعصر کی نماز نہ پڑہی تہی انہون نے نماز ادا کی اور بچارے اکیلے ڈاکٹر صاحب اسوقت ان مہمانون کی ضروریات کا سامان کرنے لگے۔ کیونکہ مکان مین تو بجز دروازہ بندی کے کچہہ تہا ہی نہین۔ روشنی۔ چارپائیون۔ پانی کے لئے برتنون۔ اور پہر کہانے پکانے کا سارا انتظام بڑی چابکدستی اور مستعدی سے انہون نے کیا۔ پہر میر قاسم علیصاحب بھی آملے اور جون جون خبر ہوتی گئی احباب حاضر ہوتے گئے۔ مسافرین دہلی نے اپنے اپنے ٹہکانے اس مکان مین کرلئے۔ اور شہر دہلی کے پیش آنے والے حالات کے نقشے سرسری طور پر دماغ مین آنے لگے۔ مسجد رفالی کا ذکر آگیا ہے اسلئے نامناسب نہوگا اگر اس مقام پر اسکا مختصر سا ذکر مین کرجاؤن۔

مسجد سید رفائی یہہ مسجد بہت قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے۔ کوئی بہت بڑی مسجد نہین بلکہ نہایت ہی مختصر سی مسجد ہے۔ ٹہیک طور پر نہین کہہ سکتے کہ دراصل اس مسجد کا بنانے والا کون تہا لیکن چونکہ سید رفائی صاحب غدر سے پہلے یہان رہتے تہے اس لئے یہ مسجد انہین کے نام سے مشہور ہوگئی ہے آثار الصنادید مین اس مسجد کے متعلق یہہ بھی لکہا ہے کہ ان سید صاحب کے ہان ایک مجلس بنام حضرہ ہوا کرتی تہی اور اسی مجلس مین خاص مریدون کے ہاتہہ مین چہرے ہوتے تہے اور وہ حالت وجد مین ایک دوسرے کو چہرے مارتے تہے مگر کوئی زخمی نہ ہوتا تہا اور اگر ہوتا بھی تہا تو سید صاحب لب لگا کر اسکو اوسیوقت اچہا کردیتے تہے مجلس کی بڑی شرط یہہ تہی کہ اسکے گرد وپیش مین کوئی عورت نہو۔

اللھم صل علی محمد وبارک وسلم یہہ قصہ اجو سید صاحب اور آپ کے مریدون کے متعلق مینے لکہا ہے) پڑہکر بے اختیار میری زبان سے اللھم صل علے محمد و بارک وسلم نکلا۔ مین سید صاحب اور آپ کی اس مجلس کے متعلق کوئی ریمارک پاس کرنے کا حق نہین رکہتا اس لئے کہ **تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت** مگر اتنا تو بہرحال کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے اپنے مریدون کو سلوک کی منزلین طے کرانے کے لئے کیا کیا حیلے تجویز کئے۔ ایک دن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس مین بعض فقرا کے اذکار ومعمولات کا ذکر تہا مثلاً ایک ایک ٹانگ پر کہڑے ہوکر ذکر کرتے تہے یا اسی قسم کے اور شکلات مین اپنے آپ کو ڈالتے تہے۔ آپ نے اسپر جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ مطلب یہہ تہا کہ اصل بات یہہ ہے سالکون پر بعض اوقات ایک زمانہ قبض کا آجاتا ہے اسکے دور کرنے کے واسطے وہ اس قسم کے حیلے کرتے ہین جیسے جسمانی طور پر اگر قبض واقع ہوجائے تو اس کے دور کرنے کیواسطے بھی مختلف تجاویز اور تدابیر پر عمل کرنے کی حاجت پڑتی ہے اسیطرح پر روحانی قبض کے وقت یہہ لوگ اپنے نفس کو مختلف قسم کے شدائد مین ڈالتے ہین اس سے غرض انکی اس قبض کا دور کرنا ہی ہوتا ہے اور یہ بھی کہ اپنے نفس پر حکومت اور غلبہ حاصل کرسکین۔ حضرت حجۃ اللہ کے اس ارشاد کو سن کر آپ کی سچائی پر بے اختیار ہوکر صدقت کہنا پڑتا ہے اور آپ کے حسن ظن کی بڑی ہوئی قوت کی بے اختیار تعریف کرنی پڑتی ہے۔ اسیطرح پر ممکن ہے سید رفائی صاحب نے اپنے مریدون کی تربیت کے لئے یہہ ایک حیلہ تجویز کیا ہو اور اس سے انہون نے کوئی فائدہ محسوس کیا ہو۔

انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کے سلسلہ اور طریق تربیت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ وہ اس قسم کی مشکل راہوں کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ ایک ایسی سہل اور آسان راہ پر قوم کو لے جاتے ہیں جو اس قسم کی مشکلات سے بچی ہوئی ہوتی ہے اسکی وجہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے خاص شاگرد اور اسی کے دست تربیت سے طیار شدہ ہوتے ہیں اسلئے طریقہ تربیت سے بھی خوب واقف ہوتے ہیں ولنعم ما قیل

چون حاجتے بود بہ ادیبے دگر مرا
من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک ٹرینڈ ٹیچر ہو جو طریقہ تعلیم سے خوب واقف اور سند یافتہ ہوتا ہے اور ایک ایسا جو واقف نہ ہو۔ جیسے دونو کے مدارج میں فرق ہے ویسے ہی انکے طریقہ تعلیم میں بھی فرق ہے ٹھیک اسی طرح پران پیرون اور مشایخوں کے طریق اصلاح اور ماموروں کے طریق اصلاح میں ایک فرق نمایاں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کے لئے وہ وہ اصلاح کے طریقے کبھی پسند نہ فرمائے جو یہود و نصاریٰ کے احبار اور رہبانوں میں اسوقت مروج تھے۔ اور ایسا ہی آپ کے بروز احمد قادیانی علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی قوم کے لیے ان اوراد و اشغال کی طرف لیجانا نہیں چاہا جو آج مختلف گدیوں اور سجادہ نشینوں کے ہاں مروج ہیں بلکہ آپ اس طریق پر اصلاح کرنا چاہتے ہیں جو آپ کے جلیل القدر معلم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے منشاء اور ایما سے مقرر کیا تھا۔ جسکو دوسرے الفاظ میں آج ہم

سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کہتے ہیں آپ یہی فرماتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی روحانی ترقی اور فیض و برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے بدون اس کے کچھ بھی نہیں ملتا۔ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

میری اپنی رائے ہے کہ آجکل جو سجادہ نشینوں اور مختلف گدیوں اور طریقوں اور سلسلوں میں ہم برکات اور فیوض ربانی کے آثار اور علامات کو بہت ہی کم بلکہ قریب قریب نہیں پاتے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ اسکو جو ترقیات روحانی کا سرچشمہ ہے دور لے جا رہے ہیں اور وہ اوراد و اشغال جو بعض پاکباز لوگوں نے اپنی اصلاح حالت اور رفع قبض یا بے حالی کی خاطر بطریق علاج وقتی اختیار رکھے تھے۔ مستقل طور پر انہیں ہر مرض کے لئے سپیسیفک سمجھ لیا گیا ہے جو کسی حال میں درست نہیں۔

غرض

مبارک اور سعادت بخش وہی طریق ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اختیار کرتے ہیں اور جو اس زمانے میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے اور وہ نیا نہیں بلکہ وہ وہی طریق ہے جسکے لیے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو سید رفائی صاحب کے طریقہ اصلاح کے سلسلہ میں مجھے کہنی پڑی اسی مسجد رفائی کے متصل ہاں بالکل متصل ہماری فرودگاہ تھی اور خصوصاً میں تو بہت ہی قریب تھا میں جب جب اس مسجد رفائی کو دیکھتا اور سید صاحب کے اس طریقہ مجلس حضرہ کو خیال کرتا تو بے اختیار اپنے سید و مولا مسیح موعود پر بھی درود پڑھتا کہ اس کے زمرہ خدام میں آکر ہمیں اس قسم کے اشغال کی حاجت نہیں پڑی۔ اللھم صل علے محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

اس سے پیشتر کہ دہلی کے زمانہ قیام کے حالات لکھوں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے متعلق ضروری واقفیت ناظرین الحکم کے لئے بہم پہونچاؤں۔ ہر چند بعض ناظرین اس سے واقف ہوں گے مگر اکثر ناواقف ہونگے علاوہ برین سفرنامہ کی تکمیل بدون اس کے ہو نہیں سکتی۔ پس میں اپنے ناظرین کے لئے دوربین کا کام دونگا اور اپنی آنکھ سے انہیں دہلی دکھاؤنگا

(باقی آئندہ)

سنگ مزار

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا تابوت ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر نکالا گیا اور احباب بادیدۂ گریاں اپنے کاندھوں پر اٹھا کر باغ میں لے گئے خود حضرت مسیح موعود بھی جنازہ کے ہمراہ تھے ۲۷ تاریخ کی صبح کو ۱۰ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت نے اپنی جماعت کو لیکر پھر جنازہ پڑھا۔ عرصہ تک آپ کے مدارج کی ترقیات کے لئے دعا فرماتے رہے ۲۶ دسمبر کو جبکہ حضرت بہشتی مقبرہ یعنی جدید قبرستان میں مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی قبر کو دیکھکر بیٹھ گئے تھے۔ میرے محترم بھائی منشی نور خان صاحب ثاقب مرحوم کی وفات پر ایک ترجیع بند پڑھا۔ حضرت نے اسکو بہت پسند فرمایا اور ایک قطعہ تاریخ لکھنے کی انہیں ہدایت کی وہی قطعہ تاریخ اب مرحوم کا سنگ مزار ہے۔ حضرت کا ارادہ آپ کچھ لکھنے کا تھا مگر ثاقب صاحب کی نسبت فرمایا:

"ہمارا لکھنے کا ارادہ تھا انہوں نے ہمارا منشاء پورا کر دیا۔" اسلئے یہ شعر لکھوا دیئے جاویں۔ سنگ مزار کو تو وہی لوگ پڑھیں گے جو یہاں آکر اپنے مخدوم کو بہشتی مقبرہ کی خاک میں آرام کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ مگر اسکا متنی وہ بھی پڑھ لیں۔ جو بظاہر قادیان سے دور ہیں۔ اس سنگ مزار کو پڑھیں اور اپنے مخدوم کے مراتب کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

اس سے پہلے کہ میں اس قطعہ تاریخ کو درج کروں۔ میں ثاقب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والے ٹھہرے اور اس امر میں کلام امام زبان ثاقب پر جاری ہوا۔ (ایڈیٹر)

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم

یہ ہے اس باصفا مرد خدا کا مرقد روشن
بحکم وحی روشن جو مسلمانوں کا لیڈر تھا
پڑا رہتا تھا سایہ کی طرح عیسےٰ کے در پر وہ
اطاعت اور وفا میں سایۂ ظل پیمبر تھا
مسیحا سے ہوا زندہ مسیحا میں مٹا آخر
الگ عیسےٰ سے مرنا اور جینا اسپہ دو بھر تھا
دم عیسےٰ کی جنبش تھا ید بیضا کی تھا تابش
شعاع مہر روشن تھا ضیا بدر انور تھا
خدا کے گھر سدھارا اور بہشتی مقبرہ پایا
مزین جسکے دم سے مسجد و محراب و منبر تھا
سخن کی داد دیتا تھا سخن کا قدردان تھا وہ
سخن سنج و سخن گو سخن فہم و سخنور تھا
مسیحا کے محامد سے تھا پر ہر وعظ اور خطبہ
مناقب کا مرقع اسکا ہر اسپیچ و لیکچر تھا
نئی طرز ادا اسکا نیا حسن بیان ہر دم
ہر اک وعظ اسکا شہد اور ہر بیان قند مکرر تھا
جو دل کا سخت آجاتا وہ دم میں موم ہو جاتا
پگھل کر بہنے لگتا تھا کلیجہ جس کا پتھر تھا
مسیحا کو جو مانے اسکو وہ مومن سمجھتا تھا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اسکے کافر تھا
نہ کچھ پیری چلی آکر یہاں افسوس نیچر کی
ہوا آخر مسلمان جو مرید پیر نیچر تھا
وہ تھا اصحاب صفہ کے مبارک پاک لوگوں میں
مسیحا کا در و دیوار اس کا بام اور گھر تھا
کٹے معصومیت میں پورے سینتالیس سال اسکے
رہا جبتک وہ دنیا میں مطیع حکم داور تھا
زبان و دل موافق تھا مخالف تھا دو رنگی کا
جو دل میں تھا نہاں اسکے وہی اسکی زبان پر تھا
وفات اسکی ہوئی تیرہ سو اور تئیس ہجری میں
یہ وہ دن تھا کہ ہر چھوٹا بڑا با دیدۂ تر تھا
یہ بدھ کا روز گیارہ ماہ شعبان المعظم کی
بلا کا دن قیامت کا سماں یا روز محشر تھا
یہ وہ دن تھا کہ چشم مہر و مہ بھی ڈبڈبا آئی
زمین و آسمان اس نوحہ خوانی میں برابر تھا
امڈ کر آیا بادل جبکہ مطلع صاف تھا سارا
سماں رونے کا بام آسمانی پر سراسر تھا
وہ قطرے مینہ کے تھے یا بندھ گیا تھا جھار آنسو کا
یہ اشک غم بھی گویا موتیوں کا اک نچھاور تھا
تڑپ کر بجلیاں کوندیں بہائے اشک کچھ ایسے
یہ کہہ سکتے ہیں بجلی کا بھی انگاروں پہ بستر تھا
کلیجہ پھٹ گیا بادل کا رویا پھوٹ پھوٹ ایسا
دھواں غم کا ہی تھا آخر نہ وہ لوہا نہ پتھر تھا
ہو روح مولوی عبد الکریم آرام و راحت میں
وہ روحانی فرشتہ تھا دم اسکا روح پرور تھا
دعا کرتے رہو ثاقب کہ بیڑا پار ہو اسکا
وہ علم و معرفت کے بحر کا کامل شناور تھا

اطلاع

میں نے بارہا یہ لکھا ہے۔ کہ خریداران الحکم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ ہوتا ہے۔ دیا کریں مگر بعض خریدار ابھی تک اس طرف متوجہ نہیں ہوئے جس سے نمبر تلاش کرنے میں بہت سا وقت ضایع ہوتا ہے۔ اگر احباب توجہ کریں۔ اور نمبر خریداری دیا کریں۔ تو تضیع اوقات کے علاوہ کمال سہولت ہو جائے۔ آیندہ ضرور ضرور خیال رکھیں۔

الوصیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اوس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔ سو پہلے میں اوس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی۔ اور بعد میں اردو کی وحی بھی لکھی جائیگی۔

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئاً۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ونبقی لک الآیات قرب ما توعدون۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ انہ من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

ترجمہ:- تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رہیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔ اور ہم اسبات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں ان میں سے تجھے کچھ دکھا دیں یا تجھے وفات دیدیں تو اس حالت میں فوت ہوگا جو میں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑیں گے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں اس فقرہ کے دو معنے ہیں (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ہم دور کر دینگے اور اون اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بد ذکر سے باز نہیں آتے دنیا سے اوٹھا لیں گے اور صفحہ ہستی سے معدوم کر دینگے تب اون کے نابود ہونے کی وجہ سے اون کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائیں گے۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مخاطب کر کے فرمایا۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اوس دن سب پر اداسی چھا جائیگی یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔

حوادث کے بیان میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا اون پر رحم کریگا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کریں گے اور اون راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہیں اون کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں اور فرمایا

کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔* میں تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

* اگر دنیا کی آنکھ کھلتی تو وہ دیکھتے کہ میں صدی کے سر پر ظاہر ہوا اور چہارم حصہ کے قریب اب تک چودہویں صدی بھی گذر گئی اور احادیث کے مطابق عین میرے دعوے کے وقت رمضان کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن بھی ہوا۔ اور طاعون بھی ملک میں ظاہر ہوئی اور زلزلے بھی آئے اور آئینگے مگر افسوس اون پر جنہوں نے دنیا سے پیار کیا اور انہوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ منہ

اور آیندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اسلئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اوس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنیوالے بچائے جائیں گے۔

خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اوس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی* اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اوسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اون کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اوسکی تخم ریزی اونہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اوس کی پوری تکمیل اون کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اون کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہونچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت

ترجمہ* خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اوس کے نبی غالب رہیں گے۔ منہ

مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اوس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم انکے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جب کہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہونچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اون کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اون میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاویں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اوس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اوس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا سو ضرور ہے کہ تم پر

میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدے کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدون کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہین دکھائیگا جسکا اوس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہین اور بہت بلائین ہین جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قایم رہے جب تک وہ تمام باتین پوری نہ ہو جائین جنکی خدا نے خبر دی - مین خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ مین ظاہر ہوا اور مین خدا کی ایک مجسم قدرت ہون اور میرے بعد بعض وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار مین اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو - اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک مین اکٹھے ہو کر دعا مین لگے رہین تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہین دکہا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے - اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہین جانتے کہ کسوقت وہ گھڑی آجائیگی -

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہین میرے نام پر میرے بعد لوگون سے بیعت لین* خدا تعالے چاہتا ہے کہ اُن تمام روحون کو جو زمین کی متفرق آبادیون مین آباد ہین کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہین توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندون کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالے کا مقصد ہے جسکے لئے مین دنیا مین بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤن پر زور دینے سے - اور جبتک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو -

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسون کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقوی حاصل نہین ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو - دنیا کی لذتون پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہین اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو - درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے - اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الہی ہو - اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے - اگر تم صاف دل ہو کر اُسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ مین وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہین نقصان نہین پہنچا سکیگا - خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہین سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ مین وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے - لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود مین آجاؤ گے - اور تم اُن راستبازون کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہین اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائینگے - لیکن تھوڑے ہین جو ایسے ہین - خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقوی ایک ایسا درخت ہے جسکو دل مین لگانا چاہیئے - وہی پانی جس سے تقوی پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے - تقوی ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہین تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے - انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوی کرتا ہے لیکن قدم صدق نہین رکھتا - دیکھو مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ دنیا کی کچھ ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جسکے تمام ارادے خدا کے لئے نہین ہین بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے - پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض مین رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتین عبث ہین - اس صورت مین تم خدا کی پیروی نہین کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو - تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت مین خدا تمہاری مدد کریگا بلکہ تم اس حالت مین زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنون تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہین

اور تم مین خدا نہین ہوگا - بلکہ تمہین ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا مین ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس مین تم رہتے ہو گے اور اون دیوارون پر خدا کی رحمت نازل ہوگی - جو تمہارے گھر کی دیوارین ہین - اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہان ایسا آدمی رہتا ہوگا - اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی - اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہین کرو گے اور تعلق کو نہین توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مین سچ سچ کہتا ہون کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ مین انسان ہون اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے پس اپنی پاک قوتون کو ضائع مت کرو - اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مین خدا کی منشاء کے موافق تمہین کہتا ہون کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلون مین بٹھاؤ اور اوس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ -

تمہین خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے - ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اوس کی طرف دنیا کو توجہ نہین - وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ مین داخل ہونا چاہتے ہین اون کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائین اور خدا سے خاص انعام پاوین یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہین ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین مین بویا گیا - خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخین نکلین گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا - پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھتے اور درمیان مین آنے والے ابتلاؤن سے نڈرے کیونکہ ابتلاؤن کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمایش کرے کہ کون اپنے دعوی بیعت مین صادق اور کون کاذب ہے - وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہین کرے گا - اور بدبختی اوسکو جہنم تک پہونچائیگی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اوس کے لئے اچھا تھا - مگر

وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرین گے اور اون پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیان چلین گی - اور قومین ہنسی اور ٹھٹھا کرین گی اور دنیا اون سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتح یاب ہونگے اور برکتون کے دروازے اون پر کھولے جائین گے - خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مین اپنی جماعت کو اطلاع دون کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اوس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہین اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہین اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہین ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہین اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہین جنکا قدم صدق کا قدم ہے -

اے سننے والو سنو !! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اوسی کے ہو جاؤ اوس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان مین نہ زمین مین ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ مین وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہین - بلکہ وہ سنتا بھی اور بولتا بھی ہے - اوس کی تمام صفات ازلی ابدی ہین - کوئی صفت بھی معطل نہین اور نہ کبھی ہوگی - وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہین اور جس کی کوئی بیوی نہین - وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہین اور جسکی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہین اور جس کا کوئی ہمتا نہین - جسکا کوئی ہم صفات نہین اور جس کی کوئی طاقت کم نہین وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے - اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے - وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئین ظاہر کر سکتا ہے - مگر اوس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے وہ سب سے اوپر ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ اوس کے نیچے کوئی اور بھی ہے - اور وہ عرش پر ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ زمین پر نہین - وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیون کا - اور جامع ہے تمام طاقتون کا - اور مبدء ہے تمام فیضون کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا - اور متصف ہے ہر ایک کمال سے - اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر مین کہ زمین والے اور آسمان والے اوسی کی عبادت کرین اور اوس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہین - اور تمام روح اور

* ایسے لوگون کا انتخاب مومنون کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگون سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا - اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئین دوسرون کیلئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کرونگا اور اوسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے سو اُن دنون کے منتظر رہو - اور تمہین یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت مین ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ مین صرف ایک

ی طاقتیں اور تمام ذرّات اور اون کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اوس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اوسکو اسی کے ذریعہ سے ہم پاسکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں اُن کو دکہلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اسکی پسندیدہ راہ شناخت کیجاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے۔ وہ سُنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اُسکا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکہلا دیتا ہے۔ پس اسی طرح اسکی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اوس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندہا ہے وہ جو اوسکی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کرسکتا ہے بغیر اون امور کے جو اوس کی شان کے مخالف ہیں یا اوس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اوس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اسکے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تہا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اسکی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اوس کے مکالمہ مخاطبہ کا اوس سے بڑہکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تہا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے

ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُسپر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اوس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے*۔ اور جب وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہونچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کُہلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تہا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

اور جن کے لئے یہ دعا سکہائی گئی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اُنکے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تہی کہ اُمت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندہوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تہا .... کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تہا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تہی۔ اور ساتھ اسکے وہ دعا جسکا پانچ وقت نماز میں پڑہنا تعلیم کیا گیا تہا۔ اوس کا سکہلانا بھی عبث ٹھہرتا تہا مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تہی کہ اگر یہ کمال کسی فرد اُمت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا ہے تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تہے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکہنے کے لئے خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونیکا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ انکا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ انکے محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اُنکو نصیب ہوا۔

* باوجود اسکے یہ خوب یاد رکہنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکہائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اسکا عمل قیامت تک ہے

منہ

پس اسطرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونیکا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکہو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ۔ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے ورنہ غیر کو اسجگہ قدم رکہنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجہے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دیدی جیسا کہ خدا تعالےٰ کی صاف اور صریح آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اس پر شاہد ہے جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچہے گا کہ کیا تو نے ہی اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی تہی کہ مجہے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دینگے کہ جب تک میں ان میں تہا تو اون پر شاہد تہا اور انکا نگہبان تہا اور جب تو نے مجہے وفات دیدی تو پہر مجہے کیا علم تہا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے۔ اب اگر کوئی چاہے تو آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجہے وفات دیدی۔ اور چاہے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آکر یہ معنے کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجہے آسمان پر اُٹھا لیا۔ بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دُنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت میں ممکن نہیں کہ عیسیٰ جو خدا کا نبی تہا ایسا صریح جہوٹ خدا تعالےٰ کے روبرو قیامت کے دن بولے گا کہ مجہے کچہہ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد میری اُمت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجہے اور میری ماں کو خدا قرار دیدیا۔ کیا وہ شخص جو دوبارہ دُنیا میں آوے اور چالیس برس دنیا میں رہے اور عیسائیوں سے لڑائیاں لڑے۔ وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جہوٹ بول سکتا ہے کہ مجہے کچہہ بھی خبر نہیں پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے ورنہ وہ دروغگو ٹھہرتے ہیں۔ تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہیں اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہیں اتریں گے تو کیا وہ آسمان پر ہی مریں گے اور آسمان میں ہی اُن کی قبر ہوگی لیکن آسمان پر مرنا آیت فیہا

تموتون کے برخلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ مر کر گئے اور جس حالت نے کمال تصریح سے یہ فیصلہ کر دیا ہو اُس کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر میں نہ آیا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قابل عفو تہی لیکن جب میں خدا کی طرف سے آگیا اور صریح اور سچے معنے قرآن شریف کے کہل گئے تو پہر بھی غلطی کو نہ چہوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہیں۔ میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی اور صدی کا بھی قریباً چوتہا حصہ گذر گیا اور ہزارہا نشان ظہور میں آگئے اور دنیا کی عمر سے ساتواں ہزار شروع ہوگیا تو پہر اب بھی حق کو قبول نکرنا یہ کس قسم کی سخت دلی ہے دیکہو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اوس پہلے زلزلے کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جسکی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تہی پھر خدا نے مجہے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنیوالا ہے وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اُس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پہر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تہا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہوجاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔*

اور خدا نے فرمایا زلزلة الساعة یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور پہر فرمایا لک نُری آیاتٍ و نہدم ما یعمرون یعنی تیرے لئے ہم نشان دکہلائیں گے اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے ہم اُن کو گراتے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو

* مجہے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں جو اس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنیوالے ہیں یا کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا بہرحال خدا تعالےٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہونگے خواہ کوئی بہار ہو مگر خدا ایک ایسے شخص کیطرح آئیگا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے یہی خدا نے مجہے فرمایا ہے منہ

* ایک خدا کی وحی اس بارے میں یہ بھی ہے تیرے لئے میرا نام چمکا

[illegible] رہے گا جیسا کہ لوط کے زمانہ میں ہوا۔
[illegible] اتیک بغتۃ
[illegible] فوجوں کے ساتھ آؤنگا
[illegible] خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوط کی
[illegible] نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی
[illegible] عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور
[illegible] ہے کہ اس جگہ بھی ایسا
[illegible] حد سے بڑھ گیا اور انسان حد
[illegible] سے پیار کرتے ہیں اور خدا کی راہ
[illegible] دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا زندگیوں
[illegible] اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا
[illegible] نازل من السماء ما یرضیک
[illegible] امرًا مقضیًا یعنی تیرا
[illegible] امر آسمان سے اتریگا جس سے
[illegible] یہ ہماری طرف سے رحمت ہے
[illegible] بات ہے جو ابتداء سے مقدر
[illegible] ہے کہ آسمان اوس امر کے نازل
[illegible] رہے جبتک یہ پیشگوئی قوموں
[illegible] ہو جائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر
[illegible] بجز اوس کے کہ خوش قسمت

[illegible] کہ یہ اعلان تشویش کے پھیلانے
[illegible] بلکہ آئندہ تشویش کی پیش بندی
[illegible] بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔
[illegible] سے وابستہ ہے پس ہماری
[illegible] دینے کی نہیں بلکہ دکھ سے بچانے
[illegible] وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں خدا
[illegible] سے بچائے جائیں گے۔ مگر وہ بد
[illegible] توبہ نہیں کرتا اور ٹھٹھے کی مجلسوں
[illegible] نہیں چھوڑتا اور بدکاری اور گناہ سے باز
[illegible] نہیں آتا۔ اسکی ہلاکت کے دن نزدیک ہیں۔
کیونکہ اوس کی شوخی خدا کی نظر میں قابل غضب ✤

اسجگہ ایک امر اور قابل تذکرہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اور فرمایا کہ تمام حوادث عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔ یہ اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اوس نے پہونچکر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اوسکی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اوس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعۂ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی اب اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جسکی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیطرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اسجگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جنکو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنزل فیھا کلّ رحمۃٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو بجا لانا ہوگا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جسکی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اسلئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نور الدین صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے۔ جو اوس کی موت کے بعد دسواں حصہ اوس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دیگا اسلئے امید کیجاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جسکی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اون کے جانشین ہوں گے اون کا بھی یہی فرض ہوگا کہ اُن تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور تجارت کے ترقی دیجائے یہ مت خیال کرو کہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں

✤ بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش سوزان خس و خاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے خدا اسکا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اسکی جنگ کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اسقدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت [illegible] لئے افروختہ ہوئی جیسا کہ اوس نے فرمایا انّی مع الرسول اقوم و الوم من یلوم۔ و اعطیک ما یدوم۔ لک درجۃ فی السماء و فی الذین ہم یبصرون۔ و لک نری آیات و نھدم ما یعمرون۔ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انّی اعلم ما لا تعلمون۔ انّی مھین من اراد اھانتک۔ لا تخف انّی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ بشارۃ تلقاھا النبیّون۔ یا احمدی انت مرادی و معی۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ وانت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق [illegible] نی حفرتی اخترتک لنفسی۔ اذا غضبت غضبت و کلما احببت احببت۔ انزل اللہ علی [illegible] الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم [illegible] یسئلون۔ و کان وعدًا مفعولا۔ یعصمک اللہ من العدا و یسطو بکل من سطا۔ ذالک بما عصوا و کانوا یعتدون۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہ۔ یا جبال اوّبی معہ [illegible] کتب اللہ لاغلبنّ انا و رسلی۔ و ھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ انّ اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون۔ انّ الذین آمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربھم [illegible]

دیکھکر ٹھوکر نہ کہاوین - اور دنیا کو بیجا نہ رین - سو مین دعا کرتا ہون کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کیلئے کام کرین - ہان جائز ہوگا کہ جن کا کچھہ گذارہ نہ ہو اون کو بطور مدد خرچ اس مین سے دیا جائے -

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان مین دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نکرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو -

(۴) ہر ایک صالح جو اوسکی کوئی بھی جائداد نہین اور کوئی مالی خدمت نہین کر سکتا - اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لیے اپنی زندگی وقف رکھتا اور صالح تہا تو وہ اس قبرستان مین دفن ہو سکتا ہے -

ہدایت

(۱) ہر ایک صاحب جو حسب شرایط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہین تو اُن کی وصیت پر عملدرآمد اون کی موت کے بعد ہوگا - لیکن وصیت کو لکھکر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چہاپ کر شایع کرنا ہی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ آسمانی نشانون اور بلاؤن کے دن قریب ہین - اس لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے وقت مین وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت مین وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے مین جسکا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اوسکو دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم مین ہوگا -

(۲) ہر ایک صاحب جو کسی دوسری جگہ مین ہون جو قادیان سے دور اس ملک کے کسی اور حصہ مین ہون - اور وہ ان شرائط کے پابند ہون جو درج ہو چکی ہین تو اُن کے وارثون کو چاہیئے کہ اُن کی موت کے بعد ایک صندوق مین اون کی میت کو رکھکر قادیان پہونچا دین اور اگر اس قبرستان کی تکمیل سے پہلے یعنی پل وغیرہ کی تیاری سے پہلے کوئی صاحب فوت ہو جائین جو حسب شرائط اس قبرستان مین دفن ہو نگے تو چاہیئے کہ بطور امانت صندوق مین رکھکر اپنی جگہ دفن کئے جائین پھر تمام لوازم کی تیاری کے بعد جو قبرستان کے متعلق ہین قادیان مین اون کی میت لائی جائے - لیکن وہ صاحب جو بغیر صندوق کے دفن کئے جائینگے اون کا قبر مین سے نکالنا مناسب نہو گا **

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہون تا آیندہ کی نسلین ایک ہی جگہ اون کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کرین اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اونہون نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہون -

بالآخر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ اس کام مین ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان مین پیدا کرے اور اون کا خاتمہ بالخیر کرے آمین -

مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت مین سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستون مین اسکو مشتہر کرین اور جہانتک ممکن ہو اس کی اشاعت کرین اور اپنی آیندہ نسل کے لئے اسکو محفوظ رکھین - اور مخالفون کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دین اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کرین - اور دعا مین لگے رہین -

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللّٰہ الصمد غلام احمد
عافاہ اللّٰہ وایّد - ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء

الا اے کہ ہشیاری وپاک زاد
پئے حرص دنیا مدہ دین بباد
بدین دار فانی دل خود مبند
کہ دارد نہان راحتش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوش ہوش
زگورت ندائے درآید بگوش
کہ اے طعمہ من پس از چند روز
پئے فکر دنیائے دون کم بسوز
ہر آن کو بدنیائے دون مبتلاست
گرفتار رنج و عذاب عناست
بر ست آنکہ بر موت دارد نگاہ
بریدہ ز دنیا - دویدہ براہ
سفر کردہ پیش از سفر ہوشیار
کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت وبار
پئے دار عقبےٰ کمر بستہ چست
رہا کردہ سامان این خانہ سست
چو کار حیات است کاری نہان
ہمان بہ کہ دل بگسلی زین مکان
جہنم کہ زو داد فرقان خبر
ہمین حرص دنیاست جان پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردنی است
چو رونے ازین رہ گذر کردنی است
چرا عاقلے دل بہ بندد درآن
کہ ناگہ وزد بر گل او خزان
بدین قحبہ بستن دل خود خطاست
کہ این دشمن دین وصدق وصفاست
چہ حاصل ازین دلستان دو رنگ
کہ گاہے بصلحت کشد گہ بجنگ
چرا دل نہ بندی بدان دلستان
کہ مہرش رہاند ز بند گران
بہ دفکر انجام کن اے غوی
ز سعدی شنو گر ز من نشنوی
عروسی بود نوبت ماتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنّت ہوا وہ محترم

قبل ازین جو کہ مین نے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۳۱ - اگست مین ایک مضمون بعنوان "مصالحہ بات تصلیب مسیح وشمعون" طبع کرایا تہا - اُس سے مجھے امید تہی - کہ انصاف پسند حضرات کو اس مسئلہ پر اپنی تسکین کا موقع ملیگا - یہ امید اس حد تک تو پوری ہوئی - کہ پادری صاحب نے خاموشی اختیار فرمائی مگر فریق ثانی یعنی حاجی عبدالواحد صاحب اپنے خیال سے باز نہ آئے - سمجھہ مین نہین آتا کہ مسیح کی بجائے شمعون کو کیون صلیب دیگئی - آخر اس کیوجہ کیا تہی - اور کیا کسی زمانہ مین ایسا دہوکا کسی ایسے شخص کی نسبت کارگر ہو سکتا ہے جس کی ساری قوم دشمن ہو - تعجب ہے کہ ایک طرف تو عیسائی مذہب کے ناپاک عقیدہ کفارہ پر اقرار کیا جاتا ہی - اور دوسری طرف ہمارے حاجی صاحب خود بھی کسی عقیدہ مین مبتلا ہو رہے ہین - اب اگر وہ یہ کہین کہ جملہ ولکن شبہ سے ثابت ہے - کہ مسیح سے ایک دوسرا شخص متشکل ہو گیا تہا - تو یہ ان کی غلط فہمی ہے - جو روزمرہ کے مشاہدہ اور آیت واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لآیات للعٰلمین کے بھی صریح مخالف ہے بلکہ اس سنت اللّٰہ و خصائص کو بیان تک لا تبدیل کہا گیا ہے [illegible] بھی مسیح باہر نہین سکی - اگر اس قسم کا تشکل ہو جاتا تو دنیا کا ایک کام بھی نہ چل سکتا - اس تعجب مین حاجی صاحب کے تازہ مضمون مندرجہ پیسہ اخبار [illegible] اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ ان کو اصل معاملہ و قرآنی نکات سے ذرا بھی اطلاع نہین ہے - ہر ایک مضمون کا یہی لب لباب ہوتا ہے کہ مسیح صلیبی واقعہ سے پہلے ہی آسمان پر اٹھالئے گئے تھے - مگر حاجی صاحب جبتک آسمان پر اٹھائے جانے کی کوئی معقول وجہ نہ بتلائینگے - ایسا دعویٰ بے دلیل کون مان سکتا ہے -

کیا وہ ثابت کر سکتے ہین کہ کہین ثبوت ملتا ہے کہ یہودی جس اعتراض کو مد نظر رکھکر مسیح کے قتل کا ارادہ کر رہے تہے - وہ جسمانی رفع کے متعلق تہا - نہین - بلکہ مین تجویز کیساتھ کہتا ہون - کہ جسمانی رفع کا قرآن کریم مین کہین بہی ذکر نہین - ہان جس روحانی رفع پر وہ معترض تہے اسکی تصریح وتفہیم آیات مندرجہ ذیل مین موجود ہے -

اول تو اس عقدہ کی اصلیت اور حقیقت معلوم کرنیکے لئے آیت فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یٰمریم لقد جئت شیئا فریا کے مضمون پر مطلع ہونا ضروری ہے - تاکہ ہم معلوم کر سکین - کہ حضرت عیسیٰ ع کی تا تعلیم اتقوا اللّٰہ واطیعون ان اللّٰہ ربی وربکم فاعبدوہ ہٰذا صراط مستقیم کہنے پر بلا سبب یہودیون نے کیون انکار کر دیا محض اس وجہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاک ولادت کی حقیقت نہ سمجھ سکے جو "امرا مقضیا" کے ماتحت واقع ہوئی تہی - اور اس رائے کو زیادہ تقویت دینے کے لئے کتب سابقہ کے قایم کردہ معیارون کے مطابق [illegible] پایا جاتا ہے - وہ خدا کا ملعون ہوتا ہے" اور جو مصلوب ہو تو ثانی قتل کیا [illegible] قتل کی ایک ایسی تدبیر سوچی جو آیت ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین مین مضمر ہے - ادہر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیون کے اس مکر عظیم کی اطلاع ہوئی - تو نہایت غمگین ہوئے - اس پر خدا تعالیٰ نے اپنے صادق نبی کو ان الفاظ مین تسلی دیکر [illegible] وعدے فرمائے کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ - ترجمہ اے عیسیٰ تحقیق مین ہی تجھے مارنے والا ہون - اور اٹھانے والا ہون اپنی طرف یعنی یہ ہرگز نہین ہوگا کہ تو یہودیون کی تجویز کردہ موت سے مر کر مرتبہ رفع سے [illegible] ہو - اور ان الزامات سے جو یہودی تیری طرف منسوب کرتے ہین تجھے پاک کرنیوالا ہون - اور تیری تابعین کو تیرے منکرون پر فوقیت بخشونگا - افسوس کہ حاجی صاحب نے یہودیون کے تجویز کردہ مکر کے مقابلہ مین متوفیک جیسے مبارک وعدہ اور لطیفہ کو سمجھنے مین ایسی بطرح ٹہوکر کہائی ہے کہ مطہرک کے مفہوم کو بھی نہین سمجھے - مذکورہ بالا وعدون مین جو مطہرک کا وعدہ تہا وہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مبارک بعثت مین اس طرح پورا ہوا کہ جب آپ کے زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ پر یہودیون نے انہین الزامات کو پیش کیا - تو آنحضرت نے [illegible] مشرح کی گویا کہ ان کی کما حقہ تردید کر دی - اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے یہودیون کی بیباکی در وجہ عدم تسلیم کو وبکفرہم وقولہم علیٰ مریم بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ مین بیان فرماکر وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم سے ان کی پیش کردہ جملہ صلیبی موت کی نفی [illegible] یہودیون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] حقیقی موت پر محمول کر لیا [illegible] پھر وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما - [illegible] یقینی [illegible] کی بیان کردہ موت [illegible] تجویز کردہ موت [illegible] سکو ہی طرح [illegible]

** حاشیہ - کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت مین داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے انسان کا اس مین دخل نہین - اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان مین داخل ہونے

سودیشی تحریک اور احمدی مسلمان

میرے ناظرین کے لئے یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنے اخبار میں سودیشی تحریک کا ذکر چھیڑتا ہوں۔ اس نالوار اور بدصورت موجودہ تحریک کی بیہودہ آواز کے ذریعہ میں بھی الحکم کے کالموں کو پاک رکھنا چاہتا تھا لیکن جب یہ خطرہ متعدی بیماری کی طرح پھیلتا نظر آیا تو ضروری سمجھا کہ اپنے ناظرین کو اس زہریلی تحریک سے متنبہ کر دوں۔ میں یقیناً معصیت کا مرتکب ہوتا اگر اب بھی خاموشی سے کام لیتا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم میں سودیشی تحریک کے خلاف مضامین کا سلسلہ ہمارے خلاف اس جوش میں ایک اور اُبال پیدا کر دیگا جو پہلے ہی سے بھڑک رہے ہیں۔ کانگرس کے سوامیوں اور لیڈر کاٹ سٹ کے پتا پرشوں کو ہمارے نیست و نابود کرنے سے تعلق ہے۔ لیکن محض اس خیال مخالف سے اس زہر کو پھیلنے دینا دانشمندی نہیں ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس زہر کو تریاق کے رنگ میں پیش کر کے غریب مسلمانوں کو خطرناک مغالطہ دیا جاتا ہے۔

سودیشی تحریک کو نظر فریب بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمان یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس کی غرض تو صرف ملکی اشیاء کا استعمال اور ان کی قدر ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ اس منافقانہ کارروائی میں ایک نیش زنی ہو رہی ہے جو مسلمانوں اور ان کی ذریت کو ہمیشہ کے لئے ذلیل اور تباہ کرنے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس امر سے تو کوئی ناواقف نہیں ہے کہ ہماری قوم (جو اپنی شامتِ اعمال اور ترک قرآن کریم کی وجہ سے ہر پہلو اور ہر صورت سے گر رہی ہے) اگر ان آریہ مہاشوں کے پہلو بہ پہلو چلنے کی سعی کرے تو یہ دھرم آتما اور اہنسا پرمو دھرم کے شبد سنانے والے پتا پرش کہنیاں مار مار کر غریب مسلمانوں کو نکال دینے کی سعی کرتے ہیں۔ . . .

. . . .

. . . .

اور انکو چین نہیں آتا جب تک وہ اس نکبت زدہ قوم کے ان افراد کو جو ان کے دوش بدوش چلنا چاہیں اپنے پاؤں میں کچل نہ لیں۔ ممکن ہے وہ لوگ جو ان کی اندرونی ریشہ دوانیوں اور نیش زنیوں سے ناواقف ہیں۔ ان حالات سے پورے باخبر نہوں۔ لیکن جو لوگ سلسلہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ان کے ساتھ چلتے ہیں انہوں نے دیکھا ہے کہ ان برادران یوسف نے کیا سلوک کیا ہے؟ میں اپنے ذاتی علم اور عام واقفیت کی بنا پر کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنا موٹو یہ قرار دے رکھا ہے

آریہ ورت آریہ مہاشاؤں کیلئے ہے
نہ مسلمان ملیچھوں کے واسطے

دشٹ اور ملیچھ ہمارا نام رکھتے ہیں۔ اور جہانتک انسے ممکن ہو سکتا ہے وہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت کا ہر عرصہ اور حلقہ ہمارے لئے تنگ کرنا اپنی زندگی کا پرم دھرم سمجھتے ہیں یہ تو ہماری دنیوی حالت ان یارانِ طریقت کے سامنے ہے۔ اس سے بھی بدتر **مذہبی حالت** ہو رہی ہے۔ مذہب ایک ایسی شے ہے جس پر انسان جان اور مال سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ مگر شومی اعمال نے سو محتاج کا ایک محتاج ہمیں اسوقت بنا رکھا ہے اسلئے ان مہاپرشوں نے موقع پاکر **اسلام** پر حملے کرنے اور اس پاک اور مصفا چشمہ ہدایت کو مکدر اور گدلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہادی اسلام اور بزرگانِ ملت کی ستودہ صفات ذات پر محض ہو جا سے ناروا اتہام باندھے جاتے ہیں کہ کسی طرح سے ہمارا دل دکھیں۔ مسلمان بادشاہوں کے عہد حکومت پر ریمارک کرتے ہوئے ایسی رنگ آمیزی کی جاتی ہے کہ دیکھنے والا انہیں معاذ اللہ ظالم۔ سفاک اور سنگدل تسلیم کرے۔ اور اسطرح پر انکی قوم کے خلاف اپنے ہم چشموں اور بھائیوں میں جوش مخالفت پیدا کیا جاوے تاکہ اگر ان کا بس چلے تو وہ ان کو کچے ہی چبا ڈالیں یہ ہے ہماری عام حالت ان تعلقات کی جو اس آریہ قوم کے ہمارے ساتھ ہیں۔ ایسی صورت میں یقیناً یاد رکھو کہ محض اللہ ہی کا آسرا ہے اور **گورنمنٹ انگلشیہ** کی معدلت گستری اور رعایا پروری کا سہارا ہے جو ہم برائے نام باقی ہیں ورنہ اگر انکا بس چلے تو آج ہمارا خاتمہ کر ڈالیں۔

ایسی صورت اور ایسی حالت کے ہوتے ہوئے مسلمانو تم ہی بتاؤ کیا سودیشی تحریک ہمارے لئے مفید بابرکت اور سود مند ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ قوم جو مسلمان نام کی دشمن ہے اور جس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس نام کو دنیا کے تختہ سے مٹا دیا جاوے۔ (اگرچہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو گی انشاء اللہ العزیز) کیا وہ ہماری دوست اور بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

پھر کیسی بدنصیبی اور بدبختی ہو گی ان لوگوں کی جو مسلمان کہلا کر اس تحریک میں ان آریوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تم ایسے ہی بے غیرت اور اپنے مذہب اور ہادی کی توہین سن کر خاموش ہو رہنے والے ہو تو پھر تو کوئی شکوہ اور شکایت نہیں لیکن اگر تمہاری رگوں میں کچھ بھی اسلامی غیرت اور حمیت کا خون باقی ہے تو بس آج ہی ان سے قطع تعلق کر دو۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ حسن خلق اور ہمدردی چھوڑ دو نہیں نوع انسان کیساتھ سلوک کرنا اور جہانتک ممکن ہو شفقت علی خلق اللہ کے اصول کو مدنظر رکھنا یہ تو اسلام کا عین شعار ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایسے امور میں ہم ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوں جو سراسر **اسلام** اور اہل اسلام کے لئے مضر ہوں۔ مذہبی تنفر اور عداوت جو اس قوم کو ہمارے ساتھ ہے اسکی داستان طویل اور پُر درد ہے اور میں جانتا ہوں بہت تھوڑے مسلمان ہونگے جو اس سے ناواقف ہونگے۔ دنیوی طور پر جسقدر ہم سے بیر کیا جاتا ہے اور ہمارے مفاد کو کچلا جاتا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں ایک چپراسی بھی اگر مسلمان ہے تو اوس کے لئے لاہور سے لیکر کلکتہ تک کے ہندو اخبار شور مچاتے ہیں۔ اور احمدیوں کے ساتھ تو انکی مخالفت کا سٹیم اور بھی تیز ہو چکا ہے اسکی اصل وجہ یہی ہے کہ احمدی قوم انکے نفاق کا بھانڈا بیچ بازار پھوڑ دیتی ہے۔ اس سودیشی تحریک کے متعلق بھی جب ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لالہ شرمپت رائے نے پوچھا اور خواہش کی کہ وہ اپنی جماعت کو انکے ساتھ جلسہ میں شریک ہونیکی اجازت دیں تو انہیں صاف جواب ملا کہ ہم اس میں **شریک نہیں ہو سکتے** تمہارا ہمارا ملاپ ہی کیا تم ہمارے مذہب کے دشمن ہمارے دشمن علاوہ بریں یہ تحریک محض تقسیم بنگال کے سوال کے اور کچھ نہیں اور ہرگز ہرگز یہ نیک نیتی اور ملکی بہتر سگالی پر مبنی نہیں بلکہ اس میں **بغاوت** کی بو آتی ہے اس قسم کا جواب جب انہیں دیا گیا تو اپنا سا منہ لیکر چلے گئے۔ اور انہوں نے وہ جلسہ جسکے لئے تحریک کرتے تھے آجتک نہیں کیا اس تحریر کے بعد اگر کوئی جلسہ ہو تو وہ اس کا نتیجہ سمجھا جاویگا ہاں اب کے سالانہ جلسہ پر جو دسمبر کی آخری تاریخوں میں ہوا پنڈت پورنانند نے ایک لیکچر سودیشی تحریک پر دیا تھا اور اس میں دیہات کے جمع شدہ سکھوں اور زمینداروں اور دوکانداروں کو اکسایا اور ابھارا تھا کہ تم ملکی اشیاء کی قدر کرو۔ اور ولایتی چیزوں کے استعمال کو ترک کر دو اور خلعت اٹھاؤ لیکن وہ خالص سودیشی جلسہ نہ تھا۔ میری غرض اس امر کے اظہار سے کہ قادیان کی سماج نے جلسہ علانیہ نہیں کیا اور ان کی تجویزیں اب منصوبوں تک ہی محدود ہیں یہ ہے کہ انہوں نے دراصل ایک چال چلی تھی۔ اور احمدی جماعت کو بدنام کرنے کی ایک تدبیر سوچی تھی۔ لیکن احمدی جماعت محض خدا کے فضل سے انکی اس چال میں نہیں پھنسی تو انکو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ علانیہ جلسہ کریں اگر انکی غرض محض نیک نیتی اور ملکی اور قومی بھلائی تھی تو اس امر کی کیا حاجت تھی کہ احمدی قوم ضرور ان کے ساتھ شریک ہو اگر وہ نہیں ہوتی تھی تب بھی وہ اس جلسہ کو کر لیتے کیا وہ اپنا مذہبی جلسہ ہم سے پوچھ کر کرتے ہیں؟ کبھی نہیں بلکہ جیسے اس جلسہ میں ہمارا دل دکھانا اور ہم کو نقصان پہونچانے کی تجاویز کو ملحوظ رکھنا ان کا کام ہے اسیطرح یہ سودیشی تحریک کا جلسہ تھا۔ سودیشی تحریک کو یہ ملک کی بہتری اور بھلائی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں تو بہتر ہے پہلے اپنے گھروں سے تمام ولایتی بنی ہوئی چیزوں کو باہر پھینک دیں۔ اور اسباب کو جلا دیں یہ تماشا ہم بھی دیکھ لیں گے مگر نہیں یہ کبھی نہیں کریں گے اسلئے کہ غرض یہ نہیں ہے۔ اصل مطلب مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ اسلئے مسلمان عموماً اور احمدی خصوصاً یاد رکھیں کہ وہ کبھی ایسی تحریکوں میں شامل نہوں۔ انکو ضرورت نہیں کہ وہ ایسی بیجا حرکتوں میں حصہ لیں۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے جبکہ انکا امام گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد میں پیدا ہونے پر ناز اور فخر کرتا ہے تو ہمیں کسی اور کیساتھ کیا واسطہ؟ میں مفصل اور مدلل طور پر مختلف نمبروں میں اس تحریک کی برائیوں سے قوم کو آگاہ کرونگا۔ بالفعل یاد رکھو ہمارے حضرت اس تحریک سے سخت بیزار اور اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی بھی احمدی پسند نہیں کر سکتا کہ اس کام میں حصہ لے جو اسکے آقا و مولیٰ امام کے منشاء کے خلاف ہو۔ مسلمانوں کیلئے اس تحریک میں شریک ہونا سخت مضر اور منحوس ہے پس ہر شخص جو اس مضمون کو پڑھے اسکا فرض ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو آگاہ کرے یہ تحریک پولیٹیکل تحریک ہے جسکے نتائج خطرناک ہیں۔ اگلے نمبر میں میں اسپر اور بھی کھول کر بحث کرونگا کہ اس تحریک میں شامل ہو کر مسلمانوں پر کیا برے اثر پڑیں گے۔ انکے مذہب ان کی زبان ان کے اخلاق اور انکی تجارت پر اس کا برا اور مہلک اثر ہوتا ہے اسلئے اس سے پرہیز کرو۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اسوقت اپنے بھائیوں کو اس منحوس تحریک کی مضرتوں سے آگاہ کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

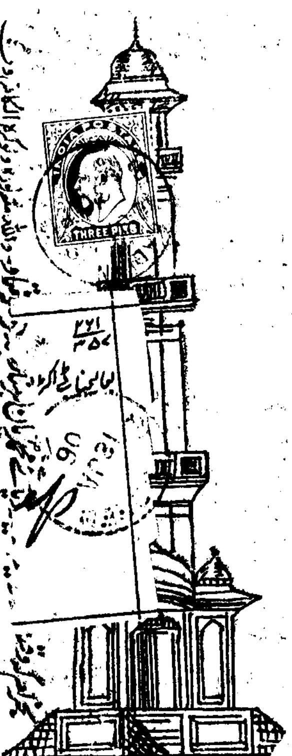
چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؏ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ؏

نمبر دوم | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰



فہرست مضامین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
[illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب
ضلع راولپنڈی
ازدفتر الحکم قادیان

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہو گیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے مجھے مجبور کر رہے تھے۔ مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کیوں یا سستی کیوجہ سے اتنک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کر کے شائع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے بہ جرأت کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہوگا۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ اسکا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لئے بھی بہت مفید ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴/ علاوہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

اس کتاب کو کثرت کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے۔

الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچانے والے (ایڈیٹر)

یہہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جسقدر وسیع ہوگا اسی قدر یہہ زیادہ مفید اور کارآمد ہوسکے گا۔ اسکے لئے مختلف اوقات میں متعدد مرتبہ ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ایسی تحریکوں پر کچھہ نہ کچھہ فائدہ بھی ہوا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص اپنا فرض نہیں سمجھتا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام کرے۔ اسلئے اگر الحکم کے ایک ہزار خریداروں میں سے ایک سو آدمی توسیع اشاعت کے لئے اپنا یہہ عزم کر لیں کہ وہ دس دس خریدار ضرور مہیا کرینگے تو بہت جلد ایک ہزار اشاعت میں ترقی ہو سکتی ہے پس میں ان سو والنٹیروں کی آواز سننے کا خواہشمند ہوں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں۔ میں ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریک کے بدوں چھہ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو میگزین کے لئے بھیجے ہیں اور لطف یہ کہ وہ سب غیر احمدی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر با رسوخ اور اہل اثر لوگ سعی کریں تو کچھہ بات نہیں ہے میں ڈاکٹر صاحب کو باقی خریدار بہم پہونچانے کی تحریک کرتا ہوں اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ اگر ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء تک یہہ ایک ہزار جدید خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ میں دو بار کر دیا جاوے گا۔ (ایڈیٹر)

ریمارک

تائید اسلام بجواب ترک اسلام — اس نام کی ایک عجیب کتاب مولوی محمد خالق صاحب ساکن ہنسوا ضلع فتح پور نے شائع کی ہے جس میں خلاصۃً دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب دیا گیا ہے قیمت ۱/ اور مصنف سے بمقام میرٹھ لال کرتی کوٹھی میاں عزیز بخش صاحب رئیس سے مل سکتی ہے۔

الفرقان (مرحوم مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی آخری تحریر شیعہ مذہب کے ابطال و تردید میں) مجھے اس کتاب کے متعلق کچھہ بھی کہنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ مخدوم الملۃ کا نام ہی اس کتاب کی عمدگی اور قابل ہونے کے لئے کافی ہے۔ میری رائے میں اس کتاب کی بہت بڑی اشاعت ہونی چاہیئے۔ قیمت ۱/ ۔ حکیم فضل دین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے ملے گی۔

تعلیم الاسلام — ماسٹر عبد الرحمان صاحب مصنف اختیار الاسلام کی تصنیف جو دہرم پال کی کتاب تہذیب الاسلام کے جواب میں انہوں نے حال میں لکھکر شائع کی ہے۔ قیمت ۸/ علاوہ محصول میری رائے میں کسیقدر زیادہ ہے۔ ایسی کتابوں کی اشاعت عام ہونی چاہیئے۔

رسالہ طبیب حاذق — یہہ ماہواری طبی رسالہ ہے جسکو مفتی فضل الرحمان صاحب احمدی قادیان نے ستمبر ۱۹۰۵ء سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہہ رسالہ ۳۲ صفحوں پر چھپتا ہے۔ اسکے دو حصے ہیں پہلے ۱۶ صفحوں پر تو حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب کی بیاض شائع ہوتی ہے جس میں ہر ایک مرض کا سلسلہ وار مفصل حال ہوتا ہے یعنی اسکے اسباب علامات علاج وغیرہ۔ اور دوسرے حصہ میں طبی استفسارات کے جوابات اور متفرق طبی مضامین۔ یہہ رسالہ بہرحال ایک مفید اور قابل قدر پرچہ ہے۔ قیمت سالانہ ؏

کتبہ احقر الزمن محمد حسین عفی اللہ عنہ

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیّت

رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہین جو ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کار پرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نکرے کہ قبرستان باغتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہو گیا ہے اسوقت تک جائز نہ ہو گا کہ اسکی میّت جسنے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان مین دفن کرنیکے لئے لائی جائے بلکہ پُل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہو گا اور اسوقت تک مَیّت ایک صندوق مین امانت کے طور پر کسی اور قبرستان مین رکہی جائیگی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کرین ضروری ہو گا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہون کی ثبت شہادت کے ساتھہ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس مین انجمن کے حوالہ کرین اور تصریح سے لکھین کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسوان حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہین۔ اور ضروری ہو گا کہ وہ کم سے کم دو اخبار مین اسکو شائع کرا دین۔

(۳) انجمن کا یہہ فرض ہو گا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی دیکھہ کر وصیت کنندہ کو ایک سارٹیفکٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتہہ دیدین اور حسب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میّت اس قبرستان مین لائی جائے تو ضروری ہو گا کہ وہ سارٹیفکٹ انجمن کو دکہلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے اوس کی وہ میّت اس موقع مین دفن کیجائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان مین بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہین ہونگے کیونکہ وہ بہشتی ہین اور نہ اُس قبرستان مین اُس میّت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہو گا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میّت جو قادیان کی زمین مین فوت نہین ہوئی انکو بجز صندوق قادیان مین لانا ناجائز ہو گا اور نیز ضروری ہو گا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دین تا کہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہون۔ اُن کو دور کرکے اجازت دے۔

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہون جنہون نے رسالہ الوصیت کی تمام شرائط پورے کر دیئے ہون اونکی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق مین رکہہ کر کسی علیحدہ مکان مین امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس کے بعد ایسی موسم مین لائے جائین کہ اس فوت ہونیکے مقام اور قادیان مین طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہو گا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسوان حصّہ دیا جائے بلکہ ضروری ہو گا کہ ایسا وصیّت کرنے والا جہانتک اسکے لئے ممکن ہے پابند احکام الٰہی اور تقوے طہارت کے امور مین کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اوس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسوین حصّہ جائداد کی وصیت کرین اور اتفاقاً انکی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا مین غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک مین وفات پاوین جہان سے میّت کو لانا متعذر ہو تو انکی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالے کے نزدیک ایسا ہی ہو گا کہ گویا وہ اسی قبرستان مین دفن ہوئے ہین اور جائز ہو گا کہ انکی یادگار مین اسی قبرستان مین ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکہہ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائین۔

(۹) انجمن جس کے ہاتھہ مین ایسا روپیہ ہو گا اوسکو اختیار نہین ہو گا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض مین سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہو گی اور جائز ہو گا کہ انجمن باتفاق رائے اوس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ مین داخل ہون اور پارسا طبع اور دیانت دار ہون اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہہ محسوس ہو گا کہ وہ پارسا طبع نہین ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہین یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکہتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہو گا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے۔ اور اسکی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اوس جھگڑے کی پیروی مین جو اخراجات ہون وہ عام وصیتی مالون مین سے دیئے جائینگے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کرکے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کیوجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہو گا کہ وہ مال اپنے قبضہ مین رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہو گا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہین۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنیکے لائق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا جانشین ہے اسلئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگون سے بکلی پاک رہنا ہو گا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئین۔

(۱۴) جائز ہو گا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکون مین اور انجمنین ہون جو انکی ہدایت کی تابع ہون اور جائز ہو گا کہ اگر وہ ایسے ملک مین ہون کہ وہان سے میّت کو لانا متعذر ہے تو اُسی جگہ میّت کو دفن کر دین اور ثواب سے حصہ پانیکی غرض سے غرض ایسی میّت قبل از وفات اپنے مال کے دسوین حصہ کی وصیت کرے۔ اور اوس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اوس انجمن کا کام ہو گا جو اوس ملک مین ہی ہے۔ اور بہتر ہو گا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو۔ اور جائز ہو گا کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنے مرکز مقامی قادیان ہو گا۔

(۱۵) یہہ ضروری ہو گا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہو گا کہ وہ آئندہ ضرورتین محسوس کرکے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیار کرین۔

(۱۶) انجمن مین کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر ہونے چاہئین جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہون اور تحصیل علم عربی رکھتے ہون اور سلسلہ احمدیہ کی کتابون کو یاد رکھتے ہون۔

(۱۷) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے۔ مجذوم ہو جسکی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان مین لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہین ہے کہ اس قبرستان مین لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہو گا تو اُسکو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھہ بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نرکھتا ہو اور با این ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصّہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اسکے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ مین دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالے کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان مین داخل نہین ہو گا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثنا رکہا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت انکو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔

یہہ وہ شرائط ضروریہ ہین جو اوپر لکھی گئین۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی مین وہ دفن کیا جائیگا۔ جو ان شرائط کو پورا کرے گا ممکن ہے کہ بعض آدمی جنپر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمین اس کارروائی مین اعتراضون کا نشانہ بناوین اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھین یا اوسکو بدعت قرار دین۔ لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالے کے کام ہین وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن مین تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہین کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر مین پڑتے ہین کہ دسوان حصّہ جائداد کا خدا کی راہ مین دین بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکہلاتے ہین وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہین۔ اللہ تعالے فرماتا ہے

الٓمّٓ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ مین ایسے قدر پر راضی ہو جاؤن۔ کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے اور ابھی ان کا امتحان نکیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھہ بھی چیز نہین۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان جانون کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہون نے اپنے سر خدا کی راہ مین دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیون یون ہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دیجائے کہ وہ اس قبرستان مین دفن کیا جائے۔ کسقدر دور از حقیقت ہے اگر یہی روا ہو تو خدا تعالے نے ایک زمانہ مین امتحان کی کیون بنیاد ڈالی وہ ہر ایک زمانہ مین چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب مین فرق کرکے دکہلا دے۔ اسلئے اب بھی اوس نے ایسا ہی کیا۔ خدا تعالی

نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بعض خفیف خفیف امتحان بہی رکہے ہوئے تہے جیساکہ یہ بہی دستور تہا کہ کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے - پس اسمین بہی منافقون کے لئے ابتلا تہا - ہم خوب محسوس کرتے ہین کہ اسوقت کے امتحان سے بہی اعلی درجہ کے مخلص جنہون نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگون سے ممتاز ہوجائینگے - اور ثابت ہوجائے گا کہ بیعت کا اقرار انہون نے پورا کرکے دکہلادیا اور اپنا صدق ظاہر کردیا - بے شک یہ انتظام منافقون پر بہت گران گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی - اور بعد موت وہ مرد ہون یا عورت اس قبرستان مین ہرگز دفن نہین ہون گے - فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا - لیکن اس کام مین سبقت دکہلانیوالے راستبازون مین شمار کئے جائینگے - اور ابدتک خدا کی انپر رحمتین ہونگی بالآخر یہ بہی یاد رہے کہ بلاؤن کے دن نزدیک ہین اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ وبالا کردے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کرینگے اور نیز یہ بہی ثابت کردین گے کہ کسطرح انہون نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہین اور اسکی دفتر مین سابقین اولین لکہے جائینگے اور مین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جسنے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹالدیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مین تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ مین دیتا - اور اس عذاب سے بچ جاتا یاد رکہو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث - دیکہو مین بہت قریب عذاب کی تمہین خبر دیتا ہون اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو - کہ کام آوے مین یہ نہین چاہتا کہ تم سے کوئی مال لون اور اپنے قبضہ مین کرلون بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کروگے اور بہشتی زندگی پاؤگے بہترے ایسے ہین کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹالدینگے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائینگے تب آخری وقت مین کہین گے ھذا ما وعد الرحمان وصدق المرسلون - والسلام علی من اتبع الھدی

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد

خدا تعالی کیطرف سے مسیح موعود

۶-جنوری ۱۹۰۶ء

تازہ الہامات ورؤیاء

۱۰-جنوری ۱۹۰۶ء - ۱- اللہ غالب علی کل شیء - ۲- ینجیک من کربک -

ترجمہ - خدا ہر شئے پر غالب ہے (۲) تجہے تیرے کرب سے نجات دیگا -

ایک رؤیا مین دیکہا کہ بہت سے ہندو آئے ہین اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اسپر دستخط کردو - مین نے کہا کہ مین نہین کرتا انہون نے کہا کہ پبلک نے کردیئے ہین مین نے کہا کہ مین پبلک مین نہین یا کہا کہ پبلک سے باہر ہون - ایک اور بات بہی کہنے کو تہا کہ کیا خدا نے اسپر دستخط کردیئے ہین مگر یہ بات نہین کی تہی کہ بیداری ہوگئی -

۱۳-جنوری ۱۹۰۶ء - قل اللہ ثم ذرھم - ان اللہ مع الذین ھم یتقون -

مولوی محمد حسن کہتا ہے کہ قطع دابر القوم فکر ہوا کہ یہ دشمن ہے یہہ کیا کہتا ہے -

الہام ہوا - قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون -

الہام - دہلی گئے ہین اور خیریت سے واپس آئے ہین اور الہاماً کہا ہے کہ (الحمد للہ الذی ۲ و صلنے صحیحا)

الہام ۱۴-جنوری ۱۹۰۶ء - ہم مکہ مین مرینگے یا مدینہ مین -

مقدمات

ناظرین الحکم معلوم کرچکے ہین - کہ ۱۴-دسمبر ۱۹۰۵ء کو میان نور احمد غریب مہاجر پر یہان کے سکہون نے متفق ہوکر اپنے قدیم طریق کے موافق بلوہ کرکے حملہ کیا اور اس بیچارے کو مجروح کردیا - اگر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعدار قادیان موقع پر نہ پہونچ جاتے تو سخت اندیشہ اس امر کا لاحق ہوگیا تہا کہ احمد نور کے مکان کو توڑ کر عورتون اور بچون کو سخت ضرر پہونچایا جاتا - پولیس نے موقع پر پہونچکر ۱۶ آدمیون کا بلوہ مین چالان کیا - جس کے لئے ۹-جنوری ۱۹۰۷ء مقرر تہا - فریق ثانی نے بہی آجکل کے دستور کے موافق ایک بالمقابل دعوی کیا تہا - اس کی تاریخ پیشی بہی ۹-جنوری ۱۹۰۷ء ہی تہی - چنانچہ ہر دو مقدمات بمقام بٹالہ بعدالت سردار غلام حیدر خان صاحب - اے - ای - سی - پیش ہوئے - فریق ثانی نے جو مقدمہ کیا تہا - اس مین حکیم الامتہ اور مولوی محمد علی صاحب کو بہی ملزم گردانا تہا - مگر خدا تعالی نے راستی کا بول بالا کیا اور عدالت نے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ کردیا - مستغیث کے اپنے بیان اور اس کے گواہون کے بیان سے یہ مقدمہ سراسر بے بنیاد پایا گیا اور اس لئے خارج ہوا - الحمد للہ علے ذالک -

دوسرا مقدمہ جو پولیس نے چالان کیا تہا - اس مین کل ملزمون پر فرد جرم لگ چکا ہے آئندہ تاریخ ۲۲-جنوری مقرر ہوئی ہے - اللہ تعالے رحم کرے - آمین -

---

دو رشید لڑکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - حضور کی کل تقریر سنکر مین نے پختہ عہد کیا ہے کہ مین آئندہ دنیا کے واسطے ہرگز نہین پڑہون گا - بلکہ آج سے مین اپنی زندگی کو دین کے واسطے وقف کرتا ہون اور حضور کے منشاء کے مطابق دینی تعلیم اور صرف انگریزی زبان اور سنسکرت پڑہون گا اور اس کے بعد اگر زندگی نے وفا کی - تو محض للہ دین کی خدمت مین زندگی بسر کرونگا - پر چونکہ انسان کمزور ہے اور پہر بچپن اور بہی کمزور کرتا ہے - لہذا اس تحریر کے ذریعہ مین حضور سے اس عہد اور ارادہ پر قایم رہنے اور اس کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی التدعا کرتا ہون -

حضور کا غلام - خاکسار غلام حسین ولد میان محمد یوسف اپیل نویس ساکن پشاور - طالب علم جماعت فورتہ ہائی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۷-دسمبر ۱۹۰۶ء

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے مفصلہ ذیل جواب عنایت فرمایا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین مطلع ہوا جزاکم اللہ خیرا - خدا تعالے اس راہ مین برکت دے اور اخیر تک اس راہ پر استقامت بخشے آمین - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنا یہ ارادہ پرچہ الحکم وبدر مین شائع کرادین اور خدا سے ارادہ پر قائم رہنے کے لئے دعا کرتے رہین والسلام -

مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم -

بحضور فیض گنجور جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - نہایت ہی عاجزانہ عرض ہے کہ بندہ اس جگہ نوین جماعت مین پڑہتا ہے لیکن حضور کی متواتر اور برکت والی دو روزہ تقریر سے بندہ کو بہت ہی اثر ہوا - اسواسطے حضور کی خدمت مین عرض ہے کہ بندہ اپنے والدین کی رضامندی سے اپنی زندگی اللہ کی راہ مین بڑی خوشی سے وقف کرتا ہے -

الا ما شاء اللہ - اور جو جو علم حضور میرے لئے تجویز فرمادین وہی بندہ کو صدق دل سے منظور ہین - والسلام درخواست دعا - حضور کا تابعدار خاکسار عبد الرحمان ولد مستری قمر الدین احمدی بہیروی -

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بہت عمدہ اور مبارک راہ ہے - جزاکم اللہ خیرا - خدا اسمین برکت دے - یہ ارادہ معرفت الحکم وبدر شائع کردین - والسلام -

مرزا غلام احمد

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچہی ہے ایسا ہی آپ کے متعلقین بہی خدا تعالے کے فضل وکرم سے اچہے ہین -

۲- بزرگان ملت کی صحت بہی جماعت کے لئے خوشی کا موجب ہے - حضرت فاضل امروہی قادیان مین مقیم ہین اور قرآن شریف کی بعض سورتون کی تفسیر لکہہ رہے ہین -

۳- مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی توسیع عمارت کی ضرورت درپیش ہے روپیہ کی اشد ضرورت ہے -

۴- موسم خشک حالت مین جارہا ہے - اللہ تعالی رحم کرے

تازہ الہامات

۱۴-جنوری ۱۹۰۷ء (۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی -

(۲) سلام قولاً من رب رحیم

(۳) ہم مکہ مین مرینگے یا مدینہ مین -

ترجمہ - (۱) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چہوڑا ہے کہ وہ اور (۲) خدا رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے - یعنی خائب وخاسر کی طرح تو نہین ہے -

(۳) ایک یہ معنے ہین کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی دشمنون کو قہر کے ساتہہ مغلوب کیا گیا تہا - اسی طرح دشمن قہری نشانون سے مغلوب کئے جائینگے - دوسرے معنے یہ ہین - کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی -

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جسقدر غور کرتے جاویں آپ کے مراتب اور مدارج پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی قوت قدسی عنایت فرمائی تھی اور اس میں ایسی تاثیر اور طاقت رکھی تھی کہ صحابہ جیسی جان نثار قوم آپ نے طیار کی۔ آپ ایسی قوم چھوڑ گئے تھے جو خالص خدا ہی کے لئے قدم اٹھانے والی تھی وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں ایسے سرگرم اور طیار تھے اور اس راہ میں انہیں جان دیکر ایسی خوشی ہوتی تھی کہ آجکل کے دنیاداروں کو کسی مقدمہ کی فتح سے بھی وہ خوشی نہیں ہوسکتی۔ وہ بالکل خدا ہی کے لئے ہو گئے تھے ایسی زبردست اور بے مثل تبدیلی کوئی نبی اپنی قوم میں پیدا نہیں کرسکا۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی جنگ کر رہا تھا اس نے دشمن پر تلوار ماری لیکن وہ تلوار دشمن کے تو نہ لگی۔ الٹ کر اسی کے آلگی۔ بعض نے کہا کہ وہ شہید نہیں ہوا۔ اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں شہید نہیں ہوا۔ اسلئے کہ اسے اسبات کا سخت غم تھا آپ نے فرمایا کہ تجھکو دو شہیدوں کا ثواب ملیگا۔ اسلئے کہ ایک تو تو نے دشمن پر حملہ کیا دوسرے خود اسی راہ میں مارا گیا۔ بات کیا تھی؟ صرف یہ کہ وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ مرتبہ شہادت ہم سے رہ جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انکے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیا تھا۔ اور اتنا ہی نہیں تھا بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت اور معرفت الٰہی میں اعلےٰ درجہ تک پہونچ گئے تھے اور اسی وجہ سے انکی عقل۔ فہم اور فراست میں بہت بڑی ترقی ہو گئی تھی۔ ایک انگریز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ لکھتا ہے کہ صحابہ میں علاوہ اسکے کہ ان میں صدق اور ایمان کی وہ طاقت موجود تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سر دینے کو طیار ہوجاتے تھے اور ایسی جگہ کھڑے ہوتے تھے جہاں بجز جان دینے کے اور کوئی چارہ ہی نہ ہوتا تھا۔ لیکن برخلاف اسکے مسیح کے حواریوں کی یہہ حالت تھی کہ خود انہیں میں سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور دوسرے اسکے پاس سے بھاگ گئے۔ اور دو گھڑی بھی اسکے ساتھ نہ ٹھیر سکے سامنے کھڑے ہوکر ایک نے لعنت کی۔ ایسے حواریوں کو صحابہ کے ساتھ کیا نسبت اور کیا مقابلہ۔ پھر عقلی طور پر مقابلہ کرکے لکھا ہے کہ حواریوں کی تو یہ حالت تھی کہ وہ ایک گاؤں کا انتظام کرنے کی بھی قابلیت نہ رکھتے تھے برخلاف ان کے صحابہ نے علوم سیاست اور حکمرانی میں وہ کمال دکھایا اور ایسی اعلےٰ قابلیت کا ثبوت دیا کہ آج اسکی نظیر نہیں مل سکتی انہوں نے ایک عظیم الشان سلطنت کا انتظام کیا۔ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا نمونہ موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں ایسا خطرناک فتنہ پیدا ہوا تھا اگر اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہوتا تو سخت مشکلات کا سامنا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ نے خدا تعالےٰ سے تائید پاکر اس فتنہ کو اور جو جنگلی بادیہ نشین مرتد ہو گئے تھے انکو سدھارا اور درست کیا۔

غرض

باوجود اسبات کے کہ وہ طیار شدہ تھے اور صدق اور نور سے بھرے ہوئے تھے تاہم اللہ تعالےٰ انکو فرماتا ہے۔

ولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ۔

یعنے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو تفقہ فی الدین کریں یعنے جو دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اس میں تفقہ کرسکیں۔ یہ نہیں کہ طوطے کی طرح یاد ہو۔ اور اس میں غور و فکر کی مطلق عادت اور مذاق ہی نہ ہو اس سے وہ غرض حاصل نہیں ہوسکتی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اور وہی غرض ہماری ہے یعنی محل اور موقع کے حسب حال جواب دے سکیں مناظرہ کرسکیں۔ لیکن چونکہ سب کے سب ایسے نہیں ہوسکتے اسلئے یہہ نہیں فرمایا کہ سب کے سب ایسے ہوجائیں بلکہ یہ فرمایا کہ ہر جماعت اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ہو۔ اور گویا ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہونی چاہئیے۔ جو تبلیغ اور اشاعت کا کام کرسکیں۔ اسلئے بھی کہ ہر شخص ایسی طبیعت اور مذاق کا نہیں ہوتا خود اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی تقسیم تین طرح پر کی ہے۔

منھم ظالم ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات۔

یعنے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو ظالم لنفسہ کہلاتے ہیں ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ خواہش نفس ان پر غالب ہوتی ہے اور وہ گویا پنجہ نفس میں گرفتار رہتے ہیں دوم وہ لوگ ہیں جو مقتصد یعنے میانہ رو کہلاتے ہیں یعنے کبھی نفس ان پر غالب ہوجاتا ہے اور کبھی وہ نفس پر غالب ہوجاتے ہیں اور پہلی حالت سے نکل چکے ہوتے ہیں۔ لیکن تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو پنجہ نفس سے بکلی رہائی پالیتے ہیں اور وہ سابق بالخیرات کہلاتے ہیں یعنے نیکی کرنے میں سب سے سبقت لے جاتے ہیں۔ اور وہ محض خدا ہی کے لئے ہوجاتے ہیں انہیں علمی اور عملی قوت آجاتی ہے ایسے لوگ خدمت دین کے لئے مفید اور کارآمد ہوتے ہیں اس قانون کو مدنظر رکھکر اللہ تعالےٰ نے بعض کا حکم دیا کیونکہ کل کے کل تو اس مقصد کے لئے طیار نہیں ہوسکتے تھے۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو تجارت زراعت یا ملازمت کریں اور ایسے بھی ہونے چاہئیں جو دین کی تبلیغ کرنے والے ہوں تاکہ قوم آئیندہ ٹھوکروں سے بچ جاوے۔ یہہ یاد رکھو کہ جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس میں جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہیں سکھایا گیا تھا اسے بھول جاتے ہیں جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم میں تقویٰ نہیں رہتا۔ اور اسمیں فسق و فجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہوجاتی ہے اور آخر اللہ تعالےٰ کا غضب اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے جیساکہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یعنے اللہ تعالےٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خشیت اللہ کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے۔ کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اس میں ضرور خشیۃ اللہ پیدا ہوگی۔ علم سے مراد میری دانست میں علم القرآن ہے اس سے فلسفہ سائنس یا اور علوم مروجہ مراد نہیں کیونکہ انکے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہیں بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر انکو سیکھ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بھی۔ لیکن علم القرآن بجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہیں جاتا۔ پس اس جگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقویٰ اور خشیت پیدا ہوتی ہے۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جس قوم سے تمہیں مقابلہ پیش آوے اس مقابلہ میں تم بھی ویسے ہی ہتیار استعمال کرو جیسے ہتیار وہ مقابلہ والی قوم استعمال کرتی ہے۔ اور چونکہ آجکل مذہبی مناظرہ کرنے والے لوگ ایسے امور پیش کر دیتے ہیں جنکا سائنس اور موجودہ علوم سے تعلق ہے اسلئے اس حد تک ان علوم میں واقفیت اور دخل کی ضرورت ہے جیسے مثلاً اعتراض کر دیتے ہیں کہ جن ممالک میں چھ ماہ تک آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا وہاں نماز یا روزہ کے احکام کی تعمیل کس طرح پر ہوگی؟ اب جو شخص ان ممالک سے واقف نہیں یا ان باتوں پر اطلاع نہیں رکھتا وہ سنتے ہی گھبرا جاویگا اور حیران ہوکر رہ جائیگا۔ ایسا اعتراض کرنے والوں کا منشاء یہہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی تکمیل کو ناقص قرار دیں کہ ایسے ممالک کے لئے کوئی اور حکم ہونا چاہئیے تھا۔ غرض ایسے اعتراضات چونکہ آجکل ہوتے ہیں اس لئے ضروری امر ہے کہ ان علوم میں کچھہ نہ کچھہ دسترس ضرور ہو۔

ایسا ہی بعض لوگ یہہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف گردش آسمان کا قایل ہے جیسے فرمایا

والسماء ذات الرجع۔

حالانکہ آجکل کے بچے بھی جانتے ہیں کہ زمین گردش کرتی ہے غرض اسی قسم کے بیسیوں اعتراض کر دیتے ہیں۔ اور تا وقتیکہ ان علوم میں کچھہ مہارت اور واقفیت نہو جواب دینے میں مشکل پیدا ہوتی ہے یہہ امر یاد رکھنا چاہئیے کہ زمین یا آسمان کی گردش ظنی امور ہیں انکو یقینیات میں داخل نہیں کر سکتے ایک زمانہ تک گردش آسمان کے قایل رہے پھر زمین کی گردش کے قایل ہوگئے۔ سب سے زیادہ ان لوگوں کی طبابت پر مشق ہے لیکن اس میں بھی دیکھہ لو کہ آئے دن تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً پہلے ذیابیطس کے لئے یہہ کہتے تھے کہ اس کے مریض کو میٹھی چیز نہیں کھانی چاہئیے۔ مگر اب جو تحقیقات ہوئی ہے تو کہتے ہیں کچھہ حرج نہیں اگر سنگترہ بھی مریض کھالے یا چاء پی لے۔

غرض

یہہ سب علوم ظنی ہیں۔ اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنے بتا دیئے جاویں۔ کیونکہ اس کا ذکر آگیا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئیے کہ سماء کے معنے آسمان ہی کے نہیں ہیں بلکہ سماء مینہہ کو بھی کہتے ہیں۔ گویا اس آیت میں اس مینہہ کی جو زمین کی طرف رجوع کرتا ہے قسم کھائی ہے اور پھر وہ زمین جس سے شگوفے نکلتے ہیں۔ اکیلی زمین اور اکیلا آسمان کچھہ نہیں کرسکتا۔ اس آیت کو اللہ تعالےٰ ضرورت وحی پر بطور مثال پیش کرتا ہے۔ کہ ہر چند زمین میں جوہر قابل ہوں اور اس کی فطرت میں نشو و نما کا مادہ ہو لیکن وہ مادہ نشو و نما نہیں پا سکتا اور وہ فطرت بارآور نہیں ہوسکتی جب تک آسمان سے مینہہ نہ برسے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

اس غرض کے لئے کہ عمدہ عمدہ پہل اور پہول پیدا ہون عمدہ زمین اور اسکے لئے بارش کیضرورت ہے جب تک یہہ بات نہ ہو کچہہ نہین ہو سکتا - اب اس نظارہ فطرت کو اللہ تعالےٰ **ضرورت وحی** کے لئے پیش کرتا ہے اور توجہ دلاتا ہے کہ دیکہو جب مینہ نہ برسے تو قحط کا اندیشہ ہوتا ہے یہانتک کہ زمینی پانی جو کنوؤن اور چشمون مین ہوتا ہے وہ بہی کم ہونے لگتا ہے پہر جبکہ دنیوی اور جسمانی ضرورتون کے لئے آسمانی بارش کیضرورت ہے تو کیا روحانی اور ابدی ضرورتون کے لئے روحانی بارش کیضرورت نہین؟ اور وہ

وحی الٰہی ہے

جیسے مینہ کے نہ برسنے سے قحط پڑتا اور کنوئین اور چشمے خشک ہو جاتے ہین اسیطرح پر اگر انبیاء و رسل دنیا مین نہ آئین تو **فلسفیون** کا وجود بہی نہ ہو - کیونکہ قوائے عقلیہ کا نشوونما وحی الٰہی ہی سے ہوتا ہے - اور زمینی عقلین اسی سے پرورش پاتی ہین -

پس

اس آیت والسماء ذات الرجع اور والارض ذات الصدع مین وحی الٰہی کیضرورت پر عقلی اور فطرتی دلائل پیش کئے ہین جو شخص اس امر کو سمجہیگا وہ بول اٹہے گا کہ بے شک وحی الٰہی کیضرورت ہے اور یہ وہ طریق ہے جو آدم سے چلا آتا ہے اور ہر شخص نے اپنی استعداد اور فطرت کے موافق اس سے فائدہ اٹہایا ہے ہان جو جاہل اور ناقص تہے یا جن مین تکبر اور خودسری تہی وہ محروم رہ گئے - اور انہون نے کچہہ بہی حصہ نہ لیا - یہی اصل اور سچی بات ہے - اور تم یقیناً یاد رکہو کہ آسمانی بارش کی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ عملی قوت بجز اس بارش کے پیدا ہی نہین ہو سکتی -

غرض

اللہ تعالےٰ نے فرمایا تقویٰ بہی تب ہی پورا ہوتا ہے جب علم الٰہی اسکے ساتہہ ہو اور وہ علم ہے جو کتاب اللہ مین مندرج ہے -

یہہ سچی بات ہے کہ کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہین کر سکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہون کی پروا نکرے اور تقویٰ کا مدار علم پر ہے - یہہ نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید کے شروع ہی مین بیان فرمایا ہے -

"یہان حضرت اقدس نے سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع کے کچہہ حصہ کی تفسیر بیان فرمائی جسکو مین ذیل مین درج کرتا ہون - لیکن سہولت اور اس تفسیر کی ترتیب ابلغ کے لحاظ سے پہلے وہ حصہ یکجائی طور پر درج کرتا ہون اور پہر اسکا ترجمہ دیتا ہون ازان بعد تفسیر"
(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۖۛ فِیْهِ ۚۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ....

....

....

....

ترجمہ - مین اللہ بہت جاننے والا ہون - یہہ کتاب جس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہے متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے (متقی کون ہوتے ہین؟) جو غیب پر ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑی کرتے ہین اور جو کچہہ انہین عطا کیا گیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین + اور متقی وہ لوگ ہوتے ہین جو اس وحی پر ایمان لاتے ہین جو تجہہ پر نازل کی گئی ہے اور اس وحی پر بہی جو تجہہ سے پہلے نازل ہوئی - اور آخرۃ پر بہی یقین رکہتے ہین یہی وہ لوگ ہین جو اپنے رب سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی فلاح پانے والے ہین -

تفسیر

الٓمّٓ - ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ - مین اللہ جو بہت جاننے والا ہون یہہ کتاب جو شک و شبہ اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے متقیون کی ہدایت کے لئے بہیجی گئی ہے -

قرآن کریم کی علل اربعہ ہر شے کی چار علتین ہوتی ہین یہان بہی ان علل اربعہ کو بیان کیا ہے اور وہ علل اربعہ یہ ہوتی ہین علت فاعلی - علت صوری - علت مادی - علت غائی - اس مقام پر قرآن شریف کی چار علتون کا ذکر کیا -

علت فاعلی تو اس کتاب کی **الٓمّٓ** ہے اور **الٓمّٓ** کے معنے میرے نزدیک **انا اللہ اعلم** یعنے مین اللہ وہ ہون جو سب سے زیادہ علم رکہتا ہون - اور علت مادی **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ** ہے - یعنے یہ کتاب اس خدا کیطرف سے آئی ہے جو سب سے زیادہ علم رکہتا ہے - اور علت صوری **لَا رَیْبَ فِیْهِ** ہے یعنے اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس مین کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہین جو بات ہے مستحکم اور جو دعوےٰ ہے وہ مدلل اور روشن اور علت غائی اس کتاب کی **هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ** ہے یعنے اس کتاب کے نزول کی غرض و غایت یہہ ہے - کہ متقیون کو ہدایت کرتی ہے - یہہ چارون علتین بیان کرنے کے بعد پہر اللہ تعالےٰ نے متقیون کے عام صفات بتائے ہین کہ وہ متقی کون ہوتے ہین جو ہدایت پاتے ہین

الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون - والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون -

یعنے وہ متقی ہوتے ہین جو خدا پر جو ہنوز پردہ غیب مین ہوتا ہے ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑا کرتے ہین اور جو کچہہ ہم نے انکو دیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین اور وہ ایمان لاتے ہین اس کتاب پر جو تجہہ پر نازل کی ہے اور جو کچہہ تجہہ سے پہلے نازل ہوا - اور آخرۃ پر یقین رکہتے ہین - یہہ صفات متقی کے بیان فرمائے اب یہان بالطبع ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کی غرض و غایت تو یہ بتائی **ھدًی للمتقین** اور پہر متقیون کے صفات بہی وہ بیان کئے جو سب کے سب ایک بخرالانسان مین ہوتے ہین یعنے خدا پر ایمان لاتا ہو - نماز پڑہتا ہو - صدقہ دیتا ہو کتاب اللہ کو مانتا ہو - قیامت پر یقین رکہتا ہو پہر جو شخص پہلے ہی سے ان صفات سے متصف اور وہ متقی کہلاتا ہے اور ان امور کا پابند ہے تو پہر وہ **ہدایت کیا ہوئی؟** جو اس کتاب کے ذریعہ اس نے حاصل کی ہے مین وہ امر زائد کیا ہے جسکے لئے یہہ کتاب نازل ہوئی ہے؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور امر ہے جو اس **ہدایت** مین رکہا گیا ہے - کیونکہ یہ امور جو بطور صفات متقین بیان فرمائے ہین یہہ تو اس **ہدایت** کیلئے جو اس کتاب کا اصل مقصد اور غرض ہے بطور شرائط ہین - ورنہ وہ ہدایت اور چیز ہے اور وہ ایک اعلےٰ امر ہے جو خدا تعالےٰ نے مجہہ پر ظاہر کیا ہے اور جسکو مین بیان کرتا ہون پس یاد رکہو کہ متقی کے صفات مین سے

پہلی صفت یہ بیان کی **یؤمنون بالغیب** یعنے غیب پر ایمان لاتے ہین - یہہ مومن کی ایک ابتدائی حالت کا اظہار ہے کہ جن چیزون کو اس نے نہین دیکہا انکو مان لیا ہے - غیب اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس غیب مین بہشت - دوزخ حشر اجساد اور وہ تمام امور جو ابہی تک پردہ غیب مین ہین شامل ہین - اب ابتدائی حالت مین تو مومن انپر ایمان لاتا ہے + لیکن ہدایت یہہ ہے کہ اس حالت پر اسے ایک انعام عطا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا علم غیب سے انتقال کر کے شہود کیطرف آجاتا ہے اور اسپر پہر ایسا زمانہ آجاتا ہے کہ جن باتون پر وہ پہلے غائب کے طور پر ایمان لاتا تہا وہ انکا عارف ہو جاتا ہے اور وہ امور جو ابہی تک مخفی تہے اسکے سامنے آجاتے ہین اور حالت شہود مین انہین دیکہتا ہے پہر وہ خدا کو غیب نہین مانتا بلکہ اسے دیکہتا ہے اور اسکی تجلی سامنے رہتی ہے غرض اس غیب کے بعد **شہود** کا درجہ اسے عطا کیا جاتا ہے جیسے **ایمان** کے بعد **عرفان** کا مرتبہ ملتا ہے -

وہ خدا تعالےٰ کو اسی عالم مین دیکہہ لیتا ہے اور اگر اسکو یہہ مرتبہ عطا نہوتا تو پہر **یؤمنون بالغیب** کے مصداق کو کوئی ہدایت اور انعام عطا نہوتا - اسکے لئے قرآن شریف گویا موجب ہدایت نہ ہوتا - مگر ایسا نہین ہوتا اور اسکے لئے ہدایت یہی ہے کہ اسکے ایمان کو حالت غیب سے منتقل کر کے حالت شہود مین لے آتا ہے - اور اسپر دلیل یہہ ہے -

من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ

یعنے جو اس دنیا مین اندہا ہے وہ دوسرے عالم مین بہی اندہا اٹہایا جاویگا - اس نابینائی سے یہی مراد ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی تجلی اور ان امور کو جو حالت غیب مین ہین اسی عالم مین مشاہدہ نکرے اور یہہ نابینائی کا کچہہ حصہ غیب لین پایا جاتا ہے لیکن **ھدًی للمتقین** کے موافق جو شخص ہدایت پا لیتا ہے اسکی وہ نابینائی دور ہو جاتی ہے اور وہ اس حالت سے ترقی کر جاتا ہے اور وہ ترقی اس کلام کے ذریعہ یہہ ہے کہ ایمان بالغیب کے درجہ سے شہود کے درجہ پر پہونچ جاویگا - اور اسکے لئے یہی ہدایت ہے -

متقی کی دوسری صفت متقی کی دوسری صفت یہہ ہے **یقیمون الصلوٰۃ** یعنے وہ نماز کو کہڑی کرتے ہین - متقی سے جیسے ہو سکتا ہے نماز کہڑی کرتا ہے - یعنی کبہی اسکی نماز گر پڑتی ہے پہر اسے کہڑا کرتا ہے - یعنی متقی خدا سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے اسحالت مین مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بہی ہوتے ہین جو پیدا ہو کر اسکے حضور مین حارج ہوتے ہین اور نماز کو گرا دیتے ہین لیکن یہہ نفس کی اس کشاکش مین بہی نماز کو کہڑا کرتا ہے کبہی نماز گرتی ہے مگر یہ پہر اسے کہڑا کرتا ہے - اور یہی حالت اسکی

سفرنامۂ دہلی

گزشتہ اشاعت سے آگے

دہلی اور اسکی تاریخ

دہلی (جسے ایک دردرسیدہ شاعر اجڑا دیار کہتا ہے)

...دل کے نہ ایک شہر درد اور صاحب تاثیر واعظ ہے کیونکہ

ازنقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

دہلی اسلامی سلطنت کے عروج اور زوال بلکہ غروب کی مجسم یادگار ہے۔ ایک درددل رکھنے والا مسلمان ناممکن ہے دہلی میں آئے اور اس کے ان کہنڈروں کی سیر کرے جو اسلامی تاریخ کے اوراق پریشان ہیں اور دل پر خاص اثر لئے ہوئے بغیر زبان سے نکل سکے۔ ان کہنڈرات اور مقامات کو دیکھکر جہان ہر ایک مقام ہے بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے۔

اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔

میں ناظرین کو ان کہنڈرات اور ویرانوں میں ضرور لے جاؤنگا اسلئے کہ وہاں عبرت اور غضب الہی کے آثار ایک سبق دے رہے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ سنگلاخ پر لکہا ہوا موجود ہے جو ہر آنے والے کو پکار کر کہتا ہے۔

من نکردم شما حذر بکنید

واقفیت عامہ کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے تاریخ سے ایک حد تک الحکم کے ناظرین واقف ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ حصہ ہر چند مختصر ہوگا لیکن ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اور انہیں یہ دیکھکر حیرت ہوگی کہ دہلی ہمیشہ سے **عروس الامصار** چلی آئی ہے + اور ساتہہ ہی کوئی صدی اور زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں اسپر کوئی آفت نہ آئی ہو۔ اس سے کم از کم ایک سبق ہمیں ضرور ملتا ہے کہ جب مادی ترقی کا زور ہوتا ہے اور دنیوی آسائشوں اور راحتوں کی طرف کوئی قوم جہکتی ہے تو وہی زمانہ بدقسمتی سے اسکے زوال اور انحطاط کا ہوتا ہے کیونکہ ایسی ترقی میں اندر ہی اندر وہ اسباب زوال اور استیصال کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ظاہر میں آسائش کے مدارج اعلے تصور کئے جاتے ہیں لیکن دراصل وہ قوم کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں اور وہ فسق و فجور ہے

دنیا بہر کے تمام عظیم الشان شہروں کی تاریخ پڑہو تو اس کے اوراق پریشان میں آپ **جلی قلم** سے اس کلیہ کو لکہا ہوا پاؤ گے جو خدا کی **مجید** کتاب نے بتا دیا ہے۔ جسکا مفہوم یہہ ہے کہ **جب ہم کسی شہر کے ہلاک کرنیکا ارادہ کرتے ہیں تو اس شہر کے رؤسا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔**

بابل۔ و نینوہ۔ صور و صیدا۔ پامپائی۔ عروس مشرق کے حالات پڑہو تو عبرت انگیز نظارے تمہارے سامنے آجائینگے اور ان کے کہنڈرات میں جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے جلیل الشان لوگ انہیں سوئے ہوئے ہیں + غرض **دہلی** بہی خدا تعالے کے انہیں عجائبات کا ایک نمونہ ہے۔

دہلی کب آباد ہوئی اور کسطرح آباد ہوئی اس بات کی پوری تاریخ ملنی کسی قدر مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جہانتک قدیم ہندوستان کی تاریخ ملتی ہے اسکے مطالعہ سے اس امر کا کہوج لگتا ہے کہ دہلی اور اسکے مضافات میں ایک **عظیم الشان** دارالسلطنت آباد تہا + جو اپنے زمانہ میں فی الحقیقت عروس الملک کہلاتا ہوگا۔ موجودہ دہلی سے ذرا باہر نکلو تو معلوم ہوگا کہ بارہا شہر پر شہر آباد ہوتے چلے گئے اور برباد ہوتے رہے + کہنڈرات کی مختلف صورتیں اور حالتیں اپنے اپنے زمانہ کا پتہ دیتی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہ ایک دفعہ نہ دو مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ مختلف اوقات میں شہر آباد ہوتے رہے ہیں اور پہر کس طریقہ سے برباد ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے کسی اور شہر کی قسمت میں یہ نظارہ نہیں لکہا گیا تہا اور کسی اور جگہ قدرت کے زبردست ہاتہوں ایسا ثبوت موجود نہیں ہے کہ بعض اور شہر بہی کئی مرتبہ آباد اور برباد ہوئے ہوں لیکن **دہلی** کی قسمت میں جو عروج اور ادبار کی مساوی تاریخ درج ہے اسکا نظارہ بہت ہی کم دوسری جگہ ہوگا۔

سب سے پہلا دارالسلطنت یا راج دہانی جو آباد ہوکر برباد ہوئی + وہ اندرپت یا اندرپرست کہلاتا تہا۔ ممکن ہے اس سے پہلے بہی یہاں کوئی عظیم الشان سلطنت پیدا ہوکر مٹی ہو۔ یہہ شہر جو **اندرپت** یا **اندرپرست** کے نام سے مشہور ہوکر آباد ہوا اسکا زمانہ تاریخ میں مسیح سے ڈیڑہ ہزار سال پہلے بتایا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں **اندرپت** کے دیکہنے کے لئے ہمیں آج سے قریبًا ۳۴۰۰ سو سال پہلے جانا چاہئے۔ **مہابہارت** جو قدیم انڈیا کی ایک زبردست تاریخ ہے بتاتی ہے کہ راجہ یدہشٹر نے کیونکر اس شہر کی بنا ڈالی اور اسکے پانچوں بہائیوں نے جو **پانڈو** کہلاتے تہے اسکی مدد کی یہہ شہر دریائے جمنا کے کنارے اس مقام کے قریب آباد تہا جہاں آج **سلطان ہمایوں** کا مقبرہ ہے۔ یا یوں کہو کہ **ہمایوں** مرحوم یودہشٹر کے بنائے ہوئے اندرپت میں سو رہا ہے۔ اور یہ مقام شہر کے جنوبی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اسوقت تک بہی پرانے کلکتی دروازے کے قریب نگمود گہاٹ اس زمانے کی ایک یادگار موجود ہے + غرض **پانڈو** نے اس شہر کو خوب رونق دی اور پہر قریبًا چودہ صدی تک یہ شہر آباد رہا اور ہر طرح سے ترقی اور عروج کے زینہ پر آئے لیکن پہر کچہہ ایسی صورتیں پیدا ہوئیں کہ وہ اندرپت ہمیشہ کے لئے مفقود ہوا۔ اور ایک اور جلیل القدر راجہ نے جسکا نام **دہلو** بتایا جاتا ہے ایک نئے شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام اپنے نام پر **دلی** یا **دہلی** رکہا۔ دہلی کے وجوہ تسمیہ میں بعض اور روایتیں اور باتیں بہی بیان کیجاتی ہیں مگر میں ان سب کو چہوڑ دونگا اس لئے کہ مجہے کوئی دہلی کی مکمل تاریخ لکہنا مقصود نہیں بلکہ سرسری طور پر عام واقفیت کی غرض سے کچہہ حالات بتا دینے ضروری ہیں غرض راجہ **دہلو** نے ایک نئے شہر کی بنیاد رکہی اور یہ شہر جنوب کی سمت بڑہتا اور آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ اس شہر کا مرکز کہنی چاہئے۔ یہہ دور بہی آخر گذر گیا۔ اور تیسری اور چوتہی صدی عیسوی میں جدید شہر آباد اور برباد ہوتے رہے ان کی شان اور عظمت کے مٹے ہوئے نشانات اب بہی کہنڈرات میں دبے پڑے ہیں اور بعض نمایاں طور پر بہی نظر آتے ہیں جیسے لوہے کی لاٹ اس زمانہ کی بہت بڑی یادگار بتائی جاتی ہے اس لاٹ کا محیط دائرہ سولہ انچہ سے زیادہ ہے اور اسکا طول پچاس فیٹ سے زیادہ بتایا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ ۲۸ فیٹ زمین میں ہے اور ۲۲ فیٹ زمین سے اوپر ہے اس لاٹ پر ایک سنسکرت زبان قدیم کا ایک کتبہ بہی ۶ سطروں میں کندہ ہے اور یہہ بہی کہا جاتا ہے کہ یہہ لاٹ اسی راجہ **دہلو** کی بنائی ہوئی ہے۔ اس لاٹ کے اردگرد ایک عظیم الشان اور وسیع بت خانہ بنایا گیا تہا جسکے آثار ابتک باقی ہیں۔

راجہ **دہلو** نے جس شہر کی بنیاد رکہی تہی وہ مسیح سے قریبًا تیسری صدی پیشتر کا ذکر ہے اور تیسری چوتہی صدی عیسوی تک یہہ جدید شہر آباد ہوتے رہے اور برباد ہوتے رہے۔ اور پہر یہ سلسلہ ساتویں صدی مسیحی میں ایک نئے شہر **دہلی** کی بنیاد پر جاختم ہوا۔ اس جدید شہر کا بنیادی پتہر راجہ **اننگ پال** نے رکہا اور دہلی ایک نئی صورت پر آباد ہوئی۔ اس راجہ کا خاندان عرصہ دراز تک دہلی میں حکمران رہا۔ بلکہ ان کی حکومت کا دائرہ قنوج تک بہی وسیع ہوا۔ اپنے وقت میں یہہ حکمران خاندان ایک زبردست خاندان تہا۔ آخر اس کے اقبال کے زوال کا وقت آیا اور گیارہویں صدی مسیحی میں اجمیر کے چوہان راجپوتوں نے اس خاندان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

حسن اتفاق سے فاتح خاندان کے ایک لڑکے نے مفتوح خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کرلی اور پہر یہہ دونو خاندان اسطرح پر باہم ملے اور ان دونو کے خونی اختلاط سے وہ مشہور و معروف راجہ **پرتہوی راج** پیدا ہوا جسپر آکر دہلی کی ہندو سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور جو اسلامی سلطنت کا گویا پیش خیمہ تہا۔ اسی طرح پر جیسے **مسیح** اسرائیلی نبوت کے خاتمہ کا نشان تہا۔

سلطان محمد غوری نے ۱۱۹۱ء میں پرتہوی راج پر حملہ کیا مگر پرتہوی راج اس حملہ میں کامیاب ہوا اور محمد غوری کو شکست کہاکر واپس جانا پڑا۔ ہمت و استقلال نے محمد غوری کو اس شکست سے مایوس اور بے دست و پا نہ کیا تہا۔ اس لئے وہ دوسرے سال پہر حملہ آور ہوا۔ اور پہر پرتہوی راج کی حکومت کا دور ختم کردیا۔ پرتہوی راج خود میدان جنگ میں ہی کام آیا اور اس کی موت ہندو سلطنت کی ہمیشہ کے لئے **موت** کا باعث ہوئی۔ اور محمد غوری ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا باپ ٹہیرا یہہ پہلا دن تہا جو ہندوستان کے قدیم پایہ **تخت دہلی** میں اسلامی سلطنت کا بنیادی پتہر رکہا گیا۔ قطب صاحب کی لاٹ کے پاس اس مقام جنگ کا پتہ ملتا ہے جہاں محمد غوری اور پرتہوی راج کی جنگ ہوئی تہی۔ بلکہ وہ بڑا معبد جو قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقعہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بڑا بہاری بت خانہ پرتہوی راج کی یادگار ہے۔

باقی آیندہ

خلافت راشدہ

(ایک شیعہ کی حضرت حکیم الامت سے خط و کتابت)

ذیل میں میں ایک خط و کتابت شائع کرتا ہوں جو ایک **فرقہ آزاد نار** اور حضرت حکیم الامتہ کے مابین ہوئی ہے۔ مجھے راقم کا نام ایک از **فرقہ آزاد نار** پڑھ کر قرآن شریف کی یہہ آیت بے اختیار زبان پر جاری ہو گئی۔

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون۔

قرآن شریف نے جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں کیا ہے اور جو جواب انکو دیا گیا وہ آزاد نار فرقہ کا ممبر امید ہے غور سے پڑھے گا۔ شاید عام ناظرین اس معما کو پورے طور پر سمجھ نہ سکیں۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک شیعہ کا خط ہے جو اسنے دراصل حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود کے نام لکھا ہے۔ حضرت حکیم الامتہ نے سرسری طور پر اپنے کسی دوست کو اس خط کا جواب زبانی بتا دیا جسنے اپنے الفاظ میں اس جواب کو قلمبند کر دیا۔ اس خط میں شیعہ صاحب نے علامات خلافت وغیرہ پر خود ہی خامہ فرسائی کی ہتی۔ دراصل غرض اس کی یہ ہتی . . . . . کہ اپنے خیال کے موافق خلافت راشدہ حقہ پر اعتراض کرے۔ مگر حکیم الامتہ نے وہ باطل کشن حربہ اختیار کیا ہے۔ جو تیرہ سو برس کی شکستہ اور دوبارہ نیابت کو قیامت تک پہر سر اٹھانے نہ دیگا اور یقیناً سرمن رائی کا خوف زدہ مہدی آیندہ کبہی باہر نکلنے کا نام تک نہ لیگا۔ ممکن ہے اس آزاد نار کو اللہ تعالے سمجہ اور ہدایت عطا کرے مگر بظاہر نظر جیسا کہ اس فرقہ کا عام معمول ہے بہت کم امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹہائیں۔ لیکن یہہ خط و کتابت بہت ہی سعید اور رشید روحوں کیلئے انشاء اللہ مفید اور بابرکت ہوگی اسی لئے مینے اس کو اخبار میں چہاپ دینا پسند کیا میں ان لوگوں کو جو اپنے دل میں تلاش حق کی گدگدی رکہتے ہیں خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسی خط کو کئی مرتبہ پڑہیں اسلئے کہ اس میں انکے لئے نور اور حق اور ہدایت ہے چونکہ یہہ مضمون خلافت راشدہ حقہ کے متعلق ہے مینے پسند کیا کہ اسکا عنوان خلافت راشدہ ہی رکھوں۔

(ایڈیٹر)

آزاد نار کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مرزا صاحب خدا آپ کو نیک ہدایت نصیب کرے۔

جناب رسول خدا صلعم کی وفات کے بعد ہر طالب حق کے لئے وہ پیچیدہ اور گمراہ کرنے والی راہیں بنائی گئی ہیں کہ طالب حق کو بڑی دشواری ہوتی ہے۔ کہ وہ نائب حق کو کس ذریعہ سے تشخیص کرے۔ علماء فریقین تو اپنے اپنے اقوال کی تائید کرتے ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی مقیاس ہونی چاہئے کہ نائب رسول ایسی صفات سے متصف ہو کہ دوسرے میں بجز منجانب اللہ ہونیکے ممکن نہ ہوں۔ جب ایسے صفات و علامات کی مقیاس ہمارے ہاتہ آجاوے۔ اسوقت کتابوں سے ہر مدعی نیابت کے حالات کی انصافانہ تصدیق و تطبیق کیجاوے۔ اور تشخیص کر لیا جاوے۔ کہ جملہ صفات نیابت کس شخص میں ہیں۔ اور کچہہ خیال کیا جاوے کہ امت نے اسطرف رجوع کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ صفات نائب رسول بالکل ہم پلہ رسول ہونگے۔ اور یہ ممکن نہ ہوگا کہ صفات مذکورہ عوام الناس میں پائے جائیں بلکہ جس شخص کو تقرراً صفات مذکورہ منجانب اللہ عطا ہونے ہونگے۔ اسمیں پائے جاوینگے۔ لہذا ایسے صفات اتفاقیہ کسی شخص میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور نہ خود کوئی از رہ تصنع ایسے صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ پس یہ طریقہ تشخیص ایسا بے نظیر اور لاثانی ہے کہ ہر طالب حق منزل مقصود پر پہونچ جائیگا۔ اور پہنچ گیا ہے۔

وھو ھذا

صفت اوّل

(۱) نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح مرسلین کی رسالت اور انبیا کی نبوت کی تصدیق کے لئے صدور معجزات و خوارق عادات دلیل کافی اور شہادت میں سمجھے جاتے ہیں ویسی ہی نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کے لئے اعجاز و خوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ انبیاء تابعین رسالت سلف سے بہی اصدار معجزات ہؤا ہے پس جس شخص میں یہ صفت پائی جاوے وہ نائب برحق سمجہا جاوے اور جس میں یہ صفت نہ ہوگی۔ اسکو مدعی باطل تصور کیا جاوے۔

صفت دوم

(۲) نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح انبیاء مرسلین معصوم ہیں۔ ویسے ہی نائب رسول بہی معصوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ کام نائب نبی دونو کا یکساں ہے۔ گنہگار کی ہدایت موثر نہیں ہؤا کرتی اور یہ صفت ضرور محتاج بہ نص ہے۔ کیونکہ معجزہ اور خرق عادت تو ہر شخص بچشم معائنہ کر سکتا ہے۔ اور یہہ صفت بغیر شہادت خدا اور رسول کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

صفت سوم

(۳) نائب نبی کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین روز پیدائش سے شرک و کفر سے مبرا ہیں۔ ایسے ہی اونکا نائب بہی آلائش شرک کفر سے پاک ہونا چاہئے کبہی سجدہ اصنام کو سر نہ جہکایا ہووے بلکہ اون کے نائب کا بہی ایسا ہی حال ہونا چاہئے۔ کیونکہ علماء شیعہ تو اس صفت کو ضرور صفات انبیاء میں داخل کرتے ہیں۔

صفت چہارم

نائب برحق کی یہ ہے۔ کہ باتفاق علماء و مجتہدین اہل سنت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم کی مخصوص بطبقہ انسان ہی نہیں ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات و مخلوقات پر معبوث ہوئے ہیں جنمیں ملائک۔ جن۔ جان۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ آسمان۔ ستارے۔ عناصر وغیرہ سب شامل ہیں پس جسطرح پر کہ ان جملہ طبقات موجودات نے جناب رسول خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے ویسے ہی انکے نائب کی کرنا ثابت ہووے اگر کسی مدعی خلافت کی صرف طبقہ انسان نے اطاعت کی ہو۔ اور دیگر طبقات ملائکہ اور جن اور حیوانات وغیرہ نے مطلق تعلق اور سروکار نہ رکہا ہو تو ہم اوسکو ہرگز نائب برحق نہ کہینگے کیونکہ یہ امر ممکن نہیں کہ جسنے اطاعت رسول اللہ کی ہو۔ اوس نے اون کے نائب کی نہ کی ہو۔ پس ہم کو تحقیق کرنا چاہئے کہ سواد انسان کے اور طبقات نے کس کس دعویدار نیابت و امامت کی اطاعت کی ہے۔

صفت پنجم

نائب نبی کی یہ ہے کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاء و مرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی مرسل نائب کو حاصل ہونا چاہئے اور جن جن طریقوں سے پہلے انبیاء تابعین رسالت کو یہہ علم حاصل ہؤا انہیں طریقوں سے اس رسالت کے نائب کو حاصل ہؤا ہو۔

صفت ششم یہہ ہے کہ علم قرآن و سنت اور حل مسائل و قضایا میں بدرجہ اتم کمال رکہتا ہو۔ کبہی کسی سوال کے جواب میں قاصر نہو۔

صفت ہفتم

یہہ کہ نائب رسول وہ شخص ہے جو خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سب سے زیادہ محبوب خدا و رسول ہو اور سب سے زیادہ خدا رسول کو وہ دوست رکہتا ہو۔ اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بہی نبی سے اوروں کی نسبت زیادہ رکہتا ہو۔

صفت ہشتم

یہہ ہے کہ کوئی حکم خدا و رسول کا نسبت امامت اور خلافت کے اس کے صادر ہؤا ہو یا بعین حیات نبی کوئی معاملہ استخلاف اسکا وقوع میں آیا ہو یا بعض اختیارات رسالت میں مشارکت ہو یا نبی نے اسکے بارہ میں مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

صفت نہم

یہہ ہے کہ از روئے حدیث صحیح اثنا عشر خلیفہ کلہم قریش سے ہوں یہ حدیث فریقین کی مسلم ہے۔ اہل سنت جماعت کہ جسقدر خلفاء ہیں قریش سے ہیں ان اوصاف متذکرہ بالا میں پانچ علامات اول الذکر ایسے ہیں کہ جو انبیاء کے لئے مخصوص اور بنظر تعہد کار تبلیغ رسالت یہ اوصاف نائب نبی سے ہی متعلق ہیں اور باقی صفات خاص نایب نبی کے متعلق ہیں ان صفات سے وہی فرقہ اور گروہ انکار کریگا جو اپنے خلفہ اور آئمہ میں ایسے صفات کا ہونا تعجب سمجہے ورنہ غور کا مقام ہے کہ جب ایسے صفات کے لوگوں کا وجود ثابت ہو جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ نایب برحق رسول اللہ کے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالے انکو یہ اوصاف بیوجہ فضول نہیں عطا فرماتا۔ ہاں اگر بعد رسول خدا ایسے صفات سے کوئی متصف نہ ہو سکے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ صفات نایب نبی کے نہیں ہیں۔ اور جبکہ ایک شخص میں انبیاء کی صفات پائے جائیں اور پہر نایب نبی تک بہی اوسکو نہ کہا جائے تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ ہم اسبات کے قائل نہیں ہیں کہ جس شخص پر ہمارا گمان نبی ہونیکا ہے اوس میں یہ اوصاف موجود نہ ہوں تو ہم کہنے لگیں کہ ان اوصاف کا نایب نبی کے لئے ہونا لازمی نہیں۔ پس اب غور سے ملاحظہ فرما کر خدا و رسول کو حاضر و ناظر جانکر ہر ایک صفات اور علامات میں مطابقت کی جاوے۔ پہر جس میں

یہ صفات ثابت ہوجاوین اور پہر بمقابلہ اوسکے کوئی شخص ایسے لوگون کو نائب رسول مانین جنمین یہ اوصاف نہین تو صاف پایا جائیگا کہ وہ بجائے خداوند تعالے کے شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ اور صاف طور پر بیدین ہے۔

شفقت کے لئے یہ ڈہیر بنا رکہا ہے۔

ایک از فرقہ آزادونار

جواب از حکیم الامتہ

سنو۔ مین اللہ تعالے کو حاضر ناظر جانکر جواب لکہتا ہون اور آپ بہی رسم وعادت اور تقلید جامد کے سیاہ ترین پردون سے باہر ہوکر انصاف اور خدا ترسی کی آنکہہ اور کتاب اللہ الاکمل کے ضیا عاتم سے پڑہین اور بغور پڑہین اور خداوند کریم سے مدد چاہین +

مین نہایت افسوس سے لکہتا ہون کہ ہمارے مدعیان اسلام کے بڑے مسلّم دو دعوے ہین۔ لیکن عمل درآمد اون کے بیسا برعکس ہے گویا ہاتہی کے کہانیکے دانت اور ہین اور دکہانیکو اور۔ اسی کے واسطے کہا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب اللہ القرآن کامل بلکہ اکمل کتاب ہے، اور یہ ایک ہی کتاب ہے جو ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہی ہے۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم اور ھدی للناس۔ اور دوم یہ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین اور آپ کی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہین آئیگی۔ لیکن جہان کہین بات چلیگی اس کتاب کو نسیاً منسیاً کرکے وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کی تیز وتند بجلی کے نیچے آجاتے ہین۔ اور دوسرے دعوے کو پس پشت ڈالکر ازخود ایک نئی شریعت ایجاد کردیتے ہین اور پھر اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ساتہہ ہی یہہ وعید بھی سنادیتے ہین کہ جو اسکو نہ مانے وہ بے دین اور ملحد وزندیق اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔

مین بڑے افسوس سے لکہتا ہون کہ آپنے بھی اس خط مین ایسا ہی کیا۔ بلکہ یہانتک حد سے بڑہے ہے کہ اگر کوئی بات قرآن مجید مین موجود بھی تھی تو نقل مین اس کا عنوان بدل دیا ہے۔

اب مین اس کے مطابق آپکے قایم کردہ صفات پر بحث کرتا ہون اور آپ کے فتوی اور وعید کی کچہہ پروا نہین کرتا اور پھر اخیر مین بتاؤنگا کہ کتاب اللہ نے خلفا کے لئے کیا صفات بیان فرمائے ہین۔

آپنے یہ صفات نائب حق اور نائب نبی اور نائب رسول کیلئے قایم کئے ہین۔ لیکن جہانتک مین نے قرآن مجید کو پڑہا ہے مین نے ان تینون نامون سے ایک بھی نہین پڑہا پس جب یہہ نام ہی نہین تو ان کے صفات یا ان کی معرفت یا بعثت کا کیا ذکر ہوگا۔ پس کیا عمدہ بات ہوتی اگر آپ ذرہ فرقان حمید پر غور کرلیتے۔

پھر صفت نمبر ایک مین آپنے لکہا ہے کہ نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کیلئے اعجاز وخوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ آپ قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑہو نہ خوارق عادات اور نہ اعجاز ومعجزات پاؤگے اور نہ یہہ عبارت کہین پاؤگے کہ المعجزات وخوارق العادات ضروریۃ لرسالۃ المرسلین ولنیابۃ نوابھم ہان قرآن مجید مین وما انتم لہ بمعجزین آیا ہے۔ لاکن اس کے معنی آپ کے معجزہ کے ہرگز نہین ہین۔

صفت نمبر ۲ مین آپنے لکہا ہے کہ صفت دوم نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین معصوم ہین ویسے ہی نائب رسول بھی معصوم ہونا چاہیئے کیونکہ کام نائب منیب دونون کا یکسان ہے گنہہ گار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی۔ یہان پر بھی آپنے ایسا ہی کیا قرآن مجید مین معصوم کا لفظ بے گناہ کے معنون مین کہین نہین آیا البتہ واللہ یعصمک من الناس آیا ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ تجہے لوگون سے بچائیگا گناہ کا یہان پر ذکر تک نہین۔

لیکن اس غلطی کی جڑ یہہ ہے کہ نامراد شیعہ علی علیہ السلام یا نامراد شیعہ حسین علیہ السلام نے جب دیکہا کہ اس آیت کریمہ کے رو سے جو عصمت آنحضرت کی ہوئی ہے اوسکا ہمارے اماموں مین تو نام ونشان بھی نہین اور یہہ ایسی زد تھی جو کہ شیعہ مذہب کے سب بخئیے ادہیڑ دیتی تہی تو انہون نے اہل اسلام کو دہوکا دینے کے واسطے معصوم بمعنے بیگناہ کہنا شروع کردیا۔

۳ مین آپ نے لکہا ہے کہ کبہی سجدہ اصنام کو سر نہ جہکایا ہو یہان پر مین اسواسطے کچہہ زیادہ نہین لکہتا کہ اوّل یہہ نمبر ۲ مین داخل ہے اور دوم یہ کہ آپکے اصل قایم کردہ کے خلاف ہے کیونکہ آپنے لکہا ہے کہ وہ صفات عوام الناس مین بہی پائی جاتی ہے۔

۴ آپنے لکہا ہے باتفاق علماء ومجتہدین اہل سنت یہہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات ومخلوقات پر مبعوث ہوے ہین جنمین ملائک بنی جان حیوانات نباتات جمادات آسمان ستارے عناصر وغیرہ سب شامل ہین۔ اور جس نائب کی یہہ سب طبقات اطاعت نہ کرین وہ ہرگز نائب برحق نہین ہے۔

مین علماء اور مجتہدین پر بہتان لگانا بدترین گناہ جانتا ہون آپ اگر سچے ہین تو حضرت امام مالک حضرت امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام بخاری امام قاضی یوسف کی تصریح اونکی کتابون سے پیش کرین ورنہ اس گندی شیعانہ عادت سے توبہ کرین علاوہ برین یہہ کیسی نئی شریعت آپ نے بنائی ہے اللہ تعالی نے تو اپنی کامل کتاب مین انس کیطرف آنحضرت کو ارسال فرمایا ہے البتہ یہ بہی آیا ہے کہ بعض جنون نے قرآن کو سنا اور ایمان لائے اور بس۔ ہان اگر آپ اس تیس پارہ والے قرآن مجید سے کہ جسکا جامع اور حافظ خود اللہ علیم وقدیر ہے اپنے دعوے کے مطابق نکال دین تو ہم ماننے کے واسطے تیار ہین مگر ایسا ہرگز نہین اسی وجہ سے آپنے قرآن مجید کا نام تک نہین لیا یاد رکہو علماء اور مجتہدین نئے شارع نہین ہوتے۔

۵ مین آپ نے لکہا ہے کہ علم لدنی حاصل ہونا چاہیئے مین نے قرآن مجید کو بہی پڑہا ہے اور اس لفظ پر بہی بہت دفعہ غور کیا ہے نہ یہ قرآن مجید مین ہے اور نہ اس کے کوئی صحیح معنے ہین کیونکہ علم لدنی کی یا اگر متکلم کی ہے تو اس کے معنے ہوئے میرے پاس کا علم تو کیا آپ کے پاس کا علم سب رسولون اور نائبون کے لئے ضروری ہے وہی بس ہے اور اگر یاء نسبت ہے تو معنے ہوئے لدن والا علم اور لدن کے معنے ہین کسی کے پاس والا علم تو کیا کسی پاس والا علم ہر ایک انسان کے پاس نہین ہوا کرتا ہان قرآن مجید مین ایک بندہ کی نسبت آیا ہے جسکو حضرت موسیٰ ملے تہے علمناہ من لدنا علما پس اگر حضرت موسیٰ کو وہ علم حاصل تہا تو ملاقات بے فائدہ اور ان کے سوال جو قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تکذیب کرتے ہین اور اگر نہ تہا تو پھر بقول آپکے حضرت موسیٰ رسول کیا نائب رسول بہی نہ ہوئے۔

۶ آپنے لکہا ہے کہ علم قرآن وسنت اور حل مسائل وقضایا مین بدرجۂ اتم کمال رکہتا ہو کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو۔

اس نمبر مین + گاہ باشد کہ کودکے نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے۔ صادق آنے لگا تہا لیکن اسقدر کو بہی آپ نے ہاتہہ سے ضائع کردیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ بیشک علم قرآن وسنت امام کو سب سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ لاکن رہا یہ کہ کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو یہ نہ رسول کا کام ہے۔ اور نہ اسکے (بقول آپکے) نائب کا ہان البتہ اس زمانہ کے ملاؤن کی تعریف مین کسی خوش مذاق نے فرمایا ہے کہ۔ ملا آن باشد کہ بند نشود۔ ورنہ اور سب کو بعض وقت اللہ اعلم کہنا پڑتا ہے ہان اگر وہ امر ایسا ہو کہ ان کی راہ مین آگیا ہے۔ تو پہر ضرور اسکا انکشاف ہوجاتا ہے۔

۷ مین آپنے لکہا ہے کہ نائب رسول خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل اور محبوب ہو اور سب سے زیادہ خدا اور رسول کو وہ دوست رکہتا ہو۔ اور بنظر ضمیمۂ سلطنت وہ اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بہی نبی سے اوردن کی نسبت زیادہ رکہتا ہو۔

یہان پر بہی آپ نے حق وباطل مین خلط کیا ہے۔ بیشک وہ مجتبی اور افضل اور محبوب ترین اور محب ترین اور اشجع الناس اور اعدل الناس ہونا چاہیئے لاکن قربت قریبہ کا ذکر کیا آپ قرآن مین بتا سکتے ہین۔

دیکھو یہہ شیعۂ نامراد کے خیالی پلاؤ ہین وہ ایسی نادان قوم ہے جسنے ایسے اصول قایم کئے ہین جنسے انبیاء رسل اور کتاب اللہ اور دین اسلام پر حرف آتا ہے مثلاً اون کا یہ اصل ہے کہ سب انبیاء اور ائمہ کے لئے مارا جانا ضروری ہے حالانکہ اللہ علیم فرماتا ہے واللہ یعصمک من الناس اور فرماتا ہے لاغلبن انا ورسلی پھر دیکہو مسیح کو مقتول کہنے والون کی کیا خبر لی ہے۔

کیا شیعہ نے اپنی عقل کو بہی جواب دیدیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کو بیاض عثمانی کہکر بالائے طاق رکہدیا تہا۔ کیا وہ غور نہین کرتے جو بادشاہ مارا جائے اور اس کے جانشین اور لوگ ہوجائین تو کیا اوس جیسا مردود مخذول کوئی اور ہے مثلاً بقول اون نادان دشمنان اسلام کے آنحضرت تو زہر سے شہید ہوگئے جو کہ یہودی عورت نے دی تہی اور (نعوذ باللہ من ذالک) ابوبکر عمر عثمان رؤساء منافقین آپکی خلافت پر بیٹھ گئے اور

قربت قریبہ والے حضرات آہین مارتے حسرتین بھرتے رہ گئے اور پھر یہ سلسلہ دین ممتد ہوا کہ چودہوین صدی جاتی ہے۔

پر اتنک قربت قریبہ والے مخذول چلے آتے ہین اور سر مین راٹے کے ایک مفقود الخبر شیر خوار کی امید پر عجل فرجا جپ رہے ہین کیا اگر یہی حقیقت ہے تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت سے جو کہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہین کون مردود اور مخذول زیادہ ٹھہریگا کہ جنکے آگے اور پیچھے اور دائین بائین عمر بھر مین روٴسا منافقین ہون اور پھر وہ اسقدر غالب ہون کہ کوئی امر آنحضرت کو اپنے منشا کے مطابق نہ ہونے دین حتی کہ وصی برحق کے حق مین وصیت بھی نہ لکھنے دین اور پھر قبر مین بھی پیچھا نہ چھوڑین اور قربت قریبہ والون کو چودہوین صدی تک پا بجانہ ہونے دین کیا اگر اس سے بھی کوئی زیادہ مخذول و مردود متصور ہو سکتا ہے تو آپ مجھے ضرور بتائین۔

پھر دیکھو انکا یہہ اعتقاد ہے کہ قرآن مجید کو عثمان منافق (نعوذ باللہ) نے جمع کیا ہے اور اپنی طرف سے اوس نے بہت کچھہ کمی بیشی کردی ہے جسکی وجہ سے یہہ اب قابل اعتبار نہین رہا اب آپ غور فرمائین خداوند کریم تو فرماتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اور پھر فرماتا ہے ان علینا جمعہ و قرانہ پر یہ دشمنان اسلام کہتے ہین عثمان نے جمع کیا اور بہت کچھہ تغیر تبدل کیا۔ اور پھر یہہ بھی نہین کرتے کہ اپنے پاس سے کوئی اور قرآن نکالین بلکہ اس محفوظ مکتوب کو چھوڑ کر انسانی بنائے ہوئے مجموعہ پر اتر آئے جو کہ لا یغنی من الحق شیئا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آریہ کیطرح انسانیت کو خیرباد کہکر انعام کی طرح شہوت رانی مین ایک نے نیوگ جیسا غیرت کش طریق نکالا اور دوسرے نے متعہ جیسے انسانیت کے غارت کن طریقہ کے ایجاد سے محبات حسین سے شہرون کے چکلون کو پر کر دیا اور پھر بہت سی انسانی نسل کو زندہ در گور کر دیا۔

اب آپ سنین اور غور و انصاف سے سنین کہ قربت قریبہ کا اصل بھی اسی دشمن اسلام فرقہ نے ایجاد کیا ہے اور یہہ بھی ایسا ہی گندہ اصل ہے جس نے اسلام کی بیخ کنی کی بلکہ یہود کے حق مین آنحضرت اور قرآن کے برخلاف ڈگری دیجاتی ہے کیونکہ موسوی سلسلہ کیساتھہ قربت قریبہ رکھنے والے یہود ہین یا کہ آنحضرت صلعم جو کہ بنی اسحاق سے نہین بلکہ بنی اسمعیل سے ہین۔

اور یہود کا اعتراض بھی یہی تھا کہ وہ نبی بموجب حکم توریت ہم سے ہونا چاہیئے جو کہ سلسلہ موسوی کی قربت قریبہ رکھنے والے ہین نہ بنی اسمعیل سے پس اگر قربت قریبہ شرط ہے تو یقینا ڈگری یہود کے حق مین ہے۔ ہان یہان پر آپ ایک کہہ سکتے ہین کہ رسالت کیواسطے قربت قریبہ شرط نہین البتہ نیابت کیواسطے شرط ہے جیساکہ آپ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ جب غیر قربت قریبہ والیکو اکمل چیز ملسکتی ہے تو ادنی چیز کیون نہین ملسکتی حالانکہ نہ رسالت موروثی چیز ہے اور نہ نیابت موروثی ہے رسالت کیواسطے یہی ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ۔ اور نائب کے واسطے بھی فرمایا ہے لیستخلفنہم فی الارض اور یہہ کنکو کہا ہے عام مومنون کو نہ کہ خاص قربت قریبہ والون کو پس یہہ شرط قرآن کے مخالف ہے اور خدا کے فعل کے بھی برخلاف ہے کیونکہ فرمایا تو یہ کہ مین خلیفہ بناوٴن گا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت کے بعد کسکو بنایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پس جس امر کو خدا کی کتاب اور فعل رد کردین وہ ہرگز قابل اعتبار نہین ٹھہر سکتا۔

عـ۸ـ مین آپنے لکھا ہے کہ کوئی حکم خدا و رسول کا نسبت امامت اور خلافت اصل کے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبی معاملہ استخلاف اسکا وقوع مین آیا ہو بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو۔ یا نبی نے اوسکے بارہ مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

سنئے اگر اس کے معنے یہ ہین کہ تعین شخصی کر کے حکم خدا یا حکم رسول اوس کی نسبت پہلے صادر ہو چکا ہو۔ تب تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی رسول کے واسطے ایسا نہین ہوا ورنہ اس کے موقع پر کبھی نزاع نہ ہوتا مثلاً اگر آنحضرتؐ کی نسبت لکھا ہوا ہوتا کہ ان کا نام فلان ہوگا اور فلان قوم سے اور فلان بستی اور فلان محلہ فلان مکان مین فلان وقت مین فلان مرد سے فلان عورت کے پیٹ سے پیدا ہونگے وغیرہ وغیرہ تو پھر کب نزاع واقع ہو سکتا تھا مگر ہرگز ایسا نہین ہوا بلکہ کبھی کسی کیواسطے ایسا نہین ہوا۔ کیونکہ ایمان کی حد سے عیان کے حیز مین آجاتا ہے اور وہ محل ثواب نہین رہتا ہے۔

اور اگر اس کے یہ معنے ہین کہ بعض صفات بیان کر کے محض رنگ مین اوسکی بعثت کی خبر دیجائے۔ اور پھر خداوند کریم خود اپنے فعل سے اور تائید سے اوسکی شہادۃ دیکر دے تو یہ امر مسلم ہے لاکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے شیعہ کے ائمہ اثنا عشر مین ایسا یہ امر معدوم یا کالعدم ہے اور ایسا کسی امام مین نہین ہوا اور غالباً اسکی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح عیسائیون نے مسیح کو خدا بنانا تھا تو خداوند کریم نے اسقدر کمزوریان اوسمین رکھدین جو کہ اوسکی خدائی کو پاش پاش کر دیتی ہین اسی طرح چونکہ شیعہ نے اپنے ائمہ اثنا عشر کو بڑا بنانا تھا اسوجہ سے عدم تائید کا سیاہ داغ اونکی پیشانی پر لگا دیا تا کہ یہہ بت اپنا پول خود ظاہر کر دے۔

باقی رہا بحین حیات استخلاف ہونا یا بعض اختیارات رسالت مین شریک ہونا مشعر اطاعت وغیرہ یہہ سب ایسے امور ہین جو کہ قرآن مجید مین ہرگز نہین ہین۔

عـ۹ـ مین اپنے لکھا ہے کہ از روئے حدیث صحیح اثنا عشر خلیفہ کلہم قریش سے ہون یہہ حدیث فریقین کی مسلم ہے سنت جماعت کے جسقدر خلیفہ ہین قریش سے ہین۔

سنئے قرآن مجید نے ہرگز یہ نہین فرمایا کہ وہ قریش سے ہون گے اور نہ یہ فرمایا کہ وہ اثنا عشر ہون گے۔ ہان اس مین شک نہین کہ حدیث مین آیا ہے لاکن حدیث مین قریش آیا ہے۔ سادات یا علوی یا حسنی ہرگز نہین آیا پس اگر یہ حدیث آنحضرتؐ کی مانی جاتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ائمہ اثنا عشر سادات سے تسلیم کئے جاتے ہین اور باقی قریش اور خصوصاً بنی عباس کو نہ انمین شمار کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک طرف تو ائمہ اثنا عشر کی قریش سے ہونیکی خبر دی ہے، اور ایک طرف فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالے ایک مجدد مبعوث فرمائیگا جو کہ دین کی تجدید کرے گا۔

پس اگر انسان تھوڑی سی غور کرے تو وہ ائمہ اثنا عشر کا پتہ ان دو حدیثون سے لگا سکتا ہے کیونکہ اب چودہوین صدی ہے۔ پہلی صدی تو آنحضرتؐ کی ہوئی اور بموجب تشابہ سلسلہ محمدیہ اور سلسلہ موسویہ چودہوین صدی مسیح موعود کی ہوئی اور باران صدیون کے بارہ امام مجدد ہوئے۔ اور وہ عموماً قریش ہی تھے نیز آنحضرت صلعم نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ میرے بعد کل امام اثنا عشر ہونگے اور وہ قریش ہونگے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ قریش سے اثنا عشر ہونگے اور اونکی نفی یہان سے ہرگز نہین مفہوم ہوتی اور یہہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ

یسلب الملک من قریش بلکہ تشابہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے چاہتا ہے کہ آخری خلیفہ امہات کیطرف اگرچہ قریش یا خصوصاً سادات سے ہو۔ لاکن آبا کیطرف سے قریش اور سادات سے ہرگز نہ ہو جیساکہ سلسلہ موسویہ کا آخری خلیفہ اگرچہ والدہ کیطرف سے وہ کچھہ ہو لیکن باپ کیطرف سے جو کہ منشاء نسب ہوتا ہے ہرگز اسرائیلی نہ تھا اور اگر ان سب امور کو ہم پس پشت ڈالدین تو پھر یہہ بھی تو حدیث ہے کہ سلمان منا اہل البیت۔

اب مین آپ کو بتاتا ہون کہ نبوۃ اور خلافت راشدہ کیواسطے قرآن مجید نے کیا کچھہ لکھا ہے۔

رسول اور امام یا خلیفہ وہ ہوتا ہے کہ جسکی قبل از بعثت زندگی لوگون کی نزدیک ازکی و اطہر اور یا یون کہو کہ بے عیب زندگی ہوتی ہے تا کہ بعثت کے بعد اون کے لئے وہ حجت ٹھیرے جیساکہ قرآن مجید مین آیا ہے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے قریش وغیرہ کو بلا کر دریافت کیا تھا کہ اگر مین کہون کہ دشمن تمہاری گھات مین ہے اور صبح کیوقت تم پر شبخون کریگا تو کیا تم تسلیم کروگے تو سب نے بالاتفاق کہا کہ ماجربنا علیک الکذب۔

دوئم یہہ کہ اسپر خدا کی وحی نازل ہو اللہ کریم نے فرمایا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی الذین من قبلک اور پھر فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔

سوئم یہہ کہ بعض غیبون پر اوسکو اطلاع دیجائے تاکہ ثابت ہوجائے کہ بیشک یہ عالم الغیب سے اور راز رکھتا ہے۔ اللہ علیم نے فرمایا ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول لیکن سب غیبون کا جاننا اللہ تعالے سے خاص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے قل لو اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء۔

(۴) چہارم یہہ کہ نصرۃ الہی اور تائید الہی اوس کے اور اسکے اتباع کے شامل حال رہے تاکہ ثابت ہوجاوے کہ بیشک اللہ قدیر اوس کے مددگار ہے خداوند کریم نے فرمایا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا وغیرہ جیساکہ ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم

کی نصرۃ اور تائید کی۔ پھر ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی کی۔

پنجم۔ یہہ کہ اس نصرۃ کی پیشگوئی قبل از وقت بحالت ضعف کیجاتی ہے تاکہ اللہ کا علم اور فعل اوسکی صداقت . . . . . کے دو شاہد ہوں۔ وکفی باللہ شہیدا۔ جیساکہ آنحضرت صلعم کے لئے پہلے سے فرما دیا تہا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور سیھزم الجمع ویولون الدبر اور اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔

ششم۔ یہہ کہ اوسکے مکذبین پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے جیساکہ فرمایا کذبوا الرسل فحق عقاب۔

ہفتم۔ یہہ کہ وہ ضرورت حقہ کیوقت مبعوث ہوتے ہیں آنحضرت صلعم کی بعثت کی ضرورت حقہ کا نقشہ قرآن مجید نے ظھر الفساد فی البر والبحر کیساتھہ بیان فرمایا ہے۔

ہشتم۔ یہہ کہ اسوقت کے مطابق اونکو آیات دیئے جاتے ہیں جیسا حضرت موسیٰ کیلئے تسع آیات بینات فرمایا۔

نہم۔ کہ اون کو فرقان دیا جاتا ہے جیساکہ آنحضرت صلعم کیواسطے آیا ہے یوم الفرقان الخ۔

دہم۔ یہہ کہ جس غرض کے لیئے وہ مبعوث ہوتے ہیں خداوند کریم اوس کے لئے پہلے سے ایک ہوا چلا دیتا ہے جیساکہ ھوالذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ میں اشارہ کیا گیا اور حضرت کے وقت میں ایسا ہوا تہا کہ آپ کی بعثت سی پہلے عرب میں ایک کمیٹی قایم ہوئی تہی کہ شرک بُری چیز ہے اور توحید عمدہ چیز ہے اور اس کمیٹی کے اعلےٰ افسر کا نام ابی کبشہ تہا چنانچہ اسیوجہ سے مشرک لوگ آنحضرت فداہ ابی وامی وروحی کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبل از شرف باسلام ہرقل کو آنحضرت سے لرزان ترسان دیکھہ کر کہا تہا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ

یازدہم۔ یہہ کہ اس میں اللہ علیم حکیم قدیر اپنے خاص فضل سے قوۃ تطہیر اور قوۃ تزکیہ رکھہ دیتا ہے تاکہ اوس کے متبعین اور وسنے مطھر اور مزکی ہو جائیں جیساکہ فرمایا ہے یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم اور فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔

دوازدہم۔ اوسکو علم کتاب اللہ سب سے زیادہ دیا جاتا ہے فرمایا ہے ویعلمھم الکتاب۔ اور فرمایا لایمسہ الا المطھرون۔

سیزدہم۔ یہہ کہ وہ پہلے انبیا کیطرح ہوتا ہے فرمایا ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔

چہاردہم۔ وہ جس سے مباہلہ کرے یا تو فریق ثانی ڈر جاتا ہے یا تباہ ہو جاتا ہے یا ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اسکو عزت اور ترقی نصیب ہوتی ہے فرمایا قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ثم نبتھل الخ

پانزدہم۔ یہہ کہ خداوند باوجود اسکی ضعف اور کثرۃ اور قوۃ مخالفین کے اسکی عصمت کی پیشینگوئی کر دیتا ہے اور پھر ثابت کر دکھاتا ہے کہ وہ لوگوں کی تباہ کن تدابیر اور حملوں سے معصوم اور محفوظ رہتا ہے جیسا فرمایا واللہ یعصمک من الناس

شانزدہم۔ یہہ کہ اونکے اور اونکے خلفا کے لئے تمکین دین عنایت فرماتا ہے۔

ہفتدہم۔ یہہ کہ بعد از خوف امن عنایت فرماتا ہے۔

ہشتدہم۔ یہہ کہ بعد از امن وہ لذات میں مستغرق نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی عبادت کرتے اور اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نہیں بناتے۔

نوزدہم۔ یہہ کہ ان کے مقابلہ پر ضرور کوئی نہ کوئی کھڑا ہوتا ہے لیکن اگر سعادت مند ہوا تو وہ بچ جاتا ہے۔ ورنہ ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے جیساکہ فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔

بستم۔ یہہ کہ وہ حکم بین الناس ہوتے ہیں کسی ایک فرقہ کیطرف وہ نہیں جھکتے جیسا فرمایا لیحکم بین الناس۔

اسکے علاوہ اور بہی بہت سی باتیں ہیں لیکن میں اسپر اکتفا کرکے اب آپکو یہہ بتاتا ہوں کہ یہہ سب صفات ہمارے آقا اور مطاع حضرت مہدی اور مسیح موعود میں موجود ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک

عـ۱ ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے تو ایک شہر کے چند لوگوں کو بلا کر حجت پوری فرمائی۔ پر اون کے آخری خلیفہ مہدی نے اشتہار دیا کہ اگر میرا کوئی چھوٹا سا گناہ بہی بعثت سی پہلے عمر کا بیان کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ پر اللہ کے فضل سے ابتک کسی نے نہیں ثابت کیا۔ حالانکہ آپکے مخالفین قادیان میں بکثرت موجود ہیں۔

عـ۲ ہمارے آقا اور مطاع پر اللہ کی تازہ وحی نازل ہوتی اور ہزاروں لوگ ہزاروں دفعہ اوسکی صداقت کو مشاہدہ کرچکے ہیں۔ لاکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عـ۳ ہمارے آقا اور مطاع کو بہت سی غیبوں پر قبل از وقت اطلاع دیگئی اور پھر ایسا ہی ظہور میں آیا مثلاً براہین احمدیہ میں اسوقت آپنے لکھا ہے جبکہ آپ بالکل عالم گمنامی میں تہے یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس یعنے دور دراز رستوں سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور تحفے بہی آئینگے اور چونکہ لوگ بہت کثرت سے آئینگے اسواسطے اون سے موںہہ نہ پھیرنا اور نہ تھکنا پس کوئی قادیان آئے اور مشاہدہ کرے کہ کس کثرت سے لوگ دور دراز ملکوں سے آتے اور تحفے لاتے اور بہیجتے ہیں۔

عـ۴ پھر آپکو دشمن خدا اور دشمن رسول لیکھرام کی خبر دی کہ یہہ قتل کیا جائیگا اور فلان وقت قتل ہوگا اور اس کا قاتل نہ پکڑا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس اگر آپکو ان پیشگوئیوں کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہے تو تریاق القلوب کو پڑہیں۔

عـ۵ نصرت الٰہیہ کا پتہ اسطور پر لگ سکتا ہے کہ ہمارے آقا و مطاع نے جب مہدی اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ شایع کیا تو سوائے چند اشخاص کے جوکہ انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور کوئی بہی ساتھہ نہ تہا اور ہندوستان و پنجاب وغیرہ کے سب طبقات الناس اور خصوصاً اُن مولویوں نے جوکہ اشر الناس تحت ادیم السماء تھے اور پھر آن گدی نشینوں نے جوکہ بدقسمتی سے مدعیان اسلام کے بت تھے آپ کی سخت مخالفت شروع کی اور اپنی سب تدابیر اور اسلحہ کو لیکر بڑے زور شور سے مقابلہ پر نکلے ڈہیروں کے ڈہیر کتابیں اور رسالجات آپکی مخالفت پر شایع کردیئے جابجا واعظ پہرے قتل کے منصوبے گانٹھے گئے خون کے مقدمات قایم کئے گئے گورنمنٹ کی بغاوت کی مخبریاں اون کے لیڈروں نے کیں پر ان سب کا نتیجہ کیا ہوا کہ ہمارا آقا و مطاع میرے جد امجد حسین علیہ السلام کیطرح کبھی ان یزیدیوں کے تیروں اور خنجروں کا نشانہ بنا بلکہ آنحضرت صلعم کیطرح ہر ایک میدان میں مظفر اور منصور ہوا۔ اور باوجود ان رکوں کے اب حضور کی جماعت تین لاکھہ سے متجاوز ہے۔

عـ۶ ہمارے آقا و مطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے سے پہلے براہین احمدیہ میں خدا کی وحی شایع کی تہی جو اس نصرۃ کی پیشگوئی تہی اور وہ یہ ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اوسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کردیگا" اور فرمایا ینصرک رجال نوحی الیھم وغیرہا۔

پس کیا آپ اسکی نظیر میں کوئی کاذب شخص پیش کر سکتے ہیں کہ جسنے گمنامی اور کس مپرسی کی حالت میں شایع کیا ہو کہ اللہ علیم قدیر نے اپنی تازہ وحی مجھہ پر نازل کی ہے کہ میں تیری نصرۃ کرونگا۔ اور پھر اسی طرح اسکی نصرت کی ہو مفتری اور تقول علے اللہ کرنیوالے کو اللہ ناکام اور ہلاک کرتا ہے جیساکہ اوس نے فرمایا ہے وقد خاب من افتریٰ۔ اور فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔

اور اگر یہ کہے کہ ابہی پورا غلبہ نہیں ہوا۔ تو اسکا جواب میں وہی دونگا جو کہ آنحضرت صلعم (فداہ ابی وامی وروحی) کی نصرت اور غلبہ پر اعتراض کرنیوالوں کو خداوند علیم و حکیم نے دیا تہا اور وہ یہہ ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون یعنے جب اس ضعف اور بیکسی اور بےبسی کیحالت میں کفر کی زمین کم ہوتی جاتی ہے اور اسلام کی زمین بڑہتی جاتی ہے تو کیا معترضین پھر بہی خیال کرتے ہیں کہ وہ غالب آجائینگے۔

عـ۷ اس نمبر میں زیادہ نہیں لکھتا عیان را چہ بیان۔ ہاں اگر مخالفین دہلی کے ناصح کے اس مصرعہ پر عمل کرتے ع

چشم عبرت برکشا قدرۃ حق را ببین

تو یقیناً یقیناً وہ ضرور یہ مصرعہ دہراتے ؎

شامت اعمال ما این صورت نادر گرفت

مگر کیا ہیلو نکو کبہی یہ عبرۃ نصیب ہوئی ہے کہ ان کو بہی ہو۔

عـ۸ اس نمبر میں آپ لکچرار دہلی کی اون لکچروں پر ذرہ نظر غور کریں کہ جنمیں انہوں نے اسلام و اہل اسلام کیحالت زار اور اپنے علماء و سجادہ نشین و امراء کی نازک حالت پر خونکے آنسوؤں سے رویا ہے

الغرض کہ اگر کوئی اہل اسلام کی اندرونی حالت پر بھی نظر کرے اور بیرونی حملوں پر بھی غور کرے تو وہ یقین کر سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ضرورت حقہ ہو سکتی ہے۔

عـ۸ یہہ نمبر ایسا وسیع ہے کہ اگر سب آیات مسیح موعود علیہ السلام درج کروں تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے اور حضرت اقدس اور انکے خدام کی تصانیف میں بہت کچھہ درج ہیں۔ البتہ یہان پر خصوصیت کیساتہہ تین آیتین درج کرتا ہوں کہ انین سے ایک تو آنحضرت صلعم (روحی فداہ) کے سواء نہ کسی نبی کو ملی تہی اور نہ کسی رسول کو اور بقول آپ کے کسی نائب برحق کو دیگئی تہی اور دوسری دو ایسی ہین کہ حضرت آدمؑ سے لیکر قیامت تک سوائے حضور مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کو نہین ملی ہے اور نہ ملیگی۔

اوّل تو یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو اللہ علیم حکیم نے افصح العرب والعجم بنایا تہا اور پہر ایسا کلام ونکو دیا کہ جسنے علےٰ رؤس الاشہاد یہہ کہکر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین وان لم تفعلوا۔ الخ مخالفین کی ناک کو خاک پر رگڑ دیا۔

اسیطرح اوس نے اپنی پنجاب کے ایک گاؤن کے رہنے والے آنحضرت کے خلیفہ کو افصح العرب والعجم بنایا اور بہت سی کتابون مین تحدی کر کے عرب عجم کو اونکی مثل بنانے پر بلایا اور علےٰ رؤس الاشہاد یہہ شایع کر کے مخالفین کی قیامت تک ناک کاٹ دی آپ خدا کیلئے ذرا غور تو کرین بہلا یہ کسی انسان کا کام ہے۔

اور باقی دو کی تفصیل یہہ ہے کہ میرے جد امجد حضرت محمد باقر سے ایک حدیث مروی ہے۔ جو کہ کتاب دارقطنی مین صدیون سے درج چلی آتی ہے اور اوسکی عبارت یہ ہے۔

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

اور اسکو خداوند کریم نے پرانی اور نئی دنیا دونون مین پورا کر دکہایا جسکو سب دنیا نے دیکہا اور سنا ہے پس جسطرح کسی نے ثابت نہین کیا اور نہ کر سکتا ہے کہ پہلے زمانہ مین کبہی ایسا ہوا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آئیندہ بہی کبہی نہ ہوگا۔

یہان پر ایک بات کیطرف تو مین آپکو توجہ دلاؤنگا اور پہر عام طور پر سب مدعیان محبت اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر اور خصوصًا اون کی اولاد کو نصیحت کرونگا شاید کوئی سعید الفطرۃ فائدہ اٹہائے آپکو اس بات کیطرف توجہ دلاتا ہون۔ کہ جسقدر دنیا مین سادات ہین بجز اسکے اونکی سیادۃ کی کوئی سند نہین ہوتی کہ ایک شجرۂ نسب لکہا ہوا رکہا ہوتا ہے یا قبرون اور مریدون پر حوالہ کیا جاتا ہے اور مین نے بچشم خود سادات بنتے دیکہے ہین اور شیعہ کے خمس نے تو اور بہی غضب مچا دیا ہے۔

پر ہمارے امام مہدی اور مسیح موعود کی قربت قریبہ کو سیدنا زین العابدین علیہ السلام کی حدیث کیا ثابت کرتی ہے۔ دیکہو وہ یہہ نہین فرماتے ان للمھدی آیتین بلکہ وہ فرماتے ہین ان لمھدینا آیتین اور سورج چاند کے ایک رمضان مین گرہن لگنے نے جو کہ خدائی فعل ہے ثابت کر دیا کہ اہل بیت کا مہدی کون ہے۔

وہ ہمارا آقا اور مطاع حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جسکے مہدی اہلبیت ہونے کی شہادت خدا کے علم اور فعل نے پرانی اور نئی دنیا مین دی ہے وکفی باللہ شہیدا۔

اب مین دوسرے گروہ کو نصیحت کرتا ہون کہ اسے محبان اثنا عشریہ اور ان کے اتباع کا دم بہرنے والو اور اے آل فاطمۃ الزہرا وآل الحسن والحسین اور اے آل زین العابدین علیہم السلام ھل فیکم رجل رشید۔ کیا تم کبہی خواب غفلت سے بیدار ہوگے کیا کوئی تم مین سے ایسا بہادر اور سچا محب اہل بیت ہے۔ جو کہ اپنے امام زین العابدین کی اس بات کو ماننے اور اہلبیت کے مہدی کی اتباع سے مشرف ہو۔

خدا کے لئے ذرہ بہر غور تو کرو کہ حضرت امام زین العابدین نے کیسے دو یکتا نشان اپنے مہدی کے بتائے ہین جو کہ اور کسی مین نہ کبہی ہوئے اور نہ ہونگے اور پہر تمہاری آنکہون کے سامنے یہہ دونون نشان ہمارے آقا اور مطاع کیلئے علےٰ روس الاشہاد پورے ہوئے کیا اب بہی کوئی کسر باقی رہی ہے۔

عـ۹ ہمارے آقا اور مطاع کو قریبًا ہر ایک قوم کے مقابل پر ایک بین فرقان دیا گیا ہے مثلًا دیکہو کہ مسئلہ وفات مسیح اور تائیدات مین انسے زائد ہونیکی اثبات اور آتہم کے ہاویہ مین گرنے نے عیسائیون کو کیسا دم بخود کیا اور اون پر کیسی حجت پوری ہوئی یہانتک کہ مسیح موعود کے خدام سے آگے بہاگتے ہین۔ جیسا کمان ہے کوئی لاحول سے شیطان۔

پہر دیکہو لیکہرام کے قتل کی پیشگوئی کے سچا ہونے اور مسئلہ نیوگ کے نقائص طشت ازبام کرنیسے آریہ مذہب پر کیسی ہلاکت آئی۔

پہر دیکہو بابا نانک کے اثبات اسلام سے سکہونکو کیسا لاجواب کیا پہر حسینؑ پر اپنی فضیلت ثابت کر کے شیعہ کو کن آنسون سے رولایا یہانتک کہ اپنے مخذول اور خائب آبا و اجداد کیطرح تبرابازی سے اپنے لاجوابی اور ضعف کا انہون نے ثبوت دیا پہر سب عرب وعجم کو دعا کے مقابلہ مین اور معارف قرآن مجید بیان کرنے مین اور عربی کتابون کے مثل لانمین کیسا نیچا دکہایا وغیرہ ذالک۔

عـ۱۰ حضرت مسیح موعود کسر صلیب یا یون کہو قتل خنازیر کیواسطے اور وضع حرب کیلئے مبعوث ہوئے ہین پس دیکہو کہ وفات مسیح کا مسئلہ جو کہ کسر صلیب کا حربہ ہے کسطرح اسکی پہلے سے پہیل گیا اور عیسائی کسطرح بائیبل اور کفارہ کو خیر باد کہنے لگے۔

عـ۱۱ قوۃ تطہیر کا پتہ آپکی جماعت کے صحبت یافتہ با اخلاص افراد کے مشاہدہ سے لگ سکتا ہے کہ انمین کیا تبدیلی پیدا ہوئی جس سے ابدال بنے۔

عـ۱۲ علم قرآن کے مقابلہ کیواسطے سب علماء وصوفیا اور عرب وعجم کو بلایا پر کوئی بہی اس مقابلہ کیلئے نہ نکلا۔

عـ۱۳ جیسا کہ پہلے انبیاء کے لئے آیا ہے وَما ارسلنا من قبلک الا رجالًا نوحی الیھم اور وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین اور فرمایا رسولًا منھم یہہ سب باتین ہمارے آقا نامدار مین موجود ہین نہ یہہ سر من رائے کے گمگشتہ طفل کیطرح کئی صدیون کے بعد کسی غار سے نکلا اور نہ مسیح کے پوجاریون کے فرضی مسیح کیطرح آسمان پر زندہ بجسد عنصری رہ کر یہون یا بیت المقدس یا کسی پہاڑ یا مسجد پر اتر کر کسی سیڑہی اور زینہ کا محتاج ہو کر بدعًا من الرسل ٹہرا ہے اور نہ کسی اسرائیلی شریعت کی اتباع سے نبی بنکر آنحضرتؐ کی ختم نبوۃ کا توڑنے والا قرار پایا بلکہ آنحضرت کی سچی اتباع سے اوس نے حاصل کیا جو کیا فتبارک من علم وتعلم

عـ۱۴ بہت سے مولویونکو مثل مولوی محمد حسین وغیرہ کی مباہلہ کیواسطے بلایا پر مقابل پر نہ آئے اور غلام دستگیر قصوری نے کیا کہ ہلاک ہوا اور عبدالحق نے کیا وہ ذلیل ہوا اور ہمارے آقا شاد کام نامراد کو اسکے بعد وہ عزت اور ترقی ملی جو کہ مباہلہ کے بعد کسی کاذب کو ہرگز نہین ملسکتی بلکہ وہ خواص کا خاصہ ہے۔

عـ۱۵ یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ اور باوجود اسقدر ممتد زمانہ گزرنے اور کثرت اور قوت مخالفین کے انکی سب تدابیر ناکام گئین اور آپ کو اللہ قدیر نے انکی شرارتوں سے معصوم اور محفوظ رکہا ہے اور آئیندہ بہی ضرور رکہیگا۔

عـ۱۶ عـ۱۷ عـ۱۸ عـ۱۹ دیکہو خداوند کریم نے ایک بامن گورنمنٹ قائم کر کے کسطرح آنحضرت صلعم کے خلیفہ کیلئے تمکین دین کی اور جو ابتدا مین خوف پیدا ہوئے وہ رفتہ رفتہ کسطرح کافور ہوتے جاتے ہین۔ اور آپ اللہ کی عبادت کرتے اور شرک نہین کرتے۔

اور جسقدر بڑے بڑے مکفرین تہے قریبًا سب تباہ ہو گئے جو چند باقی ہین اونکا انجام بہی دیکہنے والے دیکہہ لینگے۔

عـ۲۰ جو شخص آپکے مشن سے واقف ہوگا وہ یقین کریگا کہ آپ کسی پہلے ایک فرقہ کیطرف نہین جہکے بلکہ ہر ایک فرقہ مین جو حق تہا لے لیا اور جو باطل تہا وہ پہینک دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک فرقہ آپسے مل بہی سکتا ہے اور نیز ہر ایک آپ سے راضی بہی نہین ہے۔

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون ہان اسقدر لکھنا ضروری سمجہتا ہون کہ اگر آپ کو قربت قریبہ والے مہدی کا بہت خیال ہے تو پہر ابن خلدون کو ذرہ غور سے پڑہین یا سنین تاکہ آپکو معلوم ہو کہ یہ روایت اور درایت کسقدر کمزور بلکہ مردود ہے۔

درخواست نکاح

میان محمد صاحب احمدی سکنہ موضع کریم پور ڈاکخانہ نواشہر ضلع جالندہر اپنی جماعت مین ہی شادی کرنا چاہتے ہین عمر ان کی ۲۵ سال ہے ناخواندہ ہین پیشہ زمینداری ہے جملہ خط وکتابت چودہری جیوے خان احمدی ساکن لنگڑوعہ تحصیل نوان شہر ضلع جالندہر کے نام ہو۔

غزل از کج مج زبان ژولیدہ بیان خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

امام وقت کے مجھسے بطرز نغز گفتاری
بیان اوصاف ہون کیسے کہ ہو میری زبان عاری
غلام احمد مرسل ہو اور ہم سب کے آقا ہو
بلاشک کل جہان کی آپ کو زیبا ہے سرداری
ہے واقف کل جہان اس سے مقابل آپکے ہوکر
ہوئی ہے دشمنون کو کیسی کیسی ذلت و خواری
ہوا حضرت ہی کی تعلیم سے ظاہر یہ دنیا کو
کہ ہین یہ آشتی کے دن نہین ہے وقت خونخواری
مین ہجر و نحون قادیان کیسے پھنسا ہون سخت مشکل مین
پڑی ہین پاؤن مین میرے بہت ہی بیڑیان بھاری
اقارب بنگئے ہین اب عقارب کیا کہون آخر
جو تھے غمخوار میرے آجکل کرتے ہین خونخواری
ہمیشہ شامت اعمال سے رہتا ہون مین غمگین
کبھی مجروح بیماری کبھی مذبوح ناداری
مجھے مان باپ کیخدمت سے فرصت ہی نہین ملتی
نجیب آباد مین اب تک پڑا ہون مین بناچاری
نہین آتی ہے شب کو نیند اکثر یاد حضرت مین
رہا کرتے ہین اکثر اشک میری چشم سے جاری
مرے مرشد مرے آقا مرے مہدی مرے عیسیٰ
دعا کیجے کہ آسان ہو مری ہر ایک دشواری
کرے گا کیا اکبر اپنی شاعری پر اب مین اے اکبر
کر رہا نظم یہی جھوٹے سے ہے یہ غزل عاری

ایضاً

کھچے جاتے ہو کیون کیسے تو آخر کیا یہ قصا ہے
ابھی خاک کا اڑادونگا مجھے کیا تم نے سمجھا ہے
وہ رحمت حق کی جو سر احمدی کو آج حاصل ہے
نظر آئیگی کیا اوسکو بھلا جو خود ہی اندھا ہے
جسے ہو دیکھنا دیکھے سمجھنا ہو جسے سمجھے
کہ اپنے وقت پر یہہ مہدی موعود آیا ہے
یہی تو وقت ہے دنیا بہت محتاج ہے اوسکی
بلالو اپنے عیسیٰ کو فلک پر کیون وہ بیٹھا ہے
یقین جانو کہ دنیا مین نہ آئیگا کبھی عیسےٰ
مجدد اس صدی کا جو ہے وہ موعود عیسیٰ ہے
سور کا مارنا ہی گر نشان ابن مریم ہے
ہمارے ملک کا ہر ایک کنجر پھر تو عیسیٰ ہے
خدا ہے خود مدد پر مجھکو اکبر خوف دشمن کیا
مقابل میرے ہو اوسکی حقیقت ہی بھلا کیا ہے

آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ

اس سے پیشتر قادیان کی آریہ سماج کے جلسہ پر مفصل ریمارک کرنیکے لئے الحکم کے کالمون مین بوجوہات گنجایش نہین نکالی گئی اور نہ اب ضرورت ہے۔ صرف مختصر طور پر لوکل واقعہ کیوجہ سے کچھہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے + اور خصوصًا اسوجہ سے بھی کہ اس جلسہ کی **غرض** کا ایک راز خود سکرٹری آریہ سماج قادیان کی ایک تحریر کے ذریعہ سے ہوا ہے اور اس کا حکام ضلع کے نوٹس مین آجانا ضروری ہے اس لئے مین نہایت مختصر طور پر اسپر چند ریمارک کرون گا۔

آریہ سماج کا جلسہ جو صرف گذشتہ دو سال سے شروع ہوا ہے ہمیشہ سال کی پہلی سہ ماہی مین ہوا کرتا تھا۔ لیکن اسسال اس جلسہ کو ڈسمبر کے ایام کرسمس مین رکھا گیا اسکی وجہ خواہ آریہ صاحبان زبانی کچھہ ہی بیان کرین لیکن وہ چٹھی جو لالہ اچھر چند ورما سکرٹری آریہ سماج قادیان کی امرتسر کے اخبار ستکاری مین طبع ہوئی ہے وہ صاف بتارہی ہے کہ اس جلسہ کی غرض و غایت کیا تھی؟ اور یہہ جلسہ کب تجویز ہوا؟ اسکے لئے اس چٹھی کا چھاپ دینا ہی کافی ہے۔

اور وہ یہہ ہے

شریمان مانیہ " ماسٹر آتما رام جی ۔ نمستے

قادیان آریہ سماج کا سالانہ جلسہ اشتہار دوارہ ودت ہو گیا ہوگا کہ ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ ۔ دسمبر کو ہوگا چونکہ اس لئے جلسہ بہت **تھوڑے دن ہوئے نیت کیا گیا تہا کہ مرزا غلام احمد کا سالانہ جلسہ انہین دنون مین تہا۔** اور باقی کام کی مصروفیت کے سبب خط و کتابت کا کام شروع نہ ہو سکا۔ اب دن بہت تھوڑے رہ گئے ہین اور سبہا سے بھی کوئی ابھی تک اچھا جواب نہین پہونچا۔ اس لئے بذریعہ پتر نویدن ہے کہ آپ ضرور ہی ۲۹ ۔ دسمبر کو قادیان پہونچ جاوین ۔ اتنیت کرپا ہوگی ۔ تاکید ہے ۔ امید ہے بارہ لکھنے کی ضرورت نہین پڑے گی ۔ اگر آپ کا جواب نہ آیا تو ۲۶ دسمبر کو ہمارا آدمی امرتسر پہونچے گا ۔ امید ہے کہ آپ ہمین آدمی کے خرچ اور حرج سے بچاوینگے ۔ کیونکہ آدمی تھوڑے ہین اور کام بہت اور ساتھہ ہی پنڈت جگن ناتھہ جی نر وکت رتن کو بھی ضرور ساتھہ لیتے آوین مہربانی ہوگی۔

چونکہ ہم کو پنڈت جی کا پتہ نہین ہے اس لئے علیحدہ پتر نہین لکھہ سکا آپ اون کی سیوا مین ضرور نویدن کردین ۔ امید ہے کہ آپ اکیلے ہی نہین آئینگے ۔ اور بہت سے بھدر پرشون کو بھی ساتھہ لائینگے ۔

آپکا اچھر چند ورما منتری آریہ سماج قادیان

اس تحریر مین جس فقرہ کو ہمنے جلی کردیا ہے وہ کافی روشنی ڈال رہا ہے اس امر پر کہ جلسہ کی اگر کوئی خاص غرض ہوسکتی ہے تو وہ صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہے ۔ اور وہ صاف ظاہر ہے کہا جاتا ہے کہ پلیگ کیوجہ سے جلسہ ڈسمبر مین مقرر کیا گیا مگر سکرٹری کی تحریر اس امر کی ایسی تردید کرتی ہے جسکا جواب نہین ہو سکتا۔

آریہ سماج قادیان کو مین خیر خواہی سے مشورہ دیتا ہون کہ اسکے لئے یہ طریق نہایت نامناسب اور ناموزون ہے وہ آئیندہ ایسی باتون کا پورا لحاظ رکھے۔

۲۹ ۔ ڈسمبر کی شام کو نگر کیرتن ہوا جس مین بھجنون کے علاوہ یوگندر پال سادہو کی مختصر تقریرین بھی ہورہی تہین اس حصہ مین جہان ہندوؤن کی عورتین کوٹھون پر اور مرد دوکانون پر اس جلوس کو دیکھہ رہے تھے سادہو جی استری سکھشا کے متعلق تقریرین کرتے آئے مگر چوک مین آکر جہان مسلمانون کی دوکانین ہین وہ رہ نہ سکے اور انبیاء علیہم السلام کی شان پر ایک خطرناک حملہ انہون نے کیا ۔ اور کہا کہ وہ **لوگ جو پیغمبر بنے ہوئے ہین اور خدا کے چچا اور بہائی بنے ہوئے ہین ۔ ہم کل انکو بھی دیکھہ لینگے اور ان کی حقیقت کہولدینگے "**

معقولی رنگ مین کلی تہذیب اور متانت کے ساتھہ کسی سے اختلاف رائے رکھنا یا اسکا اظہار کرنا برا نہین لیکن دل دکہانے والے الفاظ استعمال کرنا میری سمجھہ مین نہین آتا اسکے کیا معنی ہین سادہو یوگندر پال کے متعلق جالندھر مین جو کچھہ کارروائی ہوئی ۔ اور دینا نگر کے مقام پر ضلع گورداسپور کے اعلےٰ حکام کو انکی تقریر روکنے کے لئے جو نوٹس لینا پڑا وہ چہپا ہوا امر نہین پہر خصوصیت کے ساتھہ قادیان جیسے مقام پر آریہ سماج قادیان کا سادہو یوگندر پال کو بار بار لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا ہے اور گذشتہ سالانہ جلسون پر اس نے جو کچھہ کہا اور جسطرح سے مسلمانون کو دکھہ دیا ہے اس سے مین سمجھتا ہون ذمہ وار حکام ناواقف نہین۔

ٹھاکر پردین سنگھ جنکے اشتعال وہ بھجن کسی گذشتہ جلسہ پر بھی یہان گئے گئے تھے اور جنکو قادیان کے بعض ذمہ وار لوگون نے رکوادیا تہا ۔ اس جلسہ پر آئے ہوئے تھے ۔ انہون نے بھی مسلمان بادشاہون اورنگزیب محمود غزنوی وغیرہ کے نام سے بعض فرضی مظالم کو پرجوش بھجنون مین بیان کیا اس سے کیا غرض ہوسکتی ہے ۔ ظاہر ہے ... نگر کیرتن ختم ہوا

جلسہ مین کس قسم کی تقریرین ہوئین اور کیا کارروائی ہوئی ۔ وہ اگلی اشاعت مین سناؤنگا۔

ریمارک

تکذیب وید و تصدیق قرآن ۔ اس نام کی ایک کتاب مولوی محمد حضور الحسنین صاحب بی ۔ اے رئیس بدایون نے لکھی ہے جو دوسری مرتبہ چھپی ہے ۔ جیسا اس کتاب کے نام کے دو حصے ہین ایسا ہی اس کا مضمون دو حصون پر منقسم ہے حصہ اول مین وید منترون کے حوالہ سے ویدون کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا ہے دوسرے حصہ مین مضمون آریہ دہرم پال کے رسالہ کا جواب لکھا ہے اور آخر مین وید کے ست کرم ... احکام کا خلاصہ پیش کیا ہے کتاب ۱۷۲ صفحہ پر خوشخط چھپی ہے اور حافظ محمد فضل اکرم صاحب وکیل بولی ضلع بدایون سے ملسکتی ہے۔

الاخلاق ۔ جے پور سے ایک جیبی تقطیع کا ماہواری رسالہ نکلتا ہے اسکے مقاصد اتفاق ۔ اتحاد ۔ تہذیب اخلاق بتائے گئے ہین اور انہین مقاصد پر اس مین مضامین ہوتے ہین قیمت سالانہ مع محصول ڈاک صرف ۱۰ ار ہے۔

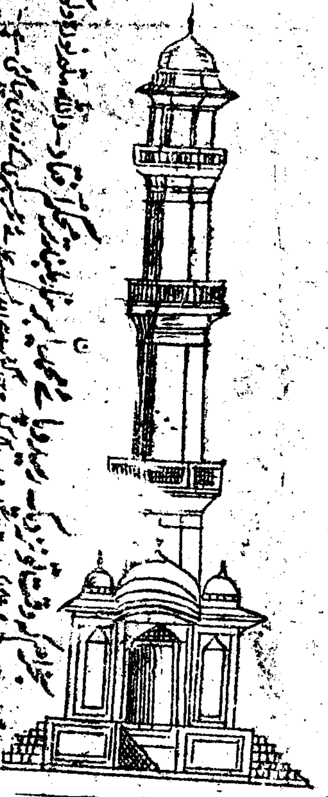
کلیات طالب ملتانی ۔ منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی کی تصنیف ہے ۲۲۴ صفحہ کی کتاب ہے سولہ پیجی کاغذ پر چھپی ہے اور ایک روپیہ ... مصنف سے ملسکتی ہے۔

رسالہ سائنس و تعلیم ۔ لاہور سے یہ ماہواری رسالہ انگریزی اردو مین شائع ہوتا ہے علمی مذاق پیدا کرنے کیلئے ایک مفید اور کارآمد پرچہ ہے جس مین بڑے بڑے قابل آدمی مضامین لکھتے ہین ۔ قیمت صرف ایکروپیہ سالانہ ہے ایسے رسالوں کو مفید سمجہتا ہون۔

لسان الحق ۔ شیخ عبد الحق صاحب بی ۔ اے مصنف برہان الحق کی تصنیف لطیف ہے مسیح کی آمد ثانی پر لطیف اور مدلل بحث کی ہے چہوٹی تقطیع کے ۱۲۸ صفحون پر چھپ کر فروخت ہوتا ہے بہ عبد الحی عرب قادیان سے منگوا سکتے ہین۔

مباحثہ ۔ پادری احمد مسیح واعظ دہلی اور مولوی ... الدین صاحب ... کے درمیان جو مباحثہ دہلی مین ہوا تہا وہ چھپکر شائع ہو گیا ہے ۔ اس سال ... مولفین اناجیل مروجہ حال کی فرضی نبوت اور پیغمبری کا ابطال بڑی صفائی سے کیا ہے ایسے رسالے اردو ہزار شائع ہونے ضروری ہین قیمت ... المطابع قاسمی پریس دہلی سے منگواؤ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷



الم یاتہ کل انّہ یتوماب قوھتے یرھم الکعا ندفشرھم
الکاوی لاتریا

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

سلک مروارید کا دوسرا حصّہ طبع ہو کر شائع ہوگیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصّہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے تقاضا کر رہے تھے مگر مین اپنی عدیم الفرصتی کہون یا سستی کہیے جو اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب توفیق ملنے پر مینے اسکو مکمل کرکے شائع کر دیا ہے مین اس کے مضامین کے لحاظ سے بیجرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ پہلے حصّہ کیطرح مفید اور موثر ہوگا۔ نہایت سلیس زبان مین مستورات کو اسلام کی سچائی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے آگاہ کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھولکر دکھلایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتین استعمال کرتی ہین اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتون کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر مین ہونا چاہیئے اس کا مطالعہ نہ صرف عورتون بلکہ مردون کیلئے بھی بہت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول

(غلام)

[illegible] دارالامان [illegible]
اس [illegible] کو [illegible] شائع کر دیا [illegible]

الحکم کیلئے ایک ہزار نئے خریدار بہم پہنچانے والے والنٹیر

یہ امر مسلّم ہے کہ اخبار الحکم کی اشاعت کا دائرہ [illegible] وسیع ہوگا اسی قدر سلسلہ [illegible] کو [illegible] ہوگا۔ اس کے لئے مختلف اوقات مین متفرق تحریکین ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ان تحریکوں پر کچھ نہ کچھ عمل بھی ہوا۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص نے اپنا فرض نہیں سمجھا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام [illegible] اسلئے اگر الحکم کے ایک ہزار خریدار [illegible] توسیع اشاعت کے لئے اپنا [illegible] وہ [illegible] بہت جلد ایک ہزار اشاعت مین ترقی ہوجاتی ہے بس مین ان مسود والنٹیرون کی آواز سننے کا خواہشمند ہون جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہون مین ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہون جنہون نے میری تحریک کے بدون [illegible] چھ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو میگزین کیلئے بھیجے [illegible]

[illegible] ہین اس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر [illegible] اور ان انٹرلیک کی کرین تو کچھ بات نہین مین ڈاکٹر صاحب کو بانی خریدار بہم پہنچانے کی تحریک کرتا ہون اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہون۔ اگر ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء تک یہ ایک ہزار [illegible] خریدار الحکم کے لئے پیدا ہوگئے تو انشاء اللہ العزیز [illegible] اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ مین دو بار کر دیا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت مین بعض اوقات ناساز رہی دوران سر کی شکایت تھی الحمد للہ خدا کا شکر ہے طبیعت اچھی ہے اور آپ ایسی کے قریب صبح کو باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہین آپکے اہلبیت اور متعلقین بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہین۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل سے قابل شکرگذاری ہے۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے مڈل کا امتحان ہو رہا ہے سکول کا سال یکم فروری ۱۹۰۶ء سے شروع ہوگا۔ باہر سے طلبا آرہے ہین۔

تازہ الہامات

۱۵۔ جنوری ۱۹۰۶ء۔ تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
۲۰۔ جنوری ۱۹۰۶ء کی سیر مین سنایا۔ یوم تأتی السماء بدخان مبین وتریٰ الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ

نماز جنازہ غائب پڑھی جاوے

منشی امام الدین صاحب گارڈ جہلمی کا انتقال ہوگیا احباب جنازہ غائب پڑہین مرحوم ایک مخلص احمدی تھے الحکم کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم رہ گئے ہین جنکو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس انتظامیہ نے مدرسہ مین داخل کر لینا منظور کر لیا ہے۔

درخواست دعا

بابو عبد الحی صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام جو کچھ عرصہ سے ایک مقدمہ کی لپیٹ مین آئے ہوئے ہین جسکا ہنوز تصفیہ نہین ہوا۔ ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

سلطان محمد غوری خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے سپہ سالار قطب الدین کو دہلی چہوڑ گیا - اور یہی خاندان دہلی کا حکمران خاندان ٹہیرا - اور خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوا - اس خاندان کے دوران عہد مین دہلی کا [illegible] اور پہلے سے دہلی نے ترقی [illegible] یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ یا [illegible] اس خاندان کی یادگار ابتک موجود ہے -

قطب مینار ایک عظیم الشان نمونہ اس زمانہ کا ہے - مین اوپر ذکر کر آیا ہون کہ جہان قطب مینار واقع ہے وہان دراصل ایک بہت بڑا بت خانہ تہا جس کے نشانات ابتک موجود ہین قطب الدین نے یہان ایک عالی شان مسجد تعمیر کرایا تہا - چنانچہ آج بہی اس مسجد کے دروازے اور محراب قطب الدین کے اس ارادہ کو ظاہر کر رہے ہین مگر بعض وجوہ اور اسباب ایسے پیش آگئے کہ وہ اس مینار کے سوا اسے مکمل نہ کر سکا - اگر یہ مسجد اس طرز اور نہج پر جو قطب الدین نے تجویز کیا تہا طیار ہو جاتی تو روئے زمین پر اپنی قسم کی یہہ ایک ہی عمارت ہوتی - اس مسجد کے دروازے پر کہود کر

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس والارکوع

ایسی عجیب شان سے لکہا ہوا ہے - کہ دیکہکر حیرت ہوتی ہے ایسا ہی سورۃ فاتحہ اور اسماء الٰہی بہی عجیب شان ظاہر کرتے ہین غرض قطب الدین کا خاندان خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہو کر دہلی کا حکمران ہوا - اور ۱۲۸۸ء تک یہ خاندان حکمران رہا - مگر جب حکمران خاندان کی حالت اندر ہی اندر اس رنگ سے رنگین ہو چکی جو بالطبع انقلاب چاہتی ہے تو جلال الدین خلجی نے اس خاندان کا چراغ گل کر دیا - اس خاندان مین علاؤ الدین ایک زبردست اور مشہور بادشاہ گذرا ہے -

علاء الدین کے عہد مین دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا جس مین حملہ آور فریق کو شکست ہوئی - لیکن اس نے دہلی کا محاصرہ کر لیا اور دو مہینے تک محاصرہ رہا - آخر خود ہی چہوڑ دیا مگر ۱۳۲۱ء مین اس خاندان کا بہی خاتمہ ہوا اور پہر تغلق نام خاندان حکمران ہوا - یہہ پٹہانون کا خاندان تہا اسنے کسی دوسرے شہر کی بنیاد تو نرکہی اور ہندؤن کے آباد کردہ پرانے شہر کو اپنے مذاق پر بنا لیا - لیکن غیاث الدین تغلق نے مشرق کی طرف چار میل کے فاصلے پر ایک نیا دار السلطنت تغلق آباد نام آباد کیا - جو قطب صاحب کو جاتے ہوئے مشرقی جانب واقع ہے اور تغلق آباد کا محل اور قلعہ اب تک اسی مٹی ہوئی سلطنت کی مٹی ہوئی یادگار ہے - یہہ بڑی مضبوط اور عالیشان عمارت ہے جس مین اسی خاندان کے لوگ رہتے ہین اور کہیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالتے اور انقلاب روزگار کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی نشانیان ہین - تغلق آباد کی شان و شوکت ابہی تک اسکے کہنڈرون سے نمودار ہے - غیاث الدین کے بعد محمد تغلق حکمران ہوا جو ۱۳۵۱ء تک حکمران رہا اسکے عہد حکومت مین اس شہر کو خوب ترقی اور رونق نصیب ہوئی - اور شہر اس مقام تک پہونچ گیا جہان سے پہر زوال شروع ہونا چاہئے تہا بمصداق ہر کمالے را زوالے -

محمد تغلق فوت ہوا - اس کے ساتہہ ہی تغلق آباد کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا - کیونکہ اس کے جانشین فیروز شاہ نے بقول شاعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ایک نیا شہر اپنے نام پر فیروز آباد نام قطب مینار سے شمال کی جانب آباد کرنا شروع کر دیا - محمود کے زمانہ مین تیمور نے دہلی پر حملہ کیا محمود گجرات کو بہاگ گیا - شہر مین تیمور داخل ہو گیا اور ایک قتل عام ہوا - یہہ شہر مفتوح ہو کر برباد ہو گیا اور صاحبقران صاحب تشریف لے گئے - انکی واپسی پر نہ کوئی شہر تہا نہ کوئی حکمران کہنڈرات ہی کہنڈرات باقی تہے جو اس زوال کے اسباب اور تباہی کے وجوہ کو زبان حال سے بیان کر رہے تہے محمود تیمور کی واپسی کی خبر پاکر واپس آیا اور پہر شہر کو آباد کیا اور حیات مستعار کا باقی حصہ گذار کر اپنے ساتہہ ہی خاندان تغلق کا خاتمہ کر گیا - اب خاندان سادات کو حسن اتفاق سے حکومت ملی - مگر مشیت ایزدی مین یہی مقدر تہا کہ وہ نصف صدی بہی حکمران نہ رہین یہ خاندان ہی مٹا دیا گیا اور ان کا جانشین لودہی خاندان ہوا - انہون نے اپنا پایہ تخت دہلی کے بجائے آگرہ قرار دیا اسلئے اس خاندان کے دوران حکومت مین دہلی کس مپرسی کی حالت مین رہی ۱۵۲۶ء مین صاحبقران امیر تیمور کی نسل کا چہٹا با اقبال اور ہمت مجسم حملہ آور بابر پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی سے لڑا اور کامیاب ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے دہلی مین داخل ہوا اور افغانی خاندان کا خاتمہ کر کے آگرہ ہی کو دار السلطنت بنا لیا مگر بابر کے بیٹے ہمایون نے باپ کے بعد دہلی کو دار الخلافہ بنایا اور ایک عظیم الشان قلعہ کی بنیاد رکہی - ابہی پورا ہو چکا تہا کہ شیر شاہ لودہی نے ہمایون کو نکال دیا اور خود قابض ہو کر اسکی تکمیل کی - اسوقت دہلی ہمایون کے مقبرہ سے لیکر جنوبی دروازہ دہلی تک آباد تہی شیر شاہ کا قلعہ اب بہی موجود ہے اسپر ہمایون پہر واپس آکر قابض ہو گیا تہا اور اب پرانا قلعہ کہلاتا ہے ۱۵۵۵ء مین ہمایون نے دہلی کو دوبارہ فتح کیا مگر چند ماہ بعد اسکی وفات کا حادثہ ہوا - اور اسکا جلیل القدر بیٹا **جلال الدین محمد اکبر** تخت نشین ہوا - جلال الدین محمد اکبر اور اس کے فرزند نور الدین جہانگیر کو آگرہ اور لاہور سے زیادہ تعلق رہا اور اسوجہ سے دہلی پہر بے رونق ہو گئی مگر جہانگیر کے بعد شاہجہان نے تخت نشین ہوتے ہی دہلی کی کایا پلٹ دی اور موجودہ دہلی اسی شاہجہان کے آثار باقیہ کی یادگار ہے - شاہجہان کو عمارتون کا بہت بڑا شوق تہا چنانچہ دہلی مین **لال قلعہ** اور جامع مسجد وغیرہ اسکی عظیم الشان یادگارین موجود ہین - اورنگ زیب کے عہد حکومت تک خاندان مغلیہ کی حکومت خوب زورون پر رہی اس کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہو گیا عیاشی اور اوباشی نے سلطنت کی بنیادون کو کہوکہلا کر دیا - سکہون اور مرہٹون کے فتنے پیدا ہو گئے اور اسلامی عہد حکومت کے مٹانے کی دہمکیان دینے لگے یہانتک کہ فرمانروائون کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بجائے خود کوئی قوت و طاقت نرکہتے تہے امرا جسکو چاہتے بادشاہ بنالتے جسے چاہتے تخت سے اتار دیتے - اورنگ زیب کے پوتے جہاندار شاہ کے قتل کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوئے جوانی رنگین مزاجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے مشہور ہوئے - مین تاریخ لکہنے نہین بیٹہا اسلئے ضرورت نہین کہ تفصیلی حالات بتاؤن صرف ناظرین کو موٹے موٹے واقعات سے آگاہ کرنا ضروری ہے - ۱۷۳۹ء مین ہندوستان کی حکومت کی ضعف و ناتوانی کی خبر پاکر نادر شاہ صاحب حملہ آور ہوئے - اور محمد شاہ رنگیلے - نادر شاہ کے حملے کی خبرون کے پرچے اور صوبہ دارون کی عرضداشتون کو حوض مے مین غرق کر دیتے اور کہتے

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

آخر اسوقت آنکہہ کہلی جب نادر شاہ آہی پہونچے کرنال کے قریب مغل فوج نے سخت شکست کہائی - اور نادر شاہ بڑی آن بان سے شہر مین داخل ہوا لیکن دہلی کی قسمت مین ابہی کچہہ اور بہی باقی تہا اسلئے عذاب الٰہی نے نادر شاہ کے قتل کی صورت اختیار کی اور دہلی کی گلیون اور بازارون مین خون کی ندیان بہہ گئین - اور کشتون کے پشتے لگ گئے - تاریخ مین جس سنہری مسجد کا ذکر ہے مینے اسے دیکہا ہے جہان نادر شاہ آبیٹہا تہا - غرض قتل عام ہوا - اور دہلی پر تباہی آئی - شہر لوٹا گیا - دو مہینے بعد نادر شاہ واپس ہوا - اور شہر کو ہر طرح سے مفلس و ویران کر گیا - خلاصہ یہ کہ ۱۷۳۹ء سے دہلی کی سلطنت مین ایسا زوال شروع ہوا - جسکی نظیر کم ملے گی اور ۱۷۷۱ء تک ایسی نوبت آگئی کہ عالمگیر ثانی کا بیٹا شاہ عالم مرہٹون کا پنشن خوار ہو کر گذارہ کرنے لگا - اور سلطنت گویا مرہٹون مین منتقل ہو گئی ۱۷۸۸ء مین شاہ عالم نے پر پرزے سنبہالنے چاہے مگر نتیجہ خلاف امید ہوا اور مرہٹون نے ایک مستقل فوج دہلی بہیجدی اور آخر ہوتے ہوتے ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک نے دہلی سے مرہٹون کو اور شاہ عالم کو اپنی پناہ مین لیا - اسکے بعد دوسرے سال مہاراجہ ہلکر نے حملہ کر دیا - مگر کرنیل اخٹرلونی نے اسے سخت شکست دی - اور اسے بہگا دیا - اس لڑائی کے بعد دہلی کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوا یعنے وہ **مبارک زمانہ** شروع ہوا جسپر ہم ناز کرتے ہین اور ہمارا امام و پیشوا جس عہد حکومت مین پیدا ہونے پر جائز فخر کرتا ہے یعنے سلطنت انگلشیہ کا دور -

ہر چند انگریزی سلطنت پورے طور پر دہلی پر حکمران نہ تہی - مگر اسمین بہی کوئی کلام نہین کہ دہلی کے حکمران **خاندان مغلیہ** کی حکومت کا بہی خاتمہ ہو چکا تہا - یہہ **سلطنت انگلشیہ** کی کامل فیاضی اور اولو العزمی تہی کہ باوجودیکہ وہ دہلی کے فاتح تہے اور انہین ہر طرح سے اختیار تہا کہ وہ دہلی پر پوری حکومت کر لیتے اور اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کرتے مگر انگریز حکام نے **بادشاہ دہلی** کی عزت و تعظیم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا - اس مین تو شک نہین کہ بادشاہ صرف وظیفہ خور رہ گیا تہا - مگر اس کے دربار مین وہ شاہی اداب برتے جاتے تہے - اور اس کے معاملات مین کوئی دست اندازی نہ ہوتی تہی - ۵۳ سال تک یہی صورت رہی - اس عرصہ مین انگریزون کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور سلطنت کا رنگ اس مین آتا گیا - بہادر شاہ آخری بادشاہ اس عہد حکومت سے ہر طرح خوش و خرم تہا - لیکن **دہلی** کی قسمت مین امن کہان؟ ۱۸۵۷ء مین ہندوستان کے بعض شورہ پشت لوگون نے بغاوت کی اور باغی فوج نے دہلی کا رخ کیا - اور پہر وہ خونی پردہ اٹہا اور دہلی اور اہل دہلی کی قسمت نے تاریخ کو دوہرایا اور ہمیشہ کیلئے دہلی کا شاہی خاندان مٹ گیا - اور نیا **دور** شروع ہوا یعنے مستقل طور پر

سلطنت انگلشیہ

کا پرچم دہلی کے قلعہ پر لہرایا - غدر فرو ہونے کے بعد ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دہلی کی ترقی کا پہر سلسلہ شروع ہوا - یہان تک کہ ہم ۱۹۰۵ء کے اکتوبر مین دہلی کی حالت کو بچشم خود دیکہتے ہین -

{ باقی آیندہ }

وصیّتِ یعقوبؑ

ووصّٰی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنیّ ان اللّٰہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتنّ الّا وانتم مسلمون

اللّٰھم احینی مسلمًا وامتنی مسلمًا والحقنی بالصالحین واحشرنی فی زمرۃ المسلمین الذین رضیت عنھم ورضوا عنک (آمین)
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔
ربنا وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ (آمین)

چونکہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **الوصیۃ** کے ذریعہ اتمام حجت کردی ہے اور آخری وصیت شائع کردی ہے۔ اسلئے مین اسوقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہون کہ اسی اعلان الوصیت کے ماتحت اپنی وصیت شائع کردون کیونکہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین۔ نہین معلوم پیامِ اجل کسوقت آجائے اور اس حالت مین کچھ کہنے یا لکھنے کی توفیق ملے یا نہ ملے۔ بناءً علیہ مین اپنے تمام ناظرین الحکم کو اپنی اس **وصیت** پر گواہ ٹھیراتا ہون۔ کہ مین بحمد للہ اسوقت صدق نیت سے اس وصیت کو لکھتا ہون۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔

اٰمنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالٰی والبعث بعد الموت۔

مین بحمد اللہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہون کہ حضرت اقدس **جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین۔ وہ خاتم الخلفاء ہین اور ان تمام تعریفون کے مستحق ہین جو میرے قلم سے **الحکم** مین آپ کے متعلق لکھی گئی ہین بلکہ مین یقینًا ظاہر کرتا ہون کہ وہ الفاظ آپ کے مقام اور رتبہ کے اظہار کے لئے محض ناکافی ہین۔ اصل یہی ہے۔ واللّٰہ یعلم شانہ ورتبتہ العلیا۔ مینے اس حق کی اشاعت مین نہ اپنے نفس کو دہوکا دیا ہے اور نہ کسی اور کو والحمد للہ علی ذالک۔

مین ایمان رکھتا ہون کہ **اسلام ایک زندہ مذہب** اور قرآن مجید **ایک زندہ کتاب** اور سید ولد آدم فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہین اور فی الحقیقت **زندہ رسول** ہین۔ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا قطعًا نہین آسکتا۔ ہان آپ کی ہی تربیت کے ماتحت اور ردائے مصطفائی کے نیچے آپ ہی کی مہر نبوت کے ساتھ خادمانِ دین آتے رہین گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری یقینًا فوت ہو چکے ہین۔ اور آنیوالا موعود وہی **خاتم الخلفاء** ہے جو **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کے رنگ مین آیا ہے + اور اس طرح پر خدا اور اسکے رسولؐ کا وعدہ پورا ہو چکا۔ **وکان وعد اللّٰہ مفعولا۔**

(۲) میری یہ وصیت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اس شخص یا مجلس کی معرفت زیر عمل آئے گی جسکو آپ نے مقرر کیا ہو اس مین کسی شخص کو تغیر و تبدیل کرنے کا کوئی **حق** نہ ہوگا ہان حضرت حجۃ اللہ یا جسکو آپ اس کام کے لئے امین قرار دین وہ اس مین زیر ارشاد الٰہی فمن **خاف من موص جنفًا او اثمًا فاصلح بینھم فلا اثم علیہ ان اللّٰہ غفور الرحیم** کوئی تبدیلی یا ترمیم کرے تو وہ مجاز ہوگا اور وہ ترمیم یا اصلاح جائز متصور ہوگی۔

۳۔ میری کل جائداد (جو میری اپنی ہی پیدا کردہ ہے اس مین کسی شخص کی کوئی شراکت نہین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اس مین سے اولًا وہ قرض ادا کیا جاوے جو میری تحریری دستاویزات یا رقعون سے ثابت ہو اور میری کتاب القرض سے اس کی تصدیق ہو۔

۴۔ بعد دین (قرض) جو باقی رہے اس جائداد کا ⅓ حصہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ یعنے اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۵۔ باقی ماندہ جائداد کو جائز ورثاء پر تقسیم کردیا جاوے بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین داخل ہون ورنہ حضرت اقدسؑ یا آپ کے مقرر کردہ امین کو اختیار ہوگا کہ انہین محروم الارث ٹھیرا کر وہ حصہ بھی **اشاعت اسلام** مین صرف کرین۔

۶۔ **الحکم** اور اسکا متعلقہ کارخانہ کو مین اشاعت سلسلہ کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہون اور اسوقت تک وہ میری جائداد سے ایک الگ حصہ ہے۔ جس مین سے مین **پچاس روپیہ** ماہوار اپنے اور اپنے اہل کے گذارہ کے لئے لیتا ہون اور باقی اسکی آمدنی اسکی بہتری اور ترقی پر صرف کرتا ہون۔ اسلئے کارخانہ مذکور کو میرے بعد اسی نہج پر قایم رکہا جاوے اور اخبار کو ضرورت وقت کے موافق جاری رکہین میری اولاد مین سے جو صالح اور امین ہو (خدا کرے سب ہون آمین) وہ اس کا مالک اور مہتمم ہو اور حالت وقت کے لحاظ سے وہ اس کی آمدنی مین سے ایک معین رقم اپنے اخراجات کے لئے لے۔ اور ایسا ہی اس کے دوسرے بہائی جو صالح اور امین ہون وہ اس مین ملکر کام کرین اور اپنے کام کا معاوضہ لین۔ اور علاوہ اس وصیت کردہ حصہ جائداد کے اس حصہ مین سے کم از کم عہ ماہوار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کے دوسرے سلسلون مین مستقل طور پر دین + لیکن اگر خدا نخواستہ امین سے کوئی اس کام کا اہل نہ ہو تو اس سلسلہ کو کلیتہً حضرت اقدسؑ یا آپ کی قایم کردہ مجلس اپنے اہتمام مین لیکر چلاوے۔

۷۔ میرے بچون کو علوم عربیہ اور دینیات کی اعلےٰ تعلیم دی جاوے اور انکو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاوے اس تعلیم کے ضمن مین یورپ کی کوئی ایک زبان جو ضروری سمجھی جاوے انہین پڑہائی جاوے اسکے لئے جو مصارف تعلیم ہون وہ کارخانہ الحکم ادا کرے۔ لیکن اگر کوئی بچہ اپنے قویٰ کی کمزوری یا اور اسباب کیوجہ سے جو جائز ہون اس قابل نہو۔ مگر صالح۔ امین اور سچا احمدی ہو تو اسے اور کسی مناسب طریق پر خدمت دین مین لگایا جاوے۔

۸۔ جو زیورات یا ... پارچات پوشیدنی میری بیوی کے قبضہ مین میری موت کے وقت ہون وہ اسکا ذاتی مال متصور ہوگا۔ اسے میری جائداد مین نہ سمجہا جاوے۔

۹۔ میری وفات کے وقت میری جسقدر اولاد ذکور یا اناث نا کتخدا باقی ہو انکے رشتہ اور ناطے غیر احمدیون مین قطعًا حرام سمجھے جاوین اور انکے ولی اس امر مین حضرت اقدسؑ یا آپکی مقرر کردہ مجلس ہوگی۔ اسے کلی اختیار ہوگا کہ جس احمدی سے چاہے کرے + اور اگر کوئی میرا جائز وارث اسکے خلاف کرنا چاہے تو اسے محروم الارث کرکے اسکا حصہ اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۱۰۔ میری میت کو **الوصیت** کے قواعد کے ماتحت جبکہ میرے مرنے کے وقت عملدرآمد ہو رہا ہو ایک چوبی صندوق مین بندکرکے دفن کیا جاوے۔ الــــمـــــــر خاکسار **یعقوب علی**
تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء

سُنو اُسننے والو! ہے سُننے کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس مین رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا میز بنوانے کی ضرورت ہے اور اسپر تقریبًا ساٹھ روپے خرچ ہونگے اسکا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہو جانا ضروری ہے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہین دس بارہ آدمی ہی ملکر پوری کرسکتے ہین۔

مین لاہور۔ امرتسر۔ کپورتھلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھکر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتون مین سابق بالخیر ہین اسے ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کردین یہہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے + امید ہے دوبارہ یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلباء کو آنیوالے امتحان انٹرنیس مین شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اسکے لئے **چالیس روپیہ** مطلوب ہین گویا کل ایکسو روپیہ آخیر جنوری تک دونون ضرورتون کے لئے بہیجدینا چاہیئے۔

ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت بجائے یقیمون الصلوۃ کے انکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کش مکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہین اور اللہ تعالے اس کتاب کے ذریعہ انہین وہ مقام عطا کرتا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہین کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز مین انکو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بہوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کہانا مل جاوے جسکو کہا کر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے - یہی حالت پہر نماز مین ہوجاتی ہے - وہ نماز اسکے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جسکے بغیر وہ سخت کرب و اضطراب محسوس کرتا ہے - لیکن نماز کے ادا کرنے سے اسکے دل مین ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جسکو ہر شخص نہین پا سکتا اور نہ الفاظ مین یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت مین پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالے سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے - اور اسکو نماز کے کہڑے کرنے کی ضرورت پیش نہین آتی اسلئے کہ وہ نماز اسکی کہڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کہڑی ہی رہتی ہے اس مین ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالے کی مرضی کے موافق ہوتی ہے - انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اسکی محبت اللہ تعالے سے محبت ذاتی کا رنگ رکہتی ہے اس مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہین ہوتی - جسطرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات و مشروبات اور دوسری شہوات مین لذت اٹہاتے ہین - اس سے بہت بڑہ چڑہ کر وہ مومن متقی نماز مین لذت پاتا ہے - اسلئے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑہنا چاہئے - نماز ساری ترقیو کی جڑ اور زینہ ہے - اسی لئے کہا گیا ہے کہ

نماز مومن کا معراج ہے

اس دین مین ہزارون لاکہون اولیاء اللہ - راستباز - ابدال - قطب - گذرے ہین - انہون نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے ؟ اسی نماز کے ذریعہ سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنے میری آنکہون کی ٹہنڈک نماز مین ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے - اور یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہین - پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلےٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے -

غرض یاد رکہو کہ یقیمون الصلوۃ وہ ابتدائی درجہ اور مرحلہ ہے جہان نماز بے ذوقی اور کشاکش سے ادا کرتا ہے لیکن اس کتاب کی ہدایت ایسے آدمی کے لئے یہ ہے کہ اس مرحلہ سے نجات پاکر اس مقام پر جا پہونچتا ہے جہان نماز اسکے لئے قرۃ العین ہوجاوے یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ اس مقام پر متقی سے مراد وہ شخص ہے جو نفس لوامہ کی حالت مین ہے -

نفس کے تین درجہ

نفس کے تین درجہ ہین - نفس امارہ - لوامہ مطمئنہ - نفس امارہ وہ ہے جو فسق و فجور مین مبتلا ہے اور نا فرمانی کا غلام ہے - ایسی حالت مین انسان نیکی کی طرف توجہ نہین کرتا بلکہ اس کے اندر ایک سرکشی اور بغاوت پائی جاتی ہے لیکن جب اس سے کچہہ ترقی کرتا اور نکلتا ہے تو وہ وہ حالت ہے جو نفس لوامہ کہلاتی ہے - اسلئے کہ وہ اگر بدی کرتا ہے تو اس سے شرمندہ بہی ہوتا ہے اور اپنے نفس کو ملامت بہی کرتا ہے اور اسطرح پر نیکی کی طرف بہی توجہ کرتا ہے - لیکن اس حالت مین وہ کامل طور پر اپنے نفس پر غالب نہین آتا بلکہ اس کے اور نفس کے درمیان ایک جنگ جاری رہتی ہے جس مین کبہی وہ غالب آجاتا ہے اور کبہی نفس اسے مغلوب کر لیتا ہے یہ سلسلہ لڑائی کا بدستور جاری رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالے کا فضل اسکی دستگیری کرتا ہے اور آخر اسے کامیاب اور بامراد کرتا ہے اور وہ اپنے نفس پر فتح پالیتا ہے پہر تیسری حالت مین پہونچ جاتا ہے جسکا نام نفس مطمئنہ ہے - اسوقت اسکے نفس کے تمام گند دور ہوجاتے ہین اور ہر قسم کے فساد مٹ جاتے ہین - نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتون کے درمیان ایک جنگ ہوکر ایک فتح پالے - اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قایم کرے - اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اس امر کی طرف اشارہ ہے -

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤن مین داخل ہوتے ہین تو پہلا تانا بانا سب تباہ کر دیتے ہین بڑے بڑے نمبردار رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہین اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہین اور اس طرح پر ایک تغیر عظیم واقع ہوتا ہے یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے - شیطان کے غلامون کو قابو کیا جاتا ہے - وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت مین مفسدہ پردازی کرتے ہین انکو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے - اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹہہ جاتا ہے اور بالکل امن و امان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے - یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اسلئے کہ اسوقت کسی قسم کی کش مکش اور کوئی فساد پایا نہین جاتا بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت مین ہوتا ہے - کیونکہ جنگ کا خاتمہ ہوکر نئی سلطنت قایم ہوجاتی ہے اور کوئی فساد اور مفسد باقی نہین رہتا - بلکہ دل پر خدا کی فتح کامل ہوتی ہے - اور خدا تعالے خود اسکے عرش دل پر نزول فرماتا ہے - اسی کو کمال درجہ کی حالت بیان فرمایا ہے - جیسا کہ فرمایا

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

یعنے بے شک اللہ تعالے عدل کا حکم دیتا ہے اور پہر اس سے ترقی کرو تو احسان کا حکم دیتا ہے اور پہر اس سے بہی ترقی کرو تو ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے -

حالت عدل

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت مین ہوتی ہے - اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے - اس مین نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے - مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس مین یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اسکو دبالون - اور اتفاق سے اس کی میعاد بہی گذر جاوے اس صورت مین نفس اور بہی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بہی کوئی مواخذہ نہین ہوسکتا مگر یہ ٹہیک نہین - عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اسکو دبایا نہ جاوے -

مجہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہین کرتے اور ہماری جماعت مین بہی ایسے لوگ ہین جو بہت کم توجہ کرتے ہین اپنے قرضون کے ادا کرنے مین - یہہ عدل کے خلاف ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگون کی نماز نہ پڑہتے تہے پس تم مین سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکہے کہ قرضون کے ادا کرنے مین سستی نہین کرنی چاہئے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بہاگنا چاہئے - کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اسنے اس آیت مین دیا ہے -

حالت احسان

اسکے بعد احسان کا درجہ ہے جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہین توڑتا اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دیدیتا ہے اور وہ نیکی مین اور ترقی کرتا ہے - یہانتک کہ عدل ہی نہین کرتا بلکہ تہوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت مین بہی ایک کمزوری ابہی باقی ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبہی کبہی قیمت اس نیکی کو جتلا بہی دیتا ہے مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کہلاتا ہے - اور وہ کبہی ایک بات اسکی نہین مانتا تو اسے کہدیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑون کا غلام ہے - اور اسطرح پر اس نیکی کو بے اثر کر دیتا ہے - دراصل احسان والے کے اندر بہی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے

ایتاء ذی القربیٰ کی حالت

ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے - یعنے جس مقام پر انسان سے نیکیون کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی ماں اپنے بچے کو دودہ دیتی اور اسکی پرورش کرتی ہے - کبہی اسکو خیال بہی نہین آتا کہ بڑا ہوکر کمائی کریگا اور اسکی خدمت کرے گا - یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچے کو دودہ نہ دیگی اور اس سے وہ مرجاوے تو بہی تجہے مواخذہ نہ ہوگا - اس حکم پر بہی اسکو دودہ دینا وہ نہین چہوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیان ہی سناویگی - اسلئے کہ وہ پرورش اسکا ایک طبعی تقاضا ہے وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہین - اسی طرح پر جب انسان نیکی مین ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہونچتا ہے کہ وہ نیکیان اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہین گویا ایک طبعی تقاضا ہے - تو یہی وہ حالت ہے جو مطمئنہ کہلاتی ہے -

غرض

یقیمون الصلوۃ کے یہ معنے ہین کہ جب تک نفس مطمئنہ نہو اسی کشاکش مین لگا رہتا ہے کبہی نفس غالب آجاتا ہے اور کبہی آپ غالب آجاتا ہے صبح کو اٹہتا ہے اور دیکہتا ہے کہ ٹہنڈا پانی ہے اسکو نہانے کی حاجت ہے پس اگر نفس کی بات مان لیتا ہے تو نماز کو کہو لیتا ہے اور اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو اس پر فتح پالیتا ہے -

تحدیث بالنعمۃ

شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجہے ایسی حالت پیش آئی

سردی کا موسم تہا مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی سامان ہجگہ نہ تہا۔ ایک پادری کی لکہی ہوئی کتاب **میزان الحق** میرے پاس تہی۔ اسوقت وہ کام آئی یعنے اسکو جلا کر پانی گرم کر لیا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ اسوقت میری سمجہ مین آیا کہ بعض وقت **شیطان** بہی کام آجاتا ہے۔

پہر مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہین اور اسپر ترقی یہی ہے کہ ایسی حالت سے نجات پاکر مطمئنہ کیحالت مین پہونچ جاوے۔

خوب یاد رکہو کہ نرا غیب پر ایمان لانے کا انجام خطرناک ہوتا رہا ہے افلاطون جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ میرے لئے بت پر ایک مرغا ہی ذبح کرو۔ جالینوس نے کہا میری قبر مین خچر کے پیشاب گاہ کے برابر ایک سوراخ رکہدینا تاکہ ہوا آتی رہے۔ اب غور کرو کہ کیا ایسے لوگ ہادی ہو سکتے ہین جو ایسی مذبذب اور مضطرب حالت مین ہوتے ہین۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک اندر روشنی پیدا نہو کیا فائدہ ؟ لیکن یہ روشنی خدا تعالےٰ کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہہ بالکل سچ ہے کہ سب طبائع یکسان نہین ہوتی ہین اور خدا تعالےٰ نے سب کو نبی پیدا نہین کیا۔

اثر صحبت لیکن صحبت مین بڑا شرف ہے اسکی تاثیر کچہہ نہ کچہہ فائدہ پہونچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بہی پہونچ ہی جاتی ہے۔ اسیطرح صادقون کی صحبت ایک روح **صدق** کی نفخ کر دیتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف مین

کونوا مع الصادقین

فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیون مین سے یہ ایک بے نظر خوبی ہے کہ ہر زمانہ مین ایسے **صادق** موجود رہتے ہین لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹہا سکتے ہین جبکہ ان کے ہان یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص **خدا رسیدہ** ایسا ہو نہین سکتا جسپر خدا تعالےٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو اور وہ اسسے توفیق پاکر ان لوگون کو صاف کرے جو گناہ آلود زندگی بسر کرتے ہین مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون۔ کہ آریہ سماج کے اندر ایک نیش ہے وہ یہ جا طور سے مسلمانون پر نکتہ چینی کرتے ہین۔ اور اعتراض کرنا ہی اپنے مذہب کی خوبی اور کمال پیش کرتے ہین۔ لیکن جب ان سے پوچہا جاوے کہ اسلام کے مقابلہ مین روحانیت پیش کرو۔ تو کچہہ نہین۔ نکتہ چینی کرنا کوئی خوبی کی بات نہین ہو سکتی۔ وہ شخص بڑا بدنصیب اور نادان ہے جو بغیر اس کے کہ کسی منزل پر پہونچا ہو دوسرون پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک بچہ جو اقلیدس کے اصولون سے ناواقف ہے اور ان نتائج سے بے خبر ہے جو اسکی اشکال سے پیدا ہوتے ہین وہ ان ٹیڑہی لکیرون کو دیکہہ کر کب خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو اعتراض کرے گا لیکن عقلمندون کے نزدیک اس اعتراض کی کیا وقعت اور حقیقت ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی حال ان آریون کا ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہین مگر خود **حق** اور **حقیقت** سے بے خبر اور محروم ہین۔ وہ اللہ تعالےٰ کی قدرتون سے آگاہ نہین اور اسکی طاقتون کا انہین علم نہین ہے۔ اور نہ انہین وہ حواس ملے ہین جو وہ اس عالم مین بہشتی نظارون کو دیکہہ سکین اور اللہ تعالےٰ کی طاقتون اور قدرتون کے نمونے مشاہدہ کرین ایسے مذہب کی بنیاد بالکل ریت پر ہے وہ آج ہی نہین اور کل ہی نہین۔ یہ خوب یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ کسی نابینا مذہب کی تائید نہین کرتا۔ اور کوئی نصرت اسے نہین دیجاتی۔ اسلام کی سچائی کی یہی بڑی زبردست دلیل ہے کہ ہر زمانہ مین اللہ تعالےٰ اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اور اس زمانہ مین بہی خدا تعالیٰ نے مجھے بہیجا ہے تامین اسکی **تازہ بتازہ نصرتون کا ثبوت دون**۔ چنانچہ تم مین سے کوئی بہی ایسا نہین ہوگا جس نے خدا تعالےٰ کے نشانات نہ دیکہے ہون ؟ (بے شک ایڈیٹر) اسکے بالمقابل ہمین کوئی بتائے کہ وید کیا لایا ؟ وہ تو بالکل ادہورا ہے دوسرے لوگون کو تو خواب ہی آجاتی ہے مگر وید والون کے نزدیک خواب بہی بے حقیقت چیز ہے اور وہ بہی نہین آسکتی۔ جبکہ وہ دروازہ جو اللہ تعالےٰ کیطرف جانے کے لئے یقینی دروازہ ہی بند ہے تو اور وسایل خدارسی کے کیا ہو سکتے ہین ؟ مین سچ کہتا ہون کہ جہانتک مینے اس فرقہ کی حالات دیکہے ہین۔ انہین شوخیون کے سوا کچہہ نہین دیکہا ؟ یا بعض ایسے لوگ اس مین داخل ہوتے ہین کہ انہین خبر ہی نہین ہوتی کہ مذہب کی اصل غرض کیا ہے ؟

غرض اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے جو ساری نیکیون کا حقیقی سرچشمہ اور منبع ہے اسلئے کہ نیکیون کی جڑہ ہے۔ اللہ تعالےٰ پر **کامل ایمان** اور وہ بدون اس کے پیدا نہین ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتون اور طاقتون کے عجائبات اور نشانات تازہ بتازہ دیکہتا رہے۔ اور یہہ بجز اسلام کے کسی دوسرے کو حاصل نہین اگر ہے تو کوئی پیش کرے ؟

علاوہ برین اسلام کی یہہ بہی ایک خوبی ہے کہ بعض فطرتی نیکیان جو انسان کرتا ہے یہہ انپر ازدیاد کرتا اور انہین کامل کرتا ہے اسلئے ہی **ھدی للمتقین** فرمایا **ھدی للظالمین** یا **للکافرین** نہین کہا۔ عرصہ کی بات ہے ایک برہمو اگنی ہوتری نے کہا تہا کہ لا الہ الا اللہ تو ہم بہی کہتے ہین تم **محمد رسول اللہ** کیون کہتے ہو ؟ ہم نے کہا تہا کہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان دہریہ نہین ہوتا۔ چنانچہ اب وہ کہلا دہریہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پورا ایمان ہوتا تو کیون دہریہ بنتا۔

مین سچ کہتا ہون کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کر سکتی۔ کیا وید مین کوئی ایسی شرتی ہے جو **ھدی للمتقین** کا مقابلہ کرے ؟ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنے اسکے ثمرات اور نتائج کی حاجت نہین تو پہر تو ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ مین خدا تعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بہگتی عبادت۔ صدقہ خیرات کو بہی اچہا سمجہتی ہے اور کسی نہ کسی صورت مین ان باتون پر عمل بہی کرتی ہے پہر ویدون نے آکر دنیا کو کیا بخشا ؟ یا تو یہہ ثابت کرو کہ جو قومین وید کو نہین مانتی ہین انمین نیکیان بالکل مفقود ہین اور یا کوئی امتیازی **نشان** بتاؤ ؟

قرآن شریف کو جہان سے شروع کیا ہے ان ترقیون کا وعدہ کر لیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ مین **اھدنا الصراط المستقیم** کی تعلیم کی۔ اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما وہ صراط مستقیم جو ان لوگون کی راہ ہے جنپر تیرے انعام واکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتہہ ہی سورۃ البقر کی پہلی ہی آیت مین یہہ بشارت دیدی **ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین** گویا روحین دعا کرتی ہین اور ساتہہ ہی قبولیت اپنا اثر دکہاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت مین پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف **دعا** ہے اور دوسری طرف اسکا نتیجہ موجود ہے۔ یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اور کرم ہے جو اسنے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔ مین پہر کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ نے جو ابتدائی قرآن مجید مین متقیون کے صفات بیان فرمائے ہین انکو معمولی صفات مین رکہا ہے۔ لیکن جب انسان قرآن مجید پر ایمان لاکر اسے اپنی ہدایت کے لئے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے ان اعلےٰ مدارج اور مراتب کو پالیتا ہے جو **ھدی للمتقین** مین مقصود رکہے ہین قرآن شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ مین ہم اسکو بیان نہین کر سکتے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔

پہر متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی **ومما رزقناھم ینفقون** یعنے جو کچہہ ہم نے انکو دیا ہے اسمین سے خرچ کرتے ہین یہہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اسمین سب شریک ہین کیونکہ عام طور پر یہہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سایل اس کے پاس آجاوے تو کچہہ نہ کچہہ اسے ضرور دیدیتا ہے گہر مین دس روٹیان موجود ہون اور کسی سایل نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اسکو بہی دیدے گا یہہ امر زیر ہدایت نہین ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اور یہ بہی یاد رہے کہ یہان **مما رزقناھم ینفقون** عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہین ہے بلکہ جو کچہہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے اس مین سے کچہہ نہ کچہہ خرچ کرتے رہتے ہین۔

انفاق کی دو صورتین غرض یہ انفاق علم انفاق ہے اور اسکے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بہی شرط نہین۔ اور اس لئے یہ انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک **فطرتی** دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیساکہ مینے ابہی بیان کیا ہے کہ تم مین سے کون ہے اگر کوئی قیدی یا بہوکا آدمی جو کئی روز سے بہوکا ہو یا ننگا ہو آکر سوال کرے اور تم اسے کچہہ نہ کچہہ دے نہ دو۔ کیونکہ یہ امر فطرت مین داخل ہے۔ اور یہ بہی مینے بتا دیا ہے کہ **مما رزقناھم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہین خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس مین داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بہی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بہی داخل ہے طبیب ہے وہ بہی داخل ہے مگر موجب منشاء **ھدی للمتقین** ابہی تک اس مقام تک نہین پہونچا جہان قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالےٰ کے لئے وقف کر دے اور یہ **للّٰہی وقف** کہلاتا ہے۔

للّٰہی وقف اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہونچتا ہے تو اسمین مما رہتا ہی نہین کیونکہ جب تک وہ مما کی حد کے اندر ہے اسوقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہین پہونچا جو قرآن مجید کی ہے لیکن کامل اسوقت ہوتا ہے جبکہ حد نہ رہے اور اسکا وجود اسکا ہر فعل ہر حرکت وسکون محض اللہ تعالےٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بہلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظون مین یہ کہو۔ کہ **مما رزقناھم ینفقون** کا کمال یہی ہے جو **ھدی للمتقین** کے منشاء کے موافق ہے۔ (باقی آئندہ)

مدرسہ کے متعلق نئی تجاویز

اس سال کے اخیر مین مدرسہ کیحالت خاص طور پر زیر بحث آچکی تہی پہلا سوال یہ درپیش تہا کہ آیا جس صورت مین ہمارے سلسلہ کی اصل غرض اشاعت و تبلیغ الاسلام و اظہار دین ہے موجودہ مدرسہ کا قیام جس مین مروّجہ تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے کہانتک اس سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کا مؤید ہے - اور دوسرا سوال یہ تہا کہ آیا اسی مدرسہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصل غرض ہی پوری ہوسکتی ہے یا نہین - یعنی یہ کہ یہان سے ایسے اشخاص نکلین جو اعلےٰ درجہ کے علوم عربیہ و دینیہ سے واقفیت رکہتے ہون اور دوسری طرف یوروپ کی کوئی سی زبان مثلاً انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ جانتے ہون تاکہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام نہ صرف ہندوستان مین رہے بلکہ ہندوستان سے باہر بہی ہوسکے ان دونون سوالون پر جماعت احمدیہ قادیان مین خوب بحث ہوچکی تہی مگر اخیر فیصلہ بموجب منشائے حضرت امام علیہ السلام ایام تعطیلات دسمبر تک ملتوی رکہا گیا تہا تاکہ اسوقت جب مختلف احباب مختلف احمدی جماعتون کے جمع ہوئے تو ان مین بہی ان ہردو سوالون کو پیش کرکے ان کی رائے لیجاوے اور ان سوالون کے ہرایک پہلو پر غور کرنیکے بعد کوئی فیصلہ کیا جاوے - چنانچہ یہ امر تین دن برابر جلسہ مین پیش ہوتا رہا - اور بہت سے احباب نے اسپر بحث کرنے مین حصہ لیا - سوال اوّل کے متعلق یہ امر قرار پایا کہ اگرچہ مروجہ تعلیم اس سلسلہ کی خاص اور ممتاز اغراض مین سے ایک غرض نہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس سلسلہ کے چہوٹے بچون کو ایسے طور پر تیار کرنا کہ وہ زمانہ کی طرح طرح کی زہریلی اثرون سے محفوظ اور اصول اسلام پر مضبوط اور قرآن شریف اور مسائل دینیہ سے واقف اور مخالفین کے اعتراضون کے جواب دینے کے قابل اور باطل اصولون کی تردید پر قادر ہون - اور پہر ساتہہ ہی اسکے عملی زندگی انکی ایک سچے مسلمان کی ہو - یہ اس سلسلہ کی ایک خاص غرض ہے کیونکہ یہ بچے جب یہان سے تعلیم پاکر نکلین گے - تو خواہ وہ واعظ نہ ہون اور زبان عربی مین کامل مہارت نہ رکہتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ وہ ایسے مسلمان ہونگے جو دوسرے مسلمانون کیلئے اور غیر مسلمانون کے لئے نمونہ ہونگے - احمدی جماعت کا ان خود ان کا وجود ہی دوسرون کیلئے وعظ ہوگا - علاوہ ازین جماعت احمدی کی یہ ایک بڑی اور عظیم الشان ضرورت ہے کہ جس صورت مین یہ سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور خدا تعالےٰ نے کہا اسکو بڑی بڑی ترقیات دینے کا وعدہ ہے تو اس صورت مین اس سلسلہ کا اپنا ایک مدرسہ ہی ہونا چاہئے بلکہ کالج ہی ہونا چاہیئے کیونکہ جس صورت مین دین کے لئے ایک جماعت کی ہی ضرورت ہے اور کل کی کل جماعت ایک ہی کام مین نہین لگ سکتی - تو اس صورت مین اپنے مدرسہ کے نہ ہونیکی حالت مین جماعت مجبور ہوگی کہ اپنے بچون کو دوسرے مدرسون مین بہیجے جیسے مشن کے مدرسہ یا سرکاری مدرسہ جہان نہ وہ تعلیم دین کی حاصل کرسکتے ہین اور نہ ہی زہریلی ہواؤن کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین اور یہ امر ایک اتنی عظیم الشان جماعت مین سخت قابل افسوس ہوگا بلکہ اس جماعت کو تو ابہی اس کام کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ جیسے جیسے اسکی تعداد مین ترقی ہوتی جائے جا بجا مدرسے تعلیم کے لئے قائم ہوتے چلے جاوین اور مرکزی مقام مین ایک کالج یا یونیورسٹی ہو - پس ساری جماعت مین ایک مدرسہ کا بہی نہ ہونا ایک ایسا امر ہوگا جو اس جماعت کیلئے سخت افسوس کا موجب ہوگا - لہذا باتفاق رائے جلسہ یہ امر قرار پایا کہ ضروری ہے کہ دارالامان مین ایک مدرسہ سرکاری تعلیم دینے کے لئے اور سرکاری قواعد کے موجب چلنے والا تا مروجہ تعلیم دینے کے ساتہہ ساتہہ احمدی جماعت کے بچے یہان رہ کر سچے احمدی بنکر دکہاوین اور دنیا کے ساتہہ دین مین بہی ترقی کرین - چنانچہ اسکی عملی نظیرین اسوقت بہی موجود ہین کہ جو طالب علم یہان سے انٹرنس پاس کرکے نکلے ہین وہ اپنی عملی زندگی مین اور اپنے دینی ترقی مین کالجون مین ایک ایسا نیک نمونہ دکہا رہے ہین جو واعظ سے بڑہکر کام دے رہا ہے - مگر اس ضرورت کو تسلیم کرنیکے ساتہہ ہی منتظمین مدرسہ کے توجہ دلانے پر کہ باوجودیکہ پانچ سال کے عرصہ مین جماعت چند ہزار سے دو تین لاکہہ تک پہونچ گئی ہے - مگر تعداد طلبا مین ایسی ترقی نہین ہوئی جسکی وجہ کسیقدر جماعت کی بے توجہی ہے - ان امور کے پیش کرنے پر کل جماعت نے بالاتفاق اس ضرورت کو بہی تسلیم کیا کہ کل کی کل احمدی جماعت کا اور ہرفرد واحد کا جو اپنے آپ کو اس جماعت مین سمجہتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچون کو کسی دوسرے مدرسہ مین تعلیم ندین بلکہ کل کے کل اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجین - کیونکہ جس صورت مین ضرورت قیام اس مدرسہ کی بہی ہے کہ احمدی جماعت کا اپنا مدرسہ ہو تو پہر اگر احمدی جماعت کل کی کل اپنے بچون کو اس جگہ بہیجنے کے لئے تیار نہین تو اصل غرض ہی مفقود ہوجاتی ہے چنانچہ جسقدر حاضرین اس جلسہ مین موجود تہے انہون نے سب نے اس ضرورت کو تسلیم کرکے یہ عہد کیا کہ وہ اپنے بچون کو اسی مدرسہ مین تعلیم کے لئے بہیجنے کا انتظام کرین گے اور اپنے دوسرے بہائیون کو بہی ترغیب دینگے - اور مجبور کرینگے کہ وہ اپنے بچون کو انٹرنس تک تعلیم کے لئے اسی جگہ بہیجین -

قبل اسکے جو مین دوسری تجاویز کو بیان کرون مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ہر قسم کے بچون کے لئے جو یہان آئین گے - کیا انتظام سوچا گیا ہے - جو بچے بارہ سال کی عمر تک پہونچ گئے ہین وہ تو بورڈنگ ہوس مین زیر نگرانی دو سپرنٹنڈنٹون کے رہین گے جیسا کہ آج کل انتظام ہے - ہان لڑکون کی تعداد مین زیادتی کے ساتہہ سپرنٹنڈنٹ اور رکہے جاسکتے ہین چہوٹے بچے جو زیادہ خبرگیری اور زیادہ نگرانی کے محتاج ہین اونکے متعلق حسب حیثیت دو قسم کا انتظام کیا جاوے گا - اول وہ جن کے والدین اپنے بچون کی پوری اور عمدہ نگرانی کے لئے کافی روپیہ دے سکتے ہین - انکے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ مدرسہ مین پڑہائی کے علاوہ ایک پراکٹر یعنی الگ نگران انکا رکہا جاوے گا ہر پانچ یا چہہ بچون پر ایک ایسا پراکٹر موجود ہوگا جسکا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہر وقت ان بچون کے ساتہہ رہے اور ہر طرح پر اسکی خبرگیری اعلےٰ تعلیم کے لحاظ سے - محبت کے لحاظ سے - کہانے کے لحاظ سے - ورزش وغیرہ کے لحاظ سے - وہ انکے لئے بطور ایک شفیق باپ کے ہوگا اور انکو باہر موزون اوقات مین سیر کے لئے بہی لیجائیگا اور پہر پڑہائی مین بہی انکو مدد دے گا - یہ صورت ایسی ہوگی جسپر والدین کو انشاءاللہ پورا اطمینان ہوگا اور ہم امید کرتے ہین کہ ایسے آدمی جو اسطرح بچون کو اپنے بچے سمجہکر انکی تعلیم اور تربیت کا پورا پورا خیال رکہین - اور عمدہ طور پر شروع سے ان کی تربیت کرین ہمین میسّر آجائین گے - چونکہ ایسا آدمی صرف ایک معقول تنخواہ پر مل سکتا ہے اسلئے شروع مین کم از کم تین ایسے طالب علم ہونگے تو یہہ انتظام بہی الگ ہوگا - اور تین روپیہ فی بورڈر کے حساب سے معمولی اخراجات کے علاوہ فیس لیجاوے گی مگر اس کی نگرانی کا انتظام خاص کیا جاوے گا یعنی ہر دس یا بارہ لڑکون کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ہوگا - جو انکی صحت اور تربیت کا خیال رکہیگا مگر ان کی تعلیم وہ معمولی مدرسہ کی تعلیم ہوگی - بڑی عمر کے بچون کے لئے ایک وسیع بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کے قواعد پہلے شائع ہوچکے ہین - البتہ اسقدر اور بیان کردینے کے قابل ہے کہ بعض احباب نے یہ کہا تہا کہ غربا اور عموماً زمیندار اسقدر بوجہ نہین اٹہا سکتے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ اوّل تو بورڈنگ ہوس مین دو یا تین قسم کا کہانا پکتا ہے اور ہر ایک بورڈر کے لئے یہ امر اختیاری ہے کہ وہ جسقدر خرچ دے سکتا ہے اوسی قسم کا کہانا کہاوے - علاوہ ازین ہم یہ انتظام بہی کرسکتے ہین جیسا کہ بعض احباب کی خواہش تہی کہ زمینداروں کے لئے بجائے نقدی کے بچون کا خرچ آٹے دال اور گہی کی صورت مین دینا آسان ہوتا ہے - سو جو احباب پسند کرین وہ یہ انتظام کرسکتے ہین کہ اپنے بچون کا خرچ مثلاً چہہ ماہ یا سال کا آٹے یا دانون اور گہی وغیرہ کی صورت مین یہان بہیج دیا کرین اس صورت مین ان کو خرچ خوراک کچہہ نہ دینا پڑے گا - صرف زائد اخراجات مثل بالن وغیرہ اخراجات باورچی خانہ اور دہوبی وغیرہ کے خرچ یا فیس باقی رہ جائیگی - یہہ تجویز عموماً زراعت پیشہ احباب کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے -

مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائی سال ہے اور یہی وقت بچون کے بہیجنے کا ہے - جن احباب کے بچے کسی مدرسہ مین تعلیم پاتے ہون یا اگر تعلیم نہ پاتے ہون اور وہ انہین تعلیم دینا چاہتے ہون تو انہین چاہیئے کہ فی الفور ماہ جنوری کے ختم ہونے سے پہلے انکو اس جگہ تعلیم کے لئے بہیجدین - ہمارے ملک مین ایک عجیب غلط خیال پہیلا ہوا ہے کہ بچون کی تعلیم کے لئے خرچ دینے مین والدین اکثر تنگدلی سے کام لیتے ہین اور ان کی شادیون وغیرہ کے وقت اسراف سے زیر بار ہوتے ہین سچ بات یہ ہے کہ وہ وقت انکی اپنی نمود کا ہوتا ہے ورنہ اگر صرف اولاد

کی بہتری منظور ہو تو بیاہ کا فکر کریں نکریں اوّل فکر مدرسہ تعلیم کا ہونا چاہئیے - یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ تعلیم کی غرض محض یہی نہیں کہ انٹرنس پاس کرکے نوکری کی تلاش میں لگ جائیں بلکہ ہر ایک انسان کے لئے کسیقدر تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے - اور اسی لئے اس سال مدرسہ میں دوسری شاخ ایسی کہولی گئی ہے جس میں مروجہ تعلیم کو کم کرکے عربی اور دینیات کی تعلیم پر زور دیا جاوے گا اور اسکے ساتھ طب سکہائی جاوے گی یا کوئی اور پیشہ - مگر اس کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں اگر جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی تو انشاء اللہ ایک دو سال میں سب انتظام خود بخود ہو جائیگا - جب ضرورت والے پیدا ہوتے ہیں تو سامان بہی اللہ تعالےٰ انکے لئے پیدا کر دیتا ہے - اگر قوم اس امر پر اتفاق کرلے کہ کل بچے قوم کے اسی جگہ تعلیم پاویں خواہ وہ مروجہ سرکاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں اور خواہ اردو کی تعلیم کے ساتھ عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں تو مدرسہ انشاء اللہ چندہی دنوں میں ایک حیرت انگیز ترقی دکہائیگا - ایام جلسہ میں تو اکثر احباب نے اسقدر زور اس تجویز پر دیا تہا کہ قوم کے کل بچے اسی جگہ تعلیم پاویں . . . . کہ جو لوگ اپنے بچوں کے لئے یہاں نہ بہیجنے کی کوئی مجبوری ہی ثابت کریں - انپر بہی لازم ہوگا کہ جسقدر فیس مدرسہ کی کسی دوسری جگہ وہ دیتے ہیں اسیقدر فیس اس مدرسہ میں بہی ادا کریں - چنانچہ ہمارے ایک معزز دوست نے اسیوقت اسپر عمل بہی کردیا اور اپنے بچوں کی فیس ماہوار اس سکول میں داخل کرنیکا وعدہ کیا - مگر میں سمجھتا ہوں کہ سوائے شاذ و نادر حالات کے کوئی امر اس راہ میں روک نہیں ہونا چاہئیے - کہ ہمارے احباب اپنے بچوں کو اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجیں -

یہ امر بہی قابل تذکرہ ہے کہ پچھلے سال کے اخراجات مدرسہ کے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب ہیں مگر اس سال کئی قسم کے زائد اخراجات کو مدنظر رکہکر جو طلبا کے بڑہ جانیکی وجہ سے پیش آویں گے اور نیز دیگر وجوہات کے سبب پندرہ ہزار روپیہ کا بجٹ ہمارے معزز احباب نے جو اسجگہ جمع ہوئے تہے - تجویز کیا ہے - خرچ کے اسقدر بڑہ جانیکے کئی وجوہات ہیں اوّل یہہ کہ مدرسے کے سٹاف کو ضرورت زمانہ کے مطابق کرنیکے لئے انگلش ٹرینڈ کرانا اور بعض ٹرینڈ مدرسین کو لینا ضروری سمجہا گیا ہے جو ایک بڑی وجہ بجٹ خرچ کے بڑھ جانیکی ہوئی ہے - پہر دوسری وجہ عمارت ہے کیونکہ جس صورت میں کل جماعت کے بچوں نے اسی جگہ تعلیم حاصل کرنی ہے تو ضرور ہے کہ اس مطابق بورڈنگ ہوس کو بہی وسیع کیا جاوے - اور مدرسہ کی عمارت میں بہی توسیع کی ضرورت پیش آئیگی - تیسری ضرورت نئی شاخ دینیات کا کہلنا ہے - اور بہی بعض وجوہات ہیں جنکی تفصیل کی اسجگہ ضرورت نہیں -

اب میں ساری جماعت کو متوجہ کرتا ہوں اور ہر ایک شہر کی جماعت میں اسکے اعلےٰ ارکان اور کارکن ممبروں کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ جس صورت میں اس مدرسہ کا قیام محض اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جماعت کے بچے اس جگہ تعلیم حاصل کریں - اور اس مدرسہ کو جماعت احمدی کی اہم ضروریات میں سے ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے تو اس ضرورت کو اب عملی طور پر تسلیم کرنا چاہئیے زبان سے صرف اتنی بات کہدینے سے کہ اس مدرسہ کا قیام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کچھ نہیں بنتا اب عمل کا وقت ہے - اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے سچے مخلص احمدی اور عملی زندگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں - تو ان کی عمروں کو ضائع نہ کریں اسوقت آپ کے اہم فرائض میں سے جو اولاد کے متعلق ہیں یہ ہے کہ آپ ان کی تعلیم اور تربیت کے اس پہلو کو اختیار کریں جس سے وہ آئندہ نسلوں کے لئے ہادی بنیں - اگر آپنے ان فرائض کو اسی حد تک محدود سمجھ لیا ہے کہ آپ ان سے اسقدر محبت کریں کہ وہ آپ سے جدا نہ ہوں تو آپ نے سخت غلطی کہائی ہے - ایک قوم جو اسوقت ہمہ تن دنیا میں مصروف اور دنیا پر جہکی ہوئی ہے وہ بہی اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کو اسقدر مقدم سمجھے ہوئی ہیں کہ ایک ماں کا اپنے چھوٹے سے پیارے بچہ کو تعلیم کی خاطر جُدا کرنا کچھ بہی اسکو دشوار معلوم نہیں ہوتا - میں پہر کہتا ہوں کہ اولاد سے ایسی محبت کرو جس سے انکی آیندہ زندگی سنورے اور ایسی محبت نہ کرو جو ہمیشہ کے لئے انکو تباہ کرنے والی ہو - یہ تو وہ وقت تہا کہ اگر یہاں دنیوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ بہی ہوتا . . . لوگ اپنے بچوں کو اسجگہ بہیجتے -

ان دنوں کو غنیمت سمجہو کہ خدا کا برگزیدہ مسیح ابہی تمہارے اندر ہے - وہ تمہارے بچے کیسے خوش قسمت ہوں گے - جو آیندہ یہہ کہہ سکینگے کہ ہمنے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم پائی ہوئی ہے اور اس کی مجلسوں میں اکثر بیٹھے ہیں اور اسکی پُر حکمت گفتگوؤں کو سُنا اور اس کے کامل نمونہ کو دیکہا ہے - دوستو میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے صدق دل سے کہتا ہوں کہ یہ وقت پہر نہیں آئیگا - پہر اس وقت قادیان میں وہ عجیب انسان موجود ہے جسکے درس قرآن کے سننے پر آیندہ نسلوں کو فخر ہوگا - پس خدا کی ان نعمتوں کی قدر کرو اور سستی اور کاہلی اور جہوٹی محبتوں سے اپنی اولاد کی عمر کو ضائع مت کرو - اگر تم نے اولاد کے بارے میں یہ فرض ادا کر دیا تو وہ اولاد تمہارے لئے ابدی خوشی کا موجب ہوگی - ورنہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے پیچہے تمہاری اولاد کیسی نکلے اور کیا کام کرے اپنی طرف سے کوشش کرو - اور پوری سعی کرو کہ تمہاری اولاد نیک بنے نیک صحبت میں رہے پہر دل خدا کے ہاتہہ میں ہے - وہ جسطرح پر چاہے انکو چلاوے -

اخیر میں میں یہ بہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتدائے سال ہے اور یہی وقت ہے جو لڑکوں کو یہاں بہیجنا زیادہ مفید ہے تاکہ شروع سال سے ان کی تعلیم ہمارے کورس کے موافق ہو اور تاکہ انکی دینی تعلیم کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی وقت ملے - نیز صاحب انسپکٹر کا معائنہ مدرسہ بہی ۱۴ فروری کو ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت تک احمدی جماعت کے تین چار سو لڑکے یہاں موجود ہوں اس سے جماعت کی عمدہ حالت کا اثر ہر دل پر پڑتا ہے -

دوسرے سوال کا جواب میں ایک حد تک تو دے آیا ہوں یعنی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت پیدا کرنیکے لئے یہ مدرسہ کہاں تک کام دیسکتا ہے - اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ پنجم پرائمری تک تو تعلیم مشترک رہے - اسکے بعد دو شاخیں مدرسہ کی ہوں ایک مروجہ تعلیم کی شاخ جسکے ساتھ لڑکوں کی برداشت کے موافق عربی اور دینیات کی تعلیم لازم ہوگی اور دوسری دینیات کی شاخ اس دینیات کی شاخ کو ہم بہت ترقی دینا چاہتے ہیں - اور اس کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یہاں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو علم دینیات کو پورے طور پر حاصل کریں اصول علم کلام سے پورے واقف ہوں اور عربی زبان میں اسقدر مہارت رکہتے ہوں کہ اس زبان میں لکچر دے سکیں - اور مضمون لکہہ سکیں پہر اس کے ساتھ دو صورتیں ہوں جو لوگ صرف اس ملک کے لئے بطور واعظ تیار کئے جاویں انکو اسقدر عربی اور دینیات کی تعلیم کے ساتھ طب سکہائی جاوے یا بعض اور پیشے اور سنسکرت وغیرہ زبانیں بہی سکہائی جاویں - اور جو لوگ بیرونی ممالک کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو کوئی ایک یورپ کی زبان جیسے انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ یا جو لوگ جاپان کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو جاپانی - علےٰ ہٰذ القیاس -

لیکن ان سب تجویزوں کی تکمیل کے لئے بہت سا وقت اور روپیہ اور کارکن آدمی درکار ہیں جنکی ہم خدا کے فضل سے یہ امید رکہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہمیں میسر آجاویں گے - اگر جماعت نے اسطرف پوری توجہ کی تو یہ امور چنداں مشکل نہیں ... بالفعل کام کو ہم نے شروع کر دیا ہے - یعنے اول جماعت دینیات کی کہول دی ہے - اگر خدائے تعالیٰ قوم کے دلوں میں ڈالے اور وہ ہمہ تن اس مدرسہ کی اعانت میں مصروف ہو جائیں - کیا مالی امداد سے اور کیا بچوں کے بہیجنے سے - تو امید کی جاتی ہے کہ ان سب تجاویز کی تکمیل چندہی سال میں ہو جاوے -

وما توفیقنا الا باللہ

میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر ضائع نہ جاوے گی - اور نیز وہ احباب جو جلسہ پر وعدے کر گئے ہیں - اپنے وعدوں کو پورا فرماویں گے - اور دوسرے احباب کو پورے زور سے تحریک کریں گے - اگر کوئی صاحب ایسے ہوں جنکو کوئی خاص قسم کی روک بچوں کے یہاں بہیجنے میں ہو تو وہ بذریعہ خط و کتابت ایسے امور کو طے کر سکتے ہیں -

اس معاملہ میں کل خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہونی چاہئیے -

(والسلام)

محمد علی

۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء

مراسلت

بدھ مذہب ایک دیانندی کی نظر سے

الحکم نمبر ۴۴ جلد ۹ مین ہمارے ایک محترم بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے واقعات کی بنا پر اسلامی نکتہ خیال سے بدھ کی تعلیم کو نیکی پر مبنی پاکر اسکی واجبی تعریف کی تھی - اسپر لاہور کے آریہ گزٹ نے (جو گوشت خور پارٹی کا آرگن ہے) ۲۸- دسمبر ۱۹۰۵ء - کی اشاعت مین ایک نوٹ لکھا ہے جس مین اصل واقعات کو چھپانے کی بے سود سعی کی گئی ہے ہمین افسوس ہے ست کو گرہن کرنیکے لئے سر دورادت رہنے والے مہاشہ کو اس چال چلنے کی کیا حاجت پیش آئی - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً انکی اس کارستانی کی حقیقت کو طشت ازبام کر دیا جاوے -

قولہ - مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین -

اقول - آریہ گزٹ کے واقف کار اور باخبر ایڈیٹر کی نسبت (جو کہا جاتا ہے کہ ایم - اے ہین) ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے ایک ایسا دعوی کیا ہے جو اپنی کمزوری اور بیہودگی کا خود ہی شاہد ہے - ہم خوب جانتے ہین کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ **الحکم** کو باقاعدہ پڑھتے ہین پس اگر وہ اسلامی تصنیفات کا مطالعہ نہین کر سکتے تہے تو یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ **الحکم** ہی مین انہون نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ مضامین پڑہے ہونگے - جن مین حضرت کرشن - جناب سری رام چندر جی مہاراج کی بڑی تعریف کی گئی تہی اور انہین واجب الاحترام بزرگ تسلیم کیا گیا ہے - الحکم نمبر ۳۷ جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۱- اکتوبر ۱۹۰۴ء مین ایک تفصیلی مضمون مولوی عبد العزیز لکھنوی کی کتاب بشارات احمدی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے - کاش آپ ان مضامین کو مد نظر رکھتے تو آپ کو حق پوشی کا جواب دہ ہونا نہ پڑتا - آپ اپنے چوتھے اصول کو مد نظر رکھکر اپنے اس جملہ پر غور کرکے بتائین کہ کیا آپ نے مسلمانون پر اتہام لگایا ہے یا محض ناواقف تہے ؟ اور اگر ناواقف تہے تو آپ کو یہ حق کیونکر پہنچا ہوا - کہ بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی کرین -

آریہ گزٹ کے مطالعہ سے ہمین ایک اور امر بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ **ہندو** لفظ جسپر پنڈت دیانندجی صاحب چڑتے ہین اور مسلمانون سے نفرت پہیلانے کی پالیسی کو اسی لفظ کی تہ مین انہون نے چہپایا تہا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر بڑے شوق سے اس لفظ کو ہمیشہ استعمال کیا کرتا ہے اس کی تہ مین کیا راز ہے ؟

اصل یہہ ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہندوؤن کو مسلمانون سے ہمیشہ بدظن کرنے کی پالیسی کو مدنظر رکھتا ہوا یہہ نوٹ لکھتا ہے - اور اس نوٹ کے ذریعہ اصل مقصد اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤن پر ظاہر کرے کہ گویا مسلمان ہمیشہ ہندوؤن کے بزرگون کی ہتک کرتے آئے ہین کیونکہ اس کا یہ جملہ کہ

"مسلمانون کی تواریخ مین یہہ **پہلا موقعہ ہے** کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین"

حالانکہ یہ ایسا **سیاہ جہوٹ** ہے کہ اسکی نجاست سے دل و دماغ متعفن ہو جاتا ہے مگر ہمارا عالی دماغ ایڈیٹر آریہ گزٹ اس کی پروا نہین کرتا -

اچہا صاحب! مسلمانون نے اگر تعظیم نہین کی - تو شاید آریہ سماج کے بانی رشی **دیانند** نے (جو اپنی **تہذیب** نہین ویدک تہذیب کے خاص نمونہ ہین) ان ہندو بزرگون کی خوب تعریف کی ہے کیا آپ اس سے بہی واقف ہین یا نہین ؟ تمہین ست ودیاؤن کی پہنک کی قسم اور آریہ سماج کے چوتھے اصول کی قسم سچ بتانا ؟ اور اگر آپ کو خبر نہین تو ہم آپ کو رشی کا واک خود سنا دیتے ہین - ذرا آریہ گزٹ مین چہاپ دو تاکہ بہولے بہالے ہندوؤن کو معلوم ہو جاوے کہ انکے بزرگون کی مہا چوہی **کا شاگرد رشی دیانند کیسے کرتا ہے** - ملاحظہ فرمایئے -

بہاگوت کے مصنف کی نسبت یون گوہر افشانی کرتے ہین دیکہو ستیارتہ پرکاش دوسرا اڈیشن صفحہ ۳۴۳

واہ رے واہ بہاگوت کے بنانیوالے لال بوجہکڑ کیا کہنا تجہکو ایسی ایسی متھیا باتین لکہنے مین ذرا بہی شرم و حیا نہ آئی - پنٹ اندھا ہی بنگیا - پہر ستیارتہ صفحہ ۳۴۳ مین درگا پاٹھ کو جسے ہندو متبرک سمجہتے ہین اسطرح لتاڑا ہے دیکہئے کیا ہی اسپھو کتہا کا گہوڑا بھنگ کی لہر مین اُڑایا جسکا ٹہور نہ ٹہکانا -

اب ہم خاص مہاتما بدھ کی نسبت رشی بچن سناتے ہین آٹہوین اڈیشن مجری صفحہ ۱۳۰ پر لکہا ہے کہ "غازی پور شہر مین راجا کا لڑکا پیدا ہوا جو آخر کار بدھ بنا آسنے ویدون کی مذمت شروع کرکے براہمنون کے ظلم سے دیگر کل ورنون کو نجات دلانے کا راستہ نکالا"

ناظرین اب سمجہہ گئے ہونگے کہ بدھ ویدک دہرم کا دشمن اور وحدانیت کا حامی تہا جیسا کہ ہمارے بہائی اکبر شاہ نے بیان کیا ہے - ایسی صورت مین جبکہ بدھ ویدون کی مذمت کرنے والا تہا اُسے ہندوؤن یا دیانندیون کا بزرگ کہکر پکارنا آریہ گزٹ کی بے علمی کی دلیل ہے چونکہ ہمارے بہائی اکبر شاہ نے بدھ کو ہندو کا مصلح و ریفارمر ثابت کیا ہے اور خدا کیطرف سے اسکا مرسل ہونا بیان کیا ہے جس سے کہ آریہ گزٹ کو بہی جائے انکار نہین اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آریہ گزٹ کے اپنے بیان سے ہی اسکا سچا مرسل ہونا ثابت کرین - تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ جس کتاب کی وہ بقول دیانند مذمت کرتا تہا - وہ سچی پاکیزگی اور وحدانیت در وحانیت سے گری ہوئی تہی جبہی تو وہ ایسے وقت مین بہیجا گیا - تاکہ ایسی بداخلاقی کے منبع کو درست کرے - اسی لئے اسکا بدھ شاستر مین یہ قول پایا جاتا ہے - کہ چونکہ ان کے (ویدون کے) وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن مین پرمیشور کے نشان نہین ہین اور وہ خلاف عقل ہین اسلئے وید پرمیشور بانی نہین ہو سکتے (بدہ شاستر ادھیائے ۲ سوترا) بدھ کی اس تعلیم اور لالہ دیانند کے اس عقیدہ کے خلاف آپ آریہ گزٹ بدھ کو ویدک دہرم کا پیرو ثابت کرکے اسکی تعلیم کو ویدون کے مطابق ثابت کرنا چاہتا ہے جو بالکل جنونی خیالات ہین - بہلا ویدون کی مذمت کرنے والا اور ان کو پرمیشور کے نشانات سے خالی ماننے والا کیسے ویدک دہرم کا پیرو کہا جا سکتا ہے مگر نہین دیانندی صاحبان کے نزدیک ایسے ایسے تہکہنڈے کوئی نئی بات نہین چنانچہ آریہ گزٹ ۲۲- جون ۱۹۰۵ء کے صفحہ پر بدھ کو ویدون کا پیرو مانکر عجیب عجیب بے تکی ہانکین لگاتا ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہی - کہ گوتم بدھ بہی ویدک خیالات کا مخالف نہ تہا - وہ اپنے آپکو آریہ اور اپنے طریق کو آریہ دہرم کہتا تہا جہانتک روایتون سے تعلق ہے اُسنے کسی موقع پر بہی ویدک تعلیم کی تردید نہین کی (چہ خوب اگر بقول رشی دیانند وید کے مذمت کرنے والے سچے آریہ ہوتے ہین تو ہم آریہ گزٹ کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہم سب سے پہلے اس خیال کے آریہ ہین - اور ویدون کی تعلیم سے نفور ہین - اگر آریہ دہرم کی یہی تعریف ہے تو سناتن دہری سچے ہین جو کہتے ہین کہ دیانندی بجائے ویدون کی حمایت کے ان کی تردید کرتے ہین - ممکن ہے کہ ان کی یہ بات درست ہو اور کئی دیانندیون کے دل مین سچے آریہ پن (مذمت وید) کا بیج موجود ہو) پہر وہ لکھتا ہے کہ ہم اپنے طور پر بدھ کو ویدک طریق سے منحرف نہین پاتے اُس آریہ پورش کے غیر آریہ شاگرد پیروکار بعد کو برہمنون کی مخالفت سے تنگ آکر ظاہر ظہور دیدون کا کہنڈن کرنے لگے - (یہان تو آریہ گزٹ نے پنڈت دیانند کو بالکل دروغگو ہی ثابت کر دیا) اس سے آگے آریہ گزٹ نے صاف الفاظ مین مان لیا ہے کہ بدھ صرف آریہ قوم کی اخلاقی اصلاح اور طرز معاشرت کے سدہار کے لئے آیا تہا - (جو ویدون کی بداخلاقی کی تعلیم کے باعث بہت بُری حالت مین تہے)

چنانچہ وہ لکہتا ہے کہ بدھ مذہب ایک قسم کا ایسا فرقہ یا آرڈر کی حیثیت مین نکلا تہا - جسنے سوسائٹی کی اخلاقی اصلاح اور آریہ قوم کی طرز معاشرت کے سدہار کا بیڑا اٹہایا تہا اور اس نے اپنا کام اس حد تک ضرور کیا - جو لوگ بدھ سے پہلے زمانہ کی تواریخ سے واقف ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ انسانی تہذیب کے ہر پہلو سے بالکل گرا ہوا تہا - انسان کے سفلی جذبات نشوونما پاکر اسقدر مضبوط بن گئے تہے - کہ اُن کا مقابلہ کرنا مشکل کام تہا عیاشی تن پروری - بدکاری کا بازار گرم تہا - مذہب جس کا فرض تہا کہ اُسکی مزاحمت کرتا ریاکاری - سے تبدیل ہوکر تائید کا دم بہرنے لگا - پوجاری ناعاقبت اندیش خودنفسی اور خودغرضی کے نشہ مین بدمست ہوکر شراب خواری اور عیاشی کی مکروہ زندگی کو تقدیس و اتقا کا جامہ پہنانے لگے - حق و باطل کی تمیز جاتی رہی - سچ جہوٹ کے درمیان کا امتیاز پردہ اُٹھہ گیا - عالم جاہل ایک منبع پر آ گئے اور اگر گوتم بدھ کے ایسے زوردار چمک کا سورج آریہ ورت کے کثیف آسمان پر آکر نہ چمکتا تو ہم نہین کہہ سکتے - اس تاریکی اور جہالت کا نتیجہ (جو ویدک پیروی کے باعث پہیل رہی تہی حق) اور کسقدر وسیع مضر اور دنیا مین بربادی پہیلانے والا ہوتا - انسان خود غرضی کے ہاتہون غلام بنے ہوئے تہے - شرم حیا کا ان

مین نام ونشان بہی نہین تہا (نیوگی تعلیم کا نتیجہ۔ منظور) سب لوگ ظلم وبدعت سے پناہ مانگ رہے تہے۔ مگر پناہ نہین ملتی تہی ایشور کے بندے اس ناپاکی (ویدکی تعلیم کی۔ منظور) وتعفن سے نجات چاہتے تہے مگر نجات کا ذریعہ پیدا نہین ہوا تہا حق پرستون نے دعا کا ہاتہہ اٹہایا۔ (یہ حق پرست ضرور موحد ہونگے کیونکہ دیانندی عقیدے مین دعا باطل ہے۔ اسلئے کہ گذشتہ کرمون کا پہل مانا جاتا ہے جس مین ایشور کا دخل نہین منظور) پرماتما نے ان کی دعا سنی (موحدون کی کیون نہ سنتا۔ اُس زمانہ کا حال بہی ایسا ہی ہوگیا ہوگا۔ جیسا کہ اب ہے جسمین ویدک نیوگ وباپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات کا زور شور سے پرچار ہورہا ہے اور حد درجہ کی بداخلاقی کی تعلیم۔ دی جارہی ہے۔ عورتون اور مردون کو کہلم کہلا بیحیائی کی تعلیم پر فریفتہ کیا جارہا ہے کہ نکاح کی مانند اس حرامکاری سے بہی شرم وحیا نہ کی جاوے ایسے وقت مین خدا نے حق پرستون کی دعا سن لی اور ایک مرسل خدا کیطرف سے ایسی برائیون سے دنیا کو رہائی دینے کے لئے آگیا جو گوتم بدھ کی مانند زور شور سے دعوت دے رہا ہے کہ ویدون کی میعاد غلط ہے۔ ان مین ایشور کے نشانات ہرگز نہین پائے جاتے اور وہ بالکل خلاف عقل ہین ہم دیکہنا چاہتے ہین کہ دیانندیون مین سے کتنے اس حق پرست کے پیرو بنتے ہین۔ منظور) اُسنے (یعنی گوتم بدھ نے) ثابت کردکہایا کہ سلطنت عصا و شاہی۔ خنجر بران وزبردستی مین نہین ہے بلکہ انسانی محبت حلم اور بردباری شیرین بیانی اور اخلاق سے انسان۔ انسان کے دل کو تسخیر کرکے اسپر حکومت کرسکتا ہے (یہی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہادی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ کی ہے) گوتم بندہ کا نمونہ بلا کا نمونہ تہا ایک نور کا لمعہ تہا جسنے بجلی کے کوندے کی طرح چمک کردنیا کو نورٌ علےٰ نور کردیا (یہی موجودہ زمانہ کے مرسل کی نسبت دیکہہ لین)

مندرجہ بالا آریہ گزٹ کے اقتباس ظاہر کررہے ہین کہ درحقیقت بدھ ہند کا مرسل تہا جس نے وید کی بداخلاقی کی تعلیم کے مقابلہ پر حسن اخلاق ومحبت کی تعلیم پہیلائی پہر ایسے نیک انسان کو دیانند کی مانند بُرا بہلا کہنا نیک انسانون کا کام نہین ہوسکتا۔

بدھ مذہب پر ہندؤن کا ظلم

اس عنوان کے تحت مین آریہ گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بدھ مذہب والے مسلمانون کی سختیون کے باعث جلاوطن ہوئے نہ کہ ہندؤن خصوصًا شنکر اچاریہ کے ظلم کے باعث۔ مگر ہم اسپر اپنی طرف سے کچھ ایزادی نامناسب سمجھتے ہین صرف ہندؤن (آریون) اور بدھون کے باہمی تعلقات کو آریہ گزٹ کے مسلمہ رشی دیانند کے الفاظ مین بیان کرکے اس سے دریافت کرتے ہین کہ وہ اپنی تحریر کہ "انہون نے (ہندؤن نے) ایک معصوم فرقہ پر اسقدر ظلم کیا ہوگا" کو پنڈت دیانند کی تعلیم سے معصوم ثابت کردکہائے۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتہہ پرکاش ص۳۴۵ پر لکہا ہے۔ کہ وہ ویدون کی بہی مذمت کرنے لگے اور اس کے پڑہنے پڑہانے یگیوپویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولون کو بہی تباہ کیا جہان جتنی کتابین وید وغیرہ کی پائین ان کو تلف کیا آریون پر بہت سا حکومت کا زور بہی چلایا تکلیف دی۔ وید کے پیرؤن کی بےعزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بہی دینے لگے۔

یہہ حال تو بدہون کے ظلمون کا تہا جو یہ معصوم فرقہ ہندؤن (آریون) پر کرتا اب دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ ہندؤن نے زور پاکر بدھون کی کیسے خبر لی۔ گو ہندؤن کی زیادتی کے واقعات دیانند نے بہت کچھ چھپانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی تحریر سے منصف مزاج ٹہیک نتیجہ اخذ کرسکتا ہے وہ ستیارتہہ پرکاش ص۳۴۶ پر لکھتا ہے کہ بعد مباحثہ کے ان کے پنڈت اور سودہنو راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا پھر بڑا شور وشر ہوٗا۔ پہر اس سے آگے چلکر لکہتا ہے کہ اب جتنے بت جینیون کے نکلتے ہین وہ شنکر اچاریہ کے وقت مین ٹوٹے تہے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہین وہ جینیون نے زمین مین گاڑ دیئے تہے کہ توڑے نہ جائین۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت جینیون پر سلطنت کی طرف سے دباؤ ان بتون کے توڑنے پر دیا جاتا تہا جبہی تو وہ چہپانے پر مجبور ہوگئے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی دباؤ کیوجہ سے کئی جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔

پہر دیانند لکہتا ہے کہ

جینیون کے مندر شنکر اچاریہ اور سودہنو راجہ نے نہین تڑوائے تہے کیونکہ ان مین وید وغیرہ کی پاٹ شالائین بنانے کا ارادہ تہا

اس حوالہ نے آریہ گزٹ کی بالکل پول ہی کہول دی۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ جینیون کے مندرون پر قبضہ کرلیا گیا تہا تاکہ ان کو پاٹھ شالائین بنایا جاوے مگر وہ تڑوائے نہ گئے تہے۔ اب اس سے زیادہ ظلم ایک قوم پر کیا ہوسکتا ہے کہ ان کے معبدون پر قبضہ کرلیا۔ جاکر ان کو بیدخل کردیا جاوے انہی بواعث سے جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے جو آریہ گزٹ کا بےخبر ایڈیٹر مسلمانون کے ذمہ لگا رہا ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات دیانندیون کی مسلمہ کتب سے ہین اب ہم ایک ہندو کی بنائی ہوئی تواریخ آئینہ تاریخ نما سے حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ آریہ گزٹ کا یہ لکہنا کہ بدہون کی جلاوطنی کا باعث مسلمانون کا ظلم تہا بالکل خلاف واقعہ اور جہوٹ سے پُر ہے۔

(آئینہ تاریخ نما حصہ تیسرا ص۹۱) راجہ شوپرشاد ستارہ ہند نے لکہا ہے کہ شنکر اچاریہ نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کے دربارون مین بحث علمی کرکے غیر مذہب والونکو خوب درست کرلیا تمام راجہ لوگ سوامی جی کے دین مین داخل ہوگئے مثل مشہور ہے کہ **الناس علےٰ دین ملوکہم** پس بدھ پرست جو رہ گئے تہے سب تمام ہندوستان سے نکالے گئے یا وید کے پیرو بنا لیئے گئے۔ بدھ کے بہار اور ستوپ اور مندر سب توڑے اور پہونکے گئے۔

اب ایسے حوالون کے ہوتے ہوئے مسلمانون پر جلاوطنی کا الزام لگانا سراسر تحکم ہے۔ مسٹر وہم پال صاحب نے صاف طور پر مسلمانونکا نام نہین لکہا جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ اسی بزور شمشیر پہیلانے کا الزام ویدک مت پر قایم کیا ہے نہ کہ اسلام پر۔ جیساکہ مندرجہ بالا حوالون سے ظاہر ہے۔ امید ہے سچائی کا شائق آریہ گزٹ اپنی گریبان مین منہ ڈالکر اپنے بزرگون کے اعمال سے ضرور شرمندہ ہوگا۔ اگر اوس نے واقعات کی بنا پر لکہنے کا ارادہ ظاہر کیا توہم بہی اسپر مزید لکہنے کو طیار ہین۔

مین مندرجہ بالا مضمون لکہہ چکا تہا کہ مجہے الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۳ء ۲۹ جلد ۷ ص۱۲ پر ایک نہایت عمدہ مضمون بدھ کے بارہ مین نظر پڑا جو اسی سمبندہ مہاشے آریہ گزٹ کے ایک نوٹ جسے ہم آریہ گزٹ کے اصل نوٹ اور الحکم کے ریمارک کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین کیونکہ اسسے بہت نیک دل آدمیون کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ وہ مضمون یہ ہے۔

وید۔ بدھ وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک مین لکہتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمرون مین سے مہاتما بدہ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہین جنہون نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) مین جنم لیکر ایک غیرمعمولی تپ کی تسچات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرنبہہ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی نخش اور غلط تعلیم کے اثر سے بہارتواسیون کو بچاکر ان کو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔ اور چونکہ اس سمے وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدون سے منسوب کیا جاتا تہا اسلئے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکہہ کر یہ مناسب سمجہا کہ جب تک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔ اور نہ ہی یہ لوگ ویدون کو اپنا پستک مانتے ہوئے میری تعلیم پر عمل کرنیکے لیئے آمادہ ہونگے" (کاش انیسوین صدی کا لنگوٹ بند ریفارمر بہی اسی اصول کو مدنظر رکہتا ہوا لوگون کو ویدون سے علیحدہ ہونے کی تعلیم دیتا تو راہ مستقیم پر آگئی ہوتی اور اتنے جہگڑے برپا نہ ہوتے۔ منظور)

الحکم کا اسپر ریمارک

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وید کے ماتہے سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوٗا ہے مگر یہ کوشش بےسود اور محض بیہودہ ہے دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقع حاصل تہا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدون سے نکلی ہے یا نہین؟ اور اس نے تحقیق کرلیا تہا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدون ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبہی یہ نہ کہتا "کہ جبتک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا"۔ آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدون مین [illegible] حالانکہ مہاتما بدہ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوٗا تہا مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچہتے ہین کہ کیا نیوگ کی تعلیم بہی ویدون مین نہین ہے؟ اور اگر خدانخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہوجاوے تو وہ زمانہ وام مارگ کی سنت نار سے بہی بڑہکر خطرناک تاریک ہوگا۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدون کے چہوڑنے کے ممکن ہوسکتی ہے؟ حقیقت مین نیوگ جیسے حیاسوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر ٹہیرا ہے اور جب لوگ ویدون کو پڑہنے لگینگے تو وہ خود بخود انہین نتائج پر پہنچینگے جن پر مہاتما بدھ پہونچا تہا اور یہ آریہ سماج۔

سودیشی تحریک اور مسلمان

میں عرصہ سے دیکھ رہا ہون کہ تمام کانگریسی و آریہ اخبارات نیز وہ اخبارات جو ہندوؤن کے ماتحت ہین ۔ ہمیشہ یہی زور دیتے رہتے ہین کہ سودیشی تحریک مین اہل اسلام بھی شریک ہوجائین۔ اس مضمون مین جو الفاظ مسلمانون کے جوش دلانے اور شامل کرنیکے واسطے استعمال ہوئے ہین ۔ وہ ایسے ہین کہ ہر مسلمان کو جو ذرا بھی فہم رکھتا ہے ۔ سخت صدمہ پہنچاتے ہین ۔ ہر تحریر کے دیکھنے سے مسلمانون کے کل زخم از سر نو تازہ ہوجاتے ہین ۔ ۱۸۵۷ء کی کارتوس کاٹنے کی بغاوت کے بانی کون ہوئے اور وبال کس پر پڑا ۔ اسوقت اگر اہل ہنود یا اہل بنگال یہ کہدیتے کہ اس کی نیو ہم نے ڈالی کر ان پر جوشون کو اپنا شریک کر لیا تہا ۔ تو آج پہر خواہان امداد ہوتے ۔ جس وقت اردو اور ناگری کا مسئلہ زیر بحث تہا آپ لوگ کس کونے مین تہے ۔ جو آپ نے یہ نہ کہا کہ ہندوستان کی زبان اردو ہے ۔ جسے غیر لوگ بھی مانتے ہین ۔ اور جس سے کوئی غیر متعصب ہندوستانی انکار نہین کر سکتا دیسی تجارت اور ترقی صنعت و حرفت کیواسطے خود لارڈ کرزن نے توجہ دلائی تہی ۔ تقسیم بنگال سے اور اس سے کیا سروکار تہا ۔ جو تقسیم بنگال کی ناراضی پر یہ تحریک قایم کی گئی ۔ ہر ایک بادشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک کے جس قدر صوبے یا ضلعے چاہے قرار دے ۔ اگر لارڈ کرزن نے ایسا کیا ۔ تو مسلمانون کے نزدیک کچھہ بیجا نہ کیا کچھہ انہون نے ہندوستان کی زمین کو اٹہا کر ولایت نہ بہیجدیا ۔ جس پر یہہ غروفش کیجاتی ہے ۔ جسوقت آگرہ و اودھ کا الحاق ہوکے ممالک متحدہ نام قرار دیا گیا تہا ۔ اُس وقت بنگالیون نے کیون مزاحمت نہ کی ۔ جواب اسقدر جامے سے باہر ہو رہے ہین ۔ اور تمام ہندوستان کو اور اہل اسلام کو اپنا شریک کرنا چاہتے ہین ۔ مسلمان تقسیم بنگال کی ناراضی پر سودیشی تحریک کے پابند ہونے کو بغاوت سے کم نہین خیال کرتے ۔ اور نہ کوئی ذی فہم اس سے منکر ہوسکتا ہے مسلمانون کے مذہب مین بادشاہ ظل خدا ہے اور حکام علیٰ قدر مراتب واجب تعظیم ۔ وہ بادشاہ کے جایز حکم سے انحراف کرنا پسند نہین کرتے ۔ اگر ہمیشہ دشمن اسلام شور مچایا کرینگے تو کوئی سمجہدار مسلمان اس مین شریک نہ ہوگا ۔ سودیشی تحریک کی جو اس قدر حسن سوزی دکہائی جارہی ہے یہ بھی قابل غور ہے جس وقت ہندوستان مین بھی مثل دیگر اقالیم کے کارخانے قایم ہوجائینگے ۔ تو جتنا روپیہ کارخانون مین صرف ہوگا ۔ وہ وصول بھی نہ ہونے پائیگا کہ مال ہندوستان کے خرچ سے فاضل بچ رہے گا جیسا کہ اور ممالک کا حال ہے پہر خیال کرنا چاہیئے کہ وہ مال اور روپیہ کہان جائیگا ۔ جب ہم سوائے ہند کے دیگر ممالک کا مال خرید نکرینگے ۔ تو ہمارا مال کون خریدے گا ۔ مین خود تجارت کا حامی ہون لیکن نہ اس طرح ۔

ہم خود اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اکثر اہل اسلام مفلس قلاش ہو رہے ہین ۔ لیکن اون کی ترقی کے واسطے صرف یہی ذریعہ نہین ہے کہ وہ سودیشی تحریک مین شامل ہوجائین ۔ بلکہ دیگر ذرایع بھی ہین ۔ مسلمانون کی یہ حالت جس قوم کی وجہ سے پہنچی ہے وہ پوشیدہ نہین ۔ مسلمانون سے جس نے سود کہایا ۔ مسلمانون کی جائدادون پر جس نے نظر بد ڈالی مسلمانون کے تنزل کے جو بانی ہوئے ۔ مسلمانون کی تجارت کو جس نے نقصان پہونچایا ۔ مسلمانون کی ترقی سے جس کو رشک پیدا ہوا ۔ اُسے اہل اسلام کبھی فراموش نہین کرسکتے ۔ خواہ اُن کو کوئی لاکہہ سبز باغ دکہلائے ہم اس تحریر کے اوسوقت قایل ہوتے کہ جب اس سے پیشتر کسی عمدہ اور مفید کام مین مسلمانون کو برابر حصہ دیا گیا ہوتا ۔ یا اُن کو ہمارے ہمدرد بننے والے اخبارون نے اپنا شریک کیا ہوتا ۔ مسلمان بیشک کثیر تعداد سے غیر ممالک مین تعلیم کی غرض سے جاکر صنعتی تعلیم حاصل کرسکتے ہین ۔ لیکن اس سے قبل یا آج تک کتنے مسلمانون کو ہندوؤن نے دیگر ممالک مین تعلیم کی غرض سے بہیجا ۔ جواب ۔ بہیجدین گے ۔ یہ بھی ایک سبز باغ ہے جو مسلمانون کو اپنا بنانے یا اپنی رائے مین شریک کرنے کے لئے دکہلایا جاتا ہے کہ دیگر ممالک مین تم ہی تعلیم کو جاسکتے ہو ۔ مسلمانون کی قوم جسوقت تجارت کی جانب متوجہ ہوگی ۔ اُس وقت وہ اس کام کو اچھی طرح پر کرسکتی ہے اور جسوقت وہ کارخانے قایم کرنا چاہین گے کرسکتے ہین ۔ سودیشی تحریک مین شرکت کی اہل اسلام کو ضرورت نہین ۔ ہندوستانیون کو انگلینڈ کا شکر گذار ہونا چاہیئے ۔ کہ جسقدر ترقی کے راستے ہین وہ سب انگریزون نے بتائے اور وہ ہر وقت ہندوستانیون کو تعلیم دینے کے لئے طیار ہین ۔ اہل انگلینڈ سے انحراف کرنا ناشکری ہے ۔ ہندوستان کو ہر وقت و ہر ساعت انگلینڈ کا مداح و حامی رہنا چاہیئے اور اپنی ضروریات کو اُس سے پورا کرنا چاہیئے اور ہر ایک تعلیم و پیشہ اُن سے حاصل کرنا چاہیئے جس کے لئے وہ ہر ساعت و ہر لحظہ تیار ہے ۔ دنیا کی اقوام میں مسلمانون کے اگر دوست ہین تو عیسائی ۔ عیسائیون اور مسلمانون کی طرز معاشرت مین سوائے ایک پردہ کے بہت کم فرق ہے ۔ اور یہ فرق باہمی میل جول مین کسی وقت حارج نہین ہوسکتا ۔

اس مضمون مین ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ بنگال مین جو ہندو اور مسلمانون کے باہمی تنازعات ہوئے ہین ۔ اون کو دیسفانیون فسادات سے تعبیر کرکے انپر کچھہ خیال نکرنے کی جانب توجہ دلائی ہے ۔ مین افسوس کرتا ہون ۔ کہ جسوقت وہ باہمی تنازعات ہوئے یا ہو رہے تہے آپ کہان تہے آپ نے کیون نہ اون کا انسداد کیا جو آج آپ درگذر کرنے کو تحریر کرتے ہین ۔ آپ کو اگر ملکی خیالات تہے ۔ تو اسوقت درمیان مین آکر اون کا فیصلہ کرادینا تہا تاکہ یا تو یہ نوبت ہی نہ پہونچتی ۔ اور اگر پہونچتی بھی ۔ تو مفت روپیہ مقدمہ بازی مین نہ ضایع ہوتا ۔ بنگال تو بنگال ہے کل ہندوستان مین شاید نہ روز یہی کارروائیان نظر آیا کرتی ہین ۔ جس کے بانی یہی ہمدرد ہوتے ہین ۔ جو آج مسلمانون کو اپنے ساتھہ شامل کرنا چاہتے ہین ۔ یہی سودیشی تحریک ہے ۔ جو مسلمانون کے زمانہ مین چلی تہی ۔ اور جسکے آجتک اہل اسلام کے مقابلہ مین ہنود پابند ہین ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کی ضد اقوام ہین ۔ جس کے باعث انہون نے یہ کر لیا تہا ۔ لیکن عیسائی اور اہل اسلام ضد اقوام نہین ۔ ان کا تفاوت بہت ہی کم ہے ۔ یہہ کبھی اس قسم کی خام خیالی نہین کرسکتے کیونکہ ان کا کہانا ۔ پینا ۔ شادی ۔ بیاہ ایک ہے ۔ اور ان کے پیغمبر حضرت عیسےٰ تک ایک ہی چلے آئے ہین ۔ برخلاف ازین ہندوؤن نے آجتک مسلمانون کو اپنے کسی جلسہ یا اپنی کسی سوسائٹی مین حصہ ندیا ۔ گو مسلمان ہر وقت اس کے لئے آمادہ رہے ۔ امید ہے کہ مسلمان کبھی ان جہتون مین نہ آئین گے اور کسیوقت بادشاہ وقت کی مخالفت پر آمادہ نہونگے ۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی ۔ یا ہندو ۔

راقم

سیّد وصی حیدر سندیلوی

(از پیسہ)

عید اضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب ہے ۔ احمدی جماعتین جہان جہان ہین مستعد ہو جائین تا کہ عید فنڈ جمع کرین اور قربانی کی کہالون کو بیچ کر کے اُنکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ مین بہیجدین ۔ مین پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہون کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے ۔ اگر پوری مستعدی کے ساتھہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بھی وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہوسکتا ہے ۔ کیا ہمارے احباب کوشش نکرین گے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے ۔ مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے ۔ اور اگر عید فنڈ مین اس قدر روپیہ جمع کر کے انہون نے بہیجا تو پہر مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتون پر اس رقم کو تقسیم کرکے یکدم وصول کر لے ۔ مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار ۔ جماعت ضلع لاہور دو ہزار ۔ جماعت ضلع لودہانہ ایک ہزار ۔ جماعت ضلع جہلم ایک ہزار ۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو ۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو ۔ جماعت ضلع امرتسر ایک ہزار ۔ جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو ۔ جماعت ڈیرہ جات اڑہائی سو ۔ جماعت ضلع ملتان اڑہائی سو ضلع منٹگمری اڑہائی سو ۔ ضلع لائل پور اڑہائی سو ۔ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹھہ ۔ مظفر نگر ۔ دہلی وغیرہ پانچسو ۔ متفرقات ایک ہزار ضلع گورداسپور پانچسو ۔ اس فہرست مین حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہوسکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتون کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا ۔ وہ بھی اسیطرح تقسیم کرکے وصول کر لیا جاوے گا ۔ آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلین گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جطرح بھی چاہین اس سے وصول کیا جاوے ۔ ساتھہ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے ۔ اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنالی جاوے جسکے واسطے ہزارہا ہی روپیہ کی ضرورت پڑے گی اور ہمین اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام مین ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عنده خزائن السمٰوات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکال دیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائین گے ۔ ساری توفیقین اسی کے ہاتہ مین ہین ۔ ہو نعم المولیٰ و نعم النصیر ۔

الخطاب الملیح پر ریویو

کل شام مخدومنا مولانا حکیم احمد اللہ خان صاحب نے مجکو دو جزو کا ایک رسالہ مطالعہ کے لئے دیا جو مولوی اشرف علی صاحب تہانوی نے کرم خان نامی ایک شخص کی تحریک پر ترتیب دیا ہے اور نام اوس کا الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح رکہا ہے میں نے بالاستیعاب اس رسالہ کو مطالعہ کیا اور محرک و مصنف کی حالت پر افسوس ہوا۔ یہ رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے بزرگان دین میں سے کوئی صاحب اپنے اوقات گرامی کو اس کے جواب لکھنے میں صرف فرمائیں اور نہ اس رسالہ کا زہریلہ اثر کچھ زیادہ قوی اور موثر معلوم ہوتا ہے تاہم چند ناواقفوں اور سادہ لوحوں کو دہوکہ میں ڈالدینے کی قابل ہے مجھکو نہ تو اتنی لیاقت نہ اسقدر فرصت کہ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب قولہ اور اقول کی سرخیوں سے تحریر کرون - جی چاہا کہ جسطرح ایک کتاب کا مختصر محققانہ ریویو کسی منصف مزاج کی طرف سے لکھا جاسکتا ہے اسطرح مختصراً اس رسالہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرکے مولانا حکیم صاحب قبلہ کیخدمت میں پیش کردون- وھوھذا

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملا معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تاویل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنی مین وہ جسطرح عقل وعلم سے کام نہین لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرّا معلوم ہوتے ہین- لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہین کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہین (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا مین آپ نے بہی نہین لکہی) اس عبارت کو پڑہکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکھکر جو دوسری اپنی تصانیف مین حضرت ع نے تحریر فرمائی ہیں- بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پر رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہوکر فرماتے ہین کہ ”اگر ترتیب ذکری کی ساتھہ ترتیب وقوعی بھی مان لیجائے تب بھی منکر رفع کو مفید نہین کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تہوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پھر زندہ کرکے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہون“ صفحہ ۹ مین مولویصاحب فرماتے ہین ”آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتھہ بلا شک جا سکتے ہین اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہئے- کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کررہی ہے- انشاءاللہ تعالے قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہوسکیگی“ مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہ ہوسکے گی- حیر سے خود ہیئت وطبعی وغیرہ سے قطعی نابلد ہین ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بہی اس کو محال عقلی ثابت کرسکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہین کہ قیامت تک دلیل قایم نہوسکیگی- ایسے ہی ایسے شخصون کو دین کا پیشوا بناکر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا- مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع - اصلاح ترجمۂ نذیریہ- فتاوائے اشرفیہ وغیرہ بیسیون کتابین تصنیف کرڈالین- مگر کوئی یہ تو پوچھے کہ تکفیر بازی اور آپسمین ایک دوسرے پر غرّانے کے سوا مولویصاحب نے آریون عیسائیون وغیرہ کے مقابلہ مین کون کون سے کارنامے دکھلائے ہین- کفر کے فتوے دینا تو مولویون کو خوب آتا ہے- مگر علم وعقل سے کام لینا نہین جانتے- بھلا غیر مذاہب والے مولانا کے اس بیان کو دیکھکر کیا کہتے ہین اور اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلون مین پیدا ہوتی ہوگی- مولوی صاحب پہلے چند طبعیات کے رسالے پڑھ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت اور ہیئت کے ابتدائی اصولون اور سیارگان کے مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے پہلے خود ہی ملجاتی- صفحہ ۱۰ پر جو مولویصاحب نے جواب ع۸ لکہا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب کو تو ثابت نہ کرسکے مگر ہان یہ امر بخوبی ثابت فرمادیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے- مولویصاحب نے اسبات کے جواب مین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے میوے بھجوا دیتا ہے-

صفحہ ۱۲ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت مین مُردون کو زندہ کرنا تو سب سے بڑہکر سنت اللہ کی تبدیل ہے اور پھر تمام صفحوں اس کے متعلق جو کچھہ لکہا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے- حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت مین یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکہتے ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے- حضرت الیاس ع کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہین کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہین اسلئے کچھ حاجت بیان نہین- سُبحَانَ اللہ- کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کردین چاہے احقاق حق نہ ہوسکے- دارقطنی والی- کسوف وخسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف وخسوف جو واقع ہوچکا قاعدۂ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف وخسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدۂ ہیئت کے خلاف ہوگا- مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھہ چیز ہی نہین سمجھتے چنانچہ یہان محال عقلی کا ذکر تک بھی نہین کیا- مگر مین کہتا ہون کہ پھر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف وخسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہے گا یا نہیں؟ احادیث متعلق اعمال مین بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کو کیون زیادہ دخل نہین دے سکتے اس موٹی سی بات سے بہی مولویصاحب ناواقف ہین حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بہی سمجھنا چاہے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے- مولویصاحب فرماتے ہین کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوےٰ کرے اور وہ اس دعویٰ مین جھوٹا ہو تو اسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہین- مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہین کہ چار لاکھہ خدا کے نیک بندے- جنمین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ محدث- مفسر- متکلم- صوفی وغیرہ شامل ہین حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کرچکے ہین اور آئندہ اس سلسلہ کو روز افزون ترقی ہے- مولویصاحب کے خیال مین ابھی تک لوگون کے گمراہ (بزعم مولویصاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہین- اگر مثال ہین حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسیقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتھہ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچھا تھا- مگر ایکے مولوی صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بہی ملکر کوئی ایسی مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی- سب سے زیادہ توجہ کی قابل بات اس رسالہ مین یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سوائے چند مجروح و موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات مین صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہین فرمائی اور مولویصاحب کیا کسی دوسرے کو بہی صحیح بخاری سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب نہین ہوسکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو اپنے دعاوی مین صادق سمجھنے والے ہین-

فالحمد للہ

راقم
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء

مراسلت

جناب مولوی صاحب! والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ کا جواب میری جانب سے بہی والسلام علی من اتبع الہدیٰ عرض ہے مجکو سفر سے واپس آئے ہوئے بہی کئی روز گذر گئے مگر ایک عرصہ کے بعد آج ابہی تہوڑی دیر ہوئی کہ آپ کی وہ تحریر جو آپ نے میرے ریویو پر لکہی ہے میری نظر سے گذری اور مین فوراً مودبانہ یہ عریضہ لکھہ رہا ہون- جناب نے ارقام فرمایا ہے کہ **مجھکو ایسی تحریر دکہانا سخت ناانصافی اور ظلم ہے** مین حیران ہون کہ جناب کو کوئی محققانہ تحریر بغرض احقاق حق دکہانا ظلم کیون ہے (درانحالیکہ جناب مولوی اور دین کے عالم بہی مشہور ہین) تعجب ہے اور حیرت! پھر آپ مجھہ کو کوسنے دیتے ہین اور فرماتے ہین- **میرے دل کو تمنے بلاوجہ ستایا اللہ تعالےٰ تمکو اس کا بدلہ دیوے** اگر جناب کا دل اسقدر جلد دکہنے والا ہے کہ کسی کی حق بات کو بہی آپ نہین سن سکتے تو وہ گستاخانہ کتاب غریب خانہ پر خود تشریف لاکر مجھکو اوسکے بغور مطالعہ کا کیون ارشاد ہوا تہا مینے تو صرف جناب کے ارشاد کے موافق اوسکو بغور دیکہا اور بغور دیکھنے کے بعد اپنی محققانہ رائے نہایت ادب اور کمال تہذیب کے ساتھہ لکھکر جناب کی خدمت مین پیش کی تہی کہ جناب کو اطمینان حاصل ہوجائے کہ مینے اوسکو حسب الارشاد بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے باقی وہ کتاب تو اسکی مستحق ہے کہ مین اوس کے محرک ومصنف کو اونہین سوغیا آ

دشنامیانہ الفاظ مین یاد کرتا جن الفاظ مین آپ نے میرے مقتدا و پیشوا کو یاد کیا ہے مگر چونکہ میرا ریویو اور آپکی یہ تحریر انشاء اللہ تعالٰے شائع ہوکر آپکی اور سب کی نظر سے گذرے گی اس لئے ناظرین خود اندازہ کر لینگے کہ بیتے کیا عرض کیا تہا اور آپ نے جواباً کیا فرمایا - آگے آپ فرماتے

ہین مین اب آپ کے اوس پیر مغان کو کچہہ کہنے کا ضرور مستحق ہوگیا بیشک وہ عقلاً و نقلاً ہر طرح سے قابل تکفیر اور قابل لعنت ہے - مجہکو شرم آتی ہے کہ مین ایسے رندانہ اور اوباشانہ الفاظ کا کیا جواب دون - آپ کی شان کو لوگ اس سے بہت اعلےٰ وارفع سمجہتے کہ آپ کے مُنہ سے ایسی الفاظ نکلین مگر سچ ہے سہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

خدا کی قسم مین آپ کی نقل و عقل کے اُن دلائل کو سننے کا بڑا اشتیاق ہون - مولانا ! کوسنا اور گالیان دینا عالمون کے لئے کوئی فخر کی بات نہین بلکہ قابل شرم بات ہے - ذرا اپنے علم و فضل کے بھی تو کچہہ جوہر دکہائیے - کیا اچہا شعر ہے کہ سہ

مزا یہ طرفہ ہے مضمون تو دستیاب نہین
مقابلہ پہ چڑہاتے ہین آستینون کو

آگے آپ نے اس سے بھی زیادہ جوش مین آکر اوس خدا کے برگزیدہ کو کافر بے پیر اور نعوذ باللہ کیا کیا کچہہ کہہ ڈالا ہے - مجہکو ضرورت نہین کہ ایسے ہفوات کا جواب لکہون آپ کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحبؑ میرے مرشد ہین اور مرشد کا رتبہ باپ سے بھی بڑہکر ہوتا ہے لہذا آپ اگر یہ گالیان میرے باپ کو دیتے تو شاید اتنا زیادہ ناگوار نہ ہوتا خیال تو کیجئے اگر کوئی آپ کے مرشد کو نہین بلکہ صرف آپ کے والد بزرگوار ہی کو کافر بے پیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے اور قابل لعنت کہے تو آپ کا دل کیا کہے - بیتے تو نہ آپ کی ذات پر پہلے حملہ کیا تہا نہ اب جائز سمجہتا ہون ایک قول جو پیش نظر تہا اوسی کے متعلق منصفانہ تنقید تہی - حیرت ہے کہ آپ اسقدر گالی اور کوسنے پر کیون اُتر پڑے جاننے والے ہان لینگے اور سمجہنے والے سمجہہ لینگے کہ آجکل ہمارے دین کے ہادیون یعنی مولویون کے اخلاق کس درجہ پر ہین اور وہ اپنے جذبات نفسانی پر قابو پاکر کہانتک ضبط و تحمل سے کام لے سکتے ہین پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ بیتے تو وہ رسالہ بنظر ہمدردی

دیا تہا نہ ایسے لغویات تحریر کرنیکے لئے وہ مولوی اشرف علی میرے چشم دید ہر علم مروجہ کا سند یافتہ آپ اپنی زبان سے بوجہ ناواقفیت نیم ملا تحریر فرماتے ہین بقول شخصے چہوٹا مُنہ بڑی بات اجی جناب مولوی صاحب آپ نے واقعی وہ رسالہ بنظر ہمدردی دیا تہا یعنی یہ کہ مین اوسکو دیکہکر اپنے عقائد سے رجوع کرلون مگر جب اوس رسالہ کی تحریر اور طریق استدلال مین مجہکو چند خامیان نظر آئین اور بیتے وہ آپ کی خدمت مین نہایت مودبانہ طور سے پیش کین تو آپ کی ہمدردی کے تو یہ معنی تہے کہ آپ میرے شکوک رفع کرتے اور مجہکو میری غلطیون سے آگاہ کرتے نہ یہ کہ آپ مجہکو اور میرے امام کو گالیان اور کوسنے دینے لگے ذرا آپ ہی دل مین غور کیجئے کہ کیا یہ بات آپ کی ہمدردی اور آپ کی مولویانہ شان کے شایان تہی ؟ - چونکہ وہ تقریر تنہا میرہ خاکسار کی لکہی ہوئی تہی اسلئے اوسکو لغویات کا خطاب دینا مجہکو گران نہین گذرتا مگر مین حیران ہون کہ آپ کی اس تحریر کو منصف مزاج لوگ دیکہکر کیا خطاب عطا کرینگے - رہے مولوی اشرف علی آپ اونکی تعریف و توصیف مین کیون اسقدر رطب اللسانی فرماتے ہین مین اون کی تصانیف کے ذریعہ سے آپ سے زیادہ اون سے واقف ہون اور آپ کا اون کی لیاقتون کو چشم دید بیان کرنا یا سند یافتہ ہونے سے اون کی شان بڑہانا کچہہ غیر ضروری سی بات ہے - سورۂ جمعہ مین خدا تعالےٰ نے گمراہ عالمون یعنی حاملان اسفار کو جس نام سے یاد کیا ہے آپ جانتے ہین - بہت سی کتابین پڑہنا اور بہت سی زبانین جاننا اور بات ہے اور دین کی سمجہہ اچہی ہونا اور بات ہے سب سے آخری فقرہ آپ کا یہ ہے

”وہ یہہ جو کچہہ ہمنے لکہا فقط تمہاری گستاخانہ تحریر کا نتیجہ ہے“

بہت اچہا آپ نے خوب لکہا اور بیتے اس سے بہت سے سبق حاصل کرلئے - اب میری ایک خاص گذارش ہے اور وہ یہ کہ آپ میرے بزرگ ہین - آپ عالم ہین - آپ کو مجہہ سے ہمدردی ہے اور ہونی چاہئے - لہذا اب آپ میرے شکوک و اعتراضات کو رفع فرما دیجئے مین آپ کو خدا کے عظمت و جلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ایسا کرتے ہوئے کو (بزعم اپنے) سنبہالئے اور ہرگز دریغ نہ فرمائے ورنہ یہ آپ کا علم و فضل کام کسدن آئیگا - اگر مین بالمواجہ اپنے اعتراضات پیش کرون اور آپ سے جواب سنون تو یہ ڈر ہے کہ آپ کو جب

آپ کا طیش روزانہ ہر کہہ و مہ کے سامنے اور اکثر اہل محلہ و ہم نشینون کے روبرو مجہکو کیا میرے مقتدا و پیشوا کو گالیان دلاتا رہتا ہے تو میرے روبرو تو وہ طیش شاید اور بھی کسیقدر بڑہ ہی جائیگا - مین چونکہ انسان ہون اور انسانی ہون اور انسانی کمزوریان مجہہ مین موجود ہین لہذا مین یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے اس تبرہ بازی کے شغل کو بجائے خود جاری رکہین مجہکو اس سے کچہہ غرض نہین (بلکہ آپکی اس قسم کی درشت گوئی کا نتیجہ بہت مفید پیدا ہوتا جاتا ہے) اب وفات مسیح یا رفع الی اللہ (رفع الی السماء نہین) یا جہاد (جس کی منسوخیت سے آپ کو سخت صدمہ ہے اور اکثر لوگون سے اسکے متعلق آپ نے فرمایا ہے) یا اور جس متنازعہ مسئلہ کے متعلق آپ مناسب سمجہین ہم دونون افہام تفہیم بذریعہ تحریر کرلین اور یہ تحریری مباحثہ جب تک خدا کو منظور ہو جاری رہے یہانتک کہ ہم مین کوئی ایک اپنی غلطی سے آگاہ ہو جائے - میری طرف سے یہ رعایت آپکی نذر ہے کہ آپ جواب دینے کے لئے اپنے مولوی اشرف علی اور دیگر مولویون سے بھی بذریعہ خطوط مدد لے لیا کیجئے اور اس لئے میری تحریر کا جواب زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ تک آپ کے پاس سے میرے پاس آنا چاہئے - اور آپ کی تحریر کا جواب مین زیادہ سے زیادہ دس روز بلکہ اس سے بھی کم یعنی ایک ہفتہ مین آپ کے پاس بہیجدیا کرونگا حالانکہ آپ آزاد اور مین بوجہ ملازمت پابند اور عدیم الفرصت ہون - طرفین کی تحریرون کو بلا تحریف و تبدیل بجنسہ کسی اخبار مین سلسلہ وار چہپوانے کے آپ بھی مجاز ہین اور مین بھی - مین اسبات کا وعدہ کرتا ہون کہ میری جانب سے کوئی ہٹ دہرمی یا ضد یا کج بحثی یا بدتہذیبی انشاء اللہ آپ نہ دیکہین گے - اور اسیطرح آپ کو بھی خیال ہونا چاہئے - اس مباحثہ سے آپ کے علم و فضل اور اعلےٰ قابلیتون سے بھی بہت سے لوگون کو واقفیت ہو جائیگی اور آپ کو ثواب کی بھی امید ہوگی کیونکہ آپ اپنے ایک بہائی کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرینگے - مین سوائے مذہبی معاملہ کے دنیوی تعلقات و مراسم کے اعتبار سے آپکو اپنا بزرگ سمجہتا ہون اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجہکو نہایت مودب پائینگے - بشرطیکہ مذہبی معاملہ یا مذہبی تذکرہ پر بذریعہ تحریر آپ کو اپنی تحقیق ظاہر کرنے اور میرے

خیالات سے مطلع ہونے میں میرے نزدیک کوئی امر مانع نہین ہے اگر منظور ہو تو مجہکو مطلع فرمائیے کہ ابتدائی چند ضروری اصول مباحثہ مقرر کرکے خدمت مین حاضر کرون - فقط

المُلتمس
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی
۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

یادگار کرزن

یادگار کرزن کے لئے احمدی کب تک پسند کرینگے کہ اس وظیفہ کو رٹا جاوے شاید اُنکے نزدیک یادگار کرزن کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا کہ کم و بیش ہر اخبار مین یادگار کرزن کے لئے تحریک کرتے رہین یہ دن کام کرنے کے ہین -

ع شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ایک ہی مطلب اور مقصد کے لئے بار بار کہلوانا شاید نامناسب امر ہوگا اس قوم کے لئے جو اپنے جان و مال خدا کے سپرد کر چکی ہو - مولانا مرحوم کی وفات پر تین مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور ابھی تک **یادگار کرزن** کا سوال جہان تہا وہین موجود ہے - آپ خوب یاد رکہین کہ زندہ جاوید شخص مر نہین سکتا - اسکی یادگار مٹا نہین سکتی - وہ سلسلہ کی تاریخ مین اپنی زندگی کے وقت اور ایثار کا سنہری صفحہ چہوڑکر گیا ہے ۔ قوم کی خدمت مین وہ مرثیہ ہے کیا قوم کیلئے یہی سزاوار ہے کہ اپنی موت سے کوئی سبق نہ لے ؟ آج بے شک چند دن کی بہار اور بوجہ سے تم دبے جاتے ہو لیکن کیا یہ نہین معلوم نہین کہ اگر آج ایک پیسہ خرچ کروگے تو وہ لبے کئی الاہ سے ہی گران قیمت ہوگا - اسلئے کہ خدا کا **موعود اور مرسل** تم مین موجود ہے - یہہ یقینی امر ہے کہ قومون کا رجوع اسکی طرف ہوگا - اور زمین اپنے خزانے اُگل دیگی - اور خدا کا سلسلہ ہماری مالی نصرتون سے بے نیاز ہو جائیگا - اسوقت نہین موقع ہی نہ ملیگا کہ خرچ کرسکو - ہمین زمانہ کے ان ہی الفاظ سے تم مین کوئی تحریک پیدا کرنی چاہئے ہان سمجہنا تم اسے خود مخدوم الملۃ سمجہتے تہے - خدا تعالےٰ نے اسے **مسلمانون کا لیڈر** رکہا - قوم کا نشان ہے کہ وہ اپنے محسن و مخدوم کی یاد تازہ رکہنے کی سعی کرے - تا آئندہ نسلون کے لئے وہ ایک سبق ہو - پس اس سوال کو سرسری نظر سے مت دیکہو اور دل کہولکر اس یادگار کے قیام کے لئے ہاتہ بڑہاؤ - یہہ یادگار مدرسہ کرزنیہ کی صورت مین تجویز ہوتی ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کو پختہ کردیا جاوے اور اس کے ساتہہ مدرسہ کرزنیہ یا اور مناسب نام سے موسوم کرکے خالص شاخ دینیات کہولی جاوے - عمارت مدرسہ کیلئے سر دست بیس ہزار سے کم ضرورت نہین ہے اور شاخ دینیات کے

تبدیلی ہوا چاہتے ڈسٹرکٹ ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم مین ترقی پانے والے ہین صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہین اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

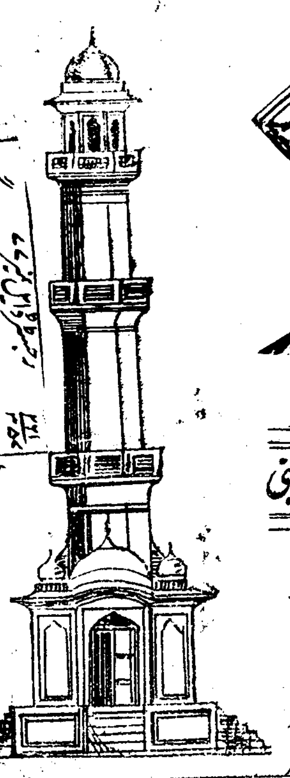
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ہے (۲) خواص و معاونین سے ہے (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲



فہرست مضامین

نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

جناب مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ میں انکی کا اعلان الحکم میں شائع کر دوں الحکم ہر چند مذہبی پرچہ ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اسکے پڑھنے والوں اور اسکے احمدی بھائیوں میں کثرت سے زمیندار ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنے امام کے حارث ہونے پر ناز ہے اسلئے کہ حدیث میں اسکی خبر دی گئی تھی - بہرحال میری رائے میں اخبار زمیندار اور زمیندار کانفرنس کے مقاصد تمام زمینداروں کیلئے من حیث القوم نہایت مفید اور مبارک ہیں اسلئے میں نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنے محترم ہمعصر کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور اپنے احمدی زمینداروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کانفرنس کو مفید اور موثر بنانے کیواسطے ہمیں نمایاں حصہ لیں -

(ایڈیٹر)

انگریزی حکومت کی برکتوں اور نعمتوں سے مستفید ہونیکے لئے ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس سبھا انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہیں - جن میں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور متحدہ کوشش کی جاتی ہے انڈین نیشنل کانگریس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس آریہ سماج - کائستہ سبھا - انجمن حمایت اسلام - ندوۃ العلما اور ہزاروں اسی قسم کی انجمنیں انہی خیال اور اسی بنیاد پر قایم ہیں - جو اپنے اپنے مفاد و مصالح پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں - صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگریس تھی نہ کانفرنس اور اسی لئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کس مپرسی کی حالت میں رہا -

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو اخبار زمیندار کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا - مگر جون کا موسم نہایت گرم اور اسلئے ایسے مجمع کے قابل نہیں - نظر بران مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولیوں کی تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا ہے - بارہ مارچ کو اتوار ہے اور ۱۲ - ۱۳ - اور ۱۴ کو ہولی کی تعطیل ہے ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار رہے - پہلا دن آمد کے لئے اور پچھلا دن روانگی کے لئے چھوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کے لئے مختص کئے گئے ہیں -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑھائینگے - جن صاحبوں نے نزدیک جلسہ دینا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہایش کا انتظام کیا جاسکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سیکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں -

مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمایش عمدہ زراعتی پیداوار اور نو ایجاد آلات کشاورزی کی جائے - جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمایش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو - وہ ۲۸ - فروری تک اطلاع دیں اور اوّل ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دینے کا انتظام کریں -

محکمہ ریلوی کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کے لئے حسب معمول کانسشن عطا کرے - منظوری آنے پر ہر ایک درخواست کنندہ کو سارٹیفکیٹ کانسشن بھیجا جائیگا -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام زمیندار اس جلسہ کو پر رونق اور بارعب بنانے پر پوری توجہ فرمائیں گے -

تمام معاصرین سے امید ہے کہ مندرجہ بالا اشتہار کو ۸ مارچ تک اپنے اپنے معزز اخبارات میں درج فرما کر مجلس منتظمہ کو مشکور فرمائیں گے -

المرقوم ۱۱ - جنوری ۱۹۰۶ء
سراج الدین احمد جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس لاہور

ضرورت

بورڈنگ ہوس کے لئے ایک پراکٹر کی ضرورت ہے جسکے سپرد چھ سات چھوٹے چھوٹے بچوں کی نگرانی اور تعلیم ہوگی - عمر چالیس سال کے قریب ہو علوم مروجہ سے اسقدر واقفیت ہو کہ دوسری مڈل تک کے بچوں کو کل مضامین میں مع عربی و دینیات کے تعلیم میں مدد دے سکے - سوائے ان اوقات کے جب بچے مدرسے میں ہونگے ہر وقت انکے پاس رہنا ہوگا تنخواہ دس سے پندرہ تک حسب لیاقت ہوگی - درخواستیں بمعہ سندات راقم کے نام بھیجیں -

جناب منشی ذو الفقار علیخان صاحب نے اپنے بچوں کو زیر نگرانی پراکٹر تعلیم حاصل کرنیکے لئے یہاں بھیجا چاہا ہے - دیگر احباب سے درخواست ہے کہ جو صاحب

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مسیح الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسپر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پھر ہدایت کیا ہے؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور وہ وحی الٰہی اسپر بھی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کر کے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے۔ اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تھا۔ اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہیں۔ جو مکالمہ الٰہیہ سے ملتے ہیں۔ یہہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہیں کیا جو لوگ اس امت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹھیراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہوں نے سمجھا ہی نہیں۔ انکے نزدیک یہہ امت وحشیوں کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذاللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے۔ اب اس زمانہ میں آکر خاموش ہو گیا۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہیں تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا۔ بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی؟

اور پھر قرآن شریف میں یہ کیوں کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا

یعنے جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر انہوں نے استقامت دکھائی انپر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو۔ نہیں بلکہ وہ انہیں بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں ہے۔

استقامت بہت مشکل چیز ہے یعنے خواہ انپر زلزلے آئیں فتنے آئیں وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکھ میں ڈالے جاویں مگر ان کی استقامت میں فرق نہیں آتا۔ انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ انپر خدا کے فرشتے اتریں اور انہیں بشارت دیں **کہ تم کوئی غم نہ کرو**۔ یہہ یقیناً یاد رکھو کہ **وحی اور الہام** کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ وعدے کئے ہیں اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے۔ ورنہ عیسائیوں کے ہاں بھی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہیں بتا سکتے جو اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو۔ اور ویدوں پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے۔ کہ ویدوں کے الہام کے بعد پھر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہو گیا گویا خدا پہلے کبھی بولتا تھا مگر اب وہ گونگا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اسوقت کلام نہیں کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہیں تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تھا اور یا اب وہ سنتا اور دیکھتا بھی ہے۔؟ مجھے افسوس ہوتا ہے جب میں مسلمانوں کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہوں۔ کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہیں مل سکتی۔ یہہ کیوں عیسائیوں یا آریوں کی طرح مہر لگاتے ہیں۔ اگر اسلام میں یہہ کمال اور خوبی نہو تو پھر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہو گا۔

نری توحید سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ برہمو بھی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بھی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بھی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمیں پائے جاتے ہیں تو پھر ایک مسلمان میں اور اس برہمو میں کیا فرق ہوا؟ یہہ امور تو نقل سے بھی ہو سکتے ہیں۔ اسکا کیا جواب ہے؟

کچھ بھی نہیں بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانوں** کے ذریعہ دکھایا جاوے جو خدا تعالےٰ کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہیں کر سکتا اگر اسلام میں مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے۔ تو اسلام کچھ بھی چیز نہوتا! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا میں اللہ تعالےٰ کو دکھا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو کر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کھلتا ہے۔ کیونکہ جب تک خدا تعالےٰ پر کامل یقین نہو گناہ سے کبھی نجات مل سکتی ہی نہیں۔ جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہو گا۔ یا زہر کے کھانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کھانے سے بچاتا ہے۔ پھر اگر خدا تعالےٰ پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکھ کر انسان کیسے جرأت کر سکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہیں۔ جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولٰئک علےٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

یعنے یہی وہ لوگ ہیں جو کامل ترقی پا کر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نجات پائی ہے۔

غرض

جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا میں آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہیں ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ ان باتوں کو جب تک حاصل نکرلیں اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہو جاویں۔ میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی **پھل** جو شیریں ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہیں آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتے نکلتے ہیں پھر اس کو پھل لگتا ہے جو [illegible] پھل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پھر ایک اور پھل آتا ہے اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے میں دیکھتا ہوں کہ یہہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے۔ اور پتے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں ابھی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بھی پامال کر سکتا ہے ایسی حالت میں حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے۔ پس تم **استقامت** اور اپنے نمونے سے اس **درخت کی حفاظت** کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے۔ اور وہ درخت **اسلام کا شجر** ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بنکر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ اس پہلو میں **مالی ضرورتوں** اور **امداد** کی حاجت ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آئی تھیں اور صحابہ کی یہ حالت تھی کہ ایسے وقتوں پر بعض انمیں سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدھا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہو سکتا فرق نکرتا مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے اور جنہیں نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہیں ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہیں ہوا۔ وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپیہ دیدیتے ہیں اور بعض اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکھ کی وصیت کر دی ہے پھر مسلمانوں کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کر دے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجھے بھیجا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور مر کر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہیں دنوں میں ہم میں سے یہاں کون ہو گا۔ اور کون آگے چلا جائیگا۔ جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پھر کسقدر بدقسمتی ہو گی اگر اپنی زندگی میں قدرت اور طاقت رکھتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کریں۔ اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لینگے یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہیں موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہو گی ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے اور اسکی طیاری بھی یہاں ہی ہوتی ہے۔

عرصہ ہوا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہو گا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالےٰ کے علم وارادہ میں جنتی ہیں پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ **انزل فیھا کل رحمۃ** اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔ یہہ صدی جسکے ۲۳ سال

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایسا ہی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالٰے نے نازل فرمایا اسپر بھی ایمان رکھتے ہین۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے۔ اور وہ وحی الٰہی اسپر بھی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے۔ اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا۔ اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین۔ جو مکالمہ الٰہیہ سے ملتے ہین۔ یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالٰے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہا ہی نہین۔ انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہوچکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے۔ اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہوگیا۔ وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا۔ بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتادیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی اپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہین ہوسکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو۔ نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے۔

استقامت بہت مشکل چیز ہے۔ یعنے خواہ انپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا۔ انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو۔ یہہ یقیناً یاد رکہو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالٰے نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے۔ ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالٰی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو۔ اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے۔ کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہوگیا گویا خدا پہلے کبہی بولا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے۔؟ مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون۔ کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی۔ یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین۔ اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا۔

نری توحید سے تو نہین ہوسکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہوا؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہوسکتے ہین۔ اسکا کیا جواب ہے؟

کچھہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالٰے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین۔ یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کرسکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے۔ تو اسلام کچھہ بہی چیز نہوتا! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنادیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالٰے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوکر اسے پاک صاف بنادیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے۔ کیونکہ جب تک خدا تعالٰے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین۔ جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا۔ یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے۔ پہر اگر خدا تعالٰے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالٰے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالٰے نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین۔ جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولٰئک علٰے ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے۔

غرض جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہو جاوین۔ مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو سبز و پہل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچھہ جانور کہا جاتے ہین اور کچھہ تیز آندھیون سے گر جاتے ہین۔ آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین۔ اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے۔ اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے۔ پس تم **استقامت** اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے۔ اور وہ درخت **اسلام کا شجر ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ۔ اس پہلو مین **مالی ضرورتون** اور **امداد** کی حاجت ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا فرق نکرتا۔ مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچھہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہوا۔ وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کردیتے ہین۔ عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کردی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہین کرتے۔ مگر خدا تعالٰے نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے۔

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آیندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا۔ اور کون آگے چلا جائیگا۔ جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین۔ اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالٰے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لین گے یہہ خدا تعالٰی کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہوجاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے۔

عرصہ ہوا کہ خدا تعالٰے نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالٰے کے علم و ارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا۔ **انزل فیھا کل رحمۃ** اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ اور اللہ تعالٰی کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔ یہہ صدی جسکے سہہ سال

گذرنے کو مین گذر جائیگی اور اسکے آخر تک موجودہ نسل مین سے کوئی نہ رہیگا اور اگر نکما ہوکر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم **اپنا صدقہ پہلے بھیجو** یہہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ مین کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہین دکہاتا لاف زنی سے کچہہ بن نہین سکتا۔ **الوصیّۃ** اشتہار مین جو مینے حصّہ جائداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیّت کرنے کی قید لگائی ہے۔ مینے دیکہا کہ کل بعض نے ½ کی کر دی ہے یہہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہین کہلا سکتا۔

تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہین سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو۔ طاعون کا موسم پہر آرہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامن گیر ہے وہ تو بڑا ہی بے وقوف ہے جو اپنے آپ کو امن مین سمجہتا ہے **امن** مین تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا سچا فرمانبردار اور اسکی رضا کا جویان ہے۔ ایسی حالت مین بے بنیاد زندگی کے ساتہہ دل لگانا کیا فائدہ؟

دوسری طرف اسلام سخت اور خطرناک ضعف کی حالت مین کہ اسپر یہی آفت اور مصیبت نہین کہ باہر والے اسپر حملے کر رہے ہین اگرچہ یہہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب ملکر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہین اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسکے مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہین لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بہاری مصیبت یہہ ہے کہ اندرونی غلطیون نے اسلام کے **درخشان چہرہ** پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈالدیا ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اسمین **روحانیت** نہین رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگون مین جو مسلمان کہلاتے ہین اور اسلام کے مدعی ہین **روحانیت** موجود نہین ہے اور اسپر دوسری بد قسمتی یہہ کہ وہ انکار کر بیٹہے ہین کہ اب کوئی ہو ہی نہین سکتا جس سے خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالےٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کر سکے۔

ایسی حالت اور صورت مین اسنے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا وے۔ اور اسکی روشنی سے دلون کو منور کرے۔ اور ان بیجا اتہامات اور حملون سے جو آئے دن مخالف اسپر لگاتے اور کرتے ہین اسکو محفوظ کیا جاوے اسی غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکہاوین یہی وجہ ہے جو مینے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل مین رکہتے ہین اور جو اپنے صدق و اخلاص کا نمونہ دکہا کر فوت ہون۔ اور اس مقبرہ مین دفن ہون انکی قبرون پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جسمین انکے مختصر سوانح ہون اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچہہ ذکر ہو جو اسنے اپنی زندگی مین دکہایا تا جو لوگ اس قبرستان مین آوین اور ان کتبون کو پڑہین انپر ایک اثر ہو۔ اور مخالف قومون پر بھی ایسے صادقون اور راستبازون کے نمونے دیکہہ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہہ بھی اسقدر کرتے ہین جسقدر مخالف قومین کر رہی ہین اور وہ لوگ کر رہے ہین جنکے پاس **حق در حقیقت** نہین تو انہون نے کیا کیا۔ پہر انہین تو ایسی حالت مین شرمندہ ہونا چاہئے۔

لعنت ہے ایسے بیعت مین داخل ہونے پر
جو کافر جتنی بھی **غیرت** نہ رکہتا ہو۔

اسلام اسوقت **یتیم** ہوگیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہین رہا اور خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اسکی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کرے دکہائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد مین آنیوالون کے لئے نمونہ ٹہیرے گی اسکے ثمرات برکات آنیوالون کے لئے ہونگے اور زمانہ پر محیط ہو جائین۔ مین سچ کہتا ہون کہ یہ جماعت بڑہیگی لیکن وہ لوگ جو بعد مین آئین گے وہ ان مراتب اور مدارج کو نہ پائین گے جو اسوقت والون کو ملین گے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑہائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے اسی لئے مینے کہا تہا کہ اسکے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنیوالے لڑکے نکلین جو دنیا کی نوکریون اور مقاصد کو چہوڑ کر **خدمت دین** کو اختیار کرین۔

ایسا ہی اس قبرستان کے ذریعہ بھی اشاعت اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے۔ مدرسہ کے متعلق میری روح ابھی فیصلہ نہین کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگون کی جو عربی اور دینیات مین توغل رکہتے ہون اور دوسری طرف ایسے لوگون کی بھی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات مین پکے ہون علوم جدیدہ سے بھی واقف ہون کسی مجلس مین کوئی سوال پیش آجاوے تو جواب دے سکین اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیون سے یا کسی اور مذہب والون سے انہین اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہون بلکہ وہ اسلام کی خوبیون اور کمالات کو پرزور اور پرشوکت الفاظ مین ظاہر کر سکین میرے پاس اکثر ایسے خطوط آئے ہین جنمین ظاہر کیا گیا تہا کہ آریون سے گفتگو ہوئی یا عیسائیون نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہین دے سکے۔ ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بے عزتی کا موجب ہوتے ہین۔ ابتدا مین اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہین۔ مینے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضون کا اندازہ کیا تہا تو مینے دیکہا کہ اسلام پر تین ہزار اعتراض مخالفون کی طرف سے ہوا ہے۔

پس کسقدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگون کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آجکل کے مناظرون اور مباحثون کی حالت اور بھی بُری ہو گئی ہے کہ اصول کو چہوڑ کر فروع مین جہگڑتے ہین حالانکہ اس اصل کو کبھی ہاتہہ سے نہین دینا چاہئے کہ جب کسی سے گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول مین محدود ہو۔ لیکن یا وہ گو اس طریق کو پسند نہین کرتے وہ جہانتک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہین اور فروعات مین آکر الجہہ جاتے ہین ایسے لوگ اس امر کی بھی پابندی نہین کرتے کہ پہلے اپنے گہر کو دیکہہ لین کہ دوسرے مذہب پر جو اعتراض کرتا ہون وہ میرے گہر مین تو کسی تعلیم پر وارد نہین ہوتا بلکہ ان کی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ **حق** کو لینا نہین ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر **نیوگ** کا اعتراض کرو۔ تو وہ قبل اسکے کہ **نیوگ** کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجہے جہٹ اعتراض کر دیگا کہ تم مین **متعہ** ہے۔ حالانکہ اول تو متعہ ہے ہی نہین اور علاوہ برین متعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے۔ طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق۔ جو شخص محض حصول اولاد کیلئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہین تو کیا ہے؟

غرض اعتراض کرنیوالون کی یہہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتہہ یہہ سلسلہ جاری ہے مین جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہون تو **میرے دل پہ چوٹ لگتی ہے**۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی مین طیار ہو جاوین جو اسلام کی خدمت کر سکین ہم تو پا بگور ہین اور اگر ادہر طیار نہ ہون تو یہہ مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدعا اسقدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کرین۔ خواہ کسی پہلو پر **صاد** کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال مین ایسے نوجوان نکل آوین جن مین علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکہتے ہون اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیان دوسرون کے ذہن نشین کر سکین۔ میرے نزدیک غیر زبانون سے اتنی ہی مراد نہین کہ صرف انگریزی پڑہلین نہین اور زبانین بھی پڑہین اور **سنسکرت** بھی پڑہین تاکہ وید ون کو پڑہ کر ان کی **اصلیت** ظاہر کر سکین۔ اسوقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہین کوئی انکا مستند ترجمہ نہین اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کر کے **صاد** کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اسلام کو ان لوگون اور قومون مین پہونچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہین اور اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قومون مین تم اسے پہونچانا چاہو انکی زبانون کی پوری واقفیت ہو۔ انکی زبانون کی واقفیت نہ ہو اور انکی کتابون کو پڑہ نلیا جاوے مخالف پورے طور پر جواب نہین ہو سکتا۔

انکی زبانون کی واقفیت سے یہی فائدہ ہوگا کہ انکی مذہبی کتابون کی حقیقت ... مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم نے **تحفۃ الہند** نام ایک کتاب لکہی۔ اندر من نے اس کا جواب دیا تا اور بڑی گالیان دین اور اسلام پر اعتراض کر دئیے۔ اگرچہ اسکی بعض کتابین جلادی گئی تہین۔ مگر انہین اعتراضون کو لیکر پنڈت دیانند صاحب نے پیش کر دیا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب نے وید پڑہے ہوتے تو وہ ویدون سے انکا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکہنا ضروری ہے۔

(باقی آئندہ)

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچہی ہے آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ براہین احمدیہ جلد پنجم اور نزول المسیح کو پورا کر دیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ کام جلد شروع ہو جائیگا۔

۲- بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش اور رب العزت کی حمد و ستایش کا موجب ہو رہی ہے۔

۳- حضرت حکیم الامۃ نے قوم مین **علوم عربیہ اور دینیات** کی تعلیم کو عام اور سہل کرنے کیلئے ایک سلسلہ تالیفات کا شروع فرمایا ہے جسمین سے پہلا رسالہ **ایڈیٹر الحکم** کو چہاپنے کے لئے دیدیا ہے۔ جو امید ہے انشاء اللہ العزیز جلد شایع ہو سکے گا۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین آسمان ابر آلود رہا۔ کسی قدر تقاطر بھی ۲۷ جنوری کو ہوا۔ نرخ غلہ گران ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے **لنگر خانہ** کی ضروریات اور اخراجات پر قوم کی توجہ زیادہ بکار ہے۔

۵- سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب جو چیف کورٹ پنجاب لاہور مین کام کرتے ہین بسلسلہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے آئے تہے وہان سے تا دیان آگر الوصیّۃ کے ماتحت کمیٹیون کے قواعد طیار کر رہے ہین۔

۶- مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ معائنہ انسپکٹر صاحب ۱۴ و ۱۵ - فروری ۱۹۰۶ء کو کرین گے۔

تازہ الہامات و رؤیاء ۱۹۰۶ء

۲۵ - جنوری - ۱ - فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ -

۲ - یوم تاتی السماء بدخان مبین -

۲۶ - جنوری ۱۹۰۶ء - سفینۃٌ وسکینۃٌ

۲۷ - جنوری ۱۹۰۶ء - رؤیا مین سنا کہ کوئی شخص انگریزی زبان مین پرزور اور پرجوش الفاظ مین تقریر کر رہا ہے۔ اسکی تقریر مین سے یہہ الفاظ سنے

a word and two girls

اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز

پہر مینے دیکہا تو وہ مولوی محمد علی صاحب تہے وہ تقریر بالکل ایسی تہی جیسے کوئی انگریز اہل زبان بولتا ہے یہی الفاظ پہر بطور الہام نازل ہوئے۔

a word and two girls

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اس سے احمدی قوم اور اہل التقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(قم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۴۴ - جلد ۹ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب کی علالت

مین قادیان مین - ۲۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو پہنچا - اسوقت تین چار روز سے ایک پہنسی جو مٹر کے دانہ کے برابر تہی - مولوی صاحب مرحوم کی پشت پر دونو شانوں کی ہڈیوں کے درمیان گردن کے قریب ۲ - انچ نیچے جلد پر نمودار تہی - اسوقت اہمین کاربنکل کے علامات پورے پورے نہ پائے جاتے تہے - مگر دو چار روز کے بعد پورا کاربنکل بن گیا - چنانچہ اسکو چیرا دیا گیا - مگر یہ کبھی اوپر کو بڑہتا تہا کبھی نیچے کو کبھی دائین کبھی بائین - غرضیکہ جسطرف بڑہتا ادہی طرف چیرا دیا جاتا - یہان تک کہ اس ایک کاربنکل کو سات دفعہ چیرنا پڑا - ایک دفعہ کلورافارم سنگہا کر - اور چہ دفعہ بغیر کلورافارم کے - اور یہ نہین کہ چیرانا کافی طور پر دیا جاتا تہا - یا علاج مین کسی قسم کی کمی تہی مگر ذیابیطس کا غلبہ زور سے تہا - اس لئے کاربنکل بڑہتا گیا - یہانتک کہ گردن کی پچہلی طرف سب کی سب جگہ گرک گئی - اور سر کے بالون کے اندر بہی سوجن چلی گئی - اور گردن کے اطراف مین بہی قریب ڈیڑہ ڈیڑہ انچ سوجن آگے کو بڑہ گئی - اس کاربنکل کے علاوہ اور چار کاربنکل نمودار ہوے - دو پشت پر - ایک دائین شانہ پر - ایک دائین زانو سے اوپر - اسکے علاوہ ۷ پہوڑے جسم کے مختلف مقامات بازو و ٹانگون پر تہے - اصل تکلیف کا موجب مولوی صاحب کے لئے پہلا کاربنکل تہا - جو ایک پہنسی سے اسقدر بڑہا - کہ دونو شانون کے درمیانی حصہ کمر کو اور گردن کو اس نے روک لیا اور چیرا جو دیا گیا - قریباً ۸ - انچ طول مین اور ۶ - انچ عرض تہا - اور قریب ۱½ - انچ گہرا تہا - یہانتک کہ شروع ایام مین جبکہ اچہی طرح سے زخم بہرا نہ تہا - اسکی طرف دیکہکر اکثر لوگون کو ہیبت معلوم ہوتی تہی - اور اتنے بڑے زخم کا بہرنا ایک اچنبہ بات معلوم ہوتی تہی - مگر خدا کے فضل سے اور مسیح موعود کی دعاؤن سے گردن کیطرف کاربنکل کا بڑہنا بالکل رُک گیا اور زخم سب کا سب بہر گیا - اور صرف دو سطحی لکیرین زخم کی جگہ پر معلوم ہوتی تہین اور کچہہ نہین -

چار نئے کاربنکل جو تہے - انہین دوائی کی پچکاری کی گئی وہ سبکے سب بیٹہ گئے - بازوؤن پر اور ٹانگ پر جو پہوڑے تہے ان سے ہی بہت تکلیف ہوئی - ان سب کو یکے بعد دیگر چیرے دیئے گئے - علالت کے آخر ایام مین ان سب کو قریباً آرام ہو گیا - اور مواد کسی کسی زخم مین سے کبہی تہوڑا نکلتا تہا - ورنہ وہ اچہے ہی ہو گئے تہے -

اس بیماری کے دوران مین کئی روز تک سخت پیچش رہی پاخانہ کے راستہ خون اور پیپ آتا رہا - مگر اس سے بہی خدا نے نجات دی -

خدا کا فضل و استجابت دُعا

مولوی صاحب کی بیماری بہت سخت اور خطرناک تہی - اس شدت سے اس کا دورہ ہوا کہ مین ایمان سے کہہ سکتا ہون کہ مولوی صاحب کا اتنی لمبی میعاد یعنی ۱۰۰ دن تک زندہ رہنا ایک معجزہ تہا - اور یہ محض حضرت اقدس کی دعاؤن کا نتیجہ تہا - ورنہ مین خدا کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہون کہ ہم بہت سے ڈاکٹر مولوی صاحب معالجہ کے لئے جمع تہے - اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بہی موجود تہے - بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب کی ایسی نازک حالت ہوتی تہی کہ ہماری طبی نگاہ سے انکا چند گہنٹے بہی زندہ رہنا ناممکن معلوم ہوتا تہا - مگر جب کبہی کہ ہم گہبرا کر حضرت اقدس کی خدمت مین ان کی نازک حالت کا ذکر کرتے - آپ کبہی کوئی کلمہ یاس یا ناامیدی کا زبان پر نہ لاتے - بلکہ ہم سب کو بہت تسلی دیتے - اور ہمیشہ یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ بہت قدرتون کا مالک ہے اس کے فضل کا ہر دم امیدوار رہنا چاہیئے - ہمارا بہروسہ تو اسی ذات پر ہے اور آپ دعا مین مشغول ہو جاتے - اس مین کچہہ شک نہین کہ قضاء قدر جب نازل ہو جاوے - تو اوسے کوئی ہٹا نہین سکتا - مگر حضرت اقدس کی دُعا کا اثر بیّن ہوتا تہا - اور فوراً اردی علامات مین ایک غیر معمولی تبدیلی ہو کر آرام کی صورت ہو جاتی تہی - حقیقت مین قضاء و قدر کے ساتہہ ایک لڑائی ہی تہی - القصہ دعاؤن نے اپنا اثر دکہایا کہ اصل عارضہ کاربنکل کا بالکل اچہا ہو گیا - اور درمیانی عوارض بہی اچہے ہو گئے - یہان تک کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مجہے اصل بیماری سے بالکل صحت ہو گئی ہے - اور انشاء اللہ تعالیٰ دو تین روز تک چلنے پہرنے کے قابل ہو جاؤن گا - مگر بموجب الہام الٰہی ان المنایا لا تطیش سہامہا - یعنی موت کے تیر خطا نہین جاتے - قضاء و قدر نے اپنا کام دوسرے رنگ مین کیا - یعنی مولوی صاحب کو ذات الجنب ہو گیا - جس سے تپ ۱۰۴ درجہ کا ہوا اور الہام الٰہی ۴۷ سال عمر - انا للہ و انا الیہ راجعون کے مصداق ہوئے -

مین بعض درمیانی امور پیش کرتا ہون کہ جن سے مین امید کرتا ہون کہ مولوی صاحب مرحوم کے لئے جو خدا تعالیٰ نے اس مہلک مرض مین اس قدر تاخیر کی - یہ محض ایک خوارق عادت امر تہا - اور حضرت اقدس کی دعاؤن کا نتیجہ تہا -

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - کو مولوی صاحب مرحوم پر کلوروفارم سونگہا کر اوپریشن کیا تہا - اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر سرجری آگرہ میڈیکل کالج نے ان کو کلوروفارم دیا تہا - اور اپریشن قریب گیارہ بجے دن کے ختم ہوا تہا - اوپریشن کے بعد قریب شام تک مین مولوی صاحب کے پاس بیٹہا رہا - ہاتہہ پاؤن بالکل سرد ہو گئے - نبض بالکل کمزور تہی - اور باقاعدہ نہ چلتی تہی - کسی وقت ایک دو حرکتین دل کی بالکل ساقط ہو جاتی تہین گویا کہ دل حرکت کرتا کرتا رُک جاتا تہا - ہوش نہ تہا اور اس کے علاوہ پیٹ مین نفخ بہت تہا - اصل مین مولوی صاحب کو ذیابیطس کیوجہ سے عام کمزوری بہت تہی - اس کے علاوہ شدت درد و کرب کیوجہ سے کئی دن سے غذا اندر نہ گئی تہی - اسپر اپریشن بڑا بہاری ہوا - بہت سا خون گیا - کلوروفارم بہت سی مقدار مین سونگہانا پڑا - اس لئے انکی حالت نہایت نازک ہو گئی تہی - ہم نے ہر ایک قسم کا علاج کیا - کہ دل اپنی اصلی حالت پر آوے اور ہوش آئے - مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی - اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے جاتی تہی - ہمارے عزیز بہائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور بہی قریب چار بجے دن کے لاہور سے تشریف لائے - وہ بہی ان کی حالت دیکہکر سخت پریشان و حیران ہوے - اور انہون نے کہا - کہ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہین معلوم ہوتی -

حضرت اقدس گہڑی گہڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے تہے - آپ کی خدمت مین ان کی نازک حالت کی اطلاع دی گئی - اس خبر کو سُننے سے جیسے کہ ایک حقیقی غمگسار اور سچے مشفق کو صدمہ ہوتا ہے - آپ کو صدمہ محسوس ہوا - اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے ایک تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے - واللہ کہ ہم اس سے زیادہ اس مسیح مین اپنے روحانی فرزند کے لئے پایا - آپ پہر اندر تشریف لے گئے - کچہہ مُشک لائے - فرمایا کہ مولوی صاحب کو دو - پہر آپ دُعا مین مشغول ہو گئے - کہا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتہیار دعا ہی ہے - اور فرمایا کہ خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیئے - وہ چاہے تو مُردہ مین جان ڈالدے - اُس کو سب قدرت ہے - مشک بہی دیا گیا - پیشتر اس کے اس سے بہت زیادہ طاقتور ادویہ دی جا چکی تہین بلکہ جلد مین بذریعہ ہائپوڈرمک سرنج (یعنی باریک پچکاری) دی جا چکی تہی - کچہہ اثر نہ ہوا تہا - مگر مین اس بات کا شاہد ہون - اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہین - کہ ادہر حضرت مسیح نے دعا کے لئے سجدہ مین سر رکہا - اور ادہر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تہی - اصلاح پکڑنے لگی - اور ابہی حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تہے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی - جیسے کہ کبہی کوئی ضعف نہ تہا - اسوقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مونہہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا - کہ "ان کی نبض کا درست ہونا ایک معجزہ ہے - مینے کبہی نہین دیکہا کہ اس حالت کے بعد اس ضعف کی حالتین اور دل کے بالکل رہ چکنے کے بعد پہر کسی کا دل قوی ہو گیا ہوا اور حالت درست ہو گئی ہو"

ایسے شخص کے لئے جو تعصب نہ رکہتا ہو حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے اور ان کو ایک باخدا انسان ماننے کے لئے اس ایک ہی نشان مین کافی ثبوت ہے - یعنی ہم دنیا مین یہ عام نظارہ دیکہتے ہین - کہ جس شخص کو کسی سے سچی محبت اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس کے لئے رد بلا کرنے کے لئے وہ وسائل استعمال کرتا ہے - جن پر اسے سب سے زیادہ بہروسہ ہوتا ہے - اب ہم ایک طرف تو دیکہتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے جب مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر پائی - تو ان کو اس سے ایسا صدمہ ہوا کہ بلا مُبالغہ ان کے والدین کو (جو اسوقت وہان موجود تہے -) ایسا صدمہ نہ ہوا تہا - دوسری طرف جو معالج ہین - وہ سب قسم کے حیلے استعمال کر چکے ہین - اور وہ برابر سات گہنٹے اسی تدبیر مین لگے رہے کہ ان کا دل طاقت پکڑے اور جسم مین حرارت غریزی قائم ہو - اور ہوش آوے - آخر ناچار ہو کر انہون نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا - اس روحانی باپ کے سامنے کیا جس کا ایک کارکن اور لائق فرزند جو دینی خدمات مین اول نمبر پر تہا اور خدا کیطرف سے مسلمانون کا لیڈر ہونے کا خطاب بہی پا چکا تہا - ایسی حالت اضطرار مین جو کچہہ حضرت اقدس سے ظہور مین آیا - وہ ان کی اصلی قلب کی حالت ظاہر کرتا ہے - اس لئے اسے ان کا عظیم الشان نشان ماننا ضروری ہے ہم نے بحیثیت طبیب صدہا بلکہ ہزارہا ایسے عزیز ایسی نازک حالت مین دیکہے ہین اور ان کے لواحقین جب اپنے مریض کی آخری حالت

کا مشاہدہ کرتے ہیں - (جیسے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی حالت تھی) اور اگر ڈاکٹر یا معالج طبیب چہرہ پر بھی مایوسی کے آثار دیکھتے ہیں - تو اون کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے - ایسی حالت میں اون کو کچھ نہ سوجھتا - اور اکثر مریض کے مرنے سے پہلے گویا کہ خود مرجاتے ہیں - مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر سے مولوی صاحب سے ہر ایک محبت رکھنے والے کہ جو اس وقت قادیان میں موجود تھے - (جو بلحاظ بشریت کے ضروری تھا) وہ گویا کہ دم واپسین کی گھڑی تھی - دنیاوی رشتہ داروں کے لحاظ سے ان کے سب سے زیادہ قریبی ان کے بوڑھے والدین تھے - اور ان کی دونوں بیویاں تھیں - ان کی اسوقت حالت وہی تھی - جو ہم عام طور پر لوگوں میں دیکھتے ہیں کہ ان کے رونے اور چلانے کی آواز آتی تھی - اور وہ ایسے اس غم میں مبتلا تھے کہ گویا کہ اپنی طرف سے اس عزیز کے لئے سب وسائل علاج کے منقطع کر بیٹھے ہیں - مگر ادھر ہم نے اس خدا کے فرستادہ کا حال دیکھا کہ جیسے کہ میں پہلے ذکر کیا ہے کہ سب سے زیادہ صدمہ اِن کو محسوس ہونا [illegible] اور اس کے دل میں وہ محبت ہوتی [illegible] اور جس کو اس [illegible] [illegible] آپ نے اپنے [illegible] [illegible] اور اس بیمار کے دم واپسین کی گھڑی میں انہوں نے اپنے ایمان اور خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور اوسکی رحمتوں اور اوس کے فضل سے ایک کامل امید کا وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے سب شکستہ دلوں کی ایک ڈھارس بندھ گئی - عام طور پر تو طبیب بیمار و بیمار کے متعلقین کی تشفی کا موجب ہوتے ہیں - مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قریب تھا کہ صدمہ سے بیماری کی [illegible] ہو جاتی مگر حضرت اقدس نے اپنی قوت [illegible] بیماری کے گھروں کو سید پالیا اور ہم [illegible] ہمارے عزم میں مضبوط کیا اور خود اس منعم حقیقی کی جناب میں دعاءوں میں مصروف ہوئے - یہ گویا کہ آپ پر ایک بھاری ابتلا کا انتہا تھا - مگر آپ کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکھکر رحمت الٰہی نے اس جوش سے نزول کیا - کہ ایک آن کی آن میں اس مردہ میں کہ جس نے قریباً سات گھنٹے سے ہاتھ یا پاؤں نہ ہلایا تھا - اور جس کے ہاتھ اور پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے ہو چکے تھے

اور نبض بھی الوداع کہتی جاتی تھی - نئے سرے سے جان ڈالدی -

میں ایمان سے کہتا ہوں - کہ مولوی صاحب کے دوران علالت میں ہم نے بے اندازہ نشانات دیکھے جنسے کہ اس خدا کے مسیح پر ہمارا ایمان پہلے سے کئی سو گنا زیادہ مضبوط ہوا - اور ہم نے اس ایمانی حلاوت کو اپنے اندر اس طرح سے محسوس کیا - کہ گویا ہمارے جسم کے ہر ایک ذرہ میں انوار سماوی اور برکات الٰہی کی ایک نہر چلی جس سے ہمارے ہر رگ و ریشہ نے ایک لذت اٹھائی - گویا کہ ہم نے اس زندہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا - جس کی طرف اس کا مسیح کل اہل دنیا کو بلا رہا ہے (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بہ پذیر

اور واقعات کو تو میں بعد میں پیش کرونگا مگر میں اس ایک واقعہ کی طرف ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں - جو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے اندر کے گندہ اور آلایش کو دور کرے - اور وہ اس نور معرفت کو حاصل کر لیں - جس سے ان کے اندر کی سب تاریکیاں دور ہو جاویں اور وہ اس خدا کو پالیں - جسکے لئے ابتدا سے آخر تک [illegible] ہر ایک اہل بصیرت کی تڑپ رہی ہے - اور جس [illegible] ہمکو بھی بتایا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پاکر پھر اور کسی بات کی آرزو نہیں رہتی - اور یہ وہ شربت ہے کہ اسکو پینے کے بعد پھر کبھی پیاس نہیں لگتی - اور یہ وہ خوان ہے کہ جس سے بہرہ ور ہونے کے بعد پھر اور کسی چیز کی بھوک ہی نہیں رہتی اور یہ وہ وصال ہے کہ اس کے بعد کوئی اور لذت باقی نہیں رہتی -

چشم دل اندکے چو گردد باز

سر برآرد ز برآدمی ہمہ آز

اب اگر اس خدا کو ہی پانا مقصود ہے - تو ہمکو قرآن سے اور تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ ہمیشہ سے یہی سنت اللہ چلی آئی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ بشر رسول ہی آتے ہیں - اب غور کرو - جیسے کہ روحانی ظلمت اسوقت دنیا میں چھائی ہوئی ہے - کیا پہلے بھی کبھی ایسی تاریکی جہاں میں تھی - آج بیس کروڑ انسان دنیا میں موجود ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں - اور اس فرد اکمل اور افضل البشر اور خیر الرسل محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس زمانہ میں وہ وہ توہین آمیز الفاظ مخالفین مذہب استعمال کر رہے ہیں - کہ ان کو سننے سے ایک مومن

کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور اوس اُمت میں سے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر الاُمت کہا تھا - کئی لاکھ انسان مرتد ہو چکے ہیں اور بجائے اسکے کہ وہ کوئی خدمت اسلام کرتے - مخرب اسلام بنے ہوئے ہیں - اب اے خدا کو چاہنے والے لوگو اور اس محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والو کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالےٰ اُمت میں سے کسی کو منتخب کرے - کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام کرے - اور جو اپنی طہارت باطنی اور تعلق باللہ سے اسلام کے ایک مذہب ہونے کا ثبوت اور دلیل اپنے اندر رکھتا ہو - بھائیو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا - کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا - اور ایسا ہی قرآن سے ثابت ہوتا ہے - کہ اس دین کی رسول اللہ کے بعد سچے خلفاء رسول سے تائید ہوتی رہے گی - تو اب صدی کے سر پر بھی ۲۳ سال گذر گئے ہیں - کیا اگر اب بھی وہ مصلح نہ آئیگا - تو پھر کس وقت آئیگا؟ اسلام تو مخالفین کے نرغے میں اسطرح پھنسا ہوا ہے - کہ اب بھی اگر خدا کی طرف سے نصرت نہ ہو تو اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا -

پس اگر [illegible] نہ [illegible] کار خواہی آمد

اب اگر ہمارے جیسے بشر نے ہی رسول ہو کر آنا تھا - اور [illegible] سے ہی ہونا تھا - جیسے کہ حدیث اماماکم منکم سے ثابت ہے - تو پھر ذرا دائیں بائیں آگے پیچھے نظر مارو - کہ کون ہے جو وہ تعلق محبت اور قرب الٰہی کا رکھتا ہے - جو اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارہ پر لگا دے - اپنے قرب وجوار میں نہیں تو اپنے شہر میں نظر مارو - اپنے شہر میں نہیں تو اپنے صوبہ میں نظر مارو اپنے صوبہ میں نہیں تو اپنے ملک میں نظر مارو - اپنے ملک میں نہیں تو کل جہان پر نظر مارو - اور اگر آپکو اب بھی وہ مبارک وجود نظر نہیں آتا تو ادھر آؤ میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں - اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہی ہے خدا کا برگزیدہ اور سچا خلیفہ و نائب رسول وہی ہے جو اپنے سینہ میں اس اُمت محمدیہ کے لئے ایک جوش رکھتا ہے - کہ جسکی نظیر دنیا بھر میں نہیں -

وہی ہے

کہ جو اس دین کے لئے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک ایسی حرارت رکھتا ہے کہ وہ قریب ہے کہ باطل کو کھا جاوے وہی ہے - کہ اسلام کے روشن چہرہ سے جہاد کا داغ مٹانے کے لئے آیا ہے - جو نادان دشمنوں نے لگانے کی کوشش کی ہے - اور وہی ہے - جو اشاعت اسلام کے لئے ایک قطرہ خون کو گرانا بھی ضروری نہیں سمجھتا - وہی ہے - کہ جو اپنے دلایل اور براہین سے جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسکو ملے ہیں - تمام دنیا میں پھر اسلام پھیلائیگا - اور اسلام اور قرآن اور محمد عربی کے چہرہ کو دنیا پر ایسا روشن کرے گا - کہ وہ اس آخری زمانہ میں ایک آفتاب کی طرح چمکے گا - تا کہ ہر کوئی اسکا مُنہ دیکھ لے -

بہشت این اجر نصرت را دہندای اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یہ وہی ہے کہ جو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے - جیسے قرآن شریف میں ہے - کہ

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ و رسولہ اذا دعاکم لما یحییکم - اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مردہ تھا اسنے مجھے زندہ کیا ہے اور میرے ساتھ اور سینکڑوں مردہ تھے - جو کہ اس کے ہاتھ پر زندہ ہوئے ہیں - وہ اپنے نفوس پر آپ شاہد ہیں - اس لئے اے ہمارے دوستو اور بھائیو! اگر تم واقعی اپنی روحانی موت کو محسوس کرتے ہو تو اس کے پاس آؤ وہ تم کو زندہ کریگا اور تم اس زندہ خدا کا منہ دیکھو گے - کہ جسکو نہ پہچاننے کے سبب یہ مردنی تم پر چھائی ہوئی ہے - ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

مجربات کمالی

مندرجہ بالا نام کی ایک مبسوط طبی کتاب مرزا کمال الدین صاحب نے تالیف کرکے میرے مطبع میں چھپوائی ہے - اس کتاب میں عام امراض کے معالجات عام فہم عبارت میں لکھے گئے ہیں - مصنف صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ اس کتاب میں انہوں نے اس طریق علاج کو درج کیا ہے جو عالیجناب حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب غفر اللہ لہ - استعمال کیا کرتے تھے - اور جنکو خود مرزا کمال الدین صاحب نے بھی سالہا سال آزمایا ہے عالی جناب حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم فن طبابت میں حاذق طبیب مسلم تھے اسی پر یہ کتاب بڑی مفید کتاب ہوگی - قیمت عہ علاوہ

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پیشتر اس کے کہ موجودہ سفر دہلی کے ضمن میں قیام دہلی کے حالات لکھے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں جو سفر اعلیٰ حضرت نے دہلی کا کیا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جاوے۔ تاکہ جب اس سفر کے واقعات کو پیش کریں تو سفر سابقہ کے واقعات سے مقابلہ کرنیکا عمدہ موقع مل سکے۔

میں اس سفر میں خود ساتھ نہ تھا۔ اسلئے چشمدید واقعات اور حالات جو اسوقت شائع کئے گئے تھے انکا اندراج خالی از لطف نہ ہوگا۔

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کی صبح کو حضرت اقدس مسیح موعود دہلی میں رونق افروز ہوئے اور نواب لوہارو کی کوٹھی بازار بلی ماراں میں فروکش ہوئے۔ جونہی حضرت کی تشریف آوری کی خبر دہلی میں مشتہر ہوئی جوق جوق لوگ حضرت کے پاس آنے شروع ہوئے بیچارے پشتہا پشت سے قہر الٰہی کے مقہور اور غضب الٰہی سے مغضوب لوگوں میں نیکی کے قبول کرنیکا مادہ ہی کہاں باقی رہا تھا کہ آدمیت کے ساتھ حضرت کا کلام سنتے اور اسپر خوض و فکر کے بعد اس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرتے۔ جہانتک انکی سمجھ تھی جیسی کہ انہیں مدت مدید کی مشقوں سے عادت پڑ گئی ہوئی تھی اس طرح کہ بیچارے ختم اللہ علی قلوبهم وعلی سمعهم کے نیچے آئے ہوئے تھے۔ اسی حد تک اور ویسی ہی اور اسیطرح انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا اور انکے کلام کو سنا۔ کلام سننا تو درکنار اگر مجلس میں اگر صرف آدمیت اور اہلیت سے ہی بیٹھتے تو غنیمت تھا۔ سارے اوصاف حمیدہ کے عوض میں بیچاروں کو ایک زبان درازی ملی ہوئی تھی وہ کب انہیں دم لینے دیتی تھی۔ آئے ہیں تو اسطرح کہ خون آنکھوں میں بھرا ہوا ہے۔ چہرہ مارے غضب اور غصہ کے کالا ہو رہا ہے گویا ان کے باپ کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے اور اس کا بدلہ لینے آتے ہیں۔ اور بیٹھتے ہی نہیں سلام علیک تک نہیں لی۔ آتے ہی دو چار پھبتیاں حضرت پر چلائی ہیں۔ دو چار گالیاں [illegible] ہیں۔ اور دو چار دھمکیاں دی ہیں۔ اور یوں بھاگتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور جو ذرا بیٹھ گئے ہیں۔ وہ کلام سننے کی غرض سے نہیں احقاق حق کی نیت سے نہیں۔ بلکہ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے جو اس کے بہانے سے غصہ میں جلد چلے جانے کی وجہ سے باقی رہ گئی تھی۔ غرض ایک نے دوسرے کا خوب ہی ہاتھ بٹایا۔ ایک ہجوم جہلا اور سفہا کا حضرت کے آس پاس ہے۔ اور آئین مہانداری اور فطرت اسلام ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ بجا لا رہے ہیں کہ انکی نظیر دنیا کے مسلمانوں میں نا پیاتی ہو۔ حضرت انکی تو تو سن رہے ہیں۔ انکی زہر آلود آنکھیں اور خون بھرے چہرے دیکھ رہے ہیں اور چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کوئی بہت ہی سر چڑھ گیا ہے۔ تو نہایت نرمی اور ملائمت سے سمجھانا شروع کیا ہے۔ مگر سمجھنے کی کس کو غرض تھی۔ وہ تو گالی دیکر ثواب حاصل کرنے آئے تھے۔ انہیں تو یہ مسئلہ سکھایا گیا تھا۔ کہ تبرے پر ہی انکی نجات منحصر ہے۔ سو سال کی بندگی سے ایک تبرا بہتر ہے مائیوں تو دہلی کے بچے اور لچے اور بڑے مشہور ہی تھے اور ہم نے اکثر ایسا سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا اور دیکھا تو جیسا سنا تھا اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر پایا۔ بیشک زباندرازی دہلی والوں کا حق ہے آجکل ان کے پاس ایک ہی زبان رہ گئی ہے اور جو کچھ ہے ان کے پاس یہی ہے۔ یوں چیر چیر کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے مویشی اپنے دہن میں جگالی کر رہا ہو۔ زبان گویا ان کے قابو میں ہی نہیں اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ انکی زبان کب بھاگ کر کہیں کی کہیں جا پہونچتی ہے۔ جی نہیں جناب انکو تو انہیں ہوش رہتا ہے مگر آگے کچھ خبر نہیں [illegible] تاریخ میں کبھی پڑھا کرتے تھے کہ دہلی والوں نے بے سروپا بھاگ کر کے قتل عام کرا دیا۔ [illegible] بچہ کو تہ تیغ بیدریغ کرا دیا۔ مگر باور نہیں آتا تھا کہ ایسا کس طرح ہوا ہوگا۔ آخر دلی میں انسان ایسے تھے اور کیا وہ ایسے ہی گئے گذرے تھے کہ انہیں اپنے نفع و ضرر کی بھی خبر نہ تھی مگر اب تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ وہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ایسے واقعات انکی بے پرکی اڑانے کی بدولت [illegible] ہوں تو تعجب کی بات ہے۔ وہ مسیح موعود کے مسئلہ کو بھی ایک کھیل سمجھے اور انہیں اپنی زبان کے چٹخارے لینے کا ایک دلپسند مشغلہ بن گیا۔ انکی طبیعتیں ٹھٹھے اور تمسخر کی پہلے سے عادی تھیں ضد اور ہٹ دھرمی گویا انکی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور "رسی تنگوڑی جل گئی لیکن بل نہ گیا" کے پورے مصداق تھے انہوں نے حضرت کی کلام معجز نظام کو ٹھیک یہودیوں کی طرح جو انجیل مسیح کی باتوں کو ٹھٹھے میں اڑاتے رہے تمسخر میں اڑانا شروع کیا اور ٹھیک اس زمانہ کے یہودیوں کی طرح حضرت اقدس مسیح موعود پر طرح طرح کے بہتان باندھنے لگے۔ اور الحاد و کفر کے نعرے بلند کرنے لگے حضرت مسیح موعود پر بھی وہی الزام لگایا گیا [illegible] یہودیوں نے حضرت مسیح [illegible] "یہ توریت کے حکموں کو ٹالتا [illegible] معانی کو بدلتا ہے۔ یہ کفر بکتا ہے" اور حالانکہ حضرت مسیح نے پکار پکار کر کہا۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں اور اسکی صداقت ظاہر کرنے آیا ہوں۔ مگر یہودیوں نے ایک نہ سنی۔ ایسے ہی حضرت اقدس نے پکار پکار کر اشتہار دیکر بلند آواز سے فرمایا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو اہل اسلام کا ہونا چاہئے۔ میں مسلمان ہوں محمدی ہوں مگر اہل دہلی نے نہ ماننا تھا نہ مانا نہ مانا۔ دہلی والو تمہیں اگر اپنی اس ضد اور ہٹ دہرمی پر اور اس حق پوشی اور یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواههم کے مصداق ہونے پر فخر اور ناز ہے۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ مگر سچ پوچھو تو ہمیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے کیونکہ اس فخر اور ناز کا انجام رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ دلی والو ہم پر خفا نہ ہونا تمہاری تہذیب اور شائستگی اور تمہاری علمیت اور فضیلت کے ثبوت میں خود تمہارے ایک ہموطن نے جو تم ہی میں سے ہے ۲۱ اکتوبر کے اشتہار میں جہالت اور خرافات بکا ہے (جسکی ہم انشاء اللہ معہ دیگر مفتریانہ اشتہارات کے اسی ضمیمہ میں صحیح واقعات سے دھجیاں اڑاتے ہیں) تمہارے چند فقرات بھی نقل کئے ہیں جنپر تمہارے اپنے ہی ہموطن سر پیٹ پیٹ کر کہہ رہے تھے "ہائے انہوں نے دلی کی آبرو خاک میں ملا دی ہائے یہ دلی والوں کی تہذیب اور شائستگی!!!"

غرض یہ تو دلی کے عوام الناس کا مختصر حال ہے جو فحش اور بد زبانی کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں اور جنکی نسبت انکے بعض اپنے ہموطن بتاتے ہیں اور ان کے حالات سنکر شرم اور حیا سے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔

اب وہاں کے رؤسا اور علماء کا حال سنئے رؤسا کی نسبت تو ہم اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جہاں عوام الناس لوگ علما کے اشتعال دلانے والی تقریروں سے برانگیختہ ہو رہے تھے۔ وہاں رؤسا بھی انکی مفتریانہ تقریروں سے متاثر تھے اور وہ بجائے اس کے کہ ایک ثالث بالخیر بنیں ایک فریق بن گئے تھے اور اس لئے ان سے بھی انصاف کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور ان پر ہمیں صرف اتنا ہی افسوس کا حق ہے کہ انہوں نے انصاف سے جو ہر ایک شہر کی معزز اور متقدر پارٹی کا خاصہ ہوا کرتا ہے کام نہ لیا اور اپنے علماء کی یکطرفہ تقریروں سے متاثر ہو کر پارٹی فیلنگ کا اظہار کیا اور انصاف کے موقعہ پر پارٹی سپرٹ کو استعمال کیا۔ اور سب سے زیادہ افسوس ہمیں انپر ہے جو محض ہمدردی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک اہل اللہ مسیحا دم کے فیض سے محروم رہے فیض کا دریا ایک ان کے گھر چلکر آیا تھا۔ مگر انہوں نے بند باندھکر اسے روکدیا اور گویا "تے نہیں پڑاؤ تو چشمہ آتے ہیں تالے" کے بموجب۔ یہ فیض کا پانی اودھر اودھر بہ نکلا مگر بیچارے دلی کے رؤسا تو محروم رہ کر

جب عوام الناس کی تو تو حد سے گذر گئی اور ایک ایک کے سمجھانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور سوائے اپنا مغز خالی کرنے اور اس کے معاوضہ میں گالیاں سننے کے اور کچھ مفاد نہ نکلا اور دہلی کے مولویوں کی افترا اور بہتان جو وہ لوگوں کو سکھا سکھا کر حضرت کے پاس سنانے بھیجتے تھے حد سے زیادہ گذر گئے تو حضرت اقدس نے ۲ اکتوبر کو ایک اشتہار بعنوان "ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علماء نامدار" دیا۔ اور اسمیں بڑے زور کے ساتھ ان جھوٹے بہتانوں اور افترا پردازیوں کی جو دہلی کے ملاؤں نے انپر لگائے تھے اور بوساطت جہلا آپ تک پہونچائے تھے تردید کی۔ اور ساتھ ہی ان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے ملاؤں کو میدان میں آنیکی دعوت دی۔ یہ اشتہار ایسے دل اور قلم سے نکلا ہے اور اسمیں اسقدر تاثیر بھری ہوئی ہے۔ کہ پتھر دل کو سنایا جاوے تو وہ بھی موم کیطرح پگھل جائیں مگر بقول حضرت اقدس ؎

بر سنگ میکند اثر ایں منطقم مگر
بے بہرہ ایں کساں ز کلام موثرم

دہلی کی سنگلاخ زمین پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ دلی کے ملاں بجائے اس کے کہ اس اشتہار کے فقرے فقرے پر غور کرتے اور اگر واقعی انکی غرض حق بینی اور احقاق حق کی تھی تو خوف خدا سے ڈرتے اور نہایت مودبانہ اور مہذبانہ طور پر ایک متنازعہ فیہ امر کا تصفیہ کرتے اور حضرت اقدس کے اقرار صالح پر جو اس اشتہار میں کیا گیا اپنے بہتانوں اور افترا پردازیوں کو واپس لیکر سعادت دارین حاصل کر لیتے وہ اور ضد پر آئے۔ اور کیوں نہ آتے انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی وہ تو عوام الناس کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے میں اپنا فائدہ سمجھ رہے تھے انہیں دنیاوی نام آوری کا لالچ تھا۔ گو اسمیں بھی انہیں سوائے اندوہ و یاس و حرمان اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ وہ اور جوش میں آئے اور انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کی تاثیر کو روکنے کے لئے مخالفانہ وعظ شروع کئے اور کلمۃ اللہ کی اشاعت کو روکنے کیلئے جہانتک کوشش کی کہ جہانتک قابو چل سکتا تھا۔ (باقی آئندہ)

میری کھلی چٹھی کا جواب آگیا!

معزز ناظرین الحکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - الحکم مطبوعہ مورخہ ۱۷ / ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء میں میری طرف سے جو کھلی چٹھی بنام مولوی کلیم اللہ صاحب مچھیانہ چھپی ہے - اسے پڑھکر آپ میں سے بعض نے جو قدردانی کے خطوط اس عاجز کو بھیجے ان کے جواب میں شکریہ کے ساتھ عرض ہے کہ وہ تعریفی کلمات حقیقت میں میرے سید و مولی خاتم الخلفاء بروز الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے سزاوار ہیں جن کی قوت قدسیہ و فیضان ملکیہ نے ہم سے ہیچمدانوں کو کسی قابل بنا دیا - ذاتی طور سے ناچیز میں کوئی طاقت نہیں - یہ سب کچھ اللہ جل شانہ کی [illegible] خاص ہے -

[illegible] آپ اس امر کے بھی منتظر ہونگے کہ مکتوب الیہ [illegible] کو کیا جواب ملا - جو عوام الناس [illegible] مشہور ہے - سو وہ جواب [illegible] درج ذیل کرتا ہوں - [illegible] الحکم [illegible] کا [illegible] علیہ السلام کی [illegible] کا ثبوت [illegible] اور [illegible] (ضرورت [illegible] کے وقت حق کے سامنے اس کا نزول ہوا ہے) سب سے نکلتا ہے - دیکھئے یہ آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے بعض علماء و مشائخ کی اخلاقی حالت کا نمونہ ہے - اللہ تعالے ہدایت بخشے سوائے دعا کے ہم کچھ اور نہیں کہتے اور بجز صبر کے کچھ نہیں کرتے - الا ماشاء اللہ - واقعی اگر ظہر الفساد فی البر والبحر (جاہل اور عالم دونو کے اخلاق میں فساد ظہور پذیر ہو گیا ہے) کا وقت نہ ہوتا تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی کیا ضرورت تھی -

نقل خط حضرت مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن مچھیانہ

مولوی امام الدین دوروٗیہ متصف باوصاف دور ویگان کو اللہ تعالے اس کار میں محکم رکھے - کلیم اللہ بکر و بعد السلام کے واضح ہو کہ امروز یک کارڈ جہلم سے مولوی فقیر محمد و مولوی کرم دین صاحب نے بھیجا کہ ظہور فرزند سامی نگشتہ (یعنی حرامزادہ

یہ ان لوگوں کے تقوے کی حالت ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم - ثم یرم بہ بریّا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا - ان الذین یرمون المحصنٰت الآیۃ

نے دو تین ورق در مذلت و اہانت و فوقیت این کہ گوش کریم نے اسکو سن نہیں سکتے - لکھا ہے جو پانی پیروں سے باہر جاتا ہے - غرض جو اس نگشتہ نے درجہ اہانت سے نہیں چھوڑا - حالانکہ [illegible] انہوں میں وہ ملزم ہوا - (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) یہ مولوی صاحب [illegible] استادی کہ [illegible] بحکم کہا ہے [illegible] ظاہر ہے اور [illegible] ذات پر نہیں بلکہ [illegible] جا سکتا ہے) اگر میں [illegible]

[illegible]

[illegible] انشاء اللہ تعالے [illegible] عبد اللہ - [illegible] اللہ تعالے [illegible] انشاء اللہ تعالے - اگر مہلت زندگانی کی ہوئی - تم جانو لوگ [illegible] عزت کی اہانت میں کیا پاداش ملیگا - فقط

(حضرات! خدارا انصاف - کیا اس کھلی چٹھی میں کوئی کلمہ یا لفظ بھی ایسا ہو - جسمیں اہانت یا بدتہذیبی پائی جاتی ہو - بخلاف اس کے دیکھئے یہ تحریر دہمکی و ننگ سے لبریز -)

احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات

نظم

از [illegible]

بنا ہے مرکز امید و خواہش قادیاں اپنا
وہ سنگ آستاں میرا ہے سنگ قادیاں اپنا
مسیح و مہدی احمد ہوا ہے پاسباں اپنا
نکالا ظلمتوں سے بنکے رہبر کارواں اپنا
ہمائے اوج ہستی ہوں فلک پہ آشیاں اپنا
لگے ہوں نو دمیدہ وہ اگر ہے بوستاں اپنا
ہے ویرانہ دل میرا بہشت جاوداں اپنا
بنایا اس دل افگار نے ہے لہلہاتا گلستاں اپنا
زمانہ ہم سے پھر جائے محبت سے پھرے کب دل
ازل سے درد الفت کا ہی تو ہے مکاں اپنا
نہ دل پہلو میں ہے نہ ہے ہمراز جاں کوئی
سنائیں کس کو ہم یارب بیان ناتواں اپنا
ہماری پوچھئے دل ہے رہین بادہ الفت
اسی کے ایک جلوہ پر ہے قربان مال و جان اپنا
فنا سا آشیاں سے نہ ہمیں ہے خبر گلشن کچھ
ہے اوڑھا ہم صفیر وہ جو تھا اک باغباں اپنا
ہماری بیکسی پہ بیکسی خود رحم کرتی ہے
الٰہی کوئی بنکے دے تسلی مہرباں اپنا
[illegible] روح و روح جان ہماری یاد تیری
[illegible] الٰہی اک جہاں ہو رازداں اپنا
[illegible] الٰہی مرہم تسکین بھی ہو
[illegible] دل [illegible] گراں اپنا
[illegible] آنسو بہاتی ہے
[illegible] نام و نشاں اپنا
[illegible] یہ زندگی اپنی
[illegible] مرغ نیم جاں اپنا
[illegible] نور احمد [illegible] عکس پڑ جائے
[illegible] ہماری آنکھ لڑ جائے

[illegible] کی بات

[illegible] تعلیم الاسلام [illegible] میں رہنے والے طلباء کے لئے کھانا کھانے کے واسطے ایک لمبا چھپر بنوانے کی ضرورت ہے اور اوسپر تقریباً [illegible] روپیہ خرچ ہونگے اس کا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہو جانا ضروری ہے رقم کوئی بڑی رقم نہیں دس بارہ آدمی ہی ملکر پورا کر سکتے ہیں -

میں لاہور - امرتسر - کپورتھلہ - سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھکر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا - بہت ہی خفیف سی رقم ہے - اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتوں میں سابق الخیرات ہیں اسے ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کر دیں یہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بھیجدی جاوے - امید ہے کہ دوبارہ یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی - اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلبا کو آنیوالے امتحان انٹرنس میں شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے ان کیلئے چالیس روپیہ مطلوب ہیں گویا کل ایکسو روپیہ آخر جنوری تک دونو ضرورتوں کے لئے بھیجدینا چاہئے - ایڈیٹر

عید الضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب ہے - احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہو جائیں تا کہ عید فنڈ جمع کریں اور قربانی کی کھالوں کو بیچ کر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ میں بھیجدیں پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تھا اب پھر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے - اگر پوری مستعدی کے ساتھ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بھی وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے - کیا ہمارے احباب کوشش نہ کرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے - میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالے کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دے گی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے - اور اگر عید فنڈ میں اسقدر روپیہ جمع کر کے انہوں نے نہ بھیجا تو پھر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند مستعد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کر کے یکدم وصول کرے - مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار - جماعت ضلع لاہور دو ہزار - جماعت ضلع لودہیانہ ایکہزار - جماعت ضلع جہلم ایکہزار - جماعت ضلع گجرات پانچسو - جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو - جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو - جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو - جماعت ضلع امرتسر ایکہزار - جماعت ریاست کپورتھلہ پانچسو - جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰ - جماعت ضلع ملتان ۲۵۰ - ضلع منٹگمری ۷۵ - ضلع لائلپور ۲۵۰ - ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار - میرٹھ مظفرنگر دہلی وغیرہ پانچسو - متفرقات ایکہزار - ضلع گورداسپور پانچسو - اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑے گی - اور شاخ دینیات کے لئے جسقدر روپیہ درکار ہوگا وہ بھی اسی طرح پر تقسیم کر کے وصول کر لیا جاویگا - آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلیں گے جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پھر جسطرح بھی چاہیں اس سے وصول کیا جاوے - ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزوں جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کرے گا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السمٰوات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائیں گے - ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں نعم المولیٰ و نعم النصیر

* مولوی صاحب اگر حنیف نہ ہوتے تو دنیا کی عزت پر لات مار کر احمدی کیوں ہوتے ۱۲ - ع ــــ انکو تکلیف فرمانے کی ضرورت نہ تھی میں خود ہی ہر دو پرچے بھیجدیتا تھے -

چند سوالون کا جواب

جے پور سے حضرت حکیم الامتہ کے نام ایک خط چند سوالون پر مشتمل آیا تھا۔ حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد سے جناب حافظ حکیم فضل دین صاحب نے اُن سوالون کا جواب لکھا ہے۔ جسکو فائدہ عام کی غرض سے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ سائل کے خط کے مطالعہ سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ انکا اپنا اخبار الحکم کس طرح پر سلسلہ کی اشاعت کا مفید ذریعہ اندرون ملک مین ثابت ہو رہا ہے۔

اس خط و کتابت کے درج کرنے سے پہلے اس امر کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین جو شیعہ کا جواب خط چھاپا گیا ہے وہ مولوی سید سرور شاہ صاحب احمدی نے لکھا تھا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ انہون نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنے مطلب کو ادا کیا ہے۔

(ایڈیٹر)

سائل کا خط

مخدوم و مکرم بندہ جناب حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب زاد لطفہ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

سنہ ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے جبکہ مین بریلی مین تھا تو اخبار الحکم دفتر روہیلکھنڈ گزٹ مین ایک دن اتفاقاً نظر سے گذرا۔ یہہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ مرزا صاحب قبلہ کے حالات معلوم ہوے اور آپ کے مسیح و مہدی موعود ہونے کی بابت آگاہی ہوئی۔ اسوقت تو مین نے آپ کی تعلیمات کو نہایت سرسری طور پر دیکھا بلکہ یون کہنا چاہئے کہ آپکے دعوون کو لایعنی خیال کیا۔ اس کے بعد مین جے پور چلا آیا اور پھر اس کی بابت کچھ توجہ بھی نہ ہوئی۔

دو سال کا ذکر ہے کہ میرے مکان کے ایک دوسرے حصہ مین ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب اخبار الحکم و ریویو آف ریلیجنز کے خریدار مین رہنے لگے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کے بہت سے خیالات کے موید ہین۔ اسلئے اون سے اکثر گفتگو ہوتی رہی۔ اور اون کے اخبارات پڑھا رہا۔ کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین وفات مسیح کا قائل ہوگیا اور اب مین پورے طور پر مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہون اور علاوہ اس کے مسیح کی بابت میرے عام مسلمانون کی طرح خیالات نہین ہین۔ لیکن ایک دوسرا مسئلہ نہین حل ہوا جسکو آپ کے سامنے پیش کرتا ہون۔ اور مجھے آپ کی ذات سے قطعی امید ہے کہ آپ ازراہ اخوت اسلامی اس ناچیز کی ضرور تشفی فرمائینگے۔ اور وہ مسئلہ

مرزا صاحب کے مسیح و مہدی موعود ہونیکی

بابت ہے اور اس مین مجھے حسب ذیل شبہات ہین

(۱) جبکہ قرآن شریف مین صاف طور پر الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی آچکا ہے تو اب اسلام کی تقویت کے لئے کسی مسیح یا مہدی کی کیا ضرورت۔

(۲) ایک آدمی تین شخصون کا بروز کیسے ہو سکتا ہے۔ اور کرشن کے لئے کوئی حدیث بھی نہین اور کرشن کی اسلام کو کیا ضرورت۔ اور پھر ہنود کرشن کے آنے کے قائل نہین وہ تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مرادآباد مین کلیا اوتار لیگا۔

(۳) مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیان غلط ثابت ہوئین۔ عبداللہ آتھم پیشین گوئی کے موافق تباہ نہ ہوا۔ مقتول مکذب پیشین گوئی کے بعد مرا۔ قادیان مین طاعون آگیا۔ حسب وعدہ اب تک دوسرا زلزلہ نہ آیا۔

(۴) مرزا صاحب نے حکم دیا ہے کہ اون ۔ کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانون سے سلام علیک نکرین اون کے پیچھے نماز نہ پڑہین۔ ایک تو پہلے ہی سے ہزارون فرقے ہو گئے ہین۔ اور ہر فرقہ ایک دوسرے کا دشمن۔ پھر مرے کو مارین شاہ مدار۔ اسوقت تو قوم کا شیرازہ ہموار کرنا چاہئے اور اتحاد کا خیال پیدا کرنا چاہئے۔

(۵) ابھی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر مین یہہ خبر پڑہی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر باوجود رمضان کے اثناء لکچر مین چائے نوشی شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ لوگون کیطرف سے یہ عذر پیش ہوا کہ سفر مین روزہ ضروری نہین۔ تو بندہ پرور یہہ حکم ہے اون سفرون کے لئے جو پیدل یا اونٹ گھوڑے کی سواری مین کئے جائین۔ مرزا صاحب کو (جو غالباً دوسرے یا پہلے درجہ مین سفر کرتے ہونگے) ایسے سفرون سے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے اور پھر ایسے سفرون مین روزہ رکہنے کی فضیلت ہے۔

غرضیکہ اسی قسم کے اور چند اعتراضات ہین جنکو مین بشرط فرصت انکے جواب وصول ہونے پر پیش کرون گا۔ لیکن یہ خیال نہ کیجیگا کہ مین مجادلہ کرنا چاہتا ہون حاشا و کلا مجھے ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے اگر مرزا صاحب سچے ہوئے تو خدا کے یہان بڑی خرابی آئیگی۔ مین مرزا صاحب کا دل سے مداح ہون اور اون کو اسلام کا بہت بڑا خیرخواہ خیال کرتا ہون۔ یہہ ہی سبب ہے کہ میرے بہت سے دوست مجھکو مرزائی احمدی قادیانی وغیرہ نامون سے یاد کرتے ہین۔

یہہ اعتراض مرزا صاحب کی تصنیفات و اخبارات الحکم و البدر و ریویو آف ریلیجنز سے بخوبی حل ہو سکتے ہین لیکن مجھے افسوس ہے کہ مین اسقدر وسعت نہین رکھتا کہ اخبارات و تصنیفات کو خرید سکون اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور آپ سے عرض کرتا ہون۔ کہ میری طرف سے مرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجیگا۔ اسکے علاوہ مولوی یعقوب علی صاحب (تراب) ایڈیٹر الحکم اور کل احمدی جماعت کے بزرگون کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجئے۔ مین آپ کا بہت ممنون ہون گا۔ فقط۔

مین ہون آپکے جواب کا منتظر۔ اور آپکا خادم
محمد عثمان بادنی

الجواب

چونکہ ایک سوال کئی سوالون پر مشتمل ہے۔ اسلئے اصل خط پر نمبر لگا دیئے گئے اور ہر ایک نمبر کا لفظ ضمن کے ساتھہ جواب دیا گیا۔

(۱) بیشک قرآن کریم کامل کتاب ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا ہرگز ہرگز یہ دعوے نہین کہ تکمیل قرآن کے لئے مبعوث ہوئے۔ بلکہ جیسا اللہ تعالے نے ولکل قوم ھاد اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم .... نے حدیث علی کل مایۃ من یجدد لھا امر دینھا مین ہر صدی پر مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ کی بعثت بھی اسی وعدہ الہی کے مطابق ہوئی۔ اور ضرورت حقہ اور سخت ضرورت کے وقت ہوئی۔

قرآن کریم تو کامل کتاب ہے۔ مگر اس کا دنیا مین پہونچانے والا چاہئے یا نہین۔ اور پھر اس کا سمجھانے والا چاہئے یا نہین۔ آخر اس قرآن کے ذریعہ کوئی مزکی مطہر کرنے والا ضرور ہے یا نہین۔ توریت یہود کے پاس ہے مگر انکا مطہر و مزکی کوئی نہین رہا اسلام مین اللہ تعالی کا فضل ہوا کہ اسمین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنکے باعث ایک جماعت مخلص دینداروں کی پیدا ہوتی رہی یہی بات مرزا صاحب مین ہے۔

(ب) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے مثل اوس رسول کے جو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ اس آیت شریفہ مین اللہ تعالے نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل موسیٰ قرار دیا۔ پس جیسے حضرت موسیٰ کے بعد سلسلہ خلافت تجدید شریعت موسوی کے لئے جاری رہا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی بھی رہنا ضروری تھا۔

(ج) بلحاظ مثلیت مذکور جیسے حضرت موسیٰ کا سلسلہ خلافت چودہوین صدی مین ایک مسیح پر ختم ہوا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی کے لئے بھی ایک مسیح کا آنا چودہوین صدی کے سر پر ضرور تھا۔ جس کی پیشگوئی اللہ تعالے نے آیت استخلاف مین فرمائی تھی۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ترجمہ۔ اللہ تعالے وعدہ فرماتا ہے کہ تم مین سے (امتہ محمدی) مومنین صالحین کو خلیفہ بنایا کریگا۔ مثل اس سلسلہ خلافت کے جو تم سے پہلے سلسلہ موسوی مین بناتا رہا۔

(د) اگر کسی کتاب کے نزول کے بعد کسی مجدد کی ضرورت نہین تو سلسلہ انبیائے بنی اسرائیل (جو تابع شریعت موسوی تھے۔ اور اون کی کتاب اوس زمانہ کی کامل کتاب تھی جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن و تفصیلا لکل شیء و ھدی و رحمۃ۔ انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی و نور) باطل ٹھیرتا ہے۔

(ہ) اگر آیت اکملت لکم دینکم کے یہہ معنے ہین کہ آیندہ کسی مصلح۔ مجدد کی ضرورت نہین تو پھر حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وہابی۔ شیعہ خارجی۔ معتزلہ۔ جہمیہ۔ معطلہ۔ قدریہ۔ یہود عیسائی۔ ہنود وغیرہ وغیرہ باوجود سخت اختلاف کے سب حق پر ماننے چاہئین۔ اگر حق پر نہین تو انکی اصلاح کے لئے آپ کے نزدیک کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہین۔ اگر نہین تو

(و) آیت وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون۔ (ترجمہ) ہم کسی بستی کو ہلاک نہین کرتے جب تک اوس کو کوی منذر پہلے نہ بھیجین وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ جبتک ہم کوئی رسول نہ بھیجین کسی قوم کو عذاب نہین دیتے۔ قیامت کے دن مجرمون پر الزام دیتے ہوئے۔ اللہ تعالے پہلے سنت اللہ کو پیش

کرتا ہے۔

یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھٰذا قالوا شھدنا علٰے انفسھم وغرتھم الحیٰوۃ الدنیا و شھدوا علٰے انفسھم انھم کانوا کافرین ذالک بان لم یکن ربک مھلک القرٰے بظلم واھلھا غافلون۔

ترجمہ۔ اے جن وانس کے گروہ کیا بیچ تم میں سے تمہارے پاس کوئی رسول نہیں بہیجا تہا جنہنے میرے احکام تمپر بیان کئے ہون اور تم کو قیامت سے ڈراوین۔ وہ اقرار کرینگے کہ ان کو دنیوی زندگی نے دہوکہ دیا تہا۔ اور یہ بہی اقرار کرینگے کہ وہ رسولون اور اُنکی تعلیم سے منکر تہے۔ یہہ الزام اس سبب سے انپر قائم ہوگا کہ تیرے رب کی یہ عادت ہی نہین کہ بستیون کو ہلاک کرے۔ جبکہ انکو رسولون اور انکی تعلیم اور انذار کی خبر بہی نہ ہو۔

اور آیت ولکل قوم ھاد ہرایک قوم کے لئے کوئی ہادی ہوگا۔ اور وما کان ربک مھلک القرٰی حتٰے یبعث فی امھا رسولاً۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ بستیون کو ہلاک نہین کیا کرتا یہانتک کہ پہلے بہیج لیتا ہے اون کے ام القری مین کوئی رسول وآیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ترجمہ پہلے لکھا گیا۔

آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ترجمہ۔ اور کچہہ اور لوگ بہی مسلمانون مین سے جو ابہی انکا الحاق ان صحابہ کے ساتہہ نہین ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہین۔ تو سلمان فارسی کی ران یا کاندہون پر ہاتہہ رکہکر فرمایا وہ ان مین سے ہونگے الیٰ اٰخر الحدیث وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ایکزمانہ مین تم (اہل اسلام) اپنے مذہب کے پابند نہ ہوگے تو ایک اور قوم سوائے تمہارے اللہ تعالےٰ بدلاویگا اور اس کے ساتہہ ہی اوسی مضمون کی حدیث ہے۔ وآیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہمنے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو تقوی اختیار کرو اور تقوی تب حاصل کرسکوگے کہ صادقین کی معیت اختیار کرو۔

آیت ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون۔ اگر ہم چاہین گے تو تم سے جو جو ملائکہ سیرۃ ہونگے اونکو ملک مین خلیفہ بنادیا کرینگے۔

ودیگر آیات متعلقہ پیشگوئی بعثت ملمورین و مرسلین وآیات متعلقہ زمانہ مسیح واحادیث متعلقہ آمد مہدی ومسیح وعلامات جو بعض وقوع مین آچکے اور بعض آرہے ہین۔ لغو اور باطل ٹہیرتے ہین نعوذ باللہ منہا۔

(۲) سوال۔ ایک آدمی تین کا بروز کیسے ہوسکتا ہے۔ ضمن اوّل۔

جواب (الف) اگر آپ اپنے نام پر ہی غور فرماتے تو یہ سوال پیدا ہی نہ ہوتا۔

کیا سچ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے وکاین من اٰیۃ فی السماوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ ترجمہ۔ کئی نشان ہین آسمان وزمین مین کہ لوگ اسپر بلا غور وتامل بے پروائی کرکر گذر جاتے ہین۔ یہہ آپکے گہر مین ہی جواب موجود تہا۔ آپکے نام مین آپکے والدین نے بروز محمدؐ وبروز عثمان ہونے کا دعوٰے کیا ہے اور آپ نے تسلیم کرلیا۔ کیا آدعوٰی غلط ہے یا صحیح اور لطف کی بات یہ ہے کہ محمدؐ کے اوپر ص لکھہ کر صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کر دیا ہے۔

(ب) قرآن مجید نے تہوڑون کو بہتون کا بروز قرار دیا ہے۔ جیسے ۷ گائین اور ۷ سنبل خشک کو سات سات سال کی کروڑ در کروڑ گائین اور سنبلات خشک کا مظہر قرار دیا اور اسی طرح گائین فربہ اور سنبل تازہ کا نظارہ۔

دوسرا بنی اسرائیل موجودہ زمانہ نبوی کو بروزا ون تمام بنی اسرائیل کا قرار دیا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے چلکر زمانہ نبویؐ تک دو ہزار سال تک کروڑون در کروڑون گذر چکے تہے جیسے فرمایا واذ نجیناکم من اٰل فرعون ہمنے تم کو فرعونیون سے چہوڑا یا۔ یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم تمہارے بیٹون کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیون کو زندہ رکہتے۔ واذ فرقنا بکم البحر جبکہ ہم نے اوس دریا کو تمہاری خاطر جدا کیا ثم اتخذتم العجل تمنے بچہڑے کی پرستش شروع کردی واذ قلتم یاموسیٰ لن نومن لک حتٰے نری اللہ جھرۃ جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تو خدا کو بلا کہلا کہلا دیکہے ہرگز نہین مانینگے۔ فاخذتکم الصاعقۃ۔ تمکو عذاب نے پکڑ لیا۔ وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوٰی۔ ہمنے تمپر اوس ابر کا سایہ کیا اور وہ من اور وہ سلوی تمپر نازل کیا واذ اخذنا میثاقکم جب ہم نے تمسے پختہ عہد لیا پہر فرمایا تمکو بادشاہ بنایا تم مین انبیاء بنائے۔ تمکو خنزیر بنایا بندر بنلیا وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا بنی اسرائیل کو سور اور بندر کا بروز فرمایا اور پہر انہین کو عبد الطاغوت بہی فرمایا۔

چوتہا بہتون کو تہوڑون کا بروز بہی فرمایا جیسے واذا خلوا الیٰ شیاطینھم۔ ترجمہ۔ جب منافق اپنے سردارون کے پاس گئے جو بروز شیطان تہے۔ اور ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون ترجمہ سوال اوّل جواب حرف واؤ مین گذرا۔ چنانچہ ملایک خلیفہ بنائے گئے۔ اور ابتک بنائے جارہے ہین دیکہو آیت استخلاف۔

پانچوان آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکہو اس کے ٹائٹل پیچ پر لکہا ہوگا۔ من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون آوان وغیرہ وغیرہ کیا یہ بہی بہتون کا بروز ہے یا نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت آپ کو معلوم نہین ورنہ آپ کو اسقدر یہ لفظ گران نگذرتا۔ بروزی نام ایک شخص کا لقب یا خطاب ہوتا ہے جو اوس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بہی ہے سخی بہی ہے۔ تو اوسکو شیر بہی کہین گے اور حاتم بہی۔ اگر آپ نامون مین غور کرین تو دو دو تین تین بزرگون کے نام ایک ایک نام مین پائینگے۔ جیسے آپکا نام آپکے والدین نے بطور تفاؤل اس مین دو نام جمع کئے۔ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح نیک دیندار وبرائے قوم خادم اسلام ہو اور عثمان کیطرح سخی اور   ۔ یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فسادات اندرونی مہدی۔ اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالےٰ نے رکہہ دیا۔

ضمن دوم۔ کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین۔

جواب (الف) کیا آپ نے کل احادیث نبوی کا احاطہ کرلیا ہے

(ب) کیا آپ کو کل احادیث کے معنی بذریعہ الہام حل ہوچکے ہین۔

(ج) کیا جو سنے پیشگوئیون کے قبل وقوع پیشگوئیون کے کئے جاتے ہیت۔ اللہ تعالےٰ ہی اون معانی کا پابند ہوتا ہے۔

(د) پیشگوئیون کے الفاظ کئی پہلو پر سچائی رکہتے ہین۔ کیا کسی کو قبل از وقوع خود بخود علم ہوسکتا ہے کہ کس وجہ پر اللہ تعالےٰ اسکو واقع کرے گا۔

(ہ) اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ سیریکم اٰیاتہ فتعرفونھا اللہ تعالےٰ جب تم کو نشان دکہلاوے گا۔ اُسکے بعد تم اونکو سمجہہ سکوگے۔

(و) یہود نے نزول ایلیا کے معنے بجسدہ العنصری کیا اور مسیح کو نمانا۔

(ز) اس زمانہ کے مولویون نے مسیح اسرائیلی کو بجسدہ العنصری نازل کرنا چاہا حالانکہ وہ فوت ہوچکے ہین۔

(ح) کیا احادیث مین دوسرے تمام ہادیو کے نام درج ہین کہ کرشن کا نام درج احادیث ہونے سے رہ گیا۔

(ط) کیا گذشتہ مہدیون مجددون کو آپ نے اسی شرط سے مانا ہے کہ اون کے نام احادیث مین درج تہے۔

(ی) احادیث مین صرف لفظ مہدی آتا ہے جسکے معنے ہین ہدایت والا۔ سو بقدر مہدی آجتک گذر چکے ہین کسیکا نام احمد اور کسی کا محمد کسی کا [illegible] اور کسی کا [illegible] تہا۔

یا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ترجمہ۔ کوئی بہی امت یا گروہ نہین جس مین کوئی نذیر [illegible] [illegible] آیات مندرجہ جواب اول حرف واؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنود کے اندر بہی ہادی گذرے ہین اور حضرت مجدد صاحب اور حضرت مظہر جان جانان صاحب نے کرشن جی کی نسبت تصریح بہی کی ہے۔

ضمن سوم سوال دوم۔ ہنود کرشن کے آنے کے قائل نہین۔

جواب

(الف) کیا آپ نے کل فرقہ ہائے ہنود سے کامل تحقیق کرلیا ہے۔

(ب) یا آپنے کل مذہبی کتب کل فرقہ ہائے ہنود کو اچہی طرح پڑہ لیا ہے۔

(ج) کیا ممکن نہین کہ ہنود بسبب دعوے مرزا صاحب بابت بروز کرشن جی تعصب کے سبب انکار کرتے ہون۔

(د) اگر کوئی فرقہ فی الواقع کرشن کے آنے کا انکاری ہو تو اس سے اوس پیشگوئی کا ابطال کسطرح لازم آتا ہے کیونکہ اہل اسلام مین فرقہ نیچری ومعتزلہ کے مسیح [illegible] کے آنے کے

قائل نہیں مگر واقعات ہمیشہ اسکی تکذیب کرتے رہے۔

ضمن نہم سوال دوم - وہ (ہنود) تو کہتے ہیں کہ سنبھل ضلع مراد آباد مین کلکی اوتار ہوے گا۔

جواب - (الف) دیکھو سوال دوم ضمن دوم کہ پیشگوئی کے معنے قبل از وقت نہیں ہو سکتے۔ **سیریکم آیاتہ فتعرفونہا**

(ب) پیشگوئی کے معنے قبل از وقت کا نفہم جو یہود کو پہونچا اوس کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم استکبرتم - جب کبھی تمہارے پاس رسول آیا اور وہ تمہارے معنے کردہ علامات کے خلاف علامات رکھتا تھا تو تم نے بسبب تکبر کے نہ مانا اور تمہاری معانی پر ہی اڑے رہے اسکی تصریح اس آیت سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات فرحوا بما عندہم من العلم - جب ان کے پاس رسول آئے تو ان کو اسواسطے نہ مانا کہ جو کچھ علم پہلے ان کو تھا اسی پر نازان فرحان رہے یعنے پیشگوئیون کے جو معنے کر چکے تھے اسکے خلاف معانی کو منظور نہ کیا جو واقعات سے ظاہر ہوے۔

(ج) ہنود نے تعین شہر سنبھل میں ویسے ہی غلطی کہائی جیسے مسلمانون نے شہر دمشق کے شرقی منارہ کے مسجد کے مقرر کرنے مین غلطی کہائی مگر واقعات نے دونون کو غلط قرار دیا۔ جیسے ملاکی مسیح اسرائیلی کو بعینہٖ آنا ماننے تہے مگر آپ نے حضرت یحییٰ و دیگر آیات سے اور واقعات سے - اسکے خلاف

(۳) **سوال سوم** ضمن اول مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیان غلط ثابت ہوئین۔

جواب (الف)

عجیب فیصلہ ہے کہ ایک پیشگوئی کی غلط فہمی کے سبب اکثر سے انکار کر دیا۔

(ب) اگر اکثر غلط ثابت ہوئین تو معلوم ہوا کچھ تو پوری بھی ہوئین - تو آپ نے پوری شدہ پیشگوئیون سے فائدہ اٹھایا ہوتا اور اکثر کا علم حسن ظن کر کر حوالہ بخدا کرتے اور تحقیق کرتے کہ فیصلہ کرنے مین ایسی جلدی نہ کرتے۔

(ج) مومن کو چاہیئے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایمان لاوے یا ایک حصہ کے پورا ہونے پر - جیسے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو پیشگوئی فرمائی - انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

ترجمہ - ہم اس بچہ (کو (دریا مین سے نکال کر پہر) تیرے ہی پاس پہونچا دینگے اور اسکو رسول بھی بنادینگے

پہر فرمایا کہ فرددنٰہ الی امہ کی تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق و لکن اکثرہم لا یعلمون - ہم نے موسیٰ کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تا کہ اس کی آنکہیں ٹھنڈی ہون اور سمجہے کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے رسالت باقی ہے وہ بھی سچا ہی ہے - مگر ایسی باتون کو اکثر یعنے ہلکے نہین سمجہا کرتے۔

ضمن دوم عبداللہ آتہم پیشگوئی کے موافق تباہ نہ ہوا -

جواب - عبداللہ آتہم ٹہیک پیشگوئی کے موافق مرا اور وہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

اگر عبداللہ آتہم پندرہ ماہ کے اندر مرتا تو پیشگوئی کا ایک حصہ فضول اور ردی ٹہر جاتا۔ کیونکہ الفاظ پیشگوئی کے یہ ہین

جو فریق عمداً جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے ...... پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جاویگا ...... بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نکرے۔

اس پیشگوئی کے دو حصہ ہین تاویہ مین گرایا جانا رجوع کرنا اگر وہ پندرہ ماہ کے اندر مر جاتا تو دوسرا حصہ دوم غلط ٹہرتی - جو خدا کے کلام مین نقص ہے - وہ سرا یہ کلام علام الغیوب خدا کا ہے اگر مرنا مانا جاوے - لیس یہ الفاظ الہام یہ بتا رہے ہین کہ یہ ہین کہ اول وہ رجوع کرے - اور اسکو بسبب رجوع مہلت ملے - اور اس کے بعد وہ ہاویہ مین گرایا جاوے - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اول اوس نے سچی شہادت کو چہپایا اور عمداً جہوٹ کا اختیار کیا تو لئی اداشتہارون کے مطابق ۷ ماہ مین مر گیا سو اول اوس کے رجوع کرنے سے ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا اور اسکو بسبب رجوع کے موافق الفاظ الہام کے شرط کا پورا ہونے سے مہلت ملے - پہر جہوٹ عملاً اختیار کرنے سے سزا ہوا ہے -

اب رجوع کے سبب مہلت کیون ملی - سو یہ سنت اللہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کسی کا عمل ذرہ بہر بہی ضائع نہین کرتا - فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ترجمہ - جو ذرہ بہر بہی خوبی کرے اسکا عوض دیکہیگا - ولا یظلمون نقیراً - اللہ تعالےٰ کسی کا نقصان اتنا بہی نہین کرتا ہے جتنا کہجور کی گٹھلی کے پیٹھ پر گڑہا ہوتا ہے - ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا اللہ تعالےٰ کسی کا ذرہ بہر بہی نقصان نہین کرتا بلکہ اگر کسی کی خوبی ہو تو اوس کو بڑہاتا ہے -

دوسرا حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو حسب الہام ہلاکت کی پیشگوئی کی تہی - باوجودیکہ

وہ پیشگوئی بلا شرط تہی مگر انکے رجوع پر اللہ تعالیٰ نے اونکو صرف مہلت ہی نہین دی بلکہ عذاب کو اون کے سر سے بالکل ٹلا دیا - غرض اللہ تعالےٰ بعض وعدون مین بھی کسی حکمت سے مہلت ڈال دیا کرتا ہے جیسے وعدہ (وعدہ عذاب) مین جیسے وہ وعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ و اتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور پہر اسی مین دس اور اسکو پورا کیا۔

اب رہی یہ بات کہ کیا ثبوت ہے کہ عبداللہ آتہم نے رجوع کیا سو اس کا جواب یہ ہے کہ

(الف) الہام الٰہی سے اسکا رجوع معلوم ہوا جو حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے الہام کیا۔

(ب) عبداللہ آتہم کے افعال سے کہ آتہم ایک بڑا سخت دشمن اسلام تہا جسنے بغیر اسکے کہ کوئی اہل اسلام مین سے اسکے ساتھ مقابلہ کرے - خود بخود اس کتاب اندرونہ بائبل مین اسلام اور حضرت سید ولد آدم کو بہت گستاخی سے یاد کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دجال کہکر شایع کیا تہا - مگر جب پیشگوئی کے ایک الفاظ سنے تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا ایک لفظ شایع نہین کیا حالانکہ پہلے بڑی شدت سے اسکو سہا رہا ہے ہی ٹہر تہا سابقہ اور بے ادبی کرنیکا حوصلہ رہتا اگر دل مین رجوع نکرتا - اول اس لیئے کہ اسلام کیطرف سے اسکا مقابلہ ہوا جب اہلا متفا بلہ ایسا سخت بے ادب تہا تو اسنے کیون از خود خاموشی اختیار کی - دوم اسلیئے کہ وہ سخت دشمن اسلام تہا اب باوجود دشمنی بڑہ جانے کے ادلٹا خاموش ہوگیا۔

تیسرا اسلیئے کہ اسلام کیطرف سے اوس کی جان پر سخت حملہ ہوا کہ اوس کی موت کی پیشگوئی کی گئی۔

چوتہا اسلیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا اور بذریعہ اشتہارات ورسائل شایع کر دیا کہ اسنے حق کی طرف رجوع کیا اگر رجوع نہین کیا تو قسم اٹہا وے کہ اس نے رجوع نہین کیا تو ایک ہزار روپیہ لے مگر اس نے جواب تک نہین دیا۔

پانچوان اگر اسنے رجوع نہین کیا تہا تو جب حضرت مرزا صاحب نے اشتہارات انعامی ایک ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار - اور تین رسائل اسی مضمون کے شایع کئے تہے

کم سے کم اپنا انکار از رجوع تو شایع کر دیتا۔

چہٹا - جب کہ وہ دشمن اسلام تہا اور مرزا صاحب حامی اسلام اور مدعی الہام - پہر اس لیئے بھی اسکو ضروری تہا کہ تکذیب مرزا صاحب والہام مرزا صاحب ضرور تہا کہ اپنا انکار شایع کرے حالانکہ اس نے جواب تک بھی نہین دیا۔

ساتوان - جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ اسکے نزدیک غلط تہا تو کسقدر جرأت کے ساتھ اسکو در میدان نکلکر انکار از رجوع کو شایع کرنا ضروری تہا جو ایک لفظ بھی شایع نہین کیا۔

ضمن سوم - مقتول لکھرام پیشگوئی کے بعد مرا ہے - اگر مقتول لکہرام سے آپکی مراد لکہرام ہے تو اس کی موت چہہ سال کے اندر ہوئی - جیسے کہ پیشگوئی کے الفاظ ظاہر ہین اور اسکے گواہ مسلمان - عیسائی - ہنود - خصوصاً آریہ بھی ہین - کہ وہ مہینہ کے اندر قتل ہوا اور کوئی گرفتار نہ ہوا ... بلکہ اسکی ہلاکت پر آریہ نے شور مچایا۔

ضمن چہارم - قادیان مین طاعون آگیا -

جواب - (الف) تعجب ہے کہ آپنے اپنے کسی سوال مین بھی مرزا صاحب کی کسی تصنیف کا بھی حوالہ نہین دیا اور نہ اس سوال مین -

(ب) مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز کسی کتاب مین بھی یہ نہین لکہا کہ مجہے الہام ہوا ہے کہ قادیان مین طاعون نہین آئیگا۔

(ج) الفاظ الہامات سے تو اسکے عکس ظاہر ہوتا ہے - کہ قادیان مین ضرور ضرور طاعون ہوگا -

الہام اول لولا الاکرام لہلک المقام یعنے اگر مرزا صاحب کی عزت کا پاس نہوتا تو یہان مخالفین باشندے اس قابل تہے کہ سارے کے سارے ہلاک کیئے جاتے بسبب شامت اعمال کے - ملکہ ایسا سخت عذاب آتا کہ ان کے رہنے کی جگہ بہی تباہ اور ویران کی جاتی -

الہام دوم - انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار - جو لوگ مرزا صاحب کے دار مین رہتے ہین - مین اون کی حفاظت کرون گا - تاں تکبر والے اس سے مستثنےٰ ہین - اگر شہر مین طاعون ہی نہین آنا تہا تو اس الہام کی ضرورت ہی کیا تہی - اور اس حفاظت کے کیا معنی۔

تیسرا الہام جو اصل مین پہلا الہام ہے اور طاعون کے متعلق سب سے پہلے یہی الہام ہوا ہے - انہ اوی القریۃ یعنے اللہ تعالےٰ نے اس بستی کو پناہ دی ہے - پیشگوئیون کا قاعدہ ہے -

کہ انکے معنے بعد وقوع ہی ہو سکتے - بجائے کار جب طاعون ختم ہو جاویگا اوسوقت تک اس کا انتظار کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے کی مراد اس پناہ دینے سے کیا ہے - انسان عالم الغیب نہیں کہ خود بخود اپنے اجتہادی معنے کر کے انکی صحت پر یقین کرے کیونکہ پیشگوئیوں کے الفاظ عموماً محتمل ہوتے ہیں - چنانچہ اسکے تفصیل سوالات صدر میں لکھی جاچکی ہے لہذا اصل الفاظ الہام سے جو معانے بلحاظ حالات موجودہ اسوقت تک ہو سکتے ہیں یہہ ہیں -

اوّل اللہ تعالے اس شہر کو اوس افراتفری سے بچا دیگا جو اور شہروں میں بسبب طاعون لوگوں کو گہروں سے نکلنے میں اور باہر سرد یون بارشون میں رہنے سے واقع ہوئی -

دوسرا اوس تباہی سے جو اور شہروں میں بسبب طاعون کے شہر سے نکلنے نہ نکلنے اور حکم سرکار نہ ماننے سے واقع ہوئی -

تیسرا اوس مصیبت سے جو بعض شہروں کو منتظمین طاعون کی مخالفت اور مقابلہ کے سبب سزایاب ہونے سے ہوئی -

چوتہا اس تباہی سے جو بسبب ٹیکہ لگانیکے بعض شہروں میں وقوع میں آئے یہانتک کہ بعض مکانات میں ٹیکہ والے کل کے کل ہلاک ہو گئے -

پانچوان طاعون جارف سے بچاوے جو شہر کو ایسا آدمیوں سے بسبب موت طاعون خالی کردیتا ہے جیساکہ جہاڑو دینے سے مکان خس وخاشاک سے خالی ہو جاتا ہے چنانچہ کی بستیاں ایسی بہی ہیں کہ جن کے کل باشندے مر گئے اور کوئی بہی باقی نہ رہا - الاماشاء اللہ -

چہٹا الہام ۱۵ و ۲۳ کو ملانے سے یہہ معنے بہی ہو سکتے ہیں کہ طاعون شروع ہو کر پہر ہمیشہ کے لئے موقوف ہو جاوے کیونکہ آوی کے معنے ہیں کہ سختی کے بعد کسی کو پناہ دیجاوے - جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے (جبکہ اہل قریہ نے مہمانوں کے معاملہ میں اون کو سخت تنگ کیا) فرمایا

او اوی الی رکن شدید - ترجمہ - میں کسی مضبوط رکن کی پناہ لون -

ساتوان چونکہ اللہ تعالے قادر علام الغیوب کا کلام ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے کی غرض ان تمام امور سے حفاظت کی ہو اور اون حفاظتوں کی بہی جو آیندہ وقتاً فوقتاً واقع ہوں -

ضمن پنجم - زلزلہ کی پیشگوئی تہی اتبک نہیں آیا -

جواب

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ - ترجمہ اللہ تعالے کا حکم آگیا اسکی جلدی نہ مانگو - اللہ تعالے اپنے افعال کا آپ مالک مختار ہے وہ تو بعض وقت اوقات معینہ میں بہی توقف کردیتا ہے - جیسے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ - تیس رات کا وعدہ چالیس میں پورا ہوا - بعض وقت بالکل ہی ٹلا دیتا ہے - جیسے یونس علیہ السلام کی پیشگوئی چالیس روز کے لئے وہ بالکل موقوف ہو گئی مگر تعجب کہ اس زلزلہ کی پیشگوئی میں کوئی وقت مقرر نہیں پہر اسکا پورا نہ ہونا چہ معنے دارد -

اگر آپ زلزلہ کی پیشگوئی کو انصاف اور غور سے پڑہتے تو آپ زلزلہ پر ضرور ایمان لاتے کیونکہ زلزلہ سے پہلے سیلاب کی پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے سے بہت سا ملک ہلاک و ویران ہوا - اب زلزلہ کا آنا باقی ہے وہ پیشگوئی بہی ضرور ضرور پوری ہوگی اور بعد وقوع شناخت کی جاوے گی - عذاب ہمیشہ بغتۃً آیا کرتے ہیں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے حتے اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃً - یعنے جب مخالف لوگ خوب فرح اور غفلت میں آگئے اپنے مال اولاد دولت علم وغیرہ کے سبب - تو ہم نے اچانک پکڑ لیا -

اور فرمایا

حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا - رسول اپنی قوم کی ہدایت سے ناامید ہو گئے - اور دوسری طرف قوم نے بہی تکذیب میں وہ ترقی کی کہ پیشگوئیوں کی نسبت بہی کہنے لگے کہ یہ پیشگوئی بہی آخر جہوٹی ہی نکلی تو ہماری مدد آگئی -

(۴) **سوال** ضمن اول - مرزا صاحب نے منع کیا ہے کہ ان کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانوں سے سلام علیک نہ کریں -

جواب - یہہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے - سلام تو کافر سے بہی منع نہیں - واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً - جب اون کے ساتہہ جاہل اپنی جہالت کے ساتہہ پیش آتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر چلے جاتے ہیں - فاصفح عنھم وقل سلام - اون سے مونہہ پہیر لے اور سلام کہدے -

ضمن دوم - انکے پیچہے نماز پڑہنا منع ہے -

جواب - یہہ سچ ہے اور ضرور ایسا ہونا ضروری ہے -

(الف) جو مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں جہوٹا سمجہتا ہے - - - - - - - - - - - وہ انکو کافر بلکہ اکفر سمجہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم فمن افتری علے اللہ کذباً او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ - ترجمہ - جو شخص اللہ تعالے پر جہوٹہہ بولے اور جبکہ وحی نہ ہوتی ہو وہ وحی کا دعویٰ کرے اوس سے بڑہکر کوئی کافر نہیں - سو مومن کا مکفر کافر ہے اسکے پیچہے نماز جائز نہیں -

(ب) جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے اوسکو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہیں - سو نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے -

ضمن ۳ - پہلے فرقے بہت تہے مرزا صاحب نے اور اختلاف ڈالدیا -

جواب

یہہ عجب سوال ہے بلکہ اعجب تمام انبیا اور مصلحین کی ضرورتوں پر پانی پہیر دینے والا سوال ہے - اگر نبی اور مصلح ہر ایک کے فعل کو جائز رکہے - تو فرمائیے اسکی بعثت کی کیا ضرورت -

بعثت مامورین تو خاص رفع فسادات وعقاید کے واعمال باطلہ کے لئے ہوتی ہے پس اگر وہ بہی ست بچنی ہے تو اسکے آنی کا کیا فائدہ - "نیز سارے لوگ ہدایت نہیں پایا کرتے بلکہ بعض لوگ - دنیا میں سدا اختلاف رہیگا"

دوسرا آپ سوال اول کے جوابات پر دوبارہ غور کریں -

تیسرا ذرا آپ ہی انصاف اور غور سے فرمائیں کہ جو مصلح آوے - شیعہ کے ساتہہ باوجود تبرا بازی کے - خوارج کے ساتہہ باوجود بے ادبی صحابہ کے - عیسائیوں کے ساتہہ باوجود عاجز انسان کو خدا بناتے اور مردہ کی پرستش کرنے اور خاندان رسالت پر سخت سے سخت الفاظ بے ادبانہ نکالنے اور اسلام کی تردید کرنے کے - اور اسی طرح دیگر مذاہب کے ساتہہ باوجود قسم قسم کے اختلافوں کے اگر صلح کرے تو کس طرح کرے -

چوتہا جسکو آپ اختلاف سمجہے ہیں وہ تو عین اتفاق ہے مثلاً مقلد غیر مقلد شیعہ خارجی عیسائی سکہہ - آریہ - ہندو جو اس جماعت میں داخل ہوں گے - وہ اتحاد ہوگا یا اختلاف وہ اختلاف سے نکالکر اتحاد میں داخل کر کر ایک جماعت تیار کی ہے - جو اسوقت تین لاکہہ سے زاید مختلف فرقوں سے نکلکر ہو چکی ہے -

(۵) **سوال** - مرزا صاحب نے باوجود ۔۔۔ کے اثنائے لکچر میں چاء نوشی کی ۔۔۔ حکم ہے اون سفروں کا جو پیدل ۔۔۔ گہوڑے پر ہوں -

جواب - قرآن مجید میں اللہ تعالے نے سفر اور مرض کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی - پہر انسان کو اختیار نہیں کہ اللہ تعالے کے کسی حکم عام کی تخصیص کرے -

(ب) اپنی طرف سے کوئی شریعت بنانا یہہ تو علامات دجّال میں سے ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریگا -

(ج) اللہ تعالے نے قرآن مجید میں مطلق مسافر ومریض کے لئے فرمایا ہے

فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر + جو مریض یا سفر پر ہووے اتنے دن گنتی کے روزہ رکہدے سو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ رکہنا ہی جائز نہیں - کیونکہ یہ علام الغیوب یعلم السر واخفیٰ کا کلام ہے اور وہ جانتا تہا کہ ریل کا زمانہ بہی آنے والا ہے بلکہ علامات زمانہ مسیح میں ریل کی پیشگوئی بہی کردی تہی باوجود علم کے اوسنے کوئی قید نہیں لگائی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مسافر روزہ اثناء سفر ومرض میں رکہے تو پہر بہی اتنے دنوں کے روزے رکہدے اور وہ روزے اسکے جرمانہ میں گئے -

حاجی حکیم فضل الدین از قادیان
۲۳ - جنوری ۱۹۰۶ء

---

(۱) وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ نور الدین احمدی ولد میاں اللہ بخش صاحب مرحوم ساکن لاہور حال کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی کا ہوں - میں بقائمی ہوش وحواس وصیت کرتا ہوں اور لکہے دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا نوان حصہ بغرض اشاعت اسلام کمیٹی متعلقہ بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان کے حوالہ کردیا جائے - اور میرے کسی رشتہ دار یا غیر کو ہرگز ہرگز حق نہ ہوگا کہ میری اس وصیت کے خلاف کرے +

یہہ اسلئے لکہدیا جاتا ہے کہ سند رہے +

گواہ شد — العبد
کلرک سالگرام کمپنی ڈلہوزی - ۲۲ - جنوری ۱۹۰۶ء — نور الدین احمدی کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی - ۲۲ - جنوری ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور امامنا و مرشدنا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مین چاہتا ہون - کہ حسب الحکم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وصیّت لکھکر پیش کرون لہذا عرض ہے - کہ

(۱) میرے پاس قریبًا پانچ گھماؤن زمین ہے مین اسکا پانچوین حصّہ کے حساب سے جو زمین ہے جسکا نمبر خسرہ ۱۰۵۱ نمبر بندوبست ۴۷ رقبہ ۴ کنال - ۹ مرلے - دوسرا نمبر خسرہ ۱۰۵۲ نمبر بندوبست ۱۹۸ رقبہ ۲ کنال دس مرلے آج سے وقف کرتا ہون - یہہ زمین موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور مین واقع ہے -

(۲) مین اپنے مکان کو جو مینے یہان آکر مبلغ ایک صدر روپیہ کو خریدا تہا - آج سے وقف کرتا ہون - شرط یہ ہے کہ جبتک مین زندہ رہون - اسمین رہائش رکہون اور اس عرصہ کے لئے اسکی مرمت وغیرہ مین خود اپنے خرچ سے کرواتا رہونگا - اور ہر ماہوار بطور کرایہ ارسال خدمت کرتا رہون گا -

(۳) میرے پاس اسوقت ۲۰۰ روپیہ ہین - انکا دسوان حصہ انشاء اللہ تعالےٰ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو پیش خدمت کرونگا -

(۴) میری تنخواہ مبلغ ۱۰ ہے - جسمین سے حسب دستور سابق مبلغ ۱ ماہوار ارسال خدمت کرتا رہون گا -

حضور دعا فرماوین - کہ خدا تعالےٰ توفیق دے کہ مین اس عہد پر قایم رہ سکون -

عرضی

میان محمد حسن ملازم دفتر میگزین قادیان دار الامان

محمد حسن احمدی بقلم خود

۲۶ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء

گواہ شد

بقلم خود عبد الرحیم سیکنڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دار الامان

گواہ شد

اللہ داد ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان

*

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین - والصّلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین ہے - اسلئے مین مفصلہ ذیل وصیّت لکھہ کر اپنے لواحقون کے حوالہ کرتا ہون - کہ میری موت کے بعد اس پر عمل درآمد کرین - اسکی نقل اخبار بدر اور الحکم مین بہی شایع کی جاوے -

اول - یہہ وصیت ہے - کہ میری موت کے بعد خمس یعنی پانچوان حصّہ میرے تمام ترکہ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو برائے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن شریف دیا جاوے -

دوم - میری میت کو ایک صندوق مین بند کرکے بمقام قادیان بخدمت حضرت اقدس علیہ السلام یا انکے جانشین کے - برائے دفن در قبرستان موسومہ بہ بہشتی مقبرہ پہونچایا جاوے + اگر میری میّت پیشتر قبرستان کی تکمیل کے واقع ہو جاوے - تو میرے وارثون کو چاہئے کہ میری میّت کو ایک صندوق مین امانت کرکے دفن کر دیوین - اور جسوقت قادیان کا قبرستان تیار ہو جاوے - میرے صندوق کو قادیان مین پہونچایا جاوے -

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الصمد جمال الدین ولد شیخ سلطان عافاہ اللہ وایدہ ساکن گوجرانوالہ ٹریفک کنٹرولر ملتان ڈسٹرکٹ ۴ جنوری ۱۹۰۶ء

آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر سرسری نظر

قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر کسیقدر ریمارک الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین کر چکا ہون - اور اب مجھے نہایت ہی مختصر طور پر دو تین امور کا ذکر کرنا ہے انمین سے ایک تو پنڈت پورنانند صاحب ایڈیٹر آریہ پرتی ندہی کا لیکچر ہے جو انہون نے **سودیشی تحریک** کے متعلق دیا + قادیان کی آریہ سماج کے لئے فی الحقیقت سودیشی تحریک پر لیکچر دلوانے کیواسطے یہ عمدہ موقع تہا - دیہات کے سکھہ زمیندار بہی **جلسہ** مین آئے ہوئے تہے - یہہ لوگ جس مذاق پر آتے ہین وہ تو پوشیدہ امر نہین تاہم ایک معقول حاضری مین پنڈت جی نے دیسی کہانڈ اور دوسری اشیاء کے استعمال کے لئے پرزور الفاظ مین لوگون کو توجہ دلائی - اور اسی ایک ذریعہ کو قوم اور ملک کے اودہار اور سدہار کا ذریعہ بتایا (چلو آریہ سماج کے دوسرے مقاصد سے چہٹی ہوئی - ایڈیٹر) بلکہ یہانتک بہی بیان کیا کہ اگر تم ایسا نکروگے تو نہین معلوم تم اور تمہارا ملک کس حد تک گر جائیگا - اور کہان جاگرے + اور کہا کہ دنون دن تمہاری ابتری اور غلامی کی یہی وجہ ہے - یہ لیکچر قادیان کی پبلک کے لئے بالکل نرالا تہا - اسلئے کہ سودیشی موومنٹ یہان اندر ہی اندر آریہ سماج کے چند ممبرون تک محدود تہی اور پہوڑے کی طرح پکتی تہی جو اس جلسہ پر ناسور بنکر بہ نکلی -

مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے - کہ بعض لوگ جو گالیان دے کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا جانتے ہین اور اسی کو اخبار نویسی کا فخر خیال کرتے ہین - (لعنت ہے ایسے طریق پر) وہ صاف گوئی سے بیزار ہو کر مجہے کوستے ہین - اور چاہتے ہین کہ کسی طرح انکو مخاطب کیا جاوے - وہ خوب یاد رکہین کہ مین انہین صرف اتنا ہی کہونگا -

ع - انچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من ہست

اسلئے کچھہ ضرور نہین کہ ایسی بازاری تحریرون پر نوٹس لیا جاوے انکے ناز بردار خود ہی انہین پڑھکر انپر **تہوک** دین گے - جبکہ معقولیت کو چہوڑ کر اس مین نری زبان درازی سے کام لیا گیا ہو -

مثلاً کہا جاتا ہے کہ آریہ ہندؤن کے دیگر متبادل فرقون کی نسبت مسلمانون سے زیادہ پیار کرتے اور ادن کو عزت کی نگاہ سے دیکہتے ہین - کیونکہ پورانک لوگ مسلمانون کے ساتہہ چہونا تک بہی پسند نہین کرتے اور آریہ انکو دیگر بہائی ہندؤن کی طرح چہاتی سے لگا لیتے ہین " جس صورت مین ان دو تین سطرون مین قدیم اور صلح پسند ہندؤن کو جو **آریہ سماج** کے جدا مذہب مین ہوسا گیا ہے اور مسلمانون کا دشمن ظاہر کیا گیا ہے - تو مسلمان ایسے آریون سے کیا امید رکہہ سکتی ہین؟ مینے نہین دیکہا کہ آریون نے کوئی عملی نمونہ **مسلمانون کو چہاتی سے لگانے کا** دکہایا ہو -

بات اصل مقصد سے دور چلی جاتی ہے مین قادیانی بازاری تحریرون کی کچھہ بہی پروا نہین کرتا اسلئے کہ مین جانتا ہون انکا دائرہ اثر کہانتک وسیع ہے اور وہ کس طرز اور طریق کی ہین - انکی شوخی اور بے باکی اپنا اثر دکہائے بغیر نہ رہے گی - خلاصہ یہ کہ پنڈت پورنانند جی نے سودیشی تحریک کی چنگاری قادیان کے جلسہ آریہ سماج مین تماشا دکہانیکے لئے چہوڑ دی -

انکے لیکچر کے ذکر کے بعد دوسرا قابل ذکر واقعہ **لڑکیون** کے بہجن اور ایک استری کا لیکچر ہے قادیان کی غالبًا ایک لڑکی نے دو باہر سے آئی ہوئی لڑکیون کے ساتہہ ملکر بہجن گائے - ویدمنتر سنائے جنپر **ایک روپیہ انعام** ملا - یہہ لڑکیان قادیان کے پتری پاٹ شالا کی کارگذاری اور تعلیم نسوان کے نمونے کے طور پر پیش ہوئی تہین -

امرتسر سے آئی ہوئی ایک استری کا لیکچر واقعی عمدہ اور قابل تعریف تہا - اور مجہے امید ہے کہ قادیان کی پتری پاٹ شالا سے بہی ایسی لڑکیان نکل سکین چنانچہ ایک لڑکی کے متعلق پنڈت سومراج نے بیان کیا تہا کہ وہ بہت اچہے بہجن بنا لیتی ہے گویا اس نے شاعرانہ طبیعت پائی ہے لڑکیون کے بہجنون کے بعد مشہور و معروف **سوامی** یوگندرپال صاحب کا لیکچر بہی کچھہ کم قابل ذکر نہین -

یوگندرپال جسقدر اسلام اور مسلمانون کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگون پر حملہ کرنے کا عادی ہے وہ کوئی غیر معروف امر تو ہے ہی نہین - چنانچہ گذشتہ دو جلسون پر انکے لیکچر سننے والے جانتے ہین اور بارہا آپکی یہ خوبیان طشت از بام ہین - اس مرتبہ اگرچہ بڑی کوشش کی گئی کہ آپ کو ایسا موقع ندیا جاوے مگر جب موقع ملا تو آپ کے لیکچر کا یہی موضوع تہا + آپ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کل مذاہب وید سے نکالے گئے ہین - اسکے ضمن مین **اسلامی تعلیم** کو پیش کرتے ہوئے اپنی عادت کے موافق چٹکیان لیتے رہے - اور آخر انہین اپنا لیکچر بہت جلد ختم کرنا پڑا اسلئے کہ گالیون کے لئے موقع نہ تہا - اس کسر کو پورا کرنے کی انہون نے ہر چند کوشش کی مگر اس مرتبہ کامیاب نہو سکے پہر جلسہ کے بعد بہی ٹہیرے کہ شاید پہر کوئی موقع ملے مگر بدقسمتی سے نہ ملا -

کوٹ ٹوڈرمل جاکر کچھہ دل ٹھنڈا کرنا چاہا تہا مگر سنا گیا ہے کہ وہان سے بہی آپ خیر و عافیت ہی سے تشریف لے آئے اور چلے گئے -

اس جلسہ کی خصوصیتون مین سے سوامی درشنانند جی گرداور بہی ہین جنہون نے ویدون کی فضیلت پر لیکچر دیا - اور فرمایا کہ ویدون کی عظمت کی اس سے بڑہ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ پہلے ہی منتر کے سات الفاظ مین پانچ **ودیائین** رکہی گئی ہین - ان ودیاؤن کی آپ نے تصریح کی اگر مین تصریح کرون تو ناظرین ہنسنے لگین اسلئے مین ان لوگون کے لئے چہوڑ دیتا ہون جو ویددان ہین - وہ خود ہی تصریح شایع کر دین -

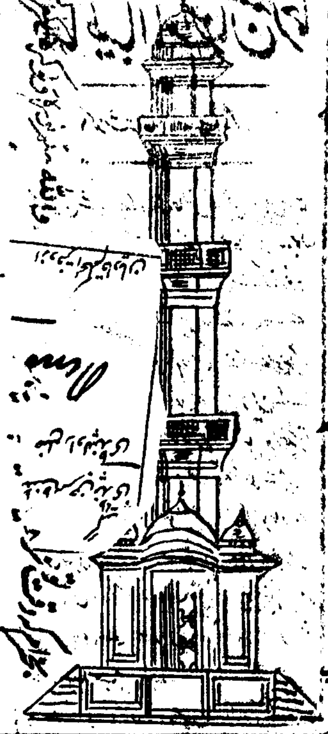
درشنانند جی نے ایک نیا **گروکل** بداون مین کہولا ہوا ہے اور ایک اخبار **مباحثہ** جاری کیا ہوا ہے جسکی غرض مسلمانون اور عیسائیون سے مباحثہ کرنا ہے - ایسے لوگون کو بلانے کی غرض کیا ہوگی؟ میری سمجھہ مین نہین آتی - کیونکہ احقاق حق تو پانچ پانچ منٹ کی مذہبی قماربازی فائدہ نہین دے سکتی + **دہرم چرچا** کا بہی ذکر ہو جانا چاہئے - پہلے ہی پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ پانچ پانچ منٹ سے زیادہ نہین بولنا ہوگا - اور احمدی آدہہ گہنٹہ - دوسرے مسلمان پندرہ منٹ ہندو ۱۵ منٹ سکہہ + ۱۵ منٹ مین آریہ سماج ہی فیصلہ کر لین - **کیا خوب!** یہہ زور صداقت اور پہر مسلمان روح مادہ کی قدامت سے باہر سوال نکرین - ہندو مورتی پوجا اور شرادہ سے باہر نہ جاوین سکہون کے لئے تخصیص نہین - اسکا جو لطف سماجی صاحبان اٹہا سکتے ہین مجہے افسوس ہے کہ مین اس سے قاصر ہون -

بس جلسہ ختم ہوا - کہا جائیگا کہ مینے مفصل نہین لکہا - اسے آریہ کے لئے چہوڑ دیا ہے ہان اتنا بے شک قابل ذکر امر ہے کہ جب **دہرم چرچا** کا اعلان کیا گیا تو بیشک پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ مسلمان کہین گے ہم نے **نیوگ** کا مسئلہ کیون بحث کیلئے نہین رکہا؟ ہم نیوگ

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انہ اوی القریۃ



الحکم

چہ گویم باتو گرآں چہا در قادیاں بینی | ذوا میں شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صر (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کے سرپرستوں اور بہی خواہوں کے لئے الحکم کی ماہوار رپورٹ کا سننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس سے پیشتر کہ میں رپورٹ پیش کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الحکم کے ناظرین اور سرپرستوں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے اخبار کے ساتھ خواہ کتنی ہی محبت کیوں نہ رکھتے ہوں لیکن اس محبت کا کوئی ثبوت بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے اثر کے دائرہ کو وسیع کریں اور اسطرح پر لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پر عمل کرنیوالے ٹھہریں۔ اور نافع الناس ثابت ہوں۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ الحکم کو مفید قوم سمجھیں اور قومی ترقی کا ذریعہ یقین کریں اور دوسرے مسلمانوں تک اسے نہ پہونچائیں۔ میں اس عذر کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں جو بعض آدمی کر دیتے ہیں کہ یہاں کوئی دوسرا خریدار نہیں ملسکتا۔ اسلئے کہ ڈاکٹر علم الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ نے اپنی سعی اور ہمت سے ثابت کر دیا ہے کہ جسقدر خریدار بھی ایک با اثر آدمی چاہے بہم پہنچا سکتا ہے مطبع اور کارخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کے گراں اور کمیاب ہو جانے نے اور بھی ستم ڈھایا ہے سفید کاغذ اخبار کیلئے مل نہیں سکا آئندہ حنائی کاغذ پر اخبار چھپیگا جب تک سفید کاغذ آ نہ جاوے۔ ہندوستان میں کاغذ کی اس کمیابی نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ کسی ولایتی کارخانہ سے اکٹھا کاغذ منگوایا جاوے لیکن اس کیلئے ضرور ہے کہ کئی ہزار کا کاغذ منگوایا جاوے اور یہاں یہ مشکلات ہیں۔ اسلئے میں نے سوچا ہے کہ اگر کم از کم الحکم کے پچاس اہل اثر سرپرست دس دس خریداروں کا بہم پہونچانا اپنے ذمہ کریں تو ایک معقول رقم ان جدید خریداروں کی اسکتی ہے جو کسی ولایتی کارخانہ سے کاغذ منگوانے کیلئے مدد دیسکتی ہے۔ میں اس خصوصی شیخی کی ضرورت نہیں سمجھتا جو کہہ دوں کہ یوں انتظام ہو سکتا ہے اور دوں ہو سکتا ہے روپیہ کا کام روپیہ سے ہوگا۔

اسلئے میں ڈاکٹر **علم الدین** صاحب کیطرح مستعد کام کرنیوالوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ انہیں اور دس دس خریدار بہم پہونچائیں میں جانتا ہوں کہ الحکم کے سرپرستوں میں پچاس کیا سو سے زیادہ ایسے با اثر اور خدا کے فضل سے اہل ہمت موجود ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو دس دس خریدار کی قیمت اپنی **جیب** سے دے سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد مجھے اس قابل کر سکیں گے کہ میں **الحکم** کو پیش آنیوالی مشکلات کاغذ سے خدا کے فضل سے نکال لوں۔

اس کے بعد میں ان سرپرستوں کا نام شکر گزاری سے ظاہر کرتا ہوں جنہوں نے جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں الحکم کی ترقی اشاعت میں مدد دی اور اس مد میں سب سے اول میں ڈاکٹر **علم الدین** صاحب کا نام پیش کرنے کیلئے ایک دلی جوش پاتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے **دس** خریدار دیئے ہیں اور لطف یہ کہ وہ **احمدی** ہی نہیں ان سب کی قیمت بھی وصول ہو گئی ہے (۲) بابو عبدالرزاق صاحب لودیانہ ایک خریدار (۳) منشی ہاشم علی صاحب سرودل گڑھ ایک خریدار (۴) ابو عبداللہ غلام محمد سیالکوٹی ایک خریدار (۵) منشی عبدالرحیم صاحب مدرس قادیاں ۲ خریدار (۶) منشی ولی محمد محمود دیرہ غازیخان ایک خریدار (۷) منشی برکت علی صاحب محرر الحکم ایک خریدار (۸) چودہری غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمٰعیلخاں ایک خریدار۔ چودہری غلام سرور صاحب ایک رشید اور سعید نوجوان ہیں الحکم کے ساتھ انہیں خاص محبت ہے اور ہمیشہ اسکی توسیع اشاعت میں لگے رہتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء (۹) بابو نور الدین صاحب ڈلہوزی دو خریدار (دو خریدار پہلے بھی دے چکے ہیں) (۱۰) میاں فضل الٰہی صاحب جہلم ایک خریدار (۱۱) سید عبدالواحد صاحب (بنگال) دو خریدار (۱۲) منشی محمد صدیق صاحب میاں چنوں ایک خریدار (۱۳) منشی محمد سلیمان صاحب رائے کوٹ ایک خریدار (۱۴) منشی نواب خاں صاحب گوجرانوالہ ایک خریدار (۱۵) میاں فضل الدین صاحب ایک خریدار (۱۶) مولوی محمد دین صاحب ڈالوی ایک خریدار (۱۷) جناب سید محمد اشرف صاحب دفتر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم لاہور ایک خریدار سید محمد اشرف صاحب ایک مستعد اور باخبر نوجوان ہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کے احباب کا حلقہ بہت وسیع ہے اور ایسے کاموں میں خاص **مذاق** خدا تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ اگر وہ توجہ کریں تو بہت سے خریدار الحکم کیلئے بہم پہونچا سکتے ہیں امید انشاء اللہ کریں گے۔ (۱۸) سید سعید الدین صاحب ایک خریدار (۱۹) مولوی محمد فضل خاں صاحب چنگوی ایک خریدار۔

اس کے علاوہ **بیس** خریدار اپنی درخواست پر سرپرستان الحکم میں شامل ہوئے۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو الحکم کا آخری نمبر خریداری ۱۶۳۳ ہے۔

یہ رپورٹ ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ مزان بعد، اس ایک ہزار مفت اشاعت کے متعلق کچھ کہنا ہے جسے دسویں جلد کے پہلے ہی نمبر میں ظاہر کیا تھا کہ اگر ہمارے سرپرست توجہ کریں تو الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت غیر احمدیوں میں شائع کیجاوے اسپر ابھی پوری توجہ نہیں ہوئی۔ سب سے اول منشی **مولا داد** صاحب سب انسپکٹر ریلوے نے اس کار خیر میں **حصہ** لیکر اسے شروع کیا پھر منشی عبداللہ صاحب پٹواری ضلع شاہپور نے اس مد میں ایک سال کی قیمت بھیجدی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اس **ضروری** امر کیطرف متوجہ ہونیکی توفیق۔ میں امید کرتا ہوں کہ **فروری** میں یہ رپورٹ انشاء اللہ زیادہ قابل اطمینان ہوگی۔ اور ناظرین الحکم اپنے **فرض** کو خصوصیت سے محسوس کرینگے۔

(خاکسار)

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجہ کے ہوں ورنہ اکثروں کو سل یا دق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر دامنگیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے طیار کرنا چاہتے ہیں جو **دین** کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اس **سوال** پر بہت فکر کیا جاوے

ہاں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں اُن کا آنا بھی بے سود نہیں ہے انہیں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا ہی مناسب نہیں ہے۔

میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد احسن صاحب یا مولوی حکیم نورالدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا ڈھنگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کیلئے رکھے جاتے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طب کی تعلیم بھی بالی ہوئی آئی زبانی تعلیم سے طالب علموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنیکا طریق آ جاتا ہے خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدے ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فائدہ نہ ہوتا۔ اسلئے اس کا **التزام** ضروری ہے تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے اسکے حقائق و معارف بیان کئے جاویں اور انکی تائید میں **احادیث** کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جاویں اور اسکے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھول کر انکو بتائی جاوے تاکہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور انکے جوابات سے انکو آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو یعنی کسی ہفتہ کچھ اور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا گیا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ طیاری کر لیں گے۔

نری **عربی** زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان میں عرب کے اخلاق عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہونچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہو گی اور انسان قرآن کریم کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکیگا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اسلئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھیگا۔ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہدیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے **لولاک لما** پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اسطرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث اور اسیطرح پر انکو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں طیار کیجاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اسطرح پر جاری ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاویگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بیان کرنیوالے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں **غرض** میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض اور منشا کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کیلئے جو جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں اور میں سن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔ اسلئے یہ نہیں چاہیئے کہ **ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ**

تجربہ کے طور پر سردست ایک سال کیلئے ہی ایسا انتظام کر کے دیکھو کہ ہفتہ وار جلسوں کے ذریعہ انکو دینی ضروریات سے آگاہ کیا جاوے۔ ہاں عربی زبان کیلئے معقول انتظام ہونا چاہئے اگر اس کے لئے کچھ نہ ہوا تو پھر وہاں آش در کاسہ والی بات ہوگی گویا زبانی تو سب کچھ ہوا مگر عملی در حقیقی طور پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس بات کو بھی زیر نظر رکھو کہ اگر ان بچوں پر اور بوجھ ڈالا گیا تو وہ پاس ہونے کے خیالات میں دو طرفہ محنت نہیں کر سکیں گے۔ ایک ہی طرف کوشش کریں گے۔ اور اگر علیحدہ تعلیم ہوگی تو اس کے لئے وقت وہی ہے وہ بڑھ نہیں سکتا۔ اسلئے ایک تو وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور فیل کی پروا نہ رکھیں بلکہ انکی غرض خدمت دین کیلئے طیار ہونا ہو۔ اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں۔ ایسے بچوں کیلئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کیلئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہدیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اسلئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ اور انکی تقریر کا اثر زائل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ بچہ ہیں۔

ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونو علوم حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں وقت کی پروا نہ ہو پھر اس میں مشکل یہ ہوگی کہ اوستاد متعدد اور مقرر نہیں غرض ہر پہلو کو سوچکر یہ انتظام کرنیکی بات ہے۔ اسلئے میں جب ان تمام امور کو مد نظر رکھکر سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور سمجھ نہیں سکتا کہ ہمارا جو مطلب ہے وہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟

اگر موجودہ صورت ہی کو قائم رہیں اور کوئی انتظام نہ کیا گیا تو پھر ان ساری تقریروں سے فائدہ کیا ہوا؟ اور اگر ایسے مضامین بڑھا دیں تو اوستاد واویلا کرتے ہیں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس نکتہ کو مد نظر رکھو کہ ایسے لوگ طیار ہو جاویں گے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے طیار ہوں خدا تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ **واصنع الفلک باعیننا** تو کشتی ہمارے سامنے بنا اسیطرح پر میں اس جماعت کو اپنے سامنے تیار کرانا چاہتا ہوں۔ فایدہ اسی سے ہوگا

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع ملجاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاویگا۔ اسلئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اسکی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے۔ انکے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کیواسطے قرار دیا جاوے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر انمیں سے ایک بھی نکل آوے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاویگی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا ملک اس جراح کیطرح ہے جسکو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے۔ بے وقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب وہ چیرا نہ جاویگا اور اسکی آلائش دور نہ کیجاویگی وہ اپنا فساد اور بڑھائیگا۔ اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ اسیطرح پر ہم مجبور ہیں کہ انکی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں گے تو کیا بن سکتے ہیں؟

ایکطرف ایسے لوگ موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہیں اور دوسری طرف ایسے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وجود کا بظاہر اقرار کیا ہے مگر وہ مانتے ہیں کہ اس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا گویا ذرہ ذرہ خود خدا ہی ہے مجھے تعجب ہے کہ اسپر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر سرشٹی کرتا ہے۔ یہ کیسا سر شٹی کرتا ہے کہ کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ ذرہ ذرہ آنادی ہے اور روحیں انادی ہیں انکی خواص اور قوی انادی ہیں پھر جوڑنا جاڑنا بھی کوئی کام ہوا۔ دیکھ ایسی عقیدہ میں اور دہریوں کے عقیدہ میں ۱۹-۲۰ کا فرق ہے یہ لوگ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اسکی قدرت پر ایمان نہیں لاتے۔ ہم تو اس کو خدا سمجھتے ہیں جو **علی کل شئ قدیر** ہے

پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسا بیہودہ اور غلط اصول ہے کہ اسکے لئے کسی بڑی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ خواب کے نظارے کس نے نہیں دیکھے؟ یہانتک کہ خواب میں مردوں سے باتیں کرتا اور کھانے پینے کی چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے کوئی بتائے کہ وہ ہستی کہاں سے ہوتی ہے؟ کیا نیستی سے نہیں ہوتی اگر عقل ہوتی اور باپ دادا میں روحانیت کا اثر ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے۔ یہ باتیں یونانیوں کے اندھے فلاسفروں سے لی ہیں۔ اور علم دین سے محض بیخبر ہیں۔ علم دین کچھ اور حواس عطا کرتا ہے جسکو فلسفی اور طبعی نہیں پہونچ سکتے۔ رؤیا میں سب امور ہست ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات روحانی امور جسمانی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ میری وہ رؤیا ہے جو سرمۂ چشم آریہ میں درج ہے جسمیں سیاہی کے چھینٹے گرتے پڑے تھے اور وہ کرتا اب تک موجود ہے۔ یہ عجیب در عجیب اسرار ہیں۔ جنکا انپر ایمان نہیں وہ ایمان ہی کیا ہے؟ دین وہی ہے جو روحانیت سکھاتا ہے اور آگے قدم رکھواتا ہے۔ میں افسوس نہیں کرتا کہ ایسی بری حالت کیوں ہوئی ہے؟ جو اسوقت نظر آ رہی ہے۔ یہ سب اسلام کے کمالات کے ظہور کی خاطر ہوا ہے پرستی سے دست برداری کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم پیدا کر دی یہ لوگ اسلام کی ڈیوڑھی پر ہیں **ایک غیب کا دھکا لگیگا تو تمہارے بھائی ہو جائیں گے**

مقدمہ بلوہ

مقدمہ بلوہ کے متعلق تازہ خبر یہ ہے کہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء آخری تاریخ پیشی تھی۔ ملزمان میں سے ایک نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور اپنی خارج شدہ مقدمہ کی نگرانی کی جو صاحب بہادر نے منظور کرلی اور مقدمہ جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ کے پاس بھیجدیا تاکہ موقع پر مزید تحقیقات ہو۔ اور ساتھ ہی مقدمہ بلوہ (جسمیں پولیس نے ملزمان کا چالان کیا ہوا ہے اور فرد لگ چکا ہے اور صفائی کے بہت سے گواہ گذر چکے ہیں) بھی منتقل کر دیا۔ اگرچہ انتقال کی درخواست ملزمان کیطرف سے غالباً نہیں گذری۔ ایسی صورت میں اس مقدمہ کا انتقال خاص طور پر تعجب سے دیکھا جاتا ہے مگر سردست اسپر کوئی رائے زنی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ضرورت پڑی تو بعد میں دیکھا جائیگا۔

ضرورت ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار و دیانت دار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرنس پاس شدہ ہو اور کام پٹوار سے بھی واقف ہو جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام دیکھ سکے

تبدیلی مطلوب ہے کمشنری ملتان کا ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم میں ترقی پانیوالا ہے صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کا خواہشمند ہے اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مطبع والوں کو حضرت کا اشتہار چھاپنے کی ممانعت کر دی اور طرح طرح کی افترا پردازیوں سے کام لیکر دہلی کے کل مسلمان باشندوں مقلد غیر مقلد شیعہ و سنی وغیرہ کو ایک حضرت اقدس کی مخالفت پر کھڑا کر دیا اور مور و ملخ کا سا لشکر لیکر ایک تنہا مسافر کے مقابلہ پر مستعد ہو گئے۔ اسوقت مقلد غیر مقلد سب ایک ہو گئے اور کمیٹیاں کر کے حضرت کے اثر کو روکنے کی تجاویز سوچنے لگے۔ ہم اپنے صحیح تجربہ کے وثوق پر کہہ سکتے ہیں کہ دلی کے ملاؤں نے جو کچھ کارروائیاں کیں ان سے ہرگز انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی انکی کارروائی بنا ضدیت اور نفسانیت پر تھی وہ حق کو لوگوں پر کھلنے نہیں دیتے تھے وہ چاہتے نہیں تھے کہ لوگوں کو اصل بات کا پتہ لگ جائے نہیں تو کیا وجہ ہے کہ گو یکطرفہ وعظوں میں تو وہ ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو بڑے زور شور کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات قرآن شریف سے نکال نکال کر بتاتے تھے اور اپنے گھڑے معنوں سے کام لیکر اپنے دعوی کو زور شور سے ثابت کرتے تھے اور جب حضرت مباحثہ کیلئے بلاتے تھے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کر جانے تھے اور خواہ مخواہ بحث کی غرض سے کبھی کسی ضعیف مسئلہ پر اڑ بیٹھتے تھے کبھی کوئی بہتان پیش کر دیتے تھے اور اسبات کی تصدیق انکے اپنے اشتہاروں سے بخوبی ہوتی رہی ہے جہاں وہ حضرت پر الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے فلاں عقیدہ کے متعلق ہم سے بحث نہیں کی۔ دیکھا یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ حضرت مسیح کی وفات پر بحث کرنے سے انہیں خود انکار ہو گیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے دل میں چور ہے؟ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں؟ ہم دعوی کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر اشتہار دہلی والوں نے افترا سے بھرے ہوئے دیئے اور جھوٹے واقعات قلمبند کئے۔ مگر اس مسئلہ میں انکی کمزوری اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ اشتہارات میں جہاں اور افترا پردازیاں انہوں نے دلیرانہ سے کی ہیں وہاں اس مسئلہ کی نسبت جھوٹے طور پر بھی لکھدینے کی انہیں جرات نہیں پڑی کہ ہم اس مسئلہ پر جیسا کہ حضرت اقدس چاہتے تھے بحث کرنے کیلئے تیار تھے اور اسنے اشتہار انہوں نے دیئے میں کوئی شخص نہیں بتا دے کہ ایکدفعہ بھی انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کے جواب میں صاف طور پر یہ لکھا ہو کہ ہم اس خاص مسئلہ میں بحث کرنے کے بحث کرتے ہیں وہ کیوں کرتے انہیں خوب معلوم تھا کہ اگر انہوں نے اس مسئلہ میں بحث کی تو انہیں خفت اور ندامت اٹھانی پڑیگی اور جب ایکدفعہ لوگوں کی آنکھوں سے حجاب اٹھ گیا اور حضرت اقدس کی بنا دعوی قایم ہو گئی تو پھر جوق جوق لوگ انکیطرف رجوع کریں گے وہ خوب جانتے تھے کہ جب لوگوں پر ثابت ہو گیا کہ وہ مسیح جسے انہوں نے خدا سا مان رکھا ہے جسے حی قدیر خالق اور غیب داں انہوں نے قرار دے رکھا ہے جب ایکدفعہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ عاجز بندہ خدا کا تھا اور وہ وفات پا چکا ہے تو بڑی بھاری سد جو انہوں نے حضرت اقدس اور مسلمانوں میں اپنی چالاکی سے قایم کر رکھی ہے پاش پاش ہو جاویگی اور لوگوں کیلئے حضرت اقدس کو قبول کرنا آسان ہو گا پھر انہیں بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام اور انکی کامل مطابعت کرنیوالے یا یوں کہو کہ ان کے ظل کے لئے حضرت موسٰی صلوات اللہ علیہ کے ظل یعنے عاجز بندے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہمسری کا دعوی کرنا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے اور انہیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی حقیقت کھل جائیگی تعجب تو اسی بات کا ہے اور لوگوں کی عقلوں پر پردہ تو اسی بات نے ڈال رکھا ہے کہ اس مسیح کا جو مردے زندہ کیا کرتا تھا پرندے پیدا کیا کرتا تھا جو ابتک آسمانوں پر زندہ ہے یا یوں کہو کہ جو خاصہ خدا کا شریک انہوں نے مان رکھا ہے جو نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد پرند وغیرہ بنانے میں خدا کا ہاتھ بٹاتا تھا جو ابتک انسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے ایسے مسیح کی ہمسری کا حامی۔ ایسے مسیح کی برابری کا ایک خادم ختم المرسلین ایک امتی دعوی کرتا ہے؟ اور جب یہ فاسد اعتقادات ان کے ذہن سے دور ہو جائینگے تو پھر انہیں اس مسیح کے ماننے میں جو اسی طاقت اور خاصیت کے ساتھ اسی قسم کے زمانہ میں اسی قسم کے نبی کے ظل کے طور پر آیا ہے چنداں تامل نہیں رہیگا اور مولویوں کے اس الزام کی جو وہ حضرت اقدس پر لگاتے ہیں کہ وہ خدا کی قدرت کے قایل نہیں اور کہتے ہیں کہ انسان خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا نہیں جا سکتا اور خدا کی قدرت سے بعید ہے کہ انسان کو آسمان پر اسقدر عرصہ دراز تک اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ رکھے حقیقت کھل جائیگی پھر انہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کی وسیع قدرت کے حضرت اقدس قایل ہیں یا یہ ملا۔ پھر وہ مقابلہ کر کے دیکھیں گے کہ خدا کی قدرت کی شان اسبات میں پائی جاتی ہے کہ ایک بندہ کو دوبارہ بھیجنے کیلئے ہزاروں سال زندہ رکھ چھوڑے یا اس بات میں اسکی قدرت کی شان بلند پائی جاتی ہے کہ ایسے ایسے بندے ہزاروں پیدا کر دے اور چاہے تو ساری زمین ایسے ہی آدمیوں سے بھر دے پھر انپر واضح ہو جائیگا کہ ان کے ملاں ہی دراصل خدا کی قدرت کی وسعت کے قایل نہیں انہی کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالی مسیح کے برابر دوسرا انسان پیدا نہیں کر سکتا اور اپنے وعدہ کے پورا کرنے کیلئے جو اس نے مسیح کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے کے متعلق کیا ہوا ہے اسی مسیح کو زندہ اپنے پاس اسی جسم خاکی کے ساتھ رکھ چھوڑا ہے اور درحقیقت انکے ملاں ہی ان لوگوں کا سا اعتقاد رکھتے ہیں جن کے جواب میں اللہ تعالی نے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید فرمایا ہے۔ ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا کے قایل ہیں جسکی قدرت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ وہو علی کل شی قدیر حضرت اقدس سے بڑھکر اور پیر ان کے ماننے والوں سے بڑھکر آج خدا تعالی کی وسیع قدرتوں کا کون قایل ہو سکتا ہے جس نے آج انکی آنکھوں کے سامنے ایک دہقان کو ایک حارث کو ایک زمیندار کو ایک ایسی سرزمین سے جہاں نہ کوئی لائبریری ہے نہ درس ہے۔ نہ علم کا شوق ہے نہ تعلیم کا ذوق ہے بلکہ ان ساری باتوں سے کسی بات کا نام و نشان تک نہیں اٹھایا اور اسے وہ علم بخشا کہ آجکل کے بڑے بڑے دستار فضیلت باندھنے والے جنکی عمریں تعلیم و تعلم میں ہی صرف ہوئیں اسکی مقابلہ سے عاجز آگئے اسے وہ باتیں سوجھائیں کہ ملا مولوی ٹکریں مارتے پھرتے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آتی اور اس پر ایسا فضل کیا کہ علم آدم الاسماء کلہا کے واقعہ کو پھر ایک دفعہ تازہ کر کے دکھا دیا

بیشک یہ سچائی ظاہر ہو جاتی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا پر ایمان لائے ہیں جسکی وسعت قدرت کی کوئی حد نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے فضل کرتا ہے۔ پھر ملانوں کی اس طعن کہ "مرزا ایک بے علم شخص ہے وہ کیونکر مسیح موعود ہو سکتا ہے" کی بھی اصلیت معلوم ہو جاتی۔ مولویوں کا یہ گھمنڈ ٹوٹ جاتا کہ قرآن کی تفسیر کرنا ان کا ہی حق ہے جو کچھ وہ سمجھتے ہیں وہی ٹھیک ہے اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ معانی ہمیں کیوں نہیں کھلتے" انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس قسم کے اعتراضات اللہ کی جناب میں گستاخی کرنا ہے اور خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مکالمہ کا مصداق بنتا ہے۔

غرض دہلی کے ملانوں کی خوب ہی قلعی کھلتی اگر وہ حضرت اقدس کے ساتھ مسئلہ وفات حیات مسیح میں بحث کرتے اور یہی فکر تھی جو انہیں اس امر پر بحث کرنے سے منع کرتی تھی ان کے پاس اگر صداقت ہوتی اور اگر انہیں اپنے دعوی کی سچائی پر پورا وثوق ہوتا تو وہ خلط مبحث کیوں کرتے اور کیوں حق کو چھپاتے اور اسے ظاہر ہونے سے رکو رکھتے پہلے پہل حضرت اقدس کے ۲۲ اکتوبر کے اشتہار پر مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی نے جن کے مقدمات امام فن مناظرہ مولوی ابوالمنصور صاحب کے ساتھ ہوتے رہے ہیں اور جن مقدمات کا خاکہ اخبارات میں بھی کچھ دن اڑتا رہا ہے حضرت اقدس کے ساتھ مباحثہ کی ٹھانی اور کچھ خطو کتابت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے آپ کو عدیم الفرصت اور گوشہ گزین قرار دیکر مباحثہ سے کنارہ کشی اختیار کی اب حضرت کا روئے سخن مولوی سید نذیر حسین صاحب کیطرف ہوا جنہیں انکے شاگرد بیشتر شیخ الکل کے لقب سے ملقب کرتے ہیں واقعی یہ نہایت عمدہ بات تھی کہ میاں صاحب کے ساتھ اس مسئلہ کا تصفیہ کیا جاتا کیونکہ ان کے ساتھ جو کچھ فیصلہ ہوتا اس کا اثر دور دور تک پہنچ سکتا تھا اور دلی کے ملانوں کو بقول ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں پھر انکی گنجایش نہ رہتی اور حضرت اقدس بھی میاں صاحب کے ساتھ مباحثہ کرنے میں ہی فایدہ اور بہتری ملحوظ رکھتے تھے کہ اس سے بہت سے علماء خصوصا انپر جو میاں صاحب کے شاگرد ہیں اور جنمیں شیخ بٹالوی اور عبدالمجید واعظ وغیرہ سب شامل ہیں اثر پڑیگا اور فردا فردا کچھ بحث کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اسی بنا پر حضرت اقدس نے ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار بعنوان "اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ المحدثین" شایع کیا اور اسمیں میاں صاحب کو مباحثہ کیلئے طلب کیا اور صاف لکھدیا کہ "بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جسکو انجیل ملی تھی ابتک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانہ میں آئیگا یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور انکے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئیگا اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہی مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دستبردار ہو جائیگا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم - (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اوس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۲ - دوسرا واقعہ قریب یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رات کو قریبًا دس بجے مولوی صاحب کو دیکھنے گیا - اسوقت ان کو سخت ضعف تہا - قریبًا غشی کی صورت تہی کئی روز سے پیچش تہی - کچھہ کہایا نہ تہا نبض بہت کمزور اور بے معلوم تہی - میں نے اسوقت حضرت اقدس کی خدمت میں کہلا بہیجا فورًا تشریف لائے سب کیفیت عرض کی - اسیوقت دعا میں مصروف ہو گئے دوا بہی دی - ابہی دوا اندر نہ گئی تہی - کہ میں نے نبض پر ہاتہہ رکہا - نبض فورًا طاقتور ہو گئی اور ہوش میں آ گئے یعنی دعا کے لئے ہاتہہ اٹہانے ہی کی دیر تہی - کہ اللہ تعالیٰ نے اوسی قبولیت کا شرف بخشا - اور جس خطرناک حالت میں مولوی صاحب کو چھوڑا آیا تہا - اونکی طبیعت فورًا اصلاح پر آ گئی اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا یہ ضعف ہوا ہی نہ تہا -

۳ - اپریشن کے بعد زخم کی حالت کئی روز تک خراب رہی اور انگور کا نام و نشان نظر نہ آتا تہا - حضرت نے دعا کی صبح کو رؤیا دیکہا کہ مولوی صاحب مرحوم کو حضرت اقدس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکہا یہہ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے یعنی پانچ روز بعد از اپریشن - اوسی روز قریب دس بجے میں جو پٹی لگانے کے لئے گیا - تو یہہ دیکہہ کر مجہے بڑی حیرانی ہوئی - کہ قریبًا تمام زخم پر انگور آ گیا تہا - اس سے پہلے روز انگور کا نام و نشان نہ تہا - اور سڑا ہوا مواد اوس کے اندر سے نکلتا تہا یہ بالکل عجوبہ اور خارق عادت بات تہی - کہ اتنے بڑے زخم پر جو اسوقت قریب ۸ - انچ لمبا اور ۶ - انچ چوڑا تہا - ایک دن میں انگور آ جائے - میرے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کے خیال میں یہہ قریبًا آٹہہ دس روز کا کام تہا جو ایک دن میں ظہور پذیر ہوا تہا - اور یہ دعا کا نتیجہ تہا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے شیخ یعقوب علی صاحب و دیگر احباب جو زخم کی حالت کو روز دیکہتے تہے اس حیرت انگیز تبدیلی کے شاہد ہیں -

اور جو خواب حضرت اقدس نے بیان فرمائی تہی - وہ اس درمیانی صلاحیت طبیعت کی طرف اشارہ کرتی تہی - مگر اس خواب کے آخر میں حضرت صاحب نے تین بار فاتحہ پڑہی جس سے بعد میں اشارہ مولوی صاحب کے حسن خاتمہ کیطرف معلوم ہوا -

۴ - ایسا ہی ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو یعنی جس روز کہ بڑا اپریشن کیا گیا حضرت کو الہام ہوا - ردّ بلا - اس کا اور مفہوم بہی خاص حضرت اقدس کی ذات کے متعلق ہوگا - جو خدا انشاء اللہ بعد میں ظاہر کریگا - مگر اس الہام کو مولوی صاحب کی طرف منسوب کیا جاوے تو اس میں اس کاربنکل کی صحت کیطرف اشارہ تہا - جو بعد میں اچہا ہو گیا تہا - اور یہ ایک بلا تہی - جو خدا کے فضل سے بالکل رد ہو گئی تہی - اسمیں کچہہ شک نہیں کہ موت ہر ایک کے لئے مقدر ہے - اس سے کوئی شخص باہر نہیں - وہ دوسرے رنگ میں آ گئی - مگر اصل مرض جسکا سب کو خیال تہا وہ دور ہو گئی -

۵ - مولوی صاحب کو اس دوران مرض میں بڑا سخت پیچش کا دورہ ہوا - جو کئی روز تک رہا - کچھہ کہا پی نہ سکتے تہے - کوئی دوائی کارگر نہ ہوتی تہی - خون اور پیپ پاخانہ کے ساتہہ آتا تہا - اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی یہ رائے تہی کہ انتڑیوں میں زخم ہو گئے تہے اور دوائیوں سے انکی طبیعت اسقدر متنفر ہو گئی تہی کہ پینے سے انکار کرتے تہے - آخر کار حضرت اقدس کی دعا سے اس سے بہی نجات ہو گئی تہی کہ پہر اخیر وقت تک تندرستوں کیطرح سے پاخانہ آتا رہا -

۶ - پیشاب کی وہ کثرت تہی کہ اوسے دیکہکر ڈر لگتا تہا دو بڑے بڑے برتن ایک رات دن میں بہر جاتے تہے - قریبًا ۱۴ - ۱۵ سیر پختہ پیشاب چوبیس گہنٹہ میں آتا تہا - جس سے بہت خطرہ تہا مگر بڑی سے بڑی ادویہ ذیابیطس کی کوئی معتدبہ فائدہ نہ ہوتا تہا - مگر حضرت کی دعا اور توجہ سے - اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے پیشاب کی مقدار بہت کم ہو گئی - یہانتک کہ بمشکل ایک دو دفعہ انکو پیشاب انکو آتا تہا - اور پیشاب کی مقدار قریبًا دس حصہ کم ہو گئی اور بہت سے حالات ہیں کہ مرض کی تکلیف دہ عوارض کو اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا اور توجہ سے دور کیا - اور اپنی رحمت اور فضل کا اظہار اس مسیح موعود کے طفیل کیا - اور بعض دفعہ ایک کرب اور اضطراب کی حالت کو ایک سکون و راحت کی حالت میں بدل دیا - اور یہ اتنے امور ہیں کہ بلحاظ طوالت میں ان کا ذکر نہیں کرتا - مگر اس میں کچہہ شک نہیں - کہ پاس رہنے والوں نے خدا کے فضل سے ان علالت کے ایام میں بہت سے نشان اس مسیح کے ہاتہہ سے دیکہے جن سے انکا ازدیاد ایمان ہوا - ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان - ان آمنوا بربکم - فامنا ربنا فاکتبنا مع الشاہدین -

مولوی صاحب کی علالت میں حضرت اقدس مرزا صاحب کا سلوک

جس روز سے کہ مولوی صاحب علیل ہوئے اس گہڑی تک کہ انہوں نے اس جہان سے اپنے تعلقات کا انقطاع کیا - مجہے مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت میں رہ کر سعادت حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقعہ دیا - اور چونکہ حضرت اقدس اپنے خاص کرم اور مہربانی سے مولوی صاحب مرحوم کے متعلق ہر ایک علاج میں اور ان کے کہانے پینے کی ہر ایک چیز کے متعلق خاکسار سے مشورہ لیتے تہے - اور مولوی صاحب کی طبیعت بعض اوقات رات کو بگڑ جاتی تہی - اس لئے مجہے اس وقت حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع دینے کی ضرورت ہوتی تہی - اور دن میں بہی کئی دفعہ ایسا موقع ہوا - کہ جب مولوی محمد علی صاحب یا ایک دو اور احباب کے سوائے کوئی نہ ہوتا تہا - حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی بیماری میں جو تبدیلیاں ہوتی تہیں ان کو اس سے اطلاع دیجاتی تہی ہر ایک دفعہ جب ہم اطلاع دیتے - حضرت اقدس خود تشریف لاتے - اور حال دریافت کرتے - اور بعض اوقات خود بخود تشریف لاتے - اور مولوی صاحب کا حال معلوم کرتے - اس لئے خاکسار کو خدا کے فضل سے مولوی صاحب کی اس علالت میں حضرت اقدس کے اخلاق اور ان کی محبت - اور ایثار جو ان کو اپنے خدام کے لئے ہے اسکے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے - بعض اوقات ہم نے حضرت اقدس کو سخت کرب اور گہبراہٹ اور ابتلاء کی گھڑیوں میں جو مولوی صاحب کی نازک حالت کی اطلاع دی - جبکہ ایسا معلوم ہوتا تہا - کہ ہمارا وہ پیارا رفیق جس نے اپنی ہر ایک خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خدمت دین کو مقدم کیا ہوا تہا اور ہمارا وہ حبیب جس نے کہ اپنے وجود کے ایک ایک ذرہ کو امام معصوم اور ہادی برحق کی راہ میں ایک بار نہیں بلکہ صد ہزار بار نثار کیا ہوا تہا - اور جو اپنے دل سے ہر ایک دوست کا قدر دان تہا - جس کو کہ وہ دیکہتا کہ اسے اعلاء کلمۃ اللہ و اشاعت دین کے لئے ادنیٰ سا بہی جوش ہے - اسوقت ہم دیکہتے تہے - کہ وہ نوجوان جو اپنے شہر کا اور اپنے ملک کا اور اپنی قوم کا اور اسلام کا فخر تہا - کہ اس کی کشتی عمر ایسی سخت بیماری کے طوفانی تلاطم میں پڑی ہے - اصل میں یہ وقت ہوتا ہے - کسی کی سچی محبت اور اخلاص کو پرکہنے کا - نیز اس بات کا کہ اسے خدا تعالیٰ کی قوت پر کیسا ایمان ہے - اور اسکا تعلق خدا کے ساتہہ کیسا ہے کیونکہ ایسی نازک حالتوں خصوصًا جبکہ معالج ڈاکٹر اور طبیب بہی یاس کے عالم میں ہوں - سوائے ایسے لوگوں کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتہہ سے صاف کیا ہو - کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا اور حضرت اقدس نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی کمال محبت اور ایثار کا اور اللہ تعالیٰ پر کامل بہروسہ اور توکل کا نمونہ دکہایا - وہ ایک اہل بصیرت کے لئے کافی ثبوت ہے حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے کا اور خدا تعالیٰ کے ساتہہ ان کا سچا تعلق ہونیکا اور یہی بات تہا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آج امت میں دیکہنا چاہے - تو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بڑہکر اور کوئی نہیں - چاہے کوئی تمام دنیا میں ڈہونڈے اور میں بعض اوقات کو پیش کرتا ہوں - اگرچہ جو کچہہ کہ میں نے حضرت اقدس ع کے کمال اخلاق اور محبت اور مہربانی کا نمونہ اپنی آنکہوں سے دیکہا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں اور حضرت اقدس نے اپنے ایک عزیز مخلص دوست کو بے آرامی میں پاکر جو اپنے نفس پر باوجود اس قدر ضعف اور بڑہاپے اور کمزوری کے ہر ایک قسم کا آرام حرام کر دیا تہا اور ان کو اس عزیز کے لئے جو تڑپ اور دلی توجہ اور اضطراب تہا - میں نہیں جانتا کہ میں اس کو کسطرح سے بیان کروں اور کن الفاظ میں ظاہر کروں - البتہ ہمارے دلوں پر اس کا ایک نقشہ ہے - اور ہماری روح اور ایمان کو اس سے ایک تر و تازگی پہنچی ہے جو خدا کے فضل سے قیامت تک مٹنے والی نہیں - اور اگر آپ دل دلوں پر نظر ڈالکر حقایق معلوم کر سکتا ہے - تو ہم حاضر ہیں - اگر باور نہ ہو - تو ہمارا سینہ چاک کرکے دیکہہ لے - ماسوا اس کے حضرت اقدس کو خدا تعالیٰ کی جناب میں تضرع اور نیاز اور خشوع و خضوع نہایت درجہ کا تہا دن اور رات میں حضرت صاحب کا بہت کم حصہ ایسا گذرتا ہوگا - جو حضرت احدیت کے حضور میں دعا سے خالی ہو - اور بعض دفعہ کئی کئی گہنٹے دعا میں مصروف رہتے اور سجدہ سے سر نہ اٹہاتے - میں نہیں جانتا - کہ نقشہ میں کس طرح سے پبلک کے سامنے پیش کروں کہ وہ حضرت اقدس کے حقیقی تبتل الی اللہ اور ان کے خدا تعالیٰ کے ساتہہ تعلقات کو سمجہہ سکیں - اس میں شک نہیں - کہ جیسے کہ اس عالم کے ایک ذرہ باریک - اسرار اور حقایق قدرت کو دیکہنے کے لئے ایک دوربین یا خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے - اور اسکے سوائے ہماری آنکہیں بے کار ہیں - ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے اسرار قدرت کو دیکہنے کے لئے جو کہ ایک وراء الوراء ہے - یہ آنکہیں بے کار ہیں - جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک دوربین آنکہہ عطا نہ ہو - ایسے ہی جو لوگ خدا کیطرف سے مامور ہوکر آتے ہیں ان کی معرفت کا بہی حاصل کرنا خدا کے فضل کے سوا ناممکن ہے ہر زمانہ میں ہر ایک رسول اور مجدد کے وقت میں لوگوں نے اپنی عدم معرفت کے سبب ٹہوکر کہائی ہے - اور قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے - کہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے - اسلئے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو پہلوں کے نمونہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے - تاکہ وہ اس امام کی تکذیب یا لعنت سے خدا کے عذاب کے نیچے نہ آویں - آمین ثم آمین -

اور وہ مستہزئین میں سے نہ بنیں - اور خدا کے خوف اور خشیت کو اپنے دلوں میں جگہ دیں - آمین -

(۱) سامان جو مہیا کیا گیا - جن لوگوں نے قادیان دیکہا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جسکی آبادی قریبًا چار پانچ ہزار ہے - وہاں پر معمولی ضروریات

کا مہیا ہونا بہی مشکل ہے - چہ جائیکہ ایسے سخت بیمار کے لئے ہر ایک ضروری چیز بہم پہنچ سکے - مگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس عزیز بیمار کی بیمارداری مین کوئی دقیقہ کوشش کا فروگذاشت نہ کیا - مولوی صاحب جس چیز کے کہانے کی خواہش ظاہر کرتے - حضرت اقدس فوراً آدمی بہیجکر لاہور یا امرتسر سے منگوا دیتے یا اگر یہ خاکسار یا خلیفہ صاحب یا مولوی نور الدین صاحب کسی دوائی یا خاص غذا کے لئے عرض کرتے یا خود حضرت اقدس ان کے لئے کوئی چیز تجویز کرتے تو فوراً امرتسر یا لاہور سے منگوا لیتے -

مولوی صاحب کیلئے انگور - سردے - انار وغیرہ ہر ایک قسم کا پہل ہر وقت موجود رہتا - مولوی صاحب کو صحت مین بہی ہمیشہ ٹہنڈے پانی سے بڑی محبت رہی ہے - یہانتک کہ موسم سرما مین بہی چہت کے اوپر پانی رکہوا چہوڑتے تہے - اور وہی یخ کی طرح کا پانی جاڑون مین پیتے تہے -

اس بیماری مین چونکہ شروع سے ہی تپ کی شکایت ساتھ رہی - بعض اوقات حرارت زیادہ ہو جاتی تہی - مولوی صاحب کو برف کی بہت ضرورت محسوس ہوتی تہی - اسلئے حضرت اقدس نے ان کے لئے یہ التزام کیا ہوا تہا - کہ اکٹہی دو تین من برف منگوا لیتے - اور پہر جب وہ قریب ختم کے ہوتی - تو اور آدمی لاہور یا امرتسر بہیجکر اتنی ہی برف منگواتے - اور اس ذخیرہ کو کم نہ ہونے دیتے - جس وقت کہ مولوی صاحب کا انتقال ہوا - ایک من کے قریب برف موجود تہی - اور مولوی یار محمد صاحب اور برف لانے کے لئے حضرت کے حکم سے لاہور جانیکو طیار تہے - کہ یہ حادثہ ہو گیا - مولوی صاحب کو چونکہ بہت ضعف ہو گیا تہا - کوئی بوجہل غذا ہضم نہ کر سکتے تہے - اسلئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ سے رات کیلئے حضرت اقدس تین چار مرغ کی یخنی ہر روز تیار کروا لیتے اور بکرے کے گوشت کا چپ سوپ اس سے علاوہ اکثر تیار کروا دیتے - بعد مین حضرت اقدس کی خدمت مین عرض کی گئی - کہ یہ یخنی وغیرہ جو دیجاتی ہے - اسکی مقدار بہت ہوتی ہے - مگر اصل طاقت کا جزو کم ہوتا ہے - انگلینڈ سے تیار ہو کر ایک قسم کا گوشت کا ست آتا ہے - (رائیتھ صاحب کا برانڈ بیف جوس)

وہ مدت تک مولوی صاحب مرحوم کو دیا گیا - ایک شیشی جس مین قریب دو اونس (ایک چہٹانک) کی غذا ہوتی تہی - تین روپیہ مین آتی ہے - حضرت اقدس نے ایسی کئی شیشیان انکے لئے خریدین مگر بدقسمتی سے مولوی صاحب کا انتقال ہوا - برادرم شیخ رحمت اللہ صاحب نے تین شیشیان اسی غذا کی مولوی صاحب کیلئے بہیجی تہین جو خاکسار کو بہیجی تہین - شیخ صاحب کو مولوی صاحب مرحوم سے خاص محبت اور اخلاص رہا ہے - چونکہ پہلی شیشیان اس غذا کی قریب اختتام کے تہین مین نے شیخ صاحب کو لکہا تہا - کہ جلدی بہیجدین انہون نے فوراً ہی اس کی تعمیل کی - اور اس رفیق کی رفاقت اور آخری خدمت مین حق ادا کیا اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے - آمین -

۲ - علاج - مولوی صاحب کے علاج کے لئے دو اسسٹنٹ سرجن یعنی خاکسار اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب جو خدا کے فضل سے اپنے علم اور تجربہ کی رو سے یکتائے دہر ہین ہر وقت موجود رہتے تہے - ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور اور ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر سے مشورے کے لئے تشریف لائے اور مولوی صاحب کے لئے ہر ایک قسم کی دوائی اور عمل جراحی کیلئے اوزار قادیان جیسی جگہ مین بہم پہنچائے - یہانتک کہ ایک منگوایا تاکہ مولوی صاحب کو کلوروفارم کے سنگہانے کی ضرورت نہ رہے اور اس جگہ بے حس کرکے اپریشن کئے جاوین چنانچہ بعد مین دو تین کاربنکل (دنبل وغیرہ) پر اپریشن کرنے مین اس سے بہت مدد ملی - یہ ایسا اوزار ہے کہ اکثر ہسپتالون مین بہی موجود نہین ہوتا -

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کے علاج مین کثرت سے روپیہ خرچ کیا - اور کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ گئی تہی کہ جسکی نسبت خیال بہی ہو سکے - کہ مولوی صاحب کے علاج کیلئے مفید ہوگی اور ان کے لئے بہم نہ پہنچائی گئی ہو - اور مولوی صاحب کی یہ بہی خوش قسمتی تہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے ہر ایک سامان بہم پہنچایا - اور انکے لئے جو کوشش کیگئی کسی راجہ یا نواب کے نصیب ہو تو ہو ورنہ عام امرا کے لئے بہی اس قدر کوشش ہونی محالات سے ہے - اور یہ سب کچھ حضرت مسیح کی برکت سے تہا - ورنہ مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان کی والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تہین - اگر ہم اپنی تمام جائداد بہی نیلام کر دین اور چاہین کہ ہمارے بیٹے کا اسقدر ڈاکٹر اور حکیم علاج کرتے رہین اور انکی خدمت مین دن رات حاضر رہین تو بالکل ناممکن تہا - اپنے خرچ پر ایکدفعہ بہی کسی لائق ڈاکٹر کو دکہانا مشکل تہا - مگر مولوی صاحب مرحوم نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ مین وقف کر دیا تہا - اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہی ان کے ساتھ حسن سلوک مین اس دنیا مین بہی کوئی کمی نہین کی - اور ان کے دلکو کسقدر ٹہنڈک پہنچی - اور خدا کی دستگیری اور رحمت سے ان کا دل کسقدر خوش اور پر حلاوت تہا - کہ وہ خود خدا کے اس فضل پر تعجب کرتے اور بار بار کہتے تہے - کہ ابہی مین بیمار نہین ہوا تہا - کہ دو ڈاکٹرون کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت مین دو مختلف مقامون سے بہیجدیا - اور دو دو تین تین ماہ کی رخصت لیکر آئے - تاکہ ان کے علاج مین کوئی کمی نہ رہ جاوے - اور اس مین بہی ایک بڑا بہاری نشان تہا - وہ نہ ضرورت پر یکایک رخصت ملنی اور اتنی لمبی رخصت ملنی محال بلکہ ناممکن ہوتی ہے اور میرا ارادہ کسی پہاڑ پر جانے کا تہا - مولوی صاحب نے خود لکہ کر قادیان مین بلایا - انکا وہ خط مین دوسرے موقعہ پر درج کرونگا - گویا یہ ایک منجانب اللہ تحریک تہی - جس روز مین قادیان پہنچا - وہی دن ان کی بیماری کے آغاز کے تہے - جیسے کہ مین نے پہلے عرض کیا ہے اور وہ بارہا یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور خلیفہ صاحب کو میرے علاج کے لئے بہیجا ہے - ماسوا اسکے مولوی نور الدین صاحب کی موجودگی ان کیواسطے بڑی بہاری تسکین کا موجب تہی - یہ تو دنیاوی سامان علاج تہا جو اللہ تعالیٰ نے انکو میسر کیا اور ان کے سب کے سب معالج ان سے خاص دلی محبت اور اخلاص رکہنے والے تہے جس سے بڑھکر بیمار کی تشفی کا موجب اور کوئی امر نہین ہو سکتا - ان سب کے

۳ - حضرت اقدس کا خاص فضل

علاوہ ان کے لئے روحانی اور جسمانی طبیب خود حضرت مسیح موعود تہے ان یہ ایسی تسلی تہی اور ایسا خدا کا فضل تہا کہ کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ اور شاہنشاہ کو نصیب ہونا محالات سے ہے کیونکہ دعا کا اثر تب ہی ہوتا ہے جب خاص دلی اضطرار اور تڑپ اسکے شامل حال ہو - اور یہ کیفیت بغیر دلی تعلق کے پیدا نہین ہو سکتی - جیسے کہ والدین کی دعا اپنے بیٹے کے حق مین اکثر قبول ہوتی ہے اسی طرح سے ایک خدا کے برگزیدہ انسان کے دل مین اکثر اپنا گہر کرنا اور اس کے دل مین اپنے والدین سے بہی بڑھکر سوز وگداز پیدا کرنا - تب تک نہین ہو سکتا - کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے رستہ مین نثار نہ کرے - اور خدا کے رستہ مین جان دینے تک بہی دریغ نہ کرے - کیونکہ یہ ماموران خدا کے پیارے لوگ اسی شخص سے پیار اور محبت کرتے ہین جو خدا سے دنیا اور ما فیہا کی سب اشیاء سے زیادہ پیار کرے - اور وہی لوگ ان کی حقیقی اولاد اور بیٹون کے زمرہ مین سمجھے جاتے ہین جو ان کی روحانی علوم کے وارث ہوتے ہین اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قایم کرتے ہین - جس کے مقابل دنیا کے اور سب تعلقات ہیچ ہین - الحمد للہ کہ مولوی صاحب ایک جان نثار اور فدائی مرید کے نمونہ تہے اور ان کی سینہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تہی - اور صرف خدا کو راضی کرنے کیلئے انہون نے اپنا سب گہربار چہوڑ دیا - اور ان کی یہی آرزو تہی - کہ اس مسیح کے قدمون مین - اور دین کی خدمت مین جان نکلے - سو ایسا ہی ہوا - اور اس مبارک اخلاص مند انسان نے اپنی مراد کو پایا - اور خدا ہی کے راستہ مین اپنی جان دی - اس سے بڑھکر خوشی اور حمد کا موقعہ یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحوم کو (اور ہم سبکو) آقا اور مرشد اور امام ایسا دیا کہ اس محب مخلص اور مرید صادق کے اخلاص کے مقابلہ مین وہ محبوب آقا اپنی توجہ اور بذل اور احسان اور ہمدردی اور خاص دلی تعلق اور لگاؤ مین اس محب سے کسی طرح کم نہ رہا - حضرت اقدس نے مولوی صاحب کی خاطر اپنا ہر ایک قسم کا آرام ترک کر دیا -

مولوی صاحب کی علالت سے دو چار روز پہلے حضرت اقدس کے سر مین چوٹ لگنے کے سبب قریب دو سیر کے خون جا چکا تہا - جس سے سخت درجہ کی نقاہت تہی - کئی روز تک مسجد تک بہی نہ جا سکے اور کئی دن کی بے خوابی تہی - اس پر مولوی صاحب کی علالت کیوجہ سے حضرت اقدس بہت سی راتین جاگتے رہے اور ان کی بے چینی کی وہی کیفیت تہی کہ جو والدین کی اپنے عزیز سے عزیز بچہ کی سخت بیماری پر ہوتی ہے - بلکہ حضرت اقدس کی محبت مولوی صاحب کے والدین سے بہی بڑھکر تہی - والدین بوجہ اپنے ضعف کے بعض وقت سو جاتے تہے - اور مولوی صاحب کے کرب اضطراب کی ان کو خبر نہ ہوتی تہی - مگر حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی ایسی حالت مین نیند آنی ناممکنات سے معلوم ہوتی تہی - حالانکہ حضور کی عمر بہی قریب ستر سال کے ہے - علاوہ دوران سر وغیرہ امراض کے بوجہ بہت سے خون کے نکل جانے کے آپ اور بہی بہت کمزور ہو گئے تہے - مگر پہر بہی اپنے آرام پہ مرحوم کو آرام پہونچانا مقدم سمجھتے تہے - مین نے ایک دن عرض کی کہ حضور خود بہت کمزور ہین - اور حضور کی طبیعت بیمار ہے رات کو کسی وقت آرام فرمالیا کرین - تو مجھے جواب مین فرمایا کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ ایسا عزیز اور مخلص رفیق ایسی تکلیف اور کرب مین ہو - اور بے چین ہو - اور مین سو رہون - مجھ سے ایسا نہین ہو سکتا -

۴ - اپنی اولاد سے زیادہ عزیز

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کیلئے بہت دعا کی کہ کئی دفعہ انہون نے فرمایا کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے ایسی دعا کبھی نہین کی - اور ساتھ ہی یہ بہی فرمایا کہ اگر تقدیر مبرم نہ ہوئی تو ٹل جائے گی -

مجھے حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے قریباً ۱۳-۱۴ سال کا عرصہ ہوا ہے اس اثنا مین مجھے کئی دفعہ بہت عرصہ حضرت اقدس کی خدمت مین رہنے کا موقع ملا ہے اور بارہا مین نے حضرت اقدس کے بچون کو بہت سخت بیماری کی حالت مین دیکھا ہے بلکہ ایک لڑکی جسکا نام امۃ النصیر تہا - وہ شیر خواری کی عمر مین ہی بہت دن سخت بیمار رہکر دو تین سال کا عرصہ ہوا ہے کہ فوت ہو گئی تہی اکثر دفعہ ان بچون کی سخت بیماری مین حضرت اقدس اپنی اس خاص مہربانی سے جو اس عاجز پر ہے - خاکسار کو علاج کے لئے لاہور سے بلوا لیا کرتے تہے اور بعض دفعہ مین خود قادیان موجود ہوتا تہا - مگر جہان تک مجھے علم ہے مین یہ بات حلفاً کہہ سکتا ہون کہ حضرت اقدس کو کبھی بہی اسقدر تڑپ اور اضطراب اور خدا تعالیٰ کی جناب مین تضرع اور ابتہال نہین ہوا جتنا کہ مولوی صاحب کی علالت پر ہوا - ایک دفعہ مجھے خوب یاد ہے کہ صاحبزادہ میان مبارک احمد کا بخار ۱۰۷ درجہ کا ہو گیا اور اوسے تشنج شروع ہو گئی اور بیہوش ہو گیا اسوقت مین قادیان مین موجود تہا - اور اس پیارے بچے کے علاج مین مصروف تہا (اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر عطا فرما دے اور حضرت مسیح کا نمونہ بناوے) حضرت اقدس کو اس عزیز فرزند کی یکایک کی ایسی سخت علالت سے بیشک بڑا اضطراب تہا اور اسکے لئے دعا مین مشغول تہے مگر مولوی صاحب کیلئے حضرت صاحب کے دل مین جو سوز وگداز اور تڑپ

قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

منظور کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

اغراض

(۱) انجمن ہذا کی غرض اشاعت اسلام اور ان تجاویز کو سوچنا اور عمل میں لانا ہے کہ جنکے ذریعہ اشاعت اسلام ہو سکے اور ایسے افراد پیدا کرنا ہے کہ جن سے تبلیغ اسلام ہو۔

اراکین انجمن ہذا

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ممبر جو کسی طرح اس سلسلہ کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

انجمن ہذا کی شاخیں

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قائم کریں وہ اس انجمن کی شاخیں ہونگی

انجمن کا انتظام

(۴) اس انجمن کا نظم و نسق ایک مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگا جس کا نام مجلس معتمدین ...... صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔

(۵) مجلس معتمدین کے عہدہ دار بھی صدر انجمن احمدیہ کے عہدہ دار سمجھے جائینگے

(۶) مجلس معتمدین کے ماتحت انتظام کرنے کیلئے بالفعل چار مجالس انتظامیہ ہونگی

(الف) مجلس اشاعت اسلام۔

(ب) مجلس کارپردازان مصالح قبرستان۔

(ج) مجلس تعلیم۔

(د) مجلس انتظام امور متفرقہ۔

نوٹ مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت و مصلحت خود ان مجالس میں سے کسی مجلس کو توڑ دیوے یا بجائے مجلس ایک یا دو یا زیادہ منتظم مقرر کرے اور مجلس نئی بنائے

اراکین مجلس معتمدین

(۷) مجلس معتمدین کے اراکین کی تعداد چودہ سے کم نہ ہوگی اور یہ سب احمدی ہوں گے لیکن یہ ضروری ہوگا کہ ان چودہ اراکین میں سے دو ممبر ایسے ہونگے جو قرآن و حدیث بخوبی واقف ہوں تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں

اراکین مجلس معتمدین کا تقرر

(۸) اراکین مجلس کا تقرر حسب ضرورت جدید یا انتخاب یا ان کا اخراج یا تعداد اراکین میں کمی بیشی کل اعلیحضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ اپنی زندگی میں خود کریں گے۔

(۹) اعلیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یا انکی زندگی میں انکی اجازت سے کمی بیشی تعداد ممبران تقرر ممبران۔ یا اخراج۔ یا انتخاب جدید حسب ذیل ہوگا

(الف) جسقدر اراکین مجلس معتمدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مقرر ہو چکے ہیں اور وہ آخری وقت تک خارج نہیں ہوئے وہ بدستور ممبر سمجھے جائینگے۔

(ب) اراکین مجلس معتمدین لائف ممبر ہوں گے۔

(ج) جدید تقرر یا اخراج باتفاق رائے ۳/۴ ممبران موجود کے ہوگا ممبران کے ۳/۴ لینے میں جو کسر ہوگی وہ پورا ممبر گنا جائیگا

(د) ممبران کی تعداد میں کمی بیشی باتفاق رائے کل ممبران موجودہ ہوگی۔

(ہ) نئے تقرر کیوقت انتخاب سے چھ ہفتہ پہلے ہر ایک مقامی انجمن احمدیہ کو مجلس معتمدین کیطرف سے جدید تقرر کی اطلاع دیجاویگی اور وہ انجمنیں تاریخ اطلاع سے چار ہفتہ کے اندر امیدواران اپنی طرف سے تجویز کرکے اسکی اطلاع سکرٹری کو دیں گے اور سکرٹری ان کا علم پانچویں ہفتہ میں کل موجودہ اراکین مجلس معتمدین کو دیگا اور وہ چھ ہفتہ گذرنے کے بعد مقامی انجمنوں کے تجویز کردہ امیدواران میں سے حسب ضرورت انتخاب کریں گے۔

نوٹ۔ ایسے تقرر کیلئے امیدوار تجویز کرنیکا حق صرف اسی مقامی انجمن احمدیہ کو حاصل ہوگا جسکو مجلس معتمدین پہلے سے بذریعہ سارٹیفکٹ ایسی اجازت دیگی۔

عہدہ داران مجلس معتمدین

(۱۰) پریزیڈنٹ۔ ایک

جنرل سکرٹری۔ ایک

قانونی مشیر۔ ایک

نوٹ۔ ان عہدہ داران کے علاوہ مجلس کو اختیار ہوگا کہ وہ ایک محاسب مقرر کرے جو کل حسابات کی وقتاً فوقتاً پڑتال کرے یہ محاسب ضروری نہیں کہ ممبران مجلس ہی سے ہو۔

فرائض عہدہ داران مجلس معتمدین

(۱۱) فرائض عہدہ داراں حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) پریزیڈنٹ مجلس معتمدین کا ہر ایک جلسہ بصدارت پریزیڈنٹ ہوگا۔ اور اسکی غیر حاضری میں حاضر جلسہ ممبران میں سے باتفاق رائے دیگر کوئی ممبر بطور پریزیڈنٹ کام کریگا اور کل روئداد جلسہ گذشتہ ان کے دستخط سے منظور ہوگی۔

(ب) سکرٹری۔ ہر ایک قسم کی خط و کتابت سکرٹری کریگا۔ جسمیں دیگر مجالس کے سکرٹری اسے مدد دیں گے۔ جلسہ کا انعقاد۔ جلسہ کی روئداد کا لکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اور دیگران تمام خدمات کا بجالانا جنکا ذکر ان قواعد میں انکی ذات کے متعلق کیا گیا ہے۔

(ج) قانونی مشیر۔ ہر ایک معاملہ قانونی میں رائے دینا۔ منتقال یا حصول جائداد یا اجارہ وغیرہ کے متعلق مسودات بنانا۔ ہر قسم کے مقدمات جو صدر انجمن احمدیہ کو کرنے ہوں ان میں پیروی کرنا یا کرانا وغیرہ۔

مجلس معتمدین کے حقوق اور فرائض

(۱۲) مجلس معتمدین کے حقوق و فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) کل جائداد جو صدر انجمن احمدیہ یا اسکی کوئی شاخ کسی اور جگہ حاصل کرے اسپر مالکانہ اختیار مجلس ہذا کا ہوگا اور جو جائداد آئیندہ حاصل کیجاویگی یا زر خرید یا اجارہ پر دیجاویگی وہ مجلس ہذا کیطرف سے سکرٹری مجلس کے نام پر ہوگی۔ اسی طرح آئیندہ جسقدر وصیتیں یا ہبہ یا زکواۃ۔ یا مختلف مدات سلسلہ احمدیہ کی آمدنیاں ہونگی ... وہ سب مجلس معتمدین کے نام پر ہونگی۔

(ب) مجلس ہذا کا اختیار ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے امور بالاسندرجہ ضمن الف فقرہ ۱۲ کے انتظام کیلئے اس کام کو کسی ماتحت مجلس کے سپرد کرے یا اس کا کوئی اور انتظام کرے۔

(ج) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ وہ ان فرائض کے سرانجام دینے کیلئے کام کے بڑھ جانے پر اپنے عہدہ دار آنریری یا باشاہرہ رکھے۔ شاہرہ سے کسی ممبر یا عہدہ دار مجلس ہذا کی حیثیت میں فرق نہ آئیگا۔

(د) کل مقامی انجمنہائے احمدیہ کی نگرانی جہاں کہیں وہ انجمنیں ہوں مجلس ہذا کے ماتحت ہوگی۔ اور ان کے معاملات میں دخل دینے کا حق اسے حاصل ہوگا۔ مجلس ہذا کے فیصلہ جات کی کل انجمنیں پابند ہونگی۔

(ہ) صدر انجمن احمدیہ کیلئے نئے قواعد مرتب کرنا یا موجودہ قواعد متعلقہ انجمن ہذا کی ترمیم و تنسیخ اسی مجلس کے ہاتھ ہوگی۔

(و) ماتحت مجالس کے عملدرآمد کیلئے قواعد بنانا اور ان کیلئے عہدہ دار تجویز کرنا۔ یا موجودہ عہدہ داران کو برطرف کرنا۔

(ز) مقامی انجمنہائے احمدیہ کے مرتبہ قواعد کو منظور کرنا۔ اور ان کو انتخاب ممبران مجلس معتمدین کیلئے سفارش کرنیکا حق دینا۔

(ح) ماتحت مجلسوں کے پیش کردہ بجٹ کو منظور کرنا یا اسمیں تغیر و تبدل کرنا۔

(ط) مجلس معتمدین کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ جائداد انجمن کو بجز اغراض انجمن کسی اور غرض میں خرچ کرے لیکن وہ اس امر کی مجاز ہوگی کہ سرمایہ انجمن کی افزائش کیلئے ان اموال کو بذریعہ تجارت یا کسی اور طرح ترقی دے

قواعد عامہ متعلق مجلس معتمدین

(۱۳) اس مجلس کا اجلاس لازماً سال میں ایک دفعہ ایام تعطیلات ماہ دسمبر میں ہوگا جسمیں اراکین مجلس معتمدین کو حتی الوسع اصالتاً حاضر ہونا ہوگا۔ اسکے علاوہ حسب ضرورت سکرٹری مجلس جب چاہے اس مجلس کا انعقاد کرسکتا ہے لیکن انعقاد کی اطلاع اور اسیطرح ہر ایسے امر کی اطلاع جو آئیندہ اجلاس میں پیش ہونا ہوگا سکرٹری مجلس ہذا ہر ایک ممبر کو تاریخ اجلاس سے دو ہفتہ پہلے دیگا۔ اور ممبران مجلس کا حق ہوگا کہ وہ اپنی رائے تحریر کرکے سکرٹری کے پاس انعقاد جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے بھیجدیں۔ اگر وہ خود نہ آسکیں تو یہ تحریری رائے بمنزلہ انکی ایک رائے کے سمجھی جاوے گی۔

نوٹ۔ سکرٹری مجلس معتمدین باتفاق رائے پریزیڈنٹ و باجازت حضرت مسیح موعود و اشد ضرورت کیوقت انعقاد جلسہ بلا اطلاع ممبران بیرونجات کرسکتا ہے بشرطیکہ قورم پورا ہو اور ایسے جلسہ کے فیصلے اگر حضرت اقدس منظور فرما دیں تو قطعی ہونگے۔

(۱۴) بصورت اختلاف رائے۔ پریزیڈنٹ مجلس کی رائے بمنزلہ دو راؤں کے ہوگی۔

(۱۵) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے کوئی کارکن مجلس ضروری امور کے فیصلہ کیلئے اراکین مجلس میں سے بناوے انکی تعداد پانچ سے کم نہ ہوگی اور یہی تعداد مجلس معتمدین کی بطور قورم کے کام دیگی۔ ہاں اس کارکن مجلس کے فیصلے بلا منظوری مجلس معتمدین قطعی نہ ہونگے۔

نوٹ۔ اس کارکن مجلس کے ممبر مجلس معتمدین سال بسال تجویز کریگی۔

(۱۶) مجلس معتمدین ہر سال اسقدر رقم تجویز کریگی جس سے زیادہ کوئی فنانشل سکرٹری یا امین اپنے پاس نہ رکھ سکے گا۔

دیگر قواعد متعلق صدر انجمن احمدیہ

(۱۷) صدر انجمن احمدیہ کا کل روپیہ بنک بنگال میں جمع کیا جاویگا جو سکرٹری مجلس معتمدین کے نام جمع کرایگا۔ اور کوئی روپیہ بنک ہذا سے نکالا نہ جاویگا جبتک چیک پر صاحب پریزیڈنٹ اور سکرٹری کے علاوہ دو اور ممبروں کے دستخط نہ ہونگے۔ ان دو ممبروں کو مجلس معتمدین سال بسال آئیندہ کیلئے نامزد کردیگی۔

(۱۸) ہر ایک ماتحت مجلس کے فنانشل سکرٹری یا امین کا فرض ہوگا کہ وہ ہر ایک رقم جو رقم مقرر کردہ زیر قاعدہ ۱۶ سے زائد ہو وہ جنرل سکرٹری کے پاس جمع کرا دے۔

(۱۹) جنرل سکرٹری ہر ماہ کے اخیر میں وہ روپیہ بنک بنگال میں جمع کرا دیگا جو اس کے پاس فنانشل سکرٹری یا امین زیر قاعدہ ۱۸ بھیجدیں گے البتہ اس کے پاس اسقدر رقم بطور ساڑ خرچ مستقل طور پر رہیگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔

(۲۰) جسقدر روپیہ مجلس معتمدین بطور بجٹ سالانہ کسی مد کا منظور کر دیگی اس سے زیادہ کوئی روپیہ سکرٹری یا پریزیڈنٹ بنک سے نکالنے کا مجاز نہ ہوگا بصورت سخت ضرورت جنرل سکرٹری

کارکن مجلس معتمدین سے اجازت تابع منظوری مجلس معتمدین حاصل کر سکتا ہے

(۲۱) انجمن کی جائداد انجمن یا کسی مجلس ماتحت کے ممبر کے ذاتی اغراض کیلئے استعمال ہونا سخت ممنوع ہوگی۔

مجلس کارپرداز ان مصالح قبرستان

(۲۲) اس مجلس کا پریذیڈنٹ سکرٹری مشیر قانونی وہی اصحاب ہونگے جو مجلس معتمدین کے پریذیڈنٹ جنرل سکرٹری۔ اور مشیر قانونی ہونگے۔ البتہ اور عہدہ دار وہ ہونگے جنکو مجلس معتمدین ہر سال آئندہ سال کیلئے تجویز کریگی۔ لیکن فنانشل سکرٹری مجلس معتمدین کے اراکین میں سے ایک رکن ہوگا

(۲۳) مجلس معتمدین کے کل اراکین اس مجلس کے ممبر استحقاقاً ہوں گے۔ البتہ ان کے علاوہ جس کی تعداد تک اور ممبر مجلس معتمدین مقرر کر سکتی ہے جو حتیٰ الوسع مقیم قادیاں ہونگے۔ یہ تقرر سالانہ ہوگا۔

(۲۴) یہ مجلس معاملات قبرستان میں ان تمام ہدایات پر کاربند ہوگی جو رسالہ الوصیت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے شائع ہوئی ہیں۔ ایسا ہی مجلس ان تمام قواعد و ضوابط اور ہدایات کی پابند ہوگی جو حضرت اقدس کیطرف سے یا مجلس معتمدین کیطرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہونگی۔

(۲۵) مجلس معتمدین کو مقبرہ بہشتی کے متعلق نئے قواعد بنانے یا گذشتہ قواعد کی ترمیم کرنیکا ہر وقت اختیار ہوگا۔

مجلس انتظام اشاعت اسلام

(۲۶) اس مجلس کے فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) ایسی تجاویز سوچنا اور عمل میں لانا جن سے اسلام کی حمایت اور اشاعت میں ایک سلسلہ تصانیف کا انگریزی اردو اور دیگر زبانوں میں جاری رہے اور انہیں غیر اسلامی بلاد اور غیر اسلامی اقوام میں قیمتاً یا مفت حسب مصلحت شائع کیا جاوے۔ ایسی تصانیف میعادی رسالوں کی صورت میں زیادہ تر قابل ترجیح سمجھے جاویں گے۔

(ب) تبلیغ اسلام کیلئے مختلف بلاد میں مبلغین کا بھیجنا (ایسے مبلغین لازماً سلسلہ احمدیہ کے ممبر ہونگے)

(۲۷) یہ مجلس ان قواعد و ضوابط کے ماتحت ہوگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔ ایسا ہی ہر ایک معاملہ میں مجلس ہذا مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگی۔

مجلس انتظام تعلیم

(۲۸) یہ مجلس مجلس معتمدین کے ماتحت ایسی تجاویز سوچیگی جس سے علاوہ تعلیم مروجہ زمانہ کی ضروریات کے سلسلہ میں مبلغین اسلام پیدا ہو سکیں۔

مجلس انتظام متفرقہ

(۲۹) اس مجلس کے متعلق ان امور کا انتظام ہوگا جو مجلس معتمدین ان کے سپرد کریگی۔ (نامکمل)

(۳۰) ہر ایک معاملہ میں صدر انجمن احمدیہ اور اس کے ماتحت مجالس اور اسکی کل شاخہا کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا۔

نوٹ۔ اگر حسب ضرورت مجلس معتمدین بجائے کسی مجلس ماتحت کے اس کے فرائض کسی ایک یا دو یا زیادہ ناظموں کے سپرد کردے تو ایسے ناظم بھی اسی مجلس کے ماتحت ہونگے۔

اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب ذیل کو مجلس معتمدین کے اراکین اور عہدیدار مقرر فرماتے ہیں۔

مجلس معتمدین

۱۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی۔ پریذیڈنٹ

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ سکرٹری

۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب) قانونی مشیر

اراکین

۴۔ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

۵۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔

۶۔ خانصاحب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔

۷۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔

۸۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور

۹۔ میر حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ عدالت ضلع سیالکوٹ

۱۰۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش ویر ہوس لاہور

۱۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۲۔ ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۳۔ ڈاکٹر سید [illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۴۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن

المشتہر

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء

ایک بار ضرور پڑھیں

۱۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ وی پی مطبع کے وصول کریں یا اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی کیا جاوے۔

۲۔ اخبار دفتر سے سب خریدار کے نام برابر وقت پر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو نہ ملے ان کو ضروری ہے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اسی ہفتہ میں طلب کریں۔ ورنہ بعد میں عدم رسی اخبار کی شکایت نہیں سنی جاویگی۔ اگر متواتر دو بار نمبر نہ پہنچیں تو براہ راست اپنے ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسر کو اطلاع دیں۔

۳۔ ضروری ہے کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ریپر پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

احمدی خبردار ہوں

صوفی عبدالرحمن حنفی المذہب قادری کون ہیں

نامبردہ کے نام سے ہمارے احمدی اور سلسلہ احمدیہ کے وہ بزرگ واقف ہونگے دگر یوں سے واقف نہیں) جن کے نام صراط مستقیم اور خلاصہ وید کے رسالہ وی پی پہونچے ہوں گے اور اس کے پیچیدہ اور ٹیڑھے متضاد مضامین نے سخت رنج اور درد پہونچایا ہوگا اور بہت سے بے خبروں کی ٹھوکر کا سبب ہوکر شکوک پیدا کئے ہونگے۔ میں صرف اس خیال سے نامبردہ کے اصلی حالات ظاہر کرنے کیلئے دلمیں جوش پاتا ہوں کہ میں کوٹلہ کا رہنے والا ہوں اور انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خادم اور سکرٹری ہوں اور مجھ سے چند احباب نے نامبردہ کے مضامین ملحدانہ سے رنج اٹھاکر دریافت کیا ہے کہ یہ سلسلہ کتب فروشی انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کیطرف سے ہے یا نہیں انہیں سے ایک ہمارے محترم بھائی مولوی اکبر شاہ خاں صاحب احمدی نجیب آبادی ہیں جنہوں نے افسوس سے ظاہر کیا کہ مالیر کوٹلہ سے وی پی آیا تھا اور بغیر میرے ارشاد کے کیوں آیا میں نے جواب دیا کہ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے نہیں بھیجا آخر معلوم ہوا کہ یہ وی پی صراط مستقیم کا صوفی عبدالرحمن کی کوشش کا نتیجہ ہے دوسرے برادر مکرم بابو عبدالرزاق صاحب احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لدھیانہ ہیں جنہوں نے وی پی وصول کیا اور صرف یہی پڑھکر کہ ابھی مولف کو مرزا صاحب کی صداقت پر شک اور تذبذب ہے، کتابیں واپس نامبردہ کے پاس بھیجدیں قیمت کی واپسی کا حال یہ ہے کہ زر زر گشتہ درجہاں گنج گنج۔ واپس ہوگی آہ آہ آہ۔!!! تیسرے ہمارے سلسلہ کے سرگرم اور مخلص جناب اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب احمدی ہیں جنکا محبت نامہ دردآمیز میرے پاس پہونچا اور پڑھکر سخت غم ہوا۔ وہ لکھتے ہیں۔

برادرم خانصاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء کو ایک کارڈ قلمی صوفی غلام احمد مقیم بمکان نواب سکندر علیصاحب مالیر کوٹلہ سے میرے نام آیا ہے جسمیں وہ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرکے لکھتا ہے کہ حضرت امام کی تحریروں کا خلاصہ در خلاصہ ایک مختصر سا رسالہ خلاصہ وید میں قلمبند کیا گیا ہے اور بارادہ تبلیغ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے آپ کے پاس من جملہ کا وی پی آئے اسکو واپس نہ کریں ابھی وہ رسالہ مجھے ملا ہے اسکی ٹائٹل کے اندرون صفحہ پر ایک نہایت گندہ اور قابل نفرین اعلان اسکے مصنف صوفی عبدالرحمن کیطرف سے لکھا ہے جسکو پڑھکر مجھے سخت افسوس ہوا آپ مجھے جلدی اطلاع دیں کہ اصل کیا واقع ہے۔ والسلام

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور

ان شکائتوں سے پہلے میرا اور جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خیال تھا کہ یہ شخص ناتجربہ کار نوعمر جاہ طلب نامجرب العلم ہے بیچارے کو ہمارے ذریعہ سے کیوں ابتلا آئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان جذبات جوانی اور جوش نوعمری کے فرو ہونے کے بعد شاید صبر اور سکون عنایت کرے مگر نامبردہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں حد ادب اور انسانیت سے گذر کر ایسی حرکات کرنے لگ گیا جو شائستگی اور تہذیب سے بہت دور ہیں۔ اسپر بھی جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے صبر و استقلال سے درگذر کیا اور نامبردہ سے نشست و برخاست و بات چیت بند کردی۔

میں یہاں ان واقعات کو نظرانداز کرتا ہوں جو نامبردہ اور احمدیہ برادران مالیر کوٹلہ کی باہمی مکالمہ و محاورہ سے خطرناک صورت میں پیش آئے۔ اگر ہمارے بھائیوں میں احمدیت کا سکون نہ ہوتا تو یہ آتش مزاج جنگ و جدل کا شعلہ بھڑکا دیتا اور اپنے بوڑھے بزرگ نیک باپ صوفی عبدالرحیم صاحب کا نام روشن کرتا اور یہ اگر از پدر نہ تواند پسر تمام کند۔ اگر زنجیر باشد بگسلانند کا ثبوت ملتا۔ مگر الحمدللہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم نے امن پسندی اور صبر کے بہشتی نظارے دکھایا اور دوزخ کی دہکتی آگ کی لپیٹ سے بچایا۔

اب جو چاروں طرف نامبردہ کی اس کارروائی سے شور مچ گیا ہے اصل حقیقت ظاہر کرنی پڑی وہ یہ ہے کہ ابتدا میں جب نامبردہ قادیاں تعلیم الاسلام سکول سے خارج ہوکر اور ایک بے ادب اور گستاخ لڑکا ثابت ہوکر مالیر کوٹلہ آیا تو تھوڑے دنوں بعد ہمارے سلسلہ کے فخر جناب خانصاحب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے ایک طولانی خط کے ذریعہ ان حضرت کے کارنامے لکھے۔ اور ہمیں ازراہ کرم مطلع کیا کہ یہ شخص احمدیت سے بہت دور ہے مگر ہم سے کہتا رہا کہ ہم تو قادیاں میں حضرت صاحب کیلئے جاتے ہیں اور باقی لوگوں کے چال چلن پر ہمیں خیال نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس فقرہ پر کھٹکا ہوا کہ یہ شخص بیہودہ گفتگو کیوں کرتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ ہمارے ساتھ نماز میں گاہ گاہ شریک ہوتا رہا اور مخالف جگہ کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اور اپنے لقب حنفی المذہب کیطرح کبھی حنفیت کا رنگ ظاہر نہ کیا۔ (یہ حنفیت اور قادریت کا جامہ بھی احمدیت کے خلوت کے پورا نہ ہونے کے بعد ابھی زیب تن کیا ہے)

آخرکار نامبردہ نے مجھے ایک مسودہ دکھلایا اور چاہا کہ میں اس کو دیکھوں اور اصلاح کروں میں نے اس مسودہ کو پورا نہیں پڑھا اور الٹ پلٹ کر جستہ جستہ پڑھا میری نظر ایک فقرہ پر پڑی جس کا خلاصہ یہ ہے

بقیہ وصیت کی فارم اور ہدایات کرنے دیکھو نمبر صفحہ ۹۰۸

کہ کسوف و خسوف بھی ہو چکا اور آنے والے مسیح و مہدی کے نشان بھی پورے ہو گئے اور مسیح موعود اسی امت میں ہونا چاہئے تھا مگر مجھے مرزا صاحب کے سچا اور جھوٹا ہونے میں شک ہے اور میں تذبذب اور سکوت میں ہوں مگر طبیعت میں انقباض پیدا ہوا اور نامبردہ سے کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے اور تم احمدی ہو خلاف واقعہ بات کہنا مناسب نہیں اسپر خاموش ہو گیا۔ جب کتاب طبع ہو کر آئی وہ الفاظ جو مینے کٹائے تھے موجود تھے۔ اسپر خود بخود مجھسے کشیدہ ہوا اور کترا تا رہا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر کاوش کریں مینے بھی بہتر مناسب نہ سمجھا کہ کچھ کہوں اس کے بعد غائبانہ لن ترانیاں کرتا رہا اور رو در رو کچھ کہنے سے رکتا اور بدکتا رہا۔ یہانتک کہ احمدیوں کے امتیازی رنگ پر اور قادیان کے چندہ لنگر و سکول پر اعتراض کرنے لگا۔ صلح کل کی تعریف اور بامسلمان اللہ اللہ یا ہنو داں رام رام کے دل خوش کن مسایل پر تقریریں کیں اور پھر ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہونا بھی چھوڑ دیا اور بالکل علیحدگی اختیار کر لی اور ظاہر کیا کہ میں کبھی احمدی نہیں ہوا۔ اس کے بعد ایک اشتہار دیا جسمیں جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کو بہت کچھ کہنا۔ اب یہ رسالہ خلاصہ دینی آب و تاب سے شایع کیا جسمیں حضرت اقدس کی شان مبارک میں لکھا کہ مرزا صاحب ایک لائق آدمی ہیں (جو انکی شان سے نہایت ہی کم درجہ کا لفظ ہے) اور ان کے مریداور رفقا میں گندہ نمونہ پایا باستثنا چند باخدا لوگوں کے۔

یہ ہے خلاصہ ان چال بازیوں کا جو نامبردہ نے بذریعہ ایک فرضی رفیق احمدی مقیم ریزیکان نواب سکندر علیخانصاحب کرنی شروع کی ہیں۔ حالانکہ یہاں نہ کوئی احمدی کسی نام کا ایسا ہے جو صوفی عبدالرحمن کیطرف سے انکی کتابوں کی خرید و فروخت کرتا ہے اور نہ جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کی طرف سے یہ کتابیں شایع ہوتی ہیں۔

ناظرین الحکم و بدر و برادران طریقت کی خدمت میں بنظر آگاہی التماس ہے کہ وہ اس قسم کے دہوکے وی پی وصول کرنے سے قطعاً انکار کر دیں اور ایسی کتابوں کے مولف سے دل سے بیزار ہوں جو علانیہ احمدی نہیں اور ایک شخص کو فرضی طور پر احمدی بناکر اس کو اپنی کتابوں کے لگانے کا سفارشی بناتا ہے اور یہ چال اسلئے کرنی پڑی کہ احمدی تو ایسے مذبذب کو نفرت سے دیکھیں گے اور دیکھتے ہیں اور ادہر مخالف سلسلہ احمدیہ وفات مسیح کے مسئلہ سے ہی احمدیت کا یقین کر لیتے ہیں۔ اس تذبذب اور اضطراب میں بیچارے کو ت

ز خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوئے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ احمدی ہے یا نہیں ہمیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک طرف تو یہ بکر در دل کہتا ہے کہ آنے والا مسیح خدا کی طرف سے امامت کا دعوے کریگا مگر مدعی امامت حضرت مرزا صاحب کی صدق و کذب کا فیصلہ کرنے میں اور باوجود نشانات ظاہر ہو جانے اور ان لسید نا کی پیشگوئی پورا ہو جانے کے ساکت ہے۔ اور ان کی جماعت کو گندہ نمونہ کہتا ہے جو ان کے زیر تعلیم ہے اور رسالہ میں متعدد جگہ حضرت مرزا صاحب کو امام الزمان بھی کہتا جاتا ہے اور اپنے خطوط میں جماعت احمدیہ کو احباب اور بھائی سمجھکر السلام علیکم لکھتا رہا ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے ہم نیک نیتی سے تمام جماعت ہائے احمدیہ کو اس دہوکہ سے بچنے کی تحریک کرتے ہیں کہ اپنے مال خداداد کو ان لغو کتابوں کی خریداری میں خرچ نہ کریں اور انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ کو زیر بار احسان نہ کریں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ صراط مستقیم تحفہ مالیرکوٹلہ ۱ و خلاصہ دینیہ تحفہ مالیرکوٹلہ ۲ سے جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ بری اور اسکی اشاعت سے سخت متنفر ہے بلکہ جو ان کتابوں کو قادیان میں ناواقفیت کے سبب کمیشن کے لالچ سے فروخت کرتے ہیں وہ بھی احتیاط کریں اور ایسے فائدہ کو مکروہ جانکر سچے احمدیوں کی تالیفات اور کھلے احمدیوں کی تصنیفات اور خود حضرت اقدس ؑ کے ارشادات اور کتب کے بیع و شرا سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام۔

خاکسار۔ محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی۔
سکرٹری انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ ریاست۔

یادگار کریم

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حالات و خدمات دین سے بھرا ہوا اردو نظم (ترکیب بند) طبع ہو گیا ہے۔ اسکی خوبی بیان اور دلنشینی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کو پسندیدگی کی عزت دی اور خاکسار کو وہ داد دی جو شاعروں کو کسی امیر یا بادشاہ سے نہ ملی ہوگی۔ اس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے کمال خورسندی سے فرمایا کہ ہمارا ارادہ لکھنے کا تھا انہوں نے ہمارے منشا کو پورا کر دیا وغیرہ۔ فی نسخہ یہ ترکیب بند (قیمت ؍) محمد اسماعیل و عبداللہ احمدی تاجران کتب مالیرکوٹلہ سے طلب فرما کر اسکی اشاعت میں حصہ لیں اور خاکسار کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

خاکسار محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیرکوٹلہ

فارم وصیت

ان قواعد کے ماتحت جو اخبار ہذا کے صفحہ ۶ و ۷ پر شائع ہوئے ہیں مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہوا جسکی کارروائی کے حسب ذیل حصے تمام احمدی انجمنوں اور احمدی احباب کی اطلاع کیلئے شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) وصیت کا مسودہ حسب ذیل ہونا چاہئے۔
میں مسمی - ولد - قوم - سکنہ - تحصیل - ضلع بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ - ماہ - سنہ - حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ مینے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا یا سن لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد شرایط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اسوقت حسب ذیل ہے * اور جسپر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائداد کے ✝ حصے کی متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد جو اس وقت جسکی قیمت مبلغ ✝ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیجاوے انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اسمیں شامل رہنے دے اسکو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک تصور ہو میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑہجاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن ہے

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوا جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جسکا مفصل ذکر مینے فقرہ ماسبق الذکر وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑہے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے۔ دار الامان قادیان پہونچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کو متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالہ کر دونگا جسکا اعلان انجمن مذکور کیطرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جایز ضرورت شرعی سمجھیں گے

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ مینے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو مینے اپنی جائداد کی متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری لاش کہیں اور دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرائے ہونگے یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تو اسکو واپس کرانے اور خرچ کرنیکا اختیار میری ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو

نوٹ: * اسجگہ جایداد کی تفصیل لکھو۔ ✝ اس جگہ قیمت حصہ وصیت کردہ درج کرو۔

ہدایات برائے وصیت کنندگان

وصیت کنندگان کو ذیل کی ہدایات مد نظر رکھنی چاہئیں

(۱) وصیت کنندگان وصیت کا مسودہ اگر ضرورت ہو تو مولوی محمد علی صاحب سے طلب کریں اور اسکی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پوری کریں۔ وصیت کیلئے کاغذ مضبوط لگائیں۔

(۲) جہانتک ممکن ہو۔ وصیت کی رجسٹری کرائی جاوے اور وصیت نامہ پر بطور گواہ ورثا وصیت کنندہ کے دستخط ہوں اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں

(۳) وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ مرد اپنے بائیں ہاتھ اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگائے۔

(۴) اگر وصیت کنندہ لکھ سکتا ہی تو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی چاہیئے

(۵) وصیت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) وصیت کنندہ کو اگر کوئی خاص حالات ہوں اور اسمیں کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو وہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط و کتابت کریں۔

(۷) پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں۔ اور انکی راہ میں وصیت کرنیمیں کوئی دقتیں ہیں تو ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ جسقدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے تھے اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کردیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثا بازگشت کے اگر کوئی ہوں دستخط کرالیں جن سے ایسے ورثا کی رضامندی پائی جاوے اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین کے نام کرادیں لیکن ایسی صورت میں نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایسا ہی وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(۸) اگر مذکورہ بالا ریزولیوشن عمل میں بھی دقت ہو تو جسقدر جائداد کی وہ وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت بازاری مقرر کرکے یا اسکو فروخت کرکے زرثمن کو یا قیمت مقرر کردہ کو مجلس کارپردازان قبرستان کے حوالہ کردیں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا

(۹) جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں تو اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں اسوقت دیتے ہیں۔ ان کو اس ۱/۱۰ حصہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ تو جسطرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں وہ بھیجتے رہیں البتہ ان چندوں کو منہا کرکے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام بھیجیں باقی خط و کتابت اس مجلس کے سکرٹری سے کریں۔ لیکن انکو وصیت کرنی ہوگی کہ مرنے کے بعد ان کے متروکہ میں سے کم از کم ۱/۱۰ کی مالک انجمن ہو۔

جو صاحب مزید واقفیت قانونی دربارہ وصیت یا ہبہ بتعلق مجلس کارپردازان مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہیں وہ وصیت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے کرسکتے ہیں۔

(۱۰) کل روپیہ چندہ جو قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیت صورتہائے مذکورہ بالا میں بھیجا جاوے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہیئے۔ فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح مقبرہ بہشتی قادیان، اور کسی شخص کے نام یا پتہ پر نہیں آنا چاہیئے۔

(۱۱) وصیتیں اور ہبہ نامے بعد تکمیل کے سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام آنے چاہئیں۔ اور جو احباب اپنی آمدنیوں کے حصے حسب قاعدہ ۹ دینا چاہیں انکی اطلاع بنام سکرٹری اور روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مذکور آنا چاہیئے۔

نوٹ۔ یہ وصیت اور ہدایات باجازت حضرت امام علیہ السلام صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں۔

خاکسار محمد علی از قادیان۔

قومی کالم اور قومی تحریکیں

چونکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے الحکم قومی اخبار کی حیثیت حاصل کرچکا ہے اسلئے آیندہ مستقل طور پر اسمیں "قومی کالم اور قومی تحریکیں" کے عنوان سے چند خاص مضمون میں وہ مضامین درج ہوا کریں گے جو قومی ضروریات سے متعلق ہوں۔ اور قوم کی اہم ضروریات کے سرانجام دینے کیلئے جس امر کے متعلق کوئی مضمون درج ہوگا اسی کا عنوان اس پر درج کیا جاویگا - ایڈیٹر

الوصیت

وصیت کی فارم اور ضروری ہدائیتیں شایع ہوچکی ہیں تمام دوست انکو بغور مطالعہ فرمادیں اور وہ کل احباب جو آجتک وصیتیں بھیج چکے ہیں ان ہدایات کے مطابق از سر نو وصیتیں لکھیں یا اگر وہ مالکان اراضی ہیں تو بہتر ہے کہ وہ اس حصہ کو وقف کرکے اپنی مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا اسپر قبضہ کرادیں۔ وصیت ضروری ہے کہ اس صورت میں ہو جو چھاپی گئی ہے۔ اور جسقدر حصہ جائداد کا وصیت کیا جاتا ہے اسکی قیمت کا اندازہ لگا کر مطلع کیا جاوے اور پھر جیسی جیسی اس جائداد میں کمی بیشی ہوتی رہے اسکی اطلاع سکرٹری مجلس مذکور کو دیجاتی رہے۔ وصیت کو جہانتک ممکن ہو رجسٹری کرانیکی بھی ضرور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اگرچہ اسمیں تھوڑا سا خرچ اور تکلیف وصیت کنندہ کو ہے مگر اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس مجلس کو بہت سی مقدمات کی زیرباری اور تکلیف سے نجات مل جائیگی۔

اگرچہ سب دوستوں نے وصیتوں کو شایع کرنے کیلئے لکھا ہے مگر اب صرف وہی وصیتیں شایع کیجاویںگی جو فارم مجوزہ کے مطابق ہونگی اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کاغذ مضبوط وصیت کو لگانا چاہیئے جو دیرپا ہو۔

جن دوستوں نے یہ تجویز کی ہے کہ جس حصہ کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت ڈالکر ابھی قیمت مجلس ہذا کو بھیجدیں وہ بہت عمدہ تجویز ہے۔ مگر اسمیں مقدر وصیت ساتھ ہونی چاہئے کہ اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد انکی موت کیوقت ہو تو اسکا بھی وہی حصہ مجلس ہذا کو غرض مذکور کیلئے دیا جاویگا۔

جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے ان کے لئے بھی ایک تجویز ہدایات میں دیگئی ہے۔ جو صاحب چاہیں اسی پر مگر اس کے مطابق عملدرآمد کرسکتے ہیں۔

وصیت کے مسودے ابھی الگ تیار نہیں ہوئے لیکن چونکہ ہر ایک وصیت کنندہ کو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی ہوگی اور چھپی ہوئی فارم کی خانہ پری نہیں کرنی ہوگی اسلئے جن احباب کے پاس اخبار الحکم یا بدر پہنچ گیا ہے انہیں مسودے الگ طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان اخبار وںمیں فارم وصیت چھپ چکی ہے۔ خاکسار محمد علی

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احباب کی توجہ

دو ہفتے ہوئے میں مدرسہ کے متعلق وہ چند ایک تجاویز قوم کے سامنے پیش کی تھیں جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کیگئی تھیں بہت سے احباب نے انپر توجہ کی ہے چنانچہ ان تجاویز کو پیش کرنے کے بعد سب سے اول میرے مکرم دوست حکیم محمد حسین قریشی معہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے اپنے بچوں کو پڑھنے کیلئے بھیجا ہے اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب نے بھی اپنے بچوں کو بھیجنے کیلئے بعض ضروری امور کے متعلق دریافت کیا ہے ایسا ہی اور بھی احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک بات کیلئے تیار ہو کر کوئی تھوڑا سا بھی مانع پیش آجاوے تو اسمیں سستی اور تاخیر واقع ہوتے ہوتے آخر اس کار خیر سے محروم رہ جاتا ہے۔ سو میں اپنے ان احباب کی خدمت میں جو اپنے بچے یہاں بھیج سکتے ہیں یا والدین دلیں اس تحریک نے کچھ اثر کیا یہ عرض کرتا ہوں کہ فوراً اسپر کوئی عملدرآمد کرنا چاہئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اسکو آجکل پر ٹالتا رہتا ہے یہانتک کہ اس کا اثر نکل زائل ہوجاتا ہے۔ سو جو احباب ان تجاویز پر سوچ رہے ہیں انکو امر مد نظر رکھنا چاہیئے کہ انہیں تجاویز کے سوچتے سوچتے ہی سال نہ گذر جائے۔ اگر وہ اپنے دلوں میں کچھ بھی تبدیلی پاتے ہیں تو اسپر فی الفور عمل کرکے ابھی کہ شروع سال ہے اپنے بچوں کو بھیج دیں میں نے سہولت کی تمام تجاویز کا ذکر کردیا ہے۔ کسی کو مجبور تو ہم نہیں کرسکتے کہ وہ ضرور ایسا ہی کریں مگر اسمیں انکی اپنی بھلائی ہے۔ اگر وہ اس مدرسہ کی قدر نہیں کریں گے تو اسمیں انکا اپنا نقصان ہے۔ دو چار دن کی ہی بات ہے کہ ٹورنمنٹ میں جب ہمارے مدرسہ کے طالبعلم شریک ہوئے تو انہوں نے اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کا وہ نمونہ دکھایا ہے جسکو دیکھکر سب لوگ حیران رہگئے ہیں کہ بمقابلہ دوسرے تمام مدرسوں کے ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالتیں عجیب رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ایک کامیابی پر وہ عین اسی میدان میں سجدات شکر بجالاتے ہیں اور یہ فعل انکا اسوقت ایک فطرتی فعل معلوم ہوتا تھا اور نہ تکلف اور بناوٹ سی تو انسان کو اسقدر جرأت ہی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں کے استہزا سے خوف کرتا ہے۔ جہاں دوسرے طلبا ایسے موقعہ پر شوخی سے کام لیتے تھے ہمارے مدرسہ کے بچے سجدہ میں گرجاتے تھے اور انکی سعادت کو دیکھکر بعض عیسائی صاحبان نے بھی اقرار کیا کہ ہم ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو دیکھکر حیران ہیں۔

سو میرے دوستو! اگر یہ مدرسہ طلبا کو صرف اسی حد تک پہنچا سکتا جہانتک وہ دوسرے مدرسوں میں پہنچتے ہیں تو میں آپ کو اپنے بچوں کو یہاں بھیجنے کیلئے تحریک نہ کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر بچوں کی زندگیاں یہاں آکر سنور جاتی ہیں۔ اور اگر خدا نے ہمیں کالج بنانیکی توفیق دی تو دنیا دیکھیگی کہ اس جگہ سے وہ گریجوایٹ نکلیں گے جو اخلاق اور روحانیت میں دنیا کیلئے نمونہ ہونگے اور اس سلسلہ کی صداقت کی مجسم شہادت ہونگے۔ مگر ان کامیابیوں کا حصول تب ہی میسر ہوسکتا ہے کہ قوم کی متفقہ کوشش ہو کیونکہ خدا کے بعض انعامات جماعت کی متفقہ کوششوں پر ہی ملتے ہیں۔ زیادہ لکھنا فضول ہے اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔ والا معاملہ ہی۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو توفیق دے کہ اپنے امام کی مقاصد کی تکمیل کیلئے اسکے معاون ہوں۔ آمین۔ خاکسار محمد علی۔

چندوں اور خط و کتابت کے متعلق ضروری ہدایات

(۱) بارہا لکھا گیا ہے کہ حضرت اقدس کے نام کسی قسم کا روپیہ بجز لنگر خانہ کے یا اس روپیہ کے جو آپکی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا منظور ہو نہ بھیجا جاوے مگر پھر بھی بعض دوست کم توجہی سے کام لیتے ہیں۔ اسطرح دوسری مدات کا روپیہ تقسیم کرنیمیں حضرت اقدس کے اوقات گرامی کی تضیع ہوتی ہے۔ (۲) مدرسہ کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہیئے امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ (۳) میگزین کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہیئے منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

(۴) مقبرہ بہشتی کے چندہ کا روپیہ یا وہ روپیہ جو زیر ہدایات رسالہ الوصیت

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

انگریزی حکومت کی برکتوں و نعمتوں سے مستفید ہونے کیلئے ہر ایک قوم و ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس یا انجمن وغیرہ وغیرہ قائم کی ہوئی ہیں جنمیں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور ہمدردانہ کوشش کیجاتی ہے مثلاً انڈین نیشنل کانگرس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس۔ آریہ سماج کائستھ سبھا۔ انجمن حمایت اسلام۔ ندوۃ العلماء اور ہزاروں اسی قسم کی انجمنیں اسی خیال و اسی بنا پر قائم ہیں۔ جو اپنے اپنے مفاد و مطالب پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں۔ صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگرس تھی نہ کانفرنس اور اسی لیے یہ فرقہ عرصہ دراز تک بیس ہی کیجا نہیں رہا۔

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو انجمن زمینداران کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ مگر جون کا موسم نہایت گرم اور آنے جانے اور جلسے کیلئے مجمع ہونا باعث تکلیف تھا۔ اس لیے مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آئندہ اجلاس موسم تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا ہے جو بارہ مارچ کو اتوار ہے اور ۱۲۔۱۳۔۱۴ اور ۱۵ مارچ کو ہولی کی تعطیلیں ہیں ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار ہے۔ پہلا دن آمد کیلئے اور پچھلا دن روانگی کیلئے چھوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑھائیں گے جن صاحبوں نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہائش کا انتظام کیا جاسکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں

مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آئندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمائش عمدہ زراعتی پیداوار اور نوایجاد آلات کشاورزی کیجائے جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمائش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو وہ ۲۸ فروری تک اطلاع دیں اور اول ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دیں کا انتظام کریں محکمہ ریلوے کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کیلئے حسب معمول کانسشن عطا کرے منظوری آنے پر [illegible] مزاید نمائش [illegible] کنندہ کو سرٹیفکیٹ کانسشن بھیجا جاویگا۔ مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام زمیندار اس جلسہ کو پر رونق اور باعث بنانے پر پوری توجہ فرمائیں گے [illegible] امید کرتا ہے [illegible] بالا اشتہار کو ۱۵ مارچ تک اپنے اپنے معزز اخبارات میں درج فرما کر مجلس منتظمہ کو مشکور فرمائیں گے۔ سراج الدین احمد جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس

عید الضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب آگئی ہے احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہو جائیں تاکہ عید فنڈ جمع کریں۔ اور قربانی کی کھالوں کو یکجا کرکے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سائین فنڈ میں بھیجدیں پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تھا اب پھر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کیساتھ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل وصول ہو تو بھی **عیدین** کی تقریب پر کم از کم **بیس ہزار** ہو سکتا ہے کیا ہمارے احباب کوشش نکریں گے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تائید پا کر ہماری جماعت اس عید پر **چودہ ہزار** روپیہ پورا کردیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کیلئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ میں اسقدر روپیہ جمع کرکے انہوں نے نہ بھیجا تو پھر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کرکے یکدم وصول کرے مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار جماعت ضلع لاہور دو ہزار جماعت ضلع لودہیانہ ایکہزار جماعت ضلع جہلم ایکہزار جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندھر و ہشیارپور پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو جماعت ضلع امرتسر ایکہزار۔ جماعت ریاست کپورتھلہ پانچسو جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰ جماعت ضلع ملتان ۲۵۰ ضلع منٹگمری ۲۵۰ ضلع لائلپور ۲۵۰ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹھ مظفرنگر دہلی وغیرہ پانچسو متفرقات ایکہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ چونکہ مدرسہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی۔ اور **شاخ دینیات** کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا وہ بھی اسیطرح پر تقسیم کرکے وصول کر لیا جاویگا آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلیں گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پھر جسطرح بھی ہو اس سے وصول کیا جاوے۔ ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانیکی تجویز بھی در پیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السموات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائیں گے۔ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

مفصلہ ذیل کتب مدرسہ تعلیم الاسلام کے بکڈپو سے ملسکتی ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف جلی قلم ترجمہ اردو و تفسیر حسینی ہر دو حاشیہ	[illegible]
۲	قرآن شریف با ترجمہ نقل مجتبائی	[illegible]
۳	قرآن شریف بلا ترجمہ خوشخط	[illegible]
۴	ایضاً 〃 مجلد موٹا کاغذ	[illegible]
۵	مشکوٰۃ المصابیح الاکمال فی اسماء الرجال مطبع مجتبائی	[illegible]
۶	تفسیر جلالین مع کمالین مطبع ہاشمی	[illegible]
۷	نشان آسمانی (حضرت صاحب) بار اول	/۳
۸	نسیم دعوت	/۳
۹	مواہب الرحمن	/۶
۱۰	مسک العارف (۴ر) رعایتی	/۱۰
۱۱	رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب (عہ) 〃	/۸
۱۲	اصول فلاسفی (۸ر) 〃	/۲
۱۳	سیرت مسیح موعود	/۸
۱۴	شروح ترمذی دو جلد (صہ) 〃	[illegible]
۱۵	تفسیر نور الکبیر	/۶
۱۶	تقویۃ الایمان	/۹
۱۷	پارہ الم یقول یکجا بطرز قاعدہ یسرنا القرآن	/۲
۱۸	عسل مصفیٰ	[illegible]
۱۹	بلوغ المرام	/۷
۲۰	〃 با ترجمہ	[illegible]
۲۱	طریق النجات ترجمہ مشکوٰۃ اردو حصہ اول	/۸
۲۲	〃 حصہ دوم	/۷
۲۳	〃 حصہ سوم	/۸
۲۴	〃 حصہ چہارم	/۱۵
۲۵	ہدیۃ الثاقب (کشتی نوح بہ نظم)	/۲
۲۶	جام شہادت (واقعہ مولوی عبداللطیف شہید نظم)	/۱۰
۲۷	واقعات صحیحہ مع ضمیمہ	/۲
۲۸	سفر السعادت عربی	/۷
۲۹	ریاض الصالحین دو جلد	[illegible]
۳۰	قاعدہ یسرنا القرآن کمل	[illegible]
۳۱	قاعدہ اردو و عربی نواب محمد علی خاں	/۱
۳۲	مدوجزر اسلام (حالی)	/۲
۳۳	ایامی	/۸
۳۴	اردو معلے	[illegible]
۳۵	نبات النعش	/۶
۳۶	توبۃ النصوح	/۶
۳۷	ابن الوقت	/۱۲
۳۸	محصنات	/۲
۳۹	بیوہ کی مناجات	/۲
۴۰	دیوان ذوق	/۲
۴۱	مراۃ العروس	/۳
۴۲	لغات فیروزی۔ فارسی	[illegible]
۴۳	الواح الہدیٰ	/۶
۴۴	اجرومیہ (صرف و نحو) عربی	/۱۰
۴۵	پنج ارکان اسلام (نظم)	/۱
۴۶	دروس النحویہ ہر چہار حصہ	[illegible]

ان کتب کے علاوہ وہ کتابیں بھی ملسکتی ہیں جو مدارس سرکاری میں پڑھائی جاتی ہیں۔

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہو سکتی ہے اور درخواستیں بنام مہتمم بکڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام آنی چاہئیں۔ زیادہ خریداری پر کمیشن ملسکتا ہے جسکا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہوگیا

ناظرین الحکم کے عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف و اشاعت کیلئے مجبور کر رہے تھے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں۔ یا سستی کی وجہ سے اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہونگا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کرکے شایع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے جراءت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاءاللہ اپنے پہلے حصہ کیطرح مفید اور موثر ہوگا نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ نا واقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ گھر میں ہونا چاہئے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لئے بھی بہت مفید ہوگا۔ انشاءاللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصولڈاک دفتر الحکم قادیان سے ملیگی۔

اس کتاب کو کثرت کے ساتھ شائع کرنا چاہئے۔

بقایا داراں کیطرف وی پی آتے ہیں وصول کریں۔

سنگِ مزارِ کریم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدوم الملّۃ رضی اللہ عنہ کا سنگِ مزار کو ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں۔ وہ جو اسوقت ایک مینار یا مکان کے سرہانے لگا ہوا ہے لیکن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا منشا یہی تہا کہ پتھر پر کندہ کرنے کے لئے خود ایک تاریخ لکھدیں چنانچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تاریخی مادہ نکالا ہے وہ مخدوم الملّۃ کی سیرت کو پورے طور پر ظاہر کرتا ہے۔

اس کتبہ کو پڑھکر جو مخدوم الملّۃ کی مزار پر لگایا جاویگا ہر شخص سمجھ لیگا کہ حضرت مخدوم الملّۃ کس پایہ اور مرتبہ کے انسان تھے خدا کرے کہ ہم سب میں وہی روح پیدا ہو۔ آمین

ایڈیٹر

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبد الکریم ۔
آنکہ جاں داد از شجاعت بر رہِ دینِ قویم
حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
صدق از زید و بصدق کال و اخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہ ربِ علیم
گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے بایں صفا دُرِّ یتیم
مرتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش برون آمد سلیم
زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہرِ اسرارِ حق شد عارفِ رازِ قدیم
گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم رسا
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم
دل بدرد آمد ز ہجرِ اینچنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم
آہ روزِ چار شنبہ بود بر ما سخت تر
زاتشِ سوزاں چو از ما شد جدا یارِ حمیم
داغِ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمرِ خویش
ماہ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فرعِ الیم
ایں صدی کو بدر را ماند با وصافِ کمال
بود از دوست و سوم در وقت ایں حشرِ عظیم
مشربش چوں بود اخلاص و وفا و اتقا
شد وصالش ہمچنیں تاریخ از فضلِ حکیم
اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم
نیز ما را از بلائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہِ ناتواں اے قادر و ربِ رحیم
آمین

عیدمن عید

۵ فروری ۱۹۰۶ء کا مبارک دن ہمارے لئے دوہری خوشی کا موجب ہوا کیونکہ اس دن عید الضحیٰ تھی ہی مگر ہمیں عید میں عید ہو گئی یعنے میرے محترم مخدوم زادہ جناب میر **محمد اسحاق** صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کی شادی صاحبزادہ **پیر منظور محمد صاحب** کی دختر نیک اختر **صالحہ خاتون** سے قرار پائی اور اس مبارک دن میں بعد نماز ظہر و عصر جو جمع کیگئی تھیں مسجد اقصیٰ میں حضرت امام حجۃ الاسلام کے حضور نکاح پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے بڑے جوش اور اخلاص سے پڑھا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کے متعلق تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ کوئی احمدی شاذ ہی ایسا ہوگا جسکو یہ علم نہ ہو کہ میر صاحب قبلہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے والد ماجد ہونیکا شرف رکھتے ہیں اور آپکی سیادت اور نجابت پر اللہ تعالیٰ کی وحی نے شہادت دی ہے۔

علاوہ اس تعلق کے جو حضرت مسیح موعودؑ سے میر صاحب ممدوح کو ہے آپ جناب خواجہ **میر درد** صاحب علیہ الرحمۃ مشہور ولی اللہ کے نبیرہ ہیں۔ ایسا ہی صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لودہانہ کے مشہور و معروف سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا صوفی **احمد جان** صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ اور صالحہ **خاتون** اں کیطرف سے اپنے جسم میں حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا خون رکہتی ہے۔ حضرت آدم بنوری مشہور اکابر گذرے ہیں جن کے خدام کا سلسلہ ہند و پنجاب سے نکلکر عرب تک پہونچا ہوا ہے ان تمام امور کو مدنظر رکہکر یہ تعلق نہایت ہی مسعود اور مبارک تعلق ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اسی دن بعد نکاح دفتر الحکم کیطرف سے حسب معمول مندرجہ ذیل تہنیت نامہ شائع کیا گیا جو گویا کل قوم کیطرف سے مبارکباد تہی جو قوم کے ریپریزنٹیو نے پیش کی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ نے اپنے **ماموں** میر محمد اسحٰق صاحب کی اس تقریب پر چند شعر بھی فی البدیہہ کہے ہیں جو ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے درج ذیل ہیں۔ مجھے اسقدر اور کہنا ہے کہ یہ شادی **جیٹ منگنی اور پٹ بیاہ** کی پوری مصداق اور نظیر ہے اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عید کے دن سے پیشتر کسی کو وہم و گمان بہی نہ تہا کہ یہ تعلق ہوگا نہ کوئی تحریک ہوئی بلکہ حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ایک رؤیا میں اس تعلق کو دیکہا اور اس کے بعد حضرت اقدس کو بہی رؤیا میں یہی معلوم ہوا جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ منظور محمد صاحب کو تحریک کی جنہوں نے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اسے منظور فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے کہ ہم حضرت امام کے حکم کی تعمیل میں ایسا ہی رنگ اختیار کریں (آمین) اب میں اس غیر معمولی پرچہ الحکم اور صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نظم پر اسکو ختم کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

الحکم کا خاص پرچہ جو یوم العید جمعہ ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوا

مبارکباد

بتقریب سعید شادی عزیز القدر میر محمد اسحٰق خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ تعالےٰ۔

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ آج ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو جو عید الضحیٰ کا مبارک دن ہے میر محمد اسحٰق صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کا نکاح صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہو گیا۔ میں اس **تقریب** پر خاندان رسالت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میر محمد اسحق صاحب حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حقیقی چھوٹے بہائی ہیں اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم لودہانوی کے خلف الرشید ہیں اس لحاظ سے یہ تعلق گویا **قران السعدین** ہے اللہ تعالیٰ اس قران السعدین کو فریقین کیلئے مبارک کرے اور ہر طرح کے دینی اور دنیوی برکات کا موجب ہو۔ آمین صاحبزادہ صاحب کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ انہیں اپنی دختر نیک اختر کیلئے ایسا **شوہر** ملا ہے جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہایت ہی قریب ہے ہاں جسے اس عظیم الشان خاتون کا بہائی ہونیکا فخر ہے جو **ام المومنین** کہلائی۔ آخر میں میر محمد اسحق صاحب کے واجب الاحترام والدین اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور میں مبارکباد عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلق لا انتہا برکتوں کا موجب ہو

ع ۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

گذارش کنندہ احقر العباد خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

نظم میاں محمود احمد صاحب

میاں اسحق کی شادی ہوئی ہے آج اے لوگو
ہر اک منہ سے یہی آواز آتی ہے مبارک ہو
دعا کرتا ہوں میں بہی ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ سے
کہ اپنی خاص رحمت سے وہ اس شادی میں برکت دے
خدایا اس بنی پیارا اور بہے پر فضل کر ہیت
اور ان کے دل میں پیدا جوش کر دے دیں کی خدمت کا
کلام پاک کی الفت کا ان کے دل میں گھر کر دے
نبی کے سے محبت اور تعشق انکو ہو تجھ سے
ہر اک دشمن کے شر سے تو بچا تا رہے خدا انکو
ہمیشہ کیلئے رحمت کا تیری ان پہ سایہ ہو
ہمیشہ کیلئے انپر ہوں یا رب برکتیں تیری
دعا کرتا ہوں یہ تجھ سے خدایا سن دعا میری
انہیں صبح و مسا دین الٰہ و دنیا میں ترقی دے
نہ انکو کوئی چھوٹا سا بھی آزار اور دکھ پہنچے
عطا کر ان کو اپنے فضل سے صحت بھی اے مولیٰ
ہمیشہ انپہ برسا ابر اپنے فضل و رحمت کا
میں اگلے شعر پر کرتا ہوں ختم اس نظم کو یارو
اب ان کے واسطے تم بہی خدا سے کچھ دعا مانگو
بہت بہایا ہے اسے محمود یہ مصرعہ میرے دل کو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت نسبتاً اچھی رہی الحمد للہ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی صحت بہت اچھی ہے۔

۲۔ آسمان ابر آلود رہا کسیقدر تقاطر اور ترشح ہوا۔ غلہ گراں ہو گیا ہے اللہ رحم کرے

۳۔ ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو عید الضحیٰ کی نماز مسجد اقصیٰ میں پڑہی گئی اور حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے پڑہائی۔ اجتماع عیدین کی فلاسفی خطبہ میں بیان کی۔ کپور تہلہ۔ لاہور۔ امرتسر۔ سیالکوٹ رعیہ ضلع سیالکوٹ۔ بہیو وال ضلع ہوشیارپور اور اور کئی جگہ سے احباب اس تقریب پر دارالامان حاضر ہوئے۔

۴۔ تازہ الہامات و کشوف آنحضرت درج ذیل ہیں۔

یکم فروری ۱۹۰۶ء۔ ۱۔ **تتبعها الرادفۃ**

ترجمہ۔ اس کے پیچھے آنے گی پیچھے آنیوالی یعنی ایک زلزلہ آیا۔ اس کے بعد ایک اور آنیوالا ہے۔

۲۔ پہر بہار آئی۔ خدا کی بات پہر پوری ہوئی۔

۳۔ **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض**

ترجمہ اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔ وہی زمین میں ٹہیرے گی۔ یعنی جو انسان خلقت کو فایدہ پہونچانیوالے ہیں ان کو زندگی عطا کیجاوے گی۔

۴۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ رات کے ۱۲ بجے کے قریب جبکہ بادل نہایت زور سے گرج رہا تہا۔ الہام ہوا۔

"اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"

فرمایا۔ اسوقت ہمارا شغل یہی ہوگا۔ کہ نمازیں پڑھیں اور خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھیں۔

۸۔ فروری ۱۹۰۶ء (۱) زمین کہتی ہے **یا نبی اللہ کنت لا اعرفک** (یہ اک واقعہ کس نے کہا تہا)

ترجمہ۔ اے اللہ کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتی تہی۔

یخرج ھمہ وغمہ دوحۃ اسمٰعیل فاخفھا حتی تخرج

ترجمہ۔ اس کا ہم و غم باہر نکال دیگا۔ اسماعیل کے درخت کو پس اسکو پوشیدہ رکہہ یہاں تک کہ وہ ظاہر ہو جاوے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ٹورنامنٹ

یہ پہلا موقع تھا جو ہمارا قومی سکول تعلیم الاسلام سالانہ کھیلوں کے مقابلہ میں شامل ہوا۔

یہ معرکہ بمقام بٹالہ زیر اہتمام ریورنڈ ڈ صاحب پرنسپل بیرنگ سکول وغیرہ منعقد ہوا۔ ضلع گورداسپور کے تمام ہائی اور مڈل سکولوں کی چیدہ ٹیمیں کھیلنے اور مقابلہ کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ مقابلہ کی تاریخیں پہلے سے یکم دوم اور سوم فروری مقرر تھیں۔ ہمارے قومی سکول کے طلباء کو اس سے پہلے کبھی کسی مقابلہ کھیل میں شمولیت کا موقع ہی نہ ملا تھا اور علاوہ بریں جو لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ تعلیم الاسلام سکول کے اجرا کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ خوب جانتے ہیں کہ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کیلئے کھیل کود کے واسطے کافی وقت میسر نہیں آ سکتا بلکہ ان کا بہت بڑا حصہ وقت جو سکول ٹائم کے بعد بچتا ہے دینیات کی علمی و عملی تعلیم میں گذرتا ہے۔

تاہم سکول کے مہتمم ورزش کی استدعا پر کمیٹی نے طالبعلموں کا اس معرکہ میں شریک ہونا منظور کر لیا اور ٹیم شمولیت کیلئے ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو یہاں سے چلی گئی۔ بٹالہ میں رہائش کیلئے ہمارے طالبعلموں کو تیم بی سکول بٹالہ کا ایک کمرہ دیا گیا جہاں ہر طرح سے آرام تھا مگر پانی کا پورا اہتمام نہ تھا مدرسہ میں کنواں تو ہے مگر مسلمانوں کا ڈول کوئی نہیں۔ اس وجہ سے ہمارے طلباء کو جنہیں طہارت و وضو کیلئے ضرورت کی حاجت ہوتی عموماً تکلیف اٹھانی پڑتی لیکن دوسرے سکولوں کے آئے ہوئے طلباء خصوصاً کلانور مڈل سکول کے طلباء کے ہم شکر گذار ہیں جنہوں نے اس خدمت میں مدد دی۔

میں خود بھی اپنے طالبعلموں کو شریک کھیل ہوتے ہوئے دیکھنے کیواسطے حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے ہمراہ یکم فروری کو چلا گیا تھا۔ یہ مقابلہ کا معرکہ بیرنگ سکول کے گراؤنڈ میں تجویز ہوا تھا جس وقت میں وہاں پہونچا ہمارا سکول گورداسپور کی ٹیم کے ساتھ کرکٹ کھیل رہا تھا مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ہمارے بچے جو کبھی قادیاں میں کرکٹ کھیلنے کے عادی ہی نہیں۔ اسوقت بڑی صفائی اور عمدگی سے کھیل رہے تھے۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی تھی جبکہ میں بٹالہ کے طالبعلموں سے ایک مرد افتخار کا اظہار سنتا تھا یعنے وہ سب اس امر پر حیران تھے اور وہ تعجب کرتے تھے کہ قادیاں والوں کے سامان کرکٹ کی بلی تو ابھی پندرہ دن ہوئے آئی تھی وہ ہفتہ کے اندر ایسی قابلیت اور مستعدی سے کھیلنا واقعی عجیب بات ہے۔ اس مقابلہ میں ہمارے طالبعلموں نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کا نمونہ دکھایا اور کرکٹ کی کھیل میں عمدہ اور زیادہ رہتے میں وہ انہوں نے رن کھائے یعنے عمدہ بیلنگ گیند کو پھیج (گرفت کرنا) کرتا۔ عمدہ گیند پھینکا وغیرہ وغیرہ۔

کرکٹ کے بعد فٹ بال کا مقابلہ اسی گورداسپور والی ٹیم سے ہوا۔ ہر چند لڑکے تھکے ہوئے تھے مگر فٹ بال کھیلنے میں خدا کے محض فضل سے جو کمال دکھایا اس نے بٹالہ بھر کو حیرت میں ڈالدیا۔

گورداسپور والی ٹیم کو پانچ گول کر کے شکست دی اور وہ بالمقابل ایک بھی نہ کر سکے اس کھیل کو دیکھنے کے لئے شہر کے بعض رئیس اور تحصیلدار صاحب اور کئی انگریز اور لیڈیاں موجود تھیں وہ عش عش کرتی تھیں آخر اس کامیاب پارٹی کا فٹ بال میچ بٹالہ کے مشن سکول سے قرار پایا جو ۲ فروری کی شام کو ہوا۔ مجھے اعتراف ہے کہ بٹالہ مشن سکول کی ٹیم فٹ بال کھیلنے میں بے شک زبردست ہے لیکن قادیاں کے مقابلہ میں اسے قدر عافیت معلوم ہوگی شام تک دونو ٹیمیں برابر رہیں۔ مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہماری ٹیم بڑھی ہوئی تھی۔ کھیل کے لئے جو امپائر مقرر کیا گیا تھا۔ وہ پورے طور پر ان بے ضابطگیوں کا نوٹس نہ لے سکے جو مخالف ٹیم کیطرف سے ہو رہی تھیں یا وہ بے ضابطگیاں ان کے نوٹس میں نہ لائی گئی ہوں۔ مگر میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنجیدہ پبلک کو سنا کہ دراصل قادیاں کی ٹیم بہت زبردست ہے۔ اور مشن سکول کی خوش قسمتی ہے جو برابر رہا۔ آج اتفاق سے ہمارے حلقہ کے انسپکٹر صاحب مسٹر گاڈلی بھی کھیلوں کو دیکھنے آئے ہوئے تھے قادیاں سکول کے طالبعلموں کی کھیل نے انہیں از بس محظوظ کیا اور انہوں نے ریورنڈ ڈ کو مشورہ دیا کہ مشن سکول اور قادیاں کی ٹیم کل پھر کھیلے۔ ہمارے طالبعلم تو اس امر کو عذر سے چاہتے تھے مگر مشن سکول کھیلنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ میری موجودگی میں ریونڈ ڈ سے مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس امر پر بحث کی کہ ہمارے لڑکے کھیلنے کو طیار نہیں اور وہ نہیں کھیل سکتے۔ وہ انہیں نہیں کھیلنا چاہیے۔ لیکن آخری فیصلہ یہی ہوا کہ وہ کھیلیں۔ چنانچہ دوسرے دن یعنے ۳ فروری کو دونو پارٹیاں کھیلیں اور برابر رہیں۔

۳ فروری کو مختلف کھیلیں اور دوڑیں ہوئیں جنہیں ہمارے طالبعلم شریک ہوئے اور جنمیں شریک ہوئے بجز دو کے سب میں انہوں نے انعام حاصل کیا گیند پھینکنے میں ہمارا طالبعلم اول تھا لیکن محض رعایت سے ایک اور موقع گیند پھینکنے کا دیا گیا جسمیں وہ اول سے تیسرا ہوگیا۔ میں آخر میں ان بے ضابطگیوں کو نوٹس میں لانا اور ایسا ہی رہتا کیسے میں ہوا۔ یہ سب کچھ میں ضلع بھر کی کامیاب پارٹیاں وہی مشن سکول اور قادیاں سکول تھیں اور انہوں نے رسا کھینچا لیکن اگر قابل افسوس بے ضابطگی ریورنڈ ڈ کم کرتے تو یقیناً قادیاں سکول ضلع بھر میں اول رہتا مگر انہیں مشن سکول کا پاس تھا اسلئے کہ وہ ان کے زیر اہتمام ہے۔

خلاصہ یہ کہ قادیاں سکول اس معرکہ کھیل ہائے میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے واپس آیا۔

میری غرض اس مقابلہ کھیل ہائے کے حالات درج کرنے سے یہ نہیں کہ ہمارے طالبعلم اچھے کھیلے اور انہوں نے اچھی شہرت حاصل کی بلکہ میرا مقصد کچھ اور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں نے دیکھا کہ ہمارے طالبعلم عین میدان معرکہ میں بھی خدا تعالیٰ کو نہیں بھولے اور اسلئے مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ قادیاں سکول کے قائم کرنے کی جو غرض ہے وہ پوری ہو رہی ہے بیشک قادیاں میں رہ کر ہم اپنے طالبعلموں اور مدرسہ کی کامیابی اور کسی کام کا اندازہ نہ کر سکیں لیکن باہر نکل کر معلوم ہوتا ہے کہ قادیاں سکول نے طالبعلموں کی حالت کیسے بدل دی ہے۔ وہ بچے جو کھیل کود کے لئے فطرتاً شوقین ہوتے ہیں اور ان کا تقاضائے سن ہوتا ہے کہ ہنسی اور کھیل میں وقت گذاریں۔ وہ عین کھیل میں بھی جب اللہ اکبر اور الحمد للہ کے نعرے مارتے تھے اور اپنی ذرا سی بھی کامیابی پر اسی کھیلے میدان میں ہاں کھیلتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے تھے تو لوگوں پر ایک وجد کا سا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ جہاں جاؤ اور جہاں سنو وہاں قادیاں کے طالب علموں کی نیکی خوش اخلاقی۔ خدا پرستی۔ اور دینداری کا تذکرہ تھا۔ میں نے خود سنا بالمشافہ سنا عیسائیوں ہندوؤں اور مسلمانوں کو کہتے ہوئے کہ ان بچوں کی اخلاقی حالت بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہے اور انکی روحانی تربیت قابل رشک ہے کوئی کہتا اللہ تعالیٰ اور دعا پر ان کو بہت بھروسہ ہے۔ کھیلتے ہوئے جب ذرا فرصت ملتی اور دوسرے لڑکے کھانے پینے اور تفریح کیلئے بے قرار ہو کر دوڑتے یہ اسوقت میں اپنے معبود کے حضور نماز ظہر کیلئے اسی گراؤنڈ میں حاضر ہوتے۔ میرے اور صاحبزادہ صاحب کے دل پر عجیب اثر ہوتا کہ یہ زمین جہاں اللہ تعالیٰ کے عرش پر ناچیز اور کمزور عورت زاد بٹھایا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کی عظمت اور تسبیح سے پاک ہو رہی ہے گرجے کے سامنے اللہ اکبر کی صدائیں اٹھتی تھیں اور اذان اور تکبیر کے نعروں سے میدان گونج اٹھا۔ غرض ہمارے طالبعلموں کی اصول مذہب کی پابندی اور دینداری اور خوش اخلاقی کے نمونہ نے بہت ہی عمدہ اثر پیدا کیا۔ قادیاں سکول خاص عزت اور ادب سے اس گروہ میں دیکھا جاتا تھا۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بڑے بوڑھے اور تعلیم یافتہ لوگ نہایت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے وللہ الحمد۔

ایسی حالت اور صورت میں وہ والدین اپنی اولاد پر ظلم کر رہے ہیں جو اپنے بچوں کو یہاں نہیں بھیجتے۔ اسطرح کھیلوں کے معرکہ کا خاتمہ ہوا اور ۳ فروری کی شام کو انعام تقسیم ہوا۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کیا اور آخر میں تحصیلدار صاحب اور ریورنڈ ڈ صاحب کا شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہونے کو تھا کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم اٹھ کھڑا ہوا تقسیم انعامات کے وقت سید احمد حسین صاحب رئیس بٹالہ نے جو کرکٹ کے مقابلہ کے وقت امپائر تھے اور جنہوں نے قادیان سکول کے بچوں کو کھیلتے ہوئے خوب دیکھا اور جنہیں ان کے اخلاق اور حالات کے معائنہ کرنے کا اچھا موقع ملا تھا تعلیم الاسلام سکول کے عمدہ کھیلنے والوں کو اپنی جیب سے انعام دیا تھا۔ اور یہ ناممکن تھا کہ وہ قوم جو خدا کے برگزیدہ موعود نے طیار کی ہے اور جس میں اس نے شکر گذاری کی روح نفخ کی ہے اس موقع پر اظہار امتنان نہ کرتی یہی وجہ تھی کہ میں اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ مجھے بولنے کا موقع دیا گیا میں نے کھڑا ہو کر مندرجہ ذیل الفاظ کہے

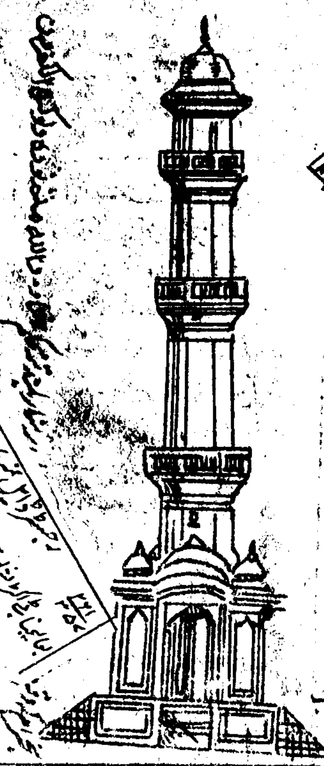
حاضرین! ہمارے مذہب میں ہمارے ہادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جس نے اپنے محسن انسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری بھی نہیں کی۔ اسلئے میں اس ارشاد عالی پر عمل کرنے کیلئے میر احمد حسین صاحب کا قادیاں سکول کی طرف سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے بغیر کسی قسم کی طرفداری خیال کے ہمارے لڑکوں کی قابلیت کو مد نظر رکھ کر انکی حوصلہ افزائی کیلئے خاص طور پر انعام دیا ہے۔ اسپر میں قادیاں سکول کے طالبعلموں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہوں جس نے ان کو اس معرکہ میں کامیابی کا نمایاں حصہ عطا فرمایا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میر احمد حسین صاحب کیلئے اپنے دلمیں خاص محبت کا اثر لیکر جائیں گے جنہوں نے انکی قدردانی فرمائی ہے۔ وللہ الحمد۔

میری اس تقریر کا کیا اثر ہوا؟ ناظرین خود سمجھ لیں جبکہ مختلف مذہب و ملت کے لوگ موجود ہوں خصوصاً عیسائی مردوں اور عورتوں کا اچھا مجمع ہو۔ اور اس سارے مجمع میں تقریر کرنیوالا ایک ہی داڑھی ہو اور اس کے مونہہ سے خدا تعالیٰ کا نام ہی نکلا ہو۔ ایسے موقع پر اسلام کی اعلیٰ تعلیم کو پیش کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو مختصر الفاظ میں پیش کر دینا بے اثر نہیں ہو سکتا مجھے اسوقت بڑا ہی مزا آیا جب کہ میں نے دیکھا کہ سچے مذہب اور اسلام میں کیسا نمایاں فرق ہے اور جو اسوقت دونوں مذاہب کے پیرو ہیں ان میں بھی نمایاں فرق مجھے معلوم ہوا۔

غرض جلسہ برخاست ہوا۔ اب میں ختم کرنے سے پہلے چند خاص ریمارک کرنا چاہتا ہوں

اول انتظام کے متعلق۔ مجھے اعتراف ہے کہ ریورنڈ ڈ صاحب نے جو انتظام قائم رکھا وہ ہر طرح سے انکی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے اور ریورنڈ ڈ صاحب جیسا کرپادری فرشتہ لوگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بازگرائی جہاد رقادیاں بنی | دو بینی شفا بخشا نہ غرض بدارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/۱۲

نمبر ۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات وکشوف

۸۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ خواب میں دیکھا گیا تھا کہ ہمارے باغ کے قریب ایک نہر رواں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب باغ جلد چند روز میں پرورش پا جائے گا اور اگر پانی بھی نہ ملے گا تب بھی سرسبز ہو جاویگا میرے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے کہ باغ سے مراد اپنی جماعت ہے اور نہر سے مراد نصرت اور تائید الٰہی ہے جو شاخوں کے رنگ میں ظاہر ہوگی۔

۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو دیکھا کہ ایک جماعت کثیر میرے پاس کھڑی ہے۔ ایک حاکم آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جاوے میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں۔ صرف تعلیم پاتے ہیں پھر اس حاکم نے کر گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کیطرف مونہہ کر کے ایک دو باتیں کیں۔ جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اسلام اور چلا گیا

بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی

۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ الہام ہوا۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی۔

ایک پوشیدہ خبر شایع ہونیکی پیشگوئی

۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ اذن کسی نے کہا۔ کرنسی نوٹ پھر ایک کتاب مجھے دکھلائی گویا وہ کرنسی نوٹ تھے۔ اور پھر الہام میری زبان پر جاری ہوا۔

دیکھو میرے دوستو! اخبار شایع ہو گیا

(فرمایا اخبار سے مراد خبر ہے۔ م)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے اور حضور کا خاندان بھی اچھی طرح ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں کپور تھلہ کریام ضلع جالندھر سرڑوہ ضلع ہوشیارپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے۔ لاہور سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بھی آئے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پچھلے چند روز سے اچھی نہ رہی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب رو بصحت ہیں۔

۳۔ ۱۴ فروری سے بارش کا سلسلہ کم و بیش شروع تھا مگر ۱۵۔ اور ۱۶ کی شام تک جبکہ میں نوٹ لکھ رہا ہوں بارش ہو رہی ہے فصلوں کی حالت امید ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اچھی ہو جائے۔ نرخ غلہ میں کسیقدر ارزانی پیدا ہوئی ہے ۱۶ کو ۱۴ اثار گندم کا بھاؤ ہو گیا۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ معائنہ کیلئے بابو جگل کشور صاحب سپرنٹنڈنٹ انسپکٹر صاحب تشریف لائے اور ۱۴۔ اور پندرہ کو انہوں نے سکول کا معائنہ کیا اور حصہ پرائمری کا بھی امتحان لیا۔ نتائج اچھے ہیں مفصل حالات پھر۔ آج ۱۷ کو مسٹر گاڈوے صاحب انسپکٹر آف سکولز کی آمد ہے جو تعلیم الاسلام سکول کے حصہ مڈل اور ہائی کا معائنہ کریں گے۔ بابو جگل کشور صاحب پرانے زمانہ کی طرز کے خوش خلق اور شریف ہوائی طبیعت کے آفیسر ہیں۔

تعلیم الاسلام سکول کیلئے جدید عمارت کی ضرورت

مدرسہ کی ضروریات جو یومًا فیومًا بڑھ رہی ہیں کارکنان مدرسہ کو مجبور کر چکی ہیں کہ وہ اس کیلئے ایک وسیع قطعہ زمین پر عمارت بنائیں چنانچہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین اس مطلب کیلئے پسند کیا گیا ہے عنقریب اسے خرید لیا جاویگا اس قطعہ زمین اور عمارت کے اخراجات پچیس ہزار روپیہ سے کم نظر نہیں آتے اب سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ کہاں سے آئیگا؟ اس کا جواب احمدی دیں گے جنہوں محض خدا کے فضل سے آجتک مدرسہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے سعی کی ہے اور آجتک مدرسہ پر تقریبًا پچاس ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے جسمیں کسی غیر احمدی کا غالبًا ایک پیسہ بھی نہیں۔ اسلئے اب اس ضرورت کو احمدی ہی پورا کریں گے اور خدا کے فضل سے کریں گے ہاں سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور علم دوست ڈائرکٹر مسٹر بیل صاحب بالقابہ کو توجہ دلانا بے شک ضروری ہے کہ جبکہ ہر قوم کے مدرسوں اور کالجوں کیلئے بڑی فیاضی سے گورنمنٹ سے مدد دلائی ہے۔ اسلئے اگر اس موقعہ پر اگر وہ احمدی قوم کے سکول کی بلڈنگ کیلئے کوئی خاص مدد دیں تو وہ کئی لاکھ کی قوم کو خصوصًا شکر گزاری کا موقعہ دیں گے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ اس قوم نے آجتک اپنے مدرسہ کیلئے ایک پائی کی بھی گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کو تکلیف نہیں دی حالانکہ اسے دوسری وفادار رعایا اور دوسرے سکولوں کیطرح ہر وقت ایسا حق حاصل تھا اور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم حتی الوسع اپنی تعلیمی ضروریات کا بوجھ گورنمنٹ کے سر ڈالنا نہیں چاہتے لیکن ایسے وقت کہ مدرسہ کی عمارت ایک کثیر رقم کو چاہتی ہے میرا ڈائرکٹر صاحب کو ایسے ضروری امر پر توجہ دلانا ہرگز بے موقع اور نامناسب نہیں۔ میں اپنے سکول کی مینیجنگ کمیٹی کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس امر کو مناسب سمجھے تو ڈائرکٹر صاحب کو متوجہ کرے میرا خیال ہے کہ ہمارا علم دوست اور انصاف پسند ڈائرکٹر اس امر پر خاص توجہ کر سکیگا مفصل پھر سہی

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مہمان خانہ جدید کے بڑے ہال میں احباب کا ایک بڑا جلسہ اس غرض کیلئے منعقد ہوا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کے سوال پر غور کریں اسمیں بہت سے بھائیوں نے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ جو اگر ممکن اور مناسب ہوا تو خلاصہ کسیوقت درج کردیا جاویگا ورنہ نہیں۔

ان تقریروں کے ضمن میں ایک بھائی نے اپنی تقریر کے ضمن میں کہا کہ جہانتک میں جانتا ہوں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اسیقدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ وفات پاچکے ہیں اس کے سوا اور کوئی نیا امر ایسا نہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان اصولی طور پر قابل نزاع ہو" اس سے چونکہ کامل طور پر سلسلہ کی بعثت کی غرض کا پتہ نہ لگ سکتا تھا بلکہ ایک امر مشتبہ اور کمزور معلوم ہوتا تھا اسلئے ضروری امر تھا کہ آپ اسکی اصلاح فرماتے۔ چونکہ اسوقت کافی وقت نہ تھا اسلئے ۲۷ دسمبر کو بعد ظہر و عصر آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنی بعثت کی اصل **غرض** پر کچھ تقریر فرمائیں۔ آپکی طبیعت بھی ناساز تھی تاہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

فرمایا

افسوس ہے اسوقت میری طبیعت بیمار ہے اور میں کچھ زیادہ بول نہیں سکتا لیکن ایک ضروری امر کیوجہ سے چند کلمے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق صرف موت و حیات مسیح علیہ السلام کا ہے ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے یعنے نماز روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں اور وہ سب اعمال بجالاتے ہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارہ میں ایک غلطی پڑگئی تھی جس کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ پیدا کیا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پر پیدا ہوئی ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ **میرا دنیا میں آنا** صرف اتنی ہی غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جسکی اصلاح کیجاتی بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قایم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے طور پر اس کو ظاہر کرتا جس سے اسکی بہت بڑی عظمت پائیجاتی ہے یعنے یہ کہ دنیا میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ اور زمین لعنتی ہوگئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہوگئی بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیدا ہوگئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحا اور اہل اللہ بھی آتے رہے اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسوقت ہی کردیتا مگر نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی چلی آئی۔ اور ہمارا زمانہ آگیا اسوقت بھی اگر نری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا کیونکہ **وفات مسیح** ایسی بات تو تھی ہی نہیں جو پہلے کسی نے تسلیم نہ کی ہو پہلے سے بھی اکثر خواص جنپر اللہ تعالیٰ نے کھولدیا یہی مانتے چلے آئے مگر بات کچھ اور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ یہ سچ ہے کہ **مسیح** کی وفات کی غلطی کو دور کرنا بھی اس سلسلہ کی بہت بڑی غرض تھی لیکن صرف اتنی ہی بات کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھکو **کھڑا** نہیں کیا بلکہ بہت سی باتیں ایسی پیدا ہوچکی تھیں اگر انکی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ ایک سلسلہ قایم کرکے کسی کو **مامور** نہ کرتا تو دنیا تباہ ہوجاتی اور **اسلام** کا نام و نشان مٹ جاتا!!

اس لئے اسی مقصد کو دوسرے پیرایہ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری بعثت کی غرض کیا ہے؟

وفات عیسیٰ اور حیات اسلام

یہ دونو مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں اور **وفات مسیح** کا مسئلہ اس زمانہ میں **حیات اسلام** کیلئے ضروری ہوگیا ہے اسلئے کہ حیات مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ حیات مسیح کیلئے یہ کہنا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ انکو زندہ آسمان پر اٹھا لے جاتا؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی ... سے ناواقفی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم تو سب سے زیادہ اس بات پر ایمان لاتے اور یقین کرتے ہیں۔

ان اللہ علی کل شئی قدیر

اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک وہ جو کچھ چاہے کرسکتا ہے لیکن وہ ایسے امور سے پاک اور منزہ ہے جو اسکی صفات کاملہ کے خلاف ہوں اور وہ ان باتوں کا دشمن ہے جو اس کے دین کے مخالف ہوں۔ حضرت عیسیٰ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک **اژدہا** بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں۔ اس غلطی سے کسی گزند کا اندیشہ نہ تھا اور وہ غلطی ہی کے رنگ میں تھی مگر جب سے عیسائیت کا **خروج** ہوا۔ اور انہوں نے مسیح کی **زندگی** کو انکی خدائی کی ایک بڑی زبردست دلیل قرار دیا تو یہ خطرناک امر ہوگیا۔ انہوں نے بار بار اور بڑے زور سے اس امر کو پیش کیا کہ اگر مسیح خدا نہیں تو وہ **عرش** پر کیسے جا بیٹھا ہے؟ اور اگر انسان ہوکر کوئی ایسا کرسکتا ہے کہ **زندہ آسمان** پر چلا جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی بھی آسمان پر نہیں گیا؟ اس قسم کے دلایل پیش کرکے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور انہوں نے بنایا اور دنیا کے ایک حصہ کو گمراہ کردیا اور بہت سے مسلمان جو تیس لاکھ سے زیادہ بتائے جاتے ہیں اس غلطی کو صحیح عقیدہ تسلیم کرنے کیوجہ سے اس فتنہ کا شکار ہوگئے۔ اب اگر یہ بات صحیح ہوتی اور درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے جاتے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں اور مسلمان اپنی غلطی اور ناواقفی سے انکی تائید کرتے ہیں تو پھر اسلام کیلئے تو **ایک ماتم کا دن ہوتا** کیونکہ اسلام تو دنیا میں اسلئے آیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دنیا کو ایک ایمان اور یقین پیدا ہو اور اسکی توحید پھیلے۔ وہ ایسا مذہب ہے کہ کوئی کمزوری اسمیں پائی نہیں جاتی۔ اور نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک قرار دیتا ہے کسی دوسرے میں خصوصیت تسلیم کیجاوے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی کسر شان ہے اور اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر عیسائیوں نے مسیح کی اس خصوصیت کو پیش کرکے دنیا کو گمراہ کردیا ہے اور مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے انکی اس ہاں میں ہاں ملادی۔ اور اس ضرر کی پرواہ نہ کی جو اس سے اسلام کو پہونچا۔ اس بات سے کبھی دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو لوگ کہدیتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیجاوے؟ بے شک وہ **قادر** ہے مگر وہ ایسی باتوں کو کبھی روا نہیں رکھتا جو مبدء شرک ہوکر کسی کو شریک الباری ٹھیراتی ہوں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا صریح مبدا شرک ہے۔ پس مسیح علیہ السلام میں یہ خصوصیت تسلیم کرنا کہ وہ تمام انسانوں کے برخلاف اب تک زندہ ہیں اور خواص بشری سے الگ ہیں یہ ایسی خصوصیت ہے جس سے عیسائیوں کو موقع دیا کہ وہ انکی **خدائی** پر اس کو بطور دلیل پیش کریں۔ اگر کوئی عیسائی مسلمانوں پر یہ اعتراض کرے کہ تم ہی بتاؤ کہ ایسی خصوصیت اسوقت کسی اور شخص کو بھی ملی ہے تو اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ سب انبیاء علیہم السلام مرگئے ہیں مگر مسیح کی موت بقول ان مخالف مسلمانوں کے ثابت نہیں کیونکہ **توفی** کے معنے تو آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے کرتے ہو۔ اسلئے **فلما توفیتنی** میں بھی یہی معنے کرنے پڑیں گے کہ جب تو نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور کوئی آیت ثابت نہیں کرتی کہ اسکی موت بھی ہوگی پھر بتاؤ کہ ان کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور وہ اپنی غلطی کو سمجھیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمان کہلاکر اس عقیدہ کی کمزوری اور شناعت کے کھل جانے پر بھی اس کو نہیں چھوڑتے وہ دشمن اسلام اور اسکیلئے مار آستین ہیں۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ بار بار قرآن شریف میں مسیح کی **موت** کا ذکر کرکے ثابت کرتا ہے کہ وہ دوسرے نبیوں اور انسانوں کی طرح وفات پاچکے کوئی امر نیا ایسا نہ تھا جو دوسرے نبیوں اور انسانوں میں نہ ہو۔ یہ بالکل سچ ہے کہ **توفی** کے موت ہی معنے ہیں کسی لغت سے یہ ثابت نہیں کہ توفی کے معنے کبھی آسمان پر مع جسم اٹھانے کے بھی ہوتے ہیں زبان کی خوبی لغات کی توسیع پر ہے دنیا میں کوئی لغت ایسی نہیں ہے جو صرف ایک کے لئے ہو اور دوسرے کیلئے نہ ہو۔ ہاں خدا تعالیٰ کیلئے یہ خصوصیت ضرور ہے اسلئے کہ وہ وحدہ لاشریک خدا ہے۔ لغت کی کوئی کتاب پیش کرو جسمیں **توفی** کے یہ معنے خصوصیت سے حضرت عیسیٰ کیلئے کیے ہوئے ہوں کہ زندہ آسمان پر مع جسم اٹھانا ہے اور سارے جہان کیلئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے موت کے ہوں گے اس قسم کی خصوصیت لغت کی کسی کتاب میں دکھاؤ؟ اور اگر نہ دکھا سکو اور نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے ڈرو کہ یہ مبدء شرک ہے اس غلطی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان عیسائیوں کے مدیون ٹھیرتے ہیں اگر عیسائی یہ کہیں کہ جس حال میں تم مسیح کو زندہ تسلیم کرتے ہو کہ وہ آسمان پر ہے اور پھر اس کا آنا بھی مانتے ہو اور یہ بھی کہ وہ حکم ہوکر آئیگا۔ اب بتاؤ کہ اس کے خدا ہونے میں کیا شبہ رہا جب کہ یہ بھی ثابت نہ ہو کہ اس کی موت ہوگی۔ یہ کہنا بڑا مصیبت کا امر ہو کہ **عیسائی سوال کرے اور اس کا جواب نہو؟**

غرض

اس غلطی کا اثر بد اب یہاں تک بڑھ گیا ہے یہ تو سچ ہے کہ مدار اصل مسیح کی موت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان نہ تھا کہ اس کے لئے ایک عظیم الشان مامور کی ضرورت ہوتی! مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت بہت ہی نازک ہوگئی ہے انہوں نے قرآن کریم پر تدبر چھوڑدیا اور انکی عملی حالت خراب ہوگئی۔ اگر انکی عملی حالت درست ہوتی

(نا تمام)

اور وہ قرآن کریم اور اس کے لغات پر توجہ کرتے تو ایسے معنے ہرگز نہ کرتے انہوں نے اسی لئے اپنی طرف سے یہ معنے کرلئے **توفی** کا لفظ کوئی نرالا اور نیا لفظ نہ تھا اس کے معنے تمام لغت عرب میں خواہ وہ کسی نے لکھی ہوں **موت** کے کئے ہیں پھر انہوں نے مع جسم آسمان پر اٹھانے کے معنے آپ ہی کیوں بنا لئے۔ بلکہ افسوس تو یہ تھا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی اس لفظ کے یہی معنے کرلیتے، کیونکہ یہی لفظ آپ کیلئے بھی تو قرآن شریف میں آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

اب بتاؤ کہ اگر اس لفظ کے معنے مع جسم آسمان پر اٹھانا ہی ہیں تو کیا ہمارا حق نہیں کہ آپ کے لئے بھی یہی معنے کریں کیا وجہ ہے کہ وہ نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارہا درجہ کم تر ہے اسکے لئے جب یہ لفظ بولا جاوے تو اس کے من گھڑت معنے کرکے زندہ آسمان پر لیجاویں لیکن جب سید الاولین والآخرین کیلئے یہ لفظ آوے تو اس کے معنے بجز موت کے کچھ نہ کریں حالانکہ آپکی **زندگی** ایسی ثابت ہے کہ کسی اور نبی کی ثابت نہیں اور اس لئے ہم زور اور دعوی سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی نبی زندہ ہے تو وہ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہی ہیں۔ اکثر اکابر نے **حیات النبی** پر کتابیں لکھی ہیں اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایسے زبردست ثبوت موجود ہیں کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات ہے کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جسکے **برکات** اور **فیوض** ہمیشہ کیلئے جاری ہوں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک کبھی بھی مسلمانوں کو ضائع نہیں کیا۔ ہر **صدی** کے سر پر اس نے کوئی آدمی بھیجدیا۔ جو زمانہ کے مناسب حال اصلاح کرتا رہا یہانتک کہ اس صدی پر اس نے

مجھے بھیجا ہے

تاکہ میں **حیات النبی** کا ثبوت دوں۔ یہ امر قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کریگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**۔ یعنے بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔ **انا لہ لحافظون** کا لفظ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ صدی کے سر پر ایسے آدمی آتے رہیں گے جو گم شدہ متاع کو واپس لاویں اور لوگوں کو یاد دلائیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب پہلی صدی گذر جاتی ہے تو پہلی نسل بھی اٹھ جاتی ہے اور اس نسل میں جو عالم۔ حافظ قرآن۔ اولیاء اللہ اور ابدال ہوتے ہیں وہ فوت ہو جاتے ہیں اور اسطرح ضرورت ہوتی ہے کہ احیاء ملت کیلئے کوئی شخص پیدا ہو کیونکہ اگر دوسری صدی میں نیا بندوبست اسلام کے تازہ رکھنے کیلئے نہ کرے تو یہ **مذہب** مر جاوے اسلئے وہ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مامور کرتا ہے جو اسلام کو مرنے سے بچا لیتا ہے اور اسکو نئی زندگی عطا کرتا ہے اور دنیا کو ان غلطیوں بدعات اور غفلتوں اور سستیوں سے بچا لیتا ہے جو انمیں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے اور یہ آپ کی **حیات** کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسطرح پر آپ کے **برکات** و **فیوض** کا سلسلہ لا انتہا اور غیر منقطع ہے۔ اور ہر زمانہ میں گویا **امت** آپ کا ہی **فیض** پاتی ہے اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبوب بنتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

پس خدا تعالیٰ کا پیار ظاہر ہے کہ اس امت کو کسی صدی میں خالی نہیں چھوڑتا اور یہی ایک امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **حیات** پر روشن دلیل ہے۔ بالمقابل حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت نہیں ان کی زندگی ہی میں ایسا فتنہ برپا ہوا کہ کسی اور نبی کی زندگی میں وہ فتنہ نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ سے مطالبہ کرنا پڑا کہ

ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین

یعنے کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو۔ جو جماعت حضرت عیسیٰ نے تیار کی وہ ایسی کمزور اور ناقابل اعتبار تھی کہ خود ہی عیسائی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ انجیل سے ثابت ہے کہ وہ بارہ شاگرد جو انکی خاص قوت قدسی اور تاثیر کا نمونہ تھے انہیں سے ایک نے جسکا نام **یہودا اسکریوطی** تھا اس نے تیس روپیہ پر اپنے آقا و مرشد کو بیچدیا اور دوسرے نے جو سب سے اول نمبر پر ہے اور شاگرد رشید کہلاتا تھا اور جس کے ہاتھ میں بہشت کی کنجیاں تھیں یعنے پطرس اس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ **لعنت** کی جب خود حضرت مسیح کی موجودگی میں انکا اثر اور فیض اسقدر تھا اور اب انیس سو سال گذرنے کے بعد خود اندازہ کرلو کہ کیا باقی رہا ہوگا۔ اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی تھی وہ ایسی **صادق** اور **وفادار** جماعت تھی کہ انہوں نے آپ کیلئے جانیں دیدیں۔ وطن چھوڑ دیئے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیا۔ غرض آپ کیلئے کسی چیز کی پرواہ نہ کی۔ یہ کیسی زبردست تاثیر تھی اس تاثیر کا بھی مخالفوں نے اقرار کیا ہے اور پھر آپ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں قرآن شریف کی تعلیم میں وہی تاثیر وہی برکات اب بھی موجود ہیں۔ اور پھر تاثیر کا ایک اور بھی نمونہ قابل ذکر ہے کہ انجیل کا کہیں پتہ ہی نہیں لگتا خود عیسائیوں کو بھی اس امر میں مشکلات ہیں کہ اصل انجیل کونسی ہے اور وہ کس زبان میں تھی اور کہاں ہے مگر قرآن شریف کی برابر حفاظت ہوتی چلی آئی ہے ایک لفظ اور نقطہ تک اس کا ادہر ادہر نہیں ہو سکتا۔ اسقدر حفاظت ہوئی ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن شریف کے ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہیں جنمیں باہم اتفاق ہے ہمیشہ یاد کرتے اور سناتے ہیں۔

اب بتاؤ کہ کیا یہ آپ کے برکات اور زندہ برکات نہیں ہیں؟ اور کیا ان سے آپکی **حیات** ثابت نہیں ہوتی؟

غرض

کیا قرآن شریف کی حفاظت کے رو سے اور کیا تجدید دین کیلئے ہر صدی پر مجدد کے آنے کی حدیث سے اور کیا آپکی برکات اور تاثیرات سے جو اب تک جاری ہیں آپکی **حیات** ثابت ہوتی ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی **حیات** کے عقیدہ نے دنیا کو کیا فائدہ پہونچایا ہے؟ کیا اخلاقی اور عملی طور پر دنیا کی اصلاح ہوئی ہے یا فساد پیدا ہوا ہے؟ اس امر پر جسقدر غور کریں گے اسیقدر اسکی خرابیاں ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام نے اس عقیدہ سے بہت بڑا ضرر اٹھایا ہے یہانتک کہ ۲۹ کروڑ کے قریب لوگ عیسائی ہو چکے جو سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عیسائیت نے دنیا کو جو نفع پہنچایا ہے وہ ظاہر امر ہے خود عیسائیوں نے اس امر کو قبول کیا ہے کہ عیسائیت کے ذریعہ بہت سی بد اخلاقیاں دنیا میں پھیلی ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو تعلیم ملے کہ اسکے گناہ کسی دوسرے کے ذمہ ہو چکے تو وہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور گناہ نوع انسان کیلئے ایک خطرناک زہر ہے جو عیسائیت نے پھیلائی ہے۔ اس صورت میں اس عقیدہ کا ضرر اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ **حیات مسیح** کے متعلق اسی زمانہ کے لوگوں پر الزام ہے۔ نہیں بعض پہلوں نے غلطی کھائی ہے مگر وہ تو اس غلطی میں بھی ثواب ہی پر رہے کیونکہ مجتہد کے متعلق لکھا ہے **قد یخطی و یصیب** کبھی مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی ثواب مگر دونوں طرح پر اسے ثواب ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ مشیت ایزدی نے یہی چاہا تھا کہ ان سے یہ معاملہ مخفی رہے پس وہ غفلت میں رہے اور اصحاب کہف کیطرح یہ حقیقت ان پر مخفی رہی۔ جیسا کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا ام حسبت

ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا

اسیطرح مسیح کی حیات کا مسئلہ بھی ایک عجیب سر ہے باوجودیکہ قرآن شریف کھول کھول کر مسیح کی وفات ثابت کرتا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو آیت استدلال کے طور پر پڑھی گئی وہ بھی اسی کو ثابت کرتی ہے مگر باوجود اسقدر آشکار ہونے کے خدا تعالیٰ نے اسکو مخفی کردیا۔ اور آنیوالے موعود کیلئے اسکو مخفی رکھا چنانچہ جب وہ آیا تو اسنے **اس راز کو ظاہر کیا**

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ جب چاہتا ہے کسی بھید کو مخفی کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے اس بھید کو اپنے **وقت تک مخفی رکھا** اب جبکہ وہ زمانہ آگیا اور اس کے ہاتھ میں اس سر کی کلید تھی اس نے اسے کھول کر دکھا دیا۔ اب اگر کوئی نہیں مانتا اور ضد کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔

غرض

وفات مسیح کا مسئلہ اب ایسا مسئلہ ہو گیا ہے کہ اسمیں کسی قسم کا اخفا نہیں رہا بلکہ ہر پہلو سے صاف ہو گیا ہے قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے احادیث وفات کی تائید کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج جس میں آپ نے حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ اور پھر آیت قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا مسیح کو زندہ آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔ کیونکہ جب کفار نے آپ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنے میرا رب اس وعدہ خلافی سے پاک ہے جو ایک دفعہ تو وہ انسان کیلئے یہ قرار دے کہ وہ اسی زمین میں پیدا ہوا اور یہاں ہی مریگا۔ **فیھا تحیون و فیھا تموتون**۔

میں تو ایک بشر رسول ہوں یعنے وہ بشریت میرے ساتھ موجود ہے جو آسمان پر نہیں جا سکتی۔ اور اصل میں کفار کی غرض اس سوال سے یہی تھی جو وہ پہلے سن چکے تھے کہ انسان اس دنیا میں جیتا اور مرتا ہے اسلئے انہوں نے موقع پاکر یہ سوال کیا۔ جسکا جواب ان کو ایسا دیا گیا کہ انکا منصوبہ خاک میں ملگیا۔ پس یہ ایسا صاف مسئلہ ہے کہ مسیح وفات پا چکے ہاں یہ ایک معجزہ ہے کہ انہیں غفلت میں رکھا۔ اور ہوشیار ترین کو بھی ست بنا دیا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ زمانہ نہیں پایا وہ معذور ہیں۔ ان پر کوئی حجت پوری نہیں ہوئی۔ اور اسوقت اپنے اجتہاد سے جو کچھ وہ سمجھے انہوں نے سمجھ لیا اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب پائیں گے۔

مگر

اب وقت نہیں رہا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے اس [illegible] کو کھول دیا اور اس مخفی راز کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور اس مسئلہ کے [illegible] خوفناک اثروں کو تم دیکھ رہے ہو کہ اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی **ہتھیار حیات مسیح** ہے جسکو لیکر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذریت عیسائیوں کا شکار ہو رہی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ [illegible] مسائل وہ لوگ [illegible] کر [illegible] جو اوائل سے مسلمان [illegible] کا [illegible] اسلام سے بیزار ہو رہے ہیں [illegible] خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کرے [illegible]

(باقی آئندہ)

مشاہیر اسلام

امام بخاری

صحیح بخاری کو مسلمانوں میں جو عام مقبولیت حاصل ہے اسکا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ صحت کے لحاظ سے کتاب اللہ کے بعد اسکو جگہ دی گئی لیکن افسوس ہے کہ بہت کم لوگ اس کے نامور جامع کے حالات سے واقف ہوں گے۔ اسلئے اس مضمون میں ہم امام موصوف کے حالات جمع کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں۔ کہ ”میں نے ایک مستقل کتاب امام بخاری مسلم اور ابو داؤد کے حالات میں لکھی ہے“ لیکن افسوس کہ آج اس کا پتہ نہیں اسلئے مقدمہ فتح الباری کشف الظنون۔ کلمات طیبات شاہ ولی اللہ سے جسقدر حالات معلوم ہو سکے مجبوراً انہیں پر اکتفا کیا بعض باتیں دوسری کتابوں سے بھی لی گئیں لیکن مضمون کا بڑا حصہ انہیں کتابوں کا ممنون ہے۔

نام و نسب اور ابتدائی حالات سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ۔ ان کا اصلی نام محمد۔ اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ان کے جد اعلیٰ بردزبہ فارس کے رہنے والے۔ اور مذہباً مجوسی تھے۔

امام صاحب کے جد امجد مغیرہ پہلے شخص ہیں۔ جو اس خاندان میں مشرف باسلام ہوئے۔ اس زمانہ کا قاعدہ تھا۔ کہ جس شخص کے ہاتھ پر اسلام لاتے تھے۔ اسی کی نسبت سے نو مسلم مشہور ہو جاتے تھے۔ مغیرہ چونکہ امیر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ اسلئے جعفی مشہور ہو گئے۔ اور یہ لقب نسل بعد نسل منتقل ہوتا ہوا امام صاحب تک پہنچا اس بنا پر امام صاحب جعفی کے لقب سے بھی مشہور ہیں امام صاحب کے دادا ابراہیم کا حال کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن ان کے والد اسمٰعیل چوتھے طبقہ کے معتبر محدثین شمار کئے جاتے ہیں۔ اسمٰعیل کی ثقاہت اور مرتبہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ امام مالک اور حماد جیسے محدثین کی انہوں نے شاگردی کی۔ اور ابن مبارک جیسے شیوخ کی صحبت میں مدتوں رہے۔ اہل عراق نے اکثر حدیثیں ان سے روایت کی ہیں خود امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کے حالات لکھے ہیں۔ اور اپنے بزرگ والد کے فضل و کمال پر فخر کیا ہے۔

امام صاحب کے نام سے زیادہ انکی وطنیت مشہور ہے۔ اسلئے اسقدر ہر شخص جانتا ہے کہ ان کا اصلی وطن بخارا ہے۔

بخارا قدیم جغرافیہ میں۔ اقلیم پنجم کے صوبہ ماوراء النہر کا ایک جلیل القدر شہر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جدید جغرافیہ کی رو سے ایشیائی ترکستان میں واقع ہے۔ اسکی پشت پر سمرقند۔ دہنی طرف تاشقند۔ بائیں طرف صحرائے کراکورم۔ اور سامنے صحرائے قزل خورم ہے۔ دوسری صدی کے اواخر میں (جب بخارا کو امام صاحب کی پیدائش کا شرف حاصل ہوا) خلفائے عباسیہ کے زیر حکومت تھا۔ اور مقامی انتظام کے لئے دربار خلافت کی طرف سے ایک گورنر رہا کرتا تھا۔

شوال کی تیسری تاریخ تھی۔ اور جمعہ کا دن تھا جب ۱۹۴ھ ہجری میں امام بخاری پیدا ہوئے۔ ابھی کھیل کود کے دن پورے نہیں ہوئے تھے۔ کہ ان کے والد اسماعیل یتیمی کا داغ۔ اپنی یادگار چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ان سے رخصت ہو گئے۔ انکی والدہ جنکی سرپرستی اور توجہ پر انکی آئندہ ترقی کا دارو مدار تھا۔ ان کو اور ان کے بڑے بھائی احمد کو لیکر بخارا سے مکہ معظمہ چلی آئیں۔ وہیں انہوں نے نشو و نما پائی۔ اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

امام صاحب کی تحصیل کا زمانہ بچپن ہی سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں علم فقہ پر توجہ کی۔ اور امام وکیع اور ابن مبارک جیسے اساتذۂ فن کی تصنیفات کا مطالعہ کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں فقہ کی تعلیم سے فارغ ہو گئے تو اس مقدس فن پر متوجہ ہوئے۔ جسکی پریشان اور نامرتب حالت۔ انکی آئندہ توجہ اور سرپرستی کا انتظار کر رہی تھی۔

اگرچہ اس امر کا تفصیلی حال نہیں معلوم ہوتا کہ امام صاحب نے ابتدا میں کن مشایخ سے فن حدیث کو حاصل کیا۔ لیکن اسقدر مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اسحٰق بن راہویہ اور علی بن المدینی کے فیضان تعلیم کا زیادہ ممنون ہے۔

ان بزرگوں کے علاوہ۔ اور جن مشایخ کا تاریخوں میں پتہ چلتا ہے ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے شیوخ میں مختلف درجہ اور مختلف طبقہ کی جماعتیں شامل تھیں۔ مثلاً

(۱) تبع تابعین۔ جیسے محمد بن عبد اللہ انصاری۔ ابو عاصم النبیل۔

(۲) تابعین کے معاصر مگر کسی ثقہ تابعی سے انہوں نے حدیث کی روایت نہیں کی۔ جیسے آدم ابن ابی ایاس

(۳) تبع تابعین سے جن لوگوں کو اخذ حدیث کا موقع ملا جیسے قتیبہ ابن سعید۔ احمد بن حنبل۔ اسحٰق بن راہویہ[1]

(۴) ہم درس طلبا جیسے محمد بن یحییٰ ذہلی۔ ابو حاتم رازی محمد بن ابراہیم

(۵) امام صاحب کے معاصرین جیسے عبد اللہ بن حماد آملی۔ عبد اللہ بن العاص۔

[1] امام مسلم نیشاپوری نے بھی ان لوگوں سے سماعت کی ہے

امام صاحب کے شوق علم کا یہ حال تھا کہ بغداد بصرہ۔ خراسان۔ کوفہ۔ خوارزم۔ حجاز اور شام میں اسوقت کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے امام صاحب نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا ہو ان کے تمام شیوخ کی مجموعی تعداد ایک ہزار اسی ہے۔ جسمیں پہلے قسم کے محدثین کا حصہ زیادہ ہے۔

امام صاحب فطرتاً نہایت قوی الحافظہ تھے۔ فطرت کی اس فیاضی سے انہوں نے فن حدیث کی تحصیل میں بہت فائدہ اٹھایا استاد سے جو حدیث سنتے۔ فوراً زبانی یاد کر لیتے۔ ابتدا میں کتابت حدیث کے سخت مخالف تھے۔ ان کا قول تھا کہ ”کتابت سے انسان کی فطری قابلیت کم ہو جاتی ہے۔ اور محض کتابوں پر اعتماد کرنے کا عادی ہو جاتا ہے“ لیکن آگے چلکر جب ضروریات زمانہ متقاضی ہوئے۔ تو اپنی قدیم رائے بدلنی پڑی۔

امام صاحب کی شہرت امام صاحب کے فضل و کمال کی شہرت اس سے پہلے کہ وہ فارغ التحصیل ہوں۔ دور دور تک پہونچ چکی تھی حفظ حدیث میں انکا پایہ اسقدر بلند تھا۔ کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اسلئے انکی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا۔ ان کے زمانہ کے وہ علما جن کے گرد پیش۔ ایک بڑی جماعت تلامذہ کی رہتی تھی۔ اور فضل و کمال کے لحاظ سے خود امام فن ہونے کی حیثیت رکھتے تھے ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے۔ تو فخریہ لہجہ میں کہتے۔ کہ ”ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا“ یعنے ان احادیث کی صحت میں اب کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ جب امام بخاری جیسے نقاد نے صحیح قرار دیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اس شہرت نے وہ ترقی کی کہ دور دور سے لوگ سمع حدیث کی غرض سے حاضر ہونے لگے۔ ائمۂ حدیث درس دیتے ہوئے امام صاحب کو اپنی مسند خاص پر جگہ دیتے۔ اور امام احمد ابن حنبل جیسے بزرگ کہتے۔ کہ خراسان کی سرزمین نے محمد بن اسماعیل جیسا کوئی شخص نہیں پیدا کیا۔

یوسف بن موسےٰ نے بصرہ میں امام صاحب کی وسعت علم اور شہرت کا ایک پر اثر منظر دیکھا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن کسی شخص کو گلیوں میں پکارتے ہوئے سنا۔ کہ ہوا سے قدوۃ اہل علم! ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری بصرہ میں تشریف فرما ہیں۔ جو شخص انکی زیارت کا مشتاق ہو۔ جامع مسجد میں حاضر ہو۔ یہ آواز سنتے ہی میں جامع مسجد میں حاضر ہوا مسجد میں اسوقت بہت سے علما جمع تھے۔ اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا معلوم ہوا کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری یہی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر علما کی طرف متوجہ ہوئے حاضرین نے درخواست کی کہ آج حدیث کے متعلق آپ خطبہ دیں امام صاحب نے منظور فرمایا شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ فلاں وقت امام صاحب بیان فرمائیں گے۔ لوگ جوق جوق مسجد میں جمع ہونے لگے۔ جب حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ گئی تو امام صاحب کھڑے ہوئے اور یوں بیان کرنا شروع کیا کہ ”اے علمائے بصرہ آج میں تمہارے سامنے وہ حدیثیں پیش کرونگا جن کے راوی تمہارے شہر بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر تم کو انکی خبر نہیں“۔ اس کے بعد انہوں نے جتنی حدیثیں بیان کیں سب کے رواۃ اہل بصرہ تھے۔

امام صاحب کی اس وسعت معلومات اور معرفت حدیث کو دیکھکر اکثر علما کہا کرتے تھے کہ

انما هو آية من آيات الله تمشي على وجه الارض۔ ما خلق الا للحديث

امام بخاری خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو زمین پر چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔ خدا نے ان کو صرف حدیث ہی کیلئے پیدا کیا۔

تحصیل علم کے لئے مختلف مقامات کا سفر امام صاحب نے تحصیل علم اور زیارت علما کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے۔ مصر و شام میں استفادہ حدیث کی غرض سے دو بار گئے۔ حجاز میں متواتر چھ سال تک قیام کیا۔ کوفہ و بغداد میں جو علما کا مسکن تھا بارہا آیا کئے۔ بصرہ میں چار بار گئے۔ اور بعض مرتبہ پانچ پانچ برس تک قیام کیا۔ ایام حج میں مکہ معظمہ چلے جاتے۔ اور فراغت کے بعد پھر بصرہ چلے آتے۔ ان تمام سفروں میں نیشاپور کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

نیشاپور کا سفر نیشاپور اس زمانے میں علم حدیث کا مرکز تھا۔ مسلم بن حجاج صاحب صحیح مسلم اور ان کے استاد امام محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے محدث انکی شان سے اٹھے تھے۔ جن کے علم اور فضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں امام صاحب کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے فضل و کمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔

امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور جس جوش سے ان کا خیر مقدم کیا گیا اسکی تصویر خود امام مسلم نے ان مختصر لفظوں میں کھینچی ہے کہ ”جب امام بخاری نیشاپور میں تشریف لائے۔ تو اہل شہر نے جس دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا۔ کہ والیان ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا“۔

امام صاحب نیشاپور میں رہکر درس و تدریس حدیث میں مشغول ہو گئے۔ علما سے لیکر عوام تک ان سے فائدہ اٹھاتے۔ امام صاحب کی معلومات حدیث سے مستفیض ہوتے۔ خود امام مسلم کا یہ حال تھا کہ امام صاحب کی استفادہ کی مجلس سے خالی نہ جاتی تھی۔ ایک دن امام صاحب کی باتوں اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فرط عقیدت سے پیشانی کو بوسہ لیا۔ اور جوش میں آکر کہا کہ دعني اقبل ...

رحليك يا امير المومنين فی الحديث

اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں قدمبوسی کا شرف حاصل کروں۔

امام محمد بن یحیی ذہلی اس پایہ کے شخص تھے کہ امام مسلم کے استاذ اور نیشاپور کے مسلم محدث تھے انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیدیا تھا کہ امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا کریں خود امام صاحب کی شہرت اور فضل و کمال نے اسطرح گرویدہ کر لیا کہ امام ذہلی جیسے بزرگوں کی مجلسیں بے رونق ہو گئیں

ایک دن امام ذہلی نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ میں کل محمد بن اسمعیل بخاری کی ملاقات کو جاؤں گا جس شخص کا جی چاہے میرے ساتھ چلے۔ ساتھ ہی امام ذہلی کو یہ خیال ہوا کہ امام بخاری کی بدولت میری درسگاہ میں جو بے رونقی چھا گئی ہے۔ اس کا اثر میرے طلبا پر بھی پڑا ہے۔ اسلئے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے۔ جسکی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسمعیل میں رنجش ہو جائے۔ اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقع ہاتھ آجائے۔ اسلئے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری سے اختلافی مسایل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جاوے

دوسرے دن امام ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کے یہاں پہونچے۔ اتفاقاً وہی صورت پیش آگئی۔ جس کا انہیں خوف تھا۔ ایک شخص نے اٹھکر امام صاحب سے سوال کیا کہ یا ابا عبداللہ قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق ہیں؟ اس کے اصلی الفاظ یہ تھے **لفظی بالقرآن مخلوق؟**

امام صاحب ساکت رہے، پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا امام صاحب نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ ولفظی بالقرآن الفاظنا۔ والفاظنا من افعالنا۔ وافعالنا مخلوقۃ۔

قرآن کلام الہی اور غیر مخلوق ہے۔ اور جو الفاظ ہماری باتوں سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہیں اسلئے ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔"

امام صاحب نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے۔ تو کلام خدا کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفت کیونکر مخلوق ہو سکتی ہے؟ اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں۔ تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے۔ لہذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں

لیکن اس حقیقت کو اب کون سمجھتا... اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا... اور شہرت دی کہ امام صاحب کی عام ہر دلعزیزی میں فرق آگیا۔ مگر جو لوگ دقیقہ رس اور نقطہ سنج تھے وہ اس جواب کی تہ کو پہونچ گئے۔ اور پیشتر سے زیادہ وقعت کرنے لگے انہیں لوگوں میں ایک شخص امام مسلم بھی تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی ہی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنی مجلس میں منادی کرا دی کہ جو شخص **لفظی بالقرآن مخلوق** کا قایل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو سخت برآشفتہ ہوئے اور وہ تمام نوشتے اونٹ پر لدوا کر واپس کر دیے جنمیں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند کی تھیں۔

جب یہ اختلاف ایک نازک حد تک پہونچ گیا تو امام صاحب نے **نیشاپور** کو خیرباد کہا اور اپنے وطن مالوف **بخارا** کو روانہ ہوئے۔ اہل بخارا کو جب اطلاع ہوئی کہ ان کا ہموطن کمال اور شہرت کے خلعت سے آراستہ ہو کر پھر اپنے وطن کیطرف آرہا ہے تو جوش مسرت میں استقبال کیلئے بڑے بڑے شہر سے دو کوس کے فاصلہ پر ... خیر مقدم کیا اور درہم و دینار نثار کرتے ہوئے شہر میں لائے اللہ اکبر! ایک وہ زمانہ تھا جب بے باپ کا ایک یتیم بچہ حسرت و یاس کی گود میں بخارا سے نکلا تھا اور ایک یہ زمانہ ہے جب وہی یتیم بچہ امام حدیث ہو کر امرائے شہر کے غول میں خراماں خراماں بخارا میں داخل ہو رہا ہے!

جلا وطنی اور انتقال بخارا میں امام صاحب نے ایک مدت تک آرام و راحت سے زندگی بسر کی لیکن آخر میں اپنی غیور اور خوددار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ **شاہ بخارا** نے حکم دیا کہ بخارا سے فوراً نکل جائیں

امام صاحب کے بعض رشتہ دار سمرقند کے ایک چھوٹے سے قریہ خرتنگ میں رہتے تھے۔ امام صاحب بخارا سے نکل کر وہیں چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ جلاوطنی کا انہیں سخت افسوس تھا۔ وفور غم میں بے اختیار زبان سے نکل جاتا۔ کہ الہی! باوجود وسعت کے زمین میرے لئے تنگ ہو گئی ہے۔ اسلئے اب مجھکو اٹھا لے۔

عجیب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں خدا نے دنیا سے اٹھا لیا۔ ۲۵۶ ہجری میں شب کو نماز عشا کے بعد انتقال ہوا شوال کے مہینہ میں تیسری تاریخ کو پیدا ہوئے اور شوال ہی کی دسویں کو وفات پائی ۱۹۴ ہجری سال پیدائش اور ۲۵۶ ہجری سال وفات ہے اس حساب سے تیرہ دن کم باسٹھ برس کی عمر پائی

دوسرے دن جب یہ خبر مشہور ہوئی تو سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس دھوم دھام سے جنازہ اٹھایا گیا کہ سارا سمرقند تابوت میں ساتھ ساتھ تھا۔ اور بڑے بڑے علما اور امرا چشم پرنم نماز میں شریک تھے۔ نماز ظہر کے بعد جنازہ دفن کیا گیا اور آسمان حدیث کا یہ منور آفتاب سرزمین سمرقند میں ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

ایک شاعر نے عجیب اختصار کے ساتھ امام صاحب کا سال ولادت سال وفات اور تعداد سن عمر کو ذیل کے دو شعروں میں نظم کیا ہے۔

کان البخاری حافظاً ومحدثاً
جمع الصحیح مکمل التحریر
میلادہ صدق ومدۃ عمرہ
فیھا حمید وانقضی فی نور

امام صاحب کا حلیہ یہ تھا۔ جسم دبلا پتلا۔ قد میانہ رنگ گندمی۔

عام اخلاق و عادات۔ ذریعہ معاش تلامذہ و ...

امام صاحب کی مقدس زندگی میں بعض ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جن سے بڑے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے۔ انکی طبیعت سخت درجہ غیور، خوددار اور بے تکلف تھی۔ ان کے واقعات زندگی کے آخری حصہ میں تم پڑھ آئے ہو کہ امیر بخارا نے جلاوطن کر دیا تھا۔ مگر کس لئے؟ صرف اسلئے۔ کہ انہوں نے علم کی عظمت کے آگے ایک دنیا دار کی عزت کا لحاظ نہیں کیا۔ امیر بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب اس کے دربار میں حاضر ہو کر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں، امام صاحب نے اس خواہش کو رد کر دیا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانہ پر لیجا کر پیش کروں اگر امیر کو سچا شوق ہے تو میری مجلس میں آکر شریک ہو! امیر بخارا کی درخواست تھی کہ وہ قصر شاہی میں آکر شہزادوں کو تعلیم دیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امیر کے لڑکوں کو کوئی خصوصیت نہیں دی جا سکتی۔ میری مجلس عام ہے۔ جس کا جی چاہے آکر شریک ہو۔ امیر بخارا کو یہ استغنا ناگوار گذرا حکم دیدیا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ امام صاحب نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا۔ مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی۔ خودداری کا خیال اس درجہ تھا کہ خود ان کا قول ہے "میں نے اپنے استاد **علی بن مدینی** کے سوا اور کسی کے مقابلہ میں اپنے کو چھوٹا نہ سمجھا۔"

امام صاحب نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی کہ عام علما کی طرح امیر یا بادشاہ کی دنیا سے فایدہ اٹھائیں کئی مرتبہ اس قسم کے موقع ہاتھ آئے۔ مگر انہوں نے وظیفہ قبول نہیں کیا

اپنے باپ ... ترکہ میں ... جو کچھ ملا اس پر آخری عمر تک گذر ... اس زمانہ میں تجارت کی اس خاص صورت کو کہ ایک شخص روپیہ صرف کرے اور دوسرا اپنی محنت اور مشقت سے تجارت کیجاوے مضاربت کہتے تھے۔ امام صاحب اسی طریقہ کی تجارت میں اپنے روپے لگا دیتے اور اسی کی قلیل آمدنی سے ضروریات زندگی پوری کرتے بہت کم لوگ ہونگے جنکی زندگی میں ایسی بے انتہا شہرت کے ساتھ سادگی ہوگی جسکا نمونہ انکی آنکھوں نے دیکھا تھا یا جو لوگ اس کی اہمیت معمولی سے معمولی شخص سے بھی کسی نامعلوم امر کو دریافت کرنے میں عار نہیں آتا تھا انکے اساتذہ کی طول طویل فہرست میں بعض ان لوگوں کے نام نظر آتے ہیں جو انکے ہم عمر یا ہم سبق تھے امام صاحب کا ایک بے نظیر وصف ... بے تعصبی ہے۔ جب ہم انکے مجموعہ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سی حدیثیں ایسی پاتے ہیں جن کے راوی مذہب اہل سنت کے خلاف تھے۔ امام صاحب نے ان سے حدیث لینے میں کچھ تامل نہیں کیا۔ اگرچہ خود انکے مذہب سے اختلاف رکھتے تھے

امام صاحب کو جسمانی ورزش کا بہت شوق تھا۔ سواری اور تیر اندازی میں اس درجہ مہارت تھی کہ ان کا نشانہ بہت کم غلط ہوتا تھا۔ امام صاحب کوئی دنیادار آدمی نہیں تھے۔ بلکہ زندگی بالکل سیدھی سادی اور خالص علمی زندگی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی صفائی کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ درس میں ایک شخص نے اپنی داڑھی سے ایک تنکا نکال کر فرش پر ڈال دیا۔ امام صاحب کی جب نظر پڑی تو چپکے سے اٹھے اور تنکے کو اٹھا کر باہر صحن میں ڈالدیا۔ امام صاحب کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا۔ اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلبا کا جوق جوق آکر شریک ہوتے۔ اور بڑے بڑے پایہ کے اشخاص حلقۂ تلامیذ میں شامل ہوتے۔ انکی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی انکے خاص مکان پر منعقد ہوتی تھی ان کے شاگردوں میں حافظ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی اور عبدالرحمن نسائی۔ مسلم بن حجاج جیسے جید محدث نظر آتے ہیں۔ جو حدیث کے ارکان ستہ کے تین جلیل القدر رکن ہیں۔ ابن خزیمہ محمد بن نصر مروزی صالح بن محمد جو آگے چلکر خود بڑے پایہ کے مصنف ہوئے امام صاحب کے عام شاگردوں میں داخل ہیں

امام صاحب کو زمانۂ تحصیل ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق ہوا۔ اور آخر عمر تک قایم رہا۔ انکی اٹھارہ برس کی عمر تھی جب ایک کتاب قضایا الصحابۃ والتابعین لکھی اسکے بعد بڑے بڑے مشایخ کو متحیر کر دیا تاریخ کبیر مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں لکھی جب آسمان کی منور اور روشن قندیلیں دنیا کے مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا ... صحیح بخاری کا مفصل ذکر مستقل عنوان سے کیا گیا ہے ان کے علاوہ دیگر تصنیفات کی مجمل فہرست یہ ہے۔ تاریخ کبیر۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر۔ خلق افعال العباد

تمہیں اب کیا کرنا ہوگا؟

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

میں اپنے دل میں احمدی قوم کو خصوصیت سے مبارکباد دینے کیلئے ایک جوش پاتا ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام اسے عطا ہوا ہے وہ اس نعمت پر جسقدر سجدات شکر بجا لائے کم ہیں۔ وہ نعمت یہ ہے کہ احمدی قوم کے وجود نے آج دنیائے اسلام پر ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک قوم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے دل میں جوش اور اسلام کی موجودہ حالت پر دل میں درد رکھتی ہے۔

یہ خلاصہ اور لب لباب ہے ان کثیر تحریروں کا جو اردو اخبارات میں آج اشاعت اسلام کے مضمون کے ضمن میں نکل رہی ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا امام اور پیشوا یقین کر چکے ہیں خوب جانتے ہیں کہ اس موعود کی دنیا میں آنے کی غرض و غایت کیا ہے؟ قرآن شریف نے پر زور الفاظ میں فرمایا ہے **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ**۔ مسیح موعود کی زندگی کا مقصد لیظہرہ علی الدین کلہ کے جامع الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ وہ ملت بیضا کو ادیان عالم پر غالب کر دکھائیگا۔ پس اگر دنیا اس کو شناخت نہ کر سکے تو بھی وہ اس کا کام اس کو منوائیگا۔ اسوقت جبکہ بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ خدمت اسلام میں ہمارے میگزین (ریویو آف ریلیجنز) نے اشاعت اسلام کا وہ کام کیا ہے کہ کوئی انجمن اور مجلس باوجود حمایت اسلام کے ادعا کے نہیں کر سکی تو پھر غور کرو کیا بالواسطہ یہ تسلیم نہیں ہوا کہ خدا کا موعود سچا ہے

فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کی سچائی پر یہ ایک لطیف دلیل ہے جس نے مجھے اور میرے ان عزیز بھائیوں کو جو میگزین کے کام میں مصروف ہیں ذوق سے سرشار کر دیا ہے اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو جس امام کو امام یقین کیا ہے اس کے ہاتھ میں خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔

میرے عزیز دوستو! اور بھائیو! تمہارے چند پیسے جو اس ابتدائی زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے تم نے دیئے وہ اب بارور ہوئے تمہارے اخلاص کا درخت نشوونما پاکر اطراف عالم کو اپنے سایہ میں لیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے غیب سے میگزین کی اشاعت کے وسیع پیمانہ پر شائع کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اب جسقدر یہ دائرہ وسیع ہوگا اسیقدر اس کا اثر وسیع ہوگا اور جسقدر روحیں اس چشمہ سے فیض پائینگی اور جسقدر نیکیاں اس ذریعہ سے ہونگی یقیناً یقیناً تم ہی ان کے حصہ دار ہوگے کیونکہ **الدال علی الخیر کفاعلہ**۔ بس تم ہی بتاؤ کہ یہ انعام کیسا عظیم الشان ہے۔

میں اس موقع پر ان کثیر رایوں کا خلاصہ شائع کرتا جو ان لوگوں نے جو غیر احمدی ہیں دی ہیں اور انہوں نے میگزین کی خدمات اشاعت اسلام کے متعلق تسلیم کی ہیں مگر محض اسوجہ سے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میرے اس بیان پر حسن ظن رکھتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ میں ایک فیکٹ (امر واقعی) اور ٹروتھ (صداقت) پیش کرتا ہوں ان کو چھوڑتا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے وقت میں ہم ان سب رایوں کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دیں۔

میں اس مضمون کو دراز یا وہ لمبا کرنا نہیں چاہتا اور بہت جلد آپ کو اصل مقصد پر لیجانا چاہتا ہوں پس آپ کو معلوم ہو کہ جب آپ کے میگزین کی خدمات کا شہرہ عام ہو گیا تو ان لوگوں نے جن کے دلمیں اسلام کا درد ہے اور جو اب تک کسی درجہ سے اس سلسلہ میں شامل نہیں جوش اسلام سے بے قرار اور بے اختیار ہو کر چاہا کہ اس اشاعت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ انہوں نے اپنی اپنی جگہ مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ خصوصیت سے میرے محترم دوست مولوی **محمد انشاء اللہ خاں** صاحب ایڈیٹر **وطن** اور منشی **رحیم الدین** صاحب دہلوی اور مولوی **غلام محی الدین** صاحب قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس تحریک کو پرزور الفاظ میں اٹھایا اور بلاخوف لومۃ لائم میگزین کی خدمات کی شکر گذاری ظاہر کی۔

مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب اور ان دوسرے بزرگوں کی نیک نیتی اور اسلام کیلئے ایک سچا جوش جو رکھتے ہیں میں دل سے معترف ہوں اسلئے کہ اگر وہ اس درد سے بیقرار نہ ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ وہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہ ہو کر اور اختلاف رکھتے ہوئے ہی اس جوش سے لکھتے۔ اسلئے کہ ہندوستان و پنجاب میں صدہا اخبار نویس اور قوم قوم پکارنے والے موجود ہیں مگر انہیں سے کسی کو اتنی بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ میگزین کا ریویو ہی اپنے اخبارات میں کر دیں۔ بلکہ بعض نے جوش نفسانیت میں اندھے ہو کر اس رسالہ کی کامیابی کو غیر ممکن بتایا اور لوگوں کو اس سے بددل کرنا چاہا۔

لیکن دوستو! خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

غرض

مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب نے محض اخلاص اور دلی جوش سے میگزین کی وسعت اشاعت کے وسایل پر غور کی اور تیاریاں میں انہوں نے خط و کتابت شروع کی جس کا نتیجہ خود انہوں نے اپنے اخبار میں شائع کیا ہے۔ میں اس ساری خط و کتابت کو انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرونگا لیکن اس مقام پر میں تمہیں ایک خاص امر پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم کے لئے یہ امر کس قدر باعث ناز ہے کہ میگزین کا کام اس واجب الاحترام شخص کے ہاتھ میں ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ کسی غیر کا پیسہ لینا بھی ایسی صورت میں حرام سمجھتا ہے جبکہ ایسے سلسلہ کے ذکر سے روکا جاوے۔ میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت مولوی محمد علی صاحب کا نوٹ میگزین کے اس سال کے پہلے نمبر میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور یہ اشاعت اسلام اور خدمت اسلام کا جو جوش اسے حق نے دیا ہے وہ آپ اس خط میں پائیں گے جو مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب کے نام انہوں نے لکھا ہے۔ وہ اسوقت موت کو پسند کرتا ہے جب اسے اسلام کے لئے لکھنے کی توفیق نہ ہو۔ اے خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسلام کی حمایت کے لئے سینہ سپر ہونے والے نبرد آزما! تجھ پر خدا کی رحمت ہو! تیری عمر میں وہ برکت ہو کہ تجھے عمر نوح ملے تیرے دل پر انوار و برکات الٰہیہ کا نزول ہوتا تو مقدس اسلام کی پوری خدمت کر سکے۔ دعا کر کہ تیرا ایسا جوش صدق اور اخلاص ہمیں بھی ملے۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کو میری کسی تحریک یا تعریف یا کسی اور کی تحسین و آفرین کی کوئی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے ہم سب میں سے اس کو اس مقصد کے لئے چنا لیکن ہم بھی اس درجہ اور مرتبہ کو بے شک پا سکتے ہیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ اس کے انصار ہوں

اے احمدی قوم! یاد رکھ تیری اخلاص سے بھری ہوئی خدمات خدا نے قبول کی ہیں اور خدا کا پیام مغربی اور مشرقی قوموں میں پہونچایا جاتا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں اور جو وقت بہت قریب ہے کہ تیرے چندوں اور پیسوں کی کوئی احتیاج نہ رہے لیکن ابھی وقت ہے کہ تجھے خیر و برکت کا ورثہ مل سکے پس

اٹھو اور قدم بڑھاؤ

غیر احمدیوں نے جس جوش اور اخلاص سے میگزین کا خیر مقدم کیا ہے وہ اس خط و کتابت سے معلوم کرلینگے پس تم جو اسکی بانی اور مجوز ہو اب پہلے سے زیادہ قدم بڑھاؤ اور دکھا دو کہ تم شکر گذاری کیلئے اپنے اندر کیسی روح رکھتے ہو۔ ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں چاہتے مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب نے اپنے اخبار کے ناظرین سے **دو سو رسالوں** کے چندہ کی درخواست کی ہے تم اولین میں داخل ہو گیا تم

اور پانچسو رسالوں کا انتظام کروگی؟

اس کا جواب میں نہیں دوں گا۔ قوم کے پرجوش افراد کی طرف سے اس جواب کا انتظار کرتا ہوں۔ یہ وہ رسالے ہوں گے جو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے جاویں گے۔ خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے۔

وہ خط و کتابت جو **وطن** نے شائع کی ہے میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع کرونگا۔

آخر میں پھر اتنا یاد دلاتا ہوں کہ **وطن** کے سرپرستوں میں بڑے اولوالعزم مسلمان داخل ہیں جنہوں نے ۲۵ ہزار کے قریب حجاز ریلوے میں دیا ہے اور ابھی **دو ہزار** روپے وطن کی مفت اشاعت کا وہ انتظام کرتے ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی قومی چندہ ان کے سر رہتا ہے مگر وہ چندے دینے میں تم سے پیچھے نہیں اسلئے ایسا نہ ہو کہ تم اپنے قومی چندوں کی کثرت سے گھبراؤ میں انشاء اللہ ان **پانچسو چندوں** کے لئے بہت جلد یہ شائع کرنے کے قابل ہو سکونگا کہ پورے ہو گئے کم از کم **وطن** کے دو سو چندوں کے پورا ہونے سے پہلے ہو جانے چاہئیں تاکہ تمہاری ادلیت اور حمیت قومی میں فرق نہ آنے پاوے اور میں خود اس کام کو اپنے **چار رسالوں** کے چندہ سے شروع کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

تبدیلی مطلوب ہے

کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم میں ترقی یاب ہونیوالے ہیں صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہیں اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

خط و کتابت

میرے مکرم معظم والدین سے زیادہ مہربان جناب حضرت حکیم صاحب ادام اللہ فیوضکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ .... آخر وہ وحدت وجودی نکلا جس کے ثبوت کیلئے اس نے ایک رسالہ .... دیا اور اس کے ثبوت میں چند آیات قرآن شریف اور احادیث رسول مقبول ... بطور نمونہ درج کرتا ہوں

۱ وللّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ ۲ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ۳ وھو معکم اینما کنتم۔ ۴ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ ۵ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی۔ ۶ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ ۷ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ ۸ وکان اللّٰہ بکل شیء محیطا۔ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی آخرہ۔

التماس ہے کہ جناب ان آیات واحادیث کا صحیح ترجمہ مع تفسیر واضح تحریر فرماویں جناب کا مشکور ہونگا

کمترین محمد الدین احمدی از ہوشیارپور۔

جواب۔ نقل خط میں جو بطور خلاصہ کے کچھ آیات واحادیث آپ کے محولہ پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ بنا برسہولت

ع۱ وللّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ ترجمہ۔ خاص اللہ تعالیٰ کا ہی ملک ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس تمکو چاہیے کہ جہاں تم سونہہ پھیرو تمہارا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا ہے سونہہ یا ہو یعنے ہر ایک کام میں قبلہ مقصود تمہارا رضاء الٰہی ہو

(الف) اب آپ وجودیوں سے دریافت فرماویں کہ اس آیت شریف سے کہاں وحدت وجود کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر ہی معنے لئے جاویں یعنے جہاں سونہہ کرو وہیں خدا کا سونہہ ہے تو پھر بھی وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا۔

اول اسلئے کہ مجاہد کا قول ہے کہ معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ جہاں تم ہو قبلہ تمہارا وجہ اللہ یعنے کعبہ ہی ہو یعنے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے) یعنے یہ مذہب چونکہ عام لوگوں کیلئے ایک وسیع قانون قبلہ کے متعلق بیان فرمایا کہ مشرق والے مغرب کو اور مغرب والے مشرق کو وعلیٰ ہذا القیاس جنوب وشمال والے بھی کعبہ کو ہی سونہہ کیا کریں۔ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۲۷۲- **دوم**۔ ابن جریر کہتا ہے کہ نماز سفر نوافل کیلئے یہ اذن عام ہے مسافر سوار کیلئے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے ابن کثیر صفحہ ۲۷۲ جلد اول

تیسرا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ آیت اس کے حق میں ہے جسکا قبلہ گم ہو جاوے۔ صفحہ ۲۷۲ ابن کثیر

چوتھا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ دعا کیلئے ہے کہ عند الدعا جسطرف سونہہ ہو جاوے۔ ابن کثیر صفحہ ۲۷۲ جلد اول

(ج) کیا سارا خدا سونہہ ہی سونہہ ہے اور کچھ نہیں، اور لوگوں کے بول وبراز والی جگہ بھی خدا کا ہی سونہہ ہے کہ اس سے وحدت وجود ثابت ہو۔ نعوذ باللہ۔

(د) وجہ کے معنے ہیں توجہ، یہ آیت پیشگوئی ہے فتوحات صحابہ کے لئے کہ جہاں تمہاری توجہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی بھی ادہر ہی توجہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ہ) وجودیوں کے مذاق پر بھی اس آیت شریف میں بجائے وحدت کے کثرت موجود ہے اللہ ایک مشرق دو مغرب تین وجہ چار تمہارے سونہہ پانچ جو خود ہی جمع ہیں وہ طرف تمہارے سونہہ والا یہ چھ چیزیں ہیں

ع۲ نحن اقرب الیہ من حبل الورید

ترجمہ۔ میں نزدیک تر ہوں اسکی طرف اس رگ (رسہ) سے جس کا نام ورید ہے۔

بدن میں خون کیلئے دو رستے ہیں ایک کا نام شریان ہے، یہ وہ ہے جو حرکت کرتا ہے۔ ایک کا نام ورید ہے یہ وہ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔ قلب میں ورید کا خون داخل ہو کر صاف ہو کر بذریعہ شریان کے تمام بدن میں پہونچتا ہے۔ کیا معنے۔ میں ایسے موقع پر بھی اپنی قدرت کاملہ سے کام کرتا ہوں جسجگہ تمہاری کسیطرح کوئی رسائی نہیں۔ اب یہاں کوئی ثبوت وحدت وجود کا ہے

(الف) اگر سارے لوگ خدا ہیں تو ہر ایک ذی روح کا ہر ایک ذی روح کے قلب میں موجود ہونا ضرور ہے بموجب اس آیت کے۔

(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر حبل الورید کے معنے شاہ رگ ہی کریں تو کیا تمام لوگ ہر ایک کی شاہ رگ سے نزدیک تر ہوتے ہیں۔

(ج) نحن کا لفظ خصوصاً چاہتا ہے کہ تمام لوگ ہر ایک کے قلب میں یا شاہ رگ سے نزدیک تر ہوں۔

(د) باوجود اس کے یہاں بھی کثرت موجود ہے نحن کا لفظ جو جمع متکلم کا ضمیر ہے بجائے خود مستقل طور پر ایک جمع ہے۔ دوسرا وہ جسکے وہ سارے نزدیک ہیں۔ تیسرا خود حبل الورید ہی علیحدہ چیز ہے تین کو ایک کہنا کسی مسلمان موحد کا کام نہیں، ہاں عیسائی تین کو ایک کہتے ہیں جسکو اب تک خود بھی انکی سمجھ نہیں آئی

ع۳ وھو معکم اینما کنتم۔ ترجمہ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ یہ آیت سورہ حدید رکوع اول میں ہے۔ یہاں ان لوگوں نے لا تقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ کی ہے اللہ تعالیٰ کے وسعت علم کا اس موقع پر ذکر ہے اس کے اول اور آخر کو دیکھنے سے صاف پتہ لگتا ہے چنانچہ پوری آیت یہ ہے یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وھو معکم اینما کنتم واللّٰہ بما تعملون بصیر۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوا اس سے نکلے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوا اور پھر چڑہے وہ سب کو جانتا ہے جبکہ وہ ایسا وسیع علم والا ہے تو پھر تو وہ تمہارے ساتھ ہی ہوا جہاں تم ہو پھر اسی آیت کے معنے زیادہ واضح کرنے کیلئے فرمایا کہ واللّٰہ بما تعملون بصیر۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ دوسرا اگر حسب مذاق وجودیوں کے اسکے معنے کئے جاویں پھر بھی کثرت بلکہ کثرت در کثرت ہی وحدت کہاں ایک وہ دوسرا تم جو بجائے خود ایک مستقل کثرت ہے ایک وہ مکان تمہاری موجودگی کا اگر زیادہ نہیں تو تثلیث یا ثالوث تو ضروری ہے۔

ع۴ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

یہاں بھی وجودیوں کے وہی لا تقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ ہے پوری آیت اسطرح ہے فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ پہر جب جان گلے پر پہونچ جاتی ہے وہ قریب المرگ ہوتا ہے تو تم اسکی جان کو کیوں نہیں واپس کر لیتے حالانکہ تم اس کا حال اسوقت سامنے دیکھ رہے ہوا گرچہ اسوقت تم بہت ہی قریب ہوتے ہو مگر ہم تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ یعنے ملایک قابض روح۔

قرآن مجید میں یہ قاعدہ ہے کہ جو افعال اللہ تعالیٰ بتوسط دوسری مخلوق کے ظاہر فرماتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو صیغہ جمع سے بیان فرماتا ہے جیسے انزلنا من السماء ماءً۔ ترجمہ۔ ہم ہی بادلوں سے پانی اتارتے ہیں یا جیسے۔ انا نحن نحی الموتیٰ۔ ترجمہ۔ ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں یعنے کفار کو بتوسل انبیاء ورسل وماموریں ومومنین وغیرہ ہدایت کرتے ہیں۔ یا جیسے نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے معرفت ملایک جو دوران خون اور تصفیہ خون پر موکل ہیں یا جیسے یہی آیت یعنے ہمارے ملایک قابض روح تم سے بہت نزدیک ہوتے ہیں۔

دوسرا باوجود کانٹ چھانٹ کے پہر بھی کسقدر کثرت موجود ہے اور وحدت کا نام ونشان بھی نہیں ایک ہم ایک تم یہ دونوں بجائے خود مستقل جمع ہیں ایک وہ قریب المرگ اگر زیادہ نہ مانو تو تین تو بہرحال ماننے پڑیں گے جو تثلیث ہے یا ثالوث۔

ع۵ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی۔ ترجمہ۔ تو نے (یا محمد) نہیں پھینکا جبکہ پھینکا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اسمیں وحدت وجود کہاں ہے ایسے الفاظ تو اس ملک میں بھی احد خانگی کے موقع پر عموماً بولے جاتے ہیں چونکہ انبیاء ورسل واولیاء کے سارے کام محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہو جاتے ہیں اسواسطے ان کا اپنا کچھ بھی درمیان نہیں رہتا چنانچہ اس حدیث تقرب الٰہی سے اللہ تعالیٰ آدمی کا ہاتھ پاؤں ایک کان بن جاتا اور پہر شامل ہو ہے جسکی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ دوسرا یہاں بھی وہی کثرت موجود ہے۔ پھینکنے والا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا اللہ تعالیٰ تیسرا جس چیز کو پھینکا افسوس یہ لوگ کس غلط منطق کے سبب کس قوم کی مشابہت حاصل کر رہے ہیں جسکو دجال کہا گیا ہے۔

ع۶ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ اس کے صرف وہی معنے ٹھیک ہیں کافی ہیں جو حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اگر اس کو بھی وجودی نہ مانیں تو فبای حدیث بعدہ یومنون تو پہر کسکی حدیث پر ایمان لائیں گے ھو الاول فلیس قبلہ شیء ھو الاخر فلیس بعدہ شیء ھو الظاھر فلیس فوقہ شیء ھو الباطن فلیس دونہ شیء۔

کیا کوئی وجودی اپنی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس کے اول کچھ نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ کیا کوئی وجودی کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد کچھ ہوگا مگر قرآن مجید تو فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت کل شیء ھالک

ہاں شاید وجودیوں کا خدا عیسائیوں کے خدا کیطرح مر جاتا ہو بلکہ عیسائیوں کا خدا تو ایک دفعہ مرا مگر یہاں تو ہر ایک ان میں وجودی کا خدا کروڑ در کروڑ بلکہ اس سے اضعاف مضاعف مرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کیڑے کوڑے وغیرہ سب خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا فرماوے۔

دوسرا وہ ساری آیت کے مجموعہ سے وحدت وجود ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر اصل میں معاملہ ایسا برعکس ہے کہ ہر ایک فقرہ میں کثرت موجود ہے۔ مثلاً ھو الاول اب ایک تو وہ ہوا جو اول ہے اور دوسری وہ اشیاء جن سے وہ اول ہے۔ والظاھر وہ غالب ہے یہاں بھی ایک غالب ہونیوالا اور ایک جن پر غالب ہوا علیٰ ہذا القیاس باقی بھی۔

وھو بکل شیء علیم۔ ترجمہ۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ دیکھو یہاں بھی وہی کثرت ہے بلکہ یہاں تو کثرت کیلئے صرف لفظ کل ہی کافی ہے۔ باوجود اسقدر کثرت غیر محدود وغیر محصور کے پھر وحدت وجود میں خلل نہیں وحدت وجود کیا ہوئی بی بی تمیزہ خالدار کا وضو ہوا۔

ع۷ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اسمیں بھی وجودیوں نے وہی کمال دکھایا جو کسی نے ولا تقربوا الصلوٰۃ میں دکھایا۔

ساری آیت یہ ہے وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون

تمام زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے نشان موجود ہیں بلکہ دور جانے کی ضرورت نہیں خود تمہارے نفسوں میں ہی نشان موجود ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔ باوجود اس کے کسقدر کثرت موجود ہے ضمیر کم تبصرون کا صیغہ جمع بھی پہر نشانات بھی جمع ہیں پہر زمین۔ کیا وجودی صاحب

نوٹ: یہ خط مولوی [illegible] صاحب کے [illegible]

نزدیک سب بھی وحدت ہی ہے

ثث وکان اللہ بکل شیٔ محیطا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔ کیا اس سے وحدت وجود ثابت ہوگیا۔ کیا ہمیشہ بولا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کو گھیر لیتا ہے وہ عین شئے کا ہو جاتا ہے کیا وجودی لباس نہیں پہنا کرتے۔ پاخانہ میں نہیں جاتے کیا ان کا احاطہ بول و براز پر نہیں کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ وجودی اسوقت عین لباس عین پاخانہ ہو جاتے ہیں۔ کیا عین بول یا عین براز ہو جاتے ہیں ایک شخص سفید زمین کو دیوار سے گھیر لیتا ہے ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ یا اس کے قلعہ کو یا فوج کو گھیر کیا وہ گھیر نیوالا اور گھیرا ہوا شئے واحد ہو جاتے ہیں یہ مسئلہ بھی عیسائیوں کے کفارہ کی طرح شاید بپتسمہ لینے اور عیسائیوں کے روح القدس داخل ہونے کے بعد سمجھ میں آئے تو آئے باوجود اس کے بہر صورت کثرت موجود ہے۔ یہاں بھی کل کا لفظ اور اللہ اور شئے تین ہیں۔ اس تثلیث یا ثالوث کو وجودی لوگ ہی کچھ سمجھتے ہوں گے ہمیں کو ایک کہنا تو عیسائیوں کا کام ہے نہ مسلمان کا

ع ۹ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی آخرہ

ہمیشہ مومن بسبب ان اعمال کے جو فرضوں کے علاوہ ہیں میرا نہایت نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے اور اس کا اور میرا معاملہ واحد خانگی سا ہو جاتا ہے اور میرا اس کا ایسا درمیان میں کچھ نہیں رہتا اسکے تمام افعال اقوال محض میرے ہی لئے ہو جاتے ہیں یہانتک کہ میں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں یعنے جو سنتا ہے خاص میرے ہی لئے سنتا ہے اور میں ہی اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں وعلیٰ ہذا القیاس تمام اعضا و افعال۔

دوسرا یہاں اللہ تعالیٰ کی دوسری بعض صفات مثلاً وجہ اور ساق وغیرہ کا ذکر نہیں ہے کیا جب آدمی اسطرح خدا بن جاتا ہے تو اسوقت اس کے مونہہ اور ساق وغیرہ اوصاف اس سے علیحدہ رہجاتے ہیں۔ تیسرا جب قسم وجہاں میں انسان کو خدا بنایا تو وہاں ہاتھ پاؤں کان آنکھ ساق وغیرہ صفات الٰہی کو بھول گئے اور یہاں وجہ اور ساق وغیرہ کو۔

یہ عجیب فلسفہ ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی جیسے مثنوی میں ہے شیر بے گوش و سر و شکم کہ دید ایچنیں شیرے خدا خود نافرید۔ یعنے کبھی تو وجودی لوگ ایسے خدا تجویز کر لیتے ہیں کہ جو سوائے وجہ کے دیگر صفات ساق ید رجل بصر سمع وغیرہ سے عاری ہو اور کبھی وجہ اور ساق سے عاری۔ معاذ اللہ۔

دوسرا تقرب بالنوافل سے تو صاف صاف غیریت ثابت ہوتی ہے یعنے پہلے وہ دور ہوتا ہے پھر بسبب اعمال کے اسکو تقرب حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا وجودیوں کے مذاق پر بھی اس حدیث سے وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا بلکہ کروڑ در کروڑ انسان جو تقرب حاصل نہیں کرتے خدا نہیں بن سکتے۔ چوتھا اگر بعد تقرب کے انسان اسطرح خود خدا بن جاتا ہے اور وحدت وجود میں داخل ہو جاتا ہے تو قبل از تقرب اس کو کیا کہا جاویگا۔ انسان یا خدا۔ اگر انسان تھا تو یہ حدیث وحدت وجود کا ثبوت نہ ہوئی بلکہ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے بعض عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع قبل از نزول روح القدس خدا نہ تھا۔ مگر بعد نزول روح القدس ازلی ابدی خدا خالق السموات والارض ہو گیا اگر خدا تھا تو بھی یہ حدیث نعوذ باللہ فضول ٹھہری اور اسکی شرط تقرب بالاعمال بھی فضول ماننی پڑیگی اگر وحدت وجود کا مسئلہ صحیح فرض کر لیا جاوے تو وجودی لوگ اپنے اس مسئلہ میں عملی حصہ میں کیا نمونہ دکھائیں گے کیونکہ ساری شریعت عمل درآمد کیلئے ہی ہے۔ مثلاً شریعت اسلام میں ایک نکاح کا مسئلہ ہے دو اجنبی لڑکا لڑکی میں جب نکاح ہو جاتا ہے تو بعد نکاح ان کے باہمی میل ملاپ پر کوئی اعتراض نہیں رہتا نہ شرعاً نہ قانوناً نہ اخلاقاً بلکہ اس میل ملاپ کیلئے خویش واقارب دوست خوش ہوتے ہیں۔ اب جبکہ وجودیوں کے نزدیک ہر چیز ہی خدا ہے تو اگر انکی بی بی کے ساتھ اس کا کوئی دوست مونہہ کالا کرے تو یہ کسقدر مبارک دیتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ صرف دو خداؤں کا باہم ملاپ ہوا ہے یا کم سے کم اگر کوئی شخص ان کو گالی دے تو کیا وجودی لوگ اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر آمنا و صدقنا کہہ اٹھتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے احکام کے لئے ضروری ہے۔ ایکدفعہ مولانا مولوی نورالدین صاحب ایک جگہ ایک وجودی کے ساتھ ملکر کھانا کھا رہے تھے مولوی صاحب نے ایک کتے کیطرف جو وہاں موجود تھا ہڈی پھینکدی۔ وجودی بولا یہ بھی آپ ہی ہیں۔ وہ وجودی حضرت موضع سیال والوں کا مرید تھا۔ مولوی صاحب نے کہا پھر تو آپ کو موضع سیال میں جانیکی حاجت ہی نہ رہی۔ وجودی بولا واہ مولوی صاحب تم نے کیا غضب کیا ہمارے مرشد کو گالی دیدی مولوی صاحب نے کہا تم نے اس سے بڑھکر کیا کہ ہمارے خدا کو گالی دیدی فبہت الذی کفر۔

غرض ان لوگوں کی وحدت وجود اور ان کے اسپر ایمان لانے اور رکھنے کا یہی حال ہے۔ والسلام

حکیم فضل الدین از قادیان

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب جو اہل شیعہ ہیں مفصلہ ذیل سوالات کا جواب مانگتے ہیں۔ براہ مہربانی الحکم میں اشاعت فرما دیں

(۱) اگر مرزا صاحب امام مہدی ہیں تو پہلے اماموں کی فہرست جو گذر چکے ہیں نامور سے مطلع فرماویں اور وہ امام کس قوم سے ہوئے ہیں۔

(۲) باغ فدک کے تنازعہ کی اصل حقیقت کیا ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کس غرض کے لئے اٹھائی آیا اشاعت اسلام کیلئے یا اپنے بچاؤ کیلئے

عاجز اللہ بخش تخلص بہ ردی از ظفروال ضلع سیالکوٹ

الجواب (۱) حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہیں ان کے ثبوت امامت کیلئے دوسرے آئمہ کے نام اور قوم دریافت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اگر کوئی جھوٹا مدعی امامت پہلے آئمہ کے نام اور قومیت بیان کر دے تو کیا وہ سچا امام مہدی مانا جاویگا؟ ہرگز نہیں۔ دوسرا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ اسیواسطے باوجودیکہ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ حالانکہ بموجب اس آیت کے نہ کوئی فہرست اسم وار پہلے نبیوں کی اپنے دی نہ دے سکتے تھے۔ تیسرا قرآن کریم میں ہے کہ رسول اللہ کی شناخت علامات سے کرنی چاہیئے وماکان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ

سوم میں علامات خلافت و امامت الحکم ع۲ جلد ۱۰ المطبوعہ ۷ ار جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں مفصل درج ہیں ملاحظہ فرماویں چوتھا۔ آیت استخلاف میں خلافت کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں کیگئی۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم جو مومن ہوں اور سنوار کے کام بھی کریں ان کو وعدہ خلافت دیا گیا ہے + گزشتہ بارہ صدیوں میں بہر حال بارہ امام مجدد ہو گذر چکے اب آخری خلیفہ جو اثنا عشری زاید ہے اس کا قریش یا اہلبیت ہونا ضروری نہیں۔ اثنا عشر آئمہ والی حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اثنا عشر آئمہ کے کوئی اور امام کسی اور قوم سے نہ ہوگا

بموجب آیت۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور بموجب آیت استخلاف کے سلسلہ خلافت مثل سلسلہ خلافت موسوی ہے لہذا جیسے آخری خلیفہ سلسلہ خلافت موسوی بنی اسرائیل سے تھا اسیطرح آخری خلیفہ محمدی کا قریشی یا سادات سے ہونا ضروری نہیں بموجب حدیث سیلب الملک من قریش کے بھی آخری خلیفہ قریش سے نہیں ہونا چاہیئے۔

بموجب حدیث سلمان منا اہلبیت کے یہ خلیفہ آخری یعنے مولانا و مرشدنا مرزا صاحب بھی اہل بیت سے ہی ہے۔ ولکل قوم ہاد اور حدیث علی کل مائۃ سنۃ یجدد لہا امر دینہا میں کوئی قوم معین نہیں کیگئی۔ فتلک عشرۃ کاملۃ

(۲) باتفاق اہلبیت واہل تشیع باغ فدک کے متعلق سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ موجود ہے ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل۔ الی قولہ تعالیٰ للفقراء المھاجرین۔ الی آخرہ والذین تبؤو الدار یعنی انصار والذین جاءو من بعدھم گو شیعہ ہو کیونکہ لاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا کی شرط اللہ تعالیٰ نے ساتھ لگا دی ہے۔ پس ہم ہرگز ہرگز یقین نہیں کر سکتے کہ حضرت بتول رضی اللہ عنہا نے خلاف قرآن دعویٰ کیا ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا امتحان کیا ہو کہ کیا یہ خلاف قرآن کریم فیصلہ کرتے ہیں یا نہیں مگر حضرت صدیق امتحان میں پاس ہو گئے۔

(۳) حضرت علی کی تلوار کچھ تو حسب الحکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل خوارج کے لئے تھی جو ایک قسم کی بغاوت میں مبتلا تھے۔ اور نہروان میں قتل ہوئے۔ آخر حضرت علی ابن ملجم باغی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ دوسرے اپنے بچاؤ کیلئے اور انتظام کیلئے تھی۔

حکیم فضل الدین۔

مراسلات

چونکہ بہت سی مراسلتیں دفتر میں کتنے ہی دنوں کی پڑی ہیں اور ان کا جلد تر شائع ہو جانا از بس ضروری ہے اس لئے کچھ مراسلے اس اشاعت میں اور کچھ اگلی اشاعت میں نکال دیئے جائینگے مضمون نویس صاحبان اس دیر کیلئے مجھے معذور سمجھیں۔ ایڈیٹر

اطلاع

منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے معرفت منشی غلام سرور صاحب بی۔ اے کلاس مشن لاہور کے سوالات کا مسلسل اور مفصل جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں شروع ہوگا انشاء اللہ العزیز مطمئن رہیں۔ ایڈیٹر

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

بیچارے پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معاندانہ مخالفت میں کچھ ایسا از خود رفتہ ہو گیا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے متعلق قلم اٹھاتے وقت وہ اپنے ایمان کی بھی پروا نہ کر کے ہمیشہ جھوٹ کی نجاست پر مونہہ مارتا اور اس وصف حمیدہ سے اس کا اعتبار یہانتک ہو گیا ہے کہ خواص تو درکنار عوام بھی اسکی ایسی تمام تحریروں کو جو مرزا صاحب کے مخالفت میں ہوں اس کے غلط عناد کا نتیجہ قرار دیتے

بیان میں خوشی سے درج نہیں دیتا۔ اگرچہ بعض نفوس کی اس نامی بسبب نا واقف ہے ۔ ہم ذرا بتلاتے ہیں کہ درحقیقت اڈیٹر پیسہ اخبار کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کچھ دلی عداوت نہیں۔ مگر چونکہ اس کے اخبار کے خریدار وں کا زیادہ حصہ مرزا صاحب کے مخالفین کا ہے۔ اسلئے وہ ان کی خوشنودی کو مقدم رکھنے میں معذور اور مجبور ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ بالفرض اگر یہی وجہ مخالفت کی ہے۔ تو کیا یہ امر قابل تحسین ہے ؟ کیونکہ جس شخص کا گذر کو چہ دین سے ہو۔ وہ کبھی ایسی منافقانہ روش اختیار کرکے دراہم معدودہ کی خاطر اپنے خدا کو ہرگز ناراض نہیں کر سکتا۔

اسکی بےمثل انصاف پسندی کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر قوم اور فرقہ کی ہر قسم کی اچھی بری مذہبی تحریروں کو اپنے اخبار میں خوشی سے درج کر لیتا ہے لیکن سلسلہ احمدیہ کی تائید میں خواہ کیسا ہی مدلل اور معقول مضمون اسے بھیجا جاوے وہ بہت ہی کم شائع کرتا ہے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ کسی مضمون کی معقولیت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ کاش وہ اس امر میں عیسائی اخبار وں سے ہی سبق لیتا۔ جو باوجود سخت مذہبی مخالفت کے بھی فریق مخالف کی مراسلت کو بخوشی درج کر لیتے ہیں۔

اس کے بغض و عناد کا تازہ ثبوت اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُسنے ۸ دسمبر ۱۹۰۶ء کے روزانہ پرچہ میں لکھا ہے۔ اور جسمیں ایک نہ دو بلکہ تین جھوٹ بولے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی برہان الدین جہلمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

(۲) مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی غلط نکلی کہ انکی جماعت کا کوئی فرد طاعون سے نہیں مریگا۔"

(۳) مرزا صاحب کے کئی جیسے مرید اس مرض سے مر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے لیکن جو شخص خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کے وہ جو کچھ چاہے سو کہے۔ سب کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب مرحوم ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے جنہوں نے مرض تپ سے انتقال فرمایا۔ باقی رہی مرزا صاحب کی پیشگوئی سو اس کی نسبت بارہا پہلے جواب دیا جا چکا ہے لیکن اب پیسہ اخبار اور اس کے ہم جنس خوش فہموں کیلئے ہم مکرر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی یہ پیشگوئی نہیں کی کہ انکی جماعت کا ہر ایک فرد طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ انکی سب تحریروں کا لب لباب یہ ہے کہ متقی محفوظ رہیں گے اور کہ جماعت بمقابلہ غیروں کے نسبتاً محفوظ رہیگی۔ امر سوم کی حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا کوئی جیسا مرید اس مرض سے آج تک فوت نہیں ہوا۔ یہ محض اڈیٹر صاحب کا اپنا حسن ظن ہے [illegible] ایک ہی بات ہو بھی ہو سکے کچھ نادرہ اٹھا نہیں نتیجہ نکال کر لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس فن میں وہ خود اپنی نظیر ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ پہلے دو تین حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے دو مشہور [illegible] الہام مشتہر فرمایا تھا جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا برہان الدین صاحب کی وفات کی پیشگوئی پر مشتمل تھا۔ سو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار پرگندہ ہر بات کو شبہ سے سمجھ کر اپنا اور اپنے ہم خیالوں کا دل خوش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پیسہ اخبار ہوش کے کانوں سے سُن رکھے کہ وہ یا اس کے امثال اس مبارک سلسلہ کی مخالفت میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہونگے۔ اور آخر ایک دن تھک کر رہ جائیں گے

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پیسہ اخبار کو دوسری پیشگوئی کے پورا ہونے یا نہ ہونے سے کیا غرض ہے۔ وہ اپنے گھر کی اس پیشگوئی پر نظر کرے۔ جو بموجب وعدہ "انی مہین من اراد اہانتک" پوری ہو کر اس کے صدمہ کا باعث ہوئی اور جو کہ ایک عاقبت اندیش کیلئے کوئی کم تازیانہ نہیں۔

ہاں اگر پیسہ اخبار اُسے اتفاقی یا ناکافی خیال کرتا ہے۔ تو یہ اسکی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ کبھی نہیں نکل سکتا کہ خدا کے پاس تنبیہ کے سب سامان ختم ہو چکے ہیں گو اتنا تو اس کے بعض دوستوں کی زبان سے بھی اکثر سنا گیا ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ ذلت کسی **بیجا تکبر یا انجمن حمایت اسلام کی تشنیع** - یا (مرزا صاحب کی مخالفت کا ذکر۔ دلیں کرتے ہونگے) کا نتیجہ تھی۔

بہرحال پیسہ اخبار کیلئے یہ وقت توبہ کا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے سب اڈیٹروں، دوستوں، نامہ نگاروں یا گاہکوں کی خاطر ہر ناجائز بات کو مقدم نہ رکھے۔ بلکہ خدا کے خوف کو دلمیں رکھ کر قلم اٹھایا کرے۔ ہاں اگر وہ مرزا صاحب کے مخالفانہ مراسلات کے درج کرنے میں مجبور ہے۔ تو اسے مناسب ہے کہ کم سے کم تائیدی مضامین کو بھی اسی کشادہ دلی کے ساتھ شائع کیا کرے۔ تاکہ اسے ایک حد تک معذور سمجھا جاوے ورنہ اگر وہ اس بات کو نہ مانیگا۔ تو ہمارا کیا حرج ہے ہمارے لئے تو آپکی مخالفانہ تحریریں ایک اشتہار کا کام دیتی ہیں جو لوگوں کو اس پاک سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لا رہی ہیں۔

سید دلاور شاہ بخاری احمدی

یاجوج ماجوج

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار تیسیر القاری شرح صحیح بخاری کا مطالعہ کر رہا تھا جو یاجوج ماجوج کا ذکر آ گیا چونکہ ہمارے علما انکی نسبت کچھ اور ہی اعتقاد رکھتے ہیں اسلئے میں نے اسپر غور کی کہ حدیث میں اس عام خیال کا کیا ثبوت ہے اور شرح حدیث کہاں تک اسکی مؤید ہے پہلے میں حدیث کو مع شرح لکھتا ہوں اور پھر اپنے غور کا نتیجہ ظاہر کرونگا تاکہ ہر ایک غور کرنیوالی طبیعت اس سے فائدہ اٹھاوے اور ہمارے مخالفین جو ہمکو کافر سمجھنے میں سوچیں کہ وہ اس کفر میں اپنے متقدمین اور اکابرین کو بھی شامل کر رہے ہیں اسواسطے حدیث ذیل کو لکھا جاتا ہے کہ شاید کوئی روح اس غلطی سے بچکر ہمارے لئے ثواب کا موجب ہو وہ حدیث یہ ہے۔ عن زینب بنت جحش ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا فزعا یقول لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وحلق باصبعیہ الابہام والتی تلیھا الخ

ترجمہ - درآمد آنحضرت بر ام المومنین زینب ترساں بحالیکہ مے فرمود لا الہ الا اللہ وائے مر عرب را از شرے کہ بتحقیق نزدیک رسیدہ است گفتہ اند مراد ازاں فتنہا و قتالہاست کہ در عرب واقعہ شدہ کہ اول آن قتل عثمان است رضی اللہ عنہ بعد ازاں دائم و مستمر ماند تا آنکہ واقعہ شود فتنہ یاجوج ماجوج یا مراد نفس خروج یاجوج ماجوج است و تخصیص ویل بعرب شاید باعتبار شرف ایشاں ست در اسلام و احتمال اخیر مناسب ست بقول شریف کشادہ در رخنہ کردہ شد امروز از سد یاجوج و ماجوج و تا نداین حلقہ و حلقہ بست آنحضرت برائے تصویر مقدار رخنہ بہ دو انگشت خود انگشت نر و انگشتے کہ متصل است آنرا کہ مسبحہ باشد و کشادن رخنہ بیان حقیقت حال است کہ کشف کردہ شد از آنحضرت و آنرو ذریعہ تمثیل نسبت و قوع شر قریب را بفتنہ یاجوج و ماجوج بہ نسبت کشادن رخنہ و روزن از سد مذکور گویا ایں شر نمونہ و جزوے از فتنہ معہودہ است بریں تقدیر مراد از الیوم روز وقوع شر قریب باشد و تواند کہ مراد از یں شر خروج اتراک چنگیزیہ باشد الخ شیخ الاسلام کتاب الاعتبار۔

اب ناظرین کو چاہیے کہ متن حدیث کی اس جملہ پر (فزعا یقول لا الہ الا اللہ) تھوڑی دیر ٹھہر کر غور اور فکر کریں کہ آنجناب سرور انبیاء افضل الرسل والاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فتنہ یاجوج ماجوج کا حال بذریعہ کشف معلوم ہوا تو خوف کھا کر زبان مبارک سے لا الہ الا اللہ کا ورد شروع کر دیا اس نبی امی فداہ ابی و امی صلعم کا اس موقع پر لا الہ الا اللہ پڑھنا یاجوج ماجوج کے فتنہ کو کھلے طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فتنہ توحید کا سخت دشمن ہوگا۔ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی پاک اور قابل انسان تھے اور آپ کا سینہ الہی علوم کا ایک ایسا خزینہ تھا جسکی نظیر اولین اور آخرین میں نہیں ملتی کس دور دراز مدت کی بتائی ہوئی باتیں آج ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں کاشکے ہمارے دشمنان بیرونی و مخالفان اندرونی ان پیشگوئیوں پر غور کرتے۔ ہمیں زیادہ تر افسوس تو اپنے مخالفین علماء پر ہے کہ یہ لوگ باوجود یکہ نائب رسول ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں قرآنی نکات اور حدیث کے اشارات کی واقفیت کا دم بھرتے ہیں لیکن پھر بھی ان سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ جو بات سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کی ذات بابرکات کی عزت کا موجب اور آنجناب رسالت مآب کی فضیلت کا باعث ہے اس کو قبول کریں

تاکہ ہماف صحیح حدیث [illegible] الکہف [illegible] پڑھنے میں تیار ہے

افسوس اے علماء اسلام و فضلائے ملت خیر الانام تعصب اور عناد کو چھوڑ دو خدا کیواسطے اس فساد سے منہ موڑ و اپنی موت کو یاد کرو ملک اسلام نہ ویران بلکہ آباد کرو۔ دیکھو جب فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کیلئے رسول خدا افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الکہف پڑھنے کا حکم فرمایا اور فتنہ یاجوج و ماجوج کو دیکھکر نہایت خوف سے لا الہ الا اللہ پڑھکر سنایا تو پھر بتاؤ کہ بجز عیسائیوں کے کس قوم نے آفتاب توحید کو آسمان دنیا سے اتار لیا ہے جسکی طرف سورۃ کہف کی آخری آیات اور اس حدیث کے کلمہ لا الہ الا اللہ میں اشارہ ہے سوچو اور غور کرو کیونکہ یہ سوچ اور غور کا مقام ہے اب تمہارے سامنے اللہ اور اس کے رسول کا کلام ہے اس کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو بچو اس فتنہ سے اگر تم جاگتے ہو آج تمہاری حفاظت کے لئے مسیح علیہ السلام نے نزول کیا مبارک وہ جس نے اس کو قبول کیا اس مخالفت سے باز آؤ کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو اور مخلوق خدا کو گمراہ۔

شرح حدیث جو شارح علیہ الرحمۃ سے رخنہ سد کی نسبت بیان ہے اس سے صاف روشن و عیاں ہے کہ علمائے متقدمین و فضلائے سلف صالحین ہی بعض پیشگوئیوں کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ معنے مراد اختیار کرتے رہے بلکہ مضمون پیشگوئی سے جس امر کا ایک خفیف سا تعلق دیکھتے وہ بھی اظہار کرتے رہے مگر آج کل بعض علماء کا یہ دستور ہے کہ اگر کوئی ان جیسے معنے اختیار کرے تو پھر وہ بیچارا کفر سے چھوڑا جاتا ہے پیشگوئیوں کو حرف بحرف پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں لیکن ابھی ان کے دل میں خیال نہیں کتنے لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے پھر بھی یہ دجال ہی ہر ملک و شہر میں ان کے گلے کند میں گر رہا ہے بھائیوں کے نزدیک ابھی وہ بند ہیں یا الہی تو دلوں کو آلائش بغض سے پاک کر اور دشمنان مسیح کا روبجاک کر تاکہ تیرے فرستادہ کی قدر کریں اور اس زمانہ کے فتنہ سے خوف و حذر کریں۔ آمین یارب العلمین۔

احقر العباد خاکسار کرم داد از دولمیال

ضرورت ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار رو بکار ریاست کار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرنس پاس شدہ ہو اور کام سے بخوبی واقف ہو۔ جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام اس کے ذمہ ہوگا بلکہ اس کو مختار عام بنایا جاویگا۔ منشی مذکور تعلقہ داری دربار کا واقف ہو۔ اول ہی بار ریاست کا کام کیا ہو۔ درخواستیں انگریزی میں مع سرٹیفکیٹ راقم کے نام آنی چاہئیں تنخواہ ۔/۳۰ علاوہ خوراک و مکان دیا جاویگی درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ درخواست کنندہ احمدی ہو

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ناظرین ان فقرات کو یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کیونکہ ہم نے یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسانتک دہلی والوں نے اس چیلنج کو قبول کرنیں مغالطہ اور نیرنگی سے کام لیا۔ یہاں اسباب کا ذکر بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ بٹالوی شیخ بھی دہلی میں آ پہونچا۔ ہمارے فاضل اجل اور عالم بے بدل دوست مولوی عبدالکریم صاحب رسالۃ الحق کے انشرو ڈکشن میں تو شیخ بٹالوی کو روح میں مردہ قرار دے چکے ہیں مگر شاید ان مردوں کیطرح جنکی نسبت بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح انہیں زندہ کرتے تھے لیکن تھوڑی دیر زندہ رہکر پھر مر جاتے تھے بٹالوی شیخ بھی پھر تھوڑی دیر کیلئے زندہ ہوگیا مگر کچھ منٹ ہی جیا۔ اور مجنونانہ طور پر کچھ بڑ بڑا کر پھر مردوں میں داخل ہوگیا۔ ہمیں افسوس ہے بیچارے شیخ کو جان کندن کا عذاب دو دفعہ جھیلنا پڑا اور اسکی روح غالب کے اس مصرعہ کا ع۔ مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا۔ ورد کرتی ہوئی جسم سے نکلی۔

غرض حضرت اقدس کے ۶ اکتوبر کے اشتہار پر میاں صاحب تو دم بخود رہے اور بٹالوی شیخ نے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کا جواب دیا۔ جسمیں اس نے حضرت اقدس کو للکارا اور اپنے آپ کو شکاری قرار دیا۔ اسکی اس تعلی کی بابت ہم سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ذرا آپ کا مونہہ تو دیکھا چاہیئے۔

ناظرین نے حضرت اقدس کے فقرات کو تو پڑھ لیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت کی دو شرطیں اور تھیں اول یہ کہ امن قایم رکھنے کے تم ذمہ دار ہو اور کوئی فریق بیجا اور بد تہذیب کلمہ ایک دوسرے کے حقمیں نہیں کہیگا۔ دوسری بحث تحریری ہوگی اب بٹالوی نے اپنے اشتہار میں اوپر تو دھوکا دینے کیلئے یہ لکھدیا کہ ہمیں مرزا صاحب کی کل شرطیں منظور ہیں تاگے چلکر شرایط میں ترمیم شروع کر دی چنانچہ امن قایم رکھنے اور خلاف تہذیب کلمات سے زبان کو روک رکھنے کی شرط میں یہ ترمیم کی۔

"اس سے وہ کلمات حقہ اور احکام نفس الامر مستثنیٰ رہینگے جو علم اور دین کے رو سے ایک فریق دوسرے فریق کے حقمیں استعمال کر سکے۔ مثلاً اس کے کسی عقیدہ کو کفر یا بدعت یا ضلالت قرار دے یا اسپر کسی مسئلہ میں مخالفت علوم و اطلاع علمار کے سبب اس کے مناسب لفظ ناواقفی یا بے علمی وغیرہ کا زبان پر لاوے۔"

ناظرین ذرا غور کیجئے بٹالوی نے اس ترمیم میں اپنی بدزبانی کیلئے گنجایش رکھ لی ہے۔ فرمایئے یہ ایک ترمیم ہے یا شرط ہی توڑ دی گئی ہے اور اس سے بٹالوی کا اندرون بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مہذب طور پر بحث کر ہی نہیں سکتا اور بدوں کلمات خلاف تہذیب استعمال کرنے کے رہ نہیں سکتا اور چالاکی دیکھیئے کہ اس بد زبانی کا نام کلمات حقہ اور احکام نفس الامر رکھا ہے۔

اب دوسری شرط کو دیکھیئے اس میں آپنے یہ ترمیم کی کہ "جو تحریری بیان کوئی فریق پیش کرے وہ پہلے حاضرین مجلس کے سامنے پڑہا جاوے۔ حاضرین مجلس اس کو مطابق مدعا سمجھیں تو وہ جواب کیلئے فریق ثانی کو دیا جاوے اور اگر وہ غیر متعلق اور فضول اور خارج از بحث قرار دیں تو اوس کو غیر معتبر سمجھکر واپس کیا جاوے اور صاحب تحریر کو دوسرے بیان تحریری پر مجبور کیا جاوے۔"

ناظرین ذرا غور کرنا بہائیو انصاف کرنا۔ ذرا اس حکمت عملی کو ملاحظہ کرنا کس بھدے مونہہ سے یہ الفاظ نکال دیئے ہیں۔ حاضرین مجلس کون ہیں جو تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں؟ انمیں سے بہت بڑا حصہ تو ان عوام الناس کا ہے جنکی تعریف و توصیف میں پہلا صفحہ خرچ ہوا ہے اور کچھ روسا ہیں جنکی تعریف اوپر گذری اور کچھ ملا ہیں جنکا ذکر خیر ہم اوپر کر چکے ہیں یہ لوگ بٹالوی اور مرزا صاحب کی تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں ناظرین ذرا انصاف کرنا اور دیکھنا کہ بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں نے احقاق کی کیسی عجیب راہ نکالی ہے اس لیے کیوں نہ گھر بیٹھے ہی فتحمندی کا نقارا بجا لیا۔ مگر ہم یہ کیوں کہتے ہیں انہوں نے تو یہ ہی کر دکھایا شاباش این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ تیسری شرط جسپر سارا دارومدار تہا اس کے متعلق بٹالوی نے یوں درافشانی کی ہے

"اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ پہلے اس مسئلہ وفات مسیح میں بحث ہو۔"

اور میاں صاحب کے متعلق یہ لکہا ہے

"یہ قرار پایا ہے کہ پہلے یہ خاکسار آپ سے گفتگو کرے پس اگر آپ کو ساکت ولاجواب کر دے تو حضرت شیخنا کو کسی تکلیف کی ضرورت نہ رہے اور اگر خاکسار آپکے خطاب وجواب سے ساکت ہو جائے تو پھر حضرت شیخ الکل سے آپکے استفادہ کی نوبت پہنچے اور یہی امر بحکم عقل و انصاف و ادب مناسب ہے شاگردوں کے ہوتے ایک شیخ وامام وقت کو زیبا نہیں ہے کہ وہ آپ جیسوں کو اپنا مخاطب ومناظر بنا دیں۔"

غرض بہت سے ہذیان کے بعد اور اپنے آپ ہی اسبات کا فیصلہ کر کے کہ جو کچھ لکہا گیا ہے مرزا صاحب کو منظور رہے اور مرزا صاحب کی رضامندی حاصل کرنیکی ضرورت نہ سمجھکر یہ بھی ساتھ ہی لکھدیا کہ گیارہ اکتوبر کو چاندنی محل میں آ جاؤ۔ اور بحث کر لو ناظرین آپنے مرزا صاحب کا چیلنج بھی پڑہ لیا ہے اور پھر جسطرح اسے منظور کیا گیا ہے وہ بھی آپنے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اب تم ہی خدا کے واسطے انصاف کرو کہ کیا اسی کا نام سب شرطوں کو منظور کرنا ہے اور کیا وہ جلسہ جائز سمجہا جا سکتا ہے اور کیا امید کیجا سکتی ہے کہ اس جلسہ کا نتیجہ اچھا نکلیگا؟ کیا بتراضی فریقین کوئی امر قرار پایا ہے؟ ناظرین یہ وہی گیارہ اکتوبر والا جلسہ ہے جسمیں شامل نہ ہونیکا مرزا صاحب پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کیا انصاف جہان سے معدوم ہوگیا ہے؟ دہلی کے ملانو شرم کرو۔ اس کا نام تم نے گریز رکہا ہے؟ کیا مرزا صاحب کے چیلنج کو تم نے صاف طور پر منظور کر لیا تہا کہ اس جلسہ میں آنا ان پر فرض ہوتا؟ افسوس تمہاری ان چالاکیوں پر اور حیف ہی تمہاری ان افترا پردازیوں پر؟ شرم کرو کون اس سے واقف نہیں کہ حضرت اقدس محض اس غرض کیلئے دہلی تشریف لے گئے؟ کون نہیں جانتا کہ محض اسی مدعا کیلئے حضرت اقدس کامل ایک ماہ تک غربت کی تکالیف برداشت کرتے رہے؟ پہر دلی والو تمہیں حضرت اقدس پر گریز کرنیکا الزام لگاتے ہوئے کچھ شرم نہیں آئی؟ تم نے صاف طور پر شرایط کو کب منظور کیا۔ یہی اشتہار ہے نہ جس کے فقرے ہم نے اوپر نقل کئے ہیں جسمیں تم نے حضرت اقدس کو بلایا تھا؟ یہ درست ہے کہ حضرت اقدس نے اشتہار میں لکھدیا تہا کہ ہماری شرایط منظور ہوں تو ہمیں مباحثہ کیلئے بلا لو۔ مگر کیا تم نے بلا کم وکاست شرایط منظور کر لیں؟ اور اگر اسمیں ترمیمیں کی تہیں تو کیا تم نے حضرت اقدس کی ان ترمیموں کے متعلق جو بجائے خود تمہاری طرف سے شرایط میں تہیں رضامندی حاصل کر لی تھی؟ اور سنو ہم تمہارے اشتہار پر ہی اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے اس جلسہ کی کیفیت بھی بیان کئے دیتے ہیں ناظرین ذرا غور سے سنیں گیارہ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ۱۱ بجے قبل دوپہر ہم دہلی میں پہونچے۔ اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت کے مکان میں عوام الناس کا اسقدر ہجوم تہا کہ ہمیں بڑی مشکل کے ساتھ حضرت تک پہونچنے اور قدمبوسی حاصل کرنیکا موقعہ ملا۔ حضرت اسوقت ایک رقعہ کا جواب لکہ رہے تھے جو دہلی ملانوں نے اپنی اسی اشتہار کے بموجب یکطرفہ جلسہ کر کے حضرت کو بلانے کیلئے بہیجا تہا۔ جب رقعہ کی نقل ہو چکی تو حضرت نے ہمیں وہ رقعہ دیکر جلسہ میں بھیجا جو کچھ ہم نے وہاں دیکہا اور سنا وہ یہ تہا کہ دروازے کے اندر ایک شخص کو کھڑا کر دیا تہا جو چند کتابیں لئے ہوئے بلند آواز سے پکار رہا تہا کہ حیات مسیح کی تردید میں رسالہ ایک پیسہ کو۔ گویا ہر ایک شخص کو جو اس جلسہ میں شریک ہونیکو جاتا تہا پہلے اس کے کان میں مرزا صاحب کی مخالفت کی آواز سنائی جاتی تھی جب ہم جلسہ میں تو اسوقت عبدالمجید صاحب واعظ رسالہ توضیح مرام ہاتھ میں لئے اس کے فقرات لوگوں کو سنا سنا کر فتوے حاصل کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کیوں بہائیو جس شخص کے اعتقادات ایسے ہوں اسکے حقمیں تم کیا کہتے ہو۔ جو کچھ لوگ اسکے جواب میں کہتے تھے وہ ظاہر ہی ہے اور سنئے جسوقت رقعہ ہم نے بلند آواز سے پڑہا اور شرایط کی منظوری کی سند طلب کی تو عبدالمجید صاحب نے انکار کیا اور وہی اشتہار جس کے فقرے ہم اوپر نقل کر چکے ہیں پیش کیا اور اسمیں سے یہ لفظ پڑہکر سنا دیا کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں۔ مگر انہی ترمیموں کو چھپائے رکہا۔ ایک عرصہ تک باہم تکرار رہی اس تکرار کے عرصہ میں جلسہ کی یہ کیفیت تہی کہ جب اسطرف سے دلیل پیش ہوتی تو حاضرین جلسہ استہزا میں اڑا رہے تھے۔ اور جب عبدالمجید کیطرف سے جواب دیا جاتا تو مرحبا اور تحسین کے نعرے بلند ہوتے کوئی پولیس کا آدمی اپنی وردی میں علانیہ دکہائی نہ دیا۔ ہماری موجودگی کے عرصہ میں صاحب انسپکٹر پولیس بہی وہاں موجود نہ تھے۔ یہ ہمیں انکی زبان سے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے چلے جانے کے بعد گئے تھے اور اپنے طور پر گئے تھے کسی فریق نے باضابطہ طور پر انہیں اطلاع نہیں دی تہی۔ اور جلسہ کے عوام ہم پر طرح طرح کے بہتان جما رہے تھے۔ غرض یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی۔ مباحثہ تو ابھی ہوا ہی نہیں فریق ثانی کا جواب سنا ہی نہیں گیا وہ تشریف لائے ہی نہیں اور دلی کے ملانوں نے عوام الناس کو اپنے یکطرفہ بیانات سنا کر پہلے سے ہی بہڑکا دیا اور مرزا صاحب کی مخالفت پر انہیں مستعد کر دیا۔ کوئی ثالث یا غیر وہاں موجود نہ تہا ایک ہی پارٹی کے آدمی وہاں موجود تھے اور یہی پبلک تہی جن سے بٹالوی شیخ نے فریقین کی تحریریں پاس کرانے کی ترمیم پیش کی تہی۔

ناظرین ذرا غور کرنا یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی کیا اس سے سمجہا جا سکتا ہے کہ دلی کے ملانوں کی نیت نیک تہی؟

خیر بہت سی رد وقدح کے بعد ہمیں سند نہ ملی اس عرصہ میں بارہ بج گئے۔ گویا اسدن بارہ بجے شرائط کا تصفیہ ہوا۔ (باقی آیندہ)

(غلام محمد)

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کے لئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جماعت پر لطف مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں مولوی مبارک علی صاحب کے ایک لڑکے کے ہیضہ سے فوت ہو جانیکی خبر آئی۔ اسپر حضور نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہم تو ہر وقت اپنی جماعت کے مخلص احباب کے رنج و راحت میں حصہ لینے کو تیار ہیں اور جیسے کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے دعا میں مصروف ہیں، ایسے ہی ہم ہر ایک دوست کیلئے دعا کرنے کو تیار ہیں۔ سب احباب کو اطلاع کر دینی چاہیئے۔ کہ ہر سخت بیماری میں ہمکو اطلاع دیا کریں اور خط سے دیری کا احتمال ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیدیا کریں ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے وہ اپنی فضل سے دعا کے ذریعہ سے پہاڑوں کو بھی ٹلا سکتا ہے یہ پیغام حضرت اقدس کا بغرض اندراج اخبار شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو پہنچا دیا تھا۔ غالباً انہوں نے درج اخبار کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اقدس کا ارشاد اس خاص موقع پر تھا۔ مگر ہم نے اپنے سالہا سال کے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ہر ایک مخلص مرید سے اسکے اخلاص اور محبت کے مقابل آپ پر غایت درجہ کا لطف اور مہربانی کرتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی پر کوئی مصیبت آجاوے۔ تو اسقدر اسمیں ہمدردی اور مروت اور خاص توجہ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ گویا خود اس کے درد اور غم سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے اسقدر دعائیں کرتے ہیں کہ بہت کم والدین ہیں۔ جو اپنی اولاد کیلئے اسقدر سوز و گداز رکھتے ہوں۔ جو حضرت اقدس کو اپنے خدام سے ہے۔ بلکہ بارہا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ دعا ہو ہی نہیں سکتی جبتک دوستوں کے دکھ اور درد میں اپنے اوپر نہ لے لوں۔ چنانچہ ہم نے یہ خود دیکھا۔ کہ واقعی حضرت اقدس کی وہی حالت ہوتی ہے۔ ایک سچے مونس و غمگسار اور سچے طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنیوالے انسان میں ہونی چاہیئے جیسے کہ انبیاء اور مرسل ہوتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے کہ آج ہم اپنے درمیان اس محبت اور خلق محمدی کا نمونہ اس مسیح موعود میں دیکھتے ہیں کہ جو خلق خدا کے لئے اپنی جان فدا کرتی اور ان کیلئے بھی ہمدردی کرنی اپنا عین مقصد سمجھتا ہے۔ رسول اللہ کا عشق جسکی جان ہے اور جو اس امت محمدیہ کی بہبودی کیلئے اپنے سینہ میں ایک خاص محبت اور جوش رکھتا ہے اور کیسے ظالم ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے دل کو دکھ دیتے ہیں جسکے ہر ایک گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچی ہوئی ہے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

۶۔ دہلی کا سفر مولویصاحب مرحوم کی علالت سے کئی روز پہلے حضرت ام المومنین صاحبہ کا ارادہ دہلی جانیکا تھا۔ چنانچہ جس روز میں قادیان پہونچا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس دو چار روز کے بعد دہلی تشریف لے جانیوالے ہیں۔ مگر جب مولویصاحب کی علالت نے طول پکڑا۔ اور مرض دن بدن ترقی کرنے لگی۔ تو حضرت اقدس نے دہلی جانیکا ارادہ بالکل فسخ کر دیا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے بھی (جو الٰہی کاموں میں کسی قسم کی مدد سے دریغ نہیں فرماتیں اور ہر ایک مخلص مرید کو اپنے بچوں کے برابر سمجھتی ہیں) یہ مناسب نہ سمجھا کہ مولویصاحب کی علالت کے ایام میں دہلی جاویں۔ اگرچہ ان کو بعض خانگی امور کیوجہ سے جلدی جانا ضروری تھا مگر انہوں نے مولویصاحب کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور کا دہلی تشریف لیجانے کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ فرمایا مولویصاحب کی بیماری کیوجہ سے میں نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ یہ شرط مروت کے خلاف ہے کہ مولویصاحب کو ایسی بیماری میں چھوڑ کر میں دہلی چلا جاؤں۔

۷۔ خدام کو نصیحت فرمایا کہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولویصاحب کیلئے دعا کریں اور یہ بھی فرمایا تم اپنے بھائی کیلئے دعا کرو اور اسطرح سے اپنے بھائی کی مدد کرو۔

۸۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ حضرت اقدس نے اخیر دم تک مولویصاحب کیلئے دوا اور دعا سے کام لیا۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہوئے اگرچہ بعض[۱] الہامات صاف موت کیطرف دلالت کرتے ہیں اور بعض خوابوں[۲] سے بھی یہی پایا جاتا ہے مگر چونکہ الہاموں میں مولویصاحب کا نام نہ تھا اگرچہ بظاہر انہی کی بیماری کیطرف اشارہ معلوم ہوتا تھا پھر بھی اپنی نیک فال لینے والی طبیعت سے جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے تصریح نہ آئی۔ یہ نہ چاہا کہ ان الہامات کو خود اس عزیز کیطرف منسوب کریں۔ اور اخیر تک خدا کی جناب سے مایوس نہ ہوئے۔ کہ وہ موت میں تاخیر ڈالدے چنانچہ جب کبھی مولویصاحب کی نازک سے نازک حالت کی ہم نے اطلاع دی۔ یہی فرماتے کہ خدا سے مایوس مت ہو۔ وہ شخص بہت بدقسمت ہے جو اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ میں تو اسکے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں۔

ایک دفعہ علاج کے متعلق ذکر ہو رہا تھا مجھے اور ڈاکٹر رشیدالدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس ملک کے اکثر ڈاکٹر یورپ کی آواز کے منتظر رہتے ہیں اور اس کے متبع ہوتے ہیں۔ مگر ہم ہر وقت خدا کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اسی کے اتباع کو اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔

ایک دن فرمایا مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چنانچہ ہم اس بات کو حضرت اقدس کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جیسے ان کو خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ بالخصوص مولویصاحب کی بیماری میں تو ہم نے خدا کے عجائبات پر ایمان کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دیکھا یعنی ایک طرف تو مولویصاحب کیحالت ایسی نازک ہو کہ بظاہر بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ اور دوسری طرف الہام ہو رہے ہیں کہ جنسے موت ہی کی خبر ملتی ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اپنی امید کو نہیں توڑتے اور دعامیں اس درجہ تک کوشش کی جاتی کہ گویا اس پیارے اور عزیز کیلئے اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ تاکہ اگر کسیطرح سے ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس خادم دین کی موت میں تاخیر ڈالدے گھر میں تو دن رات دعا میں ہی گذرتا تھا۔ ۸ ہ ستمبر کو فرمایا کہ ہم جنگل میں جا کر دعا کریں گے۔ اور سب جماعت کو حکم دیا کہ وہ ایسا کریں اور علیحدہ علیحدہ ہو کر سجدہ میں گر کر دعا میں مانگیں ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی دعا میں اثر ڈالدے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ وہ ایسے اسباب مہیا کر دے۔ جو اس مرض کیلئے مفید اور ممد و معاون ہوں۔ صحت عطا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

اسقدر دعائیں کرنا۔ گویا کہ رات دن دعا میں مصروف رہنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو خاص خدا سے تعلق اور پیار ہوتا ہے۔ ورنہ جس کا دل خدا کے ساتھ نہیں ہوتا اسے دعا کیلئے توفیق ہی نہیں ملتی اور اگر ہاتھ اٹھاتا بھی ہے تو مرے ہوئے دل سے۔ اور پھر تھک کر اس سے رہجاتا ہے دعا ئیں کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا یا اب ہم اس کے کامل بروز اور مظہر حقیقی امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں۔ جسکو باور نہ ہو وہ خود کچھ عرصہ صحبت میں رہکر دیکھ لے اور اگر طلب حق مقصود ہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ضرور ہے کہ ہر ایک سعید الفطرت اسی نتیجہ پر پہونچیگا۔ جسپر ہم پہنچے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ۔

۹۔ حضرت کا پیغام مولوی صاحب کو یہ ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی صاحب پر جب عمل جراحی کیا گیا۔ تو اس روز سے جیسے کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں حالت نہایت ردی ہو گئی تھی۔ اور بظاہر کوئی بچنے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب سات گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضرت اقدس کی دعا سے پھر مولویصاحب کو ہوش آگئی۔ اور نبض کی حالت کو جو سخت کمزور اور خطرناک ہو گئی تھی۔ درست ہوئی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے نئے سرے سے جان عنایت فرمائی اس سے اگلے دن مولویصاحب کی حالت بہت اچھی تھی اور کاربنکل کا تمام ردی مواد کاٹ کر صاف کر دیا گیا مولوی صاحب اور ان کے تمام احباب اور عزیز اس تبدیلی کو دیکھکر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے۔ اس روز جو میں مولویصاحب کو پٹی لگانے کیلئے جانے لگا۔ تو حضرت اقدس حسب معمول مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مولویصاحب کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولویصاحب کو خطرناک حالت سے نجات دی ہے اور اس تکلیف و عارضہ سے مخلصی بخشی ہے ہم نے ان کے لئے بہت دعا کی ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے جا ملتا ہے سو آپ مولوی صاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کامیاب کرے۔

(باقی آئندہ)

---

۱ مثلاً ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ اذا جاء افواج و سُمع من السماء یعنی آسمان سے فوجیں اور زہر آتا۔ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ستائیس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ بعض مرتشقی[?]… ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ انا اللہ یا لا نظیرش مبادا۔ موتیٰ کا تیرہ[?] خطا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سے بہت عرصہ پہلے کا الہام تھا۔ دو شہتیر ٹوٹ گئی۔ ۴ ہ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ۔ نیز از بدر مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۵ء کوئی رہ گئی ہے جو ہم سے وہ جہان چھوڑ دیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۲ مثلاً خواب میں تین بار سورہ فاتحہ پڑھی۔ اور خوابوں کے حصے جنمیں مولویصاحب کو صحت میں دیکھا۔ اس سے روحانی صحت مراد تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کاربنکل کی بالکل نجات دیدی۔ بہت عرصہ پہلے یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ جس چوبارہ میں مولوی صاحب رہتے ہیں وہ چوبارہ گر گیا۔

سلک مروارید کی عام قبولیت

سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی اشاعت کو ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا بلکہ پورا مہینہ بھی نہیں ہوا لیکن اس عرصہ میں اسکی غیر معمولی قبولیت اور تاثیر نے مجھے جرات دلائی ہے کہ اس سلسلہ کو بدستور جاری رکھا جاوے اور وقتاً فوقتاً ایسے رسالے شایع ہوتے رہیں۔ اکثر احباب نے مجھے اس امر پر خصوصاً توجہ دلائی ہے کہ میں اس سلسلہ میں کئی رسالے لکھوں۔ بیسیوں خط اس رسالہ کو مفید اور باتاثیر ہونے کے متعلق میرے پاس آئے ہیں۔ میں انمیں سے صرف تین کا خلاصہ یہاں درج کر دینا چاہتا ہوں۔ اور میری غرض ان خطوط کے اندراج سے یہ ہے کہ تا جن لوگوں کو ابھی تک علم نہیں وہ اس رسالہ کو ضرور پڑھیں اور کثرت کے ساتھ اسکو رواج دیں۔ سلک مروارید کے دوسرے حصہ کا پہلا ایڈیشن ۱۲۰۰ چھاپا گیا تھا جن میں سے ۶۰۰ جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جو اگر شوال ہمت ہی کام کریں تو اسی فروری میں نکل جاویں۔ پس اگر آخیر فروری تک یہ باقی ماندہ ۶۰۰ جلدوں کی اشاعت ہو گئی تو میں انشاء اللہ اپریل تک سلک مروارید کا تیسرا حصہ شایع کر دونگا جو امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دوسرے حصہ سے بھی زیادہ مفید ہوگا۔ اور جسمیں تربیت اولاد اور امور خانہ داری کے متعلق مضامین خصوصاً عجیب ہونگے۔ وہ خطوط یہ ہیں۔

برادرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکی کتاب سلک مروارید کو شروع سے لیکر آخیر تک نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ میں آپ کو اس حسن بیان اور خوبی مضمون اور موثر تقریر پر مبارکباد دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی قبولیت کا شرف بخشیگا اور یہ کتاب بہت سے طالب حق لوگوں کو سیدھے رستہ کیطرف راہ نمائی کرنے کی ممد ہوگی۔ آپ مجھکو اس کتاب کی اور بھی جلدیں بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ مشکور ہونگا۔ خاکسار یعقوب بیگ از شاہ پور

بخدمت اقدس جناب شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چار جلد سلک مروارید حصہ دوم پہونچی ہیں۔ حسب ارشاد والا اشاعت میں کوشش کروں گا۔ کمترین نے حصہ دوم کو اول سے آخر تک دیکھا اور سلسلہ کیلئے پہلا حصہ بھی اچھی طرح پڑھا۔ میرے خیال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے اور مخالفین پر حجت حق قطع کرنے کیواسطے اس سے زیادہ عمدہ اور دلچسپ طریقہ نظر نہیں آتا کہ لڑکیوں اور عورتوں کی زبانی سلیس اور سادہ نظم میں ہوے بہانے طور پر دلایل اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے وفات مسیح علیہ السلام و لڑائی اور پردہ وغیرہ وغیرہ مسایل پر گفتگو کر کے معترضین کے دم بند کئے جاویں۔ اور ساتھ ہی ان میں عیسائیوں وغیرہ کی خوب خبر لیجاوے یہ طرز آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ قسم کی سجھائی ہے۔ مگر اب سلسلہ سلک مروارید منقطع ہونے پاوے انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی اشاعت سے جماعت میں بہت کچھ بہتری کی امید ہے کیونکہ ہمیں لڑکیوں کی تعلیم کا رواج تھوڑا ہوتا جاتا ہے اگر اسیقدر روانگی کے بعد یہ کتابیں انکو پڑھائی جاویں تو انکو علاوہ زباندانی کے اعلیٰ اعلیٰ مسایل دینیہ سے بھی واقفیت تامہ پیدا ہو جاویگی میری چھوٹی لڑکی نے جو اپر پرائمری پاس شدہ ہے سر دو حصے دو تین دن میں خود بخود نہایت ہی دلچسپی سے پڑھکر کئی ایک عورتوں کو سنائے ہیں۔ میرے ایک دوست جو غیر احمدی ہیں ان دونوں حصوں کو مطالعہ کر کے کہنے لگے۔ کہ بس صاحب آج میرے سارے شکوک اور شبہات جاتے رہے ہیں آپ جو کچھ بھی حضرت مرزا صاحب کی دعاوی کی بابت یا وفات مسیح اور جہاد اور دجال وغیرہ کی نسبت فرمایا کرتے ہیں مجھے بخوبی سمجھ میں آگیا ہے اور ایسا ذہن نشین ہو گیا ہے کہ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہوں اور ہم رد دیکر ایک کتاب خرید بھی لی ہے۔ گلاب الدین از رہتاس

کتاب سلک مروارید حصہ دوم ہر دو نسخہ بمع سرافراز نامہ شرف صدور لاکر باعث افتخار ہوئی۔ اور لوگ بھی اس کتاب کو پڑھ سنکر بہت خوش ہوئے ہونگے امید ہے کہ بہت سے خطوط کتاب کی تعریف کے خدمت عالی میں پہونچے ہونگے مگر میں تو نہایت ہی خوش و خرم ہوا کتاب کو شروع کر کے چھوڑنیکو دل نہیں چاہتا تھا اور جبتک میں نے اول سے آخر تک دیکھ نہیں لیا کل نہیں پڑی پھر مسجد میں جماعت کے پاس گیا سب سننے کو مشتاق ہوئے مگر مشکل یہ کہ اردو کو وہ لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے تھے پہلے عبارت پڑھنی پھر پنجابی میں ترجمہ سمجھانا شروع کیا عشاء کے پہلے ہی لوگ آموجود ہوتے تھے کبھی دس کبھی گیارہ بجے کو عشاء کی نماز پڑھی جاتی۔ بڑی دلچسپی سے لوگ سنتے ہیں ابھی دو تین روز کی منزل باقی رہتی ہے۔ الغرض کتاب بہت ہی عجیب ہے جزاکم اللہ خیراً اب تیسرا حصہ کا بہت جلد لکھنا چاہیے۔ اسمٰعیل از ترگڑی

درخواست دعا

۱۔ منشی مظفر حسین صاحب طالب العلم سینٹرل کالج سکول لاہور نے آخری امتحان دیا ہے احباب اسکی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ ایسا ہی منشی عبدالحق صاحب کیلئے جنکا مقدمہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے صرف حکم سنانا باقی ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے احباب دعا کریں۔
۲۔ منشی عبدالمجید صاحب ایک مخلص احمدی تھے قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں احباب ضرور جنازہ غایب پڑھیں۔

تحفہ احمدیہ۔ منشی منظور الٰہی صاحب سوہدروی نے مندرجہ بالا عنوان کے نام سے ایک سلسلہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا شروع کیا ہے جسمیں اسلام اور احمدیہ سلسلہ پر اور دیگر مذاہب کے اصولوں کا مقابلہ وہ کرنا چاہتے ہیں پہلا رسالہ شایع ہو گیا ہے قیمت ار بعض مخلص اور سرگرم احباب کو بھیجا گیا ہے صرف ۲۰۰ جلد طبع ہوا ہے جلد منگوالیں۔ دفتر الحکم قادیان سے ملیگا۔

اصلاح معاشرت

ذیل میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گرامی نامہ درج کیا جاتا ہے جو حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے نام ہے اس خط کے اندراج کی غرض و غایت خود خط ہی سے معلوم ہو جاویگی۔ مگر اسیقدر حالات اس کے متعلق لکھنے ضروری ہیں حکیم صاحب کی تیسری بیوی جسکا اس خط میں ذکر ہے پچھلے دنوں حکیم صاحب سے ناراض ہو کر حضرت اقدس کے حضور استغاثہ لیگئی جسپر آنحضرت نے حکیم صاحب کو رفق و اخلاق اور حسن معاشرت کی ہدایت کی اور بیوی مذکور کو حکیم صاحب کی اطاعت و فرمانبرداری کر نیکا حکم دیا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ مگر پھر کوئی امر پیش آیا جسپر آنحضرت نے حکیم صاحب کو یہ خط لکھا اور اس کے اخبار میں درج کر دینے کا مشورہ دیا۔

تعمیلاً لارشاد عالی اسکو شایع کیا جاتا ہے امید ہے یہ خط بہت سے مردوں اور عورتوں کیلئے مفید ہوگا اور بیہودہ گو اس پر کئی قسم کی نکتہ چینیاں کریں گے۔ یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس خط میں دو ہفتہ کی مہلت کیلئے آپ نے لکھا تھا مگر پھر بنظر ترحم زبانی حکم دیا کہ ایک ماہ کیلئے مہلت دو۔ ایسا ہی خط میں حکم دیا تھا کہ انکی گھر میں سونا بھی چھوڑ دیں مگر پھر آپ نے فرمایا کہ سونا چاہیے تاکہ انکی اصلاح کا موقع ملتا رہے۔ ایڈیٹر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مجھے یقیناً معلوم ہو گیا ہے کہ مریم کی ہی زیادتی ہے اور جو کچھ عورتوں کیلئے خدا اور رسول کا حکم ہے کہ خاوند کی فرمانبرداری اور تعظیم اور ہمدردی اور خیر خواہی ہو اب اسمیں باقی نہیں ہے اور میں نے اسکو اس بارے میں بہت سمجھایا تھا مگر افسوس اس نے اس پر عمل نہیں کیا اسلئے میری رائے تو اس بارہ میں یہ ہے کہ آپ دو ہفتہ تک ایک تحریر کے ساتھ اس کو مہلت دیدیں کہ اگر وہ اس مدت تک توبہ کر کے اپنی تبدیلی کرے تو بہتر ہے ورنہ اسکو اس شور اور سرکشی سے سمجھا جائیگا کہ وہ خود طلاق مانگتی ہے تو اس صورت میں تمہیں اختیار ہوگا کہ اس کو طلاق دیدیں اور بہتر ہے کہ یہی مضمون کسی اخبار میں چھپوا دیا جائے کیونکہ اب یہ معاملہ پوشیدہ نہیں رہ سکتا اس کے دل پر عیب پیدا ہوگا۔ اور یہ بہت قرین مصلحت ہے کہ اس مقرر کردہ مدت میں نہ انکے گھر سے کھانا کھایا جائے اور نہ وہاں سونا ہوگا اور یہی شرط لکھدیں کہ وہ بلا توقف اپنے بھائی اور ماں کو رخصت کر دے ورنہ نافرمان متصور ہوگی پھر اسقدر کوشش کے بعد اگر باز نہ آوے تو اسکو طلاق دیدیں تا اسکی شر سے نجات ہو۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

حضرت مسیح کی خدمت میں ایک خط اور اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مرشدنا و مولانا امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد از السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہم تین شخص جماعت احمدیہ تکلم موہگن ضلع گجرات سے تین روز سے حاضر حضور ہوئے ہیں۔ ایک عرض حال کیواسطے کوئی موقعہ اور وقت ایسا ہاتھ نہیں آیا جو اپنے حالات بابت حضور میں عرض کئے جاتے اسلئے یہ عریضہ خدمت حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اول میں مسمی عبداللہ موچی اپنا عرض حال کرتا ہوں کہ مجھکو حضور سے بیعت ہوئے عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال کا گذرا ہے اس عرصہ میں مخالفین نے اکثر تکالیف پہنچائی ہیں اور اب بھی پہنچا رہے ہیں۔ کام اور مزدوری میں بھی ہر طرح سے روک ڈال رہے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح سے نقصان پہنچانے میں کوشش بلیغ کرتے ہیں۔ بلکہ خاص رشتہ دار بھی میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ مجھکو وہاں پر رہنا بہت مشکل ہو گیا ہے کسی صورت مجھکو وہاں پر گذارہ کرنا نظر نہیں آتا ہے ہر طور وہاں پر مجبور ہو گیا ہوں اور میری طبیعت بھی خود ان لوگوں سے بیزار ہے میں خود انمیں رہنا نہیں چاہتا۔ مگر مجبور پڑا ہوا ہوں۔ اب میری بابت جیسا کچھ حضور انور مناسب سمجھیں حکم فرما دیں۔ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے۔ جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں۔ دوسرا میرا بھائی احمد الدین ہے۔ اسکی بھی ایسی ہی حالت ہے وہ بھی وہاں پر رہنا نہیں چاہتا۔ اور تیسرا امام الدین نامی کشمیری ہے اسکو وہاں پر ہماری جیسی تکلیف نہیں ہے۔ مگر وہ انکو اسیقدر ہی عرض کرتا ہے کیونکہ مخالف زیادہ ہیں۔ اور ہم صرف تین شخص احمدی ہیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہجرت نہ کریں۔ بلکہ اپنے صبر اور استقامت اور نرمی اور اخلاق کے ساتھ دشمن کو شرمندہ کریں اور نیک سلوک سے پیش آویں اور ہمیشہ نرمی کیساتھ اپنے عقاید کی خوبی اور راستی انکو ذہن نشین کیا اور نیک نمونہ انکو دکھلا دیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی اجداد کی خصلت سے باز آجاویں۔ بہرحال بے صبری نہیں کرنی چاہیے اور صبر اور استقامت سے کام لینا چاہیے۔ اور اپنے دشمنوں کی ہدایت کیلئے بھی دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ ہمیں خدا نے آگے اطلاع دی ہے اور وہ بہت اندھے اور دیوانہ ہیں۔ ممکن ہے کہ آنکھ کھلے تب حقیقت کو پہچان لیں۔ علاوہ اسکے خدا تعالیٰ نے مجھے ایک بڑے نشان کا وعدہ دیا ہے اور جہانتک میرا خیال ہے وہ ایک سخت زلزلہ ہوگا جو دنیا کے دلوں کو ہلا دیگا۔ اور وہ بہت سخت ہوگا جسسے اکثر حصہ دنیا کا گرد جائیں گے۔ تب بہتیرے ایمان پائیں گے۔ مردے زندہ ہونگے۔ اور زندہ مرینگے۔ اور مقصود یہ ہے کہ جاہل لوگ اپنی ضد پر قایم رہیں جبتک خدا تعالیٰ کا وہ دن آوے اور میرا ایک نیا کو نمونہ ہر کہ دیسے سوا اس کے ملک اپنے صبر اور نیک چلنی کا لوگوں کو نمونہ دکھاؤ فساد اور بدی کی جگہ نیکی کرو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر ہو۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر

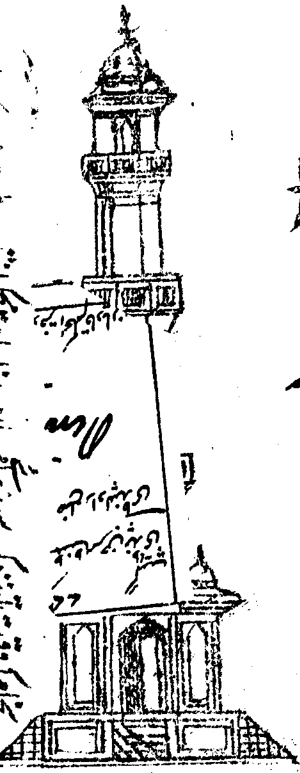
الحکم

چہ گویم باتو کرائی جہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ۷ قادیان دارالامان ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ جلد ۱۰



فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان ہر طرح سے خوش و خرم ... الٰہی ہو رہا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے تھے مع الخیر دارالامان آ پہنچے
۲- بزرگان ملت کی صحت کی خبر قدیم ... مسرت بخش ہے۔ حضرت ... ایک مہینہ کے لئے وطن تشریف لے گئے۔
۳- ہفتہ زیر نظر ... بارش ہوتی رہی ... اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرمائے۔
۴- بنڈی چیری ضلع منٹگمری ... ضلع ہوشیارپور کریام ضلع جالندھر - زیرہ ضلع فیروزپور سے بہت سے خدام حاضر ہوئے - لاہور سے آج جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ... انگلش ... مع ڈاکٹر نور محمد صاحب حضرت حجۃ اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔
۵- ۱۷- فروری ... مدرسہ تعلیم الاسلام کی سکول ... کیلئے تشریف لائے ... انسپکٹر صاحب ضلع گورداسپور ... ایک نیک نیت اور ... آپ

... مدرسہ تعلیم الاسلام ... ہوئیں - لیکن ... سپرنٹنڈنٹ ... بہت ... حالت کو ... امید اور توقع سے ... صاحب ممدوح ... قطعہ اراضی ... کی جدید عمارت کیلئے خرید لی گئی ہے - اور بہت ہی محظوظ ہوئے - صاحب ممدوح کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ چونکہ عمارت کثیر اخراجات کو چاہتی ہے اور آج تک ہم نے کبھی ایک پائی بھی گورنمنٹ سے بطور امداد نہیں لی مگر ... کے لئے ... چاہتے ہیں کہ آپ ... انہوں نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ میں بڑی خوشی سے اس کی سفارش کروں گا - آپ اسی دن واپس ... چلے گئے - ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے بعض جماعتوں کا امتحان لیا مگر نہایت اخلاق اور ملاطفت کا برتاؤ طلباء سے کیا انکا امتحان لینا ایسا تھا جیسے کوئی شفیق استاد بچوں سے سبق سنتا ہے - ایسے نیک دل آفیسر جس ضلع میں ہوں پبلک کی شکر گذاری کے قابل ہوتے ہیں۔
۶- یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو کارخانہ الحکم کے مطبع سے ایک جدید رسالہ تشحیذ الاذہان نام شائع ہوگا جسکے ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں -

یہ رسالہ ہمارے چند باہمت نوجوانوں کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے - غرض اس سے یہ ہوگی کہ وہ سلسلہ کی قلمی خدمت کے لئے طیار ہوسکیں سہ ماہی وار شائع ہوگا - قیمت ۱۲ رسالانہ ہوگی - خدا کرے کہ یہ رسالہ بہت سے نوجوانوں اور بڈھوں کی بہتری کا باعث ہو - اور ہر طرح سے اسے کامیابی ہو - مجھے ہمیشہ شکایت رہتی تھی کہ ہمارے نوجوان قلمی مذاق کی طرف توجہ نہیں کرتے - الحمد للہ توجہ ہو چلی ہے - اور اسکے بہترین نتیجہ پیدا ہونے کی توقع ہے - دفتر الحکم سے اس رسالہ کو بظاہر بجز اسکے کوئی تعلق نہیں کہ وہ اسکے مطبع میں چھپے گا - اسکے لئے درخواستہائے خریداری بنام رسالہ تشحیذ الاذہان آنی چاہئیں۔

تازہ الہامات ورؤیاء

۱۱- فروری ۱۹۰۶ء - الہام ہوا - پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا - اب انکی دلجوئی ہوگی -
۱۲- فروری ۱۹۰۶ء - ربّ اشفِ زوجتی ھٰذہ واجعل لھا برکات فی السماء و برکات فی الارض -
۱۹- فروری ۱۹۰۶ء - عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی - ایلی اوس - اذ کففت عن بنی اسرائیل - یہ خیال گذرتا ہے واللہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے - یعنی مردمیدان بنکر کارروائی نہ کرے - بلکہ چھپ کر عورتوں کی طرح کوئی نقصان پہنچانا چاہے - جس کا نتیجہ آخر بریت ہو مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے - اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنے ہیں - ایک مرد کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہو کر کوئی بدی کرتا ہے - یا عورت کی طرح چھپکر کوئی حملہ کرتا ہے اور آخری فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ فرعون کے شر سے ہمنے بنی اسرائیل کو بچا لیا -
۱۹- فروری ۱۹۰۶ء - دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے - تب خواب سے حالت الہام کیطرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا

"بشیر الدولہ"

فرمایا کئی آدمیوں کیواسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کیطرف اشارہ ہے - ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے - اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو۔

خانم محترم

ذیل مین ایک عجیب نظم درج کیجاتی ہے جو میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب نے اپنے دلی جوش کے اظہار سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس نظم کا تعلق ایک واجب العزة عصمت مآب خاتون کی ذات خاص تک ہے لیکن اخبار کے کالمون مین اس نظم کے آنے کی غرض کیا ہو سکتی ہے۔ ؟ - اس کا اظہار میرا فرض ہے مین اس نظم کو محض اس غرض سے شائع کرتا ہون تا ہماری مستورات کو ایک اعلےٰ نمونہ اپنے خاوندون کی فرمانبرداری کا معلوم ہو اور وہ اس پاک نمونہ سے اپنے شوہرون کیلئے اطاعت و وفاداری کا خاص سبق سیکھین حقیقت مین جس محترم خاتون کا اس نظم مین ذکر کیا ہے وہ کوئی معمولی عورت نہین بلکہ اس معزز خاتون کی والدہ ماجدہ ہین جسکو اللہ تعالےٰ نے کل انبیاء علیہم السلام کے موعود اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی زوجیت کیلئے برگزیدہ کیا اور اسے ام المومنین ٹھیرایا - اس حیثیت سے ام المومنین کی واجب الاحترام والدہ ماجدہ ایک عالم کی مان ٹھیرتی ہین - اس پاک نمونہ سے یہی معلوم ہوگا کہ ایسی محترم اور پاکباز خاتون اور اس کے واجب العزة شوہر کے کیسے نیک اور پاک ارادے اپنی اولاد کے متعلق ہونگے - یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالےٰ نے دوہرا شرف عطا فرمایا ہے - پہلے آل رسول ہونے کا شرف تھا ہی اسپر سید نا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونے کیوجہ سے دوسرا فضل کیا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - خدا کرے کہ ہمارے گھرون مین ایسے ہی پاک نمونے ہون - آمین - اگر گھرون مین اس قسم کی وفاداری محبت اور اطاعت اپنے خاوندون کے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ معاشرت اعلیٰ درجہ کی نہ ہو (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے میرے دل کی راحت مین ہون ترا فدائی
صورت سے تیری بڑھ کر سیرت مین دلربائی
مجھکو نہین تجھ بن ہے میرے شکوہ نہ تجھ کو
شرمندہ ہون مین تجھ سے مجھسے نہین خجل تو
تو نے کرم کیا ہے میرے ستم کے بدلے
تو لعل بے بہا ہے - انمول ہے تو موتی
مین نے نہ قدر تیری پہچانی ایک ذرہ
خاطر سے تو نے میری کنبہ کو اپنے چھوڑا
تھی ناز کی پلی تو اور مین غریب گھر کا
نعمت کا تیری ثمرہ اللہ تجھ کو بخشے
دکھ سکھ مین ساتھ میرا تو نے کبھی نہ چھوڑا
دنیا کے رنج و غم کو ہنس ہنس کے تو نے کاٹا
بچون کو تو سلاتی اور آپ جاگتی تھی
بچون کے پالنے مین لاکھون اٹھائے صدمے
ہوتا تھا ایک پیدا اور دوسرا گذرتا
صدمہ کو اپنے دل کے لاتی نہ تو زبان پر
تنگی مین عمر کاٹی بچون کو خوب پالا
محکو خبر نہ دی اپنے دل کا تو نے کیا نہ افشا
جو کچھ بھی تجھ کو بخشا تو نے لیا خوشی سے
دیکھا کہ ورلہ نہ ہرگز بولی نہ جھوٹے گلہ ہے
تھی جتنی تجھ مین طاقت کی تو نے میری خدمت
عیب جو تھا کہ تو نے میرے اغیار سے چھپایا
صدمہ ہے میرے صدمہ تجھ کو ہوا ہمیشہ
تھے جو میرے دشمنون کی تو جان و دل سے دشمن
جو میرا مذہب تھا وہ ہی تیرا مشرب
ہو میرا کیا تصدق جو تیرے پاس تھا زر
کرتا ہون شکر حق کا جس نے تجھے ملایا
ہو تجھ پہ حق کی رحمت تجھ کو عطا ہو جنت
انعام تجھ کو دیوے فضل و کرم سے مولیٰ

تکلیف مینے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
مین ہون شکستہ خاطر اور تو ہے مومیائی
مین تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی
مجھ مین رہی کدورت تجھ مین رہی صفائی
دیکھی نہ مینے تجھ سے اک ذرہ بے وفائی
ہے نقش میرے دل پر بس تیری پارسائی
میرے کو مینے ... ایک پائی
جنگل مین ساتھ میرے پیارے وطن کو آئی
تو نے ہر اک مصیبت گھر مین مرے اٹھائی
چولہے مین سر کھپایا بچون پہ جان کھپائی
خود ہو گئی مقابل جب غم کی فوج آئی
اللہ رے تیری ہمت بل بے تیری سمائی
سو بار موت گو مین تو رات کو نہائی
جب تک یہ سلسلہ تھا راحت نہ تو نے پائی
تھی صابرہ تو ایسی ہرگز نہ بلبلائی
جہاں کی طرح سے دیتی نہ تو دہائی
شکوہ نہ سختیون کا لب پر کبھی تو لائی
غیرون سے تو چھپاتی ہوتی اگر لڑائی
مانگی نہ تو نے مجھسے ساری کبھی کمائی
مجھ سے نہ بات کوئی تو نے کبھی چھپائی
خود کھایا روکھا سوکھا نعمت مجھے کھلائی
تھا تیرے بس مین جتنا عزت میری بنائی
جب شاد مجھ کو پایا تو نے خوشی منائی
اور میرے دوستون سے تیری رہی صفائی
تھی تیرے دل مین الفت ایسی میری سمائی
یان تک کہ پاس تیرے باقی رہی نہ پائی
اور میری تیری قسمت آپس مین یون ملائی
اور میری تیری الفت ہووے نہ دو جہان جدائی
ہر رنج و غم سے بخشے مالک تجھے رہائی

ہرگز نہ تو دکھی ہو ہر وقت تو سکھی ہو
فضل خدا کی بارش دن رات تجھ پہ برسے
دولت ہو تیرے ہمدم عزت ہو ساتھ تیرے
تیرا نہین ہے ثانی لاکھون کی ہے تو نانی
اسلام پر جئین ہم ایمان سے مرین ہم
جب وقت موت آوے بہجرت ہم سدھارین
مہدی کے مقبرہ مین ہم پاس پاس سوئین
اک اور ہی دعا ہے اب میرے دل مین آئی
ہو قوم کو ہدایت اللہ کی آئے نصرت
مثل مدینہ ہووے اسلام کا یہ مرکز
مہدی کو لوگ مانین عیسیٰ کے معتقد ہون
دنیا سے دور ہووے ہر طور کی کدورت
اسلام مین ہو داخل بس فوج فوج دنیا
آنکھون سے اپنی ہمکو وہ دن خدا دکھائے
آنکھین کھلین ہماری روشن دماغ ہووین
دنیا سے دور ہووین جتنے ہین بت جہانمین
قرآن کی حکومت دنیا مین ہووے قایم
روشن ہو دین احمد فضل خدا سے ہر دم
دین محمدی کا اقبال خوب چمکے
توحید کا ہو دورہ تثلیث ہو شکستہ
قرآن کا نور چمکے کندن کی طرح دمکے
شر اور فساد جاوے دنیا مین امن آوے
بچے ہون نیک بچے اور ہون جوان صالح
ہر شر سے دور ہووے سچا ہر ایک ہووے
جھوٹے طبیب جائین سچے امین آئین
ہو صدق و راستی کا دنیا مین بول بالا
آپس مین ہو محبت جائے یہ بغض و نفرت

بچون کا عیش دیکھے تو اور تیری جائی
پانی مین مغفرت کے ہر دم رہے نہائی
اولاد مین ہو برکت - کہلائے سب کی مائی
عیسیٰ سے کرکے رشتہ دولت یہ تو نے پائی
ہر دم خدا کے در کی حاصل ہو جبہ سائی
دلبر نہ ہو ہمارے اندوہ ایک رائی
دنیا کی کشمکش سے ہم کو ملے . . . . رہائی
ہے جوش کا یہ عالم جاتی نہیں چھپائی
آقا کرے ہمارا دنیا کی . . . رہنمائی
قصبہ مین قادیان کے آئے نظر خدائی
پھر جائے چار جانب اسلام کی دہائی
جس سمت آنکھ اٹھے آئے نظر صفائی
اعدا گلے سے ملکر بن جائین بھائی بھائی
جب قوم سے ہماری کل دور ہو برائی
ہووے شعار اپنا تقویٰ و پارسائی
اللہ کی ہو عبادت جس کی ہے کل خدائی
ہو کفر پارہ پارہ اور شرک رائی کائی
جو ہین جنم کے اندھے اونکو بھی دے دکھائی
باطل پرست جو ہین اون کی ہو جگ ہنسائی
حق کی ہو بادشاہی باطل ندے دکھائی
سورج کی روشنی سے ہو بڑھ کے روشنائی
ظاہر مین خیر و خوبی باطن مین ہو بھلائی
ہون لائق زیارت دنیا مین باپ مائی
جو سود خوار ہین یان انکو ملے نہ پائی
دھوکہ سے جو نہ بیچین مخلوق مین دوائی
ہو جھوٹ کی تباہی پھیلے یہان سچائی
جو دلشکن ہین ان مین آجائے دلربائی

اب یہ دعا ہے میری دن رات صدق دل سے
ناصر کی اس دعا کو حق تک ملے رسائی

عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ المَہدِیِّینَ

اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

اسلامیہ کالج میں جمعرات کے دن وعظ کے بعد ایک اشتہار تقسیم کیا گیا اور اسکا ایک نسخہ کالج کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کیا گیا ہے اسکا ہیڈنگ **المہدی من عترتی و من ولد فاطمہ** ہے۔ اس اشتہار میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔

اول ہمارے مخالف علماء کا یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے کہ احادیث سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ قرآن شریف سے اور دیگر ثبوتوں سے جن کو میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام اپنا معیار صداقت ٹھیراتے ہیں۔ بلکہ اعراض کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آپ کے خلاف قرآن کریم سے کوئی استدلال نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی مقرر کردہ معیاروں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں جن سے میرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے اختلافی مسایل میں مسلمانوں کو خاص احتیاط کرنی چاہیئے تھی اور قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہیئے تھا جسکا دعوی ہے کہ وہ اختلافی مسایل میں فیصلہ کرنیوالا ہے۔ لِیُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی یَختَلِفُونَ فِیہِ۔

دوم مولوی صاحب نے احادیث کو عجیب طرح سے گڈمڈ کر دیا ہے اور تمام احادیث کو جن سے مختلف اشخاص مراد ہیں صرف ایک ہی شخص پر لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس خیال نے مولوی صاحب کو بڑی خطرناک غلطی میں ڈال دیا ہے۔ اور بہت سی حدیثوں کا کذب لازم آتا ہے۔ کیونکہ کسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباس کی اولاد سے ہوگا جیسا کہ مولوی صاحب کے ۲۲ سے ظاہر ہے اور کسی حدیث سے مہدی کا حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب کے اشتہار کا ہیڈنگ ہے کسی حدیث میں لکھا ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنے عیسیٰ ہی مہدی ہونگے اور مہدی کوئی علیحدہ شخص نہیں ہے۔ اور کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خاص اہل کے ہونگے۔ اب غور فرمایئے کہ اگر مہدی ایک ہی شخص ہے تو لامحالہ مولوی صاحب کے مذہب کے مطابق ایک حدیث کو سچا اور باقی سب کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ تمام حدیثیں سچی ہیں۔ اسلئے مختلف اوقات میں مختلف مہدی ہونگے اور لا مہدی الا عیسیٰ کا مصداق اسوقت موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے اور جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اللہ تعالے کے وعید کے موافق اوسکو سخت سزا دی جاویگی۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ کے لوگوں کو ملزم کرنے کے لئے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہر زمانہ کی نسبت پیشگوئیاں کرائیں اور جیسی آپ کی نبوت آپکی زندگی میں ثابت تھی ویسے ہی ہر زمانہ میں ثابت ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ مولوی صاحب کے اس غلط استدلال سے ایک بڑا خطرہ آیندہ اسلام کو بھی ہے کیونکہ ایسا مہدی جو ان سب خلفاء الراشدین المہدیین کا مجموعہ ہو نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا یہ بات حدیث کے مطلب کے بالکل خلاف ہے۔ اور اسطرح مسلمان یہودیوں کی طرح ایک جھوٹے انتظار میں تباہ ہونگے۔ **سوئم** مولوی کے مسلک کے مطابق یہ تمام احادیث مجروح اور ضعیف ہے اور جسکو زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے وہ ابن خلدون کو دیکھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام احادیث کو جن میں مہدی کا ذکر ہے ضعیف و مجروح ثابت کر کے گورنمنٹ سے مربعے انعام میں بھی حاصل کر چکے ہیں۔

جواب اصل اشتہار

(۱) حدیث مندرجہ نمبر اول کے کسی لفظ سے مہدی کا حسنی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یہ دو تو جملے علیحدہ علیحدہ حدیثوں کے ہیں مولوی صاحب نے کسی مخفی تدبیر کو دل میں رکھکر دونوں کو ایک جا جمع کر دیا ہے۔ حدیث کے حصہ اول میں مولوی صاحب لفظ مِنّی پر زور دیتے ہیں۔ لیکن مِنّی کے معنے مِن اُمّتی ہوتے ہیں نہ ابن اولادی جیسا کہ مولوی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک مشہور حدیث ہے مَن رَغِبَ عَن سُنَّتِی فَلَیسَ مِنِّی۔ جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے یعنی میری امت سے نہیں ہے۔ ولد فاطمہ سے مراد مذکر و مونث دونو اولادیں ہیں نہ کہ صرف مذکر سید و نکی شرافت تو اسبات پر منحصر ہے کہ مونث کا لحاظ کیا جاوے نہیں تو دنیا نے سیدوں کو علویوں پر کیوں عزت دی ہے اور مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دادیوں میں سے کئی سیدہ ہیں اسلئے آپ میں ولد فاطمہ ہیں رسول کریم نے بھی فاطمہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی مونث کا نہ حضرت علی کا خود مہدی کا اس حدیث سے حسنی ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ نہ معلوم مولوی صاحبان کہاں سے لیا ہے ہم تو یہ بھی مانتے ہیں کہ سیدوں میں سے بہت سے امام و مہدی ہو چکے ہیں اسلامی تاریخ اسکی گواہ ہے۔ عمر بن عبد العزیز سے ایک ہی شخص محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے۔ اگر مولوی صاحب کو علم ہو تو اپنے کسی شاگرد سے پوچھ لیں کہ قسطنطنیہ پندرہویں صدی کے اخیر میں فتح ہو چکا ہے اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور اسکو دوبارہ فتح کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ تاریخ کے پڑھنے والے یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اس شہر کی فتح کے بعد ہی یورپین اقوام نے سطحی علوم میں ترقی شروع کی۔ اور اسکے بعد ہی یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور اپنی تجارت اور جہازرانی کے ذریعہ تمام دنیا میں پہیل گئے اور اسلام کے ظاہر و باطن پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور یہ دجالی فتنہ اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے ۴ میں مولوی صاحب نے حدیث کا کوئی حوالہ نہیں دیا ۵ کی علامات میرزا صاحب میں پائی جاتی ہیں آپ کی زبان میں لکنت کا اثر، ناک اونچی، پیشانی کھلی اور درویش ہر آپ آدم اللون ہیں اور آپکے بال سیاہ ہیں سیدھے نا گھونگر تھے اور آپکے بال گھنگرالے تھے دیکھو بخاری احمدی پریس حصہ ۲ صفحہ ۹ ۴۸۹ و ۸۷ و ۱۰۲۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۵۵) شعر
رنگم چو گندم است و فرق بین ست + ز انسان که آمد ست در اخبار سرور
این مقدم نہ جائے شکوک است و التباس + سید جدا کند ز مسیحا احمرم

۶ اور ہم مولوی صاحب سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے کس جگہ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی کبھی شعر نہیں کہیگا دوم تمام اشعار مذموم نہیں ہوتے اگر یہ بات تھی تو قرآن کریم نے الا الذین آمنوا الخ کہکر استثنا کیوں کیا ہے سورۃ شعراء رکوع ۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسان شعر کہتے تھے آپنے انکو منع نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ حسان کی تائید روح القدس کرتا ہے۔ حضرت داؤد کی زبور الہی عشق کی غزلیات سے بھری پڑی ہے۔ اور نبی کریم بھی بڑے فصیح اللسان تھے اسواسطے کافر آپکو شاعر کہتے تھے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے ۷ عربی میں اسلئے الہام ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہے اور آپ قرآن شریف و نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہیں انگریزی میں اسلئے شاذ و نادر الہام ہوتا ہے کیونکہ قوم انگریزی بھی خاص مخاطب ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بات کہاں سے نکال لی ہے کہ تمام مہدی عرب ہی میں ہونگے مسلمانوں کا رب رب العالمین ہے نہ رب العربیین۔ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں نہ رحمۃ للعربیین آپ کے فیض تمام جہان پر جاری ہیں۔ ۸ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مہدی مدینہ میں پیدا ہونگے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ مشرق کی طرف کدعہ بستی میں پیدا ہونگے ان دونوں حدیثوں کو اگر صحیح مانا جاوے تو مختلف مہدی ماننے پڑتے ہیں اور یہ بات کہ کئی مہدی ہونگے ہمارے اشتہار کے ہیڈنگ کی حدیث سے بھی ظاہر ہے۔ اور مولوی صاحب کے صرف ایک ہی مہدی ہوگا کے خلاف ہے مگر میرزا صاحب مشرق کی بستی کدعہ (قادیان) میں پیدا ہو گئے اور رسول اللہ کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو آپ کا اس سے کیا حرج ہو گیا ۹ ۱۳۰۰ ء کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جب معاویہ فوت ہو گئے انکے بعد خلافت کا جھگڑا شروع ہوا۔ مدینہ کی اکثر لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے اس کے بعد امام حسین کربلا میں شہید ہوا۔ مکہ والوں نے عبد اللہ بن زبیر کو خلیفہ بنا لیا اور رکن و المقام کے درمیان آپ نے بیعت لی۔ اس کے بعد شام نے (یعنی یزید نے جو ابو سفیان کی اولاد سے تھا) مکہ پر فوجیں بھیجیں۔ ۱۰ مولوی صاحب نہ معلوم کہ مہدی کے بعد و غلطی ہو گی۔ آپ نے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا جس سے معلوم ہو کہ کس حدیث سے آپ نے استدلال کیا ہے شاید آپ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہوگا جو کہ ملیح ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں پوری ہو چکی ہے۔ و عن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شہر رمضان فی لیلۃ الجمعۃ فاسمعوا و اطیعوا فی آخر النہار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما لیشکل علی الناس و یفتنہم فکم فی الیوم من شاکت متحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی اول فلا تشکوا انہ صوت جبرائیل و علامۃ ذالک انہ ینادی باسم المہدی و اسم ابیہ (رواہ نعیم بن حماد) ترجمہ حضرت امام جعفر باقر علیہ السلام کو روایت ہے کہ کہا اونہوں نے کہ جب ہووے آواز رمضان مبارک میں شب جمعہ میں پس سنو اسکو اور اطاعت کرو اور آخر دن میں ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلاں شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہے یعنی شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیوں کو اشکال میں ڈالنے گی اور انکو فتنہ میں ڈالیگی پس بہت سے لوگ اسدن شک کرنیوالے حیرت میں پڑینگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان میں اول تو شک میں مت پڑو یہ وہ آواز جبرائیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرائیل مہدی کے نام کے ساتھ اور ان کے باپ کے نام کے ساتھ ندا کریگا۔ روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد کے نے۔ آسمانی آواز جبرائیل کی آواز سے مراد وحی ہے جو مرزا صاحب کو رمضان میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی بابت ہوئی۔ دیکھو برکات الدعا صفحہ ۲۔ اور یہ آواز تمام دنیا لیکھرام کے قتل سے پہلے سن چکی تھی۔ ابلیس لعین سے ایک قوم مراد ہے اسکے قتل کے وقت شہید قوم کے نعرے ملدے گئے اور مقتول مظلوم ٹھیرایا گیا بڑے بڑے اشکال واقع ہوئے۔ لوگ فتنہ میں پڑے بہت سے مسلمانوں کو زہر دیگئی اس سے خلیفہ وقت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر ہوئی + صَدَقَ اللہُ وَرَسُولُہُ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

المشتہر ان احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور

ایڈیٹر۔ مندرجہ بالا اشتہار کیضرورت ہمارے احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور کو کیوں پڑی اسکا کسی قدر ذکر اس اشتہار میں آگیا ہے لیکن اس نوٹس کے متعلق بعض اہم امور پر مجھے ضرورتاً آیندہ بحث کرنی پڑیگی جو نہ صرف اہل اسلام ہی کی توجہ کے قابل ہوگی بلکہ کالج کی ناظم کمیٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کو مجھے متوجہ کرنا پڑیگا۔

نوٹ۔ مولوی صاحب کے باقی سوالوں کا جواب انشاء اللہ دوسرے اشتہار میں دیا جائیگا۔

* حضرت ابو بکر حضرت علی باوجودیکہ وہ مہدی تھے پھر بھی شعر کہتے تھے چنانچہ حضرت علی کا دیوان مشہور ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کے متعلق قادیان سے جو خطوط ایڈیٹر وطن کی تحریرات کے جواب میں بھیجے ہیں وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔ (پہلا خط)

امر دوم کے متعلق دوسرے کاغذ پر میں نے نہایت مختصر جواب اس خوف کر دیا ہے کہ مبادا آپ اس کو بحث سمجھیں اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس جواب کے متعلق کچھ اظہار اخبار میں کرنا ہو جیسا کہ آپ کے ۱۲ جنوری کے اخبار سے پایا جاتا ہے تو میرے اس مختصر سے جواب کو بعینہٖ شائع فرما کر مشکور فرما دیں۔ اگر کوئی وجہ جناب کو اس تحریر کی اشاعت سے روکنے والی ہو۔ تو اسکو واپس کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل کے ساتھ اپنی پوزیشن کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے کارڈ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید اس تفصیل کو آپ مباحثہ نہ سمجھ لیں۔ وانما الاعمال بالنیات

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وطن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ خود دس روپے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جاپان میں اشاعت کیلئے دینے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ایسا ہی ۱۲ جنوری کے آپ کے اخبار سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی اسکی اعانت کیلئے تحریک فرمانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر رسالہ مذکور یعنی یہ خاکسار انگریزی رسالہ میں حضرت مرزا صاحب سلمہٗ کا قطعاً کوئی ذکر نہ کرے۔ میں آپکی اس ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اگر غرض اشاعت اسلام ہے تو اس رسالہ میں وہ کونسی بات پائی جاتی ہے جو اشاعت اسلام کے مفہوم کے خلاف ہے؟ گذشتہ چار جلدیں رسالہ کی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور آپ انکو ملاحظہ فرما کر مجھے اسقدر اطلاع دیں۔ کہ اس رسالہ میں فلاں مضمون سے ہتک اسلام پائی جاتی ہے۔ یا اسلام کے کسی اصول کی تردید ہوتی ہے۔ اسقدر تو میں وعدہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کروں تو وہ مجھے ایک حرف بھی لکھنے کی توفیق نہ دے اور میں اس وعدے کو خدا کی قسم کے ساتھ موکد کرتا ہوں کہ اس رسالہ میں ایک حرف بھی ایسا نہ لکھوں گا جس سے اسلام کی ہتک ہو یا جس سے اسلام کے ان اصول پر جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے ہمراحتاً یا کنایتاً زد پڑتی ہو یا جس سے قرآن شریف یا صحیح احادیث یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہوتا ہو۔ اگر اہل اسلام کو صرف یہ غرض ہے کہ اسلام کی صداقت اور اس کے اصول حقہ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ اور خدا کا برگزیدہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ اور اس مقدس مذہب کو تمام داغوں سے پاک کر کے اس کا چمکدار چہرہ بیرونی دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو یہ رسالہ خدمت ادا کر رہا ہے۔ اور مسٹر کویلیم اور مسٹر ویب دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر انکو خواہ مخواہ کی یہ ضرورت ہے کہ فلاں شخص کا اسمیں نام نہ ہو۔ یا فلاں سلسلہ کا ذکر نہ ہو تو میں اس قسم کی کسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اسطرح سے تو کل کو پھر ایک سوال یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا ایک گروہ ان دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا۔ پس جس شخص کو اسلام کے کسی بزرگ سے عناد ہے اسکی خواہش قابل پیروی نہیں۔ جو لوگ ہمارے امام سے حسن ظن رکھتے ہیں خواہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ شاید اس بات کے خواہاں نہ ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ لیکن جنکو اس درجہ تک عناد ہے میں انکا ایک پیسہ بھی اعانت کے رنگ میں حرام سمجھتا ہوں۔ چہ جائیکہ ایسی درخواست کروں کہ وہ اس رسالہ کی مدد کریں۔ وجہ یہ کہ یہی شخص ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی عزت قائم کی۔ اور اس کو زندہ مذہب ثابت کیا اور یہ دکھایا کہ اسلام کے کمالات اور اسکی برکتیں کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ مذہب بھی دوسرے مذہب کیطرح ایک مردہ مذہب ہوتا۔ مگر اسلام کی برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے۔ اور اسی واسطے اللہ نے اس امت کو خیر الامم کہا کہ وہ ہمیشہ کیلئے برکات کی وارث قرار دیگئی۔ اور اسی واسطے یہ عجیب دعا سورہ فاتحہ میں ہر مسلمان کو سکھائی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں پر تو تیرے انعام کے راہ بند ہو گئے۔ اے خدا ہم پر تو اپنے انعام کا راہ کبھی بند کیجیو۔ پس اول وہ بات جس کی حضرت مرزا صاحب تعلیم دیتے ہیں یہی ہے اور آپ کا وجود اس کا عملی ثبوت اس زمانہ میں ہے۔ اسکو نہ میں اور نہ کوئی اور احمدی جو اس رسالہ کا ایڈیٹر ہو گا کبھی چھوڑ سکتا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا ذکر ہم لوگ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس سے اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اسکی صداقت مثل شمس نصف النہار کے چمک اٹھتی ہے۔ ورنہ اگر روپیہ کا کمانا ہی ہمارے اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی۔ تو اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا جب آپ جیسے بارسوخ انسان نے بذریعہ اخبار ہر طرح سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اگر آپ کی شرط مان لیجاوے تو آج ہزارہا روپے اس رسالہ کی اشاعت کیلئے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ یہ ایک فوری جوش لوگوں کا ہو گا۔ اسلام کیلئے سچی ہمدردی کا ہونا کہ انسان اپنی سب آسائشوں پر مذہب کو مقدم کرے نہایت مشکل امر ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی وصیت کو ہی پڑھ لے تو اس پر یہ ثابت ہو جاوے کہ اشاعت اسلام کا جوش کسقدر کوٹ کوٹ کر اس شخص کے دل میں بھرا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دیتا ہوں کہ جوش مذہب اسلام کی اشاعت کا اس ایک شخص کے دل میں ہے اسکی نظیر آپ کہیں نہ پاویں گے۔ اشاعت اسلام کی ایک ایسی تدبیر آپ نے اپنی وصیت میں بیان فرمائی ہے کہ چند ہی سال میں انشاء اللہ یہ سلسلہ اشاعت کا دنیا کو حیران کر دیگا۔ بڑی سے بڑی بات جو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اس سے تو اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور عیسائی مذہب کا سارا تانا بانا بگڑتا ہے۔ اور یہ شہتیر عیسائی مذہب کا ٹوٹ گیا تو یقیناً جان لو کہ پھر اسلام کل دنیا پر غالب آ گیا۔ پس اس عقیدہ موت مسیح سے مسلمانوں کا بیزاری ظاہر کرنا انکی بدقسمتی ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا طوالت میں آپ بحث کا رنگ سمجھ لیں یہیں ختم کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

(خط نمبر ۲) مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا تعالیٰ کسی کے سچے جوش کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ نے چونکہ محض نیک نیتی سے اس امر کو چاہا کہ اشاعت اسلام کے کام میں جو ہماری جماعت کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور جس چیز کو وہ ایک روک سمجھ بیٹھے ہیں (اگرچہ میرے نزدیک اسمیں وہ غلطی پر ہی ہیں) اس کو دور کر دیا جاوے۔ اسلئے خدا نے بھی ایک ایسی صورت پیدا کر دی ہے جس روز آپ کا کارڈ پہنچا اس دن اتفاقاً میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین وکیل لاہور بھی اس جگہ موجود تھے۔ ان کے ذہن میں ایک ایسی تجویز آ گئی جس پر میں اور یہاں کے دوسرے دوست راضی ہو گئے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی روک رہے۔ اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ وہ تجویز خواجہ صاحب خود ہی آپکی خدمت میں پیش کریں گے جسکو امید ہے کہ آپ اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اس مصالحت کو مبارک نتیجہ پیدا کرے۔ والسلام

(خادم محمد علی از قادیان)

غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام

میرے پیارے مکرم سلامت رہو
خدا تعالیٰ آپکے نیک ارادوں کو پورا کرے

میں نے آپ کا والا نامہ جو اخی المکرم مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے نام آیا ہے دیکھا۔ مجھے یہ دیکھکر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ میں سچا جوش اسلام کیلئے ہے۔ جس کا میں تہ دل سے قدردان ہوں اور یہ اسی قدردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ میں آپکو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں اپنے دوستوں کو آپ کی تجاویز پر ایک طرح راضی کر لیا ہے جسکو میں تفصیل کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا۔ چند ماہ میں مختلف اردو اخبارات میں جاپان اور اشاعت اسلام کے عنوان سے مضامین لکھے جا رہے ہیں بعض بزرگان قوم کے دلوں میں ایک غیر معمولی جوش اسوقت پیدا ہو رہا ہے جو اس امر کا متقاضی ہے کہ ممالک غربیہ اور بلاد شرقیہ میں اشاعت اسلام کیجاوے۔ یہ خیال اگرچہ ایک پرانا خیال ہے مگر گذشتہ جنگ روس و جاپان نے اس خیال کو از سر نو زندہ کر دیا ہے اور خصوصاً طبائع کا رجحان جاپان کیطرف کسیقدر زیادہ ہے۔ ہمارے ایک نوجوان محمد اسحاق صاحب مقیم جاپان کی تحریرات بھی اسوقت بہت کچھ تشفی بخش ہیں اور تحریص دلانے والی ہیں۔ ان تمام تحریرات میں خدا کا احسان ہے کہ بزرگان قوم نے بے تعصبی سے کام لیا ہے اور اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر کام ہماری جماعت نے ریویو آف ریلیجنز نے کیا اسے قابل تذکرہ سمجھا گیا بعض احباب کے نزدیک یہی رسالہ اس اہتمام بالشان کام کیلئے اسوقت موزوں ہے۔ ہاں ان کے نزدیک اسمیں کوئی کمی ہے تو یہ کہ اسکی بعض مضامین جو ایک خاص رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں نہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ اہل الرائے دوست ریویو آف ریلیجنز کو اسلام کا حقیقی وکیل ماننے کو تیار ہیں اگر ہم آئندہ اسمیں سے اپنے معتقدات مشن احمدیہ کے متعلقہ مضامین اسمیں درج نہ کیا کریں۔ میں نے نہایت دلچسپی اور شوق سے ان تمام تحریرات کو پڑھا۔ اور میری ذاتی رائے خواہ کتنی ہی ان کے مخالف کیوں نہ ہو لیکن بمصداق کلام حضرت آقا صاحب جناب مرزا صاحب ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

مجھے ان بزرگ لکھنے والوں سے سچا انس اور پیار ہے اور میں اسلئے ان کی آراء کا قدر دان ہوں کہ آخر یہ اپنے خیال میں اسمیں اسلام کا بول بالا سمجھتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس سکیم کی بابت مفصل کچھ

ا۔ ایک خاص گروہ کا

کیونکہ آپ کا والا نامہ گویا ایک تحریک ہوگیا میں چاہتا ہوں کہ وطن کے کالموں کے ذریعہ اسلامی پبلک کو ان تجارب سے مطلع کروں جو ہمیں چار سال گذشتہ میں بعد از اشاعت ریویو آف ریلیجنز اس امر میں حاصل ہوئے کہ ہم کہاں تک غیر اقوام اور غیر اسلامی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق کامیاب ہوسکتے ہیں اور اس کا اصل طریق کیا ہے

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض بہت حد تک غیر اسلامی اقوام میں اسلام کے حقیقی نورانی چہرہ نمائی تھی۔ اس لئے شروع سے ہی منافع کے خیال کو سر سے نکال کر ہم نے چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو اس رسالہ کی اشاعت غیر اسلامی دنیا میں مفت کیجائے۔ کیونکہ آجکل لوگ کچھ دنیوی معاملات میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں کہ مذہبی معاملات کیلئے اور پھر ایک غیر مذہب کے لئے جس سے انہیں کوئی مناسبت نہ ہو کوئی کوڑی خرچنا بہت ہی مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے دوستوں سے استدعا کی کہ وہ دو دو چار چار یا زیادہ پرچوں کی خریداری کر کے ہمیں اجازت دیں کہ ہم انکی طرف سے ریویو کے پرچے مفت بلاد غیر میں بھیجیں۔ ہمارے دوستوں نے ہماری اس صدا کو سنا اور ہم بہت تھوڑے عرصہ میں ہی قابل ہوگئے کہ آسانی کے ساتھ کئی سو پرچے مفت یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر بحر ہند اور آخر کار جاپان میں بھیج سکیں۔ غربی ممالک کے مشہور شہروں کے مشہور باشندوں کی فہرستیں بہم پہنچائی گئیں۔ اور ان لوگوں کے نام مفت پرچے بھیجے گئے

بعض وقت ہمارے منشا کو معلوم کرنے پر خود بخود ان لوگوں نے ایسے اصحاب کی ہمیں اطلاع دی جو ہماری ان عند اللہ خدمات کی قدر کریں۔

چنانچہ پہلے سال کے خاتمہ پر ہی ایک دلچسپ سلسلہ خط و کتابت کا مختلف بلاد کے مشاہیر سے شروع ہوگیا۔ جس سے ہمکو ایک طرف تو یہ معلوم ہونے لگا کہ ہر ایک جگہ حقیقی صداقت کو لینے کیلئے بڑی تڑپ کے ساتھ ہزارہا روحیں بیقرار ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ہم کو یہ بھی نظر آنے لگا کہ کسقدر غلط فہمیاں ہمارے پیارے مذہب کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

بڑی خوشی جو ہمیں ان خطوط کے پڑھنے سے ہوئی وہ یہ ہے کہ مشاہیر ممالک مغربیہ نے اعتراف کیا۔ کہ اسلامی حقائق سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان کے نزدیک اسلام ایک چھوٹا مذہب تھا۔ اور وہ خوش ہوئے کہ اسلام کی تعلیم انسانی معاشرت اور تمدن اور انسانی ترقی کے ممد ثابت ہوئی ہے۔

کونٹ ٹالسٹائی روسی فلاسفر سے آپ کے ناظرین خصوصاً واقف ہوں گے۔ اس کے پاس یہ رسالہ گیا اور پڑھا۔ آخر کار وہ فلاسفر اس رسالہ کی زبردست تحریروں کا قائل ہوا۔ اس نے ہم کو ہدایت کی کہ ہم الوہیت مسیح کے غلط مسئلہ کے تعاقب کو چھوڑ دیں اور اپنا قیمتی وقت اور لیاقتیں ایسے عقیدہ کے استیصال میں خرچ نہ کریں۔ اور اس کو اور بہتر کاموں میں لگاویں۔ پھر اس نے ذیل کے ریمارک ہمارے مضمون "زندگی بعد الموت" اور "گناہ سے کسطرح نجات ہوسکتی ہے" پر لکھے۔ اور جو خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے ہیں نہایت فاضلانہ اور صحیح ہیں۔

شیخ عبد اللہ کوئیلم نے اس رسالہ کے بعض مضامین کریسنٹ میں نقل کئے۔ اور لکھا کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فاضلانہ مضامین ہیں "نہایت ہی فاضلانہ مضمون جس سے عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا" یہ شیخ ممدوح کے الفاظ ہیں

خیر وہ تو مسلمان تھے ہی اور ان کا فرض تھا کہ وہ حقیقی قدر دانی کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس رسالہ کو پڑھکر بعض فاضل عیسائی مسلمان ہوئے جنمیں سے ایک حسن اینڈرسن ہیں۔ جن کے نام رسالہ جاری ہے اور جنکی خط و کتابت آجتک ہم سے ہے۔

الغرض ہم اس نتیجہ پر آگئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا سب سے اعلیٰ فرض ہے کہ اول خود اسلام کو خوب سمجھیں اور پھر اس کو سمجھکر دنیا کو سمجھا دیں۔ خدا جانتا ہے اور ہمارا چھوٹا سا تجربہ چار سال کا شاہد ہے کہ دنیا اوہام پرستی میں پڑی ہوئی اور راستی اور سچے نور کیلئے بے چین ہو رہی ہے۔ اور نعم البدل کی تلاش میں ہے۔ ایک لاتعداد مخلوق اس وقت غربی بلاد میں ہے اور جس کا مفہوم مذہب اور مفہوم خدا چونکہ صرف مفہوم عیسائیت تھا۔ اس لئے انہوں نے مذہب اور خدا کو غیر ضروری سمجھ رکھا ہے۔ لیکن وہ اسلام اور اس کے خدا کو دیکھکر ایک منٹ اس سے جدا نہیں رہ سکتے ہیں۔ ہاں اگر ضرورت ہے تو حقیقی تعلیم اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی۔ وہ جانتے ہیں۔ اور انہوں نے سن رکھا ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے لیکن ان کے نزدیک یہ ہندوستان کا ایک مذہب ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے جہاں اور دیوتاؤں اور بتوں کے سوا محمد ایک دیوتا اور اللہ ایک اور دیوتا ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک انسان پرستی ہے لیکن انکے نزدیک ہندو مذہب کہ جسکی شاخ اسلام ہے عیسائیت سے اچھا ہے۔

اب ایسے وقت میں ایک مرد خدا یا بہت سے مردان خدا کی مجموعی اور متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے جو ان لوگوں کو غلط فہمیوں سے نکالیں اور اسلام کا حقیقی چہرا دکھلا دیں۔ اور یہ سمجھا دیں کہ وہ حقیقی معبود حی قیوم سمیع بصیر مجیب الدعوات خدا ہے۔ وہ قرآن کا خدا ہے۔ اور اسی کتاب پر عمل کرنے سے وہ خدا ملتا ہے۔ اور اس خدا کے پانیوالوں کی طاقتیں ان تمام جھوٹے کسبی طریقوں کے مقابل ارفع و اعلیٰ ہیں۔

دیکھا امریکن لوگ جو معاشرت کے کاموں میں اسقدر منجھی ہوئی عقلیں رکھتے ہیں۔ وہ اسلام لینے کو تیار نہیں ہونگے؟ وہ ضرور تیار ہیں۔ لیکن مصیبت یہی ہے تو ہماری کہ ہم ٹھیک طریق نہیں جانتے کہ ہم کسطرح خدا اور رسول کی خدمت کر سکیں۔

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم مشنری بھیجیں یا تصنیف سے کام لیں اور اگر تصنیف سے کام لیں تو مصنف کہاں سے اور کس دل و دماغ کے پیدا کریں۔ یا یہ کہ ہم مسلمان شدہ باشندگان ممالک غیر کی مدد کریں۔ اور وہاں مشن قایم کریں۔ مجھے میاں رحیم الدین صاحب کے کس دل سے جنکا پیارا مضمون اگلے ملت پیسہ اخبار کے کالموں میں چھپا، یہ لکھنے میں جہاں حقیقتاً اتفاق ہے کہ ہم اس قابل نہیں کہ مشنری بھیج سکیں۔ وہاں میں اس بات کو بھی کہنے کیلئے علی وجہ البصیرت تیار ہوں کہ مسلمان شدہ باشندگان غیر ممالک پر اشاعت اسلام کیلئے بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑی وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں کو علم کتب مذہب میں کوئی دسترس نہیں ہوتی۔ شیخ الاسلام انگلستان ایک نیک مسلمان ہیں لیکن میں کئی سال سے ان کے پرچے ہلال کے مضامین میں دیکھتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ یہ پرچہ کیوں اشاعت اسلام کا آرگن سمجھا گیا ہے اور اس کے لکھنے والے کیوں اسلامی معاملات سے کافی واقفیت رکھنے کی عزت دیئے جاویں۔ تاریخی مضامین لکھ لینا یا عیسائی مذہب پر حملہ کر لینا تو اس بھاری فرض سے انسان کو سبکدوش نہیں کر سکتا۔ جو تبلیغ اسلام کی گردن پر ہے۔

خیر وہ تو بیچارے انگلستان نژاد ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوئے علماء پر شبہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کی ضرورتوں کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں۔ اور کہاں تک اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ اشاعت اسلام کیلئے گھر کے باہر قدم رکھنے کیلئے نہ صرف ہمیں زبان انگریزی اور نہ فلسفہ جدیدہ اور علوم مروجہ سے کافی و وافی واقفیت ہونی چاہئے بلکہ ہم تمام مذاہب کو تمام فرقوں کے عقاید کو ان کے خیالات کو اور ان کے مذاق اور ان کے حالات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں۔ ہم ان اسالیب سے واقف ہوں۔ جو آج کل ایک بات کو موثر کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ موجودہ نسل انسانی کی کمزوریوں اور ان کے تعصبات اور ملازمات کا ہمیں کامل علم ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم بوقت گفتگو ان کو زیر نظر رکھیں۔ بعض اوقات بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ حقایق کا اثر مخاطبین پر اسلئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنے مخاطبین کے تعصبات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی حال آجکل کے علماء دین کا ہے خصوصاً جب ان کے مخاطب انگریزی خواں نوجوان ہوں یہ علماء بلا تامل ان باتوں پر اول ہی حملہ کر دیتے ہیں جس سے ان نوجوانوں کو خاص تعصب ہوتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں انکی سب تقریریں نوجوانوں کیلئے بالکل بیفائدہ ہو جاتی ہے۔ سچ ہے کہ بعض ہمارے دوست مذہب کے جوش سے مسعود ہوکر جاپان یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں لیکن وہ وہاں جاکر کریں گے تو کیا کریں گے۔ ہمارے ہاں آخر وہ انتظام بھی تو نہیں جیسے عیسائیوں کے ہاں ہے۔ کہ ہم ممالک غیر پر جاکر مشن قایم کریں۔ سکول بنا دیں۔ عمارتیں بنا دیں پھر گھر گھر ہم ایک جماعت کی جماعت نکلیں۔ اسقدر ہمارے پاس کافی روپیہ ہی ہو کہ ہم اس ملک کا لباس اور پہلے لوگوں کو کھانے پینے کا اسباب مہیا کر کے اپنے جلسوں کی ابتدائی رونق بڑھا سکیں۔ ہمارے ہاں پردہ کی بھی سخت قیود ہیں۔ اور نہ ہماری غیرت ہی تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے ہمراہ فرق اناث میں سے خوش شکل اور خوش وضع رفیق اپنے ہمراہ رکھیں۔ جن کا پہلے جا بیٹھنا ہی اس ملک کے باشندگان کو ہماری طرف کھینچ لائے۔ اور اسطرح ہم ان کو اپنے خدا کا کلام سنا سکیں۔

اس ناداری اور اجنبیت کے عالم میں اور اس غیرت کے ماتحت ہمارے لئے غیر ممالک میں بحیثیت مشنری نکلنا تضیع اوقات و تضیع مال ہے۔

علاوہ ازیں جو ممالک ہمارے زیر عزم ہیں انکی مالی حالت اور تمدن ہم سے لاکھ درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ ہم اپنے کلام کو انہیں اسی صورت میں موثر کر سکتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو ہمیں کچھ دیر رکھ کر اپنی دنیوی وجاہت اور مالی حالت سے اور ہمیں اعزاز حاصل کر کے اس قابل ہو سکیں کہ وہ ہماری طرف مخاطب ہوں۔ ورنہ صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔

راقم الحروف سخت مخالف اس بات کا ہے کہ ہم مشنری بھیجیں یا غیر ممالک کے مسلمان باشندگان کی اشاعت دین کے لئے مدد کریں۔ میرے نزدیک سہل طریق اور حالات موجودہ کے ماتحت قابل عمل طریق یہی ہے۔ جو ریویو آف ریلیجنز نے اختیار کیا اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ اسلامی تصانیف تیار کریں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو مفت اسے شایع کریں۔ لیکن یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں۔ موجودہ حالات کے ماتحت یہی ایک راہ ہے۔ جس کے لئے سب سے اول تو خدا کرے کہ ایسے انگریزی خوان مسلمان پیدا ہوں۔ جو اعلیٰ تعلیم جدیدہ کی ڈگریاں حاصل کر کے میرے محترم بھائی اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کیطرح دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ زبان عربی اور علم دین سے کافی واقفیت حاصل کریں۔ اور پھر قوم ان کو ایک بڑا اور عمدہ کتب خانہ جمع کر دے اور اسکے ساتھ ملکر کام کرنے کو ایک فاضل اور عالم واقف قرآن و حدیث ہوں۔ ان کے ہمراہ کام کرنے کے لئے کئی ایک انگریزی خوان نوجوان ہوں جن کا کام مغربی مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر کو دیکھنا اور ہمیشہ سے اعتراض اخذ کر کے اس مجمع علماء و فضلاء میں پیش کرنا ہو پھر ایک مسئلہ کی تحقیق پر بزرگ کریں۔ اور ایسی تحقیق کے بعد کوئی مضمون دنیا میں نہ آئے۔

ریویو آف ریلیجنز جسکی خدمات کو آج قوم نے باوجود مخالفت کے قبول کیا حتیٰ کہ اسکی بعض علمی تحقیقات پبلک نے منا کر دیا۔ چنانچہ مسئلہ طلاق پر جو کچھ اس رسالہ میں نکلا۔ اسپر البیان کے اڈیٹر نے یہ رائے قایم کی کہ "جس تحقیق سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ وہ تحقیقات کی آخری حد ہے۔" اسکی کامیابی کی وجوہ کا بیان کرنا میں ضروریات سے سمجھتا ہوں۔ تاکہ ہماری قوم کے بزرگ اس بات کا

اندازہ ہو گا کہ جہاں اشاعت اسلام کی راہیں خدا تعالیٰ نے چاروں طرف کھول دی ہیں وہاں اس کام کو حاصل کرنے کے لئے کیا کیا سامان ضروری ہیں۔

اس رسالہ کے ایڈیٹر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے اور اس کے بعد متواتر تین سال قانون پڑھ کر امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ مقابلہ کے امتحان اکسٹرا اسسٹنٹی کے منظور شدہ امیدوار تھے۔ ریاضی میں یہ ایک مسلمان ہیں جو امتحان بی۔ اے میں اول رہے۔ اور پھر یونیورسٹی نے انہیں ریاضی کا ریڈر مقرر کیا۔ آخرکار جب ان کیلئے وکالت کے دروازہ کھلا تو انہوں نے اس پیشہ پر لات ماری اور قادیان ہی علم دین سیکھنے کیلئے آئے۔ جہاں آپ نے حضرت قبلہ نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے قرآن کریم، تفسیر حدیث اور دیگر کتب دینیہ پڑھیں۔ تو ان کو اس رسالہ کا خیال کیا گیا۔ اس کیلئے کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے ایک بڑا ذخیرہ کتب کا مہیا کیا گیا۔ تمام قسم کی عربی اور انگریزی لغت مہیا کی گئیں۔ علاوہ ازیں لاکھ روپیہ سے زیادہ قیمت کا کتب خانہ قادیان میں حضرت حکیم نورالدین صاحب کا تھا۔ اور اس کے علاوہ قادیان میں خود حکیم صاحب موصوف اور ان کے ہمراہ ایک کافی تعداد علماء گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ کی ہے جن سب کا پہلا کام تحقیق دین ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ہندوستان کے سلطان القلم خود آقائی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جنکی قلم اور تحریر کا زمانہ قائل ہے چنانچہ ان بزرگوں کی متفقہ کوشش اور تحقیق کا نتیجہ تھا کہ ان گذشتہ چار سالوں میں ایک عالیشان سلسلہ مضامین کا نکلا جس نے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالدیا۔ عصمت انبیاء کے متعلق ایک ناپاک سلسلہ مضامین کئی سال سے عیسائی جرائد نے شروع کر دیا تھا جس میں کل انبیاء و مرسلین کو معاذ اللہ گنہگار، فاسق اور فاجر ٹھہرا کر مسیح کی معصومیت پر زور دیا گیا تھا آخرکار ریویو آف ریلیجنز نے ایک سلسلہ مضامین کا نکالا۔ اور اس مضمون کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ عیسائی اسدن سے ساکت ہو گئے۔ پیر زادہ حسین احمد نے خطرناک آرٹیکل آریہ اخبار میں شائع کئے اور مسلمان ہو کر اسلام پر حملہ کئے۔ ان کے آرٹیکل کا جواب تھا۔ پہلے سال نہایت ہی نادر مضامین طلاق، غلامی، پردہ وغیرہ پر نکلے۔ اور اس نے سینکڑوں انگریزی خوان مسلمانوں کو پھر اسلام پر قائم کیا۔ اور آئندہ کے لئے بڑے بڑے ضروری مضمون اس رسالہ کے زیر نظر ہیں۔ اور سب سے بڑا فکر جو ہم کو اسوقت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری لکھی جاوے جس کیلئے مٹیریل ہم پہنچایا جا رہا ہے۔ اور میرے نزدیک قرآن کریم کے ترجمہ سے کچھ کم ضروری یہ کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تحریر گو شکر ہمارے دو احباب جو اشاعت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ اس کام کی اہمیت اور

اور اس کی ذمہ داری کو سمجھ گئے ہونگے۔ میں ان دوستوں کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کیلئے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو وسیع کیا جاوے اور اسی ہی مضبوط کیا جاوے۔ البتہ ان احباب کی رائے ہے کہ اس رسالہ کو ان مضامین سے الگ کیا جاوے جنمیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی یا ان کے مشن کے متعلق تذکرہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر ریویو آف ریلیجنز ان مسائل کی بحث سے خالی ہو جاوے جو ہم میں اور ہمارے مخالفین میں متنازعہ فیہ ہیں۔

یہ مطالبہ ایک اس قسم کا مطالبہ ہے کہ اگر ایک طرف تو مجھے ان مطالبہ کنندہ احباب کی صحت نیت اور ان کی دانش کی علو شان۔ اور دوسری طرف اپنے مقدس مشن کی کامل صداقت پر یقین اور ایمان نہ ہو تو میں ایک منٹ کے لئے اس تجویز کو سننے اور غور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے آقا اور مولا کو ایک مطیع اور منقاد جماعت عطا فرمائی ہے جو بروقت ضرورت ہر قسم کی مالی امداد دینے کو تیار ہے۔ دوسری طرف علماء فضلاء اور علوم جدیدہ سے واقف لوگوں کی ایک کافی تعداد ان کے حکم کی بجا آوری میں حاضر ہے۔ پھر ریویو جیسے میگزین کی اشاعت میں ہم کو کیا حاجت ہے کہ ہم غیروں کی طرف رخ کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں ہمارے جدید مجوز ریویو آف ریلیجنز کو قطعاً نون سیکٹرین نہ اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ذاتی طور پر اعتراض ہے۔ بلکہ ہزارہا ناواقف مسلمان ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی کو تیار ہیں لیکن وہ متعصب علماء کے دھوکہ میں آکر اس بات کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ ریویو آف ریلیجنز باوجود ایک حد تک احمدی مشن کا ارگن ہونے کے پھر بھی قابل قدر دانی ہے۔ اس لئے وہ احمدی مشن سے اسے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال بیان کا خیال بہت حد تک قابل عزت ہے۔ دوسری طرف میرا ایمان ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر ایک سچا مشن لائے ہیں جیسا کہ میرا ایمان ہے، تو یہ مشن

ریویو آف ریلیجنز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔

اپنی صداقت خود بخود قائم کریگا۔ ہاں ریویو آف ریلیجنز اور اس کے کارپردازوں کیلئے یہ قابل ناز امر ضرور ہے کہ انہیں اس سلسلہ کی خدمت کا موقعہ ملا اس لئے میں آپ سے اور آپکے ہم رائے دوستوں سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کو بلالحاظ فرقہ شائع کیا جاوے اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں اسے اپنا ارگن سمجھ کر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں۔ ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہو گا کہ آئندہ اس کے صفحات کو خاص دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں۔ اور ان مضامین سے اسے آراستہ کریں جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ میں محبوب کر دکھا دیں۔

اب رہے ہمارے احمدی احباب جو اس بات پر مصر ہیں کہ رسالہ موجودہ صورت میں رہے۔ اور ان کا حق ہے کہ ہم ان کے اصرار کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ سو ان کے لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے اور دیگر کارکنان رسالہ وایڈیٹر صاحب کو بھی ایک حد تک میں نے متفق کر لیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ ایک ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز کا شائع کیا جاوے جو الگ سرورق کے ساتھ شائع ہو۔ اسکی قیمت بھی الگ ہو۔ اوسمیں جو مضامین احمدیہ مذاق کے مطابق ہوں وہ شائع ہوا کریں۔ یہ ضمیمہ صرف احمدی احباب کیلئے شائع ہو گا۔ یا ان لوگوں کے لئے جو خود دعاوی حضرت مرزا صاحب سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین میری اس تحریر کو غور کے ساتھ دیکھیں گے۔ اور تعصب سے الگ ہو کر ایک مشترک غرض کو مدنظر رکھکر اسکی تکمیل کی فکر کریں گے۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب) از قادیان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت ناکافی سمجھ کر مدرسہ کے لئے ایک قطعہ زمین پسند کر لیا گیا ہے میں بڑی خوشی کے ساتھ آج ظاہر کرتا ہوں کہ ۴۰ گھماؤں اراضی قادیان کے شمالی جانب خرید کر لی گئی ہے یہ اراضی جناب افضل بیگ صاحب رئیس لاہور کی ملکیت ہے۔ جناب ممدوح نے مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کر کے اور اسے مسلمانوں کی متفقہ اور مشترکہ اغراض سمجھ کر ۵ گھماؤں اراضی مفت مدرسہ کو **عنایت** کی ہے اور ۳۵ گھماؤں قیمتاً اور وہ بھی نہایت ہی مناسب قیمت پر یعنے چار ہزار تین سو پچھتر روپیہ کے بالعوض میں مرزا **صاحب** موصوف کی اس مہربانی اور ہمدردی کیلئے انکا شکر گذار ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے ساتھ ظاہر کی ہے۔ بغرض مدرسہ کیلئے زمین لے لی گئی ہے لیکن اب عمارت کا سوال ہے اور اس اراضی کی قیمت کا بہم پہنچانا ہے۔ یہ زمین مدرسہ اور کالج کیلئے انشاء اللہ کافی ہو گی اور اگر اور ضرورت پڑی تو ہم مرزا **افضل بیگ** صاحب کو مزید توجہ دلا کر اسنے اور بھی ایک قطعہ حاصل کر سکتے ہیں گویا کالج اور مدرسہ کیلئے جسقدر بھی اراضی کی ضرورت سمجھی جاوے۔ اسکی طرف سے گونہ اطمینان ہے لیکن سوال روپیہ کا ہے میں نہیں جانتا کہ کن الفاظ میں قوم کو متوجہ کیا جاوے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ افراد قوم کے دل میں القا کرے اور مدرسہ کی ضروریات کیلئے انہیں مردانہ وار قدم اٹھانے کی تحریک کرے۔ اس عمارت پر جو صرف سکول کیلئے طیار ہو **تیس پینتیس** ہزار سے کم خرچ نہیں ہو گا۔ بات تو کچھ بھی نہیں صرف ہمارے احباب کو ہمت اور حوصلہ سے کام لینا ہے اگر تیس پینتیس آدمی بھی یہ عزم کر لیں کہ وہ ہزار ہزار روپیہ جمع کر کے بھیجدینگے تو معمولی بات ہے اسوقت قوم کے سر پر آور دہ اور حضرت صاحب کو دست کریم بڑھانا چاہئے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کے تعلیمی انتظام کا بنیادی پتھر رکھنے کو ہیں جو ذی مقدرت ہیں وہ اس قومی کالج میں اپنے نام سے کمرے طیار کرائیں خود چندہ دیں دوسروں سے دلائیں۔ میں تمہیں ایک عجیب بات سناتا ہوں کہ جس روز اس زمین کا بیعانہ دینے کی تجویز کی تو حضرت حکیم الامۃ کے مشورہ سے میں اور مخدومی خواجہ محمد علی صاحب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس امر کو عرض کرنے اور آپ سے اجازت لینے کیلئے گئے تو آپ نے جہاں اس اراضی کا خرید لینا پسند فرمایا اور اجازت دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ کیوں کالج نہیں بنایا جاتا؟ ہماری جماعت کی تعداد اسوقت بہت بڑھ رہی ہے اگر کوئی شخص ایک لاکھ تک شمار کرے اور ہر شخص سے ایک روپیہ بھی وصول کرے تو ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے اور یہ کچھ بات نہیں۔ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرو۔ اور آپ کی آرزو کو سوچو۔ آپ چاہتے ہیں کہ **کالج** بناؤ۔ اور قوم کے افراد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اگر ایک ایک روپیہ بھی جمع کریں تو کالج بن جاوے۔ یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب و آقا کی خواہش کو پورا کرے۔ ورنہ ہمیں تو کوئی شک نہیں کہ خدا کے مامور کے منہ سے آجتک کوئی بات ایسی نہیں نکلی جو پوری نہ ہوئی ہو اور نہ آئندہ کوئی بات ایسی ہو سکتی ہے جو پوری نہ ہو۔ پس **کالج** تو بنے گا اور ضرور بنے گا لیکن **مبارک** ہونگے وہ شخص جو خدا کے موعود کے ارادوں کی تکمیل کیلئے سعی کریں۔ دوستو! آج خدا کا موعود ہم میں ہے اور سلسلہ ابتدائی حالت میں ہے یہ وقت آنیوالا ہے کہ بادشاہ اسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ اسوقت تمہارے چند پیسوں کی حاجت ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم آج **مشت جو** کو احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قابل قدر بنانا چاہتے ہو تو اٹھو اور قدم بڑھاؤ۔ ایک روپیہ فی کس کوئی چیز نہیں۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو کے پورا کرنے میں مدد دو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے وارث بنو۔ مدرسہ کی عمارت کے سوال کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ بہت جلد اس رقم کو پورا کرو۔ پھر ایک اور بات بھی میں سوگوار دل سے یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ **پیارے عبدالکریم** (رضی اللہ عنہ) کی یادگار کے لئے بات اٹھایا گیا لیکن ابھی تک اسپر بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اب موقعہ ہے کہ اس یادگار کو اس مدرسہ کی صورت میں قائم کرو۔ زبانی باتوں کو چھوڑو اگر کچھ کرنا ہے تو کر کے دکھاؤ مختلف شہروں کی جماعتیں خود کام کریں وہ اس امید میں نہ رہیں کہ قادیان سے کوئی ڈیپوٹیشن ان کے پاس جاوے تو وہ تب ہی روپیہ دینگے یا حکیم الامت کی تحریر نکلے یا مولوی محمد علی صاحب یا فلان لکھے۔ سنو ہم **عبدالکریم** مرحوم کی زبان اور قلم کہاں سے لائیں؟ ما و شما کے خیال کو چھوڑو۔ اور قومی ضروریات کیلئے دل کھول کر قدم بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان ضرورتوں کی اہمیت کو نفخ کرے۔ آمین

اطلاع ۔ اخبار سب خریداروں کے نام تاریخ مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اور کی چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہنچا وہ پرچہ دوسرے اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں دوسرا پرچہ مطلوبہ نہیں

حضرت مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقوٰی اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گزشتہ اشاعت سے آگے)

میں نے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب کو سنایا اسوقت اخویم مولوی محمد علی صاحب و شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پر آب ہوگئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا اخلاص اور عاشقانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے۔ یہاں تک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ اسکی سچائی کا کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے ہی اندر سوچا کرتا تہا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اس کا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہمارا فرض ہے۔ میں آپکی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تہا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا وہ بھی عرض کردیا۔

اسپر فرمایا اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانیمیں میرا ایک بڑا بھاری مقصد یہ ہی تہا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اسلئے ہماری یہ مراد تہی۔ کہ اس رنگ میں بھی وہ اپنی شفا کیلئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے اور اسکی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے انسانیت رحم اور فضل اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوائے کسی میں نہ پاؤ گے۔ جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ا؎ حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب	جو کچھ کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں اس سے حضرت اقدس کی محبت کا

خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپ کو کہاں تک دل سے عزیز تھے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا سم و غم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تھی کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تہے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تہے حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہوگئے تھے۔ اسکے علاوہ کئی راتوں کی بیخوابی اور بے چینی سے اور بھی ضعف زیادہ ہو گیا تہا۔ آپ نے مجھسے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کیلئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جاکر نماز پڑھونگا (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھوں گا مگر میں ضعف دل کیوجہ سے سیڑھیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجھے اس موقع پر اپنے چھوٹے بہائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ عاشقانہ تعلق تہا اور مرحوم مولوی صاحب سے غایت درجہ کی محبت رکھتا تہا اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تہا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بھی فدائی اور جان نثار رفیق تہا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بھی بیجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کی آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروزپور میں تہا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تہا کہ ہر وقت اس کا ان کیطرف دھیان لگا رہتا تہا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تہا اور خود اس قابل نہ تہا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کرکے حضرت اقدس تک پہونچ سکے اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکہا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر ملجاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پہر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکہا۔ میں اسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجہے کہ ایسا دل۔ خدا کی خاص لطف کے پیاروں اور ماموروں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مارکر نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور اپنی آلائیشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہوکر خدا کی رحمت سے

حصہ لے اور ٹھٹھا کرنیوالے اور جھٹلانے والے گروہ سے دور ہو جاویں۔ خط مفصلہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اسوقت جو میں درد سر اور سوزش کی تپ کی وجہ سے بیمار ہو گیا ہوں۔ مجکو تاولی۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کیلئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا چاہئے میں تو سخت بیماری میں بھی ایسے فرق نہ کرتا لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل بلاد عید قبول کرتا ہے پس چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کیا کروں گا۔

مجھے پاس اور نزدیک سمجھو۔ نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز نا امید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اسکی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجکو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتہہ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گہر میں بھی ایوب بیگ کیلئے سخت بے قرار ہیں۔ اسوقت ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی بتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تہی لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اسوقت اٹہا کر بٹھا دیا آپ کا اسمیں کیا حرج ہے۔ کہ اسکی ہر روز مجکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تہی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کیگئی تہی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ جوزہ کا شوربا یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۰ء

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔

یہ وہ خط ہے کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کیحالت میں پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی گویا کہ اسے اس خط کا انتظار رہا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسی سخت قسم کا تپ دق تہا۔ دو ماہ تک برابر اسی سخت تکلیف رہی۔ بعض اوقات ہر دو رات کو نہیں سویا۔ اور اتنا دبلا ہو گیا تہا کہ مجھے کہا کرتا تہا کہ بہائی جی۔ اگر کسی میڈیکل کالج کے طالب علم نے ہڈیوں کا علم تشریح پڑھنا ہو۔ تو مجھے پر پڑھ سکتا ہے۔ آخر میں خون کے اسہال جاری ہوگئے۔ مگر یہ مرحوم

جب کسی نے طبیعت کا حال پوچہا تو یہی جواب تہا۔ کہ الحمد للہ خدا کا شکر ہے مجھ فضل ہے میں خوش ہوں۔ اور ساہی کوئی ناشاد تصنع نہ ہوتا تہا واقعی اس کا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تہا اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت لبوں پر نہ لایا۔ یا لعقوبہ۔ مونہہ پر لایا بلکہ اپنی والدہ اور ضعیفہ داری کو اطمینان و تسلی دیا کرتا تہا کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک یہ بہت صاحب تندرستی بخش رکہا۔ اب میں تہوڑے روز کی بیماری میں شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں کہ اسکی شکایت کیجاوے۔ شکوہ کرو اور اس سے فضل مانگو۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تہا صبح کی نماز پڑھ کر فوت ہوا اور اس کا چہرہ اسوقت تبسم کر رہا تہا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تہا۔ اور خود ہی اپنے ایمان و اسلام و حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکریہ کیا۔ اور اپنے مونہہ کو کلمہ شہادت پڑھکر قبلہ کیطرف مونہہ کرکے سو گیا۔ اور اپنے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسا عاشقوں کا کام ہے کمال عشق تہا۔ اور ہر ایک بات میں اتباع کا جوش رکہتا تہا اور سرور رہا تہا۔ وہ تہوڑے عرصہ میں کامل ذوق کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو پہنچا اور عمر میں تہوڑے تہوڑے واصل الی اللہ ہوا۔ اور ہم ابھی اس سے بہت پیچھے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ دنیا رذیلہ کی صفات سے بالکل منزہ تہا۔ اور وہ ایک شیشہ تہا جو لبالب عطر سے پر تہا

اب میں نہایت سچے دل سے ان کا اسکو لکہتا ہوں جو اندر تعصب بغض رکہتے اور معرفت خدا کی حاصل کرنا چاہتے تہے۔ کہ میں نے تہی سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے جو اپنی اتنی تہوڑی سی عمر میں صرف چند سال تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلیٰ مدارج پر پہونچ گیا۔ کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا۔ اور اس کا دل ایک لمحہ کیلئے متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنے اندر ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکہتا تہا۔ کہ ہر ایک اپنا اور بیگانہ ہم مذہب اور غیر مذہب جنکا کبھی اس سے واسطہ پڑا اسکے دلدادہ اور ثناخواں تہے۔ اب ذرا خدا کیلئے اپنے اندر غور کرکے دیکھیں کہ کیا آپ میں وہ روحانی تبدیلی کی ہے۔ جو اس نوجوان نے کی تہی۔ اور کیا آپ کو خدا اور رسول ایسا ہی پیارا ہے جیسے اس نوجوان کو تہا اگر نہیں تو سوچو کہ اس سے بڑہکر اور نعمت اس جہان میں مومن کیلئے کیا ہے۔ اور اگر تم اس نعمت کے مالا مال ہونا چاہتے ہو تو آؤ اور اس مسیح آخر الزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ آقا و مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتا ہے اور اس زمانہ میں اس کو اللہ تعالیٰ نے کل جہان میں سے امام زمان منتخب کیا ہے۔ اور ان نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔ دنیا میں خدا کی قسم کوئی ایسا نہیں کہ ایک بھی ایسے بندہ سے دل لگا کر پایا ہو [illegible]

؎ مفصل حالات کیلئے دیکھو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ اور انشاء اللہ جلد شائع ہوگی

مراسلات

پہلا خط جو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور واپس نہیں آیا

نحمدہ ونصلی۔ جناب مولٰنا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکی مختلف تصانیف یعنے سوانح احمدی تائید آسمانی۔ برکات اسلام۔ تواریخ وتاریخ عجیب وغیرہ اسوقت میرے سامنے ہیں اگرچہ ان کو پہلے ہی میننے پڑہا تہا لیکن اسوقت پھر بطور نظر ثانی بہت غور اور خوض سے پڑھ چکا ہوں۔ مجھے ان کتب کے مختلف مضامین کے متعلق جناب سے کچھ استفسار کرنا ہے لیکن فی الحال میں کلام کو بہت ہی مختصر کرکے اور اپنے مقاصد کا لب لباب آپکی خدمت میں پیش کرکے ملتجی ہوں کہ جناب اس کا مختصر لیکن صاف طور پر جواب عنایت فرماویں تاکہ مجھے مزید تحقیق کی ضرورت نہ رہے اور میرا اصل مقصد حاصل ہو جاوے غرض یہ ہے کہ آنجناب نے سوانح احمدی کے ابتدائی صفحات میں عادت اللہ کو اسطرح ظاہر فرمایا ہے کہ "وہ جب کسی ملک میں رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے تو اس ملک میں سے کسی شخص کو پسند کرکے ہادی مقرر کرتا ہے سعید اسکی طاعت کرتے اور شقی انکی اس سے انکار کرکے ذلت وعذاب میں گرفتار ہوتے ہیں"۔ اس کے بعد جناب نے یہ بحث کی ہے کہ "وہ ایسے لوگوں کے کام ضرورت زمانہ کے موافق ہوتے ہیں" جس کے ثبوت میں اپنے انبیاء سابقہ کے نظائر پیش کئے ہیں اور لکہا ہے کہ "وہ جب سحر کا زور تہا اسوقت اسی قسم کے معجزات مصلح کو عنایت کئے اور جب طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا زور تہا اسوقت ویسے معجزات عنایت ہوئے کہ جنکے ذریعہ کوڑہی اور لاعلاج بغیر دوا آرام پاتے" وغیرہ وغیرہ۔

اب میں دیکہتا ہوں کہ اس زمانہ میں بہی جب اس ملک کیلئے رحمت الٰہی جوش میں آئی تو اس نے حسب عادت قدیمہ ایک شخص کو پسند کرکے ہادی مقرر کر دیا جس نے اسی سنت قدیمہ کے موافق اپنے تئیں مصلح اور ہادی ثابت کر دیا ہے۔ زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں کو ظاہر طور پر دکہلا کر (جسکی شاہد آپکی کتاب برکات اسلام کے بعض مضامین بہی ہیں) مصلح کی ضرورت ثابت کی اور پہر اپنے کاموں سے دکہلا دیا کہ وہ ضرورت زمانہ کے موافق ہیں یعنے یہ تمام فتنے جس قسم کے تہے اور دلیل جیسا کہ چہاپہ خانہ وغیرہ کی کثرت کے سبب جن کے ذریعوں سے اور جسطرح سے یہ فتنے پیدا ہوئے تہے انکی مدافعت کیلئے اسی قسم کا حربہ استعمال کیا۔ نیز جیسا کہ جناب نے سوانح احمدی کے مذکورہ بالا مضمون کے آخیر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے استدلال کرکے لکہا ہے کہ مصلحان کا سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا وغیرہ وغیرہ۔ اس مصلح نے اپنے تئیں بہی اس کا مصداق ثابت کر دیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں رسالہ تائید آسمانی کے صفحہ ۶۳ پر آپنے لکہا ہے کہ "جب تک مرزا صاحب مجدد الوقت تہے گو میں انکی مجددی کا قایل نہ تہا مگر دوسرے قائلوں سے معترض بہی نہ تہا اور جب مرزا صاحب مسیحیت کے دعویدار ہوئے تو میں گو اس دعوے کو جہوٹا جانتا تہا مگر لوگوں سے یہی کہتا تہا کہ تہوڑی انتظار کرو اگر مرزا صاحب سچا مسیح ہے تو اس کے نشان جلد ظاہر ہو جاوینگے ورنہ مثل دوسرے کاذب دعویداروں کی جلد ہلاک ہو کر مر جائیگا"۔

ابگذارش یہ ہے کہ جناب نے یہ خیالات اپنی تحریر مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۲ء میں ظاہر کئے تہے جسکو اب ۱۳½ برس کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے یہ اقوال اس تحریر سے بہی بہت پہلے کے ہیں۔ لیکن وہ مدعی اب تک جیسا کہ نہیں مرا ہے وہ صرف زندہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے نشانات صداقت بہی موافق احباب وضرورت زمانہ (جنکی تشریح کی اس مختصر خط میں چنداں ضرورت نہیں ہے) بخوبی ظاہر ہو کر سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہو چکے ہیں اور خود مرزا صاحب کا بہی یہی دعوی تہا اور ہے کہ حسب الارشاد الٰہی ولو تقول علینا اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور تباہ ہونگا اور اگر کاذب ہوتا تو ضرور اب تک تباہ اور برباد ہو جاتا۔ اس لئے اب میں جناب سے بکمال ادب دریافت کرتا ہوں کہ اسقدر دراز مدت جو مرزا صاحب کو ملی ہے اور جسمیں وہ اسقدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جماعت کثیر ہدایت یافتہ ہو کر انکی جان نثار حلقہ بگوش ہے۔ اور تقریباً تمام مکذب خصوصاً وہ جو تکذیب قندیل پر اڑے رہے ہیں ذلیل وتباہ ہو گئے۔ آیا یہ اسقدر دراز مدت آپ کے بیان کے موافق کافی نہیں ہے اگر نہیں تو کیوں کس دلیل سے؟ اور اگر ہے تو جناب نے اس سے کیا فایدہ اٹہایا ہے اور آیا ایسے کوئی اور بہی مثال موجود ہے اگر ہے تو کونسی؟ اور یہ بہی اس مثال کے ساتھ بتا دیں کہ اسمیں اور لو تقول علینا والی استدلال میں کیا امتیازی فرق ہے لیکن اگر ایسی کوئی نظیر آپ کے نزدیک موجود نہیں ہے تو کیوں یہ صداقت خود آپ پر حجت نہیں ہے اور کیوں اب تک آپنے اس سے فایدہ نہیں اٹھایا ہے میں نے جناب کی تمام کتب پر بڑی عمیق نظر ڈالکر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول وہ جو بہت غور اور خوض اور محنت کے ساتھ لکہی گئی ہیں دوم وہ جو محض سرسری طور پر گہسیٹ دی گئی ہیں چنانچہ حصہ اول میں سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ وغیرہ ہیں جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۵ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور حصہ دوم میں برکات اسلام ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر آپنے لکہا ہے کہ "وہ جو مضامین مدت سے میرے حاضر تہے صرف مہینہ ڈیڑہ مہینہ کے عرصہ میں ان کو گہسیٹ دیا ہے"۔ آپکی تائید آسمانی بہی اس حصہ دوم میں شامل ہے اس لئے کہ اس کے صفحہ ۳ پر آپ نے لکہا ہے کہ "وہ یہ مختصر رسالہ سفر میں میں نے چلتے ہوئے گہسیٹ دیا ہے"۔ مجھے اس بات کا بہت ہی افسوس ہے کہ جناب نے مجددیت اور مہدویت نیز مسیحیت کے دعاوی کو ایسا معمولی سمجہا کہ اسپر بغیر غور وخوض کئے ایک رسالہ سفر میں کہینچ دیا اور اسمیں اسقدر گالیاں دیں کہ الامان والحفیظ ورنہ اگر آپ سوانح احمدی کے ہی مضامین کو پیش نظر رکہتے۔ اور بجائے سفر کے حضر میں اس رسالہ کو بجائے کہینچ دینے کے حضور قلب اور غور سے لکہتے تو شاید یہ آپ کیلئے اچہا ہوتا بہت سی گالیوں کے ارتکاب سے آپ بچ جاتے۔ اور اگر یہ رسالہ آپ اس کے ساتہ لکہتے جس میں کہ سوانح احمدی لکہی ہے تو بہت سی نکتہ چینیاں کرتے ہوئے آپ رکتے۔ میں نے آپ کی تمام کتب کا خلاصہ بطور لب لباب اور ردیف وار قلمبند کیا ہے لیکن اب صرف اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہے قبل اس کے کہ علم طور پر اس کا اظہار کروں مناسب معلوم ہوا کہ یہ عریضہ مختصراً ارسال خدمت شریف کرکے آپ کے موجودہ حالات کو معلوم کر لوں امید ہے کہ جلد جواب سے سرافراز فرما دینگے۔ راقم عبد العزیز احمدی دہلوی ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء

دوسرا خط جو مولوی صاحب کو ۹ جنوری کو بذریعہ رجسٹری بہیجا گیا اور ان کے ۲۲ دسمبر کو فوت ہونے کی وجہ سے واپس آیا

نحمدہ ونصلی۔ جناب مولٰنا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنے سابقہ خط کے جواب کا جو بذریعہ رجسٹری ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدمت عالی میں بہیجا تہا مجھے اب تک انتظار ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ جناب کسی خاص سوچ میں ہوں گے ورنہ قوی امید ہے کہ آپ جواب ضرور دیں گے۔ آپ پر مجھے بڑا حسن ظن ہے اسلئے میں ایک اور عریضہ ارسال خدمت کرنا مناسب سمجہتا ہوں اور اسمیں سابقہ خط کے مضامین کی چند باتیں اور اضافہ کرتا ہوں یقین ہے کہ آنجناب میرے دونوں خطوں کو بغور پڑہکر جلد مناسب جواب عنایت فرماوینگے۔ عرض یہ ہے کہ والد بزرگوار کو آپ سے بہت تعلق تہا اور مدت تک آپکے حالات ہی ان کے واسطے اس حجاب کا باعث ہوئے تہے اسلئے مودبانہ التجا ہے کہ آپ میرے معروضات پر پوری توجہ کریں میں اسی قدیمی تعلق کیوجہ سے جو والد بزرگ کے ساتہ آپکی خدمت میں یہ عریضہ لکہ رہا ہوں۔ سابقہ خط پر مجھے صرف یہ زیادتی اس تحریر میں کرنی ہے کہ آپ اس معاملہ میں اسی وجہ دل کے ساتہ غور کریں جس کے ساتہ سوانح احمدی تحریر کی ہے۔ میں مناسب سمجہتا ہوں کہ چند نظایر سوانح احمدی کے آپکے سامنے پیش کرکے آپ پر یہ ظاہر کر دوں کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں آپنے منصفانہ طرز اختیار نہیں کیا ہے۔ اور وہ نظایر حسب ذیل ہیں۔

اولاً آپ نے تائید آسمانی صفحہ ۷ پر لکہا ہے۔ "باوجودیکہ گہر میں دو بیویاں موجود ہیں پہر ایک تیسری کی سخت طلب ہے"۔ پہر صفحہ ۱۸ پر آپ نے لکہا ہے "باوجود پیری اور بے باکی باکرہ خواتین کے حریص"۔ مولنا صاحب اگر یہ تحریر کرتے ہوئے آپ کا دل حاضر ہوتا جیسا کہ سوانح احمدی کی تحریروں کے وقت تو آپکو یہ خیال رہتا کہ آپنے سوانح احمدی صفحہ ۴۸ پر لکہا ہے کہ باوجودیکہ ایک بیوی سید احمد صاحب کی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود تہی لیکن دوسری شادی اور کی تہی جو سید صاحب کے جنگ وجدل کے وقت سندھ میں موجود تہی جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور صفحہ ۱۷۳ کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تیسری موقعہ جنگ پر بہی موجود تہی جو کشمیر کی رہنے والی تہی اور بعد واقعہ بالاکوٹ ٹونک میں فوت ہوئی۔ اب مولٰنا صاحب اسمیں شک نہیں ہے کہ حسن عقیدت کیوجہ سے وہی الفاظ جو مرزا صاحب کی بابت آپنے استعمال کئے ہیں سید صاحب کی بابت استعمال کرنے آپ ہرگز گوارا نہ کریں گے بلکہ آپ اسکی کچہ توجیہات بیان کریں گے۔ سو آپ کو معلوم رہے کہ اگر آپ غور کرتے یا اب غور کریں گے تو اس قسم کے توجیہات آپ کو مرزا صاحب کے معاملہ میں بہی ضرور ملیں گے۔

دوم۔ آپنے مرزا صاحب کے متعلق لکہا ہے "وہ طرح طرح کے حیلوں سے دنیا کے طالب خوش پوش ہے خوراک عمدہ ہے لذیذ کہانے کہاتا ہے جن پر ہزارہا روپیہ مریدوں کا خرچ ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ مولٰنا صاحب آپ سوانح احمدیہ صفحہ ۲۶ ملاحظہ فرماویں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپکے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ "وہ محبوبان بارگاہ الٰہی دنیا میں بہی لباس فاخرہ اور اطعمہ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائیں گے"۔ اور اس کے ساتہ ہی جبکہ آپ اس کتاب کا صفحہ ۱۳۹ بہی پڑہیں گے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ میدان جنگ میں سید صاحب کے باورچیخانہ کا جاہ وحشم اور عام لوگوں سے کہانے کا انتظام علیحدہ دیکہکر جن لوگوں نے اعتراض کئے تہے انکی بابت آپ نے لکہا ہے کہ انہوں نے نفس وشیطان کی شرکت اور ترغیب سے دیوانہ پن کے ساتہ یہ اعتراض کئے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں موقعوں پر پوری غور کریں۔

سوم۔ آپنے مرزا صاحب کو بے پیر اور مرشد کے بلکہ ہدایت کی ہے کہ وہ سید صاحب کے کسی فیض یافتہ

(باقی)

...شنہ پر بیعت کرنے کسی سلسلہ میں داخل ہوں لیکن آپکو سوانح احمدی صفحہ ۹۶ کا خیال نہ رہا جہاں آپنے لکہا ہے کہ سید صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چند سوال کئے تھے اور ان کا جواب ملا تھا کہ موجودہ طریقوں میں سے کوئی بہی میرے طریقہ پر نہیں ہے وہ ایجاد کردہ ہیں اسلئے ہمارے طور اور طریقہ سے بیعت دو۔ اور اسی سبب سے سید صاحب نے اسی وقت براہ راست حضرت علیؓ سے بیعت کی تہی۔ سو مولویصاحب آپ اپنے اس بیان کو پڑہکر موجودہ حالات پر غور کریں العاقل تکفیہ الاشارت۔

چہارم۔ آپ نے چند نظائر دیکر مرزا صاحب کو عیار پر دغا۔ چالاک۔ شعبدہ باز۔ حیلہ بازی اور روباہ بازی سے جہوٹ کو سچ کر دکہا دینے والا ظاہر کرکے لکہا ہے کہ یہ شخص بڑا خودستا ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں زیادہ نظائر نہیں صرف سوانح احمدی کا صفحہ ۸۵ ہی پڑہ لیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی خودستائی زیادہ ہے یا سید صاحب کی کیونکہ خود آپ کے ہی بیان کے موافق سید صاحب نے اپنی مسجد کو جنت الماوی کی مسجد بیان کرکے حاضرین کو اصحاب بدر بنا دیا ہی نہیں بلکہ اپنی بابت انہوں نے بیان کیا کہ "میں تمامی اولیا مقبولین سابقین سے ممتاز ہوں وغیرہ وغیرہ"۔ براہ مہربانی اس اصل موقع کتاب کو نظر کے سامنے رکہکر اپنی پیش کردہ نظائر پر غور کریں جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے لکہے ہیں۔

یہ چند نظائر محض اشارات کے طور پر آپ کو لکہ دیں ورنہ آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات میرے پاس موجود ہیں جسے لکہے ہیں اگر آپ فرماویں گے۔ اور مجہے آپ کے جواب سے کچہہ صلاحیت معلوم ہوگی تو ان کو آپکی خدمت میں بہیجدینے سے ہرگز دریغ نہ ہوگا اسلئے التماس ہے کہ براہ مہربانی پورے طور پر اس معاملہ میں غور کرکے مطلع فرماویں کہ اب اس بارے میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ والسلام۔ عبدالعزیز احمدی دہلوی از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نقل اس خط کی جو مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کو بتاریخ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو بذریعہ رجسٹری بہیجا گیا اور آجتک اسکا جواب نہیں آیا

جناب مولٰنا۔ السلام علیکم۔

میں نے آپکی کتب جو آپنے مرزا صاحب کی بابت لکہی ہیں بغور دیکہی ہیں۔ انہیں سے ایک بیان الناس ہے جو آپکے مطبع انصاری میں ۱۳۰۹ھ میں چہپی تہی اس کے صفحہ ۹۶ پر آپنے لکہا ہے "عاجز نہایت زور سے اپنے کو اپنے خدا کا بہت کمزور اور ادنٰی درجہ کا ذلیل بندہ گندہ جانکر اور اللہ تعالٰی نے جو احقر کو خبر دی ہے اسکا اللہ تعالٰی پر ہی بہروسہ کرکے اور اپنے مولٰی کی خبر پر بیقین کامل کرکے آپ کو بشارت سناتا ہے کہ آپکے فرضی مسیح کو مولٰنا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہم کے سب و شتم اور حضرت عیسٰی کی گستاخی کا عوض بہت جلد ملنے والا ہے اور جتاتا ہے کہ اس عاجز کو اس مولا نے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی سخت بلائے جسمی میں مبتلا ہوئے اور جلد ہوئے۔" اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ مولٰی کریم کو حاضر و ناظر جانکر اور اس بات پر غور کرکے کہ اس نے اپنی کلام پاک میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے یہ لکہیں کہ

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا القا آپ پر کسطرح سے ہوا تہا آیا خواب میں کچہہ دکہا یا گیا تہا یا الہام؟ یا کسی اور طرح سے اگر خواب تہا تو وہ کس صورت سے دیکہا تہا اور اگر الہام تہا تو الہام کے اصل الفاظ کیا تہے (۲) آپکی اس عبارت میں الفاظ "بہت جلد" سے کیا مراد ہے۔ (۳) آپکے نزدیک اسوقت تک آپکی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو جس کو آپ نے فرضی مسیح لکہا تہا وہ اصلی مسیح ہوا یا نہیں اور یہ پیشگوئی آپکی آپ پر حجت ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو کب کس سنہ میں اور کسطرح پر اور آیا اس کے پورا ہونے پر آپنے اپنی کسی آیندہ تحریر میں اس کا اظہار بہی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو کسجگہ۔ اسکی ایک کاپی مجہے بہی بہیجیں اسلئے کہ ایسی آپ کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گذری اور اگر کسی تحریر میں آپنے اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو جسحالت میں اس خبر پر آپ کو بڑا بہروسہ تہا اس کا آپ کی طرف سے اظہار نہ کئے جانیکا کیا سبب ہوا۔

(۴) مرزا صاحب نے مدت دراز سے اپنا یہ الہام مشتہر کر رکہا ہے انی مھین من اراد اھانتک۔ ان کا یہ بہی دعوٰے ہے کہ جو شخص جس طرز سے اہانت یا ذلت پہونچانے کی کوشش کریگا اسی رنگ میں اللہ تعالٰی اس مخالف کی اہانت اور تذلیل کریگا۔ آپنے دو طرح مرزا صاحب کا مقابلہ کیا تہا۔ اولًا آپ نے مذکورہ بالا پیشگوئی میں لکہا تہا کہ مرزا صاحب کو میاں نذیر حسین صاحب کی گستاخی کا عوض ملیگا لیکن دیکہا جاتا ہے کہ قبل اس کے کہ مرزا صاحب پر آپکی پیشگوئی صادق آوے میاں نذیر حسین خود ہی فوت ہوگئے اور ان کو یہ دیکہنا نصیب نہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب کی کسی قسم کی ذلت آپ کے مخبر کے بیان کے موافق دیکہتے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ جس نے مرزا صاحب کو یہ الہام کا شرف بخشا ہے بڑا قوی اور سمیع و بصیر ہے۔ دوسرا مقابلہ آپنے یہ کیا تہا کہ ۱۸۹۱ء میں حضرت صاحب کے دہلی تشریف لیجانے پر آپنے صاحبزادہ سے بہت اشتہار دلوائے تہے جس کا نتیجہ حسب الہام مرزا صاحب یہ ہوا تہا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس صاحبزادہ کا نام و نشان بہی دنیا میں باقی نہ رہا جس کا اظہار مریدی مرزا صاحب نے اس واقعہ کے تہوڑے ہی عرصہ بعد دریں الفاظ کیا تہا۔

کسطرح پہرتا ہے وہ عبدالمجید
ساتہہ لادے اپنا فرزند رشید
نام سے دیتا تہا جس کے اشتہار
قدرت حق کی پڑ گئی اسپہ مار

مجہے آپ سے بہت کچہہ ابہی دریافت کرنا ہے لیکن اپنے مطالب کو بہت مختصر کرکے صرف چند امور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ واقعات آپ پر حجت ہیں یا نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب مفصل طور پر عنایت فرماکر مشکور فرماویں گے۔

عبدالعزیز از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

قابل توجہ گذارش

اسلام کے معنے ہیں اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی آبرو۔ سفلی زندگی اور تمام نفسانی خواہشات کو معبود حقیقی پر قربان کر دینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے ان معانی کو اچہی طرح سمجہا تہا تب ہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی رگوں میں گردش کرتے ہوئے قیمتی خون کو زمین پر اسطرح بہا دیا تہا کہ جسطرح ہم آج وضو کا پانی بہاتے ہیں۔ زبان سے یہ کہنا کہ جان کوئی چیز نہیں اور ہم جان کی اصلیت ہی نہیں سمجہتے بہت آسان ہے مگر جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ جبکہ جب ایک پہوڑے میں شگاف دیتا ہے تو ہم اپنی بہبودی کا نتیجہ سمجہتے ہوئے بہی اسکے نشتر کو تہام لیتے ہیں اور ڈاکٹر کو اپنا ایک درد رساں دانت بہی نکالنے نہیں دیتے۔ اس مضمون کو خوب سوچو اور اپنے بستروں پر غور کرو کہ جان کا قربان کرنا کسقدر مشکل ہے اور پہر اصحاب کرام کی جانفشانیوں اور کارناموں کو خوب غور سے سوچو۔ پہر یہ غور کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام کا اپنی جانیں قربان کرنا محض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرنا تہا یا خدا پر۔ میرے نزدیک یہی جواب ملے گا کہ خدا پر تب ہی تو خدا تعالٰی نے فرمایا

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص۔ بس اسیطرح آج کل ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ہمنے اس بات کو بہی خوب تحقیق کر لیا ہے کہ واقعی یہ مامور من اللہ ہے۔ احمدی لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کا نمونہ ہیں اور کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہمیں ہیں لیکن اسطرف توجہ نہیں کہ خدا تعالٰی فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ بڑے شکر کا مقام تہا کہ خدا نے ہمارا وہ سخت امتحان نہیں لیا جو صحابہ کا لیا تہا کہ ہم میں ہم پر بڑی آسانی کیگئی کہ امام زمان نے صرف ہی نفع کے لئے واسطے نفع کیلئے نہیں ایک سالانہ چندہ کی اور رسالہ الوصیۃ اور الحکم وبدر کی اکثر اشاعتوں کے ذریعہ سے ہمارے مال کا جو بمقابلہ جان کے ایک ذلیل ترین چیز ہے انہایت ہی قلیل حصہ اپنے قبضہ سے علیحدہ کرکے خدا کی راہ میں ایک جگہ جمع کرنیکی تحریک کی۔ میرے نزدیک دنیا کہتے ہیں وہ لوگ جنکو اسوجہ سے ابتلا پیش آیا اور نجاست کے کیڑے ہیں وہ لوگ جو اتنی ذرا سی بات پر استقامت نہیں دکہا سکتے اور بڑے ہی نامرد اور سخت بزدل ہیں وہ لوگ جنکے دلمیں ایسا خیال پیدا ہوگیا ہو۔ میرے نزدیک ایسے نامردوں اور ایسے بزدلوں کی ہماری جماعت اور ہمارے امام کو مطلق ضرورت نہیں بلکہ امام کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو زبان حال سے نحن انصار اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس برادران! خدا کے اس حکم کو پیش نظر رکہو کہ تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اور اے میرے مخالف عزیز و اقارب! خدا تعالٰی کا یہ فرمان میرے پیش نظر ہے۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ۔

راقم خاکسار اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی

میں نے مہدی کو کیسے پایا

ڈیر ایڈیٹر

میں ملازم پوسٹ آفس ہوں میری سروس قریباً تیرہ برس کی ہے اور اس اثنا میں مجہے اس قسم کی سرکاری جوابدہی میں مبتلا ہونا نہیں پڑا۔ اتفاقًا میری تبدیلی ترقی کے ساتہہ ضلع مظفرپور ہوئی اور میں وہاں گیا اور چارج لیکر دو تین روز کام کیا مگر عجب اتفاق دفعتًا میں بحرارت کام ایک روز بیمار ہوگیا اور واسطے ملاحظہ ڈاکٹر کے پوسٹماسٹر مظفرپور نے مجہکو حکم کیا میں موجب حکم اس کے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا مگر ڈاکٹر نے مجہکو قابل کام ٹہیرایا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے تاہم اسپر بہی میں واپس مکان چلا آیا اور آکر ایک درخواست پہر واسطے رخصت کے بہیجا جس کے جواب میں افسر نے مجہکو بایں جرم کہ بغیر اجازت میں اپنا کام چہوڑکر چلا آیا سسپنڈ کر دیا ایکروز ہمارے بہائی منشی حاجی بخش صاحب ہمارے پاس آئے اور مجہکو ملول پاکر مسیح موعود کی شان میں کچہہ اوصاف بیان کیا جس سے مجہکو اعتقاد کامل ہوا اور اسیوقت ایک خط لکہا اور دوسرے روز خود منشی بہائی منشی محبوب علی صاحب کے آیا اور وہاں سے خط بحضور حضرت اقدس روانہ کیا۔ بہائی موصوف نے مجہکو واسطے پڑہنے نماز تہجد کہا اور دعا وغیرہ بتلایا۔ ہم نے اسی روز سے یہ سب پڑہنا شروع کیا اس درمیان میں مجہے عمدہ عمدہ خواب ہونے لگا اور رقت طاری ہوتی گئی مختصر حال یہ کہ تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو قبل نماز تہجد کے ایک خواب دیکہا کہ میری نہال کا مکان جو گرا ہوا تہا وہ طیار ہوگیا ہے

میں سنڈوالہ کے افسر کا حکم پایا کہ جسمیں اس نے مجہکو واسطے جانے مظفرپور کے اپنے کام پر لاکسی زہر دو تو بیخ کے لکہ دیا، اور جس روز ...

سفرنامہ دہلی

(از گذشتہ اشاعت)

جب ہم حضرت کے پاس پہنچے تو جواب انکی خدمتمیں پیش کیا اور ساتھ ہی کل جگہ یہ حالات عرض کئے تو آپ وہ اس رقعہ کا جواب ہی لکھ رہے تھے کہ چار پانچ سو آدمیوں کا مکان میں ہجوم ہو گیا اور جہلا نے علاوہ بدزبانی کے سیڑھیوں کے دروازے توڑ دئے اور اوپر کے مکان کے صحن تک جا پہنچے بڑی مشکل سے انہیں روکا گیا اور فریق ثانی کے حامیین رقعہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اسوقت مرزا صاحب کے مکان میں امن نہ تھا۔ شام تک ہجوم کی یہی کیفیت رہی اور اتنی بھی گنجائش نہ تھی کہ ہم اوپر کے مکان سے نیچے کے مکان تک آسکتے عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا تھا ایسی حالتمیں جو کچھ مناسب تھا مرزا صاحب نے جواب لکھ بھیجا۔ اور بحث کیلئے بدستور مستعدی ظاہر کی۔ اس جلسہ میں جسے دلی والوں کا ایک خاص اور اہم جلسہ کہنا چاہئے مرزا صاحب کا جانا لازمی نہیں تھا جلسہ کا وقت ۹ بجے کا تھا اور ۱۲ بجے تک بمشکل شرائط قرار پائیں اور اسپر بھی امن وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا جس سے امید ہو سکتی کہ مرزا صاحب کی گفتگو امن کے ساتھ سنی جاویگی اسلئے مرزا صاحب نے صاف لکھدیا کہ شرائط کا تو تصفیہ ہو ہی گیا ہے میں اپنے طور پر بھی امن کا کچھ انتظام کر کے آپ کو اطلاع دونگا اور بتراضی فریقین ایک تاریخ مقرر ہو کر جلسہ کیا جائے اور بحث شروع ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہی ۱۲ اکتوبر کو اسطرف سے پورا اطمینان کر کے مرزا صاحب نے میاں صاحب کو رقعہ لکھدیا اور انہیں شرائط تصفیہ یافتہ کے بموجب تاریخ ۱۸ اکتوبر مقرر کر دی اور ساتھ ہی لکھدیا کہ اگر آپ کو یہ تاریخ منظور ہو تو رقعہ پر دستخط کر کے بھیجدیں تاکہ اسے شایع کر دیا جائے۔ میاں صاحب نے رقعہ تو لیلیا۔ اور جواب کو دوسرے دن پر ٹالا جواب دوسرے دن رات کے دس گیارہ بجے مرزا صاحب کے پاس پہونچا جسمیں میاں صاحب نے مرزا صاحب سے خود گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا اور اپنے دو شاگردوں کو بحث کیلئے پیش کیا ایک شیخ بٹالوی صاحب کو اور دوسرے عبدالمجید صاحب واعظ کو۔ ناظرین ذرا میاں صاحب کی اس حرکت کو ملاحظہ فرمانا۔ ہر روز قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور احقاق حق کا موقع آ پڑے تو شاگردوں کو پیش کر دیتے ہیں۔ خیر مرزا صاحب نے اس بات کو بھی منظور کر لیا کہ اگر میاں صاحب یہ تحریر لکھدیں کہ میرے شاگردوں کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور ہوگا اور بحث گویا میرے نام سے ہی میرے شاگرد کریں گے اور ہر ایک پرچہ پر میرے ہی دستخط ہونگے۔ تو ہمیں ان کے شاگردوں کے ساتھ ہی مباحثہ منظور ہے۔ غرض معاملہ صرف یہ تھا کہ بحث کا اثر عام ہو یہ پیغام دلی کے ایک پلیڈر کی معرفت بھیجا گیا اسپر فریق ثانی نے پہلا ساختہ پرداختہ کالعدم کر دیا اور شرائط کا جو تصفیہ ہوا تھا سب باطل کر دیا۔ اور از سر نو شرائط پیش کرنے کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک مجلس منعقد کیجاوے اور کثرت رائے پر شرائط کا تصفیہ کیا جائے اور تقسیم طلب بھی پبلک کی کثرت رائے پر قرار پائے۔ ناظرین ذرا غور کرنا ۱۱ اکتوبر کو ۹ بجے جن شرائط کا تصفیہ ہوا تھا اب فریق ثانی نے انہیں توڑ دیا اور یہ ایک نئی بحث نکالی۔ مرزا صاحب نے اس تجویز کو بھی اسطرح منظور کر لیا کہ دو آدمی اسطرف سے اور دو دوسری طرف سے مقرر ہوں کیونکہ اگر عام مجلس منعقد کیجاتی تو لامحالہ کثرت فریق ثانی کیطرف ہی ہونی تھی اور وہ باہم شرائط کا تصفیہ کریں۔ چنانچہ اسطرف سے دو آدمی بھیجے گئے۔ مگر بٹالوی صاحب نے اس بات پر انکار کر دیا کہ مرزا صاحب کی دستخطی تحریر اس مجلس کی منظوری کے متعلق پیش کیجائے۔ ہم نے ہر چند کہا کہ وکلاء ہم خود مرزا صاحب کیطرف سے ابھی منظوری لکھ دیتے ہیں مگر وہاں تو اصل غرض ہی اور تھی۔ انہوں نے منظور نہ کیا اور مرزا صاحب کی تحریر پر ہی زور دیا جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا۔ کہ آپ بھی اس مجلس کے انعقاد کی درخواست تحریری بھیجیں۔ یہ کل کارروائی زبانی ہوئی اور نتیجہ کچھ نہ نکلا شیخ الکل صاحب میدان میں تو نہ نکلے اور اپنی جھوٹی فتحمندی کے اشتہار شایع کرتے رہے۔ آخر کار جب کسیطرح سے بھی شیخ الکل صاحب میدان میں نہ آئے اور چند دن کبت و لعل میں ضایع کئے تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک غیرت دلانیوالا اشتہار ۱۷ اکتوبر کو شایع کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لکھا

"بالآخر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسیطرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلایل وفات مسیح سنکر اللہ جلشانہ کی تین مرتبہ قسم کھا کر کہدیجئے کہ یہ دلایل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کیطرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کھلے کھلے منطوق سے اسپر شہادت دیتی ہیں اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تب میں انکی گستاخی اور حق پوشی اور بدیانتی اور جھوٹی گواہی کے فیصلہ کے لئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کرونگا اور میری توجہ پر مجھے ارشاد ہو چکا ہے **ادعونی استجب لکم** اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقویٰ کا طریق چھوڑ کر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کو نظر انداز کر دیں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کھلا کھلا اثر پڑیگا جو دوسروں کیلئے بطور نشان کے ہو جائیگا۔ تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو بھی خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھا دیوے"

اس اشتہار کو پڑھ کر شیخ الکل صاحب دو دن تو خاموش رہے۔ اور ہم نے سمجھا کر پی گئے۔ مگر آخر ۱۹ اکتوبر کی رات کو ایک رقعہ پہونچا جسمیں لکھا تھا کہ ۱۷ تاریخ کا اشتہار دیکھ کر ہم نے آپ کا مرزا صاحب کو آزمایش کرنیکا ارادہ کر لیا ہے کل ۲۰ تاریخ کو ۲ بجے جامع مسجد کو جاؤ اور ہم قسم کھائیں گے۔ مگر اب بھی صفائی اور نیک نیتی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مطلب کو تو کہیں چھوڑ دیا اور بارہ تیرہ دفعات عقاید کے متعلق لکھدیں کہ انپر قسم کھائی جائیگی۔ اور شرط یہ کہ قسم کھانے پر مرزا صاحب کو اسی وقت توبہ کرنی ہوگی۔

اب یہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے آخری طور پر جبکہ شیخ الکل صاحب کسیطرح بھی امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتے تھے انہیں آسمانی فیصلہ کی دعوت دی۔ تاکہ حق لوگوں پر ظاہر ہو جاوے مگر دیکھو میاں صاحب کو غیرت بھی آئی تو انہوں نے کس حکمت عملی سے اسے ٹالدیا۔ ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ جو شرط شیخ الکل صاحب نے لگائی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ کا کچھ تعلق رکھا گیا ہے؟ آسمانی فیصلہ تو اسی حالتمیں سمجھا جائیگا جب آسمان سے اسکے متعلق کسی فریق کو ڈگری عطا ہو اور اس ڈگری کے صادر ہونے کیلئے مرزا صاحب نے ایک سال کی مہلت رکھدی تھی پھر ڈگری بھی کیسی جسمیں کسی قسم کا گمان اور شک نہ ہو۔ بلکہ کھلا کھلا نشان جسے نشان مانگنے والے بھی مان جائیں۔ شیخ الکل صاحب کو اپنی صداقت پر پورا یقین تھا تو اسیطرح فیصلہ کر لیتے وہ کیوں بچکچائے۔ آسمانی فیصلہ کا انہوں نے کیوں نہ انتظار کیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دل انہیں ڈرا رہا تھا؟ پھر انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی کہ اسکے قسم کھانے پر اور قسم بھی حیات مسیح کے متعلق نہیں بلکہ دیگر عقائد کے متعلق جنکا فیصلہ حضرت اقدس نے پہلے ہی اور خاص جلسہ میں بھی کر دیا۔ حضرت اقدس اسی وقت توبہ کریں؟ مرزا صاحب کے الٰہی کا مباہلہ کا دارمدار شیخ الکل کی قسم پر تو نہیں ان کا دارمدار تائید ربانی پر ہے اور بدوں اس تائید کے سچے جھوٹے کی شناخت کیسی ہو سکتی ہے کسطرح اس امر کی تصدیق ہو سکتی تھی کہ شیخ الکل صاحب نے قسم سچی کھائی ہے یا جھوٹی؟ انکی قسم پر کیا کیسے جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا۔ دراصل چال یہ تھی کہ شیخ الکل صاحب اور ان کے شاگرد رشید نے اس دفعہ بھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تھا مگر اس دفعہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ انکے رقعہ کا جواب تو صبح ہی بیس تاریخ کو لکھدیا گیا اور انہیں اشتہار ۱۷ اکتوبر کی عبارت کی نقل بھیج دیگئی اور انہیں یہ توجہ دلائی گئی کہ جلسہ میں انہیں کس امر کے متعلق قسم کھانی ہے۔ جب یہ رقعہ پہونچا تو وہ ایک اور چال چلے اور وہ یہ کہ حامیین رقعہ کو واپس بھیجدیا اور جواب ڈیڑھ بجے کے قریب لکھا جسمیں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ادہر سے بھی حجت تمام کرنیکی غرض سے اسیوقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھدیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس معہ چند خادموں کے دو بجے ہی مسجد جامع میں جا پہنچے۔ فریق ثانی نے اسدفعہ حضرت اقدس کو جلسہ میں جانیسے روکنے میں جسقدر بالائی کوششیں کیں اور جسطرح انتظام کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں ان کے بیان کی ہم کچھ ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ فریق ثانی کی ساری کوششیں ناکام رہیں اور انتظام نہایت معقول ہو۔ ذرا یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس بڑے بھاری مجمع کا انتظام جسمیں پانچ چھ ہزار آدمی موجود تھا ایک مسافر کے ذمہ تھا جسکی مخالفت پر دلی کی کل مسلمان دنیا تلی ہوئی تھی۔ فریق ثانی سخت مایوس ہوئے جب انہوں نے انتظام کی معقولیت دیکھی اور حضرت اقدس کو معہ خدام مسجد میں تیار و مستعد بیٹھے پایا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الکل صاحب کا جلسہ میں آنے کا اصل کوئی ارادہ نہ تھا انہوں نے صرف ایک حیلہ کیا تھا جو انکی بدقسمتی سے کارگر نہ ہوا۔ چنانچہ انہیں جب خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے چنانچہ جب جماعت کھڑی ہوئی تو فریق ثانی میں سے ایک شخص نے آ کر کہا جماعت تیار ہے۔ اُسے کہدیا گیا کہ ہم باجماعت نماز پڑھ آئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان مخالفوں نے مرزا صاحب پر بہتان اور افترا باندھنے میں کوتاہی نہ کی! جب چار بج گئے تو شیخ الکل صاحب کی جو مرزا صاحب کے مقابل درمیانی درے میں پہلے بچھائی گئی تھی سمیٹ کر اٹھالی گئی۔ گویا شیخ الکل صاحب جلسہ میں آ کر بھی مقابلہ پر بیٹھنے سے ٹال رہے تھے۔ اور ایک الگ درے میں جا بیٹھے!!

ہم انکی اس حرکت پر حیران ہی تھے کہ عبدالمجید صاحب واعظ وہی اپنا رقعہ لئے ہوئے آئے۔ اسوقت ہم مع شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات پنجاب جو حضرت کے مخلص خادموں میں شامل ہونے کا فخر رکھتے ہیں صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کھڑے تھے۔ عبدالمجید صاحب نے آتے ہی صاحب بہادر کو مخاطب کیا اور ہمیں سنانے کی غرض سے کہا کہ

فریق ثانی اس رقعہ پر عمل کرنے کیلئے تیار ہے بالآخر ہم اسی وقت حضرت اقدس کے پاس پہنچے جو ان کے جواب میں بھیجے گئے تھے انجمن اور پیش کرکے کہا کہ آپ کو اس رقعہ کے بموجب قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں غرض بہت ہی تقریریں ہوتی رہیں آخر جب یہ ثابت کر دیا گیا کہ یہ سوال کرنے کا حق ہمارا ہے کہ آپ کو بپابندی الفاظ اشتہار کے جس کے بموجب آپ نے مباہلہ کا ارادہ کیا ہے اور جس اس جلسہ میں بلایا ہے قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں اور آخری رقعہ میں ہمارا یہی تہا جس کے بموجب ہم یہ دریافت کرتے تھے تو عبد المجید صاحب گہبرا کر شیخ الکل صاحب کی پرائیویٹ چیمبر میں چلے گئے اور پھر تہوڑی دیر کے بعد آ کر کہا بس ہم اور کچھ نہیں پوچھتے ہمارا سوال یہ ہے کہ آیا آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں؟

ناظرین ذرا غور کریں کہ اس جلسہ میں اگر یہ دوسری بات پیدا کرنی تھی تو ہم نے یہ جواب دیا کہ پہلے حیات وفات مسیح کا فیصلہ ہو جس پر کہ تمام سلسلہ کا مدار ہے بیشتر ہی کیا گیا کہ بعد اس کے مسیح موعود پر بحث ہو گی اسی لئے ہم نے لوگوں کو یہ سلسلہ دیا اور شروع کیا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود پر بحث کرنے کیلئے آئے ہیں اور دیگر عقائد پر بحث نہیں کرتے اگر وہ سوالات پیش کئے جاتے تو حاضرین کے ذہن نشین کر دیا گیا کہ یہ مغالطہ دینے میں کہ حضرت ہر ایک امر پر بحث کیلئے تیار ہیں شیخ الکل صاحب کا اختیار ہے خواہ قسم کہائیں اور خواہ بحث کریں اور بلحاظ دستور کے اگر کہا گیا کہ اسی وقت بحث شروع ہو پہلے حیات وفات مسیح کا فیصلہ ہو پھر مسیح موعود پر بحث ہو پھر عقائد کے متعلق جو ہمارے اپنے مخالفوں سے ہے بتا دیں کہ تردید کرینگے اور یہ تجویز تہا اور یہ ہی عبد المجید صاحب کی مغالطہ دہی کی قلعی کہل گئی جب انہیں تمثیل سے سمجہا دیا گیا کہ جب تک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی شخص اس کا جانشین کیونکر ہو سکتا ہے پہلے یہ تو فیصلہ ہو جائے کہ عہدہ ہی خالی ہے یا نہیں جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ عہدہ خالی ہے تو پھر مرزا صاحب اپنے استحقاق کی خصوصیت بیان فرماویں گے اور معزز حاضرین جلسہ نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی یہ بات معقول ہے کہ پہلے مسیح کے حیات و وفات پر بحث ہو پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ پھر عبد المجید صاحب نے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا کہ ہم نے فوراً اس مغالطہ کو دور کیا۔ غرض شام کے قریب تک یہ جہگڑا وکلا میں ہوتا رہا اور اس طرف سے کوئی اقرار نہ پایا جب اس بات سے چند معزز حاضرین نے بھی زور دیا کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو تو عبد المجید صاحب پہر کونسل چیمبر میں گئے اور بٹالوی صاحب کو سے کہ اس مسئلہ پر بحث میں کرتا ہوں۔ ہم نے صاف کہدیا کہ اس وقت آپ مخاطب نہیں ہو سکتے شیخ الکل صاحب بحث کریں۔ چنانچہ وہ پہلا سا ... شیخ الکل صاحب نے ... کہ جواب دینا ... صاحب یا ... یہ کہتے ہوئے کہ ... جو کہ ایک نہایت ہی معاف ... سیدہا ... ہونا چاہئے اور ... دیا کہ کس طرح فیصلہ ہو جائے۔ گو ... اس سے ... کر دیا ... اور ... کی تفسیر ... نزول کی تجویز ... بحث عام کرنیکی غرض سے ... ہو گیا۔ گو انہوں نے نہ مانا۔ تبادلہ خیالات ... سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ دیکہکر کہ بحث نہیں ہو سکتی۔ لوگوں کو رخصت کر دیا۔ غرض یہ اصلی واقعات اس بڑے جلسہ کے ہیں جو جامع مسجد میں ہوا تہا۔ اسی سے قیاس کر لینا چاہیئے کہ دلی کے ملا اس امر کے تصفیہ کے متعلق کہاں تک نیک نیتی اور صفائی پر ہیں۔ افسوس انہوں نے حق کو چہپا لیا۔ اور لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ یہ دلی کی کل کارروائی ہے۔ جسے ہم نے مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ جسقدر سب و شتم اور تکفیر اس مقدس اور مغضوب سرزمین میں ہوا ... دلی ... اس سے بڑہکر کسی اور جگہ ممکن نہیں۔ یہ دلی والوں کا ہی حصہ تہا

دلی والوں نے جب اپنے علماء کی یہ حالت دیکہی تو انہوں نے سوال ... مولوی محمد بشیر صاحب کو ... اور ۲۳ تاریخ سے ان کا مباحثہ حضرت اقدس کے ساتہہ شروع ہوا۔ اور ۲۷ کو ختم ہوا۔ ناظرین اس بحث پر لکہنا ہمارا کام نہیں۔ یہ کام ہمارے عالم و فاضل معزز اور پرجوش مولوی عبد الکریم صاحب کا ہے جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت کلمۃ اللہ میں اپنی زندگی وقف کر رکہی ہے اور جنکی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ نے فصاحت اور تاثیر بخش رکہی ہے۔ وہ بڑے شوق کے ساتہہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے اور حق کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی نیت سے مولوی محمد بشیر صاحب والے مباحثہ کو رسالہ الحق سیالکوٹ میں چہاپنے کے لئے مرتب کر رہے ہیں۔ اور اس پر اپنا انٹروڈکشن بہی لکہدی ہیں جو واقعی حق پسند ناظرین کے دیکہنے اور غور کرنے کے قابل ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نوٹ۔ یہ مضمون ۱۹۰۵ء کا لکہا ہے وہ مباحثہ چہپ چکا۔ مگر افسوس آج مخدوم الملۃ اس دوسرے سفرنامہ کے حالات دیکہنے کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایڈیٹر۔ (باقی آئندہ)

زمیندار توجہ کریں

پنجاب کے محکمہ زراعت کے ڈائرکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل ہدایات الحکم میں شایع ہونے کے لئے بہیجی ہیں جنہیں مفید سمجہکر شایع کر دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ہدایات درباره ہلاک کرنے سونڈیوں کے جو فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۱) ماہ دسمبر میں دفتر ہذا سے درباره جلانے کپاس کے بوٹوں کو اور ہل چلانے ان کہیتوں میں جہاں کہ فصل کپاس بوئی گئی تہی جاری ہوئیں تہیں جن ہدایات کے جاری کرنیکی یہ غرض تہی کہ اس سے تمام سونڈیاں جن کے باعث سال ۱۹۰۵ء میں فصل کپاس کو سخت نقصان پہونچا تہا۔ ہلاک ہو جاویں جسجگہ ان ہدایات پر عمل ہوا ہے وہاں سونڈیاں ضرور ہی اچہی تعداد میں ہلاک ہو گئی ہونگی۔ مگر یہ بہی یقین ضروری ہے کہ سونڈیوں کی اچہی تعداد بچ گئی ہوگی جو ماہ مارچ میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی نکل پڑینگی۔ ہر ایک جوڑا ایک مہینے کے عرصہ میں ساٹہہ بچے پیدا کر سکتا ہے پس اسوقت تک جبکہ آئندہ فصل کپاس کو پہل اور پہول لگیں۔ سونڈیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاویگی اور اسیقدر فصل کپاس کو نقصان پہونچا دیگی جتنا کہ پچہلے سال پہونچایا تہا۔ جبکہ ان کی روک کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاوے

(۲) تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کپاس کی سونڈیوں کی خوراک جہنڈی پودہ بہی ہے مگر کپاس سے زیادہ ہنڈی کو چاہتی ہیں۔ ماہ مارچ سے لیکر ماہ جولائی کے اخیر تک جبکہ کپاس کو پہول لگنے شروع ہوتے ہیں سونڈیاں کپاس کے پودوں پر گذارہ کرینگی۔ اور ان کی پہلیوں میں گہس جائینگی۔ اور اسوقت کپاس کو بالکل نقصان نہیں پہنچائینگی مگر جونہی کپاس کو پہل اور پہول لگنے شروع ہونگے سونڈیاں پچہلے سال کی مانند کپاس پر حملہ آور ہونگی اور سخت نقصان پہنچائینگی

(۳) اس نقصان سے بچنے کیلئے جو تدبیر اب بتلائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماہ مارچ یا اپریل میں ہر کپاس کے کہیت کے نزدیک ہنڈی پودوں کا ایک چہوٹا گاڑہا جہنڈ بویا جاوے اور یہ جہنڈ ہر ایک ایکڑ کپاس کے پیچہے قریباً ۴ یا ۵ ہنڈی کے پودوں کا لگانا چاہئے۔ تب ماہ جولائی کے اخیر میں جبکہ سونڈیاں ہنڈی میں موجود ہیں۔ ہر ایک ہنڈی کا پودہ بغیر کسی لحاظ کے خواہ وہ سونڈیوں کے پہنسانے کیلئے یا سبزی ترکاری کیلئے بویا گیا ہے کاٹ کر جلایا جاوے مذکورہ بالا طریقہ سے ملک امریکہ کو جہاں کہ کپاس بہ نسبت دیگر ملکوں کے بکثرت پیدا ہوتی ہے ان سونڈیوں کو ہلاک کرنے میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمام کاشتکاران و زمینداران ملک حتی الوسع کوشش کریں گے کہ اس تدبیر پر عمل کریں گے اور اچہی طرح اس علاج کو آزماویں گے۔

(۴) ہنڈی البتہ ماہ جولائی کے اخیر تک بطور سبزی ترکاری کے استعمال ہو سکتی ہے مگر فصل کپاس کی خاطر یہ ضروری ہے کہ تمام ہنڈی کے پودوں کو کم از کم ماہ جولائی کے اخیر تک یعنے ماہ ساون کے درمیان تک اکہیڑ کر ان کا ملیامیٹ کر دینا چاہئے۔ ان کو کاٹ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے بلکہ آگ سے جلا کر بالکل نیست و نابود کر دینے چاہئیں۔

(۵) مناسب ہوگا کہ اس سال بہت زیادہ رقبہ کپاس کا نہ بویا جاوے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کپاس کی بجائے دیگر زیادہ نفع دینے والی فصلیں بوئی جاویں۔

بقیہ مضمون متعلق ٹورنمنٹ

ریورنڈ وڈ بے شک ایک مستعد اور محنتی آدمی ہیں مگر بعض موقع پر انہوں نے صریح طرفداری سے کام لیا ہے جس کے لئے میں اعلیٰ افسران کو توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسے امور کا جنمیں کسی قسم کا تنازعہ یا شبہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو پہلے سے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اور انتظامی کمیٹی میں کم از کم سرکاری سکول کا ہیڈ ماسٹر شریک ہونا چاہئے۔ اور جو کچہہ بہی اس کمیٹی میں پاس ہو وہ کہیلوں کے مقابلہ کی معرکہ سے پہلے شایع کر دینا چاہئے۔ اس نقص کا نتیجہ امسال یہ ہوا کہ قادیان سکول گوردا سپور مشن سکول کے ساتہہ کرکٹ میچ کر رہا تہا اور عام طور پر یہ معلوم ہوتا تہا کہ دو اننگ ہونگی مگر ریورنڈ وڈ نے اپنے قاعدہ کے موافق پہلی ہی اننگ پر فیصلہ کیا۔ ہر چند انہیں کہا گیا کہ ہمکو پہلے سے یہ علم نہ تہا اسلئے دوسرا موقع دینا چاہئے مگر انہوں نے تسلیم نہیں کیا یہاں تک کہ مسٹر مرزا احسین صاحب ایسا ہوکر بہی اس فیصلہ کا علم نہ تہا کہ ایک ہی اننگ میں فیصلہ کر دیا جاویگا۔

پہر فٹ بال کے مقابلہ میں یہ بے ضابطگی ہوئی کہ گو بٹالہ اے ایل او ای سکول برابر رہا۔ لیکن پہلے ہی روز ریفری نے یہ بتا دیا تہا کہ گیند زیادہ تر بٹالہ مشن سکول کے فیلڈ میں رہا۔ اور دو نیلٹی کک قادیان سکول نے لگائی۔ ایسی صورت میں فٹ بال کے قواعد کے ماتحت فیصلہ کرنا چاہیے تہا کہ قادیان کی ٹیم کو جیتنے والی ٹیم قرار دیا جاتا مگر اس کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ پہر گیند پہینکنے کے مقابلہ میں ریورنڈ وڈ نے خود میرے سامنے کہا کہ تین دفعہ گیند پہینکنا ہوگا اور اس مقابلہ میں پہلے طالب علم قادیان سکول اول تہا۔ مگر ریورنڈ وڈ نے پہر چوتہی مرتبہ گیند پہینکنے کا موقع دیا جو اُن کے سابق حکم کے صریح خلاف تہا۔

پہر رسہ کہینچنے کے وقت آخری کامیاب پارٹی قادیان سکول اور وہی بٹالہ کا مشن سکول تہا۔

جس مقام پر رسہ کہینچا جاتا تہا۔ اس کا ایک حصہ کسیقدر نشیبی تہا اور علاوہ برین لڑکوں سے اس طرف کے جانے سے پہسلنا ہو گیا تہا۔ چنانچہ اس امر کو معلوم کرکے ہر پارٹی اس نشیبی حصہ کو لینا چاہتی تہی اور جو پارٹی اس طرف ہوتی وہ

دوسری طرف والوں کو کھینچ لے جاتی۔
اس کھیل میں ریورنڈ وڈ نے ٹاس کا سلسلہ جاری کیا لیکن جب آخری فیصلہ کا وقت آیا اور قادیان کے طالب علم رسّہ کھینچنے لگے تب ریورنڈ وڈ نے فیصلہ کیا کہ جو دوسری دفعہ کھینچ لے جائیگا وہ کامیاب سمجھا جاویگا۔ پہلی مرتبہ بعد ٹاس بٹالہ والوں کو دوسری طرف ... اندر وہ قادیان والوں کو کھینچ لیگئے دوسری مرتبہ قادیان والے بٹالہ والوں کو کھینچ لے گئے اب آخری چانس باقی تھا۔ اس کو ... [illegible] ... لگی گو کہ آپ تاس ... مگر ... [illegible] ... جو ہونا چاہئے [illegible] ... دوسرے لڑکوں نے ... [illegible] ... مسٹر سیا سنگھ صاحب ... [illegible] ... تھی وہ بھی میرے ... [illegible] ... [illegible] ... کسی ... معمولی ... باتیں نامناسب اور غیر موزون ہیں اس لئے ان کا تدارک اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آئندہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ان سب امور کا فیصلہ قبل از وقت ہوکر اس کو شائع کر دیا جایا کرے۔ ورنہ اخلاقی طور پر اس کا ... [illegible] ... سے عمدہ خیالات لے جانے کے ... [illegible] ... متعلق برے خیالات دل میں پیدا کرتے ہیں۔

میں ... [illegible] ... ہوں گا اگر اس موقع پر مشن ہائی سکول کے طلباء کا ذکر نہ کروں ... [illegible] ... لڑکے عیسائی ہیں ... جانتے ہیں کہ قادیان میں ... ہمارا عظیم الشان ... سلسلہ ان جھوٹی تعلیموں سے نجات دلانے آیا ہے جو عیسائیت کی شکل میں ... دکھائی ہیں تاہم وہ ہمارے ساتھ بڑی خوش خلقی سے پیش آتے رہے میں دیکھتا تھا کہ ہمارے طلباء کے ساتھ وہ خصوصاً مہربانی سے پیش آتے ... انکی کامیابی پر خوش ہوتے اور ان کے ساتھ اگر کوئی بے انصافی ہوتی تو انہیں رنج ہوتا۔ ان کے اس حسن اخلاق کیوجہ سے ہمارے طالب علم بھی خصوصیت کیساتھ حسن اخلاق کو پیش کرتے رہتے اور ان کے شریک راحت رہتے ... اسے اخلاقی میل جول کی تورنے منٹ کے متعلق ... [illegible] ... دو چار اور باتیں جو اس مقام پر ... دیکھیں انپر اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

مشن ہائی سکول کیطرف سے ایک رات میجک لینٹرن کا تماشہ دکھایا گیا جسمیں تمام طلباء کو جو ٹورنامنٹ میں شریک تھے ... [illegible] ...

بٹالہ ... سے بہائیوں نے اولاً یہی سمجھا تھا کہ غالباً شیکسپیئر کا ... کے متعلق تصاویر ہونگی۔ لیکن ... [illegible] ... مسیحی ... کی اشاعت کا کوئی پہلو ... [illegible]

نہیں دیتے ممکن نہیں بلکہ غالب ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے متعلق تصاویر دکھائیں گے چنانچہ وہاں پہونچے تو یہی نقشہ تھا۔ دیہات کے آئے ہوئے طالب علم جنہوں نے میجک لینٹرن کا تماشا دیکھا کیا شاید کبھی نہ ہوگا۔ ان تصاویر کو دیکھکر خوش ہوتے مگر جب مسیح کے صعود آسمان کی تصویریں آئیں اور ریسٹوا سکر ... کے ترقی کرنے کا موقع دکھایا گیا تو بعض کو تعجب ہوا کہ ... ہے جو اپنے آقا کو پکڑوا آتا ہے وہ ... سے فطرتی طور پر اس قوت قدسی ... کو تسلیم کرتے تھے جو اس نظارہ میں پیش ہوئی۔ بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ... جسکی قوت قدسیہ کا یہ اثر تھا کہ تلواروں ... میں بھی آپ کی جماعت نے ... اور ... غداری کی ... ہی صعود کے وقت شاگردوں کی ... ہو رہی تھیں۔ تصویرمیں دکھایا گیا کہ مسیح ایسا ... کی طرح آسمان کی طرف اڑتا ہے اور شاگرد ... دیکھ رہے ہیں تعجب ہے کہ کیوں انہوں نے مسیح کا دامن نہ پکڑ لیا تاکہ وہ بھی ساتھ ہی آسمان پر اڑ جاتے اور سب سے تعجب انگیز امر اس ... وقت مسیح پکڑا گیا۔ اور یہودیوں نے ... تو اسوقت تو کوئی کرشمہ نہ دکھایا اور ... اڑنا ہی تھا تو یہ نظارہ سب کے سامنے ... تھا نہ کہ مخفی طور پر ... آسمان کی راہ ... پہاڑوں کے راستہ سے کشمیر کی طرف ... اور شاگردوں سے رخصت ہوا ... اور ... کہانی کو کسی نے تسلیم کرانا تھا شاگردوں نے ... کیا تاکہ لوگوں کے خیالات منتشر رہیں اور وہ ... ذکر ہیں۔ غرض یہ تماشا ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں پھر ایسے دجال کے مقابلہ کے لئے کس قدر ہمت اور سعی اور دعا کی حاجت ہے؟۔

دوسرے دن اسی سکول کے طالب علموں نے شکسپیر کا ایک مشہور ڈرامہ کامڈی آف ایرارز بہول بھلیاں دکھایا۔ جو انہوں نے نہایت کامیابی سے کیا۔ مگر بعض نظارے پیش کرنے کے قابل تھے۔

ایک چھوٹا بچہ جو ہیڈ ماسٹر صاحب کا بھائی بتایا جاتا تھا بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے ایکٹ کو سمجھتا تھا۔ یہ بچہ بہت ہی چھوٹا تھا جس سے اسکی ذہانت اور زیرکی کا اندازہ ہو سکتا تھا کیا اچھا ہو اگر ہیڈ ماسٹر صاحب اسے کسی عمدہ شغل میں لگاتے۔ اور اس طرف اسکی توجہ نہ ہونے دیتے۔ اس ڈرامے کا اثر کیا ہوا؟ بیچارے دیہاتی طالب علم گانے پھرتے تھے۔ ... [illegible] ... پیسے پیسے کے پیار

اور اسی طرح سے مشکلات ہیں یہ نظارہ میں نے اسی بورڈ سکول میں دیکھا جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔ اس طریق سے طلباء کو دراصل سکول میں آنے کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ طریق مفید نہیں اثمهما اکبر من نفعهما اس کا ضرر اسکے فائدہ سے بڑھکر رہے۔

بٹالہ کی میونسپلٹی کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے بٹالہ کے بورڈ سکول کا محل وقوع نہایت ہی بُری جگہ ہے اسکے ساتھ ہی بدوضع عورتوں ... رنڈی پولن کا اڈا ہے اور ساتھ ہی پولیس لائن ہے سکول کو اس جگہ سے اٹھا دینا چاہئے ... اور پولیس لائن کو اٹھانا چاہئے۔ ... [illegible] ... کہ پہلے ضرر کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ... کے سپاہی بیٹھے ہوتے ہیں اور آزادی ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... دیکھا گیا ... [illegible]

طبیب حاذق

... رسالہ ماہوار ایک بار شائع ہوتا ہے اسکے دو حصے ہوتے ہیں ... مشہور و معروف شاہی طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب بہیروی کا بیاض ہوتا ہے جس میں مولوی صاحب موصوف نے تمام امراض کو مسلسل لکھا ہے اور اس میں ہر ایک مرض کے علامات اسباب پر مفصل بحث کرکے تشخیص کی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ پھر ہر مرض کے مختلف علاج ڈاکٹری۔ یونانی۔ ویدک وغیرہ نہایت بسط سے بیان کئے ہیں۔ اور اسطرح ہر ایک شخص بلا مدد استاد علم طب سے واقف ہو جاتا ہے دوسرے حصہ میں عام طبی مضامین ہوتے ہیں۔

اس رسالہ کی عمدگی اور خوبی کیلئے یہی کہدینا کافی ہے کہ وہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بہیروی کی طبی تحقیقاتوں اور مجربات کو شائع کر رہا ہے اور اس طرح ہر دو حصہ قیمت نسخے اسکے ذریعہ شائع ہو رہے ہیں ... [illegible]

... [illegible] ... قیمت سالانہ عہ ... شائع ہو چکے ہیں درخواست کرو بنام مینیجر طبیب حاذق قادیان ضلع گورداسپور۔

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب بہیروی کے مجربات

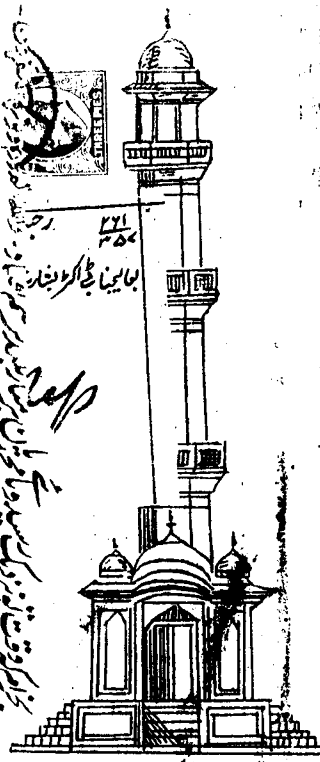
شفاخانہ فضل رحمانی میں وہی نسخہ جات دیئے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں و کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آچکے ہیں مریضوں کی صحت اور شفاء کی کامل کا دعویٰ بیجا ہے اور جرأت ہے شفا دینا محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جن جن ... کا علاج مولوی صاحب موصوف کے تجربہ ... ہے ... [illegible] ... نہایت ... [illegible] ... اجزا نسخہ کو ... [illegible] ... [illegible]

> ### حکیم مولوی نورالدین صاحب کی رائے
> ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... نورالدین

... [illegible] ... نورالدین صاحب ... مشورہ کے بعد نسخہ تیار ہوتا ... بیمار ... آپ تجربہ کرکے دیکھ لیں۔

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں

سرمہ زنگاری۔ آنکھوں کی بہت سی امراض کیلئے مفید جیسا جالا۔ دھند۔ سبل۔ ... وغیرہ قیمت فی تولہ عما
سرمہ نورالعین۔ آنکھوں کی اکثر امراض کیلئے مجرب ہیں ... قیمت فی تولہ ...۔
آتشک کی گولیاں قیمت فی ڈبیا عما۔ آتشک کی ٹکیاں ... سفوف جریان ... ہو یا مرد کو ... کے استعمال سے انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ عصہ سفوف سوزاک قیمت ١٢
... حبوب ... یہ گولیاں امراض ... (رانگ گولا) میں ... مفید ہیں قیمت فی ڈبیا ...
حب الحال۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ کھانسی کی گولیاں قیمت فی ڈبیا عصہ۔ حب ضیق النفس قیمت فی ڈبیا ...
مرض اٹھرا کی مجرب دوائی۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی کثرت سے تجربہ میں آئی ہے ... [illegible] ... [illegible]



رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ॥ ز دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملیگا +

فہرستِ مضامین

... احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب ضلع راولپنڈی

از دفتر الحکم قادیان

نمبر ۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

زلزلہ

۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی شب کو ایک بجے کے بعد جو شدید زلزلہ محسوس ہوا اس نے اہل دنیا کی آنکھوں کو کھولدیا ہے خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں اور یہی اسکی برتر ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ لوگ جو پروفیسر اموری کی اس رائے پر کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ نہیں آئیگا اگرچہ اموری کی موجودگی ہی میں متواتر زلزلوں کے دہکوں سے شرمندہ ہو چکے تھے لیکن یہ زلزلہ انہیں اور بھی شرمندہ کریگا - وہ ایک سطحی خیال کے انسان پر تو بھروسہ کرتے تھے مگر قادر اور عالم الغیب خدا کی باتوں پر ہنستے تھے - یہ زلزلہ اس عظیم الشان نمونہ قیامت زلزلہ کا نمونہ ہے جسکا خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے مامور کو علم دیا ہے چنانچہ اسکا اشتہار شائع ہو چکا اور اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے جو لوگ پبلک سے کچھ بھی ہمدردی رکھتے ہیں وہ اسکو **کثرت** سے شائع کر کے لوگوں کو آگاہ کریں تا وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کر کے خدا تعالیٰ سے صلح کر لیں - اور خدا سے ڈر جائیں اسکی باتوں کی تکذیب کی عادت سے باز آئیں اور اس کے فرستادہ پر ہنسی سے توبہ کریں تا خدا تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے - ہنسی اور ٹھٹھا کرنا سہل ہے لیکن خدا کے جلال اور اسکی قہری تجلی سے لرزاں ہو کر اپنی اصلاح کرنا مرگ موت ہے مبارک وہ جو اس موت کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی میں زندگی ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے - آمین

یادگار کریم

منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مندرجہ بالا عنوان سے حضرت کریم الملۃ مرحوم کی شہادت پر ایک لطیف نظم لکھی ہے جو گویا مولانا ممدوح کی لایف کا فوٹو ہے - اعلیٰ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض نے اس نظم کو بہت ہی پسند فرمایا تھا - کثرت اشاعت کے خیال سے اسکی قیمت کچھ نہیں ہے ان باہمت دوستوں کو جو ہمیشہ اشاعت سلسلہ میں حصہ لیتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سو سو جلدیں خرید کر مفت تقسیم کر دیں -
منشی نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلہ سے ملے گی - دفتر الحکم بھی بہم پہونچا دیگا -

ایک اور پیشگوئی پوری ہو گئی

۲۲ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشتہار بعنوان ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار شائع ہوا تھا اسکی سطور میں ۲۰ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کی ایک رؤیاء - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمائی ہے اور وہ یہہ ہے -

"مجھے یہہ دکھایا گیا کہ جسکا نام **عزیز** ہے اور اسکے باپ کے نام کے سر پر **سلطان** کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا"

یہہ رؤیاء ہے اسوقت آپنے اسکی تعبیر یوں فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا بیّن الثبوت نشان ظاہر ہوگا - جس سے لوگوں کے دلوں پر تسلط ہو اور وہ مجھے لوگوں کے دلوں میں عزیز بنا دے - یہہ تعبیر بطور خود بجائے خود نہایت معقول اور مقبول ہے مگر کیسی خوشی کی بات ہے کہ یہ رؤیاء اپنے لفظوں میں بھی بالکل پوری ہو گئی - اسکی تفصیل یہ ہے - اس رؤیاء میں جو بچہ دکھایا گیا تھا وہ **عزیز احمد** تھا جو جناب مرزا **سلطان احمد** صاحب افسر مال میانوالی کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود کا **پوتا** ہے - رؤیا مذکور اشتہار میں گو درج ہوئی تھی ورنہ صاف طور پر آپنے فرمایا تھا کہ عزیز احمد خلف مرزا **سلطان احمد** کو مینے دیکھا ہے - اس جمعہ کو مرزا عزیز احمد نے اپنے برگزیدہ **دادا صاحب** کے ہاتھ پر انہیں مسیح موعود تسلیم کر کے بیعت کر لی - **والحمد للہ علیٰ ذٰلک** - اور اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہو گئی - **بعض** لوگ جو حقایق سے ناواقف ہیں اور ایسے نشانات پر غور کرنے کے عادی نہیں شاید اسکو سرسری نظر سے دیکھیں لیکن جو لوگ حالات سے واقف ہیں وہ اسکو ایک عظیم الشان نشان سمجھتے ہیں - جسوقت اعلیٰ حضرت نے یہ رؤیا دیکھا ہو اسوقت **عزیز احمد** کی عمر نو سال سے کچھ زیادہ تھی - اور ادہر حضرت اقدس کیساتھ کوئی تعلقات باقی نہ تھے - **عزیز احمد** ایک مخالف خاندان میں پرورش پا رہا تھا ایسی صورت میں یہ کب ممکن تھا کہ ایسی امید ہو سکے اور پہر اپنے بلوغ تک **عزیز احمد** زندہ بھی رہے یا خود اعلیٰ حضرت زندہ رہیں لیکن اب جبکہ اپنے خاندان میں مرزا **عزیز احمد** پہلا بچہ ہے جو حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے - بحالیکہ ابھی مرزا **سلطان احمد صاحب** کو جو مرزا عزیز احمد کے والد ماجد ہیں یہہ موقع نہیں ملا - تو پہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں کیا شک رہا بلکہ یہ ایک نہیں تین نشان ہیں - **اوّل** مرزا عزیز احمد صاحب کا اسوقت تک زندہ رہنا (خدا اسکی عمر میں اور برکت دے آمین) خود اعلیٰ حضرت کا زندہ رہنا - پہر عزیز احمد کا بیعت کرنا - غرض یہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دکھایا - خدا کرے کہ عزیز عزیز احمد کی بیعت اسکے باقی گہرانے پر نیک اثر ڈالنے والی ہو - آمین -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے -
۲ - ہفتہ زیر اشاعت میں لاہور - پٹیالہ - سہارنپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے -
۳ - مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی - رجسٹری ہو چکی تعمیر عمارت کا فکر درپیش ہے -

تازہ الہامات

یکم مارچ ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے -
فرمایا - اسکے معنے یہیں کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجھو بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے -
۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - **هَا إِنِّي آنَسْتُكَ** -
ترجمہ - خبردار ہو میں نے تجھے چن لیا -

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلاصہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدسؑ دہلی تشریف لے گئے تھے اوسوقت اور اس سفر کے وقت دہلی کیحالت میں زمین آسمان کا فرق تہا۔ اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب زندہ تھے جو اول الکافرین تھے لیکن آج وہ کسی قبر میں پڑے ہوئے خدا کے راستبازا ورجری اللہ کی پیشگوئی (تنعم بصداع الی القبور) کی صداقت دکہارہے تھے اوران کی قبر اہالیان دہلی کو زبان حال سے کہہ رہی تہی۔

من نکردم شما حذر بکنید

مگر اس صدائے حال کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے تہے اور سن سکتے تہے جو دل میں خوف الٰہی رکہتے ہوں۔ سچ کیا یہہ عظیم الشان معجزہ اور کرامت حضرت مسیح موعودؑ کی نہیں کہ وہ دہلی میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے اوّل الکافرین کو مردہ پاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ فنا اور موت کا ہاتہ سب پر یکساں حکمران ہے لیکن صادق کے سامنے صادق کے مکذب اور مکفر کا ہلاک ہوجانا کوئی معمولی امر نہیں۔

مولوی محمد بشیر صاحب جو ۱۸۹۱ء میں وفات مسیح پر بحث کرنے کے لئے بہوپال سے عارضی طور پر آئے تھے اب دہلی میں مستقل طور پر مقیم تھے لیکن انہیں جرأت اور حوصلہ نہیں ہوسکا کہ آپ سے آکر ملیں اور چودہ سال گذشتہ کے واقعات کو دہرائیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اسوقت دہلی میں شیخ الکل کی باگ ہاتہ میں لئے ہوئے تہے جو چاہتا تہا کراتا تہا حضرت اقدسؑ کے اس سفر دہلی میں دہلی تو پہونچا لیکن وہ چند گہنٹوں کے سوا زیادہ قیام نہیں کرسکا۔

مولوی عبدالمجید صاحب جو اسوقت آپ کی مخالفت میں نمایاں حصہ لیتے تہے آج دہلی میں زندہ تو موجود ہیں۔ مگر اس سے پہلے کہ حضرت اقدس دہلی میں رونق افروز ہوں مولوی عبدالمجید صاحب وہاں کے ایک حافظ عیسائی سے وفات مسیح کے مسئلہ میں ایسی شکست فاش کہا چکتا ہے کہ اب بجز خاموشی کے اور اسے چارہ ہی نہیں ہے۔

مرزا حیرت جو دہلی کا خاص تحفہ ہیں ۱۸۹۱ء میں اصل مسیح بن کر فتح پوری پر نزول فرماتے تہے۔ اور مسلمانوں کے عقیدہ نزول مسیح کی گویا ہنسیاں اڑاتے تہے وہ اب بہی زندہ سلامت موجود تو ہیں مگر بعالم دیگر و برنگ ثانی جلوہ گر ہیں۔ وہ جوش اور خروش تو ہے نہیں لیکن پہر بہی البتہ چپکے نہیں رہے اور ساری دہلی کا کفارہ ہوکر اشتہار نکال ہی بیٹہے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔

غرض

وہ جوش اور سرگرمی جو مخالفت میں چودہ برس پیشتر تہی آج نہیں اور یہ خدا تعالے کا فضل اور اسکا خاص فعل ہے جسکے اسرار سے ہر شخص آگاہ اور واقف نہیں ہوسکتا۔ یہہ انقلاب تہا جو دہلی کی حالت میں واقع ہوچکا تہا۔ دہلی پہلی سی دہلی ہی نہ تہی گویا اسکی مخالفت اور عداوت کا سٹیم سرد ہوچکا تہا۔ وہ دہلی جہاں حضرت اقدس اور آپ کے کسی خادم کو نکلنا ایکوقت دشوار اور خطرہ جان نظر آتا تہا اب وہاں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف وخطر امن وچین سے پہرتے اور باہر چلتے تہے اور گہر پر صدہا اشخاص جن میں ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ ہوتے آتے۔ سوالات پوچہتے اعتراض کرتے مگر ان کے کلام میں نرمی رعایت ادب ہوتی اور دلوں میں ایک خاص جوش قبولیت اور اصل حال معلوم کرنے کا پایا جاتا میں خود اپنا عجائب پسند دل لیکر شہر کے مختلف حصوں میں گیا۔ مختلف آدمیوں سے ملا مگر میں حیران ہوتا تہا جب ۱۸۹۱ء کے سنے ہوئے حالات میں اور ۱۹۰۵ء کے چشمدید حالات میں انقلاب عظیم پاتا تہا۔ دوسرے الفاظ میں ان واقعات اور حالات کی وہی صورت تہی جو

پرانی اور نئی دہلی

کی ہے۔ اب میں ضروری سمجہتا ہوں کہ دہلی کے قیام کے حالات بیان کرکے ناظرین الحکم کو محظوظ کروں۔

دوسرے احباب

ہر چند دہلی جانے کی عام اطلاع مشتہر نہوئی تہی اور حضرت نے منع کردیا تہا کہ کسی کو اطلاع ندی جاوے وجہ یہہ تہی کہ ممکن ہے ارادہ فسخ ہوجاوے تو دوسرے احباب کو تکلیف ہو تاہم پہلے سفر کے متعلق جو ملتوی ہوگیا تہا جہاں جہاں اطلاع پہونچی احباب وہاں سے کئی روز پیشتر سے آپہونچے تہے چنانچہ مظفر نگر سے میاں عبدالخالق صاحب جو ہماری جماعت میں ایک سرگرم اور باہمت نوجوان ہیں مع بعض دوسرے احباب کے آئے ہوئے تہے ایسا ہی خانصاحب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی بہی پہلے سے دہلی پہونچے ہوئے تہے۔ شام کو وہ بہی خبر سن کر حضرت اقدس کی فرودگاہ پر آپہونچے اور احباب سے ملکر ازبس محظوظ ہوئے۔ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب دہلی سے چلے آئے تہے۔ لیکن سٹیشن امرتسر پر آکر انہیں اطلاع ملی کہ حضرت دہلی کو چلے گئے ہیں وہ واپسی ڈاک رات کو دہلی آپہونچے۔

تازہ رؤیا

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکہا ہے کہ تہوڑے چنے بہونے ہوئے سفید میں اور ان کے ساتہ منقہ بہی ہے فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ چنے مولی۔ بینگن یا پیاز خواب میں دیکہیں تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن چونکہ ساتہ منقہ بہی ہے جو دل کو تقویت دینے والی شے ہے۔ اور اسکا دیکہنا اچہا ہے۔ فرمایا اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا درپیش ہے مگر جیسا کہ رؤیا میں دکہایا گیا ہے کہ چنوں کے ساتہ منقہ بہی ہے اس سے یہ بشارت ملتی ہے کہ وہ کراہیت اسکی انشاء اللہ جاتی رہیگی فرمایا انسان کے ساتہ مکروہات عالم کا سلسلہ تو لگا ہی ہوا ہے اس سے یہ الگ نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری ساری عمر خوشی میں گذرے تو یہہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں یہ سچ ہے اگر مکروہات کا سلسلہ پیش آجاتا ہے تو اسکے بعد آسایش اور آرام کا سلسلہ بہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے ان مع العسر یسرا یہہ زندگی کا چکر ہے جب تنگی کا زمانہ آوے تو سمجہنا چاہئے کہ اسکے بعد فراخی بہی ضرور آئیگی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ تنگیوں اور تکلیفوں کا زمانہ ہی انسان کو انسان اور بندہ بناتا ہے ورنہ اگر کوئی غم ہم نہ ہو تو انسان خدا سے بالکل دور چلا جاوے۔ مومن کی شان اس سے نرالی ہے وہ جس جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو دیکہتا اور اسکے انعامات کو پاتا ہے اسیقدر وہ اسکے قریب ہوتا ہے اور اپنی وفاداری اور اخلاق واخلاص میں زیادہ ترقی کرتا ہے۔

سیر دہلی اور زیارت قبور

مکرمی مفتی صاحب نے سیر دہلی کے لئے بعض احباب کی خواہش پاکر اجازت چاہی اسپر آپ نے فرمایا کہ میں خود آتا ہوں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے مردانہ مکان میں تشریف لائے اور سیر دہلی کے تذکرہ پر فرمایا لہو ولعب کے طور پر پہرنا درست نہیں یہہ فضول بات ہے میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ ہاں یہاں اکثر اولیاء اللہ اور اکابران امت کے مزار ہیں ان پر جانے کا ہمارا بہی ارادہ ہے وہاں ہوآئیں۔ ایک فہرست ان مزاروں کی طیار کرو۔ جہاں جانا ہے چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل بزرگوں کے نام لکہائے کہ ان قبور پر چلنا چاہئے۔ ۱۔ خواجہ باقی باللہ صاحب۔ ۲۔ خواجہ میر درد صاحب۔ ۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ ۴۔ خواجہ نظام الدین صاحب ۵۔ جناب خواجہ قطب الدین صاحب ۶۔ نصیر الدین صاحب چراغ دہلی رحمہم اللہ اجمعین اس فہرست کے طیار ہوجانے پر گاڑیاں منگوائی گئیں اور حضرت اقدس اپنے خدام کے ہمراہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی رہبری سے زیارت قبور کے لئے چلے۔ اور یہہ قرار پایا تہا کہ سب سے اول خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر جائینگے وہاں سے خواجہ میر درد صاحب کے مزار پر۔ اسلئے قیصری باغ میں سے ہوتے ہوئے خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر پہونچے۔ راستہ میں زیارت قبور کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچہہ فرمایا وہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو حضور کے ہمراہ گاڑی میں اندر بیٹہے ہوئے تہے نوٹ کیا۔

فرمایا۔ قبرستان میں ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کیلئے ایک سنت ہے یہہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے اور اس سے اسکے دل پر عمدہ اثر ہوتا ہے انسان اس دنیا میں ایک مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے

السلام علیکم اہل القبور من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون

انسان قبر پر جاکر ان کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے دعا کرے درود شریف بہی ایک دعا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال

دنیا میں بہت سے ہادی اور رہبر تسلیم کئے گئے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو ایک مسلّم سلسلہ ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر نظر کرتے ہیں تو بلامبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ

لاریب آپ افضل الرسل ہیں

کوئی موقعہ اور مرحلہ انسانی زندگی کا ایسا نظر نہیں آسکتا جس مرحلہ پر آپؐ نے انسان کو روحانیت کا سبق ندیا ہوا ہو کوئی نہ کوئی عمدہ اور پاک تعلیم آپ کی وہاں موجود نہو۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں۔ گہر میں بازار میں مسجد میں۔ مسجد سے باہر ہر کام کے شروع کرتے وقت یہانتک کہ ان اوقات میں بہی جو انسان کی انتہائی درجہ کی بے تکلفی اور علیحدگی کے ہوتے ہیں وہاں بہی اسوقت کے حسب حال سبق دے اور دعا تعلیم کی۔ یہ امر کسی نبی اور راستباز کی زندگی میں نہیں ملیگا۔ یہ فخر اور بجا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔

میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف (سیرۃ) کو جب اس پہلو سے دیکہتا ہوں تو بے اختیار ہوکر کہنا پڑتا ہے

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو اس نظر سے دیکہا ہو اور آپ کی تعلیم کردہ دعاؤں کو آپ کی سیرۃ کا ایک ورق سمجہہ کر مطالعہ کیا ہو۔ یہہ مضمون بڑا لذیذ اور پر ذوق ہے مگر افسوس ہے اس محل پر اسکے لئے بہی بحث کی گنجایش نہیں ہے یہہ میں نے محض اس سلسلہ میں ذکر کیا کہ قبر پر جاکر بہی آپ انسان کو ایک سبق دیتے ہیں۔ جو دعا اوپر بتائی گئی ہے اگر انسان اسکو سچ مچ مدنظر رکہے اور اسکے ذہن سے یہہ بات ایک لحظہ کے لئے بہی محو نہو کہ وہ ان شہر خاموشاں کے رہنے والوں میں ایک دن ملنے والا ہے اور ایک دن زمین کی پشت پر چلتا پہرتا بطن زمین میں جانے والا ہے تو اس سے بہتر واعظ انسان کی اصلاح کے لئے نہیں ملسکتا۔ مگر بہت ہیں تہوڑے ہیں جو اس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکہتے ہیں۔

غرض حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہم سب لوگ جا پہونچے مزار پر تو تہوڑا ہی عرصہ ٹہیرنے کا موقعہ ملا لیکن الحکم کے ناظرین میں شاید بہت سے لوگ ہوں جو حضرت خواجہ …

(باقی آئندہ)

چھاؤنی انبالہ پر ہیبتناک عذاب

یوں تو خدا کے سچے رسول حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے ناپاک سمندر میں ہر ایک ممالک کے مخالف غوطے کھا رہے ہیں اسی طرح انبالہ توپخانہ بازار بھی اسی مہلک مرض میں گرفتار ہے گو یہاں مخالفت جہالت تعصب ہر سہ نے اپنا دخل کر رکھا ہے۔ تعصب کا یہ حال ہے کہ چند احمدی جو نوہار دستہ مسجد میں نماز پڑھنے گئے اور ملا سے دریافت کیا کہ محمد یوسف احمدی کا مکان کونسا ہے بجائے اس کے کہ وہ مکان بتا دے کہنے لگا تم ہرگز اسکے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ملنا وہ تو مرزائی ہے اگر تم ملو گے تو تم بھی مرزائی ہو جاؤ گے جہالت کا یہ حال ہے کہ دیویوں تک کی پرستش کرتے ہیں۔ مخالفت کا یہ حال ہے کہ اگر کسی دس برس کے بچے کے روبرو حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا جاوے تو وہ گالیاں دینے لگتا ہے اور بڑوں کا تو کیا کہنا اول تو لوگ اس قابل نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کو سمجھ سکیں اور اگر دو چار ایسے بھی ہیں تو عوام کو بہکاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں مت پڑھو ان پر جادو لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی شان پاک میں بیہودہ الفاظ نکالتے رہتے ہیں۔ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کے عظیم الشان زلزلہ نے ان لوگوں کی زبانیں بند کر دی تھیں مگر جب زلزلہ کو ایک عرصہ گزرنے لگا تو انکی خباثت کا تھرما میٹر بھی ۱۲۰ درجہ پر ترقی کر گیا۔ اور یہ مخالفین جب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے پرزور۔ دندان شکن لیکچروں سے بھی جب اپنی جہالت سے باز نہ آئے تو [illegible] سچے وعدے کا ظہور ہوا اور اس پاک معبود نے ایک قہری نشان ظاہر کیا۔

یعنے تاریخ ۲۲ - فروری ۱۹۰۶ء کو بوقت ۱ بجے شام پلیگ کارنٹین کے پاس سے دھواں نکلنا شروع ہوا اور آسمان کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ میں اسقدر روشنی تھی جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ایسی گڑگڑاہٹ تھی کہ جیسے توپیں سر ہوتی ہیں یہ دھواں شمال سے اٹھکر جانب جنوب روانہ ہوا اسکے رستہ میں ایک پختہ عمارت تھی جہاں چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا تھا۔ اسکی چھت کو صاف اڑا دیا بس اسی پر خیر نہیں ہوئی وہاں سے یہ خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ لوہے کی پرچابر جا پہونچا اس جگہ سے قریباً ۲ فرلانگ تھی اور اس پختہ عمارت کی چھت کو بالکل اڑا دیا۔ اور احاطہ کی ایک دیوار کو گرا دیا۔ اور دو ملین آدمیوں کو خفیف سی چوٹیں بھی آئیں یہاں پر ہم بیل گاڑی کھڑی تھیں جنہیں ہوا نے الٹ دیا اور ایک عظیم الشان ٹیکر کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور ۷۰ - ۸۰ کیکر درختوں کے تنکے اڑا دیئے۔ تراز و جو اس جگہ گڑا ہوا تھا اسکا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کھیت میں گرا۔ اسکے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دھواں غائب ہو گیا۔ مخالفین کے دلوں میں اس قہری نشان نے ایک بڑی گھبراہٹ پیدا کر رکھی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے مامور کے طفیل سے ان آسمانی عذابوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۲۴ - فروری ۱۹۰۶ء

راقم [illegible]

احقر نصیر احمد ولد شیخ محمد یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ۔

پٹیالہ کا سررشتہ تعلیم توجہ کرے

مجھے پٹیالہ کے غریب اور کمزور فرقہ مدرسین کی حالت زار پر توجہ دلائی گئی ہے جو اس قحط سالی اور گرانی کے زمانہ میں تین تین مہینے تک تنخواہ کو روتے رہتے ہیں اور انہیں ایک پائی نہیں ملتی۔ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ فرقہ جو نہایت ہی قدر سے دیکھے جانے کے قابل ہے جو گویا تہذیب اور تربیت کا روح رواں سمجھا جاتا ہے وہی نہایت لاپروائی سے دیکھا جاتا ہے پچھلے دنوں اخبارات میں پڑھا تھا کہ پٹیالہ کی ریاست اپنے سررشتہ تعلیم کی تکمیل کی خاطر لاکھ روپیہ خرچ کرنے والی ہے مگر یہ عجیب تکمیل اور اصلاح ہے کہ غریب مدرسوں کو تین تین ماہ تک تنخواہ بھی نہ ملے۔ مجھے امید کرنی چاہئے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پٹیالہ اس نقص کو جلد رفع کر دیں گے اور کل مدرسوں کو باقاعدہ تنخواہ ادا کرتے کے احکام نافذ کر کے شکرگزاری کا موقع دیں گے ورنہ ضرورتاً مجھے اس بدنظمی کے مفصل حالات اور اسباب بیان کرنے پڑیں گے اور شاید وہ بعض اہلکاروں اور ذمہ دار لوگوں کے لئے ناگوار ہوں میری غرض محض اس غریب فرقہ کی حمایت ہے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اسلئے میں اسی نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔

درخواست نماز جنازہ غائب

گزارش یہ کہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء میری اہلیہ مسماۃ اقبال زن کا انتقال ہو گیا۔ لہذا احمدی جماعت سے نماز جنازہ اور دعا مغفرت کا خواستگار ہوں۔ فقط

مرسلہ عبد المجید احمدی از امادہ محلہ چوکر کنواں۔

درخواست دعا: منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے بھائی کے دو بچے دو ماہ کے عرصہ میں فوت ہو چکے ہیں تیسرا بچہ لڑکا بھی علیل ہے۔ ناظرین الحکم سے صاحب موصوف دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

اپیل

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب حبیب الرحمان رئیس حاجی پورہ کے اس اپیل کو جو منسلک ہذا ہے۔ شائع فرما دیں کیونکہ شاید بہت سے دلوں میں ایسے خیالات ہوں۔ میرا جواب صرف یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کیا اپنی رائے سے نہیں کیا۔ والسلام

محمد علی

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن امید ہے کہ اسکو پڑھکر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تلیجیج کے الحکم میں خاکسار ان خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مبارکباد دیکر۔ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس خط و کتابت کا تذکرہ کیا ہے جو مابین منشی انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن۔ اور مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچھ اس قسم کا تھا جو اصل حال سے دور تھا جسکا مطلب خاکسار نے یہ سمجھا کہ منشی انشاء اللہ خان نے ریویو کو پسند کیا ہے اور وطن کے خریداران کو اسکی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے اور دو سو خریدار بہم پہونچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھکر یہ عاجز نہایت خوش ہوا اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اسیوقت سننے سے بدل گئی جبکہ اس خط و کتابت کو سنا اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو اون کے درمیان ہوا ہے کہ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات۔ الہامات سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ہم کو جو فدائے مسیح موعود ہیں خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچھنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے جسکی اشاعت ہم خادمان ہی تک محدود رہیگی۔ اسقدر معلوم ہونیکے بعد مجھ خاکسار کیلئے ماتم تھا اور ہے میں اپنی اس حالت کو ظاہر نہیں کر سکتا جو یہ خبر سنکر ہوئی خدا تعالیٰ جو دلوں کے راز سے واقف ہے خوب جانتا ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوا ہی چھوڑ دینگے تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جنکی اشاعت کرنا چاہتے ہیں کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے کیا احمد سے علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمد اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا کہ جس نے محمد اور احمد [illegible] اوس نے ہرگز حضور کو نہیں پہچانا اور بیکار باتیں اوڑا [illegible] ہے جسے احمد کو چھوڑا اوس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے اور وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اسوقت ہم میں موجود ہے پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کر سکتا کیونکہ در اصل وہ ایک ہے۔ پھر کیا ایسا معاہدہ کرنے والے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا منشی انشاء اللہ خان کی دو سو خریدار بہم پہونچانے پر ریجھ گئے ہیں۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے ریویو پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے یہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ ہی سب کچھ کر رہا ہے اور حضور کی دعائیں ہیں اور بس۔

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیوں کے بناوٹی خدا کو انسان بنا دے جنہیں بالکل ذات باری کیا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے اون کے لئے کوئی راہ ہے جبکہ وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو ریویو سے علیحدہ کرینگے۔ اگر ایسا نہ کیا تو پھر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہونچائے ہوئے خریدار قائم رہینگے۔ ہرگز نہیں۔ کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب وغیرہ نے اپنی ذات ہی تک محدود سمجھ لیا ہے۔ اگر اون کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب کچھ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یوں اون کو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کر دیں لیکن وہ بھی دوسرے اسلامی رسالوں کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خان کو اگر ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو اون کو پسند ہوں اپنے طور پر طبع کرا کر شائع کر دیا کریں احمدی فرقہ کا رسالہ اسیوقت تک احمدی ہے جبتک سلسلہ احمدیہ مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنیکا یہ منشاء ہے کہ اسلام یعنی مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ خدا کے لئے منیجر ریویو آف ریلیجنز کو حکم دیدیں کہ وہ اپنے ان خیالات کو چھوڑ دیں۔ ورنہ جو رسالہ یا کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے وہ ہمارا نہیں۔ ہمکو وہی ضرورت ہے جس میں حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ تک پہونچاتا ہے۔

یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو کسی سے بدگمانی نہیں ہے بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالیٰ نے مجھکو بخشا ہے جسکی تصدیق میرا بال بال کر رہا ہے وہ مجبور کرتا ہے کہ اسلام کا طریقہ ہمارے بھائیوں کیطرف سے ایسا کیا جاوے۔ فقط

برخوردار حبیب الرحمان سلمہ کو تنبیہ کرتا ہے قادیان ہی [illegible] ہو گیا تھا اب تک برابر آتا ہے اوسکے واسطے دعا کریں اور نیز خاکسار کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

حبیب الرحمان از موضع حاجی پورہ [illegible]

[illegible] ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء

مشاہیر اسلام

(بقیہ امام بخاری)

جامع صحیح بخاری

مضمون علم الحدیث کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہجرت کی پہلی صدی تک احادیث کی تدوین نہیں ہوئی۔ صحابہ کا خیال تہا۔ کہ اگر آثار نبوی مرتب کئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ آگے چلکر ایک زمانہ ایسا آئے کہ کلام الہٰی اور کلام نبوی میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ جائیں۔ علاوہ اس کے ابہی اہل عرب اس قدر متمدن نہیں ہوئے تھے۔ کہ کتابت اور جمع تصنیف کا عام رواج ہوتا۔ دوسری صدی میں جب علوم و فنون کی اشاعت اور تمدن کی بنیادیں پڑیں اور کتابت کا عام رواج ہوا۔ تو جمع حدیث پر بہی لوگوں کو توجہ ہوئی امام مالک نے موطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ ابن جریج نے مکہ معظمہ میں امام اوزاعی نے شام میں۔ سفیان ثوری نے کوفہ میں۔ اور ابو سلمہ حماد نے بصرہ میں۔ احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے۔ عبداللہ بن موسیٰ کوفی اور نعیم ابن حماد وغیرہ نے مسندیں مرتب کیں۔ بعد اور دوسری صدی کے اختتام تک بیسوں مجموعے طیار ہوگئے۔

تیسری صدی میں امام بخاری کو جمع حدیث پر توجہ ہوئی۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک احادیث کے بیشمار مجموعے مرتب ہوچکے تہے۔ اس لئے امام صاحب نے اگر ان سے چہانٹ کر ایک مجموعہ تیار کیا تو یہ کوئی اہم کام نہ تہا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ دیکہنا یہ ہے کہ امام صاحب سے پیشتر اگرچہ متعدد مجموعے مرتب ہوچکے تہے۔ مگر انکی حالت کیا تہی؟ اور امام صاحب نے جو مجموعہ تیار کیا۔ اسکی حالت کیا ہے؟ اس پہلو سے اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری کی اصلی خصوصیت کیا ہے؟ اور امام صاحب کا یہ کام کس قدر اہم۔ اور کس درجہ دشوار تہا؟ ہم اس مضمون میں اسی حیثیت سے صحیح بخاری پر نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری کا اصلی نام اور احادیث و ابواب وغیرہ کی تعداد

صحیح بخاری کا اصلی نام یہ ہے:۔

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله وسنة وایامه حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعہ کے لئے اس سے زیادہ مناسب۔ جامع اور واقعی نام نہیں ہوسکتا۔

صحیح بخاری میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں جو چہہ لاکہہ حدیثوں سے منتخب کرکے درج کی گئیں۔ ایک سو ساٹہہ کتاب ہیں۔ اور تین ہزار چار سو پچاس باب ہیں۔ اُن تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ دو سو نواسی ہے تیرہ سو چالیس مشایخ ایسے ہیں۔ جن سے مسلم نے روایت نہیں کی۔ صرف امام بخاری نے روایت کی ہے۔

ثلاثیات اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو صرف تین راویوں کے واسطے سے امام صاحب تک پہونچی ہے۔ صحیح بخاری میں اس قسم کی بائیس حدیثیں ہیں۔ جن پر امام صاحب کو فخر ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجا فخر ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات

امام صاحب جب حدیث پر متوجہ ہوئے تو بے انتہا مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہوں نے دیکہا کہ جس قدر کتابیں مرتب ہوئی ہیں۔ وہ محض احادیث کا ایک مجموعہ ہیں۔ جن میں نہ صحت کا التزام کیا گیا ہے۔ نہ علت و ضعف سے بحث کی گئی ہے۔ اس قسم کے مجموعوں کا طیار کرلینا کوئی مشکل اور اہم کام نہ تہا۔ مشکل یہ تہا کہ ایک صحیح اور صاف مجموعہ طیار کیا جائے۔ صحت کے علاوہ ترتیب کے لحاظ سے بہی منتظم۔ اور مرتب ہو۔ صحیح آثار کی غیر صحیح سے تمیز کی جائے التزام ہو۔ کہ حتی المقدور اعلیٰ اقسام کی حدیثیں درج کی جائیں۔

امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس التزام اور صحت سے حدیث کا ایک مجموعہ طیار کیا اس لحاظ سے یہ کام جس قدر اہم تہا۔ اسی قدر دشوار تہا۔ امام صاحب نے نہایت کوشش اور جانکاہی سے اول لاکہوں حدیثیں جمع کیں۔ پہر نہایت دقت نظر سے ان پر نقادانہ نظر ڈالی۔ اصول و قواعد کے ساتہہ ان سے دس ہزار حدیثیں منتخب کیں۔ اور ترتیب وار ایک جلد میں جمع کیا۔

امام بخاری نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حدیث کے درجے مقرر کئے۔ اور ان کو مختلف قسموں میں منقسم کیا۔ صحت اور سند کے لحاظ سے کوشش کی کہ مستفیض، متواتر، حسن حدیثیں جمع کی جائیں۔ ان سے دوسرے درجہ پر صحیح حدیثوں کو لیا جائے مگر صحیح سے نیچے درجہ کی حدیثیں جیسے مطلق حسن وغیرہ کو صحیح بخاری میں جگہ نہ دی جائے۔ اگرچہ یہ التزام مسلم اور صحاح اربعہ میں بہی پایا جاتا، اور کہا جاتا ہے کہ موطا امام مالک بہی اسی خصوصیت میں شریک ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس خوبی اور عمدگی سے امام صاحب نے اس التزام کو نبہایا ہے۔ اسکی نظیر کوئی مجموعہ نہیں پیش کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اصح الکتب کے خطاب سے یہی کتاب سرفراز ہوئی۔

بخاری اور مسلم

حدیث کی چہہ صحیح کتابوں میں خصوصیت کے ساتہہ دو کتابیں زیادہ صحیح۔ مستند۔ اور قابل اعتماد تسلیم کی گئی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں کتابوں کی نسبتاً زیادہ صحت میں کسی کو کلام نہیں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ صحیحین میں اصح کون صحیح ہے۔ عام طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ ان دونوں میں صحیح ترین کتاب جامع بخاری ہے۔ لیکن بعض اہل مغرب کو اسمیں کلام ہے ان کا خیال ہے۔ کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اس لئے یہاں ہم دکہانا چاہتے ہیں کہ یہ خیال کسی صورت صحیح نہیں ہوسکتا۔ بخاری کو مسلم پر فضیلت ہے اور اکثر حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے سب سے پہلے یہ دیکہنا چاہیئے۔ کہ وجوہ ترجیح کیا کیا ہوسکتی ہیں؟ صحیح بخاری اور مسلم کا مقابلہ چند حیثیتوں سے کیا جاسکتا ہے۔ حسن ترتیب۔ احادیث اور ترجمہ باب کا تناسب۔ عدم شذوذ و اعلال۔ قوت رواۃ۔ استنباط مسائل اتصال اسناد۔ دیان صحت حدیث پہلی دو حیثیتوں کو چہوڑکر باقی ہر حیثیت سے بخاری کو مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ بخاری میں سوء ترتیب اور بعض مواقع میں عدم مناسبت حدیث و ترجمہ باب کا عیب ضرور ہے مگر اس سے کتاب کی حقیقی خوبیوں پر پردہ نہیں پڑسکتا صحیح بخاری اس رنگ اور التزام کی پہلی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے سامنے اس قسم کا کوئی نمونہ نہیں تہا۔ مسلم نقش ثانی ہے صحیح بخاری نے اسکے لئے راستہ صاف کردیا تہا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش نظر تہا۔ اسلئے اگر ترتیب وغیرہ میں نسبتاً چند نقص پائے جاتے ہیں۔ تو انکی بنا پر امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اس قسم کی فروگذاشتوں کا ایک ایسی کتاب میں رہجانا ضروری لازمی امر ہے اور امام صاحب کی معذوری ظاہر ہے۔

مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی خوبیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔ لیکن جن حیثیتوں کو ہم نے پیش کیا ہے ان کو پیش نظر رکہکر اگر دیکہا جائے۔ تو سات خصوصیتیں ایسی پائیجاتی ہیں۔ جو صرف بخاری کا حصہ ہیں۔ مسلم کو ان میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

(۱) امام بخاری کا اصلی مقصود اگرچہ احادیث صحیحہ کی تدوین ہے۔ مگر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ترتیب احادیث میں فقہی فوائد کو بہی ملحوظ رکہا۔ اس لئے ہم دیکہتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری کو ترتیب فقہی ابواب اور مسایل کے موافق رکہی گئی ہے۔ اور بعض ایسے باب پائے جاتے ہیں۔ جن کو مسایل قرار دیکر۔ ان کے جواز یا عدم جواز میں قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ کہیں کہیں معلقات اور موقوفات سے حلت اور حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اور ان کے متعلق اگر حدیثیں ملی ہیں۔ تو ان کو بہی پیش کردیا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی ابتدا میں الایمان یزداد و ینقص کو ایک مستقل مسئلہ فرض کرکے لیزدادوا ایمانا اور لیطمئن قلبی وغیرہ آیات اور اقوال صحابہ سے زیادت و نقص ایمان کو ثابت کیا ہے۔ اس خصوصیت کی بدولت صحیح بخاری تحقیق مسایل کا بہی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ بخلاف مسلم کے کہ اسکی اصلی غرض صرف احادیث صحیح کو ابواب فقہیہ کی حیثیت سے مرتب کرنا ہے۔ اس لئے مسایل کی تحقیقات کے حصہ سے بالکل خالی ہے۔

(۲) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری احادیث سے اس زمانہ کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتائج نکالکر ان کو الگ الگ بابوں میں درج کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہ کی لونڈی تہی۔ کسی نے کچہہ گوشت صدقہ کے طور پر دیا۔ حضرت عائشہ نے وہ گوشت آنحضرت کو یہ کہکر نہیں دیا۔ کہ

وہ یہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کہاتے،،

آنحضرت نے فرمایا کہ

"بریرہ کے لئے بیشک صدقہ ہے۔ لیکن اگر بریرہ مجہے دے۔ تو میرے لئے ہدیہ ہے"

امام مسلم نے اس حدیث کو باب الصدقہ میں درج کیا ہے۔ مگر امام بخاری نے اس ایک حدیث سے متعدد نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف ابواب میں نقل کیا ہے ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے انکی لونڈیوں کو صدقہ دینا جائز ہے۔ کیونکہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں نے صدقہ لیا اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے۔ اور دوسرے موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کو صدقہ دیا جائے (ناتمام)

۱ جس حدیث کو کم از کم تین جلیل القدر صحابیوں نے الگ الگ طریقوں سے روایت کیا ہو اور اس کے رواۃ میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ہو۔ تو اس حدیث کو مستفیض کہتے ہیں۔ حدیث کی یہ اعلیٰ قسم ہے۔ اگر تین سے کم مگر مشہور اصحاب سے مروی ہو تو اس کو متواتر کہتے ہیں جیسے انما الاعمال بالنیات ایک مشہور حدیث ہے جس کے اصل راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں ۲ ان سے صرف علقمہؓ نے روایت کی اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم نے محمد سے فقط یحییٰ بن سعید نے اور یحییٰ سے بیشمار لوگوں نے روایتیں کیں۔ لہٰذا یہ حدیث متواتر ہے۔ متواتر کے بعد تیسرے درجہ پر حدیث حسن ہے۔ حسن۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جو مختلف طریقوں سے مروی ہو اور ہر طریق کی حدیث کا مضمون دوسرے طریق کی حدیث کی تائید کرتا ہو۔ اگر ایک ہی طریق سے مروی ہو تو اس کو غریب مطلق کہتے ہیں حسن کی دو قسمیں ہیں۔ صحیح اور مطلق۔ حسن صحیح وہ حدیث ہے جس کے بعض یا کل طریقوں کے تمام راوی ثقہ۔ عادل۔ غیر مجروح۔ غیر منکر۔ اور نیز راوی اول کوئی مشہور صحابی ہو۔ ساتہہ ہی سلسلہ روایت میں اتصال ہو مطلق حسن وہ حدیث ہے جسمیں بعض شرایط نہ پائی جائیں ۱۲

اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہبہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے۔ تو اس کا قبول کرنا جائز ہو۔

(۳) ایک باریک فرق **صحیح مسلم** اور **صحیح بخاری** میں یہ ہے۔ کہ جب کسی ایک شیخ کے شاگردوں سے یہ دونوں بزرگ روایت کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے شروط کے مطابق ان میں عدل۔ ثقاہت۔ قوت حافظہ۔ سلامتی ذہن۔ تقوی۔ یہ تمام شرطیں ضروری پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام شرطیں ہر راوی میں برابر درجہ کی نہیں ہو سکتیں۔ کوئی عادل ہے۔ کوئی زیادہ عادل ہے۔ کوئی بہت زیادہ عادل ہے۔ اس لئے **امام بخاری** جس احتیاط اور دقت نظر کے ساتھ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ **امام مسلم** میں نہیں پائی جاتی۔ امام زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اگرچہ سب کے سب معتبر رواۃ میں سے ہیں۔ لیکن اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ان کے مدارج باہم متفاوت ہیں۔ **امام بخاری** اول طبقے سے اصولاً اور دوسرے طبقے سے ضمناً روایت کرتے ہیں۔ مگر **امام مسلم** دوسرے طبقہ سے اصولاً۔ اور تیسرے سے ضمناً۔ اور پہلے طبقے سے کبھی کبھی روایت کرتے ہیں اسماء الرجال کے ماہرین کو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔

(۴) **بخاری** کی قدر و منزلت کا اندازہ مسلم کے مقابلہ میں اس حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی رواۃ کی تعداد جن سے امام صاحب نے صحیح میں روایت کی ہے۔ چار سو تیس سے کچھ زاید ہے۔ اس تعداد میں سے صرف اسی راوی ایسے ہیں جنہیں علما نے کلام کیا ہے۔ لیکن مسلم کے خاص راوی چھ سو بیس ہیں۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو علما نے ضعیف قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ **امام صاحب** کے کمزور راویوں سے **مسلم** کے ضعیف رواۃ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری کے ضعیف رواۃ زیادہ تر بخاری کے شیوخ ہیں جن سے **امام صاحب** کی مدتوں صحبت رہی ان کے حالات اور خیالات سے اطلاع تام کی۔ اس لئے قیاس اس امر کو تسلیم نہیں کرتا کہ بخاری جیسے نقاد مدتوں کی صحبت پر ان کے ضعف سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ اور روایت حدیث میں تامل نہ کیا ہو۔ اس بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان راویوں کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے برخلاف **امام مسلم** کے۔ کہ ان کے ضعیف راوی زیادہ تر قدما میں سے ہیں جنکی تنقید کا نہ ان کو موقع مل سکتا تھا۔ نہ ان کے حالات کی کافی اطلاع تھی۔ اس لئے اس صورت میں ان کے ضعف سے بے خبر رہنا زیادہ ترین قیاس ہے۔

(۵) علما نے **صحیح بخاری** اور **صحیح مسلم** کی تمام حدیثوں میں سے دو سو دس حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے صرف اسی بلکہ اسی سے بھی کم ضعیف حدیثیں بخاری کی ہیں اور ایک سو تیس حدیثیں صحیح مسلم کی۔

(۶) **بخاری** اور **مسلم** میں ایک بڑا نازک اور باریک فرق۔ ادبی حیثیت کا بھی ہے۔ ایک ہی حدیث کے مضمون کو دونوں کتابوں میں دیکھیے۔ بخاری کی طرز ادا۔ نشست الفاظ۔ سلاست بیان جس قدر پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگی۔ اسکی نظیر مسلم میں کم ملے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ **امام صاحب** نے اس زبان کو پیش نظر رکھا۔ جو عہد رسالت۔ یا اس سے قریب تر زمانے میں مستعمل تھی۔ یعنے امام صاحب نے معانی حدیث کے ساتھ الفاظ حدیث کی حفاظت کا بھی اوروں سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷) **امام مسلم** حدیث **معنعن**[1] کے اتصال اسناد کے لئے راوی اور مروی عنہ[2] کی صرف معاصرت کافی سمجھتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی **مدلس**[3] مشہور نہ ہو چنانچہ صحیح کے مقدمہ میں انہوں نے خود تصریح کر دی ہے مگر **امام بخاری** سلسلہ روایت کے اتصال کے لئے صرف معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک مدلس نہ مشہور ہونے کے ساتھ دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے۔ چنانچہ **امام صاحب** نے **تاریخ کبیر** میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اس موقع پر اس اختلاف کے نتیجہ کو دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام صاحب چونکہ ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ایسی حدیث معنعن کو جس کے راوی اور مروی عنہ کی باہم ملاقات ثابت نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ راوی مدلس مشہور نہ ہو۔ متصل الاسناد تسلیم نہیں کرتے اور اس بنا پر اس کو صحیح بھی نہیں قرار دیتے کیونکہ صحیح ہونے کے لئے بالاجماع اتصال اسناد کی ضرورت ہے۔ مگر امام مسلم متصل مان کر صحیح احادیث میں درج کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحت اور احتیاط کے لحاظ سے جس قدر صحیح بخاری کا اصول تنقید موافق عقل ہے۔ اسی قدر مسلم کا اصول قیاس صحیح اور قواعد احتیاط سے دور ہے۔

---

[1] معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جسکی اسناد عن فلان عن فلان کے ساتھ بیان کیگئی ہو ۱۲

[2] یعنے جس سے روایت کیجائے۔ ۱۲

[3] مدلس اس راوی کو کہتے ہیں جو روایت میں اپنے شیخ کا نام درمیان سے چھوڑ دے ۱۲

امام صاحب اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ صرف معاصرت کیونکر روایت حدیث کے لئے ہم کو اطمینان دلا سکتی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ ایک ہی زمانے میں دو شخص ہوں۔ مگر انکی باہمی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ایک تیسرے شخص کی وساطت سے کوئی حدیث ایک شخص تک پہنچ گئی ہو۔ یہ سچ ہے۔ کہ راوی **مدلس** مشہور نہیں ہے لیکن مدلس نہ ہونا اس امر کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی کہ بغیر کسی واسطہ کے بنا بر راوی نے مروی عنہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ صرف ایک یہی اختلاف اس امر کے لئے کافی ہے کہ مسلم کے مقابلہ میں **امام بخاری** جمع حدیث میں کسقدر احتیاط سے کام لیتے ہیں اور جو اصول تنقید قایم کئے ہیں۔ وہ کس درجہ مطابق عقل اور قیاس صحیح کے موید ہیں۔

ہم نے یہاں صحیح بخاری کی سات خصوصیتیں دکھائیں ہیں۔ جو صحیح مسلم کے مقابلہ میں قابل توجہ ہیں۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے خطاب سے تمام کتابیں محروم رہیں۔ مگر صحیح بخاری کی صحت۔ احتیاط۔ قوت رواۃ۔ اتصال اسناد اور اس قسم کی اور بے نظیر خوبیوں نے خود کو اس معزز خطاب کا مستحق ثابت کیا۔ علما نے اس استحقاق کو بجا تسلیم کیا اور کلام اللہ کے بعد جگہ دی۔

امام صاحب نے اس کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے ترتیب میں پہلے تمام ضروری عنوان لکھ لیتے تھے۔ ہر عنوان کے نیچے حدیثیں درج کرتے جاتے تھے جس عنوان کے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو اس کو چھوڑ کر دوسرے بابوں کی ترتیب پر متوجہ ہو جاتے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں بعض عنوان ایسے پائے جاتے ہیں جنکے متعلق کوئی حدیث درج نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری جب مرتب ہو گئی تو امام صاحب نے اپنے استاد علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدثین کی خدمت میں اس غرض سے پیش کیا۔ کہ ان بزرگوں کی نظر ثانی سے مزین ہو جائے۔ لیکن امام صاحب کی احتیاط اور تنقید نے صحیح کو اس درجہ اصح مرتب کیا تھا کہ صرف چار حدیثوں کو انہوں نے قابل بتایا کہ صحیح سے خارج کر دیجائیں۔ اگرچہ وہ چار حدیثیں بھی دراصل صحیح ہیں۔

صحیح بخاری کی شرحیں

صحیح بخاری کو جو حسن قبول حاصل ہوا اسکی ایک اعلیٰ دلیل یہ ہے۔ کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اسکو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ نہ معلوم شرحوں کو چھوڑ کر کشف الظنون سے ان ترپن شرحوں کا پتہ لگتا ہے جو امام ابو سلیمان خطابی صاحب اعلام السنن۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ بدرالدین بن احمد عینی۔ امام محی الدین یحیی نووی۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علما اور محدثین کے قلموں سے نکلی ہیں۔

(الندوہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اک تجربہ دکھلانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو!! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جسکی نسبت خدا تعالیٰ اپنی وحی میں فرمایا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شایع کر دی تھی سو الحمد للہ کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی جس کے یہ الفاظ ہیں۔ زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہو وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف یہ زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو وہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں ہونا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا سو آ گیا۔ و ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ **قیامت کا نمونہ** بھی موسم بہار میں ہی آوے۔ اسلئے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہانتک میرا خیال ہے وہ دن نہیں ہیں تو بہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے اندر پیدا کرو اور غفلت اور بیباکی کی مجلسوں سے دستکش ہو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک ہم بیچ پایا جائیگا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسیطرح **ناقص ایمان** تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیزوں پر مقدم رکھ کر ایمان پر قائم ہیں۔ میں سخت دردمند ہوں کہ میں کیا کروں اور کس طرح ان باتوں کو تمہارے دلوں میں داخل کر دوں اور کس طرح تمہارے دلوں کے ہاتھ سے اگر گند نکال دوں ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور غفار اور ستار ہے لیکن پاک کرنا شخص جو حقیقت کو اپنے دل میں رکھتا ہے اور ظاہر میں نہیں دکھلاتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر ہوشیار ہو خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری جھوٹی محبت ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفاق کا کام کرتے ہیں بلکہ خود پہلے تمہیں ہلاک کریگا اور بعد میں انکو جو آرام کی زندگی رکھ کر بدی کرنے کا نتیجہ دن رات دیکھ رہا اور ابتدا سے جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاک نبی کے منہ سے نکلا وہ ضرور پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاوے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے اور کیا بدنصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کر دعوی کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دنیا سے آلودہ اور خباثتوں سے پر دیکھتا ہے اور اسکے بعد تم لوگ اپنے جھگڑے مت کرو اور دعا میں مشغول رہو۔ کسی کے آگے اور اپنی کمزوری پر نظر کرو اور کسی کی دل آزاری مت کرو۔ اور مدد کی راہ جب خوفناک دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارہ میں لکھا گیا ہو ذکر کرو کیونکہ اب خدا ان تکذیبوں کا **آپ جواب دیگا**۔

میگزین کا آئندہ رنگ

جب سے الحکم میں وہ خط و کتابت شائع ہوئی ہے جو مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن اور مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر میگزین کی مابین ریویو کے مضامین کی ترمیم کے متعلق ہو چکی ہے اس وقت سے کوئی دن اور ڈاک خالی نہیں جاتی جس میں اس ترمیم کے متعلق مختلف خطوط اعتراضوں کے مختلف پہلو لئے ہوئے نہ آرہے ہوں + قوم میں ایک عام کھلبلی اس امر کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ گویا انکا میگزین انکے ہاتھ سے جاتا ہے۔ ان تمام خطوط اور اس تمام حرکت کو دیکھ کر میں اور میرے محترم بھائی مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے بزرگ جو اس رسالہ کی بہتری اور ترقی کیلئے دن رات فکرمند رہتے ہیں اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ قوم اپنے رسالہ کو نہایت قیمت کی نظر سے دیکھتی اور ایک دم کیلئے بھی وہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اسکی موجودہ طرز ترتیب کو بدلا جاوے یہ امر ہم سب کے لئے نہایت ہی خوش کن اور ہمت افزا ہے میں نے کسی دوسری جگہ ایک خط درج کیا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ قوم کے اندر کس قسم کا جوش رسالہ کے متعلق ہے یہ نمونہ ہے متعدد اور مختلف مقامات سے آئے ہوئے خطوط میں سے ایک کا۔ میں ان دوستوں کو جنہوں نے براہ راست مجھے یا مولوی محمد علی صاحب یا دوسرے بزرگوں اور خود اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے خطوط لکھے ہیں یقین دلاتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب یا ہم میں سے کوئی شخص آن واحد اور طرفۃ العین کیلئے بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ ان معتقدات کو جن پر بفضلہ تعالیٰ ہم علیٰ وجہ البصیرۃ قائم ہیں زبان قلم اور قلم زبان سے بیان کرنے میں کوتاہی کرے + جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کے اس خط سے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں معلوم ہو جائیگا۔ ہماری غرض و غایت اگر اس تجویز سے جو مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے سوا تہا یہ تہی کہ چونکہ وہ نیک نیتی اور اسلام کی حمایت و اشاعت کے خیال سے ایک ایسی بات پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے اصل مقاصد میں ہرج واقع نہیں ہوتا اور ہم (جو اپنے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بہوکے پیاسے ہیں) چاہتے ہیں کہ اسلام کا مقدس اور مصفا چہرہ دنیا کو نظر آئے اس جوش میں اپنی قوم پر یہ اعتبار اور بہروسہ کر کے کہ وہ ہماری کارروائی کو بحمد اللہ نیک نیتی پر محمول کر لی ہے اس تجویز سے اتفاق کیا تہا لیکن یہ کبھی خیال نہیں کیا گیا کہ ہم ان مسائل کی بیان میں معاذ اللہ نفاق سے کام لیں گے جو اسلام کی جان ہیں اسلئے قوم کو ہر طرح سے مطمئن رہنا چاہئے۔

ذیل کا خط جو ایڈیٹر صاحب میگزین نے مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر وطن کو لکھا ہے واضح طور پر ان امور کی حقیقت کہولدیگا جو بعض دوستوں کیلئے دل میں خلجان کرتے ہیں۔ مجھے اس خط کے درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا ہے کہ اگرچہ اتنک جس ہمت اور مستعدی سے قوم نے رسالہ کی سرپرستی کی ہے وہ میری کسی تعریف یا تحسین کی محتاج نہیں اور نہ ہمارے کام بحمد اللہ اس غرض کیلئے ہیں لیکن یہ امر واقعی ہے کہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ جس امام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ چکے ہیں اسکی قوت قدسی نے ان کے دلوں پر خاص اثر ڈالا ہے اس رسالہ کی اشاعت کی غرض یورپ امریکہ اور دیگر بلاد میں اسلام کا پیغام پہونچانا ہے اور یہ مختصر سا بے شمار روپیہ پر جو ہمیں ہمارا مولیٰ انشاء اللہ ضرور دیگا۔ لیکن قوم کا فرض ہے کہ وہ ایک مرتبہ مستقل سعی کی کام کر اور دوسری قوموں کو دکہا دے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کام کرنیوالوں کے قویٰ پر یہ اثر ہوا کرتا ہے یعنی پانچسو رسالوں کیلئے جو اپیل کیا تہا اسکے متعلق خطوط آرہے ہیں اور میں جلد اسکا نتیجہ شائع کرونگا۔ صرف ایک شخص چودہری رستم علی صاحب نے ۵۰ رسالوں کی چندہ کا وعدہ فرمایا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء + ابمیں وہ خط درج کر دیتا ہوں۔

وھو ھذا

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہونچا۔ آپ کو معلوم ہی کہ ہر حصہ پبلک میں جو علماء کے زیر اثر ہے۔ اس سلسلہ کی کس قدر مخالفت ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں اور شب و روز یہی کوشش ہے کہ اس سلسلہ کو بدنام کیا جاوے اگر سلسلہ کیجیو رسالہ بدلنے میں صرف آپ سے ہی تعلق ہو۔ تو اور صورت ہے مگر یہاں بدظنی انتہا تک پہونچی ہوئی ہے سو ہاں بعد کی نکتہ زنیوں کے تدارک کیلئے پہلے معاہدہ کو صاف کر لینا۔ اور کہولکر بتا دینا زیادہ مفید ہے سوائے اصل امر تو وہی ہے جس کو میں گذشتہ خط میں بھی لکھ چکا ہوں کہ جس صورت میں ضمیمہ یا الگ رسالہ نکالنے کیلئے کثیر اخراجات درپیش ہیں تو اس کام کو اتنی جلدی کیونکر شروع کیا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ضمیمہ ابھی نہ نکالا جاوے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم جو پانچ سال سے رسالہ کی ابتدائی اخراجات کی متحمل ہوئی اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا نقصان برداشت کر کے اس رسالہ کو جاری رکہا نہیں آج اس کل قوم کو الگ کر کے اس رسالہ کو اس مشن سے قطعاً بے تعلق کر دیا جاوے اور ان کو انکا معاوضہ بھی کچھہ نہ دیا جاوے۔ اگر آپکو صرف اس تجویز کی خاطر اگر آپ نے ریویو آف ریلیجنز کو جو احمدی مشن کا آرگن تہا۔ اس مشن سے الگ کرنا چاہا۔ زبانی کہا جانا ہی تو آپ میری پوزیشن پر بھی غور فرماویں۔ کہ جس مشن کے آرگن کو اس مشن سے الگ کیا جاویگا انکے خیالات اس الگ کرنے والے کے متعلق کیا ہونگے۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ میرے اکثر احباب بہت ہی حسن ظنی سے کام لیا ہے۔ مگر کثرت سے ایسے خطوط میرے پاس آئے ہیں کہ لوگ حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تجویز کیونکر کی گئی ہے۔ ابتدائی تجویز میں یہ عرض کیا گیا تہا کہ یہ صدمہ جو سلسلہ احمدیہ کو ریویو آف ریلیجنز کے الگ کر لینے سے پہونچیگا۔ اس کا ایک چہوٹا سا معاوضہ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ سلسلہ کے متعلق ہم ایک الگ رسالہ جاری کر دیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو کچھ بھی معاوضہ نہیں۔ اخباروں کے قائم کرنے اور چلانے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کا اندازہ آپ تو کر سکتے ہیں پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تجویز جو منظور کی گئی تہی اسمیں سلسلہ کو کسقدر بڑی قربانی کرنی پڑی تہی پس اگرچہ چہوٹی سی بات جو پیش کی گئی تہی کہ چونکہ نئے رسالہ کا اجراء کثیر اخراجات کو چاہتا ہے۔ اس سبب تک پہلے اگر ہزار رسالہ کی امداد کا وعدہ نہو اس وقت تک نئی ترتیب کو شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اسپر بھی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے تو میں نہیں جانتا کہ یہ کام کیونکر چلیگا جن لوگوں کے دلوں میں ہماری طرف سے ایسی بدظنی ہی ان کے ساتھ معاملہ کرنا بہت مشکل امر ہے احمدی قوم پر یہ ظلم ہرگز روا نہیں رکہا جا سکتا کہ ایک طرف تو ان کا رسالہ ان کے سلسلہ سے الگ کیا جاوے اور دوسری طرف ان کو اسکا معاوضہ بھی کوئی نہ دیا جاوے اور نہ ہی قوم اس تجویز کے ساتھ ایک دم کیلئے بھی اتفاق کر سکتی ہے پس آپ پسند کریں تو اس امر کا اعلان کر دیں اور اس تحریر کو چہپوا کر شائع کر دیں کہ جبتک ایک ہزار رسالہ کی اعانت کا وعدہ نہ ہوگا جسمیں سے پانچسو کی قیمت پیشگی وصول ہو جاوے اس وقت تک نئی تجویز عمل میں نہیں آسکتی۔ افسوس ہے کہ آپ ایک ہی پہلو پر زور دیتے ہیں کہ احمدی قوم کل نقصان برداشت کرے اور دوسرے پہلو پر غور نہیں فرماتے۔

امر دوم۔ جو آپکے اس خط نے میرے دل میں سوال اٹھایا ہے یہ ہے کہ جس صورت میں میری اس چہوٹی سی استدعا کو بدظنی پر محمول کیا گیا ہے تو آئندہ خدا جانے ہر کام میں کیسی کیسی بدظنیاں پیدا ہونگی اور کیسی کیسی مشکلات پیش آئینگی۔ اسلئے قبل اس کے جو میں کسی دوسرے کا ایک پیسہ بھی امانت میں لوں کہولکر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی دقت اور جہگڑا نہ ہو کہ ہماری طرف سے صرف یہ وعدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے دلائل کو اس رسالہ میں پیش نکرینگے اور ان کو ضمیمہ میں پیش کرینگے لیکن اسبات کو چہوڑکر میں جو کچھہ اس رسالہ میں لکہونگا۔ اسمیں اپنے عقاید کا پابند ہونگا اور منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہ ہو سکیگی کہ اپنے عقائد کو چہپاؤں۔ مثلاً میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور یہی ایک خصوصیت ہے جو اسکو تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے اور کہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے قدیم زمانہ میں اپنی برگزیدہ بندوں کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا تہا اسی طرح اب بھی کرتا ہے میں چونکہ علیٰ وجہ البصیرت اس عقیدہ پر قایم ہوں۔ اسلئے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اسلام کے فضائل اور اسکی خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چہپا لوں اور اسکا ذکر نہ کروں۔ ایسا کرنا میرے نزدیک ہی نفاق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ ایسا ہی میں اس عقیدہ پر قایم ہوں اور علی البصیرت قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور کسی نبی کو کسی قسم کی فضیلت آپ پر نہیں دیگئی اور آپکے معجزات بھی سب نبیوں سے بڑہکر اور سب سے زیادہ ہیں اور کہ ایسے معجزات جو حضرت عیسیٰ کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں مثلاً مردوں کا زندہ کرنا یہ واقعی اور حقیقی معنوں میں صحیح نہیں ہیں۔ اور بنص صریح فیمسک التی قضی علیھا الموت۔ کے خلاف ہیں ہاں اس رنگ میں وہ صحیح ہیں کہ آپ روحانی مردوں کو زندہ کرتے تہے یا یہ کہ ایک مریض جسکی حالت بالکل موتی کی طرح ہوئی ہو وہ آپکی دعا سے اچھا ہو گیا ہو اور ایسا ہی میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ پر قایم ہوں کہ کسی بشر کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفات میں شریک نہیں کیا پس یہ صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی پرندوں کے خالق تہے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے یا یہ کہ ایک ایسا دجال آئیگا جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مالک بن بیٹہیگا اور مردوں کو زندہ کریگا۔ اور جہاں چاہیگا بارش برسا دیگا ایسے اعتقاد میرے نزدیک شرک ہیں اور انکی بیخ کنی ہر ایک مسلمان کا فرض ہے نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ یہ امت محمدیہ خیر الامم ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اس امت کے ساتھ سچا وعدہ ہے کہ آنحضرت کے خلفاء اسی امت سے ہونگے باہر سے کوئی نہیں آئیگا۔ اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا ایسا نہیں آسکتا کہ اسکو بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملی ہو اور خدا تعالیٰ کے وہ انعام جنکا دروازہ اسنے اس امت کیلئے کہلا رکہا ہے یعنی مکالمہ مخاطبہ کے انعام وہ بدوں وساطت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اب دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ بزور شمشیر دین پہیلانیکے نہ تہے۔ اور نہ ہی آپکے کسی سچے جانشین کے جنگ اس غرض کیلئے تہے کہ جو لوگ اسلام کو قبول نکریں انکو تہ تیغ کیا جاوے اور نہ کوئی ایسا شخص آپکے بعد آنیوالا ہے۔ جو بزور شمشیر دین کو پہیلائے۔ اور جسقدر حدیثوں سے یہ معلوم ہو وہ دین خدا کا دین اس کے نشانوں اور دلائل اور براہین سے ہی پہیلیگا اور میں اس عقیدہ پر بھی قایم ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں جیسا کہ دوسرے تمام نبی ان سے پہلے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بعد فوت ہو گئے ہیں اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر زور نہ دیا جاوے۔ اس وقت تک عیسائی مذہب کی ترقی نہیں رک سکتی۔ حضرت عیسیٰ کی زندگی عیسائی مذہب کا بڑا شہتیر ہے۔ میرے نزدیک حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا عیسائی مذہب کی تائید کرنا ہے اور اسلام کی عظمت کبھی قایم نہیں ہو سکتی جب تک کہ غلط عقائد کے خلاف پورے زور سے جہاد نہ کیا جاوے۔

میں نے یہ باتیں اسلئے نہیں لکھیں کہ ان سب کا ذکر بار بار رسالہ میں کیا جائیگا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی موقع پر بحث کرتے ہوئے اگر ان سوالوں میں سے کوئی سوال میرے سامنے آئیگا۔ تو اسے میں اپنے عقیدہ کے مطابق لکہونگا اور کہولکر لکہونگا جس چیز کو الگ کرنا ممکن ہے وہ صرف حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کے دلائل اور پیشگوئیاں اور نشانات وغیرہ اور اگر آپ غور کریں گے تو آپ آسانی سے سمجھ لیں گے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسالہ کی کوئی ایسی صورت بن سکے جسمیں ان باتوں کا ذکر ہی نہ آسکے۔ خواہ مخواہ انکو درمیان میں لانا میرا مطلب نہیں ہے مثلاً جہاں انکی ضرورت نہ تہی جیسے پردہ۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی سود وغیرہ کے مضامین میں جو لکھے جا چکے ہیں انمیں کہیں ان باتوں کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ کوئی شخص مانع نہ تہا مگر ان چند فروعی مسائل پر اسلام محدود نہیں ہزاروں بحثیں ایسی کرنی پڑینگی جنمیں ان باتوں کا ذکر آئیگا پس بجائے اسکے کہ بعد میں کوئی عہد شکنی کا الزام ہمپر لگایا جاوے میں پسند کرتا ہوں کہ یہ باتیں پہلے پبلک میں پیش کر دی جاویں۔ اس کے بعد آپکے ناظرین میں سے یا دیگر مسلمانوں میں سے جو لوگ مدد دینا چاہیں دیں اور جب انکی تعداد حد تک پہونچ جاوے۔ تو نئی ترتیب کو شروع کر دیا جاوے میں نے اوپر جو کچھ بیان کیا ہے وہ صرف مثال کیطور پر ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس تحریر کو چہاپکر اپنے ناظرین کی رائیں اسکے متعلق معلوم کر لیں گی۔ اس وقت جلدی کرنا مناسب نہیں بلکہ جسقدر دیر سے اور پوری بحث ہو چکنے کے بعد یہ تجویز عمل میں آئیگی۔ اسیقدر دیرپا ہوگی عجلت میں پیچھے نقصان ہوتا ہے۔ والسلام

خاکسار محمد علی۔ از قادیان

نوٹ میں تو اسبات سے ہی حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کر کے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جاسکے ایک ہی امتیازی نشان مذہب اسلام کا جسمیں خدا تعالیٰ کی برکات کا دروازہ ابد تک کہلا ہے دیگر خالی ہمتے کسی مذہب کی ...

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی

مین اپنے سید و مولیٰ حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے تجدید بیعت کر کے شملے کو واپس آرہا تہا جسوقت بٹالہ اسٹیشن پہ پہونچا تو اتفاقیہ میری نظر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر جا پڑی۔ چونکہ مجہے مولوی صاحب سے تعارف تہا مین فوراً مولوی صاحب کے پاس گیا اور سلام علیکم کہا جسکے جواب مین مولوی صاحب نے بہی وعلیکم السلام کہا اور پوچہا کہ آپ کدہر سے آئے ہین مین نے کہا کہ مین قادیان سے آرہا ہون۔

مولوی صاحب۔ کیا تم بہی مرزا کے مرید ہوگئے۔

احمدی۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجہے امام الوقت حضرت جناب مرزا صاحب کی پہچان بخشی۔

مولوی صاحب ہا! ہا!! ہا!!! قسمت ؟

احمدی۔ کیون مولوی صاحب آپ آہین کیون بہرنے لگ گئے یہ تو شکر کا مقام ہے کہ ہم نے امام الوقت کو پہچانکر اسکی بیعت کرلی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ بابو عبد الرحمان نے بہی بیعت کرلی ہے (بابو عبد الرحمان مولویصاحب کے شاگرد بہی ہین۔

مولویصاحب۔ قسمت کی بات ہے تم لوگ فقط انگریزی پڑہے ہوئے ہو۔ ایک طرفہ کتابین دیکہکر ایک طرف ہو جاتے ہو۔

احمدی۔ مولوی صاحب! مینے آپکے اشاعت السنۃ کا مطالعہ کیا ہے لیکن مین اسی نتیجہ پہ پہونچا ہون کہ مرزا صاحب راستی پر ہین۔

مولویصاحب۔ تم انگریزی پڑہے ہو تم کیا سمجہہ سکتے ہو۔

احمدی۔ تو کیا سمجہہ اور پہچان فقط مولویون کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یا گیا مذہب فقط آپ لوگون کے لئے ہی ہے۔ مجہے تو سمجہہ مین نہین آتا کہ ایک شخص دنیا کی اصلاح کے لئے آئے اور دنیا مین سے فقط مولوی ہی اسے پہچان سکین ولبس اگر واقعی یہی بات ہے تو تمام ناخوانده لوگ مسلمان بہی نہ ہونگے اور نہ وہ کسی طرح مجرم ٹہیرائے جاسکتے ہین۔ کیونکہ جو بات ان کی سمجہہ سے ہی بالاتر ہے وہ اس کے لئے ذمہ وار کیون ہونگے اور وہ آیۃ کریمہ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا کے تحت مین اگر بری ہوگئے۔ حالانکہ آپ اسے ملنتے ہین اور مین نے تو مرزا صاحب کو بڑی جد وجہد سے پہچان کر بیعت کی ہے آپ جانتے ہی ہین کہ مین کیسا مخالف تہا مگر اب تو مین یون کہتا ہون کہ ضرور ضرور مرزا صاحب سچے ہین اور انکی بیعت کرنا فرض ہے۔

مولویصاحب۔ تم جہوٹے ہو اور مرزا صاحب بہی (معاذ اللہ) اور ان کی بیعت کرنا گمراہی ہے۔

احمدی۔ یون تو دنیا کے فرزند ہمیشہ سے ایسا کہتے آئے ہین مگر یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے آپ نے یونہی ایسا کہدیا سنئے مین آپ کو ایک بڑے مشہور و معروف عالم یعنی شمس العلماء جناب مولانا شبلی صاحب کی رائے بتاتا ہون۔

پچہلے سال جولائی (۱۹۰۵) مین شمس العلماء مولانا شبلی و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعون پہ لیکچر اور وعظ ہوئے۔ جسمین مولوی شبلی صاحب نے دو باتون پر زور دیا اول یہ کہ اس زمانہ کیحالت بڑی خراب ہوگئی حتّٰی کہ تیرہ سو برس کے اندر کبہی ایسی حالت نہین ہوئی۔ دوم یہ کہ اصلاح کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ مجہے ان باتون کو سنکر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مولویصاحب سے چلکر دریافت تو کرو کہ جب یہ ردی حالت اصلاح کی محتاج ہے تو مصلح بہی کوئی ہے یا نہین۔ اور مجہے خیال بہی تہا کہ مولویصاحب ضرور مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کرینگے کیونکہ وہ یہ بہی تو لیکچر مین کہہ چکے تہے کہ ایک دفعہ جب اسلام کو سائینس اور فلسفہ سے مقابلہ پڑا تو امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اس فلسفہ کو بڑہا اور اس کی تردیدکی۔ پس جبکہ اسوقت امام غزالی کی ضرورت تہی تو مین کہتا ہون کہ اسوقت بہی کسی اور امام کیضرورت ہے بڑا عظیم الشان امام ہو کیونکہ اسوقت امام غزالی کےزمانہ سے زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے الغرض مین اسی بات کو مدنظر رکہکر مولانا موصوف کے پاس گیا اور ان سے مین نے فقط اتنا پوچہا کہ جب آپ ضرورت مصلح کے خود قائل ہین اور اس سے پہلے ضرورت کے وقت امام غزالی کے امام ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو اسوقت کیون مرزا صاحب کو امام نہین مان لیا جاتا جس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے مین تو کوئی حرج نہین ہے بلکہ نہایت مستحسن امر ہے اور مین تو کہتا ہون کہ تم اورون کو بہی اپنے ساتہہ ملالو جہانتک ہوسکے کوشش کرو لیکن مجہے زبردستی سے بیعت کے لئے نہ کہو۔ مین نے کہا کہ یہ تو وہ قصہ ہے خودرا فضیحت ودیگران را نصیحت خیر مجہے تو یہی پوچہنا تہا کہ مرزا صاحب کو کیون امام نہ مانا جاوے جبکہ زمانہ پکار پکار کر انکی ضرورت کو تسلیم کر رہا ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا صاحب کو امام مان لو بہت اچہی بات ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے والے عوام الناس کی نسبت شریعت کی بہت عزت کرتے ہین لیکن ہان لوگ کہتے ہین کہ وہ نبی ہونے کا دعوٰے کرتے ہین جو کسی طرح صحیح نہین ہے۔ جسپر مینے کہا کہ مرزا صاحب کا مین ایک شعر سناتا ہون اس سے آپ نتیجہ نکال لیناکہ انکا کیا دعویٰ ہے اور لوگون کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہین کہ خدا کی عورت اور لڑکے لڑکیان بہی ہین پس ہم خدا کو تو نہین چہوڑ سکتے سو ملاحظہ شعر یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہم ہستم و ز خدا وند منذرم

اسپر مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس طرح تو انکا دعوٰے ٹہیک ہے۔ اور اسکے ماننے مین کوئی حرج نہین ہے مینے پوچہا کہ آپ مسیح علیہ السلام کی حیات کے بارہ مین کیا کہتے ہین تو آپنے فرمایا وہ فوت ہوگئے۔ اور دلیل ایت فلما توفیتنی کنت دی کیونکہ اسمین حضرت عیسیٰؑ کہتے ہین کہ جب تونے مجہے وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تہا پس اگر ہم انہین زندہ مانین تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ اب اپنی امت کے رقیب ہون حالانکہ وہ اسکی نفی کرتے ہین پس قرآن مجید مین تو یہی لکہا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہوگیا۔ اسپر مینے پوچہا کہ علماء تو اسوقت کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین تو آپنے فرمایا کہ وہ بے وقوف ہین عالم نہین ہین مینے پوچہا کہ متقدمین مین سے بہی تو اکثر علماء حیات کے قابل رہے ہین آپنے فرمایا ہان یہ سچ ہے۔ لیکن اس مین ان کا کوئی قصور نہین۔ قرآن مجید ایک بحر بے کنار ہے اسکی بہت سی باتین آئندہ جاکر کہلین گی لیکن اسوقت وفات مسیح کا مسئلہ تو صاف ہوگیا۔ اب جو انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ اور یہہ سب جہوٹے ہین ؏

مولوی صاحب۔ اس قصہ کو چہوڑو وہ تو نیچری ہے اسکا کیا اعتبار ہے مجہے اسکے کہنے سے کیا وہ کچہہ کہے۔

اتنے مین گاڑی آگئی اور مین اور مولویصاحب اور میرے ایک اور دوست تینون اکہٹے ہی بیٹہہ گئے اور سلسلہ کلام پہر شروع ہوا۔

احمدی۔ اچہا مولوی جی وہ تو نیچری ہوئے اسلئے انکا اعتبار نہین پہر آپ تو بتائیے کہ آپ مرزا صاحب کو کیون نہین مانتے۔

مولوی صاحب۔ وہ تو سراسر جہوٹا ہے پہر مین کیون مانون۔

احمدی۔ مولوی صاحب قرآن مجید مین سے کوئی ایسا طریق بتائیے کہ ہم صادق اور کاذب مین فرق کرسکین اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ ہم انگریزی پڑہے ہوئے ہین ہمین اتنی سمجہہ کہان کہ اسمین سے کوئی اصول نکال لین۔ اور مینے یہ سوال مولوی شبلی سے بہی پوچہا تہا تو انہون نے کہا تہا کہ ایسا کوئی اصول نہین اور ہمارا یہ ایمان نہین کہ قول الفصل مین کوئی ایسا اصول نہ ہو۔

مولوی صاحب۔ دیکہو نجاشی کے پاس جب ابو سفیان نے جاکر مسلمانون کو وہان سے نکلوانا چاہا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی بابت پوچہا کہ کیا وہ جہوٹ بہی بولا کرتا ہے۔ تو ابو سفیان نے کہا کہ نہین۔ تو نجاشی نے کہا کہ پہر وہ سچا ہے اور ہم اسپر ایمان لاتے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین بہی یہ عذر ہے۔ جیسے کہ فرمایا ولقد لبثت فیکم عمرًا دیکہو میری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ مین تم مین کتنی عمر بسر کرچکا ہون یعنی میری پہلی زندگی کا چال چلن میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ نہایت اعلےٰ اصول ہے *

احمدی۔ سبحان اللہ کیا پاک اصول ہے اور میرا اس اصول پر ایمان ہے۔ مگر مولوی صاحب کہین آپ پہسل نہ جانا۔

مولویصاحب مین اس اصول کو بسر و چشم قبول کرتا ہون اور کسی شخص کے صادق یا کاذب ٹہیرانے کے لئے یہ کافی معیار ہے۔

احمدی۔ مولویصاحب آپ تو مرزا صاحب کو مان ہی لیجئے۔

مولویصاحب۔ کیون

احمدی۔ مولانا آپنے اشاعۃ السنۃ مین مرزا صاحب کی بابت لکہا تہا کہ ہم اس مرزا صاحب کے حالات سے بہت واقف ہین اور وہ شخص سلامت پسند ہے۔ چونکہ اسبات کو آپنے مرزا صاحب کے حق مین اسوقت کہا جبکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکہی ہے اور جسوقت آپ کی عمر غالبًا ۴۰ برس کے قریب تہی اور یہ عمر رسول اللہؐ کی اس عمر کے قریب ہے جبکہ آپ نے دعوٰے کیا اور دونون مین سے آنحضرت صلعم کیلئے۔ تو اسوقت ابو سفیان نے

؏ جسوقت یہ تمام کلام ہوئی تہی اسوقت مولانا قاری شاہ سلیمان بہی موجود تہے انہون نے بہی اسکی تردید نہین کی تہی گویا الخاموشی نیم رضا۔ اور ہمارے مخالفون مین سے بہی چار او شخص موجود تہے اور بابو عبد الرحمان احمدی بہی تہے۔ منہ

* یہہ سوال و جواب نجاشی کے ساتہہ نہین ہوئے بلکہ ہرقل شاہ روم نے ابو سفیان سے پوچہا تہا کہ محمدؐ اپنے دعوے سے پہلے جہوٹ کا عادی تہا یا نہین جسکے جواب مین ابو سفیان نے کہا کہ اس شخص کو ہم ہمیشہ راست گو اور سچا یقین کرتے تہے۔ شاید مولویصاحب جلدی مین بہول گئے ہون۔ منہ

لہٰذا ہم اسے راستباز یقین کرتے تھے اور
اب اس کے بعد مرزا احمد کے لئے آپ نے وہی گواہی
دیدی اور آپ خود رسول اللہ کو اسوجہ سے راستباز
مان گئے اور ان کے نبی ہونے کے دعوے کو تسلیم کر لیا
پس اسی طرح اب اس کے بعد مرزا احمد کو بھی مانلو وہ
آپ کی ہی گواہی کے بموجب راستباز ہے۔
اور قرآن مجید کے اصول مقررہ سے بھی انکی تصدیق
ہو گئی۔ پھر اب بھی نہ مانو تو پرلے درجہ کی بے
ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ ہم نے یہ بات اسوقت
امکانی طور پر لکھی تھی کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے ممکن
ہے سچ ہو۔

احمدی۔ آپ کے پاس اب کونسی یقینی دلیل
انکی تکذیب کے لئے ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ
آپ اسوقت کیوں نہ اصل بات پر پانی پھیرنے کی
کوشش [illegible] کہ حضرت اقدس دہلی
[illegible]
[illegible] کے متعلق گفتگو
[illegible] تب تو مرزا صاحب
ایسے ہی [illegible] نہیں۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ
ہم نے [illegible] لکھا تھا امکانی طور پر لکھا
[illegible] غلط بیانی کی ہے
[illegible] اشاعۃ السنۃ کے
پرچے پڑھتے [illegible] گفتگو [illegible] آپ نے انڈر
الحکم [illegible] معلوم ہوتا [illegible] آپ مرزا صاحب
کو راستباز یقین کرتے تھے اور نہ امکانی طور پر
[illegible]

مولوی صاحب۔ تب تو مرزا صاحب ایسے ہی
تھے لیکن اب نہیں ہیں۔

احمدی۔ لیجئے مولوی صاحب آپ پر ڈگری ہو گئی۔
اور الحمد للہ کہ آخر ابو سفیان کی طرح آپ کے منہ سے
وہ لفظ نکل آیا جس پر صداقت دعوے مبنی ہے
کیونکہ اب [illegible] کوئی عذر ہے۔

مولوی صاحب۔ میں تو کہتا ہوں کہ اب وہ جھوٹا ہے۔

احمدی۔ اس دعوے میں آپ جھوٹے ہیں کیونکہ
قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ پہلے راستباز تھا تو اب
بھی ہے اگر پہلے کاذب تھا تو اب بھی ہے۔ جیسے کہ
قرآن مجید میں آیا ہے کہ دیکھو میں نے تم میں اتنی عمر بسر
کی ہے یا گذر چکا ہوں گویا رسول مقبول ؐ اپنی پہلی عمر
کو آئندہ کی زندگی کے لئے بطور گواہ پیش کرتے ہیں
مگر آپ اب کہتے ہو کہ مانا کہ پہلے وہ راستباز تھے
لیکن اب کاذب ہیں استغفر اللہ۔ استغفر اللہ
استغفر اللہ۔ مولوی صاحب! یہاں پر تو لبثت
ماضی کا صیغہ ہے نہ مضارع۔ ماضی سے مستقبل کی
تصدیق کی گئی ہے۔ پس چونکہ آپ خود قائل ہیں کہ
مرزا صاحب پہلے تو راستباز تھے۔ اسلئے اب بھی
مان لیجئے کہ وہ خدا پر افترا نہیں کرتے۔

مولوی صاحب۔ کیا جو شخص چالیس برس تک
راستباز رہے پھر وہ کاذب نہیں ہو سکتا ہے۔

احمدی۔ آپکے خیال میں ایسا ہو تو ہو میرا تو یہ یقین
نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ جو علیم کل ہے وہ یہ خبر دیتا ہے
کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ممکن ہے تو پھر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ولقد لبثت فیکم عمرا۔
کوئی دلیل نہ ہوئی معاذ اللہ۔ خدا کی پناہ اولیاء
الرحمان کی دشمنی کیسی بری ہے کہ خدا اور اس کے
رسول پر بھی بدظنی پیدا ہو جاتی ہے + مولوی صاحب
سوائے تسلیم کے ہمیں تو کوئی چارہ نہیں کیونکہ
مسلمان کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ قرآن مجید ہے اسکی
تصدیق ہے لہذا اسے تسلیم کر لیا۔ اب آپ مانیں یا نہ
مانیں مگر نہ اصول مقررہ سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے
کہ وہ صادق ہے۔ اور آگے قرآن مجید کا حکم موجود
ہے کونوا مع الصادقین + جو نہ مانیں انکی
نسبت آپ ہی مفتی سہی۔

مولوی صاحب۔ میں نے ایسی ایسی بحثیں اشاعۃ السنہ
میں درج کر دی ہیں وہاں سے دیکھ لینا اب مجھے وظیفہ
کرنے دو تم تو مانتے ہی نہیں جو کچھ اس کی کتابوں
میں پڑھا ہے وہی کہتے جاتے ہو۔

احمدی۔ اشاعۃ السنہ کی بجائے اسوقت آپ جو
ہیں آپ سے ہی تصفیہ ہو جائے تو بہتر ہے باقی ہم اپنی
بات کو قرآن مجید کے مقابل کسی دیگر کتاب [illegible] اور وظیفہ
پھر کر لینا اسوقت ایک شخص کو جو آپ کے خیال کے
موافق گمراہ ہو گیا ہے سیدھا کر لو۔

مولوی صاحب۔ میں تو مرزا صاحب کو مفتری
ہی جانتا ہوں تم جاؤ تمہارا کام جانے۔

احمدی۔ یہ تو وہ ہی بات ہوئی جو کہا کرتے ہیں
ساری رات زلیخا پڑھتے رہے اور صبح کو اٹھے
تو پوچھنے لگے زلیخا کون تھا۔
میں تو دلیل مانگتا ہوں اور مولوی صاحب باوجود
اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے جھوٹا ہونے پر پھر
جھوٹا جھوٹا کہے جاتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ بس چپ رہو زیادہ کلام نہ کرو
میں نے اشاعۃ السنہ میں مرزا کی خوب خبر لی ہے اور
ثابت کر دیا ہے کہ وہ سراسر جھوٹا ہے۔

احمدی۔ ....
مولوی جی دعویٰ بلا دلیل کو کون مانتا ہے کوئی دلیل
بیان فرمائیے۔

مولوی صاحب۔ دلیل کیا بتاؤں وہ تو سراسر
جھوٹا ہے۔ کوئی بات ہو جھٹ کہدیتا ہے ہماری براہین
میں درج ہے حالانکہ وہاں نہیں ہوتا۔ اس سے بڑھکر
دلیل کیا بتاؤں۔

احمدی۔ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میں نے براہین
پڑھی ہی نہیں۔ ورنہ ابھی ترکی تمام کر دیتا۔ خیر آپ منجملہ
تمام افتراؤں کے ایک افترا پیش کیجئے تاکہ دیکھیں کہ
آپ سچے ہیں یا مرزا صاحب سچے ہیں۔

مولوی صاحب۔ ایک کا ذکر کیا سب ہی افترا ہے۔

احمدی۔ معلوم ہوا کہ آپ فیصلہ کرنا ہی نہیں چاہتے
خواہ مخواہ دل آزاری کرتے ہو۔ خیر میں بھی اب
رخ بدلتا ہوں۔ مانا کہ بقول آپ کے مرزا صاحب سراسر
مفتری ہیں۔ مگر آپ اسبات کے فیصلہ کیلئے کوئی قرآن
مجید سے اصول بیان فرمائیے تا ہم کو بھی حق حاصل
ہو کہ اسکی تصدیق کریں یا تکذیب۔

مولوی صاحب۔ ایک اصول کو تو سمجھ لو پھر اور
پوچھنا۔

احمدی۔ میں خوب سمجھا ہوا ہوں اب دوسرے
کی خواہش ہے۔

مولوی صاحب۔ نہیں اسکو یاد رکھو۔

احمدی۔ تو لو میں خود ہی بتاتا ہوں قرآن مجید میں
رسول اللہ ؐ کی نسبت آیا ہے کہ اگر وہ خدا پر ایک بھی
افترا کرتا تو ہم اسے دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ جان
کاٹ دیتے مجھے اسوقت قرآن کے الفاظ تو یاد
نہیں رہے۔

مولوی صاحب۔ میں بتاتا ہوں لو تقول....

احمدی۔ ہاں مولوی صاحب مجھے یاد آ گئے ولو
تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ
بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم
من احد عنہ حاجزین۔ (سورہ الحاقہ)
پس بموجب اس دلیل کے ضروری ہے کہ مفتری جو
اللہ تعالے پر بہتان باندھتا ہو جلد پکڑا جاوے
اور ہلاک کیا جاوے تا یہ دلیل قائم رہے لیکن مرزا صاحب
تو ۲۰ برس سے زیادہ عرصہ سے دعوے الہام کرتے
ہیں۔ پس وہ صادق ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم
وہی کہو گے جو تمہیں اس نے پڑھایا ہے مگر خود کچھ
بھی غور نہیں کرتے ہو۔ یہ آیت تو خاص محمد ؐ کے
لئے ہی ہے۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی
میرا دوست ہو تو میں اسے کہوں کہ اگر تم نے مجھ پر
بہتان باندھا تو میں تم کو تو ضرور سزا ہی دونگا کیونکہ
تم دوست ہو کر ایسا کرو تو بڑے ظلم کی بات ہے۔
گویا رسول مقبول ؐ کو خاص طور پر اس آیت میں مخاطب
کیا گیا ہے کیونکہ آپ محبوب الٰہی ہیں۔

احمدی۔ آپنے مثال تو خوب بیان فرمائی مگر آپکی مثال
سے یہ ٹھیک نکلتا ہے کہ جو شخص محبوب الٰہی ہو اگر وہ جھوٹ
بولے تو پکڑا جاتا ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے محبوب الٰہی
اور اللہ پر ہی افترا یہ تو ہے ہی ناممکن۔ بات یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص مفتری ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے کر
کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو غیرت الٰہی اس مفتری کو پکڑ لیتی ہے
اور جلد خاتمہ کر دیتی ہے اور تقول ... الخ سے یہی
مراد ہے۔ ورنہ وہ دلیل ہی کوئی نہیں۔ اور نہ اس آیت
کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق دعویٰ
میں پیش کر سکتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ آیت لو تقول علینا خاص
رسول اللہ کے لئے ہی ہے۔ بہر صورت اس آیت کا مقصد اور
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو مخاطب ہی آپ کی ذات
ہے۔ دوم اگر اس کو عام کہا جاوے تو یہ واقعہ کے
خلاف ہے۔ کیونکہ بہت سے مفتری ایسے گذرے ہیں
جو ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔

احمدی۔ مولوی صاحب آپکی دلیل اول تو غلط محض
ہے کیونکہ پہلا معیار جو آپنے فرمایا تھا اسکی مخاطب
بھی تو آپ کی ذات بابرکت ہی تھی۔ لیکن انہیں آپ
خود صادق اور کاذب کے پرکھنے کا معیار قرار دے
چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ گو مخاطب رسول اللہ ہی
ہیں مگر اصول عام ہے۔ اور دیکھئے آپکے دعوے کی
تصدیق اس سے ہوتی ہے ورنہ خاص دلیل تو [illegible]
نہیں ہو سکتی فرض کیجئے آپ کہیں کہ میں سچا ہوں [illegible]
دلیل یہ ہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر بجلی
پڑے اور یہ دلیل خاص [illegible]
[illegible] یقین کروں [illegible]
ہونی چاہئیں [illegible] یہ کہ یہ دلیل عام ہو یعنی جو جھوٹ
بولے وہ بجلی سے ہلاک کیا جاوے تا آپکا بجلی سے
محفوظ رہنا میرے لئے حجت ہو یا یہ ہو کہ آپ نے
کبھی جھوٹ بولا ہو اور میرے سامنے آپ پر بجلی پڑی
ہو تب میں یہ قیاس کروں کہ واقعی آپکے ساتھ یہی
حالت ہے یعنی آپ اسوقت راستی پر ہیں کیونکہ اگر
ناراستی پر ہوتے تو ابھی پہلے کی طرح آپ پر بجلی پڑتی
کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپکے ساتھ اللہ
تعالیٰ کا معاملہ اسی طرح پر ہے۔ پس اسی طرح اب
اس دلیل لو تقول کو ثابت کرنا ہو گا اور یاد رہے
کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ ؐ نے کبھی خدا پر بات
بنائی اور ان پر عذاب نازل ہوا۔ لہذا دلیل خاص
کا تو فیصلہ ہوا ہاں دوسری صورت یعنی اس دلیل
کی عمومیت ماننی پڑی۔ اور کہنا پڑا کہ واقعی اگر کوئی
شخص بھی خدا پر افترا کرے تو وہ پکڑا جاوے
اور ہلاک ہو۔ اور جو شخص مامور و ملہم من اللہ ہونے
کا مدعی ہوا اور وہ ہلاک نہ ہو۔ اور اسکے دعوے
الہام کو رسول اللہ ؐ کے زمانہ نبوت سے زیادہ
زمانہ گذر جاوے تو وہ شخص راستباز ہے۔ پس
اب آپ بتائیے کہ آپ کس بات کو مانتے ہیں اگر دلیل
خاص ہے تو دوسروں کے لئے کیسے حجت ہے اگر
دلیل عام ہے تو مرزا صاحب سچے نکلے اور انکو نبی
ماننا ہی پڑے گا۔

مولوی صاحب ... دلیل ... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل نہ ہونا آپکی صداقت پر مہر ہے

احمدی - اسوقت مرزا صاحب کو بقول آپکے جہوٹے دعوے کرتے ہوئے ۲۵ برس ہو گئے مگر وہ تو پکڑے نہ گئے - اور نہ قتل ہوئے - پہر رسول اللہ کو کیون آپ نے سچا مان لیا جس طرح یہ باوجود مفتری ہونے کے بچ رہے - اسی طرح وہان بہی قیاس کر لو (استغفر اللہ - خداوندا تو معاف کیجو) مولوی صاحب یاد رکہئے کہ یہ دلیل عام ہے اور ناممکن ہے کہ مفتری ۲۳ - برس سے زیادہ برابر مہلت پائے - کیونکہ اسی سے اس ہادی برحق محمد مصطفےٰ ؐ کی توہین ہوتی ہے اور خدا کی غیرت یہ تقاضا نہین کرتی کہ اس کے پیارے کی کسی طرح بہی ہتک ہو -

دیکہئے ایک طرف تو آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ ؐ اگر ایک بہی افترا کرتے تو پکڑے جاتے - دوسری طرف آپ کہتے ہین کہ مرزا صاحب کا سارا سلسلہ ہی افترا ہی ہے مگر اسے کچہہ نہین کہا جاتا کیا یہ آنحضرت کی بے ادبی نہین ؟ ضرور ہے بس مین تو اسے کبہی نہین مانتا - کیا آنحضرت سے خاص بغض ہے کہ وہ تو ایک ہی افترا کرین تو پکڑے جاوین اور دوسرے دن رات افترا کرین مگر نہین جاوین ... جاوے - کیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ جو دن رات افترا کرتے ہین خدا کے ... نہین کیونکہ ... نہین جاتے ورنہ کیون خدا ان سے ایسا ... کا سلوک کرتا (معاذ اللہ)

مولوی صاحب حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے پکڑا جاتا ہے اور آنحضرت کا ۲۳ برس تک زندہ رہنا اور مقتول نہ ہونا ایک معیار ہے جس سے ہم ہر ایک مدعی الہام کو پرکہ سکتے ہین - اور مرزا صاحب کی صادق ہونے پر یہ ایک بڑی مہر ہے

مولوی صاحب - تم فضول بہت بولتے ہو جس سے کوئی فائدہ نہین ہے - اب چپ رہو رسالہ قطع الوتین پڑہ لینا اسمین یہ ساری بحث ہے اور اسمین کئی ایک مفتریون کا ذکر ہے جنہون نے بڑی لمبی لمبی مہلت پائی ہے -

احمدی - مولوی صاحب اگر آپ چپ رہتے تو بہتر تہا خیر اب آپنے قطع الوتین کا ذکر کیا ہے تو اب مین کب چپ رہ سکتا ہون - اول تو اس کا مصنف حافظ محمد یوسف ہے جو بالکل ناقابل اعتبار شخص ہے - مین اس کے ذاتی حالات سے خوب واقف ہون اور آپ کو بہی معلوم ہے کہ جب وہ شملے انجمن حمایت نو مسلمان امرتسر کے لئے چندہ اکٹہا کرنے گئے تہے تو مین بہی ان کے ساتہہ ہو گیا تہا - اور انہین کے ساتہہ رہتا تہا - خیر مجہے انکے ذاتی معاملات سے

کیا غرض مین آپکی قطع الوتین کا ذکر ہی سناتا ہون اول تو اس کتاب مین قرآن مجید کی نص صریح کا مقابلہ کیا گیا ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے دوم اسمین بالکل جہوٹ سے کام لیا گیا ہے اور ایسا ہونا ضروری تہا کیونکہ قرآن مجید کے مخالف ہون اور پہر راستی پر بہی ہون ایک امر محال ہے دیکہئے اس مین اکبر کو بہی مفتری کہا ہے - حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کب اس نے دعوے کیا کہ مین خدا کا فرستادہ ہون اور مجہے یہ الہام ہوا ہے

مولوی صاحب - اسنے دین الٰہی جو نکالا تہا -

احمدی یہہ واقعہ غلط ہے کیونکہ جب شاہ ایران نے اکبر کیطرف خط لکہا کہ تم نے کوئی نیا دین تراشا ہے پس اگر یہ سچ ہے تو ہماری تمہاری اب کوئی صلح نہین - جسکے جواب مین اکبر کیطرف سے فیضی نے یہ قطعہ لکہا -

قِیْلَ اِنَّ الْاِلٰہَ ذُوْوَلَدٍ
قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَھَنَا
مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا
مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

یعنی لوگ تو کہتے ہین کہ خدا صاحب اولاد ہے اور ... کے رسول ... کاہن ... بتلایا ... جب کہ اللہ اور رسول ... دونون خلقت کی زبان سے ... نہین پائی تو اگر مجہہ پر یہ الزام لگایا گیا تو کوئی نئی بات نہین -

مولوی صاحب - یہہ قطع الوتین کی تصنیف ...

مولوی صاحب - دیکہو حسن بن صباح نے بہی تو ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور جنت دوزخ بنائی اور بڑا اپنا دین پہیلایا - پہر وہ کیون مہلت پا گیا -

احمدی - مولوی صاحب مومن کی یہ شان نہین کہ وہ قرآن مجید کے خلاف خواہ مخواہ یہودیون اور عیسائیون کی طرح قصے کہانیان گہڑے - مین کہتا ہون کہ حسن بن صباح اپنے دعوے پر قائم نہین رہا ورنہ آپ اسکی لائف مین بتائیے کہ وہ اپنے دعوے پر ہی قائم رہا ہو - مینے وہ سارا ناول پڑہا ہے لیکن اس بیچارے نے تو کہین نام ہی نہین لیا کہ مجہے الہام ہوتا ہے مگر اب آپ اسے خواہ مخواہ ملہم من اللہ بتاتے ہین - کیا ملہم اسی ہی کہتے ہین کہ جہاز ڈوبنے لگا تو ایک دفعہ بات بنالی کہ مجہے خدا نے کہا کہ یہ جہاز نہین ڈوبے گا اور پہر سب سلسلہ مخفی رکہا اور ظاہرا نام بہی نہ لیا کہ مجہے بہی الہام ہوتا ہے - اور پہر وہ ناول ایک ناولسٹ کا بیان ہے جس مین ہزار ہا طرح کی ملاوٹین ہین - اور پہر اس ناول مین بہی تو کہین ذکر نہین کہ اسنے پہر کبہی کہا ہو کہ مجہے الہام ہوتا ہے جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خود اس دعوے سے دستکش تہا - اور اسکی تعلیم مین یہ ضروری تہی کہ اسے ملہم من اللہ مانا جاوے اور یہ عجیب الہامی ہین کہ ماننے نہ ماننے کی ضرورت ہی نہین -

مولوی صاحب - بس اب ... وظیفہ ... یہ بحث ... ہو تو میرا اشاعۃ السنہ پڑہا کرو -

احمدی - مولوی صاحب وظیفہ پہر پڑہہ ہو جاویگا پہلے یہ بات تو فیصلہ کر لو - اب تو امرتسر کا سٹیشن بہی قریب ہے پہر آپ اکیلے بیٹہے وظیفہ پڑہتے رہنا -

مولوی صاحب - تم اشاعۃ السنہ منگوا کر پڑہا کرو -

احمدی - اچہا تو آپ میرے نام جاری کر دیتا مین پڑہکر جواب بہی لکہہ دیا کرون گا کیونکہ جو کچہہ آپ نے اب کہا ہے وہی اوسمین ہوگا -

مولوی صاحب - مین تین روپے کا وی پی تمہارے نام کر دون گا -

احمدی - اشاعۃ السنہ کی قیمت بہت ہے مین اسکی بجائے کسی کے نام ریویو آف ریلیجنز ہی کیون نہ جاری کرا دون گا جس سے فائدہ بہی ہو - ہان اگر آپ نصف قیمت پر دینا چاہین تو میرے نام جاری کر دین مگر قیمت چہہ مہینہ بعد دونگا -

مولوی صاحب - مجہے مرزائیون کا اعتبار نہین فلان مرزائی میری قیمت مار کر لیگیا تہا حکیم نور الدین کی معرفت بمشکل سے ملی تہی - اور یہ سارا معاملہ مرزا صاحب کی برکت ہے -

احمدی - مولوی صاحب خدا سے ڈرنا اچہا ہے اور خدا کے بندون پر بدظنی اچہی نہین - کہئے مرزا صاحب کے مریدون کے علاوہ تو کبہی کسی نے آپکا نقصان نہین کیا -

مولوی صاحب - بہت مار کر لے گئے -

احمدی - مولوی صاحب خدا کے بندے اور محمد کے پیرو آپکے روپیہ مار کر لیگئے - !!! مجہے تو بڑا افسوس ہے کیا آپ کو خدا اور اسکے رسول پر تو کوئی اعتراض نہین

مولوی صاحب - تم شریر ہو چپ ہو مجہے وظیفہ کرنے دو -

احمدی - وظیفہ کس کام آئیگا جبکہ امام الوقت کو تسلیم نہین کیا - خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے بہی کبہی وظیفے وغیرہ کام آتے ہین - بہتر ہے آپ مرزا صاحب کو مان لین -

مولوی صاحب (خاموش ہین گویا سوئے ہوئے ہین مین بلا رہا ہون نہین بولتے -)

اب امرتسر کا سٹیشن قریب آگیا ہے مین مولوی صاحب کو ذرا ہلایا اور کہا کہ اب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہین اور رسالہ آپ میرے نام جاری کر دینا -

مولوی صاحب - بہت اچہا -

میرا ہمراہی - مولوی صاحب یہ تو آپکے پیچہے پڑ گیا ہے آپ چپ کرکے وظیفہ کرتے جائیے -

احمدی - بس اب تو سٹیشن آہی گیا اب کیا ہے -

- اچہا مولوی صاحب سلام علیکم -

الراقم - عمر الدین احمدی از شملہ ۲ فروری ... ۱۹۰۲

(نوٹ) مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اگر وہ کچہہ ...

* جس ... حافظ محمد ... جلد مین ٹہیرے ہوئے تہے تو مین اپنے آپکو انجمن کی خدمت کے لئے وقف کر چکا تہا اور ... مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان کے پاس آیا کرتے تہے - اور انہین دنون حضرت اقدس کا اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب رجسٹری شدہ میرے سامنے آیا اسوقت مولوی محمد حسین بہی موجود تہے اور ایک اور شخص تہا جسکا نام مجہے معلوم نہین - اور اسیوقت وہ اشتہار پڑہا گیا جو سنکر مولوی صاحب اور حافظ صاحب دانت پیسنے لگ گئے - اور پہر حافظ صاحب اور مولوی محمد حسین اور وہی تیسرا شخص ملکر اس اشتہار کے جواب کی فکر مین پڑے رہے - اور ہر مشورے مین ساتہہ ہی ہوتا تہا - جو جو کارروائیان ہوئین وہ مجہے ہی معلوم ہین سب کو لکہون تو بہت لمبا مضمون ہو جاوے اسلئے ایک ہی بات لکہتا ہون تا مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی چالاکی اندرونی شہادت سے فاش ہو جاوے اسکے جواب مین ایک اشتہار کا مضمون اس تیسرے شخص نے حافظ صاحب کے اشارے سے بنایا جسکا مطلب یہ تہا کہ مرزا صاحب کی اب مالی حالت اچہی ہو گئی ہے اسلئے وہ اسطرح پر انعامی اشتہار دیتے ہین لیکن مین یہ جواب دیتا ہون کہ وہ مجہہ سے امرتسر مین ندوۃ العلماء کے جلسے مین آکر اسی بات پر بحث کر لین کہ مفتری کو مہلت ملتی ہے یا نہین (مرزا صاحب کا نہ اشتہار تہا کہ مفتری کو زیادہ مہلت نہین ملتی) پس اگر مین نے ثابت کر دیا کہ واقعی مفتری کو مہلت مل جاتی ہے تو مرزا صاحب میری ... بیعت کر لین - اس مضمون کو مینے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اور جہانتک مجہے یاد ہے یہی الفاظ تہے گو عبارت آرائی زیادہ تہی اور اس اشتہار کو مولوی صاحب نے بہی پسند فرمایا تہا اور اسی تیسرے شخص نے اس اشتہار پر یہ کہا کہ اسکے فقرے مرزا صاحب کو خوب چبہین گے اور دوسرے اسنے بحث تو کرنی ہی نہین پس ہم ہی فتحیاب ہونگے - جبہ مولوی صاحب اور حافظ صاحب خوب راضی ہوئے اور حافظ صاحب نے خوشی خوشی وہ اشتہار امرتسر مین چہپنے کو بہیجا مین ان دنون حضرت اقدس کا بیعت نہ تہا اس واقعہ سے ایک قسم کی تلاش لگ گئی اور آخر خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجہے امام الوقت کی پہچان بخشی - اور مین حافظ صاحب کی فتح پر جو شکست سے بہی بدتر ہے ہزار دفعہ لعنت ...

استفسار اور اونکے جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائی کو بیپانہ کی تہمت کیون لگائی .... مفصل جواب عنایت ہو

جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی تہمت نہین لگائی اللہ تعالے حضرت یوسف کو صدیق (بڑا سچا) کا خطاب دیتا ہے کیا بڑے سچے بہی کسیکو جہوٹی تہمت لگاتے ہین۔ جیسے فرمایا یوسف ایہا الصدیق سورہ یوسف رکوع ۷

قرآن کریم کی تفسیر کرتے کے وقت انسانکو چاہیئے کہ جس قسم کے لوگون کا ذکر قرآن مجید مین پڑہے اوسی پایہ کے لوگون کی رسم ورواج و عادات کو پیش نظر رکہے مثلاً اگر ذکر کسی امیر کا ہے جیسے کہ یہان ہے تو اوسوقت امرا کا طرز معاشرت ملحوظ رکہے۔ آپ لوگون کے سامنے تحصیلدار اور منصف ہین بہی جو بڑے اعلٰے امرا مین بہی داخل نہین مگر کیا وہ اپنے برتن آپ سنبہالتے پہرتے مین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ یہ اونکے باورچی یا دوسرے نوکرون کا کام ہے۔ چہ جائے کہ یوسف علیہ السلام جو محکمہ مال کے وزیر اعظم تہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بہائیون کی روانگی کے وقت انکے رخصت کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے حقیقی بہائی کے پاس جوان کو بہت پیارا تہا۔ وقفہ کیا وہان پانی پیا اور پیالہ حسب عادت امرا وہین رکہہ دیا نوکر اٹہانا یاد نہ رہا۔ اور مزدورون نے اسباب مین ہی باندہ دیا یا کسیطرح اسباب مین بندہ گیا۔ جب داروغہ سامان سرکاری نے اتفاقاً سامان کو دیکہا تو پیالہ موجود نہ تہا۔ انہون نے چونکہ وہان پانی پلایا تہا اور وہان سے پیالہ کا واپس جانا ثابت نہ ہوا تو ان کو یقین ہو گیا کہ ان لوگون نے ہی چرا لیا۔ اسیواسطے انہون نے یقینی طور پر کہدیا کہ بے شک تم لوگ چور ہو۔ حضرت یوسف کے بہائی چونکہ اس معاملہ مین فی الواقعہ راستی پر تہے انہون نے چور کی سزا بڑی جرأت کے ساتہ بیان کر دی اور منظور کرلی جسکا خمیازہ بالآخر انکو بہگتنا پڑا۔ اس تمام واقعہ کے بعد اللہ تعالے جو علام الغیوب ہے اور کسی راست باز کو ہدف طعن رکہنا پسند نہین کرتا فرماتا ہے کذالک کدنا لیوسف یہ ساری تدابیر ہمنے یوسف کے فائدہ کے لئے کی تہین۔

کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خاندان نبوت سے جدا ہوئے مدت گذر چکی تہی اور اسرار و معارفت و نکات نبوت و دیگر ضروریات سے آگاہ ہونا ایک دور دراز کا کام تہا اس لئے ہم نے اس تدبیر سے یوسف کے فائدہ کے لئے اسکا بہائی اس کے پاس رکہلیا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہی کوشش کی تہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکا بہائی تخلیہ مین ملسکے چنانچہ انہون نے کہا تہا کہ الگ الگ دروازون سے داخل ہونا ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے بہی اس جگہ اشارہ فرمایا

مَاكَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ؁

یعنے ابواب متفرقہ مین سے داخل ہونے مین اور تو کوئی فائدہ نہ تہا صرف حضرت یعقوب کے دل مین ایک خواہش تہی جسکو اوسنے پورا کرنا چاہا تہا۔ ہان یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو کب اور کس طرح علم تہا کہ یوسف (زندہ ہے یا وہان تقسیم غلہ مین دخیل ہین سو اس کا جواب یہ ہے کہ انکو بوحی الٰہی علم تہا۔ اور یقینی علم تہا۔

الف۔ اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے فرمایا وانہ لذو علم لما علمناہ یعنے ہم نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے مصر مین موجود ہونیکا بلکہ محکمہ تقسیم غلہ مین موجود ہونیکا علم دیدیا تہا۔

ب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو روز اول سے کبہی بہی شک نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو فی الواقعہ بہیڑیا نے کہالیا ہے۔

اول جب یوسف ؑ کے بہائیون نے باپ کو کہا کہ یوسف کو بہیڑیا کہا گیا تو انہون نے انا للہ تک نہین پڑہا بلکہ اس معاملہ مین اللہ تعالے سے مدد مانگی اور فرمایا واللہ المستعان علےٰ ماتصفون سورہ یوسف رکوع ۲ یعنے تمہارے اس بہانہ بازی اور حیلہ سازی پر مین اللہ تعالے سے مدد مانگتا ہون حالانکہ وہ نبی تہے اور قانون قدرت کو خوب جانتے تہے کہ کوئی مر کر اس جہان مین زندہ ہوکر نہین آتا پہر اوسکے زندہ کر کر واپس لانیکے مدد اللہ تعالے سے مانگنا دعا مین اعتدا ہے جو شان انبیا کے خلاف ہے۔

دوسرا اسی آیت کے ماقبل حضرت یعقوب نے اپنے بیٹونکو انکے جواب مین کہا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا تمہارے نفس امارہ نے یہ بہانہ کرنا تمکو خوشنما کر کے دکہایا ہے۔

تیسرا یوسف ؑ کے بہائیون کے بیان سے ہی انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا تہا جبکہ انہون نے کہا وما انت بمومن لنا ولو کنا صادقین رکوع ۲ یعنے تجہے تو ہماری بات پر اعتبار نہین آئیگا اگرچہ ہم سچے ہی ہون۔

چوتہا۔ خواب حضرت یوسف ؑ کا وہ سن چکے تہے اور اسکی سچائی پر یقین تہا اسلئے حضرت یوسف ؑ کو اظہار رؤیا سے منع فرمایا بلکہ فرمایا کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ سورہ یوسف رکوع اول

کہ ہلاک ہونے والے خدا سے دور خبیث روحین ہمیشہ راست باز انسان کے دشمن ہوا ہی کرتے ہین۔

پانچوان۔ جب حضرت یعقوب ؑ نے بیٹون سے حضرت یوسف کا خاص سلوک اور بہائی کے بلانے کا سخت تشدد دیہانتک کہ ہمراہ نہ لانے کی سخت سزا سنی۔ تو انکو صاف پتہ لگ گیا کہ وہی مہتمم تقسیم غلہ ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔

فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یعنے اگر تم اس (بہائی) کو ہمراہ نہ لاؤ تو تمکو کچہہ بہی غلہ نہین ملیگا بلکہ تم میرے نزدیک بہی نہ آنا۔ اور اسکو اللہ تعالی نے مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ کے ذریعہ یوسف ؑ کے بہائیون کی زبان پر مختصر الفاظ مین مکرر بیان فرمایا۔

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اسقدر تاکید کر رہا ہے وہی یوسف ہے۔

چہٹا۔ جب بہائیون نے اپنے باپ سے یوسف ؑ کا بہائی مانگا تو انہون نے واپس لانے کی تاکید کی اگر حضرت یوسف کے قتل ہونیکا انکو شک ہوتا تو غفلت نکرنے کے تاکید کرتے جیسے پہلے ان کی غفلت سے یوسف قتل ہو گیا۔

ساتوان۔ وہ اسی موقع پر انکے وعدہ حفاظت پر فرماتے ہین۔ فاللہ خیر حافظا خدا تعالی کی سابقہ حفاظت کو یاد کر کے اللہ تعالے سے آیندہ اسکی بہی حفاظت مانگتے ہین۔

اٹہوان جب حضرت یوسف ؑ کے بہائی کو مصر مین چہوڑ کر باپ کے پاس جا کر انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے نے چوری کی اسلئے حسب حکم شریعت وہ ٹہر گیا تو فرمایا کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اللہ تعالے مجہے یوسف اور اس کا بہائی اور تیسرا جو مصر سے آیا ہی نہین تینون ملا دیگا۔

نوان۔ جب بیٹون نے یوسف علیہ السلام کا یاد کرنا ناپسند کیا اور باپ کو ملامت کیا تو حضرت یعقوب نے جواب مین کہا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؁ مین وحی الٰہی سے جو کچہہ جانتا ہون تمکو اسکی خبر نہین۔

دسوان۔ پہر بیٹون کو حکم دیا کہ اِذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ ؁ یعنے جاؤ اور جا کر یوسف اور اسکے بہائی کی جستجو کرو۔

گیارہوان۔ جب بشیر نے قمیص حضرت یعقوب کے سامنے لا رکہی تو حضرت یعقوب نے فرمایا الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون ؁ یعنے کیا مین تم کو نہین کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہے وحی الٰہی سے اس معاملہ کی خبر ہے تمہین نہین۔

غرض حضرت یعقوب ؑ کو بوحی الٰہی خوب یقینی علم ہو گیا تہا کہ وہان حضرت یوسف تقسیم غلہ کے مہتمم یا کم سے کم دخیل تو ضرور ہین۔ اب مین آپ کو وہ آیات مع ترجمہ بہی لکہہ دیتا ہون تاکہ آپکو واقعات کے سمجہنے مین زیادہ سہولت ہو۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ○ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○ ؁

ترجمہ۔ جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اس کے بہائی اپنے پاس رکہہ لیا یوسف ؑ نے اپنے بہائی کو اور اوسکو خبر بہی کر دی کہ بے شک مین ہی تیرا بہائی ہون۔ سو تو غمگین نہ ہو ان کی گذشتہ کرتوتون سے۔ پہر جب تیار کر دیا تہا اونکا اسباب رکہدیا پیالہ (پانی پینے کا) اپنے بہائی کے بوجہہ مین پہر (جب چلا گیا قافلہ) پکارا ایک پکارنے والے نے۔ اے قافلہ والو تم تو بے شک چور ہو۔ کہنے لگے انکی طرف منہ کر کر۔ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی۔ بولے ہم کو سرکاری پیالہ نہین ملتا اور جو کوئی اوسے لادے اوسکو بوجہہ (غلہ) ایک اونٹ کا (انعام) ملے کا۔ اور مین اسکا ضامن ہون کہنے لگے (یوسف ؑ کے بہائی) قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے کو نہین آئے (کیونکہ یہہ پہلے ہی ایکدفعہ آئے تہے) اس ملک مین اور نہ کبہی ہم چور تہے۔ بولے پہر کیا سزا ہے اسکی اگر تم جہوٹے ہو کہنے لگے۔ اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجہہ مین سے ملے وہی جائے اوسکے بدلے مین (چور مال کے پاس رہے) ہم یہی سزا دیا کرتے ہین ایسے نقصان کرنے والون (چورون) کو

پہر شروع کی (تلاشی اوس موذن نے) اون کی خرجیون کی پیچہ تلاشی یوسف کے بہائی کی سو - پیچھے (تلاشی سے) نکالا (پیالہ) اوس (یوسف) کے بہائی کی خرجی سے - اسیطرح تدبیر کی ہمنے (اللہ تعالے نے) واسطے فائدہ یوسف کے - وہ ہرگز نہ لے سکتا تہا اپنے بہائی کو اوس بادشاہ کے قانون مین مگر اللہ تعالے نے جو چاہا (کر دیا) ہم جسکے درجے بلند کرنا چاہین کر دیتے ہین (جیسے اب یوسف علیہ السلام کا درجہ بلند کر دیا) اور ہر ایک علم والے پر ایک عظیم الشان علیم کی ذات ہے (وہ جو لائق رفع درجات کے ہو اوسی کے درجات بلند کرتا ہے)

اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بہی تہمت نہین لگائی اتفاقاً پیالہ گم ہوگیا اور اسوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بہائی انکے پاس رہ گیا دوسرا یہہ رہنا تو انکے لئے موجب عین راحت اور سرور کا تہا وہ بہائی کو مدت کے بعد ملے تہے اگر وہ جانتے کہ یہہ میرے رکہنے کے لئے تدبیر ہے تو وہ ہزار جان سے خود پیشکش کرتے -

تیسرا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ حسب قانون حوالات یا جیلخانہ مین بہیجے گئے تہے - پس انکا وہان رہنا الٰہی منشاء کے موافق انکے باپ کے منشاء کے موافق انکے بہائی اور انکے اپنے عین خوشی اور راحت کا موجب تہا -

سوال اگر اسکو قصص مانے لیئے قصص قرآن مین نہ ہونے چاہئین -

جواب

یہہ قصہ نہین ہے اور قرآن مین ہرگز ہرگز کوئی قصہ بہی نہین شاید قصص کے معنے آپنے قصہ کئے ہونگے - قصص کے معنے ہین بیان کرنا - کیونکہ یہ لفظ قاف کی زبر (فتحہ) سے ہے - اور قصص جسکے معنے قصون کے ہین وہ قاف کی زیر (کسرہ) سے ہے -

مثلاً شراب کے معنے عربی زبان مین ہین کوئی پینے کی چیز - مثلاً آپ کتب طب مین دیکہہ لین کہ شراب البنفسج شراب النیلوفر وغیرہ کے معنے ہین - شربت بنفشہ شربت نیلوفر وغیرہ - مگر ہندی مین شراب کے معنے وہ شراب ہین جس سے مستی ہوتی ہے -

اسیطرح مکر کے معنے ہین تدبیر مگر ہندی مین مکر کے معنے ہین دہوکہ فریب -

دوسرا قصہ کہانی ہین جسکا حال بیان کیا جاتا ہے ذکر ہین اوس کے تمام کمال حالات کا مفصل ... پورا پورا بیان کر ... ہوتا ہے - مگر قرآن میں یہہ

مین جن لوگون کے واقعات بیان ہوئے ہین اون مین یہ امر نہین پایا جاتا یہی واقعہ یوسف ع کا دیکہو اور اسکے مقابل قصہ یوسف زلیخا پنجابی اور فارسی کو دیکہو تو فرق نظر آجاوے -

لوگون کو لفظ قصص سے جسکے معنے ہندی مین قصہ رواج پا گئے ہین غلطی لگی ہے اصل مین احسن القصص کے معنے ہین عمدہ بیان عمدہ بات -

یہہ عقیدہ رکہنا کہ قرآن مجید مین قصص یعنے قصہ کہانی بہی ہین کسی مومن کو جائز نہین کیونکہ یہ عقیدہ کفار مکذبین قرآن مجید کا ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پ۹

جب ہماری آیات ان پر پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین یہہ (کہانیان تو ہمنے پہلے ہی سنی ہوئی ہین اگر ہم چاہین تو اسی طرح بیان کر سکتے ہین ان مین کوئی سوائے گذشتہ لوگون کی کہانیون کے اور تو کچہہ بہی نہین - وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا سورہ فرقان رکوع اول منکر کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کے قصے ہین جنکو اس (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بخود لکہہ دیا ہے اور وہ کہانیان وہی ہین جو یہود و عیسائی وغیرہ لوگ اس رسول اکرم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب و روز سنایا کرتے ہین -

اصل بات یہ ہے کہ جسقدر واقعات گذشتہ کا ذکر قرآن کریم مین ہوتا ہے وہ تمام پیشگوئیان ہین جو دوسری طرز پر حضور رحمۃ للعالمین نبی الامی کو قبل از وقت بیان کئے گئے ہین تاکہ ایمان والون کو موجب زیادت ایمان اور منکرین پر اتمام حجت ہوکر موجب پورے خسران کا ہون -

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چنانچہ یہ سورہ یوسف بہی حضرت سرور عالم کے پیش آیندہ واقعات کے لئے پیشگوئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مین بتلائی گئی ہے اور یہہ پیشگوئی اور بہی عظیم الشان ہو جاتی ہے جبکہ یہ دیکہا جاوے کہ کس زمانہ مین یہ پیشگوئی کی گئی - یہہ سورہ شریف مکہ مین نازل ہوئی جبکہ حضور رحمۃ للعالمین اور آپ کے اتباع کو سر رکہنے کی جگہ بہی نہ ملتی - اور بعض صحابہ باجازت حضور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد حبشہ مین ہجرت کر گئے اور بعض انواع اقسام کی تکالیف کفار کے ہاتہہ سے دیکہہ رہے تہے

چنانچہ اللہ تعالے ابتدائی سورہ مین ہی اس کا پیشگوئی ہونا بیان فرماتا ہے اور اخیر مین بہی مکرر فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۱ - یعنے ہم تمپر عمدہ بات بیان کرتے ہین یعنے تمہاری آیندہ ترقی کے لئے اطلاع دیتے ہین اسلئے کہ ہمنے تمپر یہہ قرآن وحی کیا یعنے یہ مشکلات تمکو تردل نبوت و قرآن کے سبب پیش آئی - کیونکہ قبل اظہار دعوئے نبوت اس قسم کی کوئی تکلیف نہ تہی - اگرچہ تو قبل نازل ہونے اس بیان کے آپنے آنے والے حالات سے بے خبر تہا - اگر اس بے خبری کے معنے لئے جاوین - قصہ یوسف علیہ السلام کا - تو وہ تو علم مشہور تہا - اوس سے کیسے بے خبری ہو سکتی تہی بلکہ کفار بہی قرآن مجید سنکر یہی کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کی کہانیان سنکر بیان کر دیا ہے سو ہم بہی بیان کر سکتے ہین - پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۲ - یعنے یوسف ع اور اسکے بہائیون کے حالات بیان کرنے مین نشان ہین اون صحابہ کے لئے جو تکالیف کفار سے تنگ آکر اپنی مخلصی کے زمانہ سے سوال کرتے ہین - پہر اخیر اسی سورۃ کے اللہ تعالے فرماتا ہے -

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ یہہ واقعات چہپی ہوئی پیشگوئیون مین سے ہین جسکی ہم نے تمپر وحی کر دی ہے - پہر فرمایا لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ پ۱۳ یعنے ان واقعات کے بیان کرنے مین عقل والون کو اس بیان سے آگے گذر جانا چاہئے یعنے داناکو چاہئے کہ اسکو قصہ کہانی نہ سمجہے یہ بات بناوٹی نہین بلکہ یہ واقعات اون واقعات کی تصدیق مین جو آیندہ پیش آنے والے ہین -

یہہ آیات بتلا رہی ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آئیندہ پیشگوئیان اس سورہ مین ہین -

اب آپ واقعات پر غور فرماوین مین چند واقعات بطور نمونہ لکہدیتا ہون - اول لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ جیسے یوسف کے بہائیون نے اسکے تکلیف دینے مین کوئی حیلہ و تدبیر اٹہا نہین رکہی اسیطرح تیری برادری بہی تیرے ساتہہ معاملہ کریگی

دوسرا - اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ..... وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - بہائیون نے مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا کسی دور ملک مین پہونچا دو ..... اور اسکو کسی کنوئین کے طاق مین رکہدو -

اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی برادری کے لوگون نے دار الندوہ مین مشورہ کیا جسکا ذکر وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ پ۹ ر۱۸ یعنے کفار نے تیری برخلاف تدابیر تیری قید یا قتل یا نکالدینے کی کین -

تیسرا - وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - اتفاق رائے اسپر ہوا کہ یوسف کو ایک طاق مین جو کنوئین مین کر دیا - اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہی وقت ہجرت غار ثور مین رہے -

چوتہا - جسطرح یوسف علیہ السلام کو وطن چہوڑنا پڑا

اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی ہجرت کی -

پانچوان - جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی بعد ہجرت ہوئی اسیطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی بعد ہجرت شروع ہوئی -

چہٹا - جیسے حضرت یوسف ع کے بہائی قحط کے وقت انکے پاس غلہ کے لئے گئے - اسیطرح قریش نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قحط کی فریاد کی مگر یوسف ع نے محدود غلہ دیا - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط سالی دور ہوگئی -

ساتوان - جیسے یوسف علیہ السلام کا بعد ہجرت مصر ہی وطن ہوگیا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہی ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ ہی وطن ہوگیا

آٹہوان - جیسے یوسف ع کو اپنے بہائیون پر ان دکہہ دینے والون پر آخر فتح ہوئی اس سے بڑہ چڑہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخالفین مکہ پر فتح ہوئی بلکہ اونکو صرف بہائیون پر اور آپ کو تمام شہر پر فتح ہوئی -

نوان - جیسے یوسف ع کے بہائیون نے عذر داری کے اور اسکے جواب مین انہون نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فرمایا اسیطرح اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کیا اور حضور نے بہی وہی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فرمایا یعنے آج تم پر کوئی ... نہین -

الراقم

حکیم فضل الدین از قادیان

خط و کتابت

مولانا حکیم الامۃ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ... پہلے بہی نسبت زکوٰۃ دو قسم اراضیات ایک وہ جو یہ لوگوں نے ... کے انہار ... آبپاشی کرتے ہین اور سرکاری مالیہ اداکرنے کے ذمہ وار ہین - ... نہری اراضیات جو پہلے بارانی تہی اور اب سرکار نے نہر کیوجہ اگر آبیانہ اور لیہ بہی وصول کرتا ہے اور علاوہ ازان اگر کسیقدر پانی کا نقصان ہوا تو آبضائع لگاتا ہے اور مرمت پل وغیرہ بہی زمیندار کے ذمہ ہے قسم اول کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے بلا اختلاف ہے اور قسم دوئم کی کوئی ½ اور کوئی ¼ بتاتے ہین جناب نے پہلے مختصراً قسم آخر کی نسبت لاعلمی ارشاد فرمائی تہی - مگر جسمین ذرا تفصیل بالنصوص ضروری ہے اسلئے عرض ہے کہ الحکم کے ذریعہ مع سوال این سائل تحریر فرماکر ممنون فرماوین مدت سے انتظاری

جملہ احباب احمدی کو سلام علیکم پہونچے

الراقم ملک عادل شاہ احمدی ترنگ زئی -
تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

جواب - اراضیات خراجی پر جنپر سرکار نے معاملہ لگایا ہے کوئی زکوٰۃ عشر وغیرہ نہین کیونکہ خراج اور عشر جمع نہین ہوسکتے لا یجتمع العشر والخراج ردالمحتار شرح درالمختار باب العشر خواہ زمین بارانی ہو خواہ چاہی خواہ نہری -

(۲) جن اراضیات پر معاملہ سرکار نہین جیسے معافیات ... وغیرہ انپر عشر ہے ان المانع من وجوبہ (العشر) کون الارض خراجیہ ردالمحتار باب العشر یعنے کوئی زمین وجوب عشر سے تب ہی مستثنیٰ ہوسکتی ہے جبکہ خراجی ہو -

(۳) جن اراضیات پر محنت کرکر پانی ڈالا جاوے جیسی چاہی یا ینچے نہر یا جہلار کہودکر یا کسی اور تکلیف سے اوسپر زکوٰۃ نصف العشر یعنی بیسوان حصہ ہے - بشرطیکہ تعداد غلہ بعد وضع خرچ ساڑہے بائیس من سے کم نہو -

(۴) جن اراضیات کی آبپاشی بلامحنت ہوتی ہے جیسے بارانی یا جابہ (جو محتاج آبپاشی نہین) اونپر زکوٰۃ عشر یعنے دسوان حصہ ہے بشرطیکہ بعد وضع خرچ تعداد غلہ ۲۲½ من ساڑہے بائیس من سے کم نہو

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری - ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بادل یا چشمہ سیراب کرین یا جو زمین خود نمناک (جابہ) ہو اوسپر دسوان حصہ ہے اور جو زمین پانی کسی جگہ سے نکال کر مشقت کے ساتہہ سیراب کی جاوے اوسپر بیسوان حصہ زکوٰۃ ہے - وعن سہل بن ابی حثمۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرصتم فجذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ وصححہ ابن حبان والحاکم - یعنے کل پیداوار سے تیسرا حصہ یا چوتہا حصہ وضع کرکر باقی پر زکوٰۃ لینی چاہئے -

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولہ من حدیث ابی سعید لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولا حب صدقۃ یعنے اگر تمر یا غلہ پانچ وسق سے کم ہو تو اوس مین زکوٰۃ نہین - عن ابی موسی الاشعری ومعاذ رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہما لا تاخذا فی الصدقۃ الا من ہذہ الاصناف الاربعۃ الشعیر والحنطۃ والزبیب والتمر رواہ الطبرانی والحاکم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ زمین مین سوائے جو - گیہون - میوہ - کہجور کے صدقہ نہین ہے یہہ کل احادیث بلوغ المرام کتاب الزکوٰۃ سے نقل کی گئین -

فضل الدین حکیم

سودیشی تحریک اور مسلمان

اس عنوان سے ایک پہرتنے باخبر وقائع نگار نے ایک آرٹیکل لکہکر الحکم مین شائع ہونے کیلئے بہیجا ہے جو امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا - اس مضمون کے لکہنے والے ایک معزز رئیس اور نہایت سمجہدار آدمی ہین بلکہ اگر مین غلطی نہین کرتا اور میرا قیاس صحیح ہے تو یہ وہی بزرگ ہین جنکے بعض پرانے مضامین کاکوہ نور مین چہپنے کا آجکل ان اخبارات مین حوالہ دیا جاتا ہے جو ہمارے مخالف ہین مسلمان خصوصیت سے اسپر توجہ کرین اور فائدہ اوٹہائین - ایڈیٹر

سودیشی تحریک نے ملک ہندوستان مین عجیب شور برپا کر رکہا ہے اسکے بانی مبانی ہندو قوم (بنگالی - آریا وغیرہ) ہین - مسلمان لوگ اس غوغا مین پیچہے ہٹے ہوئے ہین - مگر ہمارے ہندو بہائی اس سیاپے مین انکو بہی شامل کرنیکی کوشش کررہے ہین اور کہین کہین مسلمانون کے خاص خاص آدمیون کی شمولیت سنی بہی گئی ہے اسلئے مین اس مضمون مین اس امر پر بحث کرنا چاہتا ہون کہ اس تحریک مین شامل ہونا ہمکو کہانتک مفید ہے

پہلے اس امر کی تحقیق مناسب ہے کہ یہ تحریک ہمارے ملک کیلئے کیسی ضروری ہے ؟ اسمین تو کچہہ شک نہین ہے کہ کوئی قوم اور ملک مرفہ الحال نہین ہوسکتا جب تک وہ اپنی ضروریات زندگی اور حسن معاشرت کے سامان خود ہی مہیا نہ کرسکے - اور ہمارا ملک ابہی اس قابل نہین ہوا کہ وہ یہہ سب اشیاء بہم پہنچا سکے اور صدہا سال سے غیر ملکون کی اشیاء کے استعمال کے عادی ہوچکے ہین - اسواسطے یہ شور قبل از وقت ہے - اور انگلش قوم کیسی مہاراضگی کا باعث - اگر یہ غوغا ملکی خواہش کے خیال سے ہوتا تو ضرور تہا کہ ہم اپنے استعمال کی اشیاء اپنے ہی ملک کی ساختہ موجود پاتے - پہر ہم پر یہ تقاضا مناسب تہا کہ ہم اپنے ہی ملک کی ساختہ اشیاء کا استعمال کرین اور یا یہ کوشش ہوتی کہ ہمارا ملک اپنی ضروریات کے بہم پہونچانیکے قابل ہو جاتا -

جب ہم عادی تو ہوچکے اس امر کے کہ مشین کا سلا ہوا کپڑا پہنین اور وہ ملتی ہے لندن کے بازار سے اور ہم خود ایک سوئی تک نہین بنا سکتے پہر ہمکو کہنا چاہئے کہ ولایت کی بنی ہوئی چیز کا استعمال نہ کرو یہہ تو دہینگا دہینگی ہوئی - اس تجویز کا اجرا بہت محال ہے -

دوسرا امر جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے یہ ہے کہ مسلمان اس تجویز پر کہانتک عمل کرسکتے ہین اور اسپر عمل کرنیسے کیا فائدہ ہوسکتا ہے واقعات پر غور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین تجارت صرف ہندوؤن کے ہاتہہ مین ہے مسلمانونکا اسمین کوئی حصہ نہین ہے مسلمان اشیاء کے خریدار ہین نہ کہ بائع - اسلئے ہم کو جو چیز جس دوکان سے ارزان ملے اسی سے خریدنی چاہئے - کسی غریب مسلمان کو ایک روپیہ کی شکر تری خریدنے کی ضرورت ہوئی - اور بازار مین گیا تو معلوم ہوا کہ دیسی کہانڈ ۴ ثار روپیہ کی ملتی ہے - پہر ولایتی دوکان پر گیا تو اسسے سفید اور عمدہ خوبصورت کہانڈ کا نرخ ۵ ثار معلوم ہوا - پہر فرمایئے وہ ۵ ثار خریدیگا یا ۴ ثار - ہان البتہ یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ پہلی دوکان ہمارے ملکی بہائی کی ہے اور دوسری غیر ملک کے آدمی کی - مگر پہر ہمکو یہ دیکہنا ہوگا کہ ہمارے ان بہائی کا ہمارے ساتہہ کیسا سلوک ہے سوان کے برتاؤ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب کے ظہور کے وقت سے ہمارے بہائی ہندو آریہ ہماری جان کے دشمن ہمارے مال کے دشمن ہمارے مذہب کے دشمن ہین اور یہ عداوت گذشتہ مسلمان بادشاہون کے عہد سلطنت کی ناراضگی کا نتیجہ ہے جسکا ہمسے بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ضد سوامی صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہے اور آج ہمکو بہائی بہائی کہکر اپنے ساتہہ شامل کرنیکی کوشش کی جارہی ہے مگر کیا ہم ابہی تک ایسے ہی بے وقوف ہین جیسا کہ غدر ۵۷ء مین تہے کہ ہندوؤن نے جہوٹی افواہین اڑا کر ان کو بہی شامل کرلیا - اور جو کچہہ مگر ہمارا نہین کا بگڑا - اور کیا ہم اتنا بہی نہین سمجہتے کہ یہہ ساری کوشش ہندو اپنے لئے کررہے ہین نہ کہ ہمارے لئے اور ستیارتہہ پرکاش کے تیسرے سملاس کی باون دفعہ کی عبارت ہماری نظر سے نہین گذری کہ وید وطن کی تحقیر کرنیوالیکو جلاوطن کردینا چاہئے اور آریہ صاحبان کے یہہ مقولے (کہ انکو سپین کیطرح انڈیا سے نکال دینا چاہئے) یاد نہین رہے - اور ہندو اخبارات کہین حقیقت رائے کا اور کہین کرشنا کنواری کا قصہ درج کرکر ہندوؤنکو مسلمانون پر بہڑکا رہے ہین یہ کوئی پورانا واقعہ ہے - اور ہندو ڈپٹی کمشنر سے چپراسی تک مسلمانون کو اسی نظر سے دیکہتے ہین جیسا کہ بہیڑیا بکرے کو - پہر ایسی جلدی ہم ان کی زبانی اخوت پر کسطرح اعتماد کرسکتے ہین ؟ خیر شاید ہم اپنی سادہ لوحی سے اسپر اعتبار بہی کرلیتے - مگر اسمین ایک امر کی تحقیقات ضروری ہے کہ اسمین کوئی پولیٹکل تنازعہ تو نہین ہے تو یہ امر اخبارات و بداہتاً ثابت ہے کہ بنگالیون نے لارڈ کرزن کی بعض کارروائیون پر خصوصاً تقسیم بنگالہ کی ... سے ناراض ہوکر یہ شور اٹہایا ہے -

ہندوستان مین حکومت کرنیوالون مین ... ایسا بادشاہ ہوا ہے جسنے اپنی غلط پالیسی کے باعث مغلیہ سلطنت کی جڑون کو کہوکہلا کردیا تہا اور عالمگیر اورنگ زیب ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اس بنیاد کو پہر مستحکم کرنا چاہتا تہا مگر وہ اکیلا کیا کرسکتا تہا جبکہ پہلے ہی نقشہ بگڑ چکا تہا اور اوسکے بعد پہر کوئی اسکی پالیسی کا معاون اور قابل بادشاہ پیدا نہوا خیر انکو جانے دو ہمکو اپنی موجودہ سلطنت کی پالیسی کو دیکہنا چاہئے کیونکہ انگلش قوم اپنی دانائی اور حسن تدبیر اور شائستگی دنیا کی مسلمہ قومون پر فوقیت رکہتی ہے - سو اس قوم مین سے بہی ایک غلط مدبر مگر نیک نیت (لارڈ رپن) ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے جنکی غلط پالیسی نے اسملک کی رعایا کو بہت کچہہ دلیر کردیا تہا - کیونکہ یہہ ملک ہندوستان مختلف قومون اور مذہبون کی آبادی کا مجموعہ ہے اسپر حکومت کرنیکے لئے ایسے قواعد مفید نہین ہوسکتے جو ویسے ملک کے لئے جسمین ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہون ضروری ہے اور لارڈ رپن لبرل خیال کے آدمی تہے اسلئے انڈیا مین حکومت کا وہی طریقہ جاری کرنا چاہا - اور اسی سبب سے رعایا اور تعلیم یافتہ ہندوستانیون کو یہ جرأت پیدا ہوگئی کہ گورنمنٹ کے مقابلہ کیلئے نیشنل کانگریس وغیرہ سوسائٹیان قائم ہوگئین - اب لارڈ کرزن جو ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے تو انہون نے ہندوستان کے مناسب حال حکومت کا ڈہنگ جاری کرنا چاہا اسلئے انکو وہی حالت پیش آئی جو اکبر کے بعد عالمگیر کو پیش آئی تہی اور عالمگیر کا بدلہ تو ہندو بہائی ہم سے لے رہے تہے اور لارڈ کرزن کا بخار انگلش قوم پر نکالنے لگے - بہلا ان حضرات سے کوئی پوچہے کہ اگر بنگال کے دو صوبے ہوگئے تو تمہارا کیا نقصان ہوا - پنجاب مین سے سرحدی صوبہ جدا ہوگیا تو ہمارا کیا بگڑا - گورنمنٹ نے اپنے ملک کا جسطرح چاہا انتظام کیا - جہان گورنمنٹ دو حاکمون کے ذریعہ انتظام کرسکتی ہے - وہان ہم کس طرح کہہ سکتے ہین کہ دونون ایک ہی رہے اور اخبارات بنگالی کی وجہ اس شورش کی یہہ بہی معلوم ہوتی ہے کہ جدید صوبہ مین مسلمانون کی آبادی زیادہ ہے اور اس اشتراک سے مسلمانون کے حقوق کو ہندو پامال کررہے تہے اور عادل گورنمنٹ کا یہ ضروری فرض ہے کہ رعایا کی کل قومون کے حقوق کی حفاظت کرے - سو یہی پالیسی یہان بہی ملحوظ رکہی گئی جسپر یہہ شور اور واویلا مچا - پہر ہم بڑے بیوقوف ہونگے اگر ہم اپنے ان بہائیونکے اغوا سے جو ہمارے لئے زہر در حلوا کی مثال ہین - اپنے ایسے مہربان بادشاہ کی قوم سے مخالفت کرین - اور مخالفت بہی وہ جسمین ہمارا ذرہ برابر بہی فائدہ نہین بلکہ سراسر نقصان ہے - کیونکہ دولت ہے تو ان کے پاس تجارت ہے تو انکی ہمارے پاس کیا ہے کہ ہم سودیشی تحریک کا شور مچاتے پہرین - پنجاب میں ہمارے پاس بڑا پیشہ زمینداری تہا وہ بہی انہین حضرات سودی تلوار سے چہین لیا اگر کچہہ باقی رہگئی ہے تو انہین لارڈ کرزن کی مہربانی سے بذریعہ ایکٹ انتقال اراضی بچ گئے - ورنہ آجتک وہ بہی تمام ہوجاتی - یا اگر ملازمت سے ہم کو بعد بمشکل کہین حصہ ملتا ہے تو اسکو چہین لینے سے دریغ نہین کرتے اب ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے پیشہ نائی دہوبی - درزی سقہ خانسامان وغیرہ باقی ہین اسلئے سودیشی تحریک ہمارے کس کام آئیگی - ہمارے مسلمان بہائیونکو خوب خیال رکہنا چاہئے کہ ملک ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ کا سایہ ابر رحمت سے کم نہین - مین یقین نہین کرسکتا کہ کسی اسلامی سلطنت مین بہی مسلمانونکو یہ مذہبی آزادی اور امن وآسائش سے زندگی بسر کرنا نصیب ہو پہلے تو مغلیہ سلطنت کے ضعف پر ہندو بہائی مسلمان بادشاہون ...

اپنے قومی بہائیون کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ ہرگز ہرگز کوئی مسلمان بہائی اس تحریک مین شامل [illegible] ... گوشہ نشینی [illegible] ... مسلمان -

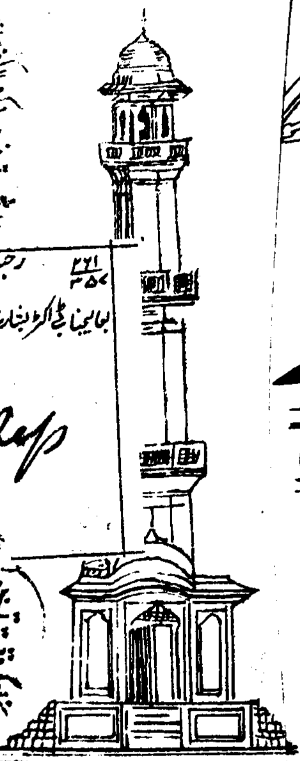
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۱۲ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

فہرست مضامین

رڈایل نمبر ۲۷ ۔ احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی بھٹیان ضلع راولپنڈی

از دفتر الحکم قادیان

نمبر ۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء
چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

۱۲ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ اِنِّی مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً
ترجمہ ۔ مین اپنی فوجون کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا ۔

(۲) وَلِنَجْعَلَ لَکَ سُہُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ ۔
ترجمہ ۔ اور تاکہ ہر بات مین تیرے واسطے ہم آسانی کر دین ۔

(۳) اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۔
ترجمہ ۔ تحقیق تیرا رب کرنے والا ہے جو کچھ کہ چاہے ۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ (۱) مردون کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ ۔ مگر عورتین نہ جاوین ۔

(۲) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۔
ترجمہ ۔ تحقیق ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ۔ پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے ۔ اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے ۔

(۳) اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ
ترجمہ ۔ اگر مشرکین مین سے کوئی تیری پناہ چاہے تو اسے پناہ دے ۔

(۴) سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ
ترجمہ ۔ انکے لئے برابر ہے کہ تو انہین ڈرائے یا نہ ڈرائے ۔ وہ نہین ایمان لائین گے ۔

(۵) رؤیاء ۔ خواب مین دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھے ہوئے ہین ۔ جو پھل دار ہے اور جب مجھ کو دیا ۔ تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا ۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا ۔ اور نہایت سبز تھا ۔ اور پھلون اور پھولون سے بھرا ہوا تھا ۔ اور پھل اسکے نہایت شیرین تھے ۔ اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیرین تھے ۔ مگر معمولی درختون مین سے نہین تھا ۔ ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا مین دیکھا نہین گیا ۔ مین اس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی ۔ میری دانست مین میر ناصر سے مراد خدا ہے ناصر ہے ۔ کہ وہ ایک ایسے عجیب طور سے مدد کریگا ۔ جو فوق العادت ہوگی ۔

۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) اَنْتَ سَلْمَانُ مِنِّیْ یَا ذَا الْبَرَکَاتِ
ترجمہ ۔ تو سلمان ہے اور مجھ سے اے صاحب برکات ۔
فرمایا ۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ۔ جو کہ آپ نے اصحاب مین سے ایک فارسی شخص سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا تھا ۔
نوٹ ۔ پہلے حضرت کو الہام ہو چکا ہے (سلمان منا اھل البیت) ایڈیٹر ۔

(۲) چمک دکھلاؤنگا ۔ تم کو اس نشان کی پنج بار ۔ یعنی زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا ۔

(۳) { مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولان ناز کردند }

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) خدا نکلنے کو ہے ۔

(۲) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ بُرُوْزِیْ ۔ (۳) وَعَدَ اللّٰہُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ لَا یُبَدَّلُ ۔
ترجمہ ۔ (۱) یعنی خدا ان پنج زلزلون کے نیچے اپنا چہرہ ظاہر کریگا اور اپنے وجود کو دکھلا دیگا ۔
(۲) اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ مین ہی ظاہر ہو گیا یعنے تیرا ظہور میرا ظہور ہوگا ۔
(۳) یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پنج زلزلون کے ساتھ خدا اپنے تئین ظاہر کریگا ۔ اور خدا کا وعدہ نہین ٹلیگا اور وہ ضرور ہو کر رہے گا ۔

چشمہ مسیحی

یہہ حضرت اقدس کی تازہ تصنیف لطیف ہے جسکا کچھ حصہ الحکم کی اس اشاعت مین چھاپا گیا ہے ۔ اس کتاب مین ینابیع الاسلام نام عیسائیون کی ایک نامعقول کتاب کا جواب دیا گیا ہے اور نجات کی حقیقت پر لطیف بحث کی ہے جس سے اسلام کی حقیقت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے ۔ اس کتاب کی تھوڑی جلدین باقی ہین ۳ قیمت پر میر مہدی حسین محافظ کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گی ۔ احباب جلد منگوا کر اور متعدد جلدین منگوا کر تقسیم کرین ۔

قبول اسلام

ہفتہ رواں کے عجیب واقعات مین سے خاندان بگا کے دوسرے چشم و چراغ سردار اقبال سنگھ برادر سردار فضل حق صاحب کا قبول اسلام ہے ۔ سردار اقبال سنگھ جو ایک نوجوان بالغ ہے اپنی رضا و رغبت سے پولیس مین اطلاع دیکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا ۔ محمد اقبال نام رکھا گیا ۔ اللہ تعالے استقامت نصیب کرے ۔ آمین ۔

تجلیات الٰہیہ

یہہ دوسرا مختصر سا پمفلٹ ہے جو مطبع مین چھپنے کیلئے چلا گیا حضرت اقدس نے لکھا ہے حضور کا منشاء ہے ۔ کہ کئی ہزار تقسیم ہو ۔ احباب توجہ کرین ۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور آپکے اہل بیت اور متعلقین الحمد للہ صحت و عافیت سے ہین ۔

(۲) اس ہفتہ حاجی ریاض الدین احمد بریلوی دار الامان آئے ۔ اور مولوی الٰہی بخش گجراتی حج بیت اللہ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت سے واپس ہوتے ہوئے قادیان آئے ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب دہلی سے تین ماہ کی رخصت لیکر سعادت اندوز ہوئے ۔ ضلع جہلم ۔ گجرات ۔ اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے ۔
جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

درخواست دعا: ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اور بعض دیگر سکولون اور کالجون سے احمدی نوجوان انٹرنیس اور ایف ۔ اے کے امتحانون مین شریک ہونے والون کے لئے کامیابی کی دعا کی جاوے ۔

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کی جنوری کی رپورٹ شائع ہو چکی ہے فرد
رپورٹ درج کرنیسے پہلے اتنا کہنا ضروری ہے
ہر خریدار الحکم خصوصاً صاحبان اہل اثر اور [illegible]
اپنا فرض سمجھہ لیں کہ الحکم کے لئے ضروری خرید
بہم پہنچاتے ہیں تو ناممکن ہے کہ انہیں اس مقصد
کامیابی نہ ہو یہہ امر نہایت تعجب اور افسوس کا ہوگا
بس سال سے خدمت کرنے والے قومی اور دینی اخبار
کی اشاعت دو ہزار تک بھی نہ پہنچے - اگر ہر شخص
قائم [illegible] کوئی بڑی بات نہیں ایک ہزار [illegible]
احمدیوں میں اشاعت الحکم کے لئے جو اپیل کی تھی
نتیجہ ابھی قابل اشاعت نہیں - پھر لکھونگا -
سر دست ماہوار رپورٹ درج کرتا ہوں -

مندرجہ ذیل احباب نے جدید خریدار بہم پہنچائے
(۱) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ایک خریدار (۲) چوہدری
غلام احمد صاحب کریام ۲ خریدار (۳) چودہری غلام محمد
صاحب بی - اے انسپکٹر ڈاکخانہ نجات ایک خریدار (۴)
بابو برکت علی صاحب کلرک ۲ خریدار (۵) حکیم عبدالغنی
صاحب بہلول پور ایک خریدار (۶) منشی نظام علی صاحب
مدرس ایک خریدار اپنی جیب خاص سے (۷) شیخ
غلام حسین صاحب ایک خریدار (۸) سید سعید الدین صاحب
[illegible] ایک خریدار (۹) [illegible] الدین صاحب
داتو ایک خریدار (پہلے دس خریدار دے چکے ہیں)
(۱۰) منشی محمد صدیق صاحب پٹواری ایک خریدار -
انکے علاوہ ۱۸ خریدار اپنی درخواست پر حلقہ سرپرستان
الحکم میں شامل ہوئے - فروری کے آخر خریدار کا نمبر
۱۲۶۵ ہے - امید کیجاتی ہے کہ سرپرستان الحکم اپنے
قومی اخبار کی ترقی کی فکر کرینگے اور مارچ کی رپورٹ
خاطر خواہ ہوگی - انشاء اللہ العزیز -

ریویو اور وطن

ریویو آف ریلیجنز کو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے
لئے مخصوص رسالہ قرار دینے کے متعلق جو خط و کتابت
مولوی انشاء اللہ خان اور مدیران رسالہ میں ہوئی اس میں
وہ خطوط درج ہو چکے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ
کمال الدین صاحب نے لکھے تھے - مولوی انشاء اللہ خان
کے خطوط کا خلاصہ چند درج کر دیا گیا تھا مگر ان کی خواہش
ہے کہ اصل خطوط درج کر دیئے جاویں جنکو میں ذیل میں
درج کر دیتا ہوں - احمدی قوم کے اندر رسالہ کے جدید
انتظام کی تجویز کے متعلق جسقدر جوش اور حرکت پیدا
ہوئی وہ ایک مبارک فال ہے اور قوم کی بیداری اور
زندگی پر دلالت کرتا ہے - اکثر احباب نے رسالہ کی
اشاعت میں معقول حصہ لیا ہے یہہ رپورٹیں اگلی
اشاعت میں انشاء اللہ دونگا - قوم ہرگز پسند نہیں کرتی
کہ رسالہ کی موجودہ حالت میں سر مو بھی ترمیم ہو اور وہ
بڑی خوشی کے ساتھہ اس کار خیر میں ہر ممکن مدد دینے
کو آمادہ ہے - غالباً یہہ سنکر وہ خوش ہوگی کہ رسالہ کے
انتظام و ترتیب میں کوئی فرق نہ اب تک آیا ہے نہ آئندہ
آئیگا - مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے اپنا چندہ
بند کر دیا ہے - اب احمدی قوم کا فرض ہوگا کہ وہ پہلے سے
کئی چند زیادہ سعی کریگی اور دکھا دیگی کہ یہی ایک قوم ہے
جو دل میں اشاعت اسلام کے لئے خالص جوش رکھتی ہے
مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ تو ایک لحظہ کے لئے بھی ایسی
تجویزوں کو منظور کرنے پر آمادہ نہ تھے - مگر حمایت اسلام
حمیت اسلام کا خیال کسی پہلو کو چھوڑنے کی اجازت نہ دے
سکتا تھا - جو [illegible] پیدا ہو سکتا ہو - مگر جب اعتقادی
امور کا سوال پیدا ہوا تو انہوں نے کھول کر بتا دیا کہ ہم کیا
کر سکتے ہیں - چنانچہ وہ سوال طے ہو گیا - اور رسالہ اسی صورت
اور منہج پر جاری رہیگا جو اسکی ہے اور قوم چاہتی ہے - اب
[illegible] وہ خطوط درج کرتا ہوں

(۱) مکرمی - سلام مسنون - بوجہ علالت تاخیر جواب
معاف فرمایئے - اب اجرت پہلے سے بھی بہت بڑھ گئی ہے
چونکہ اسوقت وطن کی اشاعت بفضلہ پانچہزار ہے -
چوتھائی کالم کی اجرت ریڈنگ میٹر میں ایک ماہی
کے لئے [illegible] سے کم نہیں ہو سکتی -
اگر آپ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو مرزا صاحب
کی مشن سے بالکل جدا کر دیں اور صرف اسلام کی خوبیوں
اور اسلامی عقائد کی وضاحت وغیرہ جنرل ٹاپکس تک
قلم کو محدود رکہیں تو میں ممالک غیر خاصکر جاپان و
امریکہ میں اوسکی مفت اشاعت کے فنڈ میں دس روپیہ
ماہوار اپنے پاس سے دینے کو تیار ہوں - اور وطن کے ذریعہ
بھی اسکی خدمت کرنا فرض سمجھونگا - اور آپ اپنی خاص مشن
کے متعلق جو چاہیں لکھیں اوس سے مجھے کچھہ تعرض نہیں -
والسلام مخلص بندہ انشاء اللہ خان

(۲) مکرمی - سلام مسنون - سہواً میں غلطی سے لکھا گیا -
چہارم کالم کی ریڈنگ میٹر میں [illegible] ششماہی اجرت ہے اور
ساتویں حصہ کالم کی اجرت ششماہی [illegible] منظور کرتا
ہوں - والسلام -

خدا کرے دوسرے امر کی نسبت جواب حسب مراد ہو -
بخدمت جناب مرزا صاحب قبلہ میری طرف سے مودبانہ
عرض کر دیجے - کہ اسلام اور مسلمان پہلے ہی کچھہ کم پراگندہ
و کمزور نہیں ہو رہے - خدارا فرقہ بندی کا خیال چھوڑ دیں
اور ہر احمدی کو پیار و محبت سے غیر احمدیوں کے دلوں کو مسخر کرنیکی
تاکیدی ہدایت فرمائیں - جو غصہ و شدت غیر مسلموں پر
ظاہر ہونی چاہیئے تھی - وہ احمدی بھائی بعض احمدیوں
پر نکالتے ہیں - اور اس ایک کمزوری نے قوم کے ایک ایسے
حصہ کو جو بلحاظ ذہنی قابلیت اور وجاہت قوم کا بہت
کچھہ سنوار سکتا - اور اغیار کے حملوں کی مدافعت کر سکتا تھا
خود اسلام کی ہی بیخکنی میں لگا دیا ہے میں جب کبھی کسی
احمدی بھائی کی گفتگو تحریر اور سلوک کو دیکھتا ہوں تو
مسلمانوں کو ہی انکا آماجگاہ پاتا ہوں - اور اوسوقت
کلیجہ شق ہو جاتا ہے ہمیں رحماء بینھم اشداء
علی الکفار کی شان کا مظہر ہونا چاہیئے - رحم و شفقت
کا انداز اختیار فرمایئے - دیکھیئے جو خاص اعتقادات و دعاوی
کے قابل ہوں - وہ بھی مرزا صاحب کو کم از کم ادب کی نگاہ
سے دیکھنا شروع کر دینگے اور ہماری مجموعی قوت اسلامی خدمات
حقہ میں صرف ہونے لگیں گی - اور موجودہ رنجشیں بخشیوں
اور کدورتوں اور رنجشوں کا قلع قمع ہو جائیگا - اگر اس
مخلصانہ عرضداشت پر توجہ نہ ہوئی تو انا للہ
خادم بندہ محمد انشاء اللہ خان -

میرے اس عریضہ کو احمدی بھائیوں کی عام رائے معلوم کرنیکے لئے
رسالہ یا اخبار میں بھی شائع کر دیجیئے لیکن مجادلہ کی نیت سے
نہیں میں بحث مباحثہ تک نہیں چاہتا - ورنہ اصل غرض فوت
ہے - ایک نیا تماشا خانہ کھڑا ہو جاویگا ہمیں کچھہ اپنے خیالات اور
دلوں پر ضبط بھی حاصل کرنا واجب ہے کج بحثی تو ایک نامعقول بھی کر سکتا ہے -

(۳) میرے مکرم - سلام مسنون - بے ادبی معاف - آپنے
مباحثہ نہیں تو اوسکی لگ بھگ ایک صورت ضرور پیدا کر دی ہے میرے [illegible]
بھی کوئی چیز ہے - [illegible] کی آیت نہ
پیش کر دیجیئے گا - وہاں مستحسن و ستحسن کا معاملہ تھا - اور یہاں
[illegible] جمعیت قائم کرنیکے ذریعہ میں
میں چاہتا ہوں کہ جمعیت عظمیٰ کی شیرازہ بندی کیبحالی جائے
آپکی خاص مشن کیلئے اور کئی ارگن موجود ہیں کیا آپ کل قوم کی اغراض
کی خاطر ایک خفیف سی مشکل پر بھی غالب نہیں آنا چاہتے - میں یہ
نہیں کہتا کہ احمدی مشن کو انگریزی رسالہ میں کوسا جائے - بلکہ یہ اس
مشن سے اوسے واسطہ نہ ہو بلکہ اسلامی مشن کا ارگن رہے - یہ آپ مانینگے کہ
آخر جماعت عامہ سے اس مشن کو کچھہ اختلاف ہو - ورنہ یہ جدا فرقہ کیوں بنتا
مات و حیات مسیح وغیرہ مسائل - اس سے نفس اسلام کو کیا فائدہ صرف اسلام
کی سیدھی سادی اور بلا نزاع تعلیم کے فوائد و حقایق بتانے کیلئے رسالہ
[illegible] نمبر درکار ہونگی - انکے بعد ان فلسفیانہ لیاقت کی باری آنی
چاہیئے آپ بیشک مخلص احمدی ہیں - رسالہ کو احمدی نہ کہیئے بلکہ محض
اسلامی - بہتر ہو کہ آپ الحکم میں اور میں وطن میں اس معاملہ پر کمال محبت
کے پیرایہ میں اپنی اپنی رائے قوم کے استصواب کرنیکی غرض سے شائع کر دیں -
آپ میرے خطوط پر اپنا ریمارک کریں میں آپکی تحریر پر اپنی رائے ناقص
کا اظہار دو چار ہفتوں میں ہم دونوں کرینگے کہ احمدی بھائیوں اور
اور عام مسلمانوں میں سے اکثر کا فتویٰ کیا ہے - والسلام مخلص بندہ
محمد انشاء اللہ خان - استفسار ۲۷ جنوری کے اخبار میں کر دیا گیا ہے -

(۴) مکرمی سلام مسنون - انگریزی رسالہ رسلہ پہونچے سینز دالا نامہ -
دو بارہ نہیں قیمت آپکا اختیار ہے میرا مدعا یہ تھا کہ اگر [illegible] میں کمی کی گنجائش
ہو سکتی ہو تو تعین تعداد رسالجات میں اسی ملحوظ رکھہ لیا جائے تاکہ زیادہ
رسالہ باہر جائیں گنجائش نہ ہو تو خیر - چنے خود آپکی تحریک سے پہلے ۷ فروری
کے وطن میں ناظرین سے استدعا کر دی ہے کہ دو سو کی تعداد انتہائی بھی جاکر
لیکن تبدیلی طرز میں توقف ہو تا قرین مصلحت نہیں - جو لوچہار مجھہ
پر ہو رہی ہے - خدا کی تدبیر جانتا ہے - چونکہ نیت صالح ہے کسی لوم لائم کی پرواہ نہیں - لیکن تو یقین سے مخالفین کو یہ کہنے کا موقع مل جائیگا

استفسار اور انکے جواب

مکرم معظم بندہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب زاد فیضکم
بعد آداب و تسلیمات کے مدعا نگار ہوں کہ چند مسائل
.... کے جوابات سے حتی الوسع جلد سرفراز فرمادیں -
راقم مرزا عاشور بیگ اڈ آنٹ در مسجد بخشہ کلان
تحصیل مصرکہ ضلع سیتاپور ملک اودھ -

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ -
مولوی صاحب نے مجھے آپکا خط بنا بر جواب لکھنے کو
دیا ہے لہذا جواباً عرض ہے کہ میں نے آپکے سوالات کو
آپکے خط کی نقل میں درج نہیں کیا بلکہ ایک ایک
سوال کو س کے ساتھہ اور جواب ج کے ساتھ
لکھکر اوسپہ نمبر لگا دیا اور اس کا جواب لکھکر دوسرا
سوال جواب لکھا ہے تاکہ سوال و جواب یکجائی ہونے
سے مضمون کا سمجھنا آسان ہو - دویم میں نے آپکے
سوالات کو جو بہت طویل تھے بطور خلاصہ کے درج
کیا ہے -

س ۱ - عورت کافرہ کو مسلمان کر کر اوسکے ساتھ
اوسی روز نکاح و جماع جایز ہے یا نہیں -
ج ۱ اگر حاملہ ہو تو بعد وضع حمل اگر حاملہ نہو تو ایک
حیض گذرنے کے بعد جماع جایز ہے اور قبل اسکے
نہیں - بلوغ المرام باب العدۃ -
س ۲ لونڈی جو زرخرید ہو اوسکے ساتھہ جماع کرنا
بلا نکاح جائز ہے یا نہیں -
ج ۲ یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے - مگر اس ملک میں
زرخرید لونڈی کی کوئی صورت ہی نہیں -
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى
يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ پ ۱۰ یعنے جب تک اہل اسلام
اور کفار میں حسب ہدایت شریعت جنگ واقع نہو
اوسوقت تک کوئی قیدی بنانا جو غلام ہوکر فروخت
ہونے میں جایز ہے یا نہیں -
س ۳ جلق والیکو قبر اور قیامت میں کس کس
کے عذاب ہونگے -
ج ۳ شارع نے اسکی تفصیل نہیں کی ہاں دنیا میں
مجلوق کا دل و دماغ کمزور ہو جاتا - دیگر انواع اقسام
کی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے -
س ۴ مجلوق اگر عادت جلق چھوڑنے کی کوشش
کرے مگر اوس سے چھوٹ نہ سکے تو اوسکی نماز روزہ منظور
ہیں یا نہیں -
ج ۴ - اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ پ ۶
یعنے بات یہی ہے اور کوئی نہیں کہ اللہ تعالے متقین
سے ہر قسم کی عبادات قبول فرماتا ہے -

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۔ متقی کو اللہ تعالیٰ ہر ایک مشکل اور تنگی اور مصیبت سے نکال دیتا ہے ۔ پس ایسی گندی بات کا چھوٹنا کوئی بڑی بات نہیں ۔

س ۵ کافرہ کو مسلمان کر کے نکاح کرنا زیادہ ثواب ہے یا مسلمان عورت سے نکاح کرنے میں ۔

ج ۵ نکاح میں دونوں مساوی ہیں ۔ ہاں مسلمان کر لیا تو ثواب الگ ہے ۔

س ۶ زانی کو قبر اور قیامت میں کیا کیا عذاب ہونگے ۔

ج ۶ عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... فانطلقنا الی ثقب مثل التنور اعلاہ ضیق واسفلہ واسع یتوقد تحتہ نارا فاذا ارتفعت ارتفعوا حتی کادوا ان یخرجوا واذا خمدت رجعوا فیہا وفیہا رجال ونساء عراۃ ... فاما الرجال والنساء العراۃ ... فانہم الزناۃ والزوانی ترغیب ترہیب منذری صفحہ ۴۴۴ ہم پہونچے تنور جیسے سوراخ پر ۔ انکے موہنہ اوپر سے تنگ نیچے سے فراخ تھے انمیں آگ جل رہی تھی جب شعلہ اٹھتا وہ لوگ اوپر آجاتے جب شعلہ نیچے ہوتا وہ بھی نیچے کو چلے جاتے وہ عورتیں اور مرد جو ننگے تھے وہ زناکار تھے ۔ اسکے سوا اور عذابوں کا ذکر بھی حدیث میں زناکاروں کے لئے آیا ہے ۔ جیسے مردار کیطرح سخت پھولے ہوئے اور سخت بدبودار تھے وغیرہ وغیرہ ۔

س ۷ اگر سخت ضرورت ہو تو سود دینا جائز ہے ۔

ج ۷ حَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اقسام سود کو حرام کر دیا ہے ۔ سود لینا دینا دلانا سب برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ ہے ۔ فَاِن لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا تمکو اعلان جنگ ہے ۔ اگر تم نہ باز آئے ۔ ہاں مضطر کو جائز ہے جیسے سور حالت اضطرار میں جائز ہے اضطرار اپنا اپنا ہر کوئی خود سمجھ سکتا ہے اگر ایسا ہی اضطرار ہے کہ اس وقت سور کھانا جائز سمجھتا ہے تو سود بھی ۔

س ۸ استنجا بعد فراغت پہلے بڑا کرے یا چھوٹا ۔

ج ۸ استنجا دو طرح کا ہوتا ہے ایک پانی سے ایک مٹی سے اگر دونوں میں جمع کرے استنجا تو جسکو چاہے مقدم کرے چھوٹا یا بڑا شریعت نے اسپر کوئی پابندی نہیں کی ۔ خواہ استنجا پانی کا ہو خواہ مٹی کا ۔

(س ۹ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۱۷) تعین رکعات نماز پنجگانہ کیوں ہے فجر ۲ ظہر ۴ عصر ۴ مغرب ۳ عشا ۴ رکعت کیوں ہوئیں اور قبل العصر سنت موکدہ کیوں نہیں

ج ۔ حکم شریعت کا اسیطرح ہے اور احادیث میں تعین موجود ہے س ۱۲ ۔ اور فرائض کے نقص تو انکے موکدہ سنن سے پورے کئے جاینگے مگر عصر میں اگر نقص ہوا اور نوافل غیر موکدہ نہ پڑھی جاویں تو انکا تدارک نقص کا کہاں سے کیا جاویگا ۔

ج ۱۱ کل فرائض مع واجب کے تعداد موکدہ کے ساتھ مساوی ہے ۔ فرائض فجر (۲) ظہر ۴ عصر ۴ مغرب ۳ عشا و وتر ...

سنن فجر ۲ ظہر ۲ مغرب ۲ عشا ۲ تہجد ۲ یا بجائے تہجد عشا میں فرض کے بعد چار ظہر کے بعد چار اور قبل عصر چار پڑھ لے ۔ اب ہر رکعت فرض و واجب کے مقابل ایک رکعت سنن موکدہ بھی موجود ہے ۔

س ۱۷ ۔ واجب نماز کس کے حکم سے ہوئی ۔

ج ۱۷ ۔ فرض واجب سنت سب اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ یعنے کوئی شریعت کی بات (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں کہتا بلکہ جو کچھ کہتا ہے وحی سے ہی کہتا ہے ۔

س ۱۸ مستحب ۔ نزاکت ۔ زغال ۔ کے کیا معنے ہیں ۔

ج ۱۸ مستحب پسندیدہ ۔ نزاکت لطافت ۔ زغال چیل ۔ یہ سوال عجیب بے جوڑ ہے اس بے میل سوال کی کیا وجہ ہے ۔

س ۱۹ کچھ دنیا کی میعاد بھی رکھی گئی ہے ۔

ج ۱۹ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کے خزانے کوئی نہیں جانتا انکو سوائے اسکے اور اس گھڑی کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ۔

س ۲۰ ۔ کوئی یہی شہادت کر سکتا ہے کہ یہ شخص قطعی جنتی ہے ۔

ج ۲۰ ۔ بہت نشان ہیں ۔ الہام الٰہی جیسے عشرہ مبشرہ کی نسبت ونیز وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ ۔ آگے بڑھ جانے والے مدینہ والے ہجرت میں اول اول اور وہ مدد دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مہاجرین کو اور جو لوگ انکی پیروی کریں ۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اللہ تعالیٰ نے انپر راضی اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور سچے وعدے حاصل کر کے اللہ تعالیٰ پر راضی ۔ اور علامت یہ کہ ان کے لئے باغات دنیا ہی میں طیار ہیں ۔ اور جسکے لئے بہت لوگ اچھی گواہی نیکی کی دیں وہ بھی جنتی ہے ۔

س ۲۱ ۔ وہ کونسی نماز اور دعا ہے جو حضرت امام زین العابدین نے یزید کو سکھائی تھی جس سے اوسکی نجات ہو سکتی تھی ۔

ج ۲۱ ۔ یہہ جھوٹ ہے ۔ یہہ کسی یزیدی کی تجویز ہے ۔ اسکی کوئی اصلیت نہیں ۔

س ۲۲ ۔ اگر کوئی نماز قضا ہو جاوے ۔ تو اوسکے ادا کر لینے کے بعد بھی عذاب ہوگا بسبب قضا کرنے کے ۔

ج ۲۲ ۔ قضا نماز کے ادا کرنے میں اختلاف ہے کہ پھر ادا کرنے سے وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں ۔ بعض کے نزدیک ادا نہیں ہوتی اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۔ بے شک نماز مومنوں پر اوقات مقررہ پر فرض کی گئی ہے اب وہ وقت گذر گیا پھر واپس نہیں آتا ۔ وہ نماز ادا ہوتی ہے ۔ بہرحال اسکا علاج سچی توبہ و استغفار ہے ۔ نماز قضا کو ادا کرنے میں انسان کے سست ہو جانیکا بھی احتمال ہے ۔

س ۲۳ ۔ وہ کون عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے

ج ۲۳ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ... وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ۔ حرام ہیں تمپر تمہاری مائیں بیٹیاں ۔ بہنیں پھوپھیاں خالائیں ۔ بھتیجیاں ۔ بھانجیاں ۔ تمہاری دودھ کے سبب مائیں بہنیں ۔ تمہاری بی بیوں کی مائیں ۔ پچھلگ عورتیں (تمہاری بی بی کی لڑکی پہلے خاوند سے) بشرطیکہ تم ان بی بیوں سے مباشرت کر چکے ہو ۔ ورنہ نہیں ۔ اور جو تمہارے بیٹوں پر حلال ہو چکی ہیں جو بیٹے تمہاری صلب سے ہیں ۔ اور دو بہنوں کا جمع کرنا بھی حرام ہے اور کسی کی نکاح شدہ زوجہ بھی حرام ہے اور امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک زنا کی بیٹی بھی بنات میں داخل ہے صحیحین میں ہے ان الرضاعۃ تحرم ما یحرم الولادۃ یعنی محرمات ولادت کی طرح محرمات رضاعت بھی ہیں ماسی پھوپھی وغیرہ ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۔ لا یجمع بین المرأۃ وعمتہا ولا بین المرأۃ وخالتہا ۔ بخاری ۔ درمیان عورت اور اسکی پھوپی یا خالہ میں نکاح کے معاملہ میں اجتماع نہیں کرنا چاہئے ۔

عن ابن عمر ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر نسوۃ فی الجاہلیۃ واسلمن معہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امسک اربعا وفارق سائرہن رواہ احمد وغیرہ غیلان جب مسلمان ہوا تو اسکے ساتھ اسکی دس عورتیں بھی مسلمان ہوئیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چار رکھ لے اور باقی چھوڑ دے ۔ مشکوٰۃ باب المحرمات ۔

س ۲۴ ۔ پانچ وقت نماز میں کیا مصلحت الٰہی اور ہمارے فوائد ہیں ۔

ج ۲۴ ۔ غفلت سے جو کسی نیکی کے لئے اللہ تعالیٰ انسان کو غافل رکھنا نہیں چاہتا ۔ اور یہ اوقات غفلت کے اوقات ہیں بعض بسبب نیند بعض بسبب مشاغل تجارت حرفت صنعت اور بعض بسبب شغل اہل وعیال کے ۔ وغیرہ وغیرہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ ترجمہ ۔ یعنے جن و انس کو صرف عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے ۔

س ۲۵ ۔ کیا انسان کے ساتھ ہمزاد رہتا ہے ۔

ج ۲۵ ہمزاد لفظ شرعی نہیں ۔ ہاں شیطان لاحقہ یا قرین وہ ساتھی جاتا ہے ۔

س ۲۶ کیا عمل ہمزاد کرنے سے اسکو تابع کرنا گناہ ہے ۔

ج ۲۶ شیاطین ۔ اور گندے دوست جو وہی مظاہر اور ظل شیاطین ہوتے ہیں جب انسان اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اسکے شیاطین بھی بدل جاتے ہیں ۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا ۔ ہر ایک کے لئے دوست بنائے ہیں جنکو وہ خود دوست بنانا چاہتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی ...

کیا آپ کبھی سمجھاتے ہیں جو زانی ہو اور غیرہ کسی شیطان متقی کو صحبت ہو یا نہیں

س ۲۷ ۔ کیا سمرنرم سیکھنا گناہ ہے ۔

ج ۲۷ ۔ گناہ نہیں مگر اخلاق پر اسکا کوئی نیک اثر نہیں ہوتا سومن کو لغو کام سے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مومن لغو سے پرہیز کیا کرتے ہیں ۔

س ۲۸ پیر فقیر کا بکرا تکبیر کہہ کر ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے یا نہیں ۔

ج ۲۸ شرک ہے ۔ جان اور کسی شے جو سوائے قربانی کے ہو ۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ جو چیز سوائے اللہ کے کسی کا نام پکارا جاوے وہ بھی حرام ہے اس آیت کی وسعت کی نسبت بعض صوفیائے متقدمین نے لکھا ہے کہ جو شعر محبوب مجازی پر بولا جاوے اگرچہ اسکا معنی اللہ تعالیٰ پر بھی صادق آسکتا ہو اسکو بھی اللہ تعالیٰ پر بولنا حرام ہے ۔

س ۲۹ ۔ زانی بطریق کس سزا کے سبب عذاب قیامت سے بچ سکتے ہیں ۔

ج ۲۹ ۔ سزائیں دینا سلطنت کا کام ہے ۔ سچی توبہ و استغفار سبب نجات ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سوائے شرک کے تمام گناہ بلا توبہ بھی بخشدے ۔ اگر انسان سچی توبہ کرے تو بطریق اولیٰ مستحق معافی کا ہے ۔

س ۳۰ نکیرین کا حساب قبر میں روح سے ہے یا جسم سے ۔

ج ۳۰ روح کا ایک قسم کا تعلق جسم کے ساتھ ہو جاتا ہے گو وہ جسم ...

س ۳۱ لیلۃ القدر سال میں کب اور کتنی دفعہ ہوتی ہے ۔

ج ۳۱ ۔ غالباً آخری عشرہ رمضان میں ہوتی ہے اور کبھی سوائے رمضان کے کسی دوسرے چاند میں بھی آجاتی ہے ۔

س ۔ ظاہری حالت کسی مسلمان فوت شدہ کی اگر ایسی ہو کہ وہ بلا توبہ کبائر صغائر کے ارتکاب میں مر گیا ہے تو اسکی مغفرت کے لئے کیا پڑھنا چاہئے ۔

ج ۳۲ ۔ اوسکے لئے دعائے مغفرت بکثرت کیجاوے اور صدقات دی جاویں اگر حقوق العباد اوس کے ذمہ ہوں تو انکو بھی ادا کرنا ضروری ہے ۔

س ۳۳ مرتکب کبائر اگر مر گیا اور ہمیشہ ترک کرنے کی کوشش کرتا تھا مگر مجبور ہو چھوڑ نہیں سکتا تھا کیا اسکو بھی عذاب ہوگا ۔

ج ۔ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ۔ اوسکا وعدہ ہے کہ سوائے شرک کو بلا توبہ بھی اگر چاہے معاف کرے وہ علیم بذات الصدور دل کے تعلقات اور ارادوں کو بھی جانتا ہے ۔ ونیز وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ اسکا وعدہ ہے کہ متقی کو ہر ایک تنگی سے نکال دیتا ہے ۔ پس ممکن نہیں کہ متقی باوجود تقویٰ کیا پڑے ... یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی بات زیادہ سچی ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے فضل سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا ۔

س ۳۴ کیا معراج جسمانی ہے یا روحانی ۔ (ج ۳۴) جسمانی ...

س ۳۵ ۔ سیدانی کے ساتھ نکاح جائز ہے کسی دوسری قوم کا ۔

ج ۳۵ ۔ شریعت میں کوئی حرمت بیان نہیں ہوئی اس لئے سیدانی کو نکاح جائز ہے

س ۳۶ ۔ اگر کسی مسلمان کی میت بلا جنازہ و بلا کفن ہمراہ گڑھے میں گاڑی جاوے ۔ تو اسکی بخشش ہوگی یا نہیں ۔ (ج ۳۶) مغفرت کا مدار ان باتوں پر نہیں بلکہ حسن خاتمہ اعمال صالحہ ... فضل الٰہی ...

س ۳۷ ۔ دوسری تیسری جماعتیں جائز ہیں یا نہیں (ج ۳۷) حدیث سے اتنا ثابت ہے کہ ایک شخص بعد جماعت کے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اسکے ساتھ شامل ہونیکا حکم دیا ۔ دوسری جماعت کرنی احادیث سے ثابت ہیں اور اسطرح کرنے ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چشمہ مسیحیژ

وہ کتاب جس کا مینے عنوان مین چشمہ مسیحی نام رکھا ہے درحقیقت وہ یہی کتاب ہے جس کو ہم ذیل مین لکھین گے ہمین کچھ ضرورت نہ تھا کہ حضرات پادری صاحبون کے عقائد کی نسبت کچھ تحریر کرتے کیونکہ ان دنون مین اون کے اکابر یورپ اور امریکہ کے محققون نے وہ کام خود اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے جو ہمین کرنا چاہئے تھا۔ اور وہ لوگ اس خدمت کو بہت خوبی سے ادا کر رہے ہین کہ عیسائی مذہب کیا چیز ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے مگر ان دنون مین ایک ناواقف مسلمان کا بانس بریلی سے مجھکو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط مین کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی تالیف ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہین۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کیوجہ سے ہماری کتابون کو نہین دیکھتے اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے ہین یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہین اور نادان مولویون نے ہمین کافر کافر کہنے سے ہم مین اور عام مسلمانون مین ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگون کو معلوم نہین کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس مین عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس مین خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور روشنی اور تاریکی مین یہ آخری جنگ٭ ہے جس مین روشنی مظفر و منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرورت نہ تھا کہ پادری صاحبون کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا۔ لیکن ایک شخص کے اصرار سے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اسمین برکت ڈالے اور لوگون کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین۔

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہین٭٭۔ اور اون کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہین اور ہم ان یہودیون کے ان اعتراضات کے مخالف ہین جو آج کل شائع ہوئے ہین مگر ہمین یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسےٰ اور ان کی انجیل پر حملے کرتے ہین اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین عیسائیون کو مناسب نہ تھا کہ اس بد طریق مین یہودیون کی پیروی کرتے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان سچائی اور انصاف کے رُو سے کسی مذہب پر حملہ نہین کر سکتا تو بہتیرے ایسے لوگ ہوتے ہین کہ ناحق کی تہمتون کے ذریعہ سے حملہ کرنا شروع کر دیتے ہین سو اسی قسم کے صاحب ینابیع الاسلام کے حملے ہین دنیا کی محبت سے یہ خراب عادتین پیدا ہوتی ہین ورنہ اس زمانہ مین آسمانی دین اور آسمانی مذہب صرف اسلام ہی ہے جس کی برکات تازہ بتازہ موجود ہین اور یہ اسلام کے پاک چشمہ کی ہی برکت ہے کہ وہ زندہ خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے ورنہ وہ مصنوعی خدا جو سری نگر (محلہ خان یار) کشمیر مین مدفون ہے وہ کسی کی دستگیری نہین کر سکتا۔

اب ہم بریلی کے صاحب راقم کی طرف متوجہ ہو کر اپنے مختصر رسالہ کو تحریر کرتے ہین۔ واللہ الموفق

الراقم

میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

یکم مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
و نبیہ العظیم

السلام علیکم۔ بعد ہذا واضح ہو کہ مینے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جسکو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کو پڑھنے کے بعد لکھا تعجب ہے کہ وہ قوم جنکا خدا مُردہ جنکا مذہب مُردہ جنکی کتاب مُردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مُردے ہین اُن کی دروغ اور پُر افترا باتون سے اسلام کی نسبت آپ تردد مین پڑ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپکو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہین جنہون نے صرف خدا کی کتابون کی تحریف نہین کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کیلئے افترا اور مفتریانہ تحریرون مین ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے چونکہ ان لوگون کے پاس وہ نور نہین جو سچائی کی تائید مین آسمان سے اُترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتون سے دنیا مین ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اسلئے یہ لوگ ان باتون کے لئے مجبور ہوئے کہ لوگون کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤن اور مکرون اور فریبون اور دھوکہ دہی اور محض جعلی اور بناوٹی باتون سے کام لیا جاوے۔ اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہین جنکو خدا کا خوف نہین اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش مین ہین کہ کسی طرح لوگ تاریکی سے پیار کرین اور روشنی کو چھوڑ دین۔ مین سخت تعجب مین ہون کہ آپ ایسے شخص کی تحریرون سے کیون متاثر ہوئے۔ یہ لوگ اُن ساحرون سے بڑھکر ہین جنہون نے موسیٰ نبی کے سامنے رسّیون کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰ خدا کا نبی تھا اس لئے اوس کا عصا اون تمام سانپون کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالیٰ کا عصا ہے وہ دن بدن رسّیون کے سانپون کو نگلتا جاتا ہے۔ اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسّیون کے سانپون کا نام و نشان نہین رہیگا۔ صاحب ینابیع الاسلام نے اگرچہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلان فلان قصون یا باتون سے بنایا گیا ہے یہ کوشش اوسکی اوس کوشش کے ہزارم حصہ پر بھی نہین جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کیلئے کی ہے اس فاضل نے اپنے خیال مین اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیون کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابون سے لی گئی ہے اور یہ چوری اسقدر صریح طور پر عمل مین آئی ہے کہ عبارتون کی عبارتین بعینہ نقل کر دی گئی ہین۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی تعلیم کو جس پر عیسائیون کا بہت کچھ ناز ہے طالمود سے اخذ کرنا لفظ بلفظ ثابت کر دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتین نقل کر کے لوگون کو حیرت مین ڈالدیا ہے چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے ہین۔ اور ان دنون مین مینے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے جس نے یہ کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے اس کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بدھ لوگون مین وہی قصہ شیطان کا مشہور ہے جو اوس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال دل مین لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل مین بھی بطور سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہندوستان مین آئے تھے اور حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر کشمیر مین موجود ہے جس کو ہم نے دلایل سے ثابت کیا ہے اس صورت مین ایسے معترضین کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کرین کہ اناجیل موجودہ درحقیقت بدھ مذہب کا ایک خاکہ ہے یہ شہادتین اسقدر گذر چکی ہین کہ اب مخفی نہین ہو سکتین۔ ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب جس کی نسبت اکثر محقق انگریزون کے بھی یہ خیالات ہین کہ وہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے (جسکے ترجمے تمام ممالک یورپ مین ہو چکے ہین۔) انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتین باہم ملتی ہین۔ اور جو انجیلون مین بعض مثالین موجود ہین وہی مثالین انہین الفاظ کے ساتھ اس کتاب مین بھی موجود ہین اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اندھا ہو وہ بھی اس کتاب کو دیکھ کر یقین کرے گا کہ انجیل اوسی مین سے چورائی گئی ہے بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے اور اول سنسکرت مین لکھی گئی اور پھر دوسری زبانون مین ترجمے ہوئے۔ چنانچہ بعض محقق انگریز بھی اسبات کے قایل ہین مگر اس بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہین رہتا اور نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ اپنی تمام تعلیم مین چور ثابت ہوتے ہین کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسےٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر مین لکھی گئی اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت حضرت عیسےٰ کی انجیل ہے اور دوسری انجیلون سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھیراتے ہین وہ اپنے پاؤن پر آپ تبر مارتے ہین اور حضرت عیسےٰ کو سارق قرار دیتے ہین۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریون کا مذہبی کتابون کا ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے وہ لوگ صرف اپنی ہی انکل سے بعض کتابون کو آسمانی ٹھیراتے ہین اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہین۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلین اصلی ہین اور باقی اناجیل جو چھپن کے قریب ہین جعلی ہین مگر محض گمان اور شک کے رو سے کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بنا ہے چونکہ موجودہ انجیلون اور دوسری انجیلون مین بہت تناقض ہے اسلئے اپنے گھر مین ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہین کہہ سکتے کہ یہ انجیلین جعلی ہین یا وہ جعلی ہین اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر ہند کے تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریون نے

ژ اس نام کے یہ معنے نہین ہین کہ مسیحؑ کا یہ چشمہ ہے کیونکہ مسیحؑ کی تعلیم جو دنیا سے گم ہو گئی وہ موجودہ عقاید نہین سکھلاتی تھی۔ بلکہ یہ مسیحی لوگون کی خود ایجاد تعلیم ہے۔ اسلئے اسکا نام چشمہ مسیحی رکھا گیا۔ منہ

٭ اس جنگ کے لفظ سے یہ نہین سمجھنا چاہئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منع کر دیئے ہین۔ کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت مین اس قسم کے جہاد منع کئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری مین بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔

٭٭ ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان انکے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ مین ہے اور وہ دراصل یہودیون کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہین۔ افسوس ہے اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لین اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیان نہ دین تو دوسری طرف مسلمانون کی طرف سے بھی اُن سے بیس حصہ زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

وہ تمام کتابیں جنکو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکبادی کے طور پر لارڈ بشپ کی بھیجیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں اپنی اپنی رائیں ہیں اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں انکو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں برنباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرتؐ کی پیشگوئی موجود ہے۔ چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ لوگ جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے انکی یہ باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب اناجیل مروجہ کے مخالف ہوتی ہے (۲) دوسری یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسیقدر مطابق ہوتی ہے اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اول اصول مسلمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں انکا قصہ درج ہے اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکہ دیں ڈالتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی پیشتون کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدا کی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا پس خدا کی وحی کا جس کی تصدیق سے تواتر ہو اور وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اسکو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہوں اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی وہ جھوٹا ہے اگرچہ بعض انسان اسکو سچا قرار دیتے ہوں اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصوں یا افسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے نہایت قابل شرم جہالت ہے کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گذشتہ مضمون سے توارد ہو جائے چنانچہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے انکی کئی سچائیاں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔ اناجیل وغیرہ کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے عرب میں انکو کوئی جانتا بھی نہیں تھا اور عرب کے لوگ محض امی تھے اور اگر اس ملک میں شاذ و نادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک نفسی خیال ہے آنحضرتؐ محض امی تھے آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بار ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے کہ اس زمانہ کی کوئی عربی کتاب پیش کریں جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔ اگر فرض محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سنکر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اسکی خبریں اور اس کے قصے سب غیب گوئی ہے اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک [illegible] درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے پس عیسائیوں کے [illegible] یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قصوں کا [illegible] پیش کرتے کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے چوری کی ہے اس صورت میں اسلام کا تمام کاروبار [illegible] تو بعد از مرگ واویلا ہے [illegible] ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں جن کی نسبت گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے قصے لئے ہیں۔ خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ رہتے [illegible] بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ ہے کہ اسکی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہو اور چند مضمون بنا دے اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ مضمون لیا ہے اور غیب کی باتیں نہیں ہیں اسکو کب جرأت اور حوصلہ ہو سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کے لئے بلاوے اور پھر کوئی اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پہلو عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکما ہونا اسکا بپایۂ ثبوت پہونچا دیا پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہیئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ اور وہی نطفہ بنجائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے اگر اون کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور بموجب بیان یہودیوں کے٭ اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں کیا بارہ تخت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں ؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسٰے کو انکی اپنی پیشگوئی کے موافق مل گئی۔ جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے ؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اتر آئے میں کہتا ہوں اترنا کیا اون کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا یہی رائے یورپ کے محقق علماء کی بھی ہے۔ ....

بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر بچ گئے اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔٭

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس کے کہ اسپر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسانی قویٰ کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگذر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے حالانکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرت قادر نے عطا کیا ہے کوئی چیز اون میں سے بیکار نہیں ہے اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر عین مصلحت سے پیدا کی گئی ہے اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگذر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں ایسا ہی کسی وقت غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاق فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے نہ ہمیشہ درگذر اور عفو قرین مصلحت ہے اور نہ ہمیشہ سزا اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے یہی قرآنی تعلیم ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ یعنے بدی کی جزا اسقدر ہے جسقدر بدی کی گئی مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اوس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دیگئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو

٭ عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افترا کرنا اور جھوٹ جائز بلکہ موجب ثواب ہے دیکھو پولوس کا قول۔ منہ

٭ پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کی طرح تھے اور بے خبر تھے۔ منہ

٭ قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونیکا دعوے کر کے اپنی بریت اس طرح پر ثابت کر دی کہ بلند آواز سے کہدیا کہ اگر کوئی اسکو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ جواب دے لیکن تمام مخالف خاموش رہے۔ مگر انجیل کو تو اسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا۔ انجیل نے دعوے کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں [illegible] ہیں۔ قرآن شریف ہی ہے کیونکہ قرآن شریف کا تو دعوے ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں اور تمام مخالفین نے چپ ہو کر اس دعوے کو سچا ہونا ثابت کر دیا۔ منہ

٭ یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیحؑ کے قول میں تائید پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت مسیحؑ انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسٰے نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

٭ جو لوگ مسلمان کہلا کر حضرت عیسٰے کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغو بات منہ پر لاتے ہیں قرآن شریف تو آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسٰے کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں توفی کے یہ معنے کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی اول تو کسی کتاب لغت میں توفی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ہے ماسوا اسکے چونکہ آیت فلما توفیتنی قیامت کے متعلق [illegible] کو حضرت عیسٰے خدا تعالے کو یہ جواب [illegible] لازم آتا ہے کہ قیامت تو آجائیگی مگر حضرت عیسٰے ابھی نہیں مرینگے اور مرنے سے پہلے ہی مع جسم عنصری [illegible] پیش ہو جائینگے قرآن شریف کی یہ تحریف کرنا یہودیوں سے بڑھکر قدم ہے۔ منہ

٭ قرآن شریف نے [illegible] عفو اور درگذر کو [illegible] کیونکہ اس سے انسانی اخلاق [illegible]

غیر محلم سلسلہ ترقی کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے۔ صرف اخلاق قوتی کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی تعلیم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگذر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے ہمارا خدا صرف حلیم ہی نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قول الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگذر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کریگا اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی۔ پہلے اس سے نوح کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوط کی قوم کو کیا پیش آیا۔ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا ماحصل تخلق باخلاق اللہ ہے یعنی خدائے عزوجل کے اخلاق اپنے اندر حاصل کرنا ہی کمال نفس ہے اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھ کر کوئی نیک خلق ہم میں پیدا ہو تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔

اور پھر ایک اور بات بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانون قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے مگر یہ ہم نے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی درد سر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کر سکتا ہے بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر ایک طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بالارادہ ظہور میں آئی تھی تو بہت بے جا کام کیا اگر وہی زندگی وعظ و نصیحت میں صرف کرتا تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اس بیجا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہو کر یہودیوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جاتا تو اس سے یہودی ایمان لے آتے مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہوں۔ عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ایک علم میں لغزش ہے۔ اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کیلئے وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب ان تمام انجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رو سے تو غیر ممکن ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اب تمام مدار صرف اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرا نہیں۔ اور ان کی انجیلیں اسقدر بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جو ان کا شمار کرنا غیر ممکن ہے مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اس کے لئے صلیب تجویز کرنا اور تین دن تک اس کو دوزخ میں بھیجنا۔ اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی کی عادت کو اس کی طرف منسوب کرنا چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اُسی دن دوزخ میں جاتا ہے اور تین دن دوزخ میں ہی رہتے ہیں۔ ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمائش کے لئے مسیح کو کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بنکر بھی شیطان کی آزمائش سے بچ نہ سکا اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہوگئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کے لئے بڑا عمدہ موقع تھا کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت انکاری تھے وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔* پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے یہودی اب تک حضرت عیسیٰ کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس آنا یہ بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے ہیں یہ مرض کابوس کی ایک قسم ہے اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا تھا مگر مسیح شیطانی الہام سے متاثر نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہام یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے دل میں شیطان کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے اور محض شیطان کے تابع ہو جائے۔ مگر تعجب کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مر بھی گیا۔ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے۔ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعوے ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کے لئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بے خبر ہے جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں جانتا کہ قیامت کب آوے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بے خبر ہونا کسقدر بیہودہ بات ہے۔ بلکہ قیامت تو دور ہے اس کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ جس درخت انجیر کی طرف چلا اس پر کوئی پھل نہیں۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کر کے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ایک وحی اگر کسی گذشتہ قصہ یا کتاب کے مطابق آجائے یا پوری مطابق نہ ہو یا فرض کرو کہ وہ قصہ یا وہ کتاب لوگوں کی نظر میں ایک فرضی کتاب یا فرضی قصہ ہے تو اس سے خدا تعالیٰ کی وحی پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا جن کتابوں کا نام عیسائی لوگ تاریخی کتابیں رکھتے یا آسمانی وحی کہتے ہیں یہ تمام بے بنیاد باتیں ہیں جنکا کوئی ثبوت نہیں اور کوئی کتاب ان کی مشکوک و شبہات کے گند سے خالی نہیں۔ اور جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی نہ ہوں اور جن کتابوں کو وہ صحیح مانتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں۔ خدا تعالیٰ کی کتاب ان کی مطابقت یا مخالفت کی محتاج نہیں۔ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کا یہ معیار نہیں ہے کہ ایسی کتابوں کی مطابقت یا مخالفت دیکھی جائے عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو مسلسل تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور نہ ان کا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔ لہذا ان کے یہ بیہودہ خیالات خدا کی کتاب کے معیار نہیں ہو سکتے بلکہ معیار یہ ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کتاب خدا کے قانون قدرت اور قوی معجزات سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے یا نہیں۔

* اس زمانہ میں یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اُترنے کے ایسے ہی منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے اُترنے کے منتظر ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی اسی وجہ سے یہودی اب تک اُن کو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اُترا اس عقیدہ کی وجہ سے یہودی تو داخل جہنم ہوئے۔ اب اسی خیال خام میں مسلمان گرفتار ہیں سراسر یہودیوں کا رنگ ہے غرض اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہو گئی۔ منہ

* دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا تو انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بے خبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بے خبر نہیں اسلئے سچا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے جس کی شہادت

مولوی محمد بشیر صاحب اہل حدیث کی خلوت اور جلوت کا راز

واعظان کین جلوہ بر محراب ممبر مے کنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر مے کنند

ناظرین عنوان مندرجہ بالا سے آپ حیران ہونگے کہ یہ کیسا راز ہے جسکا افشاء کیا جاتا ہے اور خلوت جلوت سے کیا مراد ہے مگر تہوڑا صبر کرین یہ معمّا آگے چل کر خود بخود سمجھ مین آجاویگا اب ذرا متوجہ ہو کر سنین - ایک پرچہ مورخہ ۲۹ - ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ بدست محمد عمر سرمہ فروش بر مکان اخویم منشی قادربخش صاحب برفخانہ والے کے منجانب مولوی محمد بشیر صاحب سیسوانی مقیم دہلی نے مجہکو ملا - جو میری اوس تحریر کے جواب مین لکھکر بہیجا ہے جس کو محمد عمر مذکور کی درخواست زبانی پر مینے بدینمضمون لکھدیا تہا کہ " اگر مولوی محمد بشیر صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ کاذب سمجھتے ہین تو انہین الفاظ مین جسمین مینے حلفیہ علے وجہ البصیرۃ انکی تصدیق کی ہے تکذیب کرین " اور یہ دریافت کرنا مولوی صاحب سے محض اس خیال پر تہا کہ مولوی صاحب کے زہد و تقوی علم و فضل کے حضرات اہل حدیث بہت ہی مداح تہے نیز یہ بہی سبب تہا کہ اب شاید مولوی صاحب کفر و دجل سے باز آگئے ہونگے کیونکہ اونکی مشین تکفیر و تکذیب کے تمام پرزے زنگ خوردہ ڈہیلے اور ردی ہو چکے ہین - ہان ایک یہ بہی گمان تہا کہ قبل ازین تہوڑے دن ہوئے جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع خدام ذی احترام بماہ شعبان ۱۳۲۳ھ دہلی مین رونق افروز ہوئے تہے تو جناب مولوی صاحب کے ہمعصر احسن المناظرین عمدۃ المتکلمین جناب مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی امروہوی دامت برکاتہم نے ایک خط معہ نسخہ جات مندرجہ ذیل کے (مواہب الرحمان مصنفہ مسیح الزمان علیہ السلام تبلیغ الحق مصنفہ امام الزمان علیہ السلام - الفرقان بجواب البرہان مصنفہ احسن المناظرین سلمہ) خدمت عالی مین ارسال کر کے اشتیاق ملاقات بہی ظاہر فرمایا تہا اور اس ملاقات سے غرض یہی تہی کہ شاید حجاب لاعلمی جو درباہ صداقت دعوائے مسیح موعود علیہ السلام عارض خاطر عالی ہو رہا ہے وہ اٹہہ جاوے - مگر بقول مشہور ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

آپنے (مولوی محمد بشیر صاحب نے) چند موانعات مصالح دنیوی کے بناپر جیسا کہ مضمون جواب مرسلہ آنجناب سے ظاہر اور حامل خط کی زبانی باہر ہوا محروم رہنا پسند فرمایا) چونکہ جواب خط مرسلہ احسن المناظرین مدظلہم سے آپکا کفر و دجل سے رجوع ثابت ہوتا تہا اسلئے امید تہی کہ شاید یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہونے سے اب باز آگئے ہین - مگر ایسا نہین ؎

ترا من با وفا دانستہ بودم ✣ غلط کردم خطا دانستہ بودم

اور ؎

مہربان جسکو سمجہتا تہا ستمگر نکلا
لعل کا جسپہ گمان کرتا تہا پتھر نکلا

میرا خیال آپکی نسبت غلط نکلا - اب مین آپ کا وہ جواب بجنسہٖ جو ہمارے پاس موجود ہے اور اخبار بدر اور رسالہ المنصور مین شائع بہی ہو چکا ہے نقل کر کے بعد ازان پرچہ مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ نقل کرونگا جواب خط کو خلوت کے راز اور پرچہ ثانی کو جلوت کے اظہار سے ناظرین مضمون کے سمجہانیکے واسطے موسوم کیا گیا ہے - بعد ازان چند امور استفساراً عرض کر کے طالب جواب ہونگا - جنکے مفصل جواب آنے پر انشاء اللہ پہر اور کچہہ کہونگا - فانتظر

جواب مولوی محمد بشیر صاحب بنام احسن المناظرین مولوی محمد احسن صاحب احمدی امروہی الموسوم بہ راز خلوت

"مکرم بندہ جناب مولوی محمد احسن صاحب دام مجدکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ معہ ہدایا مرسلہ وصول ہوا ممنون فرمایا مجہکو آپکی ملاقات کا شوق زاید از حد ہے - اور ارادہ مصمم ملاقات کا تہا مگر چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا معاف فرماوین - ان بعض مصالح کا حال حامل پرچہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا - والسلام خیر ختام " خاکسار محمد بشیر عفی عنہ از کوچہ چہڑوارہ (۲۵ - شعبان ۱۳۲۳ھ -

اس مراسلت موسومہ راز خلوت کے اون جملونکو جو زیر خطوط ہین مولوی صاحب حضوصاً خلوت مین اور ناظرین عموماً ہر ایک جلوت مین ملاحظہ فرما کر خود ہی انصاف کرلین کہ آیا کفار اور دجالین کذابین کو انہین خطابات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جیسے دعائیہ کلمات سے مخاطب کرنا اور ایسی کتابون کو جنمین معاذ اللہ حسب زعم مولانا کفر اور دجل اور کذب کا اظہار اور اشتہار ہے ہدایا کے پاک رتبہ عطا فرمانا اور محض ہدایا ہی نہین بلکہ ہمکو قبول کر کے ممنونیت کا اظہار کرنا اور ایسے لوگون سے جو دجالین کذابین کفارین سے ہین ملاقات کا از حد شوق رکہکر ارادہ بہی مصمم کر لینا جو بوجہ کسی مصالح اور موانع کی جس کا حال زبانی حامل جواب کہلا بہیجا تہا پورا نہ ہو سکا دیندار باوقار علماء ربانی مومن باللہ کی شان ہے - کیا ایسے عالم جو کسی کو زبان سے دجال اور کذاب اور کافر کہین پہر اسی شخص کو یا اوسکے متبعین کو رحمۃ اللہ اور برکاتہ کی دعائین اسی زبان سے دین افسوس لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہین - یہ ہے ناظرین مولوی صاحب کا راز خلوت یا کہانیکے دانت - اب اگلے جلوہ ممبر کا نقشہ دکہاتا ہون جو دکہانیکے دانت ہین -

مولوی محمد بشیر صاحب کا جلوہ برآمد ممبر یا دکہانیکے دانت الموسوم بہ

خاکسار کو مرزا صاحب کی تصدیق و تصدیق کچہہ غرض نہین ہے اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہین کہ مین اپنا عقیدہ مرزا صاحب کے بارہ مین لکہون تو سنئیے میرا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کافر و دجالین کذابین مین سے ہین - واللہ علی ما نقول وکیل " کتبہ محمد بشیر عفی عنہ ۲۹ - ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ روز پنجشنبہ -

وہ پہلا خط آخیر شعبان ۱۳۲۳ھ کا ہے جسمین آپ مرزا صاحب علیہ السلام کی مخلص تبع اپنے مدمقابل مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے پاک اور مبارک دعائیہ خطاب سے مخاطب کر فرماتے ہین - جو کہ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند - کا مصداق اور دکہانیکے دانتون کا نمونہ ہے اور یہ دوسرا پرچہ آخیر ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کا لکہا ہے جو بعد سہ ماہ خط سابق کی بطن مادر سے جلوہ افگن ہوا ہے اور مصداق (واعظان کین جلوہ بر محراب و ممبر مے کنند) اور دکہانیکے دانتون کا نمونہ ہے ذرا مولوی صاحب ان ہر دو تحریرون کو جو ایک ہی زبان و قلم سے صرف بہ تفاوت سہ ماہ صادر ہوئی ہین تطبیق تو فرماوین - مولینا ذرا کلام الہی کے ان آیات مبارکہ کو خلوت مین پڑہکر خشیۃ اللہ سے کام لین - ارأیتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ہو فی شقاق بعید سنریہم ایتنا فی الافاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق - اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید - الجزو ۲۵ - رکوع ۱ - اور ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا یعنی جو تیرے سلام علیک کرے اوسکو مت کافر کہو

چون نسیم صبح محشر پردہ بردار دز کار	کیست مومن کیست کافر خود بگردد آشکار
یکہ تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کین	چون نترسی از خدائی راند او جز بار
کلمہ گویان را چرا سگوئی کافر مولوی	شرمت آید از خدا عادل و ذی اختیار
سہل باشد از زبان خویش تکفیر امام	مشکل افتد آن زبان چون پلید خواہد گار
گر کنی تکفیر ہم خود چہ کار کردہ	رو اگر مردی جہوی ابکلام اندار
چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی	گر نو داری خوف حق ردیع کفر خود برار
پیر گشتی خلق پیران را امید انی ہنوز	لاف ایمان خود چہ چیزے نو ایمان را ببار

اور پہر براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کو پیش نظر رکہکر جواب ارقام فرماوین -

(۱) مرزا صاحب علیہ السلام کی وجوہ کفر و کذب و دجل کیا ہین ؟ اس سوال کا جواب لکہنے سے پہلے رسالہ تحذیر المؤمنین علامہ زمن مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی مدظلہم کا جو بجواب کفر نامہ بٹالوی تصنیف ہو کر شائع ہو چکا ہے اور نیز اعلام الناس حصہ سوم جو جناب ہی کی تکذیب کی تردید کے فرض سے تصنیف ہو کر طبع ہوا ہے ملاحظہ فرمالیوین تا ایسا نہو کہ اوسی پٹی پٹائی لکیر پر چلنے لگین جسکا قلع قمع پہلے سے ہو چکا ہے - (۲) (کتاب ہدایت انسب الی انہ الاوہام مصنفہ مسیح الزمان علیہ السلام کا جواب جسکا وعدہ آپنے رسالہ حق الصریح کے صفحہ ۳۱۳۳۲۳۹ مین مہر کے ساتہ تین بار فرمایا تہا اور لکہا تہا کہ اسکا جواب جلد ہو نیوالا ہے اس وعدہ کو آجتک ۱۲ اسال سے زائد کا عرصہ گذر چکا اون کا بقایا آجتک کیون نہین ہوا ! اور اگر جواب شائع ہو چکا ہے تو اوس کے پتہ و نشان وغیرہ سے مطلع فرماوین ؟ ایسا ہی اعلام الناس حصہ سوم کے بہی جواب کا مطالبہ ہے (۳) اشتہار مباہلہ مندرجہ رسالہ انجام آتہم و اشتہار مشمولہ تحفہ گولڑویہ انعامی پانصد روپیہ کا جنمین آپ بہی مخاطب ہین آپنے کیا جواب دیا کیا آپنے باوجود یقین کفر مرزا صاحب کے مباہلہ کے واسطے مستعدی دکہلائی ؟ یا باوجود یقین کذب مرزا صاحب کے آپنے کسی ایسی کاذب کی نظیر بجواب اشتہار انعامی ۵۰۰ روپیہ پیش کی ! یہ تمام اشتہارات آپکے پاس بہیجے جا چکے ہین چنانچہ اب بہی آپ انکا جواب دین اگر دیسکتے ہین ؟ (۴) آیت ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم جسکا ترجمہ یہ ہے کہ " نہین قتل کیا اوسکو اور نہین مصلوب کیا اوسکو ولیکن مشابہ کیا گیا " واسطے اون کے " اس شبہ از باب تفعیل تشبیہ مصدر سے فعل ماضی مجہول ہے ضمیر واحد غائب مستتر مفعول مالم یسم فاعلہ ہے جسکا ترجمہ مانند کیا گیا وہ ہے پس اس ضمیر غائب یعنی وہ کا مرجع ما قبل ہیئت مین یا تمام قرآن شریف مین کہان مذکور ہے ؟ اگر مذکور نہین تو اضمار قبل الذکر کی کوئی مثال تمام قرآن شریف یا مخلوق کے بارہ مین ہو تو بیان فرماوین نیز حرف لاکن جو استدراک کے واسطے اخبر دفعیہ وہم سامع مقصور ہو کر اس حرف لکن کے جملہ ما بعد سے اوسکا دفعیہ کیا جاتا ہے) آتا ہے - اس آیت کے جملہ ما قبل سے کون سا وہم سامع کو پیدا ہونا تہا جس دفعیہ حرف لاکن کو لایا گیا ؟ اور کس جملہ سے دفعیہ وہم ہوا - اور کیونکر ہوا ؟ نیز اسمین مشبہ اور مشبہ بہ کون ہے اور وجہ تشبیہ کیا ہے (۵) عیسی علیہ السلام جو بنی اسرائیل کیطرف رسول کر کے بہیجے گئے تہے اور انکو ایک کتاب انجیل اور ایک امت نصاری دیگئی تہی اکس حیثیت سے زمین پر نازل ہونگے آیا آپنے اسی اصلی حیثیت سے جو بوقت صعود انکی تہی مع الرسالت والنبوت والکتاب والامت نازل ہونگی ؟ یا اوس سے تنزل ہو کر ؟ غور سے جواب دین (۶) نبوت و رسالت مین کیا فرق ؟ امتی اور نبی و رسول مین کیا فرق ہے ؟ کوئی فرد امت محمدیہ کا کسی نبی سے سوائے آنحضرت صلعم کے افضل بہی ہو سکتا ہے یا نہین ؟ اگر ہو سکتا ہے تو یہ فضیلت کلی ہے یا جزئی ؟ اور لوازمات نبوت و رسالت جنسے تحقق نبوت و رسالت ہو کیا کیا ہین ؟ - اور یہ لوازمات کسی حالت مین انبیاء و رسل سے منفک بہی ہو سکتی ہین اگر ہو سکتی ہین تو کس حالتین ؟ (۷) لفظ توفی جو باب تفعل ہے جبکہ اسکا مفعول ایک انسان ہو تو کن کن معنون مین آتا ہے ؟ مطلق توفی سے بحث نہین ہے بلکہ اوس توفی سے سوال ہے جو ذی روح انسان کے واسطے بولا جاوے ؟ سوا اگر یہ سوا قبض روح کی کسی قبض جسم یا قبض روح مع الجسم کے معنون مین بہی آیا ہو تو اوس کی تین مثالین قرآن و حدیث و لغت عرب سے نقل فرماوین زبانی دعوی بغیر اسناد کے مسموع ہوگا مصادرہ علی المطلوب کے مرتکب نہ ہو جاوین نیند یا موت توفی کے معنی نہین ہین بلکہ یہ دو مختلف نتیجے با افراض فعل کے ہین جو بعد صدور فعل توفی مترتب ہوتے ہین انکو معنو مین کچہہ دخل نہین ہے ؟ اگر لفظ متوفی کے معنی جو متنازعہ فیہ ہے سوائے قبض روح کے قبض جسم یا قبض روح مع الجسم یا کچہہ اور آپ ثابت کر دین تو مبلغ ایکسو روپیہ انعام آپکو دیا جاویگا یہ اقرار صحیح شرعی ہے بذریعہ عدالت بہی آپ اس اقرار کے ذریعہ روپیہ وصول کر سکتے ہین - والسلام علی من اتبع الہدی -

٭ کیا دیکھا تم نے اگر یہ ہو اللہ کیطرف سے پہر انکار کیا تم نے اوسکا اوس سے زیادہ

ئی نشانیاں صادر ہوں اور اون کے نعوذ باللہ جھوٹ ظاہر ہو جاویگا . . . اون کے واسطے کیا کافی نہیں ہے بشارت درود مرحومہ گواہ ہے -۱۲

مراسلت

یالیت قومی یعلمون

جن حضرات نے ۲۴ جنوری سنہ ۸ء کے الحکم مین میرے ریویو اور مراسلت اور اوسکے بعد کے خط کو دیکھا ہے وہ واقف ہین کہ حکیم احمد اللہ خانصاحب نجیب آبادی نے کسطرح مجھکو متوجہ کیا اور میری مستعدی پر کسقدر بزدلی کے ساتھہ گریز اختیار کی۔ آج روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ و ۱۶ فروری سنہ ۸ء کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حکیم صاحب نے "**مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی**" کے ہیڈنگ سے ایک مضمون شایع کرایا ہے۔ مجھکو معتبر ذریعون سے معلوم ہے کہ یہ مضمون مہینون کی کوشش اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے مین اسکے مطالعہ کا بڑا مشتاق تہا خدا کا شکر ہے کہ آج پیسہ اخبار مین اسکو دیکھا اور بالاستیعاب مطالعہ کرنیکے بعد بے اختیار زبان سے یہ شعر نکلا ؎

بڑا شور سنتے تہے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

روزانہ پیسہ اخبار کی بڑی تقطیع کا تقریبًا ایک کالم صرف اس اعتراض مین سیاہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدا ونکے نام کے ساتھہ "**علیہ السلام**" کیون لکھتے ہین۔ بادشاہ وزیر کی کہانی اور نواب صاحب لوہارو کی داستان اوران کی ہزار روپیہ تنخواہ کی عجیب و غریب غیر مانوس حکایت لکھی گئی ہے۔ مین حیران ہون کہ مولوی ہونے کا دعوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق نکتہ چینی۔ علیہ السلام کے خطاب پر اعتراض۔ اور ثبوت مین ایسی ایسی بے سروپا باتین لکھنا سوائے اس کے اور کیا کہون کہ ؎

محبت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

قرآن شریف سے مومنین پر خدا کا سلام بہیجنا ثابت۔ امام حسن علیہ السلام سے لیکر شیعون کے اول سے بارھوین امام تک سب کے لئے آپکے نزدیک علیہ السلام لکہنا جائز مگر مسیح موعود علیہ السلام کیلئے علیہ السلام ناجائز۔ اور پہر یہی گویا تمام اعتراضات کا سنگ بنیاد! آپ کے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب **تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر** مین اپنی کتاب کے ایک مضمون کی پیشانی صاف "مہدی علیہ السلام" لکہین اور جابجا علی رضا رضی اللہ عنہ اور محمد جواد رضی اللہ عنہ تحریر فرمائین اور آپ مسیح موعود اوراون کے مقدس دوستون کے لئے (جو کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہین) علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ لکھنے سے باغی اور نافرمان قرار دیتے ہین۔ سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

کہئے حضرت! آپ تو لکھتے ہین کہ "ایسا لکھنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اونکے دوستون کی حقارت اور بے عزتی کی ہے اسلئے کہ یہ خطاب علیہ السلام مرسلین کا جو صاحب کتاب وشریعت تھے ہے"۔ یہ تو بتائیے کہ آپ کے مقتدا و پیشوا نے تو ہم سے بہی پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اوراون کے دوستون کی بیعزتی کی اور اگر آپ نواب صدیق حسن خانصاحب کو بہی اس خطا مین مبتلا اور باغی و نافرمان نہ سمجھتے ہین۔ تو ذرا مہربانی فرما کر کچہہ شان مولویت دکہایئے۔ اور کتاب وسنت سے اس خطاب کی رسول صاحب شریعت کے لئے خصوصیت تو ثابت کیجئے۔ یہ دلیری قابل داد ہے کہ مولوی کہلاکر مذہبی اعتراض کے لئے نہ قرآن شریف کی کوئی آیت نہ کوئی حدیث بلکہ ثبوت مین نواب صاحب لوہارو کی کہانی خطاب وزارت اور شاہی غلامون کی کتھا! استغفر اللہ۔ دیکھو اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نے آپ کو کسقدر ذلیل کیا اور کسقدر آپکی عقل پر پردے پڑ گئے کہ آپ نے اپنی طرف سے اماکم منکم کے معنے یا تفسیر لکھی ہے کہ "وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہین آئینگے صرف ہماری شریعت مین ایک مسئلہ مین تبدیلی کرینگے یعنی جزیہ موقوف کردینگے۔ لوکان موسیٰ و عیسیٰ والی حدیث اور دیگر صدہا احادیث اور آیات سے اس بات کے ثابت ہوتے ہوئے بہی کہ اس شریعت مین قیامت تک ترمیم تنسیخ نہین ہوسکتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بہی آپنے اماکم منکم جیسی تصریح کے ایسے غلط معنی کئے کہ جس سے ایک ایسے نبی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ جو ہماری اس کمل شریعت مین تبدیل تنسیخ کریگا۔ کسی نے آپ کے حسب حال اچہا کہا ہے ؎

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
ہم کوچہ رقیب مین بہی سر کے بل گئے

آگے آپ فرماتے ہین "**اس دعوے کا انکے پاس کوئی ثبوت نہین ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے صرف انجیل متی سے یہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری یوحنا کی نسبت یہ فرمایا کہ الیاس یہی ہے**"۔ سچ ہے کہ تعصب انسان کو اندہا کرتا ہے تمام قرآن شریف ہمارے امام علیہ السلام کی تائید کرتا ہے صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث اور اجماع صحابہ اور اکثر بزرگان دین سب ہمارے امام علیہ السلام کے دعاوی کے موید ہین۔ زمانہ علٰحدہ پکار پکار کر تصدیق کررہا ہے۔ نشانات اور خوارق علیحدہ گواہی دے رہے ہین منجملہ انکے بطور تائیدی ثبوت کے توریت وانجیل وغیرہ سے بہی شہادتین لیجاتی ہین آپ لکھتے ہین کہ یک یہی ثبوت ہے۔ خیر اگر آپ ایسا نہ لکھتے تو آپ کا مبلغ علم اور مایۂ لیاقت کیسے ظاہر ہوتا۔ آپ اگر تعصب اور ہٹ دھرمی کو علٰحدہ رکہکر مجہسے افہام اور تفہیم پر رضا مند ہوجاتے تو آج آپکو قرآن وحدیث کے ثبوت معلوم ہوتے اور آپ سے ایسی قابل مضحکہ فاش غلطی نہ ہوتی۔ پہر آپ نے انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۱۹ کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکھا ہے کہ "جسوقت لاویون نے دریافت کیا ہے کہ کیا تو الیاس ہے تو کس شد ومد سے انکار کیا ہے"۔ حضرت مجہسے سنئے۔ ملاکی نبی کی کتاب کے چوتہے باب کی پانچوین آیت ہے کہ "دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنیسے پیشتر مین ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بہیجونگا"۔ پہر انجیل متی کے باب ۱۱ کی تیرھوین وچودھوین آیت مین اس وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر اسطرح ہے۔ "کیونکہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کیوقت تک آگے کی خبر دی اور الیاس جو آنیوالا تہا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے"۔ اسیطرح اور چند موقعون پر یوحنا کو الیاس بیان کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کند ذہن بلید الطبع لوگون کو جو نزول عیسیٰ کے معنی نہین سمجہ سکتے تہی جہان اور مختلف قسم کے دلائل وبراہین سے سمجہایا ہے وہان ایک یہ بات بہی بیان فرمائی ہے کہ جو دہوکہ اب تمکو ہوا ہے اس دہوکہ مین مسیح موسوی کے زمانہ مین بہی لوگ مبتلا ہوچکے ہین اور وہ الیاس کے دوبارہ نزول کے مطلب کو نہین سمجہ سکے تہے۔ مگر مسیح موسوی کے زمانہ مین اگر لوگ اس دہوکہ مین مبتلا ہوئے تہے تو کسیقدر معذور بہی تہے لیکن تمہارے لئے تو اون کی پہلی ایک نظیر بہی موجود ہے۔ معترض صاحب کو یہ بہی خبر نہین کہ یہ ثبوت کس قسم کا ہے اور کس دعوے کی صداقت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اچہا جناب! اب آپ اپنی آیت ۱۹ پر غور کیجئے۔ انجیل مین ۱۹۔ آیت باب اول یوحنا مین لکہا ہے "اور یوحنا کی گواہی یہ ہی۔ جبکہ یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بہیجا کہ اوس سے پوچہین کہ تو کون ہے" پہر آگے آیت ۲۱ مین ہے "تب انہون نے اوس سے پوچہا کیا تو الیاس ہے اوس نے کہا مین نہین ہون" یعنی یوحنا اس بات کی گواہی دیتا ہے یا اسوانح کو روایت کرتا ہے۔ کہ کاہنون اور لاویون کے سوال پر مسیح نے کہا کہ مین الیاس نہین ہون۔ اب یہ تو فرمایئے کہ امام علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مسیح ہی دراصل الیاس تہا۔ آپ کو جب اردو کی ضمائر سمجہنے مین غلطی ہوتی ہے کہ **اوسکی** ضمیر مسیح کیطرف راجع ہے یا یوحنا کیطرف۔ تو بہلا آپ سے کیا امید رکہی جائے۔ کہ آپ عربی کے معانی صاف سچے سمجہ سکتے ہین۔ باقی یہ کہ ہم ان کتابون کو یہ کب کہتے ہین کہ ان مین تحریف وتبدیل نہین ہوئی مگر تحریف وتبدیل مین یہ بہی تو ممکن ہے کہ بعض باتین اصلی بہی رہ گئی ہون انہی بنا پر تو آپ کے علماء حق مفید مطلب موقعون پر ان کتابون سے ثبوت پیش کرتے آئے ہین اور بالخصوص آپ کے مفسرین نے تو ان کتابون ہی سے نہین بلکہ یہود ونصاریٰ کی بالکل غلط اور من گہڑت کہانیون سے اسقدر کام لیا ہے کہ تفاسیر کا ایک معقول حصہ اون قصص اسرائیلی سانون سے لبریز ہے۔ آپکے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب نے بہی اکثر موقعون پر دق ہوہوکر اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین مفسرین کو اس حرکت پر لتاڑا ہے۔ ہمارے امام نے تو اس واقعہ کو محض تائیدی گواہ کے طور پر پیش کیا ہے نہ یہ کہ بس اسی پر دارو مدار ہے۔ آگے آپنے خدا جانے کیون یہ آیت لکہی ہے۔ **یحرفون الکلم عن مواضعہ** مگر غور کرنیسے معلوم ہوا کہ حق بات حق کی مخالفت کرنیوالون کی زبان سے بہی نکل جاتی ہے دیکھئے آپنے اپنے حق مین خود اس آیت کو پیش کیا کیونکہ آپکے مشہور مولویون کا یہ مذہب ہے **انی متوفیک ورافعک الی** مین تقدیم وتاخیر ہے معنی یہ ہوئے کہ مین تجہکو اٹہانیوالا ہون اور کافرون سے صاف پاک کرنیوالا ہون اور مارنیوالا ہون تجہکو آسمان سے اتار کر جیساکہ الفتح الربانی مین لکہا ہے **تحت قولہ متوفیک قال الفراء فی الکلام تقدیم وتاخیر تقدیرہ انی رافعک ومطہرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالک من السماء**۔ اب ذرا ایمان سے کہئے مذکورہ بالا اعتقاد رکہنے والے **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کے مصداق ہوئے یا نہین۔ اسی صفحہ کے دوسرے نصف کالم تک آپ نے مسئلہ **بروز** کا ذکر کیا ہے اور کہین فرمایا ہے "خدا یا در کہنا بہول گیا خدا کو ہمارے زمانہ کے آدمیون کو دہوکہ دینا منظور تہا وغیرہ"۔ اگر مسئلہ بروز کی حقیقت سے آپ قطعی نابلد اور محض ناواقف ہین تو صوفیائے کرام کی تصانیف اور علماء دین کی کتابون مین اسکی تلاش کیجئے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی **تفسیر القرآن۔ اقتباس الانوار** اور **کشف المحجوب** کو دیکہئے کہ بزرگان دین نے نزول مسیح کو بروزی مانا ہے آپ کو بوجہ اپنی ناواقفیت کے صرف اس لئے دہوکہ لگا ہے کہ آپ لفظ نزول کی حقیقت سے بہی ناآشنا ہیں۔ آپکے مولوی ثناء اللہ صاحب تو بمقابلہ مولوی نظام الدین صاحب مباحثہ امرتسر مین یہ کہہ چکے ہین منزل من اللہ مسیح کا قرآن وحدیث مین ہرگز ذکر نہین اگر آپ چاہینگے تو مین انشاء اللہ تعالے نزول وبروز کے مسئلہ کو اچہی طرح آپکو سمجہا دونگا باقی یہ کہ خدا نے دہوکہ دیا اور خدا ایسے سمجہاتا ویسے سمجہاتا تو دہوکہ نہ لگتا۔ وغیرہ باتین بالکل ویسی ہین جیسے ہمارے نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود ونصاریٰ نے کی ہین۔ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آپکی والدہ اور والد اور شہر وغیرہ سب پتے خدا پچہلی کتابون مین بیان فرما دیتا تو یہود ونصاریٰ گمراہ نہ ہوتے مگر خدا کو

کی قدیمی سنّت ہے کہ وہ اخبار آئندہ ہمیشہ استعارات کے رنگ میں اسطور سے بیان فرماتا ہے کہ ایک شک کا پہلو بھی ضرور شامل رہے - یہ تو نہایت صاف اور صریح باتیں تھیں افسوس آپ نے عجلت اور تعصب سے کام لیا کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر کے محلہ خان یار میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہونے کا ثبوت اگر دیکھنا ہو تو حضرت امام زمان علیہ السلام کی کتاب راز حقیقت وغیرہ ملاحظ فرمایئے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہے تو زبان ہائے قرآن ۔حدیث اور تاریخ سب قسم کے ثبوت کافی طور سے آپ کو ملینگے - مین اسبات سے خوب واقف ہون کہ آپنے حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی دعاوی کے متعلق کوئی کتاب نہین دیکھی اور آپ کا مضمون میرے قول کا شاہد ہے - یہ بڑی بے انصافی اور کج فہمی کی بات ہے - کہ کسی مخالف کے عقیدہ اور مذہب کو اوس کی تصنیفات کے ذریعہ سے پورے طور پر معلوم نہ کیا جائے - اور محض سناسنائی باتون پر اعتراض شروع کر دیئے جائین - آپ شہادت القرآن - تذکرۃ الشہادتین - آئینہ کمالات اسلام - ازالہ اوہام وغیرہ اول ملاحظ فرمائین اور پھر لب ہلائین ورنہ اسی طرح آپ کو ٹھوکرین کھانی پڑینگی اور ایک مامور من اللہ امام وقت کی شناخت سے محروم رہکر آپ حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کے مصداق ہو جائینگے -

پھر آپ نے لفظ ابن مریم کے متعلق لکہا ہے - اور یہانتک جوش دکہایا ہے کہ آپ لکھتے ہین وہ اگر اسپر بھی کوئی شبہ وشک کرے تو قیامت کے دن کی جواب دہی کو سمجھ لے اللہ ورسول ایکطرف ہونگے کہ عیسےٰ اور ہمارے رسول نے تو ابن مریم بتلایا ہے .... اسوقت ہم بھی آپ کو سو سلام کرینگے کہ مرزائی صاحبان جواب دیجئیے گا ، مجھکو اسوقت یہود کا قول یاد آگیا کہ وہ کہتے ہین کہ جیسے جب مسیح کے نہ ماننے پر قیامت مین سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہولکر اللہ تعالےٰ کے سامنے رکھدین گے کہ تو نے تو بتایا تہا کہ اول الیاس آئیگا اوسکے بعد مسیح آئیگا مگر الیاس کے آنیسے پہلے مسیح آیا اسلئے ہمنے اسکو نہین مانا پس اگر قیامت کے دن وہ یہودی اسطرح بچ جائین گے تو بیشک آپ بھی بچ جائینگے - ورنہ مامور من اللہ کی شناخت نہ کرنے اور مدعی کے دعوے کی طرف توجہ نہ کرنیکی سزا جو رسول پاک نے بتائی ہے اوس کے موافق آپ کی جو حالت ہوگی غور کر لیجئے -

ایحضرت ! یہ تو بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ حدیثوں مین ابن مریم نام دیکھکر آپ کو دھوکا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے - کہ توریت مین میرا نام احید ہے اور زبور مین میرا نام ماحی ہے اور انجیل مین میرا نام احمد لکہا ہے - حالانکہ حضرت کا نام جو ماں باپ نے رکہا تہا وہ محمد تھا - ان تینون نامون مین سے ایک نام بھی قبل نبوت آپکا نہین تھا - پیشگوئیون مین جو نام بتائے جاتے ہین وہ آسمانی نام ہوتے ہین جو خدا اپنی حکمت سے خود رکہتا ہے - اون کو زمینی نامون یعنی ماں باپ کے رکہے ہوئے نامون سے تعلق لازمی نہین ہوتا پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی عورت کا نام مریم ہو اور اوسکے بیٹے کا نام عیسےٰ رکہا جائے تو کیا اوسکو عیسےٰ بن مریم نہین کہا جاسکتا علاوہ ازین ابن مریم کے حقیقی معنی بیٹے پر آپ کیون زور دیتے ہین قرآن شریف کے محاورہ کو دیکھئے ابن السبیل مسافر کو کہا جاتا ہے حالانکہ لغوی معنی ابن السبیل کے راستہ کا بیٹا ہین تو کیا آپ ہر ایک مسافر کو راستہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے ہین ؟ - یا یون سمجھیئے کہ ہمارے رسول اکرم کو کفار ابن ابی کبشہ کے نام سے پکارتے تھے تو کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ کفار ہمارے حضرت صلعم کو ابی کبشہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے تھے ؟ نہین بلکہ صرف اس وجہ سے کہتے تھے کہ ابی کبشہ عرب مین ایک موحد شخص گذرا تہا اور ہمارے حضرت صلعم بھی توحید ہی کا وعظ کہتے تھے اسلئے کفار نے ابی کبشہ سے آپ کو نسبت دی - حکیم صاحب ! یہی تو مسئلہ بروز کی حقیقت ہے پھر آگے آپ دجال کا ذکر کرتے ہین اسکے لئے صرف عمران بن حصین کی حدیث کافی ہے - قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما بین خلق ادم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم ایضا قال اللہ تعالےٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس قال البغوی فی تفسیرہ الناس الدجال -

ظاہر ہے کہ اسلام کیلئے زمانہ موجودہ کا دجالی فتنہ اسقدر عظیم الشان ہے کہ کوئی تاریخ کسی زمانہ مین اسکی نظیر نہین بتا سکتی اور الناس الدجال سے وحدت شخصی بھی دجال کی رد ہو گئی - پھر آپ فضول دو چار جملوں کے بعد آیت قد خلت من قبلہ الرسل کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ آیۃ عام ہے مگر بل رفعہ اللہ نے اونکو خاص کر لیا یعنی عام مین سے خاص کئے گئے " سبحان اللہ ! آپکے خاص اور عام کا کیا کہنا ! بل رفعہ اللہ کو آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے تعلق کیا ؟ دراصل بات یہ ہے کہ یہود نامسعود کی حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر دو بڑی تہمتین تہین ایک یہ کہ اون کی پیدایش نعوذ باللہ لعنتی ہے دوسری یہ کہ اون کی موت بھی لعنتی ہوئی کیونکہ توریت کی شریعت کی موافق جو شخص سولی دیا جاتا ہے اوس کی لعنتی موت ہوتی ہے اور اوسکو خدا کیطرف رفع حاصل نہین ہوتا دیکھو استثنا باب ۲۲ - آیت ۲۲ و ۲۳) اور ظاہر ہے کہ ملعون کی ضد مرفوع ہے پس خدا تعالی نے ان دونو تہمتون کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما ہ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ - خلاصہ مطلب یہ کہ نہ تو عیسےٰ کی ناجائز پیدایش ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے یعنی وہ ملعون نہین بلکہ اپنی موت سے مر کر مرفوع ہوئے خدا تعالےٰ نے بطور وعدہ کے فرمایا کہ اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے عیسیٰ مین تجھے وفات دینے والا ہون اور وفات کے بعد تجھکو اپنی طرف اوٹھانے والا ہون - ان دونون وعدون مین پہلے وعدے یعنی وفات کے وعدہ کو تو آیۃ فلما توفیتنی مین پورا کیا اور دوسرے وعدہ کو اس تیسری آیت بل رفعہ اللہ الیہ مین پورا کیا اور اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ واقعی آیت قد خلت کی خاص کرنیوالی ہے تو خدا تو فرماتا ہے یرفع اللہ الذین امنوا منکم اور اسی طرح بہت سے مقامات پر رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے ہر جگہ زندہ مع جسم آسمان پر اوٹہائے جانے کے معنی تو آپ بھی نہین لیتے چنانچہ آپ کے مولوی اشرف علی جو آپ کے پیش رو ہین اور جنکے علم و فضل کی آپ نے پچھلے خط مین (جسکا جواب شائع ہو چکا ہے) بڑی مدح سرائی کی ہے اپنی ادبی کتاب الخطاب الملیح کے صفحہ مین ایک جگہ لکھتے ہین " البتہ رفع بمعنی رفع درجہ کے بھی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جسکا حاصل موت ہے نیز مستعمل ہے " دوسری جگہ اسی صفحہ مین لکھتے ہین " ہم یہ کب کہتے ہین کہ رفع روحانی مین اسکا استعمال نہین آتا " اب مہربانی فرماکر یہ تو بتا دیجئے کہ کہین کسی ایک جگہ بھی رفع کے معنی زندہ مع جسم آسمان پر اوٹہانے کے لئے گئے ہین اگر ایک مثال بھی آپ نہ دے سکین تو پھر آپ کو شرم کرنی چاہیئے - پھر آپ تحریر کرتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ نے مار کر اوٹہایا تو حضرت عیسےٰ کو اطمینان کیسے ہوتا یہودی بھی تو مارنا ہی چاہتے تھے اور اللہ بھی مارے ہے تو خدا بھی منجملہ یہود کے ایک یہودی سمجہا گیا - یہودیون کا منشاء بھی مار ڈالنے ہی کا تہا اور خدا بھی مارتا ہی ہے تو فرق کیا ہوا جس سے عیسےٰ کو اطمینان ہوتا خدا سے ڈرو قیامت کے دن کی حساب کا خوف کرو " مین نہین خیال کرسکتا کہ اس مجنونانہ کلام کا کیا مطلب ہے سمجھ مین نہین آتا کہ یہ حضرت عیسیٰ کا اطمینان کیا چیز ہے - جس کے لئے خدا کو بھی یہودی بنایا جاتا ہے اور قیامت کے دن سے ڈرایا جاتا ہے خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت اور یہان نہایت شوخ چشمی دلیری اور گستاخی سے خدا کو یہودی بنانے سے بھی دریغ نہین کیا گیا - اے خدا ایسے وقوف اور بے علم معترضین کو نیک توفیق دے - آمین -

افسوس یہ نہ سمجہا کہ یہودی حضرت عیسےٰ کو صلیب سے مارنا چاہتے تھے خدا نے اون کو صلیبی موت سے بچایا اور وہ اپنی موت سے مرے - اس ذرا سی صاف بات کو بھی جو بیہدہ دماغ نہ سمجھ سکا اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ حقائق و معارف قرآنیہ کو اچھی طرح سمجھ کر دوسرون کو سمجہائیگا - ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تو خدا تعالےٰ کا یہ فرمان کہ واللہ یعصمک من الناس اور ضرورت کے وقت آپکو غار مین پناہ دی گئی اور پھر ۶۳ سال کی عمر مین آپکو وفات دی گئی - حضرت عیسیٰ کی نسبت تو ایسا وعدہ بھی نہ تہا اور تہا تو یہ تہا انی متوفیک ورافعک الی یعنی مین تجھے وفات دیکر مرفوع کرنے والا ہون تو قتل یا مصلوب ہو کر ملعون نہین ہوگا - پھر اگر خدا نے اون کو صلیب سے بچا کر ۱۲۰ برس کی عمر عطا کرنے کے بعد وفات دیدی تو محال کیا لازم آیا - اور معترض کے عقیدہ آپ سے باہر کیون ہوئے - خدا تعالےٰ خود قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ واوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار و معین اس آیت مین خدا تعالےٰ نے گویا کشمیر کا نقشہ کہینچ دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ بعد صلیب کے واقعہ کے اونکو کشمیر مین پناہ دیگئی مگر سمجہے وہ جسکو عقل سے بھی کچھ بہرہ ملا ہو حاسد ملعون کیا ہو سیا اندھیم کو اون لوگون سے بچا جو یہ کہینگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر - معترض صاحب لکھتے ہین کہ " وفات کا لفظ قرآن شریف مین تین معنون پر آیا ہے موت اور نیند اور بہر لینا " نیند یعنی نوم چونکہ اخت الموت ہے اسلئے موت اور نیند تو سمجھ مین آگیا کہ ایک ہی چیز ہے اور جہان نیند کیلئے وفات کا لفظ آیا ہے وہان قرائن بھی موجود ہین لہذا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہوا کہ جہان توفی کا لفظ باب تفعل سے آئے اور فاعل ذی روح مفعول ہو تو قبض روح کے سوا اور کوئی معنے ہرگز نہین ہو سکتے اور اس کے خلاف آپ مر بہی کیون نہ جائین تو کوئی مثال ہرگز ہرگز پیش ہی نہین کر سکتے - چنانچہ نیند مین بھی محدود مدت کے واسطے قبض روح ہوتا ہے نہ قبض جسم ذرا یہ تو فرمائیے کہ یہ بہرنا کیا چیز ہے ؟ مٹکے مین گہی بہرنا اور کپڑے میں کپڑے بہرنا وغیرہ جملون مین لفظ بہرنا کا استعمال تو آپ لوگون سے بھی سنا گیا ہے مگر کسی آدمی کے چہت پر چڑہنے یا چڑہانے کے لئے تو آجتک کبھی کسی سے یہ نہین سنا گیا کہ فلان آدمی بالاخانہ پر بھر گیا یا فلان آدمی کو بالاخانہ پر بھر لیا وغیرہ - مہربانی فرماکر یہ ضرور بتا دیجئے کہ یہ آپ کے تیسرے معنی یعنی بھرنا کس زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑہانے کے لئے جاتے ہین اور یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ زبان کس ملک مین بولی جاتی ہے - اور اس بھرنا والی زبان کے دو چار فقرے بھی کسی ادبی زبان کی کتاب سے نقل فرما دیجئے جن مین لفظ بہرنا مستعمل ہوا ہو - کیون صاحب یہ تو فرمایئے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے توفی کے معنی بھرنا کیون نہ لئے جائینگے جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ... [illegible] ... اور روز قیامت سے ... [illegible] ... کے محلہ خانیار میں مدفون ہوا اوسکو آپ ... [illegible] ... زندہ مع جسم عنصری بھرا ہوا خیال ... [illegible] ... نسبت تو اللہ تعالےٰ یون ... [illegible] ... یعیسی ابن مریم ءانت ... [illegible] ... وامی الھین من دون ...

پہلے اس حدیث کو تو پیش نہ کیجے ذرا موجودہ مولویان اہلحدیث اور مخالفین امام علیہ السلام کی تو خبر لیجئے آپ لوگون کے مشہور لیڈر یعنی اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر نے مقام موضع نجہ مین جو راست گوئی ظاہر کی تھی، وس کا حال میں ۱۶ نمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم مین دیکھ چکا ہون آگے آپ لکھتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت

کے اول مین اور درمیان مین مہدی اور آخر حضرت عیسیٰ پھر یہ امت کسطرح خراب ہے آپ مہدی مسعود اور مسیح موعود بنتے ہین "

مین حیرت مین ہون کہ ایسے ناواقف صون کو اعتراض کرنے کا حوصلہ کسطرح ہوتا ہے کہ جن کو یہ بھی خبر نہین کہ اسلام مین بہت سے مہدی ہوئے ہین اور بہت سے مہدیون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرین دی ہین۔ اسی طرح اس حدیث مین بھی مہدی عثمانی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کو معترض نے قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ معترض صاحب کی معلومات کا دائرہ اسقدر تنگ ہے جیسے غنچہ یا دہن معشوق۔ جہان کوئی بات ذہن مین آئی ہے بے سوچے سمجھے لکھدیتے ہین اور لطف یہ کہ امام زمان کو روز حساب کی دہمکیان دیتے ہین اپنی خبر نہین لیتے ۔ ؎

تو مردان میدان کجا دیدۂ
کہ بار پئے اسپ نشنیدۂ

پھر آپ لکھتے ہین "اس مسئلہ بروزی کی نسبت **آپ امتحان و آزمائش بھی تحریر کرتے ہین "** مین حیران ہون کہ معترض صاحب کا اس فقرہ سے مطلب کیا ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام یا انکے کسی مرید کی کوئی کتاب لیکر اوس پر اعتراض کرتے تو مین اب اوس کتاب ہی مین دیکھہ لیتا کہ یہ فقرہ کہان لکھا ہے اور کسطرح لکھا ہے مگر معترض صاحب کی سن گھڑت باتون کی کہانتک ذمہ داری کیجائے۔ اس سے اگلا فقرہ ہے "اللہ تعالیٰ اپنے بندون کا امتحان لینا ہے یہ سراسر غلط ہے اللہ تعالیٰ تو بعد ایمان کے امتحان لینا ہے " اس فقرہ کے ذیل مین اسی کی تائید مین بڑی لمبی چوڑی داستان لکھی گئی ہے بھلا کوئی پوچھے کہ اس سے ہم کو تعلق کیا اور آپ کی اس تکلیف فرمائی کا نتیجہ کیا؟ ۔ پھر آپ لکھتے ہین کہ "ہم کو اپنی **مولویت ظاہر کرنی نہین ہے "** ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر میرا جہانتک خیال ہے مولویت کے اظہار مین تو کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہین گیا حتی کہ خاکسار نہین خود ہی اپنے نام کے ساتھ مولوی وغیرہ کے خطابات لکھے ہین اور اپنے منہ میان مٹھو بنتے ہین سچ یہ ہے کہ مولویت ظاہر کرنے کی کوشش تو بہت کی گئی مگر مولویت ثابت نہ ہو سکی۔ افسوس۔ اپنے مضمون کو آپ نے مسیلمہ کذاب کے ذکر پر ختم کیا ہے اوس کے دعویٰ نبوت کا ذکر کرنے اور اوس کے متعلق ایسی اٹکل بے جوڑ باتین لکھی ہین کہ امیر خسرو کے ڈھکوسلے بھی مات کر دیئے ہین۔ مین کہتا ہون کہ حضرت اقدس کے رسالہ اربعین کو دیکھئے اور آیت لو تقول کی تفسیر کو اوس مین ملاحظہ کیجے آپ کو تمام جوابات نہایت معقول اور تسکین بخش اوس سے مل جائینگے۔ حضرت! ضد اور ہٹ دھرمی اچھی نہین ہوتی بلکہ سکون قلب کے ساتھ تمام تعصبانہ خیالات سے خالی ہوکر تحقیق کیجے اور اپنے دل سے خود ہی اول یہ سوال کیجے کہ اے شخص تو جو سنی سنائی باتون یا مرزا صاحب کے کسی مخالف مولوی کے ایک آدھ رسالہ کے دیکھہ لینے پر اعتراض کرتا ہے تو نے خاص مرزا صاحب کی اپنی تصنیف کی ہوئی کسقدر کتابین دیکھی ہین؟ آیا تو نے آئینہ کمالات اسلام اول سے آخر تک بغور پڑھی ہے یا دوسری کوئی اسی قسم کی کتاب دیکھی ہے یا نہین۔ جب آپ کا قلب اسکا جواب نفی مین دے تو پھر آپ غیرت کو کام فرما کر مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کے لئے تیار ہو جائین اور بعد مطالعہ اگر آپ اون کی غلطی پر پائین تو پھر اعتراض کرین اوس وقت آپ یقیناً ایسی فاحش غلطیان ہرگز سرزد نہ ہونگی اور آپ کے اعتراضات اسقدر قابل مضحکہ بھی نہ ہونگے۔ دیکھئے اپنی اتمام حجت کر چکا مسیح موعود دنیا مین موجود ہے جسکو ماننا ہو مان لے ورنہ سوا حسرت کچھہ ہاتھ نہ آئیگا۔ طاعون ملک مین موجود ہے اور زلزلون نے تمام دنیا کو ہلا رکھا ہے جسکے کان سننے کے ہون سنے اور جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہون دیکھے۔ والسلام

راقم

عاجز و ناتوان اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے توجہ درکار ہے

مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے ایک کثیر رقم کی حاجت ہے یہہ روپیہ آخر قوم ہی نے ادا کرنا ہے پھر وہ کس موقع کی منتظر ہے یادگار کریمی کیلئے تجویز ہوا تھا کہ مدرسہ کی عمارت پختہ ہو جاوے اگر یادگار کریمی کے فنڈ مین کہین کوئی رقم جمع ہو چکی ہے تو وہ اب بلاتوقف قادیان آجانی چاہئے۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد ایک ایک روپیہ بھی دے تو لاکھون جمع ہو سکتے ہین۔ پس کیا تم کرکے نہ دکھاؤ گے؟ بعض احباب نے مدرسہ کی خرید زمین کے متعلق بھی اپنی حیثیت موافق حصہ لیا ہے۔ منشی ہاشم علی صاحب سرووال گرده سے مجھے لکھتے ہین کہ وہ بیس روپیہ بھیجین گے۔ اگر ایک ہزار آدمی بھی ایسا عزم کرلین کہ وہ دوستون اور احباب سے بیس بیس روپیہ جمع کرکے بھیجدین تو بیس ہزار آجاوے۔ مگر یہہ نری خوش کن باتین اور تجویزین ہین وقت کچھہ کرکے دکھلانے کا ہے مدرسہ کا تمام روپیہ ہمیشہ **امین مدرسہ** کے نام آنا چاہئے۔

زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ کی ایک ایسی مد اسلام مین ہے کہ اگر اسکا باقاعدہ انتظام ہو تو اس مد سے بہت سے قومی کام پورے ہو سکتے ہین۔ چنانچہ پچھلے دنون جو تحریک مخدومی مولوی محمد علی صاحب نے زکوٰۃ کے متعلق کی تو اسکے ذریعہ کچھہ رقم اس مد مین وصول ہوئی [illegible] مسلمون اور مولانا [illegible] مدرسہ [illegible] اشخاص کو اس قابل قدر مدد دی گئی ہے۔ وہ بھائی جو صاحب نصاب ہین زکوٰۃ کا کل روپیہ ہمیشہ امین زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجین [illegible] زکوٰۃ یہان آنی ہونی چاہئے [illegible] [illegible]

بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک بک ڈپو کھولا گیا ہے جس مین تمام تعلیمی [illegible] دوسری مذہبی کتابین ملا کرینگی ہر جز کی فہرست [illegible] اشاعت مین چھاپی گئی ہے درخواستین [illegible] بک ڈپو قادیان کے نام ہونی

آمدنی مدرسہ کی رسیدات

مدرسہ کی آمدنی کی رسیدات کیلئے [illegible] کہ وہ الحکم مین چھپ جایا کرین مگر یہ انتظام باقاعدہ نہ ہو سکا۔ اگرچہ جو لوگ روپیہ بھیجتے ہین انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہین ہوتی بلکہ وہ خدا کیلئے بھیجتے ہین اور انہیں اس سے کوئی بحث نہین کہ وہ رسید الحکم مین چھپے یا نہ چھپے تاہم نظام انتظامی کے لحاظ سے رسیدات کا دیا جانا ضروری ہے انہین [illegible] یہہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہر رقم کی رسید مدرسہ [illegible] دی جایا کریگی۔ آج تک کی بہوچی ہوئی رقوم جو اب تک شائع نہین ہو سکین وہ برابر پہونچ گئی ہین اور باقاعدہ مدرسہ کے خزانہ مین داخل ہو چکی ہین۔ آئندہ ہر شخص کو جدا رسید ملے گی اور ضرورت نہوگی کہ وہ الحکم مین چھپے یہہ جدید عمل درآمد ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کے بعد ہوگا اس سے پہلے کی رقوم رسید جاری نہوگی

ڈاک کا جدید انتظام

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کی قدر کرنے والی قوم ڈاکخانہ کے اجرا کو اپنے پیشوا اور امام کی سچائی کا ایک نشان سمجھتی ہے اور قادیان کے ڈاکخانہ سے اسے خاص تعلق اور محبت ہے اسلئے کہ قادیان کے تعلقات کا بہت بڑا ذریعہ قادیان کا ڈاکخانہ ہی ہے جو سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے ہر وقت آمادہ ہے۔ مین امر تسر ڈویژن کے نیکدل سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے ذمہ دار افسرون کا ازبس ممنون ہون کہ وہ الحکم کی ان معروضات پر جو قادیان کے ڈاکخانہ کے متعلق وقتاً فوقتاً پیش کرتا ہے ہمیشہ نوٹس لیتے ہین اور انکی تجویزون [illegible] درآمد مین لا کر پبلک کو فائدہ پہونچاتے ہین [illegible] خلیفہ فضل حسین صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب اس ڈاکخانہ کی حالت اور کثرت کام سے خوب واقف ہو چکے تھے اور ایسی ہی امید موجودہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور انکے عملہ سے ہے پہر ال سالگذشتہ مین [illegible] تجویز پیش کی تھی کہ قادیان سے [illegible] ڈاک آمد و رفت بذریعہ یکہ ہوتی چاہئے [illegible] ایک تو ڈاک [illegible] دوسرے زاید ڈاکون کے زاید [illegible] خانہ کو ایک معقول بچت ہوگی چنانچہ [illegible] تجویز پر صاحب سپرنٹنڈنٹ [illegible] [illegible] اس لائن پر یکہ کی تجویز [illegible] [illegible] کے پاس بھیدی تھی اور مین [illegible] خوشی [illegible] ظاہر کرتا ہون کہ وہ تجویز اس [illegible] [illegible] یکم اپریل ۱۹۰۶ء سے قادیان اور [illegible] درمیان ڈاک یکہ کے ذریعہ آیا جایا کرے گی [illegible] نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ ڈاک وقت پر [illegible] [illegible] ہماری جماعت کو ایک [illegible] [illegible] نہین قادیان آتے وقت یکہ والون کی [illegible] اور جھک جھک سے نجات ملے گی چونکہ اس [illegible] [illegible] کا انتظام اور اہتمام افسران ڈاکخانہ [illegible] [illegible] اڈیٹر الحکم کو دیا ہے۔ اسطرح پر ایسے موقع [illegible] ہے کہ وہ اپنے بھائیون کو اس پہلو سے فائدہ پہونچا [illegible] اسکے متعلق معلومات [illegible] مین شائع ہونگے انشاء اللہ العزیز اور یہہ انتظام یکم اپریل سے عمل مین آئیگا۔

میان احمد نور کا مقدمہ بلوہ

میان احمد نور کے مقدمہ کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے فریق ثانی کی نگرانی انکے خارج شدہ مقدمہ کے متعلق منظور کرکے مقدمہ کو جو انکے برخلاف تھا منتقل کر دیا تھا چونکہ برٹش مین حصول انصاف کیلئے ہر شخص کو کافی موقع دیا گیا ہے میان نور احمد کو چیف کورٹ پنجاب مین رجوع کرنا کہ انتقال بدون کسی درخواست کے ہوا تھا۔ مقدمہ [illegible] ۱۵۔ مارچ ۱۹۰۶ء تاریخ تاریخ [illegible] تھی مگر چیف کورٹ نے [illegible] تلافی کارروائی کرنے [illegible]

کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے؟

مجھے سخت افسوس سے لکہنا پڑتا ہے کہ قوم وہ توجہ نہیں کرتی جو اسے کرنی چاہیئے۔ گذشتہ دسمبر میں جب احباب جمع ہوئے تو ساری قوم نے متفق ہو کر اس مدرسہ کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا بلکہ اس سے بہی بڑھ کر اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس جگہ اپنا کالج ہونا چاہیئے۔ اور جب قوم کے سامنے یہ امر پیش کیا گیا کہ بہت لوگ اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم کیلئے بہیجتے ہیں تو سب دوستوں نے عہد کیا کہ وہ اس بارے میں آیندہ پوری کوشش کرینگے اور بقدر تعلیم پانیکے قابل ہیں انکو یہاں بہیجیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ان ارادوں نے اکثر حالتوں میں عملی رنگ ابہی تک نہیں پکڑا۔ ناظمان مدرسہ کو جن باتوں کیطرف اسوقت توجہ دلائی گئی تہی بحمد ہللہ وہ قریباً سب کی سب پوری ہو گئی ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ چہوٹے بچوں کے لئے اسجگہ بورڈنگ موجود ہونے چاہئیں۔ اسکا انتظام بہی کر دیا گیا۔ اور اسوقت پانچ بچے ایسے آگئے ہیں جو کہ ہیڈ ماسٹر کی زیر نگرانی بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں یعنی منشی ذوالفقار علی خانصاحب کے دو بچے۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا ایک لڑکا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا ایک لڑکا اور ملک مولابخش صاحب رئیس گجرات کا ایک لڑکا۔ بیشک ان احباب نے بہت ہمت سے کام لیا ہے مگر یہ قوم کا نہوات حصہ ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ اس مدرسہ میں وظیفے نہیں ملتے اور یہ وجہ بہی طلباء کے یہاں شامل ہونے میں روک ہو رہی ہے سو وہ بہی انتظام ہو گیا۔ اور اب یہاں اسی طرح طلباء کو وظائف ملیں گے جسطرح دوسرے سرکاری مدارس میں۔ سو جنکو یہ روک پہلے تہی انہیں چاہئیے کہ اب وہ شامل ہو جاویں۔ بعض نے کہا کہ یہاں غرباء اور غیر زمینداروں کے بچوں کے لئے ٹہیک انتظام نہیں ہو نیکا وہ لوگ نقدی نہیں دے سکتے اسکا انتظام یہ کیا گیا تہا کہ وہ اگر چاہیں تو غلہ بہیجدیں یا اسکو وہاں فروخت کر کے اسکی قیمت بہیجدیں۔ کیونکہ یہ محض ایک خیال ہے کہ گھروں میں لڑکے رہیں تو انکا کچہہ خرچ نہیں ہوتا۔ آخر گھروں میں بہی تو کہاتے پیتے ہیں۔ ہان صرف جنس کا فرق ہوگا مگر جنس جسطرح انکو دوسرے مدرسہ میں پڑہ کر دینی پڑتی ہے۔ ایسے ہی یہاں دینی پڑے گی۔ غرضیکہ ہر طرح سے انتظام کیا گیا ہے مگر قوم نے ابہی عملی طور پر وہ توجہ نہیں کی جسکی امید تہی اور جسکے وعدے کئے گئے تہے کسقدر قابل افسوس امر ہے کہ جماعت تو دن بدن بڑھ رہی ہے اور بہت ترقی کر رہی ہے مگر تعداد طلباء میں جو مدرسہ میں تعلیم پانے میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ صاحب انسپکٹر نے جہاں اس مرتبہ اس مدرسہ کی بہت امور میں تعریف کی ہے اسبات پر افسوس کیا ہے کہ سال گذشتہ کی نسبت تعداد طلباء میں دس کی کمی آگئی ہے۔ اگرچہ اسکی وجہ شاخ دینیات کا کہلنا ہی ہے مگر احمدی جماعت کے لئے یہ غیرت کا مقام ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ تعداد طلباء میں کوئی ترقی نہیں ہوئی جسقدر تعداد طلباء کی ۱۹۰۱ء میں تہی۔ آج پانچ سال بعد وہی تعداد یا اس سے بہی کچہہ کم موجود ہے۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچہہ نہیں کہ ہماری قوم نے ابہی تک اس مدرسہ کے فوائد کو نہیں سمجہا۔ اور اسبات کا انکو فکر نہیں کہ اسکے بعد انکے بچوں کو دنیا میں کیسے نمونے بننا چاہئیں۔ وعظ اور تعلیم کا اثر اسوقت تک کچہہ نہیں جبتک قوم کے افراد اسکا عمدہ نمونہ نہ دکہائیں گے سو اسکے لئے یہی راہ ہے کہ اپنے بچوں کو شروع سے اس مدرسہ میں بہیجیں تاکہ ان کی تعلیم اور تربیت شروع سے ہی ایسے رنگ میں ہو۔

میں مدرسہ کے متعلق بہت کچہہ کہنا چاہتا ہوں۔ عمارت کا بہی فکر ہے اور اور بہی بہت سے فکر ہیں۔ مگر جبتک پہلے قوم کو اس مدرسہ کے ساتھ ایسی دلچسپی اور تعلق پیدا نہ ہوئی کہ وہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ تعلیم دلانا گوارا نہ کر سکیں اسوقت تک کوئی تحریک کرنا فضول ہے۔ جس قوم نے ابہی تک عملی رنگ میں مدرسہ کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا اور اس سے تعلق پیدا نہیں کیا اس سے تیس ہزار روپیہ عمارت کا خرچ کس طرح طلب کیا جائے۔ ہاں پہلے ضرورت کو محسوس کر لینگے تو پہر تیس ہزار نہیں تیس لاکہہ بہی جمع ہو جانا کچہہ مشکل امر نہیں۔ اے خدا تو ہی ہمارے بہائیوں کے دل میں اسبات کو ڈال اور ان کے دلوں میں پورا جوش اسکے متعلق پیدا کر۔ آمین۔

افسوس کہ تین لاکہہ کی قوم میں پانچ چہہ سو بورڈر بہی نظر نہیں آتے بلکہ پچاس ساٹہہ تک پہونچنا بہی مشکل ہو رہا ہے۔ میں تو لکہتا لکہتا نہ تھکوں گا آخر کبہی تو قوم اسطرف توجہ کرے گی کہ ان کے بچوں کے لئے ان کے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرنا کسقدر ضروری ہے۔ اگر یہی ضرورت ہے کہ کوئی شخص بار بار لکہتا جائے تو میں لکہتا جاؤنگا اور منتظر ہونگا کہ وہ وقت خدا کب لاتا ہے جب قوم میں اس مدرسہ کے متعلق پورا پورا جوش پیدا ہو۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ نہ کسی اور پتہ پر۔

(محمد علی)

اہل سنت و جماعت توجہ سے پڑھیں

"احمدی۔ غیر احمدی میں فرق"

آج کل اکثر مسلمان یہ سوال کرتے ہیں کہ سوائے مسئلہ وفات مسیح کے ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے اور حضرت امام الزمن علیہ السلام نے تمہارے عقائد کی کیا اصلاح کی۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دسمبر کی تقریر میں فرما دیا اور مکرمی معظمی مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے خط میں (جو ایڈیٹر صاحب وطن کے نام ہے) بہت صاف صاف بیان کر دیا۔ اب نیازمند اہل سنت و جماعت کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی سے ان کا عقیدہ نقل کر کے شرم دلاتا ہے کہ خدارا ایسی کتابوں کو طالبعلموں کے نصاب میں رکھکر ستم نہ کیجئے۔ کیونکہ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ایسے بودے دلائل دیئے ہیں کہ خواہ مخواہ انسان کو دہریہ بناتی ہیں۔ اور آریہ والا عقیدہ تسلیم کرنا پڑتا ہے میں اس بات کا ثبوت کسی دوسری اشاعت میں دونگا۔ فی الحال جیسے انبیاء علیہ السلام کی عصمت کی نسبت کچہہ عرض کرتا ہوں دیکھئے شرح عقائد نسفی والا لکھتا ہے کہ: وفی عصمتہم عن سائر الذنوب تفصیل وھو انھم معصومون من الکفر قبل الوحی وبعدہ بالاجماع وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمھور (کہ وہ وحی سے قبل جہوٹ کے سوا باقی تمام گناہوں سے بچے رہتے ہیں مگر یاد رہے کہ کفر سے تو وحی کے قبل و بعد معصوم رہینگے بالاجماع اور کبیرہ گناہوں کے جان بوجہکر کرنے سے (اما الصغائر فیجوز عمداً عند الجمھور۔ (مگر صغیرہ گناہ تو جان بوجہ کر کر لینے عند الجمہور جائز ہیں) پہر آگے چلکر لکہتا ہے ھذا کلہ بعد الوحی یعنے یہ سب حکم وحی کے بعد ہے یعنی انبیاء وحی کے نزول سے بعد کبیرہ گناہ عمداً نہیں کرتے ہاں سہواً کر سکتے ہیں (چنانچہ لکہتا ہے اما سھواً فجوزہ الاکثرون) اور صغیرہ گناہ تو انبیاء نزول وحی کے بعد عمداً بہی کر سکتے ہیں (اس عقیدہ سے خدا کی پناہ) اے ناظرین یہ اہل سنت و جماعت فرقہ ناجیہ کا عقیدہ ہے اب قبل وحی کی نسبت سنئے و اما قبلہ فلا دلیل علی امتناع صدور الکبیرۃ۔ کہ وحی سے پہلے انبیاء سے کبیرہ گناہ کا صادر ہونا ممنوع نہیں اور نہ اسپر کوئی دلیل ہے گویا رسالت و نبوت جیسا معزز عہدہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بہی مل سکتا ہے۔ اور ملا۔ اور پہر وحی ایسی معمولی بات ہے کہ وہ جبپر نازل ہوتی ہے اس سے صغیرہ گناہ عمداً اور کبیرہ سہواً صادر ہو جاتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ پیارے بہائیو! یہ عبارت پڑھکر میں تو خاموش ہو گیا۔ ایک معتبر کتاب اور پہر ایسی جسے انجمن نعمانیہ نے بہی اپنے نصاب میں شامل کر رکہا ہے اور اسمیں اس قسم کے عقیدے۔ ہم غیر مسلموں کو کیا مونہہ دکھائیں۔ جبکہ وہ شرح مواقف (عقائد کی مشہور کتاب) سے ہی یہ عبارت دکہا دیں لا دلالۃ علی امتناع الکبیرۃ قبل البعثۃ ولا حکم للعقل بامتناعھا ولا دلالۃ سمعیۃ علیہ (بعثت سے پہلے کبیرہ کے امتناع پر کوئی دلالت نہیں اور نہ اسکے امتناع کا عقل حکم کرتی ہے (اس عقل پر خدا کی مار) اور نہ کوئی اسپر سمعی دلیل ہے (قرآن مجید پر عدم تدبر کا نتیجہ) اور کفایہ والے حضرت کہتے ہیں عند عامۃ اصحابنا رحمھم اللہ یجوز منھم الکبیرۃ نادراً (یعنی پیغمبروں سے کبیرہ گناہ کبہی کبہار جائز ہے)۔

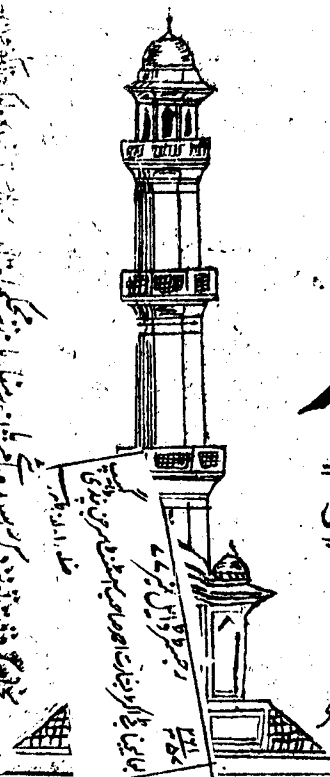
میں حیران ہوں کہ ایک نبی اور امتی میں کیا وجہ فضیلت اور فرق رہ گیا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کئی ایسے ہیں جنہوں نے عمر بہر کبیرہ گناہ نہیں کیا۔ اور صغیرہ سے بہی۔ عقائد کی تردید کرنے کی میں ضرورت نہیں دیکہتا عصمت انبیاء پر ریویو میں کافی بحث ہو چکی ہے اور قرآن سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خدا کے فرستادے روز پیدائش سے تا دم آخرین گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور انہیں گناہوں پر غالب آنیکی قوت دیجاتی ہے وہ عمداً صغیرہ گناہ بہی نہیں کرتے۔

پہر افسوس تو یہ ہے کہ اسی عقائد کی کتاب پر بہی ان مسلمانوں کا عمل نہیں اسمیں تو لکہا ہے۔ افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد سب لوگوں میں سے افضل ابوبکر صدیق رض ہیں۔ پہر لکہتا ہے لا بد من تخصیص عیسیٰ عم (یعنی آنے والے عیسے کی تخصیص ضروری ہے) یعنی وہ مسیح موعود ابوبکر سے بہی افضل ہے۔ اور ابوبکر رض تو بالاتفاق امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں پس مسیح موعود۔ تمام سے اور بالخصوص امام حسین رض سے افضل ہوئے۔ باقی یہ ثابت کر رکہا گیا کہ حضرۃ مرزا صاحب مکرم وہی مسیح موعود ہیں۔ میرا مطلب اس عبارۃ کی نقل کرنے سے یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ اعتراض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل بنتے ہیں۔ ہو الغلط ہے:۔ پہر دیکھئے:۔ ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب۔ اس بات پر اجماع ہے کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے۔ لقولہ عم من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ (جو مر جائے بحالیکہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل نکر کر تو وہ جاہلیت کی موت مرا) یہ دلیل اس بات پر تو ہو نہیں سکتی کہ امام کو لوگ خود مقرر کر لیں بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امام مقرر کر دیتا ہے ضرور ہر زمانے میں۔ خلقت پر اسکو پہچاننا واجب ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے لوگ مطلق امام کی تلاش نہیں کرتے وہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے میں تمہارا امام ہوں اور یہ "ایسے غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں" بحالیکہ اسی کتاب میں ہے:۔ عند فساد الزمان واختلاف الآراء واستیلاء الظلمۃ احتیاج الناس الی الامام اشد۔ (زمانہ کے فساد اور راؤں کے اختلاف اور ظلمت کے استیلاء کے وقت امام کی سخت ضرورت ہوتی ہے) اے حضرات کیا یہ ایسا ہی زمانہ نہیں اگر ہے تو پہر باوجود ضرورت حقہ کے کوئی امام کیوں مبعوث نہ ہوا؟ پیارے بہائیو!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے مے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳/۱۲ - (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عے ۱۲/

نمبر ۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۱۸ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - آج بروز یک شنبہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین اپنے گھر کے مکان مین بیٹھا ہون - اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ مین ہے اوسکو چھیل کر کھانا چاہتا ہون اتنے مین مینے محمود احمد کو دیکھا - اوس کے ساتھ ایک انگریز ہے - وہ ہمارے گھر مین داخل ہوگیا پہلے اوسجگہ کھڑا ہوا جہان پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہین - پھر اوس چوبارہ کیطرف آگے بڑھا جہان بیٹھ کر مین کام کرتا ہون - گویا اوس کے اندر جاکر تلاشی کرنا چاہتا ہے - اوسوقت مینے دیکھا کہ میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے اوس نے بطور اشارہ کے مجھہ کو کہا کہ آپ بھی اوس چوبارہ مین جائین - انگریز تلاشی کرے گا - اور میرے دل مین گذرا کہ اوس مین وہ کاغذات پڑے ہین جو تو تالیف کتاب کا مسودہ ہے وہی دیکھیگا اتنے مین آنکھہ کھل گئی - معلوم نہین اس واقعہ کی کیا تعبیر ہے - اس سے پہلے تھوڑے دن ہوئے ہین یہہ دیکھا تھا - یعنی یہ الہام ہوا تھا کہ عورت کی چال۔ ایلی ایلی لما سبقتانی - بریّت - اذ کففت عن بنی اسرائیل -

مین نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنے سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورتون کی طرح پوشیدہ مکر کرے گا - جس سے ممکن ہے کہ ہم پر اس کی دہوکہ دہی سے کوئی مقدمہ ہو - مگر آخر بریّت ہوگی - مگر یہ میرے اجتہادی معنے ہین اور ممکن ہے کہ جو کچھہ مینے پہلے دیکھا اور جو مینے اب دیکھا اسکے کوئی اور معنی ہون لیکن ظاہر معنے یہی ہین - واللہ اعلم -

اس خواب مین محمود کا دیکھنا اور پھر میر ناصر نواب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ محمود کا لفظ خاتمہ محمود کیطرف اشارہ ہے یعنی اس ابتلا کا خاتمہ اچھا ہوگا اور ناصر نواب کا دیکھنا اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا تعالےٰ ناصر ہوگا اور اپنی نصرت سے اس ابتلا سے رہائی دیگا - اور آخر یہ ابتلا نشان کی صورت مین ہو جائیگا -

تازہ الہام ۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) رفیقون کو کہدین کہ عجائب در عجائب کام دکھلانیکا وقت آگیا ہے -

(۲) قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ

ترجمہ - کہا تیرے رب نے کہ وہ تقدیر اترنے والی ہے جس سے تو راضی ہو جائیگا -

فرمایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی عجائب کام اللہ تعالےٰ دکھلانیوالا ہے -

ملفوظات مین سے کچھہ

۱۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - فرمایا - اس فکر مین ہون اور توجہ کرتا ہون کہ اگر پتہ لگ جاے کہ کس ماہ مین آئندہ زلزلہ آنیوالا ہے تو یہ پھر ایک بڑا نشان ہو جاتا ہے متعصب آدمی کا تو کیا ذکر ہے لیکن غور کرنیوالے کیواسطے یہ ایک بڑا نشان ہے -

فرمایا - عیسائیون کیلیے عذر سے تو آدم ہی اچھا رہا کیونکہ آدم کے سامنے تو فرشتون نے سجدہ کیا تھا اور ایک شیطان جس نے سجدہ نہین کیا تھا وہ ذلیل کیا گیا اور نکالا گیا - برخلاف اسکے عیسائیون کا خدا شیطان کے پیچھے پیچھے لگتا پھرا شیطان کہسکتا ہے کہ چونکہ اس نے مجھے سجدہ نہین کیا تھا اسواسطے ذلیل ہوا اور پھانسی دیا گیا -

فرمایا عیسائی لوگ یسوع کی تعریف مین کہا کرتے ہین کہ وہ بے گناہ تھا - حالانکہ بے گناہ ہونا کوئی خوبی نہیں خوبی تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھہ ...... اعلےٰ درجہ کے تعلقات ہون اور انسان قرب الٰہی کو حاصل کرے - چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ یسوع کی لوگ حد سے زیادہ ناجائز عزت کرینگے اسواسطے پہلے ہی سے اوسکا وہ حال ہوا جس سے ہر بات مین اوسکا عجز اور کمزور انسان ہونا ثابت ہوتا ہے -

فرمایا - ہمارے مخالف کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا یہ قول کہ فلما توفیتنی اسکے یہ معنی ہین کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا - اگر قیامت کے دن حضرت عیسےٰ یہ کلمہ کہے گا تو گویا وہ کبھی فوت ہی نہین ہوگا کیونکہ قیامت کے دن بھی آسمان پر ہی جانیکا ذکر ہوگا مرنے کا تو کوئی ذکر ہی نہین - اور اگر اس آیت کے یہ معنے لئے جائین کہ جب مین فوت ہوگیا یعنی مر گیا - لیکن موت قیامت کے دن وارد ہوگی تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عیسائی آج تک نہین بگڑے اور انکا مذہب راستی پر ہے -

ایک شخص نے ذکر کیا کہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ لوگ نمازین تو پڑھتے ہین لیکن تسبیحین نہین رکھتے - فرمایا صحابہ کے درمیان کہان تسبیحین ہوتی تھین - یہ تو ان لوگون نے بعد مین باتین بنائی ہین - فرمایا ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ لمبی تسبیح ہاتھہ مین کہا کرتا تھا اور کوچہ مین گذر رہا تھا - سامنے ایک کنجر بیٹھا تھا اوس نے دیکھا کہ خدا کا نام تسبیح پر گن رہا ہے اپنی کہا کیا کوئی دوست کا نام گن کر لیتا ہے اس نے اوسی جگہ تسبیح پھینکدی - اللہ تعالیٰ کی نعمتین بے حساب ہین - اونکو کون گن سکتا ہے -

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

سیالکوٹ سے منشی کریم بخش صاحب مالک رسالہ انوار الاسلام کی وفات کی خبر پہنچی ہے جو مکرمی سید حامد شاہ صاحب کے الفاظ مین ذیل مین چھاپ دیا ہے یہ واقعہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی تھوڑی دیر کے لئے سُنسنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرے -

افسوس تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی مختلف صور تونمین جلوہ گر ہوکر اپنے ماموں کی سچائی کو ثابت کر رہی ہے مگر بد نہاد بد باطن مخالف اپنی جانون پر ظلم کرتے ہوئے بھی ایسے واقعات سے عبرت نہین پکڑتے اور بڑی دیدہ دلیری سے خدا کے نشان کو جھٹلاتے ہین - افسوس - پس اس واقعہ کے اندراج سے ایسے قسی القلب لوگون کو کچھہ فائدہ نہو گا بلکہ اس سے وہی فائدہ اٹھائین گے جو دیدہ و دل رکھتے ہین + انوار الاسلام کے خریدار مرحوم کے یتیم بچون کے ساتھہ خاص ہمدردی کرین - وہ خط یہ ہے - ایڈیٹر

ایک عبرت ناک اور سخت دلون کو ہلا دینے والی کارروائی طاعون نے ایک محلہ میں ایک خاص گھرانہ پہ کی ہے انا للہ کل وہ گھر بڑے بڑے جوان مردون سے بھرا ہوا تھا آج سوائے چند عورتون اور یتیم بچون کے کوئی وہان نظر نہین آتا - یہہ گھرانہ منشی کریم بخش ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام کا ہے -

جنازہ پر جنازہ نکلا اور ہر جگہ زبان پر الامان الامان کی پکار ہے اللہ تعالےٰ رحم کرے -

اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ایک ثبوت
اور
اسکے ایک تازہ احسان کا ذکر

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۷۔مارچ ۱۹۰۷ء کو صبح کے وقت مین سویا ہوا تھا کہ میری زبان پر مندرجہ ذیل انگریزی فقرہ جاری کیا گیا [illegible] جسکے معنے ہین۔ کوئلہ کی کان کا ایک حادثہ۔ گذشتہ راتکو:۔ دو تین دفعہ یہ کلمہ میری زبان پر جاری ہوا۔ جسکے بعد مین بیدار ہو گیا۔ مین نے اس کا ذکر اسی روز بعض صاحبون سے کیا۔ مثلاً صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد۔ چوہدری فتح محمد ایف اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور۔ اور نیز انٹرنس کی دونون جماعتون مین مین نے اس کا ذکر اسی روز کر دیا کہ ایسا فقرہ آج صبح میری زبان پر جاری کیا گیا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور میان محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ سیکنڈ ماسٹر قادیان کو بھی اس کی خبر تھی۔ سو خدا تعالےٰ نے اس بات کو عجیب طور سے پورا کیا۔ ۱۳ مارچ کے سول اینڈ ملٹری گزٹ مین یہ وحشتناک خبر شایع کی گئی۔ کہ فرانس کے ملک مین کوئلہ کی کانون کے پھٹنے سے ایک خوفناک مصیبت نازل ہوئی۔ اور اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ۱۱۵۰ آدمی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے۔ لندن کا ۱۰ مارچ کا تار ہے جو اخبارون مین شایع کیا گیا۔ مگر ابھی مین یہ تحقیق نہین کر سکا کہ یہ ہیبتناک واقعہ جس کی مجھ کو قادیان مین خدا تعالےٰ کی طرف سے ۷۔ مارچ کو اطلاع دی گئی کس تاریخ کو واقعہ ہوا۔ دہریہ خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم دہریہ کے قول کو کس طرح مانین جبکہ خدا تعالےٰ براہ راست اپنی ہستی کا ثبوت ہمین دیتا ہے۔ دنیا خدا کو مانتی ہے۔ مگر رسمی طور پر۔ مگر خدا تعالےٰ کا کس قدر فضل ہے کہ وہ اپنی ہستی کا بلا واسطہ ہمین ثبوت دیتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ اور لذیذ ایمان حاصل ہوتا ہے ہمین خدا تعالےٰ کے اس احسان کا شکر بھی کرتا ہون۔ مگر جب اپنی عملی حالت کو دیکھتا ہون۔ تو بہت شرمندگی بھی حاصل ہوتی ہے جب خدا تعالےٰ ایسے صریح ثبوت اپنی ہستی کے دیتا ہے۔ تو چاہئے کہ ہماری عملی حالت دوسرون سے ممتاز ہو نہایت افسوس کی بات ہوگی۔ کہ باوجود خدا تعالیٰ کے ان احسانون کے اور ان نشانون کے پھر بھی ہم اپنی عملی حالت مین کوئی تبدیلی نہ دکھلادین۔ سو جبکہ مجھے خدا تعالےٰ کے اس انعام کو دیکھکر نہایت خوشی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی خوف بھی ہوتا ہے کیونکہ ہم پر دوسرے لوگون سے زیادہ اتمام حجت ہو چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھون نشان ہم دیکھ چکے ہین اور اگر ہم اپنی حالتون مین کوئی تغیر پیدا نہ کرین تو ہماری حالت بہت ہی قابل افسوس ہوگی۔ مگر اس کے لئے بھی ہمین خدا تعالےٰ سے ہی مدد مانگنی چاہئے۔ اور اسی کا فضل مانگنا چاہئے۔ اسلئے مین اپنے سارے بھائیون سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس عاجز کے لئے بھی دعا کرین کہ خدا تعالےٰ مجھے عملی حالت درست کرنے کی توفیق بخشے اور ظالمون کے لئے مجھے ٹھوکر کا موجب نہ بنائے پھر مین درخواست کرتا ہون کہ میرے بھائی میرے لئے دعا فرما کر مجھ پر احسان کرین۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔

میرے اس خواب کے گواہون مین سے ایک ہندو طالب علم بھی ہے جسکا چند نام بھی ہے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی انٹرنس کلاس مین پڑھتا ہے۔ وہ ایک بڑا پکا آریہ ہے۔ قادیان کے آریون کو چاہئے کہ اس سے پوچھین کہ آیا فی الواقعہ اسنے یہ خواب مجھسے قبل از وقت سنا تھا یا نہ۔ اور پھر غور کرنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ ان کا پرمیشور بے زبان اور مردہ ہے۔ اور مسلمانون کا خدا زندہ ہے اور بولتا ہے +

خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ

بیعت کے خطوط

حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق مندرجہ ذیل خطوط چھاپے جاتے ہین کیونکہ خود بیعت کنندگان نے بھی یہی خواہش ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلےٰ حضرت جناب والا شان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی۔

الحمد للہ رب العالمین و نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بعد از سلام مسنونہ اسلام واضح رائے عالی باد کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے۔ اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکھتا ہے بلکہ دیگر الفاظ مین خادم ہونے کا مدعی ہے۔ مگر اپنے گناہون کے باعث بقول ع

زان کہ نسبت بسگ کوئی تو شد بے ادبی

یہہ بھی گستاخی خیال کرتا ہون۔

گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت مین حاضر ہونیکا ارادہ رکھتا ہے۔ تاہم چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین۔ خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب کو گواہ ٹھیراؤن تا کہ آخرت مین منکرون سے علیحدہ رکھا جاؤن۔ اول یہ کہ مین اس امر پر ایمان رکھتا ہون۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہین جیسے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام۔

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکھتا ہون کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ دجّال آئیگا پوری ہو چکی ہے اور کوئی دجّال آنا باقی نہین رہا۔

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہین وہ بھی پوری ہو چکین۔ اور حضور ہی کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور دیگر کوئی خونی مہدی نہین آئیگا۔

چہارم یہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پھیلا ہے اور بزور شمشیر نہین پھیلا۔

آخر مین گذارش ہے۔ کہ بموجب احکام خدا و رسول و حضور اسوقت تک کہ قبر مین جاؤن۔ حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ نہایت عجز سے آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرما دین کہ دین و دنیا مین مسلمانون کی مقبول جماعت مین داخل رہون۔ آمین۔ نیز بیعت مین داخل کرنیکا شرف اس غریب کو بخشین ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ زیادہ آداب۔

اگر حضور پسند فرماوین تو میری یہی دلی آرزو ہے کہ میرا یہ لفیضہ لفظ بلفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم صادر فرمایا جاوے۔ تا کہ شاید کسی دوسرے کیواسطے بھی موجب ہدایت ہو کیونکہ آخر کار باخدا وندا ست۔

تابعدار

بندہ اللہ بخش کوارٹر ماسٹر کلرک بلیشہ والون و لد مولوی مراد بخش ساکن ضلع بنون خاص۔ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

واللہ باللہ ثم تاللہ

بخدمت جمیع کافہ اہل اسلام التماس ہے کہ مجھکو عرصہ ۱۳۱۵ ہجری سے بوقت طالب العلمی جناب والا مراتب حضرت مرزا صاحب سے بوجہ حسن اعتقاد دلی رغبت تھی مین باثر صحبت اپنے یقین علم الطہر صاحب علم الدین ... ویدار زیادہ ہوا۔ مگر بباعث کمی ادراہ زیارت فیض ... سے مشرف نہو سکا۔ اور اب خود ہی ... واسطے طمینان قلب خود استخارہ مجھکو کا ... سال تمام تو عقائد ناقصہ رفع ذرہ راہ راست مجھے دکھا اور قائم فرمایا۔ جو ئندہ یابندہ۔ ایک صاحب جو بدیں خاص جناب مرزا صاحب موصوف کا ہے جسکا نام مولوی امام الدین صاحب سب اوورسیر چھاونی والوبیا مین۔ ان صاحب نے مجھے استخارہ کی ترکیب فرمائی جسکے ذریعہ سے آج تیسری رات کو استخارے کرکے منزل مقصود کو پہونچا ہون۔ تمام ناقص خیالات سابقہ سے باز آیا ہے۔ اسوقت بندہ خوش ہوکر بخدمت اکثر صاحبان اہل اسلام موجودہ چھاونی کی خدمت مین اپنے مصمم ارادے سے آگاہ کرتا ہون کہ مین نے تصدیق بذریعہ استخارات کر لی ہے کہ جناب مرزا صاحب ممدوح بلاشبہ امام زمان ہین۔ انکے فرمان پر چلنا صراط مستقیم کا باعث ہے۔ اسوقت جمیع صاحبان معترضان کو اپنا صدق بیان کرتا ہون کہ ہمنے تصدیق کر لیا ہے کہ دعوی مرزا صاحب موصوف کا صحیح۔ اگر کوئی صاحب مجھکو دیندار سمجھ ... ہے کہ مین کچھ اور دل نشین ہو۔ مجھکو کسی فریب ہے کہ تو کیون مرزا صاحب کو امام حق سمجھتا ہے۔

جواب۔ مینے استخارہ سے اپنی تسلی کر لی ہے۔ اور اگر کسی صاحب کو تصدیق کرنی مطلوب ہو۔ تو وہ بھی استخارہ کرکے اپنی تسلی کر لینے مین کوشش کرے امید ہے کہ کامیاب ضرور ہو جاویگا۔ اس تسلی اپنی کے عوض مین جو مجھکو بذریعہ استخارہ حاصل ہوئی ہے۔ ایک ضیافت نان جوین طیار کرنا چاہتا ہون کہ جو صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام حق دل سے مانین۔ وہ صاحب شریک ضیافت ہوکر میرے حق مین دعائے خیر فرماوین کہ اللہ تبارک و تعالےٰ عصیان گذشتہ معاف فرماوے۔ اور آئیندہ ہر فرد بشر کو راہ ہدایت پر مستقیم رکھے آمین ثم آمین۔

بخدمت مخلصان دین۔ السلام علیکم

صوبیدار میجر گلستان خان۔ صوبیدار شاہ داد خان
جمعدار احسن اللہ خان۔ جمعدار حکیم شاہ کاکڑ
حاجی صاحب ٹیلر ماسٹر۔ حافظ دین محمد صاحب اوورسیر
مجھی امام سیر منشی علی بہادر خان۔ محلی امام عطا محمد حال
حوالدار اسٹور۔ بابو کرم الدین صاحب کلرک
و مرزا جان بیگ خانسامہ۔ و بابو کریم بخش
و ماہی خان۔ و تحصیلدار صاحب شیاہان خان
و منشی کرم الٰہی محرر جوڈیشل۔ میان فضل رحیم صاحب حوالدار۔ و سلطان اکبر شاہ
قریشی۔ و مستری نور محمد

براہ مہربانی ضیافت نامہ پر دستخط فرماوین۔

الراقم

میان قادر بخش احمدی بقلم خود

ایک شریف لڑکی کا خط

ذیل میں میں اپنی ایک محترم بہن بنت ملک مولابخش صاحب رئیس گورالی کی چٹھی درج کرتا ہوں جو اس نے میرے نام اندراج اخبار کے لئے لکھی ہے۔ اس مضمون میں مستورات کی تعلیم کے لئے کسی نصاب کے نہ ہونے اور ایسی تالیفات کے میسر نہ آنیکا ذکر کر کے ان لوگوں کو توجہ دلائی ہے جو اہل قلم ہیں فی الحقیقت تعلیم نسوان کا سوال جیسا اہم ہے اس سے زیادہ اہم اور ضروری سوال مستورات کی تعلیم کیلئے ایسی تالیفات کا طیار ہونا ہے جو ہر پہلو سے انکے لئے مفید ہوں۔ راقمہ مضمون نے ان دو مختصر سے رسالوں کو بہت پسند کیا ہے جو سلک مروارید کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

میں اس حسن ظن کے لئے شکر گذار ہوں میرے سر میں مستورات کی تعلیم کے لئے ایک مکمل کورس کا سرمایہ بفضلہٖ موجود ہے لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے توفیق ملی تو سلک مروارید کا تیسرا نمبر میں ایسی طرز پر لکھنا چاہتا ہوں جو ہر درجہ کی مستورات کے لئے یکسان مفید ہو وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

بہرحال جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے اور وہ مستورات کی تعلیم کے لئے دل میں درد اور دماغ میں فکر رکھتے ہیں وہ آسان اور مفید تالیفات کا ایک سلسلہ طیار کریں۔ اور پہلے ایک مکمل نصاب کی [تیار] کریں اسے خواہ چند ذی علم اصحاب ملکر سرانجام دیں تو قوم اور ملک کی بڑی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ — ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قومی مخدوم مکرم محسن جناب ایڈیٹر صاحب جناب شیخ یعقوب علی صاحب اخبار الحکم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی دنوں سے میرے دل میں یہ خیال جاگزین ہو رہا ہے۔ کہ میں اس مضمون پر قلم اٹھاؤں۔ مگر اسواسطے چپ رہی ہوں کہ شاید میری تعلیم یافتہ بہنیں اس طرف دھیان کریں مگر آجتک کوئی مضمون اس قسم کا میری نظر سے نہیں گذرا۔ لہذا اب میں اپنے دلی خیالات کا اظہار ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کرتی ہوں۔ برائے مہربانی ان چند سطور کو اپنی اخبار صداقت آثار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں۔ جب

میں اخباروں میں دیکھتی ہوں کہ تعلیم نسوان کے حامیوں نے ہر طرف دہوم مچا رکھی ہے مگر علی کارروائی ذرہ بھر بھی نہیں ہوئی۔ کوئی علیگڑھ میں عورتوں کے واسطے کالج قایم کرنے کو کہتا ہے کوئی کچھ صلاح دیتا ہے کوئی کچھ تدبیریں کرتا ہے۔ مگر کوئی ہونہار ابتک اسطرف متوجہ نہیں ہوا۔ کہ اس بے زبان فرقہ کیواسطے سلسلہ تالیفات کا شروع کریں۔ اے نئی روشنی کے دلدادو! اے تعلیم نسوان کے حامیو! اے ملک کو مہذب اور شائستہ بنانے والو! خدارا ذرا بتلاؤ تو سہی کہ آپ نے کہانتک اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ عورتوں کے واسطے عمدہ کتابیں تالیف ہوں۔ اے مصنفو! مولفو! گریجوئیٹو! لکچرارو! قومی ریفارمرو! آپ نے اپنی ساری لیاقت صرف **ترچھی نظر** اور **بانکی ادا** (ناولوں کے نام) کے ہی نذر کر دی۔ اور باقی جو بچی وہ حسن وعشق کی شاعری کے کام آئی۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ کی اعلیٰ تعلیم نے آپکے ملک اور آپ کی بہنوں کو کیا فائدہ پہونچایا؟ جو آپ کی مخرب اخلاق ناولوں نے زہریلا اثر ملک پر ڈالا ہے آپ سے مخفی نہیں۔ مولانا حالی صاحب فرماتے ہیں ؎

وہ شعر و قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بدتر

اوّل تو تعلیم یافتہ عورتیں بہت ہی کم ہیں۔ مگر جو تھوڑا بہت پڑھ جاتی ہیں وہ ناول بینی کی مہلک مرض کا شکار بن جاتی ہیں۔ اور عام طور پر زیادہ تر عورتیں ہی اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ اور یہ مرض ان کے اخلاق اور طرز معاشرت کیواسطے سم قاتل ہے۔ اس کے دو بڑے بھاری سبب ہیں۔ اول تو عورتوں کو تعلیم ہی اوسط درجہ کی دیجاتی ہے جس سے ان کے دماغوں میں اعلےٰ خیالات آہی نہیں سکتے۔ اور نہ ہی انکو مشکل اور پیچیدہ کتابوں کی سمجھ آسکتی ہے۔ اور چونکہ ناول عام فہم ہیں اسی واسطے ان کی طبیعت کا میلان اسطرف ہو جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ انکا زہریلا اثر ہمیں تباہ و برباد کر دیگا۔ مگر اس میں ان بیچاریوں کا کیا قصور ہے۔ یہ سب خرابیاں صرف ہمارے تعلیم یافتہ بھائیوں کی بے توجہی کے باعث ہیں۔ جنہوں نے ایک لحظہ کے واسطے بھی اپنے مبارک خیالات اور خداداد ذہانت کو اس طرف مبذول نہیں فرمایا کہ مستورات کیواسطے عام فہم علم ادب اور اخلاق کی کتابیں لکھی جاویں۔ مگر ان کو اتنی فرصت کہاں سے مل سکتی ہے وہ تو ابھی گل روزینہ اور گل بکاؤلی کے ڈراما پر ہی لٹو ہو رہے ہیں۔ اور اس ضرورت سے بالکل بے خبر ہیں کہ تصویر کا دوسرا رخ ابھی بہت ہی کالا ہے

صاحبان آپ نے جبتک اس طرف توجہ نہ کی آپ ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔ آپ یہ ہرگز نہیں محسوس کرتے کہ ہم تحت الثریٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ شاید آپ میں احساس کا مادہ رہا ہی نہیں۔ دن بدن ناولسٹوں اور ڈراما نویسوں کی حیرت انگیز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ کاش کہ ان مخرب اخلاق ناولوں اور ڈراموں کی بجائے علم ادب اور اخلاق کی کتابیں انگریزی۔ فارسی۔ عربی سے ترجمہ کی ہوتیں۔ اگر کوئی بندہ خدا اپنی خداداد قابلیت کو اسطرف لگاتا۔ تو اسکی قومی بہنوں کو بہت ہی فائدہ پہونچتا۔ صاحبان اب خدا کے واسطے ناول نویسی اور ڈراما نویسی کو ترک کیجئے۔ اس نے ملک پر بہت زہریلا اثر ڈال لیا ہے۔ اب اس کمزور فرقہ کے واسطے کتابیں لکھنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنی خداداد لیاقت کو اس طرف لگائیے۔

خیال فرمائیے کہ مولوی نذیر احمد صاحب کی دو تین کتابیں بھلا کہانتک مفید ہو سکتی ہیں۔ چودہری خوشی محمد صاحب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ جنہوں نے اس ضرورت سے باخبر ہو کر مستورات کے واسطے بڑی محنت اور قابلیت سے لاثانی استانی تالیف کی ہے۔ جو عورتوں کے واسطے ایک نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ ہم فرقہ اناث تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہیں۔ اور حال میں ہی ہمارے قومی مخدوم شیخ یعقوب علی صاحب **تراب** ایڈیٹر الحکم نے بڑی جانفشانی سے دو جلدیں سلک مروارید کی تالیف کر کے شائع کی ہیں۔ میری نظر سے آجتک کوئی اس قسم کی اسلامی کتاب نہیں گذری۔ یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ میں نے شروع سے آخر تک دیکھی ہے۔ واقعی مولف نے گوہر ہی پرو دیئے ہیں۔ اور نہایت ہی قابلیت سے اسلام اور توحید پر بحث کی ہے۔ یہ اپنی طرز کی پہلی ہی کتاب ہے۔ خاصکر عورتوں کے واسطے تو کوئی ایسی عام فہم اسلامی کتاب آجتک نہیں شائع ہوئی۔ اور ان لڑکیوں کے واسطے بہت ہی مفید ہے۔ جو مشن اسکولوں میں تعلیم پاتی ہیں اور جن پر مشنری لیڈیوں کا زہریلا اثر سرایت کر جاتا ہے اور وہ اپنے پاک دین سے بد اعتقاد ہو جاتی ہیں ان کے واسطے آب حیات سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور ان سے زہر دور کرنے کے واسطے تریاق ہے۔ اور ان پر اسلام کی وحدانیت اور حقانیت قایم کرنے کا یہ کتاب ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

پبلک کو چاہیئے کہ ضرور اس کی قدر دانی کرے۔ اے نوجوانو! اس بے زبان فرقہ کی بلدی خبر لو جن کے احسانات سے تم گردن نہیں اٹھا سکتے۔ جنہوں نے تمہیں پالا۔ پوسا۔ ان کے واسطے کتابیں تصنیف کرو۔ ترجمے کرو۔ شائع کرو۔ ورنہ آپ صاحبان کا ہونا یا نہ ہونا ہمارے واسطے یکسان ہے۔ اگر آپ ذرا بھی عنان عاطفت اس طرف پھیریں تو کئی عمدہ سے عمدہ کتابیں فراہم ہو سکتی ہیں۔ اور ہم بھی خوش اخلاق اور باسلیقہ۔ شائستہ کہلانے لگیں۔

اے خداوند دو عالم میری باتوں میں تاثیر دے کہ میرے قومی بھائی خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ اور ان میں احساس کا مادہ پیدا ہو۔

آمین

(باقی آیندہ)

راقمہ بنت ملک مولابخش از گورالی
ضلع گجرات

ضروری اطلاع

قادیان میں چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مدِ نظر رکھیں۔

(۱) لنگرخانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجیں۔ اور دوسری مدات کا روپیہ آپؑ کے نام ہرگز نہ بھیجیں۔

(۲) مدرسہ کا چندہ بنام امین مدرسہ تعلیم الاسلام میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ۔ بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان۔ آنا چاہیئے۔ اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہیئے۔

(۳) خط وکتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اور بہشتی مقبرہ یا دفن شدہ یا وصیتوں کا بھیجنا بنام سکرٹری ... مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہیئے۔

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے

جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔

استفسار اور اونکے جواب

السلام علیکم

احادیث ذیل کا کیا مطلب ہے مفصل جواب تحریر فرماویں

کرمداد خان سکنہ دوالمیال
ضلع جہلم براہ کھوڑہ

الجواب وعلیکم السلام آپکا خط مجھے مولوی صاحب نے بنا بر جواب دیا ہے اور اسکی تقریر مجھے زبانی بیان فرمائی ہے یعنے اسکو اپنے طور پر اپنے لفظوں مین بیان کیا ہے۔

مین آپکے سوالات کو اول لکھکر پھر جواب اسکا لکھون گا۔ بعون اللہ وحولہ وقوتہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ - تاکہ سوال کے ساتھہ جواب ہونیکے سبب سمجھنے مین سہولت ہو سوال جواب کے لئے س - ج - لکھا گیا۔

س ۱ - آفتاب عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے - فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش۔ بخاری حالانکہ آفتاب کہین بہی غروب نہین ہوتا۔

ج ۱ - لفظ سجدہ اور لفظ عرش کے معنے نہ سمجھنے اور عدم موقع شناسی کے سبب یہہ سوال کیا گیا ہے - اسلئے مین ان دونون لفظون کے معنے پہلے بیان کر دیتا ہون - سجدہ کے معنے ہین فرمانبرداری اور یہ سجدہ متعارف یعنی زمین پر سر رکھنا وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا ؏ اللہ تعالے کو ہی سجدہ کر رہے ہین ہر آن مین جو کچھہ آسمانون اور زمین مین ہین - بعض پسند کر کر اور بعض ناپسند کر کر۔ ... اب اگر سجدہ کے معنے اسی متعارف سجدہ مین ہی محدود کئے جاوین - تو کوئی مکان اپنے پاؤن پر کھڑا نہ رہے اور تمام درختون کے سر زمین کے ساتھہ لگے ہوئے کسی وقت ہمکو بہی نظر آوین - اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے معنے زمین پر سر رکھنے کے لئے ہے مخصوص نہین -

عرش کے معنے ہین سلطنت اور دربار شاہی - مثلاً کہا جاتا ہے کہ ہمارے قیصر ایڈورڈ تخت نشین ہین تو اسکے معنے یہہ تو نہین کہ وہ اسوقت کسی لکڑی یا چاندی یا سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے بہی ہین جیسے وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ ؏ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو دربار شاہی تک پہونچا دینے کی عزت دی - اب اسکے معنے یہہ تو نہین ہو سکتے کہ اسکے ماں اور باپ دونون بادشاہ کے ساتھہ اوسکی کرسی یا تخت پر بیٹھہ گئے - یعنے ایک ہی کرسی یا تخت مین تینون بیٹھہ گئے - حالانکہ یہہ بات غلط ہے - کہ حضرت یعقوبؑ کی بی بی بہی بادشاہ کے پاس بلا لحاظ پردہ و بلا لحاظ مس نامحرم بیٹھہ گئے ہون - بلکہ اتنے بڑے دربار مین جہان علاوہ بادشاہ کے درباری و اہلکار و اہل حوائج مختلف قسم کے موجود ہین - بلا لحاظ شرم و حیا کے (شریف اور معزز اور پاکدامن عورتون کا فطرتی تقاضا ہے) بی بی صاحبہ چلی گئی ہون بلکہ غرض یہ ہے کہ مردون کی ملاقات عزیز مصر سے اور مستورات کی شاہی محلون مین ہو گئی -

اسی طرح وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ ؏ اللہ تعالے کی سلطنت تمام پانیون پر بہی ہے کیا اسکے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ خدا کا تخت پانی پر بچھا ہوا تہا - غرض عرش کو ایک معنی مین محدود کرنا غلطی ہے -

موقع شناسی - ہر ایک لفظ کے لئے موقع شناسی بہی ضروری ہے کیونکہ الفاظ اپنے معنے مین وسیع ہوتے ہین مثلاً اگر کوئی ماسی (ماس خور پارٹی کا) آریہ نوکر کو کہدے کہ گوشت لاؤ تو نوکر اوس کو یہ عذر ہرگز نہین کر سکتا کہ ابہی بوچڑ خانہ (گائے کے گوشت کی جگہ) مین گوشت نہین آیا -

پس اب معنے اس حدیث کے یہ ہوئے کہ آفتاب بہی اللہ تعالے کی سلطنت اور حکومت کی فرمانبرداری مین چل رہا ہے ذرہ بہر بہی اوسکی فرمانبرداری سے الگ نہین ہوتا -

س ۲ - وہان قرن شیطان ہے کیونکہ بموجب حدیث کے طلوع آفتاب قرن شیطان سے ہوتا ہے -

ج ۲ - یہان بہی معانی کے محدود کرنے مین غلطی واقع ہوئی - قرن کے معنے طاقت بہی ہین جیسے اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ ؏ کیا یہ منکر لوگ اتنا بہی نہین سوچتے کہ ان سے پہلے ہم نے کسقدر قرن (طاقتین) ہلاک کین - (آگے خود اللہ تعالے قرن کے معنے سمجہانیکے لئے فرماتا ہے کہ) یعنے اون قرنون کو تمسے بڑہ چڑہ کر طاقت دی تہی - چونکہ مشرکین آفتاب پرستی کرتے ہین - چنانچہ عموماً ہنود کو تو آپنے کہلا کہلا صبح کو بعد نہانے کے پرستش کرتے دیکہا ہی ہوگا مگر آریہ لوگ بہی عبادت کے وقت اپنا موںہہ مشرق کو ہی کرتے ہین اگرچہ ظاہرا مدعی توحید ہین - اور عیسائی بہی آفتاب کو ہی متبرک سمجھتے ہین - کیونکہ انہین بہی یکشنبہ کی ہی عظمت مانی جاتی ہے اصل مین یکشنبہ ایک ایسا عظیم الشان قابل عظمت دن ہے کہ بموجب تورات کے اوس روز کوئی کام کرنا جائز نہین - چنانچہ آجتک یہود کا اسی پر عملدر آمد ہے - اور یہود لوگ تمام سامان ضروری خورد و نوش جمعہ کے روز سبت کے لئے طیار کر رکہتے ہین تاکہ شنبہ کے روز (سبت کو) کسی چیز کی ضرورت کے وقت حرج واقع نہ ہو اسی واسطے یہود جمعہ کے دن کو تیاری کا دن کہتے ہین - پس بموجب احکام توریت کے ہفتہ کا روز انکا سبت اور تعظیم کا دن تہا مگر عیسائی بجائے روز شنبہ کے اتوار کی تعظیم کرتے ہین جسکو سنسکرت مین آدت وار (اتوار) یعنے سورج کا دن اور انگریزی مین سنڈی سورج کا دن کہتے ہین آدت کے معنے آفتاب ہین اور سن کے معنے بہی آفتاب اور ڈی کے معنے ہین دن یعنے سورج کا دن - چونکہ آفتاب کے ساتھہ مشرکین کا تعلق ہے اسلئے فرمایا کہ آپ لوگ (موحدین) اس سے پرہیز کرین کہ اس کے طلوع کے وقت شیطان کی طاقت یعنے شرک ہوتا ہے یعنے مشرک اسوقت شرک کیا کرتے ہین اسی واسطے نماز فجر و عصر اوسوقت جائز نہین -

س ۳ فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوصیلہ الی الکھان - اس حدیث مین شیاطین کا سماع ملائکہ سے ثابت ہے جو نہایت سخت اعتراض ہے کہ اللہ تعالے جن جن امور کا اخفا چاہتا ہے - شیاطین اطلاع پاکر نجومیون کو بتا دیتے ہین -

ج ۳ - یہان **شیاطین** - ملائکہ اور اَل کے الفاظ قابل غور ہین -

شیطان نام ہے خبیث روح خدا تعالے سے دور ہلاک ہونے والے کا اور یہہ لفظ شریر انسان پر بہی بولا جاتا ہے جیسے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ ؏ جب وہ منافق اپنے سردارون پاس جاتے ہین جو بڑے مفسد اور شریر ہین - وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ؏ اور اسی طرح یعنے ہر ایک نبی کے دشمن بنائے وہ لوگ جو پہلے ہی خدا سے دور اور ہلاک ہونیکے لئے تیار تہے انس اور جن اسیطرح اسکے بالمقابل پاک ارواح ملائکہ اور اون کے اظلال نیک لوگون پر بہی لفظ ملک مستعمل ہوتا ہے جیسے اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ؏ یہ (یوسف) تو ایک ملک ہے جو قابل تعظیم و تکریم ہے - لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ؏ - اگر ہم چاہین گے تو تمہین مین سے ملائک کو اس ملک کا خلیفہ (بادشاہ) بنا دین گے -

لفظ اَل استغراق کے لئے ہوتا ہے جیسے الحمد للہ تمام تعریف اللہ تعالے کے لئے ہے یا تعریف تخصیص کیلئے - جیسے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ ؏ اے داؤد ہم نے تجھے اس ملک کا بادشاہ بنا دیا پس اب معنے صاف ہو گئے یعنے شریر لوگ دربار نبوی سے باتین سنکر اور لوگون کو جا کر بتلاتے ہین اور وہ اوس مین اپنا تصرف کر کر بات کو الٹا دیتے ہین اس مضمون کو اللہ تعالے نے قرآن مجید مین بہی بارہا بیان فرمایا ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ ؏ جھوٹ بنانے کیلئے یہ جاسوس ہین - بلکہ جو لوگ تیرے پاس نہین آیا کرتے یہ تو اون کیلئے بہی جاسوس ہین -

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؏ اور اسی طرح یعنے ہر ایک نبی کے لئے دشمن بنائے ہین وہ لوگ جو پہلے ہی شریر تہے اور خدا سے دور تہے - امرا اور معمولی آدمی وہ ایک دوسرے کو دہوکہ دہی کے لئے باتین جہوٹی بنا کر پہونچاتے ہین -

س ۴ حدیث کا یہ جملہ ان الملائکة تنزل فی العنان ثابت کرتا ہے کہ نزول ملائکہ ابر مین ہوتا ہے - حالانکہ فرشتے ہر روز اترتے ہین مگر ابر ہر روز موجود نہین ہوتا -

ج ۴ یہان بہی کچھہ تو غلط فہمی لفظ اَل کے معنے سے ہوئی اور کچھہ اس لئے کہ اقسام ملائک کا لحاظ نہین کیا گیا - ملایک بہت قسم ہین - بعض زمینی ہین بعض عالین ہین جیسے اللہ تعالے نے فرمایا

اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ؏ تو نے تکبر کیا ہے - یا

تو ملایک عالین مین سے ہے پھر بعض انسان کے ساتھہ پھر بعض بارش کے ساتھہ نازل ہوتے ہین بعض خاص خاص ابرون کے ساتھہ آتے ہین جیسے ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ ؏ اب تو ان کو کوئی بہی انتظار نہین صرف یہی انتظار ہے کہ اللہ تعالے مع ملایک ابر کے سایون مین آجاوے - بعض ملایک کلام الہی کے ساتھہ اترتے ہین جیسے فرمایا

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ ؏ - اللہ تعالے فرشتون کو کلام اپنا دیکر نازل کرتا ہے - بعض قبض روح کے لئے اترتے ہین رحمت کے ہوں یا عذاب کے جیسے فرمایا تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا ؏ ہمارے بہیجے ہوئے

ملائکہ اسکا قبض روح کرتے ہین غرض ملائکہ انسام ہین اور ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ ہے پس جو بادلون کے اترنے والے ہین وہ برکے ساتھ اترتے ہین - اب عبارت مذکورکے معنے ہونگے کہ ملائک جو موکل ہین بارش پر وہ بارش کےساتھ اترتے ہین -

س ۵ امر بقتل الاوزاغ روایت،

جب حضرت ابراہیم آگ مین ڈالے گئے تو وزغ پھونکین مارتا تہا - اسواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیا ابراھیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تہے - اور وزغ کی پھونکون سے آگ بہڑک سکتی تہی کیا وزغ مین مخالفت انبیاء کا مادہ ہے -

ج ۵ - حضرت ابراہیم آگ مین نہین ڈالے گئے بلکہ آگ مین ڈالنے کا ارادہ کیا گیا - جیسے قرآن مجید مین ہے فَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ - کافرون نے کہا اس (ابراہیم) کو جلا دو یہی تمہارے ٹہاکرون کا (جو توڑے گئے) بدلہ ہے اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو ہم نے کہا - اے (جنگ کی) آگ ٹہنڈی ہو جا ابراہیم کی سلامتی کے لئے (نتیجہ یہ ہوا) انہون (کافرون) نے حضرت ابراہیم کے ساتھ ارادہ جنگ کرنیکا کیا تہا مگر ہمنے اون کو اس ارادہ جنگ مین نامراد اور ناکام کر دیا - یعنے وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ اس (ارادہ) جنگ مین ناکام رہے نار کے معنے جنگ کے بہی ہین - جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ جب کبہی یہود لوگ جنگ کی آگ سلگاتے اللہ تعالیٰ اسکو بجہا دیتا تہا -

وزغ کے معنے ہین گرگٹ جو رنگ بدلتا ہے اور ایک حال پر قایم نہین رہتا یہی حال ہے منافق کا - پس وزغ یعنے منافق ایک ہی نبی کا دشمن نہین تہا - بلکہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ انبیاء کے دشمن رہے ہین اور ہمیشہ انبیاء کی ایذا اور قتل کے درپے رہے ہین - اور ہمیشہ انبیاء کے خلاف جنگون کی تیاریان کراتے اور پھونکون سے جنگ کی آگ سلگاتے رہے اور رہے ہین يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ - وہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور پھونکون سے بجہا دین - اور ان لوگون مین عداوت انبیاء کا مادہ نفاق موجود ہے - لہذا یہہ قابل قتل ہی ہیشہ ہین - جیسے فرمایا

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا - اگر منافق لوگ (غزوہ تبوک مین) تمہارے ساتھ نکلتے تو تمکو ضرور ضرور نقصان پہونچاتے -

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ - اگر تم کو کوئی خوبی پہونچے تو انکو بہت بری لگتی ہے هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ - وہ (تمہارے) دشمن ہین - ان سے اپنا بچاؤ کرتا رہ انکو خدا کی مار - كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا - جب کبہی اون کو موقع ملے کہ تم سے الگ ہو جاوین اور تمہارے دشمنون کے ساتھ ملکر تم سے لڑائی کرین تو ضرور اس مین الٹے پڑینگے - فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ - سو انکو پکڑو اور قتل کرو -

س ۶ عن قتل جنان البیوت

گھر کے سانپون کو جن سمجھکر قتل نہ کرنا منسوخ کی ایک شاخ ہے اور مسلم کی روایت مین تین مرتبہ تنگ کرنے کے بعد مارنے کا حکم ہے کیونکہ وہ کافر ہے سانپ موذی لایعقل کو کفر ایمان سے کیا کام - اگر جنات ہین - تو ہمارے مارنے سے مریگا ہی نہین کیونکہ شیطان بموجب نص قیامت تک نہین مریگا -

ج ۶ - گھر کے سانپ جسکو جن کہا گیا ہے وہ باریک زہریلا سانپ ہے جسکو سٹک کہتے ہین - اسکو بیک لخت جلدی کے ساتھ مارنا منع فرمایا - اسلئے کہ بعض سانپ سخت زہردار ہوتے ہین اون کے مارنے سے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے اگرچہ وہ مر ہی جاوین چنانچہ ایک صحابی کا ذکر ہے کہ جب وہ گھر مین گیا تو اوسکی عورت دروازہ کے باہر کہڑی تہی اوسکو عورت کی بے پردگی سے غیرت آئی اوسکو نیزہ سے قتل کرنے لگا تو اوس نے عذر کیا کہ اندر سانپ ہے اس نے نیزہ سے سانپ کو مار ڈالا - راوی کہتا ہے کہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پہلے مرگیا یا سانپ دوسرا گھرون مین عموماً جگہ تنگ ہوتے ہی ممکن ہے کہ مارتے مارتے سانپ کو اسکے کاٹنے کا موقع لگ جاوے - تیسرا گھر مین عورتین بچے بہی ہوتے ہین ایسی افراتفری مین ممکن ہے - کہ سانپ کسی کو کاٹے - لہذا اس کے نکالنے کے لئے تین روز دوائی (دوا الہوام - جیسے گوگل وغیرہ) اور دعا سے کام لے اگر پھر بہی نہ نکلے تو اسکے قتل کی کوشش کرے کیونکہ اتنے عرصہ مین یہ اپنے عیال وغیرہ کا انتظام بہی کر لیگا اور سامان بہی نکال سکیگا - جس کے پیچھے سانپ کے چھپ جانیکا احتمال ہوتا ہے -

جن کا لفظ بہت وسیع ہے جس جس جگہ اسکا استعمال ہوا اوس جگہ کسی قسم کا کوئی اخفا ضرور ہوتا ہے - مثلاً جنین بچہ جو ابہی ماں کے پیٹ مین ہے مجنون پاگل جس کی عقل پر پردہ آگیا جنۃ باغ جسکے اردگرد دیوار لگائی گئی جُنّہ ڈہال جسکے پیچھے انسان اپنے آپ کو تلوار وغیرہ سے بچانیکے لئے چھپاتا ہے - جن بڑے بڑے امرا ورؤسا جنکو عوام لوگون کے ملنیکا اتفاق کم ہو سکتا ہے - اور کوہستانی لوگ اسیطرح سانپ چینوٹے بچھو وغیرہ اشیا کو بہی جن بولتے ہین جو اشیا زیر زمین یا دیوارون مین اپنے گھونسلے یا سوراخ بناکر رہتے ہین -

شیطان ہر ایک انسان کا اس کے ساتھ ہی مرجاتا ہے - قیامت تک زندہ نہین رہتا - اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ تو شیطان کی خواہش ہے مگر اللہ تعالےٰ کا جواب تو یہ ہے کہ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ یعنے وقت مقرر تک جو ہر ذی روح کے لئے اپنا اپنا وقت مقرر ہے جسکو اجل مسمیٰ بہی فرمایا ہے -

دوسرا یبعثون کے معنے قیامت کے نہین بلکہ ایک بعثت انسان کے تزکیہ تام کے ساتھ بہی ہوتی ہے یعنے جب تک وہ کامل متقی نہین بن جاتا شیطان ہی اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے بعد متقی ہو جانے کے اسکا شیطان بہی بدل جاتا ہے - اور اسکا تسلط متقی پر نہین رہتا - اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے بندون پر تیرا غلبہ ہرگز نہ ہو سکیگا - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میرا شیطان مسلمان ہو گیا یہہ نظارہ عام طور پر نظر آرہا ہے کہ بدمعاشون کے دوست بدمعاش ہوتے ہین اور نیکون کے نیک - کبہی کسی متقی کا دوست کوئی چور زانی شرابی وغیرہ نہین ہوا کرتا وبالعکس پس نص قرآنی شیطان کی دوام زندگی کے لئے نہین ہے

س۷ - فان شدۃ الحر من فیح جہنم دنیا مین سردی گرمی کا بڑہنا گھٹنا موافق اس حدیث کے دوزخ کی سرد وگرم ہونے پر موقوف ہے جیسے لہا نفسین سے ظاہر ہے مگر یہ خلاف مشاہدہ ہے پھر تمام دنیا پر اثر اسکا یکسان نہین - آگ بغیر ایندھن کے تیز نہین ہوتی اور دوزخ کا ایندھن آدمی ہین وقودھا الناس والحجارۃ اور آدمی بعد حساب داخل دوزخ ہونگے -

ج - لفظ من اسجگہ تبعیض یا علت کے لئے نہین بلکہ اسکے معنے ہین سخت گرمی دوزخ کی گرمی کی جنس سے ہے - جیسے دوزخ کی آگ سے تکلیف ہوتی ہے اسکی نظیر قرآن مجید مین موجود ہے - وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا - اللہ تعالےٰ کے نشانون مین سے ہے کہ تمہاری بی بیان تمہاری ہی جنس سے پیدا کین اس کے معنے یہہ تو نہین ہو سکتے کہ تمہاری بیویان تم مین سے ہی پیدا کی گئین - کیونکہ اس طرح تو وہ بیٹیان ہونی چاہئین جو حرام ہین - وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کے یہہ تو معنے نہین کہ دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہین -

یعنے جب یہ ڈالے جاوینگے تو آگ اوسوقت بہڑکے گی - بلکہ اس کے معنے ہین کہ دوزخ کے بہڑکنے اور تیز ہونے کا سبب وہ تعلق ہے جو مشرک لوگون کا اون پتھرون یعنے بتون کے ساتھ ہے یعنی لفظ اَلْ النَّاسُ اور الْحِجَارَةُ مین موجود ہے یعنے آدمی مشرک اور پتھر بت خلاصہ یہہ ہے کہ دوزخ کے بہڑکنیکا موجب شرک ہے جو ظلم عظیم ہے -

س ۸ - اشتکت النار الیٰ ربہا

ج - ہر ایک چیز کی شکایت کا رنگ الگ ہوتا ہے مثلاً کاشتکار کو شکایت عدم بارش کی ہوتی ہے اور کمہار کو شکایت بارش کی - اسی طرح غلہ فروش کو شکایت ارزانی کی - اور دوسرے لوگون کو شکایت گرانی کی - ہر ایک جنس کی شکایت اسکے مناسب حال ہی ہوا کرتی ہے پس دوزخ کی شکایت بہی اوسکے حسب حال ہوگی -

حکیم فضل دین از قادیان

مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجہکو ایک شخص ہندو نے جواب پوچھا ہے کہ اپنے آقا سے انکا جواب منگوا دو سو التماس ہے کہ جواب بذریعہ الحکم تحریر فرما دین -

(۱) قادر مطلق کے کیا معنے (۲) روح ازلی ہے یا فانی اور ازلی کے کیا معنے - (۳) رحم و عدل کے کیا معنے -

خادم نصیر بیگ جمعدار ۱۹۱ نمبر ازجہال -

السلام علیکم - مولوی صاحب نے مجھے آپکا خط

مطلب کے سنے دیا ہے اسکا جواب حسب ذیل ہے۔
(۱) قدامت علی اللہ تعالےٰ کا نام نہیں قرآن مجید اور کسی صحیح حدیث میں یہ کہیں نہیں ہوا اگر ان الفاظ اللہ تعالےٰ کا لکھا ہے جو اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اسکے سنے ہیں مردہ کل ایسی اشیاء پر قادر ہے۔ جو اسکے صفات کاملہ اور اسماء حسنیٰ اور کمالات کے خلاف نہوں۔

اور یاد رہے کہ قدرت اور چیز ہے اور تعلق قدرت اور چیز ہے مثلاً ایک خاوند والی عورت کو قدرت ہے کہ اگر اسکی تسلی اپنے خاوند سے نہ ہو سکے۔ یا خواہش ہو اور خاوند موجود نہ ہو یا خاوند سفر پر ہو یا اپنے خاوند سے اولاد نہ ہوتی ہو تو کسی غیر آدمی سے مُنہ کالا کرے۔

یا مثلاً ایک مرد کو قدرت ہے کہ اپنی بی بی کو کسی غیر مرد کے ساتھ اولاد کے لئے اپنے گھر میں بلا کر ہمبستر کرا دے جیسے آریہ مت میں اسکی اجازت ہے۔ دیکھو قدرت ہے۔ مگر ایسے امور میں تعلق قدرت ایک شریف باغیرت مسلمان نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے متعلقین کی نسبت سُننا بھی پسند نہیں کرتا۔

(۲) ازلی منسوب ہے طرف لم یزل کے اس معنے سے ہم تمام مخلوق کو ازلی کہہ سکتے ہیں۔ جو موجود ہو چکی ہے یا آئندہ پیدا ہوگی۔ مگر ازلی کے معنے ہیں کہ کسی کی بنائی ہوئی نہیں تو اس معنی کر کے روح ازلی نہیں کیونکہ روح اللہ تعالےٰ کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ بلکہ کل عالم سوا اللہ کے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے۔ اور وہ رب العالمین پیدا کر کے بڑہانے والا اور ترقی دینے والا تمام جہانوں کا ہے جب جس جس کو چاہا پیدا کیا اگرچہ تمام مخلوق ازل کیطرف منسوب ہے۔ مگر اس کا ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے۔

فانی کے معنے ہیں فنا کیطرف منسوب۔ اور فنا تغیر کا نام ہے۔ ہر چیز متغیر مخلوق ہے اور ہر مخلوق ہر وقت فنا کیطرف چل رہی ہے جیسے فرمایا
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ ۲۷
اور اگر ازلی کے معنے کسی کے نزدیک غیر مخلوق چیز کے ہوں تو ہمارے نزدیک بلکہ کل عقلمندوں کے نزدیک وہ ذات بابرکات مستجمع جمیع صفات کاملہ کا نام ہے زمانہ کا ہر جزو پیدا ہوتا اور فنا بھی ہوتا ہے۔

روح ہر ایک ذی روح کی اسکے بدن کی ایک حد تک تیار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے نہ خود بخود پیدا ہوتی ہے کہ اسوقت کسی گناہ سے بوٹی کے ذریعہ ماں کے پیٹ میں کسی بچہ کے لئے داخل ہو جاوے

اور نہ ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے۔ اگر ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے یا ازلی بمعنی قدیمی مانی جاوے۔ تو بعض اشیاء اللہ تعالےٰ کی صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے میں شریک بھی ماننی پڑینگی۔ اور اللہ تعالےٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ اور بعض اشیاء خدا تعالےٰ کے مانند ماننی پڑینگی۔ صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے میں اور اللہ تعالےٰ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۔ ۲۵ ہے یعنے اس جیسے صفت میں بھی کوئی شے نہیں یعنے اگر بفرض محال کوئی شے اللہ تعالےٰ کی مثل بھی فرض کر لی جاوے تو اوس مثل کی مثل بھی کسی صفت میں کوئی شے نہیں۔ اور بعض اشیاء اگر غیر مخلوق فرض کی جاویں تو اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت ناقص ماننی پڑیگی اور اللہ تعالےٰ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۲۴ ہر چیز کا خالق ہے اور عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱ اور سب تسکین ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ کی بہت سی صفات ناقص اور ادہوری یا بیکار ماننی پڑینگی۔ بلکہ سب سے بڑھکر یہ مشکل پیش آویگی کہ اگر تمام ارواح نیکی میں ایسی ترقی کر جاویں کہ کوئی گناہ بھی نکریں تو پھر پرمیشر صاحب کا معاذ دیوالا نکل جاوے اور تمام اشیاء جنپر جبراً قبضہ جما کر تناسخ کے چکر میں دیکر اپنی رونق اور شغل یا خدائی بنائے بیٹھا تھا۔ وہ سب کے سب اوس کے تصرف سے باہر ہو جاویں وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَصِفُونَ غرض اللہ تعالےٰ ہمیشہ ارواح کو پیدا کرتا رہتا ہے اور ارواح انسانی کو اللہ تعالےٰ نے ابد کے لئے بنایا ہے جیسے اللہ تعالےٰ اہل جنت کی نسبت فرماتا ہے
وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ۱۲
یعنے نیک لوگ ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد میں جنت میں رہینگے (پھر دوام غیر متناہی کے بیان کیلئے فرمایا) جب تک اوس جنت کے آسمان و زمین (یعنی خود وہ جنت جو وہ بھی دائمی غیر فانی ہے) رہینگے۔ مگر جو چاہا تیرے رب نے (یعنے جو قبل دخول جنت زمانہ گذر گیا وہ مستثنےٰ ہے) یہ اللہ تعالےٰ کی عطا (جنت کا ملنا) کبھی بھی منقطع اور ختم اور موقوف نہیں ہوگا۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۱۴ یعنے وہ جنت ایسا ہے کہ جو اوس میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی بھی نہیں نکالا جاویگا جیسے مکتی خانہ سے نکالے جانے کا اعتقاد آریہ کا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے ۔

إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
(اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی کی سچی بات نہیں اور اللہ تعالےٰ انعام کے وعدہ میں کبھی بھی خلاف نہیں کرتا) یعنے یہ بڑی پختہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی نعمت کو جو کسی قوم کو انعام کرتا ہے خود بخود بلا وجہ نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے۔ اور جنتیوں کے اعمال کی نسبت فرمایا ہے کہ لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۲۷ یعنے جنت میں جنتی لوگ کوئی لغو بیفائدہ کام نہیں کرینگے۔ اور گناہ جو نقصان والی چیز ہے وہ تو بطریق اولے نہیں کرینگے یہ تو آریہ کے مکتی خانہ کا ہی خاصہ ہے کہ باوجود کروڑوں اربوں سال تناسخ کے چکر کہا کر جب ارواح قابل مکتی خانہ کے ہو جاویں پھر انکا پرمیشر ایسا شرکینہ ہے کہ اون کے نکالنے کے لئے ایک بہانہ رکھ لیتا ہے یعنے انکو ماتر انکا گناہ انکے نکالنے کے لئے باقی رکھ لیتا ہے برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ جنتیوں کی نسبت انعامات بڑہانے اور جنت میں اور اور ترقیات دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور ساتھ ہی جنتیوں کی دوام غیر منقطع کے ثبوت کے لئے دلیل بیان فرماتا ہے۔ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۱
جنتیوں کی دعائیں یہ ہونگی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی تنزیہ اور تسبیح کرتے رہیں گے اور باہمی ملاقات میں ایک دوسرے کو سلامتی کی خوشخبری دینگے اور جب انکو اسکی تسبیح تنزیہ الٰہی کرنے پر اور اور انعامات اور ترقیات ملینگے تو اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف اور شکریہ بجا لاینگے جس نے انکو ادنےٰ درجہ سے ترقی دیتے دیتے وہاں تک پہونچایا جسکو وہ رای العین دیکھ رہیں اور رب العالمین کہنے سے آئندہ ترقیات و انعامات کی بھی درخواست کرینگے۔ و نیز اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۱۳ اگر میرے پہلے انعامات کی قدر کروگے تو میں انعامات اور ترقیات کو بڑہاتا رہونگا۔ غرض اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بہت ہیں جن سے جنتیوں کا دوام غیر منتہی پایا جاتا ہے اگرچہ دوام روح انسانی کے آریہ بھی قایل ہیں مگر وہ ارواح کو چکر کے عذاب میں دیکر دوام کے قایل ہیں۔

(۳) رحیم و عدل۔ جب کوئی راستی اور سچائی سے قانون قدرت اور شریعت کے مطابق کام کرتا ہے اسکو وہ انعام دیتا ہے اور کسی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ یہی معنے ہیں رحیم اور عادل کے ۔

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (پ ۱۷)

ایک نادان اور متعصب آریہ اپنی نادانی کیوجہ سے آیت ممدوحہ بالا پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو خدا نے مسخر کیا کہ اس کی پاکی بیان کریں تسبیح کیلئے انسانوں کو اس کے ساتھ مسخر کیوں نہ کیا جو اسکی جنس اور جنکی تبلیغ کیلئے اسے مامور بنایا اور اگر اس کے لئے ایسی تسخیر منظور تھی تو پھر پہاڑ اور پرندوں کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کیوں بحار اور اشجار اور سباع اور وحوش کی تسخیر کو مستثنےٰ رکھا گیا یہ چیزیں بہ نسبت پہاڑ اور پرندوں کی ابکم اور غیر ناطق نہیں جو وہ قابل تسخیر نہ ہوتیں۔

تعصب کا خدا ستیاناس کرے یہ ایک ایسی بلا ہے جس سے انسان باوجود بینا ہونے کے نہیں دیکھتا اور شنوا ہونے کے نہیں سُنتا اور دانا ہونے کے نہیں سمجھتا تعجب ہے کہ قرآن کریم جس کا ہر ایک شعشہ صداقت سے پر اور جس کے ہر ایک بیان صداقت پر قانون قدرت کے بیّن ثبوت اور خدا تعالےٰ کی روشن اور کھلی کتاب کی سینکڑوں شہادتیں موجود ہیں متعصب اور نادان معترض کو اسکے صداقت بھرے بیان پر کیسے کیسے اعتراض سوجھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ہر ایک اعتراض جو قرآن کریم کے کسی بیان پر کیا جاتا ہے گو سچائی کے بے محل اور بے وجہ مقابلہ سے من وجہ مذموم ہے مگر من وجہ مذموم نہیں بھی کیونکہ قدرت نے اس زمانہ کو قرآن مجید اور فرقان حمید کی صداقتیں اور دقیق در دقیق صداقتیں ظاہر کرنے کیلئے مقدر فرمایا ہے اور ان باریک صداقتوں کے ظاہر ہونے کا ذریعہ اور واسطہ معترضین کا وجود اور ان کے اعتراضات ہی ہیں معترض لوگ قرآنی آیات پر کوئی ایسا اعتراض یا جرح نہیں کرتے جسکے نیچے سے عجیب اسرار اور علمی صداقتوں کا ذخیرہ برآمد نہیں ہوتا اس لئے معترضین کے وجود کو بھی ہم اچھا ہی خیال کرتے ہیں اب ہم آیت ممدوحہ پر جو اعتراض کیا گیا ہے

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کم بگردد تابش خورشید اگر
در بدخشان لعل سازد سنگ را

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا - گاہے بنگاہ کرم

بحضور فیض ظہور کرامت ظہور موفور السرور النیر حضرت اقدس جناب عالی القاب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام -

بعد از آداب تسلیمات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس ہے کہ خادم کو عرصہ گیارہ سال سے مشرف ہونے زیارت فیض بشارت کا عزم بالجزم ہے اور اسوقت بذریعہ نیاز نامہ کے التجا ہے - کہ براہ توجہ مربیانہ نام این گمنام مسمی قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم ولیسرم محمد علی بعمر تیس سالہ بیعت میں منسلک فرماکر از اوراد و وظائف مرحمت فرماویں تاکہ مداومت کرکے رضامندی رب الرحیم کی حاصل ہو جاوے - اور شر مفسدان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین ثم آمین والسلام علی من اتبع الہدیٰ نیاز مند قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم قوم قریشی معروف جنبہ اساکن لسکانبوالہ تحصیل لیہ ضلع میانوالی حال ملازم ملتمسہ بقلم خود - یہہ عریضہ .... پرچہ الحکم و بدر میں درج فرمایا جاوے - تو عین مہربانی ہوگی -
۱۲ - مارچ ۱۹۰۶ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت جناب والا شان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی

الحمد للہ رب العالمین ونحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - بعد از سلام سنت الاسلام واضح رائے عالی ہو - کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے - اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکھتا ہے - بلکہ دیگر الفاظ میں خادم ہونے کا مدعی ہے - مگر اپنے گناہوں کے باعث بقول ع

زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بےادبی

یہہ بھی کہنا گستاخی خیال کرتا ہوں - گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے - تاہم چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں - خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب گواہ ٹھیراؤں تاکہ آخرت میں منکروں سے علیحدہ رکھا جاؤں

اول یہ کہ میں اس امر پر ایمان رکھتا ہوں - کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم فوت ہو چکے ہیں - جیسے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام -

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکھتا ہوں - کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ دجال آئیگا - پوری ہو گئی ہے - اور کوئی دجال آنا باقی نہیں رہا - جسکے پیشانی پہ کفر لکھا ہوگا -

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہیں - وہ بھی پوری ہو چکیں - اور حضور کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا - اور کوئی مہدی نہیں آئیگا -

چہارم یہہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پھیلا ہے اور بزور شمشیر نہیں پھیلا -

آخر میں گذارش ہے - کہ جب احکام حضور اسوقت تک کہ قبر میں جاؤں - حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا -

آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرماویں - کہ دین و دنیا میں مسلمانوں کی مقبول جماعت میں داخل رہوں - آمین -

اور بیعت میں داخل کرنے کا شرف اس احقر کو بھی بخشیں - ع - گر قبول افتد زہے عزو شرف -

زیادہ آداب -

اگر حضور پسند فرماویں - تو میری عین آرزو ہے - کہ میرا یہ عریضہ لفظ بہ لفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم دیا جاوے - تاکہ شاید کسی دوسرے کے واسطے موجب ہدایت ہو کیونکہ آخرت سخت ہے -

عارض

خاکسار محمد افضل ساکن بٹالہ ولد شیخ میر محمد صاحب قوم ککے زئی - حال کلرک خزانہ وانون جنوبی وزیرستان

ندوۃ العلماء کا نیا دور اور اسکا جلسہ سالانہ

ندوۃ العلماء پر اس تھوڑی سی مدت میں تین دور گذرے ہیں ایک ابتدائی زمانہ جو جس زور وشور کا تھا جسکے غلغلہ سے دفعتاً تمام ہندوستان گونج اٹھا - دوسرا انحطاط (عہد ظلمت) یہ دور اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب جناب مولوی سید محمد علی صاحب (سکرٹری ندوہ) اپنے ضعف و ناتوانی کی وجہ سے ندوہ کی خدمات سے علیحدہ ہونے لگے اور یہانتک نوبت پہنچی کہ باوجود عام اصرار کے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے تیسرا دور ۱۹۰۵ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ اراکین کو یہ حالت دیکھکر سخت بےچینی پیدا ہوئی معتمد دار العلوم نے ترک تعلقات کرکے خود ندوہ میں سکونت اختیار کی دفتر شاہجہانپور سے اٹھہ آیا مصارف جو آمدنی سے بہت زیادہ تھے گھٹا کر داخل کے قریب قریب کر دئیے گئے نصاب مجوزہ جس پر اب تک عمل نہیں کیا گیا تھا جاری کر دیا گیا - انگریزی زبان بطور سکنڈ لینگوج کے لازمی کر دی گئی

مقامی ارکان میں مولوی محمد نسیم صاحب وکیل اور مولوی ظہور احمد صاحب کا اضافہ ہوا - شملہ اور لکھنؤ ڈیپوٹیشن گیا - اور کامیاب آیا - اور سب سے بڑھکر یہ کہ جناب عالی القاب سرکار عالیہ ریاست بھوپال نے سرپرستی فرماکر چھہ سو سالانہ کی مستقل رقم مقرر کر دی -

ان حالات سے وہ عام افسردگی جو تمام ملک میں پیدا ہو گئی تھی کسیقدر کم ہونی شروع ہوئی سپاس پاس کے مقامات کو ندوہ کی دوبارہ زندگی کا کچھہ احساس ہونے لگا - اور اسکی طرف امید کی نگاہیں آٹھنے لگیں یہانتک کہ گورکھپور اور بنارس میں جلسہ سالانہ کی تحریک شروع ہوئی اور بالآخر قرعہ فال بنارس کے نام پر نکلا جو ایک مشہور تاریخی مقام ہے - بنارس کی مقامی کمیٹی کے صدر انجمن مولوی محمد عمر صاحب وکیل اور سکرٹری مولوی مقبول عالم صاحب قرار پائے ہیں - اول الذکر صاحب ندوہ کے ارکان انتظامی میں ہیں - اور مولوی مقبول عالم صاحب ایک نہایت نیک طینت اور دیندار آدمی ہیں اور جس سرگرمی اور ذوق سے وہ جلسہ کی تیاریاں کر رہے ہیں آس سے بڑی بڑی امیدیں پائی جاتی ہیں -

اس جلسہ میں ندوہ کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا ندوہ کی تعلیم کے جو انتہائی مقاصد ہیں اُن کے ظہور کا تو ابھی وقت نہیں آیا - اس کے لئے کم از کم ابھی آٹھہ دس سال درکار ہیں لیکن اس جلسہ میں اس بات کا تجربہ ہو سکے گا - کہ ندوہ کی تعلیم کو اور تمام مدارس پر کیا ترجیح ہے - ندوہ کے طلباء عام مجالس میں علمی اور اخلاقی مضامین پر عمدگی سے تقریر کر سکتے ہیں - فلسفہ جدیدہ سے انکو کسی حد تک واقفیت ہے - علوم قدیمہ وجدیدہ کا وہ کچھہ موازنہ کر سکتے ہیں انمیں عموماً وسعت نظر اور روشن خیالی پائی جاتی ہے - عربی زبان میں وہ مستعدانہ طور پر مضمون نگاری کر سکتے ہیں -

ہم کو تمام بہی خواہان قوم اور خصوصاً ان لوگوں سے جن کے دل میں ذرہ بھی مذہب کا درد ہے امید ہے کہ ضرور اس جلسہ میں شریک ہوں گے - کیونکہ تمام ہندوستان میں یہی ایک تعلیمگاہ ہے جو اپنے اصول کے لحاظ سے بالکل ایک جدید چیز ہے - اور اگر اسکو وسعت اور ترقی دیجائے - تو وہ مسلمانوں کے ہر درد کی دوا ہو سکتا ہے - جلسہ ۱۴ اپریل سے ۱۶ - اپریل تک رہیگا - ندوۃ العلماء کے دوستوں اور ہمدردوں کو اس سال معمول سے زیادہ انتظار کی برداشت کرنی پڑی ہے - مگر خدا کا کام حکمت سے خالی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ انتظار بھی دیر آید درست آید کا مصداق ہوگا - امید ہے کہ دور دور سے علماء کرام اور مشائخ عظام اس جلسہ میں رونق افروز ہونگے - اور یہ جلسہ گذشتہ جلسوں سے بھی باعتبار عظمت وشان کے فائق ہوگا -

مہینوں کے بعد سال میں صرف ایک ہی ایسا موقع آتا ہے جسمیں بکثرت علماء اور روساء ایکجگہ مجتمع ہوں - اور ایک دوسرے کی ملاقات اور مبادلہ خیالات سے محظوظ و مستفید ہوں اور اپنی تجویزوں سے مدد دیں -

اس جلسہ میں ایک خاص بات یہ ہوگی کہ دار العلوم کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا اور شرکاء جلسہ کو اسبات کے جانچنے کا موقع ملیگا - کہ طلباء دار العلوم کو دیگر مدارس کے طلباء پر کن چیزوں میں فوقیت حاصل ہے -

دوسری چیز جو تمام جلسوں سے خاص مزید ہوگی وہ یہ ہے کہ کتب قدیمہ فرامین شاہی او قطعات وغیرہ کی نمائش اس جلسہ کے ساتھہ کھولی جائے گی - رؤساء بنارس نے اپنی مہربانی سے ہماری راحت کے سامان مہیا کر لئے ہیں اور ریلوے نے دور کی مسافتیں نزدیک کر دی ہیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں صرف توجہ درکار ہے تا سال دیگر کہ خورد و زندہ کہ ماند - اس جلسہ کی ظاہری عظمت اور باطنی اثر و حلاوت کا اندازہ کچھہ وہی خوب کر سکتے ہیں جو اسمیں شریک ہو چکے ہیں اور انہوں نے بزرگوں کی زیارت کو کفارہ گناہ خیال کیا ہے - لہذا تمام مسلمانوں سے التماس ہے کہ وہ اس جلسہ میں ضرور شریک ہوں اور اس موقع کو غنیمت سمجھیں سہ

صائبا عمر عزیز است غنیمت دانش
گل بے خبر کہ نواتی بہ براز میدانش

جن حضرات کو تشریف لانا ہو ایک ہفتہ پیشتر اپنی روانگی کی اطلاع دیں - جناب مولوی مقبول عالم صاحب - بی اے - ایل ایل بی - وکیل بنارس کی خدمت میں تاکہ استقبال و قیام کا پہلے سے مناسب انتظام کیا جائے امید ہے کہ سابق گذشتہ کی طرح اس سال بھی افسران ریلوی کرایہ آمد و رفت میں تخفیف فرمائینگے ہمارے پاس جسوقت اسکی اطلاع موصول ہوگی ہم اسیوقت اسکا اعلان کر دیں گے -

(راقم ارکان ندوۃ العلماء)

مجربات نور الدین (جلد اوّل)

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب نبی طبیب شاہی ریاست جموں وکشمیر کے نام نامی اور آپکی طبی قابلیت سے کون واقف نہیں صاحب ممدوح کے کل تجربات کو سلسلہ وار چھاپنے کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ پہلی جلد چھپ کر طیار ہو گئی ہے صرف ٹائیٹل پیج باقی ہے اس کتاب میں امراض کا سلسلہ سر سے شروع کیا گیا ہے اوّل ہر مرض کا نام - پھر اسکے اسباب - (اقسام) علامات - پھر اسکے ہر قسم کے مجرب علاج بتلائے گئے ہیں اور طرز ایسا رکھا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے - اس قسم کی کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے اور چند آنوں کے خرچ سے ہر وقت ایک طبیب حاذق آپکے پاس مشورہ کے لئے رہیگا جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں وہ بھی اس کتاب کو حکیم الامۃ کی قابل قدر تصنیف سمجھ کر اپنے پاس رکھیں قیمت جلد اوّل محصولڈاک ۱۲ - الحکم کے خریداروں سے مع محصولڈاک مفتی فضل الرحمن ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان کو طلب کرو

چشمہ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گذشتہ معجزات کو پیش کریں۔ بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور ان کی اُمت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے اور ابتک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں اب ہوشیار ہو جاؤ اور سوچ کر دیکھ لو کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ درحقیقت منجانب اللہ ہیں آخر سچے مذہب کے لئے کوئی تو مابہ الامتیاز چاہئے اور صرف معقولیت کا دعوےٰ کسی مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ معقول باتیں انسان بھی بیان کر سکتا ہے اور جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہے بلکہ خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے۔ وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونیکے نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ تا معلوم ہو کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے سو یہ مذہب اسلام ہے۔ وہ خدا جو پوشیدہ اور نہان در نہان ہے اسی مذہب کے ذریعہ سے اُس کا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیرو پر وہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو درحقیقت سچا مذہب ہے۔ سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں جن مذاہب کی محض قصوں پر بنا ہے وہ بت پرستی سے کم نہیں ان مذہب میں سچائی کی روح نہیں ہے اگر خدا اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اگر وہ اب بھی بولتا اور سنتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ اس زمانہ میں ایسا چپ ہو جائے کہ گویا موجود نہیں اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو یقیناً وہ اب سنتا بھی نہیں گویا اب کچھ بھی نہیں سوسچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خداشناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگا دیں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پس اُس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خداشناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

مذہب سے غرض کیا ہے!! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اُس سے دور رہنا اور سچی محبت اُس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع واقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اُس خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کونسا مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور یقین کرنے کی راہیں مسدود ہیں اور جو کچھ ہوا وہ پہلے ہو چکا اور آگے کچھ نہیں مگر تعجب کہ وہ خدا جو ابتک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے وہ اس زمانہ میں بولنے سے کیوں عاجز ہو گیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے ہیں کہ پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا اور سنتا بھی مگر اب وہ صرف سنتا ہے مگر بولتا نہیں ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کی طرح جو بڈھا ہو کر بعض قویٰ اُس کے بیکار ہو جاتے ہیں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض قویٰ اسکے بھی بیکار ہو گئے اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تک ٹکٹکی سے باندھ کر اسکو کوڑے نہ لگیں اور اس کے منہ پر نہ تھوکا جائے اور چند روز اسکو حوالات میں نہ رکھا جائے اور آخر اسکو صلیب پر نہ کھینچا جائے تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت بیزار ہیں جس پر ایک ذلیل قوم یہودیوں کی جو اپنی حکومت بھی کھو بیٹھی تھی غالب آگئی۔ ہم اُس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکہ کے غریب بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اُسی زمانہ میں تمام جہان کو دکھا دیا یہاں تک کہ جب شاہ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اُس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ایک طرف ایک شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رومی کا ایک سپاہی اسکو گرفتار کرکے ایک دو گھنٹہ میں جیلخانہ میں ڈالدیتا ہے اور تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ صرف رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو ہلاک کرتا ہے۔ یہ مقولہ طالب حق کے لئے نہایت نافع ہے کہ

یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیحؑ کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا۔ اور میرے لئے اُس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے۔ اور ہزارہا نشانوں سے اُس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور میں عیسیٰ مسیحؑ کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسے اُس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اُسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ اُن سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جسکے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جسکو دنیا نہیں جانتی ہم نے اُس خدا کو اسکے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اُسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اُس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اُس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اُس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذریعہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کی جاتی ہیں گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اُس نے اُس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اُس رسول پر ہزاروں سلام اور برکات جس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔ بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپکا یہ قول کہ حضرت مریم کا اُخت ہارون ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے۔ میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے

وطن کی تجاویز کا انجام

میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مارچ کے ریویو مین ایک مختصر سا نوٹ وطن کی تجاویز اور اسکے انجام کے متعلق لکھکر مینے یہ خیال کیا تہا کہ اب آیندہ کے لئے یہ ورق بالکل الٹ چکا ہے - اور مجہے کچہہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی مگر اخبار وطن کے ۱۶ مارچ کے پرچہ مین ایڈیٹر صاحب نے بہت کچہہ نیش زنی کی ہے جسکے متعلق مین مختصر کچہہ لکہتا ہون - سب سے پہلے مجہے .... کا افسوس ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب نے ۹ - مارچ کے پرچہ مین یہ لکہا کہ بہت سے چندے اعانت کے براہ راست قادیان گئے ہین جسکے جواب مین مین نے اخبار پڑہتے ہی ان کو خط لکہا کہ جن چار یا پانچ آدمیون کیطرف سے وطن کی تحریک کے بعد ہمین اعانت کا چندہ پہونچا ہے - انہون نے وطن کی تجویز یا تحریک یا نئی ترتیب کا ہرگز ذکر نہین کیا اور اسلئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ وطن کی تحریک پر براہ راست قادیان چندے پہونچنے شروع ہو گئے - اور اگر کسی نے اس خیال سے بہیجا بہی ہو جسکا ذکر انکے خطوط مین نہین پایا جاتا تو ہم ان کی تحریر پر انکا چندہ فی الفور واپس کر دینگے اور مینے تو شروع مین ہی لکہہ دیا تہا کہ ہم ایسے لوگون کے ایک پیسہ کو بہی حرام سمجہتے ہین جنکو اس سلسلہ سے عناد ہے - ہان بعض غیر احمدی احباب خود بخود یا بعض احمدی احباب کی تحریک سے پہلے ہی اس کار خیر مین حصہ لیا کرتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکے دل عناد سے خالی ہین - اور ان کے دلون مین کینہ نہین اور وہ اس رسالہ کو اسکی موجودہ صورت مین باہر بہیجنا باعث ثواب سمجہتے ہین - اس خط کا جواب مجہے یہ ملا کہ اس خط کے پہونچنے سے پہلے مین کچہہ لکہہ چکا ہون اور اب صرف ایک سطر بڑہا دی ہے مفصل پہر لکہون گا - جب ۱۶ - مارچ کا اخبار آیا تو اس مین بہت کچہہ زہر اگلا ہوا تہا - اور اسبات پر بہی بہت زور دیا ہوا تہا کہ رقوم وصول شدہ واپس کی جاوین اور شرعًا اور انصافًا انکو کسی غیر احمدی کا پیسہ نہین لینا چاہئے حالانکہ مینے مولوی انشاء اللہ خان صاحب سے کبہی ایک پیسہ نہین مانگا - بلکہ خود انہون نے ہی باربار التجا کی تہی کہ کوئی صورت ایسی نکالی جاوے کہ اس نیک کام مین جو احمدی قوم کر رہی ہے دوسرے لوگ بہی شامل ہو سکین - تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کو اپنے کسی دوست کے ایک دو چندے یاد آگئے اور اذا فات الشرط فات المشروط لکہکر بہت کچہہ واویلا کیا گویا ہم انکے ہزارون روپے کہا گئے تہے -

یہہ کسقدر افسوس ناک امر ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب بجائیکہ اس سے خوب آگاہ تہے کہ ہم ایک منٹ کے لئے بہی اور ایک پیسہ بہی لینا نہین چاہتے تہے اور اگر کوئی ایسی رقم ان شرائط کیساتہ آئی تو اسکی واپس کرنے کو از خود آمادہ تہے پہر انہین ایسی تحریک کی کیا حاجت اور ضرورت تہی مجہے زیادہ تر افسوس اسبات پر ہے کہ ۱۶ - مارچ کے اخبار مین خود نیش زنی کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب نے میرا خط جوان کو ۱۲ - مارچ کو یا اس سے پہلے پہونچ چکا تہا نہ ۱۶ مارچ کے پرچہ مین درج کیا اور نہ ۲۳ - مارچ کے پرچے مین - کیا چالاکی سے کوئی انسان سچا بن سکتا ہے - باقی رہے ان کے کسی دوست کے چندے میرے خیال اور علم مین کوئی چندہ انکی تحریک پر نہین آیا کیونکہ مینے تو دفتر کے موصولہ خطوط سے یہی نتیجہ نکالنا ہے ہان پرائیویٹ طور پر اگر کسی نے ان کو کچہہ کہا ہو تو اسکا مجہے علم نہین - انہون نے تو یہان تک ہی بس کی ہے مین انکو اجازت دیتا ہون کہ وہ مخالفت مین بہی جو چاہین لکہین کہ یہ رسالہ بالکل خرید کرنے کے قابل نہین اور جن لوگون نے اسے خرید لیا ہے وہ واپس کر دین اور چاہین تو جسطرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کے ریویو مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منجانب اللہ مان کر (دیکہو اشاعت السنہ) پہر یہ کہدیا تہا کہ سنہ ۸۸ تک تو آپ منجانب اللہ تہے لیکن بعد مین مفتری بن گئے اسی طرح مولوی انشاء اللہ صاحب بہی لکہدین کہ ۲۸ - فروری تک تو یہ رسالہ ایسا ہی تہا جو رائے اسکے متعلق وہ ۶ فروری کے پرچہ مین دے چکے ہین کہ "یہہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ مین درکار ہے اسی لئے ہم نے جاپان اور امریکہ مین بہیجنے کے لئے اسکو تجویز کیا ہے" لیکن اب اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق فلسفیانہ نہین رہی - اور اس لئے کسی شخص کو اسکے نزدیک نہین جانا چاہئے مین ان کو اجازت ہی نہین دیتا بلکہ ان کو کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا لکہدین اور پورے زور سے اس سلسلہ کی مخالفت کرین اور پہر دیکہین کہ کیا وہ اسکا کچہہ بگاڑ سکتے ہین - مینے تو پہلے ہی لکہدیا تہا - کہ خدا کا سلسلہ کسی کا محتاج نہین - اور نہ ہم کسی سے مدد مانگتے ہین - ہم اس غیور امام کے پیرو ہین جسنے یہ لکہدیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کا کوئی حصہ اس سلسلہ کے لئے وصیت کرے اور بعد مین مرتد ہو جائے تو گو اس کے مال پر قانونی طور پر قبضہ بہی کر لیا گیا ہو تاہم ہماری انجمن کا فرض ہوگا کہ اسکو واپس کر دے "کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہین - اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے" مین بہی اسی غیور امام کا پیرو ہون اور اسیواسطے مینے مولوی انشاء اللہ صاحب کی تحریر کو ۹ - مارچ کے وطن مین پڑہتے ہی لکہدیا تہا .... کہ جس شخص نے وطن کی تحریک پر روپیہ بہیجا ہو وہ اپنا روپیہ واپس منگالے مگر افسوس کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے نہ معلوم کس مصلحت سے اس خط کو ابتک شائع نہین کیا - ہمین ایسے پیسون کے جانیکا ذرہ بہی غم نہین ہو سکتا - بلکہ خوشی ہے - اور ابہی قبل اسکے کہ کوئی شخص ایسا روپیہ ہم سے طلب کرے - میرے پاس یہ خط محمد عجب خانصاحب کی طرف سے پہونچ گیا ہے کہ جسقدر روپیہ اسطرح واپس کیا جاوے اس سب کو وہ پورا کرینگے - کاش یہ لوگ خدا کی ان عجیب نصرتون پر غور کرتے جو اس سلسلہ کے لئے ظاہر ہو رہی ہین - مجہے اس خط کو پڑہکر بہت خوشی ہوئی نہ اسلئے کہ چند پیسون کے چلے جانے کا کوئی فکر تہا - ہرگز نہین بلکہ مین خود ہی ضروری سمجہتا تہا کہ کسی معاند سلسلہ کا ایک پیسہ بہی ہمارے پاس نہ رہے - خوشی مجہے اس بات کی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے دلون مین کیسا عجیب ایمان پیدا کیا ہے اور کسطرح ایک سے ایک بڑہکر قابل رشک نمونہ اعانت اسلام کا دکہاتا ہے - اور یہہ یہ کہ خدا تعالیٰ یہ نہین چاہتا کہ اس سلسلہ کو کسی رنگ مین بہی کوئی نقصان پہونچے - اب مین وہ خط درج کرتا ہون -

برادرم مکرم جناب مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو نقد رقم جناب کو حسب تحریک ایڈیٹر صاحب وطن پہونچ گئی ہے اور جسکی واپسی کا جناب نے وعدہ کیا ہے - اُس مجموعی رقم کی یادداشت ازراہ مہربانی میرے پاس روانہ فرما کر مشکور فرماوین - تاکہ مین وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ خدمت کرنے کی سعی کرون - اور اسطرح جو رسالہ جات غیر احمدیون کے نام سے جاری ہونیکو تہے - وہ بند ہو جاوین - کیونکہ غیرت وحمیت اسلام صرف ہمارے حضرت مسیح کے ساتہہ وابستہ ہے - غیرون کا ہدیہ خداوند کریم قبول نہین فرماتا - اعلیٰ خداوند کریم کا شکر ہے - کہ غیرون نے خود اپنی امداد کو واپس لیا - زیادہ نیاز

العبد آپکا تابعدار **محمد عجب**

از ٹوچی میرام شاہ

مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

یہہ تو ایک تہوڑی سی رقم کا سوال ہے - مین یہ بہی یقین کامل رکہتا ہون کہ جو دوسو پرچے کا وعدہ ایڈیٹر وطن کرتے تہے - خدا تعالیٰ اسکے عوض مین بہی دوسو سے **بہت بڑہکر پرچون کی اعانت کرنے والے** پیدا کر دے گا - اور مین سال کے اخیر پر مولوی انشاء اللہ صاحب کو بتا دونگا کہ انکے دوسو پرچون کا چندہ نہ پہونچنا ہی اشاعت اسلام کے لئے کسقدر مفید ہوا ہے - اس منحوس دوسو کی بجائے مین یقین کرتا ہون کہ ایک ہزار سے کم رسالہ باہر نہ جائیگا اور پہر ان کے بہیجنے والے وہ لوگ ہون گے جو سچے خلوص اور جوش حمایت اسلام سے یہ رسالے بہجوائین گے -

منجملہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیش زنیون کے یہ ہے کہ وہ خطوط اور اخبار مین لکہتے ہین کہ راقم کے "حیرتناک تلون کیوجہ سے" یہ تجویز کالعدم ہو گئی - مین نہ چاہتا تہا کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیت کیطرف کوئی امر منسوب کرون مگر جب بار بار وہ حملہ پر حملہ کرتے ہین تو مین یہ لکہنے پر مجبور ہوا - اصل الفاظ خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز کے یہ تہے کہ "ایڈیٹر اور دیگر مدیران رسالہ ہذا کا فرض ہوگا کہ آیندہ اسکے صفحات کو خاص **دعاوی حضرت مرزا صاحب** سے خالی رکہین - اور اُن مضامین سے انہین آراستہ کرین جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ مین محبوب کر دکہلا دین" جو کچہہ مین اس سے سمجہتا ہون وہ تو یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے خاص دعاوی سے مراد انکا مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد اور امام زمان اور خاتم الخلفاء ہونا اور مامور من اللہ ہونا اور خدا سے غیب کی خبرین پانا - اور دعاؤن کی قبولیت اور نشان اور خوارق کا دکہانا ہے اب مولوی انشاء اللہ صاحب جیسا اپنے آپ کو حامی دین اسلام اور اتفاق پیدا کرنے والا اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہونچانے والا ظاہر کرتے ہین - اگر واقعی ایسے ہی ہین تو وہ مجہے یہہ بتا دین کہ پہلی تجویز اور دوسری تحریر مین جسمین تفصیل سے اور کہول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ ہماری مراد دعاوی حضرت مرزا صاحب سے کیا ہے - کونسا فرق پایا جاتا ہے جسکی بنا پر انہون نے اخبار مین اور پرائیویٹ خطوط مین مجہہ پر تلون اور عزم پر قائم نہ رہنے اور غیر استقلالی کے الزام لگائے ہین ملکہ مجہے تو جبتک ان کی طرف سے چندہ وصول نہ کر لیتا ہر وقت یہ اختیار تہا کہ کوئی نئی شرط داخل کرتا - کیونکہ اسکام کو مینے کرنا تہا اور اگر میری راہ مین کوئی دقت ہوتی تو بہر حال اس کے لئے کوئی راہ نکالنا تہا - باقی رہا اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا مین محبوب کر کے دکہانا ....

انشاءاللہ صاحب یاد رکہیں کہ شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اسلام کا محبوب چہرہ بغیر کسی محبوب کر کے دکہلایا جاسکتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے وہ کم ازکم احمدی جماعت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ہان اگر خواجہ صاحب یہ الفاظ کہہ دیتے کہ اسلام کے محبوب چہرہ کو بگاڑ کر کے دنیا میں دکہلایا جاوے تو شاید پہر مین مجبور ہوتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ دکہاتے کہ یہ باتین جو مینے لکہی ہین کہ اسلام زندہ مذہب ہے یا یہ امت خیر الامم ہے اور اسکے مجدد اور مصلح سب اسی امت مین سے ہونگے جیساکہ خدانے فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض۔ یا قرآن شریف تلوار کے ذریعہ مسلمان کرنے کی ہدایت نہین کرتا اور لا اکراہ فی الدین فرماکر غازی مہدی کے عقیدہ کی بیخکنی کرتا ہے۔ یا دجال سچ مچ کا ناخدا نہین ہے اور نہ خدا کی سلطنت مین یہ اندھیر ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ساری خدائی صفات کا مالک بن بیٹھے اور جس فتنہ سے قرآن شریف بار بار ڈراتا اور جس کے متعلق تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا فرمایا وہ عیسائیون ہی کا فتنہ ہے۔ یا اور وہ باتین جو مینے کھول کر پیشتر لکہی ہین کہ میرے عقاید ایسے ہین اور انہین کے مطابق لکہون گا۔ مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ ثابت کرتے کہ یہ باتین قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہین یا ان سے اسلام کا محبوب چہرہ بھونڈا ہو جاتا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ کوئی دلیل دیتے ان لوگون کی طرح جو کھسیانے ہوکر جو مونہہ پر آیا کہدیتے ہین۔ مولوی انشاءاللہ صاحب نے اپنے اخبار مین یہ لکھ دیا کہ احمدیون کے نزدیک "قرآن و محمد کا اسلام مردہ اسلام ہے" لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ سنیے تو تم لوگون کے اسلام کو مردہ اسلام کہا تہا۔ کیونکہ تم قرآن شریف کے خلاف چل رہے ہو۔ قرآن شریف تو پنجوقتہ نماز مین کئی کئی بار یہ دعا پڑہنے کی ہدایت کرتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنے ہمین تو [illegible] کی راہ پر چلا جنپر تیرے انعام ہوئے اور وہی انعام ہم پر نازل فرما اور تم کہتے ہو کہ مکالمہ مخاطبہ الہیہ کا جو سب سے بڑی نعمت ہے دروازہ بند ہو چکا ہے۔ پس کیا ہم تو آپ کے اسلام سے انکار کرتے ہین یا تم کرتے ہو؟ اور قرآن شریف فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا۔ اور تم اس سے انکار کرتے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور تم کہتے ہو کہ کسی ایسے مجدد کی ضرورت نہین۔ اور قربانی کی پاک رسم کو دور کر کے حجاز ریلوی فنڈ کے لئے روپیہ جمع کر لینا کافی ہے۔

مردہ اسلام وہ ہے جو برکات سے خالی ہے۔ پس ہم تو یہ کہتے ہین کہ اسلام برکات سے خالی نہین اور دوسرے تمام مذاہب ان برکات سے خالی ہین۔ اور تم اسلام کو مثل دوسرے مذاہب کے برکات سے خالی قرار دیتے ہو۔ کیا یہی اسلام لیکر جاپانیون اور یورپ۔ امریکہ والون کے سامنے جانا چاہتے ہو۔ اور پہر یہ افترا آپ سلسلہ احمدیہ پر کرتے ہین کہ یہ لوگ قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو مردہ اسلام کہتے ہین۔ مین ضروری نہین سمجہتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی سب باتون کا جواب لکہون اور اس بحث کو جسے خدانے اپنے فضل سے ہی ہر وقت مٹا دیا ہے تازہ کرون۔ مگر مجہے یہ حق پہونچتا کہ آخر یہ سب کچہہ میرے تلون کی وجہ سے نہین ہوا بلکہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی بزدلی سے ہوا۔ آپ کو اعلان کرتے ہی چارون طرف سے یہ صدائین آئین کہ آپ مرزائی ہو گئے ہین۔ شاید آپ کو اخبار کی فروخت مین کمی آنیکا فکر بھی لگا ہو [illegible] کہ ضمیمہ کے خیال کو ابہی چہوڑ دیا جاوے اور اصل رسالہ کی ترتیب ابھی بدل دیجاوے۔ کیا یہی قرارداد تہی۔ اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کی اخلاقی جرأت کا اندازہ لگ سکتا ہے اور جب مینے لکہا کہ ضمیمہ کے بغیر تو رسالہ کی صورت نہین بدلی جاسکتی کیونکہ یہی فیصلہ ہوا ہے اور ضمیمہ کے لئے بڑے اخراجات کثیر درکار ہین اسلئے جبتک ایک ہزار رسالہ کے چندون کا وعدہ نہ ہو ہم کوئی ترتیب نہین بدل سکتے تو اس کے جواب مین آپ نے لکہدیا کہ لوگ مجہے پہلے ہی مرزائی کہنے لگے ہین اور اب وہ اس تجویز پر یہ بدظنی کرینگے کہ احمدی جماعت نے روپیہ جمع کرنیکے لئے یہ راہ نکالی ہے۔ اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کے خیالات کا اندازہ لگ گیا۔ اور اس [illegible] کھول کر سب باتین لکہدین۔ مولوی انشاءاللہ صاحب نے [illegible] مین یہ بھی لکہا ہے کہ مینے سنا ہے کہ اس تجویز کے خلاف حضرت مرزا صاحب کے پاس بہت سی شکایتین احمدی جماعت کیطرف سے پہونچین۔ مین نہین سمجہتا آپ کو سننے کی کیون ضرورت پیش آئی مینے تو نمونہ کے طور پر ان خطوط کو خود ہی الحکم اور بدر مین شائع کردیا تہا اور ان کا جواب بہی لکہدیا تہا۔ اور پرائیویٹ خطوط مین بہی جواب لکہدیا تہا۔ آپ نے ۱۰ مارچ کا الحکم تو ضرور پڑہا ہوگا کیونکہ اسپر آپ نے بہت کچہہ نکتہ چینی کی ہے۔ اور آپ نے دیکہا ہوگا کہ اس مین مینے کیا جواب دیا ہے۔ بہرحال مینے آپ کی طرح ان خطوط کا اخفا نہین کیا جو قوم کی رائے تہی اسکو پبلک کے سامنے کھول کر پیش کردیا اگر مینے ڈرنا ہوتا تو مین بہی آپ کی طرح ان خطوط کا ذکر تک نہ کرتا۔ اور اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ ایڈیٹران اخبار الحکم اور بدر سے دریافت کرلین کہ اپنی مخالفت کے ان خطوط کا شائع کرانیوالا مین ہی ہون یا کوئی اور آپ اپنے خیالات کو میری طرف کیون منسوب کرتے ہین۔ کیا آپ خیال کرتے ہین کہ جو کچہہ مینے دوسرے خط مین لکہا جو آپنے ۹ مارچ کو شائع کیا ہے اسپر احمدی جماعت خوش ہوگئی ہے ہرگز نہین بلکہ بدر مین وہ میری تحریر چھپنے کے بعد بھی بہت سے خطوط آئے کہ ہم ہرگز پسند ہی نہین کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر رسالہ مین نہ ہو۔ اور ہماری غیرت اور حمیت ہرگز اسکو برداشت نہین کرسکتی کہ ہم اس قسم کی شرط کر کے کسی سے کچہہ مدد لین۔ اور ہم خود رسالہ کو کافی تعداد [illegible] کے لئے تیار ہین بہرحال مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ مولوی انشاءاللہ خان صاحب نے خود ہی پہلے استدعا کی اور اصرار کیا اور خود ہی پہلے چندہ کو بند کردینے کا اعلان کیا۔ اور اسطرح سے اللہ تعالےٰ نے احمدی احباب کو از سر نو حمایت واشاعت اسلام کا جوش دکہانیکا موقعہ دیا۔

مولوی انشاءاللہ صاحب نے یہ بہی اخبار مین لکہا ہے کہ احمدی سلسلہ کے ان عقائد کے ہوتے ہوئے دوسرے مسلمانون کا ان سے ملاپ نہین ہوسکتا۔ تعجب ہے کہ ۹ مارچ سے پہلے احمدی سلسلہ کے عقائد کبھی آپ کو معلوم نہ تھے اور اگر آپ کو علم تہا تو پہر آپ ملاپ کے لئے ملتجی کیون ہوئے کیا کسی احمدی نے آپکی خدمت مین درخواست کی تہی کہ ہمارے رسالہ کو کچہہ مدد دین۔ مجہے مولوی انشاءاللہ صاحب پر افسوس ہے تو اسیات کا کہ وہ اپنی طبیعت کو جو شاید دوسرے لوگون پر حملہ کرنے کی عادی ہوگئی ہے ہمارے سلسلہ پر اور ذاتی طور پر ایسے حملے کرنے سے روک نہین سکے۔ جنکے کرنے کی انکو ضرورت نہ تہی۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب اسلام کے لئے یہہ ضرورت سمجہتے ہین کہ اسے بدمعاشون کی بہی ضرورت ہے۔ حالانکہ اسلام پاک ہی اس لئے ہے کہ اسے کبہی بدمعاش کی ضرورت ہو۔ وہ تو ناپاکون کو پاک بنانے کیلئے آیا ہے۔ نہین مینے غلطی کی۔ تعجب کی بات نہین بلکہ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص اسلام کے لئے موچی دروازہ کے گنڈون کی ضرورت سمجہتا ہے وہ خدا کے پاک سلسلہ کی ضرورت کو محسوس نہین کرسکتا۔ اور یہ لوگ اسلام کے مصلح بنکے پہونچے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم محمد علی

حضرت مسیح موعود کی تازہ نظم

(پیشگوئی زلزلہ۔ از چشمۂ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہِ فروری مین تم نے دیکہا زلزلہ
تم یقین سمجہو کہ وہ اک زجر سمجہانے کو ہے
آنکہہ کے پانی سے یارو کچہہ کرو اسکا علاج
آسمان اے غافلو! اب آگ برسانیکو ہے
کیون نہ آوین زلزلے تقوےٰ کی رہ گم ہو گئی
اک مسلمان بہی مسلمان صرف کہلانیکو ہے
کس نے مانا مجہکو ڈرکر کس نے چہوڑا بغض و کین
زندگی اپنی تو اون سے گالیان کہانیکو ہے
کافر و دجال اور فاسق ہین سب کہتے ہین
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے
جسکو دیکہو بدگمانی مین ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچہے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چہوڑتے ہین دینکو اور دنیا سے کرتے ہین پیار
سوکرین وعظ و نصیحت کون پچہتانے کو ہے
ہاتہہ سے جاتا ہے دل دینکی مصیبت دیکہکر
پر خدا کا ہاتہہ اب اس دل کو ٹہیرانیکو ہے
اسلئے اب غیرت اوسکی کچہہ تمہین دکہلائیگی
ہر طرف یہ آفت جان ہاتہہ پہیلانیکو ہے
موت کی رہ سے ملے گی اب تو دین کو کچہہ مدد
ورنہ دین اے دوستو! اک روز مرجانیکو ہے
یا تو اک عالم تہا قربان اوسپہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بہی اس دین کو جھٹلانیکو ہے

یادگار کریم مفت منگاؤ

اخویم محبی شیخ محمد یوسف صاحب احمدی جہادونی ابنالہ نے سو جلد اور برادرم محمد حافظ صاحب ڈپٹی انسپکٹر کوتوالی سرینگر کشمیر نے ۵۰ جلد اور خود انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ نے

اس کا جواب لکھتے ہین اور دکھاتے ہین کہ آیت موصوفہ کا بیان کیسا صحیح اور پرصداقت ہے مگر پہلے ہم اس بات کو بڑے افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ مخالفین جب کبھی اعتراض کرتے ہین انکا اعتراض ہمیشہ نفس مضمون اور نظام لفظی مین تفرقہ انداز ہی ہوتا ہے تدبر اور تفکر سے انہون نے کبھی کام نہین لیا کوئی آیت شریفہ جب کبھی انکے اعتراض کے نیچے آتی ہے تو اسکا ترجمہ اور مطلب کچھ ایسے سانچے مین ڈہالتے ہین جس سے اس آیت کا مطلب دوسری آیات کے بالکل مخالف اور منافی ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اختلاف اور تناقض تعارض کے عیب اور نقص سے بالکل پاک اور منزہ ہے۔

معترض کے بیان جرح کا ماحصل اگر دیکھا جائے تو دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہاڑ اور پرندون کی خصوصیت تسخیر کی کیا وجہ ہے دوسرا یہ کہ غیر ناطق چیزون کی تسبیح کا کیا مطلب

سو واضح ہو کہ آیت ممدوحہ کا مطلب دو طرح پر ہے جس کی اصلیت اور اصل حقیقت ظاہر ہو تیسے اعتراض بالکل لغو اور باطل ہو جاتا ہے۔ آیت ممدوحہ مین سے لفظ الجبال اور الطیر قابل غور ہین جنکی حقیقت کہلنے سے تصفیہ طلب امر عین مطلب اور مراد کو پہنچ جاتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ جبال جمع جبل کی ہے جسکے معنے کتب لغت مین یہہ لکھے ہین الجبل کل وتد للارض عظم وطال والجبل سید القوم وعالمھم یعنی جبل ہر ایسی میخ کو کہتے ہین۔ جو علاوہ جسمی بڑائی کے طوالت بہی رکہتی ہو اور زمین کی مضبوطی اور استقامت کیلئے خاص ہو دوسرے یہ کہ جبل قوم کے سردار اور عالم کو بہی کہتے ہین اسی بنا پر عرب مین دستور تہا۔ کہ وہ اپنے لڑکون کا نام جبل بہی رکھدیتے تہے چنانچہ حضرت معاذ بن جبل جو ایک جلیل القدر صحابی تہے۔ آپکے والد کا نام جبل ہی تہا۔ اور جیسے زمین کی مضبوطی اور اس کے امن کا ذریعہ زمینی میخین یعنے پہاڑ ہوتے ہین۔ اسیطرح سکنائے زمین کے دفع شر و فساد اور ان کے امن اور آرام کا ذریعہ امیرون اور بادشاہون کا وجود ہوتا ہے جو سید القوم ہوتے ہین گویا زمین کی دوسری مضبوطی کیلئے یہ دوسرے پہاڑ ہین۔

دوسرا لفظ الطیر ہے جسکا اطلاق واحد اور جمع دونون پر ہوتا ہے مگر اسجگہ برعائیت لفظ جبال جو جمع ہے الطیر کا اطلاق بہی جمع پر ہی مناسب معلوم ہوتا ہے طیر پرندون کو کہتے ہین اور الطیر مین الف لام خصوصیت کا ہے جو ان پرندون کیطرف اشارہ کرتا ہے جنکی نسبت دوسری جگہ والطیر محشورۃ آیا ہے یعنے وہ پرندے جو داؤد کے ساتھ تسخیر کیلئے اکٹھے کئے گئے۔ اب ہم بدین لحاظ کہ لفظ جبال سے سردار اور عالم لوگ مراد لین۔ الطیر محشورۃ سے مراد مناسبت کیوجہ سے جبال کے معنون کے مطابق لینگے اور جیسا کہ وصف جبل کی مشارکت اور مناسبت سے جبل کا اطلاق جبلی وصف لوگون یعنے سردارون اور عالمون پر کیا گیا ایسا ہی طیر کا اطلاق ہم مناسبت کیوجہ سے طیر صفت لوگون پر کرینگے اور اس سے مراد وہ لوگ لینگے جن مین طیر کی صفت پائی جائے۔ اور چونکہ بادشاہون کے انتظام سلطنت کیلئے ارکین مملکت دو طرح کے ہوتے ہین ایک تو وہ جبال کیطرح ہر وقت بادشاہون کے حضور دربار شاہی مین قایم اور حاضر رہتے ہین دوسرے وہ جو ممالک مین انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے طیر یعنے پرندون کیطرح ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت مین رہتے ہین اسلئے قسم اول کے سردارون اور عالمون کو الجبال اور قسم دوم کو الطیر کہا گیا۔ اب آیت کا ترجمہ یہہ ہوا کہ ہمنے داؤد کے ساتھ ایسے سردار اور عالم لوگ بہی مسخر کئے تہے۔ جو ہر وقت دربار مین حاضر رہتے تہے اور ایسے بہی جو ملکی انتظام کے لئے افسران لشکر و فوج اور محافظان حدود سلطانیہ کیصورت مین باہر رہتے تہے۔ اور وے سب کے سب مع داؤد کے ہماری تسبیح بیان کرتے تہے یعنے وہ اپنے کامون سے یہ ظاہر کرتے تہے کہ خدا تعالے ہر ایک عیب اور نقص سے پاک اور منزہ اور اپنی ذات صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہے اب بتلاؤ کہ ایسی صاف صحیح اور سیدھی بات پر۔ جو ایک واقعہ صحیحہ کو ظاہر کرتی ہے۔ کچھ اعتراض آسکتا ہے۔ افسوس ایسے نادان اور احمق لوگون پر جو اپنی غباوت طبع اور بلادت ذہن کیوجہ سے سیدھی اور صاف بات کو الٹا سمجھ بیٹھتے ہین اور اپنے توہمات سے کچھ کا کچھ ظاہر کرتے ہین۔ کیا نادان معترض کو اتنا بہی معلوم نہین کہ کلام مین استعارات بہی ہوتے ہین اور قرآن کریم کے طرز بیان مین تو استعارات کا حصہ اکثر پایا جاتا ہے۔

کیا جبال اور طیر دو انسانی گروہون کا ہی نام نہ تہا جو داؤد کے ساتھ جو انکی جنس اور انکا رسول اور بادشاہ تہا الہی تسخیر سے مسخر ہو کر خدا کی تسبیح اور تقدیس کرتے تہے۔ اور اگر لفظ جبال اور طیر کو حقیقت پر بہی حمل کیا جائے تو بہی آیت کا مطلب صاف اور صحیح ہے اور ہمین ہمارے حضرت مسیح موعود کیلئے ایک پیشگوئی ہے جو بلفظہ پوری ہوئی اور وہ اسطرح کہ خدا تعالے کی سنت جاریہ اور عادت مستمرہ مین سے یہ ایک اٹل قانون ہے کہ جب وہ اپنے کسی رسول کو لوگون کی ہدایت اور اصلاح کے لئے بھیجتا ہے تو رسول کے زمانہ رسالت کے دو حصون مین سے پہلے حصہ مین اپنی علمی صفت کے اظہار سے تبلیغ کا کام جمالی رنگ مین ظاہر فرماتا ہے اور جب لوگون پر علمی تبلیغ سے کماحقہ اتمام حجت ہو جاتی ہے اور سعید اور شقی لوگ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہین تب شریر النفس اور ظالم طبع لوگ حسد اور بغض و عناد کیوجہ سے آگ بگولہ ہو کر بھڑک اٹھتے ہین اور رسولون کو مع انکی جماعت کے سخت سخت تکالیف سے کچلنا چاہتے ہین۔ اور طرح طرح کی مکاریون اور بدتدبیرون سے انکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اور ان کے پاک سلسلہ کو انواع و اقسام کی کوششون سے نابود کرنے کے لئے ناخنون تک زور لگاتے ہین اور رسولون کا صبر مع جماعت انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ اسوقت اللہ تعالے اپنے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے رسولون کی نسبت اپنی پاک کتاب مین بیان فرمایا ہے یاد فرماتا ہے اور وہ یہہ ہے۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون اور ایک جگہ فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ یعنی ہماری یہ بات اپنے مرسل بندون کیلئے پہلے سے ہی ٹھیک طور پر قرار پا چکی ہے کہ وہ منصور اور غالب ہی رہین گے اور ضرور ہی ہمارا گروہ غالب رہے گا۔ اور پہر فرمایا کہ خدا نے اس امر کو ہمیشہ کے لئے اٹل قانون کیطرح مقرر فرما دیا ہے کہ مین اور میرے رسول ہی غالب رہین گے۔ اور اسوقت زمانہ رسالت کا دوسرا حصہ جو جلالی رنگ کا ہوتا ہے رسولون کی نصرت کے لئے شروع ہو جاتا ہے جسمین بڑے بڑے جلالی نشان ظاہر ہوتے ہین جنسے مخالفون اور دشمنون کی سرکوبی اور ہلاکت اور مامورون اور مرسلون کی شان شوکت اور صداقت ظہور مین آتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جس مین مخالفون کے الزامات تکذیبیہ سے مرسلون کی بوضاحت بریت ظاہر ہوتی ہے اور ان کی وجاہت کا نشان اظہر من الشمس چمک اٹھتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جسمین رسولون کو اس معزز خطاب سے یاد کیا جاتا ہے ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔

جیساکہ اس زمانہ مین یہ کامل نمونہ اور نقشہ ظہور مین آیا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مرسل یزدانی حضرت احمد قادیانی اس زمانہ کی اصلاح کیلئے مامور کئے گئے اور ظاہر ہے کہ پہلے آپنے اپنے زمانہ رسالت کے پہلے حصہ مین علمی تبلیغ سے جمالی رنگ مین اتمام حجت فرمائی اور جمالی نشانون سے اپنی تصدیق کو ظاہر کیا لیکن جب شریر النفس لوگ اپنی شرارتون مین بڑھ گئے اور دیدہ دانستہ حق کو کچلنے لگ گئے۔ تب خدا تعالے نے آپکی نصرت کیلئے جلالی زمانہ کی بہار کو دکھلایا۔ اور جلالی نشانون سے دشمنون کو مغلوب کیا اور آپکی نصرت کا یہ سلسلہ اسیطرح اب تک جاری ہے طاعون جو اندامری رنگ کا عالمگیر نشان ہے ظاہر ہوئی جیساکہ پہلے سے کہا گیا تہا کہ مسیح موعود کیوقت مخالفون کی سخت تکذیب اور تکلیف دہی پر طاعون ظاہر ہوگی۔ ایسا ہی کئی دفعہ خسف الارض کا نشان ظاہر ہوا۔ اور اسی طرح سلسلہ زلازل بہی ابتک شروع ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہان سب نشانون سے طاعون اور نشان زلازل اظہر من الشمس نشان ہین۔

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ جس سے لاکھون مکان گر گئے اور لاکھون آدمی ہلاک ہوئے اور کئی پہاڑ ہل گئے اور پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے یہ جلالیت کا نشان کوئی چھوٹا سا نشان نہ تہا بلکہ یہ وہ نشان ہے جسکے ظہور سے توحید حق کی ایک عظیم الشان تجلی ظاہر ہوئی کیونکہ کانگڑا کا پہاڑ جسکو جوالامکھی کہتے ہین اور اہل ہنود کا بڑا معبد بلکہ معبود تہا جسکی وجہ سے اہل ہنود کی پرستش اور طرز عبادت کا طریق ایک بہاری اور مضبوط شرک کیصورت مین جو حضرت حق سبحانہ تعالے کی تسبیح اور تقدیس کے بالکل خلاف تہا اس عظیم الشان زلزلہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جس سے گویا ایک شرک خانہ کی بنیاد بیخ سے اٹھ گئی جسکے اٹھنے سے توحید کا نور پہیلا کیونکہ پہاڑ نے الہی تجلی اور خشیت سے اپنے باطل پرست عابدون پر خشوع اور تضرع کے ساتھ خدا کی تسبیح اور تقدیس کو ظاہر کیا اور چونکہ مامور من اللہ کی بعثت کا اصل مقصود توحید کو ظاہر کرنا ہی ہوتا ہے اسلئے مامور من اللہ اور آپ کی صداقت اور نصرت کے نشان بہی سب کے سب توحید نما ہی ہوتے ہین۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود جو خدا کی وحی مین علاوہ اور نامون کے داؤد کے نام سے

بہی پکارے گئے اور جنکو علاوہ اور الہامات کے یا جبال اوّبی معہ والطیر کی وحی بہی ہوئی آپنے بہی توحید کو روشن کیا اور آپ کے ساتھ پہاڑون نے بہی تسبیح کو ظاہر کیا جنہون نے دینی باطل معبودت کو الٰہی تجلی اور جلال سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنی عبودیت اور خدا کی معبودیت حقہ کا صحیح اقرار دکہایا۔ اب آیت محدوحہ کا مطلب پیشگوئی کے رنگ مین وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن تک صاف ہوگیا۔ اور الطیر یعنی الطیر محشورۃ کا مطلب یہ ہے۔ کہ الطیر فاتح بادشاہون کے لئے علامات فتح ہے لیک علامت ہے۔ اور جہان کہین یہ لفظ فاتح ملک کے متعلق بیان کیا جاتا ہے ان کی فتح کے لئے نشان کے رنگ مین بیان ہوتا ہے جیساکہ اس کے مطابق ابغہ ذبیانی نے بیان کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اذا ما غدا بالجیش حلق فوقہ
عصائب طیر تھتدی بعصائب

یعنی جب وہ لشکر لیکر دشمنون پر چڑہتا تو پرندون کے غول کے غول دشمنون کی لاش کہانیکو جمع ہوجاتے۔ ایسا ہی ایک اور شعر ہے وہو ہذا۔

وایقن المغرلمن عادلہ من یدہ
والوحش الطیر اتباع لسایرہ

یعنے اس کے ہاتہہ سے دشمنون کے لئے گریز کی کوئی جگہ نہین ہوتی۔ جب وہ چڑہائی کرتا ہے تو دشمنون کی لاش کہانیکو وحشی اور پرندے اسکی پیچہے ہوجاتے ہین۔ ایسا ہی خداتعالیٰ نے نبی کریم کی ان نصرتون کے لئے جو آپ کو مدینہ طیبہ مین حاصل ہوئین انکی نسبت پیشگوئی کے طور پر سورۃ نحل اور سورۃ ملک مین جو مکی سورتین ہین فرماتا ہے۔

الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکھن الا اللہ ان فی ذالک لآیات للمؤمنین سورہ نحل

یعنی کیا وہ ان پرندون کے حالات پر غور نہین کرتے جنہین ہمنے آسمان کے جو مین قابو کر رکہا ہے ہم ہی نے تو انہین کر رکہا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ انہین نبی کریم کے دشمنون کی لاشون پر چہوڑ دین گے) مومنون کے لئے ان باتون مین نشان ہین۔ ایسا ہی سورۃ ملک کی آیت اولم یروا الی الطیر فوقھم صٰفٰت کا یہ مطلب ہے۔ جو پیشگوئی کے رنگ مین ٹہیک وقوع مین آیا۔ اسیطرح یہ پیشگوئی ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کیلئے وقوع مین آئی جبکہ حضرت مسیح موعود کے نشانون سے جلالی نشان ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہین جنسے دشمنون پر بڑی بڑی اور ہلاک ہوئے اور ہو رہے ہین اور سینکڑون ہزارون ان کی لاشون کو پرندون نے کہایا ہوگا نشان طاعون جسنے ہر ایک بستی مین دورہ کیا۔ اور کر رہی ہے اور جسکے محل وقوع اور مقام ظہور پر مقامات ماؤف اور مکانات موبؤہ کے اوپر چیلون کے جہنڈ کے جہنڈ اور پرے کے پرے چکر لگاتے ہین جو حضرت مسیح کی نصرت اور فتح کا کا جلالی نشان ہے جس سے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مطابق فقرہ الطیر الطیر محشورۃ بہی پیشگوئی کیصورت مین صفائی کے ساتھ پورا ہوا والحمد للہ علی ذالک ثم لذالک اب اے نادان متعصب مکتہ چین ذرا آنکہ کو کہول اور دیکہ کہ قرآنی آیات مین علمی اور قدرتی نشانون سے کیسی عجیب صداقتین ہین کیا آپ ایسی اعتبر اپنی الہامی کتب سے دکہا سکتے ہین۔ افسوس کہ آیت زیر نظر مین اپنی دماغی کمزوری کیوجہ سے جو مجہی عرصہ تک بیمار رہنے سے لاحق ہے پورا تدبر اور غور نہین کرسکا۔ والا مجہے پختہ امید ہے کہ ایک بیدار مغز اور زندہ دل انسان اس آیت کے عجائبات اور صداقتین کئی پہلو پر بیان کرتا۔

وصدق اللہ فاق علما فوق کل ذی علم علیم۔

راقم غلام رسول احمدی از راجیکے ضلع گوجرانوالہ پنجاب

ریویو

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول - یہ ضخیم کتاب ۲۲۸ صفحون پر چہاپی گئی ہے وہی کتاب ہے جسکا ذکر سال گذشتہ مین الحکم مین ہوچکا ہے اسکے مصنف مشہور شیخ عبد العزیز المعروف جگدہاری شاد سابق آریہ اپدیشک ملک پر سماج ہین۔ اس کتاب کی خوبی اور زبردست ہونیکا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ مصنف نے اسکے ساتہہ تین ہزار دو سو روپیہ کا انعام رکہا ہے۔ یہ پہلا حصہ ہے اور ایسی دو جلدین اور شائع ہونگی۔ مصنف نے نہایت محنت اور قابلیت کے ساتہہ اس کتاب کو لکہا ہے اور سب سے بڑہ کر جس امر کو قابل ذکر پاتا ہون وہ اسکا طرز تحریر ہے مصنف نے نہایت متانت اور تہذیب سے اسکو لکہا ہے وہ ان کی شائستگی اور تبدیلی مذہب کے بعد کے کمال کو ظاہر کرتا ہے اور ہر جگہ مہاشہ کے اخلاق کا پتہ اس کتاب سے ملسکتا ہے میری رائے مین ہر مسلمان کے ہاتہہ مین اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا چاہئے قیمت صرف عمر فی جلد ہے جو مصنف سے قاسمی پریس دہلی کی معرفت مل سکتی ہے اور ایسا ہی دفتر الحکم قادیان سے بہی یہ کتاب ملے گی۔

تذکرۃ یداز م حصہ دوم - یہ رسالہ بہی مصنف مذکور کا ہے ۲ قیمت پر مصنف یا دفتر الحکم سے ملیگا۔

ورزش جسمانی حصہ اوّل - الحکم کے ناظرین منشی اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی کے نام سے خوب واقف ہین یہ رسالہ انہون نے لکہا ہے اور ۳ قیمت پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

پنجاب ریویو - ارمان دہلوی نے یہ ہفتہ وار اخبار لاہور سے شائع کرنا شروع کیا ہے اخبار کی عمدگی کے لئے ارمان دہلوی کا نام اسکے ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے کافی ہے اور یہ جبکہ وہ خود ہی مالک بہی ہون نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکہو۔

ضیاء الاسلام مراد آباد - ایک ماہواری رسالہ ہے جو مراد آباد سے شائع ہونے لگا ہے ۲ نمبر نکل چکے ہین مسلمانون کو ایسے رسالون کے متعلق فیاضی سے کام لینا چاہئے۔ سالانہ قیمت عہ ہے۔

فیملی ڈاکٹر - پنڈت ٹہاکر دت شرما وید لاہور نے ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جس مین بچون اور مستورات کے علاج درج ہوتے ہین۔ اردو اور ہندی کے دو کالمون مین شائع ہوتا ہے قیمت عہ۱ سالانہ ہے۔

انتظام ڈاک اور قادیان کے مسافرون کو آرام

جیساکہ گذشتہ اشاعت مین درج کیا گیا ہے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ڈاک بذریعہ یکہ یکم اپریل ۱۹۰۷ء سے چلا کریگی اور چونکہ ڈاک کے یکہ کا ایک مقررہ وقت پر بٹالہ یا قادیان سے چلنا یقینی امر ہوگا۔ اور اسکو سواریون کا انتظار نہین کرنا ہوگا۔ اسلئے جو لوگ قادیان آتے ہین وہ اس یکہ مین آسانی کے ساتہہ بلا انتظار مزید آجایا کرین گے کیونکہ بعض اوقات اکیلا شخص یکہ رانی کی وسعت نہین رکہتا۔ اور یکہ والے اسے دیکہ کر بیٹہ جاتے ہین یا سواریون کے انتظار مین اسے گہنٹون انتظار کرنا پڑتا ہے حالانکہ وہ ایک ساعت بہی قادیان سے دور گذارنا اپنے لئے سخت ناگوار سمجہتا ہے ان صورتون کو مد نظر رکہہ کر اس یکہ ڈاک مین آنے والے مسافر بہت آرام پائینگے۔ نہ انہین کرایہ کے لئے جہگڑنا پڑیگا اور نہ جلدی چلنے چلانے کے لئے کہنا ہوگا۔ بٹالہ سے یکہ صبح کو ۵ اور ۶ بجے کے درمیان چلا کریگا اور قادیان سے شام کو ۴ بجے کے قریب بس جو مسافرات کی گاڑی مین آئین گے وہ صبح کی ڈاک کے ساتہہ قادیان آرام سے پہونچین گے لیکن آنے سے پہلے اگر آپ اطلاع دیدیا کرین تو سب سے زیادہ آرام ہوگا۔ کیونکہ اطلاع دہندگان کے لئے پہلے انتظام ہوگا۔ کسی صورت تین سے زیادہ سواریان نہ بیٹہ سکین گی کرایہ حسب ذیل ہوگا۔ مناسب موقعون اور صورتون مین اس نرخ مین کمی بیشی کا اختیار ہوگا لیکن وہ کمی بیشی بذریعہ اشتہار شائع ہوگی۔

فی سواری ٹانگہ راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۱۰/ اور خراب ہو تو ۱۲/ - ہر سواری کو ۵ اسیر پختہ بوجہ کی لیجانے کی اجازت ہوگی۔ زیادہ کے لئے فی من ۲/ چارج ہوگا۔

یکہ مین فی سواری راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۶/ اور بصورت خرابی ۸/ بوجہ کی وہی شرح ہوگی۔

بٹالہ سے بلٹیان منگوانے کی شرح

بلٹی ۳ سیر پختہ تک ہو تو ۱/ ۳ سیر سے زیادہ ۱۰ سیر تک ۲/ ۱۰ سیر سے زیادہ ۲۰ سیر تک ۳/ ۲۰ سیر سے زیادہ ایکمن تک ۱۲/ دو من کی زیادہ کی بلٹی نہین لیجاوے گی۔

اعلان

قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول مین وظیفے اس سال سے ملنے منظور ہوئے ہین۔ اسلئے جو طالب علم اب تک اس کمی کیوجہ سے فائدہ نہ اٹہا سکتے تہے وہ اب فائدہ اٹہائین۔ اور چونکہ سال شروع ہی ہے اسلئے جو طالب علم اب آجاوین گے انہین چندان نقصان نہوگا۔

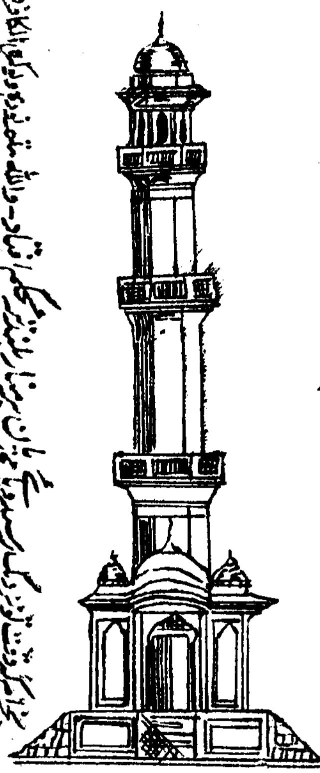
شیر علی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم



چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـــ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۱۱ | قادیان دار الامان - مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہین پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہین ملے گا - مینجر

تازہ الہامات

۲۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - فرمایا - آج زلزلہ کے وقت کے لئے توجہ کی گئی تھی کہ کب آوے گا - اسی توجہ کی حالت مین زلزلہ کی صورت آنکھون کے آگے آگئی اور پھر الہام ہوا -

رَبِّ أَخِّرْ وَقْتَ هٰذَا

یعنے اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے - اس کا وقت کچھ پیچھے ڈالدے - قاعدہ نحو کے مطابق هٰذَا کی جگہ هٰذِهٖ چاہئے تہا - مگر اس جگہ هٰذَا سے مراد هٰذَا الْعَذَابُ ہے - کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے - ورنہ زلزلے تو پہلے بہی آچکے ہین - پھر بعد اسکے ساتھ ہی یہ الہام ہوا

رَبِّ سَلِّطْنِيْ عَلَى النَّارِ

یعنے اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کردے یعنے ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم مین ہوجاوے - جسکو مین عذاب دینا چاہون وہ عذاب مین گرفتار ہو - اور جسکو مین چھوڑنا چاہون وہ عذاب سے محفوظ رہے -

۲۹ - مارچ ۱۹۰۶ء - أَخَّرَهُ اللّٰهُ إِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى خداتعالے نے ایک وقت مقررہ تک عذاب کے زلزلہ مین تاخیر ڈالدی -

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ہر دو حصہ - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس مین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے قیمت عـــہ -

آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے ثابت کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کہولا گیا ہے اور آریہ کے ان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہین قیمت ۱۱ ر

[illegible] حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے - اور وحدت وجود کے اعتقادات کا جواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - تیسری دفعہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول

اعلےٰ حضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مثلاً تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲ ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نور القرآن حصہ دوم - عیسائیون کا عمدہ رد ہے ر

تفسیر سورہ تبت - سورہ تبت پدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر - قیمت ۲ ر

سواء السبیل نمبر ۱ - ایک مولوی ہندوستانی کی خط و کتابت - قیمت ۱ ر

تشنیع رد شیعہ - حکیم الامۃ کی اچہوتی تحریر ۲ ر

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی پہنچے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بہی اسکو قبولیت ہوگئی ہے - قیمت عـہ

تفسیر القرآن پارہ دوم - قیمت عـہ

تفسیر سورہ بقرہ مکمل - ۴ ر

سلک مروارید - حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکہا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ ر

سلک مروارید حصہ دوم - قیمت ۴ ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - قیمت عـہ

الانذار - قیمت ۴ ر

اصلاح النظر - قیمت ۲ ر

قصیدہ ضوابط الاسرار - قیمت ۱ ر

برہان الحق - قیمت ۳ ر

دعوت الحق نمبر ۲ - قیمت ـــ ر

النصح - قیمت ۲ ر

مسلمانون کا خدا اور اس کے حضور دعا - قیمت ۱ ر

نمونہ قرآن مجید - قیمت ۳ ر

ست بچن - ۱۰ ر محمود کی آمین ۳ پائی

حجت الاسلام - ۱ ر - الموعظۃ الحسنہ ۳ ر

توضیح مرام - ۲ ر -- دوسرا جنگ مقدس

حصہ اول و دوم - ۲ ر

المشتہر - منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

کھلی چٹھی

برادرم مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
زکوٰۃ کے متعلق بارہا تحریک ہو چکی ہے اور بحمد اللہ اسوقت فنڈ مین روپیہ آ بھی رہا ہے۔ مگر اکثر دوست جن سے یہ امید کی جا سکتی ہے۔ انہون نے ابھی توجہ نہین کی - اسلام کی بڑی خوبیون مین سے ایک یہ خوبی ہے جو صرف اسی مذہب مین پائی جاتی ہے کہ اس نے خدا کے حقوق اور بندون کے حقوق ہر دو امور کو فرائض مذہبی مین داخل کر کے اسکے لئے قوانین مقرر کر دیئے ہین اور عام تعلیم پر ہی بس نہین کی شاید یہ کہدیا کہ تم خدا کی یاد کیا کرو اور اپنے بھائیون سے نیک سلوک کرو یہ تو معمولی باتین ہین جو سب مذاہب مین مشترک طور پر پائی جاتی ہین مگر اسلام کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس نے عام تعلیم نہایت اعلے درجہ کی دیکر پھر وہ راہین تیار کر دی ہین جو سست اور غافل طبیعتون کے لئے ایک تازیانہ کا کام دیتی ہین اور عملی طور پر انسان کو خدا کی راہ پر چلاتی ہین - اللہ تعالٰی کے متعلق انسان کے فرائض ہین ان کو پورا کرنے کیلئے پنجگانہ نماز قائم کر دی ہے کیونکہ جو شخص پانچ وقت اپنے خدا کے حضور جاتا ہے وہ خدا سے غافل نہین ہو سکتا بشرطیکہ وہ حقیقت نماز پر قائم ہے اور صرف رسمی طور پر ٹکرین نہین مارتا۔ ایسا ہی روزے ایک ماہ کے مقرر کر دیئے ہین حقوق عباد کیلئے یہ اعلے درجہ کی تعلیم دیکر کہ لا یؤمن احدکم حتے یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ (تم مین سے کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ پسند کرے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے) اور یہ سبق دینے کے لئے کہ سب مومن بھائی ہین عملی راہین اپنے بھائیون سے نیکی کرنے کی بھی بتادی ہین۔ سود سے روکا زکوٰۃ کو فرض کر دیا اور اس سے بڑھ کر صدقات کی ترغیب دی۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ مین لوگ سب باتون مین سست ہو گئے ہین اپنے لئے وہ ہر طرح کی آسائش کی فکرون مین لگے رہتے ہین مگر یہ خیال نہین کرتے کہ کسقدر ہمارے بھائی ہین جنکی مدد کرنا ہمارا فرض ہے اللہ تعالٰی نے قرآن شریف مین ڈرانے والے الفاظ مین ہبات کا ذکر فرمایا ہے - ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعٰفا خافوا علیھم (یعنی) اس بات سے ڈرو کہ اب تو تم آسائش مین ہو اور دوسرے لوگ تمہاری مدد کے محتاج ہین اگر تمہارے پیچھے تمہاری اولاد ضعیف رہ جائے تو پھر کیا حال ہو۔ چونکہ دنیا مین ہمیشہ ایسے حالات پیش آتے ہین کہ ایک شخص اگر آج امیر ہے تو کل اسکی اولاد غریب ہے - اسلئے اسلام نے ہمدردی انسانی کی راہ پر چلانے کے لئے مسلمانون کو حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ دیا کرین - یاد رکھو کہ کوئی شخص اس فرض کو ادا کرکے اور باقی سے غافل رہکر جو ان کے نزدیک کسر خرد نہین خدا کے احکام و قوانین کو اور قوت مت ڈالو کہ نمازین پڑھ لینا کافی ہے اور بس - حضرت ابو بکر نے ان سب لوگون کو مرتدین مین داخل کیا تھا جنہون نے زکوٰۃ کے دینے سے انکار کیا۔ ہمارے ملک مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ روپیہ نقدی کی صورت مین تو نہین ہوتا مگر بہت تھوڑے کھاتے پیتے گھر ایسے ہونگے جن مین زیور کی صورت مین مال موجود نہ ہو۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا نقد روپیہ پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی زیور پر بھی ہے* - ہان اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ زیور خاوند نے عورت کو دیدیا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح پر وہ عورت کی ملک ہو جاتا ہے - پس عورتون کے لئے یہ عمدہ موقعہ ہے کہ وہ خدا کے احکام پر چلکر مستحق ثواب بنین ورنہ اگر وہ اس زیور کی زکوٰۃ ادا نہین کرتین تو خدا کے احکام کی صریح نافرمانی کرتی ہین - اکثر خاوند بھی یہ کہکر پیچھا چھڑا لیتے ہین کہ یہ زیور تو ان کا مال ہے ہمین اس سے کچھ تعلق نہین - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible] ... یا بادشاہ کی طرح ... اور اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے الرجال قوامون علی النساء - پھر حقوق اللہ یا حقوق عباد مین جو خدا تعالٰی نے فرض کر دیئے ہین کسی طرح کی غفلت کرتی ہین تو پھر خاوندون کا فرض ہے کہ وہ ان کو سیدھی راہ پر چلائین - پچھلے دنون ایک عزیز دوست کو جب یہ توجہ دلائی کہ انکی بی بی کے پاس اسقدر زیور ہے جسکی زکوٰۃ دینی چاہئے تو انہون نے مجھے یہ جواب دیا کہ مین اگر اسے زکوٰۃ کے لئے کہونگا تو وہ سمجھیگی کہ میرے زیور کا حساب لینا چاہتا ہے ایسی بات سے مین تو کانپ اٹھتا ہون کہ خدا کے احکام کو ایسی باتون سے ٹالا جاتا ہے - ایسے لوگون کے مالون مین کیا برکت ہو سکتی ہے وہ یاد رکہین کہ مال مین برکت دینا خدا کا کام ہے خدا سے ڈرین اور اپنے گھرون مین خدا کے احکام کی پابندی کرائین - ہماری جماعت کے لئے یہ امر سخت قابل افسوس ہے - مین نہین سمجھتا کہ کوئی نیک بی بی جب یہ سمجھ جائے کہ زیور کی زکوٰۃ فرض ہے تو وہ انکار کرے - خاوند اگر عمدہ نمونہ قایم کرین اور گھرون مین وعظ نصیحت کرکے سمجھا دین تو یہ امر کچھ بھی مشکل نہین - بلکہ عورتون کو خوش ہونا چاہئے کہ انکے لئے بھی خدا نے ایسی راہ نکالی ہے کہ وہ خدمت دین مین حصہ لے سکتی ہین - اس فقرہ کی تشریح مین آگے چل کر کرتا ہون -

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دینی فرض ہے تو کیون ہر ایک شخص اپنی جگہ زکوٰۃ نکال کر اسکو جسطرح چاہے تقسیم نہ کر دے - اسکے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ ہر ایک شخص زکوٰۃ کے مصارف کو سمجھتا بھی نہین - اسی لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوکر پھر مناسب طور پر بانٹا جاوے - اور دوسرے بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہین کہ جو کچھ وہ صدقات کے طور پر یا کسی غریب بھائی کی مدد کو دیتے ہین وہی زکوٰۃ ہے حالانکہ زکوٰۃ کو بالکل الگ کر دینے کا حکم ہے - اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات کی ترغیب قرآن شریف نے دی ہے -

تیسرے بھی بڑی وجہ سستی کی ہے کہ انسان خیال کرتا رہتا ہے کہ آج دیدونگا کل دیدونگا - حالانکہ شریعت اسلام کی رو سے یہ نہایت ضروری ہے کہ جس مال پر ایک سال گذر گیا ہے اسکی زکوٰۃ فی الفور ادا کر دیجاوے -

چہارم ہم سب ایک سلسلہ مین منسلک ہین اور اس سلسلہ کی بڑی بڑی ضروریات ہین - جماعت مین سے بعض لوگ فوت ہو جاتے ہین تو ان کے پیچھے بچے یتیم رہ جاتے ہین - بعض لوگ مؤلفۃ القلوب ہوتے ہین - بعض نو مسلم ایسے ہوتے ہین کہ انکے ماں باپ ان کو گھرون سے نکال دیتے ہین - اور ضروری ہوتا ہے کہ انکو دینی تعلیم بھی دیجاوے - ان سب باتون کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے اور یہ سب زکوٰۃ مین سے بآسانی پورے ہو سکتے ہین بشرطیکہ کل جماعت بالاتفاق زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ بھیجے - یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے بڑے بڑے کام ہوتے ہین وہ سب قوم کے اتفاق سے ہوا کرتے ہین ہین - ایک دو آدمی ان کو پورا نہین کر سکتے پس اگر قوم چاہتی ہے کہ ہمارا یہ سلسلہ ہر طرح سے ترقی کرے تو اسکا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ کی ایک جگہ جمع کرنیکا انتظام کرے - پھر وہ انشاء اللہ دیکھین گے کہ اس سے کیسے کیسے مفید نتائج پیدا ہوتے ہین -

زکوٰۃ کے مصارف مین اکثر لوگ دہوکہ کھاتے ہین - وہ خاص مصرف ہین جو قرآن شریف نے مقرر کر دیئے ہین - ان سے علاوہ اگر وہ روپیہ دیا جاوے تو جایز نہین خواہ نیکی کا کام ہو - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا تھا کہ بیشک زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ جمع ہونا ضروری ہے - چنانچہ اسی بنا پر کئی احباب نے زکوٰۃ کا روپیہ اس جگہ بھیجنا شروع بھی کر دیا ہے جو امین زکوٰۃ فنڈ کے پاس جمع ہوتا ہے اور حسب ضرورت خرچ ہوتا ہے اور اسوقت بھی اس سے بہت سے فوائد نظر آتے ہین اور اگر یہ سلسلہ ترقی کرے تو انشاء اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا -

امر سوم یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ دینا فرض ہے وہ کسقدر ہے سو یاد رکھنا چاہئے کہ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے جس کے پاس اسقدر یا اس سے زیادہ مالیت کا سونا یا چاندی ہو اگر اسپر ایک سال گذر گیا ہو تو اسپر لازم ہے کہ چالیسوان حصہ اسکا زکوٰۃ دین - جن زمینون پر خراج دیا جاتا ہے ان کی پیداوار مین کوئی زکوٰۃ نہین -

زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان ارسال فرمادین۔

(خاکسار محمد علی عفی عنہ از قادیان)
مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء

ضروری اطلاع

قادیان مین چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مد نظر رکھین - (۱) لنگر خانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجین اور دوسری مدات کا روپیہ آپکے نام ہرگز نہ بھیجین - (۲) مدرسہ کا چندہ امین مدرسہ تعلیم الاسلام - میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام منیجر ریویو آف ریلیجنز - زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ - بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان - آنا چاہئے - اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہئے -
(۳) خط و کتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - اور بہشتی مقبرہ یا وصیتون کے متعلق یا وصیتون کا بھیجنا بنام سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہئے -

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

گل کھلین گا ادر بھی گئی تھی ابھی تو ہندی کا رنگ

عیسائی مذہب کی ناکامی اور نامرادی اب مختلف صورتون مین جلوہ گر ہو رہی ہے۔ ایک زمانہ تہا کہ پوپ آف روم کو ایک خاص اقتدار اور اختیار یورپ پر حاصل تہا لیکن جب ان مظالم اور شرمناک کرتوتون کی انتہا ہوچکی جو منتری لائیف مین ہوتی ہین تو اللہ تعالی نے اس شرک عظیم کی ہلاکت کے سامان اندر ہی سے پیدا کردیئے اور لوتھر مارٹین عیسائی مذہب کے ریفارمر نے پوپ ازم کے بخیئے ادہیڑ دیئے۔ مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ سرے سے عیسائی مذہب ہی کو نیست و نابود کردینے کا خیال مختلف رنگون مین پیدا ہوچلا ہے۔ جو لوگ یورپ کی مذہبی دنیا سے کچھہ بھی واقفیت رکھتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ مختلف صورتون سے اس مذہب کو دہتکارا جا رہا ہے۔ مین اسوقت ان طریقون کے اظہار کی حاجت نہین سمجھتا۔ بلکہ مجھے اس وقت اس انقلاب عظیم کا ذکر کرنا ہے جو فرانس مین عیسائی مذہب کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ الحکم کے اکثر ناظرین اس بات سے آگاہ ہونگے کہ گذشتہ ایک صدی کے عرصہ مین فرانس نے قریبًا تیرہ مرتبہ طریق حکومت مین تبدیلی کی ہے اور بعض اوقات اس انقلاب سلطنت مین چند مہینون کا وقفہ ہی ہوا ہے۔ شخصی حکومت کے بعد جمہوری اور جمہوری کے بعد شخصی یہ ایک معمولی امر ہے لیکن اسوقت جو انقلاب عظیم فرانس مین ہونیوالا ہے وہ سخت خطرناک اور مگر مسرت افزا ہے خطرناک تو اس لئے ہے کہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ فرانس مین خانہ جنگی شروع نہ ہوجاوے اور گھری مین تلوار نہ چل جاوے اور اسطرح پر فرانس کی زمین خون [illegible] کے نالون سے سرخ ہو۔ اور مسرت افزا اسلئے ہے کہ یہہ انقلاب عیسائی مذہب کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ وہ مذہب جسنے ایک عاجز انسان کو خدا [illegible] بنا کر [illegible] اور جس نے دنیا مین ہر قسم کی بدی اور بدکاری کی [illegible] ڈال رکھی ہے !!

[illegible]

کی نسبت نہ [illegible] — فرانسیسی آئندہ چرچ کا تعلق [illegible] الگ کرنے کی تجویز ہے جس سے پادریون اور مسیح کے بیلون مین سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جو مسیح کا پہاڑی وعظ سنا سنا کر ڈاڑھیان ہلایا کرتے اور ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دینے کی اخلاقی تعلیم کے کمالات پیش کیا کرتے ہین سخت برافروختہ ہو رہے ہین۔ انکی آنکھون مین خون اتر آیا ہے چنانچہ ایک آدھ مقام پر ہنگامہ اور خونریزی ہو بھی چکی ہے اور اسکا بہانتک اثر پڑا کہ وزارت فرانس کو مستعفی ہونا پڑا۔ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ قطع نظر اسکے کہ اس مخالفت کا اثر ملکی انتظام پر کیا پڑے۔ اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہوسکتا کہ عیسائی مذہب کی سخت ناکامی اور نامرادی کا عام اعلان ہوجائے گا۔ اور اس سے خدا تعالے کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر ایک زبردست دلیل قایم ہوگی کیونکہ وہ آیا ہے اس غرض کے لئے کہ اس شرک عظیم کے بت کو توڑا جاوے اور اس کے انفاس قدسیہ اور عقد ہمت کا یہہ اثر ہو رہا ہے کہ خود ہی یہہ مذہب اپنے پرستارون کے ہاتھون ہلاک ہو رہا ہے و للہ الحمد۔

عیسائی مشن پر ایک انگریز کی رائے

عیسائی مشنری خواہ دنیا کی آنکھون مین کتنا ہی دھول ڈالنا چاہین مگر سچائی اپنا اثر دکھلائے بغیر نہین رہ سکتی۔ چنانچہ جیمس سمتھ صاحب عیسائی مشن کے متعلق اپنی رائے کا مفصلہ ذیل الفاظ مین اظہار کرتے ہین۔ اگر موٹے طور پر عیسائی مشن کے متعلق اظہار رائے کیا جائے تو وہ تین حصص مین تقسیم ہوسکتا ہے۔

(۱) اصولاً یہ مشن کفر کی تلقین کرنیوالے ہین۔

(۲) ان کا میلان طبیعت عیسائی دین کے برخلاف ہے۔

(۳) اپنی مطلب برآری کے لئے جن وسائل کا یہ استعمال کرتے ہین وہ نہایت مکروہ ہین اور جو نتائج حاصل ہوتے ہین وہ قابل نفرت ہین۔

(۱) یہ ماننا ہی کہ خدا سوائے عیسائیون کے دنیا کے کروڑون آدمیون کی روحانی بہتری یا تو کرنا نہین چاہتا یا کر نہین سکتا ایک کلمہ کفر ہے۔ اس بات کو مان کر عیسائی مناد عیسائی مذہب کی اشاعت کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے۔ جو کام خدا نے [illegible] دانستہ یا نادانستہ رہ گیا ہے اسکی تکمیل اپنے ہاتھ مین لیتا ہے۔ اگر یہ [illegible] نہین جانتے کفر کسے کہہ سکتے ہین۔ [illegible] واقعات اس بات کا ثبوت دیتے رہتے ہین [illegible] بہتر ہوتا اور جبکہ وہ ناچیز سے ناچیز کو بہی [illegible]

کو اپنے سایہ عاطفت مین رکہتا ہے اپنے انسانی بچون کو دل سے بھلا نہین سکتا حسب ضرورت وہ مختلف ممالک مین اور مختلف اوقات مین ایسی آتمائین پیدا کرتا رہتا ہے۔ جو تاریکی کو دور کرنے والی اور علم کی روشنی کو پہیلانے والی ہوتی ہین۔ مگر عیسائی منادون کا یہ شیوہ ہوگیا ہے کہ وہ سوائے اپنے اور کسی کو خدا کا مقبول بندہ تصور نہین کرتے۔

(۲) اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آخر یہ "پرچار کا کام" شروع کس بنا پر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰے اپنے حوارین مین سے گیارہ کے سامنے نمودار ہوئے اور اون کو حکم دیا کہ دنیا بہر مین جاؤ اور ہر ایک آدمی کو انجیل کی تلقین کرو۔

یہہ الفاظ عیسیٰ نے صرف اپنے حوارین کو مخاطب کرکے کہے۔ گو تاریخی طور پر ان کی چندان وقعت نہین لیکن اگر بفرض محال مان بہی لیا جاوے تو جس طرح شروع سے اسپر عمل ہوتا رہا ہے وہ لطف سے خالی نہین۔ عیسٰے کی موت کے صرف تیس برس بعد سینٹ پال نے لکہا کہ "انجیل تمام دنیا مین ہے" اور "ہر ایک انسان تک جو آسمان کے نیچے ہے اسکی آواز پہنچ گئی ہے"۔ چونکہ مقصد حاصل ہوچکا ہے اسلئے اب عیسائی صاحبان کا کوئی حق نہین کہ [illegible] جگہ پہر کر ناحق آدمیون کی سمع خراشی کرین لیکن آج ہمین عیسائی صاحبان کہتے ہین کہ لفظون پر جانے کی ضرورت نہین۔ آسمان کے نیچے رہنے والے شخص سے حضرت پال کی مراد ان لوگون سے ہے جو اس سچائی کے حاصل کرنے کے مستحق ہین کیونکہ حقیقت مین ان پر ہی بہشت کا سایہ ہے۔

(۳) لیکن وہ وسایل جن سے مشنری لوگون کو عیسائی مذہب کی طرف کھینچتے ہین نہایت قابل نفرت ہین اگر وہ ادہر ادہر کی باتین اور گناہ کی اصلیت اور کفارہ کے متعلق دور از قیاس مضمون کو بیان کرکے کسی حبشی کو عیسائی کر لیتے ہین تو حقیقت مین وہ ایک دیانت والے آدمی کو بد دیانتی کی طرف لے جاتے ہین اور اگر ہم اوس کشت و خون کا خیال کرین جو عیسائی مذہب اپنے مذہب کے نام پر میکسو اور پیرو وغیرہ مقامات پر اپنے گلہ کو بڑہانے مین کیا تو رونگٹے بدن پر کہڑے ہوجاوین کلیجہ موہنہ کو آنے لگے۔

ہمارا صرف اتنا لکہنا کافی ہوگا کہ مشنری صاحبان کے پیچھے پیچھے تاجر آتے ہین۔ اور تمام مغربی عیوب اور بدکاریون کا پیوند مقامی کمزوریون پر چڑہا دیتے ہین۔ +

مگر ہندوستان مین عیسائی مشنریون کا موجود ہونا ہی اہل ہندوستان کی ہتک کرتا ہے معمولی نظر کا آدمی بہی یہ معلوم کرسکتا ہے کہ جو کچھ حیات ابدی کہین عیسائی اور یہودیون کے متبرک علم ادب مین بتا نظر آتا ہے وہ اون چشمون سے لیا گیا ہے جو ہمیشہ سے اس پاک سرزمین مین رہتے رہے ہین اور دور سے حق کے متلاشیون کی پیاس بجہاتے رہے ہین۔ چنانچہ پائی تھوگورس Pythagoras ان چشمون پر آیا اپنی پیاس بجہائی اور اپنی واپسی پر اپنے اہل ملک کے لئے ایک ناخدا ثابت ہوا۔ موجودہ معلومات ہمین اس نتیجہ پر پہونچاتے ہین کہ حضرت عیسٰی ایک طالب حق کی حیثیت مین ہندوستان مین آئے اور جو کچھ اپنی قابلیت کے مطابق وہ یہان سے لے جاسکے لے گئے۔ اور اپنی واپسی پر اون کی تلقین کی۔ اگر اسوقت ہم کوئی دعا کرسکتے ہین وہ یہ کہ ہندوستان کو اُن زہریلی ہواؤن سے خدا تعالے محفوظ رکہے جو اسوقت مغرب مین چل رہی ہین جہان مشنریون کے لئے محل تعمیر کئے جاتے ہین۔ مگر دیانتداری سے روزی کمانے والون کو جن کی تعداد لکہون اور کروڑون ہین سر چہپانے کو مکان تک نصیب نہوتا۔ جہان حضرت عیسیٰ کے جانشین جنکو نہایت تکلیف کی زندگی گذارنا پڑی۔ عالیشان عمارتون مین رہتے ہین اور ریشمی لباس زیب تن کرتے ہین اور بجائے مذہب کے سچے اصولون کی تلقین کرنے کے آپس کی مخالفت اور بیرونی آڈمبرون کی جدوجہد مین رہتے ہین۔"

تعلیم الاسلام سکول کی عظمت

علی گڈہ کالج کے امتحانات دینیات کا نتیجہ شائع کیا گیا ہے جسکو پڑہ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہہ خوشی ہماری قوم کے لئے موجب فخر ہے عزیز غلام محمد جو سال گذشتہ مین تعلیم الاسلام کالج کیطرف بطور پرائیویٹ طالب علم امتحان الف۔ اے مین پاس ہوکر سال کے آخری حصہ مین علیگڈہ کالج مین جاکر داخل ہوا تہا۔ وہ امتحان دینیات مین نمبر اول رہا ہے اور اس نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے ہین ممتحن صاحب نے انکے نتیجے کے ساتھ یہہ ریمارک کیا ہے "اس طالب علم نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے کیونکہ جوابات مین احادیث و آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے اسکی معلومات قابل تعریف ہے"۔

یہہ ریمارک میرے لئے اور میری قوم کے لئے جسقدر مسرت افزا ہے اسکا اندازہ کرنا سہل نہین ہے یہ خوشی اور بہی بڑہ جاتی ہے جب مین کالج کے سارے نتیجہ امتحان مین ایسا ریمارک کسی طالب علم کے متعلق نہین پاتا۔ قوم کو معلوم رہے کہ قادیان سکول کی مذہبی اور دینی تعلیم کی عظمت کا یہہ کوئی چہوٹا سا ثبوت نہین کہ علی گڈہ جیسے کالج مین سب سے اول اپنی جماعت مین اور رتبہ اعلی تعریف کے لحاظ سے کل کالج مین اول نمبر رہنے والا ایک قادیانی سکول کا سابق طالب علم ہے جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ [illegible]

چشمۂ مسیحی [illegible]

اور استعارہ کے رنگ میں یا اور بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرایا تو آپکو اس سے کیوں تعجب ہوا جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا اور یہ مریم جو عیسیٰ کی والدہ تھی یہ چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی تو یہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان واقعات سے بیخبر ہے اور نعوذ باللہ اوس نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے۔ کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراض کرکے خوش ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شے تو لازم نہیں آتا مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کسقدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کسقدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تھا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نکرے۔ لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہوگیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر حقیقت میں معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں عہد شکنی کرکے اور اسکو خدمت بیت المقدس سے الگ کرکے یوسف نجار کی بیوی بنایا گیا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رو سے یہ حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اسکی پہلی بیوی بھی موجود تھی وہ لوگ جو تعدد ازواج سے منکر ہیں شاید ان کو یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہوگیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا وہ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور [illegible] برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے [illegible] پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت آدم بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی انکی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر [illegible] بعض قویٰ سے محروم ہونے پر [illegible]

دلالت کرتا ہے۔ القصّہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنیکے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجایز تعلق کے شبہات شایع کئے پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہمشیرہ تھی صرف ہارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرکاً رکھے جاتے تھے سو قرین قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہوگا جس کا نام ہارون ہوگا اور اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے۔

اور قصہ اصحاب کہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں میں بھی ہو اور اگر فرض کرلیں کہ وہ لوگ ان قصوں کو ایک فرضی قصے سمجھتے ہوں تو اس میں کیا حرج ہے آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور خود انکی آسمانی کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کسقدر ماتم ہو رہا ہے اور سلیم طبیعتیں خود بخود اسلام کیطرف آتی جاتی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی ہیں۔ چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے۔ پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الہٰی کو ایسی کتابوں کی اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں۔ تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اُمّی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ پر کسقدر اعتراض ہوں گے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جنکی انجیل درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے انپر ایمان لاتے ہیں ورنہ انجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو [illegible] پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔ اور پھر

اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہوا اور کیا غضب آگیا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصے قرآن شریف کے بذریعہ وحی کے لئے گئے ہیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صاحب وحی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور آپ کی نبوّت حقہ کے انوار و برکات اب تک ظہور میں آرہے ہیں۔ تو کیونکر شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصہ کسی پہلی کتاب یا کتبہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اوس کو علم غیب پر قادر نہیں جانتے۔ اور میں بیان کر چکا ہوں کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا کسی کتاب کو اصلی قرار دینا اور کسی کو فرضی سمجھنا یہ سب بے بنیاد خیالات ہیں کسی نے اصلی کی اصلیت کا ملاحظہ کیا اور نہ کسی نے کسی جعل ساز کو پکڑا۔ اسکی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں ایک اندھی قوم ہے جن میں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی اور عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے جنہوں طبعی اور فلسفہ پڑھکر ڈبو دیا۔ ایک طرف تو آسمانوں کے منکر ہیں اور ایک طرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر یہود کی پہلی کتابیں سچی ہیں تو اون کی بنا پر حضرت عیسیٰ کی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی مثلاً سچے مسیح موعود کے لئے جس کا حضرت عیسیٰ کو دعوے ہے ملاکی نبی کی کتاب کے رو سے یہ ضروری تہا کہ اوس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا مگر الیاس تو اب تک نہ آیا۔ درحقیقت یہودیوں کیطرف سے یہ بڑی حجت ہے جس کا جواب حضرت عیسیٰ صفائی سے نہیں دے سکے۔ یہ قرآن شریف کا حضرت عیسیٰ پر احسان ہے جو اون کی نبوت کا اعلان فرمایا اور کفارہ کا مسئلہ تو حضرت عیسیٰ نے آپ رد کر دیا ہے جبکہ کہا کہ میری یونس نبی کی مثال ہے جو تین دن زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہا اب اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت صلیب پر مر گئے تھے تو اون کو یونس سے کیا مشابہت اور یونس کو اون سے کیا نسبت۔ اس تمثیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہیں۔ صرف یونس کی طرح بیہوش ہو گئے تھے اور نسخہ مرہم عیسیٰ جو قریباً تمام طبّی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ کے لئے طیار کیا گیا تہا یعنی اون کی چوٹوں کے لئے جو صلیب پر آئی تھیں۔ اگر در خانہ کس است ہمین قدر بس است۔

خاتمہ رسالہ نجات حقیقی کے بیان مین

مین مناسب سمجھتا ہون کہ اس رسالہ کے اخیر میں نجات حقیقی کا کچھ ذکر کیا جائے۔ کیونکہ تمام اہل مذاہب کا کسی مذہب کی پیروی سے یہی مدعا اور مقصد ہے کہ نجات حاصل ہو مگر افسوس کہ اکثر لوگ نجات کے حقیقی معنوں سے بیخبر اور غافل ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک نجات کے یہ معنے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے رہائی ہو جاوے۔ لیکن دراصل نجات کے یہ معنے نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک شخص نہ زنا کرے نہ چوری کرے نہ جھوٹی گواہی نہ خون کرے اور نہ کسی اور گناہ کا جہانتک اسکو علم ہے ارتکاب کرے۔ اور باین ہمہ نجات کی کیفیت سے بے نصیب اور محروم ہو۔ کیونکہ دراصل نجات اوس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے جسکی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگادی گئی ہے جو محض خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت اور اوس کی پوری معرفت اور اوس کے پورے تعلق کے بعد حاصل ہوتی ہے جس میں شرط ہے کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے لیکن بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی اوس خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اُس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں۔ اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھکر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخر کار سکتہ۔ فالج۔ رعشہ۔ اور کزاز اور یا انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور یا آتشک اور سوزاک کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور بباعث اس کے کہ انکی قوتیں قبل از وقت تحلیل ہو جاتی ہیں اسلئے وہ طبعی عمر سے بھی بے نصیب رہتے ہیں اور انجام کار اونکو اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنی خوشحالی کا ذریعہ سمجھا تھا دراصل وہی چیزیں انکی ہلاکت کا موجب تھیں اور بعض لوگ دنیوی عزت اور نام وری کے بڑھانے اور مراتب مناصب کے طلب کرنے میں اپنی خوشحالی دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کے اصل مطلب سے ناآشنا رہتے ہیں لیکن آخر کار وہ بھی حسرت سے مرتے ہیں۔ اور بعض اسی خواہش سے دنیا کا مال اکٹھا کرتے رہتے ہیں کہ شاید اسی میں خوشحالی پیدا ہو مگر انجام یہ ہوتا ہے کہ اس اپنے تمام اندوختہ کو چھوڑ کر بڑے درد اور دُکھ کے ساتھ اور بڑی تلخیوں کے ساتھ موت کا پیالہ پیتے ہیں۔ سو ظالب حق

کے لئے جو قابل غور سوال ہے وہ یہی سوال ہے کہ سچی خوشحالی کیونکر حاصل ہو جو دائمی مسرت اور خوشی کا موجب ہو اور درحقیقت سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس خوشحالی تک پہنچا دے۔ سوہم قرآن شریف کی ہدایت سے اس دقیق در دقیق حکمت تک پہنچتے ہیں کہ وہ ابدی خوشحالی خداتعالیٰ کی صحیح معرفت اور پھر اوس یگانہ کی پاک اور کامل اور ذاتی محبت اور کامل ایمان میں ہے جو دل میں عاشقانہ بیقراری پیدا کرے۔ یہ چند لفظ کہنے کو تو بہت تھوڑے ہیں لیکن ان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔

یاد رہے کہ صحیح معرفت حضرت عزت جلشانہ کی کئی نشانیاں ہیں انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکی قدرت اور توحید اور علم اور ہرایک خوبی اور صفت پر کوئی داغ نقص کا نہ لگایا جائے۔ کیونکہ جس ذات کا ذرہ ذرہ پر حکم ہے اور جسکے تصرف میں تمام فوجیں روحوں کی اور تمام ہیکل زمین و آسمان کی ہے وہ اگر اپنی قدرتوں اور حکمتوں اور قوتوں میں ناقص ہو تو اس عالم جسمانی اور روحانی کا کام چل ہی نہیں سکتا۔ اگر نعوذ باللہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ذرات اور اون کی تمام طاقتیں اور ارواح اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالیٰ کا علم اور توحید اور قدرت تینوں ناقص ہیں وجہ یہ کہ اگر تمام ارواح اور ذرات خداتعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا شدہ نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ خداتعالیٰ کو انکے اندرونی حالات کا علم ہے اور جبکہ اس کے علم پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ اس کے برخلاف دلیل قائم ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہماری طرح خداتعالیٰ بھی ان چیزوں کی اصل کنہ سے بیخبر ہے اور اسکا علم انکے پوشیدہ در پوشیدہ اسرار پر محیط نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جیسے مثلاً ایک دوا اپنے ہاتھ سے طیار کی جاتی ہے یا اپنی نظر کے سامنے ایک شربت یا گولیاں یا چند دواؤں کا عرق طیار کیا جاتا ہے تو بوجہ اسکے کہ ہم خود اوس نسخہ کے بنانے والے ہیں ہمیں ان تمام دواؤں کا پورا علم ہوتا ہے اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ فلان فلان دوا ہے اور فلان فلان وزن کے ساتھ اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ لیکن اگر کوئی عرق یا گولیان یا شربت ایسا مجہول الکنہ ہو جسکو ہم نے بنایا نہیں اور نہ ہم اُن اجزا کو جدا جدا کرسکتے ہیں تو ہم ضرور ان دواؤں سے بیخبر ہونگے۔ اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ اگر خداتعالیٰ کو ذرات

اور ارواح کا بنانے والا مان لیا جائے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ بالضرور خداتعالیٰ کو اُن تمام ذرات اور ارواح کی پوشیدہ قوتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ وہ خود اُن قوتوں اور طاقتوں کا بنانیوالا ہے اور بنانیوالا اپنی بنائی ہوئی چیز سے بےخبر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ وہ اُن قوتوں اور طاقتوں کا بنانے والا نہیں ہے تو کوئی برہان اسپر قائم نہیں ہوسکتی کہ اوس کو ان تمام قوتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اگر تم بغیر دلیل کے کہو کہ اوس کو علم ہے تو یہ ایک تحکم ہے اور محض ایک دعویٰ ہے لیکن جیسا کہ یہ دلیل ہمارے ہاتھ میں ہے کہ بنانیوالا ضرور اپنی بنائی ہوئی چیز کا علم رکھتا ہے اس کے مقابل پر کوئی دلیل آپکے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جو چیزیں اپنے ہاتھ سے خداتعالیٰ نے بنائی نہیں اُس کو انکی تمام پوشیدہ قوتوں اور طاقتوں کا علم ہے کیونکہ وہ چیزیں خداتعالیٰ کے وجود کا عین تو نہیں تا جیسا کہ اپنے وجود پر اطلاع ہوتی ہے انپر بھی اطلاع ہو بلکہ وہ تمام چیزیں آریہ سماج کے اعتقاد کے رو سے اپنے اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور آپ ہی انادی اور قدیم ہیں اور بوجہ غیر مخلوق اور قدیم ہونیکے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہیں کہ اگر اُس پرمیشر کا مرنا بھی فرض کرلیں تو اُن چیزوں کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ جس حالت میں پرمیشر اُن قوتوں اور طاقتوں کا پیدا کرنیوالا نہیں تو وہ چیزیں اپنی بقا میں بھی پرمیشر کی محتاج نہیں جیسا کہ اپنے پیدا ہونے میں محتاج نہیں۔ اور خداتعالیٰ کے ناموں میں ایک نام حیّ دوسرا قیوم حیّ کے یہ معنے ہیں کہ خود بخود زندہ اور دوسری چیزوں کو زندگی بخشنے والا۔ اور قیوم کے یہ معنے ہیں کہ اپنی ذات میں آپ قائم اور اپنی پیدا کردہ چیزوں کو اپنے سہارے سے باقی رکھنے والا۔ پس خداتعالیٰ کے نام قیوم سے وہ چیز فائدہ اوٹھا سکتی ہے جو پہلے اس سے حیّ کے نام سے فائدہ اُٹھا چکی ہو کیونکہ خداتعالیٰ اپنی پیدا کردہ چیزوں کو سہارا دیتا ہے نہ ایسی چیزوں کو جنکے وجود اور ہستی کے ساتھ اسکا ہاتھ ہی نہیں لگا پس جو شخص خداتعالیٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنیوالا مانتا ہے اُسی کا حق ہے کہ اوسکو قیوم بھی مانے یعنی اپنی پیدا کردہ کو اپنی ذات سے سہارا دینے والا۔ لیکن جو شخص خداتعالیٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنے والا نہیں جانتا اس کا حق نہیں ہے کہ اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ وہ اون چیزوں کو انکے رہنے میں سہارا دینے والا ہے۔ کیونکہ سہارا دینے کے یہ معنے ہیں کہ اگر اُس کا سہارا نہ ہو تو وہ چیزیں معدوم

ہو جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن چیزوں کا اُسکی طرف سے وجود نہیں وہ چیزیں اپنے بقائے وجود میں اُسکی محتاج بھی نہیں ہوسکتیں اور اگر وہ بقائے وجود میں محتاج ہیں تو اُس وجود کی پیدائش میں بھی محتاج ہیں غرض خداتعالیٰ کے یہ دونوں اسم حیّ و قیوم اپنی تاثیر میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ پس جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا روحوں اور ذرات کا پیدا کرنے والا نہیں وہ اگر عقل اور سمجھ سے کچھ کام لیں تو اونکو اقرار کرنا پڑے گا کہ خداتعالیٰ اُن چیزوں کا قیوم بھی نہیں یعنی وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خداتعالیٰ کے سہارے سے ذرات یا ارواح پیدا ہوئے ہیں بلکہ خداتعالیٰ کے سہارے کی وہ چیزیں محتاج ہیں جو اوسکی پیدا کردہ ہیں غیر کو جو اپنے وجود میں اُس کا محتاج نہیں اوس کے سہارے کی کیوں حاجت پڑ گئی۔ یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ اور ہم یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ اگر ذرات اور ارواح کو قدیم سے انادی اور خود بخود مانا جائے تو اس بات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کہ خداتعالیٰ کو اون کے پوشیدہ خواص اور دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں کا علم ہے اور یہ کہنا کہ چونکہ وہ اُنکا پرمیشر ہے اس لئے اسکو انکے پوشیدہ خواص اور طاقتوں کا علم ہے۔ صرف ایک دعوےٰ ہے جسپر کوئی دلیل نہیں کی گئی اور کوئی برہان پیش نہیں کی گئی اور نہ کوئی رشتہ عبودیت اور الوہیت کا ثابت کیا گیا بلکہ وہ اون کا پرمیشر ہی نہیں بنا جس کا کوئی رشتہ خالق ہونے کا ذرات اور روحوں سے نہیں وہ اونکا پرمیشر کاہے کا ہوا اور کن معنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ روحوں اور ذرات کا پرمیشر ہے۔ اور یہ اضافت کس بنا پر ہوسکتی ہے کہ خدا روحوں اور ذرات کا پرمیشر ہے یا تو اضافت ملک کی ہوتی ہے جیسے کہا جائے کہ غلام زید یعنی زید کا غلام سو مملوک ہونے کی کوئی وجہ چاہئیں اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں آزاد چیزوں کو جو اپنے قوی قدیم سے آپ رکھتی ہیں پرمیشر کی بلاوجہ ملک قرار دیا جائے۔ اور یا اضافت کسی رشتہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ پسر زید لیکن جبکہ ارواح اور ذرات کا پرمیشر کے ساتھ کوئی رشتہ عبودیت اور ربوبیت نہیں۔ تو یہ اضافت بھی ناجائز ہے۔ اور اس حالت میں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایسے بے تعلق روحوں کے لئے نہ تو پرمیشر کا وجود کچھ مفید ہے اور نہ اوس کا عدم کچھ مضر ہے بلکہ ایسی حالت میں نجات جس کو آریہ سماج والے مکتی کہتے ہیں بالکل غیر ممکن اور ممتنع امر ہے۔ کیونکہ نجات کا تمام

مدار خداتعالیٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے اور محبت ذاتیہ اوس محبت کا نام ہے جو روحوں کی فطرت میں خداتعالیٰ کیطرف سے مخلوق ہے۔ پھر جس حالت میں ارواح پرمیشر کی مخلوق ہی نہیں ہیں تو پھر اون کی فطرتی محبت پرمیشر سے کیونکر ہوسکتی ہے اور کب اور کسوقت پرمیشر نے اون کی فطرت کے اندر ہاتھ ڈالکر یہ محبت اوس میں رکھدی۔ یہ تو غیر ممکن ہے وجہ یہ کہ فطرتی محبت اوس محبت کا نام ہے۔ جو فطرت کے ساتھ ہمیشہ سے لگی ہوئی ہو۔ اور پیچھے سے لاحق نہ ہو۔ جیسا کہ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ اوسکا یہ قول ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنی میں نے روحوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پیدا کنندہ نہیں ہوں تو روحوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ انسانی روح کی فطرت میں یہ شہادت موجود ہے کہ اوس کا خدا پیدا کنندہ ہے۔ پس روح کو اپنے پیدا کنندہ سے طبعاً و فطرتاً محبت ہے اس لئے کہ وہ اسی کی پیدا کردہ ہے اور اسی کیطرف اس دوسری آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔

یعنی روح کا خدا وحدہ لاشریک کا طلبگار ہونا اور بغیر خدا کے وصال کے کسی چیز سے سچی خوشحالی نہ پانا یہ انسانی فطرت میں داخل ہے یعنی خدا نے اس خواہش کو انسانی روح میں پیدا کر رکھا ہے جو انسانی روح کسی چیز سے تسلی اور سکینت بجز وصال الٰہی کے نہیں پا سکتی اگر انسانی روح میں یہ خواہش موجود ہے تو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ روح خدا کی پیدا کردہ ہے جس میں اس نے یہ خواہش ڈال دی مگر یہ خواہش تو درحقیقت انسانی روح میں موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ انسانی روح درحقیقت خدا کی پیدا کردہ ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر دو چیزوں میں کوئی ذاتی تعلق درمیان ہو اوسی قدر اون میں اوس تعلق کی وجہ سے محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ماں کو بچے سے محبت ہوتی ہے۔ اور بچہ کو اپنی ماں سے کیونکہ وہ اوس کے خون سے پیدا ہوا ہے۔ اور اوس کے رحم میں پرورش پائی ہے۔ پس اگر روحوں کو خداتعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق پیدائش کا درمیان نہیں اور وہ قدیم سے خود بخود ہیں۔ تو عقل قبول نہیں کرسکتی کہ اون کی فطرت میں خداتعالیٰ کی محبت ہو۔ اور جب اون کی فطرت میں پرمیشر کی محبت نہیں تو وہ کسی طرح نجات پا ہی نہیں سکتیں۔

اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محب اپنے محبوب سے جدا نہیں رہ سکتا اور چونکہ خدا خود نور ہے اس لئے اوس کی محبت سے نور نجات پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ محبت جو انسان کی فطرت میں ہے خداتعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسی طرح خداتعالےٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونو محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بات کہ دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں روح غرق ہو جائے۔ اسکی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اوس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یکدفعہ باہر آجاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جسکے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے صراط الذین انعمت علیھم اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر٭۔ اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بجز خداتعالےٰ کے کسی کا حق نہیں وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے پس انسانوں میں سے اسی انسان کو یہ جاودانی زندگی ملتی ہے جو غیروں کی محبت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی محبت ذاتی کے ساتھ خداتعالےٰ میں فنا ہو کر ظلی طور پر اس سے حیات جاودانی کا حصہ لیتا ہے اور ایسے شخص کو مردہ کہنا ناروا ہے کیونکہ وہ خدا میں ہو کر زندہ ہو گیا۔ مردے وہ لوگ ہیں جو خدا سے دور رہ کر مر گئے۔ پس سخت کافر اور بیدین اور مشرک وہ لوگ ہیں جو بغیر پانے محبت ذاتی اور وصال الٰہی کے تمام ارواح کی نسبت انادی اور قدیم زندگی کے قائل ہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی چیز کی بجز خدا کے کوئی ہستی نہیں محض خدا ہے جس کا نام ہست ہے پھر اوس کے زیر سایہ ہو کر اور اوس کی محبت میں محو ہو کر اصلوں کی روحیں حقیقی زندگی پاتی ہیں اور اوس کے وصال کے بغیر زندگی حاصل نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں کافروں کا نام مردے رکھتا ہے۔ اور دوزخیوں کی نسبت فرماتا ہے انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی۔ یعنے جو شخص مجرم ہونے کی حالت میں اپنے رب کو ملیگا اوس کے لئے جہنم ہے نہ اوس میں مریگا نہ زندہ رہیگا یعنی اس لئے نہیں مریگا کہ دراصل وہ تعبد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا اسکا وجود ضروری ہے اور اسکو زندہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ حقیقی زندگی وصال الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی زندگی عین نجات ہے اور وہ بجز عشق الٰہی اور وصال حضرت عزت کے حاصل نہیں ہو سکتی اگر غیر قوموں کو حقیقی زندگی کی فلاسفی معلوم ہوتی تو وہ کبھی دعویٰ نہ کرتے کہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور حقیقی زندگی سے بہرہ ور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ علوم آسمانی ہیں اور آسمان سے ہی نازل ہوتے ہیں اور آسمانی لوگ ہی اون کی حقیقت کو جانتے ہیں اور دنیا اون سے بے خبر ہے۔

اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ چشمہ نجات ابدی کا وصال الٰہی ہے اور وہی نجات پاتا ہے کہ جو اوس چشمہ سے زندگی کا پانی پیتا ہے اور وہ وصال میسر نہیں آ سکتا جبتک کہ کامل معرفت اور کامل محبت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو اور کمال معرفت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ خداتعالےٰ کے علم کامل پر کوئی داغ نہ لگایا جائے۔ اور ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو لوگ روحوں اور ذرات اجسام کو انادی اور قدیم جانتے ہیں وہ خداتعالےٰ کو کامل طور پر عالم الغیب نہیں سمجھتے اسی وجہ سے فلاسفر یونان کے جو روحوں کو انادی اور قدیم سمجھتے تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے جو خداتعالےٰ کو جزئیات کا علم نہیں کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرات عالم قدیم اور انادی اور خود بخود ہیں اور ان کے وجود خداتعالےٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو کوئی دلیل اس پر قائم نہیں ہو سکتی کہ اون کی دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں اور پوشیدہ اسرار کا خدا کو علم ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ علم کامل جو اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کے پوشیدہ حالات کی نسبت مع تمام کیفیات اور تفاصیل کے ہو سکتا ہے اس کے برابر ممکن نہیں کہ دوسری چیزوں کے پوشیدہ حالات بتمام و کمال معلوم ہو سکیں بلکہ دوسرے علوم میں خطا اور غلطی کا احتمال رہ سکتا ہے۔ پس اس جگہ روحوں اور ذرات کے انادی اور قدیم کہنے والوں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ علم ارواح اور ذرات کا جو خدا کی شان کے مناسب حال ہو۔ یعنی جیسا کہ خدا کامل ہے وہ علم بھی کامل ہو اس عقیدہ کے رو سے (جو روحوں اور ذرات کو قدیم اور انادی جاننے کا عقیدہ ہے) اونکے پرمیشر کو حاصل نہیں اور اگر کوئی کہے کہ حاصل ہے تو یہ بار ثبوت اوسکے ذمہ ہے کہ دلیل واضح سے اسکو ثابت کرے نہ محض دعوے سے ظاہر ہے۔ کہ جس حالت میں روحیں قدیم سے خود بخود اور اپنے وجود کی آپ خدا ہیں تو اس صورت میں گویا وہ تمام روحیں کسی علیحدہ محلہ میں مستقل قبضہ کے ساتھ رہتی ہیں اور پرمیشور علیحدہ رہتا ہے کوئی تعلق درمیان نہیں اور اس امر کی وجہ کچھ نہیں بتلا سکتے کہ تمام روحیں اور تمام ذرات باوجود انادی اور قدیم اور خود بخود ہونیکے پرمیشر کے ماتحت کیونکر ہو گئیں کیا کسی لڑائی اور جنگ کے بعد یہ صورت ظہور میں آئی یا خود بخود روحوں نے کچھ مصلحت سوچکر اطاعت قبول کر لی اور بموجب اون کے عقیدہ کے پرمیشر دیالو اور نیاکاری تو ضرور ہے مگر پھر بھی نہ وہ رحم کرتا ہے نہ انصاف کیونکہ وہ محض اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے مکتی یافتہ روحوں کو ہمیشہ کے لئے نجات نہیں دیتا۔ وجہ یہ اگر ہمیشہ کے لئے روحوں کو نجات دیدے تو اس سے لازم آتا ہے کہ کسی وقت تمام روحیں نجات پاکر بار بار دنیا میں آنے سے فراغت پا جائیں۔ اور پرمیشر کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا سلسلہ بھی جاری رہے تا اوس کی حکومت کی رونق بنی رہے اس لئے وہ کسی روح کو ہمیشہ کی نجات دینا ہی نہیں چاہتا بلکہ گو کوئی روح اوتار یا رشی یا سدھ کے درجہ تک بھی پہنچ گئی ہو پھر بھی بار بار اوسکو آواگون کے چکر میں ڈالتا ہے۔ مگر کیا ہم خداوند قادر اور کریم کی طرف ایسی صفات رذیلہ منسوب کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ وہ اپنے بندوں کو دکھ دیکر خوش ہوتا ہے مگر کبھی ابدی آرام اونکو دینا نہیں چاہتا خداتعالےٰ قدوس اور پاک کی نسبت اسقدر بخل منسوب نہیں کر سکتا۔ افسوس ایسے بخل کی تعلیم عیسائیوں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص عیسےٰ کو خدا نہیں کہے گا۔ وہ جاودانی جہنم میں پڑے گا۔ مگر خداتعالےٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ کفار ایک مدت دراز تک عذاب میں رہ کر آخر وہ خداتعالےٰ کے رحم سے کچھ حصہ لیں گے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد و نسیم الصبا تحرک ابوابھا یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہو گا اور نسیم صبا اوس کے کواڑ ہلائیگی۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید یعنے دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن جب خدا چاہے گا تو اونہیں دوزخ سے خلاصی دیگا کیونکہ تیرا رب جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ یہ تعلیم خداتعالےٰ کی صفات کاملہ کی مطابق ہے۔ کیونکہ اوس کی صفات جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی۔ اور وہی زخمی کرتا ہے اور وہی مرہم لگاتا ہے٭ اور یہ بات نہایت نامعقول اور خدائے عزوجل کے صفات کاملہ کے برخلاف ہے کہ دوزخ میں ڈالنے کے بعد ہمیشہ اوس کی صفات قہریہ ہی جلوہ گر ہوتی رہیں۔ اور کبھی صفت رحم اور عفو کی جوش نہ مارے۔ اور صفات کرم اور رحم کے ہمیشہ کے لئے معطل کی طرح رہیں۔ بلکہ جو کچھ خداتعالےٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت دراز تک جس کو انسانی کمزوری کے مناسب حال استعارہ کے رنگ میں ابد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ دوزخی دوزخ میں رہیں گے اور پھر صفت رحم اور کرم تجلی فرمائیگی اور خدا اپنا ہاتھ دوزخ میں ڈالے گا اور جسقدر خدا کی مٹھی میں آ جائیں گے سب دوزخ سے نکالے جائینگے٭ پس اس حدیث میں بھی آخر کار سب کی نجات کیطرف اشارہ ہے کیونکہ خدا کی مٹھی خدا کی طرح غیر محدود ہے جس سے کوئی بھی باہر نہیں رہ سکتا۔

٭ انسان چونکہ بوجہ اپنی بشریت کی کمزوری کے ایسے اعمال بجا نہیں لا سکتا جن سے بے انتہا اور غیر محدود نعمتوں کا حقدار ہو جائے اور بغیر حصول ان نعمتوں کے سچی اور حقیقی نجات پا ہی نہیں سکتا اسلئے انسان جب اپنی قوت اور طاقت کی حد تک زور لگا چکا ہوا اور جب تب کر لیتا ہے تب عنایت الٰہی اسکی کمزوری پر رحم کر کے محض فضل سے اسکی دستگیری کرتی ہے اور موہبت کے طور پر وصال الٰہی کا وہ انعام جس کو [illegible] ہم پہلے اس سے راستبازوں کو دیا گیا تھا۔ منہ

٭ یہ بات نہایت غیر معقول ہے کہ انسان ایسی ابدی سزا دی جائے کہ جیسا خدا ہمیشہ کے لئے ہے ایسا ہی خدا کی ابدیت کے موافق ہمیشہ دوزخی دوزخ میں رہیں آخر ان کے قصور میں خدا ہی کا دخل ہے کیونکہ اسی نے ایسی قوتیں پیدا کیں جو کمزور تھیں پس دوزخیوں کا حق ہے جو اوس کمزوری سے فائدہ اٹھاویں۔ جو اون کی فطرت کو خدا کی طرف سے ملی ہے۔ منہ

٭ نجات سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگ ایک مرتبہ پر ہو جائینگے بلکہ جن لوگوں نے دنیا میں خدا کو اختیار کر لیا اور خدا کی محبت میں محو ہو گئے اور صراط مستقیم پر قائم ہو گئے اون کے خاص مراتب ہیں دوسرے لوگ اوس مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ منہ

یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بنوبت طلوع کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان خدا کے صفات جلالیہ اور استغناء ذاتی کی پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اوس پر پڑتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کل یوم ھو فی شان۔ پس یہ سخت نادانی کا خیال ہے کہ ایسا گمان کیا جائے کہ بعد اسکے کہ مجرم لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ پھر صفات کرم اور رحم ہمیشہ کے لئے معطل ہو جائیں گی۔ اور کبھی اون کی تجلّی نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفات الٰہیہ کا تعطّل ممتنع ہے۔ بلکہ حقیقی صفت خدا تعالیٰ کی محبت اور رحم ہے اور وہی اُمّ الصفات ہے اور وہی کبھی انسانی اصلاح کے لئے صفات جلالیہ اور غضبیہ کے رنگ میں جوش مارتی ہے۔ اور جب اصلاح ہو جاتی ہے۔ تو محبت اپنے رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر بطور موہبت ہمیشہ کے لئے رہتی ہیں۔ خدا ایک چڑچڑہ انسان کی طرح نہیں ہے جو خواہ نخواہ عذاب دینے کا شایق ہو۔ اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ اوس کی محبت میں تمام نجات اور اوس کو چھوڑنے میں تمام عذاب ہے۔

یہہ تو آریہ سماج والوں کی خدادانی کی تعلیم ہے اور اوس تعلیم کے رو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی جناب میں کوئی عزت پاتا ہے خواہ اوتار بن جاتا ہے یا رشی اور خواہ خود ایسا شخص جس پر وید نازل ہوں۔ اوس کی عزّت کسی بہرہ کے لایق نہیں ہوتی بلکہ وہ ہزار ہا مرتبہ عزّت کی کرسی سے نیچے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور یا تو وہ پرمیشر کا بڑا پیارا اور مقرب اور اوتار اور رشی اور ایسا ایسا تھا اور یا پھر آواگون کے چکّر میں آکر کوئی کیڑا مکوڑا بن جاتا ہے جاودانی نجات کبھی اس کو نصیب نہیں ہوتی اسجگہ بھی مرنے کا دغدغہ پھر مرنے کے بعد دوبارہ آواگون کے عذاب کا دغدغہ۔ غرض یہ تو خدا تعالیٰ کا حق ادا کیا گیا ایک طرف تمام ارواح اور ذرّات قدیم اور خود بخود ہونے میں اوس کے شریک ٹھیرائے گئے۔ اور دوسری طرف پرمیشر کو ایسا بخیل قرار دیا گیا کہ باوجودیکہ طاقت رکھتا ہے اور سرب شکتی مان ہے۔ مگر پھر بھی کسی کو نجات ابدی دینا نہیں چاہتا۔

پھر انسانوں کو پاک ہونے کے بارے میں جو کچھ ہمیں ... نے سکھلایا ہے۔ اوسکی تمام حقیقت تو ... کی تعلیم سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جسکا ...

کی خواہش سے کسی دوسرے مرد سے ہم بستر کرا سکتا ہے۔ اور جب تک وہ عورت اس ... کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کرلے وہ اوس بیگانہ شخص سے ہر روز ہم بستر رہ سکتی ہے۔ اب ہم اس جملہ معترضہ سے اپنے اصل مطلب کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ آریوں کے اصول کے مطابق اون کا پرمیشر عالم الغیب نہیں ہو سکتا اور اون کے پاس پرمیشر کے عالم الغیب ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

ایسا ہی عیسائی عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ کیونکہ جس حالت میں حضرت عیسیٰ کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ میں جو خدا کا بیٹا ہوں مجھے قیامت کا علم نہیں پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آئے گی۔

پھر دوسری شاخ معرفت صحیحہ کی خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کا شناخت کرنا ہے۔ لیکن اس شاخ میں بھی آریہ سماج والے اور حضرت پادریان اپنے خدا پر داغ لگا رہے ہیں۔

آریہ سماج والے اس طرح سے کہ وہ اپنے پرمیشر کو روحوں اور ذرّات عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہی نہیں جانتے اور نہ اس بات پر قادر سمجھتے ہیں کہ اون کا پرمیشر کسی روح کو جاودانی مکتی دے سکے۔

ایسا ہی حضرات پادری صاحبان بھی اپنے خدا کو قادر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اون کا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے مار بن کھاتا رہا۔ زندان میں داخل کیا گیا کوڑے لگے صلیب پر کھینچا گیا۔ اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلتیں باوجود قادر ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا۔ اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کے لئے کیا ضرورت تھی کہ اپنے بندوں کو نجات دینے

کے لئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مرجائے اور اس طریق سے بندے رہائی پاویں۔ جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اسکی قدرت کا نام لینا ہی قابل شرم بات ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اوس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے۔

اور پھر ان لوگوں کی توحید کا یہ حال ہے کہ آریہ سماج والے تو ذرّہ ذرّہ اور تمام ارواح کو خود بخود موجود ہونے میں اپنے پرمیشر کے شریک ٹھہراتے ہیں اور اُن کے وجود اور بقاء کو محض انہیں کی طاقت اور قوت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ محض شرک ہے۔

رہے عیسائی سو اُن کا یہ حال ہے کہ وہ صریح توحید کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں یعنی وہ تین خدا مانتے ہیں یعنی باپ بیٹا روح القدس اور یہ جواب اون کا سراسر فضول ہے کہ ہم تین کو ایک جانتے ہیں۔ ایسے بیہودہ جواب کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا جبکہ یہ تینوں خدا مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ پورے خدا ہیں تو وہ کونسا حساب ہے جس کے رو سے وہ ایک ہو سکتے ہیں اس قسم کا حساب کس سکول یا کالج میں پڑھایا جاتا ہے کیا کوئی منطق یا فلاسفی سمجھا سکتی ہے کہ ایسے مستقل تین ایک کیونکر ہو گئے۔ اور اگر کہو کہ یہ راز ہے کہ جو انسانی عقل سے برتر ہے تو یہ دہوکہ دہی ہے کیونکہ انسانی عقل خوب جانتی ہے کہ اگر تین کو تین کامل خدا کہا گیا تو تین کامل کو بہرحال تین کہنا پڑیگا نہ ایک۔ اور اس تثلیث کے عقیدہ کو نہ صرف قرآن شریف رد کرتا ہے بلکہ توریت بھی رد کرتی ہے کیونکہ وہ توریت جو موسیٰ کو دیگئی تھی اس میں اس تثلیث کا کچھہ بھی ذکر نہیں اشارہ تک نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ اگر توریت میں بھی ان خداؤں کی نسبت تعلیم ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ یہودی اُس تعلیم کو فراموش کر دیتے کیونکہ اول تو یہودیوں کو توحید کی تعلیم یاد رکھنے کے لئے سخت تاکید کی گئی تھی یہانتک کہ حکم

تھا کہ ہر ایک یہودی اوس تعلیم کو حفظ کرے اور اپنے گھر کے چوکٹھوں پر اوسکو لکھہ چھوڑیں اور اپنے بچوں کو سکھادیں اور پھر علاوہ اس کے اُسی توحید کی تعلیم کے یاد دلانے کے لئے متواتر خدا تعالیٰ کے نبی یہودیوں میں آتے رہے اور وہی تعلیم سکھلاتے رہے۔ پس یہ امر بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ یہودی لوگ باوجود اسقدر تاکید اور اسقدر تواتر انبیاء کے تثلیث کی تعلیم کو بھول جاتے اور بجائے اس کے توحید کی تعلیم اپنی کتابوں میں لکھ دیتے اور وہی بچوّں کو سکھاتے اور آنیوالے صدہا نبی بھی اُسی توحید کی تعلیم کو دوبارہ تازہ کرتے۔ ایسا خیال تو سراسر خلاف عقل و قیاس ہے چنانچہ اس بارے میں خود کوشش کر کے بعض یہودیوں سے حلفاً دریافت کیا تھا کہ توریت میں خدا تعالیٰ کے بارے میں آپ لوگوں کو کیا تعلیم دی گئی تھی کیا تثلیث کی تعلیم دیگئی تھی۔ یا کوئی اور تو ان یہودیوں نے مجھے خط لکھے جو اب تک میرے پاس موجود ہیں اور ان خطوط میں بیان کیا کہ توریت میں تثلیث کی تعلیم کا نام و نشان نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے بارہ میں توریت کی وہی تعلیم ہے جو قرآن کی تعلیم ہے۔ پس افسوس ہے ایسی قوم پر جو ایسے اعتقاد پر اڑی بیٹھی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم توریت میں موجود ہے اور نہ قرآن شریف میں ہے۔ بلکہ سچ تو ... ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں بھی جہاں جہان تعلیم کا بیان ہے اُن تمام مقامات میں تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہیں بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں۔ اب یہ سوال ہوگا کہ عیسائی مذہب میں تثلیث کہاں سے آئی اسکا جواب محقق عیسائیوں نے یہ دیا ہے کہ یہ تثلیث یونانی عقیدہ سے لی گئی ہے یونانی لوگ تین دیوتاؤں کو مانتے تھے جیسطرح ہندو ترے مورتی کے قائل ہیں۔ اور جب پولوس نے یہودیوں کی طرف رُخ کیا اور چونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یونانیوں کو عیسائی مذہب میں داخل کرے اسلئے اُسنے یونانیوں کے خوش کرنے کیلئے

٭ شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا اپنی قدرت کے نمونے ہمیں دکھاتا ہے تا ہمیشہ ہمارا ایمان تازہ ہو جیسا کہ اس نے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے پہلے چار دفعہ متفرق زمانوں میں مجھے اپنی وحی کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ پنجاب میں ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے۔ سو وہ شدید زلزلہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو منگل کی صبح کو آگیا اور وہ موسم بہار تھا اور پھر اوس خدائے قادر نے مجھے اطلاع دی کہ پھر موسم بہار میں شدید زلزلے آنیوالے ہیں سو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو عین موسم بہار میں ایک شدید زلزلہ آیا چنانچہ کوہ منصوری میں اسقدر اسکا صدمہ محسوس ہوا کہ لوگ بے حواس ہو گئے اور انہیں ایام میں امریکہ کے بعض حصوں میں بھی ایک شدید زلزلہ آیا جس سے کئی شہر ہلاک ہو گئے پس خدا درحقیقت وہی خدا ہے جو اب بھی اپنی وحی کے ذریعہ اپنی زندہ قدرتیں ہم پر ظاہر کرتا ہے

٭ وہ اعتقاد جو قرآن شریف نے سکھایا ہے یہ ہے کہ جیسا خدا نے ارواح کو پیدا کیا ہے ایسا ہی وہ اون کے معدوم کرنے پر بھی قادر ہے اور انسانی روح اسکی موہبت اور فضل سے ابدی حیات پاتی ہے نہ اپنی ذاتی قوت سے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے خدا کی پوری محبت اور پوری اطاعت اختیار کرتے ہیں اور پورے صدق اور وفاداری سے اسکے آستانہ پر جھکتے ہیں اونکو خاص طور پر ایک کامل زندگی بخشی جاتی ہے اور اونکے فطرتی حواس میں بھی بہت تیزی عطا کیجاتی ہے اور اونکی فطرت کو ایک نور بخشا جاتا ہے جس نور کی وجہ سے ایک فوق العادت روحانیت اون میں جوش مارتی ہے اور تمام روحانی طاقتیں جو دنیا میں وہ رکھتے تھے موت کے بعد بہت وسیع کیجاتی ہیں اور نیز مرنے کے بعد وہ اپنی ... کی وجہ سے جو حضرت عزت سے رکھتے ہیں آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں جسکو شریعت کی اصطلاح میں رفع کہتے ہیں لیکن جو مومن نہیں ہیں اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلقات نہیں رکھتے یہ زندگی اونکو نہیں ملتی اور نہ یہ صفائی اونکو حاصل ہوتی ہیں اسلئے وہ ... کے حکم میں رہتے ہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ روحوں کا پیدا کرنیوالا نہ ہوتا تو وہ اپنے قادرانہ تصرف سے مومن اور غیر مومن میں یہ فرق دکھلا سکتا ...

بجائے تین دیوتاؤن کے تین اقنوم اس مذہب مین قایم کر دیئے ہیں۔ نہ حضرت عیسیٰ کی بلا کو بھی معلوم نہ تھا کہ اقنوم کس چیز کا نام اون کی تعلیم خداتعالےٰ کی نسبت تمام نبیون کی طرح ایک سادہ تعلیم تھی کہ خدا واحد لاشریک ہے پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی۔ کیونکہ حضرت مسیح نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہین دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد اون کی وفات کے اون کا بھائی یعقوب بھی جو اون کا جانشین تھا اور ایک بزرگ وار انسان تھا توحید کی تعلیم دیتا رہا اور پولوس نے خواہ نخواہ اس بزرگ سے مخالفت شروع کر دی اور اوس کے عقاید صحیحہ کے مخالف تعلیم دینا شروع کیا اور انجام کار پولوس اپنے خیالات مین یہانتک بڑھا کہ ایک نیا مذہب قایم کیا اور توریت کی پیروی سے اپنی جماعت کو بکلی علیحدہ کر دیا۔ اور تعلیم دی کہ مسیحی مذہب مین مسیح کے کفارہ کے بعد شریعت کی ضرورت نہین اور خون مسیح گناہون کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ توریت کی پیروی ضروری نہین اور پھر ایک اور گند اس مذہب مین ڈال دیا کہ اون کے لئے سور کھانا حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح انجیل مین سور کو ناپاک قرار دیتے ہین۔ تب ہی تو انجیل مین اون کا قول ہے کہ اپنے موتی سورون کے آگے مت پھینکو۔ پس جبکہ پاک تعلیم کا نام حضرت مسیح نے موتی رکھا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہون نے سور رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یونانی سور کو کھایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل تمام یورپ کے لوگ سور کھاتے ہین۔ اس لئے پولوس نے یونانیون کے تالیف قلوب کے لئے سور بھی اپنی جماعت کے لئے حلال کر دیا۔ حالانکہ توریت مین لکھا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اوس کا چھونا بھی ناجایز ہے۔ غرض اس مذہب مین تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئین۔ حضرت مسیح تو وہ بےنفس انسان تھے جنہون نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی انکو نیک انسان کہے۔ مگر پولوس نے اون کو خدا بنا دیا۔ اور انجیل مین لکھا ہے کہ کسی نے حضرت مسیح کو کہا کہ اے نیک اُستاد۔ انہون نے اسکو کہا کہ تو مجھے کیون نیک کہتا ہے اور انکا وہ کلمہ جو صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت اُنکے مُنہ سے نکلا کیسا توحید پر دلالت کرتا ہے کہ انہون نے نہایت عاجزی سے کہا ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا کیا

جو شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خدا میرا رب ہے اوس کی نسبت کوئی عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اوس نے درحقیقت خدائی کا دعوےٰ کیا تھا اصل بات یہ ہے کہ جن لوگون کو خداتعالےٰ سے محبت ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے بسا اوقات استعارہ کے رنگ مین خداتعالےٰ ان کے ایسے کلمے اُنکی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ اون کی اون کلمون سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہین چنانچہ میری نسبت مسیح سے بھی زیادہ وہ کلمات فرمائے گئے ہین٭ جیسا کہ اللہ تعالےٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے

یا قمر یا شمس انت منی وانا منک

یعنی اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے۔ اب اس فقرہ کو جو شخص چاہے کسی طرف کھینچ لے مگر اصل معنے اس کے یہ ہین کہ اول خدا نے مجھے قمر بنایا کیونکہ مین قمر کی طرح اُس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا اور پھر آپ قمر بنا کیونکہ میرے ذریعہ سے اوسکے جلال کی روشنی ظاہر ہوئی اور ہوگی یعقوب حضرت عیسیٰ کا بھائی جو مریم کا بیٹا تھا وہ درحقیقت ایک راستباز آدمی تھا وہ تمام باتون مین توریت پر عمل کرتا تھا اور خدا کو واحد لاشریک جانتا تھا اور سوئر کو حرام سمجھتا تھا اور یہودیون کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا تھا اور جیسا کہ چاہئے تھا وہ اپنے تئین ایک یہودی سمجھتا تھا صرف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بھی نفرت دلائی آخر خداتعالےٰ کی غیرت نے اوسکو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اُسکو سولی دیدیا اور اس طرح پولوس کا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صادق اور خدا کی طرف سے تھے اس لئے وہ سولی سے نجات پا گئے اور خداتعالےٰ نے اُنکو سولی پر سے زندہ بچا لیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے

سچائی کو چھوڑ دیا تھا اسلئے وہ لکڑی پر لٹکایا گیا۔ یاد رہے کہ پولوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین آپ کا جانی دشمن تھا اور پھر آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ یہودیون کی تاریخ مین لکھا ہے اُس کے عیسائی ہونیکا موجب اسکے اپنے بعض نفسانی اغراض تھے جو یہودیون سے وہ پورے نہ ہو سکے اس لئے وہ اُنکو خرابی پہنچانے کے لئے عیسائی ہو گیا اور ظاہر کیا کہ مجھے کشف کے طور پر حضرت مسیح ملے ہین اور مین اون پر ایمان لایا ہون اور اوس نے پہلے پہل تثلیث کا خراب پودہ دمشق مین لگایا اور یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی اسی کی طرف احادیث نبویہ مین اشارہ کر کے کہا گیا کہ آنیوالا مسیح دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا یعنی اوس کے آنے پر تثلیث کا خاتمہ ہوگا اور انسانی دل توحید کیطرف رغبت کرتے جائینگے۔ اور مشرقی طرف سے مسیح کا نازل ہونا اُسکے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ روشنی جب ظاہر ہوتی ہے تو تاریکی پر غالب آجاتی ہے۔ ٭

صاف ظاہر ہے کہ اگر پولوس حضرت مسیح کے بعد ایک رسول کے رنگ مین ظاہر ہونے والا تھا۔ جیسا کہ خیال کیا گیا ہے تو ضرور حضرت مسیح اُس کی نسبت کچھ خبر دیتے خاص کر کے اسوجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تھا کہ جبکہ پولوس حضرت عیسیٰ کی حیات کے تمام زمانہ مین حضرت عیسیٰ سے سخت برگشتہ رہا اور اُنکے دُکھ دینے کے لئے طرح طرح کے منصوبے کرتا رہا تو ایسا شخص اُن کی وفات کے بعد کیونکر امین سمجھا جا سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ خود حضرت مسیح کی طرف سے اُسکی نسبت کھُلی کھُلی پیشگوئی پائی جائے۔ اور اسمین صاف طور پر درج ہو کہ اگرچہ پولوس میری حیات مین میرا سخت مخالف رہا ہے اور مجھے دُکھ دیتا رہا ہے لیکن میرے بعد وہ خداتعالےٰ کا رسول اور نہایت مقدس آدمی ہو جائیگا بالخصوص جبکہ پولوس ایسا آدمی تھا کہ اوس نے موسیٰ کی توریت کے برخلاف اپنی طرف سے نئی تعلیم دی سوئر حلال کیا ختنہ کی رسم تو توریت مین ایک مؤکد رسم تھی اور تمام نبیون کا ختنہ ہوا تھا۔

اور خود حضرت مسیح کا بھی ختنہ ہوا تھا وہ قدیم حکم الٰہی منسوخ کر دیا اور توریت کی توحید کی جگہ تثلیث

قایم کر دی اور توریت کے احکام پر عمل کرنا غیر ضروری ٹھہرایا اور بیت المقدس سے بھی انحراف کیا تو ایسے آدمی کی نسبت جسنے موسوی شریعت کو زیر و زبر کر دیا ضرور کوئی پیشگوئی چاہئے تھی پس جبکہ انجیل مین پولوس کے رسول ہونے کے بارے مین خبر نہین اور حضرت عیسیٰ سے اوس کی عداوت ثابت اور توریت کے ابدی احکام کا وہ مخالف تو اوسکو کیون اپنا مذہبی پیشوا بنایا گیا کیا اسپر کوئی دلیل ہے؟؟!-

پھر معرفت کے بعد بڑی ضروری نجات کے لئے محبت الٰہی ہے۔ یہ بات نہایت واضح اور بدیہی ہے کہ کوئی شخص اپنے محبت کرنیوالے کو عذاب دینا نہین چاہتا بلکہ محبت محبت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبت کرتا ہے اوس کو یقین کرنا چاہئے کہ وہ دوسرا شخص بھی جس سے محبت کی گئی ہے اس سے دشمنی نہین کر سکتا بلکہ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبت رکھتا ہے اپنی اوس محبت سے اطلاع بھی نہ دے تب بھی اسقدر اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہین کر سکتا اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اور خدا کے نبیون اور رسولون مین جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ اون کی طرف کھینچے جاتے اور اُن سے محبت کرتے ہین یہان تک کہ اپنی جان بھی اون پر فدا کرنا چاہتے ہین اسکا سبب یہی ہے کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی اون کے دل مین ہوتی ہے یہان تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانون سے پیار کرتے ہین اور اپنے تئین دُکھ اور درد مین ڈالکر بھی اون کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہین۔ آخر اون کی سچی کشش سعید دلون کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہین دوسرے شخص کی مخفی محبت پر اطلاع پا لیتا ہے تو پھر کیونکر خداتعالےٰ جو عالم الغیب ہے کسی کی خالص محبت سے بیخبر رہ سکتا ہے۔ محبت عجیب چیز ہے اوس کی آگ گناہون کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بھسم کر دیتی ہے سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہین سکتا اور سچی محبت کے علامات مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اوس کی فطرت مین یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اوسکو نہایت خوف ہوتا ہے اور ایک ادنےٰ سے ادنےٰ قصور کے ساتھ اپنے تئین ہلاک شدہ سمجھتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بیتاب رہتا ہے۔

(باقی آیندہ)

٭ایک دفعہ کشفی رنگ مین مینے دیکھا کہ مینے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر مینے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کرین۔ اسپر نادان مولویون نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا حالانکہ اوس کشف سے یہ مطلب تھا کہ خدا میری ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائینگے اور حقیقی انسان پیدا ہونگے اسی طرح ایک دفعہ مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا۔ **انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق** یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے اور تجھ مجھ سے وہ نسبت ہے جسکو دنیا نہین جانتی۔ تب تو یونان نے اپنے کپڑے پھاڑے کہ اب کفر مین کیا شک رہا اور اس آیت کو بھول گئے **فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم**۔ منہ

٭ یاد رہے کہ قادیان جو میری سکونت کی جگہ ہے عین دمشق کی شرقی طرف ہے سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ منہ

ایک گریجویٹ صاحب کے خطوط پر نظر

لاہور مین کوئی منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے ہین ایک عرصہ گذرتا ہے کہ انہون نے حضرت حکیم الامت سلمہ اللہ تعالے کے نام بعض خطوط متضمن بہ چند اعتراضات ارسال کئے۔ حضرت حکیم الامۃ کے حالات سے جو لوگ آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہین کہ آپ کو کسقدر فرصت ہوتی ہے۔ حکیم الامۃ کی زندگی ایسی مبارک زندگی ہے کہ ہم مین سے ہرایک کو اسپر رشک کرنا چاہئے۔ مین بلا خوف تردید اور بلا مبالغہ کہتا ہون کہ انکا ایک ایک منٹ خدمت دین اور نوع انسان کی ہمدردی وبہی خواہی مین گذرتا ہے اور اس پیرانہ سالی مین جسقدر محنت اور کام آپ کرتے ہین اسکی یہ زندہ مثال شست سے شست شخص کو چست اور خود غرض سے خود غرض انسان کو دوسرے لوگون کیلئے خدمتگذار بننے کی تحریک کے لئے بغیر نہین رہ سکتی+ بہت سے لوگ شاید حضرت حکیم الامۃ کے انضباط اوقات سے واقف نہون مین مختصر طور پر بتا دیتا ہون کہ انہین کیا کرنا پڑتا ہے فجر کی نماز سے بہت پہلے جاگ کر حوائج سے فارغ ہوکر کے بعد سب سے پہلا فرض امامت کا ادا کرتے ہین پھر بعد نماز فجر گھر مین تین درس قرآن مجید کے دیتے ہین۔ اور اندر آئی ہوئی مریض عورتون اور بچون کو دیکھتے انکو نسخے لکھ دیتے۔ اور بعض ادویہ بھی خود دیتے ہین۔ ۱۰ بجے کے قریب باہر آتے اور بیسیون سے لیکر صدہا مریضون کو دیکھتے اور انکو طبی مشورہ دیتے پھر طالب علمون کا درس شروع ہوتا مختلف علوم کے درس دینے مین ظہر تک وقت گذرتا ہے اسی حالت مین کھانا بھی باہر ہی کھا لیتے اور آئی ہوئی ڈاک پڑھتے۔ اور باہر سے آئے ہوئے لوگون کے سوالات کا جواب بھی دیتے جاتے ہین۔ مختلف طبقہ اور مختلف مذاق کے لوگ آتے ہین چونکہ مدرسہ کے امین ہین اسلئے آئے ہوئے روپیہ کے جمع کرنے اور پھر ضروری اخراجات کے لئے روپیہ دینا بعض کاغذات اور رجسٹرون پر دستخط کرنا۔ مختلف لوگون کی امانتون کا بھگتان کرنا۔ پھر ظہر کی نماز کی امامت کرانا بعد ظہر پھر وہی درس طلبا پھر عصر کی نماز پھر قرآن مجید کا عام درس پھر مغرب کی نماز پھر گھر مین قرآن شریف کا درس پھر عشاء کی نماز۔ ان بعد اپنے ذاتی مطالعہ مین ہی سو جانا وغیرہ۔ جس شخص کو اسقدر کام کرنے پڑتے ہون اور پھر اسی عرصہ مین ایک کثیر ڈاک بھی روزانہ گذرنا اور سب سے زیادہ ضروری خطوط کا جواب دینا عجیب محنت کا کام ہے جو خدا کے فضل کے بغیر انسان سر انجام نہین دے سکتا اس کثرت کام اور عدیم الفرصتی کیوجہ سے بعض خطوط کے جواب جنکو آپ بعض سے کم ضروری سمجھتے ہین دیر تک پڑے رہین تو تعجب کی بات نہین۔ اسی سلسلہ مین منشی محمد سعید صاحب کے خطوط بھی پڑے رہے تاہم مجھے انمین سے ایک خط (اور اس کے جوابات کے اشارات) قریباً ایک مہینہ گذرا ہے چھپنے کے لئے ملا۔ مگر میری سستی اور دراصل بعض وجوہات مصروفیت کیوجہ سے وہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء سے پہلے الحکم مین نہ چھپ سکا اسلئے بابو محمد سعید صاحب سے امید ہے کہ اس دیر اور توقف کے لئے مجھے معذور سمجھین گے+

اب مین پہلے ان کا خط مورخہ ۲۵ ستمبر درج کرتا ہون اور اسکے بعد اسکا جواب امید ہے بابو محمد سعید صاحب غور سے پڑھین گے اور فائدہ اٹھائین گے۔

(اصل خط)

مخدوم مکرم مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ بعد سلام علیک عرض آنکہ جب مین امتحان انٹرنس کی تیاری مین تھا تو جناب سے اپنی تسلی کے لئے استفسار سے مین کہ وہ چار سو نبی جنکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی تھی وہ بعل بت کے نبی تھے کچھہ خط و کتابت کی تھی۔ آپنے اسوقت فرمایا تھا کہ لاہور کے ایک ملہم کی کتاب کا جواب عنقریب نکلیگا اوسمین یہہ مسئلہ حل ہو جاویگا۔

بندہ ایف۔ اے امتحان مین مصروف رہا۔ اسکے بعد بی۔ اے مین لگا رہا۔ جو اللہ تعالے کے فضل سے مارچ ۱۹۰۴ء مین پاس ہوا۔ الحمد للہ بعد ہین بندہ مالاکنڈ سرحد کیطرف ملازمت پر چلا گیا۔ اب چند روز ہوئے۔ واپس آیا ہون۔ چونکہ وہ مسئلہ ابھی تک دلمین کھٹکتا ہے کہ جب نبیون کی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو ان کی دوسری ہدایات دینی و اخبار حشر و نشر کا کیونکر اعتبار کیا جاوے؟ مسئلہ تو تورات سے واضح ہے کہ وہ جھوٹے باغون والے نبی جو بادشاہ اخی اب اور اسکی جورو ایزبل کے دسترخوان پر کھانا کھانیوالے تھے وہ بعل بت کے پجاری تھے۔ اور بعل کے نبی کہلاتے تھے۔ اخی اب بادشاہ اور اوس کی جورو جی جنکے پاس وہ رہتے اور انکے دسترخوان پر کھانا کھاتے وہ بھی دونو بادشاہ وبیگم پشتون سے بت پرست چلے آتے تھے اور ایسے بت پرستون پجاری اور مہنتون کی اگر پیشگوئی جھوٹی نکلے تو تعجب کی بات نہین۔ اس مسئلہ مین بندہ نے مرزا صاحب کیطرف سے جو انکو اللہ تعالے کے نبی لکھتے ہین ابتک کوئی معقول و تسلی بخش جواب نہین سنا۔ آپ براہ عنایت اگر کوئی ان بعل بت کے پجاری و نبیون کے اللہ تعالے کے نبی ہونیکا مدلل ثبوت نکلتا ہے تو مطلع فرماوین کیونکہ آپکی زبان سے نکلی ہوئی بات معقول و مدلل ہونیکے باعث دلکو لگتی ہے۔

مینے جناب کی کتاب نورالدین بھی دیکھی ہے ماشاء اللہ اس مرتد آریہ کے جواب مین تو عمدہ ہے سوائے چند مسائل کے جنکی نسبت اگر آپ اجازت دین تو کچھہ تھوڑا سا استفسار کرون۔

ایک امر تو یہ استفسار طلب ہے کہ مرزا صاحب کو امام و پیشوا مانکر آپنے چند و نکا بر سلف و خلف کو بھی بزرگ ہادی و پیشوا مانا ہے جہانتک مجھکو معلوم ہے حیات و ممات مسیح علیہ السلام و دیگر اسلامی مسائل مین ان اکابر سلف کا جنکا آپنے کتاب نورالدین کے صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے مرزا صاحب کے بیان کردہ مسایل سے اتفاق نہین ہے تو پھر دونون مختلف رائے والون کو جناب نے امام و پیشوا کیسا مانا ہے ؟ آخر آپ کا اتفاق رائے تو ایکطرف ہی ہوگا نہ کہ ہردوطرف

دویم یہہ جناب فرماوین کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم مین الہام شاتان تذبحان کے معنی و تشریح فرمائی تھی کہ ایک بکری احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری اوسکا داماد ہے لیکن اب لاہور والے لکچر ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کے ص۲۷ پر لکھا ہے کہ وہ دو بکریان اس سلسلہ کے دو مرید ہین۔ شیخ عبدالرحمن جو امیر عبدالرحمن والئے کابل کے حکم سے اور مولوی صاحبزادہ عبداللطیف خان جو امیر حبیب اللہ کے ذریعہ سے شہید کئے گئے۔

سوم اول مرزا صاحب دابۃ الارض مولویان اسلام کو لکھتے رہے۔ اور اب ۲ نومبر ۱۹۰۴ء والی لکچر سیالکوٹ ص۴۹ پر لکھا ہے کہ "طاعون کی جڑ اصل مین کیڑا ہے جو زمین سے نکلتا ہے اسلئے اسکا اسنے نام دابۃ الارض رکھا یعنی زمین کا کیڑا" براہ عنایت سمجھا دین کہ مرزا صاحب کی تحریر مین ایسا اختلاف کیون ہے اور اس کی کیا وجہ؟

بندہ کو اخبار مین آپکے فرزند کی رحلت کی خبر پڑھکر افسوس ہوا آپکو صبر و شکر کرنیکے لئے عرض کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ آپ سب سے بدرجہا اس امر کو بہتر جاننے والے ہین۔

براہ عنایت اسکا جواب فورمن مشن کالج لاہور کی معرفت غلام سرور خان بی۔ اے کلاس (بورڈنگ ہوس نیوٹن ہال) مرحمت فرماوین جواب کیواسطے آدہ آنہ کا ٹکٹ روانہ خدمت عالی کرتا ہون۔

لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء دوشنبہ۔ نیاز مند محمد سعید

فاما الجواب

بابو محمد سعید صاحب کا یہ اعتراض پہلا اور نیا اعتراض نہین ہے بلکہ سب سے اول اسی اعتراض کو سلیمان پھلیالوی نے اپنی کتاب مین لکھا تھا اور اسکی تقلید اور تتبع پر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ منشی الہی بخش صاحب ملہم لاہوری موحلی نے اس اعتراض کو بڑے شد و مد سے لکھا۔

بحالیکہ اگر وہ کم از کم بائیبل ہی کی طرف رجوع کرتے اور قرآن کریم پر وسیع نظر رکھتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے وحدت اور اللہ تعالے سے ان کے تعلقات کا انہین علم نہ تھا تو بھی یہہ سوال یا اعتراض اٹھ سکتا تھا مگر عداوت کا برا ہو کہ وہ غور اور فکر کی قوتین سلب کرلیتی اور دل ودماغ کو تیرہ اور مکدر بنا دیتی ہے۔ مین نہین کہتا کہ بابو محمد سعید صاحب نے یہ اعتراض اسی لاہوری موحلی صاحب کی کتاب کی بناپر کیا ہے تاہم اتنا ضرور کہونگا کہ انہون نے بائیبل کیطرف توجہ نہین فرمائی۔ اس سوال کے مختلف پہلو ہین۔ اور جب تک ان پہلوؤن پر پوری روشنی ڈالنے کی کوشش نہ کی جاوے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ جواب ادہورا اور ناقص ہوگا۔ اگر صرف اتنا ہی ثابت کرنا مقصود ہو کہ وہ خدا تعالے کے نبی تھے یا نہین تو یہ امر تو بہت ہی سہل ہے مگر میری اپنی رائے مین اس سوال کے ضمن مین ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ پیشگوئی کی حقیقت اور اسکے وقوع کے متعلق انبیاء علیہم السلام کے اجتہاد کی نوعیت پر بھی بحث ہو۔ اسلئے سب سے اول تو مین بابو محمد سعید صاحب کے اپنے مذاق کے لئے یہ دکھانا چاہتا ہون کہ

کیا وہ چار سو نبی خدا کے نبی تھے یا بعل کے ؟

اسکا مختصر جواب تو یہی ہے کہ وہ خدا تعالے کے نبی تھے اسکا ثبوت واضح طور پر سمجھ مین آجانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین (باب ۲۲) یہان درج کردین۔

بعد اس کے تین برس تک وے رہے اور اسرائیل اور ارام کے درمیان لڑائی نہ ہوئی اور تیسرے سال ایسا ہوا کہ یہوداہ کا بادشاہ یہوسفط شاہ اسرائیل کے یہان اتر آیا۔ جب شاہ اسرائیل نے اپنے ملازمون سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رامات جلعاد ہمارا ہے۔ کیا ہم چپکے رہین اور شاہ ارام کے ہاتھ سے پھر نہ لے لین۔ پھر اوس نے یہوسفط سے کہا کیا میرے ساتھ لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھیگا۔ سو یہوسفط نے شاہ اسرائیل کو جواب دیا جیسا تو ہے ویسا مین ہون۔ جیسے تیرے

لوگ ویسے میرے لوگ۔ جیسے تیرے گھوڑے ویسے میرے گھوڑے۔ اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے۔ تب شاہ اسرائیل نے اُس روز نبیوں کو جو قریب چار سو آدمی کے تھے اکٹھا کیا اور اُن سے پوچھا مین رامات جلعاد پر لڑنے چڑھوں یا اُس سے باز رہوں۔ وے بولے چڑھ جا کہ خداوند اُسے بادشاہ کے قبضے مین کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا اُنکے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم اوس سے پوچھین تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کہ ایک شخص املہ کا بیٹا میکایاہ تو ہے اوس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہین لیکن مین اوس سے دشمنی رکھتا ہون کیونکہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے۔ تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نہ فرماوے۔ تب شاہ اسرائیل نے ایک خواجہ سرا کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو تیدنا۔ اُس وقت شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُس مین در آنے کی راہ پر ایک کھلیان مین اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے نبی اون کے حضور پیشین گوئی کر رہے تھے۔ اور کنعانہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کی سنگین بنائین اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو مارے گا یہانتک کہ انہین نابود کر ڈالے۔ اور سب نبیون نے یون پیش خبری کی اور کہا کہ رامات جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا۔ اور اوس قاصد نے جو میکایاہ کو بلانے گیا تھا اُسے کہا کہ اب دیکھ سب نبی ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہین سو کرم کر کہ تیری بات اُن مین کی باتون کی سی ہووے اور جو نیک ہے وہی کہہ۔ میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو خداوند مجھے فرماوے گا مین وہی کہونگا +

سو وہ شاہ پاس آیا تب شاہ نے اوسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعات پر چڑھین یا اوس سے باز رہین اوس نے جواب مین کہا جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا پھر شاہ نے اوسے کہا مین کتنے مرتبہ تجھے قسم دیکے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے۔ مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے۔ تب وہ بولا مینے سارے اسرائیل کو اون بھیڑون کی مانند جن کے چوپان نہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوئے دیکھا۔ اور خداوند نے فرمایا کہ ان کا کوئی آقا نہین سو اون مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے۔ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مینے تجھ سے نہ کہا تھا کہ یہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کریگا۔ پھر اوس نے کہا کہ اس لئے تم خداوند کے سخن کو سنو۔ مینے خداوند کو اوسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس پاس اُس کے داہنے ہاتھ اور اوس کے بائین ہاتھ کھڑا تھا اور خداوند نے فرمایا کہ اخی اب کو کون ترغیب دیگا تا کہ وہ چڑھ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک اس طرح سے بولا اور ایک اُس طرح سے۔ اُس وقت ایک روح نکلکے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اوسے ترغیب دونگی۔ پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے وہ بولی مین روانہ ہونگی اور جھوٹی روح بنکے اُسکے سارے نبیون کے منہہ مین پڑونگی اور وہ بولا تو اوسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی روانہ ہو اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے منہ مین جھوٹی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے تب کنعانہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کس راہ مین ہو کے مجھ پاس سے گئی اور تجھ سے بولی۔ میکایاہ بولا دیکھ کہ تو اُس دن جس دن کہ تو اندر کی کوٹھری مین گھسیگا کہ چھپ رہے دیکھیگا۔ اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور شہر کے ناظم امون پاس اور یوآس شہزادے پاس لے جاؤ۔ اور کہو بادشاہ یون فرماتا ہے کہ میرے سلامتی سے پھر آنے تک تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی اوسے دیئے جاوین تب میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامتی سے پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت کچھہ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سن لو۔ بعد اوس کے شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط رامات جلعاد پر چڑھے اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین جاتا ہون۔ پر تو اپنا لباس پہنے رہ۔ سو شاہ اسرائیل صورت بدل کے لڑائی مین گیا اور شاہ ارام نے اپنے ۳۲ سردارون کو جو اوس کی گاڑیون کے اوپر مقرر تھے۔ حکم دیا تھا کہ کسی چھوٹے یا بڑے سے جنگ نہ کیجو۔ مگر فقط شاہ اسرائیل سے۔ اور ایسا ہوا کہ گاڑیون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھکر یون کہا کہ یقیناً شاہ اسرائیل یہی ہے اور اُنہون نے اوس طرف ہو کے چاہا کہ اوس کا سامنا کرین۔ یہوسفط چلا اٹھا۔ اور جب گاڑیون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین تو وے اوس کا پیچھا کرنے سے باز آئے۔ اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے ایک تیر چلایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اوس نے اپنے گاڑی وان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا۔ سو اوس دن جنگ شدید ہوئی اور بادشاہ ارامیون کے مقابل گاڑی پر ٹھہرا رہا۔ اور شام ہوتے ہوتے مرگیا۔ اور لہو اوس کے زخم سے گاڑی کے پائون دان مین بہتا رہا۔ تب آفتاب غروب ہوتے ہوئے لشکر مین منادی کی گئی کہ ہر ایک آدمی اپنے شہر اور ہر ایک آدمی اپنے ملک کو جاوے۔

پس بادشاہ مرگیا اور وے اوسے سمرون مین لے گئے۔ اور سمرون مین بادشاہ کو گاڑ دیا اور گاڑی کو سمرون کے کنڈ مین دھویا اور کتون نے اوسکا لہو چاٹا (اور سلاح بھی دھوئی) جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا تھا۔ اور اخی اب کی باقی باتین اور سب کچھہ جو اوس نے کیا تھا۔ اور ہاتھی دانت کا گھر جو اوس نے بنایا تھا اور اون سب شہرون کا حال جو اوس نے تعمیر کئے۔ سو کیا وہ اسرائیلی سلاطین کی تواریخ کی کتاب مین لکھا ہوا نہین ہے۔ اور اخی اب اپنے باپ دادون کے درمیان سو رہا۔ اور اوس کا بیٹا اخزیاہ اوس کی جگہ بادشاہ ہوا۔

یہی مضمون تواریخ ۲ باب ۱۸ مین بھی درج ہے۔

بابو محمد سعید صاحب فرماتے ہین کہ "اخی اب اور اسکی جورو بھی پشتون سے بت پرست تھے" اگر بابو صاحب وہی سلاطین اباب ۲۱ کا آخری حصہ پڑھ لیتے تو انہین یقین آجاتا کہ اخی اب نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ نبی ایلیاہ تسبی کے ذریعہ انذاری پیشگوئی سن کر سچی توبہ کر لی تھی چنانچہ کتاب مذکور کے ۲۱ باب کی آیت ۱۵ سے آخیر تک یون لکھا ہے۔

اور ایسا ہوا کہ جونہین ایزبل نے یہہ سنا کہ نبات سنگسار ہوا اور مرگیا تو ایزبل نے اخی اب سے کہا کہ اُٹھ اور نبات یزرعیلی کے انگوری باغ کا جسے اوس نے نہ چاہا تھا کہ تیرے ہاتھ بیچے مالک ہو کہ نبات جیتا نہین بلکہ مرگیا۔ اور یون ہوا کہ جب اخی اب نے سنا کہ نبات مرگیا تو اخی اب اُٹھا تا کہ یزرعیلی نبات کے انگوری باغ مین جا کے اوسپر قبضہ کرے۔

اور خداوند کا کلام ایلیاہ تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا کہ۔ اوٹھ اور جا کے اخی اب شاہ اسرائیل سے جو سمرون مین ہے ملاقات کر دیکھ کہ وہ نبات کے انگوری باغ مین ہے اور اوس کا مالک ہونے وہاں گیا ہے۔ سو تو اوسے کہہ کہ خداوند یون فرماتا ہے تو نے کیا جان بھی ماری اور ملکیت بھی لی اور تو اوسے کہہ خداوند فرماتا ہے جس جگہ پر کتون نے نبات کا لہو چاٹا اوسی جگہ تیرا ہان تیرا بھی لہو کتے چاٹینگے۔ اور اخی اب نے ایلیاہ سے کہا اے میرے دشمن تو نے میرا سراغ لگایا۔ اوس نے جواب دیا کہ لگایا اسلئے کہ تو نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا۔ اب دیکھ کہ مین تجھپر آفت لاؤن گا اور تیری نسل کو نابود کرون گا۔ بلکہ اخی اب سے ہر ایک کو جو دیوار پر موتے اور اسے بھی جو بند کیا جاوے اور اسرائیل مین باقی رہے۔ کاٹ ڈالون گا۔ اور تیرے گھر کو نبات کے بیٹے یربعام کے گھر۔ اور اخیاہ کے بیٹے بعشا کے گھر کی مانند کر ڈالون گا۔ اوس چڑھاؤ کے سبب سے کہ جس سے تو نے مجھکو چڑھایا ہے اور اس لئے بھی کہ تو نے اسرائیل کو گنہگار کیا۔ اور خداوند ایزبل کے حق مین بھی فرماتا ہے کہ یزرعیل کی دیوار پاس ایزبل کو کتے کھائین گے۔ اخی اب کا جو کوئی شہر مین مریگا۔ اوسے کتے کھائین گے اور جو میدان مین مرے گا اوسے ہوائی پرندے کھائین گے +

بلکہ اخی اب کی مانند کوئی نہ تھا کہ اوس نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا۔ اور اوس کی جورو ایزبل نے اوسے ابھارا۔ چنانچہ اوس نے اموریون کی مانند جنہین خداوند نے بنی اسرائیل کے آگے سے خارج کیا۔ ہر ایک بات مین بتون کا پیرو ہو کے نہایت گھنونا کام کیا اور ایسا ہوا کہ اخی اب نے یہی باتین سن کے اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے تن پر ٹاٹ ڈالا اور روزہ رکھا اور ٹاٹ پہنے ہوئے دبے پاؤن سے چلتا رہا۔ تب خدا کا کلام ایلیاہ تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا۔ تو دیکھتا ہے کہ اخی اب نے آپ کو میرے حضور کیونکر خاکسار بنایا ہے۔ اسلئے مین اوس کے ایام مین یہ بلا نہ بھیجون گا بلکہ اوس کے بیٹے کے ایام مین اوس کے گھرانے پر وہ بلا نازل کرون گا +

اب ان آیتون کے پڑھ لینے کے بعد یہ امر فیصل ہو گیا کہ اخی اب بت پرست نہ رہا تھا بلکہ وہ خدا پرست ہو چکا تھا اور خدا کے فرستادہ پر ایمان لا چکا تھا اب اس کے بعد معاً باب ۲۲ مین وہ مضمون ہے جو ہمنے اوپر درج کر دیا ہے اسکو پڑھ لینے کے بعد کوئی شبہ اس امر کا نہین رہ جاتا کہ وہ نبی بعل کے نبی . . . . . . تھے تاہم مزید توضیح کے لئے مین سات دلایل پیش کرتا ہون جو ایک طالب صادق کی تسلی کا موجب ہو سکتے ہین۔

چار سو نبی جن کا ذکر بائبل کی کتاب سلاطین باب ۲۲ مین ہے۔ خدا کے نبی تھے نہ کہ بعل کے۔

دلیل اوّل۔ ۱ سلاطین باب ۲۲۔ آیت ۵ مین لکھا ہے

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا۔ آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے۔

تب شاہ اسرائیل نے انہیں یعنی نبیون کو جو قریب چارسو کے تھے جمع کیا۔ اس آیت مین الفاظ

خداوند کی مرضی الہام سے دریافت

کرنے کے قابل غور ہین۔ وہ چارسو نبی جو جمع کئے گئے تھے اسواسطے ان کو بلایا گیا تہا۔ کہ خدا سے الہام پاکر انہ کہ بعل یا کسی اور بت وغیرہ سے الہام پاکر) بتائین کہ اس مہم پر جانا مناسب ہے یا نہین۔ عبرانی لفظ یون ہین۔

دراش ناکیوم ایت دبر یہودا

یعنے یہوداہ کا لفظ عبرانی زبان مین خدا کے سوائے کسی اور کے واسطے بولا نہین جاتا۔

دلیل دوم ۔ جب یہہ نبی جمع ہو چکے تو یہوسفط نے دریافت کیا کہ ان انبیاء کے سوائے آیا یہوداہ کا کوئی اور نبی بھی ہے۔ عبرانی الفاظ یون ہین۔ آیت ۷ ھا این فوہ نابیا لیہوداہ عود۔ کیا کوئی اور نبی بھی یہوداہ کا ہے۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ وہ چارسو نبی یہوداہ کے تھے۔ ورنہ یہوسفط یون کہتا۔ کہ کیا کوئی ایسا نبی بھی ہے جو یہوداہ کا ہو۔ برخلاف اسکے اسنے یہہ کہا کہ کیا یہوداہ کا نبی کوئی اور بھی ہے۔

دلیل سوم ۔ بعل کے نبی اور تھے اور اون کی تعداد چارسو پچاس لکھی ہے۔ یہہ چارسو نبی اور تھے اور وہ چارسو پچاس نبی اور تھے۔ اسکا ثبوت یہہ ہے بعل کے نبیون کو کبھی کسی نے یہوداہ کا نبی نہین کہا۔ بلکہ وہ سب بعل کے نبی کہلاتے تھے چنانچہ سلاطین باب ۱۸ مین جہان انکا ذکر ہے انکو ہر جگہ بعل کا نبی کہہ کر پکارا گیا ہے اور کہین انکو یہوداہ کا نبی کہہ کر نہین پکارا گیا۔

دلیل چہارم ۔ بعل کے نبی اپنی دعائین بعل سے مانگتے تھے نہ کہ یہوداہ سے۔ چنانچہ ایلیا نبی کے ساتھ دعا کی قبولیت مین انکا مقابلہ ہوا۔ وہ بعل سے دعا مانگتے تھے۔ اور ایلیا یہوداہ سے مانگتا تہا۔ آخر ایلیاہ کو فتح ہوئی دیکھو سلاطین باب ۱۸۔ آیت ۲۰ سے ۴۰۔ چونکہ ۴۰۰ انبیاء زیر بحث نے یہوداہ سے دعا کی تھی اسواسطے وہ بعل کے نبی نہ تھے۔

دلیل پنجم ۔ جب ایلیا کو قبولیت دعا مین مقابلہ کرنا پڑا تو اسوقت اس نبی نے شہادت دی کہ بعل کے نبی صرف چارسو پچاس ہین اور وے سب کے سب ایلیا کے مقابلہ مین کھڑے ہوئے تھے ان ساڑھے چارسو کے سوائے اور کوئی بعل کا نبی نہ تہا۔ اور جب ایلیاء کو قبولیت دعا مین فتح ہوئی تو بعل کے سب نبیون کو قتل کر دیا گیا تہا۔ دیکھو آیت ۴۰ ایلیاہ نے کہا بعل کے نبیون کو پکڑ لو۔ کہ ان مین سے ایک بھی جانے نہ پائے۔ سو انہون نے انہین پکڑا اور ایلیا ان کو وادی قیسون مین لایا۔ اور انہین قتل کیا۔ اس آیت مین **ایک بھی** کا لفظ قابل غور ہے۔

دلیل ششم ۔ بعل کے سب نبیون کے قتل ہونے کا واقعہ ۹۰۶ قبل مسیح مین ہوا اور اسکے ٹہیک نو سال بعد یہوسفط نے یہوداہ کے چارسو انبیاء کو جمع کیا تہا۔ جب کہ بعل کے سب نبی قتل ہو چکے تھے تو اب یہہ نبی وہی بعل کے کس طرح ہو سکتے تھے۔

دلیل ہفتم ۔ بعل کا لفظ یہوداہ کے بالمقابل ایک لفظ تہا۔ جو بعل کے پجاری اور نبی ہوا کرتے تھے وہ یہوداہ کا نام کبھی زبان پر نہ لاتے تھے۔ (دیکھو کتاب انسکلوپیڈیا جیواش سلیگار ردلیف بعل و پرافٹ) لیکن ان چارسو انبیاء نے یہوداہ کا نام لیا اور بعل کا نام ہرگز نہ لیا۔

صلح کل کی پالیسی کے حامیون کا شیوہ

مولوی انشاء اللہ صاحب ان لوگون مین سے ہین جو مسلمانون مین صلح کل کی پالیسی کے لیڈر کہلاتے ہین آپ کا یہ دعوی ہے کہ آپ مسلمانون کے مختلف فرقون کی نزاعون کو دور کر کے ان مین اتفاق قایم کرنا چاہتے ہین آپ کی اس صلح کل کی پالیسی کی حقیقت اسوقت معلوم ہو جاتی ہے جب واقعی آپ کو کسی کو معاملہ کرنا پڑے۔ آپ کے نزدیک صلح کل کی پالیسی کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرون کو جو جی چاہے کہتے ہی جاوین اور ساتہہ ساتہہ یہ لفظ بڑہاتے جاوین کہ ہم مباحثہ اور مناقشہ سے پرہیز کرتے ہین اور کسیکو کچہہ کہنا نہین چاہتے۔ چنانچہ اس تجویز کے ذریعہ سے جو پچہلے دنون مین ہوئی* اگر اور کچہہ فائدہ نہین ہوا تو یہ ضرور ہوا ہے کہ آپ کے اصل خیالات ظاہر ہو گئے۔ میرے جوش مین آنے پر مولویصاحب بہت زور دے رہے ہین۔ مگر مین تو آپ جیسی صلح کل کی پالیسی کا قایل نہین جو مین اس سے انکار کردن۔ مجہے اللہ تعالے نے انسان بنایا ہے اور مجہے اوسنے حق کے لئے جوش بھی دیا ہے اور حق کے لئے غیرت بھی دی ہے ہان اگر انکا استعمال غیر محل پر ہو۔ تو قابل اعتراض ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ دعوے کر کے اپنی پالیسی کو نباہ نہین سکتے۔

اور مین بفضل خدا نباہ سکتا ہون۔ مین اسبات کو مانتا ہون کہ اسلام نے ایک اخوت قایم کی ہے۔ مگر اسلام کا یہ منشاء ہرگز نہین جیسا آپ کا خیال پایا جاتا ہے کہ دوسرے لوگون پر تو ہم بلاوجہ بھی غیظ و غضب نکال لیا کرین۔ اور مسلمانون کو کلمہ حق بھی نہ کہین۔ اصل اسلامی اخوت کی یہ ہے کہ جب انسان صحیح معنون مین مسلم ہوتا ہے۔ یعنی ان معنون مین جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

تو ایسے مسلمان جو ایک دوسرے کے حقوق کی پوری نگہداشت کرنے والے ہین ان مین خود ہی ایک سچی اخوت اور محبت جو محض للہ ہوتی ہے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس اخوت کے علاوہ اسلام عام انسانی ہمدردی کے لئے بھی ویسی ہی تاکید فرماتا ہے۔ پس ایک سچے مسلمان کو نفرت غیر لوگون سے نہین کرنی چاہئے بلکہ ان مین جو غلط عقیدے یا بری باتین پائی جاتی ہون ان سے نفرت کرنی چاہئے۔ جو شخص اس طرح کی نفرت کرتا ہے وہ حق پر ہے۔ بلکہ جو شخص [illegible] غلط عقیدے سے یا برے کام سے نفرت نہین رکہتا وہ خود سخت گنہگار ہے۔ اس قسم کی صلح کل کی پالیسی تو اسلام سکہاتا ہے مگر جن معنون مین آپ صلح کل کے حامی بننا چاہتے ہین وہ صحیح نہین ہے۔ کہ مسلمانون کو کچہہ نہ کہا جائے اور غیر مسلمون پر سارا جوش نکالا جاوے خواہ مسلمان ان سے بڑہ کر بدکاریون مین مبتلا اور غلط خیالات مین پھنسے ہوئے ہون۔ آپ کے نزدیک تو چور اور ڈاکو مسلمان بھی پھر قابل عزت بھی ہونگے اور ان کو کچہہ کہنا آپ برا جانتے ہونگے اور اس غصہ کو کسی بھولے مانس غیر مسلم پر نکال لیتے ہونگے۔ آپ کو جوش بھی آیا ہے اور آپ کی قلم سر اخبار مین کچہہ نہ کچہہ حملہ کرنے سے رک بھی نہین سکتی۔ اور ساتہہ ہی آپ یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ آپ اس بحث کو لمبا کرنا نہین چاہتے آپ یہ فرمایئے کہ ۹۔ مارچ کے پرچہ مین آپ نے دل کہول کر سب کچہہ نہ لکہہ لیا تہا جو آپ نے ۱۶۔ مارچ کے پرچے مین تیز قلمی سے پھر حملے کئے۔ اور بار بار مجہے متلون لکہا۔ اور پھر آپ نے ناحق یہ واویلا کیا کہ گویا ہم آپ کے ہزارون روپیے اعانت کے کہا گئے ہین۔ قبل اسکے جو مینے ایک حرف بھی لکہا ہو۔ آپ نے یہ سب ذاتی حملے کئے۔ اور جب مینے ۲۰۔ مارچ کے پرچہ مین جو آپ کے ۱۶ مارچ کے پرچے سے پہلے لکہا جا چکا تہا۔ آپ کو یہ توجہ دلائی کہ آپ قربانی کی منسوخی کی تجویز کر کے اور اپنی طرف سے صحیح معنون مین ایک بدعت کو اسلام مین قایم کر کے اور سود کے جواز کے قایل ہو کر بھی حنفی المذہب رہتے ہین اور متفق علیہ عقاید سے خارج نہین ہوتے تو یہ کہنے والا کہ اسلام کے اندر اس زمانہ مین بھی وہی برکات موجود ہین جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تہین۔ کیونکر کافر ہو گیا۔ تو آپ اسکو ذاتی حملہ بتاتے ہین۔ شاید آپ کے نزدیک ذاتی حملے کے معنے کوئی الگ ہین۔ مولوی صاحب ذاتی حملہ سے مراد ہے کسی کی ذات پر حملہ کرنا جیسا کہ آپنے مجہہ پر حملہ کیا اور بار بار متلون مزاجی کا فتوی دیا۔ اور یہ جو مینے اعتراض کیا تہا اسکو ذاتی حملہ نہین کہتے بیشک آپکی اور ہمہ سے جو ہمارا مخالف ہو دریافت کر [illegible] اگر اسکو بھی ذاتی حملہ کہنا بجا ہے تو پھر تو ہم کسی کے غلط عقیدہ پر اعتراض ہی نہین کر سکتے۔ بہلا آپ جو فرماتے ہین کہ مینے جوش سے بہر کر لکہا ہے اور آپکا اپنی تحریر کی نسبت یہ دعوی ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے لکہہ رہے ہین اور صلح کل کی پالیسی کو مد نظر رکھکر لکہہ رہے ہین ذرا غور فرمایئے کہ مینے جو کچہہ لکہا تہا یاد دلا کر لکہا تہا آپ نے اپنے اخبار مین اسقدر باتین لکہین مگر کیا میری کسی بات کا جواب دیا قربانی کے ذکر کو آپ ایسا کہا گئے کہ اعتراض کا ذکر کر کے جواب کا نام تک بھی نہین لیا انصاف یہ ہے کہ اگر قربانی کے متعلق جو نیا خیال آپ پیش کرتے ہین۔ اور جو میرے نزدیک واقعی بدعت ہے یہی عقیدہ اسلامی ثابت ہو۔ اور قرآن شریف حدیث صحیح اور تعامل اسکو صحیح بتائین تو آپ سچے رہے اور اگر اسکے برخلاف ثابت ہو۔ اور آپکا یہ خیال جسکی تحریک اپنے اخبار مین کر رہے ہین بدعت ثابت ہو تو آپ کو چاہئے کہ چونکہ آپ ہی متفق علیہ عقاید کے دائرہ سے خارج ہو گئے اسلئے جو مسلمانون کی جیبون سے آپ طالب علمون کو پرچے دینے کے لئے پیسے وصول کر رہے ہین انکو فی الفور واپس کرین۔ اب مین بھی آپکی ایمانداری کو دیکہون گا کہ آیا متفق علیہ عقاید سے خارج ہونیکا فتوی لگانا محض ایک ڈہکوسلہ ہے یا واقعی آپکے نزدیک کچہہ حقیقت بھی رکہتا ہے اور میری بات کو تو آپ نہین مانتے حنفی المذہب علماء سے [illegible] اس بارہ مین [illegible] کرین اور پھر اسکو اپنے اخبار مین شائع کرین [illegible] فتوے طلب کرین۔ اور پھر [illegible] آپکے ساتہہ ملتا ہے۔ اور آپکی نیک نیتی کا بھی اندازہ لگ جاویگا کیونکہ آپکو یہ ہرگز جائز نہین اور ایمانداری سے بعید ہے کہ آپ ایسے عقیدون کے پہیلانیکے لئے امدادی روپیہ مسلمانون سے حاصل کرین جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک جہوٹے اور خلاف سنت عقائد ہین مجہے اس سے کوئی تعارض نہ ہوتا اور جو عقیدہ آپ چاہتے پہیلاتے اور جسکا جی چاہتا آپکو ان عقاید کے پھیلانے مین مدد دیتا مگر اب تو مین آپکی اس نیک نیتی کو دیکہنا چاہتا ہون جسکا آپکو دعوی ہے کیونکہ آپنے اس تجویز کو اسلئے رد کیا کہ آپکے مفروضہ عقاید متفق کے خلاف ہم لکہنا چاہتے تہے۔ حالانکہ اسپر اتفاق عملی امت [illegible]

* اس مضمون کے لکہنے کی تحریک وطن کے تازہ پرچہ ۲۰۔ مارچ سے ہوئی ہے۔

کبھی نہیں ہوا۔

دوسرا مسئلہ سود کا ہے جسپر مینے اعتراض کیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ آپنے شاید یہ سمجھ لیا ہے کہ مینے بلا تحقیق ہی اس مسئلہ پر قلم اٹھائی۔ مینے تو پہلے ہی لکھا تھا یعنی رسالہ میں جس موقعہ کا آپ حوالہ دیتے ہیں اسکی عبارت یہ ہے کہ "مینے سنا ہے کہ آپ سرسید احمد خان کی طرز پر سود کو بھی جایز قرار دیتے ہیں۔" آپنے بجائے اسکے کہ اصل اعتراض کی طرف رجوع کرکے اسکا جواب لکھتے یا انکار کرتے کہ مین سرسید احمد خان کی طرز پر سود کو جایز قرار نہیں دیتا اور فقہ حنفی کے رنگ مین جایز قرار دیتا ہون میرے مضمون پر ایک فضول اعتراض کیا جو آپ اگر رسالہ ریویو کو پڑھ لیتے تو کبھی نہ کرتے مگر آپکو غرض اعتراض کرنے سے ہی تھی۔ آپ کہتے ہین کہ مینے اردو رسالہ مین یوزری اور انٹرسٹ مین فرق نہین کیا مین آپکو بتاؤن کہ آپ مہربانی کرکے میرے مضمون سود کا پہلا صفحہ جو رسالہ فروری کے شروع مین ہی ہے پڑھ لین تاکہ آپ کو اس فرق کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ آپ مجھے درمختار کا حوالہ دیتے ہین آپ کی مہربانی کرکے درمختار مین سے وہ موقعہ نکال کر دکھائیے جہان لکھا ہو کہ ہماری شرح سود ناجایز ہے اور بنکی شرح سود جسکو آپ عیسائیون کے پیچھے چلکر انٹرسٹ سے تعبیر کرکے جایز کرنا چاہتے ہین جایز ہے۔ اور یہ بھی دکھا دیجئے کہ وہان تجارتی اور بنکی سود کے کون کونسے باب الگ کئے ہوئے ہین چونکہ آپنے درمختار کو ضرور پڑھا ہوگا اسلئے امید ہے آپ میری اس مشکل کو حل کردین گے کیونکہ مجھے فقہ حنفی مین کوئی ایسا باب نہین ملا جہان ہماری شرح سود اور بنکی شرح سود یا یوزری اور انٹرسٹ مین فرق کیا گیا ہو۔ یہ ایجاد ہے عیسائیون کی اور انکے پیچھے چلکر سرسید احمد خان نے بھی اسکو قبول کیا اور اب آپ آنکھین بند کرکے سرسید کے پیچھے چلتے ہین یہ آپکا متفقہ عقاید سے دوسرا اختلاف ہے جسکا اظہار آپ اپنے اخبار مین کرتے ہین مینے آپکو لکھا تھا کہ آپ سرسید احمد خان کی طرز پر سود کو جایز قرار دیتے ہین۔ آپ ہی فرمائیے کہ سرسید احمد خان نے فقہ حنفی کے پیچھے چلکر سود کو جائز قرار دیا ہے؟ اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپنے اس مسئلہ مین کسقدر تحقیق کی ہے۔ اور انہین بے بنیاد خیالات پر آپ جواز انٹرسٹ یعنی بنکے سود یا تجارتی اور بنکی سود کے جواز کا فتوی دے رہے ہین۔ آپنے تو فقہ حنفی پڑھی ہوئی ہوگی پھر یہ آپ کو کہان سے خیال پیدا ہوا کہ فقہ حنفی مین بنکے سود کو جایز قرار دیا گیا ہے۔ آپ ذرا غور سے دوبارہ فقہ حنفی کو ملاحظہ فرماوین کیونکہ جہانتک مین سمجھتا ہون وہان تو دار الحرب اور دار الاسلام کی بنا پر جواز یا عدم جواز کا فتوی دیا گیا ہے۔ پس آپ صاف الفاظ مین یہ کہین کہ آپ سرسید احمد خان کی طرح پر سود کو قرار نہین دیتے یعنی ہماری شرح سود کو ناجائز اور بنکی شرح سود کو جایز بلکہ حنفی رنگ مین ہندوستان مین سود کو جائز قرار دیتے ہین۔ یعنے ہندوستان کو دار الحرب مان کر۔ مگر یہ آپ ہرگز نہ کہین گے۔ کیونکہ اگر آپ کے نزدیک بھی ہندوستان دار الحرب ہے جیسا کہ بعض دوسرے حنفیون کے نزدیک ہے جن مین سے مولوی محمد حسن صاحب جلیس کی کتاب کے دلائل مین نقل بھی کر چکا ہون تو پھر کھلم کھلا اسکا اعلان کیجئے جیسا مولوی محمد حسن نے جو حنفی المذہب ہین کیا تھا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیجئے کہ آپ کے نزدیک ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے اور غیر مسلمون کا مال چرالینا یا بد دیانتی سے انکا مال وصول کر لینا بھی جایز ہے۔ یا اگر یہ باتین جایز نہ ہون تو پھر آپ اس امر کی تشریح فرمائیے کہ کیون جایز نہین کیونکہ مولوی محمد حسن اپنی کتاب روض الربی فی حقیقۃ الربا مین لکھتے ہین کہ فقہ حنفی کے رو سے دار الحرب مین ناجایز طریقون سے کفار کا مال لے لینا جایز ہے۔ بہر حال یہ سب باتین تشریح طلب ہین۔ یعنی یا تو آپ جواز سود کا فتوی سرسید احمد خان کی طرز پر دیتے ہین اور اس صورت مین آپ حنفی المذہب نہ رہے بلکہ نیچری بن گئے۔ اور یا فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر سود جایز قرار دیتے ہین تو اس صورت مین دوسرے حنفی علما کی طرح اپنے اخبار وطن کے ذریعہ جو مدعی اصلاح ہے یہ اعلان کر دیجئے کہ ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے۔ یا غیر مسلمون کا مال لینا بھی جایز ہے . . . . یہ ناراض ہونے کی باتین نہین اور نہ یہ ذاتی حملے ہین بلکہ ایک مسئلہ کے متعلق تحقیق ہے۔ آپ میرے دلائل کو فروری اور مارچ کے رسالون مین ملاحظہ فرماوین اور اپنے دلائل سے بھی مجھے مستفیض فرماوین تاکہ اگر ضرورت ہو تو مین اس مسئلہ پر کچھ اور بحث کرکے اسکو صاف کرون۔ ہان جہان آپ اسقدر تشریح کرین گے اسبات کو بھول نہ جائین کہ حنفی دائرہ عقاید سے خارج ہو کر آپ کو قطعاً یہ حق نہین پہونچتا کہ آپ طلبا مین مفت اشاعت کے لئے لوگون سے امدادی چندے وصول کرین۔ آپ کا اور ہندوستان کا جھگڑا تو الگ رہا اب اسکا بھی فیصلہ کیجئے کہ ایسے باطل عقیدے رکھکر اور پھیلا کر آپ کو کیا حق پہونچتا ہے کہ آپ مفت اشاعت کے لئے امدادی چندے لین۔ اور مسلمانون کے رہے سہے عقاید کو تباہ کرین سمجھے آپ پر اگر ابتک افسوس ہو تو یہ ہے کہ آپ ہر پرچہ مین غیر احمدیون کی اعانت کا ذکر کرتے ہین اور میرے خطوط کو چھپاتے ہین۔ آپ تو مسلمانون کو بلا وجہ شکایت کا موقع نہین دینا چاہتے اور آپ ایسی بات کر رہے ہین جو اخبار نویسی کے اصول کے خلاف ہے اور اگر کوئی ہندو یا عیسائی اخبار نویس بھی ہوتا تو وہ ایسی تحریر کو شائع کرنے سے انکار نہ کرتا۔ آپنے ایک غلط فہمی پھیلائی۔ اسکے ازالہ کیلئے مینے خط لکھا مگر آپ اسکو اخبار مین درج کرنے سے ڈرتے ہین کہ اس سے آپ کی کسی بات کی حقیقت کھلتی ہے۔ آپ نہ صرف میرے خط کو ہی شائع نہین کرتے بلکہ ہر اخبار مین نیش زنی بھی کر بیٹھتے ہین۔ کیا یہ آپ کی انصاف پسندی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسے آدمیون سے لمبا معاملہ نہین پڑا۔ ورنہ آپ کی اس طبیعت کے اور اور پہلو بھی دیکھنے پڑتے۔ مولوی انشاء اللہ صاحب ہم آپکے غیر احمدی دوستون کے پیسون کو پہلے ہی براہ راست لینا نہ چاہتے تھے تو شروع مین ہی آپ کو لکھ دیا گیا تھا کہ اعانت کے چندے آپکے پاس ہی جمع ہون اور ہمارے پاس کوئی نہ بھیجے اور وہ خط آپکے اخبار مین چھپ بھی چکا ہے اور آپ نے خود بھی اعلان کیا تھا کہ لوگ چندے آپکے پاس ہی بھیجین۔ پھر آپنے ۹۔ مارچ کو اخبار مین لکھ دیا کہ بہت سے چندے براہ راست قادیان پہونچ چکے ہین۔ اسکے جواب مین آپ کو خط لکھا گیا جسکے چھپنے سے غلط فہمی رفع ہو سکتی تھی مگر آپنے اسکو چھاپنے کے بجائے دو بار لکھا ہے اور ہر اخبار مین کچھ نہ کچھ نیش زنی کرتے چلے جاتے ہین۔ کیا یہ ایمانداری ہے آپ میرے خط کو چھاپدین اور مین ان لوگون کو ایک ایک پیسہ دیدونگا جو واپس مانگین گے شیخ عمر بخش صاحب کا ذکر آپنے تو اتنی دفعہ کیا مگر شیخصاحب موصوف نے ابتک ایک خط بھی نہین لکھا جس مین انہون نے چندہ واپس طلب کیا ہو۔ آپ ان سے ایک . . . لکھوادین تو مین انکا روپیہ واپس بھیجدونگا یا کم از کم انکی طرف سے وکالت نامہ لیکر آپ خود ہی لکھدین۔ . . . . . آپ لکھتے ہین کہ شیخ عمر بخش صاحب اور شیخ گلاب دین صاحبان وکلا کے نام سنکر " مولوی محمد علی صاحب نے جواب تو دیا مگر کھسیانے ہو کر قدرے ترش روئی کے ساتھ۔" آپ مہربانی کرکے وہ میرا خط چھاپ دیوین تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ واقعی آپ سچ لکھ رہے ہین یا معمولی اخباری رنگ کی یہ بھی ایک نیش زنی ہے۔ اب آپنے شیخ عمر بخش صاحب کے متعلق تو لکھدیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک پر انہون نے نہین بھیجا مگر شیخ گلاب دین صاحب کے متعلق کیون نہ لکھا اور ان دوستون کے نام آپ کیون نہین لکھتے جنہون نے اس غلط فہمی کے نیچے قادیان مین اعانت کا روپیہ بھیجا ہے کہ رسالہ کی ترتیب بدل گئی ہے۔ آخر دشمنی مین حد سے بڑھنا نہین چاہئے موہنہ سے تو آپ اب بھی صلح کل ہونا ظاہر کر رہے ہین اور عملی رنگ مین آپ کا عناد حد سے گذرا ہوا ہے۔ آپ غلط فہمیون پر غلط فہمیان پھیلا رہے ہین اور اصل خطوط کو جو مینے بھیجے ہین شائع نہین کرتے تا جس شخص نے آپکی تحریک پر روپیہ بھیجا ہو وہ واپس لیوے۔ معلوم نہین آپکو میرے خطوط کا جواب کیا ملا جو آپ نے لکھے تھے۔ مینے ایک وقت تو آپ کے ساتھ معاملہ کو حسن ظن پر محمول کرکے اچھا سمجھا تھا مگر اب آپکے ساتھ معاملہ کرنے سے بہت ڈرتا ہون۔ یہان تک کہ ایک شخص نے جس نے اردو رسالہ منگوایا تھا اسکے لکھنے پر اردو رسالہ کی قیمت بھی واپس کر دی ہے حالانکہ آپ خوب جانتے ہین اور آپ نے خود اپنے ہاتھون سے اپنے خط مین لکھا ہوا ہے کہ اردو رسالہ سے اس تجویز کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مگر جب آپ کی انصاف پسندی اور حق طلبی کے دیکھنے کا وقت آیا تو آپ اس شہادت حقہ کو بھی ادا نہین کر سکتے۔ بہر حال ہم جو آپ کے ذریعہ سے کچھ آیا ہے سب کچھ واپس دیدین گے بشرطیکہ وہ صاحب جو لینا چاہتے ہین خود لکھین یا آپ کو اپنا وکیل کر دیں۔ مینے یہ بیشک لکھا تھا کہ آپ دل کھول کر مخالفت کرین آپ اسکو جوش ناحق سمجھتے ہین مگر یہ سچا جوش ہے۔ کیونکہ میرا دل اس ایمان سے بھرا ہوا ہے کہ اگر ساری دنیا بھی ملکر مخالفت کرے تو بھی اس سلسلہ کا بال بیکا نہین ہو سکتا اور کوئی شخص کچھ نہین بگاڑ سکتا ہے۔ اچھا ہو آپ بھی اپنے دل کا ولولہ نکال لین آپنے میرے خط مندرجہ الحکم پر ایک نکتہ چینی بھی کی ہے کہ مینے لکھ دیا ہے کہ سردار محمد عجب خان صاحب کہتے ہین کہ جسقدر روپیہ واپس گیا ہے اس سب کو وہ پورا کر دین گے۔ حالانکہ خانصاحب کے خط کے یہ لفظ ہین کہ وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ کرنے کی سعی کرینگے۔ اس سے آپ کو یہ حملہ کرنیکا موقعہ ملا ہے کہ مین گویا اسقدر جاہل ہون کہ صاف الفاظ کے معنے بھی نہین سمجھتا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہین کہ "ہمارے فاضل دوست شاید جزو کو بھی کل کا ہی مرادف سمجھے ہوئے ہین اور سعی اور حتمی اور پختہ اقرار مین کچھ فرق نہین سمجھتے جہان روشنی اس کمال کو پہونچ چکی ہو اون سے غریب دنیا دار کب برابر اتر سکتے ہین"۔ کیون صاحب آپ تو جوش مین نہین آئے۔ سبحان اللہ کس بات سے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ شاید اگر جوش مین آتے تو کونسے عجیب نتیجہ پر پہونچتے۔ وہ شاید کسی دوسرے موقعہ پر بتا دین گے۔ اسکی بجائے تو اگر آپ یہ لکھ دیتے کہ ایسے جاہلون کے مضامین اسلام پر کس کام کے ہو سکتے ہین تو میری بھی آرزو پوری ہو جاتی۔ مولویصاحب! اصل بات یہ ہے کہ مین ان لفظون کے معنے تو سمجھتا تھا مگر تجربہ نے بتا دیا ہے کہ جہان آپ جیسے لوگ حتمی وعدہ کرنیوالے بھی ہون تو اسکو وعدہ نہین سمجھنا چاہئے اور جہان سردار عجب خان صاحب جیسے پر جوش مخلص سعی کا لفظ بھی لکھین تو اسکو حتمی وعدہ کے برابر سمجھنا چاہئے مین کیا کرون یہ میری سمجھ کا قصور نہین بلکہ تجربہ نے یہ بتا دیا ہے۔ باقی رہا جزو اور کل کا جھگڑا۔ سو آپ کو جزو پر اتنا زور دینے کی کیا ضرورت تھی کل کا لفظ بھی تو موجود ہے۔ مجھے اس جماعت کے پرجوش مخلصین کا تجربہ ہے اسنے مجھے یہی ہدایت کی کہ یہ لوگ ایسے ہین کہ دو باتون مین سے جو وہ کر سکتے ہین زیادہ نیکی اور ثواب کی بات کو اختیار کرتے ہین۔ اور جوش اور اخلاص تو انکے خط سے ہی ظاہر ہے۔ شاید اگر آپ توجہ فرماتے تو کوئی لفظ اسکے بھی خلاف نکال لیتے ہیئے اب مین آپ کو اس تجربہ کی صداقت مین یہ خوشخبری بھی سنا دونگا کہ کل روپیہ جو آپ کی تحریک پر غیر احمدی احباب نے واپس لیا وہ سردار محمد عجب خانصاحب نے ادا کر دیا۔ بالفعل چونکہ صرف قریباً عمر کی رقم کی واپسی کی درخواست آئی ہے یہ قلیل رقم مجھے سردار صاحب موصوف سے مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ہان آپ کی تحریک پر جب کوئی معقول رقم آپکے دوست واپس لے لین گے تو پھر مین سردار صاحب کو اطلاع دونگا آپ جو نتیجہ چاہین نکالین اس سے مجھے غرض نہین مگر اسکو میری جہالت کے ثبوت مین پیش کرنا فضول ہے۔ مین عملی طور پر آپ کو دکھادونگا کہ یہی نتیجہ صحیح ہے۔ آپ ہی سچے ہین کہ آپنے کسی سے ایسا اخلاص اور دین اسلام کا ایسا سچا جوش نہین دیکھا اور مین سچا ہون کہ مینے اپنی آنکھون سے وہ نظیرین دیکھی ہین جو قرون اولی کے مسلمانون مین پائی جاتی ہین۔ اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر آپنے ذاتی بحث کو چھوڑ کر عقاید کی بحث پر قلم اٹھائی تو مین آپکا نہایت مشکور ہونگا کیونکہ کم از کم یہ دو مسائل تو صاف ہو جاوین گے یعنی ایک قربانی کی منسوخی کا مسئلہ اور دوسرا

٭ وطن کے زیادہ اصرار پر مینے شیخصاحب کا روپیہ بلا درخواست ہی واپس کر دیا ہے۔ محمد علی

ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شہید۔

ترجمہ اور جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں کو یہ کہا تہا کہ مجھکو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو عیسیٰ نے عرض کیا الٰہی تو پاک ہے جو حق کہ مجھکو نہیں پہنچتا مین کب اوسکو اپنے لیے روا رکھ سکتا ہون اگر مینے یہ کہا ہیگا تو الٰہی تجھکو خوب روشن ہے تو میری باتون سے واقف ہے اور مین تیرے اسرار سے واقف نہین تو عالم الغیب ہے مینے تو ان لوگون کو وہی کہا تھا جو تو نے مجھکو حکم دیا تہا کہ اوس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک مین اون مین رہا اس تعلیم کا نگہبان رہا اور جب الٰہی تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجھکو خبر ہے اور تو ہر ایک چیز سے واقف اور حاضر ناظر ہے اب اگر یہ مانا جائے کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے تو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کا کہنا کہ جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجھکو خبر ہے مجھکو کیا معلوم ہے کہ ان لوگون نے میرے بعد کیا کیا اسحالت مین کہ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آکر چالیس برس دنیا مین رہنے اور نصاریٰ سے جہاد کرنے کا عقیدہ سچ مان لیا جائے یہ اعلےٰ درجہ کا سفید جھوٹ ہوجائیگا کیونکہ سورون کے مارنے دجال کے قتل کرنے شریعت محمدی مین اصلاح کرکے جزیہ قبول نہ کرنے اور نصاریٰ کو تہ تیغ کرنے کے تمام واقعات سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مجھکو نصاریٰ کے شرک اور اونکی حالت کی خبر ہی نہین اگر جھوٹ نہین تو اور کیا ہے سائے فاسد اعتقاد نے ضدی مزاج لوگون سے کیا کیا یہود و نصاریٰ کے سے کام کرا ڈالے۔

آیت انی متوفیک ورافعک الی مین تقدیم و تاخیر کرائی۔ توفی کے وہ معنے کرائے کہ جن معنون مین کبھی کسی جگہ یہ لفظ مستعمل ہی نہین ہوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اتنے بڑے برگزیدہ اور خدا کے صادق نبی کو جھوٹا اونہون نے ثابت کیا۔ شریعت محمدی کو قابل ترمیم و تنسیخ اونہون نے ٹھیرایا آیت منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم کے خلاف حضرت عیسےٰ کو آسمان پر انہون نے جا بٹھایا آیت قد خلت من قبلہ الرسل پر صحابہ کے اجماع کو انہون نے نہ مانا۔ حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی کے قول کو انہون نے حقارت سے رد کردیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کی گواہی کو انہون نے نہ مانا۔ مسیح موعود کی مخالفت مین خدا تعالیٰ کے اس فرمان پر اونہون نے مطلق توجہ نکی

لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا۔ ایسا شخص خدا اور اوس کے رسول اور صحابہ کسی کے قول کو نہین مانتا اوسکو خدا ہی سمجھائیگا یا یون کہو کہ خدا ہی سمجھے گا۔ پھر معترض صاحب سورہ نساء کی آیت وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ کو لکھتے ہین اور خاک نہین سمجھتے حالانکہ خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ یہود کا یہ قول کہ ہم نے اس مسیح کو قتل کردیا جو رسول بنا پھرتا تھا خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ درحقیقت یہود نے مسیح کو قتل نہین کیا اور نہ پھانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دلون مین شبہ کے طور پر ہے یقینی نہین اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی اون کو شبہ مین ڈالدیا ہے تا اون کی بیوقوفی اور اپنی قادریت اون پر ظاہر کرے اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ جو اس خیال مین پڑے ہوئے ہین کہ شاید مسیح پھانسی ہی لٹکگیا ہو اون کے پاس کوئی قطعی اور یقینی دلیل اسبات پر نہین صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ اون مین یقینی طور پر اسبات کا علم نہین کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالےٰ نے اوسکو راستباز بندون کی طرح اپنی طرف اٹھالیا اور خدا عزیز ہے اون کو عزت دیتا ہے جو اوسکے ہو رہتے ہین اور حکیم ہے اپنی حکمتون سے اون کو فائدہ پونہچاتا ہے جو اوسپر توکل کرتے ہین۔ پھر فرمایا کہ کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو قبل اسکے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔ اگر کوئی ایسی صراحتون پر بھی نہ سمجھے تو اوسکو خدا سمجھے۔ اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنی موت سے مرے۔ اور اسمین کوئی جگہ شک کی نہین ہے مگر معترض کی سمجھ مین کسی طرح نہین آتا۔ اسکے آگے چند فقرات ایسے ہین کہ اون کا کافی جواب ہم دے چکے ہین پھر آپ لکھتے ہین "اسپر تمام مسلمانون کا چودہ سو برس سے آجتک اتفاق ہے کہ اونکو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت" ناظرین ہمارے نجیب آبادی مولویصاحب کے اس ہشت پہلو فقرہ کو تو ملاحظہ فرمائے کہ "اون کو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت"۔ وفات دنیاوی اور وفات موت کی انوکھی اصطلاحون کے معنی اگر معترض صاحب نے اپنے ذہن مین کچھ سمجھ بھی رکھے ہون تاہم یہ فقرہ آتش کے اس شعر کا مصداق ہے۔

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

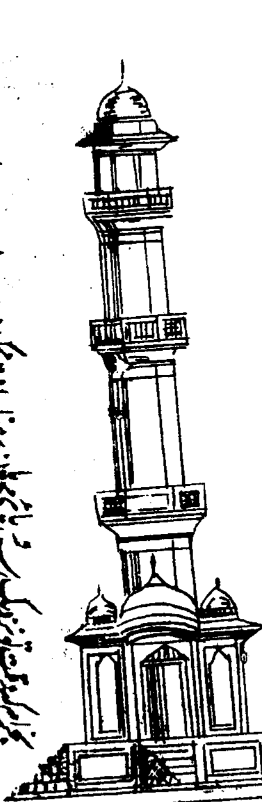
لہذا مجکو تو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ میرے نزدیک زیادہ قریب الفہم یہ مطلب ہے کہ اون کو وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی مگر وفات موت حاصل نہین ہوئی۔ سو وفات موت کچھ ہو اوس سے غرض کیا مگر وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی یعنی جس طرح دنیا مین ہر شخص کی وفات ہوتی ہے اسی طرح مسیح کو بھی وفات حاصل ہوئی۔ رہی مسلمانون کے اتفاق کی بات سو سنئے۔ بعد وفات جناب سرور کائنات صلعم کے سب سے پہلا اجماع صحابہ کا اسی وفات مسیح پر ہوا ہے کہ جس مین ہزارون نہین لاکہون اصحاب اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت فاروق اعظم و حضرت عثمان و حضرت علی جلیل القدر اصحاب اور عشرہ مبشرہ سب شامل ہین۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر موجود ہے جس کے آپ اقراری ہین۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کے قایل ہین۔ امام جبائی رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کو بڑے شد و مد سے ثابت کرتے ہین۔ حافظ ابن القیم اور تمام معتزلہ وفات مسیح کے قایل۔ ابن حزم اور محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی وغیرہ بزرگان ملت نے بھی وفات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اتفاق بی تمیزہ کے وضو سے بھی زیادہ مضبوط ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین یہ چودہ سو برس کا عجیب اتفاق ہے پھر آپ لکھتے ہین کہ "آپ اپنے اس نئے ثبوت کے مسئلہ کو کسی آیت حدیث سے ثابت کیجئے"۔ سبحان اللہ نئے ثبوت کا مسئلہ کیا معقول فقرہ ہے۔ حضرت! آیتین تو پہلے لکھ چکا ہون۔ حدیثین جسقدر چاہئین موجود ہین مگر مضمون کو مختصر کرنے کے لئے صرف اسقدر گذارش ہے کہ ایک معراج کی ہی حدیث کافی ہے۔ زیادہ شوق ہو تو مسک العارف ایک مختصر رسالہ ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے جس مین مخدومنا مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی المخاطب فاضل امروہوی نے چالیس حدیثین لکھی ہین پھر آپ لکھتے ہین "آپ اپنے ان سب دعوون کی ثبوت مین ایک حدیث دکھلاتے ہین جسمین رسول اللہ صلعم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا ہے کہ تم مین سے سب سے پہلے اُس کی وفات ہوگی جسکے ہاتھ لمبے ہین۔ الخ"

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اوّل تو سب دعوون کی اس حدیث کو نعلق کیا اور پھر یہ حدیث یا مثل اوس کے بہت سی احادیث اور آیات قرآنی صرف اسبات کے ثابت کرنے کے لئے بیان کیجاتی ہین کہ پیشگوئیون مین خدا اور اوس کے رسول نے اکثر استعارات سے کام لیا۔ معترض صاحب فرماتے ہین کہ سب دعوون کے ثبوت مین ایک ہی حدیث دکھلاتے ہین۔ پہر آپ گوہر افشانی کرتے ہین۔ کہ "جناب من یہان سے آپنے دیدہ و دانستہ حق کو چھپایا ہے یہ موقع ہی اس قسم کے بیان کا تہا کسی شخص سے کہدینا چاہئے کہ تو دس برس مین مریگا تو اوسکو اوسوقت سے دنیاوی زندگی متعلق ہوجائے گی"۔ سبحان اللہ! آپکے ادائے بیان کو دیکھئے زندگی متعلق ہونیکا محاورہ قابل تعریف ہے۔ پیر کہتا ہون حدیث مین تو صاف موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر تمام ازواج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تب یعنی جسوقت یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو اس کے وقوع کے بعد یہ بات سمجھ مین آئی کہ لمبے ہاتہون سے مراد سخاوت تھی تو اب یہ تو فرمایئے کہ حضرت زینب رض کے انتقال کے وقت تک حضرت سودہ رض کی زندگی بقول آپکے متعلق نہین ہوئی ہوگی ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لمبے ہاتہون کے معنی بتا دیتے کہ سخاوت ہین تو بجائے حضرت سودہ کے حضرت زینب رض کی وہ حالت ہوتی جو نہ بتلانے سے حضرت سودہ رض کی ہوئی۔ غرض کسی نہ کسی کی زندگی تو متعلق ہوئی ہے۔ پھر آپ کی اس فضول بے مزہ لمبی تقریر کا جو اس اعتراض کے تحت مین آپ نے فرمائی ہے نتیجہ ہی کیا ہوا۔ افسوس ایسی موٹی موٹی باتین بھی آپکی سمجھ مین نہین آتین دیکھا! یہ ہے نتیجہ امام وقت کی مخالفت کا۔ آپکے اعتراض کی تردید مین کیا اچھا نکتہ ہے سخاوت ایک ایسی چیز ہے کہ سخی کو دوسرون کے مقابلہ مین اپنا سخی تیقن ہونا ضروری نہین۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجائے ہاتہون کے صاف سخاوت ہی فرمادیتے تو حضرت زینب کو قطعی طور سے اپنے پہلے مرنے کا پورا پورا یقین کبھی نہ ہوتا کیونکہ سخی کو اپنی سخاوت سب سے بڑھی ہوئی ہونے کا یقین ہونا مشکل ہے اور لمبے ہاتہون کے بیان سے حضرت سودہ رض کو اپنی موت کے سب سے پہلے ہونے کا قطعی یقین ہوگیا تہا کیونکہ اون کے ہاتہون کا دوسری امہات المومنین سے لانبا ہونا مشتبہ امر نہ تہا۔ فتدبر۔ اسکے آگے جو کچھ دور تک بیان کیا گیا ہے مین اسکو اسجگہ نقل کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ خدا تعالےٰ کی شان مین ایسے گستاخانہ الفاظ کا نقل کرنا کہین گناہ نہ ہو (آجکل چونکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کے ایام ہین اسلئے میرا ڈر حق بجانب ہے) علاوہ ازین یہ تمام فقرات اس قابل ہی نہین کہ ان کے جواب مین کچھ لکھا جائے کیونکہ معترض نے ان کلمات مین یہودیون سے کامل مشابہت ہی نہین کی بلکہ کئی نمبر اون سے آگے بڑھ گئے ہین۔ لہذا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو جو کچھ جواب دیئے گئے ہین وہی ان کلمات کے جوابات ہوسکتے ہین۔ پھر آپ اس بات سے ناراضی ظاہر کرنے مین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو اور اس زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو کیون برا کہتے ہو اور اپنی راست پسندی اور سچائی پر گھمنڈ ظاہر کیا ہے مگر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | درا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص ومعاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ...

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد مین وہ پرچہ علاوہ نہین ملےگا۔ منیجر

نمبر ۱۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیا

قریب ۳۰ مارچ ۱۹۰۶ء۔ "مین تیرے ساتھ ... اور دکھاؤنگا"

۔۔ اپریل ۔۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

۲- ان اللہ قدمنّ علینا

رؤیا۔ کل مولوی عبد الکریم صاحب کو خواب مین دیکھا ایک بڑے کمرے مین پھر رہے ہین مینے کہا کہ آؤ مصافحہ کرلین اور پھر مصافحہ کیا اور مینے کہا کہ تم دعا کرو کہ ہم اپنے دشمنون پر غالب آوین۔

رؤیا۔ آج پھر مولوی صاحب مرحوم کو دیکھا کہ ایک کمرے مین پھرتے ہین بہت جوش مین ہین اور سخت ناراض ہین اور کہتے ہین کہ کیون لوگ مخالفت کرتے ہین اور کیون اطاعت نہین کرتے۔

۷- اپریل۔ یا تیک الفرج۔ ترجمہ تیری لئے خوشی آئی ہے

۹- اپریل۔ رب ارنی زلزلۃ الساعۃ۔ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ اریک زلزلۃ الساعۃ یسئلونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق ولا یرد عن قوم یعرضون۔

نصر من اللہ وفتح مبین۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

۹ اپریل ۱۹۰۶ء۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ یعنی بیماریان پھیلین گی اور جانین ضائع ہونگی۔

اور چند روز ہوئے۔ مین نے دیکھا تھا کہ ایک انگریز ہمارے گھر مین داخل ہوا ہے ساتھ محمود ہے۔ گویا تلاشی لینا چاہتا ہے اور پاس ... میر ناصر نواب صاحب کھڑے ہین وہ اشارہ سے مجھے کہتے ہین کہ یہ انگریز حاکم ہے تلاشی کی غرض سے آیا ہے مین دل مین کہتا ہون کہ اس جگہ تلاشی کے لئے کونسی مشتبہ چیز ہے صرف ہماری تصانیف کے مسودات ہین۔ معلوم نہین اس خواب کی کیا تعبیر ہے مگر ناصر اور محمود کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی امر مکروہ بھی ہے تو انجام اچھا ہے۔ ایسی خوابین تعبیر طلب ہوتی ہین یہ ضرور نہین کہ تلاشی سے مراد تلاشی ہی ہے بلکہ کوئی اور پوشیدہ جستجو اس سے مراد ہو سکتی ہے جس کا انجام ظاہری بریت اور صفائی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔ انا نبشرک بغلام۔ نافلۃ لک۔ ممکن ہے کہ اسکی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہان لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہین یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت اقدس اور آپ کے اہلبیت بحمد اللہ خوش وخرم ہین۔
فاضل امروہی واپس تشریف لے آئے۔

دو عجیب ... پیشگوئیان پوری ہوئی ہین۔ تفصیل آئندہ ہوگی۔

احمدیون کی حمیت یہی چاہتی ہے

عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی تجاویز متعلقہ اشاعت ریویو کا حشر جو ہونا تھا ہو چکا۔ حسن ظنی سے جسکے لئے ہم سب مامور ہین یہہ سمجھا گیا تھا کہ مولوی انشاء اللہ خان کی یہہ تحریک بلا خوف لومۃ لائم محض خدا کے لئے ہے۔ مگر بہت ہی جلد وہ ... نفاق ٹوٹ گیا جو اسکی تہ مین رکھا گیا تھا اور اصلیت کھل گئی جسکا ہمین کچھہ بھی افسوس نہین بلکہ خوشی ہے مین نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے ہمارے مخدوم اور حامی اسلام ایڈیٹر میگزین پر نہایت شرمناک حملہ تلون کا کیا ... وہ اخلاص فی الدین تھا جو ہر غیور اور ... اور مسلمان مین ہونا چاہیئے +

ایڈیٹر وطن اگر اس لذت اور ذوق سے سرشار ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب کے خط سے بہت بڑا ایمانی فائدہ اُٹھاتا مگر جیفۂ دنیا پر مرنے والے کب فائدہ اُٹھا سکتے ہین + ایڈیٹر وطن نے اپنے خیال مین چند روپیون کا جمع کر لینا بڑی بھاری کامیابی سمجھا تھا۔ اور اسے ناز ہوا تھا کہ میگزین کو بہت بڑی مدد اسکے ذریعہ پہونچی ہے مگر ...

احمدیون کی حمیت وغیرت اسلام سے ناواقف تھا وہ ذیل کے خطوط کو پڑھے کہ جس قوم مین غیرت اسلام کیلئے یہہ جوش ہو وہ اسکے چند پیسون کی کیا پروا کر سکتی ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انشاء اللہ خان پر احسان تھا کہ اسکی تجویز کو منظور کر لیا گیا تھا۔ ورنہ یہہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ کسی غیر احمدی کی اعانت ومدد کا محتاج نہین اسلئے کہ خدا اسکا حامی اور اسکے خدام سلسلہ کے فدائی ہین۔

اسکے بعد مجھے احمدیون سے کچھہ کہنا ہے۔ احمدی قوم کے ان بزرگون نے قومی آن اور حمیت کا اچھا نمونہ دکھایا ہے اب غیرت ہی کی مقتضی ہے کہ ہم دو ہزار کا بیرون کا چندہ فی الفور جمع کر دین چودھری رستم علی صاحب نے جو تجویزین کی ہین وہ بجائے خود مستحسن ہین انمین سے جس پر عمل کیا جاوے غنیمت ہے مین جانتا ہون ایسے آدمی نکل آئینگے جو سو پچاس پچاس اس مد مین دیدینگے مگر آسان طریق یہہ ہے کہ **دس ہزار** عام چندہ سے جمع کر دیا جاوے۔ اور **جون کا رسالہ** دو ہزار زاید چھاپ کر تقسیم ہو۔ کسی تحریک اور تجویز کا سوال فضول ہے۔ روپیہ بھیجو اور دنیا کو دکھا دو کہ یہی سلسلہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اشاعت وحمایت اسلام کا سچا جوش عطا کیا ہے اور خدا تعالیٰ نہین چاہتا کہ اس فضل مین کسی اور کو تمہارا شریک کرے۔ مین اب کسی لمبی تمہید کے بغیر ان خ

کرتا ہون - جو مولوی محمد علی صاحب نے میرے پاس بہیجے ہین - جن لوگون نے اس راہ مین قدم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے اور دوسرون کو بہی تقلید کی توفیق - چونکہ واپسی روپیہ کا خانصاحب سردار محمد عجب خان صاحب کر چکے ہین اسلئے مین اپنے مکرم بہائی شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ایک ہزار روپیہ جو واپسی کے لئے دینا چاہتے ہین اشاعت میگزین مین بہیجدین خواہ یکدم یا بتفاریق اور ایسا ہی منشی نذر علی صاحب بہی بیس روپیہ بہیجدین - چوہدری رستم علی صاحب فورًا سو روپیہ بہیجین جو انہون نے تجویز کیا ہے - پھر اسکا وہ اثر جو قوم پر پڑنے کو ہے وہ خود ظاہر ہو جاویگا -

(۱) از ایبٹ آباد - ۵ - اپریل ۱۹۰۶ء

مکرمی مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم اے زاد قدرہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مینے تو خیال کیا تہا کہ وطن اور ریویو آف ریلیجنز کا آخری فیصلہ ہو کر بات رفت گذشت ہو گئی ہے اور الحمد للہ کہ ریویو آف ریلیجنز مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوئی - مگر الحکم مین جو آپکی طرف سے چہٹیات شائع ہوتی رہی ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر وطن کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ اسکی تحریک سے لوگون نے ریویو آف ریلیجنز کی خریداری منظور کی - اور اب وہ معاہدہ کی تکمیل نہ پا جانیکی وجہ سے ایسے لوگون کا روپیہ واپس طلب کر رہا ہے - اور اس بارہ مین وقتًا فوقتًا آپ پر نیش زنی بہی کرتا ہے - چنانچہ الحکم مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء مین پہر آپکی چٹہی شائع ہوئی ہے - جس سے تمام حالات اچہی طرح سے ظاہر ہو رہے ہین + اس سے پہلے میرے دوست مخدومی سردار محمد عجب خانصاحب تحصیلدار تونچی نے آپکو اطلاع دی ہے کہ وہ کل یا جزو روپیہ جو غیر احمدیون کیطرف سے وطن کی تحریک پر آپکے پاس پہونچا ہو واپس ادا کر دینے کو تیار ہین - اور مجہے سردار صاحب موصوف کی غیرت سے یہہ امر بعید معلوم نہین ہوتا ہے - بلکہ خداوند تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تائید کا انکو خاص جوش عطا فرمایا ہے - اللّٰہم زد فزد -

لیکن اب مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ سردار صاحب موصوف کو اس بارہ مین ہرگز تکلیف نہ دی جاوے - مین کل روپیہ خواہ اسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے بہی زیادہ کیون نہ ہو - ان لوگون کو واپس ادا کر دینے کو طیار ہون - جنہون نے وطن کی تحریک پر خریداری انگریزی میگزین ریویو آف ریلیجنز کی منظور کی تھی - ایسے خریدارون کو چاہئے کہ براہ راست ساتہ خط و کتابت کر کے روپیہ واپس منگوا لیوین یا آپ کی وساطت سے - آپ مجہے اطلاع دیوین کہ ایسی رقم کتنی ہے - تاکہ مین بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت والا کر دون + اشاعت اسلام کا کام خداوند تعالیٰ احمدیون کے ہاتہ سے پورا کروانا چاہتا ہے - پھر خدا کی مشیت کے برخلاف غیر احمدیون سے امید رکہنا گناہ ہے - اور الحمد للہ کہ وطن کے ایڈیٹر کے ساتہ آپکو بہی مقابلہ کرنا پڑا -

مین اس سے پہلے ۷ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کا خریدار تہا - جن مین سے ایک میرے نام آتا تہا اور باقی چہہ آپکے اختیار مین تہے کہ جہان چاہین ارسال کرین - آپ میرے نام پر تین پرچے انگریزی کے اور جاری کرا دیوین - گویا سال حال سے مین دس انگریزی پرچون کی قیمت ادا کرونگا - پچہلے سال کا اگر میرے نام کوئی بقایا ہو تو منیجر صاحب سے کہدین کہ اگلا پرچہ پچہلے سال کی بقایا کا وی پی کر دیوین - اور سال حال کا چندہ دس پرچون کا مین خود بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دونگا - اردو پرچے اسکے علاوہ ہین -

والسلام - نور احمد وکیل

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب کی تحریر کو دیکہکر میرا یہ ارادہ تہا - کہ مین آپ سے دریافت کرون کہ کیا واقعی ہمارے پاس ایسے پتے اون لوگون کے نہین جنکو ہم اس قابل سمجہتے ہین - کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے دیکہنے کے اہل ہین - سو الحمد للہ کہ آج ۲۲ - مارچ ۱۹۰۶ء کا اخبار بدر پہونچا - جس سے معلوم ہوا کہ آپ دو ہزار پرچہ انگریزی ریویو کا تقسیم کر سکتے ہین -

اب مین اون احباب کی خدمت مین عرض کرتا ہون جنہون نے تجاویز منظور کردہ خواجہ کمال الدین صاحب وطن کو پڑہکر یہ جوش دکہلایا تہا - کہ غیر احمدیون سے کیون امداد لی جاتی ہے - اب وہ ایسی ہمت اور سچا جوش دکہا دین کہ جس سے دو ہزار رسالہ مفت تقسیم ہو سکین - امید ہے کہ بہت احباب نے اس تجویز کے خلاف لکہکر آپ کو اطلاع بہی دی ہوگی اور بعض نے آپ کو اطلاع نہین دی - مگر وہ دل سے اس تجویز کے مخالف تہے - پس ایسے احباب کو اپنے جوش کا عملی ثبوت دینے کے واسطے یہ عمدہ موقع ملا ہے کہ وہ جوش سے خدمت دین مین مصروف ہون

اس موقع پر ہماری جماعت کے دو فریق نظر آتے ہین ایک وہ جنہون نے غیر احمدیون کے ساتہ ملکر اس رسالہ کی توسیع اشاعت مین کوشش کرنا چاہا - دوسرا جو غیر احمدیون سے اسکی اشاعت مین امداد لینا پسند نہین کرتا - ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین میرے نزدیک دوسرے فریق کو پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش کر کے دو ہزار کاپی کی قیمت کا انتظام کرنا چاہئے - تاکہ آپ اوسکو مناسب مقامات مین بہیجدین دو ہزار کاپی کے واسطے نو ہزار روپے کی ضرورت ہے - اس روپیہ کو جمع کرنے کے واسطے مین مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہون اس مین سے جس پر آسانی سے عمل ہو سکتا ہو اوسکو عمل مین لایا جائے اول - اپنی جماعت سے ایکسو آدمی اگر ہمت کرین اور ایک ایک سو روپیہ خواہ یکمشت خواہ ۴ ماہ یا ۶ ماہ کے اندر ادا کر دین اس طرح سے دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے - دوسرے دو سو آدمی ایسے ہون کہ فی آدمی پچاس روپیہ شرائط مندرجہ صدر پر ..... جمع کرین تیسرے ان دونون صورتون مین اگر ضرورت پیش آوے اور ممکن ہو - تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے واسطے دوسرے بہائیون سے امداد لی جاوے - جس سے یہ غرض ہے کہ روپیہ تعداد مقررہ تک جمع ہو جاوے - چوتہے - ہر ایک شہر کے احباب جمع ہو کر جسقدر روپیہ اس اشاعت مین دے سکتے ہین اوس سے اطلاع دین مگر ہر ایک صاحب کو یہہ خیال ہونا چاہئے کہ جب تک فراخ حوصلگی اور ہمت سے چندہ نہین دیا جائیگا یہہ تعداد پوری نہین ہوگی - پانچوین ہر ایک اہل ہمت ایک ہفتہ یا ۱۰ یوم کی آمدنی امداد مین دے - چہٹے آمدنی پر دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اہل وسعت مدد دین جب تک یہ ۱۰ ہزار روپیہ پورا نہ ہو جاوے + اگر اس طرح سے ۱۰ ہزار روپیہ جمع ہو جائے - تو دو ہزار کاپی انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم ہو سکتی ہے اور ۵ سو کاپی اردو رسالہ کی اگر کہین ضرورت ہو مفت تقسیم کی جاوے مجہے یہ بہی معلوم ہوا ہے کہ بعض غیر احمدیون نے رسالہ نیم ہو جانے کیصورت مین خریدنا منظور کیا تہا - ایسے اصحاب کو اگر وہ پسند کرین تو یہ رسالہ نصف قیمت پر مفت دیا جاوے تاکہ ایسے اصحاب کو اس رسالہ کے پڑہنے سے ہمارا حال معلوم ہو جائے اور ہمارے عقائد اور ہمارا اسلام سمجہ مین آ جائے جسے وہ قرآن کے اسلام سے علیحدہ اسلام سمجہے بیٹہے ہین - ایسے خریدارون کو اطلاع دینے کے واسطے اخبار وطن مین چہاپ دینا کافی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپریل کے پرچہ اس دو ہزار کی تعداد کے ساتہ ملکر چہاپے جائین اور تقسیم ہون - اسواسطے آپ اگر مناسب سمجہین - تو اخبار بدر و الحکم کے پہلے پرچہ مین اس تحریر کو شائع کر کے ناظرین وناصرین سے اس امر کی درخواست کرین - کہ وہ آپ کو بہت جلد اطلاع دین کہ وہ کس تجویز پر عمل کرنیکو طیار ہین یا کسی اور صورت پر جو آسان اور مناسب ہو - جس سے اس تعداد کا پورا ہونا ممکن ہو - یہہ عاجز خداوند کریم کے فضل وکرم پر بہروسہ کر کے اس قدر عرض کر دیتا ہے کہ خود ہر ایک تجویز پر عمل کرنیکے واسطے تیار ہے - ۲۵ - مارچ ۱۹۰۶ء

عاجز رستم علی از انبالہ

---

(۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مین خدا تعالیٰ کا بڑا شکر کرتا ہون کہ یہ تجویز نہین ہوئی - مگر ان ایسی ایسی تحریرون سے بہت سے سعید الفطرت ہم سے حسن ظن ہو گئے ہین - آپکے خطون نے اپنا اثر ضرور دکہلایا ہوگا - یہ خدا تعالیٰ کی حکمت تہی جو ایسا ہوا - اب مین وہ بات لکہتا ہون جسکی وجہ سے یہ خط لکہا گیا - میری عقل ناقص مین رسالہ کی اعانت کے متعلق یہ تجویز سوجہی ہے - اگر ٹہیک ہے تو اسپر عمل ہونا چاہئے -

یعنی اُن مخلص احباب کی جو اس سلسلہ مین داخل ہین - اور ساتہ ہی اُن کی آمدنی بہی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے - ایک فہرست طیار کر لی جائے - یعنے بذریعہ اخبارات یا اشتہار یا خطوط یا جس طرح مناسب ہو - تمام جگہون کے احمدی احباب سے انکے علیحدہ علیحدہ پتے دریافت کرنے چاہئین - اور دوسرے تمام بہائیون سے اون کے متعلق دریافت کرنا چاہئے - کہ کیا وہ ایک خاص امداد اس سلسلہ کو دینے کے لئے تیار رہینگے - چاہے ایک پیسہ ہی ہو پھر جب ایسے احباب بکثرت تیار ہو جاوین - تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط کے ذریعہ سے دریافت کرنا چاہئے کہ وہ کسقدر یکمشت چندہ دے سکتے ہین اور کسقدر ماہوار دینے کی گنجایش رکہتے ہین - ساتہ ہی یہ بہی ضروری ہے کہ چونکہ اس سلسلہ کے تمام احباب پر بڑا بوجہ ہے - اسلئے (؟) کو یکمشت چندہ کے بارہ مین یہ مجبوری نہ ڈالی جاوے - کہ وہ یکلخت ہی چندہ ادا کرے - بلکہ ساتہ ہی انکو یہ بہی جتلایا جانا چاہئے - کہ یکمشت چندہ ادا کرنے کے لئے بہی تین ماہ کی مہلت ہر ایک کو دی جاتی ہے وہ جسقدر گنجایش کر سکتا ہے - کرے - کیونکہ اب معاملہ ضدی ہو گیا ہے - اسلئے ضروری ہے کہ ہمت دکہلائی جائے - کیا ہم مولوی انشاء اللہ وغیرہ کی مدد کے محتاج ہین ؟ ہرگز نہین - ہمارے مال حاضر ہین جان حاضر ہے - اور جو کچہ ہے حاضر ہے - معاف رکہین مین ایک محدود لیاقت کا آدمی ہون - ممکن ہے میری تحریر آگے پیچہے مضمون کو ادا کرے - آپ مطلب سمجہکر اگر مناسب ہو - تو چہاپ دیوین - یقین رکہتا ہون - کہ جس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل سے شناخت کیا ہوا ہے - وہ اس موقع پر ہرگز بہی نہین چہپا سکتا - بلکہ اس موقع پر جبکہ حضرت اقدس کے دعاوی کو مخالف سننا نہین چاہتے - اسقدر جوش دکہلانا چاہئے کہ کثرت اشاعت سے مخالفون کے کانون مین ون رات

رافع الظلام و دافع الاوہام

آج ہفتہ وار پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۴ - مارچ ۱۹۰۸ء میری نظر سے گذرا اور اوسکے صفحہ ۵ پر ایک مضمون جسکی سُرخی "مرزا صاحب قادیانی اور مسلمانوں کے معتقدات" ہے دیکھا۔ مجھکو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے جاہلانہ مضامین کیوں درج اخبار فرماکر اپنے اخبار کو منصف مزاجوں کی نظر میں حقیر و ذلیل بنانا گوارا فرماتے ہیں۔ خیر یہ بجائے خود ایک مستقل بات ہے اور اسوقت میرا یہ منشا نہیں کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی غلطیاں ظاہر کروں۔ مضمون پڑھتے ہوئے مضمون کے خاتمہ پر کسی کٹھ مُلّا کا نام دیکھنے کا انتظار تھا چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا اور مضمون نگار نام یعنے اسطرح لکھا ہوا دیکھا " راقم مولوی حکیم احمد جان از نجیب آباد " میں ایک ایسا شخص ہوں کہ نجیب آباد کے رہنے والے تقریباً تمام پڑھے لکھے آدمیوں سے واقف ہوں اور بہت ہی غیر مشہور جاہل یا مزدوری پیشہ طبقہ کو چھوڑکر باقی اوسط و اعلےٰ طبقہ کے باشندگان نجیب آباد کے متعلق کوئی شخص دعوےٰ نہیں کرسکتا کہ وہ مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ مینے ہرچند غور کیا مگر کوئی مولوی حکیم احمد جان ذہن میں نہ آیا لہذا میرا یقین پختہ ہوگیا کہ یا تو پیسہ اخبار کے کاتب کی غلطی ہے یا خود مضمون نگار نے کسی مصلحت سے اپنا نام بدلا ہے ہو نہ ہو یہ وہی خودستا حکیم صاحب اور اپنے منہ میاں مٹھو مولوی صاحب ہیں جنکے ایک سابق مضمون کی دھجیاں میں اپنے مضمون مندرجہ الحکم مطبوعہ ۱۰ - مارچ میں اُڑا چکا ہوں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

خودستا مولوی صاحب کا مضمون اس قابل نہیں کہ اسکی طرف کوئی احمدی متوجہ ہو کیونکہ یہ بالکل اوسی قسم کی باتیں ہیں جیسے اکثر ناواقف جہلا اور گنوار لوگ اپنی چوپال میں بیٹھکر کیا کرتے ہیں۔ اسوقت اس کے متعلق لکھنے کی اسوجہ سے ضرورت سمجھی کہ سُنا گیا ہے خودستا مولوی صاحب میرے مضمون مندرجہ الحکم ۱۰ - مارچ کو دیکھکر آجکل بڑی کوشش و کاوش سے اوسکا رد لکھنے میں مصروف ہیں۔ احتمال ہے کہ شاید وہ پھر کچھ شان مولویت دکھلائیں اور اظہار لیاقت فرمائیں تو اونکو اپنے اس مضمون کا کوئی حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اصل مضمون کی طرف متوجہ ہونے سے پیشتر بطریق تمہید یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا یعنے کسی قوم کی عداوت کے سبب سے اون سے بے انصافی مت کرو انصاف کرو۔ مگر ہمارے خودستا مولوی صاحب اسپر عمل نہیں کرسکے۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون - یعنی خدا اور اوسکی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ مگر خودستا مولوی صاحب ہیں کہ اسطرف مطلق توجہ نہیں کرتے خداتعالےٰ فرماتا ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً یعنے محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں۔ مگر خودستا مولوی حدیث کو قرآن شریف پر قاضی سمجھنے کے اعتقاد سے رجوع نہیں کرتے اور حدیث احاد سے آیت قرآن شریف کو رد کرنیکے لئے مستعد ہیں۔ خداتعالےٰ قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اور عدم اختلاف اوسکے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہراتا ہے لیکن خودستا مولوی صاحب قرآن شریف کے دو حصّوں قصص و ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کرکے اوسکو من عند غیر اللہ ٹھہراتے ہیں اور آیات متشابہات سے آیات بیّنات کو بڑی دلیری کے ساتھ رد کرتے ہیں قرآن شریف کا تو یہ دعوےٰ ہے کہ میں اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنیوالا ہوں جیساکہ آیت لیبین لہم الذی یختلفون فیہ سے ظاہر ہے مگر خودستا مولوی صاحب اپنی رطب و یابس روایات کو پیش کرتے ہیں اور قرآن شریف کی طرف آنکھ اٹھاکر نہیں دیکھتے یا دیکھتے ہیں تو افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کے مصداق بنتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں تیس کے قریب آیات سے وفات مسیح ثابت ہے مگر وہ اپنے باپ دادوں کی تقلید کرنے والوں کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل۔ خداتعالےٰ تو قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی انزل علےٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا اور خودستا مولوی اوسکو ٹیڑا بنانے سے مطلق نہیں ڈرتے اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے قلت تدبر اور خودستائی کا - افلا یتدبرون القرآن ام علےٰ قلوب اقفالہا خودستائی کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے ساصرف عن آیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خودستا آیات الٰہی کے سمجھنے میں قاصر ہے - اب خودستا مولوی صاحب کے مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہوں - پہلی بات اس مضمون کی یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی جسقدر تحریریں مضمون نگار نے دیکھی ہیں وہ سب کی سب یؤمنون بالغیب کے خلاف ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ختم اللہ علیٰ قلوبہم الخ اور فلما زاغوا الخ کے تحت میں آکر کسی اظہر من الشمس اور صاف و سیدھی بات کو نہ سمجھے تو اوس کے لئے سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

دوسری بات یہ ہے کہ عام مسلمانوں کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ کو اللہ تعالےٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا - میں کہتا ہوں کہ عام مسلمانوں سے اگر تمام مسلمان مراد ہیں تو مذکورۂ بالا بیان بالکل فریب ہے دہوکہ ہے اور سفید جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں اپنے مضمون مندرجہ الحکم ۱۰ - مارچ میں اس بات کو بوضاحت دکھلا چکا ہوں کہ قدیم سے نہایت بزرگ اور رشاند ا گروہ وفات عیسیٰ کا قائل چلا آتا ہے - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوقت تک یہ اختلافی مسئلہ تھا اور بس - خودستا مولوی صاحب نے دمشق کے منارہ شرقی والی حدیث لکھی ہے میں کہتا ہوں کہ پیشگوئی کے الفاظ پر تفصیلی یقین کیضرورت نہیں بلکہ یقین بالاجمال چاہیئے اور یہی مذہب ہے علما اور ائمہ مجتہدین کا اب دیکھئے صحیح مسلم کے الفاظ ہیں عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق یعنے نزدیک ایک جگہ نورانی کے جو شرقی جانب ہے دمشق سے - معترض خودستا مولوی صاحب تو سمجھ نہیں سکتے اون کو چاہیئے کہ اسکول کے کسی طالب علم یعنی کسی میرے شاگرد سے دریافت کرلیں کہ جس عرض البلد پر دمشق واقع ہے ٹھیک اوسی عرض البلد پر شرق کی جانب قادیان واقع ہے - یا نہیں حدیث نواس بن سمعان میں ہے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا مینے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے مشرق کی جانب ہے - روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے - اب غور کیجئے کہ رایت کا لفظ صاف اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں ایک آئندہ کا واقعہ دیکھا اور اسیطرح سے تقریباً تمام پیشگوئیوں کے متعلق حضرت نے عالم کشف میں ہی دیکھکر ارشاد فرمایا ہے جو شخص قرآن کریم کو تدبر سے پڑھتا ہے اور احادیث پر اوسکو عبور حاصل ہے اور خود بھی عالم کشف اور رؤیا کے عجائبات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ استعارات سے کہانتک کام لیا جاتا ہے ایک جاہل کا دماغ بھلا کہاں ان غوامض شرعیہ تک پہونچ سکتا ہے جبتک خاص عنایت خداوندی شامل حال نہو ورنہ یوں تو ایک کٹھ مُلّا حضرت یوسف علیہ السلام کی رؤیا کے متعلق عجیب بے تکی باتیں بیان کرسکتا ہے لیکن قصص اور اخبار آئندہ کے متعلق ظاہر الفاظ پر ہی تمسک کرنے سے تو قرآن شریف کی بہت سی آیات سے انکار لازم آتا ہے - یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ منارہ ظرف کا صیغہ ہے جسکے معنی محل نور کے ہیں - اور تخصیص دمشق کی وجہ اگر معلوم کرنی ہو تو ذیل کی عبارت بغور پڑھنی چاہیئے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دمشق کی طرف ایک توجہ خاص رکھتے تھے - چنانچہ ملاحظہ احادیث سے ظاہر ہے کہ کسی حدیث میں آپنے اوسکو خیر منازل المسلمین فرمایا ہے اور کسی حدیث میں اوسکو خیر [illegible] الشام فرمایا ہے اور کسی مقام پر [illegible] یہاں اشتباہ ہوتا کہ شاید دمشق ہی نزول گاہ عیسیٰ بن مریم ہوگا پس اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسیٰ خاص دمشق نہیں ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب محل نزول عیسیٰ ہوگا جو کہ اب قادیان متعین ہوا (ماخوذ از مسک العارف) پھر مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ہے اوسمیں یہ بھی تذکرہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کسی تصنیف میں یہ لکھا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان میں ہوا اور پتھر اور آگ اور برف و پانی وغیرہ وغیرہ ہیں جو مانع صعود عیسیٰ ہیں - میں کہتا ہوں کہ مینے آجتک حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی تصنیف میں یہ نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان فضا میں جل ہوا کے پتھر بھی ہیں - خودستا مولوی صاحب نے جو بہتان بندی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اگر اوس سے کام نہیں لیا ہے تو یہ غلط بیانی غالباً اون کی کم علمی کیوجہ سے سرزد ہوئی ہے شاید اونہوں نے کہیں پتھر لکھا ہوا دیکھا ہوگا -

دمہوا سکے بعد تمام حالی بعضامین ایک نہایت لطیف ور فیق چیز فلسفیوں نے مانی ہے بچارے خودستا مولوی صاحب کو اتنی فرصت اور اتنا جوش کہاں کہ اصطلاحات علم فلسفہ ہئیت وغیرہ ... واقفیت حاصل کریں مجھکو اونکی اس سادہ ... پر رحم آتا ہے کہ انہوں نے ایتھر کو پتھر ... سمجھا۔ پھر خداتعالےٰ کی ایک صفت علیٰ کل ... قدیر کو پیش نظر رکھکر تمام محالات کو جائز ... رکھا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے سادہ ... مولویصاحب نے اپنی جہالت و کم فہمی کا ... پورا ثبوت دیدیا ہے۔ خداتعالےٰ کی کوئی ... سنت اسطرح مانی کہ جس سے اوسکی کسی دوسری ... صفت کا انکار ہوتا ہو بالاجماع ضلالت و ... گمراہی ہے۔ مثلاً خداتعالےٰ جھوٹ نہیں بولتا ... اور اوس نے فرمایا ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر زندہ ہوکر دنیامیں نہیں بھیجے جاتے اور یہ مضمون قرآن شریف کی بہت سی آیات میں مختلف مقامات پر مندرج ہے اور احادیث نبوی بھی اسپر شاہد ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو فوت شدہ ثابت ہیں پھر دوبارہ دنیامیں بھیجے؟ ہرگز نہیں۔ باقی رہی حضرت عیسیٰ کی وفات کی بات سو وفات اون کی قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مضمون ہذا و مضمون سابق ۱۷- مارچ الحکم سے ظاہر ہے۔ اگر خودستا مولویصاحب میں کچھ غیرت و حمیت اور انصاف کا مادہ ہے تو قرآن شریف سے حضرت عیسے علیہ السلام کے زندہ معہ جسم آسمان پر جانے اور تاحال بے آب و دانہ زندہ رہنے کا ثبوت لکھیں ورنہ ہٹ دھرمی اور ضد سے باز آئیں اور اپنے دل میں شرمائیں۔ خودستا مولوی صاحب ناحق ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اونکو چاہیئے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی بوقت تک حیات اور آسمان زندہ مع الجسم جانے کو ثابت فرماویں پھر باقی مسائل جو اسی مسئلہ کی شاخیں ہیں خود بخود طے ہوجائینگے۔ ناحق اسقدر کوشش فرماتے ہیں اور مفت میں ذلیل ہوتے ہیں۔

ع برر سولاں بلاغ باشد و بس

پھر مضمون نگار نے چند غیر منظم اور منتشر باتیں کی ہیں یعنی معراج میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر خدا نے کیسے رکھا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کا باتیں کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ باتیں بیان کرکے سنت اللہ یعنی قانون قدرت کا کوئی چیز ... ہونا ثابت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مضمون نگار اگر پہلے اپنے یہاں کے مفسرین اور علما کے اختلاف سے ہی واقف ہوتے تو ایسی باتیں نہ لکھتے جن باتوں کا سادہ لوح مولویصاحب نے تذکرہ کیا ہے مضمون کو مختصر کرنیکے لئے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ باتیں قانون قدرت کے خلاف ہیں تو خدا نے بیان فرمادیا ہے اُن باتوں کو جو قانون قدرت کے خلاف ہیں اور خدا نے بیان نہیں فرمایا بھلا کوئی کیسے مان سکتا ہے ولن تجد لسنة الله تبديلا اور پھر ان باتوں کو حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی سے تعلق کیا؟ اب کوئی یہ تو بتلائے کہ خداتعالےٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو زندہ معہ جسم عنصری آسمان پر اُٹھالیا اور خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اگر کوئی کہے کہ خدا قادر ہے ایسا کرسکتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اول تو کرسکتا ہے اور کریگا یا کرتا ہے میں بہت فرق ہے دوسرے یہ کہ خدا ایسا نہیں کریگا کیونکہ جب کفار نے سید المرسلین صلعم سے کہا کہ ہم جب آپ کو مانینگے کہ جب آپ آسمان پر چڑھ جائیں اسکے جواب میں خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ قل هل كنت الا بشرا رسولا جبکہ سید المرسلین نے ہی حکم خدا سے فرمایا کہ میں بشر رسول ہوں اسلئے آسمان پر نہیں جاسکتا تو حضرت عیسیٰ بھی اگر بشر رسول تھے تو ہرگز زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ خدا خود فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے کو ہوں اوس کے بعد حضرت عیسیٰ خود فرماتے ہیں کہ فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم۔ پھر خداتعالیٰ فرماتا ہے وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وما كانوا خالدين اور فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الخ۔

غضب ہے کہ پھر بھی حضرت عیسےٰ کی وفات میں شک اور آسمان پر زندہ معہ جسم پہونچنے کی دلیل بیان کیجاتی ہے کہ خدا قادر ہے پھر سادہ لوح مولویصاحب فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک جسقدر انسان پیدا ہوئے اور ہونگے وہ چاہے تو سب کو آسمان پر زندہ لیجا سکتا ہے اور زندہ رکھ سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں مانتا ہوں کہ وہ ایسا کرسکتا ہے مگر اسنے ہرگز ایسا نہیں کیا اور نہ کریگا اور جو اسکو نہیں مانتا وہ سخت بیوقوف اور جاہل ہے کیونکہ خداتعالےٰ نے صاف فرمادیا ہے منها خلقناكم و فيها نعيدكم الخ اور اوسنے فرمادیا ہے۔ كل نفس ذائقة الموت اور اوس نے فرمادیا ہے وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون۔ آگے سادہ لوح مولویصاحب نے جو فقرہ لکھا ہے میں اوسکو قطعی نہیں سمجھ سکا لہذا اوسکو بعینہ نقل کئے دیتا ہوں "اور نہ عاجز ہے یا خاص اس کام سے عاجز ہے اور عاجز خدا ہو نہیں سکتا اب رہی رسالت آمین کبھی آپ حضرت اور کبھی رسول اللہ نے بروزی ہوتے ہیں" اس سے اگلا فقرہ یہ ہے "اپنے نبی کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ويعلم الكتاب والحكمة سو حکمت کو آپ ظنی بتاتے ہیں فرشتوں کو آپ جمادات اور سورج تاروں سے بدتر بتاتے ہیں جن میں اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی قوت نہیں" میں کہتا ہوں مضمون نگار کٹھ ملا کو چاہیئے کہ شہادۃ القرآن اور آئینہ کمالات اسلام مطالعہ کریں پھر کٹھ ملا صاحب لکھتے ہیں "اب رہی قیامت تو اوسکی نسبت آپ کا ایسا ہی خیال معلوم ہوتا ہے جیسا فرشتوں کی نسبت ہے" میں کہتا ہوں کہ فرشتوں کی بابت تو اوپر کے فقرہ میں جمادات و سورج وغیرہ سے فرشتوں کا بدتر ہونا آپ نے ظاہر کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ قیامت کو اس سے کیا تعلق اور مثل فرشتوں کے قیامت کا خیال کیسے ہوسکتا ہے؟ کچھ کتابیں پڑھ لیتے تو ایسا نہ کہتے۔ آگے کٹھ ملا صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی نسبت اپنے دل کا بخار گندی اور زہریلے الفاظ میں نکالا ہے سوائے اسکے اور کیا کہوں کہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام پر ... [illegible] ... نازل فرمایا ہے انی مهين من اراد اهانتك۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ فقط

راقم
خاکسار اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

تازہ تصنیف حضرت مسیح موعود زلزلہ کی پیشگوئی

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانیکے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھسے پوچھو غافلو
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اوسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسےٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن
اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خون دل کھانیکے دن
کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن
اے میرے یار یگانہ اے میرے جاں کی پناہ
کردہ دن اپنے کرم سے دین کے پھیلانیکے دن
پھر بہار دین کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانیکے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اس دین کے چمکانیکے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنیکے دن
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا میرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمیرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانیکے دن
اک نشان دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانیکے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف
پھر زمیں بھی ہوگئی بیتاب تھرانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اُس کے چلانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانیکے دن
دوستو! اوس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو! اُس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانیکے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن
* خداتعالیٰ کے اُن لفظوں میں جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں
وہ یہ ہیں "چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشان کی پنج بار"

چشمۂ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور بعد اور دوری کے صدمے سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے اس لئے وہ صرف ان باتون کو گناہ نہین سمجہتا کہ جو عوام سمجہتے ہین کہ قتل نکر خون نکر زنا نہ کر چوری نکر جہوٹی گواہی ندے۔ بلکہ وہ ایک ادنے غفلت کو اور ادنے التفات کو جو خدا کو چہوڑ کر غیر کیطرف کیجائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے اسلئے اپنے محبوب ازلی کی جناب مین دوام استغفار اُسکا ورد ہوتا ہے اور چونکہ اس بات پر اُسکی فطرت راضی نہین ہوتی کہ وہ کسی وقت بہی خدا تعالےٰ سے الگ رہے اسلئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرہ غفلت بہی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجہتا ہے یہی بہید ہے کہ خدا تعالےٰ سے پاک اور کامل تعلق رکہنے والے ہمیشہ استغفار مین مشغول رہتے ہین کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محبّ صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اُسکا محبوب اُسپر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اُسکے دل مین ایک پیاس لگا دی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اُس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالےٰ یہہ بہی کہے کہ مین تجہہ سے راضی ہوں تب بہی وہ اسقدر پر صبر نہین کر سکتا کیونکہ جیساکہ شراب کے دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پیکر پہر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعاً یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہو پس محبت کی کثرت کیوجہ سے استغفار کی بہی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکہتے ہین اور سب سے بڑھکر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار مین مشغول رہے اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہین کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اوس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور مین نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پہر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگون کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بہی استغفار مین داخل ہوا کہ جو کچہہ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالےٰ اوس کے بد نتائج اور زہریلی تاثیرون سے دنیا اور آخرت مین محفوظ رکہے پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عزّوجل کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کہینچتی ہے اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہونچاتا ہے اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب ایک دفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالےٰ کی محبت جو خدا تعالےٰ اوس سے کرتا ہے اسکے دل پر گرتی ہے اور اوسکو سفلی زندگی کے گندون سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حیّ و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اوس کے نفس پر چڑہ جاتا ہے بلکہ تمام صفات عالیہ سے ظلّی طور پر اسکو حصہ ملتا ہے تب وہ تجلّیات عالیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور جو کچہہ ربوبیت کے ازلی خزانہ مین مکتوم و مستور ہے اس کے ذریعہ سے وہ اسرار دنیا مین ظاہر ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خدا جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے بخیل نہین ہے۔ بلکہ اوس کے فیض دائمی ہین۔ اور اوس کے اسماء اور صفات کبہی معطل نہین ہو سکتے اسلئے وہ بشرط تقوےٰ اور مجاہدہ جو کچہہ اولین کو دیا ہے وہ آخرین کو بہی دیتا ہے۔ جیساکہ خود اوس نے قرآن شریف مین یہ دعا سکہلائی اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم یعنے اے ہمارے خدا ہمین وہ سیدھی راہ دکہلا جو اون لوگون کی راہ ہے جن پر تیرا فضل اور انعام ہوا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیون اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہمپر بہی کر اور کسی فضل سے ہمین محروم نہ رکہہ یہ آیت اس امت کو اسقدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس مین گذشتہ امّتین شریک نہین ہین کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تہے اور متفرق طور پر اون پر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس امت کو یہ دعا سکہلائی گئی کہ اون تمام متفرق کمالات کو مجہہ سے طلب کر پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائینگے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑہ جائے گا اسی بنا پر کہا گیا کہ كنتم خير امة اخرجت للناس۔ یعنی تم اپنے کمالات کے رُو سے سب امتون سے بہتر ہو۔

اب یہ بہی جاننا چاہئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امت مین جمع کرنے کا وعدہ کیون دیا گیا۔ اس مین بہید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ ہیں۔ جیساکہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فبهداهم اقتده یعنی تمام نبیون کو جو ہدایتین ملی تہین اون سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص اون تمام متفرق ہدایتون کو اپنے اندر جمع کرے گا اوس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیون سے وہ افضل ہوگا۔ پہر جو شخص اُس نبی جامع الکمالات کی پیروی کرے گا ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بہی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکہلانے مین جو سورہ فاتحہ مین ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہین وہ بہی جامع الکمالات ہو جائین۔ پس افسوس اُن لوگون پر جو اس اُمّت کو ایک مردہ خیال کرتے ہین اور خدا تو جامع الکمالات ہونیکے لئے انکو دعا سکہلاتا ہے مگر وہ محض مُردہ رہنا چاہتے ہین انکے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔ کہ مثلاً کوئی یہ دعوےٰ کرے کہ میرے پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے* انکے نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب کہ یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہین کہ اب بہی خدا تعالےٰ سنتا ہے جیساکہ پہلے سُنتا تہا مگر یہ نہین مانتے کہ اب بہی وہ بولتا ہے جیساکہ پہلے بولتا تہا حالانکہ اگر وہ اس زمانہ مین بولتا تو نہین تو کچہ سننے پر بہی کوئی دلیل نہین خدا تعالےٰ کی صفت کو معطل کرنے والے سخت بدقسمت لوگ ہین اور حقیقت مین یہ لوگ اسلام کے دشمن ہین ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہین جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کر سکتے ہین کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنے چاہئین تہے وہ سب بند ہو گئے اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی خواہش کرنا لاحاصل ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہین کہ اس صورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا فائدہ کیا ہوا جن لوگون کے ہاتہہ مین بجز گذشتہ قصّون کے اور کچہہ نہین اُن کا مذہب مردہ ہے اور معرفت الٰہی کا اُنپر دروازہ بند ہے۔ مگر اسلام مذہب زندہ ہے اور خدا تعالےٰ قرآن شریف مین مسلمانون کو سورہ فاتحہ مین گذشتہ نبیون کا وارث ٹہراتا ہے اور دعا سکہلاتا ہے کہ جو پہلے نبیون کو نعمتین دی گئی تہین وہ طلب کرین۔ مگر جس کے ہاتہہ مین صرف قصّے ہین وہ کیونکر وارث کہلا سکتا ہے۔

حاشیہ

* یہہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہین ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہین جبکہ کہتے ہین کہ اس اُمّت مین عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہین آسکتا تہا اسلئے ختم نبوت کی مُہر کو توڑ کر اُسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا مین لائیگا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہین بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہین (۱) اول یہ کہ انکو یہ اعتقاد رکہنا پڑتا ہے کہ جیساکہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی مین یسوع کہتے ہین تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بہی وہ مرتبہ نہین پا سکتا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہین بخش سکتی اور نہین خیال کرتے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکہلانا کہ صراط الذين انعمت عليهم ایک دہوکہ دینا ہے اور اون کا اعتقاد ہے کہ بہ اعتبار اپنے دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسیٰ ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حَکَم ہے۔ اور نہین سمجہتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تہا کہ جیساکہ اسی امت مین مثیل یہود پیدا ہون گے ایسا ہی اسی امت مین سے مثیل عیسیٰ بہی پیدا کرے جو ایک پہلو سے امّتی ہو اور ایک پہلو سے نبی۔ عیسیٰ بن مریم تو ان دونون نامون کا جامع نہین ہو سکتا کیونکہ امّتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسیٰ تو پہلے کمال پا چکا (۲) اور دوسرا گناہ ان لوگون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف حضرت عیسیٰ کو زندہ تصور کرتے ہین صریح یہ آیت موجود ہے فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم اور اس آیت کے معنے یہ لوگ یہ کرتے ہین کہ جب کہ تو نے مع جسم عنصری مجکو آسمان پر اٹہا لیا۔ یہ عجیب لغت ہے جو حضرت عیسےٰ ہی سے خاص ہے۔ افسوس اتنا بہی نہین سوچتے کہ جیسا کہ قرآن شریف مین تصریح ہے۔ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہو گا پس ان معنون سے جو لفظ التوفی کے کئے جاتے ہین لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن اللہ جلشانہ کے سامنے حاضر ہو جائینگے۔ اور اگر کہو کہ آیت فلما توفيتني کے یہ معنے ہین کہ جب کہ تو نے مجہکو وفات دیدی تو پہر مجہکو کیا خبر تہی کہ میرے مرنے کے بعد میری اُمت نے کیا طریق اختیار کیا تو یہ معنے بہی اون کے عقیدہ کی رو سے غلط ٹہرتے ہین اور دونون معنون کی رو سے خدا تعالےٰ عیسےٰ کو ایسے عذر باطل کا یہ جواب دے سکتا ہے کہ تو میرے سامنے جہوٹ کیون بولتا ہے کہ مجہے کچہہ بہی خبر نہین کیونکہ تو دوبارہ دنیا مین گیا تہا اور دنیا مین چالیس برس تک رہا تہا اور نصاریٰ سے لڑائیان کی تہین اور صلیب کو توڑا تہا۔ ماسوا اس کے ان معنون کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ جب تک حضرت عیسےٰ زندہ رہے عیسائی نہین بگڑے بلکہ اون کی موت کے بعد بگڑے پس اس سے تو اون لوگون کو ماننا پڑتا ہے کہ عیسائی اب تک حق پر ہین کیونکہ اب تک حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہین کیونکہ اب تک حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہین۔ افسوس! ابداً ست...

افسوس ان لوگون پر کہ ان لوگون کے آگے تمام برکات کا چشمہ کھولا گیا - مگر یہ نہین چاہتے کہ ایک گھونٹ بھی اس مین سے پئین -

اب پھر ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ نجات کا سرچشمہ جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہین محبت اور معرفت ہے اور معرفت ایک ایسی چیز ہے کہ جسقدر معرفت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر محبت ہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ محبت کے جوش رسنے کا باعث حسن یا احسان ہے یہ دونون چیزین ہین جنکی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے پس جبکہ انسان کو خداتعالے کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے اور وہ اسبات کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ ہمارا خدا اپنی نامحدود ذاتی خوبیون کی وجہ سے کیسا حسین ہے اور پھر کس طرح پر اوسکے نامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہین تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اسکی فطرت مین مرکوز ہے جوش مارتی ہے اور جیساکہ خداتعالے سب سے زیادہ جمال باکمال سے متصف اور متواتر احسان اور فیضان کی صفت سے موصوف ہے ایسا ہی بندہ جو اسکا طالب ہے بعد معرفت ان صفات کے اس سے ایسی محبت کرتا ہے کہ کسی کو اس کا ثانی نہین سمجھتا تب نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر اسکو واحد لاشریک جانتا ہے اور اسکی خوبیون اور اخلاق کا عاشق ہو جاتا ہے اور گو محبت الہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت مین رکھا گیا تھا مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے کیونکہ کوئی

ژ جیساکہ ہم بار بار لکھ چکے ہین معرفت تامہ جناب الہی کی بجز وحی الہی اور مکالمہ اور مخاطبہ حضرت احدیت اور ایسے عظیم الشان نشانون کے جو وحی الہی کے ذریعہ سے ظاہر ہون اور خداتعالے کی اوس قدرت پر دلالت کرین جو اسکی الوہیت اور جبروت کا کھلا کھلا نشان ہو حاصل نہین ہو سکتی وہی معرفت ہے جس کے حق کے طالب بھوکے اور پیاسے ہوتے ہین وہی معرفت ہے جس کے پانیکے بغیر وہ مر ہی جاتے ہین پس کیا وہ معرفت اسلام مین موجود نہین اور کیا اسلام ایک خشک اور مردہ مذہب ہے لعنت اللہ علی الکاذبین بلکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے اور اپنے پیرو کو زندگی بخشتا ہے وہی ہے جو اسی دنیا مین ہمین خدا دکھلا دیتا ہے اسکی برکت سے ہم وحی الہی پاتے ہین اور اس کی برکت سے بڑے بڑے نشان ہم سے ظاہر ہوتے ہین دنیا کے تمام مذہب مر گئے انمین کچھ بھی برکت اور روشنی نہین نہ انکے ذریعہ سے ہم خدا کے ساتھ گفتگو نہین کر سکتے انکے ذریعہ سے ہم خدا کے معجزے نظام نہین دیکھ سکتے - کوئی ہے؟ ! جو ان برکات مین ہمارا مقابلہ کرے - منہ

محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیات حسن اور جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہین سکتا - اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے تبھی وہ وقت آتا ہے کہ محبت الہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے اور یکدفعہ اس کو خداتعالے کی طرف کھینچ لیتا ہے تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرت احدیت کے دریائے ناپیدا کنار مین غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے کہ تمام سفلی کثافتین دور ہو جاتی ہین اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تب وہ روح ناپاک باتون سے ایسی ہی نفرت کرتی ہے جیساکہ خداتعالے کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اسکی رضا ہو جاتی ہے اور خدا کی خوشنودی اوسکی خوشنودی ہو جاتی ہے لیکن جیساکہ ہم ابھی لکھ چکے ہین اس اعلے درجہ کی محبت کے جوش مارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سالک جو خداتعالی کی طلب مین ہے خدا کے حسن اور احسان پر بخوبی اطلاع پاوے اور درحقیقت اس کے دل مین ذہن نشین ہو جاوے کہ خداتعالے اپنی ذات مین وہ خوبیان اور حسن اور جمال رکھتا ہے کہ جن کی کوئی انتہا نہین اور ایسا ہی اسقدر اسکے احسان ہین اور اسقدر احسان کرنے کے لئے وہ طیار ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین - اور خداتعالے کا شکر ہے کہ اس کامل معرفت کا سامان اس امت کو کامل طور پر دیا گیا ہے اور ہم خداتعالی کی خوبیون کے بیان کرنے مین اسکی جناب مین شرمندہ نہین ہین ژ اور جہانتک خوبی تصور مین آسکتی ہے ہم وہ تمام خوبیان خداتعالے کی ذات اور صفات مین مانتے ہین نہ ہم آریون کی طرح یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ خداتعالے کسی روح یا کسی ذرہ کے پیدا کرنے پر قادر نہین اور نہ انکی طرح ہم یہ کہتے ہین نعوذ باللہ

وہ ایسا بخیل ہے کہ نجات ابدی کسی کو دینا نہین چاہتا اور نہ یہ کہتے ہین کہ وہ دینے پر قادر نہین اور نہ ہم آریہ سماج والون کی طرح یہ کہتے ہین کہ خداتعالے کی طرف سے وحی کا دروازہ بند ہے اور نہ ہم ان کی طرح یہ کہتے ہین کہ وہ ایسا سخت دل ہے کہ کسی بندہ کی توبہ قبول نہین کرتا اور ایک گناہ کیلئے کروڑ ہا جونوں مین ڈالتا رہتا ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہین کہ وہ توبہ قبول کرنے پر قادر نہین - اور نہ ہم عیسائیون کیطرح یہ کہتے ہین کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے کہ وہ کسی زمانہ مین مر بھی گیا تھا اور یہودیون کے ہاتھ مین گرفتار بھی ہوا اور زندان مین بھی داخل کیا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا اور وہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اوسکے اور بھائی بھی تھے - اور نہ ہم عیسائیون کی طرح نعوذ باللہ یہ کہتے ہین - کہ وہ تین دن کے لئے گناہون کا بھار اتارنے کے لئے دوزخ مین بھی گیا تھا اور وہ اپنے بندون کو گناہون سے نجات نہین دے سکتا تھا جب تک آپ انکے عوض نہ مرتا - اور تین دن کیلئے دوزخ مین نہ جاتا - اور نہ ہم عیسائیون کی طرح یہ کہتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب خداتعالے کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے کیونکہ خداتعالے سورہ فاتحہ مین ہمین تمام نبیون کی متفرق نعمتون کے وارث ٹھہراتا ہے اور اس امت کو خیر الامم قرار دیتا ہے - پس بلاشبہ خداتعالے کا حسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اوسپر ایمان لانا ہمارے حصہ مین آگیا ہے اور مسلمانون مین سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہین جو اس کے کمال حسن اور احسان کے انکاری ہین ایک طرف تو اوسکی مخلوق کو اسکی صفات خاصہ مین حصہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبہ لگاتے اور اوس کے حسن وحدانیت کی چمک کو شراکت غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہین اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئین محروم جانتے ہین کہ گویا آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہین ہین بلکہ مردہ چراغ ہین جنکے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہین ہو سکتا وہ اقرار رکھتے ہین کہ موسیٰ نبی

زندہ چراغ تھا جسکی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اسی کی پیروی تیس برس تک کرکے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰ ع کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا - مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم - اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی - اور خداتعالے کا یہ قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بے معنے رہا - ظاہر ہے کہ زبان عرب مین لکن کا لفظ استدراک کے لیئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہین ہو سکا اوسکے حصول کی دوسرے پیرایہ مین خبر دیتا ہے جسکے رو سے اس آیت کے یہ معنے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہین تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیون کے لئے مہر ٹھہرائے گئے ہین یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہین ہوگا - غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جنکو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور مین اسکی پوری پرورش کرکے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہین اور ماں کیطرح حق کے طالبون کو گود مین لیکر خداشناسی کا دودھ پلاتے ہین - پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہین تھا تو

ژ ایک عیسائی یہ بات کہکر کہ اوس کا خدا کسی زمانہ مین تین دن تک مرا رہا تھا کس درجہ اندر ہی اندر اپنے اس قول سے ندامت اٹھاتا ہے اور کسقدر خود درخ اسے ملزم کرتی ہے کہ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے اور جو ایک مرتبہ مر چکا - اوسپر کیونکر بھروسہ کیا جائے کہ پھر نہین مریگا پس ایسے خدا کی زندگی پر کوئی دلیل نہین بلکہ کیا معلوم کہ شاید مر ہی گیا ہو کہ اب زندون کے اوس سے آثار نہین پائے جاتے اور اپنے خدا خدا کرنے والون کو کوئی جواب نہین دے سکتا کوئی معجزانہ کام نہین دکھلا سکتا پس یقینا سمجھو کہ وہ خدا مر گیا ہے اور سری نگر محلہ خانیار مین اسکی قبر ہے رہے آریہ سماج والے سو انکی روحون کا تو کوئی خدا ہی نہین وہ خود بخود قدیم کو چلی آتی اور انادی ہین - منہ

* مسلمانون کو خاص کر اہل حدیث کو توحید کا تو بڑا دعویٰ تھا مگر افسوس انپر بھی یہ مثل صادق آئی کہ مچھر چھانتا اور اونٹ نگلتا کیا ایسے لوگون کو ہم موحد کہہ سکتے ہین کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خداتعالی کی طرح وحدہ لاشریک سمجھتے ہین وہی ہے جو مع جسم عنصری زمین پر آئیگا اور اوسی نے پرندے پیدا کئے - ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کافرون نے قسمین کہا کر بار بار سوال کیا کہ آپ مع جسم عنصری آسمان چڑھ کے دکھلا دیجئے ہم ابھی ایمان لائینگے اون کو جواب دیا گیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا - یعنی اونکو کہدے کہ میرا خدا عہد شکنی سے پاک ہے اور بموجب اس کے قول کے مع جسم عنصری آسمان پر نہین جا سکتا کیونکہ یہ امر خدا کے وعدے کے برخلاف ہے - وجہ یہ کہ وہ فرماتا ہے کہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ولکم فی الارض مستقر - پس کیا ہم سمجھین کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر پہونچانیکے وقت خداتعالے کو اپنا یہ وعدہ یاد نہ رہا یا عیسیٰ بشر نہین تھا اگر ایسے ہی مع جسم عنصری آسمان پر گیا ہے تو قرآن کے بیان کے رو سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ بشر نہین تھا پھر دوسری طرف اوکو حی لاسلام نہ دجال کے ہی وہ صفات بیان کئے ہین جن سے اسکا خدا ہونا لازم آتا ہے یہ توحید اور یہ دعویٰ افسوس -

..آپ کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپکا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈالکر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپکا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائیں گے۔ بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو ہشیار رہو ہاں ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اسکی طرف دعوت کر سکتے ہو کیا اس مذہب کی لاش جاپان لیجاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے اور ایسا کون ہے جو توقف کے لئے مردہ مذہب پیش ہوجائیگا جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو مگر تم مرد ہوکر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو!! اور آنکھوں کے اندھو!!! ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولے (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہوگیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اسی لئے باوجود آپ کے اس فیضان کے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنے انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا۔

اب پھر ہم اپنے اصل کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ اسلام نے جو طریق نجات کا پیش کیا ہے۔ اسکی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں قدیم سے ایک طرف تو ایک زہر رکھا گیا ہے جو گناہوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور دوسری طرف قدیم سے انسانی فطرت میں اس زہر کا تریاق رکھا گیا ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت ہے جب سے انسان بنا ہے یہ دونوں قوتیں ایک ساتھ چلی آئی ہیں۔ زہریلی قوت انسان کے لئے عذاب کا سامان طیار کرتی ہے اور تریاقی قوت جو محبت الٰہی کی قوت ہے وہ گناہ کو یوں جلا دیتی ہے جیسے کہ خس و خاشاک کو آگ جلا دیتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ گناہ کی قوت جو عذاب کا سامان تھی وہ تو قدیم سے انسان کی فطرت میں رکھدی گئی ہے لیکن گناہوں سے نجات پانیکے لئے جو سامان ہے وہ کچھ تھوڑی مدت سے پیدا ہوا ہے یعنی صرف اسوقت سے جبکہ یسوع مسیح نے صلیب پائی۔ ایسا اعتقاد وہی قبول کریگا جو بچہ دماغ میں ایک ذرہ عقل سلیم نہیں رکھتا بلکہ یہ دونوں سامان قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا انسانی فطرت کو دیئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ گناہ کے سامان تو پہلے سے ہی خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھدیئے مگر نجات دینے کی دوا [illegible]

اور بچاؤ سکے کہ آنحضرت ثانی الاثنین دنیا کے دل پر فریفتہ ہیں اگرچہ قہار باری سے ہی لیا جائے کہ جاہئے [illegible] سلسلہ میں داخل ہو جو امامکم منکم اور نقد برکات پیش کرتا ہے آئندہ اختیار ہے۔ الراقم مرزا غلام احمد [illegible]

دہلی میں کسر صلیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ والانامہ اخویم حکیم الامۃ ادام اللہ فیوضہ جس کے نیچے آپ نے بھی تحریر فرمایا تھا معہ جناب کے دوسرے پوسٹ کارڈ کے صادر ہوا۔ قبل اس کے کہ میں حالات مباحثہ ہر دو بدھ عرض کروں اپنا عذر دربارہ تاخیر جواب پیش کرلوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں بدھ گذشتہ کو جلسہ سے فارغ ہوکر میرٹھ میں بخدمت اخویم ذوالفقار علیخاں صاحب چلا گیا تھا اور وہاں دوسرے بدھ کو یعنی بروز جلسہ مباحثہ واپس دہلی آیا اس لیے کوئی خط مفصل حالات کی بابت نہیں لکھ سکا پس معافی چاہتا ہوں کہ اس عدم موجودگی کے باعث آپ کو انتظار شدید کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ آمدم برسر مطلب پہلے بدھ کو حسب وعدہ احمد مسیح نے میری دلیل کا یہ جواب دیا کہ مسیح نے دعا تو بیشک پیالہ کے ٹلنے کے واسطے مانگی مگر وہ پیالہ موت کا پیالہ نہ تھا بلکہ وہ تکالیف اور جانکنی وغیرہ بوجہ خوف بتقاضاء بشریت مسیح پر قبل از صلیبی موت کے ہو رہی تھی اس کے ٹلنے کے واسطے دعا تھی اور وہ دعا اس کی قبول ہوگئی کہ اسکو تحمل اور برداشت کی قوت مل گئی۔ صلیبی موت سے اسنے انکار نہیں کیا اور بڑے استقلال سے اسپر جان دی

میرا جواب۔ چونکہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح صلیبی لعنتی موت سے بچایا گیا اور اس کی دلیل میری جانب سے یہ پیش ہوئی کہ اس نے اس پیالہ کے ٹلنے کے واسطے نہایت زاری اور بیقراری سے منہ کے بل گر گر کر تین بار رات بھر دعائیں مانگیں اور وہ دعا بموجب انجیل قبول ہوگئی اور اسوقت جو وعدہ الٰہی اسکے سلمنے ہوا تھا جسکو کامل کتاب نے بیان کیا ہے کہ یٰعیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الآیہ۔ اور انجیل نے ان لفظوں سے اقرار کیا ہے کہ ایک فرشتہ اسکو دکھلائی دیا جو اسکو تقویت دیتا تھا۔ اور زبور میں پیشگوئی بھی حسب اقرار نصاریٰ یہ موجود ہے کہ "تو نے میری سن کے بچا لیا ہے میں اپنے بھائیوں میں تیرا نام بیان کروں گا اور مجمع میں تیرا ثناخواں ہوں گا" زبور ۲۲ [illegible] تو اس سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ مسیح صلیبی موت سے ضرور بچایا گیا۔ مگر احمد مسیح کو صلیبی موت کا ہی نشہ چڑھا ہوا ہے اور اس دلیل کو توڑ نہیں سکے بلکہ ایسی رکیک اور ناپائدار ہوا نا دلیل یا تحریف کرتے ہیں جو بالکل متکلم کے منشا اور عقل سلیم کے خلاف ہے [illegible] آپ کو دعا مانگنے کا اور اس کے قبول ہونے کا تو اقرار ہے مگر نفس دعا میں انکار ہے کہ وہ کیا دعا تھی آپ کی عقل نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہ پیالہ موت کا نہ تھا بلکہ موت سے پہلے جو مصائب تکالیف اور تشدد از دست یہود وغیرہ اسکو پہنچ رہی تھیں یا پہونچنے والی تھیں ان کے برداشت کرنے کے واسطے دعا مانگی تھی اور چونکہ اسکو قوت برداشت وتحمل دیئے جانیکی مل گئی اسلیے وہ دعا قبول ہوگئی اس بیان احمد مسیح سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ جو دعا اس نے مانگی تھی وہ قبول ہوگئی۔ اب اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ وہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا جس کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی تو احمد مسیح کو لامحالہ یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ قبول ہوگئی کیونکہ قبولیت دعا سے انکو انکار نہیں ہے اور نہ دعا مانگنے سے انکار ہے اور نہ پیالہ ٹلنے کی دعا سے انکار ہے۔ صرف تعیین پیالہ میں لیت و لعل ہے۔ اب میں اس کے ثابت کرکے دکھلانے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا نہ کہ جیسا احمد مسیح کہتا ہے کہ دکھ درد مصیبت جانکنی وغیرہ کا پیالہ۔ انجیل متی کی تفسیر مصنفہ پادری آر کلارک اور پادری عماد الدین مطبوعہ سنہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۴۷۱ پر اس پیالہ کو موت کا پیالہ لکھا ہے۔ چنانچہ عبارت یہ ہے۔ "اے میرے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جاوے" یعنی یہ کام جس کے پورا کرنے کو میں آیا ہوں اگر کسی دوسرے طور سے ہوسکے تو مجھ سے گذر جاوے یعنی ایسی سخت موت کا پیالہ [illegible] انتہی بلفظہ بقدر الحاجۃ۔

اب احمد مسیح بتلائیں کہ آپ نے جو پیالہ معین فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا ارتھر کلارک اور پادری عماد الدین نے جو معین کیا ہے یعنی موت کا پیالہ وہ درست ہے۔

دوسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا یہ ہے انجیل مرقس ۱۴ باب ۳۵ کہ اگر ہوسکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے انتہی بقدر ضرورۃ۔

کیا اس گھڑی سے مراد صلیبی موت کی گھڑی نہیں ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آج یہ گھڑی ٹال دے پھر کسی دوسرے موقعہ پر اس گھڑی کو لے آنا۔ ضرور ماننا پڑے گا کہ گھڑی سے مراد سوا صلیبی موت کے پیش آنے والی گھڑی کے اور کوئی مراد نہیں ہوسکتی۔

تیسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا۔ عبرانیوں ۵ باب میں لکھا ہے کہ مسیح نے اس سے دعائیں مانگیں جو انکو موت سے بچانے پر قادر تھا۔ یہ جملہ خود ہی مؤید ہے اس امر کا کہ بیشک صلیبی موت سے بچنے کے واسطے اس قادر توانا سے دعا مانگی تھی جو انکو صلیبی موت سے بچا سکتا تھا۔ ورنہ اس قدرت قادر کا دعا کی قبولیت کے بارہ میں ذکر بیمحل ہے اگر محض مصیبتوں کی برداشت کے لیے بقول حافظ صاحب دعا تھی تو یہ کہنا مناسب تھا کہ اس خدا سے دعا مانگی جو اسکو مصیبتوں کی برداشت کی قوت عطا کرنے پر قادر تھا۔ یا جو توفیق صبر عطا فرما سکتا تھا نہ یہ کہ جو مسیح کو موت سے چھڑانے پر قادر تھا۔ اس جملہ نے تعیین کر دیا کہ وہ موت صلیبی سے بچنے کے واسطے دعا کرتا تھا اس خدا سے جو اسکو موت سے بچانے پر قادر تھا۔ اسپر احمد مسیح کو خصوصاً اور سامعین کو عموماً غور کرنا چاہیئے کہ کیسا صاف اقرار موجود ہے کہ جو اسکو (یعنی مسیح کو) موت سے صلیب کی لعنت سے چھڑانے پر قادر تھا اس سے مسیح نے اس موت سے بچنے کے لئے لعنتی پیالہ موت کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی اس کے بعد احمد مسیح نے دوسرے طور پر تحریف کرکے پیالہ سے مراد یہ بیان کی کہ وہ ساعت مسیح چونکہ باپ کے ساتھ عہد کرآیا تھا کہ میں تمام جہان کے گناہ خود اٹھاؤں گا اور رب کی لعنت اپنے اوپر لیکر کفارہ جہان والوں کا ہوجاؤں گا اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں خوف اور دہشت صلیب کی بوجہ گناہوں کی سخت گرانباری سے میری جان صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی نہ نکل جاوے اور غرض میرے آنے کی جو کفارہ گناہوں کا ہے وہ پوری نہ ہو [illegible] دعا مانگی کہ اے باپ اس جانکنی اور خوف [illegible] سے مجھے بچا اور یہ دہشت کا غلبہ اور گناہوں کا بوجھ میری جان پر پڑا ہے اسکو ٹالدے ایسا نہ ہو کہ صلیب کی لعنت سے جو میرا اصلی فرض ہے میں بچکر صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی مر جاؤں اور کفارہ برباد ہوجاوے پس خدا نے اسکو تمام تکلیفوں سے بذریعہ استقلال بچا کر صلیب پر موت دی یہی تو دعا تھی۔ یہ تقریر احمد مسیح کی سنکر جسقدر سامعین کی طرف سے قہقہہ لگا وہ دیکھنے کے قابل تھا جس سے احمد مسیح ندامت کے مارے غرق غرق ہوگیا اس کے جواب میں نیاز مند نے اول یہ نظم پڑھی جو اس [illegible] کے واسطے مناسب تھی

ابھی سے تار آہوں کا ابھی سے شغل نالوں کا
تماشا دیکھتے جاؤ ذرا تم اس کی چالوں کا
یہ مانا تم بڑے واعظ ہو اور حافظ بیاں بھی ہو
جواب آسان نہیں حافظ مرے سوالوں کا
ترے اس وعظ گوئی کی یہ ادنیٰ بات ہے واعظ
کہ ہر ہر بات پر ایک قہقہہ ہے دلی والوں کا
کسی کے کہنے سننے پر یہ اترانا نہیں اچھا
ذرا سوچو بگڑتا کیا ہے کہنے سننے والوں کا

+ چند دیندار مسلمان احمد مسیح کو ڈھارس بندھا کر اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف کہتا رہے اور لوگوں کو عاجز (قاسم علی) کے برخلاف بھڑکا کر کچھ کامیابی حاصل کرے مگر خدا تعالیٰ کی شان احمد مسیح تمام زور لگا چکا ہے ایک چال [illegible]

مصیبت جسقدر آئی تمھاری جان پر آئی
نہ بگڑا کہنے والوں کا نہ بگڑا سننے والوں کا
یہ عیسائی تو کوسوں بھاگتے ہیں نفس مطلب سے
بہت مشکل ہے صاحب رام کرنا ان نفر الوں کا

اور پھر یہ جواب دیا۔ کہ اس تقریر کے باطل ہونے پر یہی تقریر دلیل البطلان ہے کیونکہ پیالہ جس کے ٹلنے کے واسطے مسیح نے دعا کی وہ ایک چیز ہے ممکن نہیں کہ جو آپ شتاب جان چھڑانے کے واسطے یاد آجاوے وہی پیالہ کی مراد اور مطلب سمجھ لیجاوے جبکہ میری مندرجہ بالا دلائل کو جو پیالہ کی تعیین میں مینے کلارک صاحب اور عمادالدین اور مرقس و عبرانیوں سے بیان کی ہیں احمد مسیح نہ توڑ سکے نہ اُس کے ساتھ کسی طریق سے معارضہ پیش کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی پہلی بات کو چھوڑ کر ایک دوسری بات ایجاد بندہ بیان کردی تو معلوم ہوگیا کہ میرا دعویٰ یعنی پیالہ سے مراد صلیبی موت کا پیالہ تھا ثابت رہا اور ان کی تقریر بالکل لغو ورنہ احمد مسیح اقرار کریں کہ وہ دس پانچ پیالے تھے جنکے ٹلنے کے لیے درخواست تھی اُنہی سے ایک یہ پیالہ تھا جو مینے تعریف نمبر ۲ میں بیان کیا۔ مگر وہ ہرگز نہیں کرسکتے (ورنہ میرے تعیّن کو اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ عجیب نغز گوئی ہے کہ پہلے اُس پیالہ کو جان کنی اور مصائب کا پیالہ قرار دیا جب اسکی تردید انجیل کی کتب سے ہوگئی اور ساتھ ہی یہ ثابت کردیا گیا کہ وہ پیالہ صلیبی موت کا پیالہ تھا تو پھر آپ نے بجائے اسکے کہ میری دلائل کو توڑ کر دکھلاتے اور اپنے دعویٰ کو کہ وہ پیالہ مصائب اور جانکنی کا پیالہ تھا براہین معقول و منقول ثابت کرتے آپ نے دم بخود ہوکر اپنا پہلا دعویٰ تو چھوڑ دیا جو صریح اسبات کی دلیل ہے کہ میری پیش کردہ دلائل سے وہ باطل ہوگیا تھا مگر حق کے قبول کی توفیق نہ پاکر بغیر جواب میری دلائل کے اور ایک دعویٰ کردیا کہ وہ پیالہ در اصل خوف اور دہشت سے مرجانے کا تھا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیبی لعنتی موت پانے کے میں پہلے ہی مرجاؤں۔ جیسا کہ پہلا دعویٰ غلط تھا ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس کی ضرورت نہ تھی کہ میں اسپر تقریر کرتا کیونکہ سامعین کا قہقہہ اور شیخ صاحب کا اُسپر نادم اور پشیمان ہونا اور پہلے دعوے کو چھوڑ دینا ہی اسکے باطل ہونے کے واسطے کافی تھا مگر تاہم میں تا بخانہ پہونچانے کو بھی طیار ہوں۔ سُنیئے آپ کا یہ دعویٰ اسلیے بھی غلط ہے کہ اول تو وہی پچھلی دلیلیں جو مینے اوپر ذکر کی ہیں اس کی تردید کر رہی ہیں دوم اگر یقین ہوجاتا

ہے کہ وہ صلیبی موت کا پیالہ تھا پھر یہ دعویٰ آپ نے کہاں سے کرمارا اسکا ثبوت عقلی یا نقلی آپ کے پاس کیا ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ پیالہ سے مراد وہ غلبۂ دہشت تھا جو صلیبی موت سے پہلے مارے ڈالتا تھا۔ کیا کسی آپکے مونہہ نے لکھا ہے یا کسی اور فرقہ عیسائی نے یہ مانا ہوا ہے آخر اس کے منوانے کے لیے کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں افسوس ہے کہ ہر بات احمد مسیح کی محض دفع الوقتی کے طور پر ہوتی ہے اور نتیجہ اُسکا صفر۔ دیکھو آپ کے برادر اکبر اور پولوس کے برادر اصغر اکبر مسیح نے رسالہ ضربت عیسوی کے صفحہ ۱۴۰ پر اس دعا کا لا یعنی جواب دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "مسیح نے موت کی سختی سے اور جسمانی عذاب کی تلخی سے دعا کی تھی" اب فرمائیے کہاں آپکا بیان کہ صلیبی موت سے پہلے ہی جان نہ نکل جاے مارے خوف کے یہ دعا تھی اور کجا اکبر مسیح کا کہنا جس کے بھروسہ پر آپ بول رہے ہیں کہ "موت کی سختی اور جسمانی عذاب کی تلخی سے امان مانگی تھی" مسٹر پارٹن صاحب فیصلہ کریں اس امر کا کہ ماریٹن کلارک اور عمادالدین تو اسکو موت کا پیالہ قرار دیتے ہیں۔ اکبر مسیح "جسمانی عذاب سے اور موت کی سختی سے بچنے کے واسطے دعا تھی" بیان کرتا ہے احمد مسیح کہتا ہے "کہ مسیح کو بوجہ سخت شدت بار گناہوں کی جان کنی تھی اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس خوف سے ہی جان نہ نکل جاے اور صلیب پر معراج پانا نصیب ہی نہ ہو اسلیے دعا کی تھی کہ معراج صلیبی نصیب ہووے پہلے ہی خوف معراج سے دم نہ نکل جاوے" ان میں کس کا بیان سچا انجیل و عقل و واقعات کے مطابق ہے اور کون ان میں جھوٹھا ہے۔ مگر پارٹن صاحب کو آپ جانتے ہیں کہ کس دل و دماغ کے مشنری ہیں کہ سوائے گھنٹی بجانے کے اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ وہ چُپ رہے۔ احمد مسیح نے پھر اس لغو تقریر کو چھوڑ کر ایک تیسری بات پیش کی جو ان ہر دو سے بڑھ چڑھ کر تھی وہ یہ کہ مسیح نے پیالہ ٹالنے کی ہی دعا نہیں کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ ٹل جاے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ یعنی جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے وہی پوری ہونی چاہیے۔ پس باپ کی مرضی یہی تھی کہ وہ جہان کے واسطے کفارہ ہوکر صلیب پر لعنت اُٹھا کر جان دے باپ نے اسکو اطلاع دیدی کہ میری یہی مرضی ہے اسلیے مسیح صلیب پر خوشی سے لٹک کر مرگیا اور باپ کی مرضی کا معلوم ہو جانا اور اُس کی مرضی کے موافق بیٹے کا مرنا ہی قبولیت دعا تھی کہ صلیب سے بچایا جانا۔ اسکے جواب میں

مندرجہ ذیل نظم مینے پڑھی۔ غزل

اے منکر و خدا کے غضب سے ڈرو ذرا
دل میں تمھارے کچھ بھی جو خوف الٰہ ہے
انکار کیجیے باتوں سے اللہ کی سینہ ماہ
ایسے عمل سے آپ کے سو سو بینا وا ہے
سچے نبی کو لعنتی مصلوب تم کہو
بتلاؤ اس سے بڑھ کے بھی کوئی گناہ ہے
حق نے بچا لیا اُسے قتل صلیب سے
دی وقت اُسکو داخل جنت وہ شاہ ہے
انکار سے تمھارے بگڑتا ہے میرا کیا
میری طرف خدا کی کرم کی نگاہ ہے
گر آرزو ہے دل میں کہ اصلاح عام ہو
کچھ کر دکھائیے کہ یہ وقت رفاہ ہے
جو کچھ کیا ہے مینے وہ مجھ سے نہ پوچھیے
میرے کیے کا سارا یہ مجمع گواہ ہے
تم سے نہ کچھ بنے تو پکارو مسیح کو
وقت مدد ہے آج یہ ہنگامہ گاہ ہے
اب تو بنی نہیں ہیں وہ ہیں آپ ہی خدا
حسن کی ہر ایک بات پہ یاں واہ واہ ہے

بعد اس کے مینے یہ جواب دیا کہ مسیح نے باپ کی مرضی دریافت کرنے کے واسطے اگر دعا مانگی تو یہ بالکل انجیل کے اور تمھارے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ بیٹا ازل سے ہی خودکشی کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھا اور اسکو بموجب انجیل یہ معلوم تھا کہ میں دشمنوں کے حوالہ کیا جاؤں گا وہ مجھکو قتل کرینگے اور میں پھر تیسرے دن جی اُٹھوں گا باوجود اس امر کے معلوم ہونے کے پھر مرضی کا معلوم کرنا چہ معنی دارد +

دوم ماریٹن کلارک اور عمادالدین انجیل متی کی آیت ۳۹ باب ۲۶ کی تفسیر میں صفحہ ۱۷۴ پر یہ لکھتے ہیں "وہ مرنے کو آیا تھا اور اُس نے اپنے باپ سے عہد باندھا تھا" (بقدر حاجت) پھر آج مرضی معلوم کرنے بیٹھا تھا یہ بالکل خلاف انجیل اور مسلمات عیسائیوں کے ہے۔ اُسکو تو بقول آپکے پہلے ہی سے باپ کی مرضی معلوم تھی کہ ایسا ظالم باپ بغیر مارے نہیں چھوڑے گا۔

سوم یہ دعا اُسکو یوں مانگنی چاہیے تھی کہ اے باپ مجھے تیری مرضی معلوم نہیں کہ صلیب کی موت میرے واسطے مقدر ہے یا کیا پس مجھے اپنی مرضی سے اطلاع بخش۔ نہ یہ کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے اور یہ گھڑی ٹلجاے۔

چہارم یہ دعویٰ بھی آپ کا ماریٹن کلارک اور عمادالدین اور اکبر مسیح کے خلاف ہے پس یا تم جھوٹھے یا وہ سب جھوٹھے۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور آیندہ بدھ کو جواب دینے کا وعدہ کیا جسکو ذیل میں درج کرتا ہوں +

یہ جلسہ پانچواں جلسہ ہے جو ۲۸ر مارچ ۱۹۰۶ء کو بروز بدھ ۵ بجے شام کے بکرسٹہ ہال میں ہوا تھا۔ اس روز جو ہجوم لوگوں کا تھا وہ قابل دید ہی تھا آریہ مسلمان ہندو و مولوی عبد المجید مولوی محمد حسین کوٹلے والے طلبا مدرسہ طبیہ و دیگر مدارس عربی و اہلکاران ضلع و طلبا انگریزی سکول اور عوام و خواص مگر تعلیم یافتہ گروہ وغیرہ کا مجمع کثیر تھا یہانتک کہ کوئی جگہ نہ بیٹھنے کے واسطے نہ کھڑے ہونے کی ہال میں باقی رہی تھی ناچار لوگ سڑک پر جمع ہوکر کھڑے ہوگئے تھے۔ اب احمد مسیح نے سب سے پہلے یہ تقریر بیان کی۔ کہ صاحبو پانچ ہفتہ سے یہ مباحثہ درمیان میرے اور سید صاحب کے جاری ہے مینے یہ دعوی کیا تھا کہ مسیح مصلوب ہوا اور صلیب پر ہی مرگیا اور اُسکا صلیب پر مرنا عیسائی مذہب کا بنیادی مسئلہ ہے تمام عمارت مذہب عیسائی کی اسی پر کھڑی ہے اگر یہ بنیاد اس کی ایسی کمزور ہوتی تو یہ عمارت آجتک نہ قائم رہتی۔ یہ سچ ہے کہ اگر مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا ثابت ہوجاوے تو مسیحی مذہب کا مرجانا بلا دلیل و بحث ثابت ہوجاوے گا۔ اسلیے جسقدر ثبوت مسیح کے صلیب پر مرجانے کے ہیں اسقدر ثبوت کسی دوسرے مذہب میں کسی اصول کی بابت موجود نہیں ہیں سب سے بڑا ثبوت صلیبی موت کا یہودیوں کی جو دشمنان مسیح سے تھے گواہی ہے دوسری گواہی پیلاطوس گورنر کی ہے تیسری گواہی صلیب دینے والوں کی ہے چوتھی گواہی آج تک کے دیندار عیسائیوں کی ہے پانچویں گواہی مسلمانوں کی ہے کہ تمام مسلمان بھی آج تک مانتے آے ہیں کہ ایک شخص شبیہ عیسیٰ صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ صلیب پر مارا گیا مسیح کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ چونکہ قاسم علی صاحب صلیب پر مسیح کو ہی چڑھایا جانا مانتے ہیں اس لیے انپر یہ حجت ہے کہ جو صلیب پر چڑھا تھا وہ مارا گیا تھا مسلمان اُسکو شبیہ کہیں یا کچھ مگر اُسکے مارے جانیکے اقراری ہیں اور آپ اُس کو شبیہ نہیں کہتے اصل مسیح کو ہی صلیب پر چڑھاے جانیکے اقراری ہیں اس لیے اُسکا مرنا ضرور ثابت ہوگیا لہذا یہ پانچویں گواہی بھی ایک زبردست دلیل موت صلیبی کے واسطے ہوگئی۔ لعنت سے بچانیکے واسطے موت صلیبی سے انکار کیا جاتا ہے مگر انکار موت سے لعنت سے مسیح نہیں بچایا جاسکتا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا جبکہ مسلّم ہے تو بموجب اس آیۃ کے وہ لعنتی تو

ہوگیا اب موت کے بچنے کے دلائل ڈھونڈنا لاحاصل ہے اگر وہ زندہ بھی اُترآ دے تو تب بھی لعنتی تو ہو چکا۔

... وہ زندہ تھا مگر سب کو وہ مردہ نظر آیا تو اس مقتیہ زندگی کا ثبوت خدا نے کچھ نہیں بتلایا مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کرلیا مردہ ہی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ آج تیرہ سو برس کے بعد ... میں اور دو ہزار برس بعد مسیح سے مرزا صاحب کو خلاف توریت خلاف انجیل خلاف یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے خلاف قرآن شریف کے یہ الہام ہوا کہ وہ مردہ سا تھا کالمقتول تھا اس بیان و الہام مرزا صاحب کو نہ عیسائی قبول کرسکتے ہیں نہ یہودی نہ مسلمان۔ سید صاحب نے جو مسیح کے دعا مانگنے کو دلیل حیات مسیح قرار دیا ہے بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا انبیاء کے واسطے لازمی نہیں ہے بہت سی دعائیں آنحضرت صلعم کی بھی قبول نہیں ہوئیں تو مسیح کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔

پس دعا کے قبول ہونیکا بھی بیان کسی انجیل میں نہیں ہے بلکہ عبرانیوں ۵ باب ۷ میں صرف یہ لکھا ہے کہ وہ دعا اُس کی سُنی گئی جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب ہم کوئی دعا کرتے ہیں خدا فوراً سُن لیتا ہے جب ہم کلام کرتے ہیں خدا اُسی وقت اُسکو سُن لیتا ہے۔ پس ادھر مسیح نے دعا مانگی ادھر خدا نے سُن لی یہ نہیں کہ قبول کرلی۔ سُن لینا اور قبول کرلینا برابر نہیں ہے۔ انتہیٰ کلامہ

میرا جواب

اول میں نے مندرجہ ذیل نظم پڑھی۔ وہ یہ ہے

پھر آج حافظ کو لایا مقدّر
تنزل کا، سکے چڑھا سر پہ چکّر
بہت سوچ کرتے تھے آٹھ دنیں
گرے مُنہ کے بل آتے ہی کھا کے ٹھوکر
گئے دن جو اوروں کو للکارتے تھے
مرے سامنے کانپتے اب ہیں تھر تھر
طبیعت بھی کچھ ان کی گھبرا گئی ہے
مزاجوں میں بھی آگیا ہے تکدّر
بھگا دُوں گا یوں آج احمد مسیح کو
اُڑا کر ہوا جیسے لے جائے مچھر
وہ دل مضمحل جس کو سینہ میں اپنے
لیے بیٹھے ہیں یہ بزرگ معمّر
ہلا ڈالی ہے جسنے بنیاد اُس کی
عجب کشمکش میں ہیں مجبور مضطر
اب ان کی خزاں کے وہ دن آگئے ہیں
جو اس باغ کے ہونے تھے مقدّر
تم احمد مسیح اپنی ہمت نہ ہارو
ذرا دل کو مضبوط رکھو برادر
جو تم کو حمیت ذرا چھو گئی ہے
اگر تم پہ چلتا ہے غیرت کا منتر
تو اپنی بریت کی کچھ راہ سوچو
اب اکبر مسیح کو بلاؤ یہاں پر
اُسے سامنے کر کے حلقے قدر طاقت
لگاؤ بہت زور پھر دونوں ملکر
مگر جان لو یہ نہ کچھ کر سکو گے
نہ موت صلیبی کا اُٹھے گا چھپّر
وہ پتھر کہ تھی جس پہ بنیاد مذہب
اُسے توڑ پھینکا ہے احمدؑ نے باہر
سنبھل جاؤ مذہب کی چھت اب گرگئی
نہ دب کر نکل جائے سب کا کچومر

بعد ازیں یہ تقریر شروع کی۔ آج کا جلسہ احمد مسیح نے میری دلیل دعاء مسیح کے جواب دینے کے لیے مقرر کیا تھا بوجہ گذشتہ کے جلسہ میں چونکہ بار بار مذہبین کی طرح اناپ شناپ دعویٰ کرتے رہے جنکا جواب معقول ہونے کی وجہ سے اُنکو تسلیم کرنا پڑا یعنی ایک دعوی کو چھوڑکر دوسرے کو لیا اسکی تردید کردی تو تیسرے کو لیا اُسکی تردید بھی ہو چکی تھی اس جلسہ کا بقیہ جواب کا وعدہ کیا تھا جس سے مجھے ایک گونہ خوشی تھی کہ ہفتہ بھر تک یہ نہایت کوشش اور جانکاہی سے ضرور کوئی حقانی بات بیان کرینگے اور سامعین کی سمع خراشی اور تضیع اوقات سے باز رہینگے مگر افسوس کہ کولہو کے بیل کیطرح اُسی چکر میں باوجود ملنے مہلت کافی کے پڑے رہے آج آپ نے پھر ایک دو سے گنتی شروع کردی جسکو میں پچھلے دو جلسوں میں بڑی وضاحت سے باطل کرچکا تھا۔ چونکہ دلیلیں پرانی ہیں مگر اُن پر قلعی کرکے پیش کیے جانے سے حافظ احمد مسیح نئی جان بیٹھی ہیں اس لیے میں بھی اس ملمع کی قلعی کھول دیتا ہوں۔ ذرا متوجہ ہوکر سامعین سنیں۔ آپ کی پہلی دلیل صلیبی موت کی یہ ہے کہ اس پر عیسائی مذہب کی عمارت کھڑی ہے اگر یہ کمزور ہوتی تو عمارت کبھی کی گرجاتی۔ اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ بودا ہوتا تو اتنی مدت تک کبھی نہ ٹھہرتا اس قدر زمانہ دراز تک اس کا قائم رہنا اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی غلطی کا مدت تک قائم رہنا اسکے صداقت کی دلیل ہوجاتی ہے تو اول آپ کو مسیح کی صداقت سے دست بردار ہونا چاہیے کیونکہ عیسائیوں سے بھی پہلے تمام یہود بنی اسرائیل مسیح کو اپنا بادشاہ داؤدی تخت پر جلوہ فرمانے والا انکو لاانال کرنے والا غلامی سے چھڑانے والا سلطنت دلانے والا مانتے تھے اور اس عقیدہ کو وہ موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آجتک برابر اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں اسکا ثبوت ۹ تفسیر انجیل متی مصنفہ کلارک و عماد الدین صفحہ ۱۵ باب ۲ آیت ۱ میں ہے وہ یہودیوں کو اپنے بادشاہ کی سخت انتظاری تھی اور غیر قوموں میں بھی اس کا چرچا اور اشتیاق تھا کہ کوئی بادشاہ دنیا میں آنیوالا ہے انتہی فقط۔

رسالہ ترقی اکتوبر ۱۹۰۵ء جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو مسیح کی مسیحائی کا ایک ہی تصور تھا کہ وہ قیصر روم وغیرہ سے تاج و تخت چھین لے اور بادشاہ بن بیٹھے اسپر مسیح نے اُنکو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تاکہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے روٹیوں کے انبار اور دودھ کی نہریں تمہارے لیے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی ہے۔ اسپر اُسکے شاگرد دوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اسکے بعد اُسکے ساتھ نہ رہے۔ انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ

اب فرمایئے مسیح کی صداقت کا بنیادی پتھر یہود کے اعتقاد کی بموجب اُسکی حکومت و سلطنت ظاہری ہے جبکہ وہ حاصل نہیں ہوئی تو صداقت بزعم یہود باطل ہوگئی۔ کیا بقول آپ کے یہ قاعدہ یہاں جاری نہیں ہوسکتا کہ اگر مسیح صادق ہوتا تو ضرور حاکم ہوتا کیونکہ تمام یہود کے خیال میں اُسکی صداقت کا بنیادی پتھر اُس کی ظاہری سلطنت تھی اور اگر یہ خیال ایسا بودا ہوتا تو تمام یہود اس قدر عرصہ تک جسکو تین ہزار سال سے زیادہ گذر گیا ہے اپنے عقیدہ کی بنیاد ایسے کمزور پتھر پر کیوں رکھتے اگر یہ بنیاد یہودیوں کی ایسی کمزور ہوتی تو آجتک کبھی قائم نہ رہتی۔

دوم۔ آریہ صاحبان کو لو جو اپنا مذہب سارے جہان سے پہلے کا مانتے ہیں اور روح و مادہ و پرمیشر تینوں کو خدا مانتے چلے آتے ہیں اور تناسخ یہی اُن کے مذہب کی بنیاد ہے اگر یہ بنیاد ایسی کمزور ہوتی تو آج تک یہ عمارت ہرگز قائم نہ رہتی۔

سوم مسلمانوں کو دیکھو وہ مسیح کو ایک بشر رسول نبی اللہ مانتے ہیں اگر یہ بنیاد اُن کے عقیدہ کی ایسی کمزور ہوتی تو ابتک ہرگز قائم نہ رہتی۔ علی ہذا القیاس بیسیوں مثالیں پیش ہوسکتی ہیں۔ اپنا کلیہ آپ جاری کرکے اول دم نقد مسیح کو جھوٹا مان لیجیے ورنہ جو جواب آپ ان امور کا دینگے وہی آپ اس اپنے کلیہ کا سمجھ لیجیے۔

چہارم یہود زمانہ دراز سے آجتک یہی مانتے ہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آسمان سے آکر اسکے لیے راستہ درست کریگا اور ایسا ہی ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ مگر مسیح نے آکر یہ فیصلہ کردیا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اور وہ یحییٰ بن زکریا ہے۔ کہا یہ تسلی بخش کلام یہود کے لیے موجب تسلی ہوسکتا تھا ہرگز نہیں۔ آپکے قاعدہ مقررہ اور دلیل کو یہاں چسپاں کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنی اگر یہ عقیدہ یہود کا جو ملاکی نبی سے بعبارۃ النص ظاہر تھا جسپر مسیح کی صداقت و تسلیم کی بنیاد تھی اگر ایسا ہی کمزور ہوتا تو یہود کے مذہب کی تمام عمارت گرجاتی اور ابتک قائم نہ رہتی۔ کیونکہ مسیح کے سچا ماننے کا بنیادی پتھر الیاس کا آسمان سے آنا تھا اگر یہ بنیاد کمزور ہوتی تو آجتک کیوں قائم رہتی۔ افسوس کہ آپ نے ایسا کلیہ قائم کردیا جس سے عیسائی مذہب بیخ و بُن سے اکھڑ جاتا ہے۔ سوچو غور کرو۔ آپکا یہ فرمانا کہ جیسے ثبوت مسیح کی صلیبی موت کے موجود ہیں ایسے ثبوت کسی مذہب میں کسی اصول کے واسطے موجود نہیں ہیں۔ محض ایک کلام ہے جو عوام کالانعام کی طرح آپکی زبان سے سرزد ہوگیا ہے ورنہ بیان تو کرو، وہ کون سے ثبوت صلیبی موت کے نادر اور لاثانی آپکے پاس ہیں سوائے یہود کی گواہی اور عیسائیوں کی گواہی اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کی گواہی کے جو بالکل غلط اور بے سود محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا ابھی میں ایسا جواب سناؤں گا کہ آپ پھر اس گواہی اور ان شاہدوں کا نام لینا بھی بھول جاوینگے۔ اور کسی مذہب کا تو میں مدعی نہیں البتہ قرآن اور اسلام کا میں دعویدار ہوں اسلام کے اصول مثلاً توحید۔ رسالت۔ قیامت۔ ملائکہ۔ بعث بعد الموت وغیرہ ہیں ان کا ثبوت جس قدر اور جس جس طریق سے آسمانی کامل کتاب قرآن مجید نے دیا ہے جو میں دعویٰ نہ ہر ایک مذہب کا مقابلہ میں ایسا پیش کرسکتا ہوں کہ جس سے زائد اور بڑھ کر دنیا کی کوئی کتاب یا کوئی مذہب نہیں بیان کرسکتا آپ اسطریق سے بلکہ حصہ بھی مسیح کی الوہیت۔ ابنیت۔ رسالت۔ صداقت کفارہ۔ صلیبی موت کا انجیل سے اگر بیان کریں تو آپکی راستبازی اور انجیل کا خوشہ چیں الہام آسمانی ہونے کا ثبوت مل سکتا ہے۔

ورنہ محض زبانی لاف و گزاف اور چیز ہیں صاحب کے غور کرنے کو یہ یاوہ گوئی ہے۔ اے حافظ احمد مسیح کیوں ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہو جنکو ثابت نہیں کر سکتے۔ اب آپ اپنے گواہوں اور انکی گواہی کی حقیقت سُن لیجیے۔

اوّل۔ اگر یہ واقعہ قتل صلیبی ان شہادتوں سے تسلیم کیا جانا لازمی ہے تو سُن رکھیے کہ یہودیوں کی اول تو کوئی گواہی انجیل میں درج نہیں ہے کہ انھوں نے مسیح کو صلیب پر مردہ اُترا ہوا پایا تھا نہ یہودی صلیب سے اُتارتے جاتے وقت صلیب کے پاس موجود تھے نہ کسی نے چشم دید گواہی دی کہ وہ مر گیا یا نہیں اور گواہی چشم دید جسکو عینی شہادت کہتے ہیں نہ یہودیوں کی ہے نہ عیسائیوں کی ہے نہ پلاطوس کی ہے نہ مسلمانوں کی ہے جنکو آپنے اپنے زعم میں پیش کیا از روے مناط فوجداری و قانون شہادت ہند مروجہ عدالت ہاے سرکاری کوئی جج ان شہادتوں کو خاصکر قتل جیسے مقدمہ میں سماعی سمجھکر ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ ورنہ آپ ان کا بیان چشم دید جو عین الیقین کی حد کا ہو انجیل سے دکھلایئے

دوم۔ از روے قانون شہادت دشمن کی گواہی جس میں دشمن کی اغراض وابستہ ہوں اور جسپر گواہی دیجاتی ہے اُسکی تخریب اور ذلت منظور ہو باوجود اقرار دشمنی کے ہرگز قبول نہیں ہوگی اسکی نظیر میں آپ مارٹین والا مقدمہ دیکھیے جو اُس نے قتل کا حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گورداسپور میں دائر کر دیا تھا اور مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اُسکو خارج کر کے مسیح موعود کو بری کر دیا تھا اور یہ مقدمہ مسیح موسوی کے مقدمہ صلیب کے ہمشکل تھا اُسمیں [illegible] کے عدالت میں کا ہنوں نے گواہی [illegible] بغاوت وغیرہ کے دھمکی سنا کر حکم مصلوب [illegible] حاصل کر لیا تھا حالانکہ پلاطوس در پردہ مسیح کو بچانے کا ساعی تھا اور بظاہر بھی اُس نے مقدم بھی اُسکی چھوڑنے کے واسطے بار بار کی مگر فریسی اور فقیہ بگڑے ہوے نہ مانتے تھے ہر لی اُس نے ایسے طریق سے مسیح کو صلیب پر لٹکوا دیا کہ جان سے مارا نہ جاے اور یہودیوں سے بھی [illegible] چونکہ وہ بوجہ کمزوری سلطنت کے اپنی بزدلی سے [illegible] مسیح کو نہ چھوڑ سکا در پردہ اسکو بچایا (جیسا کہ [illegible] دلائل میں مفصل اسپر بحث کر کے ثابت کرونگا) [illegible] مجھے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ دشمن کی گواہی [illegible] دشمنی کے عقلاً و قانوناً قابل پذیرائی نہیں [illegible] گر مسٹر ڈگلس صاحب جیسے بیدار مغز حاکم نے علانیہ فریسی اور فقیہوں اپنے زمانہ کے شکایات کے [illegible] مسیح محمدی کو بری کیا اور صاف بچا لیا۔ مسیح موسوی [illegible] چونکہ ایک کمزور سلطنت [illegible]

اس لیے اُسکو صلیب کی تکلیف جسمانی تھوڑی دیر تک ضرور اُٹھانی پڑی مگر خوب ہو لنے سے خدا نے اُسکو بچا لیا۔ اور مسیح محمدی چونکہ تمام انسانی مخلوق موجودہ [illegible] بانہ مقرر کیا تھا خدا نے اُسکو صلیب کی جسمانی [illegible] سے بھی بچایا جسقدر اُنکے [illegible] [illegible] اُسی قدر [illegible] فان خدا نے قدرتی کر دیا انکی حیثیت [illegible] کے لحاظ سے اُسکی جان تو صلیب سے اسی قدر دُکھ اُٹھا کر بچائی گئی مسیح محمدی کی [illegible] بغیر [illegible] اُٹھانے جانیکے بچائی گئی بوجہ عزت [illegible] غرض اس مقدمہ قتل میں مولوی محمد حسین بٹالوی برخلاف مسیح محمدی علیہما السلام ڈگلس صاحب بہادر کی عدالت میں شہادۃ دینے کو آیا ہنوز شہادۃ ختم نہ ہوئی تھی کہ صاحب موصوف نے اُس کی شہادۃ [illegible] کر دی کہ اس گواہ کو ملزم سے سخت عداوت ہے اسلیے یہ شہادۃ قابل سماعت اور پذیرائی نہیں ہے جو [illegible] دیکھنا چاہیے وہ کتاب البریۃ جس میں اس مقدمہ کی [illegible] و کمال نقل چھاپی گئی ہے اس عاجز سے لیکر دیکھ سکتا ہے پس یہودیوں کی شہادت بوجہ عداوت و بغض کے کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ اور نہ عینی شہادۃ ہے۔ اور نہ حلفیہ بیان ہے۔

سوم دوسری گواہی پلاطوس گورنر کی ہے۔ اس کو گواہی قرار دینا اکبر مسیح جیسے روشن دماغ اور احمد مسیح جیسے واعظ انجیل کا ہی کام ہے۔ اشتباہ موت کو اقرار موت سمجھنا اور اُسپر بنیاد مذہب قائم کرنا اپنی تمام بنیاد کو مشتبہ کرنا ہے۔ اول میں حاضرین کی رو برو وہ گواہی گورنر صاحب کی پیش کرتا ہوں اصل انجیل سے پھر حافظ صاحب سے دریافت کروں گا کہ وہ کونسا لفظ ہے جس سے صلیبی موت پر گورنری گواہی گذر گئی۔ انجیل مرقس باب ۱۵۔ آیت ۴۳ سے دیکھو۔ یوسف نے جو مسیح کا شاگرد تھا جا کر پلاطوس سے یسوع کی لاش مانگی۔ اور پلاطوس نے متعجب ہو کر شبہ کیا کہ وہ ایسے جلد مر گیا۔ اور صوبہ دار کو بلا کر اُس سے پوچھا کیا دیر ہوئی کہ وہ مر گیا۔ اور جب صوبہ دار سے ایسا معلوم کیا تھا تو لاش یوسف کو دلا دی۔ انتہی [illegible] انجیل مطبوعہ سنہ ۱۹[illegible]

حضرات دیکھی۔ آپنے گورنری گواہی سُن لی۔ اس [illegible] پر صلیبی موت کی ڈگری احمد مسیح کو مل سکتی ہے اب احمد مسیح صاحب فرما دیں کہ پلاطوس نے خود تعجب [illegible] شبہ کیا کہ برخلاف واقعات مسیح ایسے جلدی مر گیا۔ کیا وہ اس موت پر شبہ اور تعجب کرتا ہے یا گواہی دیتا ہے کہ بیشک و شبہ وہ ضرور مر گیا حضرت من یہ گواہی مرگ نہیں ہے بلکہ از روے قانون [illegible] شہادۃ [illegible] جسکو گواہی [illegible]

کیونکہ پلاطوس کو خوب معلوم تھا کہ ایسی جلدی کوئی صلیب پر نہیں مرا کرتا اور نہ دونوں چور جو اُسکے ساتھ صلیب دیے گئے تھے صلیب پر مرچکے تھے جبھی تو انکی ٹانگیں توڑی گئیں۔ مگر مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑیں۔ حالانکہ یہودیوں نے پلاطوس سے جا کر یہ درخواست کی تھی کہ سبت کے باعث لاشیں اُتار کر انکی ٹانگیں توڑی جائیں۔ یہ ٹانگوں کے نہ توڑنے کا بیان میں پھر کرونگا یہاں غرض صرف گورنری گواہی کی تردید سے ہے اور یہ گواہی بھی عینی شہادۃ نہیں نہ تصدیق موت کی گواہی ہے

چہارم آپنے تیسری گواہی پہرہ والوں کی پیش کی ہے یہ بھی بے معنی بات ہے انجیل میں پہرہ والوں کی کوئی گواہی موت کی نسبت درج نہیں ہے بلکہ یہ گواہی اسکی زندگی کے بارہ میں ہے۔ یوحنا ۱۹/۳۴ لیکن جب انھوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مرچکا ہے تو اُسکی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے لہو اور پانی نکلا۔ اب غور کرو کیا مردہ کے جسم سے خون کبھی نکلا کرتا ہے۔ خون کا نکلنا اُس کی زندگی کی دلیل ہے۔ اس دلیل کو بھی میں آگے چلکر بیان کرونگا کہ مردہ سے خون کا نکلنا قطعاً ناممکن ہے بلکہ زندہ جسم سے خون نکلا کرتا ہے اسجگہ صرف اس گواہی کا بیان منظور ہے۔ یہ گواہی از روے قانون شہادۃ دو طرح سے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اوّل تو اس لیے کہ وہ سپاہی نہ حکیم نہ ڈاکٹر محض پولیس کے تلنگے تھے وہ سکتہ اور غشی اور موت کی حالتوں میں کچھ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی جج کسی پھانسی یافتہ کی بابت بھی پہرہ والوں کی گواہی پر اطمینان نہیں کرتا جبتک سول سرجن کا سرٹیفکٹ بعد ملاحظہ نعش ہمراہ وارنٹ کے نہ ہو۔ آجکل جیلخانوں میں بھی لوگ پھانسی دیے جاتے ہیں پھانسی دینے کے وقت ایک مجسٹریٹ درجہ اول اور ایک سول سرجن موجود ہوتا ہے پولیس کی گارد بغرض حفاظت کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ جب جسم پھانسی سے اُتارا جاتا ہے تو سول سرجن اُسکا ملاحظہ کر کے سرٹیفکٹ لکھتا ہے کہ میں نے بخوبی امتحان کر لیا۔ یہ پھانسی یافتہ شخص واقعی مر گیا ہے اور وہ سرٹیفکٹ ڈاکٹری اصل وارنٹ ملزم کے ساتھ شامل ہو کر اُس عدالت میں بعد تعمیل حکم واپس جاتا ہے حاکم عدالت پوری توجہ سے اُس سرٹیفکٹ ڈاکٹر کو ملاحظہ کر کے بعد اطمینان کامل پھر مسل کو داخل دفتر کرتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پولیس والوں یا داروغہ جیل کی شہادۃ پر یقین کر لیا جاوے کہ پھانسی یافتہ واقعی پھانسی سے مر گیا ہے۔ یہ معمولی مقدمات قتل کے ملزموں کے لیے قواعد ہیں اور مسیح کا مقدمہ تو ایسا بڑھ چڑھ کر تھا کہ تمام انسانی تحقیقات مناسب وقت ختم ہونے کے بعد یہ امر قرار پاتا کہ مسیح مر گیا ہے مگر ایسا نہیں ہوا۔ نہ دشمنوں نے آکر اُس کے جسم کی حالت دیکھی نہ کسی ڈاکٹر نے ملاحظہ

کیا نہ گورنر نے خود ملاحظہ کیا۔ محض ایک صوبہ دار جو ملازم پولیس تھا اُس کے خیال پر جو دراصل صحیح نہیں کیونکر ایسی اہم موت کا یقین کر لیا جاوے جسکا [illegible] ایک مذہب لعنت اور کذب مصلوب کا مدعی دوسرا مذہب ملعونیت اور کفارہ کا دعویدار۔ ایسی موت جسپر کسی مذہب کی تمام عمارت طیار ہو سکتی ہے ہر قسم کے دلائل اور شہادۃ سے ثابت ہونے ناممکن اور سراسر تخیل اور توہم ہے لہذا یہ شہادۃ نامنظور۔ دوسری وجہ اس گواہی کی از روے قانون عقل و شہادۃ مقبول نہ ہونے کی یہ ہے کہ صوبہ دار اور اُسکے ہمراہی جنکی تعداد صرف مع صوبہ دار چار کس ہے۔ مسیح کے ہم عقیدہ اور اُسکو راست باز اور ابن اللہ یقین کر چکے تھے اور یہ یقین اُنھوں نے نشان آسمانی کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ پھر باوجود ایسے دلی اطمینان اور ایمان کے وہ کیونکر یہ ظاہر کرتے کہ مسیح زندہ ہے اور اُن کی گواہی کوئی جج بوجہ موافقت مسیح کے کبھی قبول نہیں کرتا اسمیں رعایت اور پاس ولحاظ کا پورا احتمال ہے۔ اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ وہ مسیح کو راست باز اور ابن اللہ مان گئے تھے۔ اس کے بعد کی گواہی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔

انجیل متی باب ۲۷/۵۴ پس صوبہ دار اور جو اُسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے زلزلہ اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈرے اور بولے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا۔" انجیل مرقس ۱۵/۳۹ اور اس صوبہ دار نے جو اس کے سامنے کھڑا تھا اُسے یوں چلا کے دم چھوڑتے دیکھکر کہا کہ یہ شخص سچ مچ خدا کا بیٹا تھا۔"

کیا کوئی عقلمند جج صوبہ دار اور نگہبانوں کی گواہی جو اُسکو خدا کا بیٹا مان چکے ہیں بوجہ دلی تعلق اور زبانی اقرار ابنیت کے تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ اُسکے مار ڈالنے کی آیندہ سعی کرتے وہ ہرگز ظاہر نہیں کر سکتے تھے کہ زندہ ہے لیسے اظہار سے وہ خدا کے بیٹے کو مارنے والے ٹھہرتے اور جن نشانات آسمانی سے انکو یہ یقین حاصل ہوا تھا اب اگر وہ ٹانگیں توڑتے یا بھالے سے اُسکی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے تو ضرور وہ سمجھتے تھے کہ خدا نازل ہو کر کہیں ہمکو نہ ہلاک کر ڈالے۔ وہ پہلے ہی سے سخت خوفناک ہو گئے تھے اسلیے ہی تو اُنھوں نے پسلی چھید کر اپنی اطمینان کر لی کہ یہ نہ مرا ہو اُس کے مر جانے کو وہ خلاف مرضی خدا خلاف منشا پلاطوس خلاف اپنے خفیہ اعتقاد کے سمجھتے تھے جس کو اپنے موقعہ پر بخوبی بیان کروں گا۔ لہذا یہ شہادۃ بوجہ خوش اعتقادی کے منظور نہیں ہو سکتی اور نہ یہ گواہی ہے۔

پنجم چوتھی گواہی دینہار عیسائیوں کی ہے جو آج تک سب یہی گواہی دیتے آے ہیں کہ مسیح مر گیا صلیب

اس کا نام گواہی رکھنا احمد مسیح جیسے فاضل اور اکبر مسیح جیسے عالم عیسائی کا ہی کام ہے۔ غالباً آپ کو دعوے اور دلیل کا فرق معلوم نہیں۔ عین دعویٰ کو ہی دلیل یا گواہی بمنزلہ دلیل قرار دینا علم مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے۔ پادری احمد مسیح کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عیسائیوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ مسیح مصلوب ہوگیا اسکو گواہی ٹھہرا کر دلیل میں پیش کرنا اپنی علمی پردہ دری کرانی ہے۔ اسکو آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آجتک کے دیندار عیسائیوں میں سے ایک آپ بھی تو گواہ ہیں اور ایک مسٹر بارٹن صاحب بھی اور مسٹر اکبر مسیح بھی اب ذرا بتلایئے تو سہی کہ ان تینوں میں سے جو حاضر عدالت گواہ ہیں مدعی کون ہے کہ مسیح مصلوب ہوگیا تھا لامحالہ آپکو یہ کہنا پڑے گا کہ تینوں ہی مدعی ہیں کہ مسیح مصلوب ہوگیا تھا اور تینوں ہی گواہ ہیں کہ مرگیا تھا کیا یہ گواہی مدعیان آپکے دعوے کی مثبت ہوسکتی ہے؟ میں آپکے ہی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ فرمائیں تو سہی کہ یہ عین دعویٰ ہے۔ دلیل میں آپنے نہیں پیش کردیا۔ ایسے بیانوں سے آپکو شرم کرنی چاہیے۔ حضرت آپکا وجود نامسعود تو اس واقعہ سے دو ہزار برس بعد دنیا میں ظاہر ہوا ہے پھر گواہی آپ نے کیونکر دیدی کیا عالم ارواح میں ہی آپنے واقعہ صلیب کو دیکھا تھا۔ سنو اور خوب غور سے سنو۔ مسیح کے حواری جو واقعہ صلیب کے دنوں میں موجود تھے آپکے خداوند کی گرفتاری کے وقت ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صلیب سے اُترنے کے بعد قبر میں سے نکلنے تک نہ کوئی حواری خداوند کے پاس بروے انجیل پھٹکتا نظر آیا اور نہ کسی نے آپ کو مرتے دیکھا نہ کسی نے گواہی دی کہ وہ مرگیا اور ہم نے دیکھا جبکہ موجودہ گواہوں کا یہ حال تھا اور اُن کی گواہی مرنے کی بابت کوئی نہیں بلکہ جینے کی بابت تو اُنھوں نے گواہی دی کہ وہ مرا نہیں تھا جیساکہ میں ابھی دکھلاتا ہوں پھر دیندار عیسائی کونسے ہیں جنکی گواہی کچھ وزن یا وقعت رکھتی ہے۔ دیکھو رسالہ ترقی نمبر ۱ جلد ۳ بابت اکتوبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲۰۸ کالم اول میں جو لکھا ہے "کہ مسیح کے حواری اُسکے مرنے اور جی اُٹھنے کو ایک تمثیلی مضمون سمجھتے تھے وہ اُس کی باتوں کو سُنتے اور آپس میں بحث کرتے تھے۔ پر اُس کے مطلب کو ناممکن سمجھتے تھے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں بھی تمثیلی طرز پر کلام کررہا ہے جیساکہ دیگر معاملات پر کیا کرتا ہے۔ اور اُسکا مطلب صرف یہ ہے کہ اُنکی موجودہ پست حالی تباہ ہوجائے گی اور اُنکا کام ایسے جلال اور فتحمندی کے ساتھ نئی صورت اختیار کرے گا کہ گویا مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے" پس جبکہ اصحاب باصفا اور حواریان با وفا ہی اُسکے مرنے کو حقیقی مرنا اور جینے کو حقیقی مرکر جی اُٹھنا نہیں سمجھتے تھے بلکہ پست حالی سے عروج و اقبال کا زمانہ حاصل ہونا مانتے تھے تو آپ فرمائیے مرنے کی گواہی دینے والے کون سے دیندار عیسائی تھے دیندار تو اُنکے اکابر کی گواہی تو اُس کے جینے کی بابت ہے جو میں بیان کرچکا آپ کسی اور کے اکابران مسیح سے گواہی مرنے کی پیش کریں۔ ورنہ یہ شہادۃ نہ تو شہادت ہے بلکہ نرا دعویٰ ہے جو دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے اور نہ قانوناً باپ کے حق میں بیٹوں کی اور بھائی کے حق میں بھائیوں کی گواہی قابل سند ہے۔

ششم آپنے پانچویں گواہی مسلمانوں کی پیش کی ہے کہ مسلمان مانتے ہیں جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا وہ مرگیا تھا مگر وہ ہم شکل مسیح تھا مسیح نہ تھا اور ہم صرف مسیح کو ہی صلیب پر چڑھانا مانتے ہیں اسلیے ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ مرگیا کیونکہ صلیب دیا گیا تھا اُس کا مرنا مسلمانوں کو مسلم ہے اور سید صاحب کو مسیح کا ہی صلیب دیا جانا مسلم ہے پس اُسکا مرنا بھی ثابت ہوگیا۔ شبیہ و غیر شبیہ سے ہمیں غرض نہیں اصل مدعا مرگ صلیبی ہے جو ثابت ہوگیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہادۃ بھی شہادت نہیں نہ تو از روے اسلام نہ قرآن نہ بروے قانون شہادۃ یہ صحیح ہے۔ از روے قرآن و اسلام اسواسطے یہ گواہی نہیں ہوسکتی کہ زمانہ اسلام سے چھ سو برس پیشتر کا یہ واقعہ ہے اُسوقت مسلمانوں میں سے کوئی موجود نہ تھا بعد چھ سو برس کے قرآن شریف نے انکار اسکا رفع شبہ از ابہام کیا کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی مسیح نہ قتل کیا گیا کہ جس سے جھوٹا نبی ٹھہرایا جاوے اور نہ مصلوب ہوا جس سے وہ لعنتی قرار پاوے۔ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ یقیناً اُسکو قتل نہیں کیا ظنی طور پر اُسکو مقتول مانتے ہیں وہ ملعون اور کاذب نہیں ہوسکتا ظن ہے بلکہ وہ مرفوع ہوا اُسکا رفع الی اللہ ہوگیا۔ وشبہ لھم سے واقعہ صلیب کے انکار نہیں کیا قتل کی نفی کردی ہے۔ اور صاف بتادیا کہ وہ مشتبہ کیا گیا اُن کے لیے۔ اب شبہ لھم میں جو ضمیر واحد مذکر غائب مستتر ہے اُسکا مرجع ماقبل آیت یا تمام قرآن شریف میں کہاں مذکور ہے۔ سوائے لفظ مسیح بغیر مسیح کوئی اُس کا مرجع نہیں ہوسکتا پس صاف ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر تو چڑھایا گیا مگر بطور مقتول صلیب پر قتل بالصلیب نہیں واقعہ ہوا۔ اگر کسی اور کو صلیب پر چڑھایا جانا مانا جاوے تو بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے قانون الٰہی اور بہت آیات قرآن مجید کی تکذیب کرنی پڑے گی یہ محل اس بحث کا نہیں ہے

صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ مسلمانوں کی یہ گواہی آپ کو مفید نہیں ہوتی کیونکہ گواہ پر ہماری جرح ہوچکی ہے دیکھو رسالہ شمس بازغہ مؤلفہ حسن المناظرین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی مدظلہ اور دیگر رسائل سلسلہ اور اُن جرحوں سے یہ شہادت مجروح ہوگئی ہے اسلیے یہ قانون اسلام کے بھی خلاف ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث موجود ہے جسمیں یہ فرمایا ہو کہ کوئی ہمشکل غیر ان کے مسیح کی بجاے صلیب پر چڑھائی گئی تھی وہ مصلوب ہوگئی تھی۔ یعنی صلیب پر مرگیا تھا پس جب ایسا نہیں تو پھر کس قاعدہ سے یہ گواہی مفید ہوسکتی ہے۔ چونکہ یہ گواہی خود ہی قتنا زعہ فیہ ہے اور ہمارے مسلمانوں سے منیر ہے تو ہمپر کیونکر حجت ہوگی۔ اسلیے یہ شہادۃ صحیح نہیں ہے اور بروے قانون شہادۃ کے بھی قابل پذیرائی نہیں کیونکہ یہ عینی شہادۃ نہیں فقط گواہ اُن کے وجود سے صدہا سال پیشتر کا ہے اور گواہ صدہا سال بعد کے پیدا شدہ پیش کیے جاتے ہیں کونسا جج ایسی گواہی پر فیصلہ مقدمہ کرسکتا ہے۔ فافہم۔

ہفتم آپنے فرمایا کہ مسیح کو لعنت سے بچانے کے لیے موت سے انکار کیا جاتا ہے مگر اس انکار سے وہ بروے توریت لعنتی ہونے سے بچ نہیں سکتا کیونکہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاتا ہے وہ لعنتی ہے پس مسیح جبکہ صلیب پر لٹک چکا تو لعنتی ہوگیا۔ موت کا انکار غیر مفید ہے اسکا جواب سُنیے توریت میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے۔ مارنے کے واسطے نہیں بلکہ محض ملعون بنانے کے واسطے تو صرف لٹکائے جانے سے ہی وہ لعنتی ہوجاوے گا۔ ورنہ کوئی مثال اور نظیر کسی کتاب موافق یا مخالف سے تاریخ ہو یا مذہبی آپ ایسی پیش کریں کہ کبھی آجتک اہل کتاب نے کسی زندہ انسان کو دو چار دس منٹ یا گھنٹہ دو گھنٹہ کے واسطے صلیب پر یا دیوار پر لٹکا کر پھر زندہ اتار لیا ہو اور وہ زندہ پھر اپنے گھر واپس آگیا ہو اور پھر ملعون یا لعنتی کا خطاب ہمیشہ پاتا رہا ہو۔ کوئی آیت توریت یا انجیل سے آپ ایسی دکھلا دیں کہ جسکا مطلب ہو کہ لعنتی بنانے کے واسطے کسی مجرم کو تھوڑی دیر کاٹھ پر لٹکا کر زندہ چھوڑ دینا کافی ہوگا۔ کیا دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایسی کوئی آیت آپ پیش کرسکتے ہیں جو زندہ کو ملعون قرار دے اور کسی زمانہ کا آجتک یہ عملدرآمد دکھلا سکتے ہیں کہ ملعون بنانے کی یہ ترکیب جاری ہوئی پس جبکہ ایسا نہیں تو پھر یہ دھوکا کیوں دیا جاتا ہے۔ توریت میں صاف الفاظ موجود ہیں کہ کاٹھ پر مرنا باعث لعنت ہے نہ محض لٹکنا۔ دیکھو استثناء باب ۲۱ آیت ۲۳ "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" کیا اس آیت سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے اور زندہ اُتار کر چھوڑ دیا جاوے وہ ملعون ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو پھانسی دیا جاوے وہ خدا کا ملعون ہے۔ پھانسی دیا گیا مصلوب کا ترجمہ ہے جس کے معنے غلط فہمی سے عمر مسیح بار بار صلیب پر چڑھانا ہی کررہے ہیں۔ یسوع کا صلیب کے یہ معنی نہیں کہ وہ صلیب پر ہی نہیں لٹکایا گیا بلکہ معنی ہیں وہ مصلوب نہیں ہوا یعنی پھانسی نہیں دیا گیا۔ نہ کہ پھانسی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔ جبکہ توریت سے ظاہر ہوگیا پھانسی پر مرنا باعث لعنت ہے تو پھر اثبات حیات مسیح ضرور اسکو ملعون ہونے سے بچاوے گی اور اگر محض صلیب کو چھو لینا یا تھوڑی سی دیر اُسپہ لٹک رہنا ہی ملعون ہونے کے لیے کافی ہے تو آپ مرگ صلیب پر کیوں زور دیتے ہیں اور اسکو عیسائی مذہب کی بنیاد کیوں کہتے ہیں تمھاری غرض تو بغیر موت بھی جو مسیح کا ملعون کرنا ہے حاصل ہوگئی کیونکہ بقول آپکے یہ لعنت مسیح کی اپنے اعمال کا نتیجہ تو تھی نہیں تمھارے اعمال کا باعث تھا سو اُسپر وارد ہوگئی اب بیچارہ کے جان لینے سے بجز اس کے اور کیا فائدہ ہے کہ یہودیوں کو مدد دو اور اگر بار لعنت اُٹھانے سے جو صلیب کی بدولت اُسپر پڑچکا آپکا کفارہ نہیں ہوسکتا جبتک کہ مسیح صلیب پر جان نہ دے تو پھر تم کہ ملعون بھی نہیں ہوسکتا محض صلیب پر چڑھنے سے اور پھر زندہ اُترآنے سے نہ حسب توریت مسیح ملعون ہوتا ہے اور نہ آپ کا کفارہ قائم رہ سکتا ہے اسلیے یہ دعویٰ ہی سرے سے باطل ہے کہ صلیب پر لٹکنے سے خواہ وہ زندہ ہی صلیب سے اُتر آوے مسیح ملعون ہوچکا۔

ہشتم آپنے کہا ہے کہ اگر مرا نہیں وہ زندہ تھا تو اُس خفیہ زندگی کا ثبوت و اظہار خدا نے کیوں دو ہزار برس بعد مسیح کے مرزا صاحب کو ہی بتلایا۔ باقی سب لوگوں کو یعنی عیسائیوں یہودیوں وغیرہ کو مردہ ہی دکھلایا یا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کیا۔ تو عیسائیوں اور مسلمانوں یہودیوں وغیرہ کے خلاف ایسا الہام کا ملہم قول کا کون قبول کرسکتا ہے۔

اسکا جواب سُنیے۔ اس خفیہ زندگی کا ثبوت خدا نے اُسی وقت سے ظاہر کردیا تھا اور آج تو بالکل اُسپر سے پردہ ہی اُٹھا دیا۔ بجائے تجہیز و تدفین کے لاکر دکھلا دیا کہ زندہ ہے مگر خفیہ زندگی۔ یوسف رامتیا نے خوشبوؤں سے مل ملا کر معلوم کرلیا خفیہ زندگی ہے تب ہی تو باقاعدہ دفن نہیں کیا نہ غسل دیا نہ تجہیز و تکفین حسب دستور عمل میں آئی تھی صرف کوٹھڑی کے دروازہ پر پتھر ڈھلکا دیا معلوم تھا کہ خفیہ زندگی ہے جبھی تو تیسرے دن بھی نہیں ہوتے کہ اور پتھر ہٹا کر اندھیرے ہی اندھیرے طلوع آفتاب سے پہلے کوٹھڑی سے جو قبر کہلاتی ہے باغبان کے لباس میں نکلنا پڑا کیونکہ خفیہ زندگی تھی ورنہ اس پوشیدگی کی ضرورۃ ہی کیا تھا

کیا اب بھی یہودی مسیح کو مار سکتے تھے جبکہ جلالی زندگی اور ابدی حیات حاصل کرچکا تھا اور جسم بیہودہ پایا تھا کہ جو تلوار سے کاٹا جاوے نہ پانی میں غرق ہو نہ صلیب پر چڑھایا جاسکے اور جس جسم کے ساتھ باپ کی داہنے کرسی نشین ہونا تھا ؟ یہ جسم ڈرنے اور خفیہ رہنے کیواسطے نہیں تھا اور مسیح کو یہ بھی یقین ہوگا کہ انسان ایک ہی موت مرتا ہے دوبارہ موت سے محفوظ ہے پھر کیا مصیبت اور خوف دامنگیر تھا جو باوجود اس یقین کے کہ اب دوبارہ تو میں مرنے کا نہیں دشمنوں سے چھپتا پھرا ۔ بھیس بدلے پاپیادہ ۰۰ کوس تک خفیہ سفر کیا ۔ یروشلم میں اپنی حواریوں سے نہ ملا بلکہ دور بیٹھ کر گلیل میں ملاقات کی ٹھہرائی ۔ دشمنوں میں سے کسی کو کبھی اپنی جلالی زندگی اور دوبارہ جی اٹھنے کا ثبوت نہ دیا ۔ بیچارے دلی خیرخواہ پلاطوس کو کبھی جلوۂ جلالی نہ دکھلایا ۔ عزیب صوبہ دار کو کبھی شرف جلالی نہ بخشا والدۂ محترمہ کو بھی حیات ابدی کی صورت دکھلا کر تسلی نہ دلائی ۔ فقیہوں اور فریسیوں کے بد اور حرامکار لوگوں سے بھی ایفاء وعدہ نہ کیا جنسے نشان یونس والا دکھلانے کا وعدہ اور اقرار کیا تھا ؟ آخر کچھ تو کہو کہ یہ باتیں کیوں ہوئیں اور کیوں ایسی پوشیدہ زندگی بسر کی جن سے ملنا ضروری تھا ان سے چھپتے پھرے ۔ ان سب باتوں کا یہی راز تھا کہ وہ خفیہ زندگی تھی ۔ چونکہ آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے اس خفیہ زندگی کا ثبوت کچھ نہیں دیا ۔ دیکھو میں ستنے [illegible] اخفاء اس خفیہ زندگی کا [illegible] اقتلوہ یقیناً کہکر خفیہ زندگی کا ثبوت دیا پھر بتلاؤ کہ یہ خفیہ زندگی قرآن [illegible] کے منافی ہے اور توریت کے کن آیات کے معارض ہے ۔ [illegible] حواریوں نے خفیہ زندگی کا سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا اور پردہ فاش کردیا [illegible] دیکھو [illegible] انجیل میں ہے خود مسیح نے ہڈی اور گوشت کا جسم بتلا کر شہد کا چھتہ اور مچھلی روٹی کھا کر خفیہ زندگی کو علانیہ زندگی ثابت کر دکھایا ۔ بہا الجسم کا ہی قصہ فیصلہ کر دیا ۔ اور [illegible] حافظ صاحب [illegible] کہ جس جسم سے مسیح زندہ ہوا وہ ماسوائے اس جسم کے تھا جو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور پھر اتار کر قبر میں رکھا گیا تھا جس کے لوازمات سے چیخنا چلانا ایلی ایلی پکارنا دعائیں مانگنا سونا کھانا پینا رونا تکلیف اور غم محسوس کرنا وغیرہ ہے یا وہی جسم تھا ؟ اگر وہی جسم تھا تو ماننا پڑے گا کہ وہ مرا نہیں تھا پھر مرے گا کیونکہ مر کر فانی جسم سے زندہ ہونا بالکل غلط اور مسلمات فریقین کے خلاف ہے اور نہ وہ جسم خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ سکتا ہے نہ [illegible] اور اگر وہ نہیں تھا تو قبر سے اسکو کہاں غائب کردیا [illegible] آخر اسکو تو کچھ بتلاؤ [illegible]

مذہب پر جس کی بات بات میں ایک غیر محدود نامعقولیت بھری پڑی ہے ۔ اب نہ کہنا کہ خفیہ زندگی نامعلوم رہی یہ تو معلوم زندگی سے بھی بڑھ کر معلوم ہوگئی رہا اس کا جواب کہ الہام مرزا صاحب کو کئی سو برس بعد ہوا کہ مسیح مقتول نہیں کا المقتول تھا تحقیقی تو اسکا جواب بھی وقت کے لحاظ سے کافی دیچکا ہوں مگر آپ کا دندان شکن بھی ایک جواب دیتا ہوں ۔ سنیے اور دل ہی دل میں شرمائیے چودہ سو برس تک بعد موسیٰ علیہ السلام کے جسقدر نبی آئے اور صحیفے نازل ہوئے کسی نے یہ نہ ثابت کیا اور نہ لکھ کر بتلایا کہ الیاس جو آنے والا ہے وہ در اصل آسمان سے الیاس ہی نہیں آئے گا بلکہ اسکی خو بو میں اس کی روحانیت لیکر کوئی اور شخص مبعوث ہوگا جو مثیل الیاس ہوگا اور وہ یحییٰ ہوگا مسیح کے نزول تک کل یہودی یہی مانتے رہے کہ الیاس بجسم عنصری آسمان سے آویگا جیسا کہ آجکل مسیح کے نزول کا عقیدہ ہو رہا ہے کہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہوگا ۔ مگر مسیح نے آکر اس عقیدہ پر ایسا پانی پھیرا کہ دن سے رات کر کے دکھلا دیا ۔ اب میں آپکے الفاظ سے اسکو پیش کرتا ہوں کہ تمام یہودیوں کے خلاف توریت کے خلاف صحف انبیاء کے خلاف ملاکی نبی کی صریح آیات کے خلاف یسوع کو چودہ سو برس بعد یہ الہام ہوا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ یوحنا ہے ۔ [illegible] یہ بیان والہام یسوع صاحب کو یہودی مان سکتے تھے نہ توریت و تعلیم [illegible] کے مطابق تھا افسوس صد افسوس نعش [illegible] عمل میں رہ کر دوسروں کی طرف پتھر پھینکنا عیسائی قوم اور دانا یان مشن ہی کا کام ہے ۔ اب میں آپکے اس انکار کا جواب دیتا ہوں جو آپنے آج دعاء مسیح کی عدم قبولیت وغیرہ کی بابت نہایت [illegible] آکر [illegible] بیان کیا ہے ۔

تم آپنے فرمایا کہ مسیح کی یہ دعاء کہ پیالہ ٹل جاوے قبول نہیں ہوئی کیونکہ انبیاء کی ہر دعاء کا قبول ہونا لازمی نہیں عدم قبولیت بعض ادعیہ سے معرفت نبی میں فرق نہیں آسکتا بعض دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور مرزا صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئیں ۔ اس بیان میں آپنے علم و عقل کو ہی خیرباد نہیں کہا بلکہ اپنے نوشتوں کو بالائے طاق رکھ کر مجنونانہ بڑبڑانے لگے ۔ پادری صاحب! آپ کو پہلے دن ہی جبکہ مینے دعاء مسیح سے زندگی مسیح پر استدلال کیا تھا یہ انکار کرنا ضروری تھا اب تو مشت بعد از جنگ ہے ۔ جس کے لیے عیسائی کو بنا بہت موزون ہے اور سب تعلیم انجیل دوسرا گال دوسری مشت کے واسطے طیار رکھیے جو آپکے لگے گی ۔ آپ کو اپنی ہی باتیں یاد نہیں رہیں [illegible] کہ [illegible] گنتے رہتے ہو اور وہ قبولیت [illegible] تین طریق سے

بتلا چکے ہو ۔ دیکھو یہ اعجاز ہے مرزا صاحب کا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی لکھ کر شائع کردیا تھا " کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنی میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر دلائل اور براہین سے غلبہ اور فوقیت بخشوں گا ۔ سو حسب وعدہ الٰہی آج مجکو وہ غلبہ آپ پر خدا نے عطا فرمایا ہے جسکا شاہد تمھارا دل اور یہ تمام جلسہ ہے چنانچہ مینے جملہ حاضرین سے خطاب کیا کہ ایحضرات ہندو و مسلمان صاحبان آپ کو اپنے اپنے خدا کی قسم ہے ایمان سے آپ بتلا دیں کہ احمد مسیح مغلوب ہوگیا یا نہیں اور میری دلیل حیات مسیح کو اس نے توڑ دیا اور اپنے دعوی موت صلیبی اس نے ثابت کردیا ہیں طلب گواہی پر جملہ حاضرین نے نہایت بلند آواز سے کہا کہ احمد مسیح ایسا زچ اور ساکت اور مغلوب اور شکست یافتہ ہوگیا ہے کہ اگر یا غیرت ہووے تو منہ کسیکو نہ دکھلاوے ۔ اس گواہی کا جو کچھ اثر مسٹر پارٹن صاحب اور احمد مسیح پر ہوا وہ ان کے اس بیان سے جو آخر میں جلسہ کے انھوں نے کیا جسکو میں آگے چلکر بیان کرونگا ظاہر ہوگا ۔ اس گواہی کے بعد دوسری بار مینے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلوی کو جو جلسہ میں موجود تھے حلف دیکر پوچھا کہ مینے سنا ہے کہ آپنے یہ فیصلہ دیا کہ قاسم علی کے دلائل کمزور اور احمد مسیح کے دلائل موت صلیبی زبردست ہیں ۔ کیا سچ ہے کیونکہ احمد مسیح نے اپنی دوران تقریر میں یہ بیان کیا تھا ۔ فہمیدہ عالم یہ فیصلہ کرچکے ہیں کہ سید صاحب ہار گئے اور احمد مسیح جیت گیا اور یہ کہنا ان کا بعض اپنے ہمخیال ناعاقبت اندیش حاشیہ نشین کی زبان بیان پر تھا ۔ اسلیے مینے مولوی عبد المجید صاحب کا حلفیہ بیان بر سر جلسہ سننا ضروری جانکر ان کو [illegible] بحلف کیا گیا ۔ مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر [illegible] کے سامنے یہ کہا کہ مینے کوئی فیصلہ نہیں دیا یہ بالکل [illegible] اور یہ تمام میرے ذمہ لگایا گیا ہے " مولوی صاحب کے اس بیان نے رہی سہی عزت احمد مسیح اور اس کے ہمخیالوں کی ملیا میٹ کردی ۔ اسپر مینے مندرجہ ذیل نظم پڑھی جسپر صدائے مرحبا جزاک اللہ کا ایک شور چاروں طرف سے بلند ہوا اور سب قاعدہ بکرسٹھ ان نئی تہذیب کے چیئرز سے داد دے گئے ۔

خدایا آج تو ذلت تری کچھ اور کہتی ہے
عدو سے ستہ جان جرأت تری کچھ اور کہتی ہے
نہ تو اسلامیوں میں ہے نہ تو عیسائیوں میں ہے
ترا نام اور بیصورت تری کچھ اور کہتی ہے
ترا ظاہر ترا باطن مطابق ہو نہیں سکتا
زباں کچھ اور یہ حالت تری کچھ اور کہتی ہے
خدا کو چھوڑ کر تو نے بیعت کھو دیا تو نے
بہینا مسلمیں نہیں شامت تری کچھ اور کہتی ہے
مساجد چھوڑ کر ہیکل کا تو نے طوق پہنا ہے
یہ مذہب تا بکے عادت تری کچھ اور کہتی ہے
یہ ظاہر ہے کہ تو نے دین چھوڑا پیٹ کی خاطر
یہ سب کچھ ہے ابھی نیت تری کچھ اور کہتی ہے
شکست فاش پر بھی لب پہ اظہار مسرت ہے
عیاں محلس پہ ہے رنگت تری کچھ اور کہتی ہے
خدا کی لعنتوں سے زیج کے ظالم جا نہیں سکتا
مسیح پاک پر لعنت تری کچھ اور کہتی ہے
ابھی کیا ہے کہ میدان قیامت دیکھنا ہوگا
بھری محفل میں یہ ذلت تری کچھ اور کہتی ہے

نظم ہر کسی قدر مرارت اسوجہ سے ہے کہ ابتدا اسکی احمد مسیح کی طرف سے ہوئی ہے اول اس نے ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی شان مبارک میں سخت گستاخیاں اور زباں درازیاں شروع کی تھیں اسلیے ذرا اسکو متنبہ کرنیکی غرض سے ہم واقعہ کو نظموں میں بیان کیا گیا ۔ اسکو یہ کئی بار سمجھا دیا تھا کہ بحث متنازعہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ذکر بدگوئی اور تمسخرانہ طور پر کرنا چھوڑ دے ورنہ میں بھی کسی تازیانہ سے کام لونگا میں متبع قرآن ہوں جسکی تعمیل مجھے حسب ضرورت وموقعہ لازمی ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ میں دو تین جلسہ تک معاف کرتا رہا ہوں صرف اسی خیال سے کہ شاید اس کی اصلاح ہوجاوے گی مگر یاپیسے کب تھی کہ بغیر ایڑ لگائے سدھرتے لہذا دوسرا عمل مثلہا کے مطابق کرنا پڑا ۔ اور یہ مثل اس کی بدزبانی کے دسویں حصہ کے برابر نہیں ہے اگر اسپر بھی باز نہ آیا تو پوری پوری تعمیل سیئۃ مثلہا کی کرونگا ۔

جب یہ شہادۃ حاضرین جلسہ اور مولوی عبد المجید صاحب کی گذر چکی تو مینے کہا دیکھو یہ گواہی جو فریقین کی موجودگی میں بلا بغیر کسی سعی اور سفارش کے ان لوگوں کی طرف سے گذری ہے جو حسب خیال تمھارے فریقین کے عقائد سے علیحدہ ہیں اور دونوں کے ہم عقیدہ نہیں ہیں اسلیے یہ شہادۃ بڑی وقعت اور وزن کی شہادۃ ہے نیز اہم ہندو لوگ بھی گواہ ہیں ہر ایک جج ایسی شہادۃ موقعہ سے بہت جلد فیصلہ میرے حق میں برخلاف تمھارے دیدیگا ۔ تمھاری ان تمام گواہیوں سے جو تم نے یہودیوں اور عیسائیوں اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کے درباره موت صلیبی بیان کی تھیں یہ زبردست گواہی ہے کیونکہ عینی شہادۃ ہے پھر اس شہادۃ سے انکار کیا وجوہات آپکے پاس ہیں ۔ اور اس تمھاری پیشکردہ شہادۃ میں اسماء جودہ گواہی ہی بڑھ کر کونسی بات قابل پذیرائی ہے ۔ اب جان لو کہ حق کی ڈگری کہ یہ مسلمہ گواہوں نے جبر حق میں برخلاف تمھارے دیدی ہے ۔

(باقی آیندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



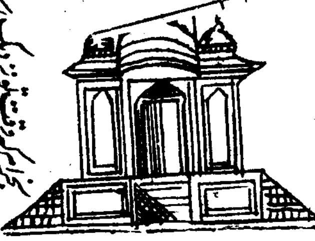
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

اطلاع اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہنچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - نیجر -

نمبر ۱۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲-صفر سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور

کوہ وسیوویس جو ایک خطرناک آتش خیز پہاڑ اٹلی کا ہے اسکی آتش فشانی اور اسپر زلزلہ سے وہاں غضب ڈھایا جس سے اٹلی بھر میں کہرام مچا ہوا ہے - اسپر مفصل آرٹیکل اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہوگا -

یوم تاتی السماء بدخان مبین وترى الارض یومئذ خامدة مصفرة کا پورا نظارہ نظر آرہا ہے - پہاڑ مذکور سے تیس تیس میل کے فاصلہ پر جو شہر اور گاؤں ہیں وہ اسکے پتھروں کی بارش اور کھولتے ہوئے مادے کی طغیانی سے برباد ہو رہے ہیں - آسمان دھواں دھار ہو رہا ہے - راستہ اور بازار بند ہو چکے ہیں سبزی کا نام ونشان نظر نہیں آتا - رقیق مادہ (لاوا) کی ندی بھی بہ نکلی ہے خود بادشاہ اسکی مصیبت زدہ علاقہ میں دورہ کر رہے ہیں مگر سفر دشوار ہو رہا ہے - نیپلز (جسکے لئے انگریزی مثل ہے کہ مرنے سے پہلے نیپلز ضرور دیکھو) کا بازار مانٹے اولیوٹس تباہ و برباد ہو گیا - ایک گرجا کی چھت گر پڑی جسنے پادریوں اور دوسرے لوگوں کو خدا کی گود میں آرام کرنے دیا - ۷۹ آدمیوں کی نعشیں گرجے کے ملبہ سے نکل چکی ہیں - خطرناک تباہی آرہی ہے - خدا اپنا رحم کرے ❊

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت اور خدام خدا کے فضل وکرم سے اچھی طرح ہیں -

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم پھر شروع ہو گیا ہے خدا کرے کہ ہم بھی ہمیشہ دور رہوں -

(۳) افاضل امروہی نے ایک مفید اور عجیب رسالہ لکھا ہے جو گولڑوی کیلئے خصوصاً مفید ہوگا - انشاء اللہ العزیز -

(۴) ہفتہ زیر اشاعت میں حیدر آباد دکن سے ڈاکٹر ظہور اللہ احمد سول سرجن مع اپنے احباب کے دار الامان حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے - لاکھو سے شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور بابو غلام محمد صاحب حاضر ہوئے - ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب بھی تشریف لائے - ڈاکٹر صاحب شاہ پور سے تبدیل ہو کر لاہور آگئے ہیں شاہ پور میں ان کی رخصت پر وہاں کے رؤسا اور حکام نے ڈاکٹر صاحب کو ایک پبلک الوداعی جلسہ دیا جس میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات اور حسن اخلاق کا خصوصاً اعتراف کیا ڈاکٹر صاحب ایک معقول ترقی پر لاہور آئے ہیں (مبارک ہو)

تارووال ضلع سیالکوٹ - بنگہ ضلع جالندھر - اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ -

(۵) بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر واپس تشریف لیگئے -

تازہ الہامات و رؤیا

۱۳-اپریل ۱۹۰۶ء - تاللّٰه لقد آثرك اللّٰه علينا وان كنا لخاطئين -

۱۴-اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا میں دیکھا کہ طاعون ترقی کر رہی ہے

الہام - زلزلہ آیا زلزلہ آیا

رؤیا - دیکھا زلزلہ آرہا ہے

الہام - انا ارسلنا اليكم رسولاً شاهداً عليكم كما ارسلنا الى فرعون رسولاً -

۱۵-اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا - عالم رؤیا میں دیکھا کہ ایک سانپ بشکل گھہ (مرغابی کی قسم کلاں) میرا تعاقب کر رہا ہے اسکا میرا کوئی دو تین گز کا فاصلہ ہوگا میں کھڑا ہو گیا وہ بھی کھڑا ہو گیا میں نے کہا خدا قاتل تو باد

مرا از دست تو محفوظ دارد

پھر نظارہ بدل گیا میں نے دیکھا کہ گویا میں اسپر سوار ہوں اور میں نے اس کی گردن کو پکڑا ہوا ہے - مگر چونکہ گردن لمبی تھی اس واسطے اس نے گردن پھیر کر میرے ہاتھ کو کاٹنا چاہا مگر کاٹ نہ سکا اور میں نے احتیاطاً اُس کی گردن سر کے قریب سے پکڑ لی -

. . . .

فرمایا کہ کوئی مخالف پوشیدہ منصوبہ ہمارے خلاف کر رہا ہے جسکا ہمیں علم نہیں - پہلے جو رؤیا تلاشی وغیرہ کے متعلق ہوئی ہے - اور الہام عورت کی چال وغیرہ ہوئے ہیں وہ اسی سے متعلق معلوم ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ اپنی نصرت ظاہر کرے گا - اور اسے نامراد اور مخذول کرے گا -

۱۶-اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا میں مولوی عبد الکریم صاحب کو دیکھا گویا زندہ ہو گئے ہیں - میں نے پوچھا زخموں کا کیا حال ہے تو کہا کہ سب اچھے ہو گئے - اسپر خواب میں بڑا تعجب ہو رہا ہے کہ یہ احیاء موتی ہے پھر خواب ہی میں خیال گذر رہا ہے کہ خواب نہ ہو مگر بہت سے لوگ جمع ہیں اور سب جاگتے ہیں فرمایا خدا کوئی عجیب کام دکھائیگا - اور کسی مردہ کام کو زندہ کرے گا -

الہام - انی حفیظك - یعنی میں تیری حفاظت کروں گا

اہلحدیث امرتسری سے استفسار

قبل ازیں ہم نے ثناء اللہ امرتسری کو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲- جنوری ۱۹۰۷ء کے سوال نمبر ۴ کے جوابات بغرض تحریر جواب الجواب بہیجدیا تہا- جنکو آج تک فاضل صاحب نے ہضم کرکے ڈکار تک نہ لیا- اب پہر ہم امرتسری ٹہیکہ دار سے مطالبہ اس مضمون کے جواب کا کرتے ہیں- اور دو امور اور استفسارًا پیش کرتے ہیں- دیکہیں کہ ایمانداری سے اسکا بہی کوئی جواب دیتے ہیں یا حسب عادت خود دم ساد ہ لیتے ہیں-

سنیئے- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۴ پر یہہ تحریر فرمایا تہا کہ "ہمنے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر ہمنے دیکہی ہے جسمین وہ یہہ درخواست کرتا ہے کہ مین اس طور کے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند ہون کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جہوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے"۔ انتہی بقدر الحاجۃ صفحہ ۱۴ سطر ۸- پہر آگے چلکر تحریر فرمایا ہے "اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں- پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے انکو اجازت ہے کیونکہ انکا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے" صفحہ ۱۴ سطر- "مولوی ثناء اللہ اگر چاہیں تو بذات خود آزمالیں انکو غلام دستگیر سے کیا کام" "کیونکہ وہ خود ہی اس کے لئے مستعدی بہی ظاہر کرتے ہیں" صفحہ ۱۵ اور صفحہ ۲۳ سطر میں یہ پیشگوئی بہی درج فرمادی ہے کہ "(۲) اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلی مرجائے تو ضرور وہ (ثناء اللہ) پہلے مرینگے"

یہہ عبارات صاف طور پر اپنا مدعا و مطلب بیان کر رہی ہیں کہ- حضرت اقدس نے لوگوں کی زبانی بہی سُنا ہے کہ ثناء اللہ ایسے مباہلہ کیلئے مستعد ہے- اور خود ثناء اللہ کی دستخطی تحریر بہی ملاحظہ فرمائی ہے کہ وہ ایسے مقابلہ کے واسطے طیار ہے- نیز یہ بہی ان سے صاف عیان ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بڑی فراخ حوصلگی سے ایسے مقابلہ کو منظور فرمالیا ہے- اور ثناء اللہ کو اجازت بہی دیدی ہے کہ وہ ضرور ایسے میدان مین نکلے- اور یہ بہی علی الاعلان فرمادیا ہے کہ اگر ثناء اللہ اس چیلنج پر آمادہ ہو گیا تو ضرور پہلے مرجائے گا- اب اس کا جواب بصورت اقرار مندرجہ ذیل ہونا چاہیئے تہا- کہ بیشک مین (ثناء اللہ) اس مقابلہ کیواسطے طیار ہون اور اشتہار حسب تصریح مندرجہ صفحہ ۱۵- اعجاز احمدی شائع کرتا ہون- اور بصورت انکار یہ جواب ہوتا- (۱) کہ مینے آجتک کبہی ایسا ارادہ ظاہر نہیں کیا نہ کسی کے سامنے یہ ذکر آیا مرزا صاحب نے کس سے سُنا ہے اوس کا نام بتلادین ورنہ یہ غلط بیانی تصوّر ہوگی- (۲) میری کوئی تحریر دستخطی نہیں ہے جسمین مینے ایسے مقابلہ کے واسطے مستعدی دکہلائی ہو اگر میری ایسی تحریر ہے تو مرزا صاحب پیش کرین- ورنہ یہ بہی جہوٹ سمجہا جاوے گا- مگر آپ کے الہامات مرزا کے دیکہنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ان دو امور مین سے کوئی جواب نہیں دیا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ بیشک اشاعت اعجاز احمدی سے پہلے آپ نے یاروں میں یہ ڈینگ بہی ضرور ماری تہی کہ مین مرزا سے مباہلہ کرنے کو طیار ہون اور تحریر بہی کردی تہی کہ مین ایسا مقابلہ کرون گا- مگر جب سر پہ آبرسی تو- ع "دیکہہ دیکہکر فارسی بہولتی" لگے بغلین جہانکنے- اور جواب جو دیا وہ ایسا دیا کہ پورا نمونہ بجزانیون کی چال کا دکہلادیا- اور حق کے رعب سے حواس باختہ ہوکر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

کا سا جواب دیا-

آپ فرماتے ہیں "نمبر دوم کا جواب اسکے سوا کیا ہے- کہ ما تدری نفس بای ارض تموت- (کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کونسی زمین مین مرے گا)" الہامات ص ۸۵ سبحان اللہ کیا فہم عالی ہے اور کیا آمد طبیعت ہے اس فضیلت کی پگڑی کے قربان جائیے جسکے نیچے ایسا دماغ دبا ہوا ہے- ذرا فاضل صاحب سمجہا دیں تو سہی کہ یہ جواب مرزا صاحب کے کون سے فقرہ کا ہے؟ کیا حضرت اقدس نے کہیں یہ لکہا تہا کہ ثناء اللہ آریہ سماج قادیان یا مقام ندمین مریگا- جسکے جواب مین آپ نے یہہ لکہمارا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کونسی زمین مین مریگا- مرد خدا کیون مولویت اور فضیلت کی بہی مٹی ذلیل کررکہی ہے- کچہہ تو سوچ سمجہکر زبان سے نکالا کرو- اور دیکہہ تو لیا کرو کہ ہم نے کس سوال کا جواب دیا ہے- اوسکو کوئی سوال سے مناسبت بہی ہے یا نہیں- مگر سمجہے کون- یہان تو حق کی مخالفت کا ٹہیکہ لیا ہوا ہے- اوسمین کوتاہی ہوئی تو گہاٹا پڑجائے گا-

شیم - شیم - شیم

پہر جبکہ اسکا جواب ماتدری نفس بای ارض تموت کے سوا اور کچہہ تہا ہی نہیں تو دوسرے جواب کے لئے کیوں کاغذ اور سیاہی کا ناس کرکے اپنا اعمال نامہ سیاہ کرلیا- اور دوسرے جواب کو باعث عزت بہی اپنے لئے قرار دے لیا- ؎

رہا ٹیڑہا مثال نیش کژدم
کبہی کج فہم کو سیدہا نہ پایا

آپ نے باوجود حصر کے جو لفظ سوا سے ترشح ہوتا ہے- بصورت انکار یہہ جواب دیا ہے- "چونکہ یہہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی- یا رسول- یا ابن اللہ- یا الہامی ہے- اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتا..... مین افسوس کرسکتا ہون کہ مجہے ان باتون پر جرأت نہیں اور یہہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہیں" الہامات صفحہ ۸۵

کیون نہ ہو کاذب کو ایسی جرأت ہو کب سکتی ہے کہ صادق کے مقابلہ مین کہڑا ہو جاوے اوسکو اپنی موت نظر آتی ہے- جسکا خوف اوسکی کمر توڑ دیتا ہے اور اوسکو یقین ہوتا ہے کہ ؎

گر مقابل آیا تو مارا گیا
اور اگر بہاگا تو پہٹکارا گیا

یہہ عدم جرأت معلوم نہیں ثناء اللہ کیلئے باعث عزت کن معنوں مین ہے- آیا اسوجہ سے کہ مرزا صاحب علیہ السلام معاذ اللہ باوجودیکہ امرتسری کے علم و یقین و ایمان کے روسے کذاب اور دجّال ہین اور خود بدولت ناصر دین اسلام اور صادق- مومن- عامل بالحدیث ہین- اسلئے بہلا ایسے کٹّے مومن اور صادق کی کیا شامت آئی ہے جو ایک کافر اکفر کاذب کے ساتہہ مباہلہ و مقابلہ کی جرأت کرکے جان کو کہو بیٹہے- یہ جرأت تو ہمیشہ اون کافرون کو ہی ہوا کرتی ہے جو مولویون کے بنائے ہوئے کافر ہوتے ہیں- نہ بزدل ملانون شکم کے بندوں ضعیف الایمانون کو جنکو خدا پر نہ قرآن پر یقین ہوتا ہے- کہ باوجود وعدہ ہائے خداوندی- إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (الجزو ۲۴ ع ۱۱) یعنی ہم ضرور ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولون اور ایمان والون کی دنیا کی زندگی مین بہی اور قیامت کے دن بہی- وحقا علینا نصر المومنین- اور مومنون کی نصرت کرنا ہمپر حق ہے- اور لن یجعل اللہ للکفرین علے المومنین سبیلا- ہرگز ہرگز خدا مومنون پر کافرون کو غالب نہیں کرے گا- اون کو ایمان نہیں ہوتا اگر ہم صادق ہیں اور مومن اور ہمارا رقیب ہمارے خیال سے کاذب اور کافر ہے تو خدا ہمارا ناصر اور مددگار ہوگا- اور رقیب ہمپر غالب نہ ہوسکے گا- ورنہ عدم جرأت کیوجہ کیا ہے- ذرا مولوی فاضل اس عدم جرأت کی معقول وجہ بیان کرکے قرآن و حدیث سے ثابت تو کرین کہ یہ عدم جرأت باعث عزت ہے؟ ورنہ ذلت تو ایسی ہوگی جسکو وہ یاد ہی رکہینگے-

یا یہہ عدم جرأت آپکے لئے باعث عزت اس لئے ہے- کہ آپ کے ہم خیال نصاریٰ نجران نے بہی آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین جرأت نہیں کی تہی- اون کے قدم بقدم آپ نے بہی ویسا ہی کر دکہایا اون کی قوم مین یہ عدم جرأت شاید باعث عزت ہوتی ہو آپکی قوم مین بہی یہہ عدم جرأت باعث عزت ہوگئی ہو- نہیں تو مہربانی فرماکر فاضل امرتسری بتلادیں کہ آپ کی عدم جرأت تو ایک مامور من اللہ کے مقابلہ مین باعث عزت آپ کے لئے ہوجاوے اور نجرانیون کی عدم جرأت ایک مامور من اللہ کے مقابلہ مین موجب ذلت قرار پاوے یہہ ترجیح بلا مرجح کس معیار سے صحیح و درست ہوسکتی ہے- اور آپ کو نصاریٰ نجران پر کونسی فضیلت حاصل ہے کہ ایک فعل آپکو معزز بنادے اور وہی فعل نجرانیون کو ذلیل کردے؟ اسکا جواب ذرا سوچ سمجہکر اور قلم کو روک تہام کر دل کو ٹہراکر صلاح و مشورہ کرکے تحریر فرمادین- کیونکہ مینے انشاء اللہ تمہارے جواب آنے پر اسپر پوری تسلی بخش اور سیرکن بحث کرنی ہے!

مضمون مندرجہ المنصور کا جواب بہی جلد شائع کردو اور مضمون ہذا کا بہی- اس کے بعد آپ کی اخبار ۶ / اپریل ۱۹۰۷ء مین جو دجا لانے دجل کیا ہے سہسوانی اور تمہارا دونون کا دجل کہولکر پبلک کے سامنے پیش کیا جائیگا- فانتظروا-

دفیمہ نیاز عاجز قاسم علی احمدی غلامان غلام مسیح موعود علیہ السلام سکرٹری انجمن احمدیہ از دہلی تراہا بیرم خان پرتی منڈی پہاڑ گنج- ۱۴- اپریل ۱۹۰۷ء

مراسلت

دفتر الحکم میں اب ایسی کثرت سے مراسلات آنی شروع ہوئی ہیں کہ انکا اندراج اخبار میں یکدفعہ ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ اسلئے بعض مراسلات دیر کے بعد شائع ہوتی ہیں مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ ایک وقت تھا کہ کوئی بھی قلم اٹھانے کی جرأت نکرتا تھا (الا ماشاء اللہ) مگر اب الحکم اپنے ناظرین اور قوم میں اخبار بینی کے ساتھ اخبار نویسی کا مذاق پیدا کرنے کے قابل ہو گیا اور یہانتک مردوں سے گذر کر بعض مستورات تک اعلیٰ خیالات ظاہر کرنے لگی ہیں چنانچہ آج کی مراسلت میں بھی پہلا مضمون ایک شریف زادی ہی کا ہے جو جالندھر کے ایک رسالہ پر بررنگ ریویو ہے امید ہے کہ اس قسم کا سلسلہ لوگوں کو قلم سے کام لینے کی تحریک کرے گا - ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہ ربہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو آپ نے میرے ناقابل مضمون کو اپنے اخبار صداقت آثار میں جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرمایا ہے میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتی کہ آپ جیسے مکرم محترم محسن کا شکریہ ادا کروں میری تو یہی دعا ہے کہ خدا آپ کو دین اور دنیا میں عزت دے کچھ اب کچھ تھوڑے سے پراگندہ خیالات کو ظاہر کرنا چاہتی ہوں امید ہے کہ ان چند سطور کو کسی نہ کسی کونے میں جگہ مل جاویگی۔ آج میرے پاس مفتی سید عبد القیوم صاحب کا رسالہ اسلام پہنچا - دیکھتے دیکھتے میری نظر صفحہ نمبر ۳ کی عربی عبارت پر جا پڑی مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں " کہ جو شخص قتل اور ایذا رسانی کی دھمکی سے مجبور کیا جاوے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو جان بچانے کے لئے کفر کی بات کہہ ڈالے تو کچھ گناہ نہیں " کہنے کو تو مفتی صاحب ہیں مگر فتویٰ اسلام کے خلاف دیا ہے - میں پوچھتی ہوں کہ کتنے اکابران دین نے مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا ہے - مگر ہرگز کوئی بھی ایسی نظیر نہیں ملیگی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ انہوں نے اپنے پاک دین کو ناٹک بنا رکھا تھا - اور ایذا رسانی کی دھمکی سے اپنے پاک دین سے انکار کر لیا تھا - قرآن کریم بتلاتا ہے کہ جب فرعون نے ساحروں کو کہا کہ تم مجھ سے بے پوچھے ایمان لے آئے ہو - دیکھو میں تمہیں کیسی سزا میں دیتا ہوں - تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تمہیں سولی چڑھاتا ہوں - مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو تو کرنے والا ہے کر گذر بہت کرے گا - تو جان سے مار دے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نور حق دیکھکر پھر ظلمت میں آجاویں - مگر انہوں نے بقول مفتی صاحب یہ تو نہ کہا کہ ہم اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے کافر ہو جاتے ہیں - پھر ایمان لے آئینگے - مومن تو وہی کہلا سکتا ہے - جو جان کو ایمان کے سامنے ہیچ سمجھے اور امتحان کیوقت ثابت قدمی دکھلائے - خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہم آزماتے ہیں تمکو مال اور اولاد اور جان کے نقصان سے پس جو کوئی صبر کرے اور محض للہ مصیبتیں جھیلے تو ہم اسکو نعمتیں غیر مترقبہ عنایت کرینگے مفتی صاحب اگر اسلام ایسا بودا اور کمزور ہوتا تو کبھی مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک نہ پھیلتا۔

جب رسول خدا کی چاروں طرف سے مخالفت ہوتی تھی بلکہ کئی دفعہ جان پر بھی آبنی تھی - مگر آنحضرت کبھی ایک لمحہ کیواسطے ایسے خیالات دل میں نہ لائے کہ اب میری جان جانے کا خطرہ ہے - نہیں انہوں نے اپنے جان اور مال کو اپنے پاک مذہب پر قربان کیا ہوا تھا اور اسکو اپنے اسلام پاک کے آگے ہیچ سمجھتے تھے - کیا ہمیں اپنے ہادی برحق کی پیروی نہیں کرنی چاہئے جن کو سخت سے سخت اذیتیں دی گئیں - اور (معاذ اللہ) جھوٹا ساحر اور فریبی کہا گیا - مگر اس بہادر عرب کی ہمت میں سر مو فرق نہ آیا - اور اپنے کام میں ہر وقت کوشاں رہا - کیا ہمیں اس حبیب خدا کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی چاہئے جو فرمایا گیا کہ جتنی تم پر اسلام کی بدولت مصیبتیں پڑیں اٹھاؤ - تو خدا تمہیں نیک اجر دیگا - یا کہ مفتی صاحب کے رسالہ اسلام کی جو اپنے پاک دین کو ایک ناٹک بنا رہا ہے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا جب کافر انکو نہایت سخت عذاب دیتے تھے مگر انہوں نے کبھی ایک دفعہ بھی نہ کہا کہ میں تمہاری بات مان جاتا ہوں نہیں مگر ان کے دل میں نور حق چمک رہا تھا وہ کیسے اس طرح کہتے اور کئی بزرگ گذرے جنہوں نے اپنی جانیں اسلام پر قربان کردی ہیں - ہمارے سید الشہدا پیرزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو جسوقت آہنی طوق پہنا کر جیل خانہ میں بند کیا گیا تو کئی دفعہ امیر حبیب اللہ خان نے توجہ دلا کر کہا کہ تم احمدی ہونے سے انکار کر جاؤ مگر انہوں نے ایک نہ مانی پھر انکو سنگسار کرنے کا مولویوں نے فتویٰ دیا تو امیر صاحب نے ہر چند چاہا کہ کسی صورت پیر صاحب ایک لمحہ کیواسطے اس بات پر رضامند ہو جاویں اور مولویوں کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دیں پھر خواہ اپنا ہی مذہب کہیں اور جسوقت لوگ ہاتھوں میں پتھر لئے کھڑے تھے تو امیر صاحب ان کے کان میں کہتے تھے کہ خدا یا اپنی جان پر رحم کرو اور مولوی صاحبان کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دو - مگر اس ہمت با مومن نے یہ جواب دیا کہ میں منافق ہونا نہیں چاہتا - میں کبھی روشنی دیکھکر تاریکی میں نہیں جانے کا - یہ ہے مرزا صاحب کے مریدوں میں سب سے پہلے مذہب پر جان فدا کرنے والا - اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا - یہ شخص تھا جس نے ایمان کے آگے اپنی جان کی پروا نہ کی - اب سید عبد القیوم صاحب کا مذہب ہے کہ جھٹ کوئی اذیت پہونچی تو مذہب سے انکار کر لیا - یہ ہیں جو حامیان اسلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں - اخیر میں سید صاحب لکھتے ہیں " کہ ہم نے اس رسالہ کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا پبلک کا کام ہے ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ اس رسالہ کا انگریزی میں ترجمہ کر کے جاپان اور امریکہ اور دیگر ان مشہور مقامات میں جہاں آجکل مذہبی تحقیقات کا بازار گرم ہے اور برحق مذہب کے انتظار میں لوگوں کی آنکھیں بر سر راہ ہیں وہاں اس رسالہ کو مفت تقسیم کیا جاوے " اب آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ یہی رسالہ اسلام جس نے مذہب کو ایک کھیل بنا رکھا ہے - اور اجازت دیتا ہے کہ جان کا خوف ہو خواہ دھمکی ہو جھٹ اپنے پاک مذہب سے انکار کر لینا کچھ گناہ نہیں - جاپان اور امریکہ میں جا کر ان عقل کے پتلوں پر جو بال کی کھال کھینچتے ہیں اور جنہوں نے اپنے جھوٹے مذہب کے پھیلانے کیواسطے ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں قربان کر دی ہیں ان پر یہ بودا اور کمزور رسالہ کیا اثر ڈالیگا - ایسے ملکوں میں ہمارے ریویو آف ریلیجنز جیسا زبردست اور اسلام کی خوبیاں ظاہر کرنیوالا جو سب صفتوں سے متصف ہے جانا چاہئے ہمارے مولوی صاحب اس شعر کا مصداق بن رہے ہیں ؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

مفتی صاحب برائے مہربانی اس رسالہ میں ذرا سوچ سمجھ کر لکھا کیجئے - ورنہ یہ رسالہ تو اسلام کیواسطے باعث ننگ و عار ہے۔

دافعہ بنت مولا بخش

مجھے کچھ ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ پر کچھ لکھتی - مگر چونکہ اس کا نام رسالہ اسلام رکھا گیا ہے - اور جیسا اسلام کا لگاؤ مردوں سے ہے ویسا ہی عورتوں سے بھی ہے - تو پھر لازمی ہوا کہ میں اپنے پراگندہ خیالات کو ظاہر کروں +

حضرت مرزا صاحب کی دعا سے ایک مردہ کا زندہ ہونا

مکرمی شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مہربانی کر کے یہ چند سطر درج اخبار کر کے ممنون فرماویں - یہ احقر ماہ فروری ۱۹۰۶ء میں سخت بیمار ہوا - مجھے جو مرض تھا اسکو ڈاکٹر صاحب نے نمونیا تجویز کیا تھا ایک اسی پر نہ گذری بلکہ اس کے ساتھ مجھے سرسام ہو گیا ان ہر دو امراض نے مجھے وہ تکلیف دی کہ میرے کل لواحقین اور وہ اشخاص جنکو مجھ سے کچھ محبت تھی میری زیست سے مایوس ہو چکے تھے اور میرے والدین پر میری بیماری کا جو اثر تھا اسکو ایک صاحب اولاد خوب جانتا ہے خیر میرے والد نے حضرت اقدس مرزا صاحب کو ایک خط میری دعائے صحت کے لئے تحریر کیا - اسپر حضور انور نے جواب عنایت فرمایا کہ ہم دعا کرینگے - جسدن یہ خط ملا اسی دن رات کو مجھے قریب دو بجے حضرت اقدس میرے سرہانے رونق افروز نظر آئے - آپ حضور نے فرمایا اللہ تعالے کا فضل ہو گیا - تین یوم بعد میری حالت کسی وجہ سے سخت ابتر ہو گئی اسدن رات کو میں دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس اور ایک بزرگ نورانی آپکے برابر نورانی کرسیوں پر میرے سرہانے رونق افروز ہیں اور ایک شخص سیاہ رنگ یک چشم جسکی ڈراونی شکل تھی میری پائنتی پر بیٹھا ہے اور کچھ پڑھ رہا ہے اور مجھے تکلیف دینی چاہتا ہے حضرت اقدس نے اسکو کئی مرتبہ تکلیف دینے سے منع کیا مگر وہ نہ مانا اسپر آپ جوش میں آئے اور اسکو زور کی آواز میں فرمایا - او دجال تجکو ہم کئی مرتبہ منع کر چکے ہیں اور تو باز نہیں آتا تو اس مریض کا کیا کر سکتا ہے خدا ہماری دعا ضرور قبول کرے گا اور اس مریض کو ضرور صحت ہوگی - اسکے بعد آپنے دعا فرمائی اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ صدقہ دو - میں نے اس خواب کا ذکر اپنے والد سے کیا - یہ سنکر میرے والد نے ایک بکرا قربانی کر دیا - اور اسکے بعد میری حالت درست ہونی شروع ہوئی - اسکے دوسرے دن بعد حضرت اقدس پھر خواب میں نظر آئے اور فرمایا اب صحت ہو گی - تیسرے دن آپ پھر نظر آئے اور فرمایا کہ ان کپڑوں کو اتار کر پھینکدو - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں گذشتہ جمعہ کو غسل صحت کر چکا ہوں اور یہ میرا بیان بالکل صحیح ہے اگر اسپر مخالفین ایمان نہ لاویں تو ان پر خدا کی لعنت ہو اور اگر اسمیں میں نے کچھ افترا کیا ہو تو مجھ پر بھی - اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جماعت مخالفین تو بخانہ بازار سے انبالہ کیسی معجزہ پر جسکو میری بیماری سے تعلق تھا کیا رائے قائم

دہلی میں کسر صلیب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس امر کا جواب کہ ہر ایک دعا کا انبیاء کی قبول ہونا ضروری نہیں قابل سماعت نہیں - اسجگہ نہ تو ہمنے یہ دعوی کیا تہا کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا ضروری ہے - نہ اسکی بیان پر گفتگو تہی - یہان پر تو صرف ایک خاص دعا کا بیان تہا - جسکی قبولیت کا اقرار زبور وعبرانیون مین موجود تہا اور آپ بہی قبولیت کا اقرار کرتے رہے - آپکے اکبر مسیح نے رسالہ ... مین قبولیت دعا کا اقرار کیا ہے - عماد الدین و مارٹن کلارک نے بہی قبولیت دعا کا تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۳۶۴ مین اقرار کیا ہے پہر تو آپ کا اقرار کے بعد انکار سوائے جنون اور خبط الحواسی کے یا ایمان کے بعد کفر کے کمکا ... ہو سکتا ہے - براہ مہربانی آپ پہلے اس ... کریں کہ زبور ۲۲ مین جو لکہا ہے کہ تو نے ... سے مجہے بچا لیا ہے اور عبرانیون مین لکہا ہے ... دعا اوس کی پیالہ والی قبول ہو گئی - اور اکبر مسیح و مارٹن کلارک و عماد الدین بہی لکہتے ہین کہ وہ دعا اوسکی قبول ہو گئی - یہہ سب سچے ہین یا جہوٹے - اگر یہ سچے ہین تو تمہارے کاذب ہونے مین کسی دلیل کی ضرورت نہین - اور اگر تم سچے ہو تو ان کے کذب کا کچہہ علاج نہین - ؎

شاد ... از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

ہمارا ... صرف یہی ایک دلیل ... ہے جو ہمکو ... ہے - مگر نہین ہم اس دلیل کا ... انشاء اللہ آپکی زبان سے کر کے چہوڑینگے - اگر انصافاً اب ضرورت باقی نہین رہی کہ ہم آپ کے ساتہہ اس دلیل مین مزید گفتگو کرین کیونکہ حاضرین جلسہ نے تمہارے اوپر ہماری ڈگری کر دی ہے - مگر مین پہر آپ سے پوچہتا ہون کہ اس جلسہ مین عام انبیائی دعاؤن کا ذکر ہے یا خاص مسیح کی ایک دعا کا جو پیالہ ٹلنے کے واسطے خدا سے مانگی تہی - آپکو ... ماننا پڑیگا کہ خاص پیالہ والی دعا کا ذکر ہے - جبکہ ایسا ہے تو پہر بتلائیے عبرانیون ... مین کسی اور دعا کی قبولیت کا ذکر ہے یا اسی پیالہ ٹلنے والی دعا کی قبولیت کا - یہان ... پہہ ہے کہ انکار کی گنجائش نہین - کیونکہ عبرانیون مین صاف لکہا ہے کہ جب جسم مین مسیح تہا ... الحاح وزاری سے روتے ہوئے اوس سے کہ جو اوسکو موت سے چہڑا سکتا ہے قادر تہا دعا مانگی ... اس

سے معلوم ہو گیا کہ وہی پیالہ والی دعا کی بابت یہہ لکہا ہے ورنہ اور کوئی دعا تو انجیل مین سے نکالکر بتلاؤ جسمین اوسکا رونا چیخنا گڑگڑا کر دعا مانگنا موت سے رہائی کے واسطے لکہا ہے - مہربانی فرما کر ... کے تقریر مین آپ اسکا جواب دین اور ضرور دین دوسرا آپ کا یہہ فرمانا کہ اس دعا کے قبول ہونے کا بیان کسی انجیل مین نہین ہے - بلکہ عبرانیون کے ۵ مین صرف یہ لکہا ہے کہ وہ دعا اوسکی سنی گئی - اور اسکا مطلب صاف ہے کہ سننا اور چیز ہے قبول ہونا اور چیز - یعنے مسیح نے دعا مانگی خدا نے سن لی - نہ کہ قبول بہی کر لی - ہم جب کوئی کلام یا دعا کرتے ہین اوسی وقت خدا اوسکو سن لیتا ہے -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو دعا کیواسطے جب سن لینا بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہمیشہ قبولیت دعا سے ہوتی ہے - یہ نہین کہ سنکر داخل دفتر کر دی گئی - جب کوئی شخص کہے گا کہ خدا نے میری سنی تو اسکا مطلب سوائے اسکے اور کچہہ نہین ہوتا کہ خدا نے میری دعا قبول کر لی - اگر محض سننے سے یہ مراد ہے کہ جیسے تم اسوقت بول رہے ہو اور سب سن رہے ہین تو اس سے مسیح کے لئے کون خصوصیت اور عزت نکلی ایسے تو ہر ایک کافر و فاسق کی بہی خدا بات سنتا ہے - کیونکہ وہ سمیع ہے ماسوا اسکے مین آپ کو انجیل مین دکہلاتا ہون کہ وہان محض سنی گئی نہین لکہا بلکہ قبول ہو گئی لکہا ہے - آپکو الفاظ پر ہی اگر فیصلہ منظور ہے تو خدا نے الفاظ ہی آپ کے عذر توڑنے کو قبولیت کے لکہوا دئیے ہین - دیکہو عہدنامہ جدید مطبوعہ لندن ۱۸۳۷ء بزبان فارسی عبرانیون ۵ مین یہہ عبارت درج ہے " او چون در ایامے کہ در جسم بود دعا و نیاز را نزد آنکس کہ برہانیدنش از مرگ قادر بود با فریاد شدید و اشکہا مے نمود و بسبب عبادت مستجاب شد "

کہئے اے حاضرین اب بہی اعجاز مسیحائی کے ماننے مین کوئی کلام ہے - اب بہی احمد مسیح کے پیالہ ہونے مین کچہہ کسر رہ گئی ہے - اب بہی اگر احمد مسیح نہ مانین تو علاوہ تصور بینائی کے بے ایمانی بہی ہے - اسجگہ پہہ پچکر مینے مندرجہ ذیل نظم پڑہی -

نہین گر مانتے ہو تم خدا منوائے گا آخر
خدا اس اپنے بندہ کی مدد فرمائے گا آخر
نہین گر باز آتے تم خلاف حق سے اے واعظ
تمہارا جو دفتر ہے وہ تمپر آئے گا آخر
نہ سمجہو گے ... اسوقت تم شان مسیحائی
تو پہر یہ یاد رکہنا دے سمجہا جائیگا آخر
نصیحت دوستانہ ہے سنو عیسائیو میری
نہین مانیگا جو اسکو ... ہی پچہتائیگا آخر
بہلا کیا بے نتیجہ ہے یہہ میرا گفتگو کرنا
یہہ امر حق ہے سن رکہو نتیجہ لائیگا آخر
دلائل ہیں یہ دعوے کے تو کچہہ کچہہ نہین لیکن
اگر کامل تسلی کا بیان ہی آنے گا آخر
... گرد نمین جسے سلیم الطبع لوگون کی
جو اوسکو اٹہا چاہیے وہ ہی اٹہ جائے گا آخر
بہت عیسائیون کا کبر حق اوسوقت توڑیگا
مگر جو مان لیگا وہ ہی بخشا جائیگا آخر
خدا ... ہے احمدی میدان مارینگا
اور ... خوف سے کانپیگا دشمن اور ہاریگا

اسکے بعد اہل جلسہ نے یہہ فیصلہ دیا کہ احمد مسیح ہار گیا اور تمہاری دلیل اول یعنی دعا والی کا کچہہ جواب نہین دے سکا - اب دوسری دلیل پیش کی جاوے - مگر احمد مسیح نے اوٹہکر اب اور ذلت اٹہانیکے واسطے مندرجہ ذیل بیان کیا -

صاحبو سید صاحب کا بار بار پیالہ پر زور دینا اور یہہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ پیالہ یعنی موت کا پیالہ تہا اوس کے ٹلنے کی دعا مسیح نے مانگی اور وہ قبول ہو گئی یہہ صحیح نہین ہے - بلکہ وہ پیالہ گیا تہا وہ صرف صلیب تہی اور اوس کے اندر موت بہری ہوئی تہی - صلیبی موت سے اگر مسیح بچگیا تو کیا ہوا وہ پیالہ تو اوسکو تلچہٹ تک پینا پڑا - یعنی صلیب کی تکلیف اٹہائی - زخم لگے - ساری سختیان جہیلین - پہر وہ پیالہ ٹلا کیا وہ تو اوسکو پینا ہی پڑا - اور سید صاحب بہی اوسکو کالمقتول مانتے ہین تو پہر یہ دعا کیا قبول ہوئی؟ اور کالمقتول جبکہ ہو گیا تو یہی تو اوسکے مرنے کی دلیل ہے - کہ ایسا مردہ سا ہوا جس کو کوئی بہی نہ پہچان سکا - جبکہ سید صاحب کو صلیب پر چڑہائے جانے کا اقرار ہے کہ مسیح ہی صلیب پر چڑہایا گیا تو ضرور مرنے کا بہی اقرار کرنا چاہئے کیونکہ کالمقتول تو صرف مرزا صاحب کا الہام ہے -

تاریخ ابو الفدا مین مورخ نے لکہا ہے کہ مسیح کی نعش چہہ گہنٹہ تک صلیب پر لٹکتی رہی - اور قبر بہی موجود ہے - جبکہ نہین مرا تہا تو قبر کہان سے آگئی - یسعیاہ نبی ۵۳ باب مین لکہا ہے کہ وہ زندون کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا اور متی مرقس لوقا یوحنا مین لکہا ہے کہ وہ اپنے قتل ہونے کی پیشگوئی کرتا رہا اور تیسرے دن جی اوٹہنے کی - پہر کونسی دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے کہ مردہ نہین تہا مردہ سا تہا - اس تقریر کو مع حضرت اقدس کی مخالفت کے لمبی چوڑی طور پر بیان کیا - اور عبد اللہ آتہم کی پیشگوئی اور زلزلہ کی پیشگوئی کی مخالفت کر کے کچہہ وقت پورا کیا -

اس کے جواب مین مین نے اول یہہ نظم پڑہی -

احمد مسیح تم ذرا شرماؤ تو سہی
کچہہ اپنے دل مین خوف خدا لاؤ تو سہی
کہاتے ہو منہ کی بیٹہے ہو جہوٹے جہان مین
سولی پہ چڑہا کے عیسی کو مرواؤ تو سہی
گر قتل ہو گیا تہا مسیحا صلیب پر
جہوٹا نبی ذرا اوسے ٹہراؤ تو سہی
ورنہ بتاؤ کسطرح سچا نبی ہے وہ
توریت کو ہمارے سے پڑہواؤ تو سہی
اتنی بہی کیا سمجہ نہین ایسا ہو! تمہین
ظاہر دلیل دیکہہ کے گہبراؤ تو سہی
انسان کی خدائی پہ قوم یہود سے
ایمان کوئی لایا ہو بتلاؤ تو سہی
آتہم تو پیشگوئی کی موافق تہا مر گیا
کیا سچ نہین یہ بات قسم کہاؤ تو سہی
اوس کے رفیق حال کو کیون چہوڑتے ہو تم
کچہہ ذکر لیکہرام بہی کر جاؤ تو سہی
انجیلی پیشگوئیان سب ہو گئین غلط
گر ہین وہ سچ تو اورون سے منواؤ تو سہی
وعدہ کیا تہا تیرے مسیحا نے چور سے
جنت مین ایک چور کو بہجواؤ تو سہی
یہہ بہی کہا تہا آؤن گا بار دگر ابہی
آیا تہا کس جگہ ہمین سمجہاؤ تو سہی
جنت کی کنجیان ہی تو پطرس کو بخشدین
اوس جنتی کے حال سے شرماؤ تو سہی
انجیل مین ہین مومنون کی جو نشانیان
ایسا ہے کون مومن اوسے لاؤ تو سہی
منہ چڑہ کے بولتے ہو یہ کیون ایسی بولیان
نار غضب مین خود ہی نہ جل جاؤ تو سہی!
حافظ سنبہل کے پاؤن رکہنا اس رزمگاہ مین
تیغ زبان سے میری نہ کٹ جاؤ تو سہی!
رکہہ دون گا پردے پہاڑ کے مین سب کے سامنے
میری زبان تم ذرا کہلواؤ تو سہی
عیسائیو! یہہ تم کو بہی رسوا کریگا خوب
ورنہ یہ چپ رہے اسے دہمکاؤ تو سہی
دہلی مین آپ واعظ انجیل تو بنے
پہر اک زبور پڑہکے اوسکو گاؤ تو سہی
لکہا ہے جس مین یہ کہ خدا نے بچا لیا
کچہہ شرح اوس کی ہم سے بہی فرماؤ تو سہی
حیران ہو گا آج مصور بہی دیکہہ کر
تصویر اپنے چہرے کی کہچواؤ تو سہی
ان ذلتون پہ بہی نہ اگر باز آؤ گے
اچہا جو پہر کے ٹہوسہ گی یہ تاؤ تو سہی!
قاسم یہ پوچہتا ہے اب احمد مسیح سے
کیسی کہی ہے ابتہ ادہر لاؤ تو سہی

نظم ... کے بعد مین نے یہ کہا کہ لو حاضرین فیصلہ ہو گیا

اور اقبالی ڈگری احمد مسیح پر ہوگئی اگر پہلے سے ہی آپ یہ بیان کر دیتے تو اتنا وقت نہ میرا ضائع ہوتا نہ سامعین کو تکلیف سننے کی گوارا کرنی پڑتی۔ مگر مقدر کو کون ٹال سکتا ہے۔ یہہ ساری ذلتیں جو احمد مسیح نے اُٹھائی تہیں اور ایک دوسرا کفارہ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی کا ہونا تہا۔ کون اوٹھاتا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

انچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

مجھے امید ہے کہ آپ صاحبان سمجھہ گئے ہوں گے کہ اقبالی ڈگری کیونکر ہوگئی۔ مگر میں اوسے کہول کر بتلا دیتا ہوں کہ اقبالی ڈگری کسطرح ہوئی۔ احمد مسیح نے لاچار اور مجبور ہوکر آخرکار مان لیا کہ وہ پیالہ تو صرف صلیب تہی اور اوس میں موت بہری ہوئی تہی۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ جو پیالہ مسیح کو پلایا جانا تہا وہ موت کا بہرا ہوا صلیب کا پیالہ تہا۔ اب اگر اوس میں سے موت نکال لیجاوے تو خالی پیالہ ہی پیالہ رہ جاوے گا۔ اور وہ خالی پیالہ اگر مسیح کے منہ کو لگا دیا جاوے۔ تو اوس سے سوائے اس تکلیف کے کہ کچھہ دیر تک خالی پیالہ مسیح منہ سے لگائے رکہے اور کچھہ حرج نہیں ہوسکتا۔ پہر اس کا مطلب نہ معلوم حافظ صاحب نے کیا سمجھا ہے۔ کہ صلیبی موت سے اگر مسیح بچگیا تو وہ پیالہ تو اوسی تلچھٹ تک پینا پڑا۔ یہ جملہ ایسا بیمعنی ہے کہ جسکا نام۔ مجنون کی بڑ۔ کے سوا اور کچھہ نہیں رکہا جاتا۔ بہلا یہ تو خیال کرو کہ پیالہ تو صلیب کو آپ نے بتلایا اور اوس کے اندر موت بہری ہوئی تہی جبکہ مسیح اوس موت سے بچایا گیا۔ تو تلچھٹ تک وہ کونسی چیز تہی جو پینی پڑی۔ پینے کی چیز تو صرف موت ہی تہی۔ اسے آپنے کہدیا کہ بچ گیا۔ پہر تلچھٹ تک کیا پینا پڑا۔ صرف خالی پیالہ (یعنی صلیب پر لٹکنا) اوسکو منہ سے لگائے رکہنا پڑا۔ مسیح نے دعا بہی تو پیالہ کے ٹلنے کے واسطے کی تہی اور وہ پیالہ موت سے لبریز تہا۔ نہ کہ خالی پیالہ کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تہی۔ پس وہ دعا قبول ہوگئی۔ اور مسیح کو موت سے بہرا ہوا پیالہ نہیں پینا پڑا۔ خالی پیالہ اوس کے موہنہ سے لگا رہا۔ اب میری اقبالی ڈگری ہوگئی اگر سامعین چاہیں تو مباحثہ ختم کر دیا جاوے۔ مگر دلایل ابہی میرے پاس اس موت سے بچے رہنے کے کثیر در کثیر ہیں۔ جملہ حاضرین نے یہہ کہا کہ بیشک احمد مسیح ہار گیا۔ مگر آپ مباحثہ نہ بند کریں اور بہی دلائل ہم کو سنا دیں تاکہ ہم کو فائدہ پہونچے۔ اسپر میں نے یونس نبی کے نشان والی دلیل بیان کی جس کا جواب آیندہ بدھ کو دینے کیواسطے وعدہ ہوا ہے

اور آخری تقریر میں احمد مسیح نے خود اقبال کر لیا کہ میں ہار گیا۔ چنانچہ اوس نے یہہ کہا۔ کہ صاحبو اگرچہ آپنے سید صاحب کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے جو محض بربناء تعصب ہے۔ مگر یہ خیال رکہیں کہ اگر میں ہار گیا تو میرے پیر دین مسیح کے دلائل ختم نہیں ہوگئے۔ میرا ہارنا قوم کا ہارنا نہ سمجہا جاوے اور لوگ مسیحی قوم میں بڑے بڑے فاضل ہیں وہ ہر ایک بحث کو بخوبی طے کر سکتے ہیں۔

اس پر میں نے چیلنج دیا کہ مسٹر پارٹن صاحب کو چاہیے یا تو خود اس مسئلہ میں بقایا دلائل کا جواب دیں یا اکبر مسیح کو طلب کریں۔ یا کسی اور قابل و لائق عیسائی کو جو اس مسئلہ میں مجہہ سے گفتگو کرے۔ احمد مسیح نے تو ہمت ہار دی۔ اور یہہ پہر اوس سے نہیں اوٹھہ سکتا۔ مسٹر پارٹن صاحب نے فرمایا کہ ہم اور مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف بدھ آیندہ کو ایک مباحثہ ہوگا۔ اوسکے بعد کوئی مباحثہ تم سے نہ کیا جاوے گا۔ سب لوگ انجیل کو خود پڑھ کر نتیجہ پیدا کر لیں۔ والسلام

اسپر میں نے یہ نظم پڑہکر جلسہ کو برخاست کر دیا۔

پاس تب تک تمہیں ہمارا تہا
سب ہمیں یہ ستم گوارا تہا
ہار جائیگا تیرک اے حافظ
حال پہلے سے آشکارا تہا
اب تو ہمت ہی ہار دی تونے
اک اسی کا تجہے سہارا تہا
جو نہ چمکا کبہی کسی صورت
وہ ترے بخت کا ستارا تہا
مجہہ سے تم خود بخود تو کیا اڑتے
یہ تو اغیار نے ابہارا تہا
واعظا تیری ساری باتوں میں
دشمنوں کا ہی کچہہ اشارہ تہا
کیوں مقابل ہوئے تہے قاسم کے
کیا تمہیں موت نے پکارا تہا

راقم خاکسار قاسم علی احمدی از دہلی

استفسار اور اونکے جواب

السلام علیکم۔ ایک شیعہ نے اعتراض کیا ہے کہ توریت شریف میں شتر خرگوش خنزیر حرام ہیں ... شتر کو اللہ تعالے نے قرآن شریف میں حلال کیا ہے۔ لیکن خرگوش کا ذکر قرآن شریف میں نہ آیا جس سے ثابت ہے کہ حکم توریت بحال رہا پہر یہ کیوں حلال ہوا۔

(۲) دیگر اس ارنب کو حیض آتا ہے اور شکل بلی کی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اسکو حرام جانتا ہے۔ جبکہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے۔ اسکے حلال کا حال قرآن شریف میں کیوں نہیں۔ حدیث میں ہدیہ ارنب ثابت ہے۔ مگر تناول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

جسقدر اولاد کو اپنے آباء اجداد کا حال پشت بہ پشت معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔ پس جب سارے امام اثنا عشر ہاسال بدین نماز میں کرتے چلے آئے ہیں۔ تو باقی فرقہ حنفیہ وغیرہ وضع الیدین تحت السرہ وغیرہ کسطرح صحیح سمجہا جاوے۔ تیسرا مرزا صاحب آپ کو حضرت علی سے فضیلت دیتے ہیں ثابت فرماویں کہ اون کو کونسی فضیلت ہے۔ وہ داماد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ونفس رسول وزوج بتول شاہ مردان شبیر یزدان وغیرہ۔ مرزا صاحب اس امت میں سے ہیں اگرچہ من عباد اللہ الصالحین ہوں۔ حضرت علی ابن عم النبی واخی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا رتبہ بڑھہ نہیں سکتا۔ اون کے حق میں ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ونیز انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی انتہٰی

راقم سراج دین

وعلیکم السلام ورحمتہ۔ آپکا خط مولوی صاحب نے مجہے بغرض جواب دیا ہے سو عرض ہے س سے مراد سوال اور ج سے مراد جواب ہے چونکہ آپ کے ایک ایک سوال کے کئی کئی ٹکڑے کر کر ایک ایک ٹکڑا (فقرہ) کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا ہے۔ تاکہ سمجہنے میں سہولت ہو۔ وما توفیقی الا باللہ۔

س۔ توریت میں شتر خرگوش وغیرہ حرام ہیں۔

ج۔ کیا معترض صاحب تابع شریعت موسوی ہیں مگر الحمد للہ کہ مجیب شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے جو نہ محرف ہے نہ مبدل نہ مختص القوم نہ مختص المکان نہ مختص الزمان ہے نہ منسوخ ہے۔

دوسرا کیا یہ مجموعہ بائبل قابل اعتبار ہے؟ جبکی نسبت اللہ تعالے کی شہادت ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ پ۶ یعنے وہ کلموں کو اپنے اصل معانی سے پہیرا دیا کرتے ہیں۔ جب ترجمہ کرتے ہیں۔ تیسرا کیا یہ موجودہ مجموعہ بعینہ وہی منزل من اللہ مجموعہ ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تہا۔ استثناء ۳۱ باب میں لکہا ہے موسیٰ مو آب کی زمین میں مر گیا۔ آجکے دن تک کسی کو اسکی قبر کا پتہ نہیں اور بنی اسرائیل تیس دن تک موسیٰ کے سے مو آب میں رویا کئے وغیرہ وغیرہ۔ کیا معترض کے نزدیک یہہ عبارت بہی موسیٰ پر ہی نازل ہوئی۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ پ۴ یعنے ہر قسم کہانے کی چیز حلال جانوروں سے حلال تہی بنی اسرائیل کو مگر وہ جو حضرت یعقوبؑ نے بوجہ کسی بیماری کے اپنے پر خود حرام کیا تہا یہہ معاملہ نزول توراۃ سے پہلے کا ہے کہدو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سو لاؤ وہ توریت جو منزل من اللہ ہے۔ نہ یہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ۔ اور اوسکو پڑہو۔ اگر تم سچے ہو۔ لفظ توریت پر آل ہے جو خاص اصلی توراۃ کی طرف اشارہ ہے۔

چوتہا توریت کے شریعت مختص قوم والمکان والزمان تہی اور پہر منسوخ بہی۔ جیسے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پ۳ یعنے میں تم کو حلال کر دونگا اون چیزوں کو جو تمپر حرام کی گئیں۔ اور قرآن کریم توریت انجیل دونوں کا مصدق ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض محرمات کو مسیح علیہ السلام نے حلال فرمایا۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مسیح نے ارنب کو بہی حرام رکہا معترض کا سوال وارد ہی نہیں ہو سکتا۔

پانچواں یہہ شریعت عام ہے زماناً ومکاناً جیسے فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا پ۹ یعنے خبردار ہوکر سن لو لوگو کہ اللہ تعالے نے مجہے تم تمام لوگوں کی طرف بہیجا ہے اور فرمایا

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ پ۷ میرے پر یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو بہی اللہ تعالے کے عذاب سے ڈرا دوں۔ اور اون لوگوں کو بہی جنکو قرآن کی تبلیغ ہو جاوے۔

اس آیت میں عموم زمانہ کیطرف اشارہ ہے یعنے قیامت تک جسکو یہ شریعت پہونچ جاوے۔ اور فرمایا وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا پ۷ یعنے یہ کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا مبارک ہے

یعنے وہ تمام صداقتیں جو موجودہ کتب محرفہ مبدلہ میں موجود تھیں۔ اس کتاب میں اسطرح جمع کر دی گئی ہیں جیسے حکام اعلےٰ وقت تصدیق کا نقلات پیش شدہ کے سچے کاغذ کو منظور۔ باقی کو رد کر دیا کرتے ہیں اور ضرورت اور فائدہ نزول یہ تہا کہ تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم عذاب الہی سے ڈرا دے۔ تمام بستیوں کی ماں (مکہ) کو اور اُن تمام لوگوں کو جو اسکے اردگرد ہیں یعنے تمام روے زمین کو۔ پس یہ شریعت محمدی چونکہ تمام روئے زمین کے لئے عام شریعت ہے۔ اسکے احکام بہی عام ہیں۔ مکہ کو ام القری اسلئے فرمایا کہ اب تمام روئے زمین اسکے دودھ (علم) سے روحانی پرورش پائیگی۔ اس لفظ ام القری میں بہی اشارہ ہے کہ یہ شریعت تمام روئے زمین کے لئے عام ہے اس آیت شریف میں عموم مکانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

چوتھا اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا پ یعنے تم ملت ابراہیمی کی پیروی کرو جو بالکل سیدہی ہے اگرچہ اس آیت شریف کا حکم عام ہے مگر اللہ تعالے نے خاص اس آیت شریف کو خاص یہود کے اعتراض یا ان ہی قسم کے اعتراض کے جواب میں بیان فرمایا۔ یہود کو سمجہایا کہ یہہ مجموعہ محرف مبدل قابل سند نہیں۔ ملت ابراہیمی کا حوالہ حلت حرمت حیوانات میں دو۔ مگر تعجب ہے کہ مومنین صاحب باوصف ایسے سخت انکار کے جو اللہ تعالے کی طرف سے مجموعہ موجودہ کی نسبت کیا گیا۔ اور اسی قسم کے سوال پر کیا گیا ہے پھر بھی اسی مجموعہ کو پیش کرتا ہے لہذا اب ضرور ہے کہ معترض ملت ابراہیمی سے ارنب کا حرام ہونا ثابت کرے۔

س۔ خرگوش کا ذکر (حلت کا) قرآن شریف میں نہیں آیا۔

ج۔ قرآن شریف میں حلت ارنب موجود ہے جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ الی آخر الآیت پ کہدے میں نہیں پاتا اس وحی میں جیسے پر اتری کوئی چیز حرام کسی مہذب سوسائٹی کے کہانے والے پر جسکو عموماً مہذب سوسائٹی کہایا کرتی ہے مگر مردار وغیرہ جنکا ذکر اس آیت شریف میں ہے اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ پ یعنے ایمان والو خوب چہردار ہوکر سنو کہ تمام طیب اور عمدہ اشیا جو ہم نے تمکو دی ہیں بے شک کہایا کرو اور فرمایا

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ پ یعنے یہ رسول تمام طیب اشیا (مفید غیر مضر) مومنوں پر انکے فائدہ کے لئے حلال کرتا ہے۔ اور فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پ کہدو کسنے حرام کیں اللہ تعالے کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالیں اور کس نے حرام کیں عمدہ عمدہ کہانے کی اشیاء مفیدہ غیر مضرہ بلکہ کہدو کہ یہہ اشیاء ایمان والوں کیخاطر اور انہیں کے فائدہ کے لئے تو پیدا کی گئیں۔ اس دنیا میں (باقی لوگ تو انکے طفیلی ہیں)

پس معترض کا فرض ہے کہ ارنب کا غیر طیب یعنی خبیث ہونا علم الادیان (قرآن) علم الابدان (طب) سے ثابت کرے۔

اب مہذب سوسائٹی میں خرگوش کا استعمال خود معترض مانتا ہے اور اس کی شہادت اور ثبوت اپنے اعتراض میں دیتا ہے۔ کیونکہ وہ لکہتا ہے کسی نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا۔ اگر وہ خود اسکو حلال اور عمدہ قابل ہدیہ نہ سمجہتا تو وہ ہدیہ نہ دیتا۔ اور ہرگز نہ دیتا۔ کیا کوئی شیعہ اپنے کسی مجتہد کو گوشت خنزیر ہدیہ دیتا ہے۔ بلکہ گوشت خرگوش جسکی حرمت کا یا کراہت کا کوئی واقعی ثبوت شیعہ کے پاس نہیں کسی مجتہد یا دوست کو ہدیہ دیتا ہے؟

دوسرا جو چیز نہایت ہی عزیز ہو وہی قابل ہدیہ ہوتی ہے۔ جیسے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ پ مال محبوب دینا چاہئے۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنے تم کبہی بہی نیک نہیں ہو سکتے جبتک محبوب چیز نہ خرچ کرو۔

تیسرا اگر اسکو اسکے طیب اور حلال ہونیکا علم نہوتا تو کبہی بہی یہہ ہدیہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور نہ لیجاتا کیونکہ وہ شارع تہے۔ بلکہ اگر اسکی حلت میں اسکو کچہہ بہی اشتباہ ہوتا جب بہی وہ پیش نکرتا کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ پ خبیث چیز کے خرچ فی سبیل اللہ کرنیکا ارادہ ہی نہ کرو جسکا لینا تم خود پسند نہیں کرتے۔

چوتہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسکو حلال طیب نہ سمجہتے تو ہرگز اسکو قبول نفرماتے۔

پانچواں اگر اس کی حلت میں کچہہ بہی اشتباہ ہوتا تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز خاموش نہ رہتے بلکہ اس کی حرمت کی زور کے ساتہہ تصریح کر دیتے کیونکہ وہ اصلاح بنی آدم بلکہ اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث تہے اور رحمۃ للعالمین اور رؤف رحیم تہے انکو کب گوارا تہا کہ ایک غیر طیب (مضر غیر مفید) چیز کا استعمال انکے پیش ہو اور وہ خاموش رہیں وہ تو خاتم النبیین تہے یعنے اب آیندہ کسی شریعت کے آنے کی قطعاً امید نہ تہی پہر کیا ممکن تہا کہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار فرماتے۔ صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کثیرا کثیرا باوجود اسکے اللہ تعالے نے کی آپ کو سخت تاکید بہی تہی۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ پ یعنے اے رسول ضرور ضرور پہونچا دے جو کچہہ تیری طرف اوتارا گیا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے کوئی بہی حق تبلیغ پورا نہ کیا ایسی تاکید کے ہوتے ہوئے پہر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز ہرگز خاموشی اختیار نفرماتے اگر اس کی حلت میں کچہہ بہی اشتباہ ہوتا اس حدیث میں اُس ..... مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى صلے اللہ علیہ وسلم نے گویا خرگوش کا نام لیکر اسکی حلت کے لئے نص صریح بیان فرمادی۔ لیجئے اب تو صاف صریح نام بہی لے دیا۔ یہہ اللہ تعالے عالم الغیب کی تدبیر ہے جسکو معلوم تہا کہ شیعوں کے اعتراض کا علم تہا۔ اسلئے اس نے معترضین کی زبان سے ہی ارنب کے نام کے ساتہہ اسکی حلت کا ثبوت دیدیا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى۔

چہٹا اگر معترض کے نزدیک خرگوش کی حلت حرمت کا ذکر قرآن کریم نے نہیں کیا تو معترض کے نزدیک اسلام کامل دین نہیں اور قرآن کامل کتاب نہیں حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا پ یعنے تمہارے دین (جزا و سزا کے مسائل) کو کامل طور پر بیان کر دیا۔ اور یہہ نعمت پوری پوری تم کو دیدی اور یعنے تمہارے فائدہ کے لئے اسی کی فرمانبرداری کو پسند کیا جزا و سزا کے لئے اگر کہو کہ اس کا نام خصوصاً قرآن میں نہیں آیا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں مفصلاً نہ مجملاً آچکا ہے۔ جسکی تصریح بیان کی گئی ہے۔ اور حدیث میں تو صاف لفظ ارنب کا لے کر اسکی حلت بیان کر دی جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے۔

ساتواں جب یہود نے محرمات تورات کا اعتراض کیا تو فرمایا کہ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ پ جس کا ترجمہ پیشتر لکہا گیا یعنی جن جن جانوروں کی حرمت کا تم حوالہ توریت کا دیکر اعتراض کرتے ہو وہ تو بنی اسرائیل پر حلال تہے مگر جس توریت کا تم حوالہ دیتے ہو یہ قابل اعتبار نہیں فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ وہ اصلی توریت منزل من اللہ لاؤ اگر تم ان جانوروں کی حرمت کی بابت سچا ثبوت دینا چاہتے ہو۔

لطیفہ یہ ہے کہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ میں ذکر حرمت شتر و خرگوش ایک ہی سطر میں ہے۔ جس سے صاف اور صریح طور پر ذکر حلت خرگوش کا اس آیت شریف سے سمجہہ میں آتا ہے تو گویا اسطرح نام سے خصوصاً خرگوش کا لیا گیا۔

آٹہواں اگر ہر ایک جانور حلال کا نام لینا ہی ضروری تہا تو معترض کا فرض ہے کہ قرآن مجید سے دوسرے حلال جانوروں کے نام مفصل دکہا وے بات یہہ ہے کہ طیبات اور بالمعروف فرما کر تمام فہرست قرآن مجید نے دیدی ہے والا شیعہ ہی حلال اشیا کی فہرست دکہا دیں۔

نواں کیا جن جانوروں کی حلت کا ذکر قرآن مجید میں نام وار نہیں کیا شیعہ کے نزدیک وہ تمام جانور حرام ہیں؟

دسواں جن جانوروں کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا شیعہ کے نزدیک وہ حلال ہیں؟

س۔ خرگوش کو حیض آتا ہے۔

ج۔ کیا حیض کو اللہ تعالے نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدار حلت و حرمت قرار دیا ہے اسطرح سارے آدمی (مرد) اور کتا و بلا بہیڑیا شیر چیتا و بکرہ وغیرہ جانور بہی حلال ہوں۔ یہ عجیب اور نرالا قانون نہ اللہ تعالے نے فرمایا نہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ پ

س۔ ارنب کی شکل مکروہ ہے۔

ج۔ یہہ دوسرا قانون ہے جو اس پہلے سے بہی نرالا ہے۔ کیا حلت و حرمت کے مدار خوبصورت بدصورت پر اللہ تعالے نے کہیں فرمائی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرمایا آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ پ

آیت [illegible] ... [illegible]
پڑھا ہے۔
س۔ مرزا صاحب کی [illegible] ہے۔
ج۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالے نے فرمائی۔ وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؁ یعنے وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بھی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں میں سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا۔ مگر ابھی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے بلکہ بعد میں آئینگے۔ اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے اسی آیت کے حروف میں بطور ابجد کے زمانہ بھی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ ہے اور نیز حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب بھی فارس کے ہیں۔

[illegible] اللہ تعالے نے ایک اور طور پر بھی زمانہ کا [illegible] دیا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ [illegible] جب تم (مسلمان) لوگ سچے ایمان سے پھر جاؤ گے اور تمہارا اسلام برائے نام اور [illegible] اسلامی بطور رسم رہ جائینگے اور ان میں [illegible] نہیں رہیگی۔ تو ہم سوائے تمہارے [illegible] قوم بدلیں گے مگر وہ تمہاری طرح نہ ہونگے۔ [illegible] نزول اس آیت کے بھی صحابہ کے سوال [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان [illegible] کی ران پر ہاتھ رکھکر یہی جواب دیا جسکا [illegible] فضیلت اوّل میں ہو چکا۔ اللہ تعالے نے [illegible] آیت شریف میں بھی زمانہ مسیح موعود کا [illegible] طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ میں اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہو جائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑھ جاویگا مگر ابنائے فارس میں سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اسکو پہونچکر اتارے گا وغیرہ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْث جنکا ذکر ابواب الفتن و اشراط الساعۃ میں درج ہے۔

(۴) يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ؁

مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آوے گا۔ اوس کا نام احمد ہوگا۔ یعنے اس کا کام تلوار چلانیکا نہوگا۔ صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا۔

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرمایا ہے
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؁ ۔ یعنے وہ لوگ اللہ تعالے کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہینگے۔ یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ میں ہوگا لہذا اس کا جواب بھی زبانی ہی ہوگا یہ نہیں کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے اور میاں خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالیں جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے [illegible] اللہ تعالے نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بھیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا۔ آل جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہیں لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا

(۷) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالے اپنی تائید و نصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے۔
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؁ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا۔

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ؁ یعنے خبردار ہو کر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتھ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسی بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تھا یعنے اس مسیح کو بھی مشکلات پیش آئینگے مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بھی ہونگے اور اور ضرورتیں بھی پیش آئیں گی تم کو چاہیئے کہ اسوقت اسکے ساتھ انصار اللہ بن جاؤ۔ اس آیت شریف میں صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتھ امداد کرینگے سخت تاکید کی گئی ہے۔ باتفاق مفسرین آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے۔ واللہ اعلم

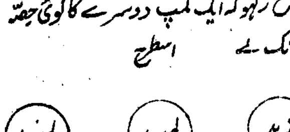
(۹) وَ آخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ... وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ ؁ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے قوۃ اور گھوڑوں کے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسیطرح ایک اور قوم بھی اسلام کی دشمن ہے ابھی تم انکو نہیں جانتے اور اللہ تعالے جانتا ہے مگر ان مخالفوں کیلئے قوۃ کی ضرورت نہیں نہ گھوڑوں کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بھی تاکید فرمائی۔

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ - یعنے پوچھتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہیں کیونکہ جب قیامت آگئی پوچھنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ علامت دیکھکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب پتھرا جائیں گی وہ آنکھیں یعنے آدمی کی آنکھہ روشنی سے عاجز ہو جاوے یعنی مسیح موعود جب جب اپنا دعوے مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سنکر اور اس کے بالمقابل آبا اجداد علما فقرا کے سنے سنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہو جائینگے۔ کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تہا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا۔ (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق میں چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تھے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا انکا (ج) اعتقاد تہا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتھ میں پکڑے گا اور جو کلمہ نہ پڑھیگا اسکو وہ قتل کر ڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ؁ اور يَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہیں کرے گا۔ بلکہ جنگ موقوف کردے گا۔ (د) انکا اعتقاد تہا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجھا دیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرا دے گا وغیرہ وغیرہ۔

اسی واسطے اللہ تعالے نے برق البصر فرمایا کہ جو حیرت انکی آنکھیں پتھرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقاید میں بسبب فیج افواج کے پڑے ہوں گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنیں گے حیران ہو جائینگے۔ تو اللہ تعالے انکے حیرانی رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا۔ یعنے ماہ رمضان میں خسوف کسوف ماہتاب و آفتاب کا ہوگا۔ خسف القمر کے معنے تو صاف ہیں کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا۔ مگر جمع الشمس و القمر کے معنے سمجھنے کے لئے کچھہ تفصیل کی ضرورت ہے۔

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گھومتے ہیں تو بعض وقت مہتاب و آفتاب کے مابین زمین حائل ہو جاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہو اتنی قدر میں چاند دکھائی نہیں دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ میں نور نہیں لے سکتا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہو جاتا ہے آفتاب اور زمین میں گویا زمین ایک طرف ہو جاتی ہے اور آفتاب و ماہتاب ایک طرف جمع ہو جاتے ہیں اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے۔

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب۔ و دائرہ (ب) ماہتاب ہیں۔ اور انکے محاذ پر زید بیٹھا ہو تو جتنا زید کی آنکھوں کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈھانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہیں آویگا دوسری مثال میں ان دونوں نورانی ستاروں کو لمپ سے میں تشبیہ دیکر سمجھاتا ہوں آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکھو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈھانک لے اسطرح



تو اب زید یا زمین والے اس لمپ کو نہیں دیکھہ سکتے جسکا نام آفتاب رکھا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہو کہ جمع الشمس و القمر کے معنے ہیں آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب و آفتاب

دوسرا ہر ایک جانور خوبصورت بھی ہوتا ہے اور بدصورت بھی اگر شیعہ کے نزدیک ہی مدار حلت وحرمت ہے۔ تو بھیڑ یا گدھا کتا سانپ بچھو۔ بکرا چیتا وغیرہ کل جانوروں میں خوبصورت حلال اور بدشکل حرام ہونے چاہئیں تو اس قانون کے مطابق بہت خوبصورت محرمات حلال ہو جائینگے اور بدشکل حلال جانور حرام ماننے پڑینگے۔ سا شیعہ کے نزدیک جو خنزیر خوبصورت ہو وہ حلال

تیسرا خرگوش کی بدصورتی صرف شیعہ کے نزدیک ہی ہے یا عام عقلمندوں کے نزدیک۔ چوتھا خوبصورتی بدصورتی باختلاف ممالک مختلف ہوتی ہے مثلاً حبش میں گورا رنگ نہایت ناپسند ہے یہانتک کہ یوروپین لوگوں کے ساتھ انکو مبروص سمجھ کر چھونا بھی پسند نہیں کرتے اور حبشی جسقدر سیاہ زیادہ ہو اوسکی قدر ومنزلت وقیمت زیادہ ہے مگر ہندوستان میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔

س۵ امام جعفر اسکو حرام جانتا ہے۔

ج۵ اوّل تو قرآن مجید کے مقابلہ میں امام جعفر کا قول پسند نہیں۔

دوسرا قرآن مجید میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ جس چیز کو امام جعفر حلال کرے وہ حلال ہے اور جسکو حرام کہیں وہ حرام ہے بلکہ کسی آدمی کی نسبت بھی یہ اجازت نہیں۔

تیسرا یہ افترا علی اللہ ہے جو امام جعفر جیسے پاکباز آدمی کے خلاف شان ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۱۴/۱۴ یعنے تم جھوٹ موٹ اپنی زبان سے کسی چیز کو حلال یا حرام نہ بناؤ یہ تو افترا علی اللہ ہے۔

چوتھا کسی کو کسی چیز کے حلال یا حرام کہدینے کا خود بخود مختار مجاز سمجھنا یہود ونصاریٰ کا کام ہے نہ کسی مومن کا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۰/۱۱ اپنے مولویوں اور فقیروں کو انہوں نے سوائے اللہ تعالےٰ کے رب بنا لیا تھا۔

پانچواں اللہ تعالےٰ نے جب حضرت سرور عالم فخر بنی آدم شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین بالمومنین رؤف رحیم فداہ ابی وامی وروحی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا اختیار عطا نہیں فرمایا تو امام جعفر صادق کسطرح مجاز حلال وحرام کرنے کا ہو سکتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۲۷/۵ یعنے شریعت کے متعلق کوئی بات بھی رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے طرف سے نہیں فرمایا کرتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی الٰہی سے ہی فرماتے ہیں۔ حالانکہ رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ذات بابرکات ہے جسکی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۳/۱۲ اگر تم خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تو میری پیروی کے سبب تم خدا تعالےٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ پھر فرمایا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا ۲۴ کہدو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے میرے بندو جنہوں نے خطاکاری کی یعنے خدا تعالےٰ کے بندوں کو میرے بندے کہنے کی اللہ تعالیٰ خود اجازت دیتا ہے۔ پھر فرمایا يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۱/۲ خدا تعالےٰ کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں اور ایمانداروں کے ساتھ۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تو دھوکہ نہیں ہو سکتا کہ وہ علیم بذات الصدور ہے مگر اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دھوکہ کرنا اپنا دھوکہ فرمایا یہہ کل تعریف ومحامد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کا نہیں اور نہ کسی انسان کی طاقت ہے کہ آپکے محامد پورے پورے بیان کر سکے۔ محمد حامد احمد خدا بس

خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس

محمد از تو میخواہم خدا را ✤ خدایا از تو حب مصطفےٰ را

جب ایسے ذات پاک کو اختیار حلت حرمت کا اپنی طرف سے نہیں تو امام جعفر کو کب اختیار ہو سکتا ہے۔

چھواں۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ امام جعفر فی الواقعہ اس کو حرام جانتا ہے کیونکہ جس مذہب میں تقیہ جیسا گند موجود بلکہ ضروری ہو اس مذہب کے کسی آدمی کی بھی کوئی بات قابل اعتبار نہیں۔ چہ جائے کہ مذہبی روایت کا اعتبار کیا جاوے۔

س۶ جسقدر اولاد کو حال اپنے اباؤ اجداد کا معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔

ج۶ یہہ عجیب فلسفہ ہے جو ساری دنیا سے نرالا ہے بلکہ نہ خدا کے قول کے موافق ہے نہ خدا تعالےٰ کے فعل کے۔ جیسے فرمایا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۱/۱۵ یعنے حضرت ابراہیم نے دعا کی میری ذریت میں سے بھی امام بنائے جاویں تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہونچا کرتا۔ اسی کے مطابق فعل الٰہی کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں یہود ونصاریٰ کو دیکھو انکے آبا واجداد میں ہزاروں انبیاء گذرے ہیں۔ باوجود اس کثرت انبیاء کے فتویٰ اللہ تعالےٰ کا انکے افعال کی نسبت یہہ ہوا۔ کہ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۹ انکے بعد نالایق جانشین ہوئے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا فتویٰ فَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ ۱۶/۱۳ کیا تم پر کوئی بہت زمانہ گذر گیا تھا بلکہ بنی اسرائیل کی شرارتوں کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ کیا حضرت نوح کا حال انکے اس بیٹے اور بی بی کو معلوم زیادہ تھا جو غرق ہوئے یا مومنین کو۔ یا دیگر مومنین کو حضرت موسیٰ کا حال قارون کو زیادہ معلوم تھا یا ساحروں اور اوس کو جو فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جھگڑا۔ حضرت عیسےٰ کا حال انکے بھائیوں کو زیادہ معلوم تھا جنہوں نے حضرت عیسےٰ کو پاگل سمجھکر انکے قید کروانے کی درخواست کی تھی اور یہودا اسکریوطی کو جسنے سات روپیہ لے کر حضرت کو گرفتار کرا دیا تھا۔ یا حواریوں کو جنمیں کوئی محصول لیا اور کوئی ماہی گیر تھا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ان کے چچاؤں کو زیادہ معلوم تھا۔ یا بلال باشندہ حبش وسلمان فارسی وغیرہ کو۔ آجکل جو سید عیسائیوں میں شامل ہو گئے۔ کیا انکو بھی اباؤ اجداد کا کچھہ حال معلوم ہے؟

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۵ ۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۱/۸ یعنے دیکھو تو کیسے اللہ تعالےٰ پر جھوٹ جوڑتے ہیں۔ کیا نا سمجھے سے اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بناتے ہو۔

دوسرا اگر فرض کر لیا جاوے کہ حال اباؤ اجداد کا کسی کو معلوم ہے مگر جن کے مذہب میں تقیہ کرنا ضروری ہے اون کی روایت پر کسطرح اعتبار ہو سکتا ہے

تیسرا درمنثور اور تفسیر کبیر میں بروایت حضرت علی کے لکھا ہے کہ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا کہ وانحر کے کیا معنے ہیں تو انہوں نے کہا سینہ پر ہاتھہ باندھنا اب یہ خبر تو گھر والوں کی ہی ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کیا کوئی ہے جو مان جاوے۔

چوتھا احادیث میں ہاتھہ باندھنا سینہ پر اور تحت السرہ دونوں کا ذکر ہے۔

پانچواں کیا تمام سادات کو جو اولاد علی ہیں علوم قرآن ایسے حاصل ہیں جنکا انکے قاعدہ سے پتہ لگتا ہے۔

س۷ مرزا صاحب آپکو حضرت علی سے فضیلت دیتے ہیں

ج۷ - بے شک یہ بہت پرانا جھگڑا ہے۔ اول الملعونین نے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۹/۸ میں اس آدم سے اچھا ہوں۔ بعد اس کے اسکے اظلال نے بھی کسی کو کہا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ ۲/۱۶ سلطنت کے تو ہم زیادہ مستحق ہیں اس (طالوت) سے۔ کسی نے کہا مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۱۲/۱۲ یعنے تجھے ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے اے نوح جو رسالت کے لئے ضروری ہے۔ کسی نے کہا وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۱۲/۹ یعنے ہم میں تو اے شعیب ضعیف ہے۔ احکم الحاکمین کا رسول تو ضعیف نہیں ہونا چاہئے۔ کسی نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ ۱۲/۹ یعنی ہم تو تم میں اے ہود سفاہت پاتے ہیں جو شان نبوت کے خلاف ہے۔

کسی نے کہا نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۸/۲ یعنے ہم کو بھی اسی طرح وحی ہونی چاہئے جیسی اور رسولوں کو ہوا کرتی ہے کسی نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۲۵/۹ یعنے قرآن مجید مکہ یا طائف کے کسی نمبردار یا رئیس پر کیوں نہ نازل ہوا۔ اللہ تعالےٰ احکم الحاکمین وخیر الحاکمین کا جواب اس میں یہ ہے۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۲۵/۹

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۱۲/۸ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۴/۴ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۲۸/۱۱ یعنے دنیا میں جو مراتب میں فرق ہے کیا اسکی تقسیم بھی یہ خود ہی کر لیا کرتے ہیں۔ یا اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے غنی بناتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی حکمت سے فقیر بناتا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ امانت رسالت کے بوجھہ کو کون اٹھا سکتا ہے۔ وہ خود ہی جسکو چاہتا ہے رسالت کے لئے ہاں اسی امانت کے بوجھ کے لئے جس کی برداشت سے زمین آسمان جبال نے اپنا عجز ظاہر کیا منتخب کر لیتا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیدیتا ہے۔

ابھی اے معترضو! تمنے کیا دیکھا ہے اللہ تعالےٰ تو بڑے سے بڑے فضل اس رسول مجدد مہدی ومسیح وجری اللہ فی حلل الانبیاء عطا کریگا لطف یہ ہے کہ اللہ عالم السر والاخفیٰ نے ذالک فضل اللہ والی آیت کو واٰخرین منھم والی

آیت [illegible]

رکہا ہے -

ہیں --- مرزا صاحب کی [illegible]

ج --- گر نہبیند بروز شپر چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالے نے فرمائی - وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۳۱ یعنے وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بہی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہین مین سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین سے ہوگا - مگر بہی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتھ شامل نہین ہوئے بلکہ بعد مین آئینگے - اس آیت شریف مین اللہ تعالے نے اسی آیت کے حروف مین بطور ابجد کے زمانہ بہی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتہہ رکہکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا - اور حضرت مرزا صاحب بہی فارس کے ہین -

(۲) اللہ تعالے نے ایک اور طور پر بہی زمانہ کا پتہ دیا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ ۳۶ یعنے جب تم (مسلمان) لوگ پہر جاؤگے اور تمہارا اسلام برائے نام اور اعمال اسلامی بطور رسم رہ جائینگے اور ان مین روحانیت نہین رہیگی - تو ہم بجائے تمہارے قوم بدلین گے مگر وہ تمہاری طرح نہ ہونگے - شان نزول اس آیت کے بہی صحابہ کے سوال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہاتہہ رکہکر یہی جواب دیا جسکا ذکر تفصیلاً اوّل مین ہوچکا - اللہ تعالے نے اس آیت شریف مین بہی زمانہ مسیح موعود کا دو طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ مین اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہوجائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی - لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑہ جاویگا مگر ابنائے فارس مین سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اوسکو پہونچکر اتارے گا وغیرہ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْث جنکا ذکر ابواب الفتن و اشراط الساعۃ مین درج ہے -

(۴) يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ۲۸ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آوے گا - اوس کا نام احمد ہوگا - یعنے اس کا کام تلوار چلانیکا نہوگا - صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا -

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرمائی ہے
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۲۸ - یعنے وہ لوگ اللہ تعالے کے نور کو پہونکوں سے بجہانا چاہینگے - یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ مین ہوگا لہذا اس کا جواب بہی زبانی ہی ہوگا یہ نہین کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے اور میان خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالین جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے - اللہ تعالے نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بہیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتارا تہا - آل جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہین لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا

(۶) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالے اپنی تائید و نصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے -
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۲۸ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا -

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر مین اللہ تعالے فرماتا ہے - يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ - ۲۸ یعنے خبردار ہوکر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتہہ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسی بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تہا یعنے اس مسیح کو بہی مشکلات پیش آئینگے - مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بہی ہونگے اور اور ضرورتین بہی پیش آئین گی - تم کو چاہیئے کہ اسوقت اسکے ساتہہ انصار اللہ بن جاؤ - اس آیت شریف مین صرف پیشگوئی ہی نہین بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتہہ امداد کرنیکے سخت تاکید کی گئی ہے - باتفاق مفسرین آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے - واللہ اعلم

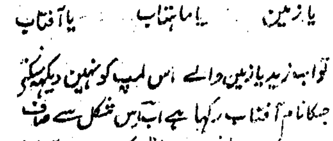
(۹) وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ ۱۰ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کے لئے قوۃ اور گہوڑون کے تیاری کی ضرورت ہے - اسیطرح ایک اور قوم بہی اسلام کی دشمن ہے ابہی تم انکو نہین جانتے اور اللہ تعالے جانتا ہے مگر ان مخالفون کیلئے قوۃ کی ضرورت نہین نہ گہوڑون کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا - اس آیت مین اللہ تعالے نے صرف پیشگوئی ہی نہین فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بہی تاکید فرمائی -

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ࣙالْمُسْتَقَرُّ - یعنے پوچہتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہین کیونکہ جب قیامت آگئی پوچہنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے - کہ علامت دیکہکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب پتہرا جائینگی وہ آنکہین یعنے آدمی کی آنکہہ روشنی سے عاجز ہوجاوے یعنی مسیح موعود جب جب اپنا دعوے مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سُنکر اور اس کے بالمقابل آبا اجداد علما فقرا کے سُنے سُنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہوجائینگے - کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تہا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہین مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا - (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق مین چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تہے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا انکا (ج) اعتقاد تہا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتہہ مین پکڑ لے گا اور جو کلمہ نہ پڑہے گا اسکو وہین قتل کرڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۳ اور يَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ مین جبر نہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہین کرے گا - بلکہ جنگ موقوف کردے گا - (د) انکا اعتقاد تہا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجہا دیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرادے گا وغیرہ وغیرہ -

اسی واسطے اللہ تعالے نے برق البصر فرمایا کہ موجب انکی آنکہین پتہرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقائد مین بسبب فیج اعوج کے پڑے ہون گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنین گے حیران ہوجائینگے - تو اللہ تعالے انکے حیرانے رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا یعنے ماہ رمضان مین خسوف کسوف ماہتاب و آفتاب کا ہوگا - خسف القمر کے معنے تو صاف ہین کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا - مگر جمع الشمس وَ القمر کے معنے سمجہنے کے لئے کچہہ تفصیل کی ضرورت ہے -

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گہومتے ہین تو بعض وقت ماہتاب و آفتاب کے مابین زمین حائل ہوجاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہو اتنی قدر مین چاند دکہائی نہین دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ مین نور نہین لے سکتا - اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہوجاتا ہے آفتاب اور زمین مین گویا زمین ایک طرف ہوجاتی ہے اور آفتاب و ماہتاب ایک طرف جمع ہوجاتے ہین اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے -

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب - و دائرہ (ب) ماہتاب ہین - اور انکے محاذ پر زید بیٹہا ہو تو جتنا زید کی آنکہون کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈہانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہین آویگا دوسری مثال مین ان دونون نورانی ستارون کو لمپ سے مین تشبیہ دیکر سمجہاتا ہون آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکہو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈہانک لے اسطرح



تو ابہ زید یا زمین والے اس لمپ کو نہین دیکہہ سکتے جسکا نام آفتاب رکہا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہوکہ جمع الشمس والقمر کے معنے ہین آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب و آفتاب

بمقابلہ زمین جمع ہو گئے ہین اسکے معنے قیامت کے نہیں اس لئے کہ اول سائل کا سوال علامات قیامت سے ہے۔ دوسرا اگر قیامت کا ہو تو یہ جواب فضول ہے۔ تیسرا۔ سوال دگر جواب دگر ہے چوتھا۔ قیامت کو ماہتاب کے کسوف کے کیا معنے جبکہ ماہتاب و آفتاب ایک جگہ جمع ہو جاوینگے اور آفتاب جس سے ماہتاب نور لیتا ہے وہ خود بے نور ہو جانیکا اسوقت خسوف کسوف کے کیا معنے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب آفتاب بے نور ہوجاوے گا۔

اللہ تعالےٰ علیم خبیر حکیم نے جسکا کوئی کام بھی خالی از حکمت نہیں بجائے تنکسف الشمس کے جو مختص ہے جمع الشمس والقمر کو جو اس سے اطول ہے اس جگہ پسند فرمایا اسمین یہ حکمت ہے کہ مسیح موعود و مہدی مسعود جری اللہ فی حلل الانبیاء آفتاب یعنے نبی بھی ہوگا اور ماہتاب یعنے امتی بھی ہوگا۔ دوسرا وہ بروز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ہوگا جو آفتاب ہے یعنے خود منبع انوار وبرکات ہیں اور کسی انسان سے استفادہ نہیں فرمایا اور نہ کسی کے مطیع و تابع ہین بلکہ خود متبوع اور مطاع ہین۔ اسی لئے اس مسیح کا نام مہدی ہوگا اور بروز حضرت مسیح کا بھی ہوگا جو تابع شریعت موسوی تھے اور ماہتاب کی طرح اس آفتاب سے مستفید تھے جسکا نام موسیٰ تھا اور اس لئے انکا نام مسیح بھی ہوگا۔ تیسرا شمس و قمر کا خطاب اللہ تعالےٰ بھی ان کو دیگا اس لئے اس الہام کا اشارہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین پہلے ہی سے کر دیا چنانچہ وہ الہام ۲۶ دسمبر [illegible] مین ہوا جو الحکم و بدر اور میگزین مین بھی مفصل درج ہے۔ وہ یہ ہے یا قمر یا شمس انت منی وانا منک اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس الہام مین خدا تعالےٰ نے ایکدفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند یہ ایک لطیف استعارہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ مین ایک زمانہ مین پوشیدہ تھا اور اسکی روشنی کے انعکاس سے مین ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ مین وہ خود پوشیدہ تھا

پھر وہ روشنی جو مجھے دی گئی اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے۔ نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنے چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنے والا ہے پس اس الہام مین اول خدا تعالےٰ نے اپنے تئین سورج قرار دیا اور اسکے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ مین نور پیدا ہونا بیان فرمایا ہے اس لئے مین قمر کہلایا پھر چونکہ میری روشنی سے جو مجھے دیگئی اسکا نام روشن ہوا اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالیٰ نے آپکو قمر قرار دیا کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور اس نے اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگون پر نمایان کیا یہ شمس و قمر کا خطاب الہام کے دوسرے حصہ کی تشریح ہے کہ انت منی وانا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم وگمان مین نہیں آسکتی یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین بھی قمر کو مقدم بیان فرمایا جیسے الہام مین یعنے پہلے تو گمنام اور پوشیدہ ہوگا اور خسوف مین اور اللہ تعالےٰ کی روشنی کے انعکاس سے تو ظاہر ہوگا پھر ایک زمانہ مین خود کسوف مین ہوئیگا پھر اس روشنی سے جو تجھے دی جاوے گی یہہ روشنی مجھے ظاہر کر دے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب یہ نشان آسمانی ظاہر ہو جاوے گا اسوقت سمجھدار انسان جسکے اندر ضد نہیں وہ تو بول اٹھیگا کہ این المفر یعنے اب تو دلائل اور بحث سے بات گذر گئی اب انکار اور بحث مباحثہ اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ كَلَّا لَا وَزَرَ خبردار بھاگنا کیا اب تو شامت انکار کے سبب طاعون و زلازل آجاوینگے اور انکو کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ اب تو جائے قرار سوائے رب کے اور کوئی نہیں یعنے جو صدق دل سے مسیح موعود کو مان لینگے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچ سکتے ہین (۱۰) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔ اللہ تعالےٰ مومنین صالحین کے ساتھ جو تم مین سے ہون اس طرح وعدہ کرتا ہے جسطرح تم سے اگلون یعنے موسوی شریعت والون کے ساتھ کیا تھا کہ ان کو خلیفہ بناتا رہے گا۔ اور حسب الحکم كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا کی آخری خلافت مین یہ مثلیت ہوگی کہ جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام چودھوین

صدی پر خدائی خلیفہ ہوئے تھے اسیطرح اس امت مین بھی خاتم الخلفا چودھوین صدی پر ہوگا۔ اس آیت شریف مین صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس کے آخر پر فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ اسکا منکر فاسق ہوگا (۱۱) يَا بَنِي اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِي یعنے اے اولاد آدم ضرور ضرور تمہارے پاس رسول آئینگے اور اللہ تعالےٰ کی آیات تم پر پڑھینگے۔ تفسیر کبیر مین کہ اس سے مراد آیات قرآنی ہین ابن کثیر نے لکھا ہے سیبعث الیھم رسلا ان کی طرف ضرور ضرور رسول بھیجیگا۔ شاید کوئی مخالف اسجگہ یہ دہوکہ دے کہ بنی آدم سے مراد قبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگ ہین تو اس دہوکہ مین آنا نہین چاہئے اوّل جہان گذشتہ انبیا کا ذکر ہوتا ہے وہان بطور حکایت ذکر ہوتا ہے بخلاف اس کے یہان نون موکدہ کے ساتھ اس مضمون کو موکد کر دیا ہے۔

دوسرا یہ سورہ بنو جرہم کے جواب کے لئے نازل ہوئی کہ وہ ننگے طواف کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو فرمایا تم تو آدم کی اولاد ہو وہ ایسا لباس کا پابند تھا کہ جب کسی سبب سے مجبورًا بلا اختیار خود ننگا ہوگیا تو درختون کے پتون سے اپنا بدن ڈہانک لیا تم اسکی اولاد کا دعوےٰ کرکر اور پھر یہ دعوےٰ کرکر کہ وجدنا علیہ اباءنا پھر اپنے اس اب کے برخلاف ننگے ہوتے ہو اس قسم کے الفاظ وقت ضرورت قرآن مجید مین خصوصًا استعمال ہوتے ہین جیسے یا ابن ام اے مان کے بچے۔ یعنے جب موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو غضبناک ہوکر پکڑا تو انہون نے زیادہ رحم دلانے کے لئے یا ابن ام کہا اسی طرح یا بنی اسرائیل۔ اللہ تعالےٰ یہود کو شرم دلانے کے لئے اس لفظ سے مخاطب کرتا ہے کہ تم جسکی اولاد ہو وہ تو خدا کا بہادر سپاہی تھا۔ تم کیسے ناخلف پیدا ہوئے۔ غرض یہان بھی اللہ تعالےٰ نے انکو یا بنی آدم سے مخاطب کیا ہے۔

(۱۲) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي۔ لکھدیا ہے اللہ نے کہ مین اور میرے رسول ضرور ضرور غالب ہی رہینگے۔

(۱۳) اِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ہم ضرور مدد دیتے ہین اور مدد دیا کرینگے اپنے رسولون اور مومنون کو اسی دنیا مین۔ اگر کہو کہ ان تینون آیات مین رسل کا لفظ جمع ہے اور مرزا صاحب ایک ہین۔ اس کا جواب وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کی تفسیر مین یعنی فضیلت نمبر ۱۸ مین مفصل لکھا جاوے گا۔

(۱۴) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي یعنے آج مینے جو کچھ توحید الٰہی و جزا و سزا و حلال حرام کے متعلق ضروری تھا وہ کامل طور پر بیان کر دیا۔ اور اس نعمت کا اتمام یعنے تمام روئے زمین پر اسکی تبلیغ بھی کر دی یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اب ان کے بعد کسی نبی صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہین رہی اسی طرح اس نعمت کی کامل اور پوری تبلیغ تمام روئے زمین پر مسیح موعود کے زمانہ مین تمام ہوگی جو وہ خاتم الخلفاء ہوگا۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اسمین اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کی نہایت ہی عظمت شان بیان فرمائی ہے۔

ایک تو مماثلت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دی گئی۔ ختم نبوت و خلافت مین۔ دوسرا فرض منصبی کے بیان کرنے سے کہ تمام زمین پر اسلام کو پہونچائیگا۔ تیسرا۔ تائید الٰہی کے بیان سے کہ فی الواقع وہ اس منصب کو پورا بھی کر دے گا۔ یعنے تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام کر دیگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّينِ كُلِّهٖ۔ چوتھا۔ بلحاظ نفع رسانی کے یعنے اسکے وجود باجود سے تمام روئے زمین کو دینی اور دنیوی منافع حاصل ہونگے۔ پانچوان۔ اس نعمت کو یعنے تمام کیا یعنے اسکے زمانہ مین اللہ تعالےٰ تمام ایسے وسایل اور سہولتین پیدا کر دیگا جو تبلیغ عام کے لئے اسکے زمانہ مین ضروری ہونگے۔ چنانچہ فرماتا ہے

(۱۵) وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ جیسے تمام کتابین اخبارات اشتہارات اور دوسری خبرین بذریعہ ڈاک مطبع تار کاغذ سازی کی مشینین ریلوی کے شائع ہونگے۔

(۱۶) وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب اونٹنیان دس ماہی معطل ہو جاوینگی۔ یعنے اونپر سفر نہ کیا جاوے گا کیونکہ انکا نعم البدل ریل موجود ہوگی۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر مین فرمایا ویترکن القلاص فلا یسعی علیھا اونٹنیان متروک ہوجائینگی یعنے اون پر سفر نہ کیا جاوے گا۔

(۱۷) وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ پ ۳۰ دختر کشی کی بابت باز پرس ہوگی کہ بے گناہ کیون قتل کی گئی ۔ یعنے ایسا امن کا زمانہ ہوگا کہ ضعیف سے ضعیف اور بیکس سے بیکس اور کس مپرس سے کس مپرس کی تکلیف اور ظلم کی بابت باز پرس ہوگی ۔ کیونکہ ایسے لڑکے سے زیادہ کوئی کس مپرسی کی حالت مین نہین کیونکہ جو اسکی غمخوار مددگار تکلیفون کے دور کرنے والے ظالم کے ظلم سے چھڑانے والے ہین وہی اسکے قاتل ہین اور ایسے مظالم کی رپوٹ کرنی تھی وہی اس ظلم کے چھپانے کے ساعی ہین ۔ اس لئے اس سے زیادہ کوئی بیکس نہیں جب اسکے متعلق بھی باز پرس ہوگی تو پھر کیسے امن کا زمانہ ہوگا سو یہ بات آج برٹش گورنمنٹ کے عہد مبارک مین ہمکو اللہ تعالےٰ کے فضل سے میسر ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک

(۱۸) وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ پ ۲۹ جب رسول اپنے وقت مقررہ پر آجاوینگے یہان لفظ رسول جمع ہے یعنے وہ مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء ہوگا ۔ یعنے بہت سے انبیاء کا بروز ہوگا جیسے بروز محمدی کے لحاظ سے اسکا نام احمد ہے جیسے حضرت مسیح نے بھی یاتی من بعدی اسمہ احمد مین تصریح فرمائی بروز مسیح کے لحاظ سے مسیح ہوگا بروز کرشن کے لحاظ سے کرشن ہوگا علاوہ اس کے اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام اور بہت سے انبیاء ابراہیم موسیٰ یوسف داؤد وغیرہ کا بروز بھی فرمایا ہے جنکی تصریح براہین احمدیہ مین مختلف مواقع پر موجود ہے ۔

غرض فضائل حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کہا تک لکھون ۔ اگر صرف وہی فضائل لکھے جاوین جو قرآن مجید میں ہیں تو یہ خط ایک بڑا رسالہ بلکہ کتاب بن جاتا ہے ۔ پھر احادیث اور اقوال اولیاء اللہ اس کے علاوہ ہین ۔

ہان آپنے فضائل حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین ان کا داماد رسول ہونا لکھا ہے ۔ اول مرزا دوم ۔ اگر دامادی فضیلت ہے تو حضرت ذی النورین زیادہ افضل ہین ۔ کہ جنکے گھر میں دو صاحبزادیان تہین تیسرا ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پ ۲۶ ع ۱۴ ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ عزت اسی کی ہوگی جو زیادہ متقی ہوگا ۔ اور یہ آیت شریف رشتہ داری کے موقع پر ہی فرمائی ۔ پھر اس کے مطابق امر خلافت مین اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ خود حضرت صدیق فاروق ذی النورین کو الاول فالاول خلافت دیکر اسپر عمل کر کر دکھا دیا ۔

چوتھا ۔ ایک چور کی سفارش پر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو اسکا بھی ہاتھ کاٹا جاتا اس سے صاف فرما دیا کہ رشتہ داری معاملہ دین مین کوئی چیز نہین ۔

پانچوان ۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ پ ۲۲ یعنے اے نبی کی بی بیو اگر تم سے کوئی ناجائز کام سرزد ہوگا تو تم کو بہ نسبت اور لوگون کے سزا زیادہ ہوگی ۔

چھٹا ۔ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ پ ۱۸ یعنے نفخ صور ہونے پر کوئی رشتہ داری کا لحاظ نہوگا ۔

ساتوان ۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ پ ۶ یہود نصاریٰ نے کہا ہم تو خدا کے بیٹے ہیں کہ اولاد انبیاء ہین اس لئے ہم محبوب بھی ہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر رشتہ داری کا لحاظ ہوتا تو تمکو عذاب نہ ہوتا کیا کسی زانی کو آتشک سوزاک اس سبب سے نہین ہوتا کہ وہ سید ہے ۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا کے تو یہ معنے ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم لا تعد و لا تحصی دی گئی تہی ان کا ظہور مختلف دروازون سے ہوگا اور منجملہ اور دروازون کے حضرت علی بھی ایک دروازہ (تہا) جیسے ...... بڑے بڑے شہرون کے بہت دروازے ہوتے ہین ۔ ورنہ ایک دروازہ تو چھوٹے سے چھوٹے گاؤن کا بھی نہین ہوتا ۔ چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہ اَعْلَمُنَا سب سے زیادہ علم والا کہا کرتے تہے ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یہہ ایک پیشگوئی ہے جو ٹھیک ٹھیک لفظ بلفظ پوری ہوئی یعنے جیسے خلافت موسیٰؑ کی حضرت ہارون نہین سنبھال سکے اور انکی خلافت مین فساد ہوگیا اسی طرح تو بھی خلافت نہ سنبھال سکے گا ۔ اور تیرے زمانہ خلافت مین فساد ہوجاوے گا ۔ اور جیسے ہارون کو ضعیف سمجھکر قتل کرنے کا ارادہ قوم نے کیا تہا ویسا ہی حضرت علی کو بھی قوم نے ضعیف سمجھکر شہید کر ڈالا

قَالَ یَا بْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ پ ۹ یعنے اے میری ماں کے بچے قوم نے مجھے ضعیف سمجھکر قتل کرنا چاہا تہا ۔

اب غور کرو کہ صرف اسی ایک بات مین مرزا صاحب کی فضیلت کسقدر ثابت ہوتی ہے کہ جو فسادات تیرہ سو سال مین جمع ہوئے ہوئے تھے اور جن فسادات کی عظمت اسقدر تہی کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کو اس سے ڈراتے رہے ان سب کے ازالہ کے لئے مرزا صاحب مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت قرآن مجید مین انکی کامیابی کی بھی خبر دیدی ۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ زمانہ ملا جسکی اصلاح اول حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پھر صحابہ کبار علی الترتیب کر چکے تہے ۔ اوس زمانہ اصلاح شدہ کو بھی نہ سنبھال سکے ۔

علاوہ اسکے مرزا صاحب رفع فسادات اندرونی و بیرونی تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ۔ اور کامیابی کا تاج اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ہی انکے سر پر رکھدیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ فساد اندرونی جو اسی زمانہ مین صرف جزیرہ نمائے عرب مین پیدا ہوگیا تہا نہ مٹا سکے ۔

صرف کسی کا نام شیر یزدان غالب علی کل غالب رکھہ لینے سے کوئی شیر اور غالب نہین بن سکتا کام دکھلانا چاہئے ۔

علاوہ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ الہام نہ قرآن مجید مین ہے نہ احادیث مین اور نہ خود حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ مین مبعوث ہوا ہون ۔ ہان ۔ پیران نمی پرند و مریدان مے پرانند والی بات ہے مگر مرزا صاحب نے تو خود دعوےٰ الہام کیا انکی سچائی کی شہادت اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیگر اولیائ آسمان نے زمین نے ستارون نے طاعون نے منع حج نے زلازل نے وغیرہ وغیرہ نے دی ۔

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

مکرمی اڈیٹر صاحب زاد عنایتہ ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
مندرجہ ذیل چند سطور اپنے اخبار مین درج فرما کر مشکور فرماوین ۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ
کا
ایک اور نشان

حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے الہام بالا کے چند مخالفین یہان نشانہ ہوئے ہین ۔ اور نہایت کھلے طور پر نشان ظاہر ہوا ہے ۔ لیکن ایسے نشانون سے صرف وہی لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہین ۔ جن مین سعادت کا کوئی مادہ باقی ہو ۔ یہان ایک پارٹی حضرت اقدس کے مخالف اشخاص کی تہی ۔ جنہون نے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تکذیب اور ان کی تعلیم پر نکتہ چینی اپنا فرض سمجھ رکہا تہا ۔ ان مخالفین مین سے قاضی محمد اکبر خان مخالفت اور بدگوئی مین سب سے بڑہا ہوا تہا ۔ اور احمدی جماعت کے افراد کے ساتھہ لڑنا ۔ جھگڑنا ۔ اُس کا کام تہا ۔ جب تک وہ یہان بہ حیثیت سرکاری عہدہ دار کے رہا ۔ علاوہ دیگر فرائض کے مرزا صاحب کی بدگوئی اور غیبت کرنا اوس کا بڑا فرض تہا ۔ آخر کار اسکی زبانی مناظرات و خرافات کا نتیجہ کتاب مسمی بہ موازنۃ الحقائق مین ظاہر ہوا ۔ جو اس نے ہزارہ کے دو تین ملّانون کی تائید سے زبان فارسی مین لکھی ۔ اور اس نے اس کتاب مین یہان تک غلو لیا ۔ کہ یہان تک لکھہ دیا کہ احمدی جماعت کے افراد کا قتل کر دینا گناہ کی بات نہین ۔ اور صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم شہید کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ امیر حبیب اللہ صاحب والی ملک افغانستان کے جملہ گناہون کی مغفرت کا باعث صرف یہی ایک واقعہ ہوسکتا ہے ۔ جو اس نے ایک احمدی کے قتل کرنے مین دلیری سے کام لیا ۔ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ یہ کتاب ملک افغانستان مین کسی طرح سے امیر صاحب کی خدمت مین روانہ کی گئی ۔ لیکن وہان سے مصنف کو کوئی تسلی بخش جواب نہین ملا ۔ اور شاید ۔ اس غرض سے زبان فارسی مین تحریر کی گئی ہو ۔ جو لوگ کہ قاضی موصوف سے ذاتی واقفیت رکھتے ہین ۔ انکو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اسکے دل مین اس جماعت کی طرف سے کسقدر عناد اور بغض ہے ۔ اور مین یہ کہنے کو تیار ہون ۔ کہ وہ حضرت صاحب کے دیگر

دیگر مخالفین و مکفرین سے اگرچہ علم میں بہت
کمتر درجہ پر ہے اور علوم دینی سے بالکل نابلد
ہے۔ لیکن دشمنی اور حسد میں ان سے اس
کا درجہ کسی طرح سے بھی کم نہیں۔
مینے مصنف موصوف کی اس اندرونی حالت
کی اطلاع اپنے آقا و مولیٰ حضرت امام الوقت
کو بھی بذریعہ خط دی۔ اور بواجہ چند احباب
قادیان میں بھی حضرت اقدس کی جناب میں
ذکر کرنے کا موقع ملا۔ کتاب مذکور کو مولانا
محمد احسن صاحب فاضل امروہی کیخدمت میں
روانہ کرکے التماس بھی راقم نے کی تھی کہ اس
کا جواب زبان فارسی میں ہی تحریر فرمایا جاوے
جسپر مولانا موصوف نے لکھا کہ مصنف کتاب
"موازنۃ الحقائق" اہل علم معلوم نہیں ہوتا۔
اسلئے وہ فاضل امروہی کا مخاطب صحیح نہیں
اور کہ انہوں نے صرف اس عاجز کی تحریک
پر کتاب مذکور اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم کو بدین
غرض دیدی ہے کہ وہ فارسی میں اسکی لچر لچر
اعتراضات وخرافات کا جواب لکھیں۔ چنانچہ
جن احباب کی خدمت میں اخبار الحکم جاتا ہے
وہ اس سے واقف ہیں۔ کہ تھوڑی مدت تک
کتاب موصوف کا جواب اخبار الحکم میں بزبان
فارسی چھپتا رہا ہے۔
اسی زمانہ سے قبل کہ قاضی موصوف نے حضرت
مرزا صاحب کی مخالفت کا اعلان شروع کیا۔
حکام بالادست کو اس کی طرف سے کوئی
شکایت نہیں تھی۔ اور وہ آہستہ آہستہ
بتدریج ترقی کرتا رہا۔ لیکن جونہی کہ کتاب
"موازنۃ الحقائق" کے مسودات لکھنے اور
مرتب ہونے شروع ہوئے۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ قاضی موصوف پر آفت پر آفت
کا سامنا ہوتا رہا۔ چنانچہ سب سے اول
جناب میجر ڈامسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ضلع ہزارہ کی ناراضگی کا ظہور کئی پہلوؤں
میں قاضی موصوف کے برخلاف شروع ہوا
کو وہ احباب اچھی طرح سے جانتے ہیں جو
وہاں رہتے ہیں۔ چونکہ مصلحت نہیں ہے
کہ ان تمام ابتدائی واقعات کو درج پبلک
اخبار کیا جاوے۔ اس لئے میں ان کی نسبت
سکوت اختیار کرتا ہوں اور صرف اتنا کہنا چاہتا
ہوں کہ آخر قاضی موصوف کو اپنی ملازمت
ماتحت صاحب بہادر موصوف مشکل نظر آنے
لگی اور آپ نے ایک سال سے کچھ زاید رخصت
حاصل کی۔ اور دوستوں میں مشہور کیا۔
کہ قاضی صاحب نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ اور
بیت اللہ شریف لیجاوین گے۔ اس عرصہ میں
کتاب شائع ہوچکی تھی۔ اور قاضی موصوف
نے کتاب جسکی معمولی طور پر ۲ ر یا ۸ ر قیمت
ہوسکتی تھی۔ بخیال تجارت یا نفع رسانی خلقت
عصہ قیمت مقرر کی۔ اور دوستوں کو خود بخود
وی پی کرکے نسخہ جات ارسال کر دئے۔ شاید
یہہ اسلئے ہوگا کہ قاضی صاحب کو حج بیت اللہ
میں زاد راہ میں کافی مدد مل جاوے۔
لیکن میں بہرحال مشکور ہوں کہ مجھے ایک کاپی مفت
عنایت کی گئی۔ جسکو مینے فاضل امروہی کیخدمت
میں ارسال کیا تھا۔
مجھے ان واقعات کے درج کرنے کی بھی ضرورت
نہیں ہے۔ جو درمیان قاضی موصوف وحکام
بالادست زبانی طور پر گذری۔ ہاں صرف اتنا
کہنا چاہتا ہوں کہ رخصت حاصل کرکے قاضی
صاحب موصوف وطن مالوف تشریف لیگئے۔
اور تھوڑے عرصہ میں ہی ایک مقدمہ قتل کی
وجہ سے جو ان کے کسی نزدیکی رشتہ دار پر
ہوا۔ بہت عرصہ تک متوش رہے۔
سنا گیا ہے کہ وہ رشتہ دار اس وقت عبور
بدریائے شور ہوگیا تھا۔ بہرحال قاضی صاحب
موصوف کی اس زمانہ کی زندگی نہایت پریشانی
میں گذری۔ خود ان کے ان خطوط سے ظاہر ہوتی
ہے جو انہوں نے اس زمانہ میں وقتاً فوقتاً اپنے
ان احباب کو لکھے جو ان کے ہم خیال وہم زبان تھے۔
یہہ واقعہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ایک دوسرے خون
کے مقدمہ میں قاضی صاحب کے برادر حقیقی پر
اشتباہ ڈالا گیا۔ جسمیں بڑی خلجانی وپریشانی ان
کے لاحق حال رہی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے
کہ وہ ان کا بھائی علاقہ غیر میں چلا گیا تھا۔ اور
قاضی صاحب موصوف کو اس وجہ سے بھی زیادہ
حیرانی وسرگردانی تھی۔ یہہ ہر دو واقعات اسی ایک
سال کے اندر اندر کے ہیں جب آپ رخصت
پر تشریف رکھتے تھے۔ احباب بڑے شوق سے
منتظر تھے کہ اب قاضی صاحب اپنی جگہ پر واپس
آکر کرسی عدالت پر رونق افروز ہوتے ہیں۔
کیونکہ رخصت کے ایام گذرنے کے قریب تھے
کہ یکایک ایک اڑتی ہوئی خبر کان میں پہنچی کہ
قاضی صاحب اپنے عہدۂ تحصیلداری سے
موقوف ہوگئے ہیں۔ اور آخر وہ الہام
"اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ"
کا انکے حق میں نہایت واضح طور پر پورا ہوگیا
ہے۔ سنا ہے کہ جناب ریونیو کمشنر صاحب
بہادر صوبہ سرحدی نے جو نہایت ہی بیدار مغز
اور منصف مزاج ہیں۔ جو صوبہ سرحدی کے
حالات سے نہایت اعلے درجہ کی واقفیت
رکھتے ہیں ایک بڑے لمبے فیصلے میں یہہ موقوفی
کا حکم لکھا ہے۔ غالباً اس حکم کی نقل سے
بہت عمدہ عمدہ امور ظاہر ہوں گے۔ جو اہل
بصیرت کے لئے قابل عبرت ہوں گے۔ اور
امید ہے کہ پشاور کی جماعت میں سے کوئی
احمدی بھائی اس حکم کی نقل اردو انگریزی میں لیکر
اور شائع کرواکر لوگوں کی دلچسپی کو بڑھادیں
گے۔

یہہ مختصر حالات ہیں اس شخص کے جس نے
کتاب "موازنۃ الحقائق" برخلاف حضرت
مرزا صاحب امام الوقت لکھی اور خود اسی
دنیا میں اپنے ہاتھوں سے دوزخ تیار کروایا
اور خدا کی وحی کے نیچے آکر خود ذلیل ہوگیا۔
کیا یہ واقعہ اہل بصیرت کی آنکھیں نہیں
کھولیگا؟۔ اور کیا اہل دل اس سے عبرت
نہیں حاصل کرینگے؟ یہہ کس طرح ہوسکتا ہے
کہ ایک دنیا کا کیڑا خدا کے فرستادہ اور مامور
کا مقابلہ کرے اور عزت پائے؟۔ اگر ایسا
ہو تو دنیا میں اندھیر مچ جاوے۔ اور خدا کے
پرستاروں کی بے وقعتی شہرۂ آفاق ہو
جاوے۔
مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس واقعہ سے عبرت
حاصل کریں اور جتلائیں کہ کیوں ایک دنیادار
اپنی دنیاداری کے رنگ میں ہی پکڑا گیا اور
ذلیل ہوا۔ کیا اس سے بڑھکر بے عزتی ایک
شخص کے لئے ہوسکتی ہے کہ تحصیلداری کے
عہدہ سے موقوف کردیا جاوے۔ جس کے
حصول کے لئے اپنی زندگی کا بہترین حصہ خرچ
کیا ہو۔ اور اس طرح مامور کی مخالفت کرکے
خود اپنی ذلت اور خواری کا بیج اپنے ہاتھوں
سے بوئے۔
باقی ان کے یاران طریقت کا حال جنہوں
نے مرزا صاحب کی مخالفت کی پھر کبھی تحریر
کروں گا۔ لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ
سکتا کہ ان میں سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی
سخت مصیبت اسی قسم کی پڑی جیسی کہ
مصنف کتاب پر۔ وہ بھی عہدہ داران
سرکاری تھے۔ دو موقوف ہوگئے۔ اور
ایک عرصہ تک معطل رہا۔ انکے حالات
دوسری دفعہ ابلاغ خدمت کرونگا۔
یہہ نشان ہر طرح سے پورا ہوا۔
فالحمد للہ علے ذالک

والسلام
عاجز نور احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حاجی علیجان صاحب دہلوی مرحوم کی مسجد اور اوسکی اہل حدیث

حضرات اہل حدیث کو خصوصاً اور دیگر اہل
اسلام کو عموماً واضح ہو کہ مسلمانان مدعیان
عمل بالحدیث کی اخلاق فاضلہ اور تبحر علم
کے نمونے اگر دیکھنے منظور ہوں تو ہمارے
مندرجہ ذیل واقعہ کو سنکر اس باغ کی بہار
کا اندازہ کرلیں۔ اگرچہ میں بھی اہل حدیث
ہوں اور منشی محمد یعقوب صاحب بھی اہلحدیث
ہیں جنکا ذکر اس بیان میں آگے چلکر آوے گا
مگر خدا کا شکر ہے کہ میں غالی اہل حدیث
نہیں ہوں اور نہ ایسا عامل بالحدیث ہوں
کہ مقلدوں کی بھی کان کاٹوں یعنے جس طرح
وہ تقلید میں باوجود تحقیق ہوجانے کسی مسئلہ
کے پھنسے رہتے ہیں اوسیطرح میں بھی حدیث
کو قرآن کا قاضی اور حاکم سمجھوں اور مستغیث
قرآن کو حدیث کی عدالت میں پیش کروں۔
اللھم احفظنا من ھذہ العقیدۃ
الفاسدۃ۔
اب وہ واقعہ بیان کرتا ہوں جو عاملان
بالحدیث اور وارث انبیاء کے علوم واخلاق کا
نمونہ ہے۔ چند یوم ذکر ہے کہ یہ عاجز بہمراہی
اپنے ایک دوست منشی محمد یعقوب صاحب
اہل حدیث بغرض ادائے نماز مغرب حاجی
علی جان صاحب مرحوم کی مسجد واقعہ کوچہ
خانچند میں گیا۔ جماعت اول ہوچکی تھی۔
خاکسار نے منشی صاحب سے کہا آپ نماز پڑھا دیجئے
منشی صاحب نماز پڑھانے لگے اور چند اشخاص
دیگر بھی جو بعد میں آئے تھے شامل جماعت ہوگئے
بعد ادائے سلام مولوی احمد اللہ صاحب امام
مسجد ہذا نے جو کہ اپنے زعم میں بڑے عامل
بالحدیث اور مناظرہ میں بھی آپ بے نظیر ہیں
ایک طالب علم کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو۔
منشی صاحب کا مذہب کیا ہے؟
طالب علم۔ آپ کون ہیں اور آپکا مذہب کیا ہے؟
منشی صاحب۔ میں مسلمان ہوں محمدی المذہب ہوں۔
طالب علم۔ تم قادیانی تو نہیں ہو؟
منشی صاحب۔ میں پانی پت کا رہنے والا ہوں۔
یہہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک اور مولوی صاحب
جو یہہ اپنے تئیں بڑا موحد۔ متقی اور پکا اہل حدیث

سمجھتے ہیں کہ طالب علم سے کہنے لگے کہ ان سے پوچھو تمہارا عقیدہ کیا ہے"

افسوس ہے آپ کے علم و عقل پر کہ ایک شخص اقرار کر رہا ہے میں مسلمان ہوں - اور نماز بھی اہل حدیث کی طرح آمین بالجہر اور رفع یدین کے ساتھ پڑہتا ہے - علاوہ ازیں یہہ کہ منشی صاحب سے آپ کی ملاقات بھی دیرینہ ہے اور پھر دریافت کرتے ہیں کہ عقیدہ تمہارا کیا ہے؟ سبحان اللہ باوجود مولوی اور مدرس ہونے کے بھی آپ کو آجتک خبر نہیں کہ اہل اسلام کا عقیدہ کیا ہوتا ہے - اسی گفتگو میں ایک اور اہل حدیث فرماتے ہیں - کہ تم مرزا قادیانی کو کیسا سمجھتے ہو؟ اس عاجز راقم مضمون نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو تمام دنیا کے موجودہ مسلمانوں سے افضل جانتے ہیں - بس اتنا کہنا تھا کہ ؎

چاروں طرف سے کفر کا انبار لگ گیا
گویا کہ ان کی جان پہ ہتھیار لگ گیا

اور مکفرین کا گروہ مقابل میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم بھی کافر ہو جب تک مرزا کو کافر نہ کہو - دیکھئے عاملان بالحدیث یہہ ہے مسجد اہل حدیثوں کی جس میں سہسوانی جیسا فاضل درس قرآن و حدیث سنایا کرتا ہے اس روز مرہ کے درس و تدریس سہسوانی کی یہ تاثیر ہوئی کہ کس زور شور سے مسجد میں کفر کی بارش ہو رہی تھی - اسی باران کفر میں ایک حنفی صاحب بھی دیو کیطرح برس پڑے یہ ایک بازاری آدمی ہے اور گوٹہ فروشی کا کام کرتا ہے اور ساری عمر اسکی گندم نمائی جو فروشی میں گذر گئی ہے - حقیقت میں یہ شخص حنفی المذہب بھی نہیں ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا ہے کہ جس شخص میں ننانوین وجوہ کفر کی ہوں اور ایک علامت اسلام کی اوسکو بھی کافر مت کہو - مگر اس مقلد نے امام اعظم صاحب کے حکم کو بھی قرآن و حدیث کیطرح ایک صادق کی عداوت کے باعث بالائے طاق رکہکر برسوں کا کفر جو پیٹ میں بھر گیا تھا ایک دفعہ ہی اُگل دیا اور صحن مسجد میں سب و شتم کا وظیفہ - لعن طعن کا ورد ایسا شروع کیا گویا ان کا عمل بالحدیث اور تقلید امام صاحب کا نظر آ گیا اسپر اس کمترین نے گروہ مکفرین اسلام سے یہہ سوال کیا کہ مسلمانوں کو کافر بنانے کی تمہارے پاس قرآن و حدیث سے کوئی دلیل بھی ہے - تو جہٹ سے ایک نیم ملا غطرہ ایمان بول اُٹھے کہ قرآن سے دلیل سنو - اللہ تعالے فرماتا ہے - قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ - سبحان اللہ کیا دلیل فی البدیہہ اور لاجواب ہے - درحقیقت مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے میں مخالفوں

کے حق میں کہ ؎ مردہ اند و فہم شان مردار ہم -

مجھے ان کی اس قرآن دانی اور قوت بیانی پر ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا - اسی خیال میں یہ نظم بھی بنے لکھی ہے -

یہ قرآن دانی غضب ڈہا رہی ہے ۔ مجھے پیٹ بھر کر ہنسی آ رہی ہے
گھٹا انپہ اب جہل کی چھا رہی ہے ۔ حدیث انپہ لعنت بھی برسا رہی ہے

پھر ان بیوقوفوں کی تقریر دیکھو
اور ان بے تمیزوں کی تکفیر دیکھو

نہیں دین میں انکو کچھہ بھی لیاقت ۔ کہ ظاہر ہے باتوں سے انکی حماقت
حدیثوں پہ چلنے کی ہے یہ علامت ۔ مسلمان کو کافر کہیں از جہالت

فقط جانتے ہیں یہ کہانا کمانا
امامت کا کرنا نمازیں پڑہانا

خدا کیلئے کام ان کا نہیں ہے ۔ امامت جتانا یہ سب عارضی ہے
یہہ وعظ و نصیحت بھی اک سرسری ہے ۔ یہہ بس ایک تنخواہ کی حاضری ہے

کہیں جہاڑو دینے پہ ان کا گذرا
کہیں پانی بھرنے پہ ان کا سہارا

نہ ہے علم قرآن نہ قوت بیانی ۔ یہ ہیں سارے دعوے بس انکی زبانی
حیات مسیح ہے ڈہکونسے جو مانی ۔ لئے پھرتے ہیں اک پرانی کہانی

نہ قرآن میں ذکر اسکا کہیں ہے
حدیثوں میں ملتا نشان تک نہیں ہے

نہ قرآن پر انکی مطلق نظر ہے ۔ احادیث پر بھی نہ انکا گذر ہے
بنے مولوی پر نہ انکو خبر ہے ۔ خدا ہے کہاں اور کعبہ کدھر ہے

کہیں لام تاکید نون تقیلہ
اسی طرح کرتے ہیں یہ مکر و حیلہ

راقم عبد القادر عرف منشی قادر بخش برف خانہ کوڑیا پل دہلی اہل حدیث و خریدار اخبار اہل حدیث ۱۳ اپریل

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہا خداوند قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

اللہ تعالے کے مرسلین کی تکذیب اور ان سے استہزا کرنا کبھی اچھے اور نیک نتائج پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوا - مرسلین و مامورین کی تاریخ پڑہو اور خدا کے راستباز بندوں کے کوائف اور سوانح پر نظر کرو تو اس کتاب کے اوراق کا ایک بڑا حصہ خون سے لکھا ہوا نظر آئیگا - یہہ خونی اوراق خدا تعالے کی ان قہری تجلیوں کے ظہور کو دکہاتے ہیں جو آیات اللہ کے مکذبین پر جلوہ گر ہوئیں -

افسوس ہم جو مسلمان کہلاتے ہیں اور قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں باوجودیکہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے انجام کو پڑہتے ہیں مگر پڑہتے ہوئے نہیں سمجھتے اور سنتے ہوئے نہیں سوچتے + اسلئے کہ جب خدا تعالے کا مامور ہم میں آیا تو اکثروں نے اسی سنت پیشینان کے موافق استہزا اور تکبر کے ساتھہ اسکا مقابلہ کیا اسنے ہر چند ڈرایا اور خدائے غیور کے عذاب سے متنبہ کیا مگر زمانہ کے امتداد کے ساتھہ طبیعتیں کچھہ

ایسی سخت اور دل کچھہ ایسے مسخ ہو چکے تھے کہ اسکی انا اول المومنین کی آواز سنتے ہوئے بھی اسے دجال اور کذاب کہا گیا - اہ ! اوسکی تخریب اور استیصال کے لئے جہانتک انسانی طاقتیں تجاویز اور مکاید کر سکتی تہیں کی گئیں - کرنے والے باوجودیکہ اپنے منصوبوں میں نامراد رہے مگر اس قساوت قلبی کا برا ہو کہ اسنے پھر بھی ماننے ندیا - چاہئے تو یہ تہا کہ اپنی ناکامی اور نامرادی کو دیکھہ کر اللہ تعالے کی اس نصرت اور تائید سے حیران ہو جاتے جو اس راستباز کی ہو رہی تہی اور ہو رہی ہے جسے انہوں نے کاذب سمجہا مگر نہیں اسپر بھی دلیری اور بے باکی اور بڑہی - نشان پر نشان دیئے گئے - لیکن یہ لوگ اسنے منہ پہیرتے رہے - آخر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اپنی قہری تجلیوں کا سلسلہ شروع کیا اور قحط - طاعون - زلزلہ اور دیگر امراض جان ستان نے دنیا کو حیران کیا مگر افسوس ہے نادان انسان تو ان بلاؤں کو بھی اپنے سر لیتا ہوا معرفت کیطرف قدم نہیں اٹہاتا - عام نشانات کو چھوڑ کر مختلف قوموں کو مختلف قہری نشان دیئے گئے لیکن فائدہ اٹہانیوالے بہت ہی کم نکلے - پھر عام نشانوں میں ایک خصوصیت کا رنگ پیدا ہوا اور إِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ کے نشان نے مختلف صورتوں میں جلوہ نمائی کی - نہ ماننے والوں نے بے عزتیاں سہیں تکالیف دیکہیں مگر ڈہٹائی کو نہ چھوڑا

انا للہ وانا الیہ راجعون -

پس ایسے لوگ ہر نشان کو دیکہہ کر منہ پہیر لیتے ہیں - انکے لئے کسی نئے نشان کی تلاوت اور ذکر شاید مفید نہ ہو - مگر جیساکہ تجربہ نے دکہایا ہے کہ سعادتمندوں نے ہر نشان کے ظہور پر فایدہ اٹہایا اور خدا تعالے کی طرف ایک قدم اور بڑہایا ہے اسلئے میں اس عظیم الشان نشان کو ظاہر کرتا ہوں جو ابھی ابھی اسی مہینے میں جموں میں ظاہر ہوا - اور جہاں خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ ایک مکذب مفتری کو کہا گئی - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جموں میں چراغدین نام ایک شخص تہا جسے الہام کا بھی دعوے تہا اور وہ اولاً اس سلسلہ میں شامل ہونیکا مدعی تہا - مگر بدقسمتی سے اسنے ایک رسالہ لکہا جس میں خدا تعالے کے قایم کردہ سلسلہ کی سخت ہتک کی اور اسمیں بڑی بڑی تعلیاں کیں خدا تعالے کے مبارک سلسلہ کے اولین اور سابقین انصار کی توہین کی اور خود رسالت کا مدعی ہوا - اسپر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دافع البلاء نام کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھہ اسکی اس رسالت کی اصلیت کہولدی اور اسکو خدا تعالے کے آنیوالے غضب سے ڈرایا مگر اسکے سر پر شامت اعمال کا جن سوار تہا -

کچھہ دنوں بعد عیسائیوں کی صحبت اور انکے دام تزویر نے اسپر اور ملمع کیا اور اسنے کہلم کہلا خدا کے برگزیدہ بندہ کی توہین کی اور معاذ اللہ مسیح موعود کو دجال قرار دیا اور

آپ اسکی ہلاکت کا مدعی ہوا - وہ نہیں جانتا تہا کہ پہاڑ سے سر ٹکرا کر سر سلامت رہنے کا خیال ایک بیہودہ خیال ہوتا ہے - پس کتاب میں جسکا نام منارۃ المسیح ہے - اسنے بہت کچھہ سب و شتم سے کام لیا ہے - اور عیسائیوں نے اسکی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا - نام کے مسلمان اخبار نویسوں نے محض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عداوت کیوجہ سے اسکی بیہودہ اور مخرب اسلام کتاب کی تعریف کی اور اسکی بیباکی کو بڑہایا - اور اس نے ایک اور کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر اسکی شوخیوں نے اسکا پیالہ لبریز کر دیا تہا آخر خدا تعالے کے قہر اور غضب کی بجلی اسپر گری اور طاعون کے جیساکہ رسالہ دافع البلاء میں پیشگوئی مذکور کے اندراج کا مفہوم تہا اسے پکڑ لیا اور ایک ہی ہفتہ کے اندر اسکو تباہ و برباد کر دیا اور اسطرح خدا کی باتیں پوری ہوئیں جو قبل از وقت شائع ہو چکی تہیں - چراغدین کا گہر برباد ہو گیا اسکے دو بیٹے اسکے سامنے ہلاک ہوئے اور پہر وہ خود مبتلا ہوا اور خدا تعالے کا شکوہ کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا -

یہہ کیسا عبرت کا مقام ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ - وہ شخص جو مدعی رسالت تہا جو مسیح کا رسول بنا اور اسنے حقیقی مسیح موعود کو دجال ٹہیرایا اور اسکے ہلاک کرنے کی رسالت کا مدعی ٹہیرا وہ خود ہی ہلاک ہوتا ہے اور اسطرح پر ہلاک ہوتا ہے جسطرح خدا کے مامور نے قبل از وقت کہا تہا - کیا یہ خدا کا نشان نہیں؟ سوچو اور غور کرو - اس لحاظ سے کہ ہماری جماعت کا ایمان بڑہے اور دوسرے سعادتمندوں کو فائدہ پہونچے - میں ذیل میں اصل پیشگوئی درج کرتا ہوں آپ اسی بار بار پڑہیں اور غور کریں -

دیکھو دافع البلاء (صفحہ ۹ الغایت ۱۴) خصوصاً عبارت ذیل :-

"چراغ دین کی نسبت میں یہ مضمون لکہہ رہا تہا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجہکو خدائے عز و جل کی طرف سے یہ الہام ہوا -

" نزل بہ جبیز "

یعنی اسپر جبیز نازل ہوا - اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجہہ لیا - جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو - اور مشکل سے حلق میں سے اترے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جسکی طبیعت میں کمینگی اور فرومائگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھہ آسمانی روشنی نہیں"

"رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا - إِنِّي أُذِيبُ مَنْ يُرِيبُ میں فنا کر دونگا میں غارت کر دونگا میں غضب نازل کرونگا اگر اسنے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا - اور رسالت اور مامور ہونیکے دعوے سے توبہ نہ کی"

ہمارے مخالف ذرا سوچکر بتائیں کہ کیا یہ نشان بھی پورا نہیں ہوا ؟ اگر وہ اسکی بھی تکذیب کریں گے جیسا کہ انکی عادت بنائی ہے تو وہ یاد رکھیں کہ اب خدا تعالیٰ انہیں نشان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنّہ اٰوی القریہ

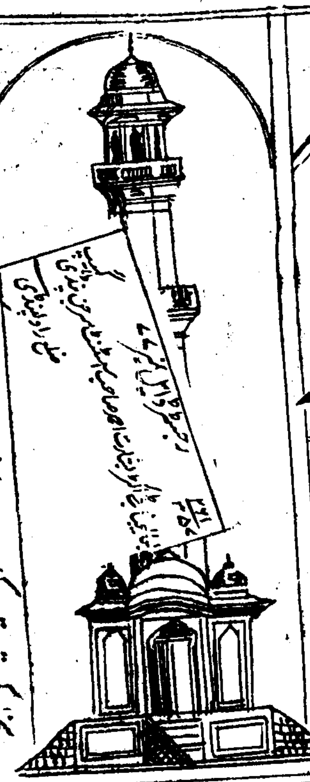
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی بغرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ہلے (۴) غیر مذاہب والون سے ہلے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیہ



فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ منیجر۔

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ - اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ - صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ

(۱) اس جلسہ میں ابو الکلام ایک لائق لکچرار نے "اسلام زمانہ آیندہ میں" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آجکل بلحاظ علوم و فنون و تمدّن و حصول ذرائع اشاعت و تحریکات مذہبی کے عیسائیت ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین اسلام کے مقابل ہے کہ اس فقرے سے اتنا ثابت ہو گیا کہ یہ زمانہ صلیبی زور کا زمانہ ہے۔ پھر کہا کہ یہ مذہب عیسوی ہرگز آیندہ زمانے میں مہذب قوم کا مذہب نہیں رہ سکتا کیونکہ اسکی بنا اس لغو عقیدہ پر ہے کہ "مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا"، حالانکہ اسلام میں ایسے خوارق کا نام و نشان نہیں آپ کے ایسا کہنے پر تین چار ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو ایک بھی نہیں بولا۔ اور نہ اسکی تردید کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مساعی جمیلہ کے مشکور ہو رہے ہیں۔ بس یہی بات ہے جسے حضور مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ کسی احمدی کی زبانی یہ بات سنیں۔ تو اس کا توسن نفس چراغ پا ہو جاتا ہے:۔

(۲) میاں عبدالعزیز صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے لکچر کے دوران میں کہا کہ میری آرزو ہے۔ ایک امام ہو اور ساتھ کروڑ مسلمان آمین کہنے والے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت امام کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر آنکھوں پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔

(۳) ایک شاعر نے بر سر اجلاس یہ شعر بڑا جوش سے پڑھوایا اور بڑی خوشی و توجہ سے سنا گیا

کہا جاتا ہے کہ وقت نزول عیسیٰ ؑ ہم ۔ مگر کچھ چارہ ورد دل مجروح ہوجائے
اس سے معلوم ہوا کہ نزول مسیح کا وقت یہی ہے جبھی تو طبائع ایسی بیقراری کیساتھ انتظار کر رہی ہیں۔ (محمد ظہور الدین۔ الکمل)

بزرگوں کی طاعت کا فائدہ

میں قادیان میں اپنے سیّد و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کر چکا تھا گھر اپنے آنیکے وقت سے اطلاع دیدی تھی۔ چھہ سات اور دوستوں کو بھی لکھدیا تھا کہ فلاں روز ملونگا۔ چونکہ مجھے بخار ہو رہا تھا اسلئے طبیعت سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ ان حالات کے ماتحت میں نے اپنے محسن مخدوم (از من بر من مہربان تر) حکیم الامۃ سلمہ اللہ سے اجازت طلب کی۔ تو آپ نے خدا جانے کس نور کشف سے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کل آپ جائیں۔ اگرچہ اجازت کا نہ ملنا مجھے سخت ناگوار گذرا۔ مگر میں نے اپنے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل طوعاً و کرہاً کر ہی دی۔ کرہاً میں نے اسلئے کہا کہ طبیعت گھبرا رہی تھی اور کئی دوستوں سے وعدہ خلافی لازم آتی۔ اب مجھے انعام کیا ملا۔ کہ صبح ایک جنازہ ہو گیا اسکی تجہیز و تکفین میں مجھے کئی ایک مسائل معلوم ہوئے۔ حضرت امام الزمان کی امامت میں نماز جنازہ نصیب ہوئی اور یہ فخر باہر رہنے والوں میں سے کسی خاص خوش نصیب ہی کو ملتا ہے۔ پھر دیکھئے کہ جس یکہ پر میں نے جانا تھا اس میں آٹھ آنے مقرر تھے۔ ایک برات آگئی اور ہم دو آنے دیکر بٹالہ تک پہونچے۔ اسکے علاوہ چار اور فوائد ہیں جن کا تعلق میری قلبی ذوق و دلی آرزو سے ہے عام طور سے ظاہر نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ رستے میں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ میں وقت مقررہ پر ہی گھر پہنچ گیا۔ رستے میں ایک کام جسکے لئے تین دن تھے۔ دو دن میں ہو گیا اسطرح وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی۔ (الکمل)

شاعرانہ مذاق

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قادیان میں ملاّن خیالات کے لوگ ہی رہتے ہیں۔ لیکن میں انہیں بتاؤنگا کہ ہمیں زندہ دلی بھی ہے صرف دینی خیالات کیوجہ سے ان امور کو لغو سمجھکر ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

مکرم و معظم میر ناصر نواب کے ہاتھوں میں پھول تھے۔ آپ نے ایک شاعر رفیق کو دیکھکر فی البدیہہ کہا ؎

گلدستہ بنا کے لائے ہیں ہم | ہاتھوں میں ہمارے ہے یہ تاثیر
احباب کی آنکھ میں ہیں پھول | اور چشم عدو کو واسطے تیر

دوسرے مہربان نے فی البدیہہ کہا

چند گل را بدست خود بستہ | کردۂ نام آن تو گلدستہ
آن نہ گلدستہ بود بل گل چند | وہ چہ بود انشا گلدستہ

مزار مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

الکمل اس پاک مزار پر صبح جبکہ گریبان سحر چاک ہو چکا تھا۔ اور چشم شفق خون آلود تھی۔ گیا۔ دیکھا کہ ایک کچی قبر میں وہ شیر نیستان جنت فضا سوتا ہے۔ دیکھتے ہی جی بھر آیا اور یہ چند اشعار زبان تاسف بیان سے نکل گئے۔ ناظرین مجھے معاف فرمائیں اگر ان میں کوئی غلطی ہے یا خاص ترتیب نہیں کیونکہ یہ بے اختیاری کی کیفیت سے کچھ تبدیلی نہیں کی جیسے منہ سے اسوقت نکلے ویسے ہی لکھ دیئے۔

انوار حق برستے ہیں تیرے مزار پر | نازل فرشتے ہوتے ہیں اس مرغزار پر
عبدالکریم مرتے ہیں تیرے فراق میں | ہاں اک نگاہ لطف ہو اس سوگوار پر
سوتا ہے تو لحد میں تجھے کیا خبر کہ یاں | کیا کیا گذر رہی ہے دل بیقرار پر
اک بار روئے منور دکھا مجھے | کچھ رحم کرکے حال عقیدت شعار پر
قرآن سنا ہمیں اسی لحن میں | بجلی گرے ہے دل پہ اضطرار پر
ڈوبا ہوا وہ ذوق میں تیرا کلام ہے | تاثیر ڈالتا تھا عجب دل فگار پر
وہ عاشقانہ رنگ دلاویز تھا عجب | یاد آ چلا مجھے اسی طرز خمار پر
ہاں یاد آتی ہے مجھے دن رات بار بار | نگہ کرم تھی آپ کی جو خاکسار پر
شیعہ کو کیا دبایا کہ خاموش ہو گئے | صد آفریں طرز کلام نگار پر
کر دینا محو آپ کو حب رسول میں | یہ ختم ہو چکا ہے جو انگ یار پر
آٹھ دیکھ تیرے چاہنے والوں کا کیا حال | لپٹے ہوئے ہیں چنگ مزار پر
تیرا امام پاک ترقی کی دوڑ میں | سبقت لے کے پہنچ گیا اعلیٰ منار پر
ایسا کیا ہے زلزلہ نے سب کو مضمحل | بالکل ہوا سن باختہ پھرتے ہیں کار پر
یارب مجھے بھی ایسا ہی اخلاص بخشدے | عبدالکریم سی ہو امامت ہزار پر
جنت میں تجھ کو اعلیٰ مدارج نصیب ہوں
الکمل تیرا چمن رہے دائم بہار میں

تازہ الہام اور کشوف

۲۴ - اپریل ۱۹۰۶ء - فرمایا آج رات بیماری کی حالت میں الہام ہوا تھا

"اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَارْحَمْنِیْ"

ترجمہ۔ مجھے اپنی طرف سے شفا بخش اور رحم کر۔

فرمایا۔ چند روز ہوئے۔ کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی۔ اور پھر الہام ہوا۔

"وَیْلٌ لَّھٰذِہِ الْاِمْرَاَۃِ وَبَعْلِھَا"

ترجمہ۔ اس عورت کے لئے عذاب مقدر ہے اور اس کے خاوند کے لئے بھی۔

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور

خدا تعالیٰ کے راستبازوں کی تکذیب اور انپر استہزا کبھی اچھے نتیجے پیدا نہیں کیا کرتا۔ ہمنے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اللہ تعالیٰ کی اس قہری تجلی کے نئے ظہور کا مختصر سا ذکر کیا ہے جسنے اٹلی میں ماتم برپا کر دیا ہے۔ چونکہ الٰہی سلسلہ کے لوازمات میں سے یہہ امر ہے کہ بعض امور انمیں ابتلا کا پہلو ساتھہ ضرور رکھتے ہیں اسی وجہ سے باوجودیکہ اس تباہ کن زلزلہ کی خبر پر جو کوہ ویسو ویس کی آتش فشانی کے ساتھہ آیا عبرت حاصل ہونی چاہیئے تھی مگر خدا سے دور لیجانے والی روحیں لوگوں کو یہہ کہکر گواہ کر رہی ہیں کہ اٹلی کے زلزلہ کو قادیانی پیشگوئیوں سے کیا تعلق؟ افسوس یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ الہام الٰہی کل دنیا پر حاوی ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی رسالت اپنے متبوع اور مخدوم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خادم ہونیکی حیثیت سے کل دنیا کے لئے ہے اور وہ الہام جو انتہائی کے زور آور حملوں کا ہے اس میں صاف طور پر دنیا کا لفظ ہے جیسا فرمایا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

اب دنیا اگر کل معمورہ عالم سے مراد نہیں تو کیا خاص قطعہ ہے؟ علاوہ بریں ۹ مارچ کو جو پیشگوئی نظم میں زلزلہ کی شائع کی گئی ہے اسمیں صاف طور پر آپنے فرمایا ہے

آنکہ پانی سے یار کچھ کرو اس کا علاج
آمد اب تنا فلوا اب آگ برسانے کو ہے
اب غیرت آئی کچھ تمہیں دکھلائے گی

پھر فرمایا یہ آفت جان ہاتھ پھیلانے کو ہے

ان دو نو شعروں پر غور کرو کہ عذاب کی نوعیت، اور اسکی وسعت کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے گویا اکناف عالم میں یہ عذاب ظاہر ہونے کو ہے۔

اٹلی کی تباہی اور بربادی کی خبریں ابھی تازہ ہی ہیں کہ امریکہ کے ایک اور قطعہ سے زلزلہ کے ذریعہ سے مزید تباہی کی خبریں پہونچی ہیں۔ اس سے پہلے بھی امریکہ کے ایک حصہ کولمبیا میں زلزلہ اپنا قیامت خیز نظارہ دکھا چکا ہے اور فارموسا میں جو تازہ تباہی ہوئی ہے وہ بھولی نہیں۔ اب تازہ ترین خبریں سان فرانسسکو کے تباہ ہونے کی آئی ہیں۔ اسپر کچھ اضافہ کرنا فضول ہے صرف ان تار برقی کی خبروں کا درج کر دینا ہی اہل دل لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اپنے مامور و مرسل پر ظاہر کیا ہے **پچاس ساٹھہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں۔** میرا دل ڈرتا ہے کہ سب کے سب وہ قہری نشان ہی نہ ہوں (خدا تعالیٰ محفوظ رکھے) لیکن اس سلسلہ میں جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہہ قہری تجلیوں کا نمونہ ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے مامور کی تکذیب سے باز آؤ تم کب تک خدا کی باتوں کو جھٹلاؤ گے۔ خدا آخر منوا کر چھوڑے گا مگر اسوقت کیا فائدہ ہوگا جب پوری تباہی اور بربادی ہو چکی ہوگی۔

لاہور کے ایک آریہ اخبار پرکاش نے پچاس ساٹھہ نشانوں کے الہام پر اپنی تازہ اشاعت ۱۷ اپریل میں ہنسی کی تھی کہ "اگر یہ الہام پورا ہو گیا تو سمجھہ لو دنیا کی خیر نہیں کیونکہ جب دو نشانوں نے ہی دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے تو پچاس ساٹھہ نشانوں سے شاید دنیا رہے ہی یا نہ" اب وہ دیکھے کہ آیا الہام پورا ہو رہا ہے یا نہیں؟ مگر جنکے دل مسخ ہو چکے ہوں انہیں کو سوجھائے۔ ان تار برقیوں کا ترجمہ ناظرین کی عبرت کے لئے درج ذیل ہے۔

(۱) لنڈن - ۱۹ اپریل - (بعد کی خبر) جنرل فنسٹن کمانڈر سان فرانسسکو نے کل شام کے وقت رپورٹ کی کہ ایک ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ ایک لاکھہ آدمی بے خانماں ہیں خیموں اور غلہ کی اشد ضرورت ہے شہر کے اوپر تاریک دہوئیں کے بادل جہوم رہے ہیں۔ جو سمندر سے نظر آتے ہیں۔ گویا آتش فشان پہاڑ پہوٹ پڑا ہے

(۲) **غضبناک بربادی**:- تمام عالیشان عمارات ہوٹل۔ تھیٹر بیٹھہ گئے۔ اور جلکر خاکسیاہ ہو گئے۔ جاپانیوں اور چینیوں کے محلے بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

(۳) **زلزلہ کا اثر**:- ریاست کیلیفورنیا کے شہر سینٹا کروز مونٹرلی ریگار اٹھے۔ اور ہاکسٹر برباد ہو گئے۔ اور بیسیوں آدمی مر گئے۔ سینٹا کروز میں دو سو آدمی مر گئے۔ اور دس ہزار بے گھر ہو گئے ہیں۔ سان فرانسسکو میں جہازوں کو نقصان نہیں پہونچا ہے۔ لیلینڈ اور سٹانفرڈ کی یونیورسٹیوں کو بھی بہت نقصان پہونچا۔

(۴) ۱۹ اپریل - **امریکہ میں زلزلہ**:- جنرل فنسٹن رپورٹ کرتے ہیں کہ سان فرانسسکو عملی طور پر برباد ہو گیا ہے اور آگ بے اختیار ہو رہی ہے اسوقت دو لاکھہ آدمی بے خانماں ہیں ساشیاء خوردنی نایاب ہیں کیونکہ ذخائر غلہ سب برباد ہو گئے۔ گورنمنٹ اشیاء خوردنی کا ایک معقول مقدار بھیج رہی ہے ہر شہر سے امداد چلی آرہی ہے سینٹ نے ۵ لاکھہ ڈالر امداد کیلئے منظور کئے ہیں ہوٹلوں کے رہنے والے بالکل محفوظ ہیں۔ البتہ شہر میں بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔

(۵) (بعد کی خبر) شہر سان فرانسسکو کے تین حصوں میں ابتک آگ جل رہی ہے شب گذشتہ کو چند عمارتیں ڈائنامیٹ سے اڑائی گئیں تاکہ آگ رک جائے لیکن ابھی کامیابی نہیں ہوئی۔

(۶) **کروڑپتیوں کی بربادی اور انکی ہمدردی** سان فرانسسکو کے تمام کروڑپتیوں کے مکانات برباد ہو گئے ہیں۔ مسٹر الن خلرلو دیگر کروڑپتی تباہ حال لوگوں کی دستگیری کے واسطے معقول رقوم بھیج رہے ہیں۔ (۷) (۲۰ اپریل) **مُردوں کا شمار** اندازہ کیا جاتا ہے کہ سان فرانسسکو میں پانچہزار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن اس تعداد کی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

ثناء اللہ امرتسری کی کرتوت

نہ پنداری کہ حیثش رسم عیاری نمی داند
نماید آنچناں خودرا کہ پنداری نمے داند

جب الحکم نے امرتسری مولوی فاضل کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسوقت سے اسکی شوخی اور بیباکی بیش از بیش اضافہ ہوا ہے۔ الحکم کا اسکی تحریروں پر توجہ نہ لینا اسوجہ سے نہیں کہ وہ لاجواب ہوتی ہیں بلکہ محض اسوجہ سے کہ؎

آنکس کہ بہ قرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

امرتسری مولوی فاضل کی ساری محنت و مساعی کا خلاصہ چند چلتے ہوئے فقرے اور شعر ہوتے ہیں جو انہیں محل بے محل کہدینا اپنی قابلیت اور فضیلت کا مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی تحریروں میں سے اصل مطلب اور سوال کو چھوڑ کر خارج از بحث امور پر گفتگو کرنا انکے لئے معمولی امر ہے۔ میر قاسم علی صاحب جس قابلیت کے ساتھہ امرتسری مولوی فاضل اور سہسوانی بزرگ کے کمالات کو برہنہ کر کے رکھدیا ہے وہ اہل حدیث فرقہ کیلئے قابل غور ہے سہسوانی صاحب کے پاس فاضل امروہی کا خط لیجانیوالوں میں سے ایک ایڈیٹر الحکم بھی ہے جو گفتگو سہسوانی صاحب نے اسوقت کی اور جسطرح پر اپنی کمزوری کا اظہار صاف لفظوں میں کیا اور جسطرح جیسے کر فاضل امروہی کے پاس پہونچنے کا وعدہ کیا وہ ایک ایسا راز ہے کہ اب غالباً اسے طشت از بام کرنا پڑیگا۔ اسوقت امرتسری مولوی فاضل کو معلوم ہوگا کہ سہسوانی صاحب نے کیا کہا اور کیا کیا تہا بہر حال میری غرض اسوقت صرف یہ ہے کہ اب امور متنازعہ کا فیصلہ ایک جلسہ خاص سے ہی ہو سکتا ہے جسکا ذکر میرے محترم بہائی میر قاسم علی صاحب نے کیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی محمد بشیر صاحب کو حلف اٹہانیکے لئے امرتسر میں بلوائیں اور وہ شرعی حلف اٹہائیں نوٹ کے ساتھہ میں بہی ایکسو روپیہ انعام دونگا صرف اس حلف کے ساتھہ اتنا اور اضافہ کریں کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر بیان کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر گیا ہے اور پہر وہی اتریگا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعویٰ مسیح موعود میں جہوٹے اور مفتری علی اللہ ہیں۔ "اگر میں جہوٹ بولتا ہوں تو جہوٹے پر خدا کی لعنت ہو" اس قسم سے اس امر کا ہی فیصلہ ہو جائیگا کہ جو کچھہ انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ انکا دلی عقیدہ ہے۔ کیونکہ میرے ساتھہ جو گفتگو انکی ہوئی تھی کا ذکر کیا جاویگا (انشاء اللہ) اس سے انکا یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا بہر حال امرتسری مولوی فاضل ساری بحثوں کو چھوڑ کر اسی پر فیصلہ کر لے۔ اور خود بہی اعجاز احمدی کے اس چیلنج کے موافق فیصلہ کر لے تاکہ آئے دن کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو اور صادق کی عزت ظاہر ہو۔ ایکی اتنی تمہید کے بعد میر قاسم علی صاحب

ثناء اللہ امرتسری کا دجل

ہم نے ایک اشتہار جس کا عنوان یہہ تہا "مولوی محمد بشیر صاحب اہلحدیث کی خلوت اور جلوت کا راز" طبع کرا کر دہلی میں تقسیم کیا ہے۔ اور وہ اشتہار الحکم مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء میں بہی درج ہوا تہا چونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سہسوانی بزرگ کے اس علم و فضل زہد و تقویٰ کا اظہار پبلک پر کیا گیا تہا جسپر اہلحدیث کو فخر ہے۔ اسلئے بہت سے نیم ملاں ہمارے اس اشتہار سے کبیدہ خاطر ہو کر جہنجلا اوٹھے۔ جنمیں ثناء اللہ امرتسری بہی ہے۔ جو نہایت از خود رفتہ ہو کر اپنی عادت قدیمہ کے موافق اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ میں بڑی دلیری سے حق پر باطل کا ملمع چڑھا کر گندہ دہانی سے دجّالی چال چلا ہے اور بیہودہ باتیں جو سراسر دجل اور کذب ہیں لکھکر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے اور اپنے دجل کے ثبوت میں مولوی محمد بشیر سہسوانی جامع علوم و فنون کا ایک خط نقل کر کے حق کو ملتبس کرنے کی کوشش کی ہے جس سے نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھہ حاصل نہیں کر سکا۔ اور سہسوانی بزرگ نے بہی حسب مقولہ مشہور "دروغگویم برروی تو" سراسر جہوٹ اور فقیہانہ تحریر لکھکر اپنے محسن امرتسری کو تشفی و تسلی دلائی ہے اسلئے ہم دونوں کے دجل کو طشت از بام کر کے امرتسری دجال سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی قول و فعل اہل حدیث کے ہونے ہیں جو تم نے بیان کئے ہیں۔ اور برائے مہربانی وہ حلفیہ ہمارے اس مضمون کی تردید کر کے پبلک کو انتظار کی تکلیف سے مخلصی بخشیں۔

ناظرین ہم نے اشتہار مذکور میں سہسوانی کی دو تحریریں جو بتفاوت تین ماہ کے یکے بعد دیگرے لکھی تہیں شائع کر کے سہسوانی بزرگ سے معہ دیگر سوالات کے جواب طلب کیا تہا کہ ان ہر دو تحریروں میں جو ایک ہی قلم و زبان سے سرزد ہوئی ہیں اسقدر اختلاف کیوں ہے؟ سہسوانی نے تو ابتک کوئی جواب نہیں دیا مگر آپ کی نیم بسمل امرتسری نے سیاہ داغ کو مٹانے کے لئے ہاتھہ پاؤں مارے ہیں جس کا ذکر ہم آگے اسی مضمون میں کرینگے۔ اول ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ تحریریں سہسوانی کی کیا تہیں سہسوانی موصوف نے ایک خط المنان بن امروہوی دامت برکاتہم کے جواب میں ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کو لکھا تہا جس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا تہا کہ سہسوانی سید محمد احسن صاحب امروہی کو سچا مومن پکا مسلمان سمجھتا ہے چنانچہ اوسکے خط میں مندرجہ ذیل فقرات اس خیال کو پختہ کرنے والے بلکہ یقین دلانیوالے موجود تہے۔ **اوّل**۔ شروع خط میں یہ فقرہ تہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" دو تین لکھا ہے صفحہ امام الزمان علیہ السلام مولوی صاحب نے سہوانی کو بہیجی تہیں جن کی بابت یہ لکھا "ہدایا مرسلہ موصول ہوا ممنون فرمایا" اور ملاقات کے بارہ میں یہ جواب دیا "مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زائد از حد ہے" اور ارادہ مصمم ملاقات

قیامت خیز منظر۔ کل کا نظارہ قیامت خیز تہا چار حصوں میں ہولناک آگ لگ رہی تہی۔ اور بیس ہزار آدمی ... پارک میں پناہ گزین آگ کی تندی اور تیزی کی وجہ سے سمندر میں کودنے پر مجبور ہونے لگے تہے۔ لیکن خیر گذری کہ ہاٹون میں صدہا آدمی جمع تہے بیسیوں آدمی جلکر مر گئے۔ کہا جاتا ہے سدر جزیرہ کی ایک لہرنے شہر میں جزیرہ اور

کہتا اگر چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا ہے ... اور بہی جو ... ان کی بابت جو مانع ملاقات ہوئے ... رقم فرمایا ہے ان جھوں صاحب ... کا حال پرچہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا۔ اس ... بالا پانچون جملوں کی دیکہہ لینے کے بعد سوائے کسی بلید طبع اور ذہنی ... کو دون کے ہر شخص یہہ سمجہہ سکتا ہے کہ اس خط کا کاتب مکتوب الیہ کو مومن اور پکا مسلمان جانتا ہے۔ نہیں تو۔ کلمات دعائیہ جو مخصوص باہل اسلام ہیں۔ السلام علیکم۔ رحمۃ اللہ۔ برکاتہ سے خطاب کرتا ہے۔ ورنہ کسی دجال یا عیسائی۔ یا آریہ۔ یا ہندو بامزند۔ یا کافر کو بہی آجتک کسی مولوی نے خصوصاً علماء اہل حدیث نے یا فاضل امرتسری نے السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ۔ وبرکاتہ سے مخاطب کیا ہے؟ یا ایسی دعا لکھنے کی کوئی دلیل ہے؟ کفار کو بموجب حدیث ہمیشہ تحریر میں "السلام علی من اتبع الہدیٰ" لکھے جانے کا قاعدہ و دستور مروّج ہے۔

دوم۔ وہ کتابیں جنمیں حضرت اقدسؑ کے دعوی اور دلائل صداقت کی اشاعت تہی اونکو ہدایا کا پاک لقب دینا صریح دلیل اسبات کی ہے کہ کاتب نے اونکو ہدیہ سمجہا تہا۔ ورنہ امرتسری ثابت کرے۔ کہ اگر میزان الحق۔ یا تاریخ محمدی۔ یا امہات المومنین۔ یا ترک اسلام۔ یا تہذیب اسلام۔ یا تحفہ اسلام کے مستنقص یہ کتابیں ایڈیٹر اہلحدیث یا سہسوانی بزرگ کے پاس بہیجیں۔ جنمیں عیسائی مذہب کی تائید اور اسلام کی تکذیب وغیرہ کا بیان ہے۔ تو وہ اسکے جواب میں یہہ جملہ لکہینگا کہ ہدایا و مرسلہ وصول ہوئی۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہان امرتسری سے بہہ بعید تو نہیں مگر بذریعہ اخبار قبول کرے کہ بیشک ایڈیٹر اہل حدیث اور سہسوانی یا دیگر محدث یا ادنی مسلمان ہی کیون نہ ہو ضرور کسی آریہ یا عیسائی کو ایسی کتابیں بہیجنے پر یہی کلمات شرعاً و رواجاً لکہیگا۔ اور اسکے لکھنے کی کوئی دلیل بہی حدیث سے پیش کریں۔ اور سابقہ کوئی نظیر بہی؟ تو پہر ہم اہل حدیث کے اسلام اور ایمان پر معترض نہ ہون گے۔

سوم۔ سہسوانی بزرگ نے مولوی محمد احسن صاحب سلمہ سے ملاقات کا شوق زاید از حد بیان کیا ہے۔ اور ساتہہ ہی ملاقات کا مصمم کر لیا۔ مگر بعض موانع و مصالح سے ملاقات سے قاصر رہکر معافی کے خواستگار ہی ہوئے۔ اور پہر اون مصالح کو جو راز سربستہ کی طرح تہے زبانی حامل خط کے کہلا ہی بہیجا۔ (ان رازون کا افشا بہی اگر ضرورت ہوئی تو کسی آئیندہ مضمون میں جو اسکے جواب آنیکے بعد شائع ہوگا ضرور کرینگے۔) کیا یہ صریح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کاتب مکتوب الیہ کو اپنا رفیق اور یار غار اور دلی دوست اور پہر از دوبارہ صدق دعاوی حضرت ... نہ کہ کافر دجال دشمن وغیرہ جیسا کہ امرتسری کا بیان ہے اور سہسوانی کی جلوت والی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر امرتسری یہ ثابت کردے کہ ایسے راز و نیاز کی تحریر خلوت میں دجال اور کفار سے بہی ہم لوگ کر لیا کرتے ہیں۔ اور پہر بہی ہم متقی اہل حدیث۔ ناجی بنے رہتے ہیں تو فیہا ہم تسلیم ...

... شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

ان وجوہات سہ گانہ سے ایک معمولی استعداد کا انسان بہی سمجہہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ابو الوفا جیسا مولوی فاضل نہ ہو۔ کہ ایسی خط و کتابت ہمیشہ مسلمانون اور دینداروں کے ساتہہ ہوا کرتی ہے نہ کفار نابکار سے۔

اب ہم سہسوانی کی وہ تحریر درج کرتے ہیں جو باعث ہوئی تہی ہمارے اشتہار مندرجہ الحکم کی اشاعت کی۔ ۲۹۔ ذیقعدہ کو راقم مضمون ہذا کے نام مولوی محمد بشیر صاحب کی ایک تحریر پہونچی جسمین یہ جملہ درج تہا کہ "میں مرزا صاحب کو دجال کذاب کافر جانتا ہون" اس تحریر کے پہونچنے پر خواہ مخواہ ضرورت پڑی کہ اس عقیدہ کو سہسوانی بزرگ سے ہی حل کیا جاوے۔ کیونکہ "تصنیف را مصنف نیکو کند بیان" وہی اس دورنگی کا مطلب ہمکو سمجہا دیں گے کہ تین ماہ پیشتر تو آپ ذریات دجال کو ایک مومن مسلمان قرار دے چکے ہیں جیسا کہ وجوہات سہ گانہ مندرجہ صدر سے ظاہر ہے۔ آج کیا مار پڑ گئی کہ اونکے آقا کو کذاب دجال کافر کہنے لگے۔ اس کفر کے بعد ایمان کا سبب کیا ہوا۔ چنانچہ بذریعہ اشتہار مذکور یہہ دونون پرچے اون کے درج کر کے مع چند دیگر سوالات کے شائع کئے گئے تہے۔ جنکا جواب امرتسری نے ۱۳ اپریل کے اخبار اہل حدیث میں زیر عنوان "دجاجلہ قادیانی اور مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی" اسطرح دیا ہے۔

(۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی محمد بشیر صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکہا "جسکو السلام علیکم سے شروع کیا جسکے جواب میں مولویصاحب موصوف نے بہی حسب اخلاق السلام علیکم سے جواب دیا" از روئے اخلاق یہ اچہا بہی تہا۔

(۲) از روئے حدیث یہود و نصاری کو السلام علیکم ابتداء میں کرنا منع ہے اگر وہ ابتداء بسلام کریں تو بعض علماء کے نزدیک وعلیکم السلام کہنا درست ہے۔

(۳) ایک حدیث متفق علیہ میں حکم موجود ہے کہ جب اہل کتاب تمکو السلام علیکم کہیں تو تم وعلیکم السلام کہا کرو مولوی محمد بشیر صاحب کا یہی مذہب ہے۔

یہ تین جواب تو آپکے طبع رسا اور اجتہاد سے صادر ہوئے ہیں۔ ایک چوتہا جواب نقلی بزرگ معتمر سہسوانی صاحب کیطرف سے درج فرمایا ہے۔ جسکو اسطرح شروع کیا ہے "چنانچہ مولانا صاحب (محمد بشیر) سے اصل ماجرا دریافت کیا گیا تو حضرت ممدوح نے جو جواب لکہا وہ بعینہ درج کیا جاتا ہے"

"مولوی محمد احسن صاحب مرید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جب مرزا صاحب کے ساتہہ دہلی میں آئے تہے تو انہوں نے ایک خط بدین خلاصہ مضمون میرے پاس بہیجا تہا۔ کہ مجہے آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں حاضر ہون یا آپ کسیوقت میرے پاس تشریف لائیے۔ اسکے جواب میں راقم نے لکہا کہ نہ آپ میری ملاقات کی لائق ہیں

خط میں سلام لکہا ہوا تہا تو اوس کے جواب میں راقم نے بہی سلام لکہا۔ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ میں انکو مسلمان جانتا ہون۔ میرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب اور اون کے سب معتقد کافر ہیں۔ اور جواب میں سلام لکہنے کی وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتہہ ابتداء بالسلام ناجائز ہے اور سلام کا جواب دینا ایک جماعت اہل حدیث کے نزدیک درست ہے۔ کما ہو مصرح فی التفاسیر و شروح الحدیث فقط کتبہ محمد بشیر عفی عنہ"

کیون جی فاضل صاحب۔ ہمارے اشتہار کا ایمانداری سے آپنے جواب دیا ہے اور انہیں جوابوں کا اوسمیں مطالبہ تہا۔ اے ہاجیا اگر ساری باتوں کو چہوڑ کر صرف سہسوانی پر ہی احسان کرنا تہا تو کچہہ دین و دیانت سے بہی کام لیا ہوتا۔ مناسب تہا کہ اپنے معمر بزرگ سے یہ پوچہتا کہ حضرت قبلہ اہلحدیث کیا آپ نے خط مندرجہ الحکم مولوی محمد احسن صاحب کے نام لکہا ہے یا نہیں؟ اگر لکہا ہے تو اسمیں صاف درج ہے کہ "مجکو آپکی ملاقات کا شوق نامہ از حد ہے۔ اور ارادہ مصمم ملاقات کا تہا" اور اب آپ مجکو لکہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب نے شوق ملاقات ظاہر کر کے ملنا چاہا تو میں نے لکہدیا "کہ نہ آپ میری ملاقات کی لائق ہیں نہ میں آپ کی ملاقات کی لائق" کیا وجہ پیرانہ سالی اوسان خطا ہوگئے اور حافظہ درست نہیں رہا یا خط مندرجہ الحکم جعلی اور بناوٹی ہی افترا کے طور پر آپکو نام سے شائع ہوا ہے۔ مگر افسوس اس دغا و دھیابہ کہ حق کی مخالفت نے تمام عقلمین مار دین ذرا نہیں سوچا کہ پیر سہسوانی کیا لکہہ رہا ہے جس بات کا اپنی پہلی تحریر میں صاحب اقرار کر چکا ہے اوس سے اب انکار کرتا ہے۔ جیرا مرتسری اب پہر حلفیہ اپنی جامع فنون اور میان صاحب دہلوی کے قائمقام سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل جوابات لیکر شائع کریں

الف۔ خط اسمی فاضل امروہی سلمہ مندرجہ اشتہار "جلوت و خلوت کا راز" آپنے لکہا ہے یا نہیں؟

ب اگر لکہا ہے تو اب اوسکی خلاف آپنے کیون لکہا کہ میں نے ملاقات سے انکار کر دیا۔

ج اگر نہیں لکہا تو کیا یہ جعلی اور مصنوعی خط ہے جو امروہی سلمہ نے بایڈیٹر الحکم نے آپ کے نام سے شائع کر دیا اگر میان صاحب کے خلیفہ خط مندرجہ اشتہار سے انکار کریں تو بہر طریق فیصلہ آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم دہلی میں ایک جلسہ کر کے اصل خط کو اور اوسکے ساتہہ اور خطوط بہی مع دیگر زبردست ثبوتوں کے اوس جلسہ میں پیش کرین گے اور خلیفہ صاحب سے بحلف شرعی دریافت کرینگے کہ یہ خطوط آپکے ہیں یا نہیں اگر میان صاحب کے قایم مقام نے خطوط سے انکار کر دیا اور ہمارے ثبوت ہی رد کر دیئے جو ہم جلسہ میں ہی اون خطوط کی بابت پیش کرین گے تو مبلغ ۵۰ روپیہ بطور تاوان مولوی صاحب سہسوانی کی حوالہ فوراً کر دینگے اور اپنے دعوے مفتریانہ خیال کر کے دستبردار ہو جاوینگے۔ اور اگر وہ خطوط خلیفہ صاحب کے ہوئے اور کوئی حیلہ اون کی بابت آپکے جامع فنون بزرگ ...

جو خط مندرجہ اشتہار میں ہیں تو سہسوانی بزرگ کو اپنی دروغ بیفروغ کا اقرار کر کے بہ ثبت دستخط حضرات خلیفہ اوس اقرار کو اپنی طرف سے طبع کرا کر شائع کرنا ہوگا۔ یہی قطعی فیصلہ بلا کسی حیلے وغیرہ کے۔ دیکھو ابو الوفا صاحب! اگر تمکو کچہہ شرم و غیرت ہے تو اس فیصلہ پر اپنے خلیفہ کو رضامند کر دو

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

ورنہ تمہاری ایمانداری مع تمہارے بزرگ سہسوانی کے اس سے بہی زیادہ پبلک پر کہولی جاویگی۔

دوسری بات خط مندرجہ اہل حدیث میں سہسوانی نے یہہ لکہی ہے "کہ جواب خط میں سلام لکہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میں اونکو (احمدیون) مسلمان جانتا ہون" اسکے بارہ میں بہی آپ بزرگ کاتب سے یہہ دریافت کر کے بتلادیں اور خود بہی اسپر کچہہ اپنی اجتہاد سے فتوی دیں۔ کہ جسکو اب کافر کہا جاتا ہے اوسکو محض السلام علیکم پر ہی اکتفا کر کے از روئے اخلاق کریمانہ جواب نہیں لکہا۔ بلکہ رحمۃ اللہ و برکاتہ بہی اوسکے ساتہہ ہے۔ اگر کفار کو رحمۃ اللہ و برکاتہ کے دعائیں بہی اہل حدیث دیا کرتے ہیں تو مسلمانو کو کن الفاظ دعائیہ سے خطاب کرتے ہیں؟ اور یہ دعا اگر کفار کیواسطے ہے تو زہے نصیب ہمارے کہ دشمن بہی ہمارے لئے رحمت الہی اور برکات الہی وسلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں۔ ہمیں ایسے کفر سے انکار نہیں اور یہ دعوی محض جہالت سے یا بطور دفع الوقتی کے کیا گیا ہے کہ کفار کے سلام کا جواب وعلیکم السلام بلکہ رحمۃ اللہ و برکاتہ سے دینا ایک جماعت اہل حدیث کے نزدیک درست ہے۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

بعد ازین میں آپکے ہر سہ جوابات کو رد کرتا ہون سنئے اور خوب غور سے سنئے۔ آپنے لکہا ہے کہ از روئے اخلاق السلام علیکم کے جواب میں کفار کو السلام علیکم سے جواب دینا اچہا ہے۔" دوم مسلم کی حدیث میں بعض علماء نے اجتہاد کر کے کفار کے جواب سلام میں وعلیکم السلام کہنے کا جواز ثابت ہے" اور "ایک حدیث متفق علیہ میں جواز سلام کفار کا وعلیکم السلام سے ثابت ہے" افسوس ہے اس فضیلت اور حدیث دانی اور لغو بیانی پر کیا حدیث میں یہہ لکہا ہے کہ اذا سلم علیکم اهل الكتاب فقولوا وعليكم السلام۔ علیکم کے آگے السلام کا لفظ آپنے کہان سے تحریف کر کے ملا دیا۔ یا رسول اللہ صلعم پہ افترا کر کے پورا اجر دجال کا لینا چاہا ہے۔ پہلے آدہی حدیث میں لفظ فقولوا وعليكم کا حکم ہے نہ سلام کا بہی جو دعا ہے۔ دیکہو نودی نے اسکی شرح میں لکہا ہے "علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا جاوے لیکن علیکم السلام نہ کہے اور نہ علیک السلام کہے بلکہ فقط وعلیکم کہے وہ بہی اوس صورت میں جبکہ وہ شخص شروع کرے بقدر ضرورۃ۔ مرقاۃ۔ اب کہو وہ کون علماء ہیں جنہون نے علیکم کے ساتہہ السلام کا جواز بہی ملایا ہے۔ اور یہ اخلاق آپکو کونسی آیت یا حدیث یا نبی سے حاصل ہوئے کہ کفار کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ سے جواب دینا اچہا ہے اسوقت بہ فقہ ... الکفار کے مفہوم ... وعلیکم السلام ...

استفسار اور انکے جواب

بخدمت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب دام اقبالہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ..... جس علاقہ میں ہم نے کارخانہ لگایا ہے وہاں اکثر وہابی رہتے ہیں اور ہر وقت عیب جیئی انکا کام ہے ..... ایکدفعہ کسوف خسوف رمضان کی بابت تذکرہ ہوا ..... تو جواب میں انہوں نے کہا یہہ حدیث نہیں یہہ قول ہے ..... دہوکا [illegible] ایسا افترا ہرگز نہ کرنا چاہیئے ..... [illegible] واقعی یہہ قول ہے یا حدیث۔ [illegible] صاحب نے دافع البلاء کے حاشیہ [illegible] علیہ السلام کیطرف بہت ناجائز [illegible] منسوب کئے۔ کہ کنجریوں سے تیل ملوایا کرتا تہا وغیرہ وغیرہ ..... جواب سے جلد سرفراز فرماویں۔ محمد الدین احمدی ولد میاں عبدالرحیم کارخانہ ردئی سیالکوٹ ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان

الجواب

السلام علیکم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۲۴

یعنے کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جو خدا تعالٰے پر جہوٹ بولے اور پہر کون ظالم زیادہ اوس شخص سے ہے جو سچائی کو جہوٹ کہے۔ وہ سچائی جب اسکو پہونچے۔ کیا ایسے کافروں کی جگہ دوزخ نہیں ہے۔ ضرور ہے دنیا میں بہی اور آخرت میں بہی۔ آخرت میں تو عذاب ہوگا جو مخبر صادق خبر دیتا ہے۔ مگر مطابق اس آیت کریمہ کے اس دنیا میں بہی عذاب ہوگا۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۱۵

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۱۷

یعنے جو اس جہان میں اندہا ہے وہ اوس جہان میں بہی اندہا ہی ہوگا۔ کیونکہ ظاہری آنکہوں کا اندہا ہونا ہماری مراد نہیں بلکہ ہماری مراد تو دل کی آنکہوں کا اندہا ہونا ہے۔

[illegible] کا جنت دنیا سے ہی شروع ہوتا ہے [illegible] دوزخ یہاں سے ہی [illegible] جیسے فرمایا

[illegible] وَجُوْهُهُمْ مَا كَانُوْا [illegible] ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۳۰

مکذبین کے دل [illegible] کے سبب زنگ آلود ہوجاتے ہیں [illegible] خیال کریں کہ ان کو لقاء الٰہی اور نعماءِ الٰہی سے کچہہ بہرہ ملے گا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ چونکہ [illegible] کی آنکہہ خدا بینی کا شیشہ زنگ آلود ہوگیا ہے اور آنکہہ بینا وہ ساتہہ نہیں لائے اسلئے وہ نعماءِ الٰہی سے محجوب و محروم رہیں گے۔ اور اس محجوبیت و محرومیت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ وہ داخل دوزخ ہوں گے۔

جب مکذبین ماموروں [illegible] پر اعتراض کرتے ہیں تو ان [illegible] وہی اعتراض گذشتہ صادقین پر بہی پڑتے [illegible] اور کسی ایک راستباز پہ بناتے ہیں گو [illegible] صادقین پر بہی وہی افترا پڑتا ہے۔ چنانچہ [illegible] کے مطابق اس مفتری مکذب نے حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء پر جو اتہام افترا کا لگایا ہے اب دیکہو انہوں نے کس کس راستباز کو اس افترا میں شریک کیا ہے۔

وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۱۴ قیامت کے دن ان افتراؤں [illegible]

(۱) دارقطنی۔ بیہقی وغیرہ ائمہ اہل حدیث کو جنہوں نے اس حدیث کا اخراج کیا اور تمام دنیا کو بقول اس مفتری کذاب کے دہوکہ دیا کیونکہ حدثنا سے اسکو روایت کیا کتاب حدیث میں درج کیا کوئی صراحتہً اشارۃً کنایۃً اس کی طرف نہیں کیا کہ یہ حدیث نہیں بلکہ ایک قول ہے۔

(۲) رواۃ اس حدیث کو جو صادق مانے گئے ہیں۔

(۳) سب سے بڑھکر حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ائمۃ المجتہدین کو جنہوں نے بقول مفتری معترض باوجود حدیث نہ ہونے کے اسکو سلسلہ حدیث میں بیان کیا اور تمام دنیا کو دہوکا دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔

(۴) اللہ تعالٰے کے قانون اور سنت اللہ کو جسکو اللہ تعالٰے نے خود بیان فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۴ اللہ تعالٰے اپنے غیب پر تم کو اطلاع نہیں دیا کرتا ہاں (جسکو لائق رسالت سمجہتا ہے اسکو) اپنی رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے دوسرا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۲۹ سوائے رسول کے جسکو وہ (اللہ تعالٰے) پسند ہی کرتا ہے اور کسیکو اپنے غیب پر غالب نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۲۱ اوس (موعود) گہڑی کا علم صرف اللہ تعالٰے کو ہی ہے۔

اب اس سنت اللہ کے موافق ہی مفتری معترض کو چاہیئے تہا کہ ایمان لاتا کیونکہ جو پیشگوئی تیرہ سو سال پیشتر کی گئی ہو اور وہ لفظ بلفظ پوری [illegible] ہوجاوے۔ اوسکے ماننے میں تامل کرنا نہ کسی عاقل کا کام ہے نہ مومن کا۔ اب [illegible] حدیث کے حدیث اور سچی حدیث [illegible] پر غور کرو۔

اس حدیث کی صداقت پر سب سے اول اللہ تعالٰے نے [illegible] مہر کردی۔ جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۲۹

منکر [illegible] انسان پوچہتا ہے کہ [illegible] کے آنیکا کونسا وقت ہے (جواب ملا) جب آنکہیں چندہیا جاوینگی

یعنے مرزا صاحب کے چمکتے دمکتے بیّن لاجواب دلائل جو اپنے دعوے پر شکوک و شبہات کی وبائی ہوا کو برق کی طرح جلادینے والے ہونگے چمکینگے تو ان کی سمجہہ کی آنکہیں جو چہوٹی اور سخت ظلمانی مسایل کی خوگر تہیں اچانک اس روشنی سے پتہرا جائینگی۔

بطور نمونہ تمثیلاً ان کے چند گندے اور شرک اور بغاوت اور کفر کے بہرے ہوئے مسائل میں یہاں لکہہ دیتا ہوں۔

(۱) وہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۴

محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہی ہے اور اس کے پہلے تمام رسول مر چکے ہیں۔

(۲) مسیح علیہ السلام اللہ تعالٰے کی طرح سوائے کہانے پینے کے زندہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ۱۷

یعنے ہم نے انبیا کو ایسا پیدا ہی نہیں کیا کہ وہ کہانا نہ کہایا کریں۔

(۳) مسیح علیہ السلام پر باوجود دور زمانہ کوئی اثر فنا کا نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۱۷

یعنے ہم نے کسی بشر کیلئے جو تجہہ سے پہلے تہے اس عمر سے زیادہ عرصہ تک رہنا نہیں بنایا جو اسکے زمانہ کے قانون قدرت کے مطابق تہی۔ (الخلد پر الف لام تخصیص کا ہے)۔ بہلا تو گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیا و فخر الرسل ہی مرجاوے اور یہ فضیلت تجہہ نہ دی جاوے اور وہ (دوسرے نبی) اس قسم کی خلود کی فضیلت حاصل کریں کیونکہ ہر ایک جی ہر آن میں موت کی طرف جا رہا ہے۔

(۴) مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر چڑہ گئے اور ان کا رتبہ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بدرجہا بڑہ گیا۔ استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ مگر اللہ تعالٰے اپنے رسول کریم سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہ کفار نے آپ سے بہی آسمان پر چڑہنے کا معجزہ بااصرار طلب کیا فرمایا کہ تو ان کو کہدے کہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۱۵

میں تو بشر رسول ہوں۔

(۵) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی مردہ زندہ کرتے تہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے

هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۲۵

یعنے وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور کوئی اسکی مانند نہیں ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ کسی اور امر میں۔

(۶) مسیح علیہ السلام خالق بہی تہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۱۳

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۱۷

جنکو یہ مشرک خدا تعالٰے کا شریک بنا رہے ہیں کیا ان لوگوں نے کوئی ایسی چیز بہی پیدا کی ہے کہ جو خدا تعالٰے کی پیدا کردہ چیز کے ساتہہ مل جل گئی۔ بلکہ اللہ تعالٰے ہی ہر چیز کا خالق ہے وہ (شرکا) تو ایک مکہی بہی پیدا نہیں کرسکتے۔ اگرچہ ساری جمع ہوکر کوشش کریں بلکہ وہ تو ایسے ضعیف کہ اگر مکہی ان سے کوئی چیز چہین کرلے جاوے تو وہ اس سے چہڑا بہی نہیں سکتے۔

(۷) انکا منتظر کہ مہدی جب آوے گا آتے ہی تلوار ہاتہہ میں لیکر قتل و غارت شروع کردیگا

اور غارت کا رہے ان مولویوں کو ہاتھ آوے گا اور یہ مولوی باوجود اپنی سخت کنجوسی اور حرص کے کثرت مال سے اسقدر سیر چشم ہو جائینگے کہ پھر مال کو قبول ہی نہیں کرینگے مہدی کیا آویگا ان منتظرین مولویوں کا ایک بڑا بھارا ڈاکو آجاوے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۱۹/۱۵ لَمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ

یعنے ہمنے کسی بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا مگر پہلے اون کو ڈرانے والے بھیجے گئے جو ان کو انکے بداعمال کے بدنتائج سے ڈراوین اور ہم تو ظالم نہیں۔

تیرا رب جسکی ازلی غیر منفک صفت ہے اپنے بندوں کو ادنیٰ درجہ سے اعلےٰ درجہ تک لے جانا اسکو تو لائق نہیں کہ وہ بستیوں کو ہلاک کرے ان کے ظلم کے سبب اور ان کو خبر ہی نہ ہو یعنے پہلے ان کو انکے ظلمات سے خبر کر دیتا ہے اور ان کو اس کے بدنتائج سے ڈرا دیتا ہے۔

غرض ان کے بدعقاید بیان کرنے کا محل نہیں لہذا اسی پر اکتفا کی گئی ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا

تو ان کی رفع حیرانی کے لئے وہ رؤف رحیم ذات الٰہی ماہتاب و آفتاب کی شہادت پیش کر دے گی یعنے تیرہویں رمضان کو جو ایام مقررہ خسوف قمر سے پہلی رات ہے پہلی ہی رات یعنی رات کے شروع سے ہی خسوف قمر شروع ہو جائیگا۔ اور لفظ اول لیلۃ کو دونوں طور پر پورا کر دے گا اور آفتاب کا کسوف اٹھائیسویں تاریخ رمضان کو یعنی ایام مقررہ کسوف سے ٹھیک نصف پر ہوگا یعنے اٹھائیسویں تاریخ کے نصف روز دوپہر کے وقت کسوف ہوگا۔ اس شہادت کے گذرنے پر جو بالکل بے لوث اور غیر مشتبہ شہادت ہے سمجھدار بے تعصب خدا ترس انسان بے اختیار کہہ اوٹھیگا کہ اب انکار کی کوئی گنجایش نہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی شہادت کے گذرنے پر بھی اگر نہ مانیں گے تو پھر عذاب طاعون بھیجا جاوے گا جس سے کہیں بھی ان کو پناہ نہیں ملے گی۔ یعنی جیسی یہ دونوں شہادتیں الہی بے ہم معنی ہیں کہ ان سے ہو چکے تمام انکار کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور معترض لگا حجود کرنے والا ہی اب بھاگ نہیں سکتا۔ اگر اسپر بھی نہ مانینگے تو عذاب بھی اسی قسم کا بھیجا جاوے گا جس سے کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی کیونکہ اس شہادت سے حجت پوری ہو جاوے گی۔ اور فرد جرم لگ جاوے گا۔ چنانچہ فرمایا

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ

یعنے جب منکرین پر فرد جرم لگ جاویگا ہم وہ دابۃ الارض (طاعون) انکے فائدہ کے لئے نکالینگے وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ انہوں نے ہمارے عظیم الشان اور کثیر التعداد نشان دیکھکر بھی ہمارے مرسل کو نہیں مانا۔ منکرین کا فائدہ طاعون سے یہہ ہے کہ تا قہری نشان دیکھکر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لاکھ سے زیادہ آدمی اس قہری نشان کو دیکھکر ایمان لائے۔ دوسرا جو اس نشان میں خود ہلاک ہوے وہ بھی آیندہ شرارتوں میں بڑھنے سے بچ گئے اور قہری نشان سے ڈرانا ہی سنت اللہ ہے

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ

جب کبھی ہم کسی نبی کو کسی بستی میں بھیجتے ہیں تو اس بستی پر عذاب بھوک اور بیماریاں بسبب ان کی شامت اعمال و انکار کے بھیجا کرتے ہیں۔ اور اس عذاب کے بھیجنے سے بھی ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ ان قہری نشانات کو دیکھکر طغیان اور سرکشی سے باز آکر اللہ تعالےٰ کے دربار میں گڑگڑاویں۔

پھر اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کی صداقت پر فعلی مہر بھی اپنے وقت پر یعنے ٹھیک ٹھیک الفاظ حدیث کے مطابق لفظ بلفظ پوری کر دکہا دی جسکی تشریح مفصل بیان کی گئی۔

پھر اس حدیث کے الفاظ میں ایک اور عظیم الشان طاقتور بے نظیر تحدی ہے کہ خدا کے منکر دہریہ کے لئے بھی اتمام حجت ہے۔ اور سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کوئی بھی ایسے تحدی کے دعوے نہیں کر سکتا۔ اگر اس حدیث کا اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا اور اسکا ابھی وقوع بھی نہ ہو چکا ہوتا تب بھی ایک خدا ترس انسان کو اس کے صرف تحدیا نہ الفاظ سے ہی خوف آجانا چنانچہ عبارت اصل حدیث یہ ہے ان لمہدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس منہ ولم تکونا منذ خلق السموات والارض دار قطنی صفحہ ۱۸۸ باب صلوٰۃ الکسوف۔

یہہ بڑی پختہ بات ہے کہ ہمارے مہدی کے ثبوت دعوے کے لے (ثبوت دعوے انبیاء انکار ر دیا جاتا ہے یعنے جب اس کے دعوے کا انکار کیا جاوے گا) دو عظیم الشان نشان ہیں اور جب سے یہ آسمان و زمین پیدا ہوئے کسی مہدی کے انکار پر اسکے ثبوت دعوے کے لئے یہہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے خسوف قمر اور کسوف شمس رمضان میں ہوگا (جسکی تشریح پیشتر کی گئی ہے۔) پھر دوبارہ اس تحدی کو موکد کیا گیا ہے کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے کسی مہدی کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوے۔ اب جائے غور ہے کہ سوائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ کے کسی انسان کی طاقت ہے کہ ایسی سخت تحدی ایسے زور کے ساتھ کرے۔

ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں سوائے اسلام دنیا کے کل مذاہب اسلام کے مخالف اسکے استیصال کے درپے ہیں۔

اور یہ حدیث قبل وقوع ہی ہلا دینے والی اور دل کو ہلا دینے والی ہی تیرہ سو برس میں کسی نے کوئی خسوف کسوف قدیم وجدید جنتریوں یا موجودہ اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں دکہایا نہ دکہانیکا دعویٰ کیا نہ اسکی مخالفت پر قدم اٹھایا بلکہ صرف چوٹا دعوے بلا دلیل بھی نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ایک رعب اور ہیبت صداقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ باوجود اس کے آج جو اسلام کی مخالفت کی آگ آسمان تک پہونچ گئی اور تمام قومیں ناخن تک اسلام کے استیصال کے لئے کوشش کر رہی ہیں اور یہ پیشگوئی بعد وقوع بذریعہ اشتہارات و اخبارات و رسایل و کتب لاکھوں انسانوں مخالفوں میں مشتہر بھی ہو چکی اب بھی کسی نے کوئی خسوف کسوف کسی گذشتہ زمانہ کا جنتریوں سے اور تواریخ سے نکالکر نہیں دکہایا بلکہ دکہانے کا دعویٰ بھی نہیں کیا مفتری معترض ساری دنیا کے مکذبین سے اگر بڑا بھاری مکذب ہے تو وہی مرد میدان بنکر کوشش کر کر کسی ایسے خسوف کسوف کا حوالہ دے مگر وہ کبھی بھی نہیں دکہلا سکیگا اگر وہ اسی محنت میں کوشش کرتا کرتا مر بھی جاوے۔ اور اگر وہ ساری دنیا کو اس کام کے لئے اپنے ساتھ شامل بھی کر لے ہرگز نہیں دکہلا سکیگا۔

پھر اس حدیث کی تحدی میں ایک اور بھی عظمت ہے وہ یہہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوے ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ کیا آسمان و زمین کی پیدایش کے وقت تک کا دعوے کسی انسان کا کام ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ قول کسی انسان کا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے بے ریب اللہ تعالےٰ کا کلام ہے جو بذریعہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى بیان کیا گیا۔

اگر مفتری کے مذاق پر اس حدیث کو معاذ اللہ قول ہی فرض کر لیا جاوے۔ تاہم مفتری کا فرض تہا کہ اگر اس میں رائی کی برابر بھی ایمان ہوتا تو بعد وقوع اس حدیث کو ضرور ہی مان لیتا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۲۳/۴ مومن کا کام ہے کہ وہ ہر ایک بات کو سن لیتا ہے اور جو عمدہ بات ہو اسکو مان لیا کرتا ہے۔

اَلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

یعنے متقی وہ ہوتے ہیں جو ہر ایک چھپی ہوئی چیز مان لیتے یعنی ہر ایک مخفی بات کے ماننے کا مادہ ان میں ہوتا ہے کیونکہ انسانی معلومات متناہی ہیں اور دعا نیز جیسا حق ہے دعا کرنیکا اوسی طرح لگے رہتے ہیں اور جو جو سامان اسکی تحقیق کے یعنے اسکو دیئے ہیں اعضا قوی حواس مال وغیرہ سب کو خرچ کرتے ہیں یعنے صرف مان لینا ہی خوبی نہیں۔ نہ صرف مان لینے سے کوئی حق اور حقیقت تک پہونچ سکتا ہے بلکہ اس کی تحقیق کے تمام مراحل طے کرتے اور باوجود اسکے دعا بھی کرتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث کسوف خسوف والی فی الواقع حدیث ہے اور مفتری کا حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت افترا کا کہنا خود افترا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرا حضرت صاحب نے دافع البلاء میں ہرگز ہرگز حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تحقیر نہیں کی میں زیادہ صفائی کے لئے پہلے عبارت دافع البلاء ٹائیٹل پیج صفحہ چہارم

کی لکھتا ہوں جسکو مفتری نے مرزا صاحب پر بہتان لگانے کے لئے تحریر کر کے یہود کے بھی کان کاٹے

عبارت یہہ ہے

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ انتہی۔ تعصب کا ستیاناس ہو انسان کی آنکھ پر کیسی تعصب کی پٹی باندہ دیتا ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۹/۱۴ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۹/۱۴

یعنی ان کے دل تو ہیں مگر انکو دینی امور کے سمجھنے میں نہیں لگاتے انکے آنکھیں تو ہیں مگر ان سے سچائی کو دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ ان کے کان تو ہیں مگر حق کے شنوا نہیں ہوتے اس لئے اگرچہ وہ تجھے دیکھتے ہیں مگر وہ اس سے بصارت حاصل نہیں کرتے +

اب اس عبارت میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح سفر الواقعہ تیل ملوانے یا نامحرم عورتوں سے خود بھی مس کیا کرتے تھے یحیٰ علیہ السلام کی نسبت نفی کی گئی ہے کہ ان کی نسبت کبھی ایسے کلمات سنے نہیں گئے مگر یہ نہیں لکھا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے ارادے سے کسی نامحرم عورت سے مس کرتے تھے۔

دوسرا اگر ان عورتوں کا تیل ملنا سچ بھی ہو تو اس کے مجرم حضرت مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے کیونکہ اس سے انکا ارادہ نہیں پایا جاتا اور نہ ارادہ کیطرف حضرت مرزا صاحب نے کوئی اشارہ کیا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے باوجودیکہ انجیل سے پڑھ چکے تھے پھر بھی ان الفاظ کی نسبت اپنا یقین ظاہر نہیں کیا اور [illegible] سنی سنائی بات تک ہی رکھا۔ شاید مفتری اس آخری فقرہ [illegible]

کہ (اسی لئے حضرت مسیح کا نام حصور نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔) یہہ حضرت کی عبارت بقین ظاہر کرتی ہے۔ مگر اس میں بھی حضرت مسیح پر کوئی زد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت جو احکم الحاکمین ہے اسی کی متقضی ہوئی تاکہ قرآن مجید اس اعتراض سے محفوظ رہے کہ اناجیل میں حضرت مسیح کی نسبت ایسے الفاظ ہیں پھر باوجود ایسے قصص کے وہ حصور کیونکر ہوسکتا ہے چونکہ اسی زمانہ کی تواریخ بھی ایسے واقعات سے سوائے اناجیل کے ساکت ہے اور اناجیل میں نادانی سے باوجود عیسائی ہونے کے مصنفین اناجیل نے مسیح کی بیوقوفانہ اطرا اور اڑانے کے لئے ایسے قصے بھر دیئے اور بالمقابل یہود دشمن اور بھی نکتہ چین تھے خدا جانے انہوں نے کیا کیا اعتراض کئے ہونگے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس لفظ حصور سے پرہیز کی۔

باوجود اس کے اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر عالم الغیب والشہادۃ رب العالمین رحمٰن الرحیم ہے۔ ان رحمتی وسعت کل شیٔ و اللہ ذو الفضل العظیم جو وہ ہمیشہ اپنے ضعیف بندوں کو عذاب سے بچاتے اور نعیم مقیم میں داخل کرنے کے لئے اپنی آیات دکھاتا رہتا ہے۔ اس نے خود ایسے اعتراض ایسے لوگوں پر رکھدیئے جنکو بالآخر لوگوں نے خدا بنانا تھا تاکہ لوگ شرک کی آگ سے بچیں۔ حضرت مسیح پر جسقدر اعتراضات اناجیل کے مطابق وارد ہوتے ہیں ان میں سے ایک ایک ہی انکی خدائی کا ثبت توڑنے کے لئے کافی ہے۔

اور یہی حال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حسب مذاق شیعہ بجائے معبود ہونے کے انکا مومن ثابت کرنا بھی قرآن مجید کی رو سے معاذ اللہ مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

تعصب کا ستیاناس ہو ذرا بھی سوچنے نہیں دیتا اور خوبی کو بھی بدی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کسقدر ادب کیا کہ باوجودیکہ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی نسبت اناجیل میں موجود تھے مگر مرزا صاحب نے بلحاظ ادب انکو بعینہ نقل کرنے سے بھی احتیاط کی اور مرزا صاحب کے ادب نے اجازت نہ دی کہ وہ الفاظ اثبات کے رنگ میں نقل کر دیتے مثل مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نہ باشد اگر مرزا صاحب ان عبارات کو بعینہ بھی نقل کر دیتے تاہم ان پر کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ وہ بیان واقعہ تھا

اور بیان واقعہ کا نام نہ تحقیر ہے نہ سب و شتم جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۸/۱۸ -

یعنے لوگ جنکو خدا تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں انکو گالی نہ نکالو مگر خود قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۔

یعنے تم اور تمہارے معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے دوزخ کا پتھر ہیں کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ گالی ہے ہرگز نہیں باوجود اس کے کہ ان عورتوں کے افعال کا ذکر نفی میں کیا ان افعال کو بھی حضرت مسیح کیطرف منسوب نہیں کیا یعنے یہہ نہیں لکھا کہ حضرت مسیح ایسا کرواتے تھے یا اسپر راضی تھے بلکہ وہ عورتیں ایسا کرتی تھیں افسوس کہ مفتری بجائے اس کے کہ عبارت سے کمال ادب جو حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کا کیا ہے نکالتا از دست بے ادبی کا اعتراض کرنے لگا مگر یہہ اللہ تعالیٰ کا اشتہار رحمٰن ہے جو ہمیشہ اپنے دوستوں کے اعدا کو دیا کرتا ہے

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۹/۱۲ حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسیطرح مہر کر دیا کرتا ہے۔

اب مفتری اللہ تعالیٰ کا خوف کر کے ان جوابات پر غور کرے اور چشم انصاف سے دیکھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائے ہدایت صراط مستقیم کرے تو امید ہے کہ ان دونوں افتراؤں سے توبہ کرے گا۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

حکیم فضل دین

---

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قرآن مجید بوسیدہ یا ناقص ہو جاوے تو اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ جلانا بہتر ہے یا دفن یا دریا برد کرنا۔

عبد المجید احمدی از اٹاوہ

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایسے اوراق اور انکے مثل جلا دیئے گئے تھے۔ جیسے بخاری صفحہ ۷۴۶ جلد ۳ باب جمع القرآن سے ظاہر ہوتا ہے۔ [illegible] بنسبت دفن و دریا برد کرنے کے جلانا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی العموم صحابہ کرام نے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ السابقون الاولون موجود تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۱۱/۲

یعنے پہلے پہل آگے بڑھ جانے والے مہاجرین اور انصار اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ انپر راضی اور یہ اللہ تعالیٰ پر راضی۔ پس ان کی پیروی جلا دینے میں ہی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

حکیم فضل دین

استفسار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .... ایک مخالف مولوی صاحب .... نے چند شکوک پیش کئے ہیں۔ انکے جوابات لکھکر الحکم یا بدر میں شائع کرا دیں۔

(۱) جن بزرگان دین کے اقوال سے وفات مسیح کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے سب کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے وفات میں اختلاف ہے اور نزول من السماء میں اتفاق لہذا ہماری شق زیادہ قوی ہے۔

(۲) احادیث اور اقوال تمام متقدمین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص ہے۔ مرزا صاحب کی تاویلات زیادہ رکیک اور معتقدات جمہور کے خلاف ہیں۔

(۳) احادیث اور بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے یہ بات بوضاحت ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے لڑینگے آپ کے اس دلائل کے تحریری ۱۰نی کا معقول ثبوت نہیں صرف یضع الحرب وغیرہ حدیث کا ایک دو فقرہ پیش کرنا صدہا احادیث کے مقابل قابل نہیں۔

(۴) حضرت عیسیٰ و حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے اسکے جواب میں صرف لا مهدی الا عیسیٰ کے سوا صدہا احادیث نظرانداز کر دیجاتی ہیں۔

(۵) کسی حدیث کا موضوع ہونا بھی اگرچہ ممکن ہے مگر جن حدیثوں کو موضوع کہکر رد کر دیا جاتا ہے وہ بھی بالکل اسی طریقہ سے ہم کو پہنچی ہیں جس طریقہ سے دوسری احادیث جنکو آپ صحیح مانتے ہیں

اور پھر لطف یہ کہ جو احادیث آپ کے مدعا کے خلاف ہیں وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور آپ کے مفید مدعا بہت کم ہے۔

اکبر شاہ خان از نجیب آباد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سوال اول کے دو شق ہیں۔ وفات مسیح مختلف فیہ ہے۔ و نزول من السما متفق علیہ۔

یہہ عجیب دہوکہ ہے جس امر کی شہادت اللہ تعالے دے اللہ تعالے کی سنت قدیمہ مستمرہ دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے صحابہ بالاتفاق دیں ائمہ اربعہ بالاتفاق دیں۔ بزرگان دین دیں۔ وہ امر مختلف فیہ قرار دیا جاوے۔ مولوی صاحب معترض نے کوئی ثبوت اختلاف کا پیش نہیں کیا کہ ائمہ اربعہ فقہا اور ائمہ حدیث سے کون کون قایل ہے حیات مسیح کا۔ چونکہ معترض وفات مسیح کو مختلف فیہ مانتا ہے تو اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح کے قایل معترض کے نزدیک بھی بہت سے ائمہ ہیں اب حیات کے جو لوگ قایل ہیں انکا ثبوت دینا معترض کا ذمہ ہے۔

دوسرا جب قرآن مجید میں وفات مسیح کا ثبوت موجود ہے سنۃ اللہ میں موجود ہے تمام صحابہ کا اتفاق ہے ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ اور وہ ایمہ بھی قایل ہیں جنکا معترض بھی قایل ہے کیونکہ اختلاف کا وہ قایل ہے۔ تو اتفاق کسطرح ہوا۔

تیسرا ہم ذمہ وار ثبوت وفات مسیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم تو ایک ایسے امر کے قایل ہیں جس کی سنت اللہ اور تمام انبیا قولاً و فعلاً گواہ ہیں یعنے آدمی پیدا ہوتا اور مر جاتا ہے اور ہر آن اس کے اجزا فنا کی طرف برابر چل رہے ہیں۔ اور کوئی انسان بلا پورا ہونے ضروریات انسانی کے زندہ ہی نہیں رہ سکتا اور کہ کوئی اس موجودہ حالت کا انسان آسمان پر جا ہی نہیں سکتا۔ آسمان تو دور ہے صرف کوہ ہمالیہ کی اعلے چوٹی پر بھی اتنک باوجود بڑی بڑی کوششوں کے کوئی انسان نہیں پہونچا۔ جب آسمان پر جانا ہی ثابت نہیں ہوتا پھر نزول کہاں سے ہوگا۔ کیونکہ نزول تابع صعود ہے جبتک صعود ثابت نہو نزول من السماء کی بحث ہی فضول [illegible]

[illegible]

ایک حد تک زندہ رہ کر مر جاتے ہیں تو اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل طلب نہیں کی جاویگی کیونکہ یہ ایک معمولی اور بدیہی امر ہے یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میرا مکان صرف لکڑیوں سے یا اینٹوں سے بنا ہوا ہے تو اس سے کوئی شخص ثبوت نہیں مانگتا۔ لیکن اگر ایک شخص کہے کہ میرا مکان ایک دانہ موتی کا بنا ہوا ہے تو اس سے ثبوت طلب کیا جاویگا۔ پس اس لحاظ سے معترض ذمہ دار ہے کہ کامل ثبوت حیات مسیح اور اس کے صعود علے السما کا دے اور وہ ثبوت ایسا ہو کہ اسمین کسیکا اختلاف نہو ورنہ وہ قابل شنوائی نہوگا کیونکہ جب ایک معمولی امر کو معترض بسبب اختلاف کے جو اس کے وہم میں اختلاف ہے قابل قبولیت نہیں سمجھتا تو پھر خلاف فطرت امر کے ثبوت کے لئے تو ثبوت بہرحال نہایت قوی چاہیئے جس میں ذرا بھی شک کرنے کی گنجایش نہو۔

چوتہا اللہ تعالے کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا مسیح علیہ السلام کو اتنی مدت زندہ رکھنے اور آسمان پر محفوظ رکھنے کی کوئی حکمت بھی ضرور ہونی چاہیئے جسکو مخالف لوگ بیان کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر اسلام کو تمام دنیا میں پھیلا دے گا۔ کیا اللہ تعالے مسیح جیسا آدمی دوسرا پیدا نہیں کر سکتا؟ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ خداتعالے کی قدر ان حق قدر یہہ نہیں کرتے اللہ تعالے بڑا قوی اور غالب ہے ملایک اور آدمیوں سے جسکو چاہے رسالت کے لئے برگزیدہ کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ عجیب قول ہے جو کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آسکتا ہمیشہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جو جنرل بڑا کامیاب مظفر و منصور ہو اوسی کو مشکل مہم پر روانہ کیا جاتا ہے سو مسیح علیہ السلام کی کامیابی کا حال جو اناجیل میں لکھا ہے یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ۱۲ آدمی تیار کئے تھے جب مصیبت کا وقت آیا ایک نے ۳۰ درم لے کر اپنے نبی کو دشمنوں کے قبضہ میں کرا دیا دوسرے نے لعنت ہاں تین دفعہ لعنت بھیجی اور اپنی بیزاری ظاہر کی اور باقی تتر بتر ہو گئے جس جنرل سے ایک شہر کے لوگ بھی فتح نہ ہو سکے کیا یہ مقتضائے حکمت الٰہی ہے کہ اس کو تمام دنیا کی عظیم الشان مہم کے لئے ٹہار رکھے جس زمانہ کے نقشہ سے تمام انبیا حضرت نوح سے چلکر خیر ختم الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم تک اپنی امتوں کو ڈراتے رہے۔

پانچواں وفات مسیح کے متعلق حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیا و اسفار [illegible]

اپنی تصانیف میں دلایل قرآنیہ حدیثیہ و قول و فعل صحابہ وغیرہ لکھہ چکے ہیں کہ اگر یہ دعوے وفات مسیح کا خارق عادت امر بھی ہوتا تاہم اس سے بڑھکر ثبوت کی ضرورت نہ تہی۔ اور ایک منصف مزاج کے تلیج قلب کے لئے کافی تہا۔

چہٹا۔ حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس قدر رسایل و کتب و اشتہارات وفات مسیح کے متعلق شایع کئے اور لفظ وفات کیساتہہ ثبوت وفات مسیح علیہ السلام کا دیا مگر آجتک سوائے گالی اور بد زبانی کے کسی مخالف نے حیات مسیح کا ثبوت لفظ حیات سے قرآن یا حدیث صحیح سے پیش نہیں کیا آج مولوی صاحب ہی مرد میدان بنیں اور حیات مسیح کا ثبوت جو جو انکے پاس ہے قرآن سے یا حدیث سے لفظ حیات کے ساتہہ پیش کریں کیونکہ وہ قایل ہیں کہ وفات مسیح مختلف فیہ ہے تو معلوم ہوا کہ باوجود ثبوت وفات کے حیات کا بھی ثبوت ہے اور اب بھی ثبوت نہیں اور ہرگز نہیں دے سکینگے تو ثابت ہوا کہ وفات مسیح

ساتواں مولوی صاحب کا آج بعد بیس سال کے مدعی حیات مسیح ہونا ایسا ہی ہے جیسے بعض عیسائی لوگ مثلیث قرآن کا دعوے کرتے ہیں جسکو تیرہ سو سال میں کوئی مخالف پیش نہیں کر سکا بہرحال ہم تو تیار ہیں کہ وہ دلایل اور ثبوت بھی سنیں جو حیات مسیح کے متعلق معترض کے پاس ہیں

آٹھواں وہ قول متزلزل قابل شہادت نہوگا جو قطعی یقینی نہو۔ یا اپنی طرف سے نہو جیسے بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے سات روز مرکر زندہ ہو گیا کوئی سات ساعت کوئی کہتا ہے سو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا وغیرہ وغیرہ یہہ اقوال متزلزل ہیں جسمیں مفسرین خود حیران ہیں اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی عدالت میں مقدمہ دائر کرے کہ میں نے زید سے سو روپیہ لینا ہے اور شہادت پیش ہو عمر گواہ کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ خالد کہتا تہا کوئی روپیہ نہیں دیا بکر کہتا تہا میں نے سنا ہے کہ روپیہ دیا تو ہے مگر واپس لے لیا۔ عابد کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ دس روپیہ لیا تہا عوف کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے ۴ میں قابل اعتبار ہے یا قابل ہنسی کے ہے۔ ایسی شہادت کے ہوتے ہوئے کیا مدعا علیہ کو کوئی ضرورت ہے کہ وہ بھی تردید کے لئے کوئی شہادت پیش کرے۔ ہرگز نہیں۔ یہی شہادت ہے مفسرین کی جنپر مخالفین کو بڑا ناز ہے۔

نواں۔ آجکل یہہ لوگ تفسیر کبیر کو بڑا معتبر سمجھتے ہیں ذرا اسی کو کہولکر متوفیک اور

رفعہ اللہ کا مقام دیکھو کہ وہ کیسا خود حیران ہے اور کسقدر اعتراضات اسکو پیدا ہوئے اور ان کے جواب دیئے اور بعد جواب دینے کے آخر جوابات سے مطمئن نہیں ہوا اور عاجز ہو کر سیز رل کے الفاظ پر اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے اور اصلی علم حوالہ بخدا کرتا ہے۔ چونکہ وہ کتاب عموماً مل سکتی ہے اور وہ بحث بہت لمبی بحث ہے اسلئے میں نے اسکو نقل نہیں کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہہ حال ہے مخالفین کی شہادت کا کہ خود گواہ کو اپنی شہادت پر اعتماد نہیں اور نہ کسی دوسرے راوی کی بات پر اعتماد ہے یہہ ہیں مخالفین کے ثبوت جس سے یہ مسئلہ مختلف فیہ بتلاتے ہیں۔

وفات کی بحث کو میں اسی پر ختم کرتا ہوں اگر ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ اسمیں مستقل طور پر مفصل لکھا جاوے گا۔

دسواں معمولی مقدمات میں سماعی شہادت کوئی عدالت منظور نہیں کرتی پھر چہ جائے کہ ایسے عظیم الشان دعوے جو خدا کے خلاف انبیا کے خلاف صحابہ کے خلاف تمام دنیا کے علماء امہ کے خلاف سنت قدیمہ مستمرہ الٰہیہ کے خلاف ہو پھر اس میں روایت کی شہادت ایک بھی پیش نہیں کی جاتی بلکہ از دست ہمسے ثبوت طلب کیا جاتا ہے چاہیئے تو یہ تہا کہ ہمارے مخالف اللہ تعالے کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت الفاظ صریحہ میں پیش کرتے ولیس فلیس کیا اولی مسیح کی نسبت جیسے لفظ نزول کا آیا ہے اسی طرح لفظ خروج و بعثت کا بھی آیا ہے۔

(۱) فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ احمد نے مسندہ وغیرہ و مسلم و ترمذی کنز العمال صہ ۱۹۱

اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول کے معنے خود ہی کر دئے ہیں کہ اس سے مراد بعثت ہے۔

(۲) فیصبح فیہم عیسی بن مریم فیہزمہ اللہ و جنودہ کنز العمال صہ ۲۰

از احمد فی مسندہ و ابی یعلے فی مسندہ و ابن خزیمہ والطحاوی و ابن حبان فی صحیحہ و ابن جریر و طبرانی و حاکم و بخاری و مسلم و سعید ابن منصور فی سننہ

شق دوم نزول من السماء ہے

اول۔ نزول تابع صعود ہے جب صعود ثابت نہیں نزول بھی نہیں۔

دوسرا۔ قرآن مجید اور کسی حدیث صحیح میں

…ان میں آسمان کا لفظ موجود نہیں۔
تیسرا مسیح کی نسبت لفظ بعثت اور اصبح موجود ہے جو ابھی بیان ہوا۔
جیسا الہ نزول کے لفظ سے آسمان نکالتا ہے تو
(الف) اَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ ۲۳/۱۵ یعنے ہمنے اتاری تمہارے لئے آٹھ قسم کی یہہ جانور خانگی پرورش والے۔
(ب) قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا ۸ ہمنے تم پر لباس اتارا۔
(ج) اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ ۲۷ یعنے لوہا اتارا۔
(د) اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا ۲۸ اللہ تعالے نے تمہاری طرف ذکر اتارا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا ان اشیاکو آسمان سے اترا ہوا مانو گے
چوتھا نزول میں یہہ بھی ضرور نہیں کہ نازل ہونے والی چیز اپنی جگہ کو خالی کر کر دوسری جگہ اختیار کرے جیسے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۳۰ قرآن کو ہمنے لیلۃ القدر میں اتارا یہہ قرآن علم الٰہی میں تھا کیا اب علم الٰہی میں نہیں رہا۔
دوسرا خداتعالے ہر آخر ثلث اللیل میں آسمان دنیا پر اترتا ہے کیا ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ لیتا ہے بلکہ دنیا میں ہر وقت آخر ثلث اللیل موجود رہتا ہے پھر ہر رات کو اترنا چہ معنے دارد وہ تو ایک دفعہ اتر کر پھر کبھی واپس جا ہی نہیں سکتا۔ نستغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ
پانچواں جہاں مسافر رات کو ٹہر جاتا ہے۔ سوار ہو یا پیادہ اوسکو منزل کہتے ہیں کیا مسافر آسمان سے ہی اترا کرتے ہیں۔
چھٹا قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں جس کو فمی بشوق کہتے ہیں وہاں قاری جاکر ٹھہر جاتا ہے کیا قاری بھی وہاں آسمان سے اتر کر ہی ٹھہرتا ہے۔
ساتواں۔ حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی طرف سے آویگا ارادہ اسکا مدینہ کا ہوگا حتے ینزل دبر اُحُد اُحد پہاڑ کے پیچھے اتریگا مشکوٰۃ۔ کیا یہاں بھی مولوی صاحب نزول سے آسمان نکالینگے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ لتنزلن طائفة من امتی ارضا يقال لها البصرة کنز العمال صـ۱۸۰ حتے ینزلوا علے جسر لهم يقال لها دجلة۔ کیا یہ لوگ بھی آسمان سے ہی اترینگے۔
غرض کہاں تک نظائر لکھی جاویں مومن کے لئے تو صرف قرآن مجید کے ہی نظائر کافی ہیں اگر کسی کو یہ کافی نہیں تو نیا ... حدیث

بعدہ یومنون۔
آٹھواں اگر نزول کے لفظ میں آسمان کے معنے فرض کئے جاویں تو نزول مسیح بار بار مختلف مقامات پر احادیث میں درج ہے (الف) فاذا جاءوا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذا اقيمت الصلوة فينزل عيسى ابن مريم فامهم۔ کنز العمال صـ۱۷۳
یہ نزول مسیح ملک شام عساکر المسلمین میں درج ہے۔
(ب) اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق کنز العمال صـ۱۹۱ یہہ نزول دمشق کے منارہ شرقی کے پاس لکھا ہوا ہے۔
(ج) حتے ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس ..... ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض کنز العمال صـ۱۹۲
یہاں حضرت عیسے مع اپنے اصحاب کے جبل الخمر پر نزول فرمائینگے۔ آگے تو صرف حضرت ہی آسمان پر گئے تھے اب اصحاب کو آسمان پر ساتھ لے گئے تھے۔
(د) ... قليل وجلهم ببيت المقدس ... امامهم رجل صالح فبينما امامهم قد تقدم يصلي بهم صلوٰة الصبح اذ نزل عليهم عيسى ابن مريم صـ۱۹۳ اب یہاں نزول خاص بیت المقدس کی مسجد پر ہے۔
(ه) حتى ياتي الشام مدينة بفلسطين بباب لد فينزل عيسى عليه السلام فيقتله صـ۱۹۵ اب یہ نزول شہر شام پر ہے۔ عساکر المسلمین میں۔
(و) انه يطلع من آخر امره على بطن الاردن على ثنية رفيق ..... فلما قاموا يصلون نزل عيسى بن مريم اماهم نصلي بهم صـ۱۹۵ اب یہ نزول نہاروں کے درمیان ہے۔
(ز) فيفر ون المسلمون الى جبل الدخان بالشام فياتهم فيحصرهم فيشتد حصارهم ويجهدهم جهدا شديدا ثم ينزل عيسى فينادي صـ۱۹۷ اب یہ نزول جبل دخان پر ہے۔
(ح) فيحصرون حصرا شديدا ويزلزلوا زلزالا شديدا فيصبح فيهم ... مريم صـ۲۰۰ اب یہ ... میں ہے۔
(ط) ينزل عيسى بن

کنز العمال صـ۲۰۳ اب نزول دروازہ دمشق پر ہوگا۔
اب اگر فی الواقع نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے ہیں تو ۹ دفعہ نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ مختلف مقامات بلکہ مختلف اوقات میں کیونکر ہوگا کیا وہ بار بار دجال وغیرہ سے ڈر کر آسمان پر بھاگ جائینگے۔ جیسے پہلے دفعہ یہود سے ڈر کر آسمان پر بھاگ گئے تھے۔ نعوذ باللہ منہا۔ یا جیسے انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مجمع سے حضرت مسیح بقول اناجیل کھسک جاتے تھے اب بھی اسی عادت مستمرہ کے مطابق بھاگتے رہیں گے پھر نعوذ باللہ ایسے بھگوڑے جرنل کو کئی ہزار سال بیٹھا رکھنے کی اللہ تعالے کو کیا مجبوری پیش آئی حالانکہ وہ مسیح کلمۃ اللہ جیسے لا تعد ولا تحصی کلمۃ اللہ پیدا کرسکتا ہے بلکہ کلمات اللہ تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتے جیسے فرمایا مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ۲۱/۱۲ خداتعالے کے کلمات کبھی بھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔
سچ ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۱/۲ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۱/۲
سوال دوم۔ دجال ایک شخص ہوگا۔ نکثیر کہ یہہ خلاف جمہور ہے۔
تعجب کہ معترض نام کے مولوی نہ قرآن کا نام لیتے ہیں نہ حدیث کا نہ کوئی آیت قرآن اپنے اعتراض کے متعلق پیش کرتے ہیں نہ کوئی حدیث بہرحال میں اول حدیث سے پھر لغت سے انشاء اللہ جواب دوں گا۔
اوّل حدیث میں ہے يخرج في آخر الزمان دجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلى من العسل وقلوبهم قلوب الذئاب يقول الله عز وجل ابي يغترون ام علي يجترؤن حتى حلفت لابعثن على اولئك منهم فتنة تدع الحليم منهم حيران۔ ابو هريرة کنز العمال صـ۲۰۳ جلد ۷ کتاب القیامۃ۔
حدیث دوم۔ ان يحيٰ كافرا فتعال فاقتله فيهلكهم الله کنز العمال صـ۱۷۱
حدیث سیوم۔ ويسلط الله تعالے عليهم المسلمين فيقتلونهم صـ۱۹۱
پس احادیث میں بلحاظ لفظ کے ضمیر مفرد بھی آئی ہے۔ اور بلحاظ معنے کے کہ وہ کثیر ہیں ضمیر جمع بھی آئی ہے۔
اب لغت میں بھی دجال کے معنے فرقہ کے ہیں+

دوسرا الدجال فرقة عظيمة تغطي الارض بكثرة اهلها وقيل هي تحمل المتاع للتجارة تاج العروس شرح قاموس صـ۳۱۸ جلد ۷۔ دجال ایک کمپنی ہے جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈھانک لیتی ہے
ہر ایک سوال میں کثرت جمہور پبلک پر مولوی صاحب زور دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت اللہ سے یہہ مولوی صاحب محض ناآشنا ہیں۔
میں دکھاتا ہوں کہ اکثر کی نسبت قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱/۱ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۲/۱۶ اَكْثَرُكُمْ فٰسِقُوْنَ ۱/۲ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۲/۴ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۸ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۹/۴ یہ تو اللہ تعالے کا قول ہے۔
اب ذرا فعل الٰہی پر بھی غور کرو انبیاء بہ نسبت دیگر لوگوں کے قلیل ہیں یا کثیر۔ بادشاہ بہ نسبت رعایا قلیل ہیں یا کثیر۔ مولوی بہ نسبت جہلا قلیل ہیں یا کثیر۔ امرا بہ نسبت غربا قلیل ہیں یا کثیر بہرحال دیکھو حیوانات نباتات جمادات ملایک ستارگان کے کیا اب بھی آپ کے نزدیک جمہور کا لفظ ہی معتبر ہے۔
تیسرا مولوی صاحب کو دہوکہ لگا ہے یا دہوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لفظ دجال کے لئے مرجع ضمائر بلحاظ لفظ دجال بعض احادیث میں مفرد آیا ہے مگر اس کے مقابل لفظ جمع والی احادیث بھی نقل کی گئی ہیں۔
چوتھا۔ قاعدہ زبان عرب کا ہے کہ کبھی ضمیر بلحاظ لفظ کے لاتے ہیں اور کبھی بلحاظ معانی کے مثلاً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۱/۲ اب يقول بلحاظ مَنْ کے فرمایا اور اٰمَنَّا اور وَمَا هُمْ اور بِمُؤْمِنِيْنَ بلحاظ معانی جمع فرمایا۔
پانچواں۔ یہہ سلسلہ دجالیہ واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے جسطرح تحصیلدار اپنے علاقہ میں ایک ہوتا ہے مگر چند تحصیلداروں کا افسر اعلے ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے ضلع میں ایک ہی ہے لو چند ڈپٹی کمشنروں پہ کمشنر ہوتا ہے۔ اسیطرح کمشنروں پہ ایک لفٹنٹ چند لفٹنوں پر ایک وایسرائے چند وایسرائیوں پہ ایک سکرٹری آف سٹیٹ۔ اسی طرح بعینہ پادریوں کا بھی سلسلہ ہے مثلاً بپتسمہ دینے والا ایک ہی ہوتا ہے+پادریوں نے بھی

+نوٹ۔ کل احادیث کنز العمال جنکا حوالہ دیا گیا احادیث سے متعلقہ فقرات لئے گئے ہیں کیونکہ کل احادیث کی نقل کرنے سے بڑی کتاب بن جاتی تھی۔ منہ

. . . .

. . . .

. . . . پادریون کی

بھی [illegible] سلطنت کی طرح اضلاع اور تحصیلیں اور صوبہ اور گورنریاں وغیرہ بنائی ہوئی ہیں۔ چند پریچر دان (مناد دون) پر ایک افسر (بشپ) ہوتا ہے۔ چند بشپوں کا افسر ایک لارڈ بشپ ہوتا ہے چند لارڈ بشپوں پر ایک وایسرائے بشپ ہوتا ہے۔ اسی واسطے احادیث میں ضمیر دجال کی طرف راجع کبھی واحد ہوتی ہے کبھی جمع کیونکہ دجال میں وحدت بھی ہے اور کثرت بھی۔ اسلئے دونوں قسم کے ضمائر احادیث میں موجود ہیں فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ۔

چھٹا یہہ الفاظ پیشگوئی کے ہیں اور پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت کوئی نہیں سمجھ سکتا اسی واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ فَتَعْرِفُوْنَھَا یعنے اللہ تعالےٰ تمکو اپنے نشان دکھلاویگا سو بعد دیکھنے نشانات کے تمکو انکا اصلی اصلی عرفان ہوگا یعنی قبل از ظہور چاہیے کہ تم لوگ صرف الفاظ پر ایمان رکھو اور قبل ازوقت کسی پیشگوئی کے کسی معنی میں عرفان کا [illegible] کہ عرفان کا وقت بعد از ظہور ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible] مخالف قبل ازوقت پیشگوئیوں کے معانی کرنے کے سبب ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ یہہ مرحلہ نہایت نازک اور سخت خطرناک ہے جبکہ خود انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی پیشگوئیوں اجتہاد سے معنے بیان کرنے میں غلطی ممکن ہے جو مہبط وحی ہیں۔ اور معصوم عن الخطا ہیں اور جنکے وحی کی تبلیغ تک برابر چوکی پہرہ ملایک کا رہتا ہے تو دوسرے لوگوں کے معانی پر اسقدر اصرار کرنا ناسمجھی اور عدم تدبر فی القرآن اور احادیث ہے یا تعصب ہے۔

ساتوان جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا ۲۶ یعنے اللہ تعالےٰ نے جو اپنے رسول کو رؤیا دکھایا وہ رؤیا سچا تھا اور حق و حکمت کا بھرا ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ تم لوگ داخل ہوگے اس مسجد حرام میں اور تمہارا اس مسجد حرام [illegible] میں داخل ہونا پختہ اور یقینی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی مشیت اسمیں ہو چکی ہے تمہارا دخول امن کے ساتھ ہوگا حلق کروگے اور بعض قصر بھی کرینگے کوئی خوف تمکو نہ ہوگا۔ مگر یہ بات کہ کب ہوگا اسی سال یا آیندہ سال یہہ تم کو معلوم نہیں۔ یہہ بات اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ لہذا

فرمایا اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ نہیں جانتے دیکھو اس آیت شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ مخاطب ہیں اور اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی کے متعلق صاف صاف لفظوں میں اپنے اوس نبی کو فرمایا جو علم الاولین والآخرین دیا گیا ہے اور جو افضل الانبیاء والرسل واصفی الاصفیا ہے صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ واتباعہم اجمعین کہ یہ پیشگوئی ہے اسکا علم تفصیلی جس سے عرفان حاصل ہو تمکو نہیں۔ چنانچہ بعد صلح حدیبیہ جب وہ صلح بظاہر صورت میں دبکر صلح کرنے کی صورت میں تھے صحابہ کے عرض کرنے پر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میںنے کہا تھا کہ اسی سال یہہ واقعہ ہوگا۔ جبکہ افضل الخلق اور اکرم الخلق اور سید الخلق صلے اللہ علیہ وسلم کو پیشگوئیوں کا کامل تفصیلی علم نہیں جو عرفان کے درجہ کو پہونچ جاوے تو جمہور کیا چیز ہیں کہ جنکے معانی کے جو قبل ازوقت کئے گئے ہوں پابندی اور اعتبار اور بھروسہ کیا جاوے۔

آٹھوان۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بعض پیشگوئیاں فرمائیں اور ان کے معنے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے۔

(الف) ہجرت کی جگہ حضور کو دکھائی گئی آپ نے [illegible] یا یمامہ سمجھا مگر بعد ہجرت معلوم ہوا کہ مدینہ تھا۔

(ب) [illegible] طولاً کن یداً یعنے سب سے پہلے وہ بیبی میری انتقال کے بعد [illegible] ملیگی جسکے ہاتھ لمبے ہوں گے [illegible] ازواج مطہرات اہل بیت لگی ایک دوسرے سے ہاتھ اپنے اپنے جسکے ہاتھ لمبے تھے یعنے سودہ وہ خوش ہوئیں مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ لمبے ہاتھ کے معنے سخی کے ہیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ہاتھ ناپنے سے منع نہیں کیا۔

(ج) تقارب الزمان کی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم کسنۃ ویوم کشھر الحدیث [illegible] دجال کے زمانہ میں ایک دن سال کا ہوگا اور ایک دن مہینہ کا اسپر صحابہ نے سوال کیا کہ پھر نماز دن کا کیا حال۔ فرمایا اندازہ کر لینا تو اب اس کے معنے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے جو کئے وہ نعات کے مطابق نہیں نکلے [illegible] ریل ڈاک مشینوں نے ثابت کر دیا کہ بعض کام سال کے ایک دن میں ہو جاتے ہیں جیسے [illegible] کی مشینیں تار برقی اور دوسرے کارخانہ جات مشین و مطابع وغیرہ کے اور بعض کام ایک ماہ کے ایک دن میں جیسے ریل ڈاک رسلائی کپڑہ

کی مشین وغیرہ

اس حدیث میں ایک لطیف اشارہ اسبات کی طرف بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسلام ایسے ایسے ملکوں تک پہونچ جاویگا جہاں مدت تک دن رہتا ہے یا مدت تک رات رہتی ہے۔ اور نیز یہ بھی اشارہ ہے کہ اسوقت گھڑیوں کی اشاعت بکثرت ہو جاوے گی۔

علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی احادیث ہیں جنکی تفصیل کے متحمل یہہ خط نہیں ہے۔

نوان۔ الفاظ پیشگوئی محتمل المعانی ہوتے ہیں جو دو دو تین تین معانی کے متضمن ہوتے ہیں۔ جیسے لمبے ہاتھ والی حدیث میں اور نزول مسیح کی حدیث میں اور بعض پیشگوئیوں میں ایک حصہ پیشگوئی کا مخفی رکھا جاتا ہے جیسے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ میں۔ یہہ نہیں بیان فرمایا کہ دخول مسجد الحرام اس سال ہوگا یا آیندہ بعض پیشگوئیوں میں استعارات ہوتے ہیں جیسے ریل کو بلحاظ اسکی آواز (بھک بھک) کے اور درازی کانوں کے گدہا فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہود کو بلحاظ انکی بد افعالیوں و بد اخلاقیوں کے خنازیر فرمایا اور بلحاظ مسلوب ہو جانے سلطنت کے اور ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو جانے کے قردہ فرمایا جسکی تشریح دوسری آیات میں بھی اللہ تعالےٰ نے خود کر دی۔

(الف) فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ۱۱ وہ گرفتار ہو گئے ایک عظیم الشان غضب میں بسبب انکار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہہ دوسرا غضب ہے اور پہلے بھی بسبب انکار حضرت مسیح کے ایک بڑے غضب میں گرفتار تھے اور (ب) لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۱۱ بنی اسرائیل میں سے جو منکر ہوئے وہ خدا تعالےٰ کے فضل اور سلطنت سے دور کر دیئے گئے۔

(ج) وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ ۱ اور پڑ گئی ذلت اور مسکنت ماری گئی۔ یعنے وہ ہمیشہ ذلیل رہیں گے اور کبھی انمیں حرکت پیدا نہوگی جس سے ان کو سلطنت مل سکے یا جیسے اس امت کے [illegible] یہود کو یہود فرمایا اور سخت یہود فرمایا [illegible] بالنعل اور اسی مناسبت سے انکے ہادی کا نام مسیح رکھا کیونکہ مسیح بھی یہود کا مصلح تھا۔

پس ایسے حالات میں قبل ازوقت کسی پیشگوئی کے معنے کرنا اور پھر اسپر ضد کرنا [illegible] کا باعث ہوگا چارکیطرح لاتین نے اللہ تعالےٰ نے [illegible] کے اسی اللہ

قبل ازوقت معانی کرتے اور اسپر یقین [illegible] منع کرنے کے لئے امم سابقہ کا حال بیان فرمایا ہے اور اسی آیت کے ضمن میں حضرت [illegible] مسیح موعود کی پیشگوئی بھی فرماتا ہے

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۸۷

یعنے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تہی اور اسکے پیچھے اور رسول بھیجتے رہے۔ اور دی ہمنے عیسیٰ بن مریم کو کہلے کہلے نشانات اور اسکی تائید کی ہمنے روح القدس سے۔ کلام پاک سے کی یہہ ایک پیشگوئی ہے جو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے لئے کی ہے یعنے چونکہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور سلسلہ خلافت جسطرح بعد موسیٰ چلا تہا اسیطرح اس امت میں بھی حسب آیت استخلاف چلیگا اور بعینہ اسیطرح آخری خلیفہ چودہویں صدی پر مسیح موعود آ دیگا۔ اب جو جو اس مسیح موعود کے ساتھ مخالفت پیش آئیگی اسکا نقشہ اللہ تعالیٰ اسطرح کہینچتا ہے کہ

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ یعنے تم لوگوں کی ہمیشہ سے عادت یہی چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس آیا ہے اور اسنے تمہاری گری ہوئی خواہشوں کے برخلاف بیان کیا ہے تمنے تکبر کیا سو کسیکو جہوٹا کہا اور کسی کو قتل کرنا چاہا جیسے داؤد علیہ السلام کو جسکا ذکر سورہ صٓ میں ہے اور عیسےٰ علیہ السلام کو جیسے مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۵۲ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۵۴ سے ثابت ہوتا ہے۔

جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بچا لیا اور بعض کی تکذیب کی۔ چنانچہ تم مسیح موعود کے ساتھ بھی ایسا ہی کروگے تکذیب کروگے۔ اور مقدمات قتل دائر کراؤگے جسکا نتیجہ بعد ثبوت پھانسی ہوتا ہے۔ اور وجہ اس مخالفت کی یہہ ہے کہ وہ تمہاری خواہشوں کے اور تمہاری گری ہوئی [illegible] خلاف بیان کرتا ہے۔ تم اپنی نادانی کے سبب پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت کر لیتے ہو اور اسپر ایسا یقین کر لیتے ہو کہ گویا تم عالم الغیب ہو اور تمہارا [illegible] عالم الغیب کی طرح غلطی سے پاک ہے

غرض مومن کا کام نہیں کہ پیشگوئی کے معنے [illegible] ازوقت خود کر کر اسپر پختہ ہو جاوے بلکہ [illegible] پھر اسکا علم [illegible]

یہود نے بھی کی کہ ملاکی کتاب سے جسمانی صعود و نزول ایلیا قبل آنے مسیح کے اپنے زعم میں قبل از وقت سمجھ کر اسپر جم گئے اور صرف اسکے ماننے سے محروم ہی نہیں رہے بلکہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ بھی ہو گئے پھر دوسری غلطی انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں کہائی کہ استثنا ۱۸ میں تہا کہ میں ان کے لئے ان کے بہائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا بہائی کا لفظ اس پیشگوئی میں محتمل المعانی تہا یعنے توریت میں بہائی کا لفظ بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں پر بولا جاتا ہے مگر انہوں نے بہائی کے معنے قبل از وقت بنی اسرائیل ہی سمجھے اسلئے انہوں نے نہ مانا تو انپر دوسرا غضب وارد ہوا لہذا بَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ہو گئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بھی ایسے یہود کے ساتھ مشابہت پیدا کرے گی جیسے ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے اس امت مرحومہ کو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کی دعا سکھائی کہ یہود کے مولویوں پر بسبب انکار مسیح غضب ایتی رجز من السماء یعنے طاعون نازل ہوا تم مسیح موعود کا انکار نہ کرنا تاکہ تم بھی بسبب تبدیل ڈالنے حکم الٰہی کے جو مسیح موعود کے ماننے کی نسبت بار بار قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوا ہے وہ عذاب طاعون نازل نہو اور تم پر فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ کا فتویٰ نہ لگ جائے اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے سورہ فاتحہ کی قرأت ہر ایک نماز میں فرض کر دی تاکہ مومن کو یہہ بات دن میں کم سے کم ۳۲ دفعہ تو یاد آجایا کرے تاکہ وہ اس غضب سے بچ رہے لہذا مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ اس امر میں خوب غور کریں اور وقت غور اللہ تعالےٰ کو اور موت کو یاد کریں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ صراط مستقیم جس سے وہ انعام دیتا ہے اور بعد انعام کبھی بھی غضب نہیں کرتا دکھائی -

سوال سوم احادیث اور دیگر بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ کفار سے لڑینگے - تحریری لڑائی کا کوئی ثبوت نہیں صرف [illegible] احادیث [illegible] قابل قبول نہیں -

[illegible] مولوی صاحب کو کیوں [illegible] قرآن [illegible] مسلم ہوتا ہے

کہ بد وزد و طمع دیدہ ہو شمند والا معاملہ ہے مولوی صاحب کو خونی مہدی کا نام سنکر منہ سے پانی بہہ رہا ہے اور اسقدر تو اپنے لئے امن قائم رکہنے کو جو بندوبست سلطنت معدلت مہد سرکار انگلشیہ تمام انڈیا کو حاصل ہے قدر نہیں کرتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ انکا خونی مہدی آوے اور ۵۷ء کی طرح تمام ملک پر بلا و بلا غدر ہو کر انکو لوٹ کا مال ہاتھ آجاوے -

دوسرا مولوی صاحب نے جسقدر دعاوی پیش کئے کسیکا بہی ثبوت اور حوالہ نہیں دیا - نہ اس سوال میں نہ گذشتہ سوالوں میں -

تیسرا احادیث سے جو بعض بزرگان دین کی معنے سمجھے ہیں وہ حسب التشریح -

جواب سوال ۲ - قابل اعتبار نہیں وہ احادیث پیشگوئی کے متعلق ہیں جنکے معنے قبل از وقت سمجھنا یا سمجھنے کا دعوےٰ کرنا دعوےٰ عالم الغیب ہونیکا ہے -

چوتھا جن بزرگان دین نے کوئی معنے اگر کیئے ہیں تو انہوں نے مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ کیطرح متنزل معنے لئے ہیں جو قابل اعتبار نہیں -

پانچواں کسی نے بزرگان دین میں سے دعوےٰ نہیں کیا کہ یہہ میرے معنے صحیح ہیں اسکے سوا معنے غلط ہیں -

چھٹا - اگر کوئی شخص ایسا دعوےٰ کر بھی دیتا تو اس کا دعویٰ قابل اعتبار نہ تہا کہ اس کا دعوےٰ خلاف نص صریح کے تہا جو بحوالہ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اور سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ہے - جو جواب سوال ۱ میں لکھا گیا -

ساتواں وہ معنے حسب نص صریح قرآنی أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ کے موجب اضلال ہیں اسلئے بہی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسکا نمونہ بیشتر بیان فرمادیا -

آٹھواں تلوار کی لڑائی اللہ تعالےٰ کے حکم صریح کے خلاف ہے اللہ تعالےٰ نے آیت استخلاف میں مسیح موعود کو مثل مسیح بنی اسرائیل کے قرار دیا ہے یعنے جیسے وہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہوگا آیت استخلاف یہہ ہے - وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۱۸ع ۱۸

یعنے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مومنین صالحین پر قائم تارہے گا جیسے موسوی شریعت پر [illegible] تاریخ سے مطابق آیت

مثلیت (إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۲۹ع ۱۴ یعنے جو ہمنے رسول تمہاری طرف بہیجا ہے یہہ مانند اس رسول کے ہے جو فرعون کیطرف بہیجا تہا) کے آخری خلیفہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہی ہوگا - جب قرآن مجید سے لڑائی تلوار کی مسیح موعود کے لئے منع ثابت ہوتی ہے تو بزرگان دین کے اقوال خلاف قرآن مجید کسطرح قابل پذیرائی ہو سکتے ہیں - کیا آپ ان بزرگان دین کو موافق اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ کے رب مانتے ہیں

نواں مولویصاحب نے اپنے اعتراض میں یہہ بہی لکہا ہے کہ احادیث سے ہی لڑائی مسیح موعود کی ثابت ہے انہوں نے احادیث کا حوالہ نہیں دیا تاکہ انکے معانی پر غور کیا جاتا (ب) احادیث کے الفاظ پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو کئی کئی معنوں کا احتمال رکہتے ہیں - قرآن مجید کی نسبت دعویٰ ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - ہمنے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے رہینگے اور کسی حدیث کی نسبت یہ دعویٰ نہیں (ج) روایت حدیث عموماً بالمعنے ہوتی ہے تو الفاظ حدیث بعینہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوتے اور قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ ہیں (د) الفاظ احادیث کے سمجھنے میں بعض دفعہ صحابہ سے غلطی بہی واقع ہوئی ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جارہے تہے اور کسی یہود کی میت پر لوگ رو رہے تہے تو فرمایا کہ یہہ تو رو رہے ہیں اور میّت کو عذاب ہو رہا ہے - اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجہا کہ يعذب الميت ببكاء اهله عليه میّت کو گہر والوں کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے - جب یہ خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچی آپنے فرمایا اللہ تعالےٰ عمر پر رحم کرے یہہ قرآن کے خلاف ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۲ع کوئی کسی کا بوجہہ نہیں اٹہاتا -

کیا مولوی صاحب کے نزدیک انکے وہ بزرگان دین حضرت عمرؓ سے بہی بڑھ کر تہے یا معصوم تہے غرض جبکہ روایت حدیث عموماً بالمعنے ہے اور الفاظ حدیث راوی کے اپنے ہوتے ہیں اور احتمال غلط فہمی کا بہی لگا ہوا ہے تو ایسے حالات میں احادیث [illegible] قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتے ہیں -

دسواں [illegible]

ب - انکو خدا کی مار اور لعنت اور دوری - حدیث میں جو مصلّی کے آگے سے گذرے فَاقْتُلُوهُ فرمایا یعنے اس گذرنے والے کو دور کرا یکے یہ معنے تو نہیں کہ قتل کر ڈال مجمع البحار میں لفظ قتل کے معنے میں لکہا ہے کہ لیس كل قتال بمعنے القتل سارے قتال بمعنی مار ڈالنے کے نہیں ہوتے - قتل کے معنے دفع شر کے بہی ہیں جیسے حدیث افک میں ہے قتل الله سعدا فانه صاحب فتنة وشر اى دفع الله شره اللہ تعالیٰ اس کا شر دور کرے - اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو مجمع البحار کو دیکھ لو -

گیارہواں خونی مہدی کا قتل جیساکہ ہمارے مخالفین سمجہ رہے ہیں سُنت مستمرہ الٰہیہ اور اسکی ربوبیت اور رحم کے خلاف ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۳ع دین یعنے جن کاموں پر جزا و سزا مترتب ہوتی ہے انمیں سے کوئی کام بہی جبر سے اور اکراہ سے منوانا جائز نہیں بلکہ طریق ہدایت یہہ ہے کہ رُشد اور غَیّ دونوں کہل جاوین یعنے ایسی تدبیر سے سمجہانا چاہیئے کہ جو کام کسی سے ترک کرانا ہے اسکی بدیاں اس طور پر بیان کی جاویں اور جسکام کے کرنے کا اسکو راہ دکہانا ہے اسکی خوبیاں بیان کی جاوین - اور ہرگز جبر نہ کیا جاوے - اور فرمایا ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۱۴ع ۲۲ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو دعوت کر نہایت دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے اور اگر باوجود عمدہ عمدہ نصائح کے مخالف کی طرف سے جدال تک نوبت پہونچ جاوے تو تیری طرف سے وہ جدال ہو جسپر احسن کا اطلاق ہو سکے یعنے احسن طریق اور عمدہ تدابیر سے اس جدال کو دفع کر چنانچہ دوسری جگہ اسکی تصریح بہی موجود ہے ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۱۸ع ۶

یعنے اگر بدی پیدا ہو جاوے تو عمدہ عمدہ تدابیر اور خوبیوں کے ساتھ دور کرنا چاہیئے پھر اور جگہ اس سے بہی بڑھکر تاکید فرمائی وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۵ع ۲۴ خداتعالےٰ کی طرف لوگوں کو دعوت کرنے سے اور کونسا کام قولاً و فعلاً اچھا ہو سکتا ہے [illegible] ہے کہ وہ خود بہی ایسی اصلاح [illegible] کام کرے [illegible] قولاً و فعلاً دعوےٰ کر سکے کہ [illegible]

مسلمان ہوں۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان مانتا ہے کہ نیکی اور بدی دونو برابر نہیں لہذا اسکو مناسب ہے کہ جب اسکے مقابل کوئی بدی کرے تو یہہ نیکی کے راستہ کو نہ چھوڑے بلکہ اس بدی کے مقابل ایسی خوبی سے اس بدی کو دور کرے کہ وہی بدی کرنے والا اس کا دوست بلکہ اسکا طرفدار اور حمایتی بن جاوے۔ غرض میں کہانتک ان آیات کو لکھوں یہہ مختصر خط اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بالیسواں ۲۲ اگر قتل سے مراد مار ڈالنا ہی لیا جاوے تو یہہ ضرور نہیں کہ وہ قتل تلوار کے ساتھہ ہی مخصوص ہو اور یہہ بھی ضرور نہیں کہ مسیح کے اپنے ہاتھ سے ہی قتل واقع ہو بلکہ بادشاہ کیطرف سے اگر اسکی فوج قتل کرے تو وہ قتل بھی بادشاہ کیطرف ہی منسوب ہوتا ہے سو اس لحاظ سے مسیح موعود کے انکار کے سبب جیسا کہ سنّت الٰہیہ ہے۔ طاعون اور زلازل سیلاب سے لاکھوں انسان تباہ اور ہلاک ہوئے اور ہو رہے ہیں اور یہہ طاعون و زلازل دمشق اسوقت نمودار ہوئے جبکہ مسیح موعود کی طرف سے بذریعہ رسائل و اشتہارات و ظہور صدہا بلکہ ہزارہا معجزات و نشانات کامل تبلیغ ہو چکے اور یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے مکذبین انبیاء کے ساتھہ پیش آئی اور یہی سنت اللہ قیامت تک رہیگی بلکہ قیامت کو بھی مجرمین کو یہی الزام دیا جاویگا جیسے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا پ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے جو میرے احکام تمکو کھول کھولکر بیان کرتے اور اس دن کے عذاب سے تمکو ڈراتے۔ اسی سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۲۰ پ جب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا الزام قایم ہو جاویگا اور فرد قرار داد جرم لگ جاویگا تو ہم انکی سزا اور سر کوبی کے لئے دابۃ الارض یعنے طاعون نکالینگے اور وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات و احکام کو نہیں مانا کرتے تھے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اسقدر ہیں کہ اگر جمع کی جاویں تو اسی ایک مسئلہ خونی مہدی کی تردید میں ایک بڑی ضخیم کتاب بن جاتی ہے لہذا میں نے اب اسی پر ختم کرنا مناسب سمجہا۔

سوال چہارم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے۔

جواب۔ خوب بدر ! بہائی صاحب اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے مخالفین کو بڑی بھاری روک ہے اور وہ آج کی نہیں بلکہ بہت پرانی روک ہے جو بعضاهون تَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ سے ظاہر ہے وہ لفظ منا اور منکم اور منھم کا جھگڑا ہے جو حضرت نوح سے برابر چلا آتا ہے بانی یہ اعتراضات نہیں ہیں۔ چنانچہ نوح اور ہود دونوں نبیوں نے ان جاء کم ذکر من ربکم علیٰ رجل منکم کہا کہ کیا تم کو تعجب ہے اس بات کا کہ ایک آدمی تمہارے پاس ہی تم میں سے عذاب الٰہی سے ڈرانے کیلئے آگیا۔ ثمود نے حضرت صالح کو کہا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۵ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا پ کیا ایک آدمی کے ہم تابع ہو جاویں تو تو ہم گمراہ ہوئے بلکہ پاگل کیا یہہ بڑا عظیم الشان قابل تذکرہ بنانے والی بات ہم میں سے اسکو دیگئی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی اعتراض ہوا۔ وعجبوا ان جاءھم منذر منھم پ ۲۳ انہوں نے تعجب کیا جب انکو انہیں میں سے ڈرانیوالا آگیا حالانکہ استثناء ۱۸ باب میں لکہا تہا کہ تمہارے بہائیوں میں سے آویگا چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی نسبت پیشگوئی فرمائی ہے کہ یہی بعینہ یہود بن جاوینگے طابق النعل بالنعل یعنی جیسے دائیں پاؤں کا جوتا بائیں پاؤں کے جوتے سے بسبب کامل مشابہت یکسان ہوتا ہے اسیطرح یہہ امت بھی ہو جاویگی لہذا ضرور تہا کہ یہ اعتراض بھی باوجود موجود ہونے لفظ منکم و منھم کے پیشگوئیوں میں پیدا ہوتا اول اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ پ اے اولاد آدم تمہارے پاس رسول تم میں سے ہی آئینگے۔ دوسرا مسیح موعود کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خصوصًا منکم کا لفظ فرمایا اور اسکے انکار پر فاسق کا خطاب دیا جیسے فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ پ ۱۸ ترجمہ گذر چکا۔ تیسرا فرمایا وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ پ ۲۸ یعنے ہم نے آخرین میں بھی انہیں میں سے رسول بہیجا ابھی وہ آخرین تمہارے ساتھہ شامل نہیں ہوئے اسکی تفسیر کی نسبت مفصل الحکم جلد ۱۰ ۔ ۱۷- اپریل ۱۹۰۶ء میں درج ہو چکا ہے۔

چوتہا - یہہ قانون الٰہی ہے کہ ہمیشہ ہر ایک قوم کا رسول انہیں میں سے بہیجتا ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ پ ۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ پ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا پ ۱۲ وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا پ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ پ وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا پ ۱۲ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ پ اسیطرح موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ سلسلہ پر غور کرلو لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ پ ۱۱ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ پ ۱۴ اللہ تعالیٰ نے مکذبوں پر الزام ہی قایم کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجنبی نہیں بلکہ تم میں ہی کے ہیں۔

پانچواں - نبی اگر اجنبی ہو تو وہ قابل اعتبار ہی نہیں ہوتا اسی واسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ پ ۱۱ میں تمہارے درمیان اپنی عمر کا بہت سا حصہ گذار چکا ہوں اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ پ ۲۷ فرمایا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہیں یعنی بھی ہیں۔

چہٹا - اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بفرض محال مان بھی لیا جاوے تو پہر بھی وقت نزول تمام دنیا کا موجود ہونا ممکن نہیں تو پہر اسبات کا کیا ثبوت ہوگا کہ یہ آسمان سے اترا ہے یا جہوٹا مدعی ہے پھر باوجود اسکے وہ اس سنت اللہ کے خلاف بھی ہے جو تمام انبیاء کے ساتہہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

اب میں آپکو دکہلاتا ہوں کہ مسیح ہی مہدی ہوگا اور کوئی نہیں ہوگا۔

اوّل آیت استخلاف سے بلحاظ مثلیت خلفائے امت موسوی آخری خلیفہ ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ دو جیسے مسیح علیہ السلام ایک ہی تہا۔

دوسرا وآخرین منھم کا عطف ہے الامیین پر یعنی ھوالذی بعث فی الاخرین رسولا منھم اسلئے یہ بھی رسول واحد ہی ہے

تیسرا حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم جسکو معترض خود مانتا ہے۔

چوتہا پانچواں ۵ چہٹا ۶ - حدیث لن تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسیٰ ابن مریم فی آخرھا والمھدی فی اوسطھا۔ کنز العمال ص ۱۸۷

اب اس سے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ مہدی گذر گیا اور مسیح اکیلا ہی ہے اسکے ساتہہ کوئی مہدی نہیں اس حدیث کو تین جگہ سے اخذ کیا ہے (۱) ابو نعیم فی اخبار المھدی (۲) حاکم در تاریخ خود (۳) ابن عساکر - یہہ تین تذکرے ہوئیں ان احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانہ کا بہت فاصلہ معلوم ہوتا ہے۔

ساتواں ۷ - ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ الی الارض

آٹھواں ۸ - فبینما کذالک اذ بعث اللہ عیسیٰ بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء کنز العمال ص ۱۹۱

نواں ۹ - ثم یاتی عیسیٰ قوم قد عصمھم اللہ ص ۱۹۱

دسواں ۱۰ - ویحصر نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ ۱۹۲ احمد فی مسندہ۔

گیارہواں ۱۱ - فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ الی اللہ عزوجل

بارہواں ۱۲ - ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ الی الارض "

تیرہواں ۱۳ حتی یاتی الشام مدینۃ بفلسطین فینزل عیسیٰ فیقتلہ احمد فی مسندہ کنز العمال ۱۹۲

چودہواں ۱۴ - نزل عیسیٰ بن مریم امامھم فصلی بھم ابن عساکر کنز العمال ص ۱۹۸

اب ان احادیث میں مہدی کہاں ہے اور اسکا میں تو صاف صاف مسیح کا امام ہونا ثابت ہے۔

پندرہواں ۱۵ - ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ملتہ اماما مھدیا وحکما عدلا فیقتل الدجال طبرانی کنز العمال ص ۱۹۹

دیکھئے اب بھی کوئی مفر ہے انہو مسیح کو امام ہی صرف نہیں فرمایا بلکہ امام مہدی کہکر آپکا سارا جھگڑا طے کر دیا اب بھی اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

سولہواں ۱۶ - کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم مسلم کنز العمال ص ۲۰۲ امامکم فیکم یعنی وہی مسیح تمہارا امام بھی ہوگا۔

سترہواں ۱۷ - والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسیٰ ابن مریم حکما مقسطا واماما عدلا احمد فی مسندہ وترمذی کنز العمال ص ۲۰۲

اٹھارہواں ۱۸ - کیف بکم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم بخاری کنز العمال ص ۲۰۲

کیا اب بھی اس حدیث کے معنی صاف ہوئے یا اب بھی وہی امام الگ مسیح الگ ہی سمجھو گے۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

انیسواں ۱۹ لا تقوم الساعۃ حتی ینزل عیسیٰ بن مریم حکما مقسطا واماما عدلا ابن ابی شیبہ فی کتابہ کنز العمال ص ۲۰۳

اب مولویصاحب اسکے مقابل آپ اپنی صدہا احادیث پیش کریں جنمیں مسیح و مہدی علیحدہ پائے جاویں - اور ساتہہ ہی اسکے اور نعوذ باللہ قرآن مجید کی نص صریح کا بھی مقابلہ کر سکیں - فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً۔

سوال پنجم کسی حدیث کا موضوع ہونا الیٰ آخرہ

یہہ سوال پہلے سوالوں سے بھی بڑھ چڑھکر مہمل ہے مولوی صاحب کو چاہیئے کہ ایسی احادیث کی فہرست پیش کریں جنکو موضوع کہا گیا ہو اور جنکو صحیح مانا گیا ہو اور ان کے طرق ایک ہی ہوں - اور وہ مردود احادیث قرآن کریم کے مخالف بھی نہوں بعد آنے ایسی فہرست کے جواب لکہا جاویگا۔

و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا و ھادینا محمد و احمد و علی آلھما و اصحابھما وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ۔

فضل دین حکیم از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا اسولا
قلم جس لئے جیتے اب ہے اٹھائی
سراویں ہمیشہ تو بر لانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دے تو پوری

تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
تو واقف ہے اوس سے جو اس میں بھلائی
جو مانے تجھے اوس کا غم کہانے والا
تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے۔ اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں چھُپی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہنچ چکے ہونگے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ خفیف اپنی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اسکا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا +

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے :-

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہاں تک کوتہ اندیشی سے کام کیا کہ بیرونجات کی سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہ نقل ہی کر دی۔ اور اسطرح نام کے تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے۔ تا یہ لوگ اس بت پرستی سے باز آویں۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہاں تک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :-

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہنچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے سلئے آپ مہربانی کرکے اتنی مقدار بھیجدیں۔ تب اونکو جواب لکھے گئے کہ آپنے دھوکہ کھایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اس کو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑھنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہو گیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا۔ تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے۔

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خدا تعالےٰ سب کا رزّاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے۔ جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اسکا معاوضہ ہوگا +

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہیے ہو تو رزّاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہاری چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہو گا۔ اور عاقبت ناحق برباد ہوگی +

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَام)
دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہاں تک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہو گیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال ہی بنا لیوے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری ایک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھ کر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہہ سمجھیں کہ یہہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خرید یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کیلئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے +

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری — کارخانہ رفیق الصحت **لاہور**

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے۔ جسکا نام **مفرح عنبری** ہے۔ مؤرخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِہِمْ

الحکم

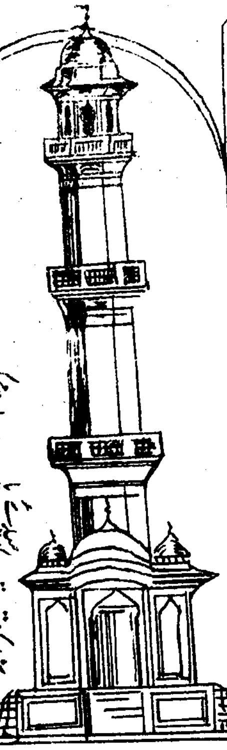
چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۸؎ (۳) ہندوستان سے باہر ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲؎

نمبر (۱۵) قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ - اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۵ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ جلد (۱۰)



فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۲۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) رب لا تضیع عمری و عمرھا واحفظنی من کل آفۃ ترسل الیّ -

ترجمہ - اے رب میری اور اسکی عمر کو ضائع نہ کیجیو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو - جو میری طرف بھیجی جاویں

(۲) اِنّا نازل من السماء ما یغنیک

ترجمہ تحقیق ہم آسمان سے وہ چیز اتارینگے جو تجھے غنی کر دے گی -

(۳) اریک ما یرضیک

ترجمہ - تجھے وہ چیز دکھلاؤں گا جو تجھے خوش کر دیگی

(۴) عندی حسنۃ ھی خیر من جبل -

ترجمہ - میرے پاس بھلائی ہے جو پہاڑ سے بہتر ہے -

(۵) الم تعلم ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر -

ترجمہ - کیا تو نہیں جانتا - کہ اللہ تعالے ہر چیز پہ قادر ہے -

(۶) "آسمان سے دودھ اترا ہے محفوظ رکھو" -

۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) "تیری خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے" -

(۲) اللّٰہ خیر من کل شیء -

ترجمہ - اللہ تعالے ہر چیز سے بہتر ہے -

۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء (۱) "دشمن کا بھی ایک وار نکلا"

(۲) وتلک الایام نداولھا بین الناس -

ترجمہ - یہ دن (خوشی و غم یا فتح یا شکست کے) ہم (نوبت بہ نوبت) لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں -

لغات القرآن

سید عبد الحی عرب نے مندرجہ بالا نام کی ایک کتاب لکھی ہے جسکا پہلا حصہ چھپکر شائع ہو گیا ہے اسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک کے [illegible] ہے - قرآن کریم کی خدمت جس رنگ میں بھی کیجاوے وہ ایک پسندیدہ اور قابل قدر چیز ہے [illegible] کو عربی زبان میں لکھا ہے اور [illegible] اردو [illegible] سید سرور شاہ صاحب نے لیا ہے - اگر کتاب صرف اردو میں ہوتی تو [illegible] لیکن قرآن کریم کی عظمت کے لحاظ سے عربی زبان [illegible] شے ہے [illegible] قرآن کریم کے لغات کے سمجھنے [illegible] بلکہ عربی زبان کی مہارت بھی حاصل کر سکیگا - بزرگان ملت نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے اور میری اپنی بھی رائے ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی بہت قدر کرنی چاہیئے تاکہ قرآن کریم کی اشاعت اور اسکی خدمت کا جوش دلوں میں پیدا ہووے اور اسکی عظمت شان کا اظہار ہو -

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں -

(۲) سید عظیم الدین صاحب پلیڈر عثمان آباد (دکن) کئی دنوں سے سعادت اندوز ہیں - اپنے اہل و عیال سمیت ایک لمبا سفر کر کے محض ابتغاء لوجہ اللہ حاضر ہوئے ہیں اللہ تعالے انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے -

(۳) لاہور سے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب - خواجہ کمال الدین صاحب - میاں معراج الدین عمر اور منشی [illegible] صاحب سٹیشن ماسٹر [illegible] سے مولوی غلام رسول صاحب جیکے ضلع گجرات سے خصوصیت سے آنے والوں میں قابل ذکر ہیں

سرپرستان الحکم اطلاع دیں

عرصہ سے اکثر احباب جنکو الحکم کی بہتری اور ترقی کے ساتھ خاص دلچسپی ہے مجھے الحکم کی موجودہ بڑی تقطیع کو اصل تقطیع فل سکیپ کی صورت میں تبدیل کر دینے کا مشورہ دیتے ہیں - اس لحاظ سے کہ یہ تقطیع بڑی اور مضامین زیادہ سما سکتے ہیں میں پسند کرتا ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بڑی تقطیع کی وجہ سے چھپائی میں بعض نقص ضرور رہ جاتے ہیں لہذا اگر سرپرستان الحکم کو اعتراض نہ ہو تو یکم جولائی سے اصل تقطیع کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے - صرف وہ احباب اطلاع دیں جنہیں اعتراض ہو -

وی پی

مطبع کی طرف سے جاری ہو رہے ہیں ٭

درخواست نماز جنازہ غائب

میاں احمد حسین صاحب کاٹھ گڑھ والے چند یوم ہوئے فوت ہو گئے ہیں - لہذا جماعت احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑہا جائے -

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - مینیجر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

عبد الحکیم جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبد الحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم کا اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں منہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی جو بجز گندہ اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیجا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھکو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض بغض کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو لیسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بھی لکھا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں مجھکو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جسطرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں علاوہ اسکے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پروا نہیں کیونکہ اگرچہ اس نے مجھے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں **تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہونچ گیا ہے** کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مردار کھاتے سے بھی عار نہیں رکھتے انکی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اوس کے ہاتھہ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں

انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمرو بن ہشام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تہا اسلئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اوس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اسکے ساتھہ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین - آمین آمین آمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود
از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

سچی بشارت

دنیا پر روشن ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب کی کیا حالت تہی اور بعد میں کیا ہوئی اور یہ غیر معمولی تبدیلی اور ترقی محض اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے تزکیہ سے انہوں نے خدا کی کامل اور اتم ہدایت (یعنی قرآن مجید) کی سچی معرفت حاصل کر کے اسی کی سچی اتباع کی تہی اور پہر جب وہ اتباع اہل اسلام میں نہ رہی تو خدا کے وعید کے موافق وہ روحانی اور جسمانی عروج بہی تنزل ہو گیا۔ یہانتک موجودہ حالت تک نوبت پہونچی کہ جسکا خاکہ اسلامی جہاد اور اسلامی پکار آج کل کسی قدر کھینچ رہے ہیں اور باوجود اس کے پہر بہی کتاب اللہ سے اسقدر بے اعتنائی کی گئی کہ رفتہ رفتہ اسکی سچی معرفت بہی مفقود ہو گئی لیکن چونکہ اسلام وہ مذہب نہیں تہا کہ لوگوں کی بے اعتنائی کے ساتھہ خدائے ذوالجلال بہی اس سے بے اعتنا ہو جائے۔ بلکہ یہ وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی حفاظت کا خود اس نے وعدہ فرمایا ہوا ہے اور صاف طور پر یہ بہی وعدہ کیا تہا کہ جب آخری زمانہ میں لوگوں کی بے اعتنائی آخری حد تک پہونچ جائیگی اور اسکی اس حالت کو دیکھکر بیرونی حملے بہی اس زور سے کئے جائینگے کہ بہت سے لوگ یقین کر لیوینگے کہ اب اس کا خاتمہ ہے تو میں اس وقت اسکی خبرگیری اور دستگیری کرونگا اور اپنے خاص فضل سے مصلح اور علمناہ من لدنا علماً کا مصداق بنا کر دنیا میں بہیجونگا۔ تاکہ وہ بیرونی حملوں کا دفع اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح کر کے پہر قرآن مجید کی معرفت دنیا میں قایم کرے اور سچی اتباع کی روح لوگوں میں پہونک دے۔ چنانچہ خداوند کریم کے فضل سے وہ موعود الٰہی آج ہم میں موجود ہے اور خدا کے زبردست نشانوں اور تائیدوں اور نصرتوں سے مؤید ہو کر اپنے مفوضہ خدمات کو بڑی کامیابی کے ساتھہ سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کے پاس مخلصین کی ایک جماعت ہے جو کہ رات دن اسی فکر میں رہتی ہے کہ آپ کے پاک مذہب اور کلمات طیبات کو جو کہ عین قرآن ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر قرآن مجید کی وہ اصلی دلربا اور جلالی خوبصورت ہے جو فیج اعوج کے بہرے ہیں۔ جیسی کہ وہ حضرت خاتم النبیین کے وقت میں تہی اوسی طرح مرتقین و مخالفین تک پہونچائے چنانچہ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت سے رسالہ اور اخبارات جاری کئے گئے ہیں اور نئی نسل کو اس فیض سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ایک خاص ناظم التعلیم کمیٹی قایم کی گئی ہے کہ جس کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم الاسلام میں قوم کے بچے ہاں سعید بچے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں اور آپ کے رنگ سے رنگین۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن سے کافی فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ یا یوں کہو کہ خدا کے تازہ فضل اور فضل سے بہرہ ور ہو کر اس کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ کہ صلح اور امن کے ساتھہ خدا کے پاک دین کی روشنی کو دنیا کے اقطار میں پہونچائیں۔ لیکن باوجود اس کے اس وقت تک اس امر کا کافی انتظام نہ ہوا تہا کہ حضرت مولانا صاحب کے درس قرآن سے باہر کے اصحاب پورے طور پر متمتع ہو سکیں۔ جو بشارت میں نے عنوان پر لکھی ہے وہ یہ ہے کہ اس ضرورت عظمیٰ اور فائدہ کبریٰ کے پورا کرنے کی طرف اس محسن قوم ناظم التعلیم کمیٹی نے اپنی توجہ مبذول فرما کر یہ تجویز پاس فرمائی ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے تعلیم الاسلام نام ماہوار رسالہ جاری کیا جاوے۔ جس میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن بالاستیعاب اور مسلسل درج ہو۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب اور مذاہب باطلہ کے استدلالوں کی تردید۔ وقتاً فوقتاً مدرسہ کے حالات سے قوم کو خبر دینا بہی ایک ضروری امر ہے۔ اور یہ بہی اس رسالہ کے ذریعہ پورا کیا جائیگا یہ رسالہ چالیس صفحہ کا ہوگا۔ اور بنظر تعمیم فائدہ اس کی قیمت عہ رکہی گئی ہے۔ اس کا پہلا پرچہ یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوگا

المشتہر خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان -
نیجر رسالہ تعلیم الاسلام

استفسار اور اونکے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب ایک دو مسائل بخدمت شریف میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ انکا جواب الحکم میں شائع کر کے سرفراز فرماویں تاکہ عام لوگوں کو بہی مفید ہوں۔

(۱) استعمال دانہ کہانڈ کی بابت کیا حکم ہے مشہور ہے کہ اسکی سازش ناجائز اشیاء سے ہوتی ہے۔

(۲) زمین کا رہن لیکر اوسکی آمدنی سے فائدہ اٹہانا۔ اس پر مفصل بحث ہونی چاہئے۔ اور اقوال ائمہ سابقہ بہی اسکی بابت درج ہونے چاہئیں۔

(۳) بیاہ شادیوں میں جو زیور وغیرہ سسرال اور والدین لڑکیوں کو دیتے ہیں وہ ملکیت کس کی ہوتا ہے۔ رواج تو یہ ہے کہ لڑکی کے مرجانے سے سب کا سب اوسکے سسرال رکھہ لیتے ہیں۔ اس پر بہی مفصل بحث ہو۔ فقط

میں امید کرتا ہوں کہ ہفتہ آیندہ الحکم میں انکا جواب آپ شائع کر دینگے۔

راقم - اسمعیل پٹواری کلاس والا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

الجواب

اللہ نے حرام چیزوں کی تفصیل کر دی ہے۔ اور احادیث میں اور بہی واضح کیا گیا ہے۔

(۱) دانہ کہانڈ کی حرمت شرع اسلام میں بالکل ثابت نہیں۔ یہ ہنود کی سودیشی تحریک کی بات معلوم ہوتی ہے جو اون کے اپنے اغراض کے متعلق ہے۔ ہم اہل اسلام کو ایسے خیالی وساوس میں پڑنا مناسب نہیں۔ عیسائیوں کے پانی اور کہانے کو خدا تعالےٰ نے حرام نہیں کہا اور کہانا جائز رکہا ہے۔ ہاں شراب۔ سور اور مردار۔ جو موجودہ عیسائی استعمال کرتے ہیں قرآن کریم نے اسکو جائز نہیں رکہا۔ اور قرآن میں صاف ہے۔ ولقد فصل لکم ما حرم علیکم۔

(۲) زمین یا جانور کا رہن رکہنا جائز ہے۔ اگر اوس پر مرتہن کا کچھ خرچ ہوتا ہے تو نفع یا نقصان برداشت کر سکتا ہے۔ اور اس پر کئی دفعہ الحکم میں بحث ہو چکی ہے۔

(۳) جو زیور اور مال شادی میں بیوی کے گہر لانے سے پہلے دیا گیا ہے وہ سب بی بی کا مال ہے۔ اور جو گہر لانے کے بعد دیوے تو وہ جسکو دیوے اوسکا مال ہے۔ کیا معنے۔ کہ بیوی کے بہائی یا باپ یا ماں یا رشتہ داروں کو کچھ دیا جاتا ہے وہ انکا مال ہے۔ اور یہ حسن سلوک ہے۔

ایک سربستہ راز کھلتا ہے

عداوت اور بیجا مخالفت ایک تاریک غبار ہے جو دل ودماغ کو مکدر کرکے انسان کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیتا ہے میں اس آئین اور دستور سے ناواقف نہیں جو ہمیشہ سے خداتعالے کے برگزیدہ بندوں اور راستبازوں کے مقابل ہمیشہ سے چلا آیا ہے انکو تباہ وبرباد کرنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے کئے جاتے ہیں ان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا جہاں ایک طرف ان کی ایذا رسانی کی تجویزیں کی جاتی ہیں تاں دوسری طرف مختلف طریقوں سے لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکا جاتا اور ان کی مجلسوں سے بدظن کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں انبیاء ورسل کی تاریخ پڑھو اور ان کے مخالفین کے واقعات پر نظر کرو۔ لیکن آخر بعض الحق ہوکر رہتا ہے اور وہ شریر مخالف اپنی زبان سے خواہ حالی ہو یا قالی کہہ اٹھتے ہیں

انا کنا لخاطئین

اس زمانہ میں بھی جب خداتعالے نے وعدہ کے موافق اپنے مامور کو بھیجا تو اسی سنت وآئین کے موافق اسکی مخالفت کے لئے بھی تدابیر کی گئیں مگر وہ خداتعالے کے وعدہ کے موافق کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ہر میدان میں مظفر ومنصور ہوا اور مخالفین اپنے منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ میں اسوقت ان مکاید کی تصریح نکروں گا جو اسکی مخالفت میں بداندیش مخالفوں نے استعمال کئے صرف ایک خاص امر کا تذکرہ کرنا میرا مقصود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سالگذشتہ میں مینے ایک اخبار اہلحدیث نام میں ایک مضمون اس عنوان سے پڑھا "مینے مرزائیوں کو کیسا پایا" اس میں ایک مولوی عبداللہ نام نے اپنے قیام قادیان کے کچھ حالات لکھے ہیں مجھے خیال تھا۔ کہ ایڈیٹر صاحب الحکم اس مضمون پر کچھ روشنی ڈالیں گے لیکن انہوں نے سکوت اختیار کیا ہو جسے نہیں کہ وہ مضمون مسکت اور واقعات غیر معمولی تھے بلکہ محض اسوجہ سے کہ ایسی لایعنی تحریروں پر نوٹس لینا تضیع اوقات ہے۔ مجھے ایڈیٹر اہلحدیث پر بھی افسوس ہے کہ باوجودیکہ اسماء الرجال پڑھے ہوئے ہونے کے مدعی ہیں اور اہلحدیث کہلاتے ہیں اور ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے انکی تنقیدی قوت اور بھی بڑھ جانی چاہئے تھی مگر نہوں لا بحسب ... بل بعض ... اور ... برقل ... اس سلسلہ میں مضمون پر ... [illegible] ... ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کو اس مضمون کے متعلق لکھکر بتاؤنگا کہ وہ کہاں تک قابل توجہ ہے لیکن بہرحال مینے خاموشی کے ساتھ اس مضمون کو چھپنے دیا اور پڑھتا رہا۔

اب جبکہ مضمون مذکور ختم ہوچکا تو ضروری ہوا کہ مضمون نویس صاحب کی حقیقت کو طشت ازبام کر دیا جاوے اور ناظرین حیران ہوجائیں گے جب یہہ معما پبلک میں کھلیگا۔ اگر اہلحدیث کے ایڈیٹر میں کچھ بھی دیانت وخداترسی ہے تو اسے چاہئے کہ اس راز سربستہ کے انکشاف سے اپنے ناظرین کو بھی محظوظ کریں مگر میرا خیال ہے کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عداوت اور بیجا مخالفت نے انکے دل ودماغ کو پراگندہ کر چھوڑا ہے وہ کبھی یہ جرأت نکریں گے۔ راقم مضمون مذکور نے بڑے شد ومد سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی اور اہلحدیث میں اس مخالفت کے غبار کو شائع کیا مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جن ایام کے واقعات اسنے اہلحدیث میں شائع کئے ہیں انہیں ایام میں مندرجہ ذیل خط وہ ڈیرہ غازیخان کے ایک محرر جوڈیشل کو لکھتا ہے یہہ کارڈ ۱۱۔ مئی ۱۹۰۵ء کو ڈاکخانہ قادیان میں پوسٹ ہوا ہے اور ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ڈیرہ غازیخان میں تقسیم ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ امابعد جواباً سچ سچ گذارش ہے کہ باقتضائے شرافت وعدم موجودگی کسی ایسی دلیل کے جو معاذ اللہ مرزا صاحب کی افترا پردازی پر دال ہو بوجوہ آخری جو میں بیان قلمبند کرنے سے معذور ہوں میں مرزا صاحب کی نسبت یقین کرتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں اعنی جس مضمون کی نسبت وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا میرے نزدیک اسمیں اونکی ہرگز خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی بلکہ سچ سچ کہتے ہیں۔ میں اونہیں اون حالات سے جو ابتک مجھے حاصل ہوئے اور نیز اون کے چلن سے اونہیں اشرف جانتا ہوں۔ اور اسوقت تک کی دیکھہ بہال وگفت وشنید سے ہی میرا خیال ہے کہ اونکی بیعت میں شامل ہونا شاید حسرت کا موجب ہوگا۔ مرزا صاحب کا معاملہ میرے نزدیک ایسا نہیں کہ اوسی خفیف سمجھکر اوسکی طرف توجہ نکی جاوے۔ چونکہ احادیث وقرآن کو وہ بہی بارل قجان مانتے ہیں اور عام دنیا کیطرح قرآن کی بعض آیات یا بعض صریح احادیث کے ظاہر اور متبادر معنی سے تاویل کرنا مجھہ پر شاق ہوتا ہے لہذا میں جب تک کہ اون احادیث وآیات کو کسی مستند احمدی یا خود مرزا صاحب سے فیصلہ نکرلوں آخری مذہب سبارہ میں نہیں کہہ سکتا اسی لئے میں واپس آیا ہوں اور یقیناً یہاں رہوں گا گو پہلے چلا جانا ہی منا... معلوم ہوتا تہا میں نے الیف اے کا امتحان نہیں دیا تہا بوجہ پوری تیاری نہ ہوسکنے کے۔ میری کرسی اور لیمپ ہاں مولوی ... کے پاس ہیں۔ تاکہ خراب نہو جاویں ... آپ انہیں بہیجدیا جاتا ہوں۔ لہذا آپکا ارادہ ہو تو وہ ... قیمت ادا ... دیتی ہیں۔ اپنے تئیں اوسکی قیمت سے ... پڑتے تو اونچ لینے سے جہک گئی ہو۔ جو قیمت خیال کریں مجھے عذر نہ ہوگا۔ ڈیڑہ ڈیڑہ روپیہ یا جسقدر آپکو منظور ہو۔ اگر لیں تو مولوی موصوف وہ بیچکر قیمت آپکے حوالہ کردیگا۔ جو بہیجیگا میں خود فوراً روانہ خدمت کردونگا ذرا تسلی کریں۔ مولوی صاحب کو مینے لکھدیا ہے۔ راقم عبداللہ

اب یہ خط ناظرین کے سامنے ہے وہ اسپر غور کریں اور بتائیں کہ یہ شخص اپنے قیام قادیان میں اپنی تحقیقات اور تفتیش کا نتیجہ کیا پیش کرتا ہے۔ اس خط کے لکھنے میں اسکو کسی نے مجبور نہیں کیا۔ پہر یہاں سے جانیکے بعد جسکی وجوہات میں پہر ضرور بتاؤنگا اسنے جو کچھ اہلحدیث میں لکہا ہے اسکی کیا وقعت رہ سکتی ہے؟ اب دو باتوں میں سے ایک ضرور غلط ہے یا تو اسنے اہلحدیث میں جو کچھہ لکہا ہے وہ بالکل بیہودہ اور لغو ہے اور یا اس خط میں جو کچھہ لکہا ہے محض نفاق سے لکہا ہے۔ وہ خود اپنے لئے جو نام تجویز کرے اسکا اختیار ہے اہلحدیث میرے اس مضمون کو چھاپ دے اور اس سے اسکا جواب طلب کرے کہ اب وہ کیا کہتا ہے۔ میں اسکے مضامین پر بہی ایک آرٹیکل لکہونگا۔ اگر توفیق ملی۔ اور اہلحدیث نے بذریعہ اخبار وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلہ مضامین کو اہلحدیث میں چھاپ دیگا۔ یہ ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ان کی کرتوتیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر اس قسم کی مخالفت سے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ کو بدنام کرکے لوگوں کو گمراہ کریں تو وہ یاد رکہیں کہ یہ لعنت الٹ کر انہیں پر پڑیگی اور انکے اندرونی حالات کو طشت ازبام کرنیکا ذریعہ ہوگی۔ وہ خدا سے ڈریں وہ ایسی کرتوتوں بلا آئین خداتعالے کے اس سلسلہ کو ایسی بیہودگیوں سے یقیناً کوئی گزند نہیں پہونچ سکتا بلکہ یہ انکے سر سبز کہیت میں کہاد کا کام دینگی۔

اتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔

راقم واقعات حقہ پر غور کرنے والا اجزبلسٹ

مولوی اشرفعلی صاحب تہانوی اور لفظ قمر

مولوی اشرفعلی صاحب کے رسالہ خطاب الملیح پر ایک مجمل ریویو مشیر الحکم مطبوعہ ۲۴ جنوری کے ذریعہ ہدیہ ناظرین کرچکا ہوں جسکی پہر بحیثیت کی نہایت سنجیدہ اور متین مولوی صاحب نے (جنکو نیک فطرت اور تمام نجیب آباد کی مولویوں میں ذی علم اور بزرگ سمجہتا ہوں) وہی کتاب خطاب الملیح پیش کرکے کسوف وخسوف والی حدیث کے متعلق مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت پر توجہ دلائی جسمیں انہوں نے مختصر طور پر قرآن شریف کی دو آیتوں سے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ لفظ قمر کا اطلاق ہلال پر بہی ہوسکتا ہے اور اسلئے دارقطنی کی حدیث متعلق (اونکے نزدیک) مرزا صاحب کی وہ مشہور توجیہہ (جسکو ہر ذی علم تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا) غلط ہے میرے قلب میں تحریک پیدا ہوئی کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو بہی لکہنا چاہئے جو مولوی اشرفعلی صاحب کے نفیس مغالطوں اور باریک غلطیوں کو پوشیدہ رہنے دے یہ مفصل ریویو جب خدا کو منظور ہوگا ہدیہ ناظرین ہوگا مگر اوقت اس مذکورہ بالا مغالطہ کے متعلق کچھہ ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

مولویصاحب موصوف نے جو آیتیں پیش کی ہیں اونمیں سے ایک آیت تو لکھکر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یقینی منازل کا آخر حساب ... [illegible] اول ہی شب سے شروع ہوجاتا ہے باوجود اسکے پہر اسی العرجون القدیم کو قمر ہی کہا گیا۔ میں کہتا ہوں اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ لفظ قمر ہلال پر اطلاق ہوسکتا ہے مولویصاحب انصاف کریں کسقدر مستبعد ہے الفاظ آیت میں کہیں اسکا ذکر نہیں جبتک مولویصاحب کا یہ کلیہ اس آیت کے ساتھ شامل نہ کیا جاوے کہ "یقینی ہے کہ سیر منازل کا آخر حساب جانا اول ہی شب سے شروع ہوتا ہے" ہرگز مولویصاحب کا استدلال پورا نہیں ہوتا حساب کرنا ایسا اعتباری امر ہے کہ جسکو بدر پر بہ نسبت ہلال کے زیادہ تعلق ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ آدمی کو ہلال کے متعین کرنے میں غلطی ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہی رہتا ہے مگر یقینی بدر میں غلطی نہیں ہوسکتی اور بدر قمر کے تحت میں داخل ہے سوا اسکے کہ قمر کا چاند پر تیرہویں سے پندرھویں تک ہوسکتا ہے تو چودھویں تاریخ کے چاند پر بدر جو بادلی ہوا حساب کے لئے ضروری ہے کہ کسی یقینی چیز پر بنیاد رکھی جاوے یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہلال میں کہاں تک حاصل ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ لوگوں کو قمری مہینوں کی پہلی تاریخ کے متعین کرنے میں کیسی غلطی ہوتی ہے مگر تعین میں کبہی غلطی ہوتی اور حساب کرنا اعتباری امر ہے چاند کی کسی تاریخ سے بہی شروع کیا جاسکتا ہے چنانچہ ہندوؤں کے یہاں بدر ہی سے مہینہ شروع ہوتا ہے غرض اس آیت شریفہ کا یہ مطلب قرار دینا کہ ہم نے بدر کو تمہارے لئے آلہ حساب بنایا زیادہ قرین قیاس ہے۔ علاوہ اس قاعدہ کے جبتک کوئی تعذر موجود نہو ہمیشہ فرد کامل مراد لیا جاتا ہے لیکن یہاں قمر کا فرد کامل بدر مراد لینے کے لئے کئی وجوہ معقول موجود ہیں۔

دوسری آیت والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم میں بہی اگر قمر سے بدر مراد لیا جاوے تو آیت کے معنے نہایت صاف اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر زیادہ صراحۃً دال ہونگے مولویصاحب موصوف فرماتے ہیں حاصل یہ کہ خلاف قاعدہ ہیئت ہوگی یہ خود مولویصاحب کا استنباط ہے اور صریحی الفاظ سے ہرگز یہ مطلب نہ نکلیگا دینگی۔ نہیں ہوتا تعجب ہے کہ مولویصاحب بلا استنباط (اور وہ بہی اکثر مخالف عقل) ظاہر الفاظ نہیں توڑتے اور دوسروں سے یہ تاکید کرتے ہیں کہ جو تعذر عقلی الفاظ کے صریحی معنی ہی لینے چاہئیں۔ مولویصاحب کا یہ حاصل حدیث کے لفظ آیت کی بنا پر ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ اکثر جگہ قرآن شریف میں بالکل طبعی باتوں کو مثل ہواؤں کے چلنے وغیرہ کے اپنی آیت سے تعبیر کرتا ہے۔ دوسرے یہ کسوف وخسوف اگرچہ بقاعدہ ہیئت ہوا مگر اسمیں آیت ہونیکی صلاحیت اس مفہوم کی مطابق بہی موجود ہے جو مولویصاحب کے ذہن میں ہے کیونکہ اس قسم کا کسوف وخسوف ابتدائے عالم سے نہ تو ابتک ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ اس آیت شریفہ میں خداوند علیم اپنی قدرت کاملہ پر اسطرح استدلال کرتا ہے کہ ہم نے قمر جیسی چیز کو عرجون القدیم کی مثل بنا دیا اب اگر یہ کہا جاوے کہ کالعرجون القدیم پر بھی قمر کا ہی اطلاق ہوسکتا ہے تو گویا یہ لازم آئیگا کہ خدا نے قمر کو قمر بنا دیا میں پوچھتا ہوں اسمیں کمال ہی کونسا ہوا لہذا کالعرجون القدیم یعنی ہلال کے مفہوم کو جہانتک ہوسکے قمر کے مفہوم سے بعید قرار دینا چاہئے اور یہ بات تبہی ممکن ہے جب وہ معنی لئے جائیں جو مینے بیان کئے ہیں۔ اسکے جواب میں اگر مولویصاحب یہ کہیں کہ عاد کالعرجون میں ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے قمر کی طرف اور اسلئے قمر کی کالعرجون القدیم ہے صرف لفظی نزاع ہے۔ مولویصاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں ہی اسکو متعلق تحقیق کرنا چاہئے تہا۔ راقم اکبر شاہ خان احمدی نجیب آباد ضلع

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیام اسلام

اور

پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس پی جی مشن دہلی کا ہار جانیکا اقرار اور میدان مباحثہ سے فرار

ناظرین آپ کو معلوم ہوگا کہ ۲۰ مارچ لغایت ۲۸ اپریل ۱۹۰۶ء برابر ہفتہ وار اس راقم قاسم علی احمدی اور پادری احمد مسیح نابینا واعظ مشن دہلی کا مباحثہ اس مسئلہ پر کہ آیا مسیح علیہ السلام واقعی صلیب پر قتل ہو گیا ہے یا نہیں ہوتا رہا۔ جسکا نتیجہ ناکامی اور ذلت واعظ نابینا کو خدا کے فضل سے اس مباحثہ میں میرے مقابل ہوئی وہ ایسی ہیں ہے جو عیسائیوں کے دلوں سے عموماً اور احمد مسیح اینڈ کمپنی کے دل سے خصوصاً مٹجاوے۔ اس سے زیادہ ناکامی اور شکست کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ دشمن اپنی زبان سے ہار جانیکا اقرار کرے۔ جیسا کہ احمد مسیح نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں علی رؤس الاشہاد مان لیا کہ **میں ہار گیا تو کیا ہوا میری قوم تو نہیں ہار گئی**" یہہ وہ اقرار ہے جو خدا نے خصم کی زبان سے حسب مقولہ مشہور "حق بر زبان جاری گردد" نکلوا دیا جس کے اظہار کے بعد بیچارہ نابینا آجتک پچتا رہا ہے۔ اے **حضرات دہلی** آپنے اس سے پہلے بھی کبھی یہ الفاظ اس مشن کے واعظ کی زبان سے کسی دیگر مباحثہ میں سنے تھے؟ کبھی عام جلسہ میں کسی کے مقابل انہوں نے پہلے بھی اپنی عجز کا اقرار بزبان حال و قال کیا تھا؟ کبھی نہیں! اپنی تمام عیسائی لائف میں اونکے لئے یہہ پہلا دن ماتم کا تھا کہ جس دن میں اونکے سارے منصوبے مع اون کے ممبران پارٹی کے (جو نام کے مسلمان اور کام کے کرسٹان ہیں) خدا قادر نے خاک میں ملا کر ایک **فتح نمایاں** اس ناچیز ذرہ بیمقدار کو ایسی عطا فرمائی کہ جملہ حاضرین جلسہ نے ہی (جنمیں معزز اہل علم اصحاب ہر فرقہ کے موجود تھے) یکزبان ہو کر حلفیہ شہادت حقہ ادا فرما کر ڈگری ہمارے حق میں کردی اور یہ وہ شہادت ہے جسکو نابینا اینڈ کو اگر ذرا بھی بوئے ایمان و حیا رکھتے ہونگے تو رد نہیں کرسکتے۔ اس لئے بدقسمتی سے نابینا صاحب نے تیسرے ہفتہ کے جلسہ میں یہ اظہار بھی کر دیا تھا کہ حاضرین جلسہ کو فریقین کے مذہب سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں ہے سوائے معدودے چند پانچ دس احمدیوں کے" بلکہ آپ نے ترقی کر کے یہانتک فرما دیا کہ سامعین فریقین کو "چھوٹے اور بڑے عیسائی" کے لقب سے یاد کرتے ہیں احمدیوں کو میدان نہیں سمجھتے" اس بنا پر یہ شہادت حقہ مسلمہ خصم ہونیکی وجہ سے نابینا اینڈ کو کے حق میں عمر بھر کو داغ نامرادی و ناکامیابی کا ڈگری ہے جسکی تلافی سوائے رجوع بحق اور طرح ناممکن ہے۔ مزید برآں یہہ کہ آپ نے ۴ اپریل والے جلسہ میں جو آپ کی مقرری کا دن تھا اپنی تقریر کی ابتدا یوں شروع فرمائی۔ کہ حاضرین آپنے جو جلسہ گزشتہ میں میرے برخلاف احمدی کو ڈگری دیدی ہے۔ اس سے مجھے چنداں رنج نہیں بلکہ ایک قسم کی خوشی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے بغیر سوچے **جلدی سے سید صاحب کی ڈگری** تو کردی مگر یہ نہ جانا کہ اس ڈگری دینے سے ہم کو سید صاحب کے مذہب اور عقائد کا مان لینا ہی ضروری ہوگیا۔ پس میں بھی سید صاحب کو ہی ڈگری دیتا ہوں کہ آپنے ایک کثیر جماعت سے عقائد احمدیہ کو منوا لیا" اسپر حاضرین نے کہا کہ ہمنے امر متنازعہ یعنی مسیح کا صلیب پر نہ قتل ہونا یقین کر لیا ہے جسکو سید صاحب نے نہایت عمدگی سے ثابت کر دیا دیگر عقاید احمدیہ کے متعلق نہ یہ مباحثہ تھا نہ اونکی بابت کوئی شہادت طلب کی گئی تھی پھر تو نابینا اینڈ کو خاموش ہو گئے **اپنے بچاؤ کے طالبو** تمنے دیکھا کہ کیا کیا بہروپ اس واعظ نے بدلے ہیں عیسائیوں کی جو منطق ہے نرالی اور چال ہے دجالی مگر ماننا کیا نہ کرنا۔ ان سب سے بڑھکر آپ نے ایک اور تقریر فرمائی جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ "صاحبو میرا ہار جانا ایسا نہیں ہے جو میرے لئے کچھہ باعث ندامت ہو کیونکہ میں تو سرے سے اندھا ہوں اور اندھے بیحیا ہوتے ہیں شرم وحیا کے محسوس کرنیکے واسطے آنکھوں کی ضرورت ہے جو ندارد ہیں پھر مجکو ہار جانیکا کیا غم اور ہم اپنا من سمجھونہ یوں کرلیں گے کہ ہمنے حق اور انجیل کو پیشکیا تھا لوگوں نے نہ مانا چلو فیصلہ شد" یہہ ہیں حضرات ان گندم نما جو فروشوں کی ایمان اور تقوے کے نمونے۔ یہ ہیں جو نجات یافتہ کہلاتے ہیں اور لوگوں کو نجات دلانے کے ٹھیکہ دار ہیں اور من سمجھوتوں سے دفع الوقتی کرتے ہیں افسوس اوس قوم پر جسکی مذہبی واعظ اپنی عبادت گاہوں میں دنیا کو سنا کر خوش ہوتے ہیں۔ نابینا اینڈ کو کے ممبر بھی اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ ہمارے پہلوان او پریسیڈنٹ کمپنی نے بڑا تمسخرانہ اور عالمانہ جواب دیا ہے۔ شیم شیم شیم۔ پس اس قادر توانا کا ہزار ہزار احسان ہے جسنے مسیح علیہ السلام اپنے نبی اور رسول کو صلیبی موت سے بچا کر طبعی موت دیکر مرفوع کیا اور اوسکے قتل صلیبی سے بچنے کو دلائل آفتاب سے بھی زیادہ روشن توریت اور انجیل و تمام الکتب قرآن پاک کے ذریعہ ہمپر ظاہر کردئے جنمیں سے صرف دو چار دلیلوں کو پیش کرنے سے نابینا واعظ مشن نے مضطرب الحالی سراسیمگی بیتابی سے پبلک پر کھول دیا کہ وہ حق کے مقابلہ میں مرعوب ہو گیا ہے اور آخر کار ہار جانیکا اقرار بھی کر لیا۔ لہٰذا اقبالی **ڈگری** سے بھی اور بروئے دلائل [illegible] اور بروئے شہادت عام کے بھی [illegible] دلوں کو حق کیطرف پھیر کر اسلام کی فتح اور [illegible] **دہلی میں کرائی فللہ الحمد۔**

یہانتک تو احمد مسیح واعظ مشن کے ہار جانے کے اقرار اور شہادت حقہ حاضرین جلسہ کے اظہار کا بیان تھا۔ اب اے حضرات دہلی آپ مشن کی تازہ فرار [illegible] پادری مسٹر پارٹن صاحب چیرمین جلسہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء [illegible] آخری [illegible] مقرر فرمائی تھی۔ پھر اس جلسہ سے راقم مضمون نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے جو چیرمین صاحب نے دو دلیلوں سے گھبرا کر آج [illegible] ختم کردینے کا ارادہ کر لیا ہے اور میری دلیلیں [illegible] باقی ہیں اور [illegible] تمام کمال ایک جلسہ میں [illegible] سکیں گی اسلئے میں اپنی سب دلائل کو چھوڑ کر آخری دلیل ایسی پیش کرونگا جو مسئلہ متنازعہ میں انقطاعی فیصلہ کے اتمام حجت کیواسطے انتہائی ہوگی اور قیامت تک دہلی میں یادگار رہیگی" اسکو سنکر بزدل نابینا تاڑ گیا کہ کس قسم کی دلیل ہوگی اسلئے آخری جلسہ کے روز **نابینا اینڈ کو** نے یہ مشورہ کیا کہ جسطرح ممکن ہو آج قبل پیش ہونے دلیل انقطاعی کے مباحثہ ہی بند ہو جاوے ورنہ خیر نہیں۔ اور شیطان پارٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جس طرح اور نیز برابر پانچ ہفتہ سے مباحثہ جاری رہا ہے کہ تمہارا رقیب اپنے وقت میں اول کچھہ نظم پڑھکر پھر تقریر شروع کرتا ہے آج اول ہی تمنے نظم پڑھنے سے اوسکو روک دینا حاضرین جلسہ تمہارے بولنے سے مانیں گے نہیں کہ نظم نہ پڑھی جاوے تمنے اصرار کرنا اسطرح مباحثہ خواہ مخواہ بند ہو جاویگا۔ اور وہ نظم جسمیں انقطاعی دلیل کا اس کمیٹی کو علم ہو چکا تھا) نہ پڑھی جاویگی"۔ مگر یہ منصوبہ اس کج فہم پارٹی کا بجائے مفید ہونے کے ایسا مضر ہوا کہ نابینا اینڈ کو میدان مباحثہ سے فرار کرنا پڑا۔ واعظ نابینا نے نظم سے ہی روکا حاضرین نے چیرمین صاحب سے عرض کی کہ نابینا کا کیا حق تھا کہ براہ راست دوسرے مناظر کیوقت میں دخل دے اور کسی تقریر نظم یا نثر سے بموجودگی چیرمین کے مانع ہو حالانکہ اسلامی مناظر نے باوجود نابینا کی مذموم حرکات کے جو خلاف داب مناظرہ مرزا صاحب کے متعلق ہتک آمیز الفاظ کی ذریعہ سے سرزد ہوئیں کبھی اوسکو اثناء تقریر میں نہیں روکا اور نہ اوس کے وقت میں دخل دیا اسی قسم کے چند معقول اعتراض حاضرین نے چیرمین صاحب سے بغرض حصول جواب کئے۔ مگر چیرمین صاحب نے بجائے جواب باصواب کے جلسہ کی موقوفی کا حکم صادر فرما دیا۔ تب اس عاجز احمدی نے حاضرین کو کہا کہ میں نظم چھوڑ کر جوابی تقریر سناتا ہوں وہ غور سے سن لیں۔ حاضرین نے یہ منظور نہ فرمایا کہ آخری جلسہ میں باوجہ معقول کے محض نابینا اینڈ کو کے منع کرنے سے نظم چھوڑ دی جاوے ورنہ معقولیت سے چیرمین صاحب سمجھا دیں کہ برخلاف تمام جلسہ ہائے گزشتہ کے آج نظم پڑھنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ چیرمین صاحب نے اجازت دیدی کہ نظم پڑھی جاوے۔ مگر نابینا صاحب کرسی سے اوچھلکر بولے کہ "اگر نظم پڑھنے کی اجازت آپ دیتے ہیں تو میں چلا جاؤنگا" اتو بیچارے مسٹر پارٹن لاچار ہو گئے اور [illegible] ٹھان لی چنانچہ نابینا صاحب کا [illegible] پہر نظر آئے میدان مباحثہ سے چیرمین صاحب اور نابینا اینڈ کو فراری کا سین قابل دید اور واعظ صاحب کی زبان سے لائق شنید تھا اون کی اس شان سے جانیکے بعد راقم الحروف بھی مکرسٹھ ہال یعنی میدان مباحثہ سے تاج فتح و ظفر پہنے باہر نکلا حصار جلسہ گرد حلقہ کئے ہوئے منتظر تھے کہ انقطاعی فیصلہ والی نظم سنا دیجاوے اس خواہش اور شوق پبلک نے مجھے مجبور کر دیا کہ نظم سناؤں اور زیر جامع مسجد سب نے آکر وہ نظم سنی۔

اب ہم اس کیفیت کے مجملاً بیان کے بعد وہ پیالہ (اوری) احمد مسیح صاحب نابینا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے ٹالنے کیواسطے انہوں نے حیلہ و فریب سے کام لیا تھا اور یہ پیالہ اون کا اپنا مسلمہ اور تیار کردہ منظور شدہ ہے جسسے انکار کرنا اونکی دارین کی ذلت اور روسیاہی کا باعث ہوگا۔ اور یہ وہ نظم ہے جسکو سننے سے انہوں نے انکار کر کے سخت ذلت کا موںہہ دیکھا تھا۔ مسٹر پارٹن صاحب چیرمین اور پادری ایس۔ ایس النٹ صاحب سکرٹری ایس پی جی مشن دہلی سے یہی ہماری اسی انقطاعی فیصلہ کی درخواست ہے کہ وہ خود یا اپنے واعظ کو اس میدان کارزار میں نکلنے کے لئے آمادہ کریں اگر مشن مذکور کی جانب سے ایک ہفتہ تک یوم اشاعت اشتہار ہذا سے اس پیام اسلام کا کوئی مطبوعہ جواب نہ آیا تو میں تمام مخلوقات دہلی اور اس اشتہار کے دیکھنے اور سننے والوں کو گواہ کرتا ہوں کہ خدا کی حجت نصاریٰ مشن دہلی پر پوری ہو گئی۔ اور گواہ رہ تو ہی اے آسمان اور اے سرزمین دہلی کہ میں نے پیام اسلام پہونچا کر عیسائیان مشن مذکور پر اتمام حجت کر دی۔

آخری پیام اسلام

ہوا احمد سے تو منکر مسیحیت تجھی بہائی
کہاں سے تجھ کو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی
چہ سود از رہبر کامل سیہ کاران قسمت را
تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی
مقابل احمدی کے ہو کے آخر موںہہ کی کہا بیٹھا
نہ تجھہ کو شرم کچھہ آئی نہ تیری قوم شرمائی

نہ تو اسلام کو سمجھا نہ کچھ اسلام کو برتا
نہ یہ نعمت کبھی چکھی نہ یہ لذّت کبھی پائی
اگر اک جام بھی تو کوثر احمد سے پی لیتا
دم معجز نما سے خود کیا کرتا مسیحائی
فقط اسلام ہی اک دین برحق آب حیواں ہے
اسی سے پانی ہے جس نے حیات طیبہ پائی
زآدم تا بہ عیسیٰ سب اسی مے کے واعظ تھے
اسی کا پیش خیمہ تھا مسیحا کی مسیحائی
خلیل اللہ کی ساری دعاؤں کا یہی لب تھا
محمد سے ہو نسل آذری کی عزت افزائی
عصائے موسوی و تخت داؤدی دم عیسیٰ
جلوس احمدی کیواسطے تھی یہ صف آرائی
خدا کا نور چمکا کوہ فاراں کوہ سینا پر
بہار بیخزاں گلزار ابراہیم میں آئی
ڈداؤد وسلیماں کے نوشتے ہو گئے پورے
محمد پہلوان حق نے جب دم شکل دکھلائی
وہی کونیکا پتھر تھا گرا جسپر وہ سے پیسا
نہ قیصر کی خبر آئی نہ لی کسریٰ نے انگڑائی
جو دولت آل اسرائیل کھو بیٹھے تھی غفلت
خدا کا شکر ہے وہ آل اسمٰعیل نے پائی
مبارک [illegible]
غلامی [illegible]
تعجب ہے کہ ابنائے [illegible]
مسیح نے ایک اک پہچان [illegible]
زلازل قحط و طاعون [illegible]
یہ سب کچھ دیکھکر انکار ہے [illegible]
عبث ہی انتظار ابن مریم تھا ارے ناداں
نکر تو آل اسرائیل کے مانند خود رائی
صلیبی موت ابن اللہ پر لعنت خدا کی در
پھر اسپر رفع جسمانی یہی ہے تیری دانائی
بڑا کر بندۂ ناچیز کو معبود ٹھہرایا
گھٹایا تو گھٹا کر لعنتی زنجیر پہنائی
اوٹھا کر قبر سے مردہ کو پھر زندہ کیا تم نے
خدا کے ساتھ کرسی عرش پر اک اور بچھوائی
اوسی کی آمد ثانی کی تم نے آڑ پکڑی ہے
یہ کیا دیوانگی ہے کیوں بنے جاتے ہو سودائی
کہاں ہے معجزہ وہ حضرت یونس کا ای واعظ
دکھاؤ تو سہی اے باخبر دیندار عیسائی
ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تم ہوئے رسوا
تمہارے پیچھے پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی
کجا قرآن کے حافظ کجا انجیل کے واعظ
کہاں توحید کے شیدا کہاں دنیا کے شیدائی
گئے وہ دن کہ اس گندم نمائی جو فروشی سے
بنا لیتے کام اپنا دکھا کر اپنی رعنائی
خدا بھیجا ڈہ نکڑا پنی بھیڑیوں میں چھوڑتا کیونکر
مسیحا ہے مسیح کر کھولی تمہاری یہ مسیحائی

جناب ابن مریم کی صلیبی موت کو چھوڑو
یہ کوہ سخت ہے جسکو سمجھ بیٹھے ہو تم رائی
مدد تیری کریں اکبر مسیح و آلندٹ صاحب
کریں اس مسئلہ پر پارکن کچھ خامہ فرسائی
تیری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں سب ہے
مناسب ہے کریں تیری مدد سب ملکی عیسائی
مگر اک راہ آسان اور بھی ہے وہ بتاتا ہوں
قسم کھائی صلیبی موت پر تو اے کلیسائی
چھٹے جھگڑے سے تیر بچاں قصہ مختصر ٹھیرے
خوشی سے جائیں اپنے گھر یہ سب تماشائی
خدا کا ہاتھ آکر میرا تیرا فیصلہ کر دے
کہ حق پر کون ہے کس نے شہادت حق کی جھٹلائی
وہی ہے فیصلہ جسکو پچھلے سال دہلی میں
وفات ابن مریم کے لئے چاہا تھا دہلائی
یہی خنجر ہے جو [illegible]
[illegible]
ابو القاسم کا [illegible]
نہ ہو انکار سے تاپیش [illegible]
نکل [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] انزاع
موت صلیبی کا فیصلہ چاہتے ہیں اور جس پیالہ کو
آپ ٹالنا چاہتے تھے وہ ہم آپکے منہ سے لگاتے ہیں اگر تم
میں کچھ غیرت ہے جو اوسکو پینے کیلئے آمادہ ہو جاؤ ورنہ
صورت نہ دکھاؤ اب سنو آپکے یہ پیالہ مولوی صاحب کی سامنے
پیشکیا تھا ” مولویصاحب حسب آیت مباہلہ قرآنی مجمع عام
میں اللہ جل شانہ کی روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم
کھا دیں کہ میں اپنے یقین دلی اور اطمینان قلبی سے ایمان کے
ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن و حدیث سے
ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ قرآن حدیث سے حیات صعود
آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے پس اگر میں اپنی
شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدائے عزیز مجکو مورد اس
آیت مباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا فرما۔ اسپر جملہ حاضرین آمین
کہیں ۔ اے اہل اسلام یہ تھا فیصلہ قطعی کہ ہمنے اپنا مقدمہ
خدا کی عدالت میں پیشکرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی
فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نکیا تھی مخلصایکے احمد مسیح
صاحب ہم تمہارا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیشکرتے ہیں۔
آپ بہت جلد خدا کی عدالت میں حاضر ہونیکے لئے مستعد

پادری احمد مسیح کا مولوی عبد المجید صاحب کو مباہلہ کیلئے دعوت دینا

ہو کر تعین تاریخ فرما دیں ۔ فقط
المشتہر عاجز قاسم علی احمدی خادم مسیح
موعود سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی نزد حابیرم
خاں پرانی منڈی پھوالی ۔ مورخہ ۱۲ - اپریل ۱۹۱۱ء

دو حیدرآبادی بزرگوں میں خط وکتابت

(مندرجہ ذیل خط وکتابت محض نفعاً للخلق اللہ شائع کی جاتی ہے ۔ ایڈیٹر۔)

عالیجناب مخدومی زاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عزیزی مولوی سید اکرام علیصاحب نے آپ کا پیام پہونچایا میں اول تو آپ کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے اس یاد فرمائی سے محبت صادقہ کا ثبوت دیا کیونکہ سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کو اس چیز کیطرف بلاوے جسکی نسبت وہ یقین کرتا ہے کہ اوس کے خیال میں دنیا میں اوس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے گو یہ اوس کا مفروضہ صحیح ہو یا غلط لیکن وہ بجائے [illegible] مستحق شکریہ ہے کیونکہ وہ [illegible] وجدانی سے جو ایک [illegible] غیر اختیاری امور [illegible] دوسروں کے [illegible] اور اوسکی طرف [illegible] کو متوجہ کرتا ہے ۔ تو یہ اوس کی نیک نفسی اور ہمدردی کے لئے ایک دلیل قوی ہے ۔

بعدہ میں نفس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جناب من جب سے میں آپ کی عنایت سے الحکم دیکھ رہا ہوں یا جناب قادیانی صاحب کے بعض تصانیف پر اپنے حسب استعداد غور کرتا ہوں تو اتنا ضرور یقین کرتا ہوں کہ عالیجناب قادیانی صاحب فی الواقع ایک عالم ایسے ہیں جو مجدد ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اُنہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا اور عند الضرورت اور بھی ثابت کر سکینگے اور یقیناً دین محمدی صلعم کو غیر اقوام کے مقابلہ میں آپ کی ذات بابرکات سے بہت کچھ مدد ملی اور ملنے کی اُمید ہے ۔ لیکن آپ کا یہ ارشاد کہ (ایک مرسل کی دید میں عجائبات الٰہی کا دیکھنا ہوگا) اور منکرین سے قرآن مجید مملو ہے ” غور و تصفیہ طلب ہے ۔

جب ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم خاتم المرسلین ہیں تو اب جناب قادیانی صاحب کیونکر مرسل من اللہ ہو سکتے ہیں ۔ اگر آپ یہ فرما دیں کہ جناب قادیانی صاحب حضرت سرور عالم صلعم کی شان رسالت کے پرتو ہیں ۔ اور اس اعتبار کرنے سے مرسل ہیں تو اسمیں قادیانی صاحب قبلہ کی خصوصیت کیا ہے جس مومن کامل کا قلب پر حضور انور صلعم کا پرتو ہوگا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے قلب پر رسالتمآب صلعم کا پرتو ہے بلکہ میں فنا فی الرسول ہوں تو کیا وہ مرسل من اللہ ہو سکتا ہے اور حبیب اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ

اِنّی اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ۔ تو اب کیا چیز باقی رہ گئی تھی جسکے لئے پھر اور مرسل کی ضرورت تھی اگر ایسی ہی ضرورت تھی تو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حق تھا کیونکہ خود حضور انور صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہوتی تو اس حدیث کے مستحق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے ۔ بس اب اگر کوئی شخص ہمکو آفتاب بمشرق سے نکلنے کے عوض شمال سے نکلوا کر دکھا دے اور یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ہم اوس سے بھی موثر [illegible] کرینگے کہ عجائبات روزگار سے یہ بھی ایک اعجوبہ انہم تماشا ہے ۔ اور بس اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ جناب قادیانی صاحب سے آپ خوش اعتقادی رکھیں لیکن مرسل من اللہ نہ سمجھیں کیونکہ رسالت ختم ہو کر بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا ۔ ہاں مرسل من اللہ رسالت کا دعویٰ باطنی طور پر کیا جاتا تو وہ دوسری بات تھی ۔

اب رہی مثیل مسیح و مہدی موعود ۔ مثیل مسیح کے متعلق ہمارا یعنی خاصکر میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ہم عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت تسلیم کر لیں اور ارباب تصوف کے اصول کے موافق حضرت قادیانی صاحب کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قدم پر ہونیکے دعوے کے متعلق سکوت کریں تو ہمارا کوئی ہرج نہیں ہے اور یہ امور ہمارے مذہبی عقائد میں داخل ہیں ۔

اب رہے مہدی موعود اسکے متعلق مولوی زمانخانصاحب شہید مرحوم نے بعد تحقیق و تدقیق جو امور مہدی موعود کے لئے شروط لازم احادیث مستند و بروایات صادقہ و متواترہ سے قرار دی ہیں اوسکو آپ کتاب ہدیہ مہدویہ میں بغور ملاحظہ فرما دیں اور اوس کے بعد اس امر کا فیصلہ کیا جاوے ۔ کہ آیا مہدی موعود قادیانی صاحب ہو سکتے ہیں ۔ اسپر بھی ہم دیکھتے ہیں

قادیانی صاحب قبلہ سے ہماری قوم یا اسلام کو کیا فائدہ پہونچتا ہے علاوہ بریں حضرت مہدی موعود کی بیعت بیعت الرشد ہوگی نہ کہ بیعت تلقین مذہب اوسکا حصول موجب مدارج دینی ہوگا۔ اور عدم حصول کیصورت میں کوئی شخص اسلام سے خارج یا گمراہ نہ ہوسکیگا۔

سید محبوب علی عفی عنہ

آپ نے یہ جو فرمایا کہ قرآن منکرین سے مملو ہے تو اس سے آپ کی کیا مراد ہے آیا قادیانی صاحب قبلہ کی مُرسلیت کے انکار کے متعلق قرآن نے تہدید فرمایا ہے یا توحید حقہ و حضرت رسالتمآب صلعم کی رسالت کے خاتم کی نسبت اگر امر اوّل ہے تو براہ کرم اوسکا حوالہ دیجئے پہر ہم بہی آپکے ساتھ ہیں ورنہ یضل به کثیرًا ویهدی به کثیرًا کا خوف دامنگیر حال ہے۔

امر دوئم کی نسبت تو خود قرآن و خدا ساری خدائی پکار پکار کر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہی ہیں۔ اس سے جناب قادیانی صاحب قبلہ کو کیا فائدہ پہونچتا ہے ہم جناب قادیانی صاحب قبلہ کو مقدس و برگزیدہ و عالم متبحر مسلمان مانتے ہیں۔ اور یہ بہی ممکن ہے کہ آپ کا قلب تجلیات الٰہی سے منور ہو اور الہام بہی ہوتا ہو۔ اور تزکیۂ انفاس میں آپ کے پاک نفس سے کافی مدد ملتی ہو۔ اور کیا عجب ہے کہ اس صدی کے مجدد زبردست ہوں۔

پس آپ بہی اگر بحیثیت ایک مرید صادق اور اعتقاد کے حضرت موصوف سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے مبارکی ہے اور خدا صاحب بہ سلامتی ایمان آپ کو اس ارادہ میں کامیاب فرماوے اور خصوصًا میرے لئے بہی دعا کے لئے بوقت حضوری و حصول قدم بوسی عرض کیجئے بلکہ یہہ میری تحریر ہی اگر آپ حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش فرماویں اور اس کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے مطلع فرماویں تو آپ کی عنایت ہے۔

سردست میری حاضری ناممکن ہے اگر فیضان باطنی کی غرض سے بحیثیت مرشد کامل تدشہائے فوق الذکر مجکو موقع ملے گا تو انشاءاللہ تعالیٰ میں اوس موقع کو ہاتھ سے ندونگا۔ اس تحریر کو ذیل کے شعر پر ختم کرتا ہوں۔ ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

خاکسار ازلی سید محبوب علی عفی عنہ۔

مکرر

تصور معاف میں یہ سمجہا تہا کہ آپ مقبرہ بہشتی کے متعلق چونکے ہونگے کیونکہ ایسا علی العموم اعلان سنت نبوی و احکام قرآنی کے خلاف ہے

کیا آپکو یہ واقعہ یاد نہیں ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک شب بام کعبہ سے کسی کی آواز سُنکر بے چین ہوئے اور جب بحالت بے چینی وہاں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بام کعبہ کی چہت سے لپٹا ہوا یہہ کہہ رہا ہے۔ الٰہی دوزخ کی آگ سے مجکو جلایا جائیگا یا نہ جلایا جاویگا انتڑیاں نار جہنم سے بہری جائینگی یا نہ بہری جائینگی وغیرہ وغیرہ تو خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہہ سمجہا کہ یہ کوئی گنہگار شخص ہے جو یوں زار و نالے کر رہا ہے۔ اسلئے آپ اوس کے دیکھنے کے منتظر ہے جب صاحب زار و نالہ بام کعبہ سے نیچے تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین حسین علیہ السلام ہیں۔ فورًا آپ قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوّل تو آپکے لئے آپ کی ذاتی عظمت کافی ہے دوسرے آپ کے جد اکرم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تیسرے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ذریعہ اور حضرت علی علیہ السلام کا وسیلہ کیا نجات کے لئے کم سامان ہے جو آپ ایسے بے چین ہیں تو آپنے فرمایا یہہ سب کچہہ صحیح ہے لیکن جس روز آیۂ

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔

کا نزول ہوا تو خود حضرت رسالت مآب صلعم نے جنابہ فاطمہ علیہا السلام کو بلا کر تنبیہًا فرمایا کہ

اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

یعنے اے فاطمہ پدری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کچہہ کارگر نہوگی عذاب دوزخ کا نظرانداز نکر دیا جاوے۔

تو جب پدری حضرت رسالت پناہ صلعم حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کارگر نہوگی تو پدری حضرت علی علیہ السلام میرے لئے کیونکر کارآمد ہوگی پس یہی خوف دامنگیر حال ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اب آپ غور فرمائیے کہ ایسے ایسے خلاصہ کائنات کا یہ حال ہے تو آپ ہی انصافًا فیصلہ فرمائیے۔ کہ مقبرۂ سرزمین قادیان کیونکر موجب نجات ہوگا اور جو دعوے کہ خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالعموم نہیں فرمایا تو حضرت قادیانی صاحب کیونکر کرسکتے ہیں اور ایسے دعوے کی تسلیم سے کیا قادیانی صاحب کی فضیلت معاذ اللہ حضرت سرور عالم صلعم پر ضمنًا مترشح و ثابت نہیں ہوتی اور کیا ایسی فضیلت کے قبول کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے۔ یقینًا آپ عقل سلیم سے اسکا تصفیہ کرینگے اور یہہ میری تحریر ضرور جناب قادیانی صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کرکے اسکی نسبت جو کچہہ صاحب موصوف صراحت فرمائینگے اوس سے مجہکو ضرور مطلع کرینگے ورنہ خدا کے پاس آپ ذمہ دار ہونگے۔ فقط

سید محبوب علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کرمنامہ میرے عریضہ کے جواب میں پہونچا جسکو مینے نہایت غور اور توجہ سے پڑہا۔ فی الحقیقت میری غرض اور میرا مدعا یہی ہے کہ وہ نور اور روشنی جو مینے پائی ہے اسکی طرف آپ کی رہنمائی کروں اور یہ محض ابتغاء الوجہ اللہ و نصحًا لخلق اللہ ہے۔ میں اس عریضہ کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں سمجہتا صرف چند ضروری امور پر آپ کی نظر ثانی کرانی چاہتا ہوں۔

آپ عالیجناب حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس مقام تک پہونچے ہیں کہ وہ مجدد ہونے کی حیثیت رکہتے ہیں اور انہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا وغیرہ کچہہ شک نہیں آپ کی یہ رائے تو اپنے اندر رنگِ قابلیت و استحقاق رکہتی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس فی الحقیقت مجدد موعود ہیں اور اسلام کی حمایت و نصرت جو آپ کے ذریعہ ہوئی وہ کوئی ایسا مخفی امر نہیں جسکو دوسرے لوگ جانتے ہوں بلکہ سب سے تلخ دشمن مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعتہ السنہ میں آنحضرت کی نسبت مندرجہ ذیل ریمارک کیا۔ جو اس نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکہا ہے اور وہ یہ ہے۔

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اور اسکا مولف بہی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجہے تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصًا فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ

پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بہی بیڑا اٹہالیا ہو اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتہہ یہ دعوے کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزا بہی چکہا دیا ہو۔"

یہہ رائے اس شخص کی حضرت اقدس مرزا صاحب کی نصرت و حمایت دین کے متعلق ہے جو آپ کا خطرناک دشمن ہے اور الفضل ما شہدت به الاعداء امر مسلم ہے خود بہی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں لہذا اب امر غور طلب یہ ہے کہ جو شخص حمایتِ دین کے لئے ایسا ممتاز اور مشارٌ الیہ ہوچکا ہو۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی نصرت اور تائید کے لئے تیار نہ ہو؟ کبہی نہیں۔

پس کم از کم وہ شخص جو حمایت دین کا ایسا جوش اپنے اندر رکہتا ہے یہہ ناممکن ہے کہ حمایت دین کی بجائے تخریب دین کرے معاذ اللہ منہا۔

اور اس سے بڑہ کر تخریب کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مفتری علی اللہ ہو۔ اور پہر ہم جب سنت اللہ میں اس امر کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی مفتری کو مہلت نہیں دیتا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت صادقہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہہ امر اور بہی کہل جاتا ہے کہ یہہ شخص اپنے دعاوی میں مفتری اور کذاب نہیں ہوسکتا اور حمایت دین اور نصرت اسلام پر جوش دلی رکہتا ہوا کبہی دنیا کو گمراہ کرنے کا وہم بہی نہیں کرسکتا۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب کا حامی دین ہونا ہی انکے تمام دعاوی کی صداقت کو ثابت کردیتا ہے۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے بے شمار دلائل ہیں۔ ہاں جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ آپ کے دعاوی کی صحت کی پرتال کرتے وقت یہہ غلطی کر بیٹہتے ہیں کہ وہ منہاج نبوۃ کے طریق کو چہوڑ کر اپنی خیالی اور خود تراشیدہ معیار پر آپ کو پرکہتے ہیں اور یہ راہ خطرناک ہے۔ لیکن جب ایک شخص محض صدق نیت سے رضاء الٰہی کا طالب ہوکر اور خشیت اللہ سے لبریز دل لیکر مامورین و مرسلین کے معیار پر آپ کو دیکہے گا تو یقینًا اسکا دل بول اٹہے گا کہ فی الحقیقت جناب مرزا صاحب خدا تعالےٰ کے مامور اور اس صدی کے مجدد اور مریضان اُمت کے مسیح اور گمرہان ملت کے لئے مہدی ہیں +

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آپ کو مرسل من اللہ کے لفظ پر اعتراض ہوا ہے

محض اس جہت سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اگرچہ یہ مسئلہ بہت تفصیل اور تصریح چاہتا ہے لیکن میں بجائے اسکے کہ خود اسپر کچھ لکھوں ۔ عالیجناب سیّدنا مسیح موعودؑ صاحب کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے ایک مضمون کو یہاں درج کر دیتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد بھی آپ کے دل میں کوئی امر تفصیل طلب ہو تو مجھے خوشی ہوگی کہ اسکو صاف کیا جاوے ۔ مجھے آپ کی نسبت نیک معلوم ہوتی ہے اور [illegible] اور ملامت سے [illegible] تعصب [illegible] معلوم ہوتا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

سو اگر [illegible] خاتم النبیین [illegible] [illegible] عقیدہ [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ پیشگوئیوں کا عقیدہ ہے [illegible] تو معصیت ہے اور آیت و لٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنے فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اسپر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے ۔ [illegible] اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ [illegible] ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے [illegible] [illegible] بلکہ اسی کے جلال کے لئے [illegible]

اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولٰکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اسپر مطابق آیت لا یظھر علیٰ غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے ۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت نازل ہو یا جسکو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اسکا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے ومن ادعیٰ فقد کفر ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اسوقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے ۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر ۔ [illegible] دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی [illegible] محمدؐ رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ

خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اوسکی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۞ ۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا ۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے ۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی [illegible] کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنے عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں ۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں ۔ اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں ۔ مجھے اوس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جسپر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی

جسکی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھپر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے ۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے ۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا ۔ اور میرا یہ قول ہے کہ

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اسکے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں ۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنے بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا ۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالےٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا

۞ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے ۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفے غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفے غیب حسب منطوق آیت رسالت اور نبوت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے ۔ منہ

کی مہر نہیں ٹوٹتی * - یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنے یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنے بہر حال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنے جبکہ میں بروزی طور پر . . . .

. . . . . . آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اسکا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنے اسکا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کی اہلبیت میں سے ہوگا + - اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا - یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔ اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہانتک کہ دونوں کے نام ایک کر دئیے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وآخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے - جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اسکی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائیگا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خلق لے گا اس کا علم لے گا ایسا ہی اوس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جیسا کہ بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے - اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اسپر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ - من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی - تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری - لیکن اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں - غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرماوے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاری کا موجب ہوگا - غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کُشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت سے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی - اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے - ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں - خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے - لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے -

* - یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علے غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسےٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے ۶ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - منہ

+ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی - معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی مراد میں ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں - اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے - منہ

اس نزاع کیلئے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مور دبروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اسکی عوض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت انّا اعطینا لکؐ الکوثر میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئیگا یعنے دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصّہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اوس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اوس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام ....

....

میں امید کرتا ہوں کہ یہ مضمون آپ کے وہم کا ازالہ کر دے گا۔ آیت الیوم اکملت لکم دینکم پر جناب نے توجہ نہیں فرمائی۔ یہ آیت بجائے خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ اسواسطے کہ تکمیل دو قسم کی تھی ایک تکمیل ہدایت۔ دوم تکمیل تبلیغ ہدایت۔ پس تکمیل ہدایت و شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو چکی آپ کے بعد اگر کوئی شخص جدید ہدایت و شریعت کا مدعی ہے تو وہ کذاب اور دجّال ہے۔ ہاں تکمیل تبلیغ ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے زمانہ کو مخصوص کیا ہوا تھا جیسا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ کے متعلق تمام مفسرین بالاتفاق کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور اسوقت اشاعت کی تکمیل کی جو صورتیں موجود ہیں۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی سہولتیں اور آرام میسر ہیں کہ جن کی نظیر نہیں۔ پریس کا اجرا۔ اخبار وان تار وں ڈاکخانوں اور دوسرے بے شمار ایجادات نے کل دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے اور تمام مذاہب دنیا کے میدان میں نکل آئے ہیں یہاں تک کہ مخفی در مخفی سوسائیٹیوں کے اصول اور معتقدات بھی طشت ازبام ہو چکے۔ اب اس ذلگل مذاہب میں اسلام کے اظہار کی ضرورت ہے کیونکہ اگر آج اسلام کو غالب کر کے نہ دکھایا جاوے تو آیت مذکور کا مفہوم باطل ٹھہر جائیگا پس ماننا پڑے گا کہ یہی وہ وقت مسیح موعود کا ہے اور جو شخص یہ کام کر رہا ہے اور اسکے ساتھ تائیدات الٰہیہ بھی ہیں اور وہ اپنے دعوے کے زبردست ثبوت ساتھ رکھتا ہے وہ قابل تسلیم ہے۔ اور اسکا انکار اللہ تعالےٰ کے ایک مامور و مرسل کا انکار ہے۔ یہ آیت اس امر کی بھی تصریح کرتی ہے کہ مسیح موعود کو رسول کہا گیا ہے۔ پس جناب اگر آیت اکملت لکم دینکم کی حقیقت اور فلسفہ پر غور فرماویں گے تو اور بھی حضرت اقدس کی صداقت کی شہادت آئیں گے۔

آخر میں آپ نے مقبرہ بہشتی کے متعلق کچھ رقم فرمایا ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہو جانا ہی نجات کے لئے کافی ہے اور اعمال کی حاجت نہیں وہ سخت غلطی کرتا اور دہوکا کھاتا ہے جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ یہ منشاء اور نہ مقصد ہاں یہ یقینی امر ہے کہ مقبرہ بہشتی میں اسے ہی جگہ ملے گی جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مغفور اور مرحوم ہے اور جو شرائط جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقبرہ میں داخل ہونے والوں کے متعلق تحریر فرمائی ہیں وہ بجائے خود جمیع اعمال صالحہ پر حاوی ہیں۔ اگر آپ ان ہدایات کو پڑھ لیں تو ...... آپ کو غالباً اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہیگی اسلئے وہ ہدایات الگ پیکٹ کے ذریعہ آپ کو بھیجی جاتی ہیں پڑھنے کے بعد آپ کو کوئی اعتراض ہو تو بے شک لکھیں اسپر توجہ کیجاوے گی۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مقبرہ بہشتی کا اعلان اور قیام ہی بجائے خود حضرت مسیح موعود کی سچائی کی ایک زبردست دلیل ہے اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ شخص اعلائے کلمۃ اللہ اور نصرت دین قویم کا کیا جوش اپنے اندر رکھتا ہے جو مرنے سے پہلے اسلام کی اشاعت کا ایک مستقل سلسلہ جاری کرنے کی سعی کرتا ہے کیا یہ تڑپ کسی ایسے قلب میں ہو سکتی ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے اس خاص کام کے لئے مخصوص اور مطہر نہ کیا ہو؟

میں فی الحال اس خط کو بند کرتا ہوں۔ آیندہ آپ جو کچھ لکھیں گے اسپر اگر ضرورت پڑی تو اور تصریح کر دی جاوے گی لیکن میں ایک اور امر بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی آسان اور صاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ خالی الذہن ہو کر حضرت احدیت میں جناب مرزا صاحب کے متعلق دعا کریں کہ اے اللہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوے کرتا ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کا مرسل اور اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی ہوں۔ اگر یہ شخص فی الحقیقت تیری طرف سے ہے اور زمانہ میں تیرے وعدے کے موافق آیا ہے تو مجھ پر اسکی صداقت کی حقیقت کھولدے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ تہجد اور دوسری نمازوں میں التزاماً یہ دعا کرتے رہیں گے تو اللہ تعالےٰ امر حق آپ پر کھولدے گا۔

والسلام

شذرات

عملوں کا پھل جالندھر کے آریہ اخبار پرچارک کی تازہ اشاعت میں ایک طویل اور پر جوش آرٹیکل گوروکل آریوں کی تعلیمی انسٹیٹیوشن کی حمایت میں لکھا گیا ہے جس میں معمولی زوردار الفاظ کے ضمن میں مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کی بہمانی میں بھی چند سطریں لکھی ہیں جنکو پڑھ کر مجھے تعجب ہی ہوا وہ یہ ہیں۔

"مانشی رام کے بہروسہ پر مست رہا ہے اور یہ بہروسہ کرو منشی رام سے جتنا کام ہو سکتا تھا اسلئے اس نے ادہک کر کے پرماتما کے نیم کو توڑا اور اس کا پھل بھوگ رہا ہے ...... شاریرک نیموں کی آپ کے گروکل کی خاطر پروا نکر کے اسنے شاریرک کشٹ ہی خرید لیا وہ تمہارے ہاتھوں بک چکا ہے ...... لیکن خطرہ یہ ہے کہ ہوقت اس کے شریر کو زیادہ کشٹ دیکر کہیں تم ہمیشہ کے لئے اس کو کہو نہ بیٹھو"

لالہ منشی رام صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اسکی وجہ کثرت کار ہو یا ہجوم تفکرات مگر تعجب ہی ہے کہ لالہ منشی رام صاحب اس جنم میں اپنے عمل سابقہ کا پھل بھوگ رہے ہیں تو انکی بیماری پر افسوس کیوں اور ان کی موت پر جو سب کو آنی یقینی ہے ایسا خوف کیوں ہے؟

آریہ پترو! اپنے مذہبی عقاید کو کیسے وقت مد نظر رکھا کرو جبکہ کرموں کی گتی اٹل ہے اور کئے کا بدلا بدی ہے پھر لالہ منشی رام صاحب کو جو کچھ بھی بھگتنا پڑتا ہے خواہ مختلف قسم کی الزامات کیصورت میں یا بیماریوں اور تفکرات کے رنگ میں یہ سب پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے انہیں بھگتنے دو۔ اور تم دیکھو کہ جزا و الاعمال کا فلسفہ کیا سبق دیتا ہے۔

پولیٹیکل لٹریچر اگر الحکم ایک خالص مذہبی پرچہ ہے اور اس میں پولیٹیکل امور پر بحث کرنا ایڈیٹر کا مقصد نہیں ٹھیرایا گیا۔ تاہم مذہبی نکتہ خیال سے اس امر کا ظاہر کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کانگریسی اور اکثر ہندو اخبارات کا جنہیں زیادہ خیال سے آریہ اخبارات کہنا چاہئے) پولیٹیکل لٹریچر یوماً فیوماً خطرناک رنگ اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور ہر نیا دن اور انکی نئی اشاعت ایک جدید جوش اور شوریدہ سری کا نظارہ دکھاتا ہے۔ میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ جائز طور پر مودبانہ طریق سے اپنی عرضداشتوں اور حوائج کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنا کبھی نامناسب نہیں سمجھا گیا لیکن بےجا جوش دکھا کر اپنی وفاداری اور فرمانبرداری کو داغ لگانا سخت خطرناک امر ہے۔ میں عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کہ اخبارات میں بڑے پر جوش آرٹیکل نکل رہے ہیں جو ملک میں بدامنی پھیلانے کیلئے کافی مصالحہ اپنے اندر رکھتے ہیں ۱۸۵۷ء کے واقعات کو دوہرایا جاتا ہے اور بعض دوسرے بیہودہ اور حماقت کے امور کو پیش کیا جاتا ہے اور وہ پھوڑا جو بنگال میں پکتا رہا ہے وہ ناسور بن کر پنجاب میں بھی نکلا ہے مجھے سخت اندیشہ ہے کہ ملک اور قوم کے بے گناہ افراد کو گزند پہنچے۔ اسلئے میں نہایت عاجزی سے اپنے معاصرین کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی رفتار کا اندازہ کریں اور بے وقوفوں کو بھڑکا کر تماشا نہ دیکھیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی برکات اور احسانات کا بغور مطالعہ کریں اور ملک میں بدظنی کی بجائے وفاداری اور احسان پروری کی روح پیدا کریں۔ پھر وہ خود دیکھ لیں گے کہ انہوں نے اپنی شکایات کا اندازہ غلط کیا تھا۔ گورنمنٹ آخر گورنمنٹ ہے وہ تمہارے دباؤ سے دب نہیں سکتی۔ اسکی خاموشی اور بردباری سے فائدہ اٹھاؤ بہتر ہے جوش کو دباؤ۔ اور ادب کے طریقے اختیار کرو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واجب الاحترام امام ایسی تحریکوں کو جو پولیٹیکل رنگ میں ہو رہی ہیں ہمیشہ سے نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اسلئے کوئی احمدی ان تحریکوں سے ہمدردی نہیں کر سکتا اور نہ اسکی ضرورت ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واجب الاحترام پیشوا دنیا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کا اہم فرض لیکر آیا ہے وہ ساری آسائشوں اور راحتوں کا اصل الاصول خداپرستی اور خداترسی کو قرار دیتا ہے۔ مادی ترقیوں کو اصل مقصد سے دور لیجانے والی چیز سمجھتا ہے اسلئے جواہر ہماری نظر میں نوع انسان کے لئے مفید ہیں اسے ہم پیش کئے دیتے ہیں۔ یہ تمہارا اختیار ہے ہمیں بزدل کہو یا خوشامدی!

عفاک اللہ نکو گفتی؟ معزز اخبار مفید عام میں کسی احسان فاروقی تھانوی" نے ایڈیٹر صاحب الحکم کی تاثرات کو عنوان سے ایک مضمون مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی موت پر لکھ کر گڑے مردے اکھاڑنے کی کوشش کی ہے جو گویا ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء کے الحکم کے کسی نوٹ کا جواب ہے جس میں نوٹس کا خود دو ... جواب ... ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک تازہ پیشگوئی

۲۹- اپریل ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ

الہام الٰہی " دشمن کا بھی ایک وار نکلا-
وتلک الایام نداولھا بین الناس

یعنی کوئی ایسا امر جو وہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا- جس سے دشمن خوش ہو جائے گا اور وہ امر جو وہ خدا کی طرف سے ہوگا- یا دشمن کا اس میں کچھ دخل ہوگا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کی ہم نوبت بہ نوبت لوگوں میں پھرا کرتے ہیں بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کو ملتی ہے اور دشمن ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بدر کی لڑائی میں ہوا کہ کفار کو سخت شکست آئی اور نامی افسر اور سرگردہ ان کی فوج کے اسی لڑائی میں مارے گئے جیسا کہ ابوجہل- یہ خوشی تو مومنوں کو پہنچی پھر دوسری مرتبہ کفار کی خوشی کی نوبت آئی اور اُحد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا اسوقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو سنت اللہ سے ناواقف تھے- یہ خیال بھی آیا کہ جس حالت میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت٭ ہم پر کیوں آئی- تب اون کا جواب اللہ تعالیٰ نے وہ دیا- جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس

یعنی اگر تم کو اُحد کی لڑائی میں دکھ اور تکلیف پہنچی ہے تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی اور ایسا ہی دکھ اور نقصان پڑا تھا- یہاں تک کہ جس کو امیر فوج بنا کر لائے تھے یعنی ابوجہل وہ بھی کھیت رہا اور بڑے بڑے کافر مارے گئے پھر اگر اس کے مقابل امیر حمزہ شہید ہوئے اور دوسرے بزرگ صحابہ نے شربت شہادت پیا تو اس قدر بالمقابل صدمہ دیکھنا ضروری تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت ہے کہ کبھی کافر فنا کئے جاتے ہیں اور کبھی مومن تکلیف اٹھاتے ہیں- اس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے- جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آجاتا ہے جو کافر مارے خوشی کے اچھلنے پھرتے ہیں

پس اللہ تعالیٰ نے اس اپنی وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے اور اسبات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ سے متواتر خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہو رہی ہے جس سے مخالف لوگ ایک مسلسل غم دیکھ رہے ہیں اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وتلک الایام نداولھا بین الناس ان کو بھی کچھ خوشی پہنچائی جائے سو اس الہام کی بنا پر کوئی امر ہمارے لئے ناگوار اور ان کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائے گا- اور جو نشان اس تھوڑے عرصہ میں ہماری تائید میں ظاہر ہوئے جو ہماری خوشی کا موجب اور مخالفوں کے رنج کا موجب تھے وہ بہ تفصیل ذیل ہیں اول سب سے پہلے مسمی کرم دین ساکن بھیں ضلع جہلم کے مقدمات میں دو رحمت کے نشان خدا تعالیٰ کے ظاہر ہوئے پہلے وہ مقدمہ ہے جو کرم دین مذکور نے جہلم کی عدالت میں بصیغہ فوجداری مجھ پر دائر کیا تھا اس میں خدا تعالیٰ نے قبل فیصلہ اس مقدمہ کی مجھے خبر دی کہ کرم دین مذکور ناکام رہے گا اور شکست کھائیگا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا- چنانچہ ابھی مقدمہ زیر تجویز ہی تھا کہ میں نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں اس پیشگوئی کو چھاپ کر شائع کر دیا اور جب میری طلبی جہلم کی عدالت میں ہوئی تو میں کئی نسخے اس کتاب کے ساتھ لے گیا اور قبل فیصلہ مقدمہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے اور قادیان میں بھی جہلم کے جانے سے پہلے کئی نسخے اس کتاب کے تقسیم کئے اور ایک نسخہ حسب دستور گورنمنٹ میں بھی بھیجدیا- اور آخر پیشگوئی کے مطابق کرم دین کے مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت جہلم نے خارج کر دیا- یہ پہلا نشان ہے جو ظاہر ہوا- پھر ایک اور مقدمہ کرم دین مذکور نے فوجداری میں میرے پر گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا اور اس پر بھی ہماری جماعت میں سے ایک شخص کیطرف سے ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا- ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ انجام کار میں کرم دین کے مقدمہ سے بری کیا جاؤں گا مگر وہ سزا پائیگا چنانچہ وہ پیشگوئی میں نے قبل فیصلہ مقدمہ کے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرا دی اور ایسا ہی ظہور میں آیا کہ کرم دین سزا پا گیا اور میں انجام کار بری کیا گیا اور یہ دو نشان تھے جو ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوئے- اور پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ ایک زلزلہ کا دھکا ظاہر ہوگا جس سے جانوں اور عمارتوں کا نقصان ہوگا یہ خبر بھی میں نے قبل از وقت الحکم اور بدر کے ذریعہ سے شائع کر دی- چنانچہ ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ زلزلہ آیا- جس کی نقصان رسانی کی تفصیل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں- یہ چوتھا نشان تھا- جو ظاہر ہوا پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ موسم بہار میں ایک اور غیر معمولی زلزلہ آئیگا اور ۲۵- فروری ۱۹۰۶ء کے بعد آئیگا- چنانچہ ۲۷- فروری ۱۹۰۶ء کا دن گذرنے کے بعد رات کو بوقت ڈیڑھ بجے وہ زلزلہ آیا- جس سے بہت سے گھر مسمار ہوئے اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں- اور یہ پانچواں نشان تھا جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا پھر ایسا اتفاق ہوگیا کہ ایک شخص چراغدین نام جموں کا رہنے والا جو ابتداء میں میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور [illegible] کے ساتھ ایک خطرناک اختلاط اس کا ہو گیا اور اس نے پیغمبری کا دعوےٰ بھی کیا- تب میں نے اس کی نسبت بد دعا کی اور مجھے خدا تعالیٰ سے الہام ہوا کہ خدا اس کو فنا کر دے گا اور اُس کو غارت کرے گا اور اس پر غضب نازل کرے گا اور اشارہ کیا گیا کہ وہ طاعون سے مرے گا- اسی لئے میں نے طاعون کے رسالہ میں (جو طاعون کے بارے میں میں نے لکھا تھا) جس کا نام دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء ہے- یہ پیشگوئی درج کی چنانچہ وہ اپنی کتاب منارۃ المسیح کے ایک برس بعد (جس میں مجھے اس نے دجّال قرار دیا ہے) اس قہر میں گرفتار ہوا- کہ اول دو لڑکے اور ایک لڑکی اسکی طاعون سے مری اور پھر چار اپریل ۱۹۰۶ء کو خود طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گذر گیا- اور یہ چھٹا نشان تھا- جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور نشان ظہور میں آیا کہ اس نے اپنی طرف سے صریح لفظوں میں مباہلہ کیا اور اپنا ذکر کر کے اور میرا نام لے کر خدا سے یہ دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو مفتری اور حق کا دشمن ہے- خدا اس کو فنا کر دے اور حق اور باطل میں فیصلہ کر دے اس کی اس دعا پر صرف دو تین روز اس پر گذرے تھے کہ وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آ گیا- اور ایک دردناک عذاب کیساتھ مرا کیونکہ اس سے زیادہ دردناک کونسا حادثہ ہوگا؟ کہ پہلے اوس نے اپنے عزیز دو بیٹے اور ایک بیٹی اپنی آنکھ کے سامنے مرتی دیکھی اور اس پر مصیبت حادثہ کو مشاہدہ کر لیا کہ اب اس کی قطع نسل ہوگئی اور کوئی اس کی نسل میں سے باقی نہیں رہا اور پھر بعد اس کے ایسی طاعون سے بصد حسرت آپ موت کا پیالہ پیا اور ایمانی حالت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دونوں لڑکوں کے مرنے کے بعد اس کے کلمات یہ تھے کہ اب خدا ہی میرا دشمن ہو گیا- ساتواں نشان تھا جو ظہور میں آیا- پھر بعد اس کے ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ ایک شخص ڈوئی نام کا صیہون نام ایک شہر میں رہتا تھا اور پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا تھا اور الہام کا بھی مدعی تھا- میں نے اسکو مباہلہ کے لئے بلایا- اس نے کچھ جواب نہ دیا اور بہت تکبر دکھلایا اور میں نے اس کی نسبت انگریزی رسالہ میں شائع کیا کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا- چنانچہ امریکہ کے اخباروں میں بھی یہ مضمون شائع ہوگیا- اب وہ کچھ عرصہ سے فالج کے مہلک مرض میں گرفتار ہو گیا اور ساری پیغمبری اس کی دریا برد ہو گئی اور چراغدین کی طرح اس نے ثابت کر دیا کہ جھوٹا پیغمبر کس طرح جلد پکڑا جاتا ہے- اور اب امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہ قریب المرگ ہے- یہ آٹھواں نشان ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کیا ایسا ہی خدا نے مجھے اپنی پاک وحی سے خبر دیکر فرمایا تھا- ایسا فرمایا تھا دشمن کا کوچہ ویران کر دی [illegible] گئی تھی کہ بہت سے دشمن مر جائیں گے اور ان کا کوچہ ویران ہو جائے گا- چنانچہ [illegible] دیکھو کتنے مخالف [illegible] آئے ہیں کہ اس [illegible] کو سخت شیخ اور ناپاک دل دشمن جو سخت متعصب تھے مع عیال و اطفال اس جہان سے گذر گئے جن کی تفصیل کسی مستقل رسالہ میں انشاء اللہ درج کی جائے گی- یہ نواں نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے اس سال میں میری تائید میں ظاہر فرمایا- پھر پہلے اپنے متواتر اشتہارات میں بار بار شائع کیا تھا کہ دنیا میں سخت سخت زلزلے آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے اور بہت موت ہوگی- چنانچہ ایسے زلزلے فارموسا چین اور سان فرانسسکو ملک امریکہ اور اٹلی میں آگئے اور وہ درحقیقت ایسے خوفناک ہیں کہ جو شخص پہلے میرے اشتہارات کو پڑھے گا- اور پھر ان زلزلوں اور عام تباہی کا نقشہ اسکی نظر کے سامنے آجائیگا- اس کو بہرحال اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ وہی پیشگوئیاں ہیں کہ جو پہلے میری طرف سے ہو چکی ہیں- یہ تین نشان ہیں- جن کے ملانے سے بارہ نشان ہوتے ہیں جو ان دنوں میں ظہور میں آئے اور پانچ اور زلزلوں کا وعدہ ہے- جن کی انتظار کرنی چاہیئے-

بعض نادان کہتے ہیں کہ اگر یہ زلزلے امریکہ وغیرہ کے اس شخص یعنی اس عاجز کی تائید اور تصدیق کے لئے آئے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ان ملکوں کے لوگ تو اس کے نام سے بھی بے خبر ہیں- اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو جھوٹ ہے کہ وہ لوگ میرے نام سے بے خبر ہیں- امریکہ کے مشہور اور نامی اخباروں میں کئی دفعہ میرا اور میرے دعوے کا ذکر آچکا ہے- بلکہ انہیں اخبار والوں نے لکھا تھا کہ پنجاب سے فلاں شخص ڈوئی کو جو پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اور ڈوئی اوس سے بھاگتا ہے- اس صورت میں

٭ نوٹ- اسی کے ہم رنگ واقعہ عبداللہ آتھم اور لیکھرام تھا عبداللہ آتھم عین شرطی پیشگوئی کے موافق مرا مگر ناسمجھ مخالفوں نے اس بات پر بہت خوشی ظاہر کی کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا یہ معاملہ ایسا تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت "شبہ لھم" کا معاملہ تھا خدا کو منظور تھا کہ بموجب اپنی قانون قدرت وتلک الایام نداولھا بین الناس مخالفوں کو خوشی پہنچائے کیونکہ پہلے زمانہ نے بہت اُن کو غمگین کر رکھا تھا اور یہ خوشی بھی قایم نہ رہی کیونکہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی جو منہ بند ہو گئے

وہ بےخبر کیونکر ہو سکتے ہیں - ماسوا اس کے جبکہ تمام دنیا کے زلزلوں کی نسبت اُن زلازل سے پہلے جو ابھی ظہور میں آئے میری پیشگوئیاں شائع ہو چکی ہیں - اور عنقریب واقع ہونے ان پیشگوئیوں کے انگریزی میں وہ رسالے میری جماعت کے لوگوں کو جو انگریز ہیں اور امریکہ کے بعض حصوں میں رہتے ہیں - پہونچ چکے ہیں - اور اس ملک میں عام طور پر بھی وہ رسالہ شائع ہو چکے ہیں تو اس صورت میں امریکہ کے لوگ ان پیشگوئیوں کو بے خبر کیونکر ہو سکتے ہیں - ماسوا اس کے ان ممالک میں بعض شہری طور پر زلزلے آئے ہیں - اور چونکہ ان زلازل کی نسبت پیشگوئیاں پہلے ہو چکی ہیں - اسلئے وہ لوگ اس نشان سے انکار نہیں کر سکتے - لیکن جو مقامیں ان میں واقع ہوئی ہیں - وہ اُن کے گناہوں اور فسق و فجور کی وجہ سے ہیں اور یہ زلزلے میری طرف سے ان کی رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ میں نے ہی قبل از وقت ان کو ان آفات کی خبر دی ہے - غرض ہلاک ہونے والے اپنے سابق گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور جنہیں پیشگوئی کی خبر ملے گی - ان کے لئے وہ نشان ہوا - اگر وہ اس نشان کو ٹال دینگے - تو پھر کوئی اور عذاب آئیگا -

اب یاد رکھو کہ یہ دس نشان تازہ بتازہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہو چکے ہیں اور دشمنوں کو بہت کوفت اور ہم و غم پہنچا ہے - تو مذکورہ بالا الہام میں خدا تعالیٰ پیشگوئی کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہوگا - جو کسی قدر دشمنوں کو خوشی کا باعث ہو جائیگا - معلوم نہیں کہ وہ کیا امر ہے اور خدا تعالیٰ قادر ہے - کہ یہی ہماری عادت ہے کہ کبھی ہم دشمن دین کو بھی خوش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ خادمان دین کو خوش کرتے ہیں - لیکن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر ——— خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود

ریویو

کاشفۃ الرموز موجز القانون کی فارسی ایک شرح ہے جس کا پہلا حصہ طبع ہو کر شائع ہوا ہے مصنف صاحب کے منشاء اور خود شرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ چار جلدوں میں یہ شرح ہوگی -

موجز القانون ایک درسی مشہور کتاب ہے - یہ رسب طب یونانی کے طالب العلم کو اسکی ضرورت ہے - لاہور گمٹی بازار مکان حکیم دین محمد شرح خلیق الرشید حکیم الہ دین صاحب ایک مشہور اور فرد طبیب لاہور کے پتے سے ملیگی -

نورالدین از قادیان

ضرورت

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک سینیر ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تجربہ کار احمدی کو ترجیح ہوگی - درخواستیں مع نقول سندات ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان کے نام ہوں -

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ماشکی اور ایک خاکروب کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک ۵ روپیہ ماشکی و ۴ روپیہ خاکروب ہوگا احمدی احباب کوشش کر کے اچھے آدمی بھجوائیں -

(۳) ان اصحاب کی خدمت میں جنکے صاحبزادگان بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں التماس ہے کہ خرچ ماہوار کی ۱۰ تاریخ تک ارسال فرما دیا کریں - کیونکہ روپیہ نہ پہنچنے سے اور ادھار اشیاء خریدنے سے بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے - حساب ماہوار بدستور بھیجا جاتا رہیگا کمی زیادتی کا فیصلہ بعد میں ہو جایا کرے گا -

(۴) چوہدری فضل محمد رئیس ہیگووال کے صاحبزادہ کے لئے ایک انگریزی ٹرینڈ مڈل پاس استاد کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک ۱۲ ہوگا -

آپکا نیاز مند
عبدالرحیم سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس

کتاب تحفۂ آریا سماج پر ریمارک

یہ کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب المعروف مسٹر دہرم پال سابق اپدیشک آریا سماج سہما نے آریا سماج اور اس کے بانی مبانی سوامی دیانند صاحب سرسوتی اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے بطلان کے اظہار میں تالیف کی ہے -

صاحب موصوف بہت عرصہ آریا سماج کے اپدیشک رہے ہیں اور علم سنسکرت میں عمدہ لیاقت رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ خدا نے حق پسند طبیعت عنایت فرمائی ہے - آپ عرصہ تک ستیارتھ پرکاش کے اکثر مسائل کو ویدوں کی تحریرات کے برخلاف سمجھکر اپنے شبہات کے تسلی بخش جواب حاصل کرنے کے لئے آریا پنڈتوں سے تقاضا ملتجی رہے مگر وہاں سے کچھ جواب نہ ملنے پر مایوسی کی حالت میں دہلی تشریف لا کر مشرف باسلام ہوئے - اور اسلام لانے کے بعد ایک چھوٹا سا رسالہ ترک وید بزم لکھا اور اسمیں مختصر کیفیت اپنے شبہات اور اسلام لانے کی اور مندرجہ عنوان کتاب کی تحریر کا وعدہ تحریر فرمایا چنانچہ اب وہ کتاب قاسمی پریس دہلی میں چھپکر شائع ہو گئی ہے اور

ہم قیمت ۸ ہے -

میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا ہے - اس کتاب پر ریویو لکھنا تو بہت بڑا کام ہے اسواسطے میں اسوقت یہ مختصر سا ریمارک ہدیہ ناظرین کرتا ہوں - میری رائے میں آریا مذہب کی تردید کیلئے اپنی طرز کی یہہ پہلی کتاب ہے - جسنے انہیں کی معتمد علیہ کتاب (ستیارتھ پرکاش) کا ویدوں کے برخلاف ہونا ثابت کر دیا ہے گو ہمارے مذہب کے علماء نے بڑی بڑے پُر زور دلائل اور براہین سے ویدمت کو باطل اور اسلام کو سچا مذہب ثابت کر کے بہت سی تصنیفات کی ہیں - اور ادہر آریا صاحبان نے دشنام دہی اور فحش گوئی میں دیگر مذاہب والوں کی خوب خبر لی ہے اور اپنے مذہب کے دعاوی کا پورا نمونہ دکھایا ہے - گو بعض علماء اسلام کی زبان سنسکرت سے عدم واقفیت نے آریہ سماج کی ایسی زبان بندی نہیں کی جیسی کہ اس کتاب سے - آریا صاحبان اگر سچ کے طالب ہیں تو جبتک شیخ عبدالعزیز صاحب کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیں اور ستیارتھ پرکاش کی ان عبارتوں کو ویدوں کی عبارت کے مطابق کر کے نہ دکھلائیں اسوقت تک کسی غیر مذہب پر حملہ کرنا ڈھٹائی ہے -

اس کتاب میں اول بڑی خوبی یہ ہے کہ صاحب موصوف نے اس کتاب کی تحریر میں اخلاق محمدی کا پورا نمونہ دکھلایا ہے - جہاں ان کے کسی بزرگ کا نام آیا وہاں نہایت ادب اور تعظیم سے یاد کیا ہے اور نہایت ہی شائستہ الفاظ میں گفتگو کی ہے مسٹر دہرم پال صاحب کی طرف نہیں کہ انکا رسول تو کجا ان کے اللہ کو وہ پھبتیاں سنائیں کہ بھانڈوں کو مات کر دیا - مگر ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مسٹر دہرم پال صاحب - اور شیخ عبدالعزیز صاحب کے حسب و نسب میں جیسا کہ زمین و آسمان کا فرق ہے ویسا ہی ان دونوں کے مذہب میں بعد المشرقین و المغربین ہے دہرم پال بیچارے ایک غریب مزدور جولاہے کے گھر میں پیدا ہوئے - اور شیخ عبدالعزیز صاحب معزز اور صاحب جائداد ہندو خاندان میں - دہرم پال نے دوسروں کے سہارے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور شیخ عبدالعزیز حق کی تلاش میں پہلے آریہ ہوئے اور اس مذہب کی یہاں تک واقفیت پیدا کی کہ مدتوں اس کے اپدیشک (واعظ) رہے اور اسکی خوب چھان بین کی اور آخر سچے نتیجہ کو پالیا - دہرم پال صرف یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کر کے مذہب اسلام کی جملہ کتب دینیہ - قرآن و حدیث - اصول تفسیر پر حاوی ہو گئے - اور وید دان کے ہی حافظ بن گئے مگر دراصل آپ کو نہ قرآن کے مطالب سے واقفیت اور نہ ویدوں ہی کے علم سے خبر - شیخ عبدالعزیز صاحب کی تحریر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آپ سچائی کے طالب ہیں اور حق کے متلاشی - دہرم پال صاحب کی تصنیفات شہادت دیتی ہیں کہ آپکو راستی کی تلاش نہیں صرف سوسائٹی کی عزت کا خیال ہے سو وہ دونو صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے میری رائے ہے کہ ناظرین کتاب تہذیب الاسلام اور تحفۂ آریا سماج کے مطالعہ سے بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں -

دوسری خوبی اس کتاب میں یہ ہے کہ مؤلف نے جو کچھ لکھا ہے اپنی رائے اور قیاس سے نہیں لکھا بلکہ ویدوں اور اپنشدوں اور منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کی عبارتیں نقل کر کے انکا مستند ترجمہ معتبر مترجمان کے بیان کے بموجب تحریر کیا ہے - احکم الحاکمین قادر مطلق خدا مؤلف کو قبولیت کونین نیک نتیجہ عنایت فرماوے - یہ کتاب آریا مذہب کے سچائی کے طالب اور پاک فطرت روحوں کو احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے عمدہ ذریعہ ہوگی - خداوند تعالیٰ نے ان خدا نما نے والے آریوں میں سے ایک بہادر پہلوان اسلام کی حمایت کیلئے کھڑا کر دیا ہے - مسلمانوں کو اس کتاب کی ترقی اشاعت میں کوشش کرنی چاہیئے -

آریا صاحبان اسوقت ہوش میں آئیں گے جبکہ سچا کا طالب شخص اپنے وعدہ کے مطابق قرآن اور وید کا مقابلہ کر کے دکھلائیگا - یہہ ساری بھلائی مہدی آخرالزمان کے دم کی برکت سے ہے اور اوسی کی تائید کے لئے خداوند تعالیٰ اپنے سچے مذہب کی اعانت کے سامان مہیا کر رہا ہے - دیکھو اسلامی نور کس طرح چمک رہا ہے - واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون -

غلام احمد خان کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور

گذارش

۲۴ - مارچ کے ہفتہ وار پیسہ اخبار میں حکیم احمد اللہ خان صاحب کا مضمون دیکھکر میں نے اگلے ہی روز اوسکا جواب قلم برداشتہ لکھکر دفتر الحکم روانہ کر دیا تھا - جو ۳۱ - مارچ کے الحکم میں کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکا آج بتاریخ پانچ اپریل ۱۹۰۶ء ۱۹ مارچ کا پیسہ اخبار ایک دوست صادق کا بھیجا ہوا میرے پاس پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ اصل مضمون ۱۹ - مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں شائع ہو چکا تھا اوسی کی نقل ۲۴ مارچ کے ہفتہ وار میں تھی اس اصل اور نقل میں کسیقدر فرق ہے مگر ہم ٹھیک ہے کہ ۲۴ مارچ کے پیسہ اخبار میں اصل مضمون کا کامل خلاصہ تھا اور اوس خلاصہ کا جواب میں ایک شعر ہی لکھکر دا کر چکا ہوں اسلئے ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس روزانہ پیسہ اخبار کے جاہلانہ مضمون پر علیحدہ کچھ لکھوں حکیم صاحب بالکل اطمینان رکھیں میں اون کی خدمتگذاری کیلئے بالکل مستعد اور تیار ہوں - آیندہ مضمون میں آپکے تمام خدشات ایک ساتھ ہی رفع کر دیئے جائینگے مگر اتنی گذارش ہے کہ جبطرح میں الحکم (جسمیں کوئی مضمون آپکی رد میں ہوتا ہی) فوراً آپکے پاس بھجوا دیتا ہوں - اسیطرح ایک نظر دیکھ لینے کے بعد روزانہ پیسہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دیا کیجئے - غضب کی بات ہے کہ ۱۹ - مارچ کا اخبار اور آجتک مجھکو اوسکے دیکھنے کا موقع آپنے نہ دیا بھلا ہو صوفی پیسہ اخبار جیسے کثیر الاشاعت اخبار ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا
تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا
زمیں اور سما میں ہے ذرّے کا جتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں
ہے چہرہ بھی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا مولا
میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی
تو واقف ہے اس سے جو اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو برلانے والا
جو مانے تجھے اوس کا غم کھانیوالا
مراد اس سے ہے جو وہ کردی تو پوری
تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اُس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ ڈھکی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سی بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زوداثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہوا اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سی کچھہ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچھہ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیر دنجات سادہ لوح لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کیلئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصے کی بجنسہٖ نقل ہی کردی۔ اور اسطرح نام کے تہوڑے سے تغیرّ و تبدّل سے اشتہار جاری کردیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں مغالطہ سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ ہی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تہا۔ خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرمادے۔ تا یہ لوگ اس جبت پرستی سی باز آدیں۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :۔

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے لہٰذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بھیجدیں۔ تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپنے دہوکہ کہایا ہے۔ ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ ورنہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ ومحنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والی کی منشاء کیا ہے۔

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خدا تعالےٰ سب کا رزاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو جس سے وہ کامیاب ہوا ور نقالی اشتہار چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھہ نصیب نہ ہوگا۔ اور عاقبت نہایت برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتادیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر دیکھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ (واللہ عزیز ذو انتقام)

دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگہ نے ممیرٰا کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں میرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر وحیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد دلجاجت سے کسی کو اپنا خیال ہی بنالیو سے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانوں کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

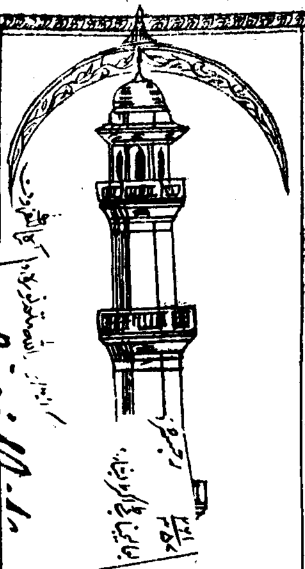
اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

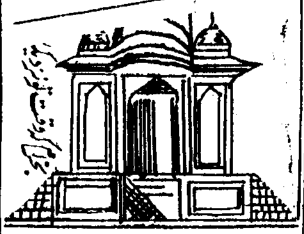
کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خرید و یا نہ خرید و یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکہئے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری — کارخانہ رفیق الصحت **لاہور**

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے جسکا نام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷





فہرست مضامین

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْيَةَ

الحکم

جسم با تو گر آئی چہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عوض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص ومعاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

نمبر ۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۲۴ھ یوم پنجشنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیاء

۴ مئی ۱۹۰۶ء - اِنِّیْ مَعَ الْاَکْرَام
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک

ترجمہ - تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا -

۵ مئی ۱۹۰۶ء - رؤیا - ایک شخص نے ایک دوائی کولا دانی کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے - اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں - ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے - مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں - دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی - لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا تھا - اسوقت میں کہتا ہوں کہ اسکا وقت آگیا ہے - اسکو نوکر کہا جاتے اور میں نے اس کتاب پر دستخط کردیئے ہیں - پھر الہام ہوا

"یہہ میری کتاب ہے اسکو کوئی ہاتہہ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں"- پھر الہام ہوا

"اللّٰہ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلیٰ"

ترجمہ - اللہ تعالٰے ہمیں اونچا کرے گا - ہم نیچے نہیں کئے جائینگے -

فرمایا - اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہونگے اور ... سے مغلوب نہ ہونگے

۵ مئی ۱۹۰۶ء - الہام -

"پھر بہار آئی - تو آئے ثلج کے آنیکے دن"

ثلج کا لفظ عربی ہے - اسکے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہوجاتی ہے - اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے - اسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں -

ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خداتعالٰے غیرمعمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا اور برف اور اسکے لوازم شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنے اسکے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اوسکا دل مطمئن ہوجاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلان تقریر موجب ثلج قلب ہوگئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہوگئی - اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پالیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے - غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے -

اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو سوس کرتا ہے کہ اگر خداتعالٰے کے نزدیک اثجابہ ثلج کے دوسرے معنے ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہہ وشک دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ دونوں زلزلوں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے - اور ثلج قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا اور گذشتہ شکوک وشبہات بکلی دور ہوجائینگے اور حجت پوری ہوجائے گی -

اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوجائیں گے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر تواتر نشانوں کیوجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفین کے مونہہ بند ہوجائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہوجانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خداتعالٰے کوئی اور سماوی آفت نازل کرے گا - واللّٰہ اعلم بالصواب -

پھر ۶ مئی ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ کو الہام ہوا -

وَلَا تُکَلِّمْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّہُمْ مُغْرَقُوْن
وَعْدًا عَلَیْنَا حَق - یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں - یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم وغموم میں اگر کر دین کے پہلو سے لاپرواہیں - میں ان کو ضرور غرق کرونگا - اور ناکامی میں مرینگے - یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا - میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے - جو دنیا کے ہموم وغموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں - اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہیں - گویا خداتعالٰے مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مرگیا - ان کی دنیا بھی مرے گی - ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے - پس اسی قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے - اور ایک بڑے عذاب سے اون کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو - مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر اون کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے -

۷ مئی ۱۹۰۶ء - الہام

"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"

کتبہ احقر الزمن محمد حسن نجبوری عفی عنہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

دہرم پال کی صدائے خون

دہرم پال جب آریہ ہوئے تھے اور انہوں نے دیدک سدہانتوں کا نسفہ علی طور پر حل کیا ہے انکے سر پر خون چڑھ گیا ہے۔ جن لوگوں نے انکی ایڈیٹری کے زمانہ میں پرچارک کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسکے صفحات **خونی تحریروں** سے پر ہوتے تھے۔ وہاں آپ آریوں کو **خون بہا دو** کے مشورے دیتے تھے۔ اور اب لاہور میں صدائے خون سناتے ہیں۔ آریوں کو اس خونی فونوگراف سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ انہیں بے جا جوش پیدا کرکے انہیں دلیرانہ بنا دیں۔ صدائے خون والے لیکچر میں انہوں نے جو کچھ کہا وہ وہاں کا روزانہ پیسہ اخبار شائع کر چکا ہے اور ایسے پبلک لیکچروں کے روکنے کی صلاح دیتا ہے جو نہایت اذیت رساں اور منافرت پیدا کرنیوالے ہیں۔ اسوقت دہرم پال کی ایک جدید درخواست پر غور کر رہا ہوں جو اسنے پرچارک کی تازہ اشاعت میں چھپوائی ہے۔ اس درخواست میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ دو مسلمان مولوی انہوں نے آریہ ہونے کے لئے طیار رکھے ہیں۔ لیکن وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کا پیغام اسوقت دیں گے جب کہ ان کے معقول گذارے کا انتظام ہو جاوے گا۔ دہرم پال صاحب یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جب ان دو کا انتظام ہو جاویگا تو اسکے بعد اور نام پیش کریں گے لیکن گذارہ کا انتظام اول ضروری ہے۔ آریہ سماج کو خوش ہونا چاہئے کہ ان کے گھر ایک سورما آیا ہے جو اب آریہ سماج میں ملیچھوں کو داخل کرکے شدہ کریگا۔ آریہ سماج صرف انکے گذارہ کا انتظام کرتا رہے۔ اگر یہی رنگ ہے تو آج گذارہ کی درخواست ہے کل کو معقول طور پر مہاتما دہرم پال صاحب آرڈر دیں گے کہ اگر اسقدر تعداد کی کنواری کنیائیں مل جاویں تو اسقدر نوجوان شدہ ہونے کو آمادہ ہیں۔ بلکہ وہ اشارۃً اس تحریک کو بھی کر چکے ہیں۔ بس اب اور کیا چاہئے آریہ سماج کی ترقی نہ ہو تو اور کس کی ترقی ہو۔ جو لوگ محض پیٹ یا اور اغراض نفسانی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑنا چاہتے ہیں وہ کل جاتے آج چلے جائیں۔ لیکن اگر انکے دل میں سچ مچ سچائی کی بھوک پیاس ہے، تو میں انہیں مشورہ دونگا کہ اس سے پہلے جو وہ اسلام چھوڑیں قادیان آئیں اور اپنے اعتراضات پیش کریں اور انکی حقیقت سنیں۔ ہاں اگر پیٹ نفس کی مجبوری ہے تو پھر کوئی مشورہ فضول ہے۔ آریہ سماج کو ایسے جینگ مبارک ہوں۔

ظالموں نے داڑھی مونڈ ڈالی

ہمنے اس خبر کو نہایت ہی افسوس اور رنج کے ساتھ سنا اور پڑھا کہ حاجی مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کے ساتھ وہاں کے بعض سنگدل لوگوں نے سخت تشدد کیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو دہوکہ سے کوچہ چابک سواران میں بلایا کہ آپ ایک نکاح پڑھا دیں مگر وہاں کسی بدظنی میں مولوی صاحب پر دست درازی کی گئی انہیں مارا اور بعض کاغذوں پر دہمکا کر دستخط کرائے اور پھر یہ غضب کیا کہ داڑھی کو دیا سلائی دکھا دی اسپر بھی خاتمہ نہ ہوا تو ایک تیز اور زود اثر پوڈر مل کر چار ابرو کا صفایا کر دیا اور پھر انہیں ڈولی میں ڈال کر گھر پہونچا دیا۔ مولوی صاحب نے کوتوالی میں رپورٹ کی اور صورت حال بیان کی۔

مسلمانوں کی حالت پر کسقدر افسوس ہے کہ وہ اپنے ایک واجب التکریم عالم کی یہ خدمت کرتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی وجہ رنج قوی ہو۔ لیکن ایسی سنگدلی نہایت ناموزوں ہے میرے پاس یہ خبر دیر سے آئی پڑی ہے۔ امید ہے اسوقت تک مولوی صاحب کی داڑھی نکل آئی ہوگی اور ظالموں کے دلمیں کوئی نئی تحریک کر رہی ہوگی۔ اسلئے اس سے پہلے کہ وہ انپر پھر کوئی حملہ کریں مناسب تدارک ہونا چاہئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس موقع پر مولوی عبدالوہاب صاحب سے خاص ہمدردی کرنی چاہئے اور وہ اپنے اہل حدیث احباب دہلی کو سمجہائیں کہ علماء کی توقیر کرنی چاہئے اور وہ اس معاملہ میں مولوی عبدالوہاب صاحب کی مدد کریں تاکہ مولوی عبدالوہاب صاحب اپنے دشمنوں سے شر سے بچیں۔ میری غرض اس خبر کی اشاعت سے یہ ہے کہ تا مسلمانوں کو بتاؤں کہ جب علماء دین کی حالت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ لوگ ان کی داڑھیاں مونڈنے لگ گئے تو کیا اب بھی تم یقین کرتے ہو کہ کسی امام کی حاجت نہیں؟ سوچو اور غور کرو!

تعلیم الاسلام

میرے لئے کسقدر خوشی کا موجب ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جن **قومی** ضرورتوں کو میں نے محسوس کیا تھا اور وقتاً فوقتاً انکا اظہار کیا اور حتی الوسع انکے پورا کرنے کے لئے قدم اٹھایا ... زمانہ بتا رہا ہے کہ وہ بہت ضروری ہیں ناظرین الحکم گذشتہ اشاعت میں تعلیم الاسلام نام رسالہ کا اشتہار پڑھ چکے ہیں اور آج کی اشاعت میں بھی پڑھیں گے۔ یہہ رسالہ ایک مفید اور نفع رساں رسالہ ہوگا اور اشاعت و خدمت قرآن کریم کا ایک ذریعہ ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ جس **تفسیر القرآن** کا سلسلہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے شروع کیا تھا اور وہ شغل جاری ہے وہ بند کر دیا جاویگا۔ بلکہ یہہ اسکے سوا ایک ماہواری جدید رسالہ ہے جو مولوی سید سرور شاہ صاحب ایسے عالم کی ایڈیٹری میں نکلے گا۔ اور ایڈیٹر الحکم کی مرتبہ تفسیر بطور خود جیسے شائع ہوتی ہے انشاء اللہ بحولہ و بقوتہ شائع ہوتی رہے گی۔ چنانچہ سورہ **آل عمران** کی تفسیر پریس میں ہے۔ قرآن کریم کی خدمت جن رنگوں اور طریقوں سے ہو وہ ضروری اور بالکل ضروری ہے اسلئے اس رسالہ کو کامیاب بنانیکے لئے جماعت میں تحریک کرتا ہوں۔ اب ضرورت ہے کہ ایک رسالہ عربی اور فارسی زبان میں بھی شائع ہو۔ ایڈیٹر الحکم اس فکر سے بے فکر نہیں چنانچہ اسکے ناظرین بھی خوب جانتے ہیں اسلئے عجب نہیں ایسے موقع ... اس سلسلہ کی تائید میں

ایسا رسالہ جاری کرنے میں تامل نہیں کریگا خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور سے اجازت بھی حاصل کر چکا ہو۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

جہالت ایک موت ہے مگر کیا افسوس ہے کہ لوگ جہالت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ نجم بازغ کوئی اخبار ہے جسکے حوالہ سے پیسہ اخبار نے ۵ مئی کی اشاعت میں مرزاجی اور طاعون کے عنوان سے کچھ سطریں نقل کی ہیں میں ناظرین کو یہ دکھانیکے لئے کہ ہمارے مخالفوں کا مبلغ علم کیا ہے اس نوٹ کو بجنسہ درج کر دیتا ہوں مجھے سب سے زیادہ افسوس اس لاہوری ہمعصر سے ہے کہ وہ بھی عقل و فکر سے کچھ کام نہیں لیتا اور اندہا دہند سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں جو کچھ اسے مل جاوے چھاپ دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ ہوش کرے اور اپنے اخبار کی وقعت کو تباہ نہ کرے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت ہے کہ وہ واقعہ کی بعد اسکی پیشگوئی کیا کرتے ہیں جسکو پیشگوئی تو کیا بلکہ یا وہ گوئی کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ ہمیں یاد ہے کہ امرتسر کے کسی پادری کی موت کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے مدمقابل تھا اسکی مرنیکے بعد کی گئی تھی اور کہا گیا کہ ہمنے فلاں فلاں کتاب میں الہامی بعد ازاں مرزاجی نے حکم نکالا تھا کہ میرے معتقدین میں سے طاعون سے کوئی نہیں مریگا جب ایک مسماۃ کا طاعون سے انتقال ہوا تو انہوں نے یہہ بہانہ کیا کہ اسکے دل سے میرا اعتقاد اٹھ گیا تھا اسوجہ سے طاعون اسے کہا گیا۔"

... اسکا جواب کیا دیں؟ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

بیک کرشمہ دو کار

کارخانہ الحکم میں کارخانہ کیلئے دریا بیلئے دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اسلئے مطبع کی موجودہ کتب میں اسوقت تک کہ رقم مطلوبہ پوری ہو جاوے خاص رعایت قیمت میں کر دی ہے۔ جو صاحب کارخانہ کی بہتری اور بہلائی کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں انکے لئے یہہ عمدہ موقع ہے کہ وہ مطبع کی موجودہ کتب سے خود فائدہ اٹھائیں دوسروں کو مستفید کریں۔ خصوصاً ان فروختنی کتب کے ذخیرہ میں اخبار الحکم کے گذشتہ سالوں کے کچھ فائل ہیں جو دو چند قیمت پر اس سے پہلے دیئے جا رہے ہیں مگر اسوقت اصل قیمت پر دیئے جاوینگے جسقدر تعداد ہر کتاب کے سامنے لکہدی ہے اسکی فروخت ہو جانے پر رعایت نہ رہے گی۔ اسلئے آپ جلد خرید لیں۔

(۱) الحکم کے پورانے فائل (جنمیں نادر اور نایاب مضامین درج ہیں) ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک صرف ۵۰ فائل

(۲) تفسیر سورۃ البقرہ۔ اصل قیمت ۱۲ رعایتی قیمت ۸ صرف ۲۰ کاپی

(۳) ازالہ اوہام ہر دو جلد رعایتی قیمت عہ صرف ۳۰ جلد

(۴) رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اصل قیمت عہ رعایتی ۸ صرف ۱۰۰ جلد

(۵) مراۃ الجہاد ایک ضخیم کتاب مسئلہ جہاد پر رعایتی قیمت عہ صرف ۱۰۰ جلد

(۶) ہستی نجی آریہ دہرم۔ رعایتی قیمت ۱۰ صرف ۴۰ جلد

(۷) سلک مرواید ہر دو حصے رعایتی قیمت ۶ صرف ۱۰۰ جلد

(۸) حضرت اقدس کے اشتہارات و الہامات ۱۹۰۵ء اصل قیمت ۲

(۹) حقد و جو ... اور نماز پر تقریر رعایتی قیمت ۱ صرف ۴۰ جلد

(۱۰) برہان الحق۔ رد عجیب رسالہ رعایتی قیمت ۲ صرف ۱۰۰ جلد

(۱۱) النجم میر جان ... " ۱ صرف ۱۱۲ جلد

(۱۲) تفسیر سورۃ از فاضل امروہی " ۱ صرف ۲۲ جلد

(۱۳) حضرت اقدس کی پیشگوئی دوسرا ایڈیشن قیمت ۴

پہلے وہ لطیف

(۱) ضرورۃ الامام حضرت اقدس کی تصنیف) قیمت ۱ صرف ۴۰ جلد

(۲) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۱

(۳) اربعین ۴ ... " ۴ صرف ۴۰ جلد

(۴) آسمانی فیصلہ (از حضرت اقدس) قیمت ۲

اس موقع سے ہمیں **کارخانہ کی ضرورتوں** پر نظر رکہ کر اور عام فائدہ کے لحاظ سے خود خریدیں اور دوسروں کو آمادہ کریں خصوصاً الحکم کے جدید خریدار بہم پہنچائیں تمام درخواستیں **مینیجر کارخانہ الحکم قادیان** میں آئیں۔

کم ایک لاکھ شائع کیا جاوے کیوں؟

اخبار ... نے اپنا ایک پرچہ ایک لاکھ شائع کیا تھا اسکی تقلید سے اور کے بعض دوسرے اخبارات نے بھی اپنے اخبار کے کسی خاص نمبر نکالے فی الحقیقت اشاعت اور اشتہار کا یہ ایک مفید ذریعہ ہے۔ اسپر مولوی محمد یمین صاحب نے ذاتہ مجکو بھی اس تجویز کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا ایسا ہی میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب کو بھی انہوں نے لکھا۔ مفتی صاحب نے اس کی تحریک کی مجھ جواب دیا۔ مگر میں اسپر غور کرتا رہا جبکہ مولوی محمد یمین صاحب نے پھر یاد دہانی کی۔ مولوی صاحب موصوف بلکہ وہ سے ایک لاکھ پرچہ کے چھاپنے اور شائع کرنے کی رائے دیتے ہیں مگر مجھے افسوس ہے میں الحکم کے لئے قوم کی موجودہ حالت میں ایسا چندہ مانگنے سے معذور ہوں جسکا کوئی مفید اثر مجھے معلوم نہیں ہوتا علاوہ بریں قوم پر ضروری اور بہت ضروری چندوں کی بھرمار ہو رہی ہے اور **لنگر خانہ** کی یوماً فیوماً بڑہنے والی ضرورتیں پہلے سے زیادہ منہ پھیلا رہی ہیں اسپر میں ایسی درخواست کرنا نامناسب سمجھتا ہوں الحکم کا ایک لاکھ پرچہ چھاپ کر شائع کرنا آسان کام نہیں اسپر کم از کم **پانچہزار** روپیہ خرچ آتا ہے اور استقلال کا ... بوجہ قوم پر ڈالنا میں پسند نہیں کرتا۔ ہاں اگر قوم الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کرے اور اس سلسلہ کو جو میں نے الحکم کی ایک ہزار **مفت اشاعت** کے متعلق شروع کیا تھا مکمل کر دے تو ایک پرچہ کی بجائے ایک سال تک الحکم کی تحریک ہو سکتی ہے اور کچھ مشکل کام نہیں میرے خیال میں اگر اس تحریک پر ناظرین و سرپرستان الحکم کاربند ہوں اور ایک ہزار اخبار کا چندہ دفتر الحکم میں بہیجدیں جو غیر احمدیوں مگر مستعد اور سمجہدار لوگوں میں مفت بہیجا جاوے اور ہر سہ ماہی کے بعد نام بدل دئیے جاویں تو سال میں چار ہزار آدمیوں کے پاس الحکم جا سکتا ہے جس سے کم از کم چالیس ہزار آدمی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پس اگر سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے مفید کام کرنا چاہو تو میں اپنی یہی رائے رکھتا ہوں جو پہلے بھی شائع کر چکا ہوں۔ اور خدا تعالے وہ وقت لے آویگا جب ہمارے اخبارات ایک لاکھ کیا لاکھوں شائع ہوا کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

ایڈیٹوریل نوٹس

دبنا وقنا عذاب النار

خدا کی شان جب سے آسمان لے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے" کی پیشگوئی شائع ہوئی ہے دنیا کے مختلف قطعات میں آتشزدگی کی خوفناک وارداتیں اپنا دامن پھیلا رہی ہیں۔ گذشتہ ہفتہ ہندوستان کے کئی شہروں میں آتشزدگی نے خطرناک نقصان کیا اور لاکھوں روپیے کی جائداد پر پانی پھرنے کے علاوہ جانوں کا بھی نقصان ہوا۔ نہ ماننا اور ضد کرنا اور بات ہے مگر یہ غیر معمولی حادثے اور واقعات انسان کو عبرت بخشتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے قہری نزول سے ڈراتے ہیں لیکن اسپر بھی اگر کوئی خدا کا بندہ مخلوق پر رحم کرکے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر پاک تبدیلی کی ہدایت کرے تو ملک کے خیرخواہ (بزعم خود) اسکی مخالفت کرتے ہیں اور اسے دھمکانے والا ٹھیراتے ہیں اس سے بدتر ملک اور اہل ملک کی بدقسمتی کیا ہوگی کہ وہ شفیق ناصح کی باتوں پر ہنستے اور اسکی بھلی اور پاک ہدایتوں پر ٹھٹھا مارتے ہیں اے اللہ تو ہی رحم فرما اور اس کوردل مخلوق کو سمجھ عطا کر۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

۱۹۰۶ء کے پہلے چار مہینوں میں کچھ ایسے غیر معمولی حادثے واقع ہوئے ہیں کہ انسے دنیا بھر کو حیران کر دیا ہے۔ اور اخبارات اور اہل قلم ان حوادث پر طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں۔ بلکہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ان چار مہینوں میں سلسلہ حوادثات غیر معمولی سے اسقدر اتلاف جان اور نقصان مال ہوچکا ہے کہ اس کا جبر اور تلافی آیندہ دس سال میں بھی بظاہر ناممکن ہے۔ اور یہ بھی مان لیا گیا ہے۔ کہ ان چار مہینے میں قدرت نے دنیا کے ہر حصہ میں اپنی صفت قہاری اور جلالی کا اظہار کیا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اہل نظر اور اہل دل لوگ ان واقعات کے دوہرانے سے فائدہ اٹھا سکیں اور خود اور اپنے دوستوں کو پاک تبدیلی کا مشورہ دے سکیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ان واقعات پر نظر ثانی کی جاوے جو خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلی کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اور اسکے برگزیدہ ماموُر کی تصدیق کا باعث ٹھہرے۔ ان واقعات کو ایک معزز اخبار نے یوں دُہرایا ہے۔

ان ناگہانی حادثوں کا آغاز سب سے پہلے جزائر غرب الہند کے جزیرہ مارٹینیک میں ہوا کہ جہاں اسقدر زور شور سے زلزلہ آیا کہ ۷۰ برس گذشتہ سے ایسا زلزلہ نہ آیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے آس پاس کے جزائر میں کچھ آتش فشانی ہوئی۔ اس کے پیچھے سنہ ۱۸۱۲ء متحدہ امریکہ کے دریا مسی سیپی کی وادی میں غضب ناک طوفان اور سیلاب آیا۔ پھر جاپان کے جزیرہ فارموسا میں دو سخت ترین صدمات زلزلہ کے محسوس ہوئے۔ پھر فرانس کی کوریرز کی کان کوئلہ میں ایسا سخت ترین حادثہ گذرا کہ جس کی نظیر دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

فرانس کی کان کے مہلک حادثہ سے بچے ہوئے کان کن ابھی سطح زمین پر لائے بھی نہیں گئے تھے۔ کہ جنوبی اٹلی میں کوہ وسووئیس نے اپنی آتش فشانی اور شرر باری سے سینکڑوں جانوں اور لاکھوں روپے کے مال کو پامال کر ڈالا۔ سووئیس میں ایسی آتش فشانی اور شرر ریزی کئی صدیوں سے بھی نہیں ہوئی تھی اس آتش باری سے بظاہر نیپلز (جو اٹلی کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ہے۔) خاک اور راکھ میں بالکل دبتا نظر آتا تھا۔ یکایک راکھ اور خاک کی بارش بند ہوگئی۔ اور شہر نیپلز کے باشندوں کو اپنی جانوں کے صحیح سلامت رہنے کی امیدیں بندھ گئیں۔ بمشکل اٹلی کے اس خوشنما ساحل کے خوبصورت شہر نیپلز کے صحیح سلامت ہونے کا یقین پختہ ہوجاتا کہ یکایک قدرت کے زبردست ہاتھ نے یورپ سے پھر امریکہ کے مغربی ساحل پر پہنچکر مغربی دنیا کے خوبصورت بندرگاہ شہر سین فرانسسکو کو زلزلہ اور آتش زدگی سے بالکل ویران کر دیا۔

ان مسلسل حادثات اور مرگ مفاجات کی کچھ تشبیہ اگر ہوسکتی ہے تو پہلی صدی عیسوی کی تاریخ کے مطالعہ سے ہوسکتی ہے۔ اس صدی میں ہی کہ جس کو ۱۸ برس کا زمانہ گذر گیا۔ یورپ اور ایشاء کوچک میں زلزلہ اور آتش فشانی کا سلسلہ کچھ عرصہ تک قائم رہا تھا۔

سین فرانسسکو سے روزانہ دلخراش واقعات کے تار آتے رہتے ہیں۔ زلزلہ کے بعد شہر میں آگ کے نہ پھیلنے کے لئے اکثر درمیانی مکانات کو ڈائنامٹ سے اڑا دیا گیا۔ لیکن آگ پھر بھی نہ بجھی۔ سینکڑوں آدمی آگ کے شعلوں میں جلکر مر گئے بہت سے قیدی جیلخانہ میں جلکر مر گئے اور قیدخانہ کی مصیبتوں کے سہنے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوگئے۔

ساحل کے قریب جزیرہ ٹرمینل آئیلینڈ ایک فرحت افزا مقام تھا۔ سیر و تماشہ کے لئے سین فرانسسکو کے باشندے وہاں جایا کرتے تھے۔ سمندر کی ایک موج نے اس جزیرہ کو بھی غرق کر دیا۔ بھوکے اور پیاسے باشندوں کی گھبراہٹ اور مصیبت کا بیان نہیں ہوسکتا۔ تین لاکھ آدمی بے گھر اور بے خوراک ہیں۔ گورنمنٹ امریکہ نے سامان خوراک اور رسد آس پاس کے اضلاع سے خرید کر کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے بھیجنے کا بندوبست کیا ہے۔

سین فرانسسکو کے ڈاکخانہ کے ملبہ کے نیچے گیارہ کلرک بیہوش نکالے گئے۔ یہ سب کلرک زندہ تھے انکو تین دن تک نہ پانی ملا نہ انہوں نے کھانا کھایا۔ گھاٹ آگ لگنے سے محفوظ رہا۔

۲۴-اپریل کو بارش خوب برسی جس سے سین فرانسسکو کی آگ بجھی لیکن ہزارہا بے خانماں جو میدان میں سوتے ہیں۔ انکو اس بارش سے سخت تکلیف ہوئی۔ ۱½ میل عرض اور ۲½ میل کے طول میں شہر بالکل خاکستر ہوگیا۔ ۲۴-اپریل کو زلزلہ کے پھر کئی صدمے محسوس ہوئے۔

اب ریل سین فرانسسکو تک آنے لگی۔ اور آگ کے بجھ جانے سے باشندے بھی واپس آرہے ہیں۔ ابتک ۵۰۰ نعشیں نکالی جاچکی ہیں۔ لایق لایق مبصروں کا بیان ہے کہ نوّے کروڑ روپے کے مال کا نقصان سین فرانسسکو میں ہوا ہے۔

نیویارک کے باشندوں نے نوّے لاکھ روپے سین فرانسسکو کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے جمع کئے۔

گورنمنٹ کناڈا نے تین لاکھ روپے مصیبت زدگان کی امداد میں دینا منظور کیا۔

گورنمنٹ امریکہ نے ۴۵ لاکھ روپے مصیبت زدوں کی امداد میں اور دینے منظور کئے۔ جیسا کہ سخت واقعہ سین فرانسسکو میں گذرا ایسا مہلک آجتک امریکہ میں نہیں گذرا تھا۔

جاپان کی رڈکراس سوسائٹی نے ایک ہسپتال کا جہاز اور بہت سی نرسیں مضروب آدمیوں کی تیمارداری کے لئے سین فرانسسکو روانہ کیں۔

فطرتی مذہب کا مقابلہ کیسے ہوگا؟

اسلام کے پاک اور امن بخش اصول تعدد ازدواج پر نکتہ چینی کرنے والے عیسائی غور کریں کہ انگلستان کے فوجداری جرائم کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ سال گذشتہ میں وہاں صرف ایک فوجداری جرم میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے یعنے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا۔ سال گذشتہ میں ۱۲۸ ایسی شادیاں ہوئیں جو اس سے پہلے سال میں صرف ۱۱۲ تھیں اب قابل غور یہ بات ہے کہ جس حال میں انگلستان ایسے ملک میں جہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا مذہبی اور قانونی جرم ہے اس خطرناک سیلاب کے سوا جو بدکاری اور فسق و فجور کا بہ رہا ہے یہ بند نہیں رک سکتا۔ تو کیا تجربہ نہیں بتاتا کہ یہ فطرتی مذہب کا اصول صحیح ہے اب اسکا مقابلہ نہیں ہوسکے گا۔ اور وہ دن قریب ہے جو کلیسیا فیصلہ کر دیگی کہ ایک سے زیادہ شادیاں جایز ہیں۔ گذشتہ ہفتہ کے نوافشاں اخبار میں پادری ٹھاکر داس نے بھی اس سوال کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرکے اسے چھیڑا ہے۔

لکل قوم ھاد

معزز ہمعصر زمیندار نے اپنے اخبار کے کسی گذشتہ نمبر میں لکل قوم ھاد اور ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے موافق یہ رائے ظاہر کی تھی کہ

"ہمارے اعتقاد میں بلکہ قرآن مجید کی رو سے ہر ایک قوم اور ملک میں ایسے ہادی اور مصلح گزرے ہیں جنہیں پیغمبر یا مجدد کا رتبہ دیا جا سکتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مہاراجہ رامچندر مہاراجہ کرشن اور اسی طرح یونان کے مصلح بقراط یا بدھ کو پیغمبر اور ملہم من اللہ نہ مانیں"

اسپر جہلم کا ایک اخبار اس عقیدہ کو خلاف اسلام قرار دیتا ہے اور خبط ٹھیراتا ہے اسپر معزز ہمعصر وکیل نے اسے قابل قدر جواب دیا ہے کہ

اُسکو یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں یہ کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ سلف کے محققین اسقدر تنگ خیال نہیں تھے۔ شیخ الاشراق شہاب الدین مقتول جو فلسفہ اشراق کے سرخیل اور حکماء اسلام میں ایک بے نظیر محقق تسلیم کئے جاتے ہیں زردشت کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں جس پایہ کے صوفی ہیں اوسکا اندازہ تذکروں کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ انہوں نے اپنی ایک طول طویل تحریر میں وید کے الہامی ہونے کو تسلیم کیا ہے اور ہندوازم کے بانیوں کو ملہم من اللہ قرار دیا ہے۔ قرآن جب مدعی ہے کہ ہر قوم میں انبیاء اور ہادی بھیجے گئے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہند اور ایران کے ہادیوں کو ملہم تسلیم کرنے سے ایڈیٹر سراج الاخبار کو کیوں ضرر ہوتا ہے۔ یہ کون کہتا ہے کہ ان ہادیوں نے واقعی آتش پرستی اور شرک و بت پرستی کی تعلیم دی تھی۔ یہ سب توحید کے معلم تھے مگر اپنے مخاطبین کی عقل و فہم کے مطابق اونہوں نے جو پیرایہ تعلیم اختیار کیا تھا۔ اوس نے ایک زمانہ کے بعد لوگوں کو دھوکہ میں ڈالدیا۔ مرور زمانہ سے تعلیم میں تحریف ہوگئی۔ غلط فہمیوں میں لوگ مبتلا ہوگئے۔ اور شرک و بت پرستی کے خیالات حاوی ہوگئے۔

شیخ احمد کا مقبول ہے اور وہ میرا مقبول - اور جو میرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود - اور جو شیخ احمد کا مردود وہ میرا مردود ہے - اور میرا مردود خدا کا مردود - مریکھئے پیر نعمان کا مردود و مقبول + خدا کا مردود و مقبول ہے -

سنت نبوی کی متابعت کی تاکید - مفصلہ ذیل فقرات پڑھ کر اپنے اعمال و افعال و وظائف اسپر عرض کرو - اور خود ہی سوال کرو کیا یہ وظائف اس خاتم الرسل صلعم نے اپنے صحابہ کرام کو بتائے کیا یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - کا وظیفہ بھی بتایا - یا کلم انہوں یہ کہ یا محمد رسول اللہ شیئاً للہ - استو ... حضرت شاہ غلام علی صاحب ... پر ... چنانچہ آپ لکھتے ہیں ایک ... یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - الہام ہوا - کہو یا ارحم الراحمین شیئاً للہ - اسکی تاویلات باطلہ کیوں کرتے ہو - اچھا سنئے وہ فقرات -

(۱) - اتباع کلام الرسول فخذوہ پر عمل کرو -

(۲) سنت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہئے -

(۳) ... یک حکم از احکام شریعہ در ازالہ ہوا ... نی بہتر است از ریاضات و مجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شود (خدا تالو سے زبان لگا کر ذکر - وقوف قلبی - تصور پیر - حبس نفس کی سند تو دکھائے کیا نبی کریم نے ایسا کیا یا سکھلایا) بلکہ ایں ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرا واقع نشدہ اند موید و مقوی ہوائے نفسانی اند (۴) ریاضات چو موافق شریعت نیستند بے اعتبار و خوارند -

(۵) وَالزم مُتَابِعَۃَ الْمُصْطَفٰی - (۶) الطُّرُقُ کُلُّہَا مَسْدُوْدٌ اِلَّا مَنِ اقْتَفٰی اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ - ہمارے بعض بھائی تو زیارت قدم شریف بھی کر دیکھتے ہیں مگر سنو! حضرت شاہ غلام علی صاحب کیا فرماتے ہیں - سنگے بر آن نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است بت است - ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام کجا شد - این بت پرستی موقوف نمائید - یہ ان قوموں کے بارے میں ارشاد ہے جو اسلامی بادشاہوں زیر عہد میں تھے اور اب تو خورد و کلان جانتے ہیں کہ بزا اگرا تے ہیں - قصہ کوتہ عبادت وہ کرو جو رسول اللہ صلعم نے کی - ذکر کرو مگر وا ذکروہ کَمَا ھَدٰکُمْ کے موافق جیسا نبی کریم صلعم نے خود کیا - میں قسمیہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ذکر اللہ نماز فرمائی - حضرت مرزا جان جانان فرماتے ہیں ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ منبع انوار

اذکار - تلاوت تسبیح - درود - استغفار سے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کیا جائے + اور اس قسم کے اقوال کہ نماز سے سوا کھڑا ہونے کے اور روزہ سے سوا بھوکا مرنے کے کچھ نہ پایا - جو بایزید بسطامی سے منسوب کئے ہیں ایک افترا ہے جس سے ایمان سلب ہونیکا خوف ہے -

ہمارے حضرت کی مسجد کو مسجد اقصی سے تشبیہ - دیکھئے امام ربانی لکھتے ہیں کہ مین نے اپنی مسجد میں شریعت اترتے دیکھی - اور قبر کی نسبت سنئے - خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آن است از ریاض جنت میفرمودند مبشر شدہ ام با آنکہ اگر از یک مشت خاک آن روضہ مبترہ در قبر شخصے باندازند - امید داریہائے عظیم - فکیف من دُفِنَ فیہا -

اہل اللہ کو دنیا کے فرزندوں سے تکلیف پہنچنا کئی نادان کہتے ہیں مسیح یا مہدی ہے تو پھر اپنے دشمنوں کو فوراً گرفتار کیوں نہیں کروا دیتا - یا ان کے شر سے بچنے کے لئے اسباب ظاہری سے کیوں کام لیتا ہے - میں کہتا ہوں - امام ربانی مجدد الف ثانی کی اب مقبولیت تو اس درجہ ہے کہ وہ بعد کابل زیارت قبر کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر اسوقت کے بادشاہ نے تو آپ کو قید ہی کروا دیا تہا - غرض کہ اولیاء الرحمن کو دنیا کے فرزندوں نے ہمیشہ سے دکہہ دیا ہے اور شپرہ چشم چشمۂ آفتاب کے دیکھنے سے معذور رہے ہیں پس ان کی شہادت کی بنا پر کسی کو صادق کا ذب نہیں ٹہیرا سکتے - اولیاء اللہ کو جو ابتلا ہوتے ہین انمین ان کی شان بڑھتی ہے درجات ملتے ہیں اور جماعت منکرین کی تباہی ہوتی ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں "درصورت غضب کہ بدوستان عطاے فرمایند خرابی جماعت منکر است" کون کہتا ہے کہ آپ کی خلاصی کے لئے تمام تدابیر سے کام نہیں لیا گیا ضرور لیا گیا مگر اللہ کی مرضی ہی یہی تہی - جو کہ پوری ہو کر رہی -

کرشن وغیرہ کا نبی ہونا — خود امام ربانی نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء گذرے ہیں، اگر چاہوں تو ان کا مکان وجگہ و قبر بتا دوں - پھر آپ کا فرمانا کہ امام مہدی کی نظر سے یہ سب کتابیں گذرینگی" اس بات پر دال ہے کہ مہدی علیہ السلام نے ہندوستان ہی مین مبعوث ہونا تہا -

حضرت اقدس امام ابو حنیفہ کے بالکل تابع کیوں نہیں - اجی جناب کلمہ پڑہیں نبیؐ

کا اور تابع ہوں کسی اور کے - کیا ان کا معصوم ہونا نص صریح سے ثابت ہے کیا وہ یخطی و یصیب کے زمرے میں نہیں - امام ربانی کو ہی ایک حصہ حق شافعی کی طرف نظر آیا - پھر یہ بھی فرمایا - بعد از رسیدن مرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ خطا است، صواب در متابعت رائے خود است -

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا - دیکھو شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کے پیر فرماتے ہیں دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہین ہوتا اور حقیقت صلوۃ کا فیض نہیں آتا -

چودہویں صدی کے مسیح یعنی مجدد الف آخر کی سب مجددون پر فضیلت - یہ فضیلت اسی دلیل سے ثابت ہے جس سے مجدد الف ثانی کی فضیلت دیگر مجددان ماسبق پر ہے نیز دو امر میں آپ مین ایسے پاتا ہوں - کہ آج تک کسی ولی کسی مجدد میں پورے طور سے کما حقہ نہیں پائے گئے - ایک تو یہ کہ جس قدر مخالفت آپ کی ہوئی اور پھر نہ صرف اپنے مسلمان بہائیوں سے بلکہ تمام مذاہب سے ایسی کسی مجدد یا ولی کی نہیں ہوئی یہ بھی آپ کی شان کے ارفع و اعلے ہونے کی سب سے بڑی بھاری دلیل ہے - چنانچہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مین کل نبیوں سے زیادہ دکہہ دیا گیا ہوں - ایسا ہی یہ خاتم الاولیاء و الخلفاء کل خلفائے و اولیاء امت محمدی سے زیادہ ستایا گیا اور اسی کا زیادہ مقابلہ کیا گیا پھر آپ کی پیشگوئیوں اور معجزوں کے پورا ہونے مین جتنی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں آپ سے پہلے کسی ولی کی پیشگوئی یا کرامت مین نہین ڈالی گئین - آپ جو پیشگوئی کرتے ہیں اسکو ... وقت ہزاروں لوگوں میں شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں اگر تم سے ہو سکتا ہو تو اس نشان کو پورا ہونے سے روک لو مگر کوئی ہے جو روک سکے ہرگز نہین - پھر یہ پیشگوئیاں اور معجزات اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کی غرض سے ہوتے ہیں نہ ان ولیوں کی طرح اپنے مریدوں کی حاجت برائی کے طور پر بطور معمول - یعنی آپ کا ہر فعل اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہے اور مخالفین پر حجت قایم کرنے کے واسطے نہ کہ صرف بطور پیری مریدی - دوسرا بین فرق یہ دیکھتا ہوں کہ اسوقت تمام طریقوں پر نظر کرو - قادری - سہروردی چشتی وغیرہ وغیرہ سب مین نماز کے سوا کچھ ایسے وظائف ہیں جنکی نسبت یہ ثابت کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کہ نبی صلعم نے بھی کسی کو بتائے - شیخ سعدی نے کیا اچھا فرمایا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزا بر مصطفےٰ

ایک یہی جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے جس نے

ایک ذرا بھی کوئی وظیفہ یا طریقہ ذکر اللہ نہیں وضع کیا اور اپنے تئیں متابعت رسول مقبول میں فنا کر دیا ہے - کوئی ہے جو احمدی فرزند مین کسی بدعت کا ثبوت دے سکے باوجود مطالعہ کے لئے وہ طریقے وضع کئے گئے ہیں وہ اس فرقہ کو سب سے بڑھکر حاصل ہیں کتنے ہیں جو الہامات و کشوفات سے مشرف ہیں اور کتنے ہیں جو تقرب الی اللہ کا ثبوت اپنے خیالی پلاؤ سے نہیں بلکہ عمل سے دے رہے ہیں! بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مجدد صاحب نے اکثر بدعات کا جو سلسلہ نقراء میں تہین قلع قمع کر دیا یا کم از کم اپنی جماعت کو ان سے بچالیا - مگر پہر بھی جو کسر رہ گئی تہی اسے مسیح موعود نے پورا کر دیا - وجہ یہ ہے کہ مجدد صاحب پر آفتاب نبوت کا پرتو اتنا ہی پڑا جتنا دسوین کے چاند پر پڑتا ہے - مگر اس چودہوین کے مجدد پر مہر رسالت کا پرتو ٹھیک ایسا پڑ رہا ہے جیسے چودہوین کے چاند پر کامل طور سے پڑا کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ متابعت رسالت پناہ میں فنا ہے - اور اس نے نہ صرف فروعات سے بدعات کو نکالا ہے - بلکہ اصول دین میں جو بدعات تھے مثلاً مسیح کو شریک فی صفات اللہ ٹھہرانا ان کو بھی دور کر دیا - فالحمد للہ علی ذالک - امید ہے میرے واجب التعظیم نقشبندی بھائی غور سے اس تحریر کو پڑھینگے - کیونکہ وہ مجدد الف ثانی کے کلام سے اس کا ثبوت پا سکتے ہیں -

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(لکل آن گویکے)

درخواست دعا

چودہری چراغ دین صاحب امیدوار قانونگوئی حلقہ میکہوال ضلع ہوشیارپور ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ مجہے امتحان قانونگوئی کا دینا ہے - دعا کریں کہ اللہ تعالے مجکو کامیاب کرے - آمین ثم آمین -

اطلاع

اب بہر اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ خریداران خط و کتابت مین نمبر خریداری نہیں دیتے جسکی وجہ سے رجسٹر مین نام تلاش کرنے سے بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے اگر خریداران توجہ کریں اور نمبر خریداری لکہا کریں تو یہ دقت آسانی سے رفع ہو سکتی ہے - امید ہے کہ احباب توجہ کرینگے -

محرر دفتر الحکم -

مراسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میرا یہ خط جو میں نے ہموطن آریان ڈلوال کو لکھا ہے اپنی اخبار گوہر بار میں درج فرماکر مشکور فرماویں -

بخدمت جناب ماسٹر ہریچند و لکھیداش وغیرہ آریہ صاحبان ڈلوال - تسلیم آپ نے مجھے کتاب ستیارتھ پرکاش مطالعہ کے لئے مرحمت فرمائی میں آپ کی اس خیر خواہی کا احسانمند ہوں سچی دوستی اور رفاقت کی یہی نشانی ہے کہ جہاں انسان کو حق نظر آوے اس کی طرف اپنے دوست اور رفیق کو بھی رہنمائی کرے - جہانتک میری سمجھ اور لیاقت ہے میں نے کتاب مذکورہ کو غور سے پڑھا اور ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرکے چند اوراق بطور تحقیق آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کئے جواب آپ نے لکھا ذیل میں درج ہے - " مہربان خوش رہو آپ کی کاپی بجواب ستیارتھ پرکاش کو میں نے پڑھا اگر آپ حقیقت میں حق کے متلاشی ہیں اور ضرور سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم میں آپ سے یہہ التجا کرتا ہوں کہ ضرور اس کاپی کو چھپوا دیں تاکہ عام لوگ اس سے لابھ اٹھاویں اگر آپ کی یہ منشاء ہو تو آریہ سماج ڈلوال کو تحریری چیلنج دو اور خاص ایک تاریخ مقرر کرو مگر شرط یہہ ہے کہ جو آدمی مباحثہ کیواسطے ہم کسی جگہ سے منگوائیں گے اسکے نصف خرچ کے آپ ذمہ وار ہوں گے - آیندہ آپکی جیسی مرضی ہو - دستخط انگریزی میں ماسٹر ہری چند سکرٹری آریہ سماج ڈلوال " اسلئے ان اوراق کا خلاصہ حسب تحریر آپکے اس خط میں درج کرتا ہوں - آپ اخبار الحکم میں جو آپکے مشن سکول میں منشی جیون خان مدرس کے نام جاری ہے ملاحظہ فرماکر جواب سے اطلاع بخشیں - میرے دوستو آجکل اہل اسلام اور آریہ سماج کا باہم قلمی جنگ شروع ہے - ایک دوسرے کی تردید میں سینکڑوں کتب اور رسائل شایع ہو چکے اور ہو رہے ہیں علماء فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید میں بہت کچھ دلائل بیان کرچکے اور کر رہے ہیں آپ اس موجودہ حالت کو دیکھ کر اس عاجز کی نسبت یہہ خیال نہ فرماویں کہ شاید تقلیدی طور پر ہماری دلآزاری کے لئے کسی اپنے ہم مذہب مولویوں کے اعتراضات کو پیش کرنا چاہتا ہے - نہیں مترو میں تحقیقی طور پر محض نیک نیتی سے آپ کی خیر خواہی کرتا ہوں مجھے ہرگز آپ کی دلآزاری منظور نہیں اور نہ آپ کے مذہب کی توہین کرنا میرا مقصد ہے - آپ میرا یہ خط ہار جیت کے خیال سے نہیں بلکہ انصاف اور حق طلبی کی نظر سے بغور پڑہیں - میں آپ سے سنا کرتا تھا کہ ستیارتھ پرکاش ایک بے مثل اور بے نظیر کتاب ہے اور اس کے مؤلف سوامی دیانند جی نہایت اعلےٰ درجہ کے منصف مزاج اور غیر متعصب انسان ہیں وید کے معانی اور مطالب سے خوب واقف اور اسپر عملدرآمد کرنے والے ایک بزرگ آدمی ہیں لیکن "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" ستیارتھ کے مطالعہ نے اس شنید کی غلطی کو مجھپر اچھی طرح کھول دیا ہے - سوامی جی کی تصنیف سے صاف ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی ایک مذہب کے پابند ہیں نہ تعصب سے خالی نہ وید کے پیرو نہ اسکے باغ معانی کے مالی - بلکہ سوامی جی کا یہ دہرم ہے کہ دشمن کی زد سے بچنا چاہیئے خواہ زبان سے کچھ بولے اور دل میں کچھ ہو جناب کے نزدیک انسان کو دو قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیئے ایک ذاتی دوسرا عارضی نہیں تو دشمن کے مقابلہ میں شکست ہوگی یہی ایک حربہ ہے جسکو لیکر سوامی جی میدان میں نکلے اور ہر قسم کے دشمنوں کو ڈرانا چاہا اس امر کا ثبوت ذیل کے چند نظائر میں ملاحظہ فرماویں -

سوامی جی مخالفین کے اس اعتراض سے (کہ وید اگر ایشور کی کلام ہے تو شودر کو اس کے پڑہنے سے کیوں روکا گیا کیا براہمنوں سے پرماتما کا کوئی رشتہ ہے) اپنے آپ کو اسطرح بچاتے ہیں - " کہ جیسے پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ سب کے واسطے بنائی ہیں اسیطرح ویدوں کی روشنی بھی سب کے واسطے ظاہر فرمائی " ستیارتھ صــ ۹۷ شودر کے لئے وید پڑہنا جائز ہے - براہمن کی نسبت ستیارتھ صــ ۱۷۱ میں یوں تحریر فرماتے ہیں " جو سب ورنوں میں پورا عالم دہرم پر چلنے والا اور سب کی بھلائی چاہنے والا اسکو برہمن کہتے ہیں" یہہ تو ہوا سوامی جی کا ذاتی یا عارضی اعتقاد جو مجبورًا انہیں اختیار کرنا پڑا - بیرونی دشمنوں کے حملہ سے بھاگ کر اس ناویلی قلعہ میں پناہ لی مگر آگے اندرونی دشمن سوامی جی کی اس چال سے ناراض ہوکر جنگ وجدال کو تیار بیٹھے ہیں - پھر ان سے بھی اپنی جان کا چھڑانا ضروری سمجھا کیونکہ وہ لوگ سوامی جی کے برخلاف اس بارہ میں بہت کچھ دلائل کا ذخیرہ اپنے پاس موجود پاتے ہیں - چنانچہ منوسمرتی (جس کی نسبت سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۳۴۴ میں یہہ تحریر فرماتے ہیں کہ " دہرم کی بنیاد چار چیزیں ہیں - تمام وید - منوسمرتی - اور رشیوں کے تصنیف کئے ہوئے شاستر - نیک آدمیوں کے چلن اور جس کام کرنے میں اپنا آتما خوش رہے -) ستیارتھ ادہیا ۸ شلوک ۲۷۵ میں ہے کہ اگر جو برہمن کسی شودر کو وید پڑہتا ہوا سن پاوے تو اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم ڈالی جائے اگر وہ اس کی عبارت کو پڑہے تو اس کی زبان کاٹ ڈالنی چاہیئے اگر وہ اسکو حفظ کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ ان کا جسم چاک کرکے اسکا دل نکالا جائے - اب اگر سوامی جی منوسمرتی سے انکار کریں تو ان کے دہرم کی بنیاد گرتی ہے اسلئے سوچا کہ عیسائی مسلمان وغیرہ تو مجھے منوسمرتی کے جعلی قرار دینے اور شودر کو وید پڑہنے سے ادہرمی تصور کرینگے مگر کیا ہرج میں ان کو جواب بھی تو دے چکا اپنے سناتنی بھائیوں کی روک کرنی چاہیئے اسواسطے ستیارتھ صــ ۱۱۷ میں ہر ورن کے فرائض کو بیان کیا کہ کھشتری اور ویش کا چوتہا فرض وید وغیرہ شاستروں کا پڑہنا ہے اور شودر کا ایک ہی فرض ہے - خدمت کرنا اور بس ایسا ہی ستیارتھ صــ ۲۵۵ میں شودر کا کام میں مصروف رہنا فرض لکھا ہے اور صفحہ ۲۶۴ میں ہے کہ اگر برہمن وغیرہ ورنوں کے عورت مرد کہانا پکانے میں لگے رہیں تو علم وغیرہ کی ترقی نہیں ہو سکتی" صــ ۱۱۷ شودر کو چاہیئے الخ کہ برہمن کھشتری ویش کی خدمت حسب مناسب کرے الخ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے" اب دیکھو سوامی جی نے اپنے بھائیوں کو بھی راضی کر لیا اور خاصے سناتنی بن گئے - کیونکہ شودر اگر اپنا فرض چھوڑ کر وید پڑہنے لگے تو پاپی اور گنہگار سمجھا جاوے گا - ادہر برہمن وغیرہ سے کہانا پکانے کے باعث تعلیم وید ہاتھہ سے چلی جاویگی اسلئے سوامی جی نے منوسمرتی کے فتوے کو جائز سمجھا اور یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام پر عمل کرکے اپنی خلاصی کرالی لیکن چیلوں کو مشکلات میں پہنسا دیا لہٰذا میرے دوستو آپ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جب آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح پرماتما نے وید کی روشنی بھی سب کے واسطے ظاہر فرمائی ہے اور جو سب ورنوں یعنے برہمن کشتری ویش شودر میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے تو پھر شودر کے لئے وید کا پڑہنا کیوں فرض نہیں اور تعلیم انسان کیونکر عالم ہو سکتا ہے کیا آپ اتنا نہیں سوچتے کہ شودر کو تو اپنی تمام عمر اسی خدمت میں صرف کرنا فرض ہے اس سے تو سوامی جی کا یہہ قول (کہ جو سب ورنوں میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے) باطل ہو جاتا ہے علاوہ اسکے دیکھو ستیارتھ صــ ۲۱۸ طرفین کی گواہوں کی کثرت رائے سے گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی نیک اوصاف کے اور دونوں کے نیک اوصاف گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی اعلےٰ دوج کے انصاف کرے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی نیک عالم و دہرم پر چلنیوالا ہو پھر بھی وہ اعلےٰ ورن کے آدمی کے برابر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی شہادت اچھے مسمی الاعمال آدمی کی شہادت سے درجہ میں مل سکتی ہے یہاں کیوں نہ شہادت کا مدار نیک اعمال پر رکہا اور کیوں اعلےٰ دوج کو ترجیح دی اور کیوں نہ سوامی جی نے اپنے جعلی معنوں کا لحاظ کیا - اچھا آگے چلو دیکھو ستیارتھ صــ ۲۵۷ کہانے اور نہ کہانیکی چیزیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک دہرم شاستر کے مطابق اور دوسری ویدک شاستر (علم طب) کے مطابق مثلاً دہرم شاستر میں لکہا ہے دوج یعنی برہمن کشتری اور ویشوں کو ناپاک یعنے بول و براز وغیرہ کے میل سے پیدا ہوئے ساگ پہل مول وغیرہ نہ کہانے چاہئیں" تو صاحب آپ کے پرماتما کو تو صرف دوج کا خیال ہے شودر بیشک ناپاک اور گندی چیزیں کہا کر ایشور کا شکریہ ادا کریں جو انپر مضر اور مفید اشیاء کے پہچاننے کا بوجھ نہیں ڈالا ہم حیران ہیں کہ ہمارے آریہ دوست کیوں ایسے شخص کے پیچھے اپنے قدیمی مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں - جسکے اعتقاد کا یہہ حال ہے کہ کہیں تو یہہ لکہہ مارا کہ شودر کو وید پڑہنا جائز ہے (دیکھو صــ ۹۷) اور پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح وید کی روشنی بھی سب کے لئے ظاہر فرمائی اور جو پورا پورا عالم دہرم پر چلنے والا ہو وہی برہمن ہے اور کہیں یوں تحریر کردیا کہ شودر تو صرف خدمت کیواسطے ہے اور وید کا پڑہنا اسکو جائز نہیں اور علم اور دہرم پر چلنے سے کوئی برہمن ہو سکتا ہے بتائیے سوامی جی کے کس قول کو جھوٹا اور کس کو سچا مانا جاوے ہمارے دوستو اسجگہ آپکے لئے ایک اور سخت مشکل ہے جس سے آپکو دہرم رکہنا دشوار ہے - وہ یہ کہ ستیارتھ صــ ۲۵۵ میں آپکے سوامی جی فرماتے ہیں دو دوج رسوئی شودر کی ہاتھہ بنائی کہا دیں تاکہ برہمن کشتری و ویش ورن والے عورت مرد علم پڑہانے وغیرہ میں مصروف رہیں" اول تو شودر ناپاک اشیاء کا استعمال کرنے والا ہے آپکے دہرم شاستر سے اسکو سند مل چکی ہے دوسرا ستیارتھ صــ ۲۱۴ میں ہے کہ جو شخص دہرم کو معدوم کرتا ہے اسی کو عالم لوگ ورشل یعنے شودر اور نیچ جانتے ہیں" اور سوامی جی کی نزدیک روٹی بنانیوالے اور کہانیکو چھونے والا کا اثر اس رسوئی اور کہانے میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ صــ ۲۵۶ میں لکھتے ہیں "کہ مسلمان و عیسائی وغیرہ شراب و گوشت کہانیوالوں کے ہاتھہ کے کہانیں آریوں کو بھی

شراب اور گوشت وغیرہ کے کہانے کا عیب پیچہے لگ جاتا ہے" پس نیچوں جاہلوں ادہر میون کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے برہمن کشتری ویش کو بہی نیچ پنہ - جہالت بے ایمانی وغیرہ بری خصائل کا عیب لگ جائیگا اب سوامی جی نے سمجہا کہ اسطرح تو ہمنے اپنے معتقدونکے دہرم کا خاتمہ کر دیا اسلئے اپنی عادت کے موافق غمگین چیلون کو خوشخبری سناتے ہیں " جسطرح عمدہ چیزون کے کہانے پینے سے براہمنوں اور براہمنی نے جسم میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک رج و ویریہ (حیض ومنی) پیدا ہوتے ہیں ویسے چنڈال اور چنڈالنی کے جسمون مین نہیں ہوتے الخ اسلئے براہمن وغیرہ اعلی ورنون کے ہاتہہ کا کہانا چاہیئے " دیکہو صفحہ ۲۶۱ پہلے تو سوامی جی نے یہہ فرمایا کہ براہمن وغیرہ کو شودر یعنے نیچ کی بنائی ہوئی رسوئی کہانی چاہیئے تاکہ تعلیم میں ہرج نہو پہر تو یاد نہیں شودر کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا برہمن کو بہی شودر بنادیگا اسلئے اعلے ورنون کے ہاتہہ کا کہانا چاہیئے اسطرح تعلیم میں ہرج تو ہوگی لیکن کیا کریں ایک ہی بات ہوسکتی ہے یا ناپاک کہانا کہائیں یا وید پڑہیں دو دو اور چپڑی یہہ نہیں ہوسکتا اے ہمارے ہموطن آریہ صاحبان اگر آپکو وید کی یہہ تعلیم منظور نہیں کہ ویدنے برہمن کی کیون رعایت کی یہ تو الہی قانون کے برخلاف ہے تو اس کچہ مذہب کی تلاش کرو جو اس نقص سے پاک ہے - بیہودہ تاویلوں اور جہوٹے عذرون سے بجز ندامت اور شرمندگی کے کچہہ حاصل نہیں یہ عذر نا معقول ثابت میکند الزام را - آپ جانتے ہو اگر ستیارتہہ پرکاش میں واقعی حق کی روشنی ہوتی تو اسمیں اسقدر اختلاف کیون ہوتا آپ تو لکہے پڑہے ہیں ان باتوں پر غور کرو آپ کے وید تو فرماویں کہ برہمن منہ سے کھشتری بازو سے ویش ران سے شودر پاؤن سے پیدا ہوا (دیکہو یجر وید کے اکتیسویں ادہیا کا گیارہوان منتر) اس منتر کی آپ خواہ کچہہ تاویل کریں اتنا تو ثابت ہے - کہ ذاتین چار ہیں مگر آپکے سوامی جی ستیارتہہ صفحہ ۲۱۲ میں لکہتے ہیں " کہ ذاتین دو ہیں ایک آریہ یعنے عالم دوسری وسیو یعنے جاہل" جو عالم دہرم پر چلنے والا ہو وہ برہمن ہے جاہل ادہری کو لشودر کہتے ہیں ہم پوچہتے ہیں کہ پہر کھشتری ویش کا وجود کہان سے آگیا اور یہہ چار ورن کیون ٹھہرا رکہے ہیں برہمن اور شودر کے یہہ معنے کریمیں تو سوامی جی نے وید شاستر کی پرواہ نہ کی چار کے دو بنادیئے مگر ان پیدائش میں ویدونکی حمایت اور پردہ پوشی کی یون کوشش کرتے ہیں " مطلب اس منتر کا یہ ہے کہ پرمیشور کی خلقت مین منہ کے مانند سردار افضل ہو وہ براہمن جسمین توانائی زیادہ ہو وہ کھشتری اور سب ملکون مین رانونکی طاقت سے آوے جاوے - سفر کرے وہ ویش اور جو پاؤنکے عضو کے مانند بے عقلی وغیرہ اوصاف والا ہو وہ شودر ہے" ماسٹر ہری چند جی آپ اس کا مطلب سمجہایئے کہ مراد سرداری اور فضیلت سے کیا ہے آیا جو مخلوق میں حکومت کے سبب افضل سردار ہے - یا علم عمل کے روسے بصورت اولی دیانتداری معنے باطل ہوگئے نیز معلوم ہوا کہ عیسائی بڑے اعلے درجہ کے برہمن ہیں جو تمام آریہ پر حکومت کررہے ہیں (خفا نہ ہونا حکومت نیک عمل کا نتیجہ ہے جس سے ظاہر ہوا کہ عیسائی ضرور برہمن ہیں کیونکہ برہمن . . . .

ہی ویدونکے پورے عالم اور عامل ہوتے ہیں جسکا ثمرہ بہوگ رہے ہیں) بصورت ثانی جب کوئی آدمی ویدون کا پورا عالم ہو اور اسمیں توانائی اور طاقت بہی ہو تو وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری اگر کہو برہمن تو ٹہیک نہیں کیونکہ آپ کے پیشوا کا قول ہے جسمیں توانائی ہو وہ کھشتری ہے اگر کہو کھشتری تو یہہ بہی غلط ہے سوامی جی ویدونکے عالم کو برہمن کہتے ہیں ایسا ہی ویدون کا پورا عالم عامل جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں آوے جاوے وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری یا ویش یہ تو ظاہر ہے کہ رانون کی طاقت کے بغیر چلا نہیں جاتا اسلئے اسکو برہمن کھشتری ویش کہنا پڑا برہمن اسلئے کہ وید کا عالم ہے کھشتری اسلئے کہ صاحب طاقت وتوانائی ہے ویش اس لئے کہ رانونکی طاقت سے دوسرے ملک میں پہنچا اس مطلب سے تو شودر کو بہی کھشتری ویش کہہ سکتے ہیں کیونکہ سوامی جی نے خدمت کا کام شودر کے سپرد کیا ہے اگر اسکے بازو ران میں طاقت نہ ہوئی تو وہ خدمت کیا کرے گا لولے لنگڑے تو خود خدمت کے محتاج ہیں پس برہمن کھشتری ویش شودر میں کوئی تمیز نہ رہی ہان ایک طرح تمیز ہوسکتی ہے فرض کرو چار شخص ہیں ہمکو ان کی ذات پات کی خبر نہیں ہم انکو دیکہہ کر جہگڑے میں پڑگئے کوئی برہمن کو شودر بناتا ہے اور شودر کو برہمن تنے مین سوامی جی کے اس منتر کا مطلب بطور حکم کے تشریف لاکر فرمانے لگے کہ انمیں جسکا جسم بالکل کمزور ہے نہ بازؤن مین طاقت نہ ران میں توانائی مگر قوم کا سردار ہے یہہ تو برہمن ہے اور وہ جسکا اوپر کا جسم بازو وغیرہ تو خوب طاقتور ہے مگر ران وغیرہ مفلوج ہیں جنمیں حس وحرکت نہیں اور نہ ملک میں کوئی حکم حاصل ہے یہہ تو کھشتری ہے اور جسکے ران اچہے مضبوط اور تکڑے ہیں اور اوپر کا جسم بازو وغیرہ نکما ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتا رہتا ہے یہہ ویش ہے (معلوم نہیں یہ سفر کسطرح کرسکتا ہے بازو میں طاقت نہ ہو تو چلنا ہی مشکل ہے) اور وہ چوتہا شودر ہے کیونکہ محض بیوقوف اور بے عقل ہے (ایسے پاگلوں اور بیوقوفون کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے حسب قول دیانند آریون کی بہی عقل مارگئی جو ویار جنی مشرکانہ تعلیم کو ایسی کلام سمجہنے لگے) واہ ماسٹر جی آپکے برہم پرماتما کو ایسی ناکارہ اولاد سے کیا فائدہ وطینو ہمارے وطن کی یہہ مثل بالکل سچ ہے کہ "کو جہہ رونے سے چہپ بہلی ہے" اب میں پنڈت جی کے ذاتی وعارضی اعتقاد کی نسبت ستیارتہہ پرکاش سے مسئلہ ویدانت کو آپکی خدمت میں پیش کرتا ہون آپ غور کرین کہ آپکے سوامی جی نے اس مسئلہ میں کیا کیا رنگ بدلے ہیں - (باقی آیندہ)

کرمداد از دولمیال ضلع جہلم

دیکہو ستیارتہہ صفحہ ۲۸۴ " شنکراچاریہ کا جینیوں کے پنڈتون کے ساتہہ مباحثہ ہوا اسمیں شنکراچاریہ کا ویدمت اور جینیوں کا ویدمت کے برخلاف مت تہا یعنی شنکراچاریہ کا پکش (دعوی) ویدمت کی تائید اور جینیون کی تردید اور جینیوں کا پکش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تہا مباحثہ کئی روز تک ہوا جینیوں کا مت یہہ تہا کہ عالم کا صانع ازلی پرمیشور کوئی نہیں یہہ دنیا اور جیو تمام ازلی ہیں ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبہی نہیں ہوتی اسکے برخلاف شنکراچاریہ کا مت تہا کہ ازلی شدہ پرماتما ہی دنیا کا صانع ہے - یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے کیون کہ اس پرمیشور نے اپنی مایا سے دنیا بنائی وہی پرورش اور فنا کرنے والا ہے اور یہ جیو اور پرپنچ خواب کے مانند ہے پرمیشور خود ہی سب جگت روپ (بشکل عالم) ہوکر لیلا (کہیل) کررہا ہے - بہت دنوں تک مباحثہ ہوتا رہا لیکن اخیرش دلیل اور حوالہ سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکراچاریہ کا مت فتح یاب رہا تب ان جینیوں کے پنڈت اور سودہنوا راجہ نے ویدمت کو قبول کر لیا جین مت کو چہوڑ دیا الخ اسی وقت سے سب کی یکسو پوریت ہونے لگی اور ویدون کی درس تدریس نے رواج پکڑا - الخ جو جو انہون نے (شنکراچاریہ) شاریرک بہاشیہ وغیرہ بنائے تہے ان کی اشاعت شنکراچاریہ کے شاگرد کرنے لگے الخ اب اسمیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جہوٹا ہونا شنکراچاریہ کا ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیون کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو اختیار کیا تو کچہہ اچہا ہے" یہان آپکے سوامی جی ناظرین کو غور کرنیکی ترغیب دیتے ہیں ہمارے دوستو آؤ ہم تم سی تعصب مذہبی سے علیحدہ ہوکر اس مضمون کو انصاف کی نظر سے پڑہیں اور منصف ہوکر اسمیں غور کریں سوامی جی کی اس منقولہ تقریر سے یہہ سات امر ثابت ہیں اول شنکراچاریہ وید کا پیرو تہا - دوم اسکا دعوی ویدون کا تائید تہا سوم دعوے اسکا جس نے ویدونکو فتح اور جینیوں کو شکست دی یہ تہا کہ پرمیشور خود ہی سب جگت روپ ہوکر لیلا کررہا ہے یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے چہارم شنکراچاریہ نے اپنے اس دعوے کو دلیل اور حوالہ سے ثابت کردیا پنجم جینیوں کے پنڈت اور راجہ نے جب شنکراچاریہ کے ان دلائل اور حوالجات کو جو وید سے پیش کئے گئے حق دیکہا تو ویدمت کو قبول کرلیا ششم شنکراچاریہ کے اس دعوی سے ویدون کو اچہی مدد ملی گئی اور ان کی درس تدریس نے رواج پکڑا (شنکراچاریہ کی نسبت سوامی جی صفحہ ۲۸۵ میں بہی تسلیم کرچکے ہیں کہ سچے پرمیشور کا معتقد اور اور ویدمت کو رواج دینے والا تہا) ہفتم آریہ کو ذاتی اعتقاد کے برخلاف ایک عارضی اعتقاد بہی رکہنا چاہیئے جو اشاعت وید کا اصل ذریعہ اور دشمن پر فتح پانیکا عمدہ حربہ ہے اے حق کے طالبو انصاف کرو - کیا آپ کی کانشنس یہہ فتوے دے سکتی ہے کہ ایسے پراگندہ خیالات اور متضاد اعتقاد رکہنے والے مذبذب شخص کو پیشوا اور گرو مانا جاوے ایک طرف تو شنکراچاریہ کو سچے پرمیشور کا معتقد اور وید کا مخلص متبع کہنا اور اسکے دعوے کی صداقت کو دلیل حوالہ سے قائم کرنا بلکہ اشاعت اور غلبہ وید پر اس دعوی کو بطور دلیل پیش کرنا یہہ پنڈت جی بڑے زور شور سے تحریر کریں اور دوسری طرف اسی شنکراچاریہ کو جہوٹا مخالف وید سمجہکر اسکا دعوے بلا دلیل اور وید کی ذلت اور شکست کا موجب قرار دیں - یا آن شورہ شوری یا این بے نمکینی - اول دیکہو اسی جملہ میں اگر شنکراچاریہ ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں" پہر دیکہو ستیارتہہ صفحہ ۳۴۱ واہ رے جہوٹے ویدانتیو تم نے صادق وجود صادق شیت صادق ارادہ والے پرمیشر کو جہوٹا بنادیا کیا یہہ تمہاری ذلت کا باعث نہیں ہے کس اپنشد سوتر یا وید میں لکہا ہے کہ پرمیشور جہوٹا ارادہ کرنے والا اور جہوٹہہ بولنے والا ہے الخ تم جہوٹے ارادے رکہنے والے اور دروغ گو ہوکر وہی اپنا عیب ناحق ہم پر لگاتے ہو" دیکہا صاحب یہ وہی شنکراچاریہ ویدانتی ہے جسکی نسبت آپ کے سوامی جی صفحہ ۲۸۴ میں لکہتے ہیں کہ تین سو برسوں کے مردہ مذہب کو اسی نے زندہ کیا وہ سچے پرمیشور کا معتقد تہا جسکو اب واہ رے جہوٹے ویدانتی کرکے پکارا جاتا ہے یہہ وہی دعوی ہے جسنے دلائل اور حوالجات کی شکر جینیوں کو شکست دی اور ویدون کی ڈوبتی کشتی کو سنبہالا جسکو آج ذلت اور شکست کا باعث سمجہا گیا - ہمارے دوستو آپ کو حسب فرمودہ پیشوائے خود اسمین غور کرنا فرض ہے اگر شنکراچاریہ اس دعوی میں جہوٹا تہا تو جہوٹون کا فتح یاب ہونا آپ کے سوامی جی

کس مخرجتہ تلمذ کرتے ہیں اور جب کسی اپ نشد سو تنتر باو رہیں اس دعوی کا ثبوت نہیں تو اس دیانندی فقرہ کا کیا مطلب ہے کہ شنکر اچاریہ کا دعوی وید کی تائید میں تہا اور دلیل حوالہ سے وید غالب ہوا بقول دیانند جی ویدون کا تو یہہ دعوی ہی نہیں پہر ان کی تائید اور فتح کیسی اسصورت میں شنکر اچاریہ مبطل وید ہیں نہ اس کے موید تعجب ہے کہ جینی پنڈتون اور راجہ نے شکست کہا کر وید کو کیون قبول کیا۔ کیا ان میں اتنی سمجہ نہ تہی جو وہ شنکر اچاریہ سے پوچہتے کہ تو جو اس دعوے میں ہمارے ساتہہ جہگڑ رہا ہے اور وید کے قبول کرنے پر ہم کو بلاتا ہے ہمیں یہ تو بتا کہ ویدمیں اس دعوی کا ثبوت کہان ہے۔ بہلا یہہ ممکن ہے کہ یون ہی بن دیکہے بہالے جینی پنڈت وید کے معتقد ہو گئے اور اپنا دعوی چہوڑ دیا۔ الغرض کہان وہ اقرار کہ شنکر اچاریہ نے دلیل و حوالہ سے غلبہ حاصل کیا اور اس کا دعوے ویدون کی تائید میں تہا اور ویدونکی اس تعلیم یعنے ویدانت کے مسئلہ نے اسی کے طفیل سے تمام ملک جنوب مشرق شمال میں رواج پکڑا اور کہان یہ انکار کہ شنکر اچاریہ کا یہہ دعوے دلیل حوالہ سے مردود ہے جس انتقاد اور دعوے کو جینی پنڈت دلائل سے نہ توڑ سکے اسکو سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے توڑا گو اسوقت سچے پرمیشور کے معتقد ویدمت کو رواج دینے والے شنکر اچاریہ نے شکست نہ دیکہی مگر اب تو برائے نام ویدمت کے معتقد اور اندر سے منکر پنڈت نے خوب خبر لی۔ اُن جینی پنڈتوں کو دیانندی دلائل کا علم نہ تہا نہیں تو شنکر اچاریہ ویدمت کی تائید میں فتح یاب ہو گیا اور ویدکی اس تعلیم نے ملک میں رواج پکڑ لیا لیس ستیارتہ پرکاش والی حکایت کو جہوٹا اور خلاف واقعہ سمجہو جو آپکے سوامی جی بہول گئے اور جہوٹ لکہدیا۔ یا اقرار کرنا پڑیگا کہ ویدانتیون کا جہوٹا دعوے ویدونمیں موجود ہے اور وید اس ویدانت کے مسئلہ کو جو اسکے نام ہی سے ظاہر ہے جائیز رکہہ کر دنیا میں اپنا جہوٹا ہونا ظاہر کر رہے ہیں لہذا آپ کو مناسب ہے کہ جہوٹ کو چہوڑ کر سچائی کی تلاش کریں۔ باقی آیندہ

کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم

اوستانی کی ضرورت

ایک تعلیم یافتہ مسلمان اوستانی کی ضرورت ہے جو سلائی کا کام بہی خوب جانتی ہو اور ہر طرح سے ایک لڑکی کی عمدہ تعلیم و تربیت کر سکے۔ دینی تعلیم سے واقف ہو۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں وہ منتخب کرینگے۔

اوستانی کو نوشہرہ رہنا ہوگا۔

خطبہ بروز جمعہ چہارم مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بعد تلاوت خطبہ ماثورہ

الحق من ربک فلا تکن من الممترین ٥ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ٥ ان ھذا لھو القصص الحق وما من الہ الا اللہ وان اللہ لھو العزیز الحکیم ٥ فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین ٥ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ ٥ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ٥

ترجمہ مع تفسیر

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس سورہ مبارکہ کا نام آل عمران ہے وجہ تسمیہ اوسکی اس نام کے ساتہہ یہی ہے کہ اس سورہ متبرکہ میں آل عمران کا مصطفا قریب اسّی آیتوں میں بیان فرمایا گیا ہے اور جو نزاع اور اختلافات درمیان اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے واقع تہے اون کا فیصلہ مسلمات اہل کتاب سے بدلائل بینہ کیا گیا اور حق الامر کے دلائل دیتے ہوئے استدلال کا وہ اسلوب حسن اختیار کیا گیا ہے کہ آیندہ زمانوں میں قیامت تک جو نزاع درباره آل عمران یعنے حضرت عیسےٰ اور اونکی والدہ کے واقع ہو اوسکا فیصلہ بہی اونہیں دلائل مندرجہ آیات سے بخوبی ہو سکتا ہے فالحمد للہ ان آیات سے پہلی آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کی نسبت یہہ وعدہ فرمایا ہے کہ تمکو صلیب کی موت سے جو موجب حکم تورات کے لعنتی موت ہے بچایا جاویگا اور تمہاری موت توفی کی موت ہوگی جسمیں تمکو رفع الی اللہ یعنے قرب الٰہی حاصل ہوگا اور منکرین کے الزامات بیجا سے تمکو پاک کیا جاوے گا اور تمہارے مخالفین کافرین کو دنیا میں بہی اور آخرت میں بہی عذاب شدید کے ساتہہ معذب کیا جاویگا اور تمہارے موافقین مومنین اور متبعین کو مانند تمہاری رفع اور فوقیت مخالفین کافرین پر عطا کی جاویگی جسطرح پر کہ حضرت آدم کو یہہ مراتب بشریٰ اصطفا کے ہماری طرف سے عنایت ہوئے تہے اوسیطرح تم کو بہی حاصل ہونگے وغیرہ وغیرہ جو اوپر کی آیات میں مفصلاً مذکور ہے۔ اب ان آیات میں فرمایا جاتا ہے کہ یہ سب ادلہ اور جملہ امور جو حضرت عیسےٰ کے بارہ میں مذکور کئے گئے حق اور ثابت شدہ صداقتیں ہیں تیرے رب کی طرف سے جو تیری تربیت کا ذمہ وار اور تعلیم کنہ اشیاء کا متکفل ہے۔ اسلئے شک کرنے والون میں سے نہ ہونا۔ **سوال**۔ انبیا علیہم السلام کو وحی الٰہی میں کب شک ہوا کرتا ہے خصوصاً حضرت خاتم النبیین صلعم کو شک کیونکر ہو سکتا ہے جسکی نہی فرمائی گئی۔

الجواب بادشاہ کا جو خطاب سپہ سالار فوج کو امر یا نہی ہوا کرتا ہے مراد اوس خطاب سے غالباً اوس سپہ سالار کی فوج اور لشکر ماتحت اوسکا ہوتا ہے اسیطرح اگرچہ خطاب آنحضرت صلعم واٰلہ وسلم کو ہے مگر اس خطاب سے مراد آپ کی امت ہے اور ایسے خطاب میں ایک عجیب نکتہ یہہ بہی ہوتا ہے کہ ان امور مذکورہ میں شک کرنا اسقدر مذموم اور بحد دریۃ میں اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ جس شخص سے اسمیں شک کرنے کا گمان ہی نہیں ہو سکتا ہے اوسکو بہی نہی فرمائی گئی ہے چہ جائے کہ اوس شخص کی جسکو شک کرنے کے لئے شیاطین الجن والانس سامان و اسباب شک کرنیکے مہیا کرتے رہتے ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی نسبت امکان شک کا نہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اناجیل اور طالمود سے طرح طرح کی روایات اپنے اپنے مذہب کی تائید میں حضرت صلعم کے روبرو پیش کرتے تہے۔ مگر آنحضرت صلعم کو امر حق پر اسقدر یقین کامل تہا کہ آپ مباہلہ کے لئے مستعد ہو گئے جیسا کہ اس زمانہ آخری میں بہی مسیح موعود کے مناظر پیچہے پڑے اور تکفیر نامے لکہے اور شور قیامت برپا کر کر اونکے روبرو احادیث موضوعہ اور روایات کاذبہ اپنے مذہب کی تائید میں پیش کی گئی ہیں مگر نہ آنحضرت صلعم کو ایک ذرہ بہر شک پیدا ہوا اور نہ مسیح موعود کو کسیطرح کا شک و شبہ اپنے دعاوی میں پیدا ہوا اور اسی لئے مسیح موعود نے بہی یہ آیت مباہلہ حسب درخواست مخالفین کے پیش کر دی ہے اور چونکہ آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی ایک عالم پر اس الحق من ربک کی حقیقت منکشف ہو گئی تہی اور اس زمانہ آخری میں بہی حقیقت اُن دعاوی مسیح موعود کی جو مضمون آیات ماسبق کی موید اور مبین ہیں ایک عالم پر واضح ہوتی چلی جاتی ہے لہذا یہہ آیت بسبب وقوع اپنے مضمون کے ایک نشان نبوت کا بہی ہو گئی والحمد للہ اور چونکہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس آیت کی ترکیب میں یہ بہی لکہا ہے وقال آخرون الحق رفع باضمار فعل ای جاءک الحق اندرینصورت یہ آیت ایک صریح پیشین گوئی ہو گئی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی واقع ہوئی اور اس زمانہ آخری میں بہی بڑے زور شور سے واقع ہو رہی ہے اسلئے یہہ آیت بہر وجوہ آنحضرت صلعم کے نبوت کے اثبات کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔

اب بعد اتمام حجت کے جو دلائل علمیہ سے بیان فرمائے گئے اور دلائل علمیہ کا بیان انتہا درجہ کو پہنچ گیا تب بہی مخالفین نے تسلیم نکیا تو فرمایا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے بعد عیسےٰ کے بارہ کٹ حجتی کرتا رہے تو آخری فیصلہ یہہ ہے کہ اون سے کہدو کہ آجاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلا دیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو شریک کریں اور تم اپنے نفسوں کو پہر ہم سب ملکر تضرع اور زاری کے ساتہہ دعا کریں۔ پس جہوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔

ف یہہ قصہ مباہلہ کا نصاریٰ نجران کے ساتہہ آنحضرت صلعم کو پیش آیا تہا جنمیں ساٹہہ سوارون کا وفد معہ لاٹ پادری سید اور عاقب جو بڑے ذی رائے تہے موجود تہا جبکہ آنحضرت صلعم نے مناظرہ فرمایا بخوبی اونپر اتمام حجت فرمایا تب بہی انہون نے امر حق اور صداقت ثابت شدہ کو تسلیم نکیا تب بالآخر مجبور ہو کر مباہلہ کی آیت پیش کرنے کے لئے آنحضرت صلعم طیار ہوئے اور اپنی اہلبیت یعنے صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا اور ہر دو نواسے ابنائے داماد حسنین کو اور حضرت علی داماد کو لیکر مباہلہ کے لئے موجود ہوئے کیونکہ نصاریٰ نجران نے حضرت کا بہت پیچہا لیا تہا۔ آغاز سورہ آل عمران کا قریب اسّی آیتوں کے اسی مناظرہ اور مباہلہ کے بیان میں نازل ہوا ہے یہہ مناظرہ آنحضرت صلعم کیطرف سے ایک بڑا عظیم الشان مناظرہ واقع ہوا تہا جسکی نوبت بالآخر مباہلہ تک پونچی تہی مگر نصاریٰ نجران اس مباہلہ سے ایسے خوف زدہ ہو گئے کہ جو اونمیں بشپ اور لاٹ پادری مسمی عاقب سید وغیرہ موجود تہے اونہون نے اپنے ہمراہیون سے کہا جنمیں قریب ساٹہہ سوارون کے بہی تہے کہ یا معشر النصاریٰ یہہ تو وہی سچے نبی معلوم ہوتے ہیں جنکی نبوت کی خبر عہد عتیق اور عہد جدید میں موجود ہے اور جو دلائل انہوں نے پیش کئے ہیں وہ منقوض نہیں ہو سکتے اندرینصورت اگر ہم مباہلہ کرینگے تو بالضرور ہم ہلاک اور تباہ ہو جاویں گے اگر تم کو اپنے ہی دین کی محبت ہے تو لوٹ چلو اور ان سے کچہہ تعرض مت کرو۔ اور اونہے لڑو یہہ دونو پادری بڑے

ذی رائے تھے اور آنحضرت صلعم اپنے اہلبیت مذکورین سے فرماتے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا اوسوقت اون کے بشپ لاٹ پادری نے اپنے ہمراہیوں سے یہہ بہی کہا کہ مین ان لوگوں کے چہرے ایسے دیکھتا ہوں کہ اگر یہ لوگ ہیچ تر کسی پہاڑ کا اپنی جگہ سے ٹلا دینا بہ۔ اللہ تعالے سے چاہیں گے تو وہ پہاڑ بہی ٹل جاویگا فلا تبا ھلوا فتھلکوا غرضکہ ان نصاریٰ نجران نے پہر نہ تو مباہلہ کرنا چاہا اور نہ لڑنا چاہا بلکہ بالآخر جزیہ دینا قبول کیا سال بہر میں دو مرتبہ یعنے ماہ صفر میں ایک ہزار حلہ اور ماہ رجب میں ایک ہزار حلہ اور خالص لوہے کی عمدہ تیس زرہ اگرچہ اس قوم نصاریٰ نجران سے مباہلہ واقع نہیں ہوا مگر یہ واقعہ جو اس آیت او احادیث میں مذکور ہے آپکی حقیقت نبوت کیلئے مفسرین ایک بڑی دلیل مثبت لکھتے ہیں۔ روایات میں یہ بہی واقعہ ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجران نصاریٰ سے عذاب بہت قریب ہوگیا تہا اگر وہ مباہلہ کرتے تو اونپر عذاب نازل ہوجاتا۔ ولما حال الحول علی النصاریٰ کلھم حتے یھلکوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جو حضرات عیسائیوں کو مدت دراز سے اسلام کی طرف دعوت کر رہے ہیں۔ لیکن کوئی عیسائی صاحب خواہ بشپ ہو یا لاٹ پادری اس میدان لق و دق میں قدم رکہنا نہیں چاہتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہم اہل اسلام کے مقابلہ مباہلہ میں ہرگز ہرگز کامیاب نہو وینگے اور اللہ تعالے کیطرف سے ہمارے مذہب کی پردہ دری ہوجاوے گی۔ مگر اس اقناع کے لئے ایک عذر بارد یہ بنالیا ہے کہ ہمارے مذہب میں مباہلہ جائز نہیں ہے۔ ہان یہہ فیصلہ الٰہی ہے اور وہ صادق و کاذب کو خوب جانتا ہے۔ اور خود آپ بڑا زبردست عزیز و حکیم اور علیم بالمفسدین ہے وہ تو فیصلہ صادق ہی کے حق میں کریگا نہ کاذب کے حق میں۔ جیسا کہ اوس نے ان آیات مباہلہ کے آگے ان صفات کا ذکر اسی لئے فرمایا ہے

سوال۔ اگر کہا جاوے کہ بعض کفار نے تو خود چاہا تہ اگر آنحضرت صلعم اپنے دعاوی میں حق پر ہیں تو ہم مکذبین پر یا اللہ عذاب نازل فرما تب بہی کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو پہر مباہلہ پر کیونکر عذاب نازل ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عنہم اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وھم یستغفرون۔ پس ان دونوں آیتوں میں توفیق کیا ہوگی۔

الجواب۔ آیات مباہلہ اور ان آیات مندرجہ میں کچہہ بہی منافاہ نہیں ہے کیونکہ ان آیات میں ایک خاص عذاب کے نزول کے لئے دعا کی گئی تہی یعنی آسمان سے مثل بارش کے پتھروں کا برسنا جس سے عام ہلاکت بلکہ استیصال عام متصور ہے۔ دوسرا عذاب اس عذاب سے بہی زیادہ تر مولم مانگا تہا سو قدیم سے اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں ہے کہ قبل قیامت ایسے عذاب دنیا میں فوری نازل فرما دیوے کیونکہ ایسے عذابوں کے انزال میں خواہ کفار کی درخواست سے ہو ویں یا کسی مامور من اللہ کی دعا سے ہو ویں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہیں رہ سکتی اور معہذا ایسے عذاب کے انزال سے اجبار و اکراہ ادر الجا لازم آتا ہے جو دین اسلام میں ہرگز موجود نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین ہان کسی کاذب پر لعنت کا پڑنا جس سے ذلت یا رسوائی ہو اور ایمان بالغیب کی حکمت تلف نہ ہووے اور اکراہ و الجا بہی لازم نہ آوے ہوا کرتا ہے چنانچہ مخالفین انبیا پر لعنت عذاب الٰہی کے نازل ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ حتی کہ کاذب کی موت بہی مباہلہ میں مشروط نہیں ہے کیونکہ منشا اہل مباہلہ کا صرف کاذب پر وقوع لعنت کا ہے خواہ کسی طرح سے ہو یہ اوس علیم و خبیر کے اختیار میں ہے کہ بقدر تکذیب و تشدد مخالفین کے وہ لعنت کسی عذاب مہلک سے ہی واقع ہو موت ہو یا قتل وغیرہ پس ایک خاص عذاب کذائی کی نفی اور لعنت الٰہی کے ثبوت میں کوئی منافاہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایمان بالغیب کی حکمت کے مانع نہیں اور اجبار بہی اوس سے نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ سرداران مکہ میں سے ایک شخص بہی نضر بن حارث تہا اور نیز ابوجہل جنہے یہی دعا کی تہی کہ اللھم ان کان ھذا ھو الحق الا یہ تو دیکہو جنگ بدر میں ابوجہل تو عذاب قتل میں مبتلا ہوا بسبب اپنے تشدد کے اور نضر بن حارث باوجودیکہ قیدیوں میں قید ہوکر آیا تہا۔ دوسرے قیدی تو فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے تہے مگر نضر بن حارث باینوجہ قتل کیا گیا کہ قرآن مجید کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کیا کرتا تہا۔ اور سخت معاند تہا تو یہ دونوں منجملہ ستر مقتولوں کے عذاب قتل میں اسلئے مبتلا ہوئے کہ یہ بہی اہل اسلام کے قتل کے درپے تہے ورنہ مباہلہ مین کاذب کا قتل ہوجانا یا مرجانا مشروط نہیں صرف وقوع لعنۃ الٰہی کا ہی ہے خواہ کسی طرح ہو۔ اور عذاب قتل جو بموجب پیشین گوئی ملہم ربانی کے واقع ہو جسمیں دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا قتل کرنا بطور ذب کے چاہتا ہے ایسا عذاب نہیں ہے جس میں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہ رہتی ہو یا اجبار لازم آوے

الحاصل مباہلین کاذب پر لعنت کا وقوع ضروری ہے خواہ کسی رنگ میں ہو۔ اگر مباہلہ میں ایسا عذاب جسمیں مثل بارش کے آسمان سے پتھر برسنے لگین یا اس سے بہی زیادہ مولم ہو جسمیں کوئی متنفس نہ بچ سکے نازل نہیں ہوتا کہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اسی لئے ان دونوں آیتوں کے آگے ہی دوسرے عذابوں کے ثبوت کے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وما لھم ان لا یعذبہم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام یعنی اور کیا ہے واسطے اون کے کہ نہ عذاب کرے گا اون کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے۔ اور پہر اسی آیت میں اللہ تعالے نے جو یہ قید لگائی کہ وانت فیہم وہ بہی ایسے ہی عذاب کذائی کے عدم نزول کیطرف اشارہ کر رہی ہے یعنے جبکہ ایسا عذاب نازل ہوئے گا تو پہر اوس کا اثر تجکو بہی پہنچے گا۔ لہذا ایسے عذاب کا نازل کرنا ہماری سنت قدیمہ کے خلاف ہے۔ اس آیت مباہلہ کی مناسبت ساتہہ زمانہ مسیح موعود کے عجیب و غریب اسلوب سے واقع ہوئی ہے۔ نبی کریم کے وقت میں بہی یہہ مباہلہ حضرت عیسیٰ ہی کے بارہ میں واقع ہوا تہا اور زمانہ مسیح موعود میں بہی حضرت عیسیٰ ہی کے بارہ میں واقع ہوا۔ رسول کریم کے وقت میں بعد اتمام حجت اور اتمام مناظرات کے یہہ مباہلہ واقع ہوا تہا یہاں پر بہی اوائل مین شیخ الکل معہ اپنی جماعت کے مباہلہ نکر سکے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بہی مباہلہ پر مستعد نہ ہوسکے اور اگرچہ آیت ہذا مباہلہ کی نصرانیان نجران کے حق میں وارد ہوئی تہی مگر دیگر اقوام قریش مثل ابوجہل وغیرہ سے بہی آپکا مباہلہ واقع ہوا دیکہو کتب سیر کو۔ اسیطرح پر مسیح موعود کا مباہلہ بہی علاوہ طرفدار عیسیٰ کے دیگر اقوام سے بہی حسب درخواست مخالفین کے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ لیکہرام وغیرہ۔ اور جنہوں نے خود درخواست کر کر مباہلہ کیا وہ بقدر اپنے اپنے تشدد اور سختی کے لعنت الٰہی میں مبتلا ہوئے خواہ ذلت و رسوائی ہو یا ہلاکت ہو

جس طرح پر مفسرین نے اس مباہلہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت کا . . . . اثبات کیا ہے اوسی طرح پر ان مباہلوں سے مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہوا کیونکہ نتیجہ ان مباہلوں کا حسب دعاوی مسیح موعود کے واقع ہوا والحمد للہ اور اگر کوئی مخالف ان مباہلوں کو بعد وقوع نتائج کے بہی نہ مانے تو وہ بتاوے کہ پہر صادق اور کاذب میں کیا مابہ الامتیاز رہے گا اور پہر آنحضرت

کے ثبوتوں میں سے ایک بڑا ثبوت جسکو قرآن مجید میں بڑی عظمت شان سے بیان فرمایا گیا ہے۔ ضائع ہوجاویگا بلکہ چند آیات کریمہ قرآن مجید کے متعلق مباہلہ کے نعوذ باللہ لغو ہوجاوینگی و تعالیٰ شان کلامہ تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا اور ناظرین کو خوب معلوم رہے کہ ان مباہلوں کا نتیجہ یا تو آنحضرت صلعم کے وقت مین واقع ہوا تہا یا بعثت مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا ہے اس تیرہ سو برس میں کسی مجدد کے وقت میں ایسے مباہلات واقع نہیں ہوئے اور نہ اوس کے نتائج۔ پس ان آیات کا نشانات واسطے نبوت خاتم النبیین کے ہونا ہی ثابت ہوا ثم الحمد للہ۔ اب فرمایا جاتا ہے کہ جو دلائل اور مضامین اوپر مذکور ہوئے وہی اخبار اور قصص حقہ ہیں جو پے در پے بیان کئے گئے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک اللہ وہی البتہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ حال میں چراغدین جموں پر بموجب پیشینگوئی ذکر کی صفت عزیز حکیم کا ہے کہ جو روایا اسرائیلی یا اکاذیب منافی علم الٰہی ہیں وہ محض غلط ہیں اور عیسیٰ میں کوئی صفت صفات مختصہ الٰہیہ میں سے موجود نہیں تہے کیونکہ پہر تو اللہ تعالے کی عزت اور عزیز ہونے میں فرق آجاوے گا اور شان عیسوی حضرت ابوالبشر اور خاتم النبیین سے بہی بڑہ جاویگی جو خلاف مقتضائے حکمت اوس حکیم برحق کے ہے

اب باوجود اسقدر اتمام حجت کے جس کی نوبت مباہلہ تک پہنچ گئی ہے اگر اب بہی اس حق کے قبول کرنے سے وہ لوگ اعراض کریں تو سمجہ لو کہ انکی نیتوں میں فساد ہے دوسرونکے عقائد حقہ کو بہی فاسد کرنا چاہتے ہیں۔ اندرینصورت اللہ سے بہاگ کر کہاں جاسکتے ہیں کیونکہ مفسدون کو اللہ تعالے خوب جانتا ہے یعنی اون کے فسادوں کی ضرور سزا دیویگا چنانچہ وہ سزا مفسدین کے لئے دنیا میں بہی واقع ہوئی جو نشان نبوۃ صادقہ کا ہے۔ اب چونکہ آنحضرت صلعم اون کے ایمان لانے پر کمال درجہ کے حریص تہے باوجودیکہ تمام مدارج تبلیغ اور مناظرات کے مباہلہ تک ختم فرماچکے تہے تو بہی اونکی تبلیغ یا فہمائش و ہدایت نکرنا آپکا آپکے قلب مبارک گوارا نکر سکتا تہا اسلئے اللہ تعالے لاجسے خواہش جو علیم بسرائر الضمائر ہے ایک دوسرا طریق تبلیغ کا آنحضرت صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم مباہلہ پر بہی آمادہ نہیں ہوتے تو اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر مسلم ہے ایک تو یہہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نکریں دوسرے یہہ کہ کسی چیز کو اوسکا شریک نہ ٹہراویں تیسرے یہہ کہ خدا کے

(باقی)

[illegible] بعض ہمارا بعض کو رب نہ قرار دیوے پس اگر سیدھی سچی بات فریقین کی متفق علیہ سے بہی روگردانی کرو تو اے مسلمانو تم کہدو کہ تم تو بالضرور اسلام سے جو دین اللہ ہے خارج ہو گئے۔ گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان فرمانبردار ہیں تاکہ یہ گواہی تمہاری باعث ہماری نجات کا اور موجب تمہاری ہلاکت ہو جاوے۔ چنانچہ مسلمان بالآخر کامیاب ہو گئے اور یہ آیت ہی ایک نشان کامل ثبوت کا ہو گئی۔

فائدہ ان آیات میں بتدریج تمام عجیب طرح سے ارشاد و ہدایت میں مبالغہ فرمایا اولاً حضرت عیسیٰ کے حالات اور جو اونپر واردات واقع ہوئی تہی اونکو بیان فرمایا کیونکہ وہ تمام حالات منافی الوہیت کے ہیں اور دوسرے توحید اسلامی پر دلائل قاطعہ بیان فرمائے گئے لیکن طرف مخالف سے بجز عناد کے تسلیم و انقیاد کا کہیں نشان نہ پایا گیا تب مباہلہ کی نوبت آئی لیکن مباہلہ سے بہی عاجز ہو کر جزیہ دینا قبول کیا پہر بالآخر ایسے تین امور کیطرف دعوت کی گئی ہے کہ وہ تینوں امر متفق علیہ فریقین کے ہیں تاہم ایسے مفید ہیں کہ اگر وہ تینوں امر قبول کر لئے جاوین تو تمام تنازعات رفع ہو سکتے ہیں۔ امر اول یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی غیر اللہ کی عبادت نہ کی جاوے جسکی طرف توریت انجیل اور قرآن مجید بالاتفاق ہدایت فرما رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر [illegible] دل سے قبول کر لیا جاوے تو تمام اختلافات [illegible] اندر [illegible] کا اس سے [illegible] جاتا ہے۔

دوسرا امر یہہ ہے کہ اللہ کی ذات [illegible] افعال میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جاوے یہہ امر دوم بہی ایسا [illegible] ہے کہ تمام جہگڑا اونکا فیصلہ کرتا ہے اور چونکہ یہہ تمام شرکیہ عقاید یا اعمال و اقوال بدعیہ جو دنیا میں جاری ہیں اونکا بڑا سبب یہ ہے کہ اقوال علماء کے جو بدعیہ ہیں و افعال احبار کے جو شرکیہ ہیں اونکے ساتھہ تمسک کیا جاتا ہے جس سے ایک خلقت گمراہ ہو گئی ہے۔ لہٰذا تیسرا امر فیصلہ کن یہہ ہے کہ علماء اور احبار کو اپنا رب نہ قرار دیا جاوے اسطرح پر کہ اونکے اقوال اور اعمال اور روایات کاذبہ کی تقلید واجب سمجہی جاوے کیونکہ علماء اور احبار کے اقوال یا اعمال کی تقلید واجب سمجہنا بموجب حدیث ذیل عدی بن حاتم کے اونکو اپنا رب قرار دینا ہی تفسیر ابوالسعود وغیرہ تفاسیر اور کتب احادیث میں یہہ حدیث لکہی ہوئی ہے کہ لما نزلت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدھم یا رسول

اللہ فقال علیہ السلام الیس کانوا یحلون لکم و یحرمون فتاخذون بقولھم قال نعم قال علیہ السلام ھو ذالک سبحان اللہ یہہ تینوں کلیے جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں اگر کوئی انسان ان تینوں کو اپنا مقصد گردانکر دستور العمل اپنا قرار دے لیوے تو تمام بدعات اور عقاید باطلہ شرکیہ اور اعمال بدعیہ سے نجات پاکر صراط مستقیم پر لگ جاوے اس مسیح موعود کے جو مخالفین ہیں۔ انہوں نے بہی ان کلیات سے کانہ پر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے اسلئے فی کل واد یھیمون کے مصداق ہو رہے ہیں اور لطف یہہ ہے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ بہی اسی ترتیب سے واقع ہوئی ہے جو سورہ آل عمران میں واقع ہے اور یہہ بہی ایک ثبوت ہے اوسکے مریم اور عیسیٰ موعود ہونیکا کیونکہ مریم اور عیسیٰ آل عمران سے تہے اونکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ وجعلنا ھا وابنھا آیتنا للعالمین [illegible] پیشین گوئی [illegible] آیت کی [illegible] ان دونوں کا وجود ایک [illegible] زمانہ میں تو واقعی ہوا [illegible] کو یہود نے تہمت [illegible] ساتہ [illegible] اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو [illegible] دیا پہر تمام عالم میں اون کے بارہ میں شرک شائع ہو گیا حتے کہ وہ اشتراک [illegible] اسلام میں بہی سرایت کر گیا پہر وہ دونوں [illegible] نشان کیونکر ہو سکتے [illegible] تمام عالموں کے لئے یہہ ایک نشان ہوتا [illegible] حسب وعدہ الٰہی اون کے نام کے ساتہہ نامزد ہو کر امت محمدیہ میں سے ایک ایسا مجدد عظیم الشان آیات و نشانات کے ساتہہ مبعوث فرمایا گیا کہ اون کے نام کو تمام دنیا میں اونکی عظمت اور کرامت کو مع توحید الٰہی اور تکریم حضرت رسالت پناہی کے روشن کر رہا ہے صدق اللہ تعالیٰ وجعلنا ھا وابنھا آیۃ للعالمین اور یہی سر ہے اس آخر زمانہ پر فتن میں ایک مجدد کے مبعوث ہونیکا بنام عیسیٰ بن مریم ورنہ مخالفین ہمکو اس آیت کے معنی بتاوین کہ حضرت مریم اور عیسیٰ تمام عالموں کے لئے کیونکر آیت اللہ ہو سکتے ہیں۔ گرارتکی قادیان [illegible] ملوکار ہے

احمد مسیح اور مباہلہ کی درخواست

الحکم کے ناظرین آگاہ ہیں کہ دہلی میں احمد مسیح نام ایک عیسائی نے میر قاسم علیصاحب احمدی سے اس امر پر بحث شروع کی تہی کہ مسیح صلیب پر مرا ہے یا نہیں۔ میر قاسم علی صاحب نے پُر زور دلائل کے ساتہہ صلیبی مذہب کے اس کمزور اور بودے شہتیر کو پاش پاش کر دیا اور ثابت کر دکہایا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ وہ صلیب پر سے زندہ سلامت اترا اور اپنی طبعی عمر پاکر کشمیر میں آکر مرا وہیں دفن ہوا۔ آخر جب دلائل اور براہین کے ذریعہ حجت پوری ہو گئی تو میر قاسم علیصاحب نے دعا اور مباہلہ کے ذریعہ عیسائیت اور اسلام کا فیصلہ کرنا چاہا مگر افسوس ہے کہ احمد مسیح نے اس تلخ پیالہ کو ٹلا دیا حالانکہ مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی کو خود مباہلہ کی دعوت کی تہی مگر عجیب حکمت عملی سے گریز کیا۔ اس جلسہ میں تو میر قاسم علیصاحب کی تقریر اور نظم سننے سے ہی انکار کر دیا پہر اشتہار دیدیا کہ میں مباہلہ مرزا صاحب سے کرونگا۔ کیا خوب! دعوت اور درخواست مباہلہ تو میر قاسم علیصاحب کریں اور یہہ احمد مسیح صاحب قادیان سے ورے ٹہر ہی نہیں سکتے۔ کیا مباحثہ مرزا صاحب سے کیا تہا؟ یہہ ایک چال ہے جو احمد مسیح نے [illegible] مگر اس کا جو جواب اسے ملا ہے وہ یقینا [illegible] اور [illegible] لوگوں کے نزدیک احمد مسیح کو رسوا [illegible] کر کے چہوڑیگا اور اس کی چالاکی کا راز کہلنے [illegible] کر دے گا۔ حضرت اقدس [illegible] کو واسلام [illegible] الہام الٰہی [illegible] پوری کر چکے ہیں مگر آپ نے ازراہ [illegible] احمد مسیح کو مایوس نہیں کیا اور [illegible] کی ہلاکت دیکر جواب دیا ہے کہ ہندوستان [illegible] کے بشپ صاحبان کی درخواست اگر مباہلہ کے لئے ہو تو وہ [illegible] رد نکریں گے۔ چنانچہ وہ اشتہار جو احمد مسیح کے جواب میں شائع کر دیا گیا ہے درج ذیل ہے احمد مسیح اپنی حالت و حیثیت کے لحاظ سے اس قابل نہ تہا کہ اس کے اشتہار پر نوٹس لیا جاتا مگر محض افادہ عام کی خاطر آپ نے اسکی درخواست کو بے جواب نہیں چہوڑا اب دیکہنا چاہئے بشپ صاحبان احمد مسیح کو کیا انعام دیتے ہیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درخواست مباہلہ منظور

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم (آمین)

اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم (آمین)

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر رسلہ و افضل انبیائہ و سید اصفیائہ محمد المصطفیٰ الذی یصلی علیہ اللہ والملائکۃ والمؤمنون المقربون۔

اما بعد

۲ مئی ۱۹۰۶ کی ڈاک میں ۱۰ بجے کے قریب دہلی سے آیا ہوا مجہے ایک پیکٹ ملا جو احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی نے شائع کیا ہے اور جس میں میرے ساتہہ مباہلہ کی درخواست کی ہے اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے کہ میں اللہ کے الہام اور ایما کے موافق اس ذریعہ سے تمام پادریوں اور دوسرے مخالفین اسلام حجت پوری کر چکا ہوں اور کوئی شخص مباہلہ کیلئے نہیں آیا۔ پادریوں نے تو ہمیشہ یہ عذر کر کے ہی اس پیالہ کو ٹالا کہ ہمارے مذہب میں درست نہیں مگر اب معلوم نہیں کہ احمد مسیح نے اس کے جواز کا فتوےٰ کہاں سے حاصل کیا۔ بہر حال مجہے اس سے کچہہ بحث نہیں میں نے اس درخواست مباہلہ کو جو احمد مسیح عیسائی نے میری کی درخواست کے بغیر از خود شائع کی ہے غور سے پڑہا۔ دہلی کے سوا دوسری جگہ کے لوگ تو شاید احمد مسیح کے نام سے ہی واقف نہ ہوں پہر میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ ایک گمنام آدمی سے مباہلہ کا کیا فائدہ ہوگا۔ وہ اپنے مباحثہ کا اثر صرف اپنی ہی ذات تک مانتا ہے تو مباہلہ کا اثر اسکی قوم پر کیونکر سمجہا جاوے گا اور علاوہ برین وہ تو پہلے ہی سے اندہا ہے۔ اور احمد مسیح اپنی اس درخواست میں کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ میر قاسم علی صاحب سے کیوں مباہلہ نہیں کرتا جبکہ مباحثہ اسی سے کیا ہے۔ ہمارے سید و مولےٰ امام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مباہلہ کے لئے نصاریٰ نجران کو دعوت دی تہی تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتہہ تہا بلکہ اون میں دو بشپ بہی تہے اسلئے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے اس آسمانی فیصلہ سے بہی کرتا ہے میں جیساکہ ظاہر کر چکا ہوں اس سے پہلے مباہلہ کے ذریعہ پادریوں پر حجت پوری کر چکا ہوں۔ دیکہو انجام آتہم صفحہ ۲۲ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۔ احمد مسیح کو اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو وہ میرے مرید میر قاسم علی صاحب سے بطور خود کرے۔ جس نے اوسکو دعوت کی ہے لیکن اگر میرے ساتہہ ہی مباہلہ ضروری ہے تو میں اسکی درخواست کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہوں جب لاہور۔ کلکتہ مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جو اپنے عہدہ وقعت رسوخ اور اثر کی وجہ سے زیادہ قابل قدر ہیں ایسی درخواست کریں کیونکہ اس صورت میں مباہلہ کا اثر تمام قوم پر ہوگا نہ کہ فرد واحد پر جسکا اپنی قوم پر کچہہ بہی اثر نہیں۔ اور ایک ایسے شخص کے ساتہہ (جو ایک کثیر التعداد جماعت کا امام اور مذہبی پیشوا ہو) مباہلہ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہونے چاہئیں پس اگر احمد مسیح میرے ساتہہ ہی مباہلہ کا شایق ہے جیسا کہ اسکی درخواست ظاہر کرتی ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بشپ صاحبان کی دستخطی درخواست میرے پاس بہجوا دے۔ میں اُن کی درخواست کو انشاء اللہ العزیز رد نہیں کرونگا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ چاروں یکجا جمع نہیں ہو سکتے تو میں یہ بہی ظاہر کر دیتا ہوں کہ ایک جگہ جمع ہونے کی حاجت نہیں تحریری مباہلہ شائع ہو سکتا ہے جب اون کی درخواست میرے پاس پہنچے گی تو پہر اخبارات میں مضمون مباہلہ فریقین کیطرف سے شائع ہو جائیگا اور اسکا انجام فیصلہ کن ہوگا میں محض حق بیانی کے خیال سے یہ بہی منظور کرتا ہوں کہ اگر چاروں بشپ صاحبان انکار کر دیں تو پہر ان چاروں میں سے کسی ایک ساتہہ ہی یا فیونکے وکیل کی حیثیت سے مباہلہ کر لیا جاویگا۔ مگر یہ درخواست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیمت
فی ڈبیہ ۱۲؍

ایک انکشاف

وزن ۵ تولہ
خوراک ۲ ماشہ

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا — تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا — زمین اور سما میں ہے ذرّے کا جتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں — ہے چہرہ بھی دیکھا نہ تیرا اپنی آنکھوں
کروں کسطرح شکر پھر تیرا مولا — میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہے اس سے جو اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا — جو مانے تجھے اوس کا غم کھانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دے تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خداتعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہی کہ اُس نے ہندوستان بھر میں اور اوس کے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کسطرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ چھُپی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپکے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے۔ کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اس کے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا +

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بےطرح ملک میں مقبولیت دیکھی تو اکثر دل کے پیٹ میں حسد کے مارے گدی گدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کو تہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہٖ نقل ہی کر دی۔ اور اسیطرح نام کے تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دیئے اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں معاً یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔ خداتعالےٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے۔ تا یہ لوگ اس بُت پرستی سے باز آویں۔ اور سمجھیں کہ رزّاق صرف ویکی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہاں تک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :—

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپکا اشتہار نصف قیمت کا فلان جگہ سے یا فلان اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بھیجدیں تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپ نے دھوکہ کھایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اوسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم برسر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپکو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہی اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپکی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے۔

یہہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خداتعالےٰ سب کا رزّاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیساکسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہار چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہوگا۔ اور عاقبت ناحق برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں —

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں (واللہ عزیز ذو انتقام) دیکھو اور سوچو کہ جب سردار دیا سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال بھی بنا لیا تو مت سمجھو کہ کامیابی آگئی ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہار سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے بہر حال خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے۔

حکیم محمد حسین قریشی

موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونیوالی بفضلہ یہی دوائی ہے جس کا نام **مفرّح عنبری** ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

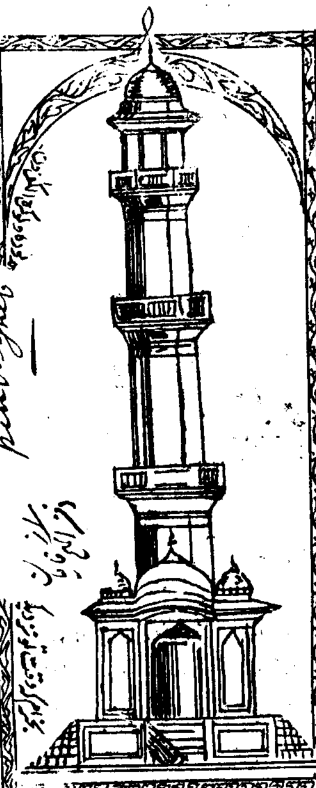
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۶ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ



فہرست مضامین

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات وکشوف

۱۱ مئی ۱۹۰۶ء

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہون کشتیاں"

۱۴ - مئی ۱۹۰۶ء

ھَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الزَّلْزَلَۃِ - اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا - وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَھَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا -

ترجمہ - کیا تجھے زلزلہ کی خبر پہنچی نہیں کہ کسطرح واقع ہوگا - زمین ایک سخت دھکہ دیجائے گی - اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے - باہر پھینک دے گی - یعنی اکثر جگہ ایسا ہوگا - تب انسان کہے گا کہ آج زمین کو کیا ہوگیا - وہ تو مقررہ طریقون سے باہر چلی گئی ہے - یعنی انسانوں پر حیرت طاری ہوجاویگی کہ ان کی علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور مین آئیگا اوس دن زمین اپنا قصہ بیان کرے گی کہ اسپر کیا آفت آئی کیونکہ خدا اپنے رسول کو ہر ما فی الضمیر کا ترجمان بنائے گا اور اس رسول کو وحی کریگا کہ کس باعث سے یہ غیر آفت ظہور میں آئی اور پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ یہ سب نشان تیرے لئے زمین پر ظاہر کئے جائینگے تا زمین کے لوگ تجھے شناخت کرلین -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مباہلہ منظور

۲ - مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تہا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں میں نے اس دعوت کو قبول کیا بدین شرط کہ لاہور - کلکتہ - مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہون - اور اس شمولیت کیواسطے انکے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بھی شرط قرار نہیں دی کیونکہ میرے نزدیک مباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول پر اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱ پر بھی شائع ہوچکا ہے اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دیگئی ہے - لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اور بھی سہولت دیجاوے تاکہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بھی باقی نہ رہے اس واسطے میں اعلان کرتا ہون کہ مین مباہلہ کیواسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہون - بشپ صاحبان اگر پسند نہین کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نکرین بلکہ اپنی تحریری سند دیکر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پایونیر یاسول میں صرف یہ شائع کردین کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاویگا - یہ بات بھی ہم اسواسطے کہتے ہیں - کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ صاحبان اس کو اپنا قایم مقام نہ بنا دین قوم پر کچھ اثر نہیں ہوسکتا لیکن اب معاملہ بہت آسان کردیا گیا ہے امید ہے کہ بشپ صاحبان پورے غور و فکر کے بعد اس مباہلہ کو منظور کرلین گے -

مکرر آنکہ اگر ہر چہار بشپ منظور نکرین تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جائے گی -

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیان
۱۱ - مئی ۱۹۰۶ء

دینیات کا پہلا رسالہ

جسکو حضرت حکیم الامۃ نے لڑکون اور لڑکیون کیلئے لکھا ہے اس مین زمانہ کے مسائل عام فہم الفاظ مین بیان فرمائے ہیں قیمت ار ہے حکیم فضل الدین صاحب مقام قادیان سے درخواست کرنے پر ملیگا - یہ رسالہ عام طور پر شائع ہونا چاہئے - تاکہ اس سلسلہ مین ور رسالے شائع ہون

جنازہ غائب

بابو نور الدین صاحب کلرک اکسائز ڈلہوزی حال رخصتی دارالامان کی ہمشیرہ صاحبہ بتاریخ ۴ - مئی ۱۹۰۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کرگئی ہیں - صاحب موصوف ناظرین الحکم سے خاصکر جنازہ غائب پڑھنے کیلئے درخواست کرتے ہیں -

مبارکباد

بہ تقریب واپسی حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

اللہ تعالیٰ کی حمد ہو جسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت نازل فرمایا جبکہ کل دنیا بگڑ چکی تہی - اور آپکو ایسی روشن اور زندہ کتاب عطا فرمائی جسکے برکات اور فیوض تازہ بتازہ ہر زمانے اور قرن میں پائے جاتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ہی آپ ہی کی قوت قدسی اور فیض باطنی کے اثر سے ہم ہی میں کا ایک رسول مبعوث ہوا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زندہ ثبوت اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور قرآن کریم کی صداقت کی روشن دلیل ہے اسپر اللہ تعالیٰ کا سلام اور درود ہو (آمین) یہہ وہی خدا کا مامور مرسل ہے جو غلام احمد ہو کر اس زمانہ کے مریضان لٰہ کیلئے مسیح موعود اور گمراہان ملت کے لئے مہدی مسعود ہو کر آیا ہے اسی طرح پر جیسے پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکا تہا - اس کا وجود آیت اللہ اسکے اہل و عیال آیات اللہ اسکا در و دیوار خدا کے وجود کے دلایل ہیں اسلئے ہم اس کے متعلق ہر قسم کے تذکرہ کو آیات اللہ کی تلاوت یقین کرتے ہیں اور دل رکہنے والے اس سے حظ پاتے اور عقل سلیم رکہنے والے فائدہ اٹہاتے ہیں منکر ہنسی اڑاتے ہیں اور نہیں سمجہتے اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون -

اس تمہید کے بعد پہر خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو پہر موقع دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایک اور آیت کی تلاوت کریں -

لہذا

ہم نہایت مسرت اور صدق دل سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض وجری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے حضور اور بحضور حضرت ام المومنین علیہا السلام و جمیع ممبران خاندان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مبارک تقریب پر (جو حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب مع الخیر اپنی دلہن کو لیکر دار الامان آ پہونچے) اھلاً و سھلاً و مرحبا) احمدی قوم کیطرف سے مبارکباد عرض کرتے ہیں - ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس سے پیشتر آپ کی تقریب نکاح پر بہی ہم کو عرض مبارکباد کا موقع ملا تہا - اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دوسرا موقع بہی نصیب ہوا اور خدا کرے کہ ایسی بیسیوں تقریبیں دیکہنی نصیب ہوں - آمین - یہ تقریب معمولی تقریب نہیں جو ہر روز دنیا میں ہوتی ہیں اسلئے یہ مبارکباد ہی اس قسم کی مبارکباد کا رنگ اپنے اندر نہیں رکہتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی ان تائیدات کا جو ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال ہیں ایک زندہ نشان ہے - ہلئے احمدی قوم ایسی مبارک تقریبوں پر جسقدر حمد الٰہی کے گیت گائے اور شکریے کے سجدات بجا لائے وہ کم ہے کیونکہ یہ آیات اللہ کی تلاوت کا رنگ اپنے اندر رکہتی ہیں اور اسی نیت اور غرض سے ہم اسکو پیش کرتے ہیں -

پس

یاد رکہو کہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد (جنکی یہہ تقریب ہمیں اظہار مسرت کا موقع دیتی ہے) اللہ تعالیٰ کے ان نشانات میں سے ایک زندہ نشان ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی تصدیق کیلئے ظاہر کیئے چنانچہ صاحبزادہ صاحب اس پیشگوئی کے موافق جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بالفاظ سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل درج ہے ۲۰ - اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے - اور ۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بعد نماز عصر آپکا نکاح ہمارے واجب الاحترام بہائی مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور کی دختر نیک اختر ...... بی بی سرور سلطان سلمہا الرحمان سے ساعت سعید میں حضرت حکیم الامۃ نے دار الامان ہی میں پڑہا تہا - اور اب اسکے بعد مئی ۱۹۰۶ء میں رخصت عروس کی مبارک تقریب پوری ہوئی والحمد للہ علی ذالک - اس لحاظ سے کہ آپ آیت من آیات اللہ ہیں اور آپکی خوشی کی تمام تقریبیں اس کی وضاحت کرتی ہیں - یہ تقریب سعید ہمارے لئے پہر مسرت افزا موقع مبارکباد اور حمد الٰہی کا پیش کرتی ہے -

پہر حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد ایک اور طرح پر بہی عجیب نشان ہیں آپکی آنکہیں بعض عوارضات چشم کیوجہ سے سخت خراب ہو گئی تہیں اور ڈاکٹروں اور دوسرے معالجین کو افسوس تہا کہ فائدہ کیصورت نظر نہیں آتی اسحالت اور صورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی تہی - برق طفلی بشیر چنانچہ اس الہام کے بعد آپ کی آنکہیں بفضلہ تعالیٰ درست ہو گئیں اور یوں ایک اور نشان ظاہر ہوا - ان امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ تقریب دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قادرانہ تصرفات کا ایک عجیب اثر پیدا کرتی ہے کیا کاذبوں اور مفتریوں کی اسطرح پر نصرت ہوتی اور ان کے ساتہہ یوں قبل از وقت وعدے ہو کر پورے ہوا کرتے ہیں سوچو! اگر دل سلیم رکہتے ہو؟ غرض مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم اپنے دل میں اس مبارکباد کے لئے ایک جوش پاتے ہیں اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ احمدی قوم کے ہر ایک فرد کے دل میں خاص جوش ہے - خدا کرے کہ ہم اور ہمارے احباب اپنے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے زیر سایہ اس قسم کی بیسیوں تقریبیں خوشی کی دیکہیں اور سجدات شکر بجا لاویں - آخر میں اپنے مخدوم مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار اور انکے متعلقین کو اس مبارک تعلق اور تقریب پر بہت ہی مبارکباد دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس فخر کے لئے برگزیدہ کیا جو ہر شخص کو نہیں مل سکتا - ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم + پس وہ اس فضل عظیم پر جسقدر سجدات شکر بجا لائیں وہ کم ہیں - وہ سعادت مند لڑکی فی الحقیقت اسم بامسمیٰ ہے جسکو ایسا بلند اقبال شوہر ملا جو خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک نشان ہے اور جسکا مخدوم قوم باپ خاتم الاولیاء ہے جس سے خدا تعالیٰ براہ راست کلام کرتا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کیلئے امام منتخب فرمایا - اور قوموں کی رستگاری کا موجب قرار دیا - اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم - آخر میں حضرت حجۃ اللہ اور ام المومنین اور آپکے متعلقین کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہوئے نہایت عجز و انکسار سے التماس کرتے ہیں کہ اے خدا کے جری اور اسکے مقدس متعلقین! آپکا یہ محض ناکارہ اور نکما خادم جو سخت گنہگار ہے آپکے قدموں پر پڑا ہوا ہے للہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں اسکو اور اسکی کمزور ذریت اور اہل کو بہی یاد رکہنا تا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے خاتمہ بالخیر کرے اور اسکی ذریت اور اہل کو خادم دین بنا دے کیا عجب آپکی یہ دعائیں اسکا بیڑا پار کر دیں - اور حشر میں اسی طرح آپکے خدام میں اٹہنے کا شرف مل جاوے جیسے دنیا میں آپکی مجاورت کا اسپر فضل ہوا ہے + اے ہمارے سید و مولے امام! اور اے حریم قدس کے رہنے والو! اپنے اس پر معصیت غلام کو ان نہائی کی گہڑیوں میں ضرور یاد رکہو کیونکہ یہی آرزو اور آخری تمنا ہے کہ مرنا جینا اور حشر آپکے قدموں پر ہو اور خدا تعالیٰ سے مصفیٰ تعلقات پیدا ہوں اور ذریت میں اہل دل خادمان دین ہوں ع این است کام دل اگر آید میسّرم -

۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے واجب الاحترام نانا صاحب حضرت میر ناصر نواب صاحب اور برادر بزرگ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب و دیگر احباب کے ساتہہ دار الامان سے پشاور کو روانہ ہوئے تہے اور آج بعد دوپہر ۷ مئی ۱۹۰۶ء کو واپس دار الامان پہونچے - اللہ تعالیٰ اس مبارک تقریب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے برکات کا موجب بنا دے - اور ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا ذریعہ ٹہیراوے جو حضور کی کثرت نسل اور ذریت ...

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

گرجاگھر کی مٹی پلید امریکہ کے ایک شہر سنساٹی نام میں ایک عجیب تماشا ہوا ایک سرکس کے پندرہ بیس ہاتھی فیل خانہ سے نکل کر شہر میں جاگھسے تین گھنٹہ تک لوگوں میں سخت سنسنی رہی پھر ایک گرجا کے احاطہ میں جاگھسے وہاں نماز ہو رہی تھی۔ لوگ کھڑکیوں سے بھاگے اور ہاتھیوں نے عمارت کا ستیاناس کر دیا۔ پاگل جانوروں کے گلہ نے درخت اکھاڑ ڈالے۔ باڑیں اور جنگلے توڑ دیئے۔ بظاہر تو یہ عجیب دل لگی کا تماشا ہو گیا لیکن در اصل اس میں ایک مبارک فال ہے کسر صلیب کی۔

تو براوج فلک چہ دانی چیست
چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

شہر سیاح پروفیسر ڈیری کی قابلیت اور واقفیت کا تھوڑا سا نمونہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے جو عجیب و غریب ہے پروفیسر موصوف نے ہند میں عیسائی مذہب کی نسبت اسلام کے بسرعت پھیلنے کی وجہ یہ بتائی ہے۔ مذہب عیسوی ایسا مذہب ہے کہ جو یورپین طبائع کے لئے موزون ہے گو ابتداء میں یہہ بھی ایک ایشیائی مذہب ہی تھا مگر مرور زمانہ سے یہہ یورپین روش اختیار کرتا گیا اور مذہب اسلام چونکہ ایک ایشیائی مذہب ہے اسلئے جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے مگر پھر بھی ایشیائی تو رہتا ہے۔ لیکن عیسائی مذہب ہندوستان میں اسوجہ سے ناکام ہو رہا ہے کہ اس کے نو مریدوں کو انگریزوں کے درمیانہ درجہ کے آدمیوں کی طرح بنانے کی کوشش کی جاتی ہے"

یہہ عجیب غریب رائے ہے جو پروفیسر ڈیری نے عیسویت کی ناکامی کی پیش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اصول اسلام سے محض ناواقف ہیں عیسائیت سے بھی کورے کے کورے ہیں۔ اس امر کا ثبوت کہ عیسائی نو مریدوں کو انگلش مڈل کلاس آدمیوں کیطرح بنانے کی سعی کی جاتی ہے ان بھنگیوں اور دیگر ادنیٰ قوموں کی پبلک لائف کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے جو عیسائی ہو کر بھی وہی پاپڑ بیل رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ عیسائیت کی ناکامی اسوجہ سے نہیں بلکہ اسکے اصولوں کی کمزوری اور بیہودگی اسکی وجہ ہے ہر سا اور اسلام کی اشاعت کا باعث ہونا اسکے اصولوں کی عمدگی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جبکہ لاکھوں کروڑوں روپیہ بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے اور ہر قسم کے لالچ اور ترغیبیں سامنے ہوں پھر بھی اگر معقول اور فہیم طبقہ کے لوگ اس مذہب کے قبول کرنے سے ہچکچائیں تو اسکے بیہودہ ہونے کے لئے اور کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایک مردہ مذہب کو مردار خوار لوگ ہی قبول کر سکتے ہیں جن میں زندگی کی روح کام نہ کرتی ہو۔

رب ارحم! رب ارحم!! صیغہ حوادث ارضی وسماوی

[...]ـناب کو مطلع کیا ہے کہ ابکے آندھیاں بکثرت چلیں گی۔ قطع نظر اسکے کہ اس قسم کی پیشگوئیوں کی کوئی وقعت کیجانی چاہیئے یا نہ یہہ امر قابل غور ہے کہ حوادث روزگار کا سلسلہ عجیب طرح سے شروع ہوتا ہوا نظر آتا ہے ساور یہ کل حوادث اس حادثہ کی تمہید ہیں۔ جو ایک الہام کیصورت میں شائع ہو چکا ہے آندھیوں کا کثرت سے آنا بھی مخلوق کو سخت مشکلات میں ڈالنے والا امر ہے۔ اس سے آتشزدگیوں کی کثرت ہو سکتی ہے سخت آندھیوں سے درختوں کے گرنے اور مکانوں کی چھتوں کے اکھڑ جانے سے حادثے واقع ہوتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ نری انکل بازیوں پر تو لوگ ایمان لاتے ہیں لیکن جب خدا کا مامور براہ راست وحی سے خبر پا کر ڈراتا ہے تو اسے بیہودگی کے ساتھہ رد کر دیتے ہیں مگر اب خدا تعالیٰ نے حوادثات کا کچھہ ایسا دور چلایا ہے کہ وہ دنیا کو تنگ کر چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

عذر نامعقول بدتر ازگناہ
تا مبیلند الزام را

روزگار راولپنڈی نے زلزلہ کی تباہی کے عنوان سے ۲۸۔ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق لکھا ہے۔ اور اس زلزلہ کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان صداقت قرار دینے میں استہزا کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ کوئی معقول بات پیش نہیں کر سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"بعض لوگ یہہ کہہ رہے تھے کہ ہندوستان کی مصائب زلزلہ اور طاعون وغیرہ تو مرزا غلام احمد صاحب کیوجہ سے ہیں اٹلی اور امریکہ میں کونسی نبی کی نافرمانی تھی یہ غضب الٰہی پیدا کیا مگر قادیان کے ایک تازہ پرچہ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہ بیوقوف ہیں کیونکہ نبی کسی خاص ملک کے واسطے نہیں ہوتا بلکہ تمام دنیا کے واسطے ہوتا ہے اور سچی بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس زمانہ میں بھی دائرہ نبوت وسیع نہ ہو تو پھر کب ہوگا اور یہہ کوئی حجت نہیں ہو سکتی کہ اہل دنیا کو اس نبی کی خبر یا اطلاع ہے یا نہیں"

اس عذر اور اعتراض کی نامعقولیت خود اسی سے ثابت ہے کیونکہ جس پرچہ میں سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق نوٹ لکھا تھا اس میں کھولکر بحث کر دی تھی کہ آجکل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے ہندو پنجاب میں ایک غیر معمولی خبر کا شائع ہو جانا کل دنیا میں شائع ہو جانا ہے۔ قطع نظر اسکے روزگار کو [...] شاید معلوم نہیں کہ قادیان کا ماہوار انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز [...] پر پھیلا ہوا ہے جسکی صدہا کا پیاں اشاعت اسلام کی خاطر مفت بھیجی جاتی ہیں اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور آپکے دعاوی کے متعلق امریکہ کے اخبارات میں بیسیوں مضامین شائع ہو چکے ہیں خصوصاً امریکہ کے کاذب مدعی ڈوئی کو جن دنوں چیلنج کیا گیا تھا اس وقت امریکہ کے اخباروں میں حضرت اقدس کی دعوت خوب زور شور سے شائع ہوئی اور وہاں کے معزز اخباروں نے آپکا فوٹو بھی شائع کیا۔ اور پھر روزگار کے ایڈیٹر کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ امریکہ میں باقاعدہ احمدی جماعت کے ممبر موجود ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایسی صورت میں ایسا بیہودہ اعتراض نہیں معلوم کیوں کیا جاتا ہے؟

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را
اخبار اونہرو کے ایڈیٹر

شیخ عبد العزیز صاحب شاہی سیاحت میں ساتھہ تھے انہوں نے اپنے اس سفر میں مسلمانوں کی حالت کو معائنہ کیا۔ اب وہ حالات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ شیخ صاحب نے مسلمانوں کی مذہبی حالت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی اور سرے سے اس سوال کی انہوں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی تاہم تعلیمی اور تجارتی حالات کے لحاظ سے جو کچھہ انہوں نے مسلمانان ہند کی نسبت دیکھا اور شائع کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمان ہر پہلو کے لحاظ سے ہر مقام پر گری ہوئی حالت میں ہیں مسلمانوں کی یہ نکبت اور بے سرو سامانی کیا ظاہر نہیں کرتی کہ

ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

شیخ صاحب اس فلاکت کیوجہ مغربی تعلیم سے لاپروائی اور کم توجہی بتاتے ہیں مگر میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا جبکہ خود مغربی ممالک کی حالت اس سے بھی زیادہ قابل رحم و افسوس ہو رہی ہے۔ انسان کا کمال روپیہ کمانا نہیں بلکہ انسانیت کے اعلےٰ جوہر اس میں پیدا ہوں اور وہ عبودیت اور الوہیت کے پاک رشتوں کے تعلق کو سمجھ سکے اسکے لئے مذہب کی حاجت ہے مسلمانوں کی اس بے سرو سامانی پر شیخ صاحب روتے اور رلاتے ہیں انہوں نے مغربی تعلیم اور فلسفہ کیوجہ سے اوج اور عروج حاصل نہ کیا تھا۔ بلکہ انکی کامیابیوں کی اصل جڑ تقویٰ اور پاکیزگی تھی اور جب تک وہی حالت ان میں پیدا نہ ہو ان کی ترقی محال ہے ممکن ہے مغربی تعلیم اور یورپین تقلید او نمایش محرک ادویہ کی طرح ایک عارضی اور نمائشی تحریک پیدا کرے مگر وہ بے اصل اور بیفائدہ ہے جب تک اصلی طاقت پیدا نہ ہو اور پیدا ہوگی قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے سے جسکے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیجا ہے۔ اور زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کیا ہے

کہانتک نوبت پہونچگئی ہے

اس زمانہ میں دہریت اور الحاد کی کچھہ ایسی ہوا چلی ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام لینا ہی گناہ سمجھا گیا ہے مادی اسباب اور زمینی تدابیر اپر بھروسہ ہی ہر قسم کی مصیبت اور دکھہ میں تسلی کا کافی ذریعہ قرار دے لیا گیا ہے۔ ایسی حالت کے ہو جانے پر بھی لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کا مامور کوئی راہ بتاتا ہے تو اسپر ہنسی کی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں ذیل میں حال کی آتشزدگی کی وارداتوں پر ایک ہمعصر کی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ملک کی روحانی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور وہ رائے یہ ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء میں دی گئی ہے :-

"آتشزدگیوں کی کثرت۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پچھلے ہفتہ عشرہ میں جو آتشزدگی کی وارداتیں ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہوئی ہیں یہ نہایت غیر معمولی بات ہے اور ان سے نقصان بھی بہت سخت ہوا ہے سان فرانسسکو کی آگ تو ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن ہندوستان کے اندر اس سے کمتر آتش زدگیوں سے بھی بڑا نقصان ہوا ہے اور اگر ان سب کے مقامات وقوع میں اتنا فاصلہ نہ ہوتا تو نتیجہ نکالا جاتا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہیں۔ ان آتشزدگیوں سے دو ضروری باتیں ذہن نشین ہوتی ہیں۔ ایک تو آگ کے بیمہ کا رواج کثرت سے ہونا چاہیئے اور دوسرا فایر انجنوں کا انتظام ہر جگہ بہت عمدہ ہو"

یہہ وہ رائے ہے جو ایک تجربہ کار اور مسلمان کہلانیوالے اخبار نویس نے دی ہے۔ ان آتشزدگیوں کو غیر معمولی واقعہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور بجز اسکے چارہ نہ تھا۔ ورنہ کسی گہری سازش کا نتیجہ قرار دینے کو ایڈیٹر صاحب آمادہ تھے۔ علاج بتاتے وقت جس قابلیت سے کام لیا ہے وہ ضرور قابل داد ہے ان ہر دو تجاویز میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع اور درستی اخلاق اور صفائی معاملات کا کوئی ذکر نہیں شاید اسلئے کہ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک ان باتوں کو آتشزدگی اور اس کے بچاؤ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا زبردست ہاتھ سب پر غالب ہے۔ کیا آگ کے بیمہ کے رواج کی کثرت سے آتشزدگیاں کم ہونگی؟ یہہ فلسفہ میری سمجھ میں تو آیا نہیں شاید دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار اسے خوب سمجھتا ہو۔ اگر یہہ مراد ہے کہ آتشزدگی کی واردات سے تباہ ہونے والوں کو کوئی خسارہ نہ ہوگا وہ بیمہ کمپنی سے روپیہ وصول کر لیں گے تو کیا پیسہ اخبار کے فاضل ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ بھی ملکی نقصان ہوگا۔ انہوں نے تو غالباً مجھہ سے زیادہ پولٹیکل اکانمی کی کتابیں پڑھی ہونگی پھر بیمہ کمپنی کا نقصان ان کے نزدیک ملکی نقصان نہیں وہ نقصان تو بدستور رہا۔ دوسری فایر انجن کثرت سے ہوں یا انکا عمدہ انتظام ہو کیا جہاں فایر انجن موجود ہیں وہاں آتشزدگیاں نہیں ہوتی ہیں یا نقصان نہیں ہوتے؟

سان فرانسسکو ایسے مہذب شہر میں کسی چیز کی کمی تھی؟ پھر وہاں ان انجنوں نے کیوں کام نہ دیا؟ نادان انسان اپنی تجاویز پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو ساری نیکیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے اصلی بات یہی ہے خواہ کوئی اسپر ہنسے یا تعجب کرے کہ جبتک اہل دنیا اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کریں گے اور خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ کریں گے اپنے اخلاق اور چال چلن میں پاکیزگی اور طہارت کے نمونے نہ دکھائیں گے۔ اسوقت تک خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ مختلف طریقوں سے اپنا عذاب نازل کرتا رہے گا۔ وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اس مالک حقیقی کی طرف رجوع کریں۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

پس اسوقت چاہتا ہے کہ مسلمان متنبہ ہو جاویں کہ ترقی **اسلام** کے لئے یہہ پہلو نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور دیا جاوے اور وہ اس امر کے قایل نہ ہوں کہ **مسیح زندہ آسمان پر گیا ہے**۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالف اپنی بدقسمتی سے اس سر کو نہیں سمجھتے اور خواہ نخواہ شور مچاتے ہیں کاش یہ احمق سمجھتے کہ اگر ہم سب ملکر وفات پر زور دینگے تو پھر یہہ مذہب (عیسائی) نہیں رہ سکتا میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی اس موت میں ہے خود عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو کہ جب یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ مر گیا ہے تو ان کے مذہب کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟ وہ خود اس امر کے قائل ہیں کہ یہی ایک مسئلہ ہے جو انکے مذہب کا استیصال کرتا ہے مگر مسلمان ہیں۔ کہ مسیح کی حیات کے قایل ہو کر انکو تقویت پہونچا رہے ہیں اور اسلام کو نقصان پہونچاتے ہیں انکی دہی مثال ہے

کے بر شاخ و بن می برید

عیسائیوں کا جو ہتھیار اسلام کے خلاف تھا اسی کو ان مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی ناسمجھی اور کم فہمی سے چلا دیا جس سے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچا مگر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالے نے **عین وقت** پر اس سے انکو آگاہ کر دیا اور ایسا ہتھیار عطا کیا جو صلیب کے توڑنے کے واسطے بے نظیر ہے اور اسکی تائید اور استعمال کے لئے اسنے یہہ سلسلہ قائم کیا چنانچہ اللہ تعالے کے فضل اور تائید سے اس **موت مسیح** کے ہتیار نے صلیبی مذہب کو جسقدر کمزور اور سست کر دیا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں رہی عیسائی مذہب اور اس کے حامی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی فرقہ اور سلسلہ انکے مذہب کو ہلاک کر سکتا ہے تو وہ یہی **سلسلہ** ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک اہل مذہب سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں مگر اس سلسلہ کے مقابلہ میں نہیں آتے۔ بشپ صاحب کو جب مقابلہ کی دعوت کی گئی تو ہر چند اسکو بعض انگریزی اخباروں نے بھی جوش دلایا مگر پھر بھی وہ میدان میں نہیں نکلا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ہمارے پاس عیسائیت کے استیصال کے لئے وہ ہتھیار ہیں جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے۔ اور انمیں سے پہلا ہتیار یہی موت مسیح کا ہتھیار ہے۔ موت اصلی غرض نہیں یہہ تو اس لئے کہ عیسائیوں کا ہتیار تھا جس سے اسلام کا نقصان تھا۔ اللہ تعالے نے چاہا کہ اس غلطی کا تدارک کرے چنانچہ بڑے زور کے ساتھ اس کی اصلاح کی گئی اسکے علاوہ ان غلطیوں اور بدعات کو دور کرنا بھی اصل مقصد ہے جو اسلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ یہہ قلت تدبر کا نتیجہ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اس سلسلہ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اگر موجودہ مسلمانوں کے معتقدات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور دونو ایک ہی ہیں تو پھر کیا خدا تعالے نے اس سلسلہ کو عبث قائم کیا ایسا خیال کرنا اس سلسلہ کی سخت ہتک اور اللہ تعالے کے حضور ایک جرأت اور گستاخی ہے۔ اللہ تعالے نے بار بار ظاہر کیا ہے کہ دنیا میں بہت تاریکی چھا گئی ہے۔ عملی حالت کے لحاظ سے بھی اور اعتقادی حالت کیوجہ سے بھی۔ وہ توحید جسکے لئے بیشمار نبی اور رسول دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے بے انتہا محنت اور سعی کی آج اسپر ایک سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے اور لوگ کئی قسم کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دنیا کی محبت نکرو مگر اب دنیا کی محبت ہر ایک دل پر غلبہ کر چکی ہے اور جسکو دیکھو اسی محبت میں غرق ہے دین کے لئے ایک تنکا بھی ہٹانیکے واسطے کہا جاوے تو وہ سوچ میں پڑ جاتا ہے اور ہزاروں عذر اور بہانے کرنے لگتا ہے۔ ہر قسم کی بدعملی اور بدکاری کو جائز سمجھ لیا گیا ہے اور ہر قسم کے منہیات پر کہاں تک کہا جاوے دلیر ہو گیا ہے۔ دین بالکل بے کس اور یتیم ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اسلام کی تائید اور نصرت نہ فرمائی جاتی تو اور کونسا وقت اسلام پر آنے والا ہے جو اسوقت مدد کی جاوے۔ اسلام تو صرف نام کو باقی رہ گیا اب بھی اگر حفاظت نہ کی جاتی تو پھر اسکے مٹنے میں کیا شبہ ہو سکتا تھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اگر صرف ایک ہی بات ہوتی تو اس قدر محنت اوٹھانے کی کیا حاجت تھی ایک سلسلہ قایم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالے نے بار بار ظاہر کر چکا ہے کہ ایسی تاریکی چھا گئی ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ توحید جسکا ہمیں فخر تھا اور اسلام جسپر ناز کرتا تھا وہ صرف زبانوں پر رہ گئی ہے ورنہ عملی اور اعتقادی طور پر بہت ہی کم ہونگے جو توحید کے قائل ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا دنیا کی محبت نکرنا مگر اب ہر ایک دل اسی میں غرق ہے اور دین ایک بے کس اور یتیم کی طرح رہ گیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا تھا

حب الدنیا راس کل خطیئۃ

یہہ کیسا پاک اور سچا کلمہ ہے مگر آج دیکھ لو ہر ایک اس غلطی میں مبتلا ہے۔ ہمارے مخالف آریہ اور عیسائی اپنے مذاہب کی حقیقت کو خوب سمجھ چکے ہیں لیکن اب اسے نباہنا چاہتے ہیں عیسائی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کے اصول و فروع اچھے نہیں ایک انسان کو خدا بنانا ٹھیک نہیں اس زمانہ میں فلسفہ طبعی اور سائنس کے علوم ترقی کر گئے ہیں اور لوگ خوب سمجھ گئے ہیں کہ مسیح بجز ایک ناتوان اور ضعیف انسان ہونے کے سوا کوئی اقتداری قوت اپنے اندر نرکھتا تھا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ان علوم کو پڑھ کر خود اپنی ذات کا تجربہ رکھ کر اور مسیح کی کمزوریوں اور ناتوانیوں کو دیکھ کر یہہ اعتقاد رکھیں کہ وہ خدا تھا؟ ہرگز نہیں۔

شرک عورت سے شروع ہوا ہے اور عورت سے اسکی بنیاد پڑی ہے یعنے حوا سے جسنے خدا تعالے کا حکم چھوڑ کر شیطان کا حکم مانا اور اس شرک عظیم یعنے عیسائی مذہب کی حامی بھی عورتیں ہی ہیں۔ درحقیقت عیسائی مذہب ایسا مذہب ہے کہ انسانی فطرت دور سے اسکو دھکے دیتی ہے اور وہ کبھی اسے قبول ہی نہیں کر سکتی اگر درمیان دنیا نہ ہوتی۔ تو عیسائیوں کا گروہ کثیر آج مسلمان ہو جاتا۔ بعض لوگ عیسائیوں میں مخفی مسلمان رہے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا ہے لیکن مرنے کے وقت اپنی وصیت کی اور اسلام ظاہر کیا ہے ایسے لوگوں میں بڑے بڑے عہدہ دار تھے۔ انہوں نے حب دنیا کی وجہ سے زندگی میں اسلام کو چھپایا لیکن آخر انہیں ظاہر کرنا پڑا میں دیکھتا ہوں کہ ان دلوں میں اسلام نے راہ بنا لیا ہے اور اب وہ ترقی کر رہا ہے۔ حب دنیا نے لوگوں کو محجوب کر رکھا ہے۔ غرض مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی حب دنیا ہی ہوئی ہے کیونکہ اگر محض اللہ تعالے کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔

اب جبکہ حب دنیا کیوجہ سے یہہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں اللہ تعالے نے تو فرمایا تھا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالے تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حب اللہ کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے حب الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے کیا یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا دار تھے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تھے یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے کیا آپ میں (معاذ اللہ) نفاق تھا۔ مداہنہ تھا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو۔

اتباع تو یہہ ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالے کیسے کیسے فضل کرتا ہے صحابہ نے وہ چلن اختیار کیا تھا پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالے نے انہیں کہاں سے کہاں پہونچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات ماردی تھی اور بالکل حب دنیا سے الگ ہو گئے تھے اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تھی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اسوقت لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا خدا تعالے ان سے کیا چاہتا ہے؟

راس کل خطیئۃ نے بہت سے بچے دیدئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو ۲ لیکر جھوٹی گواہی دیدینے میں ذرا شرم وحیا نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے بنائے گئے ہیں۔ آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو۔ جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنائے جاتے ہیں۔ کوئی امر بیان کرینگے تو سچ کا پہلو بچا کر بولینگے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اللہ تعالے نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔

اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور

بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالے کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق و راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اسکے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔

مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا اسکے

بال پہر عمر بہر نہ اُگین

نیچے لکھی ہوئی بال اُڑانے کی بے نظیر دوائی سے بال منڈانے کے بعد اس دوائی کو استعمال کرنے سے بال پہر عمر بہر نہیں اُگتے جگہ صاف اور ملائم ہو جاتی ہے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی قیمت فی شیشی ڈیڑہ روپیہ (عہ) اگر بال پہر اُگ آوین تو قیمت واپس۔

بال اُڑانے کی بے نظیر دوائی

لگاتے ہی ایک منٹ میں ہر جگہ کے بال بصفائی کمال بدون تکلیف وضرر صفا ہو جاتے ہیں۔ کھونٹی بالکل نہیں رہتی جلن نام ونشان تک نہیں چونہ وہڑتال اسمین نام کو بھی نہیں قیمت فی ڈبیا (۶ر) نمونہ ڈیڑھ آنہ (۱؎)

شرمندگی دور

جو لوگ سرعت ۔۔۔ سے بیمار ہیں اور خاص وقت پہ شرمندہ ہوتے ہیں باعث مرنے کو ترجیح دیتے ہیں وہ ہماری ایجاد کردہ دوائی مہینہ بھر کہا کر اوشدھ ۔۔۔ قیمتی ۲۰ گولی تین روپیہ (ــــــ) نمونہ کی ۱۰ گولی قیمت ایک روپیہ (عہ) کو استعمال کریں۔

ہمارا دعوٰے

ہے کہ جس مضمون پر ہم کوئی رسالہ لکھین اس سے پہلے اس مضمون پر ایسی کوئی کتاب موجود نہ ہو گی۔ مندرجہ ذیل رسالہ جات میں سے کوئی منگوا لیجئے تو دعوے کی تصدیق ہو جاوے گی۔

رسالہ سرعت انزال ۴ر۔ رسالہ حفظ ما تقدم طاعون ۲ر۔ رسالہ کیا ہم لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی پر پیدا کر سکتے ہیں ۲ر۔ رسالہ گہر کا حکیم ۲ر۔ رسالہ وضع حمل ۶ر۔ رسالہ سوزاک ۲ر۔ رسالہ آتشک ۲ر۔ رسالہ بلیلہ ۱ر۔ رسالہ کیا میں تندرست ہوں تندرست ہوں صحت اور درازی عمر کا راز ۲ر

اب کمزور نہ ہو گے

بعد فراغت ایک دو گولیاں کہا لینے سے سستی سب کافور ہوتی ہے۔ اور دماغ چکنا چور ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۔۔۔ کیا ہی نہیں۔ اسکے استعمال سے جریان۔ سرعت وغیرہ امراض دور ہوتی ہیں نیز ممسک ہے قیمت ۴۰ گولی ایک روپیہ (عہ) نمونہ ۲ر

اثر کی دعا

الشریعہ گرہ کا ویدیہ نسخہ کل امراض کا حکمی علاج ہے۔ بڑے بڑے اولیائے وقت کے ۔۔۔ دار بکس اسکے سامنے ہیچ ہے۔ پڑہنے پر خدا کی ۔۔۔ طالب کو ۔۔۔ قیمت فی شیشی ۔۔۔ نمونہ ۸ر

طبی اخبارات

دیش اپکارک فیملی ڈاکٹر نمونہ ایک بہیجنے پر مفت بہیجا جاتا ہے۔

دیش اپکارک

ہفتہ وار ہندوستان بہر کے طبی اخبارات سے زیادہ چہپتا ہے۔ اسمین امراض کی تشریح علاج و علامات متفرق طبی نوٹ حکمائے ہند کے تجربات و مراسلات کشتہ جات و برگ مجربات ادویہ کے خواص انگریزی ہندی ویدک یونانی حکمت کے راز و مقابلہ قارورہ کا وغیرہ کی شناخت وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے علاوہ ہر خریدار کا سوال چہاپا جاتا ہے اور جواب دیا جاتا ہے بلا فیس علاج قیمت سالانہ تین روپے (للعہ)

فیملی ڈاکٹر

ماہوار عورتوں کا اخبار ہے ایک صفحہ میں ۲ کالم اردو و ہندی ہر عورت کے جاننے کے لائق طبی باتیں اسمین ہوتی ہیں قیمت سالانہ عہ

ٹھاکر دت شرما وید مالک دیش اپکارک اوشدھالیہ وایڈیٹر اخبار دیش اپکارک فیملی ڈاکٹر لاہور

ہم شرطیہ علاج بھی کرتے ہیں

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے۔ (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسری غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں۔ ان کے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے۔ اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکہیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی کی پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکہ کر بہیجنے پر اسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر وایکچواری یا درخواستیں بنام لالہ چست رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور ہونی چاہئیں

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا:۔ اسکے استعمال سے کمی قوت باہ۔ دماغ کی کمزوری۔ خون کا کم پیدا ہونا۔ بدن کا کاہل رہنا۔ بہوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنیوالوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے۔ قیمت دو درجن عہ ۸ر

طلا طلسمی:۔ یہ طلا ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زائل کر چکے ہیں خواہ کسی باعث سے یا زیادہ لکہنا خلاف تہذیب ہے صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۲ ماشہ (عہ) جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ وہ اعلےٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک وعنبر ومیوہ جات ومقویات سے مرکب کرکے تیار کی ہے جو چند روز میں اپنا اثر دکہا کر بدن کو قوی کرکے باہ ودماغ ودل کو از حد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے بکس خورد عصہ۔ بکس کلان عہ۔ تین روپے کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے۔ جس کے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکہوں سے پانی بہنا۔ کمی بصارت ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے۔ قیمت فی شیشی ایک تولہ ۸ر

سنون دندان ۔ درد دندان۔ مسوڑوں کا پہولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا زرد ہو جانا۔ دانتوں کا سیاہ ہو جانا۔ گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل گوہر آبدار ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی۔

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہووے تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا النسیم سے منگوا کر روح کو خوش ہو جان کو تحفہ دیں۔ گلاب ۲ر سے عہ تک۔ مشک عنبر ۸ر سے صہ تک۔ کیوڑہ ۱ر سے صہ تک۔ حنا ۲ر سے صہ تک۔ موتیا ۱ر سے صہ تک۔ باندری ۲ر سے ۔۔۔ تک۔ خس ۲ر سے صہ تک۔ چنبیلی ۲ر سے صہ تک۔ ناگر تیل فی شیشی ۸ر۔ مفصل فہرست منگوانے سے بہیجی جاوے گی۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبد اللہ وسعد اللہ تاجران عطر قنوج

تندرستی کا بیمہ

یعنے ڈاکٹر گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کمیکل اگزامینر اور کمسٹری رائل اسکول لندن کے ممبر اور مشہور ڈاکٹر ڈبلو آر کریر صاحب ایف ۔ سی ۔ ایس ۔ اے ۔ آر ۔ ایس ۔ ایم سنے نہایت عمدہ سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

یہ نمک سلیمانی امراض معدہ مثلاً کمی اشتہا پیٹ کا درد نفخ ۔ کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا ۔ غذا کا پورے طور سے ہضم نہ ہونا یا اس کیوجہ سے جو بیماریاں مثلاً اسہال پیچش سوء ہضمی ۔ بواسیر قبض وغیرہ ہے ہوتی ہیں ان سب شکایتوں کو فوراً فائدہ کرتا ہے ۔ امتلائی ۔ کھانسی یا دمہ درد وغیرہ کو بہی فوراً نفع کرتا ہے ۔ چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں اور بیماریوں کو دور کرکے اس کی قوت کا محافظ رہتا ہے اسلئے حالت تندرستی میں اس کے استعمال سے بہوک بڑھتی ہے اور غذا پورے طور سے ہضم ہوکر معمول سے زیادہ خون صالح پیدا ہوتا ہے ۔

ہزاروں میں سے تازہ سرٹیفکٹ

جناب [illegible] احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد سے ۲۴ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکے نمک سلیمانی کو بہت مفید پایا ۔ مہربانی فرماکر ایک شیشی اور بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ فرمادیں ۔

جناب ۔ حاجی حافظ محمد سلیم اللہ صاحب قاضی امرکوٹ سندھ سے ۱۳ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے نمک سلیمانی کا تجربہ بیشتر بندہ نے کیا ہے ۔ برابر مرض پر اکسیر کا حکم رکہتا ہے ۔

جناب ۔ مولوی عبدالعزیز محمود صاحب اتالیق جناب راجہ صاحب بہادر کہلی پور متعلقہ ایجنسی بہوپال تاریخ ۱۲ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے اعجاز نما نمک سلیمانی نے عجیب اثر دکہایا چندروز کے استعمال سے شکایات معدہ رفع ہوگئیں خداوند کریم آپکو اجر خیر دے ۔ میں اس کی بہی تصدیق کرونگا کہ آپ کا نمک سلیمانی قوت فرحی بدن و ہاضمہ کے لئے بہی آپ ہی نظیر ہے ۔ مہربانی فرماکر ایک شیشی بہت جلد بذریعہ ویلیو پی ایبل بہیجکر ممنون فرمایئے ۔

ملنے کا پتہ ۔ نونہال سنگہ بہار گو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس ۔

عمدہ مفید دلچسپ اور نصیحت آموز کتابیں

شادی خانہ آبادی ۔ دو مہینہ میں ہزار کتابیں ختم ہوئیں ۔ یہ دوسرا اڈیشن ہے ۔ قیمت ار انیس خلوت (عورتوں سے کیونکر اور کیسا برتاؤ کیا جاوے) قیمت ار ۔ دوستی ار رہتی تعصب ار ۔ پانی (استعمال کا طریقہ اور اوسکی شناخت) ار ۔ نوکری اور اوس کا فرض ار ۔ ماں باپ کا استاد ۔ ار ۔ وقت اور محنت ار ۔ علاج الطاعون ۔ (مفصل حالات ۴۲ باب میں درج ہیں ۔) ۲ر ۔ گفتگو ۔ ۲۶ طریقوں سے مختلف لوگوں سے بات کرنے کا بیان ۲ر معمر ۔ لوگوں کے لئے مفید نصیحتیں اور ہر معمولی کام کرنے کا اچھا طریقہ ۔ قیمت ۲ر ۔ مقدمہ بازی ار ۔ خانہ داری ار گلزار حقیقت ار

ملنے کا پتہ

منیجر سلیمانی پریس محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس

مفت ۔ اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو گا تو وہ جعلی سمجہنا چاہئے ۔ ۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت ۔ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑہا کر ۵۰ ہزار پڑیہ کردی گئی ہے ۔ ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی ۔ یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ میں اسکے خریدار موجود ہیں ۔ ہزاروں سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں اور رئیسوں اور [illegible] کے موجود ہیں جنکی شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے ۔ مفید ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا ۔ یکم دسمبر سے صرف ۱۳ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگوں نے منگوائیں ۔ [illegible] فیصدی کی فرمایشات آچکی ہیں ۔ اور یہ بہی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے ۔ آنکہ کا کوئی مرض ایسا نہیں جس پر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ۔ ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے ۔ ابتدائے نزول ماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہوگئے ہیں کہ نزول ماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں ۔ جالا ۔ پہولا ۔ دہند ۔ غبار ۔ سبل ۔ پانی جانا ۔ پڑبال ۔ خارش ۔ موتیا بند ابتدائی ۔ سرخی ناخنہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے کہونا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی بہی حاجت نہیں رہتی اور حالت مرض میں لگانے کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زائد کے لئے کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے ۔ تاجروں اور دوا فروش ڈاکٹروں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے ۔ اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائیں گے ۔ دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے ۔ فرمایشات بذریعہ ویلیو پی ایبل منگوانے پر جانبین کا اطمینان ہوگا ۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار ۔ بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ ۵ بطری فی تولہ ۸ر

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے سوتی ٹل اور مشروع اور مختلف الوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو مستورات کے واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابک دست کاریگروں نے یہ کمال دکہایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت ہی نہیں ایک دفعہ منگواکر ملاحظہ فرمایئے ۔ قیمت فی تہان قسم اول طول ۲۴ گز ۔ عرض ۱۴ گرہ عہ + قیمت فی تہان قسم دوم طول ۲۴ گز ۸ گرہ ۔ عرض ۔ ۱۴ گرہ ۔ عہ

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنو ہونی چاہئے

المشتہر ۔ محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ۔

ہندوستانی جوان نو

درگذرنے والی آب وہوا کے سبب سے بڑی مصیبت [illegible] ہوتا ہے اور ادائل عمر میں انہیں اپنی ننہی ننہی ہڈیوں اور اعصاب کے بڑہانے میں مدد دینے کے لئے مقوی اور مسمن دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے

اسکاٹس املشن

یہ بچوں کی ہڈیاں اور رگ اور پٹھے بڑہ جانے کی قوت ہے

وہ حسب دلخواہ ہے

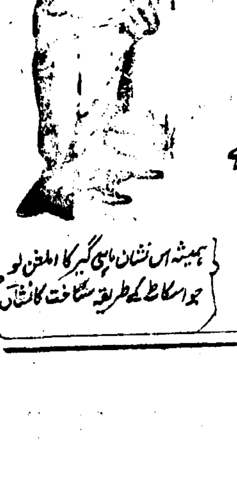
استعمال کے چند ہی روز میں نتیجہ معلوم ہوتا ہے ۔

ہاتہہ سے نہیں چہوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ

مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن



ہمیشہ اس نشان یعنی مچہلی کا املشن لو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے

اخبار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا

سا تہہ ہی ایک خط بھی تہا - ریارام کے وکیل ہندا جنا کے متعلق تہا + میرے اس خط کو خلاف قانون ڈاکخانہ قرار دیکر مقدمہ بنا یا گیا - وکلاء نے یہی کہا کہ اس میں بجز اسکے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے - گویا جہوٹ کے سوا بچاؤ نہیں - مگر میںنے اسکو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو - جہوٹ نہیں بولونگا آخر وہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا - ڈاکخانون کا افسر بہ حیثیت مدعی حاضر ہوا - مجہہ سے جسوقت اسکے متعلق پوچہا گیا تو میںنے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے مگر میںنے اسکو جزو مضمون سمجہہ کر اس میں رکہا ہے - مجسٹریٹ کی سمجہہ میں یہ بات آگئی اور اللہ تعالے نے اوسکو بصیرت دی - ڈاکخانون کے افسر نے بہت زور دیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور مجہے رخصت کر دیا + میں کیونکر کہوں کہ جہوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گذارہ نہیں -

میں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالے کے پہلو کو اختیار کیا اسنے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور ایک نشان کے ہو گئی -

من یتوکل علے اللہ فھو حسبہ

یقیناً یاد رکہو جہوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اسکو باور کروں مجہ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالے کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجہے جہوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی کوئی بتاوے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالے نے مجہے شکست دی ہو - اللہ تعالے تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے - یہہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے ؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پہر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے [illegible] تعالے پر سے ہی اعتقاد اٹہہ جاوے [illegible] زندہ ہی مرجاویں [illegible] سے جو سزا پاتے ہیں [illegible] وہ سزا انکی [illegible] ہے - اور کسی اور جہوٹ کی سزا ہوتی ہے - خدا تعالے کے پاس تو انکی بدیوں [illegible] ہوتا ہے [illegible] کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالہ کے [illegible] کے بیٹے پرتاپ سنگہ [illegible] بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگہ نے اپنے [illegible] کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تہے انہوں نے کہا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا - اسپر شیر سنگہ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کہایا ہے - اسی طرح ہر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقع پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے - جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اسلئے کہ وہ خدا تعالے کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالے کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں -

لیکن ادہوری بات فائدہ نہیں پہونچا سکتی + کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بہوک کے وقت ایک دانہ یا ایک لقمہ سے سیر ہو جاویگا بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پئے یا کہانا نہ کہائے تسلی نہ ہوگی اسیطرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں - ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں اللہ تعالے کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو پہر میں برکت دونگا -

غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جہوٹ اور فریب کے بغیر گذارہ نہیں کوئی کہتا ہے فلاں شخص مقدمہ میں سچ بولا تہا اسلئے چار برس کو دہر لیا گیا - میں تو یہی کہونگا کہ یہہ سب خیالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں -

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی

یہہ نقص کے نتیجے ہیں - کمال ایسے ثمرات پیدا نہیں کرتا - ایک شخص اگر اپنی ہوٹی سی کہدر کی چادر میں کوئی تو پا پہرلے تو اس سے وہ درزی نہیں بن جاویگا اور یہ لازم تو آئیگا کہ اعلے درجہ کے [illegible] اپنا ہے ہی وہ سی لیگا - اگر اسکو ایسے کپڑے دیئے جاویں تو نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ انکو برباد کر دیگا - [illegible] کام کی نہیں [illegible] تہوڑا [illegible] قدر نہیں لیکن ہے [illegible] اور انکے ذریعہ نجات چاہتے ہیں [illegible] تو ایک ذرہ بھی کسی [illegible] خود غرضی [illegible] اسکا [illegible] نہیں ملتا اسکی وجہ یہی ہے کہ اس میں اخلاص نہیں آیا ہے - اعمال کے لئے اخلاص شرط ہے [illegible]

مخلصین لہ الدین

یہہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں

(باقی آیندہ)

مراسلت

النصوص تحمل علی ظواہرہا

جناب ایڈیٹر صاحب

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - تہوڑے دنوں کا ذکر ہے ایک دوست نے مجہپر اعتراض کیا کہ جناب مرزا صاحب احادیث کو لیکر ظاہر پر نہیں اٹہاتے مجاز اور استعارہ سے کام لیتے ہیں حدیث میں مہدی کی نسبت بملک سبع سنین آیا ہے اور دجال کیوقت دن مثل سال کے ہوگا (یوم کسنۃ) حالانکہ ان میں سے ایک بات بھی ظاہر نہیں ہوئی اسلئے ہم لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے اور اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے پیرو ہیں -

خاکسار اس اعتراض کے متعلق ایک حدیث پیش کرتا ہے آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دیں شاید اس سے کوئی ہمارا مخالف بہائی فائدہ حاصل کر لے -

چونکہ ہمارے معترض دوست کی اصل غرض النصوص تحمل علی ظواہرہا ہے اسلئے جواب میں ہم بھی مجاز استعارہ کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ ہمارے مخالف بہائی اس مجاز اور استعارہ کے لفظ سے سخت ناراض ہیں اثنائے گفتگو میں اگر ہماری زبان سے مراد کا لفظ سن جاویں تو فوراً منہ پہیر لیتے ہیں کہ یہ لوگ حدیث کو نہیں مانتے لہذا حدیث ذیل کو اپنے ظاہر پر اٹہانے سے جو مطلب حاصل ہوتا ہے اسپر اپنے بہائیوں کو توجہ دلاتے ہیں -

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار - رواہ الترمذی -

مظاہر حق میں لکہا ہے کہ یہ ہوگا حضرت عیسےٰ اور مہدی کے زمانہ میں " اب ہم احادیث کو ظاہر پر اٹہانے والوں سے پوچہتے ہیں کہ جب تمہارے فرضی عیسےٰ اور مہدی کے زمانہ میں سال مثل مہینہ کے ہوگا اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن مثل ساعت کے اور ساعت مثل اٹہتے شعلہ آگ کے ہوگی تو اس حساب سے تمہارے مہدی اور عیسےٰ کی ہفت سالہ سلطنت اور حکومت تمہاری خواہش اور دولت کو پورا نہیں کر سکتی کیونکہ اس تہوڑے سے وقت میں نہ وہ روئے زمین کے کفار کو قتل کر سکتے ہیں نہ تم ان کے مدفونہ خزائن نکال کر عیش اڑا سکتے ہو پہر تمہیں ایسے حاکم اور حکومت کے انتظار سے کیا فائدہ - صبوقت اور زمانہ کے لئے آپ لوگ اپنے خیالی منصوبے تیار کر رہے ہیں وہ وقت اور زمانہ تو اس قدر جلدی گذر جاوے گا پہر حج زکوۃ صوم وصلوٰۃ نکاح کرنا یا صاحب اولاد ہونا کفار اشرار کو قتل کر کے ویران گہروں کا آباد ہونا یہہ باتیں اس قلیل وقت میں کیونکر حاصل ہو سکتی ہیں - علاوہ ازیں تمہارے مسیح کا جس سے جنگ وجدال ہوگا اسکا دن تو مثل سال ہوگا ایسے مسیح کا ظہور اسکے مقابلہ میں محض ایک خواب وخیال ہوگا - اے مطلب مراد سے محروم ونامراد معترض اسوقت تمہارے مسیح کا کیا حال ہوگا کیونکہ اس کا آفتاب تو منہ دکہاتے ہی غائب ہو جاویگا اور دجالی آفتاب روشن وتاباں تمہاری رات اسکا دن تم سوتے وہ جاگتا اب بتاؤ خفتہ بیدار کا یا غافل ہوشیار کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے - النصوص تحمل علی ظواہرہا پر زور دینے والو ذرہ ہمکو بھی الساعۃ کالضرمۃ (ساعت مثل اٹہتے شعلہ آگ کے) یوم کسنۃ (دن مثل سال کے) کی فلاسفی سے مطلع کرنا چاہئے کہ جب آپکے نزدیک ظاہر حدیث کو چہوڑنا کفر ہے تو یہ کامل ایمان کیونکر حاصل ہو کہ مہدی و مسیح ایک طرف ہوں گے اور دجال لعین دوسری طرف - ان کے روز تو جلدی گذر جاویں اور اسکا دن ختم ہونے میں نہ آوے ایک ملک ایک ہی جگہ میں یہہ عجیب تماشا ہے کہ مہدی مسیح کے لشکروں میں کئی رات دن گذر رہے ہیں مگر دجالی لشکروں میں رات کی خبر نہیں -

کیا یہی دلائل ہیں جو آپ لوگوں کو حضرت اقدس مسیح موعود یا مہدی معہود ماننے سے روک رہے ہیں کیا آجکل کے تعلیم یافتہ لوگ تمہارے اس اعتقاد سے اسلام پر ہنسی نہیں اڑائینگے - آؤ خدا کا خوف کرو کیوں اسلام کو بدنام کر رہے ہو جب تک آپ لوگ اس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حربہ کو (جو اللہ تعالے نے جناب کو عطا فرمایا) ہاتہہ میں نہیں لینگے دشمنوں کو مغلوب نہیں کر سکتے اگر تمہاری روایات اور حکایات کو مانا جاوے تو اسلام ہاتہہ سے جاتا ہے بعض آیات اور احادیث کے مطالب اور معانی کے سمجہنے میں آپ نے غلطی کہائی ہے یاد رکہو اب ان قصوں سے کام نہیں چلتا جو بعض تفسیروں میں درج ہیں -

ذیل میں ہم چند اشعار تفسیر محمدی سے نقل کرتے ہیں آپ انصاف کریں اس معقولی زمانہ میں ان اقوال سے ہم اسلامی صداقت کو مخالفین اسلام پر ظاہر کر سکتے ہیں - دیکہو تفسیر محمدی آیت وانا لمسنا السماء الخ

تے ایہہ بہی جنان کیہا جو اسمان ٹٹولیا و یچ اسمانان
تے پایا استوں بہریا چوکیاں سخت جرا وہ نگہبانان
تے ایہہ بہی جنان کیہا جو بہندے سان اسین کتنی جائیں
وچ اسمان تان سن آہے اسیں سخن فرشتیاں تائیں
بس جو کوئی کن دہر سن پاوے شعلے آتش تار
گہات لگائے کہلے تیار نہ ہوجے [illegible] کنارے
اوہ خبران غیبی [illegible] ن جو لیا و [illegible] سمانان
[illegible] یاں پہونچا ندا سکا ہے نفع [illegible] انسان

قیم ... تمہاری ... یا دیتا ہے
انسانوں ... بیان ... کرینگے
... اسنان ... حضرت ... یہودیکا
... بیدیمی
خیال کر ... عقل یہہ بات قبول کر سکتی ہے کہ جن
آپ کی ولادت سے پہلے آسمان پر بلا روک چڑہ جاتے
تھے اور وہ شعلے جو آسمانی حفاظت کے لئے مقرر کئے
گئے تہے انپر نہ ٹوٹے تہے اور بقول تمہارے یہہ
... کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے زمانہ
سے شروع ہوا تہا یا پہلے آسمان کا انتظام ناقص
تہا کہ جن شیاطین الٰہی دربار کے خاص راز اپنی چالاکی
سے ... اپنے دوستوں اور مریدوں کو بتلا دیتے
تہے ... آزادی اس حکم کے پہونچنے سے
پہلے ٹہیک بند و بست کر لیتے تہے پہر فرشتے
بچارے ناکام ہوکر واپس آسمان پر جاکر عرض کرتے
کہ اے عالم الغیب اور قادر خدا ہمیں ناحق تکلیف
اٹہانی پڑی کہ جن پلید ہمارے اس راز کو سنتا تہا
جو تہ ہماری ... میں پڑا اور نہ آپنے معلوم کیا ہم تو
اسی مشورہ میں رہے وہ فوراً زمین پر جاکر اپنے کام
میں لگ گیا اور اپنے متبعین سے ملکر ایسے اسباب
بہم پہونچائے کہ ہمکو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔
اب غور کرو اور ایمان سے کہو یہہ باتیں اسلام
کو قوت دیتی ہیں یا جو سلسلۂ احمدیہ کے علماء اور
فضلاء نے اپنی تصانیف میں قرآنی نکات اور احادیث
کے رموز و اشارات کو بیان فرمایا۔ ان سے اسلام
نہیں بچ سکتا ہے پس تمکو اللہ تعالے کا شکر کرنا چاہئے
کہ اس نے وقت پر تمہاری دستگیری فرمائی اگر
آج وہ اپنے مامور کو نہ بہیجتا تو اسلام کا کیا حال
ہوتا۔ سو غافلو اٹہو ہوشیار ہو جاؤ کیوں انکار
کی نیند میں مست ہوکر اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو
اعتراض مذکورہ کے جواب میں یہ ذکر محض اس
غرض سے کیا گیا کہ ہم تفسیر حسینی یا تفسیر محمدی سے
موجودہ زمانہ کے مفاسد کو روک نہیں سکتے
ضرورت کو دیکہو جہٹ کا فر کہدینا مناسب نہیں
دعا کرو کہ اللہ تعالے تمکو امام الوقت کے شناخت
کی توفیق بخشے اور ہم سب بہائی ملکر دین کی
خدمت کریں۔ آمین۔

ہمیں کچہہ کیں نہیں بہائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو نیک دل ہوتے دل و جان اُسپہ قرباں ہے

راقم

کرمداد از دوملیال ضلع جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتح اسلام

بجواب اشتہار مباہلہ پادری احمد مسیح نابینا کام

لن یجعل اللہ الکٰفرین علے المومنین سبیلا
خدا کفار کو مومنین پر ہرگز غالب نہ کرے گا

جواب شعر نابینا اینڈ کو

قبول حق کو کریں دل جلوں کا کام نہیں
وہ جل کے خاک نہ ہوویں تو میرا نام نہیں

دعوت نابینا[1] اینڈ کمپنی

اے واعظ کور چشم نادان — کیوں تجہہ میں نہیں ہے کچہہ ایمان
تونے یہ طریق کیا نکالا — ہے تیرا تو سب سے ڈہب نرالا
مکاری سے اشتہار دینا — اور مکر کو دل میں ٹہان لینا
یوں مفت میں فتح پہر اڑانا — حق بات کو درمیان نہ لانا
کیا خوف نہیں تجہے خدا کا — کچہہ پاس نہیں رہا حیا کا
سُن مُردہ خدا کی اے پجاری — کیوں عقل گئی ہے تیری ماری
چہوڑ دیگا تیرا یہ دام تزویر — ہے تیری یہہ کمپنی کی تحریر
ممبر تری کمپنی کے سارے — جاہل ہیں سبہی خدا کے مارے
ہیں دل سے وہ دشمنان اسلام — اسلام سے اون کو کچہہ نہیں کام
فطرت میں ہے اونکی بغض و کینا — ہے غیض سے تنگ اونکا سینہ
پیشہ ہے بس اونکا حیلہ سازی — اسلام سے کرتے ہیں وہ بازی
دن رات ہیں تیرے پاس جاتے — منصوبے ہیں جہوٹ کے بناتے
اسلام سے ہوکے اب وہ بیزار — بننے کو پادری ہیں طیار
شیعہ بنے ہیں وہ اہل سنت — ملحد ہیں وہ اور یہود امت
چہروں سے عیاں ہیں اونکے آثار — اسلام سے کچہہ نہیں سروکار
اونکو نہ نماز و صوم سے کام — جیتے ہیں مگر بطور گمنام
افسوس ہے اونکی طاقتوں پر — اسلام کی ان رفاقتوں پر
کورے ہیں وہ از قرآن دانی — اونمیں نہیں قوت بیانی
علمی نہیں اونکو کچہہ لیاقت — ہیں سر سے وہ تا بپا حماقت
ہاں گالی گلوچ میں ہیں ہشیار — لڑنے کے لئے ہیں خوب طیار
نازاں وہ فقط جہاد پر ہیں — آمادہ کسی فساد پر ہیں
کیا اونکو خبر جہاد کیا ہے — قرآن میں کس طرح لکہا ہے
جبار مسیح کو بنا کر — مہدی کو بہی ساتہہ میں ملاکر
مخلوق کو قتل یوں کرانا — اسلام کو جبر سے منانا
اس وہمی جہاد پر ہے کیوں ناز — عیسے سے سنیں جہاد کا راز
کیوں سر میں جہاد ہے سمایا — کیوں عقل نے اونکی جیرخ کہایا
کیوں وہمی جہاد پر ہیں مرتے — اسلام کو نام کیوں ہیں دہرتے

نابینا کمپنی ذرا سن — کیوں دین مسیح کی ہوئی دشمن
اسلام تم ارتداد کیوں ہے — عیسائی سے اتحاد کیوں ہے
ہے مکر سے فتح تو اڑا لی — ایمان سے ہیں مگر تو خالی
تزویر و فریب دجل کرکے — ... ہیں ہو تو نے چار ورقے
اندہیر میں دور کی ہے سوجہی — اندہیر کی پہیلی خوب بوجہی
... خط شوخ ... ابد است — از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آنکس کہ رہ کجست لپسندید — دیگر نگرید جانب راستی
کہا نہیں فہم کے چال بازی — یہہ کذب و دروغ و جعلسازی
میں تجہکو تو جانتا تہا ظالم — ممبر ترے تجہہ کو ... کم
ہیں زیادہ ملکہ خود سری میں — نکلے ہیں فزوں ستمگری میں
پر خوب ملائی رب جوڑی — اندہے کو ملے ہیں چند کوڑی
پہر تجکو ملے ہیں یار ایسے — مفلس کو ہوں جیسے چار پیسے
ہیں ٹٹو کرایہ کے یہ سارے — کیا کام کرینگے یہ بچارے
نازی نہیں ہیں جو کام آویں — میدان میں تیرے ساتہہ جاویں
دہکا تجہے راہ میں یہ دینگے — منہ پہیر کے اپنی راہ لینگے
تب پہنچے گا نہ گہاٹ کا نہ گہر کا — بتلا کہ کریگا پہر علاج کیا
میں خادم عیسیٔ زماں ہوں — اور فضل خدا سے خوش بیاں ہوں
میرا یہ قلم وہ اژدہا ہے — سانپوں کو ترے نگل رہا ہے
یارب یہ دعائے احمدی اب — آجائیں یہ سیدہی راہ پر سب
یارب تو بچا مجہے ستم سے — ہر ایک فریب رنج و غم سے
قاسم کو اے قادر توانا — دوزخ کے عذاب سے بچانا

ہمارے اشتہار پیام اسلام مورخہ ۱۲-اپریل
۱۹۰۶ء کا جواب منجانب واعظ نابینا بصورت چورورقہ
اشتہار جسکا نام نابینا اینڈ کو نے "مباہلہ مرزا
غلام احمد صاحب قادیانی سے ہوگا" رکہا ہے
مطبوعہ ۲۹-اپریل ۱۹۰۶ء بذریعہ ڈاک یکم مئی کو
ہمارے پاس پہونچا۔ ہم نے اوسکو خود بہی پڑہا اور
بعض اون اصحاب کو بہی سنایا جو اس مباحثہ میں شریک
جلسہ تہے۔ جسقدر اونکو اس پر مکر و دجل تحریر نابینا
اینڈ کمپنی سے افسوس ہوا اوسقدر ہمکو نہیں ہوا۔
کیونکہ ہم ان حضرات کی مذہبی حالت اور رتبہ سے واقف
ہیں اور ایسے لوگ ہمیشہ ہر زمانہ میں موجود رہتے
ہیں جو اخوان الشیاطین کے قدم بقدم چلتے ہیں۔
(وکذلک جعلنا لکل نبی عدوًا شیٰطین
الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف
القول غرورا ط یعنے اسی طرح رکہے ہیں ہم
نے ہر نبی کے دشمن شیاطین آدمی اور جن جو ایک دوسرے
کو ملمع کی باتیں فریب کے منصوبے سکہاتے ہیں۔
سورۂ انعام ع ۱۴) اس سنت کے مطابق ایسے
زمانہ میں بہی جبکہ ایک **مامور من اللہ محمد صلعم**
کا غلام اپنے آقا اور محبوب کے اتباع سے مسیح موعود
بنکر آیا تو ایسے وجودوں کا موجود ہونا اوسکے لئے بہی
ضروری تہا تا اوسکی صداقت کی دلیل ایک یہہ بہی ہو
ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ چنانچہ یہی
ہو رہا ہے۔

اشتہار مذکور میں نابینا اینڈ کو نے پراگندہ بیانات
کا اظہار مہمل عبارات میں کرکے اپنے دجل اور فریب
لیاقت و ایمانداری کا پورا ثبوت دیا ہے ہم اونکی
اغلاط اور لغویات سے تعرض نہیں کرتے کیونکہ لفظی
بحث میں پڑکر اصل مطلب سے دور جانا پڑتا ہے
جن حضرات کی نظر سے ہمارا اشتہار پیام اسلام اور
نابینا کا اشتہار مباہلہ گذریگا وہ فریقین کی ایمانداری
اور قابلیت علمی کا بخوبی اندازہ کر لینگے۔ خصوصاً وہ
اصحاب جو جلسہ یا مباحثہ میں شریک رہے ہیں۔
بہت عمدگی سے صحیح نتیجہ پر اشتہارات فریقین کو
ملاحظہ کرکے پہونچ جاوینگے۔ ہم صرف نفس مطلب پر
گفتگو کرتے ہیں۔ اور تین امور مندرجہ ذیل کا جو نابینا
صاحب نے تحریر کئے ہیں جواب دیتے ہیں۔
ناظرین ہم نے مختصراً واقعات مباحثہ بذریعہ
اشتہار پیام اسلام شائع کرکے بطور اتمام حجت ایس
پی۔جی مشن کے نابینا صاحب یا مسٹر بارٹن صاحب
یا پادری النط صاحب سکرٹری مشن مذکور کو
دعوت قسم دی تہی کہ وہ یا اون کا واعظ مسیح علیہ
السلام کے صلیب پر قتل ہونیکی قسم کہا لیں۔ پہر
دیکہیں خدا کا فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ سردو
یورپین پادری صاحبان کی جانب سے تو کوئی جواب
نہیں ملا۔ البتہ نابینا صاحب نے اپنے مسلمہ جواب
کے برخلاف (جو بمقابلہ مولوی عبد المجید صاحب واعظ
دہوی سال گذشتہ میں دیا تہا اور بذریعہ اشتہار
مورخہ ۲۲-مئی ۱۹۰۵ء شائع بہی کیا تہا) مفطربانہ
جواب۔ پر حیلہ جواب یہ دیا کہ ہم تمہارے مقابلہ
میں قسم نہیں کہاتے۔ جناب مرزا صاحب علیہ السلام
کے مقابلہ میں قسم کہاوینگے۔
لہذا ہم اونکی تین باتوں کا جواب دیتے ہیں۔ اور
وہ باتیں مکارانہ اون کی یہ ہیں۔
(۱) مباہلہ کے لئے ہم طیار ہیں۔
(۲) مباہلہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہوگا۔
(۳) چونکہ فتح ہماری ہے ہم قسم کو منظور کرتے ہیں
تاکہ ہماری طرف سے آپ انتہائی حجت پوری ہوجائے
اور آپ کا کوئی حیلہ نہ رہے دیکہو اشتہار نابینا ذیل
تحریر جواب امور مذکورہ **نابینا اینڈ کمپنی کی علمی**

[1] یہہ تین چار نام کے مسلمان ہیں جو نابینا کے ہمدم و ہمراز ہیں۔ ۱۲

[1] لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم ط پ ۲۸ ع ۳ تو ایسے لوگ نہیں پاویگا جو خدا اور قیامت پر ایمان رکہتے ہوں اور دوستی رکہیں اوس شخص سے جو دشمنی رکہتا ہو اللہ اور اوس کے رسول سے اگرچہ وہ اون کے باپ ہوں یا بیٹے یا بہائی یا رشتہ دار قرابتی۔ ۱۲

لیاقت ... ایک موٹی سرخی ... اشتہار نابینا میں بحوالہ بسم اللہ ایک شعر سے ظاہر ہے ۔ ممبران کمپنی نے اشتہار کے صفحہ ۲ پر اس شعر سے ہمکو مخاطب کیا ہے ؎

بڑا فلک کا ہی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

اس شعر میں فلک سے مراد یہ عاجز احمدی ہے ۔ اور دل جلوں سے جو مبت ہے ممبران نابینا اینڈ کمپنی داغ سے خود بدولت نابینا صاحب ۔ مگر ممبر صاحبان یہ تو بتلا دیں کہ دل جلے ہونا یا داغ بنکر جلانا بھی کوئی قابل تعریف خطاب ہے ۔ اے نادانوں ۔ داغ فی نفسہ ایک مکروہ چیز ہے جو دوسری کو چھو جاوے تو اوس کو بھی مکروہ کر دے ۔ جیسا کہ نجاست فی نفسہ ناپاک ہے اور جبکہ وہ کسی دیگر چیز پارچہ وغیرہ کو لگ جاوے تو اوسکو بھی اپنے جیسا ناپاک کر دیتی ہے بعینہٖ یہی مثال داغ کی ہے دیکھو ان اشعار میں لفظ داغ مقام مدح میں آیا ہے یا مقام ذم میں ؎

لالہ در سینہ داغ چوں دارد
عمر کوتاہ و غم فزوں دارد

؎ اے داغ بر دل از غم خال تو لالہ را

یہ تو ہے آپ کے داغ کی حقیقت جو تمہارے دل پر لگا اور تمکو دل جلا بنایا ۔

اب دل جلوں کی حالت سنو ۔ ایماندار کبھی دل جلا نہیں ہوتا ۔ ہمارا زندہ خدا اپنی کامل کتاب قرآن میں جسکو تم چھوڑ کر ایسے خطاب پا رہے ہو ایمانداروں کی بابت فرماتا ہے ۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ (الفتح ع ۱)

یعنے خداوند کریم و رحیم ایمانداروں کے دل میں (ٹھنڈک ۔ تسلی ۔ اطمینان ۔ آرام ۔ چین) سکینہ نازل کرتا ہے تاکہ وہ ایمانی ترقی پر ترقی کریں ۔ کہو اے دل جلے بننے والو اگر تمہارا کچھ بھی تعلق قرآن سے باقی ہے تو سمجھ لو کہ ایمان سے بے نصیب ہو کر اپنے ہاتھوں تم مصداق اسکے ہوئے هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ پارہ ۲۶ ع ۷ ۔ جو ہمیشہ رہتا ہے آگ میں اور کھولتا پانی پیتا ہے جو اوسکی انتڑیاں کاٹ ڈالے ۔

اللّٰهم احفظنا من النار ولا تجعلنا منهم آمین ۔

اسکے بعد فلک کی کیفیت سمجھو ۔ بلندی رفعت ۔ اونچی کو فلک کہتے ہیں ۔ جسکا مصداق تم نے اس عاجز کو قرار دیکر ہماری بلندی اور رفعت کی گواہی دی ۔ اور ... جو مماثلت بیان کی وہ نہایت مکروہ و نازیبا ۔ مگر حق بحقدار میرسد کے مطابق ہے ۔

الفضل ما شهدت به الاعداء اسکو کہتے ہیں ۔ یہہ خوب جان لو کہ ہم کو تم نے فلک کہا ۔ اور وہ ایسی چیز ہے جسپر نہ کوئی داغ لگا سکتا ہے نہ جلا کر خاک کر سکتا ہے ۔ کیونکہ وہ تمہارے دست برد سے بالاتر ہے اسلئے ہم اس مجوزہ خطابات والقاب پر آپکے صاد کر کے تسلیم کرتے ہیں آپکے لئے دل جلے اور نابینا صاحب کو داغ ۔ اور ہمارے لئے آپکا عطیہ فلک کا " ٹائیٹل " مبارک ہو ۔ اور یہ ٹائیٹل آپ کو اس کمپنی میں شامل ہو کر برخلاف اسلام کے اس کارگذاری کے صلہ میں بطور " امتیازی نشان " کے ملا ہے جو آپ نے عیسائیت کی حمایت میں کی ہے ۔ داغ نابینا کی خدمت میں ہماری طرف سے یہہ تحفہ پیشکر کے ذیل کی مبارکباد سنا دیجئے ؟

؎ جلا کے خاک کرے گا تو خاک کر داغی
کہ دین احمد مختار سے تو ہے باغی

مبارکباد

ہمیں ہر دم فلک سا مرتبہ پانا مبارک ہو
عدو کو اپنے ہاتھوں داغ کا کہانا مبارک ہو
جلے دل کمپنی کہ تیری ہوں ہمیں بھی واعظ
انہیں آتش میں بلکہ خاک ہو جانا مبارک ہو

قولہ صفحہ ۲ و ۷ " ہم مباہلہ کے لئے طیار ہیں ۔ میر صاحب جو مباہلہ کے لئے ہمیں دعوت دیتے ہیں اوسے ہم بڑی جرأت اور ثابت قدمی کے ساتھ منظور کرتے ہیں ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بموجب آیت قرآنی ابناءنا و ابناءکم تشریف لا کر ہم سے مباہلہ کر لیں " میر صاحب نے ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں ۔ مرزا صاحب جلد تشریف لائیں ایک ہفتہ کی مہلت ہے ۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں آپ کو حق نہیں پہونچتا ۔ الی آخر القول

اقول ۔ ہم نے سہولت فہم کے لئے نابینا صاحب کے اقوال متضادہ پر نمبر لگا دیئے ہیں ۔ نمبر ۱ و ۲ و ۳ سے تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ داغ نابینا نے ہمارا پیام اسلام بڑی جرأت اور ثابت قدمی سے منظور فرمایا ہے خصوصاً نمبر ۳ میں تو صاف یہ اقرار ہے " ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں " مگر برخلاف اس منظوری کے ذیل کے نقرہ نمبر ۴ و ۵ میں تمام جرأت اور ثابت قدمی عنقا ہو گئی اور منافقانہ پرحیلہ جواب دیا اور ہمارے پیام اسلام کے اس شعر کو سچ کر دکھایا ؎

ابو القاسم کا اور مرزائیوں کا یاد کر قصہ
ہنو انکار سے نابینا خاتم تجھ کو رسوائی

کیوں نابینا اور اوسکے ممبرو اسکا نام قبول دعوت ہے ؟ کیا اسکو حیلہ سازی نہیں کہتے ؟ اے بھلے مانس اور نیک نہاد ۔ جبکہ مسیح کے قتل صلیبی پر تمکو دل سے ایمان ہے تو ان حیلوں اور فریبوں سے کیا کام ہے سیدھے ہو کر جس کے ساتھ مباحثہ کیا تہا اوسی کے سامنے قسم کہاؤ اور مباہلہ کر دو ۔ کیا قسم کہانے کی اور مباہلہ کے لئے حضور مسیح الزمان علیہ السلام نے تم کو دعوت دی تہی ؟ صرف یہ جانکر کہ مرزا صاحب نابینا کو عزت مقابلہ نہیں دینگے کیونکہ وہ کسی قوم کی طرف سے پیش نہیں ہوا ۔ اسلئے ہم کہدینگے کہ دیکھو ہم نے مرزا صاحب کو مباہلہ کے واسطے بلایا تہا وہ نہیں آئے تم نے یہ پرمکر دجل کیا ۔ مگر یہ نہیں معلوم کہ مرزا صاحب کے مقابلہ سے آپ کے لارڈ بشپ صاحب انکار کر چکے ہیں ۔ نابینا بیچارہ تو کس شمار میں ہے ۔ اگر مرزا صاحب سے مباہلہ کی خواہش ہے تو اپنے خداوند یسوع کو آسمان سے بلاؤ کہ مسیح محمدی کے ساتھ مقابلہ کرے اگر وہ نہ آوے تو کم از کم اوسکے جانشین کو جو زمین پر اوس کی طرف سے موجود ہے مقابلہ کے لئے پیش کرو ۔ اگر وہ بھی نہ آوے تو بشپ آف پنجاب کو کہو کہ وکالتاً مرزا صاحب سے مباہلہ کرلے ۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیح موعود ہونیکا ہے اور وہ اپنے دعوے میں از روئے توریت و انجیل و قرآن ایسا ہی صادق ہیں جیسا کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اپنے اپنے دعاوی نبوت میں صادق تھے ۔ پس ایسے مدعی کے مقابلہ میں قوم مخالف سے اس پایہ کا آدمی ہونا چاہئے جس کا اثر تمام اوسکی قوم پر پڑے ۔ نہ کہ ایک نابینا جو کسی قوم کی جانب سے پیش ہوتا ہے نہ قوم اور مذہب اوسپر اپنے صدق دعوے کا مدار رکھتی ہے ۔ اوسکا صرف یہی حق ہے کہ جسکے ساتھ اوسنے مباحثہ کیا ہے جس نے اوسکو دعوت قسم دی ہے ۔ جسکی دعوت پر وہ قبولیت کا اظہار کرتا ہے ۔ اوسی کے سامنے قسم کہاوے اور مباہلہ کرے ۔ ورنہ انکار سے روسیاہی کا داغ کہا کر چپ ہو رہے ۔ نابینا صاحب آپکو میں آپکا وہ جواب یاد دلا کر شرم دلاتا ہوں جو آپنے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی کے سامنے درخواست مباہلہ پیشکرنے کے بعد دیا تہا اور جسکو اشتہار ۲۲ ۔ مئی ۱۹۰۵ء میں تم نے شائع کیا ہے ۔ جب تم نے مولویصاحب کو قسم کہانے کے لئے کہا تو مولویصاحب نے یہ جواب دیا تہا ۔

" میں مباہلہ کے لئے طیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ پادری پارٹن صاحب میر مجلس معہ جملہ عیسائیان دہلی آویں " اس جواب مولانا کو تم نے منافقانہ جواب ۔ پرحیلہ جواب ۔ اور مصداق مثل مشہور کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی کا ہے کہکر جواب الجواب یہہ دیا تہا کہ " مولویصاحب مناظرہ میرے اور آپکے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں " ۔ اب ایمانداری سے کہو تم نے خود ہمارے مقابلہ میں ایسا ہی جواب نہیں دیا جسکو تمہاری ہی زبان نے منافقانہ اور پرحیلہ جواب کہا تہا ۔ اور تمہارا جواب بھی مصداق اس کا کہ " نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی " نہیں ہے ۔ سو یاد رکھو اور خوب سن لو کہ ہم تمہارا ہی پیش کردہ مسلم جواب تمہارے لفظوں میں دیتے ہیں ۔ حافظ صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان تہا آپ مشن کیجانب سے میں جماعت احمدیہ دہلی کیجانب سے مناظر تہا اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں پس آپ آئیں اور میں آؤں پھر قسم کہائیے ورنہ منہ نہ دکہائیے ۔ آپ جبتک اُس جواب اپنی کو جو مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا تہا اور اشتہار مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۶ میں سطر ۴ سے ۷ تک درج ہے غلط اور نامعقول نہ قرار دیں اسوقت تک مرزا صاحب علیہ السلام کا نام نہ لیں ۔ اے نافہم تیرے ممبروں نے تجھکو دہوکہ دیکر کچھ کا کچھ چھپوا ڈالا اور پہلے اپنے اشتہار سالگذشتہ کو تو نے کسی سے نہ پڑھوالیا اس سے زیادہ ذلت کس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو اپنے حق میں نہایت نامعقول پرحیلہ لکھ چکا اور مان چکا ہے اوسیکو بعینہٖ اوسی مقدمہ میں ہمارے مقابلہ میں معقول اور جرأت و ثابت قدمی بتلاتا ہے

شرم ! شرم !! شرم !!!

قولہ ۔ چونکہ فتح ہماری ہے ہم قسم کو منظور کرتے ہیں الخ ۔

اقول ۔ نابینا صاحب یہہ قسم کہانے کی منظوری آپ نے انجیل سے حاصل کی ہے یا ممبران کمپنی سے ۔ اگر انجیل سے آپکو اجازت ملی ہے تو براہ مہربانی بہت جلد باب و آیت کا حوالہ لکہیں کہ کس انجیل میں جواز قسم ہے ؟ اور انکار کرے سچی قسم اور گواہی سے اوسکی لئے انجیلی فتوے کیا ہے ؟ اور مہربانی سے اس کی بہی کچھ تفسیر فرمادیں " پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نہ کہانا " متی ۵ ۳۴ ۔ اگر ممبران کمپنی نے آپ کو اجازت قسم دی ہے تو اس سے مطلع فرمادیں ؟

اسوقت ہمیں عبد اللہ آتہم کا قسم نہ کہانا مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں یاد آیا اوس کو ہم آتہم ثانی کے سامنے پیش کرکے دریافت کرتے ہیں کہ دونوں میں کون سچا ہے ؟ جبوقت آتہم کو حضرت مسیح الزمان نے چار ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ وہ قسم کہا کر بیان کرے کہ پیشگوئی اسلامی میعاد میں رجوع بحق نہیں کیا تو چار ہزار روپیہ انعام لے ۔ اس کے جواب میں آتہم نے قسم کہانے سے انکار کیا اور اوسکے رفیق حال پادری ڈاکٹر ۔ ایچ ۔ ایم کلارک ایم ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایم نے ایک اشتہار مطبوعہ

پنشل پریس امرتسر مرزا صاحب علیہ السلام کی
خدمت میں بہیجا جسمیں مندرجہ ذیل قسم نہ کہانے
کی دلیل شائع کی تہی۔
" جیسے قرآن کے حکم سے (مسلمان) سور کا گوشت
نہیں کہا سکتے اسیطرح آتہم صاحب انجیل کے حکم
سے قسم نہیں کہا سکتے۔ عیسائی کو قسم
کہانا جائز نہیں ہے۔ اگر آتہم صاحب
قسم کہاتے تو ثابت کر دیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہیں
ہے۔" نابینا صاحب براہ مہربانی بتلاویں کہ
ہنری مارٹن کلارک امرتسری اس بیان میں جہوٹے
ہیں یا آپ قسم کہانے میں جہوٹے ؟ اور آتہم اول
انکار قسم میں کاذب تہا یا آتہم ثانی اقرار قسم
میں کاذب ؟ اور ممبران کمیٹی جواب دیں کہ ان
تینوں میں سے کون سچا عیسائی انجیل پر عمل کرنے
والا ہے۔ اور کون جہوٹا عیسائی اور مخالف انجیل ؟
آخر میں ہم آپ کو پہر متنبہ کرتے ہیں کہ اپنی مسلمہ
پیش کردہ دلیل بمقابلہ مولوی عبدالمجید صاحب
سے پہرنا اور جو جواب اونکو دیا تہا اوس کے
خلاف ہم کو جواب دینا اور جس جواب مولوی صاحب
کو پُر حیلہ سفطریانہ قرار دیا تہا وہی ہمارے
مقابلہ میں پیش کرنا ایمانداری ہے یا بے ایمانی ؟
حسب اشتہار پیام اسلام قسم کے لئے آتیا آجاؤ اور
تاریخ مقرر کرکے جلد ہفتہ تک اطلاع دو۔ اگر
پہر تم نے حیلہ سے ٹال مٹول کا جواب دیا کہ مرزا صاحب
علیہ السلام سے مباہلہ کرینگے تو آیندہ تم قابل
خطاب نہ مستحق جواب سمجہے جاؤگے۔ پہر دوسرے
طریق سے بذریعہ نار افشان لدہیانہ تمہاری
پردہ دری اور عیسائیت کی قلعی کہولی جاویگی۔
فانتظروا۔

اور جو جواب "معتمدنہ سکرٹری صاحب ایس پی
جی مشن یا مسٹر مارٹن چیرمین جلسہ ہونا چاہئے۔
ورنہ ہم کوئی جواب نہ دینگے۔ مسٹر مارٹن صاحب میر مجلس
اور پادری آلنٹ صاحب سکرٹری مشن سے ہماری
درخواست ہے کہ اس مذہبی مباحثہ میں آپ بغیر
معلوم کئے محض نابینا صاحب کے اشتہارات پر اعتبار
نہ کریں ہر ایک جواب جو مشن کی جانب سے شائع
ہوتا ہے آپکا مصدقہ ہونا چاہئے کیونکہ مذہبی حیثیت
سے بہی اور عہدہ کے لحاظ سے بہی آپ مشن کے ذمہ دار
ہیں۔ اور ہمارے اشتہار پیام اسلام کا آپنے کوئی جواب
نہیں دیا۔ یہہ مناسب نہیں ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدے
المجیب [illegible] مسلم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ
[illegible] خادم مسیح موعود علیہ السلام

۶ رمئی ۱۹۰۶ء

بعد خطبہ ماثورہ کے

خطبہ بروز جمعہ ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء
مطابق ۲ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ط واللہ غفور رحیم ۵ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۵ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراہیم وال عمران علی العالمین ۵ ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم ۵ اذ قالت امراۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم ۵ فلما وضعتہا قالت رب انی وضعتہا انثی ط واللہ اعلم بما وضعت ط ولیس الذکر کالانثی ج وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ۵ فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتا حسنا وکفلہا زکریا کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۵

ترجمہ مع تفسیر آویگا

اے سامعین قرآن مجید ایک ایسی زندہ کتاب ہے کہ اوسکے برکات اور فیوض قیامت تک باقی رہینگے اسلئے اوسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور اوس کی مثال اس طرح پر فرمائی گئی ہے ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا پس سراسر جہوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات الٰہیہ و الہامات ربانیہ کا امت محمدیہ پر بند کیا گیا ہے خواہ آیات قرآن مجید کی الہام ہوں یا دوسری عبارات ہوں ہرگز یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ وللہ الحمد ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن مجید زندہ کتاب ہے دین اسلام زندہ مذہب ہے نبی کریم زندہ نبی ہیں اور جو قصص قرآن مجید میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اون کے نظائر و امثال آنحضرت صلعم کے وقت میں ہی موجود ہوئے اور قیامت تک اون کے نظائر اسلامی دنیا میں واقع ہوتے رہیں گے یعنی اللہ تعالے کسیکو اتباع اپنے حبیب سے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ کسیکو آدم صفت نوح صفت ابراہیم صفت اور انبیائے آل ابراہیم کی صفت آل عمران یعنی مریم اور عیسیٰ کی صفت کر دیتا ہے اور کسی مثیل ذکریا گردانتا ہے حتی کہ جری اللہ فی حلل الانبیا کا لقب عطا فرما دیتا ہے اور یہ سب امور قرآن مجید کے احکام کی فرمانبرداری اور اتباع کامل نبی کریم سے حاصل ہوتے ہیں۔ و النعم ما قیل ؎

ہر کسے چون مہربانی میکنی
از زمینی آسمانی میکنی

لیکن بغیر اتباع کے کچہہ بہی حاصل نہیں ہوتا فان اللہ لا یحب الکافرین واضح ہو کہ آنحضرت صلعم کے وقت یہود بڑے بڑے دعاوی کرتے تہے حتی کہ کہتے تہے کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ اون کے حق میں یہہ آیت زیر تفسیر نازل ہوئی کہ اے پیغمبر صلعم ان یہودیوں سے تم کہدو کہ اگر اللہ تعالے کی محبت کا تم دعوے کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو کہ اللہ بہی تم کو اپنا دوست کر لیویگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیویگا کیونکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ف۔ اللہ تعالے کی محبت اپنے بندہ متبع کے ساتہہ یہہ ہے کہ جو منافع دین و دنیا کے اوس بندہ کیلئے ضروری ہوں یا اوس کے لئے جو فوائد دارین کے مناسب ہوں اونکو پہونچاتا رہے اور جو لوگ اوسکی اتباع میں خارج ہوکر طرح طرح کے ضرر پہونچانے چاہتے ہیں خود انہیں کو معرض مضار اور مورد ذلت اور رسوائی کا کر دیوے چنانچہ جن صحابہ کرام نے آنحضرت صلعم کا پورا اتباع کیا اون کے مخالفین ذلیل و رسوا ہوکر ہلاک اور تباہ ہو گئے اور متبعین کاملین حسب الحکم آیت مذکورہ دین اور دنیا کے مالک کہلائے گئے چونکہ آیت ہذا میں جو پیشین گوئی مندرج ہے وہ پورے طور پر واقع ہوئی لہذا یہہ آیت ایک نشان نبوت کا ہوگئی۔ اور یہی آیت حضرت مسیح موعود کو الہام ہوئی تہی جسکو مدت تخمیناً ۲۴ سال کی ہوگئی ہے دیکہو اوس وقت کو اور اسوقت کو کیسی کیسی نصرتیں اوس کے شامل حال ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور مخالف اوسکے کیسے کیسے ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہیں ایک طرف تو نظارہ یحببکم اللہ کا نظر آرہا ہے اور دوسری طرف فان اللہ لا یحب الکافرین کا نظارہ موجود ہے ؎

رحمۃ اللہ این عمل را در وفا
لعنت اللہ آن عمل را در قفا

بعض منافقین نے اس حکم تاکیدی اتباع پر یہہ شبہہ پیدا کیا تہا کہ آنحضرت صلعم تو اپنی اطاعت کو اللہ تعالے کی اطاعت قرار دیتے ہیں اور اپنی محبت کو اللہ تعالے کی محبت کہتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ جسطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو خدا قرار دے رکہا ہے یہہ بہی اپنے تئیں اللہ قرار دینا چاہتے ہیں۔ جواب یہ دیا گیا کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ مگر اوس کی اطاعت کیونکر ہو سکتی ہے اوس کا طریق یہہ ہے کہ کوئی ایسا واسطہ موجود ہو کہ ایک لحاظ سے ہم جیسا بشر ہو اور اللہ تعالے کے ساتہہ اوسکو ایسا قرب حاصل ہو کہ رسالت اوسکی احکام کی کر سکے جسکو دوسرے لفظوں میں رسول کہتے ہیں تو اسلئے ارشاد ہوتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میری متابعت بحیثیت رسول ہونے کے تم پر واجب ہے نہ اوس حیثیت سے جسطرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے میں رسول ہوں اسلئے واسطے اطاعت اللہ تعالے کے میرا اتباع تم پر لازم ہے اگر اس فہمائش اور ہدایت کو بہی نہ مانیں اور روگردانی کریں جو موجب کفر ہے تو بیشک اللہ تعالے ایسے کافروں کو دوست نہیں رکہتا یعنے بغض رکہتا ہے۔ چنانچہ اس عدم محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مکذبین اور کافرین آنحضرت صلعم کے وقت میں ہی یا تو تباہ اور ہلاک ہو گئے یا جنکی قسمت میں تہا اسلام میں داخل ہو گئے۔ علے ہذا القیاس ہلم جرا مسیح موعود کے زمانہ تک کہ بحکم حدیث صحیح مسلم لا یحل لکافر ان یجد ریح نفسہ الا مات کے اوسکے مکذبین اور مکفرین بہی رسوا اور تباہ ہو گئے اور ہو رہے ہیں پس بلحاظ اس کے کہ یہہ پیشین گوئی لطیف مندرجہ آیت پوری ہوئی یہ آیت ایک نشان نبوت کا ہوگئی۔ اب آگے اہل کتاب کا وہ استبعاد رفع کیا جاتا ہے جو اونکو حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کے بارہ میں تہا کہ بے شک اللہ تعالے نے تمام جہان کے لوگوں پر آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو چن لیا ہے کیونکہ یہہ سب اولاد آدم کی ہیں کہ بعض اون کے بعض کی نسل سے ہیں اور اللہ ہی سب کچہہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ۔ مراد یہ ہے کہ یہ امر تمہارے نزدیک مسلمات سے ہے کہ حضرت آدم جسطرح ابوالبشر ہیں اسی طرح ابوالانبیاء بہی ہیں یعنے نور اصطفا کا اولاً اون میں اللہ تعالے نے پیدا کیا اور چونکہ ہر اولاد اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ نور نبوت کا اونکی اولاد لائق کو بہی پہونچے چنانچہ ایسا ہی کچہہ ہوا کہ آدم کی اولاد میں شیث سے لیکر

حضرت ادریس تک وہ نور نبوت منتقل ہوتا لایق اولاد میں چلا آیا۔ اور اصطفا سے ہم نے نور نبوت اس لئے مراد لیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

انی اصطفیتک برسالاتی

یا حضرت ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کے بارہ میں فرماتا ہے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار پس مراد اصطفا سے وہی نور نبوت اور رسالت کا ہے جو آدم ثانی حضرت نوحؑ کو بھی حاصل ہوا حتی کہ حضرت نوح سے ابراہیم کو مرحمت ہوا بعدہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں حضرت اسمٰعیل و اسحاق کو ملا جو آل ابراہیم ہی ہیں حضرت اسحاق کی اولاد میں یعقوب ہوئے یعنے اسرائیل جسکی اولاد میں کثرت سے انبیاء پیدا ہوئے اور حضرت عیص بھی یعقوب کی اولاد میں ہیں۔ جنکی ذریت میں کثرت سے بادشاہ ہوئے۔ بالآخر چونکہ عہد عتیق میں اللہ تعالے نے حضرت اسمٰعیل اور اسحاق دونوں سے توراۃ میں وعدہ کیا تھا لہذا وہ وعدہ پورا ہوتا ہوا بنی اسرائیل میں چلا آیا حتی کہ بالآخر بموجب وعدہائے توراۃ کے بنی اسمٰعیل میں سے حضرت خاتم النبیین صلعم کو وہ نور نبوت تامہ اور نیز خلافت عامہ کا مرحمت ہوا اور کیونکر نہ ہوتا کہ حضرت اسمٰعیل بھی آل ابراہیم میں داخل ہیں اور آل ابراہیم کے لئے وعدہ ہو چکا ہے پس اس دلیل سے جو مسلمہ اہل کتاب ہے لازم آیا کہ بنی اسمٰعیل میں بھی وہ وعدہ اصطفا اس شان سے پورا ہووے کہ تدارک مافات کا کر دیوے اور مافات یہہ ہے کہ جس طرح سے من ابتدائے حضرت یعقوب تا عیسٰی بکثرت سے انبیاء بنی اسرائیل میں ہوتے چلے آئے اور بنی اسمٰعیل میں کوئی نبی اولوالعزم پیدا نہیں ہوا تو بنی اسمٰعیل میں ایک ایسا نبی عظیم الشان سید المرسلین و خاتم النبیین پیدا ہووے جو سب انبیاء بنی اسرائیل پر فائق ہو جاوے چنانچہ اس وعدہ کے پورا ہونے سے اون وعدوں مندرجہ توراۃ کے تصدیق ہو گئے جو بڑے زور شور سے توراۃ میں اب تک موجود ہیں یہ ایک بڑی حجت ہی آنحضرت کی تصدیق نبوت پر جسکا جواب اہل کتاب سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے قال اللہ تعالے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم۔

سوال اصطفائے آل عمران کو آخر میں بیان کرنیکی بظاہر کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آل عمران یعنے حضرت عیسٰے اور مریم بھی اسرائیل میں سے ہیں جو آل ابراہیم میں داخل ہو چکے ہیں پھر آل عمران کو مکرر آخر میں کیوں بیان کیا گیا۔ جواب اس تکرار میں ایک سر یہہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے بھی آخر زمانہ میں ایک مثیل عیسٰے اور نیز مثیل مریم علم الٰہی میں پیدا ہونے والے تھے جسکو اللہ تعالے نے بطور مثل کے مومنوں کے لئے سورۂ تحریم میں اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا الی قولہ تعالے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت من القانتین ۱۲ چنانچہ اس زمانہ آخری میں عیسٰے اور مریم کے نام سے ایک مجدد عظیم الشان پیدا ہوا پس اس لئے آل عمران یعنے عیسٰے اور مریم کو باوجود داخل ہونیکے بنی اسرائیل میں دوبارہ جو آل ابراہیم سے ہیں آخر میں ذکر فرمایا گیا اور اسی لئے حضرت مریم اور عیسٰے کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وجعلناھا وابنہا آیۃ للعالمین اس آیت میں اگر تہوڑا غور کیا جاوے تو معلوم ہو گا کہ حضرت عیسٰے اور مریم نہ اپنے ہی زمانہ میں آیۃ للعالمین ہوئے اور نہ بعد اپنے زمانہ کے آیۃ للعالمین ہونا اونکا ظاہر ہوا ہاں البتہ آن کا آیۃ للعالمین ہونا اللہ تعالے کیطرف سے قرآن مجید میں نازل ہوا تھا اسلئے کلام نبوت میں عیسٰے موعود کے نزول کی پیشگوئی پیشین گوئی آخر زمانہ کے لئے بیان فرمائی گئی اور اس زمانہ آخری میں اپنے وقت پر ایک مجدد بنام عیسٰے و مریم پیدا ہوا جسکے سبب سے حضرت عیسٰے اور مریم کا نام نامی تمام عوالم میں روشن ہو گیا اور جو شرک اور بدعت حضرت عیسٰے یا مریم کے نام سے دنیا جہان میں پیدا ہو گیا تھا جسکے سبب اونکے آیت ہونمیں بھی شبہات پیدا ہوئے تھے اوس عیسٰے موعود نے اوس سب کا محو کر دینا چاہا ہے تا کہ عیسٰے و مریم بندگان مقبول الٰہی میں سے تھے آیۃ للعالمین ہو جاویں۔ پس یہہ سر تھا آل عمران کو آخر میں مکرر ذکر فرمانے کا وھذا ما الہمنی ربی والحمد للہ رب العالمین اور یہی معنے ہیں اوس شعر کے جو کہا گیا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک مرد کامل امت محمدیہ کے طفیل سے حضرت عیسٰے کا نام دنیا جہان میں روشن ہو گیا ورنہ اہل کتاب نے جو یہود و نصارے نام کفتار انکو نامے چند رہیں۔ بسبب اپنے کفر و شرک کے اور اپنی بد اعمالیوں کے سبب حضرت عیسٰے کا نام تو مٹنا ہی چاہتا تھا بلکہ مٹ چکے تھے مگر ایک غلام احمد نے اون کے نام کو دنیا جہان میں روشن کر دیا پس ایک فرد کامل امت محمدیہ میں سے اونکے نام کے ساتھ مبعوث ہوا اس سے امت محمدیہ کو کوئی فخر حاصل نہیں ہوا بلکہ حضرت عیسٰے کو اس بعثت مسیح موعود سے فخر حاصل ہوا ہے والحمد للہ قال اللہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ الآیہ اسی لئے آگے اسکے حضرت مریم کی ولادت اور دیگر قصص متعلق اسکے بیان فرمائے جاتے ہیں اور تاکیدًا ارشاد ہوتا ہے کہ ان قصوں کو یاد کرتے رہو ایسا نہو کہ بہول جاؤ کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے تیری نذر کیا دنیا کے کاموں سے آزاد کیا گیا۔

پس اے پروردگار میرے تو میری طرف سے یہہ نذر قبول فرما بے شک تو ہے سب کچھ سنتا سبکی نیتوں کو جانتا ہے ف بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ ماں باپ اپنے بعضے لڑکوں کو اپنی خدمتوں سے آزاد کر کر اللہ تعالی کی نذر کر دیتے تھے اور تمام عمر دنیا کے کاموں میں نہیں لگایا کرتے تھے ہمیشہ مسجد میں عبادت کے لئے یا مسجد کی خدمت کرنیکے لئے اور دینیات کے درس کرنیکے لئے چہوڑ دیتے تھے۔ عمران کی زوجہ حنہ کو جب حمل ہوا اوس نے حالت حمل ہی میں واسطے خالص رضامندی اللہ تعالے کے اوّل ہی سے حالت حمل میں یہہ نذر کر لی تھی تا کہ حالت حمل سے ہی شریعت اسلام میں یہہ دستور تو نہیں ہے لیکن اللہ تبارک وتعالے خود کسی شخص کو برگزیدہ کر کر خالص خدمت دین ہی کے لئے چن لیتا ہے اور اوسکی فطرت اور جبلت ہی ایسی پیدا کرتا ہے کہ دنیا کے کاموں کی طرف اوسکو رغبت ہی نہیں ہوتی جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا اور یہی مراد ہے مولانا روم کے اس شعر سے ؎

اولیاء را کار عقبیٰ اختیار
اشقیا را کار دنیا اختیار
انبیا در کار دنیا جبریند
اشقیا در کار عقبیٰ جبریند

حضرت مریم کی والدہ نے حالت حمل ہی میں یہہ نذر کر کے یہہ دعا کی کہ مقبول حنی اور میں سر یہہ تھا کہ اون کی تمنا دلی یہہ تھی کہ وہ بچہ پیٹ ہی میں اللہ تعالے کا مقبول اور محبوب ہو جاوے جسکو عرف میں مادر زاد ولی کہتے ہیں اسی لئے اُنہوں نے دو صفتوں سمیع و علیم کا بیان کیا کہ جس اخلاص سے میں نے تیری جناب میں یہہ دعا کی ہے تیرے سوا اور کوئی اوسکا سننے والا نہیں اور جو میری تمنائے دلی ہے اوس کا علیم و خبیر بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے یہہ قصہ حضرت مریم کی والدہ کے نذر کرنے کا اسلئے یاد دلایا گیا کہ وہاں تو حضرت حنہ کی دعا سے مریم کو پیدا کیا تھا اور امت محمدیہ میں حسب الحکم آیت سورہ تحریم کے ہم خود ایک ایسا غلام احمد پیدا کرینگے کہ مریم صفت ہو کر دین محمدی کا ایسا خادم ہو گا کہ دنیا کے کاموں سے بالکل آزاد اور محرر ہو گا اور اللہ تعالے کا محبوب اور مقبول ہو گا۔ اسلئے الہامات میں اس مسیح موعود کا نام مریم بہی آیا ہے معنے مریم کے کتب لغات میں خادم کے ہی لکھے ہیں یعنے خادم احمد یا غلام احمد یہہ دونوں جو قریب المعنے ہیں استعمال فرمایا جاتا ہے۔

کہ پس جبکہ جنا اوسکو کہا۔ اے رب میرے تحقیق میں نے جنا اوسکو لڑکی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھہ جنی اور بیٹا نہیں ہے مانند اوس بیٹی کی اور تحقیق میں نے نام رکہا اوسکا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اوسکو اور اوس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

ف حنہ والدہ مریم کو یہہ خیال تہا کہ میرے شکم میں لڑکا ہی ہے اور لڑکا ہی محرر کیا جاتا تہا جبکہ اون کے لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اون کو یہ خیال آیا کہ شاید میری نذر قبول نہ ہوئی کیونکہ لڑکی واسطے خدمت بیت المقدس کے یا دیگر خدمات دینیہ کے لئے محرر نہیں ہو سکتی ہے اسلئے جناب باری میں یہہ عذر کیا یا بسبب حسرت کے یہہ مقولہ کہا ہو۔ مگر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکی قدر و عزت خوب جانتا ہے اور لڑکا اس لڑکی کی برابری نہیں کر سکتا تفسیر کبیر وغیرہ میں اسکی دو توجیہیں لکھی ہیں اوّل تو یہ کہ تفضیل لڑکے کی لڑکی پر مراد الٰہی ہے۔ دوسرے یہہ کہ تفضیل اس لڑکے کی لڑکی پر مقصود ہے پس کلام الٰہی دونوں توجیہوں کو محتمل ہے یہہ کلام جو ذوالوجہین فرمایا گیا اوس میں سر یہ ہے کہ امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے ایک مجدد عظیم الشان بنام مریم علم الٰہی میں مذکر آنیوالا تھا جو دین محمدی کو زندہ کریگا لہذا ایسا کلام ذوالوجہین فرمایا گیا کہ دونوں وجہیں صادق اسکے ہاں اسقدر فرق ہے کہ دلت تو والدہ مریم نے ہی لڑکی کا مریم نام رکہا تھا

ہاں پر اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ الہام کے اوس بندۂ عظیم الشان کا نام مریم رکھا اور چونکہ یہود یت لڑکی کے ساتھ توام پیدا ہوا اور وہ لڑکی توام دنوں ایام میں وفات پا گئی لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فعل سے بھی یہہ شہادت دی کہ اب دین عیسوی باقی نہ رہے گا (جسمیں محض مادہ اناث ہے کیونکہ عیسے صرف مریم کے مادہ ہی سے پیدا ہوئے تھے اور مرد کا اوس میں کچھ دخل نہیں تھا) بلکہ دین محمدی اس لڑکے سے زندہ کیا جاوے گا اور مادہ اناث فوت ہو جاوے گا۔ کیونکہ لیس الذکر کالانثی اور یہی مراد ہے اوس شعر سے جو حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ہاں چونکہ حضرت اقدس بنی اسرائیل میں سے ہیں لہذا دعا حضرت حنا کی اوس لڑکی کے حق میں بھی جسکا نام خود اللہ تعالیٰ نے مریم رکھا ہے قبول فرمائی گئی اور کیونکر قبول نفرمائی جاتی کہ یہاں پر تو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہی نام اوسکا مریم رکھا ہے معنے مریم کے خادم کے ہیں یعنی خادم دین اور یہہ دیکھو دوسری قدرت اللہ تعالیٰ کی کہ والدین سے جو اوسکا نام اللہ تعالیٰ نے رکھوایا وہ بھی ہم معنے مریم کے رکھوایا یعنے غلام احمد قادیانی جنہیں اوسکے سن بعثت کی تاریخ کا پتہ بھی بتلا دیا گیا اور پھر ابن مریم اور اوس مریم میں ایک اور فرق بین ہے پہلے مریم تو خادم مسجد ہی تہیں اور یہ مریم جو غلام احمد ہے خادم دین اللہ الاسلام یعنی احمد علیہ السلام ہے دستان بہ نہماو لنعم ما قبل ؎

حج زیارت کردن خانہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

پہلے مریم تو صرف خانہ خدا کی خدمت کیلئے پیدا کی گئیں اسلئے وہ ننی رہی اور دوسرے مریم جو غلام احمد ہے دین اللہ کی خدمت اور تائید اسلام کے لئے مبعوث ہوئے۔ اسلئے وہ مرد ثابت ہوئے پہلے مریم نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد نہیں ڈالی تہی بلکہ صرف خادمہ تہیں لیکن غلام احمد نے قادیان میں مسجد اقصیٰ کی بنیاد ڈالی۔ پہلے مریم نے اپنی ذریت کے لئے مخلصانہ دعا کی جو قبول ہوئی تہی اور غلام احمد کی ذریت کے انبات حسن ہونیکے لئے اللہ تعالیٰ نے خود الہاماً اوسکو اطلاع دی چنانچہ فرمایا جاتا ہے پس اوس کے پروردگار نے مریم کو خوشی سے قبول فرمالیا اور اوگایا اوسکو اچھا اوگانا یعنے اوسکی ذریت میں سے ایک فرزند کامل پیدا کیا ف یعنے یہاں پر حضرت عیسے کو پیدا کیا

اور یہاں پر نفخ روح کرکر خود اوسی مریم کی ذات کو عیسیٰ کر دیا وجعلناک مسیح ابن مریم اور پہر علاوہ اوسپر اوسکی اولاد میں سے ایک فرزند کامل مکمل پیدا کیا جسکی نسبت الہامات تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں تبنیک جسطرح کہ اولاد صالح سے دنیا میں نام نیک مشہور ہوتا ہے۔ اوسیطرح پر سنت الٰہی یہہ ہے کہ کسی کامل مکمل کے نام پر کسی زمانہ آخری میں کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے تاکہ دوبارہ اوسکو زندگی بخشے اور اوس پہلے شخص کا نام دنیا میں نیک نامی کے ساتھ مشہور اور روشن ہو جاوے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرد کامل کو امت محمدیہ میں سے بنام مسیح و مریم اس آخر زمانہ میں مبعوث فرمایا تاکہ جسقدر شرک اور بدعات کفر جو اونکی طرف اقوام عیسائیان یا دیگر اقوام منسوب کرتے ہیں اون سے اون کو تطہیر فرما دیا جاوے کما قال اللہ تعالیٰ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامہ اور یہی سر تہا اس آیت کے الہام ہونیکا جو مدت سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ولنعم ما قیل ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت یادگار

اور اب یہہ الہام قرآنی ذیل کا بھی پورا ہو گیا کہ حضرت مریم اور حضرت عیسے کی نسبت جو فرمایا گیا ہے وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین سبحان اللہ یہہ کلام الٰہی کیسا صادق اور مصدوق ہوا ہے ورنہ کوئی مخالف ہی ہم کو بتادے کہ حضرت عیسیٰ باوجود اسکے کہ مدتہائے دراز سے اون کے نام کے ساتھ تمام دنیا میں شرک کیا جا رہا ہے وہ کیونکر تمام عالموں کے لئے آئینہ اللہ ہو سکتی ہیں آگے فرمایا جاتا ہے کہ حضرت زکریا کو مریم کا خبرگیران اور تربیت کنندہ کر دیا جب اونپر زکریا محراب میں داخل ہوتے پاتے اون کے پاس رزق سو کہتے کہ اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ رزق۔ تو مریم کہتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب۔

ف پس وہاں پر حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت میں کی گئیں یہاں پر یہہ مریم یعنے غلام احمد آنحضرت صلعم کی کفالت تربیت میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے دی گئی ؎

دل را بسا درانا بے ندانم
کہ خانہ در دبستان محمد

فتبارک من علم وتعلم وہاں تو حسب روایات مفسرین یہ کہ غیر موسم کے میوہ جات ہی آتے تہے یہاں پر علاوہ ان میوہ جات غیر موسمی کے میوہ جات غذائے روحانی اور ثمرات نورانی و فرقانی جن سے تمام حقایق اور معارف اسلام کے منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں متواتر آرہے ہیں وہاں تو اقلام احبار سے حضرت زکریا کا نام نکالا گیا جس سے حضرت مریم ہی حضرت زکریا کی کفالت میں کی گئی تہی کہ وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم۔ اور یہاں پر اوس کے اقلام کے ذریعہ سے وہ کلمات اللہ جن کی نسبت وارد ہے کہ ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ کل دنیا میں سات سمندروں پار تک پونہچائے جاتے ہیں وہاں پر مریم کے پاس اگر جسمانی رزق صرف مریم کے لئے بے حساب آتا تہا یہاں پر علاوہ اس رزق جسمانی بحساب رزق روحانی وفرقانی بے حساب تمام عالم کو پونہچایا جاتا ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق و یاتونک من کل فج عمیق۔ اب خلاصۃ المقال یہہ ہے کہ اگر یہہ مسیح موعود بنام عیسیٰ و باسم مریم اس آخر زمانہ میں مبعوث بنی اسرائیل میں سے نہوتا تو اصطفا آل عمران کا جو بنی اسرائیل میں سے ہیں کل عالمین پر کیونکر ثابت ہوتا اور پہر اصطفا بنی اسمٰعیل کا جو آل ابراہیم سے ہیں۔ اسوقت کل عالمین پر کیونکر واضح ہوتا پس ثابت ہوا کہ اصطفا آل عمران کا حسب بیان مذکور مستلزم ہے اصطفا بنی اسمٰعیل کو اور اصطفا دونوں کا مستلزم ہے اصطفا آل ابراہیم کو نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جملہ اصطفا مستلزم ہیں اصطفا محمد رسول اللہ خاتم النبین رحمۃ للعالمین کو وھو المدعا ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زغلمان محمد

اللہم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔

کتبہ محمد احسن

استفسار اور انکے جواب

حضرت مولانا حکیم الامۃ دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور امام علیہ السلام نے سرمہ چشمہ آریہ میں روح کے خواص بتر تیب جیسی مجیس مذکور فرمائے ہیں اور لکہا ہے کہ یہ سب قرآن مجید سے مستنبط ہیں ..... لہذا التماس ہے کہ حضور بامن مزوری الحل سوال کو مشرح فرماویں۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود ومہدی مسعود نے بیس خواص روح درج فرمائے ہیں جنکے تفصیل سرمہ چشمہ آریہ طبع دوم ص۱۵۱ پر ہے۔ قبل اسکے کہ خواص روح کے تفصیل اور ان آیات کا حوالہ دیا جاوے۔ یہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید میں روح کا لفظ کلام الٰہی پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ۔ سورہ مومن ع وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا شوری ع یتنزل الملائکۃ بالروح من امرہ نحل ع۔ اور نفس یعنی جان پر بھی مستعمل ہے جیسے ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ پ۲۱ مگر عام رواج ہو گیا ہے کہ نفس پر روح کا لفظ بولا جاتا ہے چنانچہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بھی اسی لحاظ سے لفظ روح بجائے لفظ نفس استعمال فرمایا ہے کہ مخاطب ایک ہندو تہا تاکہ اثنائے گفتگو میں کوئی غلط فہمی واقع نہو۔

خواص روح (نفس) مندرجہ سرمہ چشمہ آریہ ص۱۵۱ طبع بار دوم حسب ذیل ہیں۔

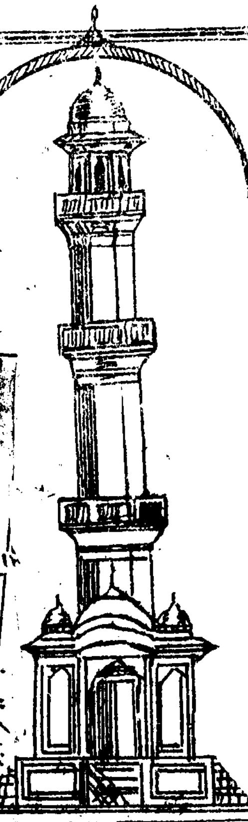
(۱) علوم اور معارف کیطرف شائق ہونیکی ایک قوت (۱) قل رب زدنی علما پ۱۶ (۲) یاایہا الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء پ۷ (۳) ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا پ۱۵

(۲) علوم حاصل کرنے کی ایک قوت۔ (۱) و یعلمہم الکتاب والحکمۃ پ۱ (۲) و علم آدم الاسماء کلہا پ۱ (۳) و علمکم مالم تکونوا تعلمون پ۲ (۴) علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ پ۲۷

(۳) علوم حاصل کردہ کے محفوظ رکہنے کی ایک قوت (۱) وعلم آدم الاسماء کلہا..... قال یا آدم انبئہم باسمائہم پ۱ (۲) ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب پ۳ (۳) ان تضل احداہما فتذکر احداہما الاخریٰ پ۳ (۴) علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ پ۲۷

(۴) محبت الٰہی کی ایک قوت (۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی پ۳ (۲) وآتی المال علیٰ حبہ پ۲۔ (۳) فسوف یاتی اللہ

الحکم



ہم بالو گرانی چہار در قادیان میں ۔ دوائی شفائی بغرض دار الامان میں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب (احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے
(۵) بی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ ۔ جلد ۱۰ ۔ نمبر ۱۸

تازہ الہامات و کشوف

و رؤیا

۱۸ مئی ۱۹۰۶ء ۔ ۱ ۔ رؤیا ۔ میں دیکھا کہ کوئی شخص طاعون کے متعلق کہتا ہے ۔

" ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑتی "

۲ ۔ الہام ہوا

" زندگی کے آثار "

اس وحی الٰہی کے تھوڑی دیر بعد سیٹھ عبدالرحمان صاحب کا مدراس سے تار آیا جس میں سیٹھ صاحب کی بیماری سے افاقہ کی خبر تھی ۔ فرمایا ۔ پہلے ہمارا تار پہنچا ۔ اور پیچھے بندوں کا ۔ اس الہامی خبر سے صرف یہ سمجھا گیا ۔ جس مضمون کا تار روانہ کیا گیا تھا اس مضمون سے خدا تعالیٰ نے اطلاع دیدی ۔

۲۰ ۔ مئی ۱۹۰۶ء

(۱) اِنِّی مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً

ترجمہ ۔ میں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤنگا ۔

(۲) اُرِیْکَ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ ۔ میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤنگا ۔ جو قیامت کا نمونہ ہوگا ۔

میں اون سب کی حفاظت کرونگا جو اس گھر میں ہیں ۔

۲۳ مئی ۱۹۰۶ء ۔ تَرُدُّ عَلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ ۔ وَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ ۔ تَرُدُّ عَلَیْہَا رَوْحَہَا وَ رَیْحَانَہَا ۔

یعنی تیری طرف نوجوانی کے انوار یعنی جوانی کی روشنیاں واپس کی جائیں گی ۔ اور تیرے پر ایک نیا زمانہ آئیگا [illegible] جوانی کی قوتیں پھر دی جائیں گی [illegible] ۔ اور اگر تم اے لوگو ہمارے اس نشان کی نسبت شک میں ہو تو اس کی نظیر پیش کرو ۔ اور تیری بیوی کی طرف بھی صحت اور تازگی رد کی جائیگی ۔ فقط

ان الہامات کا باعث یہ ہے کہ عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے ۔ بجز دو وقت ظہر اور عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا ۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں ۔ اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں ۔ تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قوی ایسے مضمحل ہو گئے ہیں ۔ کہ خطرناک حالت ہے ۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے ۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے ۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں ۔ پس میں نے دعا کی تھی ۔ کہ خدا تعالیٰ وہ مجھے پہلی قوت جوانی کے عالم کی عطا کرے تا میں کچھ خدمت دین کر سکوں اور اپنی بیوی کی صحت کے لیئے بھی دعا کی تھی ۔ اس دعا پر یہ الہام ہوئے ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے ۔ خدا تعالیٰ ان کے بہتر معنے جانتا ہے ۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسی صحت عطا فرمائیگا اور مجھے وہ قوتیں عطا کرے گا جن سے میں خدمت دین کر سکوں ۔ واللّٰہ اعلم بالصّواب ۔

اور اس میں یہ بھی خوشخبری ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ میری بیوی کو بھی صحت اور تندرستی عطا کرے گا ۔

میڈیکل اسکول کے خارج شدہ طلباء کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

لاہور میڈیکل اسکول کے جن طلباء نے اپنے اوستادوں سے ناراض ہو کر اتفاق کر کے مدرسہ جانا بند کر دیا ہے ۔ ان میں سے دو طالب علم (عبدالحکیم صاحب اور ایک اور) قادیان میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ۲۱ ۔ مئی کو حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ گذشتہ اور پرنسپل کا ۔ ۳۱ ۔ مئی تک داخل ہو جانے کی اجازت دیدینے کا ذکر کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ آج کل اس قسم کی کارروائیاں گورنمنٹ کے ساتھ بغاوت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ۔ اور اُن سے بچنا چاہئے میرے نزدیک اس معاملہ کو ترقی نہیں دینا چاہئے اور پرنسپل کی اجازت سے فائدہ حاصل کر کے داخل ہو جانا چاہئے ۔ جن اوستادوں کے ساتھ تم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے ان کو اندر ہی اندر تنبیہ کی گئی ہوگی ۔ اور امید نہیں کہ وہ آیندہ تمہارے ساتھ بُرا سلوک کریں ۔ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو بغیر بازپرس نہیں چھوڑتی گو عام اظہار اِسی بات کا نہ کیا جاوے ۔ علاوہ اس کے تمہیں چاہئے کہ اگر اُنہوں نے بداخلاقی کی ہے ۔ تو تم ان سے اخلاق سیکھو ۔ اور اگر تمہیں کبھی ایسی افسری کا موقعہ ملے تو تم اخلاق کا برتاؤ ۔ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کرو ۔ اور جو قسمیں تم نے ضد پر کھائی ہیں وہ ناجائز ہیں ۔ ناجائز قسم پر قایم رہنا گناہ ہے ۔ خدا نے اسلامی شریعت میں یہی حکم دیا ہے ۔ کہ ناجائز قسموں اور ناجائز اقراروں کو توڑ دیا جاوے ۔ وقت کو ضائع کرنا اچھا نہیں ۔ اپنے آپ کو پریشانی میں مت ڈالو ۔ اور اپنے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ ۔

دارالامان کا ہفتہ اور سلسلہ کی خبرین

۱۔ سیدنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل بیت اور دیگر خدام مجمد اللہ اچھی طرح سے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش ہے۔ فاضل امروہی ۲۹ مئی کو وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ الحکم کی ہر اشاعت میں انکا کوئی لمبا مضمون شائع ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

۳۔ حیدرآباد دکن سے ہمارے دیرینہ مہربان اور محترم بھائی مولوی محمد سعید صاحب مع دوستون کے تشریف لائے دو تین ہفتہ قیام کرینگے۔

پنڈی گھیپ سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سعادت اندوز ہوئے۔ ایک ہفتہ رہ کر واپس چلے گئے۔ منشی برکت علی صاحب شملہ سے آئے۔ اسکے علاوہ اور کئی مہمان مختلف جگہ سے آئے اور چلے گئے۔

(۴) آج مدرسہ تعلیم الاسلام مین **ایمپائر ڈے** منایا جاویگا جس مین گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور سچی خیر خواہی کے متعلق تقریرین ہونگی۔ اس جلسہ کے میر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر ٹہگی وڈکیتی حال رخصتی قادیان ہونگے۔ مفصل حالات دوسری جگہ [illegible] جاوینگے۔

(۵) ایڈیٹر الحکم کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۲۲۴ یہان کے بعض شورہ پشت لوگون کی تحریک سے ہوا تہا۔ اس مین فریق مخالف نے دست برداری دیدی اور فتنہ پردازون کو نامراد رکہا۔ خداتعالے کا محض فضل ہے۔

(۶) ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب اپنی رخصت پوری کرکے دہلی واپس چلے گئے۔ دہلی کی جماعت خدا کے فضل سے دن بدن بڑہ رہی ہے۔ ۴ نئے احمدی سلسلہ مین داخل ہوئے اللّٰھم زد فزد۔ میر قاسم علی صاحب تبلیغ میں ازبس مصروف ہیں۔ احمد مسیح مباہلہ کی منظوری کے بعد خاموش ہے۔

۷۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لاہور کے الاخوان کلب کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ عالیہ کے مکان واقع انارکلی میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایک ایڈریس دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کا جواب تسلی بخش اور امید افزا تہا۔

(۸) مرزا عزیز احمد صاحب نبیرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علی گڈہ کالج میں تعلیم پانے کیلئے آج روانہ ہوئے۔

متفرقات

غیر احمدی سے نکاح

حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں ایک شخص نے لکہا ہے کہ ایک شخص جماعت احمدیہ میں سے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا تعلق شادی اس شخص کے ساتہہ کرتا ہے جو ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے [illegible] کی ہے۔ کیا یہ رشتہ اسکو کرنا چاہیئے؟

ایک احمدی نے اس سے رشتہ مانگا تہا [illegible] اسکو صاف جواب دیکر غیر احمدی [illegible] کرنا چاہتا ہے!

حضرت حکیم الامۃ نے اس سوال کے جواب کے لئے اس اشتہار کا حوالہ دیا ہے جو ۷۔ جون ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس نے شائع کیا تہا میں اسکا وہ حصہ جو اس جواب کے متعلق ہے درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

" انکے باہمی اتحاد بڑہانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیون اور لڑکون کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویون کے زیر سایہ ہو کہ تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں۔ انسے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اسی جماعت میں داخل نہون ....

کچھہ بھی ضرورت نہیں جو کہ ایسے لوگون سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکہتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگون کے ثنا خوان اور تابع ہیں ....

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگون کو چہوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بہائی بہائی کو نہیں چہوڑیگا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے"

اشتہار مذکور کے اصل الفاظ درج کر دیئے ہیں اسپر کسی حاشیہ کی حاجت نہیں۔

ضرورت

۱۔ شیخ محمد صاحب احمدی بہگالہ ضلع ہوشیارپور سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں اخبار ملے وہ خرید نہیں سکتے کوئی بہائی ان سے سلوک کرین۔

۲۔ فصاید قاآنی کی ضرورت سید ضیاء الحق صاحب ہیڈ ماسٹر وکٹوریہ ہال سکول کٹک ملک اڑیسہ کو ہے اکسی کے پاس ہو تو عاریتاً یا قیمتاً انہیں بہیجدے۔

۳۔ مولوی محمد یمین صاحب داتوی کے لئے احباب دعا کریں۔

۴۔ میان غلام حسن کشمیری جو بڑا مخلص ایماندار احمدی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کا تہا فوت ہوچکا ہے جنازہ غائب پڑہا جاوے۔ ایسا ہی میان سراج الدین صاحب مرحوم ساکن ترگڑی کا جنازہ بہی پڑہا جاوے۔

اطلاع

۱۔ دفتر الحکم مین اب مراسلات اس کثرت سے آتی ہیں کہ انکی کل درج کرکے بہی اکثر دفعہ کیلئے گنجایش نہیں رہتی اسلئے اگر کسی کا مضمون دیر سے درج ہو تو مجہے معذور رکہیں۔

۲۔ جماعت پشاور کی طرف سے الحکم کے متعلق بعض مشورون پر مشتمل ایک چٹہی میرے پاس پہونچی ہے۔ ایسی بحثیں اگر اخبار مین شروع ہوں تو پہر اخبار اصل مقصد سے دور چلا جاوے۔ اور اگر ایک خط درج ہو تو پہر سب کے درج ہوں۔ اسلئے جماعت مذکور کی خدمت میں ایڈیٹر الحکم بطور خود جواب بہیجدے گا۔ جس کو امید ہے جماعت مذکور پسند کرے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

ایک مطالبہ اور اوس کی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں سنتا ہون کہ مولوی غلام دستگیر قصوری کے مباہلہ کا جب کہیں ذکر آتا ہے تو امرتسری مولوی فاضل ہمیشہ یہی کہدیا کرتا ہے کہ مولوی مذکور کی کتاب میں اس مباہلہ کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ ہرچند کہ مجہے اخبار اہلحدیث کے دیکہنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے۔ مگر پہر بہی میں اپنے حافظہ پر زور ڈال کر یہ کہہ سکتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہم لوگون سے اس امر کا مطالبہ کیا تہا کہ ہم اگر اُن کو مولوی قصوری کی کسی کتاب سے مباہلہ کی اصل عبارت دکہا دین گے تو ایڈیٹر اہلحدیث آئندہ کے لئے پختہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکہنا چہوڑ دیگا

چونکہ ایڈیٹر صاحب مذکور کا یہ وعدہ مشروط ہے اس لئے میں رسالہ فتح رحمانی مصنفہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ احمدی پریس واقع لدہانہ کے **صفحات ۲۶ و ۲۷** کی مطلوبہ واصل عبارت (**اللّٰھم یا ذوالجلال والاکرام یا مالک الملک**۔ جیساکہ تونے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی **دعا** اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تہا۔ **ویسا ہی دعا** والتجا اس فقیر [illegible]وری کان اللہ لہٗ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید مین حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اوس کے حواریون کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا **فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔ انک علےٰ کل شیءٍ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر آمین**)

پیش کرکے دیکہنا چاہتا ہون۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے قول کے کہان تک پابند ہیں۔

بہلا مباہلہ کا کونسا رنگ ہے جو اس عبارت مین موجود نہیں۔ کیا حضرت محمد طاہر کی طرح مصنف رسالہ فتح رحمانی کی یہ خواہش نہیں تہی کہ وہ بہی اپنے وقت کے مدعی مہدویت و مسیحیت کو نصیب اعدا **فقطع** ہوتا دیکہتا مگر افسوس کہ مصنف رسالہ مذکور کی یہ آرزو ہرگز پوری نہ ہوئی بلکہ خود اُس کی موت نے ثابت کر دیا کہ آیت کا حضرت مرزا صاحب کو آیت **فقطع دابر القوم الذین ظلموا** کا مورد ٹہیرانا حد درجہ کی معصیت اور ہلاکت ہے۔ بہرحال مولوی غلام دستگیر صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہون نے جناب مرزا صاحب کے دعوے پر صحت کی مہر کر دی ہان اگر امرتسری مولوی فاضل صاحب نہ مانیں تو پہر انہیں چاہیئے کہ اپنے انکار کے ساتہہ اتنا اور بہی شائع کر دیں کہ آیت **فقطع دابر القوم الذین ظلموا** میں (نعوذ باللہ) اب وہ اثر نہیں رہا جو کبہی پہلے ہوا کرتا تہا اخیر میں پہر اپنے مضمون بعنوان امرتسری اخبار کی طرف توجہ دلا کر آپ سے اوس آیت و حدیث کا مطالبہ کرتا ہون کہ جس سے آپ **غیر صالح انسان کا رفع مانے ہوئے ہیں**۔

دیگر جب تک آپ مضمون مذکورہ بالا کی آخری دو آیتون کی تطبیق سے اطلاع ندین گے اُس وقت تک ہم بہی آپ کا پیچھا نہین چہوڑین گے۔

راقم ناچیز محمد حسین مسافر

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہ پہونچا ہو وہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین۔ ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ **مینجر**

سنبہل کر چلو ایسا نہو کہ ٹہوکر کہاؤ

ماموریں اور **مرسلین** کے ساتہہ تعلق پیدا کرنا اور انکا ساتہہ دینا جسقدر مشکل ہے اس سے کہیں زیادہ اس تعلق کو نباہنا اور اسپر ثابت قدم رہنا مشکل ہوتا ہے اسلئے کہ ان لوگوں کے ساتہہ قدم قدم پر ابتلا اور ٹہوکریں ہوتی ہیں اور انکی راہ باوجود صراط مستقیم ہونے کے کچہہ ایسی نشیب و فراز گہاٹیاں اپنے اندر رکہتی ہے کہ خدا تعالے کے فضل کے سوا بڑے بڑے جوانمرد اور شیر دل انسان ہی پیچہے رہ جاتے ہیں - ایک وقت ہوتا ہے کہ کوئی ان کے ساتہہ نہیں ہوتا پہر دنیا ایک زبردست رو کی طرح انکی طرف جہکتی ہے اور پہر ایک وقت آتا ہے کہ مختلف ابتلاؤں اور امتحانوں کی چکی چلتی ہے اور کم ہمت غدار اور غیر مستقل مزاجوں کو الگ کر دیتی ہے - اسلئے جب اللہ تعالے کے فضل سے کسی کو یہہ موقع مل جاوے کہ وہ کسی صادق کو اپنے وقت پر شناخت کرکے اسکے ساتہہ ہوجاوے تو اسکو سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالے سے ثبات قدم کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے تا ایسا نہو شیطان اسپر قابو پاکر اسے نیچے گرا دے -

غرض

یہہ عام سنت اللہ ہے کہ ماموریں و مرسلین کا وجود بہت ابتلاے لیکر آتا ہے - اور انکے ساتہہ ساتہہ چلنے کے لئے آرام دہ اصول یہی ہے کہ انسان **صدیقی فطرت** پیدا کرے اور رضاء اور تسلیم کو اپنا شیوہ قرار دے - یہی وجہ ہے جو اللہ تعالے نے بکو کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن ہو سکتا ہی نہیں جب تک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر دل و جان سے رضا مند نہو جاوے اسپر اعتراض چون و چرا ہو ہی نہیں - جس وقت تک یہہ فطرت پیدا نہو خطرہ ہی خطرہ ہے اور شیطان کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں حملہ کرنے کے لئے موقع مل سکتا ہے۔

مجہے اس مضمون کے لکہنے کی تحریک اس **الہام** سے ہوئی ہے جو ابہی ۷ مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ان الفاظ میں ہوا ہے - **ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون وعدا علینا حق** - یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتہہ بات نکر جو ظالم ہیں یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکہتے ہیں اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہیں ہیں انکو ضرور غرق کروں گا اور ناکامی میں مریں گے یہہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا - اس الہام کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں یہہ الہام ہماری جماعت کے **بعض افراد** کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑہ گئے ہیں اور جو دین کی فکر اور غم سے لاپروا ہیں گویا خدا ان سے مجہے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ہے ان کی دنیا بہی مرے گی - ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے پس اس قرینہ سے میں سمجہتا ہوں کہ یہہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بہی ہو مگر ایسے لوگوں کے لئے بہی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے۔

یہہ الہام جسقدر انذار جماعت کیلئے اپنے اندر رکہتا ہے اسپر مجہے کسی حاشیہ چڑہانے کی حاجت اور ضرورت مطلق نہیں - اس سے بڑہ کر خوفناک امر میں تمہیں یہہ سناتا ہوں - کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام جہاں ایک طرف اپنی جماعت کے استقلال اور ثبات قدم کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں وہاں دوسری طرف آپ کی دعاؤں کا یہہ بہی جزو ہے کہ جو خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجہہ سے کاٹی جاویں - ایسی صورت میں ہمارے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے - ان لوگوں کو تو کسی شخص کی قطعاً کوئی پروا نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص ہمارے ساتہہ نہوگا تو ہم کو نقصان پہونچیگا - وہ مخلوق کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بہی کمتر سمجہتے ہیں ہاں اس امر کے بے شک حریص ہوتے ہیں کہ خلق اللہ کو ہدایت ہو اور مخلوق تباہ اور ہلاک ہونے سے بچ جاوے - مگر خدا تعالے کی عظمت اور جلال کے مقابلہ میں وہ ذلیل دنیا کی ہلاکت کی ذرا پروا نہیں کرتے -

اسوقت ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کو ابتلا پیش آیا ہے اور انہوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام کے حضور سر تسلیم خم کرنیکی بجائے اپنے علم و عقل اور اپنی راستبازی اور دینداری پہر بہروسہ کرکے خدا تعالے کے مامور پر حملہ کیا ایسی حالت میں کہ انہیں اتنا ہی الہام ہوا ہے یہہ خدا تعالے کا غضب ہے جو اس شخص پر پڑا ہے اللہ تعالے رحم کرے - اسلئے میں اپنا فرض سمجہتا ہوں کہ احباب کو مطلع کروں کہ وہ اسوقت ہوشیار ہو جاویں ایسا نہو کہ شیطان کسی راہ سے انہیں آکر ہلاک کرے اور اپنا قابو پائے - جیسا کہ خدا تعالے وعدہ کر چکا ہے بعض افراد ہونگے جو اس سلسلہ سے کاٹے جاوینگے لیکن دعا کرو کہ وہ ہم نہیں - اگر اسوقت اس عذاب الٰہی سے جو نافرمانوں اور سرکشوں پر آنیوالا ہے ہمارا امام اور خدا کا برگزیدہ دعا اور شفاعت سے بہی رکا ہوا ہے بچنے کے لئے استغفار اور دعاؤں میں ہم لگ جاویں تو کیا عجب بیڑا پار ہو جاوے - ورنہ معاملہ بہت خطرناک ہے جب تک خاتمہ بالخیر نہو جاوے مت سمجہو کہ ہم فائز المرام ہو گئے -

ارتداد کی پیشگوئی آج سے نہیں دیر سے ہو چکی ہوئی ہے اور یہہ بہت خطرناک ہے اسلئے آؤ ہم اس آگ سے بچنے کی سعی کریں اور خدا کرے کہ وہ وقت ہم پر نہ آئے کہ ہم اپنے مولا امام کی دعاؤں سے الگ کئے جاویں - اسکے لئے میرے اپنے خیال میں جو راہ ہے وہ یہی ہے جس سے امن کی زندگی بسر کرنے کی سبیل نکل سکتی ہے کہ ہم امام کے حضور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں اور خیالوں کو یکدم چہوڑ دیں اس کی رضا اور حکم کے ساتہہ ہماری اپنی مرضی اور غرض کوئی نہ ہو اسکے فیصلہ پر ہمارے دل میں انشراح اور طبیعت میں انبساط پیدا ہو - اسکی کوئی حرکت و ادا ہمارے لئے بدنما اور مورد اعتراض نہ ہو - ظالم طبع اور کمینہ فطرت مخالف میرے اس فقرے پر کئی قسم کے اعتراض کرنے کو طیار ہونگے لیکن میرا روئے سخن ان لوگوں کیطرف ہے جنہوں نے اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر انہوں نے سچائی سے قبول کیا ہے اور فی الحقیقت اس سلسلہ کو خدا تعالے کی طرف سے سمجہا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے میں خدا تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے پہر وہ بتائیں کہ انکی اپنی رائے اپنا منشاء امام کی رائے اور منشاء کے سامنے کیا باقی رہ سکتا ہے - چاہتے ہو کہ عافیت کے دن گذریں تو اصل یہی ہے کہ اس دانہ کی طرح ہو جاؤ جو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور جو اپنی زندگی اور ہستی کو کہو دیتا ہے - پہر وہ نشو و نما پاتا اور پہل پہول لاتا اور مایہ حیات کا جزو ٹہیرتا ہے جب تک یہہ نہیں کچہہ بہی نہیں -

دوستو یہہ راہ بہت خطرناک ہے ہم بڑی بہاری ذمہ داری کے نیچے ہیں بنے جب سے اس الہام کو پڑہا ہے اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے حالات پر اطلاع ہوئی میں بہت ڈر گیا ہوں - اللہ تعالے اپنا فضل کرے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے (آمین) یہہ خطرناک مرحلہ آیا ہے وہ لوگ جو کشوف و الہامات کے مدعی جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں پر زور الفاظ میں تصدیق کر چکے ہیں اور جنہیں اپنی نیک کرداری پر ناز ہے انکی یہہ حالت ہے تو میں اور دوسرے کس شمار میں ہیں - اصل اور سچی بات یہی ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر بیڑا پار ہونا مشکل ہے - ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں سے ایک دوسرے کی مدد کریں - اور خدا تعالے کے فضل کو مانگیں تا وہ ہمیں ہر قسم کی ٹہوکر سے محفوظ رکہے - میں اس مختصر نوٹ کو اس پیشگوئی پر جو آج سے قریباً دس سال پیشتر شائع ہو چکی ہے ختم کرتا ہوں تا کہ ہم اسکو پڑہ کر فائدہ اٹہائیں اور خدا کے فضل کے امیدوار ہوں - (وہ پیشگوئی یہہ ہے)

میں ایسے لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ یہہ تو فتح ہے اور کامل فتح اس سے کوئی انکار نہیں کریگا مگر خبیث القلب لیکن صادق تو ابتلاؤں کے وقت بہی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا اور یہہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالے کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہہ بہی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بہی ساتہہ نہ رہے اور سب چہوڑ چہاڑ کر اپنا راہ لیں تب بہی مجہے کچہہ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالے میرے ساتہہ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بہی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکہوں تب بہی میں آخر **فتحیاب** ہونگا مجہکو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتہہ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا - دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں -

اے نادانو اور اندہو مجہہ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤنگا - کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتہہ ہلاک کر دیا جو مجہے ہلاک کرے گا - یقیناً یاد رکہو اور کان کہولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجہے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں - میں کسی کی پروا نہیں رکہتا میں اکیلا تہا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجہے چہوڑ دیگا کبہی نہیں چہوڑیگا کیا وہ مجہے ضائع کر دیگا - کبہی نہیں ضائع کریگا - دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندوں کو ہر میدان میں فتح دیگا - میں اس کے ساتہہ وہ میرے ساتہہ ہے - کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجہے اسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجہے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بہی پیاری نہیں کہ اوس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اسکا جلال چمکے اور اوسکا بول بالا ہو - کسی ابتلا سے اوس کے فضل کے ساتہہ مجہے خوف نہیں - اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں ابتلاؤں کے میدان میں اور دکہوں کے جنگلوں میں مجہے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجہہ سے الگ ہو جائے مجہے کیا معلوم ہے کہ ابہی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ در پیش ہیں جنکو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتہہ مصیبت اٹہاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجہہ سے جدا نہیں ہو سکتے - نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے - اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور اون کا پچہلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہوگا - کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالے کے راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائینگے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمایش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے - مگر محض اسکے فضل اور رحمت سے پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اونکو وداع کا سلام - لیکن یاد رکہیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پہر کسی وقت جہکیں تو اس جہکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را ✦ مرشوی کردہ را نبود زیب دختری -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

تصویب فرمودہ حضرت عیسی اللہ فی حلل الانبیا ونیز حضرت حکیم الامۃ سماعت فرمودہ اند (یہ مضمون) حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو روبرو جلسہ کے سنایا گیا

قال اللہ تعالے واذ استسقٰی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربھم الآیہ

یعنے اور وہ واقعہ بھی اسوقت یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی درخواست کی تو ہمنے اپنے مقام عظمت سے فرمایا کہ اے موسیٰ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو مارتے ہی عصا کے پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم یا معین کر لیا۔

فائدہ تفسیری۔ حضرت موسیٰ نے جو جناب باری میں استسقا کیا تھا وہ دال ہے اسپر کہ قوم کو پانی کی سخت ضرورت تھی اور واقعات بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ یہہ **استسقائیہ** یعنی اوس بیابان میں واقع ہوا تھا جہیں وے چالیس برس تک حیران و پریشان پھرتے رہے تھے اگرچہ ضرب فی الارض کے معنے زمین میں چلنے کے بھی آتے ہیں لیکن **ضرب بالعصا** یا **ضرب بالید** یا **ضرب بالسیف** کے معنی متبادر عصا وغیرہ کے ساتھہ مارنیکے ہیں اگر محاورہ ضرب بالعصا وغیرہ کے معنی سوائے معنی مذکور کے اور کچہہ ثابت ہو جاویں تو کلام الٰہی چونکہ لا تنقضی عجائبہ کا مصداق ہے تو اوس میں ہمیں کلام نہیں ہوگا اور آیت **فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا** چلنے کے معنوں میں نص نہیں ہے کیونکہ اوس کے معنی بحکم القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے یہہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اضرب بعصاک لتجعل لھم طریقا فی البحر یبسا علاوہ اس کے حرف جر فی کا یہان پر بھی موجود ہے جو ایک قرینہ ہے چلنے کے معنوں پر اور دوسرے لفظ طریق کا بڑا قرینہ ہے چلنے کے معنوں کے لئے اسلئے ضرب بالعصا کا قیاس اضرب لھم طریقا فی البحر پر مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ضرب بالعصا میں آلہ ضرب یعنے زدن موجود ہے اور اضرب لھم طریقا فی البحر میں عصا موجود نہیں اور طریق موجود ہے اور فی بھی ہے اور واضربوا مشارق الارض ومغاربھا میں بھی کوئی آلہ ضرب یعنی زدن کا موجود نہیں ہے پر سیاق و سیاق آیت کا بھی موید معنی زدن ہی کا ہے کیونکہ فانفجرت میں جو حرف فا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ بہت ہی سرعت کے ساتھہ بارہ چشمے بہ نکلے تھے یعنی **ضرب بعصاک الحجر** کا فرمانا اور چشموں کا پھوٹنا قریب قریب زمانہ میں واقع ہوا تھا۔ اور اگر مسافت بیابان کی خواہ کسیقدر ہو طے کر کر ایک عرصہ کے بعد کسی پہاڑی میں پونہچنا ہوتا جسمیں بطور معتاد کے بارہ چشمے بہ رہے تھے تو اس نظم عبارت سے اوسکا بیان کرنا جلالت شان کلام الٰہی کے مناسب نہیں معلوم ہوتا اور نیز کسی قدر مدت تک بغیر پانی کے بمشقت سفر کرنا ایک فوج کثیر التعداد کا جسکی تعداد قریب چھہ لاکھہ کے ہو استسقائے موسوی کی اجابت سے جو بالفاظ **فقلنا اضرب بعصاک الحجر** کے ہی مناسب نہیں معلوم ہوتا اور الحجر کے معنے جو مشہور ہیں وہ پتھر کے ہیں جسکو فارسی میں سنگ کہتے ہیں مفردات راغب میں لکھا ہے **الحجر الجوھر الصلب المعروف** اور وہ صیغہ بھی مفرد کا ہے جو اوس پتھر کے واحد ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ وہ پتھر کوئی خاص پتھر ہو یا اوسی تیہ میں کوئی پتھر غیر مخصوص ہو اگر الف لام جنسی لیا جاوے اور قرآن مجید کے تواتر لفظی کے مناسب بھی یہی ہے کہ معنی الفاظ بھی وہی لئے جاویں جو مشہور و معروف ہوں اور صرف مفردات لغت کے معنے لیکر کسی کلام کے معنے لینے بغیر سند محاورہ کے ہر جگہ پر مناسب نہیں معلوم ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت کتب علیکم الصیام کے معنی بحوالہ مفردات لغت کے یہہ کہے کہ کُتِبَ کے معنے جمع اور صوم کے معنی شترمرغ کی بیٹھ۔ لغات معتبرہ عربیہ میں لکھی ہوئی ہیں تو بموجب مفردات لغت کے اس آیت کا ترجمہ مراد الٰہی سے کسقدر بعید ہو جاویگا۔ کہ شترمرغ کی بیٹھ تمپر جمع کردی گئی۔ ہان البتہ ان معنوں پر آریہ وغیرہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہہ قصہ مندرجہ قرآن مجید کا سینس کے خلاف ہے اور بعض لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہہ قصہ توراۃ کے خلاف ہے کیونکہ کتاب خروج ۱۵ میں یہ قصہ یوں لکھا ہوا ہے پہر وہ ایلیم کو جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کہجور کے تھے آئے اور اونہوں نے پانی پر خیمے کہڑے کئے سو اسکا جواب سینس کے متعلق تو یہ ہے۔ کہ اسباب اولی پانی کے پہوٹ نکلنے کے کچھہ بھی ہوں مگر یہ امر ثابت شدہ ہے کہ پتھروں میں نسبتی مٹی کے ڈیلوں وغیرہ کی برودت اور قوت جذب زیادہ ہوتی ہے ایک ہلکا پتھر جسکو انگریزی میں پومس سٹون کہتے ہیں رطوبات اور پانی کا ایسا جاذب ہوتا ہے کہ پانی کہ قریب کہنے سے وہ پتھر اپنے جرم کے بموجب پانی کو جذب کر لیتا ہے۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ پہاڑوں میں اکثر بارش ہوتی رہتی ہے اور سردی بھی زیادہ رہتی ہے خواہ اسباب اوس کے کچھہ بھی ہوں جسکا ہمارا کا ظہار کرنے کہ ہمارے مشاہدہ میں ہی کہ بخارات ارضیہ اور کرہ ہوائیہ کے بخارات پہاڑوں کی طرف منجذب ہوتے رہتے ہیں اور پہر وہ بخارات پانی کے ساتھہ منقلب ہو جاتے ہیں اور اس قوت تبرید اور جذب میں بھی زیادتی کا ہونا بھی کچھہ بعید نہیں کیونکہ ضعف اور قوت ہر ایک شے میں مشاہد ہے۔ دیکھو بعض سنگ ہائے مقناطیس میں قوت جاذبہ کمی بیشی کے ساتھہ پائی جاتی ہے اور یہہ قوت جاذبہ قوت اتصال کی ایک شاخ ہے جو ہر ایک جسم میں پائی جاتی ہے پس اس امر کو کونسا سینس رد کرتا ہے کہ کسی پتھر میں قوت تبرید بھی زیادہ ہو اور قوت جذب بھی خصوصاً جبکہ اوسمیں ضرب بالعصا سے کوئی صدمہ بھی پہونچ جاوے اور شق ہو جاوے اور پہر ان بخارات کرہ ارضی یا کرۂ ہوائی کو جذب کرنے جو مادہ اور خزانہ پانی کا ہیں اور خواہ وہ بخارات سمندر سے ہی آئے ہوں یا اور کہیں سے بہرحال بسبب قوت تبرید اوس پتھر کے وہ بخارات مذکورہ پانی کے ساتھہ منقلب ہو جاویں خصوصاً اوسوقت میں کہ بعض اوضاع فلکی کے حدوث سے کرہ ہوا میں رطوبت بھی پیدا ہو گئی ہو تو اس عالم کون و فساد میں سینس اس امر کو کس دلیل سے نفی کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ حوادث ارضیہ بموجب علم طبعیات کی اوضاع فلکیہ کے تابع ہیں پس ایہیں کیا بعید ہے کہ اوسوقت موسوی میں کوئی وضع فلکی بھی ایسی پیدا ہو گئی ہو جسکی وجہہ سے بخارات کرۂ ہوائی یا بخارات کرہ ارضی اوس تیہ کے نہایت مرطوب ہو گئی ہوں۔ اور بعد جمع ہونے خزانہ پانی کے زمین میں اوس پتھر سے ضرب بالعصا کے سبب پانی بہ نکلا خواہ اسباب اولی اوسکے کچھہ بھی ہوں۔ پہر جبکہ ہم تمام دریاؤں کی اصل چشموں پر نظر کرتے ہیں تو اس قسم کے امور کو مشاہد بھی پاتے ہیں مثلاً دریائے گنگ کے اصل منبع پر نظر کرو کہ وہ صرف بقدر گاؤ کے مونہہ کی ایک چھوٹا سا پتھر ہے جسکو گنگوتری یا گئوموکھہ کہتی ہیں اور پہر نظر ثانی کرو دریائے گنگ کے اون مقامات کو جہاں پر اوسکا پہاٹ کوسوں تک پونہچ گیا ہے بلکہ سیکڑوں گہاٹ اوسمیں موجود ہو گئی ہیں اور دریائے برہمپتر سے ملکر تو اوسکا بڑا ہی جوش و خروش ور خروش ہو گیا ہے اب ہم یہاں پر سنس کی رو سے یہہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دریائے گنگ اوسی ایک پتھر چاہ سے جسے گئوموکھہ کہتے ہیں کیوں نکلا دوسرے پتھر یا دوسری جگہ سے کیوں نہیں نکلا اور ابتدا نکلنے کے اسقدر کثیر المقدار جسکا پہاٹ بعض مقامات پر کوسوں تک پہونچ گیا ہے کیونکر ہو گیا فما ھو جوابکم فھو جوابنا جو سینس یہاں پر جاری کیا جاوے گا اوسی سینس سے یہ بارہ چشمے بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ نظیر اوسکی نبی اسمٰعیل میں وہ چشمہ چاہ زمزم کا ہے جو اب تک موجود ہے جسکی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اگر وہ پانی محصور نہ کیا جاتا تو ایک عالم میں وہ چشمہ جاری ہو جاتا اور اس اعجاز موسوی سے بڑھکر وہ اعجاز محمدی موجود ہے جو متعدد احادیث میں متعدد طرق سے وارد ہوا ہے کہ انگشتان مبارک سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ ایک فوج کے حوائج متعلق اکل و شرب کے اوس سے روا ہو گئیں ایسے خوارق انبیا کا انکار کرنا بجز نا واقفی سنس کے اور بجز کوتاہی عقل کے اور کیا کہا جاوے اگر سینس ایک صغیر جسم سے کثیر المقدار شے کا پیدا ہونا ہی نفی کرتا ہے تو یہہ مقتضاء بھی سنس کا بالکل غلط ہے کیونکہ ہم صدہا جگہ یہہ نظارہ دیکھتے ہیں آجکل کی تحقیقات ڈاکٹری سے ثابت ہو گیا ہے کہ وبائے طاعون کے پیدا ہونے کا سبب وہ کیڑے صغیر ہیں جو بغیر دوربین کے نظر ہی نہیں آسکتے معہذا اون کی سمیت ایک عالم میں کسقدر پہیل گئی ہے۔ اور نیز ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ذرا سا ٹکڑہ بادل کا آیا اور برسنا شروع ہوا پہر اس قدر پانی برساکہ تمام تالاب اور ندیاں بہر گئیں اور ایک عالم میں وہ ٹکڑا بادل کا پہیل گیا۔ گویا کہ وہان کا کرہ ہوائی پانی کے ساتھہ منقلب ہو گیا اور تجربہ عناصر میں یہہ کون و فساد ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس عالم کون و فساد میں یہہ صنائع بدائع تو اوس صانع مطلق کے ہیں جسکی شان میں بیدہ ملکوت کل شئی ہے مگر ایک انسان ضعیف البنیان کے صنائع میں بھی ہم ایسے عجائب و غرائب دیکھہ رہے ہیں ریل کا انجن بہ نسبت ریل کے کسقدر چھوٹا اور بہ نسبت ریل کے بوجھ کے کسقدر ہلکا ہوتا ہے معہذا لاکھوں من بوجھہ کو کسقدر سرعت کے ساتھہ کہینچ کرلے جاتا ہے توپ کا گولہ جو ایک صغیر جسم ہوتا ہے اپنے سے بڑی بڑے جسموں کو تباہ و ہلاک کر دیتا ہے اور ایسے امور عجیبہ کا انکار کرنا تو ترقی سینس کو روکتا ہے اگر اوائل میں ہی ان فنون جدیدہ عجیبہ کا انکار ہی کیا جاتا تو یہ امور عجیبہ اور فنون عجیبہ کیونکر پیدا ہو سکتے چونکہ معنی سینس کے مشاہدہ اور نظر کرنے کے ہیں اس لئے ہر ایک سینسدان پر واجب ہے کہ بوقت سننے کسی امر عجیب کے یہی کہے کہ آئی سی یعنے میں نظر کرتا ہوں

پس اگر موسیٰ جیسے نبی اولوالعزم نے جناب باری جیسے قادر مطلق میں تضرع اور زاری سے التجا کی اور اوس قادر مطلق کی طرف سے اجابت دعا کی گئی جو بالفاظ فقلنا اضرب مقام عظمت الٰہی سے وہ اجابت ظہور میں آئی اور موسیٰ نے اوس امر الٰہی کی تعمیل بھی کی اور اوس تعمیل موسوی پر ایک ایسے پتھر سے جس کے اوصاف فطریہ اوپر مذکور ہوئے پانی کا نکلنا شروع ہوا خواہ اوس کے اسباب سماوی وارضی اور بھی کچھہ ہوں پھر اس میں کیا استبعاد عقلی ہے صدق اللہ تعالےٰ وان من الحجارة لما یتفجر منہ الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء اور ہمارے نزدیک یہی ترجمہ متبادر اور مرجح ہے اور جو معنی آریوں نادانوں کے مقابلہ میں اون کی سینس ناقص سے مطابقت دیکر کچھہ اور کئے جاتے ہیں اون کی کچھہ ضرورت نہیں کیونکہ وہ نسخہ تبادر نظم قرآن مجید کے خلاف ہیں اگر بنی اسرائیل ایک بڑی محنت اور مشقت سفر کی اوٹھاکر اوس پہاڑ میں پونہچتے جسمیں وہ بارہ چشمے جاری تھے تو قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب میں اللہ تبارک وتعالےٰ اس قصہ کو ایسے الفاظ کے ساتھہ بیان نفرماتا جو ایک بڑے احسان جتلانے پر دلالت کرتے ہیں کہیں تو اوس پانی کو اضافت تشریفی کے ساتھہ من رزق اللہ فرمایا جاتا ہے اور کہیں اوسکو اپنا انعام خاص جتلاکر ولا تعثوا فی الارض مفسدین ارشاد کیا جاتا ہے۔ باوجودیکہ وہ انعام اصل مین کچھہ چیز ہی نہیں کیونکہ مشقت سفری کو اوٹھاکر تو ہر ایک شخص پہاڑ میں پہونچ سکتا ہے تو پھر قرآن مجید میں ایسے قصہ کو ذکر فرماکر احسان جتلانا چہ معنی دارد کما قیل ؎

دندان تو جملہ در دہانند
چشمان تو زیر ابروانند

دیگر اس قصہ کے آگے جو بنی اسرائیل کے سوال پر دوسرا قصہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اھبطوا مصراً فان لکم ما سالتم آخر تک دیکھو یہاں پر کوئی احسان نہیں جتلایا گیا کیونکہ اوس میں کسی طرح کا خرق عادت موجود نہیں۔ اور بعض صاحب جو توراۃ کتاب خروج $\frac{۱۵}{۲۷}$ سے تمسک کرکر کہتے ہیں کہ اوس میں لکھا ہے (۲۷) پھر وہ ایلیم کو آئے جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کھجور کے تھے اور انہوں نے پانی پر خیمے کھڑے کئے فقط اس ورس کیوجہ سے بعض صاحب مثل سرسید کہتے ہیں کہ اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں لیچل۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نظم عبارت قرآن مجید کی کتاب خروج $\frac{۱۵}{۲}$ کی عبارت سے بالکل متغائر ہے لہذا یہ مضمون مندرجہ قرآن مجید وہ قصہ ایلیم کا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ قصہ وہ ہے جو باب سترہ $\frac{۱۷}{۱}$ کتاب خروج میں مذکور ہے وہو ہذا تب سارے بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفروں میں خداوند کے فرمان کے مطابق سین کے بیابان سے کوچ کیا اور رفیدیم میں ڈیرہ کیا۔ وہاں لوگوں کے پینے کو پانی نہ تہا (۲) سو لوگ موسیٰ سے جہگڑنے لگے اور کہا ہمکو پانی دے کہ ہم پیویں موسیٰ نے اونہیں کہا تم مجہہ سے کیوں جہگڑتے ہو اور خداوند کا کیوں امتحان کرتے ہو۔ (۳) اور وے لوگ وہاں پانی کے پیاسے تھے سو لوگ موسیٰ پر جہنجلائے اور کہا کہ تو ہمیں مصر سے کیوں نکال لایا کہ ہمیں اور ہمارے لڑکوں اور ہمارے مواشی کو پیاس سے ہلاک کرے (۴) موسیٰ نے خداوند سے فریاد کرکے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کروں وے سب تو ابھی مجھے سنگسار کرنے کو طیار ہیں۔

(۵) خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگوں کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اپنے ساتھہ لے اور اپنا عصا جو تو دریا پر مارتا تہا اپنے ہاتھہ میں لے اور چل (۶) دیکھہ کہ میں وہاں حورب کی چٹان پر تیرے آگے کھڑا رہونگا تو اوس چٹان کو مار تو اوس سے پانی نکلے گا تاکہ لوگ پیویں چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کے سامنے یہی کیا۔ (۷) اور اوسنے اس لئے کہ بنی اسرائیل نے وہاں جہگڑا کیا تہا اور اسلئے کہ اونہوں نے خداوند کریم کو امتحان کیا تہا اور کہا تہا کہ خداوند ہمارے بیچ میں ہے کہ نہیں اوس جگہ کا نام میسہ اور مریبہ رکہا انتہیٰ سرسید کی بڑی بے خبری ہے کہ باوجود مفسر ہونے توراۃ کے کتاب خروج $\frac{۱۵}{۲۷}$ سے دہوکہ میں آگئے اور کتاب خروج باب $\frac{۱۷}{۱}$ کو بالکل نسیاً منسیاً کردیا جسمیں بصراحت تمام وہی قصہ مذکور ہے جو آیت واذ استسقیٰ میں موجود ہے۔ اور یہ معنے سرسید کے محاورات مشہورہ کے بھی خلاف ہیں کیونکہ ضرب بالید ضرب بالسیف اور ضرب بالعصا کے معنی سوائے زدن کے اور دوسرے معنی متبادر نہیں معلوم ہوتے۔ اور معنی عصا کے اگرچہ جماعت وغیرہ کے بھی ہوں لیکن عصا کو جو بمعنی مشہور ہی حضرت موسیٰ کے ساتھہ ایک خاص خصوصیت ہے نہ عصا بمعنی جماعت کو نکتہ یہاں پر تو لفظ انفجرت کا ہے جسکے مفہوم میں کثرت سے پانی کا بہنا ہے یہ آخری حالت جریان ماء کا ذکر ہے۔ اور سورہ اعراف میں لفظ انبجست کا ہے جسکے معنی ہیں تہوڑے پانی کا نکلنا ہے یہہ ذکر حالت اولے پانی کے نکلنے کا ہے اور ایسا ہی واقع ہوا کرتا ہے جیساکہ دریائے گنگ کی مثال میں مذکور ہوا اب اس قصہ کا بطن یہ ہے کہ جسطرح پر باستسقائی موسوی کی ضرب بالعصا سے اسقدر پانی کثیر منجانب اللہ جاری ہوگیا کہ تمام قوم بنی اسرائیل کی اوس سے سیراب ہوگئی اسیطرح قرآن مجید سے جس کی عظمت کے مقابلہ میں عصائے موسوی کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتا اوسکی ضرب سے یعنی اوسکی تبلیغ سے اسقدر چشمے معارف اور حقایق کے تمام عالم میں جاری ہو جاوینگے جس سے اکثر بنی آدم سیراب وشاداب ہونگے عصائے موسوی تو موسیٰ کیوقت تک ہی باقی رہا تہا لیکن یہ عصاء محمدی ابد الاباد تک اپنے چشموں معارف اور لطائف سے ایک عالم کو سیراب کرتا رہیگا کیونکہ یہہ چشمہ باستسقائے محمدی جاری ہوا ہے اور سوائے اس چشمہ عالمگیر کے اس دنیا کے تیہ میں اور کوئی چشمہ باقی نہیں رہا اور جو کوئی اپنی بدقسمتی کے سبب اس چشمہ سے محروم رہیگا اوسکو وہی مصائب تیہ موسوی کے پیش آوینگے چونکہ اس قرن میں مخالفین اندرونی اور بیرونی نے اس چشمہ کو گدلا اور فاسد کردینا چاہا تہا بلکہ روایات باطلہ ڈالکر اوسمیں خلط ملط کردیا تہا لہذا بحکم الہام الرحمٰن علم القرآن اور والخیر کلہ فی القرآن کے۔ اوس کے تجدید کرنے کی ضرورت پڑی جو خاتم الخلفاء جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا گیا۔ ؎

این آتشے کہ در اس آخر زمان بسوخت
از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثر م

فقط محمد احسن ۲۵ - جنوری ۱۹۰۶ء

تحقیق اس امر کی کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق واجماع کی آتا ہی یا نہیں اور آتا ہے توحقیقتاً یا مجازاً

تنبیہ۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق واجماع کے بھی آتا ہے پس اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہہ ہوئے کہ لے چل تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں کیونکہ لغات عرب میں لکہا ہوا ہے کہ شقوا عصا المسلمین وغیرہ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس قسم کے محاورات استعارات میں داخل ہیں جیساکہ اسی عصا کی نسبت محاورہ ہے کہ القا عصاہ جبکہ کسی جگہ پر مسافر مقیم ہوجاوے اس محاورہ میں جو مشتمل استعارہ پر ہے معنے ترک سفر اور اقامت کے ہیں مگر اس محاورہ سے جو مشتمل استعارہ پر ہے معنے لغوی اوس عصا کے اقامت یا ترک سفر کے نہیں ہوسکتے۔ یا عرب بولتے ہیں کہ انشقت العصا جبکہ خلاف و اختلاف واقع ہوجاوے تو یہاں پر بھی استعارہ مصرحہ ہے اس محاورہ سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ لغوی معنی عصا کے خلاف یا اختلاف کے ہیں اور نیز عرب کہتے ہیں کہ ھولین العصا اوس شخص کے لئے جسکی ولایت اور سیاست رعایا پر نرمی اور خوبی کے ساتھہ ہو یہہ بھی استعارہ مصرحہ ہے علےٰ ہذا القیاس محاورہ شق العصا بھی استعارہ مصرحہ ہے۔ اور استعارہ مصرحہ اوسکو کہتے ہیں کہ متکلم اپنے کلام میں مشبہ بہ کا ذکر کرے نہ مشبہ کا اور وجہ جامع مشبہ کی دونوں میں پائی جاوے تو اس کلام میں اتفاق اور اجماع مشبہ ہے اور عصا مشبہ بہ ہے وجہ جامع مشبہ کی دونوں میں یہ ہے کہ جیسا اجماع اور اتفاق سے قوت اور طاقت ہوتی ہے اوسیطرح پر عصا میں طاقت اور قوت ہوتی ہے پس جبکہ عصا کو شق کردیا گیا تو اوسکی قوت باقی نرہی چونکہ محاورہ شق العصا میں مشبہ یعنی اجماع اور اتفاق مذکور نہیں ہے اور مشبہ بہ عصا مذکور ہے لہذا یہ محاورہ استعارہ تصریحیہ ہوا پس اس محاورہ سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ عصا بمعنی جماعت یا اجماع کے لغت میں حقیقتاً آیا ہے یہہ مسئلہ علم معانی اور بیان میں مفصلاً مذکور ہے اوسکی طرف رجوع کیا جاوے کلام عرب میں ایسے استعارات بکثرت مروج ہیں چنانچہ رائیت اسدا یرمی یہاں پر مراد اسد سے مرد شجاع ہے نہ حیوان مفترس مشہور معہذا چونکہ یہہ محاورہ متضمن استعارہ تصریحیہ کو ہے جسمیں مشبہ بہ مذکور ہے نہ مشبہ اسلئے نہیں کہہ سکتے کہ اسد کے معنی لغوی مرد شجاع کے بھی ہیں الحاصل ایسے استعارات کلام عرب میں اور نیز دوسری زبانوں میں بھی بکثرت مروج ہیں مگر اون سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ جو معنی اوس استعارہ سے مراد لئے گئے وہ معنی لغوی حقیقی ہیں اور جس کلام میں چاہو مراد لے لو ہاں اگر کوئی صاحب دعویٰ کریں کہ لغت عرب میں مفرد عصا بغیر ترکیب کلمہ شق وغیرہ کے جماعت یا اجماع کے معنوں میں آیا ہے تو وہ صاحب لغت عرب سے مفرد عصا کے معنی جماعت کے ثابت کریں اس مطالبہ کو ہمارے بخوبی یاد رکہیں بغیر اس مطالبہ کے پورا ادا کرنے کی ہم معنی عصا کے بمعنے جماعت یا اجماع ہرگز نہیں قبول کرسکتے۔ اور اس بارہ میں جو صاحب سمجہنا چاہیں وہ اوّلاً علم بیان کو بھی کتب علم بلاغت میں اولاً مطالعہ فرمالیویں۔ کیا سرسید تمام علوم کو باطل یا ضائع کرسکتا ہی سند جہالت کی شتاگی ہو۔ ودونہ خرط القتاد

محمد احسن

قادیان میں امپائر ڈے

سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام ڈائرکٹر صاحب کے سرکلر کے موافق ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کا دن قادیان کی تعلیم الاسلام میں منایا گیا۔ سکول کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو جلسہ کی صدارت کے لئے لکھا گیا تھا مگر وہ قادیان سے بہت دور ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اسلئے مناسب موقع یہ سمجھا گیا کہ اس جلسہ کا صدر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر چنگی و ڈکیتی حال رخصتی قادیان نبیرہ جناب مرزا اعظم بیگ صاحب مرحوم رئیس لاہور کو منتخب کیا گیا۔ ٹھیک ۸ بجے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کمپونڈ میں یہ جلسہ شروع ہوا۔ جناب صدر مجلس صاحب کی افتتاحی تقریر طالب علموں کے لئے ایک قابل قدر سبق ہے جو اس مضمون کے آخر میں درج کی جاتی ہے۔

میر مجلس کی افتتاحی تقریر کے بعد قرآن خوانی سے جلسے کا افتتاح ہوا۔ پھر مولوی سید سرور شاہ صاحب مدرس عربی نے قرآن کریم سے ایک آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور قدرت تامہ کا ذکر کیا اور اس کے ضمن میں حکومت برطانیہ کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس حکومت کے زیر سایہ ہونے کا فخر ہے اور ہم پر حکومت برطانیہ کی اطاعت اور خیر خواہی اور وفاداری فرض ہے۔

اسکے بعد شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل ڈیپارٹمنٹ نے اپنی کتاب **برکات سلطنت برطانیہ** میں سے **مذہبی آزادی** پر ایک مضمون پڑھا۔ یہ کتاب بہت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے جو ابھی تک چھپکر شائع نہیں ہوئی میری رائے میں یہ کتاب مدارس پنجاب میں بطور کورس کے داخل ہونی چاہیئے اور سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور قابل قدر ڈائرکٹر صاحب کی توجہ اگر منعطف ہو تو بعید نہیں۔

پھر حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دلچسپ نظم اردو زبان میں پڑھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت برطانیہ سے پہلے ملک اور اہل ملک کی کیا حالت تھی اور کسقدر ظلم اور جہالت پھیلی ہوئی تھی پھر حکومت برطانیہ کے مبارک عہد میں کیا کیا ترقیاں ہوئیں۔ اسکے بعد اسی مضمون پر مشہور فاضل فارسی شاعر مولوی عبید اللہ بسمل صاحب نے فارسی میں ایک بےنظیر نظم پڑھی۔ پھر اسی مضمون پر کچھ اور تقریریں ہوئیں۔ آخر میں **ممانعت جہاد** کا فتویٰ پڑھ کر سنایا گیا، و قرآن شریف کی تلاوت ہوئی۔ اور پھر سلطنت کے اقبال و فتحمندی کیلئے دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اب تقریر جناب مرزا افضل بیگ صاحب

نے لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی اور امپائر ڈے کی عظمت کو بڑھانے کے واسطے تیس روپیہ کے تین انعام تین بہترین مضامین کے لئے تجویز کئے جو **برکات دولت برطانیہ** پر مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے لکھے جاوینگے ان مضامین کو پسند کرنیوالی ایک کمیٹی ہوگی جن میں غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور بھی شریک کئے جاوینگے۔ اسکے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے انٹرنس میں پاس ہونے والے طلباء میں سے بعض شرائط کے ساتھ جو بعد میں مشتہر ہونگی ایک طالب علم کو دو سال کیلئے ۵ روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دینگے۔

غرض یہ جلسہ بڑی کامیابی اور عمدگی سے ختم ہوا۔ اس جلسہ کے لئے شہر میں تحلیمی نوٹس دیران کردیئے گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ بجز مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور چند مسلمانوں کے اور لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اب میں مرزا محمد افضل بیگ صاحب کی تقریر درج کر دیتا ہوں جو امید ہے طالب علموں اور دوسرے لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

صاحبان! السلام علیکم

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ محض اسکے فضل سے ہم سب اس جگہ ایک ایسی تقریب پر جمع ہوئے ہیں جو ہر طرح سے ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔

پھر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے اراکین کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس قابل قدر جلسہ میں مجھے مدعو فرمایا اور مجھے صدر نشینی کی عزت بخشی۔ ہر چند مجھے اس سے بڑھکر فخر ہوتا اگر میں عالی جناب مرزا صاحب قبلہ یا حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کی زیر صدارت اس جلسہ میں اس حیثیت سے شریک ہوتا بشرطیکہ آپ لوگوں نے مجھے اس حیثیت سے (کہ اس جلسہ کا میر مجلس گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہونا چاہیئے)۔ میر مجلس تجویز کیا ہے میں آپ کی اس عزت افزائی کو اپنے لئے اور بھی خوشی کا باعث سمجھتا ہوں اسلئے کہ ایک **قومی مدرسہ** کے جلسہ میں یہ افتخار مجھے دیا جاتا ہے۔

صاحبان آپ غالباً اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس جلسہ کی غرض کیا ہے؟ یہ تقریب **اس دن** کی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہے۔ جو اس سے پہلے ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند آنجہانی کی سالگرہ کے نام سے موسوم تھی۔

ملکہ معظمہ آنجہانی کی سلطنت آپکے عہد معدلت مہد میں جسقدر وسیع ہوئی۔ اور جس قدر ترقی کے راستے اس کے عہد میں کھلے وہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی ہوں۔ بلکہ خداتعالیٰ کے محض فضل سے روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ آفتاب اس سلطنت میں غروب نہیں ہوتا۔ پس اس یادگو تازہ رکھنے کے لئے آیندہ ۲۴ مئی کا دن **یوم السلطنت** قرار پایا ہے۔

میرے معزز دوستو! اور عزیز طالبعلمو! مجھے اس امر پر بھی زیادہ زور دینے کی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ برطانیہ** کی برکات سے متمتع ہوتے ہوئے تمہارے اندر سلطنت کی سچی شکرگذاری اور حقیقی وفاداری اور فرمانبرداری کی روح پیدا ہو اسلئے کہ **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا میں **امن اور سلامتی** کا پیغام لیکر آیا ہے۔ اور حقیقی مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ نافع الناس اور نوع انسان کا حقیقی ہمدرد ہو۔ اور اپنے بادشاہ کے لئے وفادار اور عقیدت مند ہو۔ پھر جس بزرگ کے ماتحت آپ لوگ یہاں رہتے ہیں جن سے میری مراد جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت اور ان کے ارادوں اور مقاصد میں کامیابی عطا کرے (آمین) کون نہیں جانتا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک واجب العزت وفادار خاندان کی یادگار ہیں۔ ہمیں نے پڑھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بےتمیزی میں جناب مرزا صاحب کے والد بزرگوار مرحوم نے ۵۰ گھوڑے اور سواروں سے گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور ایسا ہی آپ کے بھائی صاحب مرزا غلام قادر مرحوم بھی وفادار رئیس رہے جناب مرزا صاحب باوجود اپنی فقیرانہ زندگی کے جو کام اس پہلو سے کر رہے ہیں وہ ہمیشہ واجب القدر سمجھا جاویگا۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو آپ نے ارکان مذہبی میں داخل کر دیا ہے اور اپنی تصنیفات میں بڑے زور سے اس امر کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے کوئی موقعہ سلسلہ تصنیف میں اس امر کی اشاعت کا نہیں چھوڑا بلکہ جہاد کی حرمت کا فتویٰ سب سے پہلے شائع کیا ایسی صورت اور ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ اس امر کے متعلق میں آپکو کیا ہدایت کروں۔

مجھے اس امر پر ناز ہے کہ میرا اپنا **خاندان گورنمنٹ انگلشیہ** کی مہربانیوں اور قدردانیوں کا شکرگذار رہا ہے اور میں خود گورنمنٹ کا نمک خوار ہونیکی حیثیت کو چھوڑ کر ان احسانات کو دیکھ کر جو عام طور پر اس سلطنت میں ہوئے ہیں اپنے دل میں خاص قسم کا جوش اظہار مسرت کے لئے پاتا ہوں۔ اور ان مقاصد اور اغراض کو جو گورنمنٹ کی وفاداری کی اشاعت کے متعلق ہیں میں ہر طرح سے آپ لوگوں کو مدد دینے کیلئے اپنے آپکو طیار پاتا ہوں۔ مسلمانوں کی ترقی اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **تاج برطانیہ** کی وفاداری میں اپنا بےنظیر نمونہ پیش کریں۔ اسلئے کہ یہ انکا **مذہبی فرض** ہے۔

تم جو ابھی بچے ہو کل کو ایک قوم بننے والے ہو۔ اور سکول لائف میں جس قسم کے خیالات اوستادوں کے ذریعہ طلباء میں اپنا اثر پیدا کرتے ہیں وہ ان کی آیندہ زندگی میں ایک رہنما ہوتے ہیں پس تمہیں خوش ہونا چاہیئے اور شکر کرنا چاہیئے کہ تمہارا اسکول تمہارے ماسٹر تمہارے نگران نہایت اخلاص کے ساتھ جہاں حقیقی اور سچے مسلمان بننے کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں وہاں مذہبی حیثیت تمہیں **تاج برطانیہ کی سچی وفاداری** کا سبق دیتے ہیں۔

میں یہ دیکھکر خوش ہوں کہ یہ سکول اس قسم کے ایجی ٹیشن سے پاک ہے جو محض بیہودگی کے رنگ میں بنگال وغیرہ میں پایا جاتا ہے اور یہی مبارک راہ ہے طالبعلموں کو ایسی لغو تحریکوں میں اپنے اوقات کا ضائع کرنا میرے نزدیک بہت ہی برا ہے۔ اور تم خدا کا شکر کرو۔ کہ تم ایسے جھگڑوں سے پاک ہو۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ طالب علم کی سکول لائف کا یہ ہرگز منشاء نہیں ہوتا کہ وہ بیہودہ طور پر اپنے اوقات کو ضائع کرے اور ان ملکی معاملات میں جنکی تہ تک پہونچنا آسان امر نہیں وہ دخل دیں۔ یہ زمانہ اور لائف ان کے لئے اپنے معلومات کو وسیع کرنے اور اپنے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح کے لئے ایک نادر اور نایاب موقع ہوتی ہے اسلئے اسکو نہایت ہی عمدہ طور پر صرف کرنا چاہیئے۔ تم میں سے جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ بنگال کی موجودہ ایجی ٹیشن میں طلباء نے بیہودہ حصہ لیکر اپنا کسقدر نقصان کیا۔ اب بنگال کے پولیٹیکل لیڈروں کو سمجھ آچلی ہے کہ طلباء کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک تلخ تجربہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں لیکن میں تمہیں بار بار یاد دلاتا ہوں کہ تمہاری زندگی کا مقصد **صداقت** اور **وفاداری** ہونا چاہیئے۔ تم اس عمر کو غنیمت سمجھو اور علمی واقفیت پیدا کرنے کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات وفاداری اور **اطاعت** کو بڑھاؤ تمہارے مدرس اور تمہارے واجب الاحترام نگران اور ذمہ دار افسر مجھ سے زیادہ اور بہت زیادہ مذہبی اصولوں کی بنا پر شاہ وقت کی اطاعت وفاداری اور ہر قسم کی بغاوت اور غداری سے بچنے کی ہدایتیں دے سکتے ہیں۔ لیکن میں تمہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کی بنا پر جو اس نے ہمارے ساتھ کئے ہیں کہتا ہوں کہ ہمارا اخلاقی فرض بھی کم از کم یہی ہدایت کرتا ہے کہ ایسے محسن اور مربی حکومت کیلئے ہماری زندگیاں وقف ہوں اور ہر طرح سے ہم اسکی وفادار افراد رعایا ثابت ہوں تم اپنی وفاداری اور اطاعت اور سچی خیر خواہی سے ثابت کر دکھاؤ۔ کہ غیر مذہب کی سلطنت کے ماتحت رہکر بھی ایک مسلمان سچا بہادر اور وفادار سپاہی اپنے **شاہ وقت** کیلئے ہوتا ہے اور یہی **اسلام** تمہیں سکھاتا ہے۔

غرض

یہ جلسہ جو آج کل روئے زمین پر یونین جیک کے نیچے منایا جا رہا ہے ہمارے لئے نہایت مسرت افزا اور دل خوش کن ہے میں اب باقاعدہ اس جلسہ کو پروگرام کے موافق افتتاح کرنیکی اجازت دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ اس کارروائی کو سنیں اور دیکھیں گے جو پیش ہوگی۔

استفسار اور اونکے جواب

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بجناب مستطاب حضرت مولانا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - کچھہ عرصہ سے میرے چچا صاحب . . . مجھے بہی حضرت مرزا صاحب کی تالیفات بہیجکر اُسی خیال کے محرک ہوئے ہیں (مرزا صاحب کے معاملہ مین) . . . . بالآخر میری ناچیز غور نے . . . . . . حسب ذیل پہلو قایم کئے ہیں . . . .

(۱) مرزا صاحب کا علم بہی عام انسانی علوم کیطرح استقرائی نظر آتا ہے - ان کی ابتدائی تالیفات اور موجودہ تصانیف مین ایک بیّن فرق ہے مثلاً حیات ممات مسیح - اور اسلئے قابل تغیر ہے -

(۲) ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں کہ کوئی نئی شریعت نہ آوے بلکہ کوئی نبی نہ آوے - علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل والی حدیث اس مطلب کے اثبات کے لئے ناکافی ہے -

(۳) پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلاتے ہیں -

(۴) امت محمدیہ مین ہزارون علما اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو نہ کسی نبی کی برابر کہا نہ زیادہ کہا - غیر نبی - نبی کی کسطرح برابری کر سکتا ہے -

(۵) بلکہ ہمیشہ پچہلون نے اپنے ہی پہلون کی برابری نہیں کی اور ان میں ہی اپنا فخر سمجہا -

(۶) عام طور پر مرزا صاحب عامۃ المسلمین کی تعریف فرما چکے ہیں -

(۷) کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفوں کے دوسرے مسلمانون سے ملکر نماز پڑہ لینے کی اجازت ہے -

(۸) مرزا صاحب احمد بیگ والے معاملہ میں مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شائع کئے تہے وہ بہت کچھہ ٹہوکر کا باعث ہو سکتے ہیں انکی تردید کیون نہیں کی گئی -

(۹) مرزا صاحب اپنی تالیفات مین ایسے مسیح کی آمد کا بہی امکان مانتے ہیں - کہ جس پر حدیثون کے ظاہری الفاظ مطابق ہون - پس ہم کیون نہ ایسے مسیح کو موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف آخر مین . . . . اپنے بزرگ کی توجہ کو . . . . مبذول کرنا چاہتا ہون جو ایک جلد اور مفصل تشریح کے متعلق ہو . . . . .

کمترین غلام مرتضیٰ

الجواب

وعلیکم السلام -

قولہ - مرزا صاحب کا علم استقرائی ہے الیٰ آخرہ -

اقول - مرزا صاحب کا علم وہبی و لدنی ہے - جیسے انبیا کا ہوا کرتا ہے - مگر ترقی ہمیشہ تدریجی ہوا کی ہے جیسے اللہ تعالےٰ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے قُل رَّبِّ زِدنِی عِلماً یعنے تو دعا کرتا رہ کہ اے میرے ترقی دینے والے میرے علم میں ترقی کرتا رہ دوسرا وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوىٰ اِن هُوَ اِلّا وَحىٌ يُوحىٰ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حکم دینے اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ وحی الٰہی سے ہی فرماتے اور وحی الٰہی آخیر وقت تک ہوتی رہی یہانتک کہ رفیق اعلےٰ کے ساتہ ملحق ہوگئے تیسرا کفار نے اعتراض کیا وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ پ ۱۹ - اسپر قرآن یکدم کیون نہیں اترتا - جواب مین فرمایا کذالک لنثبت بہ فوادک پ ۱۹ ہم اسی طرح بتدریج نازل کرتے ہیں تاکہ بتدریج نزول مین قرآن تیرے دل میں محفوظ رہے چوتہا براہین احمدیہ جو حضرت کی پہلی تصنیف ہے کیسی اعلےٰ درجہ کی کتاب ہے - کیا آجتک حضرت کی کوئی اور کتاب ایسی تصنیف ہوئی ؟ ہرگز نہیں - پھر باوجود اسکے یہہ اعتراض کیسا بے انصافی ہے -

قولہ ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں الیٰ آخرہ

اقول - آپکی تحقیق کے بموجب پہر مسیح اسرائیلی بہی نہیں آسکتے وہ بہی نبی ہونگے بلکہ وہ نبی ہیں - دوسرا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آدم سے بہی پہلے کے نبی ہیں کنت نبیاً و آدم بین الطین والجسد - پہر تو سارے سلسلہ انبیاء سے انکار کرنا چاہئے -

تیسرا قال السدی کانوا اذا مات ذکور الرجال قالوا بتر فلما مات ابناء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالوا بتر محمد فانزل اللہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الاَبتَرُ ابن کثیر یعنے عرب مین رواج عام تہا کہ جب کسی کی اولاد نرینہ مرجاتی تو کہتے یہہ بتر (اوترا) ہوگیا - جب حضرت اکرم الاکرمین معدن النبیین و منبع المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کا انتقال ہوا تو کفار نے یہی بکواس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی کیا سو اللہ تعالےٰ نے ان کی تردید مین فرمایا - تیرا دشمن ابتر (اوترا) ہے - اب غور کا مقام ہے کہ کفار لعنۃ اللہ علیہم نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر (اوترا) کہا - اور اللہ تعالےٰ نے بہی نرینہ اولاد سے خالی (ابتر) ہی کہدیا اب کوئی سمجہائے کہ اس مین حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی فضیلت اللہ تعالےٰ نے ثابت کی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الاَبتَرُ کے دعوے کا کونسا ثبوت دیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالےٰ نے کوئی اولاد ثابت نہیں فرمائی ولکن رسول اللہ مین جو لکن ہے جسمین ترقی ماقبل سے کرنا ضروری ہے اس لاکن سے اللہ تعالےٰ نے کونسی ترقی کا ثبوت دیا یہہ تو نعوذ باللہ کفار کے دعوے کا صاف صاف لفظین مین اقبال دعویٰ ہے اور نعوذ باللہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الاَبتَرُ کا دعوےٰ ایسا ہے جیسے نعوذ باللہ کوئی نادان باہم جنگ کے وقت حریف کے کسی اتہام سے لاجواب ہوتا ہے تو کہسیانہ ہوکر اسکو کہدیتا ہے تم ہی ایسے ہو گویا گالی کا جواب گالی سے دیدیتا ہے استغفر اللہ نعوذ باللہ - غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے ظاہری جسمانی اولاد تو کوئی چیز نہیں اور نہ اس جسمانی اولاد سے عموماً کوئی نام چلتا ہے بلکہ اس کی روحانی اولاد ہے جسکی ولادت کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے وہ یہ ہے کہ یہہ رسول اللہ تعالےٰ کا ہے اور اسکا سلسلہ نبوت اسکے بعد جو چلے گا وہ اسی کی مُہر (تابعداری) سے چلیگا النبیین پر الف لام تخصیص کے لئے ہے جیسے وَاِذ فَرَقنَا بِكُمُ البَحرَ جب چیرا ہم نے تمہارے لئے اُس دریا کو - یہان النبیین کے معنے وہ خاص نبی ہیں جو آیندہ زمانہ مین تابع شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تجدید دین کے لئے آیا کرینگے اور وہ تیری روحانی اولاد ہونگے اور وہ حقیقی اولاد ہونگے - اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وازواجہ امہاتہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان مومنون کی امہات (مائیں) ہیں - اور امہات کی تفسیر بہی خود فرمادی کہ ان امہاتہم الا اللائی ولدنہم یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا کسی کا اب نہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو حقیقی والد ہیں - کیونکہ اب کا لفظ تو چچا پر بہی بولا جاسکتا ہے اس لئے لاکن سے دونون طرح کی ترقی لفظاً و معنےً فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب نہیں - حقیقی والد ہیں اور حقیقی والدیت آپکی عارضی اور چندروزہ نہیں بلکہ انکی اس روحانی تولید سے نبیین کی ولادت ہوتی رہے گی اور قیامت تک وہ سلسلہ جاری رہے گا اور ان کے دشمنون کا نام و نشان بہی نہیں رہے گا اور بالکل صفحہ زمین سے مٹ جائیگا - لفظ خاتم تا کی زبر سے ہے جسکے معنے ہیں مہر کے اور زیر تا سے نہیں جسکے معنے ہیں ختم کرنے والا اور اگر اس کے معنے تا کہ زیر سے لئے جاوین تب بہی کچھہ حرج نہیں - اس صورت میں اسکے معنے یہہ ہونگے کہ کوئی نبی صاحب شریعت اب نہیں آوے گا اس قسم کی نبوت اب ختم ہوچکی کیونکہ الیوم اکملت لکم اس کا مانع ہے - مگر دوسری قسم کی نبوت جو تابع نبی ہوکر آیا کرتے ہیں وہ جاری ہے - جیسی بعد موسیٰ علیہ السلام کے جاری رہی -

چوتہا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد پ ۱۳ تو تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان منذر ہے - اور تیرے ماتحت ہمیشہ ہادی آیا کرینگے - جو ہر ایک قوم کو تجدید دین کیا کرینگے - چنانچہ اسکی تفسیر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ ہر ایک صدی پر مجدد آیا کرینگے

پانچوان انا ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر پ ۲۲ یعنے تجہے اے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمنے بہیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بناکر جو خوشخبری اور ڈر سناوے - مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہمنے کوئی گروہ بہی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکہا اسیطرح تیری اُمّت مین بہی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا -

چہٹا - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (سورہ فاتحہ) اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون کو یہہ دعا سکہلائی ہے اور اسکے پڑہنے کی اسقدر تاکید فرمائی کہ نماز بغیر اسکے جائز ہی نہیں بلکہ سورۂ فاتحہ کا نام ہی نماز رکہدیا - اسکے معنے ہیں ہمکو سیدہا راہ دکہلا وہ راہ جسپر چلنے سے تونے اور لوگون پر انعام کیا ہے تاکہ وہ انعام ہمکو بہی ملے اور اس انعام کے معنے اللہ تعالےٰ نے خود بیان فرما دیئے۔

اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِم مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِينَ پ ۵

جنپر اللہ تعالےٰ کا انعام ہوا وہ نبی ہیں صدیق شہدا صالحین ہیں - اگر اللہ تعالےٰ نبوت کسی قسم کی بہی دینا نہیں چاہتا تو لوگون کو نبوت مانگنے کی تاکید کیون کرتا چونکہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب جانتا تہا کہ نبوت مسیح موعود مین جہگڑا ہوگا اسلئے اسی سورہ کے پڑہنے کی بہت تاکید کی یہانتک کہ سوائے اسکے نماز ہی نہیں ہوتی تاکہ ہر ایک آدمی سمجہ سکے کہ اگر ہم نبی بن سکتے ہیں تو یہہ موعود خلیفہ جسکو اللہ تعالےٰ نے رسول کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا وہ تو بطریق اولےٰ نبی کہلانے کے لایق ہے -

قولہ پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلا رہے ہیں - ؟

اقول - مرزا صاحب چند روز سے نبی نہیں کہلاتے چنانچہ جو الہامات متعلق دعوے نبوت براہین احمدیہ مین شائع ہوچکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں اور براہین احمدیہ

۱۲۹۷ہجری میں طبع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہامات ۲۷ سال سے شائع ہو چکے۔

اول جری اللہ فی حلل الانبیاء براہین صفحہ ۵۰۴ یعنے اللہ تعالے کا بہادر رسول جو انبیاء کا بروز ہے اسی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالے نے آپکی نسبت پیشگوئی قرآن مجید میں بلفظ جمع فرمائی ہے جیسے فرمایا یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی ۞ اے آدم کی اولاد تمہارے پاس ضرور ضرور رسول آئینگے جو میری آیات تمپر بیان کرینگے۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ۞ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہیں گے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو اس دنیا میں علاوہ اسکے اور بہی بہت سی آیات ہیں جو مفصل تفسیر الحکم میں پہلے .... درج کی گئی ہیں۔

دوسرا الہام۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶ یعنے اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔

تیسرا بورکتا یا احمد صفحہ ۴۸۶ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے۔ یہی لفظ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ وَجَعَلَنِی مُبَارَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ ۞ اللہ تعالے نے مجہے مبارک کیا ہے جہاں میں ہوں مبارکا معلما للخیر والآمر بالمعروف والناہی عن المنکر ابن کثیر صفحہ ۱۹۵ جلد ۶ ملخصا۔

چوتھا۔ الہام یا عیسیٰ انی متوفیک صفحہ ۵۵۶ اے عیسے میں تجہے وفات دونگا یعنے حضرت مسیح کی طرح تیرے قتل کے لئے بہی زمانہ کے علما تدبیریں اور منصوبے کرینگے مگر میں تجہے بچاؤنگا اور اصلی موت کے ساتہہ وفات دونگا اس الہام نے یہہ بہی بتلا دیا کہ متوفیک کے معنے لوگ غلط کرتے ہیں اصلی معنے قبض روح کے ہیں یعنی موت کے۔

پانچواں۔ آئی۔ ایم۔ بائی عیسے صفحہ ۴۸۲ میں عیسے کے ساتہہ ہوں۔ اس الہام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو نزول و بعثت مسیح موعود کیطرف کی گئی ہے جسکی تفصیل کی حاجت نہیں اسی طرح اور بہی بہت الہام ہیں۔

دوئم اگر چند روز والی بات دائمی بہی ہوتی تاہم اسمیں کوئی حرج نہ تہا۔ آپ سب سے اول سورہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ ۞ کو پڑہ جاؤ کہیں اس سورہ شریف میں ہے کہ آپ نبی ہو گئے رسول ہو گئے کیا اب اس سے نعوذ باللہ لازم آجاوے گا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہ تہے اور پیچہے بناوٹ بنالی۔ آپ ہی فرماویں کہ اگر یہی اعتراض آپ پر کوئی دوسرے مذہب والا کرے کہ آپ کے مذاق پر تو نبی کا دعویٰ پہلے وحی میں ہی ہونا چاہئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے وحی میں اسکا نام و نشان بہی نہیں تو آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے۔

یہہ بہی ایک علامت صادق کی ہے کہ جو اعتراض اسپر کیا جاوے وہی اعتراض گذشتہ راستبازوں پر بہی عاید ہوتا ہے۔ بہرحال جو جواب آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینگے وہی جواب حضرت اقدس مرزا صاحب کیطرف سے سمجہ لیں۔ بلکہ جواب دیتے وقت اس آیت شریف کو بہی مدنظر رکہیں مَا کُنْتَ تَدْرِی مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ ۞ تجہے تو خبر بہی نہ تہی کہ یہ کتاب اور یہ ایمان کیا ہے بلکہ اس کے ساتہہ وہ حدیث بہی قابل غور ہے جس میں لکہا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول وحی و سورہ اقرأ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالے عنہا کو بیان فرمائی تو حضرت ام المومنین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ بائبل کا بڑا عالم تہا اسنے حالات سنکر کہا کہ یہہ جبریل ہے جو انبیا پر وحی الٰہی لے کر آیا کرتا ہے۔

قولہ۔ امت محمدیہ میں ہزاروں علماء اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو نبی کے برابر نہیں کہا۔ غیر نبی کس طرح نبی کی برابری کر سکتا ہے۔

اقول۔ کیا آپ نے کل کتب علماء و مجددین و اولیاء اللہ کو دیکہہ لیا ہے؟ دوسرا کیا کم ہے کہ آپنے قرآن مجید کو بہی نہیں پڑہا جہانتک ایک نبی ایک شخص کی شاگردی اختیار کرتا ہے اور اسکی بار بار منت کر کر اسکے پاس ٹہہرنا چاہتا ہے۔ پہر نبی بہی کیسا صاحب شریعت نبی یعنے موسیٰ جسکا ذکر ۱۵ پارہ کے آخر اور ابتدائی ۱۶ پارہ میں ہے پہر باوجود اس کے حسب وحی الٰہی وہ شاگردی کے لئے جاتا ہے پہر اس شاگردی کا اسقدر شوق ہے کہ اپنے ساتہی کو کہا کہ خواہ کتنی ہی مدت ہمکو سفر کرنا پڑے مگر ہم ضرور ہی وہاں جائیں گے اللہ تعالے نے اس شخص کی نسبت عَلَّمْنَاہُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۞ فرمایا مگر اسکا نبی ہونا نہیں فرمایا۔

تیسرا خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ صفحہ ۵۶

دمبدم روح القدس اندر معینی مے دمد
من نمیدانم مگر من عیسئے ثانی شدم

صفحہ ۳۹ روح قدسی گر مدد کردی بنادی در جان
ہر دور روز مریم ایام عیسیٰ دگر

صفحہ ۷۶ من نمیگویم انا الحق یار مے گوید بگو
چون نگویم چون مرا دلدار مے گوید بگو

اب فرمائیے موسیٰ عیسیٰ لکہنا کو کجا رہا وہ تو انا الحق بہی کہہ چکے۔

مثنوی معنوی میں ہے ؎

اے مرا تو مصطفےٰ من چون عمر
از برائے خدمتت بندم کمر

لب لباب صفحہ ۱۳۱

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب صفحہ ۲۱ میں فرماتے ہیں فَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ وَارِثَ کُلِّ رَسُوْلٍ وَنَبِیٍّ وَصِدِّیْقٍ۔ پس اسوقت تو ہو جاویگا وارث ہر ایک رسول نبی صدیق کا ورثہ انبیاء و رسل مال اسباب دنیوی نہیں بلکہ ورثہ انبیاء کا نبوت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْبَ ۞ حضرت ذکریا نے دعا مانگی یا اللہ مجہے کو تو اپنے خاص دربار سے عطا فرما کوئی والی جو میرا بہی وارث ہو اور آل یعقوب کا بہی وارث ہو پہر ان کو وارث ملا تو کیا ملا حضرت یحیٰ نبی اللہ جو وارث نبوت ہوا صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں قَالَ اللّٰهُ فِیْ بَعْضِ کُتُبِهٖ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنے اللہ تعالے نے بعض صحف انبیا میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم میں ہوں اللہ کوئی معبود نہیں مگر میں میں کہتا ہوں کسی چیز کو ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت اختیار کر میں تجہے بہی ایسا ہی کر دونگا کہ تو کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جاوے گی۔ یہہ حوالجات تو بیشے صرف اسلئے لکہدئے ہیں کہ آپنے دعوے کیا کہ کسی نے بہی اپنے آپ کو نہ نبی کے برابر کہا نہ زیادہ۔ لیکن جب اللہ تعالے کسیکو نبی یا رسول بناوے تو وہ بہی کسی نبی کے برابر یا زیادہ ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک نبی کا کسی نبی سے افضل ہونا یہ تو غالبًا آپ کو مسلم ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۞ یہہ رسول ہیں بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی۔

دوسرا غالبًا آپکو مسلم ہوگا اور ضرور ہی مسلم ہوگا (کیونکہ فطرتًا و نقلًا و روایتًا و عقلًا سکے ماننے کے لئے ہر ایک آدمی مجبور ہے) کہ ایک آدمی شاہنشاہ (جو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے اور دیگر تمام بادشاہ اسکے ماتحت ہوں) کا غلام یا خاص غلام افضل ہوتا ہے لفٹنٹوں والیسراؤں کے نوکروں سے۔

تو اس صورت میں ایک مسلمان کو جسکے اندر ذرہ بہر بہی ایمان ہو اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل اور بموجب قرآن کریم (یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۞ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۞ خبردار ہو کر سنو اے لوگو کہ مجہے اللہ تعالے نے تم سب کیطرف بہیجا ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے اور مجہے بہی وحی ہوئی ہے کہ میں اس قرآن سے تمکو بہی ڈراؤں اور تمام روئے زمین پر جہاں اب آبادی ہے یا آیندہ کبہی قیامت تک ہو اسکو بہی اسی قرآن کے ساتہہ ڈرساؤں اگر وہ میرا انکار کریں) کے تمام دنیا کا زمانًا و مکانًا نبی ماننا ہو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے کیونکہ یہ افضل کی امت ہے اگر کسی کو شک ہو تو اللہ کی شہادت موجود ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۞ یعنے تم (امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم) تمام امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اب جو اس امت کے لئے ہادی مجدد خلیفہ نبی بہیجا جاوے گا وہ دو وجہ سے انبیاء سابق سے افضل ہوگا ایک بلحاظ اپنے متبوع کے جو وہ خیر الرسل ہے دوسرا بلحاظ اپنے تابعین کے جو وہ خیر امت ہیں۔

تیسرا۔ یہ سارا ہیر پہیر اسلئے ہے کہ آپکو اس امت میں کسی نبی کے پیدا ہونے میں شک ہے سو اسلئے ضرور ہے کہ پہلے اس بارہ میں کچہہ بیان کیا جاوے اگرچہ کسی قدر سوال دوم کے جواب میں بہی لکہا جا چکا ہے۔

ولیس الہادی الا اللّٰه وما توفیقی الا باللّٰه

(۱) غیر المغضوب علیہم اللہ تعالے نے یہ دعا ہمکو سکہلائی ہے کہ مغضوب علیہم ہونے سے یا اللہ ہمکو امان دے اور مغضوب علیہم کے معنے قرآن نے خود کر دیئے وَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ۞ وہ یہود ہیں جنہوں نے اول حضرت عیسیٰ کو پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا۔ اللہ تعالے نے اسپر اسقدر تاکید فرمائی ہے کہ ہر ایک نماز میں پڑہنیکی تاکید کی ہے۔ بلکہ اس کا نام نماز رکہدیا بلکہ بغیر اسکے پڑہنے کے نماز ہی نہیں ہوتی اور اس رحیم و کریم رب العالمین رحمان رحیم نے جسکی رحمت اسکے غضب پر

ہمیشہ سبقت رکھتی ہے اپنی ربوبیت اور رحمانیت سے فرما دیا کہ جیسے ایک مسیح کے انکار سے ایک قوم مغضوب ہو گئی اسی طرح ایک اور مسیح بھی آنیوالا ہے ہر وقت خدا تعالےٰ سے پناہ مانگو کہ مسیح موعود کے انکار سے تم کو بچاوے اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جو بالمومنین رؤف رحیم ہیں بار بار مختلف رنگوں میں تاکید فرمائی کہ ایک زمانہ میں میری اُمّت بھی یہود ہو جاویگی اور جیسے پہلے یہود ایلیا کے صعود و نزول عنصری کے قائل ہو کر مسیح علیہ السلام سے منکر ہو گئے تھے اسیطرح ہاں بعینہٖ اسیطرح طابق النعل بالنعل وہ بھی یہی دعوے پیش کرینگے اور مسیح موعود کا اسی بنا پر انکار کرینگے چنانچہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہٖ واصحابہ وسلم نے دوسرے طور پر اسکو اور بھی زیادہ صاف کر دیا اور التحیات میں اس دعا کا پڑہنا فرض کر دیا کہ بغیر اسکے نماز جائز ہی نہیں ہوتی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ - یعنی اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم اور عذاب قبر اور مسیح دجّال کے فتنہ سے۔ وہ فتنہ مسیح دجال کا کیا ہوگا آگے اسکی تشریح بھی خود ہی فرما دی گویا دجال کے پہچاننے کی علامت بھی بیان فرما دی کہ وہ فتنہ یہہ ہوگا کہ دجال مدعی حیات مسیح ہوگا اور اہل اسلام مدعی وفات مسیح - اسیواسطے لفظ محیا کو دجّال کے ساتھہ رکھا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ دعوےٰ دجّال حیاتِ مسیح کا ہے - و نیز لفظ فتنہ کو محیا کے ساتھہ ملایا کہ موجب فتنہ دعوے حیاتِ مسیح ہے اور لفظ ممات کو دجّال اور فتنہ دونوں سے دور رکھا کہ دجال ممات کے ماننے سے دور رہے گا گویا اسکے مذہب کی حیات حیاتِ مسیح کے ماننے میں اور اسکے مذہب کی ممات مماتِ مسیح کے ماننے سے ہوگی۔

تیسرا یہاں المغضوب علیھم فرمایا وہ یہود جنپر غضب پر غضب ہوا یعنے پہلے یہود انکار مسیح اور انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہرے غضب کے نیچے آ گئے - اسیطرح یہہ امت بھی انکار در سے دوہرے غضب کی مستحق ہوگی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار بلکہ حضورؐ کی تمام پیشگوئیوں کا انکار لازم آوے گا جو آپنے مسیح موعود کے لئے کی ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا انکار اور قرآن مجید کی تکذیب بھی لازم آوے گی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کی صرف پیشگوئیاں ہی نہیں فرمائیں بلکہ آپکے ماننے کی بابت تاکید اور آپکے انکار پر وعید بھی فرمائے چنانچہ یہ مضمون تفصیل کے ساتھہ الحکم . . . . . . میں پیشتر چھپ چکا ہے -

دوسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ پ ۲۰ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی بلوغت کاملہ کو پہونچگئے اور جیسے ہونا چاہئے ویسا ہی ٹھیک ٹھاک ہوگئے ہمنے اسکو نبوت اور علم لدنی عطا کیا - یہ امر حضرت موسیٰ کے ساتھہ خاص نہیں بلکہ یہ ہمارا قانون غیر مبدل ہے کہ اسی طرح نبوت ہم دیا کرتے ہیں اور دیا کرینگے - جو کوئی اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر عبادت کرے - یہ قانون اپنا اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور خوشخبری کے بتلا رہا ہے کہ تیری اُمت بھی اسطرح نبوت حاصل کر سکتی ہے ورنہ اگر یہ قانون منسوخ تھا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں بالکل فضول اور لغو ہے نعوذ باللہ منہا۔

تیسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ پ ۱۲ جب یوسف علیہ السلام اپنی کامل بلوغت کو پہونچ گئے تو ہم نے اسکو نبوت اور علم دیدیا اسلئے کہ وہ محسن تھا اور ہمارا غیر مبدل قانون ہے کہ ہم محسنین کو نبوت دیا کرتے ہیں - اور دیا کرینگے - یہہ کس نبوت کا دعوےٰ ہے -

چوتھا - يُنَزِّلُ الْمَلٰۤئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ پ ۱۴ وہ اللہ تعالےٰ ملائک کو اپنا کلام جو اللہ تعالےٰ کے عالم الامر سے ہے دیکر نازل کرتا ہے اور نازل کرتا رہے گا جسپر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اور چاہیگا - تاکہ وہ عباد اللہ کو ڈراویں شرک سے اور توحید کی منادی کریں - یعنے یہ کہدیں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں پس ہر ایک ضرورت کے وقت اور مصیبت سے بچنے کے لئے مجھے ہی سپر بناؤ - اس آیت شریف میں اشارہ ہے کہ کسی زمانہ میں (دجال کیوقت) شرک بڑھ جاویگا اوسوقت کوئی نبی بہیجا جاوے گا کیونکہ اس آیت شریف میں صرف انذار کا ہی ذکر ہے جیسے مسیح موعود کی نسبت یکسر الصلیب یقتل الخنزیر کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں مہدی کا دجّال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ اس آیت شریف سے بھی لطیف اشارہ زلازل اور طاعون سیلاب اور قحط وغیرہ اقسام اموات کی طرف بھی پایا جاتا ہے۔

دوسرا اس آیت شریف کے بعد خالف الانسان کو خصیم بڑا جھگڑالو فرمایا ہے۔

تیسرا اسی آیت کے اخیر ایک لطیف اشارہ ریل کیطرف بھی واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کیونکہ سواریوں کے ذکر میں سب سے اخیر گدہے کا ذکر فرما کر اسکے ساتھہ ہی بلا انفصال فرمایا وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - ایک اور سواری بھی پیدا کرے گا جسکو تم ابھی نہیں جانتے اور جسکو بطور استعارہ حمار کہا جا سکتا ہے - بسبب مناسبت آواز (بھک بھک) اور درازی گوش کے - اور اس میں باریک اشارہ اسکی طرف بھی ہے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری از قسم گدہا ہوگی یعنے گدہا تمام جانوروں میں بیوقوفی میں ضرب المثل ہے یعنے ذی شعور میں سے نہیں ہوگی - اور چونکہ گدہا رکہنے والے سوا جاہل بے وقوف ہوتے ہیں اس لئے اس سے یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مالک جنہوں نے اُسکو [illegible] کے معداق ہونگے یعنے ایسے بے وقوف کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں بھیڑو کے بار کتاب اپنی پیٹہ پر اٹھائے پہرتے ہونگے - مگر گدہے کی طرح اوس سے کوئی فائدہ نہیں اٹہا سکینگے - سوائے بوجہہ اٹہانے کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ احادیث کے معنے سمجھنے میں غلطی کہا کر اس گدہے کی شناخت نہیں کرسکو گے بلکہ تمہارے خیال میں بعینہٖ وہی ذی روح گدہا ہے لیے کان والا جسکے دو کانوں میں فاصلہ ۷۰ باع کا ہوگا آویگا اور اسکی پیشگوئی کو استعارہ نہیں سمجہو گے اور صیغہ جمع لتركبوا وزينة سے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری بہتوں کی سواری کے لئے کافی اور خوبصورت ہوگی کیونکہ جانوروں کی خوبی و خوبصورتی تو پہلے وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ میں بیان ہو چکی ہے

پانچواں - اگر فرض کیا جاوے کہ غیر نبی کی برابری نہیں کر سکتا تو یہ سوال اسوقت ہوتا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اور نبی نہ ہوتے جب وہ نبی ہیں تو اب یہہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا -

قولہٗ - بلکہ ہمیشہ پچھلوں نے اپنے پہلوں کی برابری نہیں کی اور اسی میں اپنا فخر سمجہا -

اقول - یہہ عجیب قانون ہے جو نہ دینوی طور پر رائج ہے نہ دینی طور پر - کیا حضرت ابراہیم نے اپنے اب آذر کی برابری نہ کی - کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں عتبہ شیبہ ابولہب - ابوجہل وغیرہ کی برابری نہ کی -

میں اسکی نسبت صرف قرآن مجید کا فیصلہ کافی سمجھتا ہوں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ پ ۲ جب ان کو کہا جاوے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے کہتے ہیں ہم تو پیروی کرینگے جسپر اپنے بزرگوں کو پایا ہے اللہ تعالےٰ نے انکے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ قانون بالکل غلط ہے اور کبھی بھی اسپر عملدرآمد نہیں ہوا - اسیواسطے انکو کہا اچھا تم ہی تبلاؤ کہ اگر کسیکا باپ بے وقوف ہو اور بیٹا دانا ہو یا کسی کا باپ بےدین ہو اور بیٹا دیندار ہو کیا یہہ اولاد باپ دادے کی راہ پر ہی چلے گی اور انکو چلنا جائز ہے تم ہی اسکا جواب دو - کیا کسی کا باپ اگر مثلاً چوہڑا ہے اسکے بیٹے کو چوہڑا ہی بننا ضرور ہے بلکہ آپ کے اس قانون سے تمام سلسلہ رسالت و نبوت درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہندو کا فخر ہے کہ وہ ہندو ہی رہے اور عیسائی کا فخر ہے کہ وہ عیسائی ہی رہے بلکہ آپ جو اسلام کو عام مذہب قرار دیتے ہیں جسکو دعوت اسلام آپ کرینگے وہ آپکو اس قانون کا حوالہ دیکر ساکت کر دیگا -

قولہٗ - عام طور پر مرزا صاحب عامۃ المسلمین کی تعریف فرما چکے ہیں -

اقول - پھر اس میں حرج ہی کیا ہے جو کسی میں تعریف ہو وہ تعریف کرنا مومن منصف کا کام ہے نہ اندہا دہند تعریف جائز ہے نہ اندہا دہند کسی کی بدی کا اظہار بے جا عداوت اندہا دہند تعریف یعنے غلو اور اندہا دہند بدگوئی یہود و نصاریٰ کا کام ہے

جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ پ ۱ - یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی شئے پر نہیں یعنے ان میں اور ان کے مذہب میں کوئی بھی خوبی نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کسی شئے پر نہیں - یہ تو ذرا پڑھے ہوئے لوگوں کا حال ہے اسطرح تو بے علم یعنی ناسمجھ لوگ کہا کرتے ہیں - یعنی جسمیں کوئی خوبی ہو اسکا ذکر نہ کرنا بے انصافی ہے اگر حضرت

مرزا صاحب نے مسلمانوں کی تعریف کی ہوگی تو اس میں کوئی وجہ ہوگی آپکا فرض تھا کہ آپ اس عبارت کا حوالہ دیتے - بہرحال یہ بات قابل اعتراض نہیں ان اگر آپکا یہہ منشا ہو کہ پہران کے پیچھے نماز کیوں جائز نہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے - مرزا صاحب نے تو سرکار انگریزی کے بسبب انکے عدل اور امن کی بہت تعریف کی اور ہمیشہ کرتے ہیں کیا اب اس سے لازم آگیا کہ انکا مذہب بھی پسند کرتے ہیں - بلکہ آپ دیکھو کہ مذہب عیسوی کی رد سے کوئی کتاب و رسالہ و اشتہار مرزا صاحب کے خالی نہ ہونگے - الا ماشاء اللہ - اسی طرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان کے بسبب عدل کی تعریف کی - بلکہ انکے زمانہ میں اپنے نزول کا فخر کیا - کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ انکا مذہب بھی پسند کر لیا تھا -

قولہٗ - کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفون کے دوسرے مسلمانوں سے ملکر نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے -

اقول - دوسرے مسلمان مخالف ہوں یا غیر مخالف انکے ساتھ ملکر نماز پڑھنا اسطرح جائز ہے کہ ایک جگہ میں اپنی اپنی نماز ہر ایک پڑھ لے - یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو اور دوسرے پیچھے پڑھیں - اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اسکے پیچھے جائز نہیں - اسلئے کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں -

(۱) تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے -

(۲) حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق -

(۳) ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ع آئینگے اور انکا منکر کافر ہے اور حضرت مرزا صاحب کا مدلل اور سچا دعویٰ ہے کہ میں وہی نبی اللہ عیسےٰ ع ہوں جسکے آنے کی نسبت اللہ تعالےٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی پس انکا منکر بھی بالاتفاق کافر ہے - لہذا ہماری نماز ان کے پیچھے جائز نہیں -

(۴) ہمارے مخالف تمام مانتے ہیں بلکہ ہمارے انکار سے بہت ناراض بھی ہیں کہ جب مہدی ہاں انکا خونی مہدی آویگا تو جو انکار کرے گا اسکو بلا فہم و تفہیم قتل کرتا جاوے گا - کیا ان کے منکر کافر ہونگے اسلئے قتل کرے گا - یا وہ ظالم ہوگا کہ بے گناہ قتل کرتا جاویگا -

مرزا صاحب وہی مہدی منتظر ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یہ صلح کے لئے آئے ہیں نہ ڈاکو بنکر پس انکا منکر بھی کافر ہے -

قولہٗ - مرزا احمد بیگ والے معاملہ میں مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شائع کئے تھے وہ بہت ٹھوکر کا باعث ہو سکتے ہیں ان کی تردید کیوں نہیں کی گئی -

اقول - اول تو اپنے اپنے وقت پر ہر ایک امر کا جواب دیا گیا - دوسرا یہہ سلسلہ نبوت کا سلسلہ ہے نبوت میں ٹھوکر دلکا ہونا ضروری ہے - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسقدر ٹھوکریں ہوئیں - ان ٹھوکروں کا نام اللہ تعالےٰ تمیز اور تمحیص رکھتا ہے -

(۱) تمحیص جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوائے نبوت کیا بہت لوگ بلکہ کل لوگ علیحدہ ہو گئے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے -

(۲) تمحیص جب ہجرت ہوئی بہت سے لوگ جنکو اسلام کی رغبت ہو چکی تھی - ہجرت کی تکالیف اور مکہ جیسی مقبول جگہ سے بظاہر دور ہو جانا دیکھکر علیحدہ ہو گئے -

(۳) تمحیص تحویل قبلہ کہ یہود نماز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملکر پڑھا کرتے تھے کیونکہ مسلمانوں کی طرح اُن کا قبلہ بھی بیت المقدس ہی تھا - جب تحویل قبلہ کا حکم دیا وہ علیحدہ ہو گئے -

(۴) تمحیص جنگ احد میں جب ستر صحابہ شہید ہو گئے تو جو اہل کتاب بلحاظ پیشگوئی یسعیاہ ۲۱ باب کے فتح بدر پر ایمان لائے تھے ان میں بعض کو اشتباہ پڑ گیا -

(۵) تمحیص غزوہ تبوک یہہ سفر دور دراز میوہ کی پختگی کا وقت موسم گرم - اسلئے بہت سے منافق علیحدہ ہو گئے

(۶) تمحیص سفر حدیبیہ - اس سفر میں بہت سے منافق شریک نہ ہوے

(۷) تمحیص صلح حدیبیہ - یہ صلح چونکہ بظاہر دبکر معلوم ہوتی تھی بہتوں کو اس سے ٹھوکر ہوئی - غرض اسی طرح تمحیص پر تمحیص ہوتی رہی اب اسکی حکمت اللہ تعالےٰ خود بیان فرماتا ہے -

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ ۝

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

یعنے تاکہ علیحدہ کردے اللہ تعالےٰ مومنوں کو اور محو کردے منکروں کو اسی طرح علیحدہ کرنے کرتی بالآخر مومن خالص جو اعلےٰ درجہ کا گروہ ہوگا وہ الگ ہو جاوے گا تاکہ وہ خالص مخلص گروہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مومنوں کی نگرانی اسی طرح کرے - جیسے اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کر رہے ہیں غرض اگر معجزات متواتر ظاہری طور پر کھلے کھلے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں تو پھر یہ نسبت اصلی اور سچے مومنوں کے بدمعاش اور شہد و نکا جم گھٹا بکثرت ہو جاوے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کے ساتھ ایک خالص جماعت بنانا چاہتا ہے لہذا جب ایسے امور پیش آتے ہیں تو یہ لوگ جو مطلب پرست بے دین ہوتے ہیں جلد بے اعتقاد ہو کر علیحدہ ہو جاتے ہیں اور یہی مقتضائے حکمت الٰہی ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

وہ لوگ تو سطحی خیال کے آدمی ہوتے ہیں اور دور بینی سے بے خبر -

تیسرا - آپ ہی سمجھا دیں اس میں کیا نقص رہ گیا پیشگوئی پوری نہیں ہوئی -

اب میں از سر نو الفاظ پیشگوئی درج کئے دیتا ہوں آپ ہی ایمان سے فرما دیں کہ اگر کوئی انصاف سے سُنّت اللہ کے موافق غور کرے تو اسکو ضرور ایمان لانا پڑے کہ پیشگوئی پوری ہو گئی الفاظ یہ ہیں "اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا ...... اور ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح لا دیگا -

انتہی اب اس پیشگوئی کے اجزا حسب ذیل ہیں

(۱) حضرت اقدس مرزا صاحب اس لڑکی کے ساتھ نکاح ہیں تک زندہ رہینگے اگر خود حضرت اس زمانہ تک زندہ نہ رہیں تو پیشگوئی غلط ہوگی -

(۲) وہ لڑکی حضرت کے ساتھ نکاح تک زندہ رہے گی اگر مر جاوے پھر بھی پیشگوئی غلط ہوگی -

(۳) وہ لڑکی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح تک زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ٹھیرتی ہے -

(۴) احمد بیگ لڑکی کا باپ لڑکی کے نکاح تک جو دوسری جگہ کرے زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ثابت ہوگی -

(۵) احمد بیگ تین سال کے اندر بعد نکاح کے جو دوسری جگہ کرے مر جاوے -

(۶) خاوند پہلا اس لڑکی کا اڑہائی سال کے اندر مر جاوے -

(۷) لڑکی کا نکاح بعد مرنے اسکے خاوند کے حضرت کے ساتھ ہو جاوے -

اب پیشگوئی کے نمبر ہائے اول تا پانچ تمام ہو چکے ہیں اور لفظ بلفظ پورے ہو چکے ہیں اور ۶ و ۷ باقی ہیں جنکا انتظار ہے مومن کا کام ہے کہ پیشگوئی کا ایک حصہ بھی پورا ہو جانے پر ایمان لاوے کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے علم غیب کوئی نہیں جانتا - اور یہی سنت اللہ اور اسی پر اللہ تعالےٰ کی رضا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے -

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ہمنے موسیٰ ع کی والدہ کو وحی کی کہ اس بچہ کو دودہ پلاتی رہ جب تجہ کو اسپر خوف ہو تو اسکو اس دریا میں پھینک دے (کسی تدبیر سے) اور اس بات کا خوف نہ کر کہ غرق ہو جاوے گا اور نہ اسکی جدائی کا غم کر اسکو ہم زندہ تیرے پاس لائینگے بلکہ یہ اپنی پوری عمر پاوے گا - کیونکہ ہم اسکو رسول بھی بنا لینگے -

اس آیت شریف میں تین پیشگوئیاں ہیں ایک موسیٰ علیہ السلام کا زندہ لانا دوسرا اسکو پیغمبر بنانا تیسرا اسکو عمر دینا

اب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۝ پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکہیں ٹھنڈی ہوں اور بچہ کی جدائی کا جو اسے رنج تھا وہ دور ہو جاوے اور وہ سمجھ جاوے کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں - دیکھئے پیشگوئی تو صرف ایک پوری ہوئی یعنے موسیٰ ع واپس والدہ کو پہنچ گئے مگر دوسری پیشگوئی کو بھی حق مان لیا - اور تیسری کو بھی -

اب یہاں ۷ میں سے پانچ اجزا پورے ہو گئے پھر بھی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اعتراض پر اعتراض کرتے جاتے ہیں - یہہ سوال تو اوسوقت کرنا چاہئے تھا کہ لڑکی پیشگوئی والی حضرت کے نکاح سے اوّل مر جاتی یا حضرت اقدس کا انتقال قبل اس نکاح کے ہو جاتا ابھی تو سوال پیدا ہی نہیں ہوا - ہاں لڑکی کا خاوند پیشگوئی کے وقت مقررہ کے اندر نہ مرنے کی بابت سوال ہوتا ہے مگر وہ سوال بھی سنت اللہ کی بے علمی کے سبب سے ہے اگر قرآن مجید پر نظر تدبر ہو تو وہ سوال بھی پیدا نہیں ہوتا -

اوّل اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ ہمنے حضرت موسیٰ

سے وعدہ کیا تیس رات کا پھر پہنے اس وعدہ ... اور دس راتوں سے کردی اسلئے اسکے حاد چالیس رات کو مکمل ہوئی۔اب ... بجائے تیس کے چالیس راتین ... اس کی حکمت صرف یہی فرمائی۔ ... ربوبیت یہی تہا کیا اس پیشگوئی ... کوئی مومن غلط کہے گا۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ ۱۱

ایسا کیون نہیں کرتے کوئی بستی کہ وہ ایمان لاوی اور اسکا ایمان اسکو نفع دے مگر قوم یونس تو ایمان لائی اور ہنے انسے وہ ذلت کا عذاب دور کر دیا۔

اس آیت شریف مین صرف مہلت ہی نہیں دی بلکہ عذاب کو بالکل ٹلا دیا بلکہ اس سے بڑہ کر یہہ کہ آیندہ لوگونکو ترغیب تحریص بہی کی تا ان خاص اپنی ربوبیت ورحمانیت ورحیمیت ومالکیت کے تقاضا سے سخت ترغیب دی۔ اور رحمتی وسعت کل شیئ کا ثبوت بہی دیا۔

تیسرا وعدہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ وعدہ رحمت جسکو وعدہ کہتے ہیں اور وعدہ عذاب جسکو وعید کہتے ہیں خوبی کا وعدہ ٹلانا خلاف وعدہ کہلاتا ہے۔ عذاب کا وعدہ ٹلانا تخفیف کرنا مہلت دینا اسکو رحمت اور فضل کہتے ہیں جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو کہدے کہ میں تجہے ضرور سخت سزا دون گا مگر وقت سزا تخفیف کرے یا معاف کرے۔ تو کہا جاوے گا کہ بڑا رحم کیا۔

اس پیشگوئی احمد بیگ والی میں جب حسب پیشگوئی احمد بیگ مر گیا تو ان کے دل دہڑکے اور خائف ہوئے اور وہ خود سلطان محمد اور اسکے عیال کے لوگ بہت ہراسان ہو گئے یہانتک کہ جب ایام پیشگوئی قریب آپہونچے تو ایک طرف تو سلطان محمد کی گہبراہٹ دور کرنے کے لئے اسکو دو آدمی ہمراہ دیکر راولپنڈی وغیرہ مقامات میں بغرض تفرج تفریح ودل بہلانے کے روانہ کیا۔ دوسری طرف معرفت ایک حکیم صاحب لاہوری کے جو اس جماعت کے ایک معزز ممبر ہیں خط وکتابت بنا بر صلح حضرت اقدس کی طرف شروع کردی اور اس کا میں خود ہی گواہ ہون اس لئے کہ ان ایام مین مجہے حضرت کے ڈاک لکھنے کی عزت حاصل تہی اور اس خط وکتابت مین صاف اقرار کیا کہ جس شرط پر حضرت

راضی ہون وہی شرط ہم کو منظور ہے اسکا ذکر حضرت نے اپنی تصانیف واشتہارات میں بہی کر دیا ہے جس سے غور کرنے والا انکے گہبراہٹ کا اندازہ ان دونون کارروائیوں سے کر سکتا ہے کہ کسقدر تہا۔

سو اللہ تعالے جو رؤف رحیم ہے اسکی رحمت کا یہی تقاضا ہے کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۳۰ پ جو ذرہ کے برابر بہی نیک عمل کرے اللہ تعالے اسکا عمل ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالے نے انکے خوف اور رجوع کے سبب انکو مہلت دیدی۔

چنانچہ اسی کے مطابق اللہ تعالے فرماتا ہے۔ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۲۵ پ ۱۴ ع۔ یعنے جب آسمان ایک دہوان (قحط) لائیگا اور وہ قحط کہلا کہلا ہوگا جسکو عوام بہی محسوس کر لینگے اور ان لوگون کو عذاب گہیر لے گا۔ یہ عذاب ہے دکہ دالا اسوقت ان کی فطرتیں رب العالمین کی ربوبیت کی طرف ملتجی ہونگی اور دعا کرینگی کہ اے ہمارے رب یہہ عذاب (قحط) ہم سے دور کر ہم مان جاوینگے یعنے دل ہی دل میں اس عذاب سے ڈر کر ارادہ کر لیا کہ ہم مان جاوینگے۔ اسیواسطے اللہ تعالے نے قالوا نہیں فرمایا یعنے ان کے اندرونی رجوع کو اللہ تعالے علیم بذات الصدور نے معلوم کر لیا۔ ان کے اس اندرونی خائفانہ رجوع اور وعدہ کی اللہ تعالے تکذیب کرتا ہے کہ یہہ رجوع ظہور میں نہیں آوے گا کیونکہ فرماتا ہے أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ ان کو اس عذاب سے کب نصیحت آسکتی ہے حالانکہ بڑا کہول کہول کر سنانے والا رسول انکے پاس آیا اور انہون نے کہدیا کہ کسیکا سکہایا ہوا ہے اور ہسٹ والا آدمی ہے بہرحال إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ہم تہوڑے عرصہ کے لئے اپنا عذاب دور کر دیتے ہیں مگر یقیناً تم پھر ویسے کے ویسے ہی ہو جاؤگے یہان اللہ تعالے نے اندرونی رجوع کے چہوٹے پر بازیادہ سے زیادہ ایمان لانے وعدہ پر عذاب ٹلا دیا اسیطرح اللہ تعالے نے فرعونیون کا ذکر فرمایا جسکا ذکر پ ۹ میں ہے کہ جب ان پر عذاب آتا وعدہ ایمان لانے کا کرتے بعد ٹلنے عذاب کے وعدہ شکنی کرتے مگر اللہ تعالے باوجود عالم الغیب ہونے کے انکا اتنا چہوٹا رجوع

بہی ضائع نہ کرتا۔ مگر بالآخر کیا ہوا جب وہ اپنی شرارتون مین بڑہ گئے اللہ تعالے نے انکو غرق اور ہلاک کر دیا اب یہی حال ہے سلطان محمد والی پیشگوئی کا انہون نے اپنے گہبراہٹ اور خوف سے فائدہ اٹہایا مگر آپ یاد رکہیں اور خوب یاد رکہیں اور میں اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہ پیشگوئی ضرور ضرور پوری ہوگی اور کبہی نہیں ٹلے گی۔ زمین آسمان ٹل جائینگے مگر اللہ تعالے کی باتین نہیں ٹلتیں۔

قولہ ۱۸۔ مرزا صاحب اپنے تالیفات میں ایک مسیح کے آنے کا بہی امکان مانتے ہیں کہ جبپر حدیثون کے ظاہری الفاظ مطابق ہون پس کیون نہ انکو مسیح موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف۔

اقول۔ آپکی یہ نرالی سمجھ اور دور بینی قابل تعجب ہے ایک شخص مدعی موجود ہے اسکا وجود اور موعود ہونا اللہ تعالے کے شہادت زمانہ کی موجودہ حالت کی شہادت صدی کا سر ہونے کی شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت تائیدات آلہیہ کی شہادت ہزارہا معجزات وخوارق کی شہادت کسوف خسوف کی شہادت۔ منع حج کی شہادت۔ طاعون کی شہادت۔ زلازل کی شہادت سیلاب کی شہادت۔ اسکے ذوالقرنین ہونیکی شہادت یعنے ہجری وعیسوی دونون صدیونکو اسکے پالیا۔ اسکی اپنی پیشگوئیون کی شہادت۔ اسکے روز افزون ترقی کی شہادت۔ چار لاکہہ مسلمانون کی شہادت۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ... الاقاویل کی شہادت سے یقینی ثابت ہو چکا ہے اسکو چہوڑ کر موہوم اور امکانی مسیح کا انتظار کرنا جو ابہی موجود بہی نہیں سوائے اسکے اور کیا سمجہا جاوے کہ اب لوگون کو خونریزی اور غدر ۵۷ء والا فساد اور لوٹ مار غارت کر کے مارنیکا نہایت بڑا شوق ہے۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مرد آدمی آپ ذرا اس سوال پر نظر ثانی تو کرو کیا یہ سوال آپکا قابل بیان کرنے کے ہے۔

سچ ہے انبیاء کی مخالفت کر کر کیسے کیسے لغو اعتراضات انسان پیش کرتا ہے جنکو اگر خود ہی غور کر کے دیکہے تو شرمندہ ہو جاوے۔ اگرچہ آپ کے تمام سوالات اس قابل نہ تہے۔ کہ آپکو اس خط میں جواب دیا جاتا بلکہ بہت ہی تفصیل مناسب تہی۔ مگر چونکہ یہ خط انکی تفاصیل کا متحمل نہیں ونیز میرا ارادہ ہے کہ ان تمام خطوط کو جو پہلے بذریعہ الحکم وبدر شائع کئے ہیں تکمیل کر کے بطور کتاب کے شائع کرون یعنے بسبب اختصار جو کچہہ انکی کمی ہے پوری کر کے طبع کرون اسلئے میں اس خط کو ختم کرتا ہون وَاللہُ وَلِی التوفیق ھو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم صل وسلم وبارک علٰی سیدنا ومولانا وھادینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم واحمد صلے اللہ علیہ وسلم وعلٰی آلھما واصحابھما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین۔

حکیم فضل دین از قادیان

وکیل اسلام

حفاظت واشاعت اسلام کا ایک زبردست ماہوار رسالہ ماہ جولائی سے شائع ہوگا۔ مختصر مقاصد درج ذیل ہیں۔ مخالفین اسلام کے جواب متانت ومیانہ روی سے دینا۔ برائے نام مسلمانون کو عملی طور پر مسلمان بنانے کی کوشش کرنا۔ مسلمانون کے باہمی تفرقون کو مٹانا۔ صوفیائے کرام وبزرگان اسلام کی حالت شائع کرنا۔ وکیل اسلام کا دلی منشاء یہ ہے کہ اشاعت اسلام ہی ہو مگر حفاظت اسلام ضروری ہے یعنے جو لوگ نام کے مسلمان ہیں وہ کام کے بہی مسلمان ہون قیمت سالانہ ۱۸ ع۔ جنہون نے کی خریداری کی درخواستیں اخیر جون سے پہلے پہلے آئینگی۔ انہیں چند اسلامی کتابیں انجمن اپنی بہستہ سے مفت نذر کرے گی

المشتہر۔ سکرٹری انجمن وکیل اسلام نیلا ہالا ...

احمدی بہائیون سے ایک ضروری التجا

الحکم مطبوعہ ۱۰ مئی جسمیں عاجز کا مضمون نقشبندیون پر اتمام حجت کے عنوان سے ہے میں چاہتا ہون کہ آپ صاحبان ضرور اپنے شہر اور قریب وجوار کے نقشبندیون کو دکہائیں اور حتی الامکان اس کی اشاعت کرین۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ حاصل کرکے عند اللہ ناجی کرے۔

نیاز مند الحق آف گولیکے ضلع گجرات

زلزلہ

منشی سردار خان صاحب منصوری سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو یہان منصوری پر قریب ۴½ بجے سہ پہر کو دو دفعہ یکے بعد دیگرے زلزلہ آیا۔ جو ۲۸ فروری والے زلزلے سے کچہہ ہی کم تہا۔ اس پہاڑ پر اکثر زلزلون کا سلسلہ شروع ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسھم ۔ انّہ اوی القریۃ

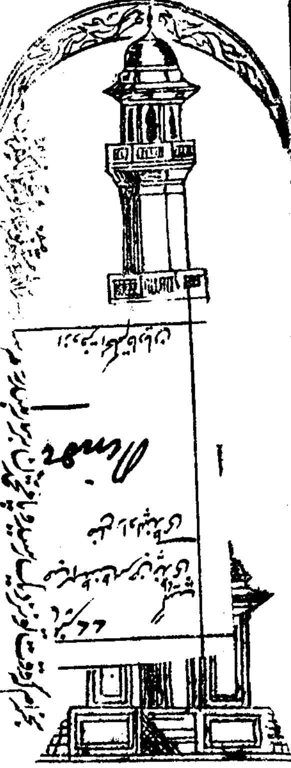
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲)



نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَةِ ۔
بَلْ يَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہون تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے ۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ اون کے پاس اچانک آئے گا ۔

۲۷ ۔ مئی ۱۹۰۶ء اُرِيْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا ۔

ترجمہ میں تجھے راحت دون گا اور تجھے نہ مٹاؤن گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالون گا اس کے ساتھ ہی دل مین ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیساکہ مین نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

"آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہے ہیں ۔ فرمایا ۔ یہ الہام اُنہی کے متعلق معلوم ہوتا ہے ۔

خدائے عزّ وجل کی پاک وحی ایک نئے مخالف شدہ کے بارے میں ۔ پڑھنے والے سمجھ لیں ۔

وحی اللہ

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء ۔ (۱) خدا کے مقبولون مین قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں ۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا ۔ فرشتون کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا ۔ نہ دیکھا نہ جانا ۔
(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں ۔
(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَّكَاذِبٍ
ترجمہ ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے مین فرق دکھلا دے ۔
(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ
ترجمہ ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے ۔

* نوٹ ۔ برہمن میں اس نسبت کا حصہ منسوب ہے برہما ۔ برہمن اوتار اللہ تعالےٰ کے اسم غالب کا مظہر ۔ ایڈیٹر

چودھری الٰہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودہری الٰہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالےٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے ۔ آپ نے ۷ ۔ ۸ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ ۔ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی ۔

اللّٰھم اغفرہ وارحمہ

چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۲ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشون کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان مین ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہوکر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہین گئے تھے ۔ آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی ۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجالاتے رہے وہ عیان ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت ۔ اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجالاتے رہے ۔ اور کچھ مدت مدرسہ مین آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے ۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودہری الٰہ داد صاحب بڑے مخلص تھے ۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے ۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی ۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح ۴ کا وہ رؤیا آپ کے حق مین پورا ہوا جس مین آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبرین ہیں (دوسری قبر میان الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیان اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئندہ اخبار مین کیا جاوے گا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔

وہ ایک اعلےٰ درجہ کا مہمان نواز تھا ۔ دوستوں کا سچا دوست تھا ۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا ۔ خدا تعالےٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے ۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت مین ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ۔

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الامین محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین +

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا - اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُمّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں - یہ مولود خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - اولًا اس لئے کہ حضرت اقدس کی اُس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **تری نسلًا بعیدًا** کے الفاظ میں اُس وقت ہوئی تھی جبکہ ابھی آپ کی یہ شادی بھی نہ ہوئی تھی پس تیئس (۲۳) بتیس (۳۲) سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار بھی نہو اور پھر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو - غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے - جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا - (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا - (۴) پھر اس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا -

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتًا بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہوچکی ہے - جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہوچکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی - **اِنّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک - نافلۃً من عندی** - ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ تیرے لئے نافلہ ہے - وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے - پھر ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا - **اِنّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک** - ایسا ہی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا - **اُریک ما یرضیک** -

یہ الہامات خدا تعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں - اے خدا کے جری تجھپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تھا -

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ تری نسلًا بعیدًا کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے - خدا کا شکر ہے کہ اس نے پھر ہمیں یہہ موقع دیا - الحمد للہ اولًا و آخرًا و ظاہرًا و باطنًا -

پھر ایک بار ہم خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں - ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین کو -

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی بر دمند اور مبارک کرے - وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت نہال کے لئے سرمایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے - وہ نافع الناس ہو - اور ہر پہلو سے اس کا وجود وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو - ؏ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد -

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو ایمپائر ڈے قادیان کے جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بین کہ اندر یک قران کردہ قرین — آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمین
راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود — جمع مے گردد مہر و مہ بدور آخرین
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر — قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزین
معدلت در جان قیصر شد ز فضل حق خمیر — مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجین
قیصر و مہدی ہا کردند تسخیر قلوب — آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدین
آن بود ساول صولت این بود داؤد شان — این بود چون ابن مریم آن چو پور آبتین
آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل — آن شہنشہ این نبی دارا ست آن عیسے ست دین
آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است — این فراز صدر تمکین آن فراز صدر زین
قلب اعدا قلب سحا را بہم بشگافتند — مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کین
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا — آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمین
بیگمان گر تیغ قیصر محو کرد آثار ظلم — حک نمودہ خامہ مہدی ضلالت بالیقین
تیغ قیصر گوہر آگین است از دُرّ عدن — خامہ مہدی گہر ریز است [illegible] از در ثمین
صد در مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است — صد در مضمون است [illegible] در خزن مہدی دفین
بہر نشر دین و دولت در میان ملک و قوم — ہر دو را اینک [illegible] کرد ایزد میگزین
از قوانین ملک را گر دادہ قیصر انتظام — از براہین دادہ مہدی قوم را حبل المتین
از زمین گر برد شہ تا بردہ قیصر علم و فن — علم و دین آورد مہدی از ثریا بر زمین
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن — مہدی آخر زمان باشد امیر المومنین
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی — ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزین
فتنہ از قیصر بود لرزان چہ برگ از مہرگان — صلح از مہدی بود خندان چو گل از فرد دین
کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشان — کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشین
قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار — آن رعایا را امان و این برایا را امین
عہد مہدی بالیقین از بہر امت من لیسر — عہد قیصر مملکت را گر یسار است و یمین
گر سران بر درگہ قیصر فرود آرند سر — قدسیان سایند بر دروازہ مہدی جبین
ملک قیصر رفتہ ہمچون صیت مہدی تا بروس — صیت مہدی رفتہ ہمچون ملک قیصر تا بچین
قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستان — مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستین
سرکشان بر سدۂ دیوان قیصر بوسہ زن — سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چین
چون نباز و زہرہ حاسد روبہ سان از بیم شان — شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عرین
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر — بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معین
ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت — ملک دین در دست مہدی سر بسر گشتہ رہین
خرد بین گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش — مہدی از الہام اندر پیش دارد دور بین
ملک عالم دارد ار قیصر بدولت زیر حکم — ملک معنی ہست مہدی را بدین زیر نگین
یادگار عصر قیصر این بود بس پائیدار — کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ برین
ہست مہدی را سنباز و ہست قیصر را سنکار — صد تحیت بر مہدی بقیصر آفرین
نظم کردستم بحکم حضرت شیر علی — ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزین
کفش بردار جناب مہدیستم بیگمان — بے نیازستم ز بذل قیصر و فغفور چین
آن ستے مصطفےٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح — خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگین
ناصر الاسلام محی السنہ مصباح الہدےٰ — نائب ختم الرسل مولائے امام المتقین
کاشف اسرار بوحی عارف رمز دلی — عالم علم لدنی [illegible] روح الامین
کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور — کردہ باطل را ز حق یک سو چو موم از انگبین

صد تحیاتش و صلوٰتش باد از روح القدس

صد درود و صد سلامش باد از روح الامین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریہ

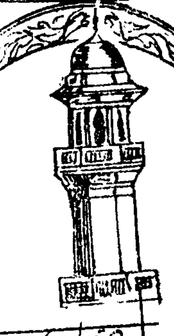
الحکم

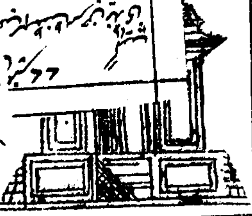
چہ گویم باتو گر آئی جہاد ر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدیؐ)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کیلئے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنے (عـہ)





فہرست مضامین

نمبر ۱۹ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الزَّلْزَلَةِ ۔
بَلْ يَأْتِيهِمْ بَغْتَةً

اگر چاہوں تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ ادن کے پاس اچانک آئے گا۔

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء أُرِيحُكَ وَلَا أُجِيحُكَ وَأُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا ۔

ترجمہ میں تجھے راحت دونگا اور تجھے نہ مٹاؤنگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالونگا اس کے ساتھ ہی دل مین ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تہا

جیسا کہ مین نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

”آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں“

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہے ہیں۔ فرمایا۔ یہ الہام اُسی کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔

خدائے عزوجل کی پاک وحی ایک نئے مخالف شدہ کے بارے میں۔ پڑھنے والے سمجھ لیں۔

وحی اللہ

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء۔ (۱) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔

(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ

ترجمہ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے۔

(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ

ترجمہ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے۔

* نوٹ:۔ برہمن میں (ن) نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ برہمہ۔ برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر۔ ایڈیٹر

چودھری الہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بہائی جناب چودہری الہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے۔ آپ نے ۷،۸ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی۔

اللّٰھم اغفرہ وارحمہ

چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۲ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان مین ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہوکر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے۔ آپ کی عمر قریبًا ۴۲ سال کے تھی۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجالاتے رہے وہ عیان ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت۔ اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجالاتے رہے۔ اور کچھ مدت مدرسہ مین آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودہری الہ داد صاحب بڑے مخلص تھے۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح ؑ کا وہ رؤیا آپ کے حق مین پورا ہوا جس مین آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبرین ہیں (دوسری قبر میان الہی بخش صاحب کی ہے) یہہ پیارا دوست بہت سی خوبیان اپنے اندر رکھتا تہا جن کا کچھ کسی آئیندہ اخبار مین کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وہ ایک اعلےٰ درجہ کا مہمان نواز تہا۔ دوستون کا سچا دوست تہا۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تہا۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت مین ان کے دوست ابوسعید عرب صاحب نے اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ۔

نحمدہ و نصلی بسم اللہ الرحمن الرحیم علی رسولہ الکریم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ الامین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین +

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا - اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُمّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں - یہ مولود خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - اوّلًا اس لئے کہ حضرت اقدس کی اوس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **نری نسلًا بعیدًا** کے الفاظ میں اوس وقت ہوئی تہی جبکہ ابھی آپکی یہ شادی ہی نہ ہوئی تہی پس تیئس (۲۳) بتیس (۳۲) سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار بہی نہو اور پہر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو - غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے - جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا - (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا - (۴) پھر اوس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا -

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتًا بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہو چکی ہے - جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہو چکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی - **اِنّا نبشرک بغلامٍ - نافلۃً لک - نافلۃً من عندی** - ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ تیرے لئے نافلہ ہے - وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے - پھر ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا - **اِنّا نبشرک بغلامٍ - نافلۃً لک** - ایسا ہی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا - **اُریک ما یرضیک** - یہہ الہامات خدا تعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں - جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں - اے خدا کے جری تجھپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تہا :

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تہی کہ **نری نسلًا بعیدًا** کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے - خدا کا شکر ہے کہ اوس نے پہر ہمیں یہہ موقع دیا - الحمد للہ اولًا و آخرًا و ظاہرًا و باطنًا -

پھر ایک بار ہم خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں - ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب اور ان کے متعلقین کو -

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی برومند اور مُبارک کرے - وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت نہال کے سرمایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے - وہ نافع الناس ہو اور ہر پہلو سے اوس کا وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو - ع - این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد -

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو ایمپائر ڈے قادیان کے جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بین کہ اندر یک قران کردہ قرین
آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمین

راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود
جمع مے گردند ہر دو مہ بدور آخرین

فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر
قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزین

معدلت در جان قیصر شد ز فضل حق خمیر
مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجین

قیصر و مہدی ما کردند تسخیر قلوب
آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدین

آن بود سائل صولت این بود داؤد شان
این بود چوں ابن مریم آن چو پور آتبین

آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل
آن شہنشہ این نبی دارا ست آن عیسے است دین

آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است
این فراز صدر زمان آن فراز صدر زین

قلب اعدا قلب ہیجا را بہم بشگافتند
مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کین

تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا
آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمین

بیگمان گر تیغ قیصر حک کرد آثار ظلم
حک نمودہ خامہ مہدی ضلالت بالیقین

تیغ قیصر گوہر آبین است از دُرّ عدن
خامہ مہدی گوہر [illegible] از در ثمین

صد در مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است
صد در مکنون است [illegible] بمخزن مہدی دفین

بہر نشر دین و دولت در میان ملک و قوم
ہر دو را اینک [illegible] کرد ایزد میگزین

از قوانین ملک را گر دادہ قیصر انتظام
از برائے دادہ مہدی قوم را حبل المتین

از زمین گر بر ثریا برد قیصر علم و فن
علم دین آرد مہدی از ثریا بر زمین

قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن
مہدی آخر زمان باشد امیر المومنین

ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی
ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزین

فتنہ از قیصر بود لرزان چو برگ از مہرگان
صلح از مہدی بود خندان چو گل از فرد دین

کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشان
کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشین

قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار
آن رعایا را امان و این برایا را امین

عہد مہدی بالیقین از بہر امت یمن یسر
عصر قیصر مملکت را گر یسار است و یمین

گر سران بر درگہ قیصر فرو آرند سر
قدسیان سایند بر دروازۂ مہدی جبین

ملک قیصر رفتہ ہمچوں صیت مہدی تا بروس
صیت مہدی رفتہ ہمچوں ملک قیصر تا بچین

قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستان
مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستین

سرکشان بر سدۂ دیوان قیصر بوسہ زن
سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چین

چوں نیاز و زہرہ حاسد روبہ سان از ہیبت شان
شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عرین

ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر
بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معین

ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت
ملک دین در دست مہدی سر بسر گشتہ رہین

خرد بین گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش
مہدی از الہام اندیشش دارد دور بین

ملک عالم دارد ار قیصر بدولت زیر حکم
ملک معنی ہست مہدی را بدین زیر نگین

یادگار عصر قیصر این بود بس پائیدار
کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ برین

ہست مہدی را ستنیا و ہست قیصر را ستکار
صد تحیت در بر مہدی بقیصر آفرین

نظم کردستم بحکم حضرت بشیر علی
ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزین

کفش بردار جناب مہدیستم بیگمان
بے نیازستم ز بذل قیصر و فغفور چین

آن سمیِّ مصطفیٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح
خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگین

ناصر الاسلام محی السنہ مصباح الہدیٰ
نائب ختم الرسل مولے امام المتقین

کاشف اسرار یوحیٰ عارف رمز دنیٰ
عالم علم انی مہبط روح الامین

کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور
کردہ باطل را ز حق یکسو چو موم از انگبین

صد تحیات و صلوتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامین

خطبہ روز جمعہ ۲۵ مئی فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدًا و مصلیًا

بعد خطبہ ماثورہ کے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولقد آتینا موسی الکتاب لعلهم یهتدون ۝ وجعلنا ابن مریم وامه آیة وآویناهما الی ربوة ذات قرار ومعین ۝ یا ایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم ۝ وان هذه امتکم امة واحدة وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرهم بینهم زبرا کل حزب بما لدیهم فرحون ۝ فذرهم فی غمرتهم حتی حین ۝ پ ۱۸

واضح ہو کہ قرآن مجید ایسا باغ سدا بہار ہے جسمیں ہزارہا درخت پہلدار ایسے لگے ہوئے ہیں جو ہمیشہ قیامت تک طالبوں کو اپنا پہل دیتے رہیں گے اور اوسکو شش دیگر باغہائے دنیا کے کبھی اور کسیوقت خزان نہیں آئے گی ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها پ ۱۳ یعنی اے دیکھنے والے کیا تو نے نظر نہیں کی کہ اللہ تعالے نے ہر ایک کلمہ طیبہ کی کیسی مثل بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کلمہ طیبہ مانند ایسے ایک پاکیزہ درخت کی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنیاں اوسکی آسمان تک اونچی ہیں اور ہر وقت اپنا پہل دیتا رہتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے -

ف کلمہ طیبہ سے مراد خواہ کلمہ توحید ہو یا قرآن مجید کا ہر ایک کلام یعنے ہر ایک آیت ہو وہ کلمہ حقہ دلائل قاطعہ سے ایسا حق اور ثابت ہے کہ کسی کے شبہ کرنے سے اوس میں تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا اور کیونکر متزلزل ہو سکے کہ اللہ تعالے کے علم میں وہ ثابت اور حق ہے اور نیز اللہ تعالے کے نزدیک وہ ایسا رفیع الدرجات ہے کہ اوسکی شاخیں آسمان تک پونہچی ہوئی ہیں باوجود اس کے حسب ضرورت زمانہ کے اپنے طالبوں کو انعام و اکرام یعنے وحی و الہام کے ثمرات ہر وقت عطا فرماتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالے کی طرف سے اوسکی یہ شان تربیت حسب مقتضائے صفت ربوبیت اللہ تعالے کے اوسی کے ارادہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے اگرچہ دنیا میں کوئی درخت مثل کلمہ طیبہ کے تو موجود نہیں ہے مگر بطور تشبیہ لوگوں کو سمجہانے کے لئے چہوہارے کا درخت مثال کیلئے کافی ہے کہ اوس میں یہ صفات مگر صرف جسمانی طور پر واسطے مثال دینے کے موجود ہیں چونکہ انسان کے اعمال جو دنیا میں عملدرآمد کرتا ہے آخرت میں اپنی صورتون مناسب کے ساتھ متمثل ہوجا دینگے لہذا وہ مومن جس نے دنیا میں کلمات طیبات قرآنی سے فوائد حاصل کئے ہیں آخرت میں اونکا تمثل بصفت جنت اسی طرح پر ہوگا - جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے مثل الجنة التی وعد المتقون تجری من تحتها الانهار اکلها دائم وظلها ط تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار پ ۱۳ چونکہ کلمات قرآنی کی تلاوت کے فوائد سے انسان ہر حالت میں یعنے قیاما و قعودا و علی جنوبهم تمتع حاصل کر سکتا ہے اسلئے جنت کے پہلون کی نسبت بہی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجنی الجنتین دان یعنے پہل دونون جنتون کا انسان کی ہر ایک حالت قیام و قعود وغیرہ کی قریب ہونگی - غرضکہ ہر ایک عمل کا تمثل جو آخرت میں ہوگا اوسکو اسی پر قیاس کرو کیونکہ الدنیا مزرعة الآخرة وارد ہے - ایسے درختون کی تازہ بہار اوسوقت ہر ایک اہل بصیرت کو نظر آجاتی ہے جبکہ کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے - جیسا کہ الحال بعثت مسیح موعود کے وقت میں اہل بصیرت کو وہ بہار مشاہدہ ہو رہی ہے ولنعم ما قیل ؎

پہوں بیاید بہار باز آید
موسم لالہ زار باز آید

الحاصل ان اوپر کی آیات متلوہ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تحقیق بے شک ہم نے موسی کو کتاب توریت عنایت فرمائی تہی تاکہ وہ ہدایت پاوین اور مریم کے بیٹے عیسے اور ونکی والدہ مریم کو ایک نشانی بنایا تہا اور اون دونون کو ایک ایسے بڑے اونچے ٹیلے پر پناہ دی تہی جو اونکے لئے موجب قرار تہے یعنے کہانے کیلئے میوجات اور پینے کے لئے چشمہائے جاری شیرین و خوش گوار موجود تہے -

ف ان تینون آیتون میں غور کرنے سے سلسلہ محمدیہ و سلسلہ احمدیہ کے بہت سے مسائل کی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے اول تو یہ کہ جیسا قرآن مجید میں اکثر جگہ پر ان دونون سلسلون کی طرف کہیں تو اشارہ ہے اور کسی جگہ پر صراحت ہے جیسا کہ سورۂ جمعہ اور سورہ بینہ وغیرہ میں بیان ہوا ہے ان آیتون میں کہلا ہوا اشارہ ان دونون سلسلہ کی طرف ہے وجہ یہہ کہ حسب الحکم آیت زیر تفسیر اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم سے پیشتر ایک سلسلہ دینی موسوی قایم کیا جسکے اول میں حضرت موسی ہوئے اور آخر میں تمہا نشان سلسلہ موسوی کیلئے حضرت عیسے مقرر ہوئے مفسرین جو بہانپر آیت سے مراد یہہ لکہتے ہیں کہ حضرت عیسی اسلئے نشان تہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تہے اور حضرت مریم اسلئے نشان تہیں کہ بغیر زوج کے حاملہ ہوگئیں تہیں یا دیگر خوارق اون دونون سے صادر ہوئی تہی اسلئے اونکو آیت قرار دیا گیا مگر اس توجیہہ سے کچہہ بہی ثلج صدر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسے کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تو اوزا اہل کتاب کے لئے ٹہوکر کہانے کا باعث ہوگیا ہے چہ جائیکہ نشان ہوجاوے اور باعتبار خوارق کے آیات ہونا سو یہ تخصیص بہی حضرت عیسے اور مریم کے ساتھہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود موسی اور دیگر انبیاء کو بہی خوارق عادات دی گئی تہی پہر صرف حضرت عیسے ہی کو بلحاظ خوارق کے آیت فرمانا چہ معنی دارد علاوہ یہہ کہ پارہ ۱۷ - رکوع ۶ میں فرمایا گیا ہے کہ وجعلناها وابنها آیة للعالمین غور کرو کہ حضرت عیسے کی حیات تک تو چند حواریون نے ہی حضرت عیسے کو مانا تہا اور بعد اون کی وفات کے اون کے متبعین نے اسقدر غلو کیا کہ آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے لگے تو پہر کیا چند حواریون کے ایمان لانے کو یا بعد اون کی وفات کے ایک عالم کے مشرک ہوجانے کو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسے یا اون کی والدہ تمام عالمون کے لئے نشان الہی تہیں غرضکہ ان اعتبارات سے تو ہرگز ہرگز حضرت عیسی یا اون کی والدہ تمام دیگر انبیاؤن کو چہوڑ کر نشان الہی مخصوص طور پر نہیں ہو سکتے پس مراد الہی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالے کے علم ازلی میں یہہ امر مقرر ہو چکا تہا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبین سید المرسلین کا سلسلہ دین اسلام بلحاظ خلافت کے مثل سلسلہ موسوی کے جاری ہوگا مگر جب تک کہ مشبہ بہ کی حد ابتدائی اور حد انتہائی نہ مقرر کی جاوے تب تک مشبہ کو مشبہ بہ کے ساتھہ کیونکر تشبیہہ دے سکتے ہیں اور پہر اس امر کا کہ حضرت موسی سے ہی یہان اس سلسلہ بنی اسرائیل کا ابتداء کیون لیا گیا یہہ ہے کہ پہلی قومیں یعنے قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ پہلے ہلاک ہو چکی تہیں جیسا کہ سورہ قصص میں بہی اسکا بیان ہے چنانچہ اللہ تعالے ایک جگہ پر فرماتا ہے ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اهلکنا القرون الاولی - اسلئے اللہ تعالی نے اپنے علم ازلی کے مطابق حد ابتدائی اوس سلسلہ کی حضرت موسی کو قرار دیا جسکی نسبت فرمایا گیا ولقد آتینا موسی الکتاب لعلهم یهتدون اور چونکہ سلسلہ محمدیہ کی نسبت بشیں گوئیان بہی کتاب توریت میں بہت کثرت سے فرمائی گئی ہیں لہذا لفظ یهتدون کا اشارہ اس طرف ہوا کہ تا اس کتاب توریت سے اہل کتاب کو سلسلہ محمدیہ کیطرف اپنے وقت میں ہدایت حاصل ہوجاوے کیونکہ سلسلہ موسوی سلسلہ محمدیہ کے لئے بطور تمہید کے قایم کیا گیا تہا لہذا آخری سلسلہ موسوی کے حد یا نشان کو حضرت عیسے اور مریم کے ساتھہ مقرر فرما دیا کہ جس طرح سلسلہ موسوی کا انتہا حضرت عیسے تک ہوا - سلسلہ محمدیہ کا انتہا بہی مسیح موعود تک ہی ہوگا اور پہر اوسی کے آخری زمانہ میں تغیرات شروع ہوجاوینگے جس میں کثرت سے دنیا پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی کیونکہ اس زمانہ آخری میں اتمام حجت اللہ کا ہوچکا ہوچکا اسلئے دیکہو اب اس زمانہ میں دنیا کا رنگ ایسا بدلا ہوا ہے کہ طاعون قحط زلازل اور آتش فشانی وغیرہ وغیرہ سے تمام عالمون پر تباہی اور ہلاکت نازل ہو رہی ہے جو پہلے زمانون میں ایسی تباہی اور ہلاکت تواریخ سے معلوم نہیں ہوتی اور تمام حکما اور فلاسفر بہی چلا اوٹہے ہیں کہ زمانہ کا رنگ ان ابتلاؤن میں بہ نسبت زمانہ سابق کے بدلا ہوا ہے اور چونکہ وہ مجدد عظیم الشان مظہر رحمت للعالمین جو بنام عیسے کے مبعوث ہوا ہے اوس کی تبلیغ تمام عالمون میں اور اقطار بعیدہ عالم میں بذریعہ اشتہارات و رسائل و کتب کے پہونچ چکی ہے اور نیز جو شرک و بدعات حضرت عیسے یا حضرت مریم کی بعث کئے جا رہے ہیں اونکی براءت ان تمام امور غیر بدعتیہ سے اپنے نشانات اور خوارق عادات کے ساتھ سب کا اس مسیح موعود نے تمام دنیا میں شائع کر دی اس اعتبار اور لحاظ سے حضرت عیسے اور مریم کا نام عالمون کے لئے بذریعہ مسیح موعود نشان ہوجانا ظاہر ہے بس اس اعتبار سے آخر زمانہ میں جو خاتم الخلفاء کا بنام مسیح وعیسی اس امت میں مبعوث ہونے کا سر یہ لہا جس سے بقیہ ما وجعلناها وابنها آیة للعالمین کے مفہوم کو پورے طور مصادق کر دیا اور یہی کلمہ ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اللہ تبارک و تعالے نے حضرت موسی اور حضرت عیسے کے درمیانی انبیاء کو تذکرہ نہیں فرمایا کیونکہ مقصود تو صرف حد بندی اول و آخر سلسلہ موسوی کی مقصود اعلم تہی واسطے مشابہت سلسلہ محمدیہ کے کہ وجعلنا ابن مریم وامه آیة - پہاوے مفسرین پر اللہ تعالے رحم فرماوے کہ باوجود کہ ظہور حضرت عیسی منجملہ آیات کبری قیامت کے مانتے تہے مگر انہوں نے آیت زیر تفسیر میں حضرت عیسی کو اس لحاظ سے آیت ہونا تحریر نہیں فرمایا کسی نے باعتبار ولادت بغیر پدر کے آیت قرار دیا ہے حالانکہ ایسی ولادت

یہ نہ ہو جب اختلافی اور کسی نے ظہور خوارق کے اعتبار سے اون کو آیت ٹھیرایا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ وغیرہ بھی تو اس لحاظ خوارق سے ایک بڑی آیت تھے اور ظاہر ہے کہ آیت بالشان کا مقرر کرنا بوقت واجبت کے ضروری ہی ہوتا ہے۔ دیکھو گورنمنٹ ارضی بلکہ رعایا بھی جب کسی زمین یا زمانہ کی حد بندی کرنا چاہتے ہیں تو اوسکے لئے ایک نشان مقرر کر دیتے ہیں پس اسی طرح پر اللہ تعالے نے سلسلہ موسوی کے آخر زمانہ کی حد بندی کے لئے حضرت عیسیٰ کو ایک نشان قرار دیدیا ہے تاکہ سلسلہ محمدیہ کی تشبیہ اوس سلسلہ موسوی کے ساتھہ دی جاوے آیت استخلاف اور آیات سورہ تحریم بھی اسی طرف ناظر ہیں اور نیز غور کرنے سے اس مراد الٰہی کی حقیقت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے دیکھو سال و ماہ و ہفتہ جات و ایام و ساعات کی حد بندی بھی کی گئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ قل ھی مواقیت للناس والحج اسیطرح میقات دورہ محمدی و احمدی کے تشبیہ کے لئے میقات دورہ موسوی قایم کیا گیا۔ نکتہ قابل یاد داشت اس آیت میں حضرت عیسےٰ اور مریم دونوں کا ذکر ہے معہذا دونوں کے لئے بصیغہ مفرد لفظ آیت کا فرمایا گیا اور صیغہ تثنیہ یعنے آیتین ارشاد نفرمایا تاکہ جعلنا کا مفعول اول و ثانی میں موافقت ہو جاتی سر اس میں یہ ہی تہا کہ اصل مقصود ذکر کرنے پہلے عیسیٰ و مریم سے آخری سلسلہ کا عیسیٰ او مریم ہے اور وہ تو ایک ہی شخص ہے کما مر بیانہ پس چونکہ آخری عیسےٰ و مریم ایک شخص ہی ہے یعنے وہی عیسےٰ ہے اور وہی مریم ہے اور نفخ روح کے بعد وہی مریم عیسےٰ ہوگیا ہے لہذا اسی آخری عیسیٰ اور مریم کے واحد ہونے کے لحاظ سے لفظ مفرد آیت کا اختیار فرمایا گیا اور یہہ تو سابق میں مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے حضرت عیسےٰ اور مریم کا آیت للعالمین ہونا موقوف ہے آخری عیسیٰ و مریم کے وجود پر پس یہی مراد ہے اس شعر سے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

چونکہ علم الٰہی میں مسیح موعود کی بعثت ہندوستان ملک پنجاب میں ہونے والی تہی اسلئے پہلے عیسیٰ اور مریم کے قرار گاہ کے لئے بھی ہندوستان ہی سری نگر کشمیر تجویز فرمایا گیا تاکہ یہ امر مسیح موعود کے لئے بطور ایک مقدمۃ الجیش کے واقع ہو۔ مفسرین رحمہم اللہ کا اختلاف ربوہ کے تعین میں اسقدر ہے کہ ؎ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہے معہذا پہر بہی کوئی اختلافی قول ایسا نہیں جس سے کلام الٰہی کے معنے ٹہیک معلوم ہو

جاوین بعنے ازالۃ الوسواس وغیرہ مین ثابت کردیا ہے کہ مراد ربوہ سے سری نگر کشمیر ہے وہاں پر چشمہائے شیرین اور خوشگوار کا جاری ہونا تو ہر شخص جانتا ہی ہے لیکن ذات قرار اور ربوہ ہونا اوسکا بہی واضح ہے اور آوی جسکے معنی ہیں مصائب اور تکالیف سے پناہ دینا اور بچانا سو یہ آوا بعد واقعہ صلیب کے واقع ہوا حتّٰی کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بہی وہیں سری نگر میں ہوئی اور قبر بہی وہیں موجود ہے دیکھو ہمارے رسائل کو ربوہ کے معنوں پر اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آوا اگر واقع صلیب سے پیشتر ہوا ہے تو پہر نہ آوا کا مضمون صادق آیا اور نہ اوس ربوہ کا ذات قرار ہونا حضرت عیسےٰ کی نسبت ٹھیک ہوا کیونکہ اوس کے بعد واقعہ صلیب پیش آگیا اور اگر بوقت صلیب یا بعد صلیب یہہ آوا واقع ہوا تو آسمان پر رفع ہونا حضرت عیسےٰ کا محض غلط ہو گیا کیونکہ آسمان کو ربوہ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے فالان حصحص الحق والحق یعلو ولا یعلی تفسیر ابو السعود میں لکہا ہے۔ ذات قرار ای مستقر من ارض منبسطۃ سہلۃ یستقر علیہا ساکنوھا وقیل ذات ثمار و زروع لاجلہا یستقر فیہا ساکنوھا ومعین ای وماء معین ظاھر جار فعیل من معن الماء اذا جری واصلہ الابعاد فی المشی او من الماعون وھو النفع لانہ نفاع او مفعول من عانہ اذا ادرکہ بالعین فانہ لظہورہ یدرک بالعیون وصف ماءھا بذلک للایذان بکونہ جامعا لفنون المنافع الی آخرہ

اب فرمایا جاتا ہے کہ اے مجموعہ پیغمبران ستہری چیزین کہاؤ اور نیک عمل کرو بے شک تم جو کچہہ عمل کرو گے میں اون سب سے خبردار ہوں اور یہ گروہ تمہارا ہی گروہ ہے یعنی اصل دین کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا سبکا پروردگار ہوں تو مجہسے ہی ڈرتے رہو۔

ف چونکہ آنحضرت صلعم میں وہ تمام فضائل جو پہلے انبیاؤں میں تہے موجود تہے لہذا آنحضرت صلعم کے خطاب میں صیغہ جمع کا لایا گیا ولنعم ماقیل ؎

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور چونکہ اقوام عیسائیان نے رہبانیۃ کو اختیار کرکے اچہی اچہی حلال چیزوں کا کہانا ترک کر دیا تہا لہذا رہبانیہ عیسائیان کو بہا نیر رد فرمایا گیا اور بصیغہ امر ارشاد کیا گیا کہ عمدہ اور حلال اشیاء خوردنی لذیذ و مرغوب الطبع کہایا کرو کیونکہ تمام

رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں ہمارا یہی امر صادر ہوا ہے اور فطرت انسانی کے ساتہہ یہہ امر نہایت درجہ مطابقت رکہتا ہے اور موجب محبت و شکر الٰہی کا بہی یہی امر ہے ہاں اس میں افراط منع ہے اس لئے اس امر کے ساتہہ ہی واسطے دور کرنے غفلت کے کہ عبادات الٰہیہ میں واقع ہو ارشاد فرمایا گیا کہ عمدہ اغذیہ حلال و طیبات کا استعمال واسطے حصول قوت کے ہے تاکہ عبادات بجالائے جاوین اس لئے ان عمدہ اغذیہ حلال کا شکریہ یہہ ہی ہے کہ اعمال صالحہ بجالاتے رہو تاکہ بحکم لئن شکرتم لازیدنکم کے ان تمہاری نعمتوں میں ہماری طرف سے زیادتی ہوتی رہے ولنعم ماقیل ؎

شکر نعمت نعمتت افزون کند
کفر نعمت نعمتت بیرون کند

اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے علم میں یہ بات مقرر ہوچکی تہی کہ آخر زمانہ مسیح موعود میں طیبات اور اغذیہ حلال مستلذات کی ایسی کثرت ہوگی جسکی نظیر تواریخ سنین ماضیہ میں موجود نہیں اور اون مستلذات کے استعمال پر اکثر ایسے لوگ جو عیسائی رہبانیۃ کی طرف میلان طبع رکہتے ہیں معترض ہوں گے لہذا حضرت عیسےٰ کے قصہ کے بعد جو امت محمدیہ کے مسیح موعود کا مشبہ بہ ہے اس حکم کا صادر فرمانا نہایت مناسب ہوا تاکہ ایسے زمانہ میں اغذیہ حلال مرغوب الطبائع اور مستلذات کے استعمال کو کوئی شخص بلید الطبع حرام اور ناجائز نہ سمجہے کیونکہ اصل مقصود تو اعمال صالحہ کا بجالانا ہے اور اون اعمال کے بجالانیکی قوت ان اغذیہ مستلذات سے حاصل ہوتی ہے اور صیغہ جمع یعنی یا ایہا الرسل کا ارشاد فرمانا بہی بموجب الہام جری اللہ فی حلل الانبیا کے نہایت مناسب ہوا واضح ہو کہ رہبانیہ کا رد دوسری جگہ پر بہی قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذالک نفصل الآیات لقوم یعلمون پ ولنعم ماقیل ؎

جو کچہہ کہ جہاں میں ہے سب انسان کیلئے ہے
آراستہ یہ گہر اسی مہمان کے لئے ہے

دیکہو الہام لولاک لما خلقت الافلاک کو اور اسی کے موید ہے الہام یاتیک من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ آخر میں جو صفت علیم کا ذکر فرمایا گیا وہ اس لئے کہ تمہارے اون سب اعمال کا علم اور اون سب کی مجہکو خبر ہے جو موجب مزید نعمت کے میرے نزدیک ہیں اور حضرت موسیٰ سے لیکر

حضرت عیسےٰ تک جسقدر انبیا و اولیا گذرے ہیں وہ سب کے سب لے مجموعہ رسل تمہاری ہی امت ہے اور تمہاری امت کے ساتہہ بالکل متحد ہے کیونکہ امت موسوی تو انما تمہاری امت کے بطور تمہید کے ہے۔ جن ذنوب کا خاتمہ مسیح موعود پر ہوا اور اب اس زمانہ مسیح سے زمانہ نفخ اولے کا شروع ہوگیا کیونکہ مسیح محمدی کو آیات کبرے علامات قیامت کبرے سے گردانا گیا تہا پس سلسلہ موسوی اگرچہ مشبہ بہ سلسلہ محمدیہ کا ہے مگر وہ بطور ظل کے تہا اور یہ بطور اصل کے قرار دیا گیا ؎

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

اگر کہا جاوے کہ تشبیہ تو مقتضی ہے کہ مشبہ بہ افضل ہو اور مشبہ مفضول تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ امر ہر جگہ پر ضروری نہیں جیساکہ صیغہ درود شریف میں وارد ہے

اللّٰھم صلے علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اور ہم دریافت کرتے ہیں کہ زید کالاسد میں کیا زید سے اسد افضل ہے کلا و حاشا دیکہو فرمایا اللہ تعالےٰ نے ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ھم فی البر والبحر ورزقنا ھم من الطیبات وفضلنا ھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا پ۔ بالاصل یہ کہ جس جگہ پر مشبہ میں صفات مشبہ بہ ہی ہوں اور اوس کے علاوہ ذاتی صفات بہی ہوں۔ اور یہ فضیلت امت محمدی کو اوپر امت موسوی کے اسواسطے دی گئی کہ میری صفت ربوبیت کی تیر ایک خاص طور پر متجلی ہوئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ ورحمتی وسعت کل شی فسا کتبہا للذین یتقون ویوتون الزکوۃ والذین ھم بآیاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل پ

پس بلحاظ ان انعاموں کے تمکو چاہئے کہ مجہہ سے ہی ڈرو اور کامل تقوے کو اختیار کرو تاکہ باعث مزید انعامات کا ہو۔ نکتہ قابل یادداشت اسجگہ پر یہہ ہے کہ ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ قرآن مجید میں صرف دو جگہ پر آیا ہے اول تو یہی مقام ہے جسمیں ذکر مریم و عیسےٰ کا ہے۔ دوسری جگہ پ میں ہے وہاں پر بہی مریم اور عیسےٰ ہی کا ذکر ہے اس میں سر یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں بنام مریم اور عیسیٰ آنیوالا تہا اسلئے ارشاد فرمایا گیا ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ اسی لئے دیگر انبیاؤں کی نسبت یہہ ارشاد نہیں ہوا اگرچہ وہ سب بہی حضرت ہی کی امت ہیں مگر اون کے نام کے ساتہہ اس امت میں کوئی مبعوث نہیں ہوا

اور یہی مراد تہی مریم اور عیسٰے کی آیۃ للعالمین ہونے سے والحمد للہ پس جو شخص کہ اس عیسٰے محمدیہ کا انکار کرتا ہے وہ بالضرور عیسیٰ موسوی کا بہی مکذب ہے بلکہ اس انکار سے کل سلسلہ موسوی کا انکار لازم آتا ہے اور پہر یہہ انکار اون تمام آیات کے انکار کا مستلزم ہے جنمیں قصہ حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰے کا بیان فرمایا گیا ہے فنعوذ باللہ منہا -

اب اسباب ضرورت قرآن مجید اور ضرورت بعثت خاتم النبیین سید المرسلین کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ پہر لوگوں نے آپسمیں پہوٹ کر کر اپنی اپنی کتابیں جدا جدا بنالی ہیں ہر ایک فرقہ جو اوسکے پاس رطب و یابس ہے اوس میں خوش ہو رہا ہے - اور تم اے پیغمبر ایک وقت تک ان لوگوں کو اون کی غفلت میں چہوڑ دو -

ف یعنے یہ پہوٹ اور تفرقہ انبیا علیہم السلام کیطرف سے نہیں تہا - تقطعوا چونکہ باب تفعل سے ہے اسلئے اوسمیں ایک قسم کا مبالغہ موجود ہے کہ لوگوں نے بڑی شدت کے ساتھہ اختلاف پیدا کر لیا حتےٰ کہ مختلف کتابیں بنالیں کیونکہ زبر جمع زبور کی ہے جس سے مراد استعارۃً کتاب ہو سکتی ہے اور اس شدت اختلاف کو اسطرح پر موکد کیا جاتا ہے کہ ہر ایک فرقہ نے جس امر کو اپنے لئے دین قرار دے لیا ہے خواہ کیسا ہی باطل ہو اسی کو حق سمجہہ رہا ہے اور [illegible] باطل اعتقاد [illegible] ایک ذرہ بہر متوجہ نہیں ہوتا - [illegible] کی تسلی اور [illegible] ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ ایک وقت [illegible] اپنی جہالت [illegible] کہ [illegible] جاوہ گر ہوگا اور مخالفین ہلاک [illegible] -

چنانچہ اس نظارہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی حیات میں ملاحظہ فرمالیا - اس آیت میں ایک [illegible] پیشگوئی بہی مندرج ہے کہ جس طرح اس شدید اختلاف کے وقت میں ضرورت آپکی بعثت کی واقع ہوئی اسیطرح آخر زمانہ میں بہی نہایت شدت کے ساتھہ یہہ اختلاف پیدا ہوگا - چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں گویا یہہ کلام نبوت بہی ارشاد فرمایا گیا ہے تفرقت بنو اسرائیل علی احدی وسبعین فرقۃ فہلکت سبعون و خلصت فرقۃ وان امتی ستفترق علی اثنین وسبعین فرقۃ فتہلک احدی وسبعون فرقۃ وتخلص فرقۃ واحدۃ الحدیث - پس وہی اختلاف شدید اس آخری زمانہ میں بہی موجود ہے اسلئے سخت ضرورت واقع تہی کہ ایک مجدد عظیم الشان الحکم العدل ہو کر مبعوث ہوئے - چنانچہ یہ مجدد مہدی معہود و مسیح موعود عین اپنی وقت پر مبعوث ہو گیا والحمد للہ -

غرضکہ جس طرح پر بوقت بعثت حضرت خاتم النبیین کے مضمون آیت زیر تفسیر کا واقع ہو رہا تہا اس زمانہ آخری میں بہی بعینہ وہی مضمون واقع ہو رہا ہے اور جسطرح فذرہم فی غمرتہم حتی حین اوسوقت میں فرمایا گیا تہا بسبب شدت عناد مخالفین کے اس زمانہ میں بہی الہام الٰہی ہوا کہ یا علی دعہم وانصارہم و زراعتہم اور بالآخر حتی حین کی تفسیر فعلی میں آسمانی بلائیں طاعون زلازل آتش فشانی قحط وغیرہ وغیرہ نازل ہونے شروع ہو گئیں اور یہانپر بہی حتی حین کا ارشاد آموجود ہوا لفظ حین میں جو تنوین تنکیر کی ہے وہ اوس حین کے عظیم الشان ہونے پر دال ہے اور فی الحقیقت یہہ زمانہ باعتبار مصائب اور بلاد کے ایسا سخت زمانہ ہے جو اخبار والے بہی بلحاظ زمانوں سابقہ کے اس کی شدت کی نسبت شہادت دے رہے ہیں - اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

محمد احسن ۲۵ - مئی روز جمعہ ۱۹۰۶ء

درخواست دعا کی کُل احباب جماعت سے

جو صاحب اس مضمون کو مطالعہ فرماویں

واضح ہو کہ خاکسار کی طبیعت حسب سے کہ اعلام الناس حصہ اول و دوم و سوم بمقام بہوپال تصنیف کیا کچہہ ایسی واقع ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت کو بیان کیا جاتا ہی یا اوسکی تفسیر لکھی جاتی ہے میرا ذہن فوراً حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کیطرف ایسا منتقل ہو جاتا ہے کہ اوس آیت سے ثبوت کامل حقیت اس سلسلہ احمدیہ کا جلی طور پر واضح ہو جاتا ہے - چنانچہ خاکسار کے رسائل و کتب مصنفہ اور خصوصاً تفسیر کی ناظرین کو یہ امر ظاہر ہوا ہوگا اور اس انتقال ذہن کے لئے بہت کثرت کے ساتھ دلائل بہی علوم آمیہ سے اور نیز سباق و سیاق آیت متلوہ سے و دیگر آیات مفسرہ سے معلوم ہو جاتے ہیں لہذا الحکم واما بنعمۃ ربک فحدث کے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے اور ناظرین سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ یہ دعا کریں کہ

خاکسار کو اللہ تعالےٰ مصداق حضرت اقدس کے اوس مکاشفہ کا کر دیوے جو براہین کے صفحہ ۲۵۳ حاشیہ میں لکہا ہوا ہے - وہی ہٰذا

"اب ایک چوتہی رؤیا بہی آپ کی تسلی کامل کے لئے بیان کرتا ہوں تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکہا اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ ایک ہی برتن میں کہانا کہایا اور کہانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور با محبت تہے کہ جیسے دو حقیقی بہائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں - اور بعد اوسکے اوسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکہہ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوشدلی سے ایک عرصہ تک کہڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتہہ میں ایک کاغذ تہا اوسمیں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکہے ہوئے تہے اور حضرت خداوند تعالےٰ کی طرف سے اون کی کچہہ تعریفیں لکہی ہوئی تہیں چنانچہ سید صاحب نے اوس کاغذ کو پڑہنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے اون مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اون کے لئے مقرر ہیں اور اوس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تہی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کیطرف سے ہے سو جب پڑہتے پڑہتے وہ کاغذ اخیر تک پہونچ گیا اور کچہہ تہوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جسمیں خدا تعالےٰ کیطرف سے یہہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکہی ہوئی تہی ہو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنے وہ مجہہ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جاویگا یہہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بہی القا ہوا چونکہ مجہکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اسلئے یہ خواب اور یہ القا بہی کئی مسلمانوں اور کئی ہندوؤں کو جو اب تک قادیان میں موجود ہیں اوسیوقت بتلایا گیا - اب دیکہئے کہ یہہ خواب اور یہ الہام بہی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور گو ابہی تک (یعنی جلد سوم براہین کے لکہنے تک) یہہ پیشین گوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اسکا اس وقت پر پورا ہونا بہی انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کے وعدوں میں ممکن نہیں کہ تخلف ہو" انتہی صفحہ ۲۵۲ براہین -

اللہم اجعلنی مصداقاً لہذا المرجل السید الذی اری اللہ للمسیح الموعود آمین یارب العالمین - فآمنوا ایہا الاحباب -

---

[1] دیکہو تحذیر المومنین وغیرہ کو کہ اوس میں قریب ساٹہہ اولیاء اللہ کے نام اور اون کے فضائل لکہے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے فضائل بہی اس میں موجود ہیں - ۱۲ منہ

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم ۰

مخدوم مکرم جناب شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بموجب ریزولیوشن نمبر ۲ جو الاخوان کلب لاہور منعقدہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء میں باتفاق رائے پاس ہوا - مجہے کارروائی ٹی پارٹی" جو الاخوان کلب کیطرف سے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بتاریخ ۲۲ - اپریل ۱۹۰۶ء بوقت ۷ بجے شام بر مکان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور دی گئی - اخبار الحکم میں شائع کرنے کی غرض سے ارسال خدمت عالی کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہے - امید ہے آپ آیندہ اشاعت میں درج فرماکر مشکور فرماوینگے -

(۱) حسب تجویز سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری انجمن الاخوان وبتائید جملہ حاضرین اس جلسہ کیلئے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور میر مجلس مقرر کیئے گئے -

(۲) سب سے پہلے حسب معمول باجازت پریزیڈنٹ صاحب چوہدری فتح محمد خانصاحب نے قرآن خوانی سے افتتاح جلسہ کیا -

(۳) پہر سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری نے ایڈریس جو اس موقعہ کیلئے اسسٹنٹ سکرٹری نے طیار کیا تہا - پڑہ کر سنایا -

(۴) اسکے بعد مولوی احمد حسین صاحب نے فضائل اسلام پر ایک طول طویل لیکچر سنایا اور اپنی نظم نعتیہ پڑہی -

(۵) پہر مرزا صاحب موصوف نے صدر جلسہ اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کرنیکے بعد اپنے شستہ خیالات اور قیمتی نصایح سے جملہ حاضرین کو محظوظ فرمایا - جزاہ اللہ احسن الجزا -

(۶) اخیر پر حاضرین کی چاء اور پان سے تواضع کی گئی - اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا -

تعداد حاضرین جلسہ کی قریباً پچاس تہی -

ایڈریس جو صاحب موصوف کیخدمت میں کیا گیا حسب ذیل ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

میرے معزز بزرگو - بہائیو - اور دوستو - السلام علیکم - غالباً آپ سب صاحبان کو معلوم ہوگا کہ آج کا یہ مجمع کس غرض سے منعقد ہوا ہے - میں مختصراً اتنا عرض کر دینا ضروری

سمجھتا ہوں ۔ کہ آج ہم ایک معزز بھائی کو جو نہ صرف دنیوی لحاظ سے باوفا سلوں صاحب جاہ ہیں ۔ بلکہ تعلیم اسلام کے بھی درخشندہ نمونہ ہیں دلی ارادت سے خوش آمدید کہنے کو ہیں ۔ اس نیک سیرت جوان صورت اور عالی ہمت سے آپ لوگوں کو انٹروڈیوس کرانیکے لئے صرف اتنا کہدینا کافی ہے ۔ کہ آپ سیرت ابوبکرؓ مرحوم کے مصنف ہیں ۔ اور حضرت کریم الملّت مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہٗ کے حالات قدسی آیات کے مرتب کرنیوالے ہیں ۔ جو لوگ قومی جریدے مطالعہ کرتے ہیں ۔ انہیں یہ امر بخوبی معلوم ہے ۔ میں انہیں تمہیدی جملات میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ۔ لہٰذا خود اپنی طرف سے آپ سب صاحبان کی طرف سے بالعموم اور ممبران الاخوان کلب کیطرف سے بالخصوص انکو دلی جوش سے خوش آمدید کہتا ہوا عرض حال کی جرأت کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اول اظہار ارادت کیلئے ایک رباعی پڑھتا ہوں ؎

للہ الحمد کہ اپنا ہی نصیبہ جاگا
بعمدت کے وہ پھر ہم کو چھوٹا یار ملا
پھر سے آنیکی خبر پائی تو یون دل نے کہا
حبذا آمدنت باعث آبادی ما

امابعد میں انجمن الاخوان کیطرف سے ایک دفعہ پھر ارادتمند اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں ۔ اور دعا کرتا ہوں ۔ کہ خداوند کریم ہم سب کو ابتلاؤں اور جملہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے ۔ اور ہر ایک آزمایش کے وقت ہمیں فوق العادت استقامت اور حوصلہ بخشے ۔ اور اپنے مامور و مرسل کے کامل اتباع کی توفیق دے ۔ آپ ایسے درخشندہ نمونے اور قابل تعظیم بزرگوں کو ہم میں دیر تک قایم رکھے ۔ اور ہمیں شوق اور توفیق دے ۔ کہ ہم بھی آپ کی طرح اسلام کے سچے جان نثار اور اللہ تعالےٰ کے پورے فرمانبردار بندے بنیں ۔ اور جوش دل سے پکار اٹھیں ۔ ؎

سر جیست تا بطاعت او بر زمین نہیم
جان در رہش دریغ نباید نثار کرد

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔

بزرگوارا ۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں غاریب ہمارے حوصلے اور ارادے بہت بلند ہو گئے ہیں اور ہم اس وقت سے آپ کے اور جملہ احمدی بزرگوں کی سرپرستی میں آکر کچھ فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں ۔ کیا عجب جو آپ کا بزرگانہ سایہ ہماری امیدوں کو زیادہ کرتا ہوا ہمارے دل بھی بڑھا دے ۔ اور توفیق ایزدی شامل حال ہو تو ہم اپنے ارادوں میں بھی کامیاب ہوں ۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے ۔ کہ جس چھوٹی سی جماعت کے اہتمام سے آج جناب کو خوش آمدید کہنے کے لئے جملہ احباب جمع ہیں ۔ وہ احمدی طلباء کا الاخوان کلب ہے ۔ اسوقت تک اسکی حالت ایک کم عمر بچے کی سی ہے جسے ذرا سی بد پرہیزی سے بیماری آچمٹتی ہے ۔ اور چونکہ آپ نہ صرف جسمانی کمزوریوں کے معالج ہیں ۔ بلکہ خدا کے برگزیدہ مسیح (خدا کی بے شمار نصرتیں اور تائیدیں اسکے ساتھ ہوں) کے پاک ہاتھوں سے ان کے دار الصحت میں رہ کر خود صحت یاب ہو چکے ہیں اور روحانی بیماریوں سے واقفیت بھی حاصل کر چکے ہیں ۔ اسلئے استدعا ہے کہ اس مختصر سی جماعت کیطرف توجہ فرماویں ۔ تاکہ اس کی کوششیں بارآور ہوں ۔ اور آیندہ کے لئے ہمت زیادہ ہو ۔ شاید اس قسم کی باتیں ایک محبانہ اور ارادتمندانہ ایڈریس میں زیادہ موزون نہوں لیکن اس سے بہتر موقع ملنا آسان نہیں ۔ لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانے میں تامل کرنا سخت غلطی ہے ۔ پس میں بسبیل ایجاز اس انجمن کی حالت اور اسکے اغراض و مقاصد سے عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں ۔

گرامی قدرا ۔ چونکہ آپ ایسے مہربان بزرگ کے آنے پر ہماری امیدیں زیادہ خوشگوار ہو گئی ہیں ۔ اسلیئے دلی جوش مجبور کرتا ہے ۔ کہ احوال دل آپ کے سامنے عرض کر دیں ۔ مگر آپ کے ملنے کی خوشی اسقدر ہے ۔ کہ وہ سب مضمون اس جلسہ میں آپکی صورت دیکھکر بھول بھول جاتا ہوں ۔ پھر کبھی ضبط کو کام میں لاکر عرض مدعا کرتا ہوں :۔

میں اسوقت جملہ بزرگان قوم سے جو یہاں تشریف فرما ہیں ۔ اور اس قسم کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔ استدعا کرتا ہوں ۔ کہ وہ اس انجمن کی سرپرستی قبول فرماویں ۔ میرا روئے سخن صرف جناب میرزا صاحب ممدوح کیطرف ہی نہیں ۔ بلکہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر سب کی طرف ہے ۔ مدت سے آرزو تھی ۔ کہ کسی تقریب پر ہمارے احمدی بزرگ جمع ہوں ۔ اور ان کی خدمت میں عرض کیا جاوے ۔ انکی ہمدردی سے اپیل کیا جاوے ۔ کہ وہ ہمارے سرپرست بنکر ہماری حوصلہ افزائی کریں ۔ یار کہئے گا ؎

یہ تکلف تو اک بہانہ تھا
مدعا حال دل سنانا تھا

سو الحمد للہ ہمارے مکرم مہربان میرزا یعقوب بیگ صاحب کی آمد ہمارے لئے برکت کا باعث ہوئی ۔ اور کشت امید میں ابر بہاری برس گیا ۔ اور جس موقعہ کی مدت سے آرزو تھی ۔ نصیب ہوا ۔ گویا ہمارے گلشن میں انکی آمد آمد فصل بہار ہے ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اسوقت میں یہ ظاہر کر دینا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ اسوقت تک اس انجمن کی سرپرستی اخلاق مجسم نیک سیرت ۔ پاکیزہ باطن ۔ عالیقدر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرماتے رہے ہیں ۔ اور میں انجمن کیطرف سے انکا نہایت جوش سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ انکی ذات سے انجمن میں نئی روح پھونکی گئی ہے ۔ اور دعا ہے ۔ کہ جسطرح انہوں نے ہمارے مقاصد میں کامیابی کے لئے جو فی الحقیقت قوم کے مشترکہ مقاصد ہیں ۔ ہمیں مدد دی ہے ۔ اور سرپرستی کی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ان کا معین و ناصر ہو ۔ اور ان کو تمام ارادوں میں کامیابی ہو ۔ اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے نیک نمونے کی پیروی کریں ۔ ہمارے کلب کے مقاصد حسب ذیل ہیں :۔

(۱) اس انجمن کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ۔ "کل مومن اخوۃ" کے مفہوم صحیح کو پورا کرنا ہے ۔ اور برادران طریقت میں ہمدردی اور اخوت کی روح پھونکنا ہے ۔

(۲) ہمارے بھائی جو مختلف کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ ان کے مل بیٹھنے کی سبیل نکالنا ۔ اور نہ صرف تبادلہ خیالات سے فائدہ اٹھانا ۔ بلکہ بعض لایق اور قابل بھائیوں کی معلومات دینیہ اور ذوق عملیہ سے فایدہ اٹھانا ۔

(۳) کتب سلسلہ احمدیہ اور دیگر ضروری کتب مہیا کرکے ایک ریڈنگ روم قایم کرنا ۔ جس سے توسیع معلومات میں امداد ملے ۔

(۴) شائقین کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے سہولیت بہم پہونچانا ۔

بالآخر خلوص دل سے پھر آپ کو نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ جملہ حاضرین کیطرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوا بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتا ہوں ۔ کہ مولا کریم ہمیں ہمیشہ اسطرح مل بیٹھنے کی توفیق دے ۔ ہم نیک ہوں ۔ ہماری مرضی تیری رضا کی تابع ہو ۔ تیرے پیارے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہمارا طرز عمل ہو ۔ زبان پر تیرا ذکر دل میں تیرا ہی خیال ہو ۔ سر میں تیرا ہی سودا ہو ۔ پاؤں تیری راہ میں چلنے سے نہ تھکیں گویا ہم پکے مسلمان اور سچے فرمانبردار بنیں ۔ آمین مولیٰ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے فضل کے وارث بنیں ۔ اور رسل کے قدموں میں جان دیں ۔

ربنا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ آمین ۔
ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریٰتنا قرۃ اعین ۔ واجعلنا للمتقین اماماً ۔
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۔ آمین ثم آمین ۔ ؎

ملداے مطلب دل ہم سے سیکھ جائے کوئی
انہیں سنا دیا حال اپنا داستان کیطرح

جناب میرزا صاحب نے جواباً بہت کچھ اطمینان دلایا اور انجمن کے مقاصد سے ہمدردی ظاہر کی ۔ اور ریڈنگ روم کی ضرورت کو تو جود خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی محسوس کیا ۔ امید ہے ۔ اسپر سب بھائی توجہ فرماوینگے ۔ فقط والسلام ۔

خاکسار غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری الاخوان کلب لاہور
عبد الحکیم ۔ اسسٹنٹ سکرٹری ۔

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت مکرم معظم جناب حکیم فضلدین صاحب بعد السلام علیکم کے واضح ہو کہ ...... کوئی ایسا وظیفہ یا عمل تحریر فرماویں جس سے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو ۔ راقم بندہ عبد الواحد ۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ اسمیں شک نہیں کہ زیارت حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم منبع فیوض و برکات دینی و دنیوی و منجملہ انعامات الٰہی ہے ۔ مگر اصل اس میں ایمان اور تقوےٰ ہے ۔ اگر ایمان اور تقوےٰ نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون پ ۹ چنانچہ مکہ مدینہ زادھما اللہ شرفاً وعظماً میں کتنے لوگ تھے جو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے مگر سوائے ایمان کے انکو اس زیارت نے کیا فائدہ پہونچایا ۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا کلام قرآن مجید دنیا میں موجود ہے اور اسکی زیارت لوگ کرتے ہیں عبارت پڑھتے ہیں ۔ ترجمہ بھی پڑھتے ہیں ۔ بعض تفاسیر بھی پڑھتے ہیں مگر چونکہ

اصل ایمان اور تقوےٰ سے دور ہیں قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اترتا - انکو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور خود قرآن مجید کا بھی یہی فیصلہ ہے ذکرےٰ للمؤمنین یعنے قرآن مجید بڑا معزز معظم مکرم بنا دینے والا ہے مگر اس سے فائدہ اسیکو ہوتا ہے جو سچا مومن ہو - دوسرا مومن جب تقوےٰ سے ....

اللہ تعالےٰ کو راضی کرتا ہے تو اللہ پھر اسکو راضی کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یعنی اللہ تعالےٰ انپر راضی ہوا اور انکو اسقدر انعامات عطا فرمائے کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ سے راضی ہو گئے گویا اللہ تعالےٰ کا راضی کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی ایک عمدہ وظیفہ اور عمل ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ

یعنے جو لوگ زبان سے کہدیں اور علی رآمد میں بھی کر کے دکھادیں کہ ہمارا دین دنیا اور ہر قسم کی تربیت روحانی جسمانی دینے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے جو سبجمیع صفات کاملہ یعنی دوسری صفات کی طرح اسکی ربوبیت بھی اعلےٰ و اکمل ہے - پھر اسپر وہ استقامت بھی اختیار کریں یعنے انکا یہہ قول و فعل عارضی اور غیر مستقل نہ ہو تو انپر ملائک نازل ہوکر بشارت دیتے ہیں کہ تمکو کسی آیندہ نقصان و احتمال نقصان کا خوف نہ ہوگا اور کسی واقع شدہ نقصان کا غم نہ ہوگا بہی بر .... اس بہشت میں داخل ہونیکا تمکو ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہم تمہارے والی و کارساز رہیں گے اس دنیا کے کاموں کے بھی اور آخرۃ کے کاموں کے بھی - دوسرا فائدہ ہوگا کہ جس چیز پر تمہارا جی چاہیگا وہ چیز تمکو دی جاوے گی یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کردی جائینگی خواہ وہ خواہش زیارت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو یا اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو - تیسرا فائدہ یہہ ہوگا کہ جو کچھہ تم مانگو گے وہ بھی دیا جاویگا یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کی جائینگی بن مانگے اور مانگی ہوئی یہہ تو وہ مہمانی ہے کہ جیسے مہمان کو اسکے آتے ہی دیجاتی ہے جیسے آجکل رواج ہے چاء یا پان یا شربت وغیرہ کا - اور یہہ مہمانی ہوگی غفور کی طرف سے یعنے اگر تم سے کوئی غلطی بھی ہو جائے گی تو وہ بھی معاف کر دیگا اور باوجود اسکے رحیم بھی ہے یعنے سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا یعنی صرف دخول جنت پر ہی حصر نہیں بلکہ آیندہ اپنی رحیمیت سے ترقی غیر متناہی بھی دیتا رہیگا -

تیسرا علاج اور وظیفہ اسکا لاحول ہے - لاحول کے معنے ہیں کہ یا اللہ میں کسی بدی اور نقصان سے بچ نہیں سکتا اور نہ کوئی کسی قسم کی خوبی حاصل کرسکتا ہوں مگر محض تیرے ہی فضل سے -

چوتھا علاج اور وظیفہ اس کے لئے استغفار ہے اور استغفار کے معنے ہیں کہ آدمی اللہ تعالےٰ کے دربار میں اپنی گذشتہ غلطیوں کو یاد کرکر سچے دل سے پختہ ارادون کے ترک کرنے کا کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ گذشتہ غلطیوں کے بد نتایج سے اسکی حفاظت کرے اور آیندہ ارتکاب غلطیوں سے اسکی حفاظت کرے -

پانچواں - علاج اسکا درود شریف ہے - اس طرح کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انعامات اور حضور کی تکالیف کو جو آپ کو اپنی اُمت کو عذاب دنیوی و اخروی سے بچانے اور مقرب الٰہی بنانے کے لئے پیش آئے یاد کرکر سچے دل اور جوش دل سے اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے لا تعد ولا تحصی رحمتیں اور ترقی درجات وکاسیا بیان طلب کرے -

چھٹا علاج اسکا دعا ہے - دعا بڑی عاجزی سے نمازوں میں خصوصاً سجدوں میں خصوصاً پچھلی رات کی نماز میں رو رو کر کرے اور اس کے اول آخر بہت بہت استغفار اور درود شریف اور لاحول بطریق مذکور ہو - چونکہ دعا کے متعلق میرا ارادہ مستقل رسالہ لکھنے کا ہے - انشاء اللہ تعالےٰ - سلئے اب آپ کے خط کو یہی پر ختم کرتا ہوں و نیز اس لئے کہ یہ خط متحمل متعلقات دعا کی تفاصیل کا بھی نہیں - ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ سیدنا ومولٰنا وھادینا محمد واحمد و آلھما وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین -

خط دوم

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم -

براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بذریعہ الحکم اخبار تحریر فرمائیں ...... اور قرآنی آیات و احادیث کا ترجمہ بھی کردیا جاوے -

(۱) سفر میں جو نماز قصر کرنیکا حکم ہے کیا عام سفر ہے یا دس روز یا پانچ روز تین روز .... تو وہ نماز پوری پڑہے یا نصف - ایسا ہی سنتیں پڑھے کہ نہیں اور روزے رکھے کہ نہیں -

(۲) اگر ایک لڑکی ایک لڑکے کے ساتھہ جو دیندار اور صالح ہوئے اپنے عقد پر راضی ہو مگر والدین صرف اس لحاظ سے کہ وہ لڑکا یا لڑکی انکی قوم میں سے نہیں ہیں - لڑکی کو کسی جاہل اور بے شرع کے علاوہ کم سن - مگر قوم کا اور نزدیکی ہے دینا چاہتے ہیں ... . تو ایسی صورت میں خود بخود نکاح کرنے کی ان کے لئے کوئی سبیل ہے ...

(۳) وعید کی پیشگوئی میں خواہ شرط ہو یا نہ ہو چونکہ عذاب میں تاخیر ہوجاتی ہے یا رجوع الی الحق سے عذاب ٹل جاتا ہے اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مع ترجمہ نقل کریں -

خاکسار سراج احمد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - اللہ تعالےٰ نے نماز اور روزہ کے متعلق لفظ سفر عام فرمایا ہے - پس اس میں اپنی طرف سے تخصیص کرنا مومن کا کام نہیں ہر ایک ملک کے لوگ لفظ سفر کے معنے جانتے ہیں جو ان کے ملک میں سفر کے معنے ہوں وہی مراد قصر نماز اور افطار روزہ والے سفر کے ہیں - وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ پ ۵

جب تم چلو (سفر کرو) کسی ملک میں تو تمپر کچھہ مضایقہ نہیں کہ تم نمازیں قصر کرو اگر تم کو فتنہ کفار کا خوف ہو - عن ابن عمر قال صحبت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابابکر و عمر و عثمان کذلک متفق علیہ نیل الاوطار صفحہ ۲۷ جلد ۳ - ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں ساتھہ رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ نہیں پڑھا کرتے تھے سفر میں دو رکعتوں پر اور ابابکر و عمر و عثمان بھی اسیطرح - وعن یعلی بن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پ ۵ فقد امن الناس قال عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذالک فقال صدقۃ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ الجماعۃ الا البخاری کذا فی نیل الاوطار -

یعنے یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ مینے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیت صلوٰۃ السفر میں شرط تھی خوف کی اور اب تو امن ہوگیا ہے - حضرت عمر نے فرمایا مجھے اس بات سے تیری طرح تعجب ہوا تہا تو مینے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا یہہ صدقہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر کیا ہے سو تم اس کے صدقہ کو قبول کرو - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اللہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یکرہ ان تؤتی معصیتہ رواہ احمد نیل الاوطار صفحہ ۸ - یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے کہ اسکی رخصتوں پر عمل کیا جاوے جیسے ناپسند فرماتا ہے کہ اسکی نافرمانی کی جاوے - ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر افضل ہے بلکہ قصر نکرنا اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے بلکہ معصیت ہے - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قصر نہ کرنے کو معصیت سے ہی تشبیہ دی جو احرص الناس تہے تقویٰ اور عبادت الٰہی پر - اگر سفر میں کسی جگہ چار روز یقینی اقامت ہو تو قصر کرے اور اگر یقینی اقامت نہ ہو تو پہر ایام کی کوئی تعداد نہیں -

عن ابی ھریرۃ انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی مکۃ فی السیر والمقام بمکۃ الی ان رجعوا رکعتین رکعتین رواہ ابو داؤد الطیالسی نیل الاوطار صفحہ ۴

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہی سیر میں اور مقام میں مکہ میں واپس آنے تک دو دو رکعتیں .... ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ صبیحۃ رابعۃ من ذی الحجۃ فاقام بھا الرابع والخامس والسادس والسابع وصلے الصبح فی یوم الثامن ثم خرج الی منی وخرج من مکۃ متوجھا الی المدینۃ بعد ایام التشریق ومعنی ذلک کلہ فی الصحیحین وغیرھما - نیل الاوطار صفحہ ۴ " " " "

یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح چوتھی ذی الحج کو مکہ میں تشریف لائے اور صبح آٹھوین ذی الحجہ کو منی کی طرف تشریف لے گئے - اور دوگانہ ہی پڑہتے رہے غرض اس چار روز کی یقینی اقامت مین دوگانہ ہی پڑہتے رہے -

عن جابر قال اقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم بتبوک عشرین یوما یقصر الصلاۃ رواہ احمد

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس روز ٹھہرے رہے اور قصر نماز فرماتے

[illegible] ہو وے [illegible] آدمی اپنا قامت [illegible] نہیں پڑھتا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او فراسخ صلی رکعتین رواہ مسلم (بلوغ المرام)

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب ۳ میل یا ۳ فرسخ یعنے ۹ میل کے سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو دوگانہ پڑھتے۔

لفظ فرسخ اور میل میں اختلاف بسبب شک راوی کے ہے۔ احادیث متذکرہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں کی بابت اختیار ہے پڑھے یا نہ پڑھے۔ کیونکہ صرف دوگانہ فرائض کا ہی ذکر ہے اور کسی سنت کا ذکر نہیں۔ روزہ سفری کے متعلق احادیث کا حوالہ تو دیکھا نہیں ہے جنہیں اللہ تعالے کے صدقہ نہ لینے اور رخصتوں پر عمل نہ کرنے کے بارہ میں گذر چکا اور قرآن مجید میں اللہ تعالے کی رخصتوں پر عمل نہ کرنے کی ہی صریح ممانعت ہے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔

فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۔ یعنے جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ گنتی اور دنوں سے پوری کردے یعنے جتنے روز مریض یا سفر پر رہے اتنے روز اور روزہ رکھ دے۔ اور اسبات کا ذکر اللہ تعالی نے نہ چھوڑ دیا کہ آیا مرض یا سفر میں اگر روزے رکھے ہوں تو وہ مجرا ہی ہوں گے کیونکہ جس شخص نے ایسی حالت میں روزے رکھے کے روزے بیفرمانی جبرانہ میں ضائع گئے۔ جیسے چٹھی پر اگر ایک آنہ کا ٹکٹ لگانا ضروری ہو اور آدہ آنہ کا لگا دے تو اسکا آدھا آنہ بھی جرمانہ میں ضائع جاتا ہے اور دوبارہ محصول پورا دینا پڑتا ہے۔

(۳) نکاح بلا ولی و بلا رضائے متعاقدین جائز نہیں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے

اوّل۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ ۔ یعنے نکاح کرو جو عورت تمکو پسند ہو

دوم۔ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ ۔ مشرک عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ۔

تیسرا۔ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم ۔ اور نہ نکاح کرو جنکو تمہارے باپوں نے نکاح کیا۔

چوتھا۔ اولیا کی بابت فرمایا۔ اوّل۔ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۔ وہ خود معاف کریں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار ہے۔ دوسرا۔ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۔ اور مشرکوں کو نکاح نہ کر دو یہانتک کہ وہ ایمان لاویں۔ تیسرا۔ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ

[illegible] ورنہ نکاح کر دو بیواؤں کو جو تم میں ہے [illegible]

لڑکی کے اختیار کے متعلق فرمایا ولھن مثل الذی علیھن ۔ یعنی عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے عورتوں پر مردوں کے ہیں۔ یعنے نکاح بھی جیسے اختیار مردوں کا حق ہے اسیطرح عورتوں کا بھی حق ہے کہ وہ بھی پسند کریں۔ پس معلوم ہوا کہ سوائے رضامندی تین آدمیوں کے نکاح جائز نہیں ایک مرد ایک عورت ایک عورت کا والی۔

احادیث سے بھی اسی طرح ثابت ہوتا ہے۔

اوّل۔ لا نکاح الا بولی (بلوغ المرام) سوائے والی کے نکاح جائز نہیں دوئم لا ینکح الایم حتی تستامر و لا تنکح البکر حتے تستاذن فقالوا یا رسول اللہ فکیف اذنھا قال ان تسکت۔ بلوغ المرام۔ کسی بیوہ کا بلا مشورہ اور کسی باکرہ کا بلا اذن نکاح نہ کیا جاوے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن کسطرح ہوتا ہے فرمایا وہ نکاح کے استخبارہ کو سنکر صاف خاموش ہو جاوے۔

تیسرا۔ لا تزوج المرأۃ المرأۃ ولا تزوج المرأۃ نفسھا۔ بلوغ المرام۔ کوئی عورت کسی عورۃ کے نکاح کی والی نہیں اور نہ اپنے نکاح کی والی ہے۔ کیا دیکھتے نہیں جسقدر دنیا میں رنڈی۔ کسبی۔ خانگی۔ اور دوسری قسم کے زنا اور اغوا ہوتے ہیں یہہ سب عورت کی ولایت کا ہی نتیجہ ہیں۔

چوتھا۔ ان جاریۃ بکرا اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فذکرت ان اباھا زوجھا وھی کارھۃ فخیرھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ بلوغ المرام۔ ایک لڑکی باکرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا ہے اور وہ اسکو ناپسند ہے سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اختیار دیدیا۔

(۴) وعید کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالے کی شہادت قولی اور فعلی دونوں طور پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

قولی شہادت۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۔ یعنے ہم نشانات انذاری صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ عذاب ہاں اس عذاب ادنے سے ڈر کر عذاب اکبر سے بچ جاویں۔

دوسرا۔ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوا وَّقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ۹ یعنی جب کبھی ہم کسی بستی میں نبی بھیجتے ہیں اس کے انکار پر پہلے عذاب خفیف تکالیف و مصائب کا بھیجتے ہیں۔ اور غرض اس انذاری نشان سے یہہ ہوتی ہے کہ لوگ تکالیف سے تنگ آکر رفع تکالیف کے لئے اللہ تعالے کی طرف گڑگڑائیں اور عذاب اکبر سے بچ جاویں پھر ہم کمال رحمت سے ان تکالیف کو ان سے دور کر دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالے کے انعامات کو دیکھ کر شکر الہی بجا لاویں مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ نافرمانی میں بہت بڑھ جاتے ہیں بلکہ اس عذاب کو عذاب ہی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کرتا ہے کبھی قحط کبھی سختی کبھی نرمی کبھی گرمی پھر ہم انکو عذاب اکبر میں گرفتار کر لیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔

تیسرا۔ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ۲۱ ہم انکو پہلے تہوڑا عذاب دینگے اور ان کے باز نہ آنے پر عذاب اکبر چکھائینگے تاکہ وہ اللہ تعالے کی طرف رجوع کر کر عذاب اکبر سے بچ جاویں۔

چوتھا۔ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۲۹ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم میں تمکو تمہاری ہلاکت اور تباہی کی اطلاع کہیں [illegible] دیتا ہوں اور غرض اس انذاری پیشگوئی سے یہ ہے کہ تاتم اس آنیوالے عذاب سے [illegible] ہو جاؤ اور وہ حیدرانی عذاب سے اسطرح ہو سکتی ہے کہ تم اللہ تعالے کے فرمانبردار ہو اور ہر ایک کام میں اسکو اپنا سپر بناؤ اور یہہ بات میری چال اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے اسلئے میری اطاعت کرو اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ جو تم قبل اس کے غلطیاں کر چکے ہو ان کے بدنتائج سے جو عذاب ہلاکت اللہ تعالے تمکو بچا لیگا اور تمہاری اجل اللہ (ہلاکت) جو تمہاری اصل زندگی یعنی اجل مسمی کے ختم ہونے سے پہلے آنے والی ہے وہ ٹل جاوے گی اور اپنے وقتوں پر تمہاری موت آوے گی۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو وہ ہلاکت کی موت آجاویگی اور جب آگئی تو پھر نہیں ٹلیگی۔

پانچواں۔ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ ۱۱ ہر ایک گروہ کے لئے (جو مخالف مامورین اللہ کے ہو) ایک وقت ہلاکت کا مقرر ہوتا ہے جو وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آتا جب آجاتا ہے تو پھر تاخیر بھی نہیں ہوتی یعنی اس کے آنے سے پہلے تاخیر یا موقوفی ہو سکتی ہے۔

غرض اس قولی شہادت سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے اور تہوڑے غور سے بکثرت آیات مل سکتی ہیں اور یہ خط متحمل انکی تفصیل کا نہیں۔ جسقدر انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں آیا انکے ساتھ یہ قانون بھی ذکر ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بھی بکثرت ہے فعلی شہادت بھی اسیطرح بکثرت ہے مثلاً اوّل۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ یعنی کیوں نہیں اور بستیوں والے ایسا کرتے کہ وہ بھی ایمان لاویں اور انکا ایمان انکو نفع دے۔ جیسے قوم یونس ایمان لائی اور عذاب ذلت جو انپر آنے والا تہا ہمنے ان سے دور کر دیا۔ اور انکو اجل مسمی تک مہلت اور فائدہ دیدیا اور یہ پیشگوئی بلا شرط [illegible] اور بالکل ٹل گئی۔

دوسرا۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۔ ۹ [illegible] الطوفان قمل ضفادع [illegible] کو دعا کے لئے التجا کرتے اور ایمان لانے کا بھی وعدہ کرتے مگر جب ہم اس انذاری ادنے عذاب کو ان سے ٹلا دیتے تو پھر وہ عہد توڑ دیتے۔ [illegible] ان عذاب ہائے ادنے کے بعد انکو عذاب اکبر میں ہلاک کیا اور انکو اس دریا میں غرق کر دیا۔

تیسرا۔ سورہ دخان میں اللہ تعالے نے اہل مکہ کا عذاب قحط ٹلا دیا۔ اور پہر بدر میں ہلاک کر دیا۔ یہہ سلسلہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے یعنے عذاب کی تاخیر اور عذاب کا قطعاً ٹل جانا۔ بلکہ منشا الہی انذاری پیشگوئی سے ہوتا ہی یہی ہے کہ عذاب اسکے رجوع سے ٹلجاوے جیسے تخویفا اور یتقون اور یرجعون سے ظاہر ہو [illegible] جنکا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً وصلی اللہ علی سید النبیین و اٰلہ الطاہرین

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا خط

بنام

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہہ ایک ایسی عبارت ہے جو تصریحاً ایک جگہ قرآن کریم میں موجود نہیں۔ اور رسل یا اچھے لوگوں کے خطاب میں نہیں آیا۔ اسلئے عرض ہے۔

جناب من! آپ کا خط دس صفحہ کا مجھے پہنچا۔ میں نے جواب دینے میں جلدی چاہی تھی مگر میں نے اپنے دل میں بہت سوچا [illegible] اسی لئے متامل تھا۔ [illegible] دن گذر گئے اور یقین ہوگیا۔ کہ [illegible] نہیں۔ تو خط [illegible] اس وقت [illegible] سا نکام ہے [illegible] علیل [illegible] آپ نے سارے خط کا مضمون [illegible] تقسیم کردیا ہے۔

پہلا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے ایک عقیدہ کی بنا فرمایا ہے اور اس کی بنا [illegible] فطرت۔ اور قرآن [illegible] بھی ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے مرزا پر اعتراض [illegible]

تیسرا حصہ مرزائیوں پر [illegible] آپ کی وہ حفظ وکتابت نہیں [illegible] جو آپ نے مرزا جی سے کی ہے۔ ہان ایک آپ کا آخری خط مسجد میں ملا۔ جسے میں نے سرسری نظر سے دیکھا چونکہ اس اصل پر بحث مقدم ہے جس کے باعث آپ نے مرزا اور مرزائیوں پر طعن شروع کئے ہیں اس لئے میں اسی پہلے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہوں آپ نے مجھ سے فرزندی کا دعوےٰ کیا ہے اور حسن ظن کو کام میں لائے ہیں اگر یہ حسن ظن اب تک کچھ قائم ہے۔ تو یہ خط بے ریب ایک مخلص انسان کا خط ہے جس کو خدا تعالےٰ پر ایمان اور شرک سے نفرت [illegible] اور فطرت نے اس کو ایسے سامان دیئے کہ جون جون وہ ترقی کرتا گیا ساتھ ہی اس کو جناب الٰہی سے محبت اور شرک سے پوری نفرت ہوئی۔ گو مجھے ڈر ہے کہ آپ نے جس جوش سے اخباری دنیا میں پیسہ اخبار سے تعلق پیدا کیا ہے وہ اس میرے مضمون کیطرف متوجہ ہونے سے سد راہ نہ ہو۔ کیونکہ ایک قانون الٰہی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ جیسے قرآن میں نظر آتا ہے پھر اس کی تصدیق نیچر سے ان بیماریوں میں نظر آتی ہے جن میں ایک آپ کے ساتھہ امتحان دینے والا مبتلا ہوا۔ اور اس کے لئے اس کی محنت ومشقت نے اپنے نتائج سے اسے محروم کردیا اور اس طرح کے ہزار ہا مصدقات نظر آتے ہیں۔ اب میں اصل بات عرض کرتا ہون۔

آپ نے جو قاعدہ نجات کا تجویز کیا ہے وہ آپ کے ان لفظوں سے مجھے معلوم ہوا ہے۔

تمام انبیاء ہادی خلایق ہیں نہ مدار نجات۔ پھر آپ کہتے ہیں ربّ العالمین الرحمن الرحیم الی آخرہ۔ اس کے علوم پر کون محیط ہوسکتا ہے پھر اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین کسی ایک انسان کے ماتحت کیسے ہوسکتے ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سا شرک ہوسکتا ہے۔

اگرچہ آپ کے اس کلام میں مدار نجات کا لفظ گول مول ہے۔ مگر لاانتہا قوانین رحمت ومغفرت کا فقرہ اس کو حل کردیتا ہے ان آپ کے فقرات سے نجات کا دائرہ بہت بڑا وسیع ہے اور تمام الٰہی کتابیں اور تمام رسولوں کی تعلیمات آپ ہی کی تحریر سے رد ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ [illegible] کی رحمت ومغفرت کی لاانتہا قوانین ان محدود کتابوں اور محدود انسانوں کے ماتحت نہیں ہوسکتے پس ان کی کارروائی بھی آپکے نزدیک بہت بڑا شرک ہوا۔ پھر آپ نے مرزا اور مرزائیوں کو ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون کی آیت سے مجرم اور مجرم کے ساتھ محل انتقام تجویز فرمایا اور اپنے اس اصول کو غیظ وغضب کے باعث بھول گئے کہ رب العالمین الرحمن الرحیم۔ اور اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین مرزا اور مرزائیون کو نجات نہیں دے سکتے۔ اس سے بڑھکر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کیا شرک ہوسکتا ہے کہ اس کے کہنے کی خلاف ورزی سے مرزا اور مرزائیوں سے [illegible] اور وہ مدار نجات نہ ہون۔

پھر آپ نے اس وسیع دائرہ نجات کو تنگ کردیا اور یہ کہا ہے کہ توحید۔ ایمان بالیوم الآخر اور اعمال صالحہ مدار نجات آخرت ہیں۔ رب العالمین کے لاانتہا قوانین مغفرت کو ہم ایک طرف رکھیں تو کیسا تعجب آتا ہے پر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید مسلمانوں کو ملزم کرنے کے لئے آپ نے یہ لکھدیا ہے پھر آپ نے آگے چلکر دائرہ نجات کو وسیع بھی کیا ہے اور تنگ ہی کردیا ہے جہاں یہ لکھا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ حکیم اور خان اور پھر ڈاکٹر صاحب۔ شرک معاف نہ ہو یہ کیا بات ہے کیا اس کے لاانتہا قوانین نجات میں مشرک کی نجات کا کوئی قانون نہ ہو بلکہ ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ ربّ العالمین الرحمن الرحیم ہے۔ ایک انسان نے اگر ایسا کہا ہے۔ تو آپ کے نزدیک اس کا کہنا چیز ہی کیا ہے اور وہ مدار نجات کب ہے جیسا کہ تم نے کہا۔ پھر خدا کا منکر تو مشرک بھی نہیں اس کے لئے تو نجات کا دروازہ آپ کے نزدیک بند ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمان پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں یہ تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کے بندے اس وقت موجود ہیں۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہؐ کے باعث تیار ہوئے ہیں تو دو ارب اللہ کی مخلوق اور ڈارون کے طریق سے لاکھون برس اور معلوم نہیں کہ کب سے وہ تیار ہوئے ہیں ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہے۔ اور ایک آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ایسی عجیب آیت ہے کہ قرآن میں موجود ہے اور سر دست بظاہر آپ کو مسلم بھی ہوگی۔ تیرہ کروڑ مسلمانوں میں سے اس آیت کے بموجب اکثر مشرک ہون گے اور مشرک نجات نہیں پاسکتا۔ پھر یہ تیرہ سو سال میں تیار ہوئے اور ان میں سے اکثر مشرک نکلے اور مشرک کو نجات نہیں پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔

اس آیت پر غور کرو۔ رسولوں کے ارسال کے وقت جہان پکڑا جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ اور جزائر کے زلازل اور طاعون اور آتش زدگیان اور لڑائیان مرزا کیطرف منسوب کرنے شرک ہیں۔ حکیم و ڈاکٹر اور خان مرسل تو اسوقت مامور ہوتے ہیں جب دنیا علی العموم غفلت کے نیچے دب جاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے اعراض کرکے بکلّی دنیا کی طرف لوگ جھک جاتے ہیں۔ خدا کا رحم اور فضل ان مجرمون میں سے بعض کو بچانے کیلئے مرسل مقرر فرماتا ہے کیا نوح اور موسیٰ کے آئے بغیر فرعون اور قوم نوح ہلاک ہوگئی تھی۔ کیا مکہ والون کو یہ کہنا کہ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم کوئی مجنون کی بڑ تھی نہیں سورہ نوح کا ابتداء پڑھو جہان لکھا ہے۔ فاتقوا اللہ واطیعون۔ اگر وہ کوئی مدار نجات نہ تھا تو اس کی اطاعت چیز ہی کیا تھی۔

پھر آپ نے ایمان بالآخرۃ کو نجات کا مدار تجویز فرمایا ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ آپ کا دائرہ نجات تنگ ہوا جاتا ہے۔

سنیئے۔ قرآن شریف نے ایمان بالآخرۃ کے لوازمات بیان کئے ہیں اور ان لوازمات نے مدار نجات کو اور بھی بہت تنگ کردیا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم علی صلوتھم یحافظون۔

یہاں ایمان بالآخرت کو ملزوم بنایا ہے اور ایمان بالقرآن اور محافظت علی الصلوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ تو آپ کی فطرت کہتی ہوگی۔ کہ لازم وملزوم جدا نہیں ہوتے ہونگے۔

آپ نے قتل عمد کی سزا کہیں قرآن شریف میں دیکھی ہوگی اگر یاد نہ ہو تو میں اسی خط میں یاد دلا دیتا ہون۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما۔

پھر ایک اور آیت ہے جو چھٹے سیپارہ کے ابتداء میں ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ اسکو آپ ملاحظہ فرماوین۔

آپ تو ابھی میرے روحانی فرزند ہیں اور مسیح کو مسیح ومہدی ہی مانتے ہیں۔ اگر الیٰ و تکبر کا کوئی مادہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ میں نہ ہو تو جو قاعدہ نجات کا آپ نے لکھا ہے اسکی غلطی اتنے میرے بیان سے ہی ظاہر ہوسکتی ہے۔ اور اگر ہٹ کے اسباب بہت ہیں۔ اور اب آپ مخالفت کا اظہار کرچکے ہیں اور لا ترکنوا الی الذین الخ کی بھی پروا نہ کی۔ تو زیادہ مباحثات سے بھی کام نہیں نکلتا۔

نجات فضل سے ہے اور وہی مدار نجات ہے اور اس فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور اس تقویٰ کا بیان

لیس البر میں ہے۔ آپ اس پر غور کریں۔ کیونکہ تقوے سے نجات کا ہونا تو آیۃ کریمہ وینجی اللہ الذین اتقوا اور ثم ننجی الذین اتقوا سے ظاہر ہے اور اس یقین کے بعد کہ نجات تقوی سے ہے حکم ہے کہ تقوے ان امور کی پابندی کا نام۔ تو آپ کا وہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملائکۃ والکتاب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واٰتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔

اس آیت کریمہ کے درمیان تقوے کے چند اصول بیان ہوئے ہیں۔ جن میں شاید مرزا کا بھی کہیں ذکر آیا ہو اور دوسری آیت ثم ننجی الذین اتقوا ظاہر کرتی کہ مدار نجات تقوے ہے۔ نا انتہا قوانین نجات کے لئے نہیں۔ پھر مرکز نجات کا مسئلہ تو صرف انبیاء کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اس کا دوسرا کوئی راستہ نہیں اور دنیا میں نجات بخلاف آپکے منشاء کے بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔ آپ اپنا ہی حال دیکھیں۔ بڑی محنتوں کے بعد تو آپ ڈاکٹر اور مصنف کتب اور صاحب اولاد ہوئے مگر بیوی بچوں اور ریاست والوں سے نجات ملی یا نہ ملی۔ آپکا دل ہی جانتا ہوگا۔

میں اس پہلے حصہ سے ایک حد تک جواب دینے سے سبکدوش ہوا ہوں اگر یہ حصہ آپ کے لئے کچھ بھی مفید ہوا تو اس تفصیل کو بھی طیار ہوں اور باقی حصوں کے جواب دینے کو تیار ہوں گا۔ اور اگر اس حصہ کے متعلق بھی مجھے ہی سنانا ہو کہ میں وہ دوا مانگتا ہوں اور مجھے زہر پلایا جاتا ہے میں قریب ہوتا ہوں اور مجھے دور کیا جاتا ہے اور اپنا بنتا ہوں اور مجھے اجنبی کہا جاتا ہے تو میں مصلحت نہیں سمجھتا کہ باقی حصوں کا جواب دوں یا اسکو اور زیادہ کروں۔

اگر امام صاحب کے حضور گستاخی کرنے سے پہلے مجھے براہ راست آپ خط و کتابت کرتے تو مجھے بہت پیارے الفاظ بولنے کا موقع ملتا مگر محبوب پر سخت کلامی کو ایک محب فطرتاً پسند نہیں کر سکتا اور وہ معذور بھی ہے۔ پھر خدا کے لاانتہا قوانین مغفرت بھی موجود ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے لئے نجات سے محروم کرنے والا ہو۔ قرآن کریم سے الگ ہو کر آپ بہت قوانین ایجاد کر سکتے ہیں مگر قرآن کے ماتحت ہو کر ایسا کرنا آپ کے لئے محال ہے۔ قرآن ایک مفصل کتاب ہے۔ اگر ایک شخص کو ایک مقام پر کوئی آیت متشابہ معلوم ہو تو اس کے لئے اور بہت سے محکمات موجود ہیں۔ جو ام الکتاب کا کام دیسکتے ہیں مگر کبریائی سخت مرض ہے۔

برکات دولت برطانیہ

(مندرجہ ذیل نظم صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود دام العدیہ کاتہم نے ایمپائر ڈے کی تقریب پر کہی ہے۔ ایڈیٹر)

یاد ایام کہ تھے ہند پہ اندھیرے کے سال
ہر گلی کوچہ میں ہر شہر میں آیا تھا وبال
روز روشن میں لٹا کرتے تھے لوگوں کا مال
دل میں اللہ کا تھا خوف نہ حاکم کا خیال
ہر طرف شور و فغاں کی ہی صدا آتی تھی
سخت ہی سخت دلوں کو بھی تڑپاتی تھی
رحم کرنا تو کجا ظلم سے ہوتا تھا بیٹا
لوگ کہو سکتے تھے کہ یہ نام مروت کا تھا
چار سو ملک میں تھا ہو رہا شور و غوغا
ملک سچ ہے کہ نمونہ تھا قیامت کا تھا
کبھی آتا نہ کوئی دوست کسی دوست کے کام
دل سے تھا محو ہوا مہر و محبت کا نام
سلطنت میں بھی تنزل کے نمایاں تھے نشان
صاف ظاہر تھا کہ ہے چند دنوں کی مہمان
قاضی و مفتی بھی کھو بیٹھے تھے اپنا ایمان
رحم و انصاف کے وہ نام سے بھی تھے انجان
ایسے لوگوں سے تھا انصاف کا پانا معلوم
خیال انصاف کا تھا جنکے دلوں سے معدوم
آنہ سر فوج لڑائی کے فنوں میں جو یٹ
منہ سے جو بات نکل جائے پھر اسپر تھی ہٹ
رہتی آپس میں ہر وقت تھی ان کی کھٹ پٹ
تھے وہ بتلاتے ہر اک دوسرے کو ڈانٹ ڈپٹ
پھر کوئی موقع لڑائی کا جو آجاتا تھا تو
صاف سر کوئی وہاں آنکھیں چرا جاتا تھا
سلطنت کچھ تو انہیں باتوں سے بیجان ہوئی
کچھ لٹیروں نے غضب کر دیا آفت ڈھائی
اک طرف مرہٹوں کی فوج ہے لڑنے کو کھڑی
دوسری جا پہ ہے سکھوں نے بھی شورش کردی
چاروں اطراف میں پھیلا تھا غرض اندھیرا
لشکر یاس نے ہر سمت سے تھا آگھیرا
لڑتے بھڑتے رہیں آپس میں امیر اور وزیر
کیوں پسیں گھن کی طرح ساتھ غریب اور فقیر
مدعا انکا تو لڑنے سے ہے بس تاج و سریر
ہاتھ میں یار دنگر وہ جائیگی خالی کفگیر
ان غریبوں کو امیروں نے ڈبویا افسوس
بات جو بیت چکی اسپہ کریں کیا افسوس
الغرض چین کلیجے کو نہ دل کو آرام
رات کا فکر لگا رہتا تھا سب کو سر شام
صبح کو خوف کہ ہو آجکا کیسا انجام
رات دن کا تھا اس طرح سے تھے وہ ناکام
دل سے ان کے یہ نکلتی تھیں دعائیں دن رات
یا الٰہی تیرے فضلوں کی ہو ہم پر برسات
اسپہ ڈالی ہی آخر کو تلطف کی نظر
مثل کا فور اڑا دل سے جو تھا خوف و خطر
یک تلم ملک سے تو دفع ہوئے شورش و شر
نہ تو رہزن کا رہا کھٹکا نہ چوروں کا ڈر
بھاگئے رکھے گئے وان مرہم کا فوری سے
دستے جاتے تھے جہاں زخم جگر کے ہو کے
قوم انگلش نے دیا آکے سہارا ہم کو
کچھ نکار سے کے بہ بار اتارا ہم کو
ورنہ ہندوں نے تو تھا جان سے مارا ہم کو
آگے مشکل تھا بہت کرنا گذارا ہم کو
ہماری ڈوبی ہوئی کشتی ترائی اس نے
ملک کی بگڑی ہوئی بات بنائی اس نے
چھدو ہم پہ کئے جنکی نہیں کچھ گنتی
جن میں سے سب سے بڑی مذہبی ہے آزادی
ساتھ لائے یہ ہزاروں نئی ایجادیں بھی
جو نہ کانوں نے کبھی سنی اور نہ آنکھوں نے دیکھی
عدل و انصاف میں وہ نام کیا ہے پیدا
آج ہر ملک میں جسکا کہ بجا ہے ڈنکا
شیر و بکری ہی ہیں اک گھاٹ پہ پانی پیتے
نہیں ممکن کہ کوئی ترچھی نظر سے دیکھے
ایک ہی جا پہ ہیں سب رہتے برے اور بھلے
کیا مجال ان سے کسی کو بھی جو صدمہ پہنچے
سب جو آپس میں ہیں یوں ہو رہے شیر و شکر
اسلئے ہے کہ نظر سب پہ ہے انکی یکسر
ہند میں ریل انہوں نے ہی تو جاری کی ہے
آمد و رفت میں جس سے بہت آسانی ہے
صیغہ ڈاک کو انہوں نے ترقی دی ہے
ملک میں چار طرف تار بھی پھیلائی ہے
تاکہ انصاف کے پانے میں نہ ہو کچھ دقت
منصفوں اور ججوں تک کی بھی کی ہے کثرت
علم کا نام و نشان یان سے مٹا جاتا تھا۔
شوق پڑھنے کا دلوں میں سے اٹھا جاتا تھا
کوئی عالم کبھی اس ملک میں آ جاتا تھا
دیکھکر اس کا یہ حال اشک بہا جاتا تھا
یہہ وہ بیمار تھا جس کو سبھی رو بیٹھے تھے
ناخن سب اسکی شفا یابی سے دھو بیٹھے تھے
پر وہ رب جس نے کہ سب کچھ ہی کیا ہے پیدا
نہ تو ہے باپ کسی کا نہ کسی کا بیٹا
سارے گندوں سے ہے پاک اور ہے واحد یکتا
نہ وہ تھکتا ہے نہ سوتا ہے نہ کھاتا نہ پیتا
رحم کرتا ہے ہمیشہ ہی وہ ہم بندوں پر
کرسی عدل پہ بیٹھے گا جو روز محشر
ہو کہ تو ذرے جیسے کچھ بھی نہیں ہے پروا
ٹھیک کر دے اسے دم میں کہ ہو جو کچھ بگڑا
دیکھکر اپنی یہ حالت اوسے جب رحم آیا
دیکھو انگلینڈ سے اس قوم کو یاں لے آیا
جسنے آتے ہی وہ نقشہ ہی بدل ڈالا ہے
جس جگہ خار تھا اب وان پہ گل لالہ ہے
سلسلے ہر جا پہ تعلیم کے جاری ہیں کئے
شہروں اور گاؤں میں اسکول بکثرت کھولے
کالجوں کے بھی ہیں شہروں میں کھلے دروازے
ہر جگہ ہوتے ہیں اب علم و ہنر کے چرچے
کام وہ کرکے دکھایا کہ جو ناممکن تھا
آئے جب ہند میں وہ کیا ہی مبارک دن تھا
قوم انگلش تری سب فرقوں پہ ہے ایک نظر
اسلئے تجھ پہ ہمیں ناز ہے سب سے بڑھکر
تھا مسیحا بھی تو پیدائش وقت قیصر
زندگی چھوٹے بڑا سے چین سے کرتے تھے بسر
اب بھی کر رحم سے پھر وقت مسیحا آیا
قیصر روم کا کیوں ثانی نہ پیدا ہوتا
ابن مریم ہے جس طرح یہ عالی رتبہ
قیصر ہند بھی ہے قیصر روما سے بڑا
مصطفےٰ کا یہ غلام اور وہ غلام موسیٰ
دیکھلو کس کا ہے دونوں میں سے درجہ بالا
قیصر روم کے محکوم تھے اک دو صوبے
تاج انگلشیہ پہ ممکن نہیں سورج ڈوبے
حق سے محمود بس اب اتنی دعا ہے میری
جس نے ہمکو کیا خوش رکھے اسے وہ راضی
فتح و نصرت کی انہیں روز نئی پہنچے خوشی
دور ہو دین میں ہے انکے جو یہ گمراہی
دین اسلام بس اب انکی سمجھ میں آجائے
بات یہ کچھ بھی نہیں رحم اگر وہ فرمائے

درخواست دعا

منشی محمد نصیب صاحب محمود بند کو ۲۴ مئی سے برابر بخار چڑھا ہوا ہے کسی وقت بھی نہیں اترتا۔ احباب سے خاص طور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد صحت کامل عطا فرمائیں۔ دیگر ایسا ہی میاں ثناء اللہ صاحب پھلوری کی والدہ بیمار ہو اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے۔

ایک برانچ پوسٹماسٹر کی فریاد

نالہ اس زور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

جہیال ضلع امرتسر کے برانچ پوسٹماسٹر کے متعلق ایک دردناک خبر مجھے ملی ہے جسکو مسکرا اور پڑھ کر میں گناہ سمجھتا ہوں کہ اسکو مخفی رکھا جاوے۔ اس لئے کہ اس شکایت اور فریاد کی تہ میں عزت اور آبرو کا سوال ہے جس پر محکمہ ڈاکخانہ کے ایک ذمہ دار افسر یعنے انسپکٹر صاحب کیطرف سے حملہ کیا گیا ہے۔ اس انسپکٹر کا نام **بابو کالو رام** ہے اور برانچ پوسٹماسٹر کا نام میاں **احمد علی** ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ ۹- نومبر ۱۹۰۵ء کو ڈاک کے لیٹر بکس سے ایک **بالا** کلٹی برآمد ہوا۔ جسکے متعلق برانچ پوسٹماسٹر نے اپنے فرض منصبی کے رو سے بذریعہ چٹھی ۱۱- نومبر ۱۹۰۵ء کو انسپکٹر صاحب سے حکم مناسب کے لئے درخواست کی۔ اسپر ۱۲ نومبر ۱۹۰۵ء کو کالو رام انسپکٹر نے مندرجہ ذیل حکم لکھ کر بھیجا۔

"برانچ پوسٹماسٹر جہیال بروقت معاینہ بالا پیش کرو۔ کان میں سوراخ والی کے کام آئیگا"

یہہ وہ حیا سوز حکم ہے جو انسپکٹر صاحب نے بہ حیثیت انسپکٹر ڈاکخانہ اپنے ایک ماتحت کو دیا ہے۔ کیا کوئی غیور اور باحمیت انسان بھنگیر خانہ کی گفتگو کو پسند کر سکتا ہے؟ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں؟ جو بابو کالو رام نے اپنے ماتحت کو لکھا ہے؟ کیا محض اسوجہ سے کہ ایک غریب مسلمان ان کے ماتحت ہے اس سے مذاق اور مخول کیا جاتا ہے۔ انسپکٹری کے اگر یہی فرائض ہیں اور بابو کالو رام اس تحریر کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے تو پھر یہہ سوال قابل لحاظ ہے۔ کہ ایسا شخص عہدہ انسپکٹری کے لئے کہاں تک موزون ہو سکتا ہے؟ اسکے چال چلن اور رویہ کا اسکے ماتحتوں پر کیا اثر پڑے گا؟ پوسٹماسٹر جنرل پنجاب لاہور کو میں بڑے ادب کے ساتھہ اس روئیداد پر توجہ کرنے کی تکلیف دیتا ہوں۔

ہمارے مہربان ہندو اخبارات کسی مسلمان جیراسی کی بھی خواہ کوئی سی حرکت ہو تو تنکے کا پہاڑ بنا کر سر پر اٹھا لیتے ہیں میں دیکھوں گا کہ اس تحریر پر وہ کیا نوٹس لیتے ہیں اور کہاں تک ایسے انسان کو سزا دلانے کے لئے اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ سرکاری خط و کتابت میں یہ شخص ایسے فقرات بڑی جرأت سے استعمال کرتا ہے

چونکہ یہ راز افشا ہو گیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اصل کاغذات گم نکر دئیے جاویں اس لئے میں امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذرا ہوشیار رہیں اور اسکے متعلق تحقیقات کر کے قابل عبرت فیصلہ کریں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ برانچ پوسٹماسٹر مذکور نے قریباً پانچ مہینے سے اس شرمناک تحریر کو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے دفتر میں بھیجدیا ہے اور ابھی تک اسپر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوا ہے تو بہت ہی قابل افسوس امر ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا یہہ پہلا کام ہونا چاہئے کہ اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ اس خط و کتابت کو دیکھیں اور اسپر اپنے دستخط کر کے اسے محفوظ کریں۔ اور پھر باضابطہ اسکی تحقیقات کر کے **بابو کالو رام** صاحب کو ایسی تحریر کا مزا چکھائیں۔ آج وہ اس قسم کے مذاق کرتے ہیں کل وہ کچھ اور لکھیں گے۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ اور ان کے چال چلن کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے۔ اور پھر محکمہ ڈاکخانہ ایک ایسا محکمہ ہے جو گویا ہر شخص کا رازدار ہے۔ جو شخص اسطرح پر بے تکلف بیہودہ تحریریں لکھنے سے دریغ نہیں کرتا اس سے بہتری کی کیا امید ہو گی اور اس کے ماتحت کیسے دلیر اور بے باک ہو جائیں گے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پی۔ ایم۔ جی کے دفتر میں بھی بابو کالو رام کے چال چلن کے متعلق کوئی شکایت ہوئی اگر یہ سچ ہے تو میں اس شکایت کو اسپر اضافہ کر کے پی۔ ایم۔ جی کے انصاف سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اسپر نہایت متانت سے نوٹس لیں گے اور اس شخص کو قابل عبرت سزا دیں گے۔ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر اس معاملہ کو سرسری نظر سے دیکھا گیا تو بہت بُرا اثر ہوگا۔ اس صورت میں مجھے یقین ہے کہ بابو کالو رام اگر محکمہ کی سزا سے بچ گئے تو انہیں اس **شرمناک تحریر** کے لئے عدالت میں کھڑا ہونا پڑے گا + میں سردست اس قدر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ آئندہ کھول کر لکھوں گا۔ اور بعض اور واقعات بھی دکھاؤنگا۔ تاکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور پی۔ ایم۔ جی صاحب کو مدد مل سکے۔ اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ کیا سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ معلوم کرنے کی کوشش کرینگے کہ گذشتہ چٹھی رساں نرنجن داس سے جو تبدیل ہوا ہے۔ اس نے کوئی شکایت بابو کالو رام کے خلاف کی تھی اور وہ شکایت کہاں گئی؟ +

امرتسر ہیڈ آفس کا پوسٹماسٹر یورپین ہونا چاہئے

سودیشی تحریک والے تو شاید مجھے قوم اور ملک کا دشمن ہی کہیں گے کہ میں امرتسر کے ہیڈ آفس میں یوروپین پوسٹماسٹر کی تحریک کرتا ہوں۔ اور ہندو اخبارات شاید اس وجہ سے بھی خفا ہوں کہ وہاں آجکل ایک ہندو صاحب پوسٹماسٹر ہیں۔ **یعنے بابو متھرا داس صاحب**۔ مگر وہ مجھے یہہ کہنے میں معذور سمجھیں گے کہ امرتسر تجارتی لحاظ سے پنجاب کا مرکز اور پنجاب کا تجارتی دارالسلطنت ہے اور تجارت کے لئے ڈاکخانہ کا وجود جیسا مفید اور بابرکت ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اس لحاظ سے امرتسر کی جو وقعت ہو سکتی ہے وہ بھی ایک ظاہر امر ہے۔ ایسے آفس کا چارج قطع نظر اسکے کہ دیسی کے ہاتھہ میں ہو یا یوروپین کے ایک مستعد اور انتظامی قابلیت میں مشہور شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ جسکی موجودہ حالت میں بہت ضرورت بتائی جاتی ہے اور جو واقعات میں پیش کرونگا وہ اس ضرورت کی اہمیت کو ثابت کر دکھائیں گے۔

بابو متھرا داس صاحب جہانتک میرا علم ہے سپرنٹنڈنٹ بھی رہ چکے ہیں پس ان کا اس عہدہ سے پوسٹماسٹری پر آنے کے جو وجوہات ہیں اگر ان میں یہ بھی ہے کہ انہیں مزید انتظامی قابلیت مطلوب ہے تو کسی خارجی واقعہ کے پیش کرنے کی حاجت نہیں لیکن اگر ان کی انتظامی قابلیت تسلیم کی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹی سے پوسٹماسٹر ہونے کے اور اسباب ہیں تو میں انشاء اللہ بعض واقعات اس مقصد کے لئے پیش کرونگا +

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دفتر میں ایک غریب کلرک پیٹا گیا اور پیٹنے والے کلرکوں نے اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پوسٹماسٹر صاحب کی موجودگی یا کم از کم ان کا علم انہیں نقصان پہونچائیگا۔ اور دفتر کے اوقات میں ایسا واقعہ سخت افسوسناک ہے میرا خیال ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب کو اسکا علم ہو چکا ہے لیکن اسپر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ کیا پوسٹماسٹر صاحب ظاہر کر سکتے ہیں کہ ایسا واقعہ دفتر میں کیوں ہوا؟۔ یا کیا اگر یہ واقعہ ہوا ہے تو ان کے انتظام پر اثر انداز ہے یا نہیں؟ اور بھی بعض وجوہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کا چارج یوروپین ہاتھوں میں ہونا چاہئے۔ جب تک یوروپین پوسٹماسٹر رہا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اسلئے کہ اس قوم کو خداداد رعب حاصل ہے۔ اور انتظام کا خاص ملکہ اور مذاق ان میں ہوتا ہے۔

آئندہ کچھہ واقعات تفصیل سے بتائیں گے جنپر امید ہے افسران اعلےٰ پوری توجہ کر سکیں گے فی الحال یہ نوٹ اسلئے لکھا گیا ہے کہ تا ذمہ دار آفیسر بطور خود اس سوال پر غور کریں +

*

پیارے طالب علمو! پڑھو صنعت و حرفت سیکھو

"نظم فریاد میز"

کیا بُری حالت میں اپنی میز ہے — شور اسکا کیا ہی درد انگیز ہے
رچ گئی ہے اسکی رگ رگ میں کہن — بال بال اسکا گرفتار محن
ہاتھہ رکھا اور چلانے لگی — بیٹھنے والوں کا سر کھانے لگی
جوڑ جوڑ اسکا ہوا تن سے جدا — ریشہ ریشہ ہے جدائی میں پھنسا
قوت بازو جو تھی وہ پھٹ گئے — میخ فولادی کے جو تھے سب ہٹ گئے
تختہ مبیت ہے یہ کہدیں اگر — مردہ نہلانے کی ہے جا کسر
ضعف سے لگتی ہے تھر تھر کانپنے — تھوڑی حرکت سے ہی لگتی ہانپنے
کل یہ ہے رونے اور رلانے کے لئے — سوز غم میں جلانے کے لئے
غم کے مارے ہو گئی ہے سرنگوش — درد سے دم بھر نہیں رہتی خموش
اسکے اندر شور و شیون ہے بپا — نالۂ غم زاری و آہ و بکا
کر رہی ہے یہ زبان حال سے — جیسے جی نجار سارے مر گئے
اس شکستہ دل کی اگر لیں خبر — رکہیں درد و رنج کے سر پر تبر
جوڑ دیں اگر میرے پھوٹے نصیب — سن لیا گر آہ و فریاد غریب
گر یہی جیندے رہی حالت مری — جان لوں گی پھوٹی قسمت مری

پیارے بچو تم ہی نجاری کرو
درد سے درمان بیماری کرو
صنعت و حرفت کو گر سیکھو تمام
ہم غریبوں کے بہت آئیں گے کام
صنعتوں کی گرم بازاری ہے آج
وقت نجاری و معماری ہے آج
آج نجاری اگر تم جانتے
ہمنشیں کا کچھہ تو حق پہچانتے
سن رہے ہو میری آہ و زاریاں
سیکھتے پھر بھی نہیں نجاریاں
علم میں بھی جوہر قابل بنو
صنعت و حرفت میں بھی کامل بنو
ثاقب گمنام ہیں فاضل مگر
نام کو آتا نہیں آتا نہیں کوئی ہنر

نوٹ:- اس میز پر کہنگی اور بوسیدگی چھپانے کیلئے سبز چادر ڈالی گئی تھی۔

نہیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا | نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم ہی گاتا ہوں | خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل | سری برگ بیاسی پر حقیقت پودا لگاتا ہوں

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت و مروارید عنبر اشہب خالص جان بر مہر خطائی ... ورق نقرہ کہربا ... صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

یہ اُن قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵ - اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اون کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

(مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے)

قیمت ایک ڈبیہ تین روپے (ﷲ)	قیمت تین ڈبیہ آٹھ روپے (ﷲ)	قیمت چھ ڈبیہ پندرہ روپے (ﷲ)
قیمت ایک درجن ستائیس روپے (ﷲ)		

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ - **خوراک** ۲ ماشہ - **محصولڈاک** بذمہ خریدار -

مفرح دلکشا میں خدا تعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں اسلئے مجھکو اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے صرف اسقدر واجبی عرض کیکے میں اسکو ختم کرتا ہوں کہ آپ اتنی یاد رکھیں مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لایق ہے +

مفرح دلکشا جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے اسکا ایک خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلے و مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے یہ ضعف بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے -

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جسکے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت۔ کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کیلئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے +

مفرح دلکشا وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش و تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے +

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے۔ اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان ملکوں میں جہاں طاعون۔ ہیضہ۔ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے -

مفرح دلکشا حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو۔ اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے -

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو۔ یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندیشہ ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئی ہوں نہیں ... صحت

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی

موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

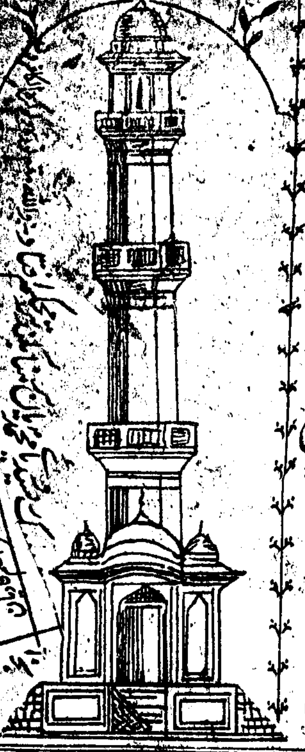
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عـہ)



فہرست مضامین

نمبر ۲۰ قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۴ مئی ۱۹۰۶ء کو فرمایا - چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا - رؤیاء - بہت سے زنبور ہیں اور میں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں -

۴ جون ۱۹۰۶ء - رؤیاء دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا تب میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرندا ترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہیں -

۵ جون ۱۹۰۶ء - الہام - (۱) مَا اَرْسَلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزٰی بِہٖ اللّٰہُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔

ترجمہ - کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے -

(۲) یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ

ترجمہ - خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے -

(۳) الہام - خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا -

۷ جون ۱۹۰۶ء - بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا - جسکے دو نام ہونگے -

(۱) بشیر الدولہ
(۲) عالم کباب

یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور انکی تعبیر اور تفہیم یہ ہے -

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا - اُسکے پیدا ہونے کے بعد یا اوسکے ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی - اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا - اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی -

(۲) عالم کباب سے یہ مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونیکے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئیگی - گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا - اسوجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا - غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائیگا - اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا - عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا -

خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں ہوگا - مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے - اور اگر دنیا پر جلد عذاب کا وقت آپہنچا ہے یعنی عذاب عظیم کا وقت تب ابھی لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام بشیر الدولہ اور عالم کباب ہوگا - اور وہ دنیا کے لئے نیکوں کے لئے اور نیز بدوں کے لئے خدا کا نشان ہوگا - یہ اسی قسم کا نشان ہے جیسا کہ عزریا نبی نے خرقیاہ بادشاہ کیلئے فرمایا تھا - اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عنقریب دو نشان ظاہر ہونگے - پس اگر دو نشان ظاہر ہونے والے جو عنقریب ہیں وہ اور ہیں تو اس صورت میں بھی ابکی دفعہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی نہیں تو ابکی دفعہ ہی لڑکا پیدا ہوگا - اور وہ خدا کا نشان ہوگا - اور اوس کے ساتھ ایک دوسرا نشان ظاہر ہوگا علاوہ وہ لڑکا نیکوں کیلئے اور اس سلسلہ کیلئے ایک سعد ستارہ کیطرح مگر بدوں کیلئے اسکے برخلاف ہوگا -

اسی تاریخ کے اور الہام یہ ہیں ....

(۱) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃَ

ترجمہ - اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا -

(۲) اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ

ترجمہ - میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا -

(۳) وَاِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ

ترجمہ - اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگا - (۴) دو نشان ظاہر ہونگے -

(۵) اللہ تعالیٰ اوسکو سلامت کہنا نہیں چاہتا - یہ کسی خطرہ کی طرف اشارہ ہے

(۶) انا اخذناہ بعذاب الیم - ہم دردناک عذاب کے ساتھ اوسکو پکڑینگے - (۷) خدا تمہیں سلامت رکھے -

(۸) یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

ترجمہ - وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے -

(۹) یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ - یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ترجمہ - ہر ایک دور کی راہ سے آئینگے - ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے -

(۱۰) سلام علیکم طبتم - تم پر سلام تم پاک ہو -

(۱۱) وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ

اور جو لوگ تیرے پاس آئیں گے تجھے چاہیے کہ اُن سے بدخلقی نکرے اور انکی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جاوے *

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل نظم بجواب پیشگوئی زلزلہ حضرت اقدس علیہ السلام عبد العزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی مرحوم نے پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء ہفتہ وار میں بصفحہ ۴ طبع کرائی ہے اوس کا جواب الجواب راقم نے لکھا ہے براہ مہربانی اپنی اخبار گوہر بار میں درج فرماکر نیازمند کو مرہون منت فرماویں۔ نظم مکذّب پہلے نقل کرکے بعد میں نظم مصدّق تحریر کرتا ہوں۔

نظم مکذّب در تردید پیشگوئی زلزلہ

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانے کے دن

نظم مصدّق بجواب مکذّب زلزلہ

اے توانا جلد دکھلا زلزلہ آنے کے دن
اور مکذّب زلزلہ کے کوچ کرجانے کے دن

اے مکذّب کس بنا پر تو نے یہہ مصرع کہا؟
ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

مکذّب

خیر اُمت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھ نہیں اے اُمت مرحوم گھبرانے کے دن

مصدّق

کہتا ہے قہر خدا سے ہو کے کیوں بیباک تو
کچھ نہیں اے اُمت مرحوم گھبرانے کے دن

اے مکذّب ہے لکھا قرآن میں یہہ جا بجا
ہر گھڑی نزدیک ہیں میرے عذاب آنے کے دن

خیر اُمت کے عجب آثار ہیں ظاہر ہوئے
جسنے پائے ہیں فقط دجّال کہلانے کے دن

اُمت موسیٰ سے جب آئیں مسیح ناصری
خیر اُمت کے لئے ہیں سخت غم کھانیکے دن

مکذّب

کب غضب بھڑکا ہے یا روا بھی خدائے پاک کا
ابر رحمت فرق اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن

مدعی جہوٹے نبوّت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانیکے دن

مصدّق

اک طرف کہتا ترا مرحوم اُمت غم نہ کہا
ابر رحمت فرق اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن

دوسری جانب خلاف اس قول کے لکہا ہے کیوں
آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانے کے دن

ابر رحمت فرق اُمت پر ہے جب چہایا ہوا
پھر کہاں سے آگئے اُمت کے بہکانیکے دن

ہے غضب بھڑکا خدا کا دیکھ لے چاروں طرف
جا بجا موجود ہیں یہہ آگ برسانے کے دن

دیکھ سبحان الذی پارہ میں ہے وعدہ ہوا
آئیں گے ہر ایک بستی پر سزا پانے کے دن

اور اسی پارہ کے ہے دویم رکوع میں یہہ لکہا
ہے عذاب آنا رسولوں سے مکر جانیکے دن

زلزلہ آتش فشانی۔ سیل اور طاعون کا
ہوگئے باعث غلام احمدؑ کے جہٹلانیکے دن

مکذّب

عیسیٰ مریم کے آنے کو ہے اک مدت دراز
اور ابھی ہیں بہت دجّال کے آنے کے دن

آسمان سے حضرت عیسیٰ کو ہی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجّال کے نابود ہوجانے کے دن

مصدّق

اک جگہ لکھتا ہے مدت بعد عیسیٰ آئیں گے
اور ابھی آئے نہیں دجّال کے آنے کے دن

پھر یہیں کہتا ہے یارب بھیجدے عیسیٰ ابھی
دیکھ لیں دجال کے نابود ہوجانے کے دن

جبکہ ہے دجّال کے آنے میں اک مدت دراز
قبل اوسکے کیسے پھر عیسیٰ کے ہوں آنے کے دن

مکذّب

حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلادے پہیلانیکے دن

نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی
دین کامل ہوگیا اب کیسے پہیلانے کے دن

مصدّق

اک طرف کہتا ہے پیدا جلد مہدی ہو کہیں
مصطفےٰ کے دین کے تا دیکھیں پہیلانیکے دن

دوسری جانب خلاف اس کے یہہ داغی کیا لکہا
دین کامل ہوگیا اب کیسے پہیلانے کے دن

جبکہ اکملت لکم سے دین کامل ہو چکا
پھر بہلا کس دین کے دیکھیگا پہیلانے کے دن

مکذّب

زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہیں، اس سے غم کہانیکے دن

مصدّق

زلزلہ بیشک قدیمی سنت اللہ ہے عزیز
یہہ نہیں ہیں سنت اللہ کے بدل جانیکے دن

کافروں کا قتل کرنا بھی قدیمی بات ہے
کیوں عذاب اس کو کہا تہا قتل ہوجانیکے دن

دیکھ لے تو سورۂ توبہ کو نادان کھول کر
قتل انہوں سے کیا اون کو عذاب آنیکے دن

زلزلہ کو ہے خدا قرآن میں کہتا عذاب
اے مکذّب کیوں نہوں پہر اس سے غم کہانیکے دن

مکذّب

عیسیٰ مریم سوا جو غیر کو عیسیٰ کہیں
عنقریب آتے ہیں اون کے سخت پچھتانیکے دن

وہ گہڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسیٰ کہے
اور بڑھتے جاتے ہیں دجّال کہلانے کے دن

مصدّق

عیسیٰ ابن مریم نہیں ہے ایک۔ سن اے بے خبر
کردیا ظاہر نبی نے حلیہ بتلانے کے دن

اک محمدؐ کا مسیح ہے دوسرا ہے موسوی
فرق بیّن ہو چکا معراج کو جانیکے دن

ایک کا ہے رنگ سُرخ اور دوسرے کا گندمی
ہے لکہا اسکو بخاری نے لکہے جانے کے دن

ایک کے ہیں موئے پیچیدہ دگر کے ہیں دراز
اے سمجھ کمبخت ہیں تیرے سمجھ جانیکے دن

سب سے عیسیٰ کہلوانے کی گہڑی نزدیک ہے
دیکھ اب آتے ہیں اوس کے صدق کُہل جانیکے دن

کس زبان سے تو نے اے بدبخت ازلی یہ کہا
اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن

ایک ظالم نے تو احمدؐ کو کہا دجّال تہا
چکھ گیا جس کا مزا وہ اپنے مرجانیکے دن

اب غلام احمدؑ کو تو دجّال کہتا ہے شقی
آگئے تیرے عذاب النّار کے پانیکے دن

مکذّب

مصحف اقدس میں ہے فوت حضرت عیسیٰ نہیں
نا مزدل اوسمیں ہیں اون کے زندگی پانیکے دن

چل چکے جہونکے ہوائی مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

مصدّق

ہے لکھی قرآن میں کس جا حیات عیسیٰ کی
اوس کہانی تو ظاہر کیئے اوسکے گذر جانیکے دن

یہہ کہانی ہے پُرانی کوئی اب سنتا نہیں
ہوگئی ظاہر وفات اور اوسکے دفنانے کے دن

اعتقاد زندگیٔ ابن مریم سے ضرور
گلشن دین نصاریٰ کے ہیں لہرانیکے دن

ابن مریم آسمان پر اور محمدؐ خاک میں
اس عقیدہ نے دکھا دیئے مُرجہانیکے دن

مکذّب

مصطفےٰ کے بعد جسنے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوس کیلئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

مصدّق

کیا نبی ناصری آئینگے بعد مصطفےٰ ؟
ہیں یہ ختم الانبیاء سے تیرے پہر جانیکے دن

مصطفےٰ کے بعد جو ڈھونڈے نبی ناصری
آگئے اوس کے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

مکذّب

مدعی ہو کر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
آگئے اوس کے عذاب النار کے پانیکے دن

مصدّق

کیا خبر تجھ کو شبیہ سے تہی غرض کیا اے سفیہ
آیا تہا حکم خدا تمثیل بنوانے کے دن

بے سروپا شعر تیرے اور دعوے بیدلیل
ہیں ندامت میں تیرے یہ ڈوب مرجانیکے دن

مکذّب

التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اوس آگ برسانے کے دن

مصدّق

واہ کیا کہنا ہے داغ دہلوی کے ناخلف
خوب جہٹلائے ہیں تو نے زلزلہ آنیکے دن

ہے دعا قاسم علی کی قادر غیور سے
جلد دکھلادے مکذّب کے سزا پانیکے دن

(رقیمہ نیازمند عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ترا ہا بیرم خان پرانی منڈی نیہول کی۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۶ء)

ایک شریف لڑکی کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

میرے مکرم محترم محسن جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں ذیل کی چند سطریں ارسال خدمت کرتی ہوں اگر اخبار فرحت آثار کے کسی گوشہ میں جگہ مل جاوے۔ مجھکو الحکم کی تعریف لکھنے کی تو طاقت نہیں ہاں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتی ہوں کہ الحکم میں اسکے کلمات شائع ہوتے ہیں جسکی خدا ہی تعریف کر رہا ہے۔ میں اس خداوند کریم کا کہاں تک شکریہ ادا کروں جسنے مجھکو اور میرے والدین کو امام الزمان کی پہچان بخشی میرے مکرم مجھے بہت سی اُردو اخبارات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے اسواسطے کہ میں ملک مولا بخش جیسے روشن دماغ احمدی کی بیٹی ہوں جسنے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہکر مجھے دین اسلام کا رستہ دکہایا ہے جسنے سب اخباروں کی چھان بین کرکے وکیل اور الحکم پسند کیا یہ دونوں اخبارات ایک ہی وقت میرے پاس پہنچتے ہیں اور جب یہ دونوں میرے سامنے میز پر پڑے ہوتے ہیں تو اسوقت میرے دل کی عجیب ہی کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وکیل تو یہہ کہہ رہا ہے کہ اسلام نیم مردہ ہے ہر طرف سے اسپر حملے کئے جا رہے ہیں اور سخت مصیبتوں میں مبتلا ہے اور یہ جہاز ڈوبا چاہتا ہے کسی ناخدا کی ضرورت ہے یہ مریض جان بلب ہے کسی حکیم کی ضرورت ہے اور پکار پکار کر مہدی اور عیسیٰ کی ضرورت بتا رہا ہے۔ علی گڈھ میں بھی مذہبی تعلیم خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ انجمن حمایت اسلام کی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ندوۃ العلماء کی کتابوں میں ہزارہا نقائص بھرے پڑے ہیں۔ غرض بڑے جوش اور تپاک کے ساتھ آنے والے مہدی کا منتظر ہے اور مان چکا ہے کہ نزول مہدی کا یہی زمانہ ہے۔

ادہر الحکم کو اٹھا کر دیکھئے تو وہ یوں مخاطب ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہارے دلوں کو جو بسبب نہ ملنے صراط مستقیم کے سخت بے اطمینان ہو رہے ہیں تسلّی دوں اُس رب العالمین نے اسلام کی نیم مردہ حالت کو دیکھ لیا اور اس کے جلانے کو اپنا برگزیدہ بندہ بھیجدیا مگر حسد کی آگ کے دھوئیں سے تم اندھے ہو رہے ہو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلام کو سب حملوں سے بچانے والا در بزور قائم جواب دینے والا اور مصیبتوں سے چھڑانے والا اس ڈوبتے ہوئے جہاز کا ناخدا اس جان بلب مریض بیمار روحانی طبیب مہدی مسعود مسیح موعود جسکا تیرہ سو برس سے انتظار کیا جا رہا تہا۔ میرا آقا مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں موجود ہے آؤ ہٹ دہرمی کرنے کی پٹی آنکھوں سے کہولکر دیکھو آیا ہوا ہے یا نہیں مگر تمہارے دل سیاہ ہوگئے ہیں تم نیک بد میں تمیز نہیں کر سکتے خدا سے دعا مانگو کہ خدا تمہیں نیک راہ لاوے۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہ یہ ایک قالب بے روح کی طرح کام کر رہے ہیں آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بے روح جسم کہاں تک کام آوے گا ضرور ایک نہ ایک دن خراب ہو جائیگا اور لوگ اسکی متعفن ہوا سے بہاگینگے۔ اب رہا علیگڈھ اگر اسمیں یونیورسٹی قایم ہو جاوے تو کیا اس سے قوم کا روحانی علاج ہو جاویگا۔ یا اس سے بہت لا مذہب بی۔ اے ایم۔ اے نکل آئے اور جنہوں نے آتے ہی مذہبی پابندی کو پس پشت ڈالدیا ان سے اس مریض کا علاج ہوگا نہیں ہم لوگوں کو روحانی طبیب کی ضرورت ہے اور جو خدا نے اپنے فضل سے بہیجا ہوا ہے وہی معالج ہوگا۔ اسوقت میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور الحکم کے پڑہنے سے مجھے وہ روحانی لذت ملتی ہے جسکو آجتک مینے کسی اخبار یا رسالے میں نہیں پایا۔ چونکہ مجھکو وکیل سے ایک گونہ الفت ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی لینے والا پرچہ ہے اسی واسطے میں اسکو اور اخباروں کے سامنے شرمندہ کرنا نہیں چاہتی تہی مینے اسکی غلطی اسکی طرف لکھکر بھیجدی جس کو اس نے ابہی تک شائع نہیں کیا جس کا مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ بننا انصاف پسند مگر کام ایسے کرنے مگر سچ ہے کہ ان لوگوں میں روحانیت نہیں۔ اگر ان لوگوں میں روحانیت ہوتی تو کب کے مسیح کو پہچان لیتے۔ امید ہے کہ آپ میرے پراگندہ خیالات کو شائع کرکے لوگوں کی غلط فہمی دور کر دینگے۔

ایڈیٹر وکیل کے نام کہلا خط

ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ یعنی کسی قوم کی عداوت کے سبب اون سے بے انصافی نکرو کیونکہ انصاف شیوہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے جو آپنے ریمارک میرے مضمون پر پاس کیا ہے وہ بالکل غیر منصفانہ اور تعصب سے بہرے ہوئے ہیں آپ جیسے اعلےٰ خیالات اور روشن دماغ کو اور ریفارمری کا دعوےٰ کرنے والے کو ایسی تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے۔ میں آپ سے ہرگز یہ امید نہیں کر سکتی تہی کہ آپ سلک مروارید کی تمام خوبیوں کو اسواسطے نظر انداز کر دینگے کہ وہ ایک احمدی کی تالیف کردہ ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ اس میں تمام باتیں مرزا صاحب کی مشن کی بہری پڑی ہیں۔ کہاں تک بجا اور درست ہے خدا آپکی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کو کہولے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس میں مرزا صاحب کے مشن کی بجائے عجیب پیرائے کے ساتھ اسلام کی سچائی بیان کی گئی ہے میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جیسا محققانہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ سلک مروارید میں کیا گیا ہے آپ مجھے بتلائیں کہ اور کونسی ایسی کتاب عام فہم مستورات کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ میں آپ کو ذیل کا واقعہ سناتی ہوں جس سے آپکو پتہ لگ جائے گا کہ مس صاحبان کا مہلک اثر کہاں تک نقصان پہنچا رہا ہے اور ملک کو کہاں تک ایسی عام فہم رسالوں کی ضرورت ہے۔

"کچھ دنوں سے دہلی شہر میں مسوں کا یہ کام جاری ہے کہ اکثر مسلمانوں کے گہروں میں جاکر تعلیم صنعت و حرفت کے بہانہ سے اپنی منادی کرتی رہتی ہیں جس کا شدہ شدہ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایک نوعمر لڑکیاں مسلمانوں کی ورغلا کر لے گئیں اس کا بہت شور و غل ہوا۔ مگر مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ آخری واقعہ ماہ رمضان میں یہ پیش آیا ہے کہ ایک مسلمان معروف بہ نواب بر قندوالہ جو کوچہ میر عاشق میں رہتا تہا اس کے گھر میں مس صاحبہ اسکی نوجوان نا کتخدا لڑکی کو تعلیم تربیت سکہلانے کے واسطے نہیں عیسائی بنانے کیواسطے آیا کرتی تہیں اوران ایام میں ان کا جادو دختر نا کتخدا پر پورا اثر کر گیا۔ والدین دختر نے اسکی شادی کی تیاری کرکے تاریخ نکاح مقرر کر دی جو بہت تہوڑے دن کی تہی مس صاحبہ کو علم ہوا انہوں نے جانا کہ بعد شادی اس مسحورہ کو لیجانا دشوار ہو جائیگا کیونکہ ایک مستقل دعویدار اس کا خاوند موجود ہو جائیگا۔ مناسب ہے کہ ابہی بے نیل مرام اس کو شوہر کے کافور بنا دیں۔ چنانچہ جب شادی میں چند ہی روز باقی رہے تو مسیح کی بہیڑ نے اس دختر کو بر ضامندی اسکی کے کسی بہانہ سے گاڑی میں سوار کرا مشن ہوس میں جا داخل کیا۔ اور نہایت محبت اور اخلاق سے اسکو رجہایا۔ دین اپنے سے وہ پہلے ہی بے خبر تھی۔ دختر والدین و برادران حقیقی نے مطلع ہوتے پر زنانہ مشن سے دختر کو واپس لینا چاہا۔ مگر مس تہاربرن صاحبہ منتظمہ مشن نے بذریعہ چٹھی انکو حوالہ پولیس کر دیا جہاں سے چالان ہوکر عدالت مسٹر کرتہی سنگہ صاحب مجسٹریٹ کے آیا صاحب موصوف نے مصلحتاً انکو دلاسا تسلی دیکر بری کر دیا اور کہا کہ جاؤ اگر دعوےٰ ہے تو بذریعہ عدالت وصول دختر کا استغاثہ کرو تحریک چند علما دہلوی یعنی مولوی عبد المجید صاحب واعظ مولوی شرف الحق صاحب اور والد دختر نے استغاثہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اغوا دختر نابالغہ کا دائر کیا۔ صاحب بہادر نے وہ عرضی اسی عدالت میں جس سے پہلے چالان پولیس کا فیصلہ ہوا تہا سپرد کرائی تو عرضی قریب دو ماہ تک زیر تجویز رہی جس سے دختر مفرورہ بخوبی مس صاحبان سے مانوس ہوگئی اور قابل اطمینان مس صاحبہ وہ مذہب عیسائی میں داخل ہو چکی تو استغاثہ مذکور کسی فریق کی درخواست سے عدالت کرتہی سنگہ سے منتقل ہوکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں آگیا۔ اور جہاں پر اس کا آخری فیصلہ ہوا۔ والد دختر کو کسی نامعلوم ذریعہ سے اطمینان دلائی گئی۔ کہ اگر تیری لڑکی تیرے سامنے آجاوے گی۔ تو وہ ضرور تیرے ساتھ چلی آوے گی پس تو یہ کوشش کر کہ میری لڑکی جو عرصہ دراز سے مسوں کے پاس ہے بلوائی جاوے۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہوگئی تو مجکو مل جاوے۔ اگر وہ مس صاحب کے ساتھ رہنے پر رضامند ہوئی تو ان کے پاس رہے۔ اس دام افتادہ باپ نے یہی بیان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکہوادیا۔ اس بنا پر با اطمینان صاحب بہادر دوے دختر کو معہ مس صاحبہ عدالت میں بلوایا اور تہوڑی دیر کے لئے اجازت دی۔ کہ اپنے والد سے علیحدہ گفتگو کرے۔ اس کے بعد بیان ہوگا۔ والد بزرگوار نے نہایت ہی منت۔ خوشامد سے عرض معروض اپنی نامہربان دختر کی خدمت میں کی۔ بہمراہ مولوی شرف الحق صاحب مگر اس نامہربان دختر نے صاف جواب دیا کہ اے بڈہے باپ میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی خواہ تو قید ہو جا خواہ مرجا یا کچھ کر۔ اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دختر معصومہ کا بیان لکھا جو مخلصانہ یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بہائی مجھ سے بازار میں پیشہ کرانا چاہتے ہیں اور حرامکاری کے ذریعہ مجھکو کہتے ہیں۔ کما کر کہلا۔ اس لئے یہ کام مجھکو منظور نہیں۔ میں برضامندی اور خوشی سے بلا تحریک غیری ایسے ماں باپ کو جو کہ مجھ سے حرامکاری کرانا چاہتے ہیں۔ چھوڑتی ہوں۔ اور اپنی مخدومہ محترمہ ہمدم غمگسار مس ولیم مس تہاربرن صاحبہ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ میری عمر بائیس سال کی ہے والدین جو پندرہ سالہ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ یہ بیان لکھا۔ دعویٰ ڈسمس۔

دختر حوالہ مس صاحبہ ماں باپ بہائی محروم نامراد بخانہ واپس۔"

اور کئی واقعات ایسے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر مستورات کے واسطے اس قسم کی کوئی سہل الفاظ میں عام فہم کتاب اس مہلک اثر سے بچانے کیواسطے نہیں بنائی۔ میرے مکرم اگر آپ نے احمدی اخلاق کا وسیع نمونہ دیکھنا تہا تو آپ میرے مضمون سے جو کہ الحکم میں چہپا تہا معلوم کر سکتے تہے۔ الحکم کے ایڈیٹر نے تو یہ نہ لکھا کہ لاثانی استانی قابل وقعت کتاب نہیں اسمیں زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں دین مذہب کی کوئی بات نہیں۔ مگر احمدیوں کو انکے ہادی نے یہ نہیں تعلیم دی کہ وہ تعصبانہ کارروائی کریں۔ ہمیں تو بقول ایک جاپانی پروفیسر کے خوبی کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ یورپ سے

ہو یا ایشیا سے خواہ بہشت سے ہو یا دوزخ سے جب تک عورتوں میں اسلام نہ پھیلے ہم ترقی نہیں کر سکتے یہی فرقہ ہے جو جہالت کی تاریکی کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور اپنے دین سے بالکل بے خبر ہے اور جس کا اپنے دین سے برگشتہ کر لینا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ ایک نیک اور دیندار عورت بہ نسبت نیک اور دیندار مرد کے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جس گھر کی مالکہ احکام الٰہی سے باخبر ہے اس کا سارا خاندان ہی صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو گا۔ قدرت نے ننھے معصوم بچوں کی پرورش غور پرداخت اور اتالیقی ماؤں کے ذمہ دیدی ہے جو کچھ وہ ماؤں کو کرتا دیکھتے ہیں ان کے ننھے معصوم دلوں پر وہی اثر پڑتا ہے باپ کی صحبت تو شاید سارے دن میں ایک گھنٹہ ہی میسر ہوتی ہو اس سے وہ کیا سدھر سکتے ہیں اگر مائیں بیدین اور بے علم ہیں تو بچوں کا پھر خدا ہی حافظ ہے۔ میرے ناقص خیال میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مستورات کو اپنے پاک مذہب سے باخبر کیا جاوے اور اسلام کی خوبیاں سمجھائی جاویں۔ اور یہ کام سلسلہ تالیفات تعلیم نسواں کے چھوٹی چھوٹی کتابوں اور رسالوں سے ہو سکتا ہے۔ میرا سخت ہی دل جلتا ہے۔ جب میں دیکھتی ہوں کہ میری اکثر تعلیم یافتہ بہنوں کو اپنے پاک دین کی طرف کچھ رغبت نہیں ہے اور اسی واسطے وہ اسلام کی خوبیوں سے بے بہرہ ہیں۔ خاصکر قابل رحم حالت مشن کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ہے اگرچہ وہ عیسائی نہ بھی ہوں مگر پھر بھی مس صاحبان کی پاک تعلیم اپنے برحق دین سے برگشتہ کر ہی دیتی ہے۔ کہنے کو مسلمان مگر وہ عیسائیوں سے بدتر ہو جاتی ہیں۔ مجھے اکثر مشن سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہیں دین سے بے بہرہ اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف پایا ہے۔ سوائے انجیل کی کہانیوں کے اور کچھ خبر نہیں۔ اے میرے بزرگو خدا کے واسطے ان معصوم بچیوں کو اس مہلک مرض سے بچاؤ اور اسلامی گرلز سکول کھلواؤ۔ میرے تعلیم یافتہ بھائیو! اگر آپ کو اپنے ملک کی بہتری منظور ہے تو سلک مروارید جیسی کتابیں شائع کرو ورنہ ایک دن سخت نقصان اٹھاؤ گے ؎

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ مضمون اپنا احمدی بھائی سمجھ کر بھیجتی ہوں براہ مہربانی جو غلطی ہو اسکو درست کر کے شائع کیجئے اور جلد شائع ہو۔ از حد مشکور ہونگی۔ اس مضمون سے میرا کوئی اپنا علم جتانے کا ارادہ نہیں۔ بلکہ یہ تو میں نے اپنے دل کا ابال نکالا ہے۔ امید ہے کہ میری احمدی بھائی نکتہ چینی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے کیونکہ میں کچھ ٹوٹا پھوٹا اردو جانتی ہوں۔

راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

کشف الحجاب

جناب مخدوم الملت حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شیعہ مذہب کی نسبت کچھ لکھنا تو گویا سورج کو چراغ دکھلانا ہے۔ یہ ایسی پاک مرد (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا جو اس جد جہد میں لگا تھا کہ اس غلط کار فریب خوردہ قوم کے آگے جو دھوکے کی موٹی دیوار کھنچی گئی ہے ڈھ جائے مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب خلافت راشدہ اور ایک شیعہ کے نام خط جو الحکم ۲۲ جلد ۷ میں چھپا ہے۔ جسنے پڑھا ہوگا وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کہاں تک تنزل کی تنگ و تاریک گڑھے میں ہے۔ میں نے آج تک کوئی مستقل کتاب شیعہ مذہب کی دیکھی نہیں تھی۔ البتہ یاحسین اور یاعلی اور یا پنجتن کے نعرے سنتے تھے۔ مگر ابھی چند روز ہوئے جو ایک کتاب بابو شمس الدین صاحب ہیڈ کمپاؤنڈر میڈیکل سٹور ڈپو میاں میر کے ذریعہ دیکھنے میں آئی جو بابو صاحب مذکور کو جناب ڈاکٹر ممتاز حسین صاحب حیرت سے (جو شیعہ مذہب کے ساتھ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں) ملی تھی اس کتاب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب بڑی سخت اور منحوس جگہ پر ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہے یہ کتاب جناب مولوی شیخ احمد صاحب ابن جناب مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی کی تصنیف ہے اور اس کا نام کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب ہے اس کتاب کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب ثلاثہ خصوصاً اور دیگر اصحاب عموماً قریباً سب کے سب (نعوذ باللہ) بزدل منافق اور کافر اور اسلام کی تخریب کرنے والے تھے اور ایسا ہی جناب علی علیہ السلام باوجود بہادر اور دلیر ہونے کے (نعوذ باللہ) سخت درجہ کے کمزور طبیعت کے تھے اور ایسا ہی آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا دائرہ (نعوذ باللہ) حضرت علی رض تک محدود رہا مگر اون پر بھی کمال درجہ کا پرتوہ نہ ڈال سکا یا اگر ڈالا تو خود حضرت علی رض (نعوذ باللہ) اپنے کمزوری فطرت کی وجہ سے اوس بوجھ کو سنبھال نہ سکے نیز یہ کہ دنیا میں کوئی مومن مسلمان آنحضرت کے بعد نہ رہا نہ شیعہ مسلمان ہیں اور نہ سنی اور نہ خارجی نہ ناصبی اور کہ یہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ یہ وہ بھی نہیں ہے جو ابوبکر کے عہد میں قلم بند ہوا تھا جو قرآن آنحضرت پر نازل ہوا تھا وہ پارچہ حریر پر لکھا جاتا تھا۔ اور ہر وقت آنحضرت کے پاس رہتا تھا اور بوقت وفات آنحضرت نے وہ قرآن حضرت علی رض کو دیدیا تھا اور پھر اوس قرآن کا پتہ نہ لگا کہ کدھر گم ہو گیا۔ غرض اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے جو کشف الحجاب کے نام سے موسوم ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اوسمیں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے معہ ریمارکس کے درج اخبار کراؤں تاکہ ناظرین غور کر سکیں کہ جو کچھ "مسلمانوں کے لیڈر (رضی اللہ تعالےٰ عنہا)" نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہاں تک صداقت سے بھرا ہے۔

کتاب کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ پر مومن کی صفت یہ بیان کی ہے کہ "النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو نبی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مثلاً نبی صلعم پر کوئی کافر حملہ کرے تو مومن کا فرض ہے کہ اوس حملہ کو اپنے اوپر روکے اور نبی کو بچاوے۔ نبی کی جان بچانے میں اپنی جان کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرے مگر ہم خلفاء ثلثہ کی کیفیت اسکے برخلاف پاتے ہیں کہ جنگ احد میں اور حنین میں اونہوں نے اپنی جان کو نبی کی جان سے پیارا سمجھا اور نبی صلعم کو نرغۂ اعداء میں گھرا ہوا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلے اور فقط ایک علی رض باقی رہ گئے پس ظاہر ہے کہ جو لوگ نبی کو چھوڑ بھاگے وہ ہرگز مومن نہ تھے"

شیعوں کے نزدیک تو **مومن کی صفت** یہی تھی جو نقل کی گئی اب اسکے لئے ہمکو اپنے پاس سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ حاجت ہے بلکہ ہم ناظرین کے واسطے اسی کتاب کے صفحہ ۳۷ کی عبارت نقل کر دیتے ہیں جو اسکی تردید کے لئے کافی و وافی ہے اور وہ یہ ہے۔ "جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **تم لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور میں ابوبکر سے** مستحق تر تھا لیکن اس خوف سے کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا پھر ابوبکر نے عمر کو ولیعہد کیا حالانکہ میں **اولیٰ و مستحق تر تھا** عمر سے لیکن اوسی خوف سے کہ لوگ پھر کر کافر ہو جاوینگے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا۔"

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو ایمان کی صفت ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے قول نے غلط کر دی کیونکہ یہ صفت جو مصنف کتاب نے لکھی ہے اگر حضرت علی کے نزدیک درست ہوتی تو پھر حضرت علی کا یہ کہنا کہ **"لوگ پھر کر کافر ہو جائینگے"** کہ **لوگ مرتد ہو جا**... علی کے نزدیک اصحاب نہ تو مرتد ہی اور نہ اون کے نزدیک مومن کی وہ صفت تھی جو مصنف کتاب نے تحریر کی ہے اور اگر تھی تو یہ کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنگ احد و حنین وغیرہ سے بھاگے ہوں۔ پھر صفحہ ۲۷ پر مصنف صاحب یہ گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ "خلفاء بلا کسی استحقاق کے مدعی خلافت ہو گئے" مگر حضرت علی رض کا قول اسکی بھی تردید کرتا ہے جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا یعنے یہ کہ "میں ابوبکر اور عمر سے اولیٰ اور مستحق تر تھا" اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اگرچہ وہ بھی مستحق تھے مگر میں اولیٰ و مستحق یعنے زیادہ مستحق تھا مگر یہاں پر مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ "بلا استحقاق مدعی خلافت ہو گئے" علاوہ بریں جناب امیر علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہے کہ لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور مصنف صاحب کہتے ہیں کہ خلفاء خود مدعی خلافت ہو گئے اب ہم حضرت علی کو سچا مانیں یا مصنف کتاب کو بہر حال جناب علی رض ہی سچے ہیں جنکی بیجا حمایت کا ٹھیکہ مصنف صاحب نے لیا ہے۔ پس وہ تو کہتے ہیں کہ خلفاء کو لوگوں نے خلیفہ بنایا وہ خود بخود خلیفہ نہیں ہو گئے پھر صفحہ ۳۲ پر یہ بھی لکھا ہے کہ "خلفاء ثلثہ اپنے منفعت اور اغراض ذاتی کو مقدم رکھکر درپے تخریب اسلام کے رہے" اور کہ "حضرت علی رض نے بخوف زوال اسلام اپنے حق طلبی سے خاموشی اختیار کی" صفحہ ۳۲ اس پر ریمارکس کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو صفحہ ۳۲ کی سیر کرا دیں تاکہ ناظرین معلوم کر لیں کہ حضرت علی کس اسلام کے زوال کے سبب سے تخریب اسلام کو جائز سمجھ کر خاموش رہے اور حق طلبی کے ولولہ کو دل سے نہ بجھایا اور وہ یہ ہے کہ "بلکہ خود اونکو (خلفاء ثلثہ کو) پیغمبر نے ہدایت کی تھی کہ میرے بعد متمسک با اہل بیت ہونا اور علی کو پیشوا گردانتا ورنہ گمراہ ہو جاؤگے جیسا کہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر و حدیث ولایت و منزلت و امامت وغیرہ سے آشکارا ہے پس جن لوگوں نے بموجب ہدایت و وصیت رسول صلعم حضرت علی رض کو اپنا امام اور پیشوا نہیں مانا وہ خود گمراہ ہو گئے" صفحہ ۳۲ یہ سب بھی حضرت علی کے قول سے نقیض ہیں اور اگر انکا کچھ اثر بد پڑتا ہے تو وہ جناب علی رض کی ہی ذات مبارک پر پڑتا ہے پھر اگر اونکی تفصیل کریں تو ہمکو کہا جاتا ہے کہ تم حضرت رض سے بغض رکھتے ہو اور اون سے عداوت رکھتے ہو اور اونکی توہین کرنے ہو و نعوذ باللہ من ھذا الکذب والافترا

ان جملوں کا علی رضؓ کی ذات مبارک پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تمام عمر درپے تخریب اسلام رہے اور آنحضرت کی وصیت پر نہ چلنے اور حضرت علی رضؓ کو خلیفہ نہ بنانے سے خلفاء گمراہ ہو گئے تھے تو جناب علی نے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی کیا گمراہوں کو اون کی گمراہی میں مدد دینے کے لئے یا کچھ اور مطلب تھا؟ بینوا توجروا (اے شیعہ صاحبان) نیز اسلام کی تخریب میں ہاتھ بٹانے کے لئے؟ یا یہ ہو کہ حضرت علی رضؓ اونکی تخریب اسلام کو تائید سمجھتے ہوں اور اب ایک عرصہ کے بعد شیعوں کو خیال آیا کہ دراصل حضرت علی سے لغزش ہوئی کہ اونہوں نے باوجود مستحق خلافت ہونیکے خاموشی اختیار کی لاؤ اسکو اس ڈھانچہ میں کھینچ دیں کہ بسبب تنزل اسلام کے حضرت علی رضؓ خاموش رہے ورنہ مستحق تو خلافت کے وہی تھے یا یہ ہو کہ جناب علی رضؓ سے زیادہ شیعوں کو عقل اور سوجھ آگئی ہو جو انہوں نے تخریب سمجھا اور حضرت علی رضؓ نے تائید۔ بہر حال کچھ ہی ہو اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علی رضؓ کی خلافت پر آنحضرت صلعم نے تاکید فرمائی تھی اور اوسکو نہ بجالانے سے خلفاء ثلثہ (نعوذ باللہ) گمراہ ہو گئے تو حضرت علی بھی (نعوذ باللہ بقول شیعان) گمراہ تھے جو اتنی موٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے کہ تخریب کیا ہوتی ہے اور تائید کیا غضب کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ تخریب اسلام کرتے تھے اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ حضرت علی بوجہ تنزل اسلام خاموش رہے جب تخریب ہو گئی اور اسلام رہا ہی نہیں بلکہ سب کے سب گمراہ ہو گئے تو کیا ابھی اسلام کے تنزل میں کچھ کمی رہ گئی تھی جسکو حضرت علی رضؓ دیکھنا چاہتے تھے؟ پس اس کا اثر تو صاف حضرت علی رضؓ کی ذات والا پر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تخریب کرتے تھے تو کیوں حضرت علی رضؓ نے خاموشی اختیار کی اونکی خاموشی ہی کا تو یہ اثر ہے جو آج خارجی اور ناصبی اور سنی اور شیعہ نظر آتے ہیں کوئی **مومن مسلمان** نظر نہیں آتا جیسا کہ مصنف نے خود صفحہ ۳۵ پر بیان کیا ہے جسکو ہم آگے بسط سے دکھلائینگے کہ شیعہ دراصل اپنے آپ کو بھی مومن و مسلمان نہیں سمجھتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضؓ اول ہی بموجب وصیت رسول صلعم خلیفہ ہو جاتے تو خارجی اور ناصبی اور سنی و شیعہ کوئی نظر نہ آتا بلکہ سب کے سب مومن مسلمان ہوتے پس صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو مومن مسلمان نہیں سمجھتا وہ حضرت علی کا جو بموجب قول شیعان اول المومنین تھے کیونکر حمائتی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا خواہ مخواہ واویلا کرنا صرف دکھلاوا ہے۔ (باقی پھر انشاء اللہ تعالےٰ۔) محمد حسین احمدی

مسیح کی عالمگیر اخوت

آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ مسیح کے شاگردوں کا گلا

پہاڑ پہاڑ کر آسمانی بادشاہت انسانی اخوت وغیرہ کی بشارت سُناتے رہنا مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ میں مذہب اوزار ہے جس سے یہ اپنی غرض پوری کر لیتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں۔ ان کا کہنا سُننا سب مطلب کا ہے۔ اس ملک کے کالے عیسائی جو بغیر سوچے سمجھے دام میں پھنس گئے ہیں۔ دیکھیں اب مسیحیت کیا رنگ وروپ دھارن کر رہی ہے۔ افریقہ کی تار کی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ "جانسبرگ کی پبلک کی خواہش ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو منع کر دے کہ نیٹوں (کمبخت ہندوستانیوں) کے درمیان انسانی اخوت کا وعظ نہ کریں۔ کسان اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار مانگ رہے ہیں" بدنصیب کالے نیٹو کیسے برابر ہو سکتے ہیں ہم کو تو اون کے انسان ہونے میں بھی شک ہے! مسیح نے صرف گورے ولائتیوں کے لئے جان دی ہے تاکہ وہ اوس کی قربانی کا مزہ لوٹیں۔

ہندوستانی عیسائیو! یہ تمہارے لئے کسقدر اچھا سبق ہے۔ تم خود نہیں دیکھتے۔ مسیحی مذہب نے تمہاری خود کیسی اچھی حیثیت بنا دی ہے۔ دونوں دین سے گئے پانڈے حلوا ابلانہ مانڈے۔ ہم کو بعض وقت اپنے مسیحی دوستوں کی بیکسی کی حالت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ خاصکر رومن کیتھلک فرقہ کے دیسی عیسائیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے۔ افسوس! ہم مسیحیوں کے قول وفعل کا موازنہ کس پیمانہ سے کریں کیا اس مذہب کے منادکبھی سچائی کے راستہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

انگلستان میں بائیبل کا اثر

عیسویت اور سائینس

دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک ملک اور قوم میں جمع نہیں ہو سکتیں عیسویت سائینس کا پرانا دشمن ہے جس نے نہایت کامیابی سے ازمنہ مظلمہ میں یورپ کو اپنی غلامی میں گرفتار رکھا مگر اٹھارویں صدی کا آغاز اسکے حریف کی ترقی کا آغاز تھا جسنے عیسویت کے تمام مقبوضات چھین لئے اور یوروپ میں بائیبل کا اثر اس قدر گھٹ گیا کہ آج جرمنی اور فرانس میں بائیبل کا معتقد ہونا حمق اور جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ انگلستان میں نسبتہً مذہبی اثر پایا جاتا ہے مگر اب وہاں بھی مذہبی تعلیم سے عام مخالفت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ آجکل تعلیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا ہے جو ہفتہ عشرہ میں پاس ہو جائیگا اور مقدس جماعت کو ایک سخت شکست اُٹھانی پڑیگی اس بل کا بڑا منشا یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جو تعلیم کا ٹیکس ادا کرتے ہیں نہ کہ پادریوں کو نٹی کونسل کے قبضہ اقتدار میں۔ پادریوں نے نہایت زور شور سے اس بل کی مخالفت کی ہے۔ ۱۴- مئی کو لنڈن کے بشپ کی صدارت میں البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور تعلیمی بل کی دل کھول کر مخالفت کی گئی۔ بڑی وجہ مخالفت یہ ظاہر کی کہ "ابھی تو صرف اس امر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ بائیبل کے علاوہ مذہبی عقائد کی تعلیم نہ ہو جسکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ مگر ممکن ہے کہ آگے چل کر ہماری خاموشی رعایا کو اس امر کا موقع دے کہ سرے سے مذہبی تعلیم ہی اُٹھا دیجائے اور ہ بائیبل کی بابرکت تعلیم سے تمام درسگاہیں محروم ہو جائیں"

عام خیال یہ ہے کہ عنقریب بائیبل کی تعلیم بھی اختیاری کر دی جائے گی اور اسطرح جرمنی کا شریک ہو کر انگلستان بھی نہایت فخر سے اس امر کا دعوے کر سکے گا کہ اس مذہب کی غلامی سے ہم آزاد ہو گئے ہیں جسکی الہامی کتاب میں جن بھوت کے قصے اور بچوں کی منگھڑت کہانیاں بھری ہوئی ہیں۔

نجومی کیا کہتے ہیں؟

ایک فرانسیسی نجومی نے عجیب ہولناک

پیشینگوئیاں سال رواں کے متعلق کی ہیں۔ تمام دنیا کے لئے یہ سال منحوس بتلایا ہے کہتا ہے کہ ہزار ہا آدمی وباؤں کی نذر ہونگے۔ ہولناک طوفان سے سمندروں میں سخت نقصان عاید ہونگے۔ اور سخت تکالیف اُٹھانے کے بعد دنیا بالکل نئی صورت اختیار کرے گی اور اس میں اخلاقی ترقی پیدا ہوگی۔ گوونڈگل علاقہ مدراس کے مشہور نجومی کنڈا سوامی ببئی نے تقریباً اسی قسم کی پیشگوئی کی ہے۔ کنڈاسوامی نے ملک معظم کے جشن تاجپوشی سے پہلے بتلا دیا تھا کہ تاریخ معینہ پر جشن نہ ہو سکے گا۔ اور ہز میجسٹی کی طبیعت ناساز ہو جائیگی اس پیشینگوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اسکو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی

چین اور مذہب اسلام

چین والوں کی آجکل جو

حالت دیکھی جاتی ہے۔ اور ان دنوں جو تحریک ان میں پیدا ہوئی ہے اوسے دیکھتے ہوئے۔ نہ صرف یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کی قومی اور سیاسی زندگی کی کایا پلٹ جائیگی۔ بلکہ امید ہے کہ یہ رفتار انکی قدیم مذہبی تقلید دن کو بھی محو کر کے اسکی جگہ کسی سچے مذہب وعقیدہ کو اُن میں رواج دیدے اہل چین کو محسوس ہونے لگا ہے کہ کنفیوشش اور "لاؤتزو" کا زمانہ اب نہیں رہا جس وقت انکے خیالات وعقاید کی دنیا میں اشاعت ہوئی وہ تاریکی اور جہالت کا دور تھا۔ لیکن یہ زمانہ علم ومدنیت کی روشنی کا ہے اور اس میں وہ خیالات ہرگز باقی نہیں رہ سکتے۔ غرضکہ وہ دن جس میں اہل چین بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے گردنیں جھکا دینگے۔ کچھ دور نہیں کیونکہ سچے مذہب اور عقیدہ کی چمک چین کے دروازہ پر اپنا نور پھیلا رہی ہے اور جب یہ روشنی اس کے اندر داخل ہو گئی تو خرافات اور وہم پرستی کی تاریکی یقیناً کافور ہو جائیگی۔ چین میں جس مذہب کا رواج مدتوں سے چلا آتا ہے، وس کے دو حصے ہیں۔ ایک مذہب کنفیوشش اور دوسرا مذہب "لاؤتزو" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دونوں مذہب اس زمانہ کے سوسائٹی وتمدن کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتے ہیں "کنفیوشش" کے عقائد انسانوں کے ایک طبقہ کو تعلیم وتہذیب حاصل کرنیکے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ اور یہی طبقہ حکومت وعزت کی مسند پر بیٹھکر (معاذ اللہ) خدائی اختیارات کے ساتھ تمام انسانوں کی قسمتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اور ان کو بالکل غلام بنا لیتا ہے۔ کنفیوشش نے تعلیم عام کی جو بنیاد رکھی تھی وہ محض ملک کے چیدہ اور معزز افراد کے لئے جو حکومت وامارت کی باگوں پر قابض ہوں۔ اسی واسطے جن لوگوں نے فلسفہ کنفیوشش کی تحصیل کی وہ تمام قوم وملک کی نظر میں قابل عزت سمجھے گئے۔ اور دوسرے علوم وآداب کو سیکھنے والے نفرت وحقارت کے مستحق ہوئے۔ اب بھی کانٹے چینی لوگ اپنے راستہ سے دور کرنا چاہتے ہیں تاکہ جس مدنیت ترقی اور مساوات کے وہ خواہشمند ہیں۔ اُسے حاصل کر سکیں۔

اسی انداز پر مذہب "لاؤتزو" ابتدا میں تمام انسان کو اچھی عادتوں اور قابل تعریف خصلتوں کی زیور سے آراستہ بنانا چاہتا تھا۔ مگر اس کے طرفداروں اور پھیلانے . . . والوں نے صحیح اصول مذہب مٹا کر اسے اسقدر خلط مبحث کر دیا۔ کہ اب عقل وعلم اُسکو کسی طرح پسند ہی نہیں کر سکتے۔

بہر حال چین میں اس وقت جو حرکت پھیل رہی ہے وہ قدیم مذاہب کو مٹا دیگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ سچا مذہب کون ہے جو آئیندہ چین کی وسیع مملکت کا عام مذہب ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ ان پچھلے چند برسوں میں جس شخص نے اہل چین کے طرز عمل پر غور کیا ہوگا۔ اور ان کے حرکات وسکنات کو توجہ کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ شریعت بلا شک وشبہ شریعت اسلامی ہوگی۔ جو مملکت آسمانی کا عام مذہب قرار پائے گی۔ کیونکہ

جاپان والوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ اگر کوئی چیز اُن کو پستی اور بداخلاقی سے نکالکر اخلاق تہذیب معاشرت کی بلند سطح پر لا سکتی ہے تو وہ یہی مذہب اسلام ہے۔ جو اچھے کام کرنے کا حکم دیتا اور بُری باتوں سے منع کرتا ہے اور جو سچی زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا میں سفر کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ ہاں ہم سے اس بات کی دلیل مانگی جائے گی کہ سرزمین چین میں مذہب اسلام ہی کی کامیابی کیوں یقینی ہے۔ بحالیکہ وہاں دوسرے آسمانی مذاہب کے مشنری بھی موجود ہیں؟ اور ہم بلا تامل اس دلیل کو پیش کر دیں گے کہ دوسرے مذاہب کے مشنریوں سے اہل چین کی نفرت و عداوت اور اہل اسلام سے ان کی الفت و محبت ہمارے دعوے کی موید ہے۔ چنانچہ مشنری پادریوں کا قتل کیا جانا اور اُس کا ہر جگہ سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا ہمارے دعوے کی صحت ظاہر کرتا ہے علاوہ اس کے یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام کی اشاعت چین میں بلا کسی مشنری جماعت کی سرگرم کوششوں اور طمع دلانے کے ہوئی۔ پھر چین کی حکومت نے مسلمانوں کو انتظامی پولیٹکل اور جنگی صفوں میں خاص طور پر بڑے بڑے اعلےٰ عہدے دے رکھے ہیں۔ اس لئے اگر چند سال ہی تمام چین اسلامی مذہب کا حلقہ بگوش بنجائے تو اسپر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (پیسہ)

مشاہیر اسلام

ابن ابی دواد ابو عبداللہ احمد ابن ابی دواد

عہد بنو عباس کے مشہور و ممتاز قاضی تھے۔ اُنکا علم و فضل تشریح و بیان کا محتاج نہیں اپنے زمانہ میں قبولیت عامہ اور ہر دلعزیزی جیسی انہیں نصیب ہوئی کسی کو نہ تھی۔ مامون، معتصم، واثق اور متوکل چار خلیفوں کا زمانہ پایا۔

زمانہ شباب میں ان کی جاہ و ثروت روز افزوں تھی، لیکن آخر زمانہ نہایت تنگی سے بسر ہوا اوسط عمر کے ایام بمصداق خیر الامور اوسطہا بڑے مزے میں گزرے۔

بعض اعزاز انھیں ایسے حاصل تھے کہ اُنکے اقران و امثال میں کسی کو نصیب تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ "احمد کو جس زمانہ میں خلیفہ کا تقرب حاصل ہوا۔ اُس کے قبل دربار کے دستور کے موافق کوئی شخص گفتگو میں مبادرت نہیں کر سکتا تھا۔ حاضرین و مقربین مودّب و خاموش منتظر رہتے تھے کہ خلیفہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے تو عرض معروض کیجائے۔ احمد کا یہ رسوخ ہوا کہ ان کو اسکی پابندی نہ رہی۔ جب چاہتے گفتگو کرتے تھے؛ ابنائے جنس میں یہ خصوصیت انھیں کو حاصل تھی۔

شہرستان قنسرین میں ۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب جوان ہوئے تو اپنے باپ کے ساتھ (جو تجارت کے لئے شام جاتے تھے۔) دمشق پہنچے۔ یہاں ہیاج بن علاء سلمی جو واصل بن عطاء معتزلی کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں درس دیا کرتے تھے۔ ابن ابی دواد نے مقیم ہو کر انھیں کے مدرسہ میں علوم و فنون کی تحصیل تکمیل شروع کی۔ ہر فن کے حصول میں بڑی محنت کرتے تھے خصوصاً فقہ و حدیث کے اخذ میں کوشش کا پورا حق ادا کیا اور وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک مشہور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ۲۰۲ھ ہجری میں مامون الرشید نے خراسان سے یحییٰ بن اکثم کو بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بھیجا جب وہ وہاں پہنچے۔ تو اپنی کم سنی کے باعث ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ لوگوں کو حرف گیری کا موقع ملے اہل علم و ادب کا ایک گروہ اپنی مصاحبت میں رکھا انھیں میں ایک ابن ابی دواد بھی تھے۔

۲۰۴ھ ہجری میں مامون رشید جب دار السلام بغداد میں آیا۔ یحییٰ بن اکثم کو فرمان بھیجا کہ تمہارے اصحاب و احباب میں جو لوگ صاحب فضل و کمال ہوں اُن کو انتخاب کر کے بھیجدو کہ جب مذاکرۂ علمیہ ہو میری مجلس میں حاضر رہا کریں۔ یحییٰ نے بیس آدمیوں کو چُنا، پھر بیس میں دس کو انتخاب کیا، پھر دس میں پانچ کو مخصوص کیا، ان سب میں ابن ابی دواد شامل تھے۔

جب سے مامون کی مجلس میں داخل ہوئے ہمیشہ علماء کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ ظہور فضل و کمال کی وجہ سے اُن کی قدر بڑھتی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ سبھوں سے انکا رتبہ بڑھ گیا۔

بعض لوگوں نے ان کے رسوخ کی وجہ اور لکھی ہے، خود ابن ابی دواد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن فقیہوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں یحییٰ بن اکثم کی مجلس میں حاضر تھا۔ ناگاہ ایک شاہی چوبدار آیا۔ اور اُسنے خلیفہ مامون الرشید کیجانب سے یحییٰ کو پیغام دیا کہ آپ خود اُن علماء کے ساتھ جو موجود ہیں بارگاہ خلافت میں حاضر ہوں یحییٰ فوراً اُٹھے اور باوجودیکہ مجھے ساتھ لیجانے میں وہ خوش نہ تھے لیکن ہمراہ لے گئے۔ ہم لوگ مامون کے سامنے پہنچے اور بیٹھے ایک لحظہ کے بعد مامون نے ایک مسئلہ چھیڑ دیا حاضرین مناظرہ و مباحثہ کرنے لگے۔ جب سب چُپ ہو گئے میں نے گفتگو شروع کی۔ میری تقریر خلیفہ کو بہت پسند آئی۔ اظہار شفقت کے لئے میری طرف متوجہ ہو کر میرا نام و نسب دریافت کیا میں نے بیان کیا۔ پھر خلیفہ نے پوچھا کہ ابتک اس مجلس میں شریک کیوں نہیں ہوئے تھے؟ (ابن ابی دواد کہتے ہیں) اصل حال کہتے ہوئے کہ یحییٰ کو میری شرف یابی منظور نہ تھی مجھے لحاظ ہوا میں نے معذرۃً کہا حبسہ القدر و بلوغ الکتاب اجلہ (یعنی مقدر نے دیر لگائی) خلیفہ نے فرمایا کہ اب میں بطریق حکم خلافت قاعدہ مقرر کرتا ہوں کہ اب سے جہاں اور جب علماء میرے حضور میں حاضر ہوں۔ تمہیں بھی آنا چاہئے۔ میں نے بسر و چشم قبول کیا۔

ابراہیم بن حسن کا بیان ہے کہ لیلۃ العقبہ میں جن انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی، ایک مرتبہ اُنکا تذکرہ مامون کی مجلس میں ہو رہا تھا ہر شخص اپنی تحقیق کے موافق اُن لوگوں کے نام و تعداد کی تفصیل بیان کرتا تھا اتنے میں احمد بن ابی دواد بھی پہنچ گئے اور اس گفتگو کے سُنتے ہی اُن انصاریوں میں سے ایک ایک کا نام اور کنیت بے غور و فکر بیان کر دی مامون بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو شخص دانشمندوں کے فیض کا خواہاں ہو وہ ابن ابی دواد کو اپنی مصاحبت میں رکھے۔

ابن ابی دواد نے کہا کہ جس دانشمند کو تقرب سلطانی کی آرزو ہو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اُسکو سیکھ جائے اور جو کچھ جانتا ہو وہ اپنے سے زیادہ جاننے والے کے حضور میں عرض کرے۔

مشہور ہے کہ مامون الرشید نے اپنے ولی عہد اور بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ احمد بن ابی دواد کو کبھی اپنے سے جُدا نہ کرنا انجام مہمات میں ان سے مشورہ لیا کرنا اور جو وہ کہیں اُسکو قبول کرنا اگر میری اس وصیت پر عمل کرو گے اور اُنکے مشورہ کے خلاف نہ چلو گے تو کبھی خطا نہ ہو گی اور عمر بھر کسی دوسرے امیر یا وزیر کی محتاجی نہ رہے گی۔

۲۱۸ھ ہجری میں جب مامون کا انتقال ہو گیا اور معتصم نے مسند خلافت پر جلوس فرمایا تو یحییٰ بن اکثم کو معزول کر کے ان کی جگہ احمد بن ابی دواد کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور محمد بن عبدالملک زیات کو صدر اعظم بنایا۔ کُل انتظامات ملکی و ملی انھیں دونوں دانشمندوں کے سپرد کئے۔

ابن ابی دواد کا تقرب معتصم کی بارگاہ میں سبھوں سے بڑھا ہوا تھا ابن خلکان لکھتے ہیں حتی کان لا یفعل فعلاً باطناً ولا ظاہراً الا برائہ؛ یہانتک کہ خلیفہ کوئی کام باطناً و ظاہراً بغیر ان کی رائے کے نہیں کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ابن زیات اور ان میں شکر رنجی تھی؛ خلیفہ سے دونوں ایک دوسرے کی شکایت کیا کرتے تھے۔

کتابوں میں مذکور ہے کہ ابن ابی دواد کی تقریر ایسی جادو بھری ہوتی تھی کہ جس بات کو وہ لوگوں سے کہتے سب بطوع و رغبت قبول کر لیتے تھے۔ ابن ابی دواد کا مقولہ تھا کہ میں ابن زیات کے سامنے خلیفہ سے کبھی عرض حاجت نہیں کرتا کہ مبادا وہ میرا طریق بیان کو سیکھکر خلیفہ کے قلب کو تسخیر نہ کرے۔

ایک دفعہ حسین بن ضحاک شاعر نے ایک متکلم سے کہا کہ احمد بن ابی دواد ہم شاعروں کے نزدیک علم ادب اور لغت سے واقف نہیں، تم متکلموں کے نزدیک وہ اصول عقائد نہیں جانتا اور فقہا اس کو فقیہوں میں شمار نہیں کرتے۔ لیکن جب وہ معتصم کی مجلس میں جاتا ہے اپنے کو ایسا دکھاتا ہے کہ گویا ہر علم و فن پر محیط ہو رہا ہے۔

لازون بن اسمٰعیل کا بیان ہے کہ معتصم جیسا ابن ابی دواد کا معتقد تھا میں نے کسی کو ایسا اعتقاد کسی سے نہیں دیکھا۔ معتصم کو ادنےٰ ادنےٰ چیزوں کے دینے میں مضائقہ ہوتا تھا۔ مگر ابن ابی دواد جس وقت آتے۔ اپنے یگانوں، متوسلوں، بیت اللہ کے مجاوروں، روضۂ نبویؐ کے خادموں اور مشرق و مغرب کے رہنے والوں کے لئے سفارش کرتے اور معتصم کو ان کے کہنے کے ساتھ ہی ہزاروں کے خرچ میں بھی کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔ ایک دن خراسان میں نہر بنانے کی سفارش کی، اسمیں دس لاکھ کا صرف تھا معتصم نے انکار کیا اور کہا کہ [illegible] دور دراز ملک میں نہر اگر نہ بنے گی تو میرا کیا نقصان ہو گا۔ ابن ابی دواد نے کہا "امیر المومنین! خداوند تعالےٰ جیسا کہ آستان خلافت کے باشندوں کے حقوق کو استفسار فرمائیگا۔ ویسا ہی تمام رعایائے ممالک محروسہ کی حاجت روائیوں کے بارے میں پوچھیگا۔ خدا نے اپنی عام مخلوق کو آپکے سپرد کیا ہے؛ کالے، گورے، پاس رہنے والوں، دُور افتادوں کا اس میں امتیاز نہیں اگر حضور نہر بننے کا حکم دے دیں تو اس ایک حکم سے کئی فائدے ہونگے۔ ابد الآباد تک صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچا کرے گا ملک کا استحفاظ ہو گا۔ پیداوار بڑھے گی۔ خلق اللہ کا نفع ہو گا۔ اور خلائق میں نیکنامی ہو گی"۔ لازون کا بیان ہے کہ احمد جب کہکر چپ ہوئے معتصم نے فوراً حکم دیا اور اسقدر مبلغ خطیر کا صرف بے توقف منظور کر لیا۔

مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک دن صبح کو ایک کوشک میں معتصم نے صحبت عیش و عشرت منعقد کی اور اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھر سے کچھ کھانا پکوا کر ساتھ لائے جسکو جو غذا مرغوب تھی خوب عمدہ پکوا کر لایا رنگ برنگ کے کھانے وہاں چنے گئے۔ اس اثنا میں خلیفہ کی نظر ابن ابی دواد کے غلام سلام پر پڑی

سلہ ماخوذ از ترجمہ نامہ دانشوران بمترجمہ مولوی ریاض حسن صاحب خیال ۱۲

خلیفہ نے کہا مین جانتا ہون اسوقت قاضی القضاۃ آئینگے ۔ اور شفاعتون اور ذریعہ حاجات کی کثرت سے میری مجلس کو منغص کردینگے ۔ فلان ہاشمی کی پریشانی، فلان قریشی کی مصیبت اور فلان انصاری کی گرفتاری کا حال مجھسے کہینگے ۔ ہم تم لوگون کو گواہ رکھتے ہیں کہ آج ہم اُن کی ایک سفارش بھی قبول اور ایک حاجت بھی پوری نکرینگے" اتنے میں ایتاخ حاجب آیا اور ابن ابی دواد کے آنے کی اطلاع دیکر باریابی کی اجازت چاہی ۔ خلیفہ نے حاضرین سے کہا "کہو میری پیشین گوئی کیسی نکلی" سبھون نے عرض کی بہتر ہے کہ اجازت ندی جائے اور وہ اس وقت رخصت کردے جائیں ۔ معتصم نے کہا" افسوس ہے کہ تم لوگون کا ایسا خیال ہے، اگر ایک برس میں بخار مین مبتلا رہوں تو وہ مجکو زیادہ گوارا ہے ۔ بہ نسبت اسکے کہ انکو واپس کردون " الغرض ابن ابی دواد آئے اور سلام کرکے اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے گفتگو شروع ہوئی اور مزہ دار مزہ دار حکایتیں بیان کرنے لگے اپنی شیرین زبانی اور بذلہ سنجی سے تمام مجلس کو شگفتہ کردیا ۔ خلیفہ کا بھی تکدر جاتا رہا اور بکشادہ پیشانی اون کی طرف جاکر کہا کہ قاضی صاحب ! آج ان لوگون مین سے ہر شخص کچھ کہانا پکا کر لایا ہے کہ کونسا مجھے پسند ہوتا ہے ۔ لیکن مین جس طرح قضایا میں آپکی رائے کو مسلّم جانتا ہون اسی طرح کھانے مین بھی آپ کا مذاق صحیح سمجھتا ہون ۔ ہر کھانے کا مزہ چکھئے اور ہر شخص کی اُستادی کو بتائیے قاضی صاحب نے ایک برتن نزدیک کھینچکر کھانا شروع کیا اور پوری ایک آدمی کی خوراک کھاگئے ۔ خلیفہ نے کہا قاضی جی! آزمایش کا طریقہ یہ نہیں ہے، ایک ہی کھانے سے آپنے اسقدر پیٹ بھر لیا کہ اور کھانون کی جگہہ نرہی ہوگی مجبوراً پہلی ہی ہانڈی کو پاس رکھئیے گا ۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین ! ایسا خیال نفرمائیے مین ہر کھانا اتنی ہی مقدار مین کھاؤنگا ۔ معتصم ہنس پڑا اور کہا خیر اپنا کام کیجئے ۔ قاضی صاحب کو جب سب کھانون سے فراغت ہوگئی تو تعریف شروع کی کہ فلان دیگ کا پکانے والا نہایت قابل ہے کہ زیرہ تھوڑا ڈالا اور گول مرچ زیادہ دی ہے اور فلان دیگ کے پکانے مین یہ اُستادی خرچ کی گئی کہ سرکہ زیادہ ڈالا گیا ہے اور روغن زیت کمتر ہے گویا ان کی حقیقت اس دیگ مین موجود ہے غرض اسی طرح ہر کھانے کی تعریف اور پکانے والے کی توصیف جدا جدا کرتے گئے کہ جملہ حاضرین خوش ہوگئے ۔ جب خلیفہ اور ندما کھانے مین مشغول ہوئے تو قاضی صاحب بھی شریک ہوگئے ۔ مگر اس طرح کہ کبھی تو کھانے مین شامل ہوتے اور کبھی الگ ہوجاتے اور بسیار خوارون کا قصہ بیان کرتے ۔ معاویہ بن ابی سفیان عبیداللہ بن زیاد، حجاج بن یوسف، سلیمان بن عبدالملک، حاتم کیا " اسحق حاجی وغیرہ کی نقلین سُناتے رہے ۔ جب دسترخوان بڑھایا گیا تو معتصم نے پوچھا قاضی القضاۃ صاحب اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ درخواست قبول ہوگی ۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین ! سلیمان بن عبداللہ نوفلی آپکے متوسلین مین سے ہے اسکا زمانہ اندنون موافق نہین رہا اگر اوس کی پریشانی بے کم و بیش عرض کرون تو کہیں دل افسردہ ہو جائے ۔ خلیفہ نے کہا اوسکی پریشانی کی فکر نہ کیجئے اصلاح حال کے لئے جو کچھہ درکار ہوگا میں دونگا ۔ ابن ابی دواد نے کہا پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ درم چاہئیں ۔ خلیفہ نے کہا تمہاری خاطر سے منظور کرتا ہون ۔ اب اور کیا مطلب ہے ۔ اُنہون نے عرض کی کہ ہارون بن شمر کا لگان معاف کردیا جائے ۔ خلیفہ نے کہا معاف کردیا اور جو کچھہ کہنا ہو کہئے ۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابن ابی دواد اوسوقت تک اُس مجلس سے نہ اُٹھے جبتک کہ تیرہ باتون کی درخواست نہ کی اور معتصم نے سب کو قبول و منظور نہ کیا ۔ پھر ابن ابی دواد نے اسطرح دعا و ثنا کی ۔

يا امير المومنين عمرك الله طويلا
ولعمرك تخصب جنات رعيتك
ديلين عيشهم وتنموا اموالهم ولا
زلت ممتعا بالسلامة محبوبا
لكرامة مدفوعا عنك نوائب
الايام ـ

ترجمہ ۔ امیرالمومنین ۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے کیونکہ آپکی سلامتی کے بدولت رعایا کے باغ اُمید سرسبز ہیں اور عیش و عشرت روزی اور اُنکی دولت کو ترقی ہے آپ ہمیشہ سلامت باکرامت رہیں اور گردش زمانہ آپکے گرد بھٹکنے نہ پائیں ٭

جب احمد بن ابی دواد اُٹھکر چلے گئے تو معتصم نے کہا خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے کہ آدمی بنا دیتا ہے اسکی صحبت دل کو شگفتگی بخشتی ہے کئی ہزار آدمیون کے برابر یہ اکیلا شخص ہے ۔ تم لوگون نے دیکھا کیونکر آیا اور کیسی میٹھی میٹھی باتین کین ۔ کس چرب زبانی سے کھانون کی تعریف کی اور اپنی بذلہ سنجی سے کیسا مجھے خوش کیا ۔ اسکی حاجتون کو کوئی رد نہیں کرسکتا ۔ مگر وہ شخص جسکی فطرت پست واقع ہوئی ہو ۔ خدا جانتا ہے کہ اگر وہ اسوقت ایک کروڑ درہم کے برابر بھی مجھسے درخواست کرتا تو مین دیدیتا ۔ کیونکہ مین اچھی طرح جانتا ہون ۔ کہ اسکی باتون کا قبول کرنا دُنیا مین میری نیکنامی اور آخرت مین بھلائی کا باعث ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ لوگون نے معتصم سے محمد بن جہم برمکی کی شکایت کی اور خیانت کی تہمت لگائی ۔ معتصم نہایت برہم ہوا اور خفا ہوکر محمد بن جہم کی گردن مارنے کا حکم دیا ۔ جلاد نے دوڑکر نطع بچھایا اور محمد بن جہم کو بٹھاکر سر پکڑا اور تلوار کھینچی ۔ ابن ابی دواد موجود تھے ۔ یہ بہت گھبرائے کہ فرصت کا موقع نکل گیا نہ الحاح و زاری کے لئے وقت ہے نہ شفاعت کے لئے فوراً کہا کہ امیرالمومنین اگر آپ محمد کو قتل کر دینگے تو اوس کے مال سے بقایا کیونکر وصول ہوگا معتصم نے طیش مین آکر کہا اس خائن نابکار کے اور میرے درمیان میں کونسی چیز حائل ہوگی؟ اُنھون نے کہا خدا کا حکم، رسول اللہ کی شریعت اور امیرالمومنین کا عدل ۔ کیونکہ محمد کے قتل ہوتے ہی شرع محمدی کے موافق کل متروکہ وارثون کا حق ہو جائیگا اُسکی خیانت اور دوسرون کا استحقاق ثابت کرنے کے لئے بہتر ہے کہ آپ اوس کے قتل سے درگذر فرمائیں اور اوسکو قید خانہ میں بھیجکر مقدمہ قایم کریں ۔ جب گواہان کی عادلانہ شہادت سے خیانت ثابت ہو جائے تو وصول کرلیں معتصم نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسکا قتل موقوف رکھا ۔ آخر بسبیل مصادرہ ایک کثیر رقم اوس سے وصول ہوئی اور اوس نے ہلاکت سے نجات پائی ۔

جاحظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معتصم جزیرۂ فرات کے کسی شخص پر خفا ہوا اور اوس کے قتل کا حکم دیا ۔ احمد ابن ابی دواد نے فوراً کہا یا امیرالمومنین سبق السيف العذل (امیرالمومنین ملامت اور نکوہش سے تلوار سبقت لے گئی) تھوڑا صبر کیجئے ۔ جلدی نہ فرمائیے یہ آدمی مظلوم ہے معتصم اون کی طرف مخاطب ہوگیا ۔ احمد ابن ابی دواد نے اپنی چرب زبانی سے خلیفہ کو بالکل اپنی طرف متوجہ کرلیا ۔ اور اُسکی بے جرمی کا حال شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے لگے جس سے خلیفہ کا غصہ قدرے کم ہوگیا ۔ احمد کا خود بیان ہے کہ اسوقت پیشاب کرنے کی مجھے ایسی سخت ضرورت تھی کہ اوسکا روکنا طاقت بشری سے باہر تھا، مگر ڈرتا تھا کہ اگر مین باہر جاتا ہون تو کہین وہ بے گناہ قتل نہ ہو جائے ۔ آخر مین نے اسی مین بہتری دیکھی کہ وہین بیٹھا بیٹھا رفع حاجت کرلون غرض کسی طرح اپنے کپڑون کو سمیٹ کر ضرورت رفع کرلی اور اوس مظلوم کی خلاصی کی یہانتک کوشش کی کہ خلیفہ نے جان بخشی فرمائی ۔ جب رخصت ہوکر مین چلنے لگا ۔ معتصم کی نظر میرے بھیگے ہوئے کپڑے پر پڑی تو پوچھا کہ جہان تم بیٹھے ہوئے تھے کیا وہان پانی گرا ہوا تھا؟ عرض کی نہیں امیرالمومنین بلکہ مجھپر اسقدر غلبہ آگیا کہ مین ضبط نہ کرسکا ۔ مجھے خوف تھا کہ اگر مین اُٹھا تو کہین اُس بیچارے کی گردن نہ ماری جائے ۔ اس سبب سے اپنے لباس کو گندگی مین آلودہ ہونے دیا معتصم ہنس پڑا اور بولا احسنت بارك الله عليك ۔ (اچھا کیا، خدا تمہین برکت دے) پھر بیش بہا خلعت ایک لاکھہ درم کے ساتھ مجھے عنایت فرمایا ۔

ابن ابی دواد کے واقعے معتصم کے ساتھ تو بہتیرے ہیں مگر اختصار مدنظر ہے اور الوثق عمل کا واقعہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے ۔ ایک نازک* دانشمند وزیر علوم نے اخبار متقدمین میں تاریخ بیہقی سے نقل کیا ہے ۔ میں بھی تتبعاً اسی کی عبارت میں لکھتا ہون احمد کا بیان ہے کہ معتصم کے زمانہ میں ایک شب آدھی رات کو میری آنکھہ خود بخود کھل گئی مینے بہت کوشش کی کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نہ آئی ۔ جی نہایت گھبرانے لگا، عجیب طرح کی دل کو پریشانی معلوم ہوتی تھی جسکا کوئی سبب نظر نہیں آتا تھا ۔ سوچ میں تھا کہ کیا کرون کیا نکرون آخر سلام نامے اپنے غلام کو جو ہر وقت میرے پاس رہتا تھا پکارکر گھوڑا طیار کرنے کا حکم دیا اُسنے کہا کہ جناب ۔ آدھی رات کا وقت ہے اگر آپ کو خلیفہ کے حضور مین جانا ہے تو کل آپکی باری نہیں ہے ۔ خلیفہ فلان شغل مین مشغول ہوگا ۔ باریابی کی اجازت نہ ملیگی ۔ اور اگر کسی دوسری جگہ کا قصد ہے تو اس کا بھی وقت نہیں ہے ۔ مین سمجھا کہ سچ کہتا ہے ۔ اسلئے چپ ہورہا ۔ مگر کسی صورت میرے دل کو قرار نہیں آتا تھا اور جی گواہی دیتا تھا کہ ہو نہو کوئی ضروری کام درپیش ہے ۔ آخر مین اُٹھا اور خدمتگارون کو بلایا ۔ شمع روشن کیگئی ۔ حمام مین جاکر اچھی طرح مونہہ دھویا پھر بھی تسکین نہ ہوئی پھر حمام سے باہر آکر کپڑے پہنے اور ایک گدھے پر سوار ہوکر چل نکلا ۔ یہ بھی مین نہیں جانتا تھا کہ کہان جانا چاہئے ۔ آخر یہ سوچکر کہ خلیفہ کی درگاہ مین جانا بہتر ہے ۔ اگرچہ یہ وقت نہیں مگر کیا مضائقہ، باریابی کی اجازت ہوگئی تو فبہا ورنہ لوٹ آونگا ۔ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ یہ وسوسہ میرے دل سے نکل جائیگا ۔ آستان خلافت پر پہنچا حاجب کو خبر ہوئی اُسنے فوراً آکر پوچھا" کہئے کیا کام ہے؟ اسوقت خلیفہ عیش و عشرت مین ہیں آپکا یہ وقت بھی نہیں ہے" مینے کہا تمہارا کہنا درست ہے لیکن تم اطلاع کردو، اگر اجازت ہوئی تو ہوئی

* یعنی شہزادہ علی قلی میرزا ۔ ۱۲

ورنہ واپس چلا جاؤنگا - غرض سینہ پر ہاتھہ رکھکر وہ اطلاع کو چلا گیا پھر آکر کہا بسم اللہ اجازت ہے " اندر جاکر دیکھا تو خلیفہ کو نہایت انتشار میں پایا۔ میں نے سلام کیا خلیفہ نے جواب دیکر فرمایا "تمنے بہت توقف کیا' میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا - میں یہ سنکر متحیر ہوگیا اور عرض کیا بہت خلاف وقت آیا - میں سمجھتا تھا کہ امیر المومنین کسی شغل میں مصروف ہیں' مجھے تو باریابی کی اجازت میں بھی شبہہ تھا - خلیفہ نے کہا "تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہوا" ؟ عرض کی نہیں' فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ! بیٹھو، سنو، اس مردود نابکار ابو الحسن افشین نے ان دنوں ایک عمدہ خدمت انجام دی کہ بابک خرم دین کو جو مدت سے لڑتا تھا گرفتار کرلیا، اسلئے اسپر مینے اپنی شفقت اور عنایت مبذول کی اور اس کے درجہ میں ترقی دی - افشین کی ہمیشہ سے یہ استدعا تھی کہ ابو دلف قاسم بن کرجی العجلی پر اوس کو اختیار دیا جائے کہ اوس کا مال و متاع چھینکر اوسکو قتل کرڈالے تم جانتے ہی ہو کہ دونوں میں کیسی عداوت ہے - مینے ابو دلف کی قدامت کے لحاظ سے اور اس خیال سے بھی کہ تم دونوں میں بڑی دوستی ہے کبھی افشین کی درخواست منظور نہیں کی مگر کل مجھے سہو ہوگیا - افشین نے چندبار استدعا کی اور میں انکار کرتا گیا جب اوس کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو منظور کرلیا - اب میں نہایت متفکر ہوں کہ ابو دلف غریب کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہے' صبح ہوتے ہی لوگ اوس کو پکڑ لیجائینگے اور افشین جو نہایت متعجل ہو رہا ہے یقیناً قتل کرڈالے گا " مینے کہا افسوس !! امیر المومنین ! یہ ایسا خون ہے جسے اللہ تعالےٰ کبھی پسند نہیں کرے گا" اور حدیثیں اور آیتیں پڑھنی شروع کردیں - پھر کہا کہ ابو دلف حضور کا غلام ہے اور شہسواران عرب سے ہے' یہ ظاہر ہے کہ اوس نے پہاڑی علاقہ میں کیا کیا اور کیونکر اپنا سکہ بٹھایا - حق تو یہ ہے کہ اسنے اپنی جان لڑادی - جب جاکر یہ تسلط ہوا - اگر یہ شخص قتل ہوجائے گا تو اس کے متوسلین اور اقربا نکلے بیٹھینگے - اور بڑی شورش برپا ہوگی - خلیفہ نے فرمایا "ابا عبد اللہ ! تمہارا کہنا صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں مگر افسوس ہے کہ یہ بات اختیار میں نہ رہی - کل افشین کو مینے زبان دیدی اور قسمیں کھاکر عہد کیا کہ ابو دلف کو اس سے نہ چھینونگا - اور نہ کسی کو چھینے کا اختیار دونگا " مینے کہا امیر المومنین ؛ آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے ؟ فرمایا " اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ تم خود ابھی افشین کے پاس چلے جاؤ اور

اگر وہ اندر آنے کی اجازت نہ دے تو زبردستی مکان میں داخل ہوجاؤ اور الحاح و زاری کرو - مگر میری طرف سے کچھہ نہ کہنا' وہ تمہاری عزت اور مرتبے کو جانتا ہے غالباً تمہارا کہنا رد نہ کرے گا - اگر اس نے سفارش سن لی تو ابو دلف کی جان بچ جائے گی ورنہ یہ سمجھنا چاہئے کہ تقدیر اپنا کام کرچکی "

احمد کہتے ہیں کہ خلیفہ سے یہ سنکر میرے ہوش اڑ گئے - وہاں سے فوراً اٹھا اور وزیر کے محل کی طرف چلا - میرے کچھہ لوگ پہنچ گئے تھے - انھیں اپنے ساتھہ لیا اور دو تین سواروں کو دوڑا کر ابو دلف کے گھر بھیجا - مینے خود بھی گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا نہایت تیزی سے جا رہا تھا کچھہ پتا نہیں ملتا تھا کہ آسمان پر جا رہا ہوں یا زمین پر - طیلسان میری پشت سے گر گئی - مگر مجھے خبر بھی نہ ہوئی - صبح قریب ہوگئی تھی - خوف تھا - کہ مبادا میں دیر میں پہنچوں اور ابو دلف کا کام تمام ہوجائے - جب میں افشین کے دروازہ پر پہنچا' حجاب اور نواب دوڑتے ہوئے حسب عادت میرے پاس آئے انکی دلی خواہش یہی تھی کہ کسی بہانے سے واپس کردیں کیونکہ ایسے وقت میرا آنا افشین کو ناگوار ہوگا - بہرکیف مجھکو اتار کر مکان میں لیگئے اور پردہ اٹھا دیا - مینے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ دہلیز پر گوش برآواز بیٹھے رہیں - جب میں اندر پہونچا تو افشین کو صدر میں بیٹھا ہوا پایا اسکے سامنے شہنشین کے نیچے نطع بچھا ہوا تھا جسپر ابو دلف کو صرف پائجامہ پہنے ہوئے ننگے بدن آنکھیں بند کرکے بٹھایا گیا تھا ابو دلف اور افشین میں گفتگو ہو رہی تھی اور جلاد شمشیر برہنہ لئے سر پر کھڑا ہوا تھا کہ افشین کا ارشاد پاتے ہی ابو دلف کا سر اڑا دے - افشین کی نظر جب مجھپر پڑی - آپے سے باہر ہوگیا - غصہ سے اسکی رنگت بدلنے لگی - گردن کی رگیں تن گئیں - ہمیشہ اوس کا دستور تھا کہ جب مجھے دیکھتا قریب آکر سر جھکا دیتا - اسقدر کہ اوس کا سر میرے سینہ کے برابر ہوجاتا تھا - مگر آج اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں - یہ میری بڑی توہین ہوئی - لیکن مینے خیال نہ کیا - سوچتا تھا کہ نہایت ضروری اور اہم کام کو آیا ہوں افشین کی پیشانی پر بوسہ دیکر بیٹھہ گیا - وہ میری طرف مخاطب نہ ہوا - مینے صبر کیا اور کچھہ تذکرہ شروع کیا کہ وہ ادہر مشغول ہو - جلاد کو حکم قتل نہ دے لیکن اوس نے کچھہ بھی توجہ نہ کی اب میں کھڑا ہوگیا اور دوسرا ذکر چھیڑا یعنی عجمیوں کی تعریف کرنے لگا کیونکہ افشین بھی عجمی ہی تھا - عجم کو عرب سے بڑھا دیا - ہرچند میں جانتا تھا کہ یہ بڑی خطا ہے - مگر ابو دلف کی جان بچانے کے لئے ہر بات جائز تھی

اسنے اسپر بھی کان ندیا - پھر مینے کہا کہ اے امیر! میری جان آپ پر فدا ہو - میں قاسم بن عیسیٰ کے لئے آیا ہوں - شان رحیمی دکھلائیے - میری خاطر سے اوس کو بخش دیجئے اسمیں بڑا ثواب ہوگا - افشین نے غصہ ہوکر حقارت کے لہجے میں کہا کہ "نہ مینے بخشا اور نہ بخشونگا کل امیر المومنین اسپر مجھہ کو اختیار کلی دیا ہے - اور قسمیں سخت سخت کھائی ہیں کہ اس بارے میں مجھہ سے کوئی تعارض نہ کرینگے - مدتوں سے مجھکو اسبات کی آرزو تھی اب کسی سفارش میں قبول نہیں کرسکتا " مینے اپنے دل میں کہا کہ احمد تمہارا حکم مشرق سے غرب تک جاری ہے اور یہاں تمہاری یہ توہین اور ذلت ہو رہی ہے - پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں اسوقت سب ذلتیں اٹھا لینی چاہئیں - ابو دلف کو بچانا چاہئے - میں اٹھا - افشین کے سر کا بوسہ دیا اور بہت الحاح و زاری کی مگر کوئی اثر نہ ہوا - دوبارہ اوس کے بازو کا بوسہ دیا تب بھی اوس نے منظور نہ کیا - پھر ہاتھ چومے، انداز سے اوس نے سمجھہ لیا کہ اب میں زانو بھی چومونگا خفا ہوکر بولا کہ " اسکا کیا نتیجہ ؟ بخدا اگر ہزار بار زمین چوموگے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا "، مجھہ کو بھی اسقدر غصہ آیا کہ پسینے پسینے ہوگیا - جی میں کہا کہ یہ مردار کافر مسلمان تو میری اسقدر توہین کر رہا ہے اور میں چپ ہوں ! یہ کیوں ؟ صرف اسلئے کہ ابو دلف کی جان عزیز ہے تو اب جسطرح ممکن ہو اسکو بچانا ہی چاہئے - اگرچہ میں بھی کسی آفت میں پھنسوں یہ سوچکر مینے کہا کہ مجھکو جو لازمۂ آدمیت تھا وہ بجالایا اور تم نے میرا کوئی خیال نہیں کیا - حالانکہ تم جانتے ہو کہ خلیفہ اور اسکی بارگاہ کے کل بزرگ - وہ بھی جو تم سے رتبہ میں کم ہیں اور وہ بھی جو تم سے مرتبہ میں زیادہ ہیں - میری عزت و حرمت کرتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک میرا سکہ بیٹھا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ اسنے تمہارے احسان کی ذلت کے بار سے میری گردن کو بچایا - اب میری باتیں تمام ہوگئیں - لو خلیفہ کا پیغام سنو - امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ قاسم عجلی کو چھوڑ دو اور کوئی تعرض نہ کرو' فوراً گھر بھیجدو - اب تمہارا بس اوسپر چل نہیں سکتا - اگر قتل کروگے تو میں تم سے اوس کا قصاص لونگا " یہ سنتے ہی افشین کے ہاتھہ کے طوطے اڑ گئے - گھبرا کر بولا کہ " کیا فی الحقیقت خلیفہ کا یہ حکم ہے " ؟ مینے کہا ہاں، کبھی تم نے خلیفہ کے ارشاد کے خلاف مجھے کہتے سنا ہے ؟ یہ کہکر مینے اپنے ساتھیوں کو آواز دی فوراً تیس چالیس آدمی اندر آگئے - مینے کہا تم لوگ ٹھہرو' میں افشین کو امیر المومنین معتصم کا حکم سناتا ہوں کہ ابو دلف کو

فوراً گھر بھیجدو، خبردار قتل نہ کرو؛ ورنہ تم سے انتقام لیا جائے گا - یہ کہکر مینے قاسم کو پکارا - اسنے لبیک کہا - مینے پوچھا صحیح و سالم ہو بولا ہاں - کہا کوئی زخم تو نہیں آیا ؟ بولا نہیں مینے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسبات کے بھی گواہ رہنا کہ ابو دلف ابھی صحیح و سالم ہے - سبھوں نے کہا ہے " بیشک ہم لوگ شاہد ہیں - میں غصہ ہی کی حالت میں سوار ہوکر واپس چلا - اور گھوڑے کو سرپٹ چھینکا - میری کیفیت دیوانوں کی سی ہو رہی تھی - اور رستہ بھر یہ خیال ہوتا تھا کہ ابو دلف کا قتل اب اور بھی یقینی ہوگیا - افشین بھی ابھی پہنچے گا اس سے خلیفہ انکار کرے گا کہ مینے پیغام بھیجا تم جاکر قاسم کو مار ڈالو، جب آستانِ خلافت پر میں پہونچا، خادم نے میری حالت غیر دیکھی ؛ بدن پسینے پسینے، سانس پھولی ہوئی تھی، فوراً مجھے اندر لے گیا خلیفہ نے ازراہ شفقت خادم کو حکم دیا کہ رومال سے چہرہ پونچھکر پسینہ اٹھالے اور مہربانی آمیز لہجہ میں پوچھا "اے ابا عبد اللہ ! کہو تمھیں کیا ہوا ؟" مینے دعا دیکر عرض کی کہ آج جو واقعہ مجھپر گذرا ہے عمر بھر نہیں گذرا تھا - افسوس ہے کہ ان لوگوں کی نامسلمانی کیوجہ سے کیا کیا نوبت نہیں آتی !! فرمایا حال کہو" مینے ابتداء سے کہنا شروع کیا" تب اس ذکر تک پہونچا کہ مینے بازو کا بوسہ کا اور ہاتھہ کا بوسہ دیا، پاؤں چومنے کو جھکا - امیر افشین نے کہا کہ ہزار بار زمین بھی چومو تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا میں قاسم کو ضرور قتل کرونگا " اتنا ہی میں کہنے پایا تھا کہ افشین بارگاہ میں کلاہ و کمربند لگائے ہوئے آگیا - میں افسردہ ہوکر خاموش ہو رہا' دلمیں کہنے لگا سوء اتفاق تو دیکھو میں ابھی اصل حال امیر المومنین سے کہنے بھی نہ پایا تھا (کہ آپ کی طرف سے جعلی پیغام دیکر قاسم کو بچایا ہے) کہ یہ کمبخت آگیا - افشین اسوقت پیغام کا ذکر کرے گا تو خلیفہ کے انکار سے میری رسوائی الگ ہوگی اور قاسم کی گردن الگ ماری جائے گی - میں تو یہ سوچتا تھا اور خدا کو کچھہ اور منظور تھا، میری اہانتوں کا حال سنکر خلیفہ کا دل بھر آیا تھا - افشین جب بیٹھا' امیر المومنین سے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا کہ کل حضور نے ابو دلف پر مجھے کامل اختیار عطا فرمائے اور احمد نے جاکر حضور کا پیغام دیا کہ اوس کو قتل نکرو' کیا یہ درست ہے ؟"

معتصم نے کہا - ہاں میرا ہی پیغام ہے - کبھی احمد کو تمنے مجھپر یا میرے بزرگوں پر افترا کرتے دیکھا ہے ؟ بے شک تمہاری الحاح و زاری پر کل مینے اختیارات دیئے تھے مگر ابو دلف میرے خاندان

کا قدیمی خادم ہے۔ عقل کا مقتضا یہ تہا کہ اسکو جو تم نے بلایا تو مہربانی سے پیش آتے، خلعت گھر بھیجتے؛ نہ کہ اوس کو قتل کرتے! خاصکر ابوعبد اللہ نجیدہ کر نا سب سے برا ہے!! مگر ہر شخص اپنی حالت کے موافق کام کرتا ہے اور عجمی عربون کے ساتہہ بھلا کیونکر سلوک کر سکتے ہیں، عربون کی تلوار کی آنچ انھیں بھولی نہیں ہے۔ اسی کا بدلہ لیتے ہیں خبردار آئیندہ سے ہوشیار رہو" افشین یہ سنکر نہایت دل شکستہ ہوکر اُٹھا اور چلا گیا۔

اُسکے جانے کے بعد خلیفہ نے مجھسے پوچھا کہ "میری طرف سے جعلی پیغام دینا تم نے کیونکر جائز رکھا" مینے عرض کی کیا زیبا تہا ایک بیگناہ مسلمان کا خون ناحق ہوتا مجھسے دیکھا نہ گیا۔ خدا تعالے اسکا اجر دیگا، کوئی پرسش نہ فرمائے گا۔ پھر چند آیتیں اور حدیثیں پڑھیں معتصم ہنس پڑا اور کہا "سچ کہتے ہو یہی کرنا تہا۔ خدا کی قسم دیکھہ لینا کہ افشین میرے ہاتھوں سے اب سلامت نہ بچیگا، وہ کمبخت مسلمان نہیں ہے" مینے بہت دعائیں دیں اور شکریہ ادا کیا کہ قاسم کی جان بچگئی پھر رونے لگا معتصم نے ایک حاجب کو بلاکر حکم دیا کہ افشین کے گھر میری خاص سواری کا گھوڑا الیحاذ اور ابو دلف کو اوس پر سوار کر کے ابو عبد اللہ کے مکان میں لے آؤ۔ حاجب تعمیل ارشاد کے لئے چلا گیا اور میں بھی رخصت ہوا، رستے میں توقف کرتا ہوا جاتا تہا کہ حاجب اور ابودلف میرے پہنچنے کے قبل پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا قاسم کو مینے اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا وہ مجھے دیکھکر شکر کرنے لگا۔ مینے کہا میرا کیا شکر کرتے ہو، خدا تعالے اور خلیفہ کا شکر کرو کہ تمہاری جان بچی۔ پھر حاجب نے نہایت اعزاز کے ساتہہ اسکو گھر پہنچا دیا۔

اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد خلیفہ نے احمد کی کوشش سے افشین کو قتل کر دیا۔ قاضی احمد بن ابی دواد، مامون کے عقیدہ کے موافق کلام اللہ کے حدوث کے قائل تھے اور امام احمد بن حنبل قدیم مانتے تھے۔ رمضان کے مہینے ۲۲۰ ہجری میں خلیفہ کے حکم سے دونوں میں مناظرہ ہوا۔ آخر ابن ابی دواد بحث میں غالب آئے احمد بن حنبل سے اگرچہ جواب نہ چل سکا مگر انھوں نے زبان سے حدوث قرآن کا اقرار نہ کیا، اپنے عقیدے پر قایم رہے معتصم نے تازیانے لگانے کا حکم دیا، تیس کوڑے لگائے گئے اور قیدخانے میں بھیجے گئے +

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام ایک کھلا خط

خانصاحب! مینے آپ کے رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ کو جو آپنے میرے نام بھیجا ہے نہایت غور سے پڑھا ہے۔ اسکو پڑھکر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ آپ کے نام یہ خط شائع کروں۔

(۱) آپ نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ سینکڑوں معاملات کی خبر مجھے قبل از وقت ملتی اور صحیح ثابت ہوتی ہے اسجگہ پر محض دو خوابات نموتاً عرض کرتا ہوں۔

اوّل۔ ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تہے حضور کے سخت مخالف تھے۔ انکی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہوجائے گا۔ اسکی سکونت بہی شہر سے باہر ایک کشادہ صاف ہوادار مکان میں تہی یہہ خواب مینے اس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تھا ایک سال بعد وہ پلیگ ہی سے فوت ہوا۔"

یہہ خواب آپ نے درج کی ہے اور اسکو منجانب اللہ صحیح قرار دیا ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آپ کی اس رؤیا کے موافق مولوی محمد حسن بیگ کا پلیگ ہی سے مرنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے جو قبل از وقت آپ کو بتایا گیا تہا۔ اگر وہ شخص پلیگ سے فوت نہوتا تو آپ کی اس رؤیا کے موافق حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے نہ ٹھہرتے یا آپ کی رؤیا شیطانی خواب ہوتی لیکن جبکہ اسکی تصدیق ہوگئی تو آپ فرمائیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیح موعود ہونے میں کیا کلام رہا جبکہ اللہ تعالے نے آپ پر یہہ حجت پوری کی پھر آپ ۲۰ برس سال میں انکو معاذ اللہ مسیح دجال کہنا یہ کس بیان کا نتیجہ ہے؟ اور کہو دوسرا امر اس خواب کے متعلق یہہ غور طلب ہے کہ جس حال میں یہ خواب آپ کی سچائی کی دلیل ہے پھر کیا سنت اللہ یون ہی واقع ہوئی ہے کہ کوئی نبی یا مامور کسی وقت کسی قوم کی طرف مامور ہوا ہو اور پہر اللہ تعالے نے اسکو معزول کر دیا ہو؟ کیا قرآن شریف میں اسکی کوئی نظیر آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر مرزا صاحب آپ کی اس خواب کے وقت اور مولوی محمد حسن بیگ کی وفات تک فی الحقیقت خدا تعالے کی طرف سے مسیح الزمان تہے پھر وہ کونسی اسباب پیدا ہوئے جو آپ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا جاوے؟ کیا آپ کسی ایسے مسیح کے ہی منتظر ہیں جو کچھہ عرصہ تک تو مسیح رہیگا پہر آخر ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی وجہ سے وہ اس عہدہ سے معزول ہو جاوے گا؟ ذرا ہوش کرکے جواب دیں۔

(۲) آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر اپنی تفاسیر اردو انگریزی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ انیرچہہ ہزار کے قریب روپیہ صرف کرکے حضرت مسیح موعود کے متعلق تائیدی مضمون مختلف موقع پر درج کئے ہیں لیکن لوگوں نے آپ کو منع کیا مگر آپ لکھتے ہیں کہ مینے توکل بخدا ان تمام باتوں کو نظر انداز کیا اور **خلاف ایمان** کوئی بات نہیں کی،،

اب سوال یہ ہے کہ جس حال میں ان تفاسیر اردو و انگریزی میں آپ نے جو کچھہ لکھا ہے وہ **خلاف ایمان** نہیں لکھا بلکہ دیانتداری اور خدا ترسی سے لکھا ہے اور محض بے ریا ہوکر لکھا ہے تو جن آیات سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا استنباط کیا ہے کیا ان آیات سے اب بہی وہی مضمون نکلتا ہے یا نہیں؟ اور وہ آیات حضرت مسیح موعود کی سچائی کی مثبت ہیں یا نہیں؟ اگر مثبت ہیں تو پھر آپ کی یہ ساری تحریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور اسکی تہہ میں نفس اور ہوا کی غلامی پائی جاتی ہے اور اگر اب ان آیات سے وہ صداقتیں ثابت نہیں ہوتی ہیں تو پہر جس قدر لوگوں کو آپ نے اس تفسیر کے ذریعہ گمراہ کیا ہے (کیونکہ اب یہی کہا جاویگا) اسکی تلافی کیونکر ممکن ہوگی؟ جب کہ آپ نے **ایمانی** پہلو سے لاکہوں روپیہ کی پروا نہیں کی تو کیا اب آپ ان سب خریداران کو ان کی قیمت واپس دیکر ان کتابوں کو جلا دین گے یا نہیں؟

یہہ کہنا کہ ان مضامین کو نکالدونگا کافی نہیں ہوسکتا۔ اسلیئے کہ جو لوگ اب تک خرید کر چکے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔ اور ابہی تک آپ پیسہ اخبار میں اشتہار دیکر ان کتابوں کو کیوں فروخت کرتے ہیں۔ کیا یہ کارروائی **خلاف ایمان** نہیں؟ جبکہ انکے مضامین کو آپ مشکوک سمجھتے ہیں تو آپ **ایمان** سے بتائیں کہ مشکوک مضامین کے متعلق اشتہار دیکر انکو صحیح اور یقین کے رنگ میں فروخت کرنا کونسی دیانت داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہہ حرکت **قانونی نظر** سے بہی قابل مواخذہ ہے۔

فی الحال یہ دو امر قابل استفسار پیش کرتا ہوں اسکے بعد اور بہی لکھونگا +

ایڈیٹر الحکم

ملفوظات میں سے کچھہ

۳۱ مئی ۱۹۰۶ء۔ فرمایا تین چار روز ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تہا کہ بہت سے چھوٹے زنبور ہیں اور میں ان کو مارتا ہوں اس سے مراد یہی مخالف دشمن ہیں۔ جو اٹھتے ہیں اور غوغا مچاتے ہیں یہ بہی حکمت الٰہی ہے کہ اک طرف تو خدا تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوش دیا کہ خلقت کو ہدایت دیں اور ان کو راہ راست پر لا دیں، اور دوسری طرف ابوجہل جیسوں کو جوش دیا کہ مخالفت میں شور و غوغا مچائیں۔ مذکورہ بالا رؤیا کے متعلق مخالفونکی تباہی بذریعہ نشانات الٰہی کی ہے۔ دشمن خود بخود ہلاک ہو رہے ہیں کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں خدا آپ سامان پیدا کرتا ہے۔

حیدرآباد کے مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے ابتلاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا جب تک انسان ابتلا کی برداشت نہ کرے خدا کے پاس اس کو درجہ نہیں مل سکتا۔

فرمایا ہم غریب و ضعیف ہیں نہ تلوار ہمارے ہاتہہ میں ہے اور نہ ہم اس امر کے واسطے مامور ہیں کہ تلوار چلائیں۔ اور نہ ہمارے پاس جنگ کے سامان ہیں لیکن ہماری تلوار آسمان پر سے دنیا میں جس عظیم الشان انقلاب کو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف جھکیں اور اس کی ہستی پر ایمان لاویں وہ ہمارے اختیار میں نہیں کتابوں کے لکھنے سے بھی کچھہ نہیں ہوتا ایک ہرے بھرے باغ کی طرح دلائل کا مجموعہ ہم نے اکٹھا کیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا خدا تعالے اپنے فضل سے کچھہ کرے گا میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ اس وقت دنیا ایک سخت غفلت میں پڑی ہوئی ہے کہ بغیر الیم اور شدید عذاب کے ماننے والے نہیں۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ آنے والا مسیح مردوں کو زندہ کریگا بلکہ یہ فرمایا کہ زندوں کو مار یگا (جیسا کہ طاعون وغیرہ نشانات میں ہلاکت ہو رہی ہے۔)

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء۔ فرمایا۔ ہر ایک ہی جو دنیا میں آتا ہے وہ اللہ تعالے کے کسی نہ کسی اسم کا پرتو ہوتا ہے مسیح موعود میں ایک غالب ہونیوالے نام کا پرتو ہے صوفیون نے بہی لکہا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح ہمیشہ فتح پائیگا اور کبہی مغلوب نہ ہوگا۔ دشمن ہزار اسکی مخالفت کریں۔ مگر وہ ایسا ہوگا کہ اسکو ہمیشہ فتح ہی ہوگی۔ شکست تو اوس نے کھائی ہی نہیں۔

فرمایا۔ اگر ہم افترا کرتے ہیں تو خدا خود ہمارا دشمن ہے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر یہ کاروبار خدا کیطرف سے ہے اور مصائب اسلام کیواسطے اللہ تعالے نے خود ایک سامان بنایا ہے تو اسکا مقابلہ خدا تعالے کو کس طرح پسند آسکتا ہے۔ بڑا بدقسمت ہے جو اسکو توڑنا چاہتا ہے۔

فرمایا۔ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالے کے جلال کے اظہار کے واسطے ہے اور نادان نہیں جانتے کہ جب تک خدا کے نبی اور اسکے رسول کا جلال نہ ہو۔ خدا کا جلال وہ کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

مُراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکہو الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء)

اب جوٹھے اور ساتہہ کہانیکی نسبت سُنئے اور اپنے سوامی جی کے گرگٹی رنگ کا تماشا دیکہیں ستیارتھ صفحہ ۲۶۰ "ایک ساتہہ کہانے میں عیب ہے کیونکہ ایک کیساتہہ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی الخ اپنا جوٹہا ہینے واسطے بگاڑ پیدا کرنے والا نہیں ہوتا الخ اسلئے سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ یعنی جوٹہا نہ کہاویں" پھر اس کے برخلاف ستیارتھ صفحہ ۲۶۰ میں اس واجب کی ترک سے خود ہی عیب مذکور کے مرتکب ہوکر یون تحریر فرماتے ہیں "کابل - قندہار - ایران - امریکہ - یورپ - وغیرہ ملکون کے راجاؤن کی لڑکیوں - گاندہاری - مدری - الوپی وغیرہ کے ساتہہ آریہ ورت کے ملک کے راجہ لوگ شادی وغیرہ معاملات کرتے تہے شلکتی وغیرہ کو رو پاندو کے ساتہہ کہاتے پیتے تہے کچہہ مخالفت نہیں کرتے تہے" جوٹہے کی نسبت دیکہو ستیارتھ صفحہ ۲۵۶ "شودر کے چہونے سے عیب لگانا یہہ بات بیہودہ گذرتی اور جہوٹی ہے کیونکہ جنہون نے گڑ - چینی - گہی - دودہ - آٹا - ساگ - پہل پہول کہایا انہون نے گویا تمام جہان بہر کے ہاتہہ کا بنایا ہوا اور جوٹہا کہالیا" پہر دیکہو ستیارتھ صفحہ ۲۵۹ "یہہ اعتقاد رکہنا جو کہانے پینے ہی میں دہرم رہتا ہے اور جاتا ہے جاہلون کا اعتقاد ہے" یہان سوامی جی ایک طرف تو یہہ کہہ کر ایک ساتہہ کہانے میں عیب ہے" ہر انسان پر واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کہاوے - اپنی رکابی مذہب کے ساتہہ عام سناتنیون کے سدابرت میں بیٹہہ گئے اور ادہر الٹا جہٹ لیکچر دینا شروع کر دیا - کہ ساتہہ کہانے میں کچہہ عیب نہیں یہہ آریہ ورت کا قدیمی دستور ہے اور نہ جوٹہا کہانے کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے بلکہ کہانے پینے میں کسی کو دہارمک یا ادہرمی سمجہنا جاہلون کا اعتقاد ہے - خوب - اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو جہوٹا - جاہل وغیرہ نامون سے یاد کرنا سوامی کا خاصہ ہے -

ناچ سرود | ستیارتھ صفحہ ۵۹ گانا - ناچنا باجہ بجانا - الخ وغیرہ بدافعال کو ہمیشہ چہوڑ دین" اس تحریر کے بعد سوامی جی کو کہیں ناچ سرود کے جلسہ مین شریک ہونیکا اتفاق ہوا - اور حسب شعر

قاضی ار بامانشیند برفشاند دست را

مست ہوکر ستیارتھ صفحہ ۹۱ میں لکہتے ہیں "ساز بجانا ناچنا - گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکہنا چاہئے" اس مین سوامی جی معذور ہیں مستی مین نیک بدفعل کی تمیز نہیں رہتی -

{سبہا سماج} ستیارتھ صفحہ ۲۱۶ دہارمک آدمی کو (جو دہرم کے مطابق زندگی بسر کرے) واجب ہے کہ سبہا میں کبہی شامل نہ ہو" اس جملہ مین لفظ **واجب** اور کبہی دہارمک آدمی کو سبہا مین جانے سے روک رہے ہین گویا یہ منصب ادہرمیون کا ہے پہر سبہا سماج کو قایم کرنے والے اور اس مین شامل ہونے والے مہاتما خصوصاً ہمارے مخالف سکرٹری صاحب غور کرین مگر ایسے گرو کے چیلون کو کوئی مشکل نہیں جہٹ ستیارتھ کہول پیش کر دینگے کہ دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۸۶ "سبہا مین دہارمک لوگ ہی داخل ہون" ایسے شتر مُرغ کی طرح کبہی ہارتے میں نہیں آئینگے -

دیانندی عدل | ستیارتھ سملاس ۱۴ مین سوامی جی مسلمانون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن جزا سزا مین مہلت جایز رکہتا ہے حالانکہ انصاف کا مقتضی ہے کہ فوراً جزا سزا ملنی چاہئے - یہی اعتراض پنڈت لیکہرام نے تکذیب صفحہ ۷۵ میں درج کیا ہے - "خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے وقوعہ کی خبر ملے فوراً کارروائی شروع کردے مجرمون کو جزا سزا دیوے" مگر چیلے نے یہہ نہ سوچا کہ گرو جی کا کوئی ایک اعتقاد نہیں اور نہ یہہ کسی خاص مذہب کے پابند ہیں میں کہان تک ان کی پیروی کرونگا مجہے فوری انصاف کی سڑک پر چہوڑ آپ کسی اور طرف چل دینگے - چنانچہ سوامی جی اسی مادہ کو (جو اپنے معدہ اعتقاد سے قے اعتراض کیسا تہہ خارج کر چکے تہے) مثل شہد شیرین سمجہہ کر چاٹنے لگ گئے اور چیلون کی تعلیم یافتہ پارٹی سے کوئی اس مکروہ فعل پر کراہت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ستیارتھ کو پانچوان وید سمجہہ لیا ہے لفظ فوراً کے مقابلہ کے لئے دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۶ "جو آہستگی سے ملتا ہے وہ شنیشچر ہے پرمیشور کی حرکت اسکا فعل ہے چونکہ وہ متانت سے آہستہ آہستہ باقاعدہ جزا سزا دیتا ہے اسلئے بخلاف انسانو کے جوکہ جلد باز ہیں وہ دہیمہ ہے" پہر دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۳۴ "لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے اسوقت نتیجہ بہی نہیں ملتا" پہر دیکہو ستیارتھ صفحہ ۱۳۵ پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ برے کامون سے بیگانے مال لیکر اول بڑہتا ہے" دیکہا ماسٹر جی آپ کا شنیشچر پرماتما بجائے سزا کے مجرم کو بڑہاتا ہے اور ترقی دیتا ہے جس سے انصاف کے روشن چہرہ کو حسب قول سوامی جی کے داغ ظلم سے سیاہ کر دیا یہان تو سوامی جی نے بنیاد تناسخ کو بہی اپنے ہاتہہ سے اکہیڑ دیا کیونکہ کسی انسان کا بڑہنا اصول آریہ کے مطابق جنم سابقہ کے نیک اعمال پر موقوف ہے لہذا پاپی انسان کی موجودہ ترقی کو پاپ کی طرف منسوب کرنا ابطال تناسخ کا صاف اقرار ہے نیز اس تحریر سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ جسطرح پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ سے اوّل اوّل سکہہ اور راحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ بڑہنا اور آرام پانا چندروزہ ہو اور جنم سابقہ کے نیک اعمال اسکا باعث نہیں اسی طرح خدا کے نیک اور برگزیدہ انسان بہی صدق اور حق کے ظاہر کرنے سے ابتدا مصائب اور تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں اور اسکا موجب برے اعمال نہیں اور جیسے پاپی دروغگو فریبی آدمی چند یوم آسائش کے بعد آخر کار ذلّت اور رسوائی کے ساتہہ ہلاک کیا جاتا ہے ویسے ہی صادق اور راستباز انسان انجام کار مظفر اور منصور ہوکر دنیا سے عزت کے ساتہہ اٹہایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ دیانندی عدل کچہہ چیز نہیں اور انبیا کے مصائب کو گنہ گارون کی مصائب پر قیاس کرنا غلط خیال ہے -

نیوگ | ستیارتھ صفحہ ۱۴۷ "جیسے کنوارے اور کنواری ہی کا بیاہ ہوتا ہے - ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے اسی کا نیوگ ہوتا ہے" اس عبارت منقولہ سے دو امر ثابت ہیں اول کنوارے کنواری ہی کا بیاہ ہوسکتا ہے - دوم رانڈوے مرد اور بیوہ عورت ہی کا نیوگ ہوتا ہے - اب اگر کوئی رنڈوا مرد یا بیوہ عورت آریون سے بیاہ کرے یا کوئی رنڈوے مرد و بیوہ عورت کے بغیر نیوگ کرے - یا کرنے کا حکم دے تو حسب تحریر سوامی جی کہ وہ شخص دہرم سے گرا ہوا سمجہا جاویگا حالانکہ خود ہی سوامی جی اس حکم کے برخلاف اپنے دہرم کی حقیقت ستیارتھ صفحہ ۱۵۴ میں اسطرح ظاہر فرماتے ہیں "جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجہہ سے علاوہ دوسرے خاوند کی تلاش کر کیونکہ اب مجہہ سے تو اولاد نہیں ہوسکے گی تب عورت دوسرے کے ساتہہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" ہم اپنے لائق سکرٹری سے پوچہتے ہیں کہ جب اس جملہ کے ہوتے ہوئے "ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے اسی کا نیوگ ہوتا ہے" زندہ خاوند والی عورت کو نیوگ کی خوشخبری دیگئی ہے تو پہر بیوہ عورت کو بہی عقد ثانی جایز ہوا کیونکہ دیانندی قاعدہ کے مطابق ویسے کے ساتہہ جیسی کا شامل ہونا ضروری ہے اور سوامی جی کے نزدیک اگر بیوہ عورت کی رنڈوے مرد سے شادی کی جاوے تو یہ ایک عین انصاف کی بات ہے چنانچہ سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۱۵۰ میں ضرورت نیوگ پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں "کنوارے اور کنواری ہی کے بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتہہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے رنڈوے مرد کے بیاہ ہونے میں بے انصافی" اسلئے ماسٹر جی اگر آپکو سوامی جی ہی کی تقلید منظور اور آپ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تو میرے نزدیک آپ کو مناسب ہے کہ اس بیحیائی اور بے غیرتی کے عوض بیوہ کا رنڈوے سے بیاہ کرنا مان لیں اسمیں بقول سوامی جی انصاف بیجا قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی انصاف بہی قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی بلکہ ایک دفعہ بیہودہ اعتراض ظاہر کرکے آخر مذہبی حوالہ کو اپنی جائے پناہ سمجہہ کر بیٹہہ گئے سوامی جی نے ایک جگہ تو فرمایا کہ "جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچہے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کی جائداد کو اڑا لیجانا اور انکے کنبہ والون کو ان سے جہگڑا کرنا" پہر ستیارتھ صفحہ ۱۴۶ میں لکہتے ہیں "جس عورت یا مرد کا الخ محض رسومات شادی ادا ہوئی ہون اور میل نہ ہوا ہو ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتہہ پنر وداہ (مکرر بیاہ) ہونا چاہئے" اب دیکہہ لو وہی نقص یہان موجود ہے مگر بیاہ جایز مثلاً ایک سناتنی یا آریہ نے کسی نابالغہ سے شادی کی (جیسا کہ ہم اپنے علاقہ اور گاؤن میں دیکہہ رہے ہیں - کہ شادی کرنیکے بعد کئی سال تک بعض اشخاص کو جماع میسر نہیں ہوتا) یا بالغہ عورت کے ساتہہ بیاہ کیا اور اتفاقاً وہ نابالغہ یا بالغہ قبل از جماع مرگئی تو اب ان زیورات یا پارچات کی نسبت (جو عورت خاوند کے گہر لیگئی تہی اس کے دوسری شادی کرنے پر) جہگڑا نہیں اُٹہیگا اور کیا وارثان عورت کو یہ امر مانع ہوسکتا ہے کہ اس سے صحبت نہیں کی گئی ہم اپنا مال چہوڑ دین - ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں وارثون کو اور بہی رنج اور غم ہوگا کہ بچاری نے شادی کا نہ کچہہ دیکہا نہ بہالا یونہی اپنا مال چہوڑ مرگئی اب دوسرے اس کے مال سے کیون چین اڑاوے - اسلئے اسکے کنبہ والون کا اس سے جہگڑا کرنا ثابت ہے - پس ایسے شخص کو بہی حسب ہدایت سوامی جی کے مکرر بیاہ کرنا جائز نہیں مگر کیا ہوا **نیوگ** جو موجود ہے پہلے رنڈی (بیوہ) کو اجازت دی پہر سہاگن اب کنواری کو بہی اشارۃً سمجہا دیا - پنڈت جی چاہتے ہیں کوئی اس نعمت سے

[illegible] اسی واسطے شاستروں نے [illegible] نیوگ کا تذکرہ چھیڑ رکھا ہے اور جہاں مذکورہ حالتوں میں دوسری شادی لکھی ہے وہاں بھی آپ نیوگ ہی مراد لیتے ہیں اگر سوامی جی کو عقد ثانی میں [illegible] نفع اٹھانے اور لڑائی جھگڑے کا خوف ہے تو کیا نیوگ میں دنگہ فساد کا احتمال نہیں فرض کرو ہمیں [illegible] ہوا مرد (جسکی اجازت کے بغیر بیچے سے عورت نے نیوگ کیا) ایام نیوگ میں اگر واپس آکر اپنی عورت کو [illegible] مرد سے [illegible] تو اسکی غیرت کے جوش کا جو نتیجہ ہوگا وہ موجودہ واردات قتل وغیرہ سے ظاہر ہے یا اپنے مرد نے عورت کو نیوگ کرنیکا اتفاق ہوا کہ جسکی ہی حرارت یا برودت کے باعث استقرار حمل نہیں ہوتا گو مرد میں خواہش جماع موجود ہے جسکی بنا پر درخواست کی گئی لیکن علت مذکورہ مانع حمل ہے عورت نے اپنا منہ کالا بھی کرایا اور مطلب بھی نہ [illegible] ناچار اس عورت کو کسی اور مرد سے نیوگ [illegible] سوامی جی کا ارشاد ہے کہ جبتک نیوگ (جو اولاد پیدا کرنا ہے) پورا نہ ہو نیوگ شدہ عورت کا تعلق قطع نہیں ہوتا دیکھو ستیارتھ صفحہ [illegible] "اولاد پیدا ہو جانے پر دوبارہ وہ نیوگ شدہ آپس میں صحبت کریں تو دہرم سے گرے ہوئے سمجھنے چاہئیں" اسلئے پہلے مرد کا حق ہے کہ اس عورت سے صحبت کرکے اپنی خواہش پوری کرے دوسرا بھی بذریعہ نیوگ حقدار ہو گیا ہے پس کسی وقت ان دونوں میں ضرور دنگہ فساد ہوگا جیسا کہ چکلوں میں اس قسم کے [illegible] ہوتے رہتے ہیں جن سے آریہ سماج بے خبر نہیں [illegible] سوامی جی کو دوسری شادی کے ناجائز [illegible] عقلی دلائل [illegible] جواب دیکر مایوس کر دیا تو مجبور ہو کر ستیارتھ [illegible] میں لکھتے ہیں "اگر کوئی سوال کرے کہ نیوگ کی [illegible] ضرورت ہے آدمی دوسری شادی کیوں [illegible] کا جواب یہ ہے کہ مرد و عورت کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدادی شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں" لے ہمارے دوست آریہ صاحبان آپکو انصاف کرنا چاہئے کیا یہ بھی کوئی جواب ہے کہ ہمارے [illegible] میں ایسا ہی لکھا ہے سائل کا سوال ہے کہ نیوگ [illegible] آپ لوگ دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے مجیب صاحب فرماتے ہیں کہ [illegible] کریں ہمیں تو مذہب ہی ایسا ملا ہے جسمیں [illegible] [illegible] آپ کو پرماتما نے عقل اور سمجھ عنایت کی تاکہ آپ حق و باطل میں تمیز کر سکیں یاد رکھو جو مذہب ایسی گندی تعلیم دیتا ہے وہ ہرگز سچا مذہب نہیں [illegible] چوتھے نیم "سچائی کو قبول کرنا اور غلطی [illegible] کو ترک

کیا اسکے مطابق سوامی جی کی اس غلطی کو ترک کرکے سچائی کا اقرار کر دیا اس جگہ ہم سے انکار [illegible] اور جو فروش ہونا اچھا نہیں۔

(سنیاس) ستیارتھ صفحہ ۱۶۱ [illegible] واجب ہے کہ برہم چریہ آشرم کو پورا کرکے [illegible] میں داخل ہوں اور اسکے بعد بان پرستھ [illegible] کریں بعد ازاں سنیاسی ہو جاویں"

یہاں سے کل نوع انسان کیلئے گرہست آشرم وغیرہ کے بعد سنیاس کا لینا واجب اور فرض ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ سرتاج سوامی جی مہاراج اپنے دعوے ہمہ دانی کیلئے [illegible] بات کو بڑی شد و مد سے تحریر فرما کر پھر خود ہی اسکی تردید کر دیتے ہیں یہ حق سے دشمنی اور باطل سے پیار کرنیکا نتیجہ ہے۔

چنانچہ ستیارتھ صفحہ [illegible] میں بحوالہ منوجی لکھتے ہیں۔ "کہ سنیاس لینے کا حق زیادہ تر برہمن کا ہے اور کھشتری وغیرہ کا برہم چریہ آشرم ہے" اگر سنیاس کے مستحق صرف برہمن ہی ہیں تو سوامی جی جملہ انسانوں پر کیوں واجب ٹھہراتے ہیں پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۶۴ "جو شخص نفس پرستی کی خواہش سے آزاد ہو وہ برہم چریہ آشرم ہی سے سنیاس لے لیوے" جب علی الاطلاق اسکو دوسرے آشرموں میں داخل ہونا واجب نہیں اسیطرح کھشتری ویش کو سنیاسی ہونا [illegible] انسانوں کو واجب ہے" [illegible] کی حالت [illegible] عجیب فرق ہے۔ کہیں تو نسل انسانی کی [illegible] خیر خواہی کہ نیوگ جیسی گندی رسم سے اسکو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور کہیں سنیاس [illegible] خاتمہ [illegible]

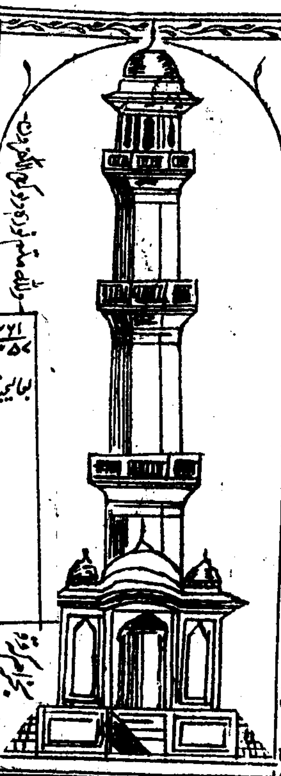
[illegible]

[illegible] جیسے سنیاسی [illegible] سے [illegible] فائدہ پہنچتا ہے ویسا دوسرے آشرم والا نہیں کر سکتا" اس سے ظاہر ہے کہ پرماتما کے نزدیک [illegible] افضل ہے ایسا اگر انسان تعلیم ویدک [illegible] سے درجہ میں پہنچ کر [illegible] سنیاسی [illegible] ہو جاویں تو کچھ عرصہ کے بعد نسل انسانی [illegible] ہو جاویگا تو سنیاسی صاحب [illegible] کس کو اپدیش دینگے۔ گرہست آشرم کی نسبت سوامی جی [illegible] گرہست آشرم سے بہت اولاد ہوکر [illegible] "الغرض سوامی جی کی تحریر سے [illegible] پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک شادی کرنا [illegible] غلطی ہے بال بچے کے [illegible] عیش کو تلخ کرنا ہے اسلئے

سوچا کہ کسی [illegible] سے اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے چونکہ کھلا انکار کرنے سے مخالفت کا اندیشہ تہا اور بات بھی مشکل [illegible] باکرامت مانی ہمیشہ کو ظاہر کرنے رانڈ وے مرد کو [illegible] اس طرح روکا کہ اس میں [illegible] سنیاس کو [illegible] پکارا [illegible] کی خوشنودی اسی میں ہے [illegible] ہو جاوے۔ اور سوامی جی [illegible] چیلوں کو یہہ راز سمجھا دیا کہ دیکھو اگر [illegible] پرمیشور کا کوئی حکم ہوتا [illegible] آتی تو میں تمہارا پیشوا جسکی [illegible] ہرگز ہرگز اس حکم کی تعمیل یا اس [illegible] حاصل کرنے میں غفلت نہ کرتا جو تم میرے چیلے ہو سمجھ سکتے ہو کہ شادی کرنا (جسکا منشاء اولاد ہوکر انسانی نسل کو ترقی ہو) اور سنیاسی ہونا خصوصاً برہم چریہ آشرم سے (جسکا منشاء ہے اولاد کے نہ ہونے سے خود سنیاس کا بھی سنیاناس ہو) یہہ دونو آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر شادی کرنا پرمیشور کا حکم ہوتا تو سنیاس کی وہ کبھی اجازت نہ دیتا اسلئے اے میرے چیلو اے میرے نقش قدم پر چلنے والی جوانمرد جسطرح تم نے باقی مسائل کو (جنہیں قدیم سے تمہارے آبا و اجداد مانتے چلے آئے) محض میرے کہنے سے چھوڑ دیا اور میری طبعزاد باتوں پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ عقل اور انصاف سے بھی کام لینا بھول گئے۔ اسی طرح یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شادی کے بارہ میں جو امر میرے قول و فعل سے ثابت ہے وہ تو میرا ذاتی اعتقاد ہے اور جسکا ثبوت محض میرے قول سے ہے اور اسپر میرے فعل ظاہری کے دستخط نہیں خبردار رہو وہ میرا عارضی اعتقاد ہے جو کسی ضرورت کے سبب مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ چلو شادی کا بھی فیصلہ ہو [illegible] بال کے دہندے سے آزاد ہوکر عیش اڑاؤ۔ یہہ ہے سوامی جی کی چال کا اصل حال جیسے نیوگ کرنے میں اولاد کے بہانہ کو برہم چریہ آشرم سے سنیاس لینے سے رد کر دیا اور جسمیں کچھ بھی سمجھ ہوگی وہ اس دیانندی عذر پر کبھی اعتبار نہیں کریگا ویسے ہی سنیاس لینے میں دنیا کا فائدہ یا دہرم کی اشاعت سمجھنا [illegible] دکھاوا ہی دکھاوا ہے کیونکہ جو شخص امور خانہ داری اور زن و فرزند کے تعلقات سے ناواقف محض ہے اس سے دنیا کو فائدہ کی کیا امید ہو سکتی ہے بلکہ سخت نقصان پہنچنے کا یقین ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مجرد آدمی کو (خواہ آریہ سماج اسکو کتنا ہی ضابط الحواس سمجھے) بدچلنی سے محفوظ رہنا مشکل کیا محال ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو عورتوں میں بیٹھکر

لکچر دیتا ہے ہمارے علاقہ کے آریہ دوست کٹاس راج کے واقعہ سے اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں میں امید نہیں رکھتا کہ کوئی عقلمند اور سلیم الطبع انسان اس خلاف فطرت تعلیم کو منجانب خدا سمجھتا ہو [illegible] خواہش شہوانی کے جذبات کو روک سکے پس اس عورت کو (جو خواہ دو شادی کرنیکے بعد دوسرے تیسرے روز ہی بیوہ ہو گئی ہے) دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا اور مرد کے لئے مجرد اور آزاد رہنے کی تعلیم افضل سمجھکر اس قوم نے کوچہ بکوچہ میں (جنمیں پردہ ستر کا رواج نہیں) گشت کرانا اپنے ہاتھ سے بنیاد زنا کو قائم کرنا ہے تعصب کا بھلا نہ ہو اچھے اچھے تعلیم یافتہ اور سمجھدار آدمی بھی باوجود دیکھنے ان خرابیوں کے جن سے بڑے بڑے سوامیوں اور شریف گھرانوں کی عزت برباد ہو رہی ہے۔ پھر بھی اس غلط اعتقاد سے باز نہیں آتے اور کورانہ تقلید کی وجہ سے غلطیوں کا چھوڑنا مشکل ہو گیا ہے تعجب ہے کہ ہمارے ویدی دوست کس دلیل سے سنیاسی ہونے میں دنیا کا فائدہ اور دہرم کی اشاعت سمجھ رہے ہیں کیونکہ جوان سنیاسی سے تو سرکاری ...... کیطرح اہل ہنود کی ہیبت ننگ و ناموس کی بربادی کا اندیشہ ہے۔ رہا بوڑھا سنیاسی جسکی نسبت سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں "پچہتر برس تک بان پرستھ رہکر عمر کے چوتھے حصہ میں تعلقات کو چھوڑ کر پری درا ٹ یعنی سنیاسی ہو جاوے" سو ہمارے آریہ احباب کو غور کرنا چاہئے صرف غور ہی نہیں کچھ دل میں انصاف بھی ہو کہ اول تو عمر کے چوتھے حصے میں ممکن نہیں کہ یہ بوڑھا لا یعقل سنیاسی ایک صحیح القویٰ جوان مخالف کے شکوک و شبہات کو رفع کرکے وید کے معارف و اسرار ظاہر کر سکے کیونکہ ہر آدمی کو بجائے خود گھر میں ایسے اشخاص کی عقل و فہم کا تجربہ حاصل ہے کہ کسطرح بوڑھے (جنکو پنجابی بڑکے ہوئے بولتے ہیں) عمر کے اس حصہ میں بچوں کی طرح لایعنی حرکات کے مرتکب ہوا کرتے ہیں پھر انکو مشکلات مذہبی کے حل کے لئے منتخب کرنا بانی وید کا کام ہے۔ دوم سنیاسی کے لئے کسی ضروری کام کے بغیر قیام کا حکم نہیں ہر [illegible] سفر کرنا اسکا فرض ہے پھر یہہ بوڑھا بیچارا [illegible] خیزاں بمشکل کہیں منزل پر پہنچا بھی تو [illegible] کی تکان اور ماندگی سے [illegible] کب ہل سکیگا [illegible] ناواقف لوگوں میں وعظ نصیحت کی فرصت کہاں سوم تعلقات کے چھوڑنے کیوجہ سے خوراک وغیرہ اشیاء ضروری کے حاصل کرنے میں سنیاسی دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے لہذا جو شخص روٹی تک بھی دوسرے کے دست نگر ہو اسکو لحاظ اور طرفداری چھوڑ کر حق بات کا ظاہر کرنا مشکل ہے خصوصاً حضر کی حالت۔

مصائب سفر کا بوجھ ڈالنا اس ظلم سے دنیا کو کیا فائدہ اور اسمیں کون سی دہرم کی اشاعت ہے جو ویدی ایشور نے ایسے لغو اور بیہودہ کام کو تمام انسانوں پر واجب ٹھہرا رکھا ہے۔ (باقی آئندہ) کرپا داد دمیال ضلع جہلم



إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم (انه اوی القریۃ)

الحکم

چہ بیم باتو گرآئی جہاد رقادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۱ جون ۱۹۰۶ء - ۱ - رؤیاء - دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوبصورت اور نہایت خوش لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں میں نے اس خیال سے کہ یہ جوان عورتیں ہیں منہ ان سے پھیر لیا اور ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں پھر انہوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیئے۔

فرمایا - رؤیا میں عورت سے مراد اقبال اور فتحمندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے - اس رؤیا میں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں عورتوں میں وہ بھی ایک عورت تھی جو پہلے کبھی آئی تھی - فرمایا اسمیں اشارہ ایک پرانے رؤیا کیطرف تھا جو حضرت والد صاحب کی وفات کے چند یوم بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے تیس بتیس سال کی میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اس گھر سے چلے جانے کا تھا - مگر تمہارے لئے رہ گئی ہوں۔

۲ - ایک زلزلہ کا نظارہ دکھائی دیا اور ساتھ ہی اس کے الہام ہوا -

لمن الملک الیوم - لله الواحد القهار

ترجمہ - آج ملک کس کا ہے - اللہ تعالےٰ واحد قہار کا -

۳ - مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی تعظیم ملوک اور ذی الجبروت کرتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا - اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں - فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے - انا اخذناک بعذاب الیم پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا -

۱۴ - جون ۱۹۰۶ء - اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون -

۱۶ - جون ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے -

جنازہ غائب پڑھا جاوے

منشی نورالدین صاحب کلرک ٹولکھانہ امرتسر کی ہمشیرہ اور لڑکی کا -

کون سبقت کریگا

مولوی احمد نور صاحب کابلی مہاجر کا نام احمدی جماعت میں خوب روشن ہے مہاجر صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور جان نثار خدام میں سے ہیں اور صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کے خاص احباب میں سے - یہہ قابل قدر مہاجر نکاح کرنا چاہتا ہے نوجوان ہے عمر تیس سال کے اندر خوبصورت - محنتی - جفاکش متقی دیندار عالم آدمی ہے اور تجارت کر کے معقول آمدنی رکھتا ہے قوم کا سید ہے - غرض ہر طرح سے لائق ہے - ایسا موقع کم ملتا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں -

اطلاع

(۱) کتابوں کی رعائتی قیمت کے اعلان کے متعلق یاد رہے کہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء کے بعد تفسیر القرآن پوری قیمت ۱۲ پر - اور سلک مروارید ۸ روپے ملے گی - ازالہ اوہام کی صرف دوسری جلد باقی ہے -

۲ - سال کا نصف حصہ گذر گیا ہے بقایا داران کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ لوگ مطبع کو نقصان پہنچاتے ہیں جو وی پی واپس کرتے ہیں - یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

زلزلہ

جناب شیخ صاحب - سلام علیکم - آج صبح الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء کا پرچہ ملا دوسرے صفحہ پر یہ شعر لکھا پایا - نظم مکذب

ہے غلط آنے نہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانیکے دن

آج ہی مورخہ ۱۴ جون ۰۶ء کی راتکو سوا گیارہ اور ساڑھے گیارہ بجے کے درمیان یہاں منصوری پر سخت زلزلہ آیا اوسوقت حضور علیہ السلام کے الہام یاد آتے تھے - یہ زلزلہ گو جلد ختم ہو گیا مگر ۴ - اپریل ۰۵ء سے کم نہ تھا - مکانوں کی عجب حالت تھی - آپکو اسلئے اطلاع دیا کرتا ہوں کہ آپ دارالامان میں رہتے ہیں ہمارے لئے دعا کیا کریں اور حضور مسیح علیہ السلام کیخدمت میں ہماری طرف سے دعا کیلئے عرض کر دیا کریں اور احمدی جماعت منصوری کیطرف سے سلام علیکم بھی عرض کر دیں - مشکور رہوں گا - از کوہ منصوری شاتو ہوس سردار خان احمدی

۲ - مکرمی مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء کو یہاں پر بہت زلزلہ محسوس ہوا یہاں تک کہ سارے شہر میں ایک تہلکہ مچ گیا - اس علاقہ میں جالندھر - کریام - گڑھ شنکر - نبگہ میں معلوم ہوا ہے - اور زلزلہ ۱۱ بجے رات کو آیا - پورے طور پر ہم نے تحقیق کیا ہے سب لوگ بالاتفاق یہی گواہی دیتے ہیں کہ زلزلہ آیا - اور سخت آیا - اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے - آمین … بقلم برکت علی خان محرر الحکم …

رپورٹ سہ ماہی جلسہ جماعت احمدیہ ضلع گجرات

[illegible] ہمدردان ملت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت کو پڑھکر یہ تجویز کی کہ تھوڑی دو مہینے کے لئے ایک [illegible] مقام پر جماعت احمدیہ کا جلسہ منعقد کیا جائے۔ جہاں قرب وجوار کے احباب واصحاب جمع ہوکر [illegible] کی تجاویز بہبودی کی تدابیر سوچیں اور اپنے میں جو جو نقص پاویں ان کو محسوس کرکے دور کرنے کی کوشش کریں اور آپس میں برادرانہ تعلقات [illegible] رشتہ اخوت کو مستحکم کریں کہ آخر میں [illegible] بالخصوص میرا [illegible] اشاعت اسلام وغیرہ مدات کی خاطر چندہ باقاعدہ قائم کیا جائے۔ اور [illegible] کے متعلق پر زور تحریک کی جائے۔

پچھلے دنوں مقام حیلاں میں ایک مختصر سا جلسہ ہوا مگر بوجہ نہ ہونے کسی [illegible] منتظم ومہتمم کے ابتدائی حالت میں رہا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے دوسرا جلسہ موضع [illegible] تحصیل پھالیہ میں [illegible] مرحوم ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے بھائی پیر [illegible] علی [illegible] کی سعی جمیلہ سے ہوا۔ چونکہ یہ مقام حضرت [illegible] علیہ الرحمۃ کے مزار کی وجہ سے یوں [illegible] ایک بت کدہ ہے۔ (بت کدہ میں سے اسلئے کہا کہ بچشم خود بیسیوں آدمیوں کو صعف بستہ گوہر شاہ کی قبر پر علامت مرحومہ کے ناخلفوں کو سجدہ کرتے دیکھا اللہ اللہ! سید رسول الثقلین کی امت اور یہ کرتوت؟ بخدا جگر پھٹ گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب یہ شرک آمیز دل شکن نظارہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کوئی زلزلہ آتا ہے اور اس مقام کو جعلنا عالیھا سافلھا کا مصداق بناتا ہے۔ جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں امام کی کیا ضرورت لوگ بدستور قرون اولیٰ کی مانند متقی نیکو کار ہیں وہ اس سین کو دیکھیں اور آہ حسرت بھریں) اسلئے خدا تعالےٰ کی توحید وعظمت وجلال کا بالخصوص ذکر کرنے کے لئے ضرور یہ جلسہ یہیں ہونی چاہیئے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پیر امام الدین صاحب نے تمام قرب وجوار میں دورہ کرکے اپنے بھائیوں سے شمولیت کے لئے دستخط کرائے اور [illegible] بارہ بار یاد دہانیاں کیں۔ گو تاریخ مقررہ پر اکثر صاحبان نے اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا کی تعمیل کرکے نہ دکھلائی۔ مگر تاہم کافی بلکہ کافی سے بڑھ کر رونق ہوگئی ان نہ آنے والوں میں سے صوفی غلام رسول صاحب کی وعدہ خلافی کو خاص طور سے نوٹ کیا گیا جو سب کے

[illegible] آئی اپنے پیارے [illegible] حیثیت [illegible] قرآن [illegible] خاص [illegible] احوال [illegible] قاضی [illegible] علامہ [illegible] دو دن پہلے ہی پہنچ چکے تھے [illegible] پوسا نزد آبادی [illegible] اپنی چھوٹی بچی [illegible] کیونکہ ان کے بغیر اس کا [illegible] آ پہنچے آپ نے واعظانہ بیان پنجابی میں [illegible] الانسان [illegible] شرک وبدعت کی تردید سے [illegible] سامعین کو خوب [illegible] جماعت کی آئندہ ان کی [illegible] خدا تعالےٰ کے دین کی [illegible] اور قاضی صاحب کے [illegible] کے نام سے تو دو تین سالوں سے الحکم وبدر [illegible] کرنے کی [illegible]

جمعہ آٹھ بجے [illegible] دو بجے [illegible] بہت [illegible] احباب آگئے۔ خطبہ سے پہلے قاضی صاحب نے یا ایھا الذین آمنوا لا [illegible] کی تلاوت [illegible] پر چند منٹ تقریر کی۔ اور گو مضمون [illegible] ہدایت کی اور ان [illegible] الیکم آہ کی [illegible] سمجھائی۔ خطبہ حافظ صاحب نے پڑھا۔ آپ [illegible] کا وعظ وسارعوا الیٰ مغفرۃ سے شروع کیا۔ دنیا [illegible] عاقبت کار با خداوند۔ اس بات کی چند مثالیں دے کر موجودہ نسل کو ان کے خلاف قرار دیتے ہوئے جتایا کہ موت سر پر کھڑی ہے۔ پس دوڑو اور جو کچھ کرنا کر لو۔ ایک مرتبہ نہر پر پانی کے لئے اتنی کوشش اور جنت (جس کا رقبہ آسمان زمین سے بڑھکر ہے) کے لئے یہ سستی اور دوزخ جتنی یہ زمین متقیوں کے لئے ہے جن کی یہ صفات ہیں۔ خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں۔ یہاں پر انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب اور برکات کے متعلق بہت سی آیات مثل الذین ینفقون اموالھم کے سنائیں اور آخر میں بتایا کہ واعدوا لھم ما استطعتم میں جو آخرین من دونھم ہے وہ اسی زمانہ کی طرف اشارہ ہے پس تم بیعت کے اقرار پر نظر کرکے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم کو پہلے ہی باطل کر دکھاؤ۔ پھر والکاظمین الغیظ پر کچھ تقریر کی۔ اور آخیر میں لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین پر اس

[illegible] ختم کیا تو [illegible] کام [illegible] جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی [illegible] افتتاح ہوا۔ بعد ازاں قاضی ظہور [illegible] صاحب [illegible] سامعین کی رعایت کے [illegible] زبان [illegible] شروع کی [illegible] دعا [illegible] تمام پہلوؤں [illegible] فی الحال اسکے عنوان خلاصہ بتائے جاتے ہیں۔ (۱) جنت الذین فی السراء والضراء کے لئے ہے (۲) سونا چاندی دباتے اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے ان کے لئے عذاب ہے۔ ترش رو ہونے کے سبب پیشانی پر اور بے رخی کے سبب پہلو پر اور منہ پھیرنے کے سبب پشت پر داغ لگا جائیگا۔ ایسا ہی جو بخل اختیار کرتے اور لوگوں کو بھی بخل کی تحریک کرتے اور خدا تعالےٰ کے انعام چھپاتے ہیں۔ ایسے کافرون کے لئے عذاب [illegible] ذلت ہے (۳) قارون کا حال قرآن کریم سے اور اس کا انجام۔ باغ والوں کا قصہ (سورہ ن) (۴) دولتمند بخیلوں کے لئے وبال جان ہے انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا (۵) دولتمند کئی نبیوں [illegible] (۶) [illegible] پہلے ارازلنا بادی الرای ہی داخل ہوتے ہیں (۷) [illegible] کے قواعد من۔ اذی۔ ریاء۔ خبیث شئے کے دینے خالی ہو۔ فقر سے مت ڈرو۔ [illegible] ان کا وسوسہ ہے محض ابتغاء وجہ اللہ ہو (۸) خیرات کے مصارف مستحق غیر مستحق کی تمیز سوال کرنا ایک ذلت ہے (۹) تمام باتوں سے بچنے کے لئے اپنے امام موعود کے پاس بھیجدے نہ ریا نہ من نہ اذیٰ نہ مستحق اور غیر مستحق کا جھگڑا رہے۔ جب نقود ایمان سپرد کردئیے نقود تسلیم کرنے میں کیا تامل ہے؟ (۱۰) نبی کریم صلعم بھی چندہ وصول کرتے [illegible] وصول کرنے کا قرآن میں حکم (۱۱) منافقین کے اس چندہ کی نسبت اعتراضات (۱۲) چندے کو چٹی سمجھنے والے اور موجب قربات جاننے والے دو فریق زمانہ نبوی میں (۱۳) جنگ تبوک کا حال حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنھم کی مالی جانی امداد ابو عقیل انصاری کا واقعہ غرض یہ تقریر بلحاظ اعلےٰ طرز استدلال وشستگی بیان وجامعیت وبلاغت کے قابل قدر تھی۔ بعد نماز عصر چند سات ریزولیوشن پاس ہوکر اور سب بھائیوں نے اقرار کیا کہ ہم نماز اول وقت باجماعت سنوار سنوار کر ادا کرنے اور جمعہ کے لئے کاروبار دنیاوی چھوڑ کر [illegible] مسجد میں حاضر ہوجانے اور اپنے گھر میں مستورات کو نمازی بنانے میں خاص کوشش کرینگے (۲) چندہ خاص اہتمام سے باقاعدہ بھیجا کرینگے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی تقریر کے اختتام پر جلسہ کے قریب چندہ [illegible] جمع ہوگیا تھا۔

(۳) ایک دوسرے کی ہمدردی شادی [illegible] وتکفین نماز جنازہ کے لئے چار چار پانچ پانچ کوس سے بھی بشرط ضرورت کاروبار چھوڑ کر حاضر ہو جائینگے یہ اسلئے کہ بعض جگہ ایک دو آدمی ہوتے ہیں اور مخالف ان کی چارپائی اٹھانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ اتباع [illegible] ایسے موقع پر چھوڑ کر محض سنت [illegible] علیہ وسلم پر عمل کرینگے۔ رشتہ [illegible] کرنا اپنا فرض خیال کرینگے۔

عشاء کے وقت حافظ صاحب کا [illegible] وعظ ہوا۔ آپ نے [illegible] تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ کا شرک وبدعت کی پورے طور سے تردید کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت اور [illegible] علامات قیامت کی حقیقت بیان کی [illegible] صبح قاضی صاحب نے بعد نماز [illegible] قل ھو اللہ احد پر ایک لطیف [illegible] اور اسے ثلث القرآن کہنے کی حکمت بتاتے ہوئے ایک نکتہ بیان کیا کہ مخالف ملاں کے خیال میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی صفات ہیں ان کے رد میں یہ سورہ ان پر صادق آتی ہے جو بڑی بھاری [illegible] ہے۔ موضع رجوعہ میں پہلی بھاری جماعت تھی۔ اور اب بوجہ نہ ہونے کسی اہتمام کنندہ کے کچھ سستی چھا رہی تھی۔ ایک مسجد کی بنا کی گئی۔ کیونکہ پہلی مسجد سے مخالفین روکتے ہیں۔ یہ تجویز بہت سی ردّ وکد کے بعد منظور ہوئی اور آئندہ جلسہ بھی رجوعہ بتاریخ [illegible] قرار پایا۔ پیر صاحب نے دعوت ومہمان نوازی کا انتظام یعنی اپنی میزبانی کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا۔ اور تمام خرچ خود اٹھایا۔ سامعین [illegible] مستورات بھی پردے کے پورے انتظام کے ساتھ شامل تھیں۔ خانقاہ [illegible] نشین بھی مع چند درویش کے قاضی صاحب کے وعظ میں آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام [illegible] میں ایسے جلسے ماہوار ضرور ہوا کریں [illegible] ہے کہ جماعت پوری ترقی کرسکی۔

سیکرٹری انجمن احمدیہ ضلع گجرات

تجارت العرب قبل الاسلام

اس مضمون سے عربون کی دادستد کی خوبیون یا برائیون کی بحث مراد نہیں ہے - بلکہ یہ عربون کی قدیم تجارت کی تواریخ ہے جس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ یہ طریقہ ان میں کیسا اور کیونکر مروج ہوا اور اسکی حالت میں عہد بعہد کس طرح انقلابات ہوئے اور نیز یہ کہ اسکی وسعت کہاں تک تھی اور یہ لوگ کن کن ممالک میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے - ان کے ملک میں کون کون تجارتگاہیں تھیں - اور کون کون اقوام و قبائل تجارت پیشہ تھے - اور کن کن اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے -

اردو زبان میں یہ مضمون [illegible] پہلا ہے [illegible] کے ساتھ عربون کی تجارت پر لکھا گیا ہے - [illegible] اس سے پہلے ہی [illegible] احمد صاحب [illegible] اور شمس العلماء [illegible] علی صاحب بلگرامی نے عربون کی تجارت پر مضامین لکھے ہیں لیکن ان میں بیشتر عہد اسلام کی تجارت کا تذکرہ ہے - اور قدیم تجارت کے حالات صرف چند سطرون میں ختم کر دئے گئے ہیں -

آخر میں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون عربی - عبرانی - یونانی - فرانسیسی - انگریزی وغیرہ زبانون کی بیس سے زیادہ ضخیم ضخیم کتابون کی ورق گردانی کے بعد مرتب کیا گیا ہے -

تجارت عرب کی قدامت | نہایت ہی قدیم زمانہ میں جن اقوام نے ایک ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار سے پہلے پہل ادل بدل کیا ہے ان میں خصوصیت کے ساتھ عربون کا تذکرہ کیا جاتا ہے -

اہل عرب حضرت مسیح علیہ السلام سے صدیون پیشتر تجارت میں مشغول تھے توراۃ اور نیز یونان نے نہایت قدیم تصنیفات میں عربون کی تجارت کے بیشمار حالات موجود ہیں جس سے ان کے اس پیشہ کی قدامت بہت ہی واضح ہے -

ایک نہایت قدیم روایت[1] ہے کہ جن لوگون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے نامہربان اور سنگدل بہائیون نے خرید کر مصر کے فوطیفار کے ہاتھ بیچا تھا وہ عرب کے قبائل اسماعیل اور مدیان کے تاجر تھے -

تجارت عرب کی وسعت | عربون کی تجارت جیسی کہ قدیم تھی ویسی وسیع اور عالمگیر تھی جیسا کہ ڈاکٹر ولی بان نے لکھا ہے کہ اسکی انتہا ربع مسکون تک پہونچ گئی تھی[1] - چین کے مشرقی سواحل اور مجمع الجزائر سے لیکر جبل الطارق تک عربی تجار کے جہازات کا بیڑہ بغرض تجارت پہرا کرتا تھا - افریقہ - ایران - ہندوستان - خطا - ترکستان - روس ایشیائی کوچک وغیرہ ممالک کی سرزمین ان کے قافلون کی جولانگاہ تھی -

غرض اقصائے عالم کی تجارت عربون کے ہاتھ میں تھی اور دو ہزار برس تک عرب تمام عالم کا مرکز تجارت بنا رہا تھا اور [illegible] وجہ سے سکندر اعظم نے ارادہ کیا تھا کہ [illegible] کا مستقر اور حدود وسط عرب کو بنائے[2] - بقول ڈاکٹر لی بان کے زمانہ قدیم میں عرب نے تمام دنیا میں وہی کام کیا ہے جو یورپ [illegible] زیادہ [illegible] کیا تھا[3]

عربون کو نہایت قدیم زمانہ سے [illegible] عراق - چین - [illegible] یونان - افریقہ - بابل - فینیکیا - شام وغیرہ ممالک سے تجارتی تعلقات تھا عرب سے ان ممالک [illegible] دونون راہون سے آیا جایا کرتے تھے - [illegible] تجارت کاروانون [illegible] جاتی تھی - بحری تجارت کے لئے دور دراز مقامات پر جہازات کے [illegible] آیا جایا کرتے تھے اور [illegible] جہازون کے [illegible] کام [illegible] عربون کا [illegible] تجارت بری تجارت سے [illegible] ہوئی تھی -

مصریون اور عربون کے تجارتی تعلقات | [illegible] قدیم میں مصریون کی تجارت عربون کے ہاتھ میں تھی نیز عربون کا تجارتی تعلق بہ نسبت دیگر ممالک کے مصریون سے نہایت قدیم ہے - عنطف[4] رابع نے اپنے زمانہ میں بحر احمر کے سواحل پر ایک تجارتی مشن روانہ کیا تھا جسکے ساتھ بیش قیمت اشیاء - جواہرات نادر حیوانات تھے - اسی[5] طرح مصر کی ملکہ ہتشو[6] نے بھی جہازون کا ایک بیڑہ اس ملک میں بغرض تجارت بھیجا تھا[7]

عربون کی تجارت ملکہ ہتشو کے زمانہ میں اور نیز اوس کے اخلاف کے ایام حکومت میں نہایت چمکی ہوئی تھی - عرب اکثر بحر احمر سے مصر میں جایا کرتے تھے نیز خلیج سوئس سے رود نیل تک بھی انہون نے ایک گزرگاہ بنائی تھی - اہل یمن کی تجارت مصر میں [8]اٹھارہوین خاندان کے خاتمہ تک باقی رہی پھر مصریون نے اپنے ملک میں تا [illegible] بازار بنائے[9]

مصری ہندوستانیون سے براہ راست تجارت نہیں کرتے تھے بلکہ ہند کا مال و اسباب عربون سے خرید کرتے تھے - [illegible] مصر سے - حبوب - مواشی [illegible] وغیرہ ہندوستان میں لاکر بیچتے تھے اور ہندوستان سے [illegible] یاقوت وغیرہ اشیاء مصر [illegible] کے بازارون میں لایا کرتے تھے[10]

صور[11] [illegible] باشندون اور عربون کے درمیان بھی قدیم الایام سے تجارتی تعلقات ہیں اس ملک میں عرب

صوریین اور عربون کے تجارتی تعلقات | عرب خشکی اور تری کے دونون راستون سے آیا جایا کرتے تھے - اہل یمن کی تجارت صوریین سے کئی راستون سے تھی - خشکی کے راستہ سے حجاز سے ہوتے ہوئے قافلون کے ذریعہ اپنے مال و اسباب لے جایا کرتے تھے - انکا بحری راستہ بحر احمر اور خلیج عقبہ سے تھا کبھی کبھی صور و صیدا کے راستون سے بھی جایا آیا کرتے تھے -

صوریین اگرچہ فن جہازرانی سے خوب ماہر تھے تاہم بحر احمر اور بحر ہند کے خطرات سے خائف تھے اس وجہ سے ان ممالک کی پیداوار عربستان بالخصوص جنوبی عرب (یمن) سے لے لیا کرتے تھے[1]

یمن اور عدن والے صور میں جن اشیاء کی تجارت کرتے تھے وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر کمخواب سونا - چوغے ارغوانی منقش پوشاکیں اور سب طرح کے بوٹیدار کپڑے تھے[2] - اہل حجاز کی تجارت بہیڑ دنبے بکرون کی تھی[3] - گوہر شب چراغ - ارغوانی اور زردوزی کتان مرجان وغیرہ کو ادوم[4] کے باشندے صور کے بازارون میں لایا کرتے تھے[5]

بنی اسرائیل سے عربون کے تجارتی تعلقات | بنی اسرائیل[6] کو دور دراز ممالک سے تجارتی تعلقات نہیں تھے - وہ صرف اپنے ہمسایہ ممالک سے لین دین کیا کرتے تھے رومانی - یونانی اشیاء کی خرید کیلئے فینکیا تھا - ایرانی اسباب خالدیا سے لیا کرتے تھے - عربی پیداوار - ہندو چین کے سامان عربون سے لیتے تھے -

---

[1] تمام علماء یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت مسیح سے سترہ سو سال پیشتر کا ہے -

[1] ڈاکٹر صاحب موصوف کی فرانسیسی کتاب . . . . کا صفحہ ۶۸ دیکھئے - [2] ڈاکٹر لیبان کی فرانسیسی زبان کی کتاب صفحہ ۶۸ [3] صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۸ - [4] ڈاکٹر لی بان کی فرانسیسی کتاب کا صفحہ ۶۸ دیکھئے - [5] نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر کا صفحہ ۱۱۶ - [6] عنطف رابع مصر کا بادشاہ تھا جو عہد ملینارین کے بعد گزرا ہے - اور یہ مصر کے گیارہوین شاہی خاندان سے تھا - اس خاندان میں ۹ فرمانروا گزرے ہیں جنمیں پہلے (۶) کا لقب عنطف تھا اور آخر (۳) کا منطوحتپ - یہ خاندان بقول پیٹری ۳۰۰۵ سے ۲۷۷۸ قبل مسیح تک فرمانروائی کرتا رہا -

[1] مقتطف لاہور بابتہ فروری ۱۹۰۵ء کا صفحہ ۱۲۵ دیکھئے [2] ملکہ ہتشو [illegible] ہتشب ست ہے مصر کے اٹھارہوین شاہی خاندان سے ہے اس خاندان کا پہلا بادشاہ آمس اول [illegible] ۱۵۸۷ سے ۱۵۶۲ تک مسند حکومت کی اسکے بعد آمنوتس - ہتوتمس اول و دوم حکمران ہوئے ہیں جن میں ہتوتمس دوم کی حکمرانی چند ہی یوم کی تھی ہتوتمس دوم کے بعد ملکہ ہتشو کی حکومت کا زمانہ آیا ہے - اٹھارہوین خاندان نے ۱۵۸۷ء سے ۱۳۲۸ قم تک حکمرانی کی ہے - [3] تاریخ القدیم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۹۶ [4] مصر کی انیسوین شاہی خاندان کا آغاز ۱۳۲۸ ق م سے اور خاتمہ ۱۲۰۰ ق م میں ہوا ہے - اسی خاندان کے ایام حکومت مین حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لیگئے - بیسیون خاندان کے زمانہ حکومت مین سے جسکی مدت حکومت ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۹۰ ق م تک ہے مصریون کی تجارت اہل فینیکی کے ہاتھون مین تھی اور یہ لوگ مصر کے تاجرون کو دور دراز ممالک سے اشیا لا کر دیا کرتے تھے - فینیکیہ کی تباہی کے بعد سے پھر عرب تاجرون کو مصر مین عروج ہوا - [5] تاریخ قدیم مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۱۹۶ دیکھئے - [6] سیاحۃ المعارف مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۵۷ دیکھئے - [7] صور (צר) ساحل شام پر کوہ لبنان اور بحر الابیض کے درمیان واقع ہے اسکا طول ایکسو پچاس میل اور عرض چوبیس میل ہے اس ملک کے بیت السلطنت کا نام صور تھا اسی مناسبت سے تمام ملک کو عبرانی اور عربی صور کہتے ہیں یونانی اسکو فینیکیا ( ) کہتے ہیں اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ نکلا ہے اور صور [illegible] جو [illegible] دیا تھا -

صور کی تجارت اور اوسکی رونق و خوبصورتی کا نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز تذکرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان اقصاء عالم کے تجار بغرض لین دین کے آیا کرتے تھے (صحیفہ حزقیل کا باب ۲۷ ملاحظہ کیجئے) صور حضرت مسیح چھہ سو برس قبل تباہ ہوگیا - [1] تاریخ القدیم کا صفحہ ۱۹۶ دیکھئے [2] کتاب مقدس میں حزقیل علیہ السلام کی کتاب کا باب ۲۷ - آیۃ ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھئے - [3] حزقیل علیہ السلام کی کتاب باب ۲۷ آیۃ ۲۱ - [4] ادوم کو جسے دومہ بھی کہتے ہیں - حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھٹے فرزند دوماہ نے آباد کیا تھا عرب اسکو دومۃ الجندل کہتے ہیں اور یہ نجد میں واقع ہے - [5] صحیفہ حزقیل علیہ السلام باب ۲۷ آیۃ ۱۶ [6] بنی اسرائیل کا ملک وہی جسکو عرب کنعان (صفن اور یونانی فلسطین (فلسطیا) کہتے ہیں یہ ملک دان کے بیرشبع کے شمال بحر الابیض کے مشرق صحرائے آرام کے جنوب میں واقع ہے -

بنی اسرائیل اور عربوں کے مابین جو تجارت ہوتی تہی اس کا ذکر توراۃ میں کئی مقام پر آیا ہے ۔ منجملہ اس کے ایک نہایت مشہور واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حیرام کی شرکت سے براہ سمندر او فیر[۱] سے سونا منگوانا ہے[۲]

بابل[۳] کو اہل عرب کاروانوں سے آیا جایا کرتے تھے ۔ ان کے کاروان وہان عرصہ دراز تک مقیم

بابل والوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات

رہا کرتے تھے خالدین[۴] عربوں سے عرب کی پیداوار ۔ جنوبی ہندوستان چین ۔ افریقہ وغیرہ ممالک کے اشیاء خرید کیا کرتے تھے ۔ اور عرب ان سے شمالی ہند ۔ ایران ۔ ترکستان وغیرہ ممالک کی پیداوار تبادلہ میں لیا کرتے تھے عربوں کی تجارت کالدین[۵] سے تباہی بابل تک نہایت عروج پر تہی ۔

قدیم زمانہ میں اہل عرب جنوب کے ایرانیوں سے براہ بحر شہر گیرا[۶] سے تجارت کیا کرتے تھے ۔ تباہی

ایرانیوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات

بابل کے بعد شمالی ایران میں عربوں کی آمد و رفت کو ترقی ہوئی ہے زمانہ وسطی[۷] میں جبکہ عراق عرب دولت عجم کے ماتحت ہو گیا تہا عربوں کو ایرانی تجارت میں نہایت عروج حاصل تہا ۔ چنانچہ ان ایام میں شہر مدائن[۸] جو عراق عرب میں ہے ایران کی تجارت کا مرکز تہا ۔

اہل عرب چین[۱] کو بحری اور برّی دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے انکا بحری راستہ سواحل عرب

چین سے عربوں کے تجارتی تعلقات

یا خلیج فارس کے سواحل سے شروع اور براہ راست چین تک منتہی ہوتا تہا جس کے اثنائے راہ سواحل ہند سیلان سیام مجمع الجزائر وغیرہ پڑتے تھے برّی راستہ ایران دشت قفچاق ترکستان ۔ بلخ وغیرہ ممالک سے ہوتا ہوا جاتا تہا[۲]

عرب مسیح سے صدیوں بیشتر چین میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے ۔ مسٹر آرنولڈ لکھتا ہے کہ عربوں کی تجارت کو مسیح سے ایک صدی بیشتر چین میں کمال عروج تہا ۔

عربوں کی تجارت چین کے اور شہروں کی بہ نسبت زیادہ تر صین الصین میں تہی اس شہر میں اس وقت بہی قدیم عربوں کے لئے ایک آثار موجود ہیں جنکے منجملہ ایک حضرت رسول کریم کے چچا کا مرقد مبارک ہے

چین میں عربوں کی تجارت جواہرات ۔ مرجان فرس ۔ سوتی کپڑے کی تہی اور ان اشیا کے تبادلہ میں وہان سے اطلس کمخواب ظروف چینی چار کے ادویہ وغیرہ لیتے تہے ۔ اور صین الصین سے چائے افیون سیماب شورہ ۔ ٹین ۔ جواہرات لیا کرتے تہے ۔

عرب ہندوستان کو برّی اور بحری دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تہے ۔ برّی راستہ ۔ ایران ۔ سمرقند

ہندوستان اور سیلان سے عربوں کے تجارتی تعلقات

کشمیر سے ہوتا ہوا ہند کو جاتا تہا ۔ بحری راستہ سیرف اور عدن سے تہا[۱]

خشکی کے راستہ سے ان لوگوں کی تجارت کشمیر ۔ قنوج وغیرہ ممالک میں ہوتی تہی ۔ بحری راستہ سے سندہ ملیبار[۲] ۔ سیلان[۳] وغیرہ ملکوں میں تجارت کیا کرتے تہے ۔

عرب شمالی ۔ ہند اور کشمیر وغیرہ سے بار دو پنبہ ۔ افیون ۔ اون ۔ حریر ۔ مشک ۔ ریوند چینی پشمینہ وغیرہ خرید کیا کرتے تہے[۵] ۔ اور جن کو ملیبار سیلان سے خرید کرتے تہے وہ طرح طرح کے گرم مصالحے ۔ لونگ ۔ الائچی ۔ مرچ ۔ زیرہ ۔ عطریات دار چینی ۔ جواہرات ۔ نیز دیگر معدنیات حیوانات ناریل وغیرہ اشیاء تہے[۶]

عربوں کا تجارتی تعلق ہندوستان سے نہایت قدیم ہے بقول ڈاکٹر گستاولی بان کے جس کا آغاز ابتدا ازمانہ تاریخی سے ہوتا ہے[۷] ۔ عرب ہندوستان کے جن شہروں میں سب سے پہلے تجارت کی غرض سے آئے وہ سندہ ملیبار ۔ سیلان تہے اور یہ ہی مقامات ان کی خاص تجارتگاہیں تہیں ۔

عرب قدیم الایام سے سواحل افریقہ پر تجارت کیا کرتے تہے یہاں حبشیہ[۸] اور کارتہج[۱] ان کی تجارت کے مشہور مقامات تہے ۔

افریقہ سے عربوں کے تجارتی تعلقات

اہل یمن حبشہ کو عدن سے اور اہل حجاز جدہ سے آیا جایا کرتے تہے کارتہج کا بحری راستہ بحر الروم سے تہا ۔ مورخ[۲] نے لکھا ہے کہ افریقہ میں عربوں کی آمد و رفت سے ہوتی تہی[۳]

عربوں اور یونانیوں کے تجارتی تعلقات

عربوں اور یونانیوں[۶] کے مابین جو تجارتی تعلق تہا نہایت قدیم تہا مورخ ہیرو ڈوٹس[۷] کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ میں یونان میں عربوں کی تجارت کمال عروج پر تہی ۔

---

[۱] اوفیر کے جائے وقوع میں اکثر علما اختلاف بہی کرتے ہیں لیکن عام طور پر یہ شہر حضرموت میں تسلیم کیا جاتا ہے ۔
[۲] دوم تواریخ باب ہشتم آیۃ ۱۷ سے ۱۸ تک ۔
[۳] بابل جسکو عبرانی کسریم اور یونانین خالدیا اور آسوریا کہتے ہیں وہ ملک ہے جو سواحل فرات اور دجلہ پر واقع ہے ۔ بابل والوں کے تجارتی تعلقات جو ہندوستانیوں اور ایرانیوں سے تہے وہ قابل بیان ہیں ۔ یہ لوگ ہندوستان کے شمالی ممالک سے براہ بحر و بر تجارت کیا کرتے تہے بحری راستہ خلیج فارس سے تہا جسکے اثنا میں شیراز پڑتا تہا ۔ اس راہ سے سندھ ملتان گجرات وغیرہ ممالک میں آیا جایا کرتے تہے ۔ انکا بری راستہ ایران اور افغانستان وغیرہ سے ہوتا ہوا جاتا ہے [۴] یشعیا علیہ السلام کی کتاب کے باب ۱۳ ۔ آیۃ ۲۰ کو دیکھئے [۵] تاریخ قدیم صفحہ ۸۰ ۔ [۶] مورخ استرابو کی یونانی زبان کی تاریخ کا صفحہ ۱۱۱۰ دیکھئے [۷] زمانہ وسطی سے حضرت رسول کریم اور مسیح علیہ السلام کے مابین کا زمانہ اور بالخصوص چوتہی اور چھٹی صدی مسیحی کا درمیانی زمانہ مراد ہے ۔ [۸] مدائن بغداد سے ایک منزل کے فاصلہ پر جانب جنوب آباد تہا زمانہ قدیم میں اسکو طیسیفون کہتے تہے ۔ نوشیروان نے اسکو اپنا مستقر قرار دیا تہا ۔ اسی شہر میں ایوان کسرے کے کھنڈرات تہے ۔ صناجۃ الطرب

[۱] مورخ رشیدالدین لکھتا ہے کہ ملک چین کے دو حصے تہے ۔ خطا و صین الصین دریائے ہوانگ ہو کے شمال پر جو ایک ملک ہے وہ خطا کہلاتا تہا ۔ اور اسکا بیت السلطنۃ خان بالغ تہا ہوانگ کے جنوبی ملک کو صین الصین کہتے تہے اور اسکا دار السلطنۃ خنسا تہا ۔ ختا میں جو عرب آیا کرتے تہے وہ زیادہ تر ایران ۔ ترکستان ۔ منگولیا وغیرہ ہوتے ہوئے خشکی کے راستہ آتے تہے ۔ خان بالغ ۔ ابن بطوطہ (جلد ۔) اور صاحب تقویم البلدان (صفحہ) نے اسکا نام خانقو ہی لکھا ہے ۔ حال کے جغرافیہ میں اسکو پیکن کہتے ہیں صین الصین اسکو عرب صین الکبیر بہی کہتے ہیں مارکو پولو نے اسکا نام ماچین لکھا ہے حال کے جغرافیہ میں اسکا نام کینٹن لکھتے ہیں خنسا جسکو اسوقت ہوانگ چو کہتے ہیں چین کا بہت بڑا اور با رونق شہر ہے ۔ پہلی صدی میں جو عربی تاجروں کے جہازات چین میں آتے تہے ان کے قیام کی جگہ یہی شہر تہا ۔
[۲] یہ راستہ ڈاکٹر لی بان کی کتاب اور تجلیۃ الدہر سے اخذ کیا گیا ہے ۔ ملاحظہ کیجئے ٹائمز آف انڈیا مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء میں عماد نواز جنگ بہادر کی بیوی جمیلہ بیگم صاحبہ کا مضمون ”ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات“ بیگم صاحبہ نے اس قبر کو بچشم خود دیکہا ہے ۔ نیز ان شہر کے متعلق یہ

[۱] ملاحظہ ہو تاریخ چین صفحہ ۱۴ ۔ [۲] فرخ کتاب صفحہ ۴۰ ۔ [۳] لفظ ملیبار کے معنی ”پہاڑی ملک“ ہیں اسکو قدیم زمانہ میں کراک کہتے تہے ۔ اس کماری سے گواٹک کا مشرقی ساحل ملیبار کہلاتا ہے ۔ [۴] سیلان ہندوستان کے جنوب میں ایک جزیرہ ہے اسکے اور ہندوستان کے درمیان چالیس میل کا فاصلہ ہے ۔ رامچندر جی کی بیوی سیتا کو جو راون چرا کے لے گیا تہا وہ اسی جزیرہ کا بادشاہ تہا ۔ ہندو لوگ اسکو لنکا کہتے ہیں ۔ سراندیپ بہی اسی کا نام ہے [۵] سیاحۃ المعارف صفحہ ۱ [۶] تحفۃ المجاہدین ۔ [۷] فرخ کتاب صفحہ ۵۰۶ [۸] عرب جسکو حبش کہتے ہیں وہ ملک اسوقت ابی سینا نوبیہ کہلاتا ہے یونانیوں نے اسکا نام اتہیوپیا رکہا ہے ۔ اتہیوپیا دو لفظوں سے مرکب ہے جسکے معنی ہیں ۔ ”جلا ہوا چہرہ“ یہ نام انہوں نے اسکو اسوجہ سے دیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کے چہرے حرارت آفتاب کیوجہ سے سیاہ ہو جایا کرتے ہیں ۔ یہ حبشی اور سیاہ فام مخلوق قدیم زمانہ میں مہذب تہی اور ہندوستان اور عرب سے اسکی بہت تجارت تہی ۔ زمانہ وسطی میں عربوں کو حبشیوں سے خاص تعلق تہا کیونکہ ان لوگوں میں عربی حکومت

[۱] کارتہج ایک قدیم شہر ہے جو افریقہ کے شمال میں واقع جہاں اب تونس آباد ہے ۔ صوریین نے ۸۵۳ء قبل مسیح اسکی بنا ڈالی تہی ۱۴۶ء میں رومیوں نے اسکو برباد کر دیا ۔ وہ عربی تجار جو یونان کو آیا جایا کرتے تہے [۲] تاریخ الاسلام صفحہ (۶) [۳] استرابو کا مشہور جغرافیہ دان ہے ۵۴ء قبل مسیح پیدا ہوا ۲۴ء میں مرا ۔ [۴] دیکھئے استرابو کی یونانی زبان میں تاریخ کا صفحہ (۱۱۱۰) [۵] استرابو نے اس کا تلفظ گیرا لکھا ہے جرمنی کے ضمیمہ مراصد الاطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عربی تلفظ جیرہ ہے اور یہ شہر بحرین میں خلیج فارس کے کنارے واقع تہا ۔ [۶] یونانی اپنے ملک کو جسے انگریز گریک بولتے ہیں مٹیلس کہتے تہے (دیکھئے یونانی اور فارسی زبانوں میں اعمال الرسل باب ۲۰ آیۃ ۲) اور خود کو ہیلینیس کہا کرتے تہے ۔ اور یونان ان نو آبادیوں کا نام کہا تہا جنکو انہوں نے بحر الاسود اور بحر الروم کے مابین آباد کیا تہا اس کو وہی لوگ بنی منکیر آسیا بہی کہتے تہے عرب اسکو جو آسیا الصغری کہتے ہیں وہ بعینہ آخری جملہ کا ترجمہ کیا ہے ۔ عرب ہیلس کو یونان کہتے ہیں لیکن ہمارے اس مضمون میں یونان سے ہیلس اور ایطالیہ دونوں ملک مراد ہیں ۔ [۷] ہیرو ڈوٹس یونان کا مشہور مورخ ہے جسکو ابو المورخین کہتے ہیں ۴۲۴ء قبل مسیح میں فوت ہوا ۔

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمان

(تتمہ ۱۴ - مئی ۱۹۰۶ء)

...لوگ **ابدال** ہو جاتے ہیں اور وہ اس دنیا کے نہیں رہتے۔ ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور اہلیت ہوتی ہے لیکن دنیاداروں کا تو یہ حال ہے کہ وہ خیرات بھی کرتے ہیں تو اسکے لئے تعریف اور تحسین چاہتے ہیں اگر کسی نیک کام میں کوئی چندہ دیتا ہے تو غرض یہ ہے کہ اخبارات میں اسکی تعریف ہو۔ لوگ تعریف کریں۔ اس نیکی کو خدا تعالے سے کیا تعلق بہت لوگ شادیاں کرتے ہیں اسوقت سارے گاؤں میں روٹی دیتے ہیں مگر خدا کے لئے نہیں صرف نمائش اور تعریف کے لئے۔ اگر ریا نہ ہوتی اور محض شفقت علے خلق اللہ کے لحاظ سے یہ فعل ہوتا اور خالص خدا کیلئے تو ولی ہو جاتے۔ لیکن چونکہ ان کاموں کو خدا تعالے سے کوئی تعلق اور غرض نہیں ہوتا اسلئے کوئی نیک اور بابرکت اثر انمیں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کے لئے ہو جاوے خدا تعالے اسکا ہو جاتا ہے اور خدا کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹھگ لونگا تو یہ حماقت اور نادانی ہے وہ خود ہی دھوکہ کھا رہا ہے۔ دنیا کے زیب۔ دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالے کیونکر کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اسوقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس وقت کا لحاظ اور خیال ہی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاوینگے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالے سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔ سعدی کہتا ہے۔

ع گر وزیر از خدا بترسیدے

ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اسلئے کہ اللہ تعالے کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اگر خدا تعالی کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اسلئے خدا کی **عظمت** کو دل میں رکھنا چاہیئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ اسکی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہانتک کہ

لا یخاف عقبٰھا

پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اسکے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اسکے جو لوگ اللہ تعالے سے ڈرتے اور اسکی عظمت کو دل میں جگہ دیتے [illegible] انکو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] آیا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ

یعنی جو شخص اللہ تعالے کے لئے ہو جاوے اللہ تعالے اسکا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اسطرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالے کی طرف آنا چاہتے ہیں انمیں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ

ہتیلی پر سرسوں جما دی جاوے

وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کسقدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اسکے کاموں کے لئے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر **ولی بنادو**۔ اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہونچ جاویں حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی۔ اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالے کا یہہ قانون اور آئین نہیں ہے یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالے نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہدیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

یعنے کیا یہہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالے اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہدیں۔ ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہو۔

یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جان نثار صحابہ کو پھونک مار کر ہی ولی بنا دیتے۔ انکو امتحان میں ڈلوا کر انکے سر نہ کٹواتے۔ اور خدا تعالے انکی نسبت یہ نہ فرماتا۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا

پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی تو عجب بیوقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوائے بے دود سمجھتا ہے۔ یہہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ باین اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ انکے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں **رہبانیت** تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اسنے یہ تعلیم دی۔

قد افلح من زکّٰھا

یعنی نجات پا گیا وہ شخص جسنے تزکیہ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت۔ فسق و فجور۔ نفسانی جذبات سے خدا تعالے کے لئے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کے نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالی کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اسکے تکلفات کو چھوڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا۔

قد خاب من دسّٰھا۔

مٹی کے برابر ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کر لیا۔ یعنے جو زمین کی طرف جھک گیا۔ گویا یہہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خدا تعالی تک پہونچتا ہے۔ یہ بالکل سچی اور پکی بات ہے کہ جب تک انسان قوائے بشریہ کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا اسوقت تک خدا نہیں ملتا۔ دنیا کی گندگیوں سے نکلنا چاہتے ہو اور خدا تعالے کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذّات کو ترک کرو ورنہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال است و محال است و جنوں

انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تھی اور نہ کوئی چیز بُری ہے لیکن بد استعمالی بُری بنا دیتی ہے۔ مثلاً ریا ہی کو لو۔ یہ بھی دراصل بُری نہیں کیونکہ اگر کوئی کام محض خدا تعالے کے لئے کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس نیکی تحریک دوسروں کو بھی ہو تو یہ ریا بھی نیکی ہے۔ ریا کی دو قسمیں ہیں ایک دنیا کے لئے مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آگیا اسکے خیال اور لحاظ سے نماز کو لمبا کرنا شروع کر دیا ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں پر ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ بھول بھول جاتے ہیں۔ یہہ بھی ایک قسم ریا کی ہے۔ جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بھوک کے وقت روٹی کھاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے۔

مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالے کیلئے نماز کو سنوار سنوار کر پڑھتا ہے۔ وہ ریا میں داخل نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے غرض ریا کے بھی محل ہوتے ہیں۔

اور انسان ایسا جانور ہے کہ بے محل عیوب پر نظر نہیں کرتا مثلاً ایک شخص اپنے آپکو بڑا عفیف اور پارسا سمجھتا ہے راستہ میں کیلا جا رہا ہے راستہ میں وہ ایک تھیلی جواہرات کی پڑی پاتا ہے وہ اسے دیکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ مداخلت کی کوئی بات نہیں کوئی دیکھتا نہیں اگر یہہ اسوقت اسپر گرتا نہیں اور سمجھتا ہے کہ غیر کا حق ہوگا اور روپیہ جو گرا ہوا ہے آخر کسی کا ہے۔ ان باتوں کو سوچکر اگر اسپر نہیں گرتا اور لالچ نہیں کرتا تو فی الحقیقت پوری عفت اور تقوے سے کام لیتا ہے ورنہ اگر نرا دعوے ہی دعوےٰ ہے تو اسوقت اسکی حقیقت کھل جاویگی اور وہ اسے لے لیگا۔

اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریا کرتا ہے جب ریا کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیکی ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نماز جو با جماعت پڑھتا ہے اسمیں بھی ایک ریا تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو وہ ریا ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہہ ایک عجیب نعمت ہے پس مسجدوں میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔

ایسا ہی ایک جگہ [illegible] کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو ایک شخص دیکھتا ہے لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے بظاہر یہ ریا ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی۔

اسیطرح خدا تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

لا تمش فی الارض مرحا

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالے کو ناپسند ہے لیکن اسوقت اللہ تعالے اسکو پسند کرتا ہے۔ پس

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

غرض خلق کل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کوئی خلق برا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصّہ کے متعلق آیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غصّہ ور تھے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ غصّہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانہ چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔ اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قوے جاتے رہیں، بلکہ ان قوی کا صحیح استعمال سیکھو۔

یہہ سب جھوٹے اور خیالی عقائد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری تسلیم یہہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ ممکن ہے یہہ تعلیم اسوقت قانون مختص المکان یا مختص الزمان کی طرح ہو۔ ہمیشہ کے لئے یہہ قانون نہ کبھی ہو سکتا ہے اور نہ یہہ چل سکتا ہے۔ اسلئے کہ انسان ایک ایسے درخت کی طرح ہے جسکی شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر اس کی ایک ہی شاخ کی پرورش کی جاوے تو باقی شاخیں تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔

عیسائی مذہب کی اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ بخوبی ظاہر ہے اس سے انسان کے تمام قویٰ کی نشوونما نہیں ہو سکتی ہے اگر صرف درگذر ہی ایک عمدہ چیز ہوتی تو پھر **انتقامی قوت** اسکی قوتوں میں کیوں رکھی گئی ہے؟

اورکیوں پھر اس درگذر کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مگر برخلاف اسکے کامل تعلیم وہ ہے جو اسلام نے پیش کی اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملی ہے اور وہ یہ ہے۔

جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔

یعنے بدی کی جزا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخشدے اور ایسے موقعہ پر بخشدے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہوتا ہو تو اسکا اجر اللہ تعالے پر ہے۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا ہرگز یہہ منشاء نہیں کہ خواہ مخواہ ضرور ہر مقام پر شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور انتقام نہ لیا جاوے بلکہ منشاء الٰہی یہہ ہے کہ محل اور موقعہ کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ گناہ کے بخشدینے اور معاف کر دینے کا ہے یا سزا دینے کا۔ اگر اسوقت سزا دینا ہی مصلحت ہو تو اسقدر سزا دیجاوے جو سزا وار ہے اور اگر عفو کا محل ہے تو سزا کا خیال چھوڑ دو۔

یہہ خوبی ہے اس تعلیم میں۔ کیونکہ وہ ہر پہلو کا لحاظ رکھتی ہے اگر انجیل پر عمل کر کے ہر شریر اور بدمعاش کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو دنیا میں اندھیر مچ جاوے پس تم ہمیشہ یہی خیال رکھو کہ تمام قوئی کو غیر مستعمل تصور کرو۔ تمہاری کوشش یہہ ہو کہ محل پر استعمال کرو۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہہ تعلیم ایسی ہے جسنے انسانی قوئے کے نقشہ کو کھینچ کر دکھا دیا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو عیسائیوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اسلام جیسی نعمت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صادق ہر حالت میں دوسروں کے واسطے شیریں ظاہر نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کہانے کے واسطے شیرینی نہیں دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے۔ ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے۔ یہی تعلیم ہر پہلو پر مبارک تعلیم ہے۔ خدا ایسا ہے۔ کہ سچا خدا ہے۔ ہمارے خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں جو صفات ہم خدا تعالے کے مانتے ہیں۔ وہ سب کو ماننے پڑتے ہیں۔ پادری فنڈر ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں پہونچا۔ تو قیامت کے دن ان لوگوں کو کیا سوال ہوگا۔ تب خود ہی جواب دیتا ہے۔ کہ ان سے یہ سوال نہ ہوگا۔ کہ تم یسوع پر اور اس کے کفارہ پر ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے۔ بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا کہ کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات کا واحد لاشریک ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے۔ کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے۔ اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کیگئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں۔ اور اسی بات کو پھر قایم کر دینا ہمارا کام ہے۔ اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے۔ جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں۔ جن کا ادا کرنا ہمارا کام ہے۔ مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں یہ ایک صریح غلطی ہے۔ بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے۔ ان لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں۔ جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں۔ اصل میں یہہ مسئلہ اس طرح سے ہے۔ کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدایش دو قسم کی ہوتی ہے ایک مس روح القدس سے اور ایک مس شیطان سے تمام نیک اور راست باز لوگوں کی اولاد مس روح القدس سے ہوتی ہے اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ مس شیطان سے ہوتی ہے تمام انبیاء مس روح القدس سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ کے متعلق یہودیوں نے یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور مریم کا ایک اور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز کا ذریعہ ہیں۔ اور مس شیطان کا نتیجہ ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالے نے ان کے ذمہ سے یہ الزام دور کرنے کے واسطے ان کے متعلق یہ شہادت دی تھی۔ کہ ان کی پیدائش بھی مس روح القدس سے تھی چونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا۔ اس واسطے ان کے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین عبداللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور ان کے متعلق ایسا خیال وگمان بھی کبھی کسی کو نہ ہوا تھا۔ ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو اسکے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہوا۔ اس کے واسطے صفائی شہادت کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔

ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا۔ مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو [illegible] غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا۔ مگر نورانی اور ایک بیداری تھی۔ مگر کشفی اور نورانی جسکو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا۔ جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے

ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے۔ کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے۔ اور اسکے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے۔ تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قایم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا۔ تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوئیں۔ یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں۔ جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالے ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالے اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالے نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قایم کروں۔

یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان۔ ان کی حالت وہ نہیں رہی۔ جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے ان کے دل ناپاک ہیں۔ اور خدا تعالے چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط۔

قرآن کریم کی ایک نئی کرامت

جسقدر علم بڑھتا ہے علمی مباحث کو ترقی ہوتی ہے اور معلومات وسیع ہوتے ہیں۔ علماء پر کھلتا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم فلاح دینی و دنیوی کے لئے بہترین تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے دیکھا کہ مائیں اپنے بچوں کو خود بہت کم دودھ پلاتی ہیں لہذا انکھیں ترغیب کے ساتھ ہدایت کی کہ "مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں" لیکن اکثر عورتوں نے یہ ہدایت قبول نہیں کی اور بچوں کو بخیال نخوت وخودداری اور لطف صحبت کی خواہش کے دودھ پلانے والیوں پر چھوڑ رکھا تاکہ دودھ کے لئے لڑکوں کے رونے سے رات کو انکی آسائش میں خلل نہ واقع ہو۔ علمای عمران اور طبیبوں نے اس مسالہ کی تحقیقات کرنا شروع کی ہے (ملاحظہ ہو الہلال نمبرے) بڑی کاوش کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں تربیت پاتے ہیں اور ان کے دودھ سے پلتے ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ صحیح البدن وقوی الجسم ہوتے ہیں۔ جرمنی کے ڈاکٹروں نے اپنے ملک میں اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکے جو اپنی ماؤں کے دودھ پلے نہیں پلتے ہیں ان کی موتیں بہ نسبت ان لڑکوں کے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے پلتے ہیں، بیس گونہ زیادہ ہوتے ہیں ناسدے میں اسکے متعلق جو شمار ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خاندانوں میں کہ لڑکے اپنی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں" مدافعہ ومقابلہ امراض کی ان میں زیادہ قوت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم حکیم کی ایک نئی حکمت وکرامت ہے، جسقدر اس کے مباحث میں تدقیق سے نظر کی جائے اسکی ہر شاخ وبرگ کی لطافت بڑھتی جائیگی مشرقی اقوام میں جن میں دستور ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اس فلسفی تعلیم کا بخوبی اثر ظاہر ہوا اسلئے کہ سال اول تمام ہونے کے قبل جسقدر بچوں کی موتیں ہوتی ہیں ان کی اوسط فی ہزار ایک سو ہے، حال آنکہ انگلستان میں فی ہزار ۱۵۴ اور جرمنی میں فی ہزار ڈھائی سو بچے مرتے ہیں۔

درخواست جنازہ

چودہری عبد السلام صاحب کاٹھگڑہ کی والدہ صاحبہ چند روز ہوئے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی جاوے۔

وکیل اور کفر کی حمایت

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

میں دیکھتا ہوں کہ وہی اخبار وکیل (جو اس سے پہلے مذہبی بحث سے اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا تھا) اب خصوصیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں اپنا وقت اور محنت صرف کرنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یا تو اسکے خیال میں مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کی یہہ تدبیر باقی رہ گئی تھی اور یا اسکی اپنی ترقی کا یہہ زبردست ذریعہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ سے ٹکر مارے۔ میں اخبار وکیل کے مالک اور خیالی ایڈیٹر منشی غلام محمد صاحب کو اس کام کے لئے مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اسلئے کہ اس سے پہلے بہت سے ناعاقبت اندیش اس مشق کو لیکر اُٹھے اور انہوں نے سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں رات دن برابر کر دیئے۔ مگر آخر وہ تھک کر رہ گئے اور اس سلسلہ کے سرسبز کھیت کی کھاد بن کر بیٹھ گئے۔ اسیطرح پر مجھے یقین کامل ہے کہ وکیل کی تحریریں انشاء اللہ العزیز اس سلسلہ کی مخالفت میں ہمارا کچھہ بگاڑ نہ سکیں گی۔ البتہ اسکی اگر کوئی وقعت ہے تو اسکو دور کر کے رہیں گی۔ میں وکیل کی تحریروں پر انشاء اللہ العزیز سلسلہ وار نوٹس لونگا محض اسلئے کہ وکیل عامیانہ مذاق کا اخبار نہیں ہے۔

۹ - جون کے وکیل میں وفات مسیح کے عنوان سے ایڈیٹر صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے جسکو بجنسہٖ درج کرتا ہوں اور پھر اسپر مناسب ریمارک کرونگا تاکہ ایڈیٹر صاحب کو یہہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میری تحریر کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح پر اگر وہ اسپر کچھہ لکھیں تو انکا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ میری اس تحریر کو بالکمال درج کریں + وہ نوٹ یہہ ہے:-

وفات مسیح

مرزا صاحب قادیانی ڈاکٹر عبد الحکیم کو لکھتے ہیں کہ:-

"محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی نہیں ہے" یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ شخص سید احمد خان کا تھا" قطع نظر اس بحث کے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصد اشاعت توحید تھا یا اور کچھہ؟ اور یا اہل کتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ جو بانی اسلام کی آواز تھی - اسکا کیا مفہوم ہے؟ دیکھنا یہ ہے - کہ کیا واقعی مرزا صاحب (مانتے ہیں) سید احمد خان کی گمراہی اور ضلالت پر یقین کامل رکھتے ہیں کو سید احمد خان؟ وہی سید احمد خان جو متاخرین اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے وفات مسیح کے مبہم مسئلہ پر روشنی ڈالی - وہ ہی سید احمد خان - جو عالم دنیائے اسلام میں پہلا شخص ہے جسنے پہلے پہل یہ بتلایا کہ رفع مسیح کا خیال قرآن مجید سے ماخوذ نہیں ہے - ہاں! وہ ہی گمراہ سید احمد خان جسنے اوّل اوّل اسلامی دنیا کو بتلایا کہ تفسیر کشف الاسرار کا مصنف بعض اکابر معتزلہ اور قدما میں بعض محقق علماء رفع مسیح کے قائل نہیں ہیں - وہ ہی سید احمد خان جسکی فطری اجتہادی قوت کے نتایج سے "وضع الشیء علیٰ غیر محلہٖ" کے اصول پر دمشق کے مشرقی رخ کی بادئی کے مجدد نے فائدہ اُٹھایا - اور عمرو کی وفات کو ثابت کر کے زید نے دعوے کر دیا کہ عمرو میں ہوں پس کیا اپنے محسن - اپنے معلم - اپنے ہادی کی گمراہی پر یقین رکھنے کے لئے مرزا صاحب آمادہ ہیں؟ کیا انکا کانشنس اجازت دیتا ہے کہ اس شخص کی ضلالت پر زور دیں جسکی تحقیق کی تقلید انکے تمام دعاوی کا سنگ بنیاد - اور تمام دلائل میں عروۃ الوثقیٰ ہے؟ ہاں ہم مرزا صاحب سے ایک سوال کرینگے اور اُن کا فرض ہے کہ وہ اسکا جواب دیں - یہ سوال کمال ادب و شائستگی کیا جائے گا اور جواب کے بھی اسی طرح متوقع رہینگے۔

" - مرزا صاحب اپنی تحریروں میں ابنائے [illegible] پر حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ [illegible] مسئلہ روز روشن کی طرح [illegible] ہیں وہ اقرار کر لیتے [illegible] مثیل مسیح ہیں گویا حضرت کے نزدیک وفات مسیح کا ثابت کرنا اس امر کے لئے مستلزم ہے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح ہیں - اور عمرو کی موت کا تحقیق ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ زید عمرو ہے - [illegible] آپکے ظہور سے بہت پہلے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو - اور بالاعلان وفات مسیح کا دعوے کیا ہو کیا وہ آپ کا محسن نہیں ہے؟ کیا اسنے ایک ایسی بڑی دلیل آپ کی مہدویت کی نہیں پیش کر دی - جسکا ثابت ہونا آپکی مسیحیت کا اقرار کرنا ہے؟ آپ لکھتے ہیں کہ کسر صلیب کی پیشینگوئی پوری ہو گئی - کیونکہ میں نے مسیحی دنیا کے خدا کو مُردہ ثابت کر دیا - پس اس بنا پر جس شخص نے آپسے پہلے عیسائیوں کے خدا کی موت کا دعوے کیا ہے کیا وہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا؟ "کسر صلیب" مہدی موعود کا اصلی مقصد اور عظیم الشان مشن ہے - پس کیا آپ سے پہلے کسی مدعی وفات مسیح نے اس غرض کو پورا نہیں کر دیا؟ اور کیا وہ "الفضل للمتقدم" کے اصول پر آپ سے زیادہ تحسین اور تعریف کا مستحق نہیں ہے -؟"

آہ! سید احمد خان! تجھ کو گمراہ کہنے کی وہ شخص جرأت کر ے جو تیرے خوان تحقیق و اجتہاد کا ایک ادنےٰ ذلہ ربا ہے - [illegible] درجہ کے ذلہ ربا وہ ہیں جو آج یوروپ اور مصر و شام میں دعوے اجتہاد کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب کے اس نوٹ میں مندرجہ ذیل امر قابل بحث ہیں۔

اوّل - وکیل کی رائے میں بھی محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے؟

دوم - حضرت اقدس مسیح موعود (معاذ اللہ) سید احمد خان صاحب اجتہاد کے ذلہ ربا ہیں کیونکہ وفات مسیح کا مسئلہ انہیں کا پیش کیا ہوا ہے؟

اور بھی کئی باتیں ہیں جنپر کافی بحث ہو سکتی ہے مگر میں اسوقت صرف ان دو ہی پر کلام کرونگا - ایڈیٹر صاحب نے جیسا کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے صرف اسی فقرہ پر یہہ نوٹ لکھا ہے۔ "محض اقرار توحید نجات کیلئے کافی نہیں" اور ایڈیٹر صاحب نے اسکو رد کرنا چاہا ہے لیکن قابل غور یہہ امر ہے کہ کیا یہ عقیدہ فی الحقیقت نجات کے لئے کافی ہے یا فی الامر میں گمراہی ہے - میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ قابل قدر کو ہر حکمت جو حضرت مسیح موعود [illegible] پیش کیا تھا اس کو رد کر کے ہی اخبار وکیل کا ایڈیٹر اور مالک مسلمان اور مسلمانوں کی درماندہ قوم کا ناخدا اور وکیل [illegible] کس قدر اندھیر اور ظلم ہے اور مسلمانوں کی آنکھوں پر کیسی پٹی اور پردہ ہے کہ وہ اچھے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر یہہ عقیدہ صحیح ہے کہ نجات کے لئے محض اقرار توحید کافی ہے تو مسلمانو! خدا لگتی بات کہو پھر نبوت اور رسالت کی کیا حاجت؟ یہہ عقیدہ تمہارے اندر پھیلا کر کیا تمہیں بے دین اور گمراہ نہیں بنایا جاتا؟ اور اسپر بھی اسکو ہدایت اور رشد بتایا ہے! تعصب اور عداوت کا بُرا ہو کر وہ ہنر کو عیب بتا رہی ہے - حضرت اقدس کا یہ ارشاد تو اس قابل تھا کہ آب زر سے لکھا جاتا مگر مسلمانوں کا نادان وکیل انہیں زہر کا پیالہ پلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آب حیات دیتا ہوں - کوئی انصاف پسند دل لیکر سوچے کہ اگر محض توحید کا اقرار جس سے عملی قوت بھی نشو ونما نہیں پا سکتی نجات کے لئے کافی ہے - تو پھر کیوں کھلے الفاظ میں نہیں بتایا جاتا کہ ایک زانی - بدکار - فاسق - فاجر - چور - ڈاکو - غرض ہر قسم کے عیب کرنے والا انسان محض یہہ کہکر کہ خدا ایک ہے نجات پالیگا - کیا اس سے عام مسلمانوں کو خطرناک صدمہ پہونچانے کی سعی نہیں کی - میں بحمد اللہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان بھی جو قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی کامل اور آخری کتاب یقین کرتا ہے اخبار وکیل کی اس رائے کو نہیں مان سکتا - بلکہ یہ صریح الحاد اور کفر بالرسالت ہے مسئلہ نبوت کے استیصال کی کوشش کر کے اپنے آپکو مسلمانوں کی حمایت کا مدعی قرار دیا جاتا ہے - اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وکیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتا - ورنہ وہ ایسی دلیری اور بے باکی کے ساتھ ایسی بات منہ سے نہ نکالتا۔

اخبار اہلحدیث - جو سلسلہ عالیہ کا وکیل سے بڑھکر دشمن اور مخالف ہے - اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اسے بھی یہی کہنا پڑا کہ اس مسئلہ میں جمہور کا خیال مرزا صاحب کے ساتھ ہوگا مگر وکیل کے صوفی صافی ایڈیٹر صاحب نے مسلمانوں کو نبوت و رسالت چھوڑ اعمال صالحہ سے بھی نجات دیدی - اور اسکے دوسرے الفاظ میں یہہ ہیں کہ جو چاہو کرو اور عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ایک خدا کا اقرار کافی ہے - ایسی کھلی گمراہی کے پھیلانے میں جو شخص [illegible] کہ مسلمان [illegible] اور قرآن کریم کی حمایت کے [illegible] وہ اس [illegible] کہ ایڈیٹر سے توبہ کرائیں کہ ان کے گھر میں ان کی وکالت کا مدعی ہو کر وہ کفر کی بولیاں بولنے لگا ہے اور مسلمانوں کو مسلمان کہلا کر وہ تعلیم دینا چاہتا ہے جو سخت گمراہی ہے۔

اور ایڈیٹر صاحب نے چونکہ سر سید احمد خان کے عقیدہ کو کمزور [?] کیا ہے اور گویا تسلیم کر لیا کہ سید صاحب کا یہہ عقیدہ تھا اس صورت میں میں ایڈیٹر وکیل سے ہی پوچھونگا کہ کیا جس شخص کا [illegible] ہو وہ مسلمان کہلائیگا یا گمراہ۔

وکیل کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرے اگر اس میں ذرا بھی نور اسلام اور انصاف اور حیا باقی ہے تو وہ صاف الفاظ میں اپنی [illegible] اور سخت غلطی کو تسلیم کر لے گا - ورنہ وہ بتا[ئے] کہ کیا اسکے نزدیک برہمو - آریہ اور دوسرے [illegible] جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں - وہ بھی نجات کے حقدار ہیں؟

وکیل جب تک اپنی پوزیشن کو صاف نہ کرے مسلمان معاصرین کا فرض ہے کہ وہ [مسلمانوں] کو آگاہ کریں کہ وہ ایسے نادان دوست [سے پرہیز] کریں اور وہ لوگ جو سلسلہ کی مخالفت کے [illegible] میں اسوقت اپنے اخلاقی فرض اور [illegible]

... کا نام ... آگا ذکر ہے کہ یہہ کیسا بدبودار اور حصہ ... اک مسلمہ اخبار وکیل نے مسلمانوں میں پھیلانا چاہا ہے۔

میں اس کا جواب پڑھ لینے کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت کرونگا بحولہ تعالیٰ کہ محض اقرار توحید کچھہ شے نہیں۔ جبتک کہ اقرار رسالت نہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید کا اقرار پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک **رسالت** پر ایمان نہو۔

اب میں امر دوم پر کچھہ نظر کرنی چاہتا ہوں کہ **وفات مسیح** کا مسئلہ پر سر سید ہی نے روشنی ڈالی ہے اس مقام پر بھی میں عام مسلمانوں کی خدمت میں یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اخبار وکیل کے ایڈیٹر سے اسکی **پوزیشن** اور **اعتقاد** کو صاف کرائیں اور صاف الفاظ میں اپنا عقیدہ ظاہر کرے تاکہ اسکو بھی اور اس کے خریداروں کو بھی معلوم ہو کہ کفر و اسلام کی کیا حقیقت ہے۔

ایڈیٹر وکیل اپنا اعتقاد صاف طور پر لکھے کہ **کیا وہ مسیح کو مردہ یقین کرتا ہے؟** جس طرح ... علیہ احمدیہ پیش کرتا ہے یا اس کے اپنے ہی مذاق پر یہی ہے ... زندہ بجسد العنصری آسمان پر ہے ... یا وہ انکو **مسیح دوبارہ دنیا میں** آئیگا؟ ... یہ سر سید کی بابت تو اس نے لکھدیا ہے کہ مسیح کی موت کے قایل ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے قایل نہیں۔

مگر لطف تب ہوگا جب ایڈیٹر وکیل بھی کھول کر لکھے گا۔ اس سے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہونچیگا۔ اگر یہہ غلط عقیدہ ہے تو مسلمانوں پر اسکی غلطی کھل جائے گی اور یا وہ ایڈیٹر صاحب وکیل کو ہوش کی دوا پلائینگے۔ اس سے وکیل کی اخلاقی جرأت کا بھی اندازہ ہوجاوے گا۔

اسکے بعد یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ سر سیّد اور جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ وفات مسیح کے بیان کرنے میں کیا فرق ہے؟ میرا خیال نہیں یقین ہے کہ **منشی غلام محمد صاحب مشتہر ایڈیٹر وکیل** نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کو نہیں پڑھا۔ اور ایسا ہی ان کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سید کی تصنیفات کو بھی ملاحظہ نہیں کیا یہہ صرف سُنی سُنائی بات لکھدی ہے ورنہ وہ ایسی ...... کمزور بات منہ سے نہ نکالتے اور اپنے وقیع اخبار کو ذلیل نہ کرتے۔

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ سیّد صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر بحث کی ہے اور وفات مسیح کا اعتراف کیا ہے لیکن یہہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے محض سیّد صاحب کے تتبع سے یہ بات الٰہی ... اور بے بنیاد ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس نے سید کی وہ ... دیکھی ہی نہوگی۔ لیکن صرف کسی شخص کے کسی حق امر کے بیان کرنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرا جو اسی امر حق کو بیان کرے وہ پہلے کی نقل کرتا ہے۔

منشی فاضل صاحب! مجھے آپ کی اس تحریر پر سخت افسوس اور ہنسی آتی ہے کہ یہہ کیسی طفلانہ بات آپکے منہ سے نکلتی ہے آپ تو **صوفی** کہلاتے ہیں اور صوفی تو بہت ہی باریک بین اور فلسفی ہوتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ **صداقت آخر صداقت** ہے۔ وہ اول ہی صداقت اور آخر ہی صداقت ہر صداقت کو اسکے صدق کے لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ اس لحاظ سے کہ زید نے اول بیان کیا اور بکر نے بعد میں۔

مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے اعتقادات آپکو قرآن کریم کی نسبت شبہ میں نہ ڈالیں کیا آپ نے **ینابیع الاسلام** نام کتاب نہیں دیکھی جس میں ظالم طبع معترض نے قرآن کریم جیسی روشن اور بلیغ کلام کو توریت اور طالمود وغیرہ کتابوں کے مضامین کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ اور خود قرآن مجید میں **اساطیر الاولین** کہنے والوں کے ... میں ... سے قرآن کریم کی **شان** لیکن شاید آپ کے نزدیک الفضل ... کے لغو فقرے کے موافق وہ کتابیں قرآن کریم سے افضل اور اعلےٰ ہوں۔ **آہ! اے نادان وکیل! دیکھو آپ ایک راستباز پر حملہ کرتے اور اس کی طرف لپکتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کہ وہ تیر کہاں جاکر لگتا ہے!!!**

آپ خدا کے برگزیدہ مسیح پر حملہ نہیں کرتے بلکہ سارے راستبازوں اور برگزیدوں اور پھر برگزیدوں کے برگزیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی **مہیمن وحی پر حملہ آور** ہوتے ہیں اور دعویٰ **وکالت اسلام**! شرم شرم

سنو اور خوب کان کھول کر سنو!

والفضل بالخیرات لا بالزمان

تقدم زمانی کی وجہ سے ہی فضیلت نہیں ہوا کرتی۔ اور یقیناً نہیں ہوا کرتی۔ اگر یہی بات ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **افضل الرسل** بھی یقین نہیں کرتے ہونگے۔

سیّد صاحب کا مسئلہ وفات پر کچھہ لکھنا نہ لکھنے کے برابر ہے۔ جن لوگوں نے سیّد صاحب کی تصنیفات کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سیّد صاحب کے اس ناکافی اور ناتمام بحث وفات مسیح کو حضرت مسیح موعود کے شافی بیان وفات مسیح سے کچھہ بھی نسبت نہیں۔ سید صاحب کو اگر اس وجہ سے فضیلت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے لکھا تو شاید یورپ کے فلاسفروں کو ان پر بھی فضیلت ہوگی معلوم نہیں ان سے بہت عرصہ پہلے یورپ کے فلاسفروں نے بھی رائے ظاہر کی تھی۔ اور **فضلاء یورپ** کی کتابیں اس بارہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ انکار کریں گے تو بعض مسائل کے متعلق میں ان کتابوں کے حوالجات ایسے دونگا جنکا بالکل ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

اس مقام پر میں اپنے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر سے کچھہ حصّہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس میں انہوں نے اس مسئلہ وفات **مسیح** پر سید اور **حضرت مسیح موعود** کے متعلق بحث کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

سر سیّد نے بھی توفّی کے متعلق بحث کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی۔ مگر اصل اصول کی طرف خیال کیا جائے۔ تو **سر سیّد** کی بحث اور مرزا صاحب کی بحث میں زمین آسمان کا فرق ہے سر سیّد کی بحث صرف اسی حد تک ہے کہ جس طرح ایک **حکیم** فلسفی مزاج بحث کرتا ہے اور عادتاً بلا جوش و اشتعال و جذبۂ مذہبی کے **قانون** بیان کر دیتا ہے ... کیسے زیادہ ... **مسلّم شدہ** بات کو چونکہ سر سیّد اس قانون قدرت کے اصول کو اپنے نزدیک مانے ہوئے تھے جو ان کے نزدیک مشاہد و معائن تھا۔ اس لئے انہوں نے **اضطراراً** وفات مسیح کے متعلق بحث کی نہ بحیثیت قرآن شریف اور اس نیت سے کہ اس اصول کی بنا پر مسیح کی **الوہیت** کے کیکپا دینے والے مسئلہ کی **بیخ کنی** کیجائے اور پھر کفارہ و صلیب کا قلع و قمع کیا جائے اور سچے تقوےٰ و طہارت کو دنیا میں قایم کیا جائے۔ پھر سر سیّد کی وہ کتاب جس میں انہوں نے اس مسئلہ کے متعلّق گفتگو کی۔ ایسی شایع و ذائع بھی نہیں ہوئی۔ خود اُنکا اقرار موجود ہے کہ ہماری کتابیں سو آدمیوں میں بھی شایع نہیں ہوئیں اور ۱۰۰ آدمیوں کے دائرہ سے ہی باہر نہیں گئیں۔ اصل یہ ہے کہ **سر سیّد** کے ہم خیالوں کا یہہ **شایع شدہ اصول** ہے کہ مذہبی جھگڑوں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے قوموں میں بغض و کینے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ سر سیّد میں الٰہی جوش نہ تھا اور نہ مامور من اللہ تھے اور صرف معمولی تحریکات کے نیچے آکر مذہب کے متعلق بحث کیا کرتے۔ اس لئے فطرتاً ان کو ایسی ہمدردی اور ایسا جوش (جس کا نام کینا ...) نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ایک **مامور من اللہ** اور سچے **مجدّد** کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

اصل یہہ ہے کہ **مسیح کی وفات کا مسئلہ** ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں تھا۔ جس کو معمولی طور پر بیان کر کے **چشم پوشی** کیجاتی جس نے غور نہیں کی وہ اسے معمولی سمجھتا ہے۔ مگر صحیح یہہ ہے کہ صلیب کی ساری **بنیادی** مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قطعی براہین اور حتمی دلائل کے ساتھہ یہہ ثابت کر کے کہ مسیح بھی اور رسولوں کی طرح ایک **بشر رسول** تھا اور اسی طرح **مرگیا** جس طرح اور انبیاء مرگئے **صلیبی مذہب کی ٹانگ توڑ دی**۔ اور پھر کیسی توڑی؟ کہ اس مسئلہ کے متعلق کتابوں پر کتابیں رسالوں پر رسالے لکھتے چلے گئے اور لکھتے چلے جاتے ہیں اور انکو کوئی خوف اور کوئی دھمکی امر حق کے بیان کرنے سے روک نہیں سکتی۔ ساری دنیا اون کے پیچھے پڑگئی **لعنت ملامت۔ کفر کے فتوے قتل کی دھمکیاں۔ اقدام قتل کے مقدمے جان و مال اور عزت پر حملے** یہہ سب کچھہ کیا گیا۔ مگر وہ **مرد میدان** اور **شیر نر** داعی کام سے **ذرا نہیں ہٹا** اور نہ دبا ہوا جو ان کے **مامور من اللہ** اور **منجانب اللہ** ہونے کی ایک **صریح دلیل** ہے **الاستقامت فوق الکرامت**

سر سیّد میں ایک حد تک اہل اسلام کی ہمدردی کا جوش تو تھا مگر وہ حقانی انقلابی اور الٰہی جوش جو ماموران الٰہی کا خاصہ ہوتا ہے اور جسکی وجہ سے خدا کے مامور **ناکامی** اور **یاس** کا لفظ تک زبان پر لانا نہیں جانتے۔ وہ ہرگز نہ تھا دیکھو ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد **سر سیّد** نے رکھی۔ اس بنا پر کہ مسلمانوں کے حق میں اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہیں۔ کہ انہیں تعلیم اعلےٰ کیطرف مائل کیا جائے اور اس مقصد کے سر انجام کیلئے انہوں نے اپنی تمام **عقل و فراست** کا نتیجہ یہہ کانفرنس تجویز کی۔ چند سال تک اسکو چلا کر آخر ۹۳ء میں بڑی یاس اور حسرت کے ساتھہ اس کا **جنازہ پڑھ دیا**۔ یہ بات یونہی سرسری نظر سے دیکھے جانے اور استخفاف سے ٹال دینے کے قابل نہیں۔ اس میں بھی ایک رمز مخفی ہے کہ سیّد صاحب میں وہ فطری اور جبلی اور قدرتی **فاسلکی سبل ربک ذللا** والا جوش نہ تھا اور نہ کبھی سنا گیا ہے کہ خدا کا

مامور حقیقی مجبور ہا وجود قوم کی بے اتفاقی اور کفران نعمت کے اپنے امر مفوضہ سے دستکش ہو جاتے۔ یعقوب اپنے بیٹوں کو حکم دیتا ہے کہ لا تیأسوا من روح اللہ انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ یاس اور قنوط محجوبوں کی سرسری اور سطحی کوششوں کا آخری نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمانان زندہ اسلام اور زندہ قوم مسلمانان اور اُن کی **زندہ کتاب** اور اُن کا زندہ غیر فانی **بیت الحرام** اور زندہ نمونہ مدینہ طیبہ میں **مرقد مبارک** رسول خدا کا ہے پھر جو شخص اتنی زندگیوں کے ہوتے ہوئے اس **زندہ شے** پر جنازہ پڑھ دے۔ اُسکی بصارت یا بصیرت کی نسبت ہم کیا کہیں۔ اصل یہہ ہے کہ **مجاہدات** سے کبھی نہ اُکتانا اور **یاس** کے کسی محاورہ کو زبان پر نہ لانا یہہ ماموران الٰہی ہی کا خاصہ ہے جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے اور جس میں دل ہو وہ سمجھے۔

اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحب کے استقلال۔ استقامت اور عزم کا اور ہی رنگ ہے۔ اُن کا حقّانی جوش۔ سچا اشتعال۔ فوق العادۃ استقلال۔ اُنکو یاس اور قنوط کا لفظ زبان پر لانے نہیں دیتا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے جس بات کے لئے وہ **مامور اور حکم** ہو کر آئے ہیں۔ اُس فرض کے پورا کرنے میں اُنکو کوئی مزاحمت و مخالفت انکو دھیما نہیں کر سکتی کسی طرح اُنکے عزم میں جنبش نہیں ہو سکتی **نومیدی اور یاس** کا لفظ وہ جانتے ہی نہیں۔ وہ اپنے دھن کے ایسے پکّے ہیں کہ جس بات کے پیچھے پڑے۔ جس بات کا بیڑا اُٹھایا۔ اُس کے اظہار و تعمیل میں انہیں کسی لائم کی **ملامت** کسی لاعن کی **لعنت** کا ہرگز خوف نہیں۔ نہ کسی قسم کی نومیدی اُن کے پاس بھٹک سکتی ہے۔ مسئلہ **توفی** ہی کی طرف غور کرو۔ اس مسئلہ کے اظہار میں اپنے بیگانے چھوٹے بڑے اُن کے دشمن ہو گئے۔ مگر اُنہوں نے کسقدر استقلال دکھایا اور کیسی استقامت ظاہر کی۔ کہ نہیں ٹلے نہیں جھجکے نہیں دھیمے ہوئے جب تک کہ عیسائیوں کے **خدا (یسوع مسیح) کو موت کا** مزہ چکھا کر اس دنیائے فانی سے رخصت نہیں کر دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی **انجیل** **قرآن کریم** سے بڑے بیّن دلائل کے ساتھ یہہ امر یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح بالکل اور نبیوں کے ہمرنگ تھے اور دیگر نبیوں کی طرح وفات پا گئے۔ **بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے نہیں گئے**۔ کسی غیور اور صادق مسلمان کا دل اس امر کو باور کر سکتا ہے۔ اور ایک لحظہ کے لئے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ جو بات حضرت **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم** کے لئے روا نہ ہو۔ وہ ایک اسرائیلی نبی کے لئے روا ہو جائے۔ ایک مسلمان آدمی کا دل ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات کو کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ **تمام نبیوں کا سرتاج۔ سارے رسولوں کا فخر** رحمۃ للعالمین۔ سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام من ربّ العٰلمین **تو قبر کے اندر مدفون ہو**۔ اور ایک اسرائیلی نبی جو محض شریعت موسوی کا مجدّد اور متبع تھا اور جس کے احکام مختص المقام۔ مختص القوم تھے وہ چڑھتے چڑھتے **آسمان پر چڑھ جائے اور ربّ العالمین کے عرش پر متمکن ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے**۔

ایک رسول اور رسولوں کے سردار **حضرت محمد رسول اللہ صلعم** کی نسبت جب کفار **قتل یا قید یا اخراج** کا ارادہ کریں۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کو کفر کی راہ سے نکال لیجائے اور وہ **غار ثور** میں جا چھپے۔ اور راستہ کاٹ کاٹ کر جائے مگر اسرائیلی نبی مسیح پر جب اُسی قسم کا نازک امر وقوع وارد ہو۔ تو اُسکو خداوند تعالےٰ آسمان پر چڑھا لیجائے۔ عرش پر جا بٹھلائے **صاحبان!** اگر آپ میں سے کوئی شخص اس امر کو روا رکھ سکتا ہے۔ تو اُس کو اختیار ہے۔ لیکن میری تو روح کانپ اُٹھتی ہے۔ جب اپنے **رسول** کی نسبت یہ تجویز کروں۔ کہ اوسکو خداوند تعالےٰ نے قبر میں **مدفون** کرایا۔ اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر **چڑھایا**۔ خاتم النبیین کو اللہ تعالےٰ نے ایک تاریک اور پُرخوف **غار ثور** میں جگہ دی۔ اور مسیح کی ایسی عزت کی۔ کہ اوسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا **حاشا وکلّا**۔ کہ میں کبھی کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی پر کسی امر کسی فضیلت میں ترجیح دوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالےٰ نے اپنے صفات کا کامل مظہر ٹھیرایا ہے اور جہاں تک میرا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کا کوئی ایسا تقاضا نہیں جس کا مظہر اُس نے اپنے پاک اور مقدس محمد رسول اللہ صلعم کو نہ بنایا ہو تو کیسے افسوس کی بات ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل و مکمل ہادی خدا کی صفات کاملہ کے مظہر اتم کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں اُن کی **کسر شان** ہو۔ یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو اُن پر ترجیح ہو۔ **اللہ تعالےٰ** نے حضورؐ کی زندگی و موت کو جو **خاتم النبیین** ہیں۔ تمام نبیوں کی زندگی و موت کے لئے **نمونہ** ٹھیرایا ہے۔

پس کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی ایسی **فضیلت** کسی دوسرے **نبی** میں پائی جائے۔ جس سے حضرت **رسول کریم** کی ذات والا صفات **محروم** رہ جائے۔ اگر قبر میں دفن ہونے سے بچا رہنا یا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جا بیٹھنا کسی نبی کے لئے روا ہوتا۔ تو حضرت **محمد رسول اللہ** صلعم کی **مقدس** ذات کے لئے ہوتا۔ نہ حضرت **مسیح** کے لئے۔ حضرت مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔ کہ وہ **خاتم النبیین** سے اس فضیلت میں بڑھ جائے۔ اور اُس نے اپنی پہلی زندگی میں **کیا کر کے دکھایا** جو اُسکو اتنے عرصہ تک کے لئے آسمان پر زندہ رہنے دیا جاتا۔ تا پھر آسمان سے اُتر کر ویسی ہی عملی کارروائی کر کے دکھاتا پھر یہہ بھی غور کرو۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کے لئے اور اُس محمد۔ احمد اور محمود کے مذہب کی خاطر ایک اسرائیلی نبی کو **کی عزت** ہے۔ احمد کے دین کی غیرت تو کسی ایسے شخص کو ہو سکتی ہے جو **احمد** ہی کے دین پر۔ **احمدی** دین ہی کا غمخوار اور ہمدرد۔ اور احمد ہی کا غلام ہو۔

سچ پوچھو۔ تو حضرت مسیح کو زندہ ماننا عیسائیوں کے عقیدہ کی کیسی تائید ہے۔ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں یہہ کتنا بڑا حربہ ہے کہ مسیح کو حیّ قیوم خدا کی طرح حیّ و قیّوم بنایا گیا۔ اور خداوند کے **عرش** پر بٹھایا گیا۔ حقیقت میں یہہ **عقیدہ** خلقت کے تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں کے پاس ایک بڑا زبردست حربہ ہے۔

حضرت رسول کریم صلعم کی بعثت کیوقت معبودان باطل پوجے جاتے تھے۔ **لات و عزےٰ** کی پرستش کیجاتی تھی۔ دنیا میں **رام چندر مہا دیو** وغیرہ کی پوجا ہوتی تھی۔ **قرآن کریم** نے کسی کی تردید کی نسبت ایسا مباحثہ ایسی **ناراضگی** ظاہر نہیں فرمائی جیسی **مسیح** کے **ابن اللہ** ہونے کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ جائیں۔ اور زمین شق اور شگافتہ ہو جائے۔ پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ اس بات سے کہ **مسیح** کو رحمان کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کو اس تختی کی ضرورت کیا تھی؟ **قرآن شریف** جیسی **حکیمانہ** کتاب میں ایسے **خطرناک الفاظ** کیوں استعمال ہوئے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کو **معلوم** تھا اور یہ بات اوس کے علم میں تھی کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت **گندگیاں۔ ناپاکیاں۔ زناکاریاں۔ فسق و فجور** پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی۔ جس سے قریب ہے۔ کہ **آسمان** ٹوٹ جائے۔ **زمین** پھٹ جائے۔ **پہاڑ** ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور **قیامت** برپا ہو جائے۔ اور سچ ہے کہ جس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ وہ راستبازی۔ تقویٰ۔ طہارت سے کوسوں دور جا پڑا۔ اُسے تمام راستبازوں کو **چور ڈاکو** اور **رہزن** قرار دینا پڑا۔ خدا کے پاک نبیوں میں سے کسی کو **زانی** کسی کو **بدکار** کسی کو **قاتل** وغیرہ ٹھیرانا پڑا اور **کفارہ** کی **ابنیت** کے عقیدہ نے شریعت الٰہی کی پیروی سے محروم رکھا۔ راستبازوں کے چال چلن سے غافل کر دیا وہ خطرناک بدکاری۔ زناکاری۔ وغیرہ اون قوموں میں پھیلی کہ آج تک کسی قوم میں اُس کی نظیر پائی نہیں جاتی۔ شریعت باطل۔ توریت تقویم پارینہ ٹھیری۔ بلکہ شریعت کے ماننے والے۔ اور رکھنے والے **لعنتی** [illegible] کی ناپاکی گندگی پھیلائی گئی۔ **رنڈی بازی قمار بازی** وغیرہ کو قانونًا جاری رکھا گیا۔ لوگ خفیف نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہوا کیا؟ حقیقت میں ان باتوں کا نتیجہ تمام اُن سوسائٹیوں اور قوموں پر پہونچا۔ جہاں جہاں ان لوگوں کا قدم پہونچا **تقویٰ۔ طہارت۔ خشیت اللہ** جاتا رہا سب راستبازی دور ہو گئی اور **کفارہ** کے مسئلہ نے دلوں میں عجیب بے باکی اور بد ناپاکی تخم کر دی۔

حضرت مرزا صاحب نے اس معاملہ میں ۹۰ء سے کارروائی شروع کی۔ اُنہوں نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا۔ کہ آج تک کسی سے نہیں ہو سکا۔ **معقولی** قوم کے سمجھانے کے لئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور طرز ڈھنگ پر جدا بیان کیا۔ اور تمام **مسلمات**

والفاظ قرآنی کو بحال رکھکر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قایم رکھکر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں۔ اور ایسے پے درپے اور متواتر تحریر لکھی ہیں۔ کہ اسوقت **لاکھوں اشتہارات** شائع و ذائع ہو چکے ہیں۔ **گھر کی کنواری لڑکیوں تک واقف ہوگئی ہیں** کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیاء کی طرح **فوت ہوگیا ہے**۔

ان پڑھ دیہات ہیں۔ عالم و فاضل ہیں اور ہر ایک متنفس میں غل مچگیا۔ اور زمین سے آسمان تک شور پڑ گیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مرگیا۔ مرگیا۔ اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ یہہ ساری کارروائی کس نے کی؟ یہ سب **اصلاح** کس ذات سے ہوئی صرف حضرت **مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی** کی ذات والا صفات سے۔ جن کی فطرت میں جبلتاً اس **ریفارمیشن** کا مادہ خدا کی طرف سے ودیعت رکھا گیا تھا۔

یہہ ایک غور طلب بات ہے۔ بہتیرے لوگ ہیں جو شراب نہیں پیتے۔ اس لئے نہیں۔ کہ خدا کی ... لوگ ہیں جو شراب ... ہے بلکہ طبعاً۔ اور بہت بڑی اسپیچیں دیتے۔ تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں ... کے لئے بڑی ... لیکن ... استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کرسکتے اُنکی **ریفارمیشن** بالکل تھوڑے ہی لوگوں تک محدود رہتی اور آخرکار تھک کر رہ بھی جاتے ہیں۔ **طبعی جذبات** کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا ہو نہیں سکتا۔ جو من اللہ ہوکر ریفارمیشن کا بیڑا اُٹھاتے اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ **نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے**۔ جب تک اُس **اصلاح** کو دنیا میں **قایم نکرجائیں**۔ دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک **عادت** کے استیصال کا بیڑا اُٹھایا ہے اور آخرکار اس ناجائز حرکت کو اُڑایا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ایک بات پر ایسے اڑے ایسا استقلال دکھایا کہ دنیا کے کسی لالچ یا رعب نے اون کے ارادے کو ذرا متزلزل نکیا۔ اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے **عمدہ نتیجے** **پاکیزہ چشمے** پیدا ہوئے کہ ساری دنیا اُن کے روحانی فیضان سے سیراب ہوگئی۔ اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بناکر دکھا دیا۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وکیل کے نوٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اسکے بعد بھی اگر وہ وہی سبق رٹنے لگا۔ تو اسکی حقیقت کو اور بھی طشت از بام کیا جاویگا۔

بحولہ و بقوتہ تعالیٰ۔

حضرت اقدس کا پوتا علیگڈھ کالج میں

خدا جانے ہمارے ملک کے اخبار نویس اپنے فرائض کو کب سمجھنے لگینگے اور انہیں کب تنقید کا طریق معلوم ہوگا۔ حال میں عزیزم مرزا عزیز احمد نبیرہ حضرت اقدس علیگڈھ کالج میں تعلیم پانے کے لئے گیا ہے اسپر ہی بعض اخبارات طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں اگر ان کی اخبار نویسی کا یہی اصول کریں سرم ہے تو غالباً وہ دن دور نہ ہوگا جوان کی جودت طبع کل کو حضرت اقدس یا آپ کے خدام کی نسبت یہہ اعتراض کرنے کو طیار ہو کہ فلاں شخص کیوں ٹوپی پہنتا ہے یا فلاں نے کیوں پگڑی باندھی ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ وہ کون سے امور اور معاملات ہیں جنپر ہمیں بحث کرنے کی حاجت ہے؟ سردست صرف اسیقدر کافی سمجھ لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام آجادے اور کوئی بھی فعل اسپر ... کردیجاتی ہے۔

کا سوال ایسا سوال نہ تھا کہ اسپر بحث علی گڈھ کالج میں جانے کی بٹرون نے اسے چھیڑا ہی چھیڑا۔ اس مسئلہ کے متعلق یہہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔

۱۔ علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی حسب احتیاط نہیں پھر کیوں بھیجا۔

۲۔ اسلامیہ کالج کو جو قریب تھا کیوں چھوڑا۔ کیا وہاں علی گڈھ کی مذہبی تعلیم کی نسبت کمی ہے۔

۳۔ کیا مرزا عزیز احمد ایسے متدین ہیں کہ وہاں کی جنٹلمینی انپر اثر نکرے گی۔

ان سوالات کے جواب نہایت مختصر طور پر دئے جاوینگے۔

امر اوّل کی نسبت تو میں وہی کہوں گا کہ یہہ سوال محض فضول ہے۔ اگر ایسے معترضین سے کوئی پوچھے کہ میاں تم رام لال یا شامداس کی دوکان سے کیوں سودا لیتے ہو؟ تو شاید وہ کہنے کو طیار ہوں کہ یہہ ہمارے پرائیوٹ معاملات ہیں ہم ان کے نشیب و فراز خوب سمجھتے ہیں۔ تاہم مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ ہر روز دیکھتے ہیں کہ ہزاروں مسلمان طالب علم مشن سکولوں اور کالجوں میں (جہاں کھلم کھلا عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے اور اندر ہی اندر اسلام سے مخالف کرایا جاتا ہے)

جاتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں لیکن ان خیالی ریفارمروں کی رگ حمیت کبھی جوش میں نہیں آتی۔

علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی احتیاط ہوتی ہے یا نہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی گڈھ کالج میں دینیات کی باضابطہ تعلیم دیجاتی ہے نمازوں کی پابندی کے لئے مناسب تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ سید صاحب کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں بلکہ مجھے ایک معزز عہدہ دار کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے وہاں کی لائبریری میں بھی ان کتابوں کو نہیں پایا۔

علاوہ بریں ہمارے نزدیک جبکہ مذہبی تعلیم کی وہ احتیاط اور تاکید جو ہونی چاہئے کہیں بھی نہیں ہوتی۔ تو پھر یہہ ہمارا فرض ہے کہ ایسے دو کالجوں میں سے جو تعلیم اور تربیت کے لئے بہترین کالج ہو اسے منتخب کریں۔

اور میں اسکے لئے بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اسلامیہ کالج کو علی گڈھ کالج سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ چونکہ وہاں کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ مرزا عزیز احمد صاحب وہاں ہی جاویں۔

امر دوم کے متعلق زیادہ کہنے کی اب حاجت نہیں اسلامیہ کالج کو پسند نکرنے کی بڑی وجہ وہاں کی تعلیم ہے۔ اور علاوہ بریں عنقریب اپنے طالب علموں کو اسلامیہ کالج اور علیگڈھ علی گڈھ کالج میں ایک طالب علم گذشتہ سالوں میں بھیجا گیا اور چند طالب علم ایف اے اور بی۔ اے کلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں بھیجے گئے۔ جو سلوک ہمارے ان طالبعلموں سے کیا گیا۔ اور جسطرح پر ان کی مذہبی آزادی چھیننے کی کوشش کی گئی وہ ابھی ہمیں بھولی نہیں برخلاف اس کے علی گڈھ میں جانے والا طالب علم نہایت خوش وہاں کے پروفیسروں کے حسن سلوک کا شکرگذار ہے۔ اسی بنا پر مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس سال اور طالب علم وہاں جاویں چنانچہ ایک بی۔ اے کلاس میں اور ایک ایف اے کلاس میں پھر بھیجا گیا اور جو خطوط ان بچوں کے آئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے بڑی فراخدلی سے سلوک کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس کے خلاف ان سے کوئی گفتگو نہیں۔ اس سوال کا تذکرہ نہیں۔ یہانتک کہ جب انہوں نے اپنے اصول کے موافق علیحدہ نماز پڑھنے کی خواہش کی تو فوراً اجازت دیگئی۔ ایسی صورت میں اگر علی گڈھ کالج کو اسلامیہ کالج پر ترجیح ندیں تو کیا کریں؟ اور **اسلامیہ کالج علی گڈھ کے مقابلہ میں چیز ہی کیا ہے؟**

کیا وہ دن بھول گئے۔ جو اسکی انتظامی کل کے پرزے ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑتے تھے۔ اور جاپان و روس کی جنگ کے نقشے صحن کالج میں دکھلائے جاتے تھے؟

اس ذیل میں شاید یہہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ کیا ایڈیٹر پنجہ فولاد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کہ اسلامیہ کالج کے اراکین کے لڑکوں میں سے کوئی مشن کالج میں تعلیم پاتا ہے؟ اور اگر پاتا ہے تو وہ گھر میں اسلامیہ کالج چھوڑکر وہاں کیوں بھیجا گیا؟ اور پچھلے دنوں جب یہ سوال اٹھایا گیا تھا تو اسکی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔

امر سوم کے متعلق مجھے زیادہ نہیں کہنا۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے اور امید یقین کے رنگ میں بدل چکی ہے کہ انشاءاللہ العزیز ہمارا عزیز بچہ اس زہریلا اثر سے متاثر نہ ہوگا۔ کیا پچھلے دنوں جو رپورٹ وہاں کے نتیجہ امتحان دینیات کی شائع ہوئی تھی اس نے نہیں بتا دیا کہ کل علیگڈھ میں اول رہنے والا **طالب علم قادیان کا بھیجا ہوا طالب علم تھا**۔ جس نے ایسے سوالات کے عمدہ جواب دئیے۔ جو اگر لاہور کے اسلامیہ کالج میں دئیے جاویں تو مجھے بہت کم امید ہے وہاں کے طالب علم حل کرسکیں۔ بہرحال ہدایت پانا اور ہدایت پر قایم رہنا۔ یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے ہزاروں لاکھوں مرتد ہونے والے عیسائی کس علیگڈھ کالج میں گئے تھے؟ آب و ہوا اور ... ایک چیز ہے لیکن ہمکو خدا کے فضل پر بھروسہ ہے اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ ہمارے بچے لاہور جاویں یا علی گڈھ وہاں کی مذہبی ہوائیں انپر اثر نہیں کرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آیندہ ایسے سوالات پر اخبارات میں بحث کرنا فضول امر ہوگا۔ اور ایڈیٹر صاحبان ایسے غرض کو تاخت کرنے کی جگہ ... کرینگے۔

امرتسر ہیڈ آفس میں یورپین پوسٹماسٹر ہونا چاہیئے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ اور وہ پرچہ خصوصیت کے ساتھ بابو منہرداس صاحب پوسٹماسٹر امرتسر کو بھیجا گیا تھا اس خیال سے کہ اگر کوئی امر قابل تردید ہو تو وہ لکھیں میں فوراً اسے مناسب ریمارک کے ساتھ درج کردیتا اسلئے کہ بابو منہرداس صاحب سے مجھے کوئی ذاتی تعارف اور تعلق نہیں اور نہ انکے ماتحت میرا کوئی رشتہ دار ملازم۔ ایسی صورت میں مجھے جو کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے وہ محض عام خیرخواہی ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اکسٹر سپرنٹنڈنٹ [illegible] میں دو پارٹیاں بن چکی ہیں ایک کے سرپرست اور بہت مہربان بابو منتھراداس صاحب ہیں اور دوسرے وہ عزیز ہیں جن میں سے ایک بیچارا پھنس گیا۔

اگر یہی حالت چند روز رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ [illegible] لگیں۔ اسوقت شاید موجودہ حالت کی نسبت زیادہ سختی سے نوٹس لینا چاہیے اسلئے محکمہ ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسروں کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ [illegible] کر اسکی اصلیت نکال ڈالیں ورنہ [illegible]۔

میں حیران ہوتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں کہ ایک ہی [illegible] کے نکلنے پر [illegible] متعلق [illegible] آفس [illegible] [illegible] ہونے لگی ہے۔ اور [illegible] [illegible] کرنے کے [illegible] خوشی ہوگی اگر بابو منتھراداس [illegible] کسی ایک کے بھی غلط ہونے کا اظہار [illegible] کے کالم [illegible] [illegible] بشرطیکہ [illegible]

بابو منتھراداس [illegible] جو بیہودہ سوال اپنے ماتحتوں [illegible] کر رہا جاتا ہے ہیں اور اپنے سلوک [illegible] دہرہ داری کر [illegible] یہی وجہ ہے [illegible] کرامتسر کے ہیڈ آفس [illegible] ہونا چاہیے۔

پچھلی اشاعت میں [illegible] ایک مسلمان امیدوار کی داستان تھے [illegible] پڑتا ہے کرامتسر [illegible] ایسی واردات [illegible] کاش [illegible] سپرنٹنڈنٹ قابل اعتراض [illegible] تحقیقات کرے۔ اور مقامی معاملات پر زور دیکر لکھے۔

ان [illegible] ہیڈ آفس میں کام سیکھنے کیلئے بھیج گیا اسے یہ خیال ہوا کہ میں ڈاکخانہ کا کام [illegible]۔ مگر اسکی امید یا سرمایہ بدل گئی اور اسکی خوشی حیرانی سے تبدیل ہوئی جب اسے اہل قلم کے زمرہ کی بجائے بنا کر قلیلوں کی [illegible] کام لکھنا پڑا۔ اسکا قصور اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہ کہ وہ مسلمان تھا۔ غریب تھا مگر باحمیت و غیور

اسلئے اس نے کشی کی ڈیوٹی کو اپنے لئے نامناسب پایا اور چلتا ہوا اور آج ڈاکخانہ میں آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ نسخہ مسلمانوں کو نکال دینے کا ہے عجیب اسلئے کہ قسمتی سے انہیں ایسی ڈیوٹیوں سے عار ہے۔ اور جہاں کوئی امیدوار داخل ہوا اسے یہی کام دینا چاہیے بلکہ بہتر ہو عام طور پر شائع کر دیا جاوے کہ جہاں امیدوار کیلئے قابلیت وغیرہ شرائط ضروری [illegible] ہو سکتی ہیں [illegible] کے لئے [illegible] کرنا ہوگا۔ [illegible] چھوڑ [illegible] چلا جاوے گا۔

بابو منتھراداس [illegible] [illegible] کرا لینا چاہیئے۔ ورنہ کسی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] انشاء اللہ [illegible] تدارک ہو گا۔

[illegible] زلزلہ کی [illegible]

پیسہ اخبار مورخہ [illegible] میں میر قاسم علی صاحب کی نظم درج [illegible] [illegible] قابل قدر [illegible] معذور ہونگی [illegible] نہیں کر وہ اس نظم کو درج کرے
(ایڈیٹر)

پیسہ اخبار مورخہ [illegible] میں جناب عبدالعزیز خان [illegible] دہلوی نے ایک نظم لکھکر پیشگوئی زلزلہ کی تردید میں فرمائی ہے ہمیں اس امر پر بحث کرنا منظور نہیں کہ یہی کے لحاظ سے کیسی نظم ہے۔ طرز ادا اور [illegible] ہے۔ ایک ہمیں حضرت داغ ایسے نامور استاد شاگرد عزیز کو ان چند متضاد مضامین پر نظر ہے جو وہ اپنی نظم میں لکھ چکے ہیں۔ [illegible] مضامین غزل گوئی کا تقاضا ہے کہ ایک شعر دوسرے شعر کے مضمون کو جدا [illegible] چاہیئے۔

(۱) وہ فرماتے ہیں کہ اب زلزلہ آنے کے دن نہیں ہیں مگر پھر لکھتے ہیں کہ زلزلہ آیا کرتے ہیں قدیمی بات ہے اور آئینگے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہمیں ڈرنے کا موقع نہیں۔
(۲) لکھتے ہیں کہ نزول عیسیٰ اور خروج دجال میں ابھی مدت دراز ہے اسپر آرزو رکھتے ہیں کہ عیسےٰ اور مہدی کو خدا ابھی بھیجے۔ آپ کے نزدیک ضرورت بھی ہے اور آنے میں دیر بھی بہت ہے۔
(۳) وہ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے پھیلانے کے گیا سنہ ختم ہمت ہو چکا۔ اکمال دین ہو چکا۔ امت کو مرحوم کا لقب اور خیر امت کا خطاب عنایت ہو چکا اب نہ دین پھیلانے کی ضرورت نہ کسی مصلح اور مہدی کی حاجت [illegible] مرحوم [illegible] [illegible] کے [illegible]۔ لیکن [illegible] مرحوم [illegible] لقب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible]

ان [illegible] مضامین کو پڑھکر ایک غزل کو [illegible] سکتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] دن

مگر [illegible] [illegible] [illegible] ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے نظم عزیز [illegible] کو نظم لکھتے ہیں ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار ہفتہ وار یا روزانہ پیسہ اخبار میں الحکم سے لیکر چھاپ دیں اور اسطرح عبدالعزیز خان صاحب کی نظر سے بھی گذر جاوے اور وہ پھر اسپر غور فرماویں۔
خاکسار محمد نواب خان [illegible] میرزا خانی مالیر کوٹلہ۔

نظم

کانپ اوٹھو اے سنگدل ہیں زلزلہ آنے کے دن
موم ہو جائیگے دن دل [illegible] کے دن
اے عزیز داغ ہیں یہ سخت گھبرانے کے دن
دل سنبھل جائیگے دن اور تن کے [illegible] دن
پاؤ [illegible] ہو گے غفلتوں میں [illegible]
اب دعا کے واسطے ہیں ہاتھ پھیلانے کے دن
آ رہا ہے زلزلہ پر زلزلہ اور آپ
کر [illegible] نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

شاعری کے ناز میں ہے عرش پر تیرا دماغ
کبر کی اونچی عمارت کے ہیں گر جانے کے دن
داغ اوستاد غزل تھے اے عزیز باتمیز
آپکے تھے گنگنانے اور غزل گانے کے دن
زلزلہ کی بات رد کرنا نہ تھا بچوں کا کھیل
آپکے تھے کودنے اور کھیلنے کھانے کے دن
بے تکی تک بندیوں میں سر کھپایا آپ نے
عنقریب آئے وہ آئے سر کے پکڑانے کے دن
آ کے چھائی ہے گھٹا قہر خدا کی اے عزیز
ہیں یہ غم کھانے کے شرمانے کے پچھتانے کے دن
کیا سلایا ہے تھپک کر غفلتوں میں خلق کو
ناصح ناداں یہ تھے بیدار فرمانے کے دن
خلق کو یہ سست کر دینے کے دن تھے یا کہ تھے
جوشیاں للہ رگ غیرت کے بھڑکانے کے دن
کیوں نہ کانپ اوٹھے زمیں اور کیوں نہ چکرائے فلک
جب نہ گھبرائیں مسلماں بخت گھبرانے کے دن
امت مرحوم کے اعمال تو دیکھو ذرا
[illegible] مشہور کے ہیں اب سزا پانے کے دن
خیر امت کا لقب بھی ہے [illegible]
[illegible] امت کو [illegible] دن
[illegible] القب کچھ [illegible] نازش نہیں
[illegible] کے ہیں اترانے کے دن
[illegible] کے بعد
دین [illegible] پھیلانے کے دن
پھر مصیبت [illegible] نازل ہو چکی
یاد [illegible] دن
[illegible]
[illegible] دن
مصطفےٰ کے [illegible]
چلو بھر پانی میں جا اب ڈوب مر جانے کے دن
رہ گیا اسلام کا [illegible]
آ گئے ہیں اب تو عیسائی لقب پانے کے دن
شیخیوں کو چھوڑ دو اور [illegible] باز آؤ
چھوڑ دو دعوے [illegible]
زندہ جاوید ہیں احمد نبی تا روز حشر
ابن مریم مر چکے ہیں [illegible] دن
[illegible] کر دیکھا کرو
وہ خدا [illegible] اب آئے آنکھ [illegible]
کہتے ہو دجال کے آنے میں ہے مدت دراز
اور ابھی عیسے مریم کے آ جانے کے [illegible]
اسپر عیسی کو بلانا بانگ بے ہنگام ہے
جب نہیں دجال کے اب آنکھ دکھلانے کے دن
آ چکا دجال اعور دیکھ لے اے شوخ چشم
اسکی مکاری کے ہیں یہ جال پھیلانے کے
پھنس چکے ہیں [illegible] دشمن [illegible]
[illegible] فتنہ دجال کے آنے کے دن

یاقوت و موتی مروارید مرجان زہر مہرۂ خطائی یشب کہربا سورق نقرہ

کیوڑہ و گلاب سیب و صندل وغیرہ وغیرہ کا

موسم گرما کا — لاجواب مُرکب — خاص تحفہ

مفرّح دلکشاء

انہیں چیزوں کے امتزاج سے تیار کیا گیا ہے جو گرمی میں تازگی بخشتی ہیں — ہر موسم میں کھایا جاتا ہوں

خدا یا بار و سرور شاخ شجر تر ہر دل — تر ہی آبیاری سے ہی پودا لگایا ہے

یہہ اُن قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق طیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالٰے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرّح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اسہ۔ اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہی البتہ سرد مزاج انہی ایام میں بھی استعمال کر سکتے ہیں انکے لئے کوئی حرج نہیں ہے

مفرّح دلکشاء کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے :-

قیمت	قیمت	قیمت	قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)	تین ڈبیہ آٹھہ روپے (عہ)	چھ ڈبیہ پندرہ روپے (عـ۱۵)	ایک درجن ستائیس روپے (عـ۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

مفرّح دلکشاء } جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنٰے خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلٰے و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے یہ ضعف ۔ بیچینی ۔ دل کا دھڑکنا ۔ گرمی کی باعث دل کا ڈوبتے جانا ۔ سانس کا پھولنا ۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے

مفرّح دلکشاء } وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ تبخیر معدہ شکم کی جلن جریان ۔ رقت و سرعت ۔ کثرت احتلام ۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب تقطیر البول دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے حد مرکب ہے۔

مفرّح دلکشاء } وہ جوہر جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیرون ۔ وزیرون سنوابون رئیسون ۔ جاگیرداروں ۔ ججون ۔ وکیلون تحصیلداروں الیڈیٹروں مصنفون ۔ مدرسون پولیس و فوجی عہدہ داروں ۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلبا کو یا جنکو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئیے ۔ جہان طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے ۔

مفرّح دلکشاء } جو کہ نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمان برداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے ۔

مفرّح دلکشاء } حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت ہی نہیں کہ اسکے اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو استقرار حمل عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو ۔ اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے

مفرّح دلکشاء } وہ لوگ نہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ کسیوقت شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مردانہ میں ضعف آ گیا ہو انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

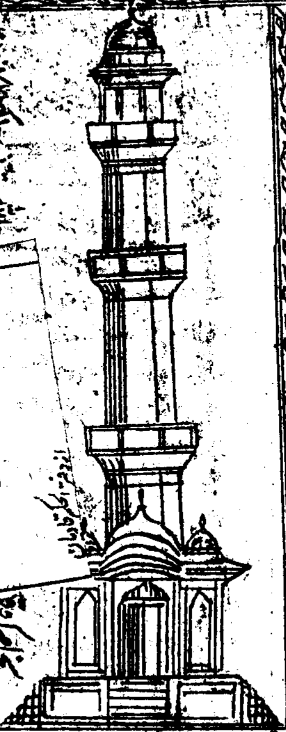
مفرّح دلکشاء — میں خدا تعالٰے کا احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری نو سردیوں میں اور مفرح دلکشاء گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا — کارخانہ رفیق الصحت — لاہور

(کتبہ محمد حسن)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - جون سنہ ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات

۱۹ - جون سنہ ۱۹۰۶ء

میاں منظور محمد کے اس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا - بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے -

(۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں
(۳) وارڈ - (۴) بشیر الدولہ -
(۵) شادی خاں (۶) عالم کباب -
(۷) ناصر الدین - (۸) فاتح الدین
(۹) ھذا یوم مبارک

دار الامان کا ہفتہ

۱ - گرمی کی شدت موسم میں حبس سخت ہے کسیقدر ترشح ہوا ہے -
۲ - حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کو پاؤں پر ورم کیوجہ سے تکلیف رہی اللہ تعالیٰ شفاء عاجل عطا فرماوے -
۳ - حقیقت الوحی حضرت اقدس کی تازہ تصنیف چھپنی شروع ہوگئی -

نیک تحریک اور اظہار خوشی کا مبارک طریق

ذیل میں مکرمی خانصاحب عبد المجید خان صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں - جو انہوں نے عزیز نصیر احمد صاحب کی ولادت پر حضرت اقدس کو بھیجا -

اگر ہم اسطرح خوشیاں منائیں تو قوم کے لئے مفید ہو - کیا عجب خانصاحب کی عملی تحریک بابرکت ہو - (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب عالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت مرزا میاں محمود احمد صاحب کے گھر میں حسب پیشگوئی مولود مسعود کے پیدا ہونے کی حضور کو مبارکباد دیتا ہوں - الحمد للہ - چونکہ عاجز قادیان میں موجود نہیں - اسلئے بجائے مٹھائی کے صہ حضور کی خدمت میں روانہ ہیں اس مٹھائی کو منظور فرما کر عاجز کو ممنون فرما دیں - یہ خوشی معمولی خوشی نہیں - عاجز نے اسی خوشی میں یہاں پر احباب کو کھانے کی دعوت کی ہے چونکہ اس خوشی میں ایک زندہ خدا کا نشان ہے اسلئے یکم جون ۱۹۰۶ء سے آخیر مئی ۱۹۰۷ء تک کے لئے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے غریب و ہوشیار طالب علم کے لئے ۲ ماہوار کا وظیفہ سال بھر کے لئے دوں گا - خواہ سال بھر کا وظیفہ ۲۴ پیشگی لے لیا جاوے خواہ ماہ بماہ لینا منظور ہو تو بلا ناغہ ماہواری ۲ ماہوار مدرسہ کے پریزیڈنٹ کے نام روانہ کرتا رہوں گا - بصد عرض التجا ہے کہ اس آرزو کو بھی منظور فرما کر فخر بخشا جاوے -

حضور کا عاجز غلام
بندہ عبد المجید اسسٹنٹ انچارج محکمہ سرکاری کپورتھلہ

ایک اور بھی ہے

مندرجہ بالا خط جبکہ میں نے اخبار میں شائع کرنیکے لئے بھیجا تو دوسرے ہی دن میرے عزیز بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ ضلع جالندھر نے جو ایک مخلص اور سرگرم احمدی ہیں مجھے دو روپیہ اسی خوشی کی تقریب میں بھیجے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ نصیر احمد کی پیدائش خدا تعالیٰ کا ایک نشان اور ہمارے امام کی سچائی کا ثبوت ہے - یہہ دو روپیہ قبول کئے جاویں اور حضرت حجۃ اللہ کے حضور پیش کر دئیے جاویں - جزاہ اللہ احسن الجزاء -

امرتسر کے ہیڈ آفس میں اندھیر

مجھے تازہ ترین خبر پہونچی ہے کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کی وہ کتاب جسپر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہوگئی ہے سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن فوری نوٹس لیں ورنہ اس کتاب کا جلد تیار کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ صاحب بابو متھرا داس صاحب کی احتیاط اور ہوشیاری کا ثبوت - پھر کہا جاتا ہے کہ ایسے ذمہ دار ہیڈ آفس میں انہیں ضرور رکھا جاوے (مفصل پھر)

اطلاع

۳۰ - جون ۱۹۰۶ء کا الحکم بقایا داران کے نام وی پی ہوگا - واپس کرنیکے عذرات اچھے نہیں مطبع کی ضروریات پر نظر کرنی چاہئیے +

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کی ایک تقریر

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو ۹ بجے مہمانخانہ جدید میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک عام مجلس ہوئی۔ جس قدر مہمان مختلف شہروں اور قصبوں سے آئے ہوئے تھے وہ سب کے سب موجود تھے۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا مضمون اور مفہوم یہ تھا کہ چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض اور غایت یہ ہے کہ اسلام کی عام اشاعت اور تبلیغ ہو اور ہمارے یہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کی وجہ سے ممتاز ہو کر اس خدمت کو سر انجام دے اسلئے تین دن سے مدرسہ کے جدید انتظام کے مسئلہ پر غور کیا جاتا رہا ہے اور آخر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مدرسہ بصورت موجودہ ہی قایم رہے اور مبلغین اور واعظین کے لئے ایک الگ جماعت کھولی جاوے۔ اسکے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔

خواجہ صاحب نے نہایت شرح و بسط کیساتھ بیان کیا کہ دنیا کی کامیابیاں بھی دین ہی کی ماتحت ہیں اور دین سے الگ ہو کر دنیا کی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی غرض خواجہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ سلسلہ کی ضروریات اور انکی تکمیل کے لئے قوم کے اپنے فرائض تھا اور اس میں صحابہ کرام کے زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کر کے بتایا کہ انہوں نے تو جانیں فدا کر دیں۔ اسوقت جانوں کی ضرورت نہیں اسلئے کہ خدا کے مسیح نے جہاد کی حرمت کا فتوے شائع کر دیا ہے اب اگر ضرورت ہے تو مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اسلئے کوئی مستقل فنڈ ہونا چاہئے۔ خواجہ صاحب اسپر تقریر کر ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے آئے۔ خواجہ صاحب نے سلسلہ کی ضروریات کے روز افزوں اخراجات کا ذکر کر کے جماعت کو متوجہ کیا۔ انکے بیٹھ جانے پر خدام نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد فرما دیں۔ جسپر آپنے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ایڈیٹر

دیکھو! جو کچھ خواجہ صاحب نے بیان کیا ہے یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے۔ لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اس جماعت کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اپنی عملی حالت سے قوت ایمانی کو درست کر کے دکھاویں۔ کیونکہ جب تک عملی رنگ میں ایمان ثابت نہ ہو صرف زبان سے ایمان اللہ کے نزدیک منظور نہیں اور وہ کچھ نہیں زبان میں تو ایک مخلص اور منافق یکسان معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص جو اپنا صدق اور ثبات قدم ثابت کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ عملی طور پر ظاہر کرے جب تک عملی طور پر قدم آگے نہیں رکھتا آسمان پر اس کو مومن نہیں کہا جاتا۔

بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیا داری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق ہی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور اسکی مرضی کو ہی مقدم کرتے ہیں۔ اور اس بنا پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اسکے لئے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دیدیتا ہے اور اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں انہیں برکت رکھدیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کسطرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے وللہ خزائن السموات والارض یعنے خدا کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں منافق اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن مومن اسپر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اسوقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھکر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو ان اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو بڑھائے پس کون ہے جو اسے روک لے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تھک سکتا ہے۔ آج سے ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس آتا تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں موافقوں کے پاس موجود ہے۔ بلکہ ہندوؤں۔ عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہنچی۔ اسے کھول کر دیکھو کہ اسوقت خدا نے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق۔

یعنے تیرے پاس دور دراز جگہوں سے لوگ آئیں گے اور جن راستوں سے آئیں گے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کثرت سے آئیں گے تو ان سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نکرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان انکی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ ان سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجالانا۔

ایسی حالت میں خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو۔ کہ کسقدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے۔ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے؟

ان حالات پر جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذت آتی ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔

غرض اس خبر میں اسنے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد رفت کی خبر دی پھر چونکہ انکے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہئے تھا اور ان کے فروکش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہئے تھا۔ پس اسکے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی

یاتیک من کل فج عمیق

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو۔ وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفل اور تہیہ کرتا ہے۔

یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اتنا عرصہ پہلے ایک واقعی خبر دے کہ ایک بچہ بھی پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ نے کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے اور یہ بہت بڑا نشان ہے جسپر غور کرنا چاہئے قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبر اور غور سے بڑھتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے انکا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں اسوقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے اقوال۔ افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اسی غرض کے لئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسکو روک نہیں سکتا۔ برخلاف اسکے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں یہ محض خدا کا کاروبار ہے کسی انسان کو اس میں دخل نہیں۔ یقینا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور یہ قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی۔ کیونکہ انمیں خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے تربیت ایمانی کے لئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت میں پاک صاف ہونا اور تقویٰ پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے۔ اور یہی تقوے ہے جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو اسکے حاصل کرنے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ

اور پھر یہ بھی کہا

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

یعنے اللہ تعالیٰ انکی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقوے اختیار کریں۔ تقوے کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو۔ اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا والذین یحسنون الحسنیٰ یعنے ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ مجھے یہ وحی بار بار ہوئی

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔

اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے

کہ صرف اسبات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ - اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت اسیوقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھہ ہو -

یہہ فخر کی بات نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ مثلاً وہ زنا نہیں کرتا - یا اس نے خون نہیں کیا چوری نہیں کی - یہ کوئی فضیلت ہو کہ بُرے کاموں سے بچنے کا فخر حاصل کرتا ہے - دراصل وہ جانتا ہے کہ چوری کرے گا تو یا تہہ کاٹا جاویگا یا موجودہ قانون کے روسے زندان میں جاوے گا - اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسلام ایسی چیز کا نام نہیں ہے کہ بُرے کام سے ہی پرہیز کرے بلکہ جب تک بدیوں کو چھوڑ کر نیکیاں اختیار نکرے وہ اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا نیکیاں بطور غذا کے ہیں جیسے کوئی شخص بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا - اسیطرح جب تک نیکی اختیار نکرے تو کچھہ نہیں - قرآن شریف میں ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ دو حالتیں ہوتی ہیں - ایک حالت تو وہ ہوتی ہے - یشربون کان مزاجھا کافورا - یعنے ایسا شربت پی لیتے ہیں جسکو ملونی کافور ہو - اس سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کی محبت سے دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے - کافور ٹھنڈی چیز ہے اور زہروں کو دبا لیتا ہے - ہیضہ اور وبائی امراض کیلئے مفید ہے - پس پہلا مرحلہ تقوےٰ کا وہ ہے جسکو استعارہ کے رنگ میں یشربون کاسًا مزاجھا کافورا - ایسے لوگ جو کافوری شربت پی لیتے ہیں - ان کے دل ہر قسم کی خیانت ظلم ہر نوع کی بدی اور بدخوئی سے دل ٹھنڈے ہوتے ہیں - اور یہہ بات نہیں طبعًا اور فطرتًا پیدا ہوتی ہیں نہ کہ تکلف سے وہ ہر قسم کی بدیوں سے بیزار ہو جاتے ہیں - یہہ سچ ہے کہ یہہ معمولی بات نہیں بدیوں کا چھوڑ دینا آسان نہیں - انجیل کا اکثر حصہ اسی سے پُر ہے کہ بُرے کام نکرو - مگر یہ پہلا زینہ ہے تکمیل ایمان کا - اسی پر قانع نہیں ہو جانا چاہیئے - ہاں اگر انسان اس پر عمل کرے اور بدیوں کو چھوڑ دے تو دوسرے حصّہ کے لئے اللہ تعالےٰ آپ ہی مدد دیتا ہے -

یہہ بات انسان منہ سے تو کہہ سکتا ہے کہ میں بدیوں سے پرہیز کرتا ہوں - لیکن جب مختلف قسم کے بُرے کام سامنے آتے ہیں تو بدن کانپ جاتا ہے -

بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں - مثلاً جھوٹ بولنا - زنا کرنا - خیانت - جھوٹی گواہی دینا اور اتلاف حقوق - شرک کرنا وغیرہ - لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے - مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے - ایسے لوگ اسکو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اسکو بہت ہی بُرا قرار دیا ہے - چنانچہ فرمایا -

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ

خدا تعالےٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اسکے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اسکو حرج پہونچے - ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل و نادان ہونا ثابت ہو یا اسکی عادت کی متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہہ سب بُرے کام ہیں - ایسا ہی بخل - غضب - یہہ سب بُرے کام ہیں - پس اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق پہلا درجہ یہہ ہے کہ انسان ان سے پرہیز کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے جو خواہ آنکھوں سے متعلق ہوں یا کانوں سے - ہاتھوں سے یا پاؤں سے بچتا رہے - کیونکہ فرمایا ہے -

لا تقف مالیس لک بہ علم - ان السمع والبصر والفؤاد کل کان عنہ مسئولا

یعنے جس بات کا علم نہیں خواہ مخواہ اسکی پیروی مت کرو - کیونکہ کان - آنکھہ - دل اور ہر ایک عضو سے پوچھا جاویگا - بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں - ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا - یہہ بہت بُری بات ہے - جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اسکو دل میں جگہ مت دو - یہہ اصل بدظنی کو دور کرنے کے لئے ہے - (باقی آئندہ)

ڈائری میں سے کچھہ

(از بدر)

آجکل کے ایک مشہور لیڈر قوم کا ذکر تھا کہ وہ کہتا ہے کہ ان دنوں مسلمان وعظ کی مجلس میں نہیں آتے لیکن اگر رنڈیوں کا راگ ناچ ہو تو وہاں خوب جمع ہو جاتے ہیں - حضرت نے فرمایا یہ بات درست ہے - لیکن اس کا اصل باعث واعظین کیجا لتیں ہے - آجکل کے وعظ کرنے والے ہی ایسے ہیں کہ وہ خود پہلے درجہ کے دنیا دار اور بے عمل اور بدکار ہیں - اور ان کے وعظ میں نہ کوئی تاثیر ہے اور نہ کوئی لذت ہے اور نہ کوئی کشش ہے برخلاف اس کے رنڈیوں کے راگ میں خراب کاروں کے واسطے ایک لذت ہے گو وہ ظاہری ہے اور بدی کی طرف ہے - مگر لوگ ایک ظاہری لذت کیطرف کھینچے چلے جاتے ہیں - اگر واعظین کے وعظ میں کشش اور لذت ہوتی تو وہ سب کو کھینچکر اپنی طرف لے آتے - ہر ایک مصلح ریفارمر ولی نبی میں چار باتوں کا ہونا ضروری ہے - اول اسمیں ایک بصیرت ہو جس سے وہ علمی مسائل کو ایسے رنگ میں پیش کرے جس سے حقیقت تشفی مامور کی شناخت والوں کو ایک لذت حاصل ہو - کیونکہ نامعقول بات سے انسان کے دل میں ایک خلش رہتی ہے - اور معقول بات خواہ مخواہ پسندیدہ ہوتی ہے - اور اسمیں ایک لذت ہوتی ہے - جیسا کہ شربت میں طبعًا ایک لذت محسوس ہوتی ہے - دوئم یہ کہ اسمیں ایک عملی طاقت ہو - خود عالم باعمل ہو - صدق و وفا اور شجاعت اسمیں پائی جاتی ہو کیونکہ جو شخص خود عمل کرنے والا نہیں اس کا اثر دوسروں پر ہرگز نہیں ہو سکتا - سوئم یہ کہ اس میں کشش ہو - کوئی نبی نہیں جسمیں قوت جاذبہ نہ ہو - ہر ایک مامور کو ایک قوت جاذبہ عطا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور لوگ اس کی طرف کھینچے ہوئے چلے آتے ہیں - چہارم یہ کہ وہ خوارق اور کرامات دکھائے اور نشانات کے ذریعہ لوگوں کے ایمان کو پختہ کرے - ان وعظ کرنے والے لوگوں میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں پائی جاتی -

نادان لوگ کہتے ہیں کہ امام کی ضرورت کیا ہے سب لوگ نماز حج وغیرہ فرائض اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں مگر یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں - فی زمانہ ان کے درمیان اندرونی خوبیاں اور نہ بیرونی - اللہ تعالےٰ نے جو انعمت علیھم میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا - وہ انعامات ان کے درمیان کہاں پائے جاتے ہیں یہ لوگ تو خود ہی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں - اخلاق خراب ہیں - اعمال خراب ہیں - ایمان نہیں - دین صرف ایک رسم رہ گیا ہے جسمیں خالی استخوان ہے اور مغز نہیں - بیرونی حملوں کا یہ حال ہے کہ کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی مرتد نہ ہو گیا ہو - وہ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اور جن کے کانوں میں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ پڑھا گیا تھا - اب گرجوں میں بیٹھکر ایک خدا کے ساتھہ دوسرے اور تیسرے خدا بتاتے ہیں اور مردوں کی پرستش کرتے ہیں - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں اسلامی سلطنتوں کا یہ ہے کہ سب سے زیادہ فخر سلطان روم پر کیا جاتا ہے جو رات دن یورپ سلطنت سے خوف زدہ رہتا ہے اور بمشکل اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہے وہ کونسی خوش قسمتی کی بات ہے جو اسوقت مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے - ہر پہلو سے ان کے حالات پر رونا آتا ہے ایک اہل رائے ان کے حالات سے بالکل ناامیدی ظاہر کرتا ہے -

دشمن بداندیش صرف عداوت کے سبب ہماری ہر بات اور ہر فعل پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ اس کا دل خراب ہے اور جب کسی کا دل خراب ہوتا ہے تو پھر چاروں طرف اندھیرا ہی نظر آتا ہے - یہ نادان کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں - اور کچھہ کام نہیں کرتے - مگر وہ خیال نہیں کرتے کہ مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا - بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا - اگر میں جانتا کہ میرے باہر نکلنے سے اور شہروں میں پھرنے سے کچھہ فائدہ ہو سکتا ہے تو میں ایک سیکنڈ بھی یہاں نہ بیٹھتا - مگر میں جانتا ہوں کہ پھرنے میں سوائے پاؤں گھسانے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے - اور یہ مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے - دعا میں بڑی قوتیں ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا - راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی - اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو - ورنہ میں تمہارے ساتھہ لڑائی کروں گا - بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا - کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھہ لڑائی کرے گا - فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا - بادشاہ نے کہا کہ میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا - یہ کہکر وہ واپس چلا گیا غرض دعا میں خدا تعالےٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھہ ہوگا - دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا - ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے - اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں - جو کچھہ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں - خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے - گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دیجاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں اسواسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھہ میں لے لیا ہے - اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے - جسکو خشک ملا اور خشک فلسفی نہیں سمجھہ سکتا - اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے - جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہونچ جائینگی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے - نادان دشمن جو سیاہ دل ہے وہ کہتا ہے کہ انکو سوائے سونے اور کھانے کے اور کچھہ کام ہی نہیں - مگر ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں - سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالےٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے -

تبلیغ عام

[illegible] ذوی اور بعض آیات قرآنی سے ثابت [illegible] ملک اور کوئی [illegible] زمین یا کوئی قوم اور کوئی [illegible] خداوند کریم نے ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کی ہدایت کے [illegible] کوئی ہادی نہ بھیجا ہو۔ اگرچہ اب بعض [illegible] بوجہ [illegible] کدورتوں یا کمی معلومات کے اس [illegible] رشد و ہدایت سے انکار کریں یا کسی اور تاویل [illegible] اس [illegible] منحرف ہوں لیکن اسلامی تعلیم اور قرآنی [illegible] سے ثابت ہے کہ خدا نے **کسی قوم اور کسی ملک** کو ہادی سے محروم نہیں رکھا۔

- - - - - - - -

[illegible] جیسے ذات صمدی تمام فرقوں [illegible] ملکوں [illegible] مخلوقات کے واسطے رزاق ہے۔ اسیطرح [illegible] موجودات انسانی کے واسطے ہادی بھی ہے دینیات [illegible] جدا ہو کر بھی اگر اس بحث پر غور [illegible] تو نتیجہ نکل جاوے گا کہ ہر ایک قوم اور [illegible] کے واسطے کسی نہ کسی ہادی کا بھیجا جانا لازمی [illegible] تھا اگر کوئی خدا ہے اور اوس سے سب مخلوق کا تعلق ہے یا وہ سب مخلوق کا خدا ہے تو ضرور [illegible]

"[illegible] سب کا ہادی اور سب کا رہنما بھی ہوگا"

جس طرح ہم خدا کا وجود مان کر اور اسے رازق قرار [illegible] پھر اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ

"وہ سب موجودات کا رازق ہے۔"

اسی طرح اس [illegible] انکار نہیں کر سکتے۔ کہ

"وہ سب موجودات اور انسانی گروہوں کا ہادی بھی ہے۔۔ اسکی وجہ کچھ نہیں معلوم ہو سکتی کہ

"وہ شامیوں اور عربوں یا عبرانیوں اور بنی اسرائیل کے واسطے تو ہادی ہو لیکن ہندیوں اور ایرانیوں کے واسطے ہادی نہ ہو حالانکہ یہ سب ملک اور سب قومیں اوسی کی پیدائش ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ جو ہادی شام میں آئے وہی دوسرے ممالک کے واسطے بھی ہادی تھے تو اس کا پورانی تاریخوں سے بمشکل پتہ چلتا ہے یا تو اون ہادیوں کا دوسرے ممالک میں آنا اور ہدایت کرنا ثابت ہونا چاہئے اور یا یہ مان لینا ہوگا۔ کہ اون ملکوں اور اون قوموں میں یا تو کوئی ہادی دیا ہی نہیں گیا۔ اور یا دیا جاتا رہا ہے پہلی صورت نہیں مانی جا سکتی کیونکہ اوس سے خدا کی حکمت [illegible] اور عام اصول پر اعتراض اور حرف آتا ہے ایک خاص ملک [illegible] ایک خاص قوم کی تخصیص کی کوئی [illegible] ہونی چاہئے جواب تک پیش نہیں کی گئی جو لوگ یہ [illegible] قومیں اس تخصیص کے قائل ہیں اون کا ذمہ ہے کہ اسکے وجوہات پر مدلل بحث کریں۔ اور اس پر روشنی ڈالیں کہ اس میں کیا کچھ حکمت تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی پہلی وعظوں میں کہا ہے کہ میں صرف بنی اسرائیلی فرقوں کیواسطے ہی آیا ہوں اس سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ اون کی یہ تخصیص صرف اس غرض سے یا ان معنوں میں تھی کہ دوسری قوموں یا دوسری جماعتوں کے واسطے کوئی اور ہادی ہوگا۔ یا اور ہادی ہونا چاہئے

دوسری بحث یہ ہے کہ

"دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں میں ہادی دیا جاتا رہا ہے اور حجت ربانی پوری ہو چکی ہے

اس کا ثبوت ان زندہ نظائر سے ہو سکتا ہے کہ جو قومیں اور جو ملک یا جو فرقے منکرین کے نزدیک خالی از تبلیغ عام خیال کئے جاتے ہیں اور اون کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اون میں کوئی ہادی نہیں دیا جاتا رہا۔ اون میں بھی ایک مذہب اور ایک ملت پائی جاتی ہے۔ اور ایسی ملتوں یا اونکے مذاہب کی تعلیمات کا بہت سا حصہ اُن مذاہب اور اون ملل سے ملتا جلتا ہے کہ جن میں ہادیوں کی تبلیغ عام تسلیم کی گئی ہے اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ ایران یا فارس میں کوئی ہادی نہیں بھیجا گیا تھا۔ تو ہمیں زندا وستا کی تعلیم حیرانی میں ضرور ڈالے گی کیونکہ زرتشت کی تعلیم میں بہت سے ایسے مسائل یا ایسے شعبے پائے جاتے ہیں کہ جو سماوی مذاہب کے ساتھ ملتے جلتے ہیں اسی طرح اور قوموں کی مذہبی تعلیمات کا حال ہے خدا نے انسانی جماعتوں کو دو طرح کی شریعتیں دی ہیں۔

(۱) ایک فطرتی شریعت۔

(۲) اور ایک ظاہری شریعت۔

ہم اس سے کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ فطرتی شریعت یا طبعی قانون ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرقہ کو دیا گیا ہے۔ ایشیا یورپ دونوں حصوں میں یہ قانون دیا گیا ہے جب اس طبعی قانون میں کوئی تفریق اور کوئی کنجوسی نہیں کی گئی تو ظاہری شریعت یا ظاہری قانون کے دینے میں تفریق کی کیا ضرورت تھی۔

دونوں شرائع کا ایک ہی بانی اور ایک شارع ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ دونوں کی تبلیغ میں کوئی تفریق تسلیم کی جاوے جو فرقہ اور جو مذہب اسپر زور دیتا ہے کہ خدا کی ہدایت اور رشد کا دروازہ ایک ہی جانب سے کھلا ہے۔ اور اوسکے واسطے کوئی دوسری راہ نہیں وہ درحقیقت خدا تعالے کے فیضان کو محدود کرتا ہے اور اپنے پر ہی نہیں بلکہ خود خدا پر بھی یہ بار ڈالتا ہے کہ کیوں اوس نے ایسی تفریق کی۔

اس صورت میں یہ کہنا پڑے گا کہ جو فرقہ یا جو مذہب اس تفرقہ کا مصدق یا حامی ہے وہ اپنے اندر صداقت عام نہیں رکھتا جسکی ایک مذہب حقہ کے واسطے سخت ضرورت ہے۔

بے شک یہ کہا جاوے گا کہ سب مذاہب کا اصول امتیازی ایک ہی تھا اور اون کے موجودہ اختلافات بعد کی دست برد یا اغلاط کا اثر ہیں اور اونکی ایک مائیدہ کا مذہب وقت بوقت اصلاح اور ترمیم کرتا رہا ہے۔ لیکن اس سے کسی صورت میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ یا کوئی ملک خدا کی وحی اور ہدایت سے محروم نہیں رکھا گیا ہے خدا کی وحی اور ہدایت بارش کی مثال ہے۔ جسطرح ہر ملک یا ہر طبقہ ارض میں کم و بیش بارش ہوتی ہے اسطرح ہر ملک اور ہر قوم میں وحی کا فیضان رہا ہے اور ہر قوم اوس سے اپنے اپنے وقت پر مستفید ہوتی رہی ہے حکومتوں اور بادشاہتوں کا تداول بھی خدا ہی کرتا ہے اور وحی کی حکومت بھی اوسی کے فضل سے ہوتی رہتی ہے۔

جو مذہب اپنی تعلیمات میں صادقوں کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کی ہدایتوں کا میدان کسی خاص قوم پر تنگ نہیں کرتا ہے وہ اپنے اندر خالص سچائی رکھتا ہے اور ہر ایک مذہب گذشتہ کے مقابلہ میں ایک انصاف سے رائے زنی کرتا ہے اور جو مذہب اسکے خلاف وعظ کرتا ہے وہ دائرہ ہدایت کو تنگ بناتا اور خدا کی وحی کو محدود کرتا ہے

ایسا مذہب کس طرح اپنے آئین یا اپنے قانون [illegible] وسعت کے ساتھ اوروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے کیونکہ جب وہ خدا کی وحی کا دائرہ صرف ایک دو تین چار میں ہی محدود کرتا ہے تو اوس تحدید سے اب کیونکر باہر جا سکتا ہے

اسلام کی تعلیمات سے ثابت ہے کہ وہ اس بارہ میں بمقابلہ اور مذاہب کے بالکل یا پوری آزادی سے تعلیم دیتا ہے۔ وہ واجبی اصولوں کی پابندیوں سے اون تمام بزرگوں کی تصدیق اور تائید کرتا ہے جو اوس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ خواہ سرزمین شام اور عرب میں ہوں اور خواہ یروشلم اور ہندوستان و حبش میں وہ پوری وضاحت اور جوش سے خدا کی تبلیغ عام کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اس بارہ میں اسلام نے جس بے تعصبی اور جس آزادی سے کام لیا ہے وہ اوس کا حصہ ہے وہ سب سے مابعد آکر خالص اور صادقوں پر شہادت دیتا ہے اور اون کی دلائل و براہین سے تصدیق کرتا ہے۔ اگر سب سے پیچھے آنے والا مذہب پہلوں سے انکار کر دیتا تو کر سکتا تھا۔ لیکن اسلام نے یہ مسلک اختیار ہی نہیں کیا اوسے جہاں جہاں حق اور حق کا نظارہ صادق اصولوں کی پابندی سے ملا اوسکی اوس نے پوری تصدیق کی ہے۔ یہودیوں کے ہوتے اگر اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوّت سے انکار کرتا تو یہودیوں سے بہت کچھ منافرت کم ہو سکتی تھی لیکن اسلام نے یہودیوں کی جو بھر بھی پروا نہیں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا اوسی طرح اقرار اور اثبات کیا کہ جیسے خود عیسائی (سوائے صورت تثلیث) کرتے تھے۔

شامی نبوّتوں کی تصدیق پر ہی کفایت نہیں کی ہندی۔ ایرانی۔ اوتاروں۔ نبیوں ریفارمروں کی تائید اور تصدیق سے بھی انکار اور اعراض نہیں کیا۔

عیسائیوں کے ساتھ صرف یہ مخالفت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ معزز رسول ہیں لیکن اکلوتے بیٹے نہیں ہیں۔ ہندی اور ایرانیوں سے بت پرستی پر مناقشہ کیا جو کہ ان میں واقعتاً پائی جاتی تھی اور جس کے دور کرنے کے واسطے خود مذہب والوں نے ہی کوششیں شروع کر رکھی ہیں اور اندرونی مناقشے چھوڑ صرف یہی ایک طریق عمل بانی اسلام کی عظمت پر دلیل واثق اور برہان قاطع ہے۔ اور ایسی حجت سے اسلام ہی اس قابل ہے کہ وہ سب مذاہب کا خالص جوہر قرار پاکر تسلیم کیا جاوے اور بلا تصدیق حضرت رسول اللہ عربی کے مذہب پرستی باطل قرار دی جاوے۔

افسوس باوجود اسکے بھی بعض قومیں اس محترم رسول عربی کا نام نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی سے لینا ایک مذہبی ڈیوٹی سمجھتی ہیں اون کا وطیرہ اونہیں سلامت رہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام دوسری قوموں کے ہادیان کا نام احترام اور عزت سے لیں اور انہیں علیہ السلام کے جملہ سے یاد کریں۔

راقم مسلمان

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جن صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرے۔ ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔

منیجر

متکلم کون ہے ؟

اسلام ایسا عالی ظرف اور وسیع مذہب تہا کہ وہ ہر صداقت اور حکمت کو اپنی ملکیت قرار دیتا تہا اور ہادی اسلام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکمت کو مومن کی گم گشتہ متاع ٹھیرایا تہا۔ آپکی سچائی کا یہہ ایک زبردست ثبوت تہا اور ہے اپنی قوم کو وسیع الحوصلہ اور عالی خیال بنانے کے لئے نہیں بلکہ انمیں صدق و صداقت کی روح نفخ کرنے کے لئے آپ نے یہہ بھی فرمایا تہا کہ

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

مگر اب امتداد زمانہ سے مسلمانوں کی حالت یہانتک گر گئی ہے کہ وہ بجائے اسکے کہ عالی ظرفی سے ہر صداقت اور حکمت کے لینے اور قبول کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتے اور نہایت متانت اور سنجیدگی سے متکلم کے منشاء کلام کو سمجھنے کی سعی کرتے وہ قطع نظر اس سے … کرکے متکلم کی نسبت ایک سنی سنائی رائے قائم کر لینے کے بعد اسکی ہر بات کو خواہ وہ کیسی ہی مفید اور با برکت ہو رد کرنے کی جرأت کرتے ہیں +

جس نے انہیں نہایت تنگدل اور کم ظرف بنادیا ہے اور وہ حق و حکمت سے دور جا پڑے ہیں۔ ایک نامعقول اور خلاف کتاب و سنت بات کا رد کرنا تو کچھ عیب نہیں اور برا نہ تہا مگر غضب تو یہ ہے کہ کوئی بات ہی اگر کسی ایسے متکلم کے منہ سے نکلے جسکی نسبت [illegible] اپنی رائے [illegible] قائم کر لی ہے ہم اسکے ماننے یا کم از کم اسپر غور کرنے کی تکلیف بہی برداشت نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر میں اپنے سید و مولا [illegible] حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

آپ کے منہ سے کوئی بات خواہ [illegible] اور قرآن کریم اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم [illegible] وعظ کے اظہار میں ہو اور خواہ وہ ملکی یا اتفاقی یا مجلسی بہلائی کے لئے کیسی ہی مفید اور معقول ہو [illegible] افسوس ہے کہ وہ [illegible] نکلی ہے۔

ہمارے ملکی ریفارمر (بخیال خویش) اخبار نویس اور دوسرے لوگ جنہوں نے [illegible] کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اسکا عیب بنا کر دکہلانے کی سعی کرتے اور اپنی زندگی کا یہی فرض سمجھتے ہیں [illegible] اسکے مباحثے اور مثالیں بیان کئے جاویں اور اسکے تمام مفید پہلوؤں پر بھی خاک ڈالدی جاوے۔

آہ! کیسی تنگدلی اور ناانصافی ہے ؟

مسلمان اگر قرآن کریم کو چہوڑ نہ بیٹھتے اگر وہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ہدایتوں کو پس پشت نہ ڈال دیتے تو ان میں یہ کمزوری پیدا نہ ہوتی۔ مگر ضرور تہا کہ وہ اس اوج اور عروج سے گرتے جو انہیں قرآن کریم پر چل کر حاصل ہوا تہا۔ انمیں جہوٹ اور گمراہی پہیل جاتی "تاکہ آسمان سے ایک نور نازل ہوتا اور پہر ہدایت کا چشمہ ہر قسم کے خس و خاشاک سے پاک کیا جاتا۔

قرآن کریم کس کس کمال کو انسان بیان کرے جوئے اور شراب کے متعلق سوال پر قرآن کریم کہتا ہے

قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس

یہہ کیسی زبردست صداقت اور قرآن کریم کی دلیل ہے کہ اگر ذرا بھی نفع اور [illegible] تہا تو اس کے اظہار سے نہیں رکا۔

لیکن چونکہ منافع للناس کہنے سے یہ اندیشہ ہو سکتا تہا کہ انسان جو نفع پسند ہستی واقع ہوا ہے شاید ان کی طرف توجہ کرے [illegible] فیہما اثم کبیر کہکر بیچ [illegible] نفع پر اسکے نقصان اور گناہ کو مقدم کرکے اصول بلاغت و فصاحت کے لحاظ سے برائیوں کو ذہن نشین کر دیا تہا اگر وہ شائبہ جو منافع للناس کے الفاظ سے پیدا ہو سکتا تہا [illegible] واثمہما اکبر من نفعہما کہکر دور کر دیا۔ مگر ایک کسی منافع کو خواہ وہ کیسی ہی قلیل و ذلیل مقدار میں تہا چہوڑا نہیں۔ برخلاف اس طرز کے ہمارے مخالف سوچیں کیا وہ قرآن کریم کو اپنا امام بنانے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ جب ہمارے مقابل [illegible] تو قرآن کریم کی طرز بیان [illegible] اٹہاتے ہیں۔ اور حضرت اقدس کی مخالفت میں [illegible] اپنی پوزیشن کا ذرا بہی خیال نہیں کرتے۔ میں [illegible] بیسیوں ایسی مثالیں پیش کرسکتا ہوں جو ہمارے حضور نے [illegible] الناس کی خیرخواہی اور ہمدردی کے لئے ایک [illegible] پیش کی اور اسکی مخالفت کے لئے قلم اور زبان سے کام لیا گیا۔

سب سے تازہ مثال یہ ہے۔ لاہور گورنمنٹ کالج کے طلباء [illegible] کلاس نے ایکا کرکے [illegible] غیر حاضری کی اور اپنے افسروں کی بغاوت کی۔

وہ لوگ جو اس [illegible] اور گورنمنٹ کی عالی ظرفی اور رحم سے واقف ہیں انہوں نے ان نوجوانوں کو مفید اور کارآمد راستہ دینے کی بجائے ذرا اور اکسایا اور آپ

آگ لگا جمالو دور کہڑی

کے مفہوم کے موافق تماشا دیکہنے لگے۔ اس شور و شر کو مٹانے کی بجائے انہوں نے اسپر اور آگ ڈالنی چاہی۔ بعض ناعاقبت اندیش اخبار نویس دنیا کے کیڑے اور شہرت کے خواستگار ان نوجوانوں کے مکانوں پر جا کر لیڈری کی دہن میں ان سے ہمدردی کرنے لگے ہمدردی کیا تہی دراصل دشمنی تہی۔ بہرحال یہ جوش بڑہتا گیا۔ جلسے ہونے لگے۔ اور اس میں ان لوگوں کو (جو کل تک ان کے لیڈر تہے اور ان کی عزت کی جاتی ہے) محض اس وجہ سے کہ وہ طلباء کی اس طفلانہ حرکت سے خوش نہ تہے اور انہوں نے ان کا ساتہہ نہیں دیا اور انہیں نہیں اکسایا بہت کچہہ برا بہلا کہا گیا اور اب تک کہا جاتا ہے۔

ان طالب علموں میں کچہہ وہ نوجوان بہی تہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر تہے۔ انہوں نے بعض حسن اتفاق سے دارالامان میں حاضر ہوئے اور جب انہوں نے حضرت اقدس کے حضور اس سٹرائیک کا ذکر کیا تو آپ نے ناپسند فرمایا اور انہیں فوراً [illegible] اور سکول میں داخل ہو جانے کا حکم دیا۔ ان نوجوانوں نے [illegible] کی وجہ سے اس حکم کی تعمیل کی اور وہ فوراً سکول میں داخل ہو گئے۔ انکا داخل ہونا تہا اور حضرت مسیح موعود کی اس ہدایت کا اشاعت [illegible] تہا کہ ہمارے ملکی ریفارمروں (اخبار نویسوں) کا دماغ پہر گیا۔ وہ ایسا غضب ناک ہوا دیکہا [illegible] خاموش رہ سکتے تہے۔ جہٹ [illegible] ایڈیٹوریل [illegible] حضرت اقدس نے اس حکم پر [illegible] شروع کر دی)۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجہے بڑی حیرت [illegible] ان آرٹیکلوں کو پڑہتا ہے اور میں اب تک [illegible] کرنے کے قابل نہیں ہوا کہ یہہ اقلیم سخن کے [illegible] بادشاہ اپنے آپ کو کیا سمجہتے ہیں! اور اہل ملک کی بڑی بدقسمتی ہے کہ وہ انہیں اپنا رہبر و رہنما سمجہتے ہیں۔

کوئی ان دانشمندوں سے پوچہے کہ صاحبان! اس حکم دینے میں کونسی اخلاقی۔ مجلسی اور مذہبی غلطی تہی؟ جسپر آپ اسقدر بیزار ہو گئے۔ کیا طلباء میں اطاعت اور فرمانبرداری کی روح نفخ کرنا اور انہیں اپنے افسروں اور استادوں کی شایان شان ادب اور عزت کو ملحوظ رکہنے کی تاکید کرنا کوئی قومی یا مذہبی جرم ہے؟ آخر وہ بات کیا ہے جسپر آپ ایسا بگڑ [illegible] ہیں! اسکا جواب سوائے اسکے کچہہ بہی نہیں یہہ بات مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) نے کہی ہے اسلئے ہر چند وہ مفید اور بابرکت ہو مگر اسکی مخالفت کرنا ہمارے ملکی اخبار نویسوں کا منصبی فرض ہے

!!! شرم!

اگر اخبار نویسی کا یہی مفہوم ہے اور اسکی غایت اور غرض یہی ہے تو ایسے اخبار نویسوں سے ملک کا نجات پانا اچہا ہے لاہور کے ایک مذہبی اخبار پرکاش کے ایڈیٹر نے جو بی۔ اے تہے بڑی غور و فکر کے بعد مرزا صاحب پر یہ اتہام لگایا کہ انہوں نے لڑکوں کو عہد شکنی کی تعلیم دی۔ مگر اس بہلے مانس سے کوئی پوچہے کہ مہاتما جی اگر آپ کا بچہ یہ عہد کرلے کہ میں تو لالہ جی کی ڈاڑہی ہی اکہاڑونگا اور کوئی آپ کا خیر خواہ اس بچہ کو یہہ سمجہاوے کہ نابچہ! باپ کا ادب کرنا چاہئے۔ ایسی حرکت احمقانہ حرکت ہے تو کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ وہ بچہ عہد کو پورا کرے یا اس دانشمند کے شکرگذار ہونگے جسنے اسکو احمقانہ حرکت سے روکا اور راستے نیک ہدایت کی؟

اسلام ایسے عہدوں کو لغو ٹھیراتا ہے۔

مجہے سخت افسوس ہے کہ پرکاش نے باوجود ایک مذہبی حیثیت رکہنے کے ایسی لغو بات کہی ہے جو اس قابل ہے کہ اسپر بہت نفرین کی جاوے۔ رعایت عہد اسلام کا زبردست اصول ہے۔ اور مسلمانوں کو اسکی رعایت کے لئے سخت تاکید ہے لیکن اسلام نے یہ کبہی روا نہیں رکہا کہ وہ ناپاک اور امن عامہ کے مخل اور غداری کے عہدوں کی پابندیوں کی تاکید کرے۔

یہی وجہ تہی جو مرزا صاحب نے اپنے خدام طالبعلموں کو یہ ہدایت کی کہ ایسے لغو عہد کی پرواہ نہ کرو۔ اسکا توڑنا ہی بہتر تہا اور اب زمانہ بتادیگا کہ آیا وہ لڑکے جو داخل ہو گئے وہ اچہے رہے یا وہ جنہوں نے اپنے اور اپنے بزرگوں کی محنت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو تباہ کیا اور قیمتی وقت کو ضائع کیا اور اخلاقی طور پر ایک شرمناک غلطی کا ارتکاب کیا۔ لاہور کے ملکی لیڈروں کا ایسی بغاوت میں شریک نہونا ان کی قابلیت اور فرزانگی کی دلیل ہے اور انپر منہ آنے سے انکی حیثیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

بہرحال میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ لوگ واقعات پر غور نہیں کرتے۔ فراخدلی ایسا تہہ ایک شخص کی بات نہیں سنتے اور اسپر کوئی فکر نہیں کرتے صرف یہ دیکہ کر کہ بات کس کے منہ سے نکلی ہے مخالفت یا موافقت شروع کر دیتے ہیں جو غلط راہ ہے۔

مسلمانوں کو جو قرآن کریم کو اپنا امام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں ایسی باتوں سے بچنا چاہئے اور انہیں انصاف اور خداترسی سے ہماری باتوں کو سننا اور انپر غور کرنا چاہئے۔ اور کبہی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ

متکلم کون ہے ؟

ساری بات کو سن کر اور غور کر لینے کے بعد بے شک حق ہے کہ انصاف اور خداترسی سے اپنی رائے قائم کرو۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال۔

نظم زلزلہ کی تائید

لاہوری اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و الصلوٰۃ کی نظم زلزلہ کی جو تردید شائع کی تہی اسکے دو جواب پہلے شائع ہو چکے ہیں مگر آج تیسرا جواب میں پہلے سے زیادہ خوشی اور فخر سے شائع کرتا ہوں اسلئے کہ یہ میرے معزز عزیز اور مخدوم زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے لکہا ہے۔ امید ہے ناظرین کو فائدہ دیگا۔ کاش پیسہ بہی اسے شائع کرے۔

ایڈیٹر

جہاں چند آدمی ملکر بیٹھینگے ضروری ہے کہ ان میں کوئی بدروح بہی ہو کیونکہ جیسے نیکی کا اثر خارج ایکطرف سے بندوں پر پڑتا ہے ویسا ہی کچھہ خبیث اثر بدروحوں کا بہی ہوتا ضروری ہے۔ بلکہ یہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت کمزور ہے۔ اس لئے جب اسے کچھہ سبز باغ دکہائے جائیں تو ظن غالب ہے کہ وہ اپنے جامہ عقل و خرد کو چاک کرکے اوس آواز کی طرف جوکہ اسکو ایک تاریک گڑھے کی طرف بلاتی ہے چلا جائے۔ مگر جسکو خدا توفیق دے۔ اور مشاہدہ ایسا ہی ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں منافق اور فاسق فاجر زیادہ ہوتے ہیں اور خدا کی پرستش کرنے والے اور بری باتوں سے بچنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں بھی جنکی قوت قدسیہ سب سے بڑھی ہوئی ہے صرف ایک لاکہہ چوبیس ہزار آدمی ہی ایسے نکلے جنہوں نے کہ خدا کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔ ہاں! یہ ضروری امر ہے کہ جب خدائی آواز آئے تو اسکے مقابل میں ایک شیطانی آواز بھی آئے جوکہ انسان کو اوس نیک کام کی طرف جسکو وہ اختیار کرنیوالا ہو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسوقت اوسکا تازہ نمونہ ہمارے سامنے پیش ہے کیونکہ جب حضرت مسیح موعود نے ایک عظیم الشان زلزلہ کی خبر خدائے علیم و خبیر سے پاکر دنیا میں شائع کی تاکہ پیشتر اسکے کہ عذاب آئے حجت قائم کردی جائے تاکہ کفار کا قیامت کے دن یہ عذر نہ رہے۔ کہ ہم نے وہ آواز ہی نہیں سنی جس نے ہمکو نیکی کی طرف بلایا ہو اور تاکہ شاید کوئی نیک روح اس سے متاثر ہوکر اوس عذاب عظیم سے بچ جائے۔ لیکن اس غمخواری و دلسوزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روحانی آواز کے مقابلہ میں ایک شیطانی آواز بہی اوٹھی جس نے کہ چاند پر غبار ڈالنے کی بہت کچھہ کوشش کی لیکن کیا یہ ممکن ہو گیا کبھی اس سے پہلے ایسا ہوا۔ ہاں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے پہلے انسان کی دنیا میں کوئی نظیر ملتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ وہ جنہوں نے ایسا کیا انہوں نے اپنی سزا پالی اور وہ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں یا کرینگے یا جنہوں نے اس زمانہ میں ایسا کیا ہے تو وہ ضرور اپنے کئے کو پہونچ گئے۔ اور وہ خدا جسکے ہاتہہ میں سب کچھہ ہے انکو سزا دئے بغیر نہیں رہیگا۔ کیونکہ انہوں نے اسکے مامور و رسول کی مخالفت کی پس وہ غیور خدا اپنے دوستوں کی ہتک گوارا نہیں کریگا۔ میرا مطلب اسوقت اوس شخص سے ہے جس نے کہ پچھلے دنوں میں زلزلہ کی پیشگوئی کی مخالفت میں اسی طرح پر کہ جس پر حضرت صاحب نے شعر کہے تہے اور جنمیں زلزلہ کی پیشگوئی کا اعلان کیا تہا اور لوگوں کو اوس عذاب کے دن سے بچنے کے لئے نصیحت کی تہی ایک غزل زلزلہ کی مخالفت میں پیسہ اخبار میں شائع کرائی اور بڑے زور کے ساتہہ اس نے چاہا کہ یہ امت جوکہ بہی بڑے بڑے انعاموں کی مستحق رہ چکی ہے۔ اب اس عذاب کو بہی بہگتے اور ایسا نہ ہو کہ اس دن سے پہلے یہ بیدار ہو جائے خدا اون کے ارادے کو پورا ہونے ندے۔ میرے چند دوستوں نے اوسکا جواب لکہا ہے اور خوب لکہا ہے۔ میں نے بہی چند اشعار اوسکی غزل کی رد میں کہے ہیں اور اس لئے کہ شاید کسی کو ان سے فائدہ پہونچے۔ شائع کرتا ہوں۔ بہتر ہو کہ پیسہ اخبار بہی اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے۔

نظم

محمود احمد

مثل ہوش اڑ جائینگے اس زلزلہ آنیکے دن
باغ احمد پر جو آئے ہیں یہ مرجہانے کے دن
یہ نہیں ہیں جہوٹی باتوں پر لبوں اترانیکے دن
ہوش کر غافل کہ یہ دن تو ہیں گھبرانیکے دن
سختیوں سی جو جاگیگی تو جاگے گی یہ قوم
اے غنی ہرگز نہیں یہ تلوے سہلانے کے دن
مہدی آخر زمان کا ہو چکا ہے اب ظہور
ہیں بہت جلد آنے والے دین کے پہیلانیکے دن
یہ شرارت سب ڈھنکی رہ جائیگی جب وہ خدا
ہوش میں لائیگا تم کو ہوش میں لانیکے دن
طوطے اڑ جائینگے ہاتہوں کے تمہارے غافلو
اوس خدائے عزوجل کے [illegible] کہا لانیکے دن
اک جہاں مانیگا امر [illegible]
اب ہیں تہوڑے [illegible] اس دین کے جہٹلانیکے دن
[illegible] سب عیش یار و اور فکر دیں کرو
آجکل ہرگز نہیں ہیں پاؤں پہیلانیکے دن
کچھہ صلاحیت جو رکہتے ہو تو حق کو مان لو
یاد رکہو دوستو یہ پہر نہیں آنے کے دن
کبر و نخوت سے خدارا باز آؤ تم کہ اب
چلدکانے والے ہیں وہ آگ برسانیکے دن
امت مرحوم میں ہونے سے تو خوش ہے عزیز
پر میں سچ کہتا ہوں ہیں یہ خون دل کہانیکے دن
جسکے لئے یہ نام ملا تہا نہیں باقی وہ کام
اب تو اپنے حال پر ہیں خود ہی شرمانیکے دن
لوگوں کو غفلت کی تو ترغیب دیتا ہے مگر
بہول جائیگا یہ سب کچھہ اوس سزا پانیکے دن
کس لئے خوش ہے یہ تجکو بات ہاتہہ آئی ہے کیا
یہ نہ خوش ہونیکے دن ہیں بلکہ بہر آنیکے دن
مہدی آخر زمان کا کسطرح ہوگا ظہور
جب نہ آئینگے کبہی اس دین کے اوٹہہ جانیکے دن
بات یہ وہم و گمان میں تیرے گر کچھہ بھی ٹہیک
آچکے تب تو مسیح وقت کے آنے کے دن
کچھہ بہی گر تو عقل و خرد سے کام لیتا تو یہہ
دین میں ہیں جو بل پڑے ہیں انکے سلجہانیکے دن
تو تو ہنستا ہے مگر روتا ہوں میں اس فکر میں
وہ ہیں اس دنیا سے اکدنیا کے اٹھ جانیکے دن
جلد کر توبہ کہ پچہتانا ہی پہر ہوگا فضول
ہاتہہ سے جاتے رہینگے جبکہ پچہتانیکے دن
اک قیامت کا سماں ہوگا کہ جب آئینگے وہ
مال کی ویرانی کے اور جان کے جانیکے دن
گوکہ اس دن پہیل جائیگی تباہی چار سو
جبکہ پہر آئینگے یارو زلزلہ آنیکے دن
پہر بہی مژدہ ہے انہیں جو دین کے غمخوار ہیں
کیونکہ وہ دن ہیں یقیناً دین کے پہیلانیکے دن
یا مسیح الخلق عدوانا پکار اٹھینگے لوگ
خود ہی منوالیگا سب سے یار منوانیکے دن
ہے دعا محمود کی تجہہ سے مرے پیارے خدا
ہو محافظ تو ہمارا خون دل کہانیکے دن

امرتسر کے ڈاکخانہ میں یوروپین پوسٹماسٹر ہونا چاہئے

میں گذشتہ اشاعت میں بتا چکا ہوں کہ بابو متہرا داس صاحب کو امرتسر کے ہیڈ آفس سے تبدیل کرنا ضروری ہے اگرچہ میں نے افسران بالا دست کی غور کے لئے ضروری امور پیش کئے ہیں اور وہی کافی تہے لیکن جب تک اس معاملہ کا کلی فیصلہ نہ ہونے میں اپنا فرض سمجہتا ہوں کہ اس معاملہ پر سلسلہ مضامین کا بند نہ کیا جائے۔ اور اگر صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن اس امر کو پوسٹماسٹر جنرل تک نہ پہونچائینگے تو مجہے غالباً اسپر زیادہ زور دینا پڑے گا۔ چونکہ مسٹر رچرڈسن نئے نئے سپرنٹنڈنٹ آئے ہیں اور کچھہ تعجب نہیں کہ بابو متہرا داس صاحب انسے عرض معروض کرکے اس معاملہ کو دبانے کی سعی کریں۔ مگر میں مسٹر رچرڈسن کی انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی کو ایسا نہیں سمجہتا کہ وہ اس کو دبائیں بلکہ وہ امر حق کی تفتیش کرینگے۔ اور ایسا نتیجہ ظاہر کرینگے۔ جو ہر طرح سے قابل اطمینان ہو۔ بابو متہرا داس کی انتظامی قابلیت کے متعلق شاید اس امر کا ظاہر کرنا بے سود نہ ہوگا۔ کہ معمولی دفتر کی صفائی کے متعلق آپ کا یہہ حال ہے کہ خاکروب اسوقت آکر خاک اڑاتا ہے جبکہ دفتر کا وقت ہو حالانکہ یہ صفائی ایسے وقت ہو جانی چاہئے جب کہ دفتر میں کام نہ ہو رہا ہو مگر یہہ اصلاح تو تب ہو جب کوئی نگرانی کرے۔ بابو صاحب شاید اپنی بد رنگ عینک کے لئے اسے مفید سمجہتے ہوں گرد و غبار اڑاکر تنفس کے ذریعہ کلرکوں کے پہیپہڑوں میں مرض تنفس پیدا کرے اور لوگوں کو ناخوش کرے۔ کپڑے تباہ کرے۔ اور بابو صاحب اصلاح پر پہلی کا تماشا دیکہا۔ پہر تو چہوٹی چہوٹی باتیں ہیں جو معمولی آدمی بہی نظر انداز نہیں ہونے دیتا۔ مجہے یہ بہی معلوم ہوا ہے کہ بابو صاحب کو ضعف نظر کی بہی غالباً شکایت ہے (خدا کرے یہ ایسا نہو) اگر یہ سچ ہے تو پہر تو اور بہی مشکلات کا سامنا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ آپ خدا کے فضل سے تعصب کے ہی پتلے ہیں میں نے ایک مسلمان امیدوار کا حشر بتایا تہا کہ وہ امیدوار ہوکر کام سیکہنے گیا آپنے اسے پنکہا کشی پر لگا دیا۔ اور یوں اسکے منحوس وجود سے آپنے رہائی پائی۔

ہندو کلرکوں کے ساتہہ آپ کی شفقت اور مہربانی کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلرک رخصت کی درخواست کرے خواہ اسکا کوئی عزیز بچہ ہی فوت ہو جاوے تو اسے بمشکل ایک دن کی رخصت ملے لیکن ہندو کلرک ہو تو دس دن کی ہی مل جاتی ہے۔ اب ایک اور ہندو کلرک کو دس دن کی رخصت بدون کسی قائمقام آدمی کے دیدی گئی ہے اور پوسٹماسٹر صاحب نے خود ہی کام کرنیکا ذمہ لیا ہے۔ اگر امرتسر کے ڈاکخانہ میں ایسا ہی کم کام ہے کہ بدون قائمقام کے کلرک رخصت لے سکتے ہیں تو پہر کیوں عملہ کو کم نہ کیا جاوے اور پوسٹماسٹر صاحب خود ذمہ لیتے ہیں تو شاید کام ان کے پاس ہی کم ہو۔

میں اس مضمون پر اگلی اشاعت میں کہول کر لکہونگا۔ اور ان کے تعصب کے کارنامے افسران بالا دست کے سامنے رکہدونگا۔ شاید اسکے جواب میں وہ یہ کہیں کہ میں ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے اسلئے نہیں دیکہہ سکتا کہ میں **کانا** نہیں ہوں تو بےشک میرے پاس اسکا جواب نہیں اور میں صلاح نہیں دیتا کہ وہ اپنی آنکہہ پہوڑلیں۔ بلکہ میں تو انہیں ضعف بصر کیلئے پہلے ہی سرمہ نور العین کے استعمال کی رائے دونگا تاکہ تمام امور پر وہ پوری توجہ کرسکیں۔ (باقی آیندہ)

وہی بابو کالو رام انسپکٹر

بابو کالو رام انسپکٹر کے شرمناک واقعہ کے اظہار کے بعد میں

منتظر ہوں کہ حکام بالا اسپر کیا نوٹس لیتے ہیں میں نے پی۔ ایم۔ جی۔ اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو اپنی چٹہیوں کی ساتہہ اخبار بہیجدیا ہے۔ اور مجہے امید ہے کہ وہ اس معاملہ کو روز روشن میں لائینگے میرے پاس ایک خطرناک شکایتوں کا طومار کالو رام انسپکٹر کے متعلق پہونچا ہے جسکو اگلی اشاعت میں درج کرونگا فی الحال بابو کالو رام صاحب سے ایک سوال پوچہنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سوال کے جواب سے ایک عجیب معما حل ہونیوالا ہے۔

سوال۔ کیا بابو کالو رام صاحب بتا سکتے ہیں کیا انہوں نے رتن سنگہ چٹہی رسان انبالہ کو کبہی اور سیر نہانے کا وعدہ کیا ہوا اور ایفاء وعدہ کی شرط کیا تہی؟

کیا موضع جمیارہی میں دہوبیوں کی کسی لڑکی کے متعلق کوئی معاملہ ایسا پیش آیا جس میں پولیس تک نوبت پہونچی۔ اس معاملہ بانفد میں

[illegible]

مسلمانوں کا قدیم علمی لٹریچر

اخلاق حسنہ کا فقدان قومی تنزل کا لازمی نتیجہ ہے مسلمانوں نے حکومت کھوئی عزت برباد کی - اور تمول کو خیرباد کہا - اسمین شک نہیں کہ یہ بڑی نعمتیں تہیں جو ہماری نااہلیت اور غفلت پر قربان ہوگئیں - مگر یہانتک بہی کچہ زیادہ افسوس کا مقام نہ تہا - حکومت کس قوم کے پاس ہمیشہ رہی ہے جو ہمارے پاس رہتی - بارہ سو برس کی پولیٹکل کمائی ہمارے لئے کچہ کم نہیں ہے - لیکن افسوس تو اسپر ہے کہ علم اور علم کے ساتہہ غیرت - حمیت اور علمی ذوق و شوق کی وہ معنوی دولت بہی ہم نے ضائع کردی جس پر تیرہ سو برس سے مسلمان تنہا قابض تہے - اس سے بہی بڑہکر بیغیرتی اور غفلت کا کوئی نمونہ ہو سکتا ہے - کہ اسلاف کی مدت العمر کی علمی کمائی اغیار کے دست تصرف میں ہے - اور ہم خالی ہاتہہ ان کا منہ تک رہے ہیں ؟ عربی کی وہ نادر الوجود کتابیں جن پر اسلام کو فخر و ناز ہے مستشرقین فرانس کی اکاڈیمی - اور برٹش میوزیم میں ہماری غفلت پر رو رہی ہیں - اور ہم بدقسمت ان کے قابل عزت نامون سے بہی بیخبر ہیں - اورینٹل کانفرنس کا قصہ کس کو سنائیں جرمنی اور فرانس کے مستشرقین کی جانفشانیوں کے فسانے کس کے آگے دہرائیں - کون ہے جو اسلاف کے کارنامون کی یاد کو اپنے دماغوں میں جگہ دیتا ہے ؟ اور کون ہے جو اسلامی لٹریچر کی عدیم النظیر خصوصیات کا دلدادہ ہے ؟ تاریخ ادب اور فلسفہ و طبعیات کی وہ کتابیں جو بقول "موسیو سیدیو" کے اسلام کے عدیم المثال تمدنی اثر کی حیرت انگیز یادگارین ہیں" کن کی کوششوں کی بدولت ہم تک پہنچی ہیں اطلبوا العلم کے مخاطبین کی کوشش سے یا الجہال اتہ ام التقوی کے حاملین کی محنت سے آہ ! مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت کو کیونکر جگائیں ؟ کہ زمانہ کے انقلاب سے اب آخر الذکر صورت کو تسلیم نہ کرنا محسوسات کا انکار کرنا ہے یورپ نے اسلامی لٹریچر کی جو خدمتیں کی ہیں انکی تفصیلی سرگذشت کیلئے مستقل آرٹیکل کا انتظار کرو - اگر صرف جرمن کی علم پرستی کا ایک منظر دیکہنا چاہتے ہو تو آؤ ! احمد زکی بک کی زبان سن لو !

"جرمنی کے مستشرقین کو یورپ بہر مین یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسلامی لٹریچر کی جیسی خدمت انہوں نے کی ہے اسکی نظیر یورپ نہیں پیش کر سکتا - اگر سوال کیا جائے کہ علوم عربیہ کا بیسوین صدی میں حقیقی محسن کون ہے - تو جواب میں یہی آواز آئے گی کہ جرمنی اور جرمنی کے علم پرست علماء اسلام کا اصلی عنصر قرآن مجید ہے - اور اسلام کا اصلی خادم وہی ہے جو اس مقدس کتاب کی خدمت انجام دے - تمغہ توحید پر فخر کرنیوالے ابہی خواب غفلت سے چونکے بہی نہیں تہے کہ الوہیت مسیح کا دم بہرنے والے جرمنی مستشرقین نے سب سے پہلے ۱۶۹۴ء میں لیبرگ سے قرآن مجید کا پہلا ایڈیشن شائع کیا - پہر ۱۸۳۴ء میں ۱۸۵۲ء تک پانچ مرتبہ اور نوٹس کے ساتہہ اسکے ایڈیشن جرمنی سے شائع ہوئے آخری ایڈیشن علامہ فلوگل کی کوششوں اور جانفشانی کا نتیجہ ہے جسکے ساتہہ منظر انڈکس نجوم الفرقان شامل ہے -

قرآن مجید کے بعد اسلامی لٹریچر مین علوم القرآن کا درجہ ہے اور علوم القرآن کی روح و روان علم التفسیر ہے - سب سے پہلے جرمنی علماء نے تفسیر بیضاوی کو مختلف تفسیرون میں سے انتخاب کیا - نو برس اسکی تصحیح اور انڈیکس کی ترتیب میں صرف کئے - اور ۱۸۴۸ء میں معہ مطول فہرست کے لیپزگ سے چہپکر شائع ہوئی - بیضاوی کی یہ فہرست ایک عدیم النظیر انڈکس ہے جس میں اصطلاحات اسماء الرجال اسماء النساء - اسمائے الکنہ - اور احادیث کی الگ الگ باب ہیں - اور پوری تفسیر کا مکمل خلاصہ ہے -

علوم القرآن کے بعد تیسرے درجہ پر علوم الحدیث ہیں اور حدیث میں اصح الکتب جامع صحیح بخاری ہے - اسکی اشاعت کا شرف بہی جرمنی کے علما نے حاصل کیا سب سے پہلی ۱۸۶۳ء میں اس مقدس صحیفہ کا پہلا ایڈیشن جرمنی سے چہپکر دنیا تک پہونچا جسکے ساتہہ مطول انڈکس - دیباچہ اور مصنف کی لائیف جو مطبوعات یورپ کی خصوصیات مین مستشرقین جرمنی کے علمی جانفشانی کا ثبوت دے رہے ہیں سلہ

یہ حال تو مذہبی لٹریچر کا ہے جرمنی کے علماء نے مسلمانوں کے علمی ذخیرہ کے ساتہہ جو سلوک کیا ہے اب اسکی بہی مختصر سرگذشت سن لو - ایک ہزار برس کے مسلسل محنت اور جانفشانی سے مسلمانوں نے جو علمی ذخیرہ مہیا کیا تہا یقیناً برباد ہو جاتا - اگر یورپ اور بالخصوص جرمنی کے علماء اسکی حفاظت پر آمادہ نہو جاتے - بغداد کا تمام ذخیرہ المقتدر باللہ کے نحوس زمانہ مین منتشر ہو گیا پہر تاتاری دیوؤں کے حملے نے بیت الحکمۃ کا خزانہ برباد کر دیا - اندلس کا علمی ذخیرہ بہی اسی طرح وحشی یورپ کی دستبرد سے نہ بچ سکا لیکن موجودہ یورپ کی علم پرستی نے ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر ایک ایسا عظیم الشان ذخیرہ کتب جمع کر دیا ہے جسکی ان بربادیوں کے بعد دنیا کو توقع نہیں ہو سکتی تہی - تاریخ - ادب - فلسفہ طبعیات - ریاضی کی وہ بیبہا کتابیں - جن کے الگ کر دینے کے بعد اسلام کا علمی کچکول ہی خالی ہو جاتا ہے - صرف یورپ اور بالخصوص جرمنی کی کوششوں سے آج دنیا میں مسلمانوں کے کارنامون کی شہادت دے رہے ہیں - علوم کی کسی عربی کتاب کا نام لو - اور خاموشی کے ساتہہ انتظار کرو کہ جیب کس نقطہ کا نام لیتا ہے ؟ یہی آواز کانوں میں آئیگی کہ یورپ نے ڈہونڈہ کر شائع کی - جرمنی نے تلاش کر کے دنیا تک پہنچائی " جرمنی کی اورینٹل اکاڈیمی اور عام مستشرقین اسوقت تک جسقدر عربی کتابیں شائع کر چکے ہیں انکی مختصر فہرست بہی اس لیڈر میں نہیں سما سکتی -

تاریخ میں الآثار الباقیہ للبیرونی - تاریخ کبیر طبری - الطوال دینوری یعقوبی تاریخ مکہ فاکہی فتوح البلدان بلاذری - التنبیہ و الاشراف مسعودی وہ کتابیں ہیں - جنکا ضائع ہونا اسلامی تاریخ کی بڑی کمی تہی مگر جرمن علماء کی کوششوں کی بدولت آج ہمارے سامنے موجود ہیں -

جغرافیہ میں احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مقدسی الجبال و الامکنہ والمیاہ زمخشری - مراصد الاطلاع - مسالک الممالک اصطخری معجم البلدان حموی الادریسی وہ کتابیں ہیں جو مسلمانوں کی جغرافیہ دانی کا دنیا کو ثبوت دیتی ہیں کس کی کوشش سے شائع ہوئیں ؟ جرمنی کی کوشش سے - افسوس کہ ہم نے ان کو ضائع کر دیا تہا -

سفرنامون میں رحلۃ ابن جبیر - ابن الحائک - عجایب الہند المکتبۃ الصقلیہ - ابن بطوطہ وہ سفرنامے ہیں جو اس امر کا زندہ ثبوت ہیں کہ گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں نے کس طرح دنیا کے مختلف حصوں کی سیاحت کی - اور کس طرح علمی ذوق و شوق نے انکو ان مقامون تک پہنچایا جہاں انسان کی رسائی انیسوین صدی کی خصوصیات میں تسلیم کی جاتی ہے -

اسی طرح ادب میں اخبار العصر - قصیدہ ابن عبدون - الاضداد - اسرار العربیہ - کتاب الاضداد - شرح مفصل - الاغانی دیوان صریع الغوانی - دیوان علقمہ - النحل - طبقات الشعراء - المفضلیات اور اسی قسم کی بیسیون کتابیں ہیں جو صرف جرمنی علماء کی کوششوں کی بدولت بربادی سے محفوظ رہگئیں - علمائے جرمنی کی کوششوں سے اسوقت تک تقریباً ستر کتابیں عربی کی شائع ہو چکی ہیں سلہ

یورپ کے بعد اگر کسی دوسرے ملک نے عربی لٹریچر کی خدمت کی ہے تو وہ شام کا مشہور شہر بیروت ہے - بیروت کے رومن کیتہولک عیسائیوں کو عربی زبان اور عربی لٹریچر سے عجیب ذوق اور دلچسپی ہے - شعرائے جاہلیت اور مسیحی مصنفین کی کتابیں زیادہ تر بیروت ہی کے مسیحی علماء نے شائع کی ہیں جن میں لطافت طبع انڈکس - دیباچہ وغیرہ مطبوعات یورپ کی متعدد خصوصیات ایک حد تک جمع کی گئی ہیں - غرضکہ عربی لٹریچر کی اگر خدمت کی ہے تو مسیحی دنیا نے - نعرۂ توحید کے بلند کرنے والے غفلت کی میٹہی نیند سو رہے ہیں -

مصر - بیروت کے بعد جو کچہ ہے اور تفسیر ابن... اور عقائد نسفی کے ساتہہ فتوح البلدان اور دلائل الاعجاز بہی سرہان کبیر کے ساتہہ میں چہپنے لگی ہیں - یورپ کی کوششوں سے ہم بیخبر ہیں لیکن مصر و شام کو تو دار الطبع ہونے کی حیثیت سے اچہی طرح پہچانتے ہیں - آہ ! آتی کی - بار دولت روشناس نہیں - مگر "فتاوائے ہندیہ" کے ٹائٹیل پیج نے تو مصر سے روشناس کر دیا ہے پہر مصر و شام ہی کی علمی خدمات سے فایدہ اٹہاتے - مگر افسوس کہ علماء ... مصر کے جدید علمی ذخیرہ سے بہی غافل ہیں - فقہ و عقائد کی معدودے چند کتابیں ہیں جن پر علماء کی قوت بصارت صرف ہوتی ہے شب و روز بے نتیجہ قیل و قال اور کفر و تکفیر کا شغل رہتا ہے اور اسی مذاق کو وراثت انبیاء کے استحقاق کی کافی ضمانت سمجہتے ہیں - یہ ایک ضروری سوال ہے کہ علماء میں باریک بینی - دقیقہ سنجی - اور صحیح تحقیقی مذاق کیون نہیں پیدا ہوتا - ؟ اسکے جواب میں یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ مغربی مذاق سے بیخبری تصنیف و تالیف کی منزل سے ہمیشہ دور رکہتی ہے - مگر ایک بڑی وجہ علمی تصنیفات سے ناواقفیت بہی ہے جو اسلاف کی دقیقہ سنجی - وسعت نظر اور علمی مذاق کا ذخیرہ ہیں - مختصر المعانی اور مطول کی ورق گردانی کیونکر علم بلاغت کا صحیح مذاق پیدا کرے - جبکہ اسرار البلاغت اور دلائل الاعجاز سے ہمارے علماء کی آنکہیں ناآشنا ہیں - علماء کی تنگ خیالی بہت جلد دور ہو جائے - اگر مغربی لٹریچر نہ سہی صرف قدماء کی اون تصنیفات ہی کا مطالعہ کریں - جو خوش قسمتی سے مصر میں چہپ کر شائع ہو چکی ہیں مگر غفلت اور بیخبری کا تسلط یہانتک بڑہا ہوا ہے کہ ہمارے علماء کو اُن کتابوں کے نام بہی نہیں معلوم ..... "درس نظامیہ" کی کڑی منزلوں کو طے کر لینا علمی ترقی کی انتہائی منزل ہے جس کو علماء مدت ہوئی طے کر چکے ہیں -

باریک بینی - دقیقہ سنجی اور صحیح علمی مذاق اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب تہوڑے سے مغربی مذاق کے ساتہہ بہت زیادہ عربی کا صحیح مذاق ہو - ہندوستان میں اسوقت تک علمی تصنیفات پر وہی جماعت قابض ہے جو مغربی مذاق سے آشنا اور قدیم تعلیم یافتہ ہے - ہندوستان میں عربی مذاق کا چراغ چراغ سحری کی منزل طے کر چکا ہے - مگر پہر بہی ان اشخاص کی کمی نہیں ہے جو قدیم تعلیم پر اپنی زندگی قربان کر رہے ہیں پس اگر یہ جماعت یورپ اور مصر و شام کے مطبوعہ لٹریچر کا مطالعہ کرے - اور اسلاف کے فراہم کئے ہوئے علمی ذخیرہ سے فایدہ اٹہائے تو آج عمدہ مضامین کا جو کال نظر آرہا ہے وہ بہت کچہ دور ہو جائے - لیکن افسوس کہ اس ذخیرہ کے حاصل کرنے کا ہندوستان میں نہ کوئی عمدہ ذریعہ ہے اور نہ قدیم تعلیم یافتہ جماعت کو ذوق ہے ممکن ہے کہ اول الذکر نقص کا علاج اس جماعت میں ذوق و شوق پیدا کر دے اور جو مردنی عام طور پر چہائی ہوئی ہے وہ رفتہ رفتہ دور ہو جائے -

ہم نے اسی خیال سے عربی کے مطبوعہ ذخیرہ کی ایک ایجنسی قایم کی ہے جسکا پہلا اعلان آیندہ نمبر کے ساتہہ شائع ہوگا - پبلک ابہی ہمارے اصلی منصوبوں (جن کو ارادے کی جگہ اسوقت تک منصوبہ ہی کہا جائے - جب تک دائرہ علمی میں قدم نہ رکہیں) ناواقف ہے - اور ہم اسوقت تک واقف بہی نہیں کرنا چاہتے - جب تک اسباب ہمارے ارادون سے موافقت نکرین عربی لٹریچر کی اشاعت اور ترقی بہی ہمارا ایک قدیم ارادہ تہا - جو ایک مدت کے بعد آج پورا ہوا ہے - بالفعل ہم نے اس ارادہ کو مطبوعات مصر و شام تک محدود رکہا ہے اگر قوم کی بد مذاقی نے مایوس نہیں کر دیا تو مطبوعات یورپ کی اشاعت بہی اس ایجنسی کا ایک اہم مقصد قرار دیا جائیگا - اس ایجنسی کے تفصیلی مقاصد اور خصوصیات اعلان کے ساتہہ درج کی جائینگی - والسعی منی والاتمام من اللہ تعالے - (از وکیل)

سلہ اندنیائی بارین (پیرس) ! و ایامی الثلثۃ فی ادروبا - احمد زکی بک صفحہ ۲۵۶ - اور درس العربیہ فی اوروبا فی القرن التاسع عشر کا صفحہ ۱۲ -

تجارت العرب قبل الاسلام

بقیہ گذشتہ

یونانیوں کے ہاتھ عرب قسم قسم کے مصالحہ خوشبودار اشیاء ملبوسات جواہرات وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے جنکو وہ لوگ ہندوستان چین اور اپنے ملک سے لاتے تھے۔ مورخ ہیرودوتس لکھتا ہے کہ صبر اور لوبان کی تجارت یونانیوں سے صرف عرب ہی کرتے تھے اور یہ اشیاء ان کو عربوں کے سوا کسی اور سے نہیں ملتے تھے[2]

استرابو نے بھی یونانیوں اور عربوں کے تجارتی تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ اور ان تمام اشیاء کو جو یونان میں تجارت عرب کیا کرتے تھے عربستان کی پیداوار بتلاتا ہے۔

عربستان کی تجارت گاہیں [1] عربستان کے کئی شہر تجارت کی منڈیاں تھے جہاں اقصائے عالم سے مال و اسباب آیا جایا کرتا تھا

ملک یمن عرب میں یمن کی تجارت نہایت قدیم سے ہے نیز یہاں کے سوداگر جیسے اعلیٰ درجے کی اشیاء فروخت کرتے ویسے اقصائے عالم کے تمام سوداگروں سے بھی میسر نہیں آتے تھے۔

عدن ۔ عدن یمن کا مشہور تجارت گاہ ہے ڈاکٹر گستاولی بان ادریس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ عدن میں سندھ ہندوستان چین سے طرح طرح کے بیش قیمت اسباب آیا کرتے تھے جوہر دار تلواروں کے پھل۔ چرم دباغت زدہ مشک زین فلفل سیاہ ناریل پوست الائچی دارچینی گلنگہ جوتری ہڑ بہڑ آبنوس سنگ پشت کی ہڈی کافور جائے فل لونگ کباب چینی انواع و اقسام کے بناتات کے ریشوں کا بنا ہوا کپڑا اعلیٰ درجے کا مخمل رنگا رنگ مختلف اقسام کے گیاہ مستری"

حیرہ ۔ یہ شہر بحرین میں تھا اور بہت بڑی تجارت گاہ تھا۔ یہاں ایران ۔ شیراز ۔ سندھ ہندوستان ۔ افریقہ سے سامان آیا جایا کرتا تھا۔

مخا ۔ یہ شہر قہوہ کی مشہور تجارتی منڈی تھا اور یہاں سے اقصائے عالم میں قہوہ جایا کرتا تھا۔

(۱) لیسری کنشین ڈس عربس
(۲) تاریخ ہیرودوتس کا فرنچ ترجمہ صفحہ ۲۰۰
(۳) لیسری لیشن عربس
(۴) دوم سفر الایام باب ۹ ۔ آیۃ
(۱) دیکھئے لیسری لیشن دس عربس ۔ صفحہ ۱۲ اور صناجۃ الطرب صفحہ ۱۲ ۔

صنعا ۔ یہ شہر عرب کے مشہور بلاد سے ہے قدیم زمانہ میں شاہان یمن کا بیت السلطنت ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تجارت گاہ تھا

احسا ۔ شہر میں خرموں کی تجارت ہوتی تھی

قطیف وکاظمہ ۔ ان دونوں شہروں میں موتی کی تجارت ہوتی ہے

ظفار ۔ یہ شہر بھی مشہور تجارتی مقام ہے اہل یمن یہاں سے ہندوستان سے تجارت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے اس علاقہ میں ہندوستان کے اکثر درخت مثل ناریل پان وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

ملک حجاز ۔ حجاز میں دو شہر تجارت کے لئے مشہور تھے ۔ مکہ ۔ جدہ

مکہ ۔ شہر مکہ حجاز میں بہت بڑی تجارت گاہ تھا جہاں قریش کے بڑے بڑے تجار رہتے تھے اور نیز یمن ۔ شام ۔ عراق ۔ مصر ۔ وغیرہ ممالک سے تجارتی کارواں آیا جایا کرتے تھے

جدہ ۔ اس شہر سے اہل حجاز بحری تجارت کیا کرتے تھے اور یہیں سے ان لوگوں کی تجارت حبشہ مصر ۔ صور ۔ افریقہ وغیرہ ممالک سے ہوتی تھی

خیبر ۔ میں خرموں کی تجارت ہوا کرتی تھی[8] یہاں خرمے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ اُن کی کثرت ضرب المثل ہو گئی تھی ۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فانک واستبضاعک الشعر نحونا
کمستبضع تمراً الی ارض خیبرا

عراق عرب ۔ عراق عرب کے بھی کئی ایک شہر بڑے بڑے تجارت گاہ تھے ۔ حیرہ ۔ ابلہ وغیرہ ۔

حیرۃ [1] ۔ عراق میں تجارت کے لئے یہ شہر سب سے زیادہ مشہور مقام تھا ۔ یہاں ہندوستان چین ایران وغیرہ ممالک کے مال و اسباب آیا کرتے تھے

(۲) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۱
(۳) " " " ۱۲
(۴) " " " ۱۲
(۵) یہ شہر حضرموت بحر ہند پر واقع ہے
(۶) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۲ دیکھئے ۔
(۷) خیبر نہایت قدیم شہر ہے اس کو عمالقہ نے آباد کیا تھا ۔ ایام وسطیٰ میں یہاں یہودی بستی تھی
(۸) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۰ ۔
(۱) حیرہ سواد عراق کے کنارے آباد جسکو بخت نصر نے جو یمن میں عمالقہ کے بعد بادشاہ ہوا ہے بخت نصر کے زمانہ میں آباد کیا تھا ۔ نعمان بن منذر کی اولاد سے جتنے بادشاہ لخمیین گزرے ہیں

ابلہ [3] ۔ یہ شہر فرات اور دجلہ میں چلنے والے جہازوں کا لنگرگاہ تھا ۔ یہاں بھی سندھ ۔ ہندوستان شیراز سے مال و اسباب آیا کرتا تھا[4]

مداین ۔ یہ شہر خاص کر ایرانی اشیاء کی تجارت کے لئے نہایت مشہور ہے۔

ارض شام ۔ زمانہ قدیم میں شام کی تجارت گاہ تدمور بعلبک دمشق وغیرہ تھے

تدمور[5] و بعلبک [6] ۔ یہ دونوں شہر شام کے نہایت مشہور تجارت گاہ ہیں ۔ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا

ڈاکٹر لی بان لکھتا ہے کہ ۔ خالدیں کا ہندوستان سے خشکی کی راہ نیز خلیج فارس کیطرف سے تجارتی تعلق تھا یہ لوگ وہاں سے جو مال و اسباب لاتے تھے شام میں بھیجا کرتے تھے اور یہ کارواں قدیم بعلبک تدمور نیز روما کے تجارت گاہوں میں آیا کرتا تھا[2]

تدمور کو حضرت سلیمان نے اس غرض سے تعمیر کیا تھا کہ وہ تجارت گاہ کا کام دے ۔ جہاں آرام ۔ فرات کے سوداگر مصری تاجروں کے ساتھ اپنے تجارتی مال و اسباب بدلا کریں ۔ رومیوں کے زمانہ میں ہندوستان کی پیداوار بھی اسی شہر سے روم میں جایا کرتی تھی[3]

عربستان کے بازار ۔ عرب میں کئی ایک بازار بھی تھے ۔ ان میں اگرچیکہ باہمی تفاخر و شعر خوانی وغیرہ کا بھی بازار گرم رہا کرتا تھا ۔ لیکن ان کے کھولنے کی اصلی غرض سلسلہ خرید و فروخت تھی ۔

انکا پائے تخت رہا ہے یہاں کے بادشاہ اردشیر بابکان کے وقت سے دولت عجم کے ماتحت ہو گئے تھے
(۲) دیکھئے سید علی صاحب بلگرامی کا مضمون ۔ عربوں کی تجارت پر ۔
(۳) ابلہ دریائے فرات اور دجلہ کے مقام اتصال پر واقع تھا ۔
(۴) دیکھئے سید علی صاحب کا عربوں کی تجارت
(۵) تدمور عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں کھجور یونانی اس شہر کو پالمیرا کہتے یونانیوں نے گویا تدمور کا ترجمہ کر دیا ہے کیونکہ پالمیرا کے معنے مدینۃ النخل ہیں ۔ تدمور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے ملکہ زنوبیا کے عہد تک یعنے تیسری صدی عیسوی تک آباد تھا پھر ویران ہو گیا ہے
(۶) بعلبک اسکا قدیم نام بعلت ہے یونانی اسکو ہیلیو پولس کہتے ہیں یہ شہر ویران ہو گیا ہے لیکن اسکے آثار موجود ہیں ۔ ۱۲
(۱) دوم کتاب ایام باب ہشتم ۴ ۔ ۶

سوق دومۃ الجندل [1] ۔ ہونگے کہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو دومۃ الجندل ہو رہی ہے

سوق ہجر ۔ یہ بازار ارض حمیر ہے سو کو کھولا جاتا تھا

سوق عمان ۔ یہ بازار جمادی الاول کے آخر ایام میں ارض حمیر میں کھولا جاتا تھا

سوق مشقر [4] ۔ یہ بازار قلعہ مشقر میں جمادی الثانی کو ہوتا تھا

سوق صحار ۔ صحار[5] میں رجب کو کھولا جاتا اور ۱۵ یوم تک رہتا تھا ۔

سوق عدن ۔ یہ بازار اوائل رمضان میں کھلتا تھا

سوق صنعا ۔ یہ بازار اواخر رمضان میں ہوتا تھا

سوق حضرموت ۔ یہ بازار ذیقعدہ میں لگتا تھا یعقوبی نے اسکا نام الرابیۃ لکھا ہے[6]

سوق حباشہ ۔ یہ بازار دیار بارق[7] میں دو مرتبہ ایک موسم حج میں دوسرا رجب میں ہوتا تھا ۔

سوق عکاظ ۔ یہ بازار عرب کے تمام بازاروں سے بڑا اور مشہور تھا ۔ اس کا افتتاح طائف میں ذیقعدہ[8] کی پہلی تاریخ سے ہوتا تھا ۔ اور کامل ایک ماہ بیس روز تک کھلا رہتا تھا جس میں عرب کے تمام قبیلے جمع ہوا کرتے تھے علاوہ اس کے ہفتہ میں ایک دفعہ یکشنبہ کے روز بھی کھلتا تھا ۔ جس میں قریب قریب کے لوگ آتے جاتے تھے ۔ عکاظ میں سوداگروں سے ایک قسم کا ٹکس بھی لیا جاتا تھا جسکو عرب مکس کہتے تھے

علاوہ ان بازاروں کے اور دو بازار ہیں ایک سوق مجنۃ دوسرا سوق الشحر[1] ان کی تاریخ افتتاح وغیرہ معلوم نہیں لیکن بلوغ الارب سے اتنا معلوم ہوتا ہے پہلا بازار قصبہ مجنۃ میں جو مکہ کے قریب سے لگتا تھا ۔ اور سوق الشحر کے دو مقام تھے ایک شحر جو بحرین میں ہے دوسرا حضرموت

(۱) لیسری لیشن دیس عربس
(۳) دیکھئے بلاہس بائبل ہسٹری کا باب نہم فصل چہارم فقرہ ۶
(۴) قلعہ مشقر ملک بحرین کا ایک مشہور قلعہ ہے
(۵) صحار یہ شہر عمان کا قصبہ ہے اور بحرین میں واقع ہے وتقویم البلدان مطبوعہ یورپ کا صفحہ ۹۹ دیکھئے ۔
(۶) تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۱۴ جلد اول
(۷) دیار بارق قنونا میں واقع ہے اور

کہ تجارت پیشہ قبائل - عربون کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تہا اس لئے کم و بیش تمام عرب تجارت پیشہ پائے جاتے تھے - لیکن خصوصیت کے ساتھ حجاز - یمن - عمان - بحرین کے باشندون کی تجارت بہت بڑہی ہوئی تھی[۳]

عرب بائدہ - ہم نہیں بتلا سکتے کہ عرب بائدہ کے کون کون اقوام تجارت پیشہ تھے - کیونکہ انکا زمانہ ہم سے نہایت دور ہو گیا ہے جس سے ان کا کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا - لیکن اس میں شک نہیں کہ عمالقہ - عاد - ثمود - حمیر وغیرہ جو عرب بائدہ کے مشہور متمدن - اقوام ہیں ضرور تجارت کرتے ہونگے

بنی قحطان - بنی قحطان (یہ لوگ تورات مین یقطان کہلاتے ہیں) جو عرب بائدہ کے بعد آکر نواحی یمن میں آباد ہوئے ان کے بیشتر قبائل تجارت و زراعت پیشہ تھے ان لوگوں کی تجارت نہایت وسیع تھی - اور ایسے اعلیٰ اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے - جو اقصائے عالم مین کمیاب ہوتی تہیں[۴۵]

بنی اسمعیل - بنی اسمعیل بھی تجارت پیشہ تھے - یہ لوگ مسیح سے سترہ سو سال قبل ایک ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار سے تبادلہ کرتے ہوئے پائے گئے ہیں - چنانچہ ایک قدیم روایت کے بموجب جس قافلے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سنگدل بھائیون سے خرید کر مصر مین فروخت کیا تھا وہ اسمعیلیون کا تھا جو جلعاد سے گرم مصالحے روغن بلسان لئے کر مصر جا رہا تھا[۱] بنی اسمعیل اپنی تجارت کی بدولت اس قدر مالدار تھے کہ ان کی دولت و حشمت ضرب المثل ہو گئی تھی[۲]

بنی ادوم - بنی ادوم بھی عرب کے مشہور سوداگر تھے - چنانچہ ان کا شہر دومۃ جس کو دومۃ الجندل بھی کہتے ہیں زمانہ قدیم سے شمال اور جنوب کے درمیان یعنی ایک طرف آرام - اور بابل دوسری طرف ہند اور مصر کے سلسلہ تجارت جاری رکھنے کے لئے شاہراہ کا کام دیتا رہا[۳]

افتونا مکہ سے یمن کی طرف ہے
(۵) طائف نامی مکہ سے ۷۰ میل پر ایک پر فضا قصبہ ہے
(۱) صناجۃ العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۹
(۲) بلوغ الارب فی احوال العرب مطبوعہ بغداد جلد اول صفحہ ۴۸۳ و ۴۸۶ -
(۳) بلوغ الارب جلد ثالث صفحہ ۴۰۵
(۱) سفر الایام باب ۹ آیتہ ۹ -

قبیلہ قریش - ایام وسطی مین تمام عرب مین اسمعیلیون کے قبیلہ قریش کی تجارت نہایت وسیع تھی - جس کی وجہ سے یہ قبیلہ تمام عرب میں نہایت دولتمند اور صاحب ثروت مانا جاتا تہا -

اس قبیلہ کا لقب قریش اس کے تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے - مورخ ابن خلدون قریش کی وجہ تسمیہ میں لکھتا ہے کہ قرش کے لغوی معنی کسب اور جمع کے ہیں چونکہ یہ لوگ تجارت اور کسب کیا کرتے تھے اس وجہ سے ان کا نام قریش ہوا[۵]

قریشیون کی تجارت کے مرکز - شام یمن - حبشہ - فارس - مصر وغیرہ ممالک تھے - قریش شام کو موسم گرما مین جایا کرتے تھے - کیونکہ گرمی کا زمانہ شام میں کس قدر آرام سے گزرتا تہا - اور وہان اس فصل مین آب و ہوا اچھی ہوتی تھی اور موسم سرما میں یمن کا سفر کرتے تھے - کیونکہ عرب کے بہ نسبت یمن کا ملک گرم ہے - اور اسی وجہ سے گرمیون مین وہان کا رہنا دشوار سمجھا جاتا تہا[۱]

مورخ ابن ہشام لکھتا ہے - کہ رسول کریم کے جد امجد ہاشم بن عبد المناف نے پہلے پہل یمن و شام کے سفر مقرر کئے تھے[۲] لیکن ابن خلدون اس قول کی تکذیب کرتا ہے - اُس کا بیان ہے - کہ وہ رسم عرب میں ابتدائے زمانہ آبادی سے چلی آتی ہے[۳]

قبیلہ قریش کے چند مشہور تجار چھٹی صدی مسیحی کے وسطی - ایام میں یا ظہور اسلام سے تہوڑا عرصہ پیشتر قبیلہ قریش کے بڑے بڑے تجار . . . ان کے نام یہ ہیں

ہاشم بن عبد المناف - ان کی تجارت کا مرکز ملک شام تہا

عبد الشمس - ان کی تجارت کا مرکز حبشہ تہا -

عبد المطلب - ان کی تجارت کا مرکز یمن تہا -

---

(۲) سفر تکوین باب ۳۷ - ایتہ -
(۳) سفر یشعیاہ علیہ السلام باب ۲۱ - ایتہ ۱۳
(۴) ملاحظہ کیجئے بلیکیس بائبل ہسٹری - باب چہارم فصل سوم فقرہ چہارم
(۵) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ -
(۱) صناجۃ الطرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۸
(۲) سیرۃ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ صفحہ
(۳) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ

نوفل - ان کی تجارت کا مرکز فارس تہا[۴]

قبول اسلام سے پیشتر قریش کا مشہور سپہ سالار ابو سفیان ملک شام میں اور مصر کا نامور فاتح عمرو بن عاص مصر کو بغرض تجارت جایا کرتے تھے[۵] حضرت رسول کریم صلعم کو بھی اسی تجارت کی بدولت بعثت سے پیشتر دو مرتبہ ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا ہے[۶]

حضرت ابوبکر صدیق بھی بچپن سے تجارت کا پیشہ کرتے تھے - آپ کی تجارت ایک طرف یمن اور دوسری طرف شام تک پہیلی ہوئی تھی[۱] حضرت عمر بن خطاب کا ذریعہ معاش بھی تجارت کا پیشہ تہا - اور آپ نے قبول اسلام سے پیشتر تجارت کی غرض سے دور دراز ممالک کے سفر بھی کئے تھے - مسعودی لکھتا ہے - کہ آپ نے جاہلیت کے زمانہ مین عراق اور شام کے ممالک کا سفر کیا - اور وہان کے عرب و عجم کے بادشاہون سے بھی ملے تھے[۲]

علاوہ ازین اور کئی ایک صحابہ کرام ایام جاہلیت و زمانہ اسلام مین تجارت پیشہ تھے - حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان ؓ بزازی کی دوکان کرتے تھے - سعد بن وقاص تیر بنا کر بیچا کرتے تھے - زبیر بن عوام لحم فروش تھے[۳]

وہ اشیا جنکی تجارت اہل عرب کیا کرتے تھے - عربون کی تجارت محض عرب کے پیداوار تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ ان اجناس کی بھی تجارت کیا کرتے تھے جو **افریقہ ہندوستان چین وغیرہ** ممالک میں پیدا ہوتے تھے - اور ان کی تجارت کے اکثر وہ اشیا ہوا کرتے تھے جو سامان عیش و عشرت سے متعلق ہیں - عاج - مصالحات - خوشبویات - عطریات - جواہرات سونا - لونڈی - غلام وغیرہ

عربوں کے تجارتی اشیا کی مفصل فہرست بیاں کرنا محالات سے ہے - تاہم جن اشیا

---

(۴) بلوغ الارب جلد ثالث مطبوعہ بغداد صفحہ
(۵) سید علی صاحب کا مضمون عربوں کی تجارت
(۶) سیرہ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۹ -
(۱) الصدیق صفحہ ۶ -
(۲) الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی جلد اول صفحہ
(۳) فلاح دارین مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب صفحہ

کا ذکر اکثر کتب تواریخ میں آیا ہے - وہ یہ ہیں دارچینی فلفل - ناریل - گوگل - عنبر - لونگ - جوزبویا الایچی - لوبان - کافور - عود - بید - ریشم ظروف چینی - عاج - اون صوف - بانس - تمر ہندی گھوڑے - گدہے - اونٹ اعلیٰ درجے کے قیمتی کپڑے اور پوشاکین معدنیات یعنی ٹین - سیسہ - سونا - چاندی - قہوہ - بخور مشک وغیرہ وغیرہ

تورات میں بھی عربون کے تجارتی اشیا کا ذکر آیا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں عرب کے مختلف اشیا کی تجارت کیا کرتے تھے - آدمیوں کے تجارتی اشیا گوہر شب چراغ قرمزی اور زرد وزی کتان موتی لعل تھے[۱]

بنو اسمعیل - روغن بلسان گرم مصالحے مُر بڑے بکرون مینڈہون کی تجارت کیا کرتے تھے[۲] -

یمن کے سوداگرون کے جو تجارتی اجناس تھے - وہ یہ ہیں - کمخواب[۴] - چوغے - ارغوانی - اور منقش پوشاکیں بوٹیدار نفیس کپڑے - اور خوشبودار مصالحے جواہرات - سونا - چاندی[۵] چندن کے درخت کی لکڑی[۶]

عربون کے وہ تجارتی اجناس جو خاص خاص ممالک کی پیداوار ہیں - عربوں کے تجارتی اجناس سے بعض ایسے تھے - کہ جنہیں وہ ہر ملک سے خرید کرتے تھے مثلاً جواہرات کپڑے وغیرہ - بعض اشیا کی پیداوار اور ساخت مختلف ممالک سے

---

(۱) صحیفہ حزقیل علیہ السلام ۲۷ باب ۱۹ - آیتہ
(۲) سفر تکوین ۳۷ - باب ۲۵ - آیتہ
(۳) صحیفہ حزقیل علیہ السلام ۲۷ باب - ۲۱ - آیتہ
(۴) اصل عبرانی زبان کی کتاب میں کمخواب کے لئے گلیمم ہے - جس کا مادہ گلم ہے اور جسکے معنی ہیں لپٹنا - چونکہ جمع کا صیغہ ہے - اس لئے اس کے معنی ہیں لپٹنے کی اشیا - سریانی زبان میں اس کا ترجمہ کلات ہے - اور یونانی نسخہ کے ترجمہ سپٹواجنٹ میں جسکو مسیح سے تین سو برس قبل یہودیوں کے ستر علماء اسکندریہ مین ترجمہ کیا تہا - اس کا ترجمہ ماخایسم کیا گیا ہے جس کے معنی کمخواب ہیں
(۵) صحیفہ حزقیل ۲۷ باب ۲۲ سے ۲۴ تک -
(۶) دوم کتاب تواریخ ۹ باب ۱۳ - آیتہ -
(۷) اول سفر الملوک ۱۰ باب - ۱۱ - آیتہ

غلام مولا

مخصوص ہیں

دار چینی - اس کو عربی میں قرفہ کہتے ہیں - فقط ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتی ہے - قدیم الایام میں بھی پیدا ہوتی تھی - مگر اب نہیں -

فلفل - اسکو مرچ کہتے ہیں - بلاد ہند بنگالہ دکن میں پیدا ہوتی ہے - ہند کے دیگر شہروں کے بہ نسبت ملیبار میں اس کی پیدائش بہت ہی زیادہ ہے - اسی وجہ سے عرب اسکی دار الفلفل کہتے ہیں[۱] مارکو پولو جو تیرہوین صدی مسیحی کا مشہور سیاح ہے - لکھتا ہے کہ چین میں بہت ہی بڑی گول سفید مرچ پیدا ہوتی ہے[۲]

ناریل صرف ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتا ہے - گوگل (مقل عربی - بوے جہودا فارسی) صرف جنوبی ہند میں پیدا ہوتا ہے اس کی خوشبو کو یہودی لوگ استعمال کرتے ہیں یہ رسم ان میں قدیم الایام سے ہے - اس کی وجہ سے ایرانی اس کو بوے جہوداں کہتے ہیں اہل عرب اسکو یہودیوں کے لئے مخصوص تیے جایا کرتے تھے[۳]

لوبان کی پیدائش بھی ہندوستان جنوبی سے مخصوص ہے - لوبان ایک قسم کا خوشبودار گوند ہے آگ پر رکھنے سے کافور کی طرح اڑ جاتا ہے - ابو الفضل لکھتا ہے کہ لوبان یمن میں بھی پیدا ہوتا ہے - جو کندر کہلاتا ہے - لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی ہے[۴]

عنبر - جزائر الہند - اور مید غاشقار (میڈگاسکر) میں پیدا ہوتا ہے - اگرچہ یمن میں بھی اسکو پیدائش ہے - لیکن بہت ہی کم عنبر کی ماہیت میں اختلاف ہے - ابو علی سینا لکھتا ہے - کہ سمندر کی تہ میں پتھر کی تہ سے کوئی چیز مومیائی یا قیر کی طرح ابل کر نکلتی ہے اور تلاطم امواج مد و جزر کے باعث سے اوپر آجاتی ہے - اور بہتے بہتے خشکی پر آجاتی ہے - بعض کہتے ہیں کہ دریا میں ایک گائے ہوتی ہے اس کے گوبر کو عنبر کہتے ہیں چنانچہ سعدی کہتا ہے -

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم
کون خرش شمار اگر گاو عنبر است

(۱) تقویم البلدان مطبوعہ پیرس صفحہ ۳۵۴ مصنف ابو الفدا - (۲) مارکو پولو کا سفر نامہ صفحہ -
(۳) مخزن الادویہ
(۴) آئین اکبری

لونگ - جوز - جوتری - الائچی ملیبار میں پیدا ہوتی ہیں - کافور جزائر الہند اور صین الصین میں ہوتا ہے -

عود کی پیدائش ہندوستان اور سیام سے مخصوص ہے - چونکہ عرب اسکو ہند سے لیتے تھے - اس وجہ سے اسکا نام ہی انہوں نے عود ہندی رکھدیا تھا

ریشم - چین میں ہوتا ہے - یہ چین کی قدیم اور وطنی پیدا وار ہے مسیح سے اڑہائی ہزار برس قبل بھی چین میں اس کا رواج پایا گیا ہے - قدیم زمانہ میں ریشمی کپڑے صرف چین ہی میں بنتے تھے -

عاج صرف سیلان - جنوبی ہند افریقہ میں ہوتا ہے - ادرک - ترکستان - تبت مغربی چین میں ہوتا ہے - تمر ہندی - کی پیدائش جنوبی ہند سے مخصوص ہے ٹین کی کانین قدیم زمانہ مین مشرقی چین ہندوستان میں نہین -

سیماب چین میں ہوتا ہے

چینی کے برتنوں کی ساخت قدیم الایام سے چین سے مخصوص چلی آتی ہے - ابن بطوطہ لکھتا ہے - کہ صین الصین میں چینی کے قدیم زمانہ سے ہیں اور یہیں ظروف چینی بنتے ہیں[۱]

قدیم زمانہ میں شیشہ والات یونان و روم میں بنتے تھے - عرب کا بیشتر حصہ پتھریلا ہے

عربستان کے پیداوار اور متعلقہ ہے جنوبی اور مغربی کناروں پر کوہستان کا سلسلہ چلا گیا ہے - جس میں کہین کہین سرسبز نخلستان بھی ہیں - جو حصے قدرتی زرخیز ہیں وہ زیادہ وسط اور جنوب میں واقع ہیں - عرب میں زیادہ تر یہی قطعات ہیں - جو کثیر التعداد نباتات کی بہتات کی وجہ سے بار آور اور سرسبز ہیں - اور یہاں انسان وحیوان کی نسل ترقی پذیر ہے

قہوہ - خرما - بلسان - عرب کی مخصوص پیداوار ہیں - علاوہ ان کے مختلف قسم

(۱) سفر نامہ ابن بطوطہ مطبوعہ لاہور صفحہ
(۲) ٹین کو عربی میں اسرب تنک اور سنسکرت میں رانگ کہتے ہیں یہ ایک سفید اور نرم دہات ہے
(۳) صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب
(۴) یہ مضمون تورات کے صحیفہ دبری ہایامیم کی دوسری جلد ... سے لیا گیا ہے

کے درخت خوشبودار بوٹیان بھی پیدا ہوتی ہیں - نیز قیمتی معدنیات کی کانین بھی اس سرزمین میں پائی جاتی ہیں

توریت سے معلوم ہوتا ہے - کہ یمن میں جو سونا خوشبودار اشیا جواہرات پیدا ہوتے تھے نہایت عمدہ اور نایاب ہوتے تھے - ان کی مثل عمدہ اشیا اقصائے عالم میں نہیں ملتی تہیں[۴]

نباتات - مصنف صناجۃ الطرب نے عرب کے نباتاتی پیداوار کی جو فہرست دی ہے وہ یہ ہے

طرفاء	جھاؤ	دوم	گوگل
صفصاف	بید	حناء	مہندی
زنجبیل	ادرک	یاسمین	چنبیلی
فُل	نیلوفر	تمر ہندی	املی
نخل	خرما	قصب	بانس
حنطہ	گیہوں	شعیر	جو
فوة	مجیٹھ	بن	قہوہ
تبغ	تمباکو	دفلی	[illegible]
فلفل	مرچ	باذنجان	بینگن
صبر	ایلوا	رمان	انار
لوز	بادام	فستق	پستہ
مشمش	زرد آلو	تفاح	سیب
سفرجل	بہی	لیمون	لیموں
تین	انجیر	ورد	گلاب
شقائق	لالہ	خزامی	[illegible] خوشبودار
بنفسج	بنفشہ	نرجس	نرگس
نیلہ	.	خروع	ارنڈ
قثاء	کھیرا	بطیخ	ککڑی
موز	مویز	منقی	مشہور
طلع	.	نارجیل	ناریل
لبان	لوبان	ادبیر	.

(نقل حاشیہ) ملکہ سبا نے ایکسو بیس قنطار سونا اور بہت سے خوشبویات - قیمتی جواہرات اپنے مالک کے سلیمان کو بادشاہ کو دی - اور پہر ایسی عمدہ خوشبویا جواہرات وغیرہ سلیمان کو کہیں بھی میسر نہوئیں جیسے ملکہ سبا نے دی تہیں

دید بہ آصفی

صادق کی مخالفت سے ضرور سلب ایمان ہوجاتا ہے

الحکم کی اسی اشاعت میں متکلم کون ہے؟ کے عنوان سے ناظرین ایک چھوٹا سا مضمون پڑھینگے اور وہ یقیناً میرے ساتھ متفق ہونگے کہ آج کل یہی حالت ہمارے مخالفوں کی ہے - مگر میں انہیں اس سے بھی عجیب تر اور خوفناک بات سناتا ہوں کہ جب انسان صادق کے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کا ایمان بالکل سلب ہوجاتا ہے - ہمارے نئے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے اپنا پمفلٹ شایع کیا جسپر میں نے ایک کہلا خط ان کے نام الحکم میں چھاپا اس کا جواب ڈاکٹر صاحب اب تک نہیں دے سکے + اس پمفلٹ کی اشاعت کے بعد انہیں اپنے زعم میں توقع تہی کہ شائد وہ سب سے خطرناک دشمن سلسلہ کے ہیں اور بس ان کے رسالہ کی اشاعت کی دیر ہے اور ہزاروں احمدی اور لاکھوں غیر احمدی انہیں اپنا پیشوا اور امام سمجھ لینگے مگر جس نفرت سے ایسے دیکھا گیا ہے ایسے ڈاکٹر صاحب بھی خوب جانتے ہیں اور جیسی ناکامی اور نامرادی انہیں پیش آئی وہ اظہر من الشمس ہے اس ناکامی نے ہارے ہوئے جواری کی طرح ان کے دل میں کچھ اور جلن پیدا کی اور وہ سر اوڑی سے چل کر لاہور پہنچے تاکہ وہاں سلسلہ عالیہ کے خلاف لیکچر بازی کریں - چنانچہ لاہور میں انہوں نے دو لیکچر دے ان لیکچروں میں انہیں جو ناکامی ہوئی وہ لاہور کی پبلک سے پوشیدہ نہیں لیکن مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار چونکہ صدر مجلس تھے اس لئے اگر وہ ان کے لیکچر کا کامیابی سے ہونا بیان نہ کریں تو گویا اپنی ہتک اپنے قلم سے کریں مگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی چالاکی قابل تعریف ضرور ہے - کہ آپ نہیں ظاہر کرتے اس جلسہ میں کتنے آدمی تھے - خیر مجھے اس سے بحث نہیں کہ کس قدر آدمیوں کی حاضری میں لیکچر ہوا - میں مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں - کہ صادق کا بدبخت مخالف اپنی مخالفت کیوجہ سے کیونکر ایمان سے دور چلا جاتا ہے

اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں یا سچ - ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے اپنے پمفلٹ میں ظاہر کیا تھا کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے - تعجب کی بات ہے کہ لاہور کے جلسہ میں کسی نے اس سے نہیں پوچھا کہ بنائے مخالفت پر ہی تو آپ بحث کریں جو بنائے مخالفت ڈاکٹر صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے - اس لیکچر میں جو کچھ بیان کیا ہے - یہ وہ بازاری اعتراضات ہیں جو بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام پر ہوئے اور ڈاکٹر صاحب نے برسوں انہیں سنا اور

غلام مولا

لغو سمجھا۔ براہین یا سراج منیر کی طبع اور ان کی قیمت کے متعلق اگر کوئی اعتراض تھا (جو میری رائے میں نہایت بیہودہ اور کمزور ہے) تو کیا انہوں نے پہلے نہ سنا تھا پھر وہ اس اعتراض کو اعتراض اور مسیحیت اور مہدویت کے منصب کے خلاف سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر اسوقت بھی خلاف سمجھتے تھے تو پھر صاف ثابت ہے کہ وہ نفاق سے اس سلسلہ میں داخل تھے اور اگر اس وقت اس اعتراض کو بے حقیقت اور بیہودہ سمجھتے تھے تو اب اسکی اہمیت کیوں پیدا ہوئی؟ اسیطرح پر وہ سب اعتراضات ہیں جو انہوں نے بیچارے لاہوری ملہم اور دوسرے دریدہ دہن معترضین سے مانگ کر لئے اور اس جلسہ میں پیش کر دئے۔ انکے جوابات بارہا دئے گئے ہیں اسلئے اب انپر بحث کی حاجت نہیں۔ ہاں اس سے اس تعلق کی حقیقت کھلتی ہے جو انہیں سلسلہ عالیہ سے رہا ہے۔

ان باتوں کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے ایک ایسا خطرناک جھوٹ بولا ہے جسکو وہ سچ ثابت نہیں کر سکیں گے اور وہ یہ ہے کہ "انہوں نے تین ہزار روپیہ نقد نذر کیا ہے اور چھ ہزار کتابوں پر خرچ کیا ہے جو ان کی تائید میں چھپوائی ہیں۔ غرض ہمیشہ بیس روپیہ ماہوار چندہ دیتا تھا اور بہت سے مواقع پر علیحدہ چندہ دیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ مجھکو جب کہ میں نے چند نجاویز ان کی اصلاح عقائد وغیرہ کے متعلق پیش کیں تو مجھے جماعت سے خارج کر دیا"

ناظرین یہ الفاظ میں نے پیسہ اخبار سے بجنسہ نقل کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تین ہزار نقد دیا اور اسی مضمون میں پہلے مسٹر محبوب عالم نے ڈاکٹر صاحب کو انٹروڈیوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بیس برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں بیس روپیہ ماہوار دیتا رہا ہوں اگر ڈاکٹر کا بیان صحیح ہے تو اس حساب سے چار ہزار آٹھ سو روپیہ ہونے چاہئیں نہ تین ہزار اور چونکہ وہ بیس روپیہ ماہوار کے سوا بھی اپنے بیان کے موافق دیتے رہے ہیں بیس روپیہ ماہوار دینے والے مرید کی ایسی رقم شاید تین ہزار وہ بھی ہو تو گویا ڈاکٹر صاحب نے قریباً آٹھ ہزار روپیہ اس سلسلہ کو دیا اور چھ ہزار کتابوں پر خرچ کیا جسکی تعداد ۱۴ ہزار ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ اگر ڈاکٹر صاحب اپنی آمدنی کا بھی ذکر کر دیتے تو یہ معاملہ صاف ہو جاتا کہ وہ کتنے سال سے ملازم ہیں اور کیا آمدنی ہے اور کس قدر خرچ ماہوار ہے؟ بہرحال یا تو تین ہزار کی رقم کا دینا جھوٹ ہے یا بیس روپیہ ماہوار کا دینا۔ جس شخص کو اتنا حساب معلوم ہے اسکے پاس یقیناً وہ رسیدات ہونگی جو ان اقوام کے متعلق منی آرڈروں کی اسے ملی ہوئی ہونگی۔ بہتر ہے وہ ان کو شائع کریں تاکہ پبلک پر حقیقت کھل جاوے۔ ورنہ میں علے الاعلان کہتا ہوں کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہیں۔

تین ہزار تخمیناً چھ سو کی رقم بھی ڈاکٹر صاحب ثابت نہ کر سکیں گے اور جب وہ اپنا ثبوت پیش کریں گے تو ہم خود ذاتی بیان کی بنا پر ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے اپنی ناداری اور قرضداری کے عذرات اکثر دفعہ پیش کئے ہیں۔

اور کیا ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتا سکیں گے کہ انہوں نے مولوی حکیم نور الدین صاحب سے بطور قرض کچھ روپیہ لئے تھے وہ انکو کب واپس کئے تھے؟

بہرحال ان کے چندہ اور روپیہ دینے کا سوال تو بخوبی حل ہو جاویگا لیکن اس کے ضمن میں وہ اصل بحث کو کیوں پیش نہیں کرتے اور مسلمانوں کی یہ کیسی نادانی ہے کہ وہ اصل سوال کہ **محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے** پہلے سوال ان سے فیصلہ نہیں کر لیتے۔

ڈاکٹر صاحب کو الہام ہوا ہے کہ "دجالی فتنہ تیرے ہاتھ سے پاش پاش کیا جاوے گا" تجربہ خود اسکی حقیقت کھولدے گا۔

اس لیکچر میں ایک عجیب بات ڈاکٹر صاحب نے بیان کی ہے جو ان کی ڈاکٹری واقفیت کا راز بھی کھولتی ہے وہ کہتے ہیں

"جناب الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی کتاب اب منگا کر دیکھی تو میری آنکھیں کھلیں اور معلوم کیا کہ واقعی مرزا بالکل **پاگل ہے**"

اس تشخیص کی تو داد دینی چاہئیے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئیے کہ اپنی سائنٹفک پیڈیا اور مفید عام کو تو جلا دیں کیونکہ ان کا مصنف ہونے کی حیثیت سے تو مرزا صاحب کے (معاذ اللہ) پاگل ہونے کی حقیقت آپ پر نہ کھلی بلکہ یہ حقیقت الٰہی بخش کی کتاب نے کھولی کیا خوب! آپ مرزا صاحب کے پاس بیس سال کے عرصہ سے آتے تھے اس اثنا میں کبھی آپ کو معلوم نہ ہوا کہ مرزا صاحب **پاگل** ہیں؟ آپ تو ڈاکٹر تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ کے دماغ میں کوئی خلل رہا ہے جو آپ مرزا صاحب کو شناخت نہ کر سکے۔

یا آپ کا دماغ اور علم اسوقت تو صحیح تھا۔ اب اس میں فتور ضرور آیا ہے۔ کہ ایک شخص کو دیکھا نہیں اور اسکی نسبت فتویٰ دیدیا مگر ڈاکٹر صاحب آپکا اختیار کچھ نہیں آپ ہی کے مثیل تھے جنہوں نے کل انبیاء علیہم السلام کو انکے اپنے عہد میں **مجنون** کہا۔ دیکھو اور انتظار کرو خدا تعالیٰ کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

* فوٹ۔ بقول انکے وہ قادیان میں صرف چند مرتبہ آئے ہیں۔
ایڈیٹر

ہمارے ملکی ریفارمر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ایک نمونہ اپنے ہاں کی اخبار نویسی کا دکھایا تھا کہ ہمارے یہ ملکی ریفارمر کہاں تک اپنے فرائض کو سمجھتے ہیں اور اصول تنقید و تحقیق کی کہاں تک پرواہ کرتے ہیں۔

آج ذیل میں ایک لطیف مضمون جس میں معقول ظرافت سے کام لیا گیا درج کرتا ہوں اس مضمون میں لاہور کے دو اخباروں کے ایک نوٹ پر ریمارک کیا گیا ہے جس میں ایڈیٹر صاحبان نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاہوری خدام کے خلاف زہر اگلا تھا۔ اور ان کی گمٹی والی مسجد کے متعلق رائے زنی کی تھی۔

اسپر ہمارے معزز اور مشہور اہل قلم نے جس قابلیت سے تنقید کی ہے وہ قابل غور ہے

تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالف اخبار نویس رائے زنی کرتے ہوئے نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہتے اور کیا کرتے ہیں وہ اپنی کوششوں کو دیکھیں اور پھر سوچیں کہ آجتک سلسلہ کی مخالفت سے انہوں نے سلسلہ کو کیا نقصان پہونچایا؟ وہ یاد رکھیں خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو خود قائم کیا ہے اور وہ اسکی راہ میں کسی روک کو رہنے نہ دیگا۔

پچھلے مخالفوں نے کیا کیا جواب یہ کرینگے بہرحال وہ رائے ذیل میں درج کر دی جاتی ہے۔

امید ہے ہمارے مخالف اسکو غور سے پڑھیں گے اور سوچ سمجھ کر جواب دینگے
ایڈیٹر

مسجد گمٹی بازار لاہور اور مرزائی

اخبار وفادار لاہور مورخہ ۵ اجون ۱۹۰۶ء میں بہ عنوان اخبار لوکل بحوالہ پیسہ اخبار مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء یہہ نوٹ دیا گیا ہے کہ مسجد گمٹی بازار لاہور میں مرزائی فرقہ کے مسلمان نماز ادا کرتے اور الہام خواب پر بحثتے ہیں سکرٹری انجمن اسلامیہ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ امام مسجد کا جواب لیا جاوے اگر واقعی دونوں اخباروں کی رائے درست ہے سنیوں کی مسجدوں میں دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کا نماز پڑھنا گو ناجائز معنی دارد مسلمانان کے ایک خاص فرقہ کی مسجدوں میں بجز تابعین مذہب فرقہ کا نماز ادا کرنا اور خدا و رسول کا نام لینا دراصل عبادت الٰہی اور اسلام میں فتنہ اثر کرتا ہے اور مسجد کی تحقیر... ہے تو بہتر کلام اسکے میں بہتر ہے کہ

ان مرزائیوں یا احمدیوں کو لاہور سے ہی نکلوا دیا جاوے۔ انہوں نے نماز تو چہوڑنی نہیں پڑھیں گے ضرور آخر یہہ کسی نہ کسی مسجد میں جاوینگے ہی اسواسطے اگر یہ بزنس لاہور ہی میں رہے تو پھر کسی اور مسجد میں جا اکٹھے ہوں گے۔ اور اگر اپنی مسجد بنالی تو پھر بھی لاہور میں ہی رہے۔

لیکن باایں ہمہ یہہ لوگ قبلہ رو ہونا بھی نہیں چھوڑیں گے اگر ان کے وجود اور نماز خوانی سے مسجدیں پلید ہو جاتی ہیں تو قبلہ کب محفوظ اور معصوم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ مسجدوں میں تو یہ نماز پڑھتے ہیں اور قبلہ کیطرف سجدہ اور منہ کرتے ہیں ہماری رائے میں کوئی ایسی تجویز نکالی جاوے جس سے یہ لوگ قبلہ رو ہوکر نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ کیا گورنمنٹ اسمیں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ مسجدیں تو مسجدیں ہمیں تو اب قبلہ کی بھی فکر پڑ گئی ہے ایک سنی اگر قبلہ رو ہوکر نماز ادا کرتا ہے تو ایک شیعہ کے قبلہ کی تکریم میں ضرور فرق آنا چاہئے اور ایک شیعہ یا احمدی دوسرے لفظوں میں مرزائی نماز گذارے تو تقدس قبلہ کہاں رہی اور اس سے زیادہ یہہ سوال اٹھیگا کہ ہر ایک فرقہ خدا اور نبی کو مانتا ہے حالانکہ کسی فرقہ کی دوسرے فرقے سے مصالحت نہیں ہے اس صورت میں کیا جس خدا اور جس نبی کو شیعہ مانتے ہیں وہ سنیوں یا مرزائیوں کا خدا یا نبی ہو سکتا ہے۔ یا جس خدا اور جس نبی کو مرزائی اور شیعہ مانتے ہیں وہ سنیوں کے ماننے کے قابل ہے۔ مسجدوں کے ساتھ ہی قبلہ خدا نبی کا فیصلہ بھی ہونا چاہئے۔ علیحدگی اور جدائی ہو تو پوری ہو یہہ جزدی افتراق کیا۔

ہمیشہ **مسلمان** جو پورے جوش و خروش سے اسلام دوسری قوموں کو پیش کرتے ہیں وہ مہربانی کرکے بتائیں تو کہ دوسری قوم والے کس اسلام کو مانیں۔ جب کوئی غیر قوم کا تلاشی مرزائی ہوتا ہے تو شیعہ اور سنی کہتے ہیں یہہ مسلمان نہیں ہوا بدستور کافر ہے۔

جب کوئی شیعہ طریق پر مسلمان کیا جاتا ہے تو سنی اوسے مرتد جانتے ہیں اور جب کوئی سنی طریق پر مسلمان ہوتا ہے۔ تو شیعہ اوس سے خوش نہیں ہوتے کیا تلاشی کے واسطے لازمی نہیں

نہیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا
نوائے دلکش تحقیق ہر دم میں گاتا ہوں

خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی آبیاری پر یہ پیج بو دلگا ہوں

یاقوت مروارید مرجان زہر مہرہ خطائی یشب ہر ورق نقرہ
کیوڑہ و گلاب سیب و صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

موسم گرما کا

خاص تحفہ

یہہ اُن قدر دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جن کو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اسم۔ اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

مفرح دلکشاء کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے

ایک ڈبیہ تین روپے (للعہ) قیمت	تین ڈبیہ آٹھہ روپے (للعہ) قیمت	چھہ ڈبیہ پندرہ روپے (عہ ۱۵) قیمت	ایک درجن ستائیس روپے (عہ ۲۷) قیمت

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ **خوراک** ۳ ماشہ **محصولڈاک** بذمہ خریدار

مفرح دلکشاء میں خدا تعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر روا بی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں۔ کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشاء گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔

مفرح دلکشاء جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنے خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا لئے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے یہ ضعف۔ بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبنے جانا سانس کا پھولنا پر گند خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے

مفرح دلکشاء وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ پیشاب کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشاء میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں۔ پولیس فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھہ رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشاء چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدا کے کریم کی فرمانبرداری کیسا اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کیطور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا قریباً محال ہے

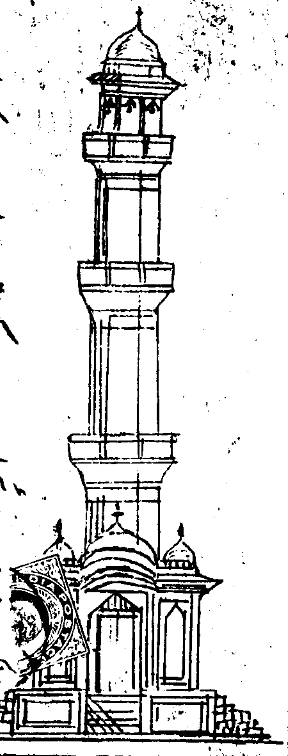
مفرح دلکشاء حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر مرض اور موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیخاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو استقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مفرح دلکشاء سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھہ کسیوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی صدمہ یا چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اتفاقی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے منضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

المشتہر

حکیم **محمد حسین قریشی** موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشاء
کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان | مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور ناساز رہی۔ تکلیف درد پا کی ہے۔ نقرس کا درد بتایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ اس تکلیف میں ہی آپ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور گئے ہیں۔

۳۔ موسم برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں [illegible] ہوتا رہا۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خواجہ صاحب اور حکیم محمد حسین قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے۔

احمد نور کا مقدمہ

احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرصہ سے کوئی خبر نہیں دی گئی اسکی وجہ یہ تھی کہ فریق ثانی نے مقدمہ منتقل کرا لیا تھا۔ جس کے متعلق چیف کورٹ میں سمجھانا پڑا جہاں سے مقدمہ .. سردار غلام حیدر خان صاحب ہی کے پاس واپس آیا۔ ۲۱۔ جون ۱۹۰۶ء کو بمقام گورداسپور پیش ہوا۔ فریق ثانی نے لالہ شرمپت کے ذریعہ چونکہ منت سماجت کی اور طرح طرح معافی چاہی اسلئے حضرت اقدس نے از راہ کرم و لطف احمد نور کو معاف کر دینے کا حکم دیا۔ جس نے مقدمہ میں پیروی چھوڑ دی۔ ۲۰۔ جون کو سردار صاحب نے قادیان آکر موقعہ کا ملاحظہ کیا اور بقیہ شہادت صفائی لی۔ کچھ گواہ باقی ہیں جنکے لئے ۱۷۔ جولائی مقرر کی ہے۔

امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر

گذشتہ اشاعت میں میں نے ظاہر کیا تھا کہ ہیڈ آفس کی وہ کتاب جس پر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہو گئی ہے میں نے یہہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس کتاب کا جلد از سر نو طیار ہو جانا قرین قیاس ہے۔ چنانچہ خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب نے اپنی غیر معمولی مستعدی اس معاملہ میں دکھائی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور طیار ہو چکی ہے لیکن اس کی نوعیت اور ایک خاص امر جسکا مجھے علم ہے ظاہر کر دیگا کہ یہ کتاب نئی طیار ہوئی ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس پر نوٹس لیں گے تو وہ خاص نکتہ ظاہر کر دیا جاوے گا۔

آج میں ایک اور خطرناک اندھیر کا ذکر کرتا ہوں جو سرکاری روپیہ کے غبن کی حد تک پہونچا ہے یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ کھٹائی میں پڑا رہے۔ ۲۴۔ جون ۱۹۰۶ء کو صدر دفتر سے ۱۲۵ کے ٹکٹ منشی مولا بخش سب پوسٹماسٹر گون مال کو بھیجے گئے اسنے غلطی سے ۱۲۵ کی بجائے ۶ کا چارج کر لئے۔ اور کئی دن تک متواتر یہ غلطی کاغذات میں چلتی رہی + اندر ہی اندر سمجھوتہ کر لینے کی طیاریاں ہو رہی تھیں + بہر حال کاغذات اس راز کو کھول دینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب فوری نوٹس لیں۔ میں اس کے بعد عجیب عجیب معاملات ظاہر کروں گا۔

امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ

مجھے ۲۷۔ جون ۱۹۰۶ء کو اتفاقاً امرتسر ہیڈ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک گھنٹہ تک میں نے دفتر کے حالات ادہر اودہر پھر کر معلوم کئے میں اگلی اشاعت میں ان معلومات کو ظاہر کرونگا۔

درخواست نکاح

ایک احمدی قریشی نوجوان عمر ۲۳ سال برسر روزگار تنخواہ ۲۰ ماہوار۔ شادی کرنے کا خواہشمند ہے اسکی نسبت ہو چکی ہے مگر لڑکی کے والدین اس کو احمدیت سے توبہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ اس نسبت کو احمدیت پر قربان کرتا ہے۔ اور کسی احمدی خاندان میں نکاح کا خواہشمند ہے مفصل حالات کے لئے ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کرو۔

۲۔ سید احمد نور مہاجر کابلی نوجوان مخلص بہائی ہے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید مرحوم کا وفادار خادم ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اسکی شادی ہونے پر بہت خوش ہونگے۔ ہر طرح سے متدین۔ جفاکش محنتی اور معقول آمدنی رکھتا ہے مستقل طور پر قادیان آبسا ہے۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے [illegible] آئیں۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) منشی عبد الواحد خان صاحب احمدی سیالکوٹی کی والدہ فوت ہو گئی ہے۔

(۲) بابو عبد الحکیم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کالیکے کی اہلیہ ۲۴۔ جون کو اس جہان سے کوچ کر گئی ہے۔ اس کا بھی جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

(کتبہ فتن)

جواب الجواب منشی عبد العزیز خان صاحب عزیز ایڈیٹر رسالہ اخبار روشن حقہ حضرت مرزا صاحب

از خلیل الدین احمد راضی تلہری

قولہ { ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیسا کہاں کوچ کر جانے کے دن

اقول - کچھ یہی غلطی کا ثبوت ہے کچھ بھی دعوے پر دلیل ہے بالکل واہیات نری خرافات ہاں عروضانہ حیثیت سے ایک موزوں کلام ہے اس سے زیادہ نہیں - کیا ایسی تک بندیوں سے کسی کی تردید ہوسکتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ - گذشتہ سال میں ایک زلزلے کی پیشگوئی جس زور شور سے پوری ہوچکی ہے ملک جانتا ہے پس جب کا زندہ نمونہ موجود ہے اسکی تردید مردود -

ے اے سفیہو اب نہیں صادق کو جھٹلانیکے دن
ایک گذری دوسرے آنے ہیں لرزانے کے دن

قولہ { خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھ نہیں اے امتِ مرحوم گھبرانیکے دن

اقول - خیر امت ہی بنے رہتے تو اس دن کو کیوں پہونچتے - رسی جل گئی اینٹھن نہ گئی نہ آپ سنبھلو نہ دوسروں کو سنبھلنے دو ہٹ دھرمی سے الٹی تقریریں الٹی تعلیمیں -

ے خیر امت کے نہ آوازے کسو بے کسب خیر
ان خیالوں ہی نے دکھلا کے یہ گرجانیکے دن

قولہ { کیسے غضب بھڑکا ہے یارو اس خدائے پاک کا
ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چھانیکے دن

اقول - یاروں سے تصدیق نہ کرائیے خود ہی بغلیں بجائیے وہ کیوں جھوٹی باتوں پر مونڈی ہلانے لگے طلوں شریف کو نہ سر مبارک سے ٹپک ماریںگے -

ے کیا غضب ہے اب غضب کو بھی غضب گنتے نہیں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہونگے غضب ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم کے آچکی ہے اک مدت دراز
اور لمبے ہیں بہت دجال کے کینیکے دن

اقول - آپ درازی مدت کی گا رہے ہیں اور ادھر سے قیامت تک صدائے الفراق ہے

ے عیسے مریم خدا کے پاس پہونچے دن ہوئے
آنیوالا مرد میدان آگیا آنے کے دن

قولہ { وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسے کہے
اور بڑے بنتے جاتے ہیں دجال کہلانیکے دن

اقول - کچھ مضائقہ نہیں دیر آید درست آید

ے وقت پر ہونا ہے سب کچھ وقت پر کھلجائیگا
کس کے عیسے کسکے ہیں دجال کہلانیکے دن

قولہ { مدعی جھوٹی نبوت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شباب لوگوں کے بہکانیکے دن

اقول - وہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور کتنے ہیں - اگر سچوں کے دفتر میں نام لکھانا ہے تو ان جھوٹوں کی فہرست مرتب کرکے پیش کیجئے ورنہ ان سب کا مجموعہ ذات جامع الکمالات کو سمجھا جائیگا - اے مسلمانو بانگی دیکھتے جاؤ یہ اسلام کے سنبھالنے والے لوگ ہیں - افسوس صد افسوس -

ے ہوچکی بس جھوٹی باتوں کی اشاعت ہوچکی
یاد رکھو اب چلے یہ گند پھیلانے کے دن

قولہ { زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

اقول - قدیمی بات تھی تو اسی حد تک رہے ہوتے آپنے تو پہلے قدم وہ پھاگ کھیلے کہ ہمیشہ کے لئے اس ندامت کا دروازہ بند کردیا اب خشک تاویلوں کا سوئی تاگا دوڑاؤ اور اس چاک کو سیا کرو - اے ناظرین شعر کا نتیجہ نکالئے بہت صاف بات ہے - اسکے یہ معنی ہوئے کہ آسمانی تدارک سے نہ ڈرو -

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھیے کیسا کھلا کھلا گمراہی کا سبق ہے - خدائی تنبیہ کو خیال میں نہ لانا اور الٰہی تنبیہہ سے فائدہ نہ اٹھانا آفات پر آفات آنے کا یہی تو سبب ہے -

ناصح مشفق سلامت ہیں تو یہ بھی دیکھنا
لاتے ہیں کیا کیا غریبوں پر ستم ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم سوا جو غیر کو عیسے کہیں
عنقریب آتے ہیں انکے سخت پچھتانیکے دن

اقول - اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا کھول کھول کے بتا دیا گیا اگر اب بھی شرارت سے باز نہ آئیں اور زبردستی استعارہ کو حقیقت پر جڑے جائیں تو اب خدا کے سمجھانے کی باری ہے -

عیسے امت جدا ہے عیسے مرسل جدا
اب سمجھ گے تو پھر سمجھوگے سمجھانے کے دن

قولہ { حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلادے پھیلانیکے دن

اقول - جھوٹی دعاؤں سے حضرت مہدی نہیں مل سکتے ہیں سچا دل اور سچی زبان پیدا کرو - ذرا اس دعا کو یاد رکھنا آگے فیصلہ ہوگا - انشاء اللہ تعالے -

ے منکران حضرت مہدی کو یارب آنکھ دے
یہ بدل جائیں یقیں سے انکے شک لانیکے دن

قولہ { آسمان سے حضرت عیسے کو ہی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجال کے نابود ہوجانیکے دن

اقول - اگر عیسی روح اللہ کا خیال ہے تو یوم حشر پر اٹھا رکھو - اور اگر عیسی موعود کی طلب ہے تو سچی دعاؤں میں لگ جاؤ -

ے اللہ یارب کہ مشکل ہے مسیحا کی شناخت
اس بڑے فتنے کے دن ہیں اب تیرا آنیکے دن

قولہ { مصحف اقدس میں فوت حضرت عیسی نہیں
ہاں مرقوم ہیں آسمیں ہیں انکی زندگی پانیکے دن

اقول - بھئی تمکو اپنی جان عزیز کی قسم کیا سچ مچ حضرت عیسے کی مقدار عمری مصحف اقدس میں مذکور ہے اللہ اللہ سلف سے خلف تک کیسی کیسی قرآنی طاقتیں دکھائی گئیں مگر اس زندہ معجزے کی کسکے فرشتوں کو خبر تھی توبہ توبہ اب کس مسخرے کی مجال جو اس حی وقیوم نبی کو مردہ کہہ سکے - او میاں تمہارا بول بالا اور یہ چاند سا منہ ہمیشہ اوجالا کیا ہم بھی اس آیت مخزن ہدایت کی زیارت کرسکتے ہیں یا نہیں - نہیں نہیں شرمائیے نہیں - میدان میں لائیے اور سرکشوں کو نیچا دکھائیے کسی طرح یہ کفر کا جال ٹوٹے تو سہی - اسوقت ہم کو حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ جو تیری اہانت کرے گا ضرور میں اوسکی اہانت کردونگا یاد آیا ہے سوچ رہے ہیں کہ کبھی سچا نکلا بھی یا نہیں اس خیال میں ہم آپکو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں فرمائیے کیا جواب ہے - قصور معاف مانو یا نہ مانو بھانڈا پھوٹ گیا -

ے تم کہے جاؤ مگر یہ سارے قصے ہر جگہ
دور پہونچے اب گڑے مردے نکل آنیکے دن

قولہ { مصطفا کے بعد جس نے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوسکے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

اقول - جی خوش خود ایک نبی کے جویا اور دوسرے کو الزام - الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے - ختم نبوت کے بعد پھر بھی کسی نبی کو آسمان سے کھینچنا یہ ٹھوکریں کھانا نہیں تو اور کیا ہے سچ پوچھئے تو یہ ساری خرابیاں ایک خیال پرستی سے ہیں انہیں اصلاحوں کیلئے تو یہ مسیحا نفس مجدد آیا ہے ے

آنکھ کھولو بیچ و خم صدیوں کے سارے ہوگئے
یہ سنبھل جانیکے ہیں یا ٹھوکریں کھانیکے دن

قولہ { چل چکے جھونکے ہوائے مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

اقول - مکاروں کی فہرست

پہلا مکر - گذشتہ زلزلہ کی ثابت شدہ پیشگوئی کا کتمان -

دوسرا مکر - خیر خواہی کے پردے میں خیر امت کی بدخواہی -

تیسرا مکر - بھڑکے ہوئے غضب کی نفی -

چوتھا مکر - مدعیان نبوت کے ظہور کا فرضی اعلان -

پانچواں مکر - زمین لرزہ کا رسمیات میں شمار -

چھٹا مکر - امام مہدی اور اشاعت دین کیلئے نمائشی دعا -

ساتواں مکر - جو سب مکروں کا قبلہ گاہ ہے عمر مسیحی کی اپنے ہاتھوں پیمانہ تراشی اور نام مصحف اقدس کا -

آٹھواں مکر - ختم نبوت کے بعد خود ایک آسمانی نبی کی تلاش اور طنز دوسرے پر -

نواں مکر - اتنے مکروں کے بعد بھی موتی کے مگر دوسرا مکروں کی آندھی -

دسواں مکر - دعائے نبوت کا جھوٹا الزام - یہ آگے آئے گا -

تلک عشرۃ کاملۃ

ے دن پھرے ہیں باغ دیں کے اے خس و خاشاک دیں
بس ہوا ہو اب تمہارے ہیں ہوا کھانے کے دن

قولہ { مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
اسکے آتے ہیں عذاب النار کی پانیکے دن

اقول - ذرا اوستاد جی کی تو کہئے میاں داغ کا کیا حشر ہوا جنکی شبیہ اخباروں اور رسالوں میں گشت کررہی ہے - دوزخی ہوئے یا جنتی ہم تو حسن ظن سے جنتی کہیںگے - اس اعتراض کا جواب فاضل امروہی نے آیات الرحمن میں دیا ہے اسکا ذکر کرکے دکھاؤ - حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا دعوی نہیں اور اب تا قیام قیامت اگر کوئی ایسا دعوی کرے وہ سو جھوٹوں کا جھوٹا اور اوس سے زیادہ وہ جھوٹا بلکہ جھوٹوں کا بادشاہ جو کسی پر خلاف دعوے باندھے - ے

کیا ضرورت تھی شبیہ عیسے موعود کی
اسکو سمجھو گے حسد کی آگ بجھ جانیکے دن

قولہ { نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانیکے دن

اقول - جی ہاں اس وقت تک کہ حضرت مہدی کو یاد کیا تھا دین کامل نہ تھا اب اتنی سی دیر میں کہ پانچ شعر کہے گئے دین کامل ہوگیا جبھی تو ہم نے کہا تھا کہ حضرت مہدی جھوٹی دعاؤں سے نہیں مل سکتے ہیں - زبان ہی بلاؤ اور دل سے رد کردو یہی تو محرومی ہے کہ حجاب میں ہو اس آفتاب عالمتاب کو باوجود وسط السما پر آجانے کے اب تک نگاہوں سے چھپائے ہوئے ہیں - اب ہم اپنے کامل دینداری کی زبان حق ترجمان سے سننا چاہتے ہیں کہ اوس دعا کا کیا نام رکھنا چاہئے مومنانہ یا منافقانہ - ے

پھیلنے کو دین کے جو دیدیا ہے یوں جواب
ان خیالوں ہی سے آئے دیں پھیلانیکے دن

قولہ { التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اس آگ برسانیکے دن

اقول - اگر کل کو اس ابر رحمت کا سہارا ڈھونڈھتے ہو تو آج اس ابر رحمت کے سائے میں آجاؤ جس کا وعدہ صدیوں کے بعد ہمارے زمانہ میں پورا ہوا ہے - والحمد للہ علے ذالک -

ے

جو مسیحا کی وہی راضی کی یارب ہے دعا
گود میں تیری ہوں ہم اس خوف کھانیکے دن

توحید اور نبوت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اخبار وکیل کے ایک نوٹ کا جواب لکھتے ہوئے میں نے اس خطرناک زہر کا ذکر کیا تھا۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے ذریعہ پھیلنے والی تھی۔ اور جس نے خود ڈاکٹر مذکور کو۔

روحانی طور پر ہلاک کر دیا۔ وہ زہر یہ ہے کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے جن لوگوں نے ڈاکٹر مذکور کی اس خط و کتابت کو پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کی ہے وہ اس نکتہ پر پہنچیں گے کہ شروع سے آخر تک یہی امر متنازعہ فیہ رہا ہے حضرت اقدس نے بار بار ڈاکٹر کو اس خطرناک عقیدہ سے ڈرایا ہے مگر۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل [illegible]

ڈاکٹر صاحب نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ اور چونکہ بظاہر یہ زہر آب حیات کی صورت میں پیش کی جاتی ہے اور اس سے بعض لوگوں کو دھوکا لگنے کا احتمال اور اندیشہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کروں

میں باری تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کی فلسفیانہ بحث کسی [illegible] نہیں کر سکتا۔ [illegible] میرے نزدیک یہ بالکل [illegible] وہ یہ مسئلہ [illegible] نہیں ہے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم رائے (اگر کوئی ہوں) وجود باری اور توحید باری کے قایل ہیں اس لئے اس کو مسلم قرار دیکر میں اس امر پر بحث کروں گا۔ کہ کیا نبوت و رسالت کے بدون وجود باری یا توحید باری متحقق بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ ڈاکٹر صاحب بانی نبوت و رسالت کے قایل ہیں لیکن اس بحث کے چھیڑنے سے انہوں نے بتا دیا ہے۔ کہ فی الحقیقت وہ سلسلہ رسالت کو معاذ اللہ محض لغو قرار دیتے ہیں۔ ورنہ وہ اس پر زور نہ دیتے کہ محض اقرار توحید ہی نجات کے لئے کافی ہے

میں حیران ہوں کہ انہوں نے نجات کو سمجھا کیا ہے اگر یہ نجات ہنود کی نجات ہے۔ تو خیر وہ کسی لفظی موت نامہ اعتقاد کہنے سے مل سکتی ہے اور لا تمیز کے ضعوا کی طرح کوئی چیز اس کی ناقص نہیں۔ لیکن اگر نجات کا مفہوم وہی ہے۔ جو قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور فی الحقیقت وہی ہے تو وہ تو زبانی اقرار سے کہ خدا ایک ہے۔ نہیں مل سکتی۔

پھر یہود اور مسلمانوں میں فرق کیا ہوگا؟

۔۔۔ ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی عزت پر حملہ کیا ہے اور در پردہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت پر بھی حملہ کیا ہے جس نے سلسلہ رسالت کو قائم کیا اور نوع انسان کی نجات کا اسے ذریعہ ٹھہرایا کیونکہ اگر اتنا ہی اقرار بس ہے تو میں کہتا ہوں کہ [illegible] کیلئے کسی رسالت اور شریعت کی حاجت نہیں [illegible] کتاب اللہ کا آنا بیکار اور بے سود ہوگا اور اسطرح پر مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دئے جاویں گے جو انہیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ملی ہے

یہ ہے وہ اصلاح جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کرنا چاہتے ہیں اور جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن نہیں نہیں خدا اور اسکے رسول کے دشمن اصلاح قرار دیتے ہیں

میں اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتا لیکن چونکہ بعض اصولی بحال مسلمات و یقینیات سے ہیں اس لئے میں نے عمداً ان کو چھوڑ دیا ہے۔ میں اس مضمون میں عقلی و نقلی طور پر دکھاؤنگا کہ ۔۔۔ توحید تو کجا۔ وجود باری کی بھی [illegible] نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ رسالت نہ ہو اور نظام نبوت [illegible] اور [illegible] کی [illegible] معلوم نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ کامل ہادی [illegible] خدا تعالیٰ کی طرف سے [illegible] وہ خدا تعالیٰ کی رضا اور ناراضی [illegible] اور [illegible] شریعت

رسالت اور نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ دنیا کی [illegible] کسی نہ کسی شکل میں اسکو تسلیم کیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی حمید و مجید کتاب جس کی طرف سے غفلت کا الزام ہم پر ڈاکٹر صاحب لگاتے ہیں اور جس کے خادم ہونے کا انہیں بہت بڑا دعویٰ ہے) اس مسئلہ کو خوب کھول کھول کر بیان کرتی ہے

ان [illegible] الا خلا فیھا نذیر

پھر ایسی صورت میں حالت میں ایسے تواتری مسئلہ سے انکار تو حماقت ہے اگر اس کا کوئی تعلق توحید یا وجود باری سے نہ تھا تو پھر خدا تعالیٰ کو اس سلسلہ کے اختیار کرنے کی حاجت ہی کیا تھی؟ یا تو ڈاکٹر صاحب برہموؤں کی طرح [illegible] بالکل بے سود قرار دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو مدار نجات اقرار توحید ہی پر ٹھہرانا سراسر نادانی اور قرآن کریم کو پس پشت ڈال دینا ہے۔

نجات کا مدار یقین کامل پر ہے جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر گناہ سوز ایمان اور یقین

پیدا نہ ہو انسان کی فطرت میں وہ رنگ اور صورت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسے ہر قسم کے فسق و فجور سے نکالدے اور دنیا اور مافیہا کو وہ اپنا معبود بنانے سے رک جاوے۔ کیونکہ مدار نجات کا اس امر پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو تمام دنیا اور اس کے تلذذات اس کے ہر قسم کے مال و منال اور اس کے تمام تعلقات یہاں تک کہ اپنے وجود اور ذات پر بھی مقدم کرے اور دنیا کی کوئی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ آوے۔ مگر برخلاف اس کے مشاہدہ بتا رہا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اس سے تعلق شدید پیدا کرنے کی بجائے اس کی محبت اور اطاعت میں محو ہونے کی بجائے دنیا اور اسکی لذات اور اسکے تعلقات میں ایسا محو اور از خود رفتہ ہو رہا ہے جس کا بیان ان الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اسکا باعث کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی ہستی اس کے صفات پر اسے کامل یقین اور معرفت تام وصل نہیں ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت سے واقف ہوتا [illegible] اسطرح دیکھتا جیسے دنیا اور اسکی چیزوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ میں جو [illegible] ہے اسے اسی طرح محسوس اور مشاہدہ [illegible] فانی اور متغیر لذتوں کو پاتا ہے تو بے [illegible] اور [illegible] تعالیٰ ہی میں پاتا۔ مگر ایسا نہیں

اسکی وجہ یہی ہے کہ اسے یقین کامل ویسا نہیں جیسا دنیا کی مشہود و محسوس اشیاء پر ہے خدا تعالیٰ کے وجود کو وہمی اور ظنی طور پر تسلیم کرتا ہے اسلئے اس ظن اور وہم کو یقین کامل کے درجہ تک پہونچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو قائم کیا ہے

ضرورت نبوت پر بھی کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں اسلئے کہ نظام قدرت میں اس کے نظایر موجود ہونیکے علاوہ انسان کی عملی حالت اسپر شہادت دیتی ہے کہ اسکا کوئی امام اور لیڈر یا معلم ہو اگر کوئی شخص اس مشاہدہ صحیحہ کا انکار کرے تو اسکی صریح غلطی ہے اسلئے کہ نظام ظاہری میں حکومت اور سلطنت کا مسئلہ اور فلسفہ اسکا حل کئے دیتا ہے جبکہ نظام ظاہری میں انسان اس سے بے نیازی نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خاص حکمران اور سرپرست ہو جو امن عامہ کو قائم رکھے اسطرح پر نظام روحانی میں بھی ایک فرد اکمل کا ہونا ضروری ہے جو ظاہری حکمران کے بالمقابل [illegible] ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رسالت کا فلسفہ اور حکومت کا فلسفہ خود قرآن کریم میں بیان

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین

یعنے اگر اللہ تعالیٰ کا یہ اصول نہ ہوتا کہ سرکش انسانوں کو ان انسانوں کے ذریعے دفع کر دیا جاوے جو ملک کے اندر سطوت اور جبروت رکھتے ہیں تو زمین تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ سلسلہ کارخانہ اور نظام تمدن درہم برہم ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل اور بڑا رحم ہے کہ اس نے حکومت ظاہری کا سلسلہ بند نہیں کیا جسکی وجہ سے شریر انسانوں کی دست برد سے دنیا کو نجات مل جاتی ہے

پس جب جسم اور جسمانیات کیلئے خدا تعالیٰ نے پسند نہیں کیا کہ شتر بے مہار کی طرح لوگ ہوا و ہوس کے پیچھے چلیں کریں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ باطنی سلسلہ کو تباہ اور پریشان کر دیتا؟ کبھی نہیں۔

اس بیان کے بعد اب غور طلب اور قابل بحث یہ امر رہ جاتا ہے کہ اقرار نبوت کی کس حد تک ضرورت ہے اور اس اقرار کی نوعیت کیا ہے یعنے کس وقت کہا جاوے گا کہ اقرار نبوت کیا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اقرار نبوت کیا چیز ہے۔

اور توحید اور نبوت کے اقرار کا باہم کیا رشتہ ہے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کیلئے میں عقلی اور خیالی بحث نہیں کروں گا اور نہ اسکی ضرورت اور حاجت ہے ڈاکٹر صاحب بار بار کہتے ہیں کہ میں قرآن مجید پیش کرتا ہوں اسلئے انکے لئے قرآن مجید کا پیش کرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت قرآن مجید سے بڑھ کر اور کونسی [illegible] اور [illegible] ہو سکتی ہے

قرآن مجید کا عام طرز بیان صاف طور پر بتا رہا ہے کہ جہاں جہاں ایمان باللہ کا ذکر کیا ہے یا جہاں اطاعت اللہ کی ہدایت فرمائی ہے اسکے ساتھ ہی ایمان بالرسل اور اطاعت الرسل کا سبق ساتھ دیا ہے گویا ایمان باللہ [illegible] ایمان بالرسول لازم و ملزوم امر [illegible]

اس مطلب پر قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات میں پیش کر سکتا ہوں اور اگر اس مقصد کے ڈاکٹر صاحب یا انکا کوئی اور ہم خیال (اگر ہو) انکار کرے تو سلسلہ وار وہ آیات پیش کر دی جاویں گی تاہم مختصر طور پر کچھ آیات درج کر دینی ضروری معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل

(۱) یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الخ (النساء ع ۸)

(۲) و من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم الخ (نساء ع ۹)

(۳) و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ الخ (نساء ع ۱۷)

(۴) ذالک بانھم شاقوا اللہ و رسولہ الخ (انفال ع ۲)

(۵) و یطیعون اللہ و رسولہ الخ (توبہ ع ۹)

(۶) و من یطع اللہ و رسولہ و یخش اللہ و یتقہ الخ (نور)

(۷) قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول

(۸) و اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ و اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (نور ع ۷)

(۹) و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما

(۱۰) و ان تطیعوا اللہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا (حجرات ع ۲)

[illegible]

ؔ اس آیت پر اگست ۱۹۰۱ء میں میرے محسن و مخدوم قوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ پڑھا تھا جسکا یاد رکھنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ جہاں ہم چھاپ کے [illegible]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝

جو لوگ اللہ اور اوس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں میں تفریق کردیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنالیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد رسولوں پر **ایمان لانے کا مسئلہ** درحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں اور علاوہ براں رسولوں کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اوس شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اوس پر کسقدر درجہ کا ایمان چاہئے؟ اسکے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور فیج اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے اردگرد جالوں کے انبار تن دیئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا۔ الاماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے۔ اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے بیکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوت کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کردیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کیساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کردیا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی ڈھکوسلوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اوسی رنگ اور اوسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربّانی اور مرسل یزدانی موجود ہے اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کردی ہیں جو مدتوں سے دور رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا اُن بکھیڑوں پہ نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے اُن ہی دلائل اور حجج سے اُن ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نورِ محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا۔ قسم اُس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور رسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں وللہ الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہوگیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام آچکے ہوؤں کی لاج رکھی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں ہو چکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پر آشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کے دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کے انہیں دیدیا۔ اب بڑی بات جس پر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانی چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسدرجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہیئے میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اُسی نام اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے۔ اسلئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلانِ الٰہی میں تفریق روا رکھی جاوے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ ہر وقت مفرّق بھی وہی لوگ ہیں جو بعض کو ماننے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے ایمن ہوں۔ اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہوجانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہونگے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سر تسلیم خم کردیں مجھے یاد ہے کہ اس آیۃ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگادی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو۔ اُس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہوجائیں۔ اور بالآخر اوس کے موافق عمل درآمد کرکے بھی دکھائیں۔ ایک صاحب دل جو اس تلاش میں رہتا ہے کہ قوم بنانے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کرسکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھا گر بتایا ہے دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کے ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی راؤں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کرکے کرنا پڑتا ہے میدان جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سرلشکر کے اشارہ دلنا پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علیٰ ہذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کرلو اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قایم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو۔ مگر نظارۂ قدرت کا تجربہ اور اون افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخرکار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اوس سے پیش نہ آوے۔ مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سرلشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے۔ اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہوگئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر ایک ...... دینا روا نہیں۔ ادھر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خودی کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو نہایت مطلوب ہے حری ول یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان طمع کار باتوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑ سکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا۔

فَلَا وَرَبِّکَ — وَرَبِّکَ اس راز کی کلید ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کرکے بھیجا ہے۔ اور کیا کبھی ہوسکتا ہے؟ کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوتے عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اوس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہوسکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بیقرار طبیعت کے اعتراض کی حقیقت اور خدا تعالیٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرت کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوروں کے لاانتہا سلسلوں دنیا کے دانشمند ترین فلسفیوں اور عقل و فہم پرنازکرنے والوں خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ **عزیزو!** کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دیگئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرف سے بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی۔ کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل

جانا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج تک پہونچی ہوئی دانشیں اپنے اندوختوں کو خاکستر کر دیں - اس اعتراض کے جواب کے لئے پہلے سے ہی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے - یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے - اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اوس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا - آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا - اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے اُنھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کر فرشتے بنا دیا - صحابہ کی پہلی حالت یا دنیا کی اوس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب الٰہی نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ - یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا - جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطے سے اُن دلوں کو جو مر چکے تھے پھر زندہ کرے اور اس رسول کی پیروی کا نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے محبوب اللہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں جو زندہ اور بابرکت کتاب ہے یہ ہے کہ تم انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ کے کمال تک پہونچ جاؤ گے اور بالآخر قدرۃ اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے گی - یہ برکات اور انجیل اور بے ثبوت کتابوں کے خلاف جو اسرائیلیوں اور آریوں کے ہاتھ میں ہیں قرآن کریم کوئی ایسا دعوٰے نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم پر رکھے کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب ... ہے اور ... کے ... اور دل خوش کن باتیں بنا سکتی ہیں -

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اُس کے پیرو گروہ اُس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائیگا -

اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکے سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی - بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اُسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدت اضطراب اور اضطرار کے وقت اُسنے مانگی تھی اور بڑی منت و سماجت و زاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے منہ سے ٹل نہ سکا تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آئیندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا - جہان تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین ہیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے - تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تھا کہ اوس کے مُنہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی - اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی - یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹ ہیرو جب ایکٹر کے دعوؤں اور تحدیوں کے بموجب منشاء اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہو گیا اسی کی نسبت دعوٰے کیا جا سکتا ہے یا وہ دعوٰی کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا - اور اسکی ہدایتیں اوس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہونگی - ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک ہلکا فقیر اور درویش اپنے ... میں کیونکر کاذب کہا جائے گا - کہ میری پیروی کرو تم موت کے بعد بڑے آرام پاؤ گے - اس میں شک نہیں کہ ہر چند ہے لوگ انجیل کے ہیرو سے بہت کچھ محبت رکھتے ہوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور ... بڑی اسان اور ... بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جائے کہ اوس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تھی - کس نشان پر اوسے خدا مانا جاتا ہے؟ کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے - یا افلاً انبیائے توریت کی برابر تھے محض دعوے محض مہمل ہیں الفاظ سے خدائی نکلتا اگر ہو تو بھی بے ثبوت بات ہے ہزاروں صوفی درویش اور وحدت وجود کے خدا کہلائے اور کہلاتے ہیں - ایک نصرانی اون کی عملی تکذیب کس دلیل سے کر سکتا ہے - آج تک یہودیوں کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی -

انصاف کرو ایک شخص جسکا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دُنیا سے رخصت ہوا وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اور اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بخود اُس کے اتباع کی طرف کھنچی چلی جائیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکھانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام پتھر اور مٹی کے بتوں میں کچھ بھی فرق نہیں جسکو چاہو پوج لو آخر اوس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے کہ خطرہ ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو -

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں -

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے منہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہو کر اوس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے بنگئیں -

اس راز کے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعد و وعید ملا کر بیان کئے - آپ کے دشمن آپکے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعوؤں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تھیں ہلاک ہو گئے - اور اون ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پورے کامیاب ہو گئے - یہاں کی نار میں آپکے دشمن جلے اور آخرت کی نار کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپکے دوست یہاں کی جنات اور ممالک کے مالک ہو کر آخرۃ کی جنات کے وعدوں کے صدق کے نمونے صادق ہو گئے ایک ہی انسان ہے جسنے اپنی زندگی میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آواز سن لی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ لیا - اور حجۃ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرما کر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اُترا - اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد - آپ کو ابتداء ہی میں یہ دعا سکھائی گئی تھی - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی کیسی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل طور میں آپ کو عطا ہوئیں - جو آپ سے پہلے منعم علیہم کو ہوئی تھیں - دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے - اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تھی کہ داعی اگلے راستبازوں کی طرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے - سو جو کس ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اسکے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں میں سے کوئی نکالکر تو بتائے - انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جائے پر نہ ٹلا - عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی اور نامراد رہی - اسلئے ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں - مگر اسبات کے تسلیم کرلے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے - اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں - ان کو کفارہ بنانے کے منصوبہ نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے تھے اور لگانے میں کہ وہ لعنتی ہوا - اور اوس کی دعا رد ہوئی ان کا کس قدر بد مفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا - کاش اب بھی کوئی سمجھے -

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اتباع و تحکیم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس محبوب الٰہی کے ساتھ یہ عملی دلائل لگا دیئے ہیں -

اور لفظ رسول ہزار زبان سے بول رہا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت الٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص حاصل ہے - سچی بات یہ ہے کہ مامورین و مرسلین ایسے قویٰ لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پر حکمت ہاتھ نے پیش بہا وداد دون کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور امتیاز بخش دی ہوتی ہے بجز اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور ان کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں - یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لامحالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں اور عملاً بھی اس کے ثبوت وقوع میں آچکے ہیں ورنہ خدا تعالےٰ کی اہم کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اُٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے حکم کی بات ہے کہیں درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لاانتہا سرگردانیوں اور سردردیوں سے مخلصی دلا دی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا -

اس بڑے بھاری مرحلے کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں - میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیسے قرآن کریم کی اس آیت شریف کا

مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو بالآخر دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اسکا بدنتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو۔ جب بھی مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے۔ وہی یہاں بھی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص کر یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا منجملہ ان کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اوس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑیں گے اور اون کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خداتعالیٰ جانتا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم وفنون کی اعلیٰ معراج پر پہنچی ہوں گی۔

بات بھی یوں ہی ہے۔ غیر قوموں کو چھوڑو اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں۔ اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس اُن کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات بڑے بڑے ہماری علماء اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس وتدریس میں مصروف رہتے ہیں جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہ کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں۔ وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں ان الفاظ کی ایک میزان ٹھہرا رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اس موضوع میزان میں اسے تول نہ لیں۔ حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔

ان امور کو مدنظر رکھکر (واللہ اعلم بمرادہ وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہو لیں گے۔ جب تک مومن ہی نہ ہوں گے اور نہ ہی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں۔

غور کرو

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال واعمال وافعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں۔ اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم میں اسوقت تنازع نہیں۔ کیا عرب کا جاہلیت کی ساری بداخلاقیاں اور بے اندامیاں ہم میں نہیں کیا وہی باہمی جنگیں اور ضداد اور کینے ہم میں نہیں کیا اسوقت بات بات پر ادنے ادنے اختلاف پر اسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے۔ غرض اب کونسی بات رہ گئی ہے جو اُن لوگوں میں تھی اور ہم میں نہیں۔ بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیر پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کور بختی سے وہ جو دلی کے اُس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چھوکر آتے ہیں وہ اپنی رائے میں۔ فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھتے ہیں۔ انھیں گویا موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہوں کہ خداتعالےٰ اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہوں اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

مجھے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پہنچے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاریوں نے نادان جب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھ لیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے ورنہ اُس کی طرف التفات نہ کریں گے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض اون لوگوں میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خداتعالےٰ کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ اُن کے علوم وفہم کی بدصورتی اُن پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بچا کیا ہے۔ یہ استکبار وانانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیچ ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تھا یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے صندوقوں میں رکھ لی پھر میں نہیں جانتا ہوں اونہوں نے بیعت کیا کی وہ تو آخرکار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی پر ایمان لانے والے نکلے وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ تو دوسرے حکم کے ہی حکم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حکم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر ان کی استنباط واجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ خداتعالےٰ کا موعود حکم ابھی تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اوس کے آنے پر بھی وہی سردردی ہمیں رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور یہیں یہ مصیبت پڑی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکی پرکھ کرتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف تسویل ہے۔ تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔ ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن وحدیث کے موافق نہ پائیں اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اوسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو! اگر تمہارے عقول اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الٰہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور منحرف اعتقادوں پر جمے ہوئے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اون ہی غلطیوں اور نصوص الٰہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے پھر تمہاری بات کیونکر اوسوقت چلے۔ وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا اسکے قویٰ ازلاً ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ سوز۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکۃ اللہ کے حفظ کے قلعہ میں جاگزیں۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوت کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اسوقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اس پر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا۔

یہ یقیناً وہی ہے جسپر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبوں اور منکروں اور خدا اور سنت انبیاء سے جاہل لوگوں کو چھوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو کہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

ناعاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت سے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پھر خدا تعالےٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ مینے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے مے سے سرشار ہوکر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔ اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے بیٹے اپنے والدین سے بھی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع وسجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصاً اور ہماری جماعت کے لئے عموماً دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی ہمارا مرنا اور ہمارا جی اٹھنا آپ کے ساتھ ہو۔× آمین (باقی آئندہ)

امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اس زمانہ کے عالم ہونگے۔ وہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے آج علماء اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی بیان یا تشریح کی محتاج نہیں رہی تکفیر بازی کا بازار گرم ہونے کے سوا اب یہانتک نوبت پہونچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتیات اور شخصیات پر بہت ہی بیہودہ اور سفیہانہ حملے ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں یہ معرکہ بہت جوش کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ جو کچھ حالات ایک دوسرے کے شائع کئے جاتے ہیں انکو پڑھ کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ وارثان علم الرسولؐ اور متبعان سنت کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک مولوی اٹھتا ہے وہ دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ فلاں نے لواطت کی اور فلاں کے ساتھ کی اسکے فلاں فلاں زندہ گواہ موجود ہیں۔ دوسرا اٹھتا ہے وہ کہتا ہے فلاں ولد الحرام ہے غرض گندی سے گندی گالیاں جو الفاظ کے ہیر پھیر میں دی جاسکتی ہیں وہ اس مقدس گروہ میں جاری وساری ہیں اور اپنی ساری منطق اور قابلیت اسی علم میں خرچ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

میں نے ان تمام اشتہارات پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو وہ ایک دلچسپ آرٹیکل ہوگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکے گا۔ (بفضلہٖ تعالےٰ)

جب کہ علماء اسلام کی حالت یہانتک گر گئی ہے اور انکے اخلاق انسانیت کی حد سے نکل گئے ہیں تو پھر اے امرتسر کے باشندو! تم انصاف کرو۔ اور خدا لگتی بات کہو کہ کیا ان علماء سے تم بہتری کی امید رکھتے ہو؟ اور یقین کر سکتے ہو کہ ان کا وجود اسلام کے لئے مفید ہوگا؟ کبھی نہیں۔ بخدا میں لایزال میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام پر یہ نہایت خطرناک وقت ہے جبکہ اسکے خواص کی یہ حالت ہو رہی ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا یہ حالت بالطبع تقاضا کرتی ہے

مردے از غیب بروں آید و کاری بکند

خدا تعالےٰ نے ایسا ہی کیا ہے اپنے ایک امام اور مامور کو بھیجا ہے کہ وہ ہماری اصلاح کرے۔ اگر آپ ایسے علماء کے شاغل حال رہکر ان سے دین حق اور اخلاق سیکھنا چاہتے ہیں تو تمہارا اختیار ورنہ اگر ایمان اور اسلام کا فکر ہے تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنے دوست دشمن میں تمیز پیدا کرو۔

اور اے مخالف الرائے علماء امرتسر! خوب یاد رکھو کہ تمہاری پردہ دری تمہارے اپنے ہی ہاتھوں ہو چکی ہے اگر تم میں سے ہر ایک ان بیانات میں جو ایک دوسرے کے خلاف بیان کرتا ہے سچا ہے تو پھر خود فیصلہ دو کہ تمہارا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہے؟ اور کیا یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی یا نہیں جس کا مینے اس نوٹ کے شروع میں ذکر کیا ہے؟

اور پھر کیا حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی نہ کی تہی کہ ہر ایک جو میری ذلت اور رسوائی کے درپے ہے وہ خود ذلیل اور رسوا ہو کر رہیگا۔

اور اب ان اشتہاروں کو جو تم دے رہے ہو پڑھو اور بتاؤ کہ یہ تمہیں عزت کے کس مقام پر کھڑا کرتے ہیں۔ آؤ! خدا سے ڈرو! اور خدا کے راستباز بندے کی مخالفت سے باز آؤ! ورنہ یہ مخالفت تمہیں اور بھی نیچے لے جائے گی۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

کتاب النسوان۔ پیر عنایت الدین احمد صاحب رئیس امروہہ نے یہہ مبسوط کتاب مستورات ہند کے لئے بطور دستور العمل لکہی ہے اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے حصہ اوّل لڑکپن۔ دوم جوانی۔ سوم معاملات دنیاداری۔ اور ہر حصص میں ان ضروری مضامین پر بحث کی ہے جو ایک لڑکی سے لیکر بوڑہی اماں تک کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی چہپائی لکہائی اعلےٰ درجہ کی نہیں ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ کتاب مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ مستورات میں عام ہو۔ مصنف کے نام درخواست کرنی پر عصہ قیمت کو مل سکتی ہے۔

تنبیہہ الغافلین۔ اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ایک مباحثہ کی روئداد ہے جو مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم ڈہک بازار پٹیالہ نے شائع کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲/ ہے مصنف سے ہی ملے گی۔ یہہ مباحثہ ایک غیر احمدی مولوی کیساتہہ ہوا ہے جس میں اسکو فاش شکست ملی ہے۔

خزینۃ المعارف جلد اوّل۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین میں لکہی ہے حکیم نعمت دین صاحب نے مولوی محمد فضل چنگوی کے ذریعہ اسکو یکجا کرا لیا ہے اور خزینۃ المعارف جلد اول کے نام سے شائع کیا ہے ۵/ قیمت پر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مل سکتی ہے۔

صنعت وحرفت۔ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ شیخ محمد شفیع جاپانی تعلیم یافتہ نے لائل پور سے اسی مہینہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ملک کو صنعت وحرفت کی جسقدر ضرورت ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورت میں یہ رسالہ بہت مفید ہوگا سودیشی تحریک کے حامی دیکہیں اس رسالہ کو کہانتک مدد دیتے ہیں۔ سالانہ قیمت (۱؎) ہے۔

مبادی الصرف والنحو۔ یہ حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں صرف ونحو کے مسایل کو نہایت اختصار کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ان قواعد کو سمجھ کر یاد کر لینا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ عربی زبان کی اشاعت کے خواہشمند ایسے رسالوں کی اشاعت کثرت سے کریں قیمت ۱/ سید عبد الحیی عرب قادیان سے ملیگا۔

الذکر۔ یہہ نہایت ہی مفید اور قابل قدر رسالہ ہے جو میرے محترم بہائی شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم نے لکہ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں اسماء الٰہیہ کا ترجمہ اور نماز کا ترجمہ ایسے اسلوب پر دیا گیا ہے۔ جو بچوں اور عورتوں کے لئے بہت مفید ہے ایسے پاک لٹریچر کی اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے کتاب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صفائی سے چہاپی گئی ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گہر میں ہونی چاہئے قیمت ۲/ ہے جو مصنف سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر ملے گی۔

ستیارتھہ پرکاش درپن۔ یہہ ۴۲ صفحہ کا رسالہ ستیارتھہ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کے پہلے کولاس پر تنقیدی رنگ میں لکھا گیا ہے اور لکھنے والے مشہور آریہ مناظر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی ہیں رسالہ نہایت مفید اور آریہ مذہب کی قلعی کہولنے والا ہے قیمت ۳/ ۔ النذیر پریس میرٹھ سے ملیگا۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف ہیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے۔ اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہونچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھہ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اسکے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بہی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بہی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذو الفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی۔ کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جابجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بہی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بہی مدد دیکر ممنون فرماویں گے۔

الملتمس
محمد علی
از قادیان

× اے مرحوم ۔۔۔ [illegible]

مُراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۶ء)

دیانندی رحم

ستیارتھ صفحہ ۱۸۰ (جس صفحہ کے نیچے حرحبہ کہ صفحہ ہ ستیارتھ ترجمہ راد ہاکشن میں دیکھو) اگر آریوں کا خدا کل جہان کا پرمیشور رحمٰن اور رحیم ہوتا تو ... مذاہب والوں اور ... کو مسلمانوں کے ... مروانے کا حکم ... ہمارے دونان ... ہے کہ کتاب ستیارتھ ... بے شال ہے ذرا چودہویں سمولاس میں سوامی جی کا وہ اعتراض پڑھیں جو مسلمانوں پر درباره جنگ دجدال ہے ۔ پھر مقامات مندرجہ ذیل پر نظر کریں اور دیکھیں کہ سوامی جی کے الفاظ کیا حال ہے کجا ہر انسان کے لئے دعوئے خیر خواہی اور کجا مخالفان وید کی بیخ کنی ۔ واہ کیا ہی عجیب اعتقاد ہے کہ کیسا عاشق صلح کیسا شیدائے فساد ہے ۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۱ توپ تفنگ تیر تلوار وغیرہ سے مخالفوں کے مغلوب کرنے اور انکو روکنے کے لئے قابل اور با استحکام ہوں ۔" ایضاً صفحہ ۱۸۱ حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۰ حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۲ بداعمالوں کو ہلاک کر دینے کے لئے مثل آتش ہو" ایضاً صفحہ ۱۹۵ جب رعایا پرور راجہ کو کوئی ... جنگ کے لئے طلب کرے ہرگز پہلو تہی نہ کرے" ایضاً انہیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمنوں کو ہلاک کریں سن رسیدہ لوگوں کو انہیں توپوں کے منہ کے سامنے گھوڑ دوڑ سوار کرکے دوڑا دیں اور ماریں" ایضاً صفحہ ۱۹۶ جو گاڑی گھوڑا الخ گائے وغیرہ جانور نیز عورت اور دیگر سب قسم کا مال الخ فتح کئے ہوں وہی اسکو لیوے" ایضاً صفحہ ۲۱۱ دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ میں روک رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچاکر چارہ خوراک پانی ہیزم کو تلف و خراب کر دے" ایضاً صفحہ ۲۲۴ "بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا الخ تمام انسانوں کو تکلیف دینے والے جابر آدمی کو نہ بوجہ دوستی اور نہ بوجہ زر کثیر کے راجہ ہرگز بلا قید و بلا عضو کاٹے کے چھوڑے ۔" ایضاً بھاگا ہوا ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اسکو اپنے آقا کے گناہ لگ جاتے ہیں الخ بلکہ اسکے نیک اعمال کا ثمرہ سب نابود ہو جاتا ہے" ستیارتھ صفحہ ۱۹۳ جس طرح بگلا دھیان لگا کر مچھلی پکڑنے کے تاک میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنے کے خیال میں رہے دولت وغیرہ اشیاء اور اپنی طاقت بڑھا کر دشمن پر غالب آنیکے لئے شیر کے مانند زور سے حملہ کرے چیتے کی طرح چھپ کر دشمنوں کو پکڑے زور آور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کیطرح دور بھاگ جائے اور بعد ازاں دھوکہ دیکر اسے پکڑے ۔

یہہ چند حوالے ہیں جو ستیارتھ سے نکالے ہیں اب سمجھیں جو سمجھ والے ہیں کہ زبان پر تو وہ رحم والفت ہے کہ کسی جیو کو دکھ دینا دہرم کے برخلاف ہے لوگ اگر حفاظت جان کے لئے لڑیں تو طعنہ مگر آریوں کو معاف ہے جب حاکم کے لئے (اپنے ہتھیاروں کا تیز اور خطرناک کرنا ۔ اور اپنے مخالفوں سے روئے زمین کو پاک کرنا ۔ بداعمال موذیوں کو مثل آگ ہو کر خاک کرنا ۔ سن رسیدہ لوگوں کو توپ بندوق سے ہلاک کرنا چارہ خوراک کو تلف کرکے دشمن کا دم ناک میں کرنا ۔ جب کوئی دوسرا راجہ لڑنیکو بلائے تو لشکر کا چست و چالاک کرنا ۔ بگلے کیطرح تاک لگا کر یا ہی دولت کو خوراک کرنا دشمن زور آور ہو تو خرگوش ۔ نہیں تو شیر کی طرح دشمن کا سینہ چاک کرنا) یہہ سب کچھ جائز لکھتا ہے وہ آپکا روحانی باپ ہے تو پھر اے مترو ایسا کام کرنے میں دوسروں کو کیوں گناہ اور پاپ ہے نیز آپکا تو یہ اعتقاد ... ہے کہ ہر نیکی و بدی کا ثمرہ ملنا ضرور ہے ۔ پھر بھاگے ہوئے ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے ۔ انکے اعمال صالح کیوں ضائع اور ناکارہ گئے ۔ یہ گناہ کی معافی پر ایک دلیل ہے جس سے اعتقاد آریہ خوار و ذلیل ہے کیونکہ جسطرح بعض برے افعال سے نیک اعمال کا ثمرہ نابود ہو جاتا ہے اسیطرح نیک اور خالص اعمال سے گناہوں کا بدلہ بھی مردود ہو جاتا ہے بس آپکو مناسب نہیں کہ اعتقاد توبہ سے انکار کریں ۔ اور اپنی غلطی پر نیز ادا ... اب تو ماننا پڑا کہ توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہے ۔ یا کہو سوامی جی کی یہ تحریر لغو اور فضول ہے مگر جو قوم تعصب میں گرفتار ہے اسے تحقیق سے کب محبت اور پیار ہے سمجھنے والوں کے لئے تو بات صاف ہے کہ سوامی جی کی کلام میں اسقدر اختلاف ہے کہ ... ایک جملہ بھی فساد و تعارض سے خالی نہیں ۔ کون سی اعتقادی عمارت ہے جسکی بنیاد نکالی نہیں ۔ افسوس ہمارے دوستوں سے دولت انصاف کا کوئی سوالی نہیں ۔ ورنہ کتاب ستیارتھ میں تو کوئی بے نظیری و بے مثالی نہیں ۔ ہاں نفاق دورنگی میں بیشک لاثانی ہے ۔ یہی اسکی کاملیت کی بڑی نشانی ہے ۔ یہاں تکلیف دینے والے کی سوامی جی کے اس قول سے قید کرنا یا عضو کاٹنا سزا ہے ۔ پھر انہیں کے نزدیک رہزن کو تنخواہ دینا روا ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ "راجہ الخ بدمعاشوں چوروں ۔ ڈاکوؤں کو بھی نوکر رکھے" یہہ تو سوامی جی کا رحم درباره جنگ ہے اب دیکھو عہدہ سفارت میں کیا رنگ ہے ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "سفیر کا خاص کام دشمنوں میں بے اتفاقی پیدا کرنا ہے" یہہ مخالف ہے صفحہ ۱۹۱ کے "جو فریب سے مبرا ہو وہ سفیر شاہی ہونا چاہئے" ظاہر ہے کہ جسمیں ... فریب کی لیاقت نہیں ۔ اسمیں بے اتفاقی پیدا کرنے کی بھی حاجت نہیں ۔ اسلئے ایک قول سے سفیر نہیں کیونکہ اسمیں مکر و تدبیر نہیں ۔ اور ایک قول سے سفارت کے لائق ہے وجہہ یہ کہ فریب سے مبرا اور راستی کا شائق ہے ۔ اب کس قول پر اعتبار کریں اور کس سے انکار ۔

دیانندی تحقیق

پنڈت دیانند نے سملاس چودہویں میں جہاں مسلمانوں پر اعتراض کئے ہیں اپنے آپ کو محقق لکھا ہے ہم محقق صاحب کی تحقیق کا ایک نمونہ آریان ڈلوال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ کس طرح سنیاسی صاحب نے رنگا رنگ کے بھیس بدلے ہیں ۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۶۸۱ "جو پرہیزگار ہیں وہ تو پہلے ہی سے راستہ پر ہیں اور جو جھوٹے راستہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راستہ ہی نہیں دکھلا سکتا پھر کس کام کا رہا" یہہ تو سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے جو ان کی فتح اور کامیابی کی بنیاد ہے یا وہ بازاری ہوکا اور آواز ہے جسمیں دھوکا اور فریب دینے کا راز ہے اب اسمیں جو انکے ذاتی اعتقاد کا حال ہے یا جو سوامی جی کی گھر والی چال ہے وہ بھی ملاحظہ فرماویں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۴۵ "جو آدمی غالب الحواس نہیں ہے اسکو وید ... کہتے ہیں اسکو باوجود کوشش کرنیکے نہ وید کے گیان نہ ترک دنیا نہ یجنہ نہ نیم اور نہ دہرم ... سے ... کامیابی حاصل ہوتی ہے" پھر دیکھو صفحہ ... جس شخص کو باوجود پڑھنے پڑھانے کے کچھ بھی حاصل نہ ہو اسکا پڑھنا پڑھانا بے سود ہے" ماسٹر جی ہم کہتے ہیں **غالب الحواس آدمی کو تو پہلے ہی سے کامیابی حاصل ہے جو مغلوب الحواس ہے** ۔ اسکو تو وید کامیابی کا منہ نہیں دکھا سکتے پھر یہ کس کام کے ہیں ۔ کیا ان باتوں سے ثابت نہیں ہو گیا کہ آپ کے گرو جی مصنف و محقق محض نام کے ہیں ۔ جب غالب الحواس اور دھارمک آدمی کے سوا پرمیشور کو وید کی تعلیم دینا بے سود ہے اور آپ سوامی جی کے اس مقولہ کو بالکل حق سمجھتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا چاہئے ۔ کہ سرسوتی جی مہاراج نے ہدی للمتقین پر اعتراض کرنے میں غلطی کھائی ہے اور اسمیں انہوں نے تحقیق و انصاف کا لحاظ نہیں کیا اور بیشک یہ اعتراض انکا انہیں کے قول سے بیہودہ ثابت ہوتا ہے لہذا حسب اصول ستیارتھ چھوڑ دینے کے لائق ہے مگر امید نہیں کہ سماجی تعلق آپکو اس اقرار کی اجازت دے اگر آپ تعصب سے الگ ہو کر ستیارتھ کو پڑھیں تو سوامی جی کی تحقیق اور انصاف کی حقیقت معلوم ہو کہ سوامی جی دوسروں پر اعتراض کرنے کے وقت کہاں تک اپنے مقرر کردہ اصولوں کی رعائت رکھتے ہیں مثلاً ایکطرف مسلمانوں پر یہ خفگی ہے کہ انکا خدا کافروں سے دشمنی اور مومنوں سے محبت رکھتا ہے یہہ ٹھیک نہیں چنانچہ یہی مضمون صفحہ ۶۶۲ میں ہے " پرمیشور سے کوئی شے الگ یا اچھی نہیں اسلئے اسمیں الفت کا ہونا ممکن نہیں اور جو میسر چیز کو چھوڑ دیوے اسکو ورکت کہتے ہیں ایشور بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی چیز کو چھوڑ ہی نہیں سکتا اسلئے ورکت بھی نہیں" ایسا ہی ایک جگہ اپنے پرانکوں کو سمجھاتے ہیں "چونکہ ایشور سب جگہ موجود ہے اسلئے سب اس کے نزدیک ہیں پس سالیپیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" دیکھو صفحہ ۲۵۱) پھر دوسری طرف وہی خفا ہونیوالی مہرشی اپنے چیلوں میں خوش ہو کر فرماتے ہیں ۔ " چونکہ وہ سب کو محبت کرتا ہے اسلئے پرمیشور کا نام متر ہے" دیکھو صفحہ ۹۱ "جو دشٹوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ پرمیشور راہو ہے" صفحہ ۲۶ "اپاسنا سے برہم (ذات الٰہی) سے وصل اور اسکا عین الیقین ہوتا ہے" دیکھو صفحہ ۲۴۸ "اب برے کاموں اور برے کام والوں پر غضب ناک ہیں مجھکو بھی ویسا ہی کیجئے" صفحہ ۲۲۸ ۔ ہم پوچھتے ہیں جب پرمیشور میں الفت نہیں تو وہ محبت کیسے کرتا ہے اور جب بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی کو چھوڑ ہی نہیں سکتا تو دشٹوں کو کیسے چھوڑ دیتا ہے جب ایشور سب کے نزدیک ہے تو پھر اپاسنا سے ذات الٰہی کے ساتھ وصل کیسا کیا سالیپیہ مکتی کی طرح وصل بھی خود بخود حاصل نہیں ۔ جب وہ نیک کام والوں پر راضی اور برے کام والوں پر غضبناک ہے تو سب کا محبت کرنیوالا نہ ہوا بلکہ محبت ۔ دشمنی وصل کے جو معنے آپ لیتے ہیں وہ دوسروں کے لئے کیوں جائز نہیں ۔ ماسٹر صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپکے سوامی جی کا ایک اعتقاد نہیں تعصب یا عدم تدبر کیوجہ سے آپ نے اس بات کو نہیں سمجھا زیادہ تر غور اور توجہ آپ لوگوں کی اس حصہ کلام کیطرف ہے جسمیں سرسوتی مہاراج نے مخالفوں کی تردید کی اگر آپ ان کے دعاوی کا اپنی قدیمی کتب سے ثبوت ڈھونڈتے یا ان کی متضاد باتوں میں فکر کرتے تو تب آپ دو باتوں

سے ایک بات ضرور قائل ہو جانے یعنے ایک یہ کہ دروغگو را حافظہ نباشد - دوسری - ہاتھی کے دانت دکہانے کے اور کہانے کے اور - دیکھو کسطرح آپکے مہرشی سب ایمان مردہ کی قبر کی طرح اپنے عارضی اعتقاد والی عمارت کو ان الفاظ کے رنگ سے رنگین کر رہے ہیں (قرآن کا خدا رحیم ہوتا تو دوسروں کے مروانے کا حکم نہ دیتا ہمارا ایشور تو متر ہے جو سب کو محبت کرتا ہے) اور انکے ذاتی اعتقاد کا خانہ بقول انکے اس بیرحمی سے ویران پڑا ہے اور اندر سے انکے مردہ دل کی عفونت اور بدبو ان الفاظ کی ہوا سے دور دور تک پھیل رہی ہے " راجہ کو چاہئے جسطرح بگلا تاک لگا کر مچھلی پکڑنے کے دہیان میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے " دشمن کو چاروں طرف سے تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک وغیرہ کو تلف کر دے "

الغرض میں نے آپکی خاطر سوامی جی کی اس چال کو خط نہذا میں اچھی طرح کہولکر لکھہ دیا ہے کہ شاید آپکو اس امر میں غور کرنا نصیب ہو اور آپ اس دیانندی واک جہل کو سمجھہ سکیں اب اپنی توحید کا حال سنئے -

[آر]یہ کی توحید | ستیارتھہ صفحہ ۲۶۳ " اے انسان جس سے یہہ مختلف قسم کی **موجودات ظاہر ہوئی ہے** الخ وہ پرماتما ہے اسکو تو جان " ایضاً صفحہ ۲۶۵ " جس پرماتما کی **قدرت سے** یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوئی ہیں اور جسمیں قائم رہکر آخر کو جسمیں فنا ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے جاننے کی خواہش کر " ایضاً صفحہ ۔ " اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں (موجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آئندہ کو پیدا ہونے والے جہان کا ایک **لاثانی** مالک پرماتما ہی اس **عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تہا** اور جس نے زمین سے لیکر سورج تک ساری **کائنات کو پیدا کیا** " اس عبارت منقولہ سے جہاں تک پہنچ گئی ہے نظر کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی توحید کے مسئلہ میں اہل اسلام سے متفق ہیں ایسا ہی وہ اپنی کتاب رگوید آدی بہاشیہ بہومکا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پرماتما ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۱۵ میں اس وید منتر (تب نہ است (نیستی) نہ است (ہستی) نہ رج (پرمانو یعنے ذرہ) تہا) کی شرح فرماتے ہیں " اس وقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں - وہ بھی نہ تہی **اور نہ پرمانو تہے** " پھر دیکھو اردو بہومکا صفحہ ۷۰ " وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہ ہی اس کائنات کو اپنی **قدرت** سے بناتا ہے "

پھر دیکھو بہومکا صفحہ ۸۲ " اسی طرح اگنی کے اس پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور **پرکرتی کو اپنی قدرت** سے پیدا کیا "

دیکھو ماسٹر جی آپکے پیشوا اس جگہ تو بڑے زور سے بہ آواز بلند کہہ رہے ہیں کہ پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تہا اسوقت نہ پرکرتی تہی اور نہ پرمانو بلکہ اسی نے اپنی قدرت سے پرکرتی وغیرہ کو پیدا کیا یہی آواز ہے جسکو سنکر آپ لوگ بزعم خود بت پرستی سے نکل اپنے آپ کو موحدوں کے زمرہ میں شامل سمجھتے ہیں اور دل میں خیال کر لیا کہ سرستی جی مہاراج نے توحید کا وہ خزانہ جو ویدکی پرانی عمارت کے نیچے مدفون تہا جسکا پتہ بڑے بڑے مہا رشیوں کو بھی نہیں لگا نکالکر آج ہمارے سامنے رکھدیا ہے اور اس دولت عظیمہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دی اور بہت سے آریہ ورت کے گہروں کو جو شرک اور بت پرستی کے قحط سے ویران ہو چکے تہے آکر آباد کیا ہے - سو مہربان من آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے آپ لوگ سوامی جی کے اس دعوے کو دو کہ سب کچھہ پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے " مٹھائی سمجھہ کر چیونٹیوں کی طرح چمٹ گئے حالانکہ اس مٹھائی میں نفس توحید کو ہلاک کرنے والی سمنت سم قاتل ملائی گئی ہے جس سے لاکھوں انسان تباہ ہو رہے ہیں اور اس ... ایشور کی قدرت اور اس لاثانی ازلی شخص ... کی وحدانیت کے نابود کرنے میں ... پنڈت نے کچھہ ... اور ایک جہوٹی اور کہوٹی متاع کو راستی اور سچائی کے ملمع سے آراستہ کر کے ناواقف لوگوں کو دہوکہ دیا ہے جو سنسکرت جانتے ہیں کہ سوامی جی کے اقوال کی پڑتال کر سکیں اور ... سچ جہوٹ ... کی اس ... کہ اعتقاد دو قسم کا ہونا چاہئے ... ایا قتہ ہے اسلئے میں محض اس محبت کے جوش سے جو مجھکو آپ لوگوں سے ہے یہہ تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ کو سنسکرت یا عربی پڑھکر تحقیق کرنے کی فرصت نہیں تو کیا آپ سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ستیارتھہ کو ہی (جسے آپ بے نظیر کتاب سمجھے بیٹھے ہیں) غور اور تدبر سے دیکھنا شروع کریں اور سوچیں کہ یہہ کیا وجہہ ہے جو سوامی جی کا کہیں سناتنیوں اور ویدانتیوں سے اتفاق ہے کہیں ناستک مت والوں کے خیالات کا اشتیاق - الغرض ہر بات میں دورنگی و نفاق ہے - توحید کی نسبت سوامی جی کا جو عارضی اعتقاد تہا وہ تو سن چکے اب انکا ذاتی اعتقاد دیکھئے ستیارتھہ صفحہ ۲۶۴

" سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب نہیں وہ انادی (ازلی) ہے - **سوال** ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں - **جواب** ایشور جیو - اور عالم کی علت (مادی) یہہ تینوں چیزیں ازلی ہیں الخ مادہ - جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یہی تین ساری کائنات کی علت ہیں - ایضاً صفحہ ۲۶۶ ہی ست روپ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے گویا است (نیست) ہی تہا اور جیو آتما - برہم - اور مادہ میں لیس (جذب) ہوکر موجود تہا " لو صاحب آپکے پیشوا تو دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور کسطرح عوام کو گمراہ کرنیکے لئے واک جہل سے کام لے رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا دہوکہ اور فریب ہوگا کہ سوامی جی زبان سے تو یہہ تعلیم دیں کہ " اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی اسکو تو جان " اور دلمیں یہہ یقین ہو کہ اس سارے عالم کے تین مظہر ہیں جیوآتما - برہم اور مادہ بلکہ برہم کو دوسرے نمبر پر رکہا - بازار میں تو یہ وعظ سناویں کہ اے لوگو! اس لاثانی ازلی پرماتما کی پرستش کرو جو اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تہا اور گہر میں یہ ثبت دہرے ہوں کہ ہم خود ازلی ہماری صفات افعال خواص ازلی پھر ازلی وجود اپنے ہمرتبہ وجود کے کیوں تابع ہو سوامی جی کو علم مناظرہ میں اچھی مہارت ہے انہوں نے سوچ لیا کہ یہہ جوڑ کو بڑیں پرماتما ہم پر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے " میں ایشور سب سے پہلے موجود ہوں سو یہ استدلال آپکا جناب کی فضیلت کا مثبت نہیں اور نہ اس دلیل سے آپ پرستش کے مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح تو ازلی ہے اسی طرح ہم بھی ازلی ہیں جیسے تیری صفات وغیرہ انادی ہیں ویسے ہی ہماری صفات افعال خواص بھی انادی ہیں پر آپ کس واسطے ہمارے سامنے ایسی دلیل کو پیش کرتے ہیں جسکا بجز سکوت آپکے پاس کوئی جواب نہیں ہاں ایک عذر ہے کہ آپ ہمپر حکمران ہیں لیکن یہہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ جب جناب ہمارے خالق نہیں ہم اور ہمارے خواص وغیرہ ازلی ہیں تو پہر بہلا پیچھا نہ چہوڑا - ایشور جی یہ آپ کی زبردستی ہے - لہذا اے ہمارے منترو! میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ مہرشی سرستی سوامی جی مہاراج کے ان کلمات کو (پرماتما ازلی ہے اس کے پہلے نہ پرکرتی تہی نہ پرمانو) سنکر جہٹ سنیاسی صاحب کے پیچھے ڈاڑہی مونچھہ منڈا چل پڑنا اچہا نہیں کچھہ سوچ بچار بھی کرنی چاہئے - کہ جس صفت سے پنڈت صاحب ایشور کو موصوف سمجھتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ازلی اور سب کائنات کا (جسمیں جیو مادہ بھی داخل ہے) پیدا کرنے والا ہے تو پہر اسی صفت کے ساتھہ جیو مادہ کو موصوف سمجھہ کر کیوں ان ایشور کی اولیت میں انکو شریک ٹہیراتے ہیں اور کس منہ سے ایشور کے نام کے ساتھہ لاثانی - ازلی - الفاظ کو ملایا جاتا ہے مگر جس قوم کو نیوگ جیسی گندی اور ناپاک تعلیم سے شرم نہیں آتی انکو ایسی باتوں سے کب حیا ہے پنڈت دیانند نے جابجا ستیارتھہ میں جیو اور ایشور کو ایک جیسا مانا ہے - دیکھو ستیارتھہ صفحہ ۲۵۱ " جیو اور ایشور دونوں بالذات چیتن (ذی نعقل) ہیں طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دہارمک وغیرہ ہے ایضاً صفحہ ۲۵۷ پرمیشور اور جیو دونو ذی شعور اور جنمیں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہے - ستیارتھہ صفحہ ۲۴۲ جیو کبھی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے " اب منصف ہوکر بتایئے مولف ستیارتھہ نے ایشور اور جیو کو برابر مانا ہے یا نہیں غور کرو الفاظ - **چیتن - پاک - غیر فانی - دہارمک - یکساں ازلی** پر اور لفظ وغیرہ سے یہ سمجھا دیا کہ ایشور میں جو باقی صفتیں ہیں انہیں بھی جیو شریک ہے - اب جیو کے ایشور ہونے میں کچھہ فرق رہگیا اگر ہے تو اور نیئے ستیارتھہ صفحہ ۲۲۵ " جیو بوجہہ چیتن ہونیکے خود بخود بہ مثل ہمرشتہ ہے اسلئے سانجہ مکتی بھی حاصل ہے " پورانک لوگ ایشور کے ساتھہ جہوٹے بھائی کیطرح لبساوت کرنے کو سانجہ مکتی کہتے ہیں - اسپر مولف ستیارتھہ فرماتے ہیں کہ جیو بوجہہ چیتن ہونیکے ایشور کا چھوٹا بھائی ہے اسلئے پورانکو نکی مکتی خود بخود حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جیو چہوٹا بھائی ہے اور ایشور بڑا آفریں اے توحید کے مدعیو! تمنے تو عیسائیوں اور پورانکو کے منہ پر تہپیڑ دیا عیسائی تو صرف ایک خاص مقدس جیو کی نسبت خدا سے رشتہ تسلیم کرتے ہیں (وہ بھی بیٹا ہونے کا بخلاف بھائی کے جو اپنے حقوق جہگڑا بھی لے سکتا ہے - یعنے باپ بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم اور لاوارث ٹہیرا سکتا ہے - لیکن بھائی اپنے حصہ کو نہیں چہوڑ سکتا) اور آپنے تو تمام جیوں کو ایشور کا رشتہ دار بنا دیا - جب آپکے مذہب میں کتے گدہے سب جیو ہیں تو نعوذ باللہ حسب اعتقاد آپکے یہہ سب ایشور کے چھوٹے بھائی ہوتے پہر چوہڑے چماروں سے کیوں نفرت کرتے ہو کیونکہ جس شخص سے محبت ہو

سے غلام بھی پیارے لگتے ہیں پھر چھوٹے بھائیوں سے تم تقاضائے محبت ہے اسکا اندازہ ہر آدمی اپنے تجربہ محبت کی بنا پر لگا سکتا ہے۔ لہذا آریوں کو چاہیے کہ برہمن کھتری چوڑہ چمار وغیرہ سب سے ساتھ ایک جیسا سلوک و برتاؤ رکھیں کیونکہ یہ کل جیو بوجہ چیتن ہونے کے ایشور کے رشتہ دار ہیں اور اس رشتہ داری میں سوامی جی مہاراج کے نزدیک جیو کا نیک یا اعلےٰ خاندان سے ہونا شرط نہیں بلکہ اس امر میں ہر انسان و حیوان برابر ہے پس ایشور کے چھوٹے بھائیوں کو مناسب نہیں کہ کھانے پینے میں بے اتفاقی اور بدسلوکی پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ ہے توحید اس قوم کی جسکی نظر میں تمام دنیا بت پرست ہے۔ تعصب بھی کیسی بری بلا ہے اس توحید کے مدعی دوسروں پر اعتراض کریں۔

(باقی آئندہ)

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

سوامی جی یا منشی رام

ذیل میں ایک عجیب مضمون درج کیا جاتا ہے جسکے عنوان میں ضرب کی علامت دی گئی ہے جسکا مفہوم مضمون پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو جاویگا۔ فی الحقیقت یہ امر [illegible] ہے کہ دونوں میں سچا کون ہے؟

(ایڈیٹر)

[illegible] رام [illegible] پرنسپل [illegible] بھائی جی [illegible] پرچارک جالندھر شہر [illegible] بکرمی [illegible] کے کالم میں اس [illegible] ہو [illegible]

[illegible] سال ہوئے ایک معزز کالج [illegible] کے ساتھ آریہ سماج پر رشی دیانند [illegible] پر بھاری بحث ہوئی اثنا گفتگو [illegible] بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی [illegible] بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ انکی کئی باتیں [illegible] طور پر سائنس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف [illegible] مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا [illegible] عقیدہ ہے کہ کئی اجسام فلکی آباد ہیں لیکن سائنس [illegible] کی تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض [illegible] کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی [illegible] رائے نہیں۔ لیکن ہمیں وشواس ہے کہ [illegible] سائنس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس [illegible] حل کر سکیں۔ تو ان کا فیصلہ مہرشی دیانند کے [illegible] حق میں ہوگا۔ حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا [illegible] منشی رام [illegible] ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے

پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے۔ تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے مکھ سے بے اختیار یہ شبد نکلے۔ کہ درنیترو رتشٹا رشی کا واکیہ نرا تھنک نہیں ہو سکتا + پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں۔ جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے۔ جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔ اس وشے پر رشی واکیہ یہ ہے۔ تینتیس دیوار تکھات پرتھوی جل اگنی وایو آکاش چندرما سوریہ اور نکشتر سب سرشٹی کا نواس تھان ہونے سے آٹھ دسو یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے۔ کہ سرشٹی شبد کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش پرکار کی رچنا کے،، ختم شد۔

ہم نے سچائی ظاہر کرنے کی خاطر دیانندی مہاتما کا مضمون حرف بحرف نقل کر دیا ہے کیونکہ ہمارا اصل مدعا یہی ہے کہ دشمن اپنا پورا زور لگا لے تا کہ ہم ایک ہی دفعہ اس کا سر کچل کر رکھ دیں۔ ناظرین مندرجہ بالا مضمون سراسر جھوٹ کا ڈھیر ہے۔ آپ غور سے دلائل سنیئے اور ان کو اپنی کانشنس سے پرکھیئے۔ اس مضمون کی کئی باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں۔

اول تو یہ کہ کالج پارٹی کے نزدیک دیانند کی کئی باتیں سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں الٹی بشارت دیانند صاحب کو اپنی تعلیم کی سچائی پہلے سمجھوں پر ہی ثابت کرنی دشوار ہے بجائے اسکے کہ انکی تعلیم کو غیر مذاہب کے سامنے رکھ کر اسے سچا کہا جاوے۔ میری دانست میں کالج پارٹی اس معاملہ میں بالکل سچی ہے کیونکہ سوامی جی کی کئی باتیں نہ صرف سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ اخلاق اور تہذیب کے خلاف بھی کئی موجود ہیں جیسے نیوگ وغیرہ۔ خلاف عقل تو اسکے قریباً سارے ہی مسئلے ہیں۔ مگر نمونتاً ہم ایک درج ذیل کرتے ہیں۔ پنڈت جی سنسکار ودھی مترجمہ دیوی دیال مطبوعہ سورج پرکاش کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ جن مہاشوں کو لڑکے کی اچھیا ہو وہ ۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴-۱۶- ان چھ راتوں میں اور جنکو لڑکی کی اچھیا ہو وہ ۵-۷-۹-۱۵- ان چار راتوں میں عورت سے جماع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اصول از سرتاپا خلاف عقل اور بالکل لا یعنی ہے۔ ورنہ کئی مہاشے جنکو لگاتار لڑکیاں ہو رہی ہیں۔ پنڈت جی کے اس نسخہ کا ضرور ہی استعمال کر کے لڑکے لیا کرتے اور لڑکیاں ہونے کی صورت میں نیوگ کا نسخہ استعمال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔

اس سے آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ ہم نے آسن ماس خور کو جواب دیا کہ اجسام فلکی میں آبادی کے مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی پختہ رائے نہیں لیکن بعد چندے وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر سوامی جی پہنچے ہیں۔

محقق کے نزدیک ایسی صورت کی موجودگی میں دیانندیوں کو کوئی حق نہیں کہ اسلام کے ان روحانی اسرار والہٰی باتوں پر جو عقل انسانی سے بالاتر ہوں اور جن پر ابھی انسانی تحقیقات حاوی نہ ہو سکی ہوا اعتراضات لاطائل کریں۔ جبتک کہ سائنس کا کوئی معیار قائم نہ کر لیں۔ جب خود سائنس دانوں کے نزدیک معیار سائنس مقرر نہیں ہوا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنا جہالت ہے ہم آگے چل کر موقع پر بتا دینگے کہ جس سائنس دان کی آڑ میں ہمارے مہاتما نے دیانند جی کے ایک اصول کو سچا بتانے کی کوشش کی ہے اسکی تحقیق دیانندی تعلیم پر کونچی پھیر رہی ہے۔

آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ محقق کے نزدیک یہ تعلیم دیانندی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اگر نہیں تو مہاتما جی کسی ویدک منتر کا حوالہ دیکر ثابت کریں کہ بن اور پھیپھڑے کے بغیر ذہانت ہو سکتی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کا یہ خیال کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو ہوا پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دیانندی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے مہاتما جی کو کوئی وید منتر دے کر اپنی سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ کہ دوسروں کی چھاچھ پر موچھیں منڈانے والی بات کرنی چاہیئے۔

اب ہم اصل گپ لکھتے ہیں جو مہاتما جی نے چلائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔

اب میں نہیں سمجھتا یہ تحریر مہاتما جی نے دیدہ دانستہ لغو طور پر لکھی ہے کہ دیانند جی کی یہ تعلیم نہیں یا درحقیقت آپ (مہاتما جی) دیانند جی کی اصل تعلیم کو چھپا کر پروفیسر صاحب کی پیروی میں سوامی جی کی خوبی تعلیم کی نقلی لے رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے مہاتما جی سچائی کا خون کرنے کے لئے لغو تعلیم پر ملمع چڑھانے کی کوشش میں ہیں جیسے کہ کسی طرح ناکامیاب ہو رہے ہیں بھلا مہاتما جی کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی کہ اتنا جھوٹ بول دیا۔ آئیے اس بارہ میں ہم آپکو سوامی جی کی اور سماج کی جس کے آپ پرچارک رہ چکے ہیں اصل تعلیم بتائیں۔ تاکہ آپکو اور عوام کو سماج کی جھوٹی تعلیم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ستیارتھ پرکاش اردو مستند ترجمہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے صفحہ ۲۶۰ پر یوں لکھا ہے۔

(۱) **سوال** سورج چاند اور تارے کیا شئے ہیں اور انمیں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟

جواب ۔ یہ سب کرۂ زمین ہیں اور ان میں انسان وغیرہ آبادی بھی رہتی ہے کیونکہ زمین پانی آگ ہوا آکاش چاند تارے اور سورج کو اسلئے وسو کہتے ہیں کہ انہیں میں تمام اشیاء اور مخلوقات بستی ہے اور یہی سب کا مسکن ہیں اور چونکہ یہ جائے سکونت ہیں اسلئے انکا نام وسو ہے جب سورج چاند اور تارے بھی زمین کی مثال وسو ہیں پھر انمیں اسی طرح آبادی ہونے میں کیا شک (ہے)؟ اور جس طرح پرمیشور کا یہ چھوٹا سا لوک (دنیا) انسان وغیرہ کی آبادی سے بھرا ہوا ہے تو کیا باقی سب لوک (کرے) خالی ہونگے؟ پرمیشور کا کوئی کام بھی بے مطلب نہیں ہوتا۔ تو کیا اتنے بیشمار لوکوں (کروں) میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہونے سے ایشور کا کام بھی پھل (بانتیجہ) ہو سکتا ہے؟ اسلئے سب جگہ انسان وغیرہ کی آبادی ہے۔

(۲) **سوال** ۔ جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضا ہیں ویسے ہی دیگر لوکوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس؟

جواب ۔ کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جس طرح اس کرۂ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوکوں میں بھی ہے جس جس جسم کے حصہ میں آنکھ وغیرہ اعضاء ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضاء اسی طرح اور اسی مقام میں موجود ہیں۔

اب مندرجہ بالا حوالوں کو پڑھکر ناظرین ذرا سماج کے لیڈر مہاتما جی سے دریافت کریں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ "رشی دیانند نے کبھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں" کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے سوامی صاحب یا مہاتما جی۔

محمد منظور الٰہی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مسیو مانٹیٹ نامی ایک فرانسیسی پروفیسر نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام مشرق پر ایک نئی نگاہ ہے۔ اس میں ایک بات مشرق کے مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مسیو مذکور لکھتا ہے کہ پانچسو برس کی مسلسل غفلت اور جہالت کے بعد یورپ کو اس مستحکم مذہب سے تھوڑی سی واقفیت پیدا ہوئی ہے اور وہ تعصب جو چلا آتا اور متعصب مذہبی اشخاص کی کوششوں کا نتیجہ تھا کسی قدر کم ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک بھی اسلام کی اصلی صورت سے یورپ اچھی طرح روشناس نہیں ہوا۔ اسلام کو ایک ظالم اور خونخوار مذہب سمجھنا بڑے بڑے محققوں کا عام خیال ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ظلم سے کوسوں دور اور اعلیٰ رحم کا مرجع ہے۔

مسیو مانٹیٹ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے یورپ اسلام سے ہرگز روشناس نہیں اور نہ اسلام اپنی اصلی اور سچی تصویر میں یورپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کو پیش کرنے والے دشمنان اسلام پادری تھے جنہوں نے اسلام کو ایک بھیانک اور خونخوار تصویر میں دکھایا مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوا اور اب تک بھی کہ یورپ بیدار ہو چلا ہے اور مذہبی پیاس سے بے قرار ہونے لگا ہے مسلمان ہیں کہ توجہ ہی نہیں کرتے حقیقت میں یہ قرعہ ازل سے جس مرد خدا کے نام پڑا تھا وہی اس کام کو کر سکتا تھا چنانچہ یورپ اور امریکہ کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے دل میں درد اٹھا اور ان لوگوں ہی کی زبان میں میگزین کے ذریعہ اسلام کی حقیقی چہرہ نمائی کی اسی کا اثر ہے کہ یورپ کے خیالات میں انقلاب عظیم واقعہ ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یورپ اور امریکہ میں **اسلام** اپنی روحانی طاقت اور زندہ برکات کے اثر سے پھیل جاویگا۔

آریہ سماج کی گتی

اس عنوان سے لاہوری ہمعصر جیون تت رقمطراز ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آریہ سماج کی کتب میں سے جہاد کی تعلیم کے بارے میں اپنے مضمون کا اگلا حصہ شائع کریں۔ ہم بعض ان تازہ آریہ اخبارات میں سے کچھ حصے ماخوذ کرکے درج کرتے ہیں۔ کہ جو ہمیں اسی ہفتہ کے اندر اندر ملے ہیں اور جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہم نے آریہ سماج کی تعلیم کے اس خوفناک پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک دن بھی قبل از وقت قلم نہیں اٹھایا۔ اور کیا آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کے اس پہلو اور اس کے عملی اثروں پر جلد توجہ کی جائے۔

(۱) جالندھر شہر کے آریہ اخبار سنیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲ - ہاڑ سمت ۱۹۶۷ بکرمی کے ایڈیٹوریل کالموں میں "(آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پرانک محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کرکے لکھا ہے "نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی درتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ وتنڈا واد میں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی برشٹی ان کے اندر نشو ونما پاتی رہتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف لیکچر سن سن کے ان کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں۔ کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے ..... ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"

(۲) اب اس تحریر کے مقابل میں اسی جالندھر شہر سے نکلا ہوا آریہ مسافر میگزین ایک پُرجوش نظم "آریہ ویر کی چتا" کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔ جو آج کے لاہور کے آریہ ہمعصر پرکاش کو وہ کچھ کہانی ہے کہ (نرہ) اس کے آخری بند کو ... ناظرین تک پہنچائے بنا نہیں رہ سکتے" چنانچہ اس ... شعر یہ ہیں

"آریہ ویرو! قدم آگے بڑھائے تم بھی
دھرم رکھشا کیلئے سیس کٹائے تم بھی
جسم فانی کی کرو دل میں نہ ہرگز پرواہ
شوق سے زخم کوئی سینہ پہ کھاؤ تم بھی
ہو رہے چاروں طرف سے ہیں ہزاروں حملے
نکلو میدان میں اب خون بہاؤ تم بھی"

(۳) لاہور کا آریہ اخبار پرکاش گوجرانوالہ کی آریہ انسٹی ٹیوشن گورو کل کی بابت لکھتا ہے۔ کہ "اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی کانسٹی ٹیوشن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان لوگوں کا خیال ایک علیحدہ سکول کھڑا کرکے **گوروکل کو نقصان پہنچانے کا ہے**"

اسی امرتسر کا آریہ اخبار ہتکاری مورخہ ۱۵ - جون لکھتا ہے۔

"یہ صرف پرکاش یا اس کے بعض ہم خیال لوگوں کی کمزور طبائع کا قصور ہے کہ وہ ایک دوسرے سکول یا گوروکل کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے نیک خیال لوگوں کی موجودگی میں کب امید ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں عام تعلیم ہو سکے گی۔ افسوس!

ع بریں عقل و دانش بباید گریست"

(۴) پرکاش مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۱۰ء خبر دیتا ہے کہ دہلی میں "آریہ سماجی پنڈت" ہری سنگ کو زیر دفعہ ۱۰۷ - ایک سال کے لئے سو روپیہ کا مچلکہ اور ۵۰-۵۰ کے دو قطعہ ضمانت داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔ جرم یہ تھا کہ وہ برسر بازار بعض مسلمانوں سے اسقدر مذہبی بحث مباحثہ کرتا تھا کہ جس سے عام امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا پہلے ایک مرتبہ تنبیہ کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی +

(نوٹ) ان انتخابوں میں بعض توجہ طلب حصوں کو ہمنے جلی کر دیا ہے۔ ان سے ناظرین آریہ سماج کی کشتی کی موجودہ گتی کا کسیقدر اندازہ لگا سکتے ہیں ⁂

[میں اسپر ایک اور تحریر کا اضافہ کرتا ہوں جو پرکاش مورخہ ۱۹ - جون ۱۹۱۰ء میں نکلی ہے اور وہ یہ ہے - ایڈیٹر]

کلچرڈ سماج میں نفاق اس کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا آخری حصّہ پڑھ کر جس میں وہ کلچرڈ بھائیوں کی اندرونی ہلچل کا ذکر کرتے ہیں ہمارے دل پر چوٹ لگی گو ہمارے **انکے خیالات میں زمین آسمان کا فرق** ... تاہم ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ نفاق کے نذر ہوں۔ جو مزے نفاق کے آریہ سماج لے رہا ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اسلئے برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی بھی **سوسائٹی کی وہ حالت ہو جو آریہ سماج کی ہو رہی ہے** لیکن دقت یہ ہے کہ نفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر ایک سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ انکا مطلب حل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ پھوٹ نہ پڑے لیکن زیادہ تمہید کی کیا ضرورت ہے۔ کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں یہ چٹھی غصّہ کی حالت میں نہیں بلکہ افسوس کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ ہمارے سماج میں دانا اور معاملہ فہم اصحاب کی رائے کی بے وقعتی ہے۔ سماج کے مشوروں میں میانہ رو آدمیوں کی کوئی سنتا ہی نہیں آریہ سماج کی لیڈری کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے اسمیں میانہ رو آدمیوں کا کیا کام۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام انتظام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہے جنکے اوصاف صرف یہ ہیں کہ انمیں دکھلاوے کی بے حد مقدار ہے اور آگے بڑھ جانے کی انمیں لاانتہا شکتی ہے۔ میرے خیال کے آدمی محسوس کرتے ہیں کہ سماج کے لئے نازک وقت (ٹرننگ پوائنٹ) ہے اور اب امر تنازعہ فیہ یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کا انتظام ان آدمیوں کے ہاتھ میں ہوگا جو معاملہ فہم اور میانہ رو ہیں اور جو اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں یا صرف باتوں بنانے والوں کے ہاتھ میں جنکی غیر ذمہ داری اتنی ہی ہے جتنی کہ انکی شوخی اور خود رائی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم جدائی کے کنارے پر ہیں۔

میں اس بات کے خلاف ہوں کہ اپنی پارٹی کی اندرونی کمزوریوں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں لیکن میرا جواب صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کی حالت خطرہ میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جہانتک ہماری طاقت میں ہے اسکی حفاظت کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کے حالات ہو رہے ہیں اور ہم خوش ہونگے اگر ہمارے کلچرڈ بھائی اپنے ذاتی تفرقات کو بھلا کر اپنے مشن کی تکمیل کرینگے۔ ہم جانتے ہیں کہ **انکا مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں** تاہم ہم پسند نہیں کرتے کہ ان ذاتی اختلافات کیوجہ سے دیانند کالج کو کوئی نقصان پہنچے جو بلاشبہ ہندوؤں کو سستی تعلیم دے رہا ہے"

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نو مسلم آریہ اپدیشک بر ہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اسکا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں۔ جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دو تو حصّے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت ۸ آنے جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دنیا زم حصّہ دوم بھی دفتر الحکم سے مل سکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصّہ ابھی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملینگی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

ہمیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا	نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم سنگاتا ہوں	خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل	تیری ہی آبیاری پر ہیں یہ پودا لگاتا ہوں

(کتبہ محمد حسن مجنوری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(انه اوی القریه)

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۶ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (۱۲)

فہرست مضامین

ڈاک نمبر ۷۷ ... صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب ضلع راولپنڈی

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ یوم سہ شنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

(۱) ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ۔ مجھ سے دعا مانگ میں قبول کرونگا

(۲) اِنِّي مَعَ الْأَفْوَاجِ آتِيكَ بَغْتَةً۔ ترجمہ۔ میں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤنگا۔ شب ماقبل ۸ جون ۱۹۰۶ء میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی شدت عوارض کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھا اور شدت خارش سے اپنے بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اور سخت اضطراب اور گھبراہٹ تھی۔ اسوقت میں نے اسکے لئے دعا کی۔ ابھی میں دعا میں مشغول ہی تھا کہ کشفی حالت مجھ پر طاری ہوگئی اور دیکھا کہ مبارک احمد کے بستر پر چھوٹے چھوٹے چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور ہیں اور اسکو کاٹ رہے ہیں تب ایک شخص نے وہ سب جانور بستر پر سے اٹھا کر ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ ان کو پھینک دو۔ پھر کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا آرام میں آگیا اور تکلیف کا نام و نشان نہ رہا اور آرام سے سو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کریں گے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جا بجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہنچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جا بجا تقسیم کرینگے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہوجائیگی۔ جو منشی ذو الفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جا بجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے۔ اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرماوینگے۔

الملتمس۔ محمد علی

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس کی طبیعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے تین چار روز سے نماز ظہر و عصر کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک پادری صاحب کا خط آیا ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ محض حضور کی تعلیم کے ذریعہ انپر عیسوی مذہب کا بطلان ثابت ہوگیا ہے۔

(۲) الحمد للہ۔ اب حقیقۃ الوحی قریب الختم ہے۔

(۳) حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں روزانہ ہوتا ہے۔

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام بتقریب موسمی تعطیلات کے ۱۱ جولائی کو اکیس یوم کیواسطے بند کیا جاوے گا۔

گذارش

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران بکثرت خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے ہیں جس سے بہت فضول ضائع ہوجاتا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ جملہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے۔ ضرور دیا کریں۔

احباب کی ایک تھوڑی سی توجہ سے کلرک کو بہت سہولت ہوسکتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب آیندہ خط و کتابت میں نمبر خریداری کو یاد کرکے دیا کریں۔ فقط والسلام

مینجر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ بدظنی دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیصلہ صحیح نکرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے۔ یہہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جائیں گے یہاں دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کیوجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھہ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں انکے لئے کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے یہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آئے اور گذر جاوے کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب ایسی خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہیئے تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کر لیتا ہے اور اسکے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہہ گناہ قابل مواخذہ لکھا جاتا ہے۔ پس یہہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہ کے ساتھہ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اور کہلے کہلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں۔ بہت سے آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا یا نقب زنی نہیں کی۔ یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں؟ جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اسکو رنج نہیں پہونچایا۔ یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی۔ یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوں۔ ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تفریحاً جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ و شکایت ہوتا رہتا ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دکھہ دیتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ **انسان تقویٰ اختیار کرے** میں اس وقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الہٰی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔ خلاصۃً یہہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر وحدت پہیلانا چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہونچاتا ہے۔ ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ **وحدت** کا دشمن ہے۔ جب تک یہ بدخیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پہیلے۔ اسلئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکہا۔ تقوےٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے۔ اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹہنڈے ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد انکے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آجاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں پہا نشک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری بھی کر ہی لیتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے انکی یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ انکے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے۔ گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں۔ یہہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی۔ جب انسان دعا اور عقد ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کو جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضل الٰہی کو کہینچ لیتی ہیں اور اسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے۔ اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آجاتا ہے اور ان سنی ہوئی باتوں کو یکدم بہول جاتے ہیں۔ اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھہ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اول ضروری ہے۔ جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے۔ پس

بار بار قرآن شریف کو پڑھو

اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکہتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہہ تقوےٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاویگا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہونگی۔ جب تک انسان **متقی** نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا۔ اور نہ اسکی عبادات اور دعاؤں میں **قبولیت** کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنے بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے۔ ان عبادات کی **قبولیت** کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکہنا چاہیئے کہ جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہو گئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ نماز کے اثر اور برکات نماز پڑہنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔

اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب کہ اسی مسجد میں نماز پڑہی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔ یا رات کو چوری کر دی۔ کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کیوجہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نماز نے اسکو کیا فائدہ پہونچایا؟ چاہیئے تو یہ تہا کہ نماز کے ساتھہ اسکی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تہا کم ہو جاتیں اور **نماز** اسکے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو **مومن** بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام **تقوےٰ** ہے اور یہ بھی یاد رکہو کہ تقویٰ اسکا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹہٹے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹہنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹہنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی ہتک ہو یا اسکے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو۔ اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہہ ان لوگوں کا کام ہے جنکے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟ یہہ بھی یاد رکہو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہونگے۔ **اس حصّہ کو بڑی توجہ سے یاد رکہو اور قرآن شریف کو بار بار پڑھکر سوچو۔**

یہہ تو وہ پہلا حصّہ ہے نیکی کا۔ مگر نیکی اسی پر ختم نہیں بعض لوگ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں جو بعض گناہ نہیں کرتے مثلاً بعض جھوٹ نہیں بولتے کسی کا مال ناحق نہیں کہاتے۔ قرضہ دبا نہیں لیتے۔ بلکہ واپس کرتے ہیں۔ معاملات معاشرت میں بھی پکّے ہوتے ہیں۔ مگر خدا نے فرمایا ہے کہ اتنی سی بات نہیں جس سے وہ راضی ہو جاوے۔ بدیوں سے بچنا چاہیئے۔ اور اسکے بالمقابل نیکی کرنی چاہیئے۔ اسکے بغیر مخلصی نہیں جو اسی پر مغرور ہے کہ وہ بدی نہیں کرتا وہ نادان ہے اسلام انسان کو اسی حد تک نہیں پہونچاتا اور چھوڑتا۔ بلکہ وہ دونو شقیں پوری کرانی چاہتا ہے یعنے بدیوں کو تمام و کمال چھوڑ دو۔ اور نیکیوں کو پورے اخلاص سے کرو۔ جبتک یہ دونوں باتیں نہوں نجات نہیں ہو سکتی۔ مجھے ایک مثال کسی نے بتائی تہی اور وہ صحیح ہے۔

کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اسکی تواضع کی جب وہ کہانے سے فراغت پا چکا تو اس سے نہایت عجز اور انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپکی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا۔ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ مہمان نے سمجہا کہ گویا اسطرح یہ احسان جتاتا ہے۔ اسے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھہ بڑی نیکی کی ہے۔ اسے تم یاد نہیں رکہتے۔ اوس نے کہا وہ کونسی نیکی ہے تو کہا کہ جب تم مہمان داری میں مصروف تہے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تہا مگر میں نے کسقدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی۔ یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا۔ بہت سی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نکرنے کا احسان جتاتے ہیں ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کر کے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کر کے بھی کچھہ نہیں سمجھتے۔ غرض پہلی حالت تو وہ **کافوری شربت** کی تہی اور دوسرا مرحلہ **زنجبیلی شربت** کا ہے چنانچہ فرمایا

یسقون فیہا کاساً کان مزاجہا زنجبیلا

اور ایسے جام انہیں پلائے جاتے ہیں جو زنجبیلی شربت کے ہوتے ہیں۔

انسان کو یہہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ایسا مرتبہ حاصل ہونا ناممکن ہے۔ یہہ سب کچھہ مل سکتا ہے۔ اور ملتا ہے جن لوگوں نے یہہ مراتب اور مدارج حاصل کئے وہ بھی تو آخر انسان ہی تہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے اس کے جرائم کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے تو وہ اسے دیکہکر گھبرا جاتا ہے اور سمجہتا ہے کہ ان سے بچنا مشکل ہے۔ مگر یہ اسکی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ بہت سے لوگ یورپ میں بھی اس خیال کے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا فقط اتنا ہی

نشاء ہے کہ انسان سے یہ اقرار کرایا جاوے کہ وہ انکی تعلیم پر عمل کرنے کے ناقابل ہے یا اسپر قادر نہیں ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور طاقت سے محض ناواقف ہیں۔

اور انہوں نے خدا تعالےٰ کی قدرتوں پر غور نہیں کیا اگر وہ خود انسان کی اپنی حالت اور ان انقلابات پر ہی غور کرتے جن کے اندر سے وہ گذرا ہے تو اس قسم کا کلمہ منہ سے نہ نکالتے مگر ان کے علم اور معرفت کی کمزوری نے انہیں ایسا خیال کرنے کا موقع دیا۔

دیکھو انسان پر کسقدر انقلاب آئے ہیں ایک زمانہ انسان پر وہ گذرا ہے کہ وہ صرف نطفہ کی حالت میں تھا۔ اور وہ وہ حالت تھی کہ کچھہ بھی چیز نہ تھا اگر زمین یا کپڑے پر گرتا تو چند منٹ کے اندر خشک ہوجاتا پھر علقہ بنا۔ اس میں ذرا بستگی پیدا ہوئی اسوقت بھی اسکی کچھہ ہستی نہ تھی۔ پھر مضغہ ہوا۔ پھر ایک اور زمانہ آیا کہ جنین کی صورت میں اس میں جان آئی۔ بعد اس کے پیدا ہوا۔ پھر شیر خوار رہے بلوغ تک پہونچا وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گذار کر انسان بنا دیا ہے اور اب ایسا انسان ہے کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا۔ ناک منہ اور دوسرے اعضا پر غور کرو۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسے کیا بنایا ہے پھر اندرونی قوائے خمسہ دیئے۔ اور دوسرے قوےٰ اور طاقتیں اسکو عطا کیں پس جس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جو یہہ نطفہ تہا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا اس کے لئے مشکل ہے کہ اسکو ایک حالت میں لے جاوے اور جذبات سے الگ کردے جو شخص ان باتوں پر غور کریگا وہ بے اختیار ہو کر کہہ اٹھیگا

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نکرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے حقیقت میں یہہ بہت بڑا گناہ ہے جو انسان اللہ تعالےٰ پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جسقدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ تعالےٰ کو حقیقی رازق یقین کرے تو پھر چوری۔ بددیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجہتا ہے۔

ئے جہاں مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

یہہ بھی خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے اگر اسے **صادق** یقین کرتے تو یہہ نہ کہتے بلکہ یہہ کہتے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

دنیا کو چند روزہ یقین کر کے اسکی عمارتوں اور آسائشوں اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے بلکہ ہر وقت موت کے فکر میں لرزان ترساں رہ کر عاقبت کا خیال کرتے۔ اور اسکا بندوبست کرتے کہ آخر مر کر اللہ تعالےٰ کے حضور جانا ہے مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چھائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دلدادہ دنیا ہیں گویا انہوں نے کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں اور موت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اسکا اثر انپر کچھہ بھی ہونیوالا نہیں یہہ بدخیالی یہہ غفلت اور خودرفتگی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اسکی جڑ بھی وہی خدا پر بدظنی ہے اسکو **صادق** یقین نہیں کیا۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کام پر اسکی آنکھہ کھل جاوے اور کسی امر کو یہہ اپنے لئے مفید سمجھہ لے وہی کرتا ہے۔ ایک تاجر کو معلوم ہوجاوے کہ فلاں ملک میں اگر اس کا مال جاوے تو اسے اسقدر فائدہ ہوگا تو ضرور اپنا مال وہیں لے جائیگا ایسا ہی ایک زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ کرتے ہیں۔

اسیطرح پر اگر انسان کی آنکھہ کھل جاوے اور عاقبت کا فکر اسے دامنگیر ہو۔ اور وہ ایک یقین اپنے اندر پیدا کرلے کہ خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح ہوسکتی ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے کہ اگر مجھہ پر نیک ظن ہوتا تو مشکل کیا تہا کیا پانچ وقت نماز پڑھنا مشکل تہا؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالےٰ کا خوف جب غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے پھر کر بھی ادا کرسکتا ہے اسوقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اسوقت زلزلہ آجاوے تو کیا ہم میں سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بھاگ جاویں۔ یہاں تک کہ مریض اور ضعیف بھی دوڑ پڑیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خوف کے ساتہہ ایک قوت آتی ہے اگر خدا تعالےٰ پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آجاتی اور اسکے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہوجاتا۔

غرض

بدظنی تمام برائیوں کی جڑ ہے جو نیک ظنی سے خدا تعالےٰ کی کتاب پر ایمان لاویں تو سب کچھہ ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان ہو تو پھر کیا ہے جو نہیں ہوسکتا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گناہ کیونکر چھوٹ سکتا ہے یہہ باتیں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کوچہ سے نامحرم ہوتے ہیں اسلئے ایسے اوہام طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسنے نطفہ سے انسان کو بنا دیا ہے وہ اس انسان کو ہر قسم کے پاک تغیرات کی توفیق عطا کرسکتا ہے اور کرتا ہے ہاں ضرورت ہے۔

طلبگار دل کی

میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ انسان کا اتنا ہی کمال نہیں ہے کہ بدیاں چھوڑ دے۔ کیونکہ اس میں اور بھی شریک ہیں یہاں تک کہ حیوانات بھی بعض امور میں شریک ہوسکتے ہیں۔ بلکہ انسان کامل نیک تب ہی ہوتا ہے کہ نہ صرف بدیوں کو ترک کرے بلکہ اس کے ساتہہ نیکیوں کو بھی کامل درجہ تک پہونچاوے پس جب ترک شر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے

کافوری شربت

پلاتا ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ وہ **جوش** اور تحریکیں جو بدی کے لئے پیدا ہوتی تہیں سرد ہوجاتی ہیں اور بدی کے مواد دب جاتے ہیں۔ اسکے بعد اسکو دوسرا شربت پلایا جاتا ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں **شربت زنجبیلی** ہے۔ جیساکہ فرمایا۔

یُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا

زنجبیل مرکب ہے زنا اور جبل سے **زنا الجبل** کے یہہ معنے ہیں کہ ایسی حرارت اور گرمی پیدا ہوجاوے کہ پہاڑ پر چڑھ جاوے۔ زنجبیل میں حرارت غریزی رکھی گئی ہے اور اسکے ساتہہ انسان کی حرارت غریزی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بڑے بڑے کام جو میری راہ میں کئے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے کئے یہانتک کہ انہوں نے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا۔ خدا کی راہ میں سر کٹوا دینا آسان امر نہیں ہے جبکہ بچے چھوٹے چھوٹے اور بیوی جوان ہو۔ جب تک کوئی خاص گرمی اسکی روح میں پیدا نہ ہو کب تک انہیں یتیم اور بیوہ چھوڑ کر سر کٹوا لے۔ میں صحابہ سے بڑھ کر کوئی نمونہ پیش نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** اور تزکیہ نفس کی طاقت کا ہے اور صحابہ کا نمونہ اعلےٰ درجہ کی تبدیلی اور فرمانبرداری کا ہے پس ایسی طاقت اور یہہ قوت ایسی زنجبیلی شربت کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں کافوری شربت کے بعد طاقت کو نشو ونما دینے کے لئے اس **زنجبیلی شربت** کی ضرورت ہی تہی۔ اولیاء اور ابدال جو خدا تعالےٰ کی راہ میں سرگرمی اور جوش دکہاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ **زنجبیلی جام** پیتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوےٰ کیا تو غور کرو کس قدر مخالفت کا بازار گرم تہا ایک طرف مشرک تہے دوسری طرف عیسائی بے حد جوش دکہا رہے تہے جنہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنا رکہا تہا۔ اور ایک طرف یہودی سیاہ دل تہے یہہ بھی اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے اور مخالفوں کو اکساتے اور ابہارتے تہے۔ غرض جس طرف دیکھو مخالف ہی مخالف نظر آتے تہے۔ قوم دشمن۔ پرائے دشمن جدہر نظر اٹہاؤ دشمن ہی دشمن تہے۔ ایسی حالت اور صورت میں وہ **زنجبیلی شربت** ہی تہا جو آپ کو اپنے **پیغام رسالت** کی تبلیغ کے لئے آگے ہی آگے لئے جاتا تہا کسی قسم کی مخالفت کا ڈر آپ کو باقی نرہا تہا۔ اس راہ میں مرنا سہل اور آسان معلوم ہوتا تہا۔ چنانچہ صحابہ اگر موت کو اس راہ میں آسان اور آرام دہ چیز سمجھہ لیتے تو کیوں جانیں دیتے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہہ شربت نہیں پیتا ایمان کا ٹھکانا نہیں۔ قصور میں ایک شخص قادر بخش تہا بڑا موحد کہلاتا تہا۔ گورنمنٹ کی اسوقت اس فرقہ پر ذرا نظر تہی۔ ڈپٹی کمشنر نے اسکو ذرا دہمکایا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ گہر آکر اسنے رنڈیوں کا ناچ کرادیا اور اپنے تمام طریق بدل دیئے۔ اس غرض سے کہ تا ظاہر ہوجاوے کہ میں اس فرقہ سے الگ ہوں اب بتاؤ کہ ایسا ایمان کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ انسان بھی کچھہ انسان ہوتا ہے جو خدا سے **انسان کو** مقدم کرلیتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسکا ایمان ایک کوڑی قیمت نہیں رکہتا۔ یہی وجہ ہے جو ایمان کے برکات اور ثمرات نہیں ملتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کیوجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہونچانا چاہئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہ میں ایسا ایمان تہا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کرلیا تہا۔ ایسے لوگ **قبل از موت** مرجاتے ہیں۔ اور **قبل اسکے کہ قربانی دیں** وہ سمجہتے ہیں کہ دے چکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز۔ روزہ صدقات اور خیرات کیوجہ سے ہے؟ نہیں بلکہ اس چیز کے ساتہہ اسکا درجہ بڑا ہے جو اس کے دل میں ہے۔ حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال کا بھی موجب اور باعث ہوتی ہے جسقدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں انکے مدارج تر ان اعمال کیوجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں تو اور بھی شریک ہیں مسجد میں بہری پڑی ہیں۔ (باقی آئندہ)

خط

بخدمت ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم

براہ مہربانی مضمون ذیل درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں ۔۔ ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ شب شنبہ یہاں ایک عجیب واقعہ گذرا جسکو یہاں ایک مقام پر چند لوگوں نے دیکھکر ایک مولوی صاحب کو بھی بتلایا ماسوا ریلوے سٹیشن کے ایک ہندو کانسٹبل اور شہر کے باہر ایک ہندو بنیئے اور اطراف کے چند لوگوں نے بھی اسکو دیکھا جسکے اکثر گواہ گذر چکے ہیں۔ ہوا یہ کہ شب کو ارد الصبح تخمیناً ساڑھے تین بجے کے قریب جب چاند بھی غروب کے قریب تہا یکایک چاند دو ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا زیادہ چمکدار تہا شیشہ کی سی

روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

منشی سراج الدین احمد صاحب کو یہ مرض ہے کہ وہ اخبار جاری کر کے بند کیا کرتے ہیں اور پھر نئے قالب اور نئے نام سے ہمیشہ جاری کرتے رہتے ہیں اور ایسے اخبار کے ہر دوسرے جنم میں انکی غرض و غایت اشاعت اسلام ہی ہوا کرتی ہے۔ جسکا مفہوم دوسرے الفاظ میں یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کریں چنانچہ پیسہ گزٹ کے بعد سیالکوٹ سے انہوں نے محمڈن نیشنل میگزین جاری کیا اسوقت بھی یہی وطیرہ اختیار کیا تھا اور اب چودھویں صدی کے بعد جب روزگار شروع کیا تو پھر وہی رنگ پکڑا۔

اگر روزگار کی غرض روزگار نہیں تو منشی سراج الدین صاحب کو اشاعت اسلام کا نام لینے سے پہلے اسلام اور اسکی حقیقت سے پوری آگاہی حاصل کر لینی چاہئے تھی مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہو کر جو کام کر رہے ہیں وہ اشاعت اسلام کا کام نہیں۔

ہاں اشاعت اسلام کا مفہوم انکی سمجھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام کی بے جا مخالفت کرنا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اسے پورا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ - جون سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں انہوں نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی شادی پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے میں انکے نوٹ کو بجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسی ہی امید منشی سراج الدین صاحب سے رکھنی چاہئے کہ وہ میرے جواب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے۔ (وہ یہ ہے)

ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی جماعت سے علیحدہ ہونے کی وجوہات پر جو تقریر لاہور میں کی ہے اسکی بہت ہی مختصر رپورٹ پیسہ اخبار کے رپورٹر نے لکھی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے اور ان کی ننگی تلواروں سے جو ان پر کھینچی گئی ہیں ڈر نہیں جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ قادیان میں جو چندہ مریدان مرزا صاحب نے مختلف مدات میں بھیجا ہے اس کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا۔ ہم اس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے ایک فرزند کا نکاح پشاور کے ایک معزز مسلمان کی لڑکی سے ہوا [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] مرزا صاحب [illegible] [illegible] اور شادی [illegible] [illegible] جوڑے وغیرہ [illegible] چاندی کی جوتی جیب [illegible] اعتراض [illegible] نہیں ہے [illegible] گرد موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی تھیں اور دوسرے پارچات [illegible] اور قیمت بھی اسی حیثیت کی تھی اور کل سامان قیمت میں پانچ چھ ہزار سے کم کا نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں صرف پیشوائے دین ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے درمیان **امور اور رسوم دنیوی** میں بھی ایک عمدہ مثیل قایم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **برات کے ممبروں نے ریزرو گاڑیوں میں سفر کیا اور جو کچھ ہوا ایک بڑے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ ہوا۔** یہ تمام روپیہ جو زیورات وغیرہ میں صرف کیا گیا ہے کہاں سے آیا اسکا جواب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب دینگے کیونکہ ضرور ہے کہ وہ مرزا صاحب کے وسائل آمدنی سے واقف ہوں۔

مرزا صاحب سید احمد خان کو دنیا دار اور کافر و مرتد بتاتے ہیں لیکن وہ دنیا دار کافر اس قسم کا تھا کہ باوجود اس کے کہ مستقل ذاتی آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کی رکھتا تھا مرنے کے بعد ایک دوست نے اپنی گرہ سے کفن خرید کر اس کے برہنہ جسم کو ڈھانکا۔ اس کے مقابلہ میں یہ ایک دیندار مسلمان نبی ہے۔ جو سونے اور چاندی کے ساتھ کھیل رہا ہے جبکی مستورات سونے چاندی سے اس حد تک لدی ہوئی ہیں کہ ان کے پاؤں میں بھی سونے کی پازیبیں ہیں۔ جن وسائل سے یہ روپیہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قیاس اور دریافت کرنے کی نسبت بھی کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب نے جو گر سیکھا اور سمجھا ہے۔ اور جس پر ان کا عمل ہے وہ وہی ہے۔ جو جناب حالی نے موزوں کر دیا ہوا ہے۔ ؎

انساں کو چاہئے کہ وہ ابلہ فریب ہو
دنیا پہ جب تلک کہ مسلط ہے ابلہی

اس نوٹ میں منشی صاحب نے اس امر کو نہایت کراہت کی نظر سے دیکھا ہے کہ اس تقریب پر کیوں حضرت مسیح موعود یا مولوی غلام حسن صاحب نے قیمتی زیورات یا پارچات دیئے۔

اگرچہ اس میں بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن میں اس کو امر واقعی تسلیم کر لینے کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ [illegible] قابل بحث یہ امر ٹھہرتا ہے۔ کہ

کیا امارت نبوت یا خدا شناسی کے منافی ہے

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ ایک شخص جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ وہ اس کے پاک کلام سے مشرف ہو اور نوع انسان کی روحانی بھلائی کے لئے مبعوث اور مامور ہو بھوکا اور ٹکڑوں کی [illegible] منشی سراج الدین صاحب کا نوٹ انکا یہی مذہب ظاہر کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کہلائے تو اسکے لئے لازمی امر ہے کہ وہ خانہ بدوش ہو اسکے گھر کا یہ حال ہو کہ اس کے گھڑے میں پانی ہو نہ چولہے میں آگ۔ اور پوری ذلت و نکبت کا نمونہ ہو (معاذ اللہ) ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو اور دلق مرقع سے ملبوس ہو۔ مختصر یہ کہ تمام نحوستیں معاذ اللہ اس میں جمع ہوں۔

پس اگر روزگار کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں ایسا آدمی صاحب الہام و وحی ہونا چاہئے اور ایک آدمی اور مصلح قوم کی حالت دنیوی حیثیت سے بہت ہی گری ہوئی ہو تو بے شک میں مان لینے کو تیار ہوں کہ حضرت مسیح موعود میں یہ نشان نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نہیں بنایا کہ اس کے محبوب اور دنیا دار بنیں [illegible] دنیا میں ذلیل ہوں بلکہ وہ دنیا میں خدا تعالیٰ سے [illegible] تعلقات صافیہ کے نتائج اور ثمرات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ایک **مامور من اللہ** جو لوگوں کو اس امر کی دعوت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ اور ان تعلقات میں **اخلاص** ہونا چاہئے تو تم پر فضل کیا جاوے گا اور تمہیں اپنے برکات اور فضل ملیں گے اگر یہ باتیں خود اسکی ذات پر وارد نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور برکات کا کوئی نمونہ نہیں دکھا سکتا تو وہ کونسی بات ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے کشش کا موجب ہوگی؟

مجھے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ جو بجائے خود **ریفارمر** بنتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں یہ ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں جن سے اسلام کی ہتک ہو۔ اور قرآن کریم کی مخالفت !!!

میں نے قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ **روزگار** کے ایڈیٹر کا اعتراض ایسا بودا اور بیہودہ ہے جو منہاج نبوت کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔

قرآن مجید عام طور پر متقیوں کے لئے فرماتا ہے **و یرزقہ من حیث لا یحتسب**۔ یعنی متقی کو ایسے طور پر رزق دیا جاتا ہے اور ایسی جگہ سے دیا جاتا ہے کہ اسکو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا پس جبکہ عام متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت اور سنت ہے تو وہ لوگ جو مظہر اللہ ہوتے ہیں اور جن کے حالات میں شمائل الٰہیہ کے تقاضاؤں کو ہم مطالعہ کرتے ہیں کیا انکے حسب حال یہی امر ہو سکتا ہے کہ وہ بھوکے مریں اور ٹکڑے مانگیں؟

اے ناخدا ترس انسان! خدا تعالیٰ کی تجھے اسی قدر معرفت اور اسکے صفات کا اسی قدر علم ہے؟ کیا تیرے پیمانہ اور ماپ سے وہ خدا کے راستباز بندے جو مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) سے پہلے ہو گذرے ہیں پورے راستباز ثابت ہو سکتے ہیں؟ کیا یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ در بدر بھیک مانگا کرتے تھے یا وہ سلاطین عہد سے بھی بڑھ کر آسائش اور راحت اور عزت رکھتے تھے؟

پھر قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ **ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات لھم مغفرۃ و رزق کریم**۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیواسطے مغفرۃ اور معزز رزق ہے۔

مغفرۃ کا لفظ قرآن کریم میں جن اعلیٰ درجہ کے مفہوم اور معنوں میں آیا ہے اسکی تفسیر کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں جس لفظ پر میں اپنے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ **رزق کریم** ہے۔ ایڈیٹر صاحب روزگار اس لفظ کی تفسیر تو کریں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور کیا وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں بدرجہ اولے اس امر کے مستحق نہیں ہیں کہ انہیں رزق کریم عطا ہو؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ کوئی دانشمند مسلمان اس سے انکار نہ کریگا۔ کہ سب سے اول رزق کریم کے وارث اور حق دار خدا کے مرسلین و مامورین ہیں۔

اور پھر قرآن مجید فرماتا ہے **اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور** اللہ تعالیٰ مومنوں کا **ولی** ہے انکو ہر قسم کی تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہر قسم کی ذلت اور رسوائی۔ تیرہ حالی کا نام ایڈیٹر روزگار کی اصطلاح میں نور ہے تو امر دیگر ہے ورنہ نور اگر متمیز کرتا ہے تو کچھ شک نہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہر پہلو سے متمیز ہوتے ہیں۔

پھر اگر اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی اتقی بندے کو مامور کرے اور اس پر ہر قسم کے فضل کرے تو اسے اعتراض کی نظر سے دیکھا جاتا ہے شاید اسلئے کہ کہیں قرآن کریم کی سچائی کا زندہ ثبوت نظر نہ جاوے؟

افسوس!

...تقریبِ شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کی جاتی ہے۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تھی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں۔ جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں۔ یہاں تک کہ خود حضرت اقدسؑ بھی باوجود یکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا بُرا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ اور آتشبازی۔ اور مے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑھتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تھا۔ مگر بات یہ ہے۔

چشمِ عداوت بزرگتر عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر وکسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت بُرا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں؟ کچھ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیا دار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑھ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے بیسبب نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے۔

کیا ان کو بیٹے گھر سے کفن نصیب نہ ہونا ناداری کیوجہ سے تھا یا اسکا باعث کچھ اور تھا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہرحال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تھا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہیں۔ **سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو۔** آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں۔ اور گھر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولےٰ آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور ومرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے؟ پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپنے کیلئے گنجائش نکالی جاوے۔ الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بھی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہٗ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمائیں

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تھیں وہ ان باتوں کے نہ کرنے کا خدا تعالےٰ سے پکا عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائیگی نہ چوری کریگی نہ زنا یا نہ اپنی اولاد کو ہلاک کریگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائیگی۔ نیز نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کریگی۔ اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوئی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے۔ بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبر وغیرہ پر ماتھا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کرے گا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالےٰ سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا **پیدا کرنا۔ مارنا جلانا** اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام مسیح ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑھاتے تھے یا یہ **اعتقاد** رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ **روح اور مادہ** خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خدا تعالےٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے کانوں کے سنتا ہے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنا لیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے؟ عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس** تین سے خدا پھر تینوں مل کر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بھی رب العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر دیکھو کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجود یہ ایسی آیتوں کے یونہی خیالات کے تابع ہیں اگر **مسیح** خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا**"

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں **ایاک نعبد وایاک نستعین** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھہریں یہی خیال یہودیوں کا تھا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملانوں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تھے جو وہ کہتے وہی بجا لاتے خواہ فرمودۂ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ " پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سنائو احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پھر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی کے وسیلہ ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرمایا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کے لئے مثالیں؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی سے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے حالانکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پھر اسکو جسکو اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکاریگا تو تُو بڑے ظالموں سے ہے اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی **نذر** بھی مان لیتی ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤں گی۔ اگر چیز خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے یہی مراد ہے کہ گھر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچھ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

یہہ چند مقامات جو قرآن کریم کے میں نے پیش کئے ہیں عمومیت کا رنگ ہے۔ اب ضروری معلوم ہوتا [ہے کہ خا]ص انبیاء و رسل اور ماموریں سے جو اللہ تعالیٰ [کے] وعدے ہیں۔ اور ان پر جو جو فضل ہوتے ہیں ان کا بھی ذکر کیا جاوے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم

یعنی اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک کام کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں

یہہ آیت جو قرآن مجید کی سورہ مومنوں کے تیسرے رکوع کے شروع میں واقع ہے انبیاء و رسل کی حالت کا آئینہ ہے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ گروہ انبیاء کو اللہ کریم نے خطاب کر کے حکم دیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ یہاں حلالاً طیباً نہیں فرمایا اس میں ستر یہ ہے کہ یہہ مقدس گروہ حرام کھا سکتا ہی نہیں یہہ احتمال ہی ان کی نسبت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص حرام خوری کا الزام لگائے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور طیبات کا کھانا انکو حکم الٰہی ہے۔ پس ایسی صورت میں ایک نادان معترض جو قرآن کریم سے محض ناواقف اور نابلد ہو وہ ایک ماموُر کے خورد و نوش پر بھی اعتراض کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خورد و نوش پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ہمارا نیا مرتد مخالف ڈاکٹر عبد الحکیم خان باوجود مفسر قرآن کریم کا مدعی ہونے کے اس آیت سے ناواقف ہے۔ اسی آیت میں ایک اور حصہ انی بما تعملون علیم بھی نہایت ہی قابل غور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرز زندگی ایسی واقع ہوسکتی ہے جو دوسرے لوگ ایسے اعتراض یا مخالفت کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا انی بما تعملون علیم بتاتا ہے کہ ان کے اعمال افعال انکے حرکات و سکنات اسی اشارہ و اذن الٰہی کے ماتحت ہیں جو اعملوا صالحا میں ہے۔

اسلئے یہہ گویا تسلی اور اطمینان ہے اس پاک گروہ کو کہ مخالفین کی مخالفت اور اعتراض سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں جو علیم ہوں تمہارے اعمال کا۔ اس سارے رکوع کو ناظرین پڑھیں اور اسپر غور کریں تو انہیں عجیب عجیب نکات معلوم ہونگے۔

پھر میں انبیاء علیہم السلام میں سے مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں مرقوم ہے درج کرتا ہوں جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع میں یوں آئی ہے

قال رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب ۰

یعنے اس نے کہا کہ اے میرے رب مجھے بخش اور مجھے ایسی وسیع سلطنت عطا فرما کہ میرے پیچھے کسی اور کو سزاوار نہ ہو بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور آخر فرمایا

ھذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب

یعنی یہ ہماری عطا ہے پس تم جس پر چاہو احسان کر دیا اس بے حساب مال و دولت کو روک رکھو۔

اب غور کی جا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس قدر مال و دولت پایا اور اسکے جمع رکھنے کا بھی اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا کیا وہ مال و دولت اور وہ ملک و سلطنت انکی نبوت اور صداقت میں کسی قسم کی حارج اور روک تھی؟ اور پھر [illegible]

اس کا جواب خود قرآن مجید ہی نے دیا ہے

وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب

اور بے شک یقیناً ہمارے ہاں سلیمان کے لئے قرب اور عمدہ جگہ ہے۔ اگر نفس مال و دولت برا ہوتا تو پھر سلیمان کو یہہ مال و متاع کیوں دیا جاتا۔

اور توریت کے مطالعہ سے تو اور بھی اسکی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ پھر کل قرآن مجید کو پڑھ جاؤ کسی نبی یا رسول کے ذکر میں یہ نہیں آئیگا کہ [illegible] یا اور نبوی مشکلات میں [illegible] وارثوں نے انکی مخالفت کی اور انہیں سخت مشکلات میں ڈالا لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان مشکلات سے صحیح سلامت نکال کر دکھا دیا کہ خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ کام کرتا ہوا دکھائی دے۔ پھر قرآن مجید کا ایک اور مقام قابل غور ہے۔

[illegible] وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین [illegible]

کہدو بے شک ہر قسم کی عزتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہیں جب اس قسم کی صریح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں تو پھر اسپر اعتراض کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا کن لوگوں کا کام ہے۔

غرض

سب سے اوّل یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ دولت و ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے لئے منافی نہیں۔ اور میں نے اسکو قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت کیا ہے اسکے بعد اس سوال کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے اور وہ یہہ ہے۔

کہ کیا عام طور پر مریدین و متبعین اپنے امام اور مرشد کو نذرانے دیتے ہیں یا نہیں؟

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ کوئی شخص بھی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ طریق چلا آتا ہے ہر قوم اور ہر فرقہ میں یہ دستور موجود ہے کہ ارادت مند مرید اپنے مرشد و آقا کو نذرانے دیتے ہیں اور اولیا اور صلحا میں یہ طریق ہمیشہ مروج رہا ہے۔

اگر کسی کو شبہ ہو تو موجودہ زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ جسقدر گدیاں اور گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں کیا وہ اپنے عقیدت مندوں سے نذرانے نہیں لیتے بلکہ میں جانتا ہوں کہ راولپنڈی کے متصل ہی گولڑہ کی ایک گدی ہے اسکا حال تو ایڈیٹر روزگار کو بھی معلوم ہوگا اور پچھلے دنوں جو وہاں کوئی چوری ہوئی تھی اس مال و زر کی تفصیل بھی قاضی سراج الدین صاحب کو معلوم ہونی چاہئے پھر وہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبھی انہوں نے پیر صاحب سے پوچھا کہ اس روپیہ کا باقاعدہ حساب کتاب دو۔ یا انپر کبھی اعتراض کیا کہ وہ اس قدر قیمتی کپڑے خود یا اپنے گھر میں نہ پہننے دیں؟ اگر نہیں تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قادیان کے لئے انہیں کیوں اعتراض کی ضرورت محسوس ہوئی؟ محض عداوت اور تعصب!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے اذن اور ارشاد سے بیعت لیتے ہیں اور آپ کے خدام کا ایک وسیع سلسلہ ہے وہ بھی اسی دستور کے موافق جو انبیاء علیہم السلام اور تمام صلحا کی سنت چلا آتا ہے۔ اپنے مریدین سے نذرانے قبول کرتے ہیں۔ اور انکا اختیار ہے جہاں چاہیں [illegible] اعتراض نہیں کرتے تو وہ شخص جسنے ایک حبہ بھی نہیں دیا کیا حق رکھتا ہے کہ اسپر اعتراض کرے؟

کاش! سلسلہ عالیہ کا یہ شتاب کار مخالف قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کو دیکھتا۔ وہاں سورۃ توبہ کے ۱۳ رکوع میں ایک آیت ہے۔

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم واللہ سمیع علیم

یعنی اے نبی ان لوگوں کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ذریعہ ان کو پاک صاف کرو۔ اور انکا تزکیہ نفس کرو۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہارا ان کے لئے دعا مانگنا انکے لئے تسکین کا موجب ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین سے لینے کا صاف حکم ہے اب بتاؤ یہاں کیا کہوگے؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہہ سوال بالکل حل ہو جاتا ہے کہ اپنے مریدوں سے چندہ لینا اور اسکو خرچ کرنا کوئی معیوب امر نہیں۔ اور انبیاء و رسل و صلحا اور اولیا ہمیشہ ایسا کرتے آئے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ پھر مرزا صاحب نے اگر چندہ لیا تو انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔

اب میں ایک اور امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکا ہمارے کم فہم مخالفوں کو کچھ بھی علم نہیں اور وہ یہہ ہے کہ قادیان میں دو قسم کے چندے آتے ہیں ایک وہ جنکا تعلق براہ راست حضرت اقدس کی ذات خاص سے ہے یعنے مریدین محض اپنے اخلاص سے بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس نذرانہ میں ہر قسم کی چیز آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق آتی ہیں خوردنی اشیاء۔ پارچات ہر قسم۔ برتن۔ سونا چاندی نقد و جنس غرض ہر قسم کی اشیاء آتی ہیں اور پیش کرنے والے کا منشاء ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جس طرح پر چاہیں اسے ذاتی استعمال میں لائیں۔

دوسری قسم کے وہ چندے ہیں جو قومی ضروریات اور اشاعت اسلام کے لئے آتے ہیں۔ میں قادیان میں ۹ سال سے رہتا ہوں اور قریباً اسی وقت سے یہاں مختلف سلسلے اور مدات قائم ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مدرسہ ہے جسکا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے اور جب سے کمیٹی اور مدرسہ قائم ہوا ہے مجھے اس کے انتظام میں دخل رہا ہے اور ذاتی واقفیت اور علم اسکے فنڈز کے متعلق ہے میں یقیناً اور دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کو مدرسہ۔ اسکی ضروریات اسکی آمدنی اسکے اخراجات کا کچھ بھی علم نہیں آپ نے اس میں کوئی دخل اسکے فنڈز کے متعلق نہیں دیا۔ پھر میگزین ہے۔ جو قومی سرمایہ اور قومی روپیہ سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اسکے روپیہ آمد و خرچ کا بھی حضرت کی ذات سے تعلق اور واسطہ نہیں اور نہ آپ کو اس کا علم اور نہ کبھی آپنے اس کا حساب پوچھا۔ ان مدات کے باقاعدہ حساب کتاب کے رجسٹر موجود ہیں۔ اور ہر چندہ دہندہ کو ہر وقت اسکی پڑتال کی اجازت ہے۔

اور اب کچھ عرصہ سے ایک صدر انجمن احمدیہ قائم کی گئی ہے۔ جو حضرت ہی کے حکم اور ارشاد سے ہوئی ہے لیکن خود اعلےٰ حضرت اس میں نہ خزانچی ہیں نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی اور عہدہ دار وہ آپ کے خدام کے سپرد ہے اور اس کے رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

قبرستان کا حساب کتاب اسی طرح باقاعدہ اور باضابطہ رکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس کو بجز اس کے کہ کئی ہزار روپیہ کی زمین بطور چندہ دیدی اس کمیٹی کے ساتھ بھی تعلق نہیں اور نہ اس کے روپیہ کے ساتھ پھر میں نہیں سمجھتا جب کہ ایسی حالت ہے تو اس روپیہ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

یہہ اعتراض سراسر ناواقفی کی بنا پر ہے۔

ان سب امور کے بیان کے بعد ایک اور پہلو بھی

جو اس نے نفس شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کی ہے ۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا ۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تھی ۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں ۔ جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں ۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں ۔ یہانتک کہ خود حضرت اقدس بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی ۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے ۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق ۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں ۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا برا کیا ؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ ۔ اور آتشبازی ۔ اور مے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے ؟ یہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تھا ۔ مگر بات یہ ہے ۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر
ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست ا

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر وکسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت برا ہوا ہوگا ۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں ۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے ۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں ؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں ۔ آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں ! کچھ تو اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں ۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ! ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے ۔ اگر وہ ڈیڑھ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے بے نصیب نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے ۔

کیا ان کو اپنے گھر سے کفن نصیب نہ ہونا ناداری کیوجہ سے تھا یا اسکا باعث کچھ اور تھا ؟ ذرا سوچکر جواب دینا ۔

اور اگر بہر حال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تھا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہیں ۔ **سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو** ۔ آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں ۔ اور گھر سے کفن نصیب نہو ۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولے آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے ۔ خدا کے مامور ومرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں ۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے ؟ پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا ؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپنے کیلئے گنجائش نکالی جاوے ۔ الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہر حال مستورات بھی داخل ہیں ۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا ۔ اور اگر یہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہ نہ سکا ۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہر حال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں ۔ ایڈیٹر ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمائیں

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تہیں وہ ان باتوں کے نکرنے کا خداتعالےٰ سے عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا ! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرینگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائینگی ۔ ہر نیک کام میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کرینگی ۔ اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے ۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوئیں ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں ۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے ۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے ۔ بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ مانتھا رگڑتے ہیں ۔ فرقان حمید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیتا ہے ۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کریگا ! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں یہہ کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم ۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالےٰ سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا پیدا کرنا ۔ مارنا ۔ جلانا اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑہاتے تھے یا یہ **اعتقاد** رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے ۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے ۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ گناہ کہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے ۔ آریہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ خداتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں " اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خداتعالےٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا بے کانوں کے سنتا بے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا ۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں ! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا ۔ اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے ؟ عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ** ۔ **بیٹا** ۔ **روح القدس** ، تین سے خدا پھر تینوں ملکر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بھی رب العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر گو کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے ۔ باوجود یہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر مسیح خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا** "

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں **ایاک نعبد وایاک نستعین** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھیریں یہی خیال یہودیوں کا تھا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تھے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودہ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ " پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سنا دو احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی ۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پھر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ سے ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرما دیا ہے کہ نہ بناو اللہ کیلئے مثالیں ؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی کے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں ۔ پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی ۔ اور پھر اسکو جبکہ اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر ۔ اگر تو پکاریگا تو بڑے ظالموں سے ہے ۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بھی مان لیتی ہیں انکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے ۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور یہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی روٹی جمعہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤں گی ۔ اگر چیز خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے ۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے یہی کہ گھر کی تمام اشیا مذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچھ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

[illegible]

متفرق اور مختصر نوٹ

کانگو کی غلامی

اس عنوان سے ۵ جولائی کے آریہ گزٹ نے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ اس نوٹ پر کسی مزید ریمارک کی حاجت نہیں مسئلہ غلامی پر سیر کن اور فیصلہ کن بحث میرے محترم مخدوم ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے کر دی ہے۔ اور اسپر کسی اندرونی یا بیرونی مخالف کو قلم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی اسکے بعد اسلام پر ایسا الزام لگانا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے۔ خیر یہاں میں ایک عجیب لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اشاعت کے آریہ گزٹ میں **ہماری ماتائیں** کے عنوان سے راجہ ہرشچندر کی استری کی داستان شائع کی ہے جس میں نہایت جوش سے دکھایا گیا ہے کہ آخر خود راجہ اسکی استری دونو کاشی کے بازار میں فروخت ہوئے۔ اگر آریہ ورت میں غلامی کا رواج نہ تھا تو پھر تعجب ہے کہ رانی اور راجہ فروخت کیونکر ہوئے؟ اگر رواج تھا اور ضرور تھا تو پھر ملک قوموں پر اس کا اعتراض کیوں؟ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

زلزلہ پھر آیا

ناخدا ترس خدا تعالےٰ کی باتوں کو ہنسی میں اڑانے کے ہمیشہ سے عادی ہیں اور دنیا کی تاریخ بتا رہی ہے کہ ایسے شتاب کار منکر اپنی کرتوتوں کی سزا پا کر رہے ہیں زلزلہ کی پیشگوئی پر ہنسی کی جاتی ہے۔ مگر وقت آتا ہے کہ خدا تعالےٰ منوا کر چھوڑیگا۔ اقطاع عالم میں خطرناک زلزلوں کا آنا ایسی بات نہیں جسکی طرف ہم توجہ نہ کریں اور دور کی بلاؤں سے کوئی سبق نہ لیں ۲-۷ جون کو خود دہلی میں ایک شدید زلزلہ آیا مونیں بھی ہلیں اور جایدادوں کو بھی نقصان پہونچا۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ بدستور غافل ہیں۔ ربنا ارحمنا! ربنا ارحم!

وجود ہی بدل دو

۸ جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح ایک مبارک صبح تھی ہمارے سید و مولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ایک دوست ان معزز اور محترم دوست کی صحت کیلئے دعا اور دوا کے واسطے عرض کیا۔ اسپر آپ نے ایک عجیب تقریر فرمائی جو بعد میں انشاء اللہ درج ہوگی۔ اس میں کا ایک فقرہ اسی ساری تقریر کی جان ہے۔ جو بطور خلاصہ میرے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے۔

فرمایا خدا تعالےٰ کا عذاب جب آتا ہے تو انسان کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو ڈرنا چاہیے اور سچی تبدیلی کرنی چاہیے۔ اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ حقیقت میں جب تک انسان سچی تبدیلی نہیں کرتا خدا تعالےٰ اسکی پروا نہیں کرتا لیکن جب انسان نزول عذاب سے پہلے تبدیلی کر لیتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ **گویا پہلا وجود ہی نہیں رہا** جب تک ایسی تبدیلی نہ ہو بچ ہی نہیں سکتا۔ لیکن جب ایسی تبدیلی ہو تو پھر اسپر عذاب نازل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ وجود جس پر بلا آنے کو تھی نہ رہا تو بلا کس پر آئے"

یہ خلاصہ ہے اس ارشاد کا۔ ہم سب سخت تبدیلی کے محتاج ہیں اور میں جو حضرت امام کی باتیں آپ تک پہونچاتا ہوں سب سے زیادہ محتاج اور ذمہ وار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ایک کمزور بھائی کی دعا سے مدد کریں؟

اللہ رے پاکیزہ فطرت

ہم میں بدظنی کا مرض عموماً پھیلا ہوا ہے خدا کرے ہم سب اس سے بچ جاویں (آمین) حضرت امام کی ایک پاکیزہ فطرت کی ایک مثال سناتا ہوں ایک بھائی نے اپنے کاروبار کے متعلق ایک اور بھائی کی کسی چالاکی کا ذکر کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے ایک شخص کو جو اس کارستانی میں شریک تھا بطور شہادت پیش کیا حضرت نے سارے قصہ کو سنکر فرمایا کہ مجھے تو اس شہادت پر یقین نہیں جب کہ یہ شخص خود ملزم اور پہلے ہی اس قسم کے جرائم کا عادی ہے۔ اصل میں یہ پاکیزہ فطرتی کی دلیل ہے۔ آپ میں بدظنی کا مادہ فطرتاً مفقود ہے۔ میں اس سے بھی بڑھکر ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت اقدس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یوسفؑ کے متعلق سوال کیا کہ ما ابرئ نفسی سے کیا پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "ہم تو کوئی وجہ نہیں پاتے کسی شخص کی نیت پر حملہ کریں!"

اللہ! اللہ! کس بلند مقام پر ہمارا امام کھڑا ہوا ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر بدظنی کا شکار ہوتے ہیں۔ مولیٰ کریم تو ہی رحم فرما اور ہماری کمزوریوں کو دور کر۔ (آمین)

زلزلہ آنیکے دن

ذیل میں ایک اور نظم درج کیجاتی ہے میری غرض ان نظموں کے اندراج سے صرف یہ ہے کہ تا کسی نہ کسی نوع سے ہم اس خطرناک دن کو یاد رکھ سکیں اور تبدیلی کے لئے سعی کریں۔ (ایڈیٹر)

نظم

آئے دن اسلام والوں کو ہیں شرمانیکے دن
تھے مقدر ان کے بھی حق سے تو پھر جانیکے دن
حق کو ناحق اور ناحق کو حق اب کہنے لگے
فضل حق سے آئے حق پھر ان کو سمجھانیکے دن
مہدیٔ موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اسکو پچتاؤ گے پچتانے کے دن
باز ہٹ دھرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آہی جائیں گے بلا آنیکے دن
تم نے گر دیکھا نہیں لیکن سنا تو ہے ضرور
سرکشوں نے پائے دنیا میں سزا پانیکے دن
پھر انذار خلائق آگئے ہیں اللہ نے
زلزلے دکھلا دیئے اور زلزلے آنیکے دن
خیر امت کی بشارت پر تم اتراؤ نہیں
بے عمل بیکار ہو جائینگے اترانے کے دن
صرف اقرار زبانی کا نہیں اسلام نام
کام ہی ایسے کرو کام آئیں کام آنے کے دن
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ کی آیت کو پڑھو
طاعت حق کو بجالاؤ بجا لانے کے دن
دیکھتے ہو تم زمانہ کا یہ سارا انقلاب
سچ بتاؤ کیا نہیں ہیں آج گھبرانیکے دن
شرک و بدعت میں مسلمان پھنس گئے ہیں آجکل
آئے ہیں دیکھ اپنی حالت آپ شرمانیکے دن
بال کی پوجا کہیں ہے شدے جھنڈے کہیں
ہیں سراسر دین و ایماں ہاتھ سے جانیکے دن
بند سے بندوں کے نظر آتے ہیں سر کیجائی پر
کھو گئے اللہ والے تھے جو کہلانیکے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا یہی [illegible] آئیے دن
اے عزیز اب مرثیہ کچھ دین کا گایا کرو
یہ نہیں دنیا کے دھندوں کی غزل گانیکے دن
کافر و دجال کہتے ہو تم اہل اللہ کو
آگئے شاید تمہارے ٹھوکریں کھانیکے دن
یوں تو اچھوں کو برا کہتے ہی آئے ہیں برے
رنج اٹھائے اہل حق نے حق کو دکھلانیکے دن
خواب غفلت سے اٹھو آؤ چلو تم قادیاں
ہیں مسیح و مہدیٔ موعود کے پانیکے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ ان آنکھوں سے تم دیکھو گے پچتانیکے دن
عیسیٰ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آنیوالا آگیا ہے۔ ہیں یہی آنے کے دن
بس اسی امت میں ہی مبعوث ہوگا وہ مسیح
جو نبی بھی امتی بھی پائے کہلانے کے دن
ہے اگر ختم نبوت پر تمہارا اعتقاد
سمجھتے ہو کیوں عیسیٰ مریم کے ٹھیرانیکے دن
خالدین تک ماجعلنھم کی آیت کو پڑھو
تاکہ ہو معلوم عیسیٰ کے بھی مرجانے کے دن
آیت بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے کبھی
ہوں نہ ثابت آسماں پر جانے اور آنیکے دن
بلکہ اس سے موت ہی ہوتی ہے ثابت اے عزیز
جیسے ثابت ہوتے ہیں اگلوں کے مرجانیکے دن
یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ سے عیسیٰ فوت ہو
ورنہ احمد کے نہوں یہ جلوہ فرمانے کے دن
مرگ عیسیٰ ہے دلیل آمد احمد نبی
آئے ان کی موت کے بعد آپکے آنیکے دن
لفظ بَعْدِی صاف بتلاتا ہے معنی موت کا
اس سے ثابت کس طرح ہوں چرخ پر جانیکے دن
واہ ری عقل! آسماں پر کیوں رہے کوئی بشر
کیوں گذارے اپنے جینے پینے اور کھانیکے دن
مستقر فی الارض ہو مخلوق ارضی موت تک
کیوں ہوں حاصل آسمانی اسکو کہلانے کے دن
فِیْہَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْہَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْہَا تُخْرَجُوْنَ
حق نے ارضی خلق کو فرمایا فرمانے کے دن
موت نے خیر الرسل ہی کو نہ چھوڑا زندہ پھر
پائے کیوں عیسیٰ نے اتنی زندگی پانے کے دن
آکے عیسیٰ حنفی اس امت میں کہلائیں اگر
آگئے بے شبہ انپر درد و غم کھانے کے دن
وہ نبی اور امتی ہوں کسطرح برعکس نقل
گر یہ سچ ہو تو وہ آئیں انپہ پھر آنیکے دن
خوب سمجھو یہ سمجھ رکھنے کے قابل بات ہے
گر نہ سمجھو تو خدا سمجھائے سمجھانے کے دن
کیا ہوا گر دور کوئی اس جماعت سے ہوا
تھے منافق بھی بہت اسلام پھیلانے کے دن
گر کوئی ہو جائے مرتد اس امام الوقت سے
آگئے اس پر عذاب النار کے پانے کے دن
اسنے کیا بگڑا جواب ان سے بگڑنے کا [illegible]
اہل باطل دیکھ لیں گے خود بگڑ جانے کے دن
لکھتے تھے تکفیر کے فتوے جنہوں نے زور کی
ہمنے خود دیکھے ہیں انکے توبہ کروانے کے دن
ایک مرنا ہے مگر اب تین [illegible] انسان کے
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دین پر آنیکے دن
اہل حق کو فتح و نصرت حق سے ملتی ہے ضرور
اہل باطل پہ ضرور آتے ہیں مٹ جانیکے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزار مہدیت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر **عبد حق** یہ حق رہا
انکو سلجھائے کہ جنکے دیکھے الجھانے کے دن

یکم جولائی ۱۹۰۶ء

راقم ابو الخیر محمد عبد الحق احمدی ترچناپلوی
مقیم شنکر بنگلور کمہار اسٹریٹ A نمبر۔

مسلمانوں میں پردہ سسٹم نمبر ۱

چند روز گذرے کہ آپکے اخبار میں ایک نوٹ دیکھا کہ مارننگ پوسٹ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ ایک مضمون پردہ کی مخالفت میں شائع کرتا ہے اور جس کے کچھ مختصر خلاصہ کے بعد لکھا ہے کہ ہماری رائے میں کسی مسلمان صاحب کو اسپر طبع آزمائی کرنا چاہیئے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر اسکی بابت لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں درج کرکے مشکور فرماوینگے اور ضرور کسی کونہ میں اس کو جگہ دینگے۔

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

اخبار مارننگ پوسٹ اپنے پرچہ میں پردہ کی مخالفت کے بعد جو ہم مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ پردہ ایک روک ہے جس نے ترقی میں نہایت دشوار گذار دقتیں پیدا کردی ہیں بیشک ہم اس نصیحت کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسی ہی کیوں نہو ہماری خیر خواہی کے لئے لکھی گئی ہے لیکن ہم بعض وجوہات سے اسکو ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک بات کے قبول کرنے یا اوسپر عمل کرنے سے پیشتر ضروری ہوتا ہے کہ اوس کے حسن و قبح کو دیکھا جاوے اگر اوس بات کا پہلے تجربہ کیا گیا ہے تو وہ نتائج جو کہ خاص اوس بات سے پیدا ہوئے۔ مشاہدہ کرنے چاہئیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر اس ملک یا قوم کیا ہوا یا ایک خاص شخص کی ذات پر جس پر اسکا تجربہ کیا گیا ہو کیا ہوا آیا یہ بالکل غلطیوں سے پاک اور نقصانوں سے مبرا پایا گیا ہے۔ یا اوس میں کوئی صریح نقص یا ضرر ایسا ہے جس سے کہ خطرہ ہے کہ ہم بھی آفتوں اور مصیبتوں کے شکار نہو جائیں یا یہ کہ اوس میں کچھ نقص ہیں اور کچھ فوائد اس صورت میں تو یہ ہے کہ دونوں بات کا وزن کرکے جو بات زیادہ مستحکم معلوم ہو اوس کے مطابق عمل کریں اگر زیادتی نفع کی ہے تو کوئی حرج نہیں کہ ہم اوسکو اپنی ذات کیلئے بھی قبول کریں اور اگر نقصان کا پلہ بھاری ہے تو اس سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے اور پہلی دو صورتوں میں تو صاف ہی بات ہے کہ ہم کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن نفع نقصان بھی کئی قسم کے ہیں کوئی روحانی ہے کوئی جسمانی ہے اور کوئی اخلاقی ہے اور اسصورت میں ہم کو لازمی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا خوب سوچ سمجھکر اس معاملہ میں جو کہ ہمارے سامنے برخلاف ہماری رسم و آئین کے پیش کیا جاتا ہے - قدم رکھیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی پہلی عادت کو یا اپنے خیال کو چھوڑیں لیکن بعد اس کے کہ ہم ایک دوسرا پہلو اختیار کریں ہم پر یہ ثابت ہو کہ ہم نے غلطی کہائی اور پیچھے اس بات کا افسوس ہو۔ اور بے فائدہ ندامت ہمکو گھیر لے اور یہ مثال ہم پر صادق آئے کہ کوا ہنس کی چال چلا تھا نہ وہ رہی نہ وہ۔ اب ہمارے سامنے یہ پردہ کا معاملہ پیش ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا تجربہ پہلے ہی کیا گیا ہے یا نہیں اگر کیا تو کس کس نے کیا۔ اور اوس کا نتیجہ کیا نکلا۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ امریکا میں اس کا تجربہ خوب کیا گیا ہے اُنکی دیکھا دیکھی۔ اور انکی شہ پر بعض ہندوستانیوں نے بھی کچھ کچھ قدم مارنا شروع کیا ہے۔ اب ہم پہلے یورپ امریکا کو لیتے ہیں کہ انپر اس عمدہ اور قابل تقلید مسئلہ کا جسکی تعلیم دینا اونہوں نے ہمارے لئے بہی ضروری سمجھا۔ کیا ہوا۔ سو ایک ہی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے جو ان کی حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اون سے پوچھا جائے کہ یہ باتیں کیسی آپ کی نسبت بتائی جاتی ہیں تو شاید بعض جو حیا رکھتے ہیں جن کو کچھ بھی شرم کا پاس ہو عرق عرق ہو جائیں یہ شراب خواری اور زناکاری جو یورپ میں اسقدر رائج ہو رہی ہے کیوں اور کس لئے۔ صرف اسی پردہ کی مخالفت کی وجہ سے آج جو یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے اس کا خود وہیں کے امر شناس لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً ان تمام ممالک کی ایک چوتھائی آمدنی شراب خواری میں ضائع ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اس نہایت ہی عمدہ اور ترقی کے راہ صاف کرنے والے مسئلہ کی تدریج خرچ ہوتی ہے۔ یہ بات کہ شراب خوری کا بے پردگی سے کیا تعلق اس طرح ہے کہ ہندوستان میں بہی کئی لوگ اپنی گاڑھی کمائی کا روپیہ اوس میں خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن کی عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں یہ مرض اون میں نہیں پھیل سکتی جسکا کہ نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو ملک اُس تباہی سے بچ رہتا ہے جو کہ شراب کی کثرت سے پیدا ہونی ضروری ہے اور دوسرے خود وہ شخص زیادہ تباہی سے بچ جاتا ہے کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ اب پینے گھر جاتا ہے اوسوقت میرے بھیدی مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یوں بدمست کیوں ہو۔ اسلئے وہ بچتا ہے کہ ایسا نہو کہیں حد سے زیادہ بڑھ جاؤں اور پھر اگر بیوی بھی تیز رنگ ہوگی تو اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ گل کھلیں گے اور ہر طرح سے اپنی جائداد اور اندوختہ کو تباہ کرینگے اور جو کچھ نقصان اون کی اولاد کو یا ان کے اخلاق کو صحت کو دولت کو ہوگا وہ گھاتے میں رہا۔

یہ یقینی بات ہے کہ یورپ میں یہ شراب کی کثرت صرف بے پردگی کی وجہ سے ہے اگر ایک سوسائٹی میں کسی عورت نے دوسری کا جام صحت تجویز کیا تو نہایت ہی ہتک کی بات ہے اگر کوئی صاحب اُس میں شریک نہوں۔ بیشک ان لوگوں کا عمل تو اس مصرع پر ہے کہ

ع گر یار سے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے"

خیر یہ تو شراب کا رواج تھا جو کہ بے پردگی کی وجہ سے پھیلا۔ اب میں اُس بدکاری اور زناشوی کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اسی وجہ سے پھیلی۔ اسی بے پردگی کیوجہ سے ہے کہ آج انگلستان ہی کے لوگ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ انگلستان میں ولدالحرام اس کثرت سے پھیلتے جاتے ہیں کہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نہ نکلے۔ رینالڈس کہتا ہے کہ مجھکو جو ایسے ناول لکھنے کی ضرورت پڑی تو صرف اسی لئے کہ شاید ان کو پڑھکر ملک میں کچھ جوش پیدا ہو اور وہ اُس تاریک گڑھے سے بچنے کی کوشش کرے جسمیں کہ عنقریب وہ گرنے والا ہے۔ وہ لکھتا ہے اور اُس نے پوسٹ ماسٹر ہونے کی حالت میں لوگوں کے خطوں سے خوب اندازہ لگا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انگلستان میں پچھتر فی صدی ولدالحرام ہیں۔ مانا کہ اس میں مبالغہ ہونے کا احتمال ہے لیکن کہانتک۔ آخر کوئی حد بہی۔ تمام مصنف جس بات کی یک زبان ہوکر گواہی دیتے ہیں۔ تاریخ جسکا ثبوت دیتی ہے اُسکا انکار کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ ابھی چند ہی سال ہوئے کہ ایک چرچ کی زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ سینکڑوں حرامی بچے اسکے نیچے زندہ دبائے گئے۔ اور اس بات پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ اب ایسی صریح باتوں سے انکار ہو تو کیونکر ہو۔ سیدھی بات ہے کہ جب ایک خوبصورت عورت کے ساتھ جسوقت چاہو خلوت کا موقعہ ملسکتا ہے تو شیطان کے اثر سے وہ کسطرح سے بچ سکتے ہیں خصوصاً جس مذہب میں کفارہ ہے یعنے جب ہم نے مسیح کو مان لیا تو تمام گناہوں سے پاک ہوگئے اور وہ ہمارے تمام گناہوں کو اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھگیا۔ اب اُس شخص کو جسکا یہ عقیدہ ہو گناہ کا کیا خیال ہوسکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو گناہ کا تو بدلہ ملنا ہی نہیں پھر کیوں نہ عشق اڑاؤں اور خواہ مخواہ اپنے آپکو کسی قید میں رکھوں۔ کیونکہ وہ شخص پھر خوب دل کھولکر تمام بدیوں کا مرتکب نہ ہوگا۔ ان تمام کے لئے کل اسباب موجود ہے پردہ کے نہ ہونے نے اسکی تمام روکیں اٹھادیں۔ اب اسکے لئے کسی اتنی بڑی کوشش کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دل پر قبضہ پانا ہے جو خود ایسے ہی خیالات کے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اُس کے تو گویا کہ وہ بھوں کے بھاویں چھینکا ٹوٹا" اگر یہ مسئلہ مذہب میں نہ بھی ہوتا تو بھی یہ بے پردگی ہی انسان کو مذہب سے دُور پھینکدیتی۔ کیونکہ جو شخص کہ بغیر کسی روک کے ہر ایک عورت سے ملسکتا ہے وہ انکی دعوتوں میں شریک ہوتا ہے تکلف اون کے ساتھ سیر کو جاسکتا بغیر کسی محرم کے جو ایک عورت کے ساتھ اکیلا سفر کرسکتا ہے اُسکی وہی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہتا ہے جسمیں شیروں۔ چیتوں۔ بھیڑیوں اور ریچھو کے رہنے کی جگہ ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی اپنا بچاؤ کرے۔ آخر کار کسی دن کسی نہ کسی کا شکار ہوجائیگا۔ اسیطرح اس انسان کا بہی ضروری ہے کہ وہ کسی پھندہ میں پھنس جائے۔ حسن ایک جادو ہے۔ اور سب جادوؤں سے زبردست جادو بڑے بڑے سخت دلوں والے اسکی زد سے نہیں نہیں بچ سکے مگر جنکو خدا نے توفیق دی۔ پس جبکہ ایک شخص پر ہر وقت یہی جادو چلتا ہو وہ کہانتک خیر منائیگا۔ وہی معاملہ ہے کہ

" بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی"۔

آخر رفتہ رفتہ انسان کا دل سرد ہوجائیگا اور وہ تمام مذہب کا جوا اپنی گردن پر سے اوتار دے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ کثرت بدکاری ہوگی کہ جسکا کوئی ٹھکانا یورپ میں نہیں گناہوں کی کثرت اور مذہب سے بیزاری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دہریہ ہوجاتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یورپ میں باوجود اسقدر مذہب کے زور کے اور باوجود اس کے کہ غریب اپنی جان کا ایک وقت کا ٹکڑا چھوڑ کر لاکھوں روپیہ بچاتے ہیں کہ تا اُس سے غیر مذاہب والوں کو ان کے مذہب سے برگشتہ کرکے عیسائیت میں داخل کیا جائے۔ پھر بھی بہت سی دہریوں کی وہ کثرت ہے کہ اگر پادری ہی جو کہ مذہبی امام ہوتے ہیں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد کتابیں شائع کرتے ہیں کہ مذہب کچھ بھی نہیں اور سب ڈھکوسلہ ہے۔ یہ سب جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں اس پردہ کی مخالفت کا اثر ہے۔

پچھلے دنوں میں فرانس کے دارالخلافہ کی عورتوں نے گورنمنٹ کو عرضی دی تہی کہ نکاح بیفائدہ ہے اور اس لغو رسم کو اڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نیچر کے برخلاف ہے۔ نیچر نے تو یہ اصول نہیں باندھا کیونکہ تمام جانوروں میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ سوائے انسان کے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیچر کا اصول نہیں ہے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ فرانس نے اس عرضداشت کا قبول کرنا کیوں برا سمجھا۔ کیونکہ یہ پردہ پر ایک نمبر ترقی کا بڑھا ہوا تھا۔ پھر جو امریکہ میں آجکل

یہ گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ نکاح نہیں کرتے اور یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں پر جو شادی نہ کریں ٹیکس لگایا جائے یہ کس وجہ سے ہے۔ اس وجہ سے کہ پردہ کے نہ ہونے سے لوگوں کو اپنی ہوس پرستی میں کوئی دقت پیش نہ آوے اور انہوں نے کہا کہ چلو خواہ مخواہ نکاح کا جُوا اپنی گردن پر کیوں رکھیں۔ پچھلے ہی دنوں میں جو وزیر اعظم کا گھر انگلستان کی عورتوں نے گھیر لیا تھا۔ اور کچھ آزادیاں چاہتی تہیں وہ اسی کا نتیجہ نہیں تہا تو اور کیا تہا۔ جسوقت پولیس نے اُنکو ڈنڈی مار کر منتشر کیا۔ اُسوقت اون کے خاوند تو بہت خوش ہوتے ہونگے۔ کہ واہ وا پردہ کے نہ ہونے سے جو قوم نے ترقی کی ہے یہ اس کا ثمرہ مل رہا ہے پھر ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے ہونگے جو غور و غوغا عورتوں نے پارلیمنٹ میں مچایا تھا اور جو عمدہ سلوک اُنکے ساتھ کیا گیا تھا وہ بھی شاید مارننگ پوسٹ کے خیال میں ایک بیّن دلیل اسکی ہوگی کہ قوم نے اس رسم کے اُڑا دینے کی بدولت کسقدر ترقی کی ہے۔ پھر یہ اسی کی بدولت ہوا۔ کہ گورنمنٹ روس کو یہ قاعدہ جاری کرنا پڑا تھا کہ جو عورت راہ چلتے انسان کا بازار میں یا گلی میں بوسہ لے لے اُسکو یہ سزا دی جائے (شاید قریباً ایک گنی کے برابر جرمانہ دینا پڑتا ہے) اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ راہ چلتے انسانوں کو راستہ چلنا مشکل ہوگیا تہا جہاں کسی عورت نے کسی حسین مرد کو دیکھا اور وہیں بڑھ کر اُسکا بوسہ لیا۔ پھر اس تہذیب کا ایک تازہ کرشمہ فرانس کا ایک مشہور واقعہ ہے جہانکہ ایک پولیس انسپکٹر کو بیس پچیس عورتوں نے پکڑ لیا اور کسی نے اوس کی ٹوپی اُتار دی کسی نے کوٹ کسی نے طمانچہ مارا ایک نے بڑھکر اوس کا بوسہ لے لیا بڑی مشکل سے وہ وہاں سے جان چھوڑا کر بھاگا۔ یہ ہیں نتائج اُس تجربہ کے۔ جو یورپ نے پردہ کے ترک کرنے سے کیا۔ کیا عورتیں جب پردہ کرینگی تو کہاں وہ ایسی باتیں کر سکتی ہیں۔ شرم و حیا اُنمیں پائی جائیگی۔ جس عورت نے سوائے اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے اور خاوند کے اور مرد کو دیکھا تک نہیں یا کلام تک نہیں کیا اُس سے وہ بدکاریوں اور شراب خواریوں کے جُرم کہاں سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو اُس عورت سے جو مردوں میں بلا محابا پھرتی ہے۔ وہ محبت اُس عورت کو خاوند سے کہاں ہو سکتی ہے جو کہ ایک پردہ دار عورت کو اپنے خاوند سے ہوتی ہے کیونکہ اسپر تو اپنے خاوند کے بیکراں احسان ہیں لیکن یہ سینکڑوں دوسرے ایسے شخص پاتی ہے جو کہ اسکو قسم قسم کے تحفے دیتے اور ہر طرح سے اسکی ناز برداری کرتے ہیں۔ اور مارننگ پوسٹ کا یہ لکھنا کہ یہ عورتوں کے لئے قید ہے بالکل غلط ہے۔ تجربہ ہم کو ثابت کرتا۔ اور ہمکو یقین ہے کہ اگر عورتوں کو جو عفیفہ اور پاکدامن ہیں اون بازاری عورتوں کا ذکر نہیں جو پیشہ کرتی ہیں اور پہلے ہی اپنی عصمت کو کھو چکی ہوئی ہیں کہا جائے کہ وہ باہر مردوں میں بے پردہ چلی جائیں تو ان میں سے بہت ہوں کہ آخر نا امید ہو کر خودکشی کر لیں اسجگہ تھوڑا سا ذکر لوگوں کا ہونا بھی لازمی ہے کیونکہ ہم اون کا پہلے نام لے آئے ہیں اُن کے لئے تو ہمیں زیادہ ثبوت کی بہی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس نے پردہ کو اُڑاتی ہی برخلاف اپنے جدی خدمت کے نیوگ کا مسئلہ جاری کر دیا کیونکہ نئے نئے جوش اُنکو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ صاحب بہادر بنکے بگھیوں میں بمعہ اپنی عورتوں کے ہوا خوری کو جایا کریں لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے تو پہر وہی یورپ والا حال ہوتا ہے۔ کیا چال چلیں کہ مذہب کا رنگ چڑھا کر ایک سلسلہ نیوگ کا نکال دیا جس سے عورتیں بھی خوش ہوگئیں کیونکہ مذہب کے پردہ میں عیش پرستی کی آزادی ملگئی۔ اور چاہئے کیا تہا۔ سچ ہے کہ نیا۔ نیکوں کے لئے ہیں اور بد بدوں کے لئے۔ یہ مصرعہ اُنپر صادق آتا ہے

ع کر گئے ہم سے چال پردہ میں"

بات یہ ہے کہ بغیر پردہ کے شرافت عفت اور عصمت رہ ہی نہیں سکتی۔ مارننگ پوسٹ ایک خاندان کی عورتوں کی نسبت کہتا ہے کہ وہ پردہ ترک کر بیٹھی ہیں اور وہ اسبات پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

شاید کسی شخص کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور کوئی ایسا کر بیٹھا ہو اور شاید کوئی فاحشہ عورت اُس نے گھر میں ڈال رکھی ہو جس سے مارننگ پوسٹ کو دھوکا تھا پچھلے دنوں میں ایک اخبار کی تحریک پر کہ پردہ کو خیرباد کرو۔ ایک عورت نے نہایت ہی تیز ہو کر ایک اخبار میں مضمون دیا تہا کہ پہلے اپنی ماں بہن کو باہر نکالو اور بیوی اور لڑکی کو۔ تب دوسرے کو کہنا اور اسیطرح اور کئی عورتوں نے اُس ایڈیٹر کی خوب خبر لی اس سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں اور ہمارے مذہب کی عورتیں کس زور سے پردہ کی حامی ہیں اور جو شخص اسکے برخلاف انکو کچھ کہے وہ سخت ناپسند کرتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ مثل وہی ہے کہ مدعی سُست اور گواہ چست۔ یورپ امریکا ہی کو یہ تہذیب مُبارک ہو۔ یہ ترقی اُنہیں کے ہی مناسب حال ہے۔ اور یہ دہریت جو اسکا نتیجہ اُن کے ہی لئے ہو۔ ہمکو ہماری شرافت۔ عفت۔ عصمت ہی پسند ہے نہیں بلکہ ہم اُسپر فخر کرتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ جسکو یورپ والوں نے تریاق سمجھکر استعمال کیا تھا۔ لیکن اب ان کو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایک زہر تھا۔ اُنھوں نے اُس کو مچھلی سمجھکر کھانا چاہا۔ لیکن وہ ایک کانٹا نکلا جو کہ حلق میں پھنس رہا ہے۔ اُنہوں نے رسّی سمجھکر اسکو پکڑا۔ لیکن وہ سانپ نکلکر چمٹ گئی۔ اب وہ کبڑی عورت کی طرح جس نے کہا تہا کہ بجائے اس کے کہ میں اچھی ہو جاؤں" چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بہی اس آزار میں مبتلا کریں۔ لیکن نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان
قادیان ضلع گورداسپور

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم سابق آریہ اُپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اس کا ریویو بہی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بہی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تہی میرا خیال تہا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں جن میں سے ابہی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں جنکی قیمت ۸؍ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دید از مہ حصہ دوم بہی دفتر الحکم سے ملسکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبّہ بہی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

استفسار کا جواب

عموماً مجھسے سوال کیا جاتا ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی تصویر رکھتا ہے اور اوس سے غرض اوسکی پرستش کی ہوتی ہے۔

میں بآواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص مرزا صاحب کی تصویر پوجتا ہے وہ یقیناً مشرک ہے۔ اور شرک کرتا ہے۔ اور تصویروں کے بنانیکو مرزا صاحب سخت اور گندی بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں کچھ ایسے کارڈ آئے تہے جنپر آپ کی تصویر تہی تو آپ نے فرمایا کہ ان سب کو جلا دو۔

نیز یہ بات بہی بالکل جھوٹ ہے کہ ہر ایک مرزائی کے پاس مرزا صاحب کی تصویر ہوتی ہے۔ میرے پاس ہی کوئی نہیں۔ جو احمدی تصویر رکھتا ہے وہ مرزا صاحب کے بالکل خلاف کرتا ہے۔

مرزا تصویر کی پرستش کرانیکو دنیا میں نہیں آیا۔ فقط

نورالدین

حق برزبان جاری

مجھے عموماً شکایت ہے کہ ہمارے مخالف مخالفت اور عداوت کے تاریک غار سے کچھ ایسی شوریدہ سر ہو جاتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسے غلط معنوں میں پیش کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ دنیا حق گو لوگوں سے خالی نہیں۔ المصباح کا ایک عمدہ علمی رسالہ ہے جو ریاست جاؤرہ ملک مالوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ناظرین میں سے کوئی ایک ایڈیٹر رسالہ مذکور سے سوال کرتا ہے کہ

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت صاف گوئی سے کام لیا ہے یعنے جو کچھ انکا عقیدہ تہا اسکے ظاہر کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

" نہ صرف اسوجہ سے کہ میں مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہوا بلکہ اس وجہ سے بہی کہ مجھے اپنے مذہب سے محبت بہت ہے میں مسلمان ہوں مگر میں مذہب کو ایک بحر ذخار سمجھتا ہوں جس میں غلاظت بہی پڑکر پاک ہو جاتی ہے جس اسلام کا میں پیرو ہوں وہ ایک تنگ اور پایاب پانی کا گڑھا نہیں۔ جو نہ طاہر ہے نہ مطہر ہر شخص خود کو راستی پر سمجھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہی خود کو راستی پر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ خود اور ان کے بہت سے مریدین اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں انکا بہت کامیابی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر نہ ان کی جماعت میں شامل ہوں نہ انکے دعاوی پر ایمان لایا ہوں"

اس رائے پر مزید ریمارک کی حاجت نہیں میری غرض اس اقتباس سے صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل نہیں لیکن انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا کر رہا ہے۔ با این ہمہ تنگ دل مخالف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بدنام کر رہے ہیں؟

اگر خدمت اسلام کا نام مخالفت اسلام اور کفر ہے تو پہر سن رکھو۔

کر کفر این بود بخدا سخت کافرم

مولوی اشرفعلی صاحب تہانوی اور محال عقلی

رسالہ خطاب الملیح میں مولوی اشرفعلی تہانوی نے لکہا ہے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال عقلی نہیں۔ محال عادی کو تو اونہون نے خود تسلیم کیا ہے۔ محال شرعی اور محال عقلی کے لئے فرماتے ہیں کہ دلیل لانا چاہئے۔ ایسا لکہنا اونکی قلت تدبر اور ناواقفیت پر دال ہے۔ اگر اونہون نے ہمارے سلسلہ کی کتابیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ دیکہا ہوتا تو شاید دلیل نہ مانگتے رہیں ناظرین الحکم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکہکر پیش کرونگا چنانچہ **لفظ قمر** کی بحث وہ ۳۰۔ اپریل کے الحکم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اسیطرح اسوقت محال عقلی کی نسبت کچھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور ایسے ہی انشاء اللہ تعالٰے ایک ایک کرکے مولوی اشرفعلی صاحب کے مغالطون کی تمام حقیقت کہولدی جائیگی وہ فرماتے ہیں "کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے؟ کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی" افسوس ہے کہ آجکل ایسے لیسے محدود قابلیت کے شخصوں کو ہی ہمارے ہموطن بھائیوں نے اپنا مقتدا و پیشوا اور عالم متبحر سمجہہ رکہا ہے۔ اگر قرآن پاک کی صرف ایک آیت **قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا** کے معنی اور شان نزول سے واقفیت ہوتی تو ایسی دلیری کے ساتہہ دلیل شرعی کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہماری جماعت کے بچے بہی اس جسم خاکی کے رفع الی السماء کا شرعاً محال ہونا ثابت کر سکتے ہیں اسوقت یہی جی چاہتا ہے کہ محال عقلی کے متعلق کچھ عرض کیا جائے کیونکہ مولویصاحب نے کسی تیز چیز مثل آگ کے اندر سے بار بار انگلی نکالنے اور صدمہ نہ پہونچنے کی قابل مضحکہ دلیل بڑے ناز کے ساتہہ تصنیف فرماکر تحریر کی ہے اور لکہا ہے کہ "فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں" مجہکو مولوی اشرفعلی صاحب کی قابلیت پر رحم آتا ہے کہ وہ خود تو فلسفہ سے قطعی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتہہ لکہتے ہیں کہ فلسفہ میں سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں جس سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ مجسمات کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت نہیں۔ اگر حرکت مجسمات کے لئے زمانہ کا لزوم مانا جائے تو مولویصاحب کے استدلال کا شیرازہ پریشان ہوا جاتا ہے۔ خیر یہ تو نہایت سطحی خیال لوگوں کی سی باتیں ہیں اور جو لوگ علم حرکت سے واقفیت رکہتے ہیں وہ سمجہہ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے۔ کیونکہ کسی جسم کی حرکت خالی فضا میں فرض نہیں کی جا سکتی جبکہ خالی فضا کا ہی وجود نہیں بلکہ حرکت کے معنے (بحیثیت وقوع نہ بحیثیت فرض) ہیں ایک جسم کا دوسرے جسم کو ہٹا کر اوسکی جگہ لینا نہ یہ کہ ایک جسم کا دوسری خالی جگہ لینا اور اسکے لئے وقت کا لزوم ثابت کرنا آسان بلکہ ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں بفرض محال مولوی صاحب کے اس استدلال کو تسلیم بہی کر لیا جائے تو اون کا کام تب بہی نہیں چلتا اور عیسٰی علیہ السلام کا جسم عنصری پہر بہی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اب کسیقدر ضروری تفصیل کے ساتہہ جسم عنصری کے آسمان پر جانے کا محال عقلی ہونا بیان کیا جاتا ہے مولوی اشرفعلی صاحب کے لئے بڑا اچہا موقع ہے کہ وہ اس مضمون کی تردید اور اپنے **خطاب الملیح** کے فقرات کی تائید میں اپنی فلسفہ دانی کا اظہار فرمائیں۔ اے مغرور مخالفو! ادہر دیکہو!! خدا تعالٰے فرماتا ہے **ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین**۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالٰے نے زمین میں ایک ایسی کشش رکہدی ہے کہ وہ مجسمات کو اپنی ہی طرف کھینچتی ہے کشش زمین جسکے تحقیق و معلوم کرنے کا فخر علماء یورپ نیوٹن کو دے رہے ہیں میں کہتا ہوں قرآن شریف میں نہایت کامل اور جامع طریقہ سے مذکور ہے مگر اسوقت میرا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخالفین کی فلسفہ دانی کا اندازہ کیا جائے قرآن فہمی و تفسیر دانی دوسرے وقت دیکہی جائیگی۔ (اور ان حاملان اسفار کی قرآن فہمی تو عرصہ سے ہماری جماعت دیکہہ رہی ہے) کشش زمین جس سے زمین اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اوس کے مرکز پر منتہی ہوتی ہے مکانون اور دیوارون کا قایم رہنا۔ پانی کا نشیب کی طرف بہنا لوہے کا پانی میں ڈوب جانا اور لکڑی کا پانی پر تیرنا۔ ہوا میں طبقات کا ہونا اور سرزیرین طبقہ کا بالائی طبقہ سے زیادہ کثیف ہونا۔ بیلون میں بیٹھکر آدمی کا ہوا میں اڑنا اور پہر اتر آنا (اس موقع پر جاہل اور جامد طبع لوگ کہینگے اسیطرح حضرت عیسٰی کا آسمان پر جانا ممکن ہے مگر ایسے سخت جاہل کو میں اپنا مخاطب نہیں بناتا) زلزلہ سے مکانات کا گرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کشش زمین کے کرشمے ہیں فرض کرو مثلاً میرے جسم کا وزن ڈیڑھ من اور مولوی اشرفعلی کے جسم کا وزن دو من ہے۔ یہ بہی کشش زمین ہی کا نتیجہ ہے کشش زمین نہ ہوتی تو میرے اور مولویصاحب کے وزن میں فرق نہ ہوتا۔ کشش زمین ہی کے باعث ہوا میں طبقات پیدا ہوئے ہیں اور انسان ہوا کے زیرین طبقہ میں (جو سطح زمین سے متصل ہے) پیدا ہوا ہے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہے بواسطے ہوا کے لطیف طبقہ میں پہونچکر (جہان ہوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے) وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا کا دباؤ کم ہو جانیکے باعث صرف چند ہزار فٹ بلندی پر جانیسے ہی پہیپہڑہ پر مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ جسقدر عرصہ میں ہم سطح زمین پر ایکمرتبہ سانس لیتے ہیں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) فٹ بلندی پر پہونچکر اوتنی دیر میں دوبار سانس لینا پڑتا ہے اسکے بعد اسیطرح دماغ پہر دل بیکار ہو جاتا ہے نہ عقل قایم رہ سکتی ہے نہ ہوش۔ اسوقت تک پہاڑون پر کوئی شخص چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر نہیں چڑہ سکا اور بیلون میں بیٹھکر سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر کوئی نہیں جا سکا حرارت آفتاب بوجہ ہوا کی کثافت کے قایم رہتی ہے جسقدر ہوا میں اجزائے کثیفہ کم ہونگے حرارت کم ظاہر ہوگی۔ ہوا کے اجزائے کثیفہ طبقات زیرین میں بتدریج زیادہ اور بالائی طبقات میں اسیطرح کم ہوتے گئے ہیں۔ چنانچہ زمین کے خط جارہ پر بہی صرف پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) فٹ بلندی پر پانی برف بن جاتا ہے جسکو طبقہ زمہریر کہا جاتا ہے اور اس طبقہ کی سردی اوپر کو بتدریج زیادہ ہوتی گئی ہے۔ اسی طبقہ یعنی طبقہ زمہریر کے سب سے زیرین خط (اسجگہ خط سے مراد سطح ہے) یا سب سے گرم خط کو خط دائم الثلج کہتے ہیں۔ اجزائے مائیہ یعنی بخارات کا اس خط سے اوپر پہونچنا غیر ممکن ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ تیزی سے طبقہ زمہریر کو طے کرنا چاہے گا تو اسی قدر زیادہ عجلت اور سختی سے اوسپر ہلاکت کا اثر ہوگا۔ اگر کوئی جسم مثلاً لکڑی یا پتھر وغیرہ زمین سے جدا ہوکر آسمان کیطرف جانا چاہے یا یون سمجہئے کہ بیلون میں صرف ایک پتھر باندھکر یا خالی بیلون کو آسمان کیطرف جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو جب تک اوس کے اندر کی ہوا گرم اور بیرونی ہوا سے ہلکی ہے اوسوقت تک بیلون اونچا ہوتا جائیگا مگر پہر ایک خاص بلندی تک پہونچکر ہوا کا وہ طبقہ آئیگا کہ جہان کی ہوا خود اسقدر ہلکی ہے کہ اوس سے زیادہ ہوا کا ہلکا کرنا یا کوئی ایسا ہی ہلکا جسم (جو زمین پر دستیاب ہو سکے) فرض کرنا غیر ممکن ہے۔ اوس طبقہ تک نہ بیلون جا سکتا ہے نہ لکڑی نہ اور کچھ بلکہ لکڑی کرچ وغیرہ اجسام ریزہ ریزہ ہوکر غبار کی شکل میں زمین کیطرف آئینگے۔ اب اگر لکڑی پتھر وغیرہ کو چھوڑ کر حضرت انسان کے صعود کو دیکہیں تو یہ بیچارے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) فٹ بلندی تک بہی نہیں جا سکتے اول تو تنفس ہی دشوار ہوگا۔ آگے چلکر دماغ بیکار۔ اوس سے آگے چلکر جسم کی کہال شق ہونی شروع ہوگی اور جسم مشک یا کپڑے کیطرح پہول کر پاش پاش ہو جائیگا۔ پہر گوشت۔ پوست اور ہڈی وغیرہ سب غبار ہوکر اڑ جائینگے یا کم سے کم کوئی چیز بہی حالت اصلی پر تو ہرگز نہ رہیگی اور یہ سارے مراحل زمین سے ہزار دو ہزار کوس بلند ہونے پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ کوس یا اسی کے قریب کسیقدر کم یا زیادہ بلندی پر طے ہو جائینگے اور ان سب واقعات کے لئے وقت یا زمانہ کی بس اوسی قدر ضرورت ہے جسقدر یا جس طرح مولوی اشرفعلی صاحب اجسام کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت تسلیم کریں۔ ابہی یہ سوال بہی باقی ہے کہ کشش زمین کا مضبوط رسا جو ہر جسم کی گردن میں پڑا ہے یا ٹانگ سے بندھا ہے وہ کسطرح کسی جسم یا کسی انسان یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر جانے دیگا۔ اور پہر کشش زمین ہی نہیں نیر اعظم کی کشش (جسنے زمین جیسے بڑے سیارے کو بہی اپنی طرف کھینچ رکہا ہے) کا بہی مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے۔ حضرت عیسٰی اگر کشش زمین کی حد و دسے باہر چلے بہی گئے تو راستہ میں اگر کوئی دوسرا سیارہ قریب ہوا تو وہ فوراً کھینچ لے گا ورنہ آفتاب اپنی طرف کشش کریگا اور ظاہر ہے کہ آفتاب پر روئے زمین کا کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا۔ آفتاب تو آفتاب ہے زہرہ اور عطارد میں بہی بوجہ قرب آفتاب اسقدر حرارت ہے کہ یہاں کے ذی روح کا ان سیارون میں زندہ رہنا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازین زمین گول ہے اور اسکا متحرک بہ حرکت محوری و دولابی ہونا خود اسکے نام **ارض** سے ثابت ہے (کیونکہ زبان عرب میں **ارض** اوس کیڑے کو کہتے ہیں جسکا نام ہندی میں گھن ہے اور جو لکڑی کے کاٹنے کی حرکت سے ایک دم کے لئے بہی ساکن نہیں ہوتا اسیطرح زمین کی حرکت میں بہی کبہی سکون نہیں) پس جبکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زمین کو اپنے جانب تحت چھوڑ کر آسمان کی طرف یعنی اپنے جانب فوق صعود فرما ہوئے ہونگے تو بارہ گھنٹے کے بعد ملک شام (جہان سے اونکا آسمان پر اٹھایا جانا ہے) کے آدمیوں کے جانب تحت یعنی نیچے ہونگے۔ سر کے جانب کی سمت فوق اور قدم کے جانب کا تحت کہلاتی ہے اور زمین مدور و متحرک ہی ایسے زمین والے فوق و تحت کی کوئی حقیقی سمت قایم ہی نہیں کر سکتے اور آسمان کے کسی مقام یا کسی سیارے وغیرہ کو اوپر یا نیچے کہہ ہی نہیں سکتے۔ اگر فلسفہ قدیم کی موافق آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن مانا جاوے تب بہی بجنسہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے اس موقع پر یہ بیان کر دینا بہی ضروری ہے کہ بحث جسم سے ہے اور جسم کے لئے ہی اس قسم کی فوق و تحت وغیرہ جوانب کی ضرورت ہے باقی امور روحانیات یعنی رفع روحانی وغیرہ کے لئے فوق و تحت وغیرہ جوانب کا تعلق

اور قرآن کریم کے تمام اس قسم کے الفاظ بالکل ثابت شدہ تحقیقیں ہیں اسجگہ چونکہ صرف زمینی جسم سے بحث ہے۔ اسلئے زمینی جوانب کا تذکرہ کیا گیا نہ کہ فوق وتحت سے قطعی انکار۔ جواب الجواب میں اگر ضرورت پڑی تو تشریح کر دیجائیگی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر پہونچ جانا بھی مان لیں (حالانکہ محال ثابت ہو چکا ہے) تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہاں **کاربن - ہائیڈروجن نائیٹروجن** اور **آکسیجن** سے مرکب جسم کی پرورش کے لئے ضروری غذائیں اون کو پہونچائی جاتی ہوں اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کی ضرورتیں وہ رفع کرتے ہوں اور بڑھاپے کی روک کے لئے **فاسفورس البیٹر محلل** یا اسی قسم کی دوائیاں استعمال کرتے ہوں بلکہ پھر بھی بڑھاپا ضرور آ گیا ہو اور عرصہ دراز سے وہ الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئًا کے درجہ میں پہونچے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ اور اگر اون کے اُس جسم کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ضرور کوئی دوسری قسم کا دوسرا جسم ہے جسکو عنصری خاکی جسم کیطرح نہیں کہا جا سکتا اور جب عنصری خاکی جسم ہیں تو مقصود اصلی جسکو ثابت کرنا تہا حاصل ہو گیا۔

علاوہ ازیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر پہونچا ہوا خیال کر لیں تو بموجب توجیہ مولوی اشرف علی صاحب یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو طبقہ زمہریر وغیرہ میں سے اسقدر سرعت کے ساتھہ لیگئے ہیں کہ جس سرعت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسقدر عظیم الشان فاصلہ چشم زدن میں طے ہوا ہے تب ہی تو بقول مولوی اشرف علی تاثیرات طبقہ زمہریر وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن یہاں بھی اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ یکایک تغیر ٹمپریچر موجب امراض شدیدہ ہوتا ہے چنانچہ حمام کے گرم درجہ سے یکلخت سردی میں آنا باعث بیماری اور موجب ہلاکت ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو یکلخت اسقدر عظیم الشان تغیر ٹمپریچر نے کیسے زندہ رہنے دیا۔ پھر یہ کہ جن لوگوں کو برسات میں جہولا جہولنے اور پینگ بڑہانے کا اتفاق ہوا ہے وہ بآسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نیچے سے اوپر کو جانا اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوتا مگر اوپر سے نیچے کی جانب آنے میں دوران خون میں ایک عجیب انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے اور اوس تنزل کی رفتار ذرا تیز ہونے سے آدمی اسطرح مر جاتا ہے جسطرح برقی قوت سے امریکہ میں اکثر واجب القتل مجرم ہلاک کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت دستیاب ہو سکتی ہیں کہ بلند مکانوں اور درختوں پر سے گرنے والے آدمی بعض اوقات زمین تک پہونچنے سے پہلے راستہ ہی میں مرجاتے ہیں اور زمین پر مردہ گرتے ہیں۔ (اسکا تفصیلی بیان اور ایسا ہونے کے وجوہات آیندہ ظاہر کر دیئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ) حضرت عیسیٰ جو آسمان سے زمین تک اسقدر دور دراز فاصلہ اوپر سے نیچے کیجانب آنے میں نہایت سرعت کیساتھ طے کرینگے تو اون کا کیا حال ہوگا؟ میں نہایت خوش ہونگا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفداروں میں سے کوئی صاحب (جو ہئیت و طبقات و علم الہوا و علم الحرارت وغیرہ سے واقف اور قدیم و جدید فلسفہ کے اختلافات سے آگاہ ہوں) اس محال عقلی کے متعلق کوئی مضمون لکہیں اور بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی بات رکہ لیں جنہوں نے یہہ تحدی کی ہے کہ قیامت تک اس کے خلاف دلیل قایم نہ ہو سکیگی اور پھر مجہکو بھی موقع دیں (یعنی جس اخبار میں اونکا مضمون شائع ہو وہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دیں) کہ میں ان علوم عقلی سے اوس محال عقلی کو جانچوں - مگر شرط یہی ہے کہ اس جسم عنصری خاکی سے بحث ہو اور خلط مبحث نہ کیا جائے۔

والسلام

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

جناب مرزا غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب

جن لوگوں نے ذکر الحکیم ۴ کو پڑہا ہے۔ وہ ضرور ان تین نتایج پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نجات اُخروی کو نبوت محمدی کی اتباع میں محدود نہیں سمجھتے ۲ وہ اپنے آپکو اپنے چند تازہ الہامات کے رُو سے مصلح و امام وقت خیال کرتے ہیں۔ اور ۳ ہر دو امور مذکرہ بالا کی بنا پر اون کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بھی پیدا ہو گئی ہے۔

امر اوّل سے اون کی مراد یہ ہے کہ نجات کے لئے اتباع اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کا پیرو اپنی نیکیوں کے ذریعہ سے اوسی طرح نجات پا سکتا ہے جس طرح اہل اسلام یعنے کسی نبی کی اطاعت پر نجات منحصر نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال علاوہ صریح مخالفت قرآن کے عقلی دلائل کے رُو سے جیسا بیہودہ اور کمزور ہے۔ اوس کے بیان کی ضرورت نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ مرزا صاحب کا کوئی سخت مخالف مسلمان بھی اس لغو عقیدہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھہ اتفاق کرے گا۔ مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صاف لکہہ دیا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب ہی حق پر ہیں۔

امر دوم کے متعلق بہی ڈاکٹر صاحب کو سخت ٹھوکر لگی ہے کیونکہ جب ان کی امامت کے علامات موجود نہیں تو ایسا عقلمند کون ہے کہ انہیں مصلح اسلام تسلیم کر لے۔ اس امر میں ڈاکٹر صاحب کی عبرت کے لئے چراغ الدین ساکن جموں اور اسکے بیٹوں کی ہلاکت کا تازہ واقعہ کچھہ کم نہ تہا۔ جس نے ڈاکٹر صاحب کی طرح اپنے خوابوں یا الہاموں سے دھوکہ کہا کر اسی قسم کی رسالت کا دعوےٰ کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہم مذہبی مصالحت اور اتحاد کی کوشش کی۔ اور اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنی تصانیف میں نہایت مکروہ اور ہتک آمیز کلمات درج کئے اور پھر خود بخود اپنی صداقت پر بھروسہ کر کے مرزا صاحب کے خلاف مباہلہ کے رنگ میں دعا بھی کی جس کا نتیجہ ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء تک جو کچھہ ہوا وہ ناظرین اخبارات سے مخفی نہ ہوگا۔ اور اس واقعہ کا ظہور بعینہ اوسی طرح ہوا۔ جسطرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر بہت عرصہ پہلے دافع البلاء میں شائع کر دیا تہا۔

امر سوم جو ہر دو پہلے عقائد کی تبعیت سے پیدا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نجات کے لئے نبوت محمدیؐ کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بشیر و نذیر خیال کرتے ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں مجھے بھی (مرزا صاحب کو) کاذب خیال کرنے پر مجبور ہیں۔ تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ایک اعلان مندرجہ الحکم و بدر کے اپنی جماعت سے خارج کر دیا جس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں۔

" اگر یہ باتیں سچ ہیں (یعنے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا ہے) تو میں اوس کیڑے سے بہی بدتر ہوں۔ جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں کرتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا ..... اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں۔ اور اس کے ہاتہہ کو دیکھہ رہا ہوں۔ اھ "

ہاں اگر کوئی ناواقف ڈاکٹر صاحب کے ارتداد سے کذب سلسلہ احمدیہ کا استدلال کرے تو یہ اس کی عدم واقفیت کا قصور ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اور کتب حدیث وغیرہ سے صاف عیاں ہے کہ ایک قدیم سنت اللہ ہے جس سے کوئی سلسلہ حقہ مستثنیٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے واقعات سے کسی مذہب کا کذب لازم آتا ہے قرآن مجید کی کئی آیات میں سے ایک یہ غور کے لائق ہے یاایھا الذین آمنو من یرتد منکم عن دینہ الخ" کئی بدقسمت لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لاکر مرتد ہو گئے تہے حضرت ابوبکرؓ کا پہلا مقابلہ مرتدین اسلام کے ساتہہ ہوا تہا مسیلمہ وغیرہ بہی ایمان لاکر دست بردار ہوئے تہے کئی لاکھ مسلمان آجتک مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ آجکل دہرم پال اور اسکے کئی امثال نخ... خلعت ارتداد پہنا چکے ہیں وغیرہ۔ حضرت مسیح کے مقابلہ میں کیا کیا تہا۔ بلعم نے حضرت موسیٰ کے ساتہہ کیا سلوک کیا تہا غرض جب ایسی ایسی لوگوں کے ہونیسے نہ تو اسلام جہوٹا ٹھیرا۔ اور نہ اسکا کچھہ بگڑا تو اب ایک ڈاکٹر صاحب کے ایک دن میں بگڑ جانے سے اسلام عموماً یا سلسلہ احمدیہ خصوصاً کس طرح تباہ ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تغیر خیالات کے پہلے یا بعد ایک دو اور شخص بھی سلسلۂ احمدیہ سے دست کش ہوئے ہیں سو واضح ہو کہ ایسے لوگ عوام کالانعام میں داخل ہیں جن کا مرید یا مرتد ہونا برابر ہے۔ مثلاً ان میں سے ایک شخص قادر بخش جسکے نام کے ساتہہ دانستہ یا نادانستہ مولوی کا لقب بڑھا گیا تہا۔ چنانچہ ان کی مولویت ان کے بیان مندرجہ پیسہ اخبار سے آشکارا ہے جس میں وہ لکہتے ہیں کہ میں نے فلاں احمدی کی ترغیب سے مرزا صاحب کی بیعت کی تہی اگویا انہیں باوجود مولوی ہونے کے خود حق و باطل کی شناخت نہ تہی۔ ورنہ آخر کار وہ ایک غیر احمدی کی تحریک سے فسخ بیعت نہ کرتے) بعینہ اسی رنگ کا واقعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تہا یعنی ایک شخص نے جو آنحضرتؐ پر ایمان لا چکا تہا۔ بعض نادان دوستوں کی تحریک سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کر کے اپنی بیعت واپس لی تہی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ عوام تو درکنار خواص کا ارتداد بھی کسی سلسلہ حقہ کو نقصان نہیں پہونچا سکتا علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کے متعلق چند باتیں دریافت طلب بہی ہیں۔ جنہیں امید ہے وہ حل کر دیں گے۔

ا - ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر میں کسی جگہ تو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کہیں سخت مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا ہے۔ اس تناقض سے کیا مراد ہے۔

ب - جن غیر احمدی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی سابقہ معقول اور مدلل تحریروں کو تسلیم نہیں کیا تہا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے موجودہ الٹے عقائد کی صداقت کا انہیں کیونکر یقین دلا سکتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب کل ان خیالات پر بھی قایم نہ رہیں۔

ج - مرزا صاحب کی تائید میں قبل ازیں جو کچھہ ڈاکٹر صاحب نے لکہا ہے۔ قرآنی عقلی اور الہامی دلائل کی بنا پر لکہا ہے۔ اب مرزا صاحب کی مخالفت میں بھی وہ آیات یا الہامات سے ہی استدلال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آجکل ان آیات کے معانی کیونکر بدل گئے ہیں یا ان کا پہلا الہام کرنیوالا خدا کوئی اور تہا۔ اور اسوقت کوئی اور ہے اور اگر ڈاکٹر صاحب فرماویں کہ پہلے ہم غلطی پر تہے تو اب انکو حق پر ہونیکا کیا ثبوت ہے۔

د - اسی رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک پرانا خواب درج کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ انہیں تبلایا گیا کہ اگر فلاں شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیگا۔ تو وہ طاعون سے ہلاک ہو جائیگا۔ پہر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ خواب شخص مذکور کے کسی رشتہ دار کو بھی سنا دیا۔ اور آخر کار وہ شخص جسکی ہلاکت کے متعلق انہیں خبر دیگئی تہی کچھہ عرصہ کے بعد طاعون سے مر گیا۔ باوجودیکہ وہ ایک کشادہ ہوادار

نہیں شیوہ میرا اگر کبھی ہرزہ درائی کا	نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم میں گلگون	خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل	تیری ہی ... بی پریں پہ لٹکا ناہون

موسم گرما کا خاص تحفہ

یا قوت مروارید ... کہربا ورق نقرہ ورق طلا عنبر ... وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب مفرح دلکشا

یہ اُن قدردانان مُلک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مشک وزعفران وغیرہ کے ۳۱ اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لیے کوئی حرج نہیں،

مفرح دلکشا کا ترخنامہ حسب ذیل ہے

قیمت

قیمت ایک ڈبیہ تین روپے (سے)	قیمت تین ڈبیہ آٹھ روپے (اٹھے)	قیمت چھ ڈبیہ پندرہ روپے (صہ)
ایک درجن ستائیس روپے (معہ)	وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ۔ خوراک ۴ ماشہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔	

مفرح دلکشا

میں خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں۔ جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ ہو سکے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اپنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے

مفرح دلکشا جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل ودماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری وباطنی تیز وروشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ ومفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت وتفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف۔ یہ بےچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتبار

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت منی۔ سرعت وکثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کی باعث پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ درد مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لیے ایک اکسیر کا کام دیتی والا بیضرر مرکب ہے

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی۔ سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے ممبران وزیرون۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ بیچون۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس وفوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء با جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی تب ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر وتازہ ہوکر پھر کام میں لگ گئے

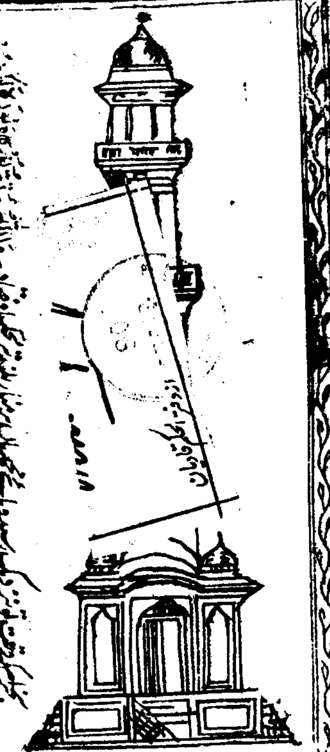
مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات وسرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کیساتھ اس کا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور اس سے بڑھکر دوسری دوائی ہونا قریباً محال ہے

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کیخدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو۔ یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہوا نہیں بلا تردد وبلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو مبتلائے سل ودق ہوں یا جنکے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوی مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اس کے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیے

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری ومفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم بانو کرآئی چہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عنلے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ عہ

فہرست مضامین

نمبر ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ... جلد ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (و) قابل توجہ جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور

نجیب آباد والوں نے ہم مٹھی بھر احمدیوں کی مخالفت میں جو جو زیادتیاں کی ہیں اسوقت تک ہم صبر و سکون کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ گورنمنٹ کے ہندوستانی منتظم اہلکار بھی جنکو اپنی وجاہت و عزت پر ناز ہے ہم ضعیف احمدیوں کی نقصان رسانی اور تکلیف دہی میں عجیب عجیب قابل شرم چھچھورپن ظاہر کر رہے ہیں اور دو نلین سلیم الطبع نادار ۔ بے یار و مددگار ۔ عیالدار شخصوں کو نقصان پہونچا پہونچا کر اپنی ہمتتی اور بہادری پر نازاں ہیں حالانکہ کسی مجبور اور کمزور کے سامنے لاف مردانگی جتانا سراسر بزدلی اور نامردی ہے ۔ وہ اہلکار جنسے کہ ہمکو مدد اور انصاف کی توقع تھی ۔ اور جنکا فرض تھا کہ ہماری حفاظت کرتے بجائے کار منصبی کے اپنے رعب اہلکاری کو کام میں لاکر مذہبی مخالفوں کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتے ہیں اور خود علانیہ فرماتے ہیں کہ فلاں احمدی کو قادیان سے اسقدر رقم ماہوار ملتی ہے اسلئے وہ فلاں نقصان برداشت کر سکیگا وغیرہ وغیرہ اور اسطرح شہر والوں کو چند غریب احمدیوں کی مخالفت میں قابل شرم طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں اور مطلق اپنی شان اور منصب کے خلاف نہیں سمجھتے ۔ ہمنے مانا کہ جماعت احمدیہ عیسائیوں کی مذہبی غلطیاں ظاہر کرنے والی اور مذہب عیسائی کی مسلمانوں میں سب سے زیادہ مخالف جماعت ہے مگر اہل اسلام کی تمام فرقوں میں سب سے زیادہ گورنمنٹ کی خیرخواہ ہمدرد و مطیع و فرمانبردار صرف ایک ہماری ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ ہے ۔ خونی مہدی کے منتظر اور عیسائیوں کے مال و اسباب کو بجبر لوٹکر بلا استحقاق اپنے گھروں میں بھر لینے کے آرزومند گویا گورنمنٹ کو دہوکہ دیتے ہیں کہ اپنے آپکو گورنمنٹ کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ بڑے بڑے عالیجناب اہلکار تو مہدی کے متعلق اپنے عقائد گورنمنٹ کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتے ۔ کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ ان کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ہم لوگوں میں سے کسی احمدی سے سوالات لکھا کر ان سوالات کے جوابات ان اہلکاروں سے لکھوائے اور پھر انکو شائع کر دے یقیناً یہ لوگ گورنمنٹ سے ڈر کر اپنے اصلی عقائد کے خلاف وہ وہ باتیں بیان کرینگے کہ جنکو دیکھکر انکے جبہ پوش مولوی ضرور انپر کفر کے فتوے لگا دینگے ۔ اخیر میں نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ نجیب آباد کے چند احمدی اسقدر ضعیف و کمزور ہیں کہ اپنی فریاد گورنمنٹ تک بھی آسانی سے نہیں پہنچا سکتے تمام باخشنہ

ہیں اسلئے ہم کو نہ کوئی گواہ دستیاب ہو سکتا ہے نہ ان مظالم کا جو ہمپر کئے گئے ہیں ہم دعوے پیش کر سکتے ہیں ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے جو منصوبے رؤسا اور اعلےٰ حکام میں ہو رہے ہیں اونکا بھی ہم کوئی انسداد نہیں کر سکتے ۔ راقم مظلوم نجیب آبادی احمدی ۔

نوٹ از ایڈیٹر میں بجنور کے کلکٹر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان غریبوں کی حالت زار پر توجہ فرما کر مناسب انتظام کریں ۔ احمدی جماعت جس غربت اور مسکینی سے گذارہ کر رہی ہے اس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں جہاں یہ فرقہ نہایت زور سے ترقی کر رہا ہے ہر ضلع میں نہایت سکینت سے یہ لوگ آباد ہیں ۔ اور حکام انکی دیانت داری اور حق گوئی اور وفاداری کے شاہد ہیں ۔

پچھلے دنوں بریلی کے ظالم طبع مخالفوں نے وہاں کے غریب احمدیوں کو دکھ دیا تھا تو میں نے الحکم کے ذریعہ ایک نوٹ لکھکر وہاں کے کلکٹر صاحب کو بھیجدیا تھا ۔ جسپر انہوں نے نہایت فرزانگی اور شفقت سے توجہ فرمائی ۔ اور بیچارے مظلوموں کو امن ملا ۔ اگر انگریزی گورنمنٹ نہ ہوتی تو یہ لوگ بیکس احمدیوں کے خون کی نہر چلا دیتے مگر شاہی سطوت اور جبروت ان بد ارادوں ۔ سے انہیں باز رکھتی ہے اور صرف تہ سے

ہتھیاروں سے دکھ دیتے ہیں دیسی مسلمان مقامی حکام (پنجاب میں نہیں) چونکہ ان مولویوں کے فتووں سے ڈرتے ہیں اسلئے وہ لوگ بھی ایذا رسانی میں ترقی نہیں کرتے ورنہ کافر قرار دیئے جاویں اسلئے بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود توجہ فرمائیں ۔ اور اپنے مظلوم وفادار رعایا کے افراد کے جان و مال کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لیں اور انہیں تسلی دیں ۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر بے اثر نہ ہوگی اور ضرور بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بنفس نفیس نجیب آباد کے غریب احمدیوں کی فریاد کو سنیں گے اور وہاں کی مخالف پارٹی کو مناسب تنبیہ فرمائیں گے ۔ اگر ضرورت ہوئی تو اس معاملہ پر میں مزید قلم اٹھانے کو بھی طیار ہوں ۔ صاحب ضلع بجنور یہ بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ نجیب آبادی احمدیوں کی جماعت بہت ہی کم ہے جو چند آدمیوں سے زیادہ نہیں اور وہاں کے مخالف مسلمان کثیر التعداد ہیں جو انہیں ہر طرح تکلیف و دکھ پہونچا سکتے ہیں پس اسکے لئے صاحب ضلع مقامی حکام کو مناسب ہدایات دیں گے تو اصلاح ہو سکتی ہے ۔ اور وہ طوفان بے تمیزی جو غریب احمدیوں کے خلاف برپا کیا گیا ہے دب سکتا ہے ۔

نجیب آباد کے مخالف مسلمانو! یاد رکھو تمہاری یہ سختیاں اور دکھ اس جماعت کو پست ہمت نہ بنا سکیں گی ۔ وہ مومن ہیں ان باتوں سے گھبرائیں گے نہیں ۔ آخر تمہیں خود تھک کر رہ جانا پڑیگا ۔ کیا تمہارے پاس دلائل کی کمی ہے ۔ اب ایذا رسانی ہی رہ گئی ہے ۔

مضطر صاحب کا قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں

جناب منشی نعمت اللہ خاں صاحب مضطر بدایونی احمدی کو اخبار بدر کا کوئی گذشتہ نمبر جماعت احمدیہ سے انٹروڈیوس کرا چکا ہے۔ اونہوں نے نہایت عجلت اور پریشانی کی حالت میں آجکل ایک نظم لکھی وہ میری نظر سے بھی گذری میرا جی چاہا کہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس سے لطف اُٹھائیں جو لوگ فن سخن سے مذاق رکھتے ہیں دیکھیں کہ شاعری کے کمالات گل و بلبل اور وصل و ہجر ہی کی داستانوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ کوئی شخص جو فن شعر میں کچھ دستگاہ رکھتا ہو ضرور اخلاقی و مذہبی مضامین لکھ سکتا ہے اور دینی خدمات بآسانی بجا لا سکتا ہے باقی مضطر صاحب کی قادر الکلامی۔ خوبی بیان۔ سلاست زبان کی تعریف کی ضرورت نہیں ذیل کی نظم سب کچھ بتا دے گی۔

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

ہم لوگوں کو جہاں کی یورشوں اور یہاں کے طوفان بے تمیزی نے اس قابل بھی نہیں رکھا۔ کہ اطمینان سے بیٹھکر کچھ لکھ ہی سکیں۔ مگر تا کجے! انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے۔ سب بھائی ہمارے لئے دعا کریں خدا ہمارا مددگار ہو اور ہمکو احمدیت کا کامل نمونہ بنائے آمین۔ مضطر کی وہ نظم یعنی قصیدہ ذیل میں درج ہے۔

راقم
عبد العلیم خاں احمدی از نجیب آباد

قصیدہ

... ہے مجھکو اوس شہ والا سے بیعت کا
... افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا
... گئے زمانہ ہے زمانہ اس کا شاہد ہے
... نہیں بعد نبی اس شان و شوکت کا
... مہدی برحق ہے مثیل ابن مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سُنا تھا جسکی بعثت کا
یہ وہ ہے رہبر کامل یہ وہ ہے ہادیٔ مطلق
کہ اس سے راستہ ملتا ہے بھولوں کو ہدایت کا
جسے ہو جستجو حق کی اوسے مژدہ وہاں آئے
تماشا دیکھے آکر ظہور حق کی قدرت کا
بیاں ہیں خوبیاں اسلام کی اوس ذات اقدس سے
کوئی دن میں جہاں سے کوچ ہے اب شرک و بدعت کا
مٹاتا ہے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی کو
چکھاتا ہے مزا لوگوں کو ربانی حلاوت کا
شریعت کا نبی پاک کی وہی مجدد ہے
خدا نے سر پہ اسکے تاج رکھا ہے امامت کا
نشاں تائید میں دکھلاتے ہیں ارض و سما کیا کیا
کلام پاک سے اثبات ہے اوسکی صداقت کا
اوسے بھیجا ہے خالق نے کہ تا مخلوق کو اوس کی
چلن سکھلائے وحدت کا طریقہ اوسکی طاعت کا
وہ طاعت میں خدا کی رات دن معروف رہتا ہے
مجھے ہے ناز دم بھرتا ہوں میں اوسکی اطاعت کا
مگر حیران ہوں جہاں کی ایذا رسانی سے
کچھ حد سے بڑھ گیا ہے شور و شر انکی بغاوت کا

کوئی کافر سمجھتا ہے کوئی گمراہ کہتا ہے
سُنا ہے حال جب سے منکروں نے میری بیعت کا
سُنائیں گالیاں صدہا لگائیں تہمتیں کیا کیا
اُٹھا رکھا نہ کوئی بھی دقیقہ میری ذلت کا
بُرا کہنے میں مفسد رات دن معروف رہتے ہیں
اُنھیں ہاتھ آگیا ہے مشغلہ میری مذمت کا
مجھے دیں گالیاں مجھکو کہیں تحقیر کے کلمے
مجھے منظور جو ہو مقتضا اون کی شرافت کا
بُرا کہتے کیوں یہ حضرت اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ اون کی فضیلت کا
بیہودگی میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ایک دن آخر
خدا کے سامنے پھل پائینگے اپنی شرارت کا
خدا کے نیک بندوں کو بُرا کہتے ہیں یہ ظالم
نہ انکو خوف محشر کا نہ ہے خطرہ قیامت کا
جسے بھیجا گیا انپر انہوں نے اوسکو جھٹلایا
ہمیشہ سے یہی ہے خاصہ انکی طبیعت کا
بروز احمد مرسل ہے گویا خود ہی احمد ہے
مثیل مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا
اگر احمد کو جھٹلایا تو جھٹلایا محمد کو
جو ہے منکر امامت کا وہ ہے منکر رسالت کا
سمجھنا ... موذی یا در کھیں بچ نہیں سکتے
جواب ان سے خدا لے گا ضرور ان کی حماقت کا
مجھے رہ رہ کے انکے حال پر افسوس آتا ہے
بھریں دم مولویت کا عقیدہ رکھیں بدعت کا
مزا اک ایک کو اس بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھکو پاس حضرت کی نصیحت کا
وگرنہ یہ مخالف چیز کیا ان کی حقیقت کیا
ابھی شیرازہ انکی توڑ دیتا مولویت کا
مجھے سردار لشکر دین کا حق نے بنایا ہے
میں اک مرد بہادر فرد ہوں اوسکی جماعت کا
مری ہمت کے آگے زال و رستم چیز ہی کیا ہیں
فزوں تر مرتبہ ان سے کہیں ہے میری طاقت کا
ٹھہر جائے مرے آگے کہاں یہ تاب دشمن کو
نہیں کوئی ادنےٰ سا جو دیکھے میری جرأت کا
مری دہشت سے تھر تھر کانپتے ہیں مدعی میرے
یہ اونپر رعب چھایا ہے مری تیغ شجاعت کا
ہے دیکھا بدر میں چیلنج سے بھائی ... کا
نہ آیا جوش میں کیوں مادہ کچھ انکی غیرت کا
جھجکتے کیوں ہیں منکر مرد بنکر سامنے آئیں
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہوں دل میں قابلیت کا
کسی کو بیٹھ پیچھے یوں بُرا کہنا جہالت ہے
نہیں شیوہ شرافت کا طریقہ ہے رذالت کا
خدایا تجھکو روشن ہے جو کچھ مجھپر گذرتی ہے
سُناؤں حال کیا جہاں کے بغض و عداوت کا
خدایا تو نگہباں ہے خدایا تو محافظ ہے
خدایا آسرا ہے ہمکو بس تیری حمایت کا
خدایا باز یہ آتے نہیں بیہودہ گوئی سے
لحاظ انکو شرافت کا نہ انکو پاس عزت کا
خداوندا کہاں تک سختیاں جھیلوں مصائب کی
دکھا دے منتظر ہوں فیصلہ اپنی عدالت کا
امام پاک کے در پر تو اب مضطر کو پہنچا دے
خداوندا بہت مشتاق ہوں انکی زیارت کا

سوال کیا ابن مریم مراد مثیل ابن مریم ہے اور یہ کس طرح۔

جواب ہاں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہی ہے اسطرح کہ احادیث میں جیسے ابن مریم کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایسے ہی مہدی کی نسبت بھی۔ اور جیسا ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ایسا ہی مہدی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا اب مہدی کی آمد کی نسبت تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مہدی سے مراد مثیل مہدی ہے نہ اصل مہدی جو بروز محمد اور مظہر احمد ہونے کیوجہ سے مہدی ہوگا اب تعجب ہے کہ مہدی سے تو خود بخود مثیل مہدی سمجھ لیا ہے مگر ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آئیگا۔

اگر در خانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

غلام رسول احمدی راجیکے ضلع گوجرانوالہ

پیسہ اخبار کی اخبار نویسی کا معراج

پیسہ اخبار جھوٹی اور نمائشی شیخی میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اپنے ایڈیٹوریل سٹاف کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے سانس چڑھ آیا کرتا ہے کئی مرتبہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کی قابل شرم غلطیوں کو ظاہر کیا ہے۔ آج ایک اور مکروہ غلطی دکھاتا ہوں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ پیسہ اخبار کے دفتر میں خبریں کس محنت اور قابلیت سے لکھی جاتی ہیں۔ ۱۶۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء کے ص نمبر کے دوسرے کالم کی آخری خبر یہ ہے۔

"مرزا صاحب قادیانی کے دو فرزند میاں بشیر الدین محمود احمد آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں مرزا صاحب کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جسکی دو ہم وہ علیل اور زیر علاج ہے مرزا جی کے دو نو لڑکے خوب چُست و چالاک ہیں بڑا لڑکا باوجود یکہ صاحب اولاد ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ مڈل میں فیل ہو چکا ہے اگر مرزا جی کے بعد یہی لڑکے ان کے گدی کے وارث بنے تو خوب مذہب چلائیں گے"

ناظرین ذرا منشی محبوب عالم صاحب کی وسعت معلومات اور قابلیت کی بھی داد دیں۔ وہ لاہور میں موجود ہیں انکے دفتر میں حضرت اقدس کا ایک خادم موجود ہے۔ پاس ہی شیخ رحمت اللہ صاحب کا دفتر ہے۔ حکیم اور بدر کے دفتر میں جانتے ہیں لیکن وہ ایک معمولی واقعہ کو صحت سے نہیں لکھ سکتے۔ اور اسپر ولایت کے اخباروں پر جو ہندوستان یا انڈیا کے متعلق غلطی کریں ہنسی اڑایا کرتے ہیں۔ حالانکہ خاص لاہور کا واقعہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر خود ایڈیٹر پیسہ اخبار کے گھر میں تراشی گئی ہے اور پیسہ اخبار آئندہ ریوٹر کی سی ایجنسی بھی قایم کرلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ بچہ قادیان میں پیدا ہوا تھا۔ اور بشیر الدین محمود احمد حضرت کے بڑے صاحبزادے کا پورا نام ہے۔ جسکو پیسہ اخبار اپنی معمولی قابلیت سے دو نام جداگانہ سمجھتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ یہ ظاہر کرکے کہ دو نو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں" بتاتا ہے کہ اسنے گویا دونو کو دیکھا بھی ہے جو صاحب ہو گئے میں نہیں سمجھتا کہ ایسی جھوٹی خبریں تراشنے سے مسٹر محبوب عالم کو فائدہ کیا ہے؟ آخر میں جو ریمارک صاحبزادہ صاحب کی قابلیت پر دیا ہے وہ اور بھی بیہودہ ہے۔ اگر ملک و قوم کی اصلاح کے لئے مڈل پاس کی شرط ہے تو بہا ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک بہائی ورسل کا سلسلہ محض ناقابل اطمینان ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے پیسہ اخبار کی مجوزہ یونیورسٹی کا سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تھا۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے مڈل پاس کیا ہوا ہے تو بہت خوب میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ مگر وہ اپنی اولاد کی فکر کریں کیونکہ انکے قایم کردہ کارخانہ کے لئے شاید بہت بڑی قابلیت کی حاجت ہے۔

صاحبزادہ صاحب یا حضرت اقدس کا کوئی اور بچہ جو موعود ہوگا اسکے لئے خدا تعالےٰ نے مڈل پاس کی شرط نہیں رکھی اور نہ ایسے میں یہ ڈگریاں ہوتی ہیں۔ وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ اور معرفت حقہ کی حاجت ہے وہ خدا کے فضل سے صاحبزادہ صاحب کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے اتنی بڑھ کر ہے کہ وہ اسکو چلا سکتے ہیں ورنہ تجربہ کرکے دیکھ لو۔ خدا تعالےٰ کی ہستی مسئلہ نبوت تقدیر۔ دوزخ بہشت پر پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی مضمون لکھے اور صاحبزادہ صاحب بھی لکھیں پبلک اندازہ کرلے گی؟ اور اگر مڈل یا انٹرنس ہی کا مقابلہ ہے تو میں مان لیتا ہوں کہ وہ تو مسٹر محبوب عالم جتنا بھی نہیں پڑھے۔ اور نہ انکی نہیں ضرورت۔ بہرحال آئندہ مسٹر محبوب عالم ایسے بیہودہ مضامین لکھکر اپنے اخبار کی وقعت کم نہ کیا کریں گے؟

ہشیار باش

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے یہہ دنیا اور اسکی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے انکے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔ لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شے اور امانت اللہ جسکو اٹھانا مشکل ہے وہ اٹھا لیتا ہے جسکی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں اور دنیا بھی یہی کرتی ہے مگر انکی نماز اور دنیا داروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لائق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نکرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو انمیں تھی یہہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے لیکن وہ ملعونی زندگی خدا کو منظور نہیں جو نماز روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور نطق بڑھ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو لاف گزاف پسند نہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ وصدقات کسی وقعت اور قدر کے لائق نہیں جن میں اخلاص نہو بلکہ وہ لعنت ہیں یہہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کو کوئی دہوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دل کے نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔ انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے دہوکا کہا سکتا ہے۔ ہمارے دوست سیٹھ عبد الرحمان صاحب جو بڑے مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ہیرے کے متعلق ذکر کیا یا سیٹھ صاحب یہاں قادیان ہی میں میرے پاس موجود تھے ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے یہاں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں۔ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے سیٹھ صاحب کو وہ پسند آگئے اور وہ ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھہ کم و بیش ان کو دے بھی دئے۔ پھر اتفاقاً مجھہ سے مشورہ کیا کہ مینے یہ سودا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے میں اگرچہ ان ہیروں کی اور اصلیت سے ناواقف تہا۔ لیکن روحانی ہر دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنے پاک حالت کے لوگ جن کے نام پر کئی جہوٹے پتھر یعنی مزور لوگ چمک دمک دکہا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اسی ہیر شناسی میں مجھے دخل تہا اسلئے مینے اس جگہ پڑا اور سیٹھ صاحب کو کہا جو کچھہ آپنے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے ہے کہ پانسو روپیہ دینے سے پہلے کسی اچھے اور ماہر جوہری کو یہہ پتھر دکہلا لینے چاہئیں۔ اگر در حقیقت ہیرے ہوئے تو روپیہ دیدینا چنانچہ وہ پتھر مدراس ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بہیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی کیا قیمت ہے وہاں سے جواب آیا کہ یہ نرے پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں اور اسطرح پر اس دہوکہ سے سیٹھ صاحب بچ گئے۔

غرض

بات یہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دہوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پیران گدی نشینوں اور علماء کے دہوکے ہیں جو اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی انکو دہوکہ لگ جاتا ہے اور وہ ناراستی کے دوست ہو جاتے ہیں۔ یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ تو انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں۔ بہت ہی کم ہیں جو ... [illegible]

بہر حال

میرا مقصد اس سے یہہ ہے کہ نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نکریں نہیں بلکہ انہیں دونو کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جسکے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنے بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجہ لے کہ وہ مکر و فریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہوکر خدا تعالےٰ کو دہوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکہے کہ خدا تعالےٰ اسے اور بہی رسوا کرے گا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہہ چہپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہوکر رہتی ہے اور پہر سخت ذلیل کرتی ہے۔

خدا تعالےٰ کسی چیز کو چہپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نکوکار اپنی نیکیوں کو چہپاتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا کہ تو پیغمبر ہوکر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا اس میں سر یہہ تہا کہ جو لوگ خدا کے لئے پورا اخلاص رکھتے ہیں وہ نمود اور ریا سے بالکل پاک ہوتے ہیں سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبہی خیال نہ آوے کہ دنیا میں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بہی شائبہ رکہتا ہے وہ بہی شرک کرتا ہے سچا مخلص اس امر کی پرواہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔

مینے تذکرۃ الاولیا میں دیکہا ہے کہ ایک نیک آدمی جب چہپ کر مناجات کرتا ہے تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہے وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ سے رکہتا ہے کبہی ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اس مناجات کے وقت اتفاق سے کوئی آدمی آجاوے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زنا کار عین حالت زنا میں پکڑا جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر نیک آدمی جسکے دل میں اخلاص بہرا ہوا ہے وہ طبعاً اپنے آپ کو پردہ میں رکہنا چاہتا ہے ایسا کہ کوئی پاکدامن عورت بہی ایسا نہیں رکہتی یہہ امر ان کی فطرت ہی میں ہوتا ہے۔

یہہ مت سمجہو کہ انبیاء و رسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر خدا تعالےٰ زور سے انکو انکے حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تہے یہی وجہ تہی جو وہ غار حرا میں چہپکر رہتے اور عبادت کرتے رہتے اور انکو کبہی وہم بہی نہ آتا تہا۔ کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں

یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا

آپ کا منشاء یہی تہا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ اور یہہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھہ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چہپنا چاہتے ہیں انکو باہر نکالتا اور سب کچھہ بنا دیتا ہے۔

پس

یقیناً سمجہو کہ میں بہی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجھہ پر گذرا ہے اسکا خیال کرکے مجھے اب بہی لذت آتی ہے میں طبعاً خلوت پسند تہا۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے باہر نکالا۔ پہر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تہا؟ میں اس نمود اور نمائش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں۔ جب اللہ تعالےٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں۔ اور اسکے حکم سے منحرف ہونا کبہی پسند نہیں کر سکتا اسپر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اسکی پروا نہیں کرتا۔

یہہ خوب سمجہ رکہو کہ سچے موحد وہی ہیں جو نہ تو ہر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پروا نہیں ہوتی بعض کہتے ہیں کہ صحابہ جسقدر مجاہدات کرتے تہے یا روزہ رکہتے تہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت نہیں صحابہ میں سے بعض بعض قریب قریب رہبانیت کی زندگی کی طرح ہو گئے تہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) بڑھے ہوئے تہے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالےٰ نے جبراً اور قہراً حکو باہر نکالا تہا۔ آپ کی وہ عادت جو اخفا کی تہی دور نہ ہوئی تہی کسی کو کیا معلوم ہو کہ آپ پوشیدہ طور پر کسقدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تہے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میرے گہر میں باری تہی رات کو جب میری آنکہہ کہلی تو مینے دیکہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں میں بہت حیران ہوئی اور آپ کو تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ لگا تو آپ کو ایک قبرستان میں پایا کہ نہایت الحاح کیساتھ مناجات کر رہے تہے کہ اے میرے خدا میری روح میری جان میری ہڈیوں میرے بال بال نے تجہے سجدہ کیا۔

اب اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کی خبر نہ ہوتی تو کسکو معلوم ہوتا کہ آپ اپنے رب کے ساتہہ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپکے مجاہدات اور عبادات کا حال تہا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی عادت میں رکہہ دیتا ہے کہ وہ اخفا کرتے ہیں اسلئے دنیا کو پورے حالات کی خبر ہی نہیں ہوتی وہ دنیا کے لئے تو کچھہ کرتے ہی نہیں جس سے معاملہ اور تعلق ہوتا ہے وہ ہر جگہ جانتا ہے۔ اور دیکہتا ہے۔ پس مومنوں کو بہی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سرًّا وّعلانیۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کیجاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بہی تحریک ہو اور وہ بہی کریں۔ جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بہی تحریک ہو اور وہ بہی پڑہیں۔ اور سرًّا اسلئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بہی سرًّا نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتہہ سے خیرات کرے۔ اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔ انسان میں یہ بہی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھہ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بہی اسے سمجہیں مگر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بہی لوگ ہیں جو بہت کچھہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بہیجا اور جب اسے کہولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بہیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چہوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہہ مقام میسر آتا ہے یہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالےٰ کے وجود اور اس کے صفات پر ایمان لاتا ہے اور اسکے ساتہہ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اسکی چیزیں اسکی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہنچتا ہے تو وہ خفا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکہتا ہے۔

باقی آئندہ

اخلاقی وعظ

اسلام میں یہہ خصوصیت ہے کہ اوس کے وعظ کرایہ کے نہیں ہوتے ہر شخص جو اسلام کی نسبت کچھہ جانتا ہے بیان کرسکتا ہے یا یوں کہیے کہ ہر مسلمان اپنی اپنی معلومات اسلامی کے موافق واعظ ہے - لوگ علماء کا فرقہ ایک جداگانہ فرقہ سمجھتے ہیں رسوم کے نزدیک جو شخص مذہب کی بابت کچھہ جانتا ہے وہ ہی اپنی معلومات کی موافق ایک عالم ہے -

بہرحال دو نقص ہی مذہبی وعظوں میں پیدا ہوگیا ہے۔ **واعظوں کی وعظ ہی ایک** خاص طرز کے ہونیکی وجہ سے بے اثر اور بے نتیجہ ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ اسلامی وعظوں یا اسلامی کلام میں کوئی اثر نہیں اور یا یہ کہ اسلامی واعظوں کی زبان میں کیوں اثر باقی نہیں رہا۔

اسلام میں دو قسم کے وعظ ہیں۔
"متعلق بہ عبادت
"متعلق بہ اخلاق" یا حقوق عباد۔

زمانہ موجودہ میں ہمارے واعظوں کا اکثر حصّہ پہلی قسم سے متعلق ہی رہتا ہے - نعوذ باللہ - میرا منشاء نہیں کہ پہلا حصّہ لاحاصل اور غیر ضروری ہے جو شخص ایسا خیال رکہتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے میرا مدعا تو ہے کہ پہلے حصّہ کے متعلق وعظوں کی سفدر رشق ہوگئی ہے کہ دوسرا حصّہ بالکل نظرانداز ہوتا رہا ہے۔ عبادت یا فرائض عبادت اور دوزخ و بہشت کی نسبت ہر ایک وعظ میں کثیر حصّہ ہوتا ہے وہ مسائل جو لوگوں یا مسلمانوں کو مدتوں سے ازبر ہوچکے ہیں پھر وعظ میں انہیں کا بالخصوص ذکر اور اعادہ ہوتا ہے نماز روزہ زیور اسلام اور زینت ایمان ہے جو شخص ان سے انکاری ہو یا جو فرد مسلمان ان سے کافرانہ اعراض کرے وہ ننگ اسلام ہے - لیکن ہر وعظ میں صرف انہیں کے بیان پر وعظ کا ختم کردینا دوسرے ضروری مسائل کا خون کرنا ہے

نماز اور روزہ کا یہ مدعا نہیں ہے کہ اون کے ہوتے دوسرے عیبوں یا دوسرے نقص ثواب ہو جاتے ہیں یا اون پر غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں باقی رہتی بلکہ نماز اور روزہ تو اسی عبادت میں جو مانع فواحش اور منکرات ہیں اون کی غرض ہی یہ ہے کہ لوگ فواحش اور عیوب سے بالخصوص بچیں جب عبادت کا وعظ کیا جاتا ہے تو اوس کا یہ کبہی ہی منشاء نہیں ہوتا کہ عبادت کے سوا جو اور محاسن ہیں اون سے منہ پھیر لیا جاوے - ایک واعظ کا مجلس وغیرہ میں یہ کہنا کہ خدا حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر ہے وہ ذرہ بہر نیکی ضائع نہیں جانے دیتا **اور ہر بدن کا وزن کرتا ہے** یہ ثابت کرتا ہے کہ خداوند کریم معاد کے سوائے امور معاشیہ کا بہی نگران اور محاسب ہے جو ذرہ اور بہت ذرہ بہر نیکی اور ذرہ بہر بدی کا اجر دیتا اور حساب لیتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کرلینا کہ سوائے امور معاش کے اُسے کوئی سروکار نہیں ایک بزدلانہ خیال ہے

خدائی مذہب میں عبادتی اور معاشی یا اخلاقی ضرورتوں کے بعد رہی کہ بزرگان مذاہب اور ارکان ملت نے روشنی ڈالی ہے کہ **حقوق عباد کا سوال** ہی پہلے ہوگا حقوق عباد میں اخلاق کے مسائل اور سب ضرورتیں داخل ہیں یا یوں کہو حقوق عباد کے الفاظ اور تکمیل کا نام ہی اخلاق - عباد کی رضامندی دراصل خدا کی رضامندی ہے۔

من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ

جب تک ہم حقوق عباد کی حفاظت نہیں کرتے تب تک حقوق اللہ کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے جو شخص خدا کے بندوں سے برائی کرتا اور اون کا خون چوستا ہے - وہ خدا کیا درست حساب رکہے گا۔

بمصداق ؎

تو کارے زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں ہم بہ پرداختی

چونکہ مسلمان واعظوں کے وعظ عموماً ایک ہی حصّہ یوسف و زلیخا کے مضمون سے بھرپور رہیں اسواسطے مسلمان امت کی اخلاقی حالت دن بدن گرتی جاتی ہے اور ان میں سے وہ اخلاقی جرأت وہ اخلاقی عمدگی ہٹتی جاتی ہے جس سے ایک گروہ انسانی عزت کے ساتھہ دنیا کے صفحہ پر موجود یا قایم رہ سکتا ہے مدتیں گذر گئی ہیں کہ اون کے کانوں میں احاطہ مسجدوں کے اندر یہ آواز نہیں پڑی

مثلاً باہمی ہمدردی" " باہمی اخوت"
" باہمی خلوص " " باہمی مروت"
" باہمی شفقت" " باہمی اتفاق"
" باہمی سخاوجود "

کہ اخلاق بھی کوئی طاقت یا کوئی قضیہ ہے جس مسجد میں جاؤ اور جس وعظ گہر میں دیکہو ہاروت ماروت اور یوسف و زلیخا کے قصے سنا سنا لوگوں کو رلایا جاتا ہے یا بڑے بڑے بہشتی دوزخی نقشے بنا بنا لوگوں کو امید اور خوف دلایا جاتا ہے بیشک ایسے مواعظ اور ایسے قصص سے سامعین کے دلوں پر ایک اثر اور ایک خوف ہوتا ہے اور اونہیں رقت آتی ہے لیکن یہ سب ولولہ مسجد کے اندر ہی رہ جاتا ہے کیونکہ باہر کی دنیا میں اسکا کوئی نمونہ نہیں دکہایا جاتا لوگ نمازیں پڑہتے اور روزے رکہتے ہیں لیکن جب سچ بولنا ہوتا ہے تو بزدلی سی رہ جاتے ہیں ہمدردی باہمی کی وقت دشمنی اور خدا لگتی عداوت کرتے ہیں مروت کے بدلے میں عناد برتتے ہیں - اتفاق کے بجائے تخم فساد بوتے ہیں - الفت اور محبت کے بجائے بغض اور حسد [illegible] غیرت اور حمیت کی جگہ اون سے بے شرمی [illegible] سرزد ہوتے ہیں ہم بوجہ اس کے کہ اپنے گروہ کے علماء پر بہت کچہہ بہروسہ رکھتے اور اون کی تعظیم تکریم کرتے ہیں یہ کہنے کو تیار ہیں کہ علماء وقت کی بے توجہی کی وجہ سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے ہوتی ہی نہیں جاتی بلکہ اوس کا بہت سا حصّہ خراب ہو بھی چکا ہے جیل خانوں عدالتوں - وکیلوں کی کمروں - قرض گاہوں میں جاکر بہ نظر عبرت دیکہو کہ ہندوستان کی قوموں میں سے شومی طالع سے کس قوم کے افراد بکثرت گرفتار بلا و آفت ہیں کس قوم میں نام کو بھی غیرت نہیں رہی کس کی حمیت دہوئیں کی طرح اڑ گئی ہے کس قوم کے افراد نکبت اور ذلت میں مبتلا ہیں کس قوم کی جگ میں ہر جہار سو ہنسی ہو رہی ہے کس قوم کا ہر ایک کام معرض خرابی اور گرداب ادبار میں گرتا ہے کس میں افلاس اور تنگدستی کی گرم بازاری ہے اور کس کی املاک اور جائدادیں خطرے میں پڑکر برباد ہو رہی اور ہو چکی ہیں کس قوم کی عورتوں[1] سے نا بہرے پڑے ہیں کن میں شہوانی خواہشات [illegible] فواحش کا آئے دن زور ہے کس میں باوجود مذہبی ممانعت اور تحریم کے بھی شب و روز بوتلیں بیر و برانڈی کی لنڈھائی جاتی ہیں کس میں [illegible] بیکاروں کی اور ننگ دہڑنگ مسٹنڈوں اور شہدوں یا فقیروں اور گداگروں کی کثرت ہے کس قوم کے گداگر اور فقیر بے شرم و بے حیا ہیں کہ غیر قوم کے آگے بلکہ اور غیر قوم کی دوکانوں میں شب و روز جا جا اللہ و رسول کا نام لے لے کوڑی کوڑی مانگتے ہیں - کس قوم کے لوگ اون گہروں سے آٹے کی چٹکی پہر پہر کہڑے ہوکر لاتے ہیں جو مسلمانوں کے اللہ و رسول کو (نعوذ باللہ) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکہتے کس قوم کے بہوکے فلاس اون افراد ہمسایہ کے جہوٹ کہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم غذا [illegible]

[1] دیگر مذاہب میں بھی اس قسم کے فواحش ہوں گے اور ہیں لیکن ہماری قوم میں جس جرأت سے یہ نقص یا خرابی پائی جاتی ہے وہ قابل رحم ہے ۰ ۰ ۰ کا اکثر حصّہ ۳۰۷ کے اکثر مقدمات ہمارے ہی گروہ سے وابستہ ہیں اور ان مقدمات غیرت کیش میں مدتوں لڑتے جانا عموماً ہمارا ہی حصّہ ہوتا ہے - غصہ نکرو نظر عبرت سے یہ تماشا دیکہو اور پہر کہو کہ میں جہوٹ کہہ رہا ہوں

[illegible] بعض لوگ سمجہتے ہیں کہ مذہب اور اخلاق میں کیا نسبت اور کیا کچہہ واسطہ ہے بہت لوگ ایسے ہی ہوں گے جو مذہب اور اخلاق میں کوئی نسبت نہیں سمجہتے یا ان دونوں کو جداگانہ قرار دیتے ہوں گے اور بعض ایسے ہی ہیں جو ان میں ایک [illegible] سمجہتے ہیں مذہب اور اخلاق میں صرف ایک نسبت ہی نہیں بلکہ اخلاق مذہب کا ایک دوسرا حصّہ ہے کہ دوسرا [illegible] ہے اگر عبادتی تعلیم نکالدی جاوے تو باقی ساری تعلیم یا سارا مجموعہ اخلاق کا ہی رہ جاتا ہے اور اگر با معان نظر دیکہا جاوے تو سچا اخلاق عبادتی حصّوں کو اپنے دائرہ میں لے کر جدا کرتا ہے جس مذہب میں حسن اخلاق کی لازمی طور پر تعلیم نہیں وہ مذہب ہی کیا ہے کون خدا کا اعتقاد نہیں رکہتا اور کس مذہب میں خدا کے وجود کی تعلیم نہیں جانور بھی ستایش اور عبادت کرتے ہیں حیوان بھی طبعی طور پر اوسکے پابند ہیں تعلیم اخلاق کیوجہ سے ہی انسانی عقاید کی قدر و منزلت کیجاتی ہے مذہب صرف یہی نہیں سکہاتا کہ خدا اور خدا کی ذات بھی کوئی ہے بلکہ یہ بھی کہ اوس ذات صمدی کے ماننے کے ساتھہ بندگان صمدی سے اس طور اور یوں برتنا لازمی ہے اور انسان کی خلقت کی علت غائی ان مراتب خاصہ سے پوری ہوتی ہے مذہب کہتا ہے خدا کو حاضر ناظر سمجہکر جہوٹ نہ بولو - دوسرے کی غیبت نکرو دوسرے سے حسد نہ رکہو دوسرے کا مال نہ کہاؤ جو شخص ان منہیات سے رکتا نہیں اوسکی کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب کا پابند یا مذہب کا حامی ہے فرض کرو ایک فرد بشر خدا کو مانتا ہے لیکن جہوٹ بولتا اور ظلم کرتا ہے بہلا ایسے کون مذہبی پابند کہے گا یوں عرفاً کہہ لو تو یہ دوسری بات ہے حقیقت تو ایسا شخص خدا کا کہا خدا کی ہر ایک تعلیم سے انکار اور اعتراض کرتا ہے اوس میں وہ بات ہی نہیں جو ایک مذہبی آدمی میں ہونی چاہیے جو شخص اخلاق کا پابند اور عامل ہے وہ گو خدا کو نہیں مانتا ہو مگر دنیا کے کاموں میں ایک بڑے مقدس مذہبی حصہ کا عامل اور پابند ہے وہ حقوق عباد میں قاصر نہیں گو خدائی حصے میں قاصر اور غاصب ہو اوس پر بیشک اللہ کریم کا غضب ہوگا کہ وہ اوسکی ذات صمدی سے بشومی طالع منکر ہے اور بیشک وہ اس عقیدہ کیوجہ سے قابل لعنت ہے لیکن دنیا اور خدا کے مقابلہ میں اوس کا وجود دستور اور جو رو بہ رہا ہے وہ اساسات کی کیا زندہ دلیل ہے کہ وہ قانون الٰہی کے دوسرے حصّہ سے قاصر نہیں رہا ہے اوس نے اوس جزو کو بوجوہ احسن پورا کیا ہے جو معاش سے تعلق رکہتا ہے کیا اوس کا یہ طریق عمل گو سر خروئی اور رستگاری کا ذریعہ نہیں ہو سکتا - اور کیا وہ خداوند کی درگاہ میں بالکل ہی معافی نہیں پا سکتا - اے رب العالمین میں اپنے قصور فہم سے تیری ذات سے منکر رہا مجہے بخش اسوجہ سے کہ میں نے تیرے دوسرے حصّہ احکام [illegible]

اور جہاں پر شاد ہمارے سایہ سے بھی بھرشٹ اور ناقابل کہانیکے ہو جاتا ہے ہم اُنکے منہ کا نوالہ بھی نہیں چھوڑتے اور وہ غیرت مند ہمارا سایہ بھی پڑ جاوے تو موتیوں کا کھانا ہی نہیں کہاتے۔[1]

غیروں میں سے کوئی بھی ہماری شہادت اور گواہی بھی دینا حتی الامکان پسند نہیں کرتا لیکن ہم ہیں کہ قرآن اُٹھا اُٹھا کلمہ رٹ رٹ رات دن عدالتوں میں جا جا کر یہ گواہیاں دے رہے ہیں۔ ہماری ایسی حالت کیوں ہو گئی ہے ہم ایسے کمزور اور ایسے بے غیرت کیوں ہو گئے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ

---

[1] یہ بات تذکرةً آگئی ہے اس سے دوسرے فریق کی دل آزاری حاشا وکلا مراد نہیں جسطرح ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیوں دوسرا فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے اسی طرح دوسرا فریق ہی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کیوں لینے تیئں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھتے ہیں مذہبی خیالات جُدا رکھکر اگر مساوات معاشرتی کے اعتبار سے دیکھا جاوے تو جب ایک فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرے ہمارا سایہ بھی اونکی ادنےٰ سی غذا کو خراب اور ناپاک کر دیتا ہے تو کیوں ہم اوس پر افسوس نکریں کہ ہم ان کے منہ کا نوالا اور جھوٹا لقمہ بھی نہیں چھوڑتے اونکی وہ حمیت اور ہماری یہ غیرت اونکا وہ حوصلہ اور ہمارا یہ لالچ۔ اونکی وہ [illegible] ہماری [illegible] بزدلانہ آزادی۔ انکی وہ سیر چشمی اور ہماری یہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہندو سے نہ ہتا ایک مسلمان فقیر بھی غیر قوموں کا دروازہ خالی نہیں چھوڑتا مسکین فقیروں میں بھی دیگر قوموں کے گدا اگر غیرت کے مارے مسلمانوں کے گھروں پر نہیں آتے اس سال کے ابتدائی فروری کا ذکر ہے کہ میرے مکان پر ایک ہندو لڑکا آیا اور یہ سوال کیا کہ پرمیشور کے نام کا کچھ بھوجن دلاؤ۔ میں نے لینے نوکر سے کہا کہ اسے کچھ پیسے دو واقعی اسے کچھ ضرورت ہوگی کیونکہ اس قوم کے فقیر بہکر گھروں پر بہت ہی کم آتے ہیں۔

واہ رے ہندو گدا گر تیری غیرت۔ نوکر سے پوچھا کہ یہ کسکا گھر ہے ہندو کا ہی یا مسلمان کا۔ یہ دریافت ہونے پر کہ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے ہندو سادھو نے کہا کہ میں یہ خیرات نہیں لینے کا میرے دہرم کو بٹہ لگتا ہے جس قوم کے فقیروں اور گداگروں میں اتنی غیرت آگئی ہو وہ کیوں ترقی نکرے۔ عیب کردن مذہبم ہنرے باید۔ انکے یہاں مانگنا اور سوال کرنا بھی غیرت اور حمیت کے ساتھ ہے اور ہمارے یہاں مانگنا بھی بے حمیتی اور بے غیرتی سے ہے ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ ۱۲

ہے اخلاقی جراُت اخلاقی قوت جاتی رہی ہے اخلاق کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی اوس برکت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے علماء کا وقت یہ سوال ہوگا اور واعظین مذہب سے پوچھا جاوے گا کہ ان بندگان خدا کے اخلاق کی اصلاح کیوں نہ کی انہیں کیوں اسقدر بے غیرت اور بے حمیت ہونے دیا انہیں کیوں وہ باتیں ہونے دیں جن سے دین و دنیا کے کاموں سے گئے گزرے انہیں کیوں وہ راہیں نہ دکہائیں اور کیوں ان کی اخلاقی اصلاح ہماری اُمت کے علماء یاد رکھیں ان سوالات کا اب ان سے کوئی ہی نہ ہو سکیگا یہ سب بوجہ اونکی گردن پر ہے اوسدن یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کتنے مسلمانو نکو کافر بنایا اور کتنوں کے کفر پر مہر ثبت کی یا کفر کے فتوے لکھے اور کتنوں کے واسطے بہشت دوزخ کی کنجیاں دے رکھیں اور کتنوں کو خارج از اسلام کیا۔

اے حامیان اسلام اور اے علماء اُمت خیر الانام وقت آگیا ہے کہ آپ کے طریق وعظ بدل دیئے جاویں [illegible] اور مصرف ہو جدہر انکی ضرورت ہے نماز روزہ کے وعظ اور بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف دلاؤ لیکن مسلمانوں کے اخلاق بھی درست کرو۔ [illegible] اختلافات رکھو اور ایک فرقہ دوسرے پر بیشک فضیلت کا اظہار کرے لیکن ان مشترکہ مواعظ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ یاد رکھو اختلاف اُمم کبھی نہیں دور ہونیکا ایک فرقہ کی کوشش سے دوسرا فرقہ نہ ہی معدوم نہ ہی ہو سکتا نہ تو شیعیت کا استیصال کر سکتا ہے اور نہ سنّی ہمیشہ کامیاب ہو سکتا ہے جس فرقہ میں ذرا ہی صداقت ہے وہ ضرور قایم رہیگا۔

جس فرقہ میں قرآن۔ رسولؐ۔ خدا کی عزت کی جاتی ہے اور ان ارکان ثلاثہ پر دیگر مذہبیات کا مدار کہا جاتا ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکر معدوم ہو سکتا ہے اور کسطرح اسلام اسے اپنے دائرہ میں سے باہر نکال سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مشترکہ خلوص اور مشترکہ اعتبار اور عقیدہ کی جہت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مشترکہ اصول کیوجہ اصول کی وجہ سے عزت اور احترام کرے۔ تہذیب اور اخلاص سے ہر فرقہ اپنے بڑھنے کی کوشش کر سکتا ہے اور ہر مشرب کا فرض ہے کہ اپنے مشرب کے اعلان عام کرے۔

ہر درت حرارت کو نہیں سہ سکتی اور نہ حرارت پر ایسا ورد ٹھل سکتی ہے ایک ہی جسم کے اندر اربعہ اخلاط صفرا سودا۔ بلغم اور خون تولید پاتے ہیں۔ ایک خلط سے دوسرے خلط کی نفی نہیں ہوتی۔

مساوات سے چلو اور مساوات سے کام لو دنیا ایک میدان ہے اوس میں ہر قوت چلنے اور مشق کرنے کا حق رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اربعہ اخلاط سے اپنا جسم تو قایم رکھتے ہیں لیکن چند فرقوں سے مذہبی جسم قایم نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں میں تفریقی مادوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے خواہ مخواہ کا بغض و حسد ترقی کر رہا ہے۔

حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں جسکی قسمت میں بڑھنا اور ترقی پانا ہے وہ ہماری کوششوں سے رک نہیں سکتا اور اگر اوسے ضائع ہو جانا ہے تو اوس کے حق میں کوئی کوشش مفید نہیں ہو سکتی۔

جب ہمیں دوسرے اور غیر فرقوں کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ان سے بہ نرمی مباحثہ اور مکالمہ کرو تو کیا باہمی مباحث اور مکالمت کی نسبت آلٰہی منشا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم پورے عناد اور بغض سے کام لیں ہرگز نہیں۔ ع این خیال است و محال است و جنوں۔

مباحثہ بُرا نہیں مکابرہ اور مجادلہ بُرا ہے۔

ہر فرقہ کے بزرگ کا نام ادب اور تہذیب سے لو اور اوسکی عزت کرو صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہ ایک فرقہ کا لیڈر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوسکی ذات میں کچھ نہ کچھ امتیاز اور خصوصیت ہے اور ایک گروہ اوسکی عزت اور اوس کا احترام کرتا ہے۔

اختلاف یہ بُرا نہیں ہو سکتا لیکن نفاق بُرا ہے حسن ظنی ایک عجیب نعمت ہے اس عمل سے اکثر خرخشے اور تنازعات خود بخود اُٹھ جاتے ہیں۔

(مرزا سلطان احمد)

شکر للہ میں زندہ ہو گیا

موت ایک ایسی شاہراہ ہے کہ امیر و اسیر و فقیر عالم و جاہل جوان بڈھے بچے سبکو گذرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو ہی موت کی ضرورت محسوس کیجاتی کیونکہ دنیا میں ہر ایک غرض کی بجائے خود جینا چاہتی ہے۔ اور دوسروں کو معدوم کرنا چاہتی ہے اسلئے اس نظام کو قائم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موت کا نظام قائم فرمایا۔ پھر اگر موت نہوتی تو شاید دیندار وں اور خدا پرستوں کی اُمیدوں پر پانی پھر جاتا وہ روحانی ترقیاں جو انسان مرنے کے بعد کرتا ہے اسکے لئے وہ مشکلات میں پڑ جاتا بہرحال موت ایک خوفناک اور ڈراونی چیز نہیں جیسی کہ وہ سمجھی گئی ہے بلکہ مخلصین کیلئے موت ایک خوشکن چیز ہے وہ ایک مرکب ہے جو یار کو یار کے پاس پہنچاتا۔

میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء کو سخت بیمار ہو گیا اور تپ محرقہ کی شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ حد درجہ کا اضطراب کرب اور بے کلی مجھے دکھ دینے لگی۔ میرے متعلقین اور احباب سخت تشویش میں مبتلا ہوئے میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت کربِ قلق میں مجھے مرنے کا کوئی بھی غم نہتھا اور اس یقین پر کہ آخر ایک دن اس شاہراہ سے گذرنا ضروری ہے میں اپنے اندر آمادگی پاتا تھا۔ میری بیماری پھر اسکی صحت کی خبر و مطلق ہر چند معمولی بات ہے لیکن میں چونکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ دیکھا ہے اسی کے اظہار کیلئے میرے دل میں ایک جوش ہے۔ دن کے ۱۲ بجے کے قریب میرے ایک مخلص بھائی میاں احمد نور کابلی میرے پاس آئے اور مجھے بیمار اور بیکل دیکھکر انہیں صدمہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ سے فقط دعا کیلئے عرض کر دیں اور صرف یہ دعا کہ اگر میری موت اس وقت مقدر ہے تو وہ اسلام پر ہو اور حضرتؑ کے قدموں میں ہو اور قیامت کو آپ کی زمرہ میں حشر ہو۔ اور اگر ابھی میری زندگی مقدر ہے تو پھر مجھے خاص تبدیلی کی توفیق ملے اور خدمت اسلام کا خاص جوش دیا جاوے بس اس کے سوا اب کوئی آرزو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تحریک تھی جس نے میرے محسن اور شفیق مخدوم حضرت حکیم الامۃ کو اٹھایا وہ سخت دھوپ میں تنہا میرے پاس آئے اسوقت مجھے سخت کرب تھا اور بخار بہت شدید تھا میں نے زبانی بھی انسے کہا حکیم الامۃ دیر تک دل جھکا کر بیٹھے اور پھر دیکھا کہ نہ مجھے بخار تھا نہ کرب۔ نہ شدت درد سر۔ میں فرق نہیں کر سکتا کہ میرے اپنی حالت کے بیان کرنے اور اس حالت کے جاتے رہنے میں کسقدر وقفہ لگا۔ میرا دل حمد الٰہی سے بھر گیا اور مجھ پر شفاعت کا مسئلہ کھل گیا مسیح تو مردے زندہ کرتا ہے تو اب اس کے ایک غلام کی توجہ اور اثر نظر نے مجھے زندہ کر دیا۔ اسوقت میرا بدن بالکل سرد تھا۔ اس حالت کو دیکھکر میرے دل میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہوئے اور کچھ ایسا سرور آیا کہ میں بے اختیار ہو کر حمد الٰہی کرنے لگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے بروز پر درود پڑھتا تھا جو لوگ میرے گرد و پیش تھے وہ میری حالت کا اندازہ کر سکتے تھے یہانتک کہ شہر میں میرے مر جانے کی خبر ہی مشہور ہو چکی تھی اور مختلف طبقوں میں میری موت کے تذکرے ہونے لگے۔ لیکن خدا کا فضل ہے کہ میں گر کر زندہ ہو گیا جسکی آنکھیں کھینچی ہوں دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں وہ سنے۔ شہر کے وہ لوگ جنہوں نے میری بیماری کی کیفیت سنی وہ شہادت دے سکتے ہیں یا انہوں نے کیا سنا۔ عجیب بات ہے کہ مجھے کبھی جلاب نہیں آیا حضرت حکیم الامۃ نے دو دن کی واقع شدہ قبض کیلئے ذروٹ سالٹ شام کو تجویز کیا جسکی بہت ہی تہوڑی مقدار میں نے پی اور میرے دوستوں نے عرض کیا کہ اسکو جلاب نہیں آیا کرتا حکیم الامۃ نے فرمایا تم دے تو دو۔ بہرحال مجھے فروٹ سالٹ دیا گیا اور عشا سے پہلے مجھے پانچ چھ اجابتیں آگئیں اور ساری رات میں آرام سے سویا اور آج ۱۲ کی صبح کو میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ آخر میں اپنے ان تمام بھائیوں کا شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں بہت بہت جزا دے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ بیماری میرے ایمانی حالات کے بڑھنے کا موجب ہوئی ہے اور میں نے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرتوں کا معائنہ کیا ویسے ہی ان لوگوں نے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی انہوں نے اس موقع پر دیکھا کہ دعائیں کسطرح قبول ہوتی ہیں وہ بیمار جسکے لئے حاذق طبیب کی حالت کے لحاظ کر رہا ہے ہوکہ وہ رات نہیں نکال سکتا سو وہ صبح کو محض خدا ہی کے فضل سے ان دعاؤں کے طفیل جو اسکے لئے اسکے محسن و آقا امام اور آپکے خدام نے کیں [illegible]

[illegible]

ایک نومسلم کا لیکچر

[۹ جون ۱۹۲۸ء کو جناب شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم نے مندرجہ ذیل لیکچر بلند آواز میں پڑھا۔ ایڈیٹر]

معزز حاضرین! اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ مگر جو فطرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ ذرا بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ انسان تو چاہتا ہے۔ کہ میں آگے بڑھوں۔ یہانتک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکوں۔ اسلئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور انسانیت کا جامہ پہنا ہے۔ مجھے یہی دھن رہی ہے کہ کسی طرح سے ست مارگ یعنی صراط مستقیم کا پتہ ملے۔ چنانچہ میری اس جستجو کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت گڑھوں سے نکلکر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی بقدر عمیق تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا مگر فضل الٰہی میرے شامل حال تھا۔ مجھکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسفؑ۔ خدا کی قدرت شاید اسی وجہ سے میرا نام بھی یوسف ہی رکھا گیا۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا اور خوب غور و خوض کیا گیا۔ لیکن انکی تعلیم اسقدر پایۂ تہذیب سے گری ہوئی تھی جسے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی خاندانی اور مہذب آدمی اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کوسوں دور بھاگیگا۔ اول ان کی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بانی نے آریوں کو ایسی بے نکاحی کا سبق دیا۔ اور پانڈو اور کورو کی شان مہاتموں اور رشیوں کیلئے ایک ایسی سڑک بنا دی جس سے انکی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک در بے اولاد نہ جاوے مختصر یہ کہ ایک چھلکے کی بنا ڈالدی سارے ہی تعلیم تھی جس نے رکھیوں اور برہمنوں اور اردو ٹروں وغیرہ کی خانگی زندگی برباد کر ڈالا۔ اور ایسی بے شرم زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا۔ مگر باقاعدہ شادی یا دواہ کی ضرورت نہیں اور اسمیں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بیاہا عورت اور عورت کا بیاہا مرد ہونا ضروری ہے۔ بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو۔ تو مرد با عورت اور عورت با مرد بلا تمیز ہم بستر ہو سکتے ہیں۔ واہ رے دیانند تیرا برہم چریہ ؎

جستجو سے تھری وحشت کا چلن ثابت ہوا
بیہودہ باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آجتک وید سے پہ جسکے تھا مدارِ زندگی
دلئے محرومی وہی پیماں شکن ثابت ہوا
نیوگ کا دلدادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ جسے سمجھے ہوئے تھے برہمن ثابت ہوا

اب ذرا صاحبان وید کی حقیقت کیطرف توجہ مبذول فرمادیں۔ سری گنیش آیتمہ منتر سام وید و کٹھو ریہ پریسں کا نغی کہ

معلوم میں جہاں کو اس کا شروع ہوتا ہے ... کے ہر ایک بید ... ہے۔ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ گنیش دیوتا کو سلام گویا بسم اللہ ... یہی ہے۔ اے منتر جو اگر آریہ دھرم سچا ہوتا۔ اور وید ایشور کا کلام ہوتا۔ تو یہ پرمیشور کے نام سے شروع کرتا نہ گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو وہ کس نے رکھا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس شردھا کی شکتی ان سے دیوتا افضل ہے۔ کہ وہ اسکے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے۔ اور خلقت بھی پرمیشور کے نام و نشان کو ابتدا میں اسکو یاد کرتی ہے۔ دوئم۔ اوم پرماتما آینم یعنے پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے۔ اور تمام آتما اسی سے نکلی ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشور روحوں کا چشمہ ہے۔ اسی وجہ سے اسکو جگت آتما کہتے ہیں۔ پھر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی ارواح مراد ہے تو ایشور ہے (۳) یہہ سام وید کا پہلا منتر ہے سوامی دیانند نے ترجمہ کیا ہے کہ اے اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا کوئی پرمیشور نہیں۔ کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے لئے سب تعریفیں ہیں ایسا ہوتا۔ پھر رگ وید کی پہلی منڈلی ہو مکا سنا ئیسواں منتر ہے۔ دھرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بڈھے دیوتوں کو سلام۔ ... کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں وہ خود معبود ہے دیوتاؤں وغیرہ کا پجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے کرتا کی لیاقت کا سراسر نقصان ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام ہی کر گذرا۔ مگر یہ نہ بتلایا کہ جسکو میں سلام کرتا ہوں۔ کہ وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور۔ یا حیوان یا بندر۔ اور حسب منشاء سوامی دیانند سرستی۔ اسکے معنے یہ ہوئے۔ بڑے پرمیشوروں کو سلام چھوٹے پرمیشوروں کو سلام نوجوان پرمیشوروں کو سلام اور ہم سب پرمیشوروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پھرتی رس اندھیر نگری سے تنگ ہوکر جب میں نے پھر حق کے لئے جستجو کی تو سکھوں کے گڑھے میں پھنس گیا۔ اور آد گرنتھ صاحب کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا۔ تو اسکو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا سو چند شلوک باوا نانک صاحب کے بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں شلوک ۲۶ ۳۴ صفحہ آد گرنتھ ؎

اول اللہ نور پایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

پہلے خدا تعالےٰ نے ایک نور پیدا کرکے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا پس پیدائش کی رو سے تمام اشیاء

نوری ہیں جس کو صاف ظاہر ہوتا با واصاحب آواگون (تناسخ) کے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔ دوئم صفحہ ۵۶۶ آد گرنتھ وید پڑھت ہوئے چاروں وید کہانی۔ سادھو کی مہما وید نہ جانیں سب جھا ہی وید پڑھکر مر گیا اور حیات جاودانی نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی اور باد ہیں۔ پھر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ " تنہ صفحہ ۱۴۵ کے ہندو لہان اور مسلمان کانا دو جیوں جگی سیانا " اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت شناخت سے کالے تھے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں بلکہ جس زمانہ میں بابا صاحب پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ مسلمان رسم عادت کے طور پر مسلمان تھے۔ اور اسلام کی حقیقت ان میں پائی جاتی تھی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمانوں کیطرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے۔ اور یہاں اگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں۔ آہا۔ اس جگہ باوا صاحب کیسے صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

اک کلمہ یاد کرا ور دیا کہو بات + نفس ہوائی رکھ دین تس سے ہویں مات
(لام) لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کریں + تھوڑا بہت کھٹ متوں تھہ گویں

یعنی ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کریں جنہوں نے تھوڑا بہت عمل کیا ہے اسکو دست بد ضائع کیا ہائے افسوس مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بیچارے بھولے بھالے ... چنانچہ ... " موہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے کیونکہ بعد میں باوا گوبند سنگھ صاحب نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ اور میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک باوا گوبند سنگھ جی کا برائے مقابلہ بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اور آد گرنتھ میں صفحہ ۱۴۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوشبو دیتے ہیں۔ شلوک۔ " دوہ کا ہے سرے جسے نے مرجا اک سمبر دناں کا جو جل تھل رہب سما + مگر ساتھ ہی آد گرنتھ میں اسی صفحہ پر گورو گوبند سنگھ صاحب کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ شلوک

اکال پرکھ کی حکم سے تبھی چلاؤ سے پنتھ + سب سکھیں کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ

اور پھر باوا نانک جی آد گرنتھ صفحہ ۹۷۲ میں فرماتے ہیں۔ ایک بھگت بھگوان جہیں۔ پرانی کی نا ہیں من جیسے سو کر سوان نانک جانو نا ہیں تن + یعنے جس انسان کے دلمیں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سؤر اور کتے سے بھی بدتر ہے مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ یہہ اس گورو کا حکم ہے جسکے چیلو نکا یہ من بھاتا کہا جاتا ہے جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکمہ شمار کیا ہے۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف کے بھی اوپر چھوڑتے ہیں اور صرف دس منٹ کیلئے بلا تعصب ہوکر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر برائے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو باوا گوبند سنگھ جی نے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک منافقانہ اور منافقانہ جوش پیدا کر دیا ہے وہ کہانتک تمہاری نجات یا انکی کا موجب ہو سکتا ہے ؎

سو چکے خوب باب اے میرے عزیزو جاگو + قافلے والے گئے دور نکل جاگو
ہکا افسوس نہیں چلتا جو تھک کر رہ جاؤگے + حیف اپر بڑا جل جو لاٹا پھر ٹاں
اٹھو تاب تواں تم میں نہیں کیا باقی + ہائے کیا سے ڈالکر ...
اٹھو کے بیٹھو کہ نہیں دور بہت جانا ہے + رات تھوڑی ہے

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت باوا نانک جی نے اسلام کی شہادت دی تو اسمیں کوئی کلام نہیں۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے تو اسلام ہی ہے پس بیخ خانہ دہرم کو ہی سلام کیا۔ آج فقط اسلام ہی صفحۂ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے جو اپنے صادق من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کرکے متلاشی حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ کو واجب الوجود اور واجب اللاطاعت ثابت کرکے اس سے قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اسکے نتائج سے طالب صادق کو پورے طور پر تسلی دیتا ہے۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ نادان آریوں کا ویدی ایشور جو بزعم انکے نہ خالق نہ مخلوق (نعوذ باللہ) انکے درمیان کو مخنث پرمیشور ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ سچ سے روٹی مانگنے والے در ہمارے ہوم کی بجائے جو صبح و شام مردہ انسانوں سے سہا تا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے یکسو ہوکر (بے تعصب ہوکر) اور خدا کو حاضر ناظر جانکر اسلامی نماز کے ساتھ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہوکر اللہ کے نام پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اور موحد کو کم از کم فی یوم پانچ وقت دربار باری تعالیٰ میں حاضر کرکے عرض معروض پیش کرنیکا موقع دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو میں گمان نہیں کر سکتا کہ وہ حقائق پسند اور انصاف پرست دل جسمیں روز ازل سے توحید کا تخم بویا گیا ہے بعد کبھی ہی قرآنی تعلیم سے استغنا اختیار کر سکیں۔

معزز ناظرین! ہر ایک سمجھدار دل اسبات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہ کہدینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے چھوڑایا گھر سے نکالکر غیروں کے دربدر کس چیز نے پھرایا والدین کی ناز و نعمت کو ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے سکھائے۔ وہ کونسے بے بہا جواہرات تھے جسکی طمع میں والدین کی درد انگیز آہوں کی کچھ پروا نہ کی گئی۔ وہ کونسا پیارا خزانہ تھا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن بسر و چشم منظور کئے گئے۔ وہ کونسا انمول رتن تھا جسکی خاطر جو نہایت پیارے تھے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے صرف صراط مستقیم۔ یعنی (کیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم اسکو ہوتا ہے جسکے دل میں گذرتی ہے اوروں کے لئے تو کہانی ہوتی ہے نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا اندازہ لگا لیا تھا اور بعد میں حلقۂ اسلام میں پاؤں رکھا تھا۔ اب تو یہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کر کے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے

آخر الذکر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو باوا صاحب کی تعلیم سے میری پوری پوری تشفی ہو گئی تھی مگر ماسٹر عبد الرحمان صاحب نومسلم کی کتاب ختیار الاسلام نے ٹھیک میرے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اور بہت سے نازک وقتوں میں جبکہ گلے کا ہے سکھوں اور آریوں نے کیسا ہی شک ترے رہے میرے لئے ایک پورے رہبر کا کام دیا۔ کیونکہ ماسٹر صاحب نے اس کتاب میں انکے تانے بانے کو ادھیڑ کر ایک ایسی آگ لگا دی ہے

متفرق نوٹ

معذرت

ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ میری بیماری اور اس سے بفضل الٰہی بچ جانے کا ذکر پڑھیں گے اسکے بعد مجھے حاجت نہیں کہ اس امر کا ذکر کروں کہ کیوں اس ہفتہ کا اخبار ۸ صفحہ کا شائع ہوتا ہے۔

بیماری کا سبق

انسان جہاں اپنی بیماری سے اپنی کمزوری اور بیکسی کو محسوس کرتا ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی حی لا یموت ہستی پر ہی ایک لذیذ اور جدید ایمان پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سعید ہو وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر ایک منٹ چست و چالاک تنومند انسان ایسی آب و ہوا میں رہتا ہوا جہاں وہ ہر روز رہتا ہے اور انہیں خوراک و نوشیدنی اشیاء کو استعمال کرتا ہوا جو ہر روز کرتا ہے یکدم گر جاتا ہے اور وہی اشیاء اسکے لئے زہر کا کام دینے لگتی ہیں۔ جن چیزوں کو لذیذ سمجھتا تھا وہ اسے ایسا نفور ہوتا ہے کہ نام تک لینا نہیں چاہتا۔

اللہ اللہ!! عجیب انقلاب ہے۔ پھر خدا کا فضل دستگیری کرتا ہے تو گم شدہ صحت کو واپس پا لیتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ بیماری کو رائیگاں نہ جانے دیا جاوے اور وقت کو جہاں تک ممکن ہو تعلقات عامہ کا سلسلہ کم ہوتا کہ وقت مختلف حسرتوں کا شکار رہنا پڑے سب سے ضروری اور اہم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات صافی ہوں وہی ہر وقت کام آ سکتا ہے وہی ہے جسکا حکم آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ ناظرین سے التماس ہے وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس نتیجہ کو دل میں جگہ دیکر عمل کی توفیق پانے والا ٹھیروں۔

ناظرین الحکم کی مجھ سے ہمدردی

باوجودیکہ میں نے کسی دوست کو اطلاع نہیں دی اور نہ گذشتہ اخبار میں اس کا ذکر ہوا۔ بعض احباب کو میری بیماری کی اطلاع ہو گئی جنہوں نے خطوط سے گذر کر تار سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ سب کا جواب یہی ہے میں الحمد للہ اب اچھا ہوں گو طبیعت پوری صاف نہیں ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اسی بیماری کے اثناء میں مجھے اپنے ایک محترم اور مکرم دوست کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پہونچی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ واجب الاحترام دوست خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن ہیں جو عرصہ تک امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں اور جن کے عہد میں امرتسر ڈویژن کا نہایت ہی بگڑا ہوا انتظام درست ہوا۔ اور جنکی مہربانیوں کے لئے قادیانی پبلک خصوصیت سے شکر گذار ہے اگرچہ ڈویژن بھر میں انکی قابل قدر اصلاحوں کا شور پڑا ہوا تھا۔ مگر چشم حسد نے انہیں امرتسر سے لائل پور اور وہاں سے گجرات لا ڈالا۔ گجرات والے خوش نصیب ہیں۔ خلیفہ فضل حسین صاحب احمدی نہیں مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ کبھی ایک لفظ بھی سلسلہ عالیہ کے خلاف میں نے ان کے منہ سے نہیں سنا۔ وہ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کا ادب کرتے ہیں۔ اسلام کی حمیت اور حمایت کا انہیں بحیثیت مسلمان ہونے کے جوش ہے اور اسی وجہ سے حمایت اسلام کے کالج میں معقول چندہ دیتے رہتے ہیں اشاعت اسلام کا بھی جوش ہے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا انگریزی رسالہ ہمیشہ شوق سے پڑھتے ہیں۔ بہرحال ایک نیک دل اور سلیم مزاج مسلمان ہیں ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار رہتی تھیں [illegible] آخر وہ محترم خاتون اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ میں تنہا ہی خلیفہ صاحب کے اس غم میں انکا شریک نہیں بلکہ خلیفہ صاحب کی ذاتی خوبیوں اور حسن اخلاق کیوجہ سے ایک کثیر التعداد مخلوق انکے ساتھ شریک درد ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب انسان حیاء و شرم کا جامہ چاک کر لیتا ہے تو پھر اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا کرتا ہوں۔ یہی حال ہمارے مخالف آریہ اخبار پرکاش کا ہے وہ ۱۰ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ "کہ ۳۰ جون کے الحکم سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس ہفتہ میں کوئی الہام نہیں ہؤا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بیمار رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی بیماری میں مرزا صاحب کا اللہ میاں بھی ان کی تیمارداری میں ہی مصروف رہتا ہے۔"

یہ ہنسی اور مذاق خدا تعالیٰ سے مجبوری کے سبب سے ہے۔ ایک آریہ جو ساری عمر گتے (؟) کے بننے سے [illegible] ہی نہیں پا سکتا خدا تعالیٰ اور اسکی تیمارداری کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے وہ تو ہنسی سے یہ بات کہتا ہے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جو تعلق اپنے مرسلین سے ہوتا ہے وہ کسی حالت میں انہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ شخص جو معرفت کے اس کوچہ سے نابلد اور ابدی محروم ہیں اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اسلئے خدا کا برگزیدہ کہتا ہے ؎

راز محبت من اد فاش گر شد کر
ہر عالم و فقیہہ شدے ہم چو چاکرم

جاپان میں اشاعت اسلام

حضرت اقدس کو جب سے ایک مشرقی طاقت والا الہام ہوا ہے جاپان پر ہماری نظر ہے جاپان میں اشاعت اسلام کا سوال اسلامی دنیا میں بڑی دلچسپی حاصل کر چکا ہے اس صورت میں مندرجہ ذیل چٹھی جو ایک فاضل جاپانی صاموکورا ایڈیٹر "جہ جوبان" اور انجمن مباحث دینیہ کے میر منشی کی ہے نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی جو اسنے پروفیسر اسماعیل بک عصبرنسکی نامور روسی اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر و مہتمم کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں دو روسی عالموں کو اُس جاپانی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو ان دنوں ٹوکیو میں [illegible]

از دفتر اخبار جہ جوبان۔ ٹوکیو ۲۰ - اپریل ۱۹۰۶ء

میرے محترم ہمعصر اور معظم دوست مہتمم اخبار ترجمان سلمہ میں نے رسالہ مطبوعات الزمان فرانسیسی میں اس بات کو دیکھا ہے کہ آپ جو بیس سال سے شہر باغچہ سرائے میں ایک دینی اسلامی اخبار نکال رہے ہیں۔ اس لئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ نیاز نامہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کروں۔ اور میں آپ کی تضیع اوقات کی معافی مانگتا ہوں۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

میں آپ کو یہ خط اسلئے لکھتا ہوں کہ آپ کو جاپانی قوم کا موجودہ اقوام عالم میں بحیثیت مدنیت۔ حضارت اور ترقی کے پسماندہ ہونا معلوم ہوگا۔ اور اسی لئے ہم اپنے ملک کی ہر ایک خرابی دور کرنے اور اوس میں زندگی کی روح پھونکنے کی ہر طرح کوشش کر رہے ہیں آپ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس غرض سے جو کوششیں کی گئیں۔ انہوں نے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے۔ لیکن ابھی اُس کو انتظام ملک کے اصول۔ اشاعت تجارت و دستکاری کی ترقی اور ترتیب فوج وغیرہ سے بہت کم حصہ ملا ہے۔ اور ہم اُس مادی ترقی ہی پر بس کرنا نہیں چاہتے۔ جو ہم کو حاصل ہو چکی ہے۔ اگرچہ وہ بھی کم ہے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اوس پر ایک روحانی ترقی کا بھی اضافہ کریں۔ اور یہ بات بجز اس کے کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ حقیقی معلم اخلاق یعنی مذہب کی تعلیم پر عمل کیا جائے جو عمدہ عادتوں کا سرچشمہ اور فلسفہ عقلی کی خرابیاں دور کرنیکا ذریعہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہماری جاپانی قوم اس مسئلہ پر بہت توجہ رکھتی ہے۔ ہم نے ٹوکیو میں ایک عظیم الشان مجلس تحقیق مذاہب اور اُن کی جانچ اور تفتیش کے لئے کئی سال ہوئے قایم کی تھی۔ اب وہ انجمن نشو و نما پاکر بڑی ہو گئی ہے اور اوس کے ممبروں میں ہمارے بڑے بڑے فاضل علماء اور اہل الرائے اشخاص شامل ہو گئے ہیں۔ اور قوم نے اس انجمن کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ فلسفہ عقلی کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کی جانچ پڑتال کرکے اُنکو ایک علمی طریقے پر قوم کے روبرو پیش کرے۔

ہم نے اس کانفرنس میں رومن کیتھولک پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے نامور علماء کو دعوت شرکت دی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں سے مذاہب کے قایم مقام ہمارے یہاں آ رہے ہیں +

اور چونکہ دین اسلام روئے زمین کا ایک بڑا دین ہے اور اوس کی تاریخ ترقی کے حالات سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان علماء بھی اس کانفرنس میں شریک ہو کر اُسے حقایق و فلسفہ قرآن کریم سے مطلع کریں اور ہم نے زبانی بھی اپنے اعلان اپنے اخبار میں مسلمان علماء کی دعوت کے لئے شایع فرما دیں گے۔

"ہمیں اُمید ہے کہ روس کے معزز عالموں میں سے ایک یا دو فاضل شخص جاپانی کانفرنس مذاہب منعقدہ ٹوکیو دار السلطنت جاپان کو اپنی شرکت سے عزت بخشیں گے۔ تاکہ وہ کانفرنس کے سامنے اسلام کی حقیقت ظاہر کریں۔ انجمن اُن عالموں کو درجہ اول کے مصارف سفر دیگی۔ اور پندرہ روبل (تقریباً ۴۰ روپے) روزانہ مصارف خوراک وغیرہ کے لئے۔ البتہ یہ شرط کی جاتی ہے کہ ادھر آنے والے علماء حسب ذیل علوم میں مہارت رکھتے ہوں :-

علوم دینیہ۔ عربی زبان دانی۔ فلسفہ قدیم و جدید کے ماہر ہونے کے علاوہ اُن کو نصاریٰ۔ یہود اور بدھ مذہب کے علماء سے بحث و مناظرہ کرنے پر پوری قدرت ہونی چاہئے اور فرانسیسی یا انگریزی زبانوں سے کوئی ایک زبان بھی اُن کو آتی ہو۔ اگر علمائے کرام ہماری دعوت قبول کریں۔ تو اُن کو لازم ہے کہ پہلے اخبار ترجمان کے دفتر سے خط و کتابت کریں جس کے بعد بذریعہ جاپانی سفیر مقیم سینٹ پیٹرزبرگ اُن کے ساتھ معاملات طے ہونگے۔ صاموکورا"

خونیں شیوۂ ... ہر گلچیں ہر زہ دلی کا	شاخ دلکش شگفتہ چمن ہر مرکا تا ہوں	الہٰی بارور ہو شاخ نخل آرزوئے دل	تیری ہی آبیاری پر بیچ پود الگا تا ہوں

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت مروارید جان بیمہ خطائی یشب کہربا ورق نقرہ کیوڑہ گلاب صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

... کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ... گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کی ۱۴ اگست کے بعد ... ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

قیمت حسب ذیل ہے

قیمت فی ڈبیہ ۵ تولہ ... خوراک ... ڈبیہ ... روپیہ ۱۵

مفرح دلکشا

... میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرنے کی ... نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کیونکہ واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔ ....

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک ... تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز ہو ... بحالات اعلیٰ و مفید ... گئے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح بخشتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ... ضعف ... دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ ... وغیرہ کیلئے ایک سچی اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ تبخیر معدہ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت۔ کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

المشتہر

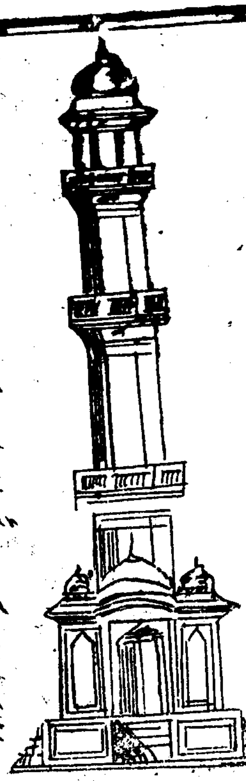
حکیم محمد حسین قریشی

مفرح عنبری و مفرح دلکشا

کارخانہ رفیق الصحت

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چھ گو یم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

کچھ اپنی نسبت

یہ بات ہے کہ سرپرستان الحکم کو یہ عادت ہو گئی ہے کہ جب تک میں انہیں اخبار کی بہتری اور توسیع اشاعت کیطرف توجہ نہ دلاؤں وہ متوجہ نہیں ہوتے اور سال میں ایک دو مرتبہ اس فریاد و پکار کی بھی ضرورت پڑتی ہے اخبار کی عمدگی اسکی بر وقت اشاعت اسکی کتابت - چھپوائی کاغذ اور دوسرے مراتب کا انحصار ہے - کارخانہ کی مالی حالت کے اطمینان بخش ہونے پر - اور یہ منحصر ہے اخبار کی کثرت اشاعت اور اس کے خریداروں کے بروقت چندہ ادا کرنے پر - جب تک یہ باتیں نہ ہوں اسوقت تک ... مہتمم اخبار کے ضروری اخراجات کی فکر میں سرگرداں رہے یا اسکی خوبیوں کے بڑہانے کی فکر میں -

مذہبی اور قومی اخباروں کے لئے اور بھی مشکلات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ ایک خاص دائرہ اور حلقہ کے اندر محدود ہوتے ہیں انکا موضوع خاص اور انکا مقصد مقرر - ایسی حالت میں اگر وہ قوم یا فرقہ جسکا کہ وہ اخبار ہے اس کی طرف پوری توجہ نکرے تو اس کی زندگی اور موت کا سوال پیش آجاتا ہے -

خدمت قوم کی اس سے ہو سکتی ہے کرتا آیا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہیگا مگر میں بہ افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی سال الحکم پر ایسا نہیں گذرا کہ اسکے بقایا داروں کی فہرست میں ایک معقول رقم درج نہو - اگر بقایا داران کی شکایت کی جاوے تو مجھ پر الزام قائم کیا جاتا ہے کہ قوم کو بدنام کرتا ہے - اور اگر اپنے آپ کو بقایا داران کے رحم پر چھوڑ دوں تو وہ پروا نہیں کرتے زبانی اگر پوچھا جاوے تو اخبار اور اس کے ایڈیٹر کی اسقدر تعریفیں کریں گے کہ حد نہیں لیکن جب ادائے قیمت کا سوال آتا ہے تو ...

سخن درین است

سمجھکر خاموش ہو رہتے ہیں اسوقت تک ابتدائے اخبار کی تاریخ سے لیکر کوئی تین ہزار روپیہ سے زاید کارخانہ کا بقایا ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کن مشکلات میں سے مجھے گذرنا پڑتا ہے - اگر خدا تعالیٰ کا فضل دستگیری اور پردہ پوشی نہ کرے تو کئی مرتبہ اخبار بند ہو گیا ہوتا -

اس لمبے عرصہ کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے کہ آیندہ بلا وجہ معقول بجز کسی کے نام اخبار بدون وصول قیمت پیشگی جاری نہ کیا جاوے اسلئے سرپرستان الحکم ... [illegible]

مشکلات سرپرستان الحکم کی توجہ کو خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتے ہیں - وہ الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچائیں کارخانہ الحکم کی کتابوں کے نکلوانے کی سعی کریں - اپنی واجب الادا قیمت بھیجیں - اور دوسروں سے بھجوائیں سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ گراں ہو گیا ہے اور گراں ہی نہیں کمیاب ہو گیا ہے میں نے پچھلے دنوں چند احباب کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مدد دیں تو ایک معقول ذخیرہ کاغذ کا کسی ولایتی کارخانہ سے خرید لیا جاوے مگر چند کے سوا متوجہ ہی نہوئے اسوقت ۲۲×۲۹ کا سفید کاغذ بہت ہی کمیاب ہے اسلئے جس طرح سے ہو گا کام چلایا جائیگا - اور اگر کسی قسم کا کاغذ بھی اس سائز کا نہ ملا - تو میں تبدیل تقطیع پر مجبور ہوں گا - بہر حال میری اس سرگذشت کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ

وہ احباب اپنے فرض کو سوچیں جنکے ذمہ مطبع کا بقایا چلا آتا ہے اور پھر وہ اسپر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قیمت طلب پیکٹ واپس کر کے دوہرا نقصان پہونچاتے ہیں وہ

ہے - ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ ایسے بقایا داران کے نام وی پی کیا جاویگا - اگر اس مرتبہ بھی واپس کیا تو پھر پرچہ بند کر کے بزرگان ملت کیواسطے بقایا ... دوں کر دیا جاویگا -

والسلام
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان

اطلاع

اکثر بھائی ایڈیٹر الحکم کو خرید مکانات کے متعلق لکھتے ہیں انہیں واضح رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان کے ارد گرد کوئی مکان سر دست فروختنی موجود نہیں - البتہ یہ تجویز ہے کہ باہر زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر مکانات بنائے جاویں - پس جو بھائی ایسا کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں -

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام کھلا خط

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین

آپ کی عجیب در عجیب تصنیفات سے آپ کی تلون مزاجی ظاہر ہے آپ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ **ذکر الحکیم** علے دعوے اور تفسیر القرآن میں کچھ لکھا ہے۔ اور ذکر الحکیم ۔ آجکل کے اخبارات میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں آپ نے وہ وہ زور لگایا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور اقوال اولیاء کرام سے آپ کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اور اپنے تفسیر القرآن بالقرآن کو جناب ممدوح کے انفاس مبارکہ کا طفیل قرار دیا۔ اسوقت دین محمدی کا قیام اور تمام دینوں پر اسلام کے فتح اسی امام آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے ہونا قبول کیا۔ اور آپنے سچے دل اور پورے اطمینان سے قبول کیا کہ یہہ ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو نیک اور مثیل صحابہ اور لما یلحقوا بہم کا مصداق قرار دیا اور یہہ بھی لکھا کہ مرزا صاحب کے مرید کثرت سے صاحب الہام ہیں اور مسیح موعود کا حلیہ جو حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے مان لیا کہ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے ضمیمہ انجام آتھم میں جو فہرست مریدان حضرت ۔۔۔ حدیث شریف ایک زبردست پیشینگوئی کا پورا ہونا تسلیم کیا۔ مہمانوں ۔۔۔ دینی خدمات اور خیرات میں ہزاروں روپیہ کا صرف ہونا اور اوسکا کوئی حساب کتاب نہ ہونا مطابق حدیث مان کر آپنے تصدیق کی اس صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان کو آپنے گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددوں اور اولیاء کرام سے فضیلت دی اور اس فضیلت کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کردیا۔ اس امام آخر الزمان کی تدابیر اشاعت اسلام کو تدابیر حسنہ لکھا اور پھر آپ نے لکھا کہ (مرزا صاحب کو دعویٰ الہام کرتے ہوئے پچیس سال سی زیادہ عرصہ ہو چکا جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہئے تہا کہ اگر آپ جہوٹے ہوتے تو ابتک آپ اور آپکے مرید برباد ہو جاتے آپکی کوئی پیشین گوئی سچی ثابت نہ ہوتی آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور انسان آپ کو بچا نہ سکتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپکی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپکے مخالف برباد

ہو گئے پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور اونکے مخالف ذلت و مصیبت اٹہانے میں قریب ہے کہ عالم کا عالم آپکی طرف جہک جائے چاندگرہن اور سورج گرہن مطابق پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں ۔۔۔ دیکہہ لیا اور مان لیا کہ یہ آسمانی شہادت ۔۔۔ آپ کی سچائی کی ہے قادیان کو جائے نزول مسیح موعود آپنے مانا اور حدیث شریف سے اسکا ثبوت پیش کیا۔ ایک جگہ آپنے لکہا کہ ۔۔۔ ہوا کہ مسیح و مہدی موعود عین اپنے وقت پر حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے مطابق ظہور پذیر ہوا جسنے اسلام کے ہزارہا روایتی اور رواجی غلطیوں کی اصلاح کی جسکی ساتہہ ایک نور ہدایت ہے جس سے ہزارہا قابل لوگ شب و روز فیضان حاصل کر رہے ہیں اوسکی مدد پر اللہ تعالےٰ ہے۔ الٰہی انعامات بارش کیطرح اوسپر برستے رہتے ہیں رویائے صادقہ مکاشفات۔ الہامات قبولیت دعا اور بہشتی زندگی کے آثار اپنے ساتہہ رکہتا ہے جو روز روشن کیطرح نمایاں ہیں ..... وہ کون ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا سلام اور اوسکے فرشتوں کا سلام اوسپر سو یہہ اپنے وقت کا عیسیٰ اور مہدی ہے وہی عیسےٰ اور مہدی جسکی نسبت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تہی جسقدر شریروں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوتی گئی اوسیقدر اوسکی عزت زیادہ ہوتی گئی اور قریب ہے کہ ایک عالم کا عالم بڑی زور اور خلوص کے ساتہہ اوسکی طرف جہک جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ اوسکا والی اور حامی ہے ہر وقت غیبی تائیدات اور بشارات اوسکے شامل حال ہیں)

دوسری طرف آپ اس زمانہ کے مولویوں کو بدکار۔ بے دین اور بے راہ محض اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور تکفیر کی اور جناب ممدوح کے نہ ماننے والوں کو اور آپ کے تکذیب کرنیوالوں کو **مغضوب علیہم** اور **الضالین** قرار دیا۔ کہیں اون ۔۔۔ کہیں جگہ بے ایمان۔ کہیں یہودی۔ کہیں متکبر اور ایک جگہ آپنے لکہا ہے (مولویو کاش تم میں کوئی ذرہ ایمان یا عمل کا ہوتا جسکی وجہ سے اللہ کی محبت رحمت اور ہدایت تمہاری شامل حال ہوتی تمکو وہ نور باطنی مل جاتا جسکا مومن کے واسطے وعدہ دیا گیا ہے تمہیں وہ کان اور آنکہہ مل جاتی جو اہل اللہ کے واسطے مخصوص اور جس سے شریر و بدکار لوگ محروم ہیں۔ تب تم اس مہدی اور مسیح کو پہچان کر اوسکی غلامی کو غنیمت سمجہتے) کہیں آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو قیاسات کے بندے اور شیطان کے ہم قرین تحریر کیا ہے ایک جگہ آپنے لکہا ہے (اگر کسی برگزیدہ بندہ کو مورد انعامات دیکہیں مثلاً صاحب الہامات مکاشفات رویائے صادقہ تائید غیبی وغیرہ تو اوسپر غور کرتے یا اوسکی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں یا اون انعامات کو ہی ایک تصنع یا جہوٹ سمجہتے ہیں اور وہ لوگ

پورے ثابت شدہ خیالات اور اعتقادات کے خلاف حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے خادمان کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکہتے ہیں کہ نقل سے بہی دل ڈرتا ہے۔ اوس امام آخر الزمان علیہ السلام کو جسکی صفت کو آپ ۔۔۔ ثابت کر چکے ہیں آج آپ کے خیال میں اوس میں اسقدر عیب ہیں کہ شاید کسی انسان میں مجموعی طور پر اسقدر عیب ہوں گے۔ اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب سے وحدانیت کا سبق سیکہا اور جو آپکے سابقہ خیال اور اعتقادات کے مطابق صاحب الہام ہیں اور پیشین گوئیاں اون سے ظہور میں آتی ہیں اب آپ کے موجودہ خیال کے مطابق اون سے بڑھکر کوئی مشرک نہیں۔ یہ مظلوم فرقہ جسپر اندرونی اور بیرونی حملے ہوتے ہیں اور طرح طرح سے اونکو تکلیف دی جاتی ہے اونکی تکفیر و تکذیب کیجاتی ہے طرح طرح کے ناموں سے اون کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی تہمت اونپر لگانا ثواب سمجہا جاتا ہے۔ اون کی مخالفت میں جہوٹ بولنا جائز رکہا گیا ہے اون کے مالوں کو لوٹنا شیر مادر سمجہا گیا ہے اور اون کو واجب القتل ٹہرایا گیا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اون کو اس دنیا سے معدوم کردیں مگر یہ نہیں سمجہتے کہ انسان کی طاقت سے بڑھکر ایک اور طاقت ہے جو اون کو ہر ایک مصیبت اور ذلت سے بچاتی ہے۔ اور عزت دیتی ہے اور مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے خدا تعالےٰ اون کا حامی اور مددگار ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کی کیوں تعظیم اور عزت کرتے ہیں اور کیوں ہر وقت آپکا ذکر خیر رکہتے ہیں؟ اسواسطے کہ وہ خدا تعالےٰ کے مرسل اور مامور ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپکے جانشین اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اون کا نزول۔ آپنے یہہ سب کچہہ پہلے ہی کہا اور مان لیا ہے مگر اب آپ حضرت مرزا صاحب سے وہ منوانا چاہتے ہیں جسکا اسلام میں نام نہیں اور یہہ ہی باعث مخالفت ہوا اور پہر اسقدر مخالفت کہ کوئی تہمت جو انسان کے خیال میں بہی آسکتی ہے اوسکا متہم مرزا صاحب کو قرار دیا اور بدگوئی اور بدنامی سے ذرا پروا نکی۔ اسپر ہم اپنی طرف سے کچہہ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا فتوے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور مکفرین پر دیا ہے آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ آپکو آنکہیں دیوے اور راہ ہدایت بخشے اور اوس حجاب کو دور کرے جو اس زمانہ میں آپ کے آنکہوں کے سامنے آگیا ہے۔

مرزا صاحب مامور اور مرسل من اللہ ہیں اور اس زمانہ کے مجدد اور امام ہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اشاعت اسلام کے واسطے مقرر ہیں جسکو خدا تعالےٰ سے

اشاعت اسلام کرتا ہے اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری رائے اور مشورہ بہی لیا جاوے اور جو کچہہ ہم رائے دیں اوسکی تعمیل ہو۔ وہ انسان جو خدا تعالےٰ کے ساتہہ ہم کلامی کا فخر رکہتا ہے جسکو خدا تعالےٰ مشورہ دیتا ہے وہ اس دنیا کے لوگوں کے مشورہ اور رائے کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ گورنمنٹ کے ججوں کو کوئی کسی مقدمہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ فریقین اثبات دعوے اور جواب دعوے میں ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور دلائل پیش کرتے ہیں قانون اور فیصلہ جات پیش کرتے ہیں مگر جج جب فیصلہ کرتا ہے کوئی چون نہیں کر سکتا۔ قانون کا جو مطلب جج نے سمجہا وہ فریقین کو قبول اور منظور کرنا پڑتا ہے۔ پہر خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ حکم کو کون مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لوگوں کے درمیان حکم ہے۔ پس اب جو حکم وہ دیتا ہے وہ قابل تسلیم ہے یہہ بات صاف ہے۔ کہ اوسکا حکم خدا تعالےٰ کے قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتا کہ وہ اوسکی طرف سے مامور ہے وہ ہرگز خدا تعالےٰ کے قانون سے باہر نہیں جا سکتا۔

ایسی حالت میں میں آپ کی تصنیفات اپنے پاس رکہنا نہیں چاہتا اسلئے کتب ذیل جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں۔ **تفسیر القرآن مجلد ۱۲ ذکر الحکیم ۲ رسالہ اعضا مخصوصہ**

کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا چاہیں اور واپس نکرنا دیانتداری سمجہیں تو آپکو اختیار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ براہین احمدیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب موصوف نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تہا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکہنا چاہے یا اوسکو کسی قسم کا اعتراض ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہے چنانچہ میں نے اور میرے کپورتہلہ کے کئی دوستوں نے بہت سے نسخے براہین احمدیہ کے ایسے لوگوں سے آن کی قیمت دیکر واپس لئے اگرچہ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے اور نہ مخالفین اسوقت یہ اعتراض کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتراض اوسوقت سے بہی پہلے کا ہے جبکہ آپ نے تفسیر لکہی اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کی اور مخالفین اور معترضین کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔ فقط

عاجز حبیب الرحمان از موضع حاجی پور ڈاکخانہ پہگواڑہ

۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء

اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

خدا تعالےٰ کے وعدے سچے اور اسکی باتیں ہمیشہ پوری ہو کر رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہام ہوا ہے اسکی سچائی اور صداقت کو بیسیوں مرتبہ ہم نے دیکھا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ اسی رنگ میں ذلیل ہوئے ہیں جس رنگ میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت اور ذلت کا ارادہ کیا ہے۔

الحکم نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد کے متعلق بعض تحریریں شائع کی تھیں جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی ڈاکٹر صاحب یا انکے مخلص دوست نہیں دے سکے۔

پہلے دورہ میں جو ڈاکٹر صاحب نے لاہور اور امرتسر کا کیا انہیں جو کامیابی ہوئی ہے وہ خود اور انکا دل جانتا ہے۔ دوبارہ پھر اسی مہینہ میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کا دورہ کیا اور اس سفر میں **المسیح الدجال** نام ایک رسالہ بھی چھاپ کر فروخت کیا اور لاہور اور امرتسر میں لیکچر بھی دئیے۔ لیکچر کا مضمون کیا تھا؟ وہی جو اسکے پیش رو اور امام عرصہ سے سناتے چلے آئے ہیں اور جن اعتراضوں پر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک اعتراض بھی کیا تھا۔ کوئی نئی بات اور نیا اعتراض وہ پبلک کے سامنے پیش نہیں کر سکے البتہ **امرتسر** کے جلسہ کی تقریب پر انکے پیر و مرشد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ اس پر رائے زنی کی جاوے۔ اس تقریر کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی **قابلیت اور حدیث دانی** کا راز بالکل فاش ہو جاتا ہے اور انکی مولویت کی خفیفت طشت از بام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ کچھ یا لب لباب انکے ایڈیکانگ منشی محمد دین صاحب سیکرٹری انجمن ..... نے یوں بیان کیا ہے۔

آپ کے لیکچر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میری نبوت کی منہاج نبوة پر جانچو۔ لیجئے ہم جانچتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا تھا کہ

ھل یرتد احد منھم سخطة لدینه

یعنی کوئی شخص اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لا کر اسکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تھی کہ انکے اصحاب میں سے انبیاء ایمان لانے کے بعد انکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا۔ پس جب ڈاکٹر صاحب مرزائی نبوت پر ایمان لا کر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے الخ۔

اس تقریر پر ناظرین غور کریں مولوی ثناء اللہ صاحب فضیلت کی دم کا اظہار کرنے کے جسقدر حریص ہیں اسکے اظہار کی تو حاجت نہیں اور المہدیث تو وہ خود اور انکا اخبار

اسی نام کی موسوم ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اور جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے کیا وہ صحیح ہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب صحیح ہے کہ کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا اور نبیوں کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوا تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کے موافق ماننا پڑیگا کہ معاذ اللہ تمہارا کوئی نبی **راستباز** نہیں تھا اور سب کے سب جھوٹے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکے متبعین اور مریدین میں سے کوئی مرتد نہ ہوا ہو۔ ہاں اگر تاریخ صحیح کو مولوی ثناء اللہ دنیا سے گم کر دے۔ تو شاید اسے یہ کہنے کا موقع مل سکے مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس صورت میں بھی وہ **ارتداد** کے سلسلے کی صحت کو نابود نہیں کر سکتا!

کیا آج جو لوگ **مرتد** ہوتے ہیں اور جن کو خود ثناء اللہ اپنی تحریروں میں مرتد ٹھہرا چکے ہیں جن میں بعض مولوی بھی اپنے آپ کو کہلاتے ہیں انکا ارتداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مبطل ہے؟ دھرم پال۔ عماد الدین۔ صفدر علی وغیرہ کے ارتداد کا کوئی اثر اسلام پر پڑ سکتا ہے؟ اگر نہیں پڑ سکتا اور یقیناً نہیں پڑ سکتا تو پھر یہ کیسی جہالت اور سفاہت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شخص کے قطع تعلق کرنے پر (جسکو خود اعلیٰ حضرت نے **خارج از جماعت** کیا ہے) اعتراض ہو۔ کیا ڈاکٹر الحکیم صاحب بار بار اسے رونا نہیں روتا کہ مجھے خارج کیا جاتا ہے میں قریب آنا چاہتا ہوں مجھے دور پھینکا جاتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور بھی زبردست دلیل قائم ہوتی ہے۔ اور آپکا بالکل صاف اور دنیا کے مال و منال سے بے پروا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور خود ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا بیان اسکی تکذیب کر رہا ہے۔

ایک طرف وہ اور اس کے حامی حضرت اقدس کو لالچی اور مال مردم خور بتلاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے والا ظاہر کرتے ہیں دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نالاں ہیں کہ مجھے **جماعت سے خارج کیا جاتا ہے** اس لالچ کا کیا کہنا ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسے ہی لالچی اور حب دنیا میں گرفتار تھے تو انہیں تو ڈاکٹر صاحب کی تمیں کرنے سو الیسا چاہئے تھا نہ کہ انہیں عضو ماؤف کیطرح کاٹ دینا۔ یہ ہے وہ سچائی کا زور جو مخالفوں کے منہ سے بھی کلمات حق کہلوا رہا ہے۔ اور ثابت کر رہا ہے کہ ایک آن اور لحظہ کے لئے بھی انہیں اسبات کی پروا نہیں ہو سکتی کہ دنیا اور اسکی دولت کیا ہستی رکھتی ہے۔ امر صاف اور روشن دلیل کا جواب ڈاکٹر اور اسکے حمایتوں کے پاس کچھ نہیں۔ **بہرحال**

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ عجیب دعویٰ بیان کیا ہے جسکی دلیل بھی وہ دنیا ہی پیش نہیں کر سکے گا۔ اور بایں ہوگا کہ وہ **اسلام سے دست بردار ہو جائے**۔ اسلئے کہ **ارتداد** کا سلسلہ کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بند نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی سرح جو کاتب الوحی تھا آخر مرتد ہو گیا تھا اور اس خبیث نے یہ خیال کیا تھا کہ وحی الٰہی کچھ چیز ہی نہیں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی

اپنے خیالات ہیں ایسا ہی ابن خطل۔ عبد اللہ بن جحش وغیرہ کیا مرتد نہ ہوئے تھے؟

اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں سے بعض کا مرتد ہونا تو ایک ثابت شدہ بات ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا اس امرتسری فاضل نے یہ فضول بات کہاں سے بنائی کہ سنت انبیاء ہی ہے کہ انکے اتباع میں سے کوئی مرتد نہ ہوا اگر ارتداد کا کبھی کوئی سلسلہ نہیں ہوا تو پھر امرتسری فاضل کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا لوگوں کے متعلق ظاہر کرے آیا وہ مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور کیا یہودا اسکریوطی نے مسیح کو گرفتار کرایا نہیں اور پطرس نے لعنت بھیجی یا نہیں اور ایسا ہی حضرت موسیٰ کی جماعت میں ارتداد ہوا یا نہیں؟

اور پھر وہ یہ بھی بتلائے کہ قرآن مجید میں **مرتدین** کے متعلق احکام کیوں آئے ہیں؟ ذرا اسکی بھی کوئی وجہ موجہ بیان فرمائے۔ ثناء اللہ نے یہ ایسی بات کہی ہے جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی **نبوت** پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ اگر یہ قضیہ صحیح ہے کہ مرتد ہونے سے نبوت باطل ہو جاتی ہے تو پھر یہ سلسلہ ارتداد تو آجتک بھی قائم ہے آئے دن کوئی نہ کوئی عیسائی اور آریہ ہو جاتا ہے ابھی پچھلے دنوں دھرم پال مرتد آریہ نے بعض جبہ پوش مولویوں کے ارتداد کا اعلان دیا تھا۔

رہی ہرقل والی **حدیث** معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو حدیث دانی سے بالکل مس ہی نہیں اور وہ حدیث کے مفہوم اور صحیح معنوں سے محض ناواقف ہے اگر وہ اس حدیث کے اصل معنوں سے واقف ہوتا تو ایسی حماقت کا اعتراض نہ کرتا جس سے معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہوتا۔

میں اس مقام پر پہونچا تھا کہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا تازہ نمبر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کا پڑھا اسکے صفحہ ۲۰۷ پر فاضل اور واجب الاحترام ایڈیٹر نے اسی حدیث پر بحث کی ہے میں اس سے بہتر بحث نہیں کر سکتا اسلئے اس مقام پر وہ حصہ نقل کر دیتا ہوں۔

"ہرقل والی حدیث پر بھی اگر غور کیا جاتا تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونے کی دلیل بیان کرتے جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قال **فھل یرتد احد منھم سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه قلت لا** یعنی ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں میں سے کوئی پورے طور پر دین میں داخل ہو کر پھر اس دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو ابو سفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوال صرف یہ نہیں کہ کوئی مرتد ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب میں سے ہو کر ہرقل خوب جانتا تھا کہ ارتداد بھی ہر ایک الٰہی سلسلہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ باوجود اس علم کے جو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے

حال تھا اس بات کی وہ خبر نہ رکھتا ہو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے پیرووں میں سے بھی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پس ایسے علم کے ہوتے ہوئے ایسا سوال لغو تھا کہ وہ صرف یہ پوچھتا کہ کوئی شخص مرتد بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اتنا سوال کیا ہی نہیں بلکہ اسکا سوال یہ تھا۔ **ھل یرتد احد منھم سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه**۔ یعنی کوئی شخص کامل طور پر اس دین میں داخل ہو کر اس کے بعد پھر اس دین سے بیزار ہو کر مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جسکا جواب ابو سفیان نے دیا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اب اس سوال میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص پورے طور پر دین اسلام میں داخل ہو چکا ہو جس کے لئے الفاظ **بعد ان یدخل فیه** آئے ہیں۔ اس کے معنے صرف داخل ہونے کے نہیں اور اگر ہمارے مولوی صاحبان نہ مانیں تو میں ہرقل کے الفاظ ہی جن میں اس نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے پیش کروں گا۔ کیونکہ سوال و جواب کے بعد جب ہرقل نے استدلال شروع کیا تو اس سوال کے موقع پر پہنچ کر وہ کہتا ہے۔

وسالتك ایرتد احد سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه فذکرت ان لا وکذلك الایمان حین یخالط بشاشته القلوب۔ اب بجگہ بعد ان یدخل فیه کی ہرقل نے یہ تشریح کی ہے کہ **کذلك الایمان حین یخالط بشاشته القلوب**۔ یعنی ایمان جب بشاشت قلب کے ساتھ اختلاط پیدا کرلے یا بالفاظ دیگر انسان کو شرح صدر عطا ہو جاوے۔ اور ایمان دل میں داخل ہو جائے تو پھر ارتداد نہیں ہوتا۔ اب خالی مان لینا تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ **قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا** ..... یعنی بدوی کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم یوں کہو کہ ہم نے اسلام اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس ایمان جب تک دل میں داخل نہ ہو اور شرح صدر عطا نہ ہو وہ کسی کام کا نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے **یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسوله**۔ پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جسکے دل میں نور ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کر چکا ہے اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہو چکا ہو۔ وہ مرتد نہیں ہوتا۔"

یہ اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے لیکن اس پر غور کرنے کی تکلیف کون برداشت کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اعتراض کرنا جانتے ہیں انہیں اس سے بحث نہیں کہ وہ زد پڑتی کہاں ہے؟

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر کیسی لغو اور بیہودہ ہے اور مولوی کہلا کر اس شخص کو شرم نہیں آتی کہ میں کہتا ہوں میں کیونکر ان واقعات کی تردید امرتسری کیونکر کرتا ہے؟ اور پھر اگر مرتد بڑی تو اسپر اور بھی کچھ لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ راقم

فضیلت جمعہ اور مچھیانوی مولوی

[illegible] سرکار۔ تمام جہان کے لوگوں اور نبیوں کے سردار حضرت پیغمبر بلکہ جگتمبر جس کے غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و برگزیدہ ہیں) کی پیشگوئی لتتبعن سنن من قبلکم اور اعتدوا فی السبت میں [illegible] - اسے پورا کرنے کے تو ایسے ہمارے خاندان کے فیض یافتہ۔ نمک خوار۔ دست پروردہ فاضل اجل مولوی مچھیانوی نے (جس نے بدقسمتی سے اس خاندان کو مرتد۔ ابن الاستاد کو منافق۔ اسکے [illegible] کو نکمۃ کہکر سعادت دارین حاصل کی) ابھی بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ چنانچہ اس صدی کے چڑھنے میں ابھی ایک سال باقی تھا کہ مجدد اعظم کیضرورت کے اثبات کے لئے آپ نے یہ فتویٰ دیا۔

”شخصے کہ حنفی بود و جمعہ در دیہات صغیرہ و کبیرہ [illegible] بدون سلطان مسلم فرض گوید مخالفت کتاب مجید و حدیث حمید و اجماع مزید کند بعید از رحمت رب شقی و سعید خواہد شد“

اس فتوے پر کہاں تک عمل کیا گیا اور یہ کتاب کس نظر اور کس وقعت سے دیکھی گئی۔ اس کا جواب خود امت محمدیہ بلکہ امت حنفیہ کا اکثر عمل ہی بتلا رہا ہے کہ وہ جمعہ پڑھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ مولوی صاحب موصوف کے فتوے کے برخلاف احتیاطی بھی نہیں چھوڑتے بس مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ کی تنقید کرتا جس پر موصوف کو بڑا ناز ہے گویا عمر بھر کا اندوختہ اسی میں جمع کردیا لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں اپنے سمجھ کے موافق اپنے خاندان کے تلمیذ کی غلطی پر اس کو ظاہر کردوں [illegible] مخفی۔ اور نیز پبلک لوالت آمیز تقاریر کو لاجواب نہ سمجھیں۔ کیونکہ غیر متعلق امر کی نسبت باتیں کرنا کسی علمیت کی دلیل نہیں۔ رسالہ ہو جمعہ کا اور سنانے لگ جائیں صرف نحو کے صیغے اور ان حروف کی بحث جن کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اہل علم کے نزدیک تو ایسی بے اصول تحریریں قابل جواب ہی نہیں ہوتیں۔ مگر العلاج بالحجاب الاکبر کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے نہایت نیک نیتی اور دلی خلوص کیساتھ ایک مضمون لکھتے ہیں۔ جو اس رسالہ کے مضمون سے قطع نظر کرکے بھی مفید عام ہوسکتا ہے۔ ہاں ہم یہ مضمون شروع کرنے سے پہلے مولوی مذکور کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ بے شک بلا تامل اپنا پورا زور علمی دکھا کر اس کا جواب لکھے۔ مگر انشاءاللہ میں محض خدا تعالے کے فضل پر امید رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ جیسے کھلی [illegible] کی دندان شکن تحریر کا جواب تا حال [illegible] سوائے دو چار سطر دشنام آمیز کے (جو الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہیں) نہیں ہوسکا۔ ایسا ہی اسکا جواب بھی نہیں ہوگا۔ اور کیونکر ہوسکے۔

”ان الباطل کان زھوقا۔“

دیہات کے جہال کو اکسا کر مفسدہ انگیزی اور تکلیف پہنچانا ایک [illegible] ہے اور علم کے رو سے جواب دینا دوسری شان دیکھئے مولوی مچھیانوی کونسی شق کو اختیار کرتا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

علماء حنفیہ نے وجوب جمعہ اور روزے جمعہ کی بارہ شرطیں لکھائی ہیں جو یہ ہیں۔

شرائط برائے وجوب جمعہ۔ حریت۔ اقامت ذکورت صحت۔ قدرت۔ بینائی۔

اذن عام خطبہ۔ حاکم۔ مصر۔ ظہر۔ جماعت

فرمایا اللہ تعالے نے اپنے کلام مجید میں

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔

(۱) یا ایھا الذین آمنوا اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک عام خطاب ہے۔ دیہاتی مصری سب مسلمان شامل ہیں۔

(۲) نودی سے اذن عام۔ باشارۃ نص ثابت ہے۔ اذان کا سننا ضروری نہیں۔ کیونکہ دن ڈھلنے پر یوں ہی ندائے ربانی ہوجاتی ہے۔ کہ جمعہ کا وقت ہوگیا۔

(۳) فاسعوا سے بعبارۃ نص۔ جماعت کی شرط نکلتی ہے۔ اور اسمیں امر بالسعی دلالت کرتا ہے کہ سعی کی قدرت ہے۔ سو یہ حکم عام ہے۔ پس جو [illegible] جمعہ پڑھنے جائے مصری ہو یا قروی سلطنت اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ ہاں عورت۔ غلام۔ مسافر۔ لڑکا۔ مجنون۔ سعی سے مستثنیٰ ہوسکتے ہیں۔ پس عقل نے اس سے وہی مخصوص کئے جو بہ عذر ستر۔ رق۔ صغر۔ جنون۔ مرض۔ سفر سعی الی الجمعہ والخطبہ نہیں کرسکتے۔ دیہاتی کو معذور جاننا اور مصری ہی کو مخصوص بخطاب کرنا بے عقلی ہے نہ کہ عقل۔ یہ آیت مجمل نہیں بن سکتی یا نہ مجمل وہ ہے جس کی مراد مخفی ہو بہ سبب غرابت و عدم علم معنے مراد ”بدون معنی لغوی“ و اشتراک لفظ در معانی چند۔ یہاں سعی کے معنے ہیں جانا نہ کہ دوڑنا جو حدیث سے ثابت ہے اور مامور بالسعی ہی الذین آمنوا مذکور ہیں جن کی تخصیص بحکم لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا ہوچکی ہے یعنی مریض۔ عورت۔ مسافر۔ غلام۔ سعی واجب نہیں چاعذر ہوں تو بھی جمعہ فرض ہے نیز آیات قرآن کو جن کے حق میں ”کتابا مفصلا“۔ ”فصلت آیاتہ“۔ آچکا ہے۔ مجمل کہنا خلاف قرآن ہے۔ ثم ان علینا بیانہ۔ کتاب مبین تبیانا لکل شئ۔ اجمال سے خالی ہونے پر نص ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی۔ تو ساتھ ہی ایک مشاہدہ بھی ہوتا جس سے ماتوحی کے معنی خوب کھل جاتے ثم ان علینا بیانہ کے یہی معنے ہیں پھر حضور انور صلعم اس کیفیت کو صحابہ کے سامنے بذریعہ عمل واضح کردیتے تھے۔ چنانچہ واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ کے معنے بذریعہ تعامل آج تک متواتر چلے آتے ہیں ان میں کوئی خفا نہیں رہا جمعہ کی کیفیت ادا بھی حضور صلعم سے بذریعہ تعامل آج تک تواتر سے واضح اور مبین ہے اجمال کیسا؟ بس بحکم انا لہ لحافظون جیسے قرآن کریم الی یوم القیمہ محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کا بیان سنت سواء بھی الی یوم الآخر قائم دائم ہے یعنی بذریعہ تعامل خیر الامم سنت النبی ظاہر و باہر ہے۔ حتیٰ کہ کتب الحدیث بھی صرف معین السنۃ ہیں نہ کہ عین السنۃ جس زمانے میں یہ کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ اسمیں بھی احکام قرآنی پر عمل ہوا کرتا تھا۔ یعنی روایات قولی مرویات کے اصول بھی اور معتمد علیہا بھی وہی ہیں۔ تعامل الخلفاء والناس کے برخلاف [illegible] روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

غرض شرائط جمعہ وہی معتبر ہیں جنپر تعامل ہے۔ اگر [illegible] اور سلطان کی شرط کا تعامل ہوتا۔ تو عیدین و جمعہ کی اقامت کفار کے ملک میں جائز ہوتی۔ حالانکہ آج تک مسلمان پڑھتے ہیں اور دیہات کے اہل اسلام گو جاہل و غافل ہیں پھر بھی عیدین تو ضرور پڑھتے ہیں اور جمعہ کا پڑھنا بھی افضل عمل جانتے ہیں۔ شرائط کا ذکر صرف فقہائی اور ملاؤں کی کتابوں میں ہے۔

(۴) ذکر اللہ سے مراد نماز ہے (ولذکر اللہ اکبر) اور خطبہ کی شرط بدلالت نص ثابت ہے اور ذکر اللہ سے ذاکر کا تقضاء سمجھا جاتا ہے لیکن ذاکر کی تخصیص ولایت عامہ اور سلطنت سے ہرگز اقتضاء نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اگر جماعت کے لئے ولایت عامہ شرط ہوتی تو وارکعوا مع الراکعین کے ساتھ بھی سلطان کا ہونا لازم ہوتا۔ فالذکر لا یفتقر الی الذاکر السلطان او النائب لا شرعا ولا عقلا ولا عرفا +

غایت مانی الباب خوف تو آن فتنہ و فساد جہاں غالب ہو وہاں عذر ترک سعی بن سکتا ہے اگرچہ [illegible] بفضلہ تعالے اس ملک میں کہیں نہیں جیسی مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے۔ نیز یہ آیت مطلق وجوب جمعہ کی مقتضی ہے اور ذکر اللہ سے اقتضاءً قید سلطان مسلم ثابت ہونا مان لیں تو ہم سلطان مسلم کی عدم موجودگی کی صورت میں موجب عبارۃ نص کے پر عمل کرینگے کیونکہ علم الاصول میں مقرر ہے کہ معارضہ کے وقت عبارۃ نص اقتضاء نص سے اقوی ہے اور یہیں نسخ نہیں بلکہ حسب اقتضاء وقت ایسی کارروائی کرنے کی اجازت ہے پھر اس حدیث پر غور کرنا چاہیے جو ابن ماجہ نے روایت کی حدثنا محمد بن عبداللہ [illegible] ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شہری ھذا من عامی ھذا۔ فمن ترکھا فی حیاتی او بعد مماتی ولہ امام عادل او جائر استخفافا او جحودا لھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک فی امرہ الا ولا صلوۃ لہ ولا زکوۃ لہ۔

اللہ اکبر کتنے پرزور الفاظ میں نبی کریم صلعم نے جمعہ کی تاکید فرمائی کہ جس شخص نے جمعہ ترک کیا اسکے کاروبار میں کبھی برکت نہ ہوگی۔ اور اس کی نماز و زکوۃ بھی منظور نہیں۔ استغفر اللہ امت مرحومہ کا کیا حال ہوگا؟

صرف ولہ امام عادل کا حکم عذر رہ گیا تھا۔ وہ بھی جاتا رہا کیونکہ اب تو امام الحکم العادل بھی نزول فرماچکا اچھی طرح سوچو اس حدیث سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام عادل یا جابر جو منتظم یا رافع فساد ہے۔ نہ ہو اور خوف فساد ہو تو عذر ترک جمعہ بن سکتا ہے بس اگر کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ کے چھوڑنے پر وعید لازم ہے۔ اور اگر امام سے مراد پیش نماز ہو (اور ہے بھی یہی) تو مطلب صاف ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کو باوجود ہونے کسی امام کے نیک ہو یا بد (صرف مومن اور پیشوائی نماز کا مستحق ہو) ترک کرے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہے اور باوجود ماننے اس شرط کے اکثر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس ملک میں کفار کی حکومت ہو اسمیں لوگوں کا اجماع ایک شخص پر واسطے امامت جمعہ کے جائز ہے چنانچہ عالمگیریہ میں ہے۔

بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ

اور ان روایات میں جعلی قیدیں بڑھانا صرف خود غرضی ہے ذکر مسئلہ فقہ۔ اور روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا بحالیکہ عثمان علیہ السلام محصور تھے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ سلطان کی شرط کوئی نہیں ورنہ بلا حضور یا بغیر اذن عثمانی کے جمعہ جائز نہ ہوتا۔ اور یہ جو لکھتے ہیں۔ اذن سے لیا ہوگا۔ یہ جملہ شکیہ ایک خیالی بات ہے۔ اور حدیث ابن عباس مرفوعا اربع الی الولاۃ فذکر منھا الجمعۃ والحدود کا جواب سنئے۔

عہ۔ یعنی ہر ذاکر کے لئے تو ذاکر کی ضرورت ہے ۱۲

عہ۔ [illegible] کا جواب دیتے ہیں خوف فساد نہیں تو جناب من [illegible] جب خوف فساد کا کیا بھی تو عام جماعت سے [illegible] اگر [illegible] ہوتو نماز پڑھا کئیں [illegible] وہ بھی چھوڑ دوگے؟ ۱۲

شرح وقایہ اردو میں ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود سے مروی ہے کہ حدود۔ صدقات۔ جمعات غنیمت حاکموں کے سپرد ہیں اسکی غرض یہی ہے کہ ان چاروں کو حاکم کرے یہ نہیں کہ بغیر والی شہر ادا کرنے ممکن ہوں تو غیر مشروع ہیں بھلا یہ درست ہے تو صدقات یعنی زکوٰۃ۔ عشر۔ صدقہ فطر وغیرہ بھی نامشروع ہوجاتے پس والی کوئی نہ ہو تو لوگ جمع ہو کر بطور اجماع عید۔ جمعہ قایم کریں اسمیں کیا حرج ہے اس حدیث کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ چاروں امر ولاۃ پر فرض ہیں یہ نہیں کہ بدون ان کے ناجائز ہیں ہاں چونکہ حدود قایم کرنے اور غنیمت کرنے سے بغیر بادشاہ مسلم کے فساد ہوتا ہے بلکہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے واللہ لایحب الفساد کے واسطے منع ہیں نہ کہ اس حدیث کے واسطے۔

(۵) اور ذروا البیع[علہ] کے لفظ سے جبکہ مطلق نور عمل مراد ہوں۔ تو پھر اس سے "مصر" اشارۃً کیسے سمجھا جاتا ہے فرض کیا کہ بیع جو منہی عنہ ہے وہ امصار ہی میں پائی جاتی ہے ... ہی یہ سمجھا گیا کہ مصر کے ساکنین بیع کو ضرور چھوڑ کر حاضر جمعہ ہوں۔ مگر تمام لوگ فاسعوا کے امر سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ یعنی امر بذر و منع جب بیع سے مختص ہوا اور وہ مصر کی مقتضی ہو۔ تو امر فاسعوا الی ذکر اللہ اور جمعہ کا ادا کرنا صرف مصریوں سے کس طرح خاص ہو گیا!

چونکہ یہ حکم جمعہ کا عام ہے اور سب لوگوں کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے مگر عورت۔ غلام۔ مریض۔ مسافر کے مستثنے ہونے سے احتمال تھا کہ بازار کے لوگ بھی شاید بیع و شرا کے ضروری کام کو عذر نہ بنا بیٹھیں۔ اسلئے فرمایا گیا کہ بیع کو چھوڑ دو۔ اول تو اقتضاء صرف محل بیع کا ثابت ہوتا ہے جو اکثر بعض ایسے قریات میں ہی ہوتا ہے جہاں کسی خاص شئے کی تجارت ہوتی ہے جیسے نیل۔ اشجار۔ صابون۔ چونہ وغیرہ (اور یوں بھی کونسا گاؤں بیع و شرا سے خالی ہے) اور محل بیع قید ہے ذروا کی۔ پس یہ معنے ہوئے کہ جب جمعہ کا وقت آجائے تو محل بیع کو چھوڑ دو۔ اور طاعت کے واسطے ثابت ہوا کہ بیع چھوڑنے کا امر صرف محال بیع سے مختص ہے نہ یہ کہ جمعہ کا ادا مشروط بمقامات بیع ہے۔ الغرض مصر قید اقتضائی وذر بیع ہے۔ نہ کہ ادا جمعہ کی۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مصر میں ہی وہی جمعہ پڑھیں جو بیع کر رہے ہوں اور حدیث لاجمعۃ ولاتشریق ولافطر ولا اضحی الافی مصر جامع کی نسبت امام نووی نے فرمایا ہے۔ متفق علیہ ضعفہ (اسکے ضعف پر سب کا اتفاق ہے) بیہقی نے کہا اس مضمون کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں آئی۔ اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کیا مگر موقوف مرویاً عن علی نہ مسنداً مرفوعاً جو مسند مرفوع بتائی گئی ہے وہ ضعیف ہے۔ پس اگر یہ قول علی یقیناً ثابت ہوجائے تو بھی مخل مقصود نہیں۔ کیونکہ اجتہادیات میں قول صحابی حجت نہیں ہوتا خصوصاً جبکہ اور صحابہ اسکے خلاف ہوں بیہقی نے۔ لیث بن سعد سے روایت کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے حکم کے مطابق عامہ مصر میں وہ لوگ جو دریائے نیل کے کنارے چھوٹے چھوٹے قریات میں سکونت رکھتے تھے جمعہ پڑھتے تھے اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کو دیکھتے کہ اپنے اپنے پانی کے جوہڑوں پر جمعہ پڑھتے ہیں تو وہ منع نکرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ بحرین والوں کو آپ نے حکم بھیجا تھا کہ تم جہاں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو۔ پس قول علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ہے کہ جمعہ و عید کامل نہیں ہوتے جب تک مصر جامع نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہاں جماعت کثیر ہوتی ہے جس کا ثواب اور اشاعت احکام مبینہ فی الخطبہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر بالفرض یہی حدیث مسند مرفوع ہے۔ جب بھی تاویل ہوسکتی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ حالانکہ امانت رکن ایمان نہیں۔ ایسے الفاظ فضائل میں بھی آئے ہیں۔ اور اگر اس شرط مصر جامع کا استنباط آیت سے حضرت علیؓ نے کیا تو اور بھی بہتر ہے بالخصوص جبکہ بعض علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ مصر کی شرط وذروا البیع سے مستفاد ہوتی ہے پس یہ مسئلہ اجتہادی ہوا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلا جمعہ جو بعد اس جمعہ کے جو مسجد ... گیا۔ وکیع کہتا ہے کہ جواثا گاؤں ہے چنانچہ قسطلانی کا قول ہے کہ پہلے گاؤں تھا بعد اس کے مصر بنا اور یہی حق ہے۔ اور ابن ماجہ میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ اس کے باپ کعب بن مالک نے کہا کہ حرہ بنی بیاضہ میں سعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس سے سلطان مسلم اور مصر کی شرطیں غیر واجب معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اول یہ جمعہ قایم ہوا تھا۔ نہ وہاں سلطنت اسلامی تھی نہ حرہ بنی بیاضہ مصر تھا۔ وہاں صرف چالیس آدمی تھے جو جمعہ میں حاضر ہوئے اور قسطلانی بخاری میں قول عطاء تابعی اذا کنت فی قریۃ جامعۃ آہ شرطیت مصر کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ اول تو یہ قول ہے حدیث نہیں بلکہ تفسیر اجتہادی ہو تو ہو۔ دوم اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آدمی جمعہ والی بستی میں حاضر ہو تو جمعہ ادا کرنا واجب ہے یہ نہیں کہ قریہ جامعہ نہ ہو تو نہیں فرض۔ یہ مفہوم دلیل ما تا حنفیہ کے اصول کے خلاف ہے اور نیز قریہ جامعہ سے اصل مطلب یہی ہے کہ جسمیں جماعت شرطہ موجود ہو۔ چنانچہ سب تعاریف مصر پر یکجائی نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے اور نیز قسطلانی میں حدیث آئی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ عوالی سے نوبت بنوبت جمعہ مدینہ میں پڑھنے آتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو فرض جانتے تھے مگر مدینہ میں زیارت شریفہ رسالت پناہ صلعم کو باری باری آتے تھے کسی اور دن بھی تو زیارت ہوسکتی تھی۔ یوں اس لئے کرتے کہ فرض جمعہ بھی ادا ہوجائے اور ثواب زیارت بھی پالیں۔ جو نہ آتے تھے ان کا وہاں جمعہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔ بلکہ بوجود جماعت مفروضہ پڑھ لیتے تھے۔ اور انس کا کبھی جمعہ پڑھنا کبھی نہ پڑھنا (جب وہ اپنے قصر میں بصرہ سے دور رہتے تھے) اسلئے تھا کہ جماعت مل گئی تو پڑھ لیا ورنہ نہ پڑھتے۔ کیونکہ اکیلے پر تو جمعہ واجب نہیں اور موطا محمد میں جو روایت ہے کہ ابی عبید نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا انہوں نے نماز عید پڑھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ اس دن دو عیدیں (عید و جمعہ) ہیں پس اہل عالیہ میں سے جو چاہے انتظار کرے اور جو چاہے لوٹ جائے اس سے جمعہ کا فرض نہ ہونا (گاؤں والوں پر) ثابت نہیں ہوتا۔ صرف جانے کی اجازت ہے کہ خواہ گھر جاکر پڑھیں خواہ یہاں ہی پڑھ لیں اور اس رخصت سے یہ سمجھنا کہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا شخصی رائے ہے۔ نیز جمعہ عید والے دن جمعہ تو سب پر (مصری ہوں یا دیہاتی) فرض نہیں رہتا۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اور صحیح بخاری باب القریٰ والمدینۃ میں ... [علہ] ... ساتھ تھا۔ ا... [علہ] ... ثم وادی القریٰ (مدینہ کے اعمال میں ایک گاؤں) میں کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں۔ اور یہ رزیق اس زمین پر زراعت کر رہا تھا جسمیں ایک جماعت سوڈان وغیرہ کی تھی۔ اس کا جواب ابن شہاب نے لکھا۔ اور اسکے پڑھنے سے میں سن رہا تھا۔ کہ وہ اس رقیمہ میں ایسے فرمان کرتا ہے کہ جمعہ پڑھ لیا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر سے باہر جمعہ جائز ہے کیونکہ وہ زمین زراعت ایلہ سے باہر تھی جسمیں صرف حبشی زمیندار رہتے تھے۔ یعنی وہ گاؤں تھا۔ اگر فقہاء حنفیہ کی یہ شرط مصر مان لی جائے۔ تو بہتر ہے جیسا کہ اکثر فقہاء کا فتویٰ ہے۔ کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا (در...) یعنی جس موضع کی ایسی حیثیت ہو کہ اسکی بڑی سے بڑی مسجد میں اسکے وہ باشندے نہ سما سکیں جن پر جمعہ فرض ہے۔ شامی میں ہے کہ ابو شجاع نے اسے احسن فرمایا اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہ صحیح ہے اور تجرید۔ ذخایہ۔ متن درمختار اور اسکی شرح میں اسے دوسرے قول پر مقدم کیا گیا ہے جس سے اسکی ترجیح ظاہر ہے۔ اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف کے ضعف کی دلیل یہ فرمائی ہے کہ احکام شرع خصوصاً اقامت حدود[علہ] میں سستی پڑگئی ہے اور طحطاوی میں ہے کہ یہ احسن ہے اور اسپر برہان الشریعۃ نے اعتماد کیا اور رازی نے فرمایا ہے کہ مراد اکبر مساجد سے یہ ہے کہ جو مسجدیں صلوات خمسہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان سے وہ بڑی ہو اور عادت وہ ایسی مسجد ہو نہ کہ وہاں اور مسجدیں پانچ۔ دس۔ گیارہ ہوں۔ اور وہ ان سے بڑی ہو۔ غرض حیثیت قریہ ہے ورنہ یوں تو قریٰ صغیرہ ایسی مسجد کے بنانے سے مصر بن جاتے ہیں اور بلاد عظیمہ ایسی مسجد کے نہ ہونے سے قریٰ نہ ہو رکھے جاسکتے ہیں۔ اور مالا یسع اکبر مساجدہ میں سکک اور اسواق کی قید بڑھائی جاتی ہے اس پر کسی نے تصریح نہیں کی اور جامع الرموز میں قہستانی نے فرمایا ہے "مالا یسع من موضع" اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف کی تزییف کردی ہے کہ یہ جامع نہیں ان امصار کو جو بالاتفاق امصار ہیں اسلئے یہی تعریف (مالا...) جو تعریفوں ... ہے اور حصلیں مختلف مگر بازار و تجارت والے موضع کو جنس ٹھہرانا ان کا من گھڑت مسئلہ ہے اسکی تصریح کسی مجتہد یا محقق نے نہیں فرمائی ایسے لوگوں کی غرض صرف یہی ہے کہ جمعہ دیہات میں قایم نہ کیا جائے کبھی مانتے ہیں کہ قریہ کا لفظ بڑے بڑے شہروں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ اصحاب القریۃ سے انطاکیہ اور من القریتین عظیم سے مکہ و طائف مراد ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ مصر کی تعریف میں قریہ کیونکر آسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہے کہ یہ تعریفیں لفظی ہیں بھلا صاحب! جب تعریفیں لفظی ہیں تو ہر فقیہ کا اپنا اپنا معرف کیوں جدا ہے پس ثابت ہوا کہ مصر یعنی قریہ جامعہ کی تعریفیں حنفیہ بحسب الاسم میں پھر امور اصطلاحیہ ہیں ...

علہ بیع کا لفظ صرف ... اختیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں جو کام انسان کرتا ہے اسمیں ایک چیز دیتا ہے اور ایک لیتا ہے اسی کا نام بیع ہے ۱۲

علہ حاکم ایلہ منجانب عمر بن عبدالعزیز ۱۲ - علہ امام زہری - علہ ظاہر ہے کہ امیر رزیق حضرت ابن شہاب سے زمین زراعت میں جمعہ قایم کرنے کی بابت مسئلہ پوچھتا تھا ایلہ کی بابت سوال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بلدہ تھا ۱۲

علہ جس میں امیر۔ قاضی۔ اور تنفیذ احکام ... و اقامت حدود کی شرط ہے ۱۲

کسی نے اپنی تحقیق سے مصر کی تعریف کچھ کی اور کسی نے کچھ۔ اگر ایک کی تعریف دوسرے کے نزدیک جامع مانع نہیں تو کیا مضائقہ ہے نظر برین وجوہات موضع سب کے نزدیک جنس متحد بنایا جاوے ۔ اور باقی قیود کو منفصل ٹھیرا یا جائے ۔ تو بہتر ہے مخفی نرہے کہ وذروا البیع میں اشارہ ہے جمعہ کے لئے وقت ظہر کا۔ کیونکہ اسوقت بیع کا زور ہوتا ہے خصوصاً قافلہ سوداگروں کے بھی اسی وقت آیا کرتے۔

(۶) فانتشروا میں احتیاطی کا رد ہے کیونکہ امر انتشار وقت ادا و نماز جمعہ نص ہے اس بات پر - نیز احتیاطی کی - روایت امام اعظم اور صاحبین سے مروی ہے نہیں۔ صرف بعض متاخرین نے فتوی دیا ہے وہ بھی مرجوح کیونکہ درمختار میں ہے

قد افتیت مرارا ۱ھ

یعنی میں نے . . . کئی دفعہ بوجہ خوف اعتقاد عدم فرضیت کا الزام مذہب پر لگاتے ہیں - بے شک - فلک مدار اشتباہ کا دور کرنا جائز ہے بلکہ بعض صور میں ضروری بھی ہے بشرطیکہ ... رفع ... بالمسجد نہ ہو اور یہاں ... کے لئے) پڑھی جائے ... عام لوگوں میں شائع ... نہیں رہتا ۔ یعنی احتیاطی ... کا فرض فرض ہے ... احتیاطی کے ادا کرنے میں ایک بڑا سوء ظن ... شریف پر ہوتا ہے

قال اللہ تعالے تبیانا لکل شئ - کتاب مبین ۔ ثم ان علینا بیانہ - یعنی ہم پر ضروری ہے ... کا - اور تبیان میں مبالغہ ہے کہ قرآن ہر ... اس امر ... مگر احتیاطی کی بنا امر مبہم ہی رہا - بات صاف نہیں ملا - کہ جمعہ کس مقام میں فرض ہے اور سلطان مسلم کے حضور یا اذن سے مشروط ہے - یا نہیں - اسلئے ظہر احتیاطی کا پڑھنا اور پھر جماعات میں پڑھنا ایک ایمانی حصہ کو ضائع کرنا ہے - اعاذنا اللہ من ذلک واللہ یھدینا الی سواء السبیل وھو نعم المولیٰ ونعم الوکیل

اخیر میں - مکرر چیلنج کیا جاتا ہے کہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر اور جس سے مدد لینی ہو - لیکر جواب لکھو۔

محمد ظہور الدین اکمل

گولیکے ضلع گجرات پنجاب

مخدوم الملۃ کی ایک تحریر

حضرت مخدوم الملۃ ... مولوی عبدالکریم صاحب شہید مرحوم کی سیرۃ اور تالیف لکھنے کے کام سے میں فارغ یا بے فکر نہیں ہوا سکے لئے مٹیریل کی تلاش کرتا ہوں اور جسوقت میں اسے اس قابل پاتا ہوں شروع کروں گا اس **پاک سیرۃ** کے مقدسہ میں جن امور پر میں بحث کرنی چاہتا ہوں انکا مواد بحمد اللہ میں نے جمع کر لیا ہے - یا کم از کم اس کے نوٹ ترتیب دیئے ہیں - اسی خیال سے میں آپ کی بعض تحریروں پر نظر کرتا تھا کہ ان میں ایک مختصر سا نوٹ اس مضمون پر کہ صحابہ کے **چال چلن سے ہم کیا سبق لے سکتے ہیں -؟** ملا میں نے مناسب سمجھا کہ الحکم کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو پہونچا دوں - اس تقریب سے مولانا ممدوح کی یاد تازہ ہوجائیگی اور ہمیں موقع ملیگا کہ اپنے محسن مخدوم کے لئے ترقی مدارج کی دعا کریں - یہہ مضمون اچھوتا اور نیا ہے - اور اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا - برادرم محمد اسمٰعیل صاحب مولوی صاحب ممدوح کے بھیجی زاد بھائی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنکی سعی سے مجھے یہہ بیش قیمت نوٹ ملا جزاہ اللہ احسن الجزاء - (ایڈیٹر)

صحابہ کی چال چلن سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

خدا ہے - وہ قادر مطلق ہے - واقعی یفعل اللہ ما یشاء یحکم ما یرید اسکی صفت ہے اور اوس کا دعوے کہ وما کان اللہ لیعجزہ من شئ فی السموات ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا - جو کچھ اوس نے ازل سے ارادہ کیا اسے کریں علاوہ جو کچھ قرآن میں اوس نے وعدے کئے - اور جن لوگوں کے حق میں کئے اور اون وعدوں کے مصداقوں کے جو جو نشان قایم کئے ان لوگوں کے حق میں عین وقتوں پر بلا کم و کاست پورے کئے اور جو وعید اور تہدیدات شدیدہ جو اسکی قاہریت اور قدرت اور علم پر دلالت کرتی تھیں - وہ اون کے حق میں پوری کیں جو اُن کے مستوجب تھے منافق - فاسق - کافر مشرک - ظالم معتدی - قاسط اُسی طرح ذلیل اور تباہ اور بے نام و بے نشان - بے ننگ اور سرنگوں ہوئے - اُن کی کارروائیاں باطل ہوئیں - اون کے اعمال حبط ہوئے - اُن کی کوئی کوشش بہی کارگر نہ ہوئی - اور وہ ہزار حسرت و ارمان دل میں لیکر اس جہان سے ناپید ہو گئے - کچھ آنحضرت کے وقت میں بموجب وعید کے نابود ہو گئے - اور کچھ بعد میں اور خدا تعالے کے علم اور قدرت نے ایک بہی نہ چھوڑا جو وعید کے وقت علم الٰہی میں موجود تھے - اور یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کا ایک نظام ہے جسکے اصول و قواعد منضبط اور مقرر ہیں - اور اسباب و سبب اور علت و معلول کا سلسلہ درست ہے - اور ان میں حکیمانہ ربط اور نظام ہے - جیسے قانون قدرت میں ایک نظام ہے ... ...

... ... جسکی وجہ سے کوششیں نتیجہ دیتیں اور اعمال مناسب نتائج سے بہرہ ور ہوتے ہیں اسی طرح قرآن میں بہی ایک نظام ہے جیسے کذلک نجزی المحسنین اور کذلک نجزی کل کفور نے ایک دائمی اور غیر متبدل قانون کی شکل میں پیش کیا ہے - جو شخص ویسے اعمال خیر کرے وہ بحسب استعداد و فطرت ان انعامات کا مورد ہوتا اور جو ویسے اعمال شر کرے - وہ وعید الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے - اس سے ہمیشہ کے لئے ایک واقعی امید و بیم کی راہ کہلتی ہے - اور خدا کے وعدہ وعید کا ایک ہیئت اور نظام اور منضبط قاعدہ نظر آتا ہے - اور **صحابہ کے چال چلن** سے ہمیں سبق ملتا ہے - کہ ہمیں خدا کی ہستی پر ایمان اور اوس کے صفات کاملہ پر ایمان - کہ ہمارا ایک رئیس اور اُن اعمال خیر کی اقتداء اور دعا کی رغبت پیدا ہوتی ہے - اسلئے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے اس نے وعدے کئے تھے مومنوں کے حق میں اُن کی مساعی جمیلہ اور دعاؤں کے بعد اُسنے پورے کئے ہمیں بھی یہ جوش دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وعدے پورے اور انپر کئے اور کبھی بہی پشیمان نہ ہونے والے خدا سے اعمال اور دعا سے ہم بھی حصہ لیں - یہی وجہ ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے اُن کا مثیل صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان اور علی کا (ہمارے مذاق پر نہ شیعوں کے مذاق پر) تصور دل میں پیدا ہوتا اور جوش آتا ہے -

اور **صحابہ کی چال** سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم ایک علمی کتاب ہے - جو اُسنے دعوے کئے ہیں اُن کا ثبوت بہی آیا ہے - اسنے دعویٰ کیا ہے کہ مبارک کتاب ہوں ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ اعتدنا لھم عذابا الیما - الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا - قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا - اس دعوے میں وعدہ اور وعید دونوں شامل ہیں ... دونوں کا ثبوت پوری طرح اس عالم میں دیا - اجر حسن اور اجر کبیر یہ ہوں کہ اون بے نام نشان گمنام کس مپرسی خانہ بدوش عربوں کو ابو بکر و عمر و عثمان کے رنگ میں کامیاب روحانی اور جسمانی بادشاہ بنایا اور **آخرۃ** یعنی اعمال کے نتائج حقہ پر (اور درحقیقت اس بشری آخرت کا ثبوت ہیں) ایمان نہ لانے والوں کو اولاً و بالذات جو جو اسوقت اُن راست بازوں کے مقابل ہوا اُن کا استیصال کیا - اور ان باتوں کی کلی یقین دلایا - کہ یہ ایک علمی مضبوط اور حکیم کتاب ہے اسکے قواعد اور اصول بڑے پختہ نتیجہ خیز ہیں - وہ وید اور انجیل کی طرح بے ثمر کتاب نہیں اور نری خیال اور امنا صدقنا کی کتاب نہیں -

صحابہ کے چال ... سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - آپ میں قوت قدسیہ تمام انبیاء سے بڑھکر تھی آپکی تعلیم اور عقد ہمت سب سے زیادہ بارور اور کامیاب ہوئی - لاکھوں آدمی آپکے ہاتھ پر ... آپکے قوت قدسیہ کی تاثیر سے اور آپکی تعلیم کے فیضان سے ان پڑھ قریش ابوبکر و عمر و عثمان خدا کے مقرر کئے ہوئے نشانوں کے مصداق ہوئے مومن ہوئے متقی ہوئے - صالح ہوئے محسن ہوئے مفلح ہوئے اور فائز ہوئے - کیا تھے اور کیا ہوئے ... قیصر اور قاہر بادشاہ ہوئے - اور اُن کی اتباع و رنگ میں ہزاروں لاکھوں آدمی سلک خدام نبوت میں داخل ہوئے - اور الیوم اکملت لکم دینکم اور یدخلون فی دین اللہ افواجا - یہ دو نو عظیم الشان وعدے جو آدمی ایکر آپ تک کسی مصلح اور نبی و رسول کے حق میں پورے نہیں ہوئے اور ظاہر ہے آپکے حق میں بوجہ کمال ثابت ہوئے - اور آپ کی قوت قدسیہ کی یہ تاثیر تھی کہ رات دن آپکے پاس بیٹھنے والے آپ کی خلا ملا کی مجلسوں میں شریک ہوئے اور جن کے ساتھ ہوکر آپنے عرب کو فتح کیا وہ پاک ہیں شناخت حال سے سب آپ کے سچے مخلص وفادار خدام تھے زندگی میں بہی اور آپ کی موت کے بعد بہی -

اور **صحابہ کی چال** سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آنحضرت بڑے قوی دلیل - بڑے دلیر - مبلغ رسالات رب تھے اور آنحضرت سدا خوش و خرم رہتے تھے - وہ تب سمجھتے تھے کہ جو دانہ آپنے بویا تھا کہ ... اکبر ہوا کزرع اخرج آیہ اور آپ کی لگائی پھلی کیسا عظیم الشان درخت ہوا - اور چاروں جان نثاروں اور سچے مخلصوں کا ایک عظیم الشان گروہ دیکھتے تھے باغ باغ ہو جاتے تھے - دنیا میں بڑی کامیابی کیا ہے ساری من مانی مرادوں کا پورا ہونا اور بد اندیش دشمنوں کا ہلاک ہونا - آنحضرت ان دونوں معنوں میں پورے بامراد ہوئے -

صحابہ کے ... سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم جب وعدے الٰہی مکفول تھا اگرچہ قرآن کریم اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی بیرونی دلیل اسکے ثبوت کے لئے ضروری ہے یا کوئی بیرونی دلیل کی بنا پر نکتہ چینی اسکی راہ میں کوئی نقص پیدا کر سکے - مگر بہرحال اس گروہ کو بیان کرتے ہیں اس خطرناک بے ادبی اور ناقابل ... شکست قرآن کو نبھانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ شلی ترتیب اور بگاڑی ہوئی کتاب ہے - جیسے جابجا انارقلی والے نے شکایت کی ہے اور روافض کو ایک فضول بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کا وجود نہ تو قرآن میں تھا اور نہ خدا کے کام میں خواہ مخواہ ایک بات بنانے اور آخر خیال ہوتے ہوتے

نوہزار نوسو روپیہ کا انعام

ممبران آریہ سماج کو خاصکر اور دیگر حق کے طالبوں کو عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق جگدمبا پرشاد آریہ اوپدیشک ملک برہما کی کتاب تحفہ آریہ سماج دو جلدوں میں طیار ہے۔ قیمت ہر ایک جلد کی ۱۲ہے جو کہ مصنف سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب پر آریوں کا ہر ایک جواب باحوالہ وید و اپنشد وغیرہ انکی کتب مسلمہ کے دینے پر ایک ایک انعام مقرر کیا ہے کہ جس انعام کی کل تعداد نو ہزار نوسو روپیہ ہے اور اس انعام کی ادائگی کا ایک لکھپتی آدمی ذمہ وار ہے۔ باوجود اس کے آریہ مہاشوں سے اس کا جواب نہیں ہوسکا اور نہ آگے کو جواب ہوسکنے کی اُمید ہے اور مصنّف کا یہہ دعوےٰ ہے کہ جو شخص اس کتاب کو سمجھکر اوّل سے آخر تک نیک نیتی سے بنظر تحقیق دیکھہ لے گا وہ ہرگز ہرگز آریہ سماج میں داخل نہیں ہوسکتا ہر ایسے شخص کو جنکو اپنی قوم اور اپنی پیاری اولاد کو آریہ ہونے سے بچانے کا خیال ہو وہ اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھے خصوصاً مسلمانوں کو اس کتاب کا خرید نا ایک ضروری بات ہے جس کے جواب سے آریہ سماج یقیناً عاجز ہے اور جس کو اسکے مضامین کے سُننے کا شوق ہو وہ شیخ صاحب کا لیکچر ضرور سنیں۔ اور ہر مذہب کے عالموں نے اس کتاب پر جو ریویو کئے ہیں اوس سے اس کتاب کی بے انتہا خوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کو دیکھو اور سرور دیکھو۔

المشتہر

عبد المجید سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام

دہلی زینت محل

مُتفرق نوٹ

میں ان تمام احباب اور کرمفرماؤں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میری علالت پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ چونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے خط کا جواب دینا مشکل ہے میں مختصراً ایسے تمام خطوط کے جواب میں جو میری صحت و مرض کے متعلق ابتک آرہے ہیں اتنا ہی کہناچاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے محض فضل وکرم سے میں اب تندرست ہوں بہت ہی کم نشکاہت [illegible] باقی ہے۔

اس موقع پر جو ہمدردی احباب نے میرے ساتھ کی ہے اسنے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید اور لذیذ ایمان بخشا ہے۔ میرے جیسے ایک کس مپرس اور ناکارہ انسان کے لئے بڑی گرم جوشی کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔ اور میری ہچمیرزی خدائے کا اعتراف کیا گیا یہہ باتیں کسی قوم میں پیدا نہیں ہوسکتیں جب تک اس کا تزکیہ نہو اور شکر گذاری کی روح اس میں نفخ نہ ہو۔ پس میں اپنے ان احباب سے جنہوں نے دعاؤں سے میری مدد کی پھر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری ذمہ واریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرے لئے **خاص طور پر دعا کریں**۔

نکاحوں کے متعلق

میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قوم میں یہہ تحریک اب عام ہورہی ہے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ رشتے اور ناطے احمدیوں ہی میں ہوں۔ میں ان خطوط کی بناپر جو وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں آتے ہیں۔ پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ پہلے تو صرف مردوں کی درخواستیں آتی تہیں۔ اور اب بعض لڑکیوں کے متعلق بہی مجھے لکھا گیا ہے کہ انکے لئے لائق بر تلاش کیا جاوے۔ مجھے ان خطوط کو پڑھکر خوشی بہی ہوئی اور افسوس بہی۔ خوشی تو اس لحاظ سے کہ آخر جماعت میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا اور افسوس اس وجہ سے کہ جبکہ خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مُبارک کام کو اپنے ہاتہہ میں لیناچاہا تہا اوسوقت عدم توجہی میں یہہ موقع کہو دیا گیا۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ جو لوگ ایسی درخواستیں کرتے ہیں وہ کلیتہً اس امر کو بزرگان ملت کے ہاتہہ میں دیں اور ان کے وسیع تجربہ اور ایمانی نور فراست سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ نرے اشتہاروں سے بعض اوقات مغالطہ کا پیدا ہوجانا ہی ممکن ہے اسلئے میری یہ [illegible] اور پوزر طور پر بزرگان ملت کو اس کام میں امین یقین کرکے مختار کریں وہی ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیا کریں۔ میں دیانت اور امانت کے موافق حضرت حکیم الامتہ اور جناب مولوی محمد علیصاحب کے مشورہ کے بعد انکو اطلاع دیاکروں گا۔

بہتر اور مبارک تو یہی امر تہاکہ خود حضرت حجۃ اللہ تجویز فرماتے مگر آپ دخل نہیں دیتے تو بزرگان ملت کے مشورہ سے [illegible] ہو۔

رہے اشتہارات جو الحکم میں شائع ہوتے ہیں جس شخص کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی علم اور واقفیت ہوگی اسکے متعلق لکھدیا جاویگا۔ کہ ایڈیٹر فلاں حد تک اس سے واقف ہے۔

یہ اشتہارات [illegible]

گذشتہ اشتہارات کے متعلق جو میاں احمد نور کابلی مہاجر اور ایک قریشی نوجوان کے متعلق دئے گئے ہیں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ میاں احمد نور کے متعلق ایک دوجگہ خط وکتابت ہورہی ہے۔ **قریشی نوجوان** کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی کوئی علم نہیں بجز اس کے کہ ایک احمدی نے وہ اشتہار دینے کو کہا اور دیدیا گیا ہے ایسی خط وکتابت کیلئے مشتہرین اخراجات خط وکتابت کے ذمہ وار ہونگے۔

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بہائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے اور زمیندار ارائین ہے اسکی اپنی زمین بہی ہے لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کیخدمت کیوجہ سے آٹہہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی سے جو فوت ہوچکی ہے ایک بچہ بہی ہے وہ شادی کرنی چاہتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے وہ ایک نہایت مخلص اور دیندار بہائی ہے۔ جہانتک جلد ممکن ہو احباب اس کے لئے سعی کریں۔

دو شریف لڑکیوں کے لئے متّقی احمدی لڑکوں کی تلاش ہے ایک راجپوت خاندان سے ہے۔ اسکا باپ اسباب کی پروا نہیں کرتا کہ لڑکا ضرور راجپوت ہو ہاں راجپوت ہو تو اچہا ہے۔ **احمدی** ہو۔ نوجوان ہو۔ صحت اچّھی ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا برسرکار ہو۔

دوسری لڑکی مغل برلاس خاندان کی ہے لڑکی کا باپ احمدی نہیں البتہ بہائی احمدی ہے۔ اور وہی محرک ہے کہ احمدی سلسلہ میں اسکا نکاح ہو۔ کوئی مغل برلاس احمدی درخواست کرے۔

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجی جاویں وہ لڑکیوں کے ورثا کے پاس بہیجدیگا۔ ٹکٹ خط وکتابت کے [illegible]

نسبت ہوگئی

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے متعلق ایک دوجگہ خط وکتابت ہورہی تہی آخر منشی عزیز الرحمٰن صاحب احمدی ملازم مہاراجہ کپورتہلہ نے انکے ساتہہ اپنی دختر نیک اختر کو منسوب کردیا ہے اسلئے انکے متعلق اور کوئی خط وکتابت نکرے۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ پہلے کی نسبت اچھی ہے حقیقت الوحی آپ لکھہ رہے ہیں جو آٹھہ جزو تک پریس میں جاچکی ہے۔

۲۔ بزرگان ملّت کی صحت [illegible] کا باعث ہے۔

۳۔ حضرت [illegible]

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ہمارے لئے مسرت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ خیر وبرکت کا موجب بناوے۔ آمین۔

۴۔ موسم میں حبس ہے۔ کبہی کبہی ٹہنڈی ہوائیں چلتی ہیں بادل آتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں۔ ۱۲۔ جولائی کی شب کو ڈیڑہ بجے زلزلہ کا سخت دھکا لگا۔ پہلا دہکا بہت سخت اور دوسرا زیادہ دیر تک رہا گو ہلکا تہا۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خطرناک سیاہ وسرخ آندہیاں آئیں بہت سے درخت اکہڑ گئے۔ اللہ رحم کرے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ طلب

میں نہایت ادب سے ملک بسنت لال صاحب تحصیلدار بٹالہ کو انکے فرض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کی آبادی اور اس کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑہ رہی ہیں لالہ موتی لال صاحب ہمیشہ قادیان کی صفائی کی طرف توجہ کیا کرتے تہے۔ بلکہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے قادیان کے **نوٹیفائڈ ایریا** قرار دئے جاتے پر زور دیا۔ ملک صاحب کو بہی غالباً اس امر کی طرف توجہ ہوگی۔ اسوقت موسم کی حالت اچہی نہیں وبائی امراض کے دن ہیں اور قادیان کے گرداگرد سخت متعفن **روڑیوں** کے ڈہیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ قصبہ کی صحت پر بُرا اثر پڑے اسلئے میں انہیں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ان روڑیوں کے اٹہوائے جانے کے متعلق سالہائے گذشتہ کی طرح احکام صادر کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس نوٹ پر بہت جلد توجہ کرکے پبلک کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

[illegible] مبین؟ کا کیا کہنا ہے

ماہوشان ہے نرالی اور جواداہے انوکہی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کچھہ ایسی اندہے بہرے ہوئے ہیں کہ اب انہیں کچھہ سوجہائی نہیں دیتا کوئی شخص مرزا صاحب کو دو چار گالیاں دیدے پہر انکی اپنی ڈاڑہی کا خواہ صفایا ہی کردے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے اپنے تازہ الہامات میں یہہ بہی ظاہر کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے

انّک لمن المرسلین

اب علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف او ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے موافق ہیں خصوصاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ دیوبندی کہ کیا اس الہام کے رو سے عبد الحکیم نے **دعویٰ رسالت** کیا ہے؟ یا نہیں؟ اور کیا وہ تمہارے مسلّمات کے رو سے **کافر ہوا یا ابہی** دائرہ اسلام میں داخل ہے؟ بینوا توجروا۔

اس فتویٰ کا جواب ملنے پر انشاء اللہ ان علماء کے عجائبات [illegible] گے۔

مشاہیر اسلام

قاضی ابو یوسف

ہر ایک ملک کی تاریخ میں دو ایک ایسی مثالیں ضرور ملیں گی جن سے یہ ثابت ہو رہے گا کہ فلاں شخص جو اسوقت اپنے ملک کا فخر۔ اپنے وطن کا سرتاج۔ اپنی برادری میں واجب الاحترام سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی پیدائش اس کے والدین کے لئے قیامت تھی بلکہ بعض وقت تو اوس کے باپ نے اس افلاس کیوجہ سے اس جگر گوشہ کو نور جہاں کی طرح سینہ پر پتھر رکھ کر لق و دق جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت سمجھا ہوگا اور جسوقت وہ اُسے چھوڑتے ہونگے تقدیر ہنستی ہوگی کہ جس چیز کو تم مادۂ فساد سمجھ کے الگ کرتے ہو۔ وہی مایۂ ناز ہے۔ اسی زمرہ میں امام ابو یوسف رح یعقوب بن ابرہیم بھی تھے۔ جو ایک حسرت نصیب کے گھر کے چراغ تھے مگر قسمت نے اونھیں ہارون رشید کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور اجتہاد کے باعث فقہ اسلام میں یہ رتبہ دیا کہ جہاں کہیں صاحبین کا ذکر ہوتا ہے اُن میں سے ایک یہی ابو یوسف رح اور دوسرے امام محمدؒ مراد ہوتے ہیں اور جہاں شیخین کا لفظ ہوتا ہے اُس سے یہ اور اُن کے اُستاد سمجھے جاتے ہیں۔

ابو یوسف رح کی پیدائش ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ غریب ماں نے چرخہ کات کے پیٹ پالنا [illegible] انہوں نے ذرا ہوش سنبھالا تو ایک دھوبی [illegible] مگر اس کام میں دل نہ لگتا تھا [illegible] جانے لگے ہوئی کہ امام اعظم رح کی درسگاہ میں پہونچا۔ وعظ و نصائح نے کچھ ایسا اثر کیا کہ دوسرے دن پھر سُورج چڑھتے کے ساتھ وہاں ہی پہونچے۔ دھوبی نے اُن کی والدہ سے عدم حاضری کی شکائیت کی۔ وہ سُننے کے ساتھ آگ بگولا ہوگئی اور عین اسوقت جب یہ امام صاحب سے سبق لے رہا تھا۔ جلی بھُنی آکر کہنے لگی " کیوں میں نے اس ناشدنی کو اسلئے چرخہ کات کات کے پالا تھا کہ تمہارے حوالہ کرتی ہوں۔ تم تو اسے دو پیسے کما کے لانے کے بھی قابل نہ رکھوگے۔" اُنہوں نے کہا " بڑھیا! جا اپنا کام کر! سُن! یوں تو یہ سبق پڑھتا ہے۔ مگر اصل میں روغن پستہ اور فالودہ ملا ملا کے کھا رہا ہے" اس وقت وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔ مگر اس دن سے اُنہوں نے اپنے سبق میں ناغہ نہ کیا۔ اس طالبعلمی کے زمانہ میں اُنہیں دو دو دن اکثر فاقہ بھی کرنا پڑا بلکہ افلاس کا یہ عالم تھا کہ ایک پیسہ کا کاغذ املا کو نہ ملتا تھا۔ بکریوں کی چپٹی چپٹی ہڈیاں کہیں سے لاکے جمع کرتا اور اُنہیں پر کچھ ضروری نوٹ کر لیتا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ بڑھیا نے اپنی خوشی کے لئے اُن کو بیاہ بھی دیا جو غریب ان کے لڑکی اُسے بھی فاقہ کشی کرنی پڑی۔ ایک دن مدرسے سے بھوکے بھوکے گھر پہونچے وہاں بھی روزہ ہی تھا اُس نے جو کچھ کھانے کے واسطے لانے کو کہا تو اُس نے وہی ہڈیوں کا ڈھیر سامنے رکھ کے کہا " کھائیے! شوق سے کھائیے۔ میرے پاس تو آپ کی کمائی سے یہی کچھ موجود ہے" یہ بات سُنکر اون کو معاش کی فکر ہوئی۔ امام اعظم صاحب نے دوسرے شاگردوں سے اُن کا حال سُنکر افسوس کیا۔ اور پھر اپنے پاس سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر کتب تاریخ اور حدیث کے شوق نے کوفے پہونچایا جہاں مغازی بھی پڑھی۔ پھر شیبانی۔ سلیمان تیمی۔ یحیٰی انصاری۔ اعمش ہشام۔ عطا۔ محمد بن اسحٰق کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اب قسمت رنگ دکھانے لگی۔ ہارون رشید زبیدہ کی ایک خوش جمال لونڈی کو دیکھکر فریفتہ ہوگئے پھر دفعتہً خیال آیا کہ یہ تو میری بیوی کی لونڈی ہے۔ دل میں کٹے۔ اتنے میں زبیدہ کو بھی خبر ہوئی غصّہ میں بھری ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی " جہنّمی! میرے سامنے سے دُور ہو۔ ہارون بولا " میں جہنّمی ہوں تو مجھے تمہارے بہشتی چہرے سے کیا واسطہ! چلو طلاق ہے۔ کہنے کو تو غصّے میں دونوں کہہ گئے پھر جب سنبھلے تو افسوس کرنے لگے کہ یہ طلاق کی بہت بُری ہوئی۔ علماء وقت سے پوچھا کسی نے مناسب جواب نہ دیا۔ آخر ہارون نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے شاگردوں میں سے اگر کوئی ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے ابو یوسف رح کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ یہ جوتیوں میں بیٹھ گئے حاضر ہوئے۔ سب بوسلام کرکے ہارون [illegible] مسئلے کی کیفیت آپ نے سُنی ہوگی کہو! اس بلا سے نجات بھی ممکن ہے۔ یا نہیں " یہ بولے جواب تو کافی ہے۔ مگر اس ذلت کے مقام سے میں عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اسکا کچھ خیال نہیں۔ یہاں بیٹھے کیا اور وہاں بیٹھے کیا۔ مگر علم خدا کی نعمت ہے۔ اس کی قدر ضروری ہے" یہ سُنکے ہارون نے صدر پر بٹھلاکے کہا " اب کہئے۔ اونہوں نے کہا۔ ہاں! آپ صورت مسئلہ بیان فرمائیے" خلیفہ کے دوبارہ بیان کرنے پر کہا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ نے کسی ممنوع بات کا قصد کیا آپ کے دل میں خدا کا خوف طاری ہوگیا۔ رشید نے کہا " بیشک! بلکہ واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں" یہ بولے " مجھے یقین آگیا نہ آپ جہنّمی ہیں نہ طلاق ہوئی کیونکہ طلاق کی جہنّمی ہونے کے ساتھ شرط ہے"

علماء نے مخالفت کی اور کہا " آپ ایسا قطعی حکم نہیں لگا سکتے" یہ بولے " یہ میری کوئی گھڑنت نہیں بلکہ خود قرآن شریف میں ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى "

(جس نے خدا کے خوف سے اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے بچایا درحقیقت جنّتی ہوگیا)

یہ فتوےٰ سب نے پسند کیا اور ہارون نے اُسی دن سے ابو یوسف رح کو امام ابو حنیفہ رح کا قایم مقام کر دیا۔ پھر اونہوں نے بہت نازک مسئلے اکثر حل کئے مثلاً۔

بغداد میں کسی امیر نے ایک امر نہ کرنے کی قسم کھائی اتفاق سے وہی بات اُس سے سرزد ہوئی جس سے شک ہوا کہ قسم ٹوٹ گئی ہے۔ جب ابو یوسف رح سے کل کیفیت بیان کی تو اُنہوں نے کہا " شک میں قسم نہیں ٹوٹتی"

ایک دفعہ ہارون نے پوچھا۔ اگر امام وقت کسیکو خود زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا صرف رویت کیوجہ سے امام پر فرض ہے کہ اُس پر حد شرع قایم کرے" اُنہوں نے کہا۔ نہیں" وجہ پوچھی تو کہا " مانا! کہ اوس نے خود دیکھا ہے مگر یہ صرف ذاتی علم پر مبنی ہے۔ اور حدود الٰہی ذاتی علم پر محدود نہیں۔ بلکہ شہادت بھی چاہئے۔

ایک لونڈی پر ہارون فریفتہ ہوئے اُس نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ " مجھے تمہارے ..... سے ملنے کا فخر حاصل ہو چکا ہے" ہارون نے ابو یوسف رح سے ذکر کیا یہ بولے " نہ عورت کی شہادت مستند ہے نہ کوئی گواہ ہے۔ [illegible] وہ آپ پر [illegible]

عیسےٰ بن جعفر کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس نے اوس سے وعدہ لے رکھا تھا۔ کہ اگر اُسے فروخت کریں یا ہبہ کریں تو اوس کی سب بیویوں پر طلاق۔ سب لونڈیاں آزاد۔ کل جائداد وقف غربا۔ ہارون اُس لونڈی پر بھی ریجھے اور عیسےٰ سے بضد ہوئے۔ وہ غریب سٹ پٹائے کہ کریں تو کیا کریں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

اتنے میں ہارون نے ابو یوسف رح کو بلانے کے واسطے ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر تاکید کی کہ جس حالت میں بیٹھے ہوں فوراً لے آؤ۔ یہ قریباً سو رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ان کے غلام نے دروازہ کھولا اور ہرثمہ سے خلیفہ کا تاکیدی حکم سُنکر فوراً قاضی القضات سے کہا۔ وہ گھبرائے ہوئے اُٹھے کپڑے پہنکر ساتھ ہو لئے۔ ڈیوڑھی پر مسرور ملا۔ اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ ایسی کیا بات ہے جو اسوقت بلوایا گیا۔ وہ خود لا علم تھا کیا کہتا۔ خیر! خلیفہ کی حضوری میں پہونچے عیسےٰ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ابو یوسف رح نے کہا۔ مجھے اسوقت حضور نے کیوں یاد کیا ہے" خلیفہ نے کل واقعہ بیان کرکے کہا " اب آپ ان سے پوچھئے" عیسےٰ نے بھی وہی وجہ بیان کی۔ یہ سُنکے قاضی صاحب نے ہارون نے کہا " اب معاملہ آپ کے ہاتھ ہے" فرمایئے کیا کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے۔ میرا دل اوس لونڈی پر آچکا ہے" ابو یوسف رح نے کہا " کوئی بات نہیں ابھی لیجئے۔ (عیسےٰ سے) آپ آدھی لونڈی تو ہبہ کریں اور آدھی کریں فروخت۔ اس طرح قاضی میں نہ قسم ٹوٹیگی۔ نہ بات بگڑے گی" یہ سُنکر عیسےٰ نے اسی وقت وہ لونڈی ہارون کی نذر کی۔

ایک دفعہ زبیدہ نے بہت سی چیزیں بھیجیں۔ قاضی صاحب ایک عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا " بندہ نواز! حدیث شریف کا مضمون یاد ہے۔

من اهدیت له هدیة فجلسائه شرکائه فیها۔ (جب کوئی شخص ایک مجلس میں بیٹھا ہوا ور اُسوقت اُس کے پاس کوئی ہدیہ یا تحفہ آئے تو جو لوگ شریک صحبت ہوں اُن کا بھی اس میں حصّہ ہے)

قاضی صاحب بات کو تاڑ گئے اور فوراً بولے " تم اوسوقت کی باتیں کہتے ہو۔ جب تحفے میں چھوہارے۔ دودھ اور کھجوریں آیا کرتی تھیں۔ اب سونے چاندی کی چیزیں آنے لگی ہیں تو اس [illegible] نہیں ہو سکتا"

ایک دفعہ خلیفہ اور اس کی بیوی میں یہ تکرار ہوئی کہ فالودہ اچھا ہے یا لوزینہ" فیصلہ کے لئے [illegible] بلایا گیا۔ دونوں میں سے ایک کو ایک پر ترجیح دینا نہ چاہتے تھے کہا۔ جب تک دونوں سامنے نہ ہوں کیا کہا جائے" فوراً لوزینہ اور فالودہ سامنے رکھے گئے۔ اُنہوں نے کبھی اسکو کھانا شروع کیا اور کبھی اُسکو جب ساری کی ساری اُڑا گئے تو بولے " دونوں کی صورتیں کچھ ایسی بھلی معلوم دیتی ہیں کہ ایک کو ایک پر ترجیح نہیں دیجا سکتی"

اس کے دوسرے دن ہارون نے دربار سے جاتے وقت قاضی صاحب کو ٹھہرا کے کہا " آج آپ یہاں ہی ٹھیریں اور یہاں ہی کھانا کھائیں" بولے " یوں بھی آپ کا ہی کھاتے ہیں۔ مگر یہ ایسی کیا بات ہے۔ جسپر ضد ہو رہی ہے" خلیفہ نے کہا " یہ ہے ہی ایسی چیز۔ فالودہ جو روغن پستہ سے ملاکر کھایا جائیگا" یہ سنتے ہی ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسی کی وجہ پوچھی۔ تو اُنہوں نے وہ طالبعلمی کا سارا واقعہ بیان کیا جسکو

سُنکر سب کہنے لگے "واقعی امام ابوحنیفہ کی دل کی آنکھیں کھلی تھیں۔

اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح ... ون میں نہ تھے جو شرع کے بے انتہا شکنجوں میں دُنیا کو کسنا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح شرعی حجت سے آزادی کا دروازہ کھولدیا کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک اہل دنیا کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) جو بدکاری میں مشہور ہیں۔

(۲) جو اعلےٰ درجہ کے پاک باز ہیں۔

(۳) بدمعاش ہیں مگر ظاہری صورت نیکوں کی سی رکھتے ہیں۔ پہلے دو اپنی شہرت اور دنیا داروں ... کرنے کے باعث الگ رہتے ہیں۔ مگر تیسری قسم کے لوگ چاہیئے قرآن کا جامہ ہی کیوں نہ پہن کے آئیں۔ اپنی دغابازی سے نہ چوکیں گے۔ یہی لوگ اکثر فساد کی جڑ ہوتے ہیں۔

حسن بن سماعہ کہتے ہیں ۱۸۲ھ ہجری کے ربیع الثانی کے شروع ہوتے ہی آپ علیل ہو گئے۔ اور جس روز انتقال کرنا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے "اے پاک پروردگار! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں۔ میں نے کبھی تیرے دو بندوں میں جان بوجھ کے ناجائز فیصلہ نہیں دیا۔ میرے ہر ایک فیصلہ کی بنا قرآن مجید اور حدیث شریف پر ہوتی تھی۔ اور جو امر بھی کوئی دقت آپڑی تو ابوحنیفہ رح صاحب کیطرف توجہ کی کیونکہ یہ وہ پاک بندے تھے جو تیرے احکام خوب سمجھتے تھے۔ اور دیدہ و دانستہ راہِ حق سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں ربیع الثانی کے پہلے پنجشنبہ کے دن آپکا انتقال ہوا۔ ابو یوسف رح کے ... زندے آپ کی حیات ہی میں مغربی بغداد کے قاضی ہو گئے تھے اور اسی عُہدے پر باپ کے بعد دس سال تک رہ کے دُنیا سے کوچ کیا۔

ابو یوسف رح کی تصانیف میں امالی والنوادر فقہ حنفیہ میں ایک مستند کتاب ہے قاضی القضات اور علما کی خاص پوشاک ہارون رشید نے ان کی تقرری سے رواج دی ان کے مقولے یہ تھے۔

(۱) اگر علم عزت چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

(۲) صحت کے بغیر زندگی بدمزہ ہے۔

(۳) روپیہ پیسہ خرچنے سے کم ہوتا۔ مگر علم بڑھتا ہے۔

(۴) جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں وہ آدمی نہیں۔

زہر الربیع میں ہے کہ ابتداء میں ابو یوسف رح کا کوئی پتہ نہ تھا۔ سلیمان صفوی کے زمانے میں کاظمین میں کسی ضرورت سے جو زمین کھودی گئی تو ایک پتھر پر "قاضی ابو یوسف" کا نشان کندہ تھا بادشاہ کے حکم سے اسپر ایک عمارت بنادیگئی جو اب تک موجود ہے۔ میر کرامت اللہ۔

(از روزنگار)

سچّے مذہب کی پہچان

ایک ہندو نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ سچّے مذہب کی کیا شناخت ہے۔ دنیا میں اسقدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں انمیں سے کسطرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلےٰ مذہب قابل قبول کونسا مذہب ہے حضرت نے فرمایا۔

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔

انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے۔ جسکا علم اسکو زیادہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ پھرتا ہے اور وہ آدمیوں کو کاٹتا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کریگا۔ کہ رات کو ایسے مکان میں جاکر سوئے اگر کسی کو معلوم ہوجائے کہ اس کہانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کہانے میں سے نہ اُٹھائیگا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جسکو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو خوبی ہوجاوے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہوجاوے انسان اسکے برخلاف بالکل نہیں کرسکتا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے اسکا سبب یہی ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کرسکے ہر شے کی قدر اسکی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر لعل یا موتی مل جاوے۔ تو وہ زیادہ سے زیادہ اسکو دو چار پیسہ میں فروخت کردیگا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے۔ جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا وہ الٰہی احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر ... وہاں اپنا ایمان فروخت کردیتے ہیں۔ جہوٹی گواہیاں عدالتوں میں جاکر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خداتعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جہوٹ نہ بولو اور سچّی گواہی دو ... کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا کی آیتوں کو تہوڑے مول پر بیچنے کے یہی معنے ہیں کہ انسان تہوڑے سے ظاہری فائدہ کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔ آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں یعنی ایک قومیت کی پچ کی جاتی ہے۔ ورنہ سچّا مذہب وہ ہے جو خدا کے خوف سی شروع ہوتا ہے۔ اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیئے جس سی خدا کی معرفت اور گیان بڑھ جائے۔ اور خداتعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے جس مذہب میں صرف پرانے قصّے ہوں وہ ایک مردہ مذہب ہے دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تھا۔ اسکی عبادت سے جو پہل پہلے لوگ پاسکتے تھے وہی پہل اب بھی پا سکتے ہیں خداتعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پہل نہیں وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اگر پہچانتے تو انپر ضرور برکات نازل ہوتے مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں۔ اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہے قوت عطا فرماوے اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اسکو قوت عطا ہوجائے۔ استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا کو تلاش کرو۔ تو اُسے پالوگے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط

بنام قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل

(بجنور - روہیلکھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے پرچہ اخبار قلقل میں میرے دعوے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے مفصل تحریر کی فرصت نہیں ہے میں چند ماہ سی بیمار ہوں اور ابھی بہت کمزور ہوں یہ سچ ہے کہ میرا دعوی مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا ہے میں اپنی کتابوں میں ثابت کرچکا ہوں کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی زمانہ میں واپس آکر دنیا کی عدالت کرینگے بلکہ قرآن شریف تصریح سے فرماتا ہے کہ وہ فوت ہوچکے ہیں۔ جیسا کہ آیت فلمّا توفیتنی سے ظاہر ہے یہ تو خداتعالےٰ کا قول ہے اور اسکی تائیدمیں ... آنجناب نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی رات ... انبیاء ... میں دیکھا ہے جو اُن سی پہلے ... پاچکے تھے اور پھر قرآن شریف میں سورہ نور میں فرماتا ہے کہ کل خلیفے اس اُمت کے اسی اُمت میں پیدا ہونگے اس صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ مرگئے ہیں اور انکی آمد ثانی کا خیال سراسر باطل اور طمع خام ہے اور میری طرف سے یہ صرف دعوے نہیں بلکہ صدہا نشانوں سی جو خدا کی طرف سی ظہور میں آچکے ہیں میری سچّائی ثابت ہے اگر میں خدا کی گواہی کے بغیر دعویٰ کرتا ہوں۔ تو میں جھوٹا ہوں اور اگر خدا کے کلام سے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ ہونا ثابت ہے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر میں ضرورت کے وقت نہیں آیا تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن یہ سب میری سچّائی کی علامتیں ثابت ہوچکی ہیں اسلام ایک نہایت تنزل کی حالت میں ہے کیا باعتبار ظاہر اور کیا باعتبار باطن اور خدا نہیں چاہتا کہ اسکو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اسلئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی روح پھونکے جو لوگ خداتعالےٰ کیطرف سی آتے ہیں۔ اُن کی سچّائی پر صدہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کیوجہ سی لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزارہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ان کے لئے خداتعالےٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچّائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونیکی علّت غائی کو پالیتے ہیں۔ اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہوچکی ہیں۔ لہٰذا میری تعلیم علی وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اُکسایا گیا اور کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کونسی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟

اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سی بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا ... جس کے لئے میں اس ... ہوں ... کروں۔ اور بجائے ... ہے کہ میں توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علّت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر سچّا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسلام

فقط

غلام احمد

عصاب پیرو جوانوں کی سچی دستگیر

مہت باجی کرن اوشدھ مقوی مبہی و مفرح ہے۔ اس کے استعمال سے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان سرعت انزال وغیرہ دور ہوتے ہیں دماغی کمزوری ولاغری ہمیشہ کی تکان سستی و دماغی نسیان چہرہ کی خشکی کھانسی نزلہ زکام۔ درد کمر ذیابیطس ہمیشہ کی بے لطفی وغیرہ سب کو مفید ہے جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جب جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جبکہ آدمی خاص وقت پر شرمندہ ہونے کی وجہ سے مرنے کو ترجیح دیتا ہے ۔۔۔ یہ دوائی اسکی سچی ہوش و غمخوار ہوتی ہے کرتے کو اٹھا ... اس کو اس دوا نا پڑنا کر جوان مرد بوڑھے کو جوان سست کو چست اور ویران کو آباد بنانا۔ اس کا کام ہے غرضیکہ مہت باجی کرن اوشدھ ان تمام امراض کا جانی دشمن ہے جو منی کے پتلا یا خراب یا کم ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ قیمت صرف للعہ فی ڈبیہ۔ نمونہ ۸

طلاء یا قوسین

طلاء ... کمال بخشتا ہے ... کے جو صحتیاب نہیں ہوئے تو اسکو آزما کر دیکھیں خدا لبھانتا ہے ... اسکو بہت ہی مفید پایا ہے سستی کے دفعیہ کے لئے اس سے بڑھکر اور طلاء نہ ہوگا۔ وہ لوگ جو اپنے ہاتھوں اپنی رگیں پٹھے کمزور کر بیٹھے ہیں مہت باجی کرن اوشدھ کے ساتھ اسکا استعمال کریں۔

قیمت تین روپے فی شیشی (...) نمونہ ۔ ۲ ۔ ۔ ۱ +

طلاء مہت منا و فصادی جو طلاء یاقوسین کے ہیں مگر فایدہ زود تر ہوتا ہے قیمت ... فی شیشی نمونہ

جریان کی لاثانی دوائی

معمولی جریان ۱۱ دن کے اندر اور سخت ۲۸ دن کے اندر جاتا رہتا ہے۔ ہمیں کئی خطوط آئے ہیں ... مریض ہمارے ... اعتبار کر کے ضرور اس دوائی کو منگوا دیں اس سے ضرور ان کو فایدہ ہوگا۔ قیمت صہ روپے (۲۸ خوراک)۔ نمونہ ۴

اب کمزور نہ ہوگے

جوہر اقتدار ۔ ایک گولی بعد فراغت کھالیجئے کمزوری سب کافور ہو۔ ... معلوم ہوگا ... کیا ہی نہیں علاوہ ازیں یہ گولیاں ... رقت جریان اور احتلام کو نافع ہیں قیمت ۲۰ گولی عسا کو ڈبیہ۔ نمونہ ۲

امرت کلی وصحا المعروف گھر کا وید

تقریباً کل امراض کا مکمل علاج ہے ... دیکھیں ... مفصل حالات کے واسطے فہرست طلب کریں قیمت ...

صحت جی ...

بالخصوص ان ... کے واسطے ... کی شکل میں چند روز کے ... پیدا ہوتے ہیں ... جریان احتلام ... ہیں ... ایک یا دو گولیاں کھالیجئے حسب خواہش ... ہو سکے مقوی مفرح اور بھی ... کھانسی نزلہ زکام درد کمر ذیابیطس ... بے لطفی وغیرہ کو دفع کریں۔ جوانی میں ... اپنا ستیا ناس کر چکے ہیں اس سے فایدہ اٹھائیں گے۔ قیمت ۲۰ گولی ایک روپیہ (عہ) ۶۰ گولی دستہ تین روپے۔

بال اڑانیکی بے نظیر دوائی

لگاتے ہی ایک منٹ میں ... کمال بغیر تکلیف ... صفا ہو جاتے ہیں ... بالکل نہیں رہتی نشانات اور ... جیسی ... چیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ قیمت ۶ ر فی ڈبیہ نمونہ ۱۰

مشتہر ۔۔۔ اکر دت شرما ملوید مالک دیش اپکارک اوشدھالیہ ایڈیٹر دیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر مصنف رسالہ جات طبی۔ لاہور

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصل ذیل وجوہات سے (۱) انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے اس کی ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں ہونیکی وجہ سے اس ہی کا خرچ دوسری غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط بنیاد پر قایم ہے۔ (۴) جتنے ممبر کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں ان کے پسماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی ... اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں کرانا چاہئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہماری دعوت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر ہمیں پہونچا دیں پراسپکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیا جائیگا

ان چند ملنجر وایکواری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا۔ اسکے استعمال سے کمی قوت باہ دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا۔ بدن کا ہل رہنا۔ پٹھوں کی کمزوری بھوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت ۲ درجن عہ

طلاء طلسمی۔ یہ طلاء ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زایل کر چکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ کہنا خلاف تہذیب ہے۔ صرف ۷ یوم کا استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۱ ماشہ (عہ) جو کہ ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا

نخل مراد۔ یہ وہ اعلیٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر میوہ جات و مقویات ... پیدا کرتی ہے بکس خورد عصہ بکس کلاں ... جس کے چند روز کے استعمال سے جالا سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم ... پانی بہنا۔ کمی بصارت۔ ناخنہ۔ وغیرہ کو بہت جلد پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم ... قیمت فی شیشی ایک تولہ ۸ ر رفع کرتا ہے۔ آزمایش ضرور کیجیے

سنون دندان۔ درد دندان۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ... گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض ان کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل ... ہو جاتا۔

اگر آپ کو عمدہ تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت نسیم سے منگوائیے۔ خوش ہو جائیگی گلاب ۱۲ ر سے عہ تک۔ مشک عنبر ۸ ر سے صہ تک۔ کیوڑہ ۱۲ ر سے صہ تک۔ بیت ۱۲ ر سے صہ تک۔ موتیا ۱۲ ر سے صہ تک۔ بادشاہی ۱۳ ر سے عہ تک۔ حنا ۱۲ ر سے صہ تک۔ خس ۱۲ ر سے صہ تک۔ چنبلی ۱۲ ر سے صہ تک۔ نارنگیل فی شیشی ۸ ر۔ مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاوے گی

المشتہر مینجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب سے ترقی و نیکی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم۔ محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

رعایتی فہرست کتب موجود دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوائے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراض کو ممبردار توڑا ہے - قیمت ۱ ر - سست بچن رعایتی ۷ ر

آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجت اللہ نے طشت از بام کردیا ہے - خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے - جو وہ اسلام پر کرتے ہیں - قیمت رعایتی ۳ ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود کے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - تیسری دفعہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۴ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات **تفسیر القرآن** - پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے - صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر اعلیٰ قبولیت ہوگئی ہے قیمت ۱۲ ر

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - قیمت ۴ ر

سلک مروارید حصہ دوم - جو جنوری ۱۹۰۱ء میں چھپکر شائع ہوگیا ہے - یہ رسالہ بھی بفضلہٖ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے - نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے - اور غیر مذاہب خصوصًا عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے - اور زنانہ مشن کی چالوں سے آگاہ کیا گیا ہے - جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے - ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے - قیمت ۴ ر علاوہ محصولڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت رعایتی ۸ ر

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا - جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اور ان جلسہ کی ...

المفرح ... - تفسیر سورۃ تبت - ا ر - ہوا و سبیل ... قیمت ا ر - نسخ ... قیمت ۲ ر - ضوابط الاسرار قیمت ... - برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۲ ر - دعوت ... قیمت ... النصح قیمت ا ر - مسلمانوں کا خدا اور اسکے ... - نمونہ قرآن مجید - قیمت ... - محمود کی آمین ... دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ ر - تفسیر القرآن پارہ دوم ۱۲ ر - تفسیر سورہ بقرہ مکمل ... - مراۃ الجہاد ... ضرورت امام ا ر - تحفہ احمدیہ ا ر

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو تو جعلی سمجھنا چاہئے
ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین

سرمۂ نور

تمثیل استاد واد ... ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی ... وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا - یہ وہ سرمہ ہے جس نے ہزار ہا دل مارنگ میں فایدہ کیا اور باقی امراض جالا - پھولا - دہند - غبار - سبل - پانی جانا - پڑبال - خارش - موتیا بند ابتدائی - سرخی - ضعف وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جڑ سے کہو دیتا ہے - بیگرد ان سائٹیفکٹ معززین - و ڈاکٹرون و حکیمون و رئیسون و عہدہ دارون کے موجود ہیں - ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے یقینوں کیمز ... ہر ملک میں ہے - قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے - دریافت طلب امور کے لئے جواب آنا چاہئے (سرمۂ نور خاکی فیتولہ عہ - سرمۂ نور سیاہ بصری فی تولہ ۸ ر)

کم خرچ بالا نشین

سوتی سنگی مشروع پختہ رنگ خوشنما ایسے کہ ریشمی معلوم ہون - مستورات کے واسطے ... تحفہ جات ... لحاف کے واسطے پائدار و خوبصورت کپڑا ہے - فی تھان طول ۱۴ گز - اگرہ - عرض ۱ گرہ قیمت صرف عہ ر فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان - محصول پارسل ذمہ خریدار - جملہ خط و کتابت وارسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمۂ نور - کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے - المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ کاکوری

صرف تین روپیہ میں



لیور واچ معہ چین کوک ۳۰ گھنٹہ گارنٹی ۵ سال

غضب ہوگیا کیونکہ ایسی مضبوط ٹھیک ٹائم دینے والی خوبصورت جیبی گھڑی تین روپیہ میں بکنے لگی اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے تو افسوس ہے - اکثر خریدار بعض سوداگرون کی رنگین باتون و کمی قیمت کے لالچ میں ناقص گھڑیان لیکر دھوکا کھاتے ہیں اُنکے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ناپسند ہونے پر بلا عذر واپس لینگے - یہ گھڑیان ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگائی ہیں اسیوجہ سے اسقدر ارزان دے سکتے ہیں - اسپر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے پتہ (برج باسی لال ویش کمپنی - نمبر ۹۴ - سیان گلی شہر جھانسی)

Jhansi

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک



اسکاٹ ... امتحان سینتیس سال سے زیادہ ہے فاضل طبیبون کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ ... یہ ہے کہ آج تمام جہان میں ... علاج امراض جگر کھانسی - زکام - گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے - ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا - فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا امشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان - میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

فہرست مضامین

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم
انّہ اوی القریہ

الحکم

چہ گوئیم بلطف گرانی چہا دیدہ قادیان مینی | خود امینی شفا مینی عرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰



تازہ الہامات ورؤیا

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا آج مجھے ایک الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے

ایک دم میں دم رخصت ہوا

یہ الہام ایک موزون عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

گورداسپور میں ایک آنریری مجسٹریٹ

گورداسپور میں آجکل ایک سردار سنت سنگھ صاحب نام آنریری مجسٹریٹ ہیں جنکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہوگی۔ انکی عدالت میں بعض ضمانت دینے والوں کو جو مشکلات پیش آئے ہیں انکے متعلق ایک خطرناک شکایت میرے پاس پہونچی ہے میں نہیں سمجھتا کہ ایک نوآموز اور ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں رعایا کی عزت وآبرو کا اختیار دینا کہاں تک مناسب ہوسکتا ہے یہ عہدہ نہایت ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ اس لئے ایسے عہدوں کیلئے صرف خاندانی ہونا ہی ضروری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے قابلیت اور تجربہ کاری کے علاوہ معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی بھی ضروری ہے سردار صاحب موصوف کی علمی قابلیت ان کی مثلوں سے معلوم ہوسکے گی اور میں نہیں کہ سکتا کہ انکا تجربہ کہانتک وسیع ہے جب کہ ابھی انکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہے۔ میں سردار صاحب کی نیک نیتی ملحوظ رکھیں اور اپنے اختیارات کو زیر نظر سنا ہے گورداسپور کے ایک نانبائی کے ساتھ انکی عدالت میں زیر دفعہ ۳۴۲ کا مقدمہ دائر ہے جس میں مجھے مستغیث ایک اور آنریری مجسٹریٹ کا اردلی ہے اس مقدمہ پر لوگوں کی خاص نظر ہے اور وہ بے چینی سے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں امید ہے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خصوصیت سے آنریری مجسٹریٹوں کے کام کی نگرانی رکھیں گے بلکہ ان نوآموز مجسٹریٹوں کو تجربہ کار مجسٹریٹوں کے ماتحت کم ازکم دو تین سال کام کرنا چاہئے یا قبل سنانے فیصلہ کوئی مجسٹریٹ صاحب بہادر کے حکم سے اسے دیکھ لیا کرے (اگر ایسے نوجوانوں کا آنریری مجسٹریٹ بنایا جانا ضروری ہی ہو) تاکہ انصاف کے لئے غریب اور مظلوم رعایا کو مشکلات میں نہ پڑنا پڑے۔ میں مفصل اس مضمون پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ایڈیٹر

[illegible]

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس **حقیقت الوحی** لکھ رہے ہیں ۱۰ جزو تک کاتب لکھ چکا ہے۔ یہ کتاب فی الحقیقت ایک عجیب کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۴۔ **اگست** کو کھل جائے گا۔

درخواست دعا

منشی محمد اکرام صاحب احمدی [illegible] ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ میرا [illegible] عرصہ دو یوم سے بخار میں مبتلا ہے۔ اسکی صحت کے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

مختصر نوٹ

لیکچر بند جن لوگوں نے سادھو گنید رپال ویناگری کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس کی تقریریں عموماً خلاف تہذیب دل آزار و فتنہ انگیز ہوتی ہیں۔ حکام ضلع گورداسپور نے نہایت نیک نیتی اور دور اندیشی کی بنا پر ضلع گورداسپور میں اس کے لیکچر آیندہ کے لئے بند کرا دئے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو بٹالہ میں عملی طور پر اس حکم کی پابندی کی گئی۔ اس پر لاہور کا آریہ اخبار پرکاش بہت جھنجلایا ہے۔ اور سب انسپکٹر پولیس بٹالہ پر نالش کا مشورہ دیتا ہے۔ سادھو مذکور کو جبراً لیکچر دینے کی تحریک کرتا ہے۔ تا وہ گرفتار ہو کر مقدمہ چلے۔ یہ کیسی بیہودہ اور اُلٹی راہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آریہ سماج کے لیڈر ایسے بے وقوف نہیں۔ جو اپنے نادان دوست کے مشورہ پر جلد کاربند ہوں۔ ہاں اگر کچھ بھی سپرٹ جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔ اسکے ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے۔ تو دیکھا جاویگا۔ میں سادھو گنید رپال کو اسکے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا [...] کوئی کرامت دکھا سکتا ہے۔ تو میری زبان بند کر دے۔ کیا سادھو مذکور تھوڑی دیر کے لئے اپنے جوشیلے اصول کو مد نظر رکھ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ ہمارے سماجی فلاسفر ہی کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں۔
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ؎

چکڑالوی استفتا چکڑالوی کے مرید خاص میاں شیخ محمد چٹو صاحب نے ایک استفتا علماء کرام کی خدمت میں بھیجا ہے جسکا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نماز عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ وہ جو کچھ نماز کی موجودہ صورت ہے۔ اس میں چونکہ چکڑالوی نے تبدیلی کر دی ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنا جدید طریق اختراع کیا ہے۔ اسلئے اس کی حمایت کی جاوے۔ استفتا کا جواب تو عالم اور مفتی دیں گے۔ میں اپنی سمجھ اور فکر کے متعلق چکڑالوی اور اس کے خدام و مریدین سے فقط اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے قرآن مجید میں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ نہیں پڑھا۔ اور جب عملی طور پر انکا مروجہ طریق نماز سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے خلاف ہے۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کا فتویٰ خود قرآن مجید میں پڑھ لیں۔ زیادہ استفساروں کی حاجت کیا ہے +

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر آج کل خوب اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک عزیز بھائی نے اپنے خط میں جو حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا۔ اس پر کچھ لکھا ہے میں فائدہ عام کے لئے اسے ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں +

۱۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں اس امر کے متعلق کھلی کھلی شہادتیں بجا بجا موجود ہیں۔ کہ موجودات عالم میں انسان کو اوس نے مخدوم بنایا ہے۔ اور سارے کائنات کو اس کا خادم قرار دیا ہے۔ اور یہ حقیقت عقل اور نقل دونوں سے ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر اس سلسلہ کائنات کو چونکہ کسی حکیم علیم قادر مطلق کا فعل نہیں جانتے اسواسطے وہ اس راز کے انکشاف سے محروم ہیں۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ انکو اس سوال کی ضرورت ہی نہ آتی ہو۔ کیونکہ وہ اس عالم کو ایک طبعی سلسلہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور اس پر یقین کرتے ہیں۔ انکو یہ کیوں کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے جواب کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس گروہ نے جو یہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ہم نے خود لگایا ہے اپنے طور پر اسی قسم کا کوئی جواب دیا ہو۔ مگر ہمیں۔ اپنے قدوس رحمٰن خدا کی کتاب میں یہ جواب ملتا ہے۔ کہ اس مخلوق کے پیدا ہونے کے متعلق جو الٰہی ارادہ ہوا اس میں سب سے پہلے انسان کے متعلق لِيَعْبُدُوْنِ کا فرض مقدر ہو چکا ہے انسان کے بقا اور مفوضہ خدمت کی تکمیل کے واسطے اس نے اس سلسلہ کائنات کو ارادہ ازلی کے مطابق خلق کیا ہے۔ ایجاد اور تکوین کونات کا حقیقی باعث یہی منشاء ایزدی ہے۔ جس وقت تک اس کا بقا اور وجود عالم میں پایا جائیگا۔ اس وقت تک یہ سلسلہ باقی رہیگا۔ اس حق کی اشاعت جو اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں ہے۔ جس مقدس گروہ کے پاک وجود کے ذریعہ ہوئی یا ہوتی رہیگی وہ لا ریب اس تمام مربوط نظام کائنات کے قیوم ہیں۔ جو لوگ اس جادہ مستقیم سے منحرف ہیں۔ وہ صرف طفیلی طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بنی آدم کی مراوات بلکہ زندگی کا مدار وہی مقبول ہیں۔ بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وہی ہیں۔ ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے انفاس پاک اور ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں۔ انہیں کی برکت سے چاند نکلتا ہے۔ اور سورج چمکتا ہے۔ وہ دنیا کے نور ہیں۔ اور جب تک وہ دنیا میں اپنی وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں۔ دنیا منور ہے۔ یہی رمز الہام لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ میں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ کؔ کو نوعیت کے معنی میں استعمال کرنا ہوگا اس فعل میں اگر یہ خاصہ پایا جاتا ہے۔ تو لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ مخلوق کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جسکا مفہوم یہ ہوگا کہ اگر اس زمانہ میں مامور نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس دنیا کو تباہ کر دیتا۔ اور یہ مخلوق معدوم ہو جاتی +

۲۔ یہ حضور علیہ السلام صرف ابھی تک کے متعلق ہے۔ الہامات میں نقل کا بھی امکان ہے،

۳۔ اَلْاَفْلَاک سے مراد ممکن ہے۔ کہ ظاہری افلاک نہ ہوں۔ بلکہ اون افلاک کی خلق مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کی برکت سے طیار فرمائے۔ یا آیندہ فرمائیگا۔ لغت عرب میں مدار النجوم کا نام فلک ہے۔ حدیث میں بھی اصحابی کالنجوم آیا ہے۔ ان معنی میں یہ الہام ایک عظیم الشان بشارت ہے +

۴۔ لولا کے بعد چونکہ ضمیر متصل کا استعمال غیر فصیح ہے۔ اسواسطے کؔ کا مضاف مثل اگر مقدر مانا جاوے۔ تو لَوْلَاكَ بمنزلہ لَوْلَا مِثْلُكَ ہو سکتا ہے +

۵۔ اَلْاَفْلَاک سے مراد وہ روحانی تبدیلی ہے۔ جسکی طرف حضور علیہ السلام کا ایک کشف اشارہ کرتا ہے۔ اوس کشف میں آپنے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنایا ہے +

والسلام

شیخ عبد الرحمٰن نو مسلم کا دورہ ہمارے مکرم بھائی شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم مؤلف اختیار الاسلام نے امسال تعطیل موسم گرما میں ضلع جالندھر کے بعض مقامات نکودر۔ کریام نواں شہر۔ راہوں اور پھلواں میں اپنے قبول اسلام پر لیکچر دئیے۔ جو [...] سے کامیابی سے ہوئے [...] سنگھ صاحب سب انسپکٹر پولیس نے [...] و انتظام میں قابل تعریف کام کیا۔ باوجود وہ خود سکھ ہیں۔ مگر نہایت بے تعصبی سے سارا لیکچر سنا۔ ایسے افسر جہاں کہیں بھی ہوں ملک اور اہل ملک کے لئے ایک برکت ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں گورنمنٹ کے لئے موجب فخر ہیں۔ صاحب موصوف کی اس مہربانی کا خصوصاً شکر گذار ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے لیکن جس عالی ظرفی اور بے تعصبی کا ثبوت انہوں نے دیا۔ وہ بہت قابل قدر ہے۔ لودہیانہ کے جلسہ کی رپورٹ منشی محمد شفیع صاحب نے بھیجی ہے۔ جو پھر درج ہوگی +

تعلیم الاسلام رسالہ تعلیم الاسلام جاری ہو گیا۔ اور جولائی کا نمبر شائع ہو چکا۔ اس رسالہ میں سورۃ [...] قابلیت اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور ابھی باقی [...] کے چندہ کی رسید زر بھی درج ہے۔ رسالہ کی خاص تعریف کرکے قوم کو ابھارنا بے سود ہے۔ اس لئے کہ قوم کو اپنے قومی اخباروں اور رسالوں کی قدر قومی پہلو سے کرنی چاہئے۔ **الحکم** میں اس مفید رسالہ کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ ایسے قابل قدر رسالہ کی ابھی تک دو سو کاپیاں ہی نہیں نکل سکیں۔ نکالنیکہ ۵۰۰ کاپیاں تو سو آدمی ہی خرید سکتے تھے۔ توجہ ہونی چاہئے +

انکار ارادات ایک معزز اور مشہور اہل علم نے ثالث بالخیر کے نام سے اس عنوان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو الحکم کی اسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں ابھی داخل نہیں خاص توجہ سے پڑھیں گے +

معذرت۔ کاتب کی غلطی سے صفحہ ۳-۶-۱۰ اور صفحہ ۷-۱۴ الٹے چھپ گئے ہیں۔ ناظرین احتیاط سے پڑھیں

ڈائری

(مرقومہ ایڈیٹر صاحب بدر)

گنہگاروں کی فلاسفی ایک شخص نے حضرت صاحب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے۔ مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی حضرت نے فرمایا۔ دیکھو خدا جیسا غفور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ پر یقین کامل رکھو۔ کہ وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے۔ تو میں ایک اور امت پیدا کرونگا۔ جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے۔ مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں خدا تعالےٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا کی طرف نہ جھکتا۔ تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا۔ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا۔ کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا۔ تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا۔ جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے جس طرح مکھی کے دو پر ہیں۔ کہ ایک میں زہر ہے اور دوسرے میں تریاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیز میں مکھی پڑے۔ تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے۔ پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو۔ کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہو جاوے۔ تو توبہ کرو کہ وہ اسکے واسطے تریاق ہے اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالےٰ کے حضور میں جھکو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے۔ کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ تب اس پر رحم کیا جاتا ہے اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے۔ کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے۔ لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئیدہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ بلکہ پختہ ارادہ ہو۔ کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کو انعام دیوے۔ انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحانوں کا پاس کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اندر دعا فرمایا۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہو کر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے ثنا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں خدا تعالےٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے۔ جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوےٰ لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے جس نماز میں دل کہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے۔ وہ ایک لعنت ہے۔ جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

ویل للمصلین الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون

لعنت ہے۔ ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصل ہے۔ جس میں مزہ آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

ان الحسنات یذہبن السیات

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ دیکھو۔ بخیل مانگتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دیدیتا ہے اور رحم کھاتا ہے خدا تعالےٰ تو خود حکم دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسےٰ نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا۔ جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا اور رات دن اپنی عیش میں معروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آتی اور اس سے انصاف چاہتی وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آگیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اس کا انصاف اسے دیا۔ دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں۔ کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آہی جائیگا استقامت شرط ہے۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کا ذکر تھا فرمایا۔ وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے۔ وہ تو خود اسلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پھر گیا ہے۔ جو اسلام کا دعوےٰ کر کے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا۔ اور اسکے نزدیک گویا آنحضرت کے وجود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے بعض کے سبب یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ خود ہی اسلام کی مخالفت کرتے ہیں

فرمایا۔ چراغ الدین مسیح بنتا تھا۔ عیسائیوں نے اسکی امداد کی۔ مگر خدا کے مسیح کے بالمقابل وہ ناکام رہا۔ ہمارا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا ہے لیکن ہمارے ساتھ عیسائی لوگ سخت عداوت رکھتے ہیں اور چراغ دین کا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا تھا۔ مگر اسکی امداد اور نصرت میں کھڑے ہوگئے وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹھا تھا اور یہ بھی جھوٹے ہیں جو انسان کو خدا بناتے ہیں۔ جھوٹھا جھوٹے کا حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ لیکن صادق کا ساتھ صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں۔ جو راستباز ہوں اور ایسے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ لیکن نہ معلوم اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ بعض احباب نمبر خریداری تو ایک طرف بلکہ اپنا پتہ بھی نہیں لکھتے۔ اور صرف اپنے دستخط کرتے ہیں۔ جن کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ عام اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ خریدار خط وکتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ ورنہ تعمیل کی شکایت معاف۔

محرر دفتر الحکم

دشمن، بداندیش اور مریض قلب والون کے لئے بہت سی باتیں ہوتی ہیں اور انبیاء و رسل کی تو قسمت ہی میں اعتراض ہوتے ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جسقدر اعتراض ہوئے اور باتیں کیجاتی ہیں کیا کسی معمولی زندگی کے نماز پر بھی کیئے جاتے ہیں؟ کبھی نہیں صدہا انسان ایسے ہونگے جو معمولی زندگی کے انسان کی تعریف کرینگے مگر جب انبیاء و رسل کا ذکر آئیگا تو وہاں اعتراض کے واسطے زبان کھولیں گے۔ بات کیا ہے کہ انبیاء و رسل پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں؟ اصل یہ ہے کہ جیسے دولت پر سانپ ہوتا ہے تاکہ نامحرم پاس نہ جاوے اسی طرح پر انبیاء و رسل بھی ایک بے نظیر دولت ہوتے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سعید اور رشید ہی ان تک پہونچیں اس لئے ان پر قسم قسم کے اعتراض ہوتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اہل نہیں ہیں دور رہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ جہاد کرتے نہ سوبان کرتے۔ نہ اعتراض ہوتے۔ مگر وہ نبی جس کی تعلیم اتم اور اکمل تھی اس کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ ایسے نااہل قبول کریں اسلئے چند باتیں ایسی رکھدیں جو **نظر بد دور** کا کام دیتی ہیں اور ان پر اعتراض ہوا اور بنا اہل ہلاک ہوئے مگر جو لوگ اہل تھے انہون نے حقیقت کو پالیا۔

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک نکتہ چیں اور معترض یہہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اور نبی کے صدق و وفا کو دیکھتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے عجائبات مشاہدہ کرتے ہیں وہ اسکے حالات ... تم میں اور ان میں حاجت نہیں ہوتی کہ کچھ اور دیکھیں۔ بدبخت نااہل وہ باتیں دیکھتے ہیں جن سے شقاوت بڑھے میں نے تذکرۃ الاولیاء میں ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہہ مکار ہے اور فاسق ہے ایک دن انکے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ۔ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھ میں تاکتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہیں کرتا۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے۔ مگر مجھ پر غضب نہیں آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہیں ہے؟

بات بڑی لطیف ہے یعنی عیوب پیدا کرنیوالے لوگوں کو یہہ بھی تو چاہئے کہ وہ دیکھیں کہ وہ شخص جو منجانب اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور جس پر اسقدر اعتراض اور نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہیں ہوتا کیا خدا بھی اس سے دھوکہ میں ہی رہا۔ عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حقیقت سمجھی کہ معاذ اللہ آپؐ افترا کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو وہ نصرت دی اور وہ فضیلت دی کہ آدم سے آخیر تک کسی کو وہ کامیابی کبھی نصیب نہ ہوئی بلکہ آپ کے متعلق ایک ایسا نکتہ ہے جو آپ کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا وقت تھا۔

یعنے اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور غیر اہل کتاب بھی بگڑے ہوئے تھے اور یہہ بات مخالفوں کی تصدیق سے بھی ثابت ہے پنڈت دیانند صاحب کہتے ہیں کہ آریہ ورت میں بت پرستی ہو رہی تھی اور اسطرف عرب میں بھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائیوں کے مذہب کا خلاصہ یہہ رہ گیا تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا تھا۔ غرض جس طرف دیکھو ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ سے بالکل غفلت اور لاپروائی ہو چکی تھی۔ اور وہ وقت پکار پکار کر رہا تھا کہ ایک عظیم الشان **مصلح** کی ضرورت ہے اور یہہ مسلم بات ہے کہ **ضرورت علوم کی ماں ہوتی ہے**۔ ہر قسم کا علم ضرورت سے پیدا ہوا ہے طب طبعی ہیئت جغرافیہ وغیرہ تمام علوم کی ماں ضرورت ہی ہے۔ پس اگر سمجھدار ہو تو سمجھ لے کہ اس **دقیقہ معرفت** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایڈیٹر) کی ماں بھی کوئی عظیم الشان ضرورت ہے بہت سے صحابہ آپ پر ایمان لائے یہہ دیکھکر کہ آپ ایسے وقت آئے ہیں جو سخت ضرورت کا وقت ہے، اگر آپ نہ آتے تو شاید نوح کی طرح ایک طوفان آکر دنیا کو ہلاک کر دیتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آپکے لئے ایسا اجلیٰ اور اصفیٰ نظارہ ضرورتوں کا ہے کہ کسی دوسرے کے لئے وہ میسر نہیں اور حضرت عیسےٰ کے لئے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ فقیہ اور فریسی موجود تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھتے تھے اس لئے انہوں نے کسی نئی شریعت کا دعوے ہی نہیں کیا۔ اور پھر جبکہ یہودیوں کے اسقدر اگروہ موجود تھے تو نہیں کہہ سکتے کہ سب منحرف تھے بعض عامل بھی تھے اور وحی اور الہام کا بھی دعوے کرتے تھے کیا ان میں کوئی ایسا تھا جو انسان کو خدا بناتا ہو۔ وہ تو موجودہ عیسائی مذہب سے بھی اچھے تھے موحد تھے یعنے زین الدین ابراہیم کی معرفت بمبئی میں ایک یہودی عالم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے کہیں یہہ بھی لکھا ہے کہ انسان خدا ہوگا اُس نے قسماً کہا کہ ہرگز نہیں ہم تو اسی خدا کو مانتے ہیں جو قرآن میں بیان ہوا ہے ہم انسان کو خدا کہنا کفر سمجھتے ہیں جو تمام لوازم ضعف ناتوانی بیماری کے رکھتا ہے یہہ **لعنتی مذہب ہے** جو انسان کو خدا بناتا ہے۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ایسی واضح اور روشن ہے کہ کسی دوسرے نبی کا زمانہ ایسی نظیر نہیں رکھتا اب دوسرا حصہ دیکھو کہ آپ فوت نہیں ہوئے جب تک الیوم اکملت لکم دینکم کی آواز نہیں سُن لی اور اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ آپ نے نہیں دیکھ لیا یہہ آیت نہ توریت میں نہ انجیل میں۔ توریت کا تو یہ حال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور قوم کو وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ کر سکے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ بہت سی باتیں بیان کرنے کی تھیں کیا قرآن شریف میں بھی ایسا لکھا ہے؟ وہاں تو اکملت لکم ہے۔ رہی انکی تکمیل صحابہ کی جو تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی نسبت فرماتا ہے۔

منہم من قضےٰ نحبہ الایۃ

اور پھر ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا۔ لیکن انجیل میں مسیح کے حواریوں کی جو تعریف کی گئی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ جا بجا انکو لالچی اور کم ایمان کہا گیا ہے اور عملی رنگ ان کا یہ ہے کہ ان میں سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور پھر اس نے سامنے لعنت کی۔ انصاف کرکے کہو کہ یہہ کیسی تکمیل ہے۔ اسکے بالمقابل قرآن شریف صحابہ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔ اور ان کی ایسی تکمیل ہوئی کہ دوسری کوئی قوم ان کی نظیر نہیں رکھتی پھر انکے لئے اللہ تعالیٰ نے جزا بھی بڑی دی یہانتک کہ اگر باہم کوئی رنجش بھی ہو گئی تو اسکے لئے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل الایۃ۔ حضرت عیسےٰ نے بھی حواریوں کو تختوں کا وعدہ دیا تھا مگر وہ ٹوٹ گیا کیونکہ بارہ تختوں کا وعدہ تھا۔ مگر یہودا اسکریوطی کا ٹوٹ گیا جب وہ قائم نہ رہا تو اوروں کا کیا بھروسہ کریں۔ مگر صحابہ کے تخت قائم رہے دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی۔

غرض

یہہ آیت الیوم اکملت لکم مسلمانوں کے لئے کیسے فخر کی بات ہے۔ اب ان باتوں کو ملا کر غور کرو کہ آپ ایسے وقت جب کہ بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنیوالا ہے جو میں اسکو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اسنے فرمایا۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دلیل ہے اور انجام الیوم اکملت لکم میں فرما دیا۔ گویا یہ باب نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہیں کہ سورتیں اتار دیں بلکہ تکمیل نفس اور تطہیر قلب کی وحشیوں سے انسان پھر اسکے بعد عقلمند اور با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔ اور تطہیر نفس تکمیل اور تہذیب نفس کے مدارج طے کرا دئے۔ اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ میں نے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی

تُم بتاؤ جو قرآن شریف میں نہو مگر وہ نہ بتاسکا۔ یہ ہی ایک زمانہ مجھپر گذرا ہے کہ مینے بائبل کو سامنے رکھکر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسطرف توجہ نہیں وہ قرآن شریف پر تدبّر ہی نہیں کرتے اور نہ انکے دل میں کچھہ عظمت ہے ورنہ یہہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اسکی نظیر دوسرے دین ہی میں نہیں

غرض

الیوم اکملت لکم کی آیت دو پہلو رکھتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کرچکا دوسرا کتاب مکمل کرچکا کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کرلیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔

مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس پر ہوا۔ کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے کسی نے کہا اے بڈھے کیوں روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے کیونکہ یہہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہوچکتا ہے تو اس کا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسے دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہوجاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے زیادہ سمجھدار ابوبکر ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر کو رکھتا اور فرمایا ابوبکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کردو کوئی پوچھے کہ اس میں مناسبت کیا ہوئی۔ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق معارف کا۔ اسلئے فرمایا کہ ابوبکر کی اندرونی کھڑکی اسطرف ہے تو اسکے لئے یہہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہیں کہ اور صحابہ محروم تھے نہیں بلکہ ابوبکر کی فضیلت وہ ذاتی فراست تھی۔ جس نے ابتدا میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی۔

گویا حضرت ابوبکر کا وجود مجموعۃ الفراستین تھا۔ اب میں پھر یہہ ذکر کرکے اسکو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہہ بھی فرمایا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا جو مامور ہوکر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ مرگیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کسر صلیب ہوگا اور یہہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور سچے آدمی کو غم یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھہ کو جسنے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہ یہی علت غائی کا بوجہہ ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اسکو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جب کہ خدا تعالیٰ کا یہہ وعدہ ہے تو یہہ ہوکر رہیگا تمہیں مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جسنے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دیگا۔

مراسلات

الموت والحیات

یہ دونوں الفاظ اگرچہ روزمرہ سننے میں آتے ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کے معنوں سے واقف ہوگا۔ مگر حقیقت میں انکے معنے ایسے آسان اور عام فہم نہیں۔ دنیا میں یہی موت اور حیات کا مسئلہ سب مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور پُر اسرار ہے۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ یا ہوگذرے ہیں۔ سب اسی مسئلہ کے حل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور جہانتک ہوسکا اس کو آسان اور عام فہم بنانے میں نہ صرف کسی واحد شخص کی عقل اور سمجھہ بلکہ الہام الٰہی اور وحی آسمانی سے بھی مدد لیتے یا مدد پانے کا دعویٰ کرتے رہے سب نیک اور برگزیدہ اولیاءاللہ حیات ابدی کے متمنی اور فنا کے شائق رہے اور خیال ہوتا ہے کہ موت سے عام انسان اسطرح بھاگیں۔ اور جو شخص جتنا بزرگ اور نیک ہو اتنا ہی فنا کا طالب اور موت کا خواہشمند ہو ایسی کوئی بھید ہے۔ اور موت اور حیات کے وہی عام معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ضرور یہہ مردو الفاظ کسی خاص معنی میں استعمال ہوتے ہونگے یعنے انکی اصطلاح میں انکے اور معانی ہونگے۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمیں ان بزرگوں کے اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

اناجیل مرّوجہ میں حضرت مسیح علیہ السّلام کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ انھوں نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ تم ابدی زندگی پاؤگے۔ کیونکہ زندگی میں ہوں جو میرے پاس نہ آئیگا ابدی ہلاکت کا مستوجب ہوگا۔ انہی دستاویز کو سند گردان کر زمانہ حال کے پادری خواہ مرد ہوں یا عورت۔ نجات نجات پکارتے پھرتے ہیں اور صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ جو کوئی مسیح کو قبول کرچکا وہ کبھی نہیں مریگا۔ لیکن جب انسے پوچھا جائے کہ اسکا ذرا مطلب تو سمجھا دیجئے۔ سبق تو واقعی بڑا روحانی ہے۔ لیکن آپ اس سے کیا مطلب سمجھے ہیں تو جواب ندارد۔ اگر اس سے جسمانی موت یا حیات مراد لیجائے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے تو یہ صریح باطل ہے۔ بڑے اچھے سبھی قسم کے لوگ مرتے رہے ہیں اور مرتے رہینگے۔ اور اگر بقول بعض ہوشیار پادری صاحبان کے یہ کہا جائے کہ گنہ گار۔ (وبقول الکفر یلیتنی کنت ترابا) اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ پس ابدی زندگی یا ابدی ہلاکت سے نہ ظاہری حیات اور موت اور نہ روحانی حیات اور موت مراد ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ اس جسم کو فنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس مرنیکے بعد جینا ہے جسمیں نیک و بد سب شریک ہیں پس ابدی زندگی کو نیک اشخاص یا بقول پادری صاحبان یا انکے بلیغ علم اناجیل مروجہ سے امید رکھنا عبث ہے۔ ان باتوں کو اہل دل جانیں۔ نہ کاہل دل۔ اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے کلام ربانی میں ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا۔ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ اور اے محمد نہ خیال کرنا انکو جو مارے گئے۔ اللہ کی راہ میں مرا ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انکو روزی ملتی ہے۔ اگر موت سے صرف جسم اور روح کی جدائی متصوّر ہوتی تو ان شہدائے احد کیلئے جنکو اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑا کیونکہ ارشاد ہوتا کہ انکو مردہ مت سمجھو۔ اگر حیات سے صرف زندہ ہونا یعنے کسی قسم کے جسم اور روح کا تعلق مراد ہوتا تو انکی نسبت حیات کا لفظ بھی عجیب المعنے ہوتا۔ کیونکہ اس دنیاوی جسم کو تو وہ سب کے مشاہدے میں چھوڑ چکے۔ اور جسم آخروی اگر کوئی واقعی جسم ہوتا تو انکو قیامت کے دن عطا ہونا چاہیئے تھا۔ پھر اس حیات سے کیا مراد ہے یقیناً کوئی ایسی حیات جسمیں اس جسم کو کوئی تعلق نہیں۔ اور روح تو بدعمل کے سرتاج فرعون اور قارون وغیرہ کی بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگی۔ پھر حیات شہدائے احد میں کیا خصوصیت ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ موت سے مراد خداوند تعالیٰ سے قطع تعلق ہے جس شخص کے دلمیں نور ایمان نہیں وہ شخص مردہ ہے۔ اگرچہ دیکھنے میں کیسا ہی توانا اور تندرست چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا ہو خداوند تعالیٰ سے دوری اور جدائی ہی اصلی موت ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار لوگ اس دنیا میں بھی مردہ ہیں اور عاقبت میں بھی بعد حشر کے مردہ ہی رہینگے۔ موت احساس ظاہری کے باطل ہونے کا نام نہیں بلکہ معرفت الٰہی اور رضائے الٰہی کے فقدان کا نام موت ہے۔ اسی طرح حیات سے یہ ظاہری زندگی یا آخرت کی زندگی ہی مراد نہیں۔ بلکہ بقا باللہ اور وصل الی اللہ یا دوسرے الفاظ میں رضائے الٰہی اور اسکی حضوری کا نام حیات ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسکا موید ہے۔ اس ظاہری موت کو قرب الی اللہ اور اسکی حضوری میں ممد اور معاون سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ روحانی تعلق اور خلع جسم زیادہ قوی ہوجاتا ہے اور اسی بارے میں جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ لیکن اولیائے کرام جنہیں عشاق خدا کہنا زیادہ موزوں ہوگا ہمیشہ اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اس جسمانی تعلق میں بھی وہی لطف حاصل کریں جو بوجہ موت ظاہری میسر آسکتا۔ اسلئے وہ اپنے جسم ظاہری کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ گویا وہ ہے ہی نہیں۔ دنیا اور اسکے تعلقات جو جسم کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نظروں میں ہیچ ہوجاتے ہیں اور وہاں ظاہری تعلقات میں بھی اسی ہستی واحد کا ید قدرت مشاہدہ کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی انکی حرکات وسکنات پر غالب آجاتی ہے گویا ظاہری موت سے پہلے اپنے جسم اور اسکی خواہشات کو نظرانداز کردیتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا کا مشہور مقولہ اسی حالت کا ارشاد کرتا۔ وہ چلتے ہیں۔ پھرتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ کسب حلال کرتے ہیں سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کیلئے اور اسکی اس رضا کیلئے۔ مخلوق خدا کی بہتری کیلئے وہ اپنے کو کھو دیتے ہیں اور نفسانیت کو وداع کرتے یا یوں کہو کہ اس بحر زندگی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو خلعت بقا حاصل ہوتا ہے پھر وہ قطرہ نہیں بلکہ دریا کہاتے ہیں۔ انکی روانی دریا کی روانی انکا وجود دریا کا وجود اور انکے افعال مظہر اسمائے الٰہی ہوتے ہیں وہ حقیقی معنوں میں منشائے خلقت کو پورا کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ انی

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض بدیون کے ترک پر اسقدر ناز نکرو جب تک نیکیون کو پورے طور پر ادا نکروگے اور نیکیان بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہو۔ اسوقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر **مرد خدا** نہ پاؤگے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر یہ ظاہر نہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اسنے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اسکے واسطے روپیہ نہیں ہے ایک بندۂ خدا نے یہ سن کر دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اس بزرگ نے اٹھ کر اسکی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائیگا جب اس شخص نے ان باتوں کو سنا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یا حضرت مجھسے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے اسلئے وہ واپس دیدو۔ اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دیدیا مگر لوگون نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہہ اسکی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہہ عذر بنا لیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور لوگ اسے برا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گذری تو وہی شخص روپیہ لیکر اس بزرگ کے گھر پہونچا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوتے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اور کہا حضرت میں نے یہہ بیلا سوقت اسلئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں میری نیت تو اور تھی اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرتے تک اس کا ذکر نکریں۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ تو انہوں جواب دیا کہ مجھے رونا اسلئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کرین گے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالی نے اس امر کو ظاہر کر دیا جو شخص خدا تعالی سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالی اسے عزت دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کروگے وہ مخفی رہے گا ریا سے بڑھکر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے۔ مگر ریا مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے۔ ریاکارون کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقعہ ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسلئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔

جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالے سمیع اور **بصیر** ہے وہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی انکے دئے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے دنیا **مزرعۃ آخرت** ہے یعنے آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ۔ جو شخص صحابی مال دولت اور جایداد یہان جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہان سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ اسوقت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جنکے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا۔ اب یاد رکھو وہی خدا جس نے **تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی تھی** وہی خبر دیتا ہے کہ **زمانہ قریب** آگیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہونگے اگر ان نشانون کا انتظار ہے اور انکے بعد جوش پیدا ہوا تو اس کا ثواب ایسا نہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالے نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اسوقت اگر کوئی ایمان پیش کریگا تو ذرہ برابر اسکی قدر نہوگی کیونکہ اسوقت تو کافر بھی سمجھ لیگا کہ دنیا **فانی** ہے میں نے سنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنون میں ایک جگہ ایک بڑا متمول ہندو مر گیا مرتے وقت اس نے اپنے مال و دولت کی کنجیان اپنے بھائی کو دین وہ بھی مر گیا اور اسطرح پر ان کا سارا خاندان تباہ ہو گیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہان کے ایک زمیندار کو کنجیان پیش کین اس نے انکار کر دیا کہ میں کیا کرونگا۔ بالآخر وہ مال داخل خزانہ سرکار ہوا۔ یہہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مائل ہو جاتے ہین اسوقت یہہ باتیں کام نہیں آتی ہین کیونکہ خدا تعالی کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنیسے پہلے خدا تعالی سے ڈرتا اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچا لیا جاتا ہے۔

پس

خدا تعالے کو راضی کرنیکے یہی دن ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہون کہ خدا تعالے نے جسقدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں جنمیں میں اسے ظاہر کر سکون۔ وہی خدا ہے جس نے براہین کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھ رہے ہو خبر دی۔ ان ہندوؤن سے جو ہمارے جدی دشمن ہیں پوچھ لو کہ اس زمانہ مین اس جلوۂ قدرت کا کہان نشان تھا۔ پھر جب وہ ساری باتین پوری ہو چکی ہین پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہونگی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئین گے اور موتوں کے دروازے کھل جاوین گے۔ پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آجاوے اور موت اپنا منہ کھول کر حملہ شروع کر دے تم نیکی کرو اور خدا تعالی کو خوش کر لو۔ میں یہہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہون کہ اس زمانہ کی تمام **نبیوں** نے خبر دی ہے یہہ آخری ہزار کا زمانہ آگیا ہے اور دیکھو یہہ وہ وقت ہے جسکے لئے گیارہ سو برس پہلے کی کتابون میں لکھا تھا کہ مہدی کے وقت رمضان مین کسوف خسوف ہوگا اور آدم سے لیکر اسوقت تک کبھی یہہ نشان ظاہر نہین ہوا۔ وہ نشان تم نے دیکھ لیا پھر یہ کیسی قابل غور بات ہے۔ بعض جاہل اعتراض کرتے اور بہانہ بناتے ہیں کہ یہہ حدیث ضعیف ہے احمق اتنا نہین جانتے کہ جس حدیث نے اپنے آپ کو سچا کر دیا ہے وہ کیسے جھوٹ ہو سکتی ہے۔ محدثین کے اصول پر سچی اور صحیح حدیث تو وہی ہے جو اپنی سچائی آپ ظاہر کر دے۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہوتی تو پھر پوری کیون ہوتی؟ دو مرتبہ کسوف خسوف ہوا۔ اس ملک مین بھی اور امریکہ مین بھی۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہے تو پھر اس کی مثال پیش کرین کہ کسی اور کے زمانہ میں بھی ہوا ہو؟ یہہ حدیث اہل سنت اور شیعہ دونون کے ہان کتابون مین موجود ہے پھر اس سے انکار کیون کر کیا جا سکتا ہے؟ یہہ آسمان کا نشان تھا اور زمین کا نشان وہ ہے جو **طاعون** کی صورت میں نمودار ہوا قرآن شریف میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قریب آجائیگی تو عام طور پر **موت** کا دروازہ کھل جاویگا اور یہہ حدیث کسوف خسوف کی قرآن شریف سے بھی صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ طاعون کے متعلق شیعہ کی کتابون مین تو یہان تک لکھا ہے کہ ایسی طاعون ہوگی کہ جہان دس آدمی ہون گے انمیں سے سات مر جاوین گے اور حقیقت میں یہ ایسی بلا ہے کہ خاندانون کے خاندان اس سے مٹ گئے اور بے نام و نشان ہو گئے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہوگا اسقدر سردی کی شدت میں طاعون ترقی کر رہی ہے (دسمبر کا ذکر ہے ایڈیٹر) امرتسر میں زور شور ہے ایسی حالت میں کوئی کیا امید کر سکتا ہے۔

جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا **املاک اور جائدادین** سر پر اٹھا کر لے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھ کر بھی تبدیلی نہین کرتے تو کیونکر کہ سکتے ہو کہ خدا پر **ایمان** ہے

ہم اپنے نفس کیلئے کچھ نہین چاہتے بارہا یہہ خیال کیا ہے کہ اپنے گذارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جایداد اس سے زیادہ ہے

پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہون کہ خدا کی راہ مین **خرچ** کرو یہہ خدا کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت مین ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بیقرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیون ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریون نے اسپر دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ جب یہہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں خدا تعالی نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اسکی ترقی کے لئے سعی کرنا یہہ اللہ تعالی کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ مین جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ **سمیع و بصیر** ہے۔ یہہ وعدے بھی اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کیلئے دیگا میں اس کو چند گنا برکت دونگا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملیگا۔ اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لیگا کہ کسقدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اسوقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہون کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالون کو خرچ کرو اسی مطلب کیلئے یہہ گفتگو ہے۔ اسوقت جیسا کہ میں شایع کر چکا ہون اللہ تعالی نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اسنے فرمایا قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کوئی ایسا ذکر باقی نرہنے دیگا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور خزی کا باعث ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا خط

مخدومی اخویم چودہری اللہ داد صاحب مرحوم جب شاہ پور میں رہتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلاؤں کا ہونا ضروری ہے اسکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جو شخص اس بات پر یقین لاتا ہے کہ میرا خدا ہے۔ جو قادر اور کریم و رحیم اور علیم ہے۔ اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھلانا چاہئے، وہ خدا تو قادر ہے کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ حل کردے مگر بندہ کی ترتیب کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بنا پر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کرسکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ہی نمازوں میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع سجود میں التحیات میں ہر ایک وضع دعا کرو۔ کوئی نیا طرز نہیں ہے جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے۔ اس کو کسیقدر ابتلا کا مزا چکھاتا ہے۔ تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر بلیّوں کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں صرف ایمان کا قصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا، مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کر کے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھلانا چاہئے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۳۰ - جنوری ۱۹۰۱ء

انکار ارادت

ارادت ہر شخص سے ہو سکتی ہے چاہئے پیر دینی ہو یا دنیاوی۔ اگر ہم بعض دنیوی امور میں کسی کی ارادت کرتے ہیں تو وہ بھی ایک ارادت ہے۔ جیسے کہ دینی امور کی ارادت آج کل یہ بحث ہے۔ کہ ایک یا چند مریدوں کے انکار سے پیر کے دعوای یا رتبہ میں فرق آجاتا ہے یہ درست نہیں اگر ایک شخص رعایا میں سے گورنمنٹ کا باغی ہو جاوے۔ یا ایک شخص بعض وجود سے دوسرے شخص کا ارادت مند نہ رہے تو گورنمنٹ یا اس دوسرے شخص کی وقت میں کیا فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

بقول استاد سے

نہوے وقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

پیری اور مریدی کی فہرستیں ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سے مریدوں نے انکی زندگی یا وفات پر اپنے مشہور پیروں کی پیری سے انکار کیا لیکن اسکا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ خدانخواستہ ان پیروں کی وقعت اور بزرگی میں کوئی کمی آگئی۔ کتنے اہل حدیث ایسے ہیں جنہوں نے امام عظیم الشان حضرت ابوحنیفہ کی تقلید سے منہ پھیر رہے؟ تو کیا انکے ایسے عمل سے نعوذ باللہ حضرت ابوحنیفہ کی وقعت اور عظمت میں کوئی شک لا سکتا ہے۔ ہزاروں اہل شیعہ صحابہ کبار سے رو گرداں ہیں۔ تو کیا انکا انکار صحابہ کبار کے منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ صدہا کیا ہزاروں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جاویگا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں ہے۔ صدہا خارجی العیاذ باللہ حضرت علی اور دیگر ائمہ مطہرین سے بشدت انکاری ہیں۔ کیا ان کا انکار ان بزرگان اسلام کی عظمت و احترام میں کوئی فرق لا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

لوگ قادیانی مسئلہ کی عداوت میں اس کلیہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جو الٹے اور مسلم سلسلوں کو بھی لے بیٹھتے ہیں۔ یہ اصول بہت ہی برا ہے کہ جو بات قادیان سے نکلے۔ اس کی ضرور ممانعت کی جاوے۔ قادیان والے ہمیشہ قبلہ رو نماز پڑھتے ہیں۔ اب قبلہ چھوٹے بغیر کس طرح درگذر ہو سکتی ہے۔

ہم اس بحث پر ایک قول فیصل رسالہ منتہلی علی گڈھ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ بحث میانہ غورث کے سلسلے میں اس لئے کی ہے۔ مگر اس موجودہ سوال سے بھی اسکو وہی نسبت ہے۔ جو اپنے اصل سے ہے۔

(منقول از رسالہ منتہلی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء)

بڑے بڑے لوگوں کے سوانحات عمری پر غور کرنے سے یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں کسی اہل کمال کے سینکڑوں ہزاروں معتقد ہوتے ہیں۔ دو ایک اس کے منکر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور انکا اس کے ساتھ صرف انکار ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اسکے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ منکرین میں اکثر دنیاوی جاہ و ثروت کے دلدادہ ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو شرافت روحانی اور محامد روحانی سے مطلق مس نہیں ہوتا اور وجہ ان کی خباثت اور نفسانیت کی صرف بغض و حسد ہوتا ہے۔ جو انکے تنگ اور کم ظرف دلوں میں اسی صاحب کمال کی عظمت و عزت کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحبان کمال اپنی روحانی قوتوں سے ایک مقناطیسی اثر جمہور خلائق کی طبیعتوں پر ڈالتے ہیں۔ جس سے ایک عام رجحان خاص و عام کا انکی طرف ہوتا ہے۔ اس قبولیت عام کو وہ جاہ طلب لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی سے اپنی کساد بازاری کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور انتہا بدکرداری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ میانہ غورث بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہ تھا اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسا اس کے ہمعصر معاصرین اور متاخرین کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور آیا کرتا ہے۔ (مولوی محمد اسلم جراج پوری) وہ لوگ جو محض ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے پھر جانے سے سلسلہ قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور انکے ہاتھ میں آجکل سب سے اعلیٰ دلیل یہی ہے۔ وہ اس کلیہ کی بابت انصاف سے کیا کہتے ہیں۔

راقم ثالث بالخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے

ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر ان کے پاس آئے۔ ایک نے اظہار کیا۔ کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس دوسرے نے کہا۔ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا۔ چونکہ دہنے بائیں راہ نہ تھی۔ میں نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا۔ کہ تو نے نہ جانا۔ کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں رہتی۔ شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نہ سمجھے۔ کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے لباس غم ماتمی کیوں پہنا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کے صبر کا یاد دلانا مقصود تھا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی۔ اور استغفار کیا۔ اور لباس ماتمی اتار ڈالا اور صبر و شکر بجا لائے پس ہر آدمی کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں شکر الہٰی کرتا رہے اور خوف و رجا کو ہاتھ سے نہ دے۔

بقایادار توجہ کریں کہ نصف سال سے

زائد سال رواں گذر چکا ہے۔ لیکن تاحال بہت سے ایسے خریدار ہیں۔ جن کی طرف سے سال رواں کا چندہ وصول نہیں ہوا ہے۔ مطبع کی طرف سے ان کے نام کئی دفعہ وی۔ پی روانہ کئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں۔ وہ احباب ذرا تھوڑی دیر کے لئے غور کریں۔ کہ انکی واپسی وی۔ پی کا ہرجانہ کس پر پڑا۔ حالانکہ ان کو وی۔ پی کے ارسال کرنے سے قبل بذریعہ کارڈ کے اطلاع دی گئی تھی۔ وی۔ پی۔ فلاں پرچہ آتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسپر کوئی توجہ نہیں کی۔ انکو چاہئے۔ کہ بقایا ارسال کر کے کارخانہ کو مشکور فرماویں۔ منیجر الحکم

سحنون کے نسخہ سے مقابلہ کرو۔ اگر کہین اختلاف پاؤ تو سحنون کے نسخے کو اصح سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کر لو،،

اسد الدین شیخ کا خط دیکھ کر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر چند دوستون نے اس کام سے باز رکھنا چاہا۔ انہون نے سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے تمہارا نسخہ غلط ثابت ہوگا اور سحنون کے نسخے پر لوگ عمل کرینگے۔ ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہوجائے گا۔ کہ اسد الدین نے مدد سحنون سے حاصل کی ہے،،

امام ابن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو بہت افروختہ ہوئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ،،خدایا اسد الدین کی ذات سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اور اسکی کتاب سے لوگ مستفیض ہون،،

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں کہ[1] یہ دعا کچھ اسطرح قبول ہوئی کہ واقعی اسد الدین کا نسخہ شرف قبولیت سے محروم رہا یہان تک کہ آج اسکو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور اہل قیروان سحنون کے ہی نسخے پر عمل کرتے ہیں[عہ]

امام سحنون کا پورا نام یہ ہے۔ ابو سعید عبد السلام بن سعید التنوخی الملقب بہ سحنون

امام ابن قاسم کے علاوہ اشہب اور ابن وہب سے بھی انہون نے فقہ مالکی اور حدیث کی تحصیل کی ابھی تحصیل سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ قیروان کے قاضی مقرر ہوگئے یہ مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اور سلسلہ درس و تدریس مذہب مالکی کی اشاعت کا ایک قوی باعث ہوا

سال ولادت سنہ ۱۶۰ھ اور سال وفات سنہ ۲۴۰ھ ہے۔ اسد الدین ابن فرات کے بخل نے جب انکو مصر پہنچایا۔ تو وہ سنہ ۱۸۸ھ کا زمانہ تھا۔ چار سال تک امام ابن قاسم کی خدمت میں رہے اور المدونہ کا صحیح نسخہ لیکر سنہ ۱۹۱ھ میں قیروان واپس آئے قیروان پہنچ کر انہوں نے المدونہ کی ترتیب و تہذیب شروع کی۔ مسودہ متفرق اور بے ترتیب مسائل کا ایک پریشان مجموعہ تھا انہون نے نظم و ترتیب کے ساتھ تمام مسائل کو الواب و فصول میں مرتب کیا۔ ارکان اسلام کی ترتیب فقہی ترتیب پر قایم کی اور بڑا کام یہ کیا کہ بعض مسائل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات اور موطا کی احادیث بھی درج کر دیں۔ تاکہ مستخرج مسائل کا ماخذ بھی پیش نظر رہے[عہ]

❖

المدونہ پچھلے دو سو سالوں میں گمنامی کا ایسا پردہ پڑگیا۔ کہ چند ناقص اور غلط نسخون کے سوا مکمل اور صحیح نسخے سے خالی نظر آنے لگی جرمنی کی اورینٹل لائبریری اور مصر کے کتبخانہ خدیوی میں دو نسخے موجود ہیں۔ مگر اول الذکر نسخہ میں صرف دو حصے اور آخری نسخہ میں دو حصے اور تیسرے حصہ کا کچھ ٹکڑا ہے۔ ساتھ ہی بیحد غلط اور باہم مختلف ہیں۔

پچھلے دنون مصر کے مشہور پبلشر اور کتب فروش حاجی محمد ساسی تونسی کو اس کتاب کی اشاعت کا خیال ہوا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ یورپ کے کتب خانے اس انمول موتی سے خالی ہیں اور جرمنی اور مصر کے نسخے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اسلئے حاجی موصوف نے پرائیویٹ کتبخانون اور غیر مشہور مخازن کا سراغ لگانا شروع کیا۔ کیونکہ بسا اوقات بعض نادر الوجود کتابیں جنسے مغرب کے مشہور مخازن کتب خالی ہیں تیونس اور دمشق کے کہنہ مدرسون اور خانقاہون میں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

سنہ ۱۹۰۴ء میں محمد ساسی کی سعی بار آور ہوئی اور المدونہ کا اصح مکمل اور خوشخط نسخہ ہاتھ آگیا . . .

(۱) نہایت قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے یعنے آٹھویں صدی ہجری کے طرز تحریر طریق کتابت اور فن خطاطی کا نمونہ ہے

(۲) نہایت قیمتی ہرن کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ جو آٹھ سو برس گذر جانے پر بھی اب تک محفوظ ہے۔

(۳) کتاب کے حواشی پر جا بجا تشریح و ترمیم اور مختلف عنوانوں کی عبارتیں مختلف قلمون سے لکھی ہوئی ہیں۔ اصل کتاب کے متعلق بھی بہت سی قیمتی معلومات بطور فٹ نوٹ کے جا بجا درج ہیں اور تحریر کے نیچے محرر کا نام بھی ثبت ہے۔ ان ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ بڑے بڑے آیمہ مذاہب اور اکابر علماء کے مطالعہ میں رہ چکا ہے جنمیں قاضی عیاض صاحب شفا کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے

ظاہر ہے۔ کہ جب اتنے بزرگوں کی نقاد نظریں اس پر پڑ چکی ہیں۔ تو اسکی صحت میں پھر کس کو شک ہوسکتا ہے ۵ سنہ ۱۹۰ء کے اوائل میں محمد ساسی نے یہ نسخہ اکابر علمائے مصر کے سپرد کیا۔ جنمیں علامہ شیخ محمد عبدہ قدس اللہ سرہ بھی شامل تھے۔ نسخہ خدیوی سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس نسخہ کو صحیح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسلئے بجنسہٖ پریس میں دے دیا گیا۔

قاہرہ کے اول درجہ کے پریسوں میں السعادۃ ایک مشہور پریس ہے اسلئے یہ کام اسی کے سپرد ہوا۔

المدونہ پر ایک اجمالی نظر ۱۱

قلمی نسخہ کے ان حواشی اور نوٹوں سے جو اکثر اکابر علماء کے قلموں سے نکلے ہیں نفس کتاب کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں

(۱) پوری کتاب میں ۳۶ ہزار مسئلے ہیں۔ (۲) چار ہزار حدیثیں ہیں۔ (۳) آثار صحابہ و تابعین ۳۶ ہزار ہیں

❖ ❖

اس کتاب کی ترتیب میں اور ان فقہی تصنیفات کی ترتیب میں جو اسلامی تمدن کے عروج کے زمانہ میں لکھی گئیں کچھ زیادہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ کتاب۔ باب۔ اور فصل کی ترتیب اسمیں موجود ہے۔ مگر فصل کی جگہ صرف مسائل کا عنوان لکھ دیا گیا ہے۔ مسایل کے بیان اور ترتیب کے مختلف طریقے ہیں

(۱) امام سحنون امام ابن قاسم سے خاص مسائل کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جو جواب ملتا ہے درج کر دیتے ہیں اس صورت میں مسئلے کے بیان کو قلت لعبد الرحمٰن بن القاسم کے جملے شروع کرتے ہیں۔ اور قال کا اشارہ بتلا دیتا ہے۔ کہ ابن قاسم کا جواب ہے۔ سوال کا عام انداز یہ ہے کہ صرف امام مالک کا قول یا طرز عمل نفس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ اور قال جواب میں امام صاحب کا قول پیش کر دیتے ہیں یا واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۱) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۵۲۳
عہ وفیات الاعیان جلد اول ،، ۵۲۲

(۲) اکثر موقعوں پر مسایل کو صرف قال کے لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنے سوال جواب کی صورت نہیں ہوتی۔ صرف ابن قاسم کے اقوال درج کر دیتے ہیں۔

(۳) کہیں کہیں امام ابن قاسم کا واسطہ بھی حذف کر دیتے ہیں اور یوں بیان کرتے ہیں سئل امام مالک

اکثر الواب میں مسایل کے بیان کرنے کے بعد احادیث اور آثار بھی پیش کر دیئے ہیں اور بتلا دیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ فلان حدیث سے ماخوذ ہے۔

❖

المدونہ کے چار حصے چھپ کر آچکے ہیں جنمیں کتاب الوضو سے لیکر کتاب النکاح تک کے ابواب مکمل موجود ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اور اصلاح یافتہ ٹائیپ پر چھپی ہے۔ ہر حصہ کے ساتھ تفصیلی فہرست بھی موجود ہے۔ پانچوان حصہ پریس سے نکل چکا ہے اور عنقریب پہنچ جائیگا۔ چھٹا حصہ پریس میں جا چکا ہے۔ ہم نے دو دو حصون کو ایک ایک جلد میں مجلد کرا لیا ہے۔ جلد عمدہ پایدار بنی ہے پشتہ پر کتاب اور مصنف کا نام کندہ کرا دیا گیا ہے (کتاب کی مجموعی قیمت ۲۵ روپے ہے) درخواست آنے پر تیار شدہ حصص پوری قیمت پر روانہ کئے جائینگے اور جسقدر حصے آتے رہینگے خریدار صاحبان کی خدمتمیں روانہ ہوتے رہینگے

مدد دعا

(۱) چودہری برکت علے خان احمدی ساکن شروعہ ضلع ہوشیارپور عرصہ سے بیمار ہے ناظرین الحکم سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(۲) شیخ برکت علی صاحب عرضی نویس گرہ شنکر کا بڑا لڑکا بھی عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ بہت علاج کیا گیا ہے۔ لیکن پوری صحت نہیں ہوئی ہے اسکے لئے بھی دعا کی جاوے اللہ تعالیٰ ہردو کو صحت کامل عطا فرماوے آمین ثم آمین)

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ..۵ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبدالحکیم آفندی قبرصی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے روسی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش ہی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کر دے گی (〃)

ان خیوا

اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قائم کریں اور لائق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (〃)

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یوروپین صاحب جو بریڈ فورڈ یارک شایر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کر لیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی بنے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کر لیا۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریسٹی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار سے ہے جسکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول ۵ فیٹ ۲ انچ۔ وزن ایک من ۱۴ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۳ سیر ہے ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی۔ یہ قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہم نے بہت کوشش کی۔ مگر دریافت نہ ہو سکا نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے۔ اسکی جسامت دو انچ طول ۶ فیٹ ۲ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر۔ اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور عازمان حج و زیارت کی راحت و آسائش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے۔ جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے۔ یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے۔ تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی۔ اس لئے اب اسکی محرابیں جا بجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دس ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے قلمے قدمے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعائیں لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہو سکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمائے۔ یہ اشعار ایک تازہ لڑکے میں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں ریویو ریلجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہٰذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی ہل جانیکے دن
ہوکے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اڑ جانیکے دن حیران ہو جانیکے دن
زمین کو تب حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کٹے جائینگے نیچے جسکہ پا اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کے جانیکے دن
پھر کہا جائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہ رہے تھے جنکی عبادت دل کو بہلانیکے دن
استطاعت نصرکی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگار ان کو یاں بدلاؤ جانیکے دن
کچھ مدد کر سکیں معبود ان کے زینہار
ڈر گئے دن وحشت کے دن دل کے سکڑ جانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تم کو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کرو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنگلی سرمگیں
چشم آ گئے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونے کا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہے یہی حاکم تو حب سب چاروں طرف
آ گئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے مسیحا رسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آ شفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دل کو ای دریغ
مر گیا تو آ گئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آ سمجھ تیرے عزیز اہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مر جانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آ گئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہو جانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آ سنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیز واب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے پہنچا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
قید کے دن منکر دوزخ میں وہ گھر جانیکے دن
رائگاں کھوتے ہو کیوں ای دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دل کی بہلانیکے دن

المدونۃ الکبریٰ للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نوسو برس تک امام مالک کے پیرووں میں مابہ العمل رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی: دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آئمہ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ میں امام مالک آخر الذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمٰن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

مابقی علی وجہ الارض امن علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر حدیث رسول (صلعم) کا امانتدار کوئی نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے آگے کوئی ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول تہا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہان تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات و اجتہاد سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علماء اب مدونہ جیسی کتابون کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام عبدالرحمٰن ابن القاسم نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمٰن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) **روایت امام سحنون**

(۲) **روایت اسد الدین بن الفرات۔**

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہو گئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخزن استفتون بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املاء (لیکچرز) کا مجموعہ تہا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تہا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تہا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر ایسا بھی ہوتا تہا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا اور جواب طلبا نے لکھ لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتا بھی آتے تھے اور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچرز اور استفتا کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بہت حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی خاص تحریک پیدا ہو جاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا۔ المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور املا ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردون کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے المدونۃ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمٰن **بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی** فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی[۵] عتقی بضم العین و فتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلون کی ایک جماعت تہی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تہا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے۔ چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جاتے لگے۔[۵]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑون شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردون میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیون میں نظر آتے رہے! اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالا مال ہو رہے ہیں بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آگئے ہون گے۔ ہزارون مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کئے تو خود نوٹ کر لیا۔ عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتا یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبریٰ کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تہا۔ حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تہا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظون اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ و صحۃ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ و لم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم و لیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ	ابن قاسم ... سبحان اللہ اسکی

احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتون نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

امام سحنون ان دونوں شاگردوں نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔[۷]

اسد الدین اور **امام سحنون** امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضموں کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

[۵] وفیات الاعیان

(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز

(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۹۴

(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۴۹۴

(۵) وفیات الاعیان جلد اول

(۶) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول

(۷) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں

(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے

سلہ تذکرۃ الحفاظ جلد اوّل ...

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبدالحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے گردی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو سرد لعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کردے گی (")

خان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قائم کریں اور لایق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (")

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یوروپین صاحب جو برینڈ فورڈ یارک شایر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کرلیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہوگئے - اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی ہیں کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کرلیا - صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعود سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریبٹری ہے - خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار سے ہے جسکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے - ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں - ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول - ۵ فیٹ ۲ انچ - وزن ایک من ۱۴ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۲ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر محفل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا -

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے - ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا -

معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی - یہ قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا - لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے - افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا - مینے بہت کوشش کی - مگر دریافت نہ ہوسکا - نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں -

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے - اسکی ضخامت دو انچ طول - ۶ فیٹ ۲ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے - (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریکی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے -

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور رعایان حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اُس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے - جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے - یہ نہر جس کے نام سے زایرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے - تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زایرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی - بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی - اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے - جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بنفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دو ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کیئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے - قلمے - قدمے شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا - اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعا میں لیگا - اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہوسکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی - خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمادے - یہ اشعار ایک تازہ بولنے لکھے ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں ریویو ریلیجنز کے خریدار ہیں - پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں - خاکسار محمد نواب خان ثاقب بدو مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی ہل جانیکے دن
ہوکے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اُڑ جانیکے دن حیران ہوجانیکے دن
زمین کو حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنا دیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کٹے جائینگے نیچے جنکہ پاؤں اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کے جانیکے دن
پھر کہلجائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہ رہے تھے جنکی عبادت دل کو جتلانیکے دن
استطاعت نصرکی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگاروں کو ہاں بدلا دکھلانیکے دن
کچھ بدو کر سکیں معبودان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے سکڑ جانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کرو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پرخم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرمگیں
جنکو آگے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونیکا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
سب سے ہیں عاشق توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہوجانے کے دن
ہے مسیحا مرسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آشفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مرگیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آسمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھکو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مرجانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہوجانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہر سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
پے رہا ہے ڈبکیاں چاہ و ضلالت میں پڑا
آسنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیزو اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے بھیجا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
تیرے دن تھے دوزخ میں وہ گھر جانیکے دن
رائگاں کھوتے ہو کیوں ای دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دل کی بہلانیکے دن

المدونۃ الکبریٰ للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیرووں میں معمول بہا رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی۔ دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آیمۂ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمۂ اربعہ میں امام مالک آخرالذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض امن علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھ کر فن حدیث کا محافظ نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں اُن سے آگے کوئی بڑہا ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول تہا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سینکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہان تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بہی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات و اجتہاد سے آنکہیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علما تہذیب جیسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام عبدالرحمن ابن القاسم نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تہی۔ امام عبدالرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہو گئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخبر اُن استفتوں بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املا (لیکچرز) کا مجموعہ تہا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تہا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تہے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تہے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تہا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تہے۔ بعض موقعہ پر ایسا بہی ہوتا تہا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا! اور جواب طلبا نے قلمبند کر لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتاء بہی آتے تہے! اور ان کے جوابات لکہ کر روانہ کئے جاتے تہے قلمبند لیکچر اور استفتاء کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تہے۔ اسلئے ان کو بہت حفاظت سے رکہتے تہے بعض اوقات کوئی اس تحریک پیدا ہو جاتی تہی۔ تو یہ ذخیرہ جمع ہی کر دیا جاتا تہا۔ المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تہے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تہی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بہی آتے رہتے تہے۔[1] المدونہ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات بہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی[2] عتقی بضم العین وفتح التاء اعتقار سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تہی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تہا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہتے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جاتے لگے۔[3]

امام ابن قاسم بہی عتقی تہے۔

امام مالک کی صحبت میں سینکڑوں شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹہایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے! اور دیکہنے والے سمجہتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالامال ہو رہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سینکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آگر جمع گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا! اور دوسرے لوگوں نے سوال کیا تو خود نوٹ کر لیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجہتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبریٰ کی تدوین کا خیال بہی دماغ میں پوشیدہ تہا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تہا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن اُن کے متعلق ان نظموں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقة سبحان الله ما احسن حديثه واصحه عن مالك ليس يختلف في كلمة ولم يرو احد الموطا عن مالك اثبت من ابن القاسم وليس احد من اصحاب مالك عندي مثله

ابن قاسم ثقہ شخص ہیں سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بہی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہہ اور شاگرد رشید موجود تہے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

ان دونوں شاگردوں **امام سحنون** نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر **بعض الفقہا** کے لفظ سے لکہا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔[4]

اسد الدین اور **امام سحنون** امام ابن **قاسم** کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن **قاسم** کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجہکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بہی لکہکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

[1] وسیلۃ المعاش

(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز
(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۹
(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۴۹
(۵) وفیات الاعیان جلد اول
(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول
(۲) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں
(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے

[1] تذکرۃ الحفاظ حافظ ذہبی مطبوعہ ... جلد ...

ظالموں نے حد کر دی

الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں دہلی کے ایک مولوی صاحب کی ڈاڑھی مونڈ ڈالنے کی خبر میں شایع کر چکا ہوں۔ اب کہیں جا کر مولوی صاحب موصوف باہر نکلنے کے قابل ہوئے تھے۔ کہ ایک فوجداری مقدمے کی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ یہہ مقدمہ کوئی مذہبی یا دینی مقدمہ نہیں۔ بلکہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب موصوف کے خلاف وارنٹ جاری ہوا ہے۔ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں ایک شخص اور بھی ملزم ہے۔ جو اس فعل ناجائز کا مرتکب ہوا ہے مولوی صاحب جو آپ حاجی بھی ہیں تہمیں لگائے جاتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ یہہ ہیں علمائے دین متین۔

غزل

از نتیجہ طبع خاکسار ڈاکٹر عبد المجید خاں دانش نجیب آبادی احمدی المتشاد من اکبر بروزن (مفعول مفاعلات مفعول مفاعلات) ؎

بجھ غم نہیں ان سب کا دشمن میں بہ گو جانی
ہیں ہمیں ان سب کی میری دلہی تری بیجا نی
ہاں اور ہوئی دونی خود قوت ایمانی
ظاہر ہوئی دشمن کی جب یہ بخشش پنہانی
ہوں انکو مصطفےٰ کے دشمن ہوئے جانی
سمجھے ہو دانائی او ہے یہی نادانی
کرتی ہیں کبھی اپنی کرنا نہ مخالف ہو
جب ہو گا غضب نازل یاد آئیگی تب نانی
زانہ لیاقت پر اپنی تو ذرا نادان
معلوم ہے تجھکو تو سب تیری سخندانی
ہے یہہ اثر بیعت خاموش ہیں ہم ورنہ
آتا ہمیں سو اکرنا باتیں کوئی رندانی
ان دنیا کے کتوں سے کتوں ہیں فاجی
ہم دوست جسے سمجھے دشمن بتا دی جانی
ہم احمدی ہو انکی نظروں میں کھٹکتے ہیں
جو دوست ہمارے تھے دشمن ہیں وہی جانی
آئینہ حیرت ہے ہر ایک دشمن
جھوٹے دیکھی ہر۔ دانش کی گل افشانی

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسین نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے۔ اور زمیندار ارائیں ہے۔ اس کی اپنی زمین بھی ہے۔ لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کی وجہ سے آٹھ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ پہلی بیوی کا بیٹی جو فوت ہو چکی ہے۔ ایک بچہ ہے۔ اور وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے۔ وہ ایک مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہانتک ہو سکے احباب اس نکاح کے لئے سعی کریں +

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الحکم سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری ایک عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو پرچہ الحکم میں ضرور ہی جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرماوینگے۔ عرض یہہ ہے۔ کہ فدوی کی عمر اس وقت ۳۳ سال اور ساکن پنڈ سکونت ٹپیالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہے۔ پولیس ضلع سیالکوٹ میں بعہدہ سارجنٹ دوئم ملازم ہے۔ سابقہ عورت فوت ہو چکی ہے۔ میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ اب اپنی جماعت احمدیہ میں نکاح کیا جاوے۔ مومن عورت کی ضرورت ہے۔

مشاہد
فدوی محمد احمدی

درخواستیں۔ ایڈیٹر الحکم کے پاس اگر خط و کتابت کیلئے ٹکٹ ہمراہ ارسال کئے جاویں۔

ایک خط

آج کے بہرہ مراسلات میں حضرت اقدس کے ایک خادم منشی محمد حسین مسافر کا ایک مختصر سا خط جو انہوں نے اخبار صحیفہ میں شایع کرایا ہے۔ درج کیا جاتا ہے امید ہے۔ کہ مخالفین خاصکر امرتسری مولوی فاضل اس خط کو غور سے پڑھینگے۔

اڈیٹر

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

جناب مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ اللہ الاحد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے معزز اخبار صحیفہ مطبوعہ ۱۹+۲۲ اپریل کے بہرہ مراسلات میں کسی مضمون نگار موسوم بہ باقی آیندہ کا ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کو پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مضمون نگار صاحب کو سوائے بیجا اعتراض کرنے کے کچھ بھی نہیں آتا۔ ورنہ جس حالت میں وہ خود ہی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن اور خدا کے پاک کلام میں اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ + یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً وغیرہ آیات کو پڑھتے ہیں۔ تو پھر اونکا رضی اللہ و علیہم السلام پر اعتراض کرنا عدم تدبر کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے سمجھہ میں نہیں آتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس غیر محدود نعمت کو باقی آیندہ مضمون نگار صاحب کیوں اور کس دلیل سے محدود فرما رہے ہیں۔ ایسا ہی مجھے اونکے بروزی اعتراض پر حیرت ہوئی ہے۔ کہ معترض مضمون نگار صاحب باوجود ادعائے قرآن دانی کے اس مسئلہ سے ناواقف ہی نظر آتے ہیں۔ بحالیکہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے پڑھنے سے انکی اپنی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ ہم بھی انعمت علیہم میں داخل کئے جائیں ایسا ہی اگر زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو نجیب آباد کے حکیم احمد اللہ خان صاحب سے ہی دریافت کرلیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس رنگ سے خالی نہیں ہیں۔ بھلا اگر انہیں کوئی مناسبت و مشابہت منظور نہیں تو کیا اونکا ایسا نام عبث نہیں سمجھا جائیگا

دیگر چونکہ توفی اور رفع کی دقیق بحث مضمون نگار صاحب کی سمجھ سے بالاتر ہے اسلئے میں انکو ایک آسان طریق سے بتادونگا۔ کہ واقعی حضرت عیسیٰ ؑ مر چکے ہیں۔ چنانچہ آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ میں صاف اور واضح طور پر سمجھا دیا ہے۔ کہ جن غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ مر چکے ہیں۔ اب ہم یہہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں ان من دون اللہ کو کہیں ظاہر بھی کیا ہے یا نہیں۔ ہاں کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ یعنے انہوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر اپنے عالموں۔ درویشوں۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو معبود ٹھہرا رکھا ہے۔ اب جب خدا ہی نے خود ہی مصنوعی معبودوں کو بیان کر کے ان کی موت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ تو پھر ایسی صریح نص کا انکار خدا سے مقابلہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے + فقط

محمد حسین مسافر احمدی از موزنگ ڈاکخانہ لاہور

جن صاحبان کی عمریں جلد ضائع کر دی گئی ہیں یا جوش ظاہر ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خدا کی ...
... مفرح عنبری کا استعمال کیجئے یہ مجرب ہے آپ اپنی خوبیوں ...

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری عنبر زعفران

وغیرہ کا مجموعہ



قیمت فی ڈبیہ — قیمت تین ڈبیہ — قیمت ایک درجن
پانچ روپے (صہ) تیرہ روپے (للعہ) پچاس روپے (صہ)

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالیٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل۔ بے چینی۔ پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری

کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رقت و سرعت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ... کثرت مباشرت سے جو دماغ۔ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری

جن کے اعصاب بسبب کوتہ اندیشی۔ غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعیف ہو جاتے اور جسم میں کمزوری ... ہو ان ... مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام ... دیتی ہے +

مفرح عنبری

خون پیدا کرتی اور مادۂ تولید کو بڑھاتی ہیں ایک عجیب الاثر ... امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں نیز کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس رفیق کو ہر دم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے

مفرح عنبری

اُن مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہو کر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتے اور بعض کے ضائع ہو جاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو انہیں بلاتامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ بفضل خداوند کریم ان موذی امراض سے نجات پاکر گوہر مقصود حاصل ہو

مفرح عنبری

کمزور۔ نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ۔ خوش رنگ۔ خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے +

مفرح عنبری

نزلہ زکام۔ دردسر۔ ہسٹیریا (بادِ گولہ) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے

خان بہادر

عالیجناب ... شاں صاحب
رئیس اعظم بدرشی ضلع پشاور

... مفرح عنبری کی ... عنبری ایک ... کثرت سے خود ...
... سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ ...

خان بہادر

عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب
وزیر اعظم ریاست کھیر اگوڑھ ...

عنایت فرمائیم جناب حکیم صاحب سلام مسنون
ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگوڑھ نے منگائی تھی انہوں نے ... ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ اُن کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے جس قدر جلد ممکن ہو وی پی ارسال فرمائیں
(دستخط) سید بخش محمد
پرائیویٹ سکرٹری وزیر صاحب

خان بہادر

عالیجناب سید علی خاں صاحب
گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل

رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ۔ میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی پہلے منگایا تھا۔ اس کا پورا استعمال میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اسکو نہایت مفید ہوا۔ تب تین ڈبیہ ایک ساتھ اور منگایا تھا۔ ان میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کے لئے تھیں انکو دیا۔ اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض دفع سیلان کھلائی گئی۔ اس کو بھی فائدہ ہوا واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت قابل تعریف ہے۔ اب ایک ڈبیہ مجھکو مطلوب ہے اور تین ڈبیہ میرے دوستوں کی فرمایش ہے +

پتہ :۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَہ

الحکم

چہ گویم بانز گرانی چہار قادیان ہینی | دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان ہینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خاص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...



قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ ہجری

نمبر ۲۸ | جلد

تازہ الہامات و رؤیا

یکم اگست سنہ ۱۹۰۶ء - دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔ پھر الہام ہوا۔

(۱) اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ - میں حفاظت کرنیوالا ہوں - ان سب کی جو دار میں ہیں۔

(۲) اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

ترجمہ - میں نے چاہا کہ خلیفہ بناؤں - پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔

۵ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء - دن کے وقت یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہو گیا - اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا - اور سخت درد ہوتی تھی - خیال گذرا کہ یہ فلج کی قسم نہ ہو - تب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(۲) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ - خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے - اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کریگا اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی - کہ خارق عادت طور پر صحت کلی ہو گئی۔

فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

آریوں کی زبان درازی روک دیجائیگی

پرکاش ۲ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے - کہ کیا آریوں کی آزادی روک دیجائے گی؟ اور اس ضمن میں دینانگر آریہ سماج کے جلسہ کے نگرکیرتن کے متعلق پولیس و صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی موزون اور اقرب الامن کارروائی کا ذکر کرکے لکھتا ہے - کہ "اس حکم کے برخلاف صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں اپیل کی گئی - باوجودیکہ بڑے مضبوط دلائل پیش کئے گئے - مگر شنوائی نہ ہوئی ہمارا یقین ہے کہ اس سلوک بد کی تہ میں کوئی متعصب مسلمان پولیس انسپکٹر ہوگا"

اس نوٹ میں نہ صرف ضلع گورداسپور کے قابل قدر اور لایق انسپکٹر پولیس بابو غلام محمد صاحب کی ذات ... کیا گیا ہے - بلکہ صاحب ضلع کی انتظامی کارروائی پر بھی سخت نکتہ چینی کی گئی ہے - اس جملہ کے جو پرکاش نے لکھا ہے - دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہیں - کہ صاحب ضلع کو کوئی خیال انصاف اور معقولیت کا نہیں - بلکہ وہ جو پولیس انسپکٹر صاحب لکھدی کرتے ہیں - یہ لیکن بیہودگی ہے - پرکاش اپنے قلم اور زبان کو سنبھالے آریوں کی جایز آزادی روکنا کسی کا منشاء نہیں - البتہ یہ زباندرازی روکنی ضروری ہے؟ اور اس معاملہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے جو مناسب کارروائی کی ہے وہ بہت ہی درست اور مبنی بر انصاف ہے پرکاش کے ایڈیٹر کو معلوم نہیں کہ دینانگر کے آریہ سماج کے ایک پہلے جلسہ پر کسی پہلے صاحب ضلع نے بھی نوٹس لیا تہا - اگر وہ چاہیگا تو میں پورا پتہ نشان دونگا - بجائے اسکے کہ حکام کی مناسب احکام پر بے جا نکتہ چینی کی جاوے کیوں پرکاش آریہ سماج کے لیکچراروں کو اعتدال کی تعلیم اور ہدایت نہیں دیتا - بابو غلام محمد صاحب کی قابلیت اور بے تعصبی ایسی مشہور ہے - کہ میں آریوں کی تحریروں سے پرکاش کے اس مضمون کو عمداً غلط ثابت کرسکتا ہوں - اور انہوں نے ضلع گورداسپور میں آکر جو قابل قدر کام کئے ہیں انہوں نے ہی انہیں ایک کورٹ انسپکٹر کی حیثیت سے اسی ضلع میں انسپکٹر پولیس بنا دیا ہے آیندہ اگر پرکاش فضول نکتہ چینی سے باز نہ آیا - تو میں تفصیل سے لکھونگا۔

انشاء اللّٰہ

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس کی طبیعت اس ہفتہ میں علیل رہی - مگر اب اللّٰہ تعالےٰ کے فضل سے بہت آرام ہے - اس ہفتہ میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب - مرزا محبوب عالم صاحب - حکیم محمد حسین صاحب قریشی و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے اور بعض دیگر احباب مختلف مقامات سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میر حامد شاہ صاحب کتبہ سیالکوٹ سے لائے - جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی قبر پر نصب کیا جائیگا - اس پر حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ نظم درج ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز دوشنبہ کھل گیا مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر - ماسٹر عبد الرحیم صاحب وغیرہ دیگر استاد صاحبان و اکثر طلباء جو ایام رخصت میں باہر گئے ہوئے تھے - واپس آگئے - بعض طلبہ تا حال ابھی نہیں آئے ان کے والدین کو چاہئے کہ بہت جلد ان کو قادیان روانہ کردیں

[illegible]

جب [illegible] برچہار
[illegible] حقائق
[illegible] سکے۔
جواب الجواب میں [illegible] اٹھائی
پڑتی ہے۔ اور [illegible] وپڑتی
ہے۔ روزگار [illegible] اعتراض کیا
تہا۔"

"مرزا صاحب قادیانی کے [illegible] لڑکے کی
شادی پر جو ہزاروں روپیہ [illegible] گیا ہے
یہہ کہاں سے کیا گیا۔ اور وہ کہاں سے
آیا۔ الحکم قادیان نے اس کا [illegible] ایک
مفصل اور [illegible] جواب دیا۔ یہہ [illegible] صحیح
صحیح واقعات اور عملی امور [illegible] تہا
روزگار ہندی اس کے جواب [illegible] میں
۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں رقم طراز
ہے"

"الحکم نے ہمارے مضمون [illegible] جواب
میں ایک لمبی تحریر شایع کی [illegible] جس کا
خلاصہ یہہ ہے۔ کہ دولت اور [illegible] کا ہونا
نبوت یا رسالت کے منافی نہیں اور یہہ
کہ عام طور پر اپنے پیرزن مرشد [illegible] کو
نذرانے دیتے ہیں۔ روزگار اپنی جا [illegible] یہہ
حاشیہ چڑہاتے ہیں"

"ہماری اس جواب سے بالکل تشفی
ہو گئی ہے۔ ہمارا یہہ خیال تہا کہ مرزا
صاحب اپنے آپ کو دوسری گدیوں
کے گدی نشینوں سے ایک مختلف چیز
ثابت کیا کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہہ بہی ا[illegible]
دوکانداروں کی طرح ایک دوکان ہے۔ تو
ہم اپنے اعتراض کو واپس لیتے ہیں۔
اگر یہہ جواب الجواب ان آنکہوں دیکہا۔ اور ان
کانوں سنا جاوے۔ کہ یہہ قادیانی مشن
کے خلاف دیا گیا ہے۔ تو زیادہ بحث کی
ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل کے فن
مناظرہ کے مطابق فریق مخالف کے
موہنہ سے اگر کوئی صادق بات بہی نکلے
تب بہی اوس کی تکذیب لازم ہے۔ اور
اگر حقیقتاً دیکہا جاوے۔ تو [illegible] بار سے
جواب الجواب نہیں ہو سکا [illegible]
رائے ہے۔ اس سے تو بہتر

ہی اختیار کی جاتی۔

"ہمارے پاس اس وقت بڑے بڑے
صوفیائے کرام اور انبیائے عظام کے
اقوال اور عمل کا اس بحث کے متعلق ایک
قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ نہ گذشتہ اور
دیرینہ بلکہ موجود بہی ہم اوس ذخیرہ سے
انشاء اللہ با اقوال چیدہ اور اعمال بزرگان
سلف ثابت کردیں گے کہ استدلال الحکم
کا درست تہا۔ قبل اسکے کہ ہم اس بحث
پر مزید روشنی ڈالیں۔ روزگار کی خدمت
میں چند امور ابتدائے کا اظہار ضروری
خیال کرتے ہیں۔ اون کے جواب آنے پر
انشاء اللہ موقوباند اور بہی کچہہ عرض کرنے
کی جرأت کی جاوے گی۔

"مندرجہ ذیل سلسلے مسلمانوں میں مقدس
شمار ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔

(۱) چشتی۔

(۲) نقشبندی۔

(۳) سہروردی۔

(۴) صابری۔

ان سلاسل مقدسہ کے بزرگان سلف
امت اور جمہور اسلام کے نزدیک مقتدا
اور پاک باطن اور اہل اللہ تھے۔ یا نہیں

(۱) حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی

(۲) حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ

(۳) حضرت نظام الدین اولیاء ""

(۴) حضرت مجدد الدین نقشبندی ""

(۵) بابا فرید صاحب شکرگنج وغیرہم

نے سلسلہ بیعت جاری کیا ہے۔ یا نہیں
ہر ایک سلسلہ کے مرید اپنے اپنے سلسلہ
کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ یا نہیں۔
کس کس اولیائے کرام نے فتوحات [illegible]
سے صاف الفاظ میں انکار کیا ہے۔ اور
کس کس نے فتوحات مریدیہ کا استعمال
اپنے حوائج ذاتی میں نہیں کیا۔

موجودہ گدیوں میں سے کون کون سی
گدی ہندوستان اور صوبہ پنجاب میں
روزگار کے خیال میں دوکانداری ہے۔

(۱) کیا حضرت تونسہ شریف۔

(۲) چاچڑان شریف۔

(۳) گولڑہ شریف۔

(۴) مہاران شریف۔ کی پنجابی گدیاں
دوکانداری میں یہہ بہی تشریح کردیں۔ کہ
کیا [illegible] گدیوں میں مریدی فتوحات سے
انکار ہے [illegible] کیا جو کچہہ اُن کی عمارات

گذشتہ
کی کمائی [illegible] املاک موجود ہیں۔ وہ کیا
"کیا مریدانہ فتوحات سے ہے۔
میں انکار کیا جاتا ہے۔ اور وہ انکے نزدیک
مال حرام یا مال مشتبہ ہے۔

"کیا ان گدیوں میں جو کچہہ اون کے
مریدان صادق دیتے اور نذر کرتے ہیں
اوسپر گدی نشینوں کو کوئی اختیار نہیں ہے
اور کیا اونکے ارادات مند جو کچہہ دیتے ہیں
وہ صرف اس واسطے دیا کرتے ہیں۔ کہ پیر
اونہیں زمین میں دبائے رکہے۔ کسی اپنے
کام پر خرچ نہ کرے۔ کیا ان گدیوں کے
گہروں میں فتوحات مریدیہ کا بہت سا حصہ
بصورت ہزاروں روپیہ کے زیورات
کی نہیں ہے۔

"جب روزگار انصاف سے ان سوالوں
کا جواب دے گا۔ تو ہم بڑے بڑے بزرگان
قوم کے فرامین اور اقوال کی نقل پیش کرینگے
جن سے یہہ ثابت ہو کر رہیگا۔ کہ

"مریدی فتوحات پیر کے واسطے سیاق
ہیں۔

"جو نذرانہ پیر کو دیا جاتا ہے۔ وہ خالص
اوس کا ہوتا ہے۔

"مرید کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک طرح
سے پیر کی خدمت کرے۔

"مرشد ہدایت کے واسطے لازمی
نہیں۔ کہ پیر کے بدن پر چیتھڑا بہی نہ ہو۔

"اعمال انبیا بہی اسکے مخالف نہیں ہیں
معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزگار کی کسی بزرگ
سے بیعت نہیں اگر کسی صاحب حال سے
بیعت ہو۔ تب وہ ایسی نکتہ چینی نکرتے
اب بہی اگر وہ کسی صاحب حال سے اس
کی بابت دریافت کریں گے۔ تو میدان الحکم
کے ہاتہہ میں رہے گا۔ مگر قادیان کا نام
لیکر سوال نہ اٹہادیں۔ کیونکہ اس صورت
میں خواہ مخواہ ہی مخالفت ہو گی۔

بقول شخصیکہ قادیان میں جاکر
کسی ہندو یا مسلمان کا مسلمان ہونا آریہ
اور عیسائی ہونے سے بہی بدتر ہے۔ یہہ
ایک مسلمان کا قول ہے۔ افسوس تعصب
کہاں تک بڑہتی جاتی ہے۔ اور حق کی
تلاش میں کیا کچہہ صعوبتیں حائل ہورہی
ہیں۔

راقم
ایک مجسٹریٹ

نوٹ از ایڈیٹر

مندرجہ بالا تحریر ایک معزز اور محترم شخص
کے دماغ اور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور یہہ بزرگ
[illegible] کے خریدار [illegible] ہیں۔ میں نے روزگار کے اس نوٹ پر
کچہہ لکہنے کی ضرورت نہیں سمجہی تہی۔ مگر میرے
محترم دوست نے جس طریق پر بحث اٹہائی
ہے۔ اگر روزگار میں کچہہ بہی جرأت اور استقلال
حق ہوگا۔ تو وہ ان تحریرات کا جواب دیگا یا
اپنے اعتراض کی غلطی اور کمزوری کو
تسلیم کریگا۔

میں یہہ بہی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں
کہ میں نے روزگار کا جواب دیتے وقت
اس کی ساری تحریر اور پورا اعتراض
نقل کردیا تہا۔ اور خواہش کی تہی کہ اگر
وہ اس پر کچہہ لکہیں تو میرا سارا مضمون
درج کریں۔ مگر ایڈیٹر روزگار کی بے انصافی
اسی سے ظاہر ہے۔ کہ میرے جواب کو اپنے
اخبار میں شایع نہیں کیا۔ اور میں یقیناً
جانتا ہوں۔ کہ اسے حوصلہ نہیں جو شایع
کرے۔ ورنہ اس کے ناظرین پر حقیقت
کہل جاوے۔ کم از کم وہ اس تحریر ہی
کو شایع کرے اور اس کا فرض ہے۔
کہ جواب دینے سے پہلے پورا اعتراض
نقل کرے۔

افسوس بیجا مخالفت نے باوجود دعوٰی
تہذیب و شائستگی و ادعائے عدم تعصبی
ان کو از خود رفتہ بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ ایسے
اعتراض سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہرگز نکرتے
جو پہلے اکابران امت اور انبیاء علیہم
السلام پر عاید ہو سکتے ہیں۔ معاذ
دعوٰی سے کہ حضرت [illegible] مرزا
صاحب کی ذات پر کا [illegible] کے سلسلے
پر کوئی ایسا اعتراض کرو۔ جو پہلے کسی
راستباز پر کیا گیا ہو یا اس پر نہ
نہ پڑتی ہو۔ بہرحال امید ہے کہ ہمارے
واجب الاحترام مضمون نگار اس مضمون
کو مکمل کردینگے۔ اور ناظرین اس سے
فائدہ اٹہائیں گے۔

ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم مرزا محمود بابی کی دہلی مین ناکامیابی

ناظرین ذیل میں آپ کے ملاحظہ کے لئے وہ خط و کتابت درج کی جاتی ہے۔ جو مابین احقر العباد عاجز قاسم علی احمدی و مرزا محمود ایرانی بابی در بارہ مباحثہ عقاید بہائیہ ہوکر ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کو ختم ہوئی۔ قبل از تحریر نقل خطوط مرزا محمود ایرانی سے ناظرین کو انٹروڈیوس کرانا ضروری ہے۔ یہہ شخص ایران سے بغرض تبلیغ عقاید بابیہ و بہائیہ عرصہ دو سال سے ہندوستان میں آیا ہوا ہے۔ لاہور۔ کلکتہ بمبئی۔ رنگون۔ راولپنڈی سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں کئی کئی ماہ تک مقیم رہکر اپنی مقاصد کو بذریعہ تقریر بعض بعض لوگوں سے اظہار کرتا رہا ہے۔ سال گذشتہ میں قریباً دو ماہ تک دہلی میں بھی رہا۔ گر بے نیل مرام یہاں سے لاہور کو روانہ ہو گیا دہلی میں کوئی عام جلسہ کرکے اس شخص نے اپنے عقاید کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ ایک قلمی اشتہار ایک روز جامع مسجد میں بدیں مضمون تقسیم کرایا۔ کہ آفتاب صداقت جو سرزمین ایران میں طلوع ہوا تھا۔ اس کی روشنی ظاہر کرنے کو مرزا محمود ایرانی وارد دہلی ہیں۔ جو شخص اس کے متعلق کچھ سننا چاہیں۔ حکیم صاحب کے مکان پر محلہ بلی ماراں میں تشریف لاکر سُن لیں،، اتفاق سے یہ اشتہار میری نظر سے بھی گذرا۔ اور یہہ عاجز آپ کے در دولت پر اوس آفتاب کی روشنی اور شعاعین دیکھنے گیا۔ متواتر تین روز تک غیر مسلسل فضول و لغو تمہیدات سنتا سنتا اوکتا گیا۔ تو عرض کی۔ کہ حضرت براے مہربانی ان غیر منتہی تقریروں کو ختم کرئیے۔ اور نفس مطلب پر آئیے۔ یعنی اپنے عقاید و دعاوی معہ چند نصوص دلائل کے فرمائیے۔ آپ نے باوجود بار بار کے عرض معروضات کے ہرگز جرأت سے اپنے عقاید کا اظہار نہ کیا۔ مجبور ہوکر میں نے آپ کو ایک روز اپنے غریب خانہ بذریعہ عریضہ تشریف لانے کی تکلیف دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ تہوڑی سی گفتگو کے بعد عاجز راقم نے آپ سے صرف دعوے ہی دعوے بہاء اللہ جیسا کا دریافت کیا۔ تو آپ نے دبی زبان سے فرمایا۔ کہ وہ مسیح موعود تھا۔ اس پر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے معارضہ کرکے عرض کی۔ کہ جن دلائل سے آپ بہاء اللہ کا مسیح ہونا ثابت کرینگے اونہیں دلائل سے بلکہ اون سے بڑھکر عقلی و نقلی ثبوت سے میں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا مسیح موعود ہونا ثابت کر دکھاؤنگا۔ پھر ایسی صورت میں ہم کو کیا ضرورت پڑی۔ کہ حضرت مسیح موعود کو چھوڑ کر جس کی اندرونی بیرونی حالات سے شبانہ روزی ہمکو اطلاع ہے جسکی تقریریں اور تحریریں ہم نے اپنے کانوں سے سنیں۔ آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ جس کی زیارت سے ہم مشرف ہیں۔ کسی مردہ مسیح موعود کو جس کا نہ دعویٰ معلوم نہ دلائل نہ تقریر سنی نہ تحریر دیکھی۔ نہ زیارت سے باریاب ہوئے۔ یہہ سُنکر حکیم صاحب سب حکمت بھول گئے اور فرمانے لگے۔ کہ میں اب لاہور جاؤنگا۔ وہاں پہونچ کر شاید مرزا صاحب قادیانی سے بھی ضرور ملونگا۔ اور خود انکی مجلس میں گفتگو کرونگا۔ پس آپ لاہور کو چلا دیئے۔ اتفاق حسنہ سے اونہیں ایام میں حضور مسیح الزمان علیہ السلام بھی گورداسپور سے حسب درخواست مخلصین بغرض تبلیغ لاہور تشریف لے گئے۔ ایرانی صاحب کو یاروں نے اُکسایا۔ کہ مرزا صاحب سے گفتگو بحث مباحثہ کیجئے۔ مگر آپ ایسے کاہیکو تھے۔ کہ سامنے آتے۔ یا تحقیق حق مدِ نظر رکھتے۔ تاب مقابلہ نہ لاکر پیسہ اخبار کے قالب میں نمودار ہوئے۔ اور ایسے وقت میں آپ نے درخواست مباحثہ پیش کی جبکہ حضرت اقدس نے واپس براہ پٹری مقدمہ گورداسپور جانا تھا۔ اس لئے بوجہ عدیم الفرصتی کے یہہ موقعہ ایرانی صاحب کو خوش قسمتی سے نہ ملا۔ پھر بذریعہ اوسی پیسہ اخبار کے سورہ کہف میں جو ذو القرنین کا قصہ ہے۔ اوس کی تفسیر چاہی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اوسکی تفسیر باعلام الٰہی لکھکر لیکچر لاہور کے صفحہ ۳۰ میں درج کردی،، امید ہے۔ کہ ناظرین ایرانی کے حالات سے معلوم کرگئے ہونگے۔ کہ یہہ صاحب کون ہیں۔ اب پھر آپ آوارہ ممالک بعیدہ ہوئے ہوتے دہلی میں پہونچے۔ اور [illegible] کرکے پادری احمد مسیح نابینا واعظ۔ ایس۔ پی جی مشن دہلی کے رفیق بنے۔ احمد مسیح مذکور کے مکان واقعہ مشن میں دوبار آپ کو قریباً بیس پچیس آدمیوں میں جو حسب دعوت احمد مسیح جمع ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو خطاب کا موقعہ ملا۔ بار اوّل کی مجلس میں راقم حاضر نہ تھا۔ مگر بار دوم حسب درخواست احمد مسیح یہہ نیاز مند بھی شامل جلسہ ہوا۔ اس مجلس کی بنائے انعقاد یہہ ہے۔ کہ احمد مسیح نے چند مسلمانان دہلی کو یہہ اطلاع دی۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی بابی وارد دہلی ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ میرے مکان پر آکر اپنے عقاید و دعاوی و دلائل بیان کرینگے۔ اور بشرط اجازت سامعین میں سے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی یا قاسم علی احمدی یا جہانگیر خان سارجنٹ ڈاک خانہ سقری اُن سے کوئی گفتگو کرینگے۔ اور یہی پیغام احمد مسیح نے بغرض شمولیت جلسہ مجھکو دیا۔ میں صبح سات بجے کے بعد احمد مسیح کے مکان واقعہ مشن مذکور میں جا پہونچا۔ وہاں جاکر دیکھا۔ کہ دس بیس آدمی اور مولوی محمد عبد المجید صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ مگر بابی صاحب کا انتظار ہے۔ متواتر دو تین آدمی بابی صاحب کو جو سرائے احمد پائی متصل مشن مذکور میں مقیم تھے۔ بلانے گئے۔ تو ساڑھے آٹھ بجے خود بدولت نازل ہوئے۔ اور آتے ہی کرسی نشین ہوکر احمد مسیح سے ہم کلام ہوئے در کہ میرا ارادہ ہے بقیہ مجلس کے گفتگو جو میری اور مولوی عبد المجید صاحب کی ناتمام رہی تھی۔ اسکو آج پورا کردوں،، مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تین روز سے علیل ہوں۔ کھانا بھی بوجہ علالت نہ کھا سکا اس لئے ضعف زیادہ ہے۔ میں گفتگو کرنے کے واسطے اسوقت طیار نہیں ہوں،، نیز مجھکو احمد مسیح کی جانب سے آج اس کام کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی اپنے دعوے و دلائل بیان کرینگے۔ اور قاسم علی اس پر جرح قدح کرینگے،، پس میں مثل دیگر سامعین کے آپ ہر دو صاحبوں کی گفتگو سننے کیواسطے آیا ہوں۔ ناظرین یہہ احمد مسیح نابینا اور اس کی کمپنی کی چال تھی۔ کہ ایرانی اور احمدی سے گفتگو ہو جاویگی۔ ایرانی ایک بڑا فاضل جید ہے۔ قاسم علی کو شکست دیگا۔ میرا بدلہ اتر جائیگا۔ مگر افسوس کہ احمد مسیح اپنے اس ارادہ میں بھی ناکام ہوا۔ ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایرانی نے میرے ساتھ گفتگو کرنا منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ مولوی عبد المجید سے گفتگو کرونگا،، آخر بہت سے قیل و قال کے بعد یہہ فیصلہ ہوا کہ ایرانی بقیہ گفتگو ہی کرے۔ مگر اوس کے ضمن میں اپنے مقصد و دعاوی کا اظہار کرتا جاوے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی اور دلائل علی الاعلان بذریعہ کتب و اشتہارات و اخبارات و تقریرات ہر جگہ شایع و مشتہر ہو چکے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کا نام ہم نے آج ہی سنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کے دعاوی و عقاید کو معلوم کرکے پھر غور کریں۔ کہ ہر دو مدعیان مسیحیت میں کس کا دعوےٰ اس قابل ہے۔ جس پر غور کی جاوے،، یہہ تقریر مولوی عبد المجید صاحب نے فرمائی۔ تو ایرانی نے اپنی تقریر [illegible] یعنی ایسی شروع کردی۔ کہ جس کا نہ سر نہ پیر اور ساڑھے دس بج گئے۔ مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام تقریر آپ کی بے سود رہی۔ اور قابل جواب و غور کوئی امر آپ نے نہیں فرمایا۔ نہ اپنے وعودہ عقاید و دلائل و دعاوی کا کچھ ذکر کیا،، اس کے بعد عاجز نے عرض کی کہ ایرانی صاحب وقت ضائع کرتے ہیں۔ نتیجہ اس گفتگو اور مجلس کا کچھ نہیں ہوگا۔ پس آپ براہ مہربانی واضح الفاظ میں اس کا جواب دیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعوےٰ کیا تھا۔ جو خود اس نے اپنی زبان یا قلم سے بیان کیا ہے۔

ایرانی۔ بہاء اللہ کا دعوےٰ نہ نبوت کا نہ رسالت کا نہ خلافت کا بلکہ ولایت کا ہے،،

احمدی۔ ولایت کا دعوےٰ ماننے کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ نے ناحق اوراگی ممالک بعیدہ کی [illegible] اختیار فرمائی،،

ایرانی۔ وہ صاحب وحی تھا۔ نہ نبی۔ کیونکہ خلفاے محمدیہ کے لئے نبوت لازمی نہیں ہے۔ صرف وعدہ خلافت ہے،،

احمدی۔ اس کو آپ موعود سمجھتے ہیں یا نہیں

ایرانی۔ بیشک وہ موعود تھا۔

احمدی۔ کونسا وعدہ ہے۔ جس کا مصداق بہاء اللہ ہے۔ مسلمانوں کو احادیث صحیحہ میں مسیح ابن مریم کے نزول کا وعدہ ہے۔ نہ کسی دیگر کا

ایرانی۔ وہ اسی وعدہ مسیح ابن مریم کا مصداق ہے۔ اور مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا صاحب کا دعوےٰ غلط ہے۔ یہانتک سلسلہ کلام پونہچا تھا۔ کہ سامعین میں سے بابو مسیح کرامت علی

صاحب مجددی نقشبندی امرتسری نے کہا۔ کہ مرزا محمود صاحب یہہ گفتگو فریقین کی بے سود ہے ہماری خواہش یہہ ہے۔ کہ آپ باہمی تحریری گفتگو کریں۔ اور اس تحریری مباحثہ کی اشاعت کا میں ذمہ دار ہوں۔

احمدی۔ مجھکو بسروچشم تحریری گفتگو منظور ہے ایرانی صاحب اپنی دعاوی پیش کریں سنو نگا۔ اور تردید کرونگا۔ کیونکہ مجھکو علم الیقین اور عین الیقین ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس لئے اس امر کی یا د رکھنے میں مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ کہ ہر ایک دیگر مدعی مسیحیت باطل ہے۔ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ۔

ایرانی مجھے بہی مباحثہ منظور ہے۔ اگر آپ کو منظور ہے۔ اور میں بہی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ کہ ادعاے بہاء اللہ کے سوا دیگر مدعیان مسیحیت کے دعوے باطل ہیں۔

مولوی محمد عبد المجید صاحب۔ میں اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل دیتا ہوں۔ اور فریقین کی حفظ ابرو و امن جلسہ قائم رکھنے کا ذمہ وار ہوتا ہوں۔ لیکن شرائط مباحثہ باہمی فریقین میں طے ہو جانی ضروری ہیں۔ جن کی پابندی ہر دو مناظروں کو ضروری ہو۔ بعد تصفیہ شرائط مناظرہ آپ مجھکو اطلاع دیں۔ میں بذریعہ اشتہار مطبوعہ اس جلسہ کا اعلان اپنی جانب سے کرونگا۔

ایرانی۔ تعیین یوم و مکان میری رائے پر منحصر ہے۔ باقی شرائط مناظرہ لکھکر مجھکو دکھلائی جاویں۔ میں اپنی مرضی سے ان کو منظور یا نامنظور کرونگا۔

احمدی۔ آپ کو اوّل تو کوئی حق نہیں کہ تعیین یوم و مکان کے آپ مختار ہوں۔ اور نہ شرائط کے متعلق آپ یہہ اختیار رکہتے ہیں۔ کہ اپنی پسندیدہ شرائط سے گفتگو کریں۔ فریقین کو اسمیں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ نیز آپ غریب الوطن مسافر سرائی میں مسافرانہ آپ کا قیام ہے۔ دہلی میں آپ ایسا محفوظ مکان جس میں یہہ جلسہ ہو سکے۔ نیز مالک مکان یا بانئے جلسہ حفظ امن کا بہی ذمہ وار ہے۔ کیسی تجویز کر سکتے ہیں۔ آپ زینت محل کو بذمہ داری مولوی عبد المجید صاحب منظور کریں۔ آپ کے واسطے زینت محل اور کوئی دیگر مکان دہلی کا سب برابر ہیں۔ مگر ایرانی صاحب نے اس کو منظور نہیں کیا جس میں ایک چال اور منصوبہ النسانی تہا۔ جو کہ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ اور انشاء اللہ موقعہ پر اوسکا اظہار کرونگا) اس لئے یہہ عاجز رضامند ہو گیا۔ کہ ایرانی صاحب کو بہی اختیار تعیین مکان و یوم دیا جاوے۔

قریب بارہ بجے دوپہر کے یہہ جلسہ برخاست ہوا سب لوگ رخصت فریقین اپنے اپنے مکان پر چلے گئے۔ اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو حسب قرار داد باہمی راقم الحروف احمدی نے مندرجہ ذیل رقعہ متضمن شرائط مباحثہ لکھکر بعد مغرب سرائے میں ایرانی کے پاس بہیجا*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

از عاجز امیدوار مغفرت گناہاں خفی و جلی۔ قاسم علی احمدی بخدمت جناب والا مرزا محمود صاحب ایرانی بابی واضح باد۔ کہ کل تاریخ ۲۱۔ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ قبل دوپہر بمکان پادری احمد مسیح صاحب واعظ امیر بی۔ جی۔ مشن جو مجلس بغرض اظہار دعوٰی وعقاید و دلائل حضرت بہاء اللہ صاحب منعقد ہوئے تہے۔ آپ نے باوجود درخواست بار بار حضار مجلس کے اون عقاید و دعاوی کا کچھ اظہار نہ فرمایا۔ اور سامعین کا وقت عزیز ضائع کرایا۔ بالآخر جناب بابو شیخ کرامت علیصاحب مجددی نقشبندی نے یہہ التجا کی۔ کہ آنجناب اس عاجز راقم الحروف احمدی سے اپنی دعاوی و دلائل میں تحریری گفتگو ایک جلسہ میں کریں۔ اور اس مباحثہ کی اشاعت کا ذمہ بہی بابو صاحب موصوف نے خود اوٹہایا تہا۔ اس پر جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب نے یہہ فرمایا۔ کہ اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل بذمہ داری خود یعنی فریقین کی حفظ آبرو کا ذمہ وار ہو کر میں دیتا ہوں مگر قبل از انعقاد جلسہ شرائط و ضوابط مناظرہ باہمی فریقین میں طے ہو جاویں۔ تاکہ گفتگو کے وقت کوئی دقت واقع نہ ہو۔ آنجناب نے جواباً فرمایا تہا۔ کہ گفتگو کرنی منظور ہے۔ الّا تعیین مکان و یوم میری مرضی پر منحصر ہوگا۔ باقی شرائط مناظرہ کو دیکہکر اونکا تسلیم یا انکار کرونگا۔ چونکہ درخواست شیخ کرامت علی صاحب آپ نے منظور فرمائی ہے اس لئے شرائط و قواعد مناظرہ بذریعہ عریضہ ہذا بغرض ملاحظہ و منظوری ارسال ہیں۔

(۱) فریقین ہر ایک سوال و جواب تحریری پیش کرینگے زبانی تقریر قابل جواب نہ سمجھی جاویگی۔

(۲) ان تحریروں کو خواہ اپنی قلم سے لکہیں خواہ آپ دوسرے سے لکہوالیں۔ مگر میں خود اپنے ہاتہہ سے لکہوں گا۔ ہر ایک تحریر پر فریقین کے دستخط معہ دو دیگر شہادتوں کے جو بطور تصدیق ہونگی)

(۳) ہر ایک فریق اپنی تحریر سوالی ہو۔ یا جوابی۔ بعد ثبت دستخط خود حاضرین جلسہ کو سنا دیگا۔ اور بعد سنانے کے تصدیقی دستخط ہو کر حوالہ فریق مقابل بغرض تحریر جواب کیجاویگی۔

(۴) ہر ایک تحریر کے واسطے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہوگا۔ اگر کوئی فریق اپنی تحریر سے نصف گھنٹہ کے اندر فارغ ہو جاوے۔ تو باقیماندہ وقت اس کو دوسری تحریر کے وقت اگر ضرورت ہوگی۔ تو جواب دیا جاویگا یعنے جب چاہے اپنا باقیماندہ وقت تحریر کرنیکے لئے نہ کہ کسی زبانی تقریر کے لئے لے سکیگا۔

(۵) دو میر مجلس اور ایک صدر جلسہ ہوگا۔ فریقین اپنی اپنی جانب سے میر مجلس نامزد کرینگے۔ اور صدر جلسہ اوس کو ماننا ہوگا۔ جو بانئے جلسہ ہو۔ مثلاً اگر زینت محل میں یہہ جلسہ قرار پاوے۔ تو اوسکے بانی مولوی عبد المجید صاحب سمجہے جاکر صدر قرار دئے جاوینگے۔ اگر کوئی مکان آپ تجویز کریں۔ تو اوس مکان کے متولی یا مالک بانی جلسہ اور صدر ہونگے۔ میر مجلس صاحبان اور صدر جلسہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔ اس سے زیادہ اونکو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

الف۔ صرف انتظام جلسہ قایم رکہنا اونکا فرض ہوگا۔ فریقین کی گفتگو میں مداخلت کرنیکا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اور حفظ امن کی ذمہ داری۔

ب۔ جو شخص باوجود مہری دستخط جملہ شرائط مناظرہ کے گفتگو کو درمیان میں چہوڑ کر چلا جاوے۔ اس کو گریز یافتہ قرار دیکر فیصلہ تحریری بوجوہات گریز لکہدینگے۔

ج۔ جو فریق کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا۔ بصورت عدم طلب معافی اس کو گریز یافتہ قرار دینگے۔

د۔ ہر ایک تحریر پر میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ کو دستخط بطور تصدیق کرنے ہونگے۔ اور بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریریں جمع کرکے بصورت کتاب نقل کراکر اپنی شہادت سے معہ چند دیگر حضار جلسہ کے دستخط سے مزین کرکے ایک ایک نقل فریقین کو دینگے۔ اور اصل تحریریں اپنے پاس رکہینگے۔

ہ۔ فقرہ حرف الف کی پابندی صرف صدر جلسہ کے ذمہ ہے۔ اور باقی ہر سہ فقرہ جات کے پابند ہر سہ صاحبان یعنی میر مجلس و صدر ہونگے۔

و۔ قبل از انعقاد جلسہ بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ کے صدر جلسہ کی جانب سے یہہ مشتہر ہوگا۔ کہ مباحثہ تحریری فلان مقام میں فلان یوم و وقت مابین مرزا محمود صاحب ایرانی بابی و قاسم علی احمدی ہوگا۔

(۶) جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہو جاوے۔ کوئی دوسرا مسئلہ بطریق غلط مبحث نہ شروع کیا جائیگا۔

(۷) سوائے فریقین کے کسی شخص کو خواہ میر مجلس ہوں۔ یا صدر جلسہ یا دیگر حضار مجلس بغیر اجازت فریقین مسائل متنازعہ میں داخل دینے کا بذریعہ تقریر یا تحریر کوئی حق نہ ہوگا۔

(۸) اوّلاً دعاوی حضرت بہاء اللہ صاحب کے آپ کو واضح الفاظ میں پیش کرنے ہونگے۔ تعیین دعوے کے بعد دلائل نقلی مسلمہ قصم کر ثبوت دینا ہوگا۔

(۹) میرا حق ہوگا۔ کہ جو چاہوں حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعاوی وغیرہ کے متعلق تحریری سوال کے ذریعہ دریافت کروں۔ اور تحریری جواب پاؤں۔

(۱۰) دلائل کتب مندرجہ ذیل کے حسب مراتب کتب دینے ہونگے اوّلاً قرآن کریم سے استدلال کرنا۔ ثانیاً احادیث صحیحہ سے۔ ثالثاً آثار صحابہ سے۔ ان استدلالوں میں امورات ذیل کا لحاظ رہیگا کہ قرآن کریم کے اگر کسی لفظ میں معانی میں اختلاف ہو۔ تو اسکے رفع کے واسطے۔

اوّل۔ قرآن کریم سے ہی شواہدات پیش کئے جاویں۔ دوم محاورات عرب سے۔ سوم لغت عرب سے۔ جب کوئی تفسیر پیش کی جاوے۔ تو وہ آنحضرت صلعم کی حدیث صحیح مرفوع سے ہووے۔

ثانیاً کسی جیّد صحابی سے بسند صحیح — کوئی روایت جو خلاف قرآن ہو ہرگز قبول نہ کی جاویگی۔ خواہ کسی کتاب میں ہو۔ خلاف و معارض کسی آیت قرآن — ہرگز قبول نہ ہوگی۔

اثر صحابی۔ اگر صحیح احادیث یا آیات کے خلاف و معارض ہو۔ تو قابل قبول نہ ہوگا۔

تفسیر کا قول۔ اگر پیش کیا جاوے۔ تو بصورت عدم معارضہ کتاب و سنت و حدیث و اثر صحابی و محاورات عرب قابل قبول ہوگا ورنہ نہیں۔

اوّل مرتبہ۔ کتب احادیث میں بخاری و مسلم کا ہوگا۔ اس کے بعد سنن اربعہ کا اسکے بعد دیگر کتب احادیث کا۔

(۱۱) کوئی فریق اشارۃً یا کنایۃً یا صراحتاً کوئی کلمہ دل آزار خلاف تہذیب بغرض توہین فریق ثانی زبان یا قلم سے نہ نکالے

(۱۲) توریت و انجیل سے اگر کوئی استدلال کیا جاوے۔ تو بشرط مطابقت قرآن کریم قابل قبول و بصورت مخالفت مردود ہوگا۔ اور اگر نہ مخالف ہو نہ مطابق تو اس میں روایتاً و درایتاً گفتگو ہوکر قبول یا عدم قبول ہوگا۔

(۱۳) آپ جو دعوے حضرت بہاء اللہ صاحب کا پیش کریں۔ یعنی رسالت کا یا نبوت کا یا محدثیت کا یا ولایت کا اوس کی معیار تصدیق و تکذیب بھی قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

(۱۴) بعد دلائل نقلی کے دلائل عقلی و مشاہدات و نظائر بھی پیش کرنے ہونگے۔

(۱۵) ہر ایک دعوے کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔ کیونکہ مدعی آپ ہونگے۔ اس لئے کہ حضرت بہاء اللہ صاحب کا دعوے مقدم ہے۔ دعوے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام سے۔

(۱۶) اگر آپ کا دعوے ثابت ہوگیا۔ تو میں بغیر مزید گفتگو کے مرزا صاحب کے دعوے سے منکر ہوکر حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعوے کو تسلیم کرونگا۔ بصورت ثانی آپ کو اعتقاد بہائیہ سے دست بردار ہونا ہوگا۔

(۱۷) جو دعوے آپ حضرت بہاء اللہ صاحب کی طرف سے پیش کریں۔ اوس کی ادعا کا ثبوت حضرت بہاء اللہ صاحب کی زبان یا قلم سے بیان کریں۔ نہ کہ اپنی جانب سے اور دلائل بھی وہی ہوں جو خود حضرت بہاء اللہ صاحب نے اپنی دعاوی پر پیش کئے ہیں۔

(۱۸) اگر آپ اردو میں تحریر نہ کرسکیں۔ تو فارسی میں خود تحریر کریں۔ یا کسی دوسرے سے کرادیں۔ لیکن اوس کا ترجمہ حضار کو سنا دینا آپ کے ذمہ ہوگا۔

(۱۹) بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریرات کی نقل جو مصدقہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ ہوگی۔ طبع کراکر شایع کی جاویگی۔ اور کوئی حکم بغرض فیصلہ مسائل متنازعہ نہیں قرار دیا جاویگا۔ خود تحریرات فریقین سے ہر شخص نتیجہ نکال لیگا۔

(۲۰) تعیین مکان و یوم و وقت آپ کی مرضی پر منحصر رکھا گیا ہے جس کی اطلاع آپ بہت جلد بعد قبولیت شرائط مندرجہ صدر اس عاجز کو دینگے۔

یہہ شرائط ہیں۔ جو میں نے حتی الوسع نہایت انصاف کی نظر سے لکھی ہیں۔ اور فریقین پر اس کا اثر مساوی ہوگا۔ اگر کسی شرط میں ترمیم یا تنسیخ یا ایزادی آپ فرماویں۔ تو بعد غور کے میں بشرطیکہ وہ معقول ہووے۔ بلا عذر قبول کرونگا۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ

الراقم عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
معروضہ ۲۲ جولائی یوم یکشنبہ

اس کے جواب میں ایک پر تعلّی مضمون کا مندرجہ ذیل رقعہ ایرانی صاحب کا موصول ہوا۔ جو بڑے مشورہ کے ساتھ ایک کمیٹی نے شخص خاص سے مسودہ لکھوا کر ایرانی زبان میں ادا کرایا جس میں ہر امر بیدلیل کا تحکمانہ اظہار ہے۔ اور ایرانی تہذیب کا بھی نمونہ معیار هوالله تعالیٰ

مخدومی! خط شما رسید۔ درخصوص تعیین مجلس آنچہ نوشتہ بود۔ باعث طول و ہمہ تکرارت بود۔ من از برائے ہمین مجالس گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعید شدہ ام۔ اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد مدعائے خویش حاضرید من ہم حاضرم۔ خیلے خوشحال۔ فردا بعد از مغرب در منزل جناب مولوی عبد الحق صاحب مفسر حقانی در محلۂ بلی ماران مجلس برقرار خواہد شد۔ و ہر کسے را من تواانم خبر میدہم۔ و شما ہم امروز و فردا بذریعہ اشتہار یا قسم دیگر مرکز بخواہید مردم را اطلاع دہید۔ فرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید۔ مختارید ولے برائے من اگر دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد کافی است۔ مضایقہ ندارد۔ آنچہ از شرائط لازم است۔ این است کہ اوّل

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین باید نمود کہ آنہا برائے تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و منع عموم از مداخلہ در صحبت و گفتگو و منع طرفین از گریز و غلط مبحث مختار مطلق باشند۔

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریر شود۔

(۳) طرفین ہر یک بخط خود تحریر خود را میر مجلس و صدر جلسہ دادہ نقل نزد خود بدارید۔ و دستخط از یکدیگر بگیرند۔ و اگر چنانچہ شما شرائط دیگر ہم دارید سوار شروع جلسہ پیش کنید۔ ہرگاہ میر مجلس و صدر انجمن منظور نمودند۔ البتہ من ہم قبول خواہم نمود۔ الاہذا خط گذشتہ شما دوم شب بوقت ہشت رسید تا دو روز من منتظر ماندہ بودم۔ دیگر این جواب را تاخیر نیندازید۔ اگر حاضرید خبر تا امشب برسانید۔ والّا من معذور خواہم بود۔ کہ زیادہ برایں اوقات خود را معطل نکنم +

حررہ حکیم میرزا محمود بہائی ایرانی

یہہ ہے۔ ناظرین حضرت بہاء اللہ صاحب کے وکیل اور فرقہ بہائیہ کے فاضل بیدیل اور پیسہ اخبار کے عالم جلیل کا مضطربانہ جواب اور آپ کے پر تعلّی فقرات "کہ من از برائے ہمین مجالس گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعیدہ شدہ ام۔ وفرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید۔ مختارید" "ولے برائے من دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد۔ کافی است" اور آپ کی ایرانی تہذیب کا نمونہ کہ "خط شما رسید۔۔۔۔ آنچہ نوشتہ بودید۔ باعث طول و ہمہ تکرارات بود" جو محض دعوے بے دلیل ہے۔ کوئی ثبوت طوالت و تکرارات کا نہیں دیا۔ اور آپ کا تحکم کہ "اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد و مدعائے خویش حاضرید من ہم حاضرم۔ خیلے خوشحال" یعنی اگر یہہ عاجز احمدی اپنے مقاصد و مدعاے کے اثبات کے لئے حاضر ہے۔ تو آپ بھی حاضر ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اگرچہ ایسی مجالس و گفتگو کے واسطے آوارگی منظور فرمائی ہے۔ تمام دہلی کو بھی جمع کرلو۔ تو آپ کی طرف سے اجازت عام ہے۔ گو منزل مولوی عبد الحق صاحب دو صد نفر سے بھی زاید کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور نہ اسقدر وقت کہ اشتہار لکھکر طبع بھی ہوجاوے۔ اور قبل از وقت "ہمہ دہلی را" اطلاع بھی ہوسکے۔ اور شرائط کا فیصلہ میر مجلس و صدر جلسہ فرما دینگے گویا جن شرائط کو صدر جلسہ و میر مجلس آپ کے لئے مناسب سمجھیں۔ اُن کو منظور فرما کر آپ گفتگو کرینگے۔ ورنہ نہیں "آوارہ ممالک بعیدہ" ہونے اپنے علم و فضل کے زعم پر اب آسرا تلاش کرتے

ہیں۔ صدر جلسہ و میر مجلس کا فیصلہ کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ بحث تو ہو۔ زید و عمر کے باہمی اور شرائط بحث مقرر کریں خالد و بکر۔ یہہ آپ کی قابلیت و مناظرہ دانی ہے۔ مگر چونکہ میں نے۔۔۔ تا بخانہ باید رسانید کے وجہ سے آپ کے ہی خط کو منظور کرکے مندرجہ ذیل جواب الجواب عرض کیا ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم
نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

از جانب عاجز قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی۔ گذارش ہووے۔ کہ آپ کا نوازشنامہ ملا۔ بلا تاریخ و یوم بجواب عریضہ نیاز مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء۔ آج بعد بارہ بجے دوپہر کے پہنچا۔ کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ میرے عریضہ کو آپ نے باعث طول و مکررات ۔۔۔ مجکو ممنون فرمایا۔ اس کا فیصلہ اذہان سامعین پر رہیگا۔ وطن مالوف سے ایسی ہی جلسوں کے واسطے جناب کا آوارہ ممالک بعیدہ ہونا بغیر فرمانے آنجناب کے ہی اون مجلس یا انصار و دیار مختلف سے ظاہر ہے۔ جو آنجناب نے بڑے بڑے شہروں میں ہندوستان کے کی ہیں جن کا ادنیٰ ثبوت مقام دہلی کی مجالس ہیں۔ کیا جو شخص کسی خاص کام کے واسطے آوارۂ ممالک بعیدہ ہوا کرتا ہے۔ وہ اس اہم ضرورت کے حاصل کرنے میں اپنے فرائض اسی طور سے ادا کرتا ہوگا۔ جیسا کہ آنجناب عرصہ دو سال سے ہندوستان کے مختلف بڑے بڑے شہروں میں ادا کر رہے ہیں۔ لاہور۔ راولپنڈی کلکتہ۔ سیالکوٹ وغیرہ میں آپ نے کس قدر جلسے کرکے کتنی لاکھ مخلوق خدا کو امر اقدس صداقت کی شعاعین پہونچائیں۔ جو سرزمین ایران پر طلوع ہوا تھا۔ اور جسکی خاطر آپ نے آوارگی ممالک بعیدہ کی قبول کی۔ قبل ازیں دہلی میں قریباً دو ماہ بلی ماراں میں آپ نے قیام فرمایا۔ اوس عرصہ میں کتنی بار حصول مقصد کے لئے اس آوارگی کے کام کو بذریعہ مجالس انجام دیا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس دو سالہ آوارگی کا سوائے سیر و سیاحت بلاد یہ پیادی کے کونسا کارنامہ آپ کے پاس بطور ثبوت و مشاہدہ کے موجود ہے۔ کیا کوئی نظیر آپ مخالف کے سامنے ایسی پیش کرسکتے ہیں جس سے ادعا رسامی کہ "من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک

... ہو جاوے ہرگز نہیں
... پرپایا ہے۔ کہ در خط گذشتہ
... ب وقت ہشت رسید۔ تا دو روز
مانده بودم" اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ روز شنبہ بارہ بجے کے قریب یہہ عاجز اس مجلس سے جو پادری احمد مسیح صاحب کے مکان پر منعقد ہوئی تھی۔ واپس آیا۔ یکشنبہ کو آپ کی خدمت میں بوقت ۸ بجے شب کے عریضہ ارسال کردیا۔ یہہ اس قدر وقت نہیں گذرا جس میں آپ کو انتظار کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی۔ اور اگر واقعی آپ نے زحمت انتظار اٹھائی ہے۔ تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

بعد ازیں سر مطلب آکر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ نے جناب مولوی عبدالحق صاحب کا مکان اور یوم فردا بعد مغرب گفتگو تعیین فرما کر تعیین دیگر امور رقم فرمائے ہیں جن کو لازمی سمجھا ہے۔

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین ہونا چاہئے۔ جو تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و اغلاط نمبر و ر گفتگو مع طرفین انگریزی و فارسی [illegible] میں مختار مطلق ہوں۔

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریری ہوں

(۳) فریقین خود تحریر کرکے نقل اپنی پاس [illegible] میر مجلس صاحبان رکھکر اصل انکو دیدیں۔

سو جواب [illegible] التماس ہے۔ کہ مکان مولوی عبدالحق صاحب میں انعقاد جلسہ مجھکو منظور ہے۔ مگر اس شرط سے جو دہلی کے واسطے از روئے قانون و انصاف و مصلحت نہایت ضروری ہے۔ کہ مولوی عبدالحق صاحب اپنا دستخطی رقعہ اس مضمون کا میرے نام کل [illegible] قبل دوپہر تک بھیجدیں۔ کہ "میں حسب درخواست مرزا محمود صاحب بابی میں اپنا مکان اس جلسہ بحث کے واسطے جو درمیان مرزا صاحب ممدوح و قاسم علی ہوگا۔ خاص کرتا ہوں۔ اور انتظام جلسہ و حفظ امن فریقین (یا آپ کو اگر اطمینان ہے تو) صرف حفظ آبرو قاسم علی معہ اُن کے ہمراہیان کا ذمہ وار رہوں۔ قاسم علی معہ احباب خود وقت مقررہ منجانب مرزا محمود صاحب پر آجاویں" بعد آنے اس تحریر دستخطی رقعہ مولوی صاحب کے بعد مغرب میں حاضر ہوجاؤنگا۔

شرط اوّل کی بابت میں اپنی جانب سے جو میر مجلس مقرر کرتا ہوں۔ اُن کا نام ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہے۔ آپ اپنی جانب [illegible] بجے تک مطلع فرمادیں۔ اور صدر جلسہ مولوی عبدالحق صاحب ہونگے۔ جو بانی مجلس و صاحب مکان ہیں۔ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ کے اختیارات کا فیصلہ بھی حسب تحریر سابق شروع جلسہ میں ہو جاویگا۔

شرط دوئم۔ تو میری پیش کردہ ہی ہے۔ جو مسلم ہے۔

شرط سوئم۔ کی بابت بھی مناسب تجویز حسب قرارداد باہمی اوس وقت ہو جاویگی۔

(۴) دیگر شرائط کا فیصلہ بشرط منظوری صدر انجمن و میر مجلس آپ کو قبول ہوگا۔ ورنہ نہیں اس کا بھی تصفیہ حسب الارشاد آپ کے شروع جلسہ میں ہو جاویگا۔ آیندہ جو تحریر بھیجیں بہ ثبت تاریخ و یوم لکھا کریں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۴- جولائی ۱۹۱۰ء دوشنبہ

حضرات۔ ناظرین دیکھئے۔ عاجز نے کس قدر ایرانی صاحب کی مہمان نوازی و مسافر پروری کی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن تھا اُن کی رضامندی ہر امر کے متعلق ملحوظ رکھی ہے۔ کہ کسی طرح وہ اپنی میزبان سے ناراض ہو کر ایران کو نہ سدھاریں۔ مگر وائے برحال ایرانی کہ کسی بات پر بھی قایم نہ ہوا۔ اور بجواب اس عریضہ کے مندرجہ ذیل رقعہ میرے نام بھیجا۔

ھو اللہ۔ دوست من نامہ شما کہ بدایتاً شرحی از سفر دہلی و مسافرت دو سالہ پنجاب فانی داشت رسید۔ جناب! سفر دہلی من کمتر از مسافرت شما منتج و مؤثر نبودہ۔ کہ آنقدر عربدہا در شہر انداختید۔ و از پنجاب تا ہندوستان کوس نحن الموعود کوبیدید۔ آخر الامر خروج و دخول دہلی نتیجہ [illegible] مردمان مشہود و معلوم نگردید دیگر از سفر دہلی من چہ توقع دارید۔ عنقریب نتیجہ و اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان مبین شود۔ و خیال اوہام بیست سالہ شمارا بیا[illegible]۔ ھذا ادعا غیر مکذوب۔

دیگر در خصوص شرائط مجلس ہمانست۔ کہ یوم دوشنبہ مجملاً و مختصراً نگاشتم۔ لدی الحضور میر مجلس و صدر جلسہ انتخاب خواہد شد و شرائط غیر از آنچہ قبلاً نوشتم معلق بقبول میر مجلس و صدر جلسہ است۔ باقی مطلبے کہ قابل تحریر باشد نبود۔ والسلام علی من اتبع السلام۔ در خصوص اجازہ [illegible] در مکان جناب مولوی عبدالحق صاحب در صفحہ آخری ملاحظہ نمائید [illegible] عذر شما شود [illegible] بعد مغرب حاضر شو۔ حررہ حکیم میرزا محمود ایرانی بہائی۔ ۲ شنبہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۰ء

نقل تحریر مولوی عبدالحق صاحب دہلوی مفسر تفسیر حقانی ظہری رقعہ میرزا محمود ایرانی

جناب من۔ میں بخوشی خاطر اجازت دیتا ہوں۔ کہ بعد نماز مغرب روز چہار شنبہ ۲۵- جولائی کو غریب خانے پر مناظرہ کے لئے تشریف رکھیں۔ مگر وہ اشخاص جن سے احتمال فساد ہوگا۔ اوٹھا دئے جائیں گے۔ آج شب کو انجمن ہدایت الاسلام کا جلسہ ہے اس لئے کل پر محمول کیا گیا۔ ابو محمد عبدالحق ۲۴- جولائی شنبہ۔

ایُّھَا النَّاظرین۔ آپ نے ایرانی تحریر معہ اجازت نامہ مولوی صاحب کے ملاحظہ فرمائے۔ آپ فرمادیں تو سہی۔ کہ کیا یہہ میرے خط کا باصواب جواب ہے۔ اور اجازت نامہ میری منشاء کے مطابق تحریر فرمایا ہے ہرگز نہیں۔

ایرانی صاحب سے میں عملی ثبوت اس دعوے بیدلیل کا کہ "من از برائے این مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعیدہ شدہ ام" مانگتا ہوں۔ آپ اوس کے جواب میں فرماتے ہیں "عنقریب نتیجہ و اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان مبین شود" سبحان اللہ کیا بدیہی ثبوت آپ نے پیش کیا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء اہل حدیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے آنیکے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ وانہ لعلم للساعۃ یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ اور یہہ جواب خداتعالیٰ کا منکرین قیامت موجودہ زمانہ محمد صلعم کو دیا گیا ہے۔ کہ تم جو انکار قیامت کرتے ہو۔ اوس کے آنیکی دلیل کو مسیح ابن مریم ہے کیا تعجب نامہ ہے۔ کہ منکرین قیامت تو آج انکار کر رہے ہیں۔ اور دلیل اون کو وجود قیامت کی ایسی دیجاتی ہے۔ کہ جو خود ہنوز محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو۔ تو اوس دلیل کا وجود خدا جانے کس زمانہ میں ہوگا۔ مگر منکر آج ہی مان لیوے کہ بیشک وجود قیامت کی یہہ زبردست دلیل ہے۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اتریگا۔ خواہ کسی زمانہ میں ہو۔ ایسا ہی ایرانی صاحب کا جواب ہے۔ کہ عنقریب میرے دو سالہ سفر کا نتیجہ "چون ثعبان مبین شود" میں آپ سے اون جلسوں اور مناظروں کی تفصیل پوچھتا ہوں۔ جو آپ نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس دو سال میں کئے ہیں جس سے آپکا یہہ دعوےٰ عملاً ثابت ہوتا کہ بیشک آپ ایسے جلسوں اور گفتگوؤں کے واسطے آوارہ ہوئے ہیں۔ آپ اثر و نتائج سفر کا بیان کرتے ہیں۔ اور وہ بھی محض خیالی جس کا وقوع آیندہ پورا ہو کر دلیل کہلانے کا مستحق ہوگا۔ یہیں تک آپ کی سخن فہمی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ ہماری سفروں کو جو غالباً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفر دہلی سے مراد ہے۔ ورنہ میں نے تو کوئی سفر اس غرض کے واسطے جس کے آپ مدعی ہیں۔ آجتک کیا نہیں پیش کرکے فرماتے ہیں "سفر دہلی من کمتر از مسافرت شما منتج و مؤثر نبودہ" مسافرت مسیح الزمان کے نتائج آپ کو سرائے احمد پاشی میں اور مشن عیسائی میں کیسے معلوم ہوتے۔ لاہور کا سفر تو آپنے خود ملاحظہ فرمایا تھا۔ کہ کس قدر منتج و مؤثر رہا۔ کس قدر لوگ بیعت امام الزمان میں داخل ہوئے۔ پھر سیالکوٹ و جہلم کے سفر آپکے خیال میں پڑہیں۔ صدہا لوگوں نے آپ کو مسیح موعود تسلیم کرکے بیعت کرلی۔ اس کے مقابلہ میں متواتر دو سالہ آوارگی میں جن لوگوں نے بہاء اللہ جناب کو مسیح یا مہدی یا جو کچھ بھی آپ ان کو کہتے ہیں مان کر اظہار کیا ہو۔ انکا کچھ پتہ دیا ہوتا۔ رہا حضرت اقدس کا سفر دہلی وہ دو بار ہوا ہے۔ اوّل اس زمانہ میں جب کہ آپ نے ہند میں جنم نہیں لیا تھا۔ اوس کی حالات محض نابینا اینڈ کمپنی کے زبانی سنکر آپ نے صحیح جان لئے۔ تو اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور اگر آپ نے پوری تحقیق کے بعد معلوم کرکے لکھا ہے۔ تو سراسر کذب ہے۔ جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے ڈرنا چاہئے تھا۔ سفر دوم دہلی کا بغرض تبلیغ نہ تھا۔ اور نہ کوئی جلسہ دہلی میں ہوا۔ مگر تاہم اس سفر میں جو قریباً دس بارہ یوم کا تھا۔ چالیس آدمیوں تک بیعت میں داخل ہوئے۔ اور اب ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ برائے مہربانی آپ نے بہاء اللہ صاحب کے سفروں کا کچھ تذکرہ فرمایا تھا۔ کہ کیسے منتج و مؤثر ہوئے۔ الغرض میں پوچھتا کچھ ہوں۔ اور آپ جواب کچھ دیتے ہیں۔ بقول مشہور "من چہ میگویم و طنبورۂ من چہ می سراید" پھر میں نے جو رقعہ مولوی عبدالحق کا طلب کیا تھا۔ اوس کی عبارت لکھدی تھی۔ چاہئے تھا۔ کہ وہ عبارت اگر نہ لکھتے۔ تو اوس کا تمام مفہوم اپنے الفاظ میں ادا کردیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ اور اوس میں خلاف

کا ذِمہ نہ یہہ کہ کسی کی درخواست پر آپ نے مکان مناظرہ کے واسطے دیا ہے نہ اُس میں کسی کا نام لکھا ہے۔ کہ کس کو آپ مناظرہ کے لیئے آپکی اجازت دیتے ہیں۔ الغرض باوجود اِن تمام بے عنوانیوں کے اس عاجز نے طول نہیں دیا۔ اور وہاں جانا منظور کر کے ذیل کا اطلاعی اور آخری رقعہ اِن کے جواب میں بہیجدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

از احقر العباد قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی بہائی۔ والسّلام علیٰ عباداللہ الصالحین۔ نوازشنامہ سامی معہ اجازت نامہ مولوی عبدالحق صاحب بتقرر یوم مباحثہ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء بوقت شب بعد مغرب۔ آج موصول ہُوا۔ انشاءاللہ یہہ عاجز وقت مقررہ پر حاضر ہوجاویگا۔ شرائط مباحثہ جو کہ عریضہ اوّل مورخہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں تحریر کر چکا ہوں۔ اوّل اُون میں گفتگو ہوگی۔ بعد تصفیہ شرائط مباحثہ شروع کیا جائیگا۔ باقی امور مندرجہ خط سامی کا فیصلہ بہی قبل از مباحثہ ہو رہیگا۔ میر مجلسین لازماً فریقین کے اپنے اپنے انتخاب سے ہونگے اور صدر جلسہ بانی جلسہ و مالک مکان سمجہے جاوینگے۔ میری جانب سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب میر مجلس ہیں۔ آپ اپنے میر مجلس صاحب کو سر جلسہ منتخب کر سکتے ہیں۔ آپ نے شرائط کا از سرِ نو تجویز کرنا چاہا اس کی بابت بہی بر سر موقعہ مباحثہ عرض کرونگا۔ والسّلام

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔
۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء سہ شنبہ

بعد اس قرار داد باہمی کے یہہ عاجز معہ اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب و مستری قادر بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب کنٹرکٹر و مستری عظیم بخش صاحب و عبداللہ خان صاحب بعد مغرب مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر پہونچا۔ وہاں قریباً تیس چالیس آدمیوں کے جمع ہتے۔ اور مسٹر محمود ایرانی مع مسٹر احمد مسیح پادری اپنے رفیق و نابینا اینڈ کمپنی کے بہی اوس ہیں موجود ہتے۔ تہوڑی دیر بعد مولوی عبدالحق صاحب کہانا تناول فرما کر تشریف لائے۔ اور ذیل کی گفتگو فرمائی

مولوی عبدالحق صاحب۔ سب آگئے ہیں۔
حاضرین۔ جناب سب موجود ہیں۔
مولوی صاحب۔ کون کون صاحب مناظر ہیں۔
ایک شخص۔ مرزا محمود صاحب ایرانی۔ اور قاسم علی صاحب قادیانی۔ (گویا مولوی صاحب کو اس سے پہلے مطلق اس کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ پورا علم تہا)
مولوی صاحب۔ قبل از گفتگو میں یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس مسئلہ میں نزاع ہے جس میں مناظرہ ہوگا۔
عاجز احمدی۔ تمام گذشتہ بیان جس کی بناء پر یہہ جلسہ قرار پایا تہا۔ ظاہر کر کے احمد مسیح کی شہادت دلوا کر کہ ہاں یہہ واقعات صحیح ہیں۔ عرض کیا۔ کہ مرزا محمود ایرانی اپنے عقاید و دعاوی معہ دلائل بیان کرینگے۔ اُن میں جرح قدح میں کرونگا۔ کیونکہ آپ مدعی ہیں۔ ماموریت بہاءاللہ صاحب کے
ایرانی۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ یہہ خود مدعی مسیحیت مرزا صاحب قادیانی کے ہیں یہہ اپنا دعوے بیان کرینگے۔ میں جرح کرونگا۔ کیونکہ یہہ بر مکان احمد مسیح کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارا مدمقابل ہوں۔ مجہہ سے گفتگو کرو۔ اور بڑے جوش سے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا تہا۔
احمدی۔ مدمقابل ہونا شے دیگر ہے۔ اور مدعی بننا کچہہ۔ اور مدمقابل ہونے سے مجہہ اب بہی انکار نہیں۔ مدمقابل اوس کو کہتے ہیں۔ جو فریق ثانی مناظرہ و مباحثہ کرتا ہے مقابلہ کرتا ہے۔ نہ کہ مدعی کو خصوصیت کے ساتہہ۔
مولوی صاحب۔ فریقین گریز کرتے ہیں اور مدعی بننے سے انکار فیصلہ کیونکر ہو۔
احمدی۔ واقعات گذشتہ جس کی بناء پر یہہ جلسہ قرار پایا۔ بشہادت پادری احمد مسیح آپ سُن چکے۔ کہ محض بغرض سماعت دعوے ایرانی یہہ نوبت آپ تک پہنچی۔ اور فریقین کا گریز محض عدم تدبر واقعات سے آپ نے سمجہا۔ اس کا فیصلہ آسان اور باقاعدہ اصلح ہوگا۔ کہ اوّل آپ میرا دوہ خط پڑہیں۔ جو بابت شرائط باہمی لکہکر بہیجا گیا ہے۔ بعد فیصلہ شرائط اور کوئی گفتگو ہوگی۔ اور یہہ جملہ امور شرائط میں اول لکہہ چکا ہوں۔ اس پر خط مورخہ ۲۲۔ جولائی جو متضمن بشرائط مناظرہ تہا۔ پڑہکر سنایا گیا۔ جس وقت فرائض صدر جلسہ و میر مجلس صاحبان کے

پڑہے گئے۔ تو مولوی صاحب نے اعتراض ذیل کیا۔
مولوی صاحب۔ کیا صدر انجمن بعض لوگوں کو شور و غل سے منع کرتا رہیگا۔ اور اُس کا کچہہ اختیار نہیں۔ جیسے دیگر عوام الناس ہونگے ویسا ہے۔ وہ بہی ایک عامی سامعین میں سے ہوگا۔ تو بحث فضول نتیجہ ہیچ تضیع اوقات ہے۔
ایرانی۔ مجہکو منظور نہیں ہے۔ کہ صدر انجمن صرف اتنے ہی اختیار کا ہو۔ کہ انتظام جلسہ رکہے۔ بلکہ ہر ایک منازعت کا فیصلہ کرے خلط بحث نہ ہونے دے۔ غرض میری جانب سے بجمیع امور آپ یعنی صدر جلسہ مختار مطلق ہیں۔ جیسا کہ میں اپنے جوابی خط میں لکہہ چکا ہوں۔ اب جوابی خط پڑہا گیا۔ جو بلا تاریخ و یوم ایرانی نے بہیجا تہا۔
مولوی صاحب۔ خط ایرانی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ بیشک یہہ جملہ اختیارات خلط بحث و فیصلہ معانی مختلفہ و بحث حقیقت و مجاز و استعارہ میں صدر جلسہ کو پورا اختیار حاصل ہو۔ کہ جس فریق کو مطابق کتب مسلمہ کے پادری ڈگری دے۔
احمد مسیح نابینا۔ بیشک ایسا ہونا ضروری ہے۔ بغیر کلی اختیارات صدر جلسہ کے بے نتیجہ بحث ہوگی۔
احمدی۔ (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر) یہہ ظاہر ہے۔ کہ فریقین اپنے دلائل نقلی مسلمات خصم سے دینگے۔ اور جو لفظ از روئے معانی مشترکہ ہوگا۔ یا مجاز و استعارہ بتلایا جاویگا محض اپنی تخیل سے یہہ بیان نہ ہوگا۔ بلکہ شواہدات و نظائر و لغت و محاورات عرب سے ہی ثبوت دیا جاویگا۔ جس کا ثبوت اس کے خلاف ہوگا۔ وہ مردود ہوگا۔ ایسی صورت میں اختلاف معانی کا فیصلہ صدر جلسہ کیا بذریعہ الہام کے کرینگے۔ یا انہیں ذرائع سے؟ ظاہر ہے۔ کہ صدر جلسہ آپ ہوں۔ یا کوئی دیگر صاحب۔ وہ بہی ایسے ثبوت بتلا کر فیصلہ دینگے۔ پہر کسواسطے صدر جلسہ اختلاف معانی کا فیصلہ کرنے میں مختار مطلق کیا جاوے۔
مولوی صاحب۔ بیشک یہہ درست ہے کہ صدر جلسہ جو فیصلہ خلط بحث و اختلاف معانی کا دیگا۔ بدلائل سمجہا کر کتب مسلمہ سے دکہلا کر کہدیگا۔ کہ فلاں کا دعوے

معانی الفاظ میں صحیح ہے۔ نہ کہ وہ محض تحکماً بے دلیل فیصلہ کرے۔ غرضیکہ بڑی لمبی بحث کے بعد یہہ ہی منظور کر لیا گیا۔ کہ خلط بحث و اختلاف معانی کا فیصلہ بدلائل لکہکر دینے کا اختیار بہی۔ صدر جلسہ کو دیدیا جاوے۔
احمدی۔ خیر اگرچہ اس اختیار کی ضرورت نہ تہی۔ مگر قطع بحث کے واسطے میں منظور کر لیتا ہوں۔ کہ جو فیصلہ آپ یا کوئی صدر جلسہ خلط بحث و اختلاف معانی میں بدلائل دینگے۔ منظور کر لیا جاویگا۔ الا مسائل متنازعہ فیہ میں کوئی فیصلہ دینے کا اونکو اختیار نہ ہوگا۔

۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد مغرب

یہاں تک گفتگو ہو کر جس میں دس بجے سے زاید وقت شب گذر چکا تہا۔ دوسرا مسئلہ تعیّن میر مجلس کا قرار پایا۔ چونکہ قبل ازیں۔ ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ اخویم ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب میری جانب سے میر مجلس تھے۔ اب میر مجلس کا تعیّن فقط فریق ثانی کی جانب سے ہونا چاہئیے تہا۔ پہر یہہ مسئلہ کیوں پیش ہُوا۔ یہہ اسلئے کہ اختیارات صدر جلسہ زاید ہوگئے۔ کچہہ مداخلت بحث میں بہی انکو کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس لئے ضرورت سمجہی گئی۔ کہ میر مجلس بہی عربی دان ہوں۔ اور ہر سہ میر مجلس و صدر جلسہ کا متفقہ فیصلہ ایسے منازعت میں جو خلط بحث و اخلاف معانی کے باعث ہُوا۔ واجب القبول ہوگا۔ پس جلسہ امروزہ اس پر قایم ہُوا۔ کہ فریقین صدر جلسہ بہی جسکو چاہیں۔ مقرر کریں۔ اور میر مجلس ہی سچ بچار کرنا مزد کر کے کل آگہی بتلادیں۔ اور شرائط مباحثہ بہی بمواجہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ طے ہونگے۔

جلسہ دوم ۲۶۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

بعد مغرب نیاز مند بہی بہمراہی اخویم مستری عظیم بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب مکان جلسہ میں پہنچے۔ تو وہاں مرزا صاحب ایرانی کو مع چند دیگر صاحبان کے موجود پایا۔ جو تقادیر بہائی ساختہ اُنہیں دکہلا رہے تہے۔ بعد انفراغ از تماشا سے تقادیر مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا۔ کہ آپکو صاحب کو نسا میر مجلس تجویز کرتے۔
احمدی۔ میری جانب سے میر مجلس مرزا ... سے آدمینگے۔ اور بوجہ ملازمت وہ اتوار سے قبل نہیں آسکتے

مولوی صاحب - اچھی بات کچھ حرج نہیں - ایرانی سے مخاطب ہو کر - دو روز بعد ان کے میر مجلس آوینگے - آپ کو دو روز انتظار کرنا پڑیگا۔

ایرانی - خیر میں تو اس کام کے واسطے ماہ دو سال ٹھیر سکتا ہوں - مگر میرا ہمراہی بیمار ہے - اوس کو دہلی کی آب و ہوا موافق نہیں - اس لئے تعجیل کر و میری جانب سے میر مجلس مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں۔

احمدی - میر مجلس جو میرٹھ سے آوینگے - وہ بوجہ ملازمت بار بار نہیں آسکتے - اون کو اوس جلسہ پر آنا ضروری ہوگا - جس میں اصل گفتگو شروع ہو جاوے - میں مناسب سمجھتا ہوں - کہ شرائط کا فیصلہ تو اسے پہلے ہو کر صرف جلسہ بحث ہی باقی رہے - ورنہ اتوار کا جلسہ بھی اگر طے شرائط میں گذر گیا - تو پھر اتوار آئندہ تک ملتوی رہیگا۔

آج کے جلسہ میں اتفاق سے جناب حکیم رضی الدین خان صاحب خلف الرشید جناب حکیم ظہیر الدین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی بھی رونق افروز تھے - انہوں نے باجازت مولوی صاحب و فریقین اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل کیا۔

حکیم رضی الدین خان صاحب - میری رائے میں جو بے غرض اور آزادی کے ساتھ ہے - کیونکہ میں فریقین سے اسوقت تک ناآشنا ہوں - یہہ مناسب ہے - کہ شرائط مناظرہ اسی وقت اسی جلسہ میں جسمیں حضرت مولوی عبد الحق صاحب[1] اور مولوی کفایت اللہ صاحب و دیگر چند مولوی صاحبان عدۃ المینیہ وغیرہ موجود ہیں طے ہو جاویں - تاکہ آسانی سے جلسہ ثانی ہو جاوے اور فیصلہ معانی کے واسطے ضرور صدر جلسہ کو اختیارات ہونے مناسب ہیں۔

احمدی - بیشک اسیوقت طے فرمالئے جاویں - مسائل شرائط لکھکر اول ہی دے چکا ہوں - اس کو ملاحظہ فرما کر تصفیہ شرائط ہو جاوے - اور پہلے اس شرط کا فیصلہ ہو کر مرزا صاحب ایرانی اپنا دعوے پیش کرینگے یا نہیں۔

[1] یہہ مولوی کفایت اللہ صاحب وہ حضرت ہیں جنہوں نے ایک ماہوار رسالہ البرہان شاہجہانپور سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نکالنا شروع کیا تھا جو چھ سات نمبر نکل کر خسر الدنیا والآخرۃ مصداق ہو گیا - کسیقدر مالی نقصان ایڈیٹر صاحب موصوف کا ہوا - اور قوم سے کچھ امداد نہ ملنے سے یہ صورت حال نہ ہوئی - کیونکہ اگر بیسیار بہتر عمل تائید دین الہی ہوتا تب والی فقد کفلہ نصر اللہ وہ ضرور ترقی پکڑتا - اور کامیاب ہوتا - مگر برخلاف اسکے چند میں ہی بند ہو گیا - تو ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ اپنی کی اوس حق کے مقابلہ میں منہ پر ہو - اسلئے نامرادی اخری میں گیا - اس کا جواب مولوی سید محمد احسن صاحب نے القرقان

ایرانی - میں اپنا دعوے نہیں پیش کرونگا کیونکہ اول تحریر برائے مباحثہ احمدی کی جانب سے آئی ہے - میں نے کوئی تحریر بحث کرنے کو نہیں بھیجی۔

احمدی - میری تحریر بعد منظوری مباحثہ جو بر مکان احمد مسیح صاحب ہو چکی تھی - متضمن شرائط مباحثہ پہونچی تھی - اس تحریر سے یہہ لازم نہیں آگیا - کہ آپ دعوے نہ پیش کریں - آپ ہی ایران سے از بہر ہمین مجالس و گفتگو آوردہ ممالک بعیدہ شدہ آید ذکر میں - آپ کا دعوے مقدم ہے - دعوے مرزا صاحب علیہ السلام سے - آپکے پاس کوئی کتاب جامع ایسی نہیں جس سے ہر شخص آپ کے مذہب سے واقفیت پیدا کرے - آپ ہر شہر میں ایسی ترویج عقاید خود کے واسطے پہرتے ہیں - یہہ جلسہ محض آپ کی دعاوی کی بیان کرنیکے واسطے بطور مباحثہ قرار پایا ہے - پس اب یا تو انکار کریں - کہ میں اس جلسہ میں اول اپنا دعوے نہیں پیش کر سکتا یا یہ کہ میرا کوئی دعوے نہیں - اوس کے بعد ہم دوسرا جلسہ کر کے اپنا دعویٰ پیش کرینگے - اور آپ کو جرح کرنیکا اختیار دیا جاویگا۔

حکیم رضی الدین خانصاحب - میری رائے میں مرزا محمود صاحب ایرانی - چونکہ ایران سے محض اسی غرض کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں - کہ اہل ہند کو اپنے مذہب کو سنا کر منوائیں - تو بغیر کسی ایسی شرط کے کہ مثلاً زید اگر اپنے عقاید بیان کرے - تو میں بھی کرونگا - ورنہ نہیں - انکو علی الاعلان اپنے دعاوی و دلائل کا بیان کرنا ضروری ہے - اور ہر شخص کو اس پر جرح کرنے کا حق دینا انصاف پر مبنی ہے - لہذا مرزا صاحب ایرانی اس جلسہ آئندہ میں جو اتوار کو ہوگا - اپنے دعاوی و عقاید بیان فرماویں - ہم سب اہل دہلی سنینگے - اور ہماری جانب سے قاسم علی صاحب احمدی وکیل ہو کر آپ کے عقاید پر جرح کرینگے ...... اور مولوی عبد الحق صاحب اور میر مجلس صاحب صرف اس امر کا فیصلہ دینگے - کہ آپ نے جو دعوے بیان کیا - اوس کے مطابق دلیل بھی دی یا نہیں - اور احمدی صاحب نے جو جرح کی وہ معقول ہے یا نامعقول - اور اس جرح کو آپ نے اوٹھا دیا - باقی مسائل و عقاید کے متعلق کوئی حق یا ناحق ہونے کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

مولوی صاحب - جاؤ صاحب - فیصلہ ہو گیا - اب آپ میر مجلس یہاں سے ہی کسی کو مقرر کرو - کیونکہ اس وقت تم مدعی نہیں ہو - بلکہ حاجت اس کی ضرورت نہیں - کہ ضرور ہم عقیدہ آپکا ہی میر مجلس ہو - جب تم مدعی بنوگے - تو اسوقت دوسرا میر مجلس جو اپنا ہم عقیدہ ہو - مقرر کر لینا۔

احمدی - میر مجلس کی ضرورت ہمکو بیشک اسی وقت ہوگی - جب کہ ہم اپنا دعوے پیش کرینگے اور آپ کو ایرانی صاحب نے اپنی طرف سے بہمہ وجوہ مختار مطلق کر دیا ہوا ہے - اس لئے آپ ہی سردست کافی ہیں - میر مجلس اور صدر آپ ہی ہیں - اور اگر ایسا نہیں - تو اس جلسہ کے واسطے میرے میر مجلس ڈاکٹر صاحب ہی ہیں - ایرانی کے مولوی کفایت اللہ - صدر جلسہ آپ مناظرہ شروع کرنے کو وقت دن مقرر ہو جاوے۔

ایرانی - مجھے حکیم صاحب کا فیصلہ منظور نہیں کیونکہ آپ نہ صدر ہیں نہ میر مجلس آپ کو کوئی حق فیصلہ نہیں - اور نہ مجھے آپ کی رائے کا ماننا واجب - میں مدعی نہیں ہوں - اور اپنا دعوے اول نہیں پیش کرونگا - خط اول جس نے لکھا ہے - وہ ہی اپنا دعوے پیش کرے - ناظرین حالانکہ مولوی عبد الحق صاحب نے جنکو ایرانی نے مختار مطلق کر رکھا تھا - یہی مان لیا - کہ ایرانی اپنا دعوے حسب فیصلہ حکیم صاحب پیش کرے - اور قاسم علی جرح کرے - جب بھی تو مولوی صاحب نے فرمایا - کہ اس وقت ہم عقیدہ میر مجلس کی کوئی ضرورت نہیں - کسیکو مقرر کر لو - جب تم مدعی بنوگے - کوئی ہم عقیدہ میر مجلس کر لینا - مگر ایرانی صاحب نے گریز کیا۔

مولوی صاحب - میں مختصر فیصلہ کر دوں - سنئے - (راقم ہذا سے خطاب کر کے) آپ حضرت آرام سے گھر بیٹھئے - جب برسات گذر جاوے - اور ایرانی صاحب پھر آوینگے - پھر دیکھ لینا - اسوقت تو وہ مریض کو لیجائینگے مدعی نہیں بنتے (ایرانی سے مخاطب ہو کر) آپ کل اپنے مریض ہمراہی کو لے کر سدھار جائیے - جب آرام ہو جاوے پھر آجانا چلو فیصلہ شد۔

حکیم رضی الدین صاحب - بس یہہ فیصلہ دو حرفہ سنکر اور یہہ سمجھکر کہ ایرانی واقعی گریز کرتا ہے اٹھ کھڑے ہوئے - اور یونہی جلسہ برخاست

صبح کو اگلے دن ایرانی بچارہ پھر مولوی صاحب عبد الحق کے پاس گیا - کہ آپ نے یہہ فیصلہ لے حکیم صاحب سنکر کر دیا ہے جس سے مجھے گریز یافتہ احمدی قرار دیتے ہیں - آپ از سر نو اس مناظرہ کا بعد شرائط طے کی انعقاد کا حکم دیں - مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے نہ مانا - کہا کہ تم کسی اور کو صدر وغیرہ مان کر گفتگو کرتے رہو - مجھے معاف کرو

اس کے بعد بروز جمعہ یہہ عاجز ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ایرانی کے پاس بر مکان احمد مسیح ابھو گئے - اور کہا کہ آپ اگر گفتگو کرنے سے ڈرتے ہیں - تو بلا کسی مداخلت غیری کے ایک جلسہ میں اپنی دعاوی و دلائل و عقاید تو بیان کرو جس سے عوام و خواص مطلع ہو جاویں - اگر یہہ بھی نہیں کرتے - تو کوئی کتاب عقاید بہائیہ کے جن میں دعوے و دلائل آپ کے مذہب کے درج ہوں دیجئے - قیمت ہم سے لیجئے - اگر آپ کے پاس کتاب ہی نہیں - تو ہمکو پتہ اپنی قلم سے لکھدیجئے ہم وہ کتابیں قیمت طلب پارسل کے ذریعے منگالیں - مگر ایرانی صاحب نے سو کا ایک ہی جواب دیا - کہ جلسہ دہلی میں ہونا مشکل ہے ٹون ہال میں اجازت جلسہ ملنی مشکل دوسری جگہ جلسہ کرنا کرنا منظور نہیں ہے - کتب مذہبی نہ میرے پاس ہیں - نہ کوئی ایسی جامع کتاب کہ جس میں دلائل و دعویٰ و عقاید جمع ہوں نہ قیمتاً کسی جگہ سے مل سکتی ہے - چلو فیصلہ شد

اب آخر میں ہم احمد مسیح رفیق ایرانی کو اور نابینا اینڈ کمپنی کے ممبران کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے رفیق کو پبلک کے سامنے ہمارے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے پیش کریں - کہ وہ اپنی دعاوی و دلائل ذرا سنا کر ثبوت عقاید خود کر کے دکھلاوے - اگر وہ ایسا نہ کرے - تو تحریر کر دے - کہ میں کوئی دعوے منجانب بہاء اللہ نہیں رکھتا - اور نہ پیش کر سکتا ہوں - اس کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب مہدی دوران کا دعوے بعد شرائط ضروری مسلمہ فریقین ثابت کر دینگے - ہاں اے دعوت غیر مکذوب - ورنہ یاد رکھیں - کہ اون کے تمام مکر خدا نے برباد کر دیئے - اور اپنے اس منصوبے میں بھی جاگیر خان والے منصوبے کی طرح نامراد اور ناکام رہے - اور خدا نے ہمکو مظفر و منصور فرمایا - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

راقم الحروف عاجز قاسم علی

احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

تراہا بیرم خان دیرانی منڈی

پھول کی

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء

ڈائری

فرمایا میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے۔ کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دعا اپنے انتہائی نقطے کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دیجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قائم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ کہ کبھی اس نے اس کی بات مان لی۔ اور کبھی اس نے اس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے۔ اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہمیشہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے۔ اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے۔ وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف میں دو آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ایک میں فرمایا کہ۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم دعا مانگو میں تمہیں جواب دوں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ۔ الخ یعنی ضرور ہے تم پر ہر قسم کے ابتلاء آویں۔ اور امتحان آئیں۔ اور آزمائشیں کی جاویں۔ تاکہ تم انعام حاصل کرنیکے مستحق ٹھہرو۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمایش کرتا ہے لیکن جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خدا ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کرے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ دعا کے واسطے اس کی حد تک جو ضروری ہے۔ تضرع کی جاوے۔ اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو۔ اور اس کو یقین ہو۔ کہ اگر فلاں کام میں کرونگا تو یہ تلوار میرے سر میں لگیگی۔ پھر وہ کس طرح وہ کام کرسکتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ وہ تلوار اس کو دکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو۔ اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کر جائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدی کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہیں۔ کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب ۴۔ اپریل کا زلزلہ آیا۔ تو ہمارے عزیز محمد اسماعیل۔ میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ وہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے کالج میں ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا۔ تو وہ بھی رام رام پکارنے لگا۔ لیکن جب زلزلہ گذر گیا۔ اور ہوش ٹھکانے لگے۔ تو پھر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ کہ میں نے رام رام کہا۔ خدا تعالےٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے۔ کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے۔ کہ خدا موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے۔ مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ تو وہ ایسی ہیبت ڈالدیتا ہے۔ کہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے۔ وہ کس طرح کھینچا جاسکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے۔ اس سے ہم امید ہی کیا کرسکتے ہیں۔ خدا ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جبتک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے خدا تعالیٰ نے اُس کو حرام نہیں کیا۔ کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو۔ کہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ بیماری کیوقت چاہئے۔ کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب تبلا دیتا ہے۔ اور اس طرح دعا کرنیوالا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج تبلا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

یکم اگست ۱۹۰۶ء۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب جن کی بیوی کل شام کو فوت ہوچکی ہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب کو مخاطب کرکے حضرت نے فرمایا۔ کہ آپ پر اپنی بیوی کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ اب آپ صبر کریں۔ تاکہ آپ کے واسطے ثواب ہو۔ آپ نے اپنی بیوی کی خدمت بہت کی ہے باوجود اس معذوری کے کہ آپ نابینا ہیں آپ نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا اجر ہے۔ مرنا تو سب کیواسطے مقدر ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن سب کے ساتھ یہی حال ہونیوالا ہے۔ مگر غربت کے ساتھ۔ بے شر ہوکر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں۔ ان کی پیشوائی کیواسطے گویا بہشت آگے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے لعزر کے متعلق بیان کیا ہے۔

لعزر والا واقعہ ہم اس جگہ انجیل میں سے نقل کردیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے ایک دولت مند تھا جو لال اور مہین کپڑے پہنتا۔ اور روز بروز شان و شوکت سے عیش کرتا تھا۔ اور لعزر نام ایک غریب آدمی جو ناسور سے بھرا تھا جسے اس کی ڈیوڑھی پر ڈال جاتے تھے۔ اور وہ آرزو رکھتا تھا کہ ان ٹکڑوں سے جو دولت مند کی میز سے گرتے تھے اپنا پیٹ بھرے بلکہ کتے آکے اس کے گھاؤ چاٹتے تھے۔ اور ایسا ہوا۔ کہ وہ غریب مرگیا۔ اور فرشتوں نے اسے لے جاکر ابرہام کی گود میں رکھا۔ اور دولتمند بھی موا اور گاڑا گیا۔ اس نے دوزخ کے درمیان عذاب میں ہوکے اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ابرہام کو دور سے دیکھا۔ اور اسکی گود میں لعزر کو اور اس نے پکار کے کہا۔ کہ اے باپ ابرہام مجھ پر رحم کر۔ اور لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کے میری زبان ٹھنڈی کرے۔ کیونکہ میں اس لَو میں تڑپتا ہوں۔ تب ابرہام نے کہا کہ اے بیٹے یاد رکھ۔ کہ تو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے چکا۔ اور لعزر بُری چیزیں۔ سو اب وہ تسلی پاتا ہے۔ اور تو تڑپتا ہے۔ اور ان سب کے سوا ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا دھرا گیا ہے۔ ایسا کہ جو یہاں سے تمہارے پاس جایا چاہیں نہ جاسکیں اور نہ وے لوگ جو وہاں ہیں۔ اس پار ہمارے پاس آسکتے تب اس نے کہا پس اے باپ تیری منت کرتا ہوں کہ تو اسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں۔ تاکہ ان پر گواہی دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وے بھی اس عذاب کی جگہ میں آویں۔ ابرہام نے اُسے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیا ہیں۔ چاہیئے کہ وے ان کی سنیں۔ اس نے کہا نہیں اے باپ اگر کوئی مردوں میں سے ان کے پاس جاوے تو وے توبہ کریں گے۔ اس نے اُسے کہا۔ کہ جب وے موسیٰ اور نبیوں کی نہ سنتے۔ تو اگر مردوں میں سے کوئی اٹھے۔ تو اس کی نہ مانیں گے

نماز میں دعا

نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیئے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے۔ اور قرآن شریف کا حصہ اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تاکہ حضور دل پیدا ہوجاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے۔ کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اسکا ذکر نہیں آیا۔ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے نادان لوگ نماز کو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کے مشکلات کیواسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد۔ کھڑے ہوکر۔ رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو۔ تاکہ مالا مال ہوجاؤ۔ چاہیئے کہ دعا کے وقت روح پانی کی طرح بہ جاوے۔ ایسی دعا دل کو پاک و صاف کردیتی ہے یہ دعا میسر آوے تو پھر خواہ انسان چار پہر تک دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں مانگنی چاہئیں دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہوجاتی ہے۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط ہے ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

رپورٹ جلسہ احمدیہ گجرات

بمقام رجوعہ

رجوعہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی رحمت۔ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ تیری طرف بارہ بجے کی کرکراتی دہوپ میں بائیس کوس سفر کرکے جانا ہمارے لئے عین راحت ہے۔ کیوں؟ تجھ میں بسنے والے احمدی میرے سید و مولیٰ امام الائمہ (خدا کا درود اس پر اور اس کی طاہر مطہر آل پر) کی قوت قدسیہ کا ظاہر ثبوت ہیں۔ ہاں میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس ... ... **الکتٰب والحکمۃ** کا نظارہ دیکھنا ہو۔ اور اس کی خاص جذب وتزکیۃ کا مولنہ کرنا ہو جو مامور من اللہ میں ہوتا ہے۔ وہ وہاں کے مرحوم احمدیوں کے حالات سنے۔ ایک وقت تھا کہ وہ جاتے سوار کو گرا کر گھوڑے کو غائب کر دیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ سارے جہان کے عیوب تمام دنیا کی خرابیاں ان کے فخر کا موجب۔ ایک یہ وقت کہ یمشون **علی الارض ھونا** زمین پر سلامت روی اور نرمی سے چلتے ہیں۔ اور یبیتون لربھم **سجدا وقیاما**۔ اپنی رات سجود و قیام میں گذارتے ہیں۔ کوئی نیکی نہیں جس کی طرف وہ نہ لپکے۔ اور کوئی بھلائی نہیں جس کے حصول کا انہیں ارمان نہ ہو۔ ان کے مرنے کے بعد جماعت کچھہ سست سی پڑ گئی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکات سے رنمل وصیلاں والے جلسہ کے ذریعے بیدار ہوئے۔ اور انہوں نے بڑی محبت سے چاہا۔ کہ یہاں قریب جو ارکے سب بھائی جمع ہوں۔ چنانچہ ۳۰ اگست کو گورالی۔ وزیر آباد۔ گوٹیکے۔ لنگہ۔ سعد اللہ پور۔ نگیال۔ مونگ رسول۔ سیلانی۔ رنمل کے بھائی تشریف لا کر شامل جلسہ ہوئے۔ ڈنگہ کی جماعت نے اپنے غریب بھائیوں کو شمولیت کا اعزاز نہیں دیا۔ وجوہات نامعلوم؟

جمعہ کا خطبہ۔ میرے پیارے مہربان حافظ غلام رسول صاحب نے پڑھا۔ ... کا پہلا رکوع تہا۔ (۱) تقوے کی تعریف (۲) شرک وبدعت سے بچنے کی تاکید۔ کسی گناہ کو اختیار کرنا بھی شرک ہے (۳) غلبہ تقوے سے ہے۔ نہ کہ کثرت تعداد پر (۴) یکسو ہوکر خدا کا دین اختیار کرنا (۵) رسم ورسوم کے ادا کرنے کو عزت نہیں۔ بلکہ حقیقی عزت وہ ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہو۔ (۶) اپنی عورتوں سے حسن معاشرت (۷) عملی نمونہ درست کرنے کی تاکید۔ بعد از نماز جمعہ ناچیز اکمل کا وقت تہا۔ ایک ڈیڑہ گہنٹہ کی تقریر تہی۔ مخالفین کی بہی ایک خاصی تعداد تو آگئی۔ مستورات بہی برعایت پردہ شامل تہیں تقریبا تین گہنٹے تک شمع خراشی ہوتی رہی۔ مگر تاہم بہت سا بیان باقی رہ گیا۔ اس تقریر کا ایک حصہ تو بدر میں ملاحظہ فرمائیے جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہہ جو فرمایا۔ کہ نوح علیہ السلام قریباً ہزار برس تو قوم میں رہا۔ اور پہر طوفان آیا۔ کشتی والوں کو نجات دی۔ باقی سب غرق ہوئے۔ اور یہہ سفینہ تمام جہان کے لوگوں کے لئے ایک آیت تھا۔ اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ ایک یہہ کہ نبی کریم صلعم کو گھبرانا نہیں چاہئے۔ ایک وقت آتا ہے۔ کہ خون کے طوفان میں یہہ سب غرق ہونگے۔ اور وہ صحابہ کرام جو حبشہ میں دریا کا سفر کرکے ہجرت کر گئے تھے بخیریت واپس آئینگے۔ پہر خیراتوں کی تین صدیوں کے بعد ہزار برس گذرنے پر ظلم (حقوق اللہ وحقوق العباد میں نقصان) کے سبب طوفان آئیگا۔ ہر چہار عنصر انسان کے خلاف ہو جائینگے۔ اس وقت بہی ایک کشتی نوح ہوگی جس پر سوار ہونے والے بچائے جائینگے۔ چونکہ اس نوح علیہ السلام کی دعوت تمام جہان کے لئے ہوگی۔ اس لئے عذاب بہی سارے جہان پر متفرق طور سے آئینگے۔ صرف یہی کشتی امن کی جگہ ہوگی۔ اور اس لحاظ سے **ایۃ للعٰلمین** وہ ہے۔ اس کشتی پر سوار ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسے تم سفر میں جانے کیلئے وضو وغسل کرتے ہو۔ ایسے ہی یہاں بہی وضو ہے۔ ہاتھہ دھولو۔ دنیا کی بیہودہ خواہشوں اور شیطانی تحریکوں پر عمل درآمد کرنے سے ہاتھہ دھو ڈالو۔ کلی کرو۔ یعنی اپنے مونہہ کو گندی باتوں سے اور خدا کی مرضی کے خلاف بولنے سے بچاؤ۔ ناک صاف کرو۔ یعنی دنیاوی خلاف شریعت رسم ورواج کی اگر ناک کٹتی ہے۔ تو کٹ جانے دو۔ آنکھیں غیر محرم اور بیگانے مال کی طرف نہ دیکھیں۔ پیشانی ایک ہی در دولت پر پڑی رہے۔ سر کا مسح یعنی سر تسلیم ایک ہی کے حضور خم رہے۔ بازو خدا کے احکام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ قدم راہ حق میں ثابت قدم رہیں۔ تقوے کا لباس پہن لو۔ **ولباس التقویٰ ذٰلک خیر** (تقوی کا لباس سب سے اچھا ہے) ساتھہ ہی یہہ خیال بہی رہے۔ **لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما** (کہ شیطان کہیں یہہ لباس اتار نہ لے) اپنے ساتھ زاد بہی لے۔ مگر کا ہیگا۔ **وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ** (سب سے اچھا زاد تقوی ہے) سستی نہ کرو بلکہ **سارعوا الی مغفرۃ من ربکم** جوش وخروش سے اس راہ کو طے کرو۔ کونسی راہ۔ **وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ** (وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ) دیکھنا اودہر اودہر کسی اور رستے نہ پڑ جانا۔ **ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن** ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہہ کل صراط کی صورت میں متمثل ہوگا۔ اب تم کشتی تک پہنچ چکے۔ محصول بہی ضرور دینا چاہئے۔ یعنی چندہ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ورنہ **واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم**۔ اللہ کو ضرورت نہیں۔ بلکہ تم ہی اس کی رحمتوں اور فضلوں کے محتاج ہو۔ اگر تم نے مونہہ پھیرا۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کر لیگا۔ جو تم جیسے نہ ہونگے۔ اور اس کے مامور کے پورے پورے دل وجان سے معاون ہونگے۔ پہر بیان کیا۔ کہ جیسے کشتی پر چڑھکر **مخلصین لہ الدین** کی حالت طوفان کے وقت طاری ہوتی ہے۔ **فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین** ایسا ہی ہر کام میں ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے اخلاص ہونا چاہئے۔ اور ہر قسم کے شرک سے محترز۔ یہاں امت رسول اکرم صلعم کے بعض عقاید کا ذکر کیا گیا۔ کہ مینہ نہیں برستا۔ تو چھوٹے بچے گلیوں میں گہومتے ہوئے کہتے ہیں۔ (ڈیبے ڈیبے مینہ وسا) لاحول ولا قوۃ کیا مسلمانوں کا خدا مینہ برسانے والا ڈبی ہے یہہ مخالف علما سنتے ہیں۔ اور منع تک نہیں کرتے کسی نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں کہا ہے۔

د دولتاں نعمتاں بخشش میراں ننگ
بھکہوے وس کیوں پاؤنا ئیں۔ تیرے فضلاں دا
کجہہ شمار نا ہیں بیڑیاں بدیاں توں بنی لاؤنا ئیں
حضرت معین الدین اجمیری کے لئے زمین تیری
فلک تیرا۔ ملک تیرے عرش تیرا تک کہدیا۔ استغفر

✽ اس کشتی کی نوح کا حلیہ خدا اوند کریم نے اپنی نبی کریم صلعم کی معرفت بتا دیا۔ سیدھے بال گندم گون رنگ اونچی ناک روشن پیشانی (عیسیٰ ابن مریم کا یہ حلیہ نہیں بتایا) اور آسمان کو ماہ رمضان میں خسوف کسوف کے اجتماع سے لیڈنیز کو دابۃ الارض (طاعون) اور زلازل سے اسکی صداقت پر گواہ کر دیا پس اس کے پہچاننے میں کوئی دقت باقی نہیں ✽

حقوق اللہ میں جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی نسبت سنئے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لیس کمثلہ شیء** مگر بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ میں بہی بعض ایسے اوصاف ہیں۔ جو کسی دوسرے میں نہیں۔ (۱) جبرائیل علیہ السلام کا ہر وقت آپ کے ساتھ رہنا۔ حالانکہ **وما منا الا لہ مقام معلوم** سے ظاہر ہے۔ کہ فرشتے نیچے بذاتہ نہیں آتے۔ اور روح القدس کی معیت تو ہر مومن سے ہے۔ **ایدھم بروح منہ** (۲) خالق الطیور ہونا۔ مگر خدا فرماتا **خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء** (۳) مردوں کا زندہ کرنا برخلاف **انا نحن نحی الموتی** **ربی الذی یحی ویمیت** اور **انھم لا یرجعون** **فیمسک التی قضی علیھا الموت** کے (۴) اس کے ہاتھہ پر تمام لوگ مسلمان ہو جائینگے حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ **لا یزالون مختلفین** ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ **والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیٰمۃ** (۵) زمانے کے اثر سے محفوظ۔ ۳۳ برس کا آسمان پر گیا۔ یہی عمر ہوگی۔ جب اتریگا۔ خدا فرماتا ہے۔ **ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق** **وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد** دو ہزار برس سے آسمان پر موجود۔ بلا طعام۔ خدا نے بالخصوص فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام **وما جعلنٰھم جسدا لا یاکلون الطعام** **فیھا تحیون وفیھا تموتون** اور ترقی فی السماء کے جواب میں **سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا** نازل ہوا۔ (۷) غیب کا جاننے والا۔ حالانکہ خدا ہی غیب کو جانتا ہے۔ **وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو**۔ پہر خدا کے بغیر دوسروں کو استعانت اور ان کی ندا بہی شرک ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا** اور فرمایا۔ انہیں خود اپنی پڑی ہوئی ہے **یبتغون الیٰ ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ** اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عذاب سے خائف وترساں ہیں۔ اس بیان سے کوئی ناراض ہوتا ہے۔ تو ہو۔ **واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ**۔ توحید کے بیان سے کافروں کے دل ہی تنگی پکڑتے ہیں اور وہی چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ **تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر**۔ اکمل

... دوسرے بھائیوں کا آپس میں تعارف ہو گیا۔ باہم محبت وصلح میل جول بڑھ گیا۔ صرف یہی ایک طریق ہے جس سے احمدیوں کے رشتہ ناطے آپس میں ہو سکتے ہیں۔ چندہ کا باقاعدہ انتظام کر دیا گیا۔ کئی ایسے بھائی دیہات کے سننے والے تھے۔ جنہیں سلسلہ ...

وصیتیں

جب اشتہار الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا تو انہیں دنوں میں مریدان با اخلاص کی وصیتیں حضرت اقدس کے پاس آنی شروع ہوگئیں ۔ لیکن وہ انجمن جس کے متعلق حضرت اقدس نے اپنا یہ منشا شائع کیا تھا کہ یہ کل کاروبار اس کے سپرد رہے گا ہنوز بنی نہ تھی ۔ چنانچہ اس انجمن یعنے صدر انجمن احمدیہ کے قواعد ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو حضرت اقدس کی اجازت اور منظوری لیکر شائع ہوئے ۔ ان قواعد کی رو سے مقبرہ کا اہتمام اور وصیتوں کا لینا یا انکی وصول کا انتظام کرنا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت کام کرتی ہے ۔ چنانچہ جب کچھ وصیتیں سکرٹری مجلس کارپرداز کے پاس جمع ہوگئیں تو انکو مجلس میں پیش کیا گیا ۔ مگر معلوم ہوا کہ بہت سی وصیتیں بعض نقصوں کے سبب دوبار لکھوانے کے قابل ہیں ۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک وصیت دفتر سکرٹری میں موصول ہونیکے بعد انجمن کے مشیر قانونی یعنی خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور کے پاس بھیجی جایا کرے تاکہ اگر کوئی نقص اس میں ہو وہ رفع ہو سکے ۔ چنانچہ وہ تمام وصیتیں خواجہ صاحب کے پاس بھیجی گئیں ۔ اور بہم انہیں سے مکمل ہوکر واپس پہنچ گئی ہیں اور اس لئے اب حسب منشائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انکو ہر دو اخباروں یعنے الحکم اور بدر میں چھپوانا شروع کیا جاتا ہے گنجایش کے مطابق یہ وصیتیں ہر ہفتہ شائع ہوتی رہیں گی ۔ اسی توقف کی وجہ سے مجھے وصیتوں کے شائع کرنے میں ہوا ۔ بعض لوگوں نے جلد بازی کرکے یہ لکھدیا تھا کہ چند وصیتیں آکر اب یہ سلسلہ بند ہوگیا ہے ۔ امید ہے کہ ان وصیتوں کے چھپنے سے ایسے جلد باز خود بخود نادم ہونگے ۔ یہ سلسلہ وصیتوں کا ایسا ہی جو انشاء اللہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا ۔ بلکہ الٰہی سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ترقی کرکے بدزبان مخالفوں کا مونہہ کالا کریگا ۔ اور وہ دیکھینگے کہ ان سے اشاعت اسلام کی توفیق چھینی جاکر اللہ تعالے کسطرح اس خدمت کے لئے اسی سلسلہ کو جسے وہ اپنی ہی بے ایمانی کی وجہ سے مفتریوں اور کذابوں کا سلسلہ ٹھہراتے ہیں ۔ ممتاز کرتا ہے ۔ بحمد اللہ اسی سلسلہ کے امام و رہبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیرووں کے لئے اشاعت اسلام کی ایک پہلی راہ کھولدی ہے جو دن بدن ترقی کر رہی ہے ۔ ہاں یہ بھی ہے ان احباب کی خدمت میں جنہوں نے ابتک وصیتیں لکھکر نہیں بھیجیں یہ التماس کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تساہل سے کام نہ لیں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ۔ ایسا نہ ہوسکے اجل کا پیام آجاوے اور ہم اسی ارشاد کی تعمیل سے قاصر ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے ۔ وصیتیں حتی الوسع چھپے ہوئے فارم کے مطابق ہوں لیکن جن احباب کی کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے انہیں تفصیل جائداد دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ وصیت میں صرف اسقدر لکھدیں کہ جسقدر جائداد ان کی موت کے وقت ثابت ہو ۔ اس کا دسواں یا جونسا حصہ وہ دینا چاہیں ۔ صدر انجمن احمدیہ کو دیا جاوے ۔ جو احباب ہبہ کرنا چاہیں یا اپنی جائداد موجودہ کا حساب کرکے اس کا حصہ اپنی زندگی میں ہی دینا چاہیں تو یہ سب سے آسان راہ ہے ۔ کیونکہ اس سے انجمن بہت سی زیر بار ہونے سے بچی رہیگی ۔ وصیتوں کے شائع کرتے وقت میں اس بات کا ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ ڈاکٹر غلام غوث صاحب [illegible] نے اپنے مکانات قیمتی ایک ہزار روپیہ جو قادیان میں واقع تھے ۔ سب سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے نام زبانی ہبہ کرکے قبضہ مجلس کارپرداز کو دیدیا ہوا ہے ۔ یہہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے ۔ کہ وصیتوں میں اس کا ذکر نہیں آئیگا ۔ اس کے علاوہ بعض اور دوستوں نے بھی مکانات وزمین ہبہ کی ہیں ۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ پھر کسی وقت دی جاویگی ۔ یہہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے ۔ کہ ہبہ اور وقف کے متعلق ہر شخص کو اختیار رہے ۔ کہ وہ کل جائداد یا جسقدر حصہ اس کا چاہے کرے ۔ لیکن وصیت تیسرے حصے سے زیادہ کی نہ ہونا چاہئے ۔ باقی خیر و خیریت ہے ۔

خاکسار

محمد علی سیکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) میں مسمی محمد حسن ولد کرم الدین قوم آرائیں ساکن اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۵ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اور لکھدیتا ہوں ۔ کہ آج ہی میری زندگی میں اس وصیت پر عمل ہو ۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع

(۳) میں اقرار . . . . الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوئے تمام و کمال پڑھ لیا ہے ۔ میں ان ہدایات کا پابند ہوں جو اس میں درج ہیں ۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا ۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق . . . . شائع ہوئے ہیں ۔ یا آیندہ شائع ہونگے ۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے بعد میری ورثا ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط انجمن مذکورگی معاملہ وصیت و مقبرہ ہذا میں پابند رہینگے ۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے ۔

(الف) مکان جس کا حدود اربعہ یہہ ہے ۔ کہ شمال مکان امیر بیگ مشرق ڈھاب جنوب مکان شاہ دی کشمیری مغرب شارع ۔ یہ مکان قادیان دار الامان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں واقع ہے ۔ جو میں نے دو ماہ ہوئے کہ ہبہ زبانی بحق مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے قبضہ مکان موہوبہ دو ماہ ہوئے کہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پنجاب انجمن مذکور کو دیدیا ہے ۔ شرط یہہ کہ جب تک میں زندہ رہوں اس مکان میں میں اور سوائے میرے چار آنہ ماہوار بطور کرایہ دینا رہونگا ۔

(ب) میری زمین قریباً پانچ گھماؤں موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور میں واقع ہے ۔ اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے ۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں ۔ میں آج کی تاریخ سے اس زمین کے پانچواں حصہ کو جو نہری ہے بحق مجلس مذکور ہبہ کرتا ہوں ۔ اگر اس کے متعلق انجمن مذکور کوئی الگ کاغذ لکھوانا چاہے ۔ تو سب لکھنے کو طیار رہوں ۔

(ج) میری تنخواہ مبلغ ۵ روپیہ ہے ۔ اس میں ہی ایک روپیہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو دیتا رہونگا ۔ انجمن کو اختیار ہوگا ۔ کہ اس جائداد کو میرے بقیہ جائداد سے الگ کرلے ۔ یا اس میں شامل رہنے دے ۔ وہ اوسکو فروخت کرکے اس کی قیمت [illegible] یا فروخت کرے تو اس موہوبہ جائداد سے مفاد [illegible] اغراض انجمن کو پورا کرے ۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس ہبہ کردہ جائداد کی مالک متصور ہو ۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ۔ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اوسکی مالک بھی انجمن ہے ۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں ۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد اسکے علاوہ مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد کا دسواں حصہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے ۔ جن کا مفصل ذکر میں نے نقرہ ماسبق نمبر ۱ وصیت میں کیا ہے ہیں اپنے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا ۔

(۶) میں یہہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے ۔ اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں ۔ تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہوچکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے ۔ [illegible] اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible]

(۷) میری یہہ بھی وصیت ہے ۔ کہ میری [illegible] اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ۔ ان اخراجات سے متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے نقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کردونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرادونگا ۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا ۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ صلح اخراجات سے کم ہوئے ہو میری کل متروکہ جائداد جس میں وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی ۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے ۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے ۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو ہر در جائز ضرورت شرعی سمجھینگے ۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں ۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے ۔ اور اگر حالات آیندہ کی بحث جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں اپنی جائداد کے متعلق کی ہے ۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے ۔ وہ بدستور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا ۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز قبرستان اجازت نہ دے میری نعش کو کسی اور جگہ دفن نہ کیا جاوے ۔ البتہ امانت کے طور پر [illegible] جا سکتی ہے ۔ (۹) پھر اگر حسب نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے ۔ تو اخراجات متعلقہ [illegible]

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

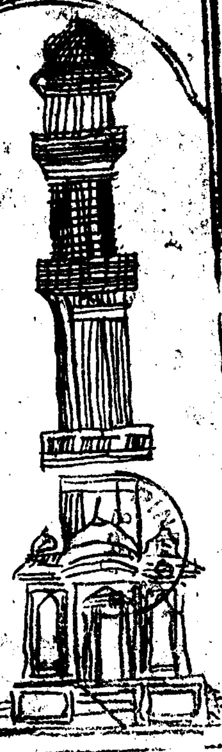
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو لے بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صر (۲) خواص و معاونین سے عنے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے
سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے



نمبر ۲۹ قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیا

۱۳۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ اور اس سے ماقبل دو چار روز کے الہامات یہ ہیں۔

(۱) دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا۔ اور زمین سے نکالونگا پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔

(۲) صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے

(۳) وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ
ترجمہ۔ ہر ایک چغل خور عیب گیر پر سخت لعنت ہے۔

(۴) سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔ وَاُلْقِیْ بِہِ الرُّعْبَ الْعَظِیْمَ۔
ترجمہ۔ میں تجھے ایک عجیب طور پر عزت دونگا۔ اور اس کے ساتھ دنیا پر بڑا رعب ڈالوں گا۔

(۵) یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔
ترجمہ۔ لوگ دور دراز سے تیرے پاس آئینگے اور دور دور سے ہدیے آئیں گے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام خط۔

حضرت حکیم الامت نے ڈاکٹر موصوف کے نام ایک خط حال میں لکھا ہے۔ میں پبلک کی آگاہی کیلئے درج کرتا ہوں۔ اڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ مَعَ التَّسْلِیْم

امابعد میں نے اپنے وطن کو چھوڑا۔ اور قادیان میں اقامت کی دو گونہ مجھے ضرر ہوتا۔ تو ایسا کام کیوں کرتا آپ خود گواہ ہیں۔ کہ آپ امیر ہوگئے۔ مگر میں نے ایسے مالی نفع کیا اُٹھایا آپ میرے سامنے طالب العلم تھے۔ اور میرے سامنے۔ ایم۔ بی۔ اور کیا کیا بن گئے۔ مگر اشارۃً کنایۃً کوئی دنیوی خواہش ایسی نہیں کی۔ اور چند اوراق و رسائل وکتابیں آپ کی اگر میرے کتب خانہ میں تھیں۔ تو میں نے باحتیاط آپ کو واپس کر دیں۔

آپنے مجھے اندھا بہرا کہنے میں دریغ نہیں فرمایا۔ اور مسیح الدجال سے آگے آپکے پاس لفظ ہی کیا ہے جس سے آپ مرزا جی کو یاد کرتے اس سے زیادہ جسارت کیا ہوسکتی ہے۔ ایکطرف آپ بیس برس مرزا جی کی تائید کی۔ اور وہ بھی بہت سلحصہ خواب بنا کہا تھا جس نے آپ کو یقین دلایا تھا۔ پھر کلمہ فضل رحمانی اور عصائے موسیٰ نے آپ کو بظاہر ہدایت کی۔ پیدا الملوں جو ہادی ہے۔ اس کو آپ جانتے ہیں۔ اب یہ امر ذاتی خطوط کی حد سے نکل گیا ہے۔ آپنے تین سال میعاد کردی ہے۔ چراغ الدین کا معاملہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ اور محمد حسین بیگ کا معاملہ آپ لکھ چکے ہیں۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ جن الفاظ سے اور تمسخر سے آپ نے لاہور کے لیکچروں میں کام لیا۔ وہ تہذیب سے کس قدر دور ہیں۔ اب ہم تو ہی ہدایت کی دعا کریں گے۔ اور ضرور کریں گے۔ لیکن تین سالہ فیصلہ کی پیشگوئی اب ضرور ضرور پیسہ اخبار اور وطن و وکیل و چودھویں صدی میں للہ اور نفع خلق کے لئے شائع فرما دیں۔ میں اس تحریر تک تو موجود ہوں۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے علاوہ تمام رسولوں کا قائل ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین یقین کرتا ہوں۔ بقدر وسع و طاقت میں نے تمام اسلامی علوم کو پڑھا ہے سنی شیعہ۔ خوارج۔ صوفیوں اہل حدیث اور مقلدوں کو ملا ہوں۔ ان کی اعلیٰ کتابوں کو پڑھا۔ اور خود خرید کر بار بار مطالعہ کیا جس کا نور الدین میں تصریح کر دی ہے۔ آپ بھی حالانکہ اتنے عالم علوم عربی کے نہیں۔ جتنا میں ہوں مگر خوابیں آپ کو نور الدین سے بہت زیادہ آتی ہیں۔ اور الہام سے میں بھی محروم نہیں آپ کے قاعدہ نجات کے مطابق بھی مجھے انشاء اللہ تعالیٰ نجات ملیگی۔ کیونکہ بے انت وعدہ نجات کے آپ کے خیال میں ہیں۔ میں نے مرزا جی کے معاملات میں بحمد اللہ ہرگز شرک نہیں لیا۔ میری تمام تحریرات کو آپ پڑھیں اگر آپ چاہیں آپ کے اضطراب اور عدم استقلال اور شدت لسان اور سبک مزاجی کو دیکھ کر۔ میں کس وجہ سے آپ کو مرزا پر ترجیح دوں۔ تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی۔ میں اور تم سالہا سال سے مرزا کے مرید ہے۔ آپ نے بے علمی۔ جلد بازی۔ غیظ و غضب سے ہماری نظر میں کام لیا۔ اگر الہامات اور رؤیا ہیں تو وہ آپ جانتے ہونگے۔ بہر حال تین سال میعاد آپنے لگا لی۔ وطن۔ پیسہ اور وکیل میں مہربانی کرکے شائع کر دیں۔

نور الدین۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۰۶ء

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری عبد المجید خان صاحب پٹواری احمدی ساکن کاٹھ گڑھ کی بیوی ۱۵ اگست ۱۹۰۶ء کو فوت ہو گئی ہے۔ جماعت احمدی مرحومہ کا جنازہ پڑھے۔

نوٹ۔ آپکے پہلے خواب اگر حُب کا نتیجہ تھے۔ اور من اللہ نہ تھے۔ تو [illegible] اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ [illegible] کر بانہ ہوں۔ کوئی معیار شائع کرو۔ انکی پہلی خوابیں واقعات صحیح درحال کی! انکی سہ سالہ پیشگوئی کو چونکہ آپنے شائع [illegible]
[illegible]

اہلی سلسلے اور ارتداد

مذکورہ بالا عنوان کے نیچے جو کچھ میرے پیارے اور محترم بہائی مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں لکھا ہے وہ فی الحقیقت اپنے آپ ہی نظیر ہے اور ایک حقیقت شناس کیلئے کافی سے زیادہ ہے اگرچہ اوس کے بعد کسی مزید تحریر کی ضرورت نہ تھی مگر بدین لحاظ کہ میاں ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل نے اپنے اخبار اہلحدیث کے اغراض و مقاصد میں یہ دکھلایا ہے کہ اہلحدیث کا کام دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا ہے اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا ہے اور اسمیں جو کچھ مضمون ہوتی ہیں وہ قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے لکھے جاتے ہیں جسکے لئے سرورق پر یہ شعر لکھوا جاتا ہے کہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن

مگر جب ایکدفعہ نظر غور سے اخبار اہلحدیث کو دیکھا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اغراض و مقاصد کے درج اخبار کر دینے سے ہی صرف مطلب ہے یہ کوئی ضروری نہیں خیال کرتے کہ انکو مدنظر رکھکر مضامین درج اخبار ہوں کیونکہ اگر اغراض و مقاصد کا خیال ہوتا تو کبھی ایسے امور پر کبھی بھی ... اعتراض نہ کیا جاتا جس کا قرآن و حدیث حامی ہے یا جس فعل کے کرنے کی قرآن و حدیث نے بڑے زور و شور سے تاکید کی ہے شاید ناظرین یہ بات پڑھکر چونکہ پڑیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن کا مدعی ایسی بات کہے جو اسکے اصول کے سراسر خلاف ہو تو ہم ناظرین کی خاطر ایک نمونہ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس بات پر پورے غور و خوض سے کام لے سکیں کہ دراصل دینی و دنیوی خدمت کرنے میں اہلحدیث کمال رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایکدفعہ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ فاضل ایڈیٹر اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن کے مدعی نے شدادی بہشت کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جسمیں اس بات پر بڑا زور دیا کہ دس روپیہ کی تنخواہ والے سے ایک روپیہ ماہوار سلسلہ کی امداد و اشاعت کے لئے لینا صریح ظلم ہے اور ایسے شخص شدادی بہشت کے خواہاں ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ کلمات کن ... کے زبان سے نکلا کرتے ہیں ہمارے

ایک دوست نے جب قرآن کی آیات بینات سے ثابت کیا اور بتلایا کہ آپ تو ایکروپیہ کو روتے ہیں اور شدادی بہشت کا لالچ ٹھہراتے قرآن تو فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور یاایہا الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ۝ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاهدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر و مسکن طیبة فی جنت عدن ذالک الفوز العظیم ۝ اور حضرات صحابہ کرام کے حوالے دئے کہ کس طرح پر وہ اپنی جانیں اور مال اپنے اس حکم بجا آوری میں دئے تو کیا یہ اسباب کے قائل ہو جاویں کہ آیا فی الحقیقت یہ تمام بزرگ شدادی بہشت کے لالچی تھے۔ اور کہ کیا ابوبکر صدیق نعوذ باللہ سب سے بڑھکر اپنا مال رہِ خدا میں سلسلہ کی امداد و اشاعت کے لئے دیدیا اور صرف ایک کمبل رکھ لیا تو اسکا جواب میاں ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل سے کچھ نہ بن آیا اور ادھر ادھر بغلیں جہانکنے لگے۔ ہاں اونکے ایک مدح خوان نے البتہ ایک جواب لکہا تھا جو سوال دیگر و جواب دیگر کے علاوہ ... دوست کے مضمون کی تائید ہی کرتا تھا اور جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گویا نعوذ باللہ صحابہ کرام اور خصوصاً صدیق اکبر نے بالکل قرآن پر عمل نہیں کیا چنانچہ اونکے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی تشریح دوسرے جگہ موجود ہے یعنی اس آیت میں کہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو یعنی دریافت کرتے ہیں تجہے کہ کیا خرچ کریں تو جواب دیدے کہ اپنی ضروریات اور خرچ سے جو کچھ بچے وہ خرچ کرو تو گویا اس سے ثابت ہوا کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام نے جو جانیں اور مال نثار کیا وہ اس حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ تھا اور خاصکر جناب صدیق کی روائی تو بالکل درست نہ تھی۔ بلکہ ترک اسلام کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اسی اصول پر عمل نہیں کیا۔ الغرض یہ تو وہ دین اسلام کی اور سنت نبی علیہ علیہ السلام کی اشاعت و حمایت ہے جو اہلحدیث کے کالموں میں پہلے ہوتی رہی۔ مگر حال کی خدمت پہلے سے کسیقدر زیادہ ہی ہے کیونکہ پہلے محدث کا منشاء اور مقصد تو صرف یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور تعلیم کا اثر نعوذ باللہ جیسا کہ صحابہ پر پڑنا چاہئے تھا انہیں پڑا وہ اس طرح پہر کہ جب لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے یہی معنے ہیں کہ اپنی ضروریات ... خرچ سے جو

کچھ بچے وہ سلسلہ کی امداد اشاعت میں خرچ کرنا چاہئے تو نعوذ باللہ اس پر نہ تو صحابہ ہی نے عمل کیا اور نہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم خداوندی پر عمل کیا جیسا ترک اسلام میں اس کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ ایکدن آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑھکر فوراً مکان پر چلے گئے اور پہر تہوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بیان کیا کہ میرے گھر میں چاندی کا ایک ٹکڑا اتھا نبی کی شان نہیں کہ اوسکے گھر میں ایسی چیزیں رہیں تو اب غور طلب تو یہ امر ہے کہ جب خداوند کریم امر کرتا ہے کہ جو کچھ تمہارے خرچ سے بچے وہ اللہ تعالے کی راہ و سلسلہ کی خدمت و اشاعت کے لئے دو تو ایک چاندی کا ٹکڑا جو جناب کے لئے کافی ہی یہ سبب اسکے نہ تھا کہ آپکی چند حرم محترم تھے کیوں اوسکا رکھنا ہی درست نہ خیال کیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ بہی ایک گونہ دینی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام تھی جو اہلحدیث نے کی اور کسی کو مجال نہیں جو اسکے اس خدمت و حمایت ہونے سے انکار کرے۔ چونکہ ہمارے منشاء اہلحدیث کی ساری لائف پر ریویو کرنے کی اسوقت نہیں ہے اسلئے ہم اصل مقصد کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

ہمارے سامنے اسوقت اہلحدیث ... جلد ... ہے جسمیں فاضل ایڈیٹر نے حسب بیان حکیم محمد الدین صاحب یہ دُرفشانی کی ہے کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میرے دعوے کو منہاج نبوت پر جانچو لیجئے ہم جانچتے ہیں بخاری کی حدیث میں ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا کہ هل یرتد احد منهم سخطة لدینه یعنے کوئی اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لاکر اسکے دین کو ناپسند سمجہکر مرتد بہی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تہی کہ اونکے اصحاب میں اون پر ایمان لانے کے بعد اونکے دین کو ناپسند سمجہکر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا پس جب ڈاکٹر صاحب (عبد الحکیم) مرزائی نبوت پر ایمان لاکر الگ ہو گئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے،،

فاضل ایڈیٹر کے نتیجہ پر پہونچنے سے پہلے لازم ہے کہ عبد اللہ بن ابی سرح کاتب الوحی اور ابن خطل عبد اللہ بن جحش و پادری عماد الدین مرحوم اور پادری رجب علی اور پادری احسان اللہ و پادری عبد اللہ آتہم وغیرہ کے کتابیں ہدایت المسلمین واندرونہ بائیبل وغیرہ ملاحظہ کی جاویں اور ان ایام کے مرتد بطلے دھرم پال کی کتاب ترک اسلام اور نہر ... ختنا سے دریافت کیا جاوے کہ آیا ان مرتد لوگوں نے بزعم خود اسلام کو ناپسند کر کے چہوڑا ہے جیسا کہ عبد اللہ

بن ابی سرح اور ابن خطل اور عبد اللہ ... اور مسلیمہ وغیرہ نے یا اسلام کی خوبی کے ... خیر یہ تو اس زمانہ کے مرتد لوگ ہیں جنکا نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں ذکر ہوا مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ فاضل صاحب کی علمی لیاقت اور حدیث و قرآن و سنت اللہ کی واقفیت کے نیز دین اسلام کی حمایت و اشاعت کے قائل ہوکر فاضل صاحب کا پچھلے زمانہ کے مرتد لوگوں سے ٹاکرا کراویں تاکہ ناظرین کے دلمیں یہ وسوسہ نہ پڑے فاضل صاحب کی خدمت دینی اور حمایت و اشاعت اسلام قابل قدر نہیں۔ کیونکہ خیر سے فاضل صاحب حمایت و اشاعت اسلام میں ایسے سرگرم ہیں کہ وہ وہ دلائل پیش کر دیتے ہیں کہ جس سے نہ تو اسلام ہی رہے اور نہ مسلمان تاکہ آئے دن کی عرق ریزی اور تکلیف سے خلاصی ہو اور نہ آریوں سے بحث مباحثہ کیلئے دولت خانہ کے جدائی کا ناگوار پیالہ نہ پینا پڑے اور اسمیں شک نہیں کہ یہ بہی ایک گونہ خدمت ہے۔

میرے سامنے اسوقت ایک کتاب تاریخ کی ہے جسکا نام "تاریخ تمدن اسلام" ہے جسکے مصنف مصر کے فاضل علامہ جارجی زیدان صاحب بہادر ایڈیٹر الہلال ہیں اور جو مطبع روز بازار امرتسر میں فاضل صاحب کی قرب و جوار میں طبع ہوئی ہے میں نے مناسب سمجہا کہ فاضل صاحب کی اس تحقیق کہ "سنت نبیوں کی یہی ہے کہ اونکے دین سے اونپر ایمان لاکر کوئی مرتد نہیں ہوتا ہے،، مقابلہ کر کے فاضل صاحب کی دینی، اور دنیوی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام کی داد دوں۔ چنانچہ صاحب موصوف کی کتاب تاریخ تمدن اسلام کے مطالعہ سے میں اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر اور اونکے دین کو قبول کر کے نہ ایک نہ دو بلکہ قبیلے کے قبیلے مرتد ہوئے اور اس ردّہ کا معاملہ ایسا سخت ہو گیا کہ آخر کار اون مرتد لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے اونکے مٹا دینے اسلام کو اور بیخ دین سے اوکہیڑ دینے تک ٹہان لی۔ مگر قبل اسکے کہ میں صاحب بہادر کی عبارتیں نقل کروں مناسب خیال کرتا ہوں کہ یہ بیان کروں کہ علامہ مذکور نے یہ باتیں کہاں سے لیکر اپنے کتاب میں درج کیں تاکہ فاضل ایڈیٹر اون کتابوں سے ان باتوں کا ثبوت لے سکے اگر اوسکو شک ہووے اور اس ثبوت کیلئے صاحب علامہ نے پہلے کتاب کے مقدمہ میں اون کتابوں کی فہرست دی ہے جن سے اونہوں نے یہ باتیں نیز دوسری

باتیں لے کر درج کی ہیں۔ اور وہ فہرست خلاصتاً یہ ہے۔

ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ ابن خلکان مقریزی۔ بلاذری۔ ابی الفدا۔ تاریخ خمیس مسعودی۔ مقری۔ فخری۔ سیوطی۔ ابن جریر یاقوت اور اصطخری وغیرہ لوگوں کی کتابیں اغانی۔ عقد الفرید۔ ابن عبدربہ۔ کشکول۔ مستطرف۔ سراج الملوک وغیرہ تفسیر رازی تفسیر زمخشری۔ صحیح بخاری مشکوٰۃ الفصابح ہدایہ۔ کتاب الخراج۔ قدامۃ۔ ابن جعفر کی کتاب۔ الخراج وصنعۃ الکتابۃ۔ ماوردی کے احکام السلطانیہ۔ ملک سعید کی عقد الفرید حیاۃ الحیوان۔ کشاف۔ اصطلاحات الفنون کشف الظنون۔ کلیات ابی البقا وغیرہ۔ وغیرہ۔" ان تمام امور کے بعد علامہ مذکور نے "تاریخ تمدن اسلام" کے صفحہ ۹۵ پر "خلفائے راشدین" کے عنوان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔ کہ "ابوبکر نے زمام خلافت ایسے وقت ہاتھ میں لی تھی۔ جبکہ اسلام نہایت بے چینی اور خطرہ کی حالت میں مبتلا تھا۔ اس اضطراب کی وجہ ردّۃ تھی۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں" پھر لکھتے ہیں۔ کہ "کئی آدمیوں نے (جو اسلام کے مطیع ہو چکے تھے) نبوت کا باطل دعوے کر دیا۔ جن میں خاندان بنی اسد سے طلیحہ بن خویلد الاسدی۔ بنی تمیم میں سے سجاح اور یمامہ کے باشندوں میں بنی حنیفہ میں مسیلمہ وغیرہ کئی شخص تھے اور ہر شخص نے اپنے قبیلہ اور مددگاروں سے امداد حاصل کی تھی۔ اس وجہ سے عرب کے تمام قبائل میں کچھ ایسی کھلبلی پڑ گئی تھی۔ کہ تو بہ بھی بہلی بعض تو ان میں سے ان دعویداروں کے پیرو بن گئے اور کچھ ایسے تھے۔ جو صرف زکوٰۃ دینے سے باز رہے۔ حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی ارکان میں شامل اس کی حالت بعینہ ایسی تھی جیسے سلطنت میں مال کا صیغہ اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہر وقت ہر جگہ سلطنتوں کے قیام کے لئے مال کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور بعض عرب بدیں خیال زکوٰۃ کے ادا کرنے سے رک گئے۔ کہ انہوں نے اسے "اتاوہ" کی قسم سے سمجھا۔ جو وہ جاہلیت کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے" صفحہ ۹۵ پھر صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ "ردّۃ کا معاملہ اس قدر سخت ہو گیا۔ اور مرتد لوگوں نے اتنا زور پکڑا۔ کہ ان میں سے بعضوں نے خود مدینہ پر چڑھائی کرنے کا قصد کر کے اوس پر حملہ کر ہی دیا۔ ان دنوں مدینہ مسلمانوں کا پایۂ تخت تھا۔ اور قریب تھا کہ یہ حملہ آور اُسے فتح کر لیں۔ لیکن ابوبکر رضؓ نے نہایت عمدگی کے ساتھ اسکی مدافعت کی۔ اور انہوں نے مرتد لوگوں سے جنگ کرنے میں ایک تجربہ کار عقلمند دوراندیش شخص کی طرح کام کیا۔"

اب ناظرین غور کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی فاضل صاحب کا یہ فضول دعوے کرنا کہ سنت انبیاء یہی ہے۔ کہ ان کے اتباع میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ اور ڈاکٹر عبد الحکیم کے مرتد ہونے سے مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کا نتیجہ نکالنا کیا کچھ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ایک نبی کا مرید اس کو مان کر مرتد نہیں ہوتا۔ اگر مرتد ہووے۔ تو وہ نبوت کا مدعی کاذب ہوتا ہے۔ تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر نبی کے وقت میں لوگ مرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسے کہ پہلے الحکم اور ریویو کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سے کسقدر لوگ مرتد ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ صداقت کی دلیل ہے؟ مگر مولوی فاضل صاحب بھی مجبور ہیں۔ شاید ان کے علم میں یہ بھی اسلام کی حمایت اشاعت اور مسلمانوں کی دینی خدمت ہو۔ اور ہمیں شک بھی نہیں ہے کہ یہ بھی ایک گونہ خدمت ہے۔ خواہ تردید کی ہو۔

فقط خاکسار محمد حسین از چھاؤنی

ایک ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

قومی یا سلسلہ کے اخبارات کا یہاں یہ فرض ہے کہ وہ قوم کو کو مسیح الصادقین کے مقاصد و اغراض کی تکمیل کیلئے تازہ حالات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کے نصائح اور ہدایات سے مستفید کرتے رہیں۔ وہاں میرا خیال ہے کہ انکا یہ بھی ایک کام ہے۔ کہ قوم کی تمدنی مجلسی علمی ضروریات اور ان کی تکمیل کے طریقوں سے اپنے فہم اور سمجھ کے موافق آگاہ کرتے رہیں۔ اور اسی طرح ان کے ذریعے قوم میں قومی ضروریات کا احساس پیدا کرتے رہیں۔ اسی بنا پر میں وقتاً فوقتاً بعض ضرورتوں سے قوم کو آگاہ کرتا رہا ہوں۔ اور میں نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ وہ تحریکیں کسی نہ کسی حد تک مفید اور موثر ثابت ہوتی ہیں۔

یہ بھی ایک مسلم بات ہے۔ کہ جو سلسلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی وقت پر قایم کیا جاتا ہے۔ اسکی ابتدا کی رفتار پانی کے اس سوتے کی طرح ہوتی ہے جو پہاڑ کے کسی مقام سے نکلتا ہے۔ اور راستہ میں مختلف چٹانوں اور راستوں میں ٹکراتا ہوا اور رکتا ہوا ایک سست اور دھیمی رفتار سے چلتا ہے۔ اسکی قوت کم اور اس کے مقابل مشکلات اور روکیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن جوں جوں آگے چلتا ہے۔ اس کی رو تیز اور تند ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جسم کے کڑاڑوں سے گرتا ہوا اور ہر قسم کے خس و خاشاک کو لیتا ہوا بڑی شدت کے ساتھ بہ نکلتا ہے اسی طرح پر ایسے سلسلوں کا ابتدا نہایت کمزوری سے ہوتا ہے۔ اور ہر طرف سے اس کے تباہ و ہلاک کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ لیکن وہ ہر قسم کی مشکلات اور ممانعتوں پر غالب آتا ہے۔ اور عالمگیر ہو جاتا ہے۔ اس کی یہ رفتار اور حالت ایک آیت اللہ ہوتی ہے۔ صاف نظر آتا ہے۔ کہ خدائی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ پس اس ابتدائی زمانے میں جب کہ جماعت قلیل اور وہ بھی ضعفا اور غربا کی ہوتی ہے۔ اسکی ضرورتیں کسی حالت میں کم نہیں ہوا کرتیں۔ اپنے مخالفوں سے تدافع کا انتظام بھی اسے کرنا پڑتا ہے۔ اپنی اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لئے بھی خرچ کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اپنی ذاتی تعلیم اور ترقی کے لئے بھی مصارف پیش آتے ہیں۔ مگر پھر ایک زمانہ اس پر آجاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فضل اور برکات نازل کرتا ہے۔ پھر قومی ضروریات کا تہیہ خارق عادت طور پر ہونے لگتا ہے۔ اس کلیہ اور قاعدہ سے یہ سلسلہ جو اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور اسلام کا احیاء کرے۔ اور اس کے برکات اور فیوض کا عملی ثبوت دے) بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ آئے دن اسکی ضرورتوں کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ اور قوم کی جیبوں کو ٹٹولنا پڑتا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ قوم گھبراتی نہیں۔ اکتاتی نہیں۔ بلکہ ہمت اور حوصلے کے ساتھ آگے قدم بڑھاتی ہے۔ اس لئے مجھے اس تحریک کو کرتے ہوئے یہ وہم بھی نہیں آ سکتا۔ کہ کس طرح پر اسکو لبیک کہنے کے لئے قوم طیار ہوگی۔ بس جانتا ہوں۔ کہ جلد یا بدیر اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا جائیگا۔ اور اسکی تکمیل کے لئے ہاتھ بڑھایا جاویگا۔

قوم کا کوئی فرد غالباً اس سے بھی ناواقف نہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کو بعثت سے بھی پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ وسّع مکانک یاتون من کل فج عمیق۔ تو اپنے مکان کو وسیع کر تیرے پاس دور دراز سے لوگ آئینگے۔ اور اس کثرت سے آئینگے۔ کہ راہ گھرے ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی جس جلال اور شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اسکے اظہار کی ضرورت نہیں۔ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جتنا امکان ہے وسعت مکانات کے سوال کو مدنظر رکھتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ جسقدر کوئی حصہ مکانات کا وسیع ہو جاتا ہے تو مہمانوں کی کثرت آ کر اسے ہی تنگ کر دیتی ہے۔ اور وہ ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ اب کثرت سے ایسے مہمان آتے ہیں۔ جو اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں مکانات کی دقت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ شہر میں مکانات ملتے نہیں۔ حضرت کے مکانات پہلے ہی کرایہ پر ہوئے ہیں۔ اور سخت مشکلات پیش آتی ہیں جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ اور یہاں رہتے ہیں۔ وہ ان ضروریوں اور مشکلات کا خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسلئے ان دقتوں اور مشکلات کو علے قدر مراتب دور کرنے کیلئے میری رائے میں یہ تجویز مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہر ضلع کی جماعت اپنے مصرف اور خرچ سے یہاں ایک حصہ ایسے مکانات کا طیار کرائے۔ جن میں متعدد زنانہ مکان بھی ہوں۔ اور جب اس ضلع کا کوئی بھائی یہاں آئے تو وہ ان مکانات سے فائدہ اٹھا دے۔ اور چونکہ ان مکانات کی مرمت اور شکست ریخت کے مصارف جاری ہونگے۔ اسلئے جن ایام میں وہ مکانات خالی رہیں تو ایسے لوگوں کو کوئی حصہ ان کا کرایہ کے طور پر دیا جاتا رہے۔ جو یہاں آتے رہتے ہیں۔ مثلاً بعض مریض ہیں۔ یا ایسے لوگ جنکا یہاں اپنا کوئی مکان نہ ہو۔ اور وہ اہل و عیال ساتھ لائے ہوں۔ یعنی کسی ایسے ضلع کے ہوں۔ جہاں کی جماعت اپنا کوئی مکان نہ رکھتی ہو بہرحال ایسے مکانات کی عارضی آمدنی ایسی ہو سکتی ہے جو اسکے اخراجات مرمت وغیرہ کیلئے کافی ہو۔ مہمانخانہ تو کافی ہو سکتے ہیں۔ اور مردوں کو ایسے مشکل پیش نہیں آ سکتے۔ لیکن جب زنانے ساتھ ہوں تو تکالیف پیش آتی ہیں۔ اسلئے ہر ضلع کی جماعت اس تجویز پر غور کرے اور اگر وہ اسکو پسند کرے۔ تو اس تجویز پر عمل درآمد کرنے کی سعی کرے۔ تاہم ان کی انجمن احمدیہ انشاء اللہ اس تجویز پر عملدرآمد کیلئے انکو مناسب مدد دے سکیگی۔ یعنی مناسب موقعہ زمینوں کا خرید کر لینا۔ اور وہاں مکانات کی تعمیر کا انتظام کرنا۔ بہرحال یہ تجویز ایسی نہیں جو سرسری نظر سے ٹال دی جاوے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کا فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جہانتک ہم سے ہو سکے حضرت اقدس کے گرامی قدر اوقات کو ایسے چھوٹے چھوٹے سی ہنگامے نہیں دینے چاہئیں اور قومی ضروریات پر ہم خود نظر کریں۔ میرا خیال ہے۔

عورتوں کی حالت کی اصلاح

اسلام ایسے وقت آیا۔ کہ عورتوں کی حالت مختل تھی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے حقوق معدوم تھے، ذلت و اعتقاد کی کوئی حد نہ تھی، حتیٰ کہ بعض لوگ جو ایک طرح سے پیغمبر کے مبعوث ہونے کے اعتقاد میں تھے۔ اُن کا بھی خیال تھا کہ عورتوں کا کوئی حق نہیں، ادنیٰ سبب پر طلاق دینا، بغض اور اوپرے دل سے گھر میں رکھنا، تعدد زوجات ہے، کہ اس کی حد نہیں۔ یا ایک ہی پر بس کرتے ہیں۔ تو دوسری غریب عورتیں فقرد ہوا و ہوس کی شکار ہو رہی ہیں۔ اسلام نے اس خلل پذیر حالت میں کیا کیا اور کیونکر یہ علت زائل کی؟ اُس نے لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا قطعاً حرام قرار دیا۔ ورنہ ترک کرنیکی صورت میں لوگوں کو روز قیامت کے دردناک عذاب سے ڈرایا۔ کہ "جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی پوچھی جائیگی۔ کہ کس گناہ پر قتل ہوئی" عورتوں کی شان، بلندی، حقوق کی حفاظت کی، اور جیسے حقوق اُن پر ہیں، ویسے ہی اُنکے لئے بھی حقوق قرار دئے۔ بھلائی کے ساتھ عورتوں کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں جیسے اُن پر ہیں۔ اور مردوں کا اُن پر درجہ ہے۔ یہ درجہ طاقت اور خرچ دینے کا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ تمام مذہبی احکام اور ممانعتوں میں عورتوں اور مردوں کو برابر قرار دیا "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، عفت مآب مرد اور عفت مآب عورتیں، خدا کو بہت ذکر کرنے والے مرد اور بہت ذکر کرنیوالی عورتیں، خدا نے ان سب کے لئے مغفرت و ثواب عظیم جمع کر رکھا ہے" دوسری آیت میں ہے "میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے مرد و عورت کا عمل ضائع نہیں کرتا" مرد نے اس سے جان لیا کہ دنیا کی طرح آخرت کی رفیق بھی اُسکی عورت ہے۔ اور ماسیارہ میں کوئی امتیاز دونوں میں نہیں۔ احسان اور اچھے برتاؤ کرنیکا حکم کئی مقام پر دیا ہے۔ اور تکلیف کے ساتھ رکھنے سے انہیں منع کیا ہے اور مرد کے دل میں کچھ کراہت آئے۔ جب ہی اُسکی دلدہی کی ہے۔ کہ عورتوں سے اچھی طرز معاشرت رکھو۔ اور اگر تمکو اُن سے کراہت پیدا ہو۔ تو ایسا بھی ہے کہ کسی چیز کو تم مکروہ سمجھو! اور خدا اُسی میں بہت سی بھلائی دے "یہ اسلئے ولدہی کی کہ ادنیٰ سبب پر طلاق دینے میں جلدی نہ کرے۔ مرد کو سوچ سمجھ لینے اور قبل اسکے کہ طلاق دے طرفین سے ایک ایک حکم مقرر کرنیکا حکم دیا ہے "اگر تم کو باہم ناموافقت کا خوف ہو تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے بھیجو" یہ اسلئے کہ طلاق گو مباح ہے لیکن خدا کے نزدیک یہ بہت برا کام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ لیکن اگر کسی سبب سے باہم موافقت نہ ہو سکتی ہو۔ تو عدم طلاق میں بڑا حرج ہے۔ اور خاندانی انتظام کیلئے اسقدر مخل ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے جن لوگوں کے مذہب میں طلاق حرام ہے۔ وہ جس وسیلہ سے ہو سکتا ہے۔ اُس حرمت سے رہائی حاصل کرتے ہیں۔

جن لوگوں کا مزاج وہمی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ طلاق مباح ہوتی ہے۔ میاں بیوی میں محبت کم ہوتی ہے کیونکہ عورت ہر وقت طلاق سے خوف زدہ رہتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ جو عورت یہ جانتی ہو۔ کہ شوہر کے ساتھ اُسکا تعلق مجبوری سے ہے شوہر کی محبت کا اُسکو کیا۔ اس عورت سے زیادہ خیال ہوگا۔ جو یہ سمجھتی ہو کہ محبت نہ ہوتی۔ تو جدائی آسان تھی؟ یہ واقعات کو اُلٹے پہلو پر لانا کیسا۔

عرب میں بھی اور عجم میں بھی بیویوں کے تعداد کی کوئی حد نہ تھی۔ اسلام نے اسکے لئے ایک حد مقرر کر دی۔ اور قید لگا دی۔ کہ اگر بیویوں کے ساتھ ناانصافی کرنیکا خوف نہ ہو۔ تو چار نکاح تک مباح ہے۔ اس اباحت کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً:

(۱) فرض کرو۔ عورت ایک مزمن مرض میں مبتلا ہے۔ مرد کو ضرور اُس سے نفرت ہوگی۔ اب یا تو اُسے رہنے دے۔ اور یا طلاق دیدے۔ طلاق دینا ایسی حالت میں خلاف مروت انسانیت ہے کیونکہ وہ عورت دوسرے کے ساتھ شادی بھی نہیں کر سکتی۔ اور ہو سکتا ہے کہ دوسرا اُسکے لئے کفیل بھی نہ ہو۔ اگر رہنے دیتے ہیں۔ اور دوسری شادی نہیں کرتے۔ تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ اور وہ خود بہت سے امراض میں تجرد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے یا مثلاً خواہش نفسانی اُسکو بدکاری کی طرف مجبور کرتی ہے۔ اگر وہ خود کسی مرض مزمن میں مبتلا ہوا۔ تو اُسوقت طلاق دینا عین دانشمندی ہے۔ کیونکہ مرض اگر بشرکت معدہ ہے۔ تو بیوی اسکے متعدی اثر سے محفوظ رہے۔ دوسرے سے شادی کر سکے۔ اپنے فرض منصبی پر کاربند ہو یا کچھ کمانے کھانے کا شغل کرے یہ سب فوائد طلاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ طلاق دینے اور کئی شادیاں کرنے میں عورتوں کے لئے اصلاح ہے یا ضرر رسانی؟ عورتوں کا عقیم ہونا بھی مزمن مرض ہے۔ ایسی صورت میں دوسری شادی کرنے سے یہ مسئلہ اچھی طرح حل ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اس شخص کے لئے جو وارث ملک و مال کا طلبگار ہو۔

(۲) عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے زائد ہے۔ اگر کئی شادیوں کا حکم نہ ہوتا۔ تو بہت سی عورتوں کے لئے سوائے اسکے اور کوئی حیلہ نہ تھا۔ کہ ایز ننگ و ناموس کی تجارت کریں، جیسا کہ یورپ کے اکثر شہروں میں رائج ہے اس طرح پر عورتیں مبتذل ہونے کے علاوہ اکثر امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں" اور جب محتاج ہوئیں یا سن زیادہ ہوا، یا کوئی عضو جاتا رہی۔ تو بدقسمتی سے بجز خودکشی کے اور کوئی چارۂ کار اُن کے واسطے نہیں۔ لہٰذا کئی شادیوں میں اصلاح ہے یا ضرر رسانی؟ ساتھ ہی جب یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مردوں کی خواہش نفسانی عورتوں سے بہت زیادہ[1] ہے۔ اور مردوں کو عورتوں کے تعدد ازدواج کی زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس فن کے علوم سے واضح ہے" تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج کی اباحت بہر صورت نوع انسان کے موافق ہے اس سے ہمکو انکار نہیں۔ کہ بعض اوقات اس سے نقصان بھی پہنچتا ہے۔ لیکن عقل و دور اندیشی سے نقصان سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

عقلمند مرد اور اُس کی عورت میں، جو محبت خدا نے پیدا کی ہے۔ وہ تعدد ازدواج کی وجہ سے زائل نہیں ہو جاتی جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے! اس لئے کہ مرد کا دل ایک سے زیادہ کے لئے وسیع ہے۔ جسطرح کہ ماں کو اپنے سب لڑکوں۔ اور اُستاد کو اپنے سب ہوشیار شاگردوں کی محبت ہوتی ہے تعدد سے نہ محبت جاتی رہتی ہے۔ اور نہ یہ اس کی منافی ہے، ہاں عشق کے ضرور منافی ہے۔ جو محبت کی ایک قسم کی بیماری کا نام ہے۔ عشق سے ہماری مراد ایک شخص کی پرستش کرنا، اس کے لئے فنا ہو جانا، اور اُس پر مر مٹنا ہے۔ جو کسی دانشمند کے مناسب حال نہیں۔ اور یہ دوامی بھی نہیں۔ بلکہ سریع الزوال ہے کہ جس محبت کا وجود منصوص ہے۔ وہ عبارت ہے اس آیت سے "خدا نے تم لوگوں میں باہم مودت و رحم کو پیدا کیا" یعنی شفقت و اخلاقی محبت نہ ذاتی محبت اور تعدد اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایک آدمی، بہت سے لوگوں کے ساتھ مہربانی و شفقت اخلاقی محبت کر سکتا ہے۔ اس حیثیت سے جب مرد پر عورت کی نظر پڑیگی۔ اور جانے گی۔ کہ مرد اُس کا سرپرست اور کفیل ہے۔ تو ناچار اُسکے دل میں محبت پیدا ہوگی۔ خواہ اپنی سوکنوں سے کتنی ہی کراہت کیوں نہ ہو۔ یہ کراہت خودغرضی کی خواہش سے پیدا ہوتی ہے۔ اور مرد کو جائز نہیں۔ کہ جب ضرورت اسکے خلاف مقتضی ہو۔ تو اُس کی اطاعت کرے۔ عورت اگر یہ سمجھلے کہ اُسی کی طرح مرد بھی چاہتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ ہماری کفالت کریں۔ اور یہ نسبت عورتوں کے مردوں کی کمی مجبور کر رہی ہے۔ کہ ایک مرد کئی عورتوں کی نگرانی کرے، تو عام فائدہ پر اپنے ذاتی نفع کے ترجیح دینے کو شاید نامناسب خیال کریں، جس سے ہمارا مذہب بھی بیزار ہے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت اسلام نے عورتوں کے مسئلہ کو اچھی طرح حل کر دیا ہے۔ اور اُن کی حالت کی ایسی اصلاح کی ہے۔ کہ کسی شریعت میں اس کا ایک شمہ بھی نہیں[1]۔ یورپ نے پہلے ایک زمانہ تک تو اسلام سے سخت عداوت کی۔ لیکن اب رائیں اسلامی تعلیمات کے قریب آتی جاتی ہیں۔ البیان

---

[1] پہلے اطبا کی رائے تھی۔ کہ عورتیں نسبتہً قوی الشہوۃ ہوتی ہیں۔ لیکن اصول جدیدہ سے یہ مسئلہ غلط ثابت ہوا ہے۔

[1] اسلام نے عورتوں کی جو قدر کی ہے۔ اور تیرہ سو برس سے جو حقوق عورتوں کے مسلم ہیں۔ انکے مقابلے میں مسیحیت کا یہ برتاؤ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ۱۸۰۱ء تک انگلستان میں دستور تھا۔ کہ عورتیں مرد کی جائداد ہیں۔ لہٰذا شوہر اپنی بیویوں کو خاطرخواہ قیمت لیکر بیچ ڈالتے تھے۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی غلام نبی ولد جان شاہ قوم شیخ ساکن مائل پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۶ ماہ فروری ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے بتمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے۔ یا آیندہ ہونگے ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۴) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ لیکن مبلغ دس روپیہ ماہوار کا سررشتہ تعلیم میں مدرس ہوں۔ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ ایک روپیہ ماہوار چندہ سلسلہ احمدیہ کی امداد میں یعنی ۱۲ ماہوار لنگرخانہ میں اور ۱۲ ماہوار چندہ سکول جیسا کہ پہلے کمترین دیتا تھا۔ دیتا رہوں گا۔ اور میری مرنے کے بعد میرے ورثہ کی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مذکور مالک ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کا متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچا دی جائے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جائے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کروں گا جسکا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی وصیت اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئی تھی اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا

اگواہ شد
عزت علی ولد سبحان علی نمبردار قوم آوان
ساکن بھیوڑاں بقلم خود — نشان انگوٹھا

العبد
غلام نبی مذکور مائل پوری حال مدرس بھیوڑوال
تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور بقلم خود
نشان انگوٹھا

اگواہ شد
علی احمد ولد امام الدین قوم آوان ساکن
بھیوڑاں بقلم خود — نشان انگوٹھا

نکاح کے متعلق خط و کتابت کرنیوالے

احباب یاد رکھیں۔ کہ الحکم اس معاملہ میں ان کے اشتہارات تو مفت چھاپ سکتا ہے۔ اور چھاپتا رہتا ہے۔ لیکن یہ عنایت وہ اسکے حال پر نہ کریں کہ وہ اس خط و کتابت کیلئے وقت کے علاوہ روپیہ بھی خرچ کرے۔ وہ اس بوجھ کو اٹھانے سے معذور ہے۔ آیندہ کسی خط کا اس معاملہ میں ہرگز جواب نہ دیا جاویگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہ ہوں گے۔

شادی ہوگئی

سید احمد نور صاحب مہاجر کی شادی مولوی عبداللہ خاں صاحب لیٹ سکرٹری پنڈ دادنخاں کی دختر نیک اختر سے بمقام جہلم ہو چکی ہے۔ اس تحریک کے محرک ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب ڈیرہ بنری اسسٹنٹ مونہ ہیں۔ جنکی وہ ہمشیرہ زادی ہے۔ جس ارادات اور حوصلہ کے ساتھ اس معاملہ میں ڈاکٹر صاحب اور انکے بہنوئی مولوی عبداللہ خاں صاحب نے سبقت کی ہے وہ ایک قابل قدر نمونہ ہے۔ کوئی لمبی بات نہیں ہوئی۔ کوئی شرط زیور وغیرہ پیش نہیں ہوئی۔ محض خدا کیلئے انہوں نے اس امر کو پیش کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ... اللہ تعالےٰ انکے اخلاص کو ضائع نہ کریگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ حضرت بدستور حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں تیرہواں جزو لکھا جا رہا ہے۔ اوائل میں حضرت اقدس کا خیال تھا۔ کہ یہ رسالہ چار پانچ جزو کا ہوگا۔ مگر اب تو تیرہ جزو تک لکھا گیا۔ اور ابھی مضمون آرہا ہے۔ نہایت ہی عجیب اور بے نظیر کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم میں برسات کا پورا رنگ آگیا ہے خوب بارشیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔

مقامی احکام کو توجہ کرنی چاہیئے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے تحصیلدار صاحب بٹالہ کو متوجہ کیا تھا۔ کہ قادیان کی حیثیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور یہ موسم وبائی امراض کا موسم ہے۔ اسکے گرد اگرد روڑیوں کے ڈھیر متعفن ہو کر ہوا کو خراب کر رہے ہیں۔ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ صحت پر برا اثر ڈالیں۔ اور ہیضہ اور ملیریا فیور پھیل جاوے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وہ خدا جانے۔ اپنے فرائض منصبی میں ایسے منہمک ہیں۔ کہ اسطرف توجہ ہی نہیں کر سکتے۔ یا انہیں اس امر کی پرواہ نہیں۔

میں ایکبار پھر ملک بسنت لال صاحب کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو ملحوظ رکھیں اور جسقدر جلد ممکن ہو۔ قادیان کے ارد گرد سے ان روڑیوں کو اٹھانے کے لیئے مناسب انتظام کریں۔ بصورت دیگر میں عام فائدہ کیلئے مجبور ہونگا۔ کہ اس معاملہ کو افسران بالادست تک لے جاؤں۔ اس صورت میں انہیں چار و ناچار اس معاملہ پر توجہ کرنی پڑیگی۔ اسلیئے بہتر یہی ہے کہ اس سے پیشتر کہ ایک خفیف معاملہ دور تک پہنچے۔ وہ رعایا کی دعا لیں۔ ملک صاحب یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ تحصیل بٹالہ کی پبلک بھری بیٹھی ہے۔ اور اس پھوڑے کو معمولی نشتر کی ضرورت ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں کو شکایت کا موقع نہ دیں۔

میں انہیں پھر اس امر پر متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان کے ارد گرد کی روڑیاں اٹھوانیکی فکر کریں۔ اسمیں انکا کیا حرج ہے اگر وہ اپنے منصبی فرض کو پورا کر کے ہمیں شکر گذار ہونیکا موقعہ دیں۔ عدم توجہی سے انکی عزت یا وقار پبلک کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ خشک مزاجی انکا رعب دلوں میں قایم کر سکتی ہے۔ لالہ موتی لال کیا جس عزت اور عظمت سے دیکھے جاتے تھے۔ میں دیکھتا ہوں۔ وہ بات لوگوں کے دلوں سے اٹھتی جاتی ہے۔ اور اگر آپ بھی بے پروائی کرینگے۔ تو ہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

خدا سچے کا حامی ہو

آسمین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا جامع میرے سوا کوئی نہیں گذرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا۔ غرض ہمنے اُسکے ہاتھ سے وہ دُکھ اُٹھایا جسکے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نور الدین** صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو **اب میں بھی** اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اُس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اسکی عظمت اور جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اسلئے میں اس وقت **دونوں پیشگوئیاں** یعنے میاں عبد الحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اُس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدا کے قادر پر چھوڑتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نور دین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں اُنکے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

مرزا کے خلاف ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ ✝

اسکے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ✝ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ✝ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ✝ رب فرق بین صادق و کاذب۔ انت تری کل مصلح و صادق ✝

✝ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر ہوں اور خدا تعالیٰ اسکے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوگا اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جاوے اور صادق و کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔ منہ

✝ اس فقرہ میں عبد الحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

✝ یعنے تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں اُمت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔ ✝ یعنے اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔ منہ

✝ اسمیں میاں عبد الحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

المشتھر میرزا غلام احمد مسیح موعود
قادیان۔ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی

عبد الحکیم خان جواب دیں

بسم اللہ الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم۔ مخدومی شیخ یعقوب علی صاحب السلام علیکم مہربانی فرما کر ان چند سطور کو اپنے اخبار میں جواب دیں چند اوراق لے معنی جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب نے اپنی تفسیر القرآن بالقرآن کے ترجمہ میں لکھ کر بھیجی ہیں اور مجکو بسبیل ڈاک وصول ہوئی ہیں ان اوراق میں ضمیمہ ۲۴۹ تا ضمیمہ ۲۹۰ تفسیر کی ترجمہ میں یہ اوراق چھاپے گئے ہیں جو سرسری دیکھا ہے اور میں درج ہیں وہ پہلی اعتقاد کے مخالف ہیں اسلئے یعنے مالک مطبع عزیزی سیکرٹری کو خط لکھ دیا کہ میں ان اوراق کو شامل نہیں کر سکتا نہ اوراق سابقہ کو نکال سکتا ہوں کیونکہ میں پرانی اوسی عقیدہ پر قایم ہوں انشاء اللہ تادم زیست قایم رہوں گا اور یہ پہلی تفسیر بہت دراز تجربہ سے اور مشاہدہ سے لکھی ہوئی ہے اب تھوڑے دنوں سے آپ کا یک لخت پھر جانا کوئی دنیاوی غرض رکھتا ہوگا کیونکہ آپنے اپنی پھر جانے کی کوئی معقول دلیل نہیں لکھی میں اونکی تفسیر القرآن نشرط وصولی قیمت واپس کرونگا میں ایک غریب آدمی ہوں میری یہ استطاعت نہیں کہ میں بغیر وصولی قیمت واپس کر دوں جیسا کہ میاں حبیب الرحمان صاحب حاجی پورہ والہ نے کیا ہے تفسیر بلا وصولی قیمت واپس کر دی ہے پس یہ چند سطور بطور اشتہار درج اخبار کراتا ہوں ڈاکٹر صاحب میری قیمت تفسیر القرآن واپس کر دیں تو میں تفسیران کو معہ اوراق زائد چھاپے گئے بھیج دونگا۔ واپس کر دو ورنہ میں ان اوراق کو چاک کر دونگا کیونکہ ان اوراق کو ہمراہ کلام پاک شامل کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۶ء عاجز نیاز علی احمد خان دفتر نہری اسسٹنٹ چھاؤنی پشاور۔

سول کور نمبر اول

آریوں کی کرتوت

میں سہارنپور کے مناظرہ سے فارغ ہو کر رڑکی گیا تھا وہاں آریہ سماج کی تعلیم کی حقیقت عوام پر روشن کرنے کیلئے دو تین لیکچر دئے گئے ایک نوجوان آریہ سماجی شری پورن من جی ہوڑ جیٹ کلرک ہو کر کہنے لگے کہ ہم مناظرہ کریں گے پس جواب دیا گیا کہ اپنی سماج کیطرف سے باقاعدہ شرایط طے کرا کر ٹھیک مناظرہ کیجیئے مگر وہ کسکی سنتے تھے انہوں نے تین چار خطوط مجھے روانہ کئے جن میں بالکل بیسروپا باتیں اور سخت کلاموں کی بھرمار تھی۔ غرضیکہ میں نے ان سب کے جواب میں آخرکار ایک خط سکریٹری آریہ سماج رڑکی کی خدمت میں ۱۱ جولائی ۱۹۰۶ء کو روانہ کر دیا۔ اور میں وہاں پر ۱۵ جولائی تک مقیم رہا مگر اسکا کوئی جواب نہ آیا۔ اُس خط کی نقل حسب ذیل ہے جسکا عوام کی واقفیت کیلئے اخبار میں شائع کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ‌‌ح ہو نہرا۔

نقل خط از جانب خاکسار عبد العزیز۔

قاسمی پریس لودھیانہ بنام سیکریٹری صاحب آریہ آریہ سماج رڑکی۔ شریمان جی نمستے اگذارش یہ ہے کہ آپکے یہاں کے کوئی مہاشہ تارا چند سالکن موضع جراسی مجھ بار بار خطوط بھیجکر بیسروپا باتیں لکھتے ہیں اسلئے آپ کو زحمت دیتا ہوں کہ اگر وہ آپکی مرضی سے ایسا کر رہے ہوں (کیونکہ سماج کا چپراسی خطوط لیکر آیا ہے) تو آپ خود باقاعدہ انتظام مناظرہ کا کرائیے۔ اور کسی وقت کس مقام پر آپ خود یا آپکی جانب سے چند اصحاب مجھسے یا میرے دوستوں سے باہم ملاقات کر کے شرائط طے کر کے عام اعلان جلسہ مناظرہ کر کے یہ کام کرائیں اگر وہ آپکی صلاح سے ایسا نہ کرتے ہوں تو آپکو لازم ہے کہ انکو ایسے کاموں سے روک دیویں کیونکہ مجھے یاد ہے کہ آریہ سماج کے جلسے کام باقاعدہ طور پر ہوا کرتے ہیں۔ جیسے ہر جگہ سماج کی جانب سے ایسے کام ہوا کرتے ہیں۔ تمبرا فرضاً سماج کا ممبر سبھا کی جانب سے ایسے کوئی کام نہیں ہوا کرتے۔ اور خواہ یہاں رڑکی میں ... جیسا عبارت میں لکھا جاوے ... آریوں کی ... اور تہذیب ... جی اپنی آخری خط میں اب مجھکو ... علمی لیاقت کسقدر ہے اور تم اسلام کر کس قدر سے تعلق رکھتے ہو اور تم نے پنڈت لیکھرام جی وغیرہ کی کتب کی تردید میں بھی کوئی کتاب لکھی ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ پس آپ انکو مطلع کریں کہ ان باتوں کی ادن کو کیوں فکر پڑی آم کھانے سے کام یا درخت گننے سے۔ یعنے جو کہ ایک کتاب تحفہ آریہ سماج شائع کرا دی ہے صرف اس پر گفتگو کرنا لازم ہے۔ تا آپ کو معلوم ہو کہ میرا یہ دعوے ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کا بہت سا حصہ خود اصلی مسلمہ کتب کے خلاف ہے۔ اس دعوے کے دلائل میری کتاب میں درج ہیں۔ آپ کی سماج مجموعی طور پر دلیل ... پہنچیں اگر یہ انتظام کر سکتی ہے کہ اس دعوے کو رد کر دے تو آپ خوشی سے انتظام کیجئے۔ اور جو تاریخ مناظرہ کی باہم پیشتر طے ہو جاویگی۔ اُس موقعہ پر مقام مقررہ پر حاضر ہو جاونگا بشرط اور روک ٹوک لیکچر ... میری کتاب ... مضامین ... قدر انعامات مقرر ہیں وہ ... ہو جب کتاب ... کر دی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریوں کی مکتی

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۳۰ جون)

سوامی جی مہاراج نے کسی مذہب کی مکتی کو پسند نہیں کیا۔ مسلمان۔ عیسائی جینی۔ بام مارگی۔ پورانک سب پر اعتراض کئے ہیں۔ صرف اپنی ہی مکتی کو افضل اور اعلیٰ اور ہر قسم کے اعتراض سے پاک مانا ہے۔ لیکن ہمیں تو آریہ کی مکتی میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آئی۔ جس سے اُن کے گرو جی مہاراج کے دعویٰ کو سچ مانا جاوے۔ بلکہ یہاں بھی وہی گڑبڑ موجود ہے۔ سنئے سوامی جی فرماتے ہیں۔ "مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔" سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے۔ اس کے ثبوت میں وہ مخالفین کے سامنے یہ دلیل پیش کرتے ہیں "جسکی پیدائش ہوتی ہے اسکی فناہ ضرور ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں جیو مکتی پاکر بھی فناہ ہو جاوینگے" "جو جسم رکھتے ہیں۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہو سکتے" پھر خود ہی سوامی جی اُنکی اعتقاد میں اپنے بزرگوں کی امداد سے اس پیش کردہ دلیل کا یوں بخیہ ادھیڑتے ہیں "ویاس جی کا باپ بادری مکتی میں جیو کی اور اس کے ساتھ من کی ہستی مانتا ہے" دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ جیمنی اچاریہ بھی مانتے ہیں کہ مکت آدمی کے من کی مانند لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ بھی موجود رہتے ہیں۔ یعنی نیست نہیں ہوتے۔ بیاس منی مکتی میں ہستی اور نیستی دونو مانتے ہیں۔ یعنے جیو کی مکتی میں پاک طاقت موجود رہتی ہے۔ اور اسکی ناپاکی۔ گنہگاری۔ دکھ (عذاب) جہالت وغیرہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں" اب ہم گرو جی مہاراج کے چیلوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ جب آپ کے پیشوا بیاس جی کے والد اور جیمنی اچاریہ کے قول کو تسلیم کرکے ان اقوال سے ان لوگوں کو ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ جو جیو کے نیست و نابود ہونیکو مکتی قرار دیتے ہیں تو پھر آپ کیوں ان کے برخلاف مکتی میں جیو آتما کے ساتھ مادی جسم یا آلات احساس کے ہونے کو نہیں مانتے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ "مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔ مگر اس کے طبعی پاکیزہ صفات رہتے ہیں۔ جب سننا چاہتا ہے۔ تو کان چھونا چاہتا ہے۔ تو جلد دیکھنے کے ارادہ سے آنکھ ذائقہ کے لئے زبان سونگھنے کیلئے ناک سنکلپ وکلپ کرنے کرنیکے واسطے من یقین کرنے کے لئے عقل یاد کرنیکے حافظہ پندار خودی کے لئے اہنت اپنی ذاتی طاقت سے جیو آتما بن جاتا ہے" حالانکہ پنڈت جی کے نزدیک زبان کے بغیر بولنا یا من کے بغیر رنج و راحت کو محسوس کرنا محض گپوڑے اور دیوانوں کی بڑبڑ ہے۔ جب سوامی جی مہاراج سے پوچھا گیا۔ کہ جیو بغیر جسم کے خوشی راحت کو کیسے محسوس کرتا ہے۔ تو سراسیمہ ہو کر بقول خود گپوڑے ہانکنے شروع کر دئے۔ اور دیوانوں کی طرح نہیں معلوم کہ پہلے کیا کہہ چکا۔ اور اب کیا بول رہا ہوں۔ ستیارتھ صفحہ ۴۹۲ کو دیکھو "جیسے پران بھی جڑ ہیں۔ نہ انکو بھوک ہے۔ نہ پیاس لیکن پران والے جیو کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ ویسے ہی من جڑ ہے نہ اسکو شادی ہو سکتی ہے اور نہ غمی لیکن من کے ذریعے شادی غمی رنج و راحت کو جیو محسوس کرتا ہے" یہاں تو سرسوتی جی اقراری ہیں۔ کہ من ہی کے ذریعہ سکھ راحت محسوس کرتا ہے پھر آلات احساس سے کیوں انکاری ہیں۔ بتاؤ سوامی جی کی کس بات پر اعتبار کیا جاوے۔ کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر چکھنا آنکھ کے بغیر دیکھنا جلد کے بغیر چھونا وغیرہ اس قانون کی پیروی کریں۔ یا من کو راحت کا ذریعہ مانکر سنیاسی صاحب کے حافظہ کے ثناخوان ہوں ہمارے ستیارتھ کی مدح سرائی سے آپ لوگوں کو اگنی کی پرستش کی طرح کچھ فائدہ نہیں آپ کتنا ہی اسکے آگے سر اطاعت جھکا دیں پھر بھی سوامی جی کی دورنگی عدالت سے آپ کا چھٹکارا نہیں ہو سکتا اگر گرو جی مہاراج کی پہلی بات کو مانوگے یعنے مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا تو یہ مخالف ہے اول خود انہیں کے اس قول کے کہ من کے ذریعہ رنج و راحت جیو محسوس کرتا ہے" دوم مخالف ہے اس قول کے جو صفحہ ۲۲۲ میں ہے "یہ دوسرا اور سوکشم شریر (جسم عنصری) مکتی میں بھی رہتا ہے اور اس سے جیو مکتی میں سکھ بھوگتا ہے" [illegible] ستیارتھ کا یہہ دعویٰ کہ مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا خود اسی کے قول سے کہ "جسم عنصری مکتی میں بھی رہتا ہے" رد ہو گیا اگر دوسری اور تیسری بات کو سچ مانوگے (یعنے مکتی میں من۔ لطیف جسم۔ حواس۔ پران وغیرہ کا موجود رہنا) اور یہہ آپ کو ماننی بھی ضرور پڑیگی۔ کیونکہ گرو جی مہاراج کا حوالہ ہے۔ جو سائل کی تردید اور اپنی تائید کے لئے کتب قدیمہ سے نکالا ہے۔ تو اس صورت میں آپ لوگوں کے واسطے پہلی مشکل تو یہ ہے کہ پھر آپ کے پیشوا صاحب کیوں نہیں مانتے اور کیوں آپ کو ورطۂ حیرانی اور گرداب پریشانی میں غوطے دے رہی ہیں۔ دوسری مشکل یہ ہے۔ کہ جیو کے ساتھ جو لطیف جسم اور من پران وغیرہ مکتی میں موجود ہونگے یہ مخلوق اور مرکب ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۲۲ "سوکشم شریر (جسم لطیف) کہلاتا ہے۔ اور یہ جسم سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ موت جسم میں جیو کے ساتھ رہتا ہے" پھر دیکھو صفحہ ۲۹۳ "دو گیارھواں من (دل) کچھ کثیف پیدا ہوتا ہے" لہذا حسب قول سوامی جی کے مکتی میں جسم ہونیکی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئیگا۔ کیونکہ آپ کا دعوےٰ ہے۔ جو چیز مرکب اور مخلوق ہے۔ اسکو موت ضروری ہے۔ اگر چہ تمہارا قول صحیح ہے۔ "یعنے مکتی کے اندر جیو پاک طاقتوں والا بنا رہتا ہے" تو جیو کا مکتی سے واپس آکر جنم لینے کا اعتقاد غلط ہو گیا۔ جب جیو میں علت موجب نجات اور مکتی موجود ہے۔ تو پھر باوجود موجودیت علت تامہ کے معلول تخلف یعنی مکتی کا کون عقلمند روا رکھتا ہے۔ بھلا یہہ بھی کوئی انصاف ہے کہ ایشور اپنے عاشقان دیدار اور خاصان بار کو جن میں طاقت وصال اور قوت جمال سوج زن ہو۔ بہایت ذلت کے ساتھ مکتی خانہ سے دھکے دیکر نکال دے۔ پس اگر یہی گرو جی مہاراج ہیں۔ تو ان کی اطاعت ایک امر محال ہے اس لئے ستیارتھ چھوڑو اس مکتی کو جو محض وہم اور خیال ہے۔ جس کا ثبوت نہ عقل سے ملتا ہے۔ نہ نقل سے نہ سنیاسی صاحب کی شکل سے یعنی مادی جسم اور آلات احساس کے بغیر سکھ راحت کے محسوس کرنے میں نہ عقل اجازت دیتی ہے۔ نہ نقل اور نہ سنیاسی جی کی اتباع سے کوئی اس مکتی خانہ تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ خود ہی گرو جی مہاراج مکتی کے وسائل میں فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں "شروھا یعنے وید وغیرہ شاستروں ان سے واقف کامل راستباز عالموں سچا اپدیش دینے والے بزرگوں کی کلام پر یقین کرنا" دیکھو صفحہ ۲۳۱ پھر آپ ہی جلد وید کے عالموں اور شاستروں کے جاننے والوں کو بیوقوف بناکر انکی کلام کو لغو اور بیہودہ قرار دیتے ہیں۔ بھلا کسی وید شاستر کے عالم کا نام تو بتائیں جو اس دیانندی مکتی کا قائل ہو۔ ہمارے آریہ دوستوں ان وجوہات کو تو ظاہر فرمایئے جن سے آپ اپنی مکتی کو اعلیٰ اور افضل سمجھے بیٹھے ہیں۔ آپ کے گرو مہاراج نے جو باتیں مکتی کے بارے میں بیان کیں۔ انہیں سے کوئی ایسی بات نہیں۔ جو معقول ہونے کی وجہ سے عقلمند آدمی کی طبیعت کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ مثلاً سوامی جی اپنی مکتی کی بڑی خوبی یہہ تحریر فرماتے ہیں "کہ مکت جیو برہم میں رہتا ہے" حالانکہ اس خوبی میں حسب قول سوامی جی کے تمام جیو شریک ہیں کیونکہ پنڈت جی مہاراج پورا انکی سایوجیہ مکتی کی تردید الفاظ ذیل کے ساتھ فرماتے ہیں "سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے (اس کے ساتھ) ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے سایوجیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" اب ایک ثالث آدمی دیانندیوں اور پرانکوں کی مکتی میں کوئی فرق نہیں پائیگا۔ اور منصف کا اس میں یہی فیصلہ ہے۔ کہ سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے اسی میں رہتے ہیں۔ اس لئے دیانندی مکتی بھی خود بخود حاصل ہے۔ ہمیں تو دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی نظر آتی ہے۔ کہ پنڈت جی نے آدمی کے پیٹ کی طرح ایشور کا بھی ایک جوف مانا ہے جس میں انتڑیوں کی ہوا کی طرح مکت جیو آنند کے ساتھ اِدھر اُدھر گھومتے رہتے ہیں۔ اور وہ جوف یا مکتی خانہ ایک محدود جگہ ہے۔ جس میں محدود جیو سما سکتے ہیں۔ اور دیانندی ایشور نہیں چاہتا کہ سب جیو وسائل مکتی کو تلاش کرکے اسمیں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں۔ ایسا چاہنے میں حسب اعتقاد سوامی جی کے جیووں اور ایشور دونوں کا نقصان ہے۔ بلکہ ایشور کا تو کچھ بھی نہیں بنتا جیووں کا نقصان یہہ ہے۔ کہ مکتی میں جگہ بہت تنگ ہو جاویگی۔ اور سیر سیاحت میں وہ مزہ نہیں رہیگا۔ چنانچہ ستیارتھ صفحہ ۲۳۰ میں ہے "اور مکتی کی جگہ بہت سی بھیڑ بھاڑ ہو جاویگی کیونکہ وہاں آمد زیادہ اور خرچ کچھ بھی نہ ہونیکی وجہ سے زیادتی کا حد و حساب نہ رہیگا۔ اور

بجائے سکھ کے دُکھ محسوس کرنا پڑیگا"۔ اب آریوں کے برہم کی جس میں مکت جیو سکونت رکھتے ہیں حقیقت کھل گئی۔ وہ محدود ہے۔ اگر غیر محدود ہوتا۔ تو سوامی جی کو بھیڑ بھاڑ کی فکر کیوں پڑتی۔ ایشور کا نقصان یہہ ہے۔ کہ ایشور اگر ناکردہ گنہ مکتی خانہ سے اپنے پیاروں اور سچے پرستاروں کو باہر نہ نکالے اور ہمیشہ کے لئے نجات دیدے۔ تو پھر سلسلہ تناسخ کے بند ہونے سے ایشور جی کو بیکار بیٹھنا پڑتا ہے۔ جس جیو نے نجات ابدی حاصل کرلی۔ وہ تو ہاتھ سے گیا۔ نئی روح پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ آخر ایک دن تمام روحیں نجات پا جاوینگی۔ اور آریوں کے ایشور بیچارے کو اپنی بے روزگاری پر افسوس کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے آریوں کا ایشور اپنی عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے کسی جیو کو ہمیشہ کیلئے مکتی خانہ میں ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اور اپنے راستباز بندوں کو عزت ویکر پھر بے عزتی کے ساتھ واپس کرتا رہتا ہے۔ الغرض دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی ہے کہ مکت جیو برہم میں بے روک ورنگ حرکت کرتا رہتا ہے۔ گو سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہو جیسے اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ لیکن سوامی جی نے مکت جیو اور دوسرے جیو میں ایک فرق رکھا ہے یعنی مکت جیو برہم کے اندر رہتا ہے بخلاف دوسرے جیو کے کہ وہ برہم کو اپنے اندر لئے پھرتا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ صفحہ میں پنڈت جی مہاراج ویدانتی کے سوال کا جسکا ثبوت کھلم کھلا وید شرتیوں میں موجود ہے۔ یوں جواب دیتے ہیں "اس جگہ ایسا سمجھنا چاہئے۔ ایک پرویش (داخل ہونا) ہے۔ اور دوسرا انوپرویش (بعد ازاں داخل ہونا) ہے۔ پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیووں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہوکر وید کے ذریعے سب نام اور شکل وغیرہ کے علوم کو ظاہر کرتا ہے اور جسم میں جیو کو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" الخ

دوستان و ثوال اگر آپ میں کوئی صاحب حق اور راستی کے خواہشمند ہیں۔ تو ان چند کلمات مندرجہ بالا پر غور فرماویں جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آریوں کے محدود و مجسم برہم کا ایک جوف ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں سکے ایک برف ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں۔ ان کے اندر برہم نہیں رہتا۔ اگر برہم کا ان کے اندر موجود ہونا مانا جاوے۔ تو پھر مکت جیو کی نسبت پنڈت جی کا فرمانا کہ وہ برہم میں رہتا ہے کچھ معنے نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں بھی رہتا ہے۔ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں بھی رہتا ہے۔ پھر مکت جیو کی اسمیں کیا خصوصیت ہے۔ یہیں منروبات وہی ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی یعنے برہم مجسم کے جوف میں جیو سیر کرتے رہتے ہیں۔ اس عبارت منقولہ میں یہ جملہ "پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیووں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہوکر" عجب جملہ ہے۔ جو ویدانتیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید میں پیش کیا گیا ہے جسمیں معتقدان دید بتاویں۔ کہ پرمیشور جسم میں جیو کے ساتھ داخل ہوتا ہے یا بعدہٗ اگر ساتھ ہوتا ہے۔ تو بعدہٗ کہنا غلط ہے۔ اگر جیو کے بعد ہوتا ہے۔ تو لفظ ساتھ کہنا درست نہیں۔ ایک بات مانی جاسکتی ہے پرمیشور جیو دونوں کا اکٹھا داخل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مگر آفرین آریہ کے پیشوا کو کسطرح ساتھ اور بعدہٗ کے درمیان گویا بڑھاکر ویدوں کے فیصلے سے ویدانت کے مسئلے کو بام مجھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے۔ آریوں کی مکتی جسپر فخر کیا جاتا ہے جسطرح باقی امور میں آریہ نے جیو برہم کو مساوی مانا ہے وہی برابری اس جگہ بھی موجود ہے۔ یعنے مکتی میں جیو برہم کے اندر رہتا ہے۔ اور یہاں برہم جیو کے اندر ہے کہیں جیو مظروف اور برہم ظرف اور کہیں برہم مظروف اور جیو ظرف ہے۔ اگر مکتی میں برہم جیو کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو اسمیں برہم کا کوئی احسان نہیں جیو بھی برہم کو اپنے اندر رکھ چکا ہے۔

ستیارتھ صفحہ ۲ "ویسے ہی پرماتما کے غیر محدود اور ہر جگہ حاضر ہونیکے سبب اسکا آنا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ جانا یا آنا ہوسکتا ہے جہاں نہ ہو الخ ایسا کہنا اور سنا جیوں کے سوا اور کون کہہ اور سن سکیگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ بانی وید اور سنبھان وید دونوں بے علم ہیں۔ کیا پرمیشور جیو جسم میں پہلے موجود نہ تھا۔ جو بعدہٗ داخل ہوا۔

ستیارتھ صفحہ "اس کی آنکھ نہیں لیکن سب کچھ بخوبی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں۔ تاہم سب کی باتیں سنتا ہے۔ الخ وہ اندریوں اور انتہ کرن کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے جب یہی صفتیں مکت جیو میں موجود ہیں یعنے وہ اندریوں کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔ آنکھ کے بغیر دیکھتا ہے۔ کان کے بغیر سنتا ہے۔ تو پھر مکت جیو اور برہم نہیں آپ لوگ ذرا غور فرمائیے۔ کہ سوامی جی کی بیان کردہ مکتی پر غور کرنیکی بجائے اور سوچیں۔ کہ یہہ جو چوبیس قسم کی طاقت یعنے کشش۔ ترغیب۔ حرکت۔ خوف۔ غور۔ فعل۔ حوصلہ۔ یقین۔ خواہش۔ رغبت۔ نفرت۔ ملاوٹ۔ تقسیم۔ ملانیوالی طاقت۔ تقسیم کرنیوالی طاقت۔ قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ قوت باصرہ۔ قوت ناطقہ۔ قوت شامہ۔ علم۔ جیو مکتی میں رکھتا ہے۔ مادی جسم کے بغیر کس کام کی ہیں۔ اس سے تو تمہارے وید خود تمہارے ہی پیشوا کے قول سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ پنڈت جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۲۵۵ میں کلام الہی کی نسبت لکھتے ہیں "جس کتاب میں قانون قدرت کے برعکس ادی پرمان راست باز اور پوتر آتما کے لوگوں کے برخلاف باتیں نہ ہوں۔ وہی کلام الٰہی ہے" چونکہ آنکھ کے بغیر دیکھنا کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر بولنا وغیرہ یہہ باتیں قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ وید کلام الٰہی نہیں۔ ماسٹر جی آپ سوامی جی کے دو قول تو سن چکے پہلا قول "مکت جیو آکاش کے اندر پرمیشور میں رہتے ہیں" دوسرا قول "پرمیشور جسم میں جیو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" اب ان کا تیسرا قول سنئے۔ جو ان دونوں کے برخلاف ہے یعنے مکت جیو نہ پرمیشور کے اندر اور نہ پرمیشور اسکے اندر بلکہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ سو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "وہ جسم تا مکتی (کی حالت) میں پرمیشور کے ساتھ پاک ہوکر رہتا ہے" اچھا اس ذکر کو جانے دو۔ اب یہہ بتلایئے۔ کہ آپ کے پنڈت جی ہمیشہ کے لئے مکتی خانہ میں رہنا کیوں پسند نہیں فرماتے۔ ہم کو تو ان کی پیش کی ہوئی دلیلوں میں سے کوئی دلیل ایسی نظر نہیں آتی جس سے ان کا یہہ نیا دعوے قابل قبول سمجھا جاوے۔ بلکہ مکتی سے واپس آنے میں جس قدر خرابیاں ہیں۔ وہ ادنے لیاقت کے انسان پر بھی مخفی نہیں میں مختصر طور پر ان دلائل کو لکھہ دیتا ہوں۔ انصاف کرنا آپ کے اختیار ہے۔

(۱) اگر ایشور محدود کاموں کا غیر محدود پہل دے۔ تو اس کا انصاف قایم نہ رہے سوامی جی کی یہہ دلیل خود کے قول کو رد ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے جیو کے معدوم ہونے کے قائلین کے مقابلہ میں کیا ہے۔ یعنے "مکتی میں جیو ہمیشہ بے طاقت والا انبار رہتا ہے" اور یہہ بھی سوامی جی مانتے ہیں۔ کہ نیکی کا ثمرہ سکھ اور انند ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مکت جیو ہمیشہ ہی سکھ میں رہیگا۔ بھلا یہ کونسا انصاف ہے۔ کہ نیکو کار کو بدکار بنا کر دنیا میں واپس کیا جاوے۔

(۲) اگر مکتی سے کوئی جیو واپس اس دنیا میں نہ آوے تو دنیا کا سلسلہ منقطع ہونا چاہئے۔ آپ کے گرو جی کو اس خوف نے کہ مبادا دنیا کا خاتمہ ہو جاوے اس اعتقاد پر مجبور کیا ہے۔ لیکن ان کے چیلوں میں سے کوئی ہمت کرتا تو اس خطرہ سے اپنے پیشوا کو چھڑا سکتا تھا۔ کہ گرو جی مہاراج آپ کو دنیا کے خاتمہ کی کیوں فکر پڑگئی۔ جناب نے تو خود اس مسائل کو جس نے یہہ سوال کیا تھا "جب سنیاس آشرم ہی افضل ہے۔ اور سب اسنان کریں۔ تو انسانوں کی نسل قطع ہو جاویگی" اس طرح جواب دیکر تسلی دیدی "کہ سب انسان تو سنیاس حاصل کر ہی نہیں سکتے کیونکہ سب کی نفس پرستی کبھی نہیں چھوٹ سکیگی" پھر سمجھ لو۔ سب کی مکتی بھی کبھی نہیں ہو سکیگی۔ پس آپ کو محض اس وہم سے پاک اور راست باز انسانوں کو کتا بلا بنانا مناسب نہیں۔ یہہ تو آپ کا اعتقاد ہی ہے۔ کہ نفس پرستی کا وجود کبھی بھی دنیا سے نہیں اٹھے گا اور نہ گناہ کے بغیر دنیا آباد رہ سکتی ہے۔ اگر گناہ میں کچھ بھی کمی ہو جاوے۔ تو پرمیشور کو مقروض آدمی کی طرح فکر پڑ جاتی ہے۔ کہ اب نیکو کار بہت ہو گئے ہیں۔ میں ان کو انکی مزدوری گھوڑے بچے وغیرہ کہاں سے دونگا۔ اس لئے تمام جیو حسب اعتقاد آپ کے مکتی حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ بے فکر رہیں۔ تو شاید سوامی جی اپنے چیلے کی اس تقریر سے سمجھ جاتے۔ مگر وہ تو بے گرو اور چیلوں کو ڈھول بجانا پڑا۔

(۳) اگر ایسا ہو۔ جتنے جیوآتما ہوتے ہیں اتنے ایشور نے پیدا کرکے دنیا میں رکھدیئے ہوں تو جیو غیر ازلی ہو جاویں۔ کیونکہ جسکی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے"۔ سوامی جی کی یہہ دلیل بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خالق اگر کسی مخلوق چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ تو ممکن اور محتمل ہے کہ اس میں تغیر بھی راہ نہ پاوے چنانچہ سوامی جی خود اس امر کی کتنی جگہ تصدیق کر چکے ہیں۔ اوّل دیکھو ستیارتھ صفحہ ۹۳ "گیان من (دل) کچھ کثیف پیدا ہوتا ہے" پھر اسی مخلوق من کی نسبت بحوالہ یجروید ستیارتھ ۹۴ میں یہہ عبارت درج ہے "جو اعلےٰ علم کا ذریعہ اور دوسری چیزوں کو خیال میں جلوہ گر کرنیوالا اور یقین کرنے آلہ ہے اور جو مخلوقات کے اندر منور غیر فانی ہے۔ جسکے بغیر کوئی شخص کوئی کام بھی نہیں کر سکتا۔ وہ میرا من بری صفتوں سے الگ رہے" دیکھو یہاں ایک کثیف اور پیدا شدہ جسم کو غیر فانی کہا گیا ہے۔ پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۰ "جب مہاپرے ہوتا ہے۔ تب اسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے الخ دنیا ہوتی ہے" سوامی جی نے یہ ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مضمون سوال یہہ ہے "وہ پیدائش کے بارے میں وید وغیرہ شاستر متفق نہیں تیری آپ نشد کا قول ہے۔ کہ اس پرمیشور اور پرکرتی سے اکاش اکاش کے بعد وایو۔ وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنے جسم پیدا ہوتا ہے۔ چھاندوگیہ میں اگنی وغیرہ اتریہ میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدائش بتائی ہے۔ اب کس کو سچا اور کسکو جھوٹا مانیں" ان مختلف اقوال کی تطبیق میں سوامی جی فرماتے ہیں "اس میں سب سچ ہیں۔ کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہی ہے۔ جو ان کے برعکس سمجھتا ہے" "جب مہاپرے ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے دنیا پیدا ہوتی ہے۔ یعنے ایشور مہاپرے کے بعد پہلے اکاش کو پیدا کرتا ہے۔ اور یہہ قول بالکل سچا ہے جو اس کو جھوٹا سمجھے۔ وہ خود جھوٹا ہے" پھر آپ بھی گرو جی اسکے ہی قائل ہیں کہ اکاش کا پرے نہیں ہوتا۔ پس ماسٹر جی آپ کے

پیشوا کی یہہ دلیل کہ جو پیدا ہوا۔ وہ ضرور مریگا باطل ہو گئی۔ یہاں آپ کے گرو جی کی راستبازی کا نمونہ بھی دیکھنے والوں کے لئے ظاہر ہے۔ وید شاستروں کے اختلافات نے آپ کو کچھ ایسا سراسیمہ اور مخبوط الحواس کر دیا۔ کہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھوٹا بنا رہے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "تین ہی چیزیں ازلی ہیں۔ ایشور۔ جیو۔ عالم کی علت (مادہ)" دیکھو صفحہ ۲۴۳ پھر آگے چل کر صفحہ ۲۴۳ میں پانچ چیزیں ازلی مانتے ہیں۔ پرمیشور۔ مادہ۔ وقت۔ اکاش۔ جیو۔ پھر اس سے ذرہ آگے چل کر صفحہ ۲۹۰ میں اس قول کو جو اوپر بیان ہوا تسلیم کرتے ہیں۔ یعنے اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ وہی اکاش جسکو ازلی کہا تھا۔ اس تطبیق کی خاطر حادث اور مخلوق ماننا پڑا۔ اب آپ کو سوچنا چاہئے۔ کہ اگر اکاش ازلی ہے۔ تو پھر یہہ قول کہ اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ جھوٹا ہے اور پنڈت جی کا دھرم ہے۔ کہ جو اس قول کو جھوٹا سمجھے۔ وہ آپ جھوٹا ہے۔ لہذا سوامی جی اکاش کو ازلی کہتے ہیں جھوٹے ہیں بیشک آپ لوگوں کے واسطے ایسی مشکلات کو بجز اس کے چھٹکارا نہیں۔ کہ آپ لوگ بھی اپنے گرو جی مہاراج کی طرح دوہرا اعتقاد رکھیں۔ ایک ذاتی دوسرا عارضی یہاں پنڈت جی کا ذاتی اعتقاد یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکاش ازلی ہے۔ اس کی پیدائش نہیں۔ جب کسی نے سوال کیا۔ کہ پیدائش عالم کی نسبت وید شاستروں میں اختلاف ہے۔ تو وہاں عارضی اعتقاد سے کام لیا گیا۔ کہ کوئی اختلاف نہیں۔ مہاپرے کے بعد پہلے اکاش پیدا ہوتا ہے۔ غرض اس قسم کے حملوں سے بچنے کے لئے یہہ دورنگی اور نفاق کا قلعہ آریہ کو خوب کام آتا ہے۔

(۴) دکھ کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کڑوا نہ ہو۔ تو میٹھا کیا۔ اور میٹھا نہ ہو۔ تو کڑوا کس کو کہیں"۔ منصف مزاج آدمی کے واسطے اس دلیل سے دیانندی مذہب کا راز بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ پیشوائے آریہ پاپ (گناہ) کی بنیاد قائم کرنے اور پرمیشور کو خطا کار ٹھہرانے میں کسقدر دلیر ہیں۔ کیونکہ جب سکھ گناہ پاپ کا نتیجہ ہے۔ تو آریوں کا ایشور ان کو گنہگار بنائے بغیر کیونکر سکھ دے

سکتا ہے۔ جب تک یہہ لوگ۔ چوری زنا قتل وغیرہ طرح طرح کے جرائم کے ارتکاب سے دکھی نہ ہوں۔ ان کو سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آریہ کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ نیکوکار بنے رہیں۔ اور نہ نیک ہونا ان کے حق میں مفید ہے۔ بلکہ ان کا سکھ ان کے گنہگار ہونے میں ہے۔ پرمیشور کے پیٹ یعنی مکتی خانہ میں بباعث عدم وقوع گناہ کے میٹھا ہی میٹھا ہے۔ مکت جیو تنگ آ کر چاہتا ہے۔ کہ اس میٹھا میں (نیکی) کو تلخی (گناہ) سے بدلوں۔ بیچارا بڑی مشکل سے مکتی خانہ نہیں۔ قید خانے میں دن کاٹتا ہے۔ چنانچہ سرسوتی جی مہاراج کا صاف اقرار ہے۔ کہ مکتی اور قید میں کچھ فرق نہیں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۴۰ "کیا تھوڑی سی قید کی نسبت عمر بھر کی قید پھانسی کو کوئی اچھا سمجھتا ہے" مکتی سے واپس نہ ہونے اور عمر بھر کی قید میں صرف اسی قدر اختلاف ہے۔ کہ وہاں (اس زندگی کی طرح) مشقت نہیں اٹھانی پڑتی"۔ مطلب اس کا یہہ ہے۔ کہ مکتی خانہ جیلخانہ ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنا عمر بھر کی سزا ہے۔ تھوڑا رہنا تھوڑی قید ہے پس اس قید کے لئے آریہ لوگوں کو کوشش کرنا مناسب نہیں۔ بھلا قید خانے میں جانے کے وسائل اور سادھن تلاش کرنا عقلمند کا کام ہے۔ بلکہ انکی پرارتھنا یوں ہونی چاہئے۔ "اے اگنی پرمیشور مکتی خانہ سے ہم کو بچائیو۔ وہاں تو ہمیشہ سکھ ہی سکھ ہے اور ہمیشہ کا سکھ حقیقت میں دکھ ہے تو ہمیں مختلف قالبوں کے ذریعے سے دنیا کا سیر کراتا رہ۔ جہاں کڑوا میٹھا ملا جلا ہے۔

ہم کو پنڈت جی کی بعض باتوں پر بڑا تعجب آتا ہے۔ کہ باوجود دعوے تحقیق اور انصاف کے سوامی جی کی طرح بے انصافی سے کام لیتے ہیں۔ دیکھو آپ کا دعوے ہے۔ کہ "مکت جیو سب لوکوں (نظام دنیا) اور خواہشوں کو حاصل کرتا ہے" تمام جیو طبعاً سکھ ملنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور دکھ سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۳۶ پر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ کیوں مکت جیو تمام خواہشات کے ملنے پر بھی مکتی میں تنگ آ کر واپسی کا مشتاق رہتا ہے۔ خواہش کے مطابق چیز ملنے سے کوئی تنگ

یا ناراض نہیں ہوتا۔ ایسا ہی جب سکھ سے محبت دکھ سے نفرت جیو کا طبعی خاصہ ہے۔ تو پھر اس طبعی تقاضا اور فطرتی منشا کے پورا ہونے سے جیو ہمیشہ ہی انند میں رہیگا۔ اور کبھی دکھ کی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہے۔ خواہش نہ کریگا۔ اب کون منصف ہے۔ جو مکتی کے دامی ہونے میں جیو پر ظلم سمجھتا ہو۔ دوستو! سوامی جی کی یہہ کوئی دلیلیں نہیں۔ صرف بہانے ہیں۔ کڑوے میٹھے یا پھانسی قید کی مثالیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۴۳ میں مکتی کی میعاد کا شمار اس طرح پر ہے۔ کہ تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی چترجگی دو ہزار چترجگیوں کا ایک (برہما کا) رات دن ایسے تیس رات دن کا ایک مہینہ ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ایسے سو سال کا پرانت کال (مہاکلپ) اتنا عرصہ مکتی میں سکھ بھوگنے کا ہے"۔ اب حساب کرکے سمجھ لیجئے کہ جب اتنا عرصہ کڑوی چیز کے بغیر مکت جیو سکھ اور انند کے ساتھ بھوگ سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس میعاد کے گذرنے کے بعد مکت جیو کا معدہ میٹھی چیزیں ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ ہم کیونکر مان لیں۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ کہ اس عرصہ سے زیادہ ایک گھنٹہ بھی مکتی خانہ میں ٹھیرنا ایشور کے انصاف کے برخلاف ہے۔ اور کس طرح سوامی جی کے اس فیصلہ پر کہ مکت جیو سب خواہشوں کو حاصل کرتا ہے۔ اور جیو طبعاً سکھ ملنے کا خواہشمند ہے اعتبار ہو سکتا ہے۔ کیا مکتی سے واپسی کے وقت جب یہہ میعاد ختم ہو جاتی ہے۔ تو مکت جیو میں خواہشیں نہیں رہتیں۔ کیا جیو کا وہ طبعی خاصہ بدل جاتا ہے۔ جو بجائے سکھ کے دکھ سے محبت اور پیار کرنے لگتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مکت جیو تو چاہتا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سکھ میں رہوں۔ پادشاہی چھوڑ کر چوہڑا چمار بننے کی کس کو شوق ہے کون ہے۔ جو حکومت سے بیزار اور نوکری اٹھانیکو طیار ہو۔ بات یہہ ہے۔ کہ آریوں کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ جیو مکتی میں ہمیشہ رہیں۔ چند روحیں جو اتفاق سے قابو میں آ گئیں۔ مکتی کے دامی ہونے میں وہ ہاتھ سے جاتی ہیں۔ اور یہہ دنیا کا سلسلہ جسمیں بھوگ جیسی نعمتیں آریہ کو نصیب ہیں منقطع ہو جائیگا۔ نئی روح پیدا کرنیکی طاقت نہیں۔ جو دنیا کو آباد رکھ سکے (باقی پھر)

سوال مع جواب

[ق]رآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی کیوں شروع ہُوا اور اسماء الحسنیٰ سے بسم اللہ کے لئے [ص]رف ان تین اسموں کو ہی کیوں منتخب کیا [ا]س میں کوئی خاص حکمت ہے۔

جواب

[سوال] ایک ہے۔ جو اعتراض کی صورت میں [پیش] ہُوا۔ میں حیران تھا۔ کہ قرآن کریم [جس] کا ہر ایک فقرہ پر حکمت خوبیاں اپنے [اندر] رکھتا ہے۔ اس پر ایسے اعتراض کیوں [کئے] جاتے ہیں۔ جن سے اس کا دامن بالکل [پاک و] منزہ ہے۔ لیکن جب سوچا۔ تو معلوم [ہوا کہ] قرآن کریم کی خوبیاں ظاہر [کرنے اور اس] کمال عجائب کی بہار کا [دکھانے کے] لئے ممکن تھا۔ کہ وہ دقیق [اور] مخفی خوبیاں جو صرف اعتراضات [سے] ہی سوجھتی ہیں۔ بغیر اعتراض [کے ظہور می]ں نہ آتیں۔ اور وہ عجائبات [جن کے] ظہور کا ذریعہ محض اعتراضات [کا] وجود ہے۔ وہ بغیر اس کے کہ اعتراض کئے جاتے ظاہر نہ ہوتے۔ سو اس خیال کر ہم معترضین کے وجود کو بھی اچھا ہی خیال کرتے ہیں۔

کیا خوبی کی بات ہے۔ کہ معترض جب کبھی کسی آیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو معاً اسی یعنی اسی اعتراض کے نیچے سے ایک نہایت دلربا اور دلکش حکمت اور خوبی کا نور چمک اٹھتا ہے۔ جس کو وہ اعتراض کا سیاہ دھبہ جو نہایت بھیانک اور بری صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ ایک آن میں کافور ہو جاتا ہے۔ جس کا بیّن ثبوت بعونہٖ وقوتہٖ تعالیٰ ہم اس اعتراض کے جواب میں دیتے ہیں اور دکھاتے ہیں۔ کہ وہ مسئلہ جو مخالفین کی طرف سے بطور اعتراض پیش ہُوا۔ دراصل ایک مخفی علم و حکمت اور پوشیدہ نور تھا۔ جو کوتہ نظروں نے نادانی سے ظلمت خیال کیا۔

سو واضح ہو۔ کہ بسم اللہ شریف ایک اعجازی متن ہے۔ جو نہایت ہی اجمالی صورت میں واقع ہُوا ہے۔ جس کی شرح سورہ فاتحہ اور شرح الشرح قرآن کریم ہے۔ بلکہ بعض نے تو اسطرح بیان کیا ہے کہ قرآن کریم تفسیر الحمد کی اور الحمد تفسیر بسم اللہ کی اور بسم اللہ تفسیر حرف با کی جو بسم اللہ کا پہلا حرف ہے۔ اور با تفسیر نقطہ کی جو اس کے نیچے ہے۔ اور یہ سب صحیح اور سچ ہے۔ اور اس میں ذرہ بھی خلاف نہیں۔ چنانچہ ہم اس اجمال کی کچھ مختصراً تفصیل بتلا بھی دیتے ہیں۔ وھو ہٰذا۔

جاننا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی دو کتابیں ہیں۔ ایک فعلی اور ایک قولی۔ فعلی سے مراد صفحۂ عالم اور تمام کائنات ہے۔ اور قولی سے مراد قرآن مجید۔ ان دونوں کتابوں کی آپس میں اس قدر مطابقت اور موافقت ہے۔ کہ دیکھنے سے انکی ہیئت کذائی سے خدا تعالیٰ کی توحید پر ایک کامل دلیل اور بیّن ثبوت ملتا ہے۔ اور گو کتب سماویہ اور صحف مقدسہ قرآن کریم کے علاوہ اور بھی ہیں۔ مگر جیسا کہ فعلی کتاب کا پورا نقشہ اور کامل تصویر اور پورا اتفاق اور کامل اتحاد قرآن کریم نے دکھایا ہے۔ یہ فخر اور یہ کمال اور کسی کتاب کو میسّر نہیں آیا اور ہرگز نہیں آیا۔

قرآن کریم بسم اللہ سے شروع ہُوا۔ اور اس پر سوال ہُوا۔ کہ اسکی وجہ کیا ہے سو جاننا چاہئے۔ کہ اس کی چند ایک وجوہ ہیں جو کئی مقامات سے مخصوص ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ کچھ عرض کرتا ہوں۔ اول یہ کہ بسم اللہ کا ابتداء جیسا کہ قولی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کا آغاز بھی بسم اللہ ہی ہے۔ اور جیسے بسم اللہ کا آغاز حرف (ب) سے ہُوا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کی بسم اللہ بھی حرف (ب) سے ہی شروع ہوتی ہے۔

اور جیسے حرف (ب) نقطہ کے مرتبہ سے ترقی کرکے الف تک۔ اور الف سے پھر (ب) بنی ہے۔ اسی طرح فعلی کتاب کی (ب) کی حقیقت سمجھ لو۔ کیونکہ فعلی کتاب جو خدا تعالیٰ کے افعال کے لئے جلوہ گاہ ہے یہ اس ذات سے بمرتبہ افعال تیسرے درجے پر ہے۔ جیسے نقطہ سے (ب) تیسرے مرتبہ پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات بحیثیت ازلیت کے پہلے مرتبہ میں نقطہ کے مشابہ ہے۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جسکی طرف حدیث قدسی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ وَھُوَ ہٰذَا۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے شوق ہُوا۔ کہ اپنا آپ دکھلاؤں تب یہ خلق پیدا کی۔ اور ذات کے بعد صفات کا مرتبہ ہے۔ اور ازلیت میں ذات سے یہ دوسرے درجے پر ہے۔ اور ذات بمعہ صفات کے وہ مرتبہ ہے۔ جو الف سے مشابہ ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جسقدر حروف ہیں۔ ان میں کہ ہر ایک کی ابتدا نقطہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جس حرف کے لکھنے کیلئے قلم کاغذ پر رکھوگے۔ پہلے نقطہ کی صورت بنے گی۔ پھر نقطہ سے حرف کی صورت اور کوئی ایسا حرف نہیں۔ جو نقطہ سے نہ بنا ہو۔ اور نقطہ جس کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے کہ ہر چیز الٰہی ذات سے ظہور میں آئی۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جسکی وہ قیوم نہ ہو۔ اور جو اسکی معیت سے خالی ہو۔ اور (الف) جو حروف سے پہلا حرف ہے یہ بھی نقطہ سے خالی نہیں۔ اور نقطہ سے یہ دوسرے مرتبہ پر ہے۔ جیسے صفات ذات سے دوسری مرتبہ پر اور ہمارے اس بیان کی تصدیق اسطرح سے بھی ہوتی ہے۔ کہ الف عربی میں اُس کو کہتے ہیں۔ جس پر زبر زیر و پیش نہ پڑھا جاوے۔ اور جسپر پڑھا جاوے۔ اور وہ بصورت الف ہی ہو۔ تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں۔ نہ الف چنانچہ نحو کی کتابوں میں یہ ثابت مسئلہ ہے۔ زرّادی میں ہی دیکھو۔ وہاں بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور الف حرف اشباع کا کام دیتا ہے۔ اور اس کا اشارہ اور کنایہ چونکہ ذات جامع صفات کی طرف ہے۔ اور الٰہی ذات حالتوں سے پاک ہے۔ اور حرکات یعنی زیر زبر پیش تین حالتوں کا ہی نام ہے۔ زبر کر افراط کی ہے تفریط پیش سے اعتدال اس لئے وہ حرف جس کا اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ وہ بھی تین حرکات کے اثر سے منزہ ٹھہرا۔ اور دوسرا اس حرف یعنی الف کی مناسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح سے بھی ہے۔ کہ الف کو آنکھیں تو دیکھتی ہیں۔ مگر زبان ادا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ زبان تب ادا کرسکے۔ جب حرکات سے کوئی حرکت بھی ساتھ پڑھی جائے۔ بلا حرکت کس طرح ادا کرسکے۔ اسی طرح تعالیٰ کی نسبت بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس نے اس بے کیف ذات کو بے کیف بصیرت روحانیہ سے دیکھکر پہچان لیا۔ پھر اس کیفیت کو اگر بزبان قال بیان کرنا چاہے۔ تو اس کی زبان بیان کرنے سے عاجز رہتی۔ گویا گونگی ہے۔ سبحان اللہ اس بے کیف مسئلہ کی کیفیت بیان کرنے کے لئے الف کی کیسی مثال ہے۔ جو اس مسئلے کو خوب حل کردیتی ہے۔

یہ تو دوسرے مرتبہ یعنی مرتبہ صفات کا بیان ہے۔ جسکی طرف الف اشارہ کررہا ہے۔ اب رہا حرف با جو نقطہ کے تیسرے مرتبہ ... پر ہے۔ جیسے افعال الٰہیہ جنکا مرتبہ ذات سے تیسرے درجہ پر ہے۔ اور (ب) الف کی طرح نہیں جو الف کی طرح حرکات سے خالی ہو۔ یہ اس لئے کہ افعال کا مرتبہ ... جس کی طرف (ب) کا اشارہ ہے۔ یہ بھی حالات سے خالی نہیں۔ اور کوئی فعل نہیں۔ جس کا کسی زمانہ کے ساتھ تعلق اور لگاؤ نہ ہو۔ ماضی ہو۔ حال ہو۔ خواہ استقبال اور صورت فعل زمانہ سے خالی نہیں۔ اسی لئے مرتبہ افعال کے مقابل حرف (ب) کو رکھا۔ پھر ان ہی تین حروف کی الفاظ سے تفسیر کے نقطہ کی تفسیر جس سے مراد ذات ہے۔ اللہ کے لفظ سے بیان فرمائی اور مرتبہ صفات کے مقابل حرف کی تفسیر لفظ الرحمان سے اور مرتبہ افعال کے مقابل حرف کی لفظ الرحیم سے پھر اللہ کی تفسیر الحمد للہ اور الرحمان کی ربّ العٰلمین اور الرحیم کی مالک یوم الدین پھر اسی طرح آگے کو یہ سلسلہ لمبا چلا جاتا ہے۔ جس کا مفصل ذکر قرآن کریم میں ہے۔ پس ایک تو یہ وجہ تھی جو خدا تعالیٰ نے فعلی کتاب کے آغاز کے مسئلہ کو قولی کتاب کے آغاز سے کھول دیا۔ اور اس ترتیب کو جو ان دونوں کے درمیان لازم ملزوم کی طرح تھی۔ صاف طور پر دکھلا دیا۔ اور بسم اللہ شریف کا وہ مطلب جو اوپر بیان ہوا ہے یہ بطور آیاتِ توحید یعنی توحید کے نیچے بیان ہُوا ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف آیات نبوت کے نیچے بیان ہوگی۔ اس طرح کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ جیسے وہ رات کے بعد دن اور

ن کے بعد رات لاتا ہے۔ اسیطرح روحانی
سلسلہ میں بھی ایک دن اور ایک رات
ی باری سے دورہ میں لاتا رہتا ہے۔
سلہ کی رات کا وہ زمانہ ہوتا
ح سے لوگ اصل حقیقت
پڑتے ہیں۔ اور بجائے خالق
ستی کے خلق اور اسباب پرستی میں
جاتے ہیں۔ اور روحانی سلسلہ کا
روشن وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں لوگ
پرستی کی ظلمت سے نکل کر فضائے توحید
خالق پرستی کی طرف آتے ہیں۔ اور
ب جسمانی سلسلہ کی پُرظلمت رات
ے [illegible] کے لئے ایک سورج کا ہونا ضروری
ہے۔ اسیطرح روحانی سلسلہ کی رات کے
ل کرنے کیلئے ایک سورج کی ضرورت
تی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں رسول اللہ
چونکہ ہر ایک رسول ایک نئی تبدیلی کے
ے اپنے دور میں آتا ہے۔ اور اوّل
وہ اللہ تعالےٰ کے صفات نورانیہ سے
فتاب کی طرح منور ہو جاتا ہے۔ تب
کو اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کیلئے محض
ن رکا [illegible] کے تقاضا سے روحانی
سلسلہ کی رات کے پُرظلمت زمانہ کو
ایک روشن دن کے ساتھ تبدیل کرنے
ے دنیا میں مبعوث فرماتا ہے اس
کہ تا لوگ وہ نعمتیں جو ان کو بطور
رحمت کے دی گئی ہیں۔ اور بلا عوض
ور بلا درخواست دی گئی ہیں۔ انکو استعمال
حقہ کی راہ سے رحیمیت کا فیض پائیں۔ اور
تا فانی نعمتوں سے غیر فانی نعمتیں حاصل
یں۔ اس مقصد کی بنا پر شریعت حقہ کی
مقدس اور کامل کتاب کا عنوان بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم۔ سے ہوتا ہے جس کے یہ معنی
ہے۔ کہ اس زمانہ کی اصلاح اور پاک اور
روشن تبدیلی اللہ تعالےٰ کے اس رسول کے
ذریعے سے ہو گی۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے
صفات کے رنگ سے رنگین کر کے بعد اپنا
مظہر بنا کر محض رحمانیت کے تقاضا سے
س نے بھیجا۔ تا لوگ رحمانی نعمتوں کے
استعمال سے رحیمی نعمتیں اور فیض حاصل
یں۔ اور اسم کے معنے ہم نے مظہر اور
ل کے کئے ہیں۔ کیونکہ اسم اپنے مسمّی کی
ہیئت پر واقع ہوتا ہے۔ جیسے ظل
کا اصل سے۔ اور یہ سب بسم اللہ
شریف کے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔

یہ بطور آیات نبوت کے دکھائے ہیں۔ اس
میں نبوت کا مسئلہ عنوانی صورت میں
بھی دکھلایا گیا۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف
کے معنے بطور تفاعل کے ہونگے۔ جو نبوت اور
رسالت کا اصلی منشا ہے۔ اس طرح پر
ہر ایک مومن کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے تمام
حرکات سکنات کو بسم اللہ شریف کے
موافق بجا لائے۔ کیا مطلب یعنی ہر ایک
حرکت سکون کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا
کو مدّنظر رکھے۔ اس خیال پر اور اس ارادہ
کے ساتھ کہ میں اپنی تمام طاقتوں کو خواہ
وہ کس قسم کی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو
مدّنظر رکھکر ان کے پاک مظہر رسول کے
پاک نمونہ کی میزان کے ساتھ وزن کرنے
سے استعمال کرتا ہوں۔ تا ان رحمانی نعمتوں
کو رسول کے نمونہ کی میزان کے مطابق
استعمال کرنے سے رحیمی نعمتوں کو حاصل
کروں۔ یہ معنے آیات نبوت سے اتر کر تقابل
نبوی کے مرتبہ پر کے معنے ہیں۔ جو نبوت
کے بعد کا مرتبہ ہے۔

اس کے بعد بسم اللہ شریف استمدادی
معنوں کا بھی ایک مرتبہ رکھتی ہے۔ اس
طرح پر کہ جب تلاوت قرآن یا اور کوئی
کار خیر شروع کرے۔ تو بسم اللہ پڑھکر
شروع کرے۔ اور اس سے بطور دعا
کامیابی فائدہ اٹھائے۔ اس طرح پر کہ میں
ذات بابرکات حضرت جامع صفات کاملہ
کے مبارک نام سے برکت چاہتا ہوں۔ تا
ان نعمتوں سے جو مجھے بطور رحمانیت کے
عطا ہوئی ہیں۔ ان کو جائز اور صحیح استعمال
کرنے سے مجھے وہ کامیابی نصیب ہو۔ جو
رحمانی نعمتوں کے صحیح استعمال سے رحیمی
نعمتوں کی مبارک صورت میں ظاہر ہوتی
ہیں۔ بسم اللہ شریف میں علاوہ اس کے
اجتہاد اور غور و تدبر کو استعمال میں لانے
کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جو لفظ الرحمٰن اور
الرحیم سے استنباط ہوتا ہے۔ کیونکہ الرحمٰن
کا فیض تو بلا کسی محنت اور عوض کے ہوتا ہے۔
جس کو انسان مدبرانہ طرز سے استعمال کرکے
اس فیض پر ایک ایسا فیض حاصل کرے جو
پہلے فیض سے بقدر محنت اور کوشش اور
استعمال صحیح کے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔
جیسے دانہ کہ جب اسکو محنت کے بازوں کے
ساتھ کامل سعی اور کوشش اور صحیح تدبیر سے
استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اپنے وقت پر

بویا جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنی رحمانی فیض کی
صورت میں تن واحد ہوتا ہے۔ مگر
محنت اور صحیح تدبیر اور استعمال کی صورت
میں جب وہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو رحیمی
فیض کی صورت میں وہ ایک نہیں رہتا
بلکہ بجائے ایک کے وہ کئی دانوں کی صورت
میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی
ہر ایک آیت گو بصورت ظاہر ایک انداز
سے دانہ کی طرح ہے۔ مگر جب کوئی پاک
ولی اور کامل خوض اور فکر کے ساتھ صحیح
طریق سے اس میں تدبیر کرتا ہے۔ تو اس
کی وہ طرز جو دانہ کی طرح معنے واحد کی
صورت میں ظاہر تھی۔ کامل تدبیر کرنے
سے ایک سی وہی آیت کئی کمالات اور
کئی معارف اور حقایق کا سرچشمہ بن جاتی
ہے۔ اس لئے اس آیت یعنی بسم اللہ شریف
سے اس ہدایت کو بھی پیش کیا۔ کہ قرآن کریم
کو تدبیر سے اور غور سے پڑھو۔ چنانچہ اسی
ہدایت کیلئے قرآن کریم میں مفصل طور پر
بھی بیان فرمانا جہاں لکھا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا
یعنی قرآن کریم کو تدبیر سے پڑھو۔ اور ان
تالوں کو جو عدم تدبیر کی وجہ سے دلوں پر
لگے ہیں تدبیر کی کلید اور چابی سے کھولو۔
بسم اللہ شریف کے متعلق نہایت دقیق
اسرار کا ذخیرہ علاوہ مذکور شدہ اسرار کے
اور بھی ہے۔ مگر افسوس کہ بوجہ خوف طوالت
اسی پر کفایت کرنا پڑا۔ اب غور سے دیکھنا
چاہئے۔ کہ بسم اللہ شریف سے خدا تعالیٰ
کی قولی کتاب یعنی قرآن کا آغاز ہونا کیسا
محل مناسب اور پر حکمت مقام پر ہے۔
کہ اس کے پہلے مرتبہ نے فعلی کتاب کے
پہلے مرتبہ کو پوری ترتیب اور مناسبت سے
بیان کیا۔ اور اس کے معانی کے دوسری
مرتبہ نے توحید کے بعد کے مرتبہ یعنی دور
رسالت اور مرتبہ نبوت سے پوری مناسبت
دکھالی۔ اسی طرح تعامل اور استمداد وغیرہ
تمام مراتب جنکا انسان کو قبل از وقت
کسی امر کے لئے محتاج ہونا پڑتا ہے۔ سب
کو علے قدر مراتب بیان کیا۔ اور فعلی کتاب
موافقت اور اتحاد کو ایسا دکھایا۔ کہ بس
کمال ہی کر دیا۔

افسوس کہ کیسی کوتہ نظر ہیں اور بے انصاف طبیعتیں
ہیں۔ کہ ایسی پاک کلام پر اعتراض کریں۔ دیکھا کیسا
نو چمکا۔ اور کیسی خدا بیان اور پر حکمت

بیان ظاہر ہوئے۔ اور اعتراض کرو۔ اور
پھر دیکھو۔ جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال۔

عاجز غلام رسول احمدی نبی الجیکے
ضلع گجرات

معمولی مصیبت یا عذاب الٰہی

جب کوئی رسول یا نبی خدا تعالیٰ کی طرف
سے بندوں کی ہدایت کیواسطے آتا ہے۔ تو
اس قوم پر بلائیں بھی نازل ہوتی ہیں۔
کیونکہ۔ فَاَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۤءِ وَالضَّرَّاۤءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تاکہ وہ خدا
کی طرف جھک جائیں۔ ہر ایک نبی کے منکر کہتے
ہیں۔ کہ ایسی مصیبتیں تو ہمارے باپ دادا
کو بھی پہنچتی رہی ہیں۔ قَدْ مَسَّ اٰبَاۤءَنَا الضَّرَّاۤءُ
وَالسَّرَّاۤءُ۔ اس لئے معمولی مصیبت اور
عذاب میں فرق یہ ہے۔ کہ مصیبت تو علاج
معالجہ سے یا کسی تدبیر انسانی سے دور
ہو سکتی ہے۔ اور اتنا نقصان نہیں کرتی۔ مگر
عذاب اسوقت تک نہیں جاتا جب تک وہ قوم اپنی
حالت آپ نہ تبدیل کرلے کہ (۲) ایمان نہ لائے
اور تقوی اختیار کرے (۳) استغفار
یعنی خدا سے گناہوں کی معافی و حفاظت نہ
مانگے۔ (۴) بالکل ہلاک نہ کرلے۔ اس زمانہ میں بھی
خدا کا ایک نبی آیا ہے۔ اور سنت اللہ کے
مطابق دو عذاب لایا ہے۔ طاعون اور زلزلہ
زلزلے نے جیسی بربادی کی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔
پچیس ہزار انسان کانگڑہ میں ہلاک ہوئے۔ اور یہ
بھی سب مانتے ہیں۔ کہ ایسا زلزلہ اس ملک میں سوا سو برس
سے کبھی نہیں آیا تھا۔ پھر اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا
ابھی ۲۱۔ جولائی کو آدھی رات کے بعد سخت بھونچال آیا۔
گویا ۴۔ اپریل کے بعد زمین کانپنے والی ہو گئی۔ اور
اسوقت سے ٹھیری ہی نہیں (تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ)
اور طاعون نو برس سے برابر تباہ کر رہی ہے۔ کوئی
انسانی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہندوستان جبار
میں لوٹ چھپا ہے جسے مذہب سے تعلق نہیں اور
ہے بھی ایک ہندو کا پرچہ۔ طاعون کو ہندوستان
میں آئے ہوئے عرصہ بارہ سال ہو چکا لیکن اب
تک اس نامراد مرض کا کوئی ایسا علاج نہ نکلا
جس پر اعتبار کیا جا سکے پہلے ٹیکا لگانے اور چوہے
مارنے پر زور دیا جاتا تھا لیکن ان تدبیروں کا حسب

[illegible]

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ	# جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں	وزن پانچ تولہ خوراک دو ماشہ محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ✤ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمرز ملک کے لائق اطباء کی نظروں میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی [illegible] اس [illegible] سے اس [illegible] آچکی ہیں نہیں کرسکیں اور نہیں کرسکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسّم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ [illegible] کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا۔ کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے، اور ہر ایک تعصب سے پاک [illegible] طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان فن کا نہایت [illegible] شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا [illegible] جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدہ ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں فقط اسمائے گرامی ان کاملین معصرین کے شکریہ کیساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں:

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج مین ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب۔ کھنڈوا [illegible]
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اونٹیک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست رلوان
جناب ڈاکٹر سری رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خاں صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر انادا چرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال
جناب ڈاکٹر پنڈت ہریرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری دہوگلی
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقاہر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سعط پور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڑھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خاں صاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خاں صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو بیو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اسعدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خاں صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خاں صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہوی بنگلور
جناب حکیم خیرالدین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چھنڈول ضلع کٹنا
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیزالرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب نانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیرالحسن صاحب گلواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار ورنگل
جناب حکیم رحیم بخش [illegible]۔ ڈولہ پور
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خاں صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ۔
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم برسر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON، چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ سے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتیں

: اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں :

بھائیوں کا خادم۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم
انہ اوی القریہ

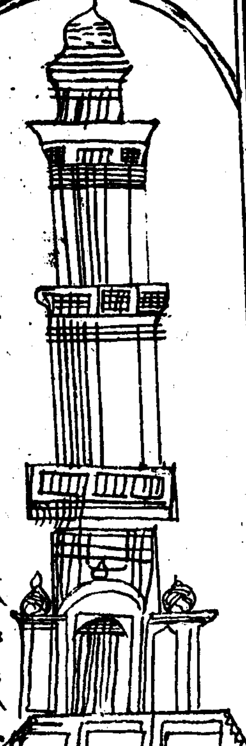
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص ور معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲



نمبر ۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۶ء مطابق ۳-رجب ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورویا

۲۱-اگست ۱۹۰۶ء-۱-شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اس قدر زنبور ہیں۔ (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) اور ٹڈی دل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اسقدر ہیں۔ کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہی ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو۔ اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کرینگے۔ اور وہ یہ آیت ہے

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ

پھر بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

(۲) الہام ہوا۔

نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ قَالُوا لَاتَ حِیْنَ مَنَاص۔

ترجمہ۔ رعب کے ساتھ تیری نصرت کیگئی اور مخالفوں نے کہا۔ اب کوئی جائے پناہ نہیں

(۳) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا

”صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کریگا،،

نشانات مرزا

عرصہ ہوا میں نے الہامات مرزا کا ایک مختصر سا جواب شایع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر میری مصروفیت اور کتاب مذکور کی عدم اہمیت نے ابتک مجھے توجہ کرنے دی۔ اب بعض احباب کی یاد دہانی سے میں نے اس رسالہ پر مکرر نظر کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب میں ایک رسالہ شایع کرسکوں گا۔

زکواۃ فنڈ

کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب نے مدزکواۃ کے متعلق احباب طریقت کو توجہ دلائی تھی۔ اور ایک چٹھی انہوں نے شایع کی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقول رقم امین زکواۃ فنڈ کے پاس جمع ہوگئی جس نے مصارف زکواۃ میں بہت مزید مدد دی اس مد زکواۃ میں سے مساکین کی ایک خاص مقدار کو ۶۵؍ ماہوار کے قریب وظایف دئے جاتے ہیں یہ وہ مساکین ہیں۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مختلف جماعتوں میں اور شاخ دینیات میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایک فوری جوش کے بعد یہ تحریک سرد ہوگئی۔ اور مد زکواۃ کی آمدنی اس قدر کم ہوگئی کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے وظایف کا بل ادا کرنے میں امین زکواۃ فنڈ کو مشکل پیش آئی۔ اسلئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جاتا رہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب اس مد میں بڑی احتیاط سے کام لینگے۔ اور یہ ایسی مد ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے دینی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔ قادیان جو امام الزمان کے نزول کا مقام ہے۔ زکواۃ کے جمع ہونے کا اصل مرکز ہے اس لئے اپنے طور پر زکواۃ کا روپیہ صرف کرنیکی دلیری نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے ہاں کی زکواۃ جمع کرکے امین زکواۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجدیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی غالباً اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مختلف مدات کا روپیہ ایک شخص کے نام بھیجنے سے بارہا منع کیا گیا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ میگزین کا روپیہ مینجر میگزین کے نام لنگر کا روپیہ حضرت اقدس کے نام الحکم کا روپیہ مینجر الحکم کے نام۔ مدرسہ کا روپیہ امین مدرسہ کے نام۔ مقبرہ بہشتی کا روپیہ فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز ان مصالح قبرستان کے نام آنا چاہیے۔

جنازہ

ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب

سمالی لینڈ بربرہ کی بیوی فوت ہوگئی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ سے اپنی بیوی کے لئے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بخشے آمین

ضرورت دعا

منشی محمد ابراہیم صاحب تحریری اسسٹنٹ کراچی کا یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو امتحان ہے جسمیں بعد کامیابی ترقی کی امید ظاہر کرتے ہیں ناظرین الحکم انکے لئے کامیابی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو امتحان میں کامیابی عطا کرے آمین

فوری ذلت

فاعتبروا یا اولی الابصـــــــــار

مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء بوقت ۹ بجے شب کے حاجی الحرمین مولوی ابو تراب عبدالوہاب صاحب سرگروہ اہل حدیث صدر بازار دہلی جن کا ذکر خیر ناظرین الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱ میں بعنوان ظالموں نے ڈاڑہی مونڈ ڈالی پڑہ چکے ہیں۔ اتفاق سے اخویم مستری قادر بخش صاحب [illegible] اہل حدیث انجنیر برف خانہ کوڑیا پل کے مکان [illegible] رفیق اہل [illegible] مولانا [illegible] العد کو [illegible] لیگئے تھی [illegible] رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اور کوئی مولوی تو دہلی میں [illegible] دل سے مہذبانہ گفتگو کرنیوالا نہیں رہا۔ الغرض مولوی عبدالوہاب صاحب بڑے فاضل اور [illegible] نیز مستری قادر بخش صاحب سے انکو دلی تعلق بہت بڑا ہے اور مستری صاحب بھی اونکے بڑے معتقد ہیں۔ وہ حج سے واپس آجاوین تو مرزائی [illegible] ڈالیں گے۔ بعد انتظار شدید کے خدا خدا [illegible] مولوی صاحب کا نزول جسمانی مع الخیر دہلی [illegible] اکثر معتقدین مولوی صاحب کے استقبال کے واسطے ریلوی اسٹیشن پر پہونچے۔ گاڑی سے اترتے ہی بعد مزاج پرسی وغیرہ کے کسی ادھی دل [illegible] سمجہنے یہہ گوش گزار دیا کہ آپ کے پیچھے تو اہل حدیث مرزائی ہو گئے خصوصاً آپ کے بڑے معتقد مستری قادر بخش صاحب تو ایسے پکے مرزائی [illegible] ہیں کہ ہیڈ کوارٹر ہی برف خانہ بنگیا۔ [illegible] دن رات وہاں [illegible] قرآن وحدیث کے ایسے ایسے [illegible] بیان ہوتے ہیں کہ ہر شخص جو سنتا ہے بغیر مانے چارہ نہیں پاتا۔ اس سے اکثر اہل حدیث مذہب بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اور مولوی محمد بشیر کے اگر اون شکوک کو جو مرزائی پارٹی ہر ایک کے ذہن میں جما لی ہے رفع کرانے جاتے ہیں تو فوراً خطاب منکر قرآن و حدیث کا پاتے ہیں۔ اس سے اور بھی وہ باتیں دل پر زیادہ جم جاتی ہیں۔ سنا گیا کہ ایسی جگر دوز خبر سنکر حاجی الحرمین نے چشم پر آب ہو کر اظہار رنج کیا کہ ایسا معزز معتقد شخص یعنی مستری قادر بخش صاحب کس طرح مرزائیوں کے پہندے میں آگیا مظہر نے کہا کہ حضرت یتیم خانہ دہلی میں ایک پنجابی قاسم علی مرزائی تہا۔ جسکو یتیم خانہ سے مرزائی ہونیکی وجہ سے علیحدہ کر دیا اور خیال تہا کہ دہلی میں مرزائیت کا اب چرچا نہ ہوگا۔ مگر علیحدہ ہوکر تو وہ ایسا [illegible] کہلا کہیں مولوی محمد بشیر کے [illegible] اشتہار کہیں ثناء اللہ امرتسری پر لعنتوں کی [illegible] کہیں عیسائیوں کے گلے کا ہار اور رجا بجا مرزائیت کا اظہار کرنے لگا۔ اور دن رات برف خانہ میں بہی چرچا کہ لوگوں نے قرآن پر عمل چہوڑ دیا اسلئے وہ بیہودہ کام کرنے لگ گئے۔ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ رسالت کو بالکل بہلا دیا۔ بے معنی نمازیں پڑہنا بے سمجھے قرآن رٹنا یہہ سب کچہہ مولویوں کے تعلیم بے سود کا اثر ہے۔ اور ہم تمکو زندہ قرآن اور زندہ خدا اور زندہ رسول محمد صلعم کا پتہ دیں۔ مردہ پرستی چہوڑ دو کہ مسیح وفات شدہ کو جو منجملہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے نبی تہا آجتک زندہ مانکر خدا کی پاس آسمان پر بٹھا اور افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفی صلعم کو وفات شدہ جانکر زیر زمین [illegible] اور ان باتوں سے عیسائیوں کی خدائی کو تم [illegible] ہوئی۔ [illegible] باتیں وہ [illegible] کو ایسی سناتا ہے کہ ہر ایک شخص [illegible] ہے یا دیرینہ عقائد کو توضرور ایک [illegible] اور من گہڑت قصہ سمجہنے لگتا ہے۔ اسلئے چند اہل حدیث نے مولوی عبدالوہاب نابینا کو اور پہر مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خان چند کو مستری قادر بخش صاحب اور دیگر ادنکر سنبہال نئے مرزائیوں کے سمجہانیکے واسطے برف خانہ میں لیجاکر سمجہانا چاہا۔ اور یکے بعد دیگرے گئے مگر ہمیشہ وہ (قاسم علی) وہاں موجود پایا۔ مجبور اون سے اونکی گفتگو کرائی جس کا اور بہی برا اثر ہمارے اہل حدیث پر پڑا کیونکہ مرزائی کی باتیں بہت سیدہی اور صاف عام فہم ہوتی تہیں جسکو ہر ایک سامع نہایت آسانی سے سمجہہ جاتا تہا۔ ہمارے مولویوں کی جب جوابدہی کا وقت آتا تہا تو وہ ایسی بے تکی کہدیتے تھے کہ جس سے ہم کو سخت ندامت ہوتی تہی۔ مثلاً مولوی عبدالوہاب نابینا نے بیٹھتے ہی مرزا صاحب کو برا کہنا شروع کیا اس سے ضرورت پڑی کہ انکو روک کر کہا گیا اصل مسئلہ حیات وفات مسیح میں جو شبہات واقع ہوگئی ہیں آپ انکا دفعیہ کریں جسوقت مرزا کے متعلق گفتگو ہوگی اوسوقت یہہ باتیں پیش کرنا۔ اسکے بعد مرزائی نے پوچہا کہ حافظ صاحب آپکا عقیدہ مسیح ابن مریم کے حیات و وفات صعود و نزول کی بابت کیا ہے۔ حافظ جی نے ایسا فضول جواب دیا کہ سامعین نہایت ہی شرمندہ ہوے۔ یعنی مرزائی نے چہہ مرتبہ عقیدہ پوچہا حافظ جی نے ہر بار جواب دیا کہ مرزا نے جو دلائل وفات مسیح اپنی کتابوں میں لکہی ہیں غلط ہیں اس پر بہی سامعین کو حافظ جی سے کہنا پڑا کہ آپ کیوں غیر متعلق خلاف سوال جواب دیتے ہیں کیوں نہیں کہول کر اہل حدیث کا عقیدہ مسیح علیہ السلام کی بابت بتلا دیتے جس سے سب کو [illegible] عقیدہ کی خبر بہی ہوجائے۔ اور آگے گفتگو چلے۔ مگر انہوں نے نہ بتلانا تہا نہ بتلایا۔ منشی محمد یعقوب صاحب نے مرزائی کو مجبور کیا کہ وہ دلائل وفات مسیح پیش کرے۔ اوس نے طوعاً و کرہاً منظور کر کے تحریری دلائل پیش کر دئے اور تحریری جواب مانگا۔ ایک ہی پرچہ فریقین کا ہوا تہا اور جواب الجواب مرزائی کا دینے کیواسطے بوجہ زیادہ وقت گذر جانے کے دوسری دن پر گفتگو ڈالی گئی سامعین میں جنمیں سے ایک الٰہی بخش اہل حدیث بہی تہے اور ایک حافظ جی آجکل مسجد متصل [illegible] میں عبدالحکیم نام رہتے ہیں اور اہل حدیث [illegible] وہ بہی تہے۔ ان سے پوچہہ لیجئے کہ کیا نتیجہ اس گفتگو کا ہوا۔ اور یہی لوگ حافظ عبدالوہاب صاحب کو لیگئی تہے یہی کہتے ہیں کہ ان سے کام نہیں چل سکتا اور نہ چل سکیگا۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہہ ہوا کہ [illegible] اہل حدیث تو فوراً قادیان ہی ہو گیا اور بیان [illegible] گروہ [illegible] کر آیا۔ [illegible] صاحب [illegible] کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہہ کمپنی ہمدرد السنہ کا مکان ہے۔ اسلئے حافظ صاحب یہاں نہ آوین۔ انہوں نے اس سے شکر کیا۔ پہر دوسری مرتبہ مولوی احمد اللہ صاحب امام اہل حدیث مسجد کوچہ ناظرین کو لیگئے اونکی حالت تو ناگفتہ بہ ہے سادہ دلون نے تو رہی سہی عزت اہل حدیث کی کہو دی۔ اور سیدہے سادے بال والا اور گہونگر بالی بال سرخ و گندمی رنگ والی حدیث سے بہی انکار کر دیا کہ بخاری میں نہیں اور اقرار اپنی قلم سے بدستخط لکہکر دیدیا۔ اور کہا کہ میں یہہ اصلی حدیث بہیجدونگا اوس دن سے آجتک انہوں نے نہ حدیث بہیجی نہ وہ آئے۔ ان وجوہات سے اکثر ادنی اہل حدیث لوگوں کو جو مستری صاحب کی یار قدیمی اور اونکے پاس دن رات آنے جانے والے تہی یہہ ضرور ماننا پڑ گیا کہ ہمارے مولوی ناقابل جواب ہیں۔ اور اس مسئلہ میں انکی پاس سوائے تقلیدی باتوں کے اور کچہہ نہیں پہر مولوی ثناء اللہ امرتسری کو حافظ محمد فاروق صاحب نے اس مسئلہ کے متعلق سوال لکہکر بہیجا تہا انہوں نے بہی ایسا ناکافی اور بہی جواب دیا کہ جس کا مرزائی مذکور نے بڑا لمبا جواب الجواب لکہکر شائع کر دیا مگر اوسکا جواب ندارد ہے۔ مولوی محمد بشیر کے نام ایک اشتہار خلوت اور جلوت کا راز جاری کیا اونمیں بہی اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بہی کوئی جواب نہیں دیا۔ اسپر ایک اور غضب اوس مرزائی نے یہہ کیا کہ ایک مباہلہ کا اشتہار جو مرزا نے [illegible] سب مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام بنام لکہکر شائع کیا تہا وہ پڑہ کر سنایا اور وہ سب مولویوں کے نام لکہی دیکہی [illegible] ایسا ہوا کہ غیر ممکن نہ تہا کہ اوسی وقت مرزائی ہو جاتے۔ اوسکی بعد اوس نے ایک اور اشتہار جس میں مرزا استخارہ کے واسطے واسطہ خدا کا ڈالکر درخواست کرتا ہے پڑہکر سنایا۔ اوسکے بعد ایک اور اشتہار جس میں تمام مسلمانوں کو مرزا کہتا ہے کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو میرے مقابلہ میں کہڑا کرو سنایا۔ اسکے بعد ایک آریہ کے قتل ہونیکی بابت جو اشتہار تہے وہ سنائے پہر ایک سکہہ کے نام کا اشتہار سنایا جس میں مرزا لکہتا ہے کہ تو میرے مقابلے میں قسم کہالے پانچسو روپیہ دے دونگا اگر ایکسال کے اندر مر نہ جاوے۔ اسکے بعد پہر ایک آریہ کو جو اشتہار دیا ہے کہ وہ میرے مقابلے میں قسم کہالے اگر ایک سال تک مر نہ جاوے تو دس ہزار روپیہ دونگا۔ اسکے بعد عیسائیوں آریوں [illegible] وغیرہ [illegible] نام جو مباہلہ کا اشتہار دیا ہے وہ سنایا۔ غرض مولوی صاحب کیا کہیں کیا نہ کہیں ہمارے تو عقل حیران ہے کہ ان مرزائیوں کی یہہ باتیں [illegible] ہمارے [illegible] نہیں اور پہر ہماری طرف سے ان اشتہاروں کا نہ کوئی جواب ہے نہ کوئی ہمارا مولوی ہی مباہلہ کے واسطے کہڑا ہوتا ہے تو کیا صرف زبانی ہی کہکر کہ تم کافر ہو ہم چہوٹ سکتے ہیں۔ [illegible] ہے کہ ہمارے طرف سے جو کتابیں اونکی رد میں اور جو اشتہار نکلتے ہیں وہ بہی اوس کی (قاسم علی) پاس سب موجود ہیں اونکو بہی وہ سنا دیتا ہے سو اس میں گالیاں بہت ہوتی ہیں اصل مطلب کا کچہہ جواب نہیں ہوتا۔ اور مباہلہ کے اشتہار کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ کا رسالہ الہامی کیونکر دکہلایا جس میں مولوی صاحب نے صاف لکہدیا کہ میں ایسی مقابلہ کی جرات نہیں کر سکتا۔ غرض انہی حالات کو سن سن کر مولوی عبدالوہاب صاحب تاڑ گئے کہ اگر میں وہاں گیا اور یہی حالت میرے ساتہہ ہوئی تو اس سے یہہ ساری فضیلت جو اس وقت تک میری انہیں موجود ہے جاتی رہیگی اور قلعی اوکہڑ جاویگی۔ آپ نے سنانی وعظ او نکو سنانی شروع کر دی کہ تم وہاں جاؤ نہیں اونکی باتیں مت سنو۔ اونکی صحبت اچہی نہیں ہے۔ چیلوں نے اپنے مولوی کی فرمان پر گردن جہکا کر آمنا و صدقنا کہا۔ مگر چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد۔

...... میلش اندر طعنۂ پاکان برد

آپ نے اپنی جماعت کے درستی کیواسطے کچہہ خلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہنا شروع کیا۔ پورے طور پر اصلاح عقائد جماعت خود نہ کر سکے تہے کہ وہ آسمانی بلا اوپر یک تحنت ٹوٹ پڑی جس کا ذکر الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں زیر عنوان ظالموں نے ڈاڑہی مونڈ ڈالی ہو چکا ہے اس سے نکل کر آپ کو ڈاڑہی مونچہوں کی فکر پڑی اور اس وقت تک بڑی جد و جہد سے آپ کی نصف ڈاڑہی بمقابلہ سابقہ برآمد ہو گئی ہے۔ اب ذرا دنیا کی ہوا کہانی آپ کو نصیب ہوئی تہی اور کل ۹ بجے شب کے

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ بر فتخانہ میں تشریف
لے آئے۔ میں بھی خلاف معمول روزانہ وہاں جا پہونچا۔
چونکہ آجتک مجھے آپ کی صورت شناسائی نہ تھی یا آپ
مجھے پہچانتے تھے اخویم مستری قادر بخش صاحب
نے مجھے انٹروڈیوس کرایا۔ مصافحہ کرکے میں بیٹھ
گیا اور مندرجہ ذیل گفتگو شروع کی۔

عاجز۔ مولویصاحب سُنا ہے کہ کوئی مقدمہ آپ کے
خلاف ہو رہا ہے۔ اس کی کیا کیفیت ہے؟

مولویصاحب۔ واللہ اعلم۔ میں بھی سُنتا ہی
ہوں۔ پورا حال نہیں جانتا۔

یہ سُنکر میں وہاں سے اوٹھکر مستری صاحب کی
نشست میں لمپ کی روشنی میں اخبار اہلحدیث
جو آج ہی آیا تھا دیکھنے چلا گیا تو منشی محمد یعقوب صاحب
نے جو وہاں موجود تھے اور مرزا صاحب علیہ السلام
کے سخت مخالف ہیں مولویصاحب سے اونکا عقیدہ
وتحقیق بابت حیات ممات مسیح ونزول جسمانی دریافت
کیا۔ **مولویصاحب**۔ قرآن وحدیث میں حیات
وفات مسیح ابن مریم کی بابت کوئی نص صریح موجود
نہیں ہے اسلئے اس میں گفتگو کرنا خلاف منشاء
خدا و رسول ہے

منشی صاحب۔ تو پھر نزول کی بابت آپ کا
کیا عقیدہ ہے؟

مولویصاحب۔ بیشک مسیح اسرائیلی رسول اللہ
نازل ہونگے خواہ مر گئے ہوں خواہ زندہ ہوں۔

یہانتک کلام ہوئی تھی کہ میں بھی اخبار چھوڑکر آگیا
اور مولویصاحب سے پوچھا۔

عاجز۔ مولنا جب کہ قرآن وحدیث میں حیات
وممات کا کوئی ذکر نہیں تو اس عقیدہ حیات مسیح
اصعود ونزول بجسد عنصری کی بنیاد کیا ہی؟

مولویصاحب۔ (بعد بہت سی بے معنی اور لایعنی [illegible]
دمال کے) اچھا یہ عقیدہ غلط ہی تم اسکے تردید کی
دلائل بیان کرو جس سے اسکی غلطی ظاہر ہو جاوے۔

عاجز۔ حضرت عقیدہ آپکا ہے جس کو اس کا منکر ہوں
آپ مثبت ہیں دلائل انکار طلب فرماتے ہیں آپ
جب تک اثبات عقیدہ خود سے فارغ ہو جاویں
اور اس کی دلائل نہ بیان کریں میں تردید یا تسلیم
کس امر کے کروں۔ میرا قول تسلیم ہی کافی ہے۔
میرے ذمہ تردید کی دلائل کا پیش کرنا ابھی واجب
نہیں۔ افسوس ہے آپ مدعی اور منکر [illegible]
جانتے۔ مولویصاحب [illegible]
[illegible] مسیح ابن
مریم [illegible] قتل کرنا چاہتے تھے
[illegible]
قتل کرنا چاہتے تھے [illegible]
تھا۔ اور خدا [illegible]

عاجز۔ مولویصاحب آپ کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہودی مسیح ابن مریم کو نہیں قتل کرنا چاہتے تھے بلکہ ان کے
جسم کو قتل کرتے تھے اور اسی کے قتل کی نفی خدا نے
فرما کر اوس کے آسمان پر اوٹھانیکا ذکر کر دیا ہے
یعنے یہودی جسم کو قتل کرنیکے مدعی تھے خدا جسم کے
قتل ہونیسے انکار فرماتا ہے اور جسم ہی اوٹھانیکو
بیان کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ متنازعہ فیہ امر قتل جسم واقع
جسم تنہا نہ مسیح ابن مریم حالانکہ قرآن مجید میں نہ روح
کا ذکر ہے نہ قتل جسم کا تذکرہ یہ ایجاد بندہ خوسر اسر
گندہ ہے آپکی اصلاح قرآنی یا اجتہاد سامی ہی
افسوس ہے کہ آپ کو اصل غرض قاتلوں کی معلوم
نہیں کہ وہ اس قتل مسیح سے نتیجہ کیا نکالتے تھے۔

سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تھا کہ مولویصاحب کا برادر
اصغر مضطربانہ آپہونچے اور علیحدہ لیجا کر مولویصاحب
سے کچھ باتیں کیں مباحثہ تو سب حضرت کو بھول گیا
جھٹ سے اپنے بھائی کے ساتھ ہمراہی منشی
محمد یعقوب صاحب چلدے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ
بمقدمہ فوجداری وارنٹ گرفتاری برائے [illegible]
پولیس لیکر دولت خانہ آنجناب پر موجود ہے۔
آپ دو شب روپوش رہے پیرکو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء
کے دن ضمانت دو صد روپیہ عدالت میں نقد
داخل کرکے باہر نکلنے کے قابل ہوئے۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ کسی دینی معاملہ میں
یا تبلیغ حق کی وجہ سے جناب والا پر یہ ابتلا آیا ہے
تو مومن لیں کہ ہرگز نہیں۔ کیا کبھی کسی مولوی کو بھی
دینی ابتلا آسکتی ہے؟ جنکا مذہب اپنے اپنے فرقوں
کو خوش رکھنا ہوتا ہے مولوی اور دینی ابتلاء

این خیال است و محال است و جنون

یہ ابتلا نہیں ہے بلکہ شامت اعمال ہے۔
جس مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے
وہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب
اور ایک دوسرا شخص [illegible] ہے مولوی صاحب
[illegible] اصل مرتکب امر فعل حرام
کا بتایا گیا ہے۔ ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء عدالت میں
پیشی مقدمہ کی مقرر ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔
مفصل حالات مقدمہ سے پھر اطلاع دی جاوے
گی فقط

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء

چشتی ارہ [illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] صاحب احمدی جماعت
[illegible] درخواست نماز جنازہ کی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

(منقول از روانہ پیسہ اخبار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سلمہ۔
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

اور جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔
میں نے اس کو سُنا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ کیوں
کر مخالف لوگ ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں تکفیر کے
معاملہ میں اصل بات یہ ہے کہ پہلے میں ان تمام
لوگوں کو کلمہ گو خیال کرتا تھا اور کبھی میرے دل
میں نہیں آیا کہ ان کو کافر قرار دوں پھر ایسا اتفاق
ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک
استفتاء تیار کیا اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی
کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے فتوے دیا کہ یہ
شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ اگر مر جاویں
تو مسلمانوں کی قبروں میں ان کو دفن نہیں کرنا چاہئے۔
پھر بعد اس کے دو سو مہر تکفیر کی اس فتوے پر
مولویوں کی لگائی گئیں۔ یعنی تمام پنجاب اور ہندوستان
کے مولویوں نے اس پر مہریں لگا دیں کہ درحقیقت یہ
شخص کافر ہے۔ بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ
کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر ہم کافر ہیں کیونکہ
حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کو کافر کہے۔
تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے پس اس بنا پر ہمیں
ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔ ورنہ ہماری طرف سے
ہرگز اس بات کی سبقت نہیں ہوئی۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں
ان لوگوں نے خود سبقت کی۔ اس کا فتوے پہلے
ان لوگوں کی طرف سے شائع ہوا۔ ہم نے کوئی کاغذ
ان لوگوں کی تکفیر کا شائع نہیں کیا۔ اب جس شخص کو
یہ امر گراں گذرتا ہو کہ اس کو کیوں کافر کہا جاتا ہے تو اس کے
لئے یہ سہل امر ہے کہ وہ اس بات کا اقرار شائع کردے۔
کہ میں ان لوگوں کو کافر نہیں جانتا بلکہ وہ لوگ کافر ہیں
جنہوں نے ان کو کافر ٹھہرایا۔ اسی بات کا ہمارے مخالفوں
مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے کہ بموجب اصول اسلام
کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔
پس جبکہ پنجاب ہندوستان کے تمام مولویوں نے مجھے
اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا [illegible]
بھی لکھا [illegible] کافر اور دین اسلام سے خارج ہیں۔
تو پھر اس میں ہمارا کیا گناہ ہے [illegible]
جاوے خود کہتے ہیں کہ مسلمان کو کافر [illegible]
خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر ہمنے اس فتوے کفر کے بعد
ان کو کافر ٹھہرایا تو وہ کاغذ پیش کرنا چاہئے پھر جو
شخص مولوی محمد حسین اور نذیر حسین وغیرہ کو باوجود
اس فتوے کے مسلمان جانتا ہے۔ تو پھر
کہہ سکتا ہے اور اگر نہیں مسلمان جانتا ہے تو کیونکر ہم
کو مسلمان قرار دیتا ہے۔ پس یہ ہے اصلیت اس امر
کی کہ ہم ان لوگوں کو کافر کہنے کیلئے مجبور ہوئے۔
والسلام۔ نقل دستخط میرزا غلام احمد صاحب
خاکسار میرزا غلام احمد

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی صحت الحمد للہ ہر طرح سے مسرت افزا ہے
آپ کے اہل بیت اور خدام بھی .. عافیت کے
ساتھ حمد الٰہی کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت بدستور خدمت دین میں معروف ہیں
مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی ابھی تک
اپنے وطن میں ہی ہیں اور قادیان آنے کے لئے تیار۔

(۳) حقیقت الوحی ایک مختصر رسالہ کی صورت سے
نکل کر مبسوط کتاب کی شکل اختیار کر چکی ہے اور
بڑی خوشی کی بات یہ ہے ....
کہ یہ کتاب عجیب وغریب مضامین کا مجموعہ اور حضرت
حجتہ اللہ کے دعاوی کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ
اور تائیدی نشانات کی ایک مفید تعداد اس میں
دی گئی ہے۔ اب یہ طرح سے یہ کتاب ایک
مکمل کتاب ہو گی۔
کاتب لکھ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے

(۴) بارش خوب ہو چکی ہے۔ فصلیں لہلہا رہی ہیں

(۵) آج منشی نذر محمد صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر
مدارس امرتسر سرکل تعلیم الاسلام سکول قادیان
کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۲۰ اگست
۱۹۰۶ء تک قیام کریں گے۔

اعتذار

مجھے نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے
کہ کچھ دنوں سے مطبع کے بعض [illegible] کی وجہ سے
۱۴ اگست ۱۹۰۶ء کا الحکم شائع نہیں ہو سکے گا۔
سرپرستان الحکم کو اس سے جو رنج اور صدمہ ہوگا
اس سے زیادہ میں اسے محسوس کرتا ہوں اور
اور میں اس فکر میں ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے
اُمید ہے کہ ستمبر کا پہلا پرچہ اپنے ٹھیک وقت
پر شائع ہو سکے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)
میں بفضل خدا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش
کروں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشاہیر اسلام

شیخ شہاب الدین سُہروردی

اسلامی دنیا میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ہوا، اس زمانے میں چونکہ فلسفۂ ارسطو کے تمام اجزاء ایک خاص ترتیب کے ساتھ موجود تھے۔ اسلئے ان کے تراجم کے ذریعے سے تمام ملک میں یہ ہنگامہ خیز صدا بلند کی گئی، یہ صدا اگرچہ سلطنت کی طرف سے بلند کیگئی تھی؛ تاہم مذہبی جوش کو نہ دبا سکی، فقہائے اسلام نے علانیہ مخالفتیں کرنی شروع کیں اور رفتہ رفتہ اسکا یہ اثر ہوا کہ عام طور پر فلسفہ کے دلدادہ مذہبی گروہ، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جانے لگے۔ لیکن صرف فقہاء کی ترشروئی سے فلسفہ کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا؛ اس لئے اسکے مقابلہ میں علم کلام کی بنا ڈالی گئی۔ اور اس ذریعے سے مذہب کو فلسفہ کی غارتگری سے بچایا گیا، علم کلام نے اگرچہ اخیر میں چلکر خود فلسفیانہ قالب اختیار کر لیا جسکو اب فلسفۂ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ نفس ناطقہ نہ پیدا ہو سکی۔ جو دفعتہً فلسفۂ ارسطو کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی۔ اور درحقیقت ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا، کیونکہ موجودہ حالت کے لحاظ سے فلسفۂ ارسطو حریف مقابل خیال کیا گیا تھا۔ اس لئے بنیاد اتنا جو کچھ کیا گیا فلسفۂ ارسطو کو پیش نظر رکھکے کیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یا بجز اختلافی مسائل کے مقدمات و دلیل میں طرز بیان میں ... اصطلاحات میں تمام تر ارسطو کے ... کا اثر باقی رہا۔ اور اب تک ہے۔ اس لحاظ سے درحقیقت اسلام سے ارسطو کی تقلید کا الزام، علم کلام کے چند مختلف فیہ مسائل کے پیش کر دینے سے نہیں اٹھ سکتا۔ ہاں شیخ الاشراق کا فلسفہ اس اعتراض کے جواب میں نہایت دلیری سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق نے جس طرح فلسفۂ ارسطو کے عام مسائل پر، طرز استدلال پر، مقدمات مسلمہ پر خردہ گیریاں اور نکتہ چینیاں کی ہیں۔ اسی طرح اپنے خاص مسائل کو ایسے جدید پیرایے میں بیان کیا ہے کہ فلسفۂ ارسطو کی مطلق آمیزش نہیں پائی جاتی۔ اور درحقیقت یہی خصوصیت ان کے فلسفہ کو علم کلام اور فلسفۂ ارسطو دونوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ شیخ الاشراق کے زمانے سے فلسفہ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اور اس فن کی بالکل حیثیت بدل گئی۔ تاہم اس زمانے میں مسلمانوں کی قوت منفعلہ فلسفۂ ارسطو کے اثر سے اسقدر متاثر ہو چکی تھی، کہ اس غیر معمولی انقلاب کا مطلق احساس نہیں ہوا اسلئے شیخ الاشراق کے فلسفہ کا جلوہ عام طور پر زمانے کی نظر سے اوجھل رہا۔ اور ہمارے علماء کا گروہ تو اب تک اس دلفریب نظارہ سے محروم ہے، صرف یہی افسوس نہیں کہ مسلمانوں کی تقلید پرستی کے شیخ الاشراق کا اصلی کارنامہ منظر عام پر نہ آسکا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کا بھی رونا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے انکی علمی زندگی کی تمام خصوصیات پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا، متاخرین نے حکمائے اسلام کے حالات میں متعدد کتابیں لکھیں۔ اور انہیں کے ضمن میں شیخ الاشراق کا بھی نام آیا، لیکن ان کے تذکرہ میں وہ تفصیل نہیں پائی جاتی۔ جو ان کے شایان شان تھی۔ تاہم اس کم مایگی کے ساتھ ہم اس مضمون میں ان کی اجمالی حالت کا مختصر سا خاکہ ناظرین الندوہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نام و نسب اور ابتدائی حالات [1] ابوالفتوح کنیت، شہاب الدین لقب یحییٰ نام ہے۔ ان کے باپ کا نام حبش۔ اور دادا کا امیرک تھا۔ ... دادا امیرک کے نام سے ... معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ فارسی النسل تھے، لیکن ... تذکرہ نویسوں نے، ان کی ... سے بالکل اعتنا نہیں کی، اس لئے شیخ الاشراق کے خاندانی فضل و کمال، نشو و نما، اور ابتدائی تعلیم و ترتیب کے دلچسپ حالات بالکل معلوم نہ ہو سکے تاہم اتنا صحیح طور پر معلوم ہے کہ ان کو بچپن ہی میں تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوا اس زمانے میں مراغہ عموماً علوم و فنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور شیخ مجد الدین جیلی کے فضل و کمال نے اسکے دائرہ علم کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس لئے جو شخص شوق علم میں گھر سے باہر قدم نکالتا تھا۔ اُسکی نگاہ سب سے پہلے مراغہ ہی کے سواد پر پڑتی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ الاشراق نے بھی پہلے پہل مراغہ کا سفر کیا، اور وہاں جاکر شیخ مجد الدین جیلی کی درگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ مجد الدین جیلی کے حالات اگرچہ عام طور پر نہیں معلوم ہو سکتے، تاہم امارات و قرائن سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خود فلسفۂ ارسطو کے سخت مخالف تھے کیونکہ اُنکے تلامذہ میں، امام رازی، اور شیخ الاشراق نہایت نامور نکلے۔ اور دونوں فلسفۂ ارسطو کے سخت دشمن نکلے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ انکی درگاہ میں فلسفۂ ارسطو کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ بہرحال شیخ الاشراق نے انکی خدمت میں علوم عقلیہ اور اصول فقہ کی تحصیل کی لیکن شیخ الاشراق کی علمی خوشہ چینی صرف ایک خرمن تک محدود نہیں رہ سکتی تھی؛ اسلئے اس کے بعد انہوں نے اصفہان کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ظہیر فارسی سے کتاب البصائر پڑھی شیخ الاشراق کو اس کتاب کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی۔ کہ درس و تدریس کے علاوہ، اکثر بجائے خود اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں۔

وَاتیٰ اصفہان وبلغنی انہ قرأ ھناک البصائر

یعنی وہ اصفہان میں آئے اور معلوم ہوا ہے کہ وہاں بصائر سہلانی

[سھلان لدیا دی علی الظھیر القاری لان کتبہ تدل]

[ظہیر فارسی سے پڑھی۔ لیکن انکی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے]

علیٰ انہ فکر فی البصائر کثیرا

بطور خود بصائر کو نہایت غور و فکر سے دیکھا ہے)

شیخ الاشراق نے ان بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ رفتار زمانہ کے موافق تمام علوم فنون کی تکمیل کر لی۔ تاہم انکا اصلی ذوق اس پوزہ گری سے نہیں پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے عام شاہراہ سے الگ ہو کر وہ طرز اختیار کی۔ جس نے افلاطون کے سامنے اسرار کائنات کے انکشاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ حکمائے اشراقیین کی تعلیم و تعلم کا دار و مدار بالکل صفائے قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے اگر مذہبی حیثیت سے قطع نظر کر لی جائے۔ تو درحقیقت حکمۃ اشراقیہ ہی کو کشف و تصوف کا اصلی سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ الاشراق بھی ابتدا ہی کر ارسطو کے دائرہ تقلید سے نکل کر حکمائے اشراقیین کی پناہ میں آ گئے تھے۔ اس لحاظ سے صفائے قلب اور ریاضت کی طرف توجہ کی۔ اور دور دور جاکر صوفیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ اور مدتوں ان کی صحبت میں رہ کر آخر کار خود اس قابل ہو گئے۔ کہ زمانہ نے مؤید بالملکوت کا لقب دیا۔ اور حکمت اشراق کا حقیقی جلوہ گاہ قرار پائے۔

شیخ الاشراق پر فلسفہ کا اثر اور اس...

شیخ الاشراق نے اس ذریعہ سے افلاطون کے عظام رمیم میں ایک غیر معمولی جنبش پیدا کر دی، اور دفعتہً زمانے کو حکمۃ اشراقیہ کا جلوہ نظر آ گیا۔ اور اسی کے ساتھ خود انکی نظر میں حکمۃ اشراقیہ کے جلوے اس طرح سما گئے کہ انکو تمام دنیا عالم نور نظر آنے لگی۔ اس وجہ سے حکمائے متقدمین کے ساتھ اس قدر خوش اعتقادی پیدا کر لی۔ کہ ان کے تمام مسائل کو واجب الیقین، اور انکی ذات کو شمع ہدایت قرار دینے لگے۔ چنانچہ حکمۃ الاشراق میں خود اپنے ذوق و کشف کی توثیق و استحکام کے متعلق لکھتے ہیں۔

وھو ذوق امام الحکمۃ ورئیسنا افلاطن صاحب الاید والنور وکذا من قبلہ من زمان والد الحکماء ھرمس الی زمانہ ای الی زمان افلاطن من عظماء الحکماء واساطین الحکمۃ مثل انباذقلس وفیثاغورث وغیرھما۔ اس عبارت [2] میں شیخ الاشراق کی خوش اعتقادی کا رنگ جن الفاظ کے قالب میں جھلکتا ہے، انکے ترجمہ میں وہ شان نہیں باقی رہتی۔ اس لئے ہم اس عبارت کو بلا ترجمہ کے چھوڑتے ہیں

شیخ الاشراق کی یہ خوش اعتقادی یہیں تک محدود نہ تھی؛ بلکہ وہ اس نشہ میں اسقدر چور تھے کہ حکمائے فارس مثلاً زردشت، وجاماسپ فرشادشیر، بزرجمہر وغیرہ کو جنکی تکفیر بظاہر اسلام [3] کا ایک لازمی جزء ہے، نبی برحق، یا کم از کم قطب الاقطاب سمجھتے تھے؛ چنانچہ انکے ذکر کے بعد حکمائے متالہین کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وھو خلیفۃ اللہ فی ارضہ وھکذا یکون

یعنے ایسا شخص خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور یہ بقاء

مادامت السموات والارض

قیامت تک باقی رہے گا۔

[3] اہل اسلام کے نزدیک زردشت وغیرہ کی تکفیر کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ وہ نور وظلمۃ، دو خدا کے قائل ہیں۔ اور مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے یہ خیال خود حکماء کی رائے کے مخالف ہے۔ لیکن شیخ الاشراق خوش اعتقادی کے

[2] ابن خلکان وتاریخ الحکماء ۱۲

[1] تذکرہ نویسوں نے شیخ الاشراق کے نام میں سخت اختلاف کیا ہے۔ طبقات الاطباء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ حکمۃ الاشراق کے دیباچے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ابن خلکان نے ... تاریخ الحکماء ... تذکرہ اسی نام کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اسکے علاوہ کشف الفنون میں ... ضمنی موقع پر انکا یحییٰ نام لیا گیا ہے ان حالات ...

جوش میں اُن پر یہ الزام بھی گوارہ نہیں کرسکتے چنانچہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

کلمات الاولین مرموزة وما رد علیهم وان کان متوجها علی ظاهر اقاویلهم لم یتوجه علی مقاصدهم فلا رد علی الرمز وعلی هذا ابتنی قاعدة الاشراق فی النور والظلمة التی کانت طریقة حکماء الفرس مثل جاماسف وفرشادشور وبوزرجمهر ومن قبلهم وهی لیست قاعدة کفرة المجوس والحاد مانی وما یفضی الی الشرك بالله تعالی وتنزه

یعنے حکمار متقدمین کی تمام باتین رمز وکنایہ میں ہیں اسلئے اگرچہ انکے ظاہری اقوال پر نکتہ چینیاں کیگئی ہیں تاہم انکو اصل مقصد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ رمز پر رد وقدح نہیں ہو سکتی اور حکمائے فارس مثلاً جاماسپ اور فرشادشور، اور بزرجمہر وغیرہ نے جو اصول نور ظلمت کے متعلق قائم کیا ہے اسکو رمز وکنایہ ہی کی بنا پر قائم کیا ہے اسلئے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ مجوس کے ہم خیال اور مانی[1] کی طرح ملحد تھے یا یہ کہ انکا یہ قاعدہ مفضی الی الشرک تھا،

ان عجیب وغریب خیالات کے ساتھ شیخ الاشراق کی زبان میں آزادی اور صاف گوئی کا ایسا جوہر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو ذہنی دنیا میں محدود ہی نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے اکثر لوگوں سے اسکے متعلق بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی حسن تقریر اور علم وفضل کی بدولت غالب آتے تھے۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا۔ کہ تمام دنیا اس غیر مانوس صدا سے گونج اُٹھی۔ اور ان کے خیالات عام طور پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ علامہ ابن خلقان لکھتے ہیں۔

وکان یتهم بانحلال العقیدة والتعطیل

یعنے اُن پر ضعیف الاعتقادی اور خدا کو معطل الوجود

وبعضهم من مذهب الحکماء المتقدمین

ہونیکی تہمت لگائی جاتی تھی۔ اور وہ حکمار متقدمین کے مذہب

واشتهر ذالك عنه

کی تائید کرتے تھے۔ اور انکی یہ باتیں عام طور پر مشہور ہو گئیں تھیں

حلب کا سفر اور شیخ الاشراق کی شہادت

شیخ الاشراق کے ان اعتقادات سے اگرچہ عام بدگمانی پیدا ہو گئی تھی تاہم وہ ان باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لاتے تھے، اور نہایت آزادی کے ساتھ سیر وسیاحت کیا کرتے تھے، سیر وسیاحت اگرچہ اس قسم کے آزاد خیالوں کا عام شیوہ ہے لیکن انکو زیادہ تر اپنے ہم مذاق کی جستجو رہتی تھی۔ چنانچہ علامہ شہر زوری تاریخ الحکمار میں لکھتے ہیں کہ[1]

وکان قدس الله روحه کثیر الجولان والطوفان فی البلدان شدید الشوق علی تحصیل مشارك له فی علومه لم یحصل له قال فی آخر المطارحات وهو اقد سنی الی قریب من ثلاثین سنة واکثر عمری فی الاسفار والاستخبار والتفحص عن مشارك مطلع علی العلوم و

یعنے وہ اپنے ہم مذاق کی جستجو میں اکثر شہروں میں گردش کیا کرتے تھے لیکن انکو کوئی شخص ہاتھ نہ آتا تھا، چنانچہ خود مطارحات میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر تقریباً تیس سال کی ہوئی اور میری عمر کا زیادہ تر حصہ سفر اور اپنے ہم خیال کی جستجو میں صرف ہوا لیکن مجھکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو علوم شریفہ

عنده خبر من العلوم الشریفة ولا من یؤمن بها

کا حقیقی راز دار اور معتقد ہو۔

چنانچہ انہوں نے اسی کس مپرسی کے زمانے میں عادت مستمرہ کی بنا پر ایک مرتبہ روم سے نکلکر شام اور حلب کی طرف رخ کیا۔ اس زمانے میں حلب اور شام کی عنان حکومت، سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر کے ہاتھ میں تھی، اسوجہ سے حلب عموماً فقہا اور علمار کا مرکز بن گیا تھا اسلئے شیخ الاشراق جب حلب میں داخل ہوئے۔ تو پہلے پہل فقہار سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ شیخ الاشراق ان کے سامنے علانیہ حکمار کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اور جو شخص انکی مخالفت کرتا تھا۔ اسکو احمق اور بیوقوف بتلاتے تھے شیخ الاشراق کے ان خیالات اور زبان درازیوں سے فقہاء کے گروہ میں آگ سی لگ گئی۔ اور ان کی تشنیع وتکفیر کا عام غلغلہ بلند کیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر بارگاہ سلطانی تک پہنچی۔ اور سلطان ظاہر نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور فقہا کے ساتھ مناظرہ کرایا۔ شیخ الاشراق نے بسر دربار اپنی تقریر اور فضل وکمال کے وہ جوہر دکھائے

کہ ظاہر اُن کا دل سے معتقد ہو گیا لیکن بدقسمتی سے یہ شاہانہ عنایت شیخ الاشراق کے لئے بجائے اسکے کہ مفید ہوتی وبال جان ہو گئی۔ ادھر تو فقہار کا دل خود اُن کے مذہبی خیالات سے جلا ہوا تھا۔ ادھر بارگاہ سلطانی کے تقرب نے انکو اور بھی آگ بگولا بنا دیا۔ اسلئے تمام فقہار کے اتفاق سے شیخ الاشراق کی تکفیر کا ایک محضر مرتب کرکے سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ کیا گیا، محضر میں علاوہ تمام باتوں کے اس بات پر نہایت زور دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کی زندگی کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا گیا۔ تو عام حیثیت سے قطع نظر کرکے انکے عقاید کا نہایت برا اثر خود شاہزادہ کی ذات پر پڑیگا[1]،

اس زمانے میں چونکہ سلطنت کی بنیاد مذہبی سطح پر قائم ہوئی تھی۔ اس لیے کسی شخص کی بربادی کیلئے فقہار کا معمولی اشارہ بھی کافی ہو سکتا تھا، لیکن شیخ الاشراق کے واجب القتل ہونیکے متعلق بعض خارجی اسباب ایسے پیدا ہو گئے تھے، جس سے آئین سلطنت نے بھی فقہار کی تائید کی، حقیقت یہ ہے کہ ان اعتقادات کے علاوہ، شیخ الاشراق کی زبان سے کبھی کبھی ایسے جملے بھی نکل جاتے تھے، جن سے نہایت خوفناک پولیٹکل خدشہ پیدا ہو جاتے تھے، چنانچہ جب شیخ سیف الدین آمدی نے ان سے حلب میں ملاقات کی، تو انہوں نے اس قسم کی باتیں کی، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے سر میں سلطنت اور ملک گیری کا سودا سما گیا تھا، ہم اس موقع پر اس گفتگو کو ایک مکالمے کی صورت میں نقل کرتے ہیں،

شیخ الاشراق، میں یقیناً روے زمین کا بادشاہ ہو جاؤنگا،

سیف الدین آمدی۔ کیونکر؟

شیخ اشراق۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں دریا کا تمام پانی پی گیا،

سیف الدین آمدی۔ غالباً اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے علم کو نہایت شہرت اور وسعت حاصل ہوگی،

شیخ سیف الدین آمدی کا بیان ہے کہ یہ سب کچھ ہوا لیکن اُن کے دل سے یہ بات نہ نکلی[1] اسکے علاوہ شیخ الاشراق سے خرق عادت کے طور پر بہت سے عجیب وغریب افعال سرزد ہوتے تھے۔ اس لئے عوام کا ایک بہت بڑا گروہ ان کا معتقد ہو گیا تھا، چنانچہ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔

ورایت اهلها مختلفین فی امره فمنهم من ینسبه الی الزندقة والالحاد ومنهم من یعتقد فیه الصلاح وانه من اهل الکرامات

یعنے میں نے حلب کے لوگوں کو انکے معاملے میں مختلف پایا، بعض لوگ انکو زندیق اور ملحد سمجھتے تھے۔ اور بعض لوگ انکو صاحب کرامت اور صالح خیال کرتے تھے۔

بہرحال عوام کی حسن اعتقادی سے یہ خیال اور بھی قوی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ اس شرعی اور قانونی جرم کی بنا پر سلطنت کی طرف سے شیخ الاشراق کی شہادت کا قطعی حکم صادر ہوا۔ لیکن ظاہر چونکہ ان کا دل سے شیدائی تھا۔ اسلئے پہلی مرتبہ یہ بیرحمی نہ گوارا کر سکا، مگر سلطنت کو چونکہ اس کا خاص خیال دلایا گیا تھا۔ دوبارہ نہایت سخت حکم نافذ ہوا اور اس میں ظاہر کو معزولی کی دھمکی دیگئی تھی اس لیے اس کو جبراً اسکی تعمیل کرنی پڑی،

شیخ الاشراق کی شہادت کے متعلق متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ شیخ الاشراق کی قسمت کا فیصلہ خود ان کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور درحقیقت شیخ الاشراق نے جس انداز اور جس استقلال کے ساتھ جان دی۔ وہی انکی شایان شان تھا۔

شیخ الاشراق چونکہ ایک مرتاض اور عزلت گزین شخص تھے۔ اسلئے انہوں نے خواہش کی۔ کہ مجھکو ایک گھر میں بند کیا جائے تاکہ آخر دم تک شان تصوف قائم رہے، چنانچہ ایسا کیا گیا[2] اور اسی صوفیانہ استقلال کے ساتھ انہوں نے جان دی۔

(باقی آیندہ)

---

[1] مانی بابلی مذہباً نصرانی تھا، فرقہ ثنویہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ نور وظلمت دو خدا کا قائل تھا۔ کیونکہ اسکے نزدیک خیر وشر کا وجود ایک ذات سے نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر نور کو خیر، اور ظلمت کو شر کا خالق سمجھتا تھا۔ اور مجوس کا بھی بعینہٖ یہی خیال ہے۔ زردشت وغیرہ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے لیکن شیخ الاشراق کی رائے کے موافق، نور سے واجب الوجود، اور ظلمت سے ماہیات ممکنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ واجب الوجود تمام خوبیوں کا منظر اور ممکنات تمام برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اس تاویل کے لحاظ سے توحید پر جیسا کہ عام خیال ہے۔ حرف نہیں آتا۔ ۱۲ شرح حکمة الاشراق صفحہ ۱۸ و ۱۹

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] ابن خلکان نے جہاں شیخ الاشراق کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ وہیں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود ابن خلکان کے نزدیک اس قسم کے خیالات کو انکی شہادت میں بہت کچھ دخل ہے۔ اگرچہ خود اُس نے تصریح نہیں کی ہے ۱۲

[1] تاریخ الحکماء

[2] علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکمار میں انکی شہادت کے متعلق سرسری طور پر چند مختلف روایتوں کا ذکر کیا ہے اسکے بعد ایک خاص حیثیت سے اسکو لکھا ہے۔ اور ابن خلکان نے بہاء الدین ابن شداد جو رقاً سبط ابن جوزی کے حوالے سے لکھا ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ تر یہی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ بہاء الدین ابن شداد خود سلطان صلاح الدین کے دربار کا ملازم تھا۔ ا

ا اہل اسلام کی آزادی کا اقتضا بھی یہی ہے۔ البتہ ابن خلکان نے کچھ دعا [illegible] یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ طریقہ خاص شیخ ہی کی رائے سے اختیار کیا گیا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ثنسری منکر کو دعوت

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسری واقعہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء کو بتقریب ایک جلسہ اسلامی کے دہلی تشریف لاکر ایک دن قیام کرکے واپس وطن مالوف کو سدھار گئے تھے۔ اس قلیل عرصہ میں آپ کی مہمانداری کا موقعہ ہمکو نہیں مل سکا چونکہ آپ ہمارے سلسلہ کے ایک ناخواندہ مہمان ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی دعوت کرکے حق مہمانداری ادا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اجر و ثواب کے خواستگار ہیں۔ وباللہ التوفیق

پیغام دعوت منظوم

جو قلم میرا ہے تیغ جوہر دار	جسکی شاگرد ہندکی تلوار
جس میں تا بسے مقابلہ کی تاب	سامنے آئے جو کہ ہو جی دار
دشمن میں جگہ جہاں لوگ	ہیں مسیحا سے برسر پیکار
ایک ہی وار کہانے کے گئے ہیں	سینکڑوں ہو رہے ہیں حسن نثار
مولوی محمد فضل	سو گئے جسکے طالع بیدار
ہو دشمن مسیح زمان	ہو یہودوں کی چیلا وہ فنا
میرے دشمن اوسی کے ہے	ہے فضیلت کا جو کہ دعویدار
مولوی ثناء اللہ	جسکا اہلحدیث ہے اخبار
اہل حدیث کی عالم	تم سے کرتا ہوں چند استفسار
روایات تو سنیں ہونگی	ہیں جو فرمان سید الابرار
میری امت چلیگی جا تو	اور نصاریٰ کی ہوگی جانب دار
ہوگا امت بیل قرآن	اور فتنوں کا گرم ہو بازار
رسم قرآن بس رہیگی باقی	اور مسلمان ہونگے نام کو ایک
ہونگی آباد مسجدیں تو ولی	دل خدا کی ہدایت سے بیزار
اور علمائے اس زمانہ کے	ہونگے کمبخت ظالم و اشرار
جتنے فتنے اوٹھینگے سب انسے	اور انہیں میں سمائیں آخر کار
اب یہ فرماؤ مولوی صاحب	کچھ سمجھ سوچ کر بصد اقرار
ان حدیثوں کا کون ہے مصداق	کسکا اب ہو رہا ہے اشتہار
کون عیسائیوں کا ہے ساتھی	کس میں فتنوں کا گرم بازار
اک طرف مسیح و مہدی ہے	دوسری جانب اسکے ہیں کفار
انکا مصداق ہے مسیح زمان	یا کہ مصداق اوسکی ہیں اغیار
ہوگا ہر دو کے حال سے ظاہر	حال دونوں کا کرتا ہوں اظہار

مختصر بیان احوال مسیح موعود و منکران

کس کا ہے دعوئے مسیحائی
(مثل مسیح ہو)
اور کس قوم نے کیا انکار
(مثل یہود)
کس نے عیسےٰ کو کاذب و دجال
(مثل علمائے یہود کے)
لکھ کے شائع کیا ہے در اخبار
کس نے دائر مقدمات کیے
(مثل علمائے یہود کے)
برخلاف مسیح والا تبار
کس نے جاکر وہاں گواہی دی
(مثل فلاں یہودی کے جا)
تھا نصاریٰ کا کون جانبدار
محمد حسین بٹالوی

کس نے حکام سے شکایت کی
(بمثل رئیسان یہود)
بے بغاوت کی آپ نے مسیح طیار
کس نے شائع کیا تھا پہلے سے
جیت جاؤنگا میں ہی آخر کار
(مثل مسیح نے)

*یہ پیشگوئی الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اور ریویو آف ریلیجنز جلد دوم بابت ۱۹۰۳ء کے ٹائیٹل پیج و رسالہ ماہ جون ۱۹۰۳ء میں شایع ہو چکی تہی۔ اور ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو یہ مقدمہ عدالت اپیل سے بحق مسیح موعود حسب پیشگوئی مذکور فیصلہ ہوا۔

سوم۔ اس مقدمہ کی اطلاع بذریعہ رویاء صادقہ معہ اسکے نتیجہ اخیر کے ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو ہو چکی تھی۔ جو الحکم مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں شایع کر دی گئی۔ وہو ہذا۔ فرمایا۔ رات میں نے ایک رویا دیکھی ہے۔ یعنی ۱۷ نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ نومبر تھی اور وہ رویا یہ ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے۔ اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک ستی سی لپیٹی ہے۔ تو میں اسے کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے۔ وہ لذت ایسی ہے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا۔ اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ انتہے بلفظہ اس رویا سے

دیکھو صفحہ ۷۔ بقیہ حاشیہ

نوٹ:* یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ و لا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدی علماؤہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حدیث مرفوع حضرت علی مرتضیٰ میں آیا ہے۔ نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا۔ جو اسلام کا نام اور قرآن کی صرف رسم باقی رہیگی۔ مسجدیں آباد ہونگی۔ لیکن ہدایت سے ویران علماء اون کے اون سب لوگوں سے بدتر ہونگے۔ جو آسمان کے نیچے ہیں ان ہیں کے پاس فتنہ اوٹھیگا۔ اور انہیں کے اندر پھر جائیگا۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں۔ یہ تمام انسانی مکروں اور شیطانی منصوبوں سے (وہ عظیم الشان نشان ظاہر ہونے کے لئے) مقدمہ کو مجموعی طور پر اعداء نے برخلاف حضرت امامنا و سیدنا مسیح موعود علیہ السلام دائر کئے تھے۔ ایک تو منجانب عیسائیان جسمیں پادری ہنری مارٹن کلارک مدعی تھا۔ جسکا استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری اس بنا پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے عبد الحمید نامی ایک شخص کو جو گواہ استغاثہ ہے ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے واسطے قادیان سے امرتسر بھیجا ہے۔ اور دوسرا مقدمہ منجانب مولوی کرم دین جہلمی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند اس بنیاد پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے محمد حسن فیضی میرے بھائی متوفی کی توہین کی ہے۔ جو خارج ہو گیا۔ اور پھر ازالہ ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ تھا اور کرم دین کے مقدمے میں علاوہ دیگر مسلمانوں کے مولوی ثناء اللہ مدعی کا گواہ تھا۔ ان مقدمات میں جو نتیجہ نکلا۔ اسکی اطلاع بطور پیشگوئی قبل از وقت خدا عالم الغیب کی جانب سے معلوم ہو کر تمام لوگوں میں شایع ہو چکی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ اول الیس اللہ بکاف عبدہٗ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا" کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں پس خدا نے اسکو ان الزامات سے بری کیا جو اوسپر لگائے گئے تھے۔ اور خدا کے نزدیک وہ وجیہ ہے"

نوٹ ۱ے عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن۔ منفق علیہ یعنی تم چلوگے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی انہیں کی پیروی کروگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت نے اور کون ہیں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے منفق اللفظ۔

۲ے عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم لیاتین علی امتی کما اتی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی۔ رواہ الترمذی یعنی جو کچھ بنی اسرائیل پر گذرا ہے وہی میری امت پر بھی ہونا ہے جیسے ایک پاپوش برابر دوسری پاپوش کے ہوتی ہے یعنی بلا تفاوت یہاں تک کہ اگر اون میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا۔ تو اس امت میں بھی ایسے لوگ ہونگے۔ جو یہ کام کرینگے اور بنی اسرائیل بہتر فرقہ ہو گئے تھے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی۔ سب کے سب دوزخ میں جائینگے مگر ایک گروہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہوگا۔ روایت کیا ترمذی نے۔

۳ے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم [illegible] الشح و یکثر الہرج قالوا و ما الہرج قال القتل منفق علیہ یعنی [illegible] جلی جلا [illegible] فتنے [illegible] ہوگا۔ سب عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ صلعم ہرج کیا ہے

براہین صفحہ ۵۱۶ دوم انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی رات کے وقت جو ۱۸ جون ۱۹۰۳ء کے بعد تھی یعنی ۲۹ جون پیر کے دن میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی۔ کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کیوقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی۔ اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون فیہ آیات للسائلین۔ اسکے معنی یہ مجھے سمجھائے گئے۔ کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق کے ساتھ ہوگا۔ اور اوسکو فتح اور نصرت نصیب کریگا۔ جو پرہیزگار ہے۔ یعنی جھوٹ نہیں بولتا۔ ظلم نہیں کرتا تہمت نہیں لگاتا۔ اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتا اور ہر ایک بدی سے بچتا ہے۔ اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتا ہے۔ اور خدا سے ڈر کر اسکی ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش

حاشیہ در حاشیہ* خوشخط پروانہ فیصل عدالت اپیل ہے۔ بوجہ اسکی قابلیت سے فیصلہ صادر کرنے کے استعارۃً اسکو خوشخط کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہم اسکے چند جملے اقتباس کرکے خوشخطی کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ "آرٹیکلز کی بابت جو سراج الاخبار جہلم میں برخلاف مرزا صاحب کرم دین نے چھپوائی اور عدالت میں اون سے انکار کیا مگر عدالت اپیل نے بھی اوسکی آرٹیکل قرار دیا۔ راقم یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا ظاہر ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ ایک عام اخبار کی حضرت بنا کے سامنے فخر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ (کرم دین) عدالت سے کسی مدد کا حاصل کرنے کا مستحق ہے۔

[illegible]

ہر ذرا سی ناکامیابی ... ت

... موں میں ہو گی۔ جو در اصل وہ

... مت سرور و لذت ہے۔ اور عدالت اپیل

... پروانہ بریت جاری ہو گا۔ چہارم۔ بنیاد

مقدمہ بھی اس مقدمہ کی ہی پیشگوئی ہے جو

کتاب مواہب الرحمٰن میں بصفحہ ۱۲۹ درج

ہو کر ۱۵ ۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مشتہر ہوئی وہ

واز جملہ نشانہائے من اینست۔ کہ خدا مرا در بارۂ

معاملہ شخصے لئیم و بہتان بزرگ او خبر داد و

وحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواہد۔ کہ آبروئے

ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانہ تو

خواہد کرد بنمود مرا در رہیں امر سہ بار خواب

بنمود۔ مرا کہ آن دشمن سہ کس حامیان

برائے توہین و بیخ داد ن تو طیار کردہ است۔

و دیدم کہ گویا من در عدالتے حاضر شدم

ہمچو گرفتاران و دیدم کہ آخر کار من

نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ

اگرچہ بعد از وقتے باشد۔ و بشارت

داده شدم کہ بلاء و کردہ خواہد شد

بر دشمن اہانت کنندہ کہ نام او

کرم دین است" انتہی [illegible]

اب ہم مولوی فاضل سے اللہ جل شانہٗ کی

قسم دیکر اور مالک یوم الدین کا خوف دلا کر

[illegible]

ان کا جواب رقم فرمائیں۔ زاید باتیں سرمایہ

لکھا ہیں اصل سوال کو اپنے پرچہ میں درج فرما کر

[illegible]

بقیہ [illegible] نویسندہ اپنی

[illegible]

خیال میں [illegible]

کہ یہ قرار دیا جاوے کہ ملزمان (مرزا صاحب [illegible])

[illegible] کارروائی کی ہم قرار دیتے ہیں۔ کہ ملزم

نمبر ۱ (مرزا صاحب) جہاں تک اس معاملہ کا اس

کی ذات سے تعلق تھا۔ اسکے جواب میں اس

امر کا بالکل مستحق تھا۔ کہ وہ مستغیث (کرم دین)

پر ایسا اتہام لگاتا جسکو ہم فی الواقعہ راست

قرار دیتے ہیں۔ اور چونکہ مستغیث (کرم دین) کے

خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے

تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں۔

کہ مستغیث (کرم دین) کے فعل اور قول کی کیا

وقعت ہونی چاہیئے۔ افسوس ہے کہ یہ مقدمہ جو ابتدائی

مرحلہ پر ہی خارج کرنا چاہیئے تھا کیوں اتنا وقت ضائع

کیا گیا بعدہٗ دو ملزمان مرزا غلام احمد و فضلدین بری

کئے جاویں۔

قدیمی عادت بے پوچھے تلاش کی چھوڑ دیں۔

(۱) آیا مرزا صاحب کی جانب سے یہ چاروں

تحریریں مندرجہ بالا نمبر ۱ تا ۴ (براہین صفحہ ۵۱۶

والحکم مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء و مواہب الرحمٰن صفحہ

۱۲۹ والحکم مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء) اسی طرح

سے قبل از وقت شائع ہو چکی ہیں یا نہیں

(۲) اگر ہو چکی ہیں۔ تو یہ منجملہ اخبار غیب ہیں

یا کچھ اور؟

(۳) اگر اخبار غیب ہیں۔ تو یہ الہام رحمانی

ہیں یا شیطانی؟

(۴) باوجود اخبار غیب ہونیکے بھی بیہودہ یا

ہے۔ یا صالحانہ؟

(۵) اگر یہ غیب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔

اور اسکی دلیل کیا؟

(۶) غیب کسکو کہتے ہیں۔ اسکی تعریف

معہ مثال کیا ہے؟

(۷) پیشگوئی منجانب اللہ اور پیشگوئی نجومی

میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔؟

(۸) کیا شیطان بھی اپنے شیاطین کو ایسی

اخبار پہنچا سکتا ہے اور وہ اسکو شائع

کر دیتے ہیں۔ اور اسکے مطابق واقع ہو جاوے

معہ نظیر و مثال بیان فرماویں۔ نیز اخبار

شیطانی اور رحمانی میں تمیز کرنے کا معیار

کیا ہے۔؟

(۹) فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ

من رسول کے معنے اور مطلب معہ مثال

فرماویں۔ کیا احاد سے نجومی وغیرہ مستثنیٰ

ہیں۔؟

(۱۰) ان اخبار میں مرزا صاحب نے اپنی کامیابی

اور دشمن کی ناکامی کا اظہار کیا ہے۔ یا نہیں

(۱۱) ان اخبار غیبیہ میں الزامات کا لگایا جانا

اور [illegible] آئندہ ذکر ہے یا نہیں؟

(۱۲) ان میں ملہم نے مرزا صاحب کی بریت

کا وعدہ کیا ہے یا نہیں؟

(۱۳) ان میں مجرمانہ اور ملزمانہ عدالت میں

حاضر کئے جانیکا بیان ہے یا نہیں؟

(۱۴) ان میں دیر تک اس ابتلا میں رہکر

انجام کار بریت لکھی گئی ہے یا نہیں؟

(۱۵) ان میں اعلیٰ عدالت یعنی اپیل کے

عدالت سے بری ہونیکا تذکرہ ہے یا نہیں

(۱۶) ان میں دشمن پر بلا کے رد کئے جانے

کا وعدہ ہے یا نہیں؟

(۱۷) ملہم نے ان کو اپنی صداقت کا نشان

ٹھہرایا ہے یا نہیں؟

(۱۸) ان میں جیسا کہ شائع کیا گیا تھا۔ اسی

کے مطابق انجام ہوا یا نہیں؟

(۱۹) اگر یہ سب کچھ اسی طرح واقعہ ہوا

ہے۔ اور یہ غیب بھی ایسا ہے جسکی

نظیر سوائے انبیاء کی پیشگوئیوں

کے دوسری جگہ ملنی محال ہے بلکہ نہیں بلکہ

ناممکن ہے تو پھر مرزا صاحب کے مومن

صالح۔ صادق۔ راستباز۔ مجدد۔ محدث

مامور۔ مہدی۔ مسیح۔ ماننے میں کیا کلام ہے؟

(۲۰) جس مقدمہ کا ذکر آپ نے اخبار

اہلحدیث مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے

صفحہ ۲ میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ کرم دین

اس میں کامیاب اور بری ہوا وہ مقدمہ

کسکی جانب سے تھا۔ اور کس بنا پر تھا

اور وہ بنا قائم رہی یا نہیں جس سے غرض

حاصل ہو گئی۔؟

اب میں آپ کے عالمانہ جواب کا منتظر

رہونگا۔ امید ہے۔ کہ خدا کی قسم اور

خوف کا لحاظ فرما کر نہایت ایمانداری

سے آپ مجیب ہونگے۔ لہذا آپ نے

جواب کے پھر انشاء اللہ میں اسپر کچھ

اور عرض خدمت کرونگا۔ باقی آئندہ

وصیتوں کے بارے میں ضروری اطلاع

پہلے یہ قاعدہ شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ جو احباب

کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ وہ اپنی زندگی میں اپنی

آمد کا دسواں حصہ دیں تو وہ رسالہ الوصیت

شائع کردہ حضرت مسیح موعود کی شرط ۲ کو پورا

کر [illegible] بشرطیکہ وہ علاوہ دسواں حصہ

آمد کا دینے کے یہ وصیت کریں کہ جو جائداد انکی

موت کے وقت ہو۔ اسکا دسواں حصہ بھی صدر انجمن

احمدیہ کو دیا جاوے۔

اب اس قاعدہ میں یہ ترمیم کی گئی ہے جسکو

حضرت امام علیہ السلام نے منظور فرمایا ہے۔ کہ جو

لوگ دسواں حصہ آمد اپنی زندگی میں دیتے رہیں انکو

لئے وصیت کی ضرورت نہ ہو گی۔ پس تمام احباب

کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ

کوئی جائداد نہیں رکھتے یا اگر کوئی جائداد رکھتے

ہیں۔ تو قانون گورنمنٹ کے رو سے اسکے متعلق ذکر

نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دینے

سے بھی الوصیت کی شرط کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور

انکو لئے وصیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں

جو احباب جیسا جائداد یہ سمجھتے ہوں کہ انکی راستے میں

وصیت کرنے میں کوئی قانونی موانع ہیں۔ تو انکو چاہیئے

کہ پہلے بذریعہ خط و کتابت اس امر کو دریافت کریں

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو۔ یہ عظیم الشان

اور عدیم المثال تفسیر حجۃ الاسلام امام فخر الدین

رازی کی بینظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے جملہ

مضامین کو اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق

حل کیا گیا ہے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے

جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ جن مفسرین

نے قرآن کریم کی تفسیروں میں جھوٹی روایتوں اور

من گھڑت قصوں کو درج کرکے اسلام پر بدنما دھبہ

لگایا ہے۔ انکی خوب قلعی کھولی ہے صفحات [illegible]

قیمت [illegible]

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام المتقین

شیخ عبد الوہاب شعرانی رح کی تالیف ہے۔ اسی کے حق

ناقصان را پیر کامل کاملان را رہنما" کہنا بلا مبالغہ درست

ہے۔ سلف صالحین نے علم تصوف کیلئے جسقدر قانون

مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرق ریزیوں کی زندہ تصویر

ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا

صفت ہو گیا ہے اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا تزکیہ قلوب

و طلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ بلاشبہ ہر ایک سلیم

الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الٰہی کا مشاہدہ کر

سکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبر وار علامات کا ذکر کیا گیا ہے

جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات

کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الٰہی کا دعویٰ

کرے سو وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے صفحات [illegible]

کاغذ اعلیٰ۔ قیمت [illegible]

کتاب الروح کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب [illegible]

مصری فلاسفر کی نہایت دلچسپ اور قابل قدر تصنیف ہے اس میں

روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ

جمع کیا گیا ہے۔ جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا

محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور مصنفین اسلام کے

بحث سلجھنے اسپر فاضل مصنف نے بدرست محاکمہ [illegible]

[illegible] اسکے ملاحظہ سے آپ کو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ

زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ واقعی اس قسم کی [illegible]

اردو زبان میں آج تک طبع نہیں ہوئی [illegible]

بھی گئے ہیں جن کو آپ کے کانوں نے بھی نہیں سنا ہو گا

صفحات ۲۴۸ قیمت صرف [illegible] بدور السافرہ کا

اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہے اس میں

قرآن کی وہ آیات جنمیں مرنیکے بعد کے واقعات کا ذکر ہے۔ انکی تفسیر احادیث

نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء سے کر کے ابواب تقسیم کیا ہے

صفحات ۳۳۶ قیمت [illegible] ایک روپیہ [illegible]۔ مباحثہ علم گوشت خوری

اسمیں گوشت کو انسانی خوراک نہایت [illegible] دلائل کے ساتھ ثابت

کیا گیا ہے۔ قیمت [illegible] حدوث مادہ۔ بدلائل عقلیہ ثابت کیا گیا ہے کہ

مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ قیمت [illegible]۔ حقیقت وید۔ اسمیں

وید کے چیدہ اور اصل اصول مضامین ویدوں کی بحث [illegible] قیمت [illegible]

فتوح الغیب اردو۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی تصنیف [illegible]

قیمت [illegible] تفسیر محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت [illegible] قیمت

نوٹ: جو صاحب یہ اعلان پڑھیں۔ وہ دیگر احمدی احباب کو بھی اس سے مطلع کر دیں

المشتہر: مینجر اخبار ضیاء الاسلام [illegible]

دردِ دل

اے ایمان اور انصاف کے پیارو کچھ ہماری بھی سنوگے۔ یا نہیں۔ سنئے جب کہ میں نے اس مہدی معہود مسیح موعود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس چودہوین صدی کا مجدد مان لیا ہے عزیزوں کی دار و گیر سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ باوجودیکہ ان کی صحبت چھوٹ ہی۔ سنگت چھوڑی میل ملاپ ترک۔ بول چال بند۔ اسپر بھی یہ بھلے مانس صبر سے نہیں بیٹھتے۔ خدا جانے کس مٹی کے انسان ہیں۔ دنیا کا عام خواص ہے۔ کہ جب دو لڑاکوں میں سے ایک طرح دے جاتا ہے۔ تو دوسرا بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مگر انہوں نے خیر سے یہ سبق پڑھا ہی نہیں۔ میں غیر کی کس منہ سے شکایت کروں۔ جب میرے رفیق ما نجائے بھائی ہی مجھکو گدھے پر چڑھانے والے ہوں۔ ایسے وقت میں کہ ساری بستی ایک سڑک پر چلنے والی ہے۔ میرے درد کا پیر کون ہے۔ جب کوئی زخم کھاتا ہوں۔ کونے میں بیٹھکر اپنا دکھڑا آپ رو لیتا ہوں۔ مگر یہ سنگدل ناخدا ترس اسکے بھی روادار نہیں میں نے حال میں ایک تازہ چوٹ کھاکر یہ چند شعر آنسو پونچھنے کے لئے لکھے ہیں۔

از من نہ پذیرفتہ یک حرف مسلمانی
لیاد ز جنگ این غولان بیابانی
نے غیرت ایمانی نے خشیت یزدانی
دیہامۂ قرآنی فرعونی و ہامانی
با این ہمہ قارونی آوازۂ ہارونی
با این کی وودلی دعوائے فراوانی
از دین ہمہ بے توشہ نا وردہ بکف خستہ
گرم است بہر گوشہ بازاری دوکانی
یک سیرت و صد کینہ صد رنگ یک آئینہ
این سیرت گرگینہ این صورت انسانی
اے حال تباہی اے مرکب بے جہلی
اے سفلہ بایں سہلی تکفیر مسلمانی
در دیکہ بجاں دارم سوزیکہ نہاں دارم
ملبے کہ تیاں دلدم کو عارف پیشانی
انہا در مہر آور آسودہ بخاک اندر
برخیزد و می نگر این رحمت اخوانی
راضی بچہ سخن راتم زین قصیدہ نظم
من ہوانم و سن آنکہ سکے خوشانی

ظاہر ہے۔ کہ اس کلام کا مخاطب ہر شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ روئے سخن انہیں لوگوں کی طرف ہے۔ جو مطلع کے مصداق ہیں۔ یعنی جن سے میرا مکالمہ چلا آتا ہے۔ دیکھو اور خدا کے واسطے دیکھو میں نے اس نظم میں کیسکے پیشوا کو نہیں سمیٹا ہے۔ کسی کے مقتدا کو نہیں لپیٹا ہے۔ . . . .

پھر یہ کیسی تعدی ہے۔ کہ اس کی پاداش میں مجھے چھوڑ۔ میرے مخدوم وہادی کی اعلے شان میں ایسے خسیس کلمات برتے جائیں جن کا نہ وہ سزاوار نہ یہ ظالم مستبد ار۔ خطاوار تھا۔ تو میں تھا۔ گنہگار تھا۔ تو میں تھا۔ اور انصاف تو میں نہ گنہگار تھا نہ خطاوار تھا بلکہ ایک فریادی سینہ فگار تھا۔ فرعونی وہامانی یہ الفاظ مجادلہ بلکہ انہیں کی کمان کے تیر ہیں جو پہلے میں انکے ہاتھوں سے کھا چکا ہوں۔ واللہ یہ باتیں بے سند نہیں ان کا ثبوت کامل میرے پاس موجود ہے۔ میں ہر شخص کو اپنے کلیجے کے داغ دکھا سکتا ہوں۔ ؎

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزان غالب
رسم امید ہماناں زجہاں برخیزد

الغرض جب یہ چوٹ کھائے ہوئے دل کر نکلے۔ ان اسلام کے برخورداروں نے اپنی حرکات پر نظر کر کے ذرا انصاف کو دخل نہ دیا۔ ایک چلتے ہوئے نوجوان کو ہنس نہیں . . . .

ایک نادان کو (جو بقول خود جناب داغ کی چار برس تک صحبت اٹھا کر حیدرآباد دکن سے شاعری سیکھ کر آیا ہے۔ اپنا پیر مغان بنا کر میرے شکست دلانے کے لئے میدان میں کھڑا کر دیا۔ آہ اس پیارے عزیز کے نیاز مندانہ اخلاق سے یہ کسکو بھول کر بھی گمان ہوسکتا تھا۔ کہ ان عامیوں کی خاطر اپنے خاص بزرگ سے ٹوٹ کر باغی ہو جائیگا۔ اور غیر حقدار دل کا وکیل بنکر اس نالایق خالو صاحب سے انتقام کی ٹھہرائیگا۔ جب تک سادہ . . . . . دکھاتا رہا۔ میں اسکو اسی نظر سے دیکھا کیا اب جو تمام حدود کو توڑ کر اور تیر و خنجر سے مسلح مجھپر سیدھا ہو لیے۔ میرا زخم خوردہ دل سے فریاد اٹھتی ہے۔ اور میری روح مجروح زار و نالاں ہے۔ ای بد احوال سے ناواقف لوگو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ حملے اگر میری ذات تک محدود رہتے میں کبھی اف نہ کرتا لوگ جان سکتے ہیں۔ کہ میرے سید و مولا کی تحقیر نے میرے دل کے ساتھ کیا کام کیا +

اے محزونوں کے یار مظلوموں کے دستگیر میں تیرے نام پر قلم اٹھاتا ہوں۔ تو موذی سرکش کا سر نیچا کر۔

یا معین بدحمتک نستعین

ہمارے لایق شاعر منشی سجاد حسین صاحب نے اپنے دل آزار حملوں کے بعد یوں مشہور کیا ہے۔ کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب سے کچھ بحث نہ تھی۔ یہ شاعرانہ لڑائی ہے۔ جب ادھر سے چوٹ ہوئی۔ ادھر سے بھی چوٹ کیگئی۔ سبحان اللہ بہت اچھا مقابلہ ہے۔ ایک ایران میں۔ تو دوسرا توران میں ذرا اپنی شاعری سے اتنا تو پوچھے۔ کہ دو تین شعروں کی رعایت اچھوڑ اضی کے مطلع کو چھوڑ کر ہر شعر میں التزام رکھی گئی ہے کدہر گھس گئی۔ اے صاحبزادے آپ کو کس مسخرے نے شاعر بنایا ہے۔ کیوں داغ کی روح کو لرزاتے ہو۔ ہنوز دلی دور است۔ فن والا ہو۔ تو فن کی بات پہچانے بیچارہ اناڑی کیا جانے۔ لیجیے آپ کی قابلیت تو یہیں سے معلوم ہو گئی۔ آگے دیکھیے کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ ہم کو آپ کی شاعری سے کوئی بحث نہ تھی۔ نہ اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت تھی۔ مگر جب آپنے اس اس ٹٹی کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ تو اب ہم کو آپکے کلام معجز نظام کی بھی جانچ پڑتال کرنی پڑی۔ خیر۔ اب ہم آپ کے سبز باغ کی سیر کرتے ہیں۔ دیکھیں کیسے رنگ ڈھنگ ہیں۔ قولہٗ ؎

دعوے نبوت بیہودہ سخن رانی
انکار ز تو آید ز نہار نمی تانی

اقول مرا یاد و ترا فراموش۔ یاد کرو صاحبزادے یہ وہی دعوے ہے۔ جسکو میں نے احادیث صحیحہ سے ثابت کرکے آپسے تسلیم کرا چھوڑا ہے کہ یہ دعوے مجازاً ہے حقیقتہً نہیں ہے کیا کسی گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر گواہ کی ضرورت ہے۔ تو مولوی سخاوت حسین سے (جو آپکے مولوی ہیں) اس سبق کو دوہرا لو۔ اور سبق یاد ہونیکے بعد از راہ صحیح سے پھر جانے کا مسئلہ بھی پوچھ لو۔ اور مسئلہ پوچھنے کے وقت ذہن میں کسی ایسے شخص کو جو نیا مرید ہے مثلو وا بنا لو۔ اور ہماری دانست میں اتنا جھگڑا کیوں کرو۔ سیدھی سی بات ہے۔ صاف کہدو کہ دو کوئی اور سجاد حسین ہونگے۔ میں نہ تھا۔ شرم شرم شرم۔ حیا حیا حیا۔ غیرت غیرت غیرت

اور ہاں صاحب ہاں۔ معنی کیا ہوئے۔ اگر کسی لفظ کا تو یا مشبع ہے۔ تو بہر حال سند کا محتاج۔ یہ کہدینا کافی نہوگا۔ کہ کسی اہل زبان سے سنا ہے تا وقتیکہ تسلی کے اسباب کامل نہ پیدا ہوں۔ بندہ ایجاد بندہ کا قائل نہیں ہم لوگ مقلد ہیں۔ موجد نہیں ہیں۔

قولہٗ ؎ این رفعت ایوانی این عیش و تن آسانی
این بندۂ شہوانی واللہ چہ نادانی

اقول ہمکو حضرت اقدس مرزا صاحب کا مالدار ہونا تسلیم ہے۔ کیونکہ حدیث یفیض المال کی رو سے یونہیں ہونا چاہئے تھا۔ مگر جس عیش و تن آسانی کو آپ بتا رہے ہیں۔ اسکا یہاں ذکر نہیں نہ وہ ہمکو مسلم ہے۔ کیونکہ وہ صفت دنیاداروں کی ہے۔ اسوقت مجھکو ایک قصہ یاد آیا ہے۔ ہماری بستی میں ایک جوان صالح ایک بزرگ کے مرید ہوئے۔ نیا نیا ذوق شوق تھا۔ تعریفوں کے انبار لگا دئے۔ مگر خدا کی شان دو ہی ہفتے کے اندر چٹک گئی۔ مجھکو اس کی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں کی زبان سے معلوم ہوا۔ میں نے دکھڑا سنکر سمجھایا۔ کہ اب یہ ذکر کسی دوسرے کے آگے نہ کرنا۔ ابھی کے روز کے مرید ہو۔ لوگ کیا کہینگے۔ خیر پیر و مرید کی تو صفائی ہو گئی۔ جو برائیاں پیر جی کی بے اگے کی گئیں تھی۔ منجملہ ان کے پیر جی کی عیش و تن آسانی کا بھی ذکر تھا۔ اب میں سوچ رہا ہوں۔ کہ یہ کس شخص کا قصہ ہے کیوں میاں سجاد حسین کہیں وہ نو مرید آپ ہی نہ تھے دیکھو بھئی اگر میں بھولتا ہوں۔ تو میری یادداشت کی اصلاح کر دینی چاہیئے۔ مگر اتنا تو ضرور بتا دینا چاہیئے کہ وہ عیش و تن آسانی کا لگاؤ اب بھی ہے یا سوخت کر دیا گیا۔ مجھکو تو یہی حیرت ہے کہ آپ کس برتے پر اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔ ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیریکہ بر خود حملہ کرد

ادھر رفعت ایوانی ادھر عیش و تن آسانی
ماشاء اللہ بہت اچھا سیاق ہے

قولہٗ ؎ ہمپایہ بوجہلی ہمپلۂ دجالی
تو بودم بے دالی داغول شیطانی

اقول۔ ساری کتاب پڑھ گئے۔ زلیخا زن بود یا مرد ابھی تک شاعر غرا کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ بودم دال سے ہے۔ یا تے سے ہم کو جو ملتے ہیں۔ ایسے ہی تو تم ملتے ہیں +

داعول - یعنی ایک مہذب شخص نے آپ سے دریافت کئے جواب یہ ملا - کہ یہہ غول کا بابا ہے - خیر تالی کے تحت میں ہم اس کو بھی لکھتے ہیں -

قولہ ؎ لاحول ست کہ یم زین یاران باشد
کافیت پئے شیطان این آیت قرآنی

اقول - اے حضرت وہ کون سی آیت قرآنی ہے - آپ نے کچھ اسکا پتہ نہ دیا - لیکن کہیں لاحول کو تو نہیں آیت قرآنی بنا ڈالا - تو بلا توقف آپ پر لاحول پڑھنی چاہیئے - اور اگر آپ لاحول کو قبول نہ کریں - تو پھر لاحول کے ساتھ اعوذ باللہ بھی ملا لی چاہیئے - کیا کہوں - اتباع احمدیت مانع ہے - ورنہ سچا جواب تم اس تیرہ بازی کے جواب میں میرے قلم کے فراٹے دیکھ لیتے - اتنا ضرور لکھونگا کہ جس روز سے تم مرید کیا ہوئے - پورے شیطان ہو گئے ہو - کیا اس سے پہلے بھی یہی مراعات مادرانہ تھی - و نعوذ باللہ من سوء اداب الامہات -

قولہ کہ کشن کنھائی کہ لاف مسیحائی
حرامی و مکاری کافر نہ مسلمانی

اقول - کشن کنھائی میں ترکیب عطفی تو ہو نہیں سکتی - کیونکہ دونوں اسموں کا مسمی واحد ہے - رہی ترکیب اضافی وہ ہم کو سمجھا دی جائے - سیاق مصرع بھی بہت ٹھیک ہے - رہی یہ بات کہ سری کرشن کی نسبت کیسا خیال رکھنا چاہیئے - ہمارا بات تو قابل پذیرائی نہیں ؎

تو اگر خواہی کہ ... چو دشمن زند تیز ناوک بود
طلب صادق اور ارشاد رحمانی اور فتاوی عزیزی کا مطالعہ کرو -

قولہ ؎ دیگر تو مبتدائی جز فارسی و اردو
بے بہرہ زعربی کے شارح قرآنی

اقول - عربی کی رے کیوں ساکن ہو گئی اگر شفقت و عظمت کا اسکا مقیاس بنا کر پیش کیا جائے - تو مقیاس کی طرح کلام ثقات سے اسکی بھی سند دکھاوے اور علم و فن سے بہرہ اسکو اپنی شان میں یوں پڑھو - بے بہرہ از تازی دیکھو وہ دوسرا عیب لفت کا بھی اکھڑ گیا -

قولہ ؎ طوفان گے خبر دگہ زلزلہ می آید
تو حرف چہ میگیری بر قدرت ربانی

اقول جی ہاں آپ کا فرمانا بہت بجا ہے - حضرت اقدس مرزا صاحب تو زلزلے کی خبر دیکر قدرت ربانی پر حرف گیر ٹھہرے اور حضرت پیر و مرشد گھر بیٹھے سینکڑوں کوس کی خبر دیکر (کہ اسوقت گجرات میں خوب برف بازی ہو رہی ہے) قدرت ربانی پر حرف گیر نہ ٹھہریں - میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو - اب کوئی شاعر بیدل کو حرف گیری کے معنے سمجھا دے - اور یہ طوفان کے لوزن کا اعلان بلا عطف و اضافت فارسی میں شعرا کے ہاں کب سے جائز ہو گیا -

قولہ ؎ کفار ز نوشادان نذیق نو فرزان
بے مثلی از ثانی ... شیطانی

اقول ناظرین میں آپ کے تصدیق میں دو انسانوں کو پیشکر کچھ رائے طلب کرنا چاہتا ہوں - ایک تو وہ ہے کہ سنت نبوی کے موافق واڑھی بڑھی ہوئی اور لبیں کتری ہوئیں اور دوسرا ایسا ہے - کہ لمبی لمبی لبیں چھوٹی ہوئیں اور ڈاڑھی کا صفایا - اب مجھکو بتاؤ - کہ ان دونوں میں سے کسکو شیطان سمجھنا چاہیئے - ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

قولہ ؎ علمت ہمہ ہا ظاہر غفلت ہمہ باہر
نادانی و نادانی نادانی و نادانی

اقول ناظرین - صاحبزادے کے سیاق علم سے تو آپ سرے سے لطف اٹھاتے چلے آ رہے ہیں - اب ذرا آپ کے ملکہ عقل سے بھی حظ اٹھانا چاہیئے - اوایل میں جب حیدر آباد سے تشریف آئی ہے - کیا کیا معقول تعریفیں استاد داغ کی سنائی ہیں کہ بس میری روح پھڑک گئی - کبھی یوں کہا - کہ تکلفات شعر پر قادر نہ تھے - کبھی یوں کہا - کہ ذرا کسی نے تحت کی - اور گھبرا گئے کبھی یوں کہا - کہ خود اپنے بعض کلام کی تشریح میں عاجز تھے - کبھی یوں کہا - کہ اپنا کلام اشاعت سے پہلے ہم جلسہ تلامذہ کو مشورۃً سنا لیا کرتے تھے - کبھی یوں کہا - کہ ہم نے مجبط کے لفظ پر پکڑا اور غلط معنی کی اصلاح کرا لی - کیوں ؟ میاں سجاد حسین یہ باتیں کسکے منہ کی ہیں - یہ قصے کس کی زبان کے ہیں - یہ نمونہ کسکی دانائی کا ہے یہ پیمانہ کس کی ... کا ہے - آپ تو کا ہیکو مانیں گے - خیر میری ہی حماقت کے سر تو پ دیجئے - ؎

آئینہ چابے خویش رہ ... بخبر
آں بے ادب کہ خندہ بر استاد میزند
جیحی ... تو فیض استاد سے محروم ہو -

قولہ ؎ شد ختم نبوت برمکی مدنی احمد
کذابی و بطالی گر ملہم قرآنی

اقول اجی کدھر بھٹک گئے - یوں فرمائے
ع این سلسلہ بر ابن مریم پسری باشد -

ناظرین - یہ اشعار میرے مواجہ میں نقل کرائے گئے ہیں - میں حق عز و جل کی قسم کھا کر کہتا ہوں - اور کاتب اشعار بھی اسی قسم کا شاہد ہے - کہ جسوقت کاتب کا قلم ملہم کے لفظ پر پہنچا - پہلے پہلے ٹھٹھر گیا پوچھا جھوٹی سچے سے ... - بار بڑی ... سے کچھ پوچھا - پھر بھی جواب ... آخر کل اشعار میں ملہم ... کی ... لکھا گیا - پنڈت ... یہ آپ کی ... قلمی کا حال ہے - علاوہ ازیں آپ کی تمام ... میں گذری ہے - ... لفظی ... حال ہے - الحفیظ اللہ ... غلطی پر آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ ... سننے کے قابل ہے - ثقہ راوی کا بیان ہے - کہ اتفاق سے اس غلطی کا چرچا - گوش مبارک تک پہنچ گیا - خود مجیب ... ہو کے فرمایا - کہ اشعار لکھانے کے وقت میں شطرنج میں مشغول تھا - شاید یوں ہی لکھا گیا ہو گا - پھر یہ بھی فرمایا - کہ ایسے پر گرفت ہی کیا ہے - املا ادھر چیز ہے اور ... اور چیز - اچھا جناب ... آپ کی شہادت کذب ... ہماری اور میاں سجاد حسین صاحب ... وہ دو باتیں ... سجاد حسین صاحب - کیا سچ سچ آپ شطرنج کھیلتے تھے - ذرا ... کون شخص تھا جس سے آپ نے ... شطرنج کی درخواست کی - اور ... کے ساتھ یہی جواب ... کہ آج ... اور حرارت سے معذور ہوں - پھر کیا آپ نشست کی چوکی سے کھیلتے تھے - یا اپنے کے پلنگ سے یا بائیں جانب کی کرسی سے یا دیوار کے ... سے - اچھا ہم نے ... جھوٹ سے بھی درگذر کی - یوں ہی سہی - آپ شطرنج ہی کھیلتے تھے - ہمارے سوال کا جواب دیجئے - جس وقت اس جلسے میں گنتی کے تین شخص تھے - ایک صاحب خانہ جو کاتب اشعار تھا - دوسرا میں تیسرے آپ - میری آپ کی بول چال ترک - آپ اور صاحبخانہ شطرنجبازی میں مشغول اب چوتھے کاتب کا نام آپ بتا ہے کون شخص تھا - آہا - میں بھولا شطرنج میں شاہ و وزیر بھی ہوتے ہیں - شاید یہ بیگار انہیں سے لی گئی ہوگی - اے بندہ خدا تازہ مرید ہو - کچھ روزوں تو اس مردود شطرنج اور ملعون جھوٹ کو چھٹکارہ تا لی ہوتی نیا مرید ابتدا اگر کچھ دنوں تک اپنے کو ضرور تکلف سنبھالے رہتا ہے - آخر میں خواہ کوہ ہی کھانے لگے - شاید آپ نے بیعت کے وقت اس طرح سے استغفار پڑھی ہوگی

استغفر اللہ ربی من کل ذنب الا من الشطرنج و الکذب و اتوب الیہ - لے ... کذاب و بطال کون نکلا - دیکھا ... صادق کی تکذیب کا نتیجہ - اے ملہم ربانی ... بیشک تو سچا ہے - اور تیرا الہام سچا - جس نے تیری توہین پر کمر باندھی - خیب ... اس کی توہین ہوئی -

قولہ ؎ ... ہمہ بدعت لعنت بسر یت
اندر سنت آتش اے غول بیابانی

اقول - ... فارسی - ہمہ فارسی - بدعت عربی - لعنت عربی - بسرت بر آیبت - ... خالق باری مے آید - لعنت ... - ایسی بولچولی پر غول بیابانی اسی ... کو کہنا چاہیئے - جو بھرتی کے الفاظ استعمال کرے -

قولہ ؎ ... نکر ست گوید کہ بہ حیلہ
... ترا گیرم گرجنی والجانی

اقول ... سنبھل شیشہ لیکن آپ بچا ... تیرے شیشے پر لات پڑی ہے ... شیشہ ہی کی حفاظت لازم ... تو کوئی ابر کے دامن میں نہیں ناظرین ... کا تماشا دیکھئے - جنی والجانی ... کو اگر جنی سے ملائے تو ادھر الجانی ... - اور ... فارسیوں کا محاورہ نہیں اور اگر الجانی سے ملایئے - تو ادھر جنی ... - دیکھئے خاصی خبانی زبان - اور اگر ادھر ادھر دونوں سے ملا کر پہلے ساکن پھر تحریک ... تو آدھا تیتر آدھا بٹیر - کیوں لائق شاعر کیا آپ اسکو اسی طرح باندھیں گے - استغفر اللہ نہیں نہیں - آپکی بندش یوں ہوگی - (گر جنی دگر جانی) - لیجئے - حضرات یہ ہمارے شاعر غرا کی بھنکی ہے ؎

... از یل را خوار گرد
بر ندان لعنت گرفتار کرد

گذشتہ صحبت

تمہیں میاں سجاد حسین صاحب کچھ ایام صلح کی بھی باتیں یاد ہیں۔ یا نہیں۔ وہ خواب کس نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ارفع و اعلیٰ مقام پر مقیم ہیں جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ وہ دیوان حافظ میں کس نے حضرت اقدس کی نسبت فال دیکھکر میر قبائل کا لفظ نکالا تھا۔ وہ حقا کے لفظ پر کون زور دیتا تھا جس کا مقام یہ مطلع ہے۔

آں کس کہ ندارد بجہان مہر تو در دل
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل

بیشک امام وقت سے منحرف ہو کر کسی کی طاعت قبول نہیں۔ وہ آخر میں غزل کے مقطع نے ان عالمگیر جھگڑوں کے وقت کس کے حق میں کب فیصلہ کیا تھا۔ پڑھو اس مقطع کو

حافظ تو برو بندگی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن از ہمہ بگسل

جب تمہارا دامن کسنے زور دیا گیا تھا۔ اس مسیح موعود کو یا کسی اور کو از ہمہ بگسل کا مصداق کون ٹھہرایا گیا تھا علمائے مخالفین یا کوئی اور۔ یہ تعرض مطلع سے مقطع تک ساری غزل سے فال لیگئی تھی جسکا لفظ لفظ اس مامور من اللہ کی تصدیق سے پر تھا۔ میں سب اشعار نقل کر تا اگر یا ثبوت دیوان حافظ موجود نہیں۔ جو کچھ یاد تھا لکھدیا گیا ہے۔ ملئے سجاد یہ تیری آنکھیں کیسی کھل کے بند ہوگئیں یہ تجھکو رحمانیت کے بعد کیا شیطانیت لگ گئی وہ تیری انسانیت کیا ہوگئی۔ وہ تیری منقولیت کدھر گئی۔ یہ تیرے منہ میں تیر نشتر کہاں سے بھر گئے۔ یہ تیری زبان قینچی کیوں ہوگئی کیا میں نے یہ سب اندیشات تجھکو پہلے نہ سمجھا دیں تھیں۔ کیا صحبت مخالفین کے بد نتائج اول ہی نہ سمجھا دئے تھے۔ خیر اب میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ فقط اتنا کہدیجئے۔ کہ خواجہ حافظ جھوٹے ہیں۔ انکی فال کا کچھ اعتبار نہیں۔ گر ساتھ ہی اسکے آئیندہ کو انکی کتاب سے فال بینی کی قسم کھانی ہوگی اور اگر یہ نہ ہوسکے تو قسم کھا کر اتنا کہدیجئے کہ یہ باتیں واقعی نہیں ہیں بلکہ میرے دل کی بناوٹ ہے اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کونسا پہلو اختیار کرتے ہیں اگر دونوں باتوں کو نگل گئے۔ تو پھر خدا کے گھر تک آپ کی و شمس اور اس لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بحال۔ آپ سے تو ہم کو سب امیدیں منقطع ہوچکیں ہاں توفیق یافتہ دل سے ان باتوں سے متاثر ہونگے۔ سجاد حسین خوب یاد رکھو جب تک تم میں یہ حرکات ہیں۔ خواہ ساری رات مصلے پر بیٹھکر جھو ما کرو۔ بندہ اس سجادہ نسیح کا قائل نہیں۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خلیل الدین احمد آصفی صدیقی تلہری

عالی جناب خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑاں شریف کے

مریدوں پر اتمام حجت

خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین۔ چاچڑاں شریف کی جو خط و کتابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی وہ سلسلہ میں چھپ چکی ہے۔ حال میں معزز عصر ریویو آف ریلیجنز نے آپ کی کتاب اشارات فریدی جلد سوم سے کچھ اقتباس شایع کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوے پر بطور شہادت ہے۔ چونکہ الحکم بحمد اللہ خواجہ صاحب مرحوم کے بعض مخلص مریدوں کے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہادت اس غرض سے شایع کی جاتی ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کے مخلص مرید اس سے فائدہ اٹھائیں۔ فقط

(ایڈیٹر)

اشارات فریدی جلد سوم صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰

دوسخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی در بیان رد قدح و ذم منکرین آنتادہ بود۔ در آنجا حاضر بودے صفت ستائش مرزا صاحب در حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ بوجہ غایت مسرور شدند۔ بعدازاں فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عز و جل میگذرانند یا نماز میخوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند یا دیگر شغل اشتغال بینمایند۔ و بر حمایت اسلام و دین حنان کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لنڈن را نیز دعوت محمدی کردہ است۔ و بادشاہ روس و فرانس وغیرہا ہمہ را دعوت اسلام نمودہ است۔ و ہمہ سعی و کوشش او برانیست کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است۔ بگذارند۔ و بتوحید خدا وند تعالیٰ بگروند۔ و علمائے وقت را بہ بینید کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف در پے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت است۔ بر صراط مستقیم است و راہ ہدایت مے نماید افتادہ اند۔ و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ و کلام عربی او را بہ بینید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقائق و ہدایت ہاست و از عقاید اہل سنت والجماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔ بعد ازاں فرمودند کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر از ان بیان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است بر تر و بہ بیجہ غایت بر دعوے مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ کہ در حدیث شریف آمدہ است کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ و یصدقہ اللہ تعالیٰ و یجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر رجلا و معہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم و بلادھم و خلالھم یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیروں آید۔ مہدی از دہے کہ گفتہ شدہ او را کدعہ کہ در اصل معرب کادیاں است و دوم اینست۔ کہ او میگوید کہ در دار قطنی ابن محمد از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم ازماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اطراف و اکناف عالم اشتہار ایں معنی ارسال کردہ کہ این پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند۔ اکنوں تمام شدہ است۔ ہمہ را واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنید۔ و اقرار نمائید۔ پس مولویان وقت طغلانہ سوال کردہ کہ از حدیث شریف این معنی برمے آید۔ کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود۔ و در نیم رمضان کسوف شمس گردد۔ و ایں خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ۔ این خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ کہ در زمان مہدی بر حق بوقوع آید۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ فرمودند سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ۔ و مولویان منکران جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ از آں مدت کہ آسمانہا و زمینہا پیدا شدہ اند۔ آں دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ۔ و آں دو نشان اینست۔ کہ در وقت ادعای مہدی موعود خسوف قمر در آں اول شب خواہد بود کہ آں شب از سہ شب خسوف اول است یعنی شب سیزدہم از رمضان۔ و کسوف شمس در آں روز خواہد بود۔ کہ از در میانہ روز است یعنی بیست و ہشتم۔ بعد ازاں حضور فرمودند۔ کہ بیشک معنی حدیث شریف اینست کہ مرزا صاحب بیان کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم واقع میشود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم یا بیست و نہم بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم ازماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار ع واقع شدہ است۔ و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ و کسوف در میانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است“ اور صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

”اندریں اثنا حافظ گون سکنہ عدد دکھڑی اختیار خان بہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد۔ ہمیکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ متغیر گردید۔ و بر آں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند۔ مے عرض کرد۔ قبلہ چون حالات و صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و اوصاف مہدی بحضور مرزا صاحب یافتہ نمیشوند چگونہ اعتبار کنیم او عیسیٰ و مہدی است۔ حضور ابقاہ اللہ تعالیٰ فرمودند کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند آنچہ نیستند کہ در دلہائے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں غلام احمد قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ۔ کہ دو اودہ دجال اند۔ پس چندان مہدی اند۔ در حدیث وارد شدہ است۔ کہ عیسیٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند کہ شرط نیست۔ کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال فہم مردم کہ در دلہا خود پسندیدہ اند ظاہر شوند۔ بلکہ حافظا امر دیگر گون است۔ اگر ہمیں بود کہ مردم خیال کنند پس از راہ علم مہدی برحق در وقت بادا ایمان آوردے۔ چنانچہ پیغمبران کرامت بر منی چند گروہ شد کہ بعضے کسان ہرگز حال آں پیغمبر منکشف نگشت ازیں سبب ہمیں گروہ انکار آوردند کافر شد۔ اگر تمام امت بر پیغمبر حال آں پیغمبر مکشوف شدے۔ ہمہ مسلمانان میشدے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب دیگر مکتوب مرقوم بودند۔ و چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض علماء را مطابق پندار و فہم و وہم خود یافتند۔ بعض کسان کہ امر آنحضرت مکشوف شدہ۔ ایشاں ایمان آوردند۔ و بر آں گروہ کہ کشف نشدہ۔ انکار کردند ہمچنیں حال مہدی ہیں اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است۔ +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمی خداداد ولد پہلوان خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور حال رسالدار اور مسماۃ کرم بی بی بنت نواب خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور [illegible] خداداد [illegible] [illegible] بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء وصیت کرتے ہیں۔ اور لکھدیتے ہیں۔ کہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے۔

(۲) اقرار کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی [illegible] ایمان رکھتے ہیں۔ اور [illegible]

(۳) اقرار کرتے ہیں۔ کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھا اور سن لیا ہے۔ اور ہم ان ہدایات کے جو اس میں درج ہیں۔ پابند رہینگے۔ اور ایسا ہی ہم ان ہدایات و ضوابط اور قواعد کے بھی پابند رہینگے۔ رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع ہونگے۔ اور ایسا ہی میرے ورثا ان کے پابند رہینگے۔

(۴) ہماری جائداد دونوں کی حسب ذیل ہے
مکان سکونتی قیمت — مالیتی [illegible]
گھوڑا بزنن عمدہ گھوڑی ساکن [illegible]
اثاثہ مقبوضہ و ملکیت زیور — [illegible]
الکل [illegible] روپیہ کا ہے جسپر ہم دونوں کا مالکانہ قبضہ ہے۔

آج کی تاریخ اس جائداد کا دسواں حصہ [illegible] روپیہ ہوتا ہے۔ جو ابھی ادا کرتے ہیں۔ اور جسکی بنسبت حضرت اقدس سے اجازت لی گئی ہے (حسب ذیل ہے) نقدی [illegible] زیور نقرہ وزن [illegible] نقدی قیمتی مالیتی [illegible] روپیہ اور علاوہ ازیں بموجب اشتہار الوصیت کے شرط اول کے مبلغ [illegible] روپیہ چندہ خداداد [illegible] روپیہ اہل خانہ کا [illegible] روپیہ دیتی ہیں۔

(۵) الف۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میری آمدنی صرف میری تنخواہ ہے۔ جو [illegible] روپیہ ماہوار ہے۔ اور آیندہ جو کچھ میں بچت وغیرہ کرونگا۔ اس میں شامل ہے۔ اسلئے اسکو ماہ بماہ بعد وضع خرچ ماہواری ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ کے اغراض کے لئے دیتا رہونگا۔ اور میری خرچ کی تعداد بیس روپیہ سے زائد کسی حالت میں نہ ہو گی۔ اس لئے [illegible] روپیہ ماہوار ضرور ادا کرتا رہونگا [illegible] [illegible] کرکے [illegible] روپیہ ماہوار میں ایک قومی [illegible] بھیجتا ہوں۔ اسکے جوان ہونے پر وہ بھی سلسلہ احمدیہ کے واسطے دونگا۔ گویا جسقدر میری جائداد بڑھیگی۔ اسکا ۱/۱۰ حصہ ساتھ ساتھ ادا ہوتا رہیگا۔

(ب) سوائے اس تنخواہ۔ کے بچت سے اگر کسی سوداگری یا انعام زر سرکار یا دیگر سفر خرچ وغیرہ سے کوئی آمدنی ہوگی۔ تو اس کا دسواں حصہ بھی انجمن کے پاس اسی وقت بھیج دیا کرونگا۔ اور ایسے امور کی مفصل اطلاع انجمن کو دیتا رہونگا۔ اور اگر میری موت پر کچھ بقایا رہ جاوے گا۔ تو میرے وارثان کا فرض ہوگا۔ کہ میری جائداد سے ادا کریں۔

(۶) ہم دونوں یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنازہ ہمارا احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر قادیان میں فوت نہ ہووین تو احمدی جماعت میری لاش صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ اُسکی متکفل میری وہ جائداد نہ ہوگی۔ جو حسب وعدہ بموجب اشتہار وصیت حوالہ انجمن کردی ہے۔ بلکہ میرے وارثان کی مقبوضہ جائداد سے ہوگا۔ بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے روپیہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالے نہ کیا ہو۔ اور انجمن نے اس کا اعلان باقاعدہ نہ کر دیا ہو۔ ایسی حالت میں اگر زاید رقم خرچ ہو گی۔ تو وہ بھی میری جائداد مقبوضہ ورثاں سے وصول کی جاویگی۔ اور میرے وارث ذمہ دار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور شرعی ضروری سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہ وصیت ابتغاً لوجہ اللہ ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کی ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہوسکی تو اُس حالت میں بھی میری وصیت قائم رہیگی۔ یعنی اس کام کے متعلق جو کچھ میں [illegible] دیا ہے۔ مطابق [illegible] میرا کوئی وارث اس کی واپسی کا مستحق نہ ہوگا۔ اور میری لاش قادیان پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ اور جب تک کارپردازان مقبرہ اجازت نہ دیں۔ میری لاش اور جگہ دفن نہ کی جاوے۔ البتہ بطور امانت دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) اگر کسی وجہ سے میری لاش حسب فقرہ نمبر ۸ مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو کوئی اخراجات وغیرہ کا روپیہ میں جو انجمن کو دے چکا ہوں۔ یا میری جائداد کے متعلق دے گئے۔ میرے ورثا کو واپس کرنے یا خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن ہر طرح کا ذمہ وار ہے جسطرح سے چاہے۔ کرے۔ میرے وارثان مکرر مطلع رہیں۔ کہ میں نے یہ سب وصیت کا روپیہ صرف خداوند کریم اور حضرت اقدس کے حکم سے تعمیل کیواسطے دیا ہے۔ ورنہ میرا اس مقبرے میں دفن ہونا یا نہ ہونا بالکل انجمن کی رائے پر ہے۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ کیا ہوگا۔ اور یہ وصیت نامہ ہم دونوں کی طرف سے ہے۔ اسلئے بعض جگہ جو سہواً لفظ واحد کا درج ہے۔ جمع سمجھا جاوے فقط

(۱۰) چندہ [illegible] نقد کل [illegible] زوجہ بھیجدیا گیا ہے۔ اور زیور کی فروخت کا بندوبست حسب تحریر اخوی ام مولوی محمد علی صاحب کر رہا ہوں۔ اور زیور یا اس کی قیمت حوالہ انجمن ہونے سے پہلے مرجاؤں۔ تو وہ میرے ذمہ قرضہ شرعی ہے جو بقایا جائداد سے وصول ہوگا۔

مورخہ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۶ء

گواہ شد — عالم شیر سارجنٹ پولیس بقلم خود
العبد — خداداد ولد پہلوان خان بقلم خود
العبد — مسماۃ کرم بی بی اہلخانہ خداداد مذکور نشان انگوٹھا
گواہ شد — سید محمد ولد نظام الدین بلوچ [illegible] نشان مہر
گواہ شد — محمد ولد نواب بلوچ ملازم [illegible] نشان مہر

ضرورت

میرا ارادہ یہاں پر دوکان نکالنے اور تجارت کرنیکا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ دوکان میں سوڈا واٹر مشین بھی ہوگی اور سب ملازموں کا تو بندوبست ہو گیا ہے۔ اب صرف ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو سوڈا واٹر مشین کے کام سے بخوبی واقف ہو۔ اس کے پرزوں کو درست اور ان کی معمولی مرمت خود کرسکتا ہو۔ ہر ایک قسم کا پانی تیار کرسکتا ہو۔ دیانتدار ہو۔ الغرض اپنے کام میں بخوبی ماہر اور ہوشیار ہو۔ اگر خواندہ (حساب کتاب رکھنے کے قابل) ہو۔ اور احمدی بھائی ہو تو زہے قسمت۔ تنخواہ۔ ۵۰ روپیہ ماہوار علاوہ خوراک کے۔ وطن سے یہاں تک آنیکا کرایہ ریل و جہاز بھی دیا جاویگا۔ ہمنے سب بندوبست کرلیا ہے۔ اور انشاء اللہ ماہ ستمبر کے اخیر تک کام شروع کر دیا جاویگا۔ اسلئے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس ضرورت کو اپنی اخبار گوہر بار کے ذریعہ بہت جلد مشتہر کر دیویں۔ درخواستیں مع سندات لیاقت خاکسار کے نام آویں اور اگر مذکورہ بالا اوصاف والا کوئی احمدی بھائی آپ کا واقف ہو۔ اور اسکی لیاقت کی آپ تصدیق کریں۔ اور ذمہ وار ہوں تو سب سے بہتر ہے۔ لیکن ہر صورت میں اخبار میں یہ ضرور مشتہر کردیں۔

[illegible] Mumtaz Ali Khan
[illegible] Assistant
[illegible]
[illegible] Somaliland Protectorate
[illegible] Aden

مفرح عنبری
قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماوین

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ و ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر- کہ خوبئے زر + اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر :-

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمیز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہیں تو قریبًا محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم + **مفرح عنبری** کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹینٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چار دن طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اُس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اُس کے مُوجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہو گئے پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا +

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور لیاقت کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس۔ کہ میں یہ بھی نہیں مان سکتا۔ کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں اُن کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں صرف اسمائے گرامی اُن پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں :-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب۔ کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ونمیک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اماداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری رادھونا بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم ایس رگا ممالک ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دمدہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہرپرام صاحب وٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب کٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاڈن ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ نبرائی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خان صاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خان صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو سبو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کسنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ برگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم ضیاءالدین صاحب جوہان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چندول ضلع کستنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار توبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے۔ دربھنگہ۔
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہر 'POISON' چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریبًا کل مشتہرہ پیٹینٹ مقوی ادویات سے، خواہ وہ یورپ کے کسی کونے سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکیں۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں :-

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشاء کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتب خانہ المسرور بوگرہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انا داوی العربیہ

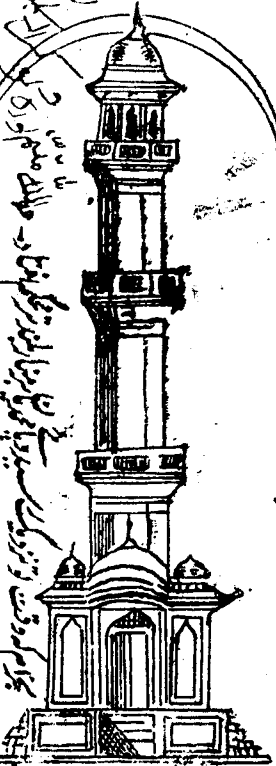
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ باد قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت ۳؎ سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۶؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲؎



فہرست مضامین

نمبر ۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۲۳۔ اگست ۱۹۰۶ء "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔
۲۵۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ شفیع اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع۔
۳ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ انی مع الروح اتیک بغتۃ ترجمہ۔ میں روح کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ رؤیا۔ فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ اوس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اوس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم
۸ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ پیٹ پھٹ گیا۔ دشمن نہایت اضطراب میں ہے
امین الملک
جے سنگھ بہادر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

شملہ۔ | لنڈن ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے مئی کے اجلاس میں ہندوستانیوں اور انگلو انڈین جماعتوں کی کشیدگی کے دور کرنے اور باہمی قیام اتحاد کے مضمون پر طبع آزمائی کی گئی۔ ایک پارسی لیڈی نے دوران تقریر میں کہا کہ

"پردہ سسٹم موجودہ کشیدگی کا بڑا باعث ہے"
ست دہرم پرچارک اس رائے کی برجستگی کی تعریف کرتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے اور مزید غور کے رائے دینے سے کیا فائدہ! کیا ست دہرم پرچارک ان نتائج پر غور کر سکتا ہے جو اس رائے پر عمل کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں؟ کیا آئے دن کے عصمت دری کے مقدمات اسے کچھ سبق نہیں دیتے۔ ایسی رائے پر بیجا تعریف کے نفرین کرنی چاہئے۔

"آریہ سماج اسلام کے قریب آرہا ہے"

آرین اخباروں میں آج کل ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور غیر مذاہب کے ساتھ خورد و نوش کا سوال چھڑ گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اس سوال کا محرک دراصل دہرم پال ہے شاید اس لئے کہ اسے شودر سمجھا گیا اور اس اعلیٰ سوسائٹی میں اسے جگہ نہ ملی جو وہ بھی بیٹھا ہوگا۔ بہرحال اب اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ اعمال و افعال کا لحاظ کر کے ذات بندی ہو اور دیگر کی طرح لفظی بحث تک یہ امر محدود نہ ہو بلکہ اسے عملی لباس پہنایا جاوے میں ایسی تحریک کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ قرآن کریم کی عظمت اس سے ثابت ہوگی جس نے فرمایا ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اور اسطرح پر آریہ سماج لوگا نہ لوگا اسلام کے قریب آرہے گا۔ اور اسلام کی فتح ہوگی۔

سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

[illegible] کہ جب انسان حق کو چھوڑتا ہے تو [illegible] ہی معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اسکی عقلی [illegible] طاقتیں بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ ایک خوش فہم آریہ حضرت مسیح موعود کے خط اسمی ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کہ
"گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کیلئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں"
سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ اس خوش فہمی پر آریوں کو چاہئے کہ ایسے ذی علم مہاتما کے لئے ایک کانفرنس کر کے شکریہ کا ووٹ پاس کریں اور رشی کی پدوی اسے عطا کریں ورنہ ایسا بوجھ بجھکڑ مشکل سے ملیگا۔؟
برین عقل و دانش بباید گریست

فقرہ تو صاف ... ان مظالم کی تصویر کھینچ دیتا ہے جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر ہوئے۔ قبول اسلام کی وجہ سے ظالم طبع مخالفوں نے ان کے خون بہا دیئے اور اسطرح پر مسلمانوں کا خون بے گناہی کیطرح بہایا گیا۔ نہ یہ کہ جبراً مسلمان کیا گیا۔ یہ قتل کا الزام ... کا پورا۔ اگر تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی اس تعلیم

لا اکراہ فی الدین

کے خلاف کچھ بھی ثابت کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر ... جہاد پر نظر ہے تو وہ امر دیگر ہے۔ جہاد کے معنے ہی سعی فی الدین ہیں اس سے جبراً مسلمان بنانا مراد لینا حماقت اور نری شرارت ہے۔

نیا خطاب مبارک ہو | مسٹر دھرم پال صاحب ... آریہ کو اس کے ... پرچہ سنگاری نمبر ۱ کی اشاعت میں **قوم وملک کی دشمن** کا خطاب دیا ہے۔ مسٹر دھرم پال کو یہ ڈپلوما مبارک ہو کیا سنگاری ان عداوتوں کی فہرست شائع کرکے آریوں پر احسان نہ کریگا جو دھرم پال نے قوم وملک سے کی ہیں

توہم پرستی کی حد ہوگئی | ... ہندوؤں ... برہما کے بدھ مہنتوں میں یہ جوش پیدا ہوگیا ہے کہ اپنی جان دیوتا کے قدموں پر دیدیں۔ پچھلے دنوں ایک بست سالہ نوجوان نے اپنے کپڑے ... تیل ڈالکر بدھ دیوتا کے سامنے جلکر خودکشی کی ... نجات سمجھا! آہ! باطل پرستی نے دنیا کو کس حد تک پہنچا دیا ... بزدلی ہے ... نجات حقیقی سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں انسانی کمال اسی میں ہے کہ ... اور پرجوش قوی کا مجموعہ ہو ... ان خطرناک اور تاریک گھڑیوں ... نکل جاوے جو اس کو قعر ... لیجاتی ہیں ... اسلام کیسا مبارک مذہب ہے ... خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے اور مہذب اقوام کے قانون نے بھی اسے جرم قابل سزا رکھا ہے۔ پھر کیا جرم قابل سزا بھی مذہب کا کوئی جزو اور ذریعہ نجات ٹھہر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔

لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

تعصب تیرا خانہ خراب ہو | آگنی کی مسجد جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام کی مسجد ہے لاہور کے پیسہ اخبار کی نظروں میں بری کھٹک رہی ہے کبھی وہ انجمن اسلامیہ کو توجہ دلاتا ہے کبھی ... اسے یہ کسی طرح نہیں بھاتا کہ غریب احمدی وہاں نماز پڑھیں وہ تو تبھی خوش ہوگا کہ مسجد کی (خاکم بدہن) اینٹ سے اینٹ بجا دے اور کوئی مسلمان وہاں نماز پڑھتا نظر نہ آوے ورنہ ایک مسلمان کو تو ایک آباد مسجد کو دیکھکر تو خوش ہونا چاہیئے ... ہمارے مسلمانوں ... اور ہی خواہ مسٹر محبوب عالم ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اکساتے اور پھر کہتے ہیں کہ خبردار کوئی مرزائی وہاں نظر نہ آوے! بشم!

مسٹر محبوب عالم صاحب! آپ یاد رکھیں کہ ان تجویزوں میں آپ بامراد نہیں ہو سکتے مسجد کے آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیئے مسجد کی خرابی میں سعی کرنیوالے کیلئے قرآن مجید میں جو وعید ہے اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔

اٹوسید ہاکرد | ولایت کے ایک مشہور رسالہ براڈ ویز کے ایڈیٹر نے (جو ایک تھیاسوفسٹ ہیں) تناسخ پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں آپ ظاہر کرتے ہیں کہ میں اپنے گذشتہ ۲ جنموں کا حال جانتا ہوں آریہ ... کو چاہیئے کہ ایسے بزرگ کی خوب قدر کریں جو ان کی ایک لایعنی اور بے بنیاد اصول مذہب کی حمایت کو کھڑا ہوا ہے مگر وہ شاید ایسا نہ کر سکیں اسلئے کہ ایڈیٹر مذکور ظاہر کرتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ رومی تھا جبکہ اہل روما کی سلطنت **عروج** پر تھی پھر آپ نے ملکہ وکٹوریا ... کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اگلے جنم میں شاہ الفرڈ اعظم تھیں اور کنگ ایڈورڈ ... انکی ایک اولاد۔ کاش ایڈیٹر براڈ ویز کو معلوم ہوتا کہ تناسخ کے قائلین انکی ان گپوں کو تسلیم نہ کرسکیں گے اگر وہ مان لیں کہ آپکا بیان صحیح ہے تو تناسخ کا مسئلہ ٹوٹ جاتا ہے بہر حال اٹوسید ہاکرد کا یہ اچھا طریق ہے۔

احمدیہ پبلشنگ کمپنی | کسی دوسری جگہ ... کہ لیکی ایسی کمپنی (جماعت متعینہ) کی اصلاح ... جو سلسلہ کے متعلق کتابیں ... اس امر سے خوب واقف ہوں کہ بہت سی کتابیں محض اسوجہ سے پڑی رہتی ہیں کہ ان کے چھاپنے کے لئے سرمایہ نہیں۔ میں اوروں کا ذکر تو کیا کروں میں خود اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ اگر کتابوں کے چھاپنے کا معقول اور کافی انتظام ہوتا تو میں خدا تعالیٰ کے محض فضل سے قوم کے سامنے **اسلامی لٹریچر** کا ایک ایسا ذخیرہ پیش کر دیتا جو اسکی ضروریات وقت کے مناسب اور حسب حال تسلیم کیا جاتا جن لوگوں کو متواتر الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس کے ایڈیٹر نے جن ضروریات قوم کو آج سے آٹھ نو برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اخبار کے کالموں میں انہیں پیش کیا گیا آج وہ مختلف صورت و اشکال میں قوم کے سامنے پیش کیجاتی ہیں مجھے تو اس سے خوشی ہوتی ہے کہ میرے ... کو قوم کے افراد نے کسی نہ کسی پیرایہ میں قبول کیا لیکن عملی ... کے لئے ... میں ایک ... اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جب تک ہمارا اپنا سٹیم پریس نہ ہوگا۔ یہ مشکلات رفع نہ ہونگی میں نے اپنی بعض تالیفات کو جو ناتمام پڑی ہوئی ہیں لاہور چھپنے کو بھیجنا شروع کیا ہے لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب تک وہاں سے نکلیں۔ اخبار کے لئے مناسب سعی کیجاتی ہے پھر بھی کوئی نہ کوئی روک واقع ہوجاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اعلیٰ پیمانہ پر انتظام نہیں کیا جا سکتا بعض خوش خیال لوگ اپنے اوقات کو میری جمع خرچ کے نقشہ بنانے میں بھی صرف کرتے ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں وہ خود کام کریں تو معلوم ہو کہ کن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔ بہرحال یہ تجویز نہایت مفید ہے اور اسکی عملی صورت یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک سٹیم پریس قادیان میں قائم ہو سٹیم پریس کے لئے تو ... بڑی ... اخراجات کی بنا سکتے ہیں مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ سمجھ اور کام کرنے کی قابلیت جو اس نے مجھے دی ہے بیس ہزار کے سرمایہ سے ہونیوالے کام کو دس ہزار میں کرنے کی راہ مجھے سمجھاتی ہے۔ اور اگر ہمت اور حوصلہ کیا جاوے تو الحکم کے ناظرین اپنی ذرا سی توجہ سے ایک سٹیم پریس جاری کر سکتے ہیں۔ الحکم اپنے سلسلہ کا سب سے اول آرگن ہونے کی وجہ سے قوم پر بہت بڑے حقوق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ قوم نے اسکی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اور وہ اس ... ایڈیٹر کے لئے اپنے دلمیں محبت بھی رکھتی ہے لیکن اگر وہ اپنی متفقہ سعی سے ایک سٹیم پریس جاری کرنے کے قابل بنا دے تو مجھے خدا کے فضل سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ مجھے ایک وسیع پیمانہ پر خدمت کا موقع دیگا میرے ذہن میں اور مسودوں میں اسلامی لٹریچر کا ایک عجیب سلسلہ موجود ہے جس کے لئے میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ کی ہر ایک کتاب اور تالیف یقیناً قوم مفید اور کارآمد سمجھے گی۔ میں تالیف کے اس سلسلہ کی فہرست دے سکتا ہوں لیکن فی الحال یہ ایک خیالی امر کے سوا کیا ہوگی۔ بہت سے لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم بلند پروازیاں کرکے اپنی قوت اور سرمایہ کو تقسیم کر دیتا ہے بعض اس کو حرص اور لالچ کا نتیجہ بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ بزرگان ملت ہی میں اس کے قدردان موجود ہیں کیا تفسیر القرآن نے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور انشاء اللہ جوں جوں وہ نکلیگی وہ مفید ثابت ہوگی۔ اسکی دیر اور توقف کو میں اللہ تعالیٰ کے فعل ... کے نتیجہ قرار دیتا ہوں اور اسکا نتیجہ ... ا ا سپیشل ... تالیفات ... جب وہ شایع ہونگی تو انشاء اللہ متفق یہی آواز ہوگی کہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ زمانہ قلم کا یہ زمانہ ہے انکشاف حقایق کا۔ یہ قلم سے کام لینے کی بڑی ضرورت ہے قوم کے ملفوظات کی اشاعت نعمت غیر مترقبہ ہے اس لئے اس ... کے لئے قوم میں خاص جوش اور تحریک اگر الحکم کے کل ناظرین بلا استثنائے احدے روپیہ اس کام میں بطور چندہ نہیں بطور ... ہی دیدیں جس کے لئے کارخانہ الحکم اپنی کتابیں بھی دے سکتا ہے تو شروع سال ہی میں قادیان میں سٹیم پریس جاری ہو سکتا ہے بات بڑی نہیں۔ بالکل آسان ہے دس روپیہ کوئی بڑی چیز نہیں ایک ہزار خریدار ایک دم میں دس ہزار جمع کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے آخر میں میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریک انشاء اللہ خالی نہ جاوے گی۔ کوئی نہ کوئی اثر ضرور پیدا کرے گی اور اس کا نتیجہ آج نہیں تو پھر نظر آجاوے گا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم کے اخص ناظرین ... کی ایک ایسی تعداد ہے جو میری ہر تحریک پر ضرور لبیک کہتے ہیں مگر میں ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی رقم اس غرض کے لئے نہ بھیجی جاوے جب تک سب مستعد نہ ہوں۔ ہاں اپنے خیالات اور رائے سے اطلاع دیجئے۔ ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس الحمد للہ بخیریت ہیں۔ ۳۰۰ صفحہ تک حقیقۃ الوحی لکھی جا چکی ہے اور پروف چھاپ رہے ہیں۔ آپ کا خادم پریس خصوصیت سے اس خدمت میں مصروف ہے۔

۲۔ ۷ ستمبر کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ تفصیلی حالات پھر۔

طہارت اور اسلام

بسث فطرت انسان کی آنکھوں پر ہی نہیں بند دیتا۔ بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی تاریک اور مکدر کر دیتا ہے۔ مخترن آیہ ہم چاری دہرم پال امسال گرمی سے پریشان ہو کر ہماری آریہ سماج کے کہلاگئے ہیں۔ اور سیر گرما کیلئے تشریف لیگئے ہیں۔ اس سیر یا سفر کے حالات لاہور کے اخبار پر کاش مین شایع کرنے شروع کئے ہیں چنانچہ ۲ مین جو حالات شایع کئے ہیں۔ انہیں بجائے مقدس اسلام کے ایک پاک اصول پر محض شرارت اور بیحیائی سے نکتہ چینی کی ہے۔

اگرچہ دہرم پال نے اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کا انسان ہے۔ اور اس کی تحریروں کا اسلوب اس کی قلبی کیفیت اور دماغی خیالات کی تصویر سامنے رکھنے دیتا ہے۔ مگر مین تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو چھوڑ کر اس کے ان ریمارکس پر نظر کرنی چاہتا ہون جو اس سیر گرما کے نمبر ۳ مین انہوں نے اسلام کے متعلق کئے ہیں۔ ایک نقلم پر آپ ماتے ہین۔

"کاش اسلام نے لوگونکو صفائی کی تعلیم دی ہوتی"

اس فقرہ کو پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا کہ ایا کہ ف تو یہ شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس پر غور کیا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک الہٰی تعلیم اور مشہور اصل سے انکار کر رہا ہے۔ جو ایک مسلمان بچے کو بھی معلوم ہے۔ یا تو یہ شخص ایسا کودن اور کوڑ مغز ہے کہ وہ قرآن شریف کی موٹی سی موٹی تعلیم بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور یا عداوت اور شرارت نے اسے ایسا اندھا بہرہ بنا دیا ہے کہ وہ نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے۔ ورنہ طہارت اسلام کا مسئلہ تو ایسا واضح اور ظاہر ہے۔ کہ جسقدر تاکید طہارت کی اسلام نے کی ہے اور جسقدر التزام اس کا اسلام نے بتایا ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہین کر سکتا۔

یہ الگ امر ہے کہ ایک مسلمان اپنی سستی یا غفلت سے احکام الٰہی کی پابندی نہ کرے اس سے نفس شریعت پر اعتراض وارد نہین ہوتا۔ البتہ ایسا اعتراض کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے یعنے حاملین ملت کے طرز عمل سے اس شریعت و ملت پر اعتراض آیا کرتا ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے مذہب سے بدتر مذہب کوئی نہین ہوگا۔ اس لئے کہ اسکے متبعین کو ...

وہ دہرم پال نے دقتاً فوقتاً اپنی تحریروں کے ذریعہ ظاہر کر دی ہے۔ مگر نہین، دنیا ایسی بیوقوف نہین جو شخصی حالت سے مذہب کی تعلیم اور شریعت کی ہدایتوں پر نکتہ چینی کرے اگر ایک آریہ زانی اور بدکار ہے تو کیا اسی سے یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ وید نے ایسی آگیا دی ہے۔ اسیطرح پر کسی مسلمان کے عدم التزام صفائی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام طہارت کی تعلیم نہین دیتا سراسر نادانی اور حماقت ہے اور اسی حماقت کا ارتکاب برہم چاری دہرم پال نے کیا ہے۔

مین قرآن شریف سے صفائی اور طہارت کی تعلیم کے متعلق بہت ہی اختصار کے ساتھ استدلال کروں گا اور مین دیکھونگا کہ راستی کا بھوکا پیاسا قبول راستی کو اپنا اصول قرار دینے والا مختون برہم چاری کہاں تک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا تقید کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وثیابک فطہر والرجز فاہجر ہے اور اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو۔ اور ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے الگ رہو۔ یہ حکم کیسا صاف اور واضح ہے۔ والرجز فاہجر ہے ایک ایسا جامع ارشاد ہے کہ اس مین ہر قسم کی صفائی اور طہارت کو جمع کر دیا ہے۔ اور ہر قسم کی پلیدی اور نجاست سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر دل کا اندھا اسکو کیونکر دیکھ سکے۔ کاش اس بے باک معترض کو اسلام کی غرض و غایت پر اطلاع ہوتی۔ اور وہ اس راز کو سمجھنے کی سعی کرتا۔ کہ اسلام دنیا مین کیوں آیا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پاک منشا کیا تھا۔ اسلام انسان کو درجہ بدرجہ ہر قسم کی ناپاکی سے نجات دینا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کے خطرہ سے بچانا چاہتا ہے اس کی تعلیم جسمانیات سے شروع ہو کر روحانیت پر ختم ہوتی ہے اس لئے انسان کو چونکہ باخدا انسان بنانا تھا۔ اور اس کا ابتدائی درجہ یہ تھا۔ کہ اسکو وحشیانہ حالت سے نجات دے اور باہر نکالے اسلئے پہلے طہارت کا حکم دیا کیونکہ وہ ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت مین ڈالتی ہے۔ وہ جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہین۔ اور جب تک بدن مین صلاحیت اور صحت نہو۔ نہ اس کی اخلاقی حالت درست ہو سکتی ہے نہ روحانی اسلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی کامل

کتاب اور کامل شریعت اپنا ابتدا اسی سے کرتی اور ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ اوپر کی آیت بتاتی ہے۔ کہ وہ اس مین جسمانی ناپاکیوں اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے بچانے کی کیسی تعلیم موجود ہے۔ تاکہ وحشیوں کو انسان بنایا جاوے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے قواعد اور ہدایات بتا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور پھر محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سے مطلع کر کے مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ قرآن شریف کی یہ صداقت ایسی زبردست ہے کہ اس سے بجز کسی خبیث فطرت انسان کے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

پھر ایک اور آیت مین یوں فرمایا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہین۔ توابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور جسمانی پاکیزگی کا حکم دیا ہے بلکہ امعان نظر سے اس آیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ متطہرین ہوتے ہین یعنی جو ... پاکیزگی اور طہارت کے قوانین کی پابندی کرتے ... وہ اصول توبہ کو بھی سمجھ لیتے ہین۔ اور اپنی اندرونی نفاست اور پاکیزگی کیلئے جد و جہد کرتے ہین۔ اور اسی وجہ سے انگریزی مین یہ ضرب المثل ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ صفائی خدا پرستی کے دوسرے درجے پر ہے۔ ایسا ہی ایک مقام پر فرمایا گیا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یعنے پاکیزہ چیزین کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اس آیت مین بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرا ہی قسم کی طہارت اور پاکیزگی کے اصول بتائے ہین۔ پہلا حکم جسمانی صلاحیت کے لئے ہے یعنی واعملوا صالحا۔ یہی آیت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ بدکاروں کو ضرور عالم آخرت مین سزا ملیگی۔ کیونکہ جس حال مین ہم جسمانی پاکیزگی کے اصول کو چھوڑ کر مبتلائے امراض ہو جاتے ہین اور اس سے سخت دکھ پاتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ روحانی پاکیزگی کے آداب و ہدایات کی پابندی ترک کر کے اسکے خمیازہ سے بچے رہین۔

ایسا ہی اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو طیبات کے اکل سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اب غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی مین کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے طہارت کی تعلیم نہین دی ہے یہ بڑے ہٹ دہرم یا کوڑ مغز انسان کا کام ہے جو انکار کرے۔ مین اس مضمون پر بڑی لمبی بحث کر سکتا ہون۔ مگر خدا ترس دل کے لئے اسیقدر کافی ہے ورنہ جسقدر تعلیم صفائی اور طہارت کی اسلام نے دی ہے اور جو قاعدے اسکے لئے مدون کئے ہین۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب بھی نہین ہوئے وضو اور غسل کے فلسفہ اور مساجد کی نظافت اور نظافت کے مسئلہ پر اگر بحث کی جاوے تو اسکے لئے ایک دفتر کی حاجت ہے لیکن "عاقلے را اشارہ بس است" اور اگر "در خانہ کس است حرفے بس است" اس پر بھی اگر دہرم پال یا اسکے کسی اور بھائی نے اعتراض کیا۔ تو مین آرین اور نظافت کی حقیقت کھولنے پر مجبور ہوں گا"

ضرورت

ایک سید زادی قابل نکاح ہے۔ وہ پرجوش احمدی خاتون ہے۔ لکھنے پڑھنے کی خاص قابلیت اور عمدہ مذاق ہے گھر کے کاروبار سے خوب واقف اور سلیقہ شعار ہے کوئی سید بھائی درخواست کرے خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم ہوگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری رحمت خان احمدی سلکن کا ٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور کی بیوی فوت ہو گئی ہے اس لئے وہ جماعت احمدیہ سے دعا جنازہ کی درخواست کرتے ہین نیز ..... حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح چک ۲۷ اپنی بیوی کے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہین۔

بقایا داروا جو حساب آپ صاحبان کے ذمہ ہی اسکے بیباق کرنے مین دیر کیا ہے؟

مشاہیر اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ذالحجہ ۵۸۷ھ میں یہ افسوس ناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نماز جمعہ کے بعد قید خانے سے لاش نکال کر حلب کے باہر دفن کی گئی۔ اور حکمۃ اشراقیہ کا یہ آخری جلوہ زمانے کی نظر سے چھپ گیا۔

بعض اہل کا بیان ہے۔ کہ انکے دفن کے بعد ان کی قبر پر یہ شعر کندہ پائے گئے۔

قد کان صاحب ھذا القبر جوھرۃ
مکنونۃ قد براھا اللّٰہ من شرف
فلم تکن تعرف الایام قیمتہ
فردھا غیرۃ منہ الی الصدف

شیخ الاشراق نے صرف ۳۸ برس کی عمر پائی، اس لئے اگر سال شہادت سے حساب لگایا جاوے، تو انکی ولادت ۵۴۹ھ کے اوائل میں ہوئی، شیخ الاشراق کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ سرخ میانہ قد۔ متوسط الجثہ۔

عام حالات و عادات۔ شیخ الاشراق پر صوفیانہ رنگ اسقدر غالب آگیا تھا۔ کہ انکی ادا ادا سے یہ شان نکلتی تھی۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا، کہ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ روزہ افطار کرتے تھے۔ اور خوراک کی مقدار کبھی سد رمق سے زائد نہ ہوتی تھی۔ ان کا زہد و تقدس کوئی عامیانہ زہد و تقدس نہ تھا۔ بلکہ وہ فلسفیانہ دل و دماغ کے ساتھ ہمیشہ عالم مجردات کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر خاموش رہتے تھے۔ خود انکا قول تھا۔ لا تتکلم قبل الفکر فان کنت بنطقک صابرا من الصالحین فیوشک ان تصیر بالصمت ملکا من المقربین۔ یعنی غور و فکر کے پہلے ہرگز منہ نہ کھولو۔ کیونکہ اگر تم نطق کر صالح بن سکتے ہو۔ تو خاموشی سے بہت جلد فرشتہ ہو جاؤ گے۔ قرآن مجید کے اس قدر حقیقت شناس تھے۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ علیک بقراۃ القرآن کانما انزل الا فی شانک یعنی قرآن مجید کو بہ سمجھکر پڑھو۔ کہ خاص تمہاری شان میں نازل ہوا ہی۔

لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ صوفیہ کا عام انداز ہے۔ ساز و نغمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے[۱]۔

شیخ الاشراق کی وضع بالکل صوفیانہ تھی لیکن وہ عام صوفیہ کی طرح کسی خاص رنگ کے پابند نہ تھے۔ بعض وقت بدن پر کمل اور سر پر سرخ رنگ کی لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور بعض وقت بدن میں گدڑی۔ اور سر پر ایک رومال بندھا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی صوفیہ کی خاص وضع میں بھی نظر آتے تھے، غرضیکہ دنیوی آرائش سے مستغنی ہو کر آزادی کی مجسم تصویر بنگئے تھے۔

شیخ الاشراق کی اس عجیب و غریب وضع سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے تھے چنانچہ سدید الدین بن قتیبہ کا بیان ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ انکے ساتھ جامع میا فارقین میں ٹہل رہا تھا۔ اس وقت وہ ایک عجیب وضع میں تھے، بدن میں ایک چھوٹا سا آسمانی رنگ کا بخیہ کردہ جبہ، سر پر پٹی، پاؤں میں کھڑاؤں[۲] تھی۔ چنانچہ میرے ایک دوست یہ رنگ دیکھکر میری طرف بڑھے۔ اور تمسخراً کہنے لگے "کیا تم اس سائیس کے ساتھ ٹہلتے ہو۔ میں نے کہا اللہ اکبر یہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن پر آج زمانے کو ناز ہے۔ وہ یہ مقدس نام سنتے ہی ششدر ہو گئے[۳]

شیخ الاشراق اپنی وضع کے اسقدر پابند تھے۔ کہ انکو کوئی چیز اس کی تبدیلی پر مجبور نہیں کر سکتی تھی، یہاں تک کہ اسی انداز کے ساتھ فقہا اور علماء کی بڑی بڑی مجلسوں اور درس گاہوں میں آزادانہ چلے جاتے تھے۔ اور سب کو اپنی حسن تقریر اور فضل و کمال کا گرویدہ بنا لیتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے ۵۷۹ھ میں حلب کا سفر کیا، تو مدرسہ حلاویہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اسوقت اسکے مدرسی کا فخر شیخ افتخار الدین رح کو جو مذہباً حنفی تھے حاصل تھا۔ شیخ الاشراق اپنی عام عادت کے موافق درسگاہ میں تشریف لائے۔ اور بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا، اسوقت اگرچہ حسن تقریر اور وسعت نظر سے انکے فضل و کمال کا راز کھل گیا، تاہم وہ ایسی معمولی وضع میں تھے۔ کہ ان کے نام کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہو سکا، اس وقت انکے بدن میں ایک گدڑی۔ اور ہاتھ میں ایک لوٹا اور عصا تھا، اور درحقیقت اس وضع کو شیخ الاشراق کے نام سے کیا مناسبت تھی۔ لیکن افتخار الدین کے دل میں چونکہ شیخ الاشراق کا سکہ بیٹھ چکا تھا، اس لئے خاص اپنے صاحبزادے کے ہاتھ انکے پاس خلعت فاخرہ بھیجی۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ اب اگر فقہا کی مجلس میں تشریف لائیں۔ تو اسی لباس میں لائیں، جب وہ لڑکا شیخ الاشراق کی خدمت میں پہنچا۔ تو وہ اگرچہ صراحۃً انکی خواہش کو رد نہ کر سکے لیکن ایک ایسے لطیف پیرائے میں اپنی استغنا اور قناعت کا اظہار کیا۔ جسکا ان کی نسبت وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا، شیخ الاشراق نے ایک نگینہ جو تقریباً انڈے کے برابر تھا۔ نکالکر اس لڑکے کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے بازار میں بیچ لاؤ۔ اور جب کوئی شخص اس کی خریداری کے لئے مستعد ہو۔ تو مجھے خبر کرنا۔ وہ فوراً دلال کے پاس پہنچا۔ دلال نے تیس درہم قیمت تجویز کی اور نگینہ کو لیکر شاہزادہ ظاہر کی خدمت میں پہنچا۔ ظاہر نے اسکی شکل و صورت دیکھکر پانچ ہزار درہم کا اور بھی فیصلہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاہدہ تھا۔ کہ بغیر شیخ الاشراق کی رائے کے اس کی بیع نہو سکے گی۔ دلال نے نگینہ لڑکے کو نگینہ واپس دیا۔ اس نے شیخ الاشراق سے حقیقت حال ظاہر کی، شیخ الاشراق کو چونکہ اس پیرایے میں اپنی استغنا اور بے پروائی کا نمایاں ثبوت دینا تھا، فوراً نگینہ کو ایک پتھر سے دو ٹکڑے کر کے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ کہ مجھکو اگر لباس اور ظاہری آرائش کا شوق ہوتا۔ تو کیا کمی تھی، چنانچہ جب افتخار الدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو وہ حیرت کی تصویر بن گئے،

ادھر ظاہر کی نگاہ پر بھی یہ نگینہ چڑھ چکا تھا، اس نے دلال سے جستجو کی۔ دلال نے اپنے خیال کے مطابق افتخار الدین کا پتا دیا، ظاہر فرط شوق میں ان کے پاس پہنچا، وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ یہ نگینہ ایک فقیر کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ جو یہاں آیا تھا۔ ظاہر یہ سنکر بیساختہ پکار اٹھا۔ کہ واللہ یہ سب شیخ شہاب الدین صاحب کے کرشمے ہیں[۴]۔

شیخ الاشراق کو اس بے نیازی نے اسقدر خود دار اور مغرور بنا دیا تھا کہ وہ مطلق کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ میں اور بو علی سینا میں علمی حیثیت سے کیا نسبت ہے۔ بولے حکمۃ بحثیہ کے لحاظ سے میں شیخ کا ہمسر یا کسی قدر افضل ہوں۔ لیکن اس کو حکمۃ ذوقیہ میں میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں، اسی طرح ایک مرتبہ امام رازی کے متعلق سوال کیا گیا، بولے کہ انکی ذہانت قابل تعریف نہیں حالانکہ امام رازی کو ان کی ذکاوت اور فطانت کا شدت کے ساتھ اعتراف تھا۔

شیخ الاشراق کی آزاد خیالی اور صاف گوئی کا یہ عالم تھا۔ کہ جو بات دل میں گذرتی تھی، اسکے ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتے تھے، تم انکے واقعات زندگی کے پہلے حصے میں پڑھ آئے ہو۔ کہ حلب میں اگرچہ فقہا کا تمام گروہ ان کا مخالف اور سخت مخالف تھا، اور انہیں مخالفوں نے انکی زندگی کا فیصلہ بھی کر دیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے اپنے خیالات کس بیباکی کے ساتھ ظاہر کرتے تھے، وہ خود آزادی کے نشے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن انکے بعض احباب ان کی بیباکیوں سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، چنانچہ شیخ فخر الدین ماردینی جو شیخ الاشراق کے یار غار تھے، نہایت افسوس کے ساتھ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے،

ما اذکی ھذا الشاب وافصحہ ولم اجد احدا مثلہ
یعنی یہ جوان کس قدر ذہین و فصیح ہے میں اس زمانے میں کسیکو
فی زمانی الا انی اخشی علیہ لکثرۃ تھورہ واستھتارہ
اسکا ہمسر نہیں پاتا لیکن اسکے جوش اسکی بیباکی اور اسکی احتیاط کی کمی
وقلۃ تحفظہ ان یکون ذالک سببا لتلافہ
سے مجھکو سخت ڈر ہے کہ یہ باتیں اسکی بربادی کا سبب نہ بن جائیں

چنانچہ جب انکو ان کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ تو نہایت افسوس ناک لہجے میں اپنے تلامذہ سے فرمایا،

الیس کنت قلت لکم عنہ ھذا من قبل،
یعنی میں تو پہلے ہی سے پیشین گوئی کر چکا تھا،
وکنت اخشی علیہ منہ
اور مجھکو ہمیشہ اسکا ڈر رہتا۔

تصنیفات و تالیفات۔ شیخ الاشراق کو بچپن ہی میں تصنیف و تالیفات کا شوق

---

۱ موجودہ تاریخ ان کا سال ولادت تک نہیں لکھا۔ لیکن عمر اور سنہ وفات میں تقریباً سب متفق ہیں۔ اسی بنا پر ہم نے سنہ ولادت کو عمر اور سال وفات کے حساب سے لکھا ہے۔ حالانکہ

۱ تاریخ الحکماء ۱۲

۲ تاریخ الحکما میں موقع پر زر بون کا لفظ آیا تھا۔ چونکہ اسکے معنے مجھے معلوم نہیں اسلئے میں نے قیاساً اس کا ترجمہ کھڑاؤں کیا ہے ۱۲

۳ تاریخ الحکما اور طبقات الاطبا دونوں کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

۱ اس موقع پر بھی بہت سے لباسوں کا نام آیا ہے جنکے معنے مجھے معلوم نہیں۔ اس لئے میں نے ایک عام لفظ لکھدیا ہے۔ جو تمام لباسوں کو شامل ہے۔

۲ یہ پورا واقعہ طبقات الاطباء میں مذکور ہے۔

ہوا۔ چنانچہ الالواح العماد اور ہیاکل النور کم سنی ہی کے زمانے مین لکھی اور یہ سلسلہ باوجود نامساعدت زمانہ ہمیشہ جاری رہا۔ شیخ الاشراق کی تصنیفات پر چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے نظر آتے مین۔ تاہم انہوں نے چند کتابیں اس جامعیت اور تفصیل سے کے ساتھ لکھی ہیں۔ جن کی آج نظیر نہین۔ اسلئے ہم ان کتابوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہین۔

مطارحات[۱] یہ کتاب خاص ارسطو کے رد مین ہے۔ اور ہر مسئلہ پر اپنے لطیف اعتراضات سے مناقشہ کیا ہے۔ اور ارسطو کے تمام اصول کو توڑ دیا ہے۔ متاخرین رد وقدح کے موقع پر اکثر اس سے مضامین نقل کرتے ہین۔

مشارع[۲] یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے اور بالکل مطارحات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

"تلویحات" یہ کتاب بھی مشہور اور متاخرین کا ماخذ ہے۔

التنقیحات فی الاصول، اس کتاب کا ذکر ابن خلکان نے بھی کیا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے۔ [...]ل شیخ الاشراق کی مذہبی حلومات کا [...]سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ شرح اشارات کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور ان کی تمام کتابوں کی طرح نادر الوجود ہے۔ اور نہ اس کے ذریعے سے فلسفہ ارسطو اور حکمت اشراقیہ کے مسایل مین نہایت صحیح اندازہ ہوسکتا تھا۔

حکمۃ الاشراق، شیخ الاشراق کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور اور جامع کتاب ہے اور غالباً یہی انکی آخری تصنیف ہے چنانچہ اسکے دیباچہ مین خود انہوں نے اس کی نہایت تعریف کی ہے۔ اور اس کو اپنے کشف اور تجلیات کا آئینہ قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت حکمۃ اشراقیہ کی اصل حقیقت جس تفصیل کے ساتھ اس کتاب سے ظاہر ہوسکتی ہے۔ اس سے تمام تر اسلامی تصانیف خالی ہین، اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ارسطو اور حکماے اشراقین کے معرکۃ الآرا اور مختلف فیہ مسایل ہیں۔ نہایت دقت نظر کے ساتھ محاکمہ کیا ہے۔ اور علماے اشراقین کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس

کا عنوان فلسفہ کی عام کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ الہیات اور طبعیات کے مسائل کے علاوہ وحی، الہام، عالم مثال، عالم اشباح، لوازمات، نبوت حشر ونشر وجود جن وشیاطین غرضیکہ شریعت کے اس قسم کے معرکۃ الآرا و مسائل کو لیکر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے، اور ان کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مذہب کو عقلی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ تو اسکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہوسکتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح وتوضیح مین بڑے بڑے ائمہ فن کے طبع آزمایاں کین۔ ابن علامہ قطب الدین شیرازی کی شرح نہایت مشہور ہے۔ اور اب چھپ گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ علامہ صدر الدین شیرازی کا حاشیہ بھی ہے۔ کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید شریف جرجانی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بالکل ناپید ہے۔ خود صاحب کشف الظنون کو اسکا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کتابوں کے علاوہ خاص موضوع پر فارسی اور عربی زبان میں بہت سی کتابیں اور رسالے ہین جنکی فہرست یہ ہے۔

اللمحات۔ الواح۔ الواح العماد الہیاکل النوریہ المقاومات۔ الرمز الموحی۔ الرقیم القدسی المبدا والمعاد بالفارسیۃ کتاب التصویف یا کلمۃ التصوف ان الاطعید لبستان القلوب۔ طوارف الانوار کتاب اللصیر۔ کتاب النفحات الالہیۃ السماویۃ لوامع الانوار۔ اعتقاد الحکماء و رسالۃ العشق رسالۃ فی حالۃ الطفولیۃ رسالۃ المعراج روز باجماعۃ صوفیان رسالۃ عقل رسالۃ آواز پر جبرئیل رسالۃ پرتونامہ رسالۃ الطیر۔ رسالۃ لغت موران۔ رسالۃ غریب القربیہ رسالۃ یزدان شناخت رسالۃ صفیر سیمرغ رسالۃ تفسیر آیات من کتاب اللہ وخبر عن رسول اللہ۔ رسالۃ غایۃ المبتدی۔ الرشحات و دعوات الکواکب النفحات مکاتبات الی الملوک والمشائخ۔ کتب فی السیمیا ای للسمر یوم الواح الفارسیۃ مکاتبات فی الحکماء تسبیحات العقول والنفوس والعناصر ادعیۃ متفرقۃ الدعوات الشمسیۃ۔ المعراج المنہاج [...] الواردات الالہیۃ [...] فارسیۃ

شعر وشاعری تصنیفات وتالیفات کے سلسلہ مین شیخ الاشراق کی شاعری خاص لحاظ کے قابل ہے۔ اس زمانے میں ادب اور عربیت چونکہ نصاب تعلیم کا لازمی جزو تھی اس لئے اس دور کے تمام اہل کمال شعر وسخن کا رو کا پھیکا مذاق رکھتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی فلسفہ ومنطق کے دقیق اور فرضی مسائل نے فطرت کے تمام جذبات کو حرف باطل کی طرح مٹا دیا تھا، اس وجہ سے ان بزرگوں کے قالب میں اس شاعرانہ روح کا پتا نہین چلتا، جس کے اثر سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود فلسفیانہ مشاغل کے شیخ الاشراق کے کلام میں شاعری کی تمام خصوصیتین پائی جاتی ہین، چنانچہ علاوہ عام خیالات کے فلسفہ ومنطق کے نہایت دقیق مسائل کو تشبیہات اور استعارے کے سانچے میں اس خوبصورتی سے ڈھالدیتے ہین، کہ فلسفہ ومنطق کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا۔ اور اسی کے ساتھ زبان کی صفائی اور ترکیب کی چستی الفاظ کی شستگی میں بال برابر فرق نہین آنے پاتا۔ اس موقع پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین انکے چند اشعار کا نمونہ پیش کرتے ہین۔

وا حسرتا للعاشقین تحملوا
ان عاشقوں پر افسوس ہے
سوالمحبۃ والہوی فضاح
جو راز محبت چھپانا چاہتے ہین اور عشق انکو رسوا کررہا ہے
بالسر ان باحوا تباح دماءھم
اگر وہ راز فاش کرتے ہین تو ان کا خون مباح سمجھا جاتا ہے
وکذا دماء العاشقین تباح
ہاں ہمیشہ سے عاشقوں کا خون یونہین مباح ہوتا آیا ہے
واذا ھم کتموا تحدث عنہم
بیچارے راز چھپاتے ہین
عند الوشاۃ المدمع الفضاح
تو کمبخت آنسو چغلخوروں سے کہہ آتے ہین

یہ مضمون اگرچہ اسقدر پامال مضمون ہے کہ معمولی شاعر کا کلام بھی اس سے خالی نہین ہوسکتا، لیکن شیخ الاشراق نے جس بلیغ پیرائے میں اس مضمون کو ادا کیا ہے، وہ خاص انہین کا حصہ ہے۔ عام شعرا کو افشاے راز کیلئے خود آنسوؤں کی غمازی کا رونا تھا۔ لیکن شیخ الاشراق نے نئی بات یہ پیدا کی ہے کہ آنسوؤں کو چغلخوروں کا جاسوس قرار دیا ہے۔ اسوجہ سے افشائے راز مین نہایت مبالغہ

پیدا ہوگیا ہے۔

لاننما اجسامھم وقلوبھم
عاشقوں کے جسم اور انکے دل
من ضوءہ المشکوۃ والمصباح
انکے نور سے گویا طاق اور چراغ بن گئے ہین

اس شعر میں یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ معشوق کے جلوہ نمائیوں سے دل کے ساتھ جسم بھی منور ہوجاتا ہے۔ اس لئے ترتیب لف ونشر کو پیش نظر رکھتے جسم کو طاق اور دل کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دیکر اس دعوے کو نہایت خوبی سے ثابت کیا۔ کیونکہ چراغ کی روشنی سے طاق بھی روشن ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ چراغ طاق کے وسط میں رکھا جاتا ہے۔ اس لئے جسم کی طاق اور دل کی چراغ کے ساتھ تشبیہ تشبیہ تام ہے۔

رکبوا علی سفن الوفا فدموعھم
وہ لوگ آنسوؤں کے دریا مین وفا کی کشتیوں پر سوار ہین
بحر وشدۃ شوقھم ملاح
اور ناخداے شوق انکو لئے جارہا ہے۔

اس شعر میں عشاق کی محویت اور خود فراموشی کو نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

بعض وقت فلسفہ ومنطق کے مسائل کو استعارات اور تشبیہات کے ذریعے سے ایسے لطیف پیرائے میں ادا کردیتے ہین۔ کہ فلسفہ ومنطق کا ایک لفظ بھی نہین آتا اور اصل مسئلے کی پوری تصویر دل میں اتر جاتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ الہی کا نہایت دقیق اور معرکۃ الآرا مسئلہ یہ ہے کہ نفس ایک جوہری چیز ہے۔ اس لیے فساد بدن کے بعد بھی اسکا وجود باقی رہتا ہے۔ اس مسئلے کو شیخ الاشراق نے اس اختصار کے ساتھ نظم کیا ہے۔

قل لاصحاب رأونی میتا
ان دوستوں سے کہو
فبکونی اذ رأونی حزنا
جو مجھے مردہ دیکھ دیکھ کر رورہے ہین
لا تظنونی بانی میت
کہ یہ ہرگز خیال کرو کہ مین مردہ ہوں
لیس ذا المیت واللہ انا
خدا کی قسم میں یہ مردہ نہین

اس خیال کو کہ نفس کا اصلی مصداق درحقیقت بدن نہین، بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے۔ اسلئے فناے بدن فناے نفس کو مستلزم نہیں۔ کس برجستگی سے ادا کیا ہے۔

[۱] شرح حکمۃ الاشراق۔
[۲] مشارع اور مطارحات کا ذکر شہرزوری نے تاریخ الحکما میں ان کی خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔

اور اس ذریعے سے شعر ایک استدلالی قالب میں ڈھل گیا ہے۔

انا عصفور و هذا قفصی
میں ایک چڑیا تھا اور جسم میرا قفس تھا
طرت عنه و رهنت رهنا
اس لئے اس سے اڑ گیا کیونکہ بدقسمتی سے آپھنسا تھا

اس تشبیہ کے ذریعے سے نہایت خوبی کیساتھ اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ نفس کا تعلق بعینہ ایسا ہے جس طرح کوئی چڑیا قفس میں پھنس جاتی ہے اور قفس کے ٹوٹنے سے اسکا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور بھی آزاد ہو جاتی ہے۔ اسیطرح فنائے بدن کے بعد جوہر نفس اور بھی کامل اور آزاد ہو جاتا ہے۔ بعض اشعار میں شیخ الاشراق نے اپنی اصلی حالت کی تصویر اس خوبصورتی کے ساتھ کھینچی ہے جس سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تصوف میں انکا کیا پایہ تھا؟ وہ دنیا کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالم قدس کے اتصال کا انکو کس قدر شوق تھا۔ اہل زمانہ ان کے خیالات کے کس قدر مخالف تھے۔

اقول لجارتی والدمع جار
میں اپنے ہمسایہ سے [illegible]
ولی عزم الرحیل من الدیار
[illegible]
ذرینی ان اسیر و[illegible]
مجھ کو چھوڑ جانے دے [illegible]
فان النجم سیرتها السواری
کیونکہ ستاروں میں بھی ستارے پیشرو ہیں جو گردش کرتے ہیں
خیر السائرین الی النجاح
چلنا چلنے والوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے
وحال المترفین الی البوار
اور گھر میں چین سے بیٹھنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں
ذاتی فی الظلام رأیت ضوءا
میں نے اندھیری میں وہ روشنی دیکھی
کان اللیل زین بالنهار
کہ رات میں دن نظر آ گیا
وکیف اکون للدیدان طعما
میں کیڑوں کی غذا کیونکر ہو سکتا ہوں
وفوق الفرقدین رأیت داری
میرا مکان تو ستاروں سے بھی بلند ہے
اارتضی بالاقامة فی فلاة
کیا میں بیابان میں رہنا پسند کرونگا
وربعة العناصر فی جواری
میں جو ہوں کہ اربعہ عناصر میرے ہمسایہ ہیں

الی کم اغرس الحیات بجیبی
میں کب تک سانپوں کو دوست بناؤں
الی کم اجعل التنین جاری
اور کب تک اژدہا کی ہمسائگی اختیار کروں
ولی سر عظیم انکروه
مجھ میں ایک بہت بڑا بھید چھپا ہوا ہے جسکا لوگ انکار کرتے ہیں
یدقون الرؤس علی الجدار
گویا اپنے سروں کو دیوار سے کھوٹتے ہیں

مسمریزم — ان باتوں کے علاوہ شیخ الاشراق کی صوفیانہ زندگی میں بعض ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس زمانے میں نہایت تعجب سے سنی جائینگی۔ یورپ نے مسمریزم کو آج اسقدر ترقی دی ہے کہ عام رائے کے موافق یہ فن ان کی اولیات میں داخل ہو گیا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ یورپ کے دل و دماغ کا نتیجہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ مسمریزم ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو صفائی قلب اور [illegible] اس لئے [illegible] کسی قوم کی خصوصیت نہیں بلکہ جو [illegible] ہوگا۔ اسی [illegible] کیفیت پیدا ہوگی۔ [illegible] تعلیم و ترتیب [illegible] صفائی قلب اور [illegible] ان کے جوہر نفس میں [illegible] پیدا ہو جاتی تھی اور اس ذریعے سے ان پر کائنات کے تمام اسرار منکشف ہو جاتے تھے۔ مسلمانوں کو چونکہ ابتدا ہی سے حکمت اشراقیہ کے ساتھ بے اعتنائی رہی۔ اس لئے عام طور پر مسلمان اس کمال سے محروم رہے۔ صرف مسلمانوں میں شیخ الاشراق ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے عام مذاق سے بیگانہ ہو کر حکمۃ اشراقیہ کی طرف خاص توجہ کی اور اس میں کمال پیدا کر کے تمام طریقے نہایت مستعدی کے ساتھ برتے اس لحاظ سے انمیں یہ کیفیت نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسکے متعلق طبقات الاطباء میں نہایت عجیب و غریب روایتیں مذکور ہیں۔

حکیم ابراہیم بن ابی الفضل کی زبانی منقول ہے۔ کہ ایک دن شیخ الاشراق تلامذہ کے جھرمٹ میں ایک میدان کی طرف تشریف لیجاتے تھے۔ اسوقت میں بھی مشایعت میں تھا۔ راستہ میں اس فن کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ شیخ الاشراق کو اس میں کس قدر دخل ہے۔ شیخ الاشراق اس گفتگو کو چپ چاپ سنتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے فرمایا۔ دمشق کیا اچھی جگہ ہے۔ یہ کہنا تھا۔ کہ دمشق کے در و دیوار درخت نہر مکانات غرضیکہ تمام چیزوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ حالت کچھ خواب و خیال کے مشابہ نہ تھی۔ بلکہ بالکل مشاہدہ معلوم ہوتا تھا۔ انکا یہ بھی بیان ہے۔ کہ اس وقت مجھپر خفیف سی غشی بھی طاری ہو گئی تھی۔ جو مسمریزم کا خلاصہ لازمی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بعض فقہاء کے ہمراہ سفر میں تھے۔ اثنائے راہ میں جب قریہ قابون کے پاس گذر ہوا۔ تو فقہاء نے ایک ترکمانی (قوم کا نام) کے پاس بکریوں کا ایک گلہ دیکھا۔ اور شیخ الاشراق سے ایک سری کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ الاشراق نے دس درہم عنایت کئے۔ اور انہوں نے اپنی خواہش پوری کی۔ لیکن ترکمانی نے غلطی سے جو سری انکو دی تھی وہ قیمت سے سستا [illegible]۔ اس لئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے ان لوگوں سے واپس لینا چاہی۔ اور اس بات پر دیر تک بحث و تکرار ہوئی۔ شیخ الاشراق نے رنگ بدلتے دیکھکر ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور خود اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر تک منت اور لجاجت کی لیکن اخیر میں اسکے بیجا اصرار سے گھبرا کر خود بھی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ترکمانی نے شیخ الاشراق کی یہ چال دیکھکر شور مچایا اور انکا بایاں ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی تمام لوگوں کو یہ نظر آیا۔ کہ انکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا۔ خود ترکمانی اس واقعے سے خوف زدہ ہو کر بھاگا۔ اور شیخ الاشراق اس ہاتھ کو اپنے داہنے میں اٹھا کر احباب کی طرف پلٹے۔ یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ بجز رومال کے ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ تھی۔

انہیں کرشموں کو دیکھکر فقہائے حلب کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں ان باتوں کو کرامت اور معجزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بہرحال واقعہ جو کچھ ہوا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ کشف و ریاضت کی معراج الکمال پر پہنچ گئے تھے۔ لیکن ان شعبدہ بازیوں سے شیخ الاشراق کا اصلی جوہر نہیں کھل سکتا۔ کیونکہ انکا حقیقی کارنامہ جس سے انکی نجز اور انکے کشف و تجلیات کا پتہ چلتا ہے۔ انکا خاص فلسفہ ہے۔ اسلئے ہم اسپر انشاء اللہ ایک مستقل عنوان سے نظر ڈالینگے۔ (الندوہ)

ویل لکل همزة لمزة

ایک مولوی امام مسجد نے ایک دوسرے مولوی کے آگے بمقام چنگا مورخہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ایک ہی مجلس میں میری شکایت کی کہ یہ نہ خود میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو میرے پیچھے نماز پڑھنے دیتا ہے۔ دوسرے مولوی نے پوچھا۔ کہ اس کا کیا باعث ہے میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل حضرت امام الزمان مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے کہ جو احمدی نہیں۔ اسکے پیچھے احمدی نماز نہ پڑھیں اس نے کہا مرزا صاحب کا یہ فتویٰ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر یعنے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انکا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین یعنے خدا تعالیٰ متقیوں ہی سے نماز و صدقہ خیرات قبول کرتا ہے۔ پس جن لوگوں نے خدا کے مسیح موعود کا انکار کیا۔ وہ متقی نہیں اور ایسے لوگوں کی نماز خدا کو منظور نہیں پس جس کی اپنی ہی نماز منظور نہیں۔ اس کے پیچھے ہم کیوں اپنی نمازیں ضایع کریں۔ اور صلوا خلف کل بر و فاجر اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو دعا قنوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخلع و نترک من یفجرک کی تعلیم نہ فرماتے جسکے معنے ہیں اے خداوند ہم کنارہ کش ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیرا فجور کرے یعنے نافرمانی کرے اور بدکار ہو۔ پس جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فاجر کو چھوڑنے اور اس سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ

فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم کس طرح کر سکتے تھے اور ایک مقام قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی ابرار (نیک) بہشت میں جائینگے اور فاجر (بدکار) دوزخ میں جائینگے۔ پس جب تک کوئی شخص فجور کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہ دوزخی ہے اور دوزخی کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی کیا تم ابرار اتقیاء کو فجار کے برابر ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ ... کَالْفُجَّارِ ؎ یعنے کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر ٹھہرائینگے۔

اب خوب سوچ لو کر درحقیقت صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ آنحضرت صلی اللہ کی حدیث ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا نص صریح اور دعا قنوت والی حدیث نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اس کو رد کرتے ہیں ہر دو مولوی متفق ہوکر بولے کہ نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ سے مراد یہ ہے کہ ہم کافر کو چھوڑتے اور اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ فاجر کے معنے کافر کے ہیں

میں نے کہا۔ سوچ کر لو ہر دو نے کہا کہ ہم نے خوب سوچ لیا کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ اور آیت فجورہا و تقوٰہا نکالی اور کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فجور کے معنے کفر کے ہیں میں نے کہا فجور بالمقابل تقوےٰ کے ہے دیکھو۔ اس قرآن میں شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ۔ فجور کے معنے مطلق معصیت کے لکھے ہیں اور کفر بالمقابل اسلام کے ہیں۔

بہرحال ہر دو نے اصرار کیا۔ کہ فاجر کے معنی کافر کے ہیں میں نے کہا اسپر دستخط کر دو۔ کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ اول معترض نے یہ کلمات لکھکر اپنے دستخط کر دیے وہو ہذا فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ دستخط محمد عالم [illegible] دوسرے سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اس پر اپنے دستخط کر دو چنانچہ اس نے یہ عبارت لکھ کر دستخط کر دیئے۔ فقط فاجر کے معنے کافر کے ہیں اور یہی معنے صحیح ہیں دستخط [illegible]

اب میں نے ان سب حاضرین [illegible] کھول کر سنا دیا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا معجزہ ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان علماء کے دلوں پر کیسا پردہ ڈالا ہے۔ ان کو رسوا کیا۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فاجر کے پیچھے نماز [illegible] پوچھا گیا۔ کہ فاجر [illegible] تو کہتے ہیں کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ دیکھو ان کے دستخط موجود ہیں۔ پس جب کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ تو ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم فرما گئے ہیں۔ اب اس موقعہ پر مخالف مولویوں کا فبہت الذی کفر کا حال تھا۔ اگر یہ لوگ مسیح موعود کی نکتہ چینی نہ کرتے تو خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈالکر ان کو رسوا نہ کرتا۔ مسیح موعود کے نکتہ چین عبرت پکڑیں۔

راقم

محمد فضل چنگا گوجرخان۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ براے مہربانی اس مضمون کو جتنی جلدی ممکن ہوسکے۔ شایع فرماکر مشکور کیجئے اگرچہ مضمون لمبا ہے مگر آپ پر امید ہے۔ کہ انشاءاللہ مایوس نہیں کرینگے

میرا قادیان کا سفر

صد الحمد آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔ میری وہ مبارک آرزو جسکو میں اپنے دل میں عرصہ چھ سال سے رکھتی تھی اور بارہا نماز میں جسکے واسطے نہایت عاجزی سے دعائیں مانگتی تھی۔ اگست کی پندرہ تاریخ کو پوری ہوئی تیسری اگست کو میرے والد صاحب بھیرہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سب دارالامان کو جانے والے ہیں۔ تمہیں بھی جلد طیار ہونا چاہئے۔ میں نے اسی وقت سے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر خداوند عزوجل مجھے اس سرزمین میں لے گیا۔ تو میں خداوند تعالیٰ کی یہ نذر دونگی کہ اپنے سفر کا صحیح صحیح حال لکھکر شایع کرا دونگی۔ تاکہ پبلک کو پتہ لگ جاوے کہ مسیح کے گھر میں دینداری کا کیا حال ہے اور جاہل متعصب ملا جو ان کے حق میں گھر بیٹھ کر [illegible] جو کہ انہوں نے لوگوں کے [illegible] کہاں تک درست [illegible] میرے والد صاحب [illegible] [illegible] خوش قسمتی سے حکیم فضل الدین صاحب بھی [illegible] [illegible] جو کہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا کے نسبتو قادیان جانے کو طیار ہو گئے۔ ہم سات تاریخ کو گوالی پہنچے۔ مگر افسوس کہ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ میرے سسرال والے ہمارے ساتھ نہ جا سکے۔ گورالی جاکر تیرہ اگست تاریخ روانگی قرار پائی۔ خدا خدا کرکے مقررہ دن یعنی ۱۳ تاریخ آئی۔ ہم سب شام کے آٹھ بجے کی گاڑی میں کھٹالہ جاکر سوار ہو گئے تقریباً ۱۲ بجے رات کے لاہور پہنچ گئے اور ایسی جگہ ٹھیرے جہاں کافی چارپائیوں کا انتظام نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی واسطے بعض آدمیوں کو ساری رات زمین پر ہی لیٹنا پڑا۔ مگر وہ شوق اور محبت تھی جس نے فرش زمین کو اطلس اور مخمل سے زیادہ نرم اور ملایم کر دیا۔ ۱۴۔ اگست کو لاہور ہی رہے صبح کو حکیم محمد حسین قریشی کے ہاں جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں ٹانگا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو ہمارے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اسمیں سے جھٹ میرے خسر صاحب اتر آئے اور میرے والد صاحب سے مصافحہ کیا۔ غرض میرا سارا خاندان آگیا ہم سب مل ملاکر ۱۵ تاریخ کو دن کے سات بجے کی گاڑی لاہور سے بٹالہ کو روانہ ہوئے اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ایک ایک اسٹیشن کے گذرنے پر پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی جاتی تھی بارہ بجے دن کے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے تین یکہ کرایہ کئے ان میں سوار ہو بیٹھے۔ بٹالہ سے قادیان دو گھنٹہ کا رستہ ہے اس مبارک سفر میں سب لوگ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور ان کی طبیعتوں میں غیر معمولی فرحت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا انہیں روحانی خوشی عطا ہو رہی تھی۔ دن کے دو بجے دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے باغ میں اتر پڑے باغ کے سرسبز پھلوں کے بھرے ہوئے درختوں پر نور الٰہی نظر آتا تھا۔ (اس سے پیشتر میرے والد صاحب نے حضرت اقدس سے باغ والا مکان لکا ہوا تھا) وہاں جاکر پتہ لگا کہ اس مکان میں تو نواب محمد علی خان صاحب فروکش ہیں کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے (شافی مطلق شفا بخشے) کوئی پانچ منٹ کا عرصہ وہاں ٹھیرے کیونکہ سب کے دلوں کو " آتش شوق تیز تر گردد" والا معاملہ پیش آیا ہوا تھا۔ سبھوں نے اجازت طلب کی اجازت کا ملنا تھا۔ کہ چار قدم کا ایک قدم کیا اور وفور خوشی سے بار بار یہی زبان پر آتا تھا۔

"امروز من بینم الٰہی بیداری است یا بخواب" سب کے دل میں یہی خواہش تھی۔ کہ مسیح موعود کی زیارت سے مشرف ہو جاویں مگر میں نے راستہ میں یہ تجویز کی کہ سب کو اکٹھے ہی آشیانہ حلیہ میں داخل ہونا چاہیئے جس وقت ہم اندر گئے۔ امّ المومنین دروازہ پر تشریف رکھتی تھیں جاتے ہی ہم نے سلام علیکم کہا جس کا انہوں نے بڑا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ ان کے چہرہ سے بشاشت اور رعب تدبر برستا تھا۔ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ میں نے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہم نے حضرت صاحب کو پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگلے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم اس کمرے کی طرف گئے جہاں نور کا شعلہ دکھائی دیا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے قادیان میں جاکر کیا دیکھا تجلی الٰہی دیکھا۔ نور خدا دیکھا وہی کچھ جانتے ہیں جنہوں نے اس مظہر نور خدا کی زیارت کی ہو ہم سب نے سلام علیکم کہا حضرت صاحب نے جواب دیا۔ حالانکہ تین بج چکے تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے فرمایا روٹی کھائی ہے۔ میں نے کہا نہیں حضرت ہم نے امرتسر کے اسٹیشن پر کھائی تھی جو سرور ہم لوگوں کو زیارت مبارک سے حاصل ہوا ختہ بیان سے باہر ہے میں نے عرض کیا کہ ہمارے آدمی ملنا چاہتے ہیں انہوں نے ارشاد کیا کہ بلائیے اسی وقت ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ آپ جا کر باہر بیٹھئے میں اسوقت سخت مشغول ہوں۔ میں نے اچھی طرح دھیان کیا۔ تو آپ [illegible] زرد پرچہ دکھائی دیا۔ جس پر [illegible] حروف میں لکھی ہوئی تھی [illegible] اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت پیشگوئی تھی جسکو حضرت بار بار پڑھکر ٹہل رہے تھے جب میرے والد صاحب بمعہ اپنے دوسرے رفقا کے آئے تو انہوں نے ہمیں بھی اطلاع کر دی ہم بھی حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھیں میرے خسر صاحب ایک سخت موذی مرض میں مبتلا تھے۔ جسکے واسطے لاکھوں دوائیں ہزاروں دعائیں کئی گنڈے تعویذ کرائے۔ مگر ذرہ بھی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب نے انکا ذکر حضرت صاحب سے کیا انہوں نے فرمایا۔ کہ خدا سے رو رو کر دعائیں مانگو۔ انشاءاللہ رفع ہو جائیگی آپ کے سرسری موثر تقریر بنا زیر فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ اگر

تم سچے دل سے نمازیں پڑھو تو تم سے کوئی بھی گناہ نہ ہو سکے۔ غرض دل اسوقت موم ہو کر پگھلا جاتا تھا اور وہ باتیں دل پر نقش ہوتی جاتی ہیں۔ واقعی اے مسیح تو نے مردوں کو زندہ کر دیا ہے۔ جب تقریر کر چکے تو ہم نے مکان کی بابت عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب نے آپکا مکان لے لیا ہے آپ انکا لے لو۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے چابیاں منگا لو۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت صاحب کا لباس بھی بتلاؤں۔ جو کہ اسوقت ان کے زیب تن تھا گرم کپڑے کا تنگ سا پاجامہ اور معمولی موٹی ململ کا کرتہ پاؤں میں پورانی جوتی پہنے ہوئے تھے مگر جلالت اور عظمت والا ماتھا خود بخود بتا رہا تھا۔ کہ یہی مسیح موعود ہے۔

۱۵ تاریخ کا آدھا دن ام المومنین کی خدمت میں گذرا اور خوش خلقی اور حلیمی کا مجسم نمونہ مسیح کی بیوی کو پایا۔ شام کو نواب صاحب والے مکان میں گئے۔ جہاں ہر طرح کا سامان رہائش حضرت اقدس نے اپنی طرف سے کروا دیا تھا۔ کھانا لنگر سے آ گیا جسمیں تھوڑی سی دال اور بہت سا گوشت تھا۔ مگر دونوں چیزیں بڑی لطیف پکی ہوئیں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ جو لذت مجھے اس دال گوشت نے دی۔ کبھی ہزارہا کھانوں سے نصیب نہیں ہوئی۔ بخدا وہاں جا کر انسان اپنے وطن مالوف کو فراموش کر دیتا ہے وہاں سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہی نہیں۔

۱۶ تاریخ کو اٹھکر مفتی محمد صاحب کے گھر کا رستہ لیا۔ مفتی صاحب کی فہمیدہ نیک متین بیوی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ انہوں نے بہت کچھ تواضع کی جسکا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں ان کے ہمسایہ میں ہی شیخ یعقوب علی صاحب کا گھر تھا ان کے ہاں جانے کا بھی موقع مل گیا شیخ صاحب کی بیوی بڑے تپاک سے ملی۔ جو کہ بڑی خندہ پیشانی والی نیک عورت ہے۔ حتی المقدور انہوں نے کوئی دقیقہ خاطر تواضع میں اٹھا نہ رکھا۔ کوئی پانچ منٹ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ شیخ صاحب نے ایک اعلیٰ ترین تحفہ مجھ ناچیز کو بھیجا وہ تحفہ کیا تھا۔ سورہ بقر کی تفسیر تھی۔ جسکو میں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور جس کا شکریہ ادا کرنے سے زبان قاصر ہے اور ایک خط بھی تفسیر کے ساتھ تھا جس کا یہی جواب ہے۔ کہ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(باقی آیندہ)

لیکچر لودہانہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ کے سفر نامہ دہلی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ یا بعض حضرات نے نہ بھیجی۔ بہرحال اس ضمن میں لودہانہ کا لیکچر درج ہونا چاہئے تھا چونکہ وہ تفصیل سلسلہ بند ہو گیا۔ لہذا میں مناسب سمجھتا کہ ان تقریروں کو جو وقتاً فوقتاً اس سفر و قیام میں ہوتی رہی ہیں۔ شائع کر دیا جاوے۔ جو لوگ (ان کی تعداد بہت ہی کم ہے) [illegible] یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔ اور دیر کے بعد ان کی اشاعت کا اثر کم ہو جاتا ہے وہ اپنی غلط رائے کی اصلاح کریں حقائق و معارف مستقل اثر رکھا کرتے ہیں۔ ان پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا کرتا۔ راستی ہمیشہ راستی ہے اور اس کی تاثیریں ہمیشہ زندہ ہیں۔ بہرحال اس لیکچر کا اب شایع ہونا اس کی قوت اور تاثیر کو کم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے لئے جوہر قابل کی ضرورت ہے یہ لیکچر ۶ نومبر ۱۹۰۵ء کو صبح کو لودہانہ میں۔ مکانات میاں نہال [illegible] کے متصل ایک کوٹھی میں ہوا۔ حضرت اقدس ابھی دہلی ہی میں تھے۔ کہ جماعت لودہانہ نے نہایت اصرار اور الحاح سے چاہا۔ کہ واپسی پر حضور لودہانہ قیام فرماویں۔ چنانچہ اس سفارت پر مولوی عبدالقادر صاحب لودہانہ سے دہلی پہنچے اور بالآخر حضرت نے منظور کر لیا۔ ۴ نومبر کی صبح کو حضور لودہانہ پہنچے تھے لودہانہ کے سٹیشن پر جسقدر ہجوم مخلوقات کا تھا اسکی تعداد میں نہیں بتا سکتا بجز اسکے کہ ہزاروں انسان ہر طبقہ اور ہر عمر اور ہر مذاق کے موجود تھے۔ جماعت لودہانہ نے حضور اور آپکے خدام کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور ایک بڑی کوٹھی میں آپ کو اتارا گیا۔ جو لب سڑک واقع تھی۔ لوگوں کا ہجوم ہر وقت رہتا اور حضرت اقدس کی زیارت کیلئے آمدورفت کا تانتا لگا ہوا تھا گرد و نواح کے اضلاع سے بہت سے احمدی بھی جمع ہو گئے تھے جماعت لودہانہ نے حتی الوسع نہایت قابلیت سے مہمان نوازی کی۔ مگر آخر لوگوں کی کثرت نے اسے بے بس سا کر دیا تاہم انہوں نے جو کچھ کیا اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر کیا۔ جزاهم الله احسن الجزا۔ میری رائے میں آئندہ اگر کوئی جماعت کسی وقت حضرت اقدس کو اپنے ہاں بلاوے تو اسکا فرض ہے کہ ان امور پر پہلے ہی غور کر لیا کرے بہرحال تسلیم کو تجویز ہوئی۔ کہ کل حضرت اقدس کا ایک لیکچر عام ہو۔ راتوں رات جماعت احمدیہ لودہانہ نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اشتہار چھپوا کر چسپان کر دیا۔ اور علی الصباح تقسیم بھی کر دیا۔ وقت مقررہ پر ہزاروں مرد اس احاطہ میں جمع ہو گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف تھا۔ آخر حضرت اقدس کھڑے ہوئے اور آپ نے مندرجہ ذیل توجہ فرمائی۔ ایڈیٹر

اول میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جسنے مجھے یہ موقع دیا۔ کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کیلئے آؤں میں اسی شہر میں ۱۴ برس کے بعد آیا ہوں۔ اور میں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور تکفیر تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا۔ اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جاویگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاویگا چنانچہ اس غرض کیلئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور بات [illegible] ہماری [illegible] میرے خلاف یہ کی گئی۔ کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتوے کو پھرایا گیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے ابتک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشایخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں۔ اس میں ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہے غرض جو کچھ کسی کی نسبت کہا جا سکتا ہے میری نسبت انہوں نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا۔ کہ یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دیگا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنے کیلئے یہ فتوے کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اسکو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا جسقدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی۔ اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا۔ تو وہ کبھی کا اسکو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا انکو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہیں۔

غور کرو! میرے معاملہ میں کل علماء زادے اور گدی نشین مخالف ہوئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کیلئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمے میں مجھے پھنسانا اور ہر طرح کی کوششیں کیں۔ کہ میں سزا پا جاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کیواسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھ کو سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا۔ تو ایذا اور قتل کی تجویزیں کرتا ہے۔ اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفار مکہ عاجز آ گئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اسی قسم کے حیلے سوچے۔ کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کریں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذا دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رکھتی وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے۔ اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اوس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو۔ کہ میں وہی ہوں۔ جسکو قوم نے رد کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔ تم قیاس کرو۔ کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا۔ . . .

کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء۔ فقرا۔ اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جسنے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے۔ اسنے میری حمایت کی۔ اور میرے مخالفوں کے خلاف انکی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اسنے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اسکے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے ؟ ہرگز نہیں یہہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔ پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا۔ اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا۔ یا خط وکتابت رکھتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق

لاتصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔

رب لاتذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔

یہہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہوگئی اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اسے پڑھا۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے۔ چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کر سکتا اور نہ اسقدر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے اسلئے خود ہی فرمایا

یاتیک من کل فج عمیق

انکے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے۔ اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے۔ اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اسلئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا۔ اور پھر یہہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جانا۔

اب آپ غور کریں کہ کیا یہہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے۔ اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہہ کیونکر اسکی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی۔ اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی

لاتصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور پھر انہیں دنوں میں یہ بھی فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنے وہ وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاوے گا۔ اسی طرح پر فارسی۔ عربی اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں کہ اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چھپ کر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جسکو دوست دشمن سب نے پڑھا۔ گورنمنٹ میں بھی اسکی کاپی بھیجی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑھا۔ اس شہر میں ہی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں۔ پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجھے دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پھر اور پیشگوئی کسکو کہتے ہیں یہہ وہ کتاب ہے جسکا ریویو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے۔ چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اسلئے اکثر قادیان آیا کرتے تھے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان۔ بٹالہ۔ امرتسر اور گرد نواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ اسوقت میں بالکل اکیلا تھا۔ اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا۔ اور اسوقت کی حالت سے عند العقل دور از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اسکے ساتھ ہو جائیں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسوقت کچھ بھی نہ تھا۔ تنہا و بیکس تھا۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مجھے یہ دعا سکھاتا

ہے۔ رب لاتذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔ یہہ دعا اس نے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے ان

لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے۔

ادعونی استجب لکم

دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معنز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے۔ اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے پیرایہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا۔ اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اسوقت آفتاب نکلا ہوا تھا۔ ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اسوقت اکیلا تھا

کون کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیری ساتھ جماعت تھی

مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالےٰ کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کر دی۔

(باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

یہہ اطلاع ایک اشد ضرورت کے موقع پر دیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کچھ مدت سے الگ جمع کیا جاتا ہے جسمیں سے اس سلسلہ کے بعض غریب طلباء کی جو کالجوں میں اور اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں امداد کیجاتی ہے اور جسمیں سے بعض ابن السبیل کے راہ کا خرچ اور غرباء بیکس کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جاتے تھے لیکن فنڈ میں اسوقت روپیہ ختم ہو گیا ہے جس سے ان غریب طلباء اور متذکرہ بالا ضروری اخراجات کے لئے سخت مشکل پڑ گئی ہے جو صرف اسی طرح دور ہو سکتی ہے کہ ہر ایک صاحب ذی ثروت اس کا، کو اہم سمجھ کر اسکی طرف خاص توجہ کرے اور جو زکوٰۃ اوس کے ذمہ ہے وہ امین زکوٰۃ فنڈ کے نام جلد ارسال کر دے۔ کیونکہ دیر سے بہت اخراجات بند پڑے ہیں ان کا تدارک کیا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ہر ایک صاحب ذی ثروت نے کچھ بھی توجہ اسطرف کی تو ان اخراجات کے لئے اتنا کافی سٹاک جمع ہو جائیگا جو کئی مہینوں تک کافی ہوگا

نور الدین امین زکوٰۃ

اطلاع

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگست کے مہینے میں میگزین میں چھپا ہے۔ اسکے متعلق بعض دوست خطوط لکھتے ہیں کہ آیا شیشہ میں لگوانیکے لئے یہ مکتوب الگ مل سکتا ہے یا نہیں۔ ان خطوط کا الگ الگ جواب دینا مشکل ہے۔ اور میگزین کے نکلنے میں دیر ہے۔ اسلئے آپ اپنے اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دیں کہ اس عکس کی چند کاپیاں رسالہ سے بڑھی ہوئی دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ (ار) فی کاپی کے حساب سے ہم دے سکیں گے اگر کوئی دوست لینا چاہتے ہوں تو فی الفور اطلاع دیں۔ اور دیگر یہ کہ بہتر ہو کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر منگوائیں تا محصول وغیرہ کی کفایت ہو۔ آسانی کے لئے اس عکس کی دوسری طرف موجودہ رسم الخط میں مکتوب کی عبارت سطر بسطر دیدی گئی ہے۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

ضروری گذارش

یجور وید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کر لیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کر سکتے ہوں مجھہ سے خط وکتابت کریں۔

خاکسار عبد العزیز۔ (جگدمبا پرشاد ورما)

معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب۔

ضرورت

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلّمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گولیالی تحصیل و ضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلّمہ کو ترجیح دیجاوے گی۔ معلّمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب۔ سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عـ۱۰ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاوے گا۔ اپنے گوہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں ہو

نیاز مند ملک مولابخش مینیجر زنانہ مدرسہ گولیالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی نور احمد ولد غلام غوث قوم شیخ سکنہ شہر جالندھر محلہ راستہ بھگواڑہ دروازہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۸۔ ذی الحج ۱۳۲۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد کارآمد ہووے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمٰن مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو حسب ہدایت حضرت رب العالمین ہوں تاریخ بیعت مجھ عاجز کی ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء ہے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام وکمال پڑھ لیا ہے۔ سن لیا ہے میں اون ہدایات کا جو اوس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں اون تمام ہدایات کا اور ضوابط وقواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد اون تمام ہدایات وضوابط وقواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہیں ایک مکان سکونتی شہر جالندھر بھگواڑہ دروازہ جس میں میرا حصہ چہارم ہے۔ میری حصہ مکان کی قیمت بمشکل یکصد ہوگی۔ اور اراضی چاہی واقعہ شہر جالندھر ہے۔ جو اسوقت عزیزی محمد سعید خلف منشی عزیز الدین صاحب مرحوم ساکن لاہور ٹیکسالی دروازہ کے پاس ... [illegible] ... اگر ... [illegible] ...

میرے مرنیکے بعد اس جائداد میں سے پانچواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنیکے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اوٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائداد کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ اور گرو سے بری ہو جاوے تو وہ کل زیر وصیت سمجھی جاوے گی۔ اور یہ اسکے پانچواں حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ پیدا کروں۔ یا مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑہے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہوچکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز وتکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اور اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے۔ فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالے کر دونگا جسکا اعلان انجمن مذکورہ کی طرف ... [illegible] ... اور اگر ان ... [illegible] ... زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو پھر میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کو متکفل ہوگی۔ اور میری ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ یا قادیان ہی میں نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے مصالح اجازت نہ دیں۔ کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جائے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کراچکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہونگے۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

گواہ شد

شبیر محمد مدرس مدرسہ سید مٹھا میونسپل بورڈ لاہور

العبد

نور احمد ولد غلام غوث شیخ احمدی ساکن جالندھر بھگواڑہ دروازہ۔ حال وارد لاہور ٹکسالی دروازہ۔ مکان شیخ عزیز الدین

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء نور احمد بقلم خود

گواہ شد

منصب علی ولد مراد علی شاہ ساکن پھلور حال وارد لاہور

خاک ڈالے سے چاند نہیں چھپتا

میرے خیال میں ایک صادق مامور من اللہ کی صداقت کا یہ نشان بھی ہے کہ ہر ایک شریر اس سے سخت مخالفت رکھتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی تن بدن میں مرچیں لگ جاتی ہیں۔ غالباً اسی لئے مسیح نے کہا ہے بہتیرے میرے نام سے دشمنی رکھیں گے۔ میں حیران ہوں کہ دنیا میں ہزاروں بدکار، لاکھوں شریر بے دین ہیں مگر ہے کوئی جو اسے عداوت رکھے یا ان کا نام تک لینے کا روادار ہو۔ میرے دوستو! ایسے ایماندار بہت ہی کم ہیں۔ مگر آؤ میں تمہیں اس الٹی دنیا کی سیر کراؤں جہاں ایک **صادق سے** محض اپنے صدق کے سبب عداوت رکھی جاتی ہے ہر طرح سے اُسے ستایا جاتا ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو اسکی خوبیوں پر پردہ ڈالکر عیب شماری کیجاتی ہے مگر پھر بھی جو "امر حق" ہے وہ خود بخود منہ سے نکل ہی جاتا ہے یا کم از کم انہیں اپنی کتابوں میں لکھنا پڑتا ہے۔ دیکھئے انجیل میں صاف طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرج ہے۔ آپ لفظ فارقلیط کے ترجمے میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی روح حق کہتے ہیں کبھی روح قدس کبھی کچھ۔ مگر پھر بھی اس بات سے انصاف کی ساتھ انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نبی کے آنیکا وعدہ ہے ایسا ہی یہ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں اور دلی زبان سے اسنے بھی ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت آچکا۔ مگر اپنی ضد ہے جو انہیں اقرار کرنے نہیں دیتی۔ لیکن یہ کب تک آخر کسی نہ کسی رنگ میں اقرار ہو ہی جاتا ہے "تجلی" میں برنباس کی مشہور انجیل کو غیر معتبر قرار دیکر (اسلئے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی اسمیں صریحاً موجود ہے) مقدس برنباس کے خط کے نام سے ایک انجیل چھپی ہے جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ اعتبار کے قابل ہے۔ اسکے پندرھویں باب میں مندرجہ ذیل عبارت ہے جسکی نسبت میں معزز ناظرین الحکم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے توجہ سے پڑھیں۔

"علاوہ اس کے دس حکموں میں جو (خداوند نے) موسیٰ کو روبرو کوہ سیناپر دیئے سبت کے بارے میں یہ لکھا" "صاف ہاتھوں اور پاک دل سے خداوند کی سبت کی تقدیس کرو" اور پھر وہ دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے "اگر میرے بیٹے سبت کی حفاظت کریں تب میری رحمت ان پر قائم ہوگی" مخالفت کے [illegible] سبت کا ذکر یوں [illegible] آیا ہے "اور خدا نے چھ دن میں [illegible] ہاتھوں کے کام بنائے اور ساتویں دن ختم کئے اور ساتویں دن آرام کیا اور اسے مقدس ٹھہرایا" [illegible] میرے بچو ذرا توجہ کرو [illegible]

اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند ساری چیزیں چھ ہزار سال میں پوری کریگا۔ کیونکہ ایک دن اسکے نزدیک ہزار سال ہے اور وہ خود اسکی تصدیق کرتا ہے یہ کہکر "دیکھو آج کا دن ہزار سالوں کے برابر ہوگا۔ اسلئے اے میرے بچو چھ دن میں یعنی چھ ہزار سالوں میں ساری چیزیں پوری ہونگی" اور اس نے ساتویں دن آرام کیا اس سے یہ مراد ہے جب اسکا بیٹا پھر آن کر شریر انسان کا وقت نیست کریگا اور بے دینوں کی عدالت کریگا"

اب ہم مقدس برنباس کے پیارے بچوں سے پوچھتے ہیں کیوں صاحبان ابھی چھٹا ہزار ختم ہو کر ساتواں ہزار شروع ہوا یا نہیں۔ وہ سبت جسکا مسیح پھر نازل ہونا تھا آیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر آگیا تو کہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سبت کا شہزادہ جاہ و جلال سے قادیان میں نازل ہو چکا مبارک وے جو اسکی آواز سنتے اور اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ذاب کما یذوب الملح	قرآن مجید نے ایک تمثیلی پیرائے میں ہمیں سمجھایا ہے کہ جب کوئی خلیفۃ اللہ زمین

پر مبعوث ہوتا ہے اور روح صدق اسمیں پھونکی جاتی ہے تو ملائکہ اسکی [illegible] بیچ جاتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو سعید لوگوں کے دلوں میں الہام کر کے خلیفۂ حق کے حضور انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ اور بعض جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں۔ دنیا کی سلطنت کا انتظام اس نہج پر لے آتے ہیں کہ سب حالات صادق کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم جب مبعوث ہوکر خلیفۃ اللہ ہوئے تو ہر طرح آپکی اعانت کو روم و ایران کی سلطنتیں [illegible] بادشاہ [illegible] اسلئے پہلے ہی [illegible] اتفاقی [illegible] و انحطاط واقع ہو گیا [illegible] اوران معترض اتفاق [illegible] واہی [illegible] ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور جب اس کے فرض منصبی کسر صلیب (جس سے مراد صرف صلیبی عقائد کی اصلاح ہے نہ کہ ظاہری بادشاہی وغیرہ) کیطرف خیال کرتے ہوئے ساتھ ہی ان واقعات کو دیکھتے ہیں جو خود بخود ارادہ الٰہی سے ہو رہے ہیں تو بے اختیار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی کاروائی ہے۔ دیکھئے مسیح کی الوہیت اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانیکا خیال اب بہت سی یورپی دانشمندوں کے خیال سے جاتا رہا ہے۔ وہ بائبل کو بھی بایں معنے الہامی نہیں سمجھتے کہ اول سے آخر تک جو کچھ اسمیں لکھا ہے ٹھیک ہے بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسانی کلام کیطرح غلطیوں کی آمیزش رکھتی ہے + اب پادریوں کا زور گھٹانے کیلئے ایک اور سبب قدرت کیطرف سے پیدا ہو گیا ہے جسے ہم "ہندوستان" سے انتخاب کر کے لکھتے ہیں۔

۱۸۷۰ء سے پہلے ابتدائی تعلیم کے سرکاری سکول نہ تھے مختلف مذہبی سوسائٹیوں نے اپنے اپنے سکول قائم کئے ہوئے تھے جنہیں سرکار سے گرانٹ ملتا تھا انہیں والنٹری سکول کہتے تھے۔ [illegible] ایک تحریک پیدا ہوئی جس سے بورڈ سکول بھی قائم ہوگئے جنمیں مذہبی پابندی نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص فرقہ عیسائی کی تعلیم دیجاتی۔ ان سکولوں کے قیام سے والنٹری سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے مذہبی جماعت (پادریوں) کو سخت صدمہ ہوا اتنے میں کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت ہوئی جو مذہبی جماعت کی پشت و پناہ بلکہ انہیں کا مجموعہ ہے انہوں نے والنٹری سکولوں کو مقامی محاصل سے بہت سا حصہ دلانا چاہا۔ بہت سے ٹیکس دا کرنیوالے راضی نہ تھے بایں دلیل کہ جو لوگ مذہب کے دہریہ ہیں یا عیسائی ہیں یا لامذہب ہیں یا چرچ آف انگلینڈ کے معتقد نہیں ان سے ایسے سکولوں کی امداد کیلئے محصول لیا جاتا ہے جو ان کی منشا کے خلاف مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہ گئی اور ایک قانون پاس ہو گیا جس سے والنٹری سکولوں کا خرچ مقامی محصولات پر پڑ گیا۔ اس محصول دینے سے لبرل فریق کے کئی ممبروں نے انکار کر دیا اور اس جرم عدم ادائگی محصول میں بعض قید ہوئے اور بعض کا مال و اسباب نیلام ہوا۔ جس سے عام ناراضی پھیلی اور کنسرویٹو فریق کو اس کا خمیازہ عام انتخاب میں اٹھانا پڑا یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل فریق حکمران ہوا اس فریق کے حکمران ہوتے ہوئے وزیر تعلیم نے یہ مسودہ پیش کیا جو ہم لالہ راجپت رائے جی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں (۱) ہر قسم کے والنٹری سکول مذہبی جماعتوں کے قبضہ و دخل سے نکال لئے جائیں اور ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ سکول کی عمارتوں کی قیمت ان مذہبی جماعتوں کو ادا کر دیجائے۔ جنہوں نے وہ عمارتیں تعمیر کی تھیں غرض کل سکول سرکاری ہو جائیں والنٹری سکول بالکل نہ رہیں تمام انتظام مقامی کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ اور کسی مذہبی جماعت کو کسی سکول کے انتظام میں کچھ دخل نہ رہے (۲) عام طور پر ان سکولوں میں مذہبی تعلیم صرف انجیل کی پڑھائی پر محدود ہو اور اس سے بڑھکر کسی قسم کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہو (۳) کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچہ کو کسی سکول میں ضرور ہی اسوقت سے قبل بھیجے جبکہ انجیل کا سبق ختم ہو کر دنیاوی تعلیم شروع ہونیکا وقت ہو گویا کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خاص انجیل کی پڑھائی کیوقت یا اسکے دوران میں اپنے بچہ کو سکول میں بھیجے (۵) دیگر سرکاری سکولوں میں اس قسم کا کوئی موقعہ نہ دیا جائے (۶) استاد و نیز کسی قسم کی مذہبی پابندی نہ ہو اور نہ استادوں کو یہ اجازت ہو کہ وہ کوئی خاص مذہبی تعلیم دے سکیں [illegible] اس مسودے کے دیکھنے سے معزز ناظرین الحکم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پادریوں کو مذہبی خیالات پھیلانے میں کسقدر کمزوری ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس متصرف بالارادہ ہستی کے تصرف سے ہو رہا ہے جس نے کسر صلیب کے لئے مسیح موعود کو نازل کیا۔ مسودہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو رہا ہے اور کچھ ترمیم بھی ہو گئی ہے۔ مگر تاہم اسکی ہی آزادی باقی رہی۔ راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ہماری جماعت میں علمی مذاق	خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے اپنے

رنگ میں قادر ہے مضمون نویسی کا ایک طرز تو وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ۔ مرشد و مطاع امام الحکم العدل علیہ السلام کا ہے یہ نبوی رنگ ہے جس سے اعلیٰ ادنیٰ طبقے کا ہر ایک شخص عالم ہو یا جاہل اپنے اپنے مذاق کے موافق لطف حاصل کرتا ہے جیسے قرآن مجید سے ایک عالم نبیل فاضل جلیل لطف اٹھاتا ہے ایسے ہی ایک امی محض بھی ایک خاص ذوق حاصل کرتا ہے یہی اس کے کلام اللہ ہونیکا نشان ہے۔ ہمارے امام کے کلام میں بھی اسی قسم کا اعجاز ہے۔ آپ حضور کی ایک کتاب لیکر ان پڑھ لوگوں کے مجمع میں پڑھتے جاؤ برابر سمجھتے جائیں گے اور انکی طبائع پر خاص اثر ہوگا۔ مگر ایک عالم فاضل کو بھی مطالعہ سے خاص تاثیر ہوگی۔ دوسرا طرز حکیم الامۃ کا ہے یعنی فلسفیانہ رنگ میں ہر ایک مطلب و مقصود و مشکل مسئلہ کو محض قرآن مجید ہی سے حل کیا جاتا ہے۔ تیسرا طرز احسن المتکلمین اعنی مولانا محمد احسن امروہی (اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل کو دیر تک ہمارے سر و نیز سلامت رکھے) کا ہے۔ آپ علوم الٰہیہ کے ذریعے مخالفین کے اصول مان کر نفر شکن مضامین لکھتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری جماعت ان علوم کی تحصیل میں خاص کوشش کرے۔ اور اسوقت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسا بزرگ ہم میں موجود ہے جسکی کتابیں ناچیز اکمل نقد جان دیکر خریدے تو بھی کہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ یہ طرز اسلئے زیادہ تر قابل قدر ہے کہ ملاں لوگ ابتک علوم الٰہیہ کے ذریعے بحث نہ کیجائے سمجھتے ہیں احمدی سب جاہل ہیں اور وہ اپنے ہی منطقی الجھنوں میں پڑے رہتے ہیں گویا انکی آنکھوں پر منطق و اصول وغیرہ کا پردہ پڑا ہے جسکو ہٹانے کے لئے یہ طرز کارگر ہے۔ میں نے یہ نوٹ صرف اس لئے لکھا ہے کہ احسن المتکلمین کے مضامین کو سرسری نظر سے نہ دیکھا جایا کرے بلکہ انہیں بیش بہا بلکہ انمول موتی تصور کریں جیسا کہ علما خیال کرتے ہیں اگر خود ہی مطالعہ سے سمجھ نہ آئے تو کسی علم والے سے سمجھنے کی کوشش کریں کسی گذشتہ اشاعت میں پیر مہر علیشاہ کے متعلق اعتراض کھودیں ایک رسالہ کا ذکر چھپا تھا مگر وہ تاحال شائع نہیں ہوا [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری
قیمت فی شیشہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئ زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ میرا جیسا ہیچ مدان تک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔
ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو نا حال ایسی غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ پہنچا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھپور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب پالون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اونٹیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب نشتر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اناداچرن سرکار چیرٹیبل ڈسپنسری راؤڑن بنگال
جناب ڈاکٹر الیس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب امین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت سریرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القاہر صاحب وکٹوریہ مڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو مڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیتو فی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چانده
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو سوبہا
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب ہائی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جریان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد تقی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کٹک

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب سلاہر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار تو برگل
جناب حکیم رحیم بخش ہاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر کیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON (زہر) چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ سے کسی کونے سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں ٭

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ...

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

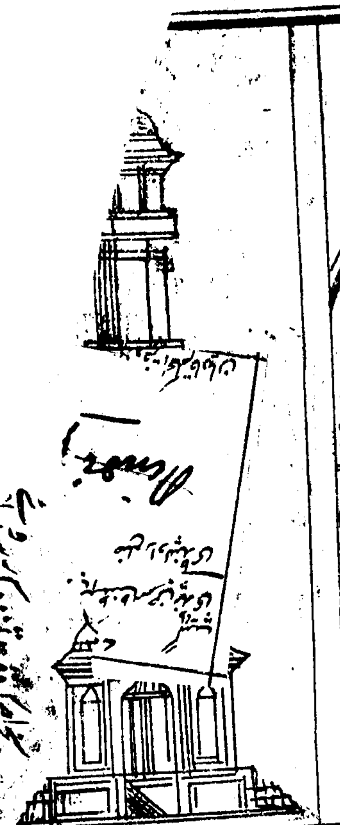
ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عـہ)

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

فہرست مضامین



تازہ الہامات و رؤیا

ناظرین نے ۳۰ اگست ۱۹۰۶ء کا الہام ۔ ۱ ستمبر ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم میں پڑھا ہوگا ۔ اور وہ اس طرح سے تھا ۔ آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے ۔

۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو یہ نشان خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اور اسکے ظاہر ہونے سے پہلے پھر زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق ایک خواب میں خبر دی گئی ۔ جو کہ وقوعہ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اشخاص کے سامنے ذکر فرمائی تھی ۔ اور وہ اس طرح سے ہے ۔ "میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان (مرتد دشمن) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحٰق (زوجہ میر ناصر نواب صاحب) اس کو اپنے گھر میں بلاتی ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا ۔ اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بے عزتی ہے ۔ دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آسکا یعنی خدا نے اس بلا کو ٹال دیا ۔ پھر الہام ہوا ۔ انی احافظ

کل من فی الدار ترجمہ ۔ میں ان سب کی حفاظت کرونگا ۔ جو اس گھر میں ہیں ۔ علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دکھایا گیا ۔ جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا ۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے ۔ جو کہ ٹوٹ گیا ہے یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا ۔ لیکن خواب کے تمام امور معلق ہوتے ہیں دعا سے ... ٹل سکتے ہیں قطعی حکم نہیں ہوتا ۔ ان خوابوں کے بعد حضرت نے میر صاحب کو جو لاہور جانے کو طیار تھے ۔ روک دیا کہ ابھی نہ جاویں ۔ اور ان کو کہدیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اہل و عیال کے متعلق ایک بلا آنے والی ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ بلا سفر میں نازل ہو اور موجب شماتت اعدا ہو جائے اس کے گواہ خود میر صاحب اور گھر کے لوگ ہیں چنانچہ یہ بات سنکر میر صاحب نے مع اہل و عیال لاہور میں جانا ملتوی کر دیا اور جب صبح ہوئی تو پیشگوئی کے مطابق عزیز محمد اسحاق کو سخت بخار ہو گیا اور اس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ طاعون ہے اور ایک نہایت خوفناک امر پیش آ گیا اور گھر میں سب پر دہشت طاری ہوئی اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج تھے مگر بہر دو بن رانوں میں دو

گلٹیوں کے نکلنے سے وہ بھی دہشت زدہ ہو گئے ۔ تب حضرت مسیح موعود نے دعا کرنی شروع کی اور نہایت اضطراب سے توجہ کی تب خدا کے فضل سے اس دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی دو یا تین گھنٹے سے زیادہ نہیں گذرا ہوگا کہ بخار بالکل ٹوٹ گیا اور پھر گلٹیاں بھی گم ہو گئیں ۔ گویا مرض کا نام و نشان نہ تھا ۔ اور تمام آثار طاعون کے جاتے رہے اور اب میاں محمد اسحاق بخیر و عافیت باہر پھرتے ہیں ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

فرمایا ۔ ان دنوں کتاب حقیقۃ الوحی میں نشانات جمع کر رہا ہوں ۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ پچھلے نشانات کے ساتھ کوئی تازہ نشان بھی ہونا چاہئے خدا تعالیٰ نے اس خیال کو بھی جلد پورا کر دیا ۔

فرمایا ۔ عبد الحکیم خان چونکہ ایک دشمن ہے اس واسطے وہ دکھایا گیا دشمن کی خواب میں گھر کے اندر داخل ہو جانیکی تعبیر کسی دکھ اور موت کی ہوتی ہے سو میں نے خواب میں کہا کہ میں اسکو نہیں آنے دونگا یعنی میری دعا نے اس مصیبت کو ٹال دیا ۔

فرمایا ۔ انی احافظ والا الہام جو اس خواب کے ساتھ تھا ظاہر کرتا تھا کہ کوئی واقع طاعون کا ہونیوالا ہے فرمایا ۔ ۴ ستمبر ۱۹۰۶ء والا رؤیا (جو ۱۰ ستمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا تھا) جسمیں دیکھا گیا تھا

کہ ایک چور ہمارے بچوں کو لیکر بھاگ گیا مگر اس کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور بچوں کو واپس لیا ۔ اس رؤیا میں بھی اس واقعہ کی خبر دی گئی ہے کیونکہ طاعون کا حملہ ہماری اس پیشگوئی پر حملہ تھا کہ خدا اس گھر کے رہنے والوں کی حفاظت کریگا اور دعا نے اس حملہ کو دور کیا اور ہماری عزت قائم رہی ۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء وحی الٰہی بوقت فجر ۔

(۱) لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے شیر خدا نے فتح پائی ۔

(۲) رب لا تبق لی من المخزیات ترجمہ اے میرے رب ۔ رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رکھ ۔

(۳) رؤیا ۔ دیکھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ایک کاغذ بھیجا ہے جو پروف کی طرح ہے جو لڑکا لیکر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے حاشیہ پر سطر ہے ذرہ پڑھ لینا اس کاغذ کے دائیں طرف کے حاشیہ پر لکھا ہے

دشمن نہایت اضطراب میں ہے

پیر و دانانه

(اشاعت سے پہلے)

[illegible]ت اور صورت میں اس عظیم الشان پیشگوئی
[illegible] سکتا ہے۔ پھر جبکہ اسی کتاب میں پیشگوئی
[illegible] موجود ہے کہ لوگ خطرناک طور پر مخالفت کرینگے
اس جماعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں
[illegible] گے مگر میں ان سب کو نامراد کر دونگا۔
پھر براہین احمدیہ میں یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ
جب تک پاک پلید میں فرق نہ کر لونگا نہیں چھوڑونگا
ان واقعات کو پیش کر کے ان لوگوں کو مخاطب
نہیں کرتا جن کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں
اور جو گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہی نہیں۔
وہ خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ بلکہ
میں ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ
سے ڈرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ مرنا ہے
اور موت کے دروازے قریب ہو رہے ہیں۔
اسلئے کہ خدا سے ڈرنیوالا ایسا گستاخ نہیں ہو سکتا۔
وہ غور کریں کہ کیا ۲۵ برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرنا
انسانی طاقت اور قیاس کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ پھر
ایسی حالتیں کہ کوئی اسے جانتا بھی نہ ہو اور ساتھ
ہی یہ پیشگوئی بھی ہو کہ لوگ مخالفت کریں گے مگر وہ
نامراد رہیں گے۔ مخالفوں کے نامراد رہنے اور
اپنے بامراد ہو جانے کی پیشگوئی کرنا ایک خارق
عادت امر ہے اگر اس کے ماننے میں کوئی شک ہے تو

پھر نظیر پیش کرو

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت آدم سے لیکر
اسوقت تک کے کسی مفتری کی نظیر دو جس نے
۲۵ برس پیشتر اپنی گمنامی کی حالت میں ایسی پیشگوئیاں
کی ہوں اور وہ یوں روز روشن کی طرح پوری
ہو گئی ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر دے تو
یقیناً یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور کاروبار باطل
ہو جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے کاروبار کو کون باطل
کر سکتا ہے؟ یوں تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول
انکار اور استہزا یہ حرامزادے کا کام ہے۔ کوئی
حلال زادہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔
میں اپنی سچائی کو اسی پر حصر کر سکتا ہوں اگر تم میں
کوئی سلیم دل رکھتا ہو۔ خوب یاد رکھو کہ پیشگوئی
کبھی رد نہیں ہو سکتی جبتک اسکی نظیر پیش نہ کیجاوے
میں پھر کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں موجود
ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید نے لکھا ہے اسی
شہر میں مولوی محمد حسن اور منشی محمد عمر وغیرہ کے
پاس بھی اسکا نسخہ تھا۔ مدینہ [illegible] تک پہنچا

[illegible] اسکے پاس اسکی کاپی بھیجی گئی۔ ہندوؤں۔
مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ برہموؤں نے اسے پڑھا
اور وہ کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ
کتاب ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا
ہو اس سے بیخبر نہیں ہے پھر اس کتاب میں یہ
پیشگوئی لکھی ہوئی موجود ہے کہ ایک دنیا تیرے
ساتھ ہو جائیگی۔ دنیا میں تجھے شہرت دونگا۔ تیرے
مخالفوں کو نامراد رکھونگا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کام
کسی مفتری کا ہو سکتا ہے؟ اگر تم یہی فیصلہ
دیتے ہو کہ ہاں یہ مفتری کا کام ہو سکتا ہے تو پھر اسکی

نظیر پیش کرو

اگر نظیر دکھا دو تو میں تسلیم کر لونگا کہ میں جھوٹا ہوں
مگر کوئی نہیں جو اسکی

نظیر دکھا سکے

اور اگر تم اسکی نظیر نہ پیش کر سکو اور یقیناً نہیں
کر سکو گے تو پھر میں تمہیں یہی کہتا ہوں کہ

خدا سے ڈرو اور تکذیب سے باز آؤ

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نشانات کو بدوں کسی سند کے
رد کرنا دانشمندی نہیں ورنہ اسکا انجام کبھی بابرکت نہ ہوگا؟
میں تو کسی کی تکذیب یا تکفیر کی پروا نہیں کرتا اور نہ
ان حملوں سے ڈرتا ہوں جو مجھ پر کئے جاتے ہیں۔
اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ہی مجھے قبل از وقت بتا دیا
تھا کہ تکذیب اور تکفیر ہوگی اور خطرناک مخالفت یہ
لوگ کریں گے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ کیا مجھ سے
پیشتر راستبازوں اور خدا کے ماموروں کو رد
نہیں کیا گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون اور
فرعونیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فقیہوں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین مکہ نے کیا کیا
حملے نہیں کئے؟ مگر ان حملوں کا انجام کیا ہوا؟ ان
مخالفوں نے ان نشانات کے مقابلہ میں کبھی کوئی
نظیر پیش کی؟ کبھی نہیں۔ نظیر پیش کرنے سے تو ہمیشہ
عاجز رہے ہاں زبانیں چلتی تھیں اسلئے وہ
کذاب کہتے رہے۔ اسیطرح یہاں بھی جب عاجز
آگئے تو اور تو کچھ نہ پیش گئی۔ دجال کہہ دیا کذاب کہہ دیا۔
مگر ان منہ کی پھونکوں سے کیا یہ خدا تعالیٰ کے نور
بجھا دیں گے؟ کبھی نہیں بجھا سکتے۔

والله متم نوره ولو كره المشركون

دوسرے خوارق اور نشانات کو وہ لوگ جو بدظنی
کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ شائد
دست بازی ہو۔ مگر پیشگوئی میں انہیں کوئی عذر
اور باقی نہیں رہتا اس لئے نشانات نبوت میں عظیم الشان
نشان اور معجزہ پیشگوئیوں کو قرار دیا گیا ہے یہ
امر توریت سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید سے بھی۔
پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں اسلئے خدا تعالیٰ کے
ماموروں کو انکی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے۔

لا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا۔
مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول پر ہوتا ہے۔
پھر یہ بھی یاد رہے کہ بعض پیشگوئیاں باریک
اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں اور دقیق امور کی وجہ سے
ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں جو دور بین آنکھ
نہیں رکھتے اور موٹی موٹی باتوں کو صرف سمجھ
سکتے ہیں۔ ایسی ہی پیشگوئیوں پر عموماً تکذیب
ہوتی ہے اور جلد باز اور شتاب کار کہہ اٹھتے
ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ظنوا ... انهم قد كذبوا

ان پیشگوئیوں میں لوگ شبہات پیدا کرتے ہیں۔
مگر فی الحقیقت وہ پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کے
سنن کے ماتحت پوری ہو جاتی ہیں تاہم اگر وہ
سمجھ میں نہ بھی آئیں تو مومن اور خدا ترس انسان
کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ ان پیشگوئیوں پر نظر
کرے جنمیں دقائق نہیں یعنی جو موٹی موٹی
پیشگوئیاں ہیں پھر دیکھے کہ وہ کسقدر تعداد میں
پوری ہو چکی ہیں۔ یونہی منہ سے انکار کر دینا
تقوے کے خلاف ہے دیانت اور خدا ترسی سے
ان پیشگوئیوں کو دیکھنا چاہئے جو پوری ہو چکی
ہیں مگر جلد بازوں کا منہ کون بند کرے؟
اس قسم کے امور مجھے ہی پیش نہیں آئے حضرت
موسیٰ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ پھر اگر یہ امر مجھے
بھی پیش آوے تو تعجب نہیں بلکہ ضرور تھا کہ
ایسا ہوتا کیونکہ سنت اللہ یہی تھی۔
میں کہتا ہوں کہ مومن کے لئے تو ایک شہادت
بھی کافی ہے اسی سے اس کا دل کانپ جاتا ہے
مگر یہاں تو ایک نہیں صدہا نشان موجود ہیں بلکہ
میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسقدر ہیں کہ میں
انہیں گن نہیں سکتا۔
یہ شہادت تھوڑی نہیں کہ دلوں کو فتح کریگی۔
مکذبوں کو موافق بنا لیگا۔
اگر کوئی خدا کا خوف کرے اور دل میں دیانت اور
دور اندیشی سے سوچے تو اسے بے اختیار ہو کر ماننا پڑیگا کہ

یہ خدا کی طرف سے ہیں

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ مخالف جبتک رد نکرے
اور اس کی نظیر پیش نہ کرے

خدا کی حجت غالب ہے

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ میں اسی خدا کا شکر کرتا ہوں
جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شور
اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جسکی جڑ اور ابتدا
اسی شہر سے اٹھی اور پھر دلی تک پہونچی تمام
تمام طوفانوں اور ابتلاؤں میں مجھے صحیح سالم اور

کامیاب نکالا۔ اور مجھے ایسی حالتیں اس
تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور مریدین سالکین
اور کوئی مہینہ نہیں گذرتا جسمیں دو دو ہزار چار چار ہزار
اوقات پانچ پانچ ہزار اس سلسلہ میں داخل ہوتے
ہوں۔
پھر اس خدا نے ایسے وقت میں میری دستگیری
کی کہ جب قوم ہی دشمن ہو گئی۔ جب کسی شخص کی
دشمن اسکی قوم ہی ہو جاوے تو وہ بڑا بیکس
اور بڑا بے دست و پا ہوتا ہے کیونکہ قوم ہی تو
دست و پا اور جوارح ہوتی ہے۔ وہی اسکی مدد
کرتی ہے دوسرے لوگ تو دشمن ہوتے
ہی ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر حملہ کرتا ہے لیکن
جب اپنی قوم ہی دشمن ہو تو بچ جانا اور کامیاب
ہو جانا معمولی بات نہیں بلکہ یہ ایک زبردست
نشان ہے۔
میں نہایت افسوس اور درد دل سے یہ بات
کہتا ہوں کہ قوم نے میری مخالفت میں نہ صرف
جلدی کی بلکہ بہت بیدردی بھی کی صرف ایک
مسئلہ وفات مسیح کا اختلاف تھا جس کو میں
قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ
کے اجماع اور عقلی دلائل اور کتب سابقہ سے ثابت
کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ اور حنفی مذہب کے موافق
نص۔ حدیث۔ قیاس۔ دلائل شرعیہ میرے
ساتھ تھیں مگر ان لوگوں نے قبل اس کے
کہ وہ پورے طور پر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے
دلائل کو سن لیتے اس مسئلہ کی مخالفت میں یہاں
تک غلو کیا کہ مجھے کافر ٹھہرایا گیا [illegible]
کے ساتھ اور بھی جو چاہا کہا اور [illegible]
لگایا۔
دیانت۔ نکوکاری اور تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ
پہلے مجھ سے پوچھ لیتے اگر میں قال اللہ و قال
الرسول سے تجاوز کرتا تو پھر بیشک [illegible]
اور حق تھا کہ وہ مجھے جو چاہتے کہتے دجال
کذاب وغیرہ

لیکن

جب کہ میں ابتدا سے بیان کرتا آیا ہوں کہ میں
قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی سے ذرا ادھر ادھر ہونا بے ایمانی
سمجھتا ہوں میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا
بھی چھوڑیگا وہ جہنمی ہے پھر اس عقیدہ کو
نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب
تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے
اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے
پھر اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض
نہ تھا کہ فلاں بات خارج از اسلام کی ہے
اسکی کیا وجہ ہے یا اس کا میں کیا جواب [illegible]

گر نہیں انکی ذرا بھی پروا نہیں کی سنا اور کافر کہدیا۔ میں نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہوں کیونکہ اوّل تو یہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو یہاں بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں مگر بتاؤ کہ کیا اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟ بجز اس کے کہ امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔ جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں پھر مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اسقدر تشدد کیوں کیا گیا کہ یہ کافر ہیں دجال ہیں انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے۔ ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں اور انکی عورتوں کو بغیر نکاح گھر میں رکھ لینا درست ہے۔ ان کو قتل کر دینا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تب بھی کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیئے۔ اسکو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا؟ کیا میں اور میری جماعت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ نہیں پڑھتی؟ کیا میں نمازیں نہیں پڑھتا یا میرے مرید نہیں پڑھتے کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسیطرح ایمان لاتی ہے جسطرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جسقدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جسقدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا اور کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور ابتک زندہ قائم ہوں۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے میں ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپ کا روضہ موجود ہے۔ ہر سال وہاں

ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جاتے ہیں اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو انکی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لیجاتی ہے مگر تم بڑی خوشی سے کہدیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی۔ مولود خواں بڑے خوش الحانی سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ نیلی پیلی آنکھیں کر لیتے ہو؟ ہمیں بھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سنکر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں بتاتا۔ زندہ یقین کرتے ہو اور اسکی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکلا اور تمہیں غضب آ جاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتک زندہ رہتے تو پھر کچھ نقص نہ تھا کیونکہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ اور آپ نے وہ عملی حالتیں دکھائیں کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی اسکا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اسقدر ضرورت مسیح کے وجود کی ہرگز نہ تھی۔ پھر آپ کا وجود ایسا وجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیگا تو میں اسکا سر جدا کر دونگا اس جوش کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اب آپ غور کریں اور سوچکر بتائیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس سے آپ کا کیا مقصد اور منشا تھا۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ کل صحابہ موجود تھے۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوجہ سے صحابہ کے دل پر سخت صدمہ تھا

اور اسکو بے وقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنیں ایسی حالت اور صورت میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالت میں ہو انکا غصہ فرو نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت انکی تسلی کا موجب ہوتی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مر جاتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے۔ یعنی جب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا اسوقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اسوقت حسان بن ثابت نے ایک مرثیہ لکھا جسمیں انہوں نے کہا

کنت السواد لناظری۔ فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت۔ فعلیک کنت احاذر

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اسلئے حسان نے بھی کہدیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں کسی کی زندگی صحابہ برداشت نہ کرتے تھے۔ اور وہ ان کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اسمیں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں بار بار اس امر پر اسلئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی ہی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جسکا صدمہ صحابہ کو نہ ہوا ہو۔

ایک گاؤں کا نمبردار یا محلہ دار یا گھر کا کوئی عمدہ آدمی مر جاوے تو گھر والوں، محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے پھر وہ نبی جو کل دنیا کے لئے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے

وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین

اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور وہ کمالات دکھائے کہ جنکی نظیر نظر نہیں آتی۔ وہ فوت ہو جاوے اس کے ان جان نثار متبعین پر اثر نہ پڑے جنہوں نے اسکی خاطر جانیں دینے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے وطن چھوڑا خویش واقارب چھوڑے اور اسکے لئے ہر قسم کی تکلیفوں اور مشکلات کو اپنے لئے راحت جان سمجھا ایک ذرا سے فکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جسقدر بھی دکھ اور تکلیف انہیں اس خیال کے

کر۔۔۔ عیسیٰ ۔۔۔ جانتا کہ ا۔۔۔ مولوی کہلاتے ہیں وہ نہیں ۔۔۔ ہے جو حضرت نے تو کوئی امر قابل عجب کے سننے خود ہی کر دے اف اف۔ اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی تو کہدیتا او رفع عیسیٰ العنصر الی السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو بھول گیا تھا جو یاد دلاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر صرف یہی آیت ہوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہیں پھر صحابہ کے لئے تو اور بھی درد اور رقت اسوقت پیدا ہو گئی تھی میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہونچتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موانست ہو۔ اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے مرکر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے اور کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ ہے۔ محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع میں ایسا گم ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے۔ اور سوچ لے کہ میں کسی کی امت ہوں ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ ابتک زندہ ہیں وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ۔۔۔ آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردہ کہا جاوے مگر اسکے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

(باقی آئندہ)

ے ۔۔ ہم
ہات مشکل کام
اندرونی طور پر قوم کو
رت کا کم شدہ راستہ
پھر چلانا ۔ اور دوسرا
۔۔ ما اور کسر صلیب کرنا ہے وہ
۔۔ سکل ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے خاص
معجزہ نما کاموں کے معمولی انسانی کوششوں
سے کبھی یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بیوقوف
مخالف نادانی کے ساتھ مسیح کو آسمان پر بٹھائے
بیٹھے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ اتنے عرصہ
اس نامعقول عقیدہ نے کیا فساد ڈالا ہے
جو آئندہ اس عقیدہ فاسدہ کی پیروی سے
اُن کو کچھ حاصل ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ حکیم اور
علیم اور عمیق اور دقیق باتوں کا واقف کار ہے
اسکی حکمت نے جو راہ اختیار کی ہے اُسی پر
چلنے سے اسلام کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

یسوع تو خود داغی ہو چکا کہ ان کی تمام اُمت مشرک ہو گئی ہے۔ اب انکی مدد میں اسلام کیواسطے کوئی فائدہ کی صورت نہیں بن سکتی

اسلام کیواسطے بیرونی اور اندرونی فساد اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ظاہری عقل کے مطابق تو اب یاس اور نومیدی کے سوائے اور کچھ باقی نہیں ہے دین کی اشاعت کے سہے جو سامان اور طاقتیں عیسائیوں کے پاس ہیں کہ ایک ایک کتاب کو کئی کئی لاکھ چھاپتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں وہ بات مسلمانوں کو کہاں حاصل ہے۔ یہاں تو ایک چھوٹا سا رسالہ چھاپنا ہو تو اس کے واسطے بھی سامان بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ غرض ظاہری دولت اور طاقت اور سعی کے ذریعہ سے ہم فتح نہیں پا سکتے بلکہ ہمارا ہتھیار ہے صرف دعا اور توجہ الی اللہ۔ یہ ہماری مہم صرف دعا کے عظیم الشان ذریعہ سے سر ہو گی ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی ہے اعتراض کرتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیوں ایسا نہیں کرتے کہ شہر بشہر گشت کریں۔ یہ اسکی غلطی ہے۔ اگر میں جانتا کہ گلو میں پھرنے سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو میں ضرور ہی ایسا کرتا۔ حدیث شریف میں دجال کے متعلق آیا ہے۔ کہ لا یدان

لاحد لقتالہا۔ اُن کے ساتھ جنگ کرنے کے ہاتھ کسی کے پاس نہ ہوں گے زمینی اسباب کے ساتھ ہم اس دجال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زمینی اسباب خود اُس کے پاس بہت ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اعلےٰ ہتھیار ہونا چاہئے۔ جو اس کے پاس نہ ہو تب تو ہم فتح پا سکتے ہیں۔ آجکل مخلوق پر دنیا کی محبت حد سے زیادہ غالب ہے۔ اُس کو ہم نکالنا چاہتے ہیں اور اُسی کو نکالنا سب سے زیادہ مشکل کام ہے لکھا ہے کہ سب سے آخر جو چیز نفس سے نکلتی ہے وہ دنیا کی محبت ہی بجز ایک آسمانی طاقت کے ہمارے واسطے کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو سورہ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی کہ اے خدا تو ہمیں مغضوب علیہم میں سے بنا تیو اور نہ ضالین میں سے۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ ان ہر دو کا مرجع حضرت عیسےٰ ہی ہیں مغضوب علیہ وہ قوم ہے جس نے حضرت کے ساتھ عداوت کرنے اور انکو طرح طرح سے دکھ دینے میں غلو کیا اور ضالین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ محبت کرنے میں غلو کیا اور خدائی صفات اُن کو دیدیئے۔ صرف ان دو ذلیل حالت سے بچنے کے واسطے ہم کو دعا سکھائی گئی ہے اگر دجال ان کے علاوہ کوئی اور ہوتا۔ تو یہ دعا اسطرح ہوتی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس زمانہ کے ہر دو قسم کے شر سے آگاہ کرنے کیواسطے مسلمانوں کو پہلے سے خبردار کرتی ہے۔ یہ عیسائیوں کے مشن ہی ہیں جو کہ اس زمانہ میں ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ کہ اسلام کو سطح دنیا سے نابود کر دیں اسلام کیواسطے سخت مضر ہو رہے ہیں اور باوجود ایسے سخت صدمات کے دیکھنے کے پھر خیالی اور وہمی باتوں کے پیچھے پڑنا اور دجال کو کسی اور جگہ تلاش کرنا غلطی میں داخل ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک ایسا خطرناک دجال موجود ہے کہ اسکی نظیر پہلی اُمتوں میں موجود نہیں۔ کوئی انسانی طاقت اور ہاتھ اس کو زیر نہیں کر سکتا۔ ہاں خدا کے ہاتھوں سے یہ کام ہو گا یہ کام جو ہمارے درپیش ہے۔ اور جس کا ہم نے دعوےٰ کیا ہے کہ ہم کسر صلیب کے واسطے آئے ہیں یہ ہمارے واسطے کوئی تھوڑا سا غم نہیں کیونکہ ہمارا اصل کام پورا نہ ہو تو پھر معجزات اور کرامات بھی کچھ شے نہیں ایک طبیب اگر بیمار کا علاج نہیں کر سکتا اور بازی گری بھی لگا لیتا ہے۔ تو یہ امر اسکی لیاقت کو وہ کچھ مفید نہیں ہو سکتا

پس ہم کو بڑا غم جو دامنگیر ہے۔ وہ یہی ہے کہ کسر صلیب کا کام پورا ہو جائے۔ دوسرا پہلو غم کا اندرونی قوم کے متعلق ہے جو بد ہی بات کو الٹا سمجھتے ہیں اور دوست کو دشمن خیال کرتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہماری دشمنی کی خاطر آنحضرت کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور جو بات آنحضرت کے حق میں تائیدی نبوت ہو وہ اگر ہم میں پایا جائے تو اس ثبوت سے بھی انکار کر جاتے ہیں مثلاً قرآن شریف کی یہ آیت کہ اگر رسول خدا تعالیٰ پر اپنی طرف سے کوئی بات بناتا تو فوراً ہلاک کیا جاتا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک بڑی دلیل ہے کہ دعوےٰ نبوت کے ساتھ آپ ۲۳ سال تک کامیاب ہی ہوتے چلے آئے بہت سے اکابر نے اس دلیل کو کفار کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر اب چونکہ یہ دلیل ہمارے سلسلہ کی بھی تائید کرتی ہے اسواسطے اُس سے قطعاً انکار کر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی دلیل ہی نہیں مفتری بڑی مہلت پا سکتا ہے بعض کہتے ہیں یہ دلیل تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے۔ دوسرے انبیاء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نادان نہیں جانتے کہ کیا دلیل بھی خاص اور مخصوص ہوا کرتی ہے۔ جو دلیل خاص ہے وہ تو بجائے خود ایک دعوےٰ ہے نہ کہ دلیل۔ ایسی ہی غلطی عیسائی لوگ کیا کرتے ہیں کہ جب کوئی بات یسوع کے متعلق پیش کیجاتی ہے کہ اُس نے فلاں کام کیوں کیا تو کہدیتے ہیں کہ وہ تو خدا تھا اور اس کے واسطے جائز تھا جو چاہتا کرتا۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ دعوی خدائی تو بجائے خود ایک دعویٰ ہے نہ کہ دلیل۔ دعوے بطور دلیل کے کسطرح پیش ہو سکتا ہے۔ سو جھوٹے دعوے والا کبھی سرسبز نہیں ہوا۔ کبھی کسی کاذب کو اتنی مہلت نہیں ملی۔ جتنی کہ آنحضرت کو ملی۔ افسوس آتا ہے کہ ہماری عداوت کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی دشمنی کیجاتی ہے۔ جو تبدیلی ہم اسوقت قوم کے درمیان چاہتے ہیں وہ کسی آسمانی طاقت کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے ورنہ زمینی لوگوں کی اختیار میں نہیں کہ وہ عظیم الشان کام کر دکھائیں ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالےٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگی جسقدر عظیم الشان فتوحات ہوئے کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت کی دعاؤں کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا۔ کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ ہمیں قوم کو چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے تقویٰ اور طہارت کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ تب ہی کچھ بن سکیگا۔ (ب د ر)

قابل قدر فیاضی

مسنی پور کی جماعت نے دس روپیہ کا منی آرڈر مجھے بھیجا ہے اور اسے ابنے خادم ہیمبرز ایڈیٹر کی ذات خاص کے مصارف کے لئے مخصوص کیا ہے میں مسنی پور کی جماعت کے حسن ارادت اور محبت کا شکرگزار ہوں جو وہ اپنے خادم سے رکھتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر بھی ہمارے سید و مولا امام کی سچائی کی دلیل ہے کہ اس نے ایک قوم کے اندر کسطرح پر احسان شناسی کا مادہ پیدا کر دیا۔ ہر چند یہ دس روپیہ کی رقم میری اپنی ذات کے لئے بھیجی گئی ہے مگر میں نے اس کو زیادہ کارآمد اور مفید بنانا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے دس نادار اور کم وسعت والے احباب کے نام اخبار جاری کیا جائے جو ادنےٰ شرح ع۱ پر بھی نہیں خرید سکتے ہیں وہ عص بھیجکر الحکم اپنے نام جاری کرالیں مجھے دس پرچے اگر کئی دس روپیہ کی کمی یہ رقم پوری کر دیگی اور اسطرح پر یہ دس روپیہ قریباً ایک سو آدمیوں کی روحانی دعوت اور تربیت کا سامان بہم پہونچا سکیں گے۔ اور فرستندگان کے مقصد کو بہتر بن طریق پر ادا کریں گے جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔ اگر ذی ہمت اصحاب اپنے نادار بھائیوں کے لئے علمی خیرات کا سلسلہ اسی رنگ میں بہم پہونچائیں تو کیا خوب ہو۔ میں نے ایک مرتبہ ایک ہزار الحکم مفت شائع کرنے کی تجویز پیش کی تھی اسمیں صرف چار پرچے جاری ہوئے۔ وقت ہے کہ اسپر توجہ کیجائے۔

متفرق مضامین

غزل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

چہ راحتے است بگویش اگر چہ جون باد است

[illegible]

دوائے عشق نخواہم کہ آن ہلاکت ما است

[illegible] ہمیں رنج دردو داز است

[illegible]

نے رنجم گر اکنوں سر بہ پیچند
کہ ترک رسم وره کارے است دشوار
فلک را ایں کہ در مہ سیہ شد
زمین طاعون برآرد بہر انذار

نوٹ - یہ نظم پہلے کبھی شایع نہیں ہوئی۔

مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی تحریر

میں خوش کیوں ہوں

میرے دل میں تین خوشیاں ہیں جو میرے لیے دنیا اور آخرت میں بس ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ میں نے اس سچے خدا کو پا لیا ہے۔ جو درحقیقت خدا ہے جس کی طرف سجدہ کرتے ہوئے ہر ایک ذرہ ایسا ہی جھکتا ہے جیسا کہ ایک عارف جھکتا ہے (۲) دوسری یہ کہ اس کی رضامندی میں نے اپنے شامل حال دیکھی ہے اور اسکی رحمت سے بھری ہوئی محبت کا میں نے مشاہدہ کیا ہے (۳) تیسرے یہ کہ میں نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور ایسا کامل رحیم ہے۔ کہ ایک رحم اسکا تو عام ہے۔ اور ایک خاص رحم اسکا ان لوگوں سے رکھتا ہے جو اس میں کھوئے جاتے ہیں اور وہ نذیر ہے جسکی [illegible] کو راحت کے ساتھ [illegible] چاہیئے۔ [illegible]

[illegible]

کہ مشرقی روس میں عیسائی پادریوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان جاہل کنندۂ تراش دین و مذہب سے بیگانہ اور صفات انسانی سے ناواقف ہیں۔ اُنکو با سانی عیسائی بنایا جا سکیگا عیسائیت کی دعوت شروع کی۔ اور خیال خود مسلمانوں کے عیسائی بنانے میں پورا جہد و جہد کیا لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ وہی مسلمان جنکو وہ اہل اور ظالم سے [illegible] مسیح کی بھیڑوں میں شامل [illegible] اور [illegible]

[illegible]

کیا [illegible] اور [illegible]

[illegible] آگئے ہیں۔ اس لیے [illegible] ہم [illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

روس [illegible]

بھلا کیونکر ممکن ہے کہ جو خدائی واحد کے ماننے والے ہوں۔ وہ تثلیث کے قائل ہو جائیں۔ اور کہنے لگ جائیں کہ تین ایک ہے۔ اور ایک تین۔ مسلمانوں کا عقیدۂ توحید ہی پادریوں کے مونہہ توڑنے کے لیے کافی ہے۔ چہ جائیکہ مشرقی روس کے مسلمان علم و مذہب سے ایسے بیخبر بھی نہ تھے۔ جیسا کہ پادریوں نے سمجھا تھا۔ انہیں عالم دین۔ [illegible] مذہب [illegible] جب پادریوں نے وہاں جا کر اپنی دوکان کھولی۔ اور مونہہ بھاڑ بھاڑ کر یسوع مسیح یسوع مسیح پکارنے لگے۔ اگرچہ کوئی مسلمان اُنکے دام تزویر میں نہ پھنسا۔ تاہم مسلمانوں کو غیرت آگئی۔ اور انہوں نے بھی مقابلہ میں توحید و اسلام کی منادی شروع کر دی۔ جب پادریوں نے دیکھا کہ یہاں تو [illegible] مشکل ہے۔ [illegible] باندھ کر [illegible] آگئے [illegible] لیکن چونکہ سودائے خام عیسائیت [illegible] اور چاہتے ہیں کہ اگر حجت سے نہ [illegible] تو [illegible] حکومت کے ہی اثر سے اپنا کام نکالیں۔ اور روس کو اسلامی آبادی سے خالی کر کے خالص عیسائیت کا مخزن بنا دیں۔ اس لیے بارگاہ قیصری میں جا کر جانشین مسیح کو پکارا۔ اور دہائی دی۔ کہ اگر ان مسلمانوں کو بزور تعلیم و مذہبی پابندی سے نہ روکا گیا۔ تو پھر ایک دن عیسائیت کی بساط الٹ دیں گے۔ قیصر کے حواس باختہ تو ہو ہی رہے ہیں۔ دم کے دم میں [illegible] حکم بھیجدیا۔ کہ مسلمان عیسائیوں [illegible] معارف و حقائق نہ بیان کریں [illegible] زیادہ [illegible] کہیں اندر اسلام اپنا دام [illegible] دعوت اسلام اور [illegible] اسلام کی منادی [illegible] پادریوں کے مقابلہ پر شروع کی تھی

اور وہ اب وہاں ٹھہرتے نہیں۔ اس لیے اس حکم سے چنداں مسلمانوں کا نقصان نہیں ہوا لیکن اس خیال سے کہ کہیں پادری پھر ادھر کا رُخ نہ کریں۔ اور مسلمان بے دست و پا ہونیکی وجہ سے برسر مقابلہ اٹھ سکیں۔ تعمیم تعلیم پر توجہ مبذول کر دی ہے۔ تا آئندہ پادریوں کی چالوں سے محفوظ تو رہ سکیں۔ اور مذہب سے بے خبر ہونا ضعف اعتقاد کا سبب نہ ہو۔ (وطن)

[illegible]

[illegible] مقامی حکام کو [illegible]

[illegible]

نتیجہ [illegible] منشور [illegible]

توجہ اور غور سے پڑھا اور پبلک کی [illegible]

[illegible]

وہ سوال یہاں تک زیر بحث آیا کہ قادیان کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور تک پہنچائی گئی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی سالوں سے وہ مثل گوشۂ گمنامی میں پڑی ہوئی ہے محض اس لیے کہ جب تک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان نہ آئے اس پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ قادیان کے باشندوں کی خوش قسمتی سے شاید امسال سرمامیں اپنے صاحب ضلع کی خدمت میں زبانی عرض کرنیکا موقع پائیں بہتر ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تحصیلدار صاحب کی باضابطہ رپورٹ پر قادیان کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز مکمل کر دیں۔ قادیان کی حالت دن بدن رو بہ ترقی ہے یہاں ایک ہائی سکول ہے اور ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کا پرائمری سکول ہے۔ اسکے علاوہ آدمیوں کی آمد و رفت کثرت سے ہے اس لیے ضرورت ہے کہ یہاں کی صفائی کی طرف خصوصیت سے توجہ کی جاوے جب تک کوئی باقاعدہ کارروائی نہیں ہو گی ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کا فرض ہے کہ وہ یہاں کی صفائی کے لیے خاص تجاویز عمل میں لاوے۔ اور اس سڑک کا خصوصیت سے انتظام کیا جاوے جو قادیان اور بٹالہ کے درمیان جاری ہے اس سڑک پر یکوں کی کثرت سے آمد و رفت ہے اسکا پختہ کیا جانا از بس ضروری ہے۔ یہانتک کہ ڈاک بھی بٹالہ اور قادیان کے درمیان یکہ پر [illegible] ہے اور ضلع گورداسپور میں شکر گڈھ لائن کے سوا دوسری یکہ لائن بجز قادیان کے اور کوئی نہیں ہے اس سے قادیان کی اہمیت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ بہرحال اس سڑک کو ضرور پختہ کیا جاوے اور اسکے کنارے سایہ دار درخت لگائے جاویں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اپنے فرض کو منصب سمجھیں گے اور ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ نے ایک خاص اور کثیر رقم ڈسٹرکٹ بورڈوں کو سڑکوں کی درستی کے لیے عطا فرمائی ہے۔ گورداسپور کا ڈسٹرکٹ بورڈ اس سڑک کی اہمیت کو فراموش نہ کریگا۔ اور اگر اسے زیادہ ضرورت ہے تو وہ تحصیلدار صاحب بٹالہ سے تصدیق کر سکتے ہیں کہ کسقدر کثرت سے آمد و رفت ہے۔ [illegible] ایدہ اللہ العزیز اس [illegible] اسوقت تک [illegible] ہوئے [illegible] ڈسٹرکٹ بورڈ کا فیض [illegible] اور [illegible] کے ذمہ دار ممبر اس سوال پر بہت [illegible] فرمادیں گے۔

تازہ الہامات

[illegible]

اجیبت دعوتک۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ بارک اللہ فی الہامک و وحیک و رؤیاک۔ کتبت لک رحمۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ نزید فی رحمتک و صدقک و وفاءک۔ ای نزید برکاتہم کل مکذب۔ یا ایھا العزیز مسنا و اھلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین۔ ما انا الا کالقرآن۔ وسیظہر علی یدی ما ظہر من الفرقان۔

اور خواب میں دیکھا کہ "میں ایک فراخ اور خوبصورت اور چمکدار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جا رہا ہوں اور وہ میرے پیروں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں۔ اور یہ بھی الہام ہوا۔ خدا اُس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا (نہ معلوم کس کے حق میں ہے) اور دیکھا کہ ایک بھونچال آیا کچھ دہشتناک معلوم ہوا اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آگئے اور مبارک میرے ساتھ تھا اور خفیف خفیف بارش کے قطرے نشانہ برس رہے تھے۔ ۱۷- ستمبر ۱۹۰۶ء بروز دوشنبہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو نیا ڈیلیا | ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے متعلق لاہور کے دہریہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا ہے جو اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین اسے ضرور پڑھیں دہریہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار ہے اسلئے اس نے ایک موقع پر اس کے الہام پر اعتراض کیا ہے اسوقت میں اس اعتراض [illegible] کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے کہ وہ [illegible] پبلک کو اپنا لیڈر اور رہنما سمجھتا ہے [illegible] وقت میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی [illegible] الہام کا مدعی تھا۔ اور اسوقت اس نے [illegible] کو خوب حل کر لیا ہوگا تاہم ڈاکٹر صاحب کے متعلق اسکی رائے قابل غور ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے [illegible] غلام احمد صاحب کا ایک باغی شاگرد۔ ہمارے پاس قادیان سے ایک اشتہار بغرض اشاعت آیا ہے کہ [illegible] مرزا صاحب نے اپنے ایک باغی شاگرد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں [illegible] ذکر کر کے۔ اور اس نے جو تیز الزامات لگائے ہیں [illegible] استعارہ وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خدا کی طرف سے مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس شخص کو جلد ہی اس نالائق حرکت کے لئے خوار ہونا پڑیگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد مذکور نے بھی مرزا صاحب کی نسبت ایک اسی قسم کا الہام شائع کیا ہے لیکن ہمیں اس الہامی مقابلہ سے تو کچھ غرض نہیں ہے کیونکہ [illegible] کوئی شئے ہے۔ اور اگر لوگوں کی رہبری کیلئے کچھ بتانا مقصود ہے تو اسکی ہمیں بنیادی منشا بتا نہیں کیوں [illegible] عام ہونی چاہئے۔ لیکن ہمیں اس بات سے ضرور تعجب ہے کہ جب ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا بیان ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے قریباً بیس سال تک شاگرد رہے۔ اور اس عرصہ میں ہمیشہ وہ انہیں نیک اور پارسا آدمی تصور کرتے رہے تو اب انکا یہ بیان کسطرح صداقت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے لائق ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب موصوف نہ صرف اب خراب آدمی بن گئے ہیں۔ بلکہ قریباً اس سارے عرصہ میں بھی وہ ایک دھوکہ باز شخص رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کا یہ بیان ظاہر نہیں کرتا کہ یا تو اس کے اخلاقی حواس اسقدر کمزور ہیں۔ کہ وہ اتنے عرصہ میں مرزا صاحب سے بخوبی واقفیت رکھکر بھی جان نہ سکا کہ آیا وہ راستباز اور دیانتدار [illegible] ہیں یا اس کے برخلاف [illegible] اب ایسے شخص کی بات کا کیوں اعتبار کرنا چاہیے [illegible] دوسرے اگر وہ پہلے بھی انہیں خراب آدمی جانتا تھا۔ مگر پھر بھی سالہا سال تک انکا ساتھ دیتا رہا۔ اور اب کسی [illegible] حالات بتانے کیلئے ظاہر [illegible] تب بھی وہ خود [illegible] دیانتدار [illegible] نہیں ہوتا۔ یہ تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ [illegible] کسی نئی کارروائی یا بات کو اسکا کوئی [illegible] ناپسند کرے اس سے [illegible] کر جائے۔ لیکن جو [illegible] شاگرد یہ بتانے آتا ہے کہ [illegible]

کسطرح کسلیے اقرار کرے کہ میں بھی ویسا ہی مکار اور دھوکہ باز تھا۔ اور اس نے اسکا ساتھ دیتا رہا مگر [illegible] یا [illegible] ہو گیا ہوں اور اسلئے اسکی دھوکہ بازی کو ظاہر کرتا ہوں۔ تب تک اپنی نسبت اس قابل ظاہر نہیں کرتا کہ اسے کچھ توجہ دینے کے لائق بھی تصور کیا جاوے گو تب بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا جس شخص نے برس تک بقول خود دھوکہ باز کا ساتھ دیا ہے۔ وہ اب بھی کیونکر راستباز بن گیا ہے۔

شیطانی الہام ہونے لگے

۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء کے الحکم میں ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے الہام انک لمن المرسلین پر ایک تنقیدی نوٹ لکھا تھا۔ جسکا جواب ڈاکٹر مذکور نے روزگار میں چھپوایا ہے اور اس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"کیا ہی سچ ہے کہ دجال کانا ہوگا خدا کا نابینا بھیانک ہی اور دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے"

یہ تمہید ہے اس جواب کی جو میرے اعتراض کا دیا گیا ہے اور یہ لکھی ہے اس شخص نے جو کہتا ہے مجھے الہام ہوا انک لمن المرسلین یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلق کا نمونہ دکھانا چاہتا ہے یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خدام پر فحش گوئی کا الزام لگاتا ہے۔ یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو قرآن کریم کی عملی روح مسلمانوں میں پھونکنے کا مدعی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلا سے کوئی ادا انکی بدنما ہو جائے
کسیطرح سے تو مٹ جائے حوصلہ دل کا

ڈاکٹر صاحب! میں نہایت ادب سے بعوض عطائے تو بلقائے تو آپ ہی کا ہمزبان ہو کر کہتا ہوں

"کیا ہی سچ ہے دجال کانا ہوگا خدا کا نابینا بھیانک [illegible] دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے"

غور سے ملاحظہ فرمایئے یہ کس کے حالات کا آئینہ ہے یہ تو آپ تسلیم کریں گے کہ یہ صفات شیطان کی ہیں۔ ویسا آپ [illegible] غور کریں کہ آپ نے اسی جواب میں صاف تسلیم کر لیا ہے کہ

"میرا یہ ہرگز خیال نہیں کہ میں نبی یا رسول ہوں یا میرے خواب و الہام نفسانی اور شیطانی آمیزشوں سے پاک ہیں۔
اگر میرے کسی خواب یا الہام یا اپنے الفاظ سے [illegible] قرآن یا حدیث کا اشتباہ ہو تو ہر مسلمان کا حق ہے کہ اسکی مناسب تاویل کرے اور اگر اصل [illegible] تو اسکو [illegible] شیطانی سمجھے"

جبکہ آپ اپنے الہامات اور خوابات کو شیطانی آمیزش سے پاک قرار نہیں دیتے۔ تو کیا آپ ہی کے الفاظ آپ پر چسپاں ہیں یا نہیں کہ

"کچھ عرصہ کے لئے شیطان آپ پر مسلط ہو گیا ہے کیونکہ ہر الہام جو قرآن کے خلاف ہو شیطانی ہے اور قرآنی ارشاد ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین"

اس صورت میں وہ تمام گالیاں جو ہمیں دی ہیں انکے بجائے حقدار اور موضوع صحیح آپ ہوئے یا کوئی اور۔ میں آپ کی گالیوں کا جواب دینا نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ پکی اور صحیح بات ہے اگر کتا کسی کو کاٹے تو کوئی سلیم الفطرت انسان کتے کو دانت نہیں ماریگا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ آپ نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کو **شیطانی الہام** بھی ہوتے ہیں۔ اب پبلک خود اندازہ کریگی کہ جن الہامات کی بنا پر آپ نے خدا کے برگزیدہ رسول کا خلاف کیا ہے ان پر خود آپ کو کامل یقین نہیں چہ جائیکہ وہ اوروں کے لئے حجت ہو۔ یہ ہے وہ ترقی جو آپ نے صادق کی مخالفت کیوجہ سے حاصل کی کہ **شیطانی الہام ہونے لگے**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دیدۂ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں

ڈوئی کا انجام بد | ڈاکٹر ڈوئی کا نام الحکم کے ناظرین کو ابھی تک بھولا نہیں وہ اس یوم الفرقان کے منتظر ہیں جبکہ صادق کی صداقت اور کاذب کا کذب ظاہر ہو کر دنیا میں ایک نئی تحریک پیدا کریگا ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کے بعد ڈوئی جن زبون حالتوں سے گذر رہا ہے وہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیجاتی رہی ہیں لیکن سب سے آخری مرحلہ پر ڈوئی پہنچ گیا ہے جو ان خبروں سے (جو حال میں امریکہ کے اخباروں کے ذریعہ پہونچی ہیں) معلوم ہو جائیگا چنانچہ تازہ ڈاک امریکہ میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی کا مقدمہ والی واہ کیساتھ ہنوز چل رہا ہے۔ ڈوئی کے مرتد مریدنے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈوئی مجنون ہے مگر وہ جنون ایک خاص امر میں ہے جسکو انگریزی میں مانومینیا کہتے ہیں۔ ایک مشہور ڈاکٹر جو دماغی تحقیقات کے علم کا فاضل ہے اس شہادت کے واسطے عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ اُس ڈاکٹر [illegible] شہادت دی ہے کہ ڈوئی کا دماغ درست نہیں رہا اور وہ مرض مانومینیا میں گرفتار ہے۔ ڈاکٹر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چونکہ یہ جنون ایک خاص بات میں ہے۔ اسواسطے ممکن ہے کہ ایسے جنون کا گرفتار کوئی بڑا کام بھی کرے اور کسی بڑے کارخانہ کے انتظام کو پورا کر دکھائے

لیکن باوجود اس کے ہر وقت یہی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت کوئی کام ایسا کرے جس سے یہ سارا کاروبار سخت نقصان اٹھائے اور خطرے میں پڑ جائے۔ جج نے اس شہادت کے سننے کے بعد کہا کہ کم از کم یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ ڈوئی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے شہر اور اس کے کارخانوں کا انتظام اس کے ماتحت رکھا جائے۔ لیکن برخلاف اس کے والی واہ بھی اس امر کا جائز حقدار نہیں کہ تمام کاروبار اس کے سپرد کر دیا جائے۔ اس واسطے جب تک آخری فیصلہ نہ ہو جائے یہ جائداد ایک ثالث کے قبضہ میں رہنی چاہئے جو کہ سرکار کی طرف سے مقرر کیا جائے چنانچہ ایک آدمی فوراً مقرر کیا گیا۔ اور مقدمہ کی تاریخ ڈالی گئی لیکن ڈوئی کی درخواست پر کہ میں اتنی مدت سے اس کارخانہ کے کام پر مصروف رہا ہوں اس کا معاوضہ مجھے ملنا چاہئے عدالت نے فیصلہ کیا کہ بیشک وہ حقدار ہے کہ اسے کچھ ملے لیکن تا حال یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کیا ملے۔

اس کے بعد ۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اخباروں میں یہ بات شائع ہوئی کہ ڈوئی زینہ سے گر کر نیچے آ پڑا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ جب سے اسپر فالج گرا ہے وہ خود اپنے زور سے چل پھر نہیں سکتا اسواسطے ایک آرام کرسی پر لٹا کر اس کو نوکر اٹھا کر ادھر اُدھر لیجایا کرتے ہیں۔ اس نے ایک بڑا وعظ کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ اور اس وعظ کے واسطے ملازم اسے آرام کرسی پر اٹھا کر نیچے لا رہے تھے کہ ایک ملازم کا پاؤں زینہ پر سے پھسل گیا اور وہ بمعہ کرسی گر پڑا اور ڈوئی کرسی سے گر کر لڑھکتا ہوا نیچے فرش پر جا پڑا اور بالکل بیہوش ہو گیا۔ وہ لیکچر موقوف کیا گیا۔ اور اس خبر کو ہر طرح سے چھپانے کی سعی کی گئی۔ سنا گیا ہے کہ ڈوئی کی بیوی ان حادثوں سے صدمہ زدہ ہو کر مفقود الحواس ہو گئی ہے اور اس نے واہی تباہی بکنا شروع کیا ہے۔

دیکھو کاذب کا انجام کیسا برا ہے۔ ڈوئی کا دعویٰ تھا کہ میں خداوند یسوع کا فرستادہ رسول ہوں اور تھوڑے دنوں میں اسکا سلسلہ چمک اٹھا تھا لیکن اب رسول کی رسالت اور اس کے خداوند کی خدائی کی حقیقت خوب کھل رہی ہے۔

وصیت

نقل ذیل وصیت سکرٹری صاحب انجمن اشاعۃ اسلام نے برائے اشاعت بھیجی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱۔ میں مسمی فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن سراوہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۶ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور اپنے قلم سے لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کو جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آیندہ شائع ہوں گی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد اُن تمام ہدایات ضابطہ قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے

۴۔ میری جائداد جو کھیوٹ نمبر ۲ کا ۱۷ عے بیگہ اراضی نہری جمعی ... واقع موضع سراوہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں نصف سے قدرے زاید ہے۔ جس پر وقت تک میرا مالکانہ قبضہ ہے اور میرے اور میرے حصہ میں سے دوسرے کو مداخلت نہیں اور اس وقت تک ہر طرح کی بارکفالت سے بری ہے میں آج کی تاریخ اس جائداد کے جملہ جگہوں ... حصہ اپنی کو معہ جملہ حقوق کے یہ وصیت کرتا ہوں ... میری یہ جائداد اس وقت جسکی قیمت عام خرید فروخت کے شرح سے مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہے اور میری جو دوسری جائداد ہے یہ وصیت کردہ جائداد ان کا دسواں حصہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احکاموں کو قبول کرکے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوئے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری اس جائداد کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرلیں یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی

۵۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ تو اس میں بھی بقدر دسواں حصہ کے صدر انجمن مقبرہ بہشتی کے نام وصیت سمجھی جاوئے گی اور اس وقت دو مکان پختہ و خام رہائشی جو قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ میں واقع ہیں کرایہ پر آباد کرائے جاویں گے۔ دیہات میں رسم نہیں کرایہ پر کوئی آباد نہیں۔ اور کسی معقول قیمت کو فروخت ہوتا ہے۔ اس اپنی پس ماندگان کو جو حسب ذیل ہیں ان کی رہائش کے واسطے مستثنےٰ کرتا ہوں ان ہر دو مکان کا کوئی حصہ اس وصیت ہذا میں درج نہیں ہے۔ فرزند۔ دختر۔ زوجہ۔ اس کے سوا جو اور جائداد میں پیدا کروں۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ما بین نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے۔ ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جواب شائع ہوچکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہونگے متکفل میری یہ جائداد کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وہ کیا ہے۔ ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کرونگا جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے میں کرادونگا۔ اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی آمدنی سے الگ نہ کرسکوں اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگی اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھینگے

۸۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر بحالات آیندہ کے باعث جس کا مجھکو اس وقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹)۔ یہ کہ اگر جب فقرہ نمبر ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کراچکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ کہ وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے ... میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کا ہوگا

العبد

فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد — گواہ شد

عبد الرحمن ولد شیخ ... قوم شیخ ساکن سراوہ ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ — عبد السمیع ولد عبد الرحمن شیخ ساکن سراوہ ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ

حکیم غلام نبی صاحب جواب دیں؟

دہرم پرچارک میں مندرجہ عنوان کے اشتہار طبیب نے ایک اشتہار دیا ہے کہ وہ کوئی باورچی تلاش کرنا چاہتے ہیں جو صرف سبزی پکا سکے مت دہرم پرچارک میں انکا اشتہار دینا دوسرے الفاظ میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کسی مہاتما رسوئیے کی تلاش میں ہیں میں نے انکا اشتہار پڑھ کر یہی نتیجہ نکالا تھا کہ یہ بھی ایک اشتہاری لنگاہی اور واسطے جو وہ ہندو کمیونٹی اور خصوصاً کاس خوبیوں میں کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن جب آریہ اخبارات میں یہ سوال مذہبی پہلو سے چھیڑا گیا ہے تو میرا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حکیم غلام نبی صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر آریہ اخبار پرکاش کا وہ نوٹ درج کردیا جاوے جو اسنے ۱۸ ستمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے

گوشت خوری کے دلدادہ یہ سنکر بحر حیرت میں غرق ہوجائینگے کہ لاہور کے مشہور حکیم و ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما نے گوشت خوری ترک کردینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے ڈاکٹر صاحب ایک مشہور مسلمان ہیں اور ان کا گوشت ترک کردینگے یہ معنی ہیں کہ انکا مذہب ان کو ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا وہ مگر کرتا ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کا رویہ ظاہر کر رہا ہے تو ایک اعلیٰ اصول کی پیروی کرنے میں اس کی پرواہ کرنا وہ مناسب نہیں سمجھتے لیکن حکیم صاحب کا گوشت ترک کرنا صرف اسی وجہ سے قابل ذکر نہیں کہ وہ مسلمان ہیں بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ وہ حکیم و ڈاکٹر ہیں حکیم صاحب کو ترک گوشت کے لئے کسی چیز نے اگر مجبور کیا ہے۔ تو وہ محض علم طب ہی ہے کہاں ہیں وہ لوگ جو کہ محض طبی ڈھکوسلا جواز گوشت خوری کے لئے پیش کیا کرتے ہیں اور اپنے زبان کے چسکے کی پاپ آلودہ فعل کو ان الفاظ کی پردہ میں چھپانے کی فضول کوشش کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے گوشت کھانے کا حکم دے رکھا ہے

اس نوٹ میں نہ صرف حکیم غلام نبی صاحب کی مذہبی حالت پر بلکہ انکی طبی قابلیت پر بھی حملہ کیا گیا ہے وہ حکیم جو آجتک مار اللحم کے اشتہار دیتا رہا ہو اور دے رہا ہے بیچتا رہا۔ اور انکی اب بھی ۱۹۰۶ء کی تقویم میں یہ اشتہار موجود ہے۔ وہ کیونکر گوشت خوری کو مذہبی حیثیت یا طبی پہلو سے ترک کرسکتے ہیں وہ نہ کیا آج تک وہ ہم سال سے جو اسے طیار کرنا بتاتے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ بوتل کی بکری ظاہر کرتے ہیں۔ لوگوں کی صحت اور مال و دولت کو لوٹتے رہے

ایڈیٹران اخبار کے نام کھلی چٹھی

[illegible] وطن [illegible] کی اشاعت کفر

مسلمانو! خبردار رہو

اخبار نویس اس زمانہ میں قوم اور ملک کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ سمجھے گئے ہیں [illegible] اگر یہ لوگ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اصلاح قوم و ملک کو اپنا مقصد قرار دیکر کام کریں۔ تو افراد انسانی میں ایک واجب التعظیم فرقہ ہو سکتا ہے [illegible] بہت ہی تھوڑے ہیں یا یہ کہو کہ قریباً نہیں ہیں۔

آئے دن بعض اخبار نویسوں کے شرمناک حالات پبلک کے سامنے آتے ہیں مگر پبلک کا مذاق کچھ ایسا بگڑ گیا ہے کہ وہ ان حالات کو [illegible] اظہار نہیں کرتی اور میری اپنی رائے میں دوسرے اخبار نویس ہی اس کام میں پبلک کو مدد نہیں دیتے بلکہ یکے دزد باشد وگر پردہ دار

اگر اخبار نویس خود اپنی اصلاح اور فلاح کا بھی خیال رکھیں اور ایسے شخص کو جو اس پیشہ کو کسی پہلو سے بدنام کرنیوالا ہو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ تو پبلک خود بخود ان مضرتوں سے بچ سکتی ہے جو اس کے خیالات یا طرز عمل سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ میں اس وقت خصوصیت سے مسلمان اخبار نویسوں کو ایک اہم اور ضروری امر پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں اگر انہوں نے اس معاملہ میں میرا ساتھ دیا اور محض اس وجہ سے کہ احمدی اخبار نویس ایک بات پیش کرتا ہے۔ اس کو رد نہ کر دیا۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو ایک خطرناک صدمہ سے بچالیں گے جو ان کی عدم توجہی کی صورت میں پیدا ہو گا اس لئے یہ خطرہ ایک شخص کی طرف سے ہے جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھہ بیٹھے ہیں اور جس نے یہ خیال بعض نیک تحریکوں کی بنا پر پیدا کرنا چاہا ہے لیکن میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ اگر اس سیلاب کفر کا بھی انسداد نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ خطرناک اور مہلک ہوگا۔

میں اس معمہ کو اب حل کر دینا چاہتا ہوں اور زیادہ دیر تک اپنے ناظرین کو اضطراب میں رکھنا پسند نہیں کرتا۔ یہ قومی غدار اور اسلامی دشمن [illegible] خادم صاحب ایڈیٹر وطن ہے اور چونکہ وہ مولوی مشہور ہے اور اب تو مفسر بھی بن رہا ہے۔ اس لئے اس کے حرکات اور افعال کا اثر مسلمان پبلک پر پڑتا ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان کی مخالفت محض اس وجہ سے شروع نہیں کی جاتی کہ وہ احمدی نہیں ہے۔ بلکہ محض خدا کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت و جلال کے لئے اور مسلمانوں کو اس صدمہ سے بچانے کے لئے جو اس شخص کے ذریعہ پہنچنے کو ہے اور آپ سب میرے ساتھ متفق ہوں گے۔ جب اس کی کرتوت پر آپ کو اطلاع ملیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر فدا ہو جانیوالو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنیوالو! کیا تم جانتے ہو کہ میور صاحب ایک سخت متعصب پادری مشن مصنف تھے۔ اور اس نے لائف آف محمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مطہر سیرۃ پر کیسے گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں۔ میں نہیں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقف کار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے فنڈر اور فورمن کی بھی نہیں ہے میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت رکھتا ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے ایسا ہی اس نے ایک کتاب عیسائیوں کے لئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جس میں اس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کے اصول اور ڈھنگ سکھائے [illegible] اور اعتراض بتائے ہیں۔

غرض اس نے جسقدر تالیفات اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہیں ان کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] کرنا ہے۔

اسی طرح پر ایک پادری ٹسڈل ہیں جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ اور [illegible] انگریزی میں ترجمہ [illegible] کیا ہے یہ کتابیں جو اسلام کی جانستان دشمن ہیں اور جن کو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اڈیشن طبع کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] مسلمانوں کا [illegible] ان کتابوں کی اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! اسلام کے لئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے۔ کہ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا اسلام کا حامی بنتا ہے وہ [illegible] مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کا کیا یہی تقاضا ہے کہ وہ اس کے اخبار کے ہزاروں پرچے مفت تقسیم کریں اور علماء و طلباء میں اس کی اشاعت کر کے [illegible] مسلمانوں کی بے حمیتی اور عدم واقفیت کا کیا ثبوت ہوگا اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ تو میں یقین نہیں کرتا کہ وہ ایسی کتابوں کے بھیجنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور اس کے لئے متفقہ حقارت کا ووٹ پاس کرتا مگر یہ کام تھا مسلمان اخبار نویسوں کا جن کے معلومات وسیع ہونے چاہئیں۔ انہوں نے اس طرف سے چشم پوشی کی [illegible] ایک انتظار کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اس طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے قلم اٹھایا جاوے۔ اور اب مسلمان اخبار نویسوں کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ [illegible] پادریوں کے بد اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے سعی کریں۔

میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کہ ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو [illegible] گاڑھے پسینہ کی کمائی کو بھی ہڑپ کرنا [illegible] جیبوں سے کفریات کی اشاعت [illegible] مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] احسان کرتے ہیں۔ ینابیع الاسلام کی [illegible] لیکن مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کر ان کتابوں کو پڑھکر اسلام سے بدظن ہوں [illegible] مسلمانوں [illegible] دیکھنا بھی نہیں چاہتا مگر وہ فروخت کرتے ہیں اور گراں بیچتے ہیں [illegible] مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے اجتناب کریں اور اس کے اخبار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں [illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

اختلاف رائے اگر نیک نیتی اور حق جوئی کی غرض سے ہو اور نفس اور اتباع الٰہی کی رضا مقصود ہو تو وہ اختلاف مبارک اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ لیکن جب اختلاف کی بنیاد عداوت اور بغض ہو تو وہ اختلاف قوم اور ملک کے لئے کبھی مفید اور مبارک نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کے ساتھ جو مخالفت علماء اسلام (اگر انہیں علماء کہا جاوے) کرتے ہیں۔ وہ ایک لمبی دوڑ اور تجربہ کے بعد ثابت ہو گئی ہے کہ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ کے ماتحت ہے۔ میں اس کا نہایت ہی مختصر نمونہ مولوی ثناء اللہ کی تحریر میں دکھانا چاہتا ہوں اس نے اپنے ۷ ستمبر کے اخبار میں غلام قادر کی مرتسری کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دو الہام شائع کئے ہیں پہلے الہام میں ظاہر کیا ہے کہ کسی علاقہ میں ان کے مریدوں کا کم از کم ⅓ حصہ پھر جائیگا۔ اور دوسرا الہام یہ شائع کیا ہے کہ تین ماہ کے اندر مرزا صاحب ایک خوفناک بیماری اور ہرگز میں مبتلا ہوں گے اور آنکھوں کا نور کم ہو جائے گا۔

ان الہامات کو شائع کرکے مولوی فاضل صاحب نوٹ دیتے ہیں سر دست ان الہاموں کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بجز اس کے کہ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ "فی الحقیقت یہ رائے قابل قدر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود کے الہامات پر بھی اسی طرز سے کبھی ریمارک کیا؟ ہرگز نہیں تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ اسی اخبار میں اس سے پہلے ڈاکٹر عبد الحکیم خان والی پیشگوئی پر ریمارک کیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کو تمام و کمال درج کیا جاتا اور اس کے آخر میں بھی کوئی نوٹ ہوتا۔ مگر نہیں اس پیشگوئی کا نہایت ہی مختصر خلاصہ جس میں اصل پیشگوئی کو بالکل نہیں چھوڑا درج کرکے نکتہ چینی شروع کر دی ہے اور رسالہ پیشگوئی کا حوالہ دے کر چھاپا لکھا۔ کاش! اس عقل کے اندھے کو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ یہ پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی کہ اس سے پہلے آپ کی صداقت ظاہر نہیں ہو چکی۔ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں ایک ہی نشان دکھایا تھا۔ اگر ایک سے زیادہ اور فی الحقیقت کثیر التعداد دکھائے تھے تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ پہلے نشان نشان نہ تھے؟ ناظرین صاحبان! نشانات کو ظہور واقعات پیش آمدہ کی بنا پر ہوا کرتا ہے اور ہر نشان مامور کی صداقت کو واضح کیا کرتا ہے۔ اسی طرح یہ پیشگوئی ڈاکٹر نے خود لکھ دیا ہے۔ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہوگا۔ اب زمانہ دیکھیگا جو ظاہر ہوگا۔ اگر تقوےٰ اور خدا ترسی تیرے مزاج اور فطرت میں ہوتی تو تو انتظار کرتا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا!! مگر جب حالت یہ ہو

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

تو ایسی امید ہو تو کیونکر! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جاپان میں اسلام

اس عنوان سے پیسہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ کو نقل کیا ہے۔

پیرس کا نہایت معتبر روزانہ اخبار "پاٹری" اپنی ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں زیر عنوان "کیا جاپان اپنا مذہب بدلیگا" کے برلن کی حسب ذیل درج کرتا ہے۔

[برلن۔ ۱۶ جولائی۔ از مقام ٹوکیو]

کانفرنس تحقیق مذاہب کا اجلاس ہونے کے بعد جو بحکم شہنشاہ جاپان جلالت مآب میکاڈو کے ٹوکیو میں قائم ہوئی ہے رواج اسلام کا مسئلہ فوق العادت ترقی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ مذاہب عالم کی چھان بین کرکے تحقیق طور پہ یہ رائے قائم کریں۔ کہ بعد ازیں جاپان کا سرکاری مذہب کیا ہونا چاہیئے اور قرینہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کانفرنس کا فیصلہ مذہب اسلام کے رائج ہونے کا ہوگا۔

تقریباً ایک سے بیس سال پیشتر اہل جاپان خفیہ اور علانیہ کوششوں کو استعمال میں لا کر مسلمانوں ... طرف قرآن کا دل اپنی جانب مائل کر رہے ہیں اور بلفظ دیگر اس جد وجہد کی بجز اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ کہ اسلام کو جاپان کا سرکاری مذہب بننے کے اسباب و سامان مہیا کئے جاویں۔ دولت جاپان کے اس اقدام کا ایک اہم نتیجہ تو یہ ہوگا کہ دور اندیش پالیسی چالیس کروڑ چینی مسلمانوں کا دل اپنی جانب کھینچ لے گی اور ان کو حقوق و امتیازات میں بت پرست چینی قوم کا ہمسر بنا دیگی۔ اور یہ معاملہ زرد خطرہ کا ایک نیا اور خالص ثبوت ہے۔

اس خیال نے واقعیت کی صورت اختیار کر لی۔ تو مذہب اسلام کی خلاف عادت ترقی قابل دید ہوگی۔ اور وہ جاپان کے ہاتھ میں پہنچکر ایک بے حد بیش قیمت آلہ بن جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ مشرق بعیدہ کو اپنی سطوت وجبروت کے سامنے سرنگوں کریگا۔

آریہ سماج کی موت

آریہ سماج کی موت کے متعلق فروری ۱۹۰۳ء میں ایک پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایک صدی نہ گزرے گی۔ جو اس مذہب پرست و نابود ہوگی اور یہ پیشگوئی عام طور پر شائع کی گئی تھی انہیں ایام میں پنڈت رام بھجدت نے جو ان دنوں آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان (صدر مجلس) تھے بڑے زور وشور سے اس کی تردید کی تھی اور کہا تھا کہ یہ غلط ہے اور یوں ہے اور یوں ہے وہ لوگ جو قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر موجود تھے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس پر ابھی تین سال ہی گزرے ہیں کہ آریہ سماج کی موت کی پیشگوئی کو عملی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

قطع نظر اس مضمون کے جو اگست ۱۹۰۶ء کے رسالہ اندر میں دھرم پال نے آریہ سماج کی موت پر لکھا ہے۔ خود پنڈت رام بھجدت صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سو سال کے اندر آریہ سماج نیست و نابود ہو جائیگا۔ چنانچہ پرکاش مورخہ ۱۱ ستمبر میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسٹر رام بھجدت نے ہندو سبھا کی قائمی کی ضرورت کی ایک وجہ یہ بتلائی۔ کہ موجودہ آریہ سماج کبھی بھی سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اس لئے ہندو قوم کو اٹھانے کی ضرورت ہے۔ الحق یعلوا ولا یعلیٰ

سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے وہی پنڈت رام بھجدت جو قادیان کے مقام پر قادیان ہی اس پیشگوئی کو پڑھ کر اس کی تردید کرتا تھا۔ آج خود ہی اس کی تائید کرتا ہے اور اس پر زور دیتا ہے اور عملی صورت میں اس کا اعلان کرتا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اعجاز اور کرامت کیا ہوگی۔

بیا بنگر زغلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آریہ سماج ناچ کی تعلیم دیگا؟

مہاتما منشی رام کی جو رائے ہوتی ہے وہ علی العموم مضحکہ خیز ہی ہوتی ہے گزشتہ اشاعت میں ایک نوٹ میں ہم نے ان کی غیرت و حمیت کے اظہار کے لئے لکھا تھا آج اسی قبیل کا اور ایک اور نوٹ لکھنا پڑا ہے ۷ ستمبر کے پرچارک میں "ناچ کا ہوتا ہے" کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے جس میں ظاہر کیا ہے کہ بت پرستی کے دشمن و بیدار عیسائی مورتیاں بنا کر پوجتے ہیں۔ پھر آگے چل کر آپ کہتے ہیں۔ کہ ایک امریکن لڑکی نے ... رانی کا ناچ سیکھا ہے جس سے وہ لاکھوں پیدا کر رہی ہے ... اس پر آپ فرماتے ہیں۔ ناچنا ہنر تو اچھا ہے لیکن نعیمت (؟) ... دو پیسے ... کرا اور ڈوبنے کی کوشش امریکہ کے مہذب ملک کے باشندوں کے شایان نہیں۔

مہاتما منشی رام نے ناچ کی جو تعریف کی ہے وہ کسی غیور اور باحیا دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ناچ کو اس میں بالاتفاق سوسائٹی کے لئے خطرناک تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اگر یہ عمدہ ہنر ہے۔ تو مہاتما منشی رام جو اپنے قول کو عملی رنگ میں لانے کی بھی کیا کرتے ہیں۔ اس ہنر سے ضرور اپنی بیوی اور بیٹی کو مستفید کریں گے۔ اور پھر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنا سکیں گے۔ یہ ہنر کسی اور پہلو سے تو شاید مفید نہ ہو۔ ہاں اس مذہب کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ بن سکے تو بن سکتے ... جو پہلے ہی نیوگ جیسی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیوگ کی اشاعت اور ترویج کے لئے ناچنا زیادہ مفید ہوگا۔ افسوس ان لوگوں کی حالت پر ... اس پر اصلاح کے مدعی ہیں۔

دھرم پال اور آریہ سماج

دھرم پال اور آریہ سماج میں ضرب یضرب کی کشمکش ... ہو گئی ہے۔ پرچارک نے ... لکھا ہے کہ مسٹر دھرم پال آجکل سماج کے خلاف آمیز ریویو میں مصروف ہیں۔ آپ چونکہ برہم چاری تھے سنسکرت اور وید کے مطالعہ کے بجائے ... کرتے لیکن آپکے دل میں شاستر ... کی بجائے سماج کو سبق پڑھانے کا شوق پیدا ہوا کر اس لئے آخر میں لکھا ہے۔ آجکل آریہ سماج پر ... بہاں مستی کا سیل ہو گیا ہے۔ جو ناتجربہ کار نوجوان اٹھتا ہے وہ اس کی اصلاح کی شغل کو خوش کرنے کی غرض

سان فرانسسکو کی تباہی اور قرآنی صداقت کی گواہی

جب سے نبوت اور رسالت کا اللہ تعالیٰ نے سلسلہ شروع کیا ہے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت و رسالت کے مدعی کو بلا چون و چرا قبول کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جب جب نبوت و رسالت کے مدعی ضرورت حقہ زمانہ کے لحاظ سے مبعوث ہوتے رہے تب تب مخالفین اور منکرین نے طرح طرح کے پہلو اونکے جھٹلانے اور تکذیب کرنے کے اختیار کرکے جہانتک بنا اونکے تردید اور تکذیب میں ناخونوں تک زور لگا کر دکھلا دیا کہ وہ پہلے انبیاء کے منکروں اور مکذبوں سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ اگر کسی بات میں مثلاً اونکا نمبر دہ رہا ہے تو انہوں نے اوس بات میں اپنا نمبر پورا ڈبل کرکے جھٹلا دیا اور ثابت کر دیا کہ مبالغت اور انکا کمزا یوں ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ ہمیشہ سے یوں چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام اور ارادہ کو کوئی نقاش سے نقاش اور خفاش سے خفاش بھی رد نہیں کر سکتا اگرچہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے یا زبانی چالاکی کے سبب یا فخر کے طور پر اپنے نام کے آگے بعض لوگ دُم چھلا لگا کر اوسی سے پردۂ زنگاری میں بیٹھ کر کام لینا چاہتے ہیں اور لیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی کب چھپ سکتا جس وقت میں کہ وہ جہر اور خفا کا جاننے والا عالم الغیب ہوتے کے سبب سے ہے کچھ دن ہوئے کہ اخبار دنیا میں ایک نقاش صاحب (جنکو خفاش کہنا بیجا نہ ہوگا بلکہ حق بحقدار رسانید کا مصداق ہے) نے اخبار دنیا میں جنم لیا ہے جنہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح اپنے نقاشی کا ثبوت دینا یا اپنے نقاش ہونے کا سکہ یوں جمانا چاہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ کے ساتھ ٹکر لگا دیں مگر ہم میاں نقاش صاحب سے نصیحتاً گذارش کرتے ہیں کہ اول تو وہ میرزا کے معاملہ میں قلم اوٹھانے کی لاحاصل کوشش کرکے اپنے پایۂ علمی اور نقاشی کو داغ نہ لگاویں اور اگر ایسا ہی اونکے دل میں شوق ہے یا ایسی ہی اپنی نقاشی کا ثبوت دنیا کو دے سکتے ہیں تو اونکو چاہیئے کہ جو اعتراض کیا کریں یا جس بات پر نظر ڈالنے اور بحث کرنا منظور ہوا کرے قرآن کو فیصلہ قرار دیا کریں یعنی قرآنی اسناد [illegible] سے ہر ایک امر پر بحث کیا کریں تاکہ ہم لوگوں پر آپ کی نقاشی کا ثبوت کامل طور پر ہو جاوے نیز یہ معلوم ہو سکے کہ دوسرے انبیاء کے ماننے میں آپنے وہ کیا نہیں کھلایا کیونکہ جس صورت میں مثلاً آپنے ایک اعتراض کیا اور وہی اعتراض نبیوں پر آپ جیسے دل و دماغ والے پہلے سے کر چکے ہوں تو بتلائے کہ آپکے خوبی دماغ اور نقاشی کا ثبوت ہمپر کیا پڑ سکتا ہے؟

غور فرمادیں کہ جناب اقدس مآب حضرت اقدس میرزا صاحب قبلہ کے مریدوں کو کہیں تو آپنے شیران بیشہ کہنہ جمحتی بیان کیا ہے اور کہیں بھولی بھالی میرزائی جماعت بیان کر گئے اپنے پردہ دری کرائے ہے اور کہیں پر لکھا ہے کہ میرزائی غیر میرزائی دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے چاہتے ہیں اب جس قدر یہ باتیں بیان کیگئی ہیں علاوہ چھوٹا منہ بڑی ہونے کے ایک دوسرے سے ایسا متضاد ہیں کہ پڑھنے والے کو بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ میاں نقاش کے نقاشی خزانہ سے کیا نکل رہا ہے۔ ہر ایک معمولی عقل و سمجھ کا آدمی بھی غور کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر فی الواقع میرزائی بھولی بھالی جماعت ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ بھولی بھالی جماعت چالاکوں عیاروں دل کے اندھوں اور گانٹھ کے پورے دن کو تاڑ کرکے اونکی چالاکی کا بخیہ اودھیڑ سکے اور درحقیقت میرزائی شیران بیشہ کہنہ جمحتی ہیں تو آپ کا قلم ہاتھ میں لیکر اپنے نقاشی کے جوہر دکھلانا چہ معنی دارد؟ اجی کیا آپنے کبھی دیکھا ہے کہ دو شیرہا کے سامنے بھیڑ ٹھہر سکے؟ پس جس صورت میں آپ قائل ہیں کہ میرزائی کہنہ جمحتی میں شیران بیشہ ہیں اور آپ قائل ہیں کہ جمحت تراشی میں قادیانی دماغ کی ہمسری آپکا دماغ نہیں کر سکتا تو یہ تو وہی بات ہوئی کہ نہ آؤ دیکھا جاوے نہ تاؤ اور پہاڑ کے ساتھ ٹکر مار کر اپنا خون خرابہ کرکے خسران میں مبتلا ہو کر خلق خدا کو ہنسایا جاوے۔ پس سخت گناہ کیا اور سخت گمراہی میں مبتلا ہوگے جو قادیانی گروہ کے خلاف قلم اٹھانے کو بیٹھ گئے واہ رے نقاش شاباش! شاباش!! شاباش!!!

کیوں نہ ہو نقاشوں کو درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سنت اللہ سے یہ ثابت ہے کہ انبیاء سابقین کے مبارک وقتوں میں بھی ایسے ایسے وجود موجود تھے جنکا بروز یا اوتار میاں نقاش نے لیا ہے اور وہ بھی اسی طرح شور و شر مچا کر تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں اور [illegible] کہ جنکو موافقت کے ذریعہ خدا کے سلسلہ کی خبر نہ لگی ہو وہ ان مخالفوں کے ذریعہ خبر پا جاویں علاوہ بریں جسطرح میاں نقاش نے خدا کے مسیح موعود کی جماعت کو جیسے الفاظ میں بھولی بھالی جماعت کہا ہے ایسے ہی انبیاء سابقین کے پاک گروہ کو جناب نقاش جیسے دل و دماغ والے بھلے مانس کہتے رہے ہیں۔

بھلا کوئی ایسا دل گردہ والا ہے جو انؤمن کما امن السفھاء کہنے والوں اور میاں نقاش صاحب میں کچھ فرق ثابت کر سکے ہمارے خیال میں انؤمن کما امن السفھاء کہنے والوں اور نقاش کے دل و دماغ میں فرق کرنے کی کوشش کرنا اسبات کا مصداق ہونا ہے۔ کہ ایں خیال است و محال است و جنون اور کہ کیا نوح علیہ السلام کے وقت کے اور موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اور سید نا خاتم الرسل کے وقت کے مخالفین و معاندین کی طرح میاں نقاش کی فطرت سے کوئی عجیب فطرت رکھتے تھے ہرگز نہیں۔

اجی جب یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا تو پھر کیسے یہ ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب اپنے دعوے میں تو سچے ہوں اور مخالفین و معاندین آپ پر اور آپ کی پاک جماعت پر ویسے ہی بیہودہ اعتراض نہ کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے مخالفین کرتے رہے ہیں۔

سان فرانسسکو پر جو آفت آئی وہ وسویس کی آتش فشانی نے جو کچھ آفت ڈھائی اٹلی کی قسمت نے جو کچھ دیکھا کانگڑہ پر خدا کے غضب کی جو لاٹھی اچانک ٹوٹی اس میں کوئی بھی خدا کے گرفت سے ڈرنیوالا شک نہیں کر سکتا کہ یہ تمام حادثات عذاب الٰہی اور غضب خداوندی تھے اور کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور خلاف ورزی کے نتیجے تھے جو ان بدبختوں کو بھگتنے پڑے جنہوں نے دنیا پرستی کو ہی اپنی زندگی کا دار و مدار سمجھکر اوباشیوں اور فسق و فجور میں مبتلا رہنا زندگی کا مدعا خیال کیا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب مادی دنیا کے فرزند مادی دنیا کی محبت میں منہمک ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکموں پر چلنے سے دل چراتے ہیں بلکہ طرح طرح کی اوباشیاں اور فسق و فجور میں مبتلا ہوکر فساد مچاتے ہیں تو ایسی حالت میں قرآنی تعلیم کے بموجب اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا رسول اور نبی مامور و مبعوث کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اوسکے ذریعہ اپنی رحمت اور قہار نشان دکھلا کر بچا لیتا ہے ورنہ دیر سے اکثر لوگ تو اس لائق ہوتے ہیں کہ اونکو پیس دیا جاوے اور چکنا چور کر دیا جاوے کیونکہ نافرمانوں اور دنیا کے گند میں مبتلا رہنے والوں کا دنیا سے اوٹھ جانا اور ہلاک ہو کر تباہ ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نیکوں اور پارساؤں کو ہلاک و تباہ کیا گیا ہو اور بدمعاشوں اور شورہ پشتوں اور ظالموں و سفاکوں کو بچایا گیا ہو نیز ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ جب تک دنیا میں کمال طور پر اندھیر اور ظلم اور سیاہ کاریاں نہ پھیل گئی ہوں اور خدا کا رسول و نذیر نہ موجود اور مبعوث کر دیا گیا ہو۔ اور عذاب الٰہی آجاوے چنانچہ قرآن شریف نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب الٰہی آوے جیسا کہ ذیل کی آیت سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے یعنی ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا جس کا مفہوم اور مطلب صاف یہی ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے رسول اور نذیر خدا تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ رسول کی ضرورت بھی ایسے وقت ہوتی ہے کہ جب دنیا خدا تعالیٰ سے بالکل اپنا قطع تعلق کر چکے ہوتے ہیں اور اکثروں کے ایمان اور ایقان اوس مالک حقیقی سے اوٹھ جاتے ہیں اگر بعض بنی ہوتا ہے تو وہ صرف صرف رسمی طور پر نہ کہ بصیرت اور معرفت کے طور پر۔ اور اکثروں میں دنیا کی محبت اور اور دنیا پرستی کا جذام لگا ہوتا ہے اور فسق و فجور کا بازار خوب گرم ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھا رسولا یعنے جب تک اللہ تعالیٰ کسی ام القری میں (قصبہ میں) رسول نہ مبعوث کرلے عذاب نہیں نازل کیا کرتا اور کہ ماکنا مھلکی القری الا واھلھا ظالمون یعنی اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک تو تب ہی کیا کرتا ہے جبکہ وہ یعنی بستیوں کے رہنے والے اللہ کی نافرمانی کرکر ظالم قرار پا جاتے ہیں۔ پس اس سے نتیجہ جو نکلتا ہے وہ ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ ہر ایک معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے۔

یعنی یہی کہ عذاب آلہی کے نزول کا باعث خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اوسکے حدود کا توڑنا اور فساد مچانا اور گناہوں کے سیلاب کا زور پکڑتا ہے اور ایسے ہی وقت میں انبیاء کے مبعوث ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اسلئے فرمایا کہ پہلے رسول مبعوث کیا جاتا ہے اوسکے بعد عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے ہان اتنا تفضل ہوجاتا ہے کہ رسول کے فرمانبرداروں عذاب کی ہلاکت سے بچالیا جاتا ہے یعنی ظالمین تباہ و ہلاک ہونیکے بعد داخل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازین قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ دور دور پہلے عذاب اسواسطے نازل فرماتا ہے کہ لوگ عبرت پاکر اپنے حالت کی اصلاح کرلین اور نیز جنکو پکڑا جاتا ہے بے فائدہ یا بے گناہ بھی نہین پکڑا جاتا بلکہ دراصل وہ بڑے خبیث اور شریر ہوتے ہیں۔ پھر آخر جب لوگ دور دور کے عذاب کا ذکر سنکر اور واقعات پڑھکر بھی عبرت نہین پکڑلیتے اور راہ راست کی جانب مائل نہیں ہوتے بلکہ اور بھی نیز ہوتے ہیں تو عذاب کا دروازہ کھولا جاتا ہے جو عذاب الٰہی پر ٹھٹھا اور ہنسی اور مذاق اوڑاتے ہیں ہان یہ سنت اللہ ضرور ہے کہ ایسا ٹھٹھا اور ہنسی کرنیوالوں کو اول اول کچھ مہلت بھی دیجاتی ہے جیسے کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ولقد استہزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب

یعنی اللہ تعالیٰ اس آیت میں آنحضرت صلعم سے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جسطرح کہ تمہارے عذاب کے وعدہ دینے پر یہ لوگ ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی تم سے پہلے بھی مخالف انبیاء کے ساتھ کرتے رہے ہیں تو اون ہنسنے والوں کو ہمنے کچھ مہلت دی تاکہ جو کچھ کرسکتے ہیں کرلین پھر آخر کو دھر پکڑا تو تم نے دیکھہ لیا کہ ہمارے پکڑ کس غضب کی تھی کہ اونکا ستیاناس ہوگیا۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ زلزلے اور طاعون عذاب الٰہی اور غضب خداوندی ہیں۔ اسلئے یہ ماننا ضروری ہے کہ اسوقت کوئی رسول اور نبی ہو کیونکہ قرآن سے ہمنے اوپر ثابت کردیا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب نہین آیا کرتے۔ کہ قوم ثمود اور قوم شعیب پر زلزلے کے ہی عذاب آئے تھے اسلئے اس سے خدا تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ زلزلے بیشک عذاب الٰہی ہیں اگر کوئی انکار

پر مصر ہو تو ثابت ہوگا کہ جس جس عذاب کا صالح اور شعیب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا وہ نہین آیا کیونکہ یہ بتلایا ہی نہین گیا تھا کہ عذاب اس قسم کا ہوگا اور ایسا ہی یہودیوں پر رجزا من السماء سے خدا تعالیٰ نے طاعون کا عذاب آلہی ہونا ثابت کیا ہے۔ اب میان نقاش صاحب (جوکہ دراصل خفاش ہیں) کو چاہیئے کہ قرآن سے کوئی ثبوت تلاش کرکے پیش کرین کہ یہ جو حوادث آئے دن آتے ہیں اور ملک کے ملک تباہ کرتے ہین عذاب آلہی اور غضب خداوندی نہین بلکہ اتفاقی حوادث ہیں تاکہ ہمکو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ فی الحقیقت نقاش صاحب یورپ کے فلاسفروں اور مادی دنیا کے فرزندوں مٹیریلسٹوں سے بڑھکر ہی نہین بلکہ انبیاء کے منکرین سے بھی بڑھکر ہونیکے علاوہ اعلیٰ دماغ رکھتے ہین۔

قرآن کی صداقت اور راستی سے مملو ہے اور ہر ایک بات کیسی خوبی اور حکمت سے بیان کیگئی ہے جوکہ وقتاً فوقتاً پوری ہوتی ہے کیا عمدہ فیصلہ کیا ہے اور ایک طریقہ بیان کیا ہے کہ جب دنیا پر بدکاری اور گناہگاری اور ظلم و سفاکی زور نہین پکڑتی اور خدا کا کوئی رسول مبعوث نہین ہوجاتا عذاب آلہی نازل نہین ہوتا جبتک تو یہ بات اس زمانہ کیلئے قولی تھی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے فعل سے اسکو پورا کرکے فعلی شہادت سے اسکے سچا ہونے پر مہر لگادی چنانچہ اسی قدیمہ سنت کی مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اس طوفان بے تمیزی کے وقت مبعوث فرمایا کہ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین کرکے حسب وعدہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے رسول بنایا اور بہر گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنا شروع کردیا اور جیسے کہ اس زمانہ میں سب طرحکی بدیاں جمع ہوگئیں ہیں اسیطرح عذاب بھی طرح طرح کے دیئے جاتے ہین چنانچہ کہین تو زلزلے سے تباہ کیا جاتا ہے اور کہین آگ سے جلاکر خاکستر کیا جاتا ہے اور کہین سیلاب سے بیڑا غرق کیا جاتا ہے اور کہین طاعون سے بے خانمان کیا جاتا ہے اور یون خدا تعالیٰ کی بات اور اوسکے کلام اور رسول و خاتم الرسل اور

افضل الرسول کی صداقت کا ثبوت دیا جاتا ہے مگر دیکھنے کیلئے آنکھ چاہیئے صدق اللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علی ذالک من الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد والہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الکاملین المکملین فقط

راقم خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

وصیتون کے متعلق یادداشت

بعض احباب کے استفسار پر یہ امر عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ دسوان حصہ آمدین جو اشتہار الوصیت کے ماتحت دیا جاوے گا۔ یہ صورت ہوگی کہ جو احباب چاہین۔ اس دسوین حصہ میں سے لنگر خانہ۔ مدرسہ اور اعانت میگزین کا چندہ وضع کرنے کے بعد بقیہ مجلس کارپرداز کو دین لیکن ان مدات کے سوا جن کا حساب دفتر میں رہے گا اور کسی مد میں یا کسی رسالہ یا اخبار کی قیمت کا جو روپیہ دیا جاوے گا۔ وہ محسوب نہین ہوگا مثلاً ایک شخص کی آمد کا دسوان حصہ سات روپیہ ہے تو اسے اختیار ہے کہ اسمین سے مثلاً ۲؎ لنگر خانہ مین اور ۱؎ مدرسہ مین ۱؎ اعانت میگزین مین دے اور باقی تین روپے مجلس کارپرداز کو دے ایسے احباب کے ناموں کا ایک رجسٹر الگ رہیگا۔ جسمیں ان کے متعلق کل حساب وکتاب رہیگا اور قبرستان مین دفن ہونیکے متعلق انکے وہی حقوق ہونگے۔ جو وصیت کرنیوالوں کے حقوق ہونگے۔ ایسے تمام احباب کو سرٹیفکیٹ بھی دیئے جاوین گے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ باقاعدہ ماہوار یا ششماہی جیسی صورت ہو وہ اپنی آمد کا دسوان حصہ بھیجتے رہین۔ (خاکسار محمد علی)

ضرورت

چونکہ شیخ ضیاء اللہ صاحب جو چھہ ماہ کی رخصت لیکر آئے ہوئے تھے۔ واپس جانیوالے ہیں اس لئے مدرسہ میں ایک گریجوایٹ یا سینیر سرٹیفکیٹ اسناد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی درخواستین بنام سیکرٹری مجلس ناظم التعلیم آنی چاہئین اور شیر علی ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء

ضروری گذارش

یجورویدکی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا مینے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کرین۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہین چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجھ سے خط وکتابت کرین۔ خاکسار عبد العزیز (جگدمبا پرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب

ضرورت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گورالی تحصیل وضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاویگی۔ معلمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب سینا اور پرونا اور کاڑہنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عنہ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاویگا۔ اپنے گرہربار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماوین۔ نیازمند ملک مولا بخش مہتمم زنانہ مدرسہ گورالی

ضروری اطلاع

مطبع میں روپیہ کی بہت ضرورت اور حساب کا صاف ہونا بھی ازبس ضروری ہے اسلئے یہہ تجویز کی گئی ہے کہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم کل بقایا داران کے نام بذریعہ وی پی کردیا جاوے۔ یہہ ہوسکتا ہے کہ بعض احباب بصورت قیمت دینے کیلئے طیار نہوں لیکن اگر وہ مطبع کی ضروریات اور مشکلات کو مقدم سمجھ لین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ اسلئے جسطرح ممکن ہو وہ ۲۴ ستمبر کا وی پی شدہ الحکم وصول کرلین۔ اور مجھے شکرگزاری کا موقع دین قومی کامون مین ذرا سا تساہل بہت کچھ روکین پیدا کردیتا ہے اگر اس نوٹس کے بعد بھی کوئی صاحب اشد مجبوری کی وجہ سے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم وی پی نہ لے سکین تو وہ اس سے پہلے اطلاع دین۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان کی قدرتا و فرحت ...

وزن پانچ تولہ خوراک دو ماشہ محصول ڈاک بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کو خوبئ زر ۔ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہو کہ مجھے سحر زلک کی لائق اطباء کی نظر میں اس سنرت سے دیکھا جائے ۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے ۔ اور یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے ۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ؎

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی ۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کرسکتیں اور نہیں کر سکتیں ۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی ۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہوگئے ۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا ۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی ۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا ۔

اس بات کے کہنے کی تو میں جرات نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہوں کہ خدانخواستہ اب میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خدا وند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ تمغہ یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو ۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس ۔ جالینوس ۔ بو علی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک مناسب دل طبیعت کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے ۔ چنانچہ بزرگان نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی ۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا ائندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہوگیا ۔ اور بھی ذاتی فائدے ہیں وہ علحدہ ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں ۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل معصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب ... انچارج ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب یاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب لکھنڈرا (نیواڑ)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اوبلیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفے صاحب کہپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ڈیور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب منشنر دہمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حید حسین صاحب حید رصدر ڈسپنسری کہنڈوہ
جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سربرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری اوزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی ۔ ایم ۔ ایس ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھوٹو لال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آر وی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت شیو رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤن ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کہیر آگڈہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر علاء الحمد خانصاحب ایچ ۔ ایس نواچی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب پرپٹر میڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سپرنٹنڈنٹ ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے ۔ ٹی ۔ یوسف صاحب ایچ ایس دہنو سیو بریلی
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقن رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خانصاحب فسٹ پریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چند رصاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم نذیرالدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع گستنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عبدالرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب مانڈ گاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری ۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب ۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم اکبر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش بانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب جہنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آمدم بر سر مطلب مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی Poison چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہر پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی کے کسی نامی جنگل سے نکلی ہوں اس کی مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر ہی حاصل نہیں کرسکتیں اب ہم میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کی آرڈر کا منتظر ہوں

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح دلکشا مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ

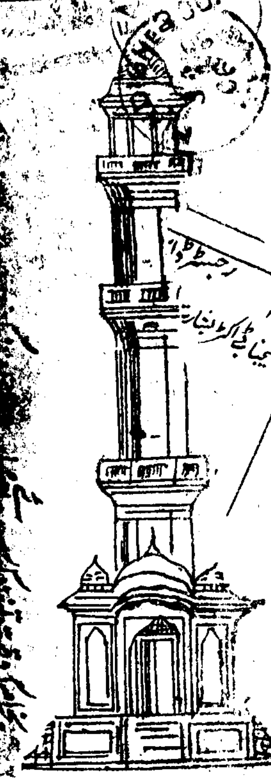
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ہے (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) طالب علموں والوں سے ۔ ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (دو روپے)



مضامین

نمبر ۳۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات مع ترجمہ

{اگرچہ یہہ الہامات چھپ چکے ہیں مگر اب مع ترجمہ پھر چھاپے جاتے ہیں}

۱۵ ستمبر ۱۹۰۶ء ۔ فرمایا ۔ گھر میں ایک چوکھٹ کے اندر ایک قطعہ لگا ہوا ہے جسپر لکھا ہے

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ ۔

ہم نے آج کشفی نگاہ میں دیکھا ۔ کہ وہ الفاظ مٹے ہوئے ہیں ۔ مگر اس پر لکھا ہے خیر

۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء (روز دوشنبہ) (۱) قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَاءِ مَا يُرْضِيْكَ ۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۔

ترجمہ ۔ تیرے رب نے فرمایا ہے ۔ کہ وہ تیرے لئے آسمان سے وہ چیز اتارے گا ۔ جو تجھے خوش کردیگی ۔ اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوائے کبھی نازل نہیں ہوتے ۔

(۲) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ ۔ أُجِيْبُتْ دَعْوَتُكَ ۔ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا سن لی ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے ۔ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرتے ہیں ۔

(۳) ۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ إِلْهَامِكَ وَ وَحْيِكَ وَ رُؤْيَاكَ ۔

ترجمہ ۔ برکت دی اللہ تعالیٰ نے تیری الہام میں اور تیری وحی میں اور تیری خوابوں میں ۔

(۴) كَتَبْتُ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَحْمَةً ۔ وَ كَتَبْتُ لَكَ الرَّحْمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ترجمہ ۔ تجھ پر ایمان لانیوالوں کیلئے میں نے رحمت لکھدی ہے ۔ اور تیرے لئے دنیا اور آخرت میں میں نے رحمت لکھ دی ہے ۔

(۵) نَزِيْدُ فِيْ رَحْمَتِكَ وَ ۔ ۔ ۔ ۔ وَ وَفَاءِكَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ خدا کی طرف سے نہیں صرف تفہیم ہے میری ۔ ۔ ۔

ترجمہ ۔ تیری رحمت اور ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ میں ہم زیادتی کریں گے یعنی تجھ میں ۔ ۔ ۔ زیادتی کی جائے گی ۔

(۶) كُلُّ مُكَذِّبٍ جَاءُوْا ۔ يَا أَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ ۔ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۔ إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۔

ترجمہ ۔ سب مکذب آئے اور کہنے لگے ۔ اے عزیز ہم اور ہمارے اہل و عیال تکلیف میں ہیں ۔ اور ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں پس ہمیں پورا ماپ تول دے ۔ اور ہم پر صدقہ کر ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے ۔

(۷) مَا أَنَا إِلَّا كَالْقُرْآنِ وَسَيَظْهَرُ عَلٰى يَدَيَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ ۔

ترجمہ ۔ میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے ۔ کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا ۔ جو کچھ کہ فرقان سے ظاہر ہوا ۔

(۸) ۔ رؤیا ۔ دیکھا ۔ کہ میں ایک فراخ اور خوب صورت اور چمکدار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جارہا ہوں ۔ اور وہ چوغہ میرے پاؤں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں ۔

(۹) خدا اسکو پنج بار ہلاکت سے بچائیگا ۔

(نہ معلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے)

(۱۰) رؤیا ۔ دیکھا ۔ کہ ایک بھونچال آیا ۔ کچھ دہشت ناک معلوم ہوا ۔ اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آگئے مبارک میرے ساتھ تھا ۔ اور خفیف خفیف بارش کے قطرے خوش نما برس رہے تھے ۔

۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق پنجم شعبان ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ

موت ۔ تیرہ ماہ حال کو ۔

یہہ فقرہ مذکورہ بالا وحی الٰہی کا زبان پر جاری ہوا ۔ غالباً واللہ اعلم ماہ حال سے مراد شعبان ہے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ معین طور پر یہی شعبان مراد ہے یا آئیندہ کا کوئی اور ماہ شعبان ہے ۔ اور نہیں قطعی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ کسکی موت مراد ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

ضرورت دعا

میرے ۔ ۔ چوہدری بشارت علی خان صاحب ۔ ۔ ۔ کلانور ضلع رہتک کے گھر سے (یعنی میری ماں صاحبہ) ۔ ۱۱ ماہ کا حمہ ہوا ہے ۔ نصیب اعدا بخار میں مبتلا ہے جماعت احمدیہ کے ہر ایک احباب سے التماس ہے ۔ کہ مریضہ کی صحت کے لئے دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے فضل و کرم سے صحت کامل عطا فرماوے ۔ آمین ثم آمین ۔

خاکسار برکت علی خان محرر دفتر الحکم

(مطبع انوار الحسن)

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن

روئے زمین کے مسلمانوں میں اتحاد و اخوت کی روح پھونکنے کا سوال کوئی نیا سوال نہیں ہے بلکہ سالہا سال سے یہ مسئلہ مدبران قوم کے زیر غور رہا ہے اور آجکل اسپر طبع آزمائیاں کیجاتی ہیں بلکہ میں اپنی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کے مسلمانوں میں یہ خیال سرایت کئے ہوئے ہے اور ہر ملک و بلاد کے مسلمان اس سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اور اسطرح یہ مسئلہ ایک اہم قومی [illegible] ہے۔ لیکن یہ مسئلہ کوئی ایسا آسان مسئلہ نہیں کہ فی الفور اسکی گرہ کشائی کیجا سکے بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے دردمند دل اور غور کن دماغ کی۔ جو اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرکے سمجھا اور مفید نتائج مسلمانوں کے سامنے پیش کرے اور انہیں ایک ایسے رشتہ سے مضبوط کرکے باندھے جو ان کے شیرازۂ قوم میں پھر انتشار کی گنجائش باقی نہ ہو۔

اخوت اور وحدت ارادی کا خیال مسلمانوں کے دلوں میں اسوقت کیوں پیدا ہوا ہے؟ اسکا مختصر جواب یہی ہے کہ گو اخوت اور وحدت اسلام کی روح اور مغز ہے اور مسلمانوں کو کتاب مجید نے پہلے ہی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا

کی تعلیم دی تھی لیکن اس ہزار سال کے اندر جو شیطانی حکومت [illegible] ہے جسمیں مسلمانوں کی حالت مذہبی اور سیاسی [illegible] سے گر گئی انکی قوم کا شیرازہ بکھر گیا [illegible] شیطان نے انہیں صراط مستقیم سے [illegible] کردیا اور اس سے وہ خرابی پیدا ہوئی جس [illegible] پہلے ہی ڈرایا گیا تھا۔

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ

فہل انتم منتہون ٥

پس اس ہزار سال کے اندر شیطان نے مسلمانوں کے شیرازہ کو پراگندہ کردیا اور ان راستوں سے [illegible] گمراہ کردیا جنکا ذکر اس آیت میں [illegible] مسلمانوں کی حالت اس آیت کے مصداق ہوگئی تو پھر ضروری تھا کہ ہر پہلو سے ادبار اور زوال کا شکار رہتے رہتے پستی اور ذلت کے گڑھے میں گر گئے جب ادھر نظر کی تو دیکھا

این زمین را آسمانے دیگر است

اب خیال آیا ترقی کا اور اسکے لئے ضرورت محسوس کی وحدت ارادی کی پس پولیٹیکل جدوجہد کے میدان کو گرم دیکھکر مسلمانوں نے بھی چاہا کہ اس میدان میں ترقی کریں مگر بحالت موجودہ این خیال است و محال است و جنون۔

جو لوگ مسلمانوں کو پولیٹکس کے خبط میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کر رہے ہیں۔ میں حسن ظن کی راہ سے مان لیتا ہوں کہ وہ انکی بھلائی چاہتے ہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کرسکتا کہ وہ مسلمانوں کے نادان دوست ہیں [illegible] دانا دشمن بہر حال بہتر ہوسکتا ہے۔ سیاسی امور کے ساتھ مسلمانوں کو کسقدر تعلق اور دلچسپی رہنی چاہیے۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسکو یہاں چھیڑنا امر زیر بحث کے ساتھ خلط کرنا ہے۔ اس لئے اس سے قطع نظر کرکے پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ کیونکہ آجکل اسلامی دنیا میں الجامعۃ الاسلامیہ کے مضمون پر زور دیا جارہا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی یہ سوال چھیڑ گیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوں اور روئے زمین کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا ہو۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اسی زمانہ میں [illegible] اس صدی میں مسلمانوں میں یہ روح ضرور پیدا ہوجائیگی کہ وہ [illegible] وحدت کے رشتہ میں جکڑے جائیں [illegible] اور وہ نفوس [illegible] اور افراد [illegible] نفس [illegible] مسلم [illegible]

مصر کے مشہور و معروف اخبار اللواء نے اس سوال پر بحث کی ہے اور اس اتحاد عام مسلمین کی ایک تجویز پیش کی ہے [illegible] ہمارے [illegible] نے بھی کی ہے پر افسوس کہ وہ اس کے عدم احساس پر افسوس کرتا ہے۔

میری رائے میں بہت جلد بازی سے اس تجویز کو پیش کرنے میں کام لیا گیا ہے اس لئے میں آج اسپر اپنے خیالات کا اظہار فرض سمجھتا ہوں۔ معاصر مذکور لکھتا ہے:

اسلام تمام مذاہب میں اس لحاظ سے ایک ممتاز خصوصیت رکھتا ہے کہ وحدت اور اخوت کی تعلیم [illegible] مسلمانوں میں پیدا کردی تھی وہ تمدن اور شائستگی کا نشان اولین ہے۔ مگر افسوس کہ اب مسلمانوں کا خاصہ پیشانی نفاق اور شقاق سمجھا جاتا ہے اور ایسا سمجھنا کچھ غلطی بھی نہیں ہے مسلمان جہاں کہیں ہیں اپنی حالتیں ایسے سمجھتے ہیں کہ دوسرے خطوں کے مسلمانوں سے انہیں کچھ واسطہ ہی نہیں ہے۔ ان کو چھوڑدو۔ جنمیں کوئی ناپیدا کنار سمندر حائل ہے یا کوئی لق ودق صحرا واقع ہے۔ ایک ہی ملک کے دو بڑے شہروں پر نظر ڈالو۔ مدراس کے مسلمان پنجاب کے مسلمانوں کی ہمدردی کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور بنگال کی اسلامی پبلک صوبجات متحدہ کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ تاریخ کی زبان سمجھانے سے عاجز آگئی ہے کہ یہی انشقاق اور عدم اخوت مسلمانوں کی ذلت اور تنزل کی بنیاد ہے۔ اس بے تعلقی سے چشم پوشی کرکے ترقی اور ابھرنے کی جسقدر کوششیں کیجائیں گی۔ اسیطرح یاد رکھو کہ محض بیکار جائینگی۔ مسلمان جب ہی مسلمان بنیں گے اور اسلام کے پیرؤں میں شامل ہونے کے قابل سمجھے جائیں گے جب لاہور کے ایک مسلمان کا درد مدراس کے مسلمانوں کو بے چین کردیگا۔ اور شاہی مسجد کا نعرہ تکبیر کلکتہ کی جامع مسجد میں گونج اٹھیگا۔ اللواء مدت سے چیخ رہا ہے کہ ایک مرکز پر جمع ہونے کی کوشش کرو اور ملکی اور قومی افتراق کو طاق نسیاں کے سپرد کرکے ہمیشہ کے لئے بھولجاؤ۔ پچھلے دنوں اس کے ایک فاضل اور [illegible] المعلومات نامہ نگار نے ایک [illegible] مبارک تجویز پیش کی تھی۔ کہ وہ [illegible] کی مذہبی [illegible] کو جب [illegible] مسلمانان عالم نے تسلیم کرلیا ہے تو کیوں نہ قسطنطنیہ میں ایک عظیم الشان اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی جائے اور اسلامی دارالخلافہ کو مسلمانان عالم کی مذہبی اخوت اور تعلقات کا مرکز قرار دیا جائے۔ مجوزہ انجمن کی شاخیں تمام دنیا میں قائم کیجائیں۔ اور مسلمانوں کی مذہبی اور تعلیمی اصلاح اس انجمن کا فرض اولین قرار دیا جائے۔ یہ تجویز ایک ایسی مبارک تجویز ہے جو تمام مسلمانان عالم کو خواہ ان کا پولیٹیکل تعلق کسی حکومت سے ہو کیونکہ پولیٹیکل تعلق کا اختلاف اسلامی اخوت کا منافی نہیں ہے۔ [illegible] مرکز پر جمع کر دیتی لیکن [illegible] تجویز [illegible] صرف دل خوش کن [illegible] مسلمان جب ان [illegible] نہیں کرتے جنہوں نے انکی معاشرتی [illegible] کردی ہے تو یہ ایک ایسی ضرورت [illegible] جسکا خیر سے انکو احساس ہی نہیں [illegible] بہت [illegible] اتحاد و ہمدردی المسلمین [illegible] بہر حال قابل اعتراض [illegible] اور اصل مقصد سے دور ہے۔

[illegible] تعلیم یعنی سلطنت ٹرکی کی مذہبی خلافت عام مسلمانوں نے کبھی تسلیم نہیں کی یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث چلا آیا ہے اور ابھی تک بدستور غیر فیصل اور معلق ہے۔ پچھلے دنوں شیعوں کے ایک رسالہ نے ایک آرٹیکل شائع کیا تھا جس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"فی زمانہ جو جو دقتیں، تکلیفات اور مصائب ہر مسلمان بالخصوص شیعوں کو ادائے حج اور حصول شرف زیارت میں پیش آتے ہیں انپر لحاظ اور غور کرتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ اگر متبرک مقامات مثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و کربلائے معلی و نجف اشرف وغیرہ انگریزی عملداری میں آجاویں تو وہاں کی آمدورفت توطن اور قیام میں بہت آسانی ہوجاوے۔ سرکار انگلشیہ کو حق حاصل ہے کہ وہ کل متبرک مقامات کو [illegible] اختیار میں لے اور غالبًا [illegible] کا اسباب یہ اتفاق [illegible] متبرک مقامات سرکار انگلشیہ کے [illegible] رہیں گے"

یہ تحریر مسلمانوں کی ایک جماعت کے خیالات کو کم از کم [illegible] کہ وہ سلطان المعظم کی [illegible] نہایت درد دل سے اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ ابھی تک نہیں جب ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوۃ والسلام نے اعیان ٹرکی کی حالت پر ایک [illegible] مبارک لکھا تھا تو تمام مسلمانوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا لیکن اس نوٹ کو شائع ہوئے کئی [illegible] ان اخبارات میں بھی اس کے متعلق کوئی [illegible] نہیں دیکھی جنہیں ٹرکی اور اس کے معاملات پر بحث کرنیکا ازبس شوق ہے خواہ وہ بحث کسی پہلو سے مفید یا غیر مفید ہو۔

ایسی صورت اور حالت میں بالعموم کی خلافت کا اور وہ بھی مذہبی خلافت کا کل مسلمانوں کو قائل قرار دینا دانشمندی نہیں ہے [illegible]

سلطان المعظم کے ساتھ ہیں اور ہر مسلمان کو بڑی محبت ہونی چاہیے محض اس بناپر کہ وہ حرمین شریفین کا محافظ اور خادم ہے ورنہ مذہبی حیثیت سے وہ مسلمانوں کے امام نہیں اور نہ خلیفۃ المومنین ہم کہنے کو طیار ہیں۔ مذہبی امام وہی ہوسکتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ مامور کرے اور وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوتا ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

میں خود کوئی رائے دینے کی بجائے ان لوگوں پر اس معاملہ کو چھوڑ دیتا ہوں جو جا و بجا ٹرکی کی تعریف اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ وہاں کی مذہبی حالت کیا ہے [illegible] مسلمانوں کی اخلاقی اور دینی حالت کیسی ہے [illegible] عوام کو چھوڑ کر اعیان سلطنت کا [illegible] ہیں کرتے۔ سلطان المعظم بڑے [illegible] منتظم ہیں تجربہ کار اور ہوشیار مدبر ہیں سب کچھ ہی لیکن ان باتوں کو مذہب اور مذہب کی اصل غرض روحانیت سے کیا واسطہ

یہ تو حالت ہے سلطان المعظم کے خلیفۃ المومنین [illegible] کی ایسی حالت میں روئے زمین کے مسلمان کیونکر دارالسلطنت قسطنطنیہ میں متحد الخیال ہوسکتے ہیں جو لوگ ٹرکی اور اس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں اور ینگ ٹرکش پارٹی کی کارروائیوں اور اعتراضوں کو جو وہ سلطان پر کرتے ہیں پڑھا ہے وہ کہ سکتے ہیں کہ جب مرکز اسلامی مرکز (اگر اسے کہا جاوے تو) کی انتظامی حالت یہ ہے تو پیرونجات کے مسلمان جاکر وہاں کیا کہیں گے؟

ایسے اہم معاملات پر صرف الفاظ کی [illegible] شوں سے رائے زنی نہیں [illegible] بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے [illegible] غور کرنے کی [illegible] وحدت کے قوانین اور اصولوں کی بحث کرنے کی۔

تب یہ خوش کن فقروں سے کیا بنتا ہے۔ تھوڑے دنوں سے مسلمانوں کے دو فرقوں شیعہ و سنی کے اتحاد پر مضامین نکل رہے ہیں اور شریعت اور ارکان اسلامی میں ترمیم و تنسیخ کر کے صلح کی تجویزیں پیش ہو رہی ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اس سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ نفس وحدت ارادی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اسلام کے شیرازہ کا یہ سلسلہ ٹوٹا ہے لیکن غور طلب اور فیصلہ کن امر یہ ہے کہ اس کو مضبوط کیونکر کیا جاوے

کن اسباب سے تمسک کیا جاوے جو ہم اس ارادہ میں کامیاب ہو جاویں۔

بہرحال قطع نظر اس کے کہ ایسا اتحاد ممکن ہے یا غیر ممکن اس قسم کی تمام تحریکوں نے یہ تو ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو اتحاد قومی کی حاجت ہے اور وہ ایک ایسی چیز ہے کہ فطرتیں اور ضرورتیں وقت اس وقت پکار پکار کر کہ رہی ہیں کہ وہ سب ایک مرکز پر جمع ہوں!

پس آؤ ہم غور کریں کہ وہ مرکز کہاں ہے قسطنطنیہ یا کوئی اور جگہ اس کا پتہ میں [illegible] اس کی اشاعت میں دونگا ہاں یہ کہے دیتا ہوں کہ مسلمانوں میں اتحاد ہوگا اور ضرور ہوگا اور اس کے لئے ایک ہی راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے خود تجویز کی اور پسند فرمائی ہے وہ بھی [illegible] نندہ [illegible] معلوم ہوگی۔

دھرم پال پتر

(المبوٹی کیبٹاٹم)

میاں عبدالغفور صاحب نو آریہ نے آخر پتر [illegible] مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے یہ ایک شہر زمانہ اور شب جنگ ہو کر جو ہلا ہیں ہندوؤں کے لئے دوسرے مذاہب والے تھے وہ خود ہندوؤں ہی کے اندر ہی سے نکلنی شروع ہوگئی ہیں۔

چھوت چھات اور ذات پات کا مسئلہ ہندوؤں میں ایک نازک اور لازمی یا ضروری مسئلہ ہو رہا تھا کہ جسکی بدولت ہندو آجتک ہندوستان کی دھرتی میں جیتے جاگتے [illegible] ملک اور جس قوم پر استعداد پورشیں ہوں اسکا ابتک محفوظ رہنا ہماری دانست میں صرف ذات پات اور چھوت کی وجہ سے ہی تھا۔ غیر مذاہب کی یہ ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ یہ دونوں دکھیں رفتہ رفتہ ہندو قوم میں سے اٹھ جاویں اگر مسلمان اور عیسائی براہ راست ہندو [illegible] میں یہ مسائل پیش کرتے ہیں تو انہیں معاند سمجھا جاتا ہے اور اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

بقول مسٹر دھرم پال ہندوؤں کی پولیٹیکل حالت بلحاظ مقابل کے مذاہب سے بہت ہی کمزور یا محدود ہے جبتک یہ شیرازہ پورا ایک نہ ہوئے تب تک شدھی ان شدھی ہے اور مکت پاکت جب ایک شخص اپنا جھونپڑا کیا اپنا کنبہ ماں باپ بھی چلاکر ہندوؤں میں شامل ہوتا ہے تو کیا وجہ

کبھی بھی اس سے نفرت ہی رہے۔

تراوماں پتراماں دھرم پال کیواسطے کیا درد اور کیسا سود ہے بقول ان کے جبتک مردوں کا ساتھ دینے کے لئے استریاں تیار نہوں ہرگز نہیں مرد طیار ہے کہ ان باتوں کو حل کرے اور جسکی جھونپڑی اس نے جلائی ہے اس کو اپنے گھر میں جگہ دے مگر استری دور ہی سے گھر کا دروازہ بند کر کے کہتی ہے یہ وہاں کی استری۔ اگر اس موئے کو لانا ہے تو تم بھی گھر سے باہر ہو۔

پھر وہاں شدھ کرو سے مخاطب ہو کر مہاشہ! میں تو ہر طرح سے طیار ہوں مگر کیا کروں میری استری نہیں مانتی" یہ الفاظ صاف اور صریح ہیں اور ان سے پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ یا یہ سرگذشت یا آپ بیتی مہاشے دھرم پال جی ہی کی ہے [illegible]

خوشتر آں باشد کہ راز دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

[illegible] ہم ہار تو چپ سے [illegible] اور یا کسی اور شہر [illegible] بہرحال واقعہ سچا ورنہ کوئی وجہ [illegible] باتیں کہاں بنانے کیلئے مہاشہ جی [illegible] اور [illegible] وہاں کا ہی [illegible] بلکہ [illegible] استری کو بھی سنا ہے [illegible] آہ! کیسا دردناک [illegible] اور [illegible] تصویر ہے جو مہاشہ جی [illegible] کو ظاہر کر رہی ہے

قسمت بیا کہ [illegible] ساقر [illegible] کے روپے
جو بیٹھے گیا ہو نہاں [illegible]

شدھ ہو کر مہاشہ دروازہ پر [illegible] باہر جا بیٹھے ہیں کہ ایک ہم [illegible] شریف خاندان کے زنانخانہ میں داخل ہوں مگر [illegible] استری نے دروازہ بند کر لیا اور ایک شریف ہندو عورت کی اندر آنیکی اجازت نہ دی ہم تو اس شریف لیڈی کا یہ خیال سونے سے بھی زیادہ [illegible] قرار دیتے ہیں [illegible] کا کیا ٹھیکہ ہے کہ وہ لوگوں کے [illegible] کہنا ہے اور نہ دھرم [illegible] جاکر [illegible] کی داستانیں سنائے اصولوں [illegible] سکے [illegible] وہ اس لیے [illegible] نہیں ہوا کہ لوگوں کی [illegible] پھرے اگر واقعی کسی ہندو یا آریہ بی بی نے کسی شدھ شدہ برہمچاری سے ایسا کیا ہے تو ہم صحیح الفاظ میں اسکی تعریف کرتے ہیں۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ کوئی آریہ بی بی خود دیکھو و آزادی کی شیدائی ہوتے کیا اندھیر ہے کہ شدھی کے جو [illegible] ہی بن سدا سہاگن تانا بانا لگائے رہیں مہاشہ دھرم پال جی یا ایسی استریوں کے خاوند اگرچہ اس روش کا کھنڈن کریں مگر شرافت قسم کھا کر کہتی ہے کہ ان شدھ شدوں کی ایسی حرکات شرم و دور نظر [illegible] کے قابل ہیں اس کو تو بہتے

ہوئے کہ جسقدر عیسائی یا مسلمان شدھ ہو جاویں وہ شدھ ہونیکو یہ رفتا آریہ مہاشوں کی استریوں سے واقفیت پیدا کریں اور ستیارتھ پرکاش کے اس باب کو سنیں اور سنائیں جسمیں نیوگ کی فلاسفی بیان کیگئی ہے۔ کیا شریف ہندو ایسا پسند کریگا یا کوئی آریہ یہ گوارا اپنے خاندان پر منظور کریگا؟ ہرگز نہیں کشمیری چھتری، راجپوت، برہمن کیا ایسے گئے گذرے ہیں کہ اس قسم کے عام شدھ شدہ لوگوں تو اپنے قبائل میں آنے جانے کی کھلم کھلا اجازت دیں۔

[illegible] منشاء حصہ درست نہیں مگر کیا راستی [illegible] شدہ پارٹی شدھ کنندگان کی [illegible] سے ہمیں معلوم ہوگیا کہ [illegible] ابھی عام خیالات اور [illegible] عقائد [illegible] اغراض [illegible] اگر کوئی [illegible] شدھ ہوتا تو جیسے وہ اپنی ماں بہن استری کی غیرت کرتا اور ان کے واسطے غیر شدھ شدہ ایسے ہی ہندو ماؤں اور ہندو بہنوں کیلئے غیرت مند اور مفید ثابت ہوتا

مہاشہ جی! بے ادبی معاف اگر یہی قانون جائز سمجھا جاوے تو آخر اس کا اثر کیا ہوگا۔ دھرم [illegible] شدہ پارٹی کے ذاتی خیالات اور مقاصد کی جوش کیسا ثابت ہوگا۔ یہ جدا بات ہے کہ کوئی [illegible] اپنی مرضی سے کسی شدھ شدہ سے نا ملنسبت کرے [illegible] کہ شدھ شدہ [illegible] خواہ مخواہ [illegible] شدہ نے [illegible] کے بنڈل کی [illegible] مثال دی ہے کیا اچھا [illegible] کہ استری [illegible] والی کتنا [illegible] اور تانا بانا لگاتے رہتے غریب اس پھندے میں آکر خلاصی ہی نہ پاسکے ہم شدھ [illegible] کو یاد کرائے دیتے ہیں کہ باوجود اس آزادی اور فیشن کے بھی کوئی شریف فرد اور کوئی شریف استری اسطرح بے محابا ہر طبقہ کے ساتھ [illegible] جانیکے روادار نہیں [illegible] یہ [illegible] کہاں سے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس قسم کی کورٹ شپ میں اخیر کو کامیابی ہوتی ہے [illegible] یورپین لوگوں میں کورٹ شپ [illegible] ہی میں بگڑ جاتی ہے۔

یورپ کا ایک فلاسفر اور تجربہ کار مصنف شادی اور کورٹ شپ کی نسبت مندرجہ ذیل درد ناک [illegible] قوم اور اپنے ملک کی شادیوں کا نقشہ کھینچتا ہے

[illegible]

لیکچر لودہانہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں سچ سچ کہتا ہون اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے تو ایک فرد بہی کافر نہ رہتا حضرت عیسے علیہ السلام کی زندگی نے کیا نتیجہ دکہایا؟ بجز اسکے کہ چالیس کروڑ عیسائی ہیں۔ سوچ کر کے دیکہو کہ کیا تم نے اس زندگی کے اعتقاد کو آزما نہیں لیا؟ اور نتیجہ خطرناک نہیں ہوا؟ مسلمانون کی کسی ایک قوم کا نام لو جس میں سے کوئی عیسائی نہ ہوا ہو مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہون اور یہہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ایک لاکہہ سے بہی انکی تعداد زیادہ ہوگی + عیسائیون کے ہاتہہ میں مسلمانون کو عیسائی بنانے کیواسطے ایک ہی ہتہیار ہے اور وہ

یہی زندگی کا مسئلہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے میں ثابت کرو۔ اگر وہ خدا نہیں تو پھر کیوں اسے یہ خصوصیت دی گئی۔ **وہ حیّ و قیّوم ہے** (نعوذ باللہ من ذالک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دلیر کر دیا اور انہوں نے مسلمانوں پر وہ حملہ کیا جسکا نتیجہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اب اس کے مقابل پر اگر تم پادریوں پر یہ ثابت کر دو۔ کہ **مسیح مر گیا ہے** تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے بڑے بڑے پادریوں سے پوچہا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح مر گیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔

ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کیا اب ذرا اس کی موت کا بہی تجربہ کرو۔ اور دیکہو کہ **عیسائی مذہب** پر اس اعتقاد سے کیا زد پڑتی ہے جہاں کوئی پیرا مرید عیسائیوں سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کہڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے + موت کے مسئلہ سے نہ انکا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ان کی الوہیت اور ابنیت بس اس مسئلہ کا تہوڑے دنوں تک تجربہ کرو۔ پھر خود حقیقت کہل جاوے گی۔

سنو! قرآن شریف اور احادیث میں یہہ وعدہ تہا کہ اسلام پہیل جاویگا۔ اور وہ دوسرے ادیان پر غالب آجائیگا! اور کسر صلیب ہوگا۔ اب غور طلب امر یہہ ہے کہ دنیا تو عالم اسباب ہے ایک شخص بیمار ہے تو اس میں تو شک نہیں کہ شفا اللہ تعالےٰ ہی دیتا ہے لیکن اس کے لئے ادویات میں [illegible] ہی اسی نے رکہدی ہیں جب کوئی دوا دی جاتی ہے تو وہ فائدہ کرتی ہے۔ پیاس لگتی ہے تو اسکے بجہانے والا تو خدا ہے مگر اس کے لئے پانی ہی اسی نے مقرر کیا ہے اسیطرح پر بہوک لگتی ہے تو اسکو دور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بہی اسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح یہ غلبہ اسلام اور کسر صلیب تو ہوگا۔ جو اس نے مقدر کیا ہے لیکن اس کے لئے اسنے اسباب مقرر کئے ہیں اور ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق یہہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اسوقت مسیح موعود کے ہاتہہ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتون پر اسلام کو غالب کر کے دکہا دیگا۔ اور دجّال کو قتل کرے گا۔ اور صلیب کو توڑے گا۔ اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا۔ نواب [illegible] خان اور دوسرے بزرگوں نے جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق کتابیں لکہی ہیں انہوں نے بہی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بہی تو کوئی سبب اور ذریعہ ہوگا؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی یہہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے دواؤں سے شفا دیتا ہے اور اغذیہ اور پانی سے بہوک پیاس کو دور کرتا ہے اسیطرح پر اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا ہے اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے . . . . موافق غالب کرے اسکے لئے بہرحال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی

موت مسیح کا حربہ ہے

اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمریں ٹوٹ جاویں گی۔ میں سچ کہتا ہوں

. . . .

کہ اب عیسائی غلطیوں کے دور کرنے کے لئے اس سے بڑہ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھروں میں اس امر پہ غور کریں اور تنہائی میں بستروں پر لیٹ کر سوچیں۔ مخالفت کی حالت میں تو جوش آتا ہے سعید الفطرت آدمی پہر سوچ لیتا ہے۔ دہلی میں جب میں نے تقریر کی تہی تو سعید الفطرت انسانون نے تسلیم کر لیا اور وہیں بول اٹہے کہ بے شک حضرت عیسے کی پرستش کا ستون انکی زندگی ہے جب تک یہہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہیں کہلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے۔ جو انکی زندگی پر اصرار کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ کواہون کے ذریعہ سے پہانسی مل جاتی ہے مگر یہاں اسقدر شواہد موجود ہیں اور وہ بدستور انکار کرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

یاعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ

اور پہر حضرت مسیح کا اپنا اقرار اسی قرآن مجید میں موجود ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور توفی کے معنے موت بہی قرآن [illegible] ہی سے ثابت ہے کیونکہ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بہی آیا ہے جیساکہ فرمایا

واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلما توفیتنی کہا ہے جس کے معنی موت ہی ہیں اور ایسا ہی حضرت یوسف اور دوسرے لوگوں کے لئے بہی یہی لفظ آیا ہے پہر ایسی صورت میں اسکے کوئی اور معنے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ یہہ بڑی زبردست شہادت مسیح کی وفات پر ہے اسکے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مردون میں دیکہا۔ حدیث معراج کا تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسے کہول کر دیکہہ لو کہ کیا اس میں حضرت عیسے کا ذکر مردون کے ساتہہ آیا ہے یا کسی اور رنگ میں جیسے آپ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکہا اسی طرح حضرت عیسے کو دیکہا۔ ان میں کوئی خصوصیت اور امتیاز نہ تہا۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت موسیٰ اور ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں (اور قابض الارواح نے انکو دوسرے عالم میں پہونچا دیا ہے۔ پھر انمیں ایک شخص زندہ بجسدہ العنصری کیسے چلا گیا؟ یہہ شہادتیں تہوڑی نہیں ہیں ایک سچے مسلمان کے لئے کافی ہیں پہر دوسری احادیث میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ یا ۱۲۵ برس کی قرار دی ہے ان سب امور پر ایک جائی نظر کرنے کے بعد یہہ امر تقوی کے خلاف تہا کہ جہٹ پٹ یہہ فیصلہ کر دیا جاتا کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور پہر اسکی کوئی نظیر بہی نہیں۔ عقل بہی یہی تجویز کرتی تہی مگر افسوس ان لوگون نے ذرا بہی خیال نہ کیا اور خدا ترسی سے کام نہ لے کر فوراً مجہے

دجّال کہدیا

خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ تہوڑی سی بات تہی؟ افسوس!

پہر جب کوئی عذر نہیں بن سکتا تو کہتے ہیں۔ درمیانی زمانہ میں اجماع ہو چکا۔ میں کہتا ہوں کب؟ اصل اجماع تو صحابہ کا اجماع تہا۔ اگر اسکے بعد اجماع ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف فرقون کو تو اکہٹا کر کے دکہاؤ۔ میں سچ کہتا ہون کہ یہہ بالکل غلط بات ہے مسیح کی زندگی پر کبہی اجماع نہیں ہوا۔ انہون نے کتابون کو نہیں پڑہا ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی موت کے قایل ہیں اور وہ انکی دوبارہ آمد بروزی رنگ میں مانتے ہیں

شکر حضور

جیسے میں اللہ تعالےٰ کی حمد کی ہے ویسے ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجتا ہون کہ آپ ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور آپ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہہ نصرتیں ہو رہی ہیں میں کہول کر کہتا ہون اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے** بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا

پھر اسکے ساتھ ہی ایک اور امر قابل ذکر ہے اگر میں اسکا بیان نکرون تو ناشکری ہوگی اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہم کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے۔ اور ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں ہمیں میسر ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا آزادی ہوگی

---

* **فتح مسیح** [illegible] (پادری [illegible]) فتح مسیح صاحب ایک مرتبہ وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی۔ ان ایام میں خان یار (کشمیر) کی قبر یوز آسف کی تحقیقات ہو رہی تہی۔ میں نے پادری فتح مسیح صاحب سے سوال کیا کہ اگر یوز آسف کی قبر مسیح ہی کی قبر ثابت ہو (جو ہمارے علم و یقین میں واقعی ہے) تو آپ بتائیں کہ پہر عیسائی مذہب میں کچہہ جان رہ سکتی ہے۔ پادری فتح مسیح نے اسکا جواب یا کہ یہ خیالی بات ہے اور غلط میں نے پہر باصرار کہا کہ فرض کر لو کہ یہہ قبر وہی ہے تو پہر بتاؤ کہ کیا باقی رہا۔ اسنے کہا کہ ہاں اگر یہہ ثابت ہو جاوے تو اس میں کچہہ بہی شک نہیں پہر عیسائی مذہب کا کچہہ بہی باقی نہیں رہ سکتا اور وہ محض باطل ثابت ہوگا۔ ایسا ہی ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر نور الدین صاحب سے جواب خدا کے فضل سے مسلمان ہیں جب وہ عیسائی تہے یہی سوال کیا تو انہوں نے بڑے پیچ کے بعد یہی اقرار کیا اور اصل تو یہ ہے کہ حق تو یہ ہے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا۔

کہ ہم عیسائی مذاہب کی تردید زور شور سے کرتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا مگر اس سے پہلے ایک زمانہ تھا۔ اس زمانہ کے دیکھنے والے بھی اب موجود ہیں اس وقت یہہ حالت تھی کہ کوئی مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہیں کہہ سکتا تھا اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہوتی تھی۔ مگر یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے یعنے سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جسکو مذاہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہیں جسکا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہونچ جاوے اسلئے اس نے ہمکو اس سلطنت میں پیدا کیا جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشیرواں کے عہد سلطنت پر فخر کرتے تھے اسیطرح ہمکو اسی سلطنت پر فخر ہے یہہ [illegible] والی بات [illegible] مور چونکہ عدل اور راستی لاتا ہے اسلئے اس سے پہلے کہ وہ مامور ہوکر آئے عدل اور راستی کا ابرا ہونے لگتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس رومی سلطنت سے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی یہہ سلطنت ہزاہا درجہ اولیٰ اور افضل ہے اگرچہ اس کا اور اس کا قانون ملتا جلتا ہے لیکن انصاف یہی ہے کہ اس سلطنت کے قوانین کسی سے دبے ہوئے نہیں ہیں اور مقابلہ سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ رومی سلطنت میں وحشیانہ حصہ ضرور پایا جاویگا یہہ کیسی بزدلی تھی کہ یہودیوں کے خوف سے خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے مسیح کو حوالات میں دیا گیا اس قسم کا مقدمہ مجھہ پر بھی ہوا تھا مسیح علیہ السلام کے خلاف تو یہودیوں نے مقدمہ کیا تھا۔ مگر اس سلطنت میں میرے خلاف جسنے مقدمہ کیا وہ معزز پادری تھا۔ اور ڈاکٹر [illegible] مارٹن کلارک [illegible] بنایا اور اس لئے [illegible] یہانتک کہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی جو اس سلسلہ کا سخت دشمن ہے شہادت دینے کیواسطے عدالت میں آیا اور جہانتک اس سے ہوسکا اسنے میرے خلاف شہادت دی۔ اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی یہہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے اجلاس میں تھا جو شاید اب شملہ [illegible]

خلیفہ رشید الدین صاحب کا نصیحت نامہ

بنام

مُرتد ڈاکٹر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے ایک کارڈ اپنے پرانے واقفکار رفیق ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام لکھا ہے جو کہ بمعہ جواب کے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے :-

میرے عزیز اور محترم دوست خلیفہ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اغلباً الذکر الحکیم اور المسیح الدجال آپ نے ملاحظہ فرما لئے ہوں گے۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ مرزا صاحب سے تائب ہوگئے ہیں۔ اس پر میں آپ سے بغلگیر ہوا اور الحمد للہ چند بار پڑھی اور دعا کی۔

میں نہیں جانتا۔ کہ اس خواب کا وقت ابھی آگیا ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی مجھے اطلاع دیں کہ مرزا صاحب کی نسبت اور دیگر مسلمانوں کے قطع سلام و نماز و رشتہ داری کی بابت اور تمام مسلمانوں کو غیر ناجی سمجھنے کی بابت آپکا اب کیا خیال ہے۔ امید کہ اپنے ایک پرانے ہمراز اور بیحرنگ دوست کو مفصل جواب سے مشکور فرماویں گے۔

مجھے مرزا صاحب کے خلاف خوابات بڑی [illegible] عنقریب شائع ہوں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الحکیم خان۔ ایم۔ بی۔ اسسٹنٹ سرجن از مقام بسی۔ ریاست پٹیالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از خاکسار رشید الدین آگرہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء

بنام ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد واضح ہو کہ کارڈ آپ کا پہنچا۔ شاید آپ کے خواب کی یہ تعبیر ہے۔ کہ آپ ہی راہ راست پر آجاویں اور پھر توبہ کرکے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود اور قبلہ و کعبہ مرزا صاحب سلمہ کی خادمی میں داخل ہوکر اس قابل ہوجاویں کہ آپ اور ہم پھر بغلگیر ہوسکیں۔ یہہ تعبیر اس واسطے کی گئی ہے کہ [illegible] تو یہ ایک مسلّم مسئلہ ہے کہ خواب جیسے الٹ کر دیکھے جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہو بہو واقع نہیں ہوجاتے اور دوم آپ کے خواب تو خصوصاً ہی تعبیر طلب ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ زمانہ طالب علمی میں جب ہم اور آپ میڈیکل کالج لاہور میں پڑھا کرتے تھے ر نہیں یاد ہو کہ نہ ہو آپ نے رویا دیکھی تھی۔ کہ امتحان آخری ڈاکٹری میں آپ اوّل رہے اور یہ عاجز رشید الدین دوم رہا۔ جب نتیجہ امتحان نکلا تو آپ بحساب تعداد نمبر مضامین اول نہ رہے اور یہ عاجز تو آٹھواں ہی پاس ہوا تھا۔ پھر اس کی تعبیر کی گئی۔ جو آپ کو یاد ہوگی۔ اور یہہ بھی آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کے خواب یا پیشگوئیاں کبھی بالکل واقع نہیں ہوئیں۔ مثلاً جب آپ نے متواتر رویا دیکھکر مجھہ کو انہیں دنوں میں اطلاع دی تھی۔ کہ آپ کا نکاح میری ہمشیرہ سے ہوگا جو ابھی کہیں منسوب نہیں ہوئی تھیں۔ اور بعد میں آپ نے اس بارہ میں بہت کوشش کی تھی۔ بلکہ اپنے لڑکے کے واسطے بھی آپ نے ہمارے خاندان میں رشتے ڈھونڈے۔ لیکن آپ کو کامیابی نہ ہوئی اور اب پندرہ سال گذرنے کو آتے ہیں۔ اور آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ بلکہ محال ہوگئی۔ تو فرمایئے کہ اس کی کیا تعبیر یا تاویل ہے جب آپ [illegible] دونوں کی حالت کی یہ حالت ہو۔ تو اب تو ان کا کچھ اعتبار ہی نہیں۔ ان دنوں میں تو آپ متقی مسلمان تھے۔ خدا کا خوف آپ میں زیادہ تھا۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی رائے کو کچھ زیادہ نہ سمجھتے تھے۔ کم گو تھے۔ صالحین کو گالیاں نہیں دیا کرتے تھے۔ محنت و ریاضت کیا کرتے تھے آپ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ کوئی مطبع نہ تھا۔ خدا وند تعالیٰ پہ توکل زیادہ تھا۔ کوئی تجارت نہ تھی اور نہ آپ کی کوئی کتابیں چھپی تھیں۔ اور نہ آپ مصنف کہلاتے تھے۔ اور نہ آپ کو چنداں علم تھا۔ معمولی فارسی دان منشی تھے اور عربی سے تو آپ بالکل بے بہرہ ہی تھے ہاں قرآن شریف کے ساتھ آپ کو بہت محبت تھی۔ اور اس کے تراجم اردو یا انگریزی آپ ضرور دیکھا کرتے تھے۔ کوئی آپ کی اپنی تفسیر نہ تھی اور پھر ان دنوں میں آپ ڈاکٹر بھی نہ کہلاتے تھے۔ نہ امراء و دنیاداروں کی مجلسوں میں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ کھانا بھی رزق حلال ہوا کرتا تھا۔ تب آپ صفائی دیکھنے کا دن میں دورہ بھی نہ کیا کرتے تھے اور نہ غریب رعایا پر تشدد کیا کرتے بلکہ برعکس اس کے آپ میں حلم۔ انکساری اور خاکساری اور کم گوئی زیادہ تھی۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ جب ان دنوں میں آپ کے خوابوں کی وہ حالت تھی جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ تو اب کیا اعتبار ہے؟ اور کیوں ساری محنت کو ایسی جلدی برباد کر دیا۔ آپ تو قرآن کریم میں پڑھا کرتے تھے۔ کہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا۔ ولا تکونوا کالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها۔

اگر فرض کیا کہ آپ کو کوئی معاملہ ناگوار گذرا تھا یا بظاہر آپ کی کسی نے توہین کی تھی۔ تو صبر کیا ہوتا اور صالحین کی استغنا ذاتی پر ہی اس کو محمول کیا ہوتا اور اپنے آپ کو ہیچ سمجھا ہوتا اور یہ خیال کیا ہوتا کہ دنیا میں مجھہ سے اچھے ڈاکٹر اور حکیم اور روپیہ والے اور کتابوں والے اور مطبع والے اور جاہ و حشمت والے موجود ہیں۔ جو حضرت اقدس سلمہ کے حلقہ بگوش رہے ہیں۔ ان سے ہی مشورہ کر لیا ہوتا۔ اور اپنی رائے کی ایسی پیچ نہ کی ہوتی۔ جب حضرت اقدس نے آپ کو توبہ کے لئے کہا تھا۔ تو اپنے خیال سے توبہ و رجوع کر لیا ہوتا اور درحقیقت آپ کا خیال کہ بغیر وسائل رسل علیہم السلام کے نجات اور عرفان اور کامل توحید اور حقیقی توحید حاصل ہو سکتی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ خصوصاً بغیر ذریعہ افضل الرسل و سید المرسلین و النبیین حضرت محمد مصطفٰے و احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امّی و نفسی و ابی۔ یہ سخت ہی کفران نعمت و صریح شرک ہے۔ آپ کو معلوم رہے۔ کہ صرف "خدا ایک ہے یا خدا ایک ہے" کہنے سے نجات نہیں ہوتی جب تک کہ عملی اور حقیقی طور سے اس کو اپنی ذات پر وارد کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ اور اپنے نفس اور رائے کو [illegible] نہ سمجھا جاوے۔ اور [illegible] حقیقی [illegible] اور عملی طور سے [illegible] نہیں ہوسکتا۔ مگر غور کرنے پر اور متابعت کرنے پر اعمال و طریق زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کیونکہ جب تک اسوہ حسنہ نہ ہو اور کوئی نمونہ بن کر نہ دکھلاوے۔ آپ کیسے معلوم کرسکتے ہیں کہ حقیقی توحید جس سے نجات ہوتی ہے [illegible] جس کے آپ کاربند ہیں۔

یا غیر؟ کیا الفاظ "توحید" "لا الہ الا اللہ" زمانہ جاہلیت کی کتابوں میں موجود نہ تھے۔ یا عرب لوگ ان کا استعمال نہ کیا کرتے تھے بیشک سب الفاظ کا استعمال ہوتا تھا۔ مگر باوجود اس کے پھر وہ مشرک ہی رہتے کیونکہ ان کے گروہ لیث [illegible] کے اعتقاد [illegible] ان کے اعمال [illegible] شرک [illegible] تھا۔ اور نہ ان کے پاس کوئی نمونہ تھا۔ جو کامل توحید سکھلاتا۔

فٹ نوٹ۔ ہاں یہ بات تو ضرور تھی۔ کہ آپ "حکیم جی" تو ضرور تب بھی کہلاتے تھے۔

لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے یہ نکلا قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جسطرح میں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اور کر کے دکھلا دیا ہے اسی طرح اگر کوئی کہے اور پھر کر کے دکھلاوے اس کو نجات ہے۔ تب ہی عرب کی نجات ہوئی یعنے محمدی توحید سے نجات ہے۔ ابرا وغیراد نیچری کی خیالی توحید سے نجات نہیں ہوسکتی۔ اور نہ عبدالحکیمی توحید سے۔ جب تک انسان آدم توحید حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل تعلق نہ پیدا کرے اور انکی ذات میں محو ہو کر کامل متبع نہ بن جاوے اور انہیں کو ہادی اپنی دین وایمان کا ذریعہ نہ سمجھے اور شکر گزار نہ جاوے۔ ایسے شخص کو نہ عرفان ذات الٰہی ہوسکتا ہے اور نہ کامل توحید ہی حاصل ہوسکتی ہے قرآن شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے ہی ہم کو معلوم ہوا ہے اور جتنے الفاظ وآیات وغیرہ اس میں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا تعلق ذات مبارک آنحضرت سے ہے۔ اگر اس میں یہ لکھا ہے کہ کوئی ہو یہودی ہو۔ نصاریٰ ہو وغیرہ اگر وہ خدا پر ایمان لاوے گا۔ نجات پاویگا۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ اس خدا پر اس طریق سے ایمان لاوے گا۔ اور عملاً کر کے دکھلا دیگا۔ جس کو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ نے پیش کیا ہے یعنے آنحضرت کے واسطے سے ایمان لائے اور ایمان لا کر عملاً دکھا دیا ہے۔ یعنے جب تک کہ کامل متبع سنت محمدی کا نہ ہوگا۔ نجات نہ ہوگی افسوس ہے۔ کہ جس توحید اور نجات پر آپ کو غرہ ہے اور آپ اس پر فخر کرتے ہیں۔ وہ سوائے **نفس پرستی اور شرک** اور جہنم کے میری رائے میں اور کچھ نہیں۔ سو آپ کو چاہئے کہ توبہ کریں۔ اور حق کی طرف رجوع کریں۔ پیشتر اس کے کہ لیست التوبہ علی الذین الخ کا وقت آجاوے۔ یاد رہے کہ ساری توحید ایک جانتے ہیں ہے۔ جب آپ نے انبیاء ورسل واولیا کو خدا سے الگ سمجھا جس کی نسبت ہے کہ من عادی ولیا فقد آذنتہ بالحرب واتی اور ماوبیت ولکن اللہ رمی اور ان کی تعریف آپ نے غیر خدا کی تعریف سمجھی اور پھر آپ منہ سے الحمد للہ ہی کہتے رہے تو زہے

برین عقل ودانش بباید گریست

آپ نے پڑھا ہوگا۔ کہ ان الذین یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ۔ اولئک ھم الکافرون۔ یہی آپ کی توحید اور نجات ہے۔ سو لازم ہے۔ کہ آپ ایسی توحید سے توبہ کریں اور محمدی توحید کی طرف آجاویں تاکہ آپ کی نجات ہو۔

اس زمانہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس مرزا صاحب سلمہ میں بروز کیا ہے۔ تو اس وقت مرزائی توحید ہی محمدی توحید ہے اور اسی سے نجات ہے۔ باقی رہے جزوی مسائل سو وہ توحید کے سمجھنے سے پیچھے انشاء اللہ سب کے سب حل ہو جاویں گے۔

جب آپ نجات کے لائق بنیں گے اور یہی اسی دنیا میں جنت مل جاوے گی۔ یہ نہ ہوا تو آیت ولمن خاف مقام ربہ جنتان تو پہر کیا ہے کہ آپ ان لوگوں سے تعلقات بڑھاویں گے جن کو یہ رتبہ قرب کا حاصل نہیں۔ قرآن حمید میں ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا انما یھلکم اللہ الی اخرہ "اذا جاءک المنافقون الخ" "انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون اللہ" "وکونوا مع الصادقین"

آپ غور فرماویں کہ دیگر مسلمان۔ جن کا آپ اپنے خط میں ذکر کرتے ہیں۔ ان کی حالت کیا ہے؟ کیا وہ **مقربان الٰہی** سے ہیں۔ یا راندہ درگاہ الٰہی؟ بظاہر۔۔۔۔۔ اگر آپ کو وہ **صالحین** نظر آتے ہیں تو ان سے تعلق ورابط بڑھایئے نہیں تو الگ رہیئے۔ خاکسار رشید الدین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ الاسلام امام علیہ السلام خدا کے فضل اور تائید سے خدمت دین میں مصروف اور **حقیقۃ الوحی** کو زور شور سے لکھ رہے ہیں اور آپکا خادم کارخانہ الحکم اسے چھاپ رہا ہے

(۲) دسہرہ کی تعطیلات کیوجہ سے بہت سے احباب مختلف مقامات سے آئے ہوئے ہیں ماہ ستمبر کے وسط میں تین روز شدید بارش ہوئی جسکی وجہ سے ڈھاب خوب بھر گئی ہے۔ اسی شدت بارش کیوجہ سے آپکے ایک غلام کے ایک حصہ مکان کو سخت صدمہ پہونچا۔

لال کپڑے والی قبر کا نشان پورا ہو گیا

دیر ہوئی الحکم میں یہہ رؤیا حضرت حجۃ اللہ کا شائع ہو چکا ہوا ہے کہ آپ نے بہشتی مقبرے میں تیسری قبر پر **لال کپڑا** دیکھا جس سے مراد یہہ تھی کہ تیسری قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کے علاوہ عورت کی ہوگی چنانچہ بنیاں سردار خان ملازم نواب محمد علیخان صاحب کی اہلیہ نے اس رؤیا کو پورا کر دیا جو ۲۲۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فوت ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی خدا مغفرت کرے۔

خواہشمند اطلاع دیں

دو معزز عہدہ دار جنکی تنخواہ چار سو روپیہ ماہوار اور معقول ترقی کی بہترین امیدیں ہیں شادی کے خواہشمند ہیں اور کسی شریف مسلمان خاندان میں قطع نظر احمدی غیر احمدی۔ اور بلا امتیاز کسی فرقہ کے نکاح کرینگے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ تعلق سید۔ شیخ۔ مغل۔ پٹھان۔ اعوان یا معزز جاٹوں کے خاندان سے ہو۔ عہدہ دار مذکور کی ذاتی حیثیت اور اسکی خواہش نکاح کے لحاظ سے ضروری ہے کہ لڑکیاں ان صفات سے متصف ہوں جنکی توقع کی جاسکتی ہے ہر قسم کے امور کے متعلق ایڈیٹر الحکم سے خط وکتابت کی جاوے۔

قابل تقلید نمونہ

منشی حبیب الرحمان صاحب احمدی رئیس حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ کی صاحبزادی فوت ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس موقع پہ منشی صاحب موصوف نے مرحومہ کو ثواب پہونچانے کی نیت سے ایک نیک نمونہ اور قابل تقلید ذریعہ خیرات کا تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک پرچہ اردو اور ایک پرچہ انگریزی میگزین کا۔ ایسا ہی الحکم اور بدر اور تشحیذ الاذہان اور تعلیم الاسلام وغیرہ کل رسایل اور اخبارات سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے کسی غریب مگر شوقین احمدی کے نام جاری کرائے ہیں۔ اسلئے ایسی امیدوار مندرجہ بالا اخبارات یا رسایل کے مینجروں کے نام درخواست بھیجدیں۔

منشی حبیب الرحمان صاحب نے ایک ایسی نیک کام کی ابتدا کی ہے جو مرحومہ کیلئے الدال علی الخیر کفاعلہ کی موافق بہت بڑی نیکی اور ثواب کا موجب ہوگا۔ اگر ہمارے احباب ہر قسم کی تقریبوں پر ان ذرایع اشاعت ملت کا لحاظ رکھیں تو وہ بہت امداد کر سکتے ہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اسکے مخدوم والدین اور برادران کو صبر جمیل۔ آمین۔

احمدی جماعتیں مرحومہ کا جنازہ پڑھیں

لنڈن میں لکچر بازی

عورتوں کو مردوں کیطرح ووٹ کا حق ملنے پر لکچر دیتا ہے کبھی کبھی ایک اور شخص اگر پڑچار کرتا ہے اسکا مضمون یہ ہوتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کو چاہئے کہ شراب نوشی انگلینڈ میں حکماً بند کرے۔ کیونکہ انگلینڈ کی غریبی اور بیکاری کی اصلی وجہ یہی ہے۔ کہ لوگ شراب پیتے ہیں۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اپنا کا بڑا اظہار لکھا ہے۔ کہ شراب کا انگلینڈ سے بند کرا دونگا۔ لوگ اسکی تقریر سنتے ہیں لیکن اسکا مونہہ بند نہیں ہوتا اسکی کچھ اثر ہوتا دکھائی نہیں دیتا مگر اسکا جوش اور ہمت قابل تعریف ہے کیونکہ شراب کے برخلاف بولنا انگلینڈ میں ہر شخص کے برخلاف بولنا ہے اس کے ساتھ ایک دو اور شخص ہوتے ہیں۔ اسکے زور دار الفاظ ہوا کرتے ہیں۔ بس آج رات سے شراب کی تجارت انگلینڈ سے اکھڑ گئی۔ اس شخص کے بائیں طرف ایک کثیر مجمع چار پانچ سو مرد عورتوں کا ہوتا ہے۔ جو مسٹر برڈ لاذ ناسٹک کے چیلے ہیں۔ انکا نام انجیل اور عیسائی مذہب کے خلاف پرچار کرنا ہے۔ انکا خیال ہے کہ انگلینڈ انجیل کی اشاعت پر فضول لاکھوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے بہتر ہے۔ کہ ان روپیوں کو دوسرے کاموں میں لگایا جائے۔ مزدور پیشہ لوگ ان تقریروں کو بہت پسند کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے دلوں سے عیسائی مذہب کی بنیاد اکھڑتی جاتی ہے۔ کسی روز بڑا تماشہ یہ ہوتا ہے کہ اس گروہ کے پاس آکر ایک عیسائی واعظ بھی شروع کر دیتا ہے تاکہ لوگ دوسرے گروہ کی تقریر نہ سن سکیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بڑھکر اونچا بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی جگہ ایک بوڑھا عیسائی واعظ آتا ہے جو انجیل ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اسکا مضمون ہر روز

مسیح کی قبر سے نکل کر

آسمان کیطرف جانے کے متعلق ہوتا ہے۔ عموماً اسکے پاس کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ مگر وہ اکیلا بولتا رہتا ہے۔ میں کئی دفعہ اسکے پاس کھڑا ہو جاتا ہوں۔ جب کبھی کوئی عورت یا مرد پاس سے گذرے تو وہ بیچارہ لیڈیز وجنٹلمین کہدیتا ہے کسی کے دل میں رحم آئے۔ تو سننے کیلئے اسکے

بابو سالگرام صاحب کی چٹھی کا جواب

رسالہ آریہ مسافر جالندھر جلد ۸ نمبر ۱۰ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء میں الہ آباد کے بابو سالگرام صاحب نے خاکسار کے نام ایک طول طویل کھلی چٹھی شایع کرائی ہے۔ اور اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک مضمون بعنوان مذہب اسلام اور لالہ جگدمبا پرشاد شایع ہوا ہے۔ اور آریہ گزٹ مورخہ ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں بھی کچھ شایع ہوا ہے۔ ان سب کا بہت مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔

مین بابو سالگرام صاحب کا بہت مشکور ہون۔ کہ کم از کم انہون نے مسٹر دھرم پال صاحب کی مانند مجھے احمق بیوقوف پاگل جہنمی گندگی پر منہ مارنیوالا وغیرہ وغیرہ جیسے دل دکھانے والے الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ اگرچہ آریہ سماج کے نئے برہمچاری جی مہاراج کے طرز کلام کو مدنظر رکھکر مین نے یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ جبکہ نئے آریہ صاحب کو اس قدر مشاقی گالیان دینے میں حاصل ہو گئی تو پرانے آریون کی تو بات ہی کیا کہنی ہے لیکن شاید بابو سالگرام صاحب نے میری نزدیک کی رشتہ داری کا خیال رکھا ہے۔ خیر آمدم برسر مطلب بابو صاحب کی لمبی چوڑی تمہید کا لب لباب یہ ہے۔ کہ اگر مجھے اسلامی تعلیم پسند تھی تو میں مسلمان ہو جاتا۔ مگر رسالہ ترک ویدہرم وغیرہ شایع کرنا فضول تھا۔ بلکہ ایسا کرنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے بلاوجہ اس قدر شور و غل آریہ سماج کے خلاف غلط فہمی پھیلانے کے لئے مچا رکھا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں دنیا کا کوئی مذہب کسی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر بابو سالگرام صاحب کی یہ بات ان کی شخصی رائے نہ سمجھی جاوے۔ بلکہ آریہ سماج کی مجموعی تعلیم کا ایک جزو سمجھ لیا جاوے۔ تو عوام معلوم ہو کہ خود آریہ صاحبان اس اصول کے خلاف عمل کر رہے ہیں جبکہ دنیا کا کوئی مذہب (حسب قول بابو سالگرام صاحب کسی حالت میں نیست و نابود ہو ہی نہیں سکتا تو پھر آریہ سماج عیسائیت۔ اسلام اور ہندو دہرم کی ...... کیون اسقدر ..... کرتی رہتی ہے اور کیون آریہ اوپدیشک صاحبان ..... لیکچر دیا کرتے ہیں۔

آگے چلکر بابو صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی نہ تھا جس کے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا ہو۔ وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے آج تک کبھی یہ بات خواب میں بھی نہیں کہی کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی تھا یا یہ کہ میرے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا پھر جب میرا یہ دعوی ہی نہیں اعتراض فضول ہے۔ لہذا اس کی تردید کرنی مجھے لازم نہیں اور اگر کسی اسلامی اخبار نے ایسا لکھا ہو۔ تو مجھپر کوئی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔

بابو سالگرام جی! جس سیالکوٹ کے اخبار کا آپ اس قدر زور کے ساتھ حوالہ دیتے ہیں وہ آج تک میں نے نہیں دیکھا (اور مضامین یک اخبار سے دوسرے میں نقل بھی ہو جاتے ہیں) میں نے کبھی یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ میں آریہ سماج کا کوئی لیڈر یا رکن رہا ہون۔ البتہ یہ میں نے سچ لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا ایک ترپمی (محنتی) ہون۔ اور اب بھی میں آریہ سماج کا پریمی ہون کام خواہ ڈائرکٹ لی کیا جاوے یا Indirectly انڈائرکٹ لی (یعنے باواسطہ یا بلاواسطہ) ہان ٹھیک ہے میں آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا ہون تنخواہ لیکر۔ لیکن افسوس کہ آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے۔ کہ خاکسار نے سرکاری و دیگر ملازمتیں کئی مرتبہ ترک کر کرکے آریہ سماج کی ملازمت کم تنخواہ پر منظور کر لی تھی۔ آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ سرکاری نوکری نہ ملنے سے (چونکہ ۲۵ سال سے عمر زیادہ) میں سماج کا کام کرنا چاہتا تھا۔ جناب عالی! آپ سے شاید کبھی والد صاحب مرحوم نے ذکر کیا ہوگا۔ کہ میں نے سرکاری محکمہ ڈاکخانہ جات کی ملازمت عنہ روپیہ ماہواری کی ترک کرکے آریہ سماج سے صرف عنہ روپیہ ماہواری گزران کے لئے لیکر کام شروع کیا تھا۔ اور افریقہ سے آنے پر الہ آباد میں ریلوے کی معقول ملازمت ملتی تھی (جن دنوں میں آپ سے بھی ملا تھا اور آپ کے لڑکی کی شادی کی متعلق گفتگو ہوئی تھی) مگر میں نے آریا ..... کی اسسٹنٹ ایڈیٹری ..... بہتر سمجھا تھا اور آخری واقعہ یون ہے۔ کہ میں ..... میں آریہ سماج کی اوپدیش کی چھوڑنے کے بعد وہاں ہی سرکاری محکمہ سروے آف انڈیا میں للعہ روپیہ ماہواری پر ملازم ہو گیا تھا جہان سے ..... کرایا تھا اور ..... جن دنون میں آپکے ..... شبوبرت تارن کلرک ریلوے (جو کہ میرا حقیقی بھانجا ہے) کے پاس مقیم تھا۔ انہیں دنوں چونکہ برہما کو واپس جانا مجھے پسند نہ تھا۔ اس وجہ سے کئی جگہ ملازمتوں کی درخواستین روانہ کی تہیں (جنہیں میں مرادآباد کے رہبر ہند والی درخواست بھی شامل ہے) اور کمپنی کے ایک کمپنی نے مجھے عنہ روپیہ ماہواری پر مقرر کر لیا تھا۔ (اس کی تصدیق آپ اپنے داماد صاحب سے کر لیں) مگر وہان نہ جاکر گوروکل سکندرآباد جا پہونچا۔ اور ارادہ کیا کہ پھر بھی آریہ سماج کے ایسے کامون میں اپنے تئین مشغول کرون۔ جو ہند و قوم کے بھلائی کے لئے ہیں۔ مثلاً گوروکل کی پختگی کے لئے مفصلات سے چندہ ایکٹھا کرنا وغیرہ پس آپ کو معلوم ہو۔ کہ للعہ اور عنہ روپیہ کی ملازمتون کی پرواہ نہ کرکے میں آریہ سماج سے صرف عنہ روپیہ لیکر کام کرنا فخر سمجھتا تھا (جو کہ دراصل میرا خبط تھا) اس شہادت پرکاش والے مضمون نگار صاحب کے الفاظ میں درج ہے۔ ......

"...... ورنہ جگدمبا پرشاد کی خواہش اول یہ تھی کہ دیگر مذاہب کے لوگون سے جو کچھ مجھے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے نہایت قلیل گزران پر آریہ سماج کی سیوا کرے۔ مگر افسوس آریہ سماج کی موجودہ حالت پر۔ کہ کیا جگدمبا پرشاد اس قابل بھی نہیں۔ کہ اس کو دس روپیہ ماہواری دیکر آریہ کام لے سکتے ......"

کہیے بابو سالگرام جی! کیا آپ اب بھی یہی کہتے چلے جائینگے کہ میں بوجہ بیکاری اور بوجہ نہ ملنے دیگر ملازمت کے آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا۔ یا یہ کہ للعہ اور عنہ کے بجائے سماج سے عنہ مانگتا رہا (اور تو بھلا اور توجہ سا تیسا۔ آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ جگدمبا پرشاد کو کہیں نوکری نہیں مل سکتی شرم بھی نہ آئی۔ کیون صاحب! آپ تو صرف اردو دان ہوکر اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے پر پچیس ۲۵ روپیہ ماہواری حاصل کر ..... اور مجھ جیسا ..... انگریزی اور سنسکرت جاننے کے علاوہ کئی محکمون ..... گھومنے کے بعد سوا آریہ سماج کے اور کوئی سہارا نہ رکھے۔ ..... ! ایسی عقلمندی پر آریہ سماجی صاحبان تمام دنیا سے

بھی ..... ہان ..... یہ نہیں کہتا۔ کہ میں آریہ سماج کیلئے باعث فخر تھا نہیں بلکہ میں مانتا ہون۔ کہ مجھ جیسے بیوقوف لوگون کا وہاں ندی سماج میں کچھ کام نہیں ہے۔ پس ایسون کو فوراً سے قبل باہر نکل جانا چاہئے۔

آریہ گزٹ والی درخواست کا حال یون ہے۔ کہ سکندرآباد سے میں وہین چلا گیا تھا۔ (بمبئی کی ملازمت پر بوجہ دیر ہو جانے کے نہ جا سکا۔) اور جبلپور دہلی نامی کارخانہ میں کام مل گیا تھا۔ انہیں دنون مذہبی تحقیقات عیسائیت اور اسلام کی کرتا رہا۔ اور اسلام میں ہوکر وہ ملازمت چھوڑ دی۔ مگر جیسا کہ میں نے رسالہ ترک ویدہرم حصہ دویم میں بیان کر دیا ہے۔ جب شدھی کی گئی تو انہی اثنا میں آریہ گزٹ سب ایڈیٹری کی نوٹس دیکھکر وہان درخواست روانہ کر دیا۔ لیکن اسکا جواب نہ آنے پایا تھا۔ کہ میں پھر اشدہ بن گیا (یعنے اسلام میں واپس چلا آیا) تاریخ ملاکر آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلام میں داخل ہونے اور ملازمت کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بابو سالگرام جی۔! آپنے بڑا بھاری ایک اعتراض دربارہ الہام کیا ہے یا وہ دربارہ سن لیجئے کہ ۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کو ہی کتاب آریہ سماج کے پول کا لکھا جانا شروع ہوا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اسکا بہت سا حصہ لکھکر میں نے برہما سے بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ بنام پنڈت دوارکا پرشاد صاحب جو بے جنرل سیکرٹری سناتن ہند و دہرم سبھا پریاگ الہ آباد واسطے ملاحظہ روانہ کیا تھا (تاکہ بعد تیاری کے وہ اس کی چھپائی کا انتظام اپنی سبھا کی جانب سے کرین) آپ ان صاحب سے مل کر اس بارہ میں تحقیقات کر سکتے ہیں۔ بیشک اسوقت میرا خیال اسلام میں داخل ہونے کا نہ تھا لیکن یہ قطعی فیصلہ تھا۔ کہ جلد یا دیر سے کتاب آریہ سماج کی پول شایع ہو گی۔ چنانچہ جب میں اسلام میں داخل ہوا۔ تو اب یہ کتاب تحفہ آریہ سماج کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ ہان آپکا یہ اعتراض ہے۔ کہ جب ملک برہما میں میرے خیالات آریہ سماج سے منحرف ہو گئے تھے تو پھر آریون کے یہان ملازمت کی درخواستین کیون کرتا رہا۔ پس آپکو معلوم ہو کہ آریہ سماج میں اس وقت نصف سے زیادہ ایسے لوگ ملازم ہیں۔ جو دل سے آریہ نہیں۔ بلکہ سناتنی یا دہریہ ہیں چنانچہ

اخبار کی ایڈیٹری یا چندہ وصول کرنے کے لئے اوپدیش کی کا کام مجھے بہ نسبت کلرکی وغیرہ کے اس قدر افضل معلوم ہوتے تھے۔ کہ میں خیالات تبدیل ہو جانے پر بھی ذریعہ معاش ... کاموں کو بنانا چاہتا تھا اور کسی جگہ کیا کام کر کے اجرت حاصل کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک ان آریہ خدمات کو کرتا ہوا بھی میں کتاب آریہ سماج کی پول تیار کر تا رہ سکتا تھا۔ اور کل ہو جانے پر کوئی نہ کوئی مطبع ضرور اسے چھاپ دیتا۔

آگے چل کر بابو سالگرام صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے بڑھ کر وہ بات جس کے لئے قلم اٹھائی گئی یہ ہے۔ کہ میں نے اپنے باپ دادا وں کی جائداد کے بقیہ موجودہ حصہ کا تخمینہ پانچ ہزار لکھا ہے۔ مگر بابو ... وہ ... ہزار کا ... کھینچتا ہے۔

بابو سالگرام جی! آپ کی آنکھوں پر دیا بند کی گمراہ کنندہ تعلیم کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ پس نہ تو آپ سے کبھی خواب میں بھی نہیں امید کی جا سکتی۔ کہ آپ ایسے معاملات میں انصاف سے کام لیونگے۔ اس امر کا آسان فیصلہ تو تب ہو۔ کہ کوئی غیر شخص جو مسلمان اور آریہ نہو۔ وہ تحقیقات کر کے اپنی بے تعصبانہ رائے ظاہر کرے اس بارہ میں اگرچہ کسی قسم کی کوئی بحث بالکل فضول ہے۔ لیکن چونکہ آپ نہایت شوق سے سننے کے منتظر ہیں۔ اسلئے سن لیجئے:۔

مکان کا کرایہ اپنے ۳ روپیہ لکھا ہے جو کہ آپ کی تعصبانہ فرضی بکواس ہے آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے جو میرے چچا صاحب کے مکان میں رہتے ہیں۔ جا کر دریافت کر لیویں۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں اس مکان کا کرایہ معہ ساڑھے سات روپیہ ملتا تھا یا نہیں (البتہ اب عرصہ دراز سے کرایہ پر دیا ہی نہیں گیا) پس الہ آباد شہر میں اور خاص کر اس محلہ اترسویا میں جہاں میرا مکان واقع ہے۔ مکانوں کی گرانی کے لحاظ سے ایک مکان جس کا کرایہ معہ روپیہ ماہواری ہو۔ یقیناً دو ہزار روپیہ سے زاید قیمت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مکان کے سامنے اس قدر زمین موجود ہے۔ کہ ایک مکان اور بنایا جا سکتا ہے۔ پس ایسی جگہ پر خالی زمین کی لاگت بھی ... زیادہ ... کم

از کم اس زمین کی قیمت پانچسو روپیہ سمجھنی چاہیئے۔

اجی حضرت! آپ دیہات کے رہنے والے شہروں کے مکانوں کی قدر کیا جانیں۔ مکان کے بعد زمینداری کے حساب کتاب میں بھی اپنے فضول تعصبانہ بکواس کی ہے۔ موضع بچوریں بھی اب تک کچھ حصہ موجود ہے۔ موضع سلوکھرا کے علاوہ اور کئی مواضعات میں جناب والد صاحب مرحوم کے تمام حصہ جات موجود ہیں۔ جن کا مفصل احوال آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ شروع سے وہی بطور منیجر کام کیا کرتے ہیں۔ پس ان سب حصہ جات کو ایک جا کرنے سے یقیناً کم از کم ڈھائی ہزار کی مالیت ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو آپ کی نہایت عجیب و غریب قانون دانی ہے۔ کہ میرے بھتیجے لکشمی شنکر کی موجودگی کے باعث آپ مجھے وراثت سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو کہ باپ چچا کی حین حیات میں لڑکے بھتیجوں کا کوئی حق وراثت کی جائداد پر نہیں رہا کرتا اور جب کہ عزیز لکشمی شنکر کو میں نے خود اپنا وارث بنایا ہے (دیکھو سرٹیفکیٹ موجودہ فنڈ نمبر) اور اسکی پرورش و تعلیم وغیرہ کا انتظام اب بھی (و آئندہ بھی) مجھی کو کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکی والدہ یعنی جناب بھاوج صاحبہ مجھے تمام حساب کتاب خانگی ایک ایک پیسے کا اپنے خطوط ہندی میں لکھکر یہاں برابر بلا ناغہ بھیجا کرتی ہیں (واضح ہو کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ کوئی ذاتی خیالات تبدیل ہونے کے باعث یا مذہب تبدیل کر لینے پر پچھلے تعلقات توڑ دیوے اگرچہ الہ آباد کے کایستھ صاحبان اب میرے ساتھ کھوا ہوا پانی بھی نہ پیونگے۔ لیکن میں ان سب کو جن سے جو رشتہ ہے برابر ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جسکی تحقیقات آپ اپنے داماد وغیرہ سے کر سکتے ہیں) تو آپ کا یہ کہنا کہ میرے موجودگی میں وہ ... کا مالک ہے یا ... غلطی ہی نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو تعصب نے اسقدر گمراہ کر دیا ہے کہ معمولی باتیں بھی ہندو لا کی آپ ... افسوس۔ صد افسوس؟

آگے آپ میرے چچا صاحب کی جائداد کے حقیقت کے بارہ میں اعتراض کیا ہے پس یہ بھی آپکی عدم واقفیت ہندو قانونی یا تعصب کے خندق میں گرنے کا ہی اظہار کرتا ہے جناب عالی! ہندو لا کے مطابق موروثی جائداد دوسرے نالی کو نہیں پہنچا کرتیں۔ اگر بابو کیلاش شنکر صاحب مرحوم کی ذاتی پیدا کی ہوئی جائداد ہوتی تو انکی نانی کو پہونچتی مگر موروثی جائداد خاندان والوں کا ہی

حق رہا کرتا ہے لیکن نہ لینا نہ دینا مفت کی ٹھائیں ٹھائیں سے کیا حاصل میں کوئی ایسا دعویٰ تو کرنے ہی نہ لگا تھا پھر ایسے معاملات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آئے دن عدالتوں میں ایسے ہزاروں مقدمہ جات ہوا کرتے ہیں۔ دو فریق اس قسم کے مقدموں کو دائر کیا کرتے ہیں ہر ایک اپنا اپنا حق ظاہر کیا کرتا ہے لیکن چونکہ مجھے ایسی کوئی کارروائی کرنی نہیں ہے اس وجہ سے اس بارہ میں کچھ کہنا سننا فضول ہے۔ ان باتوں کا پتہ ان لوگوں کو رہا کرتا ہے جن کے یہاں پشت ہا پشت سے جائداد میں کم و بیش رہا کرتی ہیں۔ لیکن جناب من! آپکو ان معاملات کا کیا پتہ آپ کی بلا جانے آپ نے اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں کھائی۔ آپ تو صرف دفتر کی بستوں کو الماریوں میں بند کرتے رہا کریں۔

ایک بڑا اعتراض آپ کا دربارہ ماس کے ہے لیکن افسوس کہ میں آپکی ایسی باتوں کو اس وقت تک سننے کیلئے بھی تیار نہیں۔ جب تک کہ آپ علمان اسلام کے ایسے فتوے لیکر میرے پاس نہ روانہ کریں کہ جو شخص گوشت نہیں کھاتا وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ البتہ جب آپ ایسے فتویٰ میرے پاس پہنچا دیوینگے۔ تو میں اسلام کو آخری سلام کہد ونگا

اور جو کہ آپ نے سناتن ہندو دہرم کے باتوں سے اسلام کی باتوں کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ جس شخص کو ہندو دہرم کی باتیں غلط معلوم ہونگی اسکو اسلام کی ایسی ہی باتیں کیونکر صحیح معلوم ہو سکتی ہیں پس اسکا جواب یہ ہے کہ علاوہ ان سب باتوں کے جن کا آپنے ذکر کیا ہے۔ (بلا لحاظ اس کی کہ وہ قابل تسلیم ہیں یا نہیں) ہندو ویزم کا اصل اصول یہ ہے کہ ویدان میں دیوتا پرستی موجود ہے جبکہ اسلام سوا ایک وحدہ لاشریک پرمیشور کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنے نہیں دیتا اس کے علاوہ ہندو دہرم میں شیو شنبو برہما وغیرہ کے ... جھگڑوں اور لنگ ... پوجا وغیرہ کو کوئی سمجھدار صحیح نہیں مان سکتا۔

آگے آپنے لکھا ہے کہ جب کہ سنسکرت ... اس لئے حمد و ثنائیں میں کہتا ہوں کہ خدا ہر ایک زبان کو سمجھ سکتا تو نام میں نے کیوں تبدیل کیا۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر پرکاش وغیرہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ میں اپنا دستخط جگدمبا پرشاد ورما ہی کیا کرتا ہوں۔ میرا نام عبد العزیز ان مولانا صاحب نے رکھا ہے جنہوں نے مجھے اسلام میں داخل کیا ہے اور آپکو معلوم ہو کہ میں ستے وغیرہ الفاظ حسب سابق بدستور استعمال کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھگوت گیتا اور اپنشدوں کا پاٹھ بھی میں سابق بدستور کیا کرتا ہوں۔ اگر سب کام اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں تو آپ ضرور علماء اسلام سے فتویٰ دلائیے۔

میں دوبارہ کہتا۔ کہ مجھے سنسکرت شلوک اور منتر پڑھنے میں اسلئے آنند آتا ہے کہ اُن کے معنے مطلب کو پڑھنے وقت خوب سمجھ لیتا ہوں اس معمہ کو تب سمجھئے کہ آپ کچھ سنسکرت جانتے ہوتے مگر افسوس کہ آپنے اسقدر عرصہ سے آریہ سماج بن کر اسلامی کتب بینی میں تو وقت ضایع کیا۔ مگر اپنی مذہب کی اصلی زبان سنسکرت کو باوجود سوامی جی مہاراج کی خاص ہدایت کے کبھی نہ سیکھا۔ اجی جناب!

اجی جناب! اُردو زبان کے الفاظ میں وہ لطف نہیں آسکتا جو ایک عربی دان کو عربی میں یا ایک سنسکرت دان کو سنسکرت میں آسکتا ہے۔ اس ہی چٹھی میں ایک نوٹ دیکر آریہ مسافر کو ایڈیٹر صاحب نے بھی یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ نوشہرہ کی بیوہ کو میں نے اسلئے چھوڑ دیا تھا۔ کہ میں ایک خاص قسم کے مرض میں مبتلا تھا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ یہ آرسماجیوں کی خوش انتظامی ہے کہ وہ مجھ جیسے سیدھے سادے لوگوں کو تباہ و برباد کیا کرتے ہیں وہ بیوہ اول درجہ کی فاحشہ عورت تھی چنانچہ اس نے اثنا گفتگو میں یہ ظاہر کیا کہ دراصل **وہ بیوہ نہ تھی۔ بلکہ اس کا پہلا خاوند بریلی میں موجود تہا۔** اور ایسی وجہ سے وہ میرے ہمراہ مقام رانچی بھار کو بریلی کے راستہ سے چلنے کیلئے تیار نہیں تھی تو یہ حال سنکر اس خوف سے کہ اس کا پہلا خاوند جو زندہ تھا (اور یہ آوارہ عورت اسے لڑائی ہو جانے پر بھاگ آئی) اور سماج والوں سے اپنی تئیں بیوہ ظاہر کر دیا) کہیں کوئی دعوی نہ کر دیوے میں نے اس کا ساتھ چھوڑ نا مناسب سمجھا۔ آگے بابو سالگرام صاحب تحریر فرماتے ہیں وو . . . . مگر ایسی قابلیت آپ میں کبھی نہیں ہوئی کہ آریہ سماج کا معمولی علما میں بھی آپکا شمار ہوا ہو اور نہ اصولاً ایسا ہو سکتا تھا . . . . آپ کے نئے ہوا خواہ آپ کی پوزیشن کے متعلق خواہ مخواہ دیدہ و دانستہ غلط بیانی کر کے ناواقفوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں . . . اور آپ ہیں کہ ان جھوٹے تعریفی کلمات کو شربت کے گھونٹ کی طرح پیئے جاتے ہیں ،،۔

اچھا مہاراج! لیجئے آپ کی اس نصیحت کو میں بسر و چشم قبول کر کے اسی وقت حسب ذیل اعلان جاری کرتا ہوں۔

باقی آئندہ

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

امرتسری منکر کو دعوت

کامیابی ہوئی کیسے ان میں — سے مثیل مسیح کو ہے ہوئی جس کو گڑھی کو رکا نتوہ میں ملی کسکو فقیہ ہی کی ہتک عزت کا کرم دین

کس نے پائی شکست وہ کہانی ہار کسکی ہالت ہوئی تھی زار و زار مثل الہود کہلم سم میں دیکھو کا

کیا کلارک مقدمہ جیت گیا کس نے مسجد کا راہ بند کیا دونوں کیا کرم دین کامیاب ہوا دشمنان اسلام نے آئیا رجہلم میں دو

یا محمد حسین اسکا یار کہ عیسائی الگ گیا اسکا رسوائی کرکے ہیں رسوائی کروائی مثیل مسیح نے یا کہ ہارا کچہری میں دوبار ہی بار گورداسپور میں

نوٹ سے ڈاکٹر کلارک صاحب پادری امرتسری نے جو مقدمہ قتل کا الزام لگاکر دائر کیا تہا اس کا فیصلہ حسب وعدہ خداوندی ہوا فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا۔

۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو عدالت مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سے یوں ہوا کہ جہانتک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکہتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کی ضمانت لیجاوے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہذا بری کئے جاتے ہیں [illegible]

۱۹۰۲ء اس مقدمہ میں محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ بن کر مرزا صاحب کی ذلت دیکہنی آیا تہا گر کیا تو [illegible] ایک [illegible] نے مفلسی [illegible] بذریعہ [illegible] نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے ایک اشتہار کی بنا پر جو انعامی ایک ہزار روپیہ کا بتایا عیسائیاں [illegible] اس شرط پر شائع کیا تہا کہ اگر مسیح علیہ السلام کی مرزائیں کے معجزہ اور پیشگوئیاں کوئی عیسائی پادری پیشگوئیوں اور معجزات سے ثابت اور تعداد میں برابر ثابت کردے تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ اس پر مولوی گولڑوی نے چند مرعوی معجزات مسیح کے از روی قرآن شریف بیان کرکے بحث افلاس کے بارے سے مفلسی میں ایک ہزار روپیہ انعام دلانے کی تحریک آریہ عیسائیاں ناش دعوی جو کیسی پیشی میں [illegible] مدعا علیہ (مرزا صاحب علیہ السلام کا بذریعہ [illegible] فتح عطا فرمائی اور پیارہ مفلس ہمیں افلاس [illegible] مبتلا رہا

ہم شرکا رحضرت اقدس نے جو ہوئی مسجد قادیان کا دروازہ اپنے طرف سے بند کردیا نمازیوں کو بڑا چکر کاٹ کر آنا پڑا۔ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرکے کامیابی حاصل ہوئی کہ حاکم وہ دیوار گرائی گئے اور مرزا صاحب علیہ السلام کا خرچہ مقدمہ مدعا علیہم ڈالا گیا جسکو حضرت اقدس نے ازراہ کرم معاف کردیا اور وصول نہیں کیا

مولوی کرم دین سکن بہین نے جہلم میں بعدالت رائے سنسار چند صاحب دواستغاثے انیر واقعہ دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۲ تعزیرات ہند برخلاف حضرت مرزا صاحب اس بنا پر دائر کئے کہ مولوی محمد حسین فیضی متوفی جو میرا حقیقی بہنوئی تہا اس کی نسبت مرزا صاحب و دیگر مریدان مرزا صاحب نے ہتک آمیز کلمات تحریر کرکے شائع کئے ہیں جس سے متوفی کی ہتک عزت ہوئی۔ اس کا فیصلہ حسب وعدہ الہی خداوندی مندرجہ بالا جو تحریر ہو چکا مجسٹریٹ صاحب ممدوح نے بایں الفاظ فرمایا کہ بوجوہات بالا عاری رائے میں مستغیث کرم دین کو ان ہر دو استغاثجات کے دائر کرنے کا کوئی منصب [illegible] کی پیران وغیرہ وپیہ [illegible] نہیں [illegible] خواہ وہ ان پڑہ ہیں [illegible] اس (کرم دین) خود زیادہ بیج ان الفاظ سے ہوا ہے کہ جو ملزمان نے متوفی محمد حسین کے بارے میں [illegible] مستدعویہ میں درج کے ہیں (۱۰) پس ہم ان ہر دو استغاثجات کو خارج کرکے داخل دفتر کرتے ہیں اور ملزمان کو رہا

۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء دستخط حاکم مجوز۔

ان مقدمات کی نگرانی بھی کرم الدین نے بعدالت صاحب سشن جج بہادر جہلم کی۔ جو ۹ مئی ۱۹۰۳ء کو خارج ہوکر کرم دین کو خائب و خاسر [illegible]۔ فالحمد للہ علی ذالک

بعد ناکامی و نامرادی از مقدمات جہلم کے اپنی عزت بڑہانیکے واسطے کرم دین نے حضرت مرزا صاحب پر [illegible] الرحمن والی پیشگوئی مندرجہ ۲۹ [illegible] مذکرہ بالا کے الفاظ لئیم اور کذاب اپنی ازالہ عزت کا دوسرا مقدمہ جہلم میں دائر کیا جو بنا بر درخواست حضرت اقدس بحکم چیف کورٹ منتقل ہو کر عدالت گورداسپور میں آگیا۔ جس کا فیصلہ حسب فرمودہ الہی بذریعہ خوشخط دائرہ عدالت عالی (اپیل) کے ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو بایں الفاظ صادر ہوا [illegible] ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہانتک درست تہا کہ ہم مستغیث (کرم دین) کی مدد نہ کرتے اگرچہ الفاظ مذکور (لئیم و کذاب) کسیقدر اس سے بڑہکر بھی ہوتے . . . ملزمان (مرزا صاحب ع م) کی پاس ایسی شہادت موجود ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں جسکا ازالہ ہوا ہمکو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جیساکہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے . . . . اخیر پر اس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ یہ قرار دیا جاوے کہ ملزمان (مرزا صاحب ع م) نے نیک نیتی سے کارروائی کی۔ مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تہا ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہئے۔ بیشک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے۔ اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ ان اتہامات کی تردید کرنا جو خود اس کے اور اس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاویں اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثوں میں بہت کم دلچسپی ہو تو بھی ہر ایک کو خیال کرنا چاہئے کہ ان اشخاص کے لئے جو ان اصولوں کے پیرو ہیں وہ بہت وقعت رکہتے ہیں۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزم نمبر (۱) (مرزا صاحب ع م) جہانتک اس معاملہ کا [illegible] کی ذات سے تعلق تہا اس کی (یعنی آرٹیکلوں کے) جواب میں اس امر کا بالکل مستحق تہا کہ وہ مستغیث (کرم دین) پر ایسا اتہام لگاتا جسکو ہم نے الواقعہ راست قرار دیتے ہیں اور جو کہ مستغیث (کرم دین) کے خود اپنے عمل سے ہی ایسا ہی (یعنی لئیم اور کذاب ہونا) ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگاسکیں کہ مستغیث (کرم دین) کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونے چاہئے

. . . . پس ہم قرار دیتے ہیں۔ کہ ملزمان حفاظت استثنا نمبر ۱ و نمبر ۹ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہئے تہا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے۔ لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں انکا جرمانہ واپس دیا جاویگا۔ ۷ جنوری ۱۹۰۵ء دستخط۔ مسٹر اے۔ ای ہری صاحب بہادر سشن جج امرتسر دستخط دیوانچند مترجم محکمہ صاحب سشن جج امرتسر انتہی ملخصًا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب خدا تم کو وہ دل عطا کرے۔ جس سے تم سمجھ سکو خدارا ذرا انصاف سے ایک طرف تو پیشگوئی مندرجہ الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء دربارہ انجام مقدمات سامنے رکھو اور دوسری جانب عدالت اپیل کا فیصلہ رکھکر حرف بحرف پیشگوئی کے مفہوم کے ساتھ ملا لو۔ اور دیکھو کہ کیا انسان ضعیف البیان کا یہ کام ہے کہ جو بات اسکی اپنی قدرت میں نہیں۔ اور ہنوز عدم میں ہے۔ اس کا پورا پورا نقشہ قبل از وقت کھینچ کر دنیا کے روبرو پیش کرکے پھر اسکو اپنی صداقت کا نشان اور منجانب اللہ ہونیکا دعوی قرار دیوے اور ویسا ہی پورا ہو جاوے

باقی آئندہ

میرا قادیان کا سفر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میر دیان سے گھر آئی دوپہر کا کھانا کھایا کچھ دیر آرام کیا ظہر کی نماز پڑھ کر خدمت بابرکت میں جا حاضر ہوئی حضرت اقدس نماز سے فارغ ہو کر حقیقۃ الوحی کتاب لکھ رہے تھے۔ کوئی [illegible] سادفت ام المومنین کی خدمت میں [illegible] کہیں سے آئی ہوئی تھیں [illegible] ام المومنین کے اعلیٰ اخلاق نے ثابت کر دیا کہ [illegible] نیک بختی خوش خلقی [illegible] دینداری کی کمی نہیں [illegible] مرزا صاحب کے ہاں دینداری کا کیا حال ہے۔ نماز کے اوقات [illegible] چھوٹے بچے سے لیکر بوڑھے تک کیا مرد کیا عورت بڑے خشوع خضوع سے [illegible] نظر آتے تھے۔ قادیان میں سوائے قرآن کریم اور نماز پڑھنے کے کوئی دوسرا کام ہی نہیں۔ اذان اوّل وقت [illegible] ہے اللہ اکبر کی صدا [illegible] ساتھ ہی گونج اٹھتا ہے [illegible] مرزا صاحب [illegible] دینداری [illegible] ام المومنین کی نماز کا [illegible] واقعہ بیان کرتی ہوں [illegible] نماز پڑھ رہی تھیں اور میری چھوٹی بچیوں کے پاس [illegible] میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں [illegible] رو رہی ہیں [illegible] تر ہو گیا [illegible] اور ۲۶ [illegible] ایک طرح [illegible] بیوی صاحبہ [illegible] کرتی ہیں [illegible] اور پتلون [illegible] (نوٹ [illegible] جواب دیا [illegible] دنیا کے بادشاہ [illegible] سے جیسا ان کا دل چاہے لباس پہنیں [illegible] نہایت [illegible] مگر [illegible] کہ ان کے پاس [illegible] نہیں [illegible] جسم اور حلم کی [illegible] بال [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] مولوی [illegible] صاحب کی بیوی صاحبہ [illegible] صاحب بھی گھر پر تشریف [illegible] آئے بہت دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دن ہمارے سب آدمیوں نے بیعت کی۔ تاہم [illegible] حکیم صاحب کے ہاں سے اٹھ کر حضرت صاحب کے پاس [illegible] بیعت کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا [illegible] کے بعد [illegible] لیجاوے گی [illegible] ایک قصیدہ جو کہ بھائی اکمل صاحب نے تحفۃً حضرت صاحب کے واسطے منگایا ہوا خدمت بابرکت میں پیش کیا اور عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو پڑھ کر سناؤں۔ آپ نے فرمایا پڑھو میں کھڑی ہو کر پڑھنے لگی آپ نے مجھے اپنے برابر نیچ پر بیٹھنے کا ارشاد کیا۔ جونہی قصیدہ پڑھنا شروع کیا تھا کہ حضرت صاحب کے رعب سے بدن پسینہ پسینہ ہو گیا۔ جب پڑھ چکی تو حضرت صاحب نے نظم خود پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ اسکو مفتی محمد صادق صاحب کو دیدینا وہ بدر میں چھاپ دینگے۔ بیعت کیواسطے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ صبح کو بیعت لیجاوے گی۔

گھر آئے تو مفتی صاحب ہمارے ہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے انکو دیدی تھی جو کہ بدر میں چھپ بھی گئی ہے۔

۱۸ [illegible] کو خدمت شریف میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کس نے بیعت کرنی ہے میں نے کہا حضور سب نے آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے [illegible] زمین پر غالیچہ بچھوا دیا گیا ہم اس پر بیٹھ گئیں (واضح ہو کہ مردوں کی بیعت تو ہاتھ پر ہاتھ رکھکر لیجاتی ہے مگر عورتوں کی صرف آپکے کہنے پر ہوتی ہے) حضرت صاحب نے کہا کہ جو لفظ میں کہوں وہی تم بھی میرے پیچھے کہتے آنا پہلے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ والا سارا کلمہ پڑھایا پھر کہا کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر تمام گناہوں کا اقرار کرتی ہوں جن میں میں گرفتار تھی اور سچے دل سے اقرار کرتی ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتی رہوں گی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی (اسوقت میری آنکھیں تر ہو گئیں) اور دعا کی الٰہی تو ہی ثابت قدم رکھیو۔ پھر استغفر اللہ تین دفعہ رب انی ظلمت نفسی والی ساری دعا پڑھائی بعد اسکے دعائے خیر کی۔

اس وقت ہماری خوشی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور دل گواہی دے رہا تھا کہ ضرور ہم صراط مستقیم پر آ گئے۔ میرے سسرال والے جانے کو تیار ہو گئے [illegible] جانے کا نام سنتا آنکھوں سے [illegible] ام المومنین کے پاس چلی گئی اونہوں نے مجھے [illegible] متغیر ہوتے کہا شاید [illegible] جس سے بیوی صاحبہ کو [illegible] صدمہ ہوا ہے [illegible] اس دن نے میری والدہ کی [illegible] کا حال [illegible] لیا میں نے اپنی والدہ کی ناگہانی موت کا حال کہہ سنایا جس سے بیوی صاحبہ کی چشم مبارک پرنم ہو گئیں اور فرمانے لگی لڑکی تو نے میرے دلکو دو صدمے دئے ہیں پہلا تو تمہارے جانے کا تھا دوسرا تمہاری والدہ کی موت کا۔ یہ لکھنا ضروری ہے کہ بیوی صاحبہ بڑی ہمدرد اور رقیق القلب ہیں دوسرے کے غم کو اپنا ہی غم تصور کرتی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کا شیوہ ہے یہاں مجھے ایک بات یاد آ گئی جس کا لکھنا خالی از مصلحت نہیں ہوگا۔

میرا گیارہ سالہ بھائی جو کہ عرصہ ۹ ماہ سے قادیان میں تعلیم پاتا ہے دو ماہ ہوئے [illegible] کے پاؤں اتفاقاً گڈے کے نیچے [illegible] جسمیں کہ ۶ بوریا گندم کی لدی ہوئی تھیں سخت زخمی ہو گیا تھا قریباً ٹوٹ چکا تھا اس کے سیدھا ہونے کی بالکل امید نہ تھی۔ جو ہمدردی اس بچہ کے ساتھ فرقہ احمدیہ نے کی ہے وہ قابل تعریف ہے حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب نے بمعہ اہلبیت مفتی محمد صادق نے بمعہ اہلبیت مولوی محمد علی صاحب نے بمعہ اہلبیت خود حضرت اقدس اور ام المومنین نے رو رو کر نیم شب کو دعائیں مانگیں خداوند دوعالم نے ان بزرگوں کی دعاؤں کو سنا تھوڑے ہی دنوں میں بچہ کو صحت ہو گئی اب وہ بچہ سالم چلتا پھرتا ہے۔ اگر کسی نے اخلاق رسولی [illegible] تو احمدیہ جماعت میں دیکھے ان میں وہی ہمدردی عود کر آئی ہے جو حضرت صلعم کے مبارک زمانہ میں صحابہ کبار میں تھی۔ ۱۸ تاریخ کی شب [illegible] لے جانے کے [illegible] ۱۹ کو [illegible] حکیم الامۃ مولوی صاحب [illegible] ہاں گئی وہ اس وقت عورتوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے ان سے اپنے جانے کا ذکر کیا [illegible] وہاں ٹھہر کر حضرت اقدس کی خدمت [illegible] اجازت طلب کرنے کیواسطے [illegible] صاحب [illegible] ساتھ تھیں حضرت صاحب نے [illegible] سے چھوڑ دیا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر ایسی [illegible] تقریر کی جو کہ ہمیشہ کیواسطے یاد رکھنے کے قابل ہے [illegible] زریں حروف سے لکھکر [illegible] سامنے رکھنے والی ہے آپ نے فرمایا تمام چیزیں حرام کھانی گناہ ہیں مگر غصہ جو کہ حرام ہے اس کا کھانا ثواب میں داخل ہے۔ ہمارے مخالف نہیں [illegible] خیال لاکر [illegible] ہیں جنکو ہم [illegible] کر یہی دعا دیتے ہیں کہ خدا انہیں ہدایت دے۔ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چار بیان ہوتی رہیں ایک مصلح کی [illegible] دروازہ کی [illegible] دوسرے کی لڑائی [illegible] کی جس دروازہ کو چاہے کھول سکتی [illegible] خوش [illegible] عورتیں [illegible] اپنے [illegible] کا دروازہ کھولا [illegible] لڑکیوں کو [illegible] نہایت [illegible] کرنی چاہیے کیونکہ بعد از شادی لڑکی کا تعلق اپنے والدین سے بڑھکر [illegible] ساس [illegible] ہو جاتا ہے اسی واسطے انکے ادب کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے انکے حکموں کو بلا کچھ [illegible] قبول کرلینا چاہیے [illegible] کہ لڑکی اپنے آپکو پہلے درجہ کا تابعدار ثابت کرے [illegible] ہی بدبخت ہیں وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو انکے والدینوں سے برگشتہ کرنے کی تجویزیں کرتی ہیں ان کو کبھی فلاح دارین نصیب نہیں ہوگی"

حضرت جی کی اس موثر اور پر زور تقریر سے سارا جسم کانپ گیا اوسی وقت سے اپنے دلمیں عہد کر لیا کہ جہانتک ممکن ہو سکے گا ان کی فرمانبرداری سے گریز نہیں کروں گی حضرت اقدس سے رخصت ہو کر گھر آئے ہمیں ملنے کیواسطے حکیم الامۃ بھی تشریف لے آئے اسکبار تو آپنے پر بڑی تلخی پر از تاثیر وعظ کہی جس کا لب لباب یہ تھا "فراخی کے وقت انسان کو متکبر نہیں ہو جانا چاہیے کیونکہ میں نے کئی خاندان دیکھے جو کہ بڑے ذی جاہ تھے مگر اب کوڑی کے محتاج ہیں ان کی آن میں مٹ گئے۔ اور فرمایا کہ میں اپنی اولاد کیواسطے یہی دعا مانگتا ہوں۔ کہ الٰہی انہیں اتنا دیجو جتنے میں کہ وہ گذارہ کر سکیں جمع کرنے کیواسطے نہ دینا۔ مبادا ان میں تکبر آ جاوے۔ [illegible] حکیم صاحب [illegible] ایک گھنٹہ بیٹھے رہے [illegible] صاحب [illegible] کی بیوی [illegible] کا اتفاق ہوا جو کہ نہایت ہی خلیق اور ملنسار ہیں [illegible] ایک [illegible] کی تعریف [illegible] ایک دفعہ [illegible] میرے دینی بہنو بھائیو اگر آپنے [illegible] رسول کے وقت کی مہمان نوازی دیکھنی ہے تو آؤ اس کا زندہ نمونہ قادیان میں پاؤگے

ہم جتنے دن وہاں رہے موسم نہایت ہی خوشگوار رہا۔ ہر روز بارش ہوتی رہی۔

اب دن کے دس بج چکے میرے چلنے کا وقت قریب آ گیا مجھپر اسوقت جانا نہایت ہی شاق گذرا کیونکہ میں اپنے بھائی سے جسکو میں قریباً [illegible] کے بعد ملی تھی اس سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا اور میرے والدین بھی ناخوش تھے مگر میں حضرت جی کی نصیحت کو بھول نہیں سکتی تھی ان کے ساتھ چل پڑی۔ ایک دارالامان سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا دوسرے والدین

کی ناراضگی بہائی بہنوں کی جدائی [illegible]
غضب ہی ڈھادیا مضمون [illegible]
آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی [illegible]
ہوا سارا راہ آنسو نہ سوکھے [illegible]
مگر صبح والی گاڑی چلی گئی تھی [illegible]
بجو بیر ہو کر شام کے [illegible] گاڑی [illegible]
کرا [illegible] رات وہیں رہتے۔ وہاں سے [illegible]
ساعت ہے کہ گاڑی میں بیٹھ [illegible]
میں [illegible] گھبرا رہا تھا والدین کی ناراضگی
دلکو سے ڈالتی تھی جسوقت [illegible] آباد کا [illegible]
آباد دل کا عجب عالم ہو گیا کیونکہ [illegible]
نامہربان رشتہ دار ہیں) وزیر آباد سے [illegible]
سخت گھبراہٹ رہی اشکوں کو بے تابی [illegible]
بے اختیار نکل نکل آتے ملکوال سے گاڑی کا [illegible]
تھا گذشتہ واقعات آنکھوں کے سامنے پھر گئے
[illegible] افسوس کہ اس وقت میرے پاس
قرآن [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] اس کا پڑھنا [illegible]
[illegible] دور کر دیتا ہے
[illegible] لگ گیا [illegible]
[illegible]
[illegible] حسین نور [illegible]
[illegible] اصل اصل حالات [illegible]
[illegible] اس کی سمجھ کا قصور [illegible]
[illegible] مسکن تو قادیان [illegible]
[illegible] وہاں ضرور پہنچو۔ اور [illegible]
[illegible] کے نیچے [illegible]
کو اب بالکل [illegible] مرض سے نجات [illegible]
پندرہ دن سے بیماری نے بالکل عود نہیں کیا۔
جو مسیح کا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اب میرا
سارا خاندان [illegible] کیا ہے [illegible]
کریم آیندہ بھی ثابت قدم رکھے۔
جب ہم یہاں آئے تو سخت گرمی تھی مگر [illegible]
خدا نے ہمارے ساتھ ہی ابر رحمت بھیج دیا
جس سے [illegible] ٹھنڈک ہو گئی۔
[illegible]
[illegible] ہے۔ (راقمہ اہلیہ [illegible])

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
(۱) میں مسماۃ راج بی بی اہلیہ اسمٰعیل [illegible] احمد
ساکن پھڈال تحصیل و ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ [illegible]
کی ہوں۔ [illegible] ہوش و حواس خمسہ بلا جبر واکراہ
[illegible] خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ [illegible] مارچ
۱۹۰۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اور لکھ
دیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت
پر [illegible] ....

(۱) میں [illegible] کرتی ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب
مسیح موعود رئیس قادیان ضلع [illegible]
سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور [illegible]
(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ [illegible] رسالہ الوصیت جو کہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴
[illegible] ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا [illegible]
میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں [illegible]
اور ایسا ہی [illegible] ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد
کی بھی پابند رہونگی۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح
موعود کی طرف سے [illegible] صدر
انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے
متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے
یا آئندہ شائع ہونگے۔ [illegible] تمام کی پابند ہونگی۔
(۴) میری جائداد جو اسوقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

کو میری [illegible] جائداد [illegible]
شامل [illegible]
اسکی قیمت [illegible]
تو اس وصیت کردہ جائداد [illegible]
اعراض انجمن کو پورا کرے۔ [illegible]
ہر طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]

کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی
مالک بھی انجمن [illegible] مذکور ہے۔
(۵) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ
کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکور بالا جائداد
کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے
بعد کوئی اور جائداد یا سوا جائداد مذکور میری
[illegible] ایسی جائداد فاضل کے
متعلق بھی میری وصیت ہے جسکا مفصل ذکر
[illegible] فقرہ سابق [illegible] وصیت میں کیا
ہے۔ ایسی جائداد کی [illegible] اطلاع دیتی
رہونگی ....

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے
[illegible] کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔
(۷) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری
لاش [illegible] قادیان میں دفن ہو۔ یا کسی
دوسری جگہ دفن ہو۔ ہر طرح میری یہ وصیت
قائم رہے گی۔ فقط مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۸ء

گواہ شد
جواہر چوکیدار ساکن پھڈال
گواہ شد
مولا بخش فارن سکرٹری احمدیہ انجمن سیالکوٹ
العبد
راج بی بی اہلیہ اسمٰعیل ساکن پھڈال
گواہ شد
اسمٰعیل خاوند راج بی بی
گواہ شد
غلام حسین ولد غلام احمد ساکن کوٹلی [illegible]
گواہ شد
غلام احمد ولد محمد بخش ساکن کوٹلی [illegible]
گواہ شد
[illegible] غلام احمد ساکن پھڈال

وصیت

(۱) منکہ [illegible] ولد محمد بخش قوم احمدی [illegible]
[illegible] تحصیل سیالکوٹ کا ہوں۔
[illegible] ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی
خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۳ مارچ
۱۹۰۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس
وصیت پر عمل ہو۔
(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب
مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے [illegible]
دعاوی [illegible] صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔

اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔
(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت
جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے
بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال
پڑھ لیا ہے۔ و سن لیا ہے میں ان ہدایات کا
جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی
ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند
رہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح
موعود کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ
قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان
کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق
شائع ہوئے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگے۔
میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے
بعد ان تمام ہدایت و ضوابط قواعد شرائط
مشتہر انجمن مذکور کے مقابلہ وصیت ہذا میں پابند
رہینگے۔ (۴) میری جائداد جو اسوقت حسب
ذیل ہے۔ میرا گھر ہے۔ اور کچھ نالکی چیزیں ہیں
جس پر میرا اسوقت مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس
جائداد میں کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ
سے تمام جائداد کی متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔
کہ میری جائداد جو اسوقت جسکی قیمت یہ ہے
[illegible] میری فوت ہو جانیکے بعد میرے
تمام جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیجاوے
انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میری تمام جائداد کو فروخت
کرے۔ یا جیسا انجمن مناسب سمجھے کرے۔
غرض انجمن کو ہر طرح سے اختیار ہے۔ اور انجمن
میری تمام جائداد کی مالک ہے۔ میرے کسی وارث
کو [illegible] یا غیر احمدی میری جائداد سے
کچھ تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ
کی قیمت بڑھ جاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے
(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے
بعد اور کوئی جائداد مذکور بالا جائداد کے علاوہ پیدا
کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد یا سوا
جائداد مذکورہ میرے [illegible] ایسی جائداد
کے متعلق بھی یہ وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر پہلے
فقرہ سابق میں اس وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی
جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔
(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد
میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ میں اگر قادیان
میں دفن ہوں یا کسی دوسری جگہ دفن ہوں۔ ہر
طرح میری یہ وصیت قائم رہے گی۔ فقط۔
تحریر بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء
[illegible] غلام احمد ساکن پھڈال [illegible]
گواہ شد
مولا بخش احمدی فارن سکرٹری انجمن احمدیہ [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک دو ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوب ہے زر ✽ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمدان و نالائق عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہیں تو قریبًا محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوا ہے جو آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو نا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے۔ میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنیوالے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے مفید کی حوصلہ افزائی کیلئے کمر بستہ ہوگئے پبلک جلسوں میں بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا اس بات کے کہنے کی میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کوئی ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہوا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں:

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب ۔ کمانڈرات (نیواز)
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اوٹنگ اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر سیتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سر رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر [illegible] چرن سرکار چیف پبلک ڈسپنسری لاؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر بلیس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس مسمرگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دمومہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح [illegible] صاحب ایچ ناگپور
جناب ڈاکٹر چھوٹو لال صاحب [illegible] اسسٹنٹ آروی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب بزار بیاغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہر پرشاد صاحب ویٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر سولدر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شیرانی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] احمد [illegible] ایچ۔ ایس لواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیہنی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینٹر ہاسپٹل اسسٹنٹ جبل چاندہ
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب ایس ایس [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] کنگ ایڈورڈ [illegible] العالمگیر لینڈ
جناب ڈاکٹر [illegible] فسٹ برگیڈ شمالی کینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] چندرا صاحب رائی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم [illegible] حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین [illegible] لکھنوی ریاست کوڑ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب [illegible] بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب [illegible] ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست [illegible] پالن پور
جناب حکیم [illegible] سلطان صاحب چندول [illegible]

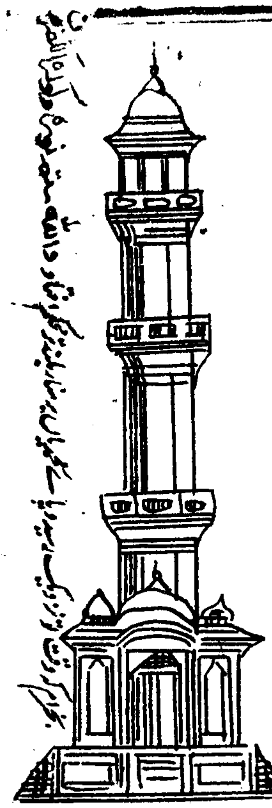
جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب مانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھابی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گگواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگل
جناب حکیم رحیم بخش [illegible] ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت اللہ خان صاحب عمر کبہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ لغرت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سانڈ رنگر مین سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب [illegible]
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب [illegible] سنگھ سرا در بھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب لواجی [illegible]

آخری مطلب

مفرح عنبری [illegible] بڑی [illegible] [illegible] وغیرہ [illegible]
[illegible] خواہ [illegible] ادویات [illegible]
[illegible] اسکے مقابلہ میں [illegible] حاصل نہیں کر سکتیں اب ہم بھی [illegible] شوق سے [illegible]

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے ۱۲

نمبر (۳۴) | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۲۴ ہجری | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

الحکم اور ایڈیٹر الحکم

باز عاشق شدم و خطر رفاقت دادم
ہمت را گو کہ ابد بہ مبارکبادم

یہہ ایک مسلم امر ہے کہ کسی وجود کی جوہر خوبی اور اسکی قدر و قیمت بعد میں ہوا کرتی ہے یہانتک کہ اس زمانہ کے عظیم الشان مصلح اور مقدس انسان کو کہنا پڑا

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

پھر اس کلیہ سے الحکم اور اسکا ایڈیٹر کیونکر باہر رہ سکتا ہے ہر چند (کسر نفسی کے طور پر نہیں بلکہ فی الحقیقت) وہ کوئی ایسی خوبی اور قابلیت نہیں رکھتا جو اسکے بعد اسکی یاد کا موجب ہوتا ہم یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی وجود کو بے سود اور باطل پیدا نہیں کیا اور محض اپنے ہی فضل سے ایڈیٹر الحکم کو ایک ایسے عظیم الشان کام کی توفیق اور طاقت بخشی جو اسکی ہمت اور استعداد سے بدرجہا بڑھکر تھا۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء اور وہ الحکم کا اجرا اور اسکا نشو و نما تھا جو اس کے ہاتھ سے ہوا اور پھر خدا نے اس کی قلم میں وہ طاقت اور زور بخشا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنے ناظرین کے دلوں میں محبوب اور مقبول ہوگیا۔ اس کا ثبوت پیش کرنیکی مجھے ضرورت نہیں لیکن پچھلے دو تین مہینوں میں اسکی کتابت اور چھپوائی اور بے وقت اشاعت نے بزرگان ملت کو اور اس کے ناظرین کو بگڑ کر دیکھ دیا۔ اس عرصہ میں اگر کوئی اور اخبار ہوتا تو میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ وہ سخت صدمہ اٹھاتا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے ہر طرح محفوظ رکھا اور اسی کے فضل سے رہیگا۔

مجھے اعتراف ہے کہ اسمیں یہ نقص پیدا ہوئے لیکن اگر ناظرین اسکی وجہ سے واقف ہوتے تو میں کہ سکتا ہوں کہ وہ مجھے معذور سمجھتے۔ بعض نے شکایت کے خطوط بھیجے اور اکثروں نے الحکم کی دیرینہ خدمات کی قدر دانی کے جوش میں اسکی اس بے اعتنائی اور بے پروائی کو بھی شوق اور قدر کی نظر سے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں۔ اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ ضرورت نہیں تھی کہ اس نقص کے وجوہات میں پیش کرتا لیکن محض رفع وہم کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ذکر کر دوں۔ چونکہ کارخانہ میں . . . . . ہیڈ پریسمین ایک خاص کام پر لگایا گیا تھا اور نو آموز مبتدیوں کو الحکم دیا گیا اور اس سلسلہ میں الحکم کا پہلا کاتب بھی بیمار ہوگیا۔ اور کاغذ کی کمیابی کی شکایت تو عام ابتک ہے ان امور نے مل ملا کر وہ نقص پیدا کر دیا۔ ایسی صورت میں قادیان جیسے مقام پر میں جو کر سکتا تھا میں نے کیا اور اب جبکہ لاہور اور امرتسر میں مشینیں جاری ہو چکی ہیں پریس کے سٹاف کا بہم پہونچانا سہل امر نہیں رہا۔ باوجود ان سب حذرات اور وجوہات کے میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ میری لاپروائی اور سستی ہے مگر اس عرصہ میں ناظرین الحکم کو اور ایجنٹوں کو اور الحکم کو موقع ملگیا کہ وہ اپنے اخبار کی حقیقی قیمت سے واقف ہو جائیں۔ اور وہ ہو چکے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں جب وہ الحکم کے لئے اپنے دل میں ایسی وقعت اور قدر رکھتے ہیں۔ کیوں سعی نہیں کرتے کہ بقایا داران اپنا حساب بیباق کریں اور جدید خریداران کے دائرہ کو وسیع کیا جاوے۔ چونکہ اسقدر بڑی تقطیع پر اخبار کا چھپنا بھی سہل نہیں ہے اسلئے یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ آیندہ اگر میں زندہ رہا تو جنوری ۱۹۰۷ء سے الحکم اپنی پہلی سائز ہی پر شائع ہوگا۔ کتابت اور چھپائی کے نقائص کے دور کرنے کیطرف توجہ کیگئی ہے اور مزید توجہ کی جاوے گی مجھے بیدار کرنیوالے اپنے فرض کیطرف بھی متوجہ ہوں اور بیدار رہوں۔ یہ سچ ہے الحکم قومی آرگن ہے اور سب سے پہلا اخبار ہے اسکی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنا جہاں میرا فرض ہے وہاں ہر ایک کا فرض ہے۔ بہرحال اس شور و پکار نے مجھے بیحد مسرت بخشی ہے اسلئے کہ مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ الحکم کیلئے اسکی قوم کے دلمیں کیسی تڑپ اور پیاس ہے اگر وہ کوئی قابلقدر چیز نہ ہوتی یا دوسرے معمولی اخبارات کیطرح ہوتا تو یہ جوش اور تحریک نہ ہوتی میں اب کچھ نہیں کہونگا اور آپ کو اس وقعت اور قدر کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کے دلمیں الحکم کے لئے ہے کہ آپ اپنا فرض سمجھ لیں کہ کم از کم دو دو خریدار اس کے لئے اور بہم پہونچائیں۔ اور یہ میرا فرض ہوگا کہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دوں۔ ایڈیٹر الحکم

تازہ الہامات اور رویا

۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ بَلَجَتْ اٰیاتی وبشر الذین اٰمنوا انّ لہم الفتح۔

ترجمہ۔ ظاہر ہوگئیں میری نشانیاں اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ بیشک ان کے واسطے فتح ہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ لنبلونّکم

ترجمہ۔ البتہ ہم تم کو آزمائیں گے۔

میں نے دیکھا کہ ایک کتاب ہے گویا وہ میری کتاب ہے اس کا نام نہج المصلّی ہے۔ پھر الہام ہوا فونی حمید۔ یہ ز ب کا خدا دشمن ہے۔ وہ اس کو جہنم میں پہنچائے

نوٹ۔ چونکہ الحکم دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ۲ اکتوبر کا الہام درج کیا گیا۔ ایڈیٹر

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق منا

سچائی میں ایک مرارت ضرور ہوتی ہے جو نا راستی کے حامیوں کو تلخ کام بنا دیتی ہے۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مہاتما منشی رام کی ایک رائے پر تنقیدی نوٹ لکھا گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ست دھرم کا ایڈیٹر اس تنقید اور بے لاگ رائے کی قدر کریگا مگر معلوم ہوا کہ ست کو گرہن کرنیکا اصول آریہ سماج کے اصولوں میں فقط ایک نمائشی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے پڑھکر مہاتما جی آپے سے باہر ہو کر مجھ پر پھکڑ بازی کا الزام لگاتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ میں نے تو کوئی پھکڑ بازی ان سے نہیں کی مہاتما جی نے کہا کہ ناچنا اچھا ہنر ہے۔ اس پر میں نے انہیں کہا کہ اگر یہ عمدہ ہنر ہے تو آپ اسکی تعلیم اپنے گھر سے شروع کریں۔ اپنی بیٹی اور بہن کو سکھا کر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنائیے۔ مہاتما صاحب [illegible] پھکڑ بازی کا الزام دیتے ہیں [illegible] پھکڑ بازی کی کوئی بات نہیں [illegible] اچھا ہنر تقریر کرتے ہیں تو پھر اس [illegible] بیزاری کیوں ظاہر کرتے ہیں۔ [illegible] ایک بات کی [illegible] آپ [illegible] آپ اسپر عمل کریں [illegible] [illegible] گرد کی لکڑی [illegible] رہ کر سیکھی ہوگی۔ حیرت کی بات ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا ذکر آوے تو وہ فحش نہ ہو مہاتما منشی رام اپنے لیکچروں میں اسے بیان کریں تو فحش نہ ہو اور کنیا مہا ودیالہ جالندھر میں ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاوے تو لڑکیوں کو صدمہ نہ پہنچے لیکن الحکم جب نیوگ کا نام لے تو مہاتما منشی رام جی شرمندہ ہو کر چپ ہو جاویں۔ [illegible] تو مہاتما جی آپ اس [illegible] کا طرز عمل اور [illegible] نیوگ کو [illegible] کو بھی [illegible] تو میں [illegible] کی سعی کرونگا [illegible] [illegible] لڑکی کی شادی کیوقت جس [illegible]

کام لیا تھا اسے اب کیوں و بانے ہو؟ آخر میں ایک عرض اور کرتا ہوں کہ اگر میرے اس کہنے سے کہ اپنی بیٹی اور بہنی کو یہ ہنر سکھاؤ آپکو برا معلوم ہوا اور واقعی آپنے پھکڑ بازی سمجھا ہے تو مہربانی کر کے اس شخص کی بابت اپنی رائے ظاہر کریں جس نے مندرجہ ذیل فقرہ اپنی پستک میں لکھا ہے جسکا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔

”گاندھرو وید جس کو علم موسیقی کہتے ہیں۔ اسکو سر۔ راگ۔ راگنی۔ سم۔ تال۔ گرام۔ تان۔ ساز بجانا۔ ناچنا۔ گیت وغیرہ کو قاعدہ سے سیکھنا چاہیئے۔“

کیوں مہاتما جی اس ارشاد کی تعمیل کرنے کیلئے اگر آپ کو کہا گیا تو یہ پھکڑ بازی ہوئی۔ میں تو کچھ نہیں کہتا آپ ہی اس [illegible] کوئی خطا تجویز کرلیں جو اس ہنر کے سیکھنے کی آپ کو ہدایت کرتا ہے۔ یا تو اسے [illegible] ستیارتھ پرکاش کر نکال ڈالو یا اپنی غلطی مان لو۔

مرا با [illegible]

[illegible] آریہ اخباروں کا مذہبی جنون اور [illegible] اب یہاں تک ترقی پکڑ گئی ہے کہ [illegible] ہند و اخبارات بھی نالاں ہیں چنانچہ اخبار ہندوستانی لکھتا ہے کہ

ہم دیکھتے ہیں کہ بنا بسبب کے آریہ سماجی اخبارات اہل اسلام اور ان کے مذہب کا ذکر کرتے ہوئے بعض اوقات جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں [illegible] مذہب یا دھرم کی [illegible] کوئی بات بری نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ [illegible] کو یا درکھنا چاہیئے [illegible] پھیلایا جا [illegible] اپنے مذہب کی [illegible] الفاظ کا استعمال کرتے ہیں تو آپ اپنی کمزوری ثابت کرتے ہیں جس وقت ہم آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کو پولیٹیکل نظر سے دیکھتے ہیں تو [illegible] ہوتا ہے کیونکہ ہمیں اس کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش حضرات ہندوستان کے دیگر مذہبوں میں نفاق پھیلا کر ملکی ترقی کو روک رہے ہیں۔ واقعی یہ گفتار آریوں کو اپنی رفتار بدلنی چاہیئے ان کی مخالفت سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہے کہ اسلامی اخبارات جو قوم کے لئے مفید کام کر رہے ہیں بحث و مباحثہ کے لئے وقف ہو جائیں اور دونوں قوموں میں مخالفت بڑھے۔ ملک پر خراب اثر پڑے۔ اگر وہ اپنے رویہ کو نہ چھوڑیں گے تو وہ زمانہ بہت جلد آنیوالا ہے کہ گورنمنٹ اس طرف اپنی توجہ کو مبذول کرے۔ گو مسلمان ان کے مقابلہ میں ہر طرح کمزور ہیں مگر انہیں گورنمنٹ کی طاقت پر اعتبار ہے۔

یادگار کرمی

مخدوم الملت رضی اللہ عنہ کو ہجری سال کے حساب سے ۱۰ رشعبان المعظم کو پورا سال ہو لیا۔ مگر دلوں میں ابھی ان عظیم الشان خدمات دین کا ذوق باقی ہے جو اپنی زندگی کے ایام میں انہوں نے کیں۔ مخدوم الملت کی یادگار قائم کرنے کے لئے تجویزیں پیش ہوئیں کسی حد تک انپر عمل بھی ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ مکمل ہو کر قوم کے دل پر خاص اثر پیدا کرے مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بظاہر مرگیا لیکن اس کے کارنامے قیامت تک [illegible] زندہ رہیں گے۔ میں نے مرحوم کی [illegible] ہم پہونچایا ہے اسے ترتیب دینا باقی ہے۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنے محسن و مخدوم کے حالات احباب کے سامنے پیش کر دونگا۔ ورنہ وہ شخص اس خدمت کو سرانجام دیگا جس کے لئے مقدر ہے۔

عیسوی سال کے لحاظ سے مخدوم الملت کا پہلا سال وصال ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو پورا ہوگا الحکم کے ساتھ مخدوم الملت کو اور الحکم کو مخدوم الملت سے جو محبت اور تعلق تھا وہ ظاہر امر ہے اسلئے وہ [illegible] تاریخ کو صرف اپنے مخدوم ہی کے مضامین سے مرتب ہو کر شائع ہوگا۔ اور اس لحاظ سے ۱۰ اکتوبر کا الحکم خاص پرچہ ہوگا جس میں بجز تازہ الہامات اور ہفتہ قادیان کے باقی کل مضامین یا تو مرحوم کے اپنے ہوں گے جو کبھی آج تک شائع نہیں ہوئے اور یا مرحوم سے متعلق ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ یہ پرچہ خاص توجہ سے پڑھا جاویگا اور شائد بعض احباب جو مرحوم کے ساتھ خاص تعلق ارادت و محبت رکھتے تھے اسکی زائد کاپیوں کی خواہش کریں اسلئے یہ پرچہ ۰۰ [illegible] چھاپا جائے گا۔ ہر زائد کاپی ۲ر فی پرچہ کے حساب سے ملے گی۔ ان مضامین کو کوئی شخص میری اجازت کے بدوں کسی رنگ میں چھاپنے کا مجاز نہ ہوگا۔

بیس روپیہ انعام

وزیرآباد کی جامع مسجد میں ۱۲ ستمبر کی رات کو میرے دو نوٹ جن میں سے ایک ایک سو روپیہ کا نمبری $\frac{E}{64}$ 188 لاہور کلکتہ ۲۴ جون ۱۹۰۳ء

اور دوسرا بیس روپیہ کا نمبری $\frac{E}{57}$ 79198 لاہور کلکتہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۲ء

ایک گھڑی ریلوے واچ مع زنجیر نقری۔ ایک زیور گلوبند طلائی مالیتی ۱۲۰ بغیر کندن۔ اور دو گچھے چابیاں جنمیں سے بعض پر انگریزی نمبر ہیں گم ہو گئے ہیں۔

نوٹ ایک رجسٹری شدہ لفافہ میں ہیں جو بیمہ ہو کر راولپنڈی سے آیا تھا جو شخص پتہ دے اس کو بیس روپیہ انعام دیا جاویگا۔ کرنسی آفس میں اطلاع دیگئی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر سید ستار شاہ اسسٹنٹ سرجن

آریہ سماج کی موت پر مہاتما منشی رام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں آریہ سماج کی موت پر پنڈت رام بھجدت صاحب کی رائے سے استدلال کیا گیا تھا جس سے آریہ سماج کا بوان اٹھانے والے مہاتما منشی رام کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اور وہ پنڈت رام بھجدت صاحب کو پیغمبر ہونیکا خطاب دیتے ہیں۔ اور یوں اس عظیم الشان نشان کو اپنے زعم میں ملیامیٹ کرنے کی سعی کرتے ہیں مگر خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ اگر پنڈت رام بھجدت اس پیشگوئی کی تصدیق سے پیغمبر ہو گیا ہے تو آریہ سماج کو مبارک ہو کہ اس قسم کا پیغمبر مہاتما جی کا عزیز دھرمپال ہی ہے جس نے آریہ سماج کی موت کا نقشہ ہی کھینچ دیا ہے ہم تو دیسے چاہتے ہیں کہ آریہ سماج میں ایسے پیغمبر پیدا ہوں جو سماج کا ترنگ سلکار کر دیں۔ مہاتما جی آریہ سماج میں زندگی کی روح پیدا نہیں پیدا ہو سکتی اس لئے کہ جو مذہب اسمیں عملی طاقت ہی نہیں وہ زندہ نہیں رہا کرتا۔ اور یہ تو خود آپنے ہی اقرار کر لیا ہوا ہے اب شائد لالہ رلارام کی چٹھیات کے جواب کیوجہ سے آپ کو یاد نہ رہا ہو۔ خیر

مرا یاد و ترا فراموش

لیکچر لودھانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انکے روبرو وہ مقدمہ پورے طور پر مرتب ہوگیا اور تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور شور سے دی گئیں ایسی حالت اور صورت میں کوئی قانون دان اہل الرائے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں بری ہوسکتا ہوں۔ تقاضائے وقت اور صورتیں ایسی واقع ہوچکی تھیں کہ مجھے سیشن سپرد کر دیا جاتا اور وہاں سے پھانسی کا حکم ملتا۔ یا عمر دریائے شور کی سزا دیجاتی۔ مگر خدا تعالٰی نے پہلے ہی مقدمہ سے پہلے مجھے اطلاع دیدی تھی اسی طرح یہ بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری ہونگا چنانچہ یہ پیشگوئی میری جماعت کے ایک گروہ کثیر کو معلوم تھی۔ غرض جب مقدمہ اس مرحلہ پر پہنچا اور دشمنوں اور مخالفوں کا یہ خیال ہوگیا کہ اب مجھے مجسٹریٹ سیشن سپرد کریگا اس موقعہ پر اس نے کپتان پولیس سے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے میرا دل اسکو نہیں مانتا کہ فی الواقع ایسی کوشش کی گئی ہو اور انہوں نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے آدمی بھیجا ہو۔ آپ اس کی پھر تفتیش کریں۔ یہ وہ وقت تھا کہ میرے مخالف میرے خلاف ہر قسم کے منصوبوں ہی میں نہ لگے ہوئے تھے بلکہ وہ لوگ جنکو قبولیت دعا کے دعوے تھے وہ دعاؤں میں لگے ہوئے تھے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ میں سزایاب ہوجاؤں مگر خدا تعالٰی کا مقابلہ کون کرسکتا ہے مجھے معلوم ہے کہ کپتان ڈگلس صاحب کے پاس بعض سفارشیں بھی آئیں مگر وہ ایک انصاف پسند مجسٹریٹ تھا اس نے کہا کہ ہم سے ایسی بدذاتی نہیں ہوسکتی۔ غرض جب مقدمہ دوبارہ تفتیش کے لئے کپتان لیمارچنڈ کے سپرد کیا گیا تو کپتان صاحب نے عبدالحمید کو بلایا اور اسکو کہا کہ تو سچ سچ بیان کر۔ عبدالحمید نے اسپر بھی وہی قصہ جو اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو بیان کیا تھا دہرایا۔ اسکو پہلے سے یہ کہا گیا تھا کہ اگر ذرا بھی خلاف بیانی ہوگی تو تو پکڑا جاویگا۔ اسلئے وہ وہی کہتا گیا مگر کپتان صاحب نے اسکو کہا کہ تو تو پہلے بھی بیان کرچکا ہے صاحب اس سے تسلی نہیں پاتے کیونکہ تو سچ بیان نہیں کرتا۔ جب دوبارہ کپتان لیمارچنڈ نے اسکو کہا تو وہ روتا ہوا انکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے بچالو۔ کپتان صاحب نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ ہاں بیان کرو۔ اسپر اس نے اصلیت کہدی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دھمکا کر یہ بیان کرایا گیا تھا۔ مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل کے لئے نہیں بھیجا۔ کپتان اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ ہم نے مقدمہ نکال لیا ہے۔ چنانچہ پھر گورداسپور کے مقام پر یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور وہاں کپتان لیمارچنڈ کو حلف دیا گیا اور اسنے اپنا حلفی بیان لکھوایا۔ میں دیکھتا تھا کہ ڈپٹی کمشنر اصلیت کے کھل جانے سے بڑا خوش تھا اور ان عیسائیوں پر اسے سخت غصہ تھا جنہوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہیاں دی تھیں اسنے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کرسکتے ہیں مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں میں نے یہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔

اسپر اسی وقت ڈگلس صاحب نے فیصلہ لکھا۔ ایک مجمع کثیر اس دن جمع ہوگیا ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ سنانے وقت **مجھے کہا کہ آپ کو مبارک ہو آپ بری ہوئے**۔ اب بتاؤ کہ یہ کیسی خوبی اس سلطنت کی ہے کہ عدل اور انصاف کے لئے نہ اپنے مذہب کے ایک سرگروہ کی پروا کی اور نہ کسی اور بات کی۔

میں دیکھتا تھا کہ اسوقت میری دشمن تو ایک دنیا تھی اور ایسا ہی ہوتا ہے جب دنیا دکھ دینے پر آتی ہے تو در و دیوار نیش زنی کرتے ہیں خدا ہی ہوتا ہے جو اپنے صادق بندوں کو بچالیتا ہے۔ پھر مسٹر ڈوئی کے سامنے ایک مقدمہ ہوا۔ پھر ٹیکس کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا مگر ان تمام مقدمات میں خدا نے مجھے بری ٹھہرایا۔ پھر آخر **کرم دین** کا مقدمہ ہوا۔ اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور حقیقت میں اگر خدا تعالٰے کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور وہی اسکی تائید اور نصرت کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو اسکے مٹنے میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رہتا تھا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی گئی اور ہر طرح سے اسکو مدد دیگئی۔ یہانتک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے خلاف وہ گواہیاں دیں جو سراسر خلاف تھیں اور یہانتک بیان کیا کہ زانی ہو۔ فاسق ہو۔ فاجر ہو پھر وہ متقی ہوتا ہے یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔

آخر مجسٹریٹ نے جو ہندو تھا مجھ پر صما (پانچسو) روپیہ جرمانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالٰے نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے اسکو بری کر دیا

اسلئے جب وہ اپیل ڈویژنل جج کے سامنے پیش ہوا۔ خدا داد فراست سے انہوں نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور قرار دیا کہ کرم دین کے حق میں جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست تھا یعنے مجھے اسکے لکھنے کا حق حاصل تھا چنانچہ اسنے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہوچکا ہے۔ آخر اسنے مجھے **بری** ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔

غرض

جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے۔ انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر خدا تعالٰے نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اسی طرح جسطرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مدنظر رکھکر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ

یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جسکے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ **پیلاطوس** گورنر جسکے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا۔ وہ دراصل مسیح کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اسیوجہ سے اسنے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اسکے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اس نے اس جرأت سے کام نہیں لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں **بے گناہ** تھا۔ میں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالٰی نے اس قوم کو حق کے لئے ایک جرأت دی ہے پس میں اسجگہ پر تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انپر فرض ہے کہ وہ

سچے دلسے گورنمنٹ کی اطاعت کریں

یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکرگذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالٰے کا شکر بھی نہیں کرسکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاک خانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کسقدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔ اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم **جہاد کو موقوف کرتے ہو**۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہونچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا۔ اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی۔ مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی۔ بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا مگر آپ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اس وقت اٹھی جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔

اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں اور میرے خلاف جھوٹی مخبریوں اور فتووں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اسلام کے خلاف صرف **قلم** سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے والا احمق اور ظالم ہوگا یا کچھ اور۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے حد سے گذرے ہوئے ظلم وستم پر تلوار اٹھائی۔ اور وہ حفاظت خود اختیاری تھی۔ جو ہر مہذب گورنمنٹ کے قانون میں بھی جرم نہیں تعزیرات ہند میں بھی حفاظت خود اختیاری کو جائز رکھا ہے۔ اگر ایک چور گھر میں گھس آوے اور وہ حملہ کرکے مار ڈالنا چاہے اس وقت اس چور کو اپنے بچاؤ کے لئے مار ڈالنا جرم نہیں ہے

باقی آئندہ

اسلامی بنک کی تجویز

اسلام کے پاک اصول اور احکام کو [illegible] نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہیں برائے نام مسلمان نماز روزوں کے [illegible] ہیں کہیں حج زکوٰۃ اور قربانیوں کو موقوف کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ایک مسلمان اخبار میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ پانچ نمازوں کے بجائے دو نمازیں کر دی جائیں تو بڑی آسانی ہو جائیگی اور بہت سے لوگ جو پانچ نمازیں پڑھنے سے گھبرا کر بالکل نماز کو خیر باد کہہ بیٹھتے ہیں وہی نمازیں پڑھ لیا کریں گے۔ قاضی سرفراز حسین صاحب نے یہ تجویز کی تھی کہ پتلون کوٹ نکٹائی پہنے پہنے کرسیوں پر بیٹھکر نماز ہو جایا کرے۔ اور روزوں میں کچھ ریفرشمنٹ ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ جنٹلمین بھی شریک ہو جائیں گے۔ اسی قسم کی تجویز بعینہ انہی دلائل کو استعمال کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب اور ڈپٹی سردار احمد صاحب نے پیش کی ہے۔ یہ تجویز ایک اسلامی سودی بنک کے قائم کرنے کے متعلق ہے۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹ء کے وطن میں ذیل کا لیڈر نکلا ہے جسے میں پورا نیچے نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین خود بھی مولوی انشاء اللہ صاحب کی منطق کو دیکھ لیں۔

"ڈپٹی سردار احمد صاحب نے بنک کے قیام کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے ضمناً سلطانی بنکوں کا بھی ذکر کیا تھا۔ اسپر ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت سلطان بینک ہمارے سرتاج ہیں۔ لیکن ان کی سلطنت میں اور کونسا شرعی قانون نافذ ہے کہ انکا یہ فعل ہمارے لئے سند ہو سکے سلطان پر کیا موقوف ہے اسوقت کسی اور اسلامی ملک میں بھی شرعی حدود جاری نہیں تو کیا اس سے یہ لازم آئیگا کہ مسلمان شرع کو چھوڑ دیں"؟ وطن اس موقع پر فاضل معترض سے کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ الزاماً یہ لکھتا ہے کہ جب دیگر شرعی حدود کو نظر انداز کر دینے کے باوصف محکوم و آزاد ممالک کے مسلمان برابر مسلمان رہ سکتے ہیں تو بنکوں کے متعلق نئے اجتہاد پر عمل پیرا ہونے سے بھی انکی مسلمانی میں فرق نہیں پڑتا چاہئے اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم میں غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا ہے اور صرف چند الفاظ کو مد نظر رکھکر کلام الٰہی کے [illegible] مقصد اور تعلیم اسلامی کی اصل روح کو بھلا دیا

ہے۔ سود کے مسئلہ کو لو۔ اول تو ربا کے [illegible] میں ہی اختلاف ہے۔ ایک فریق اس کے معنی [illegible] ظالمانہ بیاج کے کرتا ہے۔ اور تجارتی شرح کے سود کو اس سے خارج سمجھتا ہے۔ اور مخالف اس کے اس استدلال کا کوئی شافی جواب نہیں دے سکے۔ دوم وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کئی علمائے سلف و حال خود ربا کا بھی چند صورتوں میں غیر ممنوع ہو جانا تسلیم کر چکے ہیں۔ مگر اسکے معنے خواہ کچھ ہوں اوسکی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور ادھر سے بازار سے کسی طرح ایک روپیہ سیکڑہ سے کم سود پر قرض نہیں مل سکتا۔ اور ادھر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ دینے پر تیار نہیں۔ تو اگر کوئی مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی ۸ر سیکڑہ سود پر روپیہ دے۔ تو کیا اس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا؟ یا ۲ر سیکڑہ کم لینے سے منشاء الٰہی کو قدرے پورا کیا؟ حالات زمانہ اور نکبت قومی کے اثر سے جس سے اسوقت شاید ہی کوئی بشر بچا رہا ہو۔ اگر وہ اسقدر ہمدردی نہیں کر سکا کہ بالکل بلا منافع دے۔ تو کیا اوس کے اسقدر احسان کرنے کا یہ صلہ ملنا چاہئے۔ کہ اسے الٹا مطعون کیا جائے۔ جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آئندہ وہ کسی کو قرض نہ دیگا۔ اور مسلمان ضرورت مند کو پوری شرح پر غیر اقوام سے قرض لینا پڑیگا۔ اسلام تو یہ کہے کہ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور ہمارے مولوی دو مسلمانوں کے صریح نقصان کو عین مقتضائے اسلام قرار دیں؟ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کیلئے۔ پہلے مسلمان تو بنو۔ جب مسلمانوں میں پھر نور ایمان ایسا مضبوط ہو گیا کہ وہ اپنی ضرورت پر اپنے ہمسایہ بھائی کی آسائش کو مقدم رکھنے لگیں۔ تو ربا خود بخود حرام ہو جائیگا۔ مگر اس زمانہ میں جبکہ اپنی اسائش کو کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کی اشد ضرورت کے لئے چھوڑنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ ربا (سنگین سود در سود) نہیں معمولی تجارتی شرح سود کے جواز پر مصر رہنا دماغی جمود۔ قومی نکبت و ذلت فضول پرخاش جوئی اور موشگافی کی عادت بد کی اونہی بیشمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو ہم مسلمانوں کی بات بات میں چند صدیوں سے ہویدا ہو رہی ہیں بہرحال یہ ایک اجتہادی امر ہے۔ جو اس میں قباحت نہ دیکھیں شامل ہوں۔ اور جنکو کوئی شرعی یا عقلی حجت و عذر ہو۔ وہ الگ رہیں سردار صاحب کی رائے ہے، ذاتی نہیں کہ جلیل القدر علماء بھی

خیال و [illegible]

یہ مضمون [illegible] سے معلوم ہوتا ہے۔ اول [illegible] کہ شرعی حدود کو نظر انداز کر دینے [illegible] ممالک کے برابر مسلمان رہ سکتے ہیں۔ [illegible] شاید مولوی انشاء اللہ صاحب کا عمل اس شعر پر ہے۔

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

سچ ہے مسلمانی ایسی کچی چیز تو نہیں کہ قرآن شریف پر عمل کرنا چھوڑ دینے سے اس میں فرق آجاوے پھر لکھا ہے کہ اصل میں قرآن کریم پر غور و تدبر سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانہ میں شرعی حدود پر عمل کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہی پھر ربٰو کے معنے سود در سود کئے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج کیا ہے پھر حرمت ربٰو کی علت ہمدردی بتا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ جتنا کم سود کوئی لیگا اسیقدر زیادہ اسکی ہمدردی اپنے بھائیوں سے پائی جائیگی پس یہ اختیاری امر ہو گیا یعنی ایک روپیہ سود لینے والے کی ہمدردی سے چودہ آنے والے کی ہمدردی زیادہ ہوئی اور بارہ آنے والے کی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ پوری ہمدردی بغیر سود چھوڑنے کے نہیں ہو سکتی۔ اور حرمت ربٰو سے مطلق سود کی حرمت لازم آئی۔ پھر لکھا ہے کہ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کے لئے پہلے مسلمان بنو۔ جس معلوم ہوا کہ ربا کے جائز ٹھہرانے والے مسلمان نہیں اور سب سے آخر لکھا ہے کہ معمولی تجارتی شرح سود کے جواز عدم جواز پر مصر رہنا دماغی جمود قومی نکبت و ذلت وغیرہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے معلوم نہیں جس صورت میں آپ خود جواز پر مصر ہیں اس کیلئے کیا معنے ہوئے اب ذرا اور غور کی نظر سے ان بیانات کو دیکھنا چاہئے کیا یہ سچ ہے کہ سلطان روم کا کوئی فعل ہمارے لئے قابل عمل ہے؟ یا جو شخص مسلمانوں میں سے بادشاہ ہو جائے اسکے افعال قابل پیروی ہو جاتے ہیں؟ جو شخص قرآن کریم کے کسی حکم کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ ویسا ہی قابل مواخذہ ہے خواہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ ہاں بادشاہ فقیر سے زیادہ قابل مواخذہ ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ اوروں کو ہلاکت کے گڑھے میں گراتا ہے مسلمان رہنے یا نہ رہنے کو آپ سمجھیں مگر ہم تو یہ صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ جب سے اسلامی بادشاہوں نے قرآن شریف کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا ہے اسی وقت سے ادبار اور نحوست ان کے سر پر آ رہے ہیں اگر وہ اسلام کے احکام پر چلنے والے ہوتے تو ادبار کا منہ کیوں دیکھتے سلطان اگر بنک جاری کئے ہیں تو محض عیسائیوں کی پیروی کر کے ایمان پر

کہ [illegible] ہوں بہرحال انکا فعل ہمارے لئے [illegible] قابل نہیں۔ ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب یا ڈپٹی سردار احمد صاحب یہ دکھلاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کم از کم حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ نے کوئی سودی بنک جاری کیا ہوتا تو یہ مسلمانوں کیلئے ایک دلیل بھی تھی۔ افسوس ہے کہ قرآن شریف کے صریح احکام کے خلاف سلطان روم کا عمل پیش کیا جاتا ہے سلطان پرستوں کیلئے اگر یہ کوئی دلیل ہو تو ہو مگر خدا پرست مسلمانوں کیلئے یہ جواز سود کی کوئی دلیل نہیں۔ اب ہم وطن کی "اصل بات" کو دیکھتے ہیں جس میں یہ الہام دیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے احکام قرآنی کے ظاہری الفاظ کو مد نظر رکھکر تعلیم اسلام کی اصل روح کو بھلا دیا ہے۔ اور اسکی مثال مسئلہ سود سے دی ہے۔ افسوس ہے کہ تیرہ سو سال تک یہ اصل روح مسلمانوں کو معلوم نہ ہوئی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی (نقل کفر کفر نباشد) اس اصل روح سے بے خبر رہے۔ کیونکہ وہ بھی قرآن کریم کے ظاہری الفاظ کو دیکھکر ہر قسم کے سود کو حرام سمجھتے رہے ورنہ ایماندار کسی حدیث سے ثابت کر کے دکھاویں کہ تجارتی سود لے لیا کرتے تھے۔ اور صرف سود در سود کو حرام سمجھتے تھے۔ وطن کا یہ لکھنا کہ ربا کے معنے ظالمانہ بیاج ہیں یعنی دو روپیہ سیکڑہ یا اس سے زیادہ۔ اور تجارتی شرح سود اس سے خارج ہے اور کہ جو لوگ یہ معنے ثابت کرتے ہیں فریق مخالف انکا شافی جواب نہیں دے سکتا ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ اور اگر وطن میں اپنی بات کا ذرہ بھی پاس ہے اور محض نیک نیتی سے وہ اسلام کے فائدہ کے لئے یہ کام کر رہا ہے تو وہ دکھاوے کہ وہ کونسے دلائل ہیں جنکی بنا پر یہ معنے کئے جاتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے اس لفظ کے یہ معنے ثابت ہیں یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کے قول سے یا چاروں اماموں میں سے کسی امام کے اجتہاد سے یا کسی محدث کی رائے سے یا کسی لغت کی کتاب سے اگر ان میں سے کوئی ایک گواہ بھی مولوی انشاء اللہ صاحب پیش کر دیں تو پھر فریق مخالف سے تشفی بخش جواب بھی پا دیں لیکن جب تک ایسے معنے کرنے کے لئے سوائے سرسید احمد خان کی غلط رائے کے اور کوئی دلیل نہیں جسکی غلطی کو میں سود کے مضمون میں بڑے بسط سے ظاہر کر چکا ہوں تو یہ کہنا کہ ربا کے معنوں میں تجارتی شرح سود داخل نہیں پبلک کو دھوکہ دینا ہے۔ اور یہ معنے ثابت کرتے وقت یہ بھی دکھاویں کہ لغت عرب میں تجارتی شرح سود کے لئے اور کونسا لفظ ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس ناپاک تجارتی شرح کے لئے کہاں کہاں حکم آیا ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین

میں ہو کون کون سی جلیل القدر السنان تجارتی شرح سود لیا کرتے تھے۔ اور اگر وہ ان باتوں میں سے کوئی بھی ثابت نہ کر سکیں تو ایک حق پسند آدمی کو یہ کہنا پڑیگا کہ وہ مسلمانوں کو بے ایمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش انکی اس سے بھی ثابت ہے کہ ہمارے رسالہ کو جو اسلام پیش کرتا ہے غیر مسلموں میں پھیلانا گناہ سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف آرٹیکل لکھتے ہیں۔ لیکن خود ولیم میور کی کتابوں کو جن میں اسلام کو ایک جھوٹا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایک مفتری اور قرآن شریف کو انسان کا کلام بتایا گیا ہے۔ مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھکر ینابیع الاسلام جیسی گندی کتاب کو اشتہار دے دیکر پھیلا رہے ہیں اور اپنی ایجنسی میں ان کتابوں کو فروخت کرتے اور دن رات ان کے اشتہار شایع کرتے ہیں اور اسطرح پر دجال کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اور ان ذرایع سے وہ صرف مسلمانوں کو بے ایمان بنانے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ الٹے ان کتابوں کی دوگنی تگنی قیمتیں بھی وصول کر رہے ہیں یعنی ینابیع الاسلام انگریزی جو ہر ایک عیسائی کتب خانہ سے چھ آنہ کو ملتی ہے آپ چار روپیہ کو بیچتے ہیں اور اس کی اصلی قیمت پانچ روپیہ بتاتے ہیں اور میور کی خلافت جو چھ روپے کو ملتی ہے۔ دس روپے کو بیچتے اور اس کی اصلی قیمت اس سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔ ایسا ہی دوسری کتابوں کا بھی حال ہے شاید یہ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ جس طرح سود کے ناجایز طریق سے مال حرام کھانا انہوں نے جایز کر دیا ہے اسی طرح دوسرے ناجایز طریقوں کو جن سے مال حاصل کر سکیں وہ جایز سمجھتے ہیں غالباً چند دنوں میں قمار بازی کے جواز پر اور حصول مال کے دوسرے ناجائز طریقوں کے جواز پر بھی فتویٰ دیں گے۔ یا شاید زیادہ قیمت اس لئے وصول کرتے ہیں کہ مسلمان سود کے ذریعہ روپیہ کمائیں اور یہ مال "مالِ حرام بود بجائے حرام رفت" کا مصداق ہو اور یا ممکن ہے کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے چونکہ سود کے ذریعہ روپیہ کمانیکی ایک مفید تجویز مسلمانوں کو بتائی ہے اسلئے اسکا صلہ اس رنگ میں چاہتے ہیں۔ بہر حال کچھ ہی ہو ہمیں ڈر تا ہے کہ وہ مسلمانوں کو غرق کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں خدا انکو انکے اس ارادے میں ناکام رکھے!

ایک اور معقول وجہ جو جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے پیش کی ہے سن لیجئے۔ کہتے ہیں کہ ممانعت ربا کی علت تو ہمدردی ہے۔ پس اگر کوئی پوری ہمدردی نہیں کر سکتا تو تھوڑی ہی کرلے بہت خوب وہ تو جتنے کیا وہ آپ بھگتے گا مگر کیا اس سے جواز سود کے لئے فتویٰ دینے کی دلیل پیدا ہوتی ہے مولوی صاحب اور ڈپٹی صاحب ذرا غور فرمائیں۔ ایک شخص پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکتا ایک یا دو ہی پڑھ لیتا ہے وہ تارک نماز سے اچھا ہے یا ایسا ہی اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر کیا اس بنا پر یہ فتویٰ درست ہوگا کہ مسلمان دو ہی نمازیں پڑھ لیا کریں پانچ کی ضرورت نہیں ایک شخص رمضان میں دو تین روزے رکھتا ہے اس نے اچھا برا جو کچھ کیا اپنے نفس کے لئے کیا مگر کیا یہ فتویٰ درست ہوگا کہ سارے رمضان کے روزوں کی ضرورت نہیں تین چار بھی کافی ہیں اور ان سے مسلمانی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور لیجئے حرمت خمر کی دلیل دی ہے انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ فھل انتم منتھون۔

پس آپ کی دلیل کی رو سے جو شخص تھوڑی شراب پیکر ما وہ اور بغض سے رکا رہے اور ذکر اللہ سے بھی تھوڑا ہی ہٹا رہے تو وہ زیادہ شراب پینے والے سے اچھا ہوا اور اس لئے اب یہ فتوے دیدو کہ تھوڑی شراب پی لینے میں یا تھوڑا جوا کھیلنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ آپ نے اسلامی سودی بنک کی تجویز کی ہے ساتھ ایک اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمارخانہ کا اشتہار بھی دیجئے اور اپنے بنک کیطرح جسمیں ایک حد تک سود لیا جاویگا ان ہر دو کے متعلق یہ اشتہار دیدیں کہ اس شرابخانہ میں کسی مسلمان کو ایک پاؤ بھر شراب سے (یا آدھ پاؤ سے جیسا کہ مزاج میں آئے کریں یا وطن کے ناظرین سے مشورہ کرلیں) زیادہ شراب نہیں دیجاویگی اسطرح پر جو مسلمان ہندوؤں کے شرابخانہ میں جاکر بدمست ہوکر شراب پی لیتے ہیں اور بہت روپیہ ضایع کرتے ہیں انکا فائدہ ہو جائیگا۔ اور اسلامی قمار خانہ کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کردیں کہ اسمیں کسی شخص کو اپنی آمدنی کے دسویں حصہ سے زیادہ جوا کھیلنے کی اجازت نہ ہوگی اسطرح آپ ان مسلمانوں کو بچالیں گے جو ساری جائداد ہی قمار بازی میں کھو بیٹھتے ہیں ہمارے نزدیک تو اسلامی سودی بنک کے ساتھ اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمارخانہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے آپ وطن میں اشتہار دیں تو بہت سے حصہ دار بھی پیدا ہو جائینگے۔ کم از کم وہ روپیہ جو آپکی پہلی تجویز کے مطابق اشاعت اسلام میں صرف ہونا تھا وہ انہی اسلامی امداد میں صرف کردیں۔ حج بھی ہوگیا اور بیوپار بھی۔ اور مزید براں مرزا صاحب کی مخالفت بھی اس طرح ہو جائیگی اور ان باتوں میں کوئی شخص آپ پر مطعون کرنیکا حق بھی نہیں رکھتا کیونکہ اگر آپ کسی کو شراب خوری یا قمار بازی سے بالکل نہیں بچا سکتے تو آپ کا اسطرح پر تھوڑا بچا لینا ہی قوم پر بڑا بھاری احسان ہے۔ اس طرح پر آپ اسلام میں ایک یگانہ مصلح ہو جائیں گے۔

ایک اور دلیل جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے یہ دی ہے کہ ربا تو حرام مطلق ہے مگر ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں۔ اسلئے ابھی اسکی جواز میں کیا حرج ہے جب پورے مسلمان بنجائیں گے تو رباہی حرام ہو جائیگا۔ یہ بات البتہ معقول معلوم ہوتی ہے مگر اس میں کچھ نقص ہیں انکو بھی رفع کر دیجئے مثلاً چونکہ مسلمان مسلمان تو ہیں نہیں اسلئے ابھی انہیں نمازوں سے بھی معاف رکھا جائے اور رمضان کے روزے بھی ابھی ان پر ایک بوجھ ہے جب مسلمان بنجائینگے تو خود ان احکام کی بھی پابندی کرنے لگ جائیں گے۔ ایسا ہی اوامر و نواہی جسقدر ہیں ابھی ان پر عمل کرنیکی مسلمانوں کو ضرورت نہیں کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں جب مسلمان بنیں گے تو خود قرآن شریف کے احکام کو مان لیں گے پس سب مسلمان اخبار نویسوں کا جنکو آپ کے نزدیک غیر مسلمان مسلمان کہنا چاہئے یہ فرض ہے کہ وہ عام طور پر اخباروں میں اعلان کردیں کہ اسلام کے کسی حکم کو ماننا ضروری نہیں کیونکہ ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں ہیں جب مسلمان ہو جائیں گے تو خود احکام قرآنی کی بھی پیروی کرنے لگیں گے یہ مسلمان بنانے کی نہایت عمدہ تجویز ہے اور شاید اسی لئے آپ میور کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں کہ ابھی مسلمانوں کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قرآن شریف کو خدا کا کلام مانیں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان رکھیں۔ بیشک یہ اسلامی سودی بنک کا جزو لازم ہے اور یہ نتیجہ ہے آپکے قرآن کریم پر غور و تدبر کا۔ خیر بہر حال آپ مسلمانوں کے ہمدرد ضرور ہیں مگر ہماری یہ دعا ہے کہ خدا آپ جیسا کوئی اور ہمدرد پیدا نہ کرے۔ آمین۔

ڈپٹی سردار احمد صاحب نے جو جواب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو لکھا تھا اسکی بہت سی باتوں کا جواب تو آ گیا۔ ہاں ڈپٹی صاحب کا ایک سوال ہے وہ لاجواب سمجھتے ہیں یعنی یہ کہ اسوقت مسلمان تاجروں میں کثرت سود خواروں کی ہے پس بہتر ہے کہ جواز سود کا فتویٰ دیا جاوے ورنہ رہی سہی تجارت بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی اسی طرح ایک نئی روشنی کا دلدادہ کہہ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جنٹلمینوں میں کثرت بے نمازوں کی ہے۔ پس بہتر ہے کہ یہ فتویٰ دیدیا جائے جیسا کہ اکثر مغربی تہذیب کے شیدائی ذکر رہے ہیں کہ نماز ایک پرانے زمانہ کی جہالت کی رسم ہے اور نئی روشنی کے ساتھ نماز نہیں چل سکتی اور دلیل اسکی یہی کہ اکثر جنٹلمین تارک صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اور جسطرح سود کے جواز کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو اسمیں نفع ہے اسی طرح ترک صلوٰۃ کے مجوز یہ کہتے ہیں کہ نمازوں میں وقت یونہی ضایع ہوتا ہے اور یہی وقت کسی مفید دنیاوی کام پر لگایا جا سکتا ہے۔ انکے نزدیک تو نمازوں پر منحصر رہنا ہی دماغی جمود قومی نکبت وغیرہ کی نشانی ہے جیسے مجوزین سود کے نزدیک عدم جواز سود پر منحصر رہنا۔ پس ڈپٹی صاحب ایک ہی اصلاح کیلئے کیوں دبیٹھ ہیں انہیں دلائل کو استعمال کرکے وہ ایک سرے سے ہی مذہب اسلام پر ہاتھ کیوں نہیں پھیرتے تا ہر روز انکو لکھنے اور فریق مخالف کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہے۔

ڈپٹی صاحب کا یہ دعویٰ کہ تجارت بلا سود ہو ہی نہیں سکتی بالکل غلط ہے آخر صحابہ بھی حرمت سود کے حکم کے بعد تجارت کرتے رہے مگر کیا ثابت ہے کہ کبھی کسی نے سود لیا ہو وہ تو سود کو سؤر کی برابر سمجھتے تھے کیونکہ سود لینے والوں کے لئے یہ حکم تھا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر بہت سے مسلمان کسی حکم قرآنی کی خلاف ورزی کریں تو کیا اس سے وہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے؟ یا اسکی خلاف کوئی دلیل قائم ہو جاتی ہے؟۔ اگر ایسی صورت ہے تو بتائیں کہ کتنے فی صدی نماز پڑھتے ہیں کیا پھر یہ کہنا چاہئے کہ مسلمان نماز نہ پڑھا کریں؟ بڑا از ور مجوزان سود کا اسبات پر ہے کہ مسلمان سود دیتے ہیں تو لیں کیوں نہ؟ کیا ایک گناہ سود دینے کا کافی نہ تھا جو ایک دوسرے کی ضرورت بھی انکے لئے سمجھی جاتی ہے اور پھر جس صورت میں بنک تجویز کیا جاتا ہے وہ علی الاعلان قرآن کریم کی ایک حکم کی خلاف ورزی ہے حالانکہ جو شخص سود دیتا ہے وہ غالباً کسی مجبوری کیحالت میں ارتکاب کرتا ہے جسے وہ چھپاتا ہے فرق دونوں صورتوں میں ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرا علی الاعلان یہ اشتہار دے کہ مسلمانوں کو نماز نہ پڑھنی چاہئے ایک شخص شراب پئے اور چھپائے اور دوسرا یہ اعلان کرے کہ مسلمانوں کے لئے شراب کا پینا جایز ہے اور ایک دوکان کھولکر لوگوں کو شراب پینے کیلئے بلائے۔ عموماً سود دینے والے ایک اضطرار کی حالت میں سود دیتے ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے اگر چاہے تو انکو معاف کردے۔ مگر کھلم کھلا قرآن کریم کی خلاف ورزی کرنیوالا کبیرہ گناہ کا مجرم ہے۔ ہم لیے ایک اجتہاد سمجھنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر آپ پہلے یہ دکھائیں کہ کونسی لغت میں یا حدیث میں ربا کے معنے سود در سود لکھے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج سمجھا ہو اور اگر یہ نہیں دکھا سکتے تو قرآن کریم نے حرام ربا مطلق کیا ہے اور کوئی تخصیص حکم قرآنی میں نہیں پائی جاتی اور احادیث میں بھی ربا مطلق کو حرام کیا ہے اور صحابہؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ انہوں نے نہ تجارتی شرح پر سود لیا نہ سود در سود آخر اجتہاد کے لئے کوئی دلایل بھی تو چاہئیں اور وہ باتیں جنکو ڈپٹی صاحب نے فخر کرکے مولوی محمد حسین کے جواب میں لکھا ہے وہ دلایل نہیں بلکہ ایسی بودی باتیں ہیں

روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن

میں نے گذشتہ نمبر میں اس تحریک کا کسی قدر چرچہ پیش کیا ہے جو آجکل اخبارات میں مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کے متعلق گذشت کررہی ہے۔ اس ضمن میں لنڈن کی ہین اسلامک سوسایٹی کا اجمالی ذکر بھی غالباً بے سود نہ ہوگا۔ یہ سوسایٹی بھی کئی سالوں سے اسی غرض اتحاد کو لے کر قائم ہوئی ہے لیکن اگر اس کے کام کی تفصیل پوچھی جاوے تو جواب ہوگا ...! اسی طرح پر آج کل ہندوستان و پنجاب کے بعض اخبارات میں شیعہ سنیوں کے اتحاد پر آرٹکل لکھے گئے اور ان مصلحان قوم نے اپنی تجاویز میں ایک جدید ... کر پیش کر دی جو اگر دونو قومیں ... اختیار کر لیں تو ان میں ... باقی نہ رہے ... غرض یہ ... قابل ... کہ اسلامی عالم میں مسلمانوں کے ایک مرکز پر جمع کرنے کا خیال عام ہو رہا ہے اور کم و بیش اس کے متعلق مساعی بھی ہو رہی ہیں۔ نفس تجویز کے مفید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا اور نہ ہونا چاہئے۔ لیکن وہ امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ اتفاق اور اتحاد بین المسلمین ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو اسکی راہ کیا ہے؟ میں اپنے آرٹکل میں اس مضمون پر اپنی سمجھ اور ایمان کے موافق روشنی ڈالونگا۔ اس سے فایدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا یہ جدا بات ہے ہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر مسلمان آج اس پر توجہ نہیں کریں گے تو وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیں گے کہ چار و ناچار انہیں اسی راہ پر آنا پڑے گا۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوش اور یہ تحریک کیوں شروع ہوئی ہے؟ اسلئے پہلے اسکا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو اس کے جو مقاصد اور اغراض ہوتے ہیں اسکے سامان بھی ساتھ ہی پیدا کرتا ہے اور اس کے لئے دلوں میں ایک جوش اور تحریک بھی ساتھ ہی شروع کر دیتا ہے وہ بطور ارہاص اور تمہید کے ہوتا ہے۔ چونکہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور اسکی غرض وہ مقصد وحدت کو قائم کرنا ہے وہ **وحدت** خواہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی یگانگت کی ہو اور خواہ نوع انسان کے اتحاد و موافقت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہان علمی حقایق کے انکشاف سے دلوں میں بت پرستی وغیرہ سے نفرتیں پیدا کر دی ہیں وہاں دلوں میں اتحاد اور اتفاق کے لئے بھی زوردار تحریک پیدا کر دی ہے۔ یہ تحریک تو ہو رہی ہے مگر لوگ اس راہ سے ناواقف ہیں جس راہ سے اس پر عمل درآمد ہوسکتا ہے میں دوسرے تمام جھگڑوں اور دقتوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی قوم کے افتراق اور اختلاف پر نظر کرنی چاہتا ہوں وہ اس امر سے واقف ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کس قدر اختلاف اور تفرقہ قوم میں تھا۔ یہاں تک اس اختلاف اور تفرقہ کے مٹا دینے کو قرآن کریم نے بطور تحدیث نعمت بیان کیا ہے اسی طرح آج ایک آگ اسلام اور مسلمانوں کے خرمن میں لگی ہوئی ہے اور مسلمان ہیں کہ منہ کی پھونکوں سے یا ... اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اس ... کامیابی معلوم! اگر یہ اتحاد جو آپ قائم کرنا چاہتے ہیں مداہنہ اور نفاق کے رنگ میں ہو تو اسکا انجام بخیر نہیں ہوسکتا۔ ایک شیعہ شیعہ رہ کر خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا ... کر کیونکر اس شخص سے مل سکتا ہے جو انکی محبت سے سرشار اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہے میں نے بڑی غور کی ہے اس سوال پر کہ مسلمانوں کو جب متحد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو کیوں اس راہ کا ذکر نہیں کیا جاتا جس سے جزوی اور فروعی اختلافات کو مٹایا جاوے گا یا صرف لفظی طور پر ایسی تجاویز پاس کر دینے سے کوئی فائدہ ہوسکے گا۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسی ہو کیوں سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکے گا کیونکہ اس سے شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوگی اگر مداہنہ اور پولیسی کی تجویز کبھی کارگر ہوسکتی تو ... میلان اس شخص میں پیدا ہونا چاہئے تھا جو دنیا کی اصلاح کے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہو کر آیا تھا مگر اسے تو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدھن فیدھنون پھر تم کیا اور تمہاری اصلاح کی طاقت کیا؟ یہ یاد رکھو کہ اگر اسوقت مسلمانوں میں عرب جاہلیت نے دوبارہ سر نکالا ہے اور وہ آگ شقاق اور نفاق کی انہیں بھڑک اٹھی ہے اور قبیلہ قبیلہ کا بت جدا بن گیا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر اور پنجر پڑے ہوئے ہیں انہیں راستی اور صداقت کی روح نہیں۔ ان میں تقویٰ اور طہارت کی پابندی نہیں شریعت حقہ کا پاس نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق و فجور کا مرض عالمگیر ہو رہا ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مرض اور وبا کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ علاج کیوں کیا جاتا ہے جو اس کا مخالف ہے۔

اے اسلام اور اہل اسلام کے لئے درد مند دل رکھنے والو! غور کرو۔ کہ ان امراض کے علاج کے لئے اور ان مصیبتوں کے تدارک کے لئے کوئی راہ اور رنگ نہیں بجز اس اسوہ کے جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے وقتوں کیلئے مقرر کیا ہے؟ سب سے کامل اصلاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی جنہوں نے قوم کے خطرناک جھگڑوں میں پر شوکت آواز سے کہا

آالی الجاھلیۃ وانا فیکم

یعنے کیا تم اب تک جاہلیت کی سی باتیں کرتے ہو اور میں تم میں ہوں اور اسی پر شوکت اور جلالی صدا پر سب نے سر تسلیم خم کر لیا۔ اس وقت ضرورت ہے ایسے ہی **وجود** کی وہی ہوگا جو فروعی اور جزوی اختلافات مٹا کر ایک سطح پر ہم سب کو لے آئیگا اور جس کی آواز پر ہمارے جوش سرد پڑ جائیں گے اور تلواریں میان میں ہو جائیں گی۔ اور باہمی عداوت اور مفارقت محبت اور موافقت سے بدل جائے گی۔

سنت اللہ نے ہمیشہ یہی دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعۃ اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا کیونکہ فطرۃ ہی خدا تعالیٰ نے **آتش کش** بنائی ہوتی ہے۔

جب تک یہ پانی اس آگ پر نہ پڑے وہ اختلاف اور شقاق دور نہیں ہوسکتا۔ . . .

اسکے بعد یہ صدا گنبد عالم میں گونجتی ہے

کنتم علے شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا (اور) **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔**

پس اگر آج بھی وہی زہر اور مواد ردیہ قوم کے وجود میں سرایت کر گئے ہیں۔ جنہوں نے آج سے تیرہ صدیاں پیشتر اپنا ظہور کیا تھا اور یہ سچ ہے کہ وہی مواد اور فساد پھیلا ہوا ہے تو یہ بالکل یقینی امر ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی پھر اسی وجود کے بروز اور ظہور کی ضرورت ہے۔ جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے آیا تھا۔ اور میں یہ بشارت دیتا ہوں کہ وہ وجود مفترض الطاعۃ آگیا ہے

جسکی دیکھنے کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں سنے

اور وہ وحدت پھیلانے پر مامور ہو چکا ہے اسے اللہ تعالے کی طرف سے یہ وحی ہو چکی ہے کہ

روئے زمین کے مسلمانوں کو جمع کرو علے دین واحد۔ اور پھر یہ بھی اسی مدت سے وحی ہو چکی ہے

یاتون من کل فج عمیق

ان وحیوں پر یک یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ارادہ فرمایا ہے کہ پھر مسلمانوں میں وحدت پیدا ہو اور وہ وحدت اسی امام کے ذریعہ سے ہوگی۔ پس جب تک مسلمان اس امر کو شناخت نہیں کرتے ناممکن ہے کہ ان میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو۔ اسلئے ایسی انجمن بجائے اسکے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوئی مفید امر پیدا کر سکیں ضرر کا باعث ہونگی۔ ہمارا تجربہ موجود ہے جن انجمنوں نے اس قسم کے مقاصد کو لیکر ظہور پکڑا بتاؤ انکا انجام کیا ہوا۔ یہ مضمون سرسری نظر سے چھوڑ دینے کا نہیں ہے بلکہ اسپر ضرورت ہے کافی بحث اور پورے غور کی وحدت کی روح جس طریق سے کسی قوم میں پیدا ہوسکتی ہے اس کی وہی راہ ہے جسکا اسوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم پاتے ہیں اسے چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرنا خسران مبین ہے۔

تشحیذ الاذہان

اس رسالہ کے اجرا سے پہلے میں نے ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ ناظرین الحکم کو باخبر کیا تھا۔ اب تک تین رسالے شائع ہو چکے ہیں اور میں اس قابل ہوں کہ اسپر اپنی رائے کا اظہار کر سکوں۔ یہ رسالہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کے جوش ہمت اور استقلال کا نتیجہ ہے اور خوش قسمتی سے اس کا ایڈیٹر وہ **نوجوان** ہے جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحبزادہ ہے جس قابلیت اور محنت سے اسکو مرتب کیا جاتا ہے وہ قابل قدر امر ہے لیکن سہ ماہی وار رسالہ کا اجرا حق کی اشاعت کا جوش رکھنے والی قوم کے خاص توجہ طلب ہے۔ رسالہ مذکور کے نوجوان اور جوان ہمت مدیروں نے اسکے ماہوار کرنے کا عزم کر لیا اور جنوری ۱۹۰۷ء سے انشاء اللہ وہ ماہوار ہو جاویگا انکی ہمت بڑھانا اور اس کار خیر میں مدد دینا قوم کا فرض ہے۔ یہ مت سمجھو کہ مختلف رسایل یا اخبارات سے قوم پر بوجھ پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں جسقدر رسایل اور اخبارات نکلیں گے اسی قدر قوم کی طاقت بڑھے

[illegible]

بابو سالگرام صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اعلان ضروری

اے اسلامی اخبارات کے ایڈیٹر و مضمون نگار صاحبان! آپ نوٹ کر لیجیے کہ میں ایک کینہ، ناتراش۔ جاہل مطلق۔ خبطی۔ دیوانہ ہو رہا ہوں اور مجھے خلل دماغ بھی ہو گیا ہے پس آپ صاحبان کو قسم ہے کہ میرے بارہ میں ایسے کلمات نہ لکھا کریں جن سے میرے آریہ دوست صاحبان کا دل ناراض ہو جیسے وہ جو کہ سخت سخت الفاظ سے مخاطب کیا کرتے ہیں (دیکھو پوسٹ از جانب نئے برہم چاری (بابا) راج) اسکا ترکی بہ ترکی جواب میں خود اپنی جانب سے تو دیا ہی نہیں کرتا۔ لیکن آپ صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی ایسا ہی خیال رکھا کریں۔

بابو سالگرام جی! آپنے رسالہ ترک ویدزم کے نام پر فضول اعتراض کیا ہے۔ ترک اسلام میں جا بجا جو ہو مجھے اس سے کیا بحث۔ میں نے کوئی نقل تھوڑے ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض ہی ایسا نہیں ہے کہ اسکی تردید کیجائے۔ میں نے جو نام ٹھیک سمجھا وہ رکھدیا۔ اور جس بات پر آپ نے لکھا ہے کہ کیا ہے کو نومسلم نیا ہوگا۔ کا ہے کو راد ہا نلچے گی۔ پس یہ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ نوٹ کر لیویں۔ کہ آج سے دو سال بعد آپکے جملہ اسلامی اعتراضات کا جواب یقیناً دیا جاویگا بشرط زندگی

آپ فرماتے ہیں ".......... تو اس نام اس کے شائع کرنیکی ایسی جلدی کیا تھی" اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ رسالہ میرے اسلام میں داخل ہونے کی ایک رپورٹ ہے۔ اور کتاب آریہ سماج کی پول تو ہر حالت میں شائع ہوتی۔ خواہ میں اسلام میں داخل ہوتا یا نہ ہوتا۔

آگے آپ فرماتے ہیں کہ .... جس سے لوگ سمجھیں کہ اگر دوسرا ایک عربی دان گریجوایٹ تارک اسلام موجود ہے تو ادھر بھی بالمقابل اس کے ایک سنسکرت میں برابر تھنا پڑھنے والا بھی خم ٹھوک کے کھڑا ہے۔

اس کا جواب آپ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ مجھے ایسی باتوں کے جواب دینے کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ لازم ہے۔ میں آریہ سماج کے نئے برہم چاری مہاراج کے بارہ میں خود کچھ نہیں کہنا چاہتا (برہم چریہ کی حقیقت دیکھنا ہو تو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب تغلیب الاسلام حصہ سوئم دیکھو) اگرچہ وہ مجھے بسطرح ستا رہے ہیں لیکن آپ کو مسلمان علماء بتلائیں گے۔ کہ وہ عربی دان گریجوایٹ صاحب کسقدر عربی جانتے ہیں۔ باقی رہا میری سنسکرت دانی کے بارہ میں پس میں نے حقیقت سے بڑھ کر اپنی تئیں کبھی ظاہر نہیں کیا۔ آپ پھر سُن لیویں کہ میں نے اینٹرنس تک دوسری زبان سنسکرت رکھی ہے۔ اور سوامی جی مہاراج کی سنسکرت عبارت کو خوب سمجھ لیتا ہوں۔ باقی آپکا تعصبانہ بکواس ہے۔

اور یہ آپ کو کس نے کہدیا۔ کہ آپ اسی قسم کا مقابلہ کرنے لگیں، ایک برہم چاری کا مجھ پاپی کے ساتھ کیا مقابلہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(نوٹ: مسلمانوں کو معلوم ہو کہ برہم چاری علاوہ اور باتوں کے اس پاک زندگی والے کو کہا جا سکتا ہے جس کے جسم سے کسی حالت میں حتیٰ کہ خواب میں بھی منی خارج نہ ہوئی ہو پس جو ایسے پاک بزرگ ہوں ان کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی خاکسار اپنے تئیں نہیں سمجھتا)

آگے آپ نے لکھا ہے کہ رسالہ میں شدھی کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ رسالہ شدھی سے قبل لکھا گیا تھا اور شدھی کے متعلق اعتراض کا جواب ترک ویدزم حصہ دوم میں دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔ آگے آپ نے لکھا ہے کہ آپ کے اس تذبذب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چارک ہیں جو آپکی شدھی کے مفصل حالات شائع ہوئے ہیں وہ تمام و کمال صحیح ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اسی روپیہ کا جعلی رقعہ بنانا وغیرہ ایسے شر انگیز واقعات ہیں۔ کہ انکی سزا تو عدالت سے دلائی جانی چاہیے تھی۔ مگر تاہم میں بے پروا تھا لیکن اب مرض بڑھتا جاتا ہے بجائے اس کے کہ آریہ بھائی شرمندہ ہو جائیں۔ اور دن بدن ناحق کی چھیڑ چھاڑ کرتے ہی رہتے ہیں اسلئے جب کچھ گل کھلیگا۔ تو تب آپ بھی سُن لیجیگا۔ گھبرائے مت اب پیالہ لبریز ہو رہا ہے۔

اور آرین کمپنی لاہور کے بارہ میں جو لکھا ہے پس واضح ہو کہ آریوں نے اسمیں صرف تجارتی اصول کو مدنظر رکھکر حصہ نہیں لیا بلکہ ویدک دھرمی کتب کی اشاعت کا خاص خیال رکھا ہے (دیکھو اس کمپنی کے متعلقہ ابتدائی اپیل از جانب مسٹر روشن لال صاحب بیرسٹر لاہور اخبار سینہ دھرم پرچارک میں جسے میں نے افریقہ میں پڑھا تھا) آرین لیڈروں کی یہ بڑی بھاری دغابازی اور دلیرانہ ڈکیتی کی مثال ہے۔ کہ مہاتما منشی رام جی مہاراج کا فرض ادا کرنے کی غرض سے ہزار ہا غریب آریہ سماجیوں کا گلا کاٹا گیا (دیکھو مفصل اخبار ہتکاری امرتسر کے فائل سال گذشتہ)

بابو سالگرام جی! آرین کمپنی کا نام لیتے ہوئے آپ کو اور دیگر ویدیوں کو شرم آنی چاہیے تعجب ہے کہ اس کمپنی کے ایسے راز افشاں ہونے پر بھی آریہ صاحبان پبلک میں سرفراز رہنا چاہتے ہیں اسے بڑا بھاری ستیاناش ہو۔

ہاں موجودہ آریہ لیڈراں کی جانب سے مجھے بیشک نفرت اور سخت نفرت ہو جانے کے وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لیکن مذہب تبدیل کرنیکی وجوہات آپ اصولی بحث میں پائیں گے۔

بابو سالگرام جی! میں نے سوامی دیانند سرستی مہاراج کو دغاباز نہیں لکھا ہے اور اگر ایسا ہو تو صفحہ سطر بتلایئے۔ باقی الفاظ کے لفظی معنے میں نے کہتا کر لکھے ہیں۔

آپ نے جو یہ لکھا ہے "کہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے آپ کے چال چلن کی بابت عمدہ شہادت دینے کو تیار ہوں" اس کے لئے میں آنجناب کا نہایت مشکور ہوں۔ غنیمت ہے کہ آرین دائرہ میں ایک آپ جیسے میرے دوست ابھی موجود ہیں۔

آگے آپ لکھتے ہیں ".......... محض آریہ سماج کے دل دکھانے اور اسکی توہین کرنے اور مذہب کے بغض و عناد نکالنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے۔ کہ جنہوں نے کتاب تحفہ آریہ سماج دیکھی ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ آیا اصولوں کی چھان بین مدنظر رکھی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اہل اسلام کی خاطر داری وغیرہ کے بارہ میں جو آپ نے لکھا ہے۔ پس آپ کو معلوم ہو کہ درحقیقت یہ بات نہیں ہے حاجی محمد صدیق صاحب سوداگر یا دیگر اصحاب میرے ساتھ ویسا برتاؤ نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں (اسکی آپ خوب تحقیقات کر لیویں) بلکہ میں نے اب دہلی کا قیام بھی چھوڑ دیا ہے۔ حاجی صاحب موصوف کا میں اس لئے البتہ ضرور مشکور ہوں کہ وہ انعامات کی ذمہ وار بن گئے ہیں۔ اور انہوں نے خاصکر و چند دیگر اصحاب نے کتاب چھپوانے کے لئے کچھ روپیہ قرضی دیدیا ہے۔

بابو سالگرام جی! آپ کی چٹھی ۲۸ صفحوں کی اسقدر طول ہے کہ کہاں تک جواب دیا جائے۔ تاہم جو بہت ضروری امور تھے ان کا جواب دیدیا گیا۔ اور آخر میں آپ سے خاصکر دیگر آریوں سے بھی یہ عرض ہے۔ کہ اگر مجھے مخاطب کر کے کوئی مضمون کسی اخبار میں شائع کریں یا میرے متعلق کوئی بات لکھیں جسکا جواب وہ چاہتے ہوں تو وہ اخبار جسمیں ایسے مضامین شائع ہوں میرے نام پر معرفت مطبع قاسمی شہر لودھیانہ پنجاب وی پی کرا کر روانہ کرا دیا کریں۔ کیسے افسوس (اور آریوں کے لئے شرم) کی بات ہے کہ آپ کا خط میرے نام اخبار آریہ مسافر میں جولائی میں شائع ہوا اور ۱۵ر اگست سے قبل وہ دیکھنے کو بھی نہ ملے۔ (واہ ساری دنیا پڑھ لیوے۔ مگر جس کے نام کا خط ہو اسے دکھلایا ہی نہ جائے۔ یہ نہ معلوم کس آرین شاستر کا اصول ہے)

آخر میں آپ سے ایک بات دریافت کرنی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے میری کتاب میں پیش کردہ کسی اصولی بحث پر بھی کچھ دماغ خرچ کیا ہے۔ کیا کسی سنسکرت دان پنڈت سے ملکر یہ دریافت کیا کہ میں نے جن منتروں کے جو لفظی معنے درج کئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔ مجھے واقعی آپ جیسے آریہ سماجیوں پر بڑا افسوس آتا ہے جو نہ تو سوامی جی مہاراج کے اسقدر زور دینے پر سنسکرت پڑھتے ہیں اور نہ مجھ جیسے معترضوں کے کھٹکھٹانے پر سنتے ہیں۔ اجی حضرت! آپ ۲۸ نہیں بلکہ ۵۶ صفحوں میں بھی ذاتی حملے کرتے رہیں۔ تو یہاں بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ پیش کردہ اعتراضات کو اگر رد کر دیا جائے۔ اور انعامات (میں سے سب نہیں تو تھوڑے ہی) حاصل کر لئے جاویں تو البتہ خاکسار پھر بھی آریہ سماج میں واپس جانیکو طیار رہے۔ اسلامی اصولوں پر کسی قسم کی کوئی بات مجھے سنانا بالکل فضول ہے۔ جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں آریوں کو صرف پیش کردہ اعتراضات کی تردید کرنی چاہیے۔

اور پرکاش والے مضمون نگار صاحب (ایک واقف حال) سے صرف اسقدر عرض ہے کہ آپنے لال جھگڑی کی تو بہت کی ہے۔ مگر ہنوز دہلی دور است۔ ہاں گورو کل سکندرآباد کے ادھشٹھاتا (مہتمم) صاحب کی شائستگی اور خوش اخلاقی کا حال آپ نے صحیح درج اخبار کیا ہے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکالنا کہ اسی وجہ سے میں اسلام میں داخل ہوا۔ ایک لال جھگڑی سے زیادہ نہیں۔ البتہ اس واقعہ نے آریہ لیڈراں

[illegible] ... مضامین ... [illegible]

... [illegible] ... مجھے افسوس

... [illegible] ... کہ مجھ سا پرشاد جیسا سید

آدمی آریہ سماج میں نہیں رہا۔ لیں اگرچہ میں آپکے

اس آزادانہ خیال کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن حقیقت

یہ سچ ہے کہ ایسے سید سے لوگ فی زمانہ اول درجے

بیوقوف سمجھے جایا کرتے ہیں (درحقیقت وہ بیوقوف

ہیں کیونکہ وہ زمانہ سازی نہیں جانتے) اور آریہ

سماج بیوقوفوں کی سماج نہیں ہے۔ بلکہ وہ جیسے

لوگوں کا ثابت ہونا چاہتا ہے۔ ویسے لوگ تمام دنیا کو

مذاہب میں سے نکلکر اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں

(خاصکر جنہیں دوسروں کو گالیاں دینا خوب آتا ہو

اور جو اپنی عزت بڑہانے کی ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہوں

انکی ہی سماج میں چاندی ہے) لیں ایسی کامیابی آریہ سماج

کو مبارک رہے اور خدا مجھ جیسے بیوقوفوں کو آریہ سماج کی دائرہ سے

باہر رکھے۔ اور آریہ گزٹ نے جو لکھا ہے کہ میں نے انکی خدمت میں لکھا تھا

کہ چند شرائط پر میں آریہ سماج میں داخل ہونے کیلئے تیار ہوں

پس ناظرین اس سے درخواست کریں کہ وہ ان شرائط کو

بھی کیوں نہیں شائع کر دیتا۔ دراصل آریہ سماج کی ممبران

کو اب سوائے شرارت کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ عوام کو

عموماً اور آریوں کو خصوصاً نوٹ کر لینا چاہئے کہ میں اب بھی

اور آئندہ بھی چند شرائط پر آریہ سماج میں داخل ہونیکو

تیار ہوں۔ اور وہ شرائط میری کتاب تحفہ آریہ سماج میں

بیسیوں جگہ دوہرا گئے ہیں۔ ایّ ادم شانتہ۔

خاکسار جگدمبا پرشاد ورما۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را

مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

۷ار ستمبر ۱۹۰۶ء کے الحکم میں ایڈیٹر اخبار وطن کے

نام ایک کھلی چٹھی شائع کی تھی جسمیں ایڈیٹر وطن

کی اس تجارت کا راز افشا کیا گیا تھا جو اسلام

اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ میں نے

ظاہر کیا تھا کہ مولوی انشاء اللہ خاں عیسائی مذہب

کی تائید اور اسلام کی تردید کی کتابیں ہی نہیں

بیچتے بلکہ وہ گراں قیمت پر بیچکر غریب مسلمانوں پر

اپنا احسان بھی جتاتے ہیں۔ اس چٹھی کو پڑھکر

ایڈیٹر صاحب وطن بہت تلملائے ہیں اور انہوں

نے اپنے اس فعل کو جائز قرار دینے کے لئے

ایک حیلہ تراشنے کی کوشش بے سود کی ہے

اور بجائے اس کے کہ اس کا جواب کھلے الفاظ

میں شائع کرتے ایک کارڈ کے ذریعہ اپنا جواب

[illegible] ... اس خط کو ... [illegible]

... کے ساتھ ذیل میں چھاپ دیتا ہوں

لیکن اگر ایڈیٹر وطن کا دل کمزور اور بودا نہیں اور

وہ اپنے اس فعل کو سراسر نیک نیتی پر محمول کرتا ہے

تو اسے چاہئے میری کھلی چٹھی۔ اپنے کارڈ اور

میرے اس جواب کو **وطن** میں چھاپ دے۔

اور اپنے ناظرین کو اسپر رائے زنی کا موقع دے

مگر مجھے امید نہیں کہ وہ ایسا کرے کیونکہ اس سے

پیشتر بعض اخبار نویسوں نے تجربہ کیا ہے روزگار

کے مضامین کا جواب دیا گیا اور وکیل کے ایک غیر

معقول اعتراض پر لکھا گیا اور ان سے چاہا گیا

کہ وہ اسے چھاپیں مگر انہیں حوصلہ نہیں ہوا۔ یہ

کہدینا شائد ان لوگوں کے نزدیک سہل ہوگا کہ

ہم ایسے مضامین کو اس قابل نہیں سمجھتے مگر ان کے

جواب کے لئے دوسری راہیں اختیار کرنا صاف

بتاتا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا جواب

ہو سکے۔ وطن پر جو اعتراض کیا گیا ہے وطن اسکا

جواب نہیں دیسکتا اور نہیں دے سکیگا۔

بہرحال میں اس کا خط درج کرتا ہوں اور اسپر

اپنی رائے کا اظہار۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین

الحکم اسے دلچسپی سے پڑھیں گے اور وطن کو اپنی

پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں گے۔

ایڈیٹر وطن کا خط ایڈیٹر الحکم کے نام

الحکم مورخہ ۱۷ ستمبر میں کھلی چٹھی پڑھی۔

خوب ہنسا اور قوم کی حالت پر رو یا بھی۔ کہ خدا

معلوم یہ طفلانہ سفاہتیں اور عناد بھی اور

کسقدر نقصان ملت کو پہونچا کر ختم ہوں گے میاں

یعقوب علی صاحب۔ آپ کی یہ تحریر ضرور بڑے

بڑے مشوروں اور مباحثات کے بعد آپکی جماعت

ہیڈ آفس کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ

کے بعد شایع ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر اس کے پاس کرنے

والوں میں سے کسی ایک کا بھی دماغ جوش

معاندت سے خالی ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنی جماعت

ایک حصہ کی بیہودہ کینہ توزی اور مضحکہ خیز منطق

کے ایک اور ثبوت کو ایسے کھلے کھلے پیرایہ میں

دنیا پر ظاہر نہ ہونے دیتا۔ اور دوسروں کو بھی

اس سے باز رہنے کا مشورہ دیتا۔ مرزا صاحب

عیسائیوں اور آریوں کی کئی تالیفات کا جواب

میں رد لکھ چکے ہیں۔ کیا وہ ان کتابوں کو بلا دیکھے

لکھا گیا تھا۔ اگر نہیں تو آپ کی اصول کے مطابق

کفار اور مخالفین اسلام کی تالیفات خریدنے سے

وہ پہلے مجرم اشاعت کفر کے بنتے ہیں۔ بندہ خدا۔

ہم مخالفوں کی تحریروں کو جب تک پڑھیں گے نہیں انکو

خیالات سے کیسے آگاہ ہوں اور ان کے تدارک و رد کے

لئے کیسے تیار ہو سکتے ہیں اسی غرض سے میں نے

... کی کتابیں منگوائیں اور چاہتا ہوں کہ

روشن خیال مسلمان ان کو پڑہیں۔ اگر ایسا ہوتی ... [illegible]

... [illegible] ... سے پوچھئے

کہ وہ کیوں اس کے اقدام کے ... [illegible]

سب سے اول ان کتب کے متعلق انہیں کیطرف سے

خواہش خریداری موصول ہوئی۔ گو یہ راز اب کھلا

کہ جو خط و کتابت ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک اعتراض

گھڑنیکا مصالح حاصل کرنے کی غرض سے تھی۔

لیکن افسوس آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انگریزی

کتب کا ایک ہی اڈیشن عموماً مختلف حیثیتوں کا ہوتا ہے

مثلاً لارڈ ڈبرلس کی کتاب ہند حالانکہ مضمون

کمیاں ہے ۱۴ سے لیکر ۵ عـہ تک قیمت رکھتی

ہے۔ اگر آپ کو وطن کی مشتہرہ کتب کی اصلی قیمت کے

متعلق کچھ شبہ ہو تو جب کبھی لاہور آئیں ولایتی کارخانہ

کی پرائس لسٹ دیکھ لیجئے گا

افسوس کہ احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے

عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا۔ نامعلوم

اگر میں آپکی استدعا کو منظور کر کے آپ کو سفر مصر کے

کے لئے چندہ کرا دیتا تو مرزائی معاصرین سے کیا

صلہ ملتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو

آئندہ پرچہ میں چھاپ دیں گے مگر ٹریڈ مجھ غیرہ کے

متعلق میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ المرء

یقیس علی نفسہ۔ زمانہ بہترین جج

ہے۔ اور خدا کی آنکھ سب پر ہے۔ میں خوش ہونگا

اگر اور اخبار بھی آپکی چٹھی کو چھاپ دیں تاکہ

پبلک کو آپکی جماعت کے چیدہ افراد اور اخبارات

کی شائستگی، حمیت اور معقولیت کا ایک اور

نشان ملجائے۔ محمد انشاء اللہ

یہ ہے جواب میری کھلی چٹھی کا جو ایڈیٹر صاحب

وطن نے بڑے غور اور فکر اور شائد بڑے مشوروں

اور کمیٹیوں کے بعد دیا ہو۔ اس جواب کا جو اسلوب

اور طرز ہے میں اپنے ناظرین ہی کی توجہ کیلئے نہیں

چھوڑتا بلکہ میں اسپر بھی معزز اخبار نویسوں کو ان کے

فرض کا واسطہ دیکر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ

دیکھیں کہ یہ ٹون کس قسم کی ہے؟ کیا وہ مولوی

انشاء اللہ خاں جو اخبار وطن کے ذریعہ اپنے

آپ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے اس کا طرز

بیان اس قسم کا ہی ہونا چاہیئے؟ مسلمانوں کی حالت

پر نوحہ کرنیوالے اور بلا وجہ ہنسنے والے مولوی محمد انشاء اللہ

خانصاحب کی قلبی حالت غیظ و غضب کے مارے اسقدر

بدل گئی ہے کہ وہ اپنے خط کو سلام مسنون سے بھی

شروع نہیں کر سکتا۔ اور اسطرح جبر و قہر کا ارتکاب

ہی نہیں کرتا ہے بلکہ مسلمانوں کی جس اخلاقی حالت پر

نوحہ خوانی کا اظہار کرتا ہے خود اس اختلاف کو

پیدا کرتا ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری اس کھلی چٹھی میں ہنسی

کی کیا بات تھی؟ اور یونہی اگر بلا وجہ ہنسی مولویصاحب کو

آئی تو میں افسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک لغو

فعل کا ارتکاب کیوں کیا؟ انہیں تو چاہئے تھا کہ وہ

اس ارشاد عالی کو مدنظر رکھتے

کہ بہت رو ؤ اور تھوڑا ہنسو

مگر مولویصاحب برخلاف اس کے خوب ہنسے

اور روئے بھی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ

صرف لفظی ہیں نہ وہ ہنسے اور نہ روئے

بلکہ مضمون پڑھتے ہی انہیں یہ فکر دامنگیر ہوئی

کہ اس کا جواب تراشا جاوے۔

ہاں اسمیں کلام نہیں کہ رونے کا مقام ضرور تھا

کہ ایک شخص مسلمان کہلا کر مسلمانوں اور اسلام

کی حمایت کا مدعی ہو کر (گو اس نے کام نہ کیا ہو) اس

قسم کی تجارت کرے جو مسلمانوں کے مال اور

ان کے ایمان پر زہریلا اثر پیدا کرنیوالی ہو۔ اس سے

بڑھکر اور رونیکا مقام کیا ہوگا۔ مجھے اس امر پر بھی

حیرت اور تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب

جیسے ایڈیٹر اور وقائع نگار نے یہ کیونکر لکھدیا کہ

"آپکی یہ تحریر ضرور بڑے بڑے مشوروں اور

مباحثات کے بعد آپکی جماعت کے ہیڈ آفس

کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ کے

بعد شایع ہوئی ہوگی۔"

کیا آپ وطن میں جو مضامین شائع کیا کرتے

ہیں ان کے متعلق پہلے وطن کے کسی ہوس آف کامنز

اور ہوس آف لارڈز میں منظوری لیا کرتے ہیں یا

پہلے مباحثے ہوا کرتے ہیں؟ اور تمام اخبار نویس

جو رائیں ظاہر کرتے ہیں ان کے لئے ان کے

ایڈیٹوریل روم کے ساتھ کوئی خاص دار الندوۃ

بھی ہوا کرتا ہے۔ اگر نہیں تو میں نہیں سمجھتا اس

فقرہ کو کہنے کی جرأت آپ کو کیونکر ہوئی۔ معلوم یہ

ہوتا ہے کہ کھلی چٹھی پڑھکر آپ کے حواس قائم نہیں رہے

اور جو جی میں آیا لکھدیا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ معقول

ہے یا غیر معقول؟ مولوی انشاء اللہ خانصاحب!

یہ تو سوال ایسا نہ تھا کہ میں اسپر اعیان سلسلہ سے

مشورہ کرتا اور رائے لیتا۔ آپ نے تو ایسے ایسے

نازک مسائل قوم میں پیش کئے ہیں جنپر پبلک میں آنے سے

پیشتر بڑے مباحثہ اور غور کی حاجت تھی مگر آپ نے

بلا سمجھے سوچے ان کو پیش کیا اور نہ صرف پیش بلکہ انپر

عمل بھی کرنیکو آمادہ ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کو اسلام کے ساتھ اور مسلمانوں کے

ساتھ کوئی خاص عداوت ہے۔ ایمان سے کہو اور

اپنے ناظرین سے پوچھ کر بتاؤ کہ ہاں اس کمیٹی سے

مشورہ کر کے بتاؤ کہ جس کے فیصلہ کے بعد آپ

آجکل شائع کرتے ہوں گے کہ یہ مسئلہ جو آپ نے

گذشتہ اشاعت سے آگے — امرت سری منکر کو دعوت

کس ماں نے بن یا نگے پائی تھی کرسی
کس کی خواہش میں خدا نے کی پوری
کون کہتا ہے آسمان پر ہے
کون کہتا ہے مس شیطان سے
اور محمد سے مدتوں تھا الگ
غور کر اسمیں مولوی فاضل
ہو گی میرے بیان کی تصدیق

کس کی ذلت ہوئی سر دربار
نامرادی کا کس نے پہنا ہار؟
ہو گا نازل زمین پر پھر ایک بار؟
اک مبرا ہے عیسیٰ وہ اقرار؟
یعنی روح القدس وحی بردار؟
جز نصاری ہے کس کی یہ گفتار؟
جبکہ دیکھے گا اپنا تو اخبار؟

آرزو کس سینے کی تھی رک جائے
کون کہتا ہے عیسیٰ ہے زندہ
کون کہتا ہے ما ہے وہ خالق
کون کہتا ہے یہ کہ روح قدس
کون کہتا ہے آئیگے دنیا میں
کچھ عقائد بیاں کروں تیرے
لو تقول قضیہ شخصی ہے

یہ جو بنتا ہے احمدی بیمار؟
فوت ہونیکا کس کا ہے اقرار؟
عیب وان سے وہ قائم وجبار؟
ساتھ رہتا تھا اس کے لیل و نہار؟
سب کو کر دیگا وہ غنی زردار؟
جن سے ظاہر ہو تیری حالت زار؟
اسمیں داخل نہیں کوئی اغیار؟

۷ ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جبکہ مرزا صاحب بحیثیت ملزم حاضر ہوئے تو آپ کو بلا درخواست عزت کے ساتھ عدالت میں کرسی دیگئی اور محمد حسین نے جب آپ کو سر اجلاس کرسی پر ممتاز دیکھا تو جل بھن کر مسٹر ڈگلس صاحب بہادر سے اپنے لئے کرسی مانگی صاحب موصوف نے نہایت ذلت کے ساتھ جھڑک کر نکلوا دیا۔ اس کو ہم کتاب البریہ سے پیش کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس واقعہ کو اسطرح بیان فرمایا ہے۔

"شیخ محمد حسین اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار ہو کر آئیگا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور صیاد کیطرح ادہر ادہر دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری (جو ان کے زعم میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا تھا اس کے ذریعہ سے ہوتی تھی) اور ہتھکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں۔ اتنے میں میں قریب نو بجے کو بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کو دیکھنے کیلئے آئے تھے ایک حیرت کیساتھ رہ گئے۔ یہ دن تو اس شخص کی ذلت اور حیرانی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔

مجھے اور (محمد حسین) سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو میرے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا یہ خبر اس گرفتاری سے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور نہ چاہا کہ میں اور منشی کرسی پر بیٹھا ہوا اور زمین پر بیٹھوں اسلئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوئی ہی کرسی کی درخواست کی چونکہ عدالت میں اس کو

اور نہ اس کے باپ کو کرسی ملتی تھی اس لئے وہ درخواست زجر (ایک بک مت کر پیچھے ہٹ۔ سیدہا کھڑا ہو جا) اور توبیخ کے ساتھ رد کئے گئے۔ انتہی عن موضع الحاجۃ۔ اشتہار مورخہ ۲ مارچ ۱۹۰۹ء

۸ قادیاں کی جامع مسجد میں ایک پیشگوئی کی تکمیل کے لئے حضرت اقدس نے بموجب اشتہار مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء منارۃ المسیح تعمیر کرانیکا حکم دیا اور وہ بنا شروع ہو گیا سنت اللہ کے موافق مخالفین نے کوشش کی کہ یہ تعمیر روک دیجاوے اور بعد رنج چند اہالیان قادیاں انکی کارروائی اس طریق پر ختم ہوئی گئی کہ بحضور صاحب ضلع بدیں مضمون درخواست دی کہ تعمیر منارہ سے بے پردگی ہو کر حفظ امن وغیرہ کے نقض کا احتمال ہے اور سر توڑ کوشش اسکے روکنے کیواسطے ہوئی مگر حسب وعدہ الہی مندرجہ براہین و دیگر کتب مخالفین کو داغ ناکامی اور منصور کو نصرت ملی جسکا ثبوت فیصلہ اخیر بر درخواست مذکور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور سے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں اور وہ فیصلہ یہ ہے۔ دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء

"کاغذ دربارہ تیاری منارۃ المسیح قادیاں و عذرات بر خلاف چند اہالیان قادیاں پیش ہو کر حکم صادر ہوا۔ فی الحال کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو جن لوگوں کو عذر ہے وہ بذریعہ عدالت دیوانی اپنی دادرسی کر سکتے ہیں پنچایت فی الحال دست اندازی نہیں کرتے۔ کاغذات داخل دفتر۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۱ء۔

دستخط سی۔ ایم۔ ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر

۹ ترقی نام ایک رسالہ ماہواری مذہبی سوسایٹی کا دریالہ کیطرف سے ماہوار نکلتا ہے اسکا ہم اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ دو ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو انکو آکر مالا مال کر دے۔ اس رسالہ کو پڑھکر یہود و امت محمدیہ سے جو انکی نقل بالنعل پیروی کرنیوالے ہیں پوچھو ... جیسا کہ ... رسالہ ترقی نمبر ۱۰ جلد ۳ ...

ہم مرقومہ تک یہی حال درج ہے جنمیں سے چند جملے ہم یہاں نقل کرتے ہیں مفصل اصل رسالہ دیکھو "اور اس کا سبب (یعنی عام طور پر اسکی مسیحائی نہ ماننا) یہ تھا کہ جو تصور مسیح کا وہ (یہودی) باندہے بیٹھے تھے وہ دنیاوی شان و شوکت پر مبنی تھا اور یسوع کی ظاہری حیثیت اس تصور کو بالکل بر خلاف تھی" صفحہ ۵۷۔

"چونکہ مسیح کی مسیحائی کا ایک ہی تصور ان کے دل میں جما ہوا تھا پس مطابق اس کے انہوں (یہودیوں) نے جبراً اپنا بادشاہ بنانا چاہا یعنی وہ (یہودی) چاہتے تھے کہ وہ ایک بغاوت کا جو مسیح کے نام پر برپا کیجائے سرغنہ بنے اور قیصر روم سے اور ان شہزادوں کے ہاتھ سے تاج و تخت چھین لے جنہیں قیصر نے مختلف صوبجات پر حکمران بنا دیا تھا۔ اس نے ان کو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تاکہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے۔ روٹیوں کے انبار اور دودھ کے انہار تمہارے لئے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو۔ پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں۔ جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس پر اس کے شاگردوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے" صفحہ ۵۸۔

"(باقی ماندہ شاگرد) بھی دنیاوی حشمت اور شوکت والے مسیح کی انتظاری کر رہے تھے۔ وہ بھی یہی مانتے تھے کہ مسیح آتے ہی داؤد کے تخت پر متمکن ہو گا۔ اور جب وہ (شاگرد حواری) گلیل سے یروشلم کیطرف روانہ ہوئے تو اسی خیال سے روانہ ہوئے کہ اب خدا کی بادشاہت نمودار ہوگی اور یسوع دارالخلافہ میں پہنچکر اس پستی کے لباس کو جو ابتک پہن رکھا تھا اتار پھینکے گا اور ہر قسم کی مخالفت کو اپنی قدرت کے جلال سے معلوب کر کے اپنے باپ داؤد کے تخت پر جا بیٹھیگا۔ انتہی بلفظہا" صفحہ ۵۹۔

اس کے ساتھ یہود و امت محمدیہ کے عقائد ملانیکے کے واسطے حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خاں اور اقتراب الساعہ نور الحسن خاں کی ملاحظہ فرماؤ بالشت بہ بالشت مطابقت پاؤ گے۔

۹۔ مولوی فاضل سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے یا نہیں اس کا جواب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ... کے صفحہ ۹ میں مندرجہ ذیل دیا ہے "جواب یہ آیت مرزا قادیانی پر نہیں آسکتی کیونکہ اس آیت میں کوئی عام قاعدہ نہیں بلکہ ایک قضیہ شخصیہ ہے یعنی بالخصوص آنحضرت کی شان میں یہ شرطیہ کلام ہے عام مفتریاں کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ یعنی اللہ پر افترا کرنیوالے فلاح نہ پائیں گے۔ انتہی کلامہ۔

اقول۔ اس جواب میں مجیب سے تین غلطیاں ہوئیں اول غلطی عمداً یا نادانستہ یہ ہے کہ اس کو قضیہ شخصیہ قرار دیکر دلیل سے خارج کر دیا۔ دوسری غلطی ناواقفیت کلام الہی سے یہ سرزد ہوئی کہ مفتریوں کے لئے لکھدیا کوئی قاعدہ مقررہ منجانب اللہ نہیں۔ تیسری غلطی حافظہ نباشد کی ہے کہ آگے ہی یہ بھی لکھدیا کہ مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون الایہ۔ یہ تعارض آپکی تحریر دو سطری میں ہے کہ ایک ہی امر کی نفی بھی ہے اور اثبات بھی۔

اب ہم آپ کے اغلاط کو رفع کرتے ہیں کہ قضیہ شخصیہ کو عام قاعدہ اور عام مفتریوں کے لئے اور خاص مفتریوں کے واسطے قواعد مقررہ قرآن مجید سے ہی انشاء اللہ پیش کرتے ہیں۔

ہر بات ہے فاضل کی مری عقل سے باہر
ہے جلد تو فیصلہ سکی اسے فصاد کہ ہے

(باقی آئندہ)

ایجاد کیا۔ اور ایک بدعت کی بنیاد رکھی کہ قربانی کی بجائے قربانی کا روپیہ حجاز ریلوے میں دیا جاوے اور قربانی نہ کیجاوے یہ آپ نے کس سے مشورہ کر کے لکھا تھا کیا علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ قربانی نکرو۔ اور وہ روپیہ حجاز ریلوے میں دو۔

کیا آپ کر سکتے ہیں کہ آپکا اسپر عملدرآمد نہیں؟ انکار کرو پھر میں آپکی چھپی ہوئی تحریریں دکھاؤنگا اور اسکے ساتھ ہی علماء اسلام کا فتویٰ بھی آپ کو پوچھ دونگا آپ نے تو مشورہ نہیں کیا ہوگا مگر مجھے اب علماء سے استصواب کرنا پڑا۔

یہ دوسرا ثبوت ہے کہ آپ مسلمانوں کی عملی حالت کو کہانتک کمزور کرنا چاہتے ہیں آپ کو شرم نہیں آتی کہ ایسی بدعتیں آپ پھیلاتے ہیں اور جو شخص اسکا راز کھولتا ہے اور آپ کی ان حرکات سے مسلمانوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہے اس کے اس فعل کو آپ طفلانہ سفاہت قرار دیتے ہیں۔ یہ مقام تو آپکے لئے ڈوب مرنیکا تھا کہ فاش ضلالت پھیلانا چاہتے ہو کیا یہ اسلئے طفلانہ سفاہت ہے کہ آپ کو توقع نہیں دیا جاتا کہ آپ کھلے دل سے مسلمانوں کے ایمان اور مال چھینیں۔ آپ کا جو جی چاہے اور جو کچھ آپ چاہیں مجھے دیں اور میری مخالفت کے لئے جس قدر آپ چاہیں انہیں مگر میرے قلم کو آپ روک نہیں سکتے جب تک آپ توبہ نہ کریں۔

[illegible] آپ کے وہ مضامین پڑھے ہوئے ہیں جو پیسہ اخبار [illegible] کی مخالفت میں آپ کی قلم سے دکیل [illegible] آپ کو یقین دلاتا [illegible] اور ہمت کو پست نہ [illegible] اسلام کی خدمت [illegible] اور مسلمانوں [illegible] اگر ایسا [illegible] پڑے تو اسکی [illegible] نہیں کرونگا۔ ہاں پھر آپ بتائیں کہ اب جو سود خوری کی ترغیب مسلمانوں کو آپ دے رہے ہیں اس کے لئے بھی مشورہ کر لیا گیا ہے۔ اگر کر لیا گیا ہے تو انجمن حمایت اسلام کو بھی ساتھ ملالو۔ اسکے بنک کھلواؤ۔ پتہ لگ جائیگا۔ اس کے علاوہ میں سلسلہ وار ان امور کو بیان کرونگا جو آپ کی ذات والاصفات سے متعلق ہیں۔ اور اب انشاءاللہ مشورہ کر کے لکھونگا اور مشورہ بھی آپ کی احباب علماء اسلام سے کرینگے۔

فانتظر وا انی معکم من المنتظرین۔

ان مخرب اسلام کتابوں کی فروخت اور تجارت کا جو عذر آپ نے تراشا ہے اگر وہ مضحکہ خیز منطق نہیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اور کونسی ہوگی۔

اس عذر کا معقول ہونا آپ کبھی ثابت نہیں کر سکتے خواہ اس کے لئے اپنے معاونین کو بھی ساتھ ملالو اگر آپ ان کتابوں کو محض اس لئے بیچتے ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب لکھیں۔ تو آپ کا فرض ہوگا کہ یہ ثابت کریں کہ اشتہار دیتے وقت اس امر کی بھی تصریح آپ نے کردی تھی اور یہ لکھا تھا کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں اور اس غرض سے بیچی جاتی ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب دیں اور وہی لوگ خریدیں جو جواب دینا چاہیں۔

میں اپنے اعتراض کو واپس لے لونگا اگر آپ اپنے اشتہار میں اس مضمون کی صراحت پیش کریں۔ اور اگر اشتہار میں بجائے اس کے یہ لکھا ہو کہ سونا اور سفید انگریزی کتب کی عام قیمت کی فہرست تو پھر میں نہیں سمجھتا آپ اس کا کیا جواب دیں گے ہاں شائد اس کا یہ مفہوم ہو کہ آپ کے لئے تو بہرحال مفید ہیں یعنے اچھے پیسے ملجاتے ہیں۔ شرم! ہاں اگر آپ ان کتابوں کے خریداروں سے مسمریزم کے رضاب کی طرح کوئی قسم لے لیتے ہیں تو مجھے اسکا علم نہیں تعجب ہے کہ مسمریزم کی بیہودہ کتابیں بیچنے کے لئے تو آپ رازداری اور کتاب کسی کو نہ دکھانے کا حلف لیں مگر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرناک دشمن تالیفات کے بیچنے پر آپ اتنی بھی صراحت نہ کریں کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں۔ اس سے آپ کے غرض اور مقصد کا پتہ صاف طور پر ملجاتا ہے۔

وہ حلف جو مسمریزم کی کتاب کیلئے آپ لیتے ہیں اس سے بھی غرض وہی نکلتا ہے نہ کوئی اور یہاں اگر آپ یہ ظاہر کرتے کہ یہ کتابیں اس قسم کی ہیں تو انکو کوئی خریدتا بھی نہ اس لئے مجبوراً آپ کو مفید اور نادر کہنا پڑا۔

مولوی صاحب! اس برقعہ کو آپ کب تک چھپائیں گے آپ کے لئے بہتر ہے کہ آپ ان کتابوں کی فروخت سے توبہ کریں اور انہیں اپنے سٹاک سے نکالدیں۔ ورنہ میں آپ کو یاد دلائے دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے اسلام کی ذلت وہ گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کی ذلت چاہنے والے خود ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اس نامناسب ضد سے آپ باز آئیں مسلمانوں پر یہ راز کھلکر آپ کو شرمندہ کرائیگا۔

آپ میری تحریر کو مضحکہ خیز منطق کہتے ہیں مگر آپ خود غور نہیں کرتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فعل کہ انہوں نے مخالفین مذاہب کی کتب کو پڑھا اور جواب دیا آپ کے اس فعل کے مطابق کیونکر ہو سکتا ہے انہوں نے پڑھا اور جواب دیا آپ نے ان کتابوں کو بیچا اور گراں قیمت پر بیچا۔ اب خود ہی بتائیے کہ دونوں میں سے بدترین اور قابل نفرین فعل کس کا ہے؟ حضرت اقدس نے میور کے اعتراضات کا جواب دیا آپ نے ان اعتراضات کی اشاعت کی۔ حضرت نے ینابیع الاسلام کا رد لکھا اور کثیر حصہ اس کا سخت تقسیم کیا۔ آپ نے اس کتاب کو اس طبقہ میں گراں قیمت پر بیچا جو مذہب اور اس کے اصولوں سے ناواقف اور زمانہ کی زہریلی ہوا سے متاثر ہے۔

خدا کے لئے ذرا انصاف کر کے بتاؤ کہ مضحکہ خیز آپکی منطق ہے یا میری میں نے اس نیت سے کفار کی کتابوں کو پڑھنا یا خریدنا نہ کفر قرار دیا نہ دیتا ہوں ہاں جو شخص کفار کی کتابوں کو مسلمانوں کے ہاتھ گراں قیمت پر بیچتا ہے اس کے متعلق علماء جو فیصلہ دیں گے وہ عنقریب آپ کو معلوم ہو جائیگا۔

محترم ایڈیٹر ریویو کا ذکر آپنے فضول کیا آپکو اس بلندہمت نوجوان سے کیا نسبت۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ ایک قابلقدر ایم۔ اے اور ایل ایل بی ہے جو اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان میں شامل ہو سکتا تھا۔ اور اگر وہ آپ کیطرح پریس اور پتھر خرید کر اخبار جاری نہ کرتا اور عیسائیوں کی کتابیں بھی فروخت کر کے روپیہ نہ کماتا تب بھی آپ سے بہرحال زیادہ کما سکتا تھا مگر اس نے اپنی ساری خواہشوں پر پانی پھیر دیا اور اسلمت لرب العلمین کہکر اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور محض قوت لایموت پر وہ کام کر رہا ہے جسکی تعریف آپ نے بھی کی ہے۔ وہ اسلام کا سچا فدائی اور سچا خادم ہے اس نے جن کتابوں کو پڑھا اپر تنقیدی آرٹکل لکھے آپ ذرا وطن کے فائل میں سے نکال کر بتائیں تو کہ آپنے اسلام پر معترضین اسلام کے جواب کتنی مرتبہ دیے۔ برخلاف اس کے ریویو نے یورپ اور امریکہ کی مذہبی دنیا میں شور مچا دیا ہے کیا ایڈیٹر ریویو نے بھی روپیہ کیطرح اپنے ایمان اور ضمیر کا خون کرنا چاہا ہے؟ اس نے آپکے چند روپیوں کی پروا نہیں کی مگر اپنے ایمان اور مذہب کے خلاف قلم اٹھانے پر موت کو ترجیح دی ایسے حنیف اور جلیل القدر بزرگ کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ

"احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا"۔

آپ سے کس نے مدد مانگی؟ خود آپ نے ایک تحریک کی ہم نے سمجھا کہ آپ کی نیت بخیر ہے لیکن جب اصل راز کھل گیا تو ہم کو اس سے الگ ہونا پڑا۔ اور یہ سچ ہے کہ اس کا خمیازہ آپ کو بری طرح بھگتنا پڑا اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ آپ ریویو کی مدد کا عزم کر کے اسمیں فیل ہوئے اور بجائے اشاعت اسلام کے جو ریویو کا مقصد تھا اشاعت کفر کا وہ جو ریویو عیسائیت کی تردید کرنا تھا۔ آپنے اسکی مدد چھوڑ کر عیسائیوں کی کتابیں خرید یں دشمنان اسلام کی تالیفات کی اشاعت کا اعلان کیا۔ اگر خدا نے آپ کو چشم بصیرت دی ہے تو اپنے اس عبرتناک انجام پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ کس سے قطع کیا اور کس سے پیوند کیا۔

پھر آپ نے میرے سفر مصر کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے میں اس تذکرہ کو سردست نہیں چھیڑتا۔ اسلئے کہ عام معاملہ میں ایک ذاتی بحث کا تذکرہ شائد آپ کی مخترع اصول اخبار نویسی میں ہو گا۔

آپ پر اعتراض تو یہ ہے کہ آپ وہ کتابیں بیچتے ہیں اور گراں بیچتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں تو آپ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے سفر مصر کے لئے آپ کو چندہ نہیں کرا دیا۔ کیا خوب! امر تنقیح طلب ان کتابوں کی اشاعت کا جواز یا عدم جواز اور انکی گرانی ہے یا میرا سفر مصر

میرا خیال ہے کہ سفر مصر کے متعلق آپ سے جو خط و کتابت ہوئی آپ اس کو ضرور شائع کر دیں اس سے حقیقت معاملہ کھل جائے گی۔ اور پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ میری تحریک کس بنا پر تھی اس سفر کے اغراض کیا تھے؟ اور اسمیں شک ہوئی تو کیونکر ہوئی۔ کیا آپ نے دیکھ نہیں لیا کہ خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت اشاعت اسلام کے لئے کسقدر جوش اپنے دلمیں رکھتی ہے اگر انکا خادم ایڈیٹر الحکم عربی اخبار نویسی کے فن کو سیکھنے اور اشاعت سلسلہ کے خیال سے مصر یا کسی اور جگہ جاوے یا جاتا تو وہ اس کے مصارف کے ذمہ وار نہ ہوتے؟ ضرور ہوتے۔ مگر آپ سے جو گفتگو ہوئی آپ اس خط و کتابت کو شائع کریں گے تو اصل حال کھل جائیگا اور اسمیں انشاءاللہ آپ کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اور معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسمیں بھی ریویو والا معاملہ ہی پیش آیا ہے۔ بہرحال آپ اسطرح میرے اس اعتراض سے بچ نہیں سکتے۔ اور پبلک ایسی اندھی نہیں جو آپکے اس جواب کو کافی سمجھے۔ میں آپ کے اس خط پر کرزن گزٹ۔ وکیل۔ روزگار۔ پیسہ اخبار اور البشیر کو فیصلہ کرنے کی تحریک کرتا ہوں اگر وہ لکھدیں کہ وطن کا جواب معقول ہے تو میں اپنی غلطی تسلیم کر لونگا۔ آپ ان سے لکھوا لیجئے وہ بہرحال ہمارے سلسلہ کے تو مخالف اور آپ کے دوست ہیں۔

(۱) وصیت

(۱) میں مسماۃ بیگم بیوی بنت محمد راانجہ ساکن بدرہ تحصیل بھیرہ - ضلع شاہپور - زوجہ شبیر علی ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام - بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۲ - مارچ ۱۹۱۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - اور لکھدیتی ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتی ہوں - کہ میں حضرت مرزا غلام احمد سلمہ رئیس قادیان - ضلع گورداسپور - مسیح موعود کے کل دعاوی پر بصدق دل ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتی ہوں - کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے - تمام وکمال سُن لیا ہے - میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی پابند رہونگی - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے - میں ان تمام کے اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے - زیورات مالیتی ۳۳۵ - اثاثۃ البیت للعہ - نصف حصہ گھوڑی مالیتی - مویشی بیس عہ - کل صما للعہ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے - اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ اس جائداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں - کہ میری جائداد جس کی قیمت اسوقت ۱۱۸ ہے میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرلے - یا اسمیں شامل رہنے دے - اور اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے - تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کے مالک متصور ہے میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے - تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے -

(۵) میں اقرار کرتی ہوں - کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوا جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے - جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہونگی -

(۶) میں یہ وصیت کرتی ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں تیار کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں - یا آئندہ شائع ہونگی - دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے -

(۷) میری یہ وصیت ہے - کہ میری تجہیز وتکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر اخراجات ہوں - ان کی متکفل میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے - ہرگز نہیں - اور ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کردونگی جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے میں کرادونگی - اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکی - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی - تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی - ان اخراجات کے متکفل ہوگی - اور میرے ورثا ان اخراجات کیلئے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے - جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگی - اور میری پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں - کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکورہ میں دفن نہ ہوسکی - تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے - اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے - درست اور اور قائم رہیگی - لیکن یہ ضروری ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کیجاوے - اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے - میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کیجاسکتی ہے

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ مذکور میں دفن نہ ہوسکی - تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں کرایا ہوگا - یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں - انکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اور خرچ کرنیکا میرے ورثا کو اختیار نہ ہوگا - بلکہ انجمن کا ہوگا -

العبد
بیگم بیوی بنت محمد رانجہ زوجہ شبیر علی ہیڈ ماسٹر [illegible]

گواہ شد
شبیر علی ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(۲) وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ
وکان عند ربہ مرضیا یا ابت افعل
ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین

منکہ اسماعیل ولد غلام احمد قوم احمدی ساکن موضع بھڈال تحصیل وضلع سیالکوٹ -

(۱) بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے - تمام وکمال پڑھ لیا وسن لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہوں جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کیطرف سے یا انکے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں - یا آئندہ شائع ہونگے - میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میری ان تمام ہدایات وضوابط قواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میری جائداد حسب ذیل ہے - اول میرا مکان سکونتی محدود اربعہ ذیل شمال گلی شارع عام غرب مکان رہائشی رزاق کشمیری و دیاب کشمیری و مکان رہائشی منشی محمد رمضان احمدی جنوب مکان رہائشی رحیم بخش ولد مہتاب شاہ فقیر مشرق مکان رہائشی دت ولد لوٹا تائی واقع موضع بھڈال قیمتی للعہ - دوم کتابیں سلسلہ احمدیہ عہ سوم اشیاء خانگی ملے جلے ؎ روپیہ جن پر میرا مالکانہ قبضہ ہے - اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے نصف حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ بعد میرے مرنے کے بعد یہ نصف حصہ جائداد کا صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہے میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جائداد سے الگ کرکے اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرلے - یا فروخت نہ کرے - یا اس جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس نصف جائداد کی مالک ہے - میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو - یا غیر احمدی ہو - میری اس نقل جائداد سے کچھ تعلق نہیں - اگر میری جائداد کی قیمت بڑھ جاوے گی - تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہے -

(۵) میں اقرار کرتا ہوں - کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائداد میں پیدا کروں - اس جائداد کی علاوہ یا میرے مرنے کے بعد میری اور کوئی جائداد متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے - جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا -

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں - کہ میرے مرنے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے - اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں - ہر چند میری یہ وصیت قائم رہیگی -

بقلم محمد سلطان احمدی ہوندی حلقہ ہوندل تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
کرم داد نمبردار موضع بھڈال تحصیل سیالکوٹ -

گواہ شد
غلام [illegible] احمدی ساکن [illegible] تحصیل [illegible]

مفرح عنبری
قیمت فی تولہ
پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک ... ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوب بٹے زر ⁂ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ ہیچمرز ملک کے لائق اطباء کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا۔

اس بات کے کہنے کی تو میں جرات نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں تان تھا ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی سے اور ہر ایک سا متعصب سے پاک دل طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لی۔ میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آپ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاکدل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب پاپون ضلع مولین۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواڑ)
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اوتیبک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کینی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوردادری۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمناری ضلع لٹے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کہنڈود
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان۔
جناب ڈاکٹر سری رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد۔
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیرٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی ہی۔ ایم۔ ایس ہمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دموسہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خانصاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزار یباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہری رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع گورکھپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری۔ (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چانده
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ ایس دہنو مہو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی کینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش ... صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کورڈ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر دین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب پنڈول ضلع کٹنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب وھابی ضلع پورینہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لگواڑہ ضلع پورینہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورینہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹک ٹولہ پورینہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورینہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر کہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر مہن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آمدم برسر مطلب

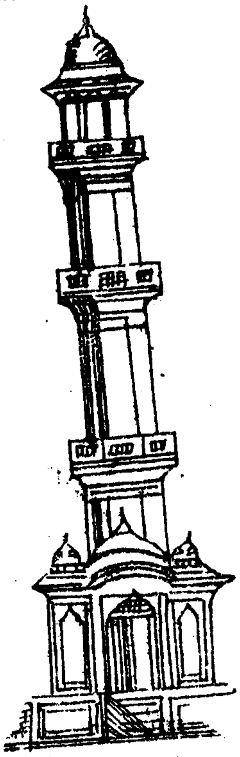
مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آج کل کی قریباً کل مشہورہ پیٹنٹ مقوی ادویات اسے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں:

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری / مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ ظہور الحسن نجنوری عفی عنہ)

دُکرۂ بشارت احمد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶



الحکم

چھکو ہم ہاتو گزی چھپاور قادیان ہنی | دوا ہنی شفا ہنی غرض دار الامان ہنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

[illegible]

فہرست مضامین

(۲۵) قادیان دار الامان مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۲۴ ہجری — جلد (۱۰)

تازہ الہامات اور رؤیا

۹۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہے اور میں نے خیال کیا کہ یہ فرشتہ ہے اور لفظ قادر کی مناسبت سے اس شکل پر ظاہر ہوا ہے اور میں اس کے آگے [illegible] دوڑتا ہوں کہ گویا پیچھے رہ جاتا ہے اسکے بعد ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہ فرشتہ جو میرے بھائی کی شکل پر تھا گھوڑے پر سے اتر آیا اسکے ہاتھ میں ایک تازیانہ ہے اور ایک مضبوط سپاہی قوی ہیکل شکل میں ہے اور شہر میں ایک طرف جانے کا ارادہ کیا گویا کوئی کام ہے یا کوئی خدمت ہے [illegible] الہام ہوا [illegible] الحکیم خدا تعالیٰ تجھے ایک [illegible] اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے [illegible] مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی [illegible] کوئی بیماری [illegible]

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **حقیقت الوحی** کی تصنیف سے خدا کے فضل سے فارغ ہو چکے کتاب مکمل ہو کر لکھی گئی اور پریس میں آخری کاپیاں جا چکی ہیں۔ بہت ہی جلد اب کتاب مذکور شائع ہو جائیگی۔ حقیقت الوحی ۲۵ جزو کی کتاب ہوگی اور صرف ایک روپیہ قیمت پر ملے گی یہ قیمت محصول ڈاک کے سوا ہوگی۔ اس کتاب کا پڑھ لینا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس کتاب میں حضرت حجۃ اللہ نے تمام اعتراضوں کے شافی اور کافی جواب دیئے ہیں اپنی دعاوی کے دلائل اس قوت سے بیان کئے ہیں اور ایسے غیر مسبوق نکات معرفت کے لکھے ہیں کہ نہ آنکھ نے دیکھے نہ کانوں نے سنے۔

اس کتاب کے تمام و کمال چھاپنے کا فخر کارخانہ الحکم کے **انوار احمدیہ** پریس کو حاصل رہا کچھ کاپیاں ضرورتاً یہاں کے موجودہ مطابع نے بھی چھاپی ہیں تاکہ کتاب جلد شائع ہو جاوے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کا احسان اور اسکا خاص فضل ہے کہ ہمارا آقا و مولا اپنے مقصد اور ارادہ میں **کامیاب** ہو گیا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بغیر اگر کوئی شخص کسی قسم کا اعتراض کرے تو وہ **حق** کا خون کرنے والا ہوگا۔

۲۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے یعنی اسی اکتوبر کی آخری تاریخوں میں۔ مدرسہ کیلئے **سیکنڈ ماسٹر کی سخت ضرورت ہے گریجویٹ اور ٹرینڈ ہو تنخواہ** حسب لیاقت دی جاویگی۔ درخواستیں سکرٹری مجلس ناظم التعلیم کے نام آنی چاہئیں۔ احمدی گریجویٹوں کو خدمت قوم کے لئے ایک عمدہ موقع ہے اگر کوئی عالی ہمت بھائی ایثار نفس کرکے چلا آوے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصہ لینے والا ہوگا +

لطیف یادداشتیں

الحکم کے ناظرین خوبی جانتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملۃ کو روافض سے سخت بیزاری تھی۔ اور شیعیت کے ہلاک کرنے کے لئے آپ کو خدا تعالےٰ نے خاص جوش اور طریق عطا کیا تھا۔ اسلئے آپ ہمیشہ شیعوں کی تالیفات کو جو انکے ہاں معتبر سمجھی جاتی ہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس پر نوٹ بھی کر لیا کرتے۔ انارۃ البصائر شیعوں کی ایک زبردست کتاب ہے اسکے بعض مقامات پر آپ نے یادداشتیں لکھی ہیں اگر آپ کی زندگی وفا کرتی اور موقعہ ملتا تو ایک مجموعہ [illegible] اس سلسلہ کو [illegible] ایسا ہی آپ کی یادداشتوں [illegible] ایک یادداشت آپ نے لکھی ہے جو قرآن کریم کی **شان** [illegible] اس سے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کی عظمت اور محبت کس قدر آپ کے دل میں تھی اسکے لئے کیسی غیرت اور حمیت انہیں دلگی تھی۔

(ایڈیٹر)

کتاب الحجۃ

تلت الیس تعلمون ان رسول الله کان هو الحجة من الله علی خلقه قالوا بلی [illegible] من کان الحجة علی خلقه فقالوا القرآن فنظرت فی القرآن فاذا هو یخاصم به المرجی والقدری والزندیق الذی لا یؤمن به حتی یغلب الرجال بخصومته عرفت ان القرآن لا یکون حجة الا بقیم۔ (اقول والقرآن هو القیم بنفسه کما قال قیما لینذر (الآیة کریمه) فما قال فیه من شیٔ کان حقا فقلت لهم من قیم القرآن فقالوا ابن مسعود قد کان یعلم وعمر یعلم قلت کله قالوا لا فلم اجد احدا یقال انه یعرف ذالک کله الا علیا۔ واشهد ان علیا کان قیم القرآن وکانت طاعته مفترضة وکان الحجة علی الناس بعد رسول الله ـــ

یہ ہے عقیدہ اور مذہب اہل شیعہ کا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم حجت اللہ نہیں ہے۔ اور وہ غیر کافی ہے اور وہ قیم نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ **قیم القرآن** ہے اسپر مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔

افسوس ان احمقوں نے قرآن کریم کی کوئی قدر نہ کی قرآن حق ہے اور ایک نظام رکھتا ہے اور خدا سے ہے اور ایک ہی غرض سے [illegible] ہے اور وہ صراط مستقیم ہے ضرور ہے کہ ایک ہی راہ اس سے ثابت ہو۔

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبیل فتفرق بکم عن سبیلہ۔

جسطرح خدا فرماتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق یعنی آسمان اور زمین کی [illegible] ساری الحق کیطرف اشارہ کرتی ہے اور کوئی بھی ذرہ ذرات کائنات [illegible] ایک ہی [illegible] دلالت کرتا ہو خدا تعالےٰ کے غیر مقصود پر [illegible] خدا تعالےٰ [illegible] ایک ہی ارادہ [illegible] ہے اس [illegible] اب چاہئے کہ خدا کے کلام اور اسکے کلام میں تطابق ہو اگر قرآن سے اور راہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو وہ خدا کے فعل کے مخالف ہوگا اور اسلئے نعوذ باللہ خدا کا کلام نہ ہوگا۔ یہ محض غلط بات ہے کہ کوئی باطل فرقہ قرآن سے استدلال کر سکتا ہے اسکے استدلال بعینہ ایسے ہیں جیسے شیعوں نے خواہ نخواہ ساری آئتیں حضرت امیر اور آئمہ پر منطبق کر لیں اور جیسے نصرانی ... توریت کو یسوع پر جماتے ہیں مگر یہ کوئی قوت اور غلبہ کی بات نہیں اور خصام پر غالب آنا نہیں یہ بعینہ ایسا ہی ہے جیسے ایک ہندو نے الم سے رام چندر اور لچھمن نکال لیا تھا اور جیسے ایک مسلمان نے فضول کوشش کی کہ پورانوں اور جوگ وششٹ اور دسا تیر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں نکالے یہ باتیں دانشمندوں کو ظلمت اور اضطراب میں ڈال نہیں سکتیں اسلئے کہ حق وحقیقت ان فضولیوں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم نے ہر دعوے کے ساتھ دلائل بیان کئے ہیں جو شخص دعوے کرے کہ میں مفلح مومن اور عابد متقی ہوں اور میں خلیفۃ اللہ اور حجۃ اللہ فی الارض ہوں قرآن نے اس کے صفات وعلامات بھی واضح کئے ہیں انکے اعمال اور نتائج اعمال مقرر کئے ہیں اور والعاقبۃ للمتقین نے ثابت کر دیا ہے کہ دعوی میں وہ **صادق** ہے یا کاذب اور کافروں منافقوں اور ظالموں کے بھی علامات مقرر کئے ہیں۔

میں کہتا ہوں قرآن کریم ایک ہی راہ کی طرف دلالت کرتا ہے مثلاً الا تنصروہ فقد نصرہ الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔

خدا تعالےٰ لوگوں کو اسوقت بھی اور قیامت تک عظیم الشان ترغیب دیتا ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمت باندھو اور اپنے منافع عاجلہ اور آراموں اور شہوات دنیا اور حب جاہ وغیرہ کو جو سفر فی سبیل اللہ سے روکتا ہے یوں ترک کر دو جیسے اس شخص نے ترک کر دیا جو ایک خطرناک گھڑی میں رسول الٰہی کا ناصر بنا فقد نصرہ اللہ میں عظیم الشان اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسوقت نصرت کا [illegible] تھا اسلئے کہ [illegible] بہت سے مصائب سے تسلّی و تسکین کا موجب ہوا۔ اور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ معنا سے یہ اشارہ کر دیا ہے کہ **الوہیت** الٰہی کا حقیقی مقتضا ہے کہ تو اور میں کفار کے شر سے بچ رہیں اسلئے کہ الوہیت الٰہی کی خدمت اور اعلا میرے اور تیرے وجود پر منحصر ہے اب یہ خدا تعالےٰ کے کلام کی ایک صداقت ہے اور خدا تعالےٰ کے کام نے عملاً اس کی صداقت ظاہر کر دی اور دکھا دیا کہ کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس غار سے بچ کر نکلے اور کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے آدم اوّل اور آدم ثانی ہوئے۔ میرا دعوے ہے کہ قرآن کریم ایک ہی راہ اور **اقوم راہ** کی طرف دلالت کرتا ہے اب یہ ایک واقعہ ہے اور قرآن کریم کے منطوق کی ایک شہادت ہے اور ایک ہی وجود باجود ابوبکر کی ذات پاک کے لئے ہے ہماری یہ حجت نہیں خدا تعالےٰ کی یہ حجت قیامت تک منکرین خلافت صدیق وعزت ووجاہت صدیقی پر ہے۔ شیعہ بڑے [illegible] کا خیال ہے کہ قرآن رولا ڈالنے والی کتاب ہے (نعوذ باللہ) اور اس سے ہر ایک اپنے اپنے مقصد کی بات سیدھی کر لیتا ہے اب میں شیعوں کو کہتا ہوں کہ اس سے اپنے فرضی اور ناکام سلسلہ کی کامیابی نکال دیجئے۔ اور ان ناکاموں میں سے کسی ایک کو اس کا مصداق تو بنا دیجئے۔ دونہ خرط القتاد۔

اور پھر قرآن کہتا ہے یرثها عبادی الصالحون توریت کی پیشگوئی متعلق تھی یہود کے مذہب کی ذلت اور اسکے خروج نبوت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپکے آل یعنی **اتباع** آنے کی یہ قطعی نشانی تھی اور ضرور تھا کہ وہ ارض مقدسہ اسلامیں آجاوے۔ اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے نبوتوں کا مدار اسی طرح کے وعدوں کے تحقق پر رکھا ہے اس خدا تعالےٰ کی عظیم الشان پیشگوئی کو جو یہود کے مذہب کی برکتیں اور اسلام کے بابرکت ہونے میں قول فیصل تھی اور اسلام کی ابدی زندگی اسپر موقوف تھی تاکہ ثابت ہو جاوے کہ جس طرح تکمیل دین سب انبیاء اسرائیل کی تعلیمات [illegible] ہو گیا ہے ایسا ہی ظاہری طور پر بھی انبیاء اسرائیل اور نبی اسرائیل کی جا بجز [illegible] مقامات پر بھی قبضہ پا لیا ہے۔

آتش پرست کہتا ہے کہ سلطنتیں اور بادشاہیاں [illegible] کی دلیل نہیں یہ باتیں خدا تعالیٰ کی سنتوں کی ناسمجھی سے پیدا ہوتی ہے۔ [illegible] اور خزی اور عذاب مہین اور النار کا مفہوم ہی کیا ہے اور الفرقان بدر کو کیوں کہا گیا ہے اور اسپر فخر کیا گیا ہے [illegible] اور دعووں میں تو سب راستی پر ہونے کا فخر کر سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے صادق اور [illegible] وارثوں اور ولیوں اور [illegible] کے ساتھ یہ مستمرہ سنت بھی رکھی ہے کہ وہ ان کے نشو ونما کے وقت طرف مقابل کی جماعت اور روحانیت پر معنًا وظاہرًا غالب اور قابض ہو جایا کرتے ہیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ لازوال فخر قرآن کریم کی عزت رکھنے کا رسول قرآن کی عزت رکھنے کا خدائے قرآن کی عزت رکھنے کا فاتح بیت المقدس **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ کو ملا اور اسی کو ملا من دون **علی** اور قسم بخدائے عز وجل یہ ایسا فخر ہے کہ قیامت تک اسکے سوا کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص کسی نامراد اور ناکام کو بھی فخر دے [illegible] کا کام اسکے [illegible] لگا؟

میری روح گواہی دیتی اور **روح القدس** سے بھر کر گواہی دیتی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی روحوں نے اسوقت **عمر فاروق** پر صلوات وسلام پڑھا۔ اسلئے کہ وہ گواہی دے چکے تھے اور خدا تعالےٰ کو موثق میثاق کے دے چکے تھے۔ قالوا اقررنا کہ وہ رسول عربی کے دین کی نصرت کریں گے اور وہ منتظر تھے

حصّہ نظم

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے ایک ذوق پسند طبیعت اور فطرت پائی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی خوب تھا۔ اوائل عمر میں اردو فارسی میں اکثر شعر کہا کرتے تھے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپکے کلام میں بگڑی ہوئی شاعری کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور قرآن کریم کے اعجاز کا ذکر موجود ہے جس سے آپکی پاکیزہ فطرت اور حلاوت ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ مفصل بحث آپکے شاعرانہ مذاق پر آپکی لائف میں انشاء اللہ کرونگا۔ اس مقام پر مجھے آپکا کچھ کلام درج کرنا مقصود ہے۔ یہ میں ایک سال پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ مخدوم مرحوم **صافی** تخلص کرتے تھے جو آپ کی **صفائی** دل کی دلیل ہے۔ فارسی۔ اردو۔ عربی میں شعر کہہ لیتے تھے اور میں تینوں کا نمونہ دکھاؤنگا۔ ایڈیٹر

قصیدہ در نعت سرور کائنات سید موجودات احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عشق لیلیٰ [illegible] میزنم — بے گل روئے کسے یا ہو دیا یا میزنم
کس بہ ہم ناتواں [illegible] — بہ فراق دوستاں بانگ و دریغا میزنم
بعد ازیں [illegible] — سر بہم زیں جا و پے در کوہ دور یا میزنم
از سر درد [illegible] سالم [illegible] — حرف مہری با دل دلوا آسا میزنم
من کہ [illegible] سلسلال — کوس شاہا کر شد سرود راز تنہا میزنم
پیش [illegible] سر [illegible] — لقمہ مال و دولت کاہیں کسری میزنم
غرق [illegible] — کوس فی دلقی سواہ [illegible] میزنم
آن ہمانم کاشیاں [illegible] — بال پروازی بیام [illegible] دریا میزنم
بہر بہر [illegible] دام [illegible] — منکہ در لاہوتیاں [illegible] میزنم
لن ترانی [illegible] — ہم چنیں گلبانگ ارنی [illegible] میزنم
خامشی [illegible] — ہاں کجا مرد نبردی رعد آسا میزنم
[illegible] — ذوق دل بسیار شد زاں حرف [illegible] میزنم
خیرہ [illegible] زباں — چوں بعالم ہمچو خور برق تجلی میزنم
خود شتے یاراں [illegible] — مشت خاشاک خسے در چشم اعدا میزنم
منکہ راز [illegible] — انچہ بے آہنگ ساز بے سر و پا میزنم
راست میگویم کہ در ایوان حضرت [illegible] — بار دشمن را صلاے اندرون آہ میزنم
رستگاری نیست چوں زیں کشاکش [illegible] — کف بداماں حق تعالے میزنم
متکاے القا از افتخار نعت تو — لاف پیشے بر ہمہ اشراق و اکفا میزنم
جز تو چوں حرف غلط از لوح دل حک کردہ ام — بیتو از جوش سرشک امواج دریا میزنم
در خیال سر رفعت [illegible] مراد خاطرم — کوہ بکوہ گلبانگ گو گو مثل ورقا میزنم
آن جہاں افروز نورے کز جلال ذات او — داغ ظلمت ذرہ بر نور شید رخشا میزنم
خاتم الانبیاء رسولے کز کمال شرع او — خود نشیجے بر سر جملہ صحفہا میزنم
حلقہ در گوش دفائے سنت پاک [illegible] — پشت پا بر سر تقابلہ ابا میزنم
تا صراط مستقیم راست در خاطر نشست — خندہ بر کجرہ روے بیہا جلیبا میزنم
خاطرے دارم تولا زادہ اصحاب او — بر سر اعدائے شاں سنگ تبرا میزنم

گوشۂ چشمی ز تو **صافی** ہمیدارد امید — مدتے شد حلقہ بابہ معلیٰ میزنم

(۱۵- ستمبر ۱۸۸۲ء تحریر شد)

ولہ

(انتخاب از اردو)

(خطاب بہ نصاریٰ)

اے عزیزو ذرا انصاف کی آنکھیں کھولو — کب تک آنکھوں پہ چاندی کا غشاوہ ہوگا
کیوں ہو تم شیفتہ اس ابیض نورانی کے — ثمرہ اس زر کی محبت کا فتکوی ہوگا
کام لو چشم بصیرت سے تامل تو کرو — اعمیٰ اس جا جو رہا واں بھی وہ اعمیٰ ہوگا

محشر کے متعلق

جبکہ ہنگامہ بپا ارض و سما کا ہوگا — ناگہاں شور عجب خلق میں برپا ہوگا
شدتِ حرقتِ خورشید بہانتک ہوگی — مثل دریا کے وہاں بہتا پسینہ ہوگا
فرط دہشت سے پھریں مثل شکاری مردم — لرزہ اندامون پہ اک قہر و بلا کا ہوگا
مرضعہ بھولیگی واں طفل رضیع کو اپنی — باپ بیٹے سے وہاں کرتا کنارا ہوگا
ایسے میدان جگر تاب میں بتلائے کوئی — کس کا دہشت سے کلیجہ نہ دھڑکتا ہوگا
نفسی نفسی سبھی بولیں گے نبی و مرسل — کون اسوقت میں واں اُمتی کہتا ہوگا
صاحب درجۂ مقبول و مقام محمود — وعدہ ان یبعثک ربک پورا ہوگا
یکہ و جلد سے بس اس پاک نبی کا دامن — عاصیو سر پہ تمہارے یہی سایہ ہوگا
شدتِ عطش سے ہو جبکہ زباں کانٹے سی — حوض کوثر پہ لئے کاس دہاتا ہوگا
خوش ہو لے اُمتِ احمد تمہیں ڈر کیا ہے — حضرت احمد مرسل سا شفیعا ہوگا

صافی جب جانوگا انجام میرا خوب ہوا
مرتے دم منہ سے اگر کلمہ نکلتا ہوگا

مخدوم الملتہ کا ایک خطبہ

(جو ۱۴- اکتوبر ۱۹۰۶ء کو آپ نے پڑھا)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

اور ان لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے تم نے تو ایسی بُری اور بڑی نامناسب بات کہی ہے کہ قریب ہے اس سے آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق ہو جاوے۔ اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جاویں۔ اسبات سے کہ رحمٰن کے لئے بیٹا پکارتے ہیں۔ رحمٰن کی شان نہیں کہ بیٹا بنائے اسلئے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اسکے بندے ہیں اور بندہ ہونے کی حالت میں اسکے حضور حاضر ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیتیں ایک عقیدے کی نسبت بڑی غور کی قابل ہیں آسمانوں کا پھٹ جانا زمین کا پارہ پارہ ہونا اور پہاڑوں کا چور چور ہو جانا کوئی معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح فعل ہے جس سے اسقدر شدید غضب اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیدا ہوا۔ اور اسکے اظہار کے لئے ان کلمات کو اسنے استعمال کیا۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھ جاؤ اسمیں کسی عقیدہ کی نسبت ایسے خوفناک الفاظ نہیں بولے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا عقیدہ ہے جس سے زمین لعنتی ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے جنہوں نے مسیح کو جو خدا تعالےٰ کا عاجز بندہ ہے خدا کا بیٹا اور خود خدا بنایا۔ اس عقیدہ میں ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہو کہ اس سے خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے اس سے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بناوے کیونکہ اُس کے حضور سب ذلیل ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عیسائی موجود تھے۔ اور انکا یہ عقیدہ بھی تھا

کرکے بیت المقدس کی آبرو مکہ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور الحق کو پورا استحقاق ملتا ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرۃ اس بات کو کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے فاتح میں تمام ارواح انبیاء کی بروزی طور پر داخل ہیں اور اسکے لب نے فاروق کو مبارکباد دی۔

اور سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ میں صاف اشارہ تھا کہ معبد حرام کا ذیل مسجد اقصیٰ تک پہونچ جائیگا۔ یعنے اسپر حاوی ہو جائے گا۔ اور اقصیٰ کے لفظ سے یہ اشارہ بھی ہے کہ اس تمام عالم میں یہ دین پھیل جائیگا۔ جہاں جہاں خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ ازلی سعید روح خدا کی عبادت کرے۔ اب خوب غور کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے غور کرو کہ وہ روحانی سیر رسول کریمؐ کی کس بات کی مقتضی یا پیشگوئی تھی اس میں قطعی اشارہ تھا کہ بیت المقدس اسلام کے قبضہ میں آجائیگا۔ اسلئے اس سورۃ شریفہ کا نام بنی اسرائیل ہے اور بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے کہا ہے

ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحٰت ان لھم اجرًا کبیرًا وان الذین لا یومنون بالاٰخرۃ اعتدنا لھم عذابًا الیمًا ۝

یعنے یہ قرآن ایسی بات بتاتا ہے جو بڑی پختہ ہے یعنے جس پر قوم کے قیام و قوام کا مدار ہے اور اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ مومن یعنی قرآن کے پیرو اجر کبیر یعنی عزت اور وجاہت اور خلافت کے وارث ہو جائیں گے اور بنی اسرائیل کی نبیوں کی نبوت کے مذاق پر اور ان کی پیشگوئیوں کی تصدیق و تکمیل کے لئے مسجد اقصیٰ کے وارث ہو جائیں گے۔ جو تمہارے باپ دادوں کو وعدہ دیا گیا تھا پر تم اپنی بے ایمانی اور بدعملی کے سبب سے اسکے وارث نہ ہوئے اور یوں اسلام کی حجت توریت کے دین و ملت پر غالب اور پوری ہو جائیگی۔

غرض

قرآن کی سچائی کیلئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کی تصدیق کے لئے بیت المقدس کا ظاہری طور پر فتح ہونا از بس ضروری تھا اور یہ فخر عمر فاروقؓ کو ملا۔ مبارک ہو تجھے اے عمرؓ کہ تو نے خدا کی باتیں پوری کیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن سے کوئی اور فرقہ سند لے سکتا ہے یا تم اس راست باز کے دشمن ہو اسکے خلاف اس میں سے نکال کر تو دکھلاؤ۔ اور ان نامرادوں کے گروہ میں سے کسی ایک کو پیش کرو جسنے یہ عملی فخر لیا ہو۔

ایک ناتمام مضمون

خدا تعالیٰ نے مخدوم الملۃ کے دل میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور انکی گم شدہ عزت کے بحال کرنے والے موعودؑ کے لئے ایسی غیرت اور جوش ڈالا تھا کہ وہ جہاں کوئی اعتراض حق پر پاتا سب سے اوّل اسکی سعی اسکے جواب دینے کے لئے اچھل پڑتی۔

اور جہانتک ممکن ہوتا وہ پورے زور اور جوش کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرتے اور جن جن سوراخوں اور پہلوؤں سے منحوس باطل در آسکتا یا اسکا اندیشہ کیا جاتا انہیں راہوں کو اسپر حملہ کرتے اور اسکا سر کچل دیتے۔ یہ بھی تجربہ شدہ بات تھی کہ جب انکا کوئی آرٹیکل نکلتا تو مخالف دنیا میں ایک شور مچ جاتا اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ دب کر کبھی باطل سے صلح نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ اسے ایسے طور پر کچلنے کی سعی کرتے جو وہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے

ذیل میں جو ایک نہایت ہی مختصر ناتمام مضمون میں درج کرتا ہوں یہ ثبوت ہے اس جوش اور غیرت کا جو حق کے لئے آپ کو بخشا گیا تھا۔ اس مضمون پر اگر آپ کو بحث کا موقع ملتا تو سیر کن بحث ہوتی مشیت ایزدی یہی تھی کہ اسکو ناتمام چھوڑ کر عمل جاریہ کے رنگ میں جلد لیا! تاہم اس میں بھی جو کچھ لکھدیا ہے اس میں ایک ہی نکتہ ایسا قابل قدر ہے جو آئندہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ ایڈیٹر۔

عصمت۔ استغفار۔ اور ذنب کی حقیقت

جب سے لاہور کے بشپ نے نبی معصوم پر لکچر دیا ہے عام طبیعتیں جوش اور شوق سے اسطرف مائل ہو گئی ہیں کہ مسئلہ عصمت انبیاء کی حقیقت سے واقفیت پیدا کریں بعضوں نے اسپر کسی قدر لکھا بھی ہے مگر مجھے خوف ہے کہ انکی تائید جو نادانی سے پیدا ہوئی ہے اور بھی اس مسئلہ کو دھندلا بنا دینے کی موجب نہ ہو گئی ہو۔ کلکتہ کے ایک مشنری پرچہ میں جسکا نام اپیفنی ہے اور جو کثیر التعداد اور مفت شائع ہوتا ہے بہت دنوں سے اس رنگ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کئے جا رہے ہیں اور سر توڑ کوشش کیجاتی ہے کہ کل نبیوں کو جنہیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شامل ہیں غیر معصوم ثابت کیا جائے گو میں کلام کو درازی سے بچانے اور فہم کے سا نہم زیادہ قریب کرنے کیلئے ان اعتراضوں کے جواب کے حد سے باہر نہ جاؤں گا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر کئے جاتے ہیں اور میں اپنی تئیں اس بھاری بوجھ سے اسوقت سبکدوش سمجھونگا جبکہ ان الفاظ کی حقیقت کو خدا تعالےٰ کے کلام سے اسکے سیاق و سباق اور اس کے اپنے سچے منشاء سے واضح طور پر بیان کروں گا اسلئے کہ دشمن نے انہیں الفاظ کو نتیجہ دار کر وہ نتیجہ نکالا ہے جس سے نادانوں کی نگاہ میں نور کے فرشتوں کو تاریکی کے فرزند ثابت کیا ہے۔

متمدن اور مذہبی دنیا میں دو قوموں نے ان باتوں پر سخت توجہ کی ہے اور جہانتک انکی زبان اور قلم میں زور تھا خدا کے کل راست بازوں کو آدم سے لیکر آخر تک تباہ کار اور بدچلن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جسطرح ایک زیرک اور ذکی موجد رات دن دماغی طاقتوں کو جلا دینے میں لگا رہتا ہے اور مصنوعات قدرت کے میدان میں ایک اینٹک سرگردان کیطرح ادہر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے کہ کوئی نئی بات پیدا کرے جو ابنائے جنس کو مفید ہو اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قوموں نے قدسیوں کے عیب برآری اور عیب شماری میں اتنی کوشش کی ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح ایک شیدائی جناب ایزدی خداوند کریم کے نام کے ورد میں نہ رات کی سنسان گھڑیوں میں تھکتا و اکتاتا ہے اور نہ دن کے مشغلوں کی بھری ہوئی گرمی ہنگامہ اُسے خدا کی طرف سے اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قومیں خدا کے برگزیدوں اور مسیحوں کی بدگوئی اور خوردہ گیری میں خوشوقت ہوتی ہیں۔ اس مقام پر ایک اہل دل گھبرا جاتا اور دل کو پکڑ لیتا اور اس مشکل کے حل کرنے سے اسکے ناخن دانش عاجز ہو جاتے ہیں کہ انسانی فطرۃ کو یہ کیسا زنگ اور دلغ لگ گیا ہے جسنے اسے غایت آفرینش پر پہنچنے اور کمال انسانی کو حاصل کرنے سے محروم کر دیا ہے۔ نکتہ چینی اور عیب شماری سخت تلخ کام ہے اور فطرۃ انسانی اصلاً ایسی نہیں بنائی گئی کہ اس ناگوار شغل کو محبوب بالذات سمجھے اور اس مشغلہ سے معمور الاوقات ہونا پسند کرے۔ پھر یہ کیسا قابل نفرت جذام ہے جو اسکو لگ گیا ہے۔ حقیقت میں کسقدر حیرانی اور افسوس کی بات ہے کہ عیسائیوں اور شیعوں نے کس راہ پر قدم اٹھایا اور کس بات کو مذہب حق اور ایمان سمجھا ہے۔ ان دونوں قوموں کے ایمان کی جان اور ان کے مذہب کی زندگی اور ان کے کل کاروبار کا دارمدار اس پر ہے کہ خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کو گناہگار اور حرام کار ثابت کیا جاوے۔ سبحان اللہ ان مذہبوں کا شہتیر کیا ہی خوب ہے اور ان کی دیوار کی چٹان کیا ہی عجیب ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کے بزرگ اور راستباز نبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلیل الانبیاء قدوس اصحاب بدکار اور ناہنجار ثابت ہوں تو یہ مذہب سچے اور اسصورت میں انکا قیام و قوام ہے اور اگر وہ برگزیدے پاک باز اور بے عیب ثابت ہوں تو ان مذہبوں کا شہتیر ٹوٹ گیا!!!

(یہ مضمون اسی قدر لکھا گیا تھا لیکن اس کے کیسا ملتا ہوا ایک ٹکڑا میں انکی آخری ناتمام تصنیف سے اسجگہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جو مناسب موقع ہے۔ (ایڈیٹر)

شیعان پاک کے عقائد اور ان کے پاک دلونکی پاک باتیں۔ انکے حالات اور عقائد اور اقوال کو دیکھکر ایک محقق کو سخت مشکل پیش آتی ہے کہ ان کو زیادہ عقلمند معقول پسند تسلیم کرے۔ یا نصاریٰ کو۔ نصاریٰ کل نبیونکو بدکار گنہگار ناشدنی ہر ناشدنی افعال کے مرتکب ہی مانتے ہیں۔ اور یا ہم یہ نہیں دکھلانے یا دکھا نہیں سکتے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا اونہیں کیا ملی۔ گناہ تو ایک زہر ہے جسکا کھانا انسان کے صحیح جسم میں روحانی جذام کے خواص پیدا کر دیتا ہے جس طرح ظاہری جذام سے اعضا سڑنے اور الگ ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح گناہ کے جذام سے خدا تعالیٰ سے تمام تعلقات انسان کے کٹ جاتے ہیں۔ دنیا میں یہ نظارہ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدکاری۔ بدچلنی اپنے ساتھ ایک لعنتی داغ رکھتی ہے جو انسان کی سچی صحیح راستبازی کی حالت کی خلاف ایک الگ اور نئی منحوس حالت پیدا کر دیتی ہے۔ انسانی معصیت اور اطاعت اپنے بزرگوں اور مطاعوں کی نسبت دو جدا حالتیں پیدا کرتی ہے یہ عجیب تعریف گناہ کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک شخص گنہگار بھی ہو اور وہ تمام انعام اور فضل بارش کیطرح اُسپر برسیں جو ضرور تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اطاعت کا ثمرہ ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے برگزیدہ بندونکی جو صفات اور علامات اور آیات بیان فرمائی ہیں اور اپنے کام کے واسطے سے جو نصرت اور بزرگی اور بڑائی کسی شخص کو دی ہے ان سب امور کا مجموعہ ہم انبیاء کی پاک ذات کو پاتے ہیں نصاریٰ کا یہ فرض تھا کہ اول گناہ کی تعریف اور اسکے اقسام کی تحدید کرتے پھر اُن ثمرات اور نتائج

اس سے آگے پڑھو صفحہ ۶ کالم ۳

حصہ نظم

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ نے ایک ذوق پسند طبیعت اور فطرت پائی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی خوب تھا۔ اوائل عمر میں اردو فارسی میں اکثر شعر کہا کرتے تھے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کے کلام میں بگڑی ہوئی شاعری کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور قرآن کریم کے اعجاز کا ذکر موجود ہے جس سے آپ کی پاکیزہ فطرت اور حلاوت ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ مفصل بحث آپکے شاعرانہ ای پر آپکی لائف میں انشاء اللہ کرونگا۔ اس مقام پر مجھے آپ کا کچھ کلام درج کرنا مقصود ہے۔ یہ میں ایک سال پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ مخدوم مرحوم صافی تخلص کرتے تھے جو آپ کی صفائی دلی کی دلیل ہے۔ فارسی۔ اردو۔ عربی میں شعر کہہ لیتے تھے اور میں تینوں کا نمونہ دکھاؤنگا۔ ایڈیٹر۔

قصیدہ در نعت سرور کائنات سید موجودات احمد محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عندلیبم لو گر دفا ... ترانا میزنم
بے گل روئے کسے یا ہو ویا میزنم

کس ... ناتواں افتادہ ... دلی
بر فراق دوستاں بانگ دریغا میزنم

بعد ازیں ... زمزم ... گریباں ...
سر ہم زیں جا و پے در کوہ و دریا میزنم

از سر ... ...
حیرت میں ری باد دل دیوانہ آسا میزنم

من ... ... سنگریزاں
گوشہا کردند سر و در راز تنہا میزنم

پیش ... سر فرو ... آرم کرون
لب بلاے دولت کاہم کسریٰ میزنم

غرق ... ...
کوس فی دلق سواد سرا و حیثا میزنم

آن ہما نم کاشیاں ... ...
بال پروازی بہ بام ... والا میزنم

بہر ... ... دام ... ...
منکہ ... ہوتہاں ... عنقا میزنم

لن ترانی ... ...
... بانگ ارنی ... سینا میزنم

خامشی ... ...
ہاں کجا مرد ... رعد آسا میزنم

شیشہا ... ...
دفتر دل بسیار شد زاں حرف بیجا میزنم

خیرہ گرد ... ...
چوں بعالم ہیچ خور برق تجلی میزنم

خوشتے ... خود ... ...
مشت خاشاک خسے در چشم اعدا میزنم

منکہ ... ...
انچہ بے آہنگ ساز بے سر و پا میزنم

راست میگویم کہ در ایوان ... ...
یار و دشمن را صلائے اندروں آ میزنم

رستگاری نیست چوں زیں کشمکش انجمروم
کف بدامان حق تعالے میزنم

متکائے التجا از اختیار نعت ... تو
لاف پیشے بر ہمہ اقران و اکفا میزنم

جز تو چوں حرف غلط از لوح دل حک کردہ ام
بلتو از جوش سہر اشک امواج دریا میزنم

در خیال سرور قدرت لے مراد خاطرم
کو بکو گلہا کو کو مثل ورقا میزنم

آں جہاں افروز نورے کز جلال ذات او
داغ ظلمت ذرہ برخورشید رخشا میزنم

خاتم الانبیاء رسولے کز کمال شرع او
خود ... بر سر جملہ صحفہا میزنم

حلقہ در گوش دفائے سنت پاک وے ام
پشت پا بر سر تقلید آبا میزنم

تا مراطِ مستقیمہا راست در خاطر نشست
خندہ بر کجروہا چلیپا میزنم

خاطرے دارم تولا زادۂ اصحاب او
بر سر اعدائے شان سنگ تبرا میزنم

گوشۂ چشمی ز تو صافی ہمیدار د امید
مست ... حلقہ باب ... میزنم

(۱۵ - ستمبر ۱۸۹۰ء تحریر شد)

ولہ

(انتخاب از اردو)

(خطاب بہ نصاریٰ)

اے عزیزو ذرا انصاف کی آنکھیں کھولو
کب تک آنکھوں پہ چاندی کا غشاوہ ہوگا

کیوں ہو تم شیفتہ اس ابیض نورانی کے
ثمرہ اس زر کی محبت کا فتکوی ہوگا

کام لو چشم بصیرت سے تامل تو کرو
اعمٰی اس جا جو رہا واں بھی وہ اعمٰی ہوگا

محشر کے متعلق

جبکہ ہنگامہ بپا ارض و سما کا ہوگا
ناگہاں شور عجب خلق میں برپا ہوگا

شدت حرقت خورشید یہانتک ہوگی
مثل دریا کے وہاں بہتا پسینہ ہوگا

فرط دہشت سے پھریں مثل سکاری مردم
لرزہ اندا موں پہ اک قہر و بلا کا ہوگا

مرضعہ بھولیگی واں طفل رضیع کو اپنی
باپ بیٹے سے وہاں کرتا کنارا ہوگا

ایسے میدان جگرتاب میں بتلائے کوئی
کس کا دہشت سے کلیجہ نہ دھڑکتا ہوگا

نفسی نفسی سبھی بولیں گے نبی و مرسل
کون اسوقت میں واں اُمتی کہتا ہوگا

صاحب درجۂ مقبول و مقام محمود
وعدہ ان یبعثک ربک پورا ہوگا

پکڑو جلد لپیٹے بس اس پاک نبی کا دامن
عاصیو سر پہ تمہارے یہی سایہ ہوگا

شدت عطش سے ہو جبکہ زباں کانٹہ سی
حوض کوثر پہ لئے کاس وہاتا ہوگا

خوش ہو اے اُمت احمد تمہیں ڈر کیا ہے؟
حضرت احمد مرسل سا شفیعا ہوگا

صافی جب جا لونگا انجام میرا خوب ہوا
مرتے دم منہ سے اگر کلمہ نکلتا ہوگا

مخدوم الملۃ کا ایک خطبہ

(جو ۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۸ء کو آپ نے پڑھا)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۞ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۞ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۞ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۞ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۞

اور ان لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے تم نے تو ایسی بُری اور بڑی نامناسب بات کہی ہے کہ قریب ہے اس سے آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق ہو جاوے۔ اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جاویں۔ اس بات سے کہ رحمٰن کے لئے بیٹا پکارتے ہیں۔ رحمٰن کی شان نہیں کہ بیٹا بنائے اسلئے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اسکے بندے ہیں اور بندہ ہونے کی حالت میں اسکے حضور حاضر ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیتیں ایک عقیدے کی نسبت بڑی غور کی قابل ہیں آسمانوں کا پھٹ جانا زمین کا پارہ پارہ ہونا اور پہاڑوں کا چورہ چورہ ہو جانا کوئی معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح فعل ہے جس سے اسقدر شدید غضب اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیدا ہوا۔ اور اسکے اظہار کے لئے ان کلمات کو اسنے استعمال کیا۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھ جاؤ اسمیں کسی عقیدہ کی نسبت ایسے خوفناک الفاظ نہیں بولے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا عقیدہ ہے جس سے زمین لعنتی ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے جنہوں نے مسیح کو جو خدا تعالےٰ کا عاجز بندہ ہے خدا کا بیٹا اور خود خدا بنایا۔ اس عقیدہ میں ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہو کہ اس سے خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے اس سے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بناوے کیونکہ اُس کے حضور سب ذلیل ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عیسائی موجود تھے۔ اور انکا یہ عقیدہ بھی تھا۔

لیکن اسوقت اس عقیدہ کی ایسی خرابیاں اور اس کے متعلق ایسا تعصب تہا کہ ایسا غضب الٰہی پیدا ہوتا جس طرح پر دوسرے بت پرست بت خانوں میں لنگ اور گنیش کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح پر کیتھولک قوم کی حالت تہی۔ پھر اس قدر غضب کا جو خطرہ بیان کیا ہے کہ آسمان پھٹ جاویں۔ اور پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ اس سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ خدا کے کلام میں اس مذہب کے حقیقی فتنہ کی ایک پیشگوئی ہے۔ جس وقت وہ پھیل جاوے گا تو اسوقت غضب الٰہی اسی طرح پر بھڑکے گا۔ کیونکہ اس کے ضرر عام ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور قدوسوں کی سخت توہین اور تذلیل کیجاوے گی۔ اور ہر قسم کی بدیاں اور بدکاریاں شیر مادر کی طرح حلال سمجھ لی جاویں گی پس یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس آیت میں اس زمانہ اور وقت کی پیشگوئی ہے جب اس خطرناک عقیدہ کی طرف عام میلان اور رجوع ہوگا اور اس کے مہلک نتائج پیدا ہونے لگینگے میں سچ کہتا ہوں اور تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس دشمن اسلام عقیدہ کو سر اٹھانے کی طاقت اور توفیق نہ تہی آپ کی پر شوکت نفی طاقت کے آگے یہ بالکل دب گیا ہوا تہا۔ اور کوئی غیر مذہب اسلام کے بالمقابل اس دریدہ دہنی سے حملہ نہ کر سکتا تہا۔ جیسے آج حالت ہو رہی ہے اسوقت نہ عیسائیوں کو یہ حوصلہ اور ہمت تہی اور نہ یہود کو اور نہ دوسرے مشرکین اور کفار کو۔ اسلام کی قوت اسکی شوکت اور طاقت سے سب مغلوب تہے یہانتک کہ قیصر کی سلطنت کو بھی مٹا دیا اور کسریٰ کے عہد حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہودیوں کی شریر قوموں بنو نضیر اور بنو قینقاع کو بھی نیست و نابود کر دیا اور

اسلام عام طور پر پھیل گیا تہا۔ پھر **فاروق** اعظم رضی کے عہد میں تو اور بھی شوکت کا ظہور ہوا۔ اور شام کی سر زمین میں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا۔ پھر بنو امیہ بنو عباس کی سلطنت کے دنوں میں اور بھی سکہ اسلام کا بیٹھ گیا بلکہ ابتک بھی ان جگہوں میں اسلام ہی کی سلطنت ہے۔ پس وہ وقت ہرگز نہ تھا کہ اسلام۔ رسول کریم اور اللہ جلشانہ کی بے ادبی کریں۔ اور اسلام کی تردید میں وہ کوشش اور سعی کریں جو آج کر رہے ہیں تاریخ بتلاتی ہے کہ شروع اسلام سے لیکر گیارہ ساڑھے گیارہ سو برس تک بھی اس قسم کی باتیں ہنوز پیدا نہیں ہوئی تہیں کہ ایسی غضبناک آتشیں الفاظ کے ظہور کے وقت آتا۔

اب یہ امر بالکل صاف ہے کہ یہ ایسے وقت کے لئے پیشگوئی ہے جبکہ مسیح ابن اللہ کے متعلق بڑا غلو ہوگا اور اسکی ابنیت کے لئے ہر قسم کے حیل اور تجاویز کو عمل میں لایا جاوے گا۔ اور اس عقیدہ کی اشاعت اور ترویج کے لئے خاتم النبیین اور کتاب اللہ اور اللہ کی ذات کو اور تمام نبیوں کی بے عزتی کی جاویگی جس سے ہر قسم کی خرابیاں اور فسق و فجور کی ایک رو بہ نکلے گی اور ایسی سیلابیں بڑے بڑے درخت اکھڑ جائیں گے۔ اور وہ زمانہ جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے فراست صحیحہ سے ہم شناخت کر سکتے ہیں کہ وہ یہی زمانہ ہے کیونکہ اب کوئی حجاب اور پردہ نہیں وہ یہی دن ہیں۔ دیکھو لوگ اس اعتقاد کے لئے کہ **مسیح ابن اللہ** ہے کس قدر زور دیا جاتا ہے سمندر کے پانی کی طرح زر کو بہایا جاتا ہے۔ کوئی منصوبہ اور تجویز انسانی خیال اور طاقت میں نہیں آسکتی جو اختیار نہیں کی جاتی۔ دنیا کے دوسرے حصوں کو چھوڑ دو۔ اس ہندوستان اور خصوصاً پنجاب میں جو جو کارروائیاں مشنری کر رہے ہیں وہ کوئی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ اور میں یہ بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ اثر اس عقیدہ کا اسی ملک پر پڑا ہے۔ ورنہ ولایت میں تو خود عیسائی اس عقیدہ سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن اس ملک میں بڑے غور سے دیکھو اس عقیدہ کا کیا اثر پڑا ہے خدا تعالیٰ کی صفات کا جیا اس سے تعلق شدید خدا کے رسولوں کی عزت اور حرمت ان سے محبت اور وداد انکی اتباع کا شوق۔ پاک دامنی۔ عفت۔ خویش معاملگی کس طرح اٹھ گئی ہے۔ وہ لوگ جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے گھروں میں پیدا ہوئے تہے انہیں سے کتنے ہی مرتد ہو گئے۔ پھر کتنے ہی سادات کے فرزند۔ حسنین سے نسبت رکھنے والے مغلوں کے فرزند اور فاروقی اور صدیقی خون کے نام لیوا جنہوں نے اسلامی غیرت اور حمیت اور **محمد رسول اللہ** کو وراثت میں لیا تہا وہ اب کھلے بندوں بڑی بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ کوئی کپکپا دینے والا لفظ نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہیں بولتے۔!!

اہ! ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک بھی مرتد ہو جاوے تو قیامت کا واقعہ ہو جاتا تہا لیکن اب لاکھوں تک تعداد پہنچ گئی اور ہم ہیں کہ اس سے محض بے خبر اور اگر بے خبر نہیں تو بے پروا ہو رہے ہیں۔ پھر ان مرتد ہونے والوں نے کثرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے وعظ کا مضمون ان کی تحریروں کا موضوع خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہے۔ جسکی وجہ سے ملائکہ کو دکھ پہونچا اور زمین نجاست اور لعنت سے بہر گئی۔ پھر اس عقیدہ کا یہ اثر بد ہوا کہ اباحت پھیل گئی۔ اور زنا۔ شراب۔ بے حیائی۔ بے باکی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی وہ کثرت ہوئی کہ کسی زمانہ میں اسکا نشان نہیں ملتا۔

غرض

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی ایسی بدی ہے کہ جسپر اللہ تعالیٰ کے کلام میں ایسی غضبناک آیتیں بولی گئیں اور یہ ایسی بدی کیوں ہے؟ اسکی جڑ یہی ہے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا بنا کر جو نتیجہ نکالا گیا ہے اور اس سے جو نتائج حاصل کیا گیا ہے وہ نہایت ہی خطرناک اور زہرہ گداز امر ہے۔ یعنی اس مسئلہ کی بنا پر کفارہ کا لغو اور جھوٹا مسئلہ تراشا گیا ہے۔ اور یہ وہ مسئلہ یا عقیدہ ہے جس میں تقویٰ۔ طہارت۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور جس کے ماننے سے اگر انسان بالکل **حیوانوں** کی زندگی بسر کرے تو کوئی خوف اسکو روک نہیں سکتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ تمام بدیوں کا منبع اور تمام فسق و فجور کا چشمہ ہے۔ اعمال صالحہ کی جڑ اس سے کٹ جاتی ہے کیونکہ اگر اعمال صالحہ کی ضرورت ہے تو پھر کفارہ کی کوئی حاجت نہیں اور اگر کفارہ درست ہے اور پھر اعمال صالحہ۔ تقویٰ اور طہارت بے کار اور بے سود ٹھہرتے ہیں بہرحال اس میں کوئی کلام اور شبہ نہیں کہ اس مسئلہ کے ماننے سے بڑی بے باکی۔ دلیری اور جرأت گناہوں پر ہوتی ہے یہ جڑ ہے اس امر کی جو خدا کی مجید اور حمید کتاب میں اس عقیدہ کی نسبت یہ لفظ بولے گئے کہ

تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا ہ

یعنی قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق اور شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو جائیں اس بات سے کہ مسیح کو رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔

میں نے پہلے ہی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس امر کو خوب یاد رکھو کہ قرآن شریف جیسی حکیمانہ کتاب میں ایسے خطرناک الفاظ اسی لئے استعمال ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا تہا۔ اور یہ بات اسکے علم میں تھی کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت گندگیاں۔ ناپاکیاں زناکاریاں۔ اور فسق و فجور پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی جس سے قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ اہ! اسی عقیدہ کی بدولت تمام راستبازوں کو چور ڈاکو اور رہزن قرار دینا پڑا۔ یہانتک کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں میں سے کسی کو معاذ اللہ۔ زانی کسی کو بدکار اور کسی کو قاتل ٹھہرایا۔ لیکن یہ فتنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ تہا بلکہ اسکا وقت اب آیا ہے جب کہ اس ناپاک عقیدہ کا غلبہ ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وحی اتری ہوگی تو آپ کو اس کے تصور اور خیال سے کسقدر صدمہ ہوا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ تیری ہی امت اور تیری روحانی ذریت اور تیرے غلاموں میں سے ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو

یکسر الصلیب اور **یقتل الخنزیر** کا مصداق ہوگا۔ صلیب کو توڑیگا یہ لفظ بھی بتاتا ہے کہ اسوقت صلیب کا بڑا غلبہ ہوگا اور اسی کا اشارہ اس آیت میں ہے جو میں نے پڑہی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں۔ سمندروں۔ ٹیلوں۔ نشیبوں پر اور ہر محسوس چیز پر غلبہ ہوگا۔ اور اسکی وجہ سے زمین نجاست سے بھر جائے گی۔ یہانتک کہ کردیوں تک یہ شور پہنچیگا۔ ایسی حالت اور وقت میں اللہ تعالیٰ ایک **مزکی نفس** کو بھیجے گا۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر آئیگا۔ اور وہ نفس اور شہوت کی طرف جھکنے والوں کو جنکا قبلہ پیٹ اور فرج ہوگا ان کو قاطع براہین سے سمجھا دیگا کہ بدیوں کی جڑ یہی مسئلہ ہے۔

اب اس ترتیب کو خیال کر کے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسکی قدر کیا ہوگی؟ یہ پکی بات ہے کہ ہر شخص کی قدر و منزلت اسکی خدمت کے لحاظ سے

ہوتی ہے - عیسویت کی بدی تو اس آیت پر غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہے اور پھر جب انسان اس امر پر سوچے کہ تمام نبی دجّال سے اپنی امتوں کو ڈراتے آئے ہیں تو اور بھی صفائی ہو جاتی ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو سچ کو جھوٹ سے ملاتے ہیں - اب سوچو کہ وہ کیا فتنہ ان نبیوں کو دکھایا جاتا ہوگا جو اسے دیکھ کر ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہوگا وہ کیا بات تھی کہ فرداً فرداً ڈرانا آیا - پھر یہ دیکھو کہ ہر ایک نبی نے کہا کہ آخری دنوں میں ایک شخص ہوگا جو خدا کے **کھوئے ہوئے جلال کو بحال کریگا اور قدوسیوں کا انتقام لے گا۔**

اس عیسائی قوم نے خدا کا بیٹا تجویز کر کے کفارہ کی بنیاد رکھی اور پھر آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام قدوسیوں کو (معاذ اللہ) حرامکار ثابت کیا کوئی نبی اور راستباز انکی زد سے نہیں بچا جسکو چور بدکار ڈاکو نہ کیا ہو - **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**

ان حالات کو دیکھ کر اور ان باتوں کو سنکر زمین کانپ اٹھتی ہے کیا کبھی کسی حرامکار اور بدکار کو تائید الٰہی اور نصرت نبوت مل سکتی ہے ؟ کبھی نہیں - اس قسم کے ظلم اور زور سے جب زمین چلا اٹھی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک شخص کو منتخب کیا جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا انتقام لینے والا تھا - جسکے لئے مقدر تھا کہ وہ اس شرک عظیم کے بت کو پاش پاش کرے اور جو نبیوں کی زبانوں پر اپنے کام اور منصب کے لحاظ سے **میکائیل** کہلایا - اور **کان اللہ نزل من السماء** کا مصداق ٹھہرا۔

اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہانتک فرمایا کہ وہ آنے والا ایسا ہوگا کہ اس کا نام میرا نام ہوگا گویا وہ محمدؐ و احمدؐ ہوگا - یہ شدت تعلق کیطرف اشارہ تھا۔ اور اس کے معنے یہ تھے کہ آنے والا اپنے محبوب مقتدا و مولا کی اطاعت اور محبت میں ایسا فنا اور گم شدہ ہوگا کہ کوئی مغایرت باقی نہوگی مگر افسوس کم سمجھوں نے اس سے ٹھوکر کھائی اور غلط راہ پر چل پڑے - یہی راز ہے جو مہدی کی حدیثوں کے متعلق آئی ہیں اسکی تمہید اسکے کام کے لحاظ سے کی گئی تھی مگر سمجھنے والے کم نکلے۔

میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب باتوں کو جمع کرو اور پھر ان پر غور کرو - تو تمہیں معلوم ہوگا کہ آنے والا کس شان کا بزرگ ہے۔

پھر ایک بات اور قابل غور ہے یہ یہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ اسے کل ادیان پر غالب کر دے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شریعت کی تکمیل کر دی اور اب ایک نکتہ یا شعشہ اس سے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا - لیکن تکمیل اشاعت ہدایت اور اسکا اظہار علے الملل مقدر کیا گیا تھا مسیح موعود کے وقت میں اب دیکھو کہ اس وقت کل مذاہب جمع ہو گئے ہیں اور تمام عقیدے باہر نکل آئے ہیں اور راستوں کی سہولت اور آمد و رفت کے ذرائع کی آسانی اور اشاعت کے سامانوں کا بہم ہو جانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اب وہ آنے والا آئے جو اسلام کو غالب کرے - کیونکہ ان مذاہب کا نکل آنا بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آنیوالا آجاوے۔

ان سب امور کو مد نظر رکھکر جب میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قایم کیا ہے تو میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے اور بال بال ذوق سے سرشار ہو جاتا ہے کہ خدا نے ہمیں موقع دیا کہ ہم نے اس سلسلہ کو پالیا۔

عزیزو! دوستو! یہی وہ مبارک سلسلہ ہے جو تم نے پایا - اور یہی وہ **مبارک وجود** ہے جو تم میں **موجود** ہے جسکے ہاتھ پر تم نے بیعت توبہ کی ہے - دیکھو! تم نے عظیم الشان نعمت کو پایا اور تمہیں وہ چیز دی گئی ہے جس سے تمہارے باپ دادا محروم گئے - اور وہ انتظار کرتے رہے خدا کا شکر کرو اور اس **نعمت** کی قدر کرو۔

غور کر کے دیکھ لو کہ اسلام کی حجت اس نے ادیان باطلہ پر کس طرح قایم کی ہے - برہموؤں - آریوں - سکھوں اور دوسرے تمام مذاہب کو کس طرح اپنے آسمانی حربوں سے کچل ڈالا ہے اور اس فتنہ کو جس کیلئے وہ خصوصیت سے مبعوث ہوا ہے - پاش پاش کرنے کے لئے جو حربے اس نے چلائے ہیں اسکی نظیر کوئی پیش ہی نہیں کر سکتا۔

یورپ اور امریکہ میں جہاں اسکے مخدوم اور متبوع سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر اور تبلیغ نہ پہونچی تھی اسنے ان بستیوں اور بلاد میں اسکی منادی پہونچا دی - میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ شخص ہے کہ زبان اسکی تعریف سے لال ہے اور فہم اسکے مرتبہ اور مقام کے سمجھنے سے عاجز ہے۔

اللہ ہی ہے جو اسکے مقام اور رتبہ کو خوب جانتا ہے۔

آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک اور پھر آجتک کے اہل کشف اور الہام کو اسکے مرتبہ اور عظمت پر اسنے مطلع کیا پھر کون ہے جو اسکے رتبہ کی تحدید کر سکے کوئی زبان اور قلم نہیں جو اسکا رتبہ بیان کر سکے یا لکھ سکے اس میں اگر شک ہو تو عدم معرفت کی دلیل ہوگی۔

میرے دوستو! خدا کا شکر کرو - کہ ایسے وقت میں اسنے تمہیں پیدا کیا اور توفیق شناخت عطا کی - میں سچ کہتا ہوں کہ ہم میں سے جو زندہ رہا وہ دیکھ لیگا کہ خدا تعالےٰ اسکے مقام کو کس طرح پر ظاہر کرتا ہے - میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اسکے رتبہ اور مقام کی معرفت آسان امر نہیں اور میں یہ مبالغہ نہیں کرتا - میرا ایمان یہی ہے کہ اس کی تعریف میں مبالغہ ہو سکتا ہی نہیں جسقدر بھی ہم بیان کریں وہ کم ہے - میری روح بولتی ہے کہ جسقدر تحمید میں کروں یا اور کریں وہ اسکے بیان کرنے میں شرمندہ ہیں - اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا قرآن کریم کو اس نے زندہ کیا اور اسلام کو زندہ کیا - تقویٰ اور طہارت کو اسنے زندہ کیا - قرآن کریم کی ہتک اور نبیوں کی ہتک کا اسنے انتقام لیا - کروڑوں اور اربوں انسانوں میں ایسا وجود پیدا نہیں ہوا جسنے ایسا انتقام لیا ہو - پھر تمہیں بتاؤ کہ اسکا درجہ کیسے شمار کر سکتے ہو۔

افسوس ان پر جنہوں نے اسے نہیں شناخت کیا اور مبارک ہو انکو جنہوں نے اسکو شناخت کر لیا - یہ اللہ کا فضل ہے جو ہمیں ملا ہے - دعا کرو کہ ہماری معرفت زیادہ ہو اور ہم اسکی اتباع میں کھوئے جاویں - آمین -

(پڑھو بقیہ صفحہ ۱۲)

کو بیان کرتے جو گناہ پر مترتب ہوتے ہیں اور اس تعریف و تحمید اور بیان نتائج میں خدا کے کلام کی تعریف و تحمید اور اسکے کام کی نصرت و تائید پر حصر رکھتی گناہ کی تعریف کرنا خدا کے کلام کا حصہ ہے اور گناہ سے بھی مراد کلام الٰہی یعنی نتائج کا مترتب کرنا خدا کے کام کا خاصہ ہے - یہ حق بات ہے کہ گناہ تو حقیقی شے ہے یعنی شریعت الٰہیہ کی تعریف پر موقوف ہے انسان کا کام اور حق نہیں کہ اپنی رائے اور انتخاب کی بنا پر بعض افعال کو گناہ اور بعض کو نیکیاں کو موجب ثواب قرار دے - اسلئے کہ نہ اسکا علم وسیع و محیط ہے اور نہ وہ جزا و سزا پر قادر ہے - اسکے بعد نصاریٰ کا بڑا بھاری فرض تھا کہ کوئی ایسا وجود پیش کرتے جو ان گناہوں سے پاک ہوا - اور اسکی گناہوں سے بریّت یا عصمت کے ثبوت میں اپنے باطل اوہام اور دلوں کی تراشی ہوئی باتوں کو سامنے نہ لاتے بلکہ اسکے وجود میں خدا تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کو تمام انبیاء سے بڑھکر دکھاتے اور ثابت کرتے کہ آدم سے لیکر جناب موسیٰ (صلوات اللہ علیہم اجمعین) تک جو نصرت اور فضل اور انعام خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کے موافق کسی پر ہوا اس سے بڑھکر اس شخص پر ہوا - اور فضل و انعام کی فوق العادۃ زیادتی کا استحقاق اس شخص کو محض اسکی عصمت نے دلایا ہے اور دیگر انبیاء میں جو کسر رہ گئی ہے - اسکا سبب بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ خدا کی نظر میں گنہگار رہے۔

افسوس نصاریٰ بجائے ایسی بینات اور حجج کی ایک انسان کو پیش کرتے ہیں جو توریت کے تمام ذی وجاہت اور ذی عزم نبیوں کے مقابل لاشئے محض اور ناقابل ذکر ہے - گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے چلے جاتے ہیں کہ یسوع معصوم ہے اور باقی سب گنہگار ہیں اور کبھی نہیں دکھاتے کہ اسکی عصمت کا یہ ثبوت ہے عصمت تو ایک خوبصورت پوشاک ہے جسکا شعار و دثار دونوں پاکیزہ اور خوشنما ہوتے ہیں - ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرنا کہ اسکی باطنی حالت گناہ اور معصیت سے پاک ہے محض فرضی بات ہوگی جبتک بیرونی اور مرئی عصمت اس کیساتھ شامل نہوگی - توریت میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کی جو ثمرات اور برکات مذکور ہوئی تھیں یعنی خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید دوسرے نبیوں میں تو بوجہ اکمل وہ نشان موجود ہے اور یسوع اس سے بکلی بے نصیب اور بے ایمانی اور افترا اور گناہ کی سزا جو خدا کی کتاب میں مذکور ہوئی تھی کہ جھوٹا صلیب پر لٹکایا جائیگا - حضرت یسوع کو اس نشان سے وہ کافی وافی حصہ ملا کہ کوئی کسر بھی کسی اور ہم جنس کیلئے باقی نہیں چھوڑی سنا دلان نا عاقبت اندیش پرستاران انسان یسوع کو اپنے اغراض کا ملعون بناتے ہیں خدا کی کتاب کے سچے قرار دادہ نشان کے موافق اسے ابدی ملعون اور راندۂ درگاہ الٰہی ثابت کر جاتے ہیں اور بجز اس لعنتی نامراد موت کے اس ناشاد انسان کا کوئی کارنامہ نہیں دکھاتے کہ جس میں کی بیٹھ پر دوسرے نبیوں سے بڑھکر یہ نصرت اور ظفر او تائید الٰہی اسے ملی بیرونی عصمت تو نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے روحانی عصمت یا تعلق باللہ کا - ایک شخص کا ناکام نامراد رہا ہونا - دشمنوں کا اسپر فتح پانا اور دوستوں کا اسکی زندگی میں ہی مخذول و مطرود ہونا ثابت کرتا ہے کہ اسکی نسبت عصمت باطن کا دعویٰ جھوٹے سے جھوٹا دعویٰ ہے ✤

اپنے حالات پر مخدوم الملّت کا بیان

اگرچہ کوئی باقاعدہ سوانح عمری آپ نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھی لیکن محض اظہار امر حقہ کے لئے آپ نے اپنے لیکچر (موسومہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تجدید کی) کے دیباچہ میں کچھ ذکر کیا ہے۔ اسکا بہت تھوڑا حصہ آپ کی سوانح سے متعلق ہے۔ لیکن اگر اتنا ہی اقتباس ہو تو بے لطف ہوگا اسلئے وہ دیباچہ ہی یہاں دیدیا جاتا ہے۔" ایڈیٹر

حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کی اصلاح وتجدید کوئی چھوٹا سا مضمون نہیں۔ کہ سو یا دو سو صفحہ میں سما جائے۔ پھر ان سو صفحوں میں جو جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ کسقدر حقائق کی توقع ہو سکتی ہے۔ اصل میں میرا ارادہ مسلسل چند لکچروں کا تھا اور یوں بتدریج بعض ضروری اور نازک پہلوؤں پر تجدید کے بحث کرتا۔ مگر مشیت ایزدی سے بات کسی دوسرے وقت پر جا پڑی۔ یہ بھی جتنا کچھ ہو خدا کی قدرت کا ظہور اور ہمارے مسیح علیہ السلام کی برکت ودعا کا نتیجہ ہے۔ میرے اسوقت کے حاضرین احباب جانتے ہیں۔ کہ میں سخت نزلہ میں مبتلا تھا۔ پوری طاقت سے میرے اعضا ومفاصل سے دست وگریبان ہو رہا تھا۔ سر صعود ابخرات سے مثل انگیٹھی کے تپ رہا تھا ایسی ہی پورے اڑھائی گھنٹہ بولتا رہا اور یہ لیکچر بلا کم وبیش اسی طرف زبان کا مصروف ہے۔ معمولاً اس لیکچر کے میدان تحریر میں بھی ہمارے مشہور سباق مولوی محمد فیروزالدین صاحب فیروز ڈسکوی کا اشہب قلم ہی اکیلا جولان دکھاتا رہا۔ اگر خدا نے اسے قبول فرمایا۔ اور سعید روحیں اس سے مستفید ہوئیں تو بڑا حصہ ثواب کا انشاءاللہ مولوی صاحب موصوف کے نامہ اعمال میں ثبت ہوگا۔ پھر میں تو اس کے بعد ہی قادیان شریف چلا آیا۔ اسکی کتز بیونت ترکیب اہتمام مولویصاحب ہی کے ذمہ پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب حسب وعدہ اسکی ترتیب وطبع سے عہدہ برآمد ہوئے اور خوب ہوئے۔ مجھے اسکی نسبت اتنا کہنا پڑتی بڑی نظر ور تعریفوں کے قائم مقام معلوم ہوتا ہے

کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پڑھا اور ۲۹۔ فروری کو مسجد مبارک میں احباب سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب دوست اسے ضرور پڑھیں۔ اسلئے کہ اس میں بہت سے نکات لطیفہ ہیں۔ اور یہ نمونہ ہے ایک شخص کی قوت تقریر کا اور اسی منوال پر مخصوصاً ہماری جماعت کو مقرر بننے کوشش کرنی چاہیئے۔ بہرحال خدائے شاکر علیم کے مظہر کی شاکر فطرت کا یہ جوش ہے اور یہ خاصہ اس برگزیدہ قوم کا ہے کہ یہ لوگ نکتہ نواز ہوتے ہیں اور خفیف سی کسی کی سعی کو بھی ہلکی نگاہ سے نہیں دیکھتے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاہ۔ کپٹ۔ چڑ سے انکے دل پاک صاف ہوتے ہیں جو تپ دق کی طرح اکثر ابنائے دنیا کے شامل حال ہے۔ ورنہ اعتراف کرتا ہوں کہ دعوت اصلاحی کا ایک پہلو بھی پورے طور پر میں بیان نہیں کر سکا۔ بہت بڑے شقوق تھے دعا۔ وحی والہام۔ رویا وجود ملائکہ۔ قرآن کریم کی لفظی ومعنوی بے نظیری اور منجانب اللہ ہونے کے دلائل۔ دہریوں۔ برہموؤں نصرانیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ جینیوں کے ابطال کے لئے کارگر حربے شیعوں کے رد میں عجیب غیر مسبوق اصول۔ اہل اللہ اور اغیار کی شناخت کے لئے مضبوط معیار ان امور کے متعلق بڑی بھاری اصلاحیں اور تجدیدیں حضرت امام الزمان (علیہ الصلوات الرحمان) نے کیں اور زمانہ کو ادن خطرناک غلطیوں پر متنبہ کیا جن میں وہ مبتلا تھے میرا ارادہ اور فرض تھا کہ ان مضامین پر پوری بحث کرتا۔ جب اپنے آپکو اس فرض سے سبکدوش سمجھتا۔ مگر نہ ہو سکا۔ اب میرا ارادہ ہے اور اگر خدا نے چاہا تو مصمم ارادہ ہے کہ سورۃ یوسف کی تفسیر میں انہیں سے بعض امور پر جیسے وحی والہام۔ ورویا اور دعا اور قرآن کریم کا لفظاً ومعنیً بے نظیر معجزہ ہونا بحث کروں۔ مذہب حق اور آسمانی سلسلے اور کتاب حق کے لئے مخصوص زیور اور مایۂ ناز یہی امور ہیں اور یہی خصوصیات ہیں جنکی وجہ سے اسلام کو اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور

دوسری قوموں پر تفاضل شرف وفضیلت حاصل ہے اور اگر یہی نہوں تو دوسرے خشک اور بیجان مذہبوں میں اور اسمیں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔

سید احمد خان صاحب نے (خدا تعالےٰ انکو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے) جو کچھ دعا اور وحی والہام ورؤیا اور حقیقت کتاب اللہ کے متعلق لکھا ہے بالکل سطحی اور یورپ کے خشک فلسفیوں کے نقش قدم کی پیروی یا انہی کی تالیفات باللفظ ترجمے ہیں انہوں نے ان متہ زور مٹیریلسٹوں اور فلسفیوں کے بتر۔۔ن سے ڈر کر انہی ان پھونس کی ٹٹیوں میں پناہ تولے لی۔ مگر ان کی ان تحقیقات کا نتیجہ سخت قابل افسوس ہوا۔ ان انکاروں یا تحریفوں یا تسویلوں کی وجہ سے ان کے اور ان کے انفاس کی قدر کرنیوالوں کے پاک تعلقات خدا تعالےٰ سے نہ رہے اور اتباع سنت کی توفیق اس گروہ سے چھن گئی میرا خیال ہے کہ نیک نیتی نے ناواقفیت علم نبوت کی تاریکی میں ان سے یہ حرکات سرزد کرائیں۔ وہ اپنے زعم میں سچے مذہب کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے دل میں ٹھانی ہوئی حسنات کے انکے سیئات کو دامن غفران سے ڈھانک دیا ہوگا سورۂ یوسف کی تفسیر کی تحریک مجھے اس سے ہوئی کہ گجرات کے ایک شخص نے میرے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھا کہ زہد وتقویٰ سید احمد بریلوی رضی پر ختم ہوا اور معارف وحقائق غلبہ سید احمد خان۔ علیگڈھی مرحوم پر ختم ہوگئے۔ میں اسمیں یہ دکھانا چاہتا ہوں اور محض خدا تعالےٰ کے دین کے اعلا اور مرسل اللہ کے ابراء کے لئے کہ معارف وحقائق قرآنیہ۔۔۔ خدا تعالےٰ نے مخصوصاً ہمارے مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے اتباع کو عطا کئے ہیں اور اغیار انمیں قطعاً شریک نہیں اور سید صاحب مرحوم کی تفسیر نے ایک خشک عقلی کتاب یا ایک سطحی دینی کتاب کے سوا اللہ تعالےٰ کی بے نظیر کتاب قرآن کریم کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس مقابلہ کے لئے مخصوصاً اس سورۂ شریفہ کو اس وجہ سے اختیار کیا کہ اسمیں رؤیا۔ وحی والہام دعا اور قبول دعا اور قرآن کریم کا لفظاً ومعنیً معجزہ ہونا وہ سارے امور ہیں جو مابہ الامتیاز ہیں۔ اسلام کے اور دیگر مذاہب میں اور انہی امور کی بیخکنی سید صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔

کہ جو شخص سطحی اور الہیات میں مطلقاً دسترس رکھنے والے شخص نہ تھے۔ آخر کار مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اسلام کو دانا دشمنوں اور نادان دوستوں کی تردیدوں اور تائیدوں سے پاک اور مستغنی دکھایا اور آپکے اعمال واقوال نے ایک زمانہ پر آشکارا کر دیا کہ حقیقۃً یہ وہی شخص ہے جسکے لئے جناب محمد رسول اللہ صلعم نے اپنا اسلام امانت رکھا تھا۔ میرے دل میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی ہے کہ وہ ذوق اور بصیرت امور دین میں جو اس برگزیدہ خدا کے فیضان صحبت سے مجھے حاصل ہوئی ہے خشک فلسفہ یا نیچریت کے دلدادہ اور زہد آہی اور تقشف عادی کے خوگردہ بھی اسطرف توجہ کریں اور محظوظ ہوں میں نے تئیس برس تک سید صاحب کی تصانیف کو پڑھا اور شوق سے پڑھا اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ سید صاحب کے ہم آواز ہونے کے ایام میں میں منافق یا مقلد نہ تھا۔ میرے احباب خوب جانتے ہیں کہ اخلاص وسرگرمی سے ان خیالات کی تائید کرتا۔ اور عالم السر والعلن گواہ ہے کہ اسوقت بھی نیت نیک اور رضائے حق مطلوب تھی۔ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا ۱۸۹۱ء میں آپکی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی۔ اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپکے وہ علوم وحقائق مجھپر منکشف ہوئے کہ میرے سینہ کو لوث اغیار سے صاف دھو ڈالا میں اپنے ذاتی تجربہ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات خدائے ذوالعجائب کے پانے کی راہ میں خطرناک روک ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین وآلہ الطیبین۔

عبدالکریم سیالکوٹی از دار الامان قادیان
۲۸۔ فروری ۱۸۹۹ء

ناظرین سے التماس

آج کا اخبار جس قسم کی خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ اسکے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی جیسا پہلے بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ پرچہ فوسوز ائد چھپوایا گیا ہے تاکہ مخدوم الملت کے حالات اور مضامین عاشق زار نایاب کاپیاں ۔۔۔ نگیں تو تکلیف نہو جسقدر کاپیاں چاہیں

مکتوبات کریمیہ

مخدوم الملة کے بہت سے خطوط الحکم میں انکی زندگی میں چھپے اور شائع ہوئے اور ابھی بہت سے ہیں جو کہیں طبع نہیں ہوئے - یہ ذخیرہ بہت محنت اور سعی سے میں نے جمع کیا ہے - اور جو ان کی لائیف کا ایک حصہ ہے آج کے اخبار میں جو ان کی یادگار کا پرچہ ہے میں چند خطوط درج کرتا ہوں - ان خطوط کا طرز تحریر اور مضمون صاف بتاتا ہے کہ وہ معمولی خط نہیں جو اپنے احباب کو لکھا کرتے تھے اس میں ہر قسم کی باتیں ہیں - لیکن یہ امر ان کو پڑھ کر کھل جاویگا - کہ ان خطوط کا لکھنے والا کس قسم کا ایمان اور دل رکھتا ہے - اسکی زندگی کی غرض و غایت کیا ہے؟

پرائیویٹ خطوط سے کسی شخص کی اصل سیرۃ اور لائیف کا پتہ خوب ملا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ان خطوط سے کم نہیں کیا اور بجنسہٖ انکو درج کرنا مناسب سمجھا - پس میں اپنے ناظرین کو خاص توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان خطوط کو کئی کئی بار پڑھیں اور ان سے وہ مفید سبق لیں جو انکے اندر مرکوز ہیں - ایڈیٹر -

پہلا خط سید حامد شاہ صاحب کے نام

جناب میر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت کا جوش دین کے ماتحت ہے - اس سے زیادہ میرے لئے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میں ان میں ایمان کا وہ نشان دیکھتا ہوں جسکے لئے خدا کے بندے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور بمشکل ہاتھ آتا ہے - وہ کیا ہے - حدود اللہ کے پاس ٹھہر جانا - برادر عزیز ماسٹر غلام محمد کا خط بڑا ہی لذیذ خط تھا - ان کے خط نے بہت سی نیک امیدوں کے لئے میرا دل خالی کر دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ شاخ اگر مبارک تنہ سے پیوستہ رہی (خدا تعالےٰ امتحان سے محفوظ رکھے) تو ایک عرصہ کے بعد جو حقیقی پختگی کا موسم ہوتا ہے خوشنما برگ و بار لائے گی - میں اپنا دل کھول کر بتا سکتا تو اس سے بہتر یقین دلا سکتا جتنا مجرد تحریر دلا سکتی ہے کہ میں سوائے تاسف کے کسی بھائی پر ناراض نہیں ہوا - مجھے غم اور غصہ اس بات کا تھا کہ کوئی عند اللہ گنہگار نہ ہو جائے اسلئے کہ میں اپنی صفائی کی نسبت علی وجہ البصیرۃ اعتقاد رکھتا ہوں - میں محض تشکرًا لکھتا ہوں کہ میرا سینہ ہم وطن بھائیوں کی محبت سے لبالب ہے اسلئے اضطرارًا ہر ایک ایسی بات سے جو میرے زعم میں ان کے حق میں مضر ہو مجھے غم لاحق ہوتا ہے - قصہ کوتاہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ فوری حرارۃ ٹھنڈی ہو گئی اور مطلع گرد و غبار سے صاف ہو گیا - چاہیئے کہ بھائیوں کا ہر ایک کام اور بات رفق اور تانی سے پیدا ہو خلوۃ میں جلوۃ میں کسی بھائی سے زجر اور درشتی کا برتاؤ نہ ہو - کوئی محسوس نہ کرے کہ وہ شخص اپنے تئیں بڑا بناتا اور سمجھتا ہے - حضرت حجۃ اللہ رسل اللہ کی فروتنی کو دیکھو وہ باوجود اس بلند پایگی کے خاکساری کی بہت نیچی سطح پر خدام سے برابر بیٹھتے ہیں اور اپنی تقریر و تحریر میں خلوۃ و جلوۃ میں کس ادب سے اپنے خدام کو یاد فرماتے ہیں - کاش اس خلق سے ہمیں کافی حصہ ملے تو ہم پھر زمین کی سطح پر فرشتے لیسنے والے ہیں مگر میں مایوس نہیں ہوا سونگھ رہا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے دور نہیں کہ خدا تعالےٰ کے ایام بہتوں کو اپنی رونق کے لئے منتخب کر لیں گے - خدا کرے کہ اس زمرہ میں ہم سبھا کا نام سب سے اوّل نکلے -

گوکلراؤ کے متعلق فریب اور تزویر نے عجب گل کھلایا ہے - آج لاہور میں اس سے زیادہ شور ہے جو بطلان کی تصویر آتھم کی اس تاریخ پر برپا ہوا تھا - جمعہ کے دن سٹیشن پر سب مختلف المشارب لوگ جو ہماری بعض ہیں ایک گھاٹ پانی پینے آگے گئے ہیں بڑے جمع ہو گئے اور گاڑیوں کے وہ پہرے باندھے جیسے والیسرائے کے استقبال کو کھڑے ہوتے ہیں - پھر اسے سوار کرا کر شہر کے اندر سے اس طرح پر نعرہ کرتے گذرے جیسے روافض سینہ پیٹتے اور قدوسیوں کو کوستے جاتے ہیں غرض بطلان نے چند روز کے لئے اچھی طرح رونق پیدا کر لی ہے جیسے احمد دن جبکہ دو جہان کا سردار مکہ سے نکالا گیا تھا اور کفار قریش نے چند روز کے لئے چراغان کر کے جھوٹی خوشی منائی تھی - آج حق کو جھوٹا کہا جا رہا ہے اور راستی پاؤں تلے کچلی جا رہی ہے اور بہت سے شقی چاروں طرف سے اٹھے ہیں کہ ناقۃ اللہ کے کوچین کاٹ ڈالیں - آج وہ الہام پورا ہوا جو کچھ مدت ہوئی شائع کیا تھا - کہ " وہ بیت الصدق کو بیت التزویر بنانا چاہتے ہیں - رات حضرت مرسل اللہ علیہ السلام اس امر پر دیر تک گفتگو کرتے رہے - فرمایا ان شوروں سے ہمیں کیا عیب پڑتا ہے - ہمیں تو یہ سارے شور ایک تمہید معلوم ہوتی ہیں خدا تعالیٰ کی اس نصرت کی آمد کے لئے جو جو دیر سے معرض التوا میں ہے - عادت اللہ ہمیشہ یوں ہی ہے کہ جب تکذیب شدت سے ہوتی ہے تو غیرت الٰہی بھی اسی قدر نصرت کے لئے جوش مارتی ہے - آتھم کے شور پر جو ہماری تکذیب اور اہانت ہوئی خدا تعالےٰ کی غیرت نے بہت جلد لیکھرام کا نشان ظاہر کیا - اسی طرح ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ یہ شور تکذیب پیش خیمہ ہے کسی زبردست نشان کا ممکن ہے کہ کوئی بد قسمت اس شور کے رعب میں آکر کٹ جائے اسکا علاج ہم کیا کر سکتے ہیں اسلئے کہ سُنّتُ اللّٰہ یہی ہے - اللہ اللہ کسقدر نشان اور یگانہ نشان حضرت اقدس کے من جانب اللہ ہونے کا ہے کہ یہ سب خبیث آندھیاں اس جبل اللہ کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتیں - ہم ذرا سی مخالف ہوا کے جھونکے سے ایک تنکے کی طرح ادھر ادھر اڑنے لگ جاتے ہیں - اگر خدائے قادر کے نہار و عدولا نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ نہیں دھرا ہوا ہے تو یہ استقامت کہاں سے پیدا ہو گئی - اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد -

تحفہ گولڑویہ میں بڑے بڑے عجیب مضامین لکھے گئے ہیں حضرت اقدس کو خود ناز ہے کہ اس میں غیر مسبوق نکتے تحریر ہوئے ہیں اور حقیقت میں ایسا ہی ہے - قرآن کے نصوص صریحہ سے روز روشن کی طرح دکھا دیا ہے - کہ مسیح موعود ضرور ہے کہ اسی امت سے ہو - یہ تحفہ انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہفتہ تک قابل اشاعت ہو جائے گا - ہمارے لاہوری بھائیوں نے اپنی استطاعت کے موافق باطل کا مقابلہ خوب کیا اور دھڑتے کے اشتہار پے در پے نکالے ہیں شکر اللہ سعیھم - بد قسمت شہر ہیں جن کی چھتوں کے نیچے امام وقت کو وہ گالیاں دی جاتی ہیں - جو ایک چوہڑے چمار کے منہ سے بھی قابل شرم ہوتی ہیں - وزیر آباد بھی اس بد قسمتی میں بہت بڑا حصہ وار ہے مگر امرتسر کے بعد لاہور نے بہت ہی نمونہ دکھایا - آتھم کے وقت ایک آنکھ قوم کی دکھنے آئی تھی - اب لاہور میں دوسری آنکھ میں ٹیس پیدا ہو گئی - فانا للہ وانا الیہ راجعون -

میرے پیارے بھائی گرکا ماتم اور ضعیفہ خدا بخش جس کے باپ کا پیچھے رہ جانا بڑی حسرت کا ماتم ہے خصوصًا دنیا دار لوگوں کے لئے جنکی آنکھوں کے آگے دوسرے جہان کا مطلع صاف نہیں اور فانی منظر نے سخت بے چینی پیدا کر رکھی ہے - خدا بخش بزرگی کی بچی چراغ بی بی کی تصویر میری آنکھوں میں پھر رہی ہے - کیا ہی چلبلی خوشنما کشادہ دل لڑکی تھی - خدا تعالےٰ اسکے متعلقوں کو صبر دے - اگر یہ لوگ دنیا دار نہ ہوتے تو میں اس لڑکی کے ماتم پر چند خاص باتیں انہیں ایسی سناتا اور ایسی تسلی دیتا کہ ان کا غم مغا خوشی سے بدل جاتا - غفر اللہ لھم -

ایسے دنوں میں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہفتہ میں کم سے کم چار کارڈ ضرور لکھیں - میرا درد دل آگے سے بھی بڑھ گیا ہے میری ساری نماز ان ہی دعاؤں سے لبریز ہوتی ہے - اگرچہ اپنی زندگی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار ہے مگر دل اس دکھ کو گوارا نہیں کرتا کہ کوئی عزیز اور دوست آنکھوں کے سامنے رخصت ہو جائے - میں پھر تاکید کرتا ہوں کہ آپ ازراہ کرم ہفتہ میں چار دفعہ ضرور خط لکھا کریں - سب دوستوں اور متعلقوں کو یہ خط سنا دیں - میرے والد صاحب کو بھی ضرور سنا دیں - برادر عزیز غلام محمد کے خط سے معلوم ہوا کہ ماموں صاحب کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی - ماموں جی ان سے پوچھ کر ان کا حال تحریر کریں - ماسٹر صاحب ضرور کہہ دیں کہ یہ ایام یہاں رہنے کے نہیں موت کا بازار گرم ہے - اگر یہ رخصتیں ختم ہو گئیں تو پھر ایسا موقعہ بہت دور جا پڑیگا اور زندگی کا اعتبار نہیں - جسطرح ممکن ہو کم سے کم پندرہ روز یہاں ضرور قیام کریں مکان بہت اچھا ہے -

ایک خط ارسال کرتا ہوں - مولوی فیروزدین ڈسکوی - اور میاں کریم بخش مالک مطبع کو بلا کر ان کے روبرو پڑھیں اور ان کو سمجھائیں کہ موت کو یاد کریں کیوں اس بد عملی پر کمر باندھی ہے اس سے پہلے بھی میرے پاس اس قسم کی شکایتیں آئی ہیں - مولوی صاحب بھی تو مبایع کے ہیں اور کریم بخش نے تو صاف بیعت کی ہوئی ہے کیسی شرم آتی ہے اس خط کے پڑھنے سے - اتقوا اللہ ثم اتقوا اللہ - سب دوستوں کو سلام - بزرگوں کو سلام -

شیخ مولا بخش صاحب کو بعد سلام کے کہیں کہ برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب کی گرگابی کی کیا قیمت ہے -

والسلام عبد الکریم - ۲۷ - اگست سنہ ۱۹۰۲ء بقیہ ترتیب آئندہ -

(۲) میر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بشپ کی چٹھی کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے پختہ ارادہ رسالہ لکھنے کا کیا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اسکی نقل ہو اور درحقیقت دقت بھی ہے۔

تنخواہ دینے والے آدمیوں کی فہرست میں نام ہے - ماسٹر غلام محمد صاحب کا - منشی اللہ دتا صاحب کا - شیخ مولی بخش صاحب کا - شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر کا -

اشتہار ان لوگوں کے نام بڑا موثر اور زبردست نکلا ہے - درحقیقت ان لوگوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالے نے ان کو اپنے کاموں کی نصرت کے لئے انتخاب کیا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی آجکل یہاں بہت تحریکات کو دیکھ کر سارا گھر کا گھر دیر بینے پر راضی ہو جاتے - وہی سبب ہیں جن سے سرد مہری اور تشنج پیدا ہوتی ہے - صداقت الٰہی یعنی امور آخرت پر کمزوریاں اور عدم صحبت ساتھ اہل - ایک بڑا نقص جو ہمارے بہت سے دوستوں کی سیرۃ میں ہے یہ ہے کہ وہ حضرت غیرۃ اللہ اور نور حق کی ملاقات بہت کم کرتے ہیں اور اپنی تراشی ہوئی تاویلوں پر تقلیل ارسال خطوط کے بارہ میں قناعت کر بیٹھتے ہیں - بہت سے ذی وسعت بھی ہیں اور اپنی اندرونی زینت میں اور گھر کے تعلقات کے اخبار کے وقت بڑے فراخ دل سے کام لیتے ہیں - مگر نا سمجھی ہے اسطرف آنے کو ضروری نہیں سمجھتے - خدا تعالے اُن پر رحم کرے کہ وقت کے رخ کو سمجھیں اور دین کو دنیا پر مقدم کریں - میرے دل میں سخت تڑپ اور رنج ہے میں ہر دم سوچتا ہوں کہ کیا کروں کونسا پیرایہ اختیار کروں کہ ان غافلوں کو یقین دلاسکوں کہ یہاں مدتوں بیٹھنا از بس ضروری ہے - اور وہ جو نوکر ہیں ایسا انتظام کرلیں کہ زمانہ کے ہاتھ سے فرصتیں چھین چھین کر جنوں وار اسطرف دوڑی آئیں - میرے دوستو - بڑی دولت جسے حاصل کرنے کو ہم اس عالم میں بھیجے گئے ہیں علوم صحیحہ اور عقائد صحیحہ ہیں - میں اس لذت کو محسوس کرتا ہوں - اور خداوند علیم جانتا ہے کہ بسا اوقات تنہائی کی گھڑیوں میں فخر کرتا ہوں کہ خدا تعالے نے مجھے اس پاک نعمت سے بہرہ مند فرمایا۔

میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ بہت تھوڑی اور بہت ہی تھوڑے ہیں جنہیں اس سماوی مائدہ سے کچھ بخشا گیا ہے - اسلئے کہ تھوڑے سے ہیں جو یہاں اکثر آ بیٹھے ہیں اور قلیل ہیں جن کے پاؤں اس راہ میں اکثر گرد آلود ہوتے ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ بجز حضرت اقدس کی صحبت کے یہ دولت مل نہیں سکتی۔

جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ زمانہ لامحالہ گذر ہی جائیگا - اور میں مکرّر پوچھتا ہوں کہ صحابہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کیا صدمہ پڑا - اور ایک نے چلا کر کہا اب افسوس تو اسبات کا ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور آسمان کا تعلق زمین سے مسدود ہوگیا - غرض جب میں ان امور پر غور کرتا ہوں تو مجھے سخت رنج آتا ہے کہ کیوں ہمارے دوست ان ایام کو غنیمت اور خدا کا فضل نہیں سمجھتے - میرے دوستو کفران دو قسم پر ہے - کفران جلی اور کفران خفی - پہلی قسم کفران [illegible] ہے جو بد قسمت جہری منکروں کے حصہ میں آئی ہے - کفران خفی یہ ہے کہ اس نعمت کا اعتراف کرکے پھر اسکے اعتراف کے لوازم اور توابع کا عملاً اظہار نہ کیا جائے - میں آہ مار کر کہتا ہوں بہت ہیں جو اس بلا میں گرفتار ہیں پر وہ سمجھتے نہیں - خدا تعالے کی اصل غرض اس سلسلہ عالیہ کی اقامت سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم کا سا ایمان دلوں میں پیدا ہو جائے - اور یہ بات کیونکر حاصل ہو سکے - جب تک مہاجرین اولین کا رنگ روپ اختیار نہ کیا جائے - اون میں سے کس نے کبھی عذر کیا کہ اس کے پاس خرچ نہیں یا اسکی آمدن قلیل ہے محبت اور عشق کی لغت میں یہ پست الفاظ واقع ہی نہیں ہوئے - یہ اُن لوگوں کے [illegible] ہیں جنہوں نے اپنے بہت سے [illegible] کے ساتھ ان بیہودہ [illegible] کو کبھی کہا - مسیح موعود آ جائے - وہی مسیح موعود جسکا انتظار رہا - الحمد للہ مسیح موعود آجائے اور مشتاق عشاق صبر سے اپنے بال بچوں اور زمینوں میں بیٹھے رہیں۔

ایک ذلیل عورت کا عاشق ہم نے کبھی نہیں سُنا کہ کبھی صبر کرکے بیٹھا ہو - اور کسی [illegible] نے اسکے آگے کبھی عذر کیا ہو کہ اب وقت نہیں تو اس کوچہ میں مت جا - تو مسیح موعود اور صدیوں کے منتظر مہدی مسعود کا عاشق کیونکر صبر سے بیٹھ سکتا ہے - اے میرے عزیز بھائیو خدا کے لئے تفکر کرو اور تلافی مافات کرو - میں سچ سچ لکھتا ہوں غلطی میں مبتلا ہو سخت خطا کرتے ہو -

میں کب تک آپکو یہ یاد دلاتا رہوں گا - اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک میں ہی ہوں جو اسطرح ملامت کرکے بعضوں سے سخت ملامت بلکہ دشنام بھی سن لیتا ہوں - یا محبت اور نصح دم لینے نہیں دیتی۔

میری چٹھی جو اس الحکم میں چھپی ہے وہ خدا کے فضل سے لکھی گئی ہے مگر نہ بڑی غور کی قابل ہے مجمع میں ضرور سُناؤ شاید کسی کو لطف آجائے اور میرے حق میں دعا کرو - میں بعض ابتلاؤں میں مبتلا ہوں اور کوئی ذریعہ شفاعت الی اللہ کا نہیں دیکھتا بجز صادقین کی طرف ہی ذب و دفاع کرنے کے - میں اعتقاد کرتا ہوں کہ اس چٹھی میں الباطل (رفضیت) پر گردن زن حربہ چلایا گیا ہے اور خدا تعالے نے ارادہ فرمایا ہے کہ کسرِ صلیب کے ساتھ کسرِ رفض بھی ہو جائے۔ درد اسکی وہ شدت ہے کہ الاماں - کئی دفعہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اب دل کی حرکت بند ہو جائے گی موت کے قریب پہنچ پہنچ جاتا ہوں - دعا کا محتاج ہوں - برادران و بزرگان را سلام برسانند۔

عاجز عبد الکریم از قادیان

یوم جمعہ ۲۹ - جون ۱۹۰۶ء

منشی تاج الدین صاحب پڑھکر میر حامد شاہ صاحب کو خط ارسال کردیں -

---

(۳) قادیان ۷ ستمبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کے فضل کریم سے گذشتہ مہینہ آرام اور عافیت سے گذرا - یہاں رات کو سردی خاصی ہوتی ہے - بادل اکثر گھرے رہتے ہیں آس پاس ہیضہ کی بہت شکایت ہے یہاں مرسل اللہ کے وجود پاک کی برکت سے عافیت ہے - پرسوں جناب مسیح علیہ السلام نے خدا تعالے کے غنائی ذاتی پر بہت موثر اور ڈرانے والی تقریر فرمائی - فرمایا اگرچہ خدا تعالے کا وعدہ ہے انہ اوی القریہ مگر خدا تعالے کسی کا محکوم رہنا نہیں چاہتا - اسکی صفت غنا ہر دم تقاضا کرتی ہے کہ انسان کبھی ایمن اور مطمئن ہوکر نہ بیٹھ رہے - اسکا منشا ہے کہ انسان خوف و ہراس میں اوقات بسر کرے تو کہ ذل عبودیت کی حالت قایم رہے - فرمایا ہیضہ خدا تعالے کی تلوار ہے بہت بہت دعائیں مانگو کہ اللہ تعالے اس سے اس گاؤں کو محفوظ رکھے - اسلئے کہ مخالفوں کے نزدیک اور جگہوں کے لوگ تو شہید ہوتے ہیں مگر خدا نہ کرے جو یہاں پڑے تو یہی کہیں گے کہ اُن پر غضب الٰہی پڑا۔

تحفہ گولڑویہ میں بڑے بڑے دقایق معارف بیان فرمائے ہیں - آج فرماتے تھے - خدا تعالے کی طرف سے ایک الہام ہوا ہے - جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ رسالہ بڑا با برکت ہوگا - اسے پورا کردیا اور پھر الہام ہوا - قل رب زدنی علماً -

کل بڑا دلچسپ مضمون لکھا ہے یوشع بن نون علیہ السلام سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری مشابہت بیان کرکے شیعوں پر ایسی حجت قایم کی ہے کہ اس باطل کے تار و پود ادھیڑ ڈالے ہیں۔

غرض اپنی ضرورت اور ثبوت کو اب قرآن ہی سے ثابت کرنے کی طرف بہت توجہ مبذول فرمائی ہے - اور کما استخلف الذین من قبلہم سے [illegible] روشن طرح دکھا دیا ہے کہ مسیح موعود ضروری تہا کہ غیر قریش سے ہوتا اور وہ میں ہی ہوں - قرآن کریم سے نیچریوں اور دیگر ان منکران حدیث کے جو حدیث کی بناء پر اس سلسلہ کو ترکیب یافتہ اور اسلئے بے وقعت سمجھتے تہے خوب ہی تسلی کی ہے۔

فرماتے تہے چونکہ مضامین کی آمد بہت ہے اور وہ چاہتی ہے کہ درمیانی سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اسلئے کہ ٹوٹنے میں بسا اوقات پیش آمد مضمون فوت ہو جاتا ہے - مناسب ہے کہ جمعرات تک یہ نمازیں ظہر اور عصر کی جمع کرکے پڑھی جائیں - چنانچہ آج ایسا ہی ہوا - پچھلے ہفتہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا - یوں ثابت اور صحیح ہوگئی وہ پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ

تجمع لہ الصلوٰۃ

ثم السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم من الاخوان والخلان -

عاجز عبد الکریم

برادر منشی تاج الدین صاحب یہ خط پڑھکر اور ممکن ہو تو کسی سے نقل کرواکر برادر منشی محمد شادی خان صاحب چوب فروش متصل طبیب [illegible] - سیالکوٹ روانہ کردیں۔

میں کچھ علیل ہوگیا تھا خط ڈاک میں ڈال نہ سکا
آج آپ کا خط - مہر شاہ بے مہر کی انکاری
رجسٹریاں اور تین ناپاک اشتہار نکلے۔
حضرت اقدس علیہ السلام آج ظہر و عصر میں
بوجہ درد سر تشریف نہیں لائے - چونکہ تحریک
بہت ہے یہ درد سر بتاتا ہے کہ خدا کا کلام
آج نازل ہوگا - ان اشتہاروں خصوصاً ٹلی
کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ
کی غیرت کا جوش بہت دور نہیں - میری بہت
سعادت ہے کہ میں بھی اب ان لوگوں کی تحریروں
میں برائی کے ساتھ تحریر ہوتا ہوں۔
وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

حضرت نے ایک دن فرمایا اب تو آپ بھی ہمارے
ساتھ گالیوں میں شامل ہوگئے - بڑا ثواب ہے
آج مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ شہر
لاہور میں پھر ہیضہ شدت سے شروع ہوگیا ہے
اللہ تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل کرے۔
بھائیوں کو تاکید کردیں کہ وقتوں کو ضائع نکریں
استغفار بہت پڑھیں - واللہ معکم۔
خاکسار عبدالکریم - بعد از نماز عصر ۷ تاریخ ستمبر

۴؎ قادیان ۹ ستمبر ۳ بجے بعد ظہر
برادرم مفتی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط پڑھ کر حضرت اقدس علیہ السلام
نے قبل از نماز ظہر بڑی لطیف تقریر کی -
اور مجھے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہو رہا ہے - ارادہ الٰہی
کے موافق ہو رہا ہے - ضروری تھا کہ یہ لوگ
اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر
مہر لگا دیتے جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود
کے وقت بڑا شور برپا ہوگا اور اسکو سلف
وخلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا
کہکر کافر ٹھیرایا جائے گا - اسوقت ہمارے احباب
کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئیے جیسا کہ ہمارے نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے
مکہ معظمہ میں کیا - کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد
نہ ہوتی جو انہیں حکام تک پہنچاتی - اسوقت
کسی پر بھروسہ نکریں کہ فلاں شخص ہماری
مدد کریگا یاد رکھیں اسوقت خداوند جل و
علا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں۔
غرض اس امر کی یعنی صبر کی از بس تاکید فرمائی -
بلا المباحثہ جو اشتہار کسی شیخ عبدالرحمن
کشمیری بازار لاہور کا شائع کیا ہوا ہی بلا -
حضرت اقدس نے اسپر فرمایا - اب ہماری باتیں
ان لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتیں افسوس حقیقت
جب تک آسمان سے نور نازل ہوکر قلوب کو
فہم نہ بخشے کوئی نہ سمجھا سکتا ہے اور نہ کوئی
سمجھ ہی سکتا ہے - یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں
پھر فرمایا کیا ہی سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے اولیا
سے جنگ کرنے کے سبب سے نہ صرف ایمان
ہی سلب ہوجاتا ہے بلکہ عقلیں بھی سلب ہو
جاتی ہیں - اسوقت جو بولتا ہے یہی بولتا ہے
اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے
آئے ہیں کہ مہر شاہ نے مرزا صاحب کی ساری
شرطیں منظور کرلیں پھر وہ مقابلہ کے لئے
کیوں نہ آئے - اللہ اللہ ایک طوفان بے تمیزی
برپا ہے - کوئی غور کرتا ہی نہیں کہ اصل بات
کیا ہے -
الحاصل خلاصہ اور اہم اور لب لباب امر ساری
تقریر کا یہ ہے کہ صبر کرو اور زبان اور ہاتھ سے
صدق اور صبر کے خلاف کوئی بات اور حرکت
ظاہر نہ کرو -

برادر مفتی صاحب یہ خط پڑھ کر اور سنا کر
ازراہ کرم میر حامد شاہ صاحب کے نام سیالکوٹ
روانہ فرمادیں - اور میرے مکتوب الیہا میرے
سارے احباب کی خدمت میں میرا سلام عرض
کردیں - اور میرے لئے مخصوصاً خلوص قلب
سے دعا کریں کہ مجھے اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق
بیش از بیش عطا ہو -

عاجز عبدالکریم

(مکرم معظم جناب شیخ رحمۃ اللہ صاحب کے نام) مفتی صاحب کو پہنچادیں

۵؎ قادیان ۸ ستمبر سنہ ۱۹ ۱۲ بجے دن کے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کے خط
کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے
فرمایا " میں اس ابتلا میں ان کے لئے بہت
دعا کرتا ہوں - اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی -
درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتی
ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہوکر اور
چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی
طرف توجہ ہوجاتی ہے اور ادھر سے الوہیت
اپنے فضلوں کے لشکر لیکر اسکی تسلی کے لئے قدم
بڑھاتی ہے - میں ہمیشہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام
اور سنت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر اس
گرامی جماعت کی رافت و رحمت ابتلا کے
وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے
آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی -
حضرت کو کل دردسر کے وقت بار بار
یہ الہام ہوا - انی مع الافواج اتیک بغتۃ
یعنی میں امیروں کیساتھ تیری طرف اچانک آؤنگا۔
اس الہام سے بشارت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
اب امیروں کو اس آسمانی سلسلہ کیطرف توجہ
دلانی چاہتا ہے۔
تحفہ گولڑویہ میں بہت سے اچھوتے اسرار
لکھے ہیں امید ہے کہ بہت سی سعیدیں اس سے
مستفید ہونگے۔

رات مولوی نورالدین صاحب نے اس آیت کے
معنے پوچھے وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل
رسولا - الآیہ - مولوی صاحب نے کہا کہ اس
پر بہت سا جھگڑا ہوا - حضرت نے فرمایا قبل
اس کے کہ اس آیت کے حل کی طرف ہم متوجہ
ہوں ہم عملاً دیکھتے ہیں کہ تین ہی طریق ہیں
خدا تعالیٰ کے کلام کرنے کے چوتھا کوئی
نہیں (۱) رؤیا (۲) مکاشفہ (۳) وحی
پھر بہت غور کے بعد ہاں نماز عشا سے
سلام پھیرنے کے بعد فرمایا مولوی صاحب!
اس آیت کے معنے خوب کھل گئے ہیں -
من وراء حجاب سے مراد رؤیا
کا ذریعہ ہے من وراء حجاب کے معنے یہ
ہیں کہ اسپر استعارے غالب رہتے ہیں -
جو حجاب کا رنگ رکھتے ہیں اور یہی رؤیا کی
ہیئت ہے یرسل رسولا سے مراد مکاشفہ
ہے - رسول کا تمثل ہی مکاشفہ میں ہی ہوتا ہے
اور مکاشفہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ تمثلات
ہی کا سلسلہ ہوتا ہے - اسکے بعد بڑے جوش
اور خوشی سے فرمایا کہ قرآن کریم کیسے کیسے
حقیقی اور عظیم علوم بیان فرماتا ہے - اس آیت
کے ہمرنگ انجیل و توریت میں تو کچھ ڈھونڈ کر بتاؤ -
مولوی صاحب نے پوچھا تھا اس تفسیر سے پہلے کہ
من وراء حجاب سے یہ مطلب ہو کہ خدا
تعالیٰ کا نظر آنا کوئی ضروری نہیں - فرمایا یہ
مطلب ہی نہیں - یہ معنی ہی رؤیا کے ہیں -
اور لفظ من وراء حجاب نے تو حقیقت رؤیا
کے فلسفہ کی بیان کی ہے -
غرض جس بات نے ہمیں لطف دیا اور ہمارا
سینہ اس صدق کے خیال سے بھر گیا کہ لاریب
یہ انسان من جانب اللہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلے
اپنا ذاتی تجربہ بتایا - اور پھر آخر کار کتاب اللہ
سے بھی اسی کی صداقت ثابت ہوئی - اور ثابت
ہوا کہ ہم لوگوں کے علم خواہ ہم میں بڑے بڑے
ہی ہوں حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں -
اسوقت ابر محیط ہے - ہوا جاڑے کی طرح خنک
چل رہی ہے - خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے - قادیان
میں اگست کے گندے مہینہ کا کوئی رنگ اللہ تعالیٰ
نے ہمیں نہیں دکھایا - اپریل کی طرح گزر رہا ہے
خفیف سا ترشح ابھی صبح ہوا -
یہ خط آپ منشی تاج الدین صاحب کو ارسال
کردیں اور وہ پڑھ کر جلدی میر حامد شاہ صاحب
کو ارسال کردیں اور میر حامد شاہ صاحب ازراہ کرم
میرا پہلا خط منشی محمد شادی خاں سے لیکر جو ابھی
منشی تاج الدین صاحب کے توسط سے سیالکوٹ پہنچا
ہے - مع اس خط کے برادر خلیفہ نورالدین صاحب
کو جموں ارسال فرمادیں -
سب بھائیوں کو سلام

عاجز عبدالکریم

مخدوم الملۃ پر حضرت خلیفۃ اللہ

(مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی کیا رائے تھی اور غالباً اس حیثیت میں اسکا کسیقدر نمونہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے مفصل بحث بھی آپکی لائف میں ہی ہے تاہم خلاصۃً ذکر ضروری تھا)

(۴) حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں
اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے
اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے
لئے وقف کر رکھا ہے ان کے بیان میں ایک اثر ڈالنے
والا جوش ہے اخلاص کی برکت اور نورانیت انکے
چہرہ سے ظاہر ہے - میری تعلیم کی اکثر باتوں
سے وہ متفق الرائے ہیں مگر میرے خیال میں ہے کہ شاید
بعض ہی نہیں لیکن اخویم مولوی نورالدین صاحب کے
انوار صحبت نے بہت سا نورانی اثر انکے دل پر ڈالا ہے
او نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے
جاتے ہیں اور درحقیقت میں بھی ایسا کو پسند نہیں
کرتا کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کی مخالف
نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں کہ گویا کامل ہادی ہمارا
وہی ہے میں ایسے حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں.
جسکو میں دیکھتا ہوں کہ میرے مولیٰ اور ہادی ذاتی
کتاب قرآن کریم میں اسکو قبول کرلیا ہے اور سنت اللہ
کے نام سے اسکو یاد کیا ہے میں اپنے خداوند کو کامل طور پر
قادر مطلق سمجھتا ہوں اور اسی بات پر ایمان لاچکا
ہوں کہ وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے اور اسی ایمان کی
برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے اور محبت.
ترقی میں مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے اور فلسفیوں
کے لنڈے ایمان سے میں متنفر ہوں - مجھ کو یقین ہے کہ مولوی
صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کیوجہ سے اور بھی
یکرنگی میں ترقی کرینگے اور اپنے بعض معلومات
میں نظر ثانی فرمائیں گے +

تو وہ ابتدائی حالت تھی جب کہ مخدوم الملۃ نئے نئے اس سلسلہ میں داخل ہوئے ۔
اس تحریر میں جہاں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاف گوئی آپ کی صداقت کی دلیل ہے وہاں خود حضرت مخدوم الملۃ کی راستی پسند طبیعت کا پتہ لگتا ہے اور خصوصاً آخری حصہ کہ

دو مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے،،

ایک پیشگوئی ہے جو مولوی صاحب موصوف کے روحانی مدارج کی ترقی کے متعلق ہے ۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق مخدوم الملۃ نے جو ترقی کی وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام

مسلمانوں کا لیڈر

رکھا ۔ اور حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے بھی بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں آپ کا ذکر نہایت ہی قابل قدر الفاظ میں فرمایا ۔ ایک مقام پر لکھا

” اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں اور انکو تو پہلے سے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا کے مناصب و رجاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفاء دیکر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لیکر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقایق و معارف قرآن شریف بیان کرتے ہیں اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچاتے ہیں ،،

اس سے بڑھ کر مولوی صاحب ممدوح کے لئے کیا قابل ناز اور واجب الفخر امر ہوگا ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں نمازوں کا امام مقرر فرمایا ۔
ہر حال حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے آخری تحریر جو آج تک مولوی صاحب ممدوح کے [illegible] جو بطور سنگ مزار مولانا ممدوح کی قبر پر لگایا جاوے گا ۔ اس سے اس تعلق اور محبت کا پتہ خوب لگتا ہے جو حضرت ممدوح کو مرحوم سے ہے اور مرحوم کو حضرت خلیفۃ اللہ سے تھا ۔ اگرچہ وہ پہلے چھپ چکا ہے مگر یہاں اس کا اندراج بھی ضروری ہے ۔ اور وہ یہ ہے

کے توان کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم
آنکہ جان داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامی دین آنکہ یزدان نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم
صدق ورزید و بصدق کامل اخلاص خویش
وارد رحمت شد اندر درگہ رب علیم
گرچہ جنس نیکواں این چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با این صفا در یتیم
مدتے در آتش ہجر فرو افتادہ بود
این کرامت بین کہ از آتش برون آمد سلیم
زین عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
گو ہر ش چون آب و تابے درست از فہم ما
ہر چہ ما گفتیم داخل شد دران طبع فہیم
دل بدرد آمد ز ہجران چنین یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم
آہ ۔ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتش سوزان ہجر از ما شد جدا یار صمیم
داغ ہجران داد و رہ بغفت جہل از مہر خویش
ماہ شعبان بود چون پیش آمد این فرح الیم
این حدی کو بدر را ماند باد صافت کمال
بود زو بسنت و سوم در وقت این حزن عظیم
منتظر بنا جوں بود اخلاص و وفاو القا
شد وصالش ہمد رین تاریخ از فضل حکیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم
نیز مارا از بلاہائے زمان محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر رب رحیم

مرحوم کی وفات پر عام رائے

> مخدوم الملۃ کی لائف کا ایک حصہ مندرجہ بالا عنوان بھی ہوگا اسکے لئے بطور نمونہ میں لاہور کے ایک معزز اخبار پنجہ فولاد کا ایک مراسلہ درج کرتا ہوں
>
> ایڈیٹر

مولوی عبدالکریم صاحب کی قادیان میں وفات

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

افسوس کہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۱ ۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو قادیان میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اُن کے طائر روح نے ناپائدار دنیا کو یہ شعر عرفی مرحوم کا سناکر بعالم آخرت پرواز کیا ۔ ع

مشتاب اے غم دنیا کہ بگردم نرسی
بکن از دور دو داغم کہ شتابان رفتم

مولوی صاحب جوان عمر تھے ۔ اور سیالکوٹ کشمیری محلہ میں آپ کا مکان بالمقابل مکان راقم کے تھا ۔ عہد طفولیت میں ہی عجیب قسم کر ذہن تھے ۔ محلہ کے لڑکوں میں کبھی کھیل و کود میں شامل نہیں ہوتے ۔ پہلے مرحوم سر سید کی تہذیب الاخلاق کے گرویدہ بنے پھر مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوکر ایسے معتقد اور فنا فی البیعت ہوئے کہ وطن سے ہجرت کرکے وہاں ہی سکونت اختیار کرلی اور آخر مرزا صاحب کے قدموں میں ہی جان قربان کردی ۔ ان کی زندگی لہو و لعب سے برکنار رہی علمی مجلس کے مشتاق تھے ۔ ابتدا میں شعر و سخن کا شوق رہا ۔ جب آپ نے پہلے پہل لاہور کو دیکھا تو لاہور کی تعریف میں ایک دلکش نظم فارسی کی لکھی جس میں علاوہ اور صفتوں کے یہ بھی ثابت کیا گیا کہ لاہور کا نام دو زبان سے مرکب ہے لا بزبان عربی ۔ ہور بزبان پنجابی ۔ یعنی ایسا اور نہیں ہے اس نظم کا اسوقت صرف ایک شعر راقم کو یاد ہے ۔

ماہرو یان بلدۂ لاہور
دل صافی ربودہ اند بزور

صافی آپ کا تخلص تھا ۔ آپ کی ایک غزل فارسی کی راقم کے پاس ہے جو کسی آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی ۔ ایکدفعہ سیالکوٹ میں چند احباب کا مجمع تھا ۔ اور اس شعر کا تذکرہ ہورہا تھا + بھلا کیونکر کوئی تجربہ کرے لے کدو کی دوستی اک پل میں توڑدی + کریلے ۔ کدو ۔ توری سبزیات کا نام لیکر شاعر نے مضمون باندھا ہے ۔ مولوی صاحب مرحوم نے بھی ایک شعر سنایا (یہ معلوم نہیں کہ ان کا اپنا شعر ہے یا کسی اور شاعر کا) ؎

صاف سینا دیکھ کر درزن کو میں سینا گیا
کچھ تو سینے وہ لگی اور کچھ تو میں سینے لگا

راقم کو بھی ایک شعر مولوی سراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار زمیندار کا (اونکے والد مرحوم کی زبان سے جو راقم کے مہربان تھے سنا تھا) یاد تھا جسکو سن کر مولوی صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے اور بار بار پڑھتے تھے اور داد دیتے تھے ۔ شعر مذکور یہ ہے ؎

ہے اگر خواب سونا اپنا خاصہ
فراق یار میں نیند آنکو ململ

کمخواب ۔ خاصہ ۔ نینون ۔ ململ کو کس طرح جدائی کے پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے ۔
اکثر موسم گرما میں پچھلے پہر رات کے وقت جب آپ اپنی کوٹھی پر اس مشہور قصیدہ کو (مرحبا سید مکی مدنی العربی) اپنے شوق میں پڑھتے تھے ۔ تو محلہ والے لوگ تاثیر آواز سے جو جادو سے کم نہ تھی ۔ چونک پڑتے تھے ۔ ایک دفعہ اس شعر پر ۔ شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت ۔
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی ۔ میرا ایک مہمان وجد کی حالت میں بیخود ہوگیا آپ کی خوش الحانی وجادو بیانی یادکر کر بے اختیار دل سے یہ شعر نکل جاتا ہے

؎ آنانکہ بصد زبان سخن گفتندے
آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

مولوی صاحب جس وقت سیالکوٹ کے مہاراجہ والے بازار کے چونک میں باآواز بلند قرآن شریف پڑھ کر وعظ کرتے تھے ۔ عام ہندو مسلمان عیسائی جمع ہو جاتے اور شوق سے سنتے تھے ۔
قرآن شریف کے عاشق دالدہ تھے ۔ افسوس کہ ضعیف العمر والدین کے اکلوتے فرزند تھے ۔ اور جہاں تک راقم کو معلوم ہے (اگرچہ قادیان چلے جانے کے بعد پھر ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا) مرحوم لاولد تھے ۔ مرزا صاحب اور جماعت احمدی کو اون کی دائمی جدائی کا سخت صدمہ پونچا ہے اور ان کے دوستوں اور عام مسلمانوں کو عموماً سخت قلق ہے ۔ مرزا صاحب کی طرف سے ہرچند دوا اور دعا کی گئی ۔ مگر مقدر مبدل نہیں ہوسکتا ۔ چون مبدل شد اعتدال مزاج نہ عزیمت اثر کند نہ علاج ۔ زمانہ کئی انقلاب دیکھنے کے بعد کبھی جاکے اس دل و دماغ کا دوسرا پیدا کریگا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

خداوند تعالےٰ مرحوم کو مغفرت کرے اور اُس کے متعلقین کو صبر جمیل بخشے ۔

راقم لدھا خاں از گھرتل ضلع سیالکوٹ

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکماء ہندوستان کے شکریہ قبول فرماویں

وزن پانچ تولہ خوراک و ماشہ محصول بذمہ خریدار

[illegible] اگر یقین ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ناچیز [illegible] الطاف کی نظر میں اس طرح سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا [illegible] کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکماء ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آج ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا وال اس غرض سے اس ملک میں آ چکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی لیکن جب رفتہ رفتہ ملک میں چار دانگ مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنیوالے

خود تسلیم [illegible] ہو گئے [illegible] حوصلہ افزائی کیلئے کمربستہ ہو گئے [illegible] بزرگ جماعت نے توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ [illegible] ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل سے خدا کے فضل سے پورا ہو گیا [illegible] جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ [illegible] ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جیسا نہیں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام [illegible] نہیں سال سے ساتھ ہی اس میں [illegible] آپ کو اسکی ضرورت تھی [illegible] کام ہر وقت مریضوں کا علاج

کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت ارسطا طالیس، جالینوس، بو علی سینا ہی کیوں نہ ہوں ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک [illegible] پاک دل طبیب کو اسکی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا شکریہ نہایت ادب سے کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ ہیں میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں انکا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمدردوں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں۔

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج جین ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن پاپوں ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب [illegible]
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب [illegible] ناگپور
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ [illegible]
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب [illegible] ضلع [illegible]
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب [illegible] ضلع [illegible]
جناب ڈاکٹر محمد حمید حسین صاحب [illegible]
جناب ورکاہی بخش صاحب [illegible] ریاست [illegible]
جناب ڈاکٹر ہیرا رام صاحب [illegible] ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب [illegible] بنگال
جناب ڈاکٹر عبد الحمید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار [illegible] ڈسپنسری [illegible] بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب [illegible] ڈسپنسری [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خانصاحب [illegible] ناگپور
جناب [illegible] صاحب [illegible] اسسٹنٹ [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم صاحب [illegible] بنگال

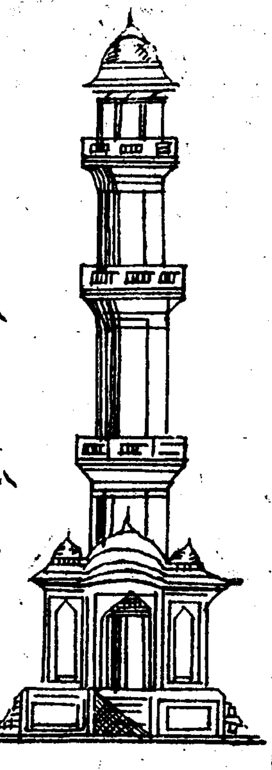
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] اسسٹنٹ [illegible] ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید [illegible] علی صاحب [illegible] ڈسپنسری [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] بنگال
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ [illegible] صاحب ریاست [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ایل ایم ایس [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] علی صاحب [illegible]
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] اسسٹنٹ [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ایل ایم ایس [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] لمیٹڈ
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] لمیٹڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ضلع [illegible]
جناب حکیم [illegible] حسین خانصاحب ضلع ساگرہ
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی [illegible] ریاست [illegible]
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلی [illegible]
جناب حکیم [illegible] الدین صاحب [illegible] ریاست پٹیالہ
جناب حکیم احمد علی صاحب ریاست [illegible] پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب [illegible] ضلع [illegible]

جناب حکیم محمد صدیق صاحب جلالی نجیب آباد [illegible]
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب [illegible] گاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب [illegible] ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب [illegible] مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب [illegible] ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب [illegible] ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار [illegible]
جناب حکیم رحیم بخش صاحب [illegible] پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب [illegible] ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خانصاحب [illegible] ضلع آسام بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر [illegible]
جناب حکیم ناظم حسین صاحب [illegible] برہما
جناب حکیم محمد [illegible] حسین صاحب دل سنگھ سرائے [illegible]
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب [illegible]

آمدم برسر مطلب مفرح عنبری میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اسمیں کوئی [illegible] چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات خواہ وہ یورپ کے کسی کونے سے آتی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے بلکہ چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں اب اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپکے آرڈر کا منتظر ہوں۔

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارِ قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عـ۸ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؎ ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

تازہ الہامات ورؤیا

(۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) خواب میں دیکھا کہ میں کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے۔

علمُ الدّرمان ۲۲۳

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے

(۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء) میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے تب اس کشفی حالت میں ہی میں نے دعا کی۔

الہام ہوا

اِنَّ المنایا لا تطیش سہامھا

یعنے موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ تب میں نے اسی کشفی حالت میں ہی پھر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تب الہام ہوا

اِنَّ المنایا قد تطیش سہامھا

اس کے بعد یہ بھی الہام تھا۔

در رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے یہ کس کے حق میں ہے۔

واللّٰہ اعلم بالصّواب

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ بہر حال اچھی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے حقیقۃ الوحی ختم ہو گئی۔ اس کی قیمت . . . ایک روپیہ نہیں بلکہ سوا روپیہ محصول ڈاک کے علاوہ مقرر ہوئی ہے۔ یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اسکا ہونا ضروریات سے ہے۔

(۲) مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی دارالامان تشریف لے آئے ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

(۳) مسجد مبارک کی توسیع کی ضرورت حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے محسوس کی ہے اور سعی فرما رہے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو مسجد بڑھ جاوے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ارادوں کو پورا کرنے والا ہے۔

الحکم کے پچھلے فایل

الحکم کے پچھلے فایل جو نایاب اور نادر مضامین سے لبریز ہیں اسوقت دفتر الحکم سے مل سکتے ہیں چونکہ بہت تہوڑی جلدیں باقی ہیں اور سردست انکا دوبارہ چھپنا مشکل ہے اسلئے جو صاحب چاہیں منگوالیں۔ پھر یہ فایل سینکڑوں روپیہ کے صرف سے بھی نہیں ملیں گے۔

۱۸۹۷ء	عـ۸
۱۸۹۸ء	ے
۱۸۹۹ء	ے
۱۹۰۰ء	معہ
۱۹۰۱ء	عـہ
۱۹۰۲ء	عـہ
۱۹۰۳ء	عـہ
۱۹۰۴ء	عـہ
۱۹۰۵ء	عـہ

کُل فایل یکدم خریدنے والے کو ۶۰ پر دئے جاویں گے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

درود شریف پڑھنے کی کیوں ضرورت ہے؟

لاہور کے وطن اخبار میں جسکو بیٹے اسلام کی تردید میں عیسائیوں کی کتابیں بیچنے سے منع کیا ہے کسی شخص نے درود شریف کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ مفسر قرآن مولوی انشاء اللہ خان صاحب اسی پرچہ میں اسکا جواب بھی ساتھ ہی شائع کر دیتے مگر خدا تعالیٰ نے اُن سے یہ توفیق چھین لی۔ اور نہیں اسمد نہ ہوئی کہ خود کوئی جواب اس اعتراض کا دیں۔ اس شیخی پر لوگوں کو میور کی تصنیفات پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وطن کے اس اعتراض کو پڑھ کر ایک خادم اسلام کے دل میں درد اٹھا اور اسنے جب تک اسکا جواب نہ لکھ لیا۔ دوسرا کام نہیں کیا میں اُس جواب کو کسی حاشیہ اور اضافہ کے بدون چھاپ دیتا ہوں **وطن** کا فرض ہے کہ اپنے اخبار میں بھی اسے شائع کرے اور معترض کو اجازت ہے اگر اس کے بعد بھی کچھ کہنا چاہتا ہے تو ضرور لکھے اسکا جواب دیا جاویگا۔ میں اس پر اپنی طرف سے فی الحال کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا بجز ایک بات کے اور وہ یہ ہے کہ انسانی فطرت میں یہ امر ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اسکا عملی درآمد عام طور پر ہم دیکھتے ہیں اسی فطرتی اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک اور محکم تعلیم دی مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللہ یعنی جسنے انسان کا شکر نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ انسان عظیم صاحب خلق عظیم جسنے دنیا کی کایا پلٹ دی اور خطرناک تاریکی سے اسے نکال کر روشنی کے ایک بلند مینار پر اسے لا کھڑا کیا۔ ہر قسم کی فسق و فجور اور وحشیانہ زندگی سے مہذب اور باخدا انسان بنا دیں اس سے محبت نکی جاوے اور اسکی شکر گذاری ہم میں ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی پہلو پر غور کر کے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ پھر یہ امر تمام مہذب ممالک مہذب افراد اور شائستہ اقوام کا دستور العمل ہے کہ وہ اپنے محسن کے لئے شکر گذاری کا ووٹ پاس کرتے ہیں اور اس میں تو بات بات پر تھینکیس تھینکیس ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات پر آپ کی کامیابیوں اور ترقی مدارج کے لئے شکریہ کے ووٹ (درود شریف) کے ذریعہ پاس ہوں تو اعتراض ہو۔ تعجب!

پھر یہ بھی نظام مملکت ہمارے سامنے ہے کہ اعلیٰ درجہ کے کارکنوں کے لئے سلاطین عالم خطاب تجویز کرتے ہیں انکے مناصب میں ترقیاں کرتے ہیں پھر احکم الحاکمین اپنے ایک عظیم الشان رسول کے مدارج میں ترقی کرے تو وہ قابل اعتراض ٹھیرے! افسوس!!

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

بہر حال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ امید ہے وطن اسے چھاپ دیگا۔ اور معترض صاحب کو اگر شک رہا تو وہ پوچھنے کی جرأت کریگا اور اسے جواب بحولہٖ تعالیٰ دیا جاویگا۔ ایڈیٹر

اخبار وطن مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۳۴ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰ میں ایک اعتراض درود شریف پر کسی شخص نے کیا ہے لہذا اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ٥

ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ سورہ احزاب رکوع ۷۔

اعتراض معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے نبی کریم پر درود بھیجا جو کافی نہ ہوا۔ پھر فرشتوں کو بھی حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ پھر مومنوں کی بھی ضرورت پڑی عجب نبی ہے جس کو خدا اور فرشتوں کا درود کفایت نہیں کرتا اور بالآخر خدا کو مومنوں تک کو بھی حکم دینا پڑا تم بھی درود پڑھا کرو۔ پھر بھی معلوم نہیں کہ کافی ہو سکے یا نہ ہو۔

جواب خدا کا فضل و کرم ہر وقت اسکے بندوں پر ہوتا ہے کیونکہ خدا کی ذات پاک رحمان و رحیم ہے مگر نزول فضل خداوندی کا اس عالم میں جسکا سلسلہ سبب اور مسبب سے وابستہ ہے کوئی نہ کوئی باعث یا ذریعہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک ذریعہ نزول رحمت باری تعالیٰ کا ایمان اور اعمال صالح ہے دیکھو سورہ النساء رکوع ۲۴ میں بیان ہوا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ۔

پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ بھی کئے ہیں پورا دیگا اللہ انکے اجر جو اُن سے وعدے کئے ہیں اور اُس پر زیادہ دیگا اپنے فضل سے۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک کاموں کے اجر کے علاوہ اپنے فضل پر زیادہ بھی عطا فرمایا ہے چونکہ درود بھیجنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند تعالیٰ جل شانہ کا از راہ فضل و کرم ہے اور فضل خداوندی جسقدر ہو وہ کافی ہے۔

معترض کا یہ کہنا کہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ اے معترض کسی کی حمایت کا محتاج ہونا کمزور اور ناتوان انسان کا کام ہے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک القادر القوی العزیز اور صمد ہے اس ذات مقدس کو کسی کی حمایت کا حاجت مند خیال کرنا صریح کفر ہے۔ رہا فرشتوں کا اور مومنوں کا آنحضرت کی ذات مبارک پر درود بھیجنا وہ خدا کی حمایت کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بہتری اور بہبودی چاہنا ہے اس امر پر دلیل یہ ہے چنانچہ سورۂ انعام رکوع ۲۰ میں ارشاد خداوندی یوں ہوا ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا یعنی جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر۔ سورۂ النساء رکوع ۲۴ میں اجر پر زیادتی بیان فرمائی اور سورہ انعام میں اصل اجر کے سوا دس گنا زیادہ ثواب دینا ارشاد فرمایا ہے۔ اور سورہ حم السجدہ رکوع اول میں فضل بے بہا جوش زن ہو رہا ہے یہاں حکم ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ یعنی البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے نیک کام انکو اجر ملنا ہے جو بس نہ ہو۔

آیات مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کا اجر دیکر اسکے علاوہ بطور بخشش کے دس گنا ثواب کیا بلکہ لا انتہا مہربان فرماتا ہے۔ اب یہ بھی جاننا ضروری امر ہے کہ نیکی اور نیک کام کیا ہے جسکے ذریعہ سے برکات آلہی عطاء فرمائے جاتے ہیں۔ حضرات نیک کام یا پاکیزہ عمل اپنے مالک الملک خدا کے تدبیر کے حکموں کا بجالانا ہے۔

اور فرشتوں کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بحکم آلہی ہے کیونکہ فرشتوں کا کوئی فعل بدون مرضی خدا کے نہیں ہوتا۔ دیکھو سورہ تحریم رکوع اول میں اس امر کا فیصلہ موجود ہے ویفعلون ما یؤمرون یعنے فرشتے وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم آلہی ہوتا ہے۔

فرشتوں اور انسانوں کو جو اپنے پیارے رسول پر درود بھیجنے کا حکم ربانی ہوا ہے اسکی یہ غرض نہیں تھی کہ جو رحمت اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم پر بذریعہ درود نازل فرما چکا ہے وہ کافی نہیں تھی اور خدا کی رحمت کا خزانہ تمام ہو چکا تھا اور نہ خدا کا یہ فرمانا ہے کہ اے فرشتو اور انسانوں تم میری حمایت کرو اور میرے نبی پاک پر درود بھیجو تا کہ وہ نقص اور کمی جو میرے درود بھیجنے میں رہ گئی ہے شاید پوری ہو جاوے اور میرے رسول کا کام چلے۔ حاشا للہ یہ گمان کرنا خدا کی ذات پاک پر سراسر کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سورہ السباء رکوع ۳ میں فرماتا ہے وَ مَا لَہُمۡ فِیۡہِمَا مِنۡ شِرۡکٍ وَّ مَا لَہٗ مِنۡہُمۡ مِّنۡ ظَہِیۡرٍ یعنے اور نہیں واسطے انکے بیچ ان دونوں کے کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

اے نادان معترض خدا کی رحمت کے خزانے بے بہا ہیں دیکھ لا انتہا خزانوں کا مالک اپنی کلام پاک یعنے سورہ ابراہیم رکوع ۵ میں فرماتا ہے وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا۔ یعنے نعمہائے الٰہی کا کوئی شمار نہیں کر سکتا اسکے خزانے لا محدود ہیں۔

اور ہم قرآن کریم کی آیات سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ نیک عمل پر اجر کے علاوہ خدا اپنے فضل و کرم سے دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور دس گنے سے بھی بڑھ کر بے شمار بخشش کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی نیک اعمال ہے منجملہ نیک اعمال کے بحکم خداوندی درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر یہ بھی ایک اعلے درجہ کا نیک کام ہے اور یہ نیک عمل خواہ فرشتے بجا لاویں یا انسان ہر ایک کو نیک کام پر اجر دینا الٰہی وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اعمال کے اجر کے علاوہ عطاء فرمانا خواہ اس گنا ثواب یا بیشمار

بخشش کرنا یہہ خدا کے فضل وکرم کا ثبوت ہے۔ الغرض درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر بھیجنے والوں کے لئے رحمت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے پیغمبر علیہ السلام کی کسی کمی کی تلافی نہیں۔ اور نہ خدا کے اڑے وقت کسی فرشتہ کا کام آنا جیسے کہ معترض نے اپنی جہالت سے خیال کیا ہے پس درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور اس ادائے واجب سے فرشتوں اور انسانوں پر جو اپنے پیارے رسول پاک پر درود بھیجتے ہیں اس اعمال صالح کیوجہ سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور نیز اللہ تعالےٰ جلّ شانہٗ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پہونچانا بندگان خدا کا جو بطور پیشگوئی زبور ۷۲ آیت ۱۵ میں یوں فرمایا ہے۔ اسکے حق میں یعنے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ سدا دعا ہوگی ہر روز اس کی مبارک بادی کہی جائے گی۔

خدا تعالےٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا پورا کرنا زبور پاک کی صداقت کا اظہار مقصود تھا اور فرشتوں اور انسانوں کو بذریعہ درود شریف بھیجنے پیغمبر علیہ السلام پر اجر عظیم کا عطا کرنا اور اپنے حبیب پاک کو اس اجر عظیم کا ذریعہ ٹھہرانا تھا۔ اگر کسی عیسائی کے دل میں یہہ خیال گزرے کہ زبور ۷۲ کی پیشگوئی ہمارے یسوع کے حق میں ہے تو اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں صاف لکھا ہے کہ اسکے لئے سدا دعا یعنے برکت ہوگی۔ اے عیسائیوں تم بجائے برکت کے معاذ اللہ یسوع کے نام پر لعنت کرتے ہو۔ دیکھو خط گلیتون باب ۳ آیت ۱۳ میں لکھا ہے۔ مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے +

جائے انصاف ہے کہ اگر یہہ پیشگوئی مندرجہ زبور ۷۲ بحق یسوع کے ہوتی تو بجائے لعنت کے عیسائی صاحبان اپنے فرضی خدا یسوع پر برکت بھیجتے نا کہ لعنت +

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

کمترین شیخ الہ دین لودھانوی واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

۱۳۲۴ھ بابت افق شہر لاہور عرض بلد شمالی ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقے۔ طول شرقی یعنی وقت نصف النہار شاہی عیدگاہ گرینچ سے ۴ گھنٹے ۵۷ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ مرتبہ قاضی محمد عبد الرحمٰن صاحب وکیل ریاست مقام نرواتہ

رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ	اکتوبر و نومبر ۱۹۰۶ء	وقت طلوع صبح صادق ۵ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت نصف النہار ۱۲ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت نماز مغرب ۵ بج کر منٹ	سیکنڈ
یکم	۲۰	۱۷	۱۴	۱۷	۱۸	۵۹	۲۹
۲	۲۱	۱۷	۵۴	۱۷	۲۷	۵۸	۲۴
۳	۲۲	۱۸	۳۴	۱۷	۱۷	۵۷	۱۹
۴	۲۳	۱۹	۱۵	۱۷	۸	۵۶	۱۶
۵	۲۴	۱۹	۵۶	۱۷	۰۰	۵۵	۱۴
۶	۲۵	۲۱	۳۷	۱۶	۵۲	۵۴	۱۲
۷	۲۶	۲۲	۱۸	۱۶	۴۵	۵۳	۱۳
۸	۲۷	۲۲	۵۹	۱۶	۳۹	۵۲	۱۳
۹	۲۸	۲۳	۴۱	۱۶	۳۴	۵۱	۱۵
۱۰	۲۹	۲۴	۲۳	۱۶	۲۸	۵۰	۱۸
۱۱	۳۰	۲۵	۵	۱۶	۲۴	۴۹	۲۲
۱۲	۳۱	۲۵	۲۷	۱۶	۲۱	۴۸	۲۸
۱۳	یکم نومبر	۲۵	۲۹	۱۶	۱۸	۴۷	۳۵
۱۴	۲	۲۶	۱۱	۱۶	۱۷	۴۶	۴۳
۱۵	۳	۲۶	۵۴	۱۶	۱۶	۴۵	۵۲
۱۶	۴	۲۷	۳۷	۱۶	۱۶	۴۵	۲
۱۷	۵	۲۸	۲۰	۱۶	۱۷	۴۴	۱۴
۱۸	۶	۲۹	۳	۱۶	۱۸	۴۳	۲۶
۱۹	۷	۲۹	۴۷	۱۶	۲۱	۴۲	۴۱
۲۰	۸	۳۰	۳۱	۱۶	۲۴	۴۱	۵۷
۲۱	۹	۳۱	۱۵	۱۶	۲۸	۴۱	۱۴
۲۲	۱۰	۳۱	۵۹	۱۶	۳۲	۴۰	۳۲
۲۳	۱۱	۳۲	۴۳	۱۶	۳۸	۳۹	۵۲
۲۴	۱۲	۳۳	۲۷	۱۶	۴۴	۳۹	۱۴
۲۵	۱۳	۳۴	۱۱	۱۶	۵۱	۳۸	۳۷
۲۶	۱۴	۳۴	۵۶	۱۷	۰۰	۳۸	۱
۲۷	۱۵	۳۵	۴۱	۱۷	۹	۳۷	۲۷
۲۸	۱۶	۳۶	۲۶	۱۷	۱۹	۳۶	۵۵
۲۹	۱۷	۳۷	۱۱	۱۷	۲۹	۳۶	۲۴

(۱) اوقات مندرجہ نقشہ انڈین سٹنڈرڈ ٹایم۔ (ہندوستان کا مستند وقت) کے مطابق ہیں۔ جسے ریلوے ٹایم بھی کہتے ہیں۔

(۲) کسی تاریخ کو جب لاہور کی دہوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت ہو تو جیبی گھڑی کا وقت اُس تاریخ کے وقت نصف النہار مندرجہ نقشہ کے برابر کر لینا چاہئے۔ اس طرح پر جیبی گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق ہو جائیگا۔ اسی طرح دیگر مقامات پر بھی دہوپ گھڑی کے وقت سے جیبی گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق اُس قدر منٹ اور سکنڈوں کی کمی یا بیشی کرنے سے بنا سکتے ہیں کہ لاہور سے جس قدر عرصہ پہلے یا پیچھے اُن مقامات پر نصف النہار کا وقت ہوتا ہے۔

(۳) وقت مغرب احتیاطاً غروب آفتاب سے ٹھیک ۳ منٹ بعد لکھا گیا ہے۔

(۴) جن مقامات کا عرض بلد لاہور کے مطابق یا قریب قریب ہے اُن میں یہ نقشہ بخوبی کام دے گا۔

مقامات ذیل میں صبح صادق و نصف النہار و مغرب کا وقت مندرجہ ذیل تفاوت سے ہوگا۔

امب ضلع ہوشیارپور ۷ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ اٹاری ضلع امرت سر ایک منٹ ۸ سکنڈ پہلے۔ امرت سر ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بیاس شرقی سٹیشن کپورتھلہ ۳ منٹ ۵۶ سکنڈ پہلے۔ بیاس مغربی سٹیشن امرت سر ۳ منٹ ۵۲ سکنڈ۔ باغبانپورہ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بجواڑہ ضلع ہوشیارپور ۶ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ بٹالہ ضلع گورداسپور ۳ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ ریاست لوکیت ۱۰ منٹ پیچھے۔ بوٹاری ضلع امرتسر ۳ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ جنڈیالہ ۲ منٹ ۸ سکنڈ پہلے۔ چنیوٹ ضلع جھنگ ۵ منٹ ۲ سکنڈ بعد۔ بھکر ضلع میانوالی ۱۳ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ بنی میان خان ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان ۱۳ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ بھلی ضلع گوجرانوالہ ۱ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ بخاری ضلع جھنگ ۵ منٹ ۵۲ سکنڈ بعد۔ ہوشیارپور ۶ منٹ ۸ سکنڈ پہلے۔ جلو لاہور ۴۴ سکنڈ پہلے۔ چھرالا ضلع لاہور ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ۔ سمانانوالہ ضلع گوجرانوالہ ۲ منٹ ۴۴ سکنڈ بعد۔ شاہ حسین ضلع شاہ پور ۹ منٹ ۲۵ سکنڈ بعد۔

جن مقامات کا عرض بلد لاہور سے مطابق نہیں۔ انمیں سے چند مقامات کا فرق یکم رمضان اور ۲۹ رمضان کا دیا جاتا ہے۔ جس سے باقی ایام کا فرق تقریباً معلوم ہو سکتا ہے۔

یکم رمضان مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء ۷ر نومبر مطابق ۲۹ر رمضان المبارک

نام مقام	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے یا بعد	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے یا بعد
ریاست بہاولپور	۱۰	۲۰	بعد	۱۲	۳۶	بعد	۸	۲۷	بعد	۱۴	۳۲	بعد
الور	۹	۳۹	پہلے	۵	۴۴	قبل	۱۳	۳۴	قبل	۲	-	قبل
نارنول	۹	۴۳	قبل	۲	۸	"	۱۲	۴۵	"	۲	۵۷	"
دہلی	۹	۵	"	۹	۲۴	"	۱۵	۱	"	۶	۴۹	"
ریاست رامپور	۱۴	۱۰	"	۱۶	۱۵	"	۲۲	۹	"	۳	۵۷	"
مراد آباد	۱۸	۱۴	"	۱۵	۱۹	"	۲۱	۳	"	۳	۱	"
پیلی بہیت	۲۲	۱۸	"	۱۹	۲۳	"	۲۵	۱۷	"	۱۷	۵	"
کانپور	۱۵	۷	"	۱۹	۴۲	"	۲۹	۶	"	۱۵	۲	"
دیوبند	۳	۳۲	"	۱۱	۴۷	"	۱۵	۲۱	"	۱۰	۳	"
علیگڈھ	۱۵	۳۴	"	۱۱	۴۱	"	۱۹	۳۰	"	۸	۲۷	"
[illegible]	۶	۲۷	"	۵	۴۱	"	۱۲	۳۰	"	۲	۲۷	"

منجملہ ان کے قوم نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا ہے کہ احمدیوں ہی میں ناطے رشتہ ہونے چاہئیں۔ اسلئے اس تحریک کو قایم رکھنے کے لئے ہمیشہ ایسی درخواستیں شایع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ مگر کسی ایسے خط کا جواب نہ ملیگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہو۔ ایڈیٹر۔

منشی نبی بخش صاحب نائب کورٹ انسپکٹر ایک صالح اور متقی احمدی ہے۔ یہانتک کہ انہیں مکالمات الٰہیہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ نکاح کے خواہشمند ہیں مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ سے خط وکتابت ہو۔

مولوی عبد اللہ خاں صاحب احمدی مدرس ہندر کالج پٹیالہ کے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ طالب علم ایف۔ اے کلاس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک معزز خاندان کے ممبر ہیں۔ لڑکا اس سال ایف۔ اے میں شریک ہوگا۔ آیندہ اللہ تعالےٰ چاہے تو بی۔ اے پاس کرنے کا ارادہ ہے احمدیوں میں شادی کرنے کی ضرورت ہے۔

چودہری قاسم علی قوم راجپوت فلنگ جمعدار ریلوے احمدی بھائی ہے اور نکاح کا خواہشمند ہے بابو عبد الرزاق سٹیشن ماسٹر لودہانہ ان کی دینداری اور نیک چلنی کی خاص تعریف کرتے ہیں۔ خط وکتابت دفتر الحکم سے ہو۔

ضرورت نکاح

الحکم میں ایک عرصہ سے ایسے اشتہار چھاپے جاتے ہیں ان اشتہارات کے ذریعہ قوم میں کئی تعلق قایم ہوئے ہیں اور جس سے مفید نتایج پیدا ہونے کی امید

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب حالت یہانتک پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دیئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیحیائی کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ انکو سزا دیجاتی - اسوقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے تو البتہ یہ ہوسکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا مگر وہ چاہتا تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اسلئے اسوقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اسوقت تلوار اٹھانا کسی قانون - مذہب اور اخلاق کے رو سے قابل اعتراض نہیں ٹھیرتا وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بھی صبر نہیں کر سکتے - اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے ؟ میں یہ بھی کہولکر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں - خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم

زندہ نبی ہیں

اسلئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں - اور آیندہ جب اسلام ترقی کریگا تو اسکی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اسوقت ایسا خیال ہی کرنا گناہ ہے - کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں۔ مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملہ کرتے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا - وہ دیکہتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تھے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے - ان دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے -

اذن للذین یقاتلوا بانہم ظلموا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اسوقت دیا گیا جب مسلمانوں پر ظلم کی حد ہوگئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا گیا اوس وقت کی یہ اجازت تھی - دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تھا - چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا -

یضع الحرب

اب یہ تو اسکی سچائی کا نشان ہے - کہ وہ لڑائی نہ کرے گا - اسکی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہی ہیں عیسائی ہیں کہ انکا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں - پس اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیئے یا تیر چلانے چاہئیں اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھکر احمق اور اسلام کا دشمن کون ہوگا ؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور - جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پھر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا اگر ہم حق پر ہوکر تلوار کا نام لیں - اسوقت تم کسی کو تلوار دکھاکر کہو کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کر دونگا - پھر دیکھو نتیجہ کیا ہوگا وہ پولیس میں گرفتار کراکے تلوار کا مزا چکھا دے گا -

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں ان کو سروں سے نکال دینا چاہیئے - اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے اسے دور کر کے دکھایا جاوے - میں یہ بھی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو موقع خدا تعالےٰ نے دیا ہے اور عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو راستہ کہولا گیا تھا اسے ہی بری نظر سے دیکھا اور اس کا کفر کیا

میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنیوالا ہے میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں خدا تعالےٰ نے اس قوم کو جو فراست دی ہے - انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھہ لیا ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان کے سامنے میں اسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جھاگ آ جاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی تھی

ادفع بالتی ھی احسن

یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے - میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں اس کیطرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے کہ میں مفتری نہیں - کذاب نہیں - اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر ہوئے - دیکھکر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر میں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو - کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسے ہلاک کرے مگر یہاں اسکے برخلاف معاملہ ہے - میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اسکی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے - اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دلمیں میری محبت ڈالدی - میں اسپر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب ہوا اور اللہ پر اس نے افترا کیا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اسکی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اسقدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اسکی مرادوں کو پورا کیا ہو - دکھاؤ۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کے مرسل ان نشانات اور تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کے لئے دکھاتا اور انکی تائید کرتا ہے - میں اپنے قول میں سچا ہوں اور خدا تعالیٰ جو دلوں کو دیکھتا ہے وہ میرے دل کے حالات سے واقف اور خبردار ہے - کیا تم اتنا بھی نہیں کہہ سکتے جو آل فرعون کے ایک آدمی نے کہا تھا

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

کیا تم یہ یقین نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ جہوٹوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے - تم سب ملکر جو مجھہ پر حملہ کرو - خدا کا غضب اس سے کہیں بڑھکر ہوتا ہے پھر اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے - یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کریگا - کل نہیں کہا اسمیں حکمت کیا ہے ؟ حکمت یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں وہ توبہ - استغفار اور رجوع الی الحق سے ٹل بھی جایا کرتی ہیں - پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے ایک وعدہ کی جیسے فرمایا

وعد اللہ الذین امنوا منکم اہل سنت مانتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تخلف نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالےٰ کریم ہے - لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ ڈراکر بخش بھی دیتا ہے اسلئے کہ وہ رحیم ہے -

بڑا ناداں اور اسلام سے دور پڑا ہوا وہ شخص جو کہتا ہے وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ قرآن کریم کو چھوڑتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف تو کہتا ہے یصبکم بعض الذی یعدکم -

افسوس ہے بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں مگر انہیں نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بغض کی جہاگ ہوتی ہے اسلئے وہ دہوکہ دیتے ہیں - یاد رکھو الکریم اذا وعد وفی رحیم کا تقاضا یہی ہے کہ قابل سزا ٹھیراکر معاف کر دیتا ہے اور یہ تو انسان کی بھی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کر دیتا ہے ایکمرتبہ میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اسپر جرم ثابت تھا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس تھا - اسے اتفاقاً چٹھی آگئی کہ کسی دور دراز جگہ پر اسکی تبدیلی ہوگئی ہے وہ غمگین ہوا - جو مجرم تھا وہ بوڑہا آدمی تھا منشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مر جاویگا - اس نے بھی کہا کہ حضور بال بچہ دار ہے اسپر وہ انگریز بولا کہ اب مثل مرتب ہوچکی ہے اب ہو کیا سکتا ہے پھر کہا کہ اچھا اس مثل کو چاک کر دو - اب غور کرو کہ انگریز کو تو رحم آ سکتا ہے خدا کو نہیں آتا ؟

پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اسکا رواج ہے ؟

فطرتًا انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے۔ اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو۔ یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطرارًا انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ نہیں رد بلا ہوتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقینًا جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی مذہب ہے اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔

پیشگوئی اور ارادہ الٰہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دیجاتی ہے اور ارادہ الٰہی پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ اور وہ مخفی رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ الٰہی نبی کی معرفت ظاہر کر دیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہوتی اگر پیشگوئی نہیں ٹل سکتی تو پھر ارادہ الٰہی بھی صدقہ خیرات سے نہیں ٹل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ اسلئے فرمایا۔

ان یک صادقا فیصبکم بعض الذی یعدکم

اب اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ٹل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کروگے تو میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنیوالے ٹھہروگے۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کل اہل سنت جماعت اور کل دنیا کا مسلم مسئلہ ہے کہ تضرع سے عذاب کا وعدہ ٹل جایا کرتا ہے کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں بھول گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا اسکی وجہ کیا تھی؟ درمنثور وغیرہ کو دیکھو اور بائبل میں یونہ نبی کی کتاب موجود ہے۔ اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھکر توبہ کی اور اسکی طرف رجوع کیا خدا تعالیٰ نے اس کو بخشدیا۔ اور عذاب ٹل گیا اور پھر حضرت یونس یوم مقررہ پر عذاب کے منتظر تھے لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ نینوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے تو حضرت یونس پر

بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا

لن ارجع الی قومہ کذابا

یعنے میں اپنی قوم کیطرف کذاب کہلاکر نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن شریف کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی پیشگوئی پر جو پہلے ہی سے شرطی تھی اعتراض کرنا تقوے کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دے اور تکذیب کو آمادہ ہو جاوے۔

حضرت یونس کا قصہ نہایت .... دردناک اور عبرت بخش ہے اور وہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔

یہاں تک کہ وہ دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ تب تو یہ منظور ہوئی یہ سزا اور عتاب حضرت یونس پر کیوں ہوا؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو قادر نہ سمجھا کہ وہ وعید کو ٹالدیتا ہے۔ پھر تم لوگ کیوں میرے متعلق جلدی کرتے ہو؟ اور میری تکذیب کے لئے ساری نبوتوں کو جھٹلاتے ہو؟

یا در کھو خدا کا نام غفور ہے پھر کیوں وہ رجوع کرنیوالوں کو معاف نہ کرے؟

اس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہوگئی ہیں انہیں غلطیوں سے جہاد کی غلطی بھی ہے مجھے تعجب ... کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے؟

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کریگا اور قلم دعا۔ توجہ سے اسلام کا بول بالا کریگا۔ اور افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جسقدر توجہ دنیا کیطرف ہے دین کیطرف نہیں دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہوکر یہ امید کیونکر کرسکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں وہاں تو صاف لکھا ہے

لا یمسہ الا المطھرون

اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنیکی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بیدین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔ اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی حالت جو اسوقت ہے وہ پوشیدہ نہیں بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہورہے ہیں۔ ہر پہلو سے وہ گررہے ہیں انکی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسکی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اگر اسوقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کیجاتی تو وہ اور کونسا وقت آئیگا۔ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہوگئی تھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہوجائیگا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اسکی نصرت کریگا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں اسلئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاتا۔

میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اسکی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپ نے اسلام کیخاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہوجاتا۔ اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اسکا جو حال ہوگیا ہے وہ میں کیونکر کہوں

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جسطرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسطرح مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے رکھدی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت یہ توحید گم ہوگئی تھی۔ اور یہ ملک آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے جس میں بت پرستی کے ساتھ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہا۔ اس کا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہوجانا اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان روبخدا ہو جاوے رو بدنیا نہ رہے اور اس مقصد کیلئے اسلام نے اپنی تعلیم کو دو حصے کئے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اسکو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کیوجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں انہوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ انکا مال لوٹ لو بلکہ یہانتک بھی کہ انکی بیویاں نکال لو حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں وہ تو ایک صاف اور مصفا مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دیکھتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوت کو چاہتا ہے اسیطرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایکدوسرے کیساتھ ہمدردی ہو وہ نہیں

اخبار وطن اور اشاعتِ کفر

مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی حرکت مذہبی ناظرین دیکھ چکے ہیں یعنی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ان کی چٹھی کو مع اپنے ریمارکس کے چھاپ دیا ہے مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو اب شاید سانپ سونگھ گیا ہے کہ وہ اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں بولتے لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے کہ وہ اسطرح پر اس اشاعت کفر کے داغ کو چھپا لیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انہیں ننگا کر کے پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاویگا اگر وہ اس سے توبہ نکریں گے اور اس خطرناک گناہ کا کفارہ ندیں گے۔

کھلی چٹھی شائع کرنے کے بعد مجھے مسلمان معاصرین پر افسوس ہؤا تھا کہ انھوں نے اظہار حق سے محض اس بنا پر بے پروائی کی کہ ایڈیٹر وطن کی مخالفت کرنی پڑتی تھی۔ ایسے یار فروش مسلمان اخبار نویسوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ کتمان حق کے لئے وہ بھی عتاب آلہی کے نیچے نہ آجاویں۔ خصوصیت سے روزگار۔ وکیل۔ اور کرزن گزٹ۔ اہل فقہ۔ النجم وغیرہ اسلامی اخبارات پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ابتک اس معاملہ پر کچھ نہیں لکھا۔ اور اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وطن کا ایڈیٹر انشاء اللہ خان ہے

میں عنقریب وہ فتوی شایع کرون گا جو انشاء اللہ خان صاحب کی اس کارروائی کے متعلق علماء دین گے۔ فی الحال میری کھلی چھٹی پر معاصرین نے جو کچھ لکھا ہے اسے شایع کیا جاتا ہے۔

(روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایڈیٹر وطن کی اشاعتِ کفر

عنوان بالا سے ایک طویل کھلی چٹھی چھاپ کر ایڈیٹر الحکم نے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا کہ وہ سر ولیم میور مشہور مخالف اسلام اور دوسرے متعصب پادریون کی تصانیف محض منافع کے لالچ سے مسلمانون میں پھیلاتا ہے اور اس طرہ یہ کہ باوجود اعلان رعایت اُن کی قیمت معمولی کتب فروشون سے بہت زیادہ چارج کرتا ہے۔ چاہئے تھا کہ ایڈیٹر وطن اپنے اخبار میں اس کا جواب دے کر اپنی پوزیشن صاف کرتا۔ مگر عام توقع اور فرض منصبی کے خلاف اُس نے ایڈیٹر الحکم کو ایک کارڈ لکھ کر اُس کی ذات پر بعض رکیک و ناگوار حملے کرنے کے بعد فروخت کتب مذکورہ کے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ اُس میں مخالفین کے خیالات سے اہل اسلام کو واقف بنانے اور اُن سے اعتراضات کے جواب لکھوانے کی غرض مدنظر رکھی گئی ہے جو ایڈیٹر الحکم نے ایک تازہ مضمون میں اس حذر لنگ کے خوب بخیئے اُدھیڑے ہے اور اشتہار کی عبارت سے ثابت کیا کہ اُس میں کتابوں کے از سر تا پا دین اسلام کی مخالفت اور جناب رسالتمآب کی اہانت سے معمور ہونے کا کہیں ذکر تک نہیں بلکہ عنوان اشتہار سے اُلٹا تعریف کا مفہوم نکلتا ہے۔ علاوہ ازین منصف مزاجوں کے نزدیک جوابات لکھوانے کا عذر اس لئے بھی مقبول نہیں ہو سکتا کہ اُن کتب کی کافی تردید پہلے کی جا چکی ہے اور لایق عیسائی علماء تک مصنفین کو اُن کی لغویت و بیہودگی پر ملامت کر چکے ہیں۔ نظر برین جلد تعلیم یافتوں کو اُن کے مطالعہ سے بجز ملال و بد عقیدگی کے رتی بھر بھی مفاد متصور نہیں۔ نیز اگر یہ فروخت اسلامی خدمت میں داخل ہو تو بائبل سوسائٹی اس سے بہتر طریق پر اسے ادا کر رہی ہے۔ پھر قیمت کی زیادتی کا الزام بدستور قایم رہتا ہے جو ایک ہمدردی قوم و خدمت دین کا دعوے چکنے چپڑے لفظوں میں کرتے رہنے والے کیلئے سخت نازیبا ہے۔

معزز ہمعصر زمیندار کی رائے

معزز ہمعصر زمیندار نے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا جسکو میں ذیل میں درج کروں گا۔ اسکے بعد انہوں نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے زمیندار میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہوں گا کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کے تعلقات کا کسی حد تک انہوں نے لحاظ ضرور کیا ہے۔ میں تو مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر کفر کا فتوی نہیں دیتا ہاں میں انکی اس فعل کو اشاعت کفر ضرور قرار دیتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ انکی یہ تجارت

فما ربحت تجارتھم

کی مصداق ہے۔ فتوی دینا میرا کام نہیں اور میرے فتوے کو عام مسلمان شاید ایک احمدی کا فتوی قرار دیکر مانیں ہی نہیں۔ اسلئے میں نے ایک استفتا طیار کیا ہے جو علماء اسلام خصوصاً انجمن مستشار العلماء لاہور کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ جس کے مولویصاحب غالباً ممبر ہیں۔

پھر اس فتوی کو دوسرے علماء کے سامنے پیش کر کے شایع کر دیا جاویگا۔ میں معزز ہمعصر زمیندار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ان تعلقات دیرینہ کی بنا پر جو انہیں مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے ساتھ ہیں انہیں مجبور کریں کہ وہ ان کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکالدیں اور جسقدر جلدیں انہوں نے فروخت کی ہیں انکی قیمت لوٹا دیں۔ اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کریں۔ ازاں بعد میں ان کی دوسری حرکت بے جا اور دخل در شریعت کو پیش کرونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو جائیگا کہ مولوی انشاء اللہ خان اسلام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

اب میں وہ دونوں مضمون نقل کر دیتا ہوں۔

کیا مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب بھی کافر ہوگئے

ایڈیٹر ”الحکم“ قادیان نے ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں ایڈیٹران اخبار کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جسمیں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن لاہور اسلامی دشمن اور قومی غدار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سر ولیم میور کی اُن تصانیف کی اشاعت و فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیکر قومی ٹریٹر کا کام کیا ہے جو سر ولیم نے اسلام کی مخالفت میں لکھی تہیں اور جنمیں اسلام اور بانئے اسلام کی ذات پاک کے خلاف دل کھولکر زہر اوگلا ہوا ہے۔ الحکم یہ بھی لکھتا ہے کہ پادری لوگ یہ کتابیں بعض اوقات مفت اور بعض اوقات سستے داموں بیچتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب ان کتابوں کو دوگنی قیمت پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب وطن بہت جلد اسکا جواب شائع کر کے معاملہ کی اصلیت کو پبلک پر ظاہر کر دینگے ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن سے جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو۔ ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ (زمیندار یکم اکتوبر)

ایڈیٹر وطن پر الحکم کا اعتراض

یکم اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن پر ایڈیٹر الحکم قادیان کا کفر کا فتوی ملخصاً درج کر کے لکھا تھا کہ ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا اس کے متعلق مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ہمیں مندرجہ ذیل مراسلت بھیجتے ہیں جسے ہم حسب منشاء مولوی صاحب درج اخبار کرتے ہیں۔

مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب کے ہمارے بڑے قدیمی تعلقات ہیں آنکے والد بزرگوار مولوی حاجی اللہ رضا صاحب مرحوم گوجرانوالہ اور کرنال کی ڈسٹرکٹ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمارے خاص اور بے تکلف مہربان بلکہ بھائی تھے اسوجہ سے ہمیں اُن کے خلف الرشید مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب سے خاص محبت ہے۔ اور ہم اُن کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے ہمیں ذاتی نیاز کی عزت حاصل نہیں اور نہ ہم اُن کے اعتقادات کے قایل ہیں لیکن اول الذکر کی محبت اور آخر الذکر کی مغائرت ہمیں ایک مذہبی معاملہ میں سچ کہنے سے روک نہیں سکتی اور ہم دونوں صاحبوں سے معافی کے خواستگار ہو کر اپنی رائے دیانتداری سے ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہم اہل قبلہ کی تکفیر کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں اور اس لئے منشی یعقوب علی صاحب نے جو کفر کا فتوی مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر جڑا ہے اسے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب تک مولوی انشاء اللہ صاحب صدق دل سے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں کسی مسلمان کا حق نہیں کہ انہیں کافر کہہ سکے۔

لیکن ہمیں مولوی انشاء اللہ صاحب کے اس طرز عمل پر بھی اعتراض ہے کہ سر ولیم میور کی کتابیں مسلمانوں میں رواج پائیں ہر ایک مسلمان مولوی انشاء اللہ خان نہیں اور ممکن ہے کہ ان تحریرات کو دیکھکر کوئی مسلمان لغزش کھا جائے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ انجیل پڑھ رہے تھے کہ رسول کریم نے دیکھ لیا اور غضب آلود ہو کر فرمایا کہ کیا انہیں قرآن مجید کافی نہیں۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم جیسے بزرگوں کی لغزش کا احتمال ہوا تو بہ ما و شما چہ رسد حالانکہ توریت و انجیل سے اسلام کی تائید ہوتی ہے اور میور صاحب کی تصنیفات میں اسلام کے خلاف زہر اگلا ہوا ہے حضرت اقدس مرزا صاحب اور ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو میور کی کتابیں منگانے اور پڑھنے اور علم لوگوں کو ان کتابوں کو دیکھنے یا سننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اُنکا منشاء تردید یا ازالہ اعتراض ہے۔ مگر عام لوگوں کو اور بالخصوص اکثر انگریزی خوانوں میں ان اعتراضوں کی تردید کی استطاعت نہیں اور اسلئے خطرہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو دیکھکر بھٹک جائیں ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب ان کتابوں کے ساتھ انکی تردید بھی شائع کر دیا کریں تو میور کی کتابوں کی اشاعت نہ صرف ایک جائز امر بلکہ ثواب ہے۔ صدہ ڈگری بحق منشی یعقوب علی۔ مگر خرچہ (یعنی فتوی کفر) کا دعوی خارج۔ گو منشی یعقوب علی صاحب ڈگری تو لیلیں مگر خرچہ کی نسبت ہمارا فیصلہ نہ مانیں کیونکہ جب ہم اُن کے اعتقادات سے متفق نہیں تو اُنکی دانست میں ہم بھی کافر ہیں۔

(زمیندار ۱۶ اکتوبر)

(باقی آیندہ)

کیا عورتیں کم عقل ہیں!

یوں تو آریہ سماج کی ہدایتیں جو آریہ پرشوں پرشانیوں کے لئے تجویز کیگئی ہیں ایسے نرالی اور ایک دوسرے سے ٹکر کہانیوالی ہیں کہ انکی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا عبث ہے مگر بعض ہدایتیں اس قسم کی بھی ہیں کہ انپر عمل درآمد نہایت ہی مشکل و کٹھن ہے۔ مگر چونکہ وہ ہدایتیں بقول سوامی جی مہاراج فائدہ سے مملو ہیں اسلئے ممکن ہے کہ انپر عمل درآمد کرنے کے لئے ہر ایک پرش و پرشانی کے منہ سے رال ٹپک پڑے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ بعض امور اور احکام سوامی جی نے اس قسم کے پیش کئے ہیں کہ مرد تو جبراً و قہراً اسپر عمل کر بھی سکتا ہے مگر عورت کا اسپر عمل کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے نکلنا۔ وجہ یہ کہ عورتیں ہوش سنبھالتے ہی یعنی جوانی کے عالم میں قدم رکھتے ہی ایسی تعلیم و تربیت کے ڈھنگے میں ڈالی جاتی ہیں کہ وہ انپر کسی طرح بھی عمل نہیں کرسکتیں اور اگر بفرض محال کریں بھی تو وہ اپنی نشست و برخاست یعنے سہیلیوں اور ہمسایوں میں کمال بے وقری کا نشانہ بنیں گی اور کہ انپر اکثر انکی ہمنشین مذاق اوڑانے سے بھی فرق نہیں کریں گے تو اب اس صورت میں کمال مشکل ہوگی کہ آیا وید کی آگیا پالن کیجاوے یا ہمسایوں اور ہمنشینوں کا مذاق اور ٹھٹھا سنا جاوے ہماری رائے میں آریہ سماج میں جو بڑے ہونے اور بڑائی کا دم مارنے والے ہیں وہ اسپر کچھ خامہ فرسائی کرکے اس کے حسن و قبح پر لکھتے تو بہتر تھا کیونکہ ایسے ایسے امور کا جو مشکلات میں سے ہیں قلع قمع ہونا نہ صرف سوسائٹی کے لحاظ سے ہی واجب ہے بلکہ اخلاق اور تمدن کیلئے بھی ضروری اور لابدی ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان امور پر توجہ کرکے ان مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا جاتا تاکہ آئے دن بیچارہ وید اور سپال آریہ سماج کی موت اور زندگی کا راگ نہ گاتا آریہ سماج چونکہ عملی حالت میں دوسری تمام قوموں سے پیچھے ہے اس لئے اس بیچارہ کو رونا رونا پڑا اور اقرار کرنا پڑا کہ آریہ سماج عملی حالت میں بالکل ناکام اور نامراد ہے اگرچہ یہ ایک الگ سوال ہے کہ آریہ سماج کن کن حکموں پر چل سکتی ہے؟ اگرچہ حکموں کا تو تار باندھا گیا ہے مگر انپر چلنا بہت مشکل ہے جسکا ہم نے مفصل ذکر انوار الاسلام سیالکوٹ نمبر ۵ جلد ۸ مورخہ یکم مئی کے اس مضمون میں کیا ہے جس کا عنوان "ویدک تعلیم کا فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہونا" ہے چنانچہ ہم نے اس مضمون میں ثابت کیا ہے کہ آریہ سماجی ویدک احکام پر ہرگز ہرگز نہیں چل سکتے ہیں خیر وہ ثبوت تو ناظرین کو رسالہ انوار الاسلام کو دیکھنے کر معلوم ہو سکتا ہے مگر اس مضمون میں ہم ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی کے دوسرے احکام کیا کچھ خوبی رکھتے ہیں۔ اور انپر کہانتک عمل درآمد ہو سکتا ہے۔

سوامی جی مہاراج چونکہ داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ صاف رکھا کرتے تھے اس لئے انکو اسبات کی خاص ضرورت تھی کہ اپنے اس فعل کے واسطے کوئی ویدک سند بھی حاصل کریں نیز یہ کہ دوسروں کو بھی اس قبیح رسم کیطرف متوجہ کرکے اپنے جیسا بنا کر سنسار کی رونق کو دوبالا کریں بنابریں سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۸ سملاس ۱۰ میں یوں نصیحت فرمائی ہے کہ "گرم ملک میں داڑھی مونچھ سر کے بال ہمیشہ منڈوانے رہنا چاہئے **اس سے عقل کم ہو جاتی ہے** داڑھی مونچھ رکھنے سے کھانا اچھا نہیں ہوتا اور جوٹھا بھی بالوں میں رہجاتا ہے۔"

اس حکم اور نصیحت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ سر کے بال معہ چوٹی کے منڈوانے والے کے بغیر جسقدر آریہ مہاشے اس برٹش انڈیا میں سکونت پذیر ہیں کہانتک وے عقل سے حصہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ سوامی جی مہاراج پر اس امر میں تو ہم کسیطرح بھی بدظنی کر سکتے ہی نہیں کہ انہوں یوں ہی گپ ہانک دی کہ "اس سے عقل کم ہو جاتی ہے"۔ آخر تجربہ نے اسبات کو انپر واضح کیا ہوگا کہ دراصل یہ داڑھی اور مونچھیں وبال جان ہونے کے علاوہ کم عقلی کا بھی پورا پورا سامان ہیں اسلئے یہ حکم دیا گیا کہ گرم ملک میں داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرا کر عقل کے مادہ کو وسیع کیا جاوے*۔ ہماری رائے میں باربار منڈانے سے بہتر یہ ترکیب تھی کہ کوئی ایسی دوائی استعمال کی جاوے کہ جس سے بال پھر لوٹ کر پیدا ہی ہوں تاکہ آئے دن کے منڈوانے سے خلاصی ہو بلکہ یہ بات ممکن بلکہ قرین قیاس بھی ہے کہ کسی وقت سر کے بال منڈوانے میں دیر لگ جاوے اور اس دیری ہی میں انکی عقل کو داغ نہ لگ جاوے۔ غرضیکہ یہ ایک ویدک حکم تھا جسکو سوامی جی مہاراج نے نصیحتاً آریہ پرش و پرشانیوں کے لئے پیش کیا مگر آریہ سماجیوں کو جیسے اسطرف توجہ کرنیکی ضرورت تھی وہ ہرگز نہیں کی اس لئے ہم کو کمال تعجب ہوتا ہے کہ جب یہ غلط کار فریب خوردہ قوم موٹی موٹی باتوں پر عمل نہیں کرسکتی تو باریک باتوں پر کیسے عمل کرسکے گی؟ اور یہ ظاہر ہے کہ برٹش انڈیا کا علاقہ باستثنا پہاڑوں کے گرم ملک میں داخل ہے اسلئے یہاں کے تمام آریہ پرشوں کو یہ فعل کرنا ضروری اور اشد ضروری تھا مگر آریہ سماجی اس چھوٹے سے حکم اور نصیحت پر بھی عملدرآمد نہیں کرسکتے ہیں اور ناحق ناروا اپنی سوسائٹی کے مخالفوں معاندوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وے انکی ہر ایک اعتراض کے وقت جو وہ دوسرے مذاہب پر کرتے ہیں صرف دو لفظ کا جواب دیکر آریہ سماجیوں کا قافیہ تنگ کیا کریں وہ اسطرح پر کہ چونکہ عقل بجز اس کے آسکتی ہی نہیں کہ جبتک سر کے بال معہ چوٹی کے گرم ملک میں صفانہ کئے جاویں مگر آریہ سماجیوں کی کثرت اسطرف ہے کہ نہ تو مونچھیں منڈواتے ہیں اور نہ سر کے بال معہ چوٹی کے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو داڑھی اور مونچھیں بھی رکھا کرتے ہیں لہذا یہ تمام کے تمام حسب تجویز اور فرمان شری سوامی جی مہاراج کم عقل ہیں یا یہ کہ ان لوگوں کی عقل بسبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے کم ہو گئی ہے پس ہر ایک ایسا شخص جو آریوں کے سوالوں کا جواب دینے کو مستعد ہو اس کا اول فرض یہ ہے کہ آیا اعتراض کرنیوالا آریہ مہاشہ سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائے ہے کہ نہیں اگر صفاچٹ کرائے نہ ہووے تو اس کے اعتراض غور کے قابل نہیں کیونکہ وہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب کم عقل ہو چکا ہے اسلئے اسکا اعتراض محض فضول اور بچوں جیسی گپ ہے۔ اسلئے چاہیے کہ ایسے معترض صاحب سے کہدیا جاوے کہ چونکہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب آپ عقل سے محض کورے معلوم ہوتے ہیں لہذا آپ پہلے اپنی عقل کا بندوبست کریں بعد کو اعتراض کر لینا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اگر سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈوانے سے عقل کم ہو جاتی ہے تو علاوہ اس بات کے کہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے وجود موجود ہیں جنکی عقلیں کم ہو گئی ہیں بہ سبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے عورتیں تو بالکل بے عقل ہونگی کیونکہ انکی عقل کی صفائی یا انکی عقل میں کمی تو اسدن سے واقع ہو گئی جسدن سے انہوں نے سر کے بال رکھوانا شروع کر دیئے بقول سوامی جی مہاراج۔ مردوں میں تو فیصدی بیشک ایسے فرد نکل آویں گے جو سر کے بال صفا کرتے رہتے ہیں ورنہ بھی اکثر مسلمانوں میں چنانچہ لاہور میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر عورتیں تو تمام کی تمام سر کے بال رکھانیوالی ہیں یعنی عورتوں میں کوئی بھی ایسی نہیں ملیگی کہ سر کے بال کا عقل کیخاطر صفایا کراتی ہوں پس سوامی جی کے اصول کے بموجب یہ ثابت ہونا مشکل ہو گیا کہ عورتیں عقل والی ہیں پھر جبکہ سوامی کے حکم سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بوجہ اسکے کہ سر کے بال نہیں منڈواتیں کم عقل ہو گئی ہیں تو ان کو مردوں کے برابر بیان کرنا کیسا کچھ خطا کہنا ہے؟ ہم ایک عرصہ سے آریہ پرشوں کی اس چال کا ملاحظہ کر رہے ہیں کہ وہ اسبات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کی حقوق و مدارج برابر ہونی چاہئے مگر سوامی جی نے جو عقلمند اور دوودان ہونیکا علاج بتلایا ہے جسکے عدم سے محض بے عقلی ثابت ہوتی ہے اسکیطرف مطلق توجہ نہیں کیجاتی عجب صورت ہے کہ عورتیں بسبب منڈوانے سر کے بالوں کے اپنی اپنی عقل کو کم کر چکی ہیں تو انکی برابر ایک ایسے شخص کو جو اگرچہ سارے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈواتا ہے تو کتروا تا تو ضرور ہے کہہ دینا کہ اگر کرنا سخت ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیا کوئی اسقدر موٹی سی بات پر بھی غور نہیں کر سکتا کہ عقل مند کے ساتھ بے عقل یا کم عقل کی کیا دال گل سکتی ہے؟ پس کون ایسا ہے جو سوامی جی کی گول منطق کا تو قایل ہو اور عورتوں کو مردوں کی برابر خیال کرے۔ علاوہ ازیں ایک یہ بھی بات قابل غور ہے کہ اکثر مرد سر کے بال سارے نہیں منڈواتے تو کترواتے تو ضرور ہیں اسوجہ سے بھی (اگر یہ وجہ معقول ہو) کسیقدر عقل کا حصہ مرد حاصل کرسکتے ہیں۔ اگرچہ پورے عاقل بننے کے لئے تو بموجب اصول سوامی جی مہاراج سارے کے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرانے ہی ضروری ہیں اگر عورتیں تو یہ فعل کرنے سے کوسوں بھاگتی ہیں پس بموجب اصول سوامی جی مہاراج عورتیں بالکل عقل سے کوری ہیں اسلئے وہ اس قابل ہرگز ہرگز نہیں کہ انکو مردوں کے برابر حقوق و مدارج عنایت کئے جاویں۔

تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت دیانند ایک عجیب قسم کا انسان گذرا ہے کہ اسکی دل سے ہر ایک بات نرالی ہی نکلتی رہی ہے اولاد اور شہوت فروکرانیکے لئے ایسا ناپاک نسخہ تجویز کیا کہ جس سے اخلاق اور غیرت کا ستیاناس ہو اور مردوں اور عورتوں کو خوبصورت بنانے اور ان کے حسن کو دوبالا کرنیکی یہ تجویز اس کے خیال میں آئی کہ داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائی جاویں اور جیسا کہ نیوگ کے مسئلہ میں اولاد کا ڈھکوسلا لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنیمیں دلیر کیا ایسا ہی اسمیں کم عقلی اور عقلمندی کا ڈھکوسلا لگا کر اور جنکو گمراہ ہونے اور خوبصورت بننے کی ترغیب دی۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!!

خیر ایسے ایسے نسخے سوامی جی کے چیلوں کو مبارک رہیں کیونکہ آریہ سماجی بڑے فخر سے ان کو قبول کرکے انکی وقعت اپنے دلمیں رکھتے ہیں مگر اسپر ہمارا بڑے سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر سر کے بال منڈوانے کی بغیر کم عقلی دور نہیں ہوتی تو کیا عورتیں بھی سر کے بال منڈوا کر عقلمند بننے کی سعی کریں یا کم عقل رہکر مردوں کے برابر حقوق لینے اور حاصل کرنے سے محروم رہکر نامرادی اور ناکامی کا سیاہ ٹاٹ اوڑھیں؟ کیا اس کا کوئی معقول جواب دیسکتا ہے یا محض گپوڑے ہانک کر ٹالتا ہے؟

خاکسار محمد حسین از لاہور چاولنی۔

* آریہ مہاشے کاشی رام وید کا بال اڑانے کا پوڈر استعمال کریں (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم

امرتسری منکر کو دعوت

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء

تیرا محمد سے ہے کس کو فرا پایا
کوئی جھوٹا نبی اگر بن جائے
جھوٹے الہام وہ بنایا کرے
ساری دنیا میں گو کرے شائع
پیشگوئی کرے تحدی سے
تجھکو غالب کروں گا میں سب پر
گو وہ اس بات سے نہ باز آئے
ایسے لوگوں سے سُن لو دیوانو
ہاں محمدؐ کے جھوٹ کہنے پر
کوئی پوچھے اسے حق سے بیگانو
جھوٹے نبیوں سے یہ رعایت ہے
ہے اگر یہ قضیہ شخصی
ہاں فضیلت کی باندھکر پگڑی

کہ خدا اس کو جلد دے گا مار
اور رسالت کو اپنی دے وہ پکار
ہو دیں گمراہ جس سے لوگ ہزار
ہوں نبوت کا میں ہی بس حقدار
کہ خدا مجھ سے کہتا ہے ہر بار
ہوں گے دشمن ترے ذلیل اور خوار
وحی حق کا رہے وہ ٹھیکیدار
کچھ خدا کو نہیں ہے غیرت وعار
ہے وہ قطع الوتین پر طیار
یہ خدا نے کہاں کیا اقرار؟
اور محمدؐ سے ایسا دلمیں غبار؟
اس پہ کیونکر دلیل کا ہے مدار؟
کیجئے اس کے کچھ بیاں اسرار

سے یہ حجت تمام کرتا ہوں
کھول اپنا مقدمہ تفسیر
نام تفسیر کا ثنائی ہے
قاعدہ یہ خدا کا ہے جاری
قتل ہوتا ہے مدعی کاذب
اپنے دعوی کی اور کی تائید
پھر مقابل میں آ کے مرزا کے
چھوڑ بیٹھا تو قول کو اپنے
مان کر اس کو قاعدہ کلّی
پھر اثبات صدق پیغمبرؐ
چونکہ مرزا بروز احمدؐ ہے
ہیں نصاریٰ یہود کے بھائی
میں بھی اس قاعدہ کو اب لیکر

ایسی چڑھ جائے جس سے تجھکو بخار
جلد اوّل کی پڑھ ⊕ دلیل چہار
جسمیں تیرا ہے صاف اقرار
تجربہ ہو چکا ہے جو ہر بار
جانب رب سے پا چکا یہ قرار
و نظیروں ① کو اسمیں لکھکر یار
پڑ گئی کیا تجھے یہ اب پھٹکار
کیوں کیا پہلی بات سے انکار
بمقابل یہود اور کفار
صدق کا رکھا اسپہ دارومدار
اور منکر سے ⊕ اس کے ناہنجار
حسب فرمان سید الابرار
پوچھتا تجھ سے ہوں کہ اے بدکار

(بقیہ حاشیہ نمبر ۴۳ صفحہ ۱) اتنا تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کے حق میں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رسول صلعم ہمارے اوپر کچھ جھوٹ بنا کر لا دے تو ہم اسکی رگ حیات کاٹ دیں اور تم میں سے کوئی اس کو ہم سے نہ بچا سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کلام شرطیہ مخصوص برسول صلعم سے نتیجہ اور فائدہ کیا مترتب ہوتا ہے جبکہ ایک مفتری علی اللہ جھوٹا مدعی نبوت بھی افترا علی اللہ کر کے قطع الوتین سے بچکر اپنی طبعی موت سے مرتا ہے تو پھر آنحضرت صلعم کی یہ دلیل کیا ہوئی جسمیں اسکا غیر بھی اسیطرح شریک رہا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ جھوٹ بولے تو ضرور اسکی رگ حیات کاٹ ڈالی جاویگی اور وہ ہرگز نہیں بچایا جا سکتا مگر غزنوی یا بوپڑی یا بٹالوی اگر جھوٹ بولیں تو ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ پس اس کے مطابق ثناء اللہ کا زندہ رہنا اور رگ حیات نہ کاٹے جانا تو اس بات کی دلیل ہو جاوے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا اور طبعی موت سے اس کا مرنا اس کے صدق کی دلیل ہو اور غزنوی بوپڑی بٹالوی کا رگ حیات نہ کاٹے جانا اور طبعی موت سے انکا مرنا ان کے لئے کذب کی دلیل ہو جاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح فاضلانہ تدبر اور مولویانہ تخیل دماغ کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ایک صاف اور سیدھی بات ہے کہ جبکہ ایک جھوٹا مدعی نبوت و وحی و رسالت بھی باوجود افترا علی اللہ کرنیکے زندہ رہکر طبعی موت سے مرتا ہے اور ایک صادق مدعی نبوت و رسالت بھی زندہ رہکر طبعی موت سے مرے تو پھر صادق اور کاذب بین مابہ الامتیاز کیا امر ہوا اور صادق کو کاذب پر ترجیح کیا ہوئی اور اسمیں صادق کی خصوصیت کسطرح ہو گئی تعرف الاشیاء باضدادہا ایک قاعدہ مسلمہ و مشہور ہے یعنی ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اور صداقت کی ضد کذب ہے۔ انہیں جب ہی تمیز ممکن ہے جبکہ کوئی امتیازی نشان ایسا جسکو خواندہ ناخواندہ ہر شخص سمجھ سکے دونوں میں قائم ہو وے جبکہ کاذب بھی زندہ و سلامت اسیطرح کام کرتا رہتا ہے جسطرح صادق زندہ رہکر کرتا ہے تو کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے۔ مثلاً ایک جھوٹا مدعی تحصیلداری کا بھی برابر مقدمات کرتا کسی کو سزا دیتا کسی کو جرمانہ کرتا کسی کو معاف کرتا رہتا ہے اور اس کے سزا یافتہ برابر جیل میں داخل کرنے جاتے ہیں اور اہل جرمانہ سے جرمانہ بھی وصول ہوتا رہتا ہے اور ایک سچا تحصیلدار بھی اسیطرح اپنا کام انجام دیتا ہے تو بھلا سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کہنے کی دلیل کیا ہے اور ایسا کہنے کو کسی حق کیا حاصل ہے۔ اور ایسی گورنمنٹ جسمیں سچا اور جھوٹا ایک ہی لائن پر سوار ہو کر برابر بلا روک ٹوک چل رہے ہوں اندھی گورنمنٹ یا اندھا راجا اور بیدادنگری کی مصداق نہیں ہے تو کیا ہے؟

خدا ایسا ستمگر دراز سن نہ کرے
ستم کے تو رہے قابل خدا وہ دن نہ کرے

نوٹ ⊕ مولوی ثناء اللہ فاضل امرتسری نے تفسیر ثنائی جلد اول مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۱۶ میں آنحضرت صلعم کی نبوت کی دلیل چہارم بمقابلہ منکرین نبوت محمدیہ یہود و نصاریٰ مندرجہ ذیل بیان کی ہے جو بلا کم و کاست ہم ذیل میں نقل کر کے فاضل پر اتمام حجت کرتے ہیں کیونکہ اس دلیل میں نامبردہ نے کاذب مدعی نبوت کا قتل کیا جانا اور ہلاک ہونا اٹل قانون الٰہی قرار دیا ہے۔ دروغگورا حافظہ نباشد کا مصداق بن کے اگرچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ پر حضرت اقدس علیہ السلام کے بارہ میں جواب دیتے وقت لکھ مارا ہے کہ "عام مفتریاں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں" مگر اخبار میں دکھانے کے دانت اَور ہیں اور تفسیر میں کھانے کے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو غیبی طور سے ہم کو یہ مضمون تفسیر کا مل گیا۔

نقل دلیل چہارم بہ تصدیق نبوت آنحضرت صلعم از مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶ مطبوعہ بار دوم

"توریت کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۱۹-۲۰ آیت میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔"

"یہ عبارت زیر خط طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

(اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ انہیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا وہ ضرور مریگا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو یہی تمثیل ہے کہ دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے)

① "واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہونچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے (اسلامی ثبوت تو متنازعہ فیہ ہے اسلئے بتلاتے وقت اسکا ذکر صحیح نہیں ہوگا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسطرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھکر دعوی نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخرکار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور

① حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم اول بلفظہ از تفسیر مذکور

اگر مرزا مدعی کاذب
ہوتا گر وہ مسیلمہ ثانی
کرتا اسباب قتل خود پیدا
ڈالتا دلمیں اپنے بندوں کے

واسطے اس کے یہ نہیں معیار
قتل ہو جاتا اب تلک سو بار
وہ خداوند قادر و جبار
مار ڈالیں وہ اس کو از تلوار

یعصمک جو وعدہ تہا اس سے
زائد از بست سال مرزا نے
کیوں نہ پہر سمجھیں ہم اسے صادق
لو نقول کی کر گیا تصدیق

پورا وہ ہو رہا ہے لیل و نہار
اب تلک خیر سے دیئے ہیں گذار
عالیم اس کا ہے قادر ستار
وہ عرب کا مسیلمہ غدار

اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بہی نہ تہا حالانکہ تہوڑے دنوں میں بہت کچھہ ترقی کر چکے تہے مگر تابکے

اب سوال یہ ہے کہ

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانئے اسلام مستثنے رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم مایستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تہے معاذ اللہ۔ پہر میں پوچہتا ہوں کیا وجہ کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپکے گلے پر کیوں نہ تلوار پہری۔ حالانکہ آپ لوگونکی ہمشیرہ[۵] نے جناب والا کو دعوت میں زہر بہی دیا مگر وہاں بہی واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون بالکل سچا معلوم ہوا اور واللہ یعصمک من الناس نے پورا جلوہ دکہایا۔ انتہی بلفظہ

[۵] خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے آنحضرت کی دعوت کرکے زہر ملا دیا آپنے اس کا کہانا چہوڑ دیا اور فرمایا کہ مجہہ اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اسمیں زہر ہے پہر ان سے پوچہا کہ تمنے یہ کام کیوں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تہا کہ اگر آپ جہوٹے ہونگے تو ہم آپ سے چہوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہونگے تو آپ بچ رہیں گے۔ اس لفظ ہمشیرہ میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بہی یہی عقیدہ تہا کہ جہوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔ منہ

اسپر ہمارا سوال مولوی ثناء اللہ ہی کے الفاظ میں۔

کیا وجہ ہے کہ اس قانون الہی سے بانئ فرقہ احمدیہ مستثنے رہے حالانکہ بقول اہل حدیث وامثالہا (علیہم مایستحقونہ) بانئے فرقہ احمدیہ کاذب ہے۔ معاذ اللہ۔ پہر میں پوچہتا ہوں کیا وجہ کہ اس قانون الہی مسلمہ فی تفسیر ثنائی کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پہری؟ حالانکہ آپ لوگوں نے تکفیر کے فتوے بہی دیئے اور آپ کے بہائی آریوں عیسائیوں نے منصوبے اور مقدمہ قتل کے بہی کئے بغاوت کے الزام بہی آپکے ہم خیالوں نے لگائے تمام انسانی مکر اور حیلے عمل میں لائے مگر پہر بہی وعدہ الٰہی مندرجہ براہین صفحہ ۵۶۰ "یخوفونک من دونہ۔ ائمۃ الکفر۔ لا تخف انک

انت الاعلٰی۔ ینصرک اللہ فی مواطن" بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور بشارت "انک من المنصورین" براہین صفحہ ۵۰۴۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ صفحہ ۵۱۹ پوری ہو رہی ہے۔

اور "یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس" براہین صفحہ ۵۱۰ نے پورا جلوہ دکہایا۔

کیا یہ قاعدہ قانون الٰہی نہیں؟ کیا یہ منسوخ اور تبدیل ہو گیا؟ کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا؟ کیا قرآن شریف نے اسکی تصدیق نہیں کی؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور مسیح موعود مرزا صاحب نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی سچ ہے تو آپ کا دعوی بہی بلا کلام حق ہے ورنہ اہل حدیث کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جبتک اس مسلمہ خود دلیل مندرجہ تفسیر ثنائی کی کوئی توجیہہ اس کے سمجہہ میں نہ آئے امام الزمان مسیح دوران خاتم الاولیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے دعوے کو تسلیم کرے ورنہ انکی تکذیب سے توریت کی بہی اور قرآن کی بہی اور اپنے اس قول مندرجہ تفسیر کی بہی اور ایک زبردست قانون الٰہی کی بہی تکذیب لازم آئیگی۔ اور علاوہ تکذیب کے یہ ایک یہودیانہ اور عیسائیانہ مماثلت بہی ہوگی کہ جیسے وہ باوجود اعتقاد سچائی اس قانون الٰہی کے جو مسلمات فریقین سے ہے آنحضرت صلعم کی تصدیق سے بے نصیب ہیں ایسے ہی تم باوجود تسلیم اس قاعدہ مصدقہ قرآن کے حضرت مسیح موعود کی تصدیق سے بے بہرہ ہو۔ گویا بالشت بہ بالشت انکی موافقت کرکے پیشگوئی مخبر صادق صلوٰۃ اللہ علیہم مندرجہ بخاری و مسلم متذکرہ بالا کی تصدیق کر رہے ہو۔ فافہم وفقت بہا ولا تکن من الجاہلین

میرے اظہار حق کو ابو الوفا دیکہہ!!! جواب باصواب اسپر ذرا دیکہہ۔

ذرا تو دیدۂ دل کرکے وا دیکھ
عدو گفتار حق کو دیکہہ آ دیکھ

دوسری غلطی آپکے اخباری جواب میں یہ ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ علاوہ اس کے اس سے یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ خاص مفتریوں کے لئے قاعدہ مقرر ہے ورنہ عام کا لفظ بے ضرورت ہو جائیگا) اسکی تغلیط جملہ مابعد میں خود ہی کر دی ہے کہ عام مفتریوں کے لئے بہی قاعدہ ہے۔ آپ کی قرآن دانی پر سیاہ داغ اور حدیث خوانی پر الزام عائد ہوتا ہے۔ افسوس نام خود مفسر قرآن نہادہ یک و نیم تفسیر تالیف کردی مگر ہنوز خواندن قرآن نمیدانی۔ فاضل صاحب توریت اور انجیل جو ناقص کتابیں ہیں انمیں تو یہ ضروری بلکہ نہایت ضروری قانون الٰہی درج ہو جو معیار ہیں صادق اور کاذب کی مگر خاتم الکتب جسکی تعریف ہی فیہا کتب قیمہ اور لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور تبیانا لکل شئ۔ اسمیں ایسی زبردست ضرورت بیضرورت جانکر چہوڑ دیجاوے۔ جسپر آپ جیسے مفسر ربانی منہ بہر کر کہیں کہ قرآن میں عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں ہے۔ بدبخت خاک مکمل کتاب کو ناقص قرار دینے والے مفسر یہ کلمہ زبان سے کہتے اور قلم سے لکہتے تجہے کچہہ غیرت خدا اور رسول خدا سے نہ آئی۔ اسی تفسیر نویسی پر نازاں ہوکر ایک پرانا شعر تفسیر کے اوپر لکہتا ہے۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآن در بغل

حضرات ایسے قول کا لبول سے پناہ مانگیں اور قائل کے حقمیں یہ شعر پڑہیں۔

باعث ذلت دو عالم ہے
تیری تحریر اے ثناء اللہ

اور پہر مندرجہ ذیل عمل کرکے جواب سنیں۔

شیطان کا وسوسہ ہے یہ لازم ہے اہل دین
لاحول پڑہ کے تہوک لیں بائیں طرف شتاب
بگوش سعادت سنیں اب میرا سخن
تائید ایزدی سے رقم کرتا ہوں جواب

قرآن مجید میں ایسی کمی ہرگز نہیں کہ کاذبوں مفتریوں کے لئے خواہ عام ہوں خواہ مثل ثناء اللہ خاص کوئی قاعدہ مقررہ نہ ہو اس لئے ہم قرآن شریف سے چار آیات لکہکر ثابت کرتے ہیں کہ عام اور خاص مفتریوں کے لئے کیا قانون الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ

علی الکاذبین۔ کہدے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ ہے سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بہائی بند نزدیکی اور تمہارے بہائی بند نزدیکی بلائیں پہر عاجزی سے جہوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دیگا جو فریق اس کے نزدیک جہوٹا ہوگا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہوگا" تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۴۰۔

کیوں جی قرآن کو ناقص بتانے والے مفسر صاحب!!! یہ عام و خاص مفتریوں کے واسطے عام قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ سچ کہو۔

کیا خوب ہے یہ مصرعہ دلکش اے بیوفا
فاضل بنے ہیں دشمن قرآن نئے غضب

دوم۔ ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذالک نجزی المفترین" یعنی جن لوگوں نے بچہڑا بنایا تہا انکو ان کے رب سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہونچیگی افترا کرنیوالوں اور جہوٹ باندہنے کو ہم اسیطرح سزا دیا کرتے ہیں اسمیں سرمو فرق نہیں" انتہی بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سیوم صفحہ ۱۶۵

کہئے قرآن کو نامکمل ٹہرانے والے فاضل!!! یہ خاص و عام مفتریوں کے لئے اٹل قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ جس کا خود تم کو اقرار ہے۔

مشو نازاں براں انکار پر مکر
نگر بالا چہ ثابت کردی اینجا

سوم "قال لہم موسی ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب۔ وقد خاب من افتری" یعنی موسے نے فرعونیوں سے کہا تمہاری کیوں شامت آئی ہے کہ تم خدا پر افترا کرتے ہو جس سے تمکو کسی عذاب میں نیست و نابود کردے کیونکہ جس نے افترا کیا وہ برباد ہوا ہے۔ چونکہ نیم تفسیر ثنائی ختم ہو چکی ہے سورہ نحل تک باقی طبع نہیں ہوئی اس لئے اس کا ترجمہ ہم ثنائی پیش کرنے سے معذور ہیں۔ اس ترجمہ میں اگر فاضل امرتسری کو کچہہ کلام ہوگا تو ہم اس کے سننے کو تیار ہیں۔

(باقی آئندہ)

[۵] حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم ثانی بلفظہ از تفسیر مذکور۔

گورالی ضلع گجرات میں

احمدیوں کے ایک عظیم الشان جلسے کی رپورٹ

اس جلسے کی تیاری اعلیٰ پیمانے پر کیگئی تھی تقریباً روپے کے دعوتی کارڈ مختلف دیہات ضلع گجرات میں اشیوکیے گئے تھے۔ ۲۷ ستمبر شام سے مہمان آنے شروع ہوگئے مہمان کیا خود ہی مہمان خود ہی میزبان تھے۔ تقریباً ستر گاؤں کے تین سو کے قریب احمدی بھائی تھے جن کا اسوقت جبکہ کاشتکاری کے کام کی کثرت اور فصلی نگہداشت کی ضرورت تھی۔ تشریف لانا ان کے ایمانی جوش کا ایک بیّن ثبوت تھا۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو بہت کم آدمی مانتے ہیں۔ وہ اگر گورالی میں دیکھتے کہ ایک مامور من اللہ کی قوت قدسیہ نے ان لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ وہ نمازوں میں خشوع و خضوع اور بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے خشیۃ اللہ سے روتا۔ اول وقت نمازوں کا ادا کرنا اور روپیہ سے تہجد کے لئے سب کا اٹھ کھڑے ہونا خاص طور سے نظر انداز نہ تھا۔ صبح سے ہی کھانا کھلانا شروع ہونے کے لئے جسمانی غذا سے بہرہ ور ہوتے رہے جس کے تمام اخراجات کا بار مرقتہ نیک وکیل جان ملک مولا بخش صاحب مخلص احمدی پر تھا بار تو میں نے غلطی سے لکھدیا کیونکہ مجھے ذاتی غور سے علم ہے کہ اس روپیہ سے ایک سوحانی لذت حاصل کر رہے تھے۔ فخر و ریا آپکے پاس تک پھٹکنے نہیں پایا۔ قومی جوش اور ایمانی جوش کا یہ حال تھا کہ مخالفین کی ذرہ بھر ازدکوہی گوارہ نہیں کیا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔

جو اشخاص پوچھیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ مہدی موعود نے آکر کیا بنایا تو میں انہیں یہی جواب دونگا کہ مجھ جیسے بیکار و نکمے کو ملک مولا بخش بنا دیا کیا یہ معجزہ کم ہے۔ میرے دوست ہوا پر اڑنا پانی پر چلنا آسان ہے کیونکہ یہ تو ایک مکھی اور کتا بھی کرسکتا ہے۔ بہرے کو قوت سامعہ دینا اندھے کو سوجاکھا بنالینا بھی آسان یہ ایک معمولی ڈاکٹر کا کام ہے مگر روحانی آنکھوں کا درست کرنا اور روحانی مردے کو زندہ کرنا ایک ایسا مشکل کام ہے کہ سوائے مامور من اللہ کے اور کسی کو بجز توفیق الٰہی نہیں ہوسکتا۔ گورالی سے مغربی طرف ایک باغ میں گلشن احمدیہ کے نونہال دیکھہ دیکھکر دل باغ باغ ہوا جاتا تھا۔ اگرچہ یہاں نیکی کا نشان تعلونیں کوئی طرف پارہ ایسے ستیہ نہیں کوئی خطا کار غفلت شعار تھے تو بس ایک ہی تھا۔ میرے دوستو تم خود ہی سمجھ لیا ہو وہ کون تھا؟ سراپا النقص اکمل۔ بڑے بڑے واعظین اور مقرر قوم علمار شامل جلسہ تھے جنمیں مولانا ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ حافظ محمد حسین ڈنگوی۔ مولوی ابراہیم۔ مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایجے کے قریب شیخ مہرالدین صاحب خانساماں لالہ موسیٰ نے اپنے وعظ سے ناظرین کو مسرور کیا۔ آپکی تقریر نہایت ٹھیٹھ پنجابی میں تھی جس کا مضمون لم تقولون مالا تفعلون تھا۔ آپ نے بیان کیا کہ جب تم آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق صحابہ کرام کی جماعت ہو تو چاہیے اعمال بھی ویسے ہی دکھاؤ اور اسی جوش و خروش سے دینی خدمات میں لگ جاؤ۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اس زمانہ کے فسادات پر تفکر کرنے سے خود ایک مصلح کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ مخالفین کی مخالفت کی کچھ پروا نہیں۔ وہ ہمیں جاہل کہتے ہیں۔ ایسا ہی یہودیوں نے عبداللہ بن سلام کو پہلے بڑا عالم تسلیم کرلیا مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہوچکا ہے تو اسے جاہل بتلایا۔

اس کے بعد مولوی ابراہیم نے تقریر شروع کی۔ ایمان تین قسم ہے۔ زبانی اقرار منافقین کا ایمان۔ خاشعین کا ایمان۔ صحابہ کرام کی ابتدائی حالت۔ قالت الاعراب آمنا۔ الایۃ والی تھی مگر آخیر میں مومنوں کا خطاب پایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون۔ بحث میں **اصول** کی پابندی ضروری ہے اور جبتک طلب حق نہ ہو کسی سے مناظرہ کرنا لغو ہے۔ آپنے ایک دو صرف و نحو کے مسئلے بھی بیان کئے جن سے ثبوت عصمت ملتا ہے۔ بعد ازاں حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی نے انگریزی حکومت پر فصاحت سے تقریر شروع کی اور اس زمانہ کو قرشیہ والی زمانہ بلکہ اس سے بڑھکر ثابت کیا۔ مولوی عبداللہ مرحوم کی انواع دکتاب ختم کا قصہ بیان کیا کہ اورنگ زیب کے عہد میں جو ایک اسلامی حکومت تھی اسکی اشاعت روک دی گئی مگر اس عہد میں۔ شائع ہوئی علاوہ ازیں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے۔ پھر اسی فوائد میں ایک اس انجمن احمدیہ کا انعقاد ہے۔ جو الاعراب (دیہاتی آدمی) اشد کفرا و نفاقا و اجدر الا یعلموا حدود اللہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت ضروری تھی۔ اس کے بعد آدھ گھنٹے کے وقفہ سے مولانا مبارک علی صاحب نے خطبہ جمعہ شروع کیا جسکا مضمون تقویٰ تھا۔ آپنے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کا وعید سنا کر مبارکباد دی کہ تم امام الزمان کو تسلیم کرچکے ہو۔ اور اس امر کا ثمرہ اخوت کی روح بتایا جسکا ثبوت یہی قومی اجتماع تھا۔ مامورین اللہ کے آنے سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ کنتم اعداء فالف بین قلوبھم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا فاصبحتم میں نکتہ بیان فرمایا کہ آنا فاناً بجلی کی تیزی کی طرح اخوت چمک اٹھی۔ اور یہی اس امام کی صداقت کا نشان ہے پھر لباس التقویٰ کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بتلایا کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے لباس التقویٰ کی ضرورت ہے۔ پھر تقویٰ کی تعریف لیس البران تولوا وجوھکم الایۃ پڑھکر سنائی اور اسکی تفسیر کی۔ اور متنبہ کیا کہ دیکھو شیطان اس لباس کے اتار لینے کے درپے ہے ہوشیار رہو کہیں وہ تمہیں اس سے ننگا نکر دے۔ اسی ضمن میں وفات مسیح کا ذکر کیا اور خلفاء محمدیہ کے تا قیامت ہوتے رہنے کی دلیل دی اور شرم دلائی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی توریت (جسکی حفاظت کا وعدہ نہیں تھا) کی تعلیم کے لئے خلفاء تھے تو قرآن مجید کے لئے کیوں نہ ہوں جس کے لئے انا لہ لحافظون بھی فرمایا۔ بعد از نماز جمعہ نیاز مند اکمل کو ملک صاحب نے اغراض جلسہ کے لئے پیش کیا۔ میرا گلا ریزش و زکام کے باعث بالکل بیٹھ گیا تھا۔ چنانچہ دو چار آدمیوں تک بھی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی مگر جب خدا تعالیٰ اپنے بندے سے کوئی خدمت لینی چاہیے تو خود ہی توفیق بھی دیدیتا ہے تین سو آدمی سے زیادہ اس بات کا گواہ ہے کہ جب میں نے اپنے حسب حال آیت ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی پڑھی تو بہت کم لوگوں نے سنی مگر رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی الایۃ پڑھنے کے بعد آواز تقریباً بالکل درست ہوگئی جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور میرے امام الزمان کی صداقت کا ایک نشان ہے لطف یہ کہ بعد از تقریر پھر آواز اسیطرح بیٹھ گئی۔ تقریر کا اس تمہید سے شروع کی گئی کہ انسان جب تک سادہ اور قدرتی غذا کھاتا تھا تو اس کے جسمانی قویٰ مضبوط اور عمر لمبی تھی مگر جب تک مرچ کے پرتکلف چسکے پڑے تو عمر گھٹتے گھٹتے چالیس برس رہ گئی ایسا ہی روحانی غذا کو بھی تکلفات سے اور اسرائیلی روایات کا محتاج بنا دیا۔ چنانچہ عوام الناس محض قرآن اور قرآنی استدلال و مضامین سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے جب تک دو چار قصے نہ ہوں۔ مگر شکر ہے کہ ہماری جماعت اس کوئلے کھانے کے مرض سے صحت یاب ہوچکی ہے اور سادہ و قدرتی غذا سے لذت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد بیان کیا کہ دنیا میں آنیکی ضرور کوئی غرض کوئی مقصد ہے پس اسے پورا کرنے اور فطرتی قویٰ کو کمال تک پہنچانے کے لئے جو ہدایت نامہ دیا گیا ہے اسی کا نام مذہب ہے۔ مذہب و دنیا و ما فیہا سے متمتع ہونیکا طرز عمل بتاتا ہے۔ اور دنیا پرستی سے روکتا ہے۔ دنیا کیا ہے۔ لعب و لھو و زینت و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد۔ سونے چاندی کے ڈھیر عمدہ عمدہ گھوڑے مویشی کھیتی مگر جب تک یہ سب کچھ دین کے لئے نہ ہو۔ اسی دنیا کو پانی سے تشبیہہ دیگئی۔ اور پھر جسے اٹھارہ تشبیہیں معلوم ہوتی ہیں جو بیان کیگئی ہیں از انجملہ ایک یہ کہ جیسے پانی سے نشیب و فراز یکساں ہو جاتا ہے ایسا ہی دولت سے عیوب ڈھکے جاتے ہیں۔ پانی اکثر مغرب کیطرف بہتا ہے دولت مغرب کیطرف جاری ہے پانی سے نجاست دور۔ اسی طرح مال کے صدقے سے گناہ کی نجاست دور۔ غرض جسوقت دنیا پرستی بڑھے تو خدا تعالیٰ ایک مامور بھیجتا ہے۔ جس کے صدق و کذب کے امتحان کے لئے **سات اصول** بیان کئے گئے۔ یہ اصول ایسے ہیں کہ جب تک انہیں تسلیم نہ کیا جائے کبھی کسی مامور کو نہیں مان سکتے اگر یہ اصول یاد ہوں تو کبھی کوئی اعتراض قلب میں خلجان نہیں کرتا ہر ایک اصل کو قرآن مجید سے بیان کیا اور پھر ہر ایک کی اگلے انبیاء بالخصوص نبی کریم صلعم کے حالات سے مثالیں دی گئیں۔ چونکہ یہ مضمون حاضرین کو بہت پسند ہوا اور سب نے استدعا کی کہ سب کچھ قلمبند کرکے چھپوا دینا چاہیے اس لئے میں اسے عنقریب علیحدہ مضمون کی صورت میں پیش کرونگا۔ اس کے بعد کامیاب زندگی حاصل کرنے کے طریقے بیان کرنے تھے چونکہ "مفلحون" اور کامیاب زندگی والوں کے ایک ہی معنے ہیں اور غرض جلسہ یہی تھی۔ اس لئے قرآن مجید کی تمام آیات جنمیں مفلحون کا ذکر ہے۔ پڑھی گئیں اور سمجھایا گیا کہ بس اگر ہم مفلحون ہونا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ یہ اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں مقیم الصلوٰۃ ہونا جسمیں چار باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱) وقت کی نگہداشت (۲) وسوسوں پر غالب آنا (۳) یہ دیکھنا کہ نماز کا نتیجہ (تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر) ہم پر مرتب ہو رہا ہے یا نہیں (۴) لذت نہ آئے تو روحانی بیماری کا سبب دور کرائیں۔ دوم چندہ دینا (زکوٰۃ) ما تنفقوا من خیر یوف الیکم پر ایمان ہو تو بیدریغ مالی امداد کریں۔ چنانچہ جب نہر پر مربع ملنے کا وعدہ ہوا تو زمینداروں نے اپنے زیور اور کوٹھے فروخت کردیئے۔ بخل سے بچو کہ من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون پھر ذوی القربیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل کا حق پہنچاتا ہی مفلحون کے اوصاف میں داخل ہے

اس کے ساتھ ہی آیت وما آتیتم من ربا کی تفسیر میں عرفی بھاجیوں اور تمنبولوں کی مخالفت کی۔ میں نے شادی و موت کے موقع پر جو بدعتیں کیجاتی ہیں ان کے اسباب پر غور کی تو یہی معلوم ہوا کہ کچھ تو جھوٹی ناموری کا خیال ہے اور زیادہ تر "تمنبول" ان سب کی جڑھ ہے جب کسی کو میں منع کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت بھاجیاں اور لغو حرکات کیوں ہو رہی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے روپے تمنبول وصول کرنا ہے وہ کسی طرح کر لینے دیجئے۔ اور سب بھاجات اسی برادری کی خوشنودی مزاج کے لئے ہوتی ہیں جس سے تمنبول لینا ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ اصل طریق ہی کو خیرباد کہہ دیں۔ دو پیسہ نہ ہوگا تو بدعات بھی نہ ہونگی۔ ہاں ضرورت شرعی کے لئے اپنے بھائی کو قرض حسنہ دینا ایک علیحدہ بات ہے مگر یہ ہرگز نہ ہو کہ آج دس روپیہ دیکر کل پندرہ روپیہ کے امیدوار رہیں۔ یہ تو ایک قسم ربا ہے۔ اس کے بعد وہ آیت پڑھی جسمیں مفلحون کی صفت اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کا سننا اور پھر اس پر عمل کرنا۔ اور پھر ایمان لانا۔ اور اسکی حمایت اور ہر طرح نصرت کرنا بیان کیگئی ہے۔ یہاں نہایت درد دل کے ساتھ حنفیوں کی ہر ایک اصولی غلطی کا ذکر کیا گیا کہ ایمان صرف اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کا نام رکھا ہے اور عمل بالارکان کو شامل نہ کیا جس سے یہ فسق و فجور پھیلا اور بے نماز جو ہرگز مومن نہیں فیصدی نوے بلکہ بچانویں موجود ہیں۔ اپنے تئیں برابر کامل مسلمان خیال کر رہے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف زبان سے پڑھ لینا موجب نجات سمجھ لیا گیا حالانکہ اس کے معنے تھے خدا کی خدائی محمد کی بادشاہی یعنی ہم آج سے خدا کے احکام پر چلیں گے اور محمدی شریعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ لیں گے یعنی اس کے بعد دنیاوی رسوم شادی موت۔ ولادت میں ہماری اپنی خواہشات کا دخل نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ خدا نے اپنے رسول کی معرفت حکم دیا ویسا ہی کریں گے مگر زبانی کلمہ پڑھنا اور اعمال میں کفار سے مشابہت پیدا کر لی اب پر کالا مہر۔ ٹھکرا۔ چاول۔ مرنے پر سیاپا۔ چھ ماہی۔ برسی۔ شادی پر تماشے اور دیگر بدعات یہ کونسی مسلمانی ہے۔ دیکھو مشرکین کی نسبت فرمایا ان اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین اگر نماز پڑھیں اور چندہ دیں تو تمہارے بھائی۔ جب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو پھر رشتے ناطے کیسے ہوں۔ اور مفلحون کی ایک صفت یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے خواہ ان کے بھائی بیٹے اور قبیلے کے لوگ ہوں خدا کے رسول (امام الوقت) کی مخالفت اور اسکی دشمنی تم دیکھتے ہو پس خدا سے ہے کہ احمدی کے رشتے احمدیوں میں ہوں۔ پھر مفلحون کی یہ صفت بیان کیگئی کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون یعنی چاہیے کہ تم میں ایک انجمن ہو جو دین حق کیطرف بلائے وعظ و نصائح کرے۔ چنانچہ یہ انجمن قایم ہوئی کہ جس کے مقاصد الٰہی آیات کی ماتحت یہ ہیں (۱) آپسمیں اتحاد و محبت و باہمی تعارف (۲) وعظ و نصائح (۳) مخالفین پر اتمام حجت (۴) رشتہ داریاں آپسمیں (۵) بہتری کی تجاویز۔ (۶) چندہ باقاعدہ دیں۔ مخالفین کے لئے عملی نمونہ بننا اور جمعہ اکٹھا پڑھنا۔ اخیر میں عرض کیا گیا کہ خدا نے تمہیں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنایا مگر خدا سے کسی قوم کا رشتہ نہیں وہ تقویٰ و طہارت کو دیکھتا ہے۔ ایک قوم کو فضلتکم علی العٰلمین فرمایا پھر وہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ایسے ہو جائیں پس جہاں تک ہو سکے اسلام کے عملی نمونے بنیں اور لوگوں کو دکھائیں کہ مومن ایسے ہوتے ہیں۔ تقریر بہت لمبی تھی سوا دو گھنٹے میں جسقدر ہو سکا بیان کیا۔ میں اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تحسین کے کلمات سے ناچیز کی عزت بڑھائی۔ نیازمند میں کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب فضل الٰہی ہے۔ رات کو حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا عام وعظ تھا۔ جس سے ہمارا مقصود گاؤں کو تبلیغ کرنا ہی تھا آپ نے پہلے تو جماعت کو بدعات کو جماعت کے چھوڑنے کیطرف توجہ دلائی خصوصاً ان بھائیوں کو خطاب کیا جو حنفی سے احمدی ہوئے ہیں پھر دجال اور خر دجال کی کیفیت اصلیہ بیان کی اور امام مہدی کے بعض نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاد کی ممانعت اور سچے مسلمان ہو جانے کی تردید کی۔ پھر حضرت صاحب کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا کہ یہ علم کے مدعی اب تک وجدک ضالاً کے معنے تجھے اے محمد گمراہ پایا کرتے آتے تھے اور مطلق نہ شرماتے تھے پس یہ قرآن مجید کیا سمجھیں گے حافظ محمد حسین صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر صداقت امام علیہ السلام پر کی۔ اور جلسہ کی کاروائی مولوی فضل الدین صاحب کے وعظ اور حافظ غلام محمد صاحب کے خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے پر بند ہوئے آئندہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ مونگ رسول میں بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء قرار پایا۔ خدا تعالیٰ ہماری سعی مشکور کرے۔ واللہ المستعان و انعم اللہ الکلمات

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

(۱)
وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ساکن امرتسر محلہ کٹڑہ منڈی کٹڑہ مہان سنگھ حال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ پنڈی گھیپ ضلع اٹک ہوں میں بقائمی حواس و ثبات عقل بلا اکراہ و اجبار غیری یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری تمام ترکہ منقولہ و غیر منقولہ کا جو اس وقت موجود ہو دسواں حصہ برائے اشاعت اسلام و تبلیغ احکام قرآن و سنت مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ وقف ہوگا۔ اور اس میں میرے پس ماندگان اور ورثا کا کوئی حصہ یا دخل نہیں ہوگا۔ اور ترکہ انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں رہے گا۔ جو حسب موقعہ برائے اعلاء کلمۃ الاسلام خرچ کرنے کی مجاز ہوگی۔ اپنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العدل

تحریر ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۲۳ھ ہجری المقدس

گواہ شد

ملک محمد امین خان رئیس

العبد

بشارت احمد ولد بشیر احمد بقلم خود

گواہ شد

سردار نواب خان رئیس

خریداران الحکم توجہ کریں

سال رواں کا آخیر ہے۔ جن خریداران کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ وہ ارسال کرکے مشکور کریں اور اپنا حساب بیباق کریں مطبع کی طرف سے جن کے ذمہ بقایا ہے۔ دی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول کرکے علاوہ حساب بیباق کرنیکے کارخانہ کو شکریہ کا موقع دیں۔ ہم اُن احباب کا شکریہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے دی پی مطبع کے وصول کئے ہیں۔ منیجر

ضرورت دعا

(۱) خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ چونکہ اس سے قبل عاجز کے کئی بچے فوت ہوچکے ہیں۔ اسلئے خاکسار بذریعہ الحکم برادران سلسلہ حقہ سے دعا کے لئے عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اپنے فضل و کرم سے زندگی عطا فرماوے۔ نیز اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنا دے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدی سگنیلر انچارج ٹھسٹہ

(۲) میاں عبد المجید طالب علم شاہدرہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے ایک سخت مشکل درپیش ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو حل کر دے۔

نکاح کی ضرورت ہے

(۱) میاں اکبر علی صاحب احمدی تاجر کنب ہوشیارپور اپنی جماعت میں نکاح کرنے کے خواہشمند ہیں خط و کتابت مندرجہ بالا پتہ پر ہو۔

(۲) میاں محمد عبد المجید ولد مولوی خدا یار صاحب مرحوم ساکن بھینی تحصیل شرقپور ضلع لاہور لکھتا ہے کہ میری برادری کے کل لوگ بوجہ احمدی ہو جانے کے سخت مخالف ہیں۔ میں اپنی جماعت میں خواہ کسی قوم شریف سے ہو۔ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر بائیس ۲۲ سال ہے اور کچھ اراضی کا مالک ہوں نیز یہاں امام مسجد بھی ہوں۔ خط و کتابت متعلق نکاح مندرجہ بالا پتہ سے ہو۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) ملک کریم الٰہی صاحب بھیرہ تحریر کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ ہمشیرہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ۴ بجے دن کے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ جماعت احمدیہ میں داخل تھی۔ لہٰذا جماعت احمدیہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔

(۲) شیخ نور احمد صاحب وکیل ایبٹ آباد ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ جو حضرت اقدس کی بیعت میں داخل تھیں انتقال ہو گیا ہے انکا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ خوراک ۲ ماشہ محصول بذمہ خریدار

: ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر ÷ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر :

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ سا ہیچمرز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جسکی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہو اگر ممکن ہے تو قریبا محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے + ورنہ من آنم کہ من دانم **مفرح عنبری** کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر لاجواب دوائی کے ملک میں طیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیساکہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اسکے موجد کی افزائی کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں کچھ کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گا اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام کئے اور میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قایم ہو گیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا یہاں صرف **اسمائے گرامی** ان پاک دل حضرات کے شکریہ کی ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میڈ ڈسپنسری نرسنگہ پور

جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پالون ضلع ملین۔

جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)

جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ وتیک اسلم ناگپور

جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور۔

جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری۔

جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمتاری ضلع رائے پور

جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ۔

جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان۔

جناب ڈاکٹر سر برام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد۔

جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورینہ بنگال۔

جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی۔

جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال۔

جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریسی سی۔ ایم۔ ایس ہیمگا ممالک متوسط۔

جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میں ڈسپنسری ومورہ ممالک متوسط۔

جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط۔

جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خانصاحب ایچ۔ ایس ناگپور۔

جناب ڈاکٹر جھومل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط

جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال۔

جناب ڈاکٹر پنڈت ہری رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور۔

جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری۔ (ہوگلی)

جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب کٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال۔

جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط۔

جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط

جناب ڈاکٹر غلام احمد صاحب ایچ۔ ایس۔ نواجی پور

جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب ہنو میڈیکل ہال مانڈے۔

جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط

جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ

جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ ایس دہنو بیو برہما۔

جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ

جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ۔

جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط

جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام۔

جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر۔

جناب حکیم سیّد سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ۔

جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور۔

جناب حکیم خیر دین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ۔

جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص بالن پور۔

جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کٹنا۔

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد۔

جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال۔

جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک

جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور

جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور۔

جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ۔

جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدرس۔

جناب حکیم عبد الجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور۔

جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ۔

جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ۔

جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگا۔

جناب حکیم رحیم بخش صاحب پاٹک ڈلہ پورنیہ۔

جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چہنگاؤں ضلع پورنیہ۔

جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال

جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون۔

جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ

جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈے برہما۔

جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے۔ دربھنگہ

جناب حکیم سیّد لیاقت حسین صاحب نواچی پور۔

مطلب اہم برسبز

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہہ ہے کہ اس میں کوئی زہریلی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریبا کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں۔

بھائیوں کا خادم۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسھم

انّہٗ اٰوی القریۃ

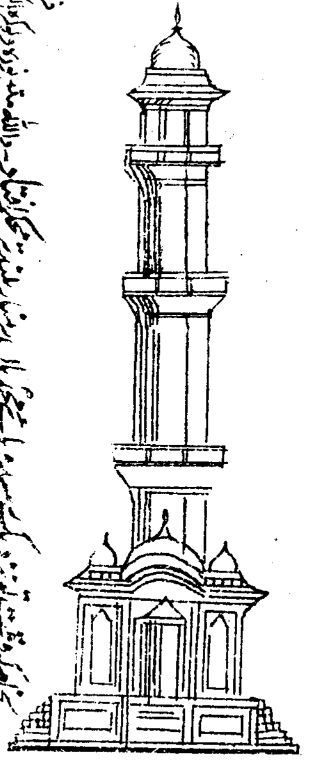
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ | دوا بینی شفا بینی غرضؔ دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ، (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ ۱۲/



فہرست مضامین

نمبر (۳۷) | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴-۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۲۴-اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

اِنَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ نَزِیْدُ عُمْرَکَ

ترجمہ ہم تجھے بعض وہ امور دکھلاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کرینگے

۳۰-اکتوبر ۱۹۰۶ء ۔ یاتیک من کل فج عمیق ۔ یاتون من کل فج عمیق
یاتیک رجال نوحی الیھم من السماء

ایک پورانا الہام قریبًا پچیس سال کا

شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم

دار الامان کا ہفتہ

(چونکہ اخبار دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے بعض واقعات ۲۴- اکتوبر کے بعد کے درج ہیں۔ ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا ناساز رہی اور خدا تعالی نے اس فکر کو آپ کی **زیادت عمر** کی بشارت سے مبدل بہ راحت کر دیا۔

اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل ۔

حضور کے اہل بیت خدا تعالے کے فضل و کرم سے اچھے ہیں صاحبزادہ محمود احمد صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں ۔

۲- بزرگان ملت کی خیر قوم کے لئے فرحت افزا خبر ہے ۔ والحمد للہ علی ذالک ۔

۳- مختلف مقامات سے احباب سعادت اندوز دار الامان ہوئے ۔ منجملہ اون کے منشی وزیر خاں صاحب بلب گڑھ سے ۔ منشی عبد القادر و شیخ نور احمد صاحب لاہور سے (۲۷-کی صبح کو حسب معمول خواجہ صاحب آخر ہفتہ اور اتوار کی تقریب پر مع منشی محمد اشرف صاحب ہی حاضر ہوئے) منشی نذر محمد خان صاحب ڈیرہ غازیخان سے آئے ۔ چودہری غلام احمد صاحب کاٹھ گڑھ سے آئے اور واپس چلے گئے ۔

۴- **حقیقۃ الوحی** چھپ چکی لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئی دفتری کے پاس جزو بندی کے لئے جا رہی ہے ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے خصوصیت سے دو نسخوں جلدوں کو مجلد کرا کر شائع فرمانے کا اہتمام کیا ہے اور یہ خدمت میاں الہ دین صاحب لودہانوی کے سپرد ہوئی ہے ۔

حقیقۃ الوحی کے لئے تاکیدی خطوط روانگی کے آرہے ہیں اور اشتیاق اسقدر بڑھ رہا ہے کہ اگر چند روز تک کتاب شائع نہ ہوئی تو **تاریں** آنے لگیں گی ۔ مجھے حیدر آباد دکن سے میر مردان علی صاحب نے ایسا ہی تاکیدی خط لکھا ہے جس میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ تار دینے والے تھے ۔ ایسے مشتاق حضرات کو یاد رہے کہ جس دن کتاب شائع ہوئی پہلی ڈاک میں انہیں بھیدی جاویگی ۔

۵- ہفتہ زیر اشاعت میں **مسٹر رچرڈسن** سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن نے قادیان کے سب آفس کا معائنہ کیا ۔ صاحب موصوف ایک شریف اور خوش اخلاق نوجوان ہیں ۔ ایڈیٹر الحکم نے بعض مفید پبلک امور پر صاحب موصوف کو

متوجہ کیا۔ جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ قادیان میں دو مرتبہ ڈاک تقسیم ہوا اور دو دفعہ جایا کرے صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہوگا اس امر کا انتظام کریں گے۔ قادیان کے ڈاکخانہ کی یہ ترقی صاحب موصوف کے ہاتھوں پبلک کی خاص شکرگذاری کا موجب ہوگی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ سالانہ

مقررہ تاریخ پر یعنی ۲۷۔ اکتوبر کو جناب انسپکٹر صاحب نے اپنے اسسٹنٹ اور انکے دو نائبوں کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا۔ صاحب موصوف مع اپنے ماتحتوں کے مدرسہ کی عام حالت۔ اور ترقی کو دیکھ کر از بس محظوظ ہوئے۔ جس پہلو سے دیکھتے تھے خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ صاحب ممدوح کی مفصل رائے آئندہ شائع کی جائیگی۔ انسپکٹر صاحب کو مدرسہ کی جدید عمارت کا نقشہ بھی دکھایا گیا جسے دیکھکر انہیں بہت مسرت ہوئی۔

افریقہ سے ایک طالب علم آتا ہے

برادرم منشی رحمت اللہ صاحب وٹرینری اسسٹنٹ برٹس ایسٹ افریقہ سے اپنے بچہ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں انہوں نے ایڈیٹر الحکم سے چاہا ہے کہ وہ انکے بچہ کو بمبئی سے قادیان پہونچائے۔ منشی صاحب موصوف کا یہ نیک ارادہ ہر طرح قابل قدر اور واجب العمل ہے اسلئے میں اس پہلو سے انکو مدد دینا اپنا قومی فرض سمجھتا ہوں اور بڑی خوشی کے ساتھ اس عزیز بچہ کو انشاء اللہ قادیان پہنچانے کی سعی کرونگا جسے وہ بزرگان ملت کی نگرانی میں رکھنے کو اپنی نگرانی سے ہزار درجہ بہتر اور مبارک سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے پاک ارادوں میں انہیں کامیاب کرے۔ آمین۔

خوشی اور غم کا توام ہفتہ

یہ ہفتہ ہمارے لئے خوشی اور غم کا توام ہفتہ کہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ جہاں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناسازی طبع نے خدام کو فکر سے پریشان کیا وہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کی **درازی عمر** کی بشارت سنائی۔ اس لحاظ سے غم اور خوشی کا توام ہفتہ ہوا۔ پھر اس ہفتہ میں جہاں ایک نہایت ہی **مخلص** وفادار اور ارادتمند مہاجر میاں صاحب **نور** برادر بزرگ میاں احمد نور کابلی ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰؍ شعبان ۱۳۲۴ ہجری کو ۱۱ بجے کے قریب یکایک انتقال کرنے کا صدمہ ہوا۔ اور یہ خیال کرکے کہ مرحوم ابھی ایک **نوجوان** تھا اور اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا اسکے انتقال سے یتیم اور اسکی نوجوان بیوی بیوہ ہوگئی دل پرصدمہ ہوتا تہا۔ وہاں اللہ تعالےٰ کے نشان ہائے عجیب اور اس کی فوق الفوق قدرتوں کو دیکھ کر خوشی بھی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے میاں صاحب نور کو آیات اللہ کے ضمن میں داخل کردیا کیونکہ اسکی وفات الہامی پیشگوئیوں کے موافق وقوع میں آئی۔ ایک انہیں میں یہ ہے **ایک دم میں دم رخصت ہوا۔** اور ایک الہام یہ تہا **پیٹ پھٹ گیا۔** ایک اور پیشگوئی **موت تیراں ماہ حال کو** کے متعلق عزیز ہم عصر بدر بیان کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ سرعت الہام کے سبب بعض دفعہ ٹھیک الفاظ یاد نہیں رہتے اسواسطے تیراں کا لفظ تہا یا تیئس کا یا تیس کا۔ اور صاحب نور کی وفات کے دن ۳۰ شعبان تہی۔ اسطرح پر یہ تین پیشگوئیاں صاحب نور کی وفات سے **پوری ہوئیں** موت سے تو چارہ ہے ہی نہیں **انّک میّتٌ وانّھم میّتون** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے تو پھر اور کون ہے جو زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کا نشان جس موت سے ظاہر ہوا اور وہ **موت** رحمت اور برکات کا موجب متوفی کیلئے ہو وہ بہرحال مبارک ہے میاں صاحب نور کو اسی **بہشتی مقبرہ** میں دفن کیا گیا۔ اور اس طرح پر یہ واقعہ بھی رنج اور خوشی کا توام واقعہ ہے۔ مرحوم قرآن شریف کا بڑا عاشق تہا۔ اب حفظ کر رہا تہا پانچ سپارے حفظ کر چکا تہا بڑے صدق دل سے ہجرت کرکے چار سال ہوئے اپنے کنبہ سمیت قادیان آ گیا تہا۔ موت کے دن صبح کو بہلا چنگا تہا کہ یکایک درد شکم ہوا۔ اور پیٹ کے اندر جو رسولی تہی (اسکا علاج کرتا رہتا تہا فائدہ نہیں ہوا تہا) دفعۃً پھٹ گئی اسنے پکارا کہ پیٹ پھٹ گیا اور دم میں دم رخصت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسکے بعد ۲۷۔ اکتوبر کی صبح کو ایک اور حادثہ پیش آیا۔ جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے **دردناک حادثہ** ہے اور اپنے وقوع کی حیثیت سے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ یہ دردناک حادثہ ہمارے محترم مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ مقیم قادیان کی بیگم صاحبہ **عفر اللہ لہا** کی وفات کا واقعہ ہے۔ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی تہیں۔ نواب صاحب نے انکے علاج میں جہانتک ممکن تہا سعی کی مگر وعدہ آ چکا۔

لا تطیش سہام المنایا

(موت کے تیر نہیں رکتے)

کیونکر ٹل سکتا تھا۔ ابھی بیگم صاحبہ بیمار نہ ہوئی تہیں کہ حضرت اقدس نے ایک رؤیا دیکھی تہی اور اسکے ساتھ ایک الہام بھی تہا۔ جو الحکم مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء میں یوں درج ہے۔

دردناک دکھ اور دردناک واقعہ۔ پھر رؤیا میں دیکھا کوئی خادمہ عورت جو ہمارے تعلق والوں میں سے کسی گھر کی ہے کہتی ہے کہ میری بیوی یکایک مر گئی یہ سنکر میں اٹھا ہوں کہ اپنے گھر میں جاکر اس الہام کے پورا ہونے کی خبر دوں کہ بیدار ہوگیا۔

اسوقت حضرت حجۃ اللہ نے بعض کو اسکے مصداق سے اطلاع بھی دیدی تہی۔ خدا کی قدرت اور شان عجیب ہے کہ آخر بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں اور انکی حالت دن بدن بگڑتی گئی اور کبھی سنبھلتی رہی اور ۲۷۔ اکتوبر کی صبح کو وہ وقت آگیا جسکی خبر قبل از وقت دی جا چکی تہی۔ حضرت حجۃ اللہ نے مرحومہ کا جنازہ پڑہا۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے نواب صاحب کو مناسب موقع تلقین فرماتے رہے اور پھر جب تک مرحومہ کو دفن نہ کر دیا گیا آپ باغ میں تشریف فرما رہے۔ مرحومہ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی حاجت نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا کہ وہ بڑی **عفیفہ پارسا اور اپنے شوہر کی پوری اطاعت کرنے والی تہیں** یہی خوبیاں ہیں جو ایک عورت کے لئے باعث نیکنامی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فعل اور فضل نے شہادت دیدی کہ مرحومہ کا جنازہ اسکے مرسل نے پڑہا اور اسے اس قبرستان میں جگہ ملی جسکے لئے خدا کا وعدہ ہے انزل فیہا کل رحمۃ مرحومہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی مگر اس کی نیکیاں باقیات الصالحات کا کام دینگی۔ اور کیا عجب انکے واجب الاحترام شوہر نواب صاحب مرحومہ کو ثواب پہونچانے کے لئے کوئی کام صدقہ جاریہ کے طور پر کردیں۔ جو مرحومہ کی یادگار کی یادگار ہو اور ثواب کا ثواب۔ بہرحال اللہ تعالےٰ مرحومہ پر بے نہایت فضل کرے اور اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔ آمین۔

پس مرحومہ کے مرنے سے بھی چونکہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مرحومہ کا انجام نیک ہوا۔ اسلئے یہ واقعہ بھی خوشی و غم کا توام واقعہ ہے۔

حقیقۃ الوحی کے خریداروں کو اطلاع

اگرچہ حقیقت الوحی چھپ چکی ہے جیساکہ دوسری جگہ لکھا گیا ہے۔ اس کی جزو بندی وغیرہ بھی ہو رہی ہے لیکن ابھی اسکے متعلق چھپوائی کا کام کچھ باقی رہ گیا ہے جسکے لئے بڑی عسرت سے انتظام کیا جارہا ہے اور اس وجہ سے اسکی اشاعت میں ابھی توقف اور تعویق ہو رہی ہے۔ چونکہ فرداً فرداً تمام احباب کو جواب دینا مشکل ہے اسلئے عام طور پر بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ ابھی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ جسوقت شائع ہوگی۔ سلسلہ وار خریداران کو بھیجی جاویگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مزید اخراجات کیوجہ سے قیمت میں بھی اضافہ ہو جاوے۔ یہ امر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ چونکہ درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں اور کتاب صرف ایک ہزار طبع ہوئی ہے اسلئے درخواستیں بھیجنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ تاکہ جسوقت کتاب شائع ہووے فوراً روانہ ہو سکے۔ ورنہ اگر تعداد مطلوبہ پوری ہوگئی تو پھر مشتاق ناظرین کو کسی اور اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔ جو منہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر الحکم

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکہا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پہر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہانتک ہدایت اور تاکید ہے - کہ باہم پاؤں بہی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو - اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں - اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکہیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے - یہہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے - پہر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پہر سال کے بعد عید گاہ میں جمع ہوں - اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ **بیت اللہ** میں اکھٹے ہوں - ان تمام احکام کی غرض وہی **وحدت** ہے -

اللہ تعالیٰ نے حقوق کے دو ہی حصّے رکہے ہیں ایک **حقوق اللہ** دوسرے **حقوق العباد** - اس پر بہت کچھہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے - ایک مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا** - یعنے اللہ تعالےٰ کو یاد کرو جسطرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو - بلکہ اس سے بہی بڑھ کر - اسجگہ دو رمز ہیں ایک تو ذکر اللہ کو ذکر اباء سے مشابہت دی ہے اسمیں یہ سِرّ ہے کہ اباء کی محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے - دیکھو بچّہ کو جب ماں مارتی ہے وہ اسوقت بہی ماں ماں ہی پکارتا ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالےٰ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے **فطرتی محبت** کا تعلق پیدا کرے اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خود بخود پیدا ہوتی ہے یہی وہ اعلیٰ مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہونچنا چاہیئے یعنے اس میں اللہ تعالےٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے **انّ اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ** -

اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل کرنے چاہئیں - پہلا مرتبہ عدل کا ہے - اور عدل یہ ہے کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ - اور یہہ ظاہر بات ہے کہ ایسی نیکی کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں - بلکہ سب سے ادنےٰ درجہ یہہ ہے - کہ **عدل** کرو - اور اگر اس پر ترقی کرو تو پہر وہ **احسان کا درجہ** ہے یعنے بلاعوض سلوک کرو - لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس سے نیکی کی جاوے کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری پہیر دی جاوے یہہ صحیح نہیں یا یہ کہو کہ عام طور پر یہہ تعلیم عمل در آمد میں نہیں آسکتی چنانچہ سعدی کہتا ہے -

نکوئی با بداں کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اسلئے اسلام میں انتقامی حدود میں جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے -

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا و من عفیٰ و اصلح الاٰیۃ

یعنے بدی کی سزا اوسیقدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کردے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا موجب ہو - اسلام نے عفو خطا کی تعلیم دی لیکن یہہ نہیں کہ اس سے شر بڑھے -

غرض

عدل کے بعد دوسرا درجہ احسان کا ہے یعنی بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے - لیکن اس سلوک میں بہی ایک قسم کی خود غرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتا دیتا ہے اسلئے اس سے بہی بڑھ کر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتاء ذی القربیٰ

کا درجہ ہے - ماں جو اپنے بچّہ کے ساتھہ سلوک کرتی ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام واکرام کی خواہشمند نہیں ہوتی - وہ اس کے ساتھہ جو نیکی کرتی ہے محض طبعی محبت سے کرتی ہے - اگر بادشاہ اس کو حکم دے کہ تو اسکو دودہ مت دے اور اگر یہ تیری غفلت سے مر بہی جاوے تو تجھے کوئی سزا نہیں دیجاویگی بلکہ انعام دیا جاویگا - اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم ماننے کو طیار نہوگی - بلکہ اسکو گالیاں دیگی کہ یہ میری اولاد کا [illegible] اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ ذاتی محبت [illegible]

اسکی کوئی غرض درمیان نہیں یہہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے - اور یہ آیت **حقوق اللہ** اور حقوق العباد دونوں پر حاوی ہے - حقوق اللہ کے پہلے کے لحاظ سے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ **انصاف کی رعایت** سے اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور عبادت کرو - جسنے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے - اور جو اطاعت الٰہی میں اس مقام پر ترقی کرے تو احسان کی پابندی سے اطاعت کر - کیونکہ وہ محسن ہے اور اسکے احسانات کو کوئی شمار نہیں کرسکتا - اور چونکہ محسن کے شمایل اور خصایل کو مدنظر رکہنے سے اسکے احسان تازہ رہتے ہیں اسلئے **احسان کا مفہوم** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے - کہ ایسے طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے گویا دیکھہ رہا ہے یا کم از کم یہہ کہ اللہ تعالےٰ اسے دیکھہ رہا ہے - اس مقام تک انسان میں ایک حجاب رہتا ہے لیکن اسکے بعد جو تیسرا درجہ ہے **ایتاء ذی القربیٰ** کا یعنے اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور **حقوق العباد** کے پہلو سے میں اسکے معنی پہلے بیان کرچکا ہوں - اور یہہ بہی میں نے بیان کیا ہے - کہ یہہ تعلیم جو قرآن شریف نے دی ہے کسی اور کتاب نے نہیں دی - اور ایسی کامل ہے کہ کوئی نظیر اسکی پیش نہیں کرسکتا - یعنے

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا الاٰیۃ

اس میں **عفو** کے لئے یہہ شرط رکہی ہے کہ اس میں **اصلاح** ہو یہودیوں کے مذہب نے تو یہہ کیا تہا کہ آنکہہ کے بدلے آنکہہ اور دانت کے بدلے دانت الاٰخرہ - انمیں انتقامی قوت اسقدر بڑھ گئی تہی اور یہاں تک یہہ عادت انکی پختہ ہوگئی تہی کہ اگر باپ نے بدلہ نہیں لیا تو بیٹے اور اسکے پوتے تک کے فرائض میں یہ امر ہوتا تہا کہ وہ بدلہ لے - اسوجہ سے انمیں کینہ توزی کی عادت بڑھ گئی تہی - اور وہ بہت سنگدل اور بے درد ہوگئے تہے - عیسائیوں نے اس تعلیم کے مقابل یہہ تعلیم دی کہ ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بہی پہیر دو ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس [illegible] وغیرہ - اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ ظاہر ہے [illegible]

کہ ہاں اب دوسرا دانت بہی نکال دو - وہ خبیث تو اور بہی دلیر ہوجاویگا - اور اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوگا - پہر کیونکر ہم تسلیم کریں کہ یہہ تعلیم عمدہ ہے - یا خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوسکتی ہے ؟ اگر اسپر عمل ہو تو کسی ملک کا بہی انتظام نہ ہوسکے ایک ملک ایک دشمن چہین لے تو دوسرا خود حوالہ کرنا پڑے - ایک افسر گرفتار ہوجاوے تو دوسر اور دیدیئے جاویں - یہہ نقص ہیں جو ان تعلیم میں ہیں - اور یہ صحیح نہیں -

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہہ احکام بطور قانون **مختص الزمان** تہے - جب وہ زمانہ گذر گیا دوسرے لوگوں کے حسب حال وہ تعلیم نرہی - یہودیوں کا وہ زمانہ تہا کہ وہ چار سو برس تک غلامی میں رہے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے انمیں قساوت قلبی بڑہ گئی اور وہ کینہ کش ہوگئے - اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں کوئی ہوتا ہے اسکے اخلاق بہی اسی قسم کے ہوجاتے ہیں - سکہوں کے زمانہ میں اکثر لوگ ڈاکو ہوگئے تہے انگریزوں کے زمانہ میں تہذیب اور تعلیم پہیلتی جاتی ہے اور ہر شخص [illegible] کرتا ہے - غرض بنی اسرائیل [illegible] ماتحتی کی تہی اسی وجہ سے انہیں [illegible] اسلئے توریت کے زمانہ میں عدل [illegible] مقدم تہی کیونکہ وہ لوگ اس [illegible] تہے اور جابرانہ عادت رکہتے تہے [illegible] نے یقین کرلیا تہا کہ دانت کے بدلے [illegible] کا توڑنا ضروری ہے - اور یہ ہمارا [illegible] اسوجہ سے اللہ تعالےٰ نے انکو سکہایا کہ عدل تک ہی بات نہیں رہتی بلکہ احسان بہی ضروری ہے - اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہیں تعلیم دی گئی کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دو اور جب اسی پر سارا زور دیا گیا تو آخر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو اصل نقطہ پر پہونچا دیا - اور وہ یہی تعلیم تہی کہ بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کردے اور معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اسکے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور اجر ہے عفو کی تعلیم دی ہے مگر ساتھہ قید لگائی کہ اصلاح ہو بے محل عفو نقصان پہونچاتا ہے - پس اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہیئے جیسے وہ خدمتگار جو [illegible] ایک بڑا شریف الاصل اور فرمانبردار اور خیر خوا[illegible]

لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہوجاوے اس موقع پر اسکو معاف کرنا ہی مناسب ہے۔ اگر سزا دی جاوے۔ تو ٹھیک نہیں۔ لیکن ایک بدمعاش اور شریر ہے ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارتوں سے باز نہیں آتا اگر اسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اور بھی بیباک ہوجائیگا۔ اسکو سزا ہی دینی چاہیئے۔ **غرض** اسطرح محل اور موقع شناسی سے کام لو۔ یہہ تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے اسکے بعد اور کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا اور جو کچھہ قرآن شریف میں ہے اسکو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اسکو چھوڑیگا وہ جہنم میں جاویگا۔ یہہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اسکے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس اُمت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے۔ اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں دعا سکھائی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

انعمت علیہم کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا۔ اور یہہ نعمت انکو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اسکا ثمرہ کچھہ بھی نہیں یا اس اُمت کے کسی فرد کو بھی یہہ شرف نہیں مل سکتا۔ اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہوگیا ہے۔ بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اس نے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہہ امر تھا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہٗ لا شریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے۔ یہہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تھا اور ہے۔ اور یہہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کرسکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو؟

میں نے آریوں سے عیسائیوں سے پوچھا ہے کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو اسکا کوئی ثبوت پیش کرو۔ نری زبانی لاف گزاف سے بڑھ کر وہ کچھہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں۔ اسپر اطلاع پانے کیلئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تھا جس کے سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز تھا۔ مگر افسوس ان مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کردیا۔

یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اسوقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالےٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اسکو ہاتھہ میں پکڑنے کی خواہش کرسکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائیگا اور ہلاک کردیگا وہ کبھی جرأت نہیں کریگا کہ اسکی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہوجاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسکے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نکرلے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہہ یقین معرفت کے بدون پیدا نہیں ہوسکتا۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اسقدر دلیر ہوجاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ **معرفت** اور **بصیرت** نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ **اسلام** اپنے اصل مقصد سے خالی ہے لیکن میں **کہتا ہوں** کہ ایسا نہیں یہہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اسکا ایک ہی ذریعہ ہے

مکالمات و مخاطبات الٰہیہ

کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے۔ گناہ ایک زہر ہے۔ جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر کبیرہ ہوجاتا ہے اور انجام کار **کفر** تک پہونچا دیتا ہے۔

میں جملہ معترضہ کے طور کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ ہر قوم کو یہہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہوجاویں۔ مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ بجز گناہ کی سزا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے ہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کئی لاکھہ جونیں ہیں جب تک انسان ان جونوں کو نہ بھگت لے وہ پاک ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ جب کہ تمام مخلوقات گنہگار ہی ہے تو اس سے نجات کب ہوگی؟ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ انکے ہاں یہہ امر مسلمہ ہے کہ نجات یافتہ بھی ایک عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے نکال دیئے جاویں گے تو پھر اس نجات سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ جب یہ سوال کیا جاوے کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکالتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکھہ لیا جاتا ہے۔ اب غور کرکے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہوسکتا ہے؟ اور پھر جب کہ ہر نفس اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالےٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت رہے۔

دوسرا پہلو عیسائیوں کا ہے انہوں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو۔ اور پھر یقین کرلو کہ اسنے ہمارے گناہ اٹھا لئے اور وہ صلیب کے ذریعہ **لعنتی** ہوا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق؟

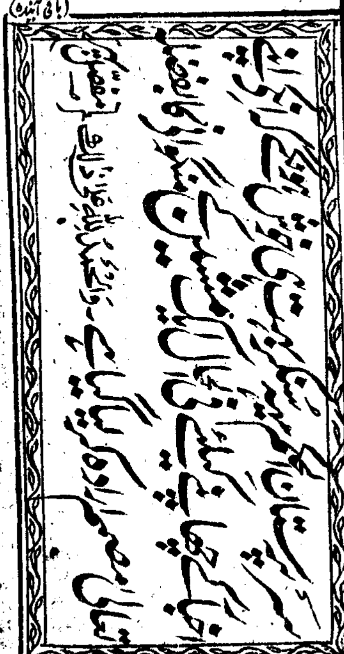
گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا؟ کہ انسان کو خدا بنایا گیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ ہوسکتا ہے؟ پھر خدا بنا کر اسے معاً ملعون بھی قرار دیا اس سے بڑھ کر گستاخی اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کیا ہوگی؟

ایک کھاتا پیتا حوائج کا محتاج خدا بنا لیا گیا حالانکہ توریت میں لکھا تھا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پہ نہ زمین پر۔ پھر دروازوں اور چوکھٹوں پر یہہ تعلیم لکھی گئی تھی۔ اسکو چھوڑ کر یہ نیا خدا تراشا گیا۔ جسکا کچھہ بھی پتہ توریت میں نہیں ملتا سینے فاضل یہودی سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا پھرے۔ اسپر یہودی علماء نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہ محض افترا ہے توریت میں کسی ایسے خدا کا پتہ نہیں ملتا۔ ہمارا وہ خدا ہے جو قرآن شریف کا خدا ہے یعنی جس طرح پر قرآن مجید نے خدا تعالےٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے اسی طرح پر ہم توریت کے رو سے خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے۔ اور یہ تو موٹی بات ہے اگر یہودیوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دی گئی ہوتی جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہونیوالا تھا تو وہ حضرت مسیح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے یہانتک کہ انہوں نے اسکو صلیب پر چڑھوا دیا۔ اور اسپر کفر کہنے کا الزام لگاتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کیلئے قطعاً طیار نہ تھے۔

غرض

عیسائیوں نے گناہ کے دور کرنے کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اسکو گناہ سے نجات پانے کے ساتھہ کوئی تعلق ہی نہیں۔

(باقی آئندہ)



نبیت ثابت شد از اصل

خدا کا شکر ہے کہ میں کسی وقت اور کسی حال میں امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سکنڈ کے لئے بھی بدظن نہوا گو بیچ بیچ آپ کے بعض اقوال سے میری طبیعت کو بہت سے اتار چڑھاو پیش آتے گئے مگر چونکہ حسن ظن اول روز سے میرے ساتھ تھا آج وہی میرا رفیق طریق میرے کام آیا جس نے مجکو تمام مشکلات سے صحیح و سالم نکالکر اُس منزل تک پہونچا دیا جسکا یقین کامل ہے ورنہ کیا معلوم رد و انکار کے ہاتھوں میں پڑکر پھر مجکو توفیق رجوع ملتی یا نہ ملتی اللھم ثبت قدمی علیہ یہ محض احسان الٰہی تھا ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا جہاں اپنے اچھے چلتے پرزوں کے قدم امام وقت کی شناخت میں ٹھوکر کھا جائیں تو میں بیچارہ کس شمار و قطار میں ہوں ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرے حسن ظن کی ابتداء آپکی ایک پرزور تحریر سے ہوئی جس میں منکران اسلام کو قبول اسلام کی شرط پر آسمانی نشانات دکھلانے کا بڑی شد و مد سے دعوی کیا گیا تہا چونکہ یہ ایک عظیم الشان دعوی تہا اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس بلند آوازہ پر کہاں تک آپکی عظمت میرے دلمیں بیٹھ گئی اور کس حد تک میری نگاہوں نے اس مرد میدان کو چُن لیا ابھی مجھکو آپکے منصب سے آگاہی نہ تہی کہ آپکے مسیح موعود ہونے کی شہرت پھیلی اب کسی جوشیلے کی رگ تکفیر پھڑکی ہو تو پھڑکی ہو یہاں تو حسن ظن کا دخل تہا دل ہی دل میں یوں فیصلہ کر لیا کہ سُنی سُنائی کا کیا اعتبار اور پھر ایسی خلاف قیاس بات ہو نہو یہ کسی مفسد کا شگوفہ چھوڑا ہوا ہے جب خود حضور اقدس کے قلم سے اسکی تصدیق ہوگئی پوری کیفیت تو معلوم نہی نہیں بڑی تشویش ہوئی کہ اب کیا کیا جائے ہر چند طبیعت قبول نکرتی تہی کیونکہ دماغ میں تو آسمانی عیسی کے خیالات گھر کئے بیٹھے تہے مگر آپ کا اقتدار کچھ کچھ امید دلاتا تہا کہ نہیں محض بے وجود بات نہیں کچھ نہ کچھ وجود ضرور رکھتی ہے گو کسی معنی سے ہو ورنہ ایسے خدا رسیدہ سے اور ایسا خطرناک خیال۔ نہیں نہیں کچھ بھید ہے۔ ہاں ضرور ہے کیوں بزرگوار و پہلے تو اس بات پر کچھ التفات نہ کیا گیا کیونکہ بے سند تہی انہوں کی سند ملگئی فرمانے بادی النظر میں قیاس کیا کہتا ہے کہ دعوی نبوت کی بُو آتی ہے یا نہیں ضرور آتی ہے تو کیا اب بھی لب کشائی کا موقع نہ تھا پھر آخر خیالات فاسدہ سے مجھکو کس نے باز رکہا یہ حسن ظن کی ہی خوبی تھی یا کسی اور کی مگر ضدی لوگ اسکو کیوں ماننے لگے آخر وہ بھی تو منہ میں زبان رکہتے ہیں کہہ دینگے۔ کہ مرزا صاحب کی محبت نے اندھا کر دیا اچھا یونہیں سہی ہٹ دہرمی کا تو کچھ علاج ہی نہیں خیر اب دل کو ٹٹول لگی کہ ذرا تفتیش تو کیجئے۔ معاملہ کیا ہے اس سے پہلے کہ مولویانہ صدائیں کان میں آئیں خوش قسمتی سے دو کتابیں ہاتھ آگئیں ایک انوار الاسلام حضور علیہ السلام دوسری تحذیر المومنین حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی اللہ اللہ کتابیں کیا گویا ایک انقلاب عظیم کا نقشہ سامنے آگیا جتنا پُرانا ذخیرہ دماغ میں جمع تھا اُلٹا نظر آنے لگا اور خیالات میں ایسی گڑبڑ مچی کہ میں کبھی زمین پر کبھی آسمان پر بالکل مبہوت سا ہوگیا مہینوں انہیں خیالات کی اُدھیڑبن میں ڈوبا رہا آخر غور و فکر کے بعد عقل نے تو اُن باتوں کو مان لیا مگر آبائی تقلید کی روک سے طبیعت جھجکتی رہی جس سے میرے رجوع کامل میں تاخیر پڑگئی۔ آخر رفتہ رفتہ وہ مبارک گہڑی آگئی جو اس خیر و برکت سے حصہ ملنے کے لئے مقدر تہی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں ایک بڑے جنگی پیر کے جال میں گرفتار ہو کر دفعۃً قادیانی مشہور ہوگیا اگرچہ قبلہ حاجات اپنی ذات سے حضور اقدس کے سخت مکفر ہیں اور جلال کیوقت بڑے اصرار سے فرمایا کرتے ہیں "ہم اُسکو کافر کہتا ہے ہم اوسکو کافر کہتا ہے" مگر خدا خوش رکہے اور اُن کی آنکہیں کہونے میرے حق میں درحقیقت خضر طریقت ہی نکلے نہ آپ میری فضیحت کا اشتہار دیتے نہ یہ سعادت مجکو نصیب ہوتی ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پہلے ہی آپ کی دو ایک چوٹیں مجھپر ہو چکیں تھی اب میری قادیانیت کی خبر اُڑتی تھی کہ ساری بنی بنائی آپ ہی بگڑ گئی جو جسکے منہ میں میں آتا تہا واہی تباہی بکتا تہا اور بُرا لنے مدلوں کی تو خوب بن آئی گویا ایک شکار ہاتھ لگا۔ خیر مخدوم مکرم تو اپنی قسمت کے جتنے بدلے تھے سمیٹ بٹور کے الگ ہوئے اور اب میری باری آئی اور آسمان سے میری حصہ کی رسوائیوں کا جسمانی نزول شروع ہوا۔ ہونے والی بات۔ باوجودیکہ ایک موقعہ پر مجھ سے یہ نعاقبی کی سچی قسم بھی کھلوائی گئی تھی اسپر بھی مصلحتِ میری زبان سے تو یہ توبہ اس امام المسلمین کو برملا کافر کہلا لینے کی خیر خواہوں نے تجویز نکالی کاش اگر وہ مجھکو پھر قسم پر آمادہ کرتے تو قسم کہا لینے سے پھر بھی مجکو کچھ دریغ نہ ہوتا کیونکہ اسوقت تک حضور اقدس سے میرا کچھ تعلق نہ تہا۔ اور اب سنگ آمد و سخت آمد کا مضمون پیش آیا جب میں نے دیکہا کہ اب ہوا بگڑ گئی اور یہ بہولے مومن مجکو بغیر جہنم رسید کئے نہ مانینگے بس میں انکی خدمت کی گٹھری سر سے پھینک پہانک چپکا اپنے گھر میں بیٹھ رہا ؎

کیا ملیگا حجت و تکرار سے | خیر خواہ ہو فائدہ اصرار سے
اک فرشتے کی کرون تکفیر گر | اے معاذ اللہ اس ہنجار پر
کل خدا کو اسکا کیا دونگا جواب | کیا کہونگا سید ابرار سے
ملتے چھوڑا منبر و محراب کو | باز آیا جبہ و دستار سے
اب نہیں رہنی کا اس گلشن میں کام | لیجئے بلبل چلی گلزار سے
ہمت ابدال آگئی سر پر بلا | مجھکو شرمندہ نہ کرنا یار کر
ٹھان لی ہے جی میں راضی اب یہی
تو لگائیں گے بڑی سرکار سے

نام تو نکل ہی چکا تہا اب کیونکر انگلیاں نہ اُٹھتیں پیر جی کے پنجے سے تو نکل گیا عزیزوں کے شکنجے سے کیونکر نکل سکتا تھا پٹھان بھائی تو تہے نہیں کہ خاک ڈال کے بیٹھ رہتے بہلا شیخصاحبان عزت یافتگان دربار شاہی کی غیرت گدھے پر چڑھائے بغیر کب مان سکتی تھی تہوڑی سے قیل و قال پر غوغائیاں اُڑنے لگیں اور ایک شور قیامت مچگیا۔ یا اللہ کیا آفت آگئی۔ کسی کا طوطی چہکا "ارے میاں وہ تو دس برس کا چھپا قادیانی نکلا" کسی کی بلبل بولی "اجی قبلہ ایک خط بھی اُسکا پکڑا گیا"۔ کوئی یوں طنبورہ چھیڑ بیٹھا "جس کا کہا ماتا اُس کا گانا ہر قادیان سے تنخواہ پاتا ہے" کسی بیچارے مصیبت کے مارے نے یوں آنسو ڈھلکائے "ہائے ہائے علما کی تکفیر کرتا ہے کوئی سیدھا مکے مدینے پہونچا "ارے لوگو غضب ہوگیا رسول اللہ کو گالیاں دیتا ہے" کسی کھلاڑی نے یوں تڑپ کے پینترا دکھایا "اجی انکو نماز کا ہی گینڈا بدل دیا" کسی غازی بہادر نے یوں جہادی پھریرا لہرایا۔ "اجی کہاں کا جھگڑا خاتمہ ہی کر دو" کسی دیندار نے یوں خانہ خدا کی آبرو بچائی "بس بس اب مسجد میں اُس کا کام نہیں" کسی نے حلف پر حلف اُٹھایا "واللہ کیا سچی قسم کہائی ہے" کسی پر عرش سے گرما گرم وحی اتر آئی "پھیر و پھیر و نماز پھیر و" کسی کے کان میں ابو حنیفہ کی روح اکر پھونک گئی "ارے نادانو بی بی کو چھڑا لو" ایک جو سب سے اکنگ تھے اس رنگ میں بھی اکنگ رہے "او میاں جانے والے مسافر اپنے گاؤں تک ہو سکا ان ڈھوبیوں نے مجھکو خوب دھو دھو کے پاک کیا۔ اور یہیں تک بس نہ کی بلکہ دو کمپیاں ان بھی ہوئیں غیروں کو بھی ملایا گیا پردہ نشینوں کو بھی بھڑکایا گیا دشمنی ہو تو اس مردک کا ناتا رشتہ توڑو حصہ بخرا چھوڑو آج سے اسکا حقہ پانی بند وہ کھنگی اور سب بھائی بند" آفرین آفرین اے شریفوں کے خاندان۔ اے صدیق اکبر کی اولاد۔ اے محراب و منبر کے وارثو۔ یہ فرائض تمہیں کس نے سکہائے یہ تزارے تمہیں کس نے بتائے یہ شوخیاں تم کہاں سے لائے یہ انداز تم نے کس سے اُڑائے کیا تمہاری فضیلت نے بھی نہ روکا کچھ آبائی روش نے بھی نہ سمجھایا غیور طبیعت نے بھی کچھ نہ کہا طبیب روح بھی کچھ نہ بولی کیا سب راہیں بند ہوگئیں چاروں طرف سے پتھر پڑ گئے افسوس علم تو تمہارے ہاتھوں سے جاچکا اب اس آخری وقت میں حیا نے بھی جواب دیدیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایکہ بودم از فضولیہا نفور | بود در آئین من بس بیقصور
رو نیاورد م چو سوئے مہلکات | فتنہ آمد رفت از دستم نجات
وائے در راہ سلامت انتقام | بر سر من ارہ و تیغ و تبر
یا رب از محرابیان ایں خیرگی | روشنی دلوم خریدم تیرگی
چونکہ مجنتہا سیر انداختند | ملہری را قادیانی ساختند
اے سر پُر نخوت و جہل پر کیں | قادیانی را بچشم من ببیں
کار دیں را کردہ سمت اہتمام | السلام اے خطبہ خوانان السلام

از جماعت بر تہ معلوم شد
پائیگاہ منبری معلوم شد

ابھی مجھکو کچھ ہنسی سی آتی ہے کیا ہی ان باتوں کو بہت دن نہ گذرے تہے کہ خود مجھ پر سے ستم یاپی ہی توبہ کی رستی ٹوٹ اُٹھی اور میں اُسی طرح قادیانی کا قادیانی بنا رہا اور یہ خدا کی شان کہ بسم اللہ اُنہیں سے ہوئی جو گروہ بھر میں سب سے زیادہ تکفہ تہا ع

خدا کی شان ہے ایسوں کی حالت ایسی ہوتی ہے

اتنے پہلے مالنسو یہ تمنے کیا غضب کیا نہ توبہ کرائی نہ سفقتا پڑتا یہ نہیں مجھکو مسلمان کر لیا کہہ دو بھولے بھٹکے کہائی ابھی کہائیں تو رام دوہائی الغرض جوں جوں عزیزوں کے جہاڑ پہاڑ بڑہتے گئے میری معلومات ترقی پکڑتی گئی یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ میں نے ان تحقیقات میں کس اسلوب سے کام لیا ہے میں دونوں فریق کا طرفدار بنا اصلی بھی وکالت کی اصلی بھی وکالت کی ادھر سے بھی جرح اُدھر سے بھی جرح دونوں کا معترض دونوں کا مجیب خود ہی مدعی خود ہی مدعا علیہ کبھی طرفین کی کتابوں کا مقابلہ کبھی تصنیفات اکابر کا مطالعہ کبھی نامعلوم بات کو دوسروں کی [illegible]

کبھی پھولا [illegible] زمانے میں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] لگی جھاول یا دل خدا [illegible] گیا او چودھویں کا چاند [illegible] خدا سے فرستادہ [illegible] خدا کی [illegible] دل سے قبول کرکے [illegible] کہ میں احمدی ہوں - احمدی [illegible] احمدی ہوں اور یہ [illegible] سب منہ دیکھتے رہ گئے خدا انکو توفیق دے حضرت [illegible] سب میرے حسن ظن کا نتیجہ تھا جو [illegible] میرے [illegible] اس [illegible] مولویانہ فتنے سے بال بال بچ لیا الحمد للہ ثم الحمد للہ -

کیا اب بھی میرے اطمینان میں کچھ کسر رہ گئی کیا اب بھی میری تسلی میں کچھ خامی ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ [illegible] کہ البتہ نہیں بلکہ ابھی کچھ نظرت [illegible] کی کمزوری باقی ہے -

اچھا یہ [illegible] سنئے - باوجود ایسی پاک صاف تحقیقات کے کہ جس میں ذرہ بھر کدورت نہیں پھر بھی کبھی کبھی مولوی صاحبان کے ہولناک فتوے میرے [illegible] دل کو مضمحل کر جاتے تھے جس سے میرے ذوق شوق میں کچھ کچھ افسردگی آجاتی تھی گو میری معلومات ان فتووں کو قبول نہ کرتی تھی مگر پھر بھی کچھ نہ دھڑکا ضرور لگا رہتا تھا اور یہ کمبخت طبیعت کے علاج پر قادر نہ تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک لمبے چوڑے فتوے نے مجھکو ایسا گھبرا دیا کہ مجھپر آرام حرام ہوگیا پس ایک تدبیر خیال میں آئی میں حضرت مرزا صاحب اور ان مولوی صاحبان دونوں کو اپنی اپنی جگہہ پر چھوڑکر محض خدا کا ہوکر خدا کے آگے جھک گیا اور اپنی بنی بگڑی کو بس اسی کے ہاتھ میں دیدیا کہ اے دانائے راز تو سینوں کا حال خوب جانتا ہے میں تجھسے دنیا مانگنے نہیں آیا بلکہ تیری رضامندی کا طالب ہوں اس وقت جو حق و باطل کا جھگڑا درپیش ہے اے قادر توانا میری سب طاقتیں صرف ہوچکیں اور اب میں اندھا ہوگیا - میری نظر کام نہیں کرتی کسکو چھوڑوں کسکو پکڑوں دورا ہے پر آکر بھٹکا ہوں مجھکو راستہ بتا کدھر کو جاؤں اے دستگیر دستگیری کر ورنہ میں ہلاک ہوا میں نفس کی خواہش سے کسی کی پیروی کرکے جہنمی بننا نہیں چاہتا آج میں اصلاح نفس پر قدرت رکھتا ہوں جب مرگیا اور احکام آخرت مجھپر جاری ہوگئے تو اے کریم و رحیم پھر میں [illegible] نے کیا اس نقصان کی تلافی کر [illegible] [illegible] دنیا انبیا کا میری نگاہوں کو [illegible] اور جو فریق تیرے نزدیک حق پر ہو [illegible] میری طولانی دعا میں شعر بھی داخل تھا -

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

وہ [illegible] خالی گئی اور کچھ اجابت کے آثار ظاہر نہ ہوئے جب دوسری شام آئی تو پھر وہی [illegible] دعائیں تھیں اور میں تھا میں اس کارساز بندہ نواز کا کس زبان سے شکر ادا کروں [illegible] اس سمیع مجیب نے میرے درد بھرے دل کی فریاد سن لی اور حق و باطل میں قطعی فیصلہ کر دیا - سنئے مجھکو ایسی طرز کا خواب آیا جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تھوڑی سی جھلک تھی بھلا ایسی طرز کے خواب دکھائے جانے میں کیا حکمت تھی اسکا اصلی سبب تو خواب دکھانے والا ہی جانتا ہے مگر میرے خیال میں یوں آتا ہے کہ تا میرے دل میں تذبذب کی گنجائش نہ رہے اور اسبات کا پورا اطمینان ہو جائے کہ میرا خواب دخل شیطانی سے بالکل پاک ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس کی تعبیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے ملجائے خواب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حشر برپا ہے اور آدمی لباس عمدہ اور نیا پہنے ہیں بعضوں کی آستین بازو تک ہے بعضوں کی نیچے تک بعضوں کی کم ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے ارشاد ہوا کہ پیراہن ایمان ہے جسکی آستین دراز ہے اسکا ایمان زیادہ ہے" یہ تو معلوم ہوچکا کہ لباس عمدہ و نو کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعبیر فرمائی ہے تو اب میرا خواب سنئے اگر میں نے یہ خواب یا اسکے مقدمات جی سے بنائے ہوں تو خدا مجھکو لعنتوں کی موت مارے میرا خواب میں اپنی بستی کے اندر تین چار شخصوں کے ہمراہ جنمیں میرے ایک خاندانی عزیز مسمی علیم الدین بھی ہیں ایک کشادہ راستہ پر جا رہا ہوں اور علیم الدین کے بدن پر ایک نفیس نو بافتہ - ریشمی یا اونی دو پہرہ کی چادر ہے میں نے باکنی اور رنگ اس خوشنما چادر کو پسند کرکے علیم الدین سے اسکا حال دریافت کیا وہ بولے یہ چادر میں نے قادیان سے منگائی ہے قادیان کا نام آنا تھا کہ میرا ذوق تازہ ہوگیا اور میں دل ہی دل میں خوش ہو ہو کہتا ہوں کہ لوگ قادیان سے سودا کرنے لگے اب قادیان کے نام سے نفرت نہ رہیگی پھر یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ قادیان چھوٹی سی بستی ہے وہاں بھی یہ کارخانہ جاری ہوگیا اسی کے ضمن میں یعنی کارخانہ کی خوبی میں کچھ اور بھی خیالات تھے جنکو میں صفائی سے بیان نہیں کرسکتا تا کہ عند اللہ مجرم نہ ٹھہروں - عمدہ کپڑے کی تعبیر تو معلوم ہوچکی کہ ایمان ہے پس دوہری چادر سے میں قوت ایمانی مراد لیتا ہوں اور علیم الدین سے میرے نزدیک علم دین کی طرف اشارہ ہے کیونکہ الفاظ سے بھی تعبیر نکالنے کا ایک طریقہ ہے خود حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عقبہ بن نافع کو خواب میں دیکھکر عقبہ کی تعبیر عاقبت اور رافع کی تعبیر رفعت کی ہے - یہ حضرت مرزا صاحب کے حقمیں میرا خواب ہے اب اے ایمان و انصاف کو دوست رکھنے والو تمکو خدا کا واسطہ اور رسول کا واسطہ اور جسکو تم عزیز رکھتے ہو اسکا واسطہ مردانہ گواہی دو اگر یہ خدائی فیصلہ مولوی صاحبان کے حق میں ہوتا تو کیا مجکو حضرت مرزا صاحب کا دامن چھوڑ دینا نہ پڑتا اور اب جبکہ ڈگری حضور اقدس کو ملی ہے تو تمکو رب العرش کی قسم ہے سچ بتاؤ اب میں ان مولوی صاحبان کا کسطرح مقلد رہ سکتا ہوں - انصاف! انصاف!! **خدارا انصاف!!!** ناظرین ظاہر تو یہ ہلکا سا خواب ہے مگر میری کامیابی پر نظر کرکے میرے دل ہی سے اس کا لطف پوچھئے میری عجیب حالت ہوگئی طبیعت بار بار وجد کرتی تھی اور روح سجدہ کرتی ہوئی خدا کے آگے گرتی تھی دل بھر بھر آتا تھا اور اندر ہی اندر ایک ستھرائی سی محسوس ہوتی تھی اور خیالوں میں خود بخود کچھ ایسا سما گیا کہ آج مجکو اس خدا سے مادر مہربان کی طرح کچھ خصوصیت سی ہوگئی ہے اور میرا دل بالکل یقین سے بھر گیا کہ خدا ہے اب جن مہربانوں نے میرا نام دیوانہ رکھا ہے میری ترقی دیوانگی کی دعا کریں میں آمین کہونگا ؎

گر اے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا ایں گو
کہ ایں آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

ناظرین سمجھے ہونگے کہ یہ قصہ ختم ہوچکا نہیں نہیں ابھی میرے دل کو چین کہاں جب مولوی صاحبان کا قدم درمیان سے نکلا تو صوفیوں نے میرے حال پر کرم فرمائی کی اب تازہ خلش یہ پیدا ہوئی کہ اگر اہل قال نے امام وقت کی معرفت میں ٹھوکر کھائی تو کھائی بیچارے معذور تھے بھلا ان اہل حال کی نظر نے کشف حقیقت میں کیوں کوتاہی کی حالانکہ مجھہ ایسے ہیچ و پوچ انسان کو ایک سچا خواب آکر امام وقت کی شناخت کرا جائے اور یہ صافی مشرب روشن ضمیر نورانی دماغ روحانی آنکھوں والے جو آسمانی برکات کے اول حقدار ہیں اتنی جھلک سے بھی محروم رہ جائیں یہ کیسی بوالعجبی ہے - یہ خیال تو تو کھٹکتا ہی تھا مگر ایسے وقت میں زیادہ پریشان کرتا تھا جب کسی پیر جی کے لمبے لمبے مقامات سننے میں آتے تھے کہ بڑے صاحب نسبت ہیں بڑے صاحب کشف ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں یہانتک سینہ کھلا ہوا ہے (دروغ برگردن راوی) کہ مریدوں کی قضا و قدر کے حالات کلیۃً بتا سکتے ہیں - الحمد للہ کہ یہ مشکل بھی حل ہوئی میں ایک روز امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مبدا و معاد کی سیر کرتا تھا ناگاہ ایک مقام پر نگاہ جا پڑی بس پوری پوری مجکو تسکین ہوگئی پس میں اس عبارت کو بنظر افادہ عام نقل کئے دیتا ہوں اور خاصکر اس ضرورت سے کہ شاید کوئی میرا احمدی بھائی میری طرح صوفیوں کے حال میں متردد ہو تو بآسانی نجات پا جائے۔

نقل عبارت مبدا و معاد صفحہ ۵ و ۶ مطبوعہ سال [illegible] مطبع مجتبائی دہلی - قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود ست و بعد از قرون بسیار و از منۂ بیشمار ایں قسم گوہرے بظہور مے آید و عالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او می آید واز و مستفاد میگردد بے توسط او ہیچکس بایں دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفتہ ست و آں دریا گویا منجمد ست کہ اصلاً حرکت ندارد و شخصے کہ متوجہ آن بزرگ ست و با اخلاص دارد یا آنکہ آں بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ می شود از آن راہ بقدر توجہ و اخلاص ازاں دریا سیراب میگردد و ہمچنیں شخصے کہ متوجہ ذکر الٰہی ست جل شانہ و بان عزیز اصلاً متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمیں قسم افادہ آنجا ہم حاصل میشود لیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصے

کہ منکر آن بزرگ است یا آں بزرگ ازو در بار ست (یہ فقرہ کچھ سمجھ میں نہ آیا شاید چھاپے کی غلطی ہوگی) ہر چند بذکر الٰہی تعالیٰ و تقدس مشغول ست اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است ہماں **انکار او سدّ راہ فیض او میگردد** بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم افادہ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت از وے مفقود است - صورت رشد ست صورت بے معنی قلیل النفع ست **و جماعت کہ اخلاص و محبت باآں عزیز دارند** ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند نیز ایشاں را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت او میرسد - والسلام علی من تبع الہدی - انتہی -

اے مولا کریم میں تیرے اس فضل و رحمت پر نظر کرکے تیرے آگے ادب سے سر جھکاتا ہوں اور تیرے رسول پاک پر درود بھیجتا ہوں اے بندہ نواز اب تو نے جو ہماری آنکھیں کھولیں اور امام وقت کی کامل شناخت کرا دی تو اے رحمٰن و رحیم ہم کو اس راہ میں مستقیم رکھ اور ابتلا سے بچا اور مصیبتوں میں صبر دے اور ہمارا انجام بخیر کر اور دنیا و آخرت میں ہمارا کفیل ہو آمین آمین ثم آمین - وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین -

خلیل الدین احمد راضی صدیقی تلہری

تزکیہ نفس کی سبیل

ذیل میں میں اپنے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک ضروری اور ازبس ضروری چٹھی چھاپتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب اسکو پوری توجہ سے پڑھیں گے۔ میں نے ہر سال الحکم کے ذریعہ عام طور پر اور زبانی خاص احباب سے ذکر کیا ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ریلوی اشتہار ٹیرف سے ضرور رعایتی ٹکٹ حاصل کرنے چاہئیں جس حال میں محکمہ ریلوی ہر قوم اور ملت کے سالانہ جلسوں کی تقریب پر رعایتی ٹکٹ دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسہ پر رعایتی ٹکٹ نہ مل سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ تجویز اثر کئے بغیر نہیں رہی سیالکوٹ سے ایک آواز [illegible] اٹھی ہے۔ امید ہے [illegible] اس غرض کی کمیٹی بھی فکر کرے گی۔ اور ابھی سے اسکی کارروائی شروع ہو جانی چاہئے۔

(ایڈیٹر)

دارالامان میں لنگر کے مصارف میں ترقی اور اسکے بالمقابل آمدنی کی کمی کا سوال اور احمدی جماعت کی توجہ کے قابل

میرے عزیز برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دارالامان کے بزرگوں میں لنگر کے مصارف کے متعلق کمی آمدنی کا سوال گو بہت عرصہ سے دائر ہے۔ اور بارہا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس بارہ میں برادران سلسلہ کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ برادران سلسلہ نے اس طرف اب تک وہ توجہ نہیں فرمائی۔ جو ان کو فرمانی چاہئے تھی۔ ہر ایک موقعہ پر جب کبھی اس کے متعلق ذکر آیا ہے۔ تو حضرت امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مد کی آمدنی کی طرف سے کافی اطمینان ظاہر نہیں فرمایا۔ اس سے پیشتر وقتاً فوقتاً ایک زبردست تحریک کی خدمت ہم میں سے ایک ایسے وجود نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ کہ جس کے اخلاص اور محبت کی قوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی کہ جس کا اندازہ کرنا اسی قلب کا کام ہے جو خود اخلاص و محبت اور صدق و وفا میں اس درجہ تک پہونچا ہوا ہو۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو قرب اس دلسوز محب کو حاصل تھا۔ وہ اس کی ان عاشقانہ کارروائیوں سے ظاہر ہے۔ جو اپنی زندگی میں اس وفادار خادم نے کیں۔ اس کا روشن دماغ اور پاکیزہ فہم سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب نبوت کے ایسا قریب پہنچا ہوا تھا۔ کہ ہر ایک ضرورت پیش آمدہ کے لئے عین وقت پر قوم کو اور قوم کے مخلص افراد کو اس ضرورت کا احساس کرواتا تھا۔ اس کی زبردست تحریریں اور پرجوش خطوط آئے دن احباب سلسلہ کے دلوں میں جنبش پیدا کرتے رہتے تھے۔ اور اسی طرح وقتاً فوقتاً تلافی مافات ہوتی رہتی تھی۔ اور حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ ایسے تفکرات سے مکدر نہ ہونے پاتی تھی۔ مگر [illegible] ہم لیڈر قوم مرحوم مولوی عبدالکریم کی کس کس موقعہ پر یاد [illegible]۔ اے قوم احمدی کے مخلص خادمو! اگرچہ آئے دن ہم کو ہمارے سلسلہ کی ضروریات کی یاد دلانے والا ہمارا پیارا دوست ہم میں نہیں رہا۔ مگر کیا اس پیارے اور مہربان دوست کی یاد کو بھی ہم فراموش کر سکتے ہیں۔ اور اس کی مخلصانہ اور وفادارانہ کارروائیاں ہم کو بھول سکتی ہیں۔ اس لیڈر قوم کی روح ہم میں اپنے بروز کی طالب ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس مرحوم کے جذبہ محبت سے حصہ لینے والی روحیں تیار ہیں کہ جونہی ان کے کان میں کسی ضروری تحریک کی آواز پہنچے۔ تو وہ اس آواز کو قبول کر کے اس طرح اپنے امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کریں جس طرح ان کے باوفا اور مخلص دوست مولوی عبدالکریم نے حاصل کی۔ وہ کامل جوش جو اپنے مرحوم بھائی کی مخلصانہ کارروائیوں کی یاد سے وہ اپنے دلوں کے اندر پاتے ہیں۔ اس کا معنی خیز اور بھائی کی روح کو خوش کرنے والا نتیجہ یہ ہی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی طرح دل و جان سے حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں محو ہو جائیں اور ان دقتوں کے رفع کرنے میں اسی طرح دل و جان سے کوشاں رہیں جس طرح وہ باہمت دوست درد دل سے کوشاں رہتا تھا۔ اگر اس دلبستگی سے مخلص احباب جہاں کہیں ہوں کمربستہ ہو جائیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ لنگر کی قلت آمدنی کے متعلق جو شکایت بزرگان دارالامان کے اوقات گرامی کو مکدر کرتی ہے۔ باقی رہ جائے۔ اور حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مد کی ناقابل اطمینان حالت کے ذکر کی ضرورت ہو۔ برادران سلسلہ! بیشک یہ سچ ہے۔ کہ اس آسمانی سلسلہ کے متعلق مختلف شاخوں سے آپ کے مالوں کا تعلق ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ لنگر کی مد کے ساتھ شاخوں کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا ایک درخت کی شاخوں کو اس کی اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ باقی شاخیں تو اپنے اپنے کارگزار منتظموں کے زیر انتظام ہیں۔ ان شاخوں کی سرسبزی کی فکر تو انہی کارپردازوں کو ہے جن کے زیر انتظام وہ شاخیں رکھی گئی ہیں۔ جو کچھ تشویش انکے متعلق پیدا ہو۔ اسکا رفع کرنا یا کرانا قوم کو متوجہ کرنا انہی منتظمان کے ذمہ ہے اور قوم ان شاخوں سے ایک ایسا فائدہ حاصل کر رہی ہے کہ جس کا قریب تر تعلق قوم کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس طرف سے قوم مطمئن بھی ہے مگر لنگر کی مد ایک ایسی مد ہے۔ جس کا تعلق صرف خاندان نبوت سے ہی ہے۔ اور جس کا انتظام صرف حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اس مد کے متعلق آمدنی کی کمی کا بار حضور مقدس کی ذات پاک پر ہے۔ اطراف و اکناف عالم سے جو واردین اور صادرین دارالامان کی پاک سرزمین میں حاضر ہوتے ہیں وہ اسی مائدۂ آسمانی پر آکر بیٹھتے ہیں اور حسب مراتب ہر ایک کی خاطر و مدارات اس مائدہ سے ہوتی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ یہ مہمانداری جو اس صاحب رسالت میزبان کے سپرد ہے۔ کہاں تک پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک مہمان کی فکر کس کو ہے خدا کے بھیجے ہوئے مہمانوں کی آمد و رفت کسی وقت کی پابند نہیں سینکڑوں آتے اور سینکڑوں جاتے ہیں۔ خدا کا مرسل اور اس کا عیال کہ اللہ تعالیٰ روز افزوں اس عیال کو ترقی بخشے۔ اس الٰہی سلسلہ میں لازم ملزوم کا حکم رکھتے ہیں برادران آپ غور کریں۔ کہ اس مائدۂ آسمانی کی فراخی میں جو درخت کی جڑ ہے۔ کوئی نقص واقعہ ہو جاوے۔ تو باقی شاخیں اپنی سرسبزی اور رونق کو کس طرح قایم رکھ سکتی ہیں۔ اصل کے نقصان پذیر ہونے سے شاخوں کی رونق میں ضرور فرق آسکتا ہے۔ پس سب سے زیادہ فکر اس اصل کے لئے ضروری ہے تاکہ اصل کے قایم رہنے سے درخت کی شاخیں بھی قایم رہ سکیں۔ لنگر کی مد ہی ایک ایسی مد ہے۔ جو حضور مقدس امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص ذمہ واری میں کسی مخلص کو شریک ہونے کا خالص ثواب بخش سکتی ہے۔ اور نہایت ہی قریب حضور امام کی خوشنودی حاصل کرنے اور تقرب پانے کا ذریعہ ہے۔ ہم سے جلدی جدا ہو جانے والے مرحوم وفادار خادم مولوی **عبدالکریم** صاحب کی نہایت ہی قبول ہونے والی اس مد کے متعلق خاص تحریک تھی اور اس مد کے متعلق حضور رسالتمآب کا ہاتھ بٹانے سے مرحوم نے ایک کامل اخلاص پیدا کر کے امام کے پاک دل میں اپنا گھر کر لیا تھا۔ اس مد کے اخراجات روز افزوں کو ہر وقت وہ خاص نظر سے مشاہدہ کرتے رہتے۔ اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ اس تشویش کو حضور مقدس کے قلب نبوت کے نزدیک نہ آنے دیں۔ خود تحریک کرتے اور خود ہی ضروریات پر آئے دن قلم کو حرکت دیتے رہتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ جب خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ **خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا** تو عبدالکریم کیوں اس حکم کے اجراء میں کہ جب سچا حقدار اور مصداق اس آیت کا موجود ہو۔ نہ دل سے کوشش کرنے والا نہ ہوتا۔ برادران قوم! سچ پوچھو۔ تو اس مرحوم نے آپ پر بڑا احسان کیا کہ آپ کے تطہیر و تزکیہ میں جو بذریعہ مال ہونا ضروری ہے۔ امداد دی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزاء خیر دے۔ اور بہشت بریں میں اس کی ترقی درجات کرے۔ اب وقت ہے کہ ہم لوگ اس کی مخلصانہ خدمت کا نمونہ سامنے رکھ کر ایسی وقت میں کہ حضور امام کو اس مد لنگر کے لئے فکرمند ہونا پڑتا ہے اور اس کی کفالت خاندان رسالت کا خاصہ ہے۔ ہر روز کی تشویش کے دور کرنے میں مصروف ہو جائیں اور جماعت احمدیہ کے ہر حلقہ میں ایک خاص انتظام لنگر کی آمدنی کے بڑھانے کا کیا جاوے۔ اور ایسی تجاویز سوچی جاویں۔ کہ جن سے آئندہ حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بار فکر سے سبکدوش کیا جاوے۔ اور جب تک حضور اس کے متعلق کامل اطمینان ظاہر نہ فرماویں اس کی امداد میں کوئی پہلو نہ اٹھا رکھا جاوے اے احمدی قوم کے فہیم اور زیرک لوگو دیکھو آپ

نے بیعت کرتے وقت کیا اقرار کیا ہے۔ اپنی پہلی عزت وآبرو اور وجاہت کو آپنے قربان کیا۔ سب وہ دنیا جو دین کے کام کی نہ ہو آپ لوگوں نے اس سے علیحدہ ہوجانے کا عہد باندھا ہے۔ اب آپ ان العهد كان مسئولا کے نیچے ہیں۔ بھائیو! عزیزو! دوستو! اس اپنی ذمہ داری کا خیال کرو۔ دیکھو کس مقام سے کس مقام پر پہنچنے کا ارادہ ہے۔ جس راستہ پر قدم زن ہوئے ہو اس کا زاد راہ کیا ہے۔ ... مالوں کا خرچ کرنا اور خدا کی راہ میں پانی کی طرح بہانا بڑی ہی فراخ دلی کو چاہتا ہے آپ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کٹھن منزل اور یہ گھاٹی اس خون جگر کہانے کے بغیر طے بھی نہیں ہوتی۔ فلا اقتحم العقبة ۞ وما ادرٰك ما العقبة ۞ فك رقبة ۞ او اطعٰم فى يوم ذى مسغبة ۞ يتيما ذا مقربة ۞ او مسكينا ذا متربة ۞ اس مائدہ آسمانی پر بیٹھنے والے مجموعہ میں یتیمی۔ مساکین اور مسافرین آتا جن کا میزبان خدا کا مرسل ہمارا امام ہے ... والوں کے بھیجنے میں کیا دریغ ہے ... ایک مامور کی تابعداری میں پورے ... قرآن کریم کی اطاعت ہر ایک پہلو ... کی اطاعت میں ہے ... کے واصل ... كان من الذين آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة اولٰئك ... احمدی خاندانوں کی پاک دامن بی بیو ... کی ... نظاروں ... زیادہ متاثر ہونے والی ہو۔ اس ... پر نظر ڈالو۔ جو حضور امام صادق کے ... میں حاضر ہوتی ہے۔ تمہاری خیرات ... اس سفرۂ عام میں شامل ہونا چاہئے تمہارے درد بھرے دل کیوں پہلو میں بے قرار نہیں ہوتے۔ جب تم دیکھتی ہو۔ کہ لنگر کی قلت آمدنی اس مائدہ پر بیٹھنے والوں کی دلشکنی اور ان کے مسیح موعودؑ میزبان کی تشویش کا باعث ہوتی ہے۔ اے شریف گھرانوں کی پاک دامن خاتونو! درد بھرے گھروں کی زینتو! اٹھو اور اسی فطرتی درد محبت اور ترس کو لیکر اٹھو اور اپنے دسترخوانوں کا حصہ اس سفرۂ عام پر رکھو جو مسیح موعودؑ نے خدا کے حکم سے تمہاری اور تمہاری قوم کے حاجتمندوں اور محتاجوں کی ... کے واسطے اسلام کی عزت کے لئے بچھایا ہے۔ اس روحانی مائدہ کی قدر دانی ... ہے۔ کہ حضور امام پاک کے دسترخوان

پر حاضر ہونے والے سب کے سب خواہ ابن السبیل ہوں۔ یتامیٰ ہوں۔ مساکین ہوں۔ کوئی ہو۔ سب ملکر اس سفرۂ عام سے حصہ پاویں۔ چونکہ قلت آمدنی کی شکایت باوجود اس کے کہ احمدی جماعتیں کم و بیش رقومات مد لنگر میں داخل کرتیں برابر رہتی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کافی امداد اس مد میں نہیں پہنچتی۔ اس کمی کے رفع کرنے کے علاوہ ان مقررہ رقومات کے جو قدر قلیل ارسال کی جاتی ہیں۔ ایک خاص تجویز کی ضرورت ہے اور وہ تجویز دارالامان کے بعض بزرگوں اور دیگر اہل الرائے خادموں کے مشورے سے یہ قرار دی گئی ہے۔ کہ جب ماہ دسمبر میں بڑے دن کی تعطیلوں میں احمدی برادران کا اجتماع ہوا کرے تو سالانہ چندے کی فہرست اس مجمع میں بغرض امداد اخراجات لنگر کھولی جائے۔ اور یہ روپیہ دست بدست اسی وقت نقد وصول کرکے اس مد میں جمع کر دیا جاوے تاکہ اس قلت کا جو مقررہ چندوں کے ارسال میں ہو رہی ہے۔ معاوضہ ہوسکے اگر جملہ احباب اس وقت کم و بیش رقم اپنے زاد راہ پر ایزاد کرلیں۔ یا کسی اور تدبیر سے مثلاً واپسی ٹکٹ نصف قیمت پر لینے سے کچھ روپیہ پس انداز کرسکیں۔ تو وہ اس سالانہ چندے میں داخل کردیں۔ چونکہ ان ایام میں عموماً جلسوں پر جانے والے بزرگوں کو اپنی فیاضی اور دریادلی سے سرکار بھی رعایت کرتی ہے اگر ایسی رعایت دارالامان کے سفر کا جلسہ کو حاصل ہوسکے۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اس رعایت سے پس انداز کی ہوئی رقم کسی کار خیر میں داخل کردی جائے۔ اس سے امید ہے کہ اس مد کے متعلق قلت آمدنی کی شکایت ضرور کچھ رفع ہوجائیگی۔ اور مجموعی طور پر کل جماعت کے ہر حالت کے افراد کے لئے آسانی ہوگی اور حضور امامؑ کی سچی اور عام خوشنودی حاصل کرنے کا فخر ہر ایک کو حاصل ہوگا یہ خط بذریعہ اخبار شائع کیا جاتا ہے۔ کہ سب احباب ملکر اس پر غور کریں اور آیندہ اگر اسی تجویز پر عمل درآمد ہونے کی ضرورت ہو۔ تو اس کی منظوری سے اطلاع دیجائے۔ اور پھر ہر ایک اہل الرائے بزرگ کا حق ہے جو جس تدبیر وہ کرسکے۔ تاکہ اسی سال کے سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں مجموعی اتفاق سے اسی پر عمل درآمد شروع ہوجائے۔ مجھے امید ہے

کہ بزرگ ایڈیٹران اخبار الحکم و بدر اس کو اپنے قابل قدر اخباروں کے کالموں میں جگہ دے کر جملہ برادران سلسلہ کی رائے حاصل کرینگے تاکہ جلسہ ماہ دسمبر سال حال سے پیشتر ہی فیصلہ ہوجائے۔ اور پھر جلسہ پر کارروائی وصولی چندہ سالانہ شروع کردی جائے۔ فقط۔

حضور مسیح موعودؑ کا عاجز خادم اور احمدی برادران کا دعاگو خاکسار **میر حامد شاہ** از سیالکوٹ۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

وصیّت

(۱) میں مسمی الٰہی بخش ولد فضلدین قوم حجام ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ حال اسسٹنٹ اسٹیشن ہیڈ گرڈ ٹریفک ڈسٹرکٹ بھٹنڈا۔ نارتھ ویسٹرن ریلوی۔

بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھے دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی ان تمام ہدایات قواعد و ضوابط کا پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرا اسوقت جو ریلوی پراویڈنٹ فنڈ میں پانچسو روپیہ ہے جس میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اسکی ۱/۱۰ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ کل رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنے مبلغ ۵۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اور چونکہ اس فنڈ میں میری تنخواہ سے کاٹ کر جمع کیا جاتا ہے۔ سو میری حیات کیساتھ جتنی رقم اس فنڈ میں بڑھتی جاوے گی۔ اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔ یعنے خواہ یہ کتنی رقم ہو سبکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ فاضلہ کے متعلق کی بھی میری یہی وصیت ہے جسکا ذکر میں نے فقرہ ماسبق (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہوچکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں ذکر کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کردونگا جسکا اعلان میں مجلس کیطرف سے کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے ادا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ جو میری روح کے نجات کا باعث ہونگے اور میرے ورثاء ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اسصورت میں بھی میری یہ ہی وصیت جو اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکا ہونگا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہونی ہے اسکو بھی وصول کرلینے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

الراقم **الٰہی بخش** ولد فضلدین سمبڑیالی حال اسٹیشن ماسٹر ڈگرد۔ ریلوے بھٹنڈہ۔

گواہ شد

بیلی رام ولد لالہ گنگا ہیا مل کھتری نور محل ضلع جالندھر

ایڈیٹر وطن کی اشتہار پر فتویٰ

میں نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب **ایڈیٹر وطن** کی اس مذموم اور قابل نفرت تجارت کا راز افشاء کر دیا ہے جو انہوں نے **کفریات** کے بیچنے کے رنگ میں شروع کی تھی۔ اپنی کھلی چٹھی میں میں نے مسلمان **اخبار نویسوں** کو اسلام کی حمیت اور حمایت کا واسطہ دیا تھا کہ وہ اپنے اخبارات کے ذریعہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کی اس خطرناک کارروائی سے مسلمانوں کو آگاہ کریں مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بجز چار اخباروں کے کسی نے اسپر نوٹس نہیں لیا۔ جس سے ان **اسلامی اخبارات** کے مقاصد کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ خصوصاً **اخبار وکیل**۔ روزگار اور رسالہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ نے جس خاموشی سے کام لیا ہے وہ ان کے اس عمل کو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کی تائید میں دکھاتی ہے۔ اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے جو جواب اس کھلی چٹھی کا دیا ہے وہ پبلک میں آچکا ہے۔ اور روزانہ پیسہ اخبار نے جس انصاف پژوہی سے اسپر ریمارک کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اخبار نویس کب تک **پاسداری** سے کام لیں گے۔ اور مولوی انشاء اللہ خاں کو اس حرکت نامناسب سے نہ روکیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان قومی اور مذہبی حمایت کے دعوے داروں کو اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے۔ میں پھر ایک بار **وکیل**۔ روزگار اور دوسرے معزز مسلمان اخبار نویسوں کو خدا تعالیٰ کی قسم اور انکے فرض کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ اس شرمناک کارروائی سے مسلمان پبلک کو آگاہ کریں۔ اور اگر انہوں نے پہلے یار فروشی کی ہے تو اب اسکی تلافی کریں۔ حق کہنے سے ان کی زبان اور قلم **رکتا** ہے اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ذرا سا بھی مضمون مل جائے تو اسے پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی اس حرکت بے جا پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے کسی گذشتہ اشاعت میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ میں عنقریب مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے اس فعل پر ایک فتویٰ شائع کروں گا۔

میں ابھی اس فتوے کو مرتب کر کے علماء کے پاس بھیجنے ہی کو تھا کہ **الہ آباد** سے ایک فتویٰ طیار ہو کر چھپنے کے لئے آگیا۔ میں ان **علماء اسلام** کی صاف گوئی کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے دیانت داری سے کام لیا۔ استفتا میں کوئی امر ایسا پیش نہیں کیا گیا جس میں اصل عبارت اشتہار مولوی انشاء اللہ خاں اور میری کھلی چٹھی کی درج نہو۔ فتوے دینے والے علماء ان مسلمانوں کے مسلمہ عالم ہیں جو سلسلہ عالیہ کے مخالف ہیں اسلئے یہ فتویٰ عام مسلمانوں کے نزدیک نہایت ہی قابل قدر ہے۔ میں اس کے بعد علمائے پنجاب کا فتویٰ بھی انشاء اللہ العزیز شائع کرونگا۔ اور اسوقت تک اس سلسلہ کو نہیں بند کرونگا جبتک مولوی انشاء اللہ خانصاحب علانیہ اپنا توبہ نامہ وطن میں نہ شائع کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف نکریں۔

مولوی انشاء اللہ خاں کو میں پھر نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی دین اور دنیا کی اصلاح کے لئے ان کفر آمیز کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکال ڈالیں اور آئندہ انکی فروخت بند کریں + انکے دوست احباب بھی انہیں سمجھائیں کہ وہ اس بے جا ضد سے توبہ کریں۔ میں اب اصل **فتویٰ** شائع کرتا ہوں اور معزز معاصرین **پیسہ اخبار** (روزانہ و ہفتہ وار)۔ وکیل۔ ایڈووکیٹ۔ نیر اعظم۔ زمیندار۔ الحدیث۔ روزگار۔ اہل فقہ۔ کرزن گزٹ۔ النجم۔ رسالہ حمایت اسلام۔ انوار الاسلام۔ وغیرہ سے امید ہے کہ وہ اس فتوی کو شائع کر دیں گے۔ [illegible] فتوے [illegible]

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

زید ایک مسلمان ہے اور مولوی کہلاتا ہے۔ اوس نے ایک اشتہار بغرض تجارت کتب انگریزی کی فروخت کا دیا جسمیں سر ولیم میور صاحب عیسائی مصنف کی وہ کتابیں بھی ہیں جو بانی اسلام اور اسلام کے خلاف میور صاحب نے لکھیں اور **زید** اون کتابوں کو اصلی قیمت سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے اور اپنی مقررہ قیمت کو رعایتی تبلاتا ہے۔ چنانچہ اوس کے اشتہار کے یہ الفاظ ہیں:۔

"کئی سو **نادر** اور **مفید** انگریزی کتب کی رعایتی قیمت کی مفصل فہرست"
"ار کارڈ ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔"
"(۲) **سر ولیم میور صاحب** سابق لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی اصلاف(؟)"
"دیگر تالیفات بہ تفصیل ذیل ہیں۔ (**الف**) سوانحعمری رسول مقبول اصلی"
"قیمت عـ رعایتی ـ (**ب**) خلافت اسلامی۔ اصلی قیمت [illegible]"
"رعایتی قیمت عـ۔ (**ج**) سورسز آف اسلام۔ اصلی قیمت [illegible]"
"للعہ۔ (**د**) محمڈن کنٹراورسی۔ اصلی قیمت للعہ رعایتی [illegible]"
"اصلی للعہ رعایتی ـ۔ (**و**) غدر ہند۔ اصلی قیمت [illegible] رعایتی [illegible]"
"انتہیٰ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ"

زید کے اس اشتہار کو دیکھکر عمرو ایک دوسرے مسلمان نے مندرجہ ذیل مضمون شائع کیا

مسلمانو! خبردار رہو

آنحضرت صلعم پر فدا ہو جانے والو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنے والو! کیا تم جانتے ہو کہ **میور صاحب ایک سخت متعصب پادری ہلش(؟) مصنف** تھے اور اونے لائف آف محمد (سوانح عمری) میں آنحضرت صلعم کی پاک اور مطہر سیرۃ پر گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں میں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقف کار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے **فنڈر اور فورمن کی بھی نہیں ہے**۔ میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلعم کے ساتھ دلی عقیدت اور **محبت** رکھتا ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے۔ ایسا ہی اوس نے ایک کتاب عیسائیوں کیلئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جسمیں اوس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا اصول اور ڈھنگ سکھایا ہے اور اعتراض بنانے میں غرض اوس نے جسقدر تالیفات **اسلام یا آنحضرت صلعم** پر لکھی ہیں اون کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور **آنحضرت صلعم پر حملے کرنا ہی** ہے اسی طرح پر ایک ٹسڈل ہیں۔ جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور **کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی میں** لکھی ہے۔ اور اسکا انگریزی ترجمہ (سورسز آف اسلام) میور نے کیا ہے۔ یہہ کتابیں جو **اسلام کی جانستان دشمن ہیں** اور جنکو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے داموں فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی **زید** صاحب نے مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کا خیر خواہ بنکر ان کتابوں کی **اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے**۔

آہ! اسلام کیلئے کیسا ورد ناک [illegible] ایک شخص جو مسلمان [illegible]

اور اسلام کو تختۂ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے - میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ **زید** نے یہی نہیں کہ ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو مدد دی اور اسلام کی تذلیل اور تحریب کی سعی کی ہے بلکہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی [illegible] کرنا چاہا ہے اور ان کے ایمان اور مال دونوں پر ہاتھ صاف کرنیکی ٹھان لی تھی۔ میور صاحب کی لائف آف محمد (سوانحعمری رسول مقبول) کی اصل قیمت جسپر پادری بیچتے ہیں اور خود لاہور میں راما کرشنا صاحب تاجر کتب اسے فروخت کرتے ہیں **صرف آٹھ روپیہ** ہے مگر زید اسے رعایتی قیمت عہ پر بیچتا ہے اور اوسکی اصلی قیمت عہ روپیہ بتاتا ہے میور کی خلافت کی قیمت چھ روپیہ ہے اور زید اسکی قیمت عہ ظاہر کر کے عہ پر بیچکر مسلمانوں پر احسان کرتا ہے **ینابیع الاسلام** (سورسز آف اسلام) کی اصلی قیمت عہ ہے لیکن زید اصلی قیمت چھ روپیہ ظاہر کر کے للعہ پر بیچتا ہے پس **مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ زید سے اجتناب کریں اور اوس کی تحریروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اسکا خاص کفارہ نہ دے**" انتہے بلفظہ بقدر الضرورت۔

زید یہہ بھی کہتا ہے کہ **قربانی کی بجائے** قربانی کا روپیہ حجاز ریلوی میں دیا جاوے اور **قربانی نہ کیجاوے**۔ اور اسکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان مسلمانوں سے سود لیں تو منشاء الٰہی نہیں چنانچہ **زید** کے الفاظ یہہ ہیں " سود کی ممانعت کی اصل [illegible] ہے - ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے اور اوسے بازار سے کسی طرح [illegible] کم سود پر قرض نہیں مل سکتا اور اوسپر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ [illegible] مسلمانان اوسے محض **بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی** [illegible] سے لو کیا اوس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا ؟ یا اوسکا [illegible] سے پورا کیا ؟ [illegible] حالات زمانہ اور کثرت قومی [illegible] [illegible] اگر وہ [illegible] کہ بالکل بلا منافع دے تو کیا اوس [illegible] معاملہ [illegible] جاتے جب کا بدیہی نتیجہ [illegible] اور مسلمان [illegible] شرح پر بغیر اطلاع [illegible] اسلام تو یہ [illegible] فی الاسلام [illegible] مسلمانوں کے صریح [illegible] اسلام [illegible]

پس

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین **زید** کے حق میں - جو مخرب اسلام و مکذب خیر الانام صلعم کی کتابیں جنکو محض اسلام اور بانی اسلام فداہ ابی و امی کی توہین و تذلیل کی غرض سے عیسائیوں نے تصنیف کیا ہو مسلمانوں کے ہاتھ بازاری قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور پھر اوسکو رعایتی قیمت کہکر مسلمانوں پر احسان بھی رکھے اور ذاتی نفع کے واسطے اپنے اشتہار میں اس امر کا اشارہ تک بھی نکرے کہ یہ کتابیں مخالف اسلام لکھی گئی ہیں انکو صرف ایسے مسلمان خریدیں جو اہل علم روشن خیال ہوں اور جواب لکھنے کا ارادہ رکھیں دوسرے مسلمان نہ خریدیں تاکہ ہر مسلمان **زید** کی نیک نیتی سے واقف ہوکر ایسی زہریلی کتابوں پر روپیہ ضایع کر کے بربادی ایمان کے اسباب نہ خریدے - بلکہ برخلاف ایسی تصریح کے جو متقی مسلمان کا فرض ہونا چاہیے تھا - ان کتابوں کو **نادر - اور مفید** اور **اسلامی** کُتب ظاہر کرے - حالانکہ عیسائی کبھی وہ کتابیں جو اُن کے مذہب کے خلاف مسلمان شائع کرتے ہیں جیسے کہ **اعجاز عیسوی و ازالہ** اوہام مولوی رحمۃ اللہ مہاجر مرحوم و استفسار و پیغام محمدی وغیرہ ہیں - فروخت نہیں کرتے - مگر **زید** میں عیسائیوں جیسی غیرت و حمیت بھی نرہی کہ ایسی کُتب کی تجارت شروع کر دی نیز **زید** کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان اگر غیر اقوام سے کم سود پر مسلمانوں کو قرضہ دیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں بلکہ کسیقدر منشاء الٰہی اس سے پورا ہوتا ہے - نیز **زید** یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی نہ کیجاوے اوسکا روپیہ حجاز ریلوی میں دیدیا جاوے اور خود اوس کا عمل بھی یہی ہے - آیا ان عقاید و **اعمال** کیساتھ **زید** متبع رسول صلعم اور مومن حامی اسلام مسلمان ہے یا کافر ضال مضل دشمن اسلام۔

اور **زید و عمرو** ہر دو میں سے کون تابع قرآن و اسلام ہے اور کون مخالف - جواب دلائل شرعیہ سے بہ ثبت مہر و دستخط تحریر فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔
والسلام معروضہ ۱۰ - شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ ہجری مطابق ۷ - اکتوبر ۱۹۰۶ء

السائل

عاجز محمد عثمان ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد ریلوی۔

الجواب و اللہ الموفق للصواب

زید کے بعض عقائد و اعمال موجب کفر ہیں اور بعض موجب فسق بہرحال **زید کا فر ضال و مضل دشمن اسلام ہے - اور عمرو متبع قرآن و اسلام** واللہ اعلم و علمہ اتم ... ... محمد بشیر عفی عنہ

الجواب صحیح
(مہر) ابو الحسن محمد ۱۳۰۵ السید

الجواب حق
(مہر) عبد السلام غفر لہ محمد ۱۲۹۹

(مہر) ۱۳۲۴ محمد بشیر عفی عنہ

الجواب صحیح
عبد الاحد عفی عنہ

الجواب

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

بیشک یہہ کتب فروخت کرنے پر وعید شدید ہو اسی طرح جو ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت وعید کے مستحق ہیں وہ کتب فروش اور وہ مدرسین جو مقابلہ میں کتاب و سنت مطہرہ کے دواوین مثل صحیح بخاری و مسلم وغیرہ صحاح کے کتب رائے و قیاس و نقلیات کے اثبات کے فروخت کرتے ہیں اور سنت نبوی کو رد کرتے اور کراتے ہیں اور پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور توحید الوہیت اور سنت محمدیہ کی تذلیل و تحقیر کرتے اور کراتے ہیں **زاد المعاد فی ھدی خیر العباد** میں لکھا ہے بت فروش اور کتب رائے و قیاس و منطق و فلاسفہ وغیرہ خلاف اسلام فروش اثم میں یکساں ہیں اور سود لینا اور دینا زیادہ خواہ کم بہرحال حرام ہے **وحرم الربوا** - الآیہ - غرضکہ **زید** ہو خواہ غیر ہو خلاف کتاب و سنت کے معاونت کرتا ہے اوسکو جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ قیامت کے دن سوا حسرت اور افسوس کے کچھ نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالےٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابو محمد **عبد الوہاب** الملتانی نزیل الدہلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی ۱۳۲۴ھ ہجریہ علی صاحبہا افضل صلوٰۃ و اذکیٰ تحیہ۔ ......

(مہر) ابو محمد عبد الوہاب خادم سنۃ رسول اللہ

الجواب

زید کی یہ حالت شرمناک ہے اُنکے گناہگار و مضرت رسان اسلام ہونے میں کوئی بھی شبہ نہیں یہہ کتابیں دیکھی ہیں سوائے اسکے کہ جو ان کا رد لکھنا چاہے دوسرے شخص کو ان کا دیکھنا ہی حرام مطلق ہے ہائے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کیا ہوئی اگر زید کا یہ فعل مشنریوں کی سازش سے ہے اور وہ ایسا کرتے ہیں تو زید اور ابو جہل میں شاید کچھ تھوڑا ہی سا فرق باقی ہو جسکی بازپرس اب دنیا میں تو کون ہے جو کریگے کسلئے کہ نہ اسلامی حقوق کا کوئی نگران ہے نہ سزا دینے والا - ہاں قیامت کے روز اس روپیہ کمائی کا اور ایسے فتوے دیکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا مزہ معلوم ہوگا مگر دنیا میں بھی خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و حقیر کرتا ہے خدا تعالیٰ **زید** کو **توبہ** کی توفیق دے کہ وقت باقی ہے والسلام

ابو محمد عبد الحق

(مہر) محمد عبد الحق ۱۲۹۰

زید ظالمین سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

قال الراقم تلطف حسین عفی عنہ

(مہر) تلطف حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

ربّ کا لفظ سورہ فاتحہ میں دو امروں کے ثبوت کے واسطے اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ایک ربوبیت جسمانی اور دوسرے ربوبیت روحانی۔ ربوبیت جسمانی کے جسقدر اسباب ہیں وہ سب اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کے واسطے مہیا کئے ہوئے جنسے کسی کو انکار نہیں اور ربوبیت روحانی آسمانی کتاب سے فرمائی ہے۔ یعنی کل جن والانس درستی روح و اخلاق انہیں قوانین سے کریں کہ جو اللہ تعالےٰ ربّ العٰلمین نے بذریعہ وحی اپنے رسول خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے ہیں۔ بجز اون قوانین کے اگر کوئی ذی روح مثل کسی اور قانون مقرر کردہ مخلوق سے کرنا چاہے یا وہ بھی ربّ العٰلمین کے خطاب کا مدعی ہے جو اونکی شان کے شایاں نہیں۔ اسیواسطے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا ہے **اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابًا من دون اللہ**۔ یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت روحانی کو ترک کرکے اپنے مولویوں اور فقیروں کو اپنا **ربّ** اللہ تبارک وتعالےٰ کے سوا مقرر کر لیا ہے۔ چنانچہ اہل کتاب نے جب اس آیت کو خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تو پوچھنے لگے کہ ہمنے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو رب سوائے اللہ تعالےٰ کے کب بنایا ہے جو ہمیں تمہارا قرآن الزام دیتا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں فرمایا الزام نہیں اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کبھی الزام بہتان نہیں لگایا کرتا۔ اسکی شان کے یہہ بات برخلاف ہے وہ تو ہمیشہ واقعی امر کا اظہار فرمایا کرتا ہے۔ کیا تم لوگ جس چیز کو تمہارے مولوی اور درویش حرام کہدیتے ہیں اوسکو حرام نہیں جانتے اور جس چیز کو وہ حلال کہدیتے ہیں اوسکو حلال نہیں جانتے اور اوس چیز کی حلت و حرمت پر کتاب اللہ سے کبھی کوئی اونسے دلیل طلب نہیں کرتے۔ اہل کتاب نے کہا ہاں فی الواقع یہہ بات تو ہم میں ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی معنے ہیں اس آیت کے تم لوگوں نے ربوبیت روحانی جو خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ کل ذوی العقول کی مقرر کی تھی وہ ربوبیت تم اوسکی مخلوق سے تلاش کرنی لگے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے واقعی امر جو تم لوگوں میں تھا اظہار فرمادیا۔ یہہ حالت تو مقلدین کی بیان فرمائی۔ اور دوسری جگہ اون اماموں اور مولویوں اور درویشوں کا حلیہ ظاہر فرمایا جو اپنی مقلدین کی درستی روحانیت کے قوانین اپنی طرف سے گھڑ کر دیتے تھے۔ **ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ**۔ ایسے لوگ مدعی الوہیت ہوا کرتے ہیں جو خلاف کتاب اللہ و سنت کوئی کام جاری کریں۔ منجملہ ایسے لوگوں کے **مولوی زید** بھی مدعی الوہیت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سود کی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ یہہ فقرہ **مولوی زید** کا اپنی من گھڑت ہے کسی جگہ اللہ تعالےٰ نے اور اوسکے رسول نے یہہ وجہ تحریر نہیں فرمائی بلکہ مطلقًا فرما دیا ہے۔ **احل اللہ البیع وحرم الربوٰا**۔ الربوٰا کا الف لام جنسی ہے جو قلیل وکثیر سود پر حاوی ہے۔ اور **اضعافًا مضاعفہ** مثالًا ظاہر فرمایا ہے جو الربوٰا میں پہلے ہی داخل تھا۔ اور قربانی کے عوض مجاز ریلوی کو چندہ دینا۔ اس آیۃ کے برخلاف ہے۔ **ولکل امۃ جعلنا منسکًا لیذکروا اسم اللہ علٰی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام** پ ۱۷ ع ۶۔ اور عیسائیوں کی کتابوں کا اہل اسلام میں رواج دینا اور اونکو نادر و مفید اسلامی تالیفات بتلانا اور اس امر کا اظہار نہ کرنا کہ اوس دشمن اسلام نے قرآن شریف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیجا حملے کئے ہیں مسلمانوں کا مال اور ربوبیت روحانی کا تباہ کرنا ہے لہذا حسب آیات صدر مولوی زید کو اس الوہیت اور ربّ بننے سے توبہ لازم وفرض ہے ورنہ جو کچھ سزا ئے مدعی الوہیت کی ہے وہ اوسکو عنقریب بھگتنی ہوگی۔ **وما علینا الا البلاغ**۔ **واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین** حررہ **ابو محمد یحیٰی فقیر حشمت العلی** سلمان عفی اللہ عنہ واعظ دہلوی مؤلف رسالہ ہو معلم المسلمین

الجواب صحیح — محمد خدا داد سند یافتہ مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم

زید کو اس بات سے تائب ہونا چاہئے ورنہ چند دن باقی ہیں۔ خاکسار محمد یحیٰی عفی عنہ سند یافتہ

(مہر) ابو محمد یحیٰی فقیر العلی ۱۳۱۸

وصیّت

(۱) میں مسمی محمد الدین ولد عزیز الدین قوم قریشی سکنہ گجو چک ضلع تحصیل گوجرانوالہ۔ پنجاب۔ حال وارد موضع چھوریکلا تحصیل خانقاہ ڈوگراں صاحبان ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاجبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ دوم ماہ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں اور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ یا ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد مشتہرہ انجمن مذکورہ کے متعلق وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔ (۴) میری جائداد مشترکہ میں سے میرا حصہ مبلغ عــہ روپیہ ہے۔ اور اسپر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور یہ جائداد زیور مویشی وغیرہ ہے۔ میری ملکیت میں زمین نہیں ہے۔ میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے ۱/۸ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میری یہ جائداد جو اسوقت قیمتی مبلغ عــہ روپیہ ہے۔ اور جسکا ۱/۸ حصہ میں نے آٹھواں حصہ مبلغ عــہ ہوتا ہے۔ اس حصہ مذکورہ کے متعلق میرا یہ اقرار ہے کہ اسکی میں اپنی زندگی میں ہی ادا کردونگا ۔۔۔ چار ماہ تک ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اسکی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کردونگا۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ اشاعت اسلام میں جہاں مناسب سمجھیں۔ اسکو خرچ کریں۔ اب میری آمدنی جو اسوقت مبلغ عــہ ہے۔ اور اسکا ۱/۸ حصہ جو کہ ۲ ر ہوتا ہے وہ بھی دو آنہ چندہ مدرسہ اور لنگرخانہ کا علیحدہ کرکے باقی چار آنہ انجمن مذکورہ کی خدمت میں ماہوار بھیجا دونگا اسکو بھی انجمن اپنے اغراض میں صرف کرلے اور آئندہ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ گئی تو اسکی مالک بھی انجمن ہے اور اگر میری آمدنی آئندہ موجودہ آمدنی سے بڑھ جاویگی۔ تو اسیکا وصیت کردہ حصہ بھی میں اسطرح بڑھاتا جاؤنگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ متروکہ ثابت ہووے۔ تو اسی جائداد مذکورہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جیسا کہ متن ذکر میں نے تحریر کیا ہے لیکن آمدنی کی طرح اسکے بیٹے متروکہ کے متعلق ۱/۸ حصہ کی میری وصیت ہے۔ ۱/۸ حصہ کی نہ ہوگی۔ میں میری جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہوچکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ دارالامان میں پہنچادے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالہ کردونگا۔ جسکا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے کردیا گا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں علیحدہ نکر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آئندہ کے تحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت ہے۔ جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانیکی کوشش کیجاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت دیں۔ میری لاش کہیں اور جگہ دفن نکیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کراچکا ہوں گا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اونکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا مجاز میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔ فقط۔

العبد محمد الدین ولد عزیز الدین قریشی سکنہ چھوریکلا تحصیل خانقاہ ڈوگراں

گواہ شد: سید محمد جیوٹے کالو آباد کا رشتہ سید ... (مہر) انگوٹھا

گواہ شد: بہاگ ولد حکم جیٹ کالو سکنہ ... (مہر) نشان انگوٹھا

گواہ شد: ابراہیم ولد کالو جیٹ سکنہ ... (مہر) نشان انگوٹھا

چودہری گل محمد ولد بتانا جیٹ کالو سکنہ ... (مہر) انگوٹھا

رمضان شریف اور مفرّح عنبری

رمضان شریف کے تشریف لانے سے قدرتاً یہہ سوال پیدا ہو گیا ہے
کہ روزہ دار مفرح عنبری کس طرح اور کسوقت استعمال فرماوین گے۔
لہذا عام اطلاع کی غرض سے شایع کیا جاتا ہے۔
کہ روزہ دار لوگ اگر کسی اور چیز کے بجا مفرح عنبری سے ہی روزہ
افطار کرین۔ اور اوپر پاؤ بھر دودہ پی لیا کرین۔ تو بہ نسبت اور دنون کے
انہین بفضلہ بہت زیادہ مفید ہوگی بہر حال روزہ دار لوگ افطاری
اور سحری کے وقت شوق سے استعمال فرما سکتے ہین۔
ان دنون مین خصوصاً اس لئے اور بھی زیادہ مفید ہے
کہ عام پرہیز کا موقع ان دنون مین خصوصیت کے ساتھہ میسّر
آسکتا ہے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرّح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان مین چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
اٰنہ اوی القریہ

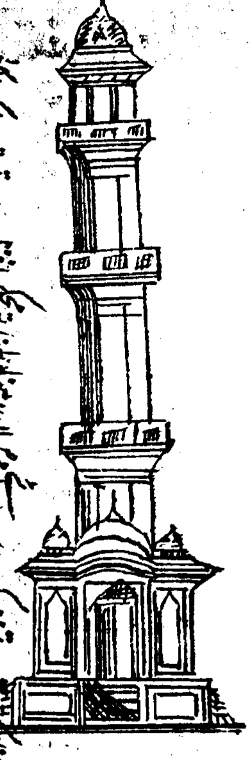
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲



فہرست مضامین

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات اور رویا

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ینصرکم اللّٰہ فی دینہ۔ ترجمہ۔ خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کریگا۔

۲۔ نومبر ۱۹۰۶ء مین نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہون۔ اور ایک اور شخص میرے پاس ہے تب مینے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو مجھے نظر آیا۔ کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہین۔ تب مین نے ان ستارون کو دیکھکر اور انہین کی طرف اشارہ کرکے کہا آسمانی بادشاہت پھر معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے۔ اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب مین نے دروازہ کہولا تو معلوم ہوا کہ ایک سوداٸی ہے جسکا نام میران بخش ہے اس نے مجھہ سے مصافحہ کیا۔ اور اندر آگیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے۔ مگر اسنے مصافحہ نہین کیا اور نہ وہ اندر آیا اسکی تعبیر مین نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہین۔ جنکو خدا زمین پر پھیلاوے گا۔ اور اس دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کیوجہ سے کوئی دیوانہ ہے خدا اسکو توفیق بیعت دیگا اور پھر الہام ہوا۔ لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ گویا مین کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہون کہ تحقیق بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ۷۔ نومبر ۱۹۰۶ء آج رات لنگرخانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریباً ۱۲ انبجرات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگرخانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا قرضہ لے لین پھر خیال آیا کہ قرضہ لینے سے کیا فائدہ۔ کیونکہ دو ہزار روپیہ ہی لے لین۔ تو ایک ماہ مین خرچ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ صبح نماز کے بعد الہام ہوا۔

اَتَقْنَطُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔ الَّذِیْ یُرَبِّیْکَ فِی الْاَرْحَامِ
ترجمہ۔ کیا تو خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔ وہ خدا جو تمہین رحموں میں پرورش کرتا ہے۔

خریداران الحکم کو ضروری اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کی جس قدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہین اس اثر سے آپ کا ناچیز خادم الحکم بھی خالی نہین رہا۔ کاغذ کا ذخیرہ جو الحکم کے دفتر میں موجود تھا اسکے ختم ہونے سے تین ہفتہ پہلے سے خط و کتابت مزید کاغذ کی طلبی کے لئے ہو رہی تھی۔ اور امید تھی کہ کاغذ جلد آ جائے گا مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ابھی تک کاغذ نہین ملا مجبوراً دوسری تقطیع کے کاغذات کاٹ کر کام چلایا گیا ہے اور دوگنے سے بھی زیادہ خرچ کرنا پڑا + پہلے بھی مین ناظرین کو اطلاع دے چکا ہون کہ الحکم کے بعض سرپرستون کے مشورہ سے یہہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوبصورت اصلی تقطیع ہوگی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں ہم نے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہہ تجویز کر لی ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو مشین منگوالی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہہ دقت رفع ہو جائیگی۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہین الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کرین گے کہ اسکی توسیع اشاعت کیلئے سعی کرین اور ناظرین کو یہہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ ڈسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے اور ۱۔ ڈسمبر کا الحکم خریداران کے نام عموماً وصولی قیمت کیلئے وی پی کیا جاتا ہے اور آئندہ کیلئے بقایا کی تقاضاؤں سے نجات پانے اور الحکم کی راہ مین اسطرح پر آ جانے والی مشکلات سے خلاصی کیلئے یہہ ضروری امر ہے کہ بدون وصول قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے اسلئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نکر سکیں وہ اطلاع

استفسار اور انکے جواب

(زکوٰۃ کے متعلق)

سوال۔ صاحب نصاب ہونے کی مقدار کیا ہے مقروض بھی ہو اور صاحب جایداد بھی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مقروض پہلے قرض ادا کرے۔ نصاب کیلئے چاندی ۵۲ تولہ اور سونا ساڑھے سات تولہ گائیں ۳۰ یا ۴۰ سے زیادہ اونٹوں میں پانچ ہون تو۔ اور غلہ جو باہر سے آوے اس کی ½ یا ⅒ کاٹ کر باقی ۲۲ من غلہ انگریزی ہو۔

سوال۔ زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ نقد پر۔ زیورات پر جو نقری یا طلائی ہون۔ زیورات زیر استعمال اور زیورات داشتہ بغیر استعمال پر۔ پارچات داشتہ یا زیر استعمال پر۔ اراضی کی آمدنی پر جو چاہی ہو۔ نہری ہو بارانی ہو اور سیلاب ہو۔ پیداوار اراضی پر جو معافی ہو یا جسکا سرکاری لگان ادا کرنا ہو۔

جواب نقد پر ۲½ فیصدی۔ چاندی مین ۱/۴۰ حصہ عام استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ نہین جو زیورات داشتنی نہین ان پر زکوٰۃ ہے۔

ساڑھے سات تولہ سونے مین ۱/۴۰ ماسہ سونا زکوٰۃ ہے پارچات پر کوئی زکوٰۃ نہین اراضی آمدنی پر چاہی تو ½⅒ نہری مین ابیانہ دیتا ہو تو ½⅒ بارانی مین ⅒ سیلاب مین ⅒ جو معافی ہے اس کی زکوٰۃ چاہئے۔ پیداوار اراضی جس کا لگان دیا جاوے۔

اگر لگان زیادہ ہے تو نہین اگر شرح مقررہ سے کم ہے تو جس قدر کم ہے اتنی زکوٰۃ دے

سوال۔ اس مال پر جو کسی شخص کو تو جایز وسیلہ وارث سے حاصل ہُوا ہو مگر جانتا ہو کہ مورث نے ناجایز طور حاصل کیا ہے زکوٰۃ کا حکم کیا ہے۔

جواب۔ مورث کا ذمہ دار نہین خود زکوٰۃ دے۔

سوال۔ اس مال پر جو مثلاً بازاری عورت کو بدکاری سے راشی کو رشوت سے بددیانت کو فریب سے چور کو چوری سے خائن کو خیانت سے حاصل ہُوا ہو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ ایسے اموال کا رکھنا مومن کا کام نہین کسی دینی کام مین لگا دے۔

سوال۔ مصرف زکوٰۃ کیا ہیں اور انکے دیے کسطرح

جواب۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ محتاج ہو۔ پیشہ جانتا ہو بے سامان ہو۔ محصل زکوٰۃ۔ مولفۃ القلوب دینی جہادون میں۔ غلام کے آزاد کرنے مین۔ جس پر چٹی پڑ گئی ہو۔

(نوٹ از ایڈیٹر۔ زکوٰۃ ہمیشہ امام کے حضور جمع ہونی چاہئے۔ اسلئے احمدیون کو آمین زکوٰۃ فنڈ کے نام بھیجنی چاہئے)

سوال مصرف زکوٰۃ میں ذوالقربیٰ میں کون لوگ داخل ہین اور ان میں سے مستحق زکوٰۃ کیسے آدمی ہونے چاہئین۔

جواب۔ جو محتاج ہین۔

استفتاء

ایک بالغہ عورت کا جسکے والدین مر چکے ہین۔ ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ نکاح ہوگیا۔ بروقت نکاح عورت نے کوئی عذر یا انکار لفظاً یا معناً نہین کیا۔ چند ماہ کے بعد وہ عورت اپنے نابالغ خاوند کے بڑے بھائی سے نکاح کر سکتی ہے؟ خواہ اسمین اس کے والدین کی رضامندی شامل ہو

جواب بموجب حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہو۔

(**جواب**) نابالغ کی منکوحہ بلکہ بالغ منکوحہ بھی کسی دوسرے سے بدون قطع تعلق خاوند کے ہرگز نکاح نہین کر سکتی۔ صرف ملک یمین مستثنٰے ہے قرآن کریم والمحصنات من النساء کو حرام فرماتا ہے۔

نور الدین

الجواب موافق للکتاب والسنۃ۔ محمد احسن عفی عنہ

کھلی چٹھی

چکوڑی والے حضرت صاحب کے نام

اس مین کچھ شک نہین کہ ہمین امام ہمام علیہ السلام نے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ ہم مخالفین کا شور و غل ہمارے استغراقی اوقات میں خلل انداز نہین ہو سکتا۔ مگر تاہم جب کوئی آواز کسی گدی سے نکلے۔ تو خواہ مخواہ توجہ کرنی پڑتی ہے خصوصاً اس لئے کہ اس فرقے کو صلح کل ہونے کا دعوے ہے اور برخلاف دیگر دنیاداروں کے رہ مرنجان ومرنج کی پالیسی پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔ اور حتے الوسع صاف دلی سے نیک نیتی کے ساتھ تقویٰ کے لوازم کو ملحوظ رکھ کر کسی شخص یا کسی مسئلہ کی نسبت رائے دینے کے مدعی ہیں نیاز مند اکمل آپ کو بھی اسی گروہ سے سمجھتا اور بہت کچھ حسن ظن رکھتا تھا۔ کیونکہ کبھی سیدنا سیدنا الموعود کے خلاف آپ کی جانب سے کوئی روایت متعبر ذریعہ سے نہ سنی تھی۔ بلکہ سنا تو یہی سُنا کہ آپ ان کا معاملہ حوالہ بخدا کرتے ہین چاہئے بھی یونہی تھا کیونکہ ذطائف وغیرہ کی مصروفیت سے آپ کو اتنی فرصت ہی کہان تھی کہ فریقین کی کتابون کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے کچھ فیصلہ کرتے۔ گو ایسے مسئلے کی تحقیق فرض ہے جس پر ایمان کامل کا دارومدار ہو۔ مگر کچھ دن ہوئے ایک فتویٰ جسکے نیچے آپ کے دستخط ہیں۔ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسمین ایسی باتین سلسلہ عالیہ سے منسوب کی گئی ہیں جو انمین ہرگز نہین پائی جاتین۔ چونکہ کسی پر بیجا اور جھوٹ الزام لگا دینا ایمانداری وتقویٰ سے نہایت بعید ہے اسلئے مین نے بالکل تسلیم نہین کیا کہ وہ آپ کیطرف سے ہے۔ لہذا یہ عریضہ لکھنے کی جرات کی گئی کہ مفصلہ ذیل باتین جو آپ کی طرف منسوب تحریر مین درج ہین۔

(۱) آنحضرت رسول خدا صلعم سورۃ زلزال کے معنے نہین سمجھے (۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے یعنے مرزا صاحب کے منہ کی باتین ہین۔
(۳) جو کچھ ہوتا ہے سیارون کی تاثیر سے ہوتا ہے۔
(۴) انبیاء علیہ السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔
(۵) حضرت محمد صلعم کی وحی غلط نکلی۔ (۶) حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے (۷) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے (۸) قرآن مین جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں۔ (۹) حضرت صلعم خاتم النبیین نہین (۱۰) قیامت نہین ہوگی (۱۱) تقدیر کوئی چیز نہین (۱۲) عذاب قبر نہ ہوگا۔ (۱۳) تناسخ صحیح ہے (۱۴) قرآن مین گالیاں بھری ہوئی ہین (۱۵) میں (مرزا صاحب) خود خدا ہون اور یقیناً وہی ہون

یا تو حضرت مرزا صاحب کی کتابون سے آپ حوالہ دین کہ فلان کتاب صفحہ و سطر پر یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ اور حوالجات لکھوا کر میرے پاس بھیجدین یا کسی اخبار مین چھپوا کر مجھے بھی وہ پرچہ بھجوا دین۔ یا (۲) علی الاعلان اس بات کو تسلیم کر لین کہ یہ فتویٰ میری طرف سے نہین ہے۔ اور کسی چالاک نے جعلی طور پر میرے نام لگا دیا ہے یا (۳) اس بات کا ثبوت کتاب وسنت سے بہم پہنچا دیا جائے کہ کسی پر جھوٹ بہتان باندھنا شریعت اسلام مین جائز ہے اگر ان تین باتون مین سے ایک ماہ تک کوئی بات بھی نہ ہوئی۔ تو ہمین یہ کہنے کا حق حاصل ہوگا اور ہم مخالفین سے یہ سوال کرنے کے مجاز ہونگے کہ دیکھو تمہاری اور تمہارے پیشواؤن کی حالت کس قدر بگڑ گئی ہے جب جائز طریقون سے ہمارے مقابل میں فتحیاب نہین ہو سکتے تو اب جھوٹے الزام لگا کر لوگون مین بدظنی پھیلانی شروع کر دی ہے۔ اور اسوقت جناب کے مریدون سے بھی اگر پوچھا جائے تو بجا ہوگا کہ جس شخص کے ہاتھ بیعت کی جائے۔ کیا اسے ایسا کرنا جائز تھا کہ سُنی سنائی باتون پر بلا تحقیق فتویٰ لگا دے۔

آخر مین۔ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ مین نے ابھی تک تسلیم نہین کیا کہ وہ فتویٰ آپ ہی کی طرف سے لکھا گیا ہے کیونکہ یہ سخت کمینہ پن ہے کہ کسی فریق کی طرف ایسے عقائد منسوب کر دئے جائین جن کے وہ قائل نہین۔ اور کسی مصنف کی عبارت کے وہ معنے کئے جائیں اور اس سے وہ مفہوم لیا جائے۔ جسے وہ نہین مانتا۔ اور آپ کی ذات ایسی باتون سے اعلٰے وارفع پس ضرور یہ جعل ہے اور کسی مار آستین نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا ہے آپ بہت جلد اس سے اپنا دامن پاک کرین۔ ورنہ بصورت دیگر حوالہ جات کتب سے ممنون فرماوین۔ کہا جا سکتا ہے کہ فتویٰ میں کسی کا نام نہین۔ مگر براہین احمدیہ اور مرزا صاحب کا نام ثابت کر رہا ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ کے بارے مین ہے۔ اس تصفیہ کے لئے جہال کے شور و فساد سے امداد لینے کی ضرورت نہین صرف ایک خط لکھ دینا کافی ہے۔

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکے ضلع گجرات پنجاب

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبداللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیض اور پتلون اور پوٹھوہاری جوتا پہنے ہوئے ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان مین پڑھتا تھا مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہین چلا گیا ہے۔ اس لڑکے کے والدین غریب ہین اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے۔ جس بھائی کو پتہ ملے اسے اپنے پاس ٹھہرا اور دفتر الحکم مین اطلاع دے۔ لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

فاضل امروہوی

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ شعبان ۱۳۲۴ھ

بعد از خطبہ ماثورہ کے فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ؁

ترجمہ - ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے در انحالیکہ تمام لوگوں کے لئے وہ بڑا ہدایت نامہ ہے اور روشن آیتیں ہیں ہدایت سے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے دلائل ہیں [illegible] پس جو تم میں سے اس مہینہ کو پاوے اسکو چاہئے کہ اوس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو اور دنوں میں گنکر روزے رکھ لے اللہ تعالے تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور دشواری کو نہیں چاہتا اور تاکہ تم پوری کر لو گنتی قضا شدہ روزوں کی اور تاکہ بڑائی بیان کرو اللہ کی [illegible] اور تاکہ تم شکر کرو [illegible]

[illegible] پہلے [illegible] صیام [illegible] یعنی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ [illegible] إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [illegible] روزہ رکھنے کے بہت [illegible] جنکو صاحب صادق [illegible] میں شائع فرما رہے ہیں لہذا میں اسوقت بحولہ و قوتہ تعالے صرف قرآن مجید ہی سے کچھ فضائل صیام و ماہ رمضان کے بیان کروں گا انشاء اللہ ایکن [illegible] تفقہ ان آیات کے اول [illegible] کا بیان کرنا ضروری ہے امید کہ اونکو بتوجہ سنا جاوے۔

(۱) اس آیت سے پہلی آیت میں [illegible] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ الآیہ میں اگر الصیام سے مراد الٰہی رمضان شریف ہی کے روزے لئے جاویں تو تشبیہ بلفظ کما بخوبی چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ امم سابقہ پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے بلکہ مختلف ایام کے روزوں کا رکھنا انکی کتب سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ یعنی أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ہی اسکی تائید ہیں دیکھو کتاب [illegible] کا باب ۱۲ اور کتاب دانیال کا باب دہم جس میں تین ہفتہ کے روزوں کا رکھنا حضرت دانیال کا ثابت ہوتا ہے۔ اور کتاب سلاطین ۱۹ باب درس ۸ سے چالیس [illegible] رکھنا معلوم ہوتا ہے۔ اور اعمال حواریان کے ۲ باب درس ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ رکھا کرتے تھے۔ غرض کہ تعیین ایک ماہ رمضان کے کتب بائبل سے روزوں کے لئے نہیں پائی جاتی ہاں صرف أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ کے روزے بغیر تعیین شہر رمضان کے معلوم ہوتی ہیں۔ اور اگر یہاں پر صرف ایک ادنے امر میں ایجاب میں ہی حرف کما تشبیہ کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو دوسرا امر یہ ہے کہ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ الآیہ سے رمضان کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار ثابت ہوگا۔ ہاں البتہ صرف ایک فضیلت [illegible] روزہ رکھنے کی ثابت ہو سکتی ہے جیسا کہ قال تعالے وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ لیکن [illegible] الذی [illegible] رمضان [illegible] آگے کی آیت [illegible] اور [illegible] بھی منافی ہے۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ الآیہ کے کیونکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالے ارادہ کرتا ہے کہ تم صیام شہر رمضان کا اکمال کر لو نہ یہ کہ صیام اور فدیہ کے درمیان تمکو اختیار ہو۔ اور اگر يُطِيقُونَهُ کے پہلے لا مقدر مانا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو اسطرح سے محذوفات کے ماننے میں مخالف کو بڑی گنجائش ملجاوے گی کہ جس آیت کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اوسکو اپنے خیال کے مطابق کوئی کلمہ محذوف مانکر بنا لیا۔ ہاں البتہ اس امر کا انکار نہیں ہو سکتا کہ قرائن سے تمام کلاموں میں اور نیز قرآن مجید میں اکثر محذوفات مان لئے جاتے ہیں۔ اور اگر ہمزہ باب افعال کا سلب کے لئے کہا جاوے تو اطاق یطیق کا محاورہ بمعنی عدم طاقت کے عرب عربا سے ثابت کرنا ضروری ہوگا مختار الصحاح میں تو لکھا ہے والطوق ایضا الطاقة واطاق الشئ اطاقة وهو في طوقه ای فی وسعه۔ اور یہی محاورہ مشہور ہے لیس ہمزہ سلب کے لئے اوسمیں ماننا غیر مشہور ہے اور الفاظ قرآن مجید کے معانی حتی الوسع مشہور ہی لینے مناسب ہیں نہ غیر مشہور اور اگر یہ سب کچھ تسلیم ہی کر لیا جاوے تو وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ اوس کے منافی ہے کیونکہ اوس کا مفہوم صرف روزے رکھنے کی فضیلت ہے نہ لزوم روزوں کا حالانکہ رمضان کے روزے فرض و لازم ہیں نہ غیر لازم یا اختیاری جیسا کہ فَلْيَصُمْهُ اور وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر يُطِيقُونَهُ کی ضمیر فدیہ کیطرف راجع کی جاوے تو بلا وجہ وجیہ کے اضمار قبل الذکر لازم آویگا اور اگر پھر اضمار قبل الذکر بھی تسلیم کر لیا جاوے تو ضمیر مذکر کی لفظ فدیہ کیطرف جو مونث ہی راجع ہوگی پھر اوسمیں تاویل در تاویل یہہ کرنی پڑے گی کہ مراد فدیہ سے چونکہ طعام ہے اسلئے ضمیر مذکر لائی گئی اور یہ سب امور تکلفات سے خالی نہیں ہیں۔

تیسرا امر یہ ہے کہ مریض اور مسافر کا حکم پہلے ایک مرتبہ بیان ہو چکا ہے پھر آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کے آگے اوسکا مکرر لانا کس فائدہ کے لئے ہے اگر کہا جاوے کہ واسطے تاکید کے تو پھر کہا جاوے گا کہ یہاں پر مقصود تاکید کب ہے کیونکہ اول تو بین الفدیہ والصیام اجازت دی گئی ہے اور ثانیا وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ فرماکر صرف روزے کی فضیلت بیان فرمائی ہے نہ لزوم جسکی تاکید کے لئے فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ دوبارہ فرمایا جاتا اندریں صورت تکرار بیسود لازم آتا ہے اور اگر مکرر ہی فرمانا تھا تو وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ الآیہ کو بھی مکرر لایا جاتا۔ خلاصہ یہ کہ ایک جگہ تو فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ کے آگے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ الآیہ بھی فرمایا گیا اور وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ بھی ارشاد ہوا اور دوسری جگہ پر فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ کے آگے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ الآیہ ارشاد ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں دو قسم کے روزے ہیں جنکا حکم علیحدہ علیحدہ ہے۔ یہ بیان تو اوس صورت میں تھا کہ مراد الصیام سے صیام رمضان ہی ہوئے۔

شق دوم اور اگر پہلی آیت سے علاوہ رمضان کے دوسرے روزے مراد لئے جاویں مثلاً ایام بیض کے روزے یا ستہ شوال وغیرہ جنکی فضیلت بھی کتب معتبرہ احادیث میں لکھی ہوئی ہے اور علما و فقہا نے ان روزوں کی فضیلت میں یہانتک لکھا ہے کہ جسنے رمضان اور ستہ شوال کے روزے رکھے اوس نے گویا سال بھر کے روزے رکھ لئے اور اوسکی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر ایک نیکی کا ثواب وہ اللہ رحمن و رحیم دس گنا عطا فرماتا ہے کما قال تعالے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ یعنی جو شخص ایک نیکی بجا لاویگا تو اوسکو اس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا تو تیس روزوں کا ثواب ۳۰۰ روزوں کا ثواب ہوا اور ۶ روزوں کا ثواب ۶۰ روزوں کا ثواب ہوا۔ اور سال تمام کے قمری دن بھی تین سو ساٹھ ہی ہوتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اگر ایام بیض کے تین روزے دس ماہ کے لئے جاویں تو بھی تیس روزے ہوتے ہیں جسکے تین سو ہوئے اور پھر ستہ شوال ہی لیا جاوے جسکے ۶۰ ہوئے تو بھی تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب حاصل ہو گیا۔ اور صیام فرض رمضان کے اوسمیں علاوہ رہتے ہیں اور صرف دس ماہ ہی کے ایام بیض اس واسطے لئے گئے کہ ایک ماہ رمضان کا علیحدہ رہا اور چونکہ ستہ شوال کا ہی لے لیا گیا ہے لہذا اس حساب میں شوال کے ایام بیض بھی نہیں لئے گئے بلکہ صرف دس ماہ کے ایام بیض لے لئے گئے ہیں۔ الحاصل اندریں صورت چونکہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ سے اون کی فرضیت مفہوم ہوتی ہے حالانکہ یہ روزے ایام بیض وغیرہ کے لازم نہیں ہیں اسلئے اس شق کی صورت میں مفسرین اس آیت کو دوسری آیت فَلْيَصُمْهُ اور یا وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ مگر ایک کلام کے سلسلہ میں ایسا ناسخ و منسوخ ماننا عظمت شان کلام الٰہی کے بالکل منافی ہے چہ جائیکہ بموجب مسلک اون مفسرین کے جو کسی آیت قرآنی کو منسوخ مانتے ہی نہیں پھر ایک ایسے کلام کے سلسلہ میں جو متصل ہے ناسخ منسوخ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کوئی ایسی توجیہ صرف نظم قرآن مجید سے ہی پیدا کرنی چاہئے جس سے نہ تو کلمہ لاکو محذوف ماننا پڑے نہ اضمار قبل الذکر لازم آوے نہ ضمیر مذکر کی مونث کیطرف راجع ہو نہ ناسخ منسوخ کا ماننا پڑے نہ کسی قسم کا تخالف آیات مذکورہ کے مفہومات میں لازم آوے اور نہ عدم فرضیت روزوں رمضان کے مفہوم ہووے کیونکہ عدم فرضیت صیام رمضان کی ادلہ شرعیہ کے محض خلاف ہے اگر کسی توجیہ سے یہہ تکلفات

رفع ہوجاویں تو البتہ ثلج صدر ان آیات کے تفقہ میں حاصل ہو سکتا ہے اب اس جلسہ خطبہ میں صرف ایک توجیہ بیان کیجاتی ہے اگر اہل علم حاضرین جلسہ کے نزدیک پسند آجاوے تو زہے عز و شرف ورنہ وہ خود بعد خطبہ کے بیان فرماویں اور اگر بعد خطبہ کے کسی صاحب نے اہل علم میں سے کوئی تطبیق اور توجیہ دیگر بیان نفرمائی تو یہی ثابت ہوگا کہ یہی تطبیق اون کو پسند ہے اور وہ تطبیق یہ ہے کہ اسلام میں دو قسم کے روزے ہیں۔ جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ایک لازم اور دوسرے غیر لازم چونکہ روزہ بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے۔ جس سے مومن تبع انوار الٰہی کو حاصل کر سکتا ہے اور مکالمات الٰہی کا تجلی گاہ ہو سکتا ہے جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میری ہی لئے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اسکی جزا میں خود ہوجاتا ہوں یا انا اجزی بہ بصیغہ معروف کہ میں بلاوساطت غیرے خود اوس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ یہہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سر اسمیں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لیکر شام تک تینوں خواہشوں کھانے پینے جماع سے رکا رہتا ہے اور پھر اوس کیساتھ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن نماز درود شریف وغیرہ میں مشغول رہتا ہے تو پھر اوسکی روح پر عالم قدس کے انوار کی تجلی اور ملأ اعلیٰ تک اس کی رسائی کیونکر نہ ہوگی اور یہ جو حادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے اسطرف کو آ اور اے بدی کے کرنے والے کوتاہی کر یہہ سب ایسی ہی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کر رہی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنیکے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالمات الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰ نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی ان کو توراۃ ملی اور خود آنحضرت صلعم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزے رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید میں معطوف نظر ہی کہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور مسیح موعود نے بھی چھ ماہ یا زیادہ مدت تک روزے رکھے ہیں جسکی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ بدیں وجوہ موجہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار رکھا ہاں دونوں قسموں کے حکم جداگانہ فرمائے گئے صیام غیر لازم کا حکم تو یوں فرمایا کہ وعلی الذین یطیقونہ الآیہ اور صیام لازم کا حکم یوں ارشاد ہوا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ الآیہ۔ آگے رہا لفظ کتب جسکے معنے مفسرین فرض لکھتے ہیں اوسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ اوس کے معنی فرضیت ہی کے لئے جاویں بلکہ جو حکم شرعی لازم یا غیر لازم ہو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرع اسلام میں مکتوب یا لکھا ہوا ہے خواہ وہ حکم لازم ہو یا غیر لازم یہہ اصطلاح کہ کتب بمعنی فرض کے ہی لیا جاوے اصطلاح علما کی ہے نہ قرآن مجید کی اصطلاح کیونکہ لفظ کتاب یا اسکی مشتقات قرآن مجید میں صدہا جگہ آئے ہیں تاہم وہاں پر مراد الٰہی فرضیت نہیں ہے کما قال تعالیٰ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ایضاً یکتبون الکتاب بایدیہم وغیر ذالک من الآیات الکثیرہ آگے رہا حکم شیخ فانی۔ مرضعہ۔ پیر ضعیف یا جوان نہایت لاغر نحیف وغیرہم کا جنپر روزہ رکھنا نہایت درجہ پر شاق معلوم ہوتا ہے سو یہ سب لوگ بایں شرط مشقت حکم مریض میں داخل ہیں کیونکہ تعریف مریض کی ان پر صادق آتی ہے کہ اون کے جملہ قویٰ کے افعال اپنی حالت اصلی پر باقی نہیں رہے اگر یہہ لوگ فدیہ بھی دیویں تو من تطوع خیرا فھو خیر لہ پر قیاس کئے جا سکتے ہیں مگر فدیہ بھی اوسی شخص پر ہے جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہو ورنہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے روزہ افطار کرنے والے نے خود الٹا ساٹھ مسکینوں کا طعام فدیہ کا لیا ہے کما فی المشکوٰۃ۔

اور خود قرآن مجید بھی فرماتا ہے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا وغیرہ وغیرہ من الآیات۔

اس توجیہ سے وہ تکلفات جو مذکور ہوئے نہیں لازم آتے واللہ اعلم بالصواب۔

اب واضح ہو کہ جسقدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں اونمیں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً یہانپر جو شہر رمضان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اوسمیں ایک عجیب سر یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینا ہے یعنی محرم ۔ صفر ربیع الاول ۔ ربیع الثانی ۔ جمادی الاولیٰ جمادی الثانیہ ۔ رجب ۔ شعبان ۔ رمضان اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اوسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں لاغیر۔ پس اسمیں اشارہ اس امر کیطرف ہے کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہیئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ جیسا کہ شیخ نے کہا ہے کہ ؂

صفائی بتدریج حاصل کنی

تامل در آئینہ دل کنی

حتے کہ نواں مہینا رمضان شریف کا آگیا تو اوس کے لئے یہہ حکم ہوا کہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یہانتک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آگیا پس اب تو ظلمات جسمانیہ و تکدرات ہیولانیہ سے پاک و صاف ہوگیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اوسکو ہونے لگیں اور تاریخوں طاق میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہوگیا اور یہی حقیقت ہے لیلۃ القدر کی جو آخر عشرہ میں ہوتی ہے۔

اور اسلئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی ۲۷ شب مقرر فرمادی کیونکہ در صورت ۲۹ دن ہونے شہر رمضان کے وہی ۲۷ شب اخری طاق شب ہوجاتی ہے جسمیں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے اسلئے یہ شب ۲۷ کی ایک عجیب مبارک شب ہے جسمیں قرآن مجید بھی نازل ہوا کما قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ ایضاً۔ قال تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دو نو رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اسلئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بشدت درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب بائبل میں آپکی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اب تک موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپکے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے اسلئے اوس کلام الٰہی کے نزول کا بھی اونکو سخت انتظار تھا اور نیز مشرکین عرب اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آتے تھے۔ کہ حضرت ابراہیم کی اولادوں سے بنی اسمٰعیل میں ایک نبی عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے۔ لہذا جملہ اہل مذاہب اور اہل کتاب کو اس نبی آخر الزمان اور نزول کلام الٰہی کا انتظار تھا۔ اور اونمیں آپ کی بعثت کا ذکر خیر رہتا تھا جیسا کہ سورہ بینہ کی ہماری تفسیر سے واضح ہے اسلئے انزلناہ کے مرجع کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ مرجع کے ذکر کرنے میں وہ نکتہ حاصل نہ ہوتا تھا جو اوس کے عدم ذکر کرنے میں۔ ایک لطیفہ حاصل ہوا اسلئے مرجع ضمیر انزلناہ کا ذکر سابق میں نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اوس کا ذکر تو کل اہل کتاب اور مشرکین عرب میں موجود ہے۔ اسیطرح پر الہام

انا انزلناہ قریبا من القادیان

میں بھی مرجع کا ذکر نہیں فرمایا گیا کیونکہ اب بھی کوئی فرقہ مذہبی اس قرن میں ایسا موجود نہیں ہے جو ایک مصلح کامل کا منتظر نہو اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی مسیح اور الیاس کے نزول کے منتظر ہیں اور اہل اسلام بھی مہدی مسعود اور مسیح موعود کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں اور ہنود بھی کلنکی اوتار کرشن علیہ السلام کی آمد کے لئے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام عقلا اور علماء کی انجمنیں ایک مصلح کامل کو بلا رہی ہیں۔ اسلئے مرجع کے ذکر کرنے کی یہانپر بھی ضرورت نہیں بلکہ ذکر کرنے مرجع میں کلام الٰہی مقام اعلیٰ بلاغت سے نیچے اوتر جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی براہین احمدیہ میں مندرج ہے جسکو مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کی منقضی ہوگئی ہے اور اب اس الہام کا منجانب اللہ ہونا ایسا ثابت ہوگیا جسمیں سخت معاند بھی کوئی اعتراض پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ جسوقت میں یہ الہام ہوا ہے اوسوقت میں کوئی کتاب متضمن معارف اور حقایق قرآن مجید کی قادیان سے دنیا میں شائع نہیں ہوئی تھی لیکن

اگر اُس وقت سے لیکر اسوقت تک نظر کیجاوے تو ہر ایک اہل بصیرت پر مشاہدہ ہوگا کہ ہزاروں معارف قرآن مجید کے من ابتدائی اشاعت براہین احمدیہ لغایت اشاعت حقیقت الوحی قادیان سے تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اور حقیقت قرآن مجید اور نبوت محمدیہ کی حجت جملہ اہل مذاہب پر خواہ یہودیوں یا نصاریٰ آریہ ہوں یا سناتن دہرم سکہ ہوں یا نیچری کُل پر پوری کردی گئی ہے - اور کیجاتی ہے اور کیجاویگی - انشاء اللہ تعالےٰ - اگر اس پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ برس کی کتابوں کو جمع کیا جاوے - تو ایک بڑے مکانمیں بھی وہ نہ سماویگی پس اگر یہ الہام منجانب اللہ نہیں تھا تو کیوں پورا ہوا - قادیان کوئی بڑی بستی نہیں تھی جس سے مانند مصر و یونان کی چشمے علم و حکمت کے جاری ہوجاتے اور علم و حکمت بھی وہ جو مصداق ہو **یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم** کا کیا اچھا کہا ہے حالی نے جو قادیان کے ہی حسب حال ہے ~ اب حالی صاحب کو بھی حال قادیان

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی

معہٰذا اگر یہ الہام من جانب اللہ نہ ہوتا تو پھر ایسی چھوٹی سی بستی سے یہ چشمے معارف قرآنی اور حقایق اسلامی کے تمام دنیا میں کیونکر جاری ہوسکتے تھے کہ جنکی نہریں تمام دنیا امریکہ - یورپ یعنے جرمن فرانس - روس - جاپان وغیرہا میں جاری ہوچلی ہیں - دیکھو کارخانہ ریویو آف ریلیجنز - الحکم - بدر تعلیم الاسلام اور تشحیذ الاذہان وغیرہا کو اور قریباً من القادیان اسلئے فرمایا گیا ہے کہ وہ معارف اور حقایق قرآنی جو مصداق ہُدًی لّلنّاس اور **بینات من الھدیٰ والفرقان** کے ہیں اون میں اور قادیان کے لوگوں میں ایک پردہ غلیظ واقع ہو رہا ہے جسکی وجہ سے فی القادیان نفرمایا گیا اور فی الحقیقت عموماً حال یہ ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہوکر دنیا میں آتا ہے اوسمیں اور دوسرے لوگوں میں کسی نہ کسی قدر پردہ ضرور بھی ہوا کرتا ہے اور اوس پردہ اور حجاب کے رفع کرنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ **وجعلنا من بین ایدیھم سدًّا ومن خلفھم سدًّا فاغشینٰھم فھم لا یبصرون** - ہاں اگر کوئی طالب صادق ہوتا ہے اور ظلمات عناد اور تعصب سے دور ہوجاتا ہے تو پھر اون انوار معارف سے ایسا شخص منور اور بہرہ ور بھی ہوجاتا ہے لہٰذا بلحاظ اس پردہ وحجاب کے **قریباً من القادیان** فرمایا گیا نہ **فی القادیان** اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ بستی سے مراد بستی والے بھی ہوا کرتے ہیں - کیونکہ یہ ایک محاورہ ہے جو ہر ایک زبان میں جاری ہے - اور یہ بھی واضح ہوکہ شریعت اسلام میں تمام اوقات عبادات اور ازمنہ روحانیات کو ایک دور کے ساتھہ قایم کیا ہے جسطرح جسمانیات اور زمانیات میں بھی یہہ دور مشاہدہ ہو رہا ہے دیکھو فصل بہار کو کہ ہر ایک سال دورہ کرتی رہتی ہے اور نظر کرو تمام ثمار اور غلجات وغیرہ کو کہ اپنے اپنے وقت پیداوار دورہ کرتے رہتے ہیں - اور غذائے انسان و حیوانات ہوتی ہیں اسی طرح پر نظام روحانی کا انتظام منجانب اللہ فرمایا گیا ہے - دیکھو ایک ہفتہ ہی کو کہ یوم جمعہ ہمیشہ دورہ کرتا رہتا ہے جسکی برکات سے مومنین کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہفتہ بھر کی خطئیات کا کفارہ ہوجاتا ہے پھر دیکھو رمضان شریف اور موسم حج کو اور لیلۃ القدر وغیرہ کو کہ ہر سال ایک مرتبہ اونکا دورہ ہوجاتا ہے یہہ کیوں - اسی لئے کہ مومنین کا ایمان اونکی برکات سے تازہ ہوتا رہے اور تجلیات الٰہیہ کا ورود جن میں مکالمات الٰہیہ بھی مومن متمتع ہوتا رہے اسیطرح پر ہر ایک صدی پر واسطے تجدید دین اسلام کے مجددین کا دورہ ہوتا رہتا ہے کما فی **الحدیث الصحیح** - چنانچہ اس چودہویں صدی میں دورہ مسیح موعود کا ہو رہا ہے یہہ مسیح موعود عند اللہ قمر بھی ہے اور ایک لحاظ سے شمس بھی ہے کما ثبت **فی محلہٖ** یہہ شمس و قمر کا دورہ رمضان شریف کے ساتھہ بڑی مناسبتیں رکھتا ہے یعنے جس طرح پر رمضان شریف میں ایک قسم کی نفس کشی بسبب امساک کے اکل و شرب سے اور جماع سے کیجاتی ہے اسیطرح پر اس دور قمر میں مومنین متبعین کو کسیقدر صعوبتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں برداشت کرنی پڑی ہیں بلکہ بعض متبعین کو ترک اکل و شرب و جماع کا بھی تائید اسلام اور تبلیغ دین حق کے لئے کرنا پڑا ہی - کہ اکثر جگہ پر ازواج میں باہم تفریق واقع ہوگئی اور مخالفین اکثر مخلصین سے اکل و شرب میں بھی حارج ہوئے - دوسرے مناسبت رمضان کو اس دور قمر کے ساتھہ یہہ ہے کہ جو معارف قرآنی بذریعہ اس شمس و قمر کے دنیا پر منکشف ہوئے وہ پچھلے صدیوں میں نازل نہیں ہوئے تھے اور رمضان کی خصوصیات سے ضروری ہے کہ **ھدًی للناس** - اور **بینات من الھدیٰ والفرقان** کا نزول ضرور ہو یہ تینوں امر نزول قرآن مجید کیلئے ضروری ہیں کیونکہ اول تو ہدایت عام ہوتی ہے تمام آدمیوں کیلئے دوسرے اوس ہدایت کی دلایل قطعیہ اور شواہد یقینیہ کا ہونا بھی ضروری ہے علیہ صدق ایسا کسوف وخسوف ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ اور دیگر بینات معارف تیسرے اوس ہدایت عامہ کے لئے الفرقان ہونا چاہیئے جیسا کہ واقعہ لیکھرام اور جراغدین کے اوسکے شواہد ہیں وغیرہ وغیرہ جو اس خطبہ میں مفصل بیان نہیں ہوسکتے پس جب ان ہرسہ امور کا نزول اس دور شمس و قمر میں ہمکو مشاہد ہو رہا ہے تو پھر ہم کیونکر تسلیم نکریں کہ زمانہ بعثت اس مسیح موعود کو ساتھہ شہر رمضان کے بالضرور ایک مناسبت قوی ہے **کما قال اللہ تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان** - پس اگر یہ زمانہ مسیح موعود کا شہر رمضان کے ساتھہ کچھہ مناسبت نہیں رکھتا تو پھر یہہ نزول قرآن یعنی رد شبہات تمام فرق باطلہ کا قرآن مجید سے کیوں ہو رہا ہے ہر ایک اہل بصیرت سمجھہ سکتا ہے کہ علت کے وجود سے معلول کا وجود سمجھا جاتا ہے اور معلول کے وجود سے علت کا وجود سمجھہ میں آجاتا ہے اور جسطرح پر آنحضرت صلعم کا زمانہ بعثت کا ایک عظیم الشان لیلۃ القدر تھا **کما قال اللہ تعالیٰ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر** اسی طرح پر یہ آخری زمانہ یعنی دور شمس و قمر کا زمانہ ایک قسم کی لیلۃ القدر ہے کہ جس میں بھی اس مسیح موعود علیہ السلام پر نزول ملائکہ اور رُوح یعنی جبرائیل کا ہو رہا ہے جسکو کوئی مخالف نہیں ٹال سکتا کیونکہ **باذن ربھم** ہے اور اسی لئے یہ مسیح موعود سلامتی کا شہزادہ ہے کما فی الالہام **وکما قال اللہ تعالیٰ سلٰم ھی حتّٰی مطلع الفجر** چونکہ معارف الہامات مسیح موعود کے بے نہایت ہیں اسلئے میں اب اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں - **بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالاٰیات والذکر الحکیم** اللہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک بَرٌّ رؤف رحیم - یہاں پر ایک رؤیا کا درج کرنا جو بتاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بمقام امروہہ خاکسار کو ہوئی تھی بحکم تحدیث بالنعمۃ کے ضروری ہے ۱۱ تاریخ کی شب کو میں نے دیکھا کہ میں کسی شہر میں ہوں اور ایک مکانمیں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں کچھہ لوگ تخت سے نیچے بیٹھے ہیں اور کچھہ لوگ تخت کے اوپر بھی ہیں اور میں بڑے زور و شور سے صرف **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کی تفسیر سے مسلک احمدیہ اور دعاوی حضرت مسیح موعودؑ کو ثابت کر رہا ہوں تمام مضمون کلام تفسیری مجھکو یاد نہیں رہا مگر ماحصل اس مضمون کا حسب ذیل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ آیت تعلیم فرمائی ہے اسکا مقصود الٰہی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کی ہر ایک رکعت میں ہم بصدق دل اس آیت کا اقرار بجناب باری ادا کرتے رہیں - اور خارج نماز سے مدام اس اقرار پر ہمارا عمل درآمد بھی رہے تب عبادت مقبول ہوا اور ہماری استعانت پر اللہ تعالیٰ کی اعانت بھی ہمکو پہونچے اب یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہوکر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اوسکے لئے بعد نمازہائے پنجگانہ کے سب عبادات سے اعظم ترین عبادت تبلیغ ما انزل الیہ ہے کما قال تعالیٰ - **بلّغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس** اب اس چودہویں صدی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حسب وعدہ الٰہی مندرجہ قرآن مجید و بموجب حدیث صحیح کے کوئی مجدد اس سر صدی پر بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں تو مانند شمس نصف النہار کی بڑی شہرت کے ساتھہ اس دعوی اور مدعی کو موجود پاتے ہیں کہ ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** اس عبادت تبلیغ کو بعد نمازہائے پنجگانہ کے ایسی جان توڑ کوشش کیساتھہ ادا کر رہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں اونکی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور اونکی تبلیغ سے نہ یورپ محروم رہا اور نہ امریکہ نہ روس - اور نہ جاپان پھر ملاحظہ نہیں کرتے ہیں کہ اونکی استعانت پر جناب باری سے ایسی اعانت بھی پہونچ رہی ہے کہ اوس کی نظیر بصیغہ قلمی اور دعا کے ذریعہ اس مدت اسلامی تیرہ سو سال میں ہمکو نہیں ملتی پس جبکہ یہ عبادت تبلیغ اور اعانت الٰہی کی اس شخص میں ہم مشاہد پاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہہ شخص بالضرور مامور من اللہ ہے اور جو اس کے دعاوی ہیں وہ سب صادق اور مصدوق الٰہی ہیں ورنہ پھر مضمون **ایاک نعبد وایاک نستعین** کا صادق نرہیگا و نعوذ باللہ منہ کیونکہ اس آیت کا مضمون جو اسطرف صریح اشارہ کر رہا ہے کہ جو شخص مدعی ماموریت کا عبادت تبلیغ کی بجالا رہا ہے اور وہ جناب باری میں مقبول بھی ہوگئی ہے کیونکہ اوس کی استعانت پر اعانت الٰہی برابر پونہچ رہی ہے تو وہ مدعی بالضرور صادق و مصدوق ہے خواہ اس دلیل کو دلیل لمّی کے طور پر مانو یا بطور دلیل انی کے اسکو سمجھہ لو مدعا ہر حال میں ثابت ہے یعنی خواہ آفتاب کے وجود سے دن کا موجود ہونا سمجھہ لو یا دن کے موجود ہونے سے آفتاب کا وجود تسلیم کرلو مطلب ہر حال حاصل ہے - **ھٰذا ما الھمنی ربی والحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ**

خاکسار محمد احسن امروہوی -

جواب سوالہ منشی پایان بخش صاحب گجراتی

از قاضی اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ایک غائبانہ طالب حق عنایت فرما نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اسکے مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب دوں اور جلد جواب دوں۔

یہ سوالات کوئی نئے سوالات نہیں مگر تاہم ایک نئی عبارت میں پیش کئے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا مختصر جواب عرض کردوں۔ کیونکہ جو شخص سچے دل سے حق کی تڑپ رکھتا ہے اسکے لئے ایک نکتہ بھی کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں حرف بس است۔ اور جسے صرف ایک مشغلہ مطلوب ہے یا اسبات کا اظہار کہ ہم بھی کچھ ہیں اسکے لئے جلد دفتر حکمت تقویم پارینہ ہیں۔

سب سے پہلا سوال اس تمہید سے اٹھایا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم سے وعدہ تھا دنیا کے سارے گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے۔

پیدائش باب ۱۲۔ یہ پیشگوئی نہ حضرت ابراہیم پر صادق آئی نہ حضرت عیسےٰ پر بلکہ حضرت محمد صلعم پر۔ اس سے آگے لکھا ہے کہ جن کا گمان ہے وہ (عیسےٰ) ابھی تک زندہ کسی **بلندی پر موجود ہیں** آہ کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ وفات عیسےٰ کے قائل ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مگر آپ کو اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد ضرورت کیا ہے کسی موعود کی۔ اور پھر جو موعود مسیح آیا۔ اس نے کتنے ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان کئے۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ حضرت کے دو کام تھے۔ ایک تکمیل ہدایت اور ایک **تکمیل اشاعت ہدایت**۔ تکمیل ہدایت تو حضرت خاتم النبیین صلعم کے دست مبارک پر ہو چکی جیسا کہ فرمایا **اکملت لکم دینکم** (تمہارا دین کامل کر دیا)۔ اب دوسرا کام ہے اشاعت۔ یعنی اسلام کا پیغام روئے زمین کی تمام قوموں کو پہنچا دینا اور ان پر از روئے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ اتمام حجت اور یعنے اپنے دین کو کل ادیان پر دلائل سے غالب کر دینا چنانچہ فرمایا

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یہ ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے جسکی نسبت تمام مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اسکے پورا ہونے کے لئے ایک ایسے زمانہ کا [illegible] ایسے اسباب پیدا ہو جائیں کہ روئے زمین کی قومیں بمنزلہ خانہ واحد کے ہوں۔ اور ایک شخص گھر بیٹھے بڑی سرعت و اطمینان سے اپنا پیغام پہنچا سکے سو واقعات خود شہادت دے رہے ہیں کہ یہ زمانہ نہ تو نبی کریم صاحب کے مبارک عہد میں آیا یعنی ایسے اسباب مثل تار۔ ڈاک۔ ریل۔ جہاز دخانی۔ ٹونو گراف۔ فوٹو گراف۔ کثرت کتب۔ امن۔ دینی معاملات کے فیصلے کے لئے تلوار سے کام نہ لیا جانا وغیر ذالک۔) اور نہ انکے بعد دوسرے خلفاء کے عہد میں۔ بلکہ یہ موقعہ یہ وقت اسی صدی میں **حاصل ہوا**۔ اور قرآن مجید کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو ان الفاظ میں تھی (۱) و اذا النفوس زوجت (۲) و اذا الصحف نشرت (۳) و اذا العشار عطلت (۴) و خلقنا لهم من مثله ما يركبون یعنی (ریل) (۵) و له الجوار المنشآت یعنی نئی طرز کے سٹیمر جہاز (۶) و الملقيت ذكرا۔ (تار)

اب تمام اسباب پیدا ہو چکے تو ضرور ہے کہ وہ رسول بھی موجود ہو جسکے ذریعے لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہونی ہے۔ اے میرے بھائی میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مرد خدا پیدا ہو چکا اور اپنا کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنے متواتر تمہارا اور کتابوں اور تقریروں سے تمام جہان کے مذاہب پر حجت قایم کر دی کہ ماسوائے اسلام اگر کوئی مذہب صادق ہے اور بغیر احمدی جماعت کے کوئی فرقہ ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہے۔ تو وہ میرے سامنے آئے۔ نشان دیکھے اور دکھائے۔ الغرض امتیازی نشان جس سے منجانب اللہ ہونا ثابت ہو بتلائے۔ مگر تم خود ہی شہادت دو۔ کہ کبھی کوئی سامنے آیا۔ کبھی کسی نے جرأت کی۔ تو منہ کی نہیں کھائی۔ بس یہی معنے تھے۔ کل ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے باقی رہا یہ سوال کہ کتنے یہود و عیسائی مسلمان ہوئے۔ سو سب سے پہلے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول (فرستادۂ حق) کا فرض کیا ہے؟ یہ کہ بہت سے لوگوں کو مسلمان کر جائے یا یہ کہ بہتوں پر اتمام حجت کر کے انہیں پیغام پہنچا جائے۔ ماننا نہ ماننا انکا اپنا اختیار۔ آؤ میں تمام نبیوں کے سردار احمد مختار (صلعم) کی نسبت جو ارشاد ہے آپ کو بتاؤں۔ فرماتا ہے کون؟ قادر مطلق اپنے نبیوں کو بھیجنے والا۔ **وان تطيعوه تهتدوا وما على الرسول الا البلاغ المبين**۔ پھر فرمایا **ان عليك الا البلاغ** پھر فرمایا **افانت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين**۔ پھر فرمایا **انما انت مذكر لست عليهم بمصيطر** خلاصہ سب کا یہی ہے کہ تمہارا فرض صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے نہ کہ خواہ مخواہ مسلمان کرنا۔ **صرف یاد کرانا** وہی فطرتی اخلاق تمہارے ذمے ہے۔ کوئی تم دار وغہ نہیں ہو۔ وکیل نہیں ہو۔ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (جس کا جی چاہے مومن ہو جس کا جی چاہے کافر رہے) سُن لیا آپ نے۔ اب فرمائیے حضرت مسیح موعود پر کیا اعتراض رہا۔ اگر دو آدمی بھی کسی رسول کو نہ مانتے ہوں تو بھی یہ بات اس کی نبوت میں قادح نہیں ذرا فرمائیے حضرت نوح علیہ السلام پر نو سو پچاس میں کتنے آدمی ایمان لائے۔ ہاں ضرور بتانا۔ اور پھر اپنے اس اعتراض پر غور کرنا کہ تیئیس برس میں کتنے کافر مسلمان ہوئے۔ جب ہزار برس میں اسّی سے بھی کم زن و مرد مسلمان ہوں۔ تو بیس بائیس سالوں میں کتنے ہونے چاہئیں۔ ضرور اسکا حساب لگا کر فرمائیے گا۔ تاکہ اطمینان قلبی ہو جائے۔

اور ساتھ ہی **ما آمن معه الا قليل** اور **ما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين** پڑھ جائیے تاکہ پھر کبھی یہ اعتراض خلجان نہ کرے۔ بار ہمہ آپ کو اس بات سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئے کہ کئی عیسائی مسلمان ہوئے۔ اور کئی ہندو۔ کیا قادیان ہی میں تو مسلم نہیں کیا آپ ان کے ناموں کی فہرست چاہتے ہیں ماسٹر عبد الحق۔ عبد الرحمن۔ سردار فضل حق۔ صاحبان کے اسماء گرامی بھول گئے۔ امریکہ کے حسن اینڈرسن کی چٹھی آپنے نہیں پڑھی۔ پھر موجودہ تحریک سے عیسائیوں خصوصاً ولایت والوں نے جو اپنے عقائد تبدیل کئے ہیں۔ بائبل کو از سر تا پا الٰہی نہیں مانتے۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں غلطیاں نہیں۔ نہ مسیح کے جی اُٹھنے کے قائل ہیں اور نہ اسکی الوہیت کے۔ یہ کس کے نفاس طیبہ کی برکت ہے آپ کا انصاف پسند دل بول اُٹھیگا حضرت مسیح موعود کی (صلی علیہ وآلہ) پھر یہ بھی خیال رہے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی تھی کہ انہی مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو جائینگے۔ یہود کون؟ جو اپنے اسلاف کے بے سر و پا روایات و رسمیات پر جمے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے مزعومہ بزرگوں کے اقوال پر ایسے کاربند ہیں کہ کتاب اللہ کو **وراء ظهورهم** پھینک دیا۔ اور نصاریٰ کون وہی جن کی شان میں ایک شاعر نے کہدیا (دیکھو تو گرستان جو پوچھو تو مسلمان) انہیں ہی یہ دو تین لاکھ جماعت بنی ہے۔ پس یہ سب یہود و نصاریٰ ہی مسلمان ہوئے ہیں اس بات کو خوب سمجھئے:۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جب مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو گئے تو ضرور تھا کہ انہی میں سے عیسےٰ اور اس کی جماعت بھی ہوتی۔ کیونکہ دونوں فریق کا مسیح کے بارے میں افراط و تفریط سے یہ نام پڑا۔ آپ کی طرز تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود کی عدم ضرورت کے قایل ہیں یعنی نیچریوں کی طرح آپ کا خیال ہے۔ کہ بس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ان لوگوں کی خوفناک غلطی ہے کیونکہ خود ان کے اپنے اقوال ہی اس کے خلاف ہیں اور زمانہ کی حالت بھی ان کے برخلاف فتوے دے رہی ہے اگر صرف قرآن مجید ہی کافی تھا اور کسی مزکی نفوس کی ضرورت نہیں تھی۔ جو لوگوں کے لئے قرآن مجید کا عملی نمونہ ہو اور اپنی صحبت کے اثر سے **کونوا مع الصادقین** کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں سہولت پیدا کرے۔ تو پھر یہ مفاسد زمانہ کیوں اور اسلام کی حالت کیوں دگرگوں ہے قومی انحطاط کیوں ہے اور کہنے والا تو یہ بھی کہ سکتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کیا ضرورت تھی صرف **قرآن مجید یا ہوتا**۔ میرے دوست اچھی طرح اس ضرورت کو سمجھو اور ضرورۃ الامام تصنیف امام الائمہ کا مطالعہ کرو تاکہ یہ حجاب اُٹھے۔ اگر کسی مرشد ہادی کی ضرورت نہ ہوتی تو لوگ کیوں جگہ بہ جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ ضرور تھا کہ اسوہ حسنہ کے قیام کے لئے ایک شخص ہو جو تمام نبوی اوصاف اپنے اندر رکھے اور اسکے اتباع کی برکت سے ظل النبی یا بالفاظ دیگر خلیفہ نبوی ہو۔ بہت کہنے کہ اور جو علماء و مشایخ ہیں۔ ان کے جو اصلی اور اندرونی حالات ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ میں بیان کروں۔ نہیں وہ کون ہے جو تمام مذاہب کے مقابل ہو کر اسلام کی حقیقت ثابت کرتا ہوا کہ رہا ہے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

دیکھنا کوئی آپ سے یہ نہ کہدے کہ کئی گدی نشین صاحب کرامت ہیں۔ کرامت یہ نہیں کہ اپنے مریدوں کے بعض کام ہو جائیں کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ اور آخر کئی کام تو قانون قدرت کے مطابق خود ہی ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جو بتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ بھی تو کئی مرادیں پاتے ہیں اپنے ہندو سناتن دھرمی بھائیوں سے پوچھیئے

وہ کئی روایتیں سنا دینگے تو کیا یہ کہئے کہ وہ سب بھی صاحب کرامت ہیں ہرگز نہیں۔ کرامت وہ ہے۔ جو غیر مذہب کے سامنے چیلنج کرکے بتائی جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ تم اپنی پوری قوت اسکے روکنے میں لگا لو مگر یہ ہو کر رہے گی۔ پھر اس سے مقصود خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار ہونہ یہ کہ سکے پھوڑنا اور اپنی مقبرہ بنا لینا۔ ان تو اصل بات سے دور نکل گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبی صلعم کے بعد کسی ان کے خلیفے کی ضرورت نہ تھی تو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ سورۃ نور میں نہ آتا اس پیشگوئی کو صرف چار خلفا میں محدود کرنا کلام الٰہی کی ہتک کرنا ہے آپ مضارع کے استمرار کو دیکھیں کہ قیامت تک اس سلسلہ کا بقا ضروری ہے۔ پھر کما اشارہ کر رہا ہے کہ موسیٰ کے خلفاء کیطرح یہاں بھی خلفاء ہونگے۔ اور تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے پہلا مثیل یوشع اور دوسرا مثیل مسیح موسوی ضرور ہوگا۔ ورنہ کما فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہ عیسیٰ بھی نہیں آسکتا۔ اسکی نبوت کی حاجت نہیں کیونکہ آپ خود نبی ہیں نہیں پھر هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے بھی ظاہر ہے کہ ایک گروہ کا ہر دو باطل یا خلیفہ آخری زمانے کی جماعت مسلمانان میں بھی پیدا ہونے والا ہے۔ تعجب کہ آپ اس سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ ضرور ہے کہ آخرین میں بھی رسول آیات پڑھ کر سنانے والا۔ نشان دکھانے والا۔ تزکیہ نفوس کرنے والے کتاب اور حکمت (معارف و حقائق) سکھانے والا موجود ہو۔ اسکے علاوہ اور کئی آیات میں بھی اس موعود کی طرف اشارہ ہے جو حضور کی کتب دیکھنے والے سے مخفی نہیں۔ اور خود قانون قدرت بھی اسکا موید ہے۔ کہ یحی الارض بعد موتھا جب زمین میں فسق و فجور پھیلے تو وحی کے پانی سے از سر نو مردہ دل زندہ ہوتے ہیں پھر عذابوں کا پے در پے آنا اس بات کا شاہد ہے کہ رسول آچکا۔ کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا آپکے چار سوالوں کا جواب ہوچکا تسلی نہ ہوئی ہو تو مکرر دریافت فرمالیجئے۔ ان ایک دو جزوی باتیں رہ گئیں۔ ان کا جواب بھی سن لیجئے ایک تو آپ الہام انّی مع الافواج آتیک پر معترض ہیں کہ اللہ غالب امرہ کو فوجوں کی کیا ضرورت۔ حضرت! چونکہ آپ نبوت

محمدیہ اور آیات قرآنیہ کے مقر ہیں اسلئے آپ کے لئے یہی جواب کافی ہے کہ وہ ضرورت ہے جو ایک چھوٹے سے ملک عرب کے کفار کے ساتھ لڑنے کے لئے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیجنے کی ضرورت تھی کیوں آیا خیال شریف میں! یا میں آیت ہی پڑھ کر سناؤں يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ اب یہاں بھی وہی اعتراض ہو سکتا ہے کیا اکیلا خدا کافی تھا اور پھر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ لوط کی بستی الٹ سکتا ہے مگر کفار عرب ایسے توانا کہ پانچ ہزار کی ضرورت پڑی میرے پیارے بھائی سن! ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی فوج ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں جو کام کرتا ہے کسی نہ کسی علت کی معرفت کرتا ہے اسلئے یہی ذرے یہی عناصر خدا کی فوجیں ہیں وہ اسکے مامور کے دشمنوں کی مخالف ہو جاتی ہیں۔ طاعون اجر لعم بھی خدائی فوجیں ہیں۔ دیکھا مخالفوں کو کیسا ستایا۔ چوٹی سے ایڑی تک زور لگا چکے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ پھر دیکھو ہوا ہے تو آجکل مخالف آتش ہے تو مخالف پانی ہے تو مخالف زمین ہے تو مخالف کیا میں آپ کو تمام واقعات کی فہرست سناؤں۔ جو جہان میں ہو رہے ہیں۔

دوم دوسری بات وہی کارگذاری والی ہے کہ رسول کریم صلعم کیسے کامیاب ہوئے اور اس امن کے زمانہ میں مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ ابھی تو حضور علیہ السلام زندہ ہیں ابھی سے آپ کیوں گھبرا گئے۔ آپ دیکھیں کیا بنتا ہے تمام اصلاحوں کی بنیادیں پختہ ہو چکی ہیں اب صرف ایک حکم کی دیر ہے اور يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ کا زمانہ آجائیگا۔ آپ ذرا اس واقعہ کو پیش نظر کیجئے جب رسول کریم صلعم وفات پاگئے مگر حضرت عمرؓ فرمارہے تھے نہیں ابھی زندہ ہیں۔ وہ نہیں وفات پائینگے جب تک منافقین مشرکین کو جزیرہ عرب سے نہ نکال لیں۔ فارس روم کے خزانوں کی کنجیاں بھی آپ کے ہاتھوں پر نہیں رکھی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا لوگوں کا خیال تھا۔ اسکے موافق کارروائی نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ ہر بات کی بنیاد بندھ چکی تھی اسلئے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور کامیابی کا اعلان دیدیا گیا۔ کیونکہ خلیفہ کے ہاتھ جو کچھ کام ہو وہ بھی اسکے مطاع کا سمجھا جاتا ہے۔ ہر نبی کا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب تک دوسرا عہد قایم ہو۔ مسیح موعود کے لئے ایک ہزار

برس ہے جیساکہ کتابوں میں لکھا ہے۔ پس اسی ہزار سال میں سب کچھ ہو جائیگا۔ خدا کی کام بڑے آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ تعجیل پر سرسوں نہیں جمتی۔ باوجود کُنْ فَيَكُونُ کہنے کے پھر بھی آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ نو ماہ ہی میں پیدا ہوتا ہے پس جلدی مت کیجئے مگر مجبوری ہے۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

تیسرے تیسری بات کہ نصیحت نامہ عالمین کے لئے ہے بے شک ٹھیک ہے۔ مگر اس ذکر کی اشاعت اسکی تعلیم کے ثمرات کا عملی نمونہ دکھلانے کے لئے بھی کوئی ہونا چاہئے یا نہیں۔ ضرور چاہئے بے شک خاتمہ تک محمدی شریعت ہے مگر اس شریعت کو قایم کرنے اسمیں جو غلطیاں لوگوں کی دستبرد سے پڑ گئی ہیں۔ ان کو نکالنے اور مختلف فرقوں میں فیصلہ کرنے کے لئے کسی الحکم العدل کا آنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ آپ اگر سوچینگے تو یہ کہنے میں میرے ساتھ ہم نوا ہونگے کہ ضرور۔

پانچویں سوال میں آپ پوچھتے ہیں مسیح موعود کو عربی زبان میں کیوں الہام ہوتے ہیں کیوں صاحب آپ کو اپنی دینی زبان کیوں بری لگتی ہے؟ جبکہ ہماری مذہبی الہامی کتاب اسی میں ہے تو یہ ایک فطرتی بات ہے کہ مسلمانوں کو عربی زبان سے ایک خاص تعلق ہو جس سے نفرت گویا دین اپنے سے نفرت ہے۔ (۲) یہ عربی زبان میں الہام ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمانوں عربی زبان سیکھنا واجب سمجھو۔ (۳) حضرت بارہا فرما چکے ہیں کہ جو کچھ لیتا ہوں یعنی جو فیوض مجھ پر وارد ہیں اسی محمد عربیؐ کی برکت سے اسی کے چشمے سے پانی پیتا ہوں۔ پس جب ان کی زبان عربی تو خادم کی کیوں نہ ہو۔ کیا شاخ اپنی جڑ (اصل) سے جدا ہو سکتی ہے۔ (۴) ام الالسنہ ہے چونکہ تمام زبانوں کی اصل ہے اور کل قوموں کی طرف رسالت ہے اسلئے سب کی رعایت سے ایک ایسی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ جو سب کی مشترکہ لسان ہے (۵) شاستری انگریزی وغیرہ میں گاہے گاہے اسلئے کہ تمام قوموں کی رسالت جو ہوئی ہر قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ تا کسی کو شکایت باقی نہ رہے (۶) نیز غیر زبان میں الہام ہونا اسکے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جو زبانیں نہیں آتیں ان کے فقرات سنانا اور پھر ایسے جنہیں پیشگوئی ہو کسی بشر کا کام نہیں براہین احمدیہ میں مثلاً گوڈ یوئے لارج

پارٹی اسلام کئی ایسے الہام ہیں جن کی تصدیق اب اس زمانہ میں ہو رہی ہے آپ اس شخص کے ملہم ہونے پر معترض ہیں یا ان الفاظ جو عربی کے سوا دوسری زبان نہیں جانتا خدا ایسے حاکم یک زبان والے کی عزت رکھے۔ اپنے اس فقرہ کو اچھی طرح پڑھیں کہ یہ کس پر اعتراض ہے مرزا صاحب مکرم پر یا حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ مامور من اللہ کی مخالفت بعض اوقات ایسے الفاظ منہ سے نکلوا دیتی ہے دعا

چھٹے سوال میں۔ آپ ۱۱ مئی کے الہام پر معترض ہیں کہ یہ خبر تو قرآن میں ہے حضرت مسیح موعود بھی تو قرآن مجید ہی کی تصدیق و تائید کے لئے آیا ہے اور اسی چشمے سے فیض یاب ہے آپ کا الہام بتا رہا ہے کہ قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ ساتویں سوال میں تردّ علیک انوار الشباب اور پھر اس کے آگے فاتوا الشفاء من مثلہ پر اعتراض ہے کہ شفاخانجات میں کئی مریض و کمزور شفا پاتے ہیں۔ میرے دوست۔ من مثلہ کے لفظ پر غور کر۔ بغیر کسی شفاخانہ میں جانے کے کوئی شخص ان موجودہ حالات کے باعث جنہیں خدا کا مسیح ہے یہ شفا بغیر اسباب ظاہری اتنی جلدی نہیں پا سکتا۔ پس اسکی مثل تہا۔ اور انوار الشباب کا پھر آنا خلاف سنت اللہ ہے۔ یہ کیوں؟ کوئی دلیل پھر شباب کا لوٹ آنا تو نہیں فرمایا بلکہ انوار شباب مطلب صرف ایسی طاقت کا حصول جس سے منصبی کام ہو سکے۔ جب یہ بات واقع ہوگئی اور واقعات نے اس الہام کی تصدیق کر دی تو پھر آپ کیسے تکذیب کر سکینگے۔ بہتر تھا کہ آپ اعتراض کرنے سے پہلے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے پوچھ لیتے اور اب بھی پوچھ لینے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ زلیخا کیونکر جوان ہوگئی تھی۔ حالانکہ اہل تحقیق کے نزدیک تو یوسف و زلیخا میں نکاح ہی از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اٹھویں سوال میں آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ قرآنی آیات کیوں الہام ہوتی ہیں معلوم نہیں میرے بھائی کو قرآنی آیات کیوں بری لگتی ہیں۔ احمد مختار آقا۔ اور مرزا غلام خادم و مخدوم میں کچھ تعلق بھی ہوتا ہے یا نہیں جب وہ آیات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو ان کے اور معنے اور مصداق تھے اور اب حضرت احمد علیہ السلام پر نازل ہو کر اور معنے و مصداق رکھتی ہیں سمجھ لیا آپ نے اور

... متحد ہونے کے پھر بھی معانی جدا جدا ہوں یہ الہامی اعجاز اور قرآن مجید و کلام اللہ کے عجائبات بے نظیر سے ہے۔

نویں سوال میں آپ کو یہ فکر پڑ گئی ہے:۔ کہ جب الہامات مسیح اور قرآنی آیات ملی جلتی ہیں اور روزانہ لوگوں کی تلاوت ہوا کرے گی تو حافظوں کو تشابہ پڑینگے۔

قبل از مرگ واویلا۔ شاید اسی موقعہ پر بولا جاتا ہے جناب من! آپ مطمئن رہئے احمدی قرآن مجید اور ان الہامات میں فرق پہچانتے ہیں اور وہ ان الہامات کو بطور وظیفہ تلاوت نہیں کیا کرینگے جیسے آجکل کے مسلمان کتاب اللہ کو چھوڑ کر دلائل الخیرات وغیرہ وظائف پڑھتے رہتے ہیں۔

دسویں سوال میں آپ چندہ کا نام انکم ٹکس رکھ کر اسکی دلیل پوچھتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہے تعجب کہ آپ جیسا دانشمند آدمی اس بات پر اعتراض کرے۔ جب کوئی نبی اللہ آتا ہے تو اسے **اشاعت دین** اور ان لوگوں کے لئے جو دین سیکھنے کے لئے اسکے پاس آئیں روپے کی ضرورت ہوتی ہے اب اس حاجت کے پورا کرنے کے لئے آسمان سے کبھی روپیہ نہیں گرتا بلکہ نیک دل مرید اور معتقد ہی چندہ دیا کرتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام حضرت نبی کریم صلعم کو چندہ نہیں دیا کرتے تھے۔ اور کیا صرف انہی چندے سے ان کے مراتب نہیں بڑھے کیا حضرت ابوبکرؓ کا تمام مال دیدینا یاد نہیں رہا۔ اور کیا قرآن مجید میں **خذ من اموالھم صدقۃ** آپ کے ملاحظہ سے نہیں گذرا۔ اور **جاھدوا باموالکم وانفسکم** نہیں پڑھا۔ نبی کریم صلعم کے وقت تو چندہ کی ایسی سختی تھی کہ بات کرنے سے پہلے ہی کچھ نذر رکھنی پڑتی ایک دان پادری تو اس فعل پر بھی اعتراض کرتا ہوگا۔ مگر دانشمند خوب جانتے ہیں کہ مخلص و منافق میں ایسی باتوں ہی سے تمیز ہوتی ہے۔ زبانی جمع خرچ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر جب کچھ گرہ سے کھولنا پڑے تو اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ تمام روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے کیا اپنے نفس (ذات) کے لئے طلب کیا جاتا ہے ہرگز نہیں تو پھر اس فی سبیل اللہ خرچ میں حسب توفیق شامل ہونے پر آپ کو کیا تامل ہے۔ کیا کوئی ایسی حدیث یا آیت پیش کی جاسکتی ہے کہ مسیح موعود پر آسمان سے خزانہ گریگا۔ مرے بھائی جب سردار انبیاء پر نہ گرا تو دوسرے کس گنتی میں ہیں دیکھو کفار اعتراض کرتے تھے **کنزا** مگر انہیں جواب دیا گیا۔ کہ یہ خلاف سنت اللہ ہے۔ ہاں اگر مسیح موعود یہ حکم دیتا کہ ضرور ہر ایک اتنا اتنا دے تو پھر اعتراض ہو سکتا تھا مگر ایسا حکم آپ کہیں نہیں دکھا سکینگے بلکہ میرے آقا تو بارہا ارشاد فرماتے رہتے ہیں جس قدر توفیق ہو اُس قدر دو۔ مگر باقاعدہ۔ اور طاقت سے زیادہ کا مت اقرار کرو۔ بعض لوگوں نے اس فرمان سے (کہ جو کسی طرح بھی اس سلسلہ کی مدد نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں) دھوکہ کھایا ہے حالانکہ یہ صحیح بات ہے کہ جو جماعت میں ہو کر پھر کچھ بھی امداد نہیں کرتا۔ وہ کیسے اس جماعت میں محسوب ہو سکتا ہے امداد سے مراد صرف روپیہ پیسہ نہیں بلکہ **قلمی۔ بدنی۔ لسانی امداد** بھی غربا کے لئے ہو سکتی ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے **یقسم المال فلا یقبلہ احد**۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اپنے مریدوں سے چندہ نہ لیگا۔ پھر آپ دیکھتے ہی ہیں کہ آئے دن کس قدر انعام مقرر ہوئے رہتے ہیں مگر ہے کوئی ان کعبہ کے خزانہ پر تاک لگانے والوں میں سے لینے والا؟ ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے کہ مامور من اللہ معارف و حقائق کلام اللہ کا خزانہ لٹانے آتے ہیں نہ کہ فانی مال۔ وہ نقادی بانٹنے والے نہیں اور نہ کسی بنک کے منیجر۔ مسئلہ جہاد کو رد کرنے کی دلیل پوچھتے ہیں۔ اگر جہاد کے یہ معنی ہیں کہ دین کی اشاعت میں مناسب طریق ہی کوشش کرنا تو اسکو کوئی رد نہیں کرتا۔ اور یہ جہاد تو برابر ہو رہا ہے اور **الی یوم القیامۃ** رہیگا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جو نہ مانے اسے تلوار سے منائیں اور قتل کر دیں جیسا کہ عام ملانوں کا خیال ہے تو حضرت اسکی اجازت تو اسلام میں کبھی دی ہی نہیں گئی۔ **لا اکراہ فی الدین** اور **من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر** اسپر شاہد ہیں۔ نبی کریم صلعم کے وقت کی بعض لڑائیاں اندفاعی تہیں یعنی صرف اپنے تئیں ایذاء کفار سے محفوظ رکھنا اور بس۔ پس جس چیز کا اسلام میں وجود ہی نہیں اسکے رد کا ثبوت کیا دوں۔ نیز **یضع الحرب** بخاری میں صاف آچکا ہے کہ مسیح جنگوں کو موقوف کر دے گا۔

گیارھویں سوال میں آپ کوئی نظیر پوچھتے ہیں کہ نبی الہام بھول گیا ہو قرآن مجید سے اتنی ناواقفیت حضرت **ما ننسخ من آیۃ او ننسھا** الآیۃ پھر پڑھئے **سنقرئک فلا تنسی الا ماشاء اللہ** اس **الا ماشاء اللہ** پر غور کیجئے۔ اس میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے اور غفلت سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ خود اپنے تصرف سے ایسا کرتا ہے۔ گویا کسی واقعہ کو کسی قدر ظاہر اور کسی قدر چھپا دیتا ہے مثلاً ایک دم میں دم رخصت ہوا کے درمیان جو بھلا دیا گیا ہے تو اسی لئے کہ جسکی نسبت الہام ہے وہ فتنے میں نہ پڑ جائے اگر کوئی دوست ہے اور ایسا ہی دشمن ہے تو بھی اسے بتانا ضرور نہیں بلکہ اخفاء میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو بعد پورا ہونے کے کھل جائیں گی آپ انتظار کیجئے۔

بارھویں سوال میں **لولاک لما خلقت الافلاک** پر اعتراض ہے۔ اس کا جواب الحکم میں ایک بھائی نے دیا تہا وہی پڑھ لیجئے طالب حق کے لئے کافی ہے۔

اس کے اخیر میں آپ نے لکھا ہے کہ اس کا (مسیح موعود) ذکر نہ توراۃ میں نہ انجیل میں نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ گرنتھ میں۔ مگر یہ آپ کی عدم آگاہی کی دلیل ہے۔ ورنہ توراۃ میں اس کا ذکر ہے۔ دیکھو دانیال جہاں وہ ۱۲۹۰ سے ۱۳۳۵ تک سن ہی بتاتا ہے۔ یاد رہے کہ دن خدا کا ہمارے سال کے برابر ہے۔ دانیال کی تمام پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے جو کہ مسیح موعود میں پوری ہوئی انجیل میں کئی جگہ آپ کی آمد کا ذکر ہے۔ بلکہ مسیح نے آمد ثانی کا نشان ہی بتا دیا۔ **زلزلے کال۔ مری**۔ تینوں باتیں پوری ہوئیں اور وہ اسی رنگ میں آئیں کہ جیسا کہ فرمایا تہا۔ بجلی کی مانند۔ شپرہ چشموں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چور کی مانند بھیس بدل کر یعنی دوسرے شخص کے بدن میں (تناسخ نہیں بروز ہے) اپنے فیصلہ کے مطابق۔ ایلیا کے نزول کو یوحنا سے تعبیر کیا۔ آپ انجیل کے پچھلے باب پڑھیں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر۔ الہامی کتابوں کے استعاروں کا خیال رکھیں۔ تاکہ آسمان کی **بدلیوں** پر جلال آنے کا مطلب سمجھنے میں دھوکہ نہ ہو اور **قرآن** میں کئی جگہ ذکر ہے میں سوال اوّل کے جواب میں عرض کر چکا اور حدیث میں تو صاف لکہا ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ ابن مریم سے جو وہم اصل مسیح ناصری کے آنے کا پڑتا تھا امامکم کی تشریح اور **منکم** کی تصریح نے اڑا دیا۔ گرنتھ وغیرہ کتب ہنود میں بھی ہے۔ وہ پڑھ لیجئے جسکے اخیر میں "جگت کے عیسیٰ" آتا ہے۔

تیرھویں سوال میں آپ لکھتے ہیں چکڑالوی کی نماز غیر سبیل المؤمنین کی مصداق ہے۔ تو احمدیوں کی بھی ایسی ہی ہے۔

یہ سوال پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہے معلوم ہوتا ہے آپ نے کبھی کتب احادیث کو نہیں دیکھا چکڑالوی کی نماز تو صرف چکڑالوی ہی کی ایجاد ہے۔ ہرگز ہرگز کسی تاریخ بلکہ کسی روایت سچی تو درکنار جھوٹی سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی آج تک کسی نے یہ نماز پڑھی ہو۔ مگر احمدیوں کی نماز تو نبی کریم صلعم نے پڑھی پھر ان کے صحابہ کرام نے پھر ائمہ عظام نے پھر ہر صدی میں اہل سنت کی جماعت کا یہی معمول رہا ہے۔ آپ کو احمدیوں کا کونسا فعل یا ذکر ایک نئی بات معلوم ہوا۔ کیا سینے پہ ہاتھ باندھنا۔ یا قنوت پڑھنا۔ آپ کسی حاجی سے ملکر پوچھئے کہ خانہ کعبہ کے گرد کتنے مصلے ہیں دو امام (شافعی۔ حنبلی) کے متبعین کہاں ہاتھ باندھتے ہیں؟ ہاں اگر آپ حنفیوں کی نماز کی نسبت یہ لفظ کہتے تو مہر کچھ بات بھی تھی کیونکہ کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے نہیں کہا کہ ناف کے نیچے ہی ہاتھ باندھنے چاہئیں گویا سبیل المؤمنین کے خلاف ہوا حسب قاعدہ جناب۔ پھر دیکھئے امام ابوحنیفہؒ کے ہر دو شاگرد دوا ... روایت بھی یہی ہے کہ ظہر پہلی مثل تک رہتی ہے بلکہ خود امام ہمام کی بھی ایک روایت یہی ہے باوجود اسکے سب حنفی دوسری مثل تک ظہر رہنے کے قائل ہیں حالانکہ کسی حدیث سے کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اکثر دوسری مثل میں پڑھتے ہیں آپ خود ہی انصاف کریں کہ غیر سبیل المؤمنین کا اتباع کون کرتا ہے۔ اسی طرح کی کئی باتیں ہیں مثلاً قہقہے سے وضو کا ٹوٹنا کسی اور امام کا بھی یہ مذہب دکھلائیے مگر باایں ہمہ ہم نہیں کہتے کہ ان کی نماز نہیں بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو فرمایا کہ تم مغز کو دیکھو ایسی معمولی باتوں کے پیچھے پڑ کر وقت ضائع نہ کرو۔

لیجئے میرے مہربان میں آپ کے سوالات کے جواب سے فارغ ہو چکا اب آپ کا کام ہے۔ تدبر کرنا۔ انصاف سے کام لیں۔ خدا میری محنت کو ثمرور کرے۔ آمین۔

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

محمد ظہور الدین۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

...سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۰

امرت سری منکر کو دعوت

مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء

اسود عیسےٰ وہ کاذب ثانی
اور محمد علی وہ ایرانی
باب فرقہ کا تھا وہی بانی
ہیں یہ تیری مصدقہ باتیں
ان دونوں میں بھی کر گیا تصدیق
دشمن حضرت مسیح زمان
ہو گیا گل چراغ ہے اس کا
مدعی وہ بنا رسالت کا
عیسےٰ وقت کو ہوا الہام
ہوگا نازل خدا کا اوس پہ غضب
کر دیا اس کو شائع عیسےٰ نے
نام ہے دافع البلا جس کا
جب گذر گئے چار سال پورے

دست فیروز سے ہوا فی النار
مہدویت کا تھا جو دعویدار
قتل کر اس کو پھینکا پھر فی الغار
دیکھ لے اپنا کھول کر اخبار
شہر جموں کا ایک بدکردار
نام جس کا چراغ الدین تھا یار
آپڑی اوس پہ تھی خدا کی مار
تھا مرید مسیح ظاہر دار
وہ فنا ہوگا دیکھ آخر کار
جس سے غارت وہ ہوگا انجام کار
اس رسالہ میں تھا جو پنج ہزار (یعنی پانچ ہزار شائع ہوا تھا)
برگزیدوں کا جو کہ ہے معیار
اس پہ نازل ہوا غضب یکبار

تھے جوان مرگ دو پسر اس کے
ماہ مارچ کی بست و دو تاریخ
بعد دوم بست و چارم کو
ایک کو دفن کر کے جب آئے
بعد دس دن کے خود چراغ الدین
ہو گیا بے چراغ اس کا گھر
اس نشانِ چراغ الدین میں دیکھ
دیکھ لے جھوٹے مدعی کا حال
تو تقول کا وعدہ سچا ہے
دعوے مرزا کا ہوتا گر جھوٹا
جبکہ وہ زندہ و سلامت ہے
بند کر لو زبان کو اپنے
اسکی بیعت کرو بنو مومن

موت طاعون سے ہوئے دو نہکار
دونوں اک دن ہی ہو گئے بیمار
ایک ہی دن میں مر گئے تادر
دوسرے کا جنازہ تھا طیار
مر کے پہونچا وہ فی عذاب اللہ
ایک بیوہ رہی فقط بے یار
کون سے باقی رہ گئے سکرار
جان لے جو کہ ہے دیانتدار
شخصی قصہ نہیں ہے یہ زنہار
کیوں خدا چھوڑتا اوسے ہربار
اور دعوے میں اپنے سرشار
چھوڑ دوگا لیونگی یہ بہر بار
تا نہ مغضوب قوم میں ہو شمار

(بقیہ نوٹ صہ جلد ۱۰ نمبر) فرمائیے کتاب اللہ کو ادھوری سمجھنے والے مولوی یہ خاص و عام کاذبوں اور مفتریوں کا قانون ہے یا نہیں جسکی تصدیق اولوالعزم رسول فرماتا ہے۔ ؎

ہے ثناءاللہ ترا دعوے سراسر بے دلیل
لائق تسلیم کیونکر ہے تری یہ قال و قیل

چہارم۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین" یعنی اگر یہ رسول صلعم ہمارے اوپر افترا کر کے کوئی بات اپنی طرف سے کہدے تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اوڑا دیتے اور کوئی تم میں سے ہم کو روکتا نہیں۔ یہ آیت تصدیق ہے استثناء $\frac{13}{5-1}$ و $\frac{18}{20-27}$ کی جسمیں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا اور مصدق ہے انجیل متی $\frac{7}{15-19}$ اور اعمال $\frac{5}{33-39}$ اور فاضل مفسر بھی استثناء کے ۱۸ باب ۱۹ آیت کو عام قانون الٰہی ان کہہ چکا ہے مگر بدقسمتی سے قرآن میں اسکو یہ مطابقت نہ ملی حالانکہ آپ تقابل ثلاثہ بھی تصنیف کر چکے ہیں جسمیں توریت۔ انجیل۔ قرآن کا مقابلہ کیا ہے ؎

ثناءاللہ ہی کیا ہے خاص پتلا ہے حماقت کا
بیاں کیا کیا کروں اسکی فضیلت اور لیاقت کا

تیسری غلطی آپکی فاضلانہ غلطی ہے جسپر اعتراض کرنا فضول ہے۔ مگر ہاں ناظرین کو سمجھانے کی خاطر اس کا بیان ضروری ہے آپ نے پہلے تو یہ حکم لگایا ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ ساتھ ہی دوسرا حکم جاری کر دیا کہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے۔ اور کلمہ (بلکہ) نے آپ کے علم پر اور بھی روشنی ڈالدی جسکی مثال

یہ ہے کہ میں نے زید کو مارا، نہیں بلکہ زید کو مارا ہے۔ یا میں نے کوئی تفسیر نہیں لکھی بلکہ میں نے تفسیر لکھی ہے۔ جو یہ ہے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا بعینہ آپکا یہ کلام مجنونانہ ہے کہ "عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے" نازم برین و ستار فضیلت۔ ؎

اے ثناءاللہ تجھسے اپنے دل میں یہ کہ ہم
لاکھ نادان ہوں مگر تجھ جیسے تو جاہل نہیں

نوٹ ۲۷ دیکھو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴ و ۵ کالم ۲ "مگر اب کا وقت آپہونچا تھا وہ اپنے تیرہ و تاریک قید خانہ کے پاس ملا پکڑا گیا اور پھر اُسی رسی کے سرے سے باندھکر لٹکا دیا گیا۔ اور پھر گولیوں کی ایک باڑ چلائی گئی۔ وہ ہوئیں سے ہٹ کر شہید (مقتول) کی صورت دکھائی) اور معلوم ہوا کہ وہ روح جو آلام و مصائب میں مبتلا تھی رخصت ہو گئی یعنی نعش خندق میں پھینکدی گئی" انتہی ملخصاً

(چراغ الدین کا دعویٰ رسالت)

۞ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے (یعنی وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا دوم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ سوم خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کیطرف بلانے کے لئے حکم دیا) پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے وعدے کبھی ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود

کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ انتہی عن موضع، لجاجۃ اشتہار چراغ الدین مورخہ ۹ فروری صفحہ ۷ حاشیہ۔

۞ حاشیہ نمبر ۲ "رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا۔ انی اذیب من یریب۔ میں فنا کر دونگا۔ میں غارت کر دونگا۔ میں غضب نازل کر دونگا۔ اگر اس نے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا اور رسالت اور مامور ہونے سے توبہ نہ کی" ملخصاً دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳ حاشیہ نمبر ۲۔

۞ رسالہ تجلی عیسائیوں کا ایک ماہوار رسالہ مذہبی ہے اس رسالہ میں جولا ہور سے بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء جلد ۱ نمبر ۵ شائع ہوا ہے بصفحہ ۱۷۹ لغایت ۱۸۴ چراغ الدین کا حال درج کیا ہے جنمیں سے ہم چند فقرات اختصاراً تحریر کر کے دکھلاتے ہیں کہ مرنیوالا کیونکر مرا اور عیسائیوں کو اس سے کسقدر ہمدردی اور تعلق بنا۔ عیسائیوں نے تجلی کا ایک حصہ چراغ الدین کے نام وقف کر دیا ہے جیسا کہ وہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۳ میں بقلم جلی کالم اول پر لکھتے ہیں کہ آج سے ہم تجلی کا ایک حصہ وقف کرتے ہیں جسکا عنوان چراغ الدین ہوگا" یہ بھی ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے کہ جسطرح مقتول آریہ کی یادگار جو پیشگوئی الہامی کو ہمیشہ تازہ کرنے کے لئے آریہ مسافر میگزین یا سالانہ ماتم وغیرہ کرنے کے ذریعہ قائم کی گئی ہے اسیطرح اس نشانِ مغضوب کی یادگار اسکی قوم نے

بذریعہ اخبار قائم کر کے مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو تازہ کرتے رہنے کا سامان کر دیا ہے۔ ذالک فضل اللہ۔

"انکی (یعنی چراغ الدین کی) آخری تحریر ۲۶ مارچ کی جسکا اس مضمون کی وصول ہوئی" صفحہ ۱۸۰ کالم ۲ "میں نے جناب کو لکھا تھا کہ میرا ایک لڑکا ۱۸ سالہ عمر میں فوت ہو گیا اور اب یہ مژدہ سناتا ہوں کہ اب اس کا چھوٹا بھائی جو ۱۶ سالہ عمر تھا وہ بھی فوت ہو گیا۔ دونو بھائی ایک ہی دن بیمار ہوئے اور ایک ہی دن ۲۲ مارچ کو بعارضہ طاعون مبتلا ہوئے اور ۲۴ مارچ کو بڑا صبح کو چھوٹا شام کو فوت ہو گیا۔ جسوقت میں نے پہلا عریضہ لکھا تھا اوسوقت دوسرا بچہ زندہ تھا اور امید تھی کہ بچ جائیگا۔ اچھا خدا کی مرضی"

"ایک مرتبہ مولوی صاحب کو لکھا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ دافع البلاء میں آپ کو خوب کوسا ہے اسکی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ جواب دیا یہ سب سے بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو مرزا اپنے کسی مخالف کو دیسکتا ہے"

"مرزا جی نے مجھکو پیٹ بھر کے کوس لیا اور خوب کیا مگر اس کا حاصل کچھ نہیں۔ میری روح غیر فانی ہے میں کیونکر فنا ہونگا۔ میں نے کوئی مال زمین پر جمع نہیں کیا پس مجھکو غارتگری کا کیا ڈر۔ اللہ تعالیٰ کا فضل میرے شامل ہے وہ ناحق مجھکو غضب کی خبر سناتے ہیں مگر شاید ان کے دل کی آرزو یہ ہو کہ میں مر جاؤں تو اس کا بھی مجھکو غم نہیں" "پس اگر میں مر بھی جاؤں تو بھی مرزا کی شکست ہے" (دیکھو نہ ہو ناقل) صفحہ ۱۸۴

وقت ہے اب بھی باز آجاؤ
غیر صالح کی رفع کا حضرت
کرکے تکلیف اب بتا دیجے
غیر صالح بھی ہوتا ہے مرفوع
آیتیں گر نہوں حدیثیں ہوں
گر حدیثیں نہ ہوں تو ہا قید و
گر صحابہ کے بھی اثر نہ ملیں
قول ہی گر نہوں بزرگوں کے
ہو کے تائب پھر اس عقیدہ سے
امتی بن کے آئیں گے عیسے
امتی کیوں بنایا عیسے کو
کس خطا پر کیا اوسے معزول

ورنہ پہنوگے لعنتوں کا ہار
کردیا جاری آپ نے اخبار
ہے دلیل اسکی ہمیں درکار؟
کس جگہ ہے قرآن میں اذکار
جن سے ثابت ہو دعویٰ سرکار
چند اصحاب ہی کے ہوں آثار
ہوں بزرگوں کے قول ہی دو چار
پھر ہے لازم او تار کر دستار
اس خطا فاش کا کرو اقرار
اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
ہے فضیلت کی کیا یہی دستار
کیوں نبوت سے ہو گیا بیکار

امتی سے نبی تو بیشتر تھے
ہو کے مرفوع کیوں گرائیے
کیا فضیلت رہیگی پھر اونہیں
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
خوب سمجھا تو اسے ثناء اللہ
گر مسیح آگیا مدینہ میں
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
تب بھی انکار اس کا جائز ہے
وہ نبی اور رسول صادق ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
اس ہی منہاج پر محمدؐ کو
ایک کاتب تھا وحی قرآں کا

اس کے برعکس ہے خدا کی مار
کیوں وہ خادم جو تھا سردار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار
وہ رسالت سے ہوگیا نادار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہست جائز ترا ازو انکار
ہوگا نازل اگر سر مینار
اوس کا منکر نہ ہوگا از کفار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
کردا ایجاد ہرقل بدکار
دے پرکھ ہے اگر دیانتدار
ہو کے مرتد وہ مرگیا عیار

(بقیہ نوٹ صفحہ) مرزائی اور مرزا تو بہت خوش ہوں گے۔ مگر کیا ہوا جو ایک چراغ الدین چلا گیا خدا تعالیٰ کئی چراغ الدین قائم کریگا جو اے مرزا تیری قلعی کے کھنڈر کو توڑ ڈالیں گے۔ اے مرزا تیرے لئے یہ گھڑی جو مجھ پر ہے باعث ہیبت ہوگی کیونکہ تو کلام الٰہی میں تفاوت کرتا رہا اور انجیل جلیل کا سخت دشمن تھا" یہ آخری کلمات ہیں منسوب علیہ کے۔ ع

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

ف ۱ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۴۴ مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے "مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا یہ مستبعد تھا یہ تو عموماً ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے"

سوال نمبر ۴۴ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ رسالہ المنصور دہلی بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پورے ۲۰ صفحہ پر لکھکر بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس بھیجدیا تھا مگر اس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار مورخہ ۴ / ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا "مرزائیوں سے وفات مسیح کے متعلق مباحثہ کرنا بالکل بے سود اور تضیع اوقات ہے اس لئے جواب نہیں دیا" انتہی بلفظہ صفحہ ۱ کالم ۲ کا حاشیہ۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونے کے لفظ رفع عموماً اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے جبھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا بلکہ ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جس کے حق میں خدا تعالیٰ فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہوں گے۔ اور "عمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ وعمل غیر صالح یرفعہ کا بھی عقیدہ ہے اور غیر صالحین کے واسطے جو "لا تفتح لھم ابواب السماء" آیا ہے اس کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لھم ابواب السماء۔ ع

تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر باطل ہے

ف ۲ اسی جواب نمبر ۴۴ میں آپ نے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسے اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی ہیں مگر بوقت نزول امتی ہوں گے اور قیامت کو بھی نبی ہوں گے اور امت محمدیہ کا فخر بھی ان کو حاصل ہوگا"

براہ مہربانی فاضل مفسر مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرماکر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس نہ کام میں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ سے جو امتی ہونے کا ہے یا مفضول؟

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کیطرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہوئے یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اس کے خاتمہ پر ہوگا یعنی جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اسپر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت "سے کیا مراد ہے۔ ع

ذرا چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ ف ۳ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں۔ امرتسری درافشانی کرتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئے گا جو جگہ اس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو ترشح ہوگیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا.... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اس کا منکر کافر نہ ہوگا" (شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں ماننا)

"بلکہ مجھ سے پوچھئے تو میں اس شخص کو بھی کافر نہ کہونگا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے" (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی سی ہو ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ہے
اسمیں نہیں شک تو ہی نصاری کا برادر
بیشک ہیں ترے کام یہود وں کے برابر

ف ۴۔ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی۔ "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے دین کو غلط جان کر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں"

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ۔ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ زیر آیت ارتداد پارہ ۶۔ رکوع ۱۲۔ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟۔ ع

کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعوئ ثنائی بھی کیا حجت سی بری ہے

باقی آئندہ

عید کی تقریب آتی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں سلسلہ کی ادبیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائیگی جو اسنے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال گذرے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی - اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہو - البتہ یہہ سچ ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سالتمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے - کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور ناداروں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے - اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دیدیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ عیدین کی تقریبوں پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو - جو ہائی سکول کے سال تمام کے اخراجات کے لئے کافی ہوکر دوسرے سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کے لئے بھی کافی ہو - اور اسکے لئے کسی مزید چندہ کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہانتک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے موجود ہیں بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ترغیب ہو اور ہر سال اس موقع پر اسی قسم کے فقرات لکھے جاتے ہیں اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر سال اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہو - جدید مدرسہ کے لئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے لئے انتظام کیا جاوے - مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جنکی وجہ سے اگر کچھہ نہیں تو دوسو روپیہ ماہوار کا زائد خرچ بڑھ جائیگا اور یہہ مستقل خرچ ہوگا - بورڈنگ کے لئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہوگیا ہے اسلئے کہ لڑکے آرہے ہیں - ان تمام امور کو مدنظر رکھہ کر یہہ سمجھہ لینا کچھہ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس بائیس ہزار سالانہ تک پہونچے - پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو - اور اسکے لئے سر دست یہہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر کبھی ہی مدقم آجاوے - بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جاسکتا ہے - اسی تحریک کے ضمن میں میں یہہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کیوجہ سے مساکین - یتامیٰ اور ان طالب علموں کے لئے جو حضرت حکیم الامت کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے - اسلئے کپڑے یا نقد جیسا کچھہ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے - اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیئے عید فنڈ کو کامیاب بنانے کے لئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایکہزار آدمی اپنا یہ عہد کرلیں کہ وہ اس موقع پر عشرہ روپیہ جمع کرکے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیدیں گے تو تعمیم کام کیوجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے

بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور انکے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھہ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے -

خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اسکے لئے مستعد طبعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کردیں - (آمین)

وصیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - اما بعد -

(۱) میں مسمی شاہ دین ولد میان شیخ احمد صاحب مرحوم قوم غلما اصل وطن موضع ساتوال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ حال اسٹیشن ماسٹر نارتھہ ویسٹرن ریلوے متعینہ اسٹیشن لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھہ دیتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو - (۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں - (۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے - تمام وکمال پڑھ لیا ہے - میں تمام ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں - بحولہ وقوت تعالیٰ پابند ہوں - اور ایسا ہی میں اون تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گی - میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے - (۴) میری جائداد اسوقت وہ روپیہ نقد ہے - جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں میرے نام کا زیر ڈیپازٹ اکونٹ ۱۶۸۱۵ جمع ہے - جسکی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بموجب اطلاع ڈیپازٹ اکونٹ ۲۔۶۔۶۶ روپیہ تھی - اور جو ملازمت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے - اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ اس جائداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کا ثلث یعنی ⅓ حصہ اغراض ومقاصد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں صرف کیا جاوے - اور باقی دو تہائی بعد ادائی قرضہ جو میری ذمہ ثابت ہو - ورثاء پر بموجب احکام شریعت اسلام تقسیم کیا جاوے - مگر چونکہ میرا مدعا یہ ہے - کہ میرے تمام وصیت کا عملدرآمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہی معرفت اور نگرانی میں ہو - لہذا میں نے فارم آف ڈیکلیریشن سیکرٹری انجمن مذکور کے نام مرتب کرکے ریلوے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں داخل کردیا ہے - اور اسکی ایک نقل یہ دستخط خود شامل وصیت ہذا کردی ہے - تا اسکے مطابق روپیہ جائداد انجمن مذکورہ بالا خود ہی ریلوے سے وصول کرے - اور خود ہی حسب وصیت تقسیم کرے - میرا کوئی وارث خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی میری اس وصیت میں مداخلت کرنے کا مجاز نہیں (۵) میں اقرار کرتا ہوں - کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائی جائداد مذکور میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق میں وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا - انشاءاللہ تعالیٰ -

البتہ میرے مرنے پر جو زیورات وغیرہ میرے ہردو زوجہ کے قبضہ میں ہوں - وہ میری جائداد متروکہ میں متصور نہ ہوں - کیونکہ انکی وہ ہردو مالک ہونگی - (۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہو چکی ہیں - یا آیندہ شائع ہونگی - قادیان دارالامان میں پہنچا دے - اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے - (۷) میری یہ وصیت ہے - کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان انداز کرکے میں رقم اخراجات کو علیحدہ مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا - جسکا اعلان میں مجلس مذکور کیطرف سے کرادونگا - اور اگر اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی - تو صدر انجمن احمدیہ قادیان ان اخراجات کو اس باقی ماندہ ⅔ حصہ جائداد سے جو فقرہ ۴ میں وصیت شدہ ہی - پورا کرے - (۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی - تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے - اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے - درست اور قائم رہیگی - لیکن یہ ضروری ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے - اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے - میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جاسکتی ہے - (۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی - تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکا ہونگا - انکی بابت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بکلی اختیار ہوگا - کہ جسطرح مناسب سمجھے انہیں خرچ کرے - اب میں اللہ تعالیٰ کی بہروسہ پر اس وصیت کو ختم کرتا ہوں - اور دعا کرتا ہوں - کہ میری یہ وصیت رضاء الٰہی کا موجب ہو - آمین - ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار - آمین یا رب العالمین -

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبدالرحمن ولد محمد ساکن موضع بہنوہ تحصیل گڈھشنکر ضلع ہوشیارپور حال سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

گواہ شد

محمد عالم ولد میان شاہ محمد مرحوم سکنہ جوڑیان خود ضلع سیالکوٹ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

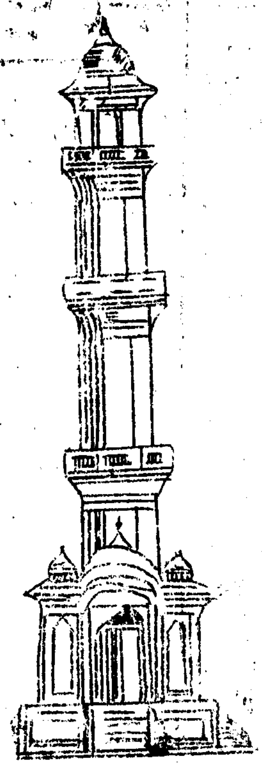
اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہین جنمین بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران۔ جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہین۔ جنسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمین آلٰہی شہادت موجود ہے۔ اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا مین پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھہ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے از جناب ابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص بھائی ہین) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مین ایک مدت سے آپکا اشتہار اخبار الحکم مین دیکھ رہا ہون مگر چونکہ اشتہاری چیزون سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے مین ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ مین قیلولہ کر رہا تھا مجھے اسکے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کیلئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو مین اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہئے۔ لہذا عرض ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماوین۔

دوسرا خط جو بعد مین آیا۔ برادرم حکیم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مینے آپکے اشتہارات مفرح عنبری کی اشاعت حتے الوسع کی۔ یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکہایا گیا۔ اور آپکی دوائی کی تعریف بھی کیگئی۔ اور یہہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیجدیں۔ آپکا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گونہ باز کرد آں جہاد و قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معززین سے [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر سے [illegible] (۴) غربا ء طلبہ والوں سے [illegible] (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نمبر ۳۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

جدید الہامات اور رؤیا

الہام ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں۔ اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی۔ تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے راستہ میں گرد و غبار کے سبب بہت سی تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا۔ بڑا چبوترا ہے اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا مولوی عبد الکریم آگئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں۔ میں نے مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے دی۔ اور کہا کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اسطرح جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے۔ آگے ایک قلم لگا ہوا ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے باسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا۔ میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔

تعبیر۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کرے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم۔

الہام ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
ترجمہ۔ کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر نشان عطا کرتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور گویا میں کسی کو کہتا ہوں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

اور کشفی نظر میں ایک نواب میرے سامنے آیا۔ اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ اے سیف اپنا رخ پھیر لے۔ جسکی نسبت یہ تفہیم ہوئی۔ کہ اس کے بعض شرکا خاندان جو اس سے تنازع کرتے ہیں کسی وقت اس پر غالب آجائینگے۔ اور سیف سے مراد غلبہ ہے۔

چند روز کا الہام

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔

عید کی تقریب آ گئی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں سلسلہ کی ابتدائی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائے گی جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال ہوئے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے بے خبر ہو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور نادار لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں۔ جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دے دیں تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ عید کی تقریب پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے جو مالی مشکل کے سال تمام کے اخراجات کیلئے کافی ہو کر وہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کیلئے کافی ہو۔ اور اس کیلئے کسی ... کی حاجت ہرگز نہ پڑے۔ اور جہاں تک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے ... پورے طور پر تحریک اور ... تھوڑا ... نے ... اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جدید مدرسہ کیلئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کیلئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جن کی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زاید خرچ بڑھ جائے گا اور یہ مستقل خرچ ہوگا۔ بورڈنگ کیلئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اس لئے کہ لڑکے آ رہے ہیں۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس بائیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اس کا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اس کیلئے سردست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آ جاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آ جاوے۔ بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامی اور ان طالب علموں کیلئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔

اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق **امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیئے۔ عید فنڈ کو کامیاب بنانے کیلئے** میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایک ہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر ... روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیجیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور ان کے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈال دینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اس کیلئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

خریداران الحکم کو اطلاع

اخبار کی موجودہ سائز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کی جسقدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں۔ اس اثر سے آپ کا ناچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں۔ پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوب صورت اصلی تقطیع ہوگی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے۔ چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ بیشک چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی ناطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشین منگوا لی جاوے اور یہ خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ وقت رفع ہو جائیگی۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں جہانتک ہو سکے گا۔ **الحکم اگلے سال سے عین اپنے وقت پر شائع ہوا کرے گا۔** میں نے اس کا انشاء اللہ پورا انتظام کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے۔ اور ۲۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام **عموماً وصولی قیمت کے لئے وی پی** کیا جاتا ہے اور آئندہ کیلئے **بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے** اور الحکم کی راہ میں اس طرح پر آجانے **والی مشکلات سے مخلصی کے** لئے ضروری امر ہے کہ بدون وصولی قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے۔ اس لئے جو صاحب **کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع دیدیں۔** ہاں جو احباب ہمیشہ سے خریدار ہیں اور وقت مقررہ پر قیمت ادا کرتے وہ مستثنیٰ ہیں جن احباب کے نام کا پرچہ ہر سال وی پی جاتا ہے مطلع رہیں کوئی الگ اطلاع اب نہیں دی جائے گی۔

والسلام یعقوب علی

اعلان

کاغذ کے نہ آنے کی وجوہات کی بنا پر الحکم نہیں شائع ... اور ایسی ہی ... نومبر ۱۹۰۶ء

منیجر

تازہ الہامات

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت سیر فرمایا رات چونکہ ستائیسویں تھی۔ اور اس لیلۃ القدر کا بھی ظن ہوتا ہے میں نے سمجھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ ہو میں اٹھا اور نماز پڑھکر دعا کی۔ تو یہ الہام ہوئے۔

(۱) قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔

(۳) تیری دعا قبول کی گئی۔

فرمایا۔ کمترین سے مراد کوئی شریر یا مخالف ہوگا۔ مگر ہمارے لئے تو تیسرا الہام لمدہ مقولہ ہے۔ اصل مدعا یہ تینوں پیشگوئیاں ہیں۔ خواہ ایک شخص کیلئے ہوں یا تین شخصوں کیلئے

نہایت ضروری بہت قابل توجہ اطلاع

جو رقومہ مجھکو بھیجی جاتی ہیں یا میرے نام ارسال کیجاتی ہیں انکی باقاعدہ رسیدیں رسالہ تعلیم الاسلام میں شائع کی جاتی ہیں اگر کسی رقم کی رسید رسالہ میں شائع نہ ہو تو وہ جلد دفتر سکرٹری ... کو اطلاع دے۔ پچھلے اس ... کے ... آنے سے ایک صاحب نے دس روپیہ جو مجھکو ... رسید نہ پہنچنے پر اطلاع نہیں دی اور ... ماہ کے بعد اس رقم کی رسید مجھ سے طلب کی ... ایک شخص نے مجھ سے قرضہ لیا اور وہ رقم قرضہ لینے والے نے ایسی طرح بھیجی کہ مدرسہ میں جمع ہو گئی اور جب میں نے روپیہ طلب کیا تو اس کو سخت ابتلا پیش آیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میں نے دوبارہ روپیہ طلب کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو صاحب کوئی رقم مجھے دیا بھیجے اول تو اس کی پوری تفصیل دے دوسرے اس کی رسید رسالہ تعلیم الاسلام میں دیکھ لیا کیجیے۔

نور الدین

بقایادار توجہ کریں

پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد

اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ اکتوبر ہمیں نظر سے گذرا اسمیں ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب کا بھی مضمون درج تھا جسمیں حضرت امامنا و مرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے خادماں کو گالیاں دیکر انہوں نے اپنا دل خوش کیا ہوا تھا۔ اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل التفات ہو اور ضروری نہ تھا کہ اس مضمون پر جو پراز گندگی ہے توجہ کیجاوے کیونکہ جب سے اس نے ایک مامور من اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے یہی شیوہ اختیار کیا ہوا ہے کہ تحریرات اور تقریرات میں سوائے جناب مرزا صاحب کی مخالفت اور دشنام دہی کے اور کچھ اسکو کام نہیں۔ ہمارے لئے یہ خدا کا حکم ایسے شخص کے واسطے کافی ہے۔ واعرض عن الجاہلین۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا دعوی ہے کہ میرے رسالجات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال کا جواب کسی احمدی سے بن نہ پڑا نہ جواب ہو سکیگا جو ایک عجیب دعوے ہے اور اپنے موں‌ںہ میاں مٹھو بننا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یا تو اس طرف سے جو جواب ہوتا ہے دیکھتے ہی نہیں یا دوسری آنکھہ ہی نہیں رکھتے کہ جس سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مضامین نظر آسکیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالجات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال فضول گوئی سے پر ہیں اور ذرا معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اسلئے ضرورت نہ تھی کہ ان کا جواب دیا جاتا پھر بھی کئی احمدی برادران نے ڈاکٹر صاحب کی فضول تحریرات کا جواب دیا جو ایک عاقل کے لئے کافی تھا اور اب [illegible] مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ایک دندان [illegible] جواب دیا ہے جو اخبار بدر میں چھپ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کی قرآن دانی بھی ظاہر ہو جاوے گی اب اس مضمون کو پڑھکر بھی اگر وہ نہ سمجھیں تو پھر اس کو خدا سمجھے باوجود ان جوابوں کے ڈاکٹر صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ اور اڑاے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی امیرانہ حالت پر ڈاکٹر صاحب [illegible] ہے۔ مرزا صاحب [illegible] ابا داجداد سے امیر ہیں [illegible]

آپ کے چندہ دینے کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ہی فیصلہ کر دیا جو نیاہی آپ نے قیمت اخبار بدر کے عوض دینے میں کی ہے یہ فیاضی چندہ لنگر خانہ اور چندہ مدرسہ میں کی ہوگی۔

اسلام کی خدمت جو حضرت مرزا صاحب نے کی اور کر رہے ہیں اسکو کیا موافقین اور کیا مخالفین سب ہی مانتے ہیں دماغ کی صحت کے ساتھ ہر ایک کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یورپ اور امریکہ والے بھی بول اٹھے اور ہر طرف سے آمنا کی صدا بلند ہوئی مگر جس کا دماغ صحیح نہ ہو اگر وہ نہ مانے تو نہ مانے پاگل کی بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ پر آپ نے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ بتلایا ہوتا کہ آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت پر کتنے ٹکے خرچ کئے یا اخبار بدر کے پانچ روپیہ کیطرح یہ بھی گپ ہی گپ ہے میرے خیال میں تو براہین احمدیہ آپنے بھی مفت اڑائی کیونکہ براہین احمدیہ کا بہت حصہ مفت ہی تقسیم ہوا ہے اور بعید نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی حالت ظاہر کر کے مفت لینے کی درخواست کی ہو جو منظور ہوئی ہو اگر کوئی لکھ خرچ کیا ہے تو لکھہ بھیجیں کتاب واپس کریں اور قیمت لے لیویں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اس کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کتاب واپس کر کے قیمت لے سکتا ہے سو جس کے پاس براہین احمدیہ تھی اور اس نے قیمت واپس لینی چاہی اس کو قیمت دی گئی اب اگر کوئی باقی ہوتا تو قیمت کا مطالبہ کرتا مگر مخالفونکی وہی مجنونانہ بڑ بار بار چلی جاتی ہے۔ مدعی سست گواہ چست۔ آپ چار پانچ فیصدی کی تعداد گھر بیٹھے نہیں ہسپتال میں بیٹھ بیٹھ بنالی کچھ ثبوت ہی دیا ہوتا یا کسی کا نام ہی لکھا ہوتا ورنہ ایسی بے ثبوت بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ کے اکثر خریدار تو اس قسم کے تھے کہ چند لوگوں کے پاس پہلی جلد پہنچی گئی جنہوں نے نہ قیمت دی اور نہ کتاب واپس کی تم کو خود اس سے اقبال ہے کسی احمدی کو اپنی کتابوں کی قیمت واپس دیکر ہی یہ گپ اڑائی ہوتی ایک نے قیمت مانگی تو آپکے ہوش اڑ گئے اور گالیوں پر اتر آئے۔ بازاری لوگ ماں باپ اور مرشد کی گالیاں دیا کرتے ہیں اب جو کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید ہو لے تو آپ جناب مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ عجیب طریقہ ہے۔ آپ رہ رہ کر حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں حضرت ممدوح کا تو یہ جواب ہے کہ

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

مگر آپ کی وہی بات ہے کھسیانی کتیا کھمبا نوچے۔ بھس میں بیا ہی ٹکڑا دکھایا دوڑ دوڑ آئی۔ جواب تو آپ سے کچھ بنتا نہیں گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

آپ اور ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کے واسطے خرچ کرتے ہنوز دلی دور است۔ تم کو اسلام سے کیا غرض جبکہ تم کو مسلمانوں کے پیشوا اور ہادی برحق جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی کچھ سروکار نہیں پھر تم میں اور اسلام میں دوزخ اور بہشت کا فرق ہے۔

میرے چچا صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور نے اس کوباطن کو ایک خط لکھا تھا جو الحکم ۲۴ جولائی میں بھی شائع ہو چکا ہے اور نہایت نرمی اور تہذیب کے ساتھ اس ناپاک طبع انسان کو بتلایا تھا کہ تم کبھی کچھ لکھتے ہو اور کبھی کچھ یہ تلون مزاجی اچھی نہیں پہلے سولویوں پر گالیوں کی بھرمار تھی۔ تو اب احمدیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ ہے اس کو کسیقدر کھولکر لیکن نہایت اختصار کے ساتھ انکی تالیفات سے ہی ثابت کر دیا تھا اور اخیر میں لکھا تھا کہ (ایسی حالت میں میں آپ کی تالیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اس لئے کتب ذیل جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں تفسیر۔ الذکر الحکیم نمبر ۴۔ رسالہ عصائے [illegible] کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا چاہیں اور واپس نہ کرنا دیانت داری سمجھیں تو آپ کو اختیار ہے)

چنانچہ کتابیں بذریعہ ریلوے پارسل واپس کر دیگئی تھیں اب ڈاکٹر صاحب یوسلے بھی تو ایسے بولے جس کا سر نہ پیر بھلے آدمی جھوٹ بولا تو اسقدر کہ جسقدر نمک میں آٹا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گویا کتابیں بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ ہوئیں۔ بھلا انہوں نے کب لکھا تھا کہ بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کرتا ہوں۔ کیا اس تحریر کا جو اوپر لکھی گئی ہے اور الحکم میں چھپ بھی چکی ہے یہ ہی معنے ہیں۔ اسی پر آپ نے اعتراض کرتے ہوئے گالیاں بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ آپ کی سمجھ پر قربان ہونا چاہئے اسی پر ملہم ہونے کا دعوے ہے کوئی تو بتلائیں کہ ایسا جھوٹ بولنا کس کی سفلگی اور بے حیائی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب نے صحابہ کرام رض کی مثال اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور کیوں پسند کرتے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہی آپ کے نزدیک ضروری نہیں تو اب صحابہ رض کی مثال آپ کو کیوں پسند ہوگی۔ اب آپ بدوتوں اور ڈاکوؤں۔ اور رشوت ستان لوگونکی مثال پیش کریں۔ طاعون کے دنوں میں آپکا دورہ آپ کو یاد ہوگا جس نے دیا ہی کا بھلا ہوگیا۔ صحابہ رض بیشک ہمارے لئے مثال ہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہم اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں۔ فقط

راقم حافظ محبوب الرحمٰن احمدی از حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبید اللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پمپ شو جوتا پہنے ہوئے ہے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا ہے مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے جس بھائی کو پتہ ملے اپنے پاس ٹھیرا اور دفتر الحکم میں اطلاع دے لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

شہادت دیگر

کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو کلام ایسا
کہ جو کوئی تمسے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نام سے مذہبی و علمی دنیا بخوبی واقف ہو چکی ہے اور آپ کا شہرہ ہندوستان کی چار دیواری سے نکلکر چاردانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ عام خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح معہ جسم زندہ آسمان پر چلے گئے اور آخر زمانہ میں وہی آسمان سے اُترینگے اور وہی مسیح موعود ہیں لیکن مرزا صاحب اسکے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام جو نبی اسرائیل میں نبی ہو کر تشریف لائے تھے فوت ہو گئے اور آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک فرد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کا خطاب عطا فرمایا ہے اور وہ مسیح موعود میں ہوں۔ اس دعوے میں دو امر بحث طلب معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ آیا حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا فی الحقیقت فوت ہو گئے دوسرے یہ کہ آیا مسیح موعود ہونے کی قابلیت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں ترتیب کے لحاظ سے پہلے بحث امر اول یعنی حیات و وفات حضرت مسیح میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر حیات ثابت نہ ہو بلکہ وفات کا یہ ثبوت پہونچ جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو ہمارے علما نے اس مسئلہ میں بڑی تو تو میں میں کی بہت سے رسالہ اور کتابیں لکھیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سیدہے اور صاف طریقہ کو چھوڑ کر اس معاملہ میں ایسی عجیب عجیب کاروائیون سے کام لیا ہے جنھوں نے طالبان تحقیق کو حیرت میں ڈالدیا۔ ایک مولویصاحب فرماتے ہیں مرزا کو معجزات انبیاء سے انکار ہے دوسرے لکھتے ہیں وہ تو وجود ملائکہ [illegible] منکر ہے تیسرے منظہر ہیں کہ [illegible] حشر و نشر دوزخ [illegible] وغیرہ کو بھی نہیں مانتا چوتھے رقمطراز ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا بھی تو اسے تسلیم نہیں بلکہ وہ تو آنحضرت اور اہلبیت آنحضرت کو گالیاں دیتا اور تمام انبیاء کی سخت توہین کرتا ہے۔ خدا کے فرزند ہونیکا مدعی ہے بلکہ اپنی آپ کو خدا کا باپ بناتا ہے نعوذ باللہ من ہذا الہفوات لیکن جب مرزا صاحب کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جنکا مولوی صاحبان کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور غیظ بھی۔ ایک مولویصاحب اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ مرزا نے حضرت عیسے کی نبوت سے قطعی انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عیسے کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قایم ہیں لیکن جب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۴ جسکا حوالہ مولویصاحب نے دیا تھا دیکھا گیا تو اسکی عبارت کا مفہوم یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت حضرت عیسے کا کہیں بھی انکار نہیں کیا بلکہ جا بجا اقرار کیا ہے۔ ہان یہہ البتہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کو اگر علیحدہ کر لیا جائے تو پھر حضرت مسیح کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی جس کا بہت کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے تو حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہے۔ ہان کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا قرآن شریف کو ایک باطل کتاب بتاتا اور کہتا ہے کہ قرآن ایک جھوٹی کتاب ہے جس میں تو اسمین مسیح کا نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ دیکھا جاوے تو یہہ مضمون ملتا ہے کہ یہ قرآن شریف کا احسان ہے کہ حضرت مسیح کے نبی ہونیکا اقرار کر دیا اور اسی وجہ سے ہم انپر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں اور اُن تمام تہمتوں سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اونکی ماں پر لگائی گئی ہیں۔ العجب ثم العجب مرزا صاحب تو یہہ لکھیں کہ ہم حضرت مسیح پر ایمان لائے وہ سچے نبی تھے اور ہم اُن کو ان تمام تہمتوں سے جو انپر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہیں معصوم سمجھتے ہیں مگر مولویصاحب فرمائیں کہ مرزا تو حضرت عیسے کی نبوت کا قطعی منکر ہے وہ تو ان کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ عیسے کو شیطانی الہام ہوا کرتے تھے لیکن جب کتاب دیکھی جائے تو یہہ مضمون ملیگا کہ انجیل میں تو یہہ لکھا ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوا کرتے تھے مگر اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے آپ کو محفوظ رکھا کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہیں کی ایک یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتنا نہیں آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔

اب مولویصاحبان کا تو وہ ارشاد ہے اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا اسی قسم کے نہ ایک دو بلکہ صدہا ہزارہا اعتراض ہیں جو مولوی صاحبان کی طرف سے کئے جاتے ہیں کاش ایسے اعتراضوں سے تو خاموشی ہی اختیار کی جاتی تاکہ حضرات مولویصاحبان اتہام سازی کی گناہ سے محفوظ رہتے اگرچہ ہمکو مرزا صاحب سے کسی قسم کا تعلق و واسطہ نہیں ہے۔

تاہم مولویصاحبان کی ان خلاف دیانت و امانت کارروائیوں کو ہمنے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا ہے کہ ہمارے خیال میں ہر منصف مزاج و اعتدال پسند انسان خواہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کا کیسا ہی مخالف کیوں نہ ہو اس قسم کی بیہودہ اور نامعقول حرکتوں کو تو کبھی پسند نہ کرے گا۔

یہ حرکتیں جسقدر لایق نفرت و قابل کراہیت ہیں ظاہر ہی ہے لیکن ابھی حال میں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹنے کی جو تازہ مثال قایم کی گئی ہے وہ تو رو ہی دینے کے قابل ہے۔

ناظرین اسے ملاحظہ فرمائیں اور پھر سوچیں کہ جوش نفسانیت و تعصب نے ہمارے علماء کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید تھے ڈاکٹر عبدالحکیم خان ابھی کچھ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب سے پھر گئے ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسکو حیرت کی نظر سے دیکھا جاتا نہ یہ کوئی ایسا امر تھا جس سے مرزا صاحب کے سچے یا جھوٹے ہونیکا نتیجہ نکالا جائے مگر مولویصاحبان کو اس سے کیا غرض۔ انہوں نے بلا تامل کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے اسلئے اب مرزا کے کاذب ہونے میں کچھ بھی شک نہیں رہا اگر مرزا کاذب نہوتا تو عبدالحکیم خان اس سے کیوں پھر جاتے اور چونکہ وہ پھر گئے لہذا مرزا کاذب ہے۔ یہہ خلاصہ ہے مولوی صاحبان کے اُن خیالات کا جو اس معاملہ میں انہوں نے ظاہر کئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مولوی صاحبان نے مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہ قاعدہ تو گھڑ لیا کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ قاعدہ مرزا صاحب کو لوگوں کی نظر میں جھوٹا بنا سکے یا نہ بنا سکے مگر اسلام کا قلع قمع ضرور کئے دیتا ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سے مریدان سے پھر حضرت عیسے علیہ السلام کے اکثر حواری مرتد ہوئے اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض بد بختوں اور بد قسمتوں نے روگردانی کی اب اگر مولویصاحب کے فرمانیکے مطابق مرید کے مرتد ہو جانیکو پیر کے کاذب ہونیکی دلیل مانا جائے تو پھر ساتھ ہی سارے انبیا کو بھی جھوٹا ماننا پڑیگا معاذ اللہ من ذالک۔ مولویصاحبان نے بظاہر تو مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہہ قاعدہ گھڑا لیکن فی الحقیقت مخالفین اسلام کے ہاتھ میں ایک تیز حربہ دیدیا ہے کہ جب جی چاہے اسلام پر چلائیں اور مسلمانوں کو ناقابل برداشت نقصان پہونچائیں مثلاً اگر کوئی شخص مخالفین اسلام میں سے مولوی صاحبان کے قاعدہ کا حوالہ دیکر یہہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں کیونکہ اونکے اکثر مرید انسے منحرف ہو گئے تھے پھر وہ یہ کہے کہ مسلمان حضرت عیسے کو نبی مانتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں تھے کیونکہ ان کے حواری ہی اکثر مرتد ہوئے تھے۔ پھر وہ مولوی صاحب کا وہی قاعدہ باواز بلند لوگوں کو سنا کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کا بھی انکار کرے اور کہے کہ وہ سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانوں کے مولوی صاحبان صاف اقرار کر چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونے کی قطعی دلیل ہے اور مسلمانوں ہی کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے نبی سے بھی بہت سے لوگ مرتد ہوئے ہیں اور اسی پر اکتفا نہ کرے وہ زمانہ گذشتہ کے ساتھ زمانہ حال کے مرتدین کی ایک لمبی فہرست بھی مولوی صاحب کے آگے رکھے اور مولوی صاحب سے کہے کہ حضرت مولوی صاحب مسیلمہ کو تو آپ جانتے ہی ہونگے اور عبداللہ سے بھی آپ بخوبی واقف ہونگے اور اگر کہیں بھول گئے ہوں تو پادری عماد الدین پادری صفدر علی پادری حسام الدین پادری احسان اللہ کو تو غالباً نہ بھولے ہونگے اور اگر ان کو بھی فراموش کر گئے ہوں تو ڈاکٹر احمد شاہ شائق حافظ احمد مسیح ماسٹر عبدالغفور کو تو نہ بھولے ہونگے پھر وہ خوب جتا کر بلکہ مولوی صاحب کا شانہ ہلا کر کہے کہ حضرت مولوی صاحب اول الذکر وہ شخص ان لوگوں میں سے ہیں جو آپکے نبی کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے مسیلمہ وہ جسنے نہ صرف یہ کہ اسلام سے روگردانی کی بلکہ نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا اور عبداللہ وہ جو نبی عربی کی وحی لکھنے کی معزز عہدے پر مامور تھا باقی لوگ آپکے ہمعصر ہیں جو اسی زمانہ میں وقتاً فوقتاً مرتد ہوئے آخر الذکر تین آدمی تو بہت ہی تھوڑا زمانہ ہوا کہ اسلام سے روکش ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سید احمد شاہ نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور اسلام کی رد میں کتاب امہات مومنین لکھی۔ حافظ احمد مسیح بھی عیسائی ہوا اور اسنے بھی کئی کتابیں تصنیف کیں اور علماء دہلی کو شکست

مباہلہ کے لئے بھی بار بار للکارا عبد الغفور اسلام چھوڑ کر آریہ بنا اور دھرمپال کے نام سے مشہور ہوکر ترک اسلام اور تہذیب الاسلام دو کتابیں تصنیف کیں۔ پس ایحضرت مولوی صاحب جب آپ کے نبی کے پیرو اونکی وفات کے بعد بھی مرتد ہوئے اور خاص اونکے زمانہ حیات میں بھی تو پھر آپ کو اونکی نبوت سے انکار کر دینے اور اسلام کو خیرباد کہکر کسی اور گھر کی راہ لینے میں کیا پس وپیش بس ہوچکی نماز مصلے اوٹھا لیجئے۔ اسلئے کہ آپ خود بھی تو یہہ تسلیم فرما چکے ہین بلکہ آپ ہی اس قاعدہ کے موجد ہیں۔ کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور آپ تو ایک ہی مرید کے مرتد ہوجانے پر پیر کے کاذب ہونیکا نتیجہ نکالتے تھے مگر آپ کے نبی کے تو بہت سے مرید مرتد ہوگئے پھر تامل کیسا مسجد کو سلام کیجئے اور گرجے یا مندر کی راہ لیجئے۔ اب سوچنا چاہیے کہ مولوی صاحب کیطرف کو جواب ہونے نہونے کا تو چندان خیال نہین اسلئے کہ انکو تو اپنی زبان سے ملزم بننے اور پھر دشنام دہی وتوہین کرنیکی عادت ہوگئی ہے وہ تو موقع بموقع جو چاہینگے فرماتے چلے جائینگے لیکن خیال جو کچھہ ہے وہ ان عوام اہل اسلام کا جو بیعلمی ونافہمی کیوجہ سے مولوی صاحب کے اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کر چکے ہون انپر اس تقریر کا کیا اثر ہوگا اور جب وہ ایک طرف یہ دیکھینگے کہ ہمارے جبہ پوش وعمامہ بند مولوی صاحبان یہ بیان فرما چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکا ثبوت ہے اور دوسری طرف انکو یہہ معلوم ہوگا کہ انبیا علیہم السلام اور پھر خاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلا شبہ وشک لوگ مرتد ہوئے ہیں تو وہ کس نتیجہ پر پہونچینگے اور اونکے دل پر کیا گذرے گی مولوی صاحبان مرزا صاحب کے جھٹلانے اور کاذب ٹھیرانے کو تائید اسلام قرار دیتے ہین لیکن یہ تو خوب ہی تائید اسلام ہے جو اسلام کی جڑھ ہی کاٹے دیتی ہے خدا ان مولویون کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو ہوش دے یہ تو حد سے گذر گئے جوش تعصب میں جا وبیجا کچھہ نہین دیکھتے بس کفر کا فتویٰ دینا جانتے ہیں ان کو ذرا سی بات پر مخالف کیلئے مل جانے غرض خواہ اس مخالفت سے اسلام کو ضرر ہی کیون نہ پہونچتا ہو ان کو اپنے مخالف پر اعتراض جڑ دینے سے سروکار۔ خواہ وہ اعتراض کیسا ہی لچر اور پوچ کیون نہو ان کو نکتہ چینی سے مطلب خواہ اس نکتہ چینی کی زد ان کے کسی مسلم بزرگ پر ہی کیون

نہ پڑتی ہو ان کو اپنی مخالف کی قول کی تردید سے کام خواہ وہ قول کیسا ہی موافق قرآن وحدیث کیون نہو وہ کچھہ نہین دیکھتے کہ ہمارے قول کا نتیجہ کیا ہوگا وہ ذرا بھی نہین سوچتے کہ جو کچھہ ہم کہہ رہے ہین اس سے کہین ہمارے مسلمات پر پانی تو نہین پھر جاتا اسلام کو نفع پہونچے یا نقصان ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کس طرح ہمارے مخالف سے لوگ بھڑک جائیں کسی ولی یا نبی کی تکذیب لازم آجائے تو بلا سے آجائے مگر وہ چاہتے ہین کہ ہمارا مخالف اعتراضوں کی بھرمار سے نہ بچنے پائے۔ انہوں نے اس قسم کی کارروائیوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھہ رکھا ہے وہ جانتے ہین کہ جھوٹے الزام لگاکر ہم اپنے کسی مخالف پر فتح پا جائینگے حالانکہ ان نامعقول حرکتوں سے کسی کو بھی کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے ہمیشہ ایسی حرکتون کا انجام ذلت ورسوائی ہوا ہے الصاحب کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید نہ کی جائے جو علماء مرزا صاحب کو حق پر نہین سمجھتے ان کا تو باعتبار علماء دین وپیشوائے ملت ہونے کے فرض منصبی ہی یہی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کی تردید کرین اور عوام اہل اسلام کو مرزا صاحب کا دعویٰ قبول کرنے سے باز رکھنے میں مساعی ہون لیکن یہ فرض عقلی ونقلی دلائل پیش کرکے اور پند ونصیحت کے ذریعہ ادا ہونا چاہیے نہ کہ لغو الزامات لگاکر اور تہمتیں لگاکر [illegible] وہ قواعد گھڑ کر اس مین شک نہین کہ اس قسم کی کارروائیوں سے ابتدا میں عوام کو مرزا صاحب کی طرف سے نفرت وبیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ مولوی صاحبان کا یہ بیان پڑھتے ہین کہ مرزا صاحب نے پیغمبرون کو گالیان دی ہین آنحضرت اور اہل بیت آنحضرت صلعم کی سخت توہین کی ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور پھر خدا کا باپ لکھا ہے تو جوش کا ایک دریا ان کے دلوں مین موجین مارنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے لوگون کو یہہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ یہہ سب اتہام ہیں جو تعصب اور جوش نفسانیت کیوجہ سے لگائے گئے ویسے ویسے لوگ بجائے مرزا صاحب سے متنفر ہونے کے حضرات مولوی صاحبان سے بیزار ہوتی جاتی ہیں۔ کیسی افسوس کی بات ہے کہ اتہام لگانے کیوجہ سے گنہگار اور خدا کے مجرم بھی بنتے ہین اور پھر جس غرض سی یہ حرکت گوارا کرتی ہیں وہ غرض بھی حاصل نہین ہوتی جس شخص سے ہم کو اختلاف ہو اس کی تردید کرنیکا حق

تو ہم کو ضرور حاصل ہے لیکن کیا ہم اسپر جھوٹے الزام لگانے اور اسکی عبارتون کا اسکے منشا کے خلاف مطلب بیان کرنیکے بھی مجاز ہین اور کیا ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ اسکی تردید کی غرض سے ہم ایسے کلمات زبان سے نکالیں جنسے ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب لازم آتی ہو استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر ہم خدانخواستہ ایسا کرین تو ہم سی زیادہ بدقسمت وبدبخت اور کون ہوسکتا ہے کاش حد سے متجاوز ہوکر افراط وتفریط کی راہ اختیار کر لینے والی ایک سنجیدہ اور حق پسند دل لیکر ہماری اس تحریر پر غور فرمائیں ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ کسیکی تائید وتردید کے خیال سی ہرگز نہیں لکھا بلکہ محض اسوجہ سے لکھا ہے کہ ہماری [illegible] جھوٹے الزام لگانا سخت نامعقول حرکت ہے اور پھر کوئی ایسا کلمہ زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی توہین لازم آتی ہو اس سے بھی زیادہ نامعقول وباعث روسیاہی ہر دو عالم مولوی صاحبان کی تو تو مین مین اور اونکی خلاف انصاف کارروائیان تو ہم مدت سی دیکھہ رہی ہیں مگر ہمنے کبھی دخل نہین دیا لیکن یہ پچھلی کارروائی دیکھکر ہمسے ضبط نہو سکا اور ضبط ہوتا کیونکر مولوی صاحب کے اس قاعدہ کی رو سے تو مسلمانون پر وہ الزام قایم ہوتا ہے جسکا کوئی جواب نہین ہوسکتا۔ اگر مولوی صاحب کا یہہ قاعدہ صحیح ہے کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو پھر مسلمانون کیواسطے اس سے زیادہ ماتم کی اور کونسی بات ہوسکتی ہے کہ انکے نبی کے پیرو بھی مرتد ہوئے لیکن ہم پکار کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کی صحیح [illegible] ہے جسکی حقیقت مین کوئی اصلیت نہین ہے اور مرید کا پھر جانا ہرگز ہرگز مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل نہین۔ نہ عقلاً اور نہ نقلاً یہ بدبخت وبد سرشت مرید ہمیشہ انکے مقدس وراستباز مرشدون سے مرتد ہوتے رہی ہین اگر انکے ارتداد کو کسی مقدس کی کاذب ہونیکا ثبوت سمجھا جائے تو پھر کسی ایک نبی کا صادق ثابت کرنا بھی محال قطعی ہو جائیگا چونکہ مولوی صاحب کا یہہ قاعدہ عقل ونقل کے بالکل ہی خلاف ہے اور اس سی تمام نبیون اور سردار انبیا کا (نعوذ باللہ) جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اسلئے ہم اس سی بہ تمام تر صفائی نفرت وبیزاری ظاہر کرتی ہیں اور چونکہ ہمکو ایسے الفاظ نہین ملتے جنکے ذریعہ سے ہم اپنی نفرت وبیزاری کا جیسا کہ چاہئے اظہار کرسکین اسلئے ہم اپنے اخبار کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ جو الفاظ اونکی نظر مین اظہار نفرت کیلئے زیادہ سے زیادہ مناسب معلوم ہون وہ ہی ہماری طرف سے بھی تصور فرمائیں۔ ایسے قاعدہ سی جسکا عقل ونقل دونوں سی کوئی ثبوت نہو۔ نفرت! نفرت!! نفرت!!!

ایسے قاعدہ پر جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر زد پڑتی ہو لعنت! لعنت!! لعنت!!!

ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمکو نہ جناب مرزا صاحب سے ... کچھہ مطلب ہے نہ اونکے دعوے سے کچھہ سروکار ہمنے جو کچھہ لکھا ہے اظہار حقیقت الامر کی غرض سے اور مخلوق خدا کو مغالطہ سے بچانے کیواسطے لکھا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس سچے اور بلا رو رعایت بیان سے جھلا کر ہمکو بھی کوئی خطاب عطا فرماویں یعنے قادیانی کافر یا مرزائی ملحد کہنا شروع کردیں یا یہ فتویٰ صادر فرمادیں کہ ایڈیٹر یونین گزٹ سے نماشہ کے طور پر بھی بات کرنا اپنی مان کے ساتھہ ستر ہزار بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تو ہمکو اس کی بھی مطلق پرواہ نہین کیونکہ ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی حمایت کی خیال سی لکھا ہے اسپر اگر ہم کو کافر کہا جائیگا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھینگے۔ بالآخر ہم ... اس مضمون کو ختم کرتے ہین کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جنکی ... آج کل بڑی تعریفین کر رہے ہیں اور ہمارے بعض معاصرین نے جنکے مضامین کو بڑی خوشی سے شایع کیا ہے ایک نہایت ہی خطرناک آدمی ہیں ... ان کی عجیب وغریب تحریرون کو پڑھا ہے اور انکے رسالہ کا دو صفحہ بہت ہی غور سی دیکھا ہے جسمین انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مدار نجات نہین ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے بھی اگر اعمال صالحہ بجا لائیں اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہون تو ضرور نجات پائیں گے۔ تعجب ہے ڈاکٹر عبد الحکیم خان جو نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھین وہ تو آج کل ہمارے علماء اور بعض اڈیٹران اخبار کے نزدیک مسلمان اور بہت بڑے مسلمان لیکن مرزا صاحب جنھون نے اسی وجہ سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کو عاق کر دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نجات پانا آنحضرت کو نبی مان لینے اور آپ پر ایمان لانے پر منحصر ہے وہ کافر اور کٹر کافر۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا افسوس کہ مرزا صاحب سے بغض کیوجہ سی لوگون نے یہ بھی نہ سوچا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب فرماتے کیا ہیں بس صرف اتنا دیکھکر کہ وہ مرزا صاحب سے مخالف ہوگئے ہین انکی ہان میں ہان ملانی شروع کردی ہمکو اس کا رسالہ کی بھی سخت اختلاف ہے اور ہم اس معاملہ مین مرزا صاحب کو بالکل حق پر سمجھتے ہین اور اونکے اس قول کو کہ نجات کیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے بالکل راست وصحیح قرار دیتے اور نہایت وقعت سے دیکھتے ہیں ہمکو عبد الحکیم خانصاحب مسلمان کی قول سے مرزا غلام احمد کافر کا یہہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ڈپٹی سردار احمدؐ کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے

اور

اُن کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

مندرجہ ذیل مضمون کے چھاپ دینے کے لئے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خواہش کی ہے۔ اس لئے اس کو چھاپ دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر الحکم

ڈپٹی صاحب کا انٹروڈیوس (تعریف و شناسائی کا بیان) جو ایڈیٹر وطن نے اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء مین کیا ہے۔ اس مین جو اُن کا دنیاوی رتبہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے دولتمند مالدار زمیندار ہین۔ سرکاری عہدہ دار ہو چکے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہم کو بحث نہین مگر جو اُن کا دینی منصب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید ہی اسلامی ضروریات کا کوئی مسئلہ جس سے انسان کو سابقہ پڑسکتا ہے۔ ایسا ہوگا جو ان کے غور و فکر سے بچا رہا ہو (جس سے ایڈیٹر وطن نے مسلمانون کو یہ جتایا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب کو اسلام مین بھی رائے زنی [illegible] ہین اور اُن کا فیصلہ یا اسلامی [illegible] ہوسکتا ہے) اس پر بحث [illegible] منصبی فرض ہے۔ ایڈیٹر وطن کا یہ بیان غلط اور بالکل غلط ہے ڈپٹی صاحب سکھ مذہب چھوڑ کر مسلمان تو ہو گئے مگر اصول و فروع اسلام مین ان کو بہت ہی کم دخل ہے۔ دخل ہوتا کیون کر نہ انہون نے بعد اسلام اسلامی علوم حاصل کئے نہ علمائے دین کی صحبت مین رہے مسلمان ہوتے ہی سرکاری ملازمات ضلعداری پھر ڈپٹی کمشنری مین لگ گئے۔ پس جس عقل اور معلومات سے وہ نہر کے مقدمات آبپاشی وغیرہ کا ججمنٹ (فیصلہ) کرتے تھے اسی عقل و معلومات سے اپنے خیال مین مسئلہ دین اسلام [illegible] کرتے ہے [illegible] مین ان کے غور و فکر کا وہی نتیجہ ہونا چاہیے تھا۔ جو ایک نو مسلم اور ناواقف اسلام کا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر وطن نے اس بارہ مین خود دھوکہ کھایا اور مسلمانون کو دھوکہ مین ڈالا ہے۔ وطن نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۱۹- مئی ۱۹۰۶ء مین آپ کا من گھڑت فیصلہ بابت جواز سود شائع ہوا تو خاکسار نے (جو ڈپٹی صاحب کا ان کے زمانہ سکھا شاہی اور ابتدائے اسلام اور ابتدا و اختتام ملازمت سے آشنا اور ان کے علم و معلومات سے بخوبی واقف تھا) اس فیصلہ کو نہایت تعجب و افسوس سے پڑھا اور اس پر ۲۶- مئی ۱۹۰۶ء کو ڈپٹی صاحب کے نام اس مضمون کا خط (جو وطن ۱۷- اگست مین شائع ہوا ہے) لکھا کہ فتوے جواز سود آپ ہی کے دل و دماغ سے نکلا ہے (جیساکہ خاکسار کا گمان تھا۔ جو اُوپر ظاہر کیا گیا ہے) تو اس کو میرے سامنے پیش کرین اور اگر کسی مولوی مُلّان نے آپ کو یہ فتویٰ لکھدیا ہے۔ تو اس کی نقل ارسال کرین۔ اس کا صحیح اور بے حیلہ جواب تو یہ تھا کہ آپ لکھ دیتے کہ یہ فتوے میرے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ یا یہ فلان مولوی صاحب نے فتویٰ لکھدیا ہے۔ جسکی نقل ارسال ہے۔ مگر چونکہ ڈپٹی صاحب کے پاس کوئی فتوے جو کسی دلیل شرعی سے مستند ہو۔ موجود نہ تھا اس لئے انہون نے میرے خط کے جواب مین کوئی فتوے اپنا یا بیگانہ پیش نہ کیا۔ بلکہ میرے سوال کو ٹلانے کے لئے ایک یہ حیلہ نکالا کہ بجائے جواب سوال پر سوال کر دیا اور اُلٹا مجھے اپنے پندرہ سوالات کا جواب طلب کیا اور لکھا کہ پہلے اس کے کہ مین آپ کے خط کا جواب عرض کرون۔ امورات ذیل دریافت کرتا ہون۔ پھر اُن سوالات کو گن سنایا اور اس سے پہلے تمہید کے ضمن مین کہا کہ جو مشکلات اور دقتین دین مین عائد ہوئی ہین وہ علماء کی تنگ نظری سے عائد ہوئی ہین اسلام [illegible] ہے۔ جو بحکم الاسلام ہو الفطرۃ فطرتی ہو۔ تمدنی احکام دائمی نہین ہوسکتے وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہوسکتے۔ وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہوسکتے۔ پہلی سلطنتون مین اور علمائے اسلام کے خیالات مین غلطی و مغالطے سے وہ احکام اسلام سمجھے گئے تھے۔ مگر آخر زمانہ نے ان کو بیدخل کر دیا اور اس مغالطے کو نکالدیا۔ پھر اس کی تمثیل مین آپ نے پہلے چار مسائل (۱) مسئلہ جہاد (۲) ملازمت سرکاری (۳) تعلیم انگریزی (۴) لباس و صورت مین مشابہت اقوام غیر کو ذکر کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ پہلے علماء اسلام جہاد کو فرض اور ملازمت سرکاری اور تعلیم انگریزی و مشابہت اقوام غیر کو بحکم حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم۔ جس نے مدت تک ستایا ہے۔ باپ بیٹون مین عناد ڈلوایا ناجایز جانتے تھے۔ اب جہاد کو ناجایز اور ملازمت اور تعلیم و مشابہت کو جایز جانتے ہین۔ زمانہ نے ان کو بتا دیا ہے۔ کہ ان کے پہلے خیالات مغالطات تھے۔ اور اب مولوی صاحبون کے فرزند کوٹ پتلون سے ڈٹے ہوئے اور دہریون کا صفایا کرتے ہین انہیں دمثلہ مین پانچوین مثال حرمت سود کو بیان کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ یہ بھی ویسا ہی ایک مغالطہ تھا۔ اب عام تاجر مسلمان سود لیتے دیتے ہین اور جو قومی جہالت سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تباہی کے بھنور مین گرتا ہے مسلمانون کا کاروبار تجارت سود کے بغیر نہین چل سکتا۔ اب سُود کے لین دین کو آیتہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نے جایز کر دیا ہے۔

اس پانچوین مثال کے متعلق آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے۔ شروع مین تو آپنے حرمت سود کو بھی پہلی چار مثالون کی طرح مغالطہ قرار دیا اور یہ جتایا ہے کہ یہ صرف مغالطہ تھا۔ جواب اُٹھ گیا ہے۔ حکم حرمت سود اسلامی حکم نہ تھا۔ علماء نے تنگ نظری اور جہالت سے اس کو حکم شرعی سمجھ رکھا تھا اور اخیر میں اس کو آیت فمن اضطر کا محل اور مصداق ٹھہرا کر برخلاف دعوی سابق یہ کہا ہے۔ کہ سود لینا حرام تو ہے مگر اب مجبوری اور لاچاری سے جایز ہو گیا ہے۔ جیسے مردار یا سُور کا گوشت کھانا ہے تو حرام مگر بھوکے مرتے کو کھا لینا جایز ہے۔ اس تمہید کے بعد آپنے وہ پندرہ سوال کئے۔ جن سے آپ کی غرض و مقصود یہ ہے۔ کہ حکم حرمت سود کے آگے ایک آڑ تنکے کو پہاڑ بنا کر کھڑی کر دی جاوے۔ تاکہ مسلمان دھوکہ مین آ کر ان مشکلات کی نظر سے سود کو حرام کہنے مین تامل کرین۔

خاکسار پہلے اس تمہید کا جواب دیتا ہے اور پھر ان سوالات پانزدہ گانہ کا جواب ایسا دے گا۔ جن سے سامعین کا پہاڑ ایک تنکا جو ذراسی پھونک سے اڑا جاتا ہے۔ نظر آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تمہید کا جواب

تمثیلات اربعہ کے بیان سے ڈپٹی صاحب کی نسبت میرا خیال کہ وہ اصول و مسائل اسلام مین بہت ہی کم رکھتے ہین۔ سچا اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا ان کے دعوے کا اس سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان چارون مثالون مین ایک بھی ایسی نہین۔ جس مین پہلے مسلمانون نے غلطی کھائی ہو اور اب وہ غلطی ظاہر ہو کر نکل گئی ہو۔ بلکہ وہ سب مثالین اسوقت تک یکسان مسلم چلی آتی ہین۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان مین کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

(۱) جہاد جیساکہ پہلے اسلام کا ایک رکن اعظم سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی ویسا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کسی مسلمان نے اس کے فرض اور واجب العمل ہونے کا انکار نہین۔ ہان اس کے واسطے شروط ہین۔ جن کے بغیر نہ وہ پہلے زمانہ اسلام مین جائز یا واجب سمجھا گیا تھا نہ اب سمجھا جاتا ہے۔ (خاکسار کا رسالہ الاقتصاد فی مسائل جہاد ملاحظہ ہو۔ جو اردو فارسی انگریزی مین شائع ہو چکا ہے۔)

(۲) سرکاری ملازمت یا اور اقوام غیر کی ملازمت جیساکہ اب جائز مانی جاتی ہے ویسا ہی قدیم سے مسلم چلی آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہ مصر کی ملازمت کرنا قرآن مین مذکور ہے اور حضرت علی کا ایک یہودی کی ملازمت کرنا حدیث میں مذکور ہے۔ ہاں اس مین بھی یہ شرط ہے کہ جس کام کے واسطے ملازمت اقوام غیر کوئی کرے وہ کام فی نفسہ جایز ہو۔ اس کا معصیت ہونا متعین نہ ہو اور منصفی وغیرہ سول لائن کی ملازمتین ایسی ہی ہین۔ (ہمارے مضامین ثلاثہ کفار کی نوکری اقسام ملازمت پر اشاعۃ السنہ جلد پنجم و دہم و یازدہم مین ملاحظہ ہوں۔)

(۳) تعلیم انگریزی یا اور اقوام غیر کی زبان

شاہی حاذق طبیب لوی حکیم نورالدین صاحب بھیری کی تجویز

شفاخانہ فضل رحمانی میں وہی نسخہ جات عطا کئے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں اور کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آچکے ہیں۔ مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعوٹے بیباکی اور جہالت ہے شفا دینا محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس مرض کا جو علاج مولوی صاحب موصوف کے عام تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے اسے ہم بھی استعمال کرتے ہیں۔ اور نہایت نیک نیتی سے اجزاء نسخہ کو ترکیب دیتے ہیں۔ ہمارے ذاتی تجربہ اور قابلیت کے متعلق خود حکیم صاحب کی رائے ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کی رائے

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمٰن میرے تجارب کے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون۔ نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے۔ مین امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ تقوٰے سے کام لے گا۔ تو اس کو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچے گا۔ آگے میرا یہ گمان صحیح ہو۔ نورالدین

... کہ مریض کے مفصل حالات آنے ... نورالدین صاحب ... مشورہ کے بعد نسخہ طیار ہوگا۔ آپ اگر خدانخواستہ کسی ...

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں

حب ... جالا۔ دھند۔ سبل۔ ڈھلکا۔ جریب۔ قیمت فی تولہ ...

سرمہ نورالعین (آنکھوں کی اکثر امراض کے لئے مجرب ... بڑا ذخیرہ ... ہے۔ قیمت فی تولہ ...)

(آتشک کی گولیاں) قیمت فی ڈبیہ ...

(آتشک کی پٹیاں) فی پتی ... سفوف جریان (...)

چند روز کے استعمال سے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ قیمت ...

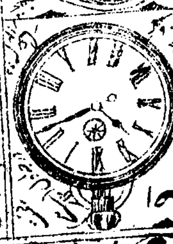
سفوف ... (... خوراک قیمت ...)

... طلا ... قیمت فی ڈبیہ ...

... فضل الرحمٰن ... شفاخانہ فضل رحمانی قادیان ...









ایک لاکھ روپیہ (اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے) تقسیم ہو چکی

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین)

فیشل استاد واہر لگا اور آنکھیں صاف ہوگئیں (سرمہ نور) کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھ میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول الماء تک میں فائدہ کیا اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ ... پڑبال۔ خارش موتیابند ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے کھو دیتا ہے ... معززدن و ڈاکٹرون و حکیمون و رئیسون و عہدہ دارون کے ... موجود ہیں ... کیضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ... جوابی کارڈ آنا چاہیئے (سرمہ نور خاکی فی تولہ ... سرمہ سیاہ ... فی تولہ ...)

کم خرچ بالانشین

سوتی سنگی مشہور ... رنگ ... (کم خرچ بالانشین) ... کے واسطے پائدار ... صورت ... نقصان ... اگر ... کا اطمینان۔ محصول ... سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ... چاہیئے۔

المشتہر ... کارخانہ سرمہ نور کاکوری

کھانسی۔ زکام۔ گوشت ... ایسا ہے۔ دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے ...

فروخت کے لئے سب دوا فروشون کے ہان موجود ہے

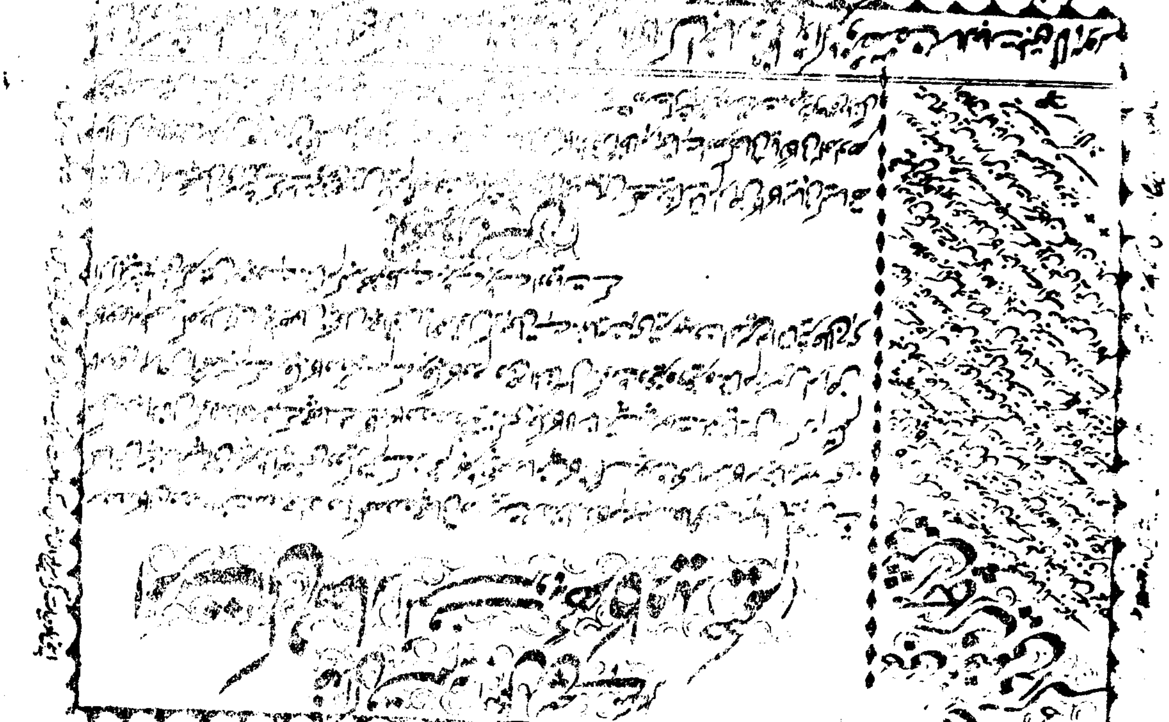
اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

... سکاٹس امیلشن

... سال سے زیادہ تک

سکاٹس امیلشن

... مستند علاج امراض ...



کہ اسلام میں کبھی ممنوع نہیں سمجھا گیا۔ قرآن آیت اختلاف السنتکم بلکہ اس کو جائز کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی سیکھنے کی اجازت دے کر اس کو جائز کیا ہے۔ پھر کسی مسلمان عالم نے عدم جواز کا فتوے نہیں دیا (اشاعۃ السنہ جلد ۵ نمبر ملاحظہ ہو) معلوم نہیں ڈپٹی صاحب کو کسی زمانہ میں جواز کا فتوے دینا علماء اسلام کا کہاں سے معلوم ہوا۔

(۴) اقوام غیر سے جن امور میں مشابہت ابتداء اسلام سے ممنوع مسلم چلی آئی ہے انہیں امور میں اب بھی ممنوع مانی جاتی ہے نہ پہلے مطلقاً منع ہوئی تھی نہ اب مطلقاً جائز ہے۔ حدیث۔ من تشبہ بقوم فھو منھم نے کبھی نہیں ستایا اور نہ باپ بیٹے میں عناد ڈلوایا اور نہ کسی امر جائز کو حرام کیا۔ جو مورد اس کا پہلے سمجھا جاتا تھا وہی اب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل جلد ۴ اشاعۃ السنہ میں ملاحظہ ہو) آپ نے حدیث کی نسبت ستانے اور عناد ڈلوانے کے الفاظ کہہ کر تمام مسلمانوں کا دل دکھایا اور چکڑالوی اور نیچریوں اور عیسائیوں کو خوش کیا۔ آپ کا تو مسلم ہونا ایسا ہی حکایتاً ہے تو یہ اسلام کے لئے موجب ننگ و عار ہے۔ اس حدیث کی رو سے پہلے زمانہ میں جو ڈاڑھیاں منڈوانا حرام اور مونچھیں بڑھانا حرام سمجھا جاتا تھا۔ تو وہ اب بھی حرام ہے اور اس پر اتفاق جملہ مذاہب اسلام ہے۔ ڈپٹی صاحب سے تعجب ہے۔ کہ وہ اس حکم اسلام کو منجملہ مغالطات شمار کرتے ہیں اور داڑھی کا صفایا کرانے کو رفع مغالطہ قرار دیتے ہیں پھر زیادہ تعجب یہ کہ وہ اب تک خود بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں۔ اور عملاً اس غلطی و مغالطہ کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جیسا کہ رفع مغالطہ حرمت سود میں عملاً کوشاں ہیں۔

(۵) پانچویں مثال کے متعلق چونکہ آپ کا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے لہذا اس کا جواب بھی دو مختلف وجوہ سے دیا جاتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ابتداء اسلام سے حرمت مطلق سود مسلم چلی آتی ہے اور اب صرف بوجہ مجبوری و ضرورت وقت بحکم آیت "فمن اضطر" وہ ممانعت اٹھ گئی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ تو پھر اس کو مغالطات قدیمہ اہل اسلام سے شمار کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے۔ کہ آیت میں حالت اضطرار سے وہ حالت مراد ہے۔ کہ انسان مخمصہ یا ابتلاء کفار میں مبتلا ہو۔ اگر حرام نہ کھاوے تو اس کی جان جاتی رہے یا ایمان جائے اور جو اضطرار آپ نے سود لینے دینے کی صورت میں فرض کر لیا ہے اس کا اثر جان جانے تک نہیں پہنچتا وہ اثر صرف دولت کی کمی یا تجارت میں عدم ترقی ہے لہذا اس آیت نے (جو جان جانے کے خوف کے وقت سور یا مردار کھا لینے کو جائز کرتی ہے) سود لینے کو (جس کے نہ لینے بقول آپ کے صرف مالی نقصان ہوتا ہے) کیونکر جائز قرار دیا ہے کیا سود نہ لینے سے آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر آپ کے نزدیک حرمت مطلق مسلم نہیں بلکہ وہ اس قید سے مقید ہے کہ سود زیادہ لیا جائے جس کو آپ یوری کہتے ہیں تو پھر اس کو حالت ضرورت و مجبوری و اضطرار سے مخصوص کرنا اور آیت "فمن اضطر" کا مورد اور مصداق کوئی وجہ نہیں رکھتا تھوڑا سود لینا جس کو آپ بینکنگ انٹرسٹ کہتے ہیں) جائز ہے تو بہرحال جائز ہونا چاہیئے۔ پھر اس کو حالت اضطرار میں جائز کہنا اور آیت فمن اضطر کا مورد اور مصداق بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔

اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب ہنوز سود کی جائز و ناجائز صورت کو خود بھی نہیں سمجھتے۔ کبھی جواز سود کو حالت اضطرار سے مخصوص کرتے ہیں۔ کبھی جواز میں تھوڑا ہونے کی قید لگا کر ہر حالت میں اس کو جائز بناتے ہیں اور اس پریشانی اور مختلف بیانی میں اپنی کلام کو خود نہیں سمجھتے اور خیال میں نہیں لا سکتے۔ اور معہذا حلت و جواز سود کے مفتی اور سود لینے کی ہدایت میں مسلمانوں کے لیڈر بن بیٹھے ہیں۔ لیڈر ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ جو اپنی بات کو بھی نہ سمجھیں یہ تو ان تمثیلات خمسہ جزئیہ کا جواب ہے اب اس اصول کلی ڈپٹی صاحب کا کہ "احکام تمدنی۔ دائمی نہیں ہو سکتے۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا وہ احکام اسلام میں جو فطرتی ہے۔ داخل نہیں ہو سکتے۔" جواب دیا جاتا ہے۔ ناظرین توجہ سے سنیں۔ یہ اصول ڈپٹی صاحب نے ان نیچریوں سے لیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی اور اعتقادی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جسمانی امور اور دنیاوی اعمال سے اس کا تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ کہ دنیاوی اور جسمانی امور سے ہم جو چاہیں۔ پسند کریں۔ جو چاہیں کھائیں جو چاہیں۔ پہنیں۔ مذہب کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں ہم کو زمانہ کی رفتار کے موافق چلنا چاہیئے نہ مذہب کی ہدایت پر۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ زمانہ بدلے تو تم بھی بدل جاؤ ان کے ایک ہم خیال مگر بظاہر ہندو سے ہم نے بگوش خود یہ سنا کہ یہ کیا مذہب سالا (خربوزہ) کھانے پینے سے جاتا رہتا ہے۔ نیچریوں نے یہ اصول ان عیسائیوں سے سیکھا ہے۔ جو شریعت توریت کو طاق میں رکھ کر صرف عقیدہ تثلیث اور مسیح کی محبت و عقیدت اور الوہیت کو مذہب قرار دے چکے ہیں اس اصول نیچریہ و عیسائیہ کے دو جواب ہیں ایک تحقیقی (جس میں کسی مذہب پر کوئی الزام نہیں ہوتا صرف تحقیق و اظہار حق بدلیل عقل میں آتا ہے۔ دوسرا الزامی جس میں انہیں لوگوں کے عمل و اعتقاد سے ان کے اصول کا رد کیا جاتا ہے چونکہ آج کل تحقیق و انصاف و دلیل کی بات اکثر قلوب پر وہ اثر نہیں کرتی جو الزامی بات اثر کر لیتی ہے۔ لہذا پہلے ہم الزامی جواب کو پیش کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ کھانے پینے اور دیگر امور تمدن اور آئین حکومت و سلطنت میں آپ لوگوں نے شریعت توریت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جن چیزوں کو توریت نے حرام کیا ہے ان کو آپ شوق سے نوش جان فرماتے ہیں۔ جن احکام کو قانون سیاست بنایا ہے ان کو آپ لوگ لغو جانتے ہیں مگر ہنوز بعض احکام معاشرت شریعت توریت کے آپ لوگ پابند بھی ہیں مثلاً محرمات ابدیہ (جیسے ماں یا حقیقی بہن یا بیٹی یا پوتی) سے نکاح نہیں کرتے اور اس کو جائز نہیں رکھتے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ امریکہ میں ایک نام کے عیسائی جنٹلمین آزاد منش نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی ہے تو اس پر ملک کے تمام اعیان نے لے دے کی یہاں تک کہ اس کو وطن سے مہاجرت کرنی پڑی اس قسم کے قبول شریعت آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مذہب صرف روحانی امور عقیدہ تثلیث و محبت مسیح سے تعلق رکھتا ہے زبانی حساب و کتاب ہے دل سے آپ ایسے امور کو بھی داخل مذہب سمجھتے ہیں۔ جن کو تمدن اور معاشرت سے بھی تعلق ہے۔ نیچریوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ لوگوں نے بہت سے امور متعلق معاشرت میں مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ مرد ہو کر سونا ریشم پہنتے ہیں اور اس کو جائز جانتے ہیں ڈاڑھیوں کا صفایا کراتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے اور پسند کرتے ہیں اور منہ پر داڑھی رکھنے کو حماقت اور جہالت کا اثر سمجھتے ہیں مگر بہت سی چیزیں خورد و نوش کی عیسائیوں کی طرح آپ لوگ جائز نہیں سمجھتے۔ سور کو حلال نہیں کہتے جیسا کہ سود کو حلال کہتے ہیں حالانکہ سود اور سور بجز لفظی فرق ق اور ر کے کوئی فرق سر مو نہیں۔ نکاح کے احکام میں بالکل شریعت ظاہری جسمانی کے تابع ہیں۔ پھر آپ لوگ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جس روز عیسائیوں سے بڑھ کر اپنا عمل دکھائیں گے۔ سور بکری زوجہ ہمشیرہ کو یکساں الاحکام ماننے کو جائز کہیں گے اس دن آپ کو یہ کہنا زیبا ہوگا کہ مذہب کو معاشرت و امور تمدن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جواب کی مزید تحقیق و تشریح ہمارے مضمون جوتا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق حکم شریعت میں اہلحدیث جلد ۱۲ ہو چکی ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرماویں گے تو کمال حظ و لطف اٹھائیں گے۔

تحقیقی جواب اگر آپ خدا تعالیٰ کو عالم الغیب الحکیم اور قادر مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو تبلیغ احکام شریعت میں صادق القول اور خطاء بشری سے معصوم اور محفوظ جانتے ہیں۔ تو آپ کو لازم ہے اور مومن ہونے کی عین شرط ہے۔ کہ شریعت کے جملہ احکام کو متعلق مذہب ہوں خواہ متعلق معاشرت (یا یوں سمجھو کہ متعلق معاد ہوں یا متعلق معاش) اور وہ شارع کی طرف سے بعد تغیر و تبدل مناسب وقت مشروع فرمائے گئے ہوں۔

ناقابل تبدیل و ترمیم سمجہین اوران احکام پر یہ ایمان رکہین کہ خواہ زمانہ مین ہزار انقلاب ہوا در دنیا کے مختلف اقالیم مین مختلف طبایع کے ہزار اشخاص پیدا ہون روئے زمین مین آئے دن نئی حکومت اور نئی رعیت پیدا ہو - لوگون مین مختلف صورتین کسب معاش پیدا ہون - احکام اسلام ہر زمانہ مین ہر اقلیم مین ہر شخص کے لئے ہر زمانہ ہر صورت ہر حکومت مین ہر نوع کے کسب تجارت کے لئے یکسان ہدایت اور فواید بخش مین اور خدا تعالے نے حکیم و علیم قادر نے ان سب زمانون اقالیم اشخاص واسباب معاش کا علم رکہہ کر ان احکام کو صادر فرمایا - اس مین خدا تعالے سے غلطی و بہول و نا عاقبت اندیشی سے غفلت نہین ہوئی - قرآن مین ارشاد ہے - وما کان ربک نسیا - اور اس کے رسول مقبول سے ان احکام کی تبلیغ مین غلطی اور خدا تعالے کی نافرمانبرداری نہین ہوئی قرآن مین فرماتا ہے - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیک الا البلاغ - وما علینا الا البلاغ المبین - انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی - [illegible] کہ ہر زمانہ میں ہر شخص کے لئے ہر حکومت اور ہر حالت مین مفید ہے کی تفصیل اگر ہم نماز روزہ حج - زکوۃ - نکاح - طلاق - وراثت وغیرہ کے فواید و ضرورت کے بیان سے کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائے - لہذا ہم اس تفصیل کے ایک نظیر کے بیان پر اکتفا کرتے ہین کسی حکیم حاذق اور ڈاکٹر ماہر نے کونین ایک ایسی دوا تجویز کر دی ہے جو اس وقت تمام ملکون یورپ و ایشیا (ہندوستان و پنجاب وغیرہ) کے مختلف طبایع کے تمام اشخاص کے لئے (بجز بعض شاذ و نادر اشخاص کے جن کی طبیعت [illegible] اس دوا کے فایدہ اٹھانے سے کوئی عارضی مانع موجود ہو) مفید ثابت ہوئی ہے کیا عموماً آسمانی مذاہب کو اور خصوصاً اسلام کو برحق قرآن کو کتاب آسمانی ماننے والون کے نزدیک خدا تعالے عالم الغیب قادر مطلق اور حکیم برحق اس ڈاکٹر کے برابر بہی نہین کہ اس نے مختلف زمانون کے

مختلف اقوام کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا - جو ان سب کے لئے یکسان مفید نہ پڑا - اور اخیر زمانہ کے لوگون کو اس قانون کا بدلنا پڑا - کیا اس امر کی تجویز مین خدا تعالے پر لاعلمی کوتاہ اندیشی جہالت و حماقت کا الزام قایم نہین ہوتا - اور اس صورت مین خدا تعالے کی نسبت ایسا گمان و الزام قایم نہین ہوتا اور کیا اس صورت مین خدا تعالی کی نسبت ایسا گمان و الزام قایم کرنیوالا مسلمان کہلا سکتا ہے ؟ - حاشا و کلا - تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

تمہیدی باتون کا جواب ادا ہوا اب آپکے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اول و ہفتم - اسوقت ہندوستان مین کسقدر مسلمان ہون گے - جو سود کی داد و ستد سے بچے ہوئے ہون گے

جواب سوال اول و ہفتم - ہمارے پاس نہ کوئی پالیسی اور نہ کوئی رجسٹر - ہان اگر گورنمنٹ کے پاس کوئی رجسٹر ہوتا - تو مین اس رجسٹر کو دیکہہ کر ان کی تعداد بتاتا - آپکے پاس رجسٹر ہے - تو آپ سود لینے دینے والون کی تعداد بتا دیجئے اور اس سوال کا ہم سے جواب نہ مانگین

جواب سوال (۲)

(۲) سلطنتہای اسلامیہ میں بنک جاری ہیں کیون اسلامی بنک جاری نہین کرتے جو اسلامی سلطنت کو مضبوط کرین

جواب - کیا وہ ہین کہ حضرت سلطان المعظم ترکی خلیفۃ المسلمین ہیں [illegible] اگر کام دوسرے دین کے نفع کے لئے ہو تو اس کا شرعی ثبوت اور اس پر کام کرنے والے سب خاص مسلمانون (علماء) کا اتفاق ثابت کیا جائے مگر تہوڑی تقصیر اٹہا کر پیشتر منظر ہوا ہے اور اس اور نیز مظلم مراد آباد و دیگر ایشیائی کتاب [illegible] مترجمہ مولفہ سید اکبر حسین صاحب منتسب اور اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۲۷۴ ملاحظہ فرماکر جواب دیجئے اور اگر خاکسار اپنی عدد سلطنت کے حدود مین سلطنت کو خلیفۃ المسلمین مانتا - تو شاہ ایران کو کیون نہ آپ خلیفۃ المسلمین نہین کہا کیا وہ اپنی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین نہین ہین اس کے بعد آپکا یہ دوسرا سوال ہے - آپکے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ امیر المومنین امیر المسلمین حضرت سلطان المعظم نے ایسے بنک جاری کر رکھے ہین جس مین مسلمانون سے سود لیا اور ان کو دیا جاتا ہے - کیا کوئی فرمان حضرت سلطان المعظم کا یا ان کے نائب شیخ الاسلام کی تحریر آپکے پاس ہے ؟ اگر ہو

تو پیش کرین یا صرف اخباری گپ ہے یہی سوال سلطنت ایران مین مسلمانون کے سود لینے دینے کی نسبت ہے۔

تیسرا سوال کیا حضرت سلطان المعظم یا شاہ ایران نے ایسے بنک کے جایز ہونے کی نسبت اپنے اپنے مذہب کے علماء و مشائخ سے عموماً اور شیخ الاسلام سے خصوصاً فتوی جواز سود لے کر شائع کئے ہین ؟ اور ان کی نقل آپکے پاس ہے ؟ یا صرف اپنی رائے اور ان کے دنیاوی مشیرون کی رائے سے یہ بنک اور مسلمانون سے سود کا لین دین جاری کیا ہے اگر فتوی شرعی علماء وقت سے مسلمانون مین سود کا لین دین اور بنک جاری کئے ہین تو انکی نقل آپ پیش کرین اور اگر ان کی اپنی رائے سے بنک جاری ہوئے ہین - تو آپ سے یہ چوتھا سوال ہے کہ کیا کسی سنی (حنفی یا شافعی وغیرہ) یا شیعہ مذہب مین کسی اسلامی بادشاہ کو وہ فعل جس کی نسبت شریعت اور علماء شریعت سے فتوے نہ لیا گیا ہو بلکہ صرف دنیاوی مصالح اور ملکی اغراض کی نظر سے بلا اجازت شریعت کیا گیا ہو مسلمانون کے لئے دستاویز ہے ؟ اور اس کی سند قرآن یا حدیث یا کتب فقہ مین کہان پائی جاتی ہے - اور اگر آپ لوگون کا خیال اور اعتبار ہو کہ اسلامی سلطنت کا ہر ایک عمل رواج ایک دستاویز ہے گو اس کے جواز پر کوئی فتوے یا مذہب کی شہادت نہ ہو پہر آپ لوگون سے یہ پانچوان سوال ہے کہ بعض اسلامی سلطنتون مین شراب خوری - قمار بازی (لاٹری وغیرہ) زنا رکاری بہی جاری و مروج ہے - پہر کیا آپ صاحبان ان کی دستاویز سے کوئی اسلامی زنا رخانہ (چکلا) اسلامی شراب خانہ - اسلامی قمار خانہ بہی جاری کرنا تجویز کرین گے - جیسا کہ اسلامی بنک جاری کرنا چاہتے ہین - ایسا کرینگے - تو آپ یقیناً مسلمانون کو دولت سے مالا مال کر دینگے اور بہت لوگ آپکے معاون ہو جائینگے آپ ایک دوست و ہمخیال و قوت بازو اور آپکے مضامین کی اشاعت کے لئے بڑے حامی ایک متحیر کا ہم ابہی نام نہین بتاتے امید کہ وہ اپنا نام خود بتاوین گے - مین نے بمقام لاہور پوچہا کہ اگر آپ بلا لحاظ جواز شرعی و فتوے شریعت مسلمانون کو مالدار بنانا چاہتے ہین تو کیون ایک تہیٹر (حصہ) ڈالکر رنڈیون کو جو حسن و جمال مین پری پیکر ہون - نوکر رکہ کر تجارۃ

شروع نہیں کر دیتے جس پر آپ فرمانے لگے کہ مین تو مسلمانون کی ترقی دولت کے لئے اس امر کو بہی جایز رکہتا ہون - بشرطیکہ وہ رنڈیان مسلمان نہ ہون - پارسی ہون یا یہود ہون لیجئے مبارکباد - یہ صورت ترقی دولت اس بنک سے بہی آسان ہے - اور اس سے ترقی دولت کے علاوہ جسمانی و نفسانی اغراض بہی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین میرے ان پانچون سوالون کا آپ جواب دینگے - تو اس سے آپکے سوال دوم کا جواب خود بخود نکل آئیگا -

(سوال ۳ و ۴) سود کے بغیر تجارت کا کام چل سکتا ہے تو اس کی مثالیں بتائیں نہین چل سکتا تو کیا مسلمان تجارت کرنا چہوڑین

جواب سوم - سود کے بغیر تجارت کا کام بخوبی چل سکتا ہے مسلمانون کو تجارت سے کوئی مانع نہین ہے - اس کی مثالین بہت ہین - مگر مثالون مین جہگڑا پڑتا ہے - لا مناقشۃ فی المثال - لہذا مین مثال ایک بہی دینا پسند نہین کرتا - آپ بطور اصول کام نہ چلنے کی صورتین بیان کرین مین ان کے مقابلے مین کام چلنے کی صورتین بیان کرون گا - آپ مشکل سے مشکل صورت پیش کرینگے تو مین اس کو آسان کر دون گا -

(سوال ۵) ہندوستان کے بادشاہون نے کبہی سود سے روکا ؟ نہین تو کیون نہین ؟ روکتے تو اس کا کیا اثر ہوتا

جواب ۵ - اگر آپ بیان کر دین گے کہ ہندوستان کے دیندار بادشاہون نے لین دین سود کو جایز رکہا - تو مین اس کے مقابلہ مین روکنے کی بابت تفصیل کرون گا - تفسیر نیچری حقیقۃً دیندار ہونا آپ ثابت نہ کرین گے -

(سوال ۶) جس قوم مین سود کا رواج ہوا ہے کوئی قوم بلا سود لئے دئے زندہ رہ سکتی ہے ؟

(جواب ۶) قوم اگر افراد و اشخاص کا نام ہے اور سلب قومیت اسیوقت متصور ہے کہ اکثر افراد نہ رہین تو مین بڑے زور سے کہہ سکتا ہون کہ لاکہون مسلمان ہین جو سود نہین لیتے اور ہزارون ہین جو سود نہیں دیتے اور پہر وہ زندہ ہین -

(سوال ۷) کتب فقہ مین کسی صورت مین سود کا لینا دینا جایز بہی لکہا ہے ؟

(جواب ۷) کتب فقہ مین سود لینا کسی صورت مین بہی جایز نہین رکہا اور بعض صورتون کا حکم ربوا سے فقہ مین مستثنے لکہا ہے - جیسے حنفی اور مسلم مین دار الحرب مین ربوا - اس کے یہ معنے نہین ہین -

کہ وہ ربوا تو ہے۔ مگر جائز رکھا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہان قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتون کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہین انہون نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا۔ اور اپنے علم و فہم کو کھو دیا ہے۔ ہان سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جائز رکھا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہین۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جان یا ایمان جانے کا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہو۔ روپیہ بڑھانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اضطرار مین داخل نہین ہے۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکون مین کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے

(جوابات ۹ و ۱۰) مین نے نہ صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہون۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل مین لاتے ہین۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکھنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار ہوتے ہین؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے

(جواب) مین کیا کہون خدا تعالے فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہین منصف و جج بھی اگر چاہین تو وعدہ دار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہین۔ جو قانوناً بھی جائز ہے۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رکھنے کے لئے کیا حکم جاری کرین

(جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا۔ سب سے پہلے مین ان فتاوی و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سود نے جواز سود مین تحریر کی ہین۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کرون پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر [illegible] نہین کہ معتکف بیٹھیدون اور کہون کہ اتقوا اللہ و لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے جھوٹے فتوے دینے سے تائب ہو کر [illegible] اور عیش کرو اور حرام کو حلال [illegible] لوگون [illegible]

نہ کھوؤ اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے پہر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جھوٹے اور غلط اقوال ملک مین شائع کرتے ہین اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگاؤن اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فائدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لینے دینے مین تجارت پر لگاؤن اور ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہین آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقیہہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤن

یہ آپکے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپکے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپکا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس مین اس مین سر موئے تفاوت نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین نوٹ دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جائز ہین۔ اسلامی سلطنتون مین بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالین اور بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اس وقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتھ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان مین جاری کرین اور خاص لاہور مین پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین۔ جس مین سو سو کے پانچ ہزار حصے ہون اور اس مین سے [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب ہونگے

اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۴ جلد ۵ مین آپنے یہی نفع نقصان کا حساب [illegible] لکھا ہے [illegible] اسی [illegible] [illegible] ان کا [illegible]

یہی محض آپ کی مغالطات ہین جن سے آپنے مسلمانون کو دھوکا دیا ہے یا خود دھوکا کھایا ہے

پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد سے شائع نہین ہوا۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جائز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہین انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شائع نہین ہوا۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بھی خط و کتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲ - ۱۸ - ۱۹) مین شائع کر چکا ہون ارسال کرون۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے اپنے عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹرایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑھا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بھی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع دی نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین۔ مین خدا تعالی کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم و لیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو ایک منٹ مین [illegible] ایک جلسے مین رد کر دون گا انشاء اللہ تعالی بحولہ و قوتہ۔ مگر ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانون مین سے دلیل کتاب و سنت و اقوال فقہا اوسے ثابت کر دے دوسری بات [illegible] مسلمان

[illegible] شبہ کے [illegible] کمان سے آگیا [illegible] اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہین ڈپٹی صاحب کا حساب نہین ہے تو وہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی رجسٹر دکتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہین کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دونون بھائیون شیخ محمد عمر نومسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نومسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس مین حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکھون تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور کئی مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ کہان اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان۔

تیسری بات بھی اس سے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھکر تجارت مین نفع ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ کالم [illegible] صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت مین تجربہ اور روپیہ دونو کا منافع سبب [illegible] وہ سود کی نسبت زیادہ ہے۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے مسلمان مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان لاتے اس کا جواب یہ ہے کہ جہان سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائین گے کیا ہندوستان بھر مین بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار صدہا کارگذار مل سکین گے۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے۔ بے تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے یہ بات قابل تسلیم نہین ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دین تو اس صورت مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا۔

باقی آیندہ

اہلحدیث کی ایک اور دینی خدمت

اس سے پہلے ناظرین الحکم نے اخبار اہلحدیث کی اون خدمات کا تو اعتراف کر ہی لیا ہوگا جو کہ ہم نے الحکم ۲۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷- اگست ۱۹۰۶ء مین ذکر کرکے توجہ دلائی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر میاں ثناء اللہ صاحب امرتسری کسی طرح بھی اپنے ان مقاصد و اغراض مین سچے اور پورے نہین ہین کہ دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا- اور کہ مسلمانون کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا" اگرچہ ان خدمات کے اعتراف کرنے کا تو بارہا ہمکو موقع ملا ہے مگر بعض بعض موقعے نہایت ہی قابل قدر میسر آجاتے ہیں- اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع کو جو میسر دست میسر آیا ہے عزت کی نظر سے دیکھکر اسکی قدر کرکے مولوی صاحب کی داد دین اور دکھلادین کہ دینی حمایت و اشاعت کا مدعی فاضل کہانتک کوشش و محنت سے سرگرمی دکھاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے فاضل مذکور کے دماغ مین ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرتد ہونے سے یہ سمایا ہے کہ دراصل جس نبوت کے مدعی کے پیرون مین سے مرتد ہو جاوین وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے چونکہ دلپر آئی ہوی بات اور یقین مین جگہ پکڑا ہوا اعتقاد چھپ نہین سکتا اسلئے جناب مولوی صاحب نے بلاخوف و خطر مرد میدان بن کر ایک مجلس مین ظاہر بھی کردیا جسکا ذکر اونکے ایک مداح نے اخبار اہلحدیث ۳۷ جلد ۳ مین چھپوا کر مولوی فاضل کے اعتقاد کی قلعی کھولدی۔

اس بیان کو پڑھکر سیرت انبیاء اور قرآن و حدیث و تاریخ کے واقفون کو سخت تعجب و افسوس ہوا اور فاضل کی لیاقت اور قرآن و حدیث دانی پر آٹھ آٹھ آنسو نکل آئے کہ یہ کسطرح کا مولوی ہے جو نہ صرف قرآن و حدیث سے ہی انکار و فرار کرتا ہے بلکہ تواتر کا بھی منکر ہے چنانچہ اس کی تردید میں کئی ایک مضمون نکلے جس مین بڑی زور و شور سے ثابت کیا گیا کہ سنت اللہ انبیاء کے ساتھ یہی ہے کہ بعض دل کے کچے اور مکار دنیا سے محبت رکھنے والے ضرور بضرور مرتد ہو جاتے ہین نیز اون لوگون کے نام بتلائے گئے جو مرتد ہوئے ہین اور تاریخ سے ہی ثبوت دیکر دکھلایا گیا کہ آنحضرت صلعم کے وقت کس قدر مسلمان مرتد ہوئے تھے یہانتک کہ مدینہ پر حضرت اقدس سیدنا ابوبکر علیہ السلام کے مبارک وقت مین حملہ کرکے مسلمانون کو مٹا دینے کی ٹھان لی تھی- اور یہ ایک ایسا معقول ثبوت اور دندان شکن جواب تھا کہ مولوی فاضل کا قافیہ تنگ ہوگیا اور کچھ جواب نہ بن آیا- ارے میاں! جواب بن ہی کیسے آتا وہ تو دلسے اس بات کا قائل ہی ہے کہ ایسے نبی جنکے پیرو مرتد ہون جھوٹے ہوتے ہیں پھر وہ جواب کیا خاک دیتا!! ہان یہ بات ضرور تھی کہ علانیہ اقرار کرنا درست نہ تھا کیونکہ ایسا کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور کہ مباد پھر نہ کفر کا فتوےٰ ٹھوکا جاوے جس کے محو کرنے کے لئے اون سے ناخون تک زور لگایا مگر پھر بھی ناکام اور نامراد رہا یعنے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ مین اپنے اربعین والے فتوے پر قائم ہون- جس سے ہمارے نزدیک مولوی جی کا اتنک کوشش کرنا اور کلام المنین کی تالیف و تصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرکے شائع کرنا کرانا رائیگان گیا- خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

اس کے بعد ہمارے دوست جناب سید قاسم علی صاحب دہلوی نے (جو حال میں اندھے پادری کو شکست فاش دے چکے ہیں) مولوی جی کی خدمت کرنی شروع کردی اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ مولوی گھبرا گیا اور بقول اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یہی مناسب سمجھا (اپنے مافی ضمیر پر قیاس کرکے) کہ ان تمام باتون کا جواب بطور خود کے یون ہونا چاہئے کہ ثابت کیا جاوے کہ گویا نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) جناب مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حضرت اقدس علیہ السلام سے دلی عقیدت نہین رکھتے- کیون نہ ایسا ہوتا ہے بقول اسکے ساون کے اندھے کو سب کچھ ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ آپکا اعتقاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف نمائش ہے جو کا ثبوت آپنے ایک ہی مجلس مین دیا تھا جسکا ذکر اخبار اہلحدیث ۳۷ جلد ۳ مین ہے بنابرین آپ نے یقین کرلیا کہ شاید جسطرح کہ مین ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے ایسا اعتقاد رکھتا ہون کہ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر زد پڑتی ہے اس لئے شاید ایڈیٹر الحکم بھی ایسا ہی ہو- علاوہ ازین فاضل نے اپنے آپ کو نیز اپنے ہم مشربون اور مداحون کے یہودی ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے جو کہ اخبار اہلحدیث ۴۱ جلد ۳ صفحہ ۷ کالم ۲ مین باین الفاظ موجود ہے کہ جو آیت یہودیون کے حق مین تھی تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتّیٰ وہی ہمارے حق مین ہے واہ خوب انکیون نہ ہو؟ جادو وہ ہے جو سر چڑھکے بولے اجی حضور ہم تو آپ پہلے ہی سے اور آپکے ہم مشربون اور مداحون اور طرفدارون پہ اوسی روز سے پایمان لاکر حق الیقین تک پہنچ چکے ہین جس دن سے آپ نے خدا کے صادق رسول حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب علیہ السلام سے انکار و فرار کرکے یہود کے علماء کی طرح اونپر جرح و قدح کرنا شروع کیا ہے لیکن یہ بات ضرور تھی کہ آپ اقرار باللسان ہمارے روبرو نہ کرتے تھے سو آپنے نہایت مہربانی کہ جو اسکا بدرستی ہوش و حواس اعلان کردیا کہ جو آیت یہودیون کے حق میں تھی وہی آپ کے حق میں ہے مگر تعجب ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ یہودی تو بنگئے اور اوسکا اقرار تحریری بھی کردیا مگر مسیح کیلئے کسی اور زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہودیت آپ پر اور آپکے ساتھیون پر اسوقت اسقدر گہرا اثر کیا ہے کہ حق بات بھی نظر نہین آتی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کے فریسیوں اور فقیہون کا حال تھا اور بس کہ نہ تو آپ کسی قدر کم ہیں اور نہ وہ آپسے کیسقدر زیادہ تھے بہرکیف اس طرح اعلان کردینا ہی مفید ہے کیونکہ اس سے نتیجہ نکالنے والا آخرکار نتیجہ ضرور نکال ہی لیگا کہ جب آپ یہودی ہوگئے باوجود امت محمدیہ صلعم کے پیرو کہلانے کے تو مسیح کیون اسرائیلی آوے؟ اسلئے ثابت ہوا کہ مسیح بھی دراصل ایسی امت میں سے آنا تھا جو آگیا اور وہ بھی اوسوقت کہ جبکہ یہ امت یہود کی مانند ہوجاویگی اور اسکی علماء بالکل یہودیون کی فریسیون اور فقیہون کا سا لباس پہنکر جلوہ گر ہونگے اور یہی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی بھی کی تھی جسکا اس حدیث میں بھی ذکر ہے کہ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن متفق علیہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلوگے راہ اگلون کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ مین گھسے تھے تو تم بھی اونہین کی پیروی کروگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا پہلے لوگون سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت اور کون ہین روایت کی اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ غرض یہ ایک بڑی مفید بات ہوئی کہ خود ہی اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے اور اپنے ساتھیون کا حال بیان کردیا ہے یہ بھی بات ہے کہ سچی بات آخرکار منہ سے نکلے بدون نہین رہ سکتی بعدہ یہ تو آپ اقرار صالح ایک مجلس مین کرہی چکے ہیں کہ جھوٹے نبی کی بڑی نشانی یہی ہے کہ اوسپر ایمان لاکر کوئی ایک مرتد نہین ہوتا اور اسلئے ممکن ہے کہ مدعی حمایت و اشاعت دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کے دلمین جبکہ قرآن و حدیث و تواتر سے دکھلایا گیا اور ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کے صحابہ کے قبیلے مرتد ہو چکے ہیں اور اب بھی بعض مثل کے اندھے ہو رہے ہیں آنحضرت صلعم کی صداقت کی نسبت یقینی طور پر شک پڑگیا ہوگا اور اسکا ثبوت اسطرح بھی ملتا ہے کہ اوس نے ان امور کی نسبت اپنے اخبار مین کچھ بھی لکھنے کی جرات نہ کی اور اس عدم ثبوت سے صاف عیان ہوتا ہے کہ دراصل اوسکے دلمین آنحضرت صلعم کے وقت قبیلے کے قبیلے مرتد ہوئے مزور بضرور شک پڑ گئے ہونگے کیونکہ اگر شک نہ پڑے ہوتے تو کم سے کم کچھ تو وہ اپنے زبان اور قلم سے اپنے مافی الضمیر کا حال کہتا مگر اوس سے کچھ بھی نہو سکا اسلئے ثابت ہوا کہ اوسکا . . . . یہی ایمان ہے جو اوسنے ایک کا بھری مجلس میں ظاہر کیا اور اسطرح آنحضرت صلعم پر اسکا ایمان صرف نمائشی ہے اور اس نمائشی ایمان کا اظہار شیخ یعقوب علی صاحب کے پیرایہ مین لوگون کے آگے پیش کرنا مناسب خیال کیا کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ وہ اعلانیہ طور پر وہ ظاہر کرتا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ جس نبی کے ماننے والے مرتد ہون وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے اور اسلئے آنحضرت صلعم کی صداقت میں مجھکو شک ہوگیا تو دھرم پال مرتد کیطرح اسکی بھی گت بنتی اور الہی تو دھرم پال مرتد کی کتابون کے اوسلئے سیدھے جواب دیکر ٹالے سیدھے سیدھا ہوا ہے پھر اسکی تردید میں لوگ ٹالے سیدھے کہتے اسلئے بقول اسکے کہ سانپ بھی مرجاوے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ تدبیر کی کہ اپنے مافی الضمیر کا حال اس پیرایہ مین بیان کیا جاوے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ یعقوب علی صاحب سے کوئی ایسی بات اعلانیہ یا غیر علانیہ طور سے بھی نہین آئی جیسے کہ میاں ثناء اللہ صاحب سے کہ علانیہ طور پر ایک بھری مجلس میں ثابت کردیا

نہ کرے شاباش! شاباش! شاباش!! اے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ خاکسار محمد حسین۔ از لاہور چاوڑی

کہ وہ ربوا تو ہے ۔ مگر جایز رکھا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہاں قضیہ سالبہ بہ سبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتوں کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں انہوں نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا ۔ اور اپنے علم و فہم کو کہو لدیا ہے ۔ ہان سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جایز رکھا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہیں ۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوتی روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اضطرار میں داخل نہیں ہے ۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکوں میں کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے

(جوابات ۹ و ۱۰) میں نے نہ صرف ان صورتوں کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شایع کر دیا ۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہوں ۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہیں کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل میں لاتے ہیں ۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریریں لکھنے اور سودی ڈگریاں دینے سے گنہگار ہوتے ہیں ؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے

(جواب) میں کیا کہوں خدا تعالے فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے ۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہیں منصف و جج بھی اگر چاہیں تو دعویدار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہیں ۔ جو قانوناً بھی جایز ہے ۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاویں تو سود رکھنے کے لئے کیا حکم جاری کریں

(جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے ۔ لہذا مستحق جواب نہیں ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ سب سے پہلے میں ان فتاوی و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سوء نے جواز سود میں تحریر کی ہیں ۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کروں پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر کہ ان کی یا ان کے سرپرستوں کی [illegible] نہیں تا معلوم ہو کہ بھیدوں اور کہوں لا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے جھوٹے فتوے دینے سے تایب ہو کر عصیہ سرکاری سے کام لو اور عیش کرو اور حرام کو حلال بناکر لوگوں کو [illegible]

نہ کھوؤ اور وہاں کے لوگوں کو حکم دوں کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ میں فتوی نہ لے ۔ پہر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جھوٹے اور غلط اقوال ملک میں شایع کرتے ہیں اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام میں لگاؤں اور کہوں کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فایدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے ۔ ایسا ہی ان لوگوں کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہیں تجارت پر لگاؤں [illegible] ان کو اور عام لوگوں کو جو سود کا لین دین کرتے ہیں آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤں

یہ آپ کے مغالطات کا اظہار ہے اسی میں آپ کے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپ کا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس میں اُس میں سر مو تفاوت نہیں ہے ۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء میں اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء میں فتوی دیدیا ہے ۔ (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے ۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غایر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونوں جایز ہیں ۔ اسلامی سلطنتوں میں بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہیں پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالیں اور [illegible] بنک جاری کریں (۲) ہندوستان کے مسلمانوں کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضایع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قوموں کے ہاتھ سود میں جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان میں جاری کریں اور خاص لاہور میں پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کریں ۔ جس میں سو سو کے پانچ ہزار حصے ہوں اور اس میں [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب ہونگے اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۹ جلد ۲ میں آپ نے یہی نفع نقصان کا حساب مذکور کر کے ایک بات نمبر ۴ کہی ہے کہ مسلمان اسی سبب سے [illegible] ہیں کہ ان کا روپیہ بیکار پڑا ہے ۔ سود کی تجارت کریں تو ان کا [illegible]

یہ بھی محض آپ کی مغالطات ہیں جن سے آپ نے مسلمانوں کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے ۔

پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد میں شایع نہیں ہوا ۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب میں حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہیں انہوں نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس نے نہیں دیا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہیں ہوا ۔ ایک مدت سے لاہور میں ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک میں شایع نہیں ہوا ۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبروں کے نام معلوم ہو جاویں تو ان سے میں بھی خط و کتابت کروں اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدوں (۱۲ - ۸ - ۱۹) میں شایع کر چکا ہوں ارسال کروں ۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے اپنے عزیز دوست میاں فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدوں کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے ۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑھا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدوں کے بھی اس کے پاس پہنچے ہوں گے مگر اس کمیٹی میں بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیوں اور ممبروں سے اطلاع دی نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہوں یا کریں ۔ میں خدا تعالے کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم و لیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہوں کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک میں مشتہر ہوا تو میں اس کو ایک سنٹ میں اور ایک پلہ سے رد کر دوں گا انشاء اللہ تعالی بحولہ و قوتہ ۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد میں جواز سود باہم مسلمانوں میں سے دلیل کتاب و سنت و اقوال فقہا اوت [illegible] ثابت کر دے دوسرے [illegible] اس سے [illegible] ہے کہ اکثر مسلمان

[illegible] کے خزانوں میں ان کا [illegible] کسان سے آگیا ہے [illegible] اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہیں ڈپٹی صاحب کا حساب نہیں ہے تو وہ سود دینے والوں کی تعداد کی سند کسی رجسٹر دکھاتے تا کہ ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود میں جانا ثابت کریں یہ ہم مانتے ہیں کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دونوں بھائیوں شیخ محمد عمر نو مسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نو مسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس میں [illegible] اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد [illegible] ہوں تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی [illegible] مسلمان ہیں مگر کئی ارب روپیہ کہاں اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہاں ۔

تیسری بات بھی اس لیے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھکر تجارت میں نفع ہے [illegible] ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۴ کالم ۱ سطر [illegible] میں صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت میں تجربہ اور روپیہ دونوں کا منافع [illegible] وہ سود کی نسبت زیادہ [illegible]

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہم خیال اعتراض کریں گے کہ تجارت کے واسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے [illegible] مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہاں لائیں اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں سے بنک کے واسطے اور بہت سے ڈایرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائیں گے کیا ہندوستان بھر میں بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار و صدہا کارگذار مل سکیں گے ۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے ۔ ہے تجربہ کار تجار سو دینی کافی ہوں گے ۔ جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کریں گے ۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کے واسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملیں گے مگر جس صورت اور حالت میں کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیوں کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کریں تو اس صورت میں کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا ۔

باقی آیندہ

ایک بے نظیر خط جو آپ کے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔

جتنے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں الٰہی شہادت موجود ہے

اپنی نوع کا نرالا اور شائد دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کیطرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہیئے۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی۔ پارسل ارسال فرمائیں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا برادرم حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (**مفرح عنبری**) کی اشاعت حتی الوسع کی یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دیا گیا۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اسلئے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی پی پارسل بھیجدیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

[illegible] شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

نہ او ی القریہ

الحکم

چگوئم بانو گر آئی جہاد و قادیان بینی | دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر نے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والی لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

نمبر ۴۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

۱۸ نومبر ۱۹۰۶ء۔ رؤیا۔ (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جڑ ھ لگا رہے ہیں۔ پھر غیب سے آواز آئی۔ مُبارک

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا۔

ما وقفتُ موقفاً اغیظ من ھٰذا

ان بطش ربک لشدید

ترجمہ۔ اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر میں کھڑا نہیں ہوا۔ تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے۔

۲۲ نومبر۔ ربِّ احفظنی اِنّ القوم یتخذونی سخرۃ

ترجمہ۔ اے میرے رب میری حفاظت کر۔ تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے۔

۲۳ نومبر ۱۹۰۶ء

(۱) ان اللّٰہ منّ علیکم راعطیک

ما اعطیک ان الذین لا یلتفتون الیک

لا یلتفتون الی اللّٰہ

ترجمہ۔ جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے۔ یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ اولیاء اللّٰہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔

ترجمہ (۱) خدا نے تیرے پر احسان کیا۔ اور میں تجھے دونگا جو چیز دون گا۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ الحمد للّٰہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے۔ آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں۔ آپ کے اہلبیت بھی اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے طرح ہیں

۲۔ بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے۔ حضرت حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونۃً چھاپنے کی میرٹھ تجویز ہوئی ہے۔ اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں۔

۳۔ ہلال عید کی رویت یہاں شنبہ کی شام کو ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو نتیجہ عید نمودار ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑھائی اور ایک علمی خطبہ پڑھا مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا۔ دیہات ملحقہ کے علاوہ امرتسر۔ لاہور۔ کپور تھلہ۔ چک پنیار وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ ناظرین کو عید مبارک ہو۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی جماعت بندی ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں ان کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ سے یہ عمدہ موقعہ ہے۔

۵۔ عید فنڈ کے لئے گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شایع ہوتی رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ناظرین الحکم نے اس پر عمل کر کے مفید ملت مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا۔

۶۔ ہفتہ زیر اشاعت میں ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب احمدی بریلوی کی دختر نیک اختر کا نکاح ماسٹر عبد الرحیم صاحب سے ہوا۔ سید عزیز الرحمن صاحب کی لڑکی کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب بعیت سید سرور شاہ صاحب بریلی رخصتانہ کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آئے۔

منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین۔

منشی غلام حیدر خان صاحب
تحصیلدار کی بحالی

[illegible] الحکم منشی غلام حیدر خان صاحب کے نام [illegible] واقف ہون گے لیکن اکثر [illegible] کے لئے یہ نام بالکل نیا ہوگا منشی غلام حیدر خان صاحب اگرچہ اس سلسلہ مین مرید نہین ہین۔ لیکن ان کی منصف مزاجی اور حق پسند طبیعت نے اس سلسلہ کی اصل حقیقت سے انہین [illegible] آگاہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے [illegible] فضل سے انہین ایسے موقع دے [illegible] وہ پورے طور پر اس سلسلہ کے [illegible] سے اطلاع حاصل کر سکین۔ جن دنون ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ قتل حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کے خلاف تہا۔ ان دنون آپ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ اور پہر جب جہلم مین مقدمات ہمارے خلاف دائر ہوئے۔ اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے خاص طور پر ان کو انتظام کے لئے مقرر کیا تہا اور جس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ نے اس موقع پر امن کو قائم رکھا وہ جہلم کے لئے قابل ناز امر ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر جبکہ ہزارہا انسان جمع ہوئے ہون اور جہان مذہبی مخالفانہ سپرٹ زورون پر ہو امن کا قائم رکھنا کوئی معمولی امر نہین۔ بلکہ یہ خاص قابلیت اور خداداد انتظامی قوت کا نتیجہ تھا۔ پہر انہین مقدمات کے سلسلہ مین وہ گورداسپور مین ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین شہادت کے لئے کئی مرتبہ آتے رہے اور نہایت ایمانداری اور جرأت کے ساتھ شہادت حقہ ادا کی اس طرح پر انہین متعدد موقعے اس سلسلہ کی تائید کے لئے ملے ہین۔ اور باوجود غیر احمدی ہونے کے انہون نے جس آزادی اور فراخ دلی سے حق کی تائید کی وہ اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ انہین ضائع نہ کرے چودہری غلام حیدر خان صاحب چونکہ بڑے دلیر اور آزاد منش اور بے ریا انسان ہین اس لئے وہ ان لوگون کو خوش نہ رکھ سکے جو دھڑہ بندی اور منافقانہ کارروائیون

کو پسند کیا کرتے ہین۔ ان کی سازشون اور افترا پردازیون نے ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کانی صاحب [illegible] کو بہی بابو صاحب پر سخت ناراض کر دیا بلکہ اگر یہ کہا جاوے کہ وہ ان مقدمات مین خود مدعی کا پارٹ ادا کر رہے تہے تو یہ کوئی مبالغہ نہین۔ صاحب ممدوح نے بابو صاحب کے خلاف لوگون کو ذیلدارون اور نمبردارون کی معرفت یہ اعلان دیا کہ بابو غلام حیدر خان کے خلاف جو لوگ گورنمنٹ کو مدد دین گے۔ وہ بہر [illegible] محفوظ رہین گے انہون نے انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پنجاب سے خاص اجازت لے کر [illegible] چند سب انسپکٹر پولیس کو متعین کیا اور [illegible] شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے [illegible] مین لے لیا مین ایک مقدمہ کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے خادم کے لئے لگا دیا۔ ایسی حالت اور صورت جو مقدمہ اٹہایا جاوے۔ اس سے بچ نکلنا کوئی معمولی امر نہین ہے۔ جہان تک ممکن تہا۔ اس مقدمہ مین بابو غلام حیدر خان صاحب کے خلاف [illegible] ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی گئی اور [illegible] کو معطل کئے گئے۔ مقدمات کی [illegible] ایک شخص [illegible] پولیس جہلم تہا۔ [illegible] موقوف [illegible] انسپکٹر پولیس [illegible] خان کا [illegible] تہا۔ اس بنا پر انسپکٹر صاحب کی مخالفت [illegible] امر تہا۔ اور اس مخالفت نے بابو صاحب کو ان سنگین الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح پر ان کو ان مصائب اور تکالیف [illegible] ان مقدمات کے رنگ مین انہین آئین۔ مگر خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور ان کی راستی اور انصاف پروری نے ان کے دامن کو بے لوث ثابت کیا۔ اس مقدمہ کے حالات پر روزانہ پیسہ اخبار مین ایک لیڈر نکلا ہے۔ مین اسے بجنسہ درج کرنا ضروری سمجہتا ہون اور بابو غلام حیدر خان صاحب کی بریت اور بحالی پر انہین صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہون۔ چودہری شہاب الدین صاحب وکیل بہی خاص مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنی قانونی قابلیت سے اس مقدمہ مین خاص نام پایا اور کامیابی حاصل کی۔ میرے رائے مین اس سوال کو بڑے زور کے ساتھ ہمارے معاصرین کو اٹہانا چاہیئے۔ کہ بلاوجہ

جو اس قدر اخراجات بابو صاحب کو برداشت کرنے پڑے ہین۔ یہ بابو صاحب کو ضرور ملنے چاہئین۔

یہ امر اور بہی خوشی کا موجب ہے کہ ان کے ایام معطلی کی تنخواہ بہی بابو صاحب کو دی جائیگی اور اب وہ فیروزپور مین متعین ہوئے ہین۔ گورنمنٹ کا بہی بہت سا روپیہ فضول صرف ہوا۔ آیندہ کو امید ہے۔ گورنمنٹ بہی ایسے منسوب بازون لوگون سے سبق لے گی۔ بہرحال وہ اڈیٹر [illegible] ہے۔

روزانہ پیسہ اخبار کی اشاعت ماقبل گذشتہ مین یہ قابل داد انصاف کے عنوان سے یہ خوش گوار خبر درج کی جا چکی ہے۔ کہ منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار جہلم قریباً ایک سال کی معطلی و پریشانی کے بعد آخر کار تمام الزامات سے پاک ثابت ہوئے۔ اور پورے اعزاز کے ساتھ اپنے منصب پر بحال ہو کر ضلع فیروزپور مین تعینات کئے گئے۔ مگر چونکہ تحصیلدار صاحب پر جو افتاد پڑی۔ وہ اپنی نوعیت مین بڑی قابل تاسف و [illegible] ہونے کے ساتھ ایسی ہے کہ وقتاً فوقتاً بعض لائق و مستعد سرکاری اہل کارون [illegible] بعض افسرون کو محض اپنے [illegible] کے باعث حاسد [illegible] یا متعصب پارٹیون کی سازشون سے پیش آتی اور ان کی جفاکشی و دیانتداری کو [illegible]

[illegible] روشنی طبع تو بر من بلا شدی کا مصداق بنا رہی ہین۔ جیسا کہ تہوڑے ہی دن قبل ایک نامور ہندو ڈسٹرکٹ جج کے آفت مین مبتلا ہونے سے ظاہر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشی غلام حیدر کے کیس پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نظر ڈال کر روداد مقدمہ کی مدد سے ان کی معطلی و بحالی کے واقعات اجمالاً ہدیہ ناظرین کئے جاوین تاکہ پبلک دیسی اہل کارون کی مشکلات کا قدرے اندازہ لگانے کے ساتھ ہی انگریزی انصاف کی قدردان بننے کا موقع پائے اور آیندہ اگر کوئی بدنصیب اہلکار خدانخواستہ ایسی مصائب کا شکار ہو تو اس کے کیریکٹر پر سوچ سمجہ کر نکتہ چینی کی جاوے۔

مختلف اضلاع پنجاب خصوصاً جہلم گجرات و گوجرانوالہ کے باشندے اس امر کے اعتراف مین ہرگز متامل نہ ہون گے کہ

منشی غلام حیدر صاحب نہایت قابل [illegible] اور حسّاس تحصیلدار ہین۔ ان کی ملازمت قریباً ۲۲ سال کی ہو چکی ہے۔ مگر اب تک [illegible] ماشاء اللہ نہایت تندرست۔ قوی الجثہ اور جوانون کی مانند چاق چست نظر آتے ہین۔ جولائی ۱۹۰۱ء مین آپ [illegible] تحصیل مین تبدیل ہو کر آئے۔ ان ایام مین مسٹر پی۔ ڈی۔ اگینیو صاحب راولپنڈی ڈپٹی کمشنر راولپنڈی) وہان کے ڈپٹی کمشنر تہے [illegible] منشی صاحب نے اپنے زمانہ ملازمت مین کبہی عہدہ داد دھن۔ اہل کارون اور خود غرض اشخاص کے ہتکنڈون کو طشت از بام کر کے انہین برطرف۔ متنزل اور سزایاب کرا دیا تہا۔ جہلم کے ضلع مین تبدیل ہونے سے پہلے آپ راولپنڈی مین تہے۔ وہان انہون نے ایک ہندو وکیل کے گورنمنٹ کو ظالم کہنے پر اس قدر جوش ظاہر کیا کہ تمام ہندو آزردہ ہو گئے۔ جہلم مین آنے سے پیشتر ہی منشی صاحب کے بدخواہون نے ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تہا۔ لیکن مسٹر اگینیو صاحب جیسے [illegible] مغز اور لائق افسر کے زمانے مین ان کی دال نہ گلی۔ اور قریباً دو سال تک وہ جہلم مین نہایت تعریف کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ اس عرصہ مین انہون نے غریب رعیت کی حمایت سے اپنے بدخواہون کو اور بہی بیزار کر لیا۔ افسر مال رائے بہوانی داس صاحب بہی ان کے مدمقابل رہے۔ لیکن باوصف تمام مقابلہ کے انہون نے کئی اہل کارون کی بدذاتیان پایہ ثبوت کو پہنچا کر انہین موقوف متنزل و تبدیل کرایا۔ منجملہ ان کے قابل تحسین کارنامون کے ایک یہ بہی تہا کہ انہون نے لہنہ [illegible] راج سارجنٹ پولیس کے برخلاف جوڈیشل فیصلجات مین سخت ریمارکس کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارجنٹ مذکور موقوف ہوا۔ یہ سارجنٹ مہتہ بہیم سین انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کا سالا تہا اس کی موقوفی نے قدرتی طور پر جو رنج اہنہ بہیم سین صاحب کو پہنچایا۔ اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہین۔ اگر مہتہ صاحب کا بس چلتا۔ تو وہ غالباً منشی صاحب کی ہستی ہی مٹا دیتے۔ مگر مسٹر اگینیو صاحب کے زمانے مین ان کی کوئی کارستانی پیش نہ گئی۔ جہلم سے منشی صاحب ضلع گجرات [illegible]

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اپنا کام [illegible] نامی کے ساتھ بے غل و غش کرتے رہے مگر تقریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر اگلبی صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اگلا کہ صاحب موصوف حیران ہو گئے۔ اس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بد چلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور جس حسن استقلال سے انھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی۔ اس کا حال ان پر آئینہ تھا۔ اس لئے اگلبی کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھن رہے تھے اور انتقام کی موقع تاک رہے تھے۔ جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر ان کی چالاکی کا جادو نہ چلا تو انھوں نے تحصیل پنڈ دادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی۔

اس جگہ پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں املاک و جائداد رکھتے ہیں۔ ان کی [illegible]داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور [illegible] تحصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب [illegible] قوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان [illegible] پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۴۲ سالہ [illegible]ت میں سے ۲۶ سال ضلع جہلم ہی میں [illegible] ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی تعیناتی [illegible] ان دنوں وہ پنڈ دادنخان ہی میں انسپکٹر [illegible] جس سے [illegible] روز روشن کی طرح ظاہر [illegible] ان کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان [illegible] حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان [illegible] کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر [illegible]ن کے مجسم رشوت ستاں ظاہر [illegible]ے کے لئے کافی تھا۔

[illegible] صاحب نے منشی صاحب کے تشریف [illegible] پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان [illegible]ف سے بھرنے شروع کر دیئے اور انہیں یہ کہہ کر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ غلام حیدر بڑا بد چلن۔ رشوت ستان اور متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی اگلبی صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو ہرزہ سرائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اس موقع پر کمشنر صاحب نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہکر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ ان کے احباب و متعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ انہی دنوں مسٹر اگلبی صاحب رخصت پر تشریف لے گئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۴ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکیٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ انکی تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہو گئے اور ان کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈ دادنخان میں تشریف لائے۔

مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے [illegible] ان کے سالے [illegible] کی [illegible] کے علاوہ منشی صاحب [illegible] تحصیلداری [illegible] پنڈ دادن خان میں [illegible] سال میں مہتہ صاحب [illegible] تھا [illegible] کرایا تھا [illegible]

سرکاری [illegible] راجہ یا سردار [illegible] نہ کیا جائے [illegible] گورنمنٹ [illegible] سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کر دیا تھا۔ اس تحصیل میں ہر کس و ناکس اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل اور دونوں خیالی بات کو ہر اہل و نا اہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار [illegible] تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک نہایت دولتمند شخص ہے منشی صاحب کی نوازش سے اس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپے ٹیکس لگا دیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف ادھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی ان کے طرفدار ہو گئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اس کے بیوپار کارخانے ہیں اس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا سمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا۔

منشی غلام حیدر خان صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی [illegible] برخلاف ہو گئے مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران و وکلائے تحصیل بھی جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہو گیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہو گئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جا چکے تھے۔ اہل غرض اشخاص ان کے خلاف آسمان و زمین کے قلابے ملانے [illegible] بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل [illegible] زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی [illegible] مسٹر [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر کے [illegible]

سفارش کر دی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر بہادر بھی مسٹر بانڈ صاحب سابق ڈویژنل افسر [illegible] دفعہ منشی صاحب کے برخلاف زبانی شکایت سن چکے تھے۔ انھوں نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ دسمبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات و ثبوت کے لئے دو یورپین سویلین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر برڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر [illegible] صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجہ کا رشوت ستان خیال کرتے تھے۔ پولیس نے [illegible] بالکہ کو بلکو اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو اکسایا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام [illegible] علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ ان سے خوش ہوگی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہو گی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور ان کے بعد مسٹر برڈ صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ ان کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے ان کے دیہات میں جا کر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف کھڑے کئے گئے۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶
کالم ۲

شاگرد کا خط* اُستاد کے نام

جناب اوستاد صاحب بابو عمر دراز خان صاحب کلرک سی۔ آر۔ ای۔ آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان

...... آپ کا کارڈ مسٹر ثنار اللہ کے نام کا آیا ہوا میرے دیکھنے مین بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر مین آپ کی اس عنایت اور یادآوری کا مشکور ہون۔ گو جناب نے مجھکو ایک عرصے سے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یا شاید مجھ کو اس قابل نہین سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط وکتابت کا رکھا جاوے۔ اگرچہ مین کیسا ہی ہون۔ اور کسی خیال کا پابند ہون۔ گر میرا مذہب اور عقیدہ مجھکو آپ کے خط کا جواب دینے سے ہرگز ہرگز مانع نہین ہے۔ آپ نے جو مجھ کو پڑھانے مین مدد دی ہے۔ اس کا اعتراف اور شکریہ ہر گھڑی مین کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون اور ایسا ہی مین دل سے اس بات کا بھی خواہان و جویان ہون۔ کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ نیکی کرکے اپنے صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر ثنار اللہ کے نام جو خط آپ نے لکھا ہے۔ اس مین مرتد ڈاکٹر یعنے عبد الحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہین بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابین خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی مخالفت اختیار کرکے گمراہی اختیار کی ہے بلکہ اُس نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہین اور یہ کہ کوئی ضروری نہین۔ کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو کیا خدا کی خدائی مین ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہین ہ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم مین اس طرح ہین کہ اتباع نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کا سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ مگر یہ نہین کہ اس کے انتخاب سے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک ہی انسان کے تابع ہو گئے۔ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین تا وقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔

پھر ذکر الحکیم نمبر ۴ حاشیہ مین لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے۔ نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر کہین کہا ہو تو وہ آیت* تلاوت فرماوین۔

اب ان تمام عبارتون کا نتیجہ یہ مطلب ہے بالکل صاف ہے کہ نہ تو قرآن کی ضرورت نہ کسی نبی کی ضرورت۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اعمال صالح بجا لانا موجب نجات ہے۔ کیونکہ مرتد ڈاکٹر نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس مین خدا کی توہین ہے۔ کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین تا وقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہین کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا۔ اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیار سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتین سوجھین۔ جو کہ دہرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھین تھین۔

مجھ کو اگر کچھ تعجب ہے۔ تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابین دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہوکے باز ہین۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے۔ آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہین بتاتا۔ افسوس کہ آپ نے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیار کی توہین آمیز کتابون کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہین کہ خدا اور رسول کافی ہے۔ عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت ان کے دوسرے کب خاطر مین لاتے ہین۔ اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ جس مین عشق رسول کے دیوانون کو یہ راگ سُنایا جاتا ہے۔ کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہین۔ تا وقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔ اور یہ سناتے ہین کہ اللہ تعالےٰ محض توحید و تزکیہ کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر۔ اب خود ہی اپنا منہ گریبان مین ڈال کر غور کرین اور سوچین کہ اس مرتد کے عقیدہ کے بموجب آپ گمراہی کے انتہا کو نہین پہنچ گئے کہ نبیان لیا رہے کہ نہین؟ اور کہ خدا کی توہین کر رہے ہین کہ نہین؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہون گے۔ جیسا کہ آپ کی تحریرون اور تقریرون سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر عبد الحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جس صورت مین آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران مین مبتلا ہونا نہین ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اگر فی الحقیقت مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہو گئی ہے۔ کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہو گئے ہین تو اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دین گے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے۔ اور تمام انبیار محض بے سُود آتے رہے۔ کیونکہ جس صورت مین بقول مرتد ڈاکٹر کے خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے۔ تو انبیار کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمو ہی رکھتے ہین جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہان سے ہان ملتی رہے۔ اور ان دنون مین یہ شعر جناب کے وردزبان رہا کرتا تھا۔ کہ

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست

رہا۔ میرزا صاحب کو آپ کا دہوکے باز بیان کرنا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہین۔ کہ موسےٰ کے وقت لے۔ داؤد کے وقت کے۔ یونس کے وقت۔ نوح کے وقت۔ شعیب کے وقت لے اور لوط کے وقت۔ اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے بعض کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ مین جو میرزا صاحب کو دہوکے باز کہتے ہین کچھ فرق ہے اور تھا؟ یا ایک نہلی کے یہ تمام بچے تھے اور مین دغرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دہوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہین۔ ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہین۔ جس کی وجہ صرف صرف یہ ہے۔ کہ سعدی

کہ چو چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابین دیکھ کر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اُس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہین بلکہ جملہ انبیار علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگون کو گمراہی مین ڈالنے کے لئے تشریف لائے۔ مجھ کو یہ جرأت نہین ہو سکتی کہ آپ سے کہون کہ ایسے بدعقیدہ والے شخص کی کتابین خرید کر اور پڑھ کر کیون

---

* ڈیرہ اسمٰعیلخان مین جو صاحب الحکم کے خریدار ہین اُن سے یہ التماس ہے کہ وہ نمبر ہذا بضرور اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو غالباً بازار مین رہتے ہین دکھلاوین نہایت مہربانی ہوگی۔ منہ۔

* یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہین تعجب کہ باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے اسقدر بے علمی۔ منہ

آپ نے ... پہلے ... دشمنی کو ... کیونکہ جہاں ... لوپڑھ کر ... معاملہ ہو ... مگر ... کرنا قرین مصلحت سمجھتا ہوں۔ اگر آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دہوکے باز ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ دہرمپال مرتد اور پادری عماد الدین کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بھی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اوتر گئی ہو۔ تو اب ایسا ضرور کریں۔ تاکہیں گمراہی میں نہ رہیں۔

۲۔ اس کے بعد آپ نے اس کارڈ میں میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت تم ہنستے جس وقت کہ عبداللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا۔ میرے خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہ لگا کر وہاں سے بہاگتے اور کبھی بہول کر اسلام کا نام نہ لیتے۔ ایسے مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ایسے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۳۔ پہر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑہی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ پنجہ با پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

بہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجہکو جو کچھہ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علی محمد وآل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھہ الہام کلام ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ہیں وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بہی ہر وقت دعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بھی سمجھہ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ خوب غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہدا
بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ کرد است اتباع اتا غنیا
عارفان را منتہائی علم و رخت
صادقان را منتہائے صدق بر شفقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان نمے یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
تکیہ بر اعمال خود بے عشق روئے تا بہ است
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردمی پیدا شود نورے ز عشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہے تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے مے کند
من دعا ہائے بروبارے تو ای باغ بہار

اور پہر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از و یا بیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہی بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہیں دکہلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بہی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکہو مسیح الزمان ہے

۴۔ پہر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سوندا بہیجہ میرا ... تو ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم بالاسے جو کچہہ ہے اس کو چہر اسیوں سے کیا سروکار۔ پس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب! بہت اچہا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد لکہے تو کیا لکہے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف اللہ و رسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر ان کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہم نے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک وہ بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تہا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی رکہا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ سے بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مجہہ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی پڑہنے کے لئے عنایت کرکے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تہی۔ ایسا ہی ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تہا کہ ؎

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبیؐ
دوستدار چار یارم تابع اولاد علیؓ
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگوں کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تہا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً و حتماً انکار و فرار ہونا کچہہ بہی مشکل نہیں۔ پس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جہوٹے اور دہوکے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا جس کا خود پہلے اقرار تہا۔ ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول کے منافی ہے۔ تو آپ نے پہلے جو ان پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگوں پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ پس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ اس کا جو کچہہ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے کچہہ لکہا اور دوسری جگہ کچہہ۔ اس پر غور فرماویں کہ مسٹر ثناء اللہ کو بیان پر قریبی وصیت کی ہے۔ پس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا۔ تو پہر اس کا عشق کامل نہیں عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسروں کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ خوب تصوف کی کتابیں مطالعہ میں رکہو۔ دل میں حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیعت ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ یہ میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید ہو یا نہ ہو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولسنا کوچۂ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بہی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے میں ان متضاد باتوں کو پڑھ کر سخت حیران ہوں اور مجہہ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کی کا یہ پہل ہے کہ ایک ننہے سے کارڈ میں اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کہانے والی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا تو پہر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پہر ثناء اللہ بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بہی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف سمجھا کر آپ کا قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت اونکے کے دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہین اور کہ الله و رسول کافی ہے جو ذرا بھی تجاوز کیا تو سمجھو اوسکا عشق کامل نہین "اور یہ ایسا دندان شکن جواب ہے کہ ابد اس جواب کے آپ سے ممکن نہین کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہ یہ کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا او سپر بھی آپ کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال [illegible] تنا والد [illegible] آپ کے سبب آخری حکم کسی کامل بزرگ کے دست [illegible] جاؤ [illegible] ہونیکے [illegible] کسی بزرگ کو تلاش کر کے اوس کی بیعت کرلی۔ اور آپ نے کورا اور روکھا پھیکا جواب سنا دیا کہ میان [illegible] ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے تو بتلائیے کہ اوسکی محنت برباد ہوئی کہ نہیں؟ پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت ہی [illegible] کرتے جس کا اولٹا اثر ہو [illegible] ہے کہ ایک جگہ آپ فرماتے ہین کہ بخدا مجکو میرا اسی [illegible] ہے اور یوان ان ڈاکٹر [illegible] سمجھتے ہین کہ کسی کی بیعت نہین کرنی چاہیئے اور [illegible] حکم دیتے ہین کہ کسی کامل بزرگ [illegible] وخدا کامل بزرگ کس کو کہتے ہیں؟ اوس کی ذرا تفسیر [illegible] کہان [illegible] ایسے [illegible] صاحب [illegible] پوشیدہ کی [illegible] کی جاوے۔

[illegible] ابھی بہت کچھ لکھنا ہوان باقی ہے اگر ضرورت [illegible] تو عرض کرونگا اور آپ [illegible] رکھین کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ [illegible] کے [illegible] پر عرض کیا گیا ہے اور یہ بھی امید کرتا ہون کہ آپ اس کو [illegible] پڑھکر ضرور اسکا جواب باصواب سے مشکور فرما دینگے۔ کیونکہ جس طرح اوستاد ہونے کی حیثیت سے آپ کا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے کی حیثیت میں میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش کرون کہ جو دھوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کھینچی ہے وہ اٹھ جائے اور جو راستباز بندہ کا جوہر آپکو نظر آوے۔ باقی خیریت ہے والسلام۔

راقم

خاکسار شیخ [illegible] حسین احمد سے

از لاہور چھاونی

دیکھو بقیہ صفحہ [illegible]

مسٹر [illegible] صاحب کی تحقیقات شروع کرنے سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف بعض لوگون کے بیانات لکھے پھر ان بیانات کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلم بند کرایا بعد ازان مسٹر [illegible] صاحب نے انہیں اشخاص کے بیانات لکھے اور [illegible] مسٹر [illegible] صاحب کے روبرو منشی غلام حیدر خان کی [illegible] جو تھی دفعہ بیانات لکھے گئے۔ جس [illegible] اگر اس بیان [illegible] دروغ [illegible] کے جرم کا مرتکب ہوا [illegible] عالم ہوا [illegible] بیان [illegible] الزامات کا عائد ہونا کیا بڑی بات [illegible] گواہ بنائے گئے۔ [illegible] بیانات کو تین تین چار چار مرتبہ [illegible] گیا۔ [illegible] الزامات [illegible] رکھا گیا۔ منشی [illegible] صاحب کی خوش قسمتی سے مسٹر [illegible] صاحب [illegible] ایک نیک اور منصف مزاج [illegible] ہوا۔ انہوں نے تمام [illegible] میں [illegible] ان کے بیانات چوتھی مرتبہ قلمبند کرنے کے [illegible] مقدمات [illegible] گئے جوان کی اور سرکاری وکیل [illegible] بار [illegible] پیش [illegible] صاحب [illegible] خارج [illegible] منشی غلام حیدر خان صاحب [illegible] باضابطہ تحقیقات شروع کی [illegible] مقدمات میں جو الزامات [illegible] میں تحریر کرکے اونکی نقل وکیل ملزم چودہری شہاب الدین صاحب بی اے [illegible] ایل۔ بی وکیل چیف کورٹ پنجاب کے [illegible] کی گئی۔ استغاثہ کیطرف سے مسٹر [illegible] صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے چودہری صاحب پیروکار تھے۔ قریباً ڈیڑھ ماہ تک ان سات مقدمات کے متعلق شہادت ہوتی رہی۔ وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جھوٹا ظاہر [illegible] ہی اکتفا نہ کی بلکہ انہوں نے [illegible] صاحب انسپکٹر مسٹر [illegible] صاحب [illegible] صاحب کپتان پولیس [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی [illegible] اور ان سے [illegible] جرح میں ثابت کرا دیا کہ مقدمات تمام جھوٹے اور بناوٹی ہیں اور [illegible] صاحب انسپکٹر اور اونکے ہم خیال احباب اور [illegible] اشخاص اونکے بانی مبانی ہین۔ ملزم کی خوش قسمتی

سے سرکاری وکیل نے مسٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ کرا دیا۔ صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر [illegible] صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے وکیل کے مواجہہ میں کیا گیا۔ صاحب موصوف نے انجیل کے حلف پر [illegible] صاحب کی شکایت اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت سے بیان کئے اس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی امر کا شک نہیں رہ سکتا کہ صاحب ممدوح نے بڑے زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا ایسا مخالف رہا ہے کہ اوسپر ایسے ہزارون مقدمات کا کھڑا ہونا ذرا بھی تعجب کے قابل نہیں۔

شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے قابل وکیل یعنے چودہری شہاب الدین صاحب نے معقول اور بسیط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر مسٹر [illegible] صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کی۔ صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ تقریر منشی صاحب کو بری الذمہ قرار دے کر [illegible] اور [illegible] بھیجدی۔ جب وہ رپورٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھوں سے [illegible] سرکار [illegible] صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے پاس پہنچی۔ تو صاحب ممدوح نے [illegible] منشی صاحب کی بحالی کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب کی معطلی کا زمانہ [illegible] سرکاری میں شمار ہو اور اونکو زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے۔ اور وہ [illegible] کئے جائیں۔

میں اس [illegible] منشی غلام حیدر خان صاحب اور ان کے فاضل وکیل چودہری شہاب الدین صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہون "[illegible] کام اچھا ہے [illegible] جسکا مآل اچھا ہے"

لیکن میں [illegible] جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہون۔ کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ اور جسنے منشی صاحب اون کے متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ تک [illegible] قدر رنج [illegible] میں مبتلا رکھا ہے۔ [illegible] منشی صاحب [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے سے اس قدر [illegible] رکھا ہے۔ اور جسکی [illegible] منشی صاحب کے ہزارہا روپئے وکیل [illegible] صرف ہو گئے ہیں اس مقدمہ کا انجام [illegible] صاحب کی بحالی پر ہی نہیں ہونا چاہیئے [illegible] طور پر ذاتیات [illegible] گرفت نہوئی اور ان کو [illegible]

پر ایک دھبہ ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۸۱ تعزیرات ہند یا محکمانہ طور پر مقدمہ کے بانیون اور جھوٹے گواہون کا تدارک فرما کر اپنے افسران [illegible] آیندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملون سے محفوظ رکھیگی نیز اپنے [illegible] صداقت کو آیندہ کے لئے بچائیگی۔ تو بالکل حق بجانب ہوگی۔ اگر اس موقعہ پر گورنمنٹ نے ایسی صریح اور صاف معاملہ میں کوئی نوٹس نہ لیا تو آیندہ ہر کہ دمہ کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ علاوہ اپنی ۲۲ سالہ ملازمت کھونے اور موقوف ہونیکے شاید قانون فوجداری کے شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے۔ پس جب ایک فریق کیلئے نتائج ایسے سنگین ہونے ممکن تھے تو اسکی برعکس صورت میں یہ بالکل قرین انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے۔

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر سیدھی چاہتی ہے یا اورون کو کبڑا دیکھنا پسند کرتی ہے؟ کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ کبڑی ہون میں بھی انکو اپنی طرح دیکھون۔ یہی حال ان [illegible] کا ہے۔ انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جسطرح ہم پر نئی رنگ [illegible] سے فتوے کفر لگا ہے۔ اورون پر بھی لگتا رہے چنانچہ ایڈیٹر وطن پر انہون نے فتوی لیکر شایع کیا ہے کہ یہ [illegible] کی کتابیں اسلام کے خلاف بیچتا ہے ایسی فتوی بازیون [illegible] تو ہم مخالف ہین البتہ اسمین شک نہین کہ ایڈیٹر وطن کا یہ فعل کسی طرح کسی دیندار دانا کی نظر میں مستحسن نہ کیا جا[illegible] بھی نہین ہوگا۔ اسپر ہمکو حیرانی ہے کہ جن ہمعصرون نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے انکی بابت لکھا ہے کہ وطن کی ترقی پر انکو حسد آتا ہے (معاذ الله) اور ونکی بابت تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث سچ دل سے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہیں بلکہ خوشی اور فخر ہے (وکفی بالله شهیدا) حالانکہ اسی مضمون کے شروع میں ایڈیٹر وطن خود ہی لکھتا ہے کہ اعتراض کرنا تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے بچنا چاہئے۔ الله اکبر ایک ہی پرچہ میں بلکہ ایک ہی مضمون میں اپنے ہی لکھے کے خلاف لکھدینا جتلا رہا ہے کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہیں رہتی یا جو کچھ لکھتے ہین وہ دوسرون کیلئے ہوتا ہے۔ اپنے عمل کیلئے نہیں اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آپ کہتے ہین کہ گو قرآن شریف میں عزیز و اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف بھی حق کہنے کی تاکید ہے۔ مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو عصبیت اور حمایت رکھنے کا موکد حکم ہے افسوس ہے کہ [illegible] تمام قرآن شریف میں یہ موکد حکم کہیں نہیں ملتا۔ البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے کہ صحابہ سے غلطی سے [illegible]

مختصر نوٹ

معزز ہم عصر ہندوستان رقمطراز ہے کہ سرحدی واقعات قتل مٹانے کے لئے ایک لائق اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی کالج کھولا جاوے اور وہاں کے پٹھانوں کو بذریعہ صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پاکر قتل کرنا بہشت میں داخلہ کا پروانہ نہیں ہے۔

اس تجویز پر معاصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ آیا لوگ رضامند ہونگے کہ وہ پشاور میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں کو دیں "

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل ملاؤں کے سر سے جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے۔ اور یہ خیال دہشتناک واقعات بتاتے ہیں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم عام طور پر نہ پھیلے۔ کیونکہ ایک احمدی کیلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی خونی مہدی آنے والا نہیں اور اب جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو رسالہ جہاد پر لکھا تھا اسکی بہت سی کاپیاں سرحد پر تقسیم کی گئی تھیں جس میں جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ بھی شایع کیا تھا۔ گورنمنٹ کو جو سکول کھولنے کی رائے دی جاتی ہے اس سے بہت ہی کم خرچ میں یہ کتابیں شائع ہو سکتی ہیں اگر گورنمنٹ انکا پشتو میں ترجمہ کراکر اپنے خرچ پر شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو پہونچ سکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ سنگدل ہیں لیکن انمیں سلیم الفطرت بھی ہیں اور جب ایک امر حق ان کی سمجھ میں آجاوے پھر وہ اس پر پورا عمل کرتے ہیں۔ پس اس تجویز سے فایدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت اور بھی کھلے گی۔

ضرورت دعا

ہمارے سلسلہ کے مشہور و معروف اور مخلص ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل و عیال مدت سے بخار میں مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرماوے

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسے کوئی مفر نہیں ملتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیاں دینے پر اتر آتا ہے اور کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان کو جب کفر فروشی کے الزام کا جواب نہ آیا اور انسانیت نے اسے توبہ کرنے سے روک رکھا تو اور تو کچھ بن نہیں پڑا گالیاں دینے پر اتر آیا۔ میں نے اس سلسلہ مضامین کو شروع کرتے ہی کہدیا تھا کہ پیسہ اخبار اور کرزن گزٹ کے مقابلہ میں عاجز آکر جو گالیاں اسنے دی تھیں وہ میں پڑھ چکا ہوں اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ بھی ہونے والا تھا تاہم حق گوئی کے مقابلہ میں میں ان گالیوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرونگا اسلئے انشاء اللہ خان کی گالیاں میرے قلم کو روک نہ سکیں گی اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے لگائے ہوئے الزامات کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہیں ہے اور آیندہ اس سلسلہ میں جو امور میں پیش کرونگا ان کا جواب بھی اس سے بن نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اب اپنی مخلصی اس امر میں دیکھی کہ وہ قادیان کے اخباروں سے تبادلہ بند کردے۔ ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان کی بحث چھڑی تھی۔ اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تھا اسوقت تو وہ بدولت نے بڑی تعلّی کی سنائی تھیں۔ میں ان فقرات کو کسی آیندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔ وطن کا پڑھ لینا یا ال جانا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ جو کسی صورت میں میسر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کردیا کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی اسی حرکت کو میں ایڈیٹران اخبار کے نوٹس کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور انہیں ایک تازہ سرٹیفکیٹ سنانا چاہتا ہوں جو معزز و مقتدر ہم عصر پیسہ اخبار نے دیا ہے۔ وطن کی ۲۶ اکتوبر کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک حصہ کا جواب تو وہ میگزین کے نومبر کے نمبر میں پڑھیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں ملیگا [illegible] وطن [illegible] کو اسکی قومی [illegible] کا راز مخفی اب کھل کر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

میں یہ بھی جانتا ہوں اور وطن کے ایڈیٹر کی اس فطرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لفٹ نظر آجائیگا اور اسی دفتر میں نظر آئیگا جہاں وہ ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر گیا اور کیوں گیا؟ اور اسکے ساتھ اسکے تعلقات کیسے تھے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑھنے کے لئے اپنی حمیت کو سنبھال کر طیار رہیں۔

عرفانی

ایک گستاخ کی اپنے ہی ... [illegible]

ایمان کہیں گیا ایمان تو سب کچھ ہے

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور الحکم قادیان میں ایک بحث کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ ہمنے اسپر اسوقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہیں لیا کہ یہ آپس ہی میں نپٹ جائے تو بہتر ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ طول کھینچا جاتا ہے۔ اسواسطے ہمارا فرض ہے کہ اسپر اپنی رائے دونوں معزز ہمعصروں کے سامنے پیش کرکے آیندہ اس سلسلہ کو بند کردینے کی درخواست کریں۔

وطن اسلامی دنیا میں نامور اخبار ہے اسی طرح الحکم احمدی فرقہ میں آپ ہی اپنا نظیر ہے۔ ۲۴ اکتوبر کے الحکم نے سر ولیم میور کی تصانیف کے متعلق جو وطن کے ... ہاں فروخت ہو رہی ہیں تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ اوّل تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر حملہ کرنے والی ہیں شایع کرنا ٹھیک نہ تھا۔ دوسرے جس کتاب کی اصل قیمت پہلے ۸ روپیہ ہو اور اسکی ۴ روپیہ ظاہر کرکے رعایتی ۲ روپیہ مقرر کرنا یہ بھی وطن جیسے مقتدر اخبار کی شان کے خلاف تھا۔ سر ولیم میور کی لائف آف محمدؐ وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سر سید احمد خانصاحب نے بھی خطبات احمدیہ کے نام سے اردو و انگریزی میں لکھا تھا۔ رسالہ شرارہ کا مراد آباد کے ٹائیٹل پیج پر اے۔ ایم زمان برادرس کیطرف سے مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چھپ رہا ہے جسکی قیمت بلا رعایت مع نفع کے ۱۲ روپیہ درج ہے۔ پھر دفتر وطن کی رعایتی قیمت ۲ روپیہ کسطرح ٹھیک ہو سکتی ہے ہمیں اس سے مسرت ہوئی کہ دیندار منیجر اے۔ ایم زمان برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کرلیا ہے کہ آیندہ نمبر سے ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دینگے۔

[illegible] وطن [illegible] جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے اب وہ اس بحث کو زیادہ بڑھانے سے ضرور کم ہو جائیگی [illegible] فتح اسلامی [illegible] علینا الا البلاغ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزّزین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں
جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران
شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہی اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط
اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہی جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہی

اور وہ یہ ہے

مجناب بابو غلام رسول صاحب احمدی اسٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ لہٰذا عرض ہے کہ مدین کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا

جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا اور آپکی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دوا کا شفا حویلی کابلی مل لاہور

[illegible] پریس [illegible] سے چھپکر شائع ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

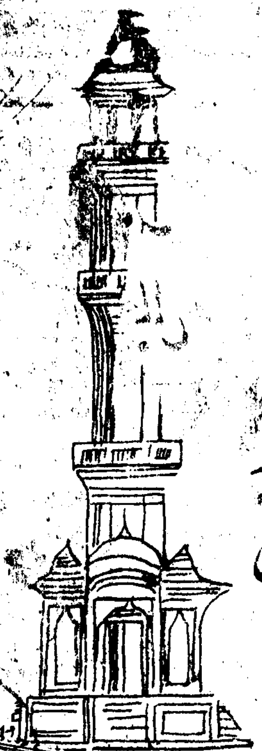
الحکم

چہ گویم با تو از اغراض الحکم | دہ ہی نشفا ہی غرض دار الامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ۴۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰



فہرست مضامین

تازہ الہامات

۱۸- نومبر ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جو بظاہر اکڑ رہے ہیں
پھر غیب سے آواز آئی - مُبارک
(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

ما وقفتُ موقفًا اغیظ من ھذا
ان بطش ربک لشدید

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقف پر نہیں ہوا - تحقیق تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲- نومبر - ربّ احفظنی ان القوم یتخذونی سخرۃ
ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر تحقیق یہ قوم مجھے ہنسی کی جگہ بنا رہی ہے -

۲۳- نومبر ۱۹۰۶ء

(۱) ان اللہ منّ علیکم واعطیک ما اعطیک ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ

ترجمہ - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنی نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے - پھر بعد اس کے الہام ہوا - اور ... اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -
... تیرے ... بہشتی ... دونگا جو ... دن گا ...

دار الامان کا ہفتہ

۱- الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے - آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں - آپ کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے طرح ہیں -
۲- ... حضرت ... کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے - حضرت حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونۃً چھاپنے کی بہ غرض تجویز ہوئی ہے - اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں -
۳- ... عید کی رونق یہاں شنبہ کی شام کو ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو مسجد ... حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے ... خطبہ پڑھا مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا - دیہات ... علاوہ ... جک بنیار وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے - ناظرین کو عید مبارک ہو -
۴- ... تعلیم الاسلام کی جماعت ہندی ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب ... اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں ان کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ ... موقع ہے -
۵- ... گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شائع ہوتی رہی ہے - امید کی جاتی ہے ... کر کے مفید ... مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا -
۶- ... ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب ... کا نکاح ... عبد الرحیم صاحب سے ہوا - سید عزیز الرحمن صاحب ... سے مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے - ... عبد الرحیم صاحب ... صاحب ... رخصتانہ کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آئے -
منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے - اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین -

منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار کی بحالی

بعض ناظرین الحکم منشی غلام حیدر خان صاحب کے نام سے بخوبی واقف ہوں گے لیکن اکثروں کے لئے یہ نام بالکل نیا ہوگا۔ منشی غلام حیدر خان صاحب اگرچہ اس سلسلہ میں مرید نہیں ہیں۔ لیکن ان کی منصف مزاجی اور حق پسند طبیعت نے اس سلسلہ کی اصل حقیقت سے انہیں خوب آگاہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں ایسے موقع دئے کہ وہ پورے طور پر اس سلسلہ کے حالات سے اطلاع حاصل کر سکیں جن دنوں ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ قتل حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف تھا۔ ان دنوں آپ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ اور پھر جب جہلم میں مقدمات ہمارے خلاف دائر ہوئے۔ اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے خاص طور پر ان کو انتظام کے لئے مقرر کیا تھا [illegible] خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ نے اس موقع پر امن کو قائم رکھا وہ جہلم کے لئے قابل ناز امر ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر جبکہ ہزارہا انسان جمع ہوئے ہوں اور جہاں مذہبی مخالفانہ سپرٹ زوروں پر ہو امن کا قائم رکھنا کوئی معمولی امر نہیں۔ بلکہ یہ خاص قابلیت اور خداداد انتظامی قوت کا نتیجہ تھا۔ پھر انہیں مقدمات کے سلسلہ میں وہ گورداسپور میں ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں شہادت کے لئے کئی مرتبہ آتے رہے اور نہایت ایمانداری اور جرأت کے ساتھ شہادت حقہ ادا کی اس طرح پر انہیں متعدد موقعے اس سلسلہ کی تائید کے لئے ملے ہیں۔ اور باوجود غیر احمدی ہونے کے انہوں نے جس آزادی اور فراخ دلی سے حق کی تائید کی وہ اس قابل تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضائع نہ کرے چودھری غلام حیدر خان صاحب چونکہ بڑے دلیر اور آزاد منش اور بے ریا انسان ہیں اس لئے وہ ان لوگوں کو خوش نہ رکھ سکے جو دھڑہ بندی اور منافقانہ کارروائیوں کو پسند کیا کرتے ہیں۔ ان کی سازشوں اور افتراپردازیوں نے ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کالی صاحب . . . . . . کو بھی بابو صاحب پر سخت ناراض کر دیا بلکہ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ وہ ان مقدمات میں خود مدعی کا پارٹ ادا کر رہے تھے تو یہ کوئی مبالغہ نہیں۔ صاحب ممدوح نے بابو صاحب کے خلاف لوگوں کو ذیلداروں اور نمبرداروں کی معرفت یہ اعلان دیا۔ کہ بابو غلام حیدر خان کے خلاف جو لوگ گورنمنٹ کو مدد دیں گے۔ وہ ہر طرح سے محفوظ رہیں گے انہوں نے انسپکٹر [illegible] صاحب پولیس پنجاب سے خاص [illegible] کے لئے کر ستند گو سکل [illegible] سب انسپکٹر پولیس کو متعین کیا اور [illegible] علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کو ڈسٹرکٹ [illegible] پولیس نے تھانہ میں لے لیا [illegible] [illegible] کے نے لگا دیا۔ ایسی حالت اور [illegible] جو مقدمہ اٹھایا جاوے۔ اس سے بچ نکلنا کوئی [illegible] امر [illegible] ممکن تھا۔ اس مقدمہ میں بابو غلام حیدر خان صاحب کے خلاف مقدمات ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی گئی [illegible] محقق کئے گئے۔ مقدمات [illegible] ایک شخص [illegible] پولیس [illegible] صاحب کی [illegible] موقوف ہوا [illegible] پولیس [illegible] پر انسپکٹر صاحب کی مخالفت [illegible] اور اس مخالفت نے بابو صاحب کو ان [illegible] الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح پر ان کو ان مصائب اور تکالیف [illegible] ان مقدمات کے رنگ میں [illegible] خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور ان کی راستی اور انصاف پروری نے ان کے دامن کو بے لوث ثابت کیا۔ اس مقدمہ کے حالات پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک لیڈر نکلا ہے۔ میں اسے بجنسہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور بابو غلام حیدر خان صاحب کی بریّت اور بحالی پر انہیں صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہوں۔ چودھری شہاب الدین صاحب وکیل بھی خاص مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی قانونی قابلیت سے اس مقدمہ میں خاص نام پایا اور کامیابی حاصل کی میرے رائے میں اس سوال کو بڑے زور کے ساتھ ہمارے معاصرین کو اٹھانا چاہیئے۔ کہ بابو [illegible] جو اس قدر اخراجات بابو صاحب کو برداشت کرنے پڑے ہیں۔ یہ بابو صاحب کو ضرور ملنے چاہئیں۔

یہ امر اور بھی خوشی کا موجب ہے کہ ان کے ایام تعطلی کی تنخواہ بھی بابو صاحب کو دی جاوے گی اور اب وہ فیروزپور میں متعین ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ کا بھی بہت سا روپیہ فضول صرف ہوا۔ آئندہ کو امید ہے۔ گورنمنٹ بھی ایسے منسوب بازر لوگوں سے سبق لے گی۔ بہرحال وہ آرٹیکل یہ ہے۔

روزانہ پیسہ اخبار کی اشاعت ماقبل گزشتہ میں "قابل داد انصاف" کے عنوان سے یہ خوش گوار خبر درج کی جا چکی ہے۔ کہ منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار جہلم قریباً ایک سال کی معطلی و پریشانی کے بعد آخر کار تمام الزامات سے پاک ثابت ہوئے۔ اور پورے اعزاز کے ساتھ اپنے منصب پر بحال ہو کر ضلع فیروزپور میں تعینات کئے گئے۔ [illegible] چونکہ تحصیلدار صاحب پر جو افتاد پڑی۔ وہ اپنی نوعیت میں بڑی قابل تاسف [illegible] کے ساتھ ایسی ہے۔ کہ [illegible] بعض [illegible] سرکاری اہل کاروں [illegible] جوڈیشل افسروں کو محض اپنے [illegible] کے باعث حاسد [illegible] پارٹیوں کی سازشوں سے پیش آتی اور ان کی جفاکشی و دیانتداری کو [illegible]

[illegible] کی طرح تو برس بلا شدی کا مصداق بنا دی رہتی ہیں۔ جیسا کہ تھوڑے ہی دن [illegible] ایک نامور ہندو ڈسٹرکٹ جج کے آفت میں مبتلا ہونے سے ظاہر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشی غلام حیدر کے کیس پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نظر ڈال کر روئداد مقدمہ کی مدد سے ان کی معطلی و بحالی کے واقعات اجمالاً ہدیہ ناظرین کئے جاویں تاکہ پبلک ایسی اہل کاروں کی مشکلات کا قدرے اندازہ لگانے کے ساتھ ہی انگریزی انصاف کی قدردان بننے کا موقع پائے اور آئندہ اگر کوئی بدنصیب اہلکار خدانخواستہ ایسی مصائب کا شکار ہو تو اس کے کیریکٹر پر بیچ سمجھ کر نکتہ چینی کی جاوے۔

مختلف اضلاع پنجاب خصوصاً جہلم گجرات و گوجرانوالہ کے باشندے اس امر کے [illegible] میں ہرگز متامل نہ ہوں گے کہ منشی غلام حیدر صاحب نہایت قابل منتظم اور چست تحصیلدار ہیں۔ ان کی ملازمت قریباً ۲۲ سال کی ہو چکی ہے۔ مگر اب تک آپ ماشاء اللہ نہایت تندرست۔ قوی الجثہ اور جوانوں کی مانند چست نظر آتے ہیں۔ جولائی ۱۹۰۱ء میں آپ تحصیل جہلم میں تبدیل ہو کر آئے [illegible] ایام میں مسٹر پی۔ ڈی اگینیو صاحب [illegible] راول پنڈی ڈپٹی کمشنر راول پنڈی) وہاں کے ڈپٹی کمشنر تھے۔

منشی صاحب نے اپنے زمانہ ملازمت میں کئی عہدہ داروں۔ اہل کاروں اور خود غرض اشخاص کے ہتھکنڈوں کو طشت از بام کر کے انہیں برطرف۔ متنزل اور سزایاب کرا دیا تھا۔ جہلم کے ضلع میں تبدیل ہونے سے پہلے آپ راول پنڈی میں تھے۔ وہاں انہوں نے ایک ہندو وکیل کے گورنمنٹ کو ظالم کہنے پر اس قدر جوش ظاہر کیا کہ تمام ہندو آزردہ ہو گئے۔ جہلم میں آنے سے پیشتر ہی منشی صاحب کے بدخواہوں نے ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن مسٹر اگینیو صاحب جیسے بیدار مغز اور کارگذار افسر کے [illegible] میں ان کی دال نہ گلی۔ اور قریباً دو سال تک وہ جہلم میں نہایت تعریف کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے غریب رعیت کی حمایت سے اپنے بدخواہوں کو اور بھی بیزار کر لیا۔ دفسر مال رائے بھوانی داس صاحب بھی اُن کے مدمقابل رہے۔ لیکن باوصف تمام مقابلہ کے انہوں نے کئی اہل کاروں کی بد ذاتیاں پایہ ثبوت کو پہنچا کر انہیں موقوف متنزل و تبدیل کرایا۔ منجملہ ان کے قابل تحسین کارناموں کے ایک یہ بھی تھا۔ کہ انہوں نے مہتہ بودھ راج سارجنٹ پولیس کے برخلاف جوڈیشل فیصلجات میں سخت ریمارکس کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارجنٹ مذکور موقوف ہوا۔ یہ سارجنٹ مہتہ بھیم سین انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کا سالا تھا اس کی موقوفی نے قدرتی طور پر جو رنج مہتہ بھیم سین صاحب کو پہنچایا۔ اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہیں۔ اگر مہتہ صاحب کا بس چلتا۔ تو وہ غالباً منشی صاحب کی ہستی ہی مٹا دیتے۔ مگر مسٹر اگینیو صاحب کے زمانے میں ان کی کوئی کارستانی پیش نہ گئی۔ جہلم سے منشی صاحب ضلع گجرات

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہوگئے۔ اور اپنا کام نیک نامی کے ساتھ بے غل وغش کرتے رہے۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر ایگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اُگلا کہ صاحب موصوف حیران ہوگئے۔ اُس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بدچلن مرتشی اور متعصب مُسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی تھی۔ اُس کا حال اُن پر آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر ایگنیو کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھن رہے تھے اور انتقام کا کوئی موقع تاک رہے تھے۔ پس جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی کا جادو نہ چلا۔ تو اُنھوں نے تحصیل پنڈ دادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی ۔

اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں بڑی املاک وجایداد رکھتے ہیں۔ اُن کی رشتہ داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور خاص تحصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب کی ہمقوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان سب پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۳۲ سالہ ملازمت میں سے ۲۶ سال ضلع جہلم ہی میں رہے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی تعیناتی سے اُن دنوں وہ پنڈ دادنخان ہی میں انسپکٹر تھے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اُن کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان میں کس حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان صاحب کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر آنا ہی اُن کے مجسم رشوت ستاں ظاہر کئے جانے کے لئے کافی تھا ۔

مہتہ صاحب نے منشی صاحب کے تشریف لانے سے پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان اُن کی طرف سے بھرنے شروع کر دئیے تھے اور اُنہیں یہ کہہ کر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ غلام حیدر بڑا بدچلن۔ رشوت ستاں اور متعصب مُسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی ایگنیو صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو ہرزہ سرائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے اِس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہکر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ اُن کے احباب ومتعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر ایگنیو صاحب رخصت پر تشریف لیگئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۴ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمال نامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے ۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ اُنکے تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہوگئے اور اُن کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈ دادنخان میں تشریف لائے ۔

مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے برابر درپے رہے۔ اُن کے سلسلے بوجہ راج کی موقوفی کے علاوہ منشی صاحب نے دوران تحصیلداری پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب کے ایک ذاتی مقدمہ مال میں مہتہ صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا تھا۔ علاوہ بریں اُنھوں نے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ کوئی شخص کسی [illegible] سرکار میں راجہ یا سردار کے لقب سے مخاطب نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اُسے گورنمنٹ کیطرف سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مُسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کر دیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر شخص اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل ان دونوں خطابات کو ہر اہل و نااہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک نہایت دولتمند شخص ہے۔ منشی صاحب کی نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپیہ ٹیکس لگا دیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہوگئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اُس کے پندرہ کارخانے ہیں۔ اُس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا تیسمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا ۔

منشی غلام حیدر خاں صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی اُن کے برخلاف ہوگئے۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران ووکلائے تحصیل بھی جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہوگیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہوگئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جا چکے تھے۔ اہل غرض اشخاص اُن کے خلاف آسمان وزمین کے قلابے ملانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی معرفت مسٹر کانلے صاحب ڈپٹی کمشنر کے نیک خیالات کو بھی تبدیل کیا گیا۔ غرضیکہ مسٹر رڈکن صاحب نے منشی صاحب کی معطلی کی سفارش کی اور صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر بہادر بھی مسٹر بانڈ صاحب سابق سب ڈویژنل افسر سے وجہ منشی صاحب کے خلاف بہت کچھ شکایت سُن چکے تھے۔ اُنھوں نے [illegible] میں ہاں ملا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ نومبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات وثبوت کے لئے دو یورپین سویلین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے ۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر سٹوگڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بنیڈ صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجے کا رشوت ستاں خیال کرتے تھے۔ پولیس [illegible] بلکہ [illegible] اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو اکسایا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام [illegible] عمال علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہوگی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سُنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہوگی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر [illegible] صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے اُن کے دیہات میں جاکر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف تیار کئے گئے ۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

شاگرد کا خط استاد کے نام*

جناب اوستاد صاحب بابو عمر دراز خان صاحب منشی آر - ای - آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان
آپ کا کارڈ مسٹر ثناء اللہ کے نام کا آیا ہوا مجھے دیکھنے میں بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر میں آپکی اس عنایت اور یاد آوری کا شاکر ہوں - گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے - یعنے مجھکو اس قابل نہیں سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط و کتابت کا رکھا جاوے اگرچہ میں [illegible] ہوں [illegible] خیال کا پابند ہوں - مگر [illegible] مجھکو آپ [illegible] خط کا جواب [illegible] ہرگز مانع نہیں ہے - آپنے جو مجھکو پڑھایا ہے میں مرہون منت ہوں اس کا اعتراف اور شکریہ پھر کچھ دین کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور اپنے دلی اخلاص سے اس بات کا ہی خواہان و جویان ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ نیکی کرے کہ اپنے صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے - آمین۔

مسٹر ثناء اللہ کے نام جو خط آپنے لکھا ہے اس میں مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی بغاوت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے - بلکہ اُس نے صاف طور پر لکھا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہیں اور یہ کہ کوئی ضروری نہیں - کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو کیا خدا کی خدائی میں ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہیں ؟ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم [illegible] میں اس طرح ہیں کہ اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کا سیدھا اور آسان [illegible] ہے - مگر [illegible] کہ اس [illegible] کے تمام [illegible] رحمت و مغفرت [illegible] انسان [illegible] ہو گئے - خدا [illegible] اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔“

پھر ذکر الحکیم [illegible] میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیا ہے - نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر [illegible] تو وہ آپ بتلائی ہوئی“

اب ان تمام عبارتوں کا [illegible] ہے بالکل صاف ہے کہ نہ تو قرآن کی ضرورت نہ کسی نبی کی ضرورت ہے - نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کر اعمال صالح ہی لانا موجب [illegible] ہے [illegible] الٹہ نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس میں خدا کی توہین ہے - کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا - اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتیں سوجھیں - جو کہ دھرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھیں تھیں -

مجھکو اگر کچھ تعجب ہے - تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابیں دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے - کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دھوکے باز ہیں - مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے - آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہیں چلتا - افسوس کہ آپنے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین آمیز کتابوں کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہیں کہ [illegible] اللہ اور رسول کافی ہے - عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیوانہ اور محبت ان کے [illegible] خاطر میں لاتے ہیں - اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں - جس میں عشق رسول کے دیوانوں کو یہ راگ سنایا جاتا ہے - کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی - کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں - تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ مانا جاوے“ اور پھر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے محض توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیا ہے نہ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر“ اب خود ہی اپنا منہ گریبان میں ڈال کر غور کریں اور سوچیں کہ اس مرتد کے عقیدہ کے موجب آپ گمراہی کے اتھاہ گڈھے میں پڑے ڈبکیاں کہا رہے کہ نہیں ؟ اور کہ خدا کی توہین کر رہے ہیں کہ نہیں ؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہوں گے - جیسا کہ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہوتا رہا ہے - مگر عبد الحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے - پھر جس صورت میں آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران میں مبتلا ہونا نہیں ہے تو اور کیا ہے - اور اگر فی الحقیقت میرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہو گئی ہے - کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہو گئے ہیں تو اگرچہ یہ ممکن ہے - کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دینگے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے - اور تمام انبیاء محض بے سود آتے رہے - کیونکہ جس صورت میں بقول مرتد ڈاکٹر خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے - تو انبیاء کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمو ہی رکھتے ہیں جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہاں سے ہاں ملتی ہے - اور ان دنوں میں یہ شعر بھی جناب کے وردزبان رہا کرتا تھا - کہ مباش درپے آزار و ہر چہ خواہی کن ؛ کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست -

رہا - میرزا صاحب کو آپکا دھوکے باز بیان کرنا - تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں - ایسا ہوتا رہا ہے - کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں - کہ موسےٰ کے وقت کے - داؤد کے وقت کے - یونس کے وقت - نوح کے وقت - شعیب کے وقت کے اور لوط کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے یعنے ان کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ میں جو میرزا صاحب کو دھوکے باز کہتے ہیں کچھ فرق ہے اور تھا ؟ یا ایک ہی ہلی کے یہ تمام چٹے بٹے تھے اور ہیں - غرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دھوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہیں - ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہیں - جس کی وجہ صرف یہ ہے - کہ ؎

کہ - چو چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابیں دیکھکر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اُس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے - کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے تشریف لائے - مجھکو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ سے کہوں کہ ایسے بدعقیدہ والے شخص کی کتابیں خرید کر اور پڑھ کر کیوں

---

* ڈیرہ اسمٰعیلخان میں جو صاحب الحکم کے خریدار ہیں اُن سے میرا التماس ہے کہ وہ ضرور ضرور اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو غالباً بازار میں رہتے ہیں دکھلا دیں نہایت مہربانی ہو گی - منہ -

* یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہیں تعجب کہ باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے ایسا [illegible] بے علمی - منہ

آپ نے اپنے ... کیونکہ ممکن ہے کہ پردہ زنگار ... معاملہ ہو۔ مگر ہاں یہ ضرور دریافت کرنا بہتر مصلحت سمجھتا ہوں۔ کہ آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دہریہ کے باز ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ دہرمپال مرتد اور پادری عماد الدین کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بھی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اُوتر گئی ہو۔ تو اب ایسا ضرور لضرور کریں۔ تاکہ کہیں گمراہی میں نہ رہیں۔

۲۔ اس کے بعد آپنے اس کارڈ میں میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبداللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا میرے خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہے لگا کر وہاں سے بھاگتے اور کبھی بھی مسلمان اور اسلام کا نام نہ لیتے ایسے ہی مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ان سے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۳۔ پھر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑھی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ۔ پنجہ با پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

جہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجھکو جو کچھ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علیٰ محمد و آل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھ الہام کلام ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ... وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بھی ہر وقت دُعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں خوب غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ جو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدیٰ
بے تو نا ر و رو براہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی دررا ہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ گرداست اتباع ات اختیار
عارفان را منتہائی علم و رخت
صادقان را منتہائے صدق بر عشقت قرار
بے تو ہرگز دولتِ عرفان نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
تکیہ بر اعمال خود بے عشق رویت ابلہی است
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردم پیدا شود نورے ز عشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہے تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے می کند
من دُعا ہائے بروبارے تو اے باغ بہار

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از دیا بیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے و محال

یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی بھی بغیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بھی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

۴۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ محمد المجتبیٰ میرا اتنی نبی ہی کافی ہے۔ لیکن ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم بالا سے جو کچھ آس کو چہ راسیون سے کیا سروکار بس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب! بہت اچھا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد لکھے تو کیا لکھے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف صرف اللہ و رسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر ان کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک دہ بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے وردِ زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تھا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ سے بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی پڑھنے کے لئے عنایت کرکے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تھی۔ ایسا ہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تھا۔ کہ

بندہ پروردگارم اُمتِ احمد نبیؐ
دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگون کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیون کی طرح ہوتے ہیں۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً وحتماً انکار و فرار ہونا کچھ ہی مشکل نہیں۔ بس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جھوٹے اور دہریہ کے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپنے یہ فقرہ تحریر فرمایا۔ جس کا خود پہلے اقرار تھا ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مذکورہ بالا بزرگون پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول کے منافی ہے۔ تو آپنے پہلے جو اُن پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگون پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ اس کا جو کچھ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپنے کچھ لکھا اور دوسری جگہ کچھ۔ اس پر غور فرماوین کہ مشر ثناء اللہ کو یہاں پر تو یہی وصیت کی ہے۔ بس اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا۔ تو پھر اس کا عشق کامل نہیں عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسرون کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ یہ خوب تصوف کی کتابیں مطالعہ میں رکھو۔ دل میں حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ یہ میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید ہو یا نہ ہو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولسنا کوچۂ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بھی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے میں ان متضاد باتون کو پڑھ کر سخت حیران ہوں اور مجھ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کی کا یہ پھل ہے کہ ایک نبھے سے کارڈ میں اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کہانے والی باتون کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ و رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا تو پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پھر ثناء اللہ بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بھی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف سناکر آپ کا قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دیوانوں کو مخبر ویدار اور محبت اونکے کے دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور کہ اللہ و رسول کافی ہے جو ذرا بھی تجاوز کیا تو بس اوسکا عشق کامل نہیں "اور یہ ایسا دندان شکن جواب ہے کہ بعد اس جواب کے آپ سے ممکن نہیں کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہہ یہ کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا اوس پر بھی آپ کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال مسٹر ثناء اللہ نے آپ کے سب سے آخیری حکم (کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ) پر عامل ہونیکے لئے بمشکل کسی بزرگ کو تلاش کر کے اوس کی بیعت کر لی - اور آپ یہ کورا اور روکھا پھیکا جواب سناویں کہ میاں! ایسے ایسے بہتیرے آئے اور چلے گئے تو بتلائیے کہ اونکے محنت برباد ہوئی کہ نہیں ؟ پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت [illegible] جس کا اولٹا اثر ہو - [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ بحمداللہ مجھکو میرا [illegible] کافی ہے" اور یوں ان ڈائرکٹ سمجھاتے ہیں کہ کسی کی بیعت نہیں کر لی [illegible] کی جاوے -

آخر الحال میں اسی پر بس کرتا ہوں باقی پھر اگر ضرورت ہوئی تو عرض کروں گا اور آپ یہ یاد رکھیں کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ ہے جو آپ کے کارڈ پر عرض کیا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کو غور سے پڑھکر ضرور بغرض جواب باصواب سے مشکور فرماوینگے - کیونکہ جس طرح اوستاد ہونے کی حیثیت سے آپ کا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے کی حیثیت میں میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش کروں کہ جو دھوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کھینچی گئی ہے وہ اٹھ جائے اور خدا کے راستباز بندہ کا چہرہ آپکو نظر آوے باقی خیریت ہے والسلام

راقم

خاکسار [illegible] محمد حسین احمدی
از لاہور چینیانوالی

دیکھو بقیہ صفحہ تین پر آگے

مسٹر ڈکن صاحب کی تحقیقات شروع کرنے سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف بعض لوگوں کے بیانات لکھے پھر ان بیانات کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلم بند کرایا۔ بعد ازاں مسٹر ڈکن صاحب نے انہیں اشخاص کے بیانات لکھے اور آخر الامر مسٹر برڈ صاحب کے روبرو منشی غلام حیدر خان کی غیر حاضری میں چوتھی دفعہ بیانات لکھے گئے - جس کا بیان ایک دفعہ لکھا گیا اس کو پولیس نے یہ کہہ دیا کہ اگر اس بیان سے بدلا تو حلف دروغی کے جرم کا مرتکب ہوا - جہاں مخالفت کا یہ عالم ہو اور کارروائی ایسے بیقاعدہ طریق سے کی گئی ہو وہاں رشوت ستانی کے الزامات کا عائد ہونا کیا بڑی بات تھی - سینکڑوں اشخاص گواہ بنائے گئے - جعلی [illegible] بنائی گئیں - بیانات کو تین تین چار چار مرتبہ پختہ کیا گیا - غرضیکہ کوئی ممکن دقیقہ الزامات کے متعلق ثبوت بہم پہنچانے میں اٹھا نہ رکھا گیا - منشی غلام حیدر صاحب کی خوش قسمتی سے مسٹر برڈ صاحب جیسا ایک بینا اور منصف مزاج افسر تحقیقات پر مامور ہوا - انہوں نے تمام ضلع میں دورہ کر کے جملہ اشخاص کے بیانات چوتھی مرتبہ قلمبند کر کے [illegible] مقدمات ایسے منتخب کئے [illegible] وکیل لالہ [illegible] [illegible] منشی غلام حیدر خان صاحب [illegible] تحقیقات [illegible] انتخاب کردہ مقدمات میں جو الزامات [illegible] چودھری شہاب الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب کے سپرد کی گئی - استغاثہ کیطرف سے مسٹر [illegible] صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے چودھری صاحب پیروکار تھے - قریباً ڈیڑھ ماہ تک ان سماعت مقدمات کے متعلق شہادت ہوتی رہی - وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جھوٹا نظر آنے لگا لیکن وکیل صاحب موصوف نے اس پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ انہوں نے مہتہ ہیم سین صاحب انسپکٹر مسٹر بائڈ صاحب - مسٹر ڈکن صاحب مسٹر [illegible] صاحب کپتان پولیس اور مسٹر [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی کے طور پر طلب کیا اور ان سے اپنی جرح میں یہ ثابت کرا دیا کہ مقدمات تمام جھوٹے اور بناوٹی ہیں اور کہ مہتہ ہیم سین صاحب انسپکٹر اور انکے ہم خیال احباب اور صاحب غرض اشخاص اونکے بانی مبانی ہیں - ملزم کی خوش قسمتی

سے سرکاری وکیل نے مسٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ کرا دیا - صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر میکن صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے وکیل کے مواجہہ میں کیا گیا - صاحب موصوف نے انجیل کے حلف پر مہتہ ہیم سین صاحب کی شکایت اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت سے بیان کئے اس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی امر کا شک نہیں رہ سکتا - کہ صاحب ممدوح نے بڑے زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا ایسا مخالف رہا ہے کہ اوس پر ایسے ہزاروں مقدمات کا کھڑا ہو جانا ذرا بھی تعجب کے قابل نہیں -

شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے قابل وکیل یعنے چودھری شہاب الدین صاحب نے مطول اور بسیط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر مسٹر برڈ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کی - صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ تقریر منشی صاحب کو بری الذمہ قرار دیکر اپنی رپورٹ اوپر بھیجدی - جب وہ رپورٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اور کمشنر بہادر کے ہاتھوں سے گذر کر آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے پاس پہنچی - تو صاحب ممدوح نے نوشیروانی انصاف سے منشی صاحب کی بحالی کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب کی معطلی کا زمانہ ملازمت سرکاری میں شمار ہو اور اوس زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے - اور وہ فیروزپور میں تعینات کئے جائیں -

میں اس بے نظیر کامیابی پر منشی غلام حیدر خان صاحب اور ان کے فاضل وکیل چوہدری شہاب الدین صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں

ع - کام اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے"

لیکن میں اسقدر جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہوں - کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ صرف ہوا ہے - اور جتنے منشی صاحب اون کے متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اسقدر غم رنج اور ذلت میں مبتلا رکھا ہے - نیز جسنے منشی صاحب کو اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے سے اس قدر عرصہ تک محروم رکھا ہے - اور جسکی پیروی میں منشی صاحب کے ہزاروں روپئے وکیل اور گواہوں پر صرف ہو گئے ہیں اس مقدمہ کا انجام صرف منشی صاحب کی بحالی پر نہیں ہونا چاہیے - جن اشخاص نے یہ طومار اپنی [illegible] کیوجہ سے کھڑا کیا تھا - ان پر گرفت نہایت ضرور ان کو اپنے کئے کی پاداش نہ ملی انگریزی انصاف

پر ایک دھبہ ہے - امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۸۱ تعزیرات ہند [illegible] طور پر مقدمہ کے بانیوں اور جھوٹے گواہوں کا تدارک فرما کر اپنے افسران کو آئندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملوں سے محفوظ کر دیگی نیز اپنے بیجا مصارف کو آئندہ کے لئے بچائیگی - تو بالکل حق بجانب ہوگی - اگر اسوقت گورنمنٹ نے ایسی صریح اور صاف معاملہ میں کوئی نوٹس نہ لیا تو آئندہ ہر کہ دمہ کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ علاوہ وہ اپنی ۲۲ سالہ ملازمت کھونے اور موقوف ہونے کے شاید قانون فوجداری کے شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے - پس جب ایک فریق کیواسطے نتائج ایسے سنگین ہونے ممکن تھے تو اسکی برئیت کی صورت میں یہ بالکل قرین انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے -

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر سیدھی چاہتی ہے یا اوروں کو کبڑا دیکھنا پسند کرتی ہے ؟ کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ سب کبڑی ہوں میں بھی انکو اپنی طرح دیکھوں - یہی حال قادیانی جماعت کا ہے - انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جس طرح ہم پر نبی رسالت کے جبر سے فتویٰ کفر لگا ہے - اوروں پر بھی لگتا رہے - چنانچہ آجکل ایڈیٹر وطن پر انہوں نے فتویٰ لیکر شائع کیا ہے کہ یہ عیسائیوں کی کتابیں اسلام کے خلاف بھیجتا ہے ایسی فتویٰ بازیوں کے تو ہم مخالف ہیں البتہ اسمیں شک نہیں کہ ایڈیٹر وطن کا یہ فعل کسی طرح کسی دیندار دانا کی نظر میں مستحسن تو کیا جائز بھی نہیں ہوگا - اس پر بڑی حیرانی ہے کہ جن ہمعصروں نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے انکی بابت لکھا ہے کہ وطن کی ترقی پر انکو حسد آتا ہے (معاذ اللہ) اوروں کی بابت تو ہم کہہ نہیں سکتے - خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث سچی دلسے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہیں بلکہ خوشی اور فخر ہے (وکفی باللہ شہیدا) حالانکہ اسی مضمون کے شروع میں ایڈیٹر وطن خود ہی لکھتا ہے کہ اعتراض کرنا تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے بچنا چاہئے - اللہ اکبر ایک ہی پرچہ میں بلکہ ایک ہی مضمون میں اپنے ہی کہے کے خلاف لکھ دینا جتلا رہا ہے کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہیں رہتی یا جو کچھ کہتے ہیں وہ دوسروں کیلئے ہوتا ہے - اپنے عمل کیلئے نہیں اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہیں کہ آپ لکھتے ہیں کہ گو قرآن شریف میں عزیز و اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف بھی حق کہنے کی تاکید ہے مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو عصبیت اور حمایت رکھنے کا موکد حکم ہے - افسوس ہم نہیں تمام قرآن شریف میں یہ موکد حکم کہیں نہیں ملتا - البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے - کہ صحابہ نے غلطی سے ماہ

قِرانُ السَّعدین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے حمد رب العالمین

مجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

ترے احسان میرے سر پہ ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے

مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ یہ خبر فرحت افزا شایع کی جاتی ہے کہ ۱۰ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ ہجری المقدس کو بعد نماز عصر پنجشنبہ کے دن حضرت صاحبزادہ شریف احمد سلمہ اللہ الاحد کے نکاح کی مبارک تقریب عمل میں آئی - یہ مبارک رشتہ میرے محسن و مخدوم جناب خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی دختر نیک اختر صاحبزادی زینب بیگم سے ہوا - اور ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا - نکاح کی مسنون تقریب ادا کرنے کے لئے دار البرکات کا صحن تجویز ہوا تھا - جہاں دار الامان کی موجودہ جماعت حاضر ہوئی - اور حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت حکیم الامت نے خطبہ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ مبارک تقریب ادا ہوئی - اس تقریب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے میں بہ حیثیت خادم قوم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امّ المومنین علیہا السلام کے حضور نہایت ادب سے

مبارکباد

عرض کرتا ہوں اور ایسا ہی صاحبزادہ کے واجب الاحترام نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب اور اس معزز محترم خاتون جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ شرف عطا فرمایا کہ وہ حضرت ام المومنین کی واجب الاحترام والدہ بنی اور حضرت مسیح موعود جیسا جلیل الشان انسان رشتہ میں اس کا بیٹا قرار پایا کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں - اس تعلق اور رشتہ میں میرے مخدوم نواب صاحب سب سے زیادہ مبارکباد کے قابل ہیں کہ جنہوں نے عملی طور پر اپنی وفاداری اور ارادت و اخلاص کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو انکی حیثیت کے لوگوں کو بہت کم ملتا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابھی وہ کچھ دیکھا ہے جس کو ایک زمانہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھنے والا ہے - حقیقت میں نواب صاحب پر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی لخت جگر کے لئے وہ شوہر تجویز ہوا جو جری اللہ فی حلل الانبیا کا لخت جگر ہے اور جس کی رگوں میں فاطمی خون گردش کر رہا ہے اور اسی وجہ سے میں اس تعلق کو

قران السعدین

کہتا ہوں - اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح اور ہر پہلو سے نہایت ہی مبارک اور مسعود بناوے - آمین - دنیا میں نکاح ہوتے ہیں امرا اور روساء کے بھی ہوتے ہیں بادشاہوں اور غربا کے بھی ہوتے ہیں مگر اس نکاح میں مجھے بہت سی خصوصیتیں نظر آتی ہیں - اول یہ کہ صاحبزادہ شریف احمد صاحب کا وجود ایک آیت اللہ ہے ان کی پیدائش کی خبر قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسے وقت دی جب کہ عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہو چکا تھا اور اس نے بھی اپنے ہاں اولاد پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی چنانچہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو انوار الاسلام کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر حضرت اقدس نے یہ الہام شایع کیا انا نبشرک بغلام یعنی ہم تجھکو ایک لڑکا پیدا ہونے کی خوش خبری دیتے ہیں - اور یہ رسالہ پانچ ہزار کے قریب شایع ہوا - اور جب خوب اشاعت ہو چکی تو ۲۴ - مئی ۱۸۹۵ء مطابق ۲۷ - ذی قعدہ ۱۳۱۲ ہجری کو یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور شریف احمد نام رکھا گیا - اور ضیاء الحق کے سرورق پر اسے شایع کر دیا گیا -

پھر ایک خصوصیت اور یہ ہے نواب صاحب کے مورث اعلےٰ ایک باخدا بزرگ تھے جن کا نام حضرت شیخ صدر جہان (رحمۃ اللہ علیہ) تھا - جو بہلول لودھی کے دوران سلطنت میں اسی ملک میں آئے اور بادشاہ وقت نے ان کے زہد و اتقا کو دیکھ کر اپنے حسن اعتقاد کی وجہ سے انہیں اپنی لڑکی دیدی اسطرح پر نواب صاحب نے محض خدا تعالےٰ کی رضا کو اس موقع پر مقدم کیا اور اسی طرح پر شیخ صدر جہان ایسے باخدا بزرگ کی پوتی مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کے نکاح میں آئی جو میرا یقین ہے کہ بزرگ موصوف کی روحانیت کا خاص اقتضا اور ان کے اپنے زمانہ کی دعاؤں کا اثر ہوگا جو حضرت مسیح موعود کے کمالات کشفی رنگ میں دیکھ کر ایسے پیوند کے لئے کرتے ہونگے - اور پھر جب صاحبزادہ شریف احمد صاحب کے ننہال کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ حضرت خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا باخدا خاندان ہے اس طرح پر یہ تعلق جس پہلو سے دیکھا جاوے مقدسوں اور راستبازوں کے خون کا اجتماع ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تعلق کے مبارک و مثمر بہ ثمرات ہونیکی بڑی بڑی امیدیں ہیں - یہ امیدیں یقین کے رنگ میں ہو جاتی ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے اس سلسلے کو دیکھتے ہیں جو حضور نے آمین میں اولاد کے لئے کی ہیں - بنظر یہ حالات تمام میں ایک بار پھر نواب صاحب قبلہ کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی خوش قسمت اور بیدار بخت صاحبزادی کو قابل ناز شوہر ملا ہے اور یہ خدا کا فضل ہے - وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے - اللہ تعالےٰ اس کو بہت ہی مبارک کرے (آمین)

ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

ڈپٹی سلطان احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے اور ان کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

گذشتہ سے پیوستہ

ڈپٹی صاحب کہتے ہیں کہ مشترک کارخانہ مین بعض لوگ بری طرح فیل ہوئے ہیں جن میں شرارت و بے ایمانی ہوتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ ایسی شرارت و بے ایمانی بنکون مین بھی ہو سکتی ہے۔

ڈپٹی صاحب کہتے ہین کہ بنکون اور لمیٹڈ کمپنیون کی رجسٹری کرائی جاوے تو سرکار ان کی نگران ہوتی ہے کوئی بے ایمانی کرے تو فوراً گرفتار ہوتا ہے خاکسار کہتا ہے۔ وہ رجسٹری بنکون سے مخصوص نہین۔ تجارتی کمپنیاں شرکت و مضاربت کی بھی لمیٹڈ اور رجسٹرڈ ہو سکتی غرض جو احتیاط اور صورت طمانیت بنکون میں روپیہ ضائع نہ ہونے کے لئے ہو سکتی ہے۔ وہی تجارتی کمپنیوں اور کمپنیون مین بھی ہو سکتی ہے۔ پھر کیون ڈپٹی صاحب اور ان کے دوست مددگار مسلمانو کے ایمان کا خون کرتے ہین اور ان کو اتفاقی حرام میں مبتلا کرتے ہیں اور بجائے بنک سودی تجارت کے واسطے سرمایہ جمع کر کے شرکت و مضاربت کی صورت مین تجارت کیون جاری نہین کرتے جس مین سود کی نسبت فائدہ زیادہ ہے اور ایمان کا نقصان ذرہ بھی نہین ہے ڈپٹی صاحب پر یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ بڑے بڑے مشہور اور نامی بنک دوالہ بھی نکالدیا کرتے ہین جس پر گورنمنٹ بھی کچھ نہین کر سکتی۔ اس صورت مین بنکون کو نشستی شاکس دینے وہ روپیہ جو قوم اکٹھا کر کے تجارت یا کسی کارخانہ مین لگانا چاہئے) پر کوئی ترجیح نہین کارکنوں کی بے ایمانی یا تجربہ کاری دونوں صورتون مین مساوی نقصان پہنچاتی ہے اور ان کی دیانت اور تجربہ کاری دونون مین یکسان فائدہ۔

چوتھی بات بھی محض اس لئے غلط ہے کہ جو لوگ سودی مال کہاتے ہین وہ مفت خوری کی عادت سے محض نکمے ہو جاتے ہین جب ان کو صرف ایک بنک سے (جس کا سرمایہ بقول آپ کے (صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۲ و ۳ اخبار وطن) دو لاکھ روپیہ ہوگا اور ۷۰ لاکھ روپیہ لوگون کا امانت اس مین رہے گا۔ بحساب وعدہ آپ کے (صفحہ مذکور سطر ۳ و ۴) بائیس ہزار سے زیادہ حصہ دارون کو اور دو لاکھ ۴۲ ہزار روپیہ امانت والون کو منافع ملیگا تو پھر وہ لوگ کاہیکو کوئی اور دنیاوی کام و شغل کرین گے اور کیون ساہوکار مہاجنون کی طرح بیٹھے بیٹھے پیٹ اور توندین نہ بڑھائین گے اور اس مفت خوری سے آہرام تن (جس کو پنجابی زبان مین ہڈحرام کہتے ہین) نہ ہو جائین گے۔ اس بات کا اعتراف آپ کے پیرو مرشد اور اسلام مین مجوزین سود کے بابا آدم سر سید نے بھی تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۴۰ مین کیا اور کیا ہے۔ کہ ربا درحقیقت ایک بہت بُری چیز ہے اور انسانی اخلاق اور تمدن کے لئے بعض حالتون مین نہایت ہی مضر ہے۔ ربا جب کہ ایک پیشہ کر لیا جاتا ہے (جیسے کہ سود خوار ربھی اور مہاجن بطور پیشہ کے اس کو برتتے ہین (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین۔ حصہ دار و امانت رکھنے والے بنک کے مہاجن نہین تو اور کون بنین گے) تو تمدن کے لئے نہایت ہی مضر ہوتا ہے۔ ذی مقدور شخص روپیہ کو ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین صرف نہین کرتا (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین روپیہ خرچ کرنے کی وہی صورت ہے جو خاکسار نے عرض کی کہ اس روپیہ کو تجارت پر لگا دین یا اس سے کوئی کارخانہ صنعت جاری کرین۔ صرف سود پر روپیہ چلانا مہاجنی کام ہے بلکہ صرف اپنے ہی ملک کے لوگون سے ان کا مال لینے مین صرف کرتا ہے یہ بھی ڈپٹی صاحب کے غور و توجہ کے لائق ہے۔ اسی غرض سے حصے دار اور امانت رکھنے والے روپیہ بنک مین کرائے ہین کہ سو وہم کو آوے جو روپیہ وہ سود پر دیتے ہین اس کو خواہ سود پر لینے والے رنڈی بازی مین لگا دیں یا حصول مصارف شادی مین صرف کرین یا تجارۃ مین لگا دیں۔ مردہ دوزخ کو جائے خواہ بہشت کو ان کو حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے وہ اپنی محنت اور مشقت سے معیشت پیدا کرنے مین بالکل سست ہو جاتا ہے اور لوگوں نے جو محنت اور مشقت سے کمایا ہے اس کے لے لینے پر راغب ہوتا ہے (یہ فقرہ ہماری بیان کا صاف اور صریح طور پر مصدق ہے۔ جس کو مفت مال ملے وہ کب کسی کام کے لئے مشقت اٹھاتا ہے اس کا کام صرف بیٹھے رہنا یا لیٹ رہنا اور توند بڑھانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ساہوکارون مہاجنوں کا حال مشاہدہ میں آتا ہے۔ ڈپٹی صاحب کا بنک جاری ہوا تو اس کے حصہ دارول اور امانت رکھنے والو میں سے اپنے دوستون کو پہلے وزن کر لین گے۔ پھر ایک سال کے بعد ان کو وزن کر کے بتا دین گے کہ اس مفت خوری نے ان کی توندون کو کس قدر بڑھایا ہے اس کے مال و دولت سے کوئی صنعت یا کوئی ایسا کارخانہ جس سے لوگوں کو معیشت میں مدد پہنچے اور ملک کی دولت کو ترقی ہو نہین قائم ہوتا (اس فقرہ کے سمجھنے مین شاید ڈپٹی صاحب دہوکا کہائیں اور یہ کہین کہ لوگ بنک سے سودی روپیہ لے کر اس سے کوئی صنعت یا کارخانہ قائم کرین گے۔ تو گویا انہین بنکرون کا روپیہ ترقی صنعت میں کام آئے گا۔ کہ وہ اس کا سود لے کر اپنا روپیہ اور توندین بڑہائین گے۔ جو روپیہ ترقی صنعت کے کام مین آئے گا۔ وہ ان کا نہ ہوگا بلکہ ان کے مظلوم قرضدارون کا ہوگا۔ جو سود بھر کر صنعت مین لگائین گے ان کے روپیہ کا صنعت مین کام آنا تب متصور ہو۔ جب کہ اس روپیہ کو وہ خود صنعت کے کارخانون مین لگا دین اور اس کا سود نہ لین) بجز اس کے کہ غریبون سے ان کی محنت و مشقت کے حاصلات چھین لینے کا ان کو قابو ملتا ہے اور کچھ شبہ نہین کہ ایسا ربوا تمدن و اخلاق کے برخلاف ہے۔

لیجئے ڈپٹی صاحب آپکے ہادی و پیشوا کے قرآن (تہذیب الاخلاق) کو اس کی تفسیر اپنی طرف سے کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سودی بنک ہونے سے حصہ دار و امانت رکھنے والے بہت نکمے اور سست ہو جائیں گے۔ اب آپ خدا سے نہیں تو سید ہی کی روح سے ڈرین اور سودی بنک جاری کرنے کے خیال کو دل سے نکالکر اپنے روپیہ اور دولتمند دوستون کے لاکھوں (یا بقول آپ کے اربوں) روپیہ کو تجارت مین لگا دیں جمہوری تجارت کہولین اور اس میں مالدارون کا روپیہ بطور شرکت یا مضاربت جمع کراوین یا صنعتی کارخانے جاری کریں اور اس کے منافعے سے مشترک حصے مسلمانون کو دا دین۔ اگر آپ اپنی حالت کی کشمش سے اپنے ہندو بھائیون ہی کی تقلید پسند کرتے تو فیکٹریان کارخانے کہولنے مین کیون ہندوؤن کی تقلید نہین کرتے۔ آپ اپنے اس خیال کو بھی دماغ سے نکال دین۔ کہ سودی بنک کے بغیر تجارت کا کام نہین چلتا۔ یہ خیال ایسا ہی غلط ہے۔ جیسے کہ لوگ کہا کرتے ہین کہ جہوٹھ کے سوا تجارت اور دوکان کا کام نہین چلتا اگر اس مقولہ اور خیال کی تقلید سے آپ سود کو جائز کرتے ہین تو پھر کیا اس دوسرے مقولہ کی تقلید سے جہوٹھ کو جائز کرین گے۔ ہم نے بحق دوستی قدیم آپ کو حق کہدیا اور پورا ابلاغ کر دیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ مانین خواہ نہ مانین۔ ع

من آنچہ شرط بلاغ است با تو بگفتم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(نمقہ ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ)

جنازہ غائب

منشی اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ناظرین الحکم جنازہ غائب پڑھ دین۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بہشت مین داخل فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

وصیت

(۱) مین مسمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن ... بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۴ - مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہون اور لکھ دیتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) مین اقرار کرتا ہون کہ مین حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہون اور ان کا مرید اور پیرو ہون -

(۳) مین اقرار کرتا ہون کہ مین نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - اور ان ہدایات کا جو اس مین درج ہیں - پابند ہون اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا پابند رہونگا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہین - یا آیندہ شائع ہونگے ہیں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہین ہے جسپر میرا مالکانہ قبضہ ہو ہان میری تنخواہ مبلغ ... روپیہ ماہوار ہے میں انشاء اللہ تعالے اس کا دسوان حصہ یعنے مبلغ ... ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہون گا -

(۵) مین اقرار کرتا ہون - کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھوان حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کرنے سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - یا اسمین شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اسلی قیمت وصول کرے - یا فروخت نکرے تو اس وصیت ... جائداد سے مفاد اٹھا کر انجمن مذکور کو ... [illegible]

... جائداد کی مالک متصور ہوگی ... [illegible]

... [illegible]

کوئی تعلق نہین مگر میری وصیت کردہ جائداد کی قیمت پڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے -

(۶) مین یہ بھی وصیت کرتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر مین قادیان مین فوت نہ ہون تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق مین بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہون گے دارالامان قادیان مین پہنچا دے اور وہان مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے -

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہان دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہون - ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر بیان فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے - ہرگز نہین - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دون گا - جس کا اعلان مین مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا - اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی - تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے

(۸) مین یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہین میری نعش مقبرہ بہشتی مین دفن نہ ہو سکے - تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو مین نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر مینے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے - درست اور قایم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی مین پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دیوے - میری نعش اور کہین دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے -

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی مین دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں . . . . جمع کرا چکا ہون - یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہو چکے ہون اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا -

... [illegible]

قادیان دارالامان - ۲۴ - مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

شبیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - ۲۴ - مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم خود ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنون منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور ان دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دیئے تھے - اب الحکم کے دو اور مربیون نے دس روپیہ بھیجے ہین ایک ان مین سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہین اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینیر بمبئی ہین جنھون نے علے التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہین -

اللہ تعالی ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین - مین ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہہ تجویز کرتا ہون کہ جو کہ جو بھائی عہ/ ادنی ترین شرح پر بھی الحکم نہین خرید سکتے انہین صرف عہ/ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا - اور اس طرح پر دس بھائی فائدہ اٹھا سکین گے - اور اگر یہہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہین گے -

میرا سفر بمبئی

مین اللہ تعالی کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجھے کچھ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ مین کسی چیز کو دیکھ کر اسے دہین چھوڑ دینے کا عادی نہین بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤن پر غور کرنے کا عادی ہون اور اس طرح پر خداداد بصارت کو مین دماغی سلسلہ مین لے جا کر وسیع کر لیا کرتا ہون - یہی وجہ ہے جو ایسے واقعات کو مین ایک سلسلہ خیالات مین ... کر دینے کا ملزم سمجھا گیا ہون - اسلئے مین اپنے سفر بمبئی پر کچھ لکھنا نہین چاہتا مختصر لکھون تو میری ... [illegible] ... لکھون تو بعض احباب

اکتا جاتے ہین - میرے سفر کی غرض افریقہ سے آنے والے ... کو لانا تھا - اس لئے ۱۱ - نومبر کو اس سکے وہان کے خط پہنچنے پر بمبئی کو بمیئے میل مین روانہ ہوا - اور دو بادلون اور پہاڑون کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظارون کو دیکھتا ہوا ۱۳ - نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا - اور اپنے محترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہان قیام کیا - سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہمانداری کی اللہ تعالی اس کی جزا انہین دے - بمبئی جیسے شہر مین جو از بس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہین اور فی الواقع قیمتی ہین مگر انہون نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے - ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا - وہ باوجود ایک معزز عہدہ ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہین - پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی مین ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیون کا ایک مجمع ہے - میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی مین شاید بہت لوگ اس سلک کے مین گے مگر ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں -

غرض بمبئی مین کیا دیکھا لمبی داستان ہے -

خلاصہ یہہ کہ بمبئی مین اپنے سید و مولا امام کے ان عاشق زار خدامون کو دیکھا جنہون نے باوجود از بس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر مین اپنے بھائیون کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خدام کے سوا کہان مل سکتا ہے - وہ لڑکا جس کے لئے مین گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہین پہونچ سکا - اس لئے مجھے واپس آنا پڑا - اور مین عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا - احمد اللہ علی ذلک

ضروری اطلاع

مین برابر دو تین ہفتہ سے شائع کر رہا ہون کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہین - کہ حسب معمول ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۶ء کا **الحکم سالانہ قیمتوں وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا** - جو خریدار اسوقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہین کر سکتے ہین - انکو چاہئے کہ وہ دفتر مین اطلاع دین - کہ انکے نام وی پی کیا جاوے - تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے - جو خریدار اطلاع نہین دینگے - ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار ...

فتح محمد

انبیائے ہنود

حیدرآباد دکن سے ایک رسالہ صحیفہ نام جو اس سے قبل کچھ عرصہ نکلکر بند ہو گیا تھا۔ اب پھر دوبارہ اس کا اجرا ہوا ہے اس کے سلسلہ جدیدہ کے پہلے ہی نمبر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھا گیا ہے۔ جسے مین ذیل مین درج کرتا ہوں امید ہے کہ یہ مضمون ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائینگے۔ ایڈیٹر الحکم۔

فلسفہ الٰہیہ کا مسلم مسئلہ ہے کہ واجب تعالیٰ تنزہ۔ تجرد اور صفائی کے اُن مراتب عالیہ مین ہے۔ جن کا ادراک کرنے سے عقل انسانی بالکل عاجز و قاصر ہے اور ہم ممکنات سراپا غواشی ظلمات و حجاب ہیولیٰ مین مستور و مغشی ہین نیز یہ امر ثابت و متحقق ہے کہ واجب تعالیٰ مرید اشیاء اور مدبر اور موثر عالم ہے۔ کافہ بلاد و جمیع عباد کی تدبیر و انتظام اور نظم و نسق اسی کے ارادہ و مشیت سے ہے اور تمام بندون کی بھلائی برائی ہدایت و ضلالت اسی کے دست اختیار۔ اس کو تمام عالم اور تمام عالم کو اس کے ساتھ ایک قسم کا خاص علاقہ و ربط وارتباط ہے جو موثر و متاثر مین شرط ہے چونکہ وہ نہایت لطافت اور عالم نہایت کثافت مین ہے لہٰذا ضرورت ہی کے جاعل اور مجعول یا خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ و ربط یا برزخ ہو جو ایک طرف تو تنزہ اور صفائی کے لحاظ سے مبدء عالیہ سے اتصال رکھتا ہے اور دوسری طرف ظلمت و مادیت کے اعتبار ملحق بہ مادیات ہو۔ اس برزخ اور اسی واسطہ و رابطہ کا نام اصطلاح شرع "نبی یا رسول" رکھا دیا ہے

جب یہ امر مسلم ہو چکا تو اب جو بات معرض بحث مین آسکتی ہے یہ ہے کہ تبلیغ کے بدون بھی کوئی امت قابل تعذیب ہو سکتی ہے یا نہین تو یعنے ملک و کسی قوم مین جب خدا کی جانب سے کوئی نبی اور کوئی رسول ہی نہین بھیجا گیا تو آیا وہ قوم مستوجب عذاب الٰہی و غضب ایزدی قرار دی جا سکتی ہے۔ یا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ نیز مناسب عدل و انصاف بھی نہین کہ تبلیغ رسالت اور اتمام حجت کے بغیر کسی گروہ کو مستوجب عذاب و مستحق عقاب سمجھ لیا جاوے۔ عادل حقیقی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ تبلیغ رسالت کے بغیر اپنے بندون کو جہنم مین جھونک دیگا سراسر مسلمانون کے ایمان و عقاید سے منافی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے صریحاً ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللّٰہ لیس بظلام للعبید۔ یعنے خدائے تعالیٰ اپنے بندون پر ہرگز ظلم کرنے والا نہین ہے۔ اسی لئے علم کلام مین یہ مسئلہ مسلم و محقق ہے کہ قبل دعوت کوئی امت معذب نہین ہوتی اسی واسطے پہاڑوں کے دامن اور غارون مین رہنے والے جن کو دعوت نہ پہنچی۔ وہ معذب نہ ہونگے۔

جب یہ مقدمہ بھی ثابت ہو گیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی ملک بغیر نبی اور بغیر رسول کے خالی رہ سکتا ہے یا ہر قوم اور ہر ملک کے لئے کسی نہ کسی رہنما اور ہادی کی ضرورت ہے؟ قرآن مجید خود اس سوال کا نہایت واضح طور پر جواب دیتا ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ

ہر ہر قوم کے لئے رسول ہے

وما من قریۃ الا خلا فیہا نذیر

کوئی گاؤں ایسا نہین ہے جس مین کوئی نذیر یعنے نبی نہ گیا ہو۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم اور کوئی قریہ تک رسول اور نذیر سے خالی نہ چھوڑا تو ہنود کی کثیر التعداد قوم مین اور ہندوستان کی سی وسیع قلمرو کیونکر نذیر سے خالی رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید مین ایک موقعہ پر ارشاد ہوا ہے۔

منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ انبیا مین سے بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہمنے تجھ سے بیان کیا اور بعض ایسے ہین جن کا قصہ ہم نے تجھ سے بیان نہین کیا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بہت سے نبی ایسے ہین جن کا حال ہم کو معلوم نہین۔ خدائے تعالیٰ ہی بخوبی جانتا ہے۔ لہٰذا ان بزرگوں کی نسبت جن کے ارشادات اور جن کی تعلیم و ہدایت ایک خاص حد تک مفید قوم اور مصلح ملک ثابت ہوئی ہو یہ خیال کرنا کہ وہ خدا کی جانب سے بھیجے گئے ہین اور نبی یا پیغمبر کہے جا سکتے ہین۔ کوئی نامناسب بات نہ ہوگی دیگر ممالک مین بعض ایسے بزرگوار باخدا پائے جاتے ہین۔ جن کی نبوت یا رسالت کے متعلق کتاب الٰہی تو ساکت و صامت ہے لیکن ان کی تلقین ان کا رفارم و تبلیغات۔ اور ان کے سوانح زندگی بتلاتے ہین کہ انہین نبی یا پیغمبر کہنا نازیبا نہ ہوگا۔

ہندوستان مین رامچندر جی۔ لچھمن جی کرشن جی۔ وغیرہ اوتار ہنود ایسے بزرگوار ہین۔ جن کی تلقین و رہنمائی اور فلسفیانہ و خداپرستانہ زندگی ان کو نبی اور رسول کہلانے مین پس و پیش نہین کرتی ہے۔ اسی طرح ایران مین جناب زردشت کو بھی پیغمبر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلیم نفس و نور حاصل کی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس چین اور دیگر ممالک بعیدہ مین انبیاء کے وجود سے انکار نہین کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا انکار ایک ایسی سخت اور فحش غلطی ہوگی جس پر آیات قرآنی شاہد ہیں

علمائے عظام اسلام اور صوفیہ کرام عالی مقام مثلاً مرزا مظہر جانجانان حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریرات مین یہ امر نہایت مدللانہ طور پر مسطور و مذکور ہے کہ رامچندر جی۔ لچھمن جی۔ کرشن جی وغیرہ اوتار ہنود۔ غالباً انبیائے مبعوثین میں سے ہیں۔ مرور دہور سے لوگوں نے ان کے حالات و روایات مین خلط ملط کر دیا ہے ان حضرات کا ملخص استدلال وہی وہ قرآنی آیتیں ہین۔ جن کو ہمنے اوپر نقل کیا ہے۔ اور اب دوبارہ درج کرنے کی حاجت نہین۔

علاوہ اس کے بعض اہل کشف و شہود۔ مثل حضرت سید عبدالرزاق بانسوی مجدد الف ثانی وغیرہ کے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ سرزمین ہند مین انوار نبوت نظر آتے ہین۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ اجودھیا مین حضرت شیث کی قبر ہے۔ جس کو ہنود رام جی کا استہان بتلاتے ہین۔ اور یہ تو مسلم ہے کہ ورود آدم علیہ السلام لنکا مین ہوا ہے۔ جو مہبط و قدمگاہ حضرت ابوالبشر ہونے کی وجہ سے آج تک زیارتگاہ مسلمین و ہنود ہے اور ہمیشہ رہے گا اور چونکہ روایتون مین یہ وارد و ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک مین ودیعت تھا۔ اس لئے ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاً ہند ہی مین ہوا ہے۔

غرض مذکورہ بالا اوتار ہنود منجملہ اصحاب نفوس زاکیہ و عقول عالیہ و محسوبین فی الانبیاء ہین۔ اور اس بنا پر مسلمانون کو ضروری ہے کہ انہین وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھین اور ان کا نام بے ادبی سے نہ لین کہ قرآنی ہدایت و تعلیم ہم کو یہ ادب سکھاتی ہے کہ ہم مشرکین کے بتون کو بھی برا نہ کہین کہ وہ اس وجہ سے خدا کو برا بھلا کہین گے اور ہم بالعرض و بالواسطہ اس برائی و خرابی کے باعث و موجب ہونگے

حضرت مرزا مظہر جانجانان ہنود کی بابت اہل شرک ہونے کے قائل نہیں ہین۔ بلکہ ان کو اہل توحید بتاتے ہین اور بتون کی پرستش کو۔ مثل تصور شیخ اہل تصوف کے خیال کرتے ہین۔

محمد عبدالقیوم

اطلاع متعلق آمدنی مجلس کار پرداز مصالح قبرستان

ازدفتر جنرل سکرٹری مجلس مذکور

متعلق آمدنی مجلس کار پرداز بہت لوگ اس طرح سے روپیہ بھیجتے ہین جیسا کہ ملازمت ... مین بھیجتے ہین یعنی ان کی طرف سے کوئی تفصیل نہین ہوتی کہ آیا یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ بہشتی ہے یا وصیت کے مطابق حصہ جائداد ہے یا عطیہ ہے بلکہ بعض جگہ کی جماعتین کچھ روپیہ بھیجدیتی ہین اور صرف رقم مقبرہ بہشتی لکھدیتے ہین اور کوئی تفصیل نہین لکھتے ہین کہ یہ کس قسم کا ہے بعض لوگون کی وصیتین ہوتی ہین مگر روپیہ بھیجتے وقت یہ نہین لکھتے کہ یہ وصیت کا روپیہ ہے یا چندہ وغیرہ اس واسطے تمام جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آیندہ جو رقوم بہشتی مقبرہ کے متعلق بھیجین اسمین ضروری طور پر تشریح کوپن منی آرڈر یا علیحدہ مندرج ہو کہ یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ ہے یا کوئی شخص وصیت کا روپیہ بھیجتا ہے یا کسی کا عطیہ ہے جس سے یہ معلوم ہو جاوے

وصیت

میں مسمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن [illegible] ضلع [illegible] بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ [illegible] مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں [illegible] لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ اور ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور [illegible] ان تمام ہدایات اور [illegible] قواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی منظوری سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ [illegible] کی زبان والی مال کے متعلق یا انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے اور ان تمام کا اور [illegible] بعد ان تمام ہدایات اور قواعد [illegible] مذکورہ کے معاہدہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جس کا میں مالکانہ قبضہ ہو۔ ہاں میری تنخواہ مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار ہے جس میں انشاء اللہ تعالے اس کا دسواں حصہ یعنے مبلغ [illegible] ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھواں حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کر لینے سے مقاصد اشاعت اغراض انجمن کو پورا کرے۔ یا انجمن شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے تو اس وصیت [illegible] انجمن مذکورہ [illegible] [illegible]

[illegible]

کوئی [illegible] وصیت [illegible] انجمن مذکور [illegible]

(۶) میں [illegible] وصیت کرتا ہوں کہ [illegible] میرا جنازہ احمدی جماعت [illegible] اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت [illegible] سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے [illegible] مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible] میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات [illegible] انتقال نعش [illegible] . . . . جمع کیا جا چکا ہوں۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہو [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

قادیان [illegible] مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

[illegible] معلم [illegible] تعلیم الاسلام قادیان [illegible] مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنوں منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور مینے دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیوں نے دس روپیہ بھیجے ہیں ایک انمیں سے چودہری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہیں اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینیر بمبئی ہیں جنہوں نے علے التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہیں۔

اللہ تعالی ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہہ تجویز کرتا ہوں کہ جو بھائی عہ ادنی ترین شرح پر بھی الحکم نہیں خرید سکتے انہیں صرف عہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا۔ اور اس طرح پر دس بھائی فایدہ اٹھا سکینگے۔ اور اگر یہہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہینگے۔

میرا سفر بمبئی

میں اللہ تعالی کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کچھہ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ میں کسی چیز کو دیکھہ کر اسے یونہی چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہوں اور اس طرح [illegible] کو میں دماغی سلسلہ میں لے جا کر وسیع کر لیا کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے [illegible] ایک سلسلہ خیالات میں [illegible] لگ گیا ہوں۔ اسلئے میں اپنے سفر [illegible] نہیں چاہتا مختصر لکھوں تو میری [illegible] ہوں تو [illegible]

آگاہ [illegible] سفر کی غرض اشراق [illegible] [illegible] کو [illegible] نومبر کو اس [illegible] کے خط پر بمبئی کو [illegible] میل میں [illegible] اور [illegible] اور پہاڑوں کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظاروں کو دیکھتا ہوا ۲۲ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا۔ اور اپنے مخترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہاں قیام کیا۔ سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہمانداری کی اللہ تعالی اس کی جزا انہیں دے۔ بمبئی جیسے شہر میں جو انتہا مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہیں اور فی الواقع قیمتی ہیں مگر انہوں نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیوں کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس ملک کے مل جائیں گے مگر ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔

خلاصہ یہہ کہ بمبئی میں اپنے سیدنا مولا امام کے ان عاشق زار خادموں کو دیکھا جنہوں نے باوجود از بس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیوں کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خادم سوا کہاں مل سکتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے لئے میں گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا۔ الحمد للہ علی ذلک

ضروری اطلاع

میں برابر دو تین ہفتہ سے شایع کر رہا ہوں کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں کہ حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم سالانہ قیمتوں وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا۔ جو خریدار اسوقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کر سکتے ہیں انکو چاہئے کہ وہ دفتر [illegible] اطلاع دیں کہ انکے نام وی پی کیا جاوے تا کہ مطبع واپسی وی پی کی زیرباری سے محفوظ رہے۔ جو خریدار اطلاع [illegible] دینگے ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار [illegible]

[illegible]

[illegible]

معلوم ہوا ہے کہ ہمارے صوبہ کا ... اخبار منتظر ارقام ہے
نے سرحدی واقعات قتل وغیرہ کو ملانے کے لئے ایک لائق
اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی
کالج کھولا جاوے اور وہاں کے پٹھانوں کو بذریعہ
صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں
پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پا کر قتل کرنا بہشت
میں داخلہ کا پروانہ نہیں ہے۔

اس تجویز پر ہمعصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے
کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا لوگ
رضامند ہونگے کہ وہ پشاور میں تعلیم حاصل کرنے
کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں
کو دیں۔

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت
بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل طائفوں کے سر سے
جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے
اور یہ خیال دہشتناک واقعات بتاتے ہیں اس
وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ عالیہ
احمدیہ کی تعلیم ان میں پھیل نہ جاوے۔ کیونکہ ایک
مدت کیلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی خونی
مہدی آنے والا نہیں اور اب جہاد کا فتویٰ فضول
ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت
مسیح موعود نے جو رسالہ جہاد پر لکھا تھا اسکی بہت
سی کاپیاں سرحد پر تقسیم کی گئی تھیں جس میں
جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے
اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ بھی شائع کیا
تھا۔ گورنمنٹ اگر چہ سکول کھولنے کی رائے دی جاتی
ہے اس سے بہت ہی کم خرچ میں یہ کتابیں شائع
ہو سکتی ہیں اگر گورنمنٹ انکا پشتو میں ترجمہ کرا کر
اپنے خرچ پر شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان
لوگوں کو پہنچ سکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ
سنگدل ہیں لیکن الٰہی سلیم الفطرت ہیں اور جب
ایک امر حق ان کی سمجھ میں آجاوے پھر وہ اس پر پورا
عمل کرتے ہیں۔ پس اس تجویز سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔
ہمارا خیال ہے کہ اس رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ
کی مدافعت اور بھی کھلے گی۔

ضرورت دعا

ہمارے سلسلہ کے مشہور و معروف اور مخلص ڈاکٹر
اسماعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل و عیال موسمی
بیماری میں مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالے
اپنے فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرماوے۔

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسے
کوئی مفر نہیں ملتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیاں
دینے پر اتر آتا ہے اور عیاں ہی کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر صاحب نے انشاء اللہ خان کو جب کفر
خوری کے الزام کا جواب نہ آیا اور انسانیت نے
اسے توبہ کرنے سے روکے رکھا تو اسکو بھی ان ہی
پڑا گالیاں دینے پر اتر آیا۔ میں نے اس سلسلہ میں
کو شروع کرتے ہی کہدیا تھا کہ پیسہ اخبار اور کرزن گزٹ
کے مقابلہ میں عاجز اگرچہ گالیاں اپنے ذہن میں
وہ بہت پڑھ چکا ہوں اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ
ہونے والا تھا تاہم حق گوئی کے مقابلہ میں
ان گالیوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرونگا اسلئے انشاء اللہ
خان کی گالیاں میرے قلم کو روک نہ سکیں گی اور میرا
یہ دعویٰ ہے کہتا ہوں کہ جیسے لگائے ہوئے الزامات
کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہیں ہے اور آئندہ
اس سلسلہ میں جو امور پیش کرونگا ان کا جواب
ان سے ہرگز نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اب اپنی مخلصی اس امر میں سمجھی کہ وہ
قادیان کے اخبارات سے تبادلہ بند کر دے۔
ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان
کی چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی۔ اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تھا
اسوقت خود بدولت نے بڑی بڑی کٹی سنائی تھیں۔
میں ان فقرات کو کسی آئندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔
وطن کا بڑا لینا یا ٹال جانا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو
کسی صورت میں بھی میسر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی
سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کر دیا
کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی
اس حرکت کو میں ایڈیٹران اخبار کے نوٹس
کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور انہیں ایک تازہ
سرٹیفکیٹ منانا چاہتا ہوں جو حضرت مقتدر رسم
عصر نیر اعظم نے دیا ہے۔ وطن کی ۲۳ اکتوبر
کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک
حصہ کا جواب تو ریویو آف ریلیجنز کے نومبر کے نمبر
میں پڑھیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب الحکم کی
اگلی اشاعت میں دونگا۔ وطن مطلق نہیں کر
کہ اسکی قومی کارروائیوں کا راز مخفی اب کھل
کر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

میں یہ بھی جانتا ہوں اور وطن کے ایڈیٹر کی
اس فطرت سے بھی واقف ہوں کہ وہ کہاں تک
مخالفت کے میدان میں ٹھہر سکتا ہے
دوسروں کے لئے یہ کہدینا آسان ہے۔

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لفظ نظر
آجائے گا اور اسی دفتر میں نظر آئے گا جہاں وہ
ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم
ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر
گیا اور کیوں گیا؟ اور اس کے ساتھ اسکے تعلقات
کیسے تھے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری
روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑھنے
کیلئے اپنی حمیت کو جمع کرکے طیار رہیں۔

انشاء اللہ خان کا ایمان اور سچ

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور الحکم
قادیان میں ایک عرصہ کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔
جسے ابھی اسوقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہیں لیا
کہ یہ آپس ہی کا معاملہ ہے جسے نپٹ جانے تو بہتر ہے۔ اب ہم
دیکھتے ہیں کہ زیادہ طول کھینچا جاتا ہے۔ اسواسطے
ہمارا فرض ہے کہ اسمیں ہم زیادہ دونوں معزز ہمعصروں
کے سامنے پیش کرکے آئندہ اس سلسلہ کو بند کرنے
کی درخواست کریں۔

وطن اسلامی دنیا میں نامور اخبار ہے اسی
طرح الحکم کا ... آپ ہی اپنا نظیر
ہے۔ ۲۳ اکتوبر کے الحکم نے سر ولیم میور کی تصنیفات
کے متعلق وطن کے ہاں فروخت ہو رہی تھیں
تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے
ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمیں یہ کہنے
پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی
انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ
اول تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر
حملہ کرنے والی ہیں شائع کرنا ٹھیک نہ تھا۔ دوسرے
جس کتاب کی اصل قیمت ۱۲ روپیہ ہو اسکی عہ ظاہر
کرکے رعایتی قیمت مقرر کرنا یہ بھی وطن جیسے
معزز اخبار کی شان کے خلاف تھا۔ سر ولیم میور
کی لائف آف محمدؐ وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سر سید احمد
خان صاحب نے بھی خطبات احمدیہ کے نام سے
اردو و انگریزی میں لکھا تھا۔ رسالہ نشتر کا مراد آباد
کے ٹائٹل پیج پر۔ اے۔ ایچ زمان برادرس کیطرف سے
مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چھپتا رہا ہے جسکی قیمت بلا
رعایت مع نفع کے عہ درج ہے۔ پھر دفتر وطن
کی رعایتی قیمت عہ کسطرح ٹھیک ہو سکتی ہے۔
ہمیں اس سے مسرت ہوئی کہ دیندار منیجر اے۔ ایچ زمان
برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کر لیا
ہے کہ آئندہ وہ ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دینگے
ہمارے عزیز ہمعصر وطن نے ملک و قوم میں جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے
اب وہ اس بحث کو زیادہ چھیڑنے سے ضرور کم ہو جائیگی
اور ہم یہ کسیطرح دیکھنا پسند نہیں کرتے کہ ایک باوقعت اسلامی
اخبار عام نگاہوں میں کچھ بھی غیر ہر دلعزیز ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ

ایڈووکیٹ بمبئی پیپر سے نقل

زیادہ شہادتیں تصدیق ظاہر کرتی ہیں

ایک اور بمبئی کے طبیب آج اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں
اور ان کی بیسیوں بیانات میں جو کہ سلسلہ وار اس اخبار میں
شائع ہوتے ہیں وہ بھی اپنی شہادت شامل کرتے ہیں۔
ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت کہ جو ہزار میں
میل کے فاصلہ پر ہیں اپنے ہی شہر کے باشندوں کی
رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے
کیونکہ ہم اسکی تصدیق کر سکتے ہیں بمبئی کی خلائق کو
بمبئی کی ہی شہادت چاہئے اور ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب
(طبیب نارتھ کوٹ پولیس اسپتال کہ جنکو بمبئی کی خلائق
ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے) سے زیادہ
معتبر کسکی شہادت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں
نے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں
(Doans Backache
Kidney pills)
کا استعمال کیا اور گردوں کی شکایات میں اعلےٰ درجہ
کا نتیجہ حاصل ہوا۔ پشت یا کمر میں درد ہونا اس بات
کی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہیں
گردے زیادہ مشقت کیلئے نہیں بنائے گئے ہیں اور
جتنا کام وہ کر سکیں اس سے زیادہ جبکہ ان سے
کام لیا جائے اسوقت پیٹ میں درد۔ درد سر۔ تکان۔
مزاج کا چڑچڑاپن۔ ذرا ذرا سی ڈر جانا۔ پیشاب
کی شکایات وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں اور اگر مشقت
زدہ گردوں کو مدد نہ پہنچائی جائے تو ضرور جلند صبر
جوڑوں میں درد یا اسی قسم کی سخت بیماریاں نمودار
ہونگی۔ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں
(Doans Backache
Kidney pills)
گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کیلئے خاص مجرب دوا ہیں
اور کیا بچہ یا کیا بوڑھا انہیں اطمینان سے لے سکتا ہے جب
کہ کسی قسم کی گردوں کے درد کی علامت معلوم ہو تو
ان گولیوں کا فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ اس اخبار میں ہم
سلسلہ وار بمبئی کی خلائق کیلئے بمبئی کے باشندوں کی
ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں (Doans
Backache Kidney pills)
کی بارہ میں بیانات شائع کرتے ہیں۔ اس کالم پر نظر رکھئے
ضرور کسی ملاقاتی کا نام دیکھئے گا۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں
کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ
آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت
فی شیشی دو روپیہ عہ یا چھ شیشیوں کی
عہ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بلاد ہندوستان سے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں ڈپٹی کمشنر جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط

اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

مخدومنا جناب ابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک علم بھائی ہیں برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپکے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے۔ اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج تو قت دو پہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور ہی استعمال کرنا چاہئے۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا

مکرمی حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ جہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا حویلی کابلی مل لاہور

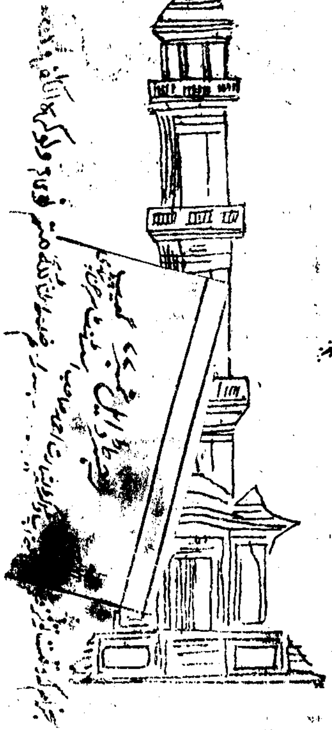
الحکم پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم



چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص [illegible] سے [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے [illegible] (۵) [illegible] کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات جو ملکر چھپ چکے ہیں

۱۸- نومبر ۱۹۰۶ء - [illegible] - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جبڑے لگا رہے ہیں - پھر غیب سے آواز آئی - مبارک

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

ما وقفت موقفاً اغیظ من ھذا

ان بطش ربک لشدید

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲- نومبر - رب احفظنی ان القوم یتخذونی سخرۃ

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پہ ہنسی کرتی ہے -

۲۳- نومبر ۱۹۰۶ء

ان اللہ من علیکم واعطیک

ما اعطیک ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ

ترجمہ خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دوں گا - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے -

پھر [illegible] کے الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

اسی ہفتہ کا تازہ الہام - ایک امر کے متعلق مزید تحقیقات کی حاجت تھی اس پر الہام ہوا -

لو اقسم [illegible] اللہ لابرہ

آخری اطلاع

گذشتہ اشاعتوں میں متواتر اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۵ دسمبر کا الحکم ۱۹۰۶ء تک کے بقایا داروں اور ۱۹۰۷ء کی قیمتوں کے لئے حسب معمول بذریعہ وی پی کیا جاویگا۔

متواتر اعلان کی ضرورت اس لئے سمجھی گئی تھی کہ جو صاحب اس تاریخ کا اخبار وی پی لینے کو آمادہ نہ ہوں، وہ اطلاع دیدیں، تاکہ [illegible] نہ ہو - جن احباب نے اطلاع دی ہے انکے نام وی پی بھیجا نہیں جائیگا - لیکن جنھوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی ان کا فرض ہے کہ وہ [illegible] وی پی وصول کرکے کارخانہ کو شکر گذار ہونے کا موقع دیں وقت پر قیمتوں کا وصول نہ ہونا اور وی پی پیکٹ کی واپسی ایسا نقصان پہنچاتی ہے جو سلسلہ کی گاڑی میں روڑا اٹک جاتا ہے - اور پھر مجھ ہدف ملامت بنایا جاتا ہے جبتک بقایا داروں کا جھگڑا نہیں چکایا گیا تب تک یہ خطرہ ورکا اندیشہ ظاہر اسباب باقی ہے [illegible] خریداران الحکم کے ساتھ خاص محبت ہے اور جنکی دلوں میں [illegible] کیلئے خاص تعلق ہے اس امر میں خصوصیت سے مدد دیں اور وی پی پیکٹ وصول کرکے کارخانہ کو اس قابل بنادیں کہ وہ شروع سال سے ہی اپنی فروگذاشتوں کی تلافی کرسکے - یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہے نعم المولیٰ ونعم النصیر

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت کی خبر قیم [illegible] باعث مسرت ہے۔

۲- بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے [illegible] فی الدین میں لگے ہوئے ہیں -

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے گھر میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں اسکی عمر دراز کرے اور والدین کیلئے قرۃ العین ہو - آمین

۴- اسی ہفتہ میں ایک دیوانہ کتے نے دو لڑکوں کو زخمی کیا جنکو فی الفور کسولی کے سگ گزیدگان کے ہسپتال میں علاج کیلئے بھیجا گیا - جہاں وہ عافیت سے پہنچ گئے اور علاج ہو رہا ہے کتوں کی کثرت ہو گئی تھی انکی کتوں کو مروا دیا گیا۔

کرایہ ریلوے کی رعایتی شرح کا آخری فیصلہ

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بالآخر دسمبر کی تعطیلات کے لئے مشتہر کردہ رعایتی شرحوں کیساتھ مزید رعایتی شرح کی منظوری سے انکار کر دیا - اسلئے یہ انتظام نہیں ہو سکتا - تاہم ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کی اس عدم منظوری سے رعایتی شرح کا سوال چھوڑ نہیں دیا جائیگا بلکہ صدر انجمن احمدیہ اسکو ہمیشہ کیلئے مستقل طور پر فیصلہ کرنیکی سعی کریگی اور اللہ تعالیٰ چاہیگا تو ہو سکیگا۔

وطن کا عذر نامعقول
نمبر ۱

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

چند روز ہوئے کہ اخبار وطن کا وہ مضمون جس میں میاں انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن نے الحکم کے اُس اعتراض کا جواب دیا ہے جو الحکم کی طرف سے میاں صاحب موصوف پر اُن کی کفر فروشی و اشاعت کفر پر کیا گیا تھا اور کہ جس پر مولویوں کا فتویٰ بھی شائع ہو چکا ہے - ہمارے نزدیک الحکم کا اعتراض چونکہ نہایت معقول اور وزندار تھا [illegible] ہم نے اس مضمون کو جو "ربنا سنو [illegible] من کل ھمزۃ لمزۃ" کے عنوان سے الحکم کا جواب تھا بڑے غور و خوض سے پڑھا اور اسکے پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں انشاء اللہ خان [illegible] الحکم [illegible] انکار کر دینے سے [illegible] سامانی [illegible] ہو گئے اور [illegible] اور [illegible] یہ خیال ہرگز [illegible] الحکم معقول اعتراض [illegible] اس [illegible] کے [illegible] پڑھنے سے ہم اسی [illegible] پہنچے [illegible] ایڈیٹر وطن کو اس اعتراض کا جواب [illegible] سے ناکامی اور نامرادی نصیب [illegible]

ایڈیٹر وطن نے پہلے ایک فضول محض [illegible] اس [illegible] میں میاں [illegible] مضمون [illegible] درج کیا ہے جو کہ اُنہوں نے [illegible] اسی [illegible] نظر رکھا تھا کہ [illegible] مرزائی [illegible] قابل [illegible] سوداگری [illegible] صاحب کی تالیفات [illegible] اعتراض کرنے تو اس کو درج کر کے [illegible] ہماری سوداگری [illegible] قابل [illegible] بلکہ مرزائی صاحبان محض [illegible] مضمون نگاری سے برافروختہ ہو گئے ہیں اور اس لئے اس قابل شرم نہیں بلکہ قابل تعریف سوداگری کو ناحق ناروا برا سمجھتے ہیں۔

الحکم نے جب پہلے پہل اس اعتراض کو اٹھایا [illegible] ایڈیٹر وطن نے خیال کیا کہ نقارخانہ میں طوطی کی کون آواز سنتا ہے اس لئے وطن میں اس کا کچھ ذکر نہ کیا اور [illegible] سے ایک کارڈ ایڈیٹر [illegible] کے ایڈیٹر کو لکھا [illegible] نیت بخیر ہے [illegible] سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی نسبت بخیر ہے [illegible] صاحبان کی نیت کیوں بخیر نہیں جس حالت میں کہ وہ ایسی کتابیں بہت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں اور آپ کی طرح اُن کو اسلامی کتابیں بھی ظاہر کر کے دھوکا نہیں دیتے؟ کارڈ روانہ کرنے کے بعد سوچتے رہے کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے کہ جس سے اس قابل شرم کارروائی کا اثر نہ پڑے آخرکار جب الحکم نے کئی ایک پرچوں میں اس کا ذکر کیا تو یہ تدبیر سوچ سمجھکر خیال میں آئی کہ کوئی ایسا حیلہ تراشا جاوے کہ جس سے عام لوگوں پر اچھا اور خاصہ اثر پڑے - بنابریں شبھ چنتک آریہ اخبار سے اول اُن الفاظ کو درج کیا جو سلطان المعظم کی نسبت حضرت اقدس نے بیان کئے تھے اور کچھ کو بدر سے اخبار مذکور نے نقل کر کے رائے زنی کی تھی اور ان الفاظ کے ذریعہ اچھا خاصہ خلق خدا کو ورغلانے کا سامان مہیا کیا - حالانکہ میرزا صاحب قبلہ نے جو کچھ الفاظ سلطان المعظم کی نسبت فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست اور واقعی بات ہے مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہے اُن کے نزدیک صحیح الفاظ بھی توہین میں داخل ہیں یہ لوگ اپنی طرف سے تو سلطان کے خیر خواہ اور ہواخواہ بنتے ہیں مگر یہ نہیں غور کرتے کہ اس بے جا ہواخواہی سے فائدہ ہی کیا ہے کیا جو خرابیاں سلطان کے علاقہ میں ہیں اس ہواخواہی سے چھپ سکتی ہیں یا ان پر [illegible] پردہ ڈالنے سے پردہ پڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!! کیا یہ سچ نہیں کہ آج تک (جو [illegible] ضروری کام ہے کہ حج کے دنوں میں بدوؤں سے [illegible] کا خاص طور پر انتظام کیا جاوے) بدوؤں کا انتظام سلطان المعظم نہیں کر سکے؟ [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ ہر سال غریب حاجی بدوؤں کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوتے؟ ایسا [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ سلطان المعظم دوسری سلطنتوں کے پنجوں میں دبا ہوا ہے اور اپنی سلطنت سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے؟ اگر نہیں تو یہ [illegible] وطن کا اور ایسے دوسرے ہواخواہوں کا فرض ہے کہ ثابت کریں کہ سلطان کے بہت سے صوبے کیوں اُس سے باغی ہو کر خود مختار ہو بیٹھے ہیں؟ - میرزا صاحب قبلہ نے جو یہ الفاظ بیان فرمائے تھے کہ[*] اللہ تعالیٰ کا بنا ہے خدا تعالیٰ نے اُن کو سب پر غالب کر دیا ہے بالکل صحیح اور درست ہیں اور اس [illegible] نظیر کے لئے جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت سلطان محمود غزنوی کے کارنامے کافی ہیں یعنی حضرت اقدس سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیصر روم و کسریٰ ایران کو شکست فاش دیکر اُن کے ممالک پر قابض ہونا اور حضرت سلطان محمود غزنوی رح کا تمام راجوں مہاراجوں کے لشکروں کے بیچ میں گھر کر خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور فتح پا کر کامیاب ہونا - اور یہ ظاہر ہے کہ ظاہری حیثیت میں سلطان محمود غزنوی اُن راجوں مہاراجوں سے کمتر تھا - ایسا ہی حضرت اقدس سیدنا عمر فاروق علیہ السلام کی جمعیت اور طاقت قیصر روم اور کسریٰ ایران کے بالمقابل کچھ بھی حیثیت نہ رکھتی تھی یہ تمام روحانیت اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے نشانات تھے اور یہ بزرگ روحانیت اپنے اندر رکھتے تھے اور در اصل خدا تعالیٰ کے بن گئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو سب پر غالب کر کے دکھلا دیا یعنی اُن کو کامیاب اور بامراد کیا اور اس طرح پر اُن بزرگوں نے من کان للہ کان اللہ لہ کو بالکل اپنے وجودوں سے سچا ثابت کر دیا۔

تعجب ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ کیا وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ وطن کا لائق ایڈیٹر کہدے وہی کالوحی من السماء ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں اور کہ کیا یہ بات قابل غور ہے جو وطن نے کی ہے کہ فلاں نے جو اعتراض کیا یا معترض کی بات کی تصدیق کی اُسکی فلاں وجہ ہے اور اعتراض محض بہانہ و حیلہ ہے ہمارے خیال میں وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی فہمائش کے ہی نہیں کہ وطن کے عذر نامعقول ہی اُن کے نزدیک قابل غور ہیں اور حقیقت پر نظر نہیں کرتے۔

یہ ظاہر ہے کہ الحکم نے نہ تو اپنی جانب سے وطن کے ایڈیٹر پر کفر کا فتوے لگایا اور نہ الحکم کسی پر فتوے لگانے کا مجاز رکھتا ہے فتوے لگانے والے ہی حضرات ہیں جنھوں نے اس سے پہلے حضرت میرزا صاحب پر فتوے کفر اس وجہ سے لگایا کہ کیوں میرزا صاحب نے مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی موت کو ثابت کیا اور کیوں بیان کیا کہ وہ اب لوٹ کر اس دُنیا میں نہیں آسکتا - کیونکہ جس طرح وطن کی اشاعت کفر پر کفر فروشی پر الحکم کے اعتراض کرنے سے وطن کی کثیر التعداد آمدنی کا نقصان ہوا اور جس کی خاطر وطن کو سلطان المعظم کے قدموں پر گر کر بے محل اور بے موقع سلطان کے نام کے واسطے سے [illegible] داغ کو چھپانا پڑا جس کا پردہ [illegible] قائم کیا تھا - اسی طرح ان مولوی [illegible] کا اس میں بہت ہرج و نقصان اُن کو نظر آتا ہے اگر بموجب فیصلہ میرزا صاحب کے اُن کا فرضی اور من گھڑت خونی مہدی اور مسیح نہ آوے جس کا وہ [illegible] راہ تک رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اُس کے آنے پر بہت کچھ نقدی وغیرہ ہاتھ آئیگی اور مالا مال ہو جاویں گے یعنی خونی مہدی اور مسیح کی لوٹ اور غارت گری سے اُن کو بھی بہت کچھ سیم و زر ہاتھ آئیگا۔

تعجب کہ وطن کے نزدیک ایسی کتابیں جن میں فخر موجودات سید الاولین والآخرین کو نعوذ باللہ مفتری و کذاب ثابت کیا گیا قرآن شریف کو سرقہ ثابت کیا گیا نہ صرف بازاری قیمت پر ہی بلکہ بازار سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنا بھی مسلمانی میں داخل ہے اور یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور ہرگز آنحضرت صلعم و قرآن شریف کی توہین نہیں ہے - مگر سلطان المعظم کی نسبت اگر سچے واقعات بیان کئے جاویں اور سچ اور حقیقت کی بات بیان کی جاوے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سب پر غالب کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں رکھتا سلطان المعظم کی توہین میں داخل ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے آنحضرت صلعم کی محبت کے دم مارنے والو! اور اسلام اور قرآن شریف کے فدائیو! کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی ایسا دل و گردہ والا نہیں کیا تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس بات پر غور کرے اور سوچے کہ وطن کا ایڈیٹر کس مقام پر کھڑا ہے اُس کے نزدیک سلطان کی نسبت صحیح الفاظ بیان کرنے سلطان کی توہین میں داخل ہے اور آنحضرت صلعم کی توہین آمیز کتابوں کا فروخت کرنا قومی خدمت اور اسلامی خدمت ہے - ہائے! کیا کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو کہ اس بات پر غور کرے کہ وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کی قدر اور حیثیت سلطان کے برابر بھی نہیں!!!

(باقی آئندہ)

* [illegible] صاحب کی نقاشی کا قافیہ ایک مضمون [illegible] سے پہلے ہم تنگ کر چکے ہیں جو الحکم [illegible] میں چھپ چکا ہے اور جس کا [illegible] اُس [illegible]

* [illegible] اور [illegible] خیال [illegible] دنیا [illegible] پرستاری [illegible] آئی اور کہ [illegible] سے سخت پردہ [illegible] رہے؟

سلطان پرستوں کے نزدیک اگر صحیح اور درست الفاظ بیان کرنے توہین میں داخل اور گناہ ہیں تو اُس شخص کے نزدیک جو آنحضرت صلعم کو سارے جہان کا سردار اور فخر موجودات اور سیّد الاولین والآخرین قبول کرتا اور ایمان رکھتا ہے سخت سے سخت اور نالائق سے نالائق ایسی سوداگری ہے جس میں ایسی کتابیں فروخت کی جاتی ہیں نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں ظاہر کرکے جن میں آنحضرت صلعم اور قرآن پاک کی توہین ہے اور ایسا شخص سخت ترین گمراہی پھیلانے والا ہے اور سخت خطرناک ہے جو مولوی کہلا کر اور مسلمانوں کا قومی خادم بن کر ایسی کرتوت کرے کیا مسلمانوں میں اس قدر غیرت بھی آنحضرت صلعم کے لئے نہیں جو اس بات پر غور کریں کہ یہ سلطان کے ساتھ تو محض اسلامی اخوت کے سبب ہمدردی ظاہر کرتا ہے مگر اُس وجود مبارک کے لئے جس کے سبب سلطان کی ہوا خواہی کا دم بھرتا ایسی بات جائز اور روا رکھتا بیان کرتا ہے جس میں آنحضرت کی سراسر توہین بھری ہے۔ افسوس صد افسوس! میرزائیوں سے وطن کے لائق ایڈیٹر تو صرف اس وجہ سے ناراض ہوئے ہیں کہ انکے قومی آرگن الحکم نے کیوں اُس کی سوداگری کا راز فاش کیا اور کیوں اُس کو ٹکے سیدھے نہ کر دئے مگر اس برص کے داغ کو چھپانے کے لئے یہ حیلہ تراشا کہ وطن میں نقائص کے مضمون نکلے۔ وطن نے رسالہ ہمایوں کی امداد نہیں کی وغیرہ ہم کو ہنسی آتی ہے کہ کیا یہ کوئی عذر ہے؟ اور کیا یہ اس قابل ہے کہ اس پر کوئی عقلمند توجہ کرے۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ ایسی کتابیں جنمیں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب بیان کیا گیا ہے نیز ایسی کتابیں جن میں قرآن کو سرقہ اور نقل ثابت کیا گیا ہے انکو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں ظاہر کرکے عیسائیوں سے زیادہ قیمت لینا اور پھر اُس کو رعایتی قیمت بیان کرکے مسلمانوں کو دھوکا دینا کیوں روا رکھا گیا؟ کیا یہ ایک اسلامی خدمت تھی جو آپ جیسے خادم قوم کے لئے کرنی ضروری اور لابدی تھی؟

تعجب کہ جس صورت میں وطن کا ہرگز ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ وہ "منزہ من الخطا ہے" اور اُس کو یہ مسلم ہے کہ "اُس کا ایڈیٹر ایک گنہگار بندہ ناچیز ہے" اور "وطن میں بے شک سر ولیم میور کی چند تالیفات کا اشتہار چھپا ہے" اُس کو خود ایڈیٹر وطن [illegible] دلا اور حسین [illegible] جیسے گریجوئیٹوں اور اشد درجہ کے مسلمانوں کی طرح اسلام کی [illegible] اُن کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید بیان کیا ہے تو پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار پر یہ ناقابل سماعت اور ناقابل [illegible] حیلہ تراشنا کہ پیسہ اخبار نے محض اس لئے میرزائیوں کا ساتھ دیا ہے کہ ایڈیٹر وطن نے محض قومی حمیت کی بنا پر اس کو لکھا تھا کہ "دورنگی چھوڑ دے" لیکن جس صورت میں ایڈیٹر وطن خود دورنگی چال چل کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہے کہ اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کی تردید اور تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے دولت کمانے کے پیچھے پڑا ہے تو اُس کو کس صورت میں اور کیونکر حوصلہ پڑ گیا کہ پیسہ اخبار کو ملامت کرے یہ وہی مثل ہوئی کہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت۔ مفصلاتی اخبار کے لئے یہ حیلہ تراشا کہ اُس نے میرزائیوں کا ساتھ اس وجہ سے دیا کہ وطن نے کیوں ہمارے سابق ملازم کو نوکر رکھ لیا۔ اہلحدیث کے لئے کوئی حیلہ اور بہانہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے اُس کا ذکر ہی ندارد۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!! کیا ان حیلوں اور بہانوں سے حق چھپ سکتا ہے؟ پھر لکھتے ہیں کہ سر ولیم میور کی کتابیں اور تالیفات کے صرف تین چار نسخے منگوائے تھے۔ اور ان میں سے کوئی ابھی فروخت نہیں کیا گیا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ اگر ایسی کتابوں کی سوداگری جائز ہے تو تین چار نسخے کیوں منگوائے اور کیوں فروخت نہیں کئے گئے؟ کیا نادر اور مفید اور اسلامی کتابوں کے اشتہار کا کوئی اثر نہیں پڑا یا خریداروں پر کتابیں خریدنے کے بعد آپ کی کرتوت کھل گئی اور کتابیں واپس کردیں؟ اور کہ ایسی کتابیں جو آپ کے مذہب اور مشرب میں دوگنی تگنی قیمت پر اسلامی اور نادر و مفید بیان کرکے فروخت کرنی جائز اور موجب ثواب ہیں تو کون سی بات مانع ہوئی جو تین چار نسخے سے زیادہ نہ منگوائیں کیا سارے ہندوستان و پنجاب میں صرف تین چار ہی اعلےٰ درجہ کے روشن دماغ انگریزی خوان مسلمان موجود ہیں یا تین چار کے سوا کسی اَور پر آپ کی ابلہ فریبی عمل نہ کرسکتی تھی؟ یا دوسروں نے بہ سبب کینہ توزی اور حسد بغض اور بے جا پرخاش کے ایسی کتابیں جو آپ کے نزدیک نادر اور مفید ہونے کا حکم رکھتی ہیں فروخت کرنا موجب شرم یا قابل افسوس کارروائی کہی؟

پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار کی رائے جن وجوہات سے وطن نے رد کی ہے وہ تو اُن پر بیان ہوچکی مگر خود بھی اپنے مفید مطلب بنانے کی خاطر دو اخباروں کی رائے درج کی ہے ایک تو تحفہ ہند میرٹھ کی اور دوسری اپنے رفیق اور عزیز انگلو ورنیکلر لاہور کی۔ تحفہ ہند کی تو بسم اللہ ہی غلط ہے جیسے کہ ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہو سکتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ "الحکم کے میرزائی ایڈیٹر نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کو اس لئے کافر قرار دیا کہ وہ سر ولیم میور کی تصانیف جو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہیں شایع کر رہا ہے" پھر لکھتے ہیں کہ "اول تو مذکورہ بالا تصانیف کا اشتہار ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ دوئم جب تک مذاہب و اقوام غیر کے اعتراضات مسلمانوں کی نظر سے نہ گذریں وہ اُن کا جواب کیونکر دے سکتے ہیں" غور طلب تو یہ امر ہے کہ کیا فی الواقع الحکم نے ایڈیٹر وطن کو کافر قرار دیا ہے یا مولوی صاحبان نے؟ اور کہ کیا ایڈیٹر الحکم نے یہ کہا ہے کہ مذاہب اقوام غیر کے اعتراضوں کو [illegible] جواب [illegible] شائع کئے جاویں یا جواب دینے کے لئے [illegible] نہ کر سکیں؟ جب اُس کا یہ [illegible] ہی نہیں تو ایسی تحریر لکھنے والے اور ایسی تحریر کی [illegible] کو شرم [illegible] عرق عرق ہو جانا چاہئے۔ الحکم کا اعتراض تو یہ ہے کہ وہ کتابیں جن میں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب ثابت کیا گیا ہے اور قرآن کو دوسری کتابوں سے نقل معاذ اللہ بیان کیا گیا ہے اُن کو کیوں اسلامی اور نادر اور مفید کتابیں بیان کرکے مسلمانوں کو ترغیب دی گئی اور دھوکہ دیا گیا اور کیوں بازار کے نرخ سے دوگنی تگنی قیمت رکھ کر رعایتی کا احسان جتایا گیا؟ سو اس معقول اعتراض کا جواب میاں تحفہ سے نہ بنا اور نہ بن سکتا ہے اس لئے تحفہ کی رائے ناقص اور گواہی باطل اور ناقابل سماعت۔ دوسرے گواہ میاں انگلو ورنیکلر ہیں اُن کی گواہی بھی اس لئے اصل ناقابل پذیرائی و ناقابل سماعت ہے کہ اُنھوں نے اول تو فضول قضیہ چھیڑا ہے دوئم اُنھوں نے بھی دراصل تحفہ کی کاسہ لیسی کی ہے یعنے جو کچھ تحفہ نے بیان کیا ہے وہی اُنھوں نے راگ گایا ہے یہ عقلمند اور عقل کے پتلے اصل بات کو سمجھ کر بھی ناحق ناروا وطن کے برص کے داغ کو ڈھکنا اپنا فرض منصبی خیال کرتے ہیں۔ سوئم اُس نے بھی ایک طرح سے الزام ثابت کر دیا ہے جبکہ کہا کہ "ان سے (ایڈیٹر وطن سے) اصولی و فروعی غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے" ہاں یہ نئے تنک کیا ہے کہ وطن کی نسبت یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُس کی نیکیوں کی طرف بھی خیال کرنا چاہئے صرف عیبوں کو ہی تلاش کرنا نہ چاہئے۔ مگر اس کے جواب میں ہماری طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کیوں آپ نے چند نیکیوں کا ذکر نہ کر دیا تاکہ ہم خود وطن کی نیکیوں اور برائیوں کا مقابلہ کر لیتے اور کہ معلوم کر لیتے کہ وطن کے لائق ایڈیٹر نے مسلمانوں پر کیا احسان کئے ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر کے نزدیک وطن کی یہ نیکیاں ہونگی کہ وطن آئے دن ٹرکی کی اولٹی سیدھی خبریں شایع کرتا رہتا ہے یا کوئی عیسائی پرچہ سلطان پر اعتراض کرتا ہے تو اُس کا مقابلہ کرتا ہے مگر ان سے بڑھکر میاں ریویو نیکیاں کرنے والے ہیں جو وطن کے جنم میں آنے سے پہلے سے نیکیاں کر رہے ہیں کہ ٹرکی کی خبریں سناتے رہتے ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر کے نزدیک حجاز ریلوے میں چندہ جمع کرکے روانہ کرنا نیکی ہو تو اس سے بڑھکر نیکی کرنے والے ملا عبد القیوم مرحوم اور رستم و مصر میں موجود ہیں جنہوں نے وطن کی طرح قابل شرم سوداگری نہیں کی۔ کیا انگلو ورنیکلر کو معلوم نہیں کہ ایسی [illegible] ناقص نیکیوں کی تردید کے لئے اور ایسی نیکیوں کو ملیا میٹ کرنے والی [illegible] سخت سے سخت بدی ہے جو ایڈیٹر وطن نے کی ہے یعنے آنحضرت صلعم کی تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے م[illegible]

[illegible] بے سود اور اُس کی کینہ توزی، حسد، بغض، بیجا پرخاش کے نتائج ہیں لہٰذا فیصلہ ہوا کہ سب عذر نامعقول ثابت ہیں کہ الزام راسخ باقی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی)

تتمہ لیکچر لدھیانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انھوں نے گناہ کے دور کرنے کا علاج کفارہ تجویز کیا ہے جو کسی حالت اور صورت میں مناسب نہیں یہ لوگ اپنے نادان دوست ہیں اور ان کی مثال اس بندر کی سی ہے جس نے اپنے آقا کا خون کر دیا تھا۔ اپنے بچاؤ کے لئے اور گناہوں سے نجات پانے کے لئے ایک ایسا گناہ تجویز کیا جو کسی صورت میں بخشا نہ جاوے سچے کو صلیب دیا [illegible] اور [illegible] کو خدا بنا لیا۔

مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ان کا خدا ایسا خدا نہیں جس پر کوئی اعتراض [illegible] [illegible] اس کی طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں [illegible] اس کی صفات پر یقین [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا مذہب ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ضرورت [illegible]

[illegible]

میں آیا ہوں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہ کریگا وہ اپنا کام کر کے رہیگا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فعال لما یرید ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دیدی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود [illegible] [illegible] وہ میں ہی ہوں۔

[illegible] یہ بات ہے کہ [illegible] اسلام کی زندگی [illegible] مسیح کے فوت ہونے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معلوم ہو جائیگا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بڑا [illegible] [illegible] [illegible] اس مذہب کی عمارت قائم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہ حال ہے کہ میرا نام [illegible] [illegible] جھاگ کرنی شروع ہو جاتی ہے اور [illegible] [illegible] بکنے لگتے ہیں بھلا اس طرح پر بھی کوئی شخص حق کو پا سکتا ہے؟

میں تو قرآن شریف سے [illegible] [illegible] [illegible] پیش کرتا ہوں اور حدیث پیش کرتا ہوں اتنا سمجھا [illegible] پیش کرتا ہوں مگر وہ میری باتوں کو سنتے نہیں اور کافر کافر و دجال دجال کہکر شور مچاتے ہیں۔

میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے تو ثابت کرو کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے خلاف کوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مچاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابن مریم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنے لڑکوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] احمد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مجاز ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] رکھدے تو اس پر اعتراض!!!

غور طلب بات تو اس مقام پر یہ تھی کہ آیا آنے والا اپنے ساتھ نشانات رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان نشانات کو پاتے تو انکار کے لئے جرات نہ کرتے مگر انھوں نے نشانات اور تائیدات کی تو پرواہ نہ کی اور دعوے سنتے ہی کہدیا۔

امت کا فرض

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی شخص اگر حاکم مقرر کیا جاوے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی طرح پر خدا کے ماموریں کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں اور میں [illegible] سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میرے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لاکھوں نشانات ظاہر کئے۔ اور وہ نشان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں بلکہ لاکھوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نشانات ظاہر ہو [illegible] [illegible] [illegible] ظاہر ہوئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انہیں [illegible] [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دی گئی تھی [illegible] [illegible] ہوگی مثلاً انہیں میں سے ایک کسوف خسوف کا بھی نشان ہے جو تم سب نے دیکھا [illegible] [illegible] حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا اب بتاؤ کہ کیا یہ نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو کہے کہ اس نے یہ نشان نہیں دیکھا؟ اور ایسا ہی یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلے گی یہاں تک شدید ہوگی کہ [illegible] [illegible] سات مر جاویں گے اب بتاؤ کہ کیا [illegible] [illegible] نشان ظاہر ہوا یا نہیں؟ پھر یہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے کیا ریل کے اجراء سے یہ نشان پورا نہیں ہوا؟ میں کہانتک شمار کروں [illegible] [illegible] نشانات کہاں ہے اب غور کرو کہ [illegible] [illegible] [illegible] کرنے والا دجال اور کاذب [illegible] [illegible] کیا غضب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتے؟ اور پھر اگر کوئی آنے والا [illegible] [illegible] [illegible] کیا ملے گا؟

کچھ تو انصاف کرو۔ اور خدا سے ڈرو کیا

خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی تائید کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلہ میں آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جو آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتا دے کہ جھوٹوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان مخالف الرائے علماء کو کیا ہو گیا وہ غور سے کیوں قرآن شریف اور احادیث کو نہیں پڑھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس قدر اکابر امت کے گذرے ہیں وہ سب کے سب مسیح موعود کی آمد چودھویں صدی میں بتاتے رہے ہیں اور تمام اہل کشوف کے کشف یہاں آکر ٹھیر جاتے ہیں حجج الکرامہ میں صاف لکھا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہیں جائیگا۔ یہی لوگ منبروں پر چڑھ چڑھ کر بیان کیا کرتے تھے کہ تیرہویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے اور چودھویں صدی مبارک ہوگی مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودھویں صدی جس پر ایک موعود امام آنے والا تھا اس میں بجائے صادق کے کاذب آگیا اور اس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہوگئے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور مقابلہ میں نصرت بھی اسی کی کی۔ ان باتوں کا ذرا سوچ کر جواب دو۔ یونہی منہ سے ایک بات نکال دینا آسان ہے مگر خدا کے خوف سے بات نکالنا مشکل ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری اور کذاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاوے میری عمر ۶۷ سال کی ہے اور میری بعثت کا زمانہ ۲۳ سال سے بڑھ گیا ہے اگر میں ایسا ہی مفتری اور کذاب تھا تو اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو اتنا لمبا ہونے دیتا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے آنے سے کیا فایدہ ہوا ہے۔

یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معلوم ہو جائیگا [illegible] [illegible] اسلام ہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] قرآن [illegible] میں شائع ہو گیا ہے۔

ایسی ہی [illegible] اسلام کا بول بالا کیا جاوے۔ [illegible] خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور [illegible] یقیناً سمجھتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور [illegible] کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔

غرض

میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ [illegible] دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت ان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کے لئے، عمارت ہے تو دنیا کے لئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اغراض [illegible] کا اتنا ہی منشاء [illegible] ہے۔ [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] ہو جاتا ہے جیسے [illegible] چاہتا ہے وہ خدا [illegible] پایا جاتا ہے۔

[illegible] ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے میں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو۔ حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کی عظمت رکھی گئی ہے اس کے امانی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے مقدمات صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کے لئے ہے اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔ اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا

یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال بیان کی کہ وہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑھ ثابت ہو اور جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے اصلہا ثابت سے مراد یہ ہے کہ اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔

اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے کسی وقت خشک درخت کی طرح نہ ہو۔ مگر بتاؤ کہ کیا اب یہ حالت ہے؟ بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے؟ اس بیمار کی کیسی نادانی ہے جو یہ کہے کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہے؟ وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کے سوا اور کیا ہوگا؟

اس وقت مسلمان اسلمنا میں تو داخل ہیں مگر آمنا کی ذیل میں نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو۔

غرض

یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے [illegible] ہوں۔ اس لئے میرے معاملہ [illegible] لئے جلدی نہ کرو بلکہ خدا سے ڈرو [illegible] کرو کیونکہ توبہ کرنے والے [illegible]

طاعون کا نشان بہت خطرناک نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر لعنت ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ خدا تعالیٰ بتاتا ہے کہ میرے ارادے کی اس وقت تبدیلی ہوگی جب دلوں کی تبدیلی ہوگی۔ پس خدا سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ معمولی تصدیق کسی پیر کی تو اکثر لوگ وفا نہیں کر سکتے پھر آخرت میں کیا بھروسہ رکھتے ہو جس کی نسبت فرمایا

یوم یفر المرء من اخیہ

مخالفوں کا تو یہ فرض تھا کہ وہ حسن ظنی سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرتے مگر انہوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ یاد رکھو پہلی قومیں اسی طرح ہلاک ہوئیں۔ عقلمند وہ ہے جو مخالفت کر کے بھی جب اسے معلوم ہو کہ وہ غلطی پر تھا اسے چھوڑ دے۔

مگر یہ بات تب نصیب ہوتی ہے کہ خدا ترسی ہو۔ دراصل مردوں کا کام یہی ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں وہی پہلوان ہے اور اسی کو خدا پسند کرتا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ میں اب قیاس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ میرے ساتھ ہیں اجماع صحابہ بھی میری تائید کرتا ہے نشانات اور تائیدات الٰہیہ میری مؤید ہیں ضرورت وقت میرا صادق ہونا ظاہر کرتی ہے۔ لیکن قیاس کے ذریعہ سے بھی حجت پوری ہو سکتی ہے اس لئے دیکھنا چاہئے کہ قیاس کیا کہتا ہے؟ انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ماننے کو طیار نہیں ہو سکتا جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو مثلاً اگر ایک شخص آ کر کہے کہ تمہارے بچے کو ہوا اڑا کر آسمان پر لے گئی ہے [illegible] کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق مان لوگے؟ کبھی نہیں اس لئے قرآن مجید نے فرمایا

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

[illegible] اسلام کی [illegible] آسمان پر [illegible] اور ان کی وفات [illegible]

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے ان کو چاہیئے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا جواب دیا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

اس کا مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ میں نے بشر کے لئے آسمان پر مع جسم کے جانا حرام کر دیا ہے اگر میں جاؤں تو جھوٹا ٹھہروں گا۔

اب اگر تمہارا یہ عقیدہ صحیح ہے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کسی بالمقابل پادری یہ آیت پیش کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو؟

پس ایسی باتوں کے ماننے سے کیا فائدہ ہوگا کوئی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں اس طرح پر تو اسلام کو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ٹھہرو گے پھر پہلی کتابوں میں بھی تو کوئی نظیر موجود نہیں اور ان کتابوں سے اجتہاد کرنا حرام نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہد شاہد من بنی اسرائیل۔ اور پھر فرمایا کفیٰ باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب اور ایسا ہی فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے لئے ان کو پیش کرنا ہے تو ہمارا ان سے اجتہاد کرنا کیوں حرام ہو گیا۔

اب انہیں کتابوں میں ملاکی نبی کی ایک کتاب ہے جو بائیبل میں موجود ہے اس میں مسیح سے پہلے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا گیا آخر جب مسیح ابن مریم آئے تو حضرت مسیح سے الیاس کے دوبارہ آنے کا سوال ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کے موافق کیا گیا مگر حضرت مسیح نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آنے والا یوحنا کے رنگ میں آ چکا۔

اب یہ فیصلہ حضرت عیسیٰ ہی کی عدالت سے ہو چکا ہے کہ دوبارہ آنے والے سے کیا مراد ہوتی ہے وہاں یحییٰ کا نام مثیل الیاس نہیں رکھا بلکہ انہیں ہی ایلیا قرار دیا گیا اب یہ قیاس بھی میرے ساتھ ہے میں تو نظیر پیش کرتا ہوں مگر میرے منکر کوئی نظیر پیش نہیں کرتے

بعض لوگ جب اس مقام پر عاجز آ جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں مگر افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ آں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس سے سند لیتے رہے اور اکثر اکابر نے اتحریف معنوی مراد لی ہے۔ بخاری نے بھی یہی کہا ہے علاوہ اس کے یہودیوں اور عیسائیوں کی جانی دشمنی ہے کتابیں جدا جدا ہیں وہ آب تک مانتے ہیں کہ الیاس دوبارہ آئیگا اگر یہ سوال نہ ہوتا تو حضرت مسیح کو وہ مان نہ لیتے۔ ایک فاضل یہودی کی کتب میرے پاس ہے وہ بڑے زور سے لکھتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو میں ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھ دونگا کہ اس میں الیاس کے **دوبارہ آنے** کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھوں یہودی جہنمی ہوئے اور سور بندر بنے توکیا میرے مقابلہ میں یہ عذر صحیح ہوگا کہ وہاں مسیح ابن مریم کا ذکر ہے یہودی تو معذور ہو سکتے تھے ان میں نظیر نہ تھی مگر اب تو کوئی عذر باقی نہیں مسیح کی موت قرآن شریف سے ثابت ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہے اور پھر قرآن شریف اور حدیث میں منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزار ہا بلکہ لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب بھی اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لیگا۔ لیکھرام کا نشان عظیم الشان نشان ہے احمق کہتے ہیں کہ میں نے قتل کرا دیا اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو پھر ایسے نشانات کا امان ہی اٹھ جائیگا کل کو کہا جائیگا کہ خسرو پرویز کو معاذ اللہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قتل کرا دیا ہوگا۔ ایسے اعتراض حق بین اور حق شناس لوگوں کا کام نہیں ہے۔ میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میرے نشانات تھوڑے نہیں ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں پر گواہ ہیں اور زندہ ہیں۔ میرے انکار میں جلدی نکرو۔ ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دوگے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر ہے اور وہ صادق کو **صادق ٹھہراتا اور کاذب کو کاذب**۔

حضرت حجۃ اللہ کے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد مولوی عبدالصمد صاحب پٹیالوی نے ایک نظم حضرت کی تصدیق میں پڑھی زاں بعد مصری شاہ صاحب ساکن نو شہر ضلع جالندھر نے اپنا ایک رویا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا جس کے رو سے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کو سنا اور تصدیق کی۔ — ایڈیٹر

آریہ سماج کی موت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں پنڈت رام بھجدت چودھری کی ایک تقریر کے حوالہ سے اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کیا گیا تھا جو فروری ۱۹۰۳ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق کی تھی۔ اسپر پرچارک کے ایڈیٹر صاحب بہت کچھ جھنجلائے تھے اور ان کے جھنجلانے کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ چودھری رام بھجدت صاحب سے انھیں ایک خاص کد ہے بہرحال میرے نوٹ اور پرچارک کے ریمارک پر ایک غیر احمدی نے اخبار وکیل میں مختصر نوٹ محاکمہ کے طور پر لکھا ہے۔ جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اسی نوٹ پر میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ منشی غلام حسین صاحب کا یہ خیال درست نہیں کہ حضرت اقدس نے ان جراثیم کو دیکھکر پیشگوئی کی تھی جو آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا کر رہے ہیں ایسی پیشگوئیاں تفرس اور قیافہ سے نہیں ہوا کرتیں بلکہ یہ ایسے وقت ہوا کرتی ہیں جبکہ کوئی مدبر اور پولیٹیشن رائے زنی نہیں کر سکتا ورنہ انبیاء علیہم السلام اور مدبرین مملکت کی پیشگوئیوں میں کوئی فرق نہ رہے اور امان اٹھ جاوے۔ آریہ سماج کے متعلق جب پیشگوئی کی گئی تھی اُس وقت انہیں تفرقہ نہ تھا۔ پنڈت رام بھجدت اور منشی رام ایک پلیٹ فارم پر کام کر رہے تھے۔ دھرم پال نے اپنی کھچڑی الگ پکانے کا سامان تو کہاں ابھی وہ دھرم پال ہی نہ ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ مگر پیشگوئی کے بعد ایسے سامان شروع ہوئے کہ اب تین تین اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں ہو کر رہتے ہیں۔ بہرحال وہ محاکمہ یہ ہے۔

موت وحیات کا سوال

فروری ۱۹۰۳ء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آریہ مت کے متعلق بطور پیشین گوئی یہ فرمایا تھا کہ:۔ "ایک صدی نہ گذریگی جو اس مذہب پر موت وارد ہوگی"۔

پنڈت رام بھجدت نے اُسی وقت قادیانی آریہ سماج کے جلسہ میں اُس کی تردید نہایت شد ومد سے کردی تھی۔ مگر یہ انقلاب قابل غور ہے کہ اب خود پنڈت صاحب باوجود ایک پرجوش آریہ ہونے کے سو سال کے اندر آریہ سماج کے نیست ونابود ہو جانے کے معترف اور مقر ہیں۔

قادیانی جماعت اس کو مرزا صاحب کا معجزہ کہیں یا کرامت وکشف مگر اس میں شک نہیں کہ حضرۃ اقدس کی دُوربین نگاہ نے ان جراثیم کو بہت جلد دیکھ لیا جو آریہ سماج کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے ہیں اور ان کی موت کا پیش خیمہ ہیں۔ تاہم سب کی باہمی جنگ یہ ضرور ہے کہ وہ اس مذہب کی بربادی کا باعث ہوگی ہے۔

اخبار الحکم نے اس بارہ میں کسی قدر لکھا تھا اور ست دھرم پرچارک جالندھر اس طرح دوا بدوش کو تیار ہو گیا کہ "اس کو قادیانی چیلا اپنے گورو کی فتح بتلاتا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے اُسکے گورو کی فتح نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس کا نصیب دوسرا ویسا ہی پیغمبر پیدا ہو جاتا ہے"۔

پنڈت رام بھجدت صاحب نے نہ ادعائے الہام ونبوت کیا ہے نہ وہ کسی مافوق طاقت بشری کے مدعی ہیں۔ بس اس پیشین گوئی سے اُن کی نبوت تو شاید ہی ثابت ہو۔ مگر ہاں ایہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تین چار سال کے اندر ہی اندر وہ اپنے حریف کے ہم آہنگ وہم خیال بنگئے۔ کچھ انہی پر موقوف نہیں ہر شخص جس کو خدا نے کچھ بھی عقل دی ہے۔ صاف سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب میں سوائے جوش اور تعصب کے روحانیت کا شمہ بھی نہ ہو۔ وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ ست دھرم پرچارک کا خیال ہے کہ:۔ "جب صدی گذریگی اور آریہ سماج واقعی ترقی کی منزل پر پہنچیگا۔ تو نہ اس وقت مرزا صاحب ہی زندہ ہوں گے۔ اور نہ ہی پنڈت رام بھجدت۔ پھر آریہ سماج والے کیسے شرمندہ کرینگے؟"

یہ خیال تو درست ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ پہلو بھی نکلتا ہے کہ اگر پنڈت صاحب اور مرزا صاحب بالقابہ کا قیاس درست نکلا اور آریہ سماج اپنے جوش تعصب کی نذر ہو کر دنیا سے نیست ونابود ہو گیا تو اُس وقت نہ لالہ منشی رام صاحب ہونگے نہ ایڈیٹر صاحب پرکاش وغیرہ۔ پھر قادیانی چیلے اور رام بھجدت صاحب کے مداح کیسے شرمندہ کرینگے؟ مگر ہمارے نزدیک یہ کسی کو محجوب وشرمندہ کرنیکا سوال نہیں۔ بلکہ بعض سمجھدار لوگوں کا ایک خیال ہے جو آریہ سماج کے غیر ضروری جوش کو دیکھکر پیدا ہوا۔ اور انھوں نے سماج کے عمر طبعی تک نہ پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ وہاں جس طرح علاج وپرہیز سے اکثر ناتواں مریض بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ اگر سماج اپنے تعصب کو کم کر دے اور متانت وملائمت اختیار کرے تو ممکن ہے کہ وہ اور کچھ دن دنیا کی ہوا کھا سکے۔ مگر جو مذہب تعصب کو ایک ضروری رکن سمجھ رہا ہو اُس سے لطف ومدارا کی توقع عبث ہے۔ پرکاش کے اس خیال پر کہ "مذہب کے لئے کچھ نہ کچھ تعصب ہونا ضروری ہے" الشیر اٹاوہ نے ایک دلچسپ ریمارک کیا ہے۔ اور پرکاش کو اُس کی غلط فہمی وغلط کاری پر مطلع کرنا چاہا ہے لیکن ع نرود میخ آہنی در سنگ۔

بہرحال سو برس بعد نہ ہم ہونگے نہ مرزا صاحب۔ اور نہ آریہ سماج کے موجودہ مداح وثنا خواں۔ مگر تاریخ آنے والی نسلوں کو بتلادیگی کہ پنڈت رام بھجدت اور مہاتما لالہ منشی رام صاحبان دونوں میں سے آریہ سماج کی موت وحیات کی بابت کس کا اندازہ صحیح تھا؟ اور ایک ایسا مذہب جس نے تعصب۔ جوش۔ نکتہ چینی تنگ نظری کے سایہ میں پرورش پائی تھی "ترقی کی منزل" پر پہنچنے میں ست دھرم پرچارک کے خیال کے مطابق کامیاب ہوا۔ یا پنڈت صاحب و مرزا صاحب کی متحدہ پیشین گوئی کے مطابق نیست ونابود ہو کر دنیا میں صرف اپنا افسانہ چھوڑ گیا۔

راقم غلام حسین ؛

راجہ جہانداد خان صاحب بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ وباقی ست خدا خواہد بود

راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف گکھڑ ۱۸ نومبر عید کے دن رات کو دس بجے اِس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ صاحب کی موت عارضہ قلب کے باعث یکایک واقع ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ راجہ صاحب کی وفات ہند وپنجاب کے مسلمانوں کی مادی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے ایک سخت صدمہ ہے۔ اور ان کی اس جوانا مرگی پر واقعی قلق ہوتا ہے ؛ راجہ صاحب وہی بزرگ ہیں جو سلسلہ عالیہ کے لئے ایک **نشان** تھے جو "چودھویں صدی والا بزرگ" کے نام سے ہماری جماعت میں مشہور ہیں۔

انھوں نے براہ راست حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی قبولیت دعا کی اطلاع پاکر اپنے جرم کا اقرار کرکے حضرت اقدس کے حضور نہایت تذلل اور انکسار کے ساتھ عفو تقصیر چاہی اور حضرت نے نہایت فراخدلی سے معاف کر دیا۔ اسکے بعد افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض گرد وپیش کی صحبتوں نے انھیں خدا کے راستباز برگزیدہ کی صحبت سے فایدہ اُٹھانے کا موقع نہ دیا۔ لیکن وہ **الحکم** ہمیشہ پڑھتے رہے جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر دنیا کے تعلقات کے لمبے سلسلے نے انھیں پورے طور پر مستفیض ہونے کا موقع ندیا۔ بہرحال اب جبکہ وہ اس غدار دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین ؛

استفسار اور اُن کے جواب

جناب شیخ جی صاحب مکرم بندہ السلام علیکم
اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸ ورق میں استفسار
کے جواب میں جو یہ عبارت قرآن شریف کی تحریر
کر کے ترجمہ کیا ہے اس ترجمہ میں اور قرآن شریف
کے ترجمہ میں فرق ہے اخبار میں ترجمہ یہ ہے انا
ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً وان من امۃ
الا خلا فیہا نذیر ۲۲/۱۵ یعنے تجھے اے رسول
ہم نے بھیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بنا کر
جو خوشخبری اور ڈر سنا دے مگر تیری یہ رسالت
تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہم نے
کوئی گروہ بھی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں
رکھا اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر
کے آنے سے خالی نہ رہے گا ۔ ... یہ پتہ لگتا
ہے کہ اسی طرح تیری اُمت میں بھی
کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ
رہے گا ۔ یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔
دوسرا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت
میں سے بھی کئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے
اس اُمت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا
ایک ہی اُمت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو
ہونا چاہیئے اور یہ ترجمہ کہ تیری یہ رسالت
تیرے پر ہی ختم نہیں کس عبارت کا ترجمہ
ہے ... یہ کیونکر ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ
اُمت میں بھی نذیر آتے رہینگے ۔ اور امت
موجودہ کے کئی گروہ ہیں اور سب میں نذیر
آوینگے اور سب نذیر اپنی پر ہونگے اول
تو گروہ ہی اس امت میں نہیں ہونے چاہیئیں
ایک ہی گروہ ہو اور پھر ہر ایک گروہ میں
نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا جواب جلدی
اخبار میں تحریر فرماویں ۔ (راقم سجاول
از جگراؤں)

الجواب

وعلیکم السلام ۔ اگر آپ ذرا بھی غور فرماتے
تو آپ کو اس کارڈ کے لکھنے کی حاجت
پیش نہ آتی مگر آپ نے جلدی کی بہرحال
واضح ہو کہ اس ترجمہ میں اور اور قرآن
شریف کے ترجموں میں فرق ہے ۔ ج یعنے
... ترجمہ نہیں لکھا بلکہ اس آیت کی تفسیر
لکھی ہے چنانچہ ... آیت کی تفسیر کے نیچے
یعنے کے لفظ سے ... [illegible]
اور ترجمہ میں ضرور کسی قدر فرق ہوتا ہے
کیونکہ مترجم کے پیش نظر صرف ایک لفظ
ہوتا ہے جس کا وہ ترجمہ کرتا ہے ورنہ ترجمہ
ترجمہ ہی نہیں رہتا مگر تفسیر کرنے والے کا میدان
وسیع ہوتا ہے اور القرآن یفسر بعضہ بعضاً
کے طور پر وہ بیان کرتا ہے ۔ میری تفسیر کی
عبارت دوسرے تراجم کے ساتھ نہیں ملتی
اور ایسا ہی ہونا چاہیئے ۔
س یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ اسی طرح تیری امت
میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی
نہ رہیگا یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔
ج ۔ خاص کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ استنباط
ہے قرآن مجید سے بلکہ اول خود اسی آیت
سے کیونکہ بشیراً اور نذیراً دو لفظ نکرہ
ہیں جو عظمت کے لئے آتے ہیں یعنے بہت
بڑا عظیم الشان بشیر و نذیر ۔ اور یہ امر مسلم
اور بدیہی ہے کہ جس قدر کوئی بادشاہ زیادہ
عظیم الشان ہوتا ہے اُسی قدر اس کے نواب بکثرت
ہوتے ہیں پھر جس بادشاہ کی سلطنت زماناً
قیامت تک ہو اور مکاناً تمام روئے زمین پر
ہو اس کے نوابوں کے وجود میں کیا شک
ہو سکتا ہے ۔ پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی سلطنت زماناً و مکاناً عام ہے
اس لئے ان کے ماتحت ہمیشہ قیامت تک نذیر
آنے چاہئیں چونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا زماناً و مکاناً تمام بادشاہ ہونا
آپ کو مسلم ہے اس لئے ضرور ہوا کہ اس کا
ثبوت اس کو ... لکھا جاوے اس لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور بشارت فرمایا کہ
پہلے کئی بڑے بڑے انبیا خصوصاً موسیٰ علیہ
السلام کی امت میں ... اور ہر ایک
میں جہاں جہاں یہ قوم ... نذیر آتے رہے اسی
طرح ... تیرے بعد بھی آیا کریں گے
دوسرا انما انت منذر و لکل قوم ھاد ۱۳/۷
یعنے تو تو ایک بڑا عظیم الشان منذر ہے
اور ہر ایک قوم کے لئے بھی ہادی ہوگا ۔
یعنے تیری امت ... ہر ایک قوم کے لئے
ہادی اللہ تعالیٰ ... چنانچہ ...
... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]
اُن کو دعوت الی اللہ کریگا ۔ اخرج ابن جریر
وابو الشیخ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ
ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیۃ
من ربہ قال ھذا قول مشرکی العرب انما
انت منذر ولکل قوم ھاد ولکل قوم داع
یدعوھم الی اللہ درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵
یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو ان کو
دعوت الی اللہ کریگا ۔ واخرج ابن ابی شیبہ
وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ عن مجاہد رضی اللہ عنہ فی قولہ
انما انت منذر ولکل قوم ھاد قال المنذر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولکل قوم ھاد
نبی یدعوھم الی اللہ درمنثور صفحہ ۴۵ جلد
۴ یعنے ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوگا جو
اس کو دعوت الی اللہ کریگا ۔
تیسرا آیت زیر بحث کے اگر صرف اتنے ہی
معنے ہوں کہ تجھے ہی ایک نذیر بشیر بنا کر ہم نے
بھیجا اور تجھ سے پہلے بھی نذیر آتے رہے
تو اس کلام میں کونسی فضیلت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نکلی بلکہ اگر غور کیجاوے
تو اس میں تو کسر شان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے بلکہ تمام انبیائے سابقین
کے قصص جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ہرگز
فضول اور لغو نہیں ہیں تمام مفسرین عموماً
متفق ہیں بلکہ خود قرآن مجید گواہ ہے کہ
یہ قصص پیشگوئیاں ہیں چنانچہ فرماتا ہے
لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب
ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی
بین یدیہ ۱۲/۱۱۱ تلک من انباء الغیب
نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک
من قبل ھذا ۱۱/۴۹ کلا نقص علیک من انباء
الرسل ما نثبت بہ فؤادک ۱۱/۱۲۰ کذالک
نقص علیک من انباء ما قد سبق ۲۰/۹۹ یعنے
ان کا حال بیان کرنے میں اصل مقصود
ایک عبرۃ ہے باریک بین لوگوں کے لئے
کہ وہ اس کو قصہ نہ سمجھیں بلکہ پیشگوئی
سمجھیں کیونکہ اس میں کوئی بناوٹ نہیں
بلکہ یہ قصہ حالات پیش آیند کی تصدیق
کریگا کیونکہ یہ تمام قصص پیشگوئیاں ہیں
جو ابھی پوشیدہ ہیں تو اور تیری قوم باوجودیکہ
ان قصص سے واقف ہیں مگر ان کی ضمن
میں جو پیشگوئیاں ہیں اس سے پہلے تم نہیں
جانتے تھے ۔ ان تمام رسولوں (نوح ہود
صالح لوط ابراہیم شعیب موسیٰ وغیرہ)
کے حالات ہم تجھے بطور پیشگوئی اس لئے
بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرا دل مضبوط رہے
قومی رکھیں ۔ اور دیگر گذشتہ لوگوں کے
حالات جو بطور پیشگوئی ہم بیان کرتے ہیں
ان سے پیشگوئی اور تیرے دل کی مضبوطی
مراد ہوتی ہے ۔ اب اس سے صاف معلوم
ہوا کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر میں بھی
پیشگوئی ہے ۔ و نیز ہر ایک نبی کے قصہ
کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبرۃ لاولی
الالباب ۱۲/۱۱۱ ان فی ذلک لآیۃ ۲۶/۸ یعنے
عقل والے اس قصہ سے آگے گذر کر نتیجہ
اور بات نکالیں کیونکہ اس میں تو تیرے لئے
ایک نشان اور پیشگوئی ہے ۔ چہارم آیت
استخلاف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ
سلسلہ موسوی کی طرح ہمیشہ خلفا اس
امت میں بھی آتے رہینگے جس کی تفصیل
آپ بیشتر بار بار الحکم میں میرے مضامین میں
پڑھ چکے ہونگے ۔ پانچواں یا بنی آدم
اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی ۷/۳۵
یعنے اے آدم کی اولاد ضرور ضرور تمہارے
پاس تم میں سے رسول آتے رہینگے جو میری
آیات تم پر بیان کیا کرینگے ۔ ورنا قولہ یقصون
علیکم آیاتی فقیل تلک الآیات ؟
القرآن وقیل الدلایل وقیل الاحکام
والشرایع والاولی دخول الکل فیہ ...
ثم بین تعالیٰ ان الذین کذبوا بھذہ الآیات
التی یجیئ بہا الرسل تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۰
یعنے یقصون علیکم آیاتی سے معنے بعض
نے قرآن مجید اور بعض نے دلایل اور بعض
نے احکام اور بعض نے شریعتیں بتلائی
ہیں مگر اصل میں یہ تمام امور آیات میں
داخل ہیں ... پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا
کہ میری ان آیات کے ساتھ جو تکذیب
کرینگے جو وہ رسول لوگوں پر بیان کرینگے
غرض تفسیر کبیر والے کے نزدیک بھی یہ
آیت آئندہ زمانہ کیلئے ہی ہے ثم انذر
نعلم بنی آدم بانہ سیبعث الیہم رسلا
یقصون علیہم آیاتہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۲۵
بعض نادان یہاں سوال کرتے ہیں کہ
یہ خطاب بنی آدم کو ہے اور حضرت آدم
کے بعد بکثرت انبیا آئے اور ان کی نسبت
ہی یہ حکم ہے مگر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا
اس لئے کہ
الف قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر نازل ہو رہا ہے اس لئے یا بنی آدم
سے مراد موجودہ مخاطبین اور ان کے ...

آنے والی نسلیں میں۔

ب۔ صیغہ مضارع کا ہے جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہوتا ہے۔

ج۔ اگر گذشتہ زمانہ مراد لیا جاوے تو فمن اتقیٰ و اصلح اور والذین کذبوا کا کہنا فضول ہے کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ تصدیق تکذیب کے متعلق امر و نہی کیا فایدہ۔

اصل بات یہ ہے کہ قبل اسلام ننگے ہو کر طواف کرتے تھے کیونکہ ان کپڑوں میں گناہ کئے گئے ہیں ابن کثیر صفحہ ۲۰۲ جلد ۳ و تفسیر کبیر ان لوگوں کے رد کے لئے یہ احکام لباس وارد ہوئے اور انھیں کی تفہیم کے لئے حضرت آدم کا قصہ اس موقعہ پر بیان کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کو بار بار یا بنی آدم کہکر پکارا جاتا ہے۔ یعنے تم بس آدم کی اولاد ہو وہ تو لباس کا ایسا پابند تھا کہ ایک مجبوری کے سبب جب اس کا لباس اتر گیا تو اس نے اپنے آپ کو درختوں کے پتوں سے ڈھانک لیا تو تم اس کی اولاد ہوکر ننگے طواف کرنے [illegible] باوجودیکہ اپنے آباواجداد کی پیروی کا دعوے بھی کرتے ہو۔ اور [illegible] الفاظ قرآن مجید میں خاص ضرورتوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ہارون نے موسیٰ کو کہا یا ابن ام اسے میری ماں کے بیٹے [illegible] بہ نسبت باپ کے [illegible] موسیٰ کا غضب فرو [illegible]

[illegible] ماں کا بیٹا کہا باپ کا نہ کہا۔

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علےٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا [illegible] ان ملائک کو جن کو کلام الٰہی پہنچانے کی خدمت سپرد ہے اپنے کلام کے ساتھ [illegible] جس پر چاہیگا اپنے بندوں سے کہ لوگوں کو ڈراؤ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں۔

ساتواں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ۲۴/۱۱ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہینگے اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اس دنیا میں بھی۔

آٹھواں۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ۲۸/۲۰ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہینگے۔

نواں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اور ملایک دوزخ ہی دلیل پیش کرینگے کہ کیا تمھارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔

الف۔ کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یأتکم نذیر ۲۹ یعنے جب کبھی دوزخ میں کوئی گروہ داخل کیا جاویگا خازن دوزخ انکو بطور ملامت پوچھینگے کہ کیا تمھارے پاس اس دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔

ب۔ یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی و ینذرونکم لقاء یومکم ھذا ۸/۳ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آئے تھے جو تمھیں میں سے ہوتے اور میرے احکام تمہیں بیان کرتے اور قیامت کے دن کے آنے سے تمکو ڈراتے۔

اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مامور غیر قوم سے نہیں آسکتا بلکہ منکم کا آنا ضروری ہے ورنہ الزام قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اجنبی غیر معروف آدمی اسکے حالات سے ہم واقف نہ تھے یا اس کا آسمان سے اترنا ہم نے خود نہیں دیکھا ممکن ہے کہ کسی نے خود بخود نزول من السما کا جھوٹا وعوے کر دیا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ عند نزول المسیح ساری دنیا کے لوگ وہاں موجود ہوں یا موجود ہوسکیں اور اگر کچھ [illegible] نزول اس کو اترتے دیکھ سکیں۔ ج دہم [illegible]

[illegible] ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر و جاءکم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر ۲۲ یعنے دوزخی لوگ دوزخ میں چلا کر عاجز کیا کرینگے کہ اے ہمارے رب [illegible] والے ہم کو اس سے نکال [illegible] کے کام کریں گے برخلاف ان بد کاموں کے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمایگا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں جو عمل کرنا چاہتے عمل کر سکتے اور کیا تمہارے پاس نذیر کوئی نہیں آیا تھا۔ اب الزام تمہیر قائم ہو گیا اور [illegible] لگ گیا۔ اس لئے چکھے [illegible] کا مزہ اور ایسے ظالموں کے لئے جو مامور کے انذار کی پرواہ نہ کریں اور فرصت کو غنیمت نہ سمجھیں کوئی مددگار نہیں۔

دسواں۔ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر ۳ یعنے اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آگیا جبکہ [illegible] رسولوں کی [illegible] بڑی دیر ہوگئی تا ایسا نہ ہو کہ تم کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر نذیر نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آچکا۔ فتلک عشرۃ کاملۃ اس جگہ یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آچکے تھے اور یہی مراد ہے الزام اہل النار و اہل الحشر و اہل کتاب سے۔ اس لئے کہ

الف۔ اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں وعدہ فرماتا ہے کہ خلفا آینگے۔

ب۔ آیات مندرجہ اول تا ے میں بھی وعدے ہیں کہ انبیاء و رسل آینگے۔

ج۔ آیت ۱۰ میں اہلکتاب کو فرمایا کہ اس تواتر ارسال رسل میں اب فتور آگیا اب ایسا نہ ہو کہ تم عدم ارسال رسل کا عذر پیش کرو۔

حالانکہ زمانہ فترت کا چھ سو سال ہے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو سال ہوگیا اور زمانہ فترہ اس زمانہ سے دو چند سے بھی بڑھکر ہے جسکو عدم ارسال رسل سے تعبیر کیا گیا۔

د۔ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعدہ ہے کہ ہم انبیا بھیجا کرینگے۔

ہ۔ غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعید ہے کہ جو مامور آوے اس کے انکار سے تم بھی مغضوب علیہ ہو جاؤ گے اگر کسی نے آنا ہی نہیں تو کیا یہ وعید اور انعمت علیہم کا وعدہ فضول ہیں جو شان ربوبیت رحمانیت رحیمیت کے خلاف ہیں۔

و۔ اس طرح تو حضرت موسیٰ کے بعد انبیا کا سلسلہ باطل ماننا پڑیگا کیونکہ حضرت موسیٰ آچکے باقی کی ضرورت نہیں۔

ز۔ اس طرح سلسلہ موسوی کی طرح آخری خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود سے بھی انکار لازم آویگا کیونکہ رسول اللہ جب آچکے کسی کی اب ضرورت نہیں حجت قائم ہوگئی۔

ح۔ لما بلغ اشدہ آتینا حکماً و علماً و کذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۳ یعنے جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ گیا ہم نے اس کو نبوت اور علم لدنی عطا کیا اس لئے کہ وہ المحسن تھا اور یہ ہمارا قانون [illegible] ہے کہ آئندہ بھی یہی بدلہ ہم المحسنین کو دیا کرینگے اب یہ قانون الٰہی بھی منسوخ [illegible] ماننا پڑیگا کیونکہ اسنے باوجود وعدہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ عہدہ نہیں دیا کیا اس امت میں کوئی بھی المحسن نہیں گذرا نعوذ باللہ۔

ط۔ ولما بلغ اشدہ واستویٰ آتیناہ حکماً و علماً و کذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے اور ٹھیک ٹھاک ہوگئے ہم نے ان کو نبوت اور علم لدنی دیدیا اور آئندہ بھی ہم بھی بدلہ المحسنین کو دیا کریں گے۔

ی۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا و کانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۲۴/۱۸ یعنے خبردار ہو کر سنو کہ یہ بات بڑی یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف ہوتا ہے نہ غم اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود ایمان لانے کے متقی بھی ہوں۔ بلکہ ان کو البشرے ملتا رہتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جو اٹل اور لاتبدیل ہے اس لئے کہ جو ربنا اللہ کو سمجھکر اسپر قایم رہیں انپر ملایک نازل ہوا کرتے ہیں کہ اب تم کو کوئی خوف و غم نہیں بلکہ تم کو البشریٰ ہے اس جنت کا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ تھا۔ اب یہ بھی وعدہ الٰہی ہے جو لاتبدیل اور [illegible] ساتھ موکد کیا گیا ہے فتلک عشرۃ کاملۃ۔

س۔ اور نیا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں بھی کوئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے۔

ج۔ پیارے سجاول مجھے آپ کے اس سوال سے بہت تعجب آتا ہے اگرچہ پہلا سوال بھی [illegible] آپ کی لیاقت و اخلاص کے ثبوت خیز نہ تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑا رسول نبی مامور مانتے ہیں جن کے اسلام کا دامن زمانا قیامت تک [illegible] زمین تک پھیلا ہوا ہے [illegible] کی کثرت پر کیوں تعجب ہے

(مرتب)

[illegible] گروہ بھی آپ شمار [illegible] حنفی شافعی مالکی حنبلی وہابی [illegible] خارجی [illegible] [illegible] نقشبندی [illegible] قادری [illegible] وغیرہ وغیرہ بیرونی [illegible] ہمارگی آریہ برہمو یہود عیسائی مجوس [illegible] کیا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ امتی علی ثلثین و سبعین ملۃ یعنی میری امت بہتر فرقہ ہو جاویگی [illegible] گئے - اور خود قرآن مجید بھی اس اختلاف [illegible] دیتا ہے ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقھم ۲ البقرۃ [illegible]

[illegible] النبیین مبشرین و منذرین و انزل معہم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا

[illegible] ولقد آتینا موسی الکتاب فاختلف [illegible] یعنے ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے [illegible] مگر جس کو تیرا رب اپنے رحم سے بچا لے [illegible] چونکہ اس نے تو شخص رحم سے لئے [illegible] پیدا کیا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ [illegible] منذرین کو کتاب حق و حکمت کی [illegible] بھیجتا ہے کہ ان کے اختلاف مٹا کر [illegible] ایک امت بنا کرے - چنانچہ [illegible] کتاب دی تھی مگر اس میں اختلاف [illegible] کیا گیا - غرض [illegible] ہوا کرتا ہے اور مختلفین ہی کا نام گروہ اور امت [illegible]

س اس امت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا ایک ہی امت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہیئے -

ج کئی ایک گروہ ہیں حنفی شافعی نیچری ہندو عیسائی کنجر میراثی ٹھیٹر والے وغیرہ وغیرہ اب ایک ہی امت بنانے کے لئے مسیح موعود و مہدی مسعود آیا ہے جو سب بہت سے وہابی حنفی نیچری سکھ ہندو آریہ [illegible] عیسائی یہود کو ایک گروہ بنایا اور بنایا جاتا ہے - اور ایک ہی ہونا چاہئے اور ایک ہی بنانے کے لئے بعثت انبیاء و رسل ہوا کرتے ہیں -

س یہ کیونکر ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ امت میں بھی نذیر آتے رہینگے -

ج اب موجودہ امت میں بھی ایک نذیر موجود ہے جس نے زلزلہ طاعون سیلاب [illegible] تمام معینہ کے آنے [illegible] اور اس کی نسل سے بھی ایک عظیم الشان نذیر آنے والا ہے جس کی [illegible] واقع الوصایا و دیگر کتب میں جو [illegible] نذیر نے تحریر [illegible] -

اور کسی گروہ کی نسبت بیشتر جواب لکھا گیا -

س اور امت موجودہ کے کئی گروہ ہیں جلا اس امت میں [illegible] ہونے چاہئیں ایک ہی گروہ ہو [illegible] ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا -

ج ان تمام سوالات کے مدار ایک غلط فہمی ہے جو آپ کو گروہ کے معنے اور ان میں نذیر آنے کے معنے میں ہوئی یعنے آپ نے سمجھ لیا کہ شیعہ میں شیعہ نذیر آئیگا اور خارجی میں خارجی پھر وہ نذیر رہتی [illegible] طرح ہو سکتا ہے حالانکہ یہ غرض نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ ہر ایک ملک میں اس زمانہ اور اس ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نذیر آیا کرینگے اور اختلاف شیعہ خارجی وغیرہ مٹا کر ایک گروہ بنانے رہینگے - چنانچہ الحمدللہ [illegible] ایک عظیم الشان نذیر تعالیٰ [illegible] علی انبیاء و [illegible] موجود ہے جو تمام مختلف فرقوں کو [illegible] اور اگر [illegible] [illegible] [illegible] کرنے [illegible] بت پرست [illegible] کا صابی [illegible] نا رہو گا [illegible] [illegible] ولا قوۃ الا باللہ ولا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ فالحمد للہ اولا واخرا وظاہرا وباطنا وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا [illegible] رحمۃ للعالمین الرؤف الرحیم [illegible] بشیرا ونذیرا وعلی [illegible] واصحابہا [illegible] وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا [illegible]

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ [illegible] یوسف امرتسری کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً ناواقف نہ ہونگے [illegible] صاحب [illegible] جنہوں نے تھا ذکر [illegible] تمام [illegible] کی تھی اور جن کے متعلق بعض نو مسلم لڑکوں کو حافظ صاحب [illegible] کی ابتدا [illegible] بھی پیدا ہوئی تھی - ابھی ان کے اہتمام و انصرام کے دوران میں حافظ صاحب اندھے ہو گئے اور غالباً اس وجہ سے وہ اس کام کو پورے طور پر نہ نباہ سکے یا کوئی اور اسباب پیدا ہوئے جس کی وجہ سے انجمن مذکور کی پھر کوئی رپورٹ پبلک میں نہیں آئی اور اب ان کی تحریروں میں کوئی ذکر اس کا ہم نے نہیں دیکھا - ممکن ہے انجمن کا کوئی وجود ہو اور اس کی کارروائی کو پبلک کرنا حافظ صاحب خلاف مصلحت سمجھتے ہوں یا وہ رودادیں ایسے طور پر پبلک میں آتی ہوں جن کا مجھے کوئی علم نہ ہو - بہرحال یہ وہی صاحب ہیں اب شاید انھوں نے آنکھ بنوائی ہے جو پبلک میں پھر نئے رنگ میں جلوہ نما ہوئے ہیں - اور انھوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام الحجۃ [illegible] کے چھپے پرچہ میں ایک کھلا خط [illegible] جس میں وہ شخص اسی بنا پر [illegible] حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق انھوں نے اندرون مراد [illegible] جمع کیا تھا حضرت اقدس کو بیعت کی دعوت دیتے ہیں - اس سارے خط میں کوئی اور دلیل اور وجہ حافظ صاحب نے پیش نہیں کی بجز اس کے کہ ایک وقت حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ کام کریگا وہ اہل اللہ اور اہل جنت ہوگا [illegible] حافظ صاحب کو اب اس [illegible] خیال پیدا ہوا کہ جو [illegible] اہل جنت ہوں [illegible] بیعت کرنی چاہئے [illegible]

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی [illegible]

حافظ صاحب نے تو لکھا [illegible] علوم دینیہ [illegible] اہل حدیث [illegible] دلیری کر کے اس خط کو چھاپ دیا -

حافظ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے جب یہ کام کیا تھا تو تمام مسلمان نہیں جانتے کہ یہ کام ہوا [illegible] صاف پایا جاتا ہے کہ انھوں نے مخالف مسلمانوں کے برخلاف حضرت اقدس کے دعوے کو تسلیم کر کے خادمانہ حیثیت سے اس خدمت کو سرانجام دیا تھا اور وہ بھی نہ اپنی گرہ سے بلکہ کسی اور کے روپے پر -

چنانچہ حافظ صاحب کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو گا کہ اس مدرسہ کے دینے کا وعدہ منشی سراوار خان صاحب سابق پوسٹ ماسٹر شہر لاہور نے کیا تھا - پس اگر محض اس خدمت سے بیعت لینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے تو حافظ صاحب کو منشی سراوار کی بیعت کرنی چاہئے علاوہ بریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس ایک فعل کے کرنے والے کی نسبت اگر حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ یہ کام کسی اہل اللہ اور اہل جنت سے ہوگا تو اس میں اس امر کا کہاں ذکر ہے کہ اسے بیعت لینے کا بھی حق ہوگا -

حافظ صاحب کو نوکی علوم اس کے معاون اور منبر الحدیث کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر یہ کلیہ صحیح تسلیم کر لیا جاوے کہ جو شخص کسی راستباز کے ساتھ ہو کر کسی موقع پر نصرت دین کرے تو دوسرے وقت اس راستباز اور مامور کو اس کی بیعت کرنی چاہئے تو پھر انبیاء علیہم السلام کا سارا سلسلہ باطل ہو جاوے گا - کیونکہ ایک وقت وہ مخدوم ہوں اور دوسرے وقت اپنے خادموں کے خادم [illegible] محض اپنی اعانت پر [illegible] کا خدا [illegible] فضل سے انھیں موقع ملا [illegible] کے دعویدار ہو کر [illegible] ایسی شوخی اور جرأت کریں -

کیونکہ [illegible] تو معنت التدلیس [illegible] کر [illegible] وقت انہیر ہوتا ہے [illegible]

[illegible] الی اللہ

[illegible] ہیں - تو کیا [illegible] کہنے والوں کو اس سے یہ حق [illegible] ہے کہ وہ اس نبی کو کہیں کہ [illegible] بیعت کرے [illegible] شروع [illegible] انسان! سورج نکلا [illegible] دنیا کے سارے راستے بازاروں اور [illegible] پر پڑتا ہے - اور [illegible] یہ [illegible] خدا کے برگزیدوں [illegible] -

حافظ صاحب! پیرانہ سالی میں اس استہزا کو چھوڑ دو - خدا کے صادق کے ساتھ استہزا کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا - آپ اندرمن کا [illegible] یاد دلاتے ہیں میں آپ کو اس سے بھی تازہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اگر خدا کا خوف اور لقاء اللہ کا ڈر ہے تو ذرا تنہائی کی گھڑیوں میں غور کرنا -

میں جب آپ کے پاس آپ کے اوستاد کی حیثیت سے رہتا تھا اور آپ کو ڈپٹی کلکٹری کے امتحان کے لئے طیار کر رہا تھا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ بڈھے طوطوں کو پڑھتا ہوں۔ انہیں ایام میں آپ حضرت اقدس کو خدا کا صادق مسیح موعود تسلیم کرتے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگی کہ آپ نے عبدالحق غزنوی سے مباہلہ بھی اسی بنا پر کیا تھا اور غلام دستگیر قصوری سے مباحثات بھی ہوتے رہتے تھے۔

آپ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فضائل بیان کیا کرتے تھے آپ کی راستبازی آپ کا تقویٰ و طہارت آپ کا کلیم و تحدیث اور مستجاب الدعوۃ ہونا۔ جس کے متعلق نواب صدیق حسن صاحب مرحوم [illegible] آپ زور شور سے بیان کیا کرتے تھے۔ اور بالآخر مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کے موافق حضرت اقدس کا مامور [illegible] بھی آپ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور ان واقعات کو آپ کی زبان سے سننے والے ابھی صدہا انسان زندہ موجود ہیں اور میں امید نہیں کرتا کہ آپ خدا تعالیٰ سے ذرا بھی نہ ڈر کر ان امور کا انکار کریں۔ اور جھوٹ بولیں انہیں ایام میں آپ نے ایک کشف بیان کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے میں بہت ہی قریب ہوا تو میں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے اور ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی مجھے الہام ہوا کہ جو لوگ اس کا انکار کریں گے اُن پر عذاب ہوگا" اس کشف اور الہام کا یہی مفہوم اور مطلب تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کے اس کشف کو چھاپ کر پھر ایک مرتبہ اتمام حجت ہی کیا تھا۔ اور آج تک کہ اس پر چھ سال کا عرصہ گذرتا ہے آپ نے تکذیب نہیں کی بلکہ لاہور میں ایک خاص جلسہ کر کے آپ کو اس کے لئے قسم دینی چاہی تو آپ نے قسم سے انکار کیا اور اس کشف کو صحیح تسلیم کیا یہ واقعہ مولوی رحیم اللہ مرحوم کی مسجد میں ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ سے ڈر کر ہاں اس خدائے قادر قیوم سے ڈر کر جس نے پیرانہ سالی میں آپ کو نہیں معلوم کس گناہ کی شامت میں یہ سزا دی کہ اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر دیا۔ اپنے اس کشف پر غور کریں اور ٹھٹھے اور استہزا سے باز آجائیں۔ اور خدا کے برگزیدہ موعود کی شان میں اس قسم کی شوخیوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ ٹھٹھے باز کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔

اللّٰہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون کے وعید سے ڈریں۔ میں نہایت ہمدردی اور خیر خواہی سے آپ کو تبلیغ کی ہے آپ اس پر غور کریں۔ ع

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ایک ایسٹ انڈین ریلوے پنجاب کے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ توجہ کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کا سالانہ جلسہ ہمیشہ ایام تعطیلات کرسمس ہوا کرتا ہے اس مرتبہ صدر انجمن احمدیہ نے ضروری سمجھا ہے کہ جیسا کہ دوسری تمام سوسائٹیاں اور مجلسیں ایسے ہی ریلوے اشتہار ہیں سے رعایتی شرح حاصل کرتی ہیں تو کیوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر کیوں رعایتی شرح حاصل نہ کی جاوے اس مقصد کے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب سے خط و کتابت کی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس کے متعلق تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ میں مانتا ہوں کہ ان کے اردگرد براوران یوسف ہیں لیکن جس حال میں اس رعایتی شرح سے تمام سوسائٹیاں فایدہ اُٹھا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہمیں اس سے محروم رکھا جاوے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب چار لاکھ کی ایک منظم جماعت کو اس موقع پر شکر گذاری کا موقع دیں گے اور اس امر میں اسے زیادہ خط و کتابت کا موقع نہ دیں گے۔ ایسا ہی دوسری ریلوے لاینوں کے افسروں سے ہمیں امید ہے کہ وہ رعایتی شرح منظور کر لیں گے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے سنیں

سالانہ جلسہ کی تقریب قریب آرہی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنے والے بھائیوں کی خدمت اور ان کے لئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری مولوی محمد علی صاحب سلمہ ربہ افسران ریلوے سے کرایہ کی رعایتی شرح کے لئے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی۔ اس وقت چند ضروری امور میں بہ حیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

ا۔ تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنے والے احباب کی تعداد سے مجھ کو اطلاع دیں۔ اور اگر آنے والے احباب کے ساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کی جاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئیں گے تاکہ اُن کے اُترنے کے لئے مناسب انتظام کیا جاوے۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے مہتمم بہ مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔

۲۔ چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں۔ اس لئے ہر ایک بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لاوے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔

۳۔ جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنے والے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔

۴۔ جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنے والی ہو وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیج دے جو یہاں تمام جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔

۵۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار سمجھنی چاہیئے۔ اس کا انتظام بہت جلد ہونا چاہیئے۔ یعقوب علی

ضرورت نکاح

(۱) ایک شخص نوجوان عمر ستائیس سال کا جو پچاس روپیہ ماہوار پر سرکاری ملازم ہے۔ اور جس کی پہلی بیوی موجود ہے مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنیکا خواہشمند ہے لڑکی خواندہ اور لکھی پڑھی ہو۔ خط و کتابت اڈیٹر الحکم سے کرو

(۲) ایک احمدی دوست جو محکمہ بندوبست میں نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔

خط و کتابت دفتر الحکم سے ہو۔ جو محفوظ رہے گی ❊

ریلوے کے کرایہ کی رعایتی شرح

میں کسی دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ ابھی تک رعایتی شرح کی منظوری نہیں آئی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کے متعلق خط و کتابت کر رہے ہیں۔ تاہم دسمبر کے ایام میں ایک عام رعایتی شرح بھی ہوتی ہے اس کے متعلق حال میں محکمہ ریلوے کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوا ہے اسے میں عام لوگوں کے فایدے کے لئے ذیل میں چھاپ دیتا ہوں اگرچہ اس سے زیادہ تر اول اور دوم درجہ کے مسافر فایدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن پھر بھی درجہ سوم کے مسافر دونوں طرف کا کرایہ ادا کر کے درمیانہ درجہ میں سفر کر سکیں گے۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر رعایت کرایہ بہ تقریب تعطیلات کرسمس و نوروز از ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء تا ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء جس میں ہر دو تاریخ شامل ہونگی واپسی ٹکٹ بمفصلہ ذیل رعایتی شرحوں پر جاری کئے جاوینگے

ا۔ (الف) درجہ اول اور دوم کے لئے ایک طرف کا کرایہ مع نصف کرایہ آنے جانے کا ٹکٹ ملیگا بشرطیکہ سو میل سے زیادہ سفر ایک جانب سے ہو۔

(ب) درمیانہ درجہ کیلئے درجہ سوم کا دو چند یکطرفہ کرایہ بشرطیکہ ایک جانب سے سفر پچاس میل سے زاید کا ہو۔

(ج) تھوڑے فاصلہ کا کرایہ کسی حالت میں بھی زیادہ فاصلہ سے نہ بڑھے ۔ ۲ یہ ٹکٹیں واپسی سفر کے لئے ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء تک کارآمد ہونگی جس میں ۱۲ جنوری شامل ہوگی۔ اس تاریخ تک سفر ختم ہو جانا چاہیئے۔

۳۔ اول دوم اور درمیانہ درجہ کے لئے زر رو در کم بھی ملیگا بشرطیکہ گنجائش ہو جسکی شرح بمفصلہ ذیل ہے۔ درجہ اول و درجہ دوم ہر ایک نشست کے لئے ایک کرایہ لیا جاویگا۔ درجہ درمیانہ کمرہ یا گاڑی نشان دہی کے لحاظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(وصیت نمبر [illegible])

(۱) میں مساۃ [illegible] زوجہ [illegible] قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں متصل کلانور تحصیل وضلع گورداسپور حال وارد موضع [illegible] متصل قادیان دارالامان تحصیل وضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۱۳ صفر ۱۳۲۴ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھدیتی ہوں کہ میرے مرنیکے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر بصدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مُرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال سُن چکی ہے۔ میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ ہونگے۔ میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے صرف زیور چاندی کا جو صرف مبلغ پچاس روپیہ کا ہے۔ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ اور اس جایداد میں میرا کوئی [illegible] نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ⅓ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے اور ایک روپیہ ماہوار اپنی جایداد سے لیتی ہوں اور اس میں سے ۴ ماہوار علاوہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہونگی انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے بغرض انتفاع اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت شدہ جایداد کی مالک متصور ہوگی میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھجاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد (ماسوائے جائداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد و اثاثہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے نقرہ (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب تک شایع ہو چکی ہیں یا آیندہ شایع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچا [illegible] اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر خرچ یا اخراجات ہوں ان اخراجات کے [illegible] وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم میں کیا ہے ہرگز نہیں [illegible] ان اخراجات [illegible] مشورہ مجلس کارپرداز [illegible] کرکے میں رقم اخراجات [illegible] کروں گی جس کا اعلان [illegible] انشاءاللہ کر دیں گی [illegible] کے لئے میں کوئی رقم [illegible] اور ایسا ہی اگر [illegible] ثابت نہ ہوئے تو میری دیگر [illegible] جائداد جو اس وصیت کردہ جایداد میں شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرور تترعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغا لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جایداد [illegible] سے وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے [illegible] نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا [illegible]

الـــمـــوصـــیـــہ

مساۃ [illegible] زوجہ سکندر [illegible] مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام

گواہ شـــد

سکندر علی مدرس۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

گواہ شد۔ عبدالرحیم [illegible] کلرک میگزین قادیان

گواہ شد۔ محمد حسن۔ ملازم میگزین۔

مرآۃ الجہاد کی قیمت کم کردی گئی ہے

[illegible] مرآۃ الجہاد [illegible] اور [illegible] مرآۃ الجہاد کیا ہے [illegible] بڑی [illegible] ہے مگر افسوس [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کو حوصلہ نہیں پڑا۔ اس کتاب کی قیمت ۸ تھی مگر اب وہ اسکو ایک روپیہ پر دینے کا اعلان کرتے ہیں دفتر الحکم سے کتاب ملے گی

ایک بے نظیر خط جو آج طبی دنیا میں ہے قابل ملاحظہ ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معززین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران - جاگیرداران - تاجران - حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط ہے اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوتی ہے

اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں ایک مدت سے آپکے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں - مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے - اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا - لیکن آج بوقت دوپہر میں قیلولہ کر رہا تھا - مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا - کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے - اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا - مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہئے - لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی - پی پارسل ارسال فرماویں :

دوسرا خط جو بعد میں آیا

برادرم حکیم صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی - یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب بنگہ کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا - اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی - اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہوچکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا اب تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی - پی پارسل بھیج دیں - آپ کا تابعدار غلام رسول -

المشتہر

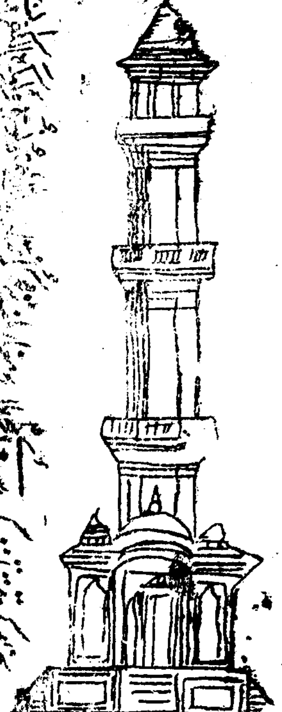
حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه



الحکم

چہ گویم بانو گرآئی بہ دار قادیانی | دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و حاوین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع و دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۴۲ قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات ورؤیا

۶ دسمبر ۱۹۰۶ء ۔ یکرمک اللہ اکراماً عجیباً ۔
ترجمہ ۔ خدا عجیب طور پر تیری بزرگی ظاہر کرے گا ۔
پھر مجھے ایک مہر دی گئی جو میری ہے اس میں لکھا ہے ۔

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں ۔
پھر الہام ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں ۔
پھر الہام ہوا ۔

مبارکباد

اطلاع

اس وقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے ۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے ۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو ۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے ۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کیساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو ختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیج دیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا ۔ مگر اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کیطرف سے کس کس مد کا ہے ۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے ۔ ....

غرضکہ پوری تفصیل کیساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے ۔

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اُسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید و میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے ۔

المشتہر خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

نوٹ ۔ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کیلئے دینا ہوگا ۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے ۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے ۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں ۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت احسان کیلئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے ۔ ....

اس وقت چند ضروری امور میں بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں اور اگر آنیوالے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئینگے تاکہ اُن کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے ۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا ۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں ۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے ۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دے دیں ۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی ۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو ۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے ۔ (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات

شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں

ذیل میں مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں درج کی جاتی ہیں ان میں سے پہلی وہاں کی انجمن اسلامیہ کے نام ایک یادداشت ہے اور دوسرا ایک خط ہے جو انہوں نے ایڈیٹر وطن کے نام خانصاحب نے اسکے اس مضمون پر لکھا ہے جو اُس نے اپنے بھائی ایڈیٹر وطن کی حمایت کو ریویو کی بابت میں لکھا تھا۔

انجمن اسلامیہ کے ممبر جو بالکل ہی بیہودہ ہیں قابل ہوا ہوں اور صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو اسپر خصوصاً نوٹس لینا چاہیئے کہ جو لوگ ایسے شخص کو جو حرمت جہاد کا قایل ہو کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں اُن کے اپنے خیالات کس قسم کے ہیں اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی نسبت کیسے جذبات رکھتے ہونگے — ایڈیٹر

یادداشت بنام انجمن اسلامیہ شاہ آباد

چونکہ میں نے متعدد یادداشتیں اس سے قبل انجمن کو بابت بد انتظامی مدرسہ رفاہ المسلمین مختلف اوقات میں دی ہیں۔ اگرچہ اُن کا جواب مجھکو نہیں دیا گیا مگر اُنپر خیال کیا گیا اور اب فی الجملہ حالت مدرسہ کی قابل اطمینان ہو گئی ہے اس وجہ سے میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے عملی جواب پالیا۔ جو میری علت غائی تھی مگر افسوس کہ ایک استفتاء میں نے جو بابت دریافت اعتقاد جہاد تنسیخی کے پیش کیا تھا کہ آیا قرآن شریف یا حدیث میں اس کا پتہ ہے۔ اور آیا انجمن اسلامیہ شاہ آباد کے ممبران مجھکو بتلا سکتے ہیں کہ کیا اس کا جواز قرآن شریف و حدیث سے ہے۔ کہ بغیر ثبوت کے کسی کو دین کے واسطے مجبور کیا جاوے اور قتل کیا جاوے پیش کیا اُس عبارت کا ماحصل اگر کوئی شخص انصاف پسند ہوتا تو یہ نکال سکتا تھا کہ اولاً خود غور کرتا اور اگر خود اس قدر لیاقت نہ تھی تو علماء سے اس کی بابت جواب لیتا کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیں اگر قرآن سے اس کا ثبوت نہ ہوتا تو ایسے عقاید فاسدہ سے جو منافقانہ اور باغیانہ ہیں اور موذی الی الفساد ہیں اور عملداری اور حکومت کے بھی خلاف ہے اور قرآن و حدیث میں بھی پتہ نہیں ہے۔ پس ایسی حالت میں ایسے خیالات مفسدانہ کو نکال کر عملداری انگریزی سلطنت برطانیہ کو غنیمت جاننا چاہیئے کہ کسی مذہب میں دراندازی نہیں۔ اپنا کام اسلامی ادا مرد لواہی بیخوف و خطر سرگرمی سے کرتے۔ میری علت غائی تو صرف یہی تھی اور اسی وجہ سے میں نے صرف انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو مخاطب کیا تھا اور اس کو عام نہیں کیا۔ اور نہ عمداً یہ مشتہر تھا صرف تنبیہ کرنا مقصود تھا۔ مگر افسوس کہ نتیجہ اُس کے برعکس بوجہ میرے عناد کے نکالا گیا۔ اور سکرٹری صاحب انجمن کی دانائی نے اُس کو ایک عقدہ لاینحل بنا دیا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے اور ایک کاغذ مطبوعہ دیکھا بھی تھا جو سکرٹری انجمن اسلامیہ شاہ آباد کی طرف سے جن کا نام نامی شیخ فیاض علی صاحب ہے۔ اور انھیں کے نام سے چھاپا گیا ہے اور اصل راے میں ارکین انجمن کی بھی شراکت نہیں۔ اور نہ کسی کمیٹی سے یہ بات قرار پائی تھی سردری میں پیش کیا۔ اور اس میں بجائے جواب طلب کرنے کے اور ایک استفتاء قایم کیا گیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ جو مخالفت جہاد کا اقراری ہو کہ لڑائی دین کے پھیلانے کے واسطے اجازت قرآن و حدیث سے نہیں۔ تو ایسے شخص کے متعلق کام جامع مسجد کا رکھا جانا جائز ہے یا نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو جہاد کو بمقابلہ نصاریٰ کے فرض جانتا ہے اور باغیانہ خیالات دلمیں پوشیدہ رکھتا ہے وہ اگر نماز نہ پڑھے اور سب کچھ ناجائز کام کرے مگر وہ مومن اور بہت بڑا مسلمان ہے اور وہ ہی اس قابل کہ اُس کے متعلق کام جامع مسجد کا سپرد کیا جاوے اور جو ناجائز جانتا ہے وہ کافر ہے اگرچہ نماز پڑھے روزہ رکھے تمام ایمانی احکامات کا اقرار کرے وغیرہ وغیرہ مگر اُس کا جامع مسجد میں آنا یا کام کرنیکا تعلق ہونا سخت گناہ ہے۔ اور بموجب احکامات شرعیہ علماء موجودہ مخالفین کے واجب القتل ہے کیا خوب۔ بھلا استفتی صاحب یہ تو فرماویں کہ اس استفتاء سے اور میرے استفتاء سے کیا مناسبت اور مصداق سوال از زمین و جواب از آسمان ہے یا نہیں۔ چنانچہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ پر قرآن شریف میں اس طرح خونی بننے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ تم پیشقدمی مت کرو اگر کوئی دوسرا تمھارے قتل کیواسطے اٹھ کھڑا ہو تو اُس سے لڑو والفتنۃ اشد من القتل کین الخ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ پس اس حالت میں جہاد کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے عقلاً و قانوناً بھی حفاظت خود اختیاری اور دفاعی جائز نہیں بلکہ ضرور ہے میری اس تحریر پر سکرٹری صاحب نے ایک بہت بڑا طومار پیدا کر دیا اور میں نے سنا ہے کہ فتویٰ کفر کا بھی حاصل کیا ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحب میاں شیخ فیاض علی صاحب ایسے جیند کافروں کو قتل کر کے بہت بڑا ثواب حاصل کرینگے اور انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو بھی بہت نیکنام فرماوینگے چونکہ انجمن میں سکرٹری صاحب اور نیز بعض دیگر ممبر صاحبان میں سے میرے نقصان جانی و مالی کے خواہاں ہیں۔ اور میں نہ پہلے شریک انجمن ہوتا تھا اور نہ اب ہو سکتا ہوں۔ اور میرا نام ممبری انجمن میں ہے۔ لہذا میرا نام فہرست ممبری سے نکالدیا جاوے تاکہ اُن تمام بے اعتدالیوں کی ذمہ واری جو بغیر میرے نام کے ہوگی ذمہ وار انجمن ہے میں ایسے باغیانہ خیالات میں شریک نہیں ہو سکتا فقط۔ العارض انوار حسین خان احمدی

میں نے اخبار مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جو اسی وقت مجھکو ملا ہے دیکھا۔ خصوصاً ابتدائی سطر کو جس کی پیشانی ایک بیجا الزام تھی بنظر غور ملاحظہ کیا۔ اور الحکم کو بھی بنظر امعان معائنہ کرنا پڑا۔ میرے نزدیک ایڈیٹر وطن کسی طرح اُس الزام سے جس کو الحکم نے لگایا ہے بری نہیں۔ خواہ اُس کے ہمخیال معاند الحکم کتنے ہی حیلہ حوالے پیدا کریں اور کیسے ہی ایڈیٹر الحکم پر اُلٹا الزام سخت متعصب و تنگ خیال مسلمان کا لگاویں۔ اگر ایڈیٹر مذکور سے مسامحت ہوئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیدہ و دانستہ یا کسی غرض مشترک کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو ضرور وہ اس الزام کو اُٹھا نہیں سکتا مجھکو خیال پڑتا ہے کہ میری نظر سے بھی اخبار وطن کے کسی کالم میں جبکہ میں اخبار وطن کا خریدار تھا۔ دو ایک مرتبہ اشتہار بابت کسی کتاب انگریزی کے نظر سے گذرا ہے۔ تفصیلی حالت یاد نہیں رہی جہانتک میرا حافظہ کام دے سکتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اُس کتاب انگریزی کا اشتہار اچھے پیرایہ میں تھا۔ یا اُس کی عبارت سے ہی مترشح ہوتا تھا کہ وہ کتاب یا کتب اسلام کے واسطے نہایت مفید ہیں جسکے معنے میں بھی یہ سمجھا کہ وہ کتاب یا کتابیں مصداق والفضل ما شہدت بہ الاعداء کی ہیں۔ یعنی اُس میں تصدیق اسلام یا خوبیاں اسلام کی بیان کی گئی ہیں اگر لائق ایڈیٹر وطن یہ تحریر کر دیتا یا اس قسم کی عبارت ہوتی جس سے یہ استنباط ہوتا کہ اُن کتابوں میں اسلام کی مخالفت کی گئی ہے اور اُن میں بہت سے تیغ و پیچ واقعات سے عمارت اسلام کے واسطے سرنگیں لگائی گئی ہیں تو بے شک ایڈیٹر وطن مستحق حسن ظن کا اور لائق خطاب لیڈر قوم کے ہونے کا تھا۔ ورنہ اُس کی عبارت اغلوطات سے خالی نہیں۔ میں نے پہلے ہی اُن اشتہاروں کو سرسری نظر سے دیکھا تھا۔ اور میں خود بھی اُس اشتہار کے اس ملمع سازی کی وجہ سے ایک کتاب انگریزی منگوانے کو بھی تھا مگر صرف اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کو زیادہ قیمت کی کتاب منگوائی جاوے اور نیز اشتہاروں کی بے اعتباری بھی اس کا سد باب ہوئی جس کی وجہ سے میں اُس نقصان سے خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں کہ اُن کتابوں کی زہریلی حالت سے ہمکو ریویو نے ضرور آگاہ کیا ہے جس کی بابت ہمکو ریویو کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ چنانچہ پہلے میں بھی بوجہ اثر تعلیم و تربیت کے ایسے خیالات کا تھا کہ کوئی کتاب مذہب غیر کی نہ دیکھی جاوے مگر اب میں مخالف کتاب کو بھی ضرور دیکھتا ہوں اور اُس سے فایدہ بھی اُٹھاتا ہوں مگر یہ سب اسی حالت میں ہوا جبکہ ہمکو ریویو ایسے مخبر نے انگریزی کتب کی بابت یہ خبر دیدی۔ کہ اس میں سرنگیں ہیں اور یہ سرنگ ہے۔ جب ہم اُس کی تہ کو پہنچ گئے تو ہم کو اُس نقصان سے محفوظ رہنے کی وجہ سے ایکی رہنما کا شکرگذار ہونا پڑتا ہے اور اب ہم خود آپ بھی توجہ ملتبہ ہو جاتے اُن سرنگوں کی ٹٹول اور جانچ اپنی عقل خداداد سے بھی کر لیتے ہیں۔ اگر اسی طرح پر لائق ایڈیٹر وطن نے بھی کہا ہوتا تو ہم کو اُس کی بھی شکرگذاری کرنا پڑتی مگر اس حالت میں تو بجاے شکرگذاری کے نفرت کرنا چاہیئے کہ ہمکو سخت مہلک زہریلی چیز کی تعریف ایسے لہجہ میں کی یا ایک زہریلے مادہ کو ایسے پیرایہ میں بتلایا کہ ہم شہد سمجھیں اور تباہ اگر نہوے تو احتمال تباہی ضرور تھا۔ میں بھی اس سے پہلے ایڈیٹر وطن کو بھی خواہ اسلام خیال کرتا تھا مگر اب وہ خیال ہباءً منثوراً ہو گیا۔ میں ہی تحریر سے البتہ موافق ہوں کہ جواز سود پہ سب سے پہلے انگلو ونیکلر شامہ فرسائی کی ہے یہ بات عقل سلیم سے بعید ہے اب چونکہ یہ معاملہ تمام ہو گیا ہے لہذا امید ہے کہ آپ بھی اس میں عرصہ تک سلسلہ جنبانی رہے گی مگر میں اس تکلف کا ...

ملفوظات میں سے کچھ

الصلح خیر

۲۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو قبل دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دو بھائیوں کے کسی باہمی نزاع کا ذکر خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ امر انسانی فطرت کے خلاف نہیں کہ باہم نزاع نہ ہو حقیقی بھائیوں میں بھی ہو جاتا ہے اور انسانی امزجہ کا اختلاف جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اور واضح ثبوت ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ اختلاف رائے اور اختلاف خیال سے کبھی نزاع بھی پیدا ہو مگر وہ نزاع قابل ذکر یا قابل لحاظ نہیں ہوا کرتا جہاں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر کے اپنے نزاع کو چھوڑ دیا جاوے۔

بہر حال دو بھائیوں کے نزاع کا ذکر تھا اور خواہش یہ کی گئی کہ حضور ارشاد فرماویں کہ ان میں سے کسی کو بھی کوئی شکایت باقی نہ رہے گی۔ اس پر حضور نے عام طور پر فرمایا

میں صلح کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب صلح ہو جاوے پھر اس امر کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو۔ تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فایدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فایدہ پہنچیگا۔ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروا نہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو ایک خدا تعالیٰ سے **ڈرو** دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا تعلق کرنا بھی ایک **موت** ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو تُوں تاں کرے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے بلکہ میں تو اس کو پسند کرتا ہوں اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نبی بعض اوقات سختی کرتے ہیں۔ وہ اس امر کو سمجھ نہیں سکتے ان کی سختی کا رنگ اور ہے اس میں کینہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس کے لئے نہیں کرتے۔ اس میں کوئی ذاتی غرض ان کی مدنظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے اور اس کی اپنی اصلاح کے لئے۔

دیکھو ماں بچے کو بعض وقت مارتی بھی ہے اور سخت مارتی ہے دوسرا دیکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ کیسی بے دردی سے مار رہی ہے مگر وہ اس سے ناواقف ہے کہ اس کی شفقت کا اندازہ کر سکے۔ اگر ماں کی محبت اور ہمدردی کی اسے خبر ہوتی تو وہ ایسا وہم نہ کرتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر بچے کو ذرا بھی درد ہو تو ماں ساری رات بے قرار رہتی اور اس کی خدمت گذاری میں گذار دیتی ہے دوسرا کون ہے جو اس شفقت اور ہمدردی کا مقابلہ کر سکے۔ اسی طرح پر نبی کی سختی ہوتی ہے اس کے دل میں ایک **درد** اور **کوفت** ہوتی ہے خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لئے وہ چاہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے بچ جاوے۔ اگر اپنے کسی **خادم** پر سختی کرتا ہے تو شفیق ماں کی طرح راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں بھی تو اسی کے لئے کرتا ہے۔ **غرض ماں باپ** اور **شفیق** استاد کی سختی سختی نہیں وہ تو عین **رحمت** اور **شفقت** ہے۔

ایسا ہی **عادل** بادشاہ کی سختی بھی سختی نہیں **نادانی** سے لوگ اعتراض کر اٹھتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ عادل بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی بھلائی اور خیرخواہی چاہتا ہے۔

میں بار بار یہی کہوں گا کہ **نفس پرستی** کی **سختی** خدا تعالےٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے اس لئے اس قسم کے نزاعوں کو یکدم چھوڑنا چاہیئے۔

اس مقام پر حضرت حجۃ اللہ پہنچے تھے ایک بھائی نے فوراً ہی اپنے دوسرے بھائی سے السلام علیکم کہکر ہاتھ ملا لیا اور صلح کرلی جزاہم اللہ احسن الجزا

ایڈیٹر

یاد رکھو اگر ایک بھی راستباز ہوگا۔ وہ ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لائیگا اور راستباز وہی ہے جو اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔ مذہب کی جڑ یہی ہے **تقویٰ اور خدا ترسی** اور مذہب یہی ہے۔

دوکانداری کا نام دین نہیں ہے

حقیقی مسلمان کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا کہ اس کو خوابیں آتی رہیں بلکہ اس کا مقصد تو ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ

اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے

اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت ہے اس کو راضی کرنے کی سعی کرے اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ بات نرے مجاہدہ اور سعی سے نہیں ملتی بلکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے **فضل** اور توفیق پر موقوف ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اس کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض **مومن** کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا آخری مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اسے خواب آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہامات ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور اس کے ساتھ موافقت تامہ ایسی ہو کہ یہ خدا سے راضی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر اور قضا سے راضی ہو جانا بھی سہل امر نہیں یہ ایک مشکل اور تنگ راہ ہے اس سے ہر کوئی گذر نہیں سکتا پس جب انسان ان اغراض کو مدنظر رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاوے۔ اور **متقی** اور مخلص **مومن** ہو کر اعمال صالحہ بجا لاوے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو معاملات ہوا کرتے ہیں اور جو سنت اللہ اسکی جاری ہے وہ اس کے ساتھ بھی ضرور ہی ہوگی اس کی خواہش کی حاجت ہی کیا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر انھوں نے سچی استقامت دکھائی یعنی ہر قسم کے مصائب اور مشکلات عمر بھر میں انھوں نے قدم آگے ہی بڑھایا اور ہر قسم کے امتحانوں میں وہ پاس ہو گئے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ولی ہیں اس حیات دنیا میں تمہیں کوئی غم اور حزن نہ ہوگا۔

یا دوسری جگہ فرمایا اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔

یعنے اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے اور انھیں ہر قسم کی تاریکیوں سے نکالکر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جن کو اس بات کا دھڑک ہوتا ہے کہ انھیں کشف ہو اور بعض کشف قبور تسخیر وغیرہ بیہودہ باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں کچھ بھی نہیں اصل بات یہی ہے کہ انسان کا **دل** خدا تعالیٰ کی خالص **محبت** سے اس طرح پر لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو **اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھکر اور کوئی مراد نہیں** ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا **تخت گاہ** ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے **انوار و برکات** سے **متفیض** نہ ہو اور اس کا **کلام** نہ سنے اگر چاہتے ہو کہ اس کا کلام سنو تو اس کا **قرب** حاصل کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اصل **مقصود** تمہارا یہ نہ ہو ورنہ میرا اپنا یہی **مذہب** ہے کہ یہ بھی ایک **قسم کا شرک ہوگا** (اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ سے کیسی **محبت** اور **اخلاص** حضور کا ہے اور توحید کے کس اعلیٰ مقام پر آپ کا قدم ہے ایڈیٹر)

کیونکہ خدا کی **رضا جوئی** اور اسکی **محبت** کی غرض اصل تو یہ ہوئی کہ **الہام** ہو یا **کشوف** ہوں اور پھر باریک طور پر اس کے ساتھ نفسانی غرض یہ ملی ہوئی ہوتی ہے کہ اس سے ہماری شہرت ہو لوگوں میں ہم ممتاز ہوں ہماری

طرف رجوع ہو۔ یہ باتیں صافی تعلقات میں ایک روک ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات شیطان ایسے وقت پر قابو پا لیتا ہے وہ باریک نفسانی غرض کو پا لیتا ہے پھر نفسانی خواہشیں بھی آنے لگتی ہیں۔ اور اس طرح پر آخر موقع پا کر شیطان ہلاک کر دیتا ہے۔

اس لئے نہایت **امن** کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصۃً و جیدا ہو۔ اسکے ساتھ اپنے **تعلقات** کو صاف کرے اور بڑھائے اور **وجہ اللہ** کی طرف دوڑے وہی اس کا مقصود اور محبوب ہو اور تقویٰ پر قدم رکھ کر اعمال صالحہ بجا لاوے۔ پھر سنت اللہ اپنا کام آپ کر لیگی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچکر سب سے زیادہ سزا ملیگی تب بھی اسی کی طرف جاوے۔ یعنے کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو۔ محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب **وفاداری** اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آویگا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہ گذرا ہوگا۔ اور کشوف اور خواب تو کچھ چیز ہی نہ ہونگے۔ پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔ اسی کو قرآن شریف میں **فلاح** کہا ہے۔ قد افلح من زکّٰہا

(پرانی یادداشت سے)

آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز

یعنے

ضرورت امام

ضرورتِ امام کے مضمون پر اخبار الحکم میں ایک مرتبہ ایک لمبا سلسلہ مضامین کا شائع کیا گیا تھا۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن آج مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت محض اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ میں لاہور آریہ سماج کی اندرونی سماج کے حالات سالانہ جلسہ پڑھتا ہوا لالہ منشی رام صاحب کے لیکچر کا خلاصہ پڑھ رہا تھا جو پرکاش نے ۲۷ نومبر کے اخبار میں چھاپا ہے اور وہ یوں شروع ہوتا ہے۔

اس وقت بھارت ورش میں عجیب ہل چل مچی ہوئی ہے دوسروں کو جانے دیجئے۔ بھارت نواسیوں ہی کی طرف دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کئی فرقے اور پارٹیاں بن رہی ہیں یہ پارٹی سپرٹ کیوں ہے؟ ذرا سے وچار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا جھگڑا صرف لیڈری کا ہے ہر شخص لیڈر بننے کی دھن میں سرمست ہے لیکن کیا یہ حالت صرف بھارت ورش تک ہی محدود ہے نہیں بلکہ سارے سنسار میں یہی حالت دیکھی جاتی ہے اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج انھوں نے برہمن گرنتھ کی ایک کتھا سنا کر یہ بتایا کہ جب تک سب لوگ ایک ورن مقرر نہیں کرتے جس کے پاس وہ اپنا سروسو جمع کر دیں اور اپنا ایک اندر مقرر نہیں کر لیتے جس کی لیڈری میں آپ اپنا سو ایکار کریں تب تک یہ جھگڑے دور نہیں ہونے کے۔

یہ آواز ہے جو امسال لاہور آریہ سماج کے پنڈال سے نکلی ہے۔ اور اسی آواز نے مجھے اپنے سید و مولا امام کی صداقت پر ایک نیا ایمان پیدا کرنے کا موقع دیا ہے۔ مختلف مذاہب کے لیڈروں کے درمیان جو خوفناک جنگ گویہ حقیقت لیجانے کی آجکل چھڑی ہوئی ہے کچھ شک نہیں کہ اسنے انڈیا کی سکون و امن کی زندگی میں ایک آگ لگا دی ہے جس سے ہر متنفس لعل در آتش ہو کر بے قرار ہو رہا ہے۔ نہ صرف مذہبی عالم میں یہ کشمکش اور خود روی ہے بلکہ سیاسی میدان میں بھی یہی گھوڑ دوڑ جاری ہے۔ بنگال کے دو پولیٹیکل لیڈروں بال بابو اور سریندر بابو کے درمیان معاملہ جس حد تک پہنچا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں پنجاب کے اسی میدان میں سیاسی پلیٹ فارم پر کام کرنے والوں کی جو حالت ہے وہ بھی اظہر ظاہر ہے۔

میں بہ حیثیت ایڈیٹر الحکم سیاسی امور میں چونکہ دلچسپی لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ہمارے سلسلہ کے اغراض ایسے امور سے وابستہ ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض تو انسانی نفوس کا تزکیہ اور طہارت ہے اور انھیں خود غرضی اور خود نمائی کے خاردار جنگلوں سے نکال کر اخوت اور انکساری کے خوشنما میدانوں میں لے جانا ہے اور اسے ان منزلوں کو طے کرنا ہے جو اس کو انسانیت کے حقیقی اور واقعی شرف کے قابل بنا دیں۔ عبودیت اور الوہیت کے درمیان جو سچا رشتہ ہے اسے قائم کیا جاوے اس لئے ملکی معاملات پر رائے زنی کرنے کی بجائے اخبار الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

اس وقت اس سیاسی طبقہ کے لیڈروں کا ذکر بھی ضمناً کرنا پڑا۔

فی الحقیقت یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس جنگ و جدال کی اصل وجہ اور غایت یہی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے خیال اور مذاق کے موافق ایک قوم اور گروہ کا لیڈر بننا چاہتا ہے۔ اور جب تک یہ خیال بصورت موجودہ قائم رہیگا صلح اور آشتی کا پھریرا لہراتا ہوا نظر نہیں آسکتا۔ دنیا کی تاریخ بھی اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ ان جھگڑوں کا قلع قمع ہمیشہ اسی صورت میں ہوا کرتا ہے کہ ایک زبردست طاقت کا انسان ہم پر حکمران ہو یہاں زبردست طاقت اور حکمرانی سے میری مراد روحانی طاقت اور روحانی حکومت ہے اس لئے کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ سیاسی معاملات میں ہمیں دخل دینے کی نہ کوئی حاجت اور نہ ضرورت ہے۔ سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہئے اور جس کی ازبس ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ ہماری ذاتی اصلاح اور تکمیل ہے جب تک ہم اس مقصد کو پورا نہیں کر لیتے سیاسی امور میں دخل دینا کمال نادانی اور غلطی ہے۔

اور اسی انسان کے حکم کے آگے ہمارے اپنے ارادے اور خواہشیں ہیچ اور بے حقیقت ہوں۔ وہی شخص جسکو لالہ منشی رام اندر کے نام سے پکارتے ہیں وہ ہماری اصطلاح میں

امام کہلاتا ہے

لالہ منشی رام صاحب ضرورتِ امام کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اس تقریر کے موافق جو بالکل درست ہے یہ روگ جو افرادِ انسانی میں آجکل لگ رہا ہے اور جس نے ہندوستان کی اخلاقی اور روحانی حالت کو بہت ہی کمزور کر دیا ہے اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک **امام** کے آگے ہم سر تسلیم خم نہ کریں۔

لیکن

میں اس امر میں ان سے متفق نہیں ہو سکتا کہ ایسا **امام** ہم کو خود مقرر کرنا چاہئے۔ ممکن ہے اس جملہ سے لالہ منشی رام صاحب اپنے ہم خیال زمرہ میں اپنی **امامت** اور لیڈری سب کو منوانا چاہتے ہوں۔ مگر میں تمام اصول پر گفتگو کرتا ہوں۔ وہ شخص جو لوگوں کے مشورہ اور تائید سے **امام** یا خلیفہ مقرر ہو وہ آخر انسانی انتخاب اور انسانی تجویز کا نتیجہ ہے اور مختلف انسانی طبائع اور خیالات اسے **امن و** سلامتی کا شہزادہ قرار دینے کی بجائے ایک اور جنگ کا ذریعہ قرار دیں اور وہ امن اور سکون نہ پھیل سکے جس کے لئے اسے اس منصب جلیل پر منتخب کیا گیا ہے۔ اس لئے کسی صورت اور حالت میں ایسا شخص انسانی تجاویز اور تدابیر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے وجود کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی کرے تو مبارک ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں خلفاء کے تقرر کا ذکر فرمایا وہاں یہی فرمایا۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم الآیۃ یعنے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ مومن ہوئے اور انھوں نے اعمال صالحہ کئے ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنایا جائے گا۔

اور ایسا ہی منصب رسالت کے لئے منتخب کرنے کا کام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کون وجود پاک ہے جو منصب رسالت کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین المہدیین کی سیرت پر جن لوگوں نے غور سے نظر کی ہے وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ انھوں نے کیسے کیسے مشکلات کو کس استقامت اور استقلال سے برداشت کیا۔ جن کو برداشت کرنا انسانی طاقت سے بالاتر اور فوق العادۃ تھا انھوں نے محض تائید الٰہی اور نصرت ایزدی سے ان مصائب کے پہاڑوں کو چکنا چور کر دیا۔

آیت استخلاف کے مختلف پہلوؤں پر نظر کرنے سے جہاں خلیفۃ اللہ کے **صفات** اور کمالات کا پتہ لگتا ہے وہاں ان آثار اور ثمرات کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو اس کی خلافت پر مترتب ہوتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی رو [illegible] اور [illegible] اور [illegible] لیڈر بنا کامیاب ر [illegible] باتوں میں خواہ کیسی ہی [illegible] اس کا اثر آنی ہوتا ہے [illegible] کسی ناول یا فسانہ کے پڑھنے وقت دل پر مختلف کیفیتیں گذرتی ہیں اسی طرح ہر ایسے لیڈر کی سپیچ یا تقریر سن کر کبھی دل میں جوش اور کبھی رقت پیدا ہوتی ہے لیکن اس کا اثر مستقل اور دیرپا نہیں ہوتا اس کی وجہ صاف ہے کہ صاحب قال کا قال ہی ہے اور حال نہیں۔ برخلاف اس کے خلیفۃ اللہ ہوتا ہی اس وقت ہے جب اس میں ایمان اور ایمان کے ساتھ عمل کا کامل رنگ ہو۔ ایسی حالت کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے نامراد اور ناکام نہیں رکھتا بلکہ اس کے کام سے اس کے منصب کا ثبوت دیتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے۔

ولیمکنن لہم دینھم الذی ارتضیٰ لہم

یعنے یہ دین اسلام جو میں ان کے لئے پسند کر چکا ہوں اس کی اشاعت کی انھیں ضرور ضرور قدرت دونگا کہ حامی دین ہوا در دین ان کے سبب سے قدرت اور تمکنت حاصل کرے۔

پھر دوسرا کام ان کا یہ ہوتا ہے۔

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

قطع نظر اس بحث اور دقائق معرفت کے جو اس پیشگوئی میں خلفاء راشدین کے متعلق بیان کئے جا سکتے ہیں عام طور پر جب کہ لالہ منشی رام صاحب تسلیم کرتے ہیں اور جو امر واقعی ہے ایسے خلیفہ کے ممتاز ہونے کے وقت عالم میں سکون اور اطمینان نہیں ہوتا جس کی بڑی وجہ وہی ہے جو کہ لالہ منشی رام بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص لیڈر بننا چاہتا ہے اس وقت ہر فطرت انسانی کا اسی رہنمائی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ایک حقیقی رہنما اور ہادی کے وجود پر دلیل ہوا کرتا ہے۔ پس جب وہ خدا تعالیٰ [illegible] مامور اور ممتاز ہو جاتا ہے تو ایک امن کی زندگی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ رہنما باذن اللہ تسلیم کر لیا جاتا ہے اور جس قدر لوگ اس کی طرف آتے جاتے [illegible]

اور اپنے تمام قضایا اور معاملات میں اس کو حکم کو اپنے لئے ناطق مانتے ہیں اسی قدر امن [illegible] جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جو خدا تعالیٰ کی کامل اور حکیم کتاب ہے خلافت یا امامت کا یوں فیصلہ فرمایا ہے۔

پس

کوئی شخص اپنے اختیار یا دوسروں کے انتخاب اور مشورہ سے وہ امام یا خلیفہ نہیں ہو سکتا جو دنیا میں امن و سلامتی کا ٹھہراوہ قرار پاوے خلاصہ یہ کہ سوسائٹی بالطبع تمام طبائع اس امر کی مقتضی ہیں کہ کوئی ایسا امام ہو ہر شخص اپنے خیال کے موافق ایک شخص کو نامزد کر سکتا ہے پر اس طرح پر یہ قضیہ منفصل نہیں ہو سکتا۔ **حقیقی** امام وہی ہو سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس منصب پر ممتاز کیا ہو اور جو اس منصب کے حسب حال اپنے ساتھ تائیدات اور نصرت کے نشانات رکھتا ہو۔ اور جس نے واقعی ایک قوم پر اپنا ایسا اثر ڈالا ہو۔ کہ اس کے حکم کے سامنے تمام ارادے اور رائیں ہیچ ہو جاویں اور اس کا حکم اور فیصلہ **مقدم** ہو۔

میں لالہ منشی رام اور ان کے [illegible] کے خواہشمندوں کو یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ **امام برحق** آ گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں اور اس کا کام ثابت کر رہا ہے کہ فی الواقعہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ ضد اور تعصب ایک الگ چیز ہے جو انسان کو قبول حق سے روک دیتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت کھلی ہو تو اس امر کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہاں خدا کے فضل اور اس کی توفیق رفیق حال ہو تو چشم بینا بھی تب ہی کھلتی ہے۔ مجھے امید نہیں کہ لالہ منشی رام یا ان کے طرفدار میری اس تحریر پر توجہ کر سکیں لیکن ہو سکتا کہ اس سے بعض سعید الفطرت فائدہ اٹھائیں۔

عیسائیت کا خاتمہ ہو رہا ہے

لاہور کا آریہ گزٹ [illegible] لکھتا ہے کہ مذہب [illegible] مذہب [illegible] [illegible] سائنس کا پہنچنے کا خاص [illegible] [illegible] [illegible]

نزع ہے عیسائی مذہب ہمیشہ سے سائنس کا دشمن رہا ہے کیونکہ ایک سائنس دان شروع شروع میں ہمیشہ اس وجہ سے قتل ہوئے کہ ان کی تحقیقات کا رخ عیسائیت کے مخالف تھا [illegible] میں کچھ سچائی تھی سچائی کی آخر فتح ہوئی۔ گرجا و کلیسا رکھتے ہوئے بھی عیسائی علما اپنے مذہب سے متنفر ہوتے ہیں اور سائنس کے نئے ایجادات اختراعات بدیعات اور تحقیقات روز بروز بائبل کے طفلانہ و مضحکہ خیز روایات کا بطلان کرتی جاتی ہیں سائنس نے عیسائیوں کے رہنے کے لئے نئی دنیا بنائی ہے جس میں عقاید اور عمل کے درمیان سخت کشمکش ہے اس کا انجام یہ ہو کر رہیگا کہ کنواری سے پیدا شدہ مسیح کا مذہب کچھ دنوں بعد حرف غلط کی طرح سے مٹ جائیگا اور آخر میں مذہب کی دنائیت اور بھی سختی پیدا کریگی۔ اس قسم کے آثار یورپ و امریکہ میں نظر آ رہے ہیں۔

یکسر الصلیب اور کیا ہوگا؟

مندرجہ بالا شہادت کوئی پہلی ہی شہادت نہیں جو میں نے شایع کی ہو اس سے پہلے متعدد مرتبہ انھیں کالموں میں عیسائیت کے دم والپسیں کے نظارے میں ناظرین کو اہل یورپ و امریکہ کی آنکھ سے دکھا چکا ہوں۔

یہ زبردست ثبوت ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ وہ آ کر کسر صلیب کریگا۔ اس کی روحانیت اور توجہ کا اثر ہے کہ اندر ہی اندر میں شہتیر عیسویت کو دیمک نے کھا لیا ہے اور وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ وہ دھم سے گر پڑے اور اس کے پرستار حسرت سے ہاتھ ملتے اٹھیں۔

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے؟

آریہ گزٹ عیسائی مذہب کی اس حالت نزع کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان [illegible] مذہب کے بغیر رہ نہیں سکتا ہم یہ بھی دیکھتے [illegible] کہ ان میں ویدوں کی تعلیم کا رجحان [illegible] جاتا ہے ویدک دھرم ہی ایک ایسا

عالمگیر مذہب ہے جو عیسائیت کے ساتھ ملکر سب سے [illegible] کا اعلان کر سکتا ہے۔ میری سمجھ میں ویدک دھرم کی عالمگیری نہیں آتی۔ جس مذہب کے اصولوں پر خود اس کے ماننے والے ہی عمل نہیں کر سکتے اور جہاں تکلیف مالا یطاق کا سوال پیدا ہو جاتا ہے وہ عالمگیر اور سائنس کے موافق کیونکر ہو سکتا ہے؟ نیوگ کے مسئلہ کے سلجھانے میں عالمگیر اصول کی خوبی آج تک آریہ سماج نہ بتا سکی کہ کیونکر الف کی بیوی ب سے مباشرت کر کے اولاد پیدا کرے اور وہ اولاد الف کی اولاد سمجھی جاوے۔ دنیا کا کوئی روشن خیال انسان اس بیہودگی کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ضد اور تعصب سے گالیاں دینا آزربات ہے مگر آج تک بارہا ایسا مطالبہ کیا گیا کہ آریہ سماج نیوگ کرنے اور کرانے والے استری پرشوں کی فہرست شایع کرے اور ایسے نیوگ زادوں کا نام پیش کرے تو جواب کچھ نہ ملا۔ اور سالہا سال سے آریہ سماجوں کے جلسے ہوتے ہیں اُن کے پروگراموں میں کبھی یہ نہ پڑھا کہ فلاں استری فلاں پرش سے نیوگ کریگی۔ تاکہ ایسے عملی طریقوں کے اجرا سے سماج کی عملی اُنتی ہو۔ پھر ایسے مذہب کو جو اخلاقی۔ روحانی اور مجلسی پہلوؤں سے ہزارہا کمزوریوں کا نخچیر لاغر ہو عالمگیر کہنا اگر درست ہے تو پھر سب سے زیادہ عالمگیر شاید شاکت مت ہوگا!!!

کیا یہ سچ ہے؟

آریہ گزٹ اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ بھانور کی تھیاسوفیکل سوسائٹی امریکہ کے قدم بقدم پارلیمنٹ آف ریلیجنز کا جلسہ منعقد کرنا چاہتی ہے آریہ گزٹ کو اگر اس کانفرنس کے تفصیلی حالات معلوم ہیں تو انھیں شایع کرنا چاہیئے۔ کیا عجب اگر کوئی ایسی کانفرنس ہونے والی ہو تو ہندوستان کے لیڈنگ مذاہب کے نامی سرگروہ جلسہ مہوتسو کی طرح اپنے اپنے مذہب کو تہذیب و شائستگی کے ساتھ ریپریزنٹ کر سکیں۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست

یہ امر مسلّم ہے کہ مخالف بد اندیش کی نکتہ چین آنکھ ہمیشہ عمدہ سے عمدہ

باتوں کو بھی تاریک پہلو سے دیکھتے ہیں اور پھر اپنے حسد و حقد سے مکدر و نا خوش ان کا ایک بھونڈا فوٹو اتار کر زبان اور قلم کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ آریہ سماج جو نہ مذہبی ہے بلکہ زیادہ تر پولیٹیکل فرقہ ہے حضرت عالمگیر اورنگ زیب سے بلا وجہ عداوت رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ خواہ مخواہ جب سے موقع ملتا ہے ان کی شخصیت پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ حال ہی میں جالندھری پرچارک نے ایک نوٹ میں اورنگ زیب مغفور کے خطوط کے بعض فقرات کو لیکر اعتراض کیا ہے جو نہایت ہی شرمناک فعل ہے کسی ایسے شخص پر حملہ کرنا جو اس عالم سے کوچ کر چکا ہو بڑی تنگ ظرفی ہے اس لئے کہ اسے جواب دینے کا موقع نہیں۔ پھر افسوس تو یہ ہے کہ جو امور باعث اعتراض ٹھہرائے گئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ہنر ہیں۔ ان فقروں سے جو پرچارک نے بڑی محنت سے کاٹ چھانٹ کر لکھے ہیں حضرت عالمگیر کی انکساری اور فروتنی کا پتہ لگتا ہے جو شخص اپنی ذات کی نسبت ایسی بردباری کے خیالات رکھتا ہو کیا ممکن ہے کہ وہ ان الزامات کا مورد صحیح ہو جو اس پر شوخی سے پرچارک لگاتا ہے۔ مثلاً پرچارک ایک فقرہ لکھتا ہے۔

دو میں سنسار میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا تھا اور سوائے انسانی کمزوریوں کے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجاؤں گا۔"

یہ فقرہ جس انسان کے قلم سے نکلا ہے صحیح الدماغ انسان اسے بڑا ہی قابل قدر اور واجب الاحترام تسلیم کریگا کیونکہ اس میں بشریت کے لوازمات کا اعتراف پایا جاتا ہے اور نخوت اور تکبر کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کے لئے روح میں ایک جوش اور اضطراب کا رنگ پایا جاتا ہے۔

پھر ایک فقرہ لکھا ہے "اگرچہ مجھے پرماتما کی دیا اور رحمت پر وشواس ہے تاہم جب میں اپنے کرموں کا خیال کرتا ہوں تو مجھے خوف دامنگیر ہو جاتا ہے"۔

یہ فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انسانی فضایل سے نا واقف اور ایمان کی حقیقت اور صفات اللہ کی معرفت سے محض نا آشنا انسان کو اس سے کیا مزا آسکتا ہے۔ ہاں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی صفات ہی سے منکر ہو وہ اس کی دیا اور رحمت پر وشواس کیسے لا سکتا ہے؟ [illegible] وہ اس کو کیوں قابل اعتراض قرار نہ دے۔ انسانیت کا مزاج ہی یہی ہے

جو اس فقرہ میں حضرت عالمگیر نے بیان کیا ہے اور خدا کے فضل کا یقین اور اس کے صفات کا حیا ہی دو امر ہیں جو انسان کو خدا کیطرف کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اور بدیوں سے بچاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کو عضو معطل کی طرح ماننے والا احمق کب اس نکتہ معرفت سے سرشار ہو سکتا ہے۔ ان باتوں پر نظر کر کے یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست

حضرت مسیح موعودؑ ایک ہندو رسالہ میں

سرستی نام ایک معزز رسالہ ہندی زبان میں انڈین پریس الہ آباد سے نکلتا ہے اسکے اکتوبر ۱۹۰۶ء کے نمبر میں اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک آرٹیکل مہندر لال کے قلم سے چھپا ہے جسکا ترجمہ خصوصیت سے بدر الحکم کے ناظرین کے لئے چھاپنا مناسب سمجھتا ہوں۔ سرستی نے فی الحقیقت بڑی عالی ظرفی اور فراخدلی سے کام لیا ہے کہ اس نے حضرت اقدسؑ کے متعلق مضمون کو چھاپ دیا اور اسکے لکھنے والے نے جو ہندو ہے نہایت بے تعصبی سے اصل واقعات کو پیش کیا ہے جسکے لئے میں حق پسندوں کی طرف سے ان کا شکر گذار ہوں میرا خیال ہے کہ سرستی کا یہ آرٹیکل بہت لوگوں کے لئے مفید اور مؤثر ہوگا خدا کرے ایسا ہی ہو —— ایڈیٹر

مرزا غلام احمد قادیانی

ہندو دھرم پر چلنے والوں کا وشواش (یقین) ہے کہ انت کل یگ (آخر عہد) کے آنے پر شری بھگوان کلکی اوتار لیکر سنسار (دنیا) کو سیدھے راستہ پر چلانے کے واسطے آئینگے۔

پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے قادیان نام گاؤں کے رہنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ دھرم پستکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے انوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرگٹ ہوئے ہیں جو لوگ ان کی سکشا (تعلیم) پر چلیں گے وہ ابدی بہشت حاصل کریں گے اسی طرح عیسائیوں کا جو اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح پھر آویں گے ان کو چاہئے کہ اب کسی اور مسیح کے آنے کی باٹ (راہ) نہ دیکھیں حضرت ہی کو مسیح سمجھکر ان پر وشواس (یقین) لاویں۔

سب سے زیادہ زور ان کا مسلمانوں پر ہے مرزا صاحب یقین دلاتے ہیں کہ جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو ماننا چاہیئے کہ جس مہدی کی سنسار میں آنے کی پیشگوئی قرآن میں کی گئی ہے اور جو شرطیں کی گئی ہیں ان سب باتوں کو انھوں نے پورا کیا ہے ایک وقت تھا کہ انکو کوئی بھی نہیں جانتا تھا ۱۸۸۰ء میں ان کو پرمیشر نے اپنا اچھیا (منشاء) ظاہر کرنے کے لئے چنا۔ ابتدا میں ان کو خبر دیگئی کہ ان کے پاس اچھے لوگ چاروں طرف سے آویں گے (یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے ایڈیٹر) مرزا صاحب ان کے لئے سامان کریں ان کی بہتایت سے گھبراویں نہیں (لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس والی پیشگوئی کا اشارہ ہے ایڈیٹر) ۱۸۸۹ء میں مرید بنانے کی ریت چلی اور احمدی جماعت کا سلسلہ آرنبھ (شروع) ہوا ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ ہونے کا وگیاپن (اعلان) دیا گیا۔ اس کا بڑا اختلاف ہوا۔ ان کی دیکھا دیکھی سیالکوٹ کے چراغدین نامی ایک مسلمان نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جسکے لئے مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی کہ وہ بہت بُری طرح مارا جاویگا جسکے موافق اس کی موت پلیگ سے ہوگی۔

ایہ واقعہ تو بالکل صحیح ہے لیکن بخیال اصلاح و توضیح اس پر اتنا مستزاد کرنا ضروری ہے کہ چراغدین جموں کا رہنے والا تھا اور اس کے لئے حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی میں صاف طور پر لکھدیا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہوگا۔ چنانچہ جب اس نے مخالفت کا علم بلند کیا اور حضرت حجۃ اللہ کی مخالفت میں بے باکی سے قلم اٹھایا بلکہ حضرت اقدسؑ کی ہلاکت کے لئے دعا مانگی اور مباہلہ کیا کہ کاذب کو خدا طاعون سے ہلاک کرے وہ اپنے خیال اور یقین سے حضرت اقدسؑ کو معاذ اللہ کاذب سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے جلال کے لئے یہ کرشمہ دکھایا کہ خود اسی کو ہلاک کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وہ کاذب تھا اور حضرت اقدسؑ کو صحیح سلامت رکھا چنانچہ ابھی وہ کتاب کو تمام و کمال چھپکر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ نہایت سختی سے پلیگ سے ہلاک ہوا۔ اور حضرت کی سچائی پر مُہر کر گیا۔ اسکے مباہلہ کا عکس کتاب حقیقت الوحی میں چھاپنے کی تجویز ہے —— ایڈیٹر)

یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ جب مہدی ہونگا تب چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن ہوگا (مہدی موعود کا یہ نشان قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر آیا ہے اور حدیث صحیح میں کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے ایڈیٹر)

چنانچہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہو کر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

امرتسر کے ایک پادری نے حضرتؐ کی نندیا کی (حضرت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایڈیٹر) ۱۵ مہینے کے اندر اس کے مرجانے کی پیشگوئی کی گئی مگر پادری نے اپنے کرتویہ (فعل) پر اپنے ہردے میں بڑی پشچاتاپ (توبہ) کی اس سبب سے وہ موت کے پنجہ سے بچ گیا مگر جب عیسائیوں نے قسم کھلاکر اس سے یہ بات پوچھی تو اس نے پشچاتاپ کرنے سے انکار کیا۔ (اصل بات یہ ہے کہ آتھم عیسائی نے پندرہ مہینے کے اندر پیشگوئی کے موافق رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اٹھایا لیکن جب اس حق کو اس نے چھپایا اور باوجودیکہ اس کو قسم کھانے کے لئے حضرت اقدسؑ نے بلایا اور چار ہزار روپیہ انعام بھی دینا چاہا کہ اگر وہ یہ قسم کھائے کہ میں نے اس پیشگوئی سے ڈر کر رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور ایک سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اور اگر فوت نہ ہو تو چار ہزار روپیہ انعام لے مگر وہ قسم کے لئے نہ آیا اور یوں حق پوشی کے جرم کا مرتکب ہوا تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا ایڈیٹر) اور جلدی ہی مرگیا۔

پلیگ (طاعون) کا اس ملک میں آنا سب سے پہلے مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ظاہر کیا۔ یہ ۱۸۹۷ء کی بات ہے اور اس کا (طاعون کا) عالمگیر ہونا ان کو ۱۸۹۸ء میں معلوم ہوا۔ پنجاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام کا مارا جانا کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ پنڈت جی مرزا صاحب سے بات چیت (مباحثہ) کرنے کے لئے خود قادیان گئے تھے وہیں ان کی موت کا وقت ان کو بتایا گیا (اصل یہ ہے کہ قادیان میں آکر انھوں نے حضرت اقدسؑ سے نشان مانگا تھا۔ جس پر حضرت اقدسؑ نے اس کی تحریری اجازت لیکر اسکے متعلق وہ پیشگوئی شائع

لی جس میں [illegible]
موت سے پہلے [illegible]
[illegible] نکلا کہ [illegible]
مرزا [illegible]
انتہا [illegible] کی موت کے
[illegible] آگیا تھا وہ بھی ٹھیک نکلا۔
ان [illegible] کو دیکھ کر ان کے مسلمان انہیں
[illegible] کے سوانح (سلسلہ
[illegible] تاریخ
[illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] سوانح عمری
[illegible] (احمدیہ)
[illegible] سے اکثر قندہار
(اصل [illegible]) کا مغل تھا یا ہندوستان آکر
انھوں نے اسلام پور نام کا گاؤں بسایا جس کا
اصل نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ یہ
جگہ لاہور سے ۵۷ کوس کے فاصلہ پر شمال مشرق
کی طرف واقع ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی گاؤں کا
نام قادیان ہو گیا ہے۔ مغل لوگ اسرائیلی خاندان
کے ہیں اور اسی قسم میں عیسیٰ کا ہونا بتایا
جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے تحقیق کیا ہے کہ کشمیری
اور افغان قدیم اسرائیلی خاندان ہی کے لوگ
ہیں۔ مرزا صاحب کا جنم ۱۸۳۹ء (۱۸۴۰ء میں)
ہوا تھا اس سمے ان کا خاندان بہت غریب ہو گیا
تھا۔ سکھوں نے ان کی بہت سی پرانی جائداد
برباد کر ڈالی تھی۔ جسکے حاصل کرنے کے لئے
ان کے پتا (والد صاحب) کو بڑے مقدمے
لڑنے پڑے ان کے جنم سے ان کے سابق خاندان
کا نئے سر سے نام ہوگا اور ایسی عزت بڑھیگی
کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت لینگے۔
بچپن میں انھوں نے اچھے اچھے مولویوں
سے فارسی اور عربی پڑھی باپ سے انھوں نے
حکمت پڑھی بڑے ہو کر زمینداری کے
کاروبار میں پتا کو سہارا دیا اور پتا کی اجازت
سے کچھ انگریزی سرکار کی نوکری بھی کی انھیں
دنوں ان کو یہ معلوم ہوا کہ نوکری پیشہ لوگ
نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔
ان کی تمام دلی خواہشیں حرام یا حلال مال
حاصل کرنے ہی تک محدود ہیں [illegible]
بد چلنی سے دین کی لاپروائی اور طرح طرح سے
خلاق [illegible] کے بھائی ہیں انہوں نے
نوکری چھوڑ کر آپ پھر زمینداری کے کام
میں لگے مگر اپنا بہت سا وقت قرآن شریف
کے پڑھنے میں صرف کرتے تھے انھیں دنوں

ان کے پتا نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ
حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم)
ان کے گھر بڑے ٹھاٹ باٹ (شان و شوکت)
سے آئے ہیں۔ پتا نے آپ کو نذر دینے کے
لئے ایک روپیہ نکالا مگر وہ کھوٹا نکلا اس کی
تعبیر یہ ہوئی کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور
رسول کی محبت کھوٹے روپیہ کی سی ہے ان کے
پتا نے اپنی [illegible] لڑنے میں ہی کاٹی تھی اس
سے ان کو اپنے جیون کا یہ ارتھ (ضائع)
جانا بہت افسوس اور فکر کا باعث ہو گیا۔
اسی بیمارے انھوں نے ایک [illegible] بنوائی
یونہی وہ پوری ہوئی تو [illegible] ان کا دیہانت
(انتقال) ہو گیا اسی مسجد میں ان کی اچھیا
انوسار (مرضی کے موافق) بنائی ہوئی جگہ پر
ان کی قبر بنائی گئی۔ پتا کے مرنے کے دن ہی
حضرت کو پہلا الہام ہوا جس کا ارتھ یہ تھا
کہ آج سورج است (المغرب آفتاب) یعنے
پتا کا انتقال ہوگا۔ اور سو یہی ہوا۔ جب
انھیں دنیا کے آدمیوں کی طرح پتا کے مرجانے
کا سوچ ہوا تب دوسرا الہام ہوا جس کا یہ
مطلب تھا کہ کیا ایک پرانی کے لئے پرمیشر
کافی نہیں ہے۔ اس الہام سے انھیں ایسی
تسلی ہوئی کہ بیان نہیں کی جاتی یہ الہام ایک
نگینہ پر کھدوا کر اس کی ایک انگشتری انھوں
نے بنوالی۔ مرزا صاحب ابتدا ہی سے پرماتما
کے بڑے بھگت ہیں ان کا یقین ہے کہ ان سے
ایشور کی بھی بڑی محبت ہے ایک مرتبہ انھیں
خواب میں ایک مہاتما نے اپدیش دیا کہ برت
لوگوں کو روزے رکھنا بڑی ضروری بات
ہے مرزا صاحب نے اسکے موافق روزوں کا
رکھنا شروع کیا مگر دکھاوٹ کے لئے نہیں ان کا
قاعدہ تھا کہ گھر سے کھانا منگوا کر چپ چاپ
کسی اناتھ (یتیم) کو دیدیتے رات کو ایک بار
کھانا کھاتے تھے اس کو بھی آپ نے گھٹانا شروع
کر دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ رات دن
میں [illegible] روٹی کھاتے تھے [illegible] بھی انھیں
کچھ کشٹ (تکلیف) [illegible] ان کے آتما
(روحانی) [illegible] اور حضرت
محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار
[illegible] اس روپ
[illegible] کی آنکھوں سے
[illegible]
[illegible]
[illegible] بھی ان کے
برابر [illegible] نہیں رہ سکتا۔

تیرھویں صدی گذر گئی جب چودھویں
صدی لگی تب یہ عجیب ہوا کہ مرزا صاحب کو خدا
(ایشور) سے یہ الہام ہوا (ایڈیٹر) کہ
ایشور نے انھیں قرآن [illegible] ہے اور اسکا
اصول صحیح مطلب انھیں پر کھولدیا ہے یہ اس لئے
ہوا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جو غفلت در غفلت
اور گمراہیوں میں پڑے ہوئے ہیں
اس سے وہ راہ راست پر آجائینگے انکو کہدے
کہ میں پرمیشر کی طرف سے لوگوں کی طرف بھیجا
گیا ہوں۔
یونہی براہین احمدیہ نام کی پستک (کتاب)
[illegible] ہوئے جب [illegible]
سے زیادہ ہوئے (ایڈیٹر) مرزا صاحب نے
اس کتاب کو شائع کیا تھا۔
ان کے سلسلے میں بہت سے سادھے وقوف
مسلمان ہی نہیں بلکہ [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ڈپٹی کلکٹر تحصیلدار [illegible]
[illegible] وکیل رئیس
جاگیردار علاقہ دار اور نوابوں کی اولاد میں
اور کتنے ہی شخص (انسان) جو پہلے بڑے چال
چلن کے تھے ان کے اپدیش (نصیحت) سے
نیک بن گئے ہیں مرزا صاحب انگریزی سرکار
کے بڑے خیرخواہ ہیں مسلمانوں [illegible]
مارنے کے لئے جو جہاد کرنے کی [illegible]
یہ کھنڈن (رد) کرتے ہیں [illegible]
وشئے میں لکھتے ہیں۔
خدا میرے [illegible] تجلی فرماتا ہے اس نے مجھ سے
باتیں کیں مجھ سے اس نے کہا کہ اگر تیرے لئے
مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر
سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو تم انھیں
کہدے کہ اسکے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔
دعائیں قبول ہوتی ہیں [illegible] از وقت
غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں [illegible]
[illegible] نہیں کر سکتا [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] خدا کی طرف
لوگوں کو کھینچوں [illegible] کی طرف ایک دن ہر ایک
کو جانا ہے۔ آجکل جو بار بار زلزلے آ
رہے ہیں ان کا آنا بھی مرزا صاحب نے بہت
پہلے سے کہا ہے ان کو پرمیشر سے جو [illegible]
ہے انھیں یہ اپنے اخباروں میں چھپوا دیتے
ہیں قادیان سے بدر۔ الحکم۔ ریویو
مذاہب [illegible] اردو میں اور انگریزی میں ریویو
آف ریلیجنز دو اخبار نکلتے ہیں (ایڈیٹر اب
تو سات ہیں۔
حضرت نے ابھی حال میں ایک تجویز یہ نکالی ہے

کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بنائی جاوے جہاں
دھارمک (مذہبی) لوگ مرنے کے بعد دفن ہوں
اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے۔
مرنے کے بعد یہاں دفن ہونے کی خواہش کرنے
والوں کو اپنی جائداد کا دسواں حصہ سرکار
[illegible] کے نام لکھوا دینا چاہئے۔ (اصل یہ
ہے کہ یہ حصہ مقبرہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ
اشاعت اسلام اس کی غرض ہے ایڈیٹر)
غریب احباب [illegible] جگہ پائینگے آجکل
قادیان میں حضرت کے درشن کو بہت سے
یاتری جاتے ہیں ان کے لئے ایک لنگر خانہ کھلا
ہوا ہے جہاں سب کو بھوجن ملتا ہے۔ مرزا
صاحب کی تصویر امریکہ تک کے اخباروں میں
چھپ چکی ہے میں آگرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا بہت دھنیواد
(شکریہ) ادا کرتا ہوں آپ ہی سے پہلے پہلے
پہل حضرت کا نام سنا تھا۔ تب سے میں
برابر حضرت مرزا صاحب کی بانیوں (تقریریں)
کو بڑی محبت سے پڑھا کرتا ہوں۔
(مہندر لال)

امرتسری منکر ثناء اللہ کو دعوت

(پہلے سلسلے میں)

مستثنیٰ بن کے آئیں گے عیسےٰ
کس خطا پر کیا اُسے معزول
ہوگئے مرفوع کیوں گر عیسیٰ
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
گر مسیح آ گیا مدینہ میں
تب بھی انکار اُسکا جائز ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
ایک کاتب تھا وحی قرآن کا
ان عقاید سے مولوی فاضل
ہر صدی کے سر پہ اُمت میں
سر صدی کا تو آ گیا سارا
ہے پہاڑوں میں یا بیاباں میں
سن نصیحت میری ذرا غافل
ناجیہ دارین میں ملے گا نیک
خیال گیا کہ میرزا صاحب
[illegible] خبط کیا ہے حمایت
[illegible] وفات اور قتل الٰہی بات
[illegible] آ بار آ لے بہیار
[illegible] رسول اسرائیل
ہے خدا اُسکا حافظ و ناصر
غزنوی بوبڑی و لاہوری
[illegible] ندامت نہ [illegible] آئیگا

اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
کیوں نبوت سے ہوگیا بیکار
کیوں وہ خادم بنا جو تھا سردار
وہ رسالت سے ہوگیا نادار
ہست جائز ترا از و انکار
اُسکا منکر نہ ہوگا از کفار
کرد ایجاد ہر قول بدکار
ہوگے مُرتد وہ مر گیا عیار
تمکو لازم ہے کرنا استغفار
اک مجدد کریگا ہر سرکار
سال گذری ہیں اسی بست و چہار
ہم نے اُسکا سنا نہ شور و پکار
ہوگئے خالی زکین و کہسار
جو کہ ہونگے مسیح کے انصار
بنیں گے اسلام کے سپہ سالار
کیوں یہود انکا تو ہے رشتہ دار
فرق دونوں میں کچھ نہیں زنہار
مان لے میرا کہنا ہے ہوشیار
ہے عبث اور فضول اور بیکار
باغ میں اُسکے آ رہی ہے بہار
مُنہ کی سب کھا کے ہوگئی مسمار
کچھ ترے اے ایڈیٹر اخبار

اُمتی کیوں بنایا عیسےٰ کو
اُمتی سے نبی تو بنتے تھے
کیا فضیلت رہیگی پھر اُس میں
خوب سمجھا تو اے ثناء اللہ
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
وہ نبی اور رسول صادق ہے
اس ہی منہاج پر محمد کو
آیت ارتداد کی تفسیر
اک حدیث اور مجھکو یاد آئی
ہے مجدد صدی چہار دہم
ابتلک کچھ پتہ مجددوں کا
یا پتہ ہم کو دو مجدد کا
چھوڑ دے ضد کو اپنی بہر خدا
آسمان و زمین نے مل کر
اُسکے دشمن رہینگے سب ناکام
ظاہر آنکھ کان کے ہوتے
کیا نہیں تیرے سینے میں وہ دل
مشفقانہ میری نصیحت ہے
آنیوالا تو آچکا ناداں
دشمن اُس کے ہوئے سبھی عاجز
تو بھلا اب مخالفت کر کے
میں ہوں وہ تیرا مشفق ناصح

ہے فضیلت کی یہی دستار
اسکے برعکس ہے خدا کی مار
جبکہ ہوگا وہ اُمتی لاچار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہوگا نازل اگر سر مینار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
دے بر کبھی ہے اگر دیانت دار
دیکھ اور مرتدوں کی سب اخبار
ہے جواز قول احمد مختار
روم کابل میں یا کہ در قندہار
کب ہوا ہے کسی کے گوش گذار
یا کرو اس حدیث سے انکار
بن مسیحا کا دل سے خدمتگار
دی گواہی مسیح کی صد بار
میرزا سے خدا کا ہے اقرار
کیوں نصاریٰ کی چل پڑا رفتار
جس سے سمجھے تو کچھ اپنے دنیا دار
ہوں تہ دل سے میں ترا غمخوار
کھل گیا صدق اُسکا صد بار
تھک گئی مرتد ہوئی فی النار
کون سی بات دیگا اُسکی بگاڑ
جس نے دہلی میں تھا کہا یہ پکار

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء [illegible] کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۲۴۱ مولوی ثناء اللہ [illegible] مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا مستبعد [illegible] ہر نیک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے" [illegible] سوال نمبر ۲۴۱ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ [illegible] بابت جنوری و فروری ۱۹۰۷ء بھیجے [illegible] حصول جواب امرتسری کے پاس [illegible] جواب سے فرار بصورت انکار [illegible] ۱۹۰۷ء میں لکھا تھا مرزا کو جواب سے دیانت [illegible] کے متعلق بحث کرنا بالکل بیہودہ اور تضیع اوقات [illegible] جواب نہیں دیا" یعنی بلفظہ [illegible] کالم [illegible]

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونیکے لفظ رفع اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کر [illegible] غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا بنایا خود [illegible] نوح علیہ السلام کے بیٹے کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہونگے۔ اور "والعمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ وعمل غیر صالح یرفعہ کا بھی عقیدہ ہے۔ [illegible] صالحین کیونکر [illegible] جو "لا تفتح لہم ابواب السماء" آیا ہے نہیں کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لہم

انواب السمار سہ
تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر لاطائل ہے

سلہ اسی جواب نمبر ۲۴۱ میں آپنے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسیٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے گو بوقت نزول اُمتی ہونگے اور قیامت کو بھی نبی ہونگے اور اُمت محمدیہ کا فخر بھی اُن کو حاصل ہوگا" براہ مہربانی فاضل مفسر صاحب ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرما کر ممنون ہوں۔ اپنا اجتہاد و زبانی [illegible] نہ لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ [illegible] اُمتی ہونیکا [illegible] یا افضل ؟

(۲) اگر افضل [illegible] تو افضل سے اسفل کی طرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں ؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہوئی یا نہیں ؟

(۴) ہر انسان کا حشر اسکے [illegible] ہوگا یعنے جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اُسی پر یا کسی اور حالت پر ؟

(۵) قال انی عبداللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت سے کیا مراد ہے ؟

سہ [illegible] چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجئے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں" امرتسری درافشانی فرماتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئیگا جو جگہ اُس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو ترشح ہوگیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا ...... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار معجزے بھی کر دکھائیگا تاہم اُس کا منکر کافر نہ ہوگا" [illegible] کیوں نہ ہوا آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا)

سلہ "مجھ سے پوچھیے تو میں اُس شخص کو بھی کافر نہ کہوں گا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اُس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے"۔ (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی سی ہو سہ
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
اس میں نہیں شک تو ہے نصاریٰ کا برادر
بے شک ہیں ترے کام یہودوں کے برابر

سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی "کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ اُن کے اصحاب میں سے دین کو غلط جان کر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو" اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں۔ ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں ؟ زیر آیت ارتداد پارہ ۶ رکوع ۱۲ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں ؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کر کے کوئی مرتد ہوا یا نہیں ؟ سہ
کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعوےٰ ثنائی بھی کیا حجت سری ہے

ہے یہ اک جلسہ مسلمانان
نام قاسم علی ہے سُن میرا
اُنکے کب دوستوں کا ہو نہیں غلام
اے خداوند ذوالجلال و کرم
رحمت و فضل تو ہی خواہم
منکران مسیح و مہدی کو
لکھ چکا جب میں دعوت منظوم
چھید ڈالے ہیں سینہ ہائے عدو
اور کر التجا کہ اے مہدی
اور دعا کیجیے میرے حق میں
میں تو تھا ایک اجنبی و جاہل
اے مسیح زماں خبر لیجیے
ایک ادنیٰ غلام ہوں تیرا
مجھکو بلوائیے حضوری میں
رہنا دہلی کا خوش نہیں مجھکو
کار دنیا میں ہیں سبھی مشغول
کوئی مجمع یہاں نہیں اب
دیندار نسل سنی لغض و کین انکو
ورنہ گندم نما بزرگوں سے
میرا ناچیز ہدیہ ہو یہ قبول
امر رب کا وعدہ ہے نزدیک
اس دعا پر میں ختم کرتا ہوں

عیسوی دین کا ہوا اظہار
گو ہوں ناچیز ذرہ بے مقدار
جس قدر ہیں مہاجر و انصار
اے توانا و قادر و ستار
میکنم از ذنوب استغفار
اپنی قدرت سے جلد کر ہشیار
تا لف عیب نے کہا یہ پکار
تیرے مخبر ہوئے جگر سے پار
ہی تخلص تجھی کو ہی درکار
بخشدے مجھکو ایزد غفار
ہیں دعا کی یہ تیرے سب آثار
تیری فرقت نے کر دیا بیمار
صدق دل سے ہوں تیرا عاشق زار
تاکہ حاضر رہوں سر دربار
تیرے کوچے کی ہو [illegible] کار
کیا فقیر اور کیا [illegible] زردار
جس میں ہو [illegible] چار
دوست [illegible] یار
پھر اسلام [illegible]
از برائے [illegible]
تیری نصرت کا ہو [illegible] اظہار
ہے خدا تو ہمارا بیارہ کار
ہر بلا سے بچا تو قاسم کو

کس لئے کرتا ہے یہ نابینا
دل سے ہوں خادم مسیح زماں
احمدی ہوں بفضل ایزد پاک
کردہ ام بیعت مسیح زماں
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد ہدیتنا مرا
ان کو آنکھیں دے اور دل بھی دے
کام حسان کا کیا تو نے
اب مسیحا کے سامنے جاکر
مجھکو اپنی زبان سے مولا
میری نا [illegible] پاک کرے
میرے اعمال [illegible]
ہوں [illegible] آستانے سے
لاکھ تجھ [illegible]
[illegible]
حال [illegible]
جانب [illegible]
[illegible]
تو [illegible]
کر [illegible]
جو نہیں مانتے تجھے منکر
خستہ اے منکر مسیح زماں
اک نشان شدید اب دکھلا
وقنا ربنا عذاب النار

جو نصاریٰ کا ہے تعلق دار
مال اور جان سے ہوں سپنثار
ہے دعا میری رب سے لیل و نہار
تو بریں عہد استوارم دار
کن و قائم بزمرۂ ابرار
جس سے وہ سمجھیں فرق نور اور نار
تیر کا کام کرتے ہیں اشعار
یہ عریضہ بطور تحفہ گذار
کیجیے سرفراز اے سردار
جس سے کر لوں تیرے دشمنوں کو مار
کر دیا تو نے مجھکو نیکو کار
ہاجر سے ہو گیا ہوں زار و نزار
ایک میں بھی ہوں ایک خطا کار
تا کہ مبتلائے ہوں آزار
کوئی آتا نہیں نظر دیندار
جہاں [illegible] کہ دین ہے بیکار
[illegible] دنیا میں [illegible] شار
بخت اسلام کے ہوں بیدار
اس زمانہ کا سید الابرار
سخت بچھتائینگے وہ آخر کار
باش جیندے و جمع خاطر دار
جس سے ہو جائے فیصلہ یکبار

نوٹ ۱؎ حقیقت دان فاضل لکھتا ہے کہ۔ مرزا اور مرزائیوں کا عقیدہ وفات مسیح نصاریٰ کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ بھی تو موت ہی کے قائل ہیں ایسے ہی مرزائی وفات کے قائل ہیں۔ اس عقیدہ سے بھلا کہیں کسر صلیب ہوتی ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۹ کالم اول پر کتاب موازنۃ الحقائق کا ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مسیح کی موت کے مسئلہ سے تو عیسائیوں کی ایک گونہ تائید ہے بھلا موت سے اُن پر فتح ہو سکتی ہے جبکہ خود انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے چلا کر جان دی پھر یہ موت کا مسئلہ عیسائیوں کی تائید ہے یا تردید" انتہیٰ بلفظہٖ۔ سبحان اللہ۔ اس فہم و فراست پر دعوی علم و فضل اور مولوی فاضل مفسر قرآن و اہلحدیث وغیرہ وغیرہ۔ اس دشمن عقل سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ امر ثابت کر دیا جاوے جیسا کہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے نہیں طبعی موت سے جسکو وفات کہتے ہیں مرا ہے اور زمین میں دفن ہے تو اس سے عیسائیوں اور یہودیوں کے اور انجیل کی تردید ہوتی ہے یا تائید۔ براہ مہربانی فاضل صاحب مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بھی عطا فرما کر اپنی تائید کریں۔

الف۔ قتل بالصلیب اور موت طبعی میں کچھ فرق ہے یا دونوں برابر ہیں؟

ب۔ یہودیوں عیسائیوں کا دعویٰ قتل بالصلیب مسیح علیہ السلام کی بابت ہے یا موت طبعی کا؟

ج۔ مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کی پاک جماعت قتل بالصلیب کے منکر اور موت طبعی کے قائل ہیں یا نہیں؟

د۔ اگر قتل بالصلیب کی نفی [illegible] طبعی ثابت ہو جاوے تو عیسائیوں کا کفارہ جسپر سارا مذہب ہے اور یہودیوں کی تکذیب کی [illegible] انکار مسیح علیہ السلام کی تائید ہو گی یا [illegible] دین [illegible] ۔

۹۳ [illegible] بتقریب افتتاح مدرسۃ القرآن دہلی [illegible] مولوی فاضل بھی مدعو کئے گئے تھے [illegible] جلسہ مولوی [illegible] صاحب وحید دہلوی کی جانب سے [illegible] جلسہ جو شایع ہوا تو اس میں ایک نوٹ [illegible] تھا کہ۔ [illegible] ہر شخص [illegible] کوئی امر مسیح کے خلاف دل آزار یا دل شکن [illegible] اسے [illegible] بھی ان جلسوں میں جو [illegible] یوم تک ہوتے رہے موجود تھا۔ [illegible] فاضل [illegible] خصوصیت سے میں قبل از وقت چلا گیا تھا [illegible] جلسہ میں نادری احمدی نابینا و [illegible] بی ری جی [illegible] ممبران کمیٹی کے بھی مدعو ہوئے تھے احمد مسیح کا ذکر بغرض ریویو کتاب تحفہ

آریہ سماج مصنفہ شیخ عبد العزیز پروگرام میں درج تھا اس کام کیلئے [illegible] نابینا صاحب کرسی کے لئے پلیٹ فارم پر آ گئے تو آپ نے بھی [illegible] ریویو کتاب سے کچھ ذکر کفارہ مسیح و موت صلیبی کا شروع کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر الہامات دیگر کرنے لگے تو نیاز مند نے فوراً صدر انجمن صاحب کو [illegible] صاحب نے قرآن کے خلاف ارشاد [illegible] غالب [illegible] کیا کہ یہ جلسہ اسلامی ہے [illegible] اشاعت مذہب صلیبی [illegible] کیجاتی ہے [illegible] احمد مسیح صرف ایک کتاب کے ریویو کرنیکی غرض سے [illegible] خلاف اپنے منصب کے اور خلاف نوٹ پروگرام [illegible] سلسلہ عالیہ کا ذکر کیا جاتا ہے کیا بغیر اجازت جنہیں صاحب انکو حق حاصل ہے کہ اصل مدعا چھوڑ کر غیر متعلق باتوں کا ذکر کرے۔ احمد مسیح نابینا نے کہا کہ میں تمہارے روکنے سے ہرگز نہیں باز [illegible] اور تمہارا کوئی حق نہیں کہ یہاں مجھکو مانع ہو کسی تقریر سے مگر خدا کی نصرت [illegible] جب [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے بیان کی تائید کی [illegible] ادا کرتا ہوں۔ [illegible] حالت میں کہ گو مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ متکلم اور مانع کون شخص ہے اگر آپ کو یہ ظاہر ہو جاتا کہ قاسم علی احمدی ہے تو شاید آپ جیسے [illegible] خیر مجھکو [illegible] اگر حسب مصرعہ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ آپ میری تائید میں کہ اٹھو گے میں آپ کی

تائید کرتا ہوں بیشک حافظ صاحب کو کوئی حق خلاف پروگرام انکی مرضی کے بغیر اجازت صدر انجمن [illegible] حاصل نہیں اور پیشتر ازیں جبکہ [illegible] صاحب کے [illegible] نہیں کیا تھا کہ بیدار بیان نابینا صاحب کا اچھا نہیں [illegible] انکے بعد [illegible] صاحب سکریٹری صاحب [illegible] و دیگر حضرات نے بھی میری تائید کی اور [illegible] کو ایک بیان کے سوائے ریویو کتاب تحفہ آریہ سماج کی [illegible] نابینا اور [illegible] کی ذلت ہوئی ناگفتہ بہ ہے کہ بیچارہ نابینا سے ایک بات بھی اب ریویو کے متعلق [illegible] بطور [illegible] [illegible] سے نکلتی تھی۔ [illegible] فضل اللہ [illegible] کے بعد مولوی [illegible] صاحب کا [illegible] شروع ہوا [illegible] [illegible] مسئلہ [illegible] بالکل [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] سے [illegible] معلوم ہوئے [illegible] تقریر کا اندازہ بھی ہو گیا۔ [illegible] حاصل کر سکے آپ نے سلسلہ عالیہ کا کوئی ذکر نہ فرمایا جسکی بابت سُنا گیا ہے کہ [illegible] عبد [illegible] مرزا محمود کی [illegible] ایک [illegible] آپ نے اسکو [illegible] العبد احقر [illegible] ملت رفیق [illegible] نادری احمد مسیح نابینا آپ نے اس جلسہ میں اپنی ثنا سائی حاصل کر کے افسوس ظاہر کیا کہ نابینا والا مناظرہ میں نے نہ دیکھا۔ اور نابینا سے وعدہ کیا کہ اشتہارات مباہلہ جو بابت سلسلہ احمدیہ و محمدی شائع

[illegible]

ہو چکے ہیں مجھکو بھیج دیں پھر کچھ لکھونگا دیکھئے آپ ان پر کیا لکھتے ہیں نابینا نے تو انکو بغرض تعصب ادھر کو بھیج دیا ہے ایک مدعا مگر مجھ کو جزاک اللہ آپ کی تصانیف کے متعلق ظاہر کرتا ہوں امید یقین ہے کہ وہ اشتہارات پہنچ چکے ہونگے۔ مگر ابتک مولوی صاحب نے

موسمی بیماریاں اور زمینداران ڈسٹرکٹ بورڈ

متذکرہ بالا عنوان سے ایک بیمار زمیندار نے معزز اخبار زمیندار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ چونکہ یہ مضمون عام لوگوں کے فائدہ کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے اسے ذیل میں بلا کم و کاست درج کیا جاتا ہے۔ خاص قادیان کی ضروریات کے متعلق گورداسپور کے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کو میں کئی مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں بعض ممبر اور معزز ممبران بورڈ سے جب کبھی مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے تو انہوں نے زبانی وعدہ بھی کیا اور الحکم کی تحریکات پر پوری توجہ کرنے کا عزم ظاہر کیا مگر وہیں سے گئے پھر خاموشی کا معاملہ ہو جاتا ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ابتک قادیان کی صفائی کے متعلق جو امور پیش کئے جاتے ہیں ان پر توجہ نہ ہوتی۔ قادیان سے بٹالہ تک کی سڑک کا معاملہ اسی طرح کھٹائی میں پڑا رہتا۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ اگر ہمارے صاحب ضلع ایک مرتبہ قادیان تشریف لے آئیں تو وہ یہاں کی مقامی حالت سے آگاہ ہو جائیں اور مقامی ضروریات پر توجہ کر سکیں بہرحال بیمار زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ ایڈیٹر

سال ۱۹۰۵ء میں چونکہ بارشیں بکثرت ہوتی رہی ہیں اس واسطے ہر ایک ضلع میں عموماً اور دیہات لب دریا میں خصوصاً موسمی بخار کی نہایت شکایت رہی ہے اور ابتک بدستور ہے جن لوگوں نے دیہاتی مخلوق کا یہ خوفناک نظارہ دیکھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں یہ خدائی مخلوق بوجہ افلاس عدم دسترس عدم دست یابی ادویہ اور عدم موجودگی طبیب کے کس حالت میں گذارہ کرتی ہے سخت سے سخت انسان بھی یہ خوفناک حالت دیکھکر توبہ توبہ کر اٹھتا ہے یہ قابل رحم مخلوق ایسی کس مپرسی کی حالت میں پائی جاتی ہے کہ طوعاً و کرہاً یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال اور ہمدرد نہیں ہے۔ بوڑھے جوان بچے ننھے ننھے ملفوف کی طرح اپنی جھونپڑی میں پڑے سسکتے ہیں اور انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ نہ سرما میں کپڑا اور نہ بیماری میں دوا اور غذا اگر از وقہ کی خاطر کشت کاری کی وسعت ساتھ ہی چھٹی ہے اگر گھر میں دس ہیں تو دس کے دس ہی بیمار اور رنجور ہیں لمبے لمبے کمبل اوڑھے لرزتے اور ہانپ رہے ہیں مگر کریں تو کیا کریں نہ تو کوئی طبیب ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر اور شفاخانہ کوسوں دور کس سے علاج کرائیں اور کس سے دوا لیں۔ دیہاتی نیم حکیم خطرۂ جان۔ دوکانداروں سے خدا کی پناہ ان کے واسطے فصل کا موسم آگیا ہے گوڑ کا شربت دیکر ۲ روپیہ کر لئے اور اس پر سود کی رقم جدا رہی کوئی گھر ایسا نہیں جس میں سے ہائے وہ کی دردناک آواز نہ آتی ہو اور پوچھو تو یہ ایک زمیندار یا ایک کاشتکار کا حال زار ہے یہ وہ مخلوق ہے جو آئے سال اور دنیا کے واسطے دانہ اناج اپنے پسینے کی کمائی سے مہیا کرتی ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے ٹکڑوں سے گورنمنٹ کے خزانے لبالب رہتے ہیں۔ یہ وہ بدقسمت حیوان ہے جس کے لہو سے اہلکار اور وکیل پرورش پاتے ہیں یہ وہ کمبخت فرقہ ہے جس کی کمائی سے مدرسے جاری اور شفاخانے بارونق ہیں جس کی ہمت کا ادنیٰ نمونہ ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں یہ وہ منحوس گروہ ہے جس کی کمائی سے لوگ تعلیم یافتہ اور مہذب بن کر دنیا میں نام پیدا کرتے ہیں یہ سب کچھ ہیں مگر ان کم بختوں کی حالت ہمیشہ ہی ذلیل رہتی ہے کس برے وقت میں کسی نے کہا تھا کہ اوتم کھیتی ہے خاک ادتم ہے اب تو گھر سے بھی سو درجہ خراب اور ذلیل ہے یونانی اطبار کی دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے شفاخانے چند محدود اور دور دور سرکلوں میں غریب زمینداروں کو ان سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جس غریب کاشتکار کا سارا کنبہ ہی علیل ہو وہ شفاخانہ جانے کے لئے [illegible] میل کا سفر کیونکر کر سکے اور اس کا علاج کیا ہو سکے افسوس آئے سال ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی جیبیں تو پر کر لیتا ہے مگر ان کی بھی کوئی خبر ہے جو اس کا سرچشمہ ہیں۔ کونین تک تقسیم نہیں کی جاتی۔ بعض ضلعوں میں دستور ہے کہ ایک ایک دو دو یونانی طبیب بھی نوکر رکھے ہوتے ہیں وہ دورہ میں لوگوں کی تیمارداری کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ ان کے ہونے سے لوگوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے یہ دستور بھی رفتہ رفتہ بند ہوتا جاتا ہے ہماری رائے میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اپنی بے کس رعایا کے واسطے بالخصوص موسمی بیماریوں کی حالت میں تو خاص انتظام کر دیا کرے ایک بڑے سکیل پر ہر ایک تحصیل میں کونین اور کونین کی گولیاں تقسیم ہونی چاہئیں جس کا تکفل ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ ہونا چاہئے کہ وہ دورہ کریں اور لوگوں کو دیکھیں بلکہ ان ایام میں خاص طور پر فی تحصیل دو دو ٹریولنگ ہاسپٹل اسسٹنٹ مقرر ہونے چاہئیں گورنمنٹ نے پہلے داخل خارجوں کی تصدیق کے واسطے تو اکسٹرا نائب تحصیلداران مقرر کر رکھی ہے اس کام کے واسطے کیوں نہ زائد ڈاکٹر موسم میں مقرر کئے جاویں اور ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہمیشہ کے واسطے فی تحصیل دو دو دیسی طبیب بھی مقرر ہونے چاہئیں اگر اور کچھ نہیں تو فوراً کسی ضلع یا تحصیل میں موسمی عوارض شروع ہونے پر ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے یونانی طبیب مقرر ہونے چاہئیں اگر ڈسٹرکٹ بورڈ اس وقت کام نہ آیا تو وہ کس مرض کی دوا ہے ہائے افسوس ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر کچھ بھی کام نہیں کرتے ہیں انہیں مخلوق خدا کا کچھ بھی خیال نہیں غریب زمینداروں کی جانب سے یہ لوگ قائم مقام بن کر جاتے ہیں اور کرتے کراتے کچھ بھی نہیں۔

ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ کی توجہ اس جانب منعطف کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ اس موسم کے موسمی بخار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس توجہ کی اس وقت کس قدر ضرورت ہے ابھی افاقہ نہیں ہوا ہے گورنمنٹ فوراً نوٹس لے اور صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اس طرف توجہ دلائے۔

وصیّت

(۱) میں مسماۃ سردار بیگم اہلیہ محمد حسین قوم جٹ ساکن تلونڈی عنائت خاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ اور لکھدیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیّت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود و رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال سن لیا ہے میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی [illegible] تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہونگی جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بابت مقبرہ بہشتی قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے شائع ہوئے۔ یا آئندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات۔ ضوابط قواعد۔ شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے مطابق وصیّت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے

* تفصیل جائیداد اخیر پر شامل کی گئی ہے۔

اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے ۱/۴ حصہ کے متعلق یہ وصیّت کرتی ہوں کہ میری یہ جائیداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ ۸۱۰ عـ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نہ کرے تو اس وصیّت کردہ جائیداد سے منافع حاصل کر کے اغراض انجمن کو پورا کرے۔ اور اس کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری اس وصیّت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیّت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد (مذکورہ بالا جائیداد) کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیّت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ سابق نمبر ۴ وصیّت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی مفصل اطلاع انجمن مذکور کو [illegible] دیتی رہوں گی

(۶) میں یہ بھی وصیّت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی [illegible]

پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچا وے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کر دینے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے۔ فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گی۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے کرا دوں گی۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکی اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے . . . .

اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان حکم نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکی ہونگی۔ یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئی تھی۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔

گواہ شد

محمد حسین ... [illegible]

العبد

سردار ... [illegible]

گواہ شد

محمد امام الدین ولد منشی نظام الدین ... [illegible]

تحصیل ظفروال

تفصیل جایداد

زیور حسب ذیل۔ ڈنڈیاں طلائی۔ ڈنڈیاں ریل ۹ عدد ۔ ۳ عدد گھاٹ طلائی۔ نو بتریاں طلائی ۲ عدد۔ داونی طلائی یکعدد ٹیکا طلائی یکعدد۔ پھول طلائی ۲ عدد۔ بلوز طلائی یکعدد۔ کنٹھا طلائی یکعدد گوکھرو نقری۔ جھمکے طلائی ۲ عدد۔ بالکاں نقری۔ تونک

متفرق کپڑے وغیرہ

میزان کل ۸۱۰ آٹھ سو دس

وصیت

از محبوب عالم احمدی لاہور ۵۸ [illegible]

۱۔ میں مسمی محبوب عالم ولد میاں غلام قادر سکنہ موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات۔ اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن احمدیہ مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن احمدیہ مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

۴۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جسقدر میری جایداد میری مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کا ⅒ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔

۵۔ چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی جایداد نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ⅒ حصہ ماہوار اپنے اس شہر کے امین کے پاس ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ جو میں پہلے سے بھی دیا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو بھی۔ اگر صدر مقام قادیان میں فوت ہوں تو بھی بہر صورت احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں جو خدا کے رسول اور مسیح موعود کا تخت گاہ ہے پہنچاؤ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد جو وصیت فنڈ میں آچکی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اخراجات اس وصیت کردہ حصہ سے الگ ہونگے۔ یا میں ان اخراجات کے واسطے اپنی زندگی میں رقم جمع کرا دونگا اگر میں ان اخراجات کے واسطے کوئی رقم ادا نہ کر سکا۔ تو میری دوسری بقیہ جایداد سے یہ اخراجات پورے کئے جاویں۔ اگر میری کچھ جایداد کوئی نہ ہوئی۔ تو پھر جس طرح مولا کریم چاہیگا۔ ہو کر رہیگا۔

۸۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ وصیت محض رضاء الٰہی کے واسطے لکھی گئی ہے اور حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو بھی میری وصیت قائم رہیگی اور میں دل میں خواہش رکھتا ہوں کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے۔ بلکہ جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری نعش کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر دفن ہو سکتی ہے۔

۹۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو رقم میں اس انجمن کے پاس جمع کرا چکا ہوں گا۔ وہ انجمن سے واپس نہیں لیجا سکتی۔ اور نہ ہی میرے کسی رشتہ دار وغیرہ کو حق ہوگا۔ کہ وہ اس کے لینے کی کوشش کریں۔ اور اگر جایداد ہو۔ تو بھی انجمن کو حق ہوگا کہ وصیت کردہ حصہ اپنے قبضہ میں رکھے اور خواہ اسکو خرچ کرے۔

نوٹ۔ چونکہ میرے پاس جایداد نہیں ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں۔ اس واسطے ماہوار آمدنی کا ⅒ حصہ میں انجمن احمدیہ کے امین کے پاس یا جس جگہ انجمن احمدیہ قادیان حکم دیوے میں اپنی آمدنی کا ⅒ حصہ جمع کرتا رہوں گا فقط

وصیت کنندہ

عاجز محبوب عالم احمدی موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور احمدی

گواہ شد

حیدر شاہ احمدی ولد حشمت خان قوم سید ... لاہور

گواہ شد

محمد موسےٰ۔ سوداگر بائیسکل لاہور

ایڈووکیٹ بمبئی میں سے نقل

(آپ خود انصاف کریں)

کہ کون سی بات بہتر ہے تجربہ کرنا یا بمبئی کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا تجربہ کسی قسم کی نئی بات کو کہتے ہیں اور اسکو جیسا ظاہر کیا گیا ہے ثابت کرنا چاہئیے۔ اگر گھر میں بھی وہ کامیاب ہونا چاہئیے ورنہ آپ کی نظروں میں وہ مشکوک ہوگا۔ کسی اجنبی شخص کی تعریف تجربہ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے۔ اب فرض کیجئے کہ آپکی پشت کمزور اور درد کرتی ہو تو کیا آپ تجربہ کرینگے؟ بہت عجیب علاج کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا لیکن وہ ہزار میل دور کے واقعات بیان کر رہے ہیں لیکن جبکہ بمبئی شہر ہی اس قسم کی شہادت آپکے روبرو پیش کیجائے تو یقیناً وہ قابل اعتبار ہوگی۔ یہ بات صحیح ہے اور اسکا ثابت کرنا آسان ہے۔ شہر کے لوگوں کی پسند بدہضمی یہی ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں ...

Doans Backache Kidney Pills

کی ہر ایک بوتل کیلئے بڑی سفارش ہے۔ ہیں پڑھئے ڈاکٹر ڈی۔ ایس۔ گانلا۔ ایم۔ ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ کی گلی ... سوپاری گلی میں بلند ہے فرماتے ہیں۔ میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

Doans Backache Kidney Pills

... گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھ کو یہ بات جاننے سے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کیلئے واقعی عجیب طور سے مفید ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ ایسے امراض کیلئے جو دوائیں دیجاتی ہیں ان میں سے یہ بہترین ہیں۔ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

Doans Backache ...

... کمزور گردوں کو ... اور ... بہشتی ... گردوں ... بہتر ... فضول ... یہ بات ... کہ ... ہیں ... پشت کے درد ... مثانہ کے ... کی تمام تکالیف کو رفع کرتی ہیں ... سلسلہ ... بیٹی کی علاج کیلئے بمبئی کے باشندوں کے ڈون کی ...

... پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں (... کے بارے میں بیانات شایع کرتے ہیں اس کالم پر نظر رکھیں ... کسی لفافی کا نام دیکھیں گے یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ... سے ...

جو صاحب جنگ ... اسی طرح ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی
آزمائش کر لیں ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز کسی ... کام لیں۔ کیونکہ یہ مجرب ہے کیا ہی خوبیوں سے بھر لبریز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا عجیب مشہور ہر دلعزیز مرکب

نعمت ایک لطیف غذا ہے — مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی — جوانی کی ... رکھنے کی چابی

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ) — تین ڈبیہ تیرہ روپے (۱۳) — ایک درجن ڈبیہ (۵۰)

مفرح عنبری

میں خداتعالیٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا کام بہت وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں +

مفرح عنبری

جیساکہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل ودماغ میں ایک سریع التاثیر کیف وسرور پیدا ہو کر جسم کے ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات ... اور سوچنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے ... ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری

کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو دیگر ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... جو دماغ گردوں ... کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری

جنکے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج وفکر وغیرہ سے ضعف آ جائے۔ اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینیوالا بے خطر مرکب ہے +

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی۔ جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے +

مفرح عنبری

چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات وجواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے +

مفرح عنبری

حکماء اور ڈاکٹران کی خدمتمیں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلاتردد و بلاتامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے +

مفرح عنبری

سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا کھانسی کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں +

مفرح عنبری

وہ عجیب وغریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کافور۔ دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہو جاتا ہے

(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)

عالیجناب ... خان بہادر ... مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست ... ضلع ...

... سلام مسنون۔ ... مولوی محمد حسین ... مفرح عنبری کی ... ارشاد فرمایا ہے ... خان صاحب مفید ثابت ... روانہ فرمائیے ...

عالیجناب ... خان صاحب رئیس ...

... مفرح عنبری ... ڈبیہ ...

عالیجناب ... صاحب ...

... مفرح عنبری ... استعمال ... دو سال ... ایک ڈبیہ روانہ فرما دیں +

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر ...

تحریر فرماتے ہیں ... آپکی مفرح عنبری بے نظیر ... جو جو فائدے دکھلاتی ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ ... بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں +

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ حضرات نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بالو گرانی پہاد ر قادیاں بینی | دوا ہنی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر [illegible] (۴) غیر مذاہب والوں سے [illegible] (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نمبر ۴۳ قادیان دارالامان مورخہ ۷ [illegible] دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق [illegible] شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہام

بَشَّرَہُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ
وَذَکِّرْہُمْ تَذْکِیْرًا

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ علی الارض مع اہل بیت خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت حکیم الامت کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے آجکل آٹھواں پارہ شروع ہے۔

(۳) حضرت مولوی محمد احسن صاحب کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۴) حقیقۃ الوحی کی . . . . . کثرت سے مانگ آرہی ہے بعض احباب نے شکایت کے خطوط بھی روانہ کئے ہیں [illegible] بعض کتاب روانہ کیجاتی چونکہ فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے اس لئے عام طور پر اخبار میں جواب شائع کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں کی درخواست پہنچ چکی ہیں یا پہنچینگی اُن کے نام کتاب شائع ہونے پر بذریعہ قیمت طلب ارسال کردیجاویگی ابھی تک کتاب مکمل نہیں ہوئی۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کرکے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیے خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ [illegible] کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیے ہر قسم کا چندہ جو قادیان بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجیں اور محاسب ایسے روپیہ [illegible] حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردیگا۔ احباب کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ [illegible] اپنے خط پر لکھا ہوا ہو [illegible] کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس مد میں ہے [illegible] کس کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یا اشاعت اسلام کا روپیہ ہے یا مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دیگئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا [illegible] کا ماحصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی [illegible] غرضیکہ پورے طور پر کھولکر بیان اس امر کو واضح کرنا چاہیے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شائع ہوتی رہینگی جس کو باضابطہ رسید سمجھنا [illegible] ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی [illegible] کی تحقیق کرے اگر مطبوعہ رسید میں کچھ [illegible] کا اندراج نہ [illegible] والد [illegible] وکتابت کرے المشتہر خاکسار محمد علی سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان [illegible] رسالہ الوصیۃ [illegible] کچھ چندہ بحیثیت [illegible] اور دیگر لوازم کی طیاری [illegible] بہشتی کہلاتا [illegible] کرے یا جائداد کی قیمت [illegible] یا آمد کا دسواں حصہ [illegible] الگ سمجھنا چاہیے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور اُن کیلئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے اس لئے [illegible] ضروری امور بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کیساتھ کہ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کی جاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئینگے تاکہ اُن کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کرسکتے کہ رضائیاں اور بستر بہم پہنچاویں۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو وہ ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار سمجھنی چاہیئے۔ اسکا انتظام بہت جلد ہونا چاہئے (یعقوب علی)

استفسار اور اُن کے جواب

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم - ذیل کے سوالات کا جواب بذریعہ الحکم عطا فرما کر مشکور فرماویں۔

(۱) حضرت عیسٰیؑ کا صاحب شریعت ہونے کا قرآن سے ثبوت آیات مع ترجمہ کے تحریر کریں تمام سوالات کے اور ایسا حدیث بھی ترجمہ کیسا تھ ہو۔

(۲) اگر حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہیں تھے تو ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے کیا معنے ہوے۔

(۳) اگر صاحب شریعت نہیں تھے اور انجیل کتاب نہیں تھی بلکہ خوشخبری تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ہوے۔

(۴) حضرت عیسٰےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر تو فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً سے تا اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا کا کیا مطلب ہے۔

(۵) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے کہ صرف احادیث کی بنا پر ہے اگر قرآن میں ہے تو مفصل آیات درج کریں۔

(۶) کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات مسیح معلوم کرکے فایدہ اُٹھایا ہے کہ اور کسی اکابر اُمت نے بھی وفات مسیح کا ثبوت دیا اگر دیا ہے تو مفصل تحریر فرماویں معہ ترجمہ کے اُن کے کتب سے۔

(۷) آجکل عیسوی اخباروں نے بہت زور اُٹھایا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سر سید احمد خان سے سُنکر مسیحیت فایدہ اُٹھاکر سر سید کو گمراہ بنایا ہے اس کا مفصل جواب تحریر کریں کیا سر سید احمد نے فی الواقعہ وہ کلمہ کہیں لکھے ہیں۔

(۸) حضرت مسیح کو خدا بنانے والے بخشے جا سکتے ہیں نقل درکار ہے۔ خاکسار سراج احمد از لاہور۔

الجواب

وعلیکم السلام - س۱ حضرت عیسٰےؑ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

ج ثبوت اثبات کا ہوتا ہے نہ نفی کا۔

دوسرا وہ کتاب جو اُن پر نازل ہوئی جس میں شریعت کے احکام ہیں کہاں ہے۔

تیسرا یہودی لوگ جنہوں نے مسیح کو خدا بنا رکھا ہے اگر کوئی کتاب مشتمل شریعت ہوتی تو کس قدر بخوشی اُسے دنیا میں پیش کرتے ہیں کہ وہ خود خدا تھا اس کو شریعت کی کیا ضرورت اور شریعت لعنت ہے وہ تو ہمیں اس لعنت سے چھڑانے کے لئے آیا ہے۔

چوتھا جو موجودہ اناجیل ہیں اور متی اور مرقس اور لوق اور یوحنا کی تصنیف ہیں ان میں بھی احکام شریعت کوئی نہیں۔

پانچواں مسیحؑ شریعت موسوی کے آخری مجدد تھے اور شریعت محمدی کے مبشر چنانچہ موجودہ اناجیل میں لکھا ہے یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل جاویں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو (جسکا ذکر اعمال ۳۲/۱۹ اور رسنتا ۱/۱۸ میں ہے) متی ۵/۱۷

تب یسوع لوگوں اور اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو متی ۲۳

یسوع نے جلیل میں آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی مرقس ۱/۱۴ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح کا نام مبشر رکھا ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۲۸/۹ میں (عیسیٰ) بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو بعد میرے آئیگا جسکا نام مبارک احمد ہے

چھٹا موجودہ اناجیل مسیح کے بعد لوگوں نے بطور تواریخ تصنیف کیں چنانچہ لوق کہتا ہے چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوے بیان کریں۔ میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں لوق ۱/۱-۳ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی اور فضل یسوع مسیح سے یوحنا ۱/۱۷ پس صاحب شریعت ہونا تو بجای خود صاحب کتاب ہونا بھی ان اناجیل سے ثابت نہیں ہوتا۔

ساتواں قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کتاب جس میں شریعت جدید ہو بعد موسیٰؑ سوائے قرآن مجید کے نازل نہیں ہوئے جیسے قالوا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ ۲۶/۱۴ کہا ان (جنوں) نے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو بعد موسیٰؑ کے نازل ہوئی۔

س۲ اگر صاحب شریعت نہ تھے تو ولاحل لکم کے کیا معنے ج اس کے معنے اللہ تعالیٰ نے خود کر دیئے جیسے فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ ۱۰/۱۱ یعنی یہود و نصاریٰ نے اپنے علما اور مشایخ کو رب بنالیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنے حلال کو حرام کہیں تو وہ حرام سمجھتے و بالعکس تفسیر کبیر صفحہ ۲۷۶/۴ دوسرا بعض چیزیں ان میں قومی تھیں جیسے اونٹ اور رس کا گوشت جس کو حضرت یعقوبؑ نے بسبب بیماری عرق النسا کے بطور پرہیز ترک کیا بعدہٗ بطور قومی یادگار حرام سمجھے گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ ۱/۴ یعنے تمام اشیاء خوردنی جو اب اہل اسلام پر حلال ہیں بنی اسرائیل پر بھی حلال تھیں ہاں جو حضرت یعقوب نے اپنی جان پر قبل نزول توراۃ خود حرام کیں مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے بھی ان اشیا کو ان پر حرام کیا تھا۔ تیسرے وہ چیزیں تھیں جو بسبب بعض اُن کی شرارتوں کے وقتی اور مقامی طور پر چند روز کے لئے مصلحتاً انکی استعمال سے وہ محروم کی گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما .... ذلک جزینٰھم ببغیھم ۸/۶ یعنے گائے اور غنم کی چربی ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر حرام کر دی تھی ان کی بغاوت کے سبب۔ جب انھوں نے موسیٰؑ کو کہا کہ ارض مقدس میں جبارین ہیں تو اور تیرا رب جاکر لڑو اسیران کو چالیس سال جنگل میں رہنے کا حکم ہوا۔ خیمہ زین وغیرہ اشیائے چرمی کو چرب کرنیکے لئے اس چربی کا کہانا منع فرمایا ورنہ اصل میں یہ اشیا حلال تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبٰت احلت لھم ۲/۶ یعنے یہود کے شرارتوں کے سبب ان کو عمدہ عمدہ حلال اشیا کے کہانے سے ہم نے محروم کر دیا۔ ایسے زمانی احکام اسلام میں بھی ہیں جیسے ابتداء صبر کا حکم تھا جب کفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا مدافعت کے لئے اور امن قایم رکھنے کے لئے جنگ کی اجازت ہوگئی جو یہی سلطنت یہود ان کے بیفرمانیوں کے سبب زایل ہو چکی تھی تو فرمایا میری فرمانبرداری سے وہ پھر حلال ہو جائینگی چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور عیسائی سلطنت آجتک موجود ہے۔ فی الواقع کوئی چیز دایمی قطعی توراۃ میں حرام ہو اور مسیح نے حلال کر دی ہو یہ فسخ ہے اور متی ۵/۱۷ میں فسخ سے انکار ہے جسکا حوالہ سوال ۱ میں گذرا۔ خلاصہ یہ کہ جو اشیا تمہارے مولویوں مشایخ نے حرام کئے یا بطور قومی یادگار تم نے ان کو حرام بنا رکھا ہے یا بسبب تمہاری شرارت کے مصلحتاً چند روز کیلئے تم ان کی استعمال سے محروم کئے گئے یا بسبب بیفرمانیوں کے تمکو وہ اب تک اُس سے محروم ہو اور سلطنت زایل ہو گی حلال کر دوں گا۔

س۳ اگر صاحب شریعت نہ تھے اور انجیل کتاب نہ تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیاً کے کیا معنے ج اٰتٰنی الکتاب کے یہی معنے تو ضرور نہیں کہ میرے پر کتاب نازل ہوئی بلکہ اسکے معنے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ فہم کتاب عطا کیا جیسے الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ۱/۱۴ یعنے جن کو ہم نے فہم کتاب عطا کیا وہی اسکے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں بلکہ اوتوا الکتاب کا لفظ یہود پر قرآن مجید میں بکثرت بولا گیا اور ان میں خواندہ و ناخواندہ شامل ہیں بلکہ اٰتینٰھم الکتاب بھی موجود ہے جس میں سب شامل ہیں۔

چوتھا کتاب کے ملنے سے شریعت کا ملنا لازمی نہیں دیکھو عہد عتیق میں چالیس نبیوں کی کتابیں ہیں کیا وہ سارے صاحب شریعت ہی تھے۔

پانچواں وجعلنی نبیاً سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صاحب شریعت بھی ضرور ہو کہ نبی کے معنے ہیں پیشگوئی کرنے والا سو اسکا صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں پس اس آیت شریف کے معنے ہوے اللہ تعالیٰ نے مجھے علم توراۃ عطا فرمایا اور مجھے پیشگوئی کرنے والا نبیا چنانچہ آسمان کی بادشاہت (اسلام) کی خوشخبری اور مسیح موعود کی خوشخبری جیسے اعمال ۳۲/۱۹ بیان کرتے رہے جو موجودہ اناجیل کا خلاصہ ہے ہاں کچھ زمانی اور مقامی اخلاق بھی ہیں جن پر بعد اس کے نہ کبھی کوئی عمل کر سکا نہ کر سکتا ہے جیسے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری آگے رکھنا۔

س۴ حضرت عیسےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر ملی تھی تو فاشارت الیہ سے وجعلنی نبیا تک کا کیا مطلب ہے۔

ج پوری آیت اس طرح ہے فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا ۱۶/۵ یعنے حضرت مریم حضرت مسیح کو اپنی قوم میں لائے سوار کرکر وہ بولے اے مریم تو ایک بہتان لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی سو حضرت مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنے اس سے پوچھو وہ بولے

...جو جھولے میں جھولتا تھا ... ہماری عظمت اور شان ... ہے کہ اس سے گفتگو کریں۔ مسیح بولا میں بے شک اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کتاب نورانی کا علم عطا کیا ہے بلکہ مجھے نبی بھی بنا دیا ہے غرض ہمارا اعتراض ہے لفظ تحملہ پر اور اس کے معنے کئے گئے ہیں گود میں اُٹھائے ہوئے لائی۔ اور کان فی المھد صبیا پر اسکے معنے کئے گئے ہیں جو مہد میں بچہ ہے مگر تحملہ کے معنے سوار کر کے لانے کے بھی ہیں جیسے ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ ۹۲/۹ یعنے نہ اُن لوگوں پر الزام ہے جو تیرے پاس آتے ہیں تاکہ تو ان کو سوار کر دے مگر تو نے کہا کہ میرے پاس تو سواری کوئی نہیں جس پر میں تم کو سوار کروں۔ اب دونوں معنوں میں جو معنے سنت اللہ کے خلاف نہ ہوں اور قرآن و تواریخ اُس کی تائید کریں وہ راجح ہونگے۔ پس بچپن میں کسی کو نبوت ملنا سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما بلغ اشدہ اتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۲۲/۱۲ جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے تو ہم نے ان کو دیدی نبوت اور اعلیٰ درجہ کا علم یعنے علم الکتاب اور ہم تمام نبیوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ دوسرا ولما بلغ اشدہ واستوی اتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۲۸/۱۵ یہ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا اور وہی سنت اللہ یہاں بھی ذکر فرمائی۔ اور اشدہ کے معنے قرآن مجید نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ وبلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ ۴۶/۱۵ جب وہ مضبوطی کی عمر یعنے چالیس سال کو پہنچا۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبوت ملنے کی عمر ... چالیس سال ہی ہے۔ لوقا نے بھی اپنا تخمینہ ... لکھا ہے وہ لکھتا ہے۔ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا ۲۳/۳ سو لوقا اول تو تخمینا بیان کرتا ہے جو کمزور ہے۔ دوئم سنی سنائی بات بیان کرتا ہے جس سے اور بھی کمزوری پائی جاتی ہے اس سے قرآن کریم میں جو سنت اللہ بیان ہوئی اُسی کی تائید ہوتی ہے اگر اشدہ کے معنے بلوغت بھی فرض کئے جاویں تاہم مہد کا زمانہ بہر حال نہیں رہتا۔ دوسرا بچپن میں نبوت اور کتاب کا ملنا ایک فضیلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی جو افضل الانبیاء ہیں۔ تیسرا اگر ان کو بچپن میں نبوت ملتی

تو یہ ایک عظیم الشان اعجوبہ تھا اس زمانہ کے تمام مورخین ورقوں کے ورق سیاہ کر دیتے خصوصاً خدا بنانے والے تو خدا جانے کیا کیا اندھیر ڈھاتے اور مہد میں تبلیغ کرنا نماز زکوٰۃ ادا کرنا خدائی کا کرشمہ بناتے کیونکہ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ اُسی وقت فرض ہو گئی تھی۔ چوتھا ایسے اعجوبہ دیکھنے کے لئے جو اپنی نظیر آپ ہی تھا دور دور سے لوگ آتے اور بچپن میں سے ہزاروں کیا لاکھوں یہود مرید بن جاتے خصوصاً اس ملک میں تو کوئی بھی دشمن نہ رہتا۔ مہد کا بچہ نماز زکوٰۃ ادا کرے تبلیغ کرے کیا یہ کم تعجب انگیز امر ہے کہ پوشیدہ رہ سکتا بلکہ قوم تو اس کو دیکھ کر نبیئا فریا کہ اُٹھے اور اس کے والدہ کو کہا کہ تو کسی رنڈی کے بیٹے تو نہ تھے جو ایسا کام کیا۔ پانچواں قوم میں لانا تواریخ کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی۔ الف خود یہی آیت شریف بتلاتی ہے کہ فاتت بہ قومھا۔ وہ اس کو اپنی قوم کے پاس لائے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ بیت المقدس میں نہ تھی کسی اور جگہ میں تھی ورنہ اس کا لانا اپنی قوم کے پاس چہ معنے دارد کیونکہ حضرت مریم مسجد میں ہی رہتی تھیں جیسے قرآن مجید سے ثابت ہے فلما دخل علیھا زکریا المحراب ۳۷/۳ یعنے جب کبھی ذکریا اس (مریم) پاس محراب میں جاتے۔ اور قوم وہاں۔ وقت موجود تھی خصوصاً خدام مسجد ب اس کا بیٹا پیدا ہونا بظاہر کوئی خوشی کی بات نہ تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لاتے بلکہ یہ تو وہی بیٹا ہے جس کی ولادت کے وقت کہا تھا ہائے ... میں مر کر بھولی بسری ہو جاتی جس قوم نے اسکو نبیئا فریا کہا ہے کیا اس قوم کے نزدیک یہ بچہ کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لائے۔ ج فاتت بہ قومھا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ولادت بچہ کو کچھ عرصہ بعد لائے کیونکہ حرف فا عموماً تعقیب کے لئے ہوتا ہے۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۱۹/۱۶ یعنے بعد حمل وہ کسی دور مکان میں چلے گئے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد حمل وہ بیت المقدس میں نہیں رہیں اور یہ جانا وضع حمل کے لئے نہ تھا کیونکہ فاجاءھا المخاض میں بھی حرف فا ہے جو تعقیب کے لئے ہے یعنے دور چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ گذار کر اس کو درد زہ ہوا و نیز اگر وہ

بیت المقدس میں تھے تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنا مکان چھوڑ کر جو پردہ دار ہوتا ہی درخت کھجور کے نیچے جو عموماً بے پردہ ہوتا ہے تولد کے لئے جاتے۔ حالانکہ بیت المقدس کی مسجد وہ مسجد تھی جس کے بنانے میں ڈیڑھ لاکھ سے زاید آدمیوں نے تیرہ سال کام کیا اس میں کوئی حجرہ نہ تھا۔ و نیز وہ تمام بنی اسرائیل کا قبلہ تھا جہاں ہزارہا تجاریوں کی ہر روز آمد و رفت تھی کیا وہاں کوئی مکان علیحدہ نہ تھا و نیز خود یہ مریم مسجد کی خادمہ تھی اور اسکے رہنے کا مکان علیحدہ تھا جیسا قرآن مجید سے ثابت ہے لفظ المحراب کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کھجور کسی اور جگہ کا ہے۔ اس کو الہام ہوا کہ کھجور کو ہلا کر کھجوریں کر کنگی پانی سے ملا کر کھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی ہے اور سفر ہے کیونکہ وہاں کوئی اتنا آدمی بھی نہیں کہ اُس کو درخت سے کھجوریں اُتار کر پانی میں بھگو کر کھلائے۔ مسجد میں تو کئی آدمی خدمت کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ مسجد میں ۹ ماہ رہی تو ۹ ماہ تک حمل کیونکر چھپ سکتا ہے تاکہ وقت وضع اس کو پردہ میں چھپانے کی ضرورت پڑتی۔ جب الہام الٰہی نے اُس کو بتلا دیا تھا تو پھر اس کو وضع حمل تک چھپانے کی کیا ضرورت ج جب کہ حمل ۹ ماہ تک مسجد میں موجود رہا اور مشہور ہو گیا تو اب اس کو کس بات کی شرمندگی تھی کہ اُس نے کہا ہائے میں مر جاتی ... ہو جاتی۔ نبیئا فریا بھی وقت شہرت حمل کہنا تھا اگر وہ وہاں موجود تھی بعد تولد کیوں کہا گیا کیونکہ وقت حمل ہی علم ہو جانا چاہیئے تھا۔ فاما ترین من البشر ۱۹/۲۶ یعنے اگر تو کسی آدمی کو دیکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع حمل کسی ایسی جگہ ہو جہاں آدمی بکثرت موجود نہ تھے۔ قد جعل ربک تحتک سریا ۱۹/۲۴ تیرے رب نے تیری ... پہلے سے ہی چشمہ جاری کر رکھا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہر یا مکان نہیں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں درخت ہو رہیں اور نہریں جاری ہیں۔ اگر روز ولادت جیسے عموماً مشہور ہے وہ قوم کے پاس لے جاتے تو مسیح علیہ السلام والسلام علی یوم ولدت کے بجائے والسلام علی الیوم عند الولادۃ کہتا بلکہ ولدت ماضی کا زمانہ بتلا رہا ہے۔ والسلام علی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولادت کا وقت اس بچہ کیلئے

زیادہ خطرناک تھا اور وہ سفر ... بے کسی اور بے بسی اور تنہائی تھی جو لازم سفر ہے ... اس زمانہ کے تواریخ بالاتفاق ولادت مسیح بیت لحم میں بیان کرتی ہے متی ۱/۲ لوقا ۲ ہیرودوس کے مرنے تک مصر میں رہے متی ۱۵/۲ پھر ناصرت میں متی ۲۳/۲۔ ناصرت (جلیل) سے آکر یوحنا سے بپتسمہ پایا مرقس ۹/۱ جلیل (ناصرت) میں حاملہ ہوئی لوقا ۲۷/۱ یوسف مع مریم اسم نویسی کے لئے بیت لحم کو گیا لوقا ۴/۲ وہاں اپنا پلوٹھا بیٹا ... کہ سرائے میں جگہ نہ ملے لوقا ۴۶/۲ اسے (یسوع کو) اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا لوقا ۲۳/۳ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا لوقا ۲۳/۳ تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارہ یوحنا کے پاس آیا اور بپتسمہ لیا اور چالیس روز شیطان سے آزمایا گیا اور یوحنا کی گرفتاری کے بعد منادی شروع کی متی ۱۳/۳ پس قرآن مجید اور تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم صدیقہ حضرت مسیح کو روز ولادت یا بچپن میں بیت المقدس نہیں لے گئیں بلکہ اُن کی ولادت بیت لحم میں کسی سرائے کے خارج درخت کھجور کے نیچے (بسبب جگہ نہ ملنے کے سرائے میں)۔ جہاں نہر جاری اور کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور گو ربر بیت المقدس کے خوف سے جبتک زندہ رہا حضرت مسیح کو بیت المقدس نہیں لیگئے۔

دوسرا اعتراض ہے کان فی المھد صبیا پر سو کان ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت گفتگو بچپن کا زمانہ گذر چکا ہے اگر وہ اس وقت بچہ ہوتا تو بجائے لفظ من کان کے من ہو فی المھد صبیا کہتے حالانکہ ایسا نہیں کہا اُس کے معنے ہیں جو مہد میں بچہ تھا دوئم مفردات راغب جلد اول صفحہ ۲۵۳ میں ہے صبا فلاں نزع (عن شیٔ) واشتاق (الی شیٔ) حن وفعل فعل الصبیان یعنے صبا کے معنے ہیں جو ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام کا شوق کرے اور بچوں کا سا کام کرے۔ مسیح نے بھی ان کا مروجہ طریق اور مسایل ناجائز کو ترک کیا اور تجدید مذہب ... (جو اُن کے نزدیک بچوں کا کھیل اور ہنسی کی بات تھی اور یہ ہنسی کل انبیاء کے ساتھ ہوتی رہی) انما نحن مستھزؤن ہی کہتے رہے تب ہی اس کا نتیجہ حاق بھم ما کانوا بہ یستھزؤن ہوتا رہا۔ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ حضرت

یحیی کو نبوت بچپن میں ملی اس لئے کہ آتیناہ الحکم صبیا و حنانا پ۱۶ کے معنے ہیں ہم نے اس کو نبوت اس لئے دی کہ وہ سردار تھا اور قوم کا ہمدرد۔ صبیا کے معنے ہیں سردار کیونکہ دوسری جگہ قرآن مجید میں بجائے صبیا کے لفظ سیدا و حصورا آیا ہے۔ صبی طفل ... و مہتر و گرامی و رئیس قوم منتہی الارب کیونکہ منصب نبوت قابل کو نہیں دیا جاتا اور حضرت یحیی حضرت زکریا کے بیٹے تھے جو ہیکل کا مالک اور کریم ابن الکریم تھا۔ الصبی راس القوم۔ صبی الیہا اے حنا قاموس اس طرح حنانا تفسیر ہوئی صبیا کی اور دا او نفیر یعنے چونکہ حضرت یحیی سردار تھے اور قومی ہمدردی اُن کو بہت تھی ہم نے ان کو نبی بنا دیا۔ تیسرا مدار اعتراض فاشارت الیہ ہے مگر صرف اشارہ کے سبب اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیا سوائے بچہ کے کسی اور کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا بچوں جوانوں بوڑھوں سب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ چوتھا مدار اعتراض ہے شیئا فریا مگر یہ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اُن کو علم ہوا تب انھوں نے شیئا فریا کہدیا یہ اعتراض کی تب تائید کر سکتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اُن کو بچپن میں ہی وہ ملے گئے اور انھوں نے دیکھ کر شیئا فریا کہدیا۔ شیئا فریا یعنے امر عظیم۔ اگر بچہ ان کے ہاں پیدا ہوتا تو یہ لفظ ایام حمل میں ہی ہزارہا دفعہ وہ کہہ چکے ہوتے و نیز تکملہ کے معنے میں ثابت ہو چکا کہ مسیح اُس وقت بچہ نہ تھا پس فریا معنے افترا۔ یا تو اس لئے انھوں نے کہدیا کہ حضرت مسیح کی ولادت بن باپ مشہور ہو چکی تھی اور ان کو اب بھی مریم کے ساتھ بعد مدت گفتگو کا موقع ہوا یا اس لئے کہ حضرت کی سخت زبانی (سانپ اور سانپوں کے بچے بد اور حرامکار) سُنکر بمقابلہ ان کے الفاظ اُستاد اور ربی اُستاد اور خداوند کے باوجودیکہ وہ لوگ بڑے بڑے اُمرا و فضلا علما مشائخ بھی تھے شیئا فریا کہدیا ہو کہ نیکوں کی اولاد ایسے نہیں ہوا کرتی یا اس لئے کہ تعلیم حضرت مسیح اُن کے رسوم و عادات کے خلاف تھی جیسے قاعدہ ہے کہ کل انبیا بما لا تہوی انفسکم ہی آیا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اور نبی کو مفتری اور کذاب اور مجنون اور ساحر کہا کرتے ہیں انھوں نے بھی کہدیا ہو گا جیسے قالوا یا صالح قد کنت فینا مرجوا پ۱۲ یعنے اے صالح تو تو ہم میں ایک ہونہار آدمی تھا۔ انک لانت الحلیم الرشید پ۱۲ تو کیا ڈرنا اور بھلا مانس تھا۔ انا لنراک فی ضلال مبین پ... یعنے اے نوح ... تو تو اب گمراہ ہو گیا انا لنراک فی سفاہۃ پ۸ یعنے اے ہود تو کیسی ہوئی عقل کی باتیں اب کرنے لگ گیا حالانکہ تو دانا تھا۔ آجکل ہمارے مخالفوں کی بد زبانی کی حد ہو گئی ہے لہذا اسکو زیادہ ثبوت دینے کی ضرورت بھی نہیں ہے غرض ان آیات سے حضرت مسیح کو بچپن میں نبوت کا ملنا ثابت نہیں ہوتا۔ اور امور خلاف معمول کے لئے ثبوت بین قطعی الدلالت کا ہونا ضروری ہے ایسے امور کے لئے قرائن و الفاظ ذو الوجوہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتے ہاں بعد ثبوت کامل قرائن موید ہو جاتے ہیں و نیز تکملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر معنے گود میں اٹھانے کے لئے جاویں) کہ بچہ گود میں تھا نہ مہد میں تو ان کو بجائے فی المہد کے فی الحجر کہنا چاہئے تھا اگر مہد کے معنے مجازاً گود کے لئے جاویں تو پھر اصل چھوڑ کر مجاز کیوں ... لیا جاوے۔

س۵ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے۔

ج۔ ثبوت تو قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ کو کوئی کس طرح سمجھائے کسی اندھے کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر جو ... باوجود موجودگی آنکھ کے نہ دیکھے اُس کا علاج کس طرح ہو سکے۔ آپ اپنے خطوط میں ہمیشہ لکھتے ہیں الحکم میں شایع کر دو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ الحکم ضرور پڑھتے ہیں مگر افسوس کہ صرف ... ششماہی اول ۶ میں میری طرف سے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت الحکم ۳۱ جنوری ۶۔ ۱۷ فروری ۶۔ ۱۷ اپریل ۶۔ ۲۴ اپریل ۶۔ اخبار بدر ۲۴ مئی ۶۔ الحکم ۲۴ مئی ۶ میں قرآن سے دیا گیا باوجود اس قدر ثبوت کے پھر آپ پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی کوئی ثبوت ہے اب آپ کو سوائے دعا کے اور کیا جواب دیا جاوے مومن کے لئے ایک آیت قرآنی بھی کافی ثبوت ہے فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ پ۲۳ یعنے جن کو خدا کا خوف ہو ... اُس کے سُننے سے اُن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور دل نرم ہو جاتے ہیں ذکر ... قبول کر ... انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم و اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا۔ یعنے مومن وہ ہوتے ہیں کہ جب ذکر الہی کیا جاوے اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالی کی آیات انپر پڑھی جاویں اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ بہرحال آپ اخبار الحکم کو جب حوالجات صدر دوبارہ غور سے پڑھیں تا کہ اگر اللہ تعالی اپنے فضل سے چاہے تو آپ پر سکینہ نازل فرماوے اور اگر آپ کو حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں کوئی خاص بات کھٹکتی ہے تو اُس سے اطلاع دیں تا کہ اللہ تعالی کے فضل اور توفیق سے اُس کے ازالہ میں کوشش کی جاوے و ما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور نہ علیم بذات الصدور ہے جب تک خاص آپ کے دل کا کھٹکا معلوم نہ ہو فقیر کیا کہہ سکتا ہے۔

س۶ کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات معلوم کر کے فائدہ اُٹھایا ہے یا کسی اور نے بھی اکابر اُمت سے ثبوت وفات مسیح دیا ہے اور وہ کیا ہے۔

ج۔ ہرگز ہرگز سر سید سے حضرت نے مسئلہ وفات مسیح کو نہیں لیا اور سر سید نے لکھا ہی کیا ہے اور ثبوت ہی کیا دیا جہاں تائید الہی کام کرے وہاں سر سید کی کیا پرواہ ہے بلکہ حضرت نے سر سید کی تفسیر کو دیکھا بھی نہیں اور یہ میری رویت کی شہادت بلکہ یہ تفسیر حضرت کے پاس بھی نہیں اگر فرض کر لیا جاوے کہ سر سید سے وفات کا مسئلہ سُنا اور اُس کو جائز رکھا تو اس میں قباحت ہی کیا ہے انبیا اصلاح کے لئے آتے ہیں جو اصلاح پیشتر موجود ہو اُس کو رہنے دیتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا پ۱ یعنے اگر ہم کوئی مسئلہ بدل دیتے ہیں یا کسی مسئلہ کو چھوڑ دیتے ہیں یعنے اپنے حال پر رہنے دیتے ہیں تو اُس کے عوض اُس سے بہتر یا اُس کے مثل لاتے ہیں جیسے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم پ۲ [illegible]

[illegible]

سمجھے کہ مسئلہ کے جو ... اللہ تعالی خوب جانتا ہے جس ... رہا ہے تو کافروں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہدیا جیسے آجکل وفات مسیح کے مسئلہ پر کس قدر دنیا نے فساد کیا۔ غرض مسائل حقہ قایم رکھے جاتے ہیں کہ وہ من عند اللہ ہوتے ہیں اور وہ سنت اللہ اور کلمات اللہ ہوتے جو کبھی بھی نہیں بدلتے جیسے لا تبدیل لکلمات اللہ پ۱۱ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا پ۲۲ یعنے خدا کی باتیں نہیں بدلا کرتیں کیونکہ وہ تو سنت اللہ ہوتی ہیں اور سنت اللہ کبھی بھی نہیں بدلتی ہے اللہ تعالی ایک اور جگہ اس کی زیادہ تفصیل بیان فرماتا ہے۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب و مہیمنا علیہ پ۶ یعنے ہم نے تیری طرف اس کتاب کو اتارا ضرورت حقہ کے ساتھ وہ تصدیق کرتا ہے اُس کتاب کی جو اُس کے سامنے ہے یعنے اُس کی تمام خوبیوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان کو اپنے دفتر (قرآن مجید) میں داخل کر دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور ردی کو ردی کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالی عباد اللہ کی تعریف میں فرماتا ہے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ پ۲۳ یعنے عباد الرحمن وہ ہیں جو باتیں سُنکر عمدہ کو مان لیتے ہیں بھلا آپ ہی فرماویں اگر آپ کسی عیسائی یا آریہ سے مذمت شراب سُن لیں تو اُس کو نہ مانینگے یا یہ سمجھینگے کہ قرآن مجید میں حرمت شراب اس لئے ہے کہ مذہب ہنود و عیسائی اسلام سے پہلے تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سُنکر قرآن مجید میں لکھدیا نعوذ باللہ۔ غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے مسئلہ وفات مسیح روح القدس سے لیا اگر سر سید سے بھی لیتے تو حرج نہ تھا کہ تمام ماموروں کا یہی کام ہے کہ باطل کو باطل کرنے حق کو قائم رکھتے اور اسی واسطے مبعوث ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید نے مسائل باطلہ کی تبدیل تنسیخ نہیں کی تو کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہا چنانچہ اللہ تعالی نے اسکا ذکر فرمایا و اذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر پ۱۴ یعنے جب ہم لاتے کوئی سچا مسئلہ کسی باطل مسئلہ کے بدلے اور دور کرنے کے لئے حال آنکہ اللہ تعالی خوب جانتا ہے جس مسئلہ کو وہ نازل کرتا ہے تو کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری

کہ دیا ہے ... کلمات اللہ کبھی نہیں بدلا کرتے خواہ وہ کسی زمانہ ہی میں نازل ہوئے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۲۲/۱۴ لا تبدیل لکلمات اللہ ... یعنے سنت اللہ کبھی نہیں بدلتی اور یہی قانون دائمی اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ سنت اللہ یعنے احکام الٰہی کلمات اللہ ہیں اور کلمات اللہ نہیں بدلا کرتے۔

دوسرا حصہ سوال کا یہ ہے کہ اکابران اُمت میں بھی کسی نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے یہ سوال پہلے حصہ سے بھی زیادہ بودا ہے ایسا سوال کرنا مومن کا کام نہیں کہ کفار کہتے تھے ما سمعنا بہذا فی اباءنا الاولین ۱۸/۴ یعنے یہ بات اپنے آباء اجداد سے کبھی نہیں سنی۔ کیا جو بات پہلے کسی سے نہ سنی ہو۔ یا کسی نے نہ لکھی ہو وہ قابل پذیرائی نہیں اس طرح عیسائی یہود ہندو وغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی سچائی نہ ہمارے کسی بزرگ نے لکھی ہے نہ کسی پنڈت پادری نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود کا یقین تھا کہ بنی اسرائیل سے آئینگے اور عیسائیوں کا یقین تھا کہ مسیح خود خدا آچکا اب کوئی رسول نہیں آئیگا تو کیا یہود و عیسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے میں حق پر تھے یا کم سے کم معذور تھے کیونکہ ان کے نزدیک ان کے اکابر امت میں سے کسی نے کسی رسول کا ہونا یا بنی اسماعیل سے ہونا نہیں لکھا تھا اب میں آپ کو کسی قدر ثبوت وفات مسیح بھی لکھتا ہوں اور اس کا استیفا حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریراً و تقریراً اس قدر کیا ہے کہ میری یہ مختصر تحریر اس کے عشر عشیر کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی سب سے اول اللہ اکبر کبیر نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ۳/۶ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا پھر وفات بھی وہ وفات ہوگی جس سے رفع ارواح علیین کی طرف ہوتی ہے یعنی صلیب سے تجھے بچا لونگا اور جو اعتراض تیرے یہود کرتے ہیں یا کرینگے اس سے بھی میں تیری تطہیر کرونگا اور علامت ان وعدوں کے ایفا کی یہ ہوگی کہ تیرے منکرین (یہود) پر تیری تابع مسلمان اور عیسائی قیامت تک سلطنت کرینگے چنانچہ تیسری صدی عیسوی میں زمانہ قسطنطین سے سلطنت عیسوی اور زمانہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلطنت اسلام شروع ہو گئے جو آج تک دونوں موجود ہیں اور یہود ان کے ماتحت ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وفات مسیح جس سے ان کا روح آسمان پر اٹھایا گیا تیسری صدی عیسوی سے پہلے ہو چکی ہے توفی کے لفظ کی تحقیقات کے لئے دیکھو ازالہ اوہام ۲۴ دفعہ لفظ توفی قرآن مجید میں قبض روح کے لئے آیا ہے اور سوائے اسکے کسی اور معنے میں نہیں آیا۔

. . . .

. . . . ۲- وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ۳/۱۴ یعنے دنیا اور آخرۃ میں بڑا وجاہت والا ہوگا جس زندگی کا ذکر انجیل میں ہے اور جس کا خاتمہ بظاہر صلیب پر ہوا اُس کی وجاہت تو یہی تھی کہ لوگ سنگسار کرنے لگتے یا گرفتار کرنے لگتے تو وہ بھاگ جاتے اور کہتے تھے کہ ابن آدم کے لئے سر رکھنے کی بھی جگہ نہیں۔ اگر صلیب سے اُترکر کسی دوسری جگہ عزت نہیں پائی تو وہ وجاہت کب ملیگی اگر کہیں کہ پھر آکر عزت پائینگے تو موجودہ لوگوں کو اس وجاہت کے دعوے کا کیا ثبوت دیا جاویگا اور بعد اس کے ہے ومن المقربین یعنے باوجود وجاہت مقربین سے ہوگا اب یہود کو مثلاً کس طرح مقرب ہونے کا ثبوت دیا جاوے اگر زندہ آسمان پر چڑھنا مانا جاوے کہ اُن کا دعوےٰ ہے استثنا ۱۸/۲۰ کے مطابق وہ جھوٹا نبی تھا استثنا ۲۱ کے مطابق ملعون تھا کہ ... ہوا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ بموجب یونس والی پیشگوئی کے مسیح زندہ زندہ صلیب سے اُترا زندہ قبر میں رہا۔ زندہ قبر سے نکلکر کھوئی ہوئی بھیڑوں کی کابل و کشمیر میں ہدایت کرتا ہوا کشمیر میں فوت ہوا اور بسبب اس بڑے لمبے سفر کے مسیح یعنے بڑا سیاح بھی، چنانچہ سرحد پشاور پر عیسیٰ خیل و عیسےٰ زئی اقوام اسی کی اولاد سے معلوم ہوتے ہیں

(۳) ولکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین ۲/۴ یعنے تمہارے لئے اس زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے اور فائدہ ہے وقت مقرر تک الیٰ حین الموت ابوسعود جلد اول صفحہ ۲۸۹ یعنے موت کے وقت تک حین الحیات والممات تفسیر ... ۳۲۵ زندگی میں بھی اور مرکر ... وقت انقضاء آجالکم جلالین و جمل جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ یعنے تمہاری زندگی گذرنے تک۔

(۴) وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ۱۸/۲۲ ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا مگر وہ کھانا کھایا کرتے تھے جمیع الرسول یحتاجون الی الغذاء ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ ان لہذہ (کل الطعام) عادۃ مستمرۃ من اللہ فی کل رسلہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ و ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۲۱۳ یعنے سارے رسول غذا کے محتاج تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادت قدیمی ہے کل رسولوں میں اور کانا یاکلان الطعام ۶/۱۴ سے ثابت ہے کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اس لئے اس سے بھی وفات ثابت ہوتی ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء ۱۴/۱۲ یعنے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے سوا مشرک لوگ پکارا کرتے ہیں (جیسے عیسائی وغیرہ) وہ کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرسکتے (نہ چڑیوں کو نہ کسی اور چیز کو) بلکہ وہ تو خود پیدا شدہ ہیں وہ تو مرچکے ہرگز زندہ نہیں۔

(۵) وجعلنی مبارکا اینما کنت ۱۶/۶ اور مجھ اللہ تعالیٰ نے مبارک بنایا ہے جہاں میں ہوں معلما للخیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۱۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارکا نفاعا للناس ... معلما ... مہدیا ابن المجہت در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ و اجمع الفقہاء ... قول اللہ تعالیٰ عزوجل وجعلنی مبارکا الامر بالمعروف والنہی عن المنکر اینما کان ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے میں جس جگہ ہوں گا عمدہ باتوں کی تعلیم ہی کرتا رہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو نفع پہنچاتا رہیگا اور تعلیم اور تادیب اور ہدایت کرتا رہیگا جہاں ہوگا اور فقہا نے اجماع کیا ہے اگر اب مسیح زندہ ہیں تو کہاں اور کس کو نفع اور ہدایت اور امر معروف کیا کرتے ہیں۔ (۶)

۴ الف دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ... اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا نبیوں سے کہ تم میں کتاب و حکمت دیتا ہوں پھر ایک عظیم الشان رسول آویگا جو مصدق ہوگا اُن ... کا جو تمہارے پاس ہیں ضرور ضرور ایمان لاؤ اس کے ساتھ اور اس کی مدد کرو . . . . جو اس سے مرجاویگا وہ فاسق ہوگا۔ اب اگر مسیح نازل ہوئے تو وہ نماز و زکوٰۃ کس مذہب کے ادا کریں گے اگر مذہب موسوی کی ادا کریں تو اس آیت کے خلاف ہے بلکہ فاسق کا وعید ساتھ ہے اور اگر اسلامی طور پر ادا کریں تو اوصانی بالصلوٰۃ کے خلاف ہے۔

ب اب اگر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ کی شرط صرف زندگی ہے نہ زمین پر ہونا نہ مالدار ہونا۔

کقولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ اخیرہ بما ہو کائن من امرہ الی ان یموت ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے یہ آیت شریف ایسی ہے جیسی واعبد ربک والی یعنے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی عبادت جانی و مالی کرتا رہ جبتک تجھے موت آجاوے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو جو کچھ اُنھوں نے اپنی زندگی میں کام کرنے تھے سب کی خبر کردی۔

ان ہو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ ۲۵/۱۲ یعنے مسیح میں سوائے بشریت کے اور کوئی بات زیادہ نہ تھی ہاں ہم نے اس پر نبوت کا انعام کیا تھا۔ اور عملی حصہ میں بنی اسرائیل کو بطور مثال سمجھا دیا تھا کہ اب سلسلہ نبوت تم میں ختم ہوگیا کیونکہ یہ آخری نبی باپ کی طرف سے بنی اسرائیل نہیں اور آئندہ ارادہ الٰہی یہ ہو چکا ہے کہ بنی اسرائیل سے خلافت موقوف ہوکر ملائک میں سلسلہ خلافت شروع ہو جو وہ بھی تم میں سے ہی ہونگے یعنے انسان ہی ہوں گے اور وہ زمین کے ہی باشندے ہوں گے یعنے آسمان سے کوئی نازل نہ ہوگا۔ اور سلسلہ خلافت اسی طرح چودھویں صدی تک جاری رہیگا یعنے چار یار کبار سے چلکر مسیح موعود تک کیونکہ یہ مسیح اس گھڑی کا علم ہے یعنے اس کے زمانہ سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے جو چودھویں صدی ہجری ہے و نیز اُس نے تم کو بار بار مسیح موعود کی علامات بیان کردی ہیں۔ چنانچہ کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کریں کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہینگے کہ میں مسیح ہوں (دیکھو متی ۲۴ باب) اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنوگے خبردار مت گھبرائیو کہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے پر ابھی آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی (دیکھو جنگ ٹرانسوال و جاپان و روم و روس وغیرہ) اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے (دیکھو زلزلہ کانگڑہ

(۶) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا ۵/۱۹ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز زکوٰۃ موسوی ہی ادا کرتا ہوں جبتک ... زندہ رہوں

بلیوا سطریا وغیرہ اور دیکھو اذا زلزلت الارض زلزالھا اور زلزلۃ الساعۃ جن کی پیشگوی الحکم بدر میگزین میں درج ہے) اور کال اور مری پڑیگی۔ (دیکھو طاعون سفینہ آتش زلزل سیلاب زلازل یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے متی ۲۴/۸ ... پر جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائیگا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا۔ پس جب تم اس ویران کرنے والے مکروہ چیز (شرک) کو جس کی خبر دانیل نبی نے دی اور جس وقت سے دایمی قربانی موقوف کی جائیگی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جاویگی ایک ہزار دو سو نوے دن (سنہ ۱۲۹۰) ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے دانیل ۱۲/۱۲ ... مقام میں کھڑے دیکھو یعنے مسلمان مرتد ہوکے فک جاویں (جو پڑھے سو سمجھ لے) تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جاویں متی ۲۴/۱۵ ۱۶ تک ... لوقا ۲۱/۲۰ ۲۱ ۲۹

غرض اسی آیت شریف میں فرمایا کہ مسیح میں بشریت سے بڑھکر اور کوئی بات نہ تھی ہاں نبوت تھی مگر جس طرح کوئی نبی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا اور نہ ... بشری جسم کے ساتھ آسمان پر گیا اسی طرح مسیح بھی نہ زندہ ہے نہ آسمان پر۔ اور نہ آسمان سے اُترے گا بلکہ جو مسیح آنے والا ہے وہ (منکم) تم ہی سے ہی ہوگا۔

(۸) قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم ۱/۱۶ اقرار کرو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اُس چیز کے ساتھ جو اُتاری گئی ہماری طرف اور حضرت ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور انبیائے بنی اسرائیل پر اور اس چیز پر جو دی گئی موسیٰ و عیسیٰ اور دیگر انبیا کو اُن کے مابین تھے ہم ان میں کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور نہ کرینگے۔ اب ان انبیا کے مدارج میں تو فرق ہے جیسے تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض ۱/۳ یعنے ان رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی تھی چنانچہ بعض صاحب شریعت تھے جیسے موسیٰ اور بعض تابع شریعت کے نبی

کے تھے جیسے حضرت مسیح۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور تفرقہ ہے جب میں نے مشکوٰۃ کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تفرقہ کا بیان فرمادیا وعن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی رکعتی الفجر قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا والتی فی آل عمران قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم وعن عبد اللہ بن مسعود قال ما احصی ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر بقل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ احد مشکوٰۃ باب القراءۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ اور قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۳/۱۵ اور کبھی دونوں قل پڑھا کرتے تھے سو قل ہو اللہ احد اور قل یا اہل الکتاب میں صریحاً تردید نصاریٰ ہے اور قل یا ایہا الکافرون میں مشرکین کی تردید جن کی ایک قسم نصاریٰ بھی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قولوا آمنا باللہ والی قرأت کو بھی کوئی تعلق تردید عقاید نصاریٰ کے ساتھ ہے اور جب آیت شریف میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے لانفرق بین احد منہم کے اور کوئی فقرہ ایسا اس آیت میں نہیں جس سے کوئی شرک کی بات ثابت ہوسکے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی ایسا فرق کرنا مراد ہے جس سے شرک لازم آتا ہو اور جسکو نصاریٰ کے ساتھ تعلق ہو سو وہ عقاید نصاریٰ ہیں جو وہ بعض ایسی صفات میں حضرت مسیح کو مخصوص کرتی ہیں جو دوسرے انبیا میں نہیں اور جو موجب شرک ہیں جیسے مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنا۔ آسمان پر زندہ جانا بلا کھانے پینے کے اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ رہنا مردے زندہ کرنا بعض جانوروں کو پیدا کرنا وغیرہ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسیح دوسرے انبیا کے ساتھ مرنے زمین پر مدفون ہونے وغیرہ صفات میں ہمرنگ ہے کوئی فرق نہیں۔ نیز بعد ان آیات کے ہے تلک امۃ قد خلت یعنے یہ گروہ مرگیا اس لئے اس آیت سے وفات مسیح ثابت ہے

اور جس موقع پر یہ آیت شریف ہے وہاں ذکر یہود و نصاریٰ ہے چنانچہ رکوع ۱۴ میں قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ پھر اسی رکوع میں آیت زیر بحث سے پہلے ہے قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا یعنے یہود کہتے ہیں یہود بننے میں اور نصاریٰ کہتے ہیں نصاریٰ بننے میں ہدایت ہے اور آیت زیر بحث ان کا جواب ہے ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی حیات وغیرہ امور جن کے ساتھ مسیح کو خاص کیا جاتا ہے ضرور ... لانفرق میں مراد ... پھر اس آیت کے بعد صبغۃ اللہ یعنے خدائی رنگ ہے لے لو بپتسمہ کا رنگ نہ لو پہلے زعفران پانی میں بھگوکر وقت بپتسمہ عیسائی ہونے والے کے سر پر چھڑکا جاتا تھا اس لئے صبغۃ اللہ فرمایا ...

۹۔ وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون ۲۵/۱۳ یعنے علم الساعۃ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جیسے وہ مرکر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا ہے اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس مرکر اس دنیا سے واپس ہوئے جاؤگے۔ رکوع ۱۲ میں مسیح کو فرمایا وانہ لعلم ... عنہ یعنے مسیح علم الساعۃ ہے اور یہاں فرمایا علم الساعۃ تو مرکر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا جیسے تم بھی مرکر اس کے پاس پہنچ جاؤگے۔ اس سے بھی مسیح کی وفات ثابت ہے۔

۱۰۔ وبراً بوالدتی ۱۶/۵ یعنے اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا رہے۔ اگر آسمان پر چلا گیا تو والدہ کے ساتھ کیا احسان کیا کیونکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ واقعہ صلیب کے وقت زندہ تھے۔

(۱۱)۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولٰئک ہم الکافرون ۶/۲۵ یعنے بے شک جو لوگ منکر ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی اور چاہیں کہ ان میں فرق ڈالیں یعنے اللہ تعالیٰ کو نہ مانیں یا رسولوں کی رسالت کو نہ مانیں یا بعض رسل کو مانیں بعض کو نہ مانیں یا بعض رسل میں بعض صفات بشریت سے بڑھکر مانیں غرض کسی قسم کا تفرقہ ڈالیں اور کہیں کہ کسی رسول کی رسالت مانتے ہیں کہ اس کا عہدہ رسالت چلے گناہ اس سے

چھینا گیا اور کسی زمانہ میں وہ بلا عہدہ نبوت صرف اُمتی بن کر آویگا وہ جانتے ہیں کہ وہ ایک علیحدہ راستہ بین الایمان والکفر (یعنے اس کے ابتدائی نبوت کا ایمان بھی رکھتے ہیں اور آخری زمانہ میں اس کی نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں) نکال لیں وہ سچ مچ کے کافر ہیں اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو حضرت مسیح کے اُمتی بن کر آنے کے قایل ہیں یا خلاف ... سدا زندہ رہنے بلا کھانے پینے کے قایل ہیں کافر فرمایا اور حقیقی کافر فرمایا اس لئے کہ اس میں صرف حضرت مسیح کی اہانت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایفائے وعدہ اور سنت قدیمہ پر بھی زد ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور سنۃ قدیمہ ہے کہ ان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم ۱/۲۲ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم اجر غیر ممنون ۲۵/۱۸ یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بدلتا اپنی کوئی نعمت بھی جو کسی قوم پر کی ہو جبتک وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ جو مومن سنوار کے کام کریں ان کو جو اجر دیا جاتا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوتا حالانکہ ... مدعیان حیات مسیح باوجود دعوے اسلام بجائے تبیر ادر کمی منصب کے بالکل منصب نبوت سے ... حضرت مسیح کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ بہرحال جبکہ اُمتی بن کر مسیح کے آنیکا انتظار کفر ہے جو فرع ہے ان کی حیات کے تو ان کی حیات کا ماننا جو اصل ہے آنے کے بطریق اولیٰ کفر ہوا۔ اور اس میں ایک قسم کا تفرقہ بین الرسل بھی ہے۔ نیز اس آیت شریف کے مابعد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ضرور حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے کیونکہ اس کے بعد ذکر رفع روحانی عیسیٰ و نفی قتل وصلیب حضرت مسیح کا ... آتا ہے۔

(۱۲) اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاً وشیبۃ ۲۱/۴ یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہاری خلقت کی ابتدا ضعف سے ... پھر بعد ضعف کے قوۃ دی پھر بعد قوۃ کے ضعف اور بوڑھاپا دیا یہاں اللہ تعالیٰ نے انسانی عمر کی تقسیم ... کردی تو کوئی انسان اس سنت اللہ سے باہر نہیں رہ سکتا کہ باوجود مرور زمانہ ارذل عمر کو نہ پہنچے۔ اب اکبر الخلق کی شہادت سنو۔

(۱۳) حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ

۴ جو اُسکو ماؤں سے واپس چھین لیا گیا اور کسی رسول کی رسالت کو نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ اس کا عہدہ رسالت

دعا اس طرح (تا [illegible]) سکو [illegible] قرآن [illegible] اللھم [illegible] جھنم [illegible] من فتنۃ المسیح الدجال [illegible] المحیا والممات مشکوٰۃ باب الدعا [illegible]

اس دعا میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کی وفات کی شہادت ہی صرف نہیں دی بلکہ حیات مسیح کے قایل کو دجال بھی فرمایا اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم اور قبر اور فتنہ مسیح دجال اور فتنہ حیات مسیح و ممات مسیح سے دجال کے ساتھ لفظ حیات کو متصل کرنے میں اشارہ یہ ہے کہ [illegible] دجال کا [illegible] فتنہ یہ ہوگا کہ وہ مدعی حیات مسیح ہوگا اور حیات مسیح کی ثبوت سے اس کے فتنہ کی حیات ہوگی اور ثبوت ممات مسیح سے اس کے فتنہ کی ممات ہوگی۔

(۱۴) ان لکل امۃ اجلاً وان لامتی مایۃ سنۃ فاذا مرت علی امتی مایۃ سنۃ اتاہا ما وعدہا اللہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ ہر ایک امت کی کوئی عمر ہوتی ہے (اس زمانہ کے آب و ہوا کے مطابق) اور میری امت کی عمر اوسط سو سال ہے جب ان پر سو سال گذر لیگا وعدہ الٰہی موت کا آجاویگا یعنے عموماً ایسا ہی ہوگا حضرت مسیح بھی اگر زندہ تھے تو امتی تھے اور بموجب حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ یواقیت والجواہر صفحہ ۲۴ تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ یعنے اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میرے اتباع کے اور کچھ نہ بن پڑتا) ہیں اس وجہ سے بھی وہ مر چکے۔

(۱۵) ما من منفوسۃ الیوم یاتی علیہا مایۃ سنۃ وہی یومئذ حیۃ کنز العمال یعنے ایسا کوئی انسان آج موجود نہیں جس پر سو برس گذر جاویں اور وہ اس وقت زندہ ہو۔ اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک بھی مسیح زندہ فرض کئے جاویں تب بھی مر گئے۔ بموجب اس حدیث کے [illegible]

(۱۶) ان للہ تعالیٰ ریحاً [illegible] راس مایۃ سنۃ تقبض روح کل مومن کنز العمال یعنے اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی ہوا ہے جس کو وہ ایک سو سال کے بعد بھیجتا ہے وہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لیتی ہے۔ اور حضرت مسیح بھی مومن ہیں اس حدیث کے مطابق وہ بھی مر گئے ہیں

[illegible]

[illegible] حضرت مسیح [illegible] کو چور اور ٹھگ کہتے ہیں ان کا نبی سوا حضرت مسیح کے کوئی نہیں۔ تو وہ قبر مسیح کی ہی ہے ورنہ دوسرے انبیا کو تو وہ چور اور ٹھگ کہتے ہیں نعوذ باللہ منہ۔

(۱۸) ماثبت بالسنۃ صفحہ ۱۱۸ پر ہے کہ اکلیل میں ایک حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کوئی رسول اولوالعزم عظیم الشان ایسا نہیں جس کی عمر اس کے پہلے نبی سے نصف نہ ہو سو عیسیٰ ۱۲۰ برس پر فوت ہوگئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال تھی۔

(۱۹) مستدرک میں ہے عن ابن عمران عیسیٰ عاش ماءۃ و عشرین سنۃ کذا فی انا ماحیاتہ جلالین مع الکمالین [illegible] مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۶

سوائے اس کے اور بہت سی احادیث ہیں جن کا احاطہ [illegible] ہیں کر سکتا بعد اس کے اکابر امت کی کچھ شہادتیں لکھ کر ختم [illegible]

(۲۰) اکبر الامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت عمر نہیں مانتے تھے بلکہ ایسا کہنے والے کو مار ڈالنے کی دھمکی دیتے تھے اسنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور خطبہ پڑھکر سنایا کہ جو کوئی محمدؐ کا پجاری ہے سو محمدؐ کا انتقال ہو گیا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا پجاری ہے سو اللہ سدا زندہ ہے کبھی نہیں مریگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل [illegible] حدیث کہتے ہیں کہ خدا کی قسم [illegible] اس کے جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی [illegible] حضرت صدیق اکبر نے پڑھی اور [illegible] [illegible] صفحہ ۲۹۰

(۲۱) شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] انھوں نے یہ آیت سنی تو ان کے پاؤں ان کو اٹھا نہ سکے گر پڑے تھے اور کہا خدا کی قسم مجھے یہ آیت آگے معلوم نہ تھی در منثور جلد ۲ صفحہ ۸۱

(۲۲) اجماع اکابر امت تمام صحابہ موجودہ وقت انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکار [illegible] خطبہ حضرت صدیق جسکی [illegible] نہیں گذرے بلکہ یہ پہلا اجماع ہے [illegible] مسئلہ ہے جس پر اجماع اکابر امت ہوا۔

(۲۳) حضرت حسان بن ثابت کی شہادت جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی تھی کہ یا اللہ اس کی تائید روح القدس سے کر۔ انھوں نے وقت وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر یعنے یا رسول اللہ تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا اب تیرے نہ ہونے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئیں اب اسکے بعد جسکی مرضی چاہے مرے (موسیٰ ہو یا عیسیٰ) مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

(۲۴) شہادت اکبر المحدثین امام بخاری حضرت ابن عباس کی روایت سے متوفیک ممیتک بیان فرمایا۔

(۲۵) اکبر المفسرین حضرت ابن عباس قایل ہیں متوفیک ممیتک۔

(۲۶) شہادت امام مالک مندرجہ مجمع البحار زیر لفظ حکم قال مالک ان عیسیٰ مات بلکہ تمام ایمہ [illegible] جو امام مالک کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق کیا اور اختلاف نہ کیا۔ شہادت ابن حزم جلالین مع الکمالین تفسیر فلما توفیتنی میں حاشیہ صفحہ ۱۰۹ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۶ [illegible] (الآیۃ) [illegible]

[illegible]

[illegible] کل چودہ اخباروں نے اسی بات پر زور دے رکھا ہے کہ وفات مسیح [illegible] سے لیکر حضرت مرزا صاحب نے [illegible] گراہ بنا دیا۔

اس کا جواب مفصل ایڈیٹر صاحب الحکم نے الحکم ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں بجواب وکیل امرتسر لکھدیا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں دوسرا ہر ایک احمدی کا کام ہے کہ وہ جو وہ

رستے کو خواہ کسی کے باتھ چلے اور ایک گمراہ کہا ہر ایک بات سے انکار نہ کرے [illegible] وہ جاہل ہے علم نہ سمجھے ہے وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیء وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیء وہم یتلون الکتاب کذلک قال الذین لایعلمون مثل قولہم [illegible] کہتے ہیں نصاریٰ کچھ نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کچھ نہیں یہ تو پڑھے ہوؤں کا حال ہے اس طرح تو بے علم کہا کرتے ہیں جس بات میں کوئی گمراہ ہے گمراہ کہنا چاہئے اور سچائی لینی چاہئی۔

س۔ مسیح کو خدا ماننے والے بخشے جاسکتے ہیں؟

ج۔ سوائے توبہ کے ہرگز نہیں بخشے جاتے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشتا اور نہ بخشیگا اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاوے اور سوائے اس کے باقی برے فرمانیوں کو جسے چاہے بخشدے یہ بات دنیوی طور پر بھی تھوڑی غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ کی سلطنت میں کسی کو شریک بناوے تو ایسے مجرم کا جرم معاف نہیں ہوسکتا جس کو دوسرے لفظوں میں بغاوت کہتے ہیں۔ (فیصلہ مولوی حکیم)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مولانا مولوی [illegible] صاحب۔ السلام علیکم [illegible] اللہ [illegible] ۔ کسولی ضلع انبالہ [illegible] ان مسائل میں [illegible] [illegible] کا بانی کون ہے۔ اور اس [illegible] کا شروع [illegible] ہوا۔ عرب میں [illegible] یا نہیں۔ [illegible] ان اور [illegible] ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں [illegible] اس کی بنیاد پڑی۔ مہربانی فرماکر بذریعہ الحکم جواب [illegible] فرماویں۔ نہایت سے [illegible] [illegible] حضرت اقدس کی خدمت میں میرے حق میں دعا کی درخواست کریں اور خود بھی دعا کریں۔ راقم محمد علی [illegible] وفعدار کورٹ [illegible] کسولی ضلع انبالہ

الجواب

وعلیکم السلام - ورحمۃ اللہ -

س۱ شیعہ مذہب کا بانی مبانی کون ہے اور اس مذہب کا شروع کیسے ہوا -

ج یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک چیز بیج کی طرح ابتدائً شروع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بڑا درخت بن جاتی ہے - اسی طرح مذہب شیعہ کا بھی حال ہے جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا منصوبہ کیا تھا وہی خارجی رافضی دونوں مذہب کے بانی ہیں - اور ان میں عبد اللہ بن سبا نام تشیع کا بانی مشہور ہے - بعد شہادت حضرت عثمان رضی جب ان کو اپنی فکر پڑی تو کوئی ملک شام میں پناہ گیر ہوا اور کوئی حضرت مرتضیٰ رضی کے جھنڈے کے نیچے - پھر انھوں نے سوچا کہ اپنے اپنے ملکوں میں آرام کا موقعہ زیادہ ملیگا لہذا جس قدر ان سے ہوسکا انھوں نے خلافت کو مدینہ منورہ سے منتقل کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے جب کوفہ و بصرہ میں پہنچ گئے تو وہاں اپنے رعب کا اظہار بھی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ جو بڑی قوم تھی اُن کے مقابلہ میں حضرت مولیٰ مرتضیٰ نے بہت تلوار چلائی چنانچہ مؤرخین کہتے ہیں کہ نہروان میں قریب پندرہ ہزار کے قتل ہوا - اور کچھ حضرت مرتضیٰ کے جھنڈے کے نیچے مستقل رہے - جب بنو امیہ نے کامیابی حاصل کی تو پھر بنو امیہ کی مخالفت میں جنبہ داراں حضرت مرتضیٰ کی طرف سے مخفی مخفی کوششیں ہوتی رہیں - اور ان کوششوں کا لازمی و ضروری نتیجہ یہ تھا کہ مطاعن و معایب بنو امیہ دنیا میں پھیلائے جائیں - یہ تشیع کی پہلی سیڑھی تھی یا ابتدائی بیج - مگر اس وقت عباسی اور فاطمی بلکہ کل بنو ہاشم بمقابلہ بنو امیہ کے ایک تھے - جب مجموعی کوششوں سے انھوں نے سلطنت بنو امیہ کو اتنیا سے برباد کیا تو بازی عباسیوں کے ہاتھ آئی - اب جو قوم فاطمیوں کو زیادہ پسند کرتی تھی انھوں نے پھر وہی چال اختیار کی جس سے حضرت عثمان رضی کی شہادت اور سلطنت بنو امیہ کی بربادی کا کام لیا تھا - کیا یعنے مخفی کمیٹی اور مطاعن کا دائرہ اور بھی وسیع کر دیا - مگر چونکہ اس توسیع میں صحابہ کی طرف سے بھی کچھ فضایل کی روایتیں تھیں - بمجبوری ان رلویوں سے مطاعن کے لئے بھی کوشش کی گئی - پھر یہ دائرہ مطاعن وسیع ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچا کہ حضرت خلیفہ اول و ثانی رضی کے مطاعن کو بھی اپنے اندر لے لیا آخر زہر بلا سی ہلاکو کا وزیر ہوا اور موتید علقمی خلفائے عباسیہ کا دستور اعظم بنا - ان دونوں شیعہ وزیروں کے منصوبہ سے عباسیوں کی سلطنت تباہ و برباد کی گئی مگر پھر بھی تشیع کو نامرادی ہی ہوئی اور بازی مغل جیت کر لے گئے - اصل جڑھ تشیع کی پولیٹیکل مصلحتیں ہیں اور اس زمانہ کے مناسب حال سمجھکر حفر اور مطاعن کو اپنا ہتھیار بنا لیا گیا -

س۲ عرب میں بھی یہ مذہب ہے یا نہیں -

ج عرب میں شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو زیدی کہتے ہیں وہ تبرا کو بُرا سمجھتے ہیں اور متعہ کو جائز - یہ لوگ علاقہ یمن میں زیادہ اور نواح مدینہ میں بھی ہیں -

س۳ یہ مذہب ایران ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں سے آیا -

ج جب ہمایوں کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تو وہ ایران کو چلا گیا شہنشاہ ایران کی مدد سے ہند کو فتح کیا - لہذا اُس نے اپنے مددگار کو بڑے بڑے عہدے دیئے چنانچہ نورجہاں بیگم کے واقعات مشہور عالم ہیں - ایران چونکہ بغداد کے قریب تھا جہاں سلطنت سُنیوں کی تھی اور اس سلطنت کا اُڑانا شیعہ کو منظور تھا اس لئے اس مذہب کے داعی بھی ایران میں بہت ہوئے اور وہاں ہی ان کا ہونا بلحاظ . . . . پولیٹیکل مصلحتوں کے ضروری تھا -

س۴ کس صدی میں اس کی بنیاد پڑی -

ج تشیع کی بنیاد تو پہلی ہی صدی میں پڑی البتہ رفض کی بنیاد دوسری صدی کے آخر میں پڑی اور بعد ازاں رفض تیسری صدی کے آخر میں ہوا - (فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

عالی جناب مولانا صاحب دام شفقاتہ - السلام علیکم ورحمتہ اللہ - مفصلہ ذیل اعتراضات چھاؤنی میانمیر میں عام اشخاص کی زبان پر ہیں امید واثق ہے کہ جناب بذریعہ الحکم جواب عنایت فرما کر اپنی اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونگے - خاکسار قاضی ثناء اللہ عفی عنہ کلارک میڈیکل سٹور ڈیپارٹمنٹ میانمیر چھاؤنی -

الجواب

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ - آپ کا خط بغرض جواب مولوی صاحب نے مجھکو دیا لہذا جواباً عرض ہے -

س۱ ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اکیلی فطرت لعنت ہے اب قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فطرت کو دین قیم کے مبارک نام سے یاد فرماتا ہے اور اسلامی شریعت میں بھی جن لوگوں کو خبر نہیں ہوئی ان سے صرف فطرت کی بابت سوال کیا جاتا قیامت میں لکھا ہے تو پھر فطرت لعنت کس طرح ہوسکتی ہے -

ج یہ سوال عدم تدبر قرآن مجید کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے صرف فطرت کا ذکر کہیں نہیں فرمایا اور نہ صرف فطرت کو کسی جگہ دین قیم فرمایا آپ کا فرض تھا کہ خالص فطرت والی آیت لکھتے - دوسرا قرآن مجید میں فطرت اللہ کو دین قیم فرمایا جسکے معنے خود قرآن مجید نے توحید اور حنیفیت راہ مستقیم پر چلنا اسی جگہ فرما دیئے - تیسرا اگر فطرت بمعنے پیدائش اس جگہ مراد ہوتی تو شریعت میں لبوں کے اور زیر بغل کے بال لینے ختنہ کرنے کا حکم شریعت میں نہ ہوتا -

چوتھا جب قرآن مجید جو ہدایت و رحمت اور شفا ہے بعض کے لئے بعض بہ کثیراً ہوجاتا ہے تو صرف فطرت اگر بعض کے لئے لعنت ہوجاوے تو کیا تعجب کی بات ہے -

پانچواں قیامت کے روز فطرت والوں سے سوال کا نہ ہونا کہاں لکھا ہے آپ کا فرض تھا کہ آپ آیت حدیث کا حوالہ لکھتے بلکہ بخلاف اس کے ثابت ہے - رواہ الامام احمد نے مسندہ والبزار باسناد صحیح فقال الامام احمد . . . . ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یحتجون یوم القیامۃ رجل اصم لا یسمع ورجل ہرم ورجل احمق ورجل مات فی الفترۃ اما الاصم فیقول رب قد جاء الاسلام وانا ما اسمع شیئا واما الاحمق فیقول رب قد جاء الاسلام والصبیان یحذفونی بالبعر واما الہرم فیقول لقد جاء الاسلام وما اعقل واما الذی فی الفترۃ فیقول رب ما آتانی رسول فیاخذ مواثیقہم لیطیعن فیرسل الیہم رسولا . . . . طریق الہجرتین ابن قیم ورق ۲۲۸ و ۲۲۹ یعنے امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن چار قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرینگے بہرا بوڑھا احمق اور جو فترۃ کے زمانہ میں ہی مرگیا بہرا کہیگا یارب اسلام آیا مگر میں تو کچھ بھی نہیں سن سکتا تھا احمق کہیگا جب اسلام آیا مجھے تو بچے مینگنیوں سے مارا کرتے تھے اور بوڑھا کہیگا کہ جب اسلام آیا میری عقل قایم نہیں رہی تھی اور فترۃ والا کہیگا میرے تو رسول ہی کوئی نہیں آیا پھر اللہ تعالیٰ اُن سے پختہ وعدہ لیگا کہ اگر اب رسول بھیجا جاوے تو تم فرمانبرداری کروگے پھر اُن کے پاس رسول بھیجیگا -

س۲ رسالہ نور الدین میں قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا پتہ چلتا ہے کہ بیت المقدس مکہ معظمہ مدینہ منورہ ہمیشہ اہل اسلام کے قبضہ میں رہیں گے اور مشرکوں کا دخل نہیں ہوسکیگا اب باوجودیکہ محافظ ان پاک مقامات کے مرزا صاحب کے دعاوی سے واقف ہیں مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو کیسے مسلمان کہلا سکتے ہیں اور جب وہ مسلمان نہیں تو کیسے محافظ ہوسکتے ہیں -

ج یہ سچ ہے کہ مشرکوں کا دخل حرمین شریفین پر نہ ہوگا - کیا اب کسی مشرک کا قبضہ ہے آپ نے ثبوت نہیں دیا - دوسرا سلطان روم کا لقب خادم الحرمین ہے نہ شاہ حرمین - تیسرا - حضرت کے دعاوی کا انکار تو اُس وقت سمجھا جاوے جبکہ پہلے اُس کو تبلیغ پورے طور پر کی جاوے کیا آپ کے پاس اس تبلیغ کا کوئی ثبوت ہے بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا - جیسا فرمایا - لم یکن ربک مہلک القرٰی بظلم واہلہا غافلون ـ وما ربک بظلام للعبید اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا باوجودیکہ وہ مشرک شریر ظالم بھی ہوں جبکہ وہ لوگ انذار منذر سے بے خبر ہوں اور ایسا کرنا ظلم ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا - حالانکہ سلطان ظالم مشرک شریر نہیں - بیت المقدس کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ یروشلیم پر تسلط عیسائیوں کا ۸۰ برس سے بھی زائد رہا آخر سلطان صلاح الدین نے بذریعہ جنگ اُن کو وہاں سے نکال دیا -

س۳ - قریباً تین چار سال سے احمدی جماعت کو غیر احمدی مسلمانوں سے الگ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر کافروں کا لقب جب سے مخالفین نے دعوے مسیح کو جھٹلایا عاید ہوچکا ہے اور کافر کے پیچھے نماز جائز ہو نہیں سکتی تو ان پہلے نمازوں کا کیا جاوے

ہوگا۔

ج اول مجددین انبیاء و رسل اصلاح کے لیے مبعوث ہوتے ہیں اور اصلاح ایک ہی دن میں نہیں ہو جاتی مثلاً تحویل قبلہ ۱۳ سال بعد ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماکان اللہ لیضیع ایمانکم ۔ یعنے اللہ تعالیٰ تمہاری گذشتہ نمازوں کو ضایع نہیں کرتا۔ اب بھی گذشتہ نمازوں کا یہی حال ہے۔

دوسرا صرف انکار سے کسی کو ابتداءً کافر نہیں کہا گیا بلکہ مکفرین کو کافر کہا گیا کیونکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

تیسرا کافر کے معنے ہیں انکار کرنے والا جب تبلیغ اچھی طرح کی جاوے پھر بھی لوگ انکار پر ہی مصر رہیں۔ تب انہیں لفظ کافر کا بولا جا سکتا ہے۔ اب چونکہ تبلیغ کرتے کرتے بیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ اس لئے ان کو کافر (منکر) کہا گیا۔

س۔ مرزا صاحب باوجود ثروت حج نہیں کرتے اور حج کرنا قرآن شریف کا حکم [illegible] جواب کہ امن نسلی بخش نہیں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود یکہ مکہ [illegible] مخالف تھے حج کرنے [illegible]

ج اول مرزا صاحب پر حج فرض نہیں ہے اُن کے پاس روپیہ ہی ہے۔ اگر اہل ثروت ہوتے تو [illegible] دوم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حج کرنے کی اجازت [illegible] بھی مسلمان ہو کر حج کئے بغیر جاوے۔ سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک اللہ تعالیٰ کی جناب سے آمنین محلقین کی ندا نہیں آئی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔
چہارم پھر جب قریش نے روکا تو واپس تشریف لائے اور حج نہیں کیا۔

. . . .

. . . .

. . .

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر اس سال کے بعد کوئی مخالف حج کے لئے نہ آوے۔ اس کی آخر عمر میں جبکہ عمر مبارک [illegible] روز باقی رہ گئے تھے اور ایسا امن ہو گیا تھا کہ کسی مخالف کو حج پر آنے کی اجازت نہیں تھی حج پر تشریف لے گئے وآخر دعوانا ان
م الحمد للہ رب العالمین (فضل دین حکیم از قادیان)

اشتہار سالانہ جلسہ انجمن تشحیذ الاذہان

انجمن تشحیذ الاذہان جو کہ ۱۹۰۶ء کے شروع میں بمشورہ حضرت مسیح موعود اس غرض قائم کی گئی ہے کہ نوجوانان سلسلہ احمدیہ تقریر و تحریر میں مشق حاصل کریں اور اس قابل ہوں کہ دشمنان اہل اسلام اور مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضات کا بوقت ضرورت اچھی طرح سے دندان شکن جواب دے سکیں اس انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ (سالانہ جلسہ اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا غرض کے پیدا کرنے کے لئے اس انجمن کے وقتاً فوقتاً جلسے ہوا کریں گے) تعطیلات دسمبر میں بتاریخ ۲۶ و ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوگا اور اس جلسہ میں علاوہ ممبران انجمن ہذا کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ بیرونجات سے احمدی نوجوانوں کی کمیٹیوں کی طرف سے ڈیلیگیٹس بھی آئیں گے اور یہ اشتہار بدیں غرض شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر احمدی نوجوانوں کی ایسی کمیٹیاں ہوں جن کے اغراض مندرجہ بالا اغراض سے مطابقت رکھتے ہوں اور وہ کمیٹیاں ہمارے علم میں نہ ہوں تو اُن کو چاہیے کہ مہربانی فرما کر جلسہ ہذا کے لئے اپنی طرف سے ڈیلیگیٹس مقرر فرماویں اور ان کی اطلاع ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان کو کر دیں اور ایسے ڈیلیگیٹس کے لئے ضروری ہوگا کہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک پہنچ جاویں۔

اور دوسرے یہ اشتہار اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ تمام ممبران سلسلہ عالیہ احمدیہ جو اس وقت قادیان میں موجود ہوں اس جلسہ میں تشریف لاویں اور مجلس ہذا کو ممنون احسان بنائیں۔ اس جلسہ کا انعقاد تعطیلات دسمبر میں اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس وقت تمام بیرونجات سے بہت سے احمدی احباب قادیان میں تشریف لاتے ہیں۔

پروگرام جلسہ ہذا۔ (منظور کردہ سب کمیٹی جلسہ)
۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء اول جلسہ ۔ استقبال ڈیلیگیٹس)

نوٹ ۔ اس جلسہ میں باقی کل احمدی احباب بخوشی تشریف لا سکتے ہیں۔

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء بوقت صبح ۷½ بجے سے ۹½ تک

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ و سکرٹری وہی ہوں گے جو انجمن ہذا کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری ہیں۔

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پریذیڈنٹ	ہمارے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہوتے جاویں	۷½ بجے سے ۸¼ بجے تک
۲	عبد الرحیم سکرٹری	شکریہ محسنین	۸¼ " " ۸½ " "
۳	ڈیلیگیٹس	مختلف تقاریر	۸½ " " ۹¼ " "
۴	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	۹¼ " " ۹½ " "

۲۷۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء اس جلسہ کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی نور الدین صاحب ہونگے اور سکرٹری انجمن ہذا کا سکرٹری ہوگا۔

جلسہ اول بوقت صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک

نمبر	نام	مضمون	وقت
۱	حضرت مولوی نور الدین صاحب	انجمن کی اغراض کے متعلق کوئی تقریر	۸ بجے سے ۹½ بجے تک
۲	سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان	رپورٹ انجمن تشحیذ الاذہان	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک
۳	چوہدری فتح محمد صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	بعثت نبی کریم صلعم پر مخالفین کے اعتراض اور انکے جواب	۱۰ " " ۱۱ "

جلسہ دوم بوقت شام ۲ بجے سے ۴ بجے تک

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	ماسٹر محمد دین صاحب طالب علم [illegible] کالج	وفات مسیح	۲ بجے سے ۲½ بجے تک
۲	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا	شرک	۲½ " " ۳½ " "
۳	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	۳½ " " ۴ " "

انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبر یہ ہیں

(۱) میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۔ پریذیڈنٹ انجمن تشحیذ الاذہان و ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان (۲) عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان و منیجر رسالہ (۳) چوہدری فتح محمد صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۴) چوہدری عبد السلام صاحب محاسب انجمن (۵) منشی برکت علی صاحب نائب سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان (۶) شیخ تیمور صاحب ممبر (۷) سید طفیل حسین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۸) چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۹) محب الرحمان صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۱۰) عبد اللہ جان صاحب کوئٹہ ممبر تشحیذ الاذہان (۱۱) شیخ عبد الرحمن صاحب ممبر تشحیذ الاذہان۔ (المشتہر)

عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان

ریمارک

اسرار قدم ۔ اس نام کا ایک مختصر سا پمفلٹ آریہ سماج کے مقابلہ میں بابو رام گوپال صاحب نومسلم سپروائزر سب ڈویژنل آفیسر حال مشنری مولوی گنج لکھنؤ نے لکھا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نیستی سے ہستی ہوتی ہے اور کبھی خدا تعالیٰ کی کوئی صفت بیکار و معطل نہ تھی قیمت اس رسالہ کی ۲ر ہے مصنف سے مندرجہ بالا پتہ سے ملے گا۔

چشمہ مسیحی ۔ دینیات کا پہلا رسالہ ۔ احمدی کا من ۔ یہ تینوں کتابیں دوبارہ اور سہ بارہ سید عبد المحیی عرب نے چھپوائی ہیں پہلی کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے اور ینابیع الاسلام جیسی زہریلی کتاب کا رد ہے۔ دوسرا رسالہ حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ اور ہدایت سے لکھا گیا ہے۔ اور تیسرا رسالہ ایک پنجابی نظم ہے جو مستورات کیلئے بہت مفید ہے ان کتابوں کی خوب اشاعت ہونی چاہیئے۔

حروب صلیبیہ ۔ صلیبی لڑائیوں کے نام سے تاریخی اور علمی مذاق رکھنے والا کوئی پڑھنے والا مسلمان ناواقف نہیں ہو سکتا یہ وہ لڑائیاں تھیں جن میں یورپ کی مذہبی دنیا نے سیاسی اثر کو اپنے ماتحت کر کے ارض مقدس سے مسلمانوں کو نکال دینے کا عزم کیا اور خدا تعالیٰ نے اُسے ناکام رکھا۔ ان لڑائیوں کی تفصیلی حالات مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی تالیف سے [illegible] اور ان کا نام حروب صلیبیہ رکھا ہے دیگر از [illegible] سے ملیگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

مولوی [illegible] صاحب [illegible] کا انتقال ہوگیا ہے درخواست کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ان کا جنازہ پڑھے۔

وصیت ۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد خاکسار عبدہ جمال الدین ابن محمد صدیق ذات دائیں عرف کشمیری ساکن سیکھواں جو قادیان دارالامان سے جانب گوشہ غرب وشمال میں فاصلہ ایک فرسنگ کے واقع ہیں تحصیل وضلع گورداسپور کا ہوں۔ آج میں بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے یکم مارچ ۱۹۰۶ء بوقت صبح حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری اس وصیت پر جس کو میں لکھ رہا ہوں عمل کیا جاوے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف [illegible] شائع ہوا تھا بکمال توجہ [illegible] ان تمام ہدایات [illegible] اور تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد [illegible] رسالہ الوصیت کے [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے [illegible] مقبرہ قادیان کے متعلق [illegible] انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں یا [illegible] ان کا علم کا اور [illegible] ان تمام ہدایات ضوابط وقواعد وشرائط [illegible] انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائداد جو اس وقت حسب ذیل [illegible] وہ یہ ہے (الف) ہم تین بھائیوں یعنی امام الدین و خیر الدین و خاکسار [illegible] مبلغ [illegible] روپیہ کی [illegible] اراضی رہن بافضلی ہوئی ہے جس میں سے میں سوم حصہ کے مبلغات کا مالک ہوں۔ (ب) بعض اشیاء تجارتی گھر میں مبلغ ایک سو روپیہ [illegible] ہیں (ج) قادیان دارالامان شریف کے مشرقی کنارہ پر ایک مکان بعمارت خام جس میں چار کوٹھڑیاں مسقف اور قدرے سفید زمین جس کے حدود اربعہ یہ ہیں کہ مشرق طرف تالاب۔ وغرب شارع عام شمال مکان بہادر کشمیری۔ وجنوب مکان منشی عبد العزیز صاحب پٹواری حلقہ سیکھواں کا ہے۔ اور یہ مکان تینوں بھائیوں مذکور کا مشترکہ ہے۔ اس میں سے

[illegible] جائداد میری بلا شرکت [illegible] آج کی تاریخ سے اس جائداد [illegible] حسب الارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخوشی رضامندی خدا تعالیٰ کے لئے پانچواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیجائے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری وصیت کردہ جائداد (پانچواں حصہ) پر مالک اور قابض ہو جاوے جو قابل فروخت انجمن مذکور ہو۔ اس کو فروخت کر کے قیمت وصول کر کے اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت شدہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ اس میری وصیت کرنے میں میرے حقداروں میں کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ میرے سب وارث اور حقدار تمام احمدی ہیں۔ اور تمام رضامند ہیں۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد یا [illegible] جائداد مذکور کے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد یا [illegible] کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر فقرہ ما [illegible] نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں اس جائداد کی [illegible] انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ (۶) [illegible] وصیت کرتا ہوں کہ [illegible] میرا جنازہ حضرت سیدنا [illegible] یا احمدی جماعت پڑھے اور [illegible] احمدی جماعت کی خدمت میں [illegible] بطور وصیت کے عرض کرتا ہوں کہ آپ [illegible] کی نہایت مہربانی [illegible] کے وقت زندہ ہوگی۔ [illegible] حصول اجازت [illegible] قبرستان مقبرہ [illegible] کیونکہ ہمارا گاؤں [illegible] محبت کے ساتھ [illegible] خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اجر [illegible] یہ بھی وصیت ہے کہ [illegible] اور میری نعش کو قادیان [illegible] پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق [illegible] اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متعلق [illegible] میری جائداد وصیت کردہ نہ ٹھہرائی جاوے۔ بلکہ میری بقیہ جائداد سے کیا جاوے۔

(۷) [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ کیونکہ حالت آئندہ

[illegible] کا مجھ کو اس وقت کچھ علم نہیں کہ میری نعش اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت میں [illegible] میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اور پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آجاوے کہ مقبرہ بہشتی میں میری نعش دفن نہ ہو سکے تو پھر اس موضع کے جس قبرستان میں میرے باپ کی قبر ہے۔ اس کے پاس دفن کیا جائے لیکن یہ اشد ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہووے کوشش کی جاوے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔ یہ تو میری دلی خواہش اور مراد ہے ورنہ بحالت مجبوری شق ثانی کو اختیار کریں۔ آگے خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس کی ذات پاک کیا کرنیوالی ہے۔ علاوہ اس کے مجالس مذکورہ کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرے پیچھے جو میری اولاد ہو۔ ان کے لئے کوشش کی جاوے۔ کہ علم دین حاصل کریں اور نیک اور متقی اور خادم دین بنیں [illegible] تا میرے لئے باقیات صالحات ہوں۔ ان ربی سمیع الدعاء رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ آمین۔

العبد الموصی

خاکسار جمال الدین ولد محمد صدیق ذات دائیں ساکن سیکھواں تحصیل وضلع گورداسپور بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں برادر حقیقی موصی بقلم خود

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری موضع سیکھواں

گواہ شد

محمد اسمٰعیل ولد جمال الدین قوم دائیں بقلم خود

وصیت

مولوی حافظ محمد اکرم صاحب احمدی مرحوم مرسلہ محمد افضل صاحب سکنہ کملہ

(الوصیت) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ (۱) اشہد ان جمیع انبیاء ورسلہ حق من عند اللہ وملٰئکتہ حق وجنتہ حق واشہد ان سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء وکتابہ القرآن نور ہدی خاتم جمیع الکتب۔

اس کے بعد میں اپنے تمام ورثاء کو عموماً اور والد صاحب کو خصوصاً یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میں اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاؤں تو میرے بعد میرے اوپر کوئی بلند آواز سے جزع وفزع نہ کرے اور نہ خیال کریں کہ میرے اوپر گھر کا یا گھر والوں کے رزق کا دارومدار تھا اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے میری زندگی میں اور میرے بعد کوئی میری ایسی خوبی ذکر نہ کریں جو مجھ میں نہ ہو میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود ورئیس قادیان کا مرید بیعتی اور با اخلاص ہوں اور مسیح ناصری کو فوت شدہ اور ان کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں اس لئے میرے انتقال کے بعد فوراً حضرت کو جنازہ کیواسطے لکھدیں اور اس خط میں لکھیں کہ یہ خط اخبار میں چھپ جاوے اور حضرت اور سب میرا جنازہ پڑھیں اور سب کو السلام علیکم کہہ دیں اور اس جگہ تجہیز تکفین یوں ہو کہ احمدی میرے جنازہ کا پیش امام ہو دوسرا ہرگز ہرگز نہ ہو اور غسل بھی حتی المقدور احمدی دیں مگر جنازہ کا پیش امام ہرگز کوئی غیر احمدی نہ ہو دوسروں کا اختیار ہے کہ احمدیوں کے پیچھے جنازہ پڑھیں اصل والد صاحب کا حق ہے کہ وہ جنازہ پڑھاویں تیسری تکبیر کے بعد نصف یا پاؤ گھنٹہ تک میرے واسطے استغفار کریں اور مغفرت مانگتے رہیں اور دفن کر کے جب چلنے لگیں تو سب دعا حساب کی آسانی اور آسانی ضغطۃ القبر کے دیر تک توجہ سے کریں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا میرا اہل وعیال خدا کو بہت یاد کرو نماز کا ترک چھوڑ دو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کا سگھ دیگا۔ تم الوصیۃ۔ یہ وصیت نامہ اس کی جیب میں پایا اور لکھ کر ارسال کیا۔

وصیت

(۱) میں گلاب خان ولد نراب خان قوم پٹھان ساکن قصبہ کراولی ضلع مین پوری۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۶ فروری ۱۹۰۶ء

(ف)

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید ہوں اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے۔ یا آیندہ ہوں گے۔ میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد [illegible] منتظمہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت [illegible] میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت صرف مبلغ چار صد و پنجاہ روپیہ نقد سیونگ بینک میں بطور رقم ضمانت جمع ہے۔ اور [illegible] تک بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] پانسو روپیہ ہو جاوے گی۔ میں آج کی تاریخ سے اس رقم کے [illegible] حصہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اشاعت اسلام دیا جاوے اور اگر میری وفات سے پہلے میری زوجہ کا انتقال ہو جاوے۔ تو [illegible] جمع شدہ بطور ضمانت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اشاعت اسلام دینا چاہیئے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ماسوائے جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہوں گے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کار پردازان مقبرہ بہشتی [illegible] کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متکفل یہ میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کار پردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی طرف سے [illegible] ہوگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور [illegible] اصلی اخراجات سے کم ہوئے تو میری دیگر [illegible] ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور [illegible] میرے ورثا ان اخراجات [illegible] میری نجات کا باعث ہوں گی اور [illegible] ان اخراجات کو [illegible]

ضروری اطلاع

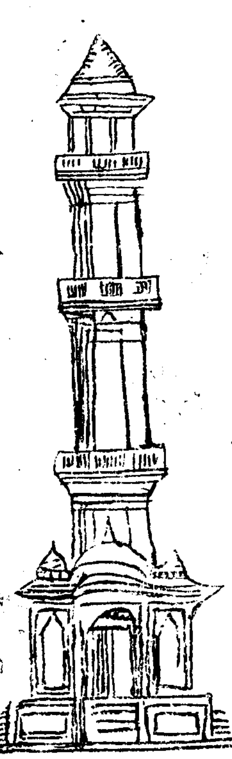
میں نے کئی بار خریداران کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی ہوتا ہے۔ درج کیا کریں۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جس سے بہت سا وقت تلاش نمبر میں کلرک کا ضایع ہوتا ہے۔ بعض خریدار ایسے بھی ہیں۔ جو رجسٹرڈ ایل ۷۷ لکھ دیتے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ یہ نمبر ڈاک خانہ کا ہے۔ پس آیندہ بہت احتیاط سے کام لیا جاوے حساب وغیرہ میں نمبر خریداری کو مقدم کیا جاوے۔

منیجر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارالامان بہ بینی | دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے سنہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳/۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۴۲ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ذیقعد ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب ... ناساز رہی اس کی وجہ اور باعث اپنی تبلیغ اور اُس کے اثر کا حد سے زیادہ فکر تھا۔ اس طرح پر آپ کی اس دردمندانہ فکر نے ان لوگوں کو جنھیں دارالامان کی مبارک صحبت میسر ہے اپنے اور یاد ایّام کا موقع دیا۔ اور ایک بار آنکھوں کے سامنے اس حالت کو پیش کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس فکر کے باعث گذری تھی اور جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین

فی الحقیقت یہ قوم ہدایت پانے والے گروہ کے لئے از بس حریص ہوتی ہے اور اس کی وجہ ان کی وہ شفقت ہوتی ہے جو خارق عادت طور پر انھیں دیجاتی ہے۔ بہرحال حضور کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ ۲۲ کی صبح کو آپ سیر کے لئے نکلے اور بازاروں میں تشریف لائے۔ اسی حالت بیماری میں تصنیف کا کام بھی جاری رہا۔

۲۔ حضرت اُمّ المؤمنین علیہا السلام چند روز کے لئے ضرورتاً اپنے عزیز اور معزز بھائی میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ۲۱ دسمبر کی شام کو مع الخیر دارالامان واپس تشریف لے آئیں۔

۳۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے سردی خاص طور پر چمک اٹھی ہے۔

۵۔ وہ دو لڑکے جن کو دیوانہ کتّے نے کاٹا تھا کسولی کے پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں علاج کرا کر واپس آ پہنچے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ خیریت سے پہنچے اور واپس آ گئے۔

اطلاع

اس دقّت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدّات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندہ کے ساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔ مگر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے اور کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین بغرض اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے۔ غرضکہ پورے بسط کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور دفتر کو اطلاع کرے ۔

المشتہر

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نوٹ ۔ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کے لئے دینا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی

دعویٰ کی حقانیت

[illegible] کی صداقت پر مُہر لگا گئے ۔ فاعتبروا یا [illegible] ... فضل سے حق نے اپنا رعب لوگوں کے ... سنت اللہ کے موافق دو ایک ... آخر مخالفت ... آج دن کوئی نہ کوئی ... ۔ ... ناظرین [illegible]

[illegible]

عیسیٰ کو نعوذ باللہ ... لہذا کیا ضرورت ہے کہ ہم لوگ کسی کو مسیح مانیں کسی کو مہدی کہیں کسی کو کرشن تسلیم کریں ہمارا دین تو کامل ہو ... بلکہ ہر آج فلاں صاحب پیدا ہوا وہ کہیں میں نبی ہوا میں رسول ہوں میں جناب ہوں میں جو میں ہوں خواہ نخواہ کیوں کسی کو پوچھتے

... اور ایک اپنی ضعف و ناتوانی کا ثبوت دیکر خائب و خاسر ... اپنی موت سے جو صادق کے ... خدا کی ... چھپا ...

[illegible]

... پھر مولوی صاحب ... حضرت اقدس کی طرف ... اور وہ زمانہ موجود ... کی حالت زار کو بیان کر ... آج ہم اور ہماری قوم بڑی ... مختلف شہروں اور ...

[illegible]

... ہدایت قرآن ... اللہ ... علیکم نعمتی ...

[illegible]

ایڈیٹر صاحب سرستی کے نام ایک خط

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مخالف

پریہ ور مہاشئے ایڈیٹر صاحب سرستی

مَیں نے آپ کے معزز رسالہ سرستی کا اکتوبر ۱۹۰۶ء کا نمبر پڑھا۔ جس میں کسی مہندر لال صاحب نے نہایت نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے اور جس کو آپ نے اپنے معزز رسالہ میں درج کر کے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے۔ خاتمہ مضمون پر آپ نے رسالہ میں ایک فٹ نوٹ لکھا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب کے دعوے کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا یا کیا گیا ہے اُس کا بھی کچھ ذکر ہو جاتا۔

کیونکہ آجکل اوتاروں کا بڑا زور ہے چنانچہ مع کانپور کے پنڈت سیتا نند اگنی ہوتری لاہور میں دیو گورو بھگوان کے نام سے ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ۔

خلاصۃً

آپ کے اس نوٹ کو پڑھکر میں نے ضروری سمجھا کہ ایک مختصر مضمون آپ کے پاس بھیجدوں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کی مخالفت میں کیا کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوا۔

شریمان ایڈیٹر صاحب! یہ امر تو آپ کو بدیہت ہوگا کہ جب سے سرشٹی اتپن ہوئی ہے تب سے ہی بھلوں اور بروں کے درمیان ایک یودھ جاری ہے۔ لیکن صرف یدھ ہی سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ چونکہ باہم مخالفت ہوئی اس لئے بھلے اور بُرے میں کوئی تمیز ہی نہیں ہو سکتی؟ نہیں یہی جنگ اور یہی مخالفت ایک چیز ہے جس سے آخر کار راستباز اور صادق کی سچائی پر مُہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا اس مخالفانہ جنگ میں باوجود پوری بے کسی اور بے بسی کے کامیاب ہو جانا ہوتا ہے۔

ہمارا وشواس ہے کہ اس ملک ہندوستان میں بھی شٹی مُنی پرمیشر کی طرف سے خلق اللہ کو مت مارگ پر چلانے کی ہدایت کرنے کے واسطے آتے رہے چنانچہ ان میں سے مثلاً سری کرشن جی اور سری مہاراج رامچندر جی جیسے بزرگ جب اصلاح خلق کے لئے آئے تو انکو بھی دکھ دیا گیا اور انکی مخالفت کی گئی مگر آخر وہ ... ہوئے اور انکے دشمن ذلیل اور نامراد ہو کر ان کے سامنے ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح یورپ و دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں ایسے لوگ خدا کی طرف سے آئے ان کی بہ طرح مخالفت کی گئی مگر ان کی مخالفت کا نتیجہ مخالفوں کی ہلاکت۔ تباہی اور ذلت تھا اور انکی فتح مندی۔ اقبال اور کامیابی ہوا۔ اسکے لئے دنیا کا مذہبی اتہاس گواہی شہادت دے سکتا ہے اور آپ اور آپ کے پاٹھک اس امر میں میرے ساتھ ضرور متفق ہونگے کہ نری مخالفت کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ مخالفت کا ہونا ضرور جاہیے کیونکہ مخالفت ہی ان کی سچائی کے ثابت کرنے کا ایک گُر ہے۔

سونا اور پیتل تھوڑی دیر کے لئے اپنی چمک دمک میں برابری کا دم ماریں مگر جب انھیں زرگر آگ میں ڈالتا ہے تو کھوٹ کھل جاتے ہیں بلکہ اسی پرکار جب کوئی شخص خدا کی طرف سے آتا ہے تو ایک طرف اس کی مخالفت میں ہر قسم کی تدابیر کی جاتی ہیں دوسری طرف وہ ان مخالفتوں میں صحیح و سلامت نکل جانے کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور انجام صادق کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔

پس جبکہ یہ اصولی بات ہے اور جسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تو یہ امر بہت صاف ہے کہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کی بھی مخالفت ہوتی۔ اور وہ **مخالفت** ہی ثابت کرتی کہ **وہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے**۔

مرزا صاحب کی جس کتاب براہین احمدیہ کا آپ کے رسالہ میں ذکر ہے اس کتاب ہی میں صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ میں عظیم الشان پیشگوئیاں کی گئی تھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ تیری ہنسی کریں گے ان کے لئے اللہ کافی ہوگا۔ اور مخالفوں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ میرے خلاف جو تدابیر چاہو کرو پھر تم دیکھ لو گے کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ لوگ گورنمنٹ میں جھوٹی مخبریاں کر کے ڈرائینگے اور قوم کو قتل پر آمادہ کرینگے۔ مگر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تیرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکینگے۔ اور تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی الہام کیا گیا تھا کہ دنیا میں نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اور پھر یہ پیشگوئی بھی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی ہر قسم کی شرارتوں اور ان کے قتل کے منصوبوں سے بھی محفوظ رکھیگا۔

غرض اسی قسم کی اور بہت سی پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں درج ہیں جن میں صاف صاف مخالفت کی تصریح ہے ... مرزا صاحب کی مخالفت خدا کا منشا تھا اس اصول کی رو سے کہ صادق کی مخالفت ضرور ہوتی ہے تو ضروری تھا ہی لیکن ان پیشگوئیوں کے موافق بھی جو خدا کی طرف سے تھیں مخالفت ہونا لازمی امر تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی مخالفت شروع ہوئی اور بڑے زور سے ہوئی سارا یہ مخالفت منتشر اور اجتماعی قوت سے ہونے لگی ابتدا میں جب مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مسلمان جو اس پیشگوئی کی حقیقت سے ناواقف تھے بگڑ بیٹھے اور بڑے زور شور سے مخالفت شروع کی ان کی مخالفت کا زبردست پہلو یہ تھا کہ مرزا صاحب پر **کفر** کا فتوے لگایا جاوے کیونکہ انھوں نے اپنے خیال میں یہ سوچا کہ جب کفر کا فتویٰ لگ جائے گا تو عام مسلمانوں کا رجوع بند ہو جائیگا اور کافر سمجھکر لوگ ان کے پاس نہ جائینگے اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

بے شک ایک دنیا دار اور مادہ پرست کے نزدیک یہ تجویز کاری حربہ تھی اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مگر صادق کے لئے تو اسکی ترقی کا ایک نشان تھا اس **فتنہ کفر** کی خبر پہلے سے براہین میں شایع ہو چکی تھی۔ جونہی کفر کا فتویٰ لگا خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ اگرچہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کافر کافر کا شور مچایا گیا لیکن اس شور میں کوئی ایسی تاثیر مخفی تھی کہ لوگ کھچے ہوئے چلے آتے تھے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس شور سے نفرت بڑھ جاتی مگر بجائے نفرت کے **قبولیت** بڑھی اگر مفصل اس فتنہ کا ذکر کیا جاوے تو یہ مضمون طویل ہو جاوے اس لئے مختصر ہی کافی ہے۔

مسلمان تو اس طرح پر بدظن کئے گئے۔ اور ان کو دشمن بنایا گیا۔ کفر کے فتووں کیساتھ قتل کا فتویٰ بھی دیا گیا جبکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن ہزاروں قتل کے وقوعے ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ قتل ہو جاتے ہیں جن کی حفاظت کا بڑا سامان ہوتا ہے تو **مرزا صاحب** کا قتل کر دینا کسی دیوانہ کے لئے مشکل نہ تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قتل ثواب کا موجب قرار دیا گیا ہو لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کو دیکھو کہ کسی کو اس پر قابو نہ ملا اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت کہا گیا تھا اور نشان پورا ہوا کہ قتل پر کسی کو قابو نہ ملیگا اور خدا تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

جب ان صورتوں سے بھی کامیابی فریق مخالف کو نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ کے ہاں مخبریاں کرنی شروع کیں اور مختلف اور بیہودہ اور محض جھوٹی باتیں بنا کر گورنمنٹ کو بدظن کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جب ان دشمنوں کو اس موقع پر بھی نامراد رکھنے کی پیشگوئی کی تھی وہ نامراد رہے اور گورنمنٹ کو کوئی وجہ بدظنی کی نہ ملی۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسی عاقل اور نکتہ رس گورنمنٹ کے عہد میں ہیں۔

جب اس منصوبے میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر مخالفت کا ایک اور پہلو اختیار کیا گیا وہ **مقدمات** میں پھنسانا اور سزا دلانا تھا۔ مقدمات کی آفت معمولی آفت نہیں ہوتی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسی مصیبت ہے مخالفوں نے یہ سوچا کہ مقدمہ بازی سے جہاں مالی **نقصان** ہوگا وہاں یہ اپنے کام سے بھی رک رہینگے اور سزا ہوگی تو ہمیشہ کے لئے چھٹی ہوئی مگر خدا تعالیٰ نے اپنی چمکار دکھلائی جبکہ وعدہ کیا تھا ہر مقدمہ سے پہلے خبر دی گئی اور اُس کے نتیجہ سے اطلاع۔ بتاؤ کیا یہ امر انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت کسی امر کی خبر دے کہ اُن کا کوئی وجود اور باعث بھی نہ ہو اور پھر اُس کے انجام سے خبردار کر دے **پہلا مقدمہ** ایک خطرناک مقدمہ کی صورت میں اُٹھایا گیا۔ یہ مقدمہ قتل کا مقدمہ تھا اور اس میں مستغیث ایک پادری ڈاکٹر کلارک تھا جو اپنی جماعت میں سرگروہ اور مشنری تھا اُس نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے ایک شخص کو میرے قتل کے لئے بھیجا ہے چنانچہ جس شخص کا نام انھوں نے لیا اُس نے شہادت دی کہ مجھے قتل کے لئے بھیجا ہے یہ مقدمہ نہایت زور شور سے اُٹھایا اور اس میں آریہ اور مخالف **مسلمان** بھی پادری کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقدمہ روئیداد کی بنا پر ثابت بھی ہو گیا مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ میں بری کروں گا اس لئے حضرت اقدس کو ذرا بھی پروا نہ تھی۔

آخری مرحلہ پر جہاں مقدمہ سیشن سپرد ہو خدا تعالیٰ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دل پر اپنا تصرف دکھایا اور اس نے کپتان پولیس کو جو انگریز تھا [illegible] تفتیش کے لئے کہا اور کہا کہ میرا دل تسلی نہیں پکڑتا چنانچہ جب اس نے پھر تفتیش کی تو قاتل ہی نے آخر اقرار کر دیا کہ مجھے سکھایا گیا تھا۔ مجھے نہ مرزا صاحب نے قتل کے لئے بھیجا اور نہ میں قتل کے لئے آیا۔ آخر وہ سب کے سب نامراد ہوئے۔ اور عزت و احترام کے ساتھ حضرت اقدس بری ہو گئے۔

[illegible] مالی نقصان پہنچانے کے لئے ٹیکس کا لیا گیا کہ ان کی آمدنی [illegible] سے ٹیکس لگانا چاہئے چنانچہ [illegible] ٹیکس تجویز ہوا۔ اگرچہ [illegible] اور [illegible] کمشنر صاحب کے پاس گئی تو اس نے [illegible] اور صفائی سے حضرت اقدس کے بیان کو صحیح قرار دیکر مقدمہ خارج کر دیا اور [illegible] سے بری کیا۔

پھر [illegible] مقدمہ [illegible] ایک خطرناک [illegible] اٹھایا [illegible] اس سلسلہ کے [illegible] ہر طرح کی تدبیر [illegible] لوگوں کو منع کیا کفر کا فتویٰ [illegible] اور جو تجویز اس سے [illegible] کی گواہی دی۔

لیکن جب کوئی صورت نہ رہی تو آخر حفظ امن کی ضمانت کی درخواست کی کہ مرزا صاحب سے اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ان کی ضمانت لی جاوے۔ اس مقدمہ میں پولیس بھی مولوی محمد حسین کی مددگار تھی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے جیسا خبر دی تھی ویسا ہی ہوا اور مرزا صاحب بری ہو کر آئے۔

اس کے بعد کثیر مقدمات کا ایک عام طوفان اٹھا۔ اس میں مرزا صاحب اور ان کے مریدوں پر مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور مسلمان۔ آریہ۔ عیسائی سب ملکر شریک ہوئے۔ اور یہ مقدمات ایک غیر ضلع جہلم میں شروع ہوئے۔ ان مقدمات کی تہ میں یہ بات بھی تھی کہ چونکہ غیر ضلع میں ہیں اسکے آمد و رفت میں بہت [illegible] روپیہ کا نقصان ہوگا۔ مگر وہ خدا جس نے [illegible] اور [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ان مقدمات کے وجود سے بھی دو سال پہلے خبر دے چکا تھا

اور برّیت کی خبر بھی دے چکی تھی چنانچہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو یہ مقدمات جہلم میں ہونے والے تھے کہ ۱۴ جنوری کو ایک کتاب مواہب الرحمان میں شایع کر دیا گیا کہ میں بری ہوں گا اور یہ کتاب جہلم میں بھی شایع ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی پیشی پر وہ مقدمات خارج ہو گئے پھر اس کتاب کی بنا پر ایک مقدمہ حضرت اقدس کے خلاف شروع ہوا۔ اور بعض مقدمات آپ کے [illegible] کی طرف سے انتقام کے لئے دائر ہوئے تو ان کے انجام کی خبر آپ نے شایع کر دی اور انجام کار خدا تعالیٰ نے آپ کو بامراد کیا اور دشمن اس منصوبے میں نامراد رہے۔ اب قابل غور امر ہے کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت میں جب کسی بات کے وجود کے آثار نہ ہوں اس کی خبر دے اور پھر خود تمام دنیا کا نشانہ ہو اور اپنی ہی کامیابی کی پیشگوئی کرے اور دشمن باوجودیکہ انکی طاقت بہت بڑی ہو وہ ناکام ہوں۔

یہ صادق کا نشان ہوتا ہے اور یہی نصرت اس کی سچائی کی دلیل اور گواہ ٹھیرتی ہے۔

غرض مقدمات کے اس لمبے سلسلے میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے فتح دی۔ ایسا ہی ایک موقعہ پر خاص قادیان میں ایک دیوار کے ذریعہ آپ کا اور آپ کے خدام کا رستہ بند کیا گیا اور گویا محاصرہ کر دیا۔ اس ابتلا کی خبر دی گئی اور جیسا کہا گیا تھا آخر جن لوگوں نے دیوار بنائی تھی انھیں اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گرانا پڑا۔ اور خرچ الگ دینا پڑا مگر اس کی فیاضی دیکھو کہ دشمن کو وہ خرچ معاف کر دیا۔

یہ تو مخالفت کا ایک پہلو ہے جس میں سب کے سب نامراد اور یہی بامراد ہوا۔ کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہیں رکھا گیا مگر کسی میں مخالف کو کامیابی نہیں ہوئی۔

اب مخالفت کا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دعوے کو مشتبہ اور مشکوک کرنے کے لئے کئی جھوٹے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے بھی کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے الہام ہوتا ہے انھوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کیا کہ یہ شخص کاذب (معاذ اللہ) ہے اور جلد ہلاک ہو جائے گا۔ مگر انکی دعاؤں ان کے الہامات کا اثر انھیں پر پڑا اور ہر شخص جو مقابلہ میں آیا ہلاک ہوا۔

فیروزپور کے ضلع میں ایک جھوٹی

الہی الہد سمجھا جاتا تھا۔ اور اکثر لوگ ان سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے اس نے مرزا صاحب کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی۔ اور آپ حج کو چلا گیا رستہ ہی میں فوت ہو گیا۔

علی گڑھ میں مولوی اسماعیل نام ایک دشمن اٹھا اور اس نے حضرت اقدس سے مباہلہ کیا جسکا مفہوم ہوتا ہے کہ صادق اور کاذب میں خدا تعالیٰ فیصلہ کر [illegible] صادق کی عزت ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے اور کاذب اسکے سامنے ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مر گیا۔

پھر قصور ضلع لاہور کا ایک مخالف مولوی غلام دستگیر نام تھا اس نے حضرت کی مخالفت میں مکہ مدینہ سے کفر کا فتویٰ منگوایا اور اس کی زندگی کا یہی مقصد ہو گیا تھا کہ جہاں جاوے مخالفت کرے۔ اس نے اپنی کتاب میں مباہلہ کیا اور ابھی کتاب کو چھپے ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ مر گیا۔

چراغدین جموں والے کا ذکر خود پہلے مضمون میں ہو چکا ہے اس شخص نے بھی مباہلہ کیا اور ابھی کتاب شایع بھی نہیں ہوئی تھی کہ طاعون سے جیسا کہ حضرت اقدس نے شایع کیا تھا ہلاک ہو گیا۔

ایسا ہی ایک دو نہیں بلکہ بہت سے آدمی مقابلہ میں آئے اور انھوں نے موت کا مزا چکھا۔

یہ تو انڈیا کا حال ہے ہندوستان سے باہر بھی بعض مدعی پیدا ہوئے۔ انگلستان میں پگٹ ایک شخص تھا اس نے مسیح ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے توجہ کر کے اسکے متعلق ایک پیشگوئی شایع کی کہ اسے عذاب ہوگا۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ایک شرمناک الزام زناکاری میں متہم ثابت ہوا۔ اور اس زنا کا ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اب اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔

امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی ایک شخص اٹھا اور اس نے یسوع مسیح کا رسول ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے اسکے اس جھوٹے دعوے پر اسے مقابلہ دعا کے لئے چیلنج دیا جس کو امریکہ کے اخباروں نے چھاپا اور شایع کیا اور ایسی غیرت دلائی مگر وہ مقابلہ کے واسطے نہ آیا اور بدزبانی

سے کام لیا۔ اس کا جو انجام ہوا وہ خطرناک اور عبرت بخش ہے۔ سب سے اول ولد الزنا [illegible] ثابت ہوا اور خود اس نے تسلیم کیا پھر اس کی بیوی کا چال چلن خراب ثابت ہوا۔

اور آخر خود اس کے اپنے ہی مریدوں میں اس کے خلاف خطرناک شور مخالفت اٹھا اور اسے اپنے شہر کو چھوڑنا پڑا۔ اور ہر قسم کی نامرادیوں میں مبتلا ہو گیا۔ اور خود اسکے اپنے وجود پر خطرناک امراض کے حملے ہو رہے ہیں۔ اور وہ مایوسی۔ حسرت اور ناکامی کی مجسم تصویر بن رہا ہے۔

اسی طرح پر جو شخص مخالفت کے لئے اٹھا وہ اپنے طریق مخالفت میں نامراد رہا اور خود اسی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوا۔

یہ امر بھی واضح کرنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے وقت دعوی الہام و ماموریت کیا جبکہ کوئی ایسا دعویدار موجود ہی نہ تھا۔ جس سے یہ شبہ ہوسکتا کہ انھوں نے کسی کی دیکھا دیکھی ایسا کیا۔ اور [illegible] ہی جس قدر دعویدار آپ کے سامنے اٹھے انھوں نے آپ کی ریس کر کے اور اس حق کو مشتبہ کرنے کے لئے جھوٹے دعوے کئے لیکن نامراد ہو کر رہ گئے تا کہ ثابت ہو جاوے کہ چونکہ خدا مفتری کو مہلت نہیں دیتا اور اسے نامراد رکھتا ہے اس لئے جھوٹے دعوے کرنے والے نامراد ہوے اور راستباز کامیاب ہوا۔ اور آپ کی طبیعت خلوت گزین اور تنہائی کو ایسی عزیز رکھتی تھی کہ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گوشہ تنہائی میں بسر کیا اور اگر شہرت یا جاہ طلبی کی خواہش ہوتی تو اپنے جلیل القدر خاندان کے باعث اعلیٰ درجہ کی ترقی کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ کے بڑے بھائی صاحب خاندانی وجاہت کی وجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک معتبر عہدہ دار تھے اور یوروپین آفیسر ان کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس کو دنیا اور اس کی مشیختوں سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس وقت بھی جبکہ لاکھوں آدمی آپ کی کفش برداری کو اپنا فخر سمجھتے ہیں آپ بے تکلف حلقہ خدام میں بیٹھتے ہیں کوئی امتیازی نشست آپکے لئے نہیں ہوتی۔ بجز اسکے کہ آپکا درخشاں چہرہ

[illegible]
آنے والے کو اپنی طرف [illegible] کرتی ہے۔

حضرت اقدس کی مخالفت کا جس قدر میدان وسیع ہوا ہے بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ اس کی نظیر موسوی سلسلہ کے [illegible] میں نہیں ملتی۔ **مسلمان** مہدی کے [illegible] سے ناراض ہوئے اور علماء اور فقراء کی علمی اور عملی غلطیاں جب آپ نے حکم ہونے کی حیثیت سے پیش کیں تو وہ اور بھی مخالف ہو گئے۔ دنیا دار **مسلمان** جو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لیتے ہیں وہ اپنے رنگ میں مخالف ہوئے۔ کسی نے اعیان ٹرکی کے متعلق بعض صحیح اور برمحل رائیں کو سُن کر مخالفت کا جوش پیدا کیا۔ کسی نے کسی اور پہلو سے **آریوں کی مخالفت** بجائے خود بہت خطرناک ہے اس لئے کہ آریوں کے خیالات [illegible] کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ **عیسائیوں** کی مخالفت کی تو حد ہی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ **مسیح موعود** ہونے کا دعوے ہے اور عیسائی مذہب کے **ابطال** کے لئے خاص طور پر خدا نے آپ کو مامور کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو علم کلام آپ نے ایجاد کیا ہے اور جس راہ سے اس مذہب پر حملہ کیا ہے وہ ایسا کاری حربہ ثابت ہوا ہے کہ خود یورپ کے عیسائی اخبار (مذہبی [illegible]) چلا اٹھے ہیں کہ اگر یورپ کو عیسائی رکھنا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ پنجاب میں مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ الاحد) نے جو طریق تنقید اختیار کیا ہے اسے کسی طرح سے روکو۔ اس قسم کے مضامین گرجے کی اخبار [illegible] میں شائع ہوئے ہیں جب سے سیالکوٹ [illegible] کھلے طور پر **سری کرشن** مہاراج ہونے کا اعلان کیا ہے اس وقت سے آریوں نے تیرا [illegible] ہندوؤں کو بھی مخالفت کے لئے [illegible] میں کمی نہیں کی۔ غرض ہر طرف سے مخالفت کی گئی اور کی جا رہی ہے مگر یہ اس مخالفت میں ہی سرسبز ہو رہا ہے یہ معمولی امر نہیں بلکہ بڑی قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی کی مخالفت سے انسان عاجز آ جاتا اور [illegible] اُٹھتا ہے مگر یہ دل کس **قوت اور طاقت** کا دل ہے کہ اس پر کوئی **مخالفت اثر ہی نہیں کر سکتی اور انکا قدم** [illegible] نہیں بلکہ ہر قدم **پہلے سے بڑھکر اٹھتا ہے**۔ یہ قابل غور بات ہے اور ایسی عظیم الشان اعجاز ہے اپنا مخالف [illegible] منقطع کو نہیں رہا ہوتا [illegible] اپنے [illegible] کی **مملکت** کے حالات [illegible] نہیں کر سکتے کہ اتنی بڑی سلطنت کا خود مختار مالک مخالفت کا مقابلہ کیسے کس طرح پر **خائف** ہوں [illegible] اپنی زندگی [illegible] کا [illegible] کرنا تھا۔ پس جب عام مخالفت سلاطین سلطنت کے دلوں کو ہلا دیتی ہے تو ایک **عام** آدمی کا اس کا مقابلہ کرنا کہاں ممکن ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے اور اسی کیطرف سے ایسا ثابت قدم اور مستقل عطا ہوتا ہے جس کو دنیا کی کوئی آفت کوئی مصیبت متزلزل نہیں کر سکتی۔ [illegible] کے تیروں میں بھی اسی **خدا** کی [illegible] کے سایہ میں بھی [illegible] نہیں رک سکتے [illegible] نہیں کر سکتی [illegible] اخراج کی [illegible] ان کے لئے کارگر نہیں [illegible] اُسے پہنچاتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے بولتے ہیں اور اُن کی **پشت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے**۔

پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ مرزا صاحب کی **مخالفت** کا پہلو آپ کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس پہلو میں بھی ہزاروں نشان آپ کی **صداقت** کے ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اتنے لمبے مضمون کی آپ کے رسالہ میں گنجائش نہ ہو اس لئے میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ ہاں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ گورداسپور کے ضلع کے جس پنڈت اگنی ہوتری کا ذکر آپ نے کیا ہے کہ وہ دیو گورو بھگوان کا اوتار بنتے ہیں یہ آپ کو معلوم نہیں وہ تو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں تو اوتار کیسے؟ انھوں نے اوتار ہونے کا دعوے نہیں کیا وہ دہریہ ہیں اسلئے اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

آخر میں [illegible] یہ [illegible] ناظرین سے یہ [illegible] کہ جناب مرزا صاحب کا دعویٰ معمولی دعویٰ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آنے کے مدعی ہیں اور انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جس **مہدی** کے مسلمان منتظر ہیں وہ **میں** ہوں اور جس مسیح کے عیسائی منتظر ہیں وہ **میں** ہوں اور جس کلنگی **اوتار** کے ہندو منتظر ہیں وہ کرشن رودر گوپال **میں** ہوں اور اس دعوے کے ثبوت میں

(۱) ضرورت وقت۔ (۲) خود مامور کی اپنی بے عیب اور پاک زندگی (۳) وہ نشانات جو پہلے سے مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں اس وقت کے لئے بتائے گئے تھے ان کا پورا ہونا (۴) خود اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات کا ظاہر ہونا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں (۵) اسکے دعوے کے وقت کسی اور مدعی کا موجود نہ ہونا (۶) اس کے دعوے کے بعد بہت سے جھوٹے دعویدار کا پیدا ہونا اور آخر اس کے مقابلہ میں نامراد رہنا۔ (۷) اسکی **تعلیم** اور اسکے نتائج (۸) اس کی مخالفت کا شدید ہونا اور پھر اس مخالفت کا بالکل بے اثر رہنا اس کی **ترقی** میں موجب روک نہ ہو سکنا۔ (۹) ہمیشہ تائیدی نشانوں کا دروازہ کھلا رہنا (۱۰) اب بھی اگر کوئی مدعی جھوٹا دعوے الہام و وحی کا کر کے مقابلہ کے لئے آئے تو اسکا یقیناً نامراد رہنا۔ یہ دس قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں :۔ اور جو چاہے اس راہ پر چلکر فایدہ اٹھا سکتا ہے۔

سرستی کے معزز ناظرین میں سے اگر کوئی مزید واقفیت حاصل کرنا چاہے تو وہ قادیان ضلع گورداسپور میں خود تشریف لے آئیں یا بذریعہ تحریر بھی فایدہ اٹھا سکتے ہیں :۔ میں اس مضمون کو یہاں ختم کر دیتا ہوں اور سرستی کے فاضل ایڈیٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنے معزز رسالہ میں درج کر دیں گے اور حق پسندوں کی جماعت کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

(یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان)

شرقیوں اور غربیوں میں اخلاق کے مفہوم کا فرق

بیان کیا جاتا ہے کہ جوزف الیف سمتھ جو عیسائی فرقہ مارمن کا پیشوا ہے بجرم کثرت ازدواج گرفتار کیا گیا ہے۔ اُس کے سزا پانے میں بعض شکوک ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اس بات کا خوف ہو رہا ہے کہ شاید وہ شاید [illegible] ہی ثابت نہ ہوں۔ اور عورتیں اُس سے تعلق مناکحت کا انکار ہی کر دیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بصورت ثبوت نکاح وہ مستوجب سزا ٹھہرے گا اور اگر اُن کا تعلق ناجائز یعنی زناکاری کا ثابت ہوا تو وہ بری ہو گا۔ یہی ایک بڑا فرق مشرقی اور مغربی دُنیا کے مفہوم اخلاق میں ہے۔ یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں میں جو مفہوم اخلاق کا ہے وہ اسی امر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اسلامی عدالت میں پیش ہو کر زنا کے ارتکاب کا اقبالی ہو تو وہ سخت ترین سزا پانے کا مستوجب ٹھہریگا۔ لیکن وہی اقبال اگر ایک عیسائی عدالت میں کرے تو اُس کے لئے بریت کا ذریعہ ہو گا۔ اگر قدیم زمانہ کے نبیوں اور داناؤں نے کوئی تعلیم نیکی کی دی ہے اور خود عیسائیوں کے جدید ترین معتقدات میں بھی یہ بات داخل ہے کہ ضرور ان کی تعلیم نیکی کی ہے تو اُس کے رو سے زنا چونکہ تمام بدکاریوں سے گندہ ترین گناہ ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر بغور دیکھا جاوے تو عملی طور پر عیسائی دین کے رو سے اگر ایک بیاہا ہوا عیسائی کسی غیر عورت سے چاہے تو بے کھٹکے ناجائز تعلق رکھے اور جب تک کہ وہ عورت دوسرے کسی نام سے موسوم ہے اُس وقت تک اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے میں عیسائی دین کو کوئی اعتراض نہیں۔ ہم لوگ جو مشرق میں رہتے ہیں اہل مغرب کے اس مفہوم اخلاق کی عظمت اور خوبی سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور اسی طرح یہ بات سمجھنے سے بھی ہمارے دماغ بہت دور ہیں کہ کثرت ازدواج کیوں گناہ ہے اور ایسی حالت میں ایک انسان زنا کے ارتکاب کا اقبال کر کے کیونکر چھٹکارا پا سکتا ہے؟ یہ تو حقیقت میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ناجائز تعلقات کے عملی طور پر جواز کی اجازت دینا [illegible]

آریہ سماج کی دینی کتب میں **خوفناک جھوٹ اور گناہوں کی تعلیم** | یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو [illegible] آریہ سماج کی تعلیم کے اظہار کے لئے شائع ہوا ہے اس کے مضمون [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے نہایت کامیابی سے [illegible] مضمون کو ادا کیا ہے [illegible]

خطبۂ نکاح

جو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کے نکاح پر پڑھا

الحمد للّٰہ - نحمدہ و نستعینہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ - و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیّاٰت اعمالنا - من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ - و اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ -

اما بعد - اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم - یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاً کثیراً و نساءً و اتقوا اللّٰہ الذی تساءلون بہ و الارحام - ان اللّٰہ کان علیکم رقیباً یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و قولوا قولاً سدیداً - یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم - و من یطع اللّٰہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً (پارہ ۲۲ رکوع ٦) یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و لتنظر نفس ما قدمت لغد و اتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون (پارہ ۲۸ رکوع ٦)

خطبۂ نکاح میں ان آیات کا پڑھنا مسنون ہے اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد چلا آیا ہے ان آیات میں تقویٰ کا حکم ہے - تقویٰ سے مراد اول عقاید کی اصلاح ہے - اللہ تعالیٰ کا نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ افعال میں کوئی شریک ہے - عبادت میں اس کا کوئی شریک بنانا ناجائز ہے - یہ عقاید میں مرتبہ اول ہے اور مرتبہ دوم ملائکہ پر ایمان لانا ہے - ملائکہ ہمارے دلوں پر نیکیوں کی تحریک کرتے ہیں - جو شخص اس تحریک کو قبول کرتا ہے - اور اس پر عمل کرتا ہے - اس کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے اور پھر ملائکہ زیادہ سے زیادہ نیک تحریکات کا سلسلہ اس کے دل کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں - جو لوگ شیطان کی تحریک بد کو قبول کرتے ہیں ان کا تعلق شیطان کے ساتھ بڑھتا ہے اور جو لوگ ملائکہ کی تحریک نیک پر عملدرآمد کرتے ہیں ان کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے - بیٹھے بیٹھے بغیر کسی بیرونی محرک کے جو انسان کے دل میں ایک نیک کام کے کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف توجہ ہو جاتی ہے وہ فرشتے کی تحریک ہوتی ہے اور جو بد خیال دل میں اچانک پیدا ہو جاتا ہے وہ شیطان کی تحریک ہوتی ہے - جس طرف انسان توجہ کرے اسی میں ترقی کر جاتا ہے - ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے کہ جب کسی کے دل میں نیک تحریک پیدا ہو تو فوراً اس نیکی پر عملدرآمد کرے - برخلاف اس کے جب بد خیال دل میں آئے تو لاحول پڑھنا اور اعوذ پڑھنا اور بائیں طرف تھوکنا شیطان کی شرارت سے بچاتا ہے کیونکہ شیطان طرف راست سے نہیں آتا وہ راستی کا دشمن ہے بلکہ ہمیشہ طرف چپ سے آتا ہے - جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور ملائکہ کی نیک تحریکات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو تدبر کے ساتھ پڑھتے ہیں - اور مرسلین کا نیک نمونہ اختیار کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ صراط مستقیم پر قدم مارنے کی توفیق دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے ہوئے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت کے حصول تک پہنچ جاتے ہیں - خدا تعالیٰ کی توحید اور ملائکہ پر ایمان کے بعد تیسری بات ایمان بالآخرت ہے - جزا و سزا کا عقیدہ انسان کے واسطے ترقی کا موجب ہے - اور اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو یہ ترقی بتدریج انسان حاصل کر سکتا ہے - اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سامان بآسانی مہیا کر دئے ہیں - دیکھو خدا تعالیٰ کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے - ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں - یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گذرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئینگے جو یہ خواہش کرینگے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے مگر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئیگا یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب در عجیب تحریکیں دُنیا میں زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہل چل مچ رہی ہے - عربی زبان دُنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے - کتابیں کثرت سے شایع ہو رہی ہیں - وہ عیسائیت کی عمارت جس کو ہاتھ لگانے سے خود ہماری ابتدائی عمر کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے - آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقاید سے متنفر ہو کر اس کے برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں - کہ یخربون بیوتہم بایدیہم کے مصداق بن رہی ہیں - اور شرک کے ناپاک عقاید سے بھاگ کر ان پاک اصول کی طرف اپنا رخ کر رہے ہیں - جن کے قائم کرنے کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے -

یہ سب واقعات قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں - جیسا کہ الفاظ کی حفاظت یاد کرنیوالوں اور لکھنے والوں کے ذریعہ سے ہوئی ہے - ویسے ہی معانی کی حفاظت مجددوں کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے - یہ سب کچھ موجود ہے - مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے قسم قسم کے طریقوں سے رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی خیال کرے ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی بعد میں آنیوالا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اُس کی برابری نہ کر سکتا تھا - سائل کو دو - دُکھی کو دو - ذوی القربیٰ کو دو - نماز سنوار کر پڑھو - مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو - غریبی میں - امیری میں مشکلات میں - مقدمات میں ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو - تقوےٰ کا ابتدا اور دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے جن کی نسبت فرمایا ہے اِنَّ الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی - تقوےٰ کرنے کے حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ و لتنظر نفس ما قدمت لغد چاہیئے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا طیاری کی ہے - انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے - جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے - جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں اس قدر طیاریاں کی جاتی ہیں - اور اسکی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر کس قدر طیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جوابدہی لازم ہے اس آنی فنا والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے - جو کہ جوابدہی کرنیوالا ہے ان اللّٰہ خبیر بما تعملون - اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے - اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرت انسانی جاگ کر اُسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں سے گرنے سے بچاتی ہے -

اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقوےٰ اختیار کرو - اور سیدھی بات بولو تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوریوں کو معاف کرے گا اور تمہاری غلطیوں کی سنوار اور اصلاح ہو جائے گی - انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے - پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بث منھما رجالاً کثیراً کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دُنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے - میرا ایمان ہے - کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں

ترجمہ - سب حمد اللہ کے لئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے - جسے خدا تعالیٰ ہدایت یافتہ ٹھہرائے اُسے کوئی گمراہ نہیں ٹھہرا سکتا اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ کرے - اسے کوئی ہدایت نہیں ٹھہرا سکتا - میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں - وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اسکا رسول ہے ؎ اما بعد - میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں - شیطان دھتکارے ہوئے سے - اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے - جس نے تمہیں ایک ہی جنس سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے - اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور قرابت کا لحاظ رکھو تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے - اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور بولو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کریگا - اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور جو کوئی اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرے وہ بہت بڑی مراد کو پہنچ گیا - اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چاہیئے کہ ہر ایک جی دیکھ لے کہ اس نے کل کیواسطے کیا طیاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو - بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ؎

کیونکہ اس کی اولاد اس قسم کے رجال اور نساء پیدا کرنے والی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی تقویٰ ہی سے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچا سکتی ہیں کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھکر جوش اس بات کا ہے۔ کہ میں مسیح موعود کی بیوی بچوں متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو رجالاً کثیرًا اور تقویٰ اللہ والے کے مصداق بنائے۔ آج کی تقریب: ایک خاص خوشی کا موقع ہے اور خاص خوشی خان صاحب نواب محمد علی خان کے لئے ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اُنکی قسمت میں یہ بات کر دی کہ وہ اس تعلق میں نسبت حاصل کریں۔ آج یہ تقریب ہے کہ ہمارے امام آدم وقت کے اس شریف لڑکے کا نکاح نواب صاحب کی اکلوتی بیٹی زینب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کا مہر وہی ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جاتا ہے جو کہ حضرت کے دوسرے لڑکوں کا مقرر ہوا ہے کیا آپ کو (نواب صاحب کی طرف توجہ کر کے) منظور ہے (نواب صاحب نے کہا منظور ہے پھر صاحبزادہ شریف احمد سے پوچھا گیا اُس نے بھی کہا منظور ہے۔) اس کے بعد حضرت نے بمعہ جماعت دُعا کی۔

دارا بہ سر فتادہ آں سایہ ہمایوں
برزق دولت ما زخندہ تہنیت آمد

آں شاہ گر گوزر گسترد سایہ برپا
گویا کہ بر سر ما بال ہما بر آمد

نوشیروان ثانی کاندر زمان عدلش
با شیر گوسپندے در مشربے در آمد

آفاق شد معنبر آمد بدہر خوشبو
اخلاق طبع پاکش آنسان معطر آمد

آں حاجیان سرحد مدحش ہمی سرایند
کز بہر حج کعبہ بارے دیار آمد

حاتم کہ بود مردے مرد خدا ہمین است
آں داستان حاتم بارانہ باور آمد

این ظل سرور ما آمد چو بدر کامل
از عدل قیصر ما خورشید انور آمد

این سرورے کہ او را سرہا بزیر فرمان
آن قیصرے کہ بالش بالای سر بر آمد

شاہنشہے کہ خلقے مدحت سرا بملکش
آں امیر کہ ملکے او را ثنا گر آمد

در ملک او ہمیشہ مہر منیر تابد
خورشید دولت او بر ہفت کشور آمد

گردنکشے زتختش باشد سیاہ بختے
فرمان بر ے بحکمش فرخندہ اختر آمد

آنگہ سوی مطلب گویم فانش رازے
تنہا نہ لارڈ منٹو جنرل گورنر آمد

بل جد امجدش کو ہم بود لارڈ منٹو
جنرل گورنری ہم او را بہ منبر آمد

آں وقت بود نیکو ہنگام بس مبارک
سرکار انگلیزی برما مظفر آمد

چوں دست بافت برما غارتگری بلکی
با لشکرے بزرگے سالار لشکر آمد

آراست بُرنہائے جنگی بصد شکوہے
در جنب این حریفان با شوکت و فر آمد

پنجاب را غارت بردہ چو دست غارت
با چشم خونفشانے با دیدہ تر آمد

پاداش یافت سرپک زیں سرکشان باغی
بر دفق فعل انشان انجام کیفر آمد

زینسان چو دولت او زو دستگیر حکومت
آخر خدو ملکی بہر مسخر آمد

آید ہمیں دعائے از ما بلب کہ یا رب
این سلطنت کہ اندر مقبول داور آمد

والئی این ریاست صد ہر زباں شنوش
چوں بندگان مخلص اے بندہ پرور آمد

زید ہزار نازش فرمانروے ما را
کاندر زبان کلکش این مدعا بر آمد

گویم صد مبارک در پیش روی آقا
کاین پیکر تمنا اینک ز در در آمد

در تہنیت مقدم اُو دُر ہا نثار کردہ
ثاقب چو بر در اُو با سلک گوہر آمد

آزاد ہو کر وہ ملے پیٹے والفضل کو اس طرح ادا کرتا تھا کہ اکثر ہمعصر معاصر اخبار اُس کی بے باکی سے مرعوب ہو جاتے تھے مگر ہندوستانی پریس کی دقتوں نے بالآخر وہ اسباب جمع کر دیئے جو اخبار ہی حیات کے لئے عموماً مہلک ثابت ہوئے ہیں مجبوراً اخبار کو

بیالیس برس

کے بعد بند کر دینا پڑا اور ساڑھے برس سے زیادہ زمانہ ہو چکا ہے کہ خاموشی کے ساتھ زمانہ مناسب کا منتظر ہے۔

مگر اب حالات زمانہ کے ساتھ مذاق اور مذاق کے ساتھ ضرورتیں بھی متغیر ہو گئی ہیں پولٹیکل معاملات و تعلقات کی تازہ پیچیدگیوں نے کئی سال سے بنگال کو جدا اُن **ہند** کا ایک نازک ترین حصہ بنا دیا ہے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بنگال کا **اسلامی حصہ** کسی مؤثر اخباری قوت سے خالی نہ رہے اور اسی لئے قطعی ارادہ ہے کہ **۱۵** جنوری ۱۹۰۷ء سے مرحوم دار السلطنت کو دوبارہ زندہ کر کے اس اشد ضرورت کو پورا کیا جائے۔

مسلمانان ہند کی فائدہ بخش حمایت اور اصلاح امور کا ہمیشہ نصب العین رہے گا اور مقامی پولٹیکل کشمکش میں قوم کو پُر امن زندگی بسر کرنے کا مشورہ دینا مقصد اولین۔

خط و کتابت اس پتہ سے ہو پیرامر کے نام کیجائے
نمبر (۱۶) دھرم تلا لین کو لوٹولہ کلکتہ

کتابیں

ذوالفقار حیدری ۔ یہ ضخیم کتاب مضمون آریہ دھرم پال کی تہذیب جلد اول کا ترکی بترکی جواب ہے اور اس میں مصنف نے کمال کیا ہے کہ اول دھرم پال کے ہر اعتراض کو سوامی دیانند صاحب کی لائف کے مسلمہ واقعات دیکر انھیں پر چسپاں کیا ہے اور پھر معقول طور پر اُن کے اعتراضوں کی **علمی** اور فلسفیانہ رنگ میں تردید کی ہے یہ کتاب بھی اسرار قدم کے معزز مصنف نے لکھی ہے اس کی قیمت عمر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

رسوم جاہلیت ۔ یہ کتاب جو ۱۶۴ صفحہ پر عمدہ کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہے مولوی نجم الدین صاحب سیوہاروی نے مرتب کی ہے اور دار الکتب الحنفی لاہور نے چھپوا کر شائع کیا ہے قیمت ۱۲ رکھی ہے اس لحاظ سے کہ اس قسم کی کتابوں کا مذاق ناولوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ میری اپنی رائے میں جو لوگ کسی کتاب کو قیمت کے سوال سے جانچنا چاہتے ہیں۔ انھیں **علمی مذاق** کی چاشنی نہیں ہوتی ÷ بہرحال قرآن کریم کے بعض مقامات کے سمجھنے کے لئے ایام **جاہلیت** کے رسومات سے ضرور واقفیت ہونی چاہئیے۔ اس بنا پر یہ کتاب مفید ہے۔ دار الکتب الحنفی لاہور سے ملیگی ÷

دار السلطنت
کلکتہ
ہفتہ وار

پروپرائٹر۔ مولوی عبد اللطیف صاحب خلف الصدق مولوی عبد الباری مرحوم و مغفور ایڈیٹر ابو الکلام آزاد دہلوی ۔ قیمت سالانہ مع محصول چھ روپیہ۔

کلکتہ کے ان قدیم اخباروں میں ہے جو عرصہ تک ملک و قوم کی خدمت انجام دیتے رہے۔

دار السلطنت

ایک خاص اخبار نکلتا تھا ہندوستان میں اب تک اخبار سے ایک تجارتی شغل کا کام لیا گیا ہے لیکن دار السلطنت ایک ایسا اخبار تھا جس کا پروپرائٹر اپنے مقاصد کو تجارتی توقعات کی اسپرٹ سے [illegible]

قصیدہ تہنیت مقدم

ورود میمنت آمود ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے کشور ہند ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ در دار الریاست مالیر کوٹلہ

جو حسب الحکم ہز ہائی نس نواب احمد علی خان بہادر فرمانروا ریاست
رام اقبالہ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی نے عرض کیا

باستان خسروانی با تاج زر بر آمد
بر تخت آسمانی چوں شاہ خاور آمد

از بہر قطع ظلمت آں چشمہ منور
با تیغہائے زرین از تیغ کہ بر آمد

بر یک ہزار نہ صد شش سال عیسوی بد
بست و ششم چو روز ماہ نو سر آمد

در گوشش بارسید آں دل کشا نوید
گز سمع او بجاں دلم گوشش عدد گر آمد

آمد بوجد ہر یک چوں صوفیان صافی
دل بازخہ شگفتی با نغمہ انز بر آمد

دریائے موج جوشان باشوکت و روانی
مواج ہم چو دریا طبع سخنور آمد

یعنے درین زمانے آں شاہ بد تمنا
چوں ماہتاب روشن از زیر چادر آمد

چوں چشمہائے ما بُد در انتظار بردر
با شان دلربائی آں ماہ در بر آمد

بو [illegible] دید ما واچوں ماہ عید او را
ناگہ حسن و خوبی آں شاہ پیکر آمد

بر بام چرخ رفتہ آوازہ سلامی
انواب ہمی [illegible] آمد

مالیر کوٹلہ شد رشک ارم زبہجت
در روئے [illegible] لارڈ [illegible]

آں نائب حکومت آں ملک را نگہباں
اقلیم ہند را [illegible] آمد

وطن کا عذر نامعقول

نمبر ۲

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اس سے پہلے نمبر میں جو ہم نے وطن کے عذر نامعقول دکھلائے ہیں اُن میں بہت مختصر بحث اس امر پر کی گئی تھی کہ وطن نے جو کچھ اپنی **کفر فروشی - اشاعت کفر - امداد کفر** - کے معقول الزام اور قابل گرفت اعتراض کی تردید میں لکھا ہے محض فضول اور نامعقول ہونے کے علاوہ اُس کی **کینہ توزی - حسد - بغض** - اور بے جا **پُرخاش** کے نتائج ہیں جو اُس کو اسلام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی نسبت ہے جس کا بڑا ثبوت اور بیّن دلیل یہ ہے کہ وطن کے نزدیک آں حضرت صلعم قرآن کریم اور اسلام کی توہین و تردید کرنے والی کتابیں **نادر** اور **مفید** اور اسلامی کتابیں ہیں - اور کہ اس کفر فروشی کے داغ کو محو کرنے کی خاطر جو کچھ اُس نے عذر دکھلائے گئے ہیں یعنے سلطان المعظم کی توہین اور نقائص کی مضمون نگاری اور ریویو کی عدم امداد وغیرہ وہ صرف دھوکا دہی ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ الحکم کے اس معقول اور قابل گرفت اعتراض کا جواب وطن سے بن نہیں سکا اور نہ بن سکتا ہے اس نمبر سے پہلے اگرچہ ہم نے اس بات کا کافی ثبوت دیدیا ہے کہ سلطان المعظم اور آں حضرت صلعم - ان دونوں میں سے کون زیادہ وطن کو محبوب ہے اور کس کی اس کے دل میں زیادہ جاہ اور محبت ہے ؟ مگر تاہم ہم کسی قدر مزید بحث کر کے اس میں دکھلانا چاہتے ہیں کہ سلطان المعظم کی نسبت زیادہ دلچسپی رکھنے کا ان ڈائرکٹ راز کیا ہے ؟ جس کے سبب سے سلطان المعظم کی نسبت صحیح الفاظ کہنا بھی وطن کے نزدیک زہر ہلاہل سے زیادہ ہیں اور قرآن پاک اور آں حضرت صلعم اور اسلام جیسے مقدس مذہب و ملت کی نسبت توہین و تردید والی کتابیں نہ صرف عمدہ بلکہ **مفید** اور **نادر** ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ ایک مولوی اور قومی خادم کہلانے والا عیسائیوں سے زیادہ قیمت پر اُنکو فروخت کر کے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ ہونے میں مدد دیتا ہے - وطن کے نزدیک جو کتابیں **نادر** اور **مفید** اور **اسلامی** کتابیں ہیں اُنکی قیمت جو عیسائی لیتے ہیں اور جو کچھ وطن نے مقرر کر کے رعائتی قیمت کا احسان جتایا ہے اس پر غور کرنے سے اگرچہ موٹی عقل والا یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وطن کا اصل مدعا حضرت زر ہے جس کی خاطر جنب کو ایسی ایسی نالائق کتابوں کو **نادر** اور **مفید** بنانا پڑا - مگر تاہم اس بات پر بھی نظر کرنا مناسب ہے جو ذیل میں گذارش کی جاتی ہے - وطن کا مقصد اعلٰے ٹرکی کی نسبت زیادہ دلچسپی لینا ہے اس لئے آئے دن اخبار میں ٹرکی کے متعلق حالات اخبار میں درج ہوتے ہیں اور یہ بھی وطن اپنا مقصد اعلٰے سمجھتا ہے کہ اگر کوئی عیسائی پرچہ حضرت سلطان المعظم کی نسبت کوئی اعتراض کرے تو جھٹ اُس کا جواب دیکر اُس کے اعتراض کو غلط ثابت کر کے دکھلا دیوے کہ وہ اعتراض غلط ہے اگرچہ وہ اعتراض کسی صحیح واقعہ پر مبنی کیوں نہ ہو - مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کیا جاوے تو وہ مذہبی مناقشات کی ذیل میں رکھکر اس قابل نہیں ہوتا کہ جواب دیا جاوے - ہاں ایسے ایسے اعتراضات کا وطن میں شایع ہونا وطن کے نزدیک مذہبی مناقشات میں داخل نہیں ۔ جیسا کہ پچھلے دنوں درود شریف پر ایک صاحب کا اعتراض وطن نے شایع کرنا اپنا فرض خیال کیا تھا مگر ساتھ ہی اُس کے اس کا جواب دینا باوجود مولوی ہونے کے مقاصد و اغراض اخبار وطن کے خلاف اور مذہبی مناقشات سمجھکر شایع کرنا مناسب نہ سمجھا - جسکا بالآخر ایک مسلمان نے یعنے جناب مولانا مولوی محمد الدین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام نے محض اسلامی محبت اور جوش سے جواب دیکر دکھلا دیا تھا کہ اعتراض مذکور بالکل کم عقلی پر مبنی ہے -

وطن نے الحکم کے اعتراض اشاعت کفر و کفر فروشی پر سلطان المعظم کی توہین کا بیجا الزام کیوں لگایا ؟ محض اس لئے کہ اس صورت میں تمام مسلمان بھڑک اُٹھیں اور اصل بات خبط ہو جاوے اور اُس پر کسی کی نظر نہ رہے چنانچہ آپ نے اپنی چال میں کامیاب ہونے کی خاطر مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے کہ "بعض مدعیان تائید اسلام کو اسلام اور مسلمانوں سے درحقیقت جتنی کچھ اُلفت اور اخلاص ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے" پھر اس اقتباس میں حضرت اقدس جری اللہ کے وہ الفاظ تحریر کئے ہیں جو حضور مقدس نے کسی وقت سلطان المعظم کے تذکرہ کے وقت سلطان کی نسبت بیان فرمائے تھے جن کا خلاصہ وہ ہے جیسا اس سے پہلے نمبر میں ہم نے بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت وہ الفاظ بالکل سچے اور راستی سے ملو ہیں اور کہ اُن میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہے - مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہوا ہے اُن کے نزدیک سچی بات بھی توہین میں داخل ہے اس کی وجہ کیا ہے ؟ وہ صرف یہ کہ اس طرح وطن کا جادو اُس کے ناظرین پر چل سکیگا اور اُس کی قابل شرم اور لائق نفرین سوداگری کا راز چھپ جاویگا یعنے جو ہیں سلطان المعظم کی توہین کا لفظ ناظرین وطن ملاحظہ فرماویں گے فوراً اپنے جامے سے باہر ہو کر احمدیوں پر تبرا بازی شروع کر دینگے اور اس طرح وطن کی قابل شرم حرکت کی طرف کسی کی نظر نہ رہے گی اور اس چال کو زیادہ مصالحہ دار بنانے کی خاطر وطن ایک اَور بھی چال چلا ہے یعنے یہ بھی ذکر کر دیا ہے کہ "یہ بھی خبر ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت نے ابھی سلطان المعظم کو صرف روحانیت سے خالی بتلایا ہے" اور کہ "اگر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی طرح یا دیگر بادشاہان اسلام اور چند ہزار کے سوا باقی تمام مسلمانان عالم کو کافر مطلق کہدیتے تو کیا کوئی اُن کی زبان پکڑ لیتا" اس فقرہ سے وطن نے لوگوں کو اس طرح پر بھڑکانا چاہا ہے کہ گویا میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس قسم کی ہے کہ اُن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ مسلمانان عالم اور شاہان اسلام کو کافر مطلق بنانے کے درپے رہا کرتے ہیں - مگر یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اگر اس جھوٹ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھا جاوے اور دوسری طرف کسی نہایت جھوٹے شخص کے جھوٹ اکٹھے کر کے رکھے جاویں تو اس دروغ بےفروغ والا پلا بھاری ہوگا - کیا فی الحقیقت میرزا صاحب اور اُن کا پاک گروہ اسی قسم کا سخت ہے کہ ان بیچاروں پر جو دن رات سلطان المعظم کی بیجا حمایت کا دعوےٰ کرتے ہیں اُن پر کفر کا فتوےٰ لگا رہتا ہے یا اُن لوگوں نے خود سبقت کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار کر اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپاں کرا لیا ہے ؟ کیا میرزا صاحب کے ہاں سے باقاعدہ کفر کے فتوے مسلمانان عالم کے لئے تیار ہو کر نکلا کرتے ہیں یا اُن مولوی صاحبان کی طرف سے جنہوں نے حال میں وطن پر بھی اُس کی قابل شرم سوداگری پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اُس کو ابوجہل وغیرہ سے تشبیہ دی ہے ؟ پھر جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ میرزا صاحب کی درگاہ سے ہرگز ہرگز مُہریں لگ کر فتوے شایع نہیں ہوتے تو ایسا سخت اور گمراہی میں غلطان و پیچان نامہ اعمال جھوٹ بولنا کس حب الوطنی کا نام ہے ؟ کیا وطن اسی پوزیشن پر اسلام کی اور سلطان المعظم کی حمایت کا دعوےٰ دار بنتا ہے کہ وہ ایسا صریح اور گندہ جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے - میرزا صاحب قبلہ نے ہرگز ہرگز کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا اور نہ میرزا صاحب کا منصب ہے کہ لوگوں کو کافر بنائیں کیونکہ میرزا صاحب قبلہ انبیاء علیہم السلام کی طرح لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں نہ کہ کافر اور بے دین - پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب یا اُن کی برگزیدہ جماعت کفر کے فتوے لگانے میں ہی اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دے - کیا دوسرے مولوی صاحبان جنہوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ اس کام کے لئے بس نہیں ہیں جو میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس ناگوار بوجھ کو اُٹھا دیں ؟ ایسی حال میں مولوی صاحبان نے جس عالی حوصلگی اور فراخدلی سے وطن کے ایڈیٹر کی نالائق حرکت پر فتوےٰ لگایا ہے وہ اس کی کافی دلیل ہے کہ مولوی صاحبان ہرگز ہرگز اس کام سے تھک نہیں گئے پھر بھلا کیا ضرورت ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس کام کے درپے ہو کہ جو اُن کا نہ تو حق ہی ہے اور نہ وہ بحالت موجودہ اس کے اہل ہیں - میرزا صاحب کا وجود مثل انبیاء علیہم السلام کے ہے یعنے جس طرح پر انبیاء علیہم السلام لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آتے رہے ہیں اور اُن پر ایمان لانے والے اور اُن کی ہدایات پر عمل کرنے والوں کا نام مومن اور منکروں اور معاندوں کا نام کافر خدا کے کلام نے رکھا اسی طرح میرزا صاحب قبلہ کے منکروں اور معاندوں نے خود بخود سبقت کر کے میرزا صاحب پر کفر کا فتوے لگا کر بموجب حدیث نبوی کے کافر بن گئے ورنہ یہ بات ہرگز نہیں ہوئی کہ میرزا صاحب یا اُن کے مریدوں نے مولوی صاحبان کی طرح مسلمانان عالم کے کافر بنانے میں سبقت کی ہو -

پھر وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب رقم طراز ہیں کہ "جو جماعت مسلمانوں کی دل آزاری کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر سے اپنی غرض

مکروہ کو پورا کرنے سے کبھی چوکی ہو۔ یہ بھی اُس داغ کے محو کرنے اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے اور جماعت احمدیہ پر تبرّا کرنے کا ایک گُر ہے جو وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنے وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کی اشاعت کفر و کفر فروشی پر جو الحکم نے اعتراض کیا ہے کہ اُس نے اسلام کی تردید اور آں حضرت صلعم و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں ظاہر کر کے عیسائیوں سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ گویا وہ رعایتی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان کر رہا ہے" بنابریں آپ بیان فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت کا کام دراصل مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور کہ وہ مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کرنے سے اپنی غرض مکروہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں کیا معنے؟ کہ جو اعتراض الحکم نے وطن کی قابل شرم سوداگری پر اُٹھایا ہے وہ تو قابل شرم اور لائق نفرین کام نہیں ہے مگر احمدی جماعت کا ایسی سوداگری پر اعتراض اُٹھانا صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کے لئے ہے۔ تعجب کہ اسلام کی توہین اور آنحضرت صلعم کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** بیان کر کے بیچنے پر اعتراض کرنے سے میاں وطن کی گول منطق میں مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر ہوتی ہے!! کیوں نہ ہو! اس حملہ سے وطن کے لائق فائق ایڈیٹر صاحب گویا ان ڈائرکٹ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کا وجود مسلمانان عالم کا وجود ہے اور وطن پر اعتراض کرنے سے جو کچھ وطن کی دل آزاری ہوئی ہے محض اس لئے کہ اس کو بہت سا مالی نقصان پہنچا اس لئے وہ دل آزاری مسلمانان عالم کی بھی ہے اور کہ اس سے گویا آپ یہ بھی ثبوت بہم پہنچانے کا منشا جمع کرتے ہیں کہ دراصل وطن کا لائق ایڈیٹر خود کچھ بھی نہیں کرتا بلکہ وطن سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے چونکہ وہ مسلمانان عالم کا ساختہ پرداختہ ہوتا ہے اس لئے وطن کا آں حضرت صلعم اور اسلام و قرآن کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا ..... دراصل مسلمانان عالم کا کام ہے نہ کہ صرف وطن کے لائق ایڈیٹر کا۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تدبیر کیوں اختیار کی گئی؟ محض اس لئے کہ مسلمانان عالم بھڑک جاویں اور

اصل بات خبط ہو کر وطن کی قابل شرم حرکت پر پردہ پڑ جاوے۔ اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ سلطان المعظم کی توہین اس جماعت کے لئے کوئی نیا امر نہیں اس برگزیدہ ایزدی کی تحقیر و تذلیل ایک عرصہ سے اُن کا جزو ایمان ہو رہی ہے" کیا مطلب یہ کہ اگر وطن کے لائق ایڈیٹر نے آں حضرت صلعم اور قرآن و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا چاہا تو کون سا عیب ہو گیا۔ درآں حالیکہ احمدی جماعت سلطان المعظم کی توہین و تحقیر کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اب ہر ایک عقلمند انسان اس سے بآسانی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کا مرتبہ اور وقار سلطان المعظم کے برابر بھی نہیں اپنے سلطان کی نسبت صحیح اور درست الفاظ تو توہین و تحقیر ہیں مگر صریحاً آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابیں **نادر اور مفید** ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن الفاظ کو ذیل میں درج کر دیں کہ جو وطن کے نزدیک توہین و تحقیر میں داخل ہیں اور جس کے سبب اُس کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگے اور اُس نے اسکا بدلہ یوں نکالکر اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑنا مناسب سمجھا کہ آنحضرت صلعم و قرآن و اسلام کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے روشن دماغ انگریزی خوانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے مسٹر ولاور حسین کا ثانی بنا دے۔ اور وہ الفاظ جو حضرت اقدس نے بیان فرمائے تھے یہ ہیں کہ سلطان المعظم میں روحانیت نہیں معلوم ہوتی ورنہ وہ یورپ کا محتاج نہ ہوتا" اور کہ آج تک اُس سے بدؤں کا انتظام نہ ہو سکا ہر سال غریب حاجی اس کثرت کے ساتھ قتل کئے جاتے اور لوٹے جاتے ہیں اور وہ کچھ انسداد نہیں کر سکتا۔ اگر اُس میں اسلامی روحانیت ہوتی تو وہ اکیلا بیس سلطنتوں کے لئے کافی تھا چہ جائے کہ اب اپنی سلطنت سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے" اور کہ "یہ سب مخلوق خدا تعالیٰ کی ہے اور سب دل خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب پر غالب ہے جو خدا کا بنتا ہے خدا اُسے سب پر غالب کر دیتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں [illegible]

اب ایک صاف دل انسان غور کر کے سوچ سکتا ہے کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے کونسی ان الفاظ کے بیان کرنے میں غلط بات بیان کی اور کونسی بھُس میں چنگی ملا دی جس سے سلطان المعظم کی تحقیر و توہین ہو گئی جو وطن کے لئے زہر ہلاہل کا کام دیگئی یا جسکے سبب وطن کے ایڈیٹر کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگے؟ افسوس کہ سچی اور واقعی بات جیسے کہ ہم اس سے پہلے مضمون میں بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں موجب توہین ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و اسلام کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید و اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا توہین و تحقیر اسلام میں داخل نہیں بلکہ وہ ادنیٰ ترین خادم قوم کی اعلےٰ درجہ کی خدمت اسلامی اور حب الوطنی کی واضح اور بیّن دلیل ہو وے العجب ثم العجب!! کیا وطن کی نظر میں دُنیا میں اسقدر بھی عقل والی ہی رہ گئے ہیں جو امر ثابت میں فرق نہ کر سکینگے کہ آنحضرت صلعم جو سارے جہان کے سردار اور سرتاج اور وطن کی ذہنی اور من گھڑت روحانی سرتاج کے بھی روحانی سرتاج و سردار ہیں اُن کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا اسلامی خدمت ہے اور سلطان کی نسبت صحیح اور واقعی الفاظ بیان کرنا توہین و تحقیر میں داخل ہیں؟ غضب! کہ سلطان المعظم کے لئے یہ جوش اور محبت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن اور اسلام کے لئے یہ بے ہوشی اور عدم محبت!! آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بے جوشی اور عدم محبت ثابت کرتی ہے کہ دراصل سلطان المعظم کے نام سے دولت کمانے کا ہی ایک حیلہ و بہانہ ہے ورنہ اگر فی الواقع ہی وطن کو سلطان المعظم سے محض اسلامی اخوت کی بنا پر ہمدردی ہوتی تو آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے مملو کتابیں **نادر اور مفید** بیان کر کے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنے کا وطن ہرگز ہرگز ٹھیکہ نہ لیتا۔ غرضیکہ سلطان المعظم کی نسبت وہ بے جا جوش اور آنحضرت صلعم کے لئے یہ بے حیا کارروائی ثابت کرتی ہے کہ وطن اسلام کے اور مسلمانان عالم کے سردار و سرتاج اور قبلہ و کعبہ و برگزیدہ رب العالمین محبوب الحق [illegible] کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو عمداً

نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے مسلمانان عالم کی توہین و دل آزاری کا ٹھیکہ لینے کے بعد الحکم کے اعتراض کرنے پر اس برص کے داغ کو چھپانے کی خاطر محض فضول اور نامعقول حیلے و بہانے تراش کر ثابت کر رہا ہے کہ دراصل سلطان کی بیجا حمایت محض زر کھینچنے کی خاطر کر رہا ہے۔ اور اس پر ایک واضح اور بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ جب ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سوال آیا ..... تو اُس نے ریویو کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کی اور کرتا رہا۔ کہ ہم احمدی احباب کے خاص معتقدات سے مخالف ہونے کے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے اس کی **تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے**"۔ اور جب الحکم کی طرف سے اُس کی قابل شرم سوداگری کا راز فاش کیا گیا جس سے اُس کی بہت سی ..... آمدنی کا نقصان ہوا تو اپنی پہلی رائے کا بڑی صفائی سے خاکہ اُڑانے کے درپے ہو گیا یعنے وطن اپنی سابقہ رائے کے خلاف دوسری رائے یہ ظاہر کرتا ہے کہ "کیونکہ خدمت قوم کے علاوہ اس ایک **جرم کبیرہ** کا بھی وہ مرتکب ہو چکا ہے کہ اُس نے کیوں (**مستوجب کفر**) مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ ایک قادیانی رسالہ کی توسیع اور **عام مسلمانوں کی خرابی عقاید** کے لئے اُن کے تصرف میں نہ جانے دیا"۔ اس عبارت سے گویا آپ ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی رسالہ **ریویو مستوجب** کفر اور عام مسلمانوں کی خرابی عقاید کا موجب ہے" مگر اس سے پہلے وہی رسالہ وصول ہونے پر بڑے پایہ کا رسالہ تھا اور اُس کی تحقیقات اسلام کے متعلق نہایت فلسفیانہ اور عمیق تھی جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے" باوجود ان دورنگی بیانات کے آپ پیسہ اخبار کو نصیحت کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار کو چاہئے کہ دورنگی چھوڑ دے۔ مگر جب وطن خود پیسہ کی خاطر پہلے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے جس کو وہ دراصل سچی رائے نہیں سمجھتا اور دوسری رائے سے اُس کو محض غلط ثابت کرتا ہے تو اُس کو کیونکر جرات ہو گئی کہ وہ دوسرے کو وہ نصیحت کرے جس پر وہ خود عامل نہیں ہے۔ ہاں اسکا یہ سبب بے شک قابل غور ہے کہ پہلی رائے چونکہ کسی مطلب کی خاطر زرین رائے تھی اس لئے نہ

ملنے پر زبین پلاسے دیی مگر جب زر کا نقصان دیکھا تو زر کی ہی خاطر زبین رائے کو غلط ثابت کر دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وطن کا اسلامی خادم کہلانے کا اصل راز حضرت زر ہیں نہ کچھ اور ورنہ یہ کارروائی اُس سے ہرگز ہرگز سرزد نہ ہوتی کہ اُسی منہ سے ایک دفعہ تو کہ قادیانی رسالہ عمیق اور فلسفیانہ تحقیقات جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے بیان کرتا ہے اور دوسری دفعہ یہ کہ قادیانی رسالہ مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی عقائد کا ... قصہ مختصر یہ کہ یہ دونوں کام اُس نے محض زر کی خاطر کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ محض زر کا شیدائی ہے بس ورنہ وہ اپنی پہلی رائے کا ہرگز خاکہ نہ اُڑاتا۔

ہاں ہم یہ بات نہایت صدق سے تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے وہ الفاظ جو شاہ سلطان المعظم کی نسبت بیان فرمائے ہیں مگر وطن نے جو کارروائی کی ہے وہ ایسی کارروائی ہے کہ اسلام کے سیاہ دشمنوں نے بھی ایسا کبھی نہیں کیا کہ اسلام کی توہین و تردید والی کتابوں کو اسلامی کتابیں بیان کر کے وطن کی طرح لوگوں سے دوگنی تگنی قیمت وصول کرنے کی ٹھانی ہو۔ مرزا صاحب کی کارروائی اور اپنی کارروائی کو سامنے رکھکر خود ہی غور کرو کہ کس نے توہین و تحقیر کا کام کیا ہے مرزا صاحب نے افسوس سے وہ کلمات بیان فرمائے ہیں اور اس کی تصدیق اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ جہاں پر حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ جس وقت میں جیل خانوں کی رپورٹ پڑھتا ہوں اور اُس میں مسلمانوں کی تعداد جرائم پیشہ میں سب سے زیادہ پڑھتا ہوں تو سخت قلق اور کرب و غم سے میرا سینہ بھر جاتا ہے کہ وہ قوم جو رضوان اللہ کی سند یافتہ تھی۔ وہ قوم جس نے اپنی فاتحیت اور مظفر و منصور ہونے کا لوہا اپنے دشمنان دین کو منوا دیا تھا۔ وہ قوم جس نے انصاف اور عدل سے زمین کو بھر دیا تھا۔ وہ قوم جس نے پرہیزگاری و اتقا میں اعلیٰ درجہ حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا اعلیٰ درجہ کا ربط ضبط قائم کیا تھا یعنی بالکل اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے اور سب کام خدا کے لئے اور ... دین اور جاہ و جلال کے لئے تھا آج اُن کی ذریت الیسی لیستی کے ننگ ... میں پڑی ہوئی ... رہی ہے کہ کوئی عیب نہیں جو اُن میں نہ ہو

اور کوئی بدی نہیں جس میں ان کا اعلیٰ نمبر ہو۔ اسپر طرہ یہ ہے اور لکھکر دکھلاتے ہیں کہ مندرجہ بالا عنوانیوں سے بڑھکر یہ ایک بدعنوانی بھی ہے کہ مسلمان کے فرزند ہو کر مولوی کہلا کر مسلمانوں کے خادم بننے کے مدعی ہو کر مسلمانوں کا نمک کھا کر ایسی ایسی کتابوں کو جو ... اور مقید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے بیچنا شروع کر دیا کہ جس میں سراسر اسلام کی توہین و تحقیر ہے مگر پھر بھی اس کو قومی و دینی خدمت سمجھکر ... اور ہٹ دھرمی کی جاتی ہے آہ! آہ! آہ!!! باقی پھر انشاء اللہ تعالیٰ۔

(محمد حسین احمدی لاہور بھیا ونی)

وصیت ۹۰

(۱) منکہ عبد اللہ ولد رحیم بخش قوم احمدی ساکن موضع کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید ..... اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط منشرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جائداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ ... روپیہ نقد دیگر اس مادہ گاؤ بمعہ بچھی جس کی قیمت اس وقت ... روپیہ ہے اور ایک اور بچھڑی جس کی قیمت مبلغ ... روپیہ ہے۔ و تھال و چھینہ لوٹا جن کی قیمت ... روپیہ ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابیں جو مبلغ پانچ روپیہ کی ہیں یہ کل رقم ایکسو بیس روپیہ کی ہوئی۔ ان تمام پر میرا اس وقت مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔

میں آج کی تاریخ سے جائداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری تمام جائداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جائداد سے اس جائداد کو الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ جائداد کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے گی۔ تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد پیدا کروں۔ علاوہ اس جائداد بالا کے۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوا جائداد مذکورہ کے میرے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر اوپر فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے۔ اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ یا کسی اور جگہ دفن ہوں۔ غرضیکہ ہر جگہ یہ وصیت میری قائم رہیگی۔ فقط

گواہ شد

علی احمد احمدی ولد عبد اللہ احمدی ساکن کوٹلی منڈی ضلع سیالکوٹ

العبد

عبد اللہ احمدی ولد رحیم بخش مرحوم کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد

محمد رمضان ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد

اسمٰعیل احمدی ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

وصیت ۹۵

۱۔ منکہ امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں میں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ ... بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ اور انھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع فرمایا ہے۔ میں نے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے اور ایسا ہی میرے ورثاء میری وفات کے بعد ان ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

۴۔ میری جائداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اراضی قریباً دس گھماؤں بعوض مبلغ ... روپیہ کے واقع سیکھواں تحصیل گورداسپور میں شراکت جمال الدین و خیر الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن با قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے اور ایک مکان واقع قادیان دار الامان شراکت ... مذکور۔ ملکیت ہمارا ہے بحصص مساوی مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور چھپڑ فراخ شرق میں اور شمال مکان بہادر کشمیری اور جنوب مکان منشی عبد العزیز پٹواری ...

بیکھوان - اراضی و مکان مذکورہ بالا میں
[illegible] حصہ کا حق رکھتا ہے اور علاوہ
از [illegible] ب ۵۰۰ روپیہ نقد بھی ہیں اس
میری جایداد مستحقہ میں میرا کوئی شریک
اور جایداد مذکورہ میری خود پیدا کردہ ہے۔
آج کی تاریخ سے جایداد مذکورہ کے متعلق
یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میری جایداد مذکورہ
میں سے ۱/۵ حصہ میری وفات کے بعد صدر
انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے -
انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میری وفات کے
بعد اس جایداد کو میری جایداد سے الگ
کرے یا اس میں شامل رہنے دے اور وہ
اس کو فروخت کرے یا نہ کرے - تو اس وصیت
کردہ جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن
کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح
سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور
ہو - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی
ہو یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ
جایداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر آج کی تاریخ
کے بعد علاوہ جایداد مذکورہ بالا کے میری وفات
کے بعد میری اور کوئی جایداد ثابت ہو - تو
ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری
یہی وصیت ہے - یعنے پانچویں حصہ کی -
میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی
پڑھے - میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری
وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھیں -
میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے
بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت مجلس
کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں
دفن کرنے کی کوشش کریں اگر وہاں کوئی
روک پیدا ہو تو ان کے حکم کی تعمیل کریں -
لیکن خواہ روک کریں اور یا نہ کریں - میری
وصیت میں یہ امر مخل نہیں ہے - میری
وصیت پر اسی طرح عمل ہو جیسا کہ میں اوپر
لکھ چکا ہوں - فقط

گواہ شد
عبد العزیز احمدی پٹواری بقلم خود

گواہ شد
جمال الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

الہ [illegible]
امام الدین ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سیکھواں
بقلم خود

گواہ شد
خیر الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
فضل محمد احمدی ساکن ہرسیاں ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استغفر اللہ - **وصیت** ۳۴۷ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۱) میں مسمی بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ سالکن
امرتسر بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی
اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء حسب
ذیل وصیت کرتا ہوں - اور لکھ دیتا ہوں - کہ
میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں حضرت مرزا
غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع
گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان
رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ
جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے
۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ
لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند
ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط
اور قواعد کا بھی پابند رہونگا - جو رسالہ الوصیت
کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر
کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی
مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن
مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئیندہ شایع ہونگے
میں ان تمام کا اثر ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام
ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن
مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میری جایداد غیر منقولہ چونکہ اسوقت کوئی
نہیں - اس لئے میں تفصیل جایداد نہیں دے سکتا
مگر میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری
کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کا جو اسوقت موجود
ہو ۱/۱۰ دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے
سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا -
کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ
جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے
یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے
یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد
سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن مذکور کو پورا کرے -
(غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ
جایداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو
خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی - میری اس وصیت
کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جایداد
وصیت کردہ کی آئیندہ قیمت بڑھ جاوے - تو
اس کی مالک بھی انجمن ہوگی -

(۵) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے
کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر
میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت

میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہوچکے
ہیں - یا آئیندہ شایع ہونگی - دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے -

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف
پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں - ان اخراجات کی متکفل
میری یہ جایداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں فقرہ چہارم میں کیا ہے ہرگز نہیں - ان اخراجات
کو حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میری دیگر متروکہ جایداد میں سے
جسمیں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی - دیا جائیگا - اور میرے ورثا ان اخراجات
کو ادا کرنیکے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان
ان اخراجات کو اہم اور ضروری ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۷) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور
اگر حالات آئیندہ کی بنا کا مجھے اسوقت علم نہیں - میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ
ہوسکے تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے
اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی - لیکن یہ ضروری
ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک
مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے - میری نعش اور کہیں دفن
نہ کی جاوے الا امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن ہوسکتی ہے - ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم - اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

(نوٹ) نیز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی
آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعانت و اشاعت اسلام

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کر کے مایوس ہو چکے ہوں انہیں چاہئے کہ خداوند کریم کی جناب سے اسکی آزمائش کریں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب کیا ہوا ہے تو ہیوں تو ہر لحاظ سے ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان نشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا مجموعہ مشہور ہر دلعزیز

مرد کا لطیف غذا ہے — مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی — جوانی کی روح بڑھاپے کی جان

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچروپے (صہ) — تین ڈبیہ تیرہ روپے (۱۳) — ایکدرجن ڈبیہ (۵۰)

مفرح عنبری میں خداتعالےٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ممالک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں +

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک وسرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات عالی اور جید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی۔ یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے۔ اور جسم میں کمی واقع ہو اُن کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینیوالا بے نظیر مرکب ہے +

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پلیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلبا کو اس کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی۔ جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے +

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں پر طاعون ہمیشہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے +

مفرح عنبری حکماء اور ڈاکٹران کی خدمتمیں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث ہر مہینے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے +

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا کھانسی کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی ضرب صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ مضمحل ہو گئے ہوں +

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا فور۔ دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روزافزوں ترقی ہوتی ہے ... چہرہ سرخ و پرنور ہوتا ہے

(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور